یہ اخبار ہفتہ میں دو بار بروز چہار شنبہ و یکشنبہ شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

امرتسر

فہرست مضامین

تمدنی خبریں تغیرات کا منظر قابل توجہ اعلیحضرت حضور نظام
ہندوستان کی بیچینی اور پنجابات تار۔ کوہاٹ میں شورش
اور انقلابات۔ لارڈ کرزن کی رائے ہندوستان کی تعلیم
ہندوستان کی تجارت ممالک غیر سے۔ مسلمانان پونا کا جلسہ
حاجی صبغۃ اللہ خان صاحب رئیس بمبئی کا انتقال۔
آئندہ دس سال میں ہزار لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال
اور مقامی مسلمانوں کے معروضات۔ سودیشی اور جرائم
اخبار نگاہ کو جاری کرینگے۔ شہر پیشاور میں ... ازرات
... گورنمنٹ گرلس سکول ... غدر ... ہندی
... آتش بر جنگی ... سب ...
... کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل
کانفرنس۔ پریسیڈنٹ آریہ سماج لاہور کی مقدمہ ...
پنجاب گورنمنٹ گزٹ۔ ہندوستان کی خبریں وغیرہ

قیمت معہ محصولڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۶ شلنگ
امرا و رؤسا سے	۱۰ روپیہ	۵ روپیہ
عام خریداروں سے	۶ روپیہ	۳ روپیہ
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	۵ روپیہ	۲ روپیہ ۸ آنہ

بغیر قیمت پیشگی وصول کئے کوئی پرچہ جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدہ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام سپرنٹنڈنٹ کے نام ہونی چاہئیے

نمبر ۳۵ ۳۶ | ۲۹ جولائی و یکم اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۱۷ و ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۲۵ھ دو شنبہ | جلد ۱۲

تار کی خبریں

لنڈن – ۲۶ جولائی دار العوام میں سر ہنری کیمبل بینرمن نے بیان کیا کہ پارلیمنٹ کی اس سشن (اجلاس) میں امید ہے کہ ۳۳ بل۔ (مسودات قوانین) پاس ہونے ہیں جنمیں اثر السوال کا مسودہ قانون ترمیم ... انڈیا کونسل بل بھی شامل ہیں۔ آخر الذکر مسودہ قانون بالکل مختصر ہے اور جامع مانع ہے لیکن اس پر زیادہ جرح قدح اور مخالفت ہوئی تو یہ شاید ہی ایکٹ پاس ہو سکے۔ اور کہا کہ میرے خیال میں اگر ہاؤس نے ... اور مستعدی سے کام کیا تو پارلیمنٹ ۲۴ اگست کو برخاست ہو جائیگی۔ مسٹر بالفور نے سر ہنری ہوم ... کا مضحکہ اڑایا۔ اور کہا کہ اثر السوال سے متعلق بل مذکور بھی تو بڑی بحث اور معرکہ و خوض چاہتا ہے نیز سر ہنری کو الزام دیا کہ انہوں نے آغاز اجلاس میں بہت وقت ضائع کرایا۔ (۶) جسکا ... بیہودہ گزرے۔

مسٹر برل نے ہاؤس آف کامنز میں تسلیم کیا کہ آئرلینڈ میں واقعی بڑی بد امنی پھیلی ہوئی ہے لیکن ۳/۴ حصہ ملک سنگین جرایم سے پاک ہے۔ لہٰذا گورنمنٹ وہاں قانون جرایم کے نفاذ کو ضروری نہیں سمجھتی۔ اگر معمولی قوانین کی بھی پابندی کی جائے تو لوگ بہت کچھ امن پسند اور پابند امن بنائے جا سکتے ... کے خلاف خاص ... تحت میں ایک تازہ سازش کا پتہ لگا ہے جس میں شاہی بالنک ریلوے لائن اور شاہی کشتی تفریح کو سوسہ انگیز ہنڈریہ وغیرہ کے نقشے ملے۔ اس کے متعلق کئی مشتبہ شخص گرفتار ہو چکے ہیں۔

ٹائمز کا نامہ نگار پیکن تار دیتا ہے کہ چین نے یہ بات باضابطہ طور پر منظور کر لی کہ امریکہ کی تجویز کے مطابق وہ دیگر طاقتوں کے ساتھ مل کر تجارت افیون سے متعلق تحقیقات کرے۔

لنڈن – ۲۰ جولائی – مسٹر مارلے کا بل دیسی ممبران انڈیا کونسل کے تقرر سے متعلق نہیں ہے بلکہ اس میں اس امر کی تعیین کی گئی ہے کہ کونسل مذکور کے ممبروں کی تعداد زیادہ سے زیادہ چودہ ہونی چاہئیے اور کم از کم دس۔ اور تقرر سے قبل انکی ہندوستان سے غیر حاضری کی میعاد گھٹا کر ۵ سال کر دیگئی ہے۔ اس مسودہ قانون میں آیندہ ممبران کونسل کی تنخواہ ایک ہزار پونڈ رکھی ہے اور انکی مدت عہدہ گھٹا کر ۷ سال رکھی گئی ہے۔ نیز ۱۸۷۶ء و ۱۸۸۹ء کے ایکٹ ہائے متعلقہ کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

مسٹر لیج ٹمک کالم جدید گورنر سیلون ۸ اگست کو وکٹوریہ نامی سٹیمر میں سوار ہونگے

پیرس لوبد گیس جو پیکن سے پیرس تک کی دور دراز مسافت بذریعہ موٹر کار طے کرنے کو روانہ ہوا ہے بمقام تمسکی نوو گورود (دلائع روس) تک پہنچ گیا ہے۔

رائٹر کا نامہ نگار رسولی کے کیمپ تک جا پہنچا اور معلوم کیا کہ وہ سلطان مراکو کے ساتھ سلسلہ نامہ و پیام جاری ہونے کا بڑی بے صبری سے انتظام کر رہا ہے۔ مقامی قبایل اور جرگے اسے مدد دینے کو تیار ہیں کیونکہ اسنے انہیں کہلا بھیجا تھا کہ (سلطان کی نالائقی سے) اب تمہارا ملک کرسٹانوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔

جاپانی وائیکونٹ ہیاشی نے ایک نامہ نگار اخبار سے بیان کیا کہ جدید عہد نامہ سے کوریہ کی ہستی کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور کوریہ کے اس انجام سے چین کو بھی سبق عبرت لینا چاہئیے ایسا نہو کہ کوئی طاقتور سلطنت

وکیل
امرتسر
نمبر ۳۵-۳۶
جلد ۱۳
مطبوعہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء و یکم اگست سنہ ۱۹۰۷ء یوم پنجشنبہ و دوشنبہ

خیرات کا مصرف
قابل توجہ اعلیٰ حضرت حضور نظام

مسلمانوں کی خیرات کے مصرف پر قومی اخبارات رسائل وغیرہ میں بیسیوں بلکہ سینکڑوں دفعہ بحث چھڑ چکی ہیں۔ اور بہت کچھ خامہ فرسائی ہو چکی ہے۔ لیکن افسوس۔ جب ہم اسکے عملی اثر کی جانچ پرتال کرتے ہیں۔ تو سخت مایوسی اور صدمہ ہوتا ہے۔ خدا جانے مسلمانوں کی عقلیں کیسی مسخ ہو گئی ہیں کہ بعض سیدھی اور معمولی باتوں میں بھی ٹھیک ٹھیک کام نہیں دے سکتیں۔ مالی پہلو سے جیسی خراب حالت آج ہماری ہے۔ شاید ہی کسی دوسری ہم پلہ قوم کی ہو۔ ہندوستان تو درکنار۔ دنیا بھر میں اسوقت بمشکل چند ہی فیصدی مسلمان ایسے نکلینگے جو ناداری اور کمی استطاعت سے نالاں نہ ہوں لیکن کیا مجال ہے کہ اس مہلک و خوفناک مرض کے اسباب سدباب کی کچھ فکر کریں۔ اور کارگر تدابیر عمل میں لائیں۔ ان بدنصیبوں کی مفلسی کے وجوہ میں جہاں کاہلی۔ بے ہنری۔ دون ہمتی فضول خرچی وغیرہ اور کئی باتیں ہیں۔ انہی میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ وہ خیرات کے صحیح مصرف کو سمجھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور جو سمجھتے ہیں۔ وہ جان بوجھکر اسے عملاً ملحوظ رکھنے میں قاصر ہیں۔

کس قدر بدنصیبی اور بیہودگی ہے کہ خیرات و صدقات سے متعلق جس قوم کا مذہبی دستور العمل مسلمہ طور پر جہان بھر کے دینی آئین و قوانین سے افضل و اعلیٰ ہو۔ وہی مصرف خیرات کے بارہ میں سب سے زیادہ کودن اور کور خر دیا جائے۔ گو اب کچھ عرصہ سے تعلیم یافتہ طبقات اہل اسلام میں خیال اور ذرا ظہور اسپر عمل بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہٹے کٹے بیشہ ور گدا گر جو اگر چاہیں تو محنت مزدوری کر کے بھی معقول کمائی کر سکتے ہیں ہرگز خیرات کے مستحق نہیں۔ لیکن اب بھی ہمارے ملک میں بالخصوص عام مسلمان زیادہ تر ایسے ہی ملینگے جو اپنی جہالت اور بیدینی یا بہتر لفظوں میں یہ کہہ لیجیے کہ احکام دینی کی صحیح معلومات نہ ہونے کے باعث شب و روز اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی کا صدہا بلکہ ہزارہا روپیہ انہی غیر مستحق مشٹنڈوں کے حوالے کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا پاک اور بے عیب آئین انہیں اپنی کتاب مجید میں صاف و صریح طور پر بتلا چکا ہے کہ صدقات کے حقدار کون کون لوگ ہیں۔ ایسی قوم کی درد انگیز و عبرت خیز حالت یہی پکار پکار کے بتلا رہی ہے کہ اس سے زیادہ قابل رحم اور محتاج امداد آج اور کوئی نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ان غیر مستحقوں کو دینا بہت سے نیک نتائج و ثواب سے محروم ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ ملک اور قوم کے لئے کئی طرح کی قباحتوں اور شرمناک بدنامیوں کا بھی موجب ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ نشۂ غفلت کے متوالے کسی طرح بھی اپنا نیک و بد نہیں سوچتے سمجھتے اسوقت خیرات کی خصوصیت کے ساتھ ہمیں ریاست حیدرآباد کے حالات متعلقہ مذکور اور بھی زیادہ محسوس ہوئی جہاں کی بے موزوں اور غیر مشروع فضول خرچیوں اور خیراتوں کا افسوسناک تذکرہ اکثر اخبار و میں ہو چکا ہے لیکن افسوس وہاں کے معزز رؤسا مطلق پرواہ نہیں کرتے کہ اس معاملہ میں انکی حالت کس درجہ قابل اصلاح ہے۔ اور انکی دولت کا ایک معتدبہ حصہ بیاہ شادی کی رسوم و دیگر بہت سے دینی و دنیوی کار ہائے خیر چل سکتے ہیں کسطرح برباد جارہا ہے۔ حیدرآباد کا لوکل پرچہ معزز ہمعصر مشیر دکن واقعی سچ لکھتا ہے کہ جس طرح حیدرآباد میں ہندوستان کیا تمام باقی حصص دنیا سے بڑھکر بے تکی خیرات کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں موٹے سنڈے پیشہ ور بھیک منگوں کی تعداد بھی دیگر مقامات سے کہیں زیادہ ہے۔ مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ ان حرام خوروں کا گروہ کثیر تو مسجد بھر کر گلیوں بازاروں میں گشت کر کے اور لڑکے والے حلالی صدائیں دے کر اپنا ٹیکس وصول کر لیتا ہے۔ حالانکہ نہ یہ کسی طرح سے محتاج ہیں نہ مستحق امداد اور بیچارے اپاہج محتاج غریب غربا جو خیرات و صدقات کے اصلی حقدار ہیں۔ وہ شریکوں پر پاکو بیٹھیا حالت کس مپرسی پڑے سڑتے رہتے ہیں۔ انکی کوئی امیر امرا۔ بات نہیں پوچھتا۔ کسی معمولی آتے جاتے کے دل میں خدا نے رحم ڈالدیا تو ان کو کچھ مل گیا۔ ورنہ اللہ ہی بیلی ہے کیا ہمعصر موصوف کی یہ تازہ شکایت جسکا مفہوم ہم نے مدیر بیوجہ اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ کہ جس سے قبل بھی ان حالات کی خبر تھی۔ اور ہم خود اس بارہ میں ایک سے زیادہ دفعہ توجہ دلا چکے ہیں۔ کیا ندسائے حیدرآباد کے نزدیک بالکل لایعنی اور ناقابل التفات ہے؟ اور کیا انہیں خدانخواستہ کوئی بھی اہل دل اور سلیم الفہم ایسا نہیں جو ان باتوں کی قدر و قیمت جانتے حالانکہ دنیوی مصلحت اور فوائد کے علاوہ مذہبی نقطہ نظر سے بھی خیرات کا مسئلہ ایک اہتمام بالشان امر ہے ہم شبہ سے نہ رستے اور نہایت درد بھرے دل سے کہتے ہیں۔ کہ اگر بہی خواہان ریاست کی ایسی ضروری معروضات پر اس بیداری کے زمانہ میں بھی توجہ نہ کی گئی جبکہ ہر ایک قوم بیدار ہو کر اپنے نیک و بد کی فکر میں لگی ہوئی ہے۔ تو خدا کے جلیل کے حضور نہ صرف معمولی رؤسا و امرائے ریاست بلکہ خود اعلیحضرت شاہ دکن بھی ان خرابیوں کے جوابدہ ہونگے۔ جو ان کی بے توجہی اور عام مسلمانان ریاست کی جہالت کے باعث احکام اسلام کی صریح خلاف ورزی سے ظہور میں آتی ہیں۔

حیدرآباد بفضلہ ایک عظیم الشان و باحتیاط ریاست ہے۔ اگر اسکے عمال سرکاری اور ہز ہائینس حضرت ظل اللہ اپنے دل میں کچھ قوم کا درد رکھتے ہوں اور اسلامی حمیت کو کام فرمائیں تو برٹش گورنمنٹ جیسی عدیم النظیر سلطنت کے زیر سایہ یہ ریاست بھی دیگر دیسی ریاستوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ بن سکتی ہے۔ مگر یہاں افسوس کہ اور والیان ملک کے حالات اور ان اصلاحات و ترقیات کو جو انہوں نے اپنی اپنی قلمرو میں کی ہیں۔ آگاہی حاصل کر کے بھی ذرا متاثر نہیں ہوتے۔ یہ ایک ایسے دل کے لئے جو اپنے اندر قوم کا درد اور اسلامی غیرت و حرارت رکھتا ہو کس قدر رونے اور خون بہانے کا مقام ہے۔

بارگاہ اعلیٰ حضرت میں بارہا مختلف ذرائع سے ایک اسلامی یونیورسٹی کی ضرورت گذارش کیگئی۔ اگر بندگان عالی التفات فرماتے تو خاص خزانہ عامرہ بھی اس کا بنجانا شاہ دکن جیسے دریا دل والی ریاست کے آگے کچھ بڑی بات نہ تھی لیکن اگر کسیوجہ سے خزانہ ریاست پر یکدم یہ بار ڈالنا مناسب نہیں سمجھا گیا تو قلمرو حضور میں مصرف خیرات کی اصلاح سے ہی کچھ عرصہ میں ملت جز الامام کی یہ اڑی مشکل بوجہ احسن حل ہو سکتی ہے

رباعیات عمر خیام

تذکرہ حکیم موصوف

ہندوستان کی بےچینی اور اخبارات

تار

۲۴ جولائی کو ہاؤس آف کامنز میں مسٹر ریڈ گریڈی نے سوال کیا کہ جو ضوابط دیسی اخبارات کے متعلق شائع کئے گئے ہیں کیا مسٹر مارلے اُن کا اطلاق ولفاظ گھبراہٹ اور تشویش پیدا کرنے والی اُن ناخبروں پر نہ کریں گے جو (انڈیا سے) ہندوستان سے انگلستان کو بہیجی جاتی ہیں؟ صاحب وزیر ہند نے اسکے جواب میں فرمایا کہ قوانین ہند میں ایسا کوئی ضابطہ نہیں ہے جس کے ذریعہ سے ہم اس قسم کے پیغامات کی نگرانی اور روک ٹوک کر سکیں اور یہ بھی ہے اور گورنمنٹ ہند کیلئے غیر ممکن ہے کہ اخباروں کی بات بات کا خیال رکہیں اور اُن کو بتلاتے رہیں کہ فلاں خبر چھاپی جائے اور فلاں قابل اشاعت ہے۔" مسٹر مارلے نے جو کچھ فرمایا واقعی بجا ہے۔ اگر اخبار نویسوں کی ہوشمندی تال اندیشی اور معاملہ فہمی کا اعتبار بالکل ہی اُٹھ جانے اور گورنمنٹ کو انکے حرف حرف پر نظر رکہنی پڑے تو قطع نظر اس سے کہ یہ عملی طور پر قریباً محال ہے۔ گورنمنٹ اس زحمت کو گوارا کرنے کیلئے اخبارات کے قطعاً بند کر دینے کو غالباً ترجیح دیگی۔ انسانی غلطیوں کا کلی انسداد تو نہ کبھی ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے پس اگر اخباری پیغامات کو بہت سی قیود میں جکڑ بند کر بہی دیا گیا۔ تو کیا تمام اخبار ہر قسم کے عیوب اور کمزوریوں سے پاک ہو جائینگے؟ ہرگز نہیں۔ پہر پریس کی آزادی کا اور بہی گلا گہونٹنے سے حاصل؟ مسٹر او گریڈی نے شاید سوال کرتے وقت اسکو ملحوظ نہیں رکہا۔ کہ اسکا اثر اُس (برٹش) پریس پر پڑیگا جو ایسے ... ارکار دیا ذکو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر ہندوستانی اخباروں سے متعلق ایسی تجاویز پیش کیجاتیں تو اس وقت میں کچھ قابل غور بہی قرار پا سکتی تہیں۔ کیونکہ انہوں نے شائد آزادی پریس کی قدر نہ جانی۔ اسکا بیجا استعمال کیا۔ اور اپنے فرایض وذمہ داری سے غافل ہو کر گورنمنٹ اور پبلک کو ناحق پریشان کیا۔ ہندوستان کی اخبار نویسی یوروپین جرنلزم کے بالمقابل ابہی بالکل بے حقیقت اور بچوں کا کہیل ہے جس میں بدتمیزیاں اور بے احتیاطیاں بہی اکثر ہوتی ہیں پس یہاں کے اخبار نویس کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا پریس تمام عیب و سیاست اور نگرانی وہدایات سے بالکل مستغنی ہے۔ یا جو حدود وقیود اُن پر لگائی جاتی ہیں ... انگلستان پر بہی عاید ... یا نہیں۔ کاش! ہندوستان کے حامی کا رمعزز ممبران پارلیمنٹ بہی فیاضانہ و ہمدردانہ خیالات سے ہندوستانیوں کی نسبت کرتے وقت بات کا اندیشہ فرا لو سوچ لیا کریں

کوریا میں تشویش اور انقلاب حالت

گذشتہ اشاعت میں جو حالات چہپ چکے ہیں اُن کے بعد کی تارخبروں سے البتہ یہ تشویش حالت میں کچہ کمی نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ لکہا ہے کہ محل شاہی پر جاپانی فوجیں متعین کر دی گئی ہیں۔ ایک نئی رجمنٹ بنگیانگ سے بہی آ گئی ہے ۲۰ جولائی کی صبح کو ولیعہد کو تخت نشینی کی رسوم ادا کی گئیں جس نے شاہ حال کی حیثیت سے مارکوئس اٹیو۔ بہت سے جاپانی عماید اور نیز کونسل جنرل کو شرف باریابی بخشا یہ تو خیر ایک معمولی بات ہے اطلاع تہی لیکن اس سے بعد کا پیام برقی مظہر ہے کہ نامہ نگار ... مقیم پایہ تخت کے رپورٹر دیتا ہے کہ جب سابق شہنشاہ کی معزولی کا حال عوام کو معلوم ہوا تو جاپانیوں کی جان کے لئے بڑے خطرات کا اندیشہ ہے۔ جنرل ہسیگوا کے پاس کلہم نو ہزار آدمی ہیں ... ہے۔ جو قلیل التعداد ہونے کے علاوہ کچہ قابل اعتماد بہی نہیں۔ رہی کورین پلٹن جسکے جوانوں نے بغاوت میں حصہ لیا۔ پولیس سٹیشن پر فیر کئے۔ اور جاپانیوں پر حملہ کیا تہا۔ سو وہ قبول اطاعت اور اسلحہ و سامان حرب حوالہ کرنے سے انکاری ہو گئی ہے۔ اور جاپانی افسر اس قابل نہیں ہیں کہ اسے قبول اطاعت پر مجبور کر سکیں ... تاوقتیکہ انہیں کمک پہنچ لے جو مقام شمونوسکی سے چل کر ابہی رستے ہی میں بیان کی جاتی ہے۔ سو لیکن ابہی شہر کے افواج کوریہ کو اکثر اشتعال دلاتی اور للکارتے رہتے ہیں۔ سپاہ مذکور کے قبضہ میں اسوقت نو سے ہزار کارتوس ہیں جنہیں وہ با فہمانہ غرض میں استعمال کر سکتی ہے۔ شہنشاہ حال کا سب سے پہلا فرمان اس بارہ میں شائع ہوا ہے کہ جو ڈپوٹیشن ہیگ کانفرنس کے پاس فریادی ہو کر گیا تہا اُسکے ارکان کو سزا دیجائے اسکی عملدرآمد دیکہئے کیا کچہ گل کہلتے ہیں

لنڈن سے ۲۴ جولائی کی تار خبر ہے کہ جاپانی حضرات سیول کے محل شاہی کو بہی تمام تشویشناک سازشوں کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ اور کہ اُن کے نزدیک سابق تاجدار کی آئے دن کی بیجا مداخلت سے ہی ساری مشکلات اور خرابیاں پیدا ہوتی تہیں اب وہ معزول ہو گیا ہے۔ تو امید ہے کہ جلدی ہی شورش ٹہنڈی پڑ جائیگی اور روز روز فتنہ و فساد کے جہگڑے بند ہو جائینگے۔ اسی دوسرے دن کا تار برقی مظہر ہے کہ کوریہ کے ڈیلیگیٹ سوتہمپٹن سے روانہ امریکہ ہو گئے ہیں۔ انہیں سے ایک شخص سمے پرنس یونگ سے نامہ نگار رویٹر نے ملاقات کی۔ تو اُسنے دوران گفتگو میں بیان کیا کہ ہم پریزیڈنٹ روزویلٹ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اور امریکہ کے بڑے بڑے شہروں کی بہی سیر کرینگے۔ بعد ازاں انگلستان کی طرف لوٹ جانے کا ارادہ ہے۔ پرنس مذکور نے یہ بہی بیان کیا کہ اس شخص کو شہنشاہ (سابق تاجدار کوریا) نے مدنیجیال روانہ کیا تہا۔ کہ میں تو اب نہ بہی امروز فردا میں سلطنت سے معزول کر ہی دیا جاؤنگا۔ لیکن تم لوگ اگر میں قتل بہی کر ڈالا جاؤں تو اپنے مشن کی کارروائی جاری رکہنا اور اُس آزادی کو جو تم کو اب سے پانچسو سال قبل حاصل تہی از سر نو حاصل کرنے کیلئے جان لڑاتے رہنا۔ پرنس یونگ نے آخر میں یہ بہی بتلایا۔ کہ شہنشاہ کی معزولی جاپانیوں کے اور کوریہ کے ٹریٹروں (قومی غداروں) کی وجہ سے ہوئی ہے۔ یعنی جاپانیوں نے کوریہ میں اپنا سکہ جمانے کے لئے بیدریغ روپیہ خرچ کیا اور کورین دشمنان قوم نے بطمع زر انکی سازشوں میں مدد کی۔

۲۵ جولائی کی تار خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ جاپانی جنگی جہاز مع ضروری سامان حرب کے شمیلپو آن پہنچے۔ اب جاپانی سپاہ مع ایک طاقتور دستہ "بلوجیکٹس" (ترتیلی کرتی والی فوج) کے پایہ تخت کوریہ کو جا رہی ہے۔ گرمی کی شدت اور بہاک باراں سے کوریہ کے عوام الناس میں بےچینی اور بہی بڑہ گئی ہے رائٹر پایہ تخت جاپان سے خبر دیتا ہے کہ جاپان اور کوریہ کے درمیان ایک نیا عہدنامہ ہو گیا ہے جسکے رو سے جاپانی ریزیڈنٹ جنرل کو معاملات داخلیہ کوریہ میں پورا پورا اختیار و اقتدار حاصل ہوگا۔ اور جاپانی افسر کوریہ کے سرکاری دفاتر میں تعینات کئے جائینگے

لوگوں میں اس انقلاب سلطنت سے بہی کچہ تشویش اور گہبراہٹ ہو رہی ہے۔ لیکن اسمیں شک نہیں کہ اب اہل کوریہ کا جاپان کے خلاف ہاتہ پاؤں مارنا عبث ہوگا۔ کیونکہ شاہ معزول کا رسوخ واثر اب قریباً بیکار دکالعدم ہو چکا ہے اور اگر اسکے حامی کار جنگی تعداد اب ضرور ہی کچہ دن بدن گہٹ رہی ہوگی۔ کچہ سر اٹہائیں اور عوام کو اُبہارینگے ہی تو جلدی ہی منہ کی کہا کر نیست و نابود ہو جائینگے۔ کیونکہ جاپان کی پشت گرمی کے لئے برٹش جیسی زبردست دول یورپ تیار معلوم ہوتی ہے

لارڈ کرزن کی رائے ہندوستان کی شورش پر

۲۵ جولائی کے پیغامات تار

میں ذکر ہے کہ لارڈ کرزن بہادر بالقابہ حال ہی کسی تقریب سے لنڈن کی ایک جماعت موسومہ "گرد سر کلب" کے ہاں مدعو ہوئے۔ تو آپنے اپنی تقریر کے دوران میں ہندوستان کی بےچینی پر بہی کچہ رائے ظاہر کی جو ہر ملک میں ضرور خاص دلچسپی سے دیکہی جائیگی۔ کیونکہ لارڈ ممدوح کی رائے کسی معمولی یا غیر متعلق شخص کی رائے نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی رائے ہے جو برسوں تک ہندوستان کی قسمت کا مالک مختار رہ چکا ہے اور انڈین پالیٹکس کے رگ وریشہ سے گہری آگاہی رکہتا ہے بلکہ بعض کے نزدیک تو ہندوستان کا سیاسی مطلع دگرگوں ہی اُن کے قدم کی برکت سے ہوا۔ لارڈ ممدوح نے فرمایا کہ ہندوستان کی یہ بےچینی کچہ گہری اور جگری نہیں بلکہ بالکل سطحی ہے۔ ہاں! اہل ہند کی جو شکایات واقعی اور واجبی ہوں۔ اُن کا تو ضرور تدارک ہو جانا چاہیئے لیکن ساتہہ ہی بدامنی و بغاوت کی سپرٹ کو بہی سختی اور اولوالعزمی سے دبانا لازمی ہے اور

ہیں! مجھے یقین ہے کہ تر اید ہی علم بردار کامیابی کے ساتھہ ہو رہا ہے" فرمایا کہ "مجھے اس میں بھی کچھہ شک نہیں کہ اگر خدانخواستہ کوئی مشکل آن پڑے تو ہندوستان کے والیان ریاست بالاتفاق گورنمنٹ برطانیہ کا ساتھہ دیں گے - اور بڑی بات یہ ہے کہ ہندوستان کا سب سے زیادہ اشتعال پذیر حصہ یعنے شمال مغربی سرحدی علاقہ اس نازک وقت میں شور و شر سے مامون رہا - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحدی سیاہ میں خود سرحدیوں کو ہی بھرتی کرنے کی پالیسی بالکل حق بجانب تہی اور خوب ثابت ہوئی

ہندوستان کی تجارت ممالک غیر سے

صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر محکمہ کاروبار تجارت نے اپنی سالانہ رپورٹ دربارہ تجارت درآمد و برآمد ہندو حال ہی میں شایع کی ہے - جو اس سال خاص غور و توجہہ سے دیکھے جانے کے لایق ہے - زیادہ تر یہ خیال کہ آیا سودیشی تحریک کی داد دیلانے تجارت اشیا درآمد پر بہی کچھہ اثر ڈالا یا نہیں - جب ہم اکسپورٹ رپورٹ کے شمار و اعداد پر نظر ڈالتے ہیں - تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سال حسابی یعنے ۰۷-۱۹۰۶ء میں ان دونوں (درآمد و برآمد) کی مجموعی میزان ۸۰۷ و ۲۶ کروڑ روپے رہی بجائے کہ پچھلے سال (۰۶-۱۹۰۵ء میں) یہ ٹوٹل ۲۹۲ و ۱۴ کروڑ روپے تہا گویا سال زیر رپورٹ میں بجائے کسی کمی کے الٹی ۷۷ و ۸ فیصدی کی بیشی ہوئی - اس بیشی میں قریبا ۵ و ۳ کروڑ روپیہ ان غیر ملکی اشیائے تجارت کا بہی شامل ہے جو ہمارے ملک میں لائے گئیں لیکن اسکے بالمقابل کم و بیش ۳ و ۴ کروڑ روپیہ کا سامان کا داخل نہیں ہے جو گورنمنٹ نے سرکاری ریلوں کے لئے بیرونجات سے منگایا! میزان اعظم مذکور میں ۳۶ و ۵ ۵ فیصدی حصہ یا ۲۲ و ۱۸ کروڑ روپیہ اس مال کا ہے جو ہندوستان سے باہر گیا - اور جسکی تم سال ماسبق میں ۱۵ و ۱۸ کروڑ تہی گویا اس میں اس سال ۱۲ و ۱۴ کروڑ کا اضافہ ہوا - جو سال زیر رپورٹ کی مجموعی شبعی تجارت کا ۵۵ فیصدی ہوا - مال درآمد کی مجموعی قیمت ۵۱ و ۱۳۵ کروڑ روپے ہوئی جو سال ماسبق میں ۹۸ و ۱۲۳ کروڑ تہی یعنے ۵۳ و ۱۱ کروڑ یا ۳ و ۹ فیصدی کا اضافہ ہوا -

مسلمانان پونا کا جلسہ

پچہلے ہفتے مسلمانان پونا کا ایک عظیم جلسہ زیر صدارت مولوی رفیع الدین صاحب - بدین غرض منعقد ہوا کہ لارڈ لیمنگٹن بہادر بالقابہ گورنر بمبئی کو ہندوستان سے رخصت ہونے ہوئے الوداع کہیں اور انکی بوقت جدائی پر اظہار افسوس کریں - اس جلسہ میں مختلف بندگان ملت نے مناسب موقع تقریریں کیں جنمیں لارڈ ممدوح کے اوصاف اور اُن کے بابرکت عہد کی خوبیاں بیان کی گئیں اور قوم مسلمان کی طرف سے ہز اکسیلنسی کے بیشمار مراحم خسروانہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا گیا - آخر میں ایک رزولیوشن باین مفہوم پاس کیا گیا کہ اس جلسہ کو لارڈ ممدوح کی بیگم صاحبہ کی علالت طبع کا اور خود آنجناب کے قبل از وقت مستعفی ہو کر تشریف لیجانے اور اس ناگہانی رنج و غم میں مبتلا ہونے کا جو بیگم صاحبہ کی بیماری سے قدرتہ ہونا چاہیئے از حد صدمہ اور آپ سے دلی ہمدردی ہے -

حاجی عبد الشکور خان صاحب رئیس بہیکھم پور کا انتقال

افسوس کہ حاجی عبد الشکور خان صاحب رئیس بہیکھم پور جو ہمارے قومی کالج (مدرسۃ العلوم علیگڈہ) کے قدیم محسن مربی اور اسکے ایک معزز و ممتاز ٹرسٹی تھے - حج بیت اللہ سے مشرف ہو کے واپس آتے ہوئے بمقام جدہ رحلت کر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون حاجی صاحب مغفور سر سید مرحوم کے ان گہرے دوستوں اور خاص معاونین میں سے تھے جنکی رفاقت اور پشت گری کے بہروسہ پر سید اعظم نے علی گڈہ میں اس عظیم الشان قومی انسٹیٹیوشن کی بنا ڈالی تہی - سید مرحوم حاجی صاحب کی بڑی قدر و عزت کرتے تہے افسوس کہ آپ کی وفات سے کالج کا ایک اور پرانا شفیق سر پرست کم ہو گیا - ایسے بزرگان ملت کا اٹھہ جانا واقعی قوم کے واسطے ایک ایسا نقصان عظیم ہے جسکی تلافی بظاہر اسباب مشکل بلکہ محال معلوم ہوتی ہے - خدا تعالے حاجی صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہہ دے اور آپکے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے -

مدرسۃ العلوم کے یونین کلب میں اس اندوہناک واقعہ پر افسوس اور مرحوم کے عزیزوں کے ساتھہ ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے ۲۰ جولائی کو یعنے جس روز یہ ناگوار اطلاع پہنچی - ایک جلسہ بصدارت نواب ممتاز الدولہ بہادر بالقابہ منعقد ہوا جس میں تمام موجودہ ٹرسٹیان کالج - سٹاف اور طلبا شریک تھے - صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب اور شیخ عبد اللہ صاحب نے مرحوم کے اوصاف حمیدہ کا نہایت موثر الفاظ میں ذکر کیا - آخر میں اہل جلسہ نے حاجی صاحب مغفور کے ساتھہ ہمدردی کا رزولیوشن پاس کر کے انہیں اسکی اطلاع دیگئی -

آیندہ دس سال میں

مسٹر ٹامس الوا اڈیسن اس وقت اطلاع فونوگراف جیسی زمانہ حال کی حیرت انگیز ایجاد کا بانی مبانی مسٹر ٹامس - اے اڈیسن اس وقت اقطاع عالم میں دنیا بہر کے موجدوں میں غالبا ممتاز ترین شہرت رکھتا ہے - لہذا اسکا نام نامی کسی تعریف یا اشتہار کا محتاج نہیں معلوم ہوتا - ہاں مگر اسکی تازہ ترین سائنٹیفک تحقیقات اور آئندہ اولوالعزمانہ توقعات کا ذکر ضرور ناظرین کے لئے موجب دلچسپی ہوگا - حال میں اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے ایک وقایع نگار نے اس سے ملاقات کی تو مسٹر اڈیسن نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ آیندہ دس سال کے عرصہ میں دنیا اتنی اور ایسی ایسی عجیب و غریب ترقیات اور ایجادیں دیکھیگی جو گذشتہ نصف صدی میں بہی اسے نصیب نہیں ہوئیں - اسنے پیشینگوئی کی کہ اب سے کچھہ بہت مدت نہ گذریگی کہ سائنس کی مدد سے کسان بذریعہ نائٹروجن اپنے کہیتوں کو مالامال کر سکیگا - کہا کہ "الکٹریسٹی یعنے بجلی کا علم ابہی بالکل بچپن کی حالت میں ہے اور باوجودیکہ میں کئی سال سے اسکی تحقیقات میں بسرگرمی مشغول ہوں - لیکن پہر بہی میں مانتا ہوں کہ اسکے عجیب و غریب اسرار قدرت کو ہنوز میں نے کچہہ بہی نہیں سمجہا" گویا علم برق سے متعلق مسٹر اڈیسن کی موجودہ معلومات میں جتنی ہیں اس سے کہیں زیادہ قیمتی دریافتیں زمانہ آئندہ میں ظہور پذیر ہونے والی ہیں - "مجھے امید ہے کہ عنقریب ایک ایسا سہل اور کم خرچ یا لا انشین طریقہ نکل آئیگا جسکے ذریعے کوئلے سے براہ راست برقی روپیدا ہو کر کام دے سکے - آپ خیال فرمائیں کہ اس وقت کیا حالت ہوگی - یہ کہ لوگو موٹو انجن ردی ہو کر کوڑی پر پہینکدیئے جائینگے - اور تمام انجن بجلی کی طاقت سے دوڑا کرینگی - اور کوئلہ کو ادہر سے اودہر لیجانے میں بہی کچھہ زیادہ مشقت درکار نہوگی - بلکہ اسکی کانوں کے دہانوں پر صرف بڑے بڑے فیکٹور الکٹریسٹی پلانٹس نصب کرنے پڑینگے جن سے بذریعہ تار کے بجلی تمام اطراف ملک میں پہیل کر کام دے سکا کریگی - بازاروں میں گہوڑے ٹٹو وغیرہ کی سواری کوئی نظر نہ آئیگی کیونکہ معمولی گاڑیاں وغیرہ بہی بجلی ہی کی طاقت سے چلا کرینگی - گہروں میں روشنی بہی برقی قوت ہی سے کی جائیگی کیونکہ یہ قیمت اُس زمانہ میں ایسی سستی پڑیگی کہ غریب غربا ہر کس و ناکس اسے استعمال کر سکینگے - جہاز بہی سٹیم پیدا کرنیوالی طاقت کے محتاج نرہینگے - ان کو حرکت دینیوالی بہی یہی اعجوبہ روزگار بجلی ہوگی - اور اوقیانوس اٹلانٹک کو تین دن میں عبور کرنا ممکن ہو جائیگا - بحالت موجودہ جو طاقت کوئلہ سے حاصل کی جاتی ہے اسکا $\frac{9}{10}$ حصہ بائیلرز وہیلرز اور ڈائنا موز وغیرہ کے استعمال کی وجہہ سے رائیگان چلا جاتا ہے - لہذا اس زمانہ میں براہ راست برقی رو کے طفیل دنیا کو ابکی نسبت دس گنی طاقت حاصل ہو سکیگی -

ہز آنر لفٹیننٹ گورنر بہادر مشرقی بنگال اور مقامی مسلمانوں کی معروضات

سر لینسلوٹ ہیر بہادر بالقابہ لفٹیننٹ گورنر بہادر صوبہ جدیدہ ۱۷ ماہ حال کو بتقریب دورہ مقام سلہٹ میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں میونسپلٹی اور مقامی انجمن اسلامیہ وغیرہ کی طرف سے چار ایڈریس جناب ممدوح کی خدمت میں پیش ہوئے۔ انجمن نے اپنے ایڈریس میں ایک مدرسہ کے قیام کی درخواست کی تھی جسکے جواب میں ہز آنر نے فرمایا کہ عنقریب امید ہے ہم آپ لوگوں کی ان خواہشات پر متوجہ ہو سکینگے۔ اور امید ہے کہ پرائمری سکولوں کے واسطے اردو کی ابتدائی ٹیکسٹ بکس تیار ہوں۔ حضور ممدوح نے ارشاد کیا کہ اس معاملہ پر توجہ و احتیاط غور ہو رہا ہے۔ اور ہم صاحب ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم سے دریافت کرینگے کہ آیا یہ مجوزہ تجاویز کی مشرقی بنگال میں آزمائش ہو رہی ہے کیا اسی قسم کی تجاویز کا عملدرآمد بطور امتحان اس ضلع میں بھی ہو سکتا ہے؟ انجمن نے ایک گذارش یہ کی تھی کہ محمڈن فنڈ سے جو رقم پس انداز ہوئی ہے۔ وہ ایک خاص ویٹرنیری یا سندامتی سکالرشپ پر صرف کی جائے۔ اسکے جواب میں ہز آنر نے فرمایا کہ صاحب ڈائرکٹر بہادر سر رشتہ تعلیم سفارش کرتے ہیں کہ وہ روپیہ مسلمان بچوں کی فیس معاف کرنے پر خرچ ہو۔ لیکن ساتھ ہی اس قسم کے وظائف کی اشد ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جناب ممدوح نے یہ بھی وعدہ فرمایا کہ اگر آپ لوگ نصف خرچ برداشت کریں اور کوئی موزوں سکالر (وظیفہ لینے والا) بھی مل جائے تو ہم ایک ویٹرنیری سکالرشپ عطا کر دینگے۔"

سودیشی اور حکام

ایک ہمعصر رقمطراز ہے کہ علاقہ باریسال میں حکام ایما سے سودیشی تحریک کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کوئی سمجھدار اور دور اندیش اور عالی ظرف حاکم نفس تحریک کا دشمن نہیں ہو سکتا۔ تاہم ہم بلا تامل باور کرتے ہیں خبر درست ہو گی۔ اور مشرقی بنگال کی گذشتہ و موجودہ نازک حالت کے مصالح کو مدنظر رکھکر ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ اس علاقہ میں بالخصوص اور بعض دیگر علاقہ جات میں بھی بالعموم حامیان تحریک نے طفلانہ بیہودگی اور سودیشی کے ساتھ ہی بائیکاٹ کو حد سے زیادہ جوش نے جیسی کچھ فضیحت خیز اور فتنہ انگیز صورت اختیار کی وہ محتاج تشریح نہیں۔ پس اگرچہ یہ تحریک فی نفسہ کیسی ہی مفید و مبارک ہو۔ کہ بعض حکام بھی اسکے نہ دل سے موید ہیں۔ لیکن ایسے مقامات میں جہاں اسکی وجہ سے بڑے بڑے خون خرابے ہو چکے ہوں۔ اور نہ صرف حاکم و محکوم بلکہ خود رعایا کے بھی مختلف فرقوں میں صریح بغض و عداوت اور انتہائی منافرت پیدا ہو چلی ہو کوئی مصلحت اندیش اور بہی خواہ ملک خواہ وہ عمال سرکاری سے ہو یا افراد رعایا سے سودیشی کو دبانے کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا۔

اخبار بنگانشر کو جاری رکھینگے

بنگانشر کے ایڈیٹر کو سزا مل گئی۔ اور جس مطبع میں وہ چھپتا تھا اس کی ضبطی کا حکم ہو گیا لیکن بنگالی مہاشے بھی ایسے نہیں جو اس مقدس پرچہ کو برابر جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ خبر موصول ہوئی ہے کہ اسکے لئے مناسب انتظام ہو گیا ہے اگرچہ پریس کی ضبطی میں آجانے سے اگلے پرچہ کی اشاعت میں کچھ تعویق ضرور واقع ہو گی۔ لیکن بہت جلد دوسرے پریس میں چھپنے کا بندوبست کر کے اسکو بدستور اجرا کا اعلان دیدیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اس کی تحریک بھی شروع ہو گئی ہے۔ کہ مطبع کی ضبطی کے خلاف جو بالکل بے ضابطہ اور محض بے رحمی و ناانصافی سے عمل میں آئی ہے۔ ہائیکورٹ میں اپیل دائر کی جائے۔ دیکھیں شورش پسند بنگالی بابو [illegible]

سمجھ پر افسوس آتا ہے کہ ملک میں ایسی بےچینی و تشویش پھیلا کر اور اکثر امور میں اپنی شوخی و بیباکی اور حماقتوں کا خمیازہ بھگت کر بھی ان کی عقل ٹھکانے نہ آئی۔ دانا وہ ہے جو شائستگی سمجھے۔ اور اپنے سے بالا دست طاقت کے تیور ہی تاڑ کر اپنے حال و قال کی اصلاح کرلے۔ اور صریح تنبیہ و تادیب سے تو معمولی کودن یا شریر بھی سیدھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب غیر سمجھدار مخلوق ہیں کہ کسی طرح بھی راہ راست پر نہیں آنا چاہتے۔ اسکا نتیجہ ہمیں تو بجز اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ کہ دشمنان امن کی ڈھٹائی سے قانونی قیود دن بدن بڑھتی چلی جائینگی۔ اور ایک وقت ایسا آئیگا جبکہ موجودہ آزادی اور برکات تہذیب و تمدن کے لئے بھی سرگرداں ہونگے۔

مزید بیہودگی اور شرارت

کلکتہ کی تازہ تار خبر سے معلوم ہوا کہ جگانتر کے حامی کا سلسلہ جوش اسی حد تک پہنچا ہوا نہیں کہ اسے آئندہ بند نہ ہونے دیں گے۔ بلکہ وہ اسکی حمایت میں دھوم دھام کے جلسے بھی کر رہے ہیں جن میں زور شور کی ولولہ انگیز تقریریں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ۲۴ ر جولائی ۱۹۰۷ء کی شب کو جو جلسہ کالج سکوئیر میں بصدارت بپن چندر پال منعقد ہوا اس میں ان بیہودگیوں کے علاوہ بھوپندرا ناتھ دت ایڈیٹر جگانتر کی سزا کے قید پر اظہار مسرت بھی کیا گیا۔ ایک احمق سپیکر نے جو بدنصیبی سے مسلمان ہے۔ اور ناحق مولوی لیاقت حسین کہلا کر مولویت اور لیاقت کے نام کو بھی بٹہ لگاتا ہے کہا کہ بھوپندرا ناتھ دت جیل میں نہیں بلکہ بہشت میں گیا ہے۔ اور کون ہے جو وہاں جانا نہ چاہے؟ اور کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسکے قید ہونے پر رنجیدہ ہوں"؟ کیوں رنجیدہ ہونے لگے؟ شرم و غیرت سے کچھ واسطہ بھی ہو۔ اور کہا گو وہ کچھ عرصہ تک پہلی طرح اپنی تحریرات شایع نہ کر سکیگا۔ لیکن وہ جیل میں بھی اپنے ملک کی خدمت ہی کرتا ہو گا۔ پس اسکی نظیر کی اور محبان وطن کو بھی تقلید کرنی چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔"

لیکن ان نیادار اور شرافت شعار سپیکروں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ جس ایڈیٹر کو لوگ بہت بڑی بہادری اور فخر کے ساتھ جیل میں جانے اور ملک کی خاطر مصیبت قید قبول کرنے پر اس قدر ناز کیا جاتا ہے وہ اپنی ایک خود نوشت عرضی میں اپنی خطا کا اقبال اور اظہار ندامت و افسوس کر چکا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی گورنمنٹ کو جتا چکا ہے کہ میں نے گورنمنٹ کے خلاف جو کچھ لکھا محض شوریدہ سروں کے بھڑکے میں آکر لکھا۔ نیز اسنے اپنی اس درخواست میں یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر اسکو چھوڑ دیا جائے تو آئندہ جگانتر کی ایک کاپی بھی نہ شایع کروں گا۔ آخر معافی کے لئے نیاز ورزیا اور کہا میں اپنی ان تحریرات پر سخت پشیمان ہوں اور پچھتا رہا ہوں" مگر افسوس اسکی یہ منت و زاری بعد از وقت تھی۔ کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے نہ صرف اس جگانتر کے اور بھی دریدہ دہن پرچوں پر اتمام حجت پہلے ہی ہو چکا تھا۔

تعجب ہے کہ ایسے صریح واقعات کے ہوتے ہی جگانتر کے حامی گورنمنٹ کو منہ چڑاتے اور اسکے ایڈیٹر کی مع سزائیں بھیجے جاتے ہیں۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ "مدعی سست گواہ چست" بالوصف توصاف طور پر اقراری ہیں کہ میں نے حماقت اور ناعاقبت اندیشی کی جو بدخواہان سرکار کے جھوٹے بھروسہ پر اپنے آپ کو بلا میں پھنسایا اور وہ ایماندار غیرت والے ہیں کہ ابھی تک اس غریب کو شہید قوم قرار دیکر بہشت ہی میں بھیجے جاتے ہیں بجا لیکہ جیل دنیا کا گویا جہنم ہوتا ہے۔

علی گڈھ محمڈن گرلز سکول

مسلمانان حامیان تعلیم نسواں کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ گورنمنٹ صوبہ متحدہ نے علی گڈھ کے زنانہ مدرسہ کی عمارت کے لئے ۵ ہزار روپیہ کی معقول رقم عطا فرمانی منظور کی ہے اور اس یکمشت عطیہ کے علاوہ سرکار مدرسہ سکول مذکور کا نصف خرچ بھی مرحمت فرمایا کرے گی جو اڑہائی سو روپیہ ماہوار تک ہوگا۔ گورنمنٹ کی اس خسروانہ عنایت و اعانت کے نہ صرف مسلمانان علی گڈھ یا مسلمانان صوبہ مذکورہ بلکہ انڈیا بھر کی تمام مسلم پبلک دل سے شکر گذار ہے۔ کیونکہ جیسے مدرسۃ العلوم کل محمڈن کمیونٹی کی مسلم انسٹیٹیوشن ہے۔ ایسے ہی یہ زنانہ سکول جس کی نسبت آپ کی امید ہے کہ انشاء اللہ جمیع ملت اسلامیہ کی خواتین کے حق میں سودمند و موجب برکات ثابت ہوگا۔

ایک جلسہ عظیم پرنسپل صاحب بہادر کی کوٹھی پر کمیٹی تعلیم نسواں نے بدیں غرض منعقد کیا کہ گورنمنٹ کی اس فیاضی و سرپرستی کا دلی شکریہ ادا کیا جائے۔ اسی جلسہ میں بیگم صاحبہ بھوپال کی عنایت کا بھی شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے ۵ ہزار روپیہ تعلیم نسواں کا خاص نصاب تیار ہونے کے لئے مرحمت فرمایا ہے۔

ہمیں توقع رکھنی چاہیئے کہ اس درسگاہ کے بزرگوار منتظم تعلیم و تربیت کی سکیم میں اس امر کا لحاظ ضرور رکھیں گے کہ مسلمان شریف گھرانوں کی جو لڑکیاں یہاں تعلیم پائیں گی۔ انہیں عموماً اپنی آیندہ زندگی میں کبھی ملازمت یا وکالت وغیرہ سے کام نہیں پڑتا ہے۔ بلکہ ان کی تحصیل علم کی غرض و غایت مشتر یہ ہے کہ قوائے عقلیہ کو جلا ہو۔ اخلاق و عادات پر نیک اثر پڑے۔ امور خانہ داری کا سلیقہ آئے۔ مذہبی تقوے۔ پرہیزگاری کی اسلامی زندگی سے دلی انس پیدا ہو۔ خاندان بھر کے چھوٹے بڑوں کے ساتھ حسن سلوک اور دیگر ادب قاعدہ کی خوگر ہوں۔ اور اپنے گھروں میں حسب حیثیت ایک بے لوث بلا نہ مسرور اور قابل تقلید زندگی بسر کر سکیں۔ بس انہی غایات مقصود کے مناسب حال ان کا نصاب تعلیم ہونا چاہیئے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان کو بھی وہ سارے ہی علوم سکھلائے جائیں جنکی تعلیم لڑکے حاصل کرتے ہیں۔ اور جن میں سے بعض عملی زندگی میں عمر بھر ان کے کام نہیں آتے۔ اگرچہ ضمنی طور پر قوائے دماغی کی ترقی و پرورش میں ان سے کچھ نہ کچھ فایدہ بحیثیت مجموعی ہو جاتا ہو۔

یک نہ شد دو شد

لارڈ کرومر کو حسن خدمات کے اعتراف میں جو ۵ ہزار پونڈ کا انعام دیا جانا تجویز ہوا ہے اسکی بعض ممبران پارلیمنٹ مخالفت کر رہے ہیں گو بذاتہ لارڈ موصوف کا کوئی مخالف نہیں ہے لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کی پالیسی پر جو نکتہ چینیاں ہوتی ہیں جو ان کی کامل ہر دلعزیزی کی منافی ہیں۔ لہٰذا وہ مستحق خوشنودی و انعام نہیں سمجھے جا سکتے بس ان کو اس قسم کا گراں قدر صلہ ملنا نہ صرف اصول بلکہ نظایر سابقہ کے بھی خلاف ہوگا۔ اور بالفرض اگر صلہ دینا ایسا ہی ضروری سمجھا جائے تو پھر وہ امپیریل گورنمنٹ سے نہیں بلکہ گورنمنٹ مصر کو دلانا چاہئے۔ کیونکہ اسی کو انکی اصلاحات سے فایدہ پہنچا ہے۔ مصری پبلک تو پہلے ہی لارڈ ممدوح کی طرف سے شاکی و بیزار تھی۔ اسے محض ان کا انعام پانا بھی ناگوار معلوم ہوتا۔ لیکن ان کی پالیسی کے مخالفین بھی عجب ستم ظریف ہیں۔ کہ اہل مصر کی قومی فیلنگ کو ملحوظ رکھتے بھی ہیں تو ایسے ڈھنگ سے کہ سارے ساتھ لاکھ روپے کا بوجھ بھی خزانہ مصر پر ہی پڑے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان مخالفتوں کا غالباً کچھ اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ حضور ملک معظم بھی شاید ذاتی (امپیریل گورنمنٹ کے خزانہ سے ہی) صلہ ملنے کی سفارش فرماتے ہیں۔

شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی
ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء

جس عمدہ طرز پر اسکو ترتیب دیا گیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اسکے متن میں انگریزی شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی مولفہ او کینلی صاحب بہادر جج ہائیکورٹ کلکتہ کا پورا ترجمہ اور دوسری مفید نیز تمام دیگر شرح انگریزی کا ایک کامل مجموعہ ہے جس کے ساتھ ہر قسم کے کارآمد فیصلہ جات و نظایر کا جا بجا حوالہ دیکر اسکو ایسا کچھ جامع بنا دیا گیا ہے کہ من جمیع جہات ...

نئی قسم کا سکہ

ایک آنہ والا جدید سکہ جسکی گرما گرم خبریں ہفتوں بلکہ مہینوں سے سننے میں آ رہی تھیں۔ اور جس کے دیکھنے کا پبلک کو بڑا اشتیاق تھا آخر بالکل تیار ہو گیا۔ اور بعض بڑے بڑے شہروں کے خزانجات سے ملنے بھی لگا ہے۔ اس کی شکل سے نمونہ کے نئے دفاتر اخباروں کے دفاتر میں بھی موصول ہو چکے ہیں۔ اب چند ہی روز کے اندر سب جگہ عام طور سے رایج ہو جائیگا مگر چونکہ ابھی وہ ایک انوکھی اور نادر چیز ہے یہ لئے اسکے مشتاق خاصکر معتبر عوام ایک آنہ سے زیادہ میں بھی لے کر دیکھنے کو بخوشی آمادہ ہیں۔ لاہور میں پبلک کے بڑہے ہوئے شوق کو دیکھکر کچھ اشخاص خزانہ سے جدید سکے لے آئے۔ اور نفع پر بیچنے شروع کر دئیے۔ پولیس کو خبر لگی تو انہیں جا پکڑا۔ اور اب اس طمع خام کی پاداش میں سنا ہے کہ ان پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ قانونی حدود و قیود تو بڑی نازک ہوتی ہیں لیکن گنتی کے چند روز لیعنے اسوقت تک کہ سکہ مذکور ہر جگہ عام طور پر بافراط مروج نہ ہو جانے۔ بادی النظر میں ایسے مقدمات اور گرفتاریوں کا عمل میں آنا پبلک کے بے ضرر شوق اور عقیدت کو ایک طرح کا صدمہ پہنچانا ہے۔

مراقش میں خانہ جنگی

۲۷ جولائی کا پیام برقی مظہر ہے کہ افواج شاہی ذی مقام پر زنگا۔ دعویدار سلطنت کے مورچہ پر حملہ کیا تھا مگر بڑے بھاری نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑا سلطانی سپاہ علاقہ کماس کی سرحد پر پہنچ گئی ہے جہاں رسولی ڈیرے ڈالے پڑا ہے۔ اس سے دوسرے روز کی تار خبر ہے کہ سلطان کے لشکر نے کماس کی سرحد پر دا کے کامل فتح پائی غنیم کے بہت سے آدمی اس مقابلہ میں مارے گئے اور عساکر شاہی نے پہلے تو دیہات کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بعد میں انہیں آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا؟

افسوس کسی زمانہ میں مراکو ایک شاندار اسلامی سلطنت تھی۔ اور اب اسکی حالت بھی نصیحت خیز و عبرت انگیز ہو رہی ہے کہ دور سے بیٹھے بیٹھے سنکر بھی دل کو ایک صدمہ گذرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ نا مدار کی بدنظمی و غفلت اور کمزوری کا خمیازہ ہے جس سے دیگر سلمان والیان کو سبق لینا چاہئے۔

ولن روپلی فنڈ

رسید بھی نمبر ۱۴ ولن روپلی فنڈ ایم اے او کالج علیگڈہ اس رسید بھی کی خانہ پوری میں جناب خواجہ عبدالصمد ککرو (گگھر) رئیس سرینگر و بابو مولا اور جناب آغا محمد صفدر رضا صاحب بی۔ اے (علیگ) نے بہت امداد دی ہے جنکا شکریہ تہ دل سے ادا کیا جاتا ہے۔

(۱) شیخ فضل محمد صاحب المعہد عبد المتعالی کدوٹ سری نگر ...	عکا
(۲) شیخ عبد الحکیم صاحب ناظر عدالت - لصفیہ لغایا سری نگر ...	صہ
(۳) خواجہ یوسف شاہ صاحب سب پوسٹماسٹر پہلی گام سری نگر ...	عار
(۴) خواجہ مختار شاہ صاحب سوداگر سری نگر ...	عار
(۵) عبداللہ جیو کوٹھی دار ... سری نگر ...	عار
(۶) غلام حسین صاحب سوداگر ... سری نگر ...	صہ
(۷) سبحان جیو دوکاندار ملازم خواجہ عبدالصمد ککرو ... سری نگر ...	صہ
(۸) احسن شان ... ،، ...	صہ
(۹) بابو نور الٰہی صاحب ... ،، ...	عار
(۱۰) خواجہ نادر شاہ صاحب سوداگر ... ،، ...	للعہ
(۱۱) صمد بٹ ساکن کہٹ بٹ ... ،، ...	عار
(۱۲) کمال جانی محلہ فتح کدل متصل حاجی مختار شاہ ... ،، ...	عار

منقول شور و غوغا کر رہے ہیں کہ آریہ سماج کو شریر اشخاص سے کوئی تعلق نہیں. اور آریہ مذہب بدخواہی سرکار کی تعلیم سے بری الذمہ ہے۔

اپنے حسب پچھلے بیان میں لیڈران آریہ سماج نے یہ کہا ہے کہ" البتہ یہ بد قسمتی کی بات ہے کہ لالہ لاجپت رائے۔ لالہ ہنس راج اور لالہ گوردھن رام آریہ سماج کے ممتاز ممبروں پر بھی ناجائز ایجی ٹیشن کا الزام لگایا گیا۔ حالانکہ ان کے دلوں میں کوئی سڈیشن نہ تھا۔" اگر یہ بیان نہایت ہی بیہودہ یا خوف و دہشت کا نتیجہ نہیں ہے تو آپ کی سماج مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیکر اپنے بیان کی صحت دکھلائے۔

(۱) کیا جلسہ آریہ سماج لاہور سال ۱۹۰۵ء میں لالہ لاجپت رائے کی تقریر کے حوالہ پر مولوی محرم علی صاحب چشتی اور دوسروں نے لالہ لاجپت رائے پر یہ الزام نہیں لگایا کہ انہوں نے اہل ہند کو گورنمنٹ کے برخلاف بغاوت کی ترغیب دی۔ اور لالہ لاجپت رائے نے اس الزام کی تردید کیوں نہ کی؟ بالخصوص جبکہ مولوی صاحب نے ایک مفصل چٹھی بھیج کر لالہ لاجپت رائے سے انکی تقریر کا مفہوم بھی دریافت کیا تھا۔؟

(۲) کیا لالہ لاجپت رائے نے وقتاً فوقتاً اپنی تقریروں میں سڈیشن کا ارتکاب نہیں کیا ہے؟

(۳) جلسہ آریہ سماج لاہور بابت سال ۱۹۰۶ء پر جو تقریر لالہ لاجپت رائے نے کی۔ کیا وہ سڈیشن سے بالا ہے؟ اور کیا اس تقریر کے الفاظ ذیل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آریہ کالج اور لالہ لاجپت رائے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے ہست بنا رہے ہیں؟

نوجوانوں سے اپیل۔ دیانند کالج جس سپرٹ کا پرچار کرتا ہے جس قسم کے خیالات وہ پبلک میں پھیلاتا ہے میں ان کا پجاری ہوں۔ اے دیانند کالج کے ممبرو! تم اس نسل سے ہو۔ اس قوم کی یادگار ہو جس نے چار دانگ عالم میں راج کیا (از اخبار ہندوستان لاہور مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۶ء)

(۴) لالہ لاجپت رائے نے "دنیا کے مہا پرشوں کا سلسلہ" نمبر اول میزینی کے حالات یعنی اُسنے اپنے ملک کو کس طرح سے آزاد کرا دیا۔ نمبر ۲۔ گریبالڈی کے حالات۔ یعنی اُسنے اپنے ملک (اٹلی) کو کس طرح سے آزاد کرایا۔ نمبر ۳۔ سوانح عمری شیواجی۔ اور نمبر ۴۔ سوانح عمری سوامی دیانند جی شائع کر کے سوامی دیانند جی کو پولیٹیکل اور جنگجو اشخاص میں شامل کیا۔ گویا کہ آریہ مذہب کی غرض ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس تصنیف و تالیف کے ملاحظہ کے بعد وہ کون مذہب ہے۔ جو لالہ لاجپت رائے کو سڈیشن کی زنجیر سے آزاد بیان کر سکے؟

(۵) کیا مقدمہ بلوہ راولپنڈی بالکل بے بنیاد اور بے اصل ہے؟

اخیر میں طوالت کا لحاظ کر کے میں صرف یہ کہتا ہوں کہ تاریخ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء آپ کی جماعت نے آریہ مذہب کو مغویانہ تعلیم سے بری دکھلانے کے لئے چند رسائل و کتابیں بحضور جناب نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب پیش کیں۔ لیکن اگر آپ نہایت زیادہ دیانتدار ہوتی تو کتاب ستیارتھ پرکاش اور کتاب آریہ بھی دنیہ مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی بھی ان رسائل وغیرہ کے ساتھ پیش کرنی چاہیئں تھیں۔ جن میں درج ہے کہ" جب سے غیر ملک کو گوشت اور شراب خور گائے وغیرہ جانوروں کو مارنیوالے ہندوستان میں حکمران ہوئے ہیں۔ تب سے آریوں کا دکھ بڑھتا جاتا ہے پرمیشر کی اس دنیا میں مغرور جاہل لوگوں کی سلطنت بہت دن نہیں چلتی غرور اور ظلم جب بڑھ جاتے ہیں۔ تب دوسرے چھوٹے خاندانوں میں ان سے بھی بڑھ کر کوئی ہمت والا آدمی (جیسا لالہ لاجپت رائے۔ لالہ ہنس راج۔ لالہ گوردھن رام ظرافت بھی۔ بھیرن سنگھ) کھڑا ہو جاتا ہے جو ان کو شکست دینے کے لائق ہو۔ جیسے مسلمانوں کی بادشاہی کے سامنے شیواجی اور گرو گوبند سنگھ جی نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کی سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا تھا وغیرہ وغیرہ وغیرہ" اب میں آپ سے صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ سب کوئی جانتا ہے کہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" ہوتا ہے۔ اسلئے آپ کو چاہیئے کہ یا تو آریہ مذہب کی تحلیل کر کے برائے آئندہ توبہ کے ساتھ گورنمنٹ سے معافی کے خواستگار ہوں۔ ورنہ اپنے برخلاف تحریرات کی تردید فرمائیے گا۔ سوائے اسکے اور کوئی علاج آریوں کی مصیبت کا نہیں ہو سکتا۔ آپ کی چٹھی مندرجہ انگریزی جہاں سے پہلے کہا گیا ہے کہ وہ صاحبان مسٹر روشن لال بیرسٹر وغیرہ نے بھی بذریعہ خط اپنی خیرخواہی گورنمنٹ کا اعتبار دلانا چاہا ہے میں تو انکی بابت یہ کہونگا کہ بیم و ہراس کی حالت میں ایسے ایسے ہی نقصان دہ افعال سرزد ہوا کرتے ہیں۔ مان لیا کہ صاحبان بھی آریہ کے سوا دوسرا عنصر بہت کم یا ان کا ہم جنس ہے (زیادہ نیاز) منقول از روزنامہ پیسہ اخبار

انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ ۲۵ جولائی ۱۹۰۶ء

سردار سنسار چند صاحب بی۔ اے ایکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے آکر روہتک میں ڈسٹرکٹ ... مقرر ہوئے۔ سردار سلطان احمد جہاں صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوڑگانوہ سے انبالہ کو تبدیل ہوئے۔ منشی محمد سرور خان صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منٹگمری سے جالندھر کو تبدیل ہوئے۔ لالہ جیونی لال صاحب ایم اے ایکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر بطور عارضی ایڈیشنل ڈویژنل و سشن جج شاہ پور مقرر ہوئے۔ کپتان جی. ای. سنفورڈ صاحب قائم مقام ڈسٹرکٹ جج رخصت سے واپس آکر قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیروزپور مقرر ہوئے۔ مسٹر الف ای. ار. رابرٹسن صاحب جج چیف کورٹ پنجاب رخصت سے واپس آکر ۱۰ جولائی کو اہتمام لیا۔ منشی اوتار سنگھ صاحب پریذیڈنسی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور سے گوجرانوالہ کو باختیارات منصف درجہ سوم بدلے۔ مسٹر ایچ ڈبلیو ایمرسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر ملتان سے بلدی کیمبل پور ضلع اٹک باختیارات مجسٹریٹ و منصف درجہ اول و کلکٹر بدلے۔ مسٹر ایچ. ایل. والس صاحب اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژن کیمبل پور قائم مقام ڈپٹی کمشنر اٹک مقرر ہوئے۔ سردار تارا سنگھ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ۲۴ جولائی سے پنشن یاب ہوئے۔ مسٹر الف ٹی ڈکس صاحب ڈسٹرکٹ جج انبالہ کو ۱۰ جولائی سے ایکماہ دس یوم کی رعایتی رخصت ملی۔ پنڈت نند لال صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جالندھر کو ۱۰ جولائی سے ۲ ماہ کی رخصت ملی۔ مسٹر کیر ... صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیروزپور کو ڈسٹرکٹ جج کے اختیارات ملے۔ لالہ امراؤ سنگھ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر دہلی کو اختیارات دفعہ ۳۰ فوجداری اور منصف درجہ اول کے ملے۔ لالہ اننت رام صاحب قائم مقام نائب تحصیلدار چکوال اور منشی ضیاء الدین صاحب نائب تحصیلدار فتح جنگ مجسٹریٹ درجہ سوم مقرر ہوئے۔ خواجہ محمد حسین خان صاحب بی. اے عارضی مستقل رجسٹرار دہلی کو منصف درجہ دوم اور ۲۰ روپے تک کے مقدمات میں جج عدالت خفیفہ کے اختیارات ملے۔ مسٹر ای سی ... صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور سے لائل پور کو بدلے۔ مسٹر الف ایچ. ار. کینیڈی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شاہ پور کو ۲ اگست سے ۴۴ یوم کی رعایتی رخصت ملی اور انکی جگہ مسٹر ڈی. اے شورٹ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ قائم مقام سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ شیخ عبد الکریم صاحب منصف کی رخصت میں ۶ ماہ کی وسعت کی گئی۔ لالہ برکت رائے صاحب منصف درجہ دوم ہوشیارپور کو منصف درجہ اول کے اختیارات ملے۔ منشی نعمت خان صاحب بی اے منصف درجہ چہارم پر مستقل ہوئے۔ ہر دیال صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ دوم جیل و پولیس ہسپتال حصار ایکٹن کو تبدیل ہوئے۔ کھنڈ لال صاحب اسسٹنٹ سرجن درجہ دوم طاعون ڈیوٹی گوڑگانوہ میڈیکل افسر ریکو سٹیشن بہاول نگر مقرر ہوئے۔ مہر سنگھ صاحب اسسٹنٹ سرجن درجہ سوم طاعون ڈیوٹی ہوشیارپور سے سول ہسپتال کرنال میں مقرر ہوئے۔ محمد علی صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ سوم پولیس ہسپتال فیروزپور سے بدل کر لوئی شلمان ریلوے میں مقرر ہوئے۔ محمد حسین صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ سوم طاعون ڈیوٹی شاہ پور کو ۵ جولائی سے ۳۶ یوم کی رخصت ملی۔ کندن لال صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ سوم عام ڈیوٹی لائل پور سے سنٹرل جیل ہسپتال ملتان میں مقرر ہوئے۔ ہزارا سنگھ صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ دوم نہری شفاخانہ ہاوانہ ضلع گوجرانوالہ سے ڈنگہ ضلع گجرات کو بدلے۔ رحمت اللہ شاہ صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ چہارم طاعون ڈیوٹی فیروزپور سے سوم ڈویژن لوئر باری دوآب نہر منٹگمری مقرر ہوئے۔ گھسیٹا مل صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ درجہ اول ڈویژن اول لوئر نہر جہلم کے شفاخانہ رسول پور ضلع گجرات سے ڈویژن دوم لوئر نہر جہلم کے شفاخانہ سیل ضلع شاہپور کو تبدیل ہوئے۔

از دفتر سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

سندرجہ ذیل صاحبوں نے بہت مہربانی سے جسکے لئے سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس انکی تہدل سے شکور ہے امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا آنریری ایجنٹ ہونا قبول کیا ہے۔ اور وہ مندرجہ ذیل مقامات میں اگست ۱۹۰۶ء سے دورہ کرینگے۔ لہذا عام اہل اسلام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل صاحبان آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے جائز اور باقاعدہ ایجنٹ ہیں۔ اور ان کو کانفرنس کے لئے فیس ممبری اور ڈیلیگیٹ فیس اور عطیہ لینے کا اور دینے باضابطہ دستخطی رسید کے اختیار ہے

۱۔ مسٹر محمد شفیع بی۔ اے اسسٹنٹ پروفیسر اور مسٹر محمد حسین بی اے اسسٹنٹ پروفیسر مدرسۃ العلوم علی گڈھ نے براہ مہربانی از نظر قومی ہمدردی آیندہ کانفرنس کے لئے جسکا اجلاس انشاءاللہ تعالیٰ کراچی میں منعقد ہوگا آنریری طور پر پنجاب اور صوبہ سرحدی میں کانفرنس کے لئے ممبر اور مددگار مہیا کرنے اور اسکے مقاصد اور اغراض اور فوائد کو بیان کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا ہے اور ... اختیار ہے کہ جہاں کہیں وہ مناسب سمجھیں لوکل ایجنٹ مقرر کریں۔

۲۔ فتح محمد خان صاحب طالب علم بی۔ اے کلاس مدرسۃ العلوم بھی پنجاب میں دورہ کرینگے۔

۳۔ نور محمد خان صاحب متوطن سندھ طالب العلم مدرسۃ العلوم علی گڈھ سندھ میں حسب مشورہ جناب شیخ صادق علی صاحب وزیر خیرپور سندھ کام کرینگے۔

۴۔ الیاس آفندی اور سید محی الدین صاحب طالب علم بی۔ اے کلاس مدرسۃ العلوم ریاست حیدرآباد دکن میں دورہ کریں گے۔

۵۔ نظر حسین صاحب طالب علم بی۔ اے کلاس مدرسۃ العلوم صوبہ متحدہ کے اضلاع الہ آباد بجنور بدایون سہارنپور اور رامپور میں کام کرینگے۔

۶۔ صوبہ متحدہ میں انوار احمد صاحب سفری ایجنٹ کانفرنس بھی کام کرینگے۔

۷۔ مسٹر مہدی حسن صاحب صوبہ ... میں دورہ کرینگے۔

سردست صرف یہی حضرات بھیجے جاتے ہیں مگر یہ تعداد کافی نہیں ہے۔ اکتوبر یا شروع نومبر تک انشاءاللہ تعالیٰ اور صاحب بھی مختلف مقامات پر بھیجے جائینگے یہی خواہان و ہمدردان قوم سے عموماً اور ان حضرات سے جنکو کانفرنس اور اسکے کاموں سے دلچسپی ہے خصوصاً باادب التماس ہے کہ اشخاص مذکورہ بالا کو ... کام میں جسکو انہوں نے وطن کے آرام اور آسایش پر ترجیح دی ہے ہر طرح کی مدد دیں۔

سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت باوجودیکہ تمام صوبہ تقریباً انہیں سے آباد ہے اور تقریباً کل ... سلسلہ اور ... معیار وہی ہیں۔ نہایت خراب ہے۔ اسکی مفصل کیفیت مرحوم سردار یعقوب خان صاحب کی اس رپورٹ سے معلوم ہوگی جو مرحوم نے سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس میں بھیجی تھی اور ... کانفرنس کی رپورٹ کے ساتھ شایع کی گئی ہے۔ سندھ کے بہی خواہان قوم نے اس ضرورت کا احساس کرکے کانفرنس کو اپنے ہاں مدعو کیا ہے۔ اب دیگر مقامات کے مسلمانوں کا عموماً اور صوبہ پنجاب اور ممالک متحدہ کے مسلمانوں کا خصوصاً یہ کام ہے کہ اپنے سندھی بھائیوں کو اپنی صلاح و مشورہ اور اپنی شرکت سے مدد دیں۔ سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس کو امید ہے کہ جس طرح ایک بہت بڑی بلکہ غیر متوقع تعداد ممبروں کی تمام اطراف ہندوستان سے گذشتہ کانفرنس کے موقع پر ڈھاکہ میں جمع ہوئی تھی اسی طرح امسال کراچی میں جمع ہوگی۔ جس طرح گذشتہ کانفرنس کی وجہ سے مسلمانان مشرقی بنگال کو اکثر فواید پہنچ رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ انکی تعلیمی حالت کی جانب توجہ کررہی ہے اسی طرح ہم کو پوری توقع ہے کہ آیندہ اجلاس کانفرنس سندھ کے اہل اسلام کے حق میں نفع بخش اور انشاءاللہ تعالیٰ ان کی تعلیمی ترقی کا زینہ ثابت ہوگا۔

اس موقع پر یہ لکھنا غالباً بے محل نہوگا کہ سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس اور گورنمنٹ مشرقی بنگال سے برابر خط و کتابت ان تجاویز کی بابت جاری ہے جو گذشتہ کانفرنس میں اہل اسلام مشرقی بنگال کے فواید کے خیال سے پاس کی گئی تہیں جو خط گورنمنٹ مذکور کا حال میں آیا ہے۔ وہ بہت تسلی بخش ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی مسلمانان مشرقی بنگال کو کانفرنس سے فایدہ پہنچا ہے اور گورنمنٹ نہایت مہربانی سے انکی تعلیمی حالت درست کرنے کی جانب توجہ فرما رہی ہے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد اس خط و کتابت کو پبلک کی آگاہی کے لئے شایع کرینگے۔

آفتاب احمد جائنٹ سکریٹری سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس (علی گڈھ)

پریزیڈنٹ آریہ سماج لاہور کی خدمت میں ایک خط

چٹھی مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۰۶ء

از طرف ہرجیان سنگہ ساکن سیہال ڈاکخانہ ... ضلع لودہیانہ بخدمت جناب پریزیڈنٹ صاحب آریہ سماج کالج پارٹی لاہور:۔

"آداب نیاز! میں نے ایک چٹھی مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۵ء بخدمت بابو شیو برت لال صاحب ایڈیٹر آریہ گزٹ لاہور ... اور اسکے بعد ایک اہم مضمون جداجدا تار مورخہ ۲ر نومبر ۱۹۰۵ء بخدمت شریمان ایس بہگت میر سنگہ ... لاہور اور جناب پریزیڈنٹ صاحب پرتی ندہی سبہا لاہور ارسال اور بعد ازاں ایک چٹھی مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء بخدمت سکریٹری صاحب آریہ سماج لاہور کالج پارٹی بھیج کر آریہ مذہب کے برخلاف یہ الزام لگایا کہ وہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے جنگ کی تیاری کر رہے ہیں جبکہ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۵ء میں سکریٹری صاحب آریہ سماج لاہور کو یہ درخواست کی گئی تہی کہ میں اس نیاز نامہ کے ساتھ چار تتمہ دے ... کا ... تب جج اور ... کرتا ہوں اس ہند ملک کے ساتھ کاتک کے جلسہ میں (سالانہ جلسہ جو کہ اسوقت ہو رہا تہا) میرے اعتراضات پر بحث کیجا کر انکی تردید شایع کی جاوے"۔

ایڈیٹر آریہ گزٹ کے نام کی چٹھی میں لکھا کہ "اگر آریہ سماج لاہور مجھے اپنی غلطی کا قایل بنادیگی تو ہر آریہ سماج کی مخالفت کو چھوڑ کر آریہ مذہب میں داخل ہو جاؤں گا"۔ اس حملہ صاحب نے بری چٹھیات کا کوئی معقول جواب دیا۔ اور نہ ان کو پبلک میں شایع کیا۔ البتہ دو چٹھیات مورخہ ۲۲ اور ۳۰ جنوری ۱۹۰۶ء از شریمان ایس بہگت صاحب میر سنگہ صاحب مجھکو ملیں جنمیں اطلاع دیگئی کہ وہ میرے کاغذات کو پبلک میں شایع نہ کرینگے۔ اور نہ بذریعہ ڈاک مجھسے کبہی مباحثہ کرسکتے ہیں۔ ہاں زبانی مباحثہ کے لئے وہ ہر وقت تیار ہیں۔

اگر ایک معمولی سمجھ کے انسان کو مندرجہ بالا سطور سنا کر ان کا مطلب اس سے پوچھا جائے تو وہ یہی جواب دیگا کہ آریہ مذہب نے اپنی مخفیانہ تیاری اور تعلیم کا اقبال کرکے اپنے برخلاف قاطع ثبوت کو پوشیدہ رکھکر اپنا گلا خود ہی کاٹ لیا۔

اسکے بعد اگر راولپنڈی کے زیر تجویز مقدمہ بلوہ اور لیڈران آریہ سماج کی تازہ تحریرات اور بیانوں کے مختصرات اسی معمولی سمجھ کے انسان کو سنا کر سوال کیا جائے کہ قانون پیشہ اصحاب اور آریہ مہاشوں کی فہم و فراست کی نسبت وہ کیا رائے رکہتا ہے؟ تو سوائے اسکے وہ اور کچھ نہ کہہ سکیگا کہ یہ لوگ ستائے ... فیصدی عقل کے دشمن ہوتے ہیں۔ جسوقت لالہ لاجپت رائے جلاوطن کئے گئے۔ اور راولپنڈی کے فلاں فلاں قانون پیشہ حوالات میں ڈالے گئے۔ اور گرفتاری کا سلسلہ ختم ہونے والا دیکہا تب آریہ سماج کی نیابت نے ۲۲ر مئی ۱۹۰۶ء کو بحضور جناب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر میں ہو کر پولیٹیکل ایجیٹیشن سے پہلی مرتبہ اپنی کنارہ کشی ظاہر کی لیکن جناب نواب ممدوح الشان کے جوابی الفاظ کی طرف سے آنکہیں بند کرکے بابر بہی

ہندوستان کی خبریں

سرکاری خبریں — جے ایڈیسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر لائلپور میں تعینات کئے جائینگے۔

آئی اے بیل صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیروزپور کو ۱۵ اگست ۱۹۰۷ء سے دو ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔

آر ایچ ایم کرون صاحب قائم مقام جونیئر سیکریٹری صاحب فنانشل کمشنر بہادر کو اس تاریخ سے ایک ماہ کی رخصت عطا ہوئی جبکہ ان کو [illegible] صاحب کام سے سبکدوش کریں۔

سردار خیر لعمد خان صاحب سی آئی ای ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور کو ۵ اگست ۱۹۰۷ء سے ایک ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ اور ان کو لالہ گنگا رام صاحب ذمہ دار سبکدوش کرینگے۔

لالہ مہابیان صاحب قائم مقام ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر میانوالی میں تعینات کئے جائینگے۔

جے ادنیل شاہ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جالندھر کو ۵ اگست ۱۹۰۷ء سے دو ماہ کی رخصت عطا ہوئی اور ان کو لالہ کنہیا لال صاحب قائم مقام ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سبکدوش کرینگے۔

بابو [illegible] صاحب لاہور میں اپنے خاص کام کے اختتام پر جھنگ میں بھیجے جائینگے اور مسٹر لا [illegible] صاحب بطور ڈسٹرکٹ جج ملتان تعینات کئے جائینگے اور لالہ لکھن لال صاحب ملتان رہینگے۔

آنریبل مسٹر جی۔ اے۔ بی۔ [illegible] صاحب کو ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء سے ۳ ماہ اور ۲۰ یوم کی رخصت بے استحقاق بضرورت کار خانگی عطا ہوئی۔

جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی حسب خواہش سیٹھ صاحب بغرض علاج شملہ کشمیر لے گئے تھے۔ شملہ دہاں سے دہلی ہوئی تھی کہ ہز ہائینس میر صاحب خیرپور سندھ نے اپنے صاحبزادہ کے علاج کے واسطے بذریعہ ارجنٹ تار بلانا چاہا۔ چنانچہ بعد تصفیہ مصارف آمد و رفت و فیس روزانہ باعزاز طلب ہو۔ ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ء کو جناب حکیم صاحب موصوف خیرپور میرز پہنچے۔ اسٹیشن ریلوے پر جناب ہز ہائینس مع ارکین و عہدہ داران ریاست نے رسم استقبال ادا کی اور ڈیجی کوٹ کی ایک عمدہ کوٹھی میں ٹھہرائے گئے۔ تاریخ مذکورہ سے علاج شروع ہوا۔ گو مریض کی حالت پہلے ہی سے نازک تھی۔ اور وہ کئی متضاد امراض میں مبتلا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جناب حکیم صاحب کے علاج سے شفا بخشی۔ ہز ہائینس میر صاحب نے نہایت اخلاق سے مراسم مہمانداری ادا فرمائے اور حکیم صاحب کے اعزاز کا پورا خیال فرمایا۔ اور ابھی تک مزید قیام پر مصر ہیں۔

لارڈ لمینگٹن بہادر بالقابہ گورنر بمبئی کو جو مستعفی ہو کر ولایت جاتے ہیں۔ بائیکلا کلب بمبئی میں شب جمعہ کو الوداعی ڈنر دیا گیا۔ باہمی ہز ایکسیلنسی نے ایک طویل تقریر کی۔ اور دوران تقریر میں اپنے عہد حکومت پر ریویو کرنے کے علاوہ عام دلچسپی کے اور بھی کئی معاملات پر بحث کی۔

ضلع اودھ میں جو ڈاکو چھاپے مارتے اور لوٹ کھسوٹ کرتے پھرتے تھے۔ ان میں سے قریباً سو نفر حال میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ پولیس کی ایک معقول جمعیت اور ۳ ہزار دیہاتیوں نے گھیر دیا۔ اور کامل ۲۶ گھنٹے تک ان کے تعاقب میں رہے تب یہ موذی قابو آئے۔

فصل موسم کی رپورٹ بابت ہفتہ مختتمہ ۲۰ جولائی عموماً طمانیت بخش ہے گو صوبہ سرحدی اور بعض حصص پنجاب میں ابھی مزید بارش کی سخت ضرورت ہو لیکن باقی تمام صوبجات میں خاصا پانی پڑ گیا ہے جو فصلوں کے حق میں مفید ہوگا۔

دربھنگہ کے قحط زدہ رقبہ میں امداد پانے والوں کی تعداد ۴ ہزار گھٹ کر اب ۷۷۴، ۵ رہ گئی ہے اور امدادی کاموں پر بھی اب ۲ ہزار سے کم نفر لگے ہیں۔ اس کی وجہ باران رحمت کا نزول بیان کی گئی ہے۔

کلکتہ میں تجویز ہے کہ پینے وغیرہ کے لئے فلٹر کیا ہوا پانی سوپنیٹ بلند خیر سے آیا کرے۔ یہ دہانہ نادر (قصائی کا ٹب یا مخزن) قریباً ۹ بیگھہ زمین گھیر لیگا۔ اس سکیم کے متعلق اسٹیمیٹ (تخمینہ) تیار ہو رہا ہے۔

کلکتہ میں ۲۵ جولائی کو ایک ۲۸ سالہ یوروپین بیوہ جو درد دندان سے بہت تنگ آ گئی تھی زہر کھا کے مر گئی۔ بیان ہے کہ گون میں ٹنکا ہوا ایک رقعہ ملا ہے جو آئندہ ہونے والے شوہر ثانی کے نام تھا۔

رنگون میں جوہریوں کی ایک کمپنی کے یوروپین اسسٹنٹ نے کسی دیسی زرگر کا ۳۸۵ روپے کا مال دھوکے سے ٹھگ لیا تھا۔ عدالت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اسکو ایک ماہ قید سخت اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ چیف کورٹ میں اپیل دائر کیا تھا جو خارج ہوا۔

شملہ سے ۲۶ جولائی کی خبر مطبوعہ گزٹ آف انڈیا مظہر ہے۔ کہ مسٹر ہری ناتھ ڈی لائبریرین امپیریل لائبریری کو عربی علم ادب میں آنرز کی ڈگری ملی اور پانچ ہزار روپیہ نقد عطا ہوا ہے۔

مسٹر فشر بیرسٹر پشاور کے ڈسٹرکٹ جج بنائے گئے اور کپتان سینٹ جان جے پور کے حاضر ریزیڈنٹ۔

آنریبل مسٹر گوکھلے ازسرنو کونسل گورنر جنرل کے ممبر نامزد ہوئے۔

بمبئی کی خبر ہے کہ ایک یوروپین نے جو کسی کرنیل کا بیٹا تھا شب کے وقت بندوق سے اپنا آپ کام تمام کر لیا۔ صبح کو بستر سے نعش کے ساتھ ایک طویل چٹھی ملی جس کا مضمون متفرق مگر واقعات خودکشی سے متعلق ہے۔

مسٹر وائنڈ سپیشل مجسٹریٹ نے مقدمہ بلوہ لاہور کا فیصلہ سنانا اگلے منگل تک کے لئے ملتوی کر دیا۔

رنگون میں ایک شخص گرفتار ہوا ہے جو دو چندہ کی فہرستیں لئے لوگوں کو ٹھگتا پھرتا تھا۔ ان فہرستوں میں سے بہت سی فرضی چندہ دہندگان کے نام اور جعلی دستخط مع معقول رقوم وغیرہ کے درج کر لئے تھے آخر ایک موقع پر پکڑا گیا۔ اب پولیس سرگرم تفتیش ہے۔

ریاست پدوکوٹہ (مدراس) کی مجلس نیابت نے ۶ تاریخ کو سالانہ جلسہ کیا دیوان صاحب نے ایک طویل ایڈریس میں سال گذشتہ کی انتظامی حالت پر ریویو کرتے ہوئے کہا کہ موسمی خرابی کے باعث ریاست کی مالگذاری پچھلے سال تنزل پر تھی۔ مگر اب بسرعت روبترقی ہے۔ ریاست عنقریب ابتدائی پرائمری تعلیم کو مفت کرنے والی ہے۔

کانپور میں ۲۵ جولائی کو موسلادھار بارش کے وقت ایک ۲-۳ سالہ دیسی بچہ پانی سے بھرے ہوئے گڑھے میں گر کر بدرو میں جا رہا۔ اور بہتا بہتا کہیں سے کہیں جا نکلا۔ ایک یوروپین نے اسکا بازو پانی سے اوپر کو اٹھا ہوا دیکھ کر اسے نکلوایا۔ بہت سا پانی اسکے پیٹ میں بھر گیا تھا جو نکال دیا گیا اور لڑکا صحیح سلامت ماں باپ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

بمبئی سے ۲۶ کی تار خبر ہے کہ ۲۲ مقامات پر بارش کی اطلاع پہنچی ہے۔ رائچور میں ۱۰ اور ۲ انچ۔ کالی کٹ منگلور۔ کروار۔ بلگام۔ اور پونہ میں ایک دو انچ کے درمیان۔ کوچین سے بمبئی تک ساحلی علاقہ کے حق میں موسم کی حالت عمدہ ہے۔ دکن اور گجرات کی لوکل بارشیں بھی امید ہے کہ اچھی رہینگی۔

گورنمنٹ نے پنجاب یونیورسٹی کے اس رول کی منسوخی منظور فرمائی ہے کہ قانونی امتحانات فرسٹ سرٹیفکیٹ اور لائسنشیٹ میں کوئی امیدوار تین دفعہ سے زیادہ شامل نہ ہونے پائے۔

کلکتہ کارپوریشن اور چرچ مشنری سوسائٹی کے درمیان اس بارہ میں نامہ و پیام ہو رہے ہیں کہ پادری کا مکان نمبر ۲۲ واقع مرزاپور سٹریٹ خرید لیا جائے۔ ۶۰ ہزار روپے قیمت ٹھہری ہے۔ ضرورت ہوئی تو اسکو میونسپلٹی کا ڈسٹرکٹ آفس بنا لینگے۔

رنگون میں ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا جسکے نچلے جبڑے میں ایک دانت ہے۔ ماں باپ اسے فال نیک سمجھتے ہیں۔

سنڈیکیٹ متعلقہ معادن ہند کی رپورٹ سال گذشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا سرمایہ تمام سٹرلنگ ۵۰ ہزار پونڈ ہے جو ۱½ لاکھ حصص میں منقسم ہے۔

صوبہ متحدہ کی سرکاری رپورٹ فصل موسم بابت ہفتہ مختتمہ ۲۰ جولائی سے معلوم ہوا کہ اس ہفتہ تمام اضلاع میں پانی برسا مگر ناکافی۔ اختتام ہفتہ مذکورہ کے بعد سے البتہ بعض مقامات میں اچھی بارش پڑی جس سے فصل کی توقعات بڑھ گئی ہیں۔ قلبہ رانی اور تخم ریزی کا کام شروع ہے۔ جہاں جہاں ہر قسم کی آبپاشی بھی ہو رہی ہے۔ آگرہ۔ جونپور۔ بلیا۔ مرزاپور سے ٹڈی دل کے آنے اور نقصان پہنچانے کی بھی خبریں آئی ہیں۔ مویشی کی حالت بجز علاقہ ہردوئی کے سب جگہ اچھی ہے۔ گڑھوال اٹیہ

بہر ایچ - سیتاپور ۔ اور بعض حصص نینی تال میں دبا طاعون کی خفیف شکایت ہے۔ چارہ اکثر مقامات میں گراں اور پنجاب کے بعض اضلاع میں اب رسانی کا توڑا ہے۔ سندھ میں اجناس غلہ وغیرہ سے خاصی بھری پٹی ہیں مگر نرخ برابر چڑھتا جاتا ہے

کوڈاپہ میں پچھلے دنوں محکمہ جنگلات کی طرف سے ممانعت ہوئی تھی کہ کوئی لکڑ ہارا اپنی مرضی سے لکڑیاں کاٹ کر نہ لائے ۔ کیونکہ بعض قیمتی درختوں کا اس سے بڑا نقصان ہوتا ہے ۔ بلکہ جنگلات کے سپرنٹنڈنٹ ڈپو کی جانب سے صرف سوختنی لکڑی کے جو کٹے کٹائے ذخیرے انکے واسطے جابجا لگائے گئے ہیں انہی کو لایا کریں شہر اور نواح کے تمام لکڑہاروں نے اس ممانعت سے برہم ہو کر ہڑتال کر دی اس باعث لوگ ایندھن کی سخت تکلیف اٹھا رہے ہیں

ٹیوٹیکورن کی چیمبر آف کامرس (مجلس ناظم کاروبار تجارت) اگرچہ ابتدائی حالت میں ہے۔ لیکن بڑا مفید کام کر رہی ہے۔ اسکے ممبر صرف یوروپین ہوتے ہیں

بنگال نیشنل ریلوے کی چلتی ٹرین میں ایک اور معرکہ کا ڈاکہ پڑا جس میں فرید پور کے ایک سوداگر کے ۴۴۹۰ روپیہ گورنمنٹ کرنسی نوٹ اور کچھ چاندی چوری گئی۔ یہ سوداگر کنج بہاری بسواس بنگالی بابو کھلنا سے ٹرین کی ایک تھرڈ کلاس گاڑی میں سفر کر رہا تہا ۔ سونے سے پہلے اس نے اپنا مال و متاع کپڑے میں لپیٹ کر سرہانے رکھ لیا تہا ۔ اسی درجہ کے تین اور مسافر جن سے یہ باتیں کر چکا تہا اسکی آنکھ لگتے ہی کل پونجی لیکر نو دو گیارہ ہو گئے ۔ پولیس سرگرم تحقیقات ہے

دہلی کا مدرسہ دار الاصلاح جسے چار سال قبل آزمائشی طور پر جاری کیا گیا تہا سال گذشتہ کی رپورٹ میں جو ابہی شائع ہوئی ہے سپرنٹنڈنٹ صاحب اسکی ترقی و کامیابی پر اطمینان ظاہر کرتے ہیں ۔ یہاں اصلاح کیلئے دس لڑکے پرائیویٹ فرموں وغیرہ میں مثل بچہ لائیسنسی ملازم رکھائے گئے تہے جنکا چال چلن بہت اچہا نکلا ۔ سکول میں دری بننے سکپڑا سینے جوتیاں بنانے اور کہیتی باڑی کرنے وغیرہ کے کام سکھلائے جاتے ہیں ۔ ان زیر اصلاح کمسن مجرموں کی تمام ضروریات زندگی انکی اچھی دیکھ بھال سے مہیا ہوتی رہیں ۔ اور جو سامان آتے ہی بڑھا اسکی فروخت سے سال زیر رپورٹ میں ۵۶۴ روپیہ سکول کو منافع ہوا ۔ انسپکٹر مدارس حلقہ دہلی کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ ان بچوں کی اخلاقی جسمانی اور دماغی ترقی بھی دار الاصلاح میں اچھی ہوئی ہے ۔ اور سوائے میریا بخار کی شکایت کے عموماً انکی صحت بہی عمدہ رہی ۔ نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر صوبہ پنجاب نے بہی اس انسٹیٹیوشن کی نسبت اچہی رائے ظاہر فرمائی اور ارشاد کیا ہے کہ خورد سال مجرموں کے لئے سزا کی بجائے یہ طریق اصلاح نہایت سود مند کارگر اور کامیاب معلوم ہوتا ہے

بیگم صاحبہ بھوپال کے انعامی کپ (جام) کو جیتنے کی غرض سے پولو کا بڑا بہاری ٹورنامنٹ بمقام جبلپور اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں ہوگا -

سرحد کی خبر ہے معلوم ہوتا ہے کہ زکاخیل اور آکاخیل ہر دو قبائل کے آفریدی اپنے اپنے جرگہ (وفد) کابل بہیجنا چاہتے ہیں ۔ ہر دو کو روپیے کی ضرورت ہے

لارڈ لیمنگٹن بہادر سابق گورنر بمبئی نے ہفتہ کے روز بمبئی میونسپلٹی کے الوداعی ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مجہے اپنا عہدہ گورنری بڑی تلخی کی حالت میں چھوڑنا پڑا ہے جبکہ افسوس میرا کام ابہی ناکمل ہے اس عرصہ میں میں نے اپنے فرائض منصبی کو عزیز رکہنا سیکہا ۔ اور بمبئی ہمیشہ میرے تعلق خاطر کا موجب رہی بعد ازاں ہز ایکسیلنسی بذریعہ میل سٹیمر روانہ انگلستان ہو گئے

ہندوستان کی تمام ریلوے لائینوں کی مجموعی آمدنی یکم اپریل سال حال سے ۱۳ جولائی تک سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت بقدر ۹۲ لاکھ روپیہ کے زیادہ رہی جن میں سے جی آئی پی ریلوے کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے یعنی اس کیلئے کا اضافہ آمد ۱۶ لاکھ کے قریب ہے ایسٹ انڈیا ریلوے کا اس کے دوسرے درجہ پر یعنی ۵ لاکھ سے کچھ اوپر - بنگال ناگپور ریلوے کا ۷ لاکھ سے کچھ زیادہ بمبئی بڑودہ ریلوے - انڈین لینڈ ریلوے - نارتھ ویسٹرن ریلوے لائینوں میں سے ہر ایک ۶ و ۷ لاکھ کے درمیان ہے آگرہ - دہلی کورڈ ریلوے مدراس ریلوے اور جنوبی مرہٹہ ریلوے کی آمدنی میں ایک سے لیکر دو لاکھ تک کمی ہوئی -

بلوہ کوکنڈ کے مقدمات میں تیسری ٹولی کی تحقیقات ختم ہوئی مجسٹریٹ نے ملزمان نمبر ۱-۲-۴-۶-۲۲ کو رہا کر دیا جن کے خلاف کوئی شہادت نہ تہی پہلی ٹولی کے ملزمان کا ڈیفنس ۲۷ جولائی سے پھر شروع ہو گیا تا حال کوئی اہم شہادت نہیں گذری ۔ یوروپین گواہوں میں سے ایک سخت بیمار ہے

ہمعصر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور لکہتا ہے کہ مجوزہ سرکاری تجارتی وظائف کی خبر ابہی قبل از وقت ہے

ٹیلیبون کا نامہ نگار الہ آباد سے خبر دیتا ہے کہ پنجاب میں دو گرفتاریاں اور عمل میں آنے والی ہیں ایک ضلع راولپنڈی میں اور دوسری ضلع اٹک میں ۔ یہ گرفتاریاں اس غلط افواہ کے پہیلانے سے متعلق ہونگی کہ سرکار کنوؤں میں زہر ڈلوا کر رعایا کو مرواتی ہے ۔

اعظم گڈھ میں پچہلے اتوار کو ٹڈی کا بہاری دل آیا جو ڈیڑھ دو گہنٹے تک چہایا رہا ۔

میرٹھ کے ایک ہندو مخیر نے میرٹھ کالج سے اجازت لی ہے کہ وہ ہر سال ۵ طالب علم خود تجویز کر کے انہیں ۲ روپیہ ماہوار وظیفہ دیں گے ۔

لالہ لاجپت رائے اور جیت سنگہہ کو انکی فرد قرار داد جرم کی نقل بہیجی گئی ہے

چہوٹا ناگپور میں ایک اسائش بنانے کی تجویز گورنمنٹ نے منظور کر لی ہے ۔

دربار بہادر نگر کے لئے ہرن کی کہال کا ایک خیمہ تیار ہو رہا ہے جس کا طول ۶۰ اور عرض ۴۰ فٹ ہے اس پر قریبا ۵۰ ہزار روپے لاگت آئیگی ۔

چاء کی کاشت کو ہندوستان میں ۲۰ سال مختتمہ ۱۹۰۵ء کے اندر حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے ۱۸۸۵ء میں اسکا رقبہ زیر کاشت ۱۹۷۵۱ ایکڑ تہا جس سے ۷۱۰۰۰ ۳۶ ۵ پونڈ چاء پیدا ہوئی - تو ۱۹۰۵ء میں یہ اعداد ۵ ۰ ۹ ۳ ۳ ۳ - ایکڑ اور ۶ ۰ ۸ ۴ ۰ ۹ ۱ ۵ ۱ پونڈ تک پہنچی ۔ گویا رقبہ میں ۱۲۷ فیصدی اور پیداوار میں ۲۸۲ فیصدی ترقی ہوئی ۔

انڈین ڈیلی کرانیکل نام جو انگریزی کا روزانہ اخبار حال میں بمبئی سے جاری ہوا ہے اسکا سرمایہ ۷ لاکھ روپیہ ہے ۔ کلکتہ کے امپائر کا سرمایہ ۳ لاکھ ہے ۔ انگلشمین کا ۲½ لاکھ ۔ بندے ماترم کا ۵۰ ہزار ۔

سیشن جج ہوڑہ کی عدالت سے ایک جیب کترے کو جو رہا ہو کر آیا ہے ۵ سال قید سخت کی سزا ہوئی ۔

ہمعصر انڈین ڈیلی نیوز کلکتہ لکہتا ہے ۔ کہ کلکتہ کے ایک اور اخبار پر عنقریب مقدمہ چلایا جائیگا

کلکتہ میں دیا سلائی کا ایک اور کارخانہ کہلا ہے جس کے مالک جاپان کے تعلیم یافتہ بنگالی ہیں ۔

مدراس میں مشنری لیڈیاں ایک ہندو لڑکی کو بہگا لے گئی تہیں ۔ ان پر مقدمہ چل رہا ہے ۔ ۲۹ جولائی کو پیشی تہی ۔ نتیجہ کا انتظار ہے ۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبہ متحدہ مجریہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۵ء } سید زین العابدین ڈپٹی کلکٹر گونڈہ ۹ جولائی سے ۳ ماہ کی رخصت بیماری پر گئے لفٹنٹ کرنل ڈبلیو ڈبلیو وسٹ داس رام بہادر سول سرجن متہرا کو ۲۵ جولائی سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت ملی ۔ پنڈت لچہمی دت جوشی پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر بجنور نے یکم اگست ۱۹۰۵ء سے ۲ ماہ کی غیر معمولی رخصت بلا الاونس حاصل کی ۔ بابو بخت نرائن قائم مقام ایڈیشنل سب آرڈینیٹ جج علی گڈھ سے رلیو ہو کر پنڈت جیرام کشور رخصتی کی جگہ بریلی کے سب آرڈینیٹ جج ہونگے ۔ کپتان سی اے ڈب (انڈین میڈیکل سروس) کپتان سی - اے سپرڈن کی جگہ قائم مقام سول سرجن جہانسی ہونگے ۔ اما آخر الذکر صاحب رلیو ہو کر سکینڈ سرکل کے قائم مقام ڈپٹی سینیٹری کمشنر ہوں گے ۔ مولوی محمد فصیح الدین ڈپٹی کلکٹر رخصت سے آنکر بدستور بجنور میں تعینات ہونگے یعنی ظہیر حسن جو پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے ہیں گونڈہ میں تعینات ہوئے - راجہ شیومنگل سنگہ آف مین پوری کو لاٹ صاحب بہادر نے سول کورٹ کی حاضری سے مستثنے کر دیا ۔ مسٹر ڈبلیو فنز پیٹرک اسسٹنٹ انجینیر درجہ اول ۱۰ جولائی سے پہر ضلع بہرائچ میں تعینات ہونگے ۔

اسلامی دنیا

نواب محسن الملک بہادر بمبئی میں ۱۵ اکتوبر تک مقیم رہینگے۔

بمبئی کے مشہور ڈاکٹر رجب علی صاحب نے مولانا شبلی کا علاج اور مصنوعی ٹانگ لگانا بلا کسی خرچ کے منظور کیا ہے بشرطیکہ مولانا صاحب بمبئی تشریف لیجائیں۔

نواب عماد الملک بہادر کی جگہہ بعول مشیر دکن ڈاکٹر سید سراج الحسن صاحب ایل ایل ڈی ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم ممالک محروسہ حضور نظام مقرر ہونے والے ہیں۔

مولوی عزیز مرزا صاحب بی۔ اے سیکرٹری محکمہ تعلیمات حیدر آباد نے سنسکرت کے مشہور ڈراما "وکرم اروسی" کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مہاراجہ یمین السلطنت مدار المہام نے انکو صدر مرزا صاحب کو ایک طلائی گھڑی بطور انعام دی۔

تونسہ شریف کے بزرگ جو کئی روز سے لاہور میں تشریف رکھتے تھے وہ معہ سجادہ نشین صاحب بیبال ۲۰ جولائی کی صبح کو روانہ دہلی ہو گئے۔

ہز میجسٹی امیر صاحب کابل کا دورہ قلعہ سے مدا اوادا ابھی ختم نہیں ہوا۔ آپ ۷ جون کو قندہار کر چل کر مختلف مقامات کا دورہ کرتے ہوئے ۱۰ جولائی کو ہرات پہنچے تھے۔ ان دونوں مقامات کا درمیانی فاصلہ ۔۔ میل ہے۔ تو گویا آپ نے ۵۰ دن میں اس کا سفر ختم کیا۔ اور کبھی کبھی پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ کوس کی بھی منزل مار کے ایسے مقامات میں پہنچے جہاں کے لوگوں کو بادشاہ سلامت کی رونق افروزی کا وہم وگمان تک نہ تھا۔ تاجدار افغانستان کی اسقدر مستعدی و جفاکشی ملک کی تاریخ میں ایک نادر اور قابل قدر بات ہے!۔

افغانستان اور ترکستان کے درمیان اون پشمینہ، گھوڑوں اور دیگر اقسام غلہ کی تجارت بند ہو گئی ہے مگر وجوہ اسکے ابھی تک معلوم نہیں ہوئیں۔

خوشی کی بات ہے کہ ملک ممتاز خان صاحب جو حال ہی میں امپیریل کیڈٹ بنائے گئے تھے۔ اب فوج کے صیغہ خبر رسانی میں لے لئے گئے اور فوجی ہیڈ کوارٹر شملہ میں جا پہنچے ہیں۔

(وکیل :۔ امید ہے کہ ہمارے نوجوان ملک صاحب گورنمنٹ کو اپنی قابل قدر خدمات سے خوشنود کر کر مزید ناموری و عزت حاصل کرینگے)

مسٹر عبداللہ یوسف علی کو سوسائٹی آف آرٹس لنڈن سے ان کے ایک قابلقدر مضمون پر نقرئی تمغہ انعام ملا۔

نواب ملک خدابخش خان صاحب ٹوانہ سابق برٹش ایجنٹ کابل کے لئے گورنمنٹ نے خاص پنشن کا عطا کیا جانا منظور فرمایا ہے۔ مبارک ہو!

مدراس کے نامی گرامی ملک التجار حاجی محمد ہادی بادشاہ صاحب جن کے انتقال پر ملال کی خبر پچھلے پرچہ میں شایع ہو چکی ہے شہر کے رئیس اعظم اور مدراس کارپوریشن کے ممبر ہونے کے علاوہ اپنی ذات سے بڑے شریف النفس اور نیکدل بزرگ تھے۔ اسواسطے مقامی پبلک کو آپکی وفات کا عام طور پر رنج ہے۔

سرہنری میکماہن نے آنریبل ملک عمر حیات خان صاحب ٹوانہ سی آئی ای کی خدمات متعلقہ حیات امیر کا ذکر نہایت جوشیلے الفاظ میں کیا۔ اور ان کا بڑا شکریہ ادا کیا ہے۔

میاں محمد چٹو صاحب لاہوری رکن رکین فرقہ اہل قرآن نے جو درخواست شہر کے ایک گنجان حصہ میں اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی ایک جدا مسجد تعمیر ہونے کے لئے دی تھی۔ وہ صاحب ضلع کے اجلاس سے نامنظور ہوئی۔

سردار نصر اللہ خان صاحب نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا ہے تاریخ روانگی کا ہنوز کوئی پتہ نہیں لگا۔ غالباً اسکا فیصلہ امیر صاحب کے دورہ سے پایہ تخت میں واپس آنے پر ہوگا۔

افسوس کہ سردار امیر علی شاہ رئیس لاہور کی وفات سے دو تین ہی دن بعد ان کے پسماندگان میں جھگڑے قضیئے چھڑ گئے جسکا بس چلا قبضہ کر کے قفل لگا دیا۔ اور اب عجب نہیں مقدمہ بازی بھی شروع ہو گئی ہے۔

ایرانی پارلیمنٹ نے طہران میں جرمن بینک قائم ہونے کی اجازت دیدی۔ یہ بینک ۴۵ سال تک پارلیمنٹ کی منظور کردہ شرائط کے ساتھ جاری رہیگا۔ سرمایہ ۳۰ لاکھ قرار پایا ہے۔

مقدونیہ میں ترکی افواج بلغاریہ کے باغی دستوں کی برابر گوشمالی کر رہی ہیں۔

تیراہ کی خبروں سے معلوم ہوا کہ سرحدی جاہل ملانوں کی جانب سے پھر کچھ شور و شر ہوا چاہتا ہے کہتے ہیں کہ دیوانہ فقیر لوگوں کو شیعوں کے خلاف آمادہ جہاد کر رہا ہے۔ افسوس۔

شاہ ایران جس حقہ میں تمباکو پیتے ہیں اسپر ۹ لاکھ روپے لاگت آئی ہے۔ یہ حقہ بڑے بڑے نادر جواہرات سے مرصع ہے۔ اور دربار خاص میں پیا جاتا ہے۔

کابل میں افسوس ہے کہ وبائے ہیضہ پھیل گئی ہے اور پچھلے مہینے میں وہاں اس سے بہت سی موتیں ہو چکی ہیں۔

محمڈن کالج علیگڈھ تعطیل کلاں کے لئے یکم اگست کو بند ہو جائیگا اور ۱۰ اکتوبر کو پھر کھلیگا۔

مقدمہ اخبار انڈیا و ہندوستان سٹیم پریس لاہور

مسٹر جے ڈی بایٹ صاحب سپیشل مجسٹریٹ کمرہ عدالت ڈپٹی کمشنری آفس میں ۳ بجے ۲۰ منٹ پر تشریف لائے۔ اس سے پیشتر کپتان رینڈل صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس، مسٹر فلپ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کورٹ انسپکٹر بابو نواب الدین صاحب کمرہ عدالت میں حاضر تھے۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے کمرہ عدالت میں تشریف لاتے ہی حکم کیا کہ ملزمان لالہ پنڈی داس ایڈیٹر اخبار انڈیا گوجرانوالہ اور لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر و مالک اخبار ہندوستان حاضر کئے جائیں۔ ملزمان کی طرف سے مسٹر اسٹاک بیرسٹر و لالہ درگا داس وکیل علی الترتیب حاضر تھے۔ عدالت نے فیصلہ اردو میں سنایا۔ خلاصہ یہ کہ لالہ پنڈی داس اور دینا ناتھ ہر دو ملزمان کو پانچ پانچ سال قید سخت کی سزا دیگئی ہے زیر دفعہ ۱۲۴ الف و دفعہ ۱۵۳ اور زیر دفعہ ۵۱۷ تعزیرات ہند۔ ہندوستان پریس ضبط کیا جائے۔

مقدمہ بلوہ لاہور

اسکے بعد مقدمہ بلوہ کے ملزمان پیش ہوئے۔ نہال سنگھ و رام چند ملزمان بری کئے گئے صاحب مجسٹریٹ نے فرمایا کہ رام چند کی بابت ہمیں شک ہے کہ وہ بلوہ میں شامل نہ تھا۔ باقی ملزمان کی بابت ہم کو کوئی شک نہیں کہ وہ گنہگار ہیں اسلئے ہم کو اٹھارہ اٹھارہ ماہ کی قید سخت کی سزا دیجاتی ہے۔ لالہ گنہ ہرسین کو جسکی عمر چھوٹی ہے صرف ۳۰ ضرب بید کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور لال چند فلک کو صرف ۹ ماہ کی قید سخت۔ سورن سنگھ و سجالی رام گو چھوٹی عمر کے ہیں۔ مگر بلوہ میں ضرور شامل تھے۔ سجالی رام دوسرے بلوہ میں بھی شامل تھا حکم سنانے کے وقت چالیس پیدل کانسٹبل اور بھاگا سنگھ، حاکم سنگھ، سراج الدین انسپکٹران پولیس اور چند پولیس سوار موجود تھے۔ ہر دو مقدمات کے ملزمان کو زیر حراست پولیس ہتھکڑیاں لگائے ہوئے ٹھنڈی سڑک پر پیدل لے گئے۔ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ایڈیٹر، ٹربیون، پنجابی، پیسہ اخبار، اخبار عام کے رپورٹر موقع پر موجود تھے۔ سنا گیا ہے کہ ٹھنڈی سڑک کے مختلف مقامات پر جیلخانہ تک ناکہ بندی کے لئے قریب چھ سو کے پیدل و سوار جمعیت پولیس موجود تھی۔ لالہ دینا ناتھ و پنڈی داس ملزمان مقدمہ اخبار انڈیا وغیرہ کو فیصلہ سنانے کے وقت ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔ اور باقی ملزمان بلوہ کو فیصلہ سنانے کے بعد ہتھکڑیاں لگائی گئیں۔ (ماخوذ از پیسہ اخبار)

روز بازار پریس امرتسر میں شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

امرتسر

نمبر ۵۴ | مطبوعہ ۵ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۴ جمادی الآخر ۱۳۲۵ھ یوم دوشنبہ | جلد ۱۲

قیمت مع محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۶ شلنگ
امراء و رؤسا سے	للعہ	ہیلے،
عام خریداروں سے	ہیلے،	صہ،
طلباء کم استطاعت اصحاب سے	لے،	للعہ،

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔ نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے۔

فہرست مضامین اخبار

تار کی خبریں - مسلمان صوبجات بنگال - اخبار پیسہ کی شانگ تنقید

مقابل امیر حبیب اللہ نامہ بشیر ربوی - ہیڈ آفس امرتسر میں کام کی تقسیم - گجراتی زبان کی قابل

اعتراض کتاب کی ترمیم - اصلاح منظور - ایڈیٹر بنگالہ قوم آپ کی بہرحال کرتے جاتے ہیں - مستورات ہند کا ذکر

پارلیمنٹ انگلستان میں - مقدمہ جناب شاہ یاسین

اور الیضا - امور جموں کشمیر میں کا جواب کے پیدا

ہندوستان کی چینی کے حساب اپنے سکے کا سبب

تعزیرات احکام موزیں کی مطابقت - قصیدہ آغا جان

انجمن اسلامیہ کے وفود

ہندوستان کی خبریں

اسلامی دنیا - بقیہ تار کی خبریں

اشتہارات

تار کی خبریں

لندن (۱۰ جولائی) بلفاسٹ (آئرلینڈ) میں کونسٹیبلوں کی ہڑتال نے بڑی تشویش پیدا کر رکھی ہے۔ ڈاک یارڈ والوں نے بھی ہڑتال کر دی (بعد کی خبر ہے کہ) کونسٹیبل لوگ کام پر آگئے ہیں۔ مگر انہیں اپنے ہم پیشہ ساتھیوں کی طرف سے ہمدردی کے پیغام پہنچ رہے ہیں۔

ایضاً (۱۰) جرمن ملٹری ہوائی جہاز نے شہر برلن کے اوپر دو گھنٹہ تک چکر لگایا اور اوپر ہی اوپر دائرہ مربع مثلث وغیرہ مختلف شکلیں بناتا ہوا گھوم گھام کر قصبہ ٹیگل کے نواح میں واپس آگیا۔ اس کی رفتار ہوا کے رخ کے خلاف ۱۲ میل فی گھنٹہ تھی۔

ایضاً (۱۰) دونگپس (واقع ملک فرانس) میں ایک ہسپتال سے متعلق زور شور کا بلوہ ہو پڑا جس میں ۲۴ افسر جنگی جوان اور پولیس مین زخمی ہوئے۔ دو بلوائی بھی مارے گئے اور کئی مجروح ہوئے۔

ایضاً (۱۰) نیویارک (امریکہ) میں ایک چھ منزلہ مکان کو آگ لگی جس میں ۱۵ طالبین جل مرے۔ (بعد کی خبر ہے کہ) یہ آگ اور حال کے تمام حادثات آتشزدگی ان جو شعل کا کام ہے جو اس قسم کی شرارت اور نقصان رسانی کے عادی مجرم ہوتے ہیں۔

ایضاً (۱۰) پایہ تخت کوریا میں اب جاپانی سپاہ کو پورا دخل و قبضہ کر کے امن امان قائم ہو چلا ہے۔

ایضاً (۱۰) ہیگ کانفرنس سے متعلق جرمنی اور برطانیہ نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ ہیگ میں ۵ ججوں کی ایک بین الاقوامی عدالت قائم کی جائے۔ ہر ایک بڑی طاقت ایک ایک جج مقرر کرے گی اور باقیوں کو باقی تمام چھوٹی چھوٹی سلطنتیں۔ جب کوئی تنفیذ نہ ہوگا تو مدعی و مدعا علیہ دونوں فریق اس انفصال نزاع کے لئے اپنے وکیل مقرر کرینگے۔ ایم نیلڈا نے ہیگ میں مسٹر کارنیگی کی عمل ہال نے اس کی بنیاد رکھی۔ یہ رسم بڑی شاندار تھی۔ بعد ازاں تقریریں ہوئیں جنہیں عمارت کے مبارک اور مقدس مقصد پر زور دیا گیا۔ اور اصول امن عامہ کی تائید کی گئی۔

ایضاً (۱۰) کانگو میں مظالم کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ دار الامرا میں اس کے متعلق گفتگو چھڑی۔ لارڈ مونکول نے رائے دی کہ ان مظالم کے انسداد کے لئے مداخلت کی ازبس ضرورت ہے۔ ورنہ وہاں خون خرابے نہ معلوم کب تک ہوتے رہیں؟ لارڈ فٹزمارس نے کہا بات تو ٹھیک ہے۔ مگر مداخلت کی صورت میں بین الاقوامی مشکلات پیدا ہونے کا احتمال ہے۔

ایضاً (۱۰) زار روس جمعرات کے دن اپنی شاہی کشتی میں بیٹھ کر سوا ئن منڈی کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔ ایم ایسو ولسکی ساتھ ہوں گے۔ ان کی نقل و حرکت کے تفصیلی حالات تو مخفی رکھے جاتے ہیں۔ مگر آتا پتا لگا ہے کہ زار جیٹی قیصر جرمنی سے ملنے جاتے ہیں۔

لندن (۱۱ جولائی) واشنگٹن کے ایک پیغام تار سے معلوم ہوتا ہے کہ اضلاع متحدہ امریکہ میں جاپانی قلیوں کی کثرت کے آمد روکنے کے بارہ میں سلسلہ نامہ و پیام شروع ہوگیا ہے اور وینکوور میں ان لوگوں سے جو کچھ جاپانی پہنچے ہیں اس لئے وہاں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا ہے۔

ایضاً (۱۱) برطانیہ کی بحری پالیسی کے بابت مسٹر ارلش نے موجودہ حالات پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا کہ اگر ہیگ کانفرنس نے اسکی تجویز کی منسوخی کو حق بجانب قرار نہ دیا تو ایک تیسرے جنگی جہاز کی بنیاد ڈالی جائیگی۔

ایضاً (۱۱) ہاؤس آف کامنز میں مسٹر مارلے نے سر سیمور کنگ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ استحقاق پنشن کے بارہ میں پولیس کی مدت ملازمت سے متعلق گورنمنٹ ہند نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس پر از سر نو غور کروں گا۔

وکیل امرتسر
مطبوعہ ۵ اگست ۱۹۰۷ء یوم دوشنبہ
نمبر ۳۲ جلد ۱۳

ہمت اور تنگخیالی

ہمعصر النجم لکھنؤ کے ایک نامہ نگار صاحب نے حال میں ایک ایسا خیال اسلامی پبلک کے پیش کیا ہے جو ضرور بخاص نظر سے دیکھا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہندو مطابع جو قرآن شریف کو چھاپتے ہیں۔ اس سے کلام مجید کی توہین ہوتی ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کی خدمت میں ایک متفقہ عرضداشت بھیجیں۔ اس مضمون کی کہ بجز قرآن کریم چھاپنے کی اجازت صرف مسلمانوں کو دیجائے۔ ان کے سوائے کوئی غیر قوم کا شخص اس مقدس کتاب کو نہ چھاپنے پائے۔ بات بظاہر کام کی۔ اور دل کو لگتی ہوئی ہے لیکن ہمیں امید نہیں پڑتی کہ اسکا کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو سکے کیونکہ مسلمانوں کے پاس نہ اتنا سرمایہ ہے نہ ایسی ہمت کہ اس قسم کے اہم تجارتی کاروبار میں ہندو بھائیوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اور نہ غالباً گورنمنٹ ایسے امور میں مداخلت کو ضروری سمجھیگی۔ یہ تو تجویز کے ناممکن العمل یا کم از کم دقت طلب ہونیکی مختصر سی دلیل ہوئی اب ہم نفس شکایت پر بھی اسی طرح ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کہاں تک معقول اور قابل التفات ہے۔ نامہ نگار صاحب کی بابت ممکن ہے کہ خاص خاص مقامی واقعات کی بنا پر صحیح ہو لیکن جہاں تک ہماری معلومات یاری دیتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ کوئی ایسے متعصب ہندو بھی قرآن کی چھپائی کا کام کرتے ہوں جنکے ہاں اسکی بے ادبی یا توہین ارادۃً ہوتی ہو بلکہ برخلاف اسکے ہم نے تو بعض نیکدل اور صلح کل ہندو پبلشروں کی نسبت یہ سنا ہے۔ کہ ان کے ہاں قرآن شریف چھاپنے والے پریسمینوں وغیرہ کو حکم تھا کہ جس وقت اسکی چھپائی وغیرہ کو ہاتھ لگاؤ پہلے وضو کر لیو۔ یہ غالباً منشی نول کشور صاحب مرحوم کا ذکر ہے۔ رائے صاحب منشی گلاب سنگھ کے ہاں بھی اگر اتنا نہیں تو کم از کم معمولی ادب تا مدہ ضرور ملحوظ رہتا ہوگا۔ اگرچہ ممکن ہے کہ یہ گئے گذرے زمانوں کی باتیں ہوں۔ اور آج کل کسی ہندو پریس میں مسلمانوں کے اس دین و ایمان اور حرز جان کی تعظیم اور بزرگداشت ایسی یا بالکل نہ ہوتی ہو۔ تو اسکے مقابلہ میں ہم افسوس اور سخت افسوس کے ساتھ یہ دیکھتے ہیں کہ اکثر و بیشتر مسلمان اہل مطابع اور کتب فروش بھی قرآن شریف کا کچھ ایسا ادب نہیں کرتے حالانکہ انپر اسکا اکرام و احترام ہر طرح لازم ہے اور ہندوؤں کے لئے مذہباً لازمی نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنی نیکدلی اور شرافت سے اس کو اپنا ایک اخلاقی فرض یا ہردلعزیزی و نیکنامی کا ذریعہ سمجھیں۔

بہر حال نامہ نگار النجم کی یہ تجویز جہاں بظاہر محال معلوم ہوتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے سخت شرمانے اور غیرت دلانے والی بھی ہے اگر ان میں کچھ بھی اسلامی حمیت اور قومی غیرت کا احساس باقی رہگیا ہو۔ اگر وہ باہمت اور دوراندیش ہوتے تو پہلے ہی اس کام کو غیر قوموں کے ہاتھ میں نہ جانے دیتے۔ اور اب اگر ان میں اس بار عظیم کو اٹھانے کی سکت نہیں تو اپنی تنگخیالی کے اظہار سے بھی کیوں دوسروں کو چڑاتے اور بغیر دل آزاری کے سامان پیدا کرتے ہیں؟ یہ ایسی باتیں ہیں جنکا زبان پر لانا قرین مصلحت نہیں ہوتا۔ اگر واقعی تم کو اس شکایت کی اصلیت کا پورا علم ہے۔ اور تمہارے دل پر اس سے درحقیقت چوٹ لگتی ہے تو خالی باتیں بنانے اور خیالی پلاؤ پکانے کے بجائے عملی طور پر کچھ کر کے دکھلاؤ۔ بشرطیکہ تم میں کچھ ہمت و حوصلہ ہو۔ اور سرمایہ مطلوبہ کے علاوہ تدبیر و انتظام کی بھی کافی و یقینی قابلیت بھی ہو کہ اس میدان میں بغیر نقصان و فضیحت اٹھائے دوسروں سے بازی لیجا سکو۔ اگر خدانخواستہ تم اس مقصد میں خاطر خواہ طور پر کامیاب نہ ہو سکے تو اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہ ہوگا۔ کہ تم ہندو پبلک کے سامنے خفیف ہو اور وجہ شکایت پیش از پیش پیدا ہوتی ہے۔

اصل میں دنیا کے اکثر کام نیک نیتی اور حسن ظن سے چلتے ہیں۔ اگر ایک طرف بدنیتی کا اور دوسری جانب بدظنی کا دخل ہو جائے تو پھر گذارہ مشکل ہو جاتا ہے۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ فرض کرو مسلمانوں نے ہندوستان میں تو اس شکایت کا سدباب کر دیا۔ یا کرا دیا۔ لیکن دیگر ممالک میں جو مسلمانوں کی ہزارہا مذہبی کتابیں اور خود کلام اللہ شریف غیر مسلموں کے ہاتھ میں چھپتے ہیں وہاں اسکا پورا پورا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تمہارے پاس کیا گارنٹی ہے؟ اور بصورت دیگر تم کیا علاج کر سکتے ہو۔ کیا مسلمان سنکر یقین کرینگے کہ مصر شام بیروت جرمنی وغیرہ وغیرہ میں قرآن کریم صرف اہل اسلام چھاپتے ہیں۔ اور اگر درحقیقت ایسا ہی ہو تو کیا ہندوستان کے کمتر مسلمان چھاپہ خانہ والوں اور دکانداروں کی طرح وہاں اسکی نعوذ باللہ مٹی پلید نہوتی ہوگی؟ ع ایں خیال است و محال است و جنوں۔

ہمارا تو یہ خیال ہے " مدبر آریوں کے ہاتھ میں یہ کام نہ ہندوستان کے اندر ہے اور نہ کسی جگہ۔ اگر ایسا ہوتا تو عمداً قرآن شریف کی بےحرمتی و بےادبی کا احتمال ہی نہیں۔ بجنسہ یقین ہے کہ نہیں ہوتا۔ رہا کاروباری عجلت اور مجبوری وغیرہ میں اسکا کما حقہ ادب ملحوظ نہ رہ سکنا۔ سو اس سے مسلمان بھی بری نہ ہونگے۔ لہٰذا پہلے وہ اپنے گھر کی اصلاح کریں پھر دوسروں کے ساتھ جھگڑے میں پڑیں۔ اگر بفرض محال اس تجویز میں کامیابی ہو بھی جائے تو کیا صرف ہندو پبلشروں اور مالکان مطابع کو اس کام سے بیدخل کر کے مدعا حاصل ہو سکیگا۔ ہرگز نہیں کیونکہ غیر مسلم چھاپنے اور شائع کرنے والے تو ہندوستان بھر میں گنتی کے دس بیس ہی ہوں گے مگر کتب فروش اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بلا شبہ ہونگے۔ پبلشروں کے بعد پھر ان کو بھی گورنمنٹ سے فرمان دیکر اس کام سے محروم کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ اور ہمیں امید نہیں کہ فری ٹریڈ کی حامی گورنمنٹ ایسی تنگخیالی پسند کرے اور تمہاری آپس کی بات بات میں مداخلت کی زحمت گوارا کرے۔

نامہ نگار النجم کا خیال ایک پہلو سے قابل توجہ ضرور ہے مگر جب مسلمانوں میں خود اتنی قابلیت اور ہمت نہیں تو اسکا نام سوائے تنگخیالی اور تعصب کے کیا رکھا جائیگا۔ ہم بحالت موجودہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی ایک عجیب حکمت بالغہ اور فضل ہے کہ مسلمان پست حوصلہ اور کم ہمت ہیں تو وہ اپنے کلام پاک کے انطباع اور اسکی اشاعت کا عظیم الشان کام ایک حد تک غیر قوموں سے بھی لے کر اس کمی کو پورا کر رہا ہے۔ جو بصورت دیگر رہنی لازمی تھی۔ کیونکہ مسلمان ادنےٰ ادنےٰ کاموں میں بھی عملی طور پر مشکل ہی سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر کبھی محض خدا کے فضل سے ان میں اس خدمت قرآن کی ہر پہلو سے پوری پوری قابلیت پیدا ہو گئی تو ہندو بھائی آپ چھوڑ بیٹھینگے۔

اخبار ہندوستان کا مستقبل

پبلک کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ لالہ دینا ناتھ کو بتلائے مشکلات اور اخبار ہندوستان کو بند ہوتا دیکھکر لاہور کے ایک نامی وکیل پنڈت رام بھج دت صاحب بی۔ اے نے خرید لیا ہے جو سنا جاتا ہے کہ آریہ سماج کے سربرآوردہ ممبر بھی ہیں۔ اب لوگوں میں اس بات کا اکثر چرچا ہے کہ مقدمہ متعلقہ کے فیصلہ میں جو ہندوستان پریس کی ضبطی کا بھی حکم ہوا ہے۔ وہ اگر اپیل میں بھی بحال رہا تو اخبار یا کم از کم مطبع مذکور کی خرید و فروخت ناجائز ٹھہریگی۔ اس صورت میں کیا ہوگا اور اخبار کو کون اور کس طرح چلائیگا۔ ہمارے نزدیک جب تک اپیل کا فیصلہ نہ ہو لے ان باتوں پر دماغ خالی کرنا عبث اور قبل از وقت ہے لیکن اگر پنڈت صاحب موصوف ہی ہندوستان کے پروپرائیٹر اور شاید ایڈیٹر بھی رہے تو

قابل توجہ مینیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

کئی بار شکایت سنی گئی ہے کہ جن لوگوں کو اپنا مال اسباب بذریعہ گڈز ٹرین کہیں روانہ کرنا ہوتا ہے انہیں بک کرانے کے وقت عموماً بڑی دشواری و دقت اٹھانی پڑتی ہے جن بیوپاریوں کو یہ کام ہمیشہ رہتا ہے ان کے لئے تو کوئی مشکل نہیں کیونکہ اول تو ان کا یہ کام مقررہ معاوضہ پر دلالوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ اگر یہ واسطہ بھی درمیان میں نہ ہو تو چونکہ کام پڑتے رہنے کی وجہ سے بابو صاحبان کے ساتھ راہ و رسم پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی نیا آدمی جسے شاذ و نادر مال گودام سے کام پڑتا ہو وہاں جا پہنچے تو بیچارے کی شامت ہی آجاتی ہے۔ جب پہلے تو اسکو یہ مرحلہ پیش آتا ہے کہ جس لائن پر اسکا مال جانے والا ہے اسکا بکنگ آفس کونسا ہے اور کس کے پاس پہنچ کر اپنا مال وزن کرنے کو کہنا چاہیئے تو یہ غریب ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر مارا مارا پھرتا ہے مگر کوئی سرکاری ملازم سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ اسی طرح تولنے والے بشرح محصول بتلانے والے۔ بلٹی بنانے والے۔ چیک کرنے والے۔ اور اگر پیشگی محصول لینے والے غرض قریباً تمام حضرات جن سے سابقہ پڑتا ہے اپنی اپنی جگہ پر بڑی فرعونیت کا اظہار کرتے ہیں اور بعض تو منہ پھوڑ کر گویا اندر سے خالی خولی ملازمت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ اگر وہ کچھ دیں تو چاہے چاہان کے کام میں ڈھیل ڈالتے اور بے پروائی کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو ریلوے کمپنی تنخواہیں نہیں دیتی جو پبلک کو اس طرح دق کرتے ہیں یا پبلک وہ بھی محصول نہیں ادا کرتی جو ریلوے کا حق ہے۔ اگر نہیں تو کیا حق ہے کہ یہ لوگ کمپنی کو معاوضہ دیکر ان سے روزانگی مال کا کام لیتے ہیں۔ تو پھر اس بے پروائی کی کیا وجہ ہے۔ حکام ریلوے کا فرض ہے کہ ملازمان محکمہ کی ایسی بدعنوانیوں پر نظر رکھیں۔ اور غریب پبلک سے رشوت کھانے یا اسے دق کرنے والوں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ کیونکہ اس قماش کے بددیانت اور ناانصاف ملازم صرف پبلک ہی کے حق میں برے نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی مخدوم ریلوے کمپنی کے ساتھ بھی بے ایمانی و خیانت کرنے میں جہاں تک قابو چلے دریغ نہیں کیا کرتے۔ جب وہ ناجائز جلب منفعت کو روا سمجھتے ہیں تو پھر انہیں خواہ کسی کا فائدہ یا نقصان ہو۔ ان کو ہر حال میں اپنا الو سیدھا کرنے سے غرض ہے۔ چنانچہ کبھی انعام ملنے کے باعث ادنیٰ معمولی فرائض تک کی انجام دہی میں نخرے کرتے ہیں تو کبھی مٹھی گرم ہو جانے پر کمپنی کو نقصان پہنچا کے بھی پبلک کا فائدہ کر دینے سے نہیں چوکتے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ان خائن ملازموں کی عادت دہی چلنے پر بڑی فائدہ اٹھاتے ہیں جو خود بھی کسی حد تک بددیانت ہوں اور اسے غنیمت سمجھیں۔ کہ چلو بابو یا قلی کو کچھ دینا پڑا تو کیا ہوا انکی مہربانی سے محصول میں آسے دوگنی چوگنی بچت بھی تو ہو گئی ورنہ سیدھے سادے بھلے مانس اور دیانتدار لوگ تو نہ دوسرے کی حق تلفی روا رکھتے ہیں۔ نہ اپنا ذرا سا بھی نقصان گوارا کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں ضروری ہے کہ حکام ریلوے اور نیز ریلوے پولیس جس طرح مسافروں اور مسافر گاڑیوں کے متعلق ہر قسم کے معاملات کی دیکھ بھال رکھنے اور پیش آمدہ حادثات و شکایات کی حتی الوسع چھان بین اور تحقیقات لازمی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح گڈز ڈیپارٹمنٹ کے تمام متعلقات پر بھی خاطر خواہ توجہ فرمائیں۔ اور اس میں پبلک کی سہولت اور حق رسی کو اپنا فرض سمجھیں۔ امید ہے کہ مینیجر صاحب بہادر نارتھ ویسٹرن ریلوے اس گذارش پر ضرور توجہ فرمائینگے۔ اور بغیر اسکے کہ ہم مختلف مقامی شکایات پر پتہ وار اور بقید تاریخ روشنی ڈالیں پہلے سے گڈز ڈیپارٹمنٹ کے خائن اور بددیانت ملازموں کی تفتیش اور انہیں تنبیہ کرنے کا سلسلہ جاری ہو جائیگا۔

ہیڈ آفس امرتسر میں کام کی تقسیم

ابا یہ امر دیکھنا ہے کہ ہیڈ پوسٹ آفس امرتسر میں تقسیم کام کا کوئی لائحہ عمل نقشہ ایک مدت تک محض ضابطہ کی کارروائی ہوتی ہے ورنہ اصل میں کہانے کے دانت اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہوئی تو صاحب پی ایم جی بہادر ڈاکخانجات پنجاب کو مناسب تحقیقات سے جلدی ہی اور بسہولت پتہ لگ جائیگا کہ گو سالہا سال سے حسب معمول مختلف صیغہ ہائے ڈاک یعنی پارسل برانچ۔ سیونگ بینک اور ڈیلیوری وغیرہ وغیرہ کے کلرکوں کے کام اور لسٹ بدلتے دکھلائے جاتے ہیں لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ کام کی دقت و سہولت کے لحاظ سے باختیار اتھارٹی ہیڈ پوسٹ ماسٹر کے بعض فیورٹ کلرک مدت سے ایک ہی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جب یہ فیکٹ تصدیق ہو جائے تو خواہ مخواہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا ان منظور نظر ماتحتوں کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دیگر برانچوں کے کام کا بھی تجربہ حاصل کریں اور اپنی باری میں نسبتاً شاقہ محنت کی بھی ڈیوٹی بجا لائیں۔ اور کیا دوسروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کبھی کبھی آسان ڈیوٹی پر بھی لگا دیئے جایا کریں۔ اور اسکی واقفیت و تجربہ سے بالکل بے بہرہ نہ رہیں۔ حالت موجودہ میں ایک صریح نقص یہ ہے کہ جب بھی ہیڈ آفس کے ماتحت کلرک کسی سب آفس کے انچارج ہونگے تو ضرور ہے کہ فرائض متعلقہ میں سے بعض کو وہ پوری پوری مستعدی ہوشیاری باقاعدگی وعمدگی کے ساتھ انجام دینے سے قاصر رہا کریں۔ اس بارہ میں جو تفصیلی اطلاعات ملی ہیں۔ ہم انہیں ابھی حسن خیال سے محفوظ رکھتے ہیں کہ شاید اتنا اشارہ ہی کافی ہو جائے۔ امید ہے کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر اور ہیڈ پوسٹ ماسٹر صاحب امرتسر ضرور التفات فرمائینگے۔

گجراتی زبان کی قابل اعتراض کتاب کی ترمیم و اصلاح

گجراتی کی چھٹی کتاب کا ذکر ان کالموں میں پہلے آچکا ہے کہ اسمیں بعض مقامات نبی کریم کی توہین اور اہل اسلام کی دل آزاری کرنے والے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسکے داخل درس رہنے پر اعتراض تھا۔ ہر چند شکایت ہوئی۔ لیکن ٹیکسٹ بک کمیٹی بمبئی کے عالی دماغ ممبران نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ قانوناً ایسی کتابوں کا مدارس میں پڑھایا جانا ممنوع ہے جنمیں کسی حصہ رعایا کے مذہب پر حملہ کیا گیا ہو۔ اہل اسلام کے خیالات پر التفات نہیں فرمایا تھا مگر جب مسٹر ابراہیم رحمت اللہ صاحب نے بمبئی کی لیجسلیٹو کونسل میں پے در پے دو دفعہ یہ سوال چھیڑا تب کہیں شنوائی ہوئی۔ اور شکر ہے کہ اب نہ صرف اس کتاب کے قابل اعتراض حصص کی اصلاح منظور کر لی گئی۔ بلکہ یہ بھی قرار پایا ہے کہ جو لوگ اس کتاب کے پرانے ایڈیشن کا کوئی نسخہ پیش کرینگے۔ ہم انہیں اسکے عوض نو طبع کاپی مل جائیگی۔

ایڈیٹر جگانتر کا تمرّد

معاصر سٹیٹسمین لکھتا ہے کہ ایڈیٹر جگانتر کو جب اسکی قید کا حکم ہوا تو وہ سوزش و بخار میں بیہوش تھا۔ اس حالت میں اسکے بھائی بندوں نے ایک رحم کی درخواست پر اس سے دستخط کرا لئے اور پیش کر دی تھی لیکن جب اسے ہوش آیا تو اس نے پولیس کمشنر کو لکھ کر اپنی درخواست واپس منگا لی اگر یہ خبر درست ہے تو اس ناتجربہ کار و ناسمجھ پر سے عقل کی بیہودگی اور ڈھٹائی میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ رحم و عتاب اور آزادی و قید میں تمیز نہیں کرتا۔ لیکن یہ اطلاع انگریزی اخبارات کی اس خبر کے کسی قدر متناقض ہے جس کے حوالہ سے گذشتہ اشاعت میں کہا گیا تھا کہ ایڈیٹر جگانتر نے ایک خود نوشت عرضداشت میں اپنے کئے پر پشیمانی ظاہر کی ہم نے وہ خبر معاصر پائونیر سے لی تھی۔ اب نہیں معلوم نامہ نگار پائونیر سچا ہے یا نامہ نگار سٹیٹسمین۔ لیکن بہرحال دونوں میں سے ایک بیان تو درست ہو سکتا ہے۔ پس یا تو خود ایڈیٹر مذکور نے آخر میں رجوع کیا اور اسکے احباب و اقارب زبردستی اسکے سامنے سے بغاوت کا سہرا چھین لینا چاہتے ہیں یا ان کو انجام کار نیک و بد سجھائی دیگیا تھا۔ مگر یہ لونڈا اپنے رفیقوں کی ضد سے باز نہ آیا۔ خیر اصلیت کچھ بھی ہو لیکن ان بنگالی مہاتموں کے پولیٹیکل نیز اخلاقی کیرکٹر پر ان باہم متناقض اطلاعات سے بھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔

اب کچھ ہوش میں آئی جاتی ہے

اخبار سندھیا کلکتہ کا ایک مشہور پرشور انقلاب پسند بنگالی پرچہ ہے جسے ان دنوں عجیب مشکل پیش آئی ہوئی ہے۔ اخبار فروشوں نے اسکو بازار میں بیچنا ترک کر دیا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو ہم بھی باغیانہ مضامین کی اشاعت میں اسکے ساتھ دھرے جائیں۔ معاصر مذکور نے اپنے ایک اخبار فروش پر تین سو روپے جرمانے کا مقدمہ چلایا۔ جو خارج ...

شورش ہند کا ذکر پارلیمنٹ انگلستان میں

ہاؤس آف کامنز میں مسٹر سکارلس کے ایک سوال پر صاحب وزیر ہند نے فرمایا کہ لاجپت رائے نے گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ایک میموریل اس مضمون کا روانہ کیا تھا کہ اگر قانون کے اصل منشا و مفہوم پر خیال کیا جائے تو میرے کوئی باغیانہ کارروائی نہیں کی۔ اس میں لالہ لاجپت رائے نے یہ بھی استدعا کی تھی کہ میرا میموریل بادشاہ و حضور ملک معظم کی خدمت میں بھیجا جائے۔ لالہ لاجپت رائے کے کلام سے صاف یہ نکلتا ہے کہ منشائے قانون کو نہ وزیر ہند سمجھے ہیں نہ حضور ایکسلنسی آنریبل لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب۔ نہ دیگر افسر و مشیران حکومت جنہوں نے لالہ جی کی گرفتاری و جلاوطنی کو قرین مصلحت مان لیا۔ اب نہیں کہہ سکتے کہ لالہ جی کی یہ نئی دلیل جو بریت میں پیش کی گئی ہے ان حکام کے حلقوں میں کہاں تک قابل پذیرائی ٹھہرے گی۔ ہم اخبار پنجابی وغیرہ کے ذریعہ سے لالہ صاحب کی باغیانہ تقریریں پڑھ اور سن چکے ہیں۔

دارالعوام کے اسی اجلاس میں مسٹر ریس نے اس بارہ میں توجہ دلائی کہ "انڈین سوشیالوجسٹ" نام پرچہ لنڈن سے ایک اکسفورڈ کے پاس شدہ ہندوستانی گریجوایٹ کی ایڈیٹری میں شایع ہوتا ہے جس کی زبان بہت سخت اور فتنہ انگیز ہوتی ہے کیوں نہ اُس پر مقدمہ چلایا جائے۔ اس کے جواب میں مسٹر مارلے نے فرمایا میں نہیں خیال کرتا کہ اخبار مذکور کے جو الفاظ مسٹر ریس نے بطور مثال پیش کئے ہیں وہ اس قدر وقعت و شہرت دینے کے لائق ہیں جو مسٹر ریس نے اُن کو دی۔ یا آئندہ دینا تجویز کرتے ہیں۔ پھر مسٹر ریس نے پوچھا کہ کیا مسٹر مارلے کو معلوم ہے کہ ایڈیٹر مذکور نے ایک بورڈنگ ہاؤس بھی کھول رکھا ہے جس میں نوجوان ہندوستانی طلبا آن کر ٹھہرتے ہیں۔ اور یہ اُن کے خیالات بگاڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی سرگرمی پر کوئی اطلاع نہیں ملی۔

مقدمہ اخبار انڈیا و ہندوستان

مقدمہ مندرجہ عنوان کا فیصلہ گذشتہ اشاعت کے ضمیمہ نمبر ۱ میں درج کیا جا چکا ہے۔ کیونکہ ثبوت ان کالموں میں کوئی جگہ خالی ہی نہ تھی۔ اس فیصلہ کی جھلک ہمیں سرکاری وکیل کی زبردست اور طویل تقریر ہی میں نظر آتی تھی۔ اگرچہ اسوقت قیاسی رائے ظاہر کرنا مصلحت اور منشائے قانون کے خلاف قبل از وقت سمجھا گیا۔ پنڈت دینا ناتھ کو پانچ پانچ سال قید سخت کی سزا بہرحال عبرتناک ہے۔ اور ہندوستان پریس کی ضبطی مزید برآں۔ جو فیصلہ اپیل ملتوی رہیگی جس وقت لالہ دینا ناتھ نے اپنے اخبار ہندوستان کا ایک ضمیمہ بدیں عنوان شایع کیا کہ "سرکار کیا کرنے لگی ہے؟" اور اس میں لالہ جی و وکلائے راولپنڈی پر مقدمہ چلانے کو گورنمنٹ کی ناعاقبت اندیشی و زیادتی قرار دیا۔ تو ہم نے صاف لکھ دیا تھا کہ یہ رائے غلط اور ضرر آور ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے کیونکہ اس میں گویا شورش برپا کرنے والوں کو حق بجانب اور سرکار کو برسر ناحق کہا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بات بھی معاصر مذکور کے الفاظ سے عیاں تھی کہ گورنمنٹ ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی کرگی تو گویا اپنے حق میں کانٹے بوئیگی۔ مگر افسوس کہ لالہ جی نے اپنے ہم مشرب آریہ بھائیوں کی اور گورنمنٹ کی طاقت کا اندازہ لگانے میں فاش غلطی کھائی تھی۔ اور آخر تھوڑے ہی دنوں میں ثابت ہوگیا کہ گورنمنٹ نے تو اپنے حق میں کانٹے نہیں بوئے۔ خود ہی حضرات اپنی جڑ میں آپ کانٹے رہے تھے۔ جو محض جوش بیجا میں آکر حدود و قیود و قانون کو توڑتے اور حاکم و محکوم کے حفظ مراتب کو لایعنی و ناقابل التفات سمجھتے تھے۔ ہمیں یہ دیکھکر افسوس اور سخت تعجب ہوتا ہے کہ بعض کانگریسی معاصرین کے لب و لہجہ سے طغیان و تمرد کی بدبو اب تک آ رہی ہے۔ اگر انہوں نے اس فیصلے سے سبق عبرت نہیں لیا تو اندیشہ ہے کہ کبھی انہیں بھی یہی روز بد دیکھنا پڑے۔ خدا کرے ان کی آنکھیں کھل جائیں۔ اور نیک و بد سجھائی دینے لگے۔

نواب صاحب رامپور

کی نسبت مخبر عالم، صادق الاخبار، شحنۂ ہند وغیرہ اخبارات میں بعض ایسی خبریں شایع ہوئی ہیں جن سے ہز ہائینس کے کیرکٹر پر بہت بری زد پڑتی ہے اور جنکو نقل کرتے ہوئے ہمیں سخت شرم آتی ہے۔ اور اسلامی غیرت دہنگیر ہوتی ہے بلکہ اُن میں سے ایک

ہمیں تو یہ لکھ کر ایک طرح چیلنج بھی کیا ہے کہ ہم خوش ہونگے اگر کوئی صاحب ان واقعات کی تردید لکھکر بھیجینگے مسلمان والیان ریاست کے ایسے افسوسناک حالات سنکر ہمیں نہایت صدمہ گذرتا اور سخت تعجب ہوتا ہے کہ اُن کی عقلوں پر تو خیر پردے پڑے سو پڑے۔ مگر ان کے مشیروں مصاحبوں اور عمال ریاست کو کیا ہوا ہے جو یہ بھی اُن کی غلط کاریوں میں کچھ مزاحم نہیں ہوتے۔ اور اپنی غیرت و شرافت کو بھی ان کی بد اطواری پر سے قربان کر دیتے ہیں۔ اگر شکایات مشتہرہ محض بے بنیاد تہمتیں ہوں تو دربار رامپور کا فرض ہے کہ ان سے اپنی بریت کا ثبوت شافی بہم پہنچائے۔ تاکہ آیندہ کسی کو اُسکے بدنام کرنیکا حوصلہ نہ پڑے اور اگر انکی کچھ اصلیت ہے جیسا کہ پہلے بھی بارہا ہی ناگوار و جانسوز شکایات سننے میں آچکی ہے تو پھر ہز ہائینس ہوش میں آئیں۔ اور کچھ اپنی عزت و آبرو کا بھی خیال کریں۔ اگر خدا کا خوف اور اسلامی غیرت و شرافت اُن کے نزدیک خدانخواستہ کچھ وقعت نہ رکھتی ہو۔ ورنہ ضرور ہے کہ بالآخر گورنمنٹ کو متوجہ ہوکر انہیں ہوش میں لانے کی کارروائی کرنی پڑیگی۔ ایسی شرمناک بد عنوانیوں اور بد اطواریوں پر تو خدا کا غضب نازل ہوتا اور بڑی بڑی عظیم الشان و پرشوکت سلطنتیں تباہ ہو جاتی ہیں معمولی ریاستوں کی تو حقیقت ہی کیا ہے؟

جموں و کشمیر میں کالجوں کے پروفیسر

پیسہ اخبار میں ایک نیز خواہ ریاست نے یہ افسوسناک شکایت لکھکر ہز ہائینس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر اور نیز ریزیڈنٹ صاحب بہادر کو توجہ دلائی ہے کہ ریاست کے دونوں کالجوں میں مسلمان پروفیسر ایک بھی نہیں جس وقت کالج کھلے بھی نہ تھے اور ہنوز سکیم ہی تیار ہوئی تھی۔ اسوقت سکیم میں ایک مسلمان پروفیسر کا نام بھی دکھلایا گیا تھا۔ مگر بعد میں برادران یوسف کی مہربانی سے ان کا نام خارج کرکے اُن کی جگہ اور کوئی رکھ دیا گیا ہے۔ نامہ نگار موصوف کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ جب ریاست میں آبادی کا ۹۵ فیصدی حصہ مسلمان ہو وہاں بدنصیب مسلمانوں کے ساتھ ایسی سرد مہری و بے اعتنائی کی پالیسی کبھی موزوں و مبارک نہیں ہو سکتی۔ مہاراجہ صاحب اپنی ذات سے تو سنا ہے کبھی تعصب کے خوگر نہ تھے مگر افسوس بعض مشیروں کی مہربانی سے شامیان کا بھی مزاج کچھ بدل رہا ہے۔ اگر اب نہیں تو ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ کالجوں کے شامنے میں سکیم کے خلاف جو تازہ تبدیلی ہوئی ہے اُس پر دربار اور صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی ضرور اور جلد تر نوٹس لے کر ناراض مسلمانوں کو شکوری کا موقع دینگے۔ ہندوستان اور پنجاب کی اکثر ریاستوں میں دیکھا جاتا ہے کہ غیر مذاہب کے لوگ بلا امتیاز و تفریق عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز ہوتے ہیں۔ حیدرآباد، میسور، بڑودہ، کپورتھلہ، بہاولپور وغیرہ کی نظیریں کافی ہونگی اور امید ہے کہ یہ شکایت جس کے وجود سے ریاست کے مصالح کو نجام کار گزند پہنچنے کا احتمال ہے جلدی ہی رفع کردیجائیگی۔

ہندوستان کی بیچینی کے اسباب اور اُس کا سدباب

کلکتہ کے مشہور مشنری کینن بال صاحب نے ولایت کے اخبارات میں ہندوستان کی بیچینی پر اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں اُن کی رائے میں بیچینی کے اسباب یہ ہیں۔ اول تعلیم اور انگلش لٹریچر کا حد سے زیادہ مطالعہ۔ دوسرے اخبارات جنہیں وہ ہندوستان کے افسروں کا ہوا بتلاتے ہیں۔ تیسرے جنوبی افریقہ کو سلف گورنمنٹ کا دیا جانا۔ چوتھے جاپان کی روس پر فتحیابی۔ پانچویں ہندوستانیوں کے ساتھ برٹش نوآبادیوں میں بدسلوکی۔ چھٹے مذہبی سوسائٹیاں جو اصل میں پولیٹیکل ایجیٹیشن کی مرکز ہیں"۔ بنگالیوں کی نسبت پادری صاحب فرماتے ہیں کہ وہ مدرسہ کے شریر لڑکوں کی مانند ہیں جو صرف اسوقت تک غل غپاڑہ کرتے ہیں جب تک ماسٹر بید ہاتھ میں نہیں لیتا۔ اگر ہندوستانیوں کو یقین ہوگیا کہ برٹش گورنمنٹ سختی کی پالیسی پسند نہیں کرتی۔ یا اُسکے بعض ذمہ دار ارکان اسکے خلاف ہیں تو اسی دم مشکلات شروع ہو جائینگی۔ باقی در لفافہ کی....

قوانین طب واحکام دین کی مطابقت

تخللوا علی اثر الطعام وتمضمضوا فانه مصحة للناب والنواجذ یعنے کہانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو۔ کیونکہ خلال اور کلی کرنا تمام دانتوں کے لئے موجب تندرستی ہے۔

لا یبیتن احدکم وفی یدہ غمر الطعام فان اصابه شئ فلا یلومن الا نفسه یعنے اے مسلمانوں! تم میں سے کوئی شخص اس حالت میں نہ سوئے کہ اسکے ہاتھ کھانے کی چکنائی سے آلودہ ہوں۔ اگر اسکے بعد اسکو کوئی تکلیف ہو جائے تو اُسکو اپنے ہی تئیں ملامت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُسنے ہماری نصیحت پر عمل نہیں کیا)۔ سوتے وقت پاک صاف رہنے کے لئے فرمایا من نام علی طهارة ثم مات من لیلة مات شهیدا۔ یعنے اگر کوئی شخص پاک صاف ہوکر سو جائے اور اُسی رات کو مر جائے تو وہ شہیدوں میں شمار کیا جائیگا۔

الطاهر النائم کالصائم القائم یعنے جو شخص پاک صاف ہوکر سوتا ہے وہ مرتبہ کو لحاظ سے اُس روزہ دار کے برابر ہے جو دن بہر نماز پڑہتا رہا ہو۔

کئی حدیثوں میں سونے سے پہلے وضو کرنے کی تاکید ہے۔ کئی حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ سونے سے پہلے اور سوکر اُٹھنے کے بعد بستر کو جہاڑو۔ سونے سے پہلے کہانے پینے کے برتن ڈھکدو تاکہ کوئی کثافت اُنمیں گرنے نہ پائے۔

پاک صاف کپڑے پہننے کی تاکید ان احادیث سے معلوم ہوتی ہے البسوا الثیاب الابیض فانها اطهر واطیب یعنے اُجلے اور سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ بہت پاکیزہ اور صاف ہوتے ہیں۔ خیر ثیابکم البیاض فالبسوها احیاءکم وکفنوا بها موتاکم۔ یعنے تمہارے لئے سب سے بہتر کپڑے وہ ہیں جو سفید اور اُجلے ہوں۔ اپنے زندوں کو پہناؤ اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفناؤ۔

جوتیوں کی نسبت یہ ارشاد ہوا۔ استجیدوا النعال فانها خلاخیل الرجال یعنے جوتیاں اچھی پہنو کیونکہ وہ مردوں کے لئے زیور ہیں۔

اعتدال اور پرہیزگاری کے متعلق ذیل کی حادیث کو غور سے مطالعہ کرو:

اذا اقل الرجل الطعام ملاجوفه نورا۔ یعنے جو شخص کہانا بہوک سے کم کہاتا ہے وہ اندرونی روشنی سے بہر جاتا ہے۔ کلوا فی انصاف البطون۔ یعنے آدہی بہوک کہا کہایا کرو۔ من قل طعامه صح بطنه وصفا قلبه ومن کثر طعامه سقم بطنه وقسا قلبه یعنے جو شخص کہانا کم کہاتا ہے اُسکا جسم تندرست اور دل صاف رہتا ہے۔ اور جو شخص کہانا بہت کہاتا ہے اس کا جسم بیمار اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ما زین الله رجلا بزینة افضل من عفاف بطنه یعنے خدا نے انسان کو اس سے زیادہ کوئی زینت کی چیز نہیں دی کہ وہ اپنے معدہ کو صحیح اور تندرست اور پاک وصاف رکہے۔

ان الکثرة الاکل شؤم یعنے بہت کہانا بدبختی اور نحوست کی علامت ہے۔ حضرت عمر اکثر فرمایا کرتے تہے ایاکم والبطنة فی الطعام والشراب فانها مفسدة للجسد مورثة للسقم مکسلة عن الصلوٰة وعلیکم بالقصد فیهما فانه اصلح للجسد وابعد من السرف وان الرجل لن یهلك حتی یؤثر شهوته علی دینه یعنے اے مسلمانو! کہانے پینے میں زیادتی کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ عادت جسم کو بگاڑتی۔ بیماری پیدا کرتی اور نماز سے غافل کرتی ہے تم پر لازم ہے کہ کہانے پینے میں اعتدال سے کام لو۔ کیونکہ اعتدال کی عادت سے جسم کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور فضول خرچی نہیں ہوتی جو شخص اپنی نفسانی امنگوں کو مذہبی قواعد پر ترجیح نہیں دیتا وہ کبھی تباہ اور برباد نہیں ہوگا

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ البطنة تذهب الفطنة یعنے پرخوری سے عقل انسانی ضایع ہو جاتی ہے۔

معتدل ریاضت کرنی بہی نہایت ضروری ہے ریاضت جسمانی کے لئے جو مذہبی تاکید ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے شراب سے سخت ممانعت کی ہے۔ اور فرمایا ہے اجتنبوا الخمر فانها مفتاح کل شر۔ یعنے شراب کے سوا تمام نشہ کی چیزوں سے بہی صاف طور پر ممانعت کی ہے اور فرمایا ہے۔ اجتنبوا کل مسکر یعنے ہر نشہ کی چیز سے پرہیز کرو۔

حکمائے اسلام کا مقولہ ہے من قل جماعه فهو اصح بدنا واتقی جلدا واطول عمرا یعنے جو شخص جماع کم کرتا ہے اُسکا بدن تندرست اور بدن کی جلد صاف اور پاکیزہ رہتی ہے اور اُسکی عمر بہت دراز ہوتی ہے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی نسبت فرماتے ہیں یکفی المومن الوقعة فی الشهر یعنے مسلمان آدمی کو مہینے میں ایکمرتبہ مجامعت کرنا کافی ہے۔

احادیث میں جس طرح کثرت جماع سے بچنے کی نصیحت ہے۔ اسی طرح عیاشی اور فسق وفجور سے بہی سخت ممانعت کی گئی ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ الزنا یورث الفقر یعنے بدکاری سے انسان پر افلاس کی مصیبت طاری ہوتی ہے۔ ایاکم والزنا فان فیه اربع خصال یذهب البهاء عن الوجه ویقطع الرزق ویسخط الرحمٰن والخلود فی النار یعنے اے مسلمانو! زنا سے بچو کیونکہ اسمیں چار خرابیاں ہیں چہرے کی رونق اُڑجاتی ہے۔ انسان کی روزی بند ہو جاتی ہے۔ خدا خفا ناک ہوتا ہے۔ بدکار آدمی جہنم کی آگ میں دہکیلا جاتا ہے۔

یا معشر المسلمین اتقوا الزنا فان فیه ستة خصال ثلث فی الدنیا وثلث فی الآخرة فاما اللواتی فی الدنیا فیذهب بهاء الوجه ویورث الفقر وینقص العمر الخ۔ یعنے اے مسلمانو! بدکاری سے دُور رہو کیونکہ اس میں چہہ خرابیاں ہیں تین خرابیاں دنیا میں ہیں۔ اور تین آخرت میں دنیا کی خرابیاں یہ ہیں اول یہ کہ انسان کے چہرے کی رونق اُڑجاتی ہے دوسرے یہ کہ اس سے افلاس کی بلا نازل ہوتی ہے تیسرے یہ کہ اس سے عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ ان تمام نصیحتوں اور ہدایتوں کے ساتھ تقدیر کے مسئلہ کو شامل کرو اور سوچو کہ اگر کوئی شخص ان نصیحتوں اور ہدایتوں پر عمل کرے تو اسکی حالت کیا ہوگی؟ وہ صاف اور ہوادار مکان میں رہنا پسند کریگا۔ گہر کے کسی کونے میں کوڑا اور کثافت نہ رہنے دیگا اپنے بدن کو ہر قسم کی نجاست اور میل سے پاک وصاف رکہیگا۔ کہانے اور پینے کی چیزوں کو صاف پاک رکہنے کی کوشش کریگا جب قدرے بہوک رہے تو کہانا چہوڑ دیگا۔ کہانا کہانے کے بعد موہنہ ہاتہ دہوئیگا سونے اور جاگنے کے وقت بستر کو جہاڑے گا اُجلے اور سفید کپڑے پہنے گا غرضکہ ہر چیز میں صفائی اور نفاست کو پسند کرے گا۔ بدکاری اور فسق وفجور میں کبہی مبتلا نہوگا مجامعت میں بہی کمی کریگا۔ ریاضت جسمانی میں مشغول رہیگا اعتدال کو ملحوظ رکہے گا۔ ہر حال میں بتسکین وبآرام۔ خدا کا شاکر رہیگا۔ اور اپنے تئیں غم ورنج میں نہ پہنسائیگا یہی وہ تمام ہدایتیں اور نصیحتیں ہیں جو علمائے طب اور حفظان صحت نے تندرستی قایم رکہنے اور عمر کے دراز ہونے کے لئے بیان کی ہیں۔ اور ارباب معرفت نے صفائی قلوب کے واسطے (منقول از تحفه محمدیه سرہند)

رباعیات عمر خیام

تذکرۂ حکیم موصوف

اکثر ادبیات ہندیہ خاکۂ وکیل سیالکوٹ کو حکیم موصوف سے ہم آشنا کر چکے ہیں یہ وہی بزرگ ہیں جنکی تصانیف کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے یورپ میں کمیٹی بنی ہے یہی رباعیات ہیں جن کو اگر جوا ر آبدار اور لآلی شاہوار سے تشبیہ دیجائے تو زیبا ہے ایک ایک رباعی میں دنیا بھر کے تجربے اور رستہ کے کوٹ کوٹ کے بھر دئیے ہیں گویا معدن حکمت ہیں الحمد للہ کہ ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید کی محنت کے بعد یہ نسخہ کیمیا احباب علم کے سامنے آتا ہے اس نسخہ کی اشاعت میں امور ذیل کا پورا پورا انتظام رکہا گیا ہے (۱) اس کتاب کا پرانے قلمی نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے (۲) رباعیات کی ترتیب حروف تہجی کے سے بقدر ردیف وار کی گئی ہے۔ اور ہر ایک حرف کی رباعیات کے ساتھ اسکا نمبر دیا گیا ہے (۳) رسم الخط زمانہ حال کا پورا پورا لحاظ رکہا گیا ہے (۴) اضافتوں کی علامات بڑی محنت سے لگا دیگئی ہیں جنکی بدولت مطالب کتاب حل ہو جاتا ہے (۵) تذکرۂ مصنف جو ۸۰ صفحے کا ایک نہایت عجیب رسالہ ہے کتاب کے

هو العزیز

قصیده در تتبع حکیم خاقانی و نعت شریف اشرف کائنات و صلاة معبود احدیت خاتم الانبیا محمد مصطفی صلی الله علیه و آله وسلم

(از آغا منیر طهرانی)

مطلع (۱)

صبح کشید از افق تا کہ تیغ آفتاب / شد فلک از آن تیغ خیمهٔ زرّین طناب
بست ز چاهِ ظلم یوسفِ زرّین رسن / تا کہ زلیخاے روز شد ز رخش کامیاب
تکیه بہ اورنگ زد خسروِ سیارگان / زیبِ سرِ خویش کرد گرز زرِ الماس تاب
ناگہم آمد ز در دلبرکے سیمبر / با خطِ چون مشکِ تر - با رخِ چون آفتاب
نرگسِ فتانِ او فتنهٔ گر مرد و زن / طرّهٔ پیچانِ او راہزنِ شیخ و شاب
زلفِ درازش مگو رشتهٔ تاب و پیچ / چشمِ سیاہش مگو فتنهٔ لیکن بخواب
غرّهٔ غرّاے او پُر ز فروغ و ضیا / طرّهٔ طرّاے او پُر شکن و پیچ و تاب
در خمِ زلفِ کجش جان و دلِ مستمند / مانده ز دارنگی - در شکنجِ عذاب
لعلِ لبِ انورش چشمهٔ نوشینِ زلال / آبِ حیاتش چکید طعنه زند ز لعلِ مذاب
داده جہان اے عجب آن بتِ سیمین غبب / جائے بیک لعلِ لبش شد دُرِّ خوشاب
آن بتِ فرخنده فال باز بغنج و دلال / ریخت ز مرجان زلال - کرد بساقی خطاب
صبح خضر دم دمید وقتِ صبوحی رسید / خیز و بہ نوشیم باده آر دخترِ رز بے نقاب
باز بیا در صبوح - قوتِ جان قوتِ روح / داروے جمشید جم یعنی جامِ شراب
خویش ز جا جست چست بہر عزم درست / از طرب آماده کرد مزمر و چنگ و رباب
نیمهٔ سیمین گشود - افسرِ سیما ربود / در دلِ الماس ریخت سیمبرم لعلِ ناب
بلبله با ولوله بلبله زد غلغله / تا چو مریضِ فراق ریخت ز لب شیخ آب
بر جگرِ آب زد یارِ چو نارِ لہیب / خرمنِ زہدِ مرا سوخت بیک التہاب
دلبرِ آتش تنم آتش در آب زد / شعله زبانه زد از روزنهٔ ہر حباب
تعبیه در آبِ خشک آتشِ تر کرد و گفت / گشت فروزنده چون آتشِ سوزان در آب
گشت ز تابِ لبش ساغرِ مے پُر فروغ / در شفقِ ساغرش طلعتِ او شد نقاب
شد ز فروغِ رُخ بدر وشِ ماہِ من / ساغرِ مے پُر ضیا گشت ہلالِ آفتاب
خون سیاوش زد جوش ز لعلِ لبش / ترکِ دو چشمش کشید خنجرِ افراسیاب
غرّهٔ غرّاس گشت شبِ صفت نور پاش / طرّهٔ طرّارش شد گردنِ دل را طناب
آن بتِ سیمین ذقن کرد مژه با بزن / مرغِ دلم را نمود ز آتشِ حسرت کباب
ساغرکے چند نیز بین افسرده داد / تا شدم از شورِ مے بیخود و مست و خراب
چون شدم از جامِ مے بیخود و سرشار و مست / جلوهٔ دیدار کرد مرا بے حجاب
خستم و بوسیدمش لعلِ لبِ شکرین / ریخت ز ہمین لبش از لبِ من شہدِ ناب
گفتی دُرِّ لعلِ لب داشتی آبِ حیوه / پیری و ضعفم ہمه گشت بدل بر شباب
لاجرم آن مہ چو مہر سخت برافروخت چہر / برگلِ سوری فشاند از خوے خجلت گلاب
موے برانداختش شد راست ز فرطِ غضب / پنجهٔ مژگانش گشت چنگلِ پرّان عقاب
آہوے چشمانِ او طرّهٔ غضبناک شد / گشت چو غرّانش شیر گو بدر آید ز غاب
گوئی سیمین تنش چشمهٔ سیماب شد / لب کہ ز شستِ غضب تافت ہمی بیحجاب
طرّهٔ مشکینش را کرد پریشان برخ / سلسلہ کافورتر گشت بر از مشکناب
چہرهٔ بیضاے او در شکنِ طرّہ اش / شد چو موصل کہ بر چنگلِ شکین غراب
جزع گہرزاے را لؤلؤ سیّال کرد / ہمچو سرِ زلفِ خویش یافت بتن اضطراب
گریه کنان گفت اے بے ادبِ روزگار / از چہ نداری تو از کردهٔ بد اجتناب
لعلِ تبسّم ز لب باز توانی مزید / آنکہ بود مادحِ حضرتِ ختمی مآب
شنجرِ شیرین سخن منطقی و استادِ فن / آنکہ بود در جہان نکته رس و نکته یاب
لاجرم آسیمه سر گشتم و بارِ دگر / بوسه زدم بر لب و گفتمش اندر جواب
پس تو از آنِ منی - روحِ روانِ منی / دادگر از بہرِ من کرده ثنا انتخاب
ہاں بشنو با ادب - اے بتِ سیمین غبب / مدحِ رسولِ عرب مطلعِ با آب و تاب

مطلع دوم

تا بجہان جلوه کرد طلعتِ ختمی مآب / شد ز تبِ رشک زرد رنگِ رخِ آفتاب
بر سرِ کویش گذر - کرد نسیمِ سحر / سطحِ جہان را گرفت رایحهٔ مشکناب
ریخت چو آبش از جبینِ لالہ خو بر زمین / پس گلِ سوری دمید از اثرِ آن گلاب
روے زمین سر بسر جنتِ فردوس شد / کوکبه اش تا عیان گشت بصد آب و تاب
گشت بعزّ و علا مروحه جنبانش صبا / شد ہمه آب و تاب باشرہ وارش سحاب
ناصیه سائیش ملک خادمکش جبرئیل / مجمرهٔ سوزش فلک مجمرہ اش آفتاب
طنطنهٔ سطوتش لرزه بعالم فگند / دبدبهٔ حشمتش برد دلِ شیخ و شاب
گشت جہان پُر فروغ ہمچو تجلّاے طور / نورِ خدا جلوه کرد ز ہمه جا بے حجاب
سطحِ زمین ہر طرف مطلع الانوار شد / دستِ مشیت گرفت از رخِ او تا نقاب
از شرفِ گوہرش بود جہان منبسط / وز قدمِ انورش یافت زمان انقلاب
موکبِ اجلالِ شاه تا کہ نمودار شد / حکمتش اندر عنان نصرتش اندر رکاب
حلّهٔ گیتی ز نو - رونقِ دیگر گرفت / گشت عیان مرغِ زر زیرِ پرِ مرغاب
جہلِ سیه رخت بست سوے دیارِ عدم / علم چو زد مہر وار خیمهٔ زرّین طناب
سیدِ عالی نسب خسروِ اُمّی لقب / داد بدستِ جہان نامهٔ اُمّ الکتاب
کسبِ علوم ادب کرد ز میمش عرب / عاملِ آن نامه شد امتِ او باب باب
از ہمه علم و عمل گشت عرب مطلع / از شرفِ دینِ حق - وز سببِ کتاب
بر ہمه خلقِ جہان مسلم بیاموختند / درگہِ شان از شرف گشت بسی مستطاب
سینهٔ ہر یک الامطلعِ خورشید شد / جوشِ ز تاگِ قلزمے شد بدرون حباب
تا کہ ز اعجازِ شاه دیدهٔ ز لطفِ الاه / رست گل از خاره سنگ آب دمید از سراب
دشت ز آہنگ شد روکشِ باغِ بہشت / خرّم و معمور گشت جمله بیاب و خراب
منظرِ کلیتهٔ ذاتِ خداوندگار / گشت بروے زمین خسرو مالکِ رقاب
یافته از طلعتش خلدِ برین مژده / حسنه ز لعلِ لبش ما معین آب تاب
از سرِ لطفش بقصد نافهٔ مشکِ ختن / وز لبِ او آبرو یافت دُرِّ خوشاب
دینِ خدا را قوام داد بصد اہتمام / کرد بقولِ متین جمله امم را مجاب
بہرِ نصیحت گشود لعلِ لبِ شکرین / لولوِ خوش آب تر ریخت ز لعلِ مذاب
تا کہ بحبّ الوطن گشته ہمه متفق / تا حبشی را قریش کرد برادر خطاب
حلقهٔ اعراب را - بست بیک سلسله / تا کہ ز بنیادِ دین گشته ہمه کامیاب

شه نے زار اگو بیند کہ شیر دران جا خانہ دلانہ لند ۹ شیر

عہ یعنی در سینہ ہا مثل حباب دریا از علم موج زدن گرفت

وفرہ ازیں اتفاق خاصہ ازیں اتحاد
رشتۂ تسبیح شد تاکہ رہیش گسیخت
آب شمشیر شاں بود تا تش فریں
زآب دم تیغ شاں سیل ماں شد رواں
آتش شمشیر شاں از پے حفظ اماں
یافت برو غزا ہر تنو از ایں گروہ
ہر یکے از آں گروہ صف شکن و خصم سا
عکس پہنگ کو ورجہ سگر کاں نمود
ماہ خود ناتمام نکو از تن گردوں ہبیر
خنجر شاں را فساں گشت سپر سرکشاں
نعرۂ تکبیر شاں کوس جہاد و دعا
خیبر و بدر و احد شاہد تا یخی است
بار شد از عدل شاں ضیغم و آہو برہ
ملت ازیں بندگی یافتہ پا بندگی
بہر قیام ہمہ بود زرینہ خیام
روئے زمیں شاں شدہ جنت و ماہم درو
جیفۂ دنیا ندہشت در بر شاں اعتبار
در بر ایشاں گہر بود کم از خار و سنگ
علم ہدیٰ را ہمہ حافظ و ہم مجتہد
حیف کہ ما ناخلف گشتہ جدا از شرف
سلطنت قوم ما رفتہ بباد فنا
خیف درایں روزگار حملہ شد ہستیم خوار
نیست بجز سوئے جہل نیت نگر رو بفسق
حملۂ اقوال خود — حملۂ افعال خود
سینۂ ما می بود ز آتش بغض و نفاق
گشتہ زکردار خود ما ہمہ خوار و ذلیل
وائے بروز جزا نیست مگر بہر ما
اے شہ عالی گہر حضرت خیر البشر
روز قیامت توئی قاسم خلد و جحیم
ما ز تو شرمندہ ایم اے فلک داوری
دست توسل زنیم ما بہ ندامان تو
از رہ صدق و صفا ہم ز تو خواہیم ما
تو کہ کشاد از افق صبح چو عیسیٰ نفس

دین تو پیش فگند در دل کفر اضطراب
زہرہ جنگے بجز رشتۂ جنگ و رباب
جمع بیک جا کہ دید آتش سوزان و آب
تشنگی ہا را فسرد — تنگی ہا را خراب
خرمن عمر عدو سوخت بیک التہاب
صولت اسفندیار — سطوت افراسیاب
پیل دماں روز جنگ کاہ غزا شیر غاب
ہیچو درخش فلک گوہر و دُر خوش آب
جلوہ آید و خوش اختر نہ یست شہاب
صارم شاں را تن دشمن دیں شد قراب
پنجۂ شمشیر شاں از دم دشمن خضاب
شہرۂ عالم بود تیغ کف بو تراب
کبک بود آشیاں زیر جناح عقاب
آنچہ مرحومہ شاں گشت بگیتی خطاب
داشت خیام ہمہ نیز معنبر طناب
دین مبیں شاں بدیں طوبیٰ حسن المآب
حملہ بدین مبیں جاہل اندر شتاب
در کف شاں سیم و زر بود و لو زن تراب
حملہ بعقبہ کمال — حملہ بحبۂ لعاب
در کف ما جز ہمہ نیست امر صواب
ماندہ فقط نام از حملہ تنہاں در کتاب
کردہ لبے بر فجور ہمت ما ارتکاب
گر بود از بہر ما ہیچ ذہاب و ایاب
دادہ بفسق الضلال کردہ بکفر انتساب
گشتہ دل ما ہمہ بر تش ذلت کباب
بارخ چوں بال زاغ بادل تیرہ ذباب
دوزخ و بئس المصیر آتش و سوء العذاب
نیست بجز تو کسے شافع یوم الحساب
در کف را دلتو است حملہ ثواب و عقاب
از لب ما مجرے فبر خموشی حجاب
تو کہ نہ بینیم ما از آں خوباں عتاب
مہر ولایت کند بر رخ ما فتح باب
طالع خوابیدہ ما باز در آید ز خواب

تشنجہ دل سوخت گشتہ ز تو ملتمس
کاے شرف انبیا رحم نواز ما شتاب!

انجمن الفرض کے وفود

انجمن الفرض مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڈھ ہر سال اپنے وفود ذریعہ ہمیشہ مختلف صوبوں یا شہروں میں بہیجا کرتی ہے۔ انجمن مذکور کا یہ منشا رہے کہ وفود کے ذریعے سے جو روپیہ فراہم ہو اسکو تین طریقے سے صرف کیا جاوے:

(۱) غریب و غیر مستطیع طلبا کو وظائف دینا۔
(۲) کالج کی عالیشان مسجد کو مکمل کرنا۔
(۳) کالج میں بورڈنگ ہاؤس ہوانا جسکی آمدنی سے وظائف دیئے جائیں۔

اسوقت تک جو روپیہ وفود اور دیگر طلباء کے ذریعے سے انجمن کو وصول ہوا وہ ان ہی تینوں مدوں میں صرف کیا گیا۔ لیکن ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ یہ تین مدیں کس قدر وسیع اور اخراجات کثیر رکھنے والی ہیں۔ اگر انجمن کے پاس اسوقت سو وظائف اور ہوں تو سو ہونہار طلبا تعلیمی اخراجات کی مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ نہیں ہیں۔ اس طرح جب تک مسجد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیگی تو وہ بھی اپنی نظیر ہوگی اور بورڈنگ کالج کے واسطے شاندار مسجد کا ہونا لازمی ہے۔

چنانچہ امسال بھی انجمن نے رنگون اور ممالک متوسط میں وفود روانہ کئے ہیں جنکے ممبر و سکریٹری حسب ذیل ہیں:

وفد ممالک متوسط۔ سکریٹری قاضی عزیز الدین احمد صاحب بلگرامی
ممبران = علی احمد صاحب۔ انعام الرحمن صاحب۔ عبد الغنی صاحب

وفد رنگون سکریٹری = تصدق احمد خان صاحب
ممبران = عبد الرحمن صاحب سندھی۔ عبد الستار صاحب صدیقی۔ محمد عبید اللہ صاحب

جو اصحاب ممبر و سکریٹری ہیں وہ معقول اور قومی ضرورتوں کو سمجھنے والے ہیں۔ اس سے زیادہ ان لڑکوں کا ایثار نفس اور کیا ہو سکتا ہے کہ تعطیلوں کو گھر پر صرف کرنے کی بجائے ہر تکلیف اٹھا کر قوم کی خاطر گداگری کو نکلے ہیں۔ ہم صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی ان قومی گداگروں کی دلدہی اور ان کے مقاصد کی کامیابی میں کوشش بلیغ فرمائیں۔ اسواسطے کہ جتنا زیادہ چندہ جمع ہوگا اُسی قدر کالج کی مشکلات میں سہولت واقع ہوگی۔ اسکے علاوہ انجمن نے طلبائے سکول و کالج کو چندہ کی رسید بہیاں تقسیم کی ہیں (جیسے ہر سال ہوتی ہیں) ہمیں کامل امید ہے کہ کالج کی مشکلات میں ہمارے بھائی ضرور ہاتھ بٹائینگے۔ آمین ؎

دست گداگری سوئے خود کردہ ام دراز
من زر ز قوم خواہم و ہم قوم را دہم ؎

ہندوستان کی خبریں

امرتسر میں اس ہفتہ کے اندر دو تین روز خاصی اور اچھی بارش ہوگئی اور ابھی مزید باران رحمت کی امید ہے۔

ہز ونر جنرل انچیف بہادر بالقابہ لفٹیننٹ گورنر پنجاب اتوار کو ایکزیکیٹو گورنمنٹ کونسل سے بہادر و میر شملہ تشریف لے گئے۔

بینک آف بمبئی نے جمعرات کو اپنی شرح سود گھٹا کر ۳ فیصدی کر دی ہے۔

ویٹرنری کالج پنجاب (لاہور) کے پرنسپل صاحب مسٹر مینر صاحب جدید انسپکٹر جنرل آف دی سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔ آپکی جگہ عنقریب خالی ہو جائیگی۔ مگر ان کے جانشین کا انتخاب لاٹ صاحب بہادر کی واپسی تک جو اگلے ہفتہ ہوگی ملتوی رہیگا۔

طاعونی رپورٹ بابت ہفتہ مختتمہ ۲۸ جولائی پر کوئی تشویش ظاہر نہیں معلوم ہوتی ہے نہ صرف اس لئے کہ طاعونی واردات و اموات کی تعداد کا سبب پہلے سے بڑھی ہوئی ہے بلکہ اس وجہ سے بھی کہ یہ زیادتی اکثر و بیشتر صوبہ بمبئی میں ہوئی ہے۔ حالانکہ ان دنوں میں وبا کا زور بسابقہ تجربہ کے مطابق گھٹنا چاہئے تھا۔ تمام ہندوستان اور برہما میں ہفتہ زیر رپورٹ کے اندر کل ۴۳۲۵ طاعونی موتیں ہوئیں۔ یعنے ہفتہ سابق سے ۷۵۵ زیادہ۔ بمبئی سے ۱۸۷۰ یعنے پچھلے ہفتہ سے ۴۴۱ زیادہ صرف۔ پنجاب میں ۸۹۸ یا ۱۶۴ بیش (بیش) بمبئی میں ۲۰۱ یا ۴۴ زیادہ میسور میں ۱۰ اور مدراس بنگال ممالک متوسط۔ ریاست حیدرآباد اور کشمیر میں خفیف سی بیشی ہوئی۔ صوبہ متحدہ میں البتہ پہلے کی نسبت ۱۶ کم یعنے کل ۱۱ طاعونی موتیں ہوئیں۔ برما مشرقی بنگال و آسام اور راجپوتانہ میں گھٹا رہا۔ اور صوبہ سرحدی میں بھی ۲۵ کی کمی رہی۔

موسمی بارش کی نسبت سرکاری رپورٹ ہے کہ ہفتہ گذشتہ میں بیشتر حصہ ملک میں خاصا اچھا پانی برس گیا۔ اول اول تو ادہر بنگال اور صوبہ متحدہ میں اور ادہر گجرات اور جنوبی دکن اور برما میں خفیف خفیف ترشح ہوتا رہا۔ مگر ۲۷ جولائی سے بنگال میں خوب برسا۔ گجرات میں کہیں اوسط درجہ کا اور کہیں زور شور کا۔ اور ایسا ہی صوبہ متحدہ میں۔ جزیرہ نمائے دکن میں مغربی اور وسطی علاقہ میں۔ اور ممالک متوسط کے جنوبی حصہ میں تمام ہفتہ لگاتار بارش ہوتی رہی۔ چونکہ اس مہینے کے ساتھ آندھی کا زور نہیں رہا۔ اسواسطے گو کبھی کبھی جھڑی بھی لگی رہی۔ دور دور تک پہنچنے والی شدت کی بوچھاڑیں سننے میں نہیں آئیں۔ اور شروع شروع میں جو مونسون (موسمی ہوا) کی کمزوری سے پانی کی کھینچ رہی تھی اسکے اثر میں عموماً کچھ نمایاں کمی نہیں ہوئی۔ برما شمال مشرقی ہندوستان اور جزیرہ نمائے دکن کے علاوہ اور سب جگہ اب بھی پانی کی تنگی ہے۔ سب سے زیادہ زور کی بارش پنجاب میں ہوئی اور سب سے کم صوبہ متحدہ اور صوبہ وسطی میں اور دہقانی حیثیت سے چاٹگام میں بھی کمی رہی۔

ایسٹ انڈیا ریلوے کو ہفتہ مختتمہ ۲۰ جولائی میں ۱۳۱۲۹۲۳۵۵ روپے کی آمدنی ہوئی جو سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی نسبت ۳۵۹۳۶ روپے زیادہ ہوئی۔

فرسٹ پنجاب رائفلز رکورکی رپورٹ بابت سنہ ۱۹۰۶ء سے جو ابھی شائع ہوئی ہے پایا جاتا ہے کہ اس جمعیت کے بھرتی شدگان کی میزان فی سال تک ۸۵۵ ہوئی۔ جو ختم سال ابتک میں ۹۹۶ تھی بابت نوح ایسی زبردست ہوگئی ہے کہ گذشتہ ۴۴ سال میں جب سے کہ یہ قایم ہوئی کبھی بھی ہوئی تھی۔ اسکی مشق تفنگ کا نتیجہ کا نتیجہ بھی اچھا رہا۔ کیونکہ اسکے جوان اعلیٰ درجہ کے نشانہ باز ہو گئے ہیں۔ کورکی مالی حالت بھی تسلی بخش ہے۔

کلکتہ میں جمعرات کو ۹ بجے شب کے ٹریم کار تیز آ رہا تھا جس سے ایک پرائیویٹ سواری گاڑی کا گھوڑا کٹ کر فوراً ہلاک ہو گیا۔ بتین لوگ زخمی ... ہجوم ہوگیا۔ آمد و رفت بہت دیر تک بند رہی۔ ایک سائیس گاڑی سے کودا ... اسکی ... چل گیا۔

آر تھنا شاکمپنی کے مقدمہ دیوالہ کی آیندہ تاریخ پیشی ۱۵ اگست ہے مگر اس روز غالباً تحقیقات نہ ہوسکیگی کیونکہ وکلاء میں اسکی متعلق جو شہادت کمیشن کے سامنے گذرتی ہے انکی کیفیت تاریخ ... ابھی نہیں پہنچ سکی۔

جنوبی پنجاب ریلوے نے ہفتہ مختتمہ ۲۰ جولائی میں ۸۰۵۰۰ روپے کمائے۔ پچھلے سال کے اسی ہفتہ میں یہ رقم صرف ۶۵۲۱۵ تھی۔ لودہیانہ کی جو شاخ حال میں نکلی ہے اس پر ۱۵۸۹ روپے آمدنی ہوئی۔ بمقابلہ ۱۴۳۱۶ روپیہ کے۔

کلکتہ میں ہمالی لینڈ کے رہنے والے چند آدمی پکڑے گئے ہیں جن کا چال چلن اور طرز معاش خطرناک مشتبہ تھا۔ یہ بدبخت پلیس قریب باشندگان راجگنج کو کل طرح سے دق کرتے تھے۔ ٹھگی چوری چکاری سب کچھ روا سمجھتے تھے۔ متواتر شکایات سنتے سنتے جب پولیس تنگ آگئی تو آخر ان کو قابو کر لیا اب ان پر مقدمہ چلایا جائیگا۔

ریلوے حوادث کی رپورٹ بابت سال گذشتہ سے جو گزٹ آف انڈیا میں بطور ضمیمہ شائع ہوئی ہے معلوم ہوا ہے کہ ان حادثوں میں تین قسم کی موتیں ہوئیں۔ یعنے ہندوستان بھر کی تمام ریلوے لائنوں میں۔ (۱) ۵۹ آدمی ہلاک۔ اور ۳۶۴ مجروح ٹرینوں کے ناگہانی حوادث میں ہوئے جنکی تعداد پچھلے سال بالترتیب ۲۴ و ۲۷۰ تھی۔ (۲) ۵۲۵ کس ہلاک اور ۱۰۷ مجروح اپنی بے احتیاطی سے ہوئے یعنے بعض چلتی ٹرین میں چڑھتے اترتے۔ علاوہ بعض لاین کو عبور کرتے ہوئے یا ایسی ہی بے ضابطگیوں کے باعث۔ (۳) ۳۴۱ ہلاک اور ۵۴ مجروح ملازمان متعلقہ یا ٹھیکیدار روں سے متعلق حوادث ہیں۔ امسال کل ۱۴۲ حوادث گذرے۔ سب سے زیادہ ۱۶ ایسٹ انڈیا ریلوے پر۔ مدراس اور نارتھ ویسٹرن ریلوے لاین پر ۱۳-۱۳۔ بنگال ناگپور پر ۷ رہا۔

ٹھاکر صاحب بہاؤنگر نے سابق گورنر صاحب بمبئی (لارڈ لی سنگٹن) کی یادگار قایم کرنے کو دو ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

مہاراجہ صاحب بڑودہ ہفتہ میں ایک روز اپنی رعایا کی عرض و معروض خاص طور پر سنتے ہیں۔ اس روز ہر کس و ناکس بلا روک ٹوک ان سے اپنا دکھ سکھ بیان کر سکتا ہے۔

ہیضہ کی وبا اندنوں بمبئی اور کشمیر میں بدستور ترقی کرتی جاتی ہے۔

لاہور میں کوتوالی کے پاس ہی ملکہ بیٹھ گیا۔ ایک شخص جاتے جاتے اس میں دھنس گئی تو پتہ لگا۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ ساتھ کی سڑک کے کنوئیں میں دو روز سے پانی گر رہا ہے۔ فوراً تدارک کر دیا گیا ورنہ نقصان کا اندیشہ تھا۔

وزیرآباد سے دو میل کے فاصلہ پر ایک بچہ ریل سے گر پڑا تھا۔ ماں بھی اسکی ممتا کی ماری کود پڑی۔ بیت لگنے پر ٹرین آہستہ آہستہ پیچھے ہٹائی گئی تو کوئی دو میل کے فاصلہ پر عورت کی لاش پڑی ہوئی ملی۔ تقریباً دو سو گز اور آگے بچہ بھی لاین پر پڑا تھا جس کے کچھ زیادہ چوٹ نہ لگی تھی۔ مگر ماں چونکہ سر کے بل گری اسوجہ سے جانبر نہ ہوسکی۔ لاش ٹرین میں رکھ لی گئی۔ اور وزیرآباد پہنچ کر پولیس کے حوالے کر دیگئی۔

ہندو آرگن میں ایک شخص افسوس کے ساتھ لکھتا ہے کہ مغربی تہذیب کی برکت سے کورٹ شپ کا شرمناک طریقہ اب تامل لوگوں میں بھی رایج ہوتا جاتا ہے جو مشرق کی تہذیب اور حیاداری کے خلاف ہے۔ نیز اس سے ایک بڑی بھاری خرابی یہ پیدا ہوتی ہے کہ پہلے تو نوعمر مرد اور نوخیز لڑکیاں جوش شباب اور اندھی آتش عشق و محبت سے مجبور ہوکر ایک دوسرے کے عاشق ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ عاشقی جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے تو ایکدوسرے کا اصلی حسن و قبح کھل کر ان میں کی نوبت پہنچتی ہے۔ چنانچہ مغربی لوگوں میں کثرت طلاق کی بھی یہی بڑی وجہ ہے۔ اور شاید اسی تم کی قدر اندیشیوں سے خود ممالک مغرب میں بھی ممبران خاندان شاہی کے رشتے ناطے اس طرح اندھا دھند نہیں ہوتے۔ بلکہ بڑے بوڑھوں اور پختہ مغز ولی سرپرستوں کی مرضی و صلاح مشورہ سے ہوتے ہیں۔

کلکتہ پولیس کورٹ میں ہڑتالیوں کی دو پارٹیوں میں پچھلے پہر کو سخت لڑائی ہوئی۔ ایک آدمی کا جبڑا ٹوٹ گیا۔

فورٹ ولیم کلکتہ سے گولا بارود چوری جانے کی دو تین ماہ سے بکثرت وارداتیں ہو رہی ہیں۔ افسران ملٹری نے تحقیقات شروع کر دی ہے۔

رنگون میں موٹر کاریاں بہت چلنے لگی ہیں مگر بقول رنگون ٹائمز ان سے حوادث میں کچھ زیادتی نہیں دیکھی جاتی۔

ٹاٹا انسٹیٹیوٹ کی تجویز عنقریب عملی صورت میں آنے والی ہے عمارت کا تخمینہ ۵۰ ہزار ہوا ہے۔ دو پروفیسر ولایت سے طلب کرائے جائینگے۔

مقدمہ بلوہ میں لاہور تانگہ والے نے جو جھوٹی گواہی دی تھی اسے حلف دروغی کے جرم میں چھ ماہ قید

انڈیا کے مقدمہ میں دواری ال دفتری جب مجسٹریٹ صاحب کے روبرو گواہان استغاثہ کو کچھ طمع دیکر لگاڑتے کا الزام لگا اور اس پر مقدمہ چلانے کا حکم ہوا تھا اسکے مقدمہ کی تا حال کچھ کیفیت سننے میں نہیں آئی۔

کوئٹہ میں چوری کی واردا توں کا زور ہے نہ ابھی تک یہ سلسلہ بند ہوا نہ کوئی چور پکڑا گیا۔

آسام کے علاقہ میں ایک آدم خور شیر کہیں سے آگیا ہے جو ۷ اجانیں لے چکا ہے۔ حال میں دو یورپین شکاری اسکے تلاش میں گئے تھے گر وہ سامنے نہیں پڑا۔

ہردوار سے جو جاتری بذریعہ ریل واپس آ رہے ہیں۔ ان میں ہیضہ بہت پڑا ہے کئی کئی آدمی روزانہ موذی وبا کا شکار ہوتے ہیں۔

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے خاص لڑکیوں کے واسطے چند وظیفے اور منظور کئے ہیں چار سیکنڈری ایجوکیشن کے انسٹریٹیشن کے لئے۔ علاوہ ان وظائف کے چار کون لڑکیوں دونوں کے واسطے پہلے مقرر ہو چکے تھے

تبت کی ساتھ صوبجات متحدہ کی تجارت میں پچھلے سال ڈھائی لاکھ کی بیشی ہوئی۔ اور نیپال کی تجارت میں سوا پندرہ لاکھ کی کمی۔

برہما میں اکثر وہ تیلا کے خوردنی بھی ولایت سے آتی ہیں جو ہندوستان سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ ہیں دو آدمی پچھلے سال چار لاکھ روپیہ کی بیشی ہوئی۔ بسکٹ بنا ہوا میدہ اور مکھن زیادہ آتا ہے۔

چینی ایجنٹ چنگینگ شنگ لہاسہ (پایہ تخت تبت) سے ہندوستان کو واپس آ رہا ہے۔

شملہ کی نمائش فنون لطیفہ کے لئے جو ۱۷ اگست سے شروع ہوگی بہت سی تصاویر آئی ہیں۔ امید ہے کہ نمائش امسال بڑی کامیابی سے ہوگی۔

مسٹر مارلے نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ارادہ ہے کہ کم آمدنی والوں پر ٹیکس لگانے کی تجویز پر مزید غور و خوض کیا جائے۔

گمٹی بازار لاہور سے چند لڑکے شارع عام پر جوا کھیلتے پکڑے گئے ان کے والدین کو بھی عدم تربیت و نگرانی کی پاداش میں کچھ نہ کچھ تنبیہ ضرور ہونی چاہیئے۔ (ایڈیٹر)

کلکتہ میں ایک مسلمان نے کسی ہندو پر یہ دعوی کیا تھا کہ اسنے میرے سر بازار جوتا مارا تھا۔ ملزم نے دوران سماعت میں دو تکے اسکے اور رسید کیے۔ اسپر سو روپیہ جرمانہ توہین عدالت کے جرم میں ہوا۔ اور بیس روپے اصل جرم میں جن میں سے دس روپے مستغیث کو بطور تاوان دلائے گئے۔

کرنل السکاٹ آنجہانی (بانی تھیوسوفیکل سوسائیٹی) کی یادگار میں ایک یتیم خانہ بمقام سیلون قائم کرنے کی تجویز ہے جس کے چندہ کا بار صرف سیلون کے بودھ لوگوں پر پڑیگا۔

آلہ آباد میں پچھلے اتوار سے منگل تک پانچ انچ سے زیادہ بارش ہو چکی تھی

بندے ماترم نامی بنگالی اخبار کے دفتر کی تلاشی لی گئی اور پولیس نے کچھ کاغذات اپنے قبضہ میں کر لئے۔ گرفتاری ابھی کوئی عمل میں نہیں آئی۔

مقدمہ بلوہ کے تو مر ملزم مسمی گندہر سپین جسے ۳۰ ضرب بید کی سزا کا حکم ہوا تھا۔ ڈاکٹری ملاحظہ میں ایسا کمزور قرار پایا گیا ہے کہ اس سزا کی برداشت نہ کر سکیگا۔

مدراس کے مقدمہ اغوا میں مشنری کہتے ہیں کہ لڑکی ۱۸ سال کی ہے اور اپنی مرضی سے آئی ہے لیکن متنا ۱۲ سال سے کم عمر کی بتلاتے ہیں۔ استغاثہ اور صفائی کے وکلا میں طویل بحث ہوتی رہی پیشی کے روز خلقت کا ہجوم تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ لوگ لڑکی کو مشنریوں سے چھین کر لیجائینگے اسی لئے پولیس بلائی گئی اور بھیڑ بھاڑ کو منتشر کیا گیا۔ ابھی فیصلہ کچھ نہیں ہوا۔

کلکتہ میں ایک کانسٹبل نے کسی جھکڑے والے سے دو پیسے لئے تھے۔ ۲۰۱ وتید کی سزا ہوئی۔

ججان ہائی کورٹ کو اختیار دیا گیا ہے کہ موسم گرما کی تعطیلوں کے ساتھ ملاکر فرلو بھی حاصل کر لیا کریں۔

مہاراجہ صاحب بردوان معہ مہارانی صاحبہ آئندہ سال بغرض سیاحت یورپ جانے والے ہیں۔

کورٹ فیس ایکٹ کا نفاذ ریاست کولار میں بھی ہو گیا ہے۔

مہاراجہ مولیور نے لارڈ کچنر بہادر سے ملاقات کی۔ اور ۲۸ اگست کی صبح حضور مارکوئس سے بھی ملنے والے تھے۔

پورولیہ رانچی ریلوے لائن کا افتتاح بوجہ کثرت بارش نومبر تک کے لئے ملتوی کیا گیا۔

بلوہ راولپنڈی کے ملزمان کی درخواست ضمانت ۳ اگست کو مسترد کی گئی۔

رنگون سے ۴ اگست کی تارخبر ہے کہ آج ۳ بجے بعد از دوپہر چند منٹ کے وقفہ سے زلزلہ کے دو جھٹکے محسوس ہوئے جنکا اثر پختہ عمارات پر خاص نمایاں تھا۔ گر لکڑی کے مکانوں میں کم معلوم ہوا۔ بعض مکانوں میں تو حرکت ایسی تیز تھی کہ لوگ نکل نکل کر سڑکوں پر آگئے۔

کراچی میں پولیس کانسٹبلوں نے اپنے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو درخواست دی ہے۔ کہ ہماری تنخواہ بڑھائی جاوے کیونکہ موجودہ مشاہرہ قلیل ہے اور ضروریات زندگی اسقدر گراں ہیں کہ گذارہ نہیں ہو سکتا۔

جہلم میں پچھلے دنوں ۸ بجے شام کے آندھی کا سخت طوفان آیا۔ بارش بھی ہوئی۔ پہاڑوں پر خوب مینہ کا برسا ہے کیونکہ دریا کا پانی گدلا نظر آتا ہے

بمبئی میں شکر سازی کی ایک لمیٹڈ کمپنی ۵ لاکھ کے سرمایہ سے قائم ہوئی ہے جو ڈھائی ڈھائی سو کے دو ہزار حصص پر منقسم ہوگا۔ اس کمپنی میں بڑے بڑے ممتاز مقامی اشخاص شامل ہیں۔

اسلامی دنیا

شیخ عبدالقادر صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا کی نسبت خبر ہے کہ آپ غالباً دہلی میں پریکٹس شروع کرینگے۔

قاہرہ کے جنگی کالج کے پروفیسر کپتان احمد فضلی نے ایک جاپانی لیڈی سے شادی کرلی جو مشرف باسلام ہوچکی ہے۔ پروفیسر موصوف اب جاپان میں اشاعت اسلام کی غرض سے دورہ لگانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

سلطان المعظم کے حضور دولستو پرنس عزیز پاشا حسن نامی ایک مدبر نے ایک جنگی سکیم اس غرض سے پیش کی ہے کہ شورش یمن کا قرار واقعی انسداد کیا جائے۔

ملک عمر حیات خان صاحب بالقابہ بھی ہمراہ عالی کو حضور والسرائے سے ملاقات کرنے والے تھے۔

لکھنو کے مشہور معالج ڈاکٹر وارث صاحب کو ایڈنبرا یونیورسٹی نے ایک نادر ڈاکٹری تحقیقات کے اعزاز میں ایم ڈی کی معزز ڈگری عطا کی جو ان سے پہلے کسی مسلمان رعایائے برطانیہ کو نہیں ملی۔

حبیب الاخبار بمبئی لکھتا ہے کہ مسئلہ وقف سے متعلق جو مقدمہ پریوی کونسل میں چل رہا تھا بالآخر اسلامی قانون کے خلاف فیصل کیا گیا۔ مسلمانوں کو اسکا رنج ہونا قدرتی امر تھا چنانچہ انجمن اسلام بمبئی کے ایک جلسہ میں اسپر اظہار افسوس کرنے یہ تجویز قرار دی کہ اس فیصلہ کے خلاف ایک میموریل حضور ملک معظم کی خدمت میں بھیجا جائے۔ خان صاحب مولوی عبدالقادر صاحب اسکو تیار کرینگے اور مختلف اسلامی انجمنوں کے اس محضر پر دستخط کرانے کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔

آر سی اخبار میں محمد حسن مقتبہ نامی ایک رنگ نے ایک سو روپے انعام کا اشتہار دیا ہے اس شخص کے واسطے جو جسٹس امیر علی کی کتاب سپرٹ آف اسلام کا جاپانی زبان میں ترجمہ کردے۔

مراقش میں رسولی کے جاسوس یہ افواہ اڑا رہے ہیں۔ کہ اگر فوج اسکی طرف بڑھی تو پھر سر ہیری میکلین کی جان کی خیر نہ سمجھنا۔

خلیفہ عمادالدین صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس کیمپ انبالہ سے یکم اگست کو اسلامیہ سکول لاہور میں خبر بھی تقسیم کئے گئے جسکا حکم لیبر صاحب دے گئے تھے۔

مولوی برکت اللہ صاحب نامی مشہور محب اسلام اور خادم قوم جنکی نسبت ۱۹۰۵ء میں انتقال کر جانے کی خبر شہرت پا چکی تھی۔ الحمدللہ کہ بفضل خدا زندہ ہیں۔ اور امریکہ میں خدمت اسلام بجا لا رہے ہیں۔

نواب صاحب کنجپورہ (ضلع کرنال) کی فیاضی قابل داد اور لائق شکر گذاری ہے۔ کہ آپ نے شہر میں ایک شاخ شفاخانہ کھولنے کے لئے ایک گرانقدر رقم عطا فرمائی۔ اس شاخ کے بغیر پبلک کو بڑی تکلیف تھی کیونکہ کرنال کا صدر ہسپتال شہر سے باہر بڑے فاصلہ پر ہے۔ پبلک اور نیز حکام نواب صاحب کی اس نیکدلی و فیاضی کے ممنون و مداح ہیں۔ اس سے پہلے نواب صاحب کے بڑے بھائی صاحب بھی ایسے مفید کاموں میں بڑی فراخ حوصلگی سے حصہ لیتے رہے ہیں۔

انجمن شبان المسلمین شملہ کے ایک جلسہ میں تناسخ پر زور شور کی بحث ہوئی جس میں بڑی بڑی زبردست اور معقول و مدلل تقریریں کی گئیں آخر تناسخ والوں نے شکست کھائی۔

نواب محسن الملک بہادر پونا سے بمبئی تشریف لے آئے۔ اب آپکی صحت بفضلہ بہت اچھی ہے

علی بھائی جیون جی سوداگر نمبر دلے ریوگنڈا افریقہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ انجمن ضیاء الاسلام بمبئی کی اعانت میں ایک گرانقدر رقم عطا فرمائینگے۔

باب عالی نے گورنر بغداد کے نام حکم بھیجا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی مرمت کی جائے جسپر اندازاً (۳۷۳۴۶۹۰) قرش صرف آئیگا۔

شورش مقدونیہ سے متعلق تازہ پیغام تار مظہر ہے کہ ایک بلغاری دستہ نے ڈورا، کے قریب موضع گرمک پر حملہ کیا۔ کرنل ایلیٹ نام ایک افسر متعلقہ برٹش جنڈارمی کی ٹانگ اس حملہ میں زخمی ہوگئی۔

بلغاری اور یونانی دستوں اور ترکی افواج کے درمیان کئی بار سخت مقابلہ ہو چکا ہے

مراقش کے بابت میں تار خبر مورخہ ۲ اگست سے معلوم ہوتا ہے کہ سپین کی ایک جنگی جہاز کو روانگی مراکو کا حکم ملا ہے۔ فرینچ جنگی جہاز موسومہ کونڈی اور دو جیلاء بھی طولون میں اسطرف کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

شورش گورنر مدوسو جنگی جوان کا سامانکا کو ہیچ رہے اور انہوں نے رباط کے یورپینوں کو خبردار کیا ہے کہ انتظام محال میں غیر فرانسیسیوں کی مداخلت کے سبب قبائل جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔ اسواسطے تم لوگ شہر سے باہر نہ نکلنا۔ ورنہ تمہاری جان کا خطرہ ہے۔

دوسری خبر، معلوم ہوتا ہے کہ فرانس نے سپین کو یہ تجویز سجھائی ہے کہ عہد نامہ الجزایر کی رو سے کاسابلنکا میں فرانس اور سپین کی ایک متفقہ جمعیت تعینات کردیجائے۔

اطالین کروزر اثناء تغییر بھیج گیا ہے۔ اور وہاں اسے حکم ملا ہے کہ اپنے سفیر کے احکام کا پابند رہے۔

سرایڈورڈ گرے نے ہاؤس آف کامنز میں مصری معاملات پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جب تک لوگ سلف گورنمنٹ کے لئے پوری طور پر تیار نہوں اسوقت تک مصر میں اسکا قایم کرنا غیر ممکن ہے۔ اور بے سوچے سمجھے اسکے قایم کر دینے کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہاں بدعنوانیوں اور مظالم کا دروازہ از سر نو کھل جائے۔ مقدونیہ کی بابت کہا کہ جبتک تمام دول عظام منظوری نہ دیں برطانیہ معاملۂ مقدونیہ میں مداخلت نہیں کرسکتا۔

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے:- میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۷ء

روپیہ	آنہ	پائی	
۱۹۹۸۳	۳	۳	
۳	۱۲	۰	معرفت شیخ محمد علی صاحب گڈا سونہال پرگنا زیتفصیل ذیل عبدالغفور حیدر آبادی ۸ءِ۔ الواری چید بغیر دستخط ایک مخفی معلوم الاسم ۸ءِ (میزان ۳؍۱۲)
۵	۰	۰	منشی محمد لطیف صاحب فرق این تفصیل کنندہ راؤ ضلع علیگڈھ ۵
۱۹۹۹۱	۱۵	۳	میزان کل = ※

بذریعہ جناب مولوی ... ۱۱ سابہ (۲۴) ۸ ۱۰ اربع الاول (۲۶) روانہ دارالسعادہ ہوچکے ہیں۔

بقیہ تار کی خبریں

(صفحہ اول سے لوٹ کر دیکھو)

(صفحہ اول سے لوٹ کر دیکھو)

لنڈن (۳۱ جولائی ۱۹۰۷ء) دارالعوام میں لارڈ کرومر کو ۵۰ ہزار پونڈ انعام ملنے کے بارہ میں بڑی گرما گرم بحث ہوتی رہی۔ ۱۰۷ آرائیں خلاف تھیں۔ مگر ۲۵۴ کی کثرت رائے سے آخر یہ تجویز منظور ہوگئی فرقہ نیشنلسٹ اور نیز لیبر پارٹی کے ممبروں نے لارڈ کرومر پر حملے کئے۔ خاصکر واقعہ دنشوائی کے متعلق مگر سرایڈورڈ گرے نے انکی بڑے زور سے تائید کی۔ سر ہنری کیمبل بنرمن نے اس انعام کی تجویز پیش کی۔ اور مسٹر بالفور نے بڑی فصیح و بلیغ تقریر دلپذیر میں اس تجویز کی تائید کی۔ مسٹر ولیم ریڈمنڈ نے کہا کہ لارڈ کرومر اس صلہ کے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ نہ انکی کوئی نظیر پائی جاتی ہے۔ اور کہ موجودہ مصیبت (؟) کے نظر کرتے یہ صلہ لبرل اصول کے بھی خلاف ہے۔ لارڈ کرومر نے مصر کی مالی حالت کو فایدہ پہنچایا ہے پس اگر یہ انعام دیا ہی جائے تو البتہ مصر سے دیا جائے"۔ اور کہا کہ لارڈ کرومر کو اسلئے انعام دیا جاتا ہے کہ انہوں نے ازراہ دغابازی و حیلہ سازی مصر کو ایک برٹش صوبہ و مقبوضہ بنانے میں کوشش کی۔ (شیم شیم کے آوازے) مسٹر ریڈمنڈ نے یہ بھی کہا کہ واقعہ دنشوائی سے بڑھکر وحشیانہ بیرحمانہ اور سنگدلی کی حرکت ناانصافی کوئی نہوئی ہوگی۔ اور جب تک وہاں کا ایک ایک مظلوم رہا نہو لے لارڈ کرومر کو ایک کوڑی نہ ملنی چاہئیے۔ مسٹر کیمل نے (جو نیشنلسٹ ہیں) کہا کہ یہ عطیہ ایسا ہے جیسے کسی شخص کے حامی کو دینا۔ مسٹر گرین نے (جو حال ہی میں ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے ہیں) ایک اچھوتی تقریر میں یہ کہا۔ کہ گورنمنٹ کا منشاء اندیشناک اور نازک معاملات تمدنی کا علم کرنے سے نہ کہ مستقرار تنخواہیں۔ بانے علے حکام کا تقرر اور پھر انہیں گرانقدر انعام و اکرام بھی عطا فرمانا۔ سر ایڈورڈ گرے نے ارادہ کیا کہ گو اس قسم کے صلے شاذ و نادر ہوں لیکن نہ اتنے کہ لارڈ کرومر کی خدمات سے بھی زیادہ نادر۔ پھر سر موصوف نے

معاملہ ڈنشوری سے متعلق مسٹر ریڈمنڈ کے بیان کی زور سے تردید کی اور کہا کہ اس بارہ میں لارڈ کرومر کا بلکہ خود میرا ایسا ہی خیال ہے۔ کہ ججوں کی پوری خواہش تھی کہ انصاف کریں۔ (ہیر ہیر) اگرچہ وقت حکام مصر پر ریویو کرنے کا نہیں ہے اور کہ یہ ناممکن ہے کہ بصورت نقدی لارڈ کرومر کی خدمات کا اندازہ کیا جاسکے۔ ان کے اخراجات اُن دنوں میں آمدنی سے کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے لیکن گورنمنٹ کو مناسب معلوم ہوا کہ سوائے ایک سفیر کی پنشن کے دینے کے انہیں یکمشت ایک رقم خاص اُنکی خدمات کے اعتراف میں دیجائے۔

ان کے بعد مسٹر جان رابرٹس اُٹھے اور کہا کہ ڈنشوری کی کارروائی ہے تو بلاشبہ لعنت ملامت کے قابل۔ مگر وہ ایسی سنگین نہیں کہ لارڈ کرومر کو مجوزہ صلہ دیئے جانے میں موجب اعتراض سمجھی جائے۔ آخر میں لارڈ رپن اور لارڈ لینسڈون نے بڑی گرمجوشی سے لارڈ کرومر کی مدح سرائی کی۔ پھر ہاؤس آف لارڈز نے بھی بالاتفاق عطیہ کی تجویز پاس کردی۔

ابتمام اخبارات جن میں ٹریبیون اور ڈیلی کرانیکل ڈیلی نیوز بھی شامل ہیں لارڈ کرومر کی خدمات کے مداحوں میں مل گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُن کی خدمات فی الواقع اعتراف اور پبلک شکرگذاری کی مستحق ہیں۔ اخبار ستار کہتا ہے کہ لارڈ کرومر نے انگلینڈ اور مصر دونوں کی اچھی خدمت کی ہے اور جمہوری اصول کے مطابق انہیں دوست آدمیوں کی خدمات کا اعتراف فیاضی و فراخدلی سے ہی ہونا چاہیئے۔

لنڈن (۵ اگست) ہیگ کانفرنس میں باتیں تو بہت ہو رہی ہیں۔ مگر کام کچھ نہیں ہوتا اور چونکہ سب باتوں میں اتفاق رائے ہو نہیں سکتا اس واسطے ہر کام میں توقف ہوتا ہے۔

ایضاً (۵) پرنس بورگیس جو پیکن سے پیرس تک کا سفر موٹر کار کے ذریعہ طے کرنے کو نکلا ہے پایہ تخت روس میں پہنچ گیا ہے۔

ایضاً (۵) تمام حصص ٹرانسوال سے آن کر ہندوستانی ڈیلیگیٹ پریٹوریہ میں جمع ہوئے۔ اور جلسۂ عام میں یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ جبری قاعدۂ رجسٹری کی مخالفت برابر ہوتی رہنی چاہیئے۔ آخر میں ملک معظم کے ساتھ وفاداری و عقیدت کا بڑے جوش و خروش سے اظہار کیا گیا۔

ایضاً (۵) جاپانیوں نے کوریہ کی فوج بالکل موقوف کردی۔ اس موقوفی کی وجہ سے جو فساد ہوا اُس میں چار کورین ہلاک و مجروح ہوئے۔

ایضاً (۵) مسٹر مارلے نے اُس وفد کو باریابی کا موقع دیا جو ہندوستان میں مسکرات کے خرچ کے متعلق عرض و معروض کرنے حاضر ہوا تھا۔ اس ڈیپوٹیشن میں کئی مقتدر شخص اور چند ممبران پارلیمنٹ شامل تھے صاحب وزیر ہند نے اُن لوگوں سے کہا کہ گورنمنٹ ہند نے کمیٹی آبکاری کی قریباً تمام سفارشات کو منظور کرلیا ہے۔ اسلئے مزید تحقیقات کا موقع نہیں ہے۔ اور گورنمنٹ ہند نے یہ اچھا کیا کہ کمیٹی مذکور کی سکیم دربارۂ لائسنس منظور نہ کی کیونکہ اس سے خودغرضی پیدا ہوتی۔

ایضاً (۵) بلفاسٹ میں فوجی جمعیت کی موجودگی محض احتیاطاً ہے۔ یہ خیال کہ ہفتہ کے دن ہڑتالی لوگ جو اپنی شکایات کا جواب سننے کو ہیڈکوارٹر میں جمع ہونگے تو ایسا نہ ہو کہ اس روز پیر کو شمبلوں کی ہڑتال ہو جائے چار جنگی جہاز اور دو کروزر بلفاسٹ میں آئے ہیں۔ مگر اُن کا آنا ہڑتال سے پہلے ہی طے ہو چکا تھا۔ بلفاسٹ میں ہر چہار طرف سے پولیس والوں کے ساتھ ہمدردی کے پیغام پہنچ رہے ہیں ہڑتال کنندگان کا ایک سرغنہ بیرٹ نامی پولیس کی ملازمت سے برطرف کردیا گیا لارڈ لفٹیننٹ نے حال میں ایک آرڈر اس مضمون کا جاری کیا ہے کہ فی الحال ملازمان پولیس کی عرضی پر غور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ انہیں نافرمانی اور گستاخی آمیز دھمکیاں دی گئی ہیں۔

لنڈن (۶ اگست) فرانسیسیوں نے انام میں ایک کونسل آف ریجنسی قائم کردی ہے اور شاہ انام محل میں قید ہے۔

ایضاً (۶) زار روس اور ایم آئزولسکی نے سوائن منڈی میں قیصر جرمنی اور پرنس بلو سے ملاقات کرلی ہے ایک اخبار کا بیان ہے کہ دونوں تاجداروں کی یہ ملاقات تفریحی اور ذاتی ہے جس سے پالیٹکس سے کچھ علاقہ نہیں اسلئے کسی کو اس میں شک شبہہ یا بدگمانی کرنے کی وجہ معقول نہیں۔ رائیڈ کی تار خبر ہے کہ حضور ملک معظم بھی مع سر چارلس ہارڈنگ کے ۱۵ اگست کو شہنشاہ آسٹریا سے ملاقی ہونگے۔

ایضاً (۶) لارڈ کرومر کے انعام کے متعلق ریزولیوشن پر پھر کسے سے رائے لینے پر لیبر پارٹی اور نیشنلسٹوں نے بڑا زور دیا مگر آخر یہ ریزولیوشن ۸۸ رایوں کے مقابلہ میں ۲۲۷ ووٹوں سے پاس ہو ہی گیا۔

پانچ ہزار روپے انعام — پانچ ہزار روپے انعام

ممیری کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال غبار۔ پھولا سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ہے۔ بچے سے بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فایدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ٭ ممیری کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپے ٭ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپے مصری سرمہ فی تولہ چار آنہ۔ خریداران بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرہ کی سرکی شتہاروں سے بچیں المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلویا مقام تلہ ضلع گوجرانوالہ پنجاب

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

۱ جناب سردار صاحب! جو ٹکٹ سرمہ ممیرے کا بغرض تجربہ آپنے میرے پاس بھیجا تھا۔ اسکو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا۔ بہت مفید پایا میری رائے میں آپ کا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور رتوندھے کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ اور اسوقت تک میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر خاصکر استعمال کیا ہے اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید پاؤنگا انکی نسبت بعد کو لکھونگا

راقم ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ وائیڈ میڈیکل جرنل آگرہ

۲ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب! تسلیم.. میں نے آپکے یہاں سے سفید سرمہ ممیرے کا منگوا کر استعمال کیا۔ حد درجہ کا فایدہ ہوا۔ بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی آپ کا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے۔ بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فایدہ معلوم ہوجاتا ہے۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اسلئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لئے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ راقم مہاراج کنور چھتر پال سنگھ صاحب ریاست مجھگوال اودھ..

۳ - جناب پروفیسر صاحب تسلیم! آپ کا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند ناخونہ تھا زنکلوش۔ کاسنکلوش۔ پورسکلوش۔ لیڈ لوشن کسی سے اسکو فایدہ نہوا آپکے سرمہ سے ایکہفتہ کے استعمال سے کلی فایدہ ہوا۔ راقم ڈاکٹر نوازش علی پنشنر مقام دیوبند،

۴ جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم! میں نے آپکے ممیرے کے سرمہ کو تقریباً تیس مریضوں پر استعمال کیا۔ جو موتیا بند۔ دھند پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھوں میں زخم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں پہ آپ کا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی۔ ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا۔ میری رائے میں آپ کا سرمہ مثل مرہم کونین بذریعہ ڈاکخانہ جات اور ہر گاؤں کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیئے۔ تاکہ امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپ کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ براہ مہربانی ایکتولہ ممیرے کا سرمہ سفید اعلیٰ قسم دی پی پوسٹ بھیجدیں راقم ڈاکٹر چودہری امیر خان میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

۵ - میں نے ممیرے کا سرمہ جوکہ سردار میا سنگھ صاحب نے خود بنایا ہے۔ آپ خود دادا بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فایدہ بخش نہیں دیکھا۔ میں ان کو جن کی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے۔ بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فایدہ بخش ثابت ہوگا۔ پانی آنے۔ دھند و خارش سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فایدہ بخش ثابت ہوگا اور سچ ہے آپنے اس قدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک و قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے جسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے فیضیاب ہوکر فایدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔

راقم پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر بہاولپور

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیری کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تیس ہزار کے ہیں۔ اگر ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے ٭

رفاہ عام پریس لاہور میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار دوشنبہ و پنجشنبہ کو روز بازار پیسہ اخبار امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

نمبر ۳۸/۳۹ — مطبوعہ ۸-۱۲ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۷ جمادی الآخر و ۲ رجب ۱۳۲۵ھ یوم پنجشنبہ و دوشنبہ — جلد ۱۲

قیمت مع محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک غیروں سے	شلنگ ۱۲	شلنگ ۷
امراء و رؤساء سے	للعہ	سے
عام خریداروں سے	سے	صہ
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	سے	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جاوے گا
خط و کتابت بنام سپرنٹنڈنٹ مطبع ہونی چاہیے

فہرست مضامین

تار کی خبریں
مسئلہ تعلیم .... اسلام اور عیسائیت
اعمال کانگرس و ارتسر
مراقش کی نازک حالت .. حضرت اکرم مہیریں
فاضل جج صاحب اکبر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب
ترصد حب المیت ایک سرکاری خبر، رہنمایان قوم سے التماس
انتقال پر ملال .. تین زندہ بہتر .. کم خرچ کی بہتر
نازہ نظم . حالات حیدرآباد دکن .. دلن دہلی فنڈ
ایک بہادر سپاہی کی اطلاع . سالنامہ موٹر قصولیت مکہ معظمہ
بقیہ تار کی خبریں
ہندوستان کی خبریں
اسلامی دنیا ....
اشتہارات

تار کی خبریں

مراقش کی مصیبت :- (لندن ۱۰ اگست) فرانس کے جنگی جہازات موسومہ سفرین بنار لیمینا دری ہیلک اور کروزرز موسومہ جولیس فیری وکٹر ہیوگو اور ڈلیسا ٹیکس بمقام طولون میں روانگی کے لیے تیار ہو رہے ہیں اور تین جہازات بار برداری کو حکم ہوا ہے کہ تین ہزار سپاہ لے کر مراکو پہنچیں۔ برٹش کروزر سائیٹرم بمقام جبل الطارق کو آرڈر دیا گیا ہے کہ ناگہانی ضرورت کے لئے ہمہ وقت تیار رہے۔ (بعد کی خبر) جوانان الجزائر کی تین ہزار فوج اور بیس زرہ جمنشیں جو جنوبی سپین میں مقیم نہیں اب سب مراکو کی طرف کوچ بول رہی ہیں۔ یہ تمام سپاہ وہاں اس وقت تک رہیگی جب تک کہ نئی جمعیت پولیس ان آٹھ بندرگاہوں پر تعینات نہ ہو جائے جو عہد نامہ الجزیرہ کی رو سے اس کام کے لئے مخصوص ہوئی ہیں۔

بلفاسٹ (آئرلینڈ) کی ہڑتال (۱۱) مسٹر برل لعزم تعطیہ آئرلینڈ پہنچ گئے کہ ان کنان کو بلہ کی ہڑتال کا فیصلہ ہو گیا ہے بیز ارطلازان پولیس کو حکام متعلقہ جہاں تہاں دور دراز مقامات میں بھیج کر انکو جتھے کو توڑ رہے ہیں۔ (بعد کی خبر) بلفاسٹ میں ہڑتال کا جھگڑا طے ہو گیا ہے پولیس کی ایجی ٹیشن بھی فرو ہوتی جاتی ہے۔ (بعد کی خبر) بلفاسٹ میں بلوائیوں نے ایک گاڑی پر جس کے ساتھ پہرہ وغیرہ کچھ نہ تھا حملہ کیا۔ اُسکے سامان کو آگ لگا دی اور گاڑی کو دریا میں پھینکدیا۔

برٹش جہازوں کا بیڑہ (۱۱) حضور ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے بندرگاہ سولنٹ میں ۱۸۵ برٹش جہازوں کا بیڑہ ملاحظہ فرمایا۔ اس موقع پر جہازوں کی قطار ۲۴ میل لمبی تھی۔ موسم اچھا تھا اور منظر نہایت شاندار و دلکش۔ سویڈن کے جہازوں کا دستہ بھی ان کے اس بحری تماشہ میں شامل ہو گیا تھا۔ (بعد کی خبر) جنگی جہاز ساہت متوازی لائینوں میں رکھے گئے تھے جب ملک معظم مع ملکہ معظمہ جہازوں کے درمیان سے گذرے تو بڑے زور سے نعرہ ہائے شادمانی بلند کئے گئے اور جنگی جہازوں سے جن پر بھاری بھاری توپیں چڑھی ہوئی تھیں سلامی ہونے لگی جو بادلوں کی گرج کو بھی مات کرتی تھی۔ سب سے زیادہ عجیب نظارہ وہ تھا جبکہ گیارہ آبدوز کشتیاں حضور شہنشاہی میں پیش کی گئیں۔ شب کے وقت تمام جہاز اوپر سے نیچے تک بقعۂ نور تھے۔ اعلیحضرت نے بعض امیر البحروں کو تمغے مرحمت فرمائے۔

شاہوں کی ملاقات :- (ایضاً) زار روس اور قیصر جرمنی نے سواینمنڈی میں اپنی اپنی تفریح کی کشتیوں پر ملاقات دید و باز دید کی۔

مقدونیہ میں مسلح دستے (۱۱) کرنل ایلیٹ جو گریگ کے حملہ میں زخمی ہوا تھا اسے بلغاریہ کے ایک ہتھیار بند دستہ نے گھات میں بیٹھکر گرفتار کر لیا۔ اس دستہ کو امید تھی کہ کرنل مذکور کو چھوڑ دینے کے عوض انکو ایک معقول رقم بطور مال کی ملیگی۔ مگر ترکی سپاہ نے بر وقت پہنچ کر کرنل صاحب کو چھڑا لیا۔

کاسابلنکا (مراقش) کی تباہی اور بھاگڑ :- (لندن ۱۰ اگست) تجیر کا ایک پیغام تار مظہر ہے کہ وہاں چار سو آدمی کاسابلنکا سے بھاگ کر آئے ہیں۔ کیونکہ اس جگہ سخت بے چینی اور گھبراہٹ پھیل رہی ہے۔ فرانس کے کروزرز موسومہ گلوری اور جینی ڈی آرک مع ایک جہاز بار برداری کے طولون سے روانہ مراکو ہو گئے ہیں۔

(دیکھو صفحہ ۱۰)

وکیل

امرتسر

نمبر ۳۸ و ۳۹ جلد ۱۳

مطبوعہ ۸/۱۲ اگست سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۴ جمادی الاخر ۱۳۲۶ھ یوم پنجشنبہ و دوشنبہ

مسئلہ تعلیم

موجودہ شورش کے زمانہ میں ہندوستان کی تعلیم یافتہ جماعت کے ایک خاص فرقہ نے ایسی حرکات دانستہ کی جن سے نتیجہ ناعاقبت اندیشی کا اظہار کیا ہے وہ اگرچہ کلی اعتبار سے قابل افسوس ہے لیکن ہمیں شک نہیں کہ اس سے چند اچھے نتیجے پیدا ہونے کی بھی توقع کی جا سکتی ہے بشرطیکہ حکام وقت حالات موجودہ پر نظر عمیق ڈال کر انتظام ملکت کے چند اہم مسایل پر نظر ثانی کریں اور جو فروگذاشتیں اب تک عمل میں آئی ہیں ان کی تلافی کی امید کوشش کریں۔ منجملہ ان مسایل کے جن پر مزید غور و خوض کی ضرورت ہے۔ مسئلہ تعلیم اپنی اہمیت اور پیچیدگی کے اعتبار سے دیگر مسایل پر فوقیت رکھتا ہے اور اسکا حق ہے کہ اس پر سب سے زیادہ توجہ کی جائے۔ اسکے متعلق سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ برٹش عہد حکومت میں ہندوستانیوں کو جو تعلیم علی العموم دیجئی ہے اس سے ملک کو نفع پہنچا ہے یا نقصان۔ اور اس نے تعلیم یافتہ جماعت میں اطوار پسندیدہ پیدا کئے ہیں یا ناپسندیدہ؟

اسکا جواب مختلف جماعتوں کی طرف سے مختلف طور پر دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس تعلیم سے ملک کو بلاشبہہ فایدہ پہنچا ہے۔ جدید خیالات کی اشاعت سے ملک میں نئی روشنی پھیل گئی ہے۔ تعلیم یافتہ جماعت کے خیالات وسیع ہو گئے ہیں۔ لوگوں کی معلومات میں بہت کچھہ اضافہ ہو گیا ہے۔ ترقی کا خیال ان میں پیدا ہو گیا ہے۔ پولٹیکل احساس اور پولیٹکل احساس کے ساتھہ ہی طلب حقوق کا شوق بھی بڑھ گیا ہے۔ ملکی معاملات میں حصہ لینے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے اور اس قابلیت کی بنا پر حکام کے ساتھہ برابری کا خیال بھی ہو چلا ہے۔ صنعت و حرفت کی طرف بھی توجہ ہونے لگی ہے۔ یہ سب کچھہ بجا اور درست مگر قابل اعتراض امر یہ ہے کہ جو لوگ ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تعریف کرتے ہیں وہ انتہا درجہ کے مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ اور تصویر کے تاریک رخ پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری جماعت جو موجودہ طرز تعلیم کی شاکی ہے نوجوانوں کی مذمت میں اعتدال سے گذر جاتی ہے۔ اور ان کی خوبیوں سے آنکھیں بند کر لیتی ہے۔ اسکا خیال ہے کہ آج کل کی تعلیم نے لوگوں میں اخلاق رذیلہ پیدا کر دیئے ہیں۔ ان میں وہ اگلی سی شرافت ہے نہ صداقت۔ وضع کی پابندی ہے نہ اپنے افعال و اقوال میں مطابقت پیدا کرنے کا خیال۔ والدین کی نافرمانی۔ استاد کی بےادبی۔ گورنمنٹ سے گستاخی اور خدا سے انحراف انکی طبایع کا خاصہ ہیں۔ محسن کشی۔ احسان فراموشی۔ خود غرضی۔ خود پسندی اور کبر ان کی ذات میں پیوستہ ہیں۔ دوسروں کو وہ اپنے مقابلہ میں احمق سمجھتے ہیں اور اپنے ذاتی فایدہ کے لئے اپنے دوستوں۔ اپنی قوم اور اپنے ملک کے نقصان کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ ہم نہایت افسوس کے ساتھہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ جو الزامات ہمارے ملک کی تعلیم یافتہ نوجوانوں پر لگائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر درست ہیں۔ گو بعض پر مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ مگر یہ ہم کسی صورت سے تسلیم نہیں کر سکتے کہ تعلیم جدید سے ملک کو کسی قسم کا فایدہ نہیں پہنچا۔ ہم اس موجودہ طرز تعلیم کو جو ہندوستان میں مروج ہے قابل اصلاح ضرور سمجھتے ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمیں اسکے ایک حد تک مفید ہونے سے انکار ہو۔ اگر تعلیم نے نوجوانوں میں مذموم خصایل پیدا کر دیئے ہیں تو بعض خوبیوں سے بھی انہیں آراستہ کیا ہے۔

اگر اس نے ایک کثیر جماعت ایسے لوگوں کی پیدا کر دی ہے جن میں خوبیاں کم ہیں۔ اور عیوب زیادہ تو بعض ایسے ہونہار روشن خیال اور عالی دماغ لوگ بھی پیدا کر دیئے ہیں جن کی لائف نوجوانوں کے لئے بہترین نمونہ ہو سکتی ہے اور جن کی ذات سے بڑی بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ لاہور کا روزانہ انگلو انڈین اخبار بھی ہماری اس رائے سے اتفاق کرتا ہے۔ اور اپنے ایک حالیہ آرٹیکل میں جسمیں کہ مسئلہ تعلیم پر اسنے ایک سرسری نظر ڈالی ہے حسب ذیل خیالات کا اظہار کرتا ہے:۔ "ہماری حکومت کے متعلق بہت کم خبریں ایسی ہیں جن کی طرف سے انگریزوں کو ایسی ہی بے اطمینانی ہوئی ہے جیسی کہ اسکولوں اور کالجوں سے۔ یہ پرانا فیشن کہ ہندوستانی بھی کچھہ کرشا کی نہیں۔ ہندوستانی گریجوایٹوں کے برخلاف جو کچھہ بیان کیا جاتا ہے اسمیں سے بیشتر ایسا ہے جو ان پر صادق نہیں آتا اور ان سے ایسے امور وصف میں آتے ہیں جو انہیں تعریف کا مستحق بناتے ہیں۔ مگر تعریف ان کی بہت کم کی جاتی ہے۔ مگر باوجود ان باتوں کو ملحوظ رکھنے کے اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ دو امور ایسے ہیں جنمیں ہندوستانی گریجوایٹ سختی کے ساتھہ قابل الزام ہیں۔ اول مذہبی اعتبار سے وہ اپنے آبا و اجداد کر پیچھے ہیں۔ دوم سلطنت کے ساتھہ ان کا سلوک ویسا نہیں جیسا اگلوں کا تھا"۔ مندرجہ بالا ریمارکس کے بعد سول اینڈ ملٹری گزٹ اس امر کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ سب گریجوایٹ یکساں نہیں۔ مذہبی لاپروائی کے متعلق اسکے ریمارکس دلچسپ ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ "وہ ان ہندوستانیوں میں سے بیشتر جو کہ کالج سے تعلیم پا کر نکلتے ہیں اپنے بزرگوں کے دین سے ہٹ گئے ہیں۔ یہ تو غالباً ناممکن ہے کہ انگریزی تعلیم ہندوؤں کے مذہبی عقاید کو متزلزل نہ کر دے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ اس تعلیم کا مسلمانوں پر بھی ایسا ہی اثر پڑے۔ ایک سائنس دان تک کے لئے اسلام کے قبول کرنے میں ایسی مشکلات پیش نہیں آتیں جن کا کہ فہم سے تعلق ہو۔ مسلمانوں میں جو مذہب کی طرف سے بے اعتنائی نظر آتی ہے اسکی وجہہ یہ نہیں ہے کہ ان کے عقاید اور علم میں کسی قسم کی مغایرت ہو بلکہ اصلی باعث اسکا یہی ہے کہ کالجوں میں صرف دنیا داری ہی کی تعلیم انہیں دیجاتی ہے۔ اسکا ثبوت اس سے مل سکتا ہے کہ ہندوستانی کالجوں میں مسلمان طلبا کو بالعموم اپنے عقاید پر قایم رہنے کے لئے وہ جد و جہد نہیں کرنی پڑتی جو کہ بہت سے انگریز انڈر گریجوایٹوں کو کرنی پڑتی ہے۔ ان میں (یعنے مسلمانوں میں) تو مذہب کی نسبت صرف ایک قسم کی غیر مانوسی اور بے اعتنائی پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے امور مثلاً پالیٹکس سوشل ریفارم اور قومی معاملات ان کی نگاہ میں زیادہ وقعت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور مذہب کو وہ پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ کیا یہ حامیان تعلیم کو پریشان کرنے کے لئے کافی نہیں ہے؟"

مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہوگا کہ مسلمانوں نے کامل غور و خوض کے بعد اپنی قوم کے لئے جو اعلے تعلیمی تخیل قایم کیا ہے۔ اور جس میں مذہب کے عنصر کو لازمی قرار دیا ہے اس میں کس قدر فراست اور دور اندیشی سے کام لیا ہے۔ وہ نیز ان کی مجوزہ تعلیمی اسکیمیں کس قدر قابل وقعت۔ قابل داد اور قابل امداد ہیں۔ دنیوی تعلیم میں دینی تعلیم کا پیوند لگانا کوئی ایسا آسان کام نہیں ہے جسے ایک نیوٹرل گورنمنٹ اپنی مداخلت کے ذریعے سے سہولت کے ساتھہ انجام دے سکے جب تک کہ ہر ایک قوم اپنے بچوں کی مذہبی تعلیم میں دلچسپی ظاہر نہ کرے یہ ممکن نہیں۔ مسلمانوں نے اسمیں دلچسپی ظاہر کی ہے اور انہوں نے اپنے قومی مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد محمڈن یونیورسٹی کا قایم کرنا قرار دیا ہے جسمیں علاوہ دینی تعلیم کا لازمی طور پر انتظام کرنے کے دیگر علوم مشرقیہ کی اعلے درجہ کی تعلیم کا بھی انتظام کیا جاویگا۔ مگر ہندوؤں کا اس طرف کوئی میلان معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ مسٹر بسنت جو کہ ہندوؤں کے قومی کالج کے پرنسپل ہیں۔ اور مغربی علوم کے چند شعبوں میں بڑے فاضل مانے جاتے ہیں۔ کئی موقعوں پر مذہبی تعلیم کو داخل کورس کرنے کی زور شور سے مخالفت کر چکے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ دینی تعلیم دنیوی ترقی کے رستہ میں سد راہ ثابت ہوگی۔ شاید ان کا یہ خیال ہندو دھرم کے متعلق اور کسی حد تک صحیح بھی ہو لیکن اسلام اس خطرہ سے محفوظ ہے اور مسلمان بھی مسلمان ہی رہکر ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری دانست میں دنیا داری کے لئے بھی مذہب کی رہبری کی ایسی ہی اشد ضرورت ہے جیسی تعلیم کے ساتھہ اعلی تربیت کی۔ ہم تو یہاں تک بھی کہنے کو تیار ہیں۔ کہ اعلے تربیت بغیر مذہب کی

ہو ہی نہیں سکتی کیریکٹر کے بنانے میں مذہب سے بہتر کوئی دوسرا ایجنٹ خاطرخواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ بہرحال ہم ملک کی بہبودی کے لئے اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے ہندو ہم وطن یا تو مذہبی تعلیم کا خاطرخواہ انتظام کریں۔ یا پھر مذہب سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں اور مذہبی تعصب کو پاس بھی نہ پھٹکنے نہ دیں۔ اس سلسلہ میں ہم سول اینڈ ملٹری گزٹ کے متذکرہ بالا آرٹیکل میں سے ایک اور مختصر اقتباس ذیل میں درج کرتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ "مذہب سے لاتعلق ہو جانے کا ایک اماراتہ جو اعلےٰ اور متوسط طبقہ کے لوگ کالجوں سے لیکر نکلتے ہیں۔ مذہبی تعصب کی کمی ہے۔ لیکن اگر یہ کمی تحمل و بردباری کے اصولوں پر کاربند ہونے کی وجہ سے ہوتی تو افسران سررشتۂ تعلیم کے لئے باعث فخر ہوتا۔ مگر اصلیت یہ ہے کہ تعصب گم نہیں ہو گیا بلکہ صرف اسنے دوسرا اختیار کر لیا ہے۔ مذہبی تعصب کی تمام مقامی اب قومی تعصب نے کر لی ہے ایک تیز فہم مسلمان نے بھی ایک مرتبہ بیان کیا تھا۔ کہ آج کل مذہبی تعصب تو گھٹتا جاتا ہے۔ لیکن قومی تعصب بڑھتا جاتا ہے۔" ہر قوم جو انگریزی تعلیم سے متاثر ہو رہی ہے۔ اس جدید تعصب میں مبتلا ہوتی جاتی ہے مگر یہ مرض ہندوؤں کے بعض فرقوں میں سب سے زیادہ نمودار ہوا ہے بلکہ نہایت ناقابل اطمینان شکل جو ہندوؤں میں نظر آتی ہے۔ اُن کی وہ سپاہیانہ اسپرٹ ہے؟ جو انہیں آمادہ کرتی ہے کہ وہ ہندوستان کی سرزمین کو اُن تمام چیزوں سے پاک کر دیں جو ہندو نہیں۔ اور یہ کہ نہ صرف انگریزوں بلکہ مسلمانوں پارسیوں اور عیسائیوں سے بھی انتہا درجہ کی نفرت کریں۔ اور اس تمام علم و فضل کو ہندوستان سے معدوم کر دیں جس کا منبع برہمن نہ ہوں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے کشیدہ تعلقات پر جب کبھی ہندوستانیوں کی سوسائٹی میں بحث ہوتی ہے۔ تو اس گفتگو میں حصہ لینے والے اب تک ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنے بچپن کے زمانہ میں دونوں قوموں میں دوستانہ تعلقات کا ہونا یاد ہوتا ہے۔ اس کشیدگی کا باعث ہندو اور مسلمان دونوں انگریزی تعلیم کو قرار دیتے ہیں۔ کیا ہمیں اس معاملہ پر غور کی ضرورت نہیں؟ کیا یہ امر ہم سے تعلق نہیں رکھتا؟"

سخت افسوس اس امر کا ہے کہ بعض ہندوستانی قوموں نے لامذہبی کی طرف اپنی طبیعت مائل کر لی ہے انہوں نے بعض وہ خصائل لینے میں بیدا نہیں کئے جو غیر ممالک کے لامذہب فرقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور جو بہبودی ملک کے لئے لازمی ہیں۔ جاپان میں بھی کئی مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور لامذہب فرقہ کی جماعت بھی وہاں کثیر ہے مگر سب کے سب اپنے وطن پر جان نثار کرنے کو ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں۔ اور اپنے بادشاہ پر ہر وقت قربان ہونے کو تیار۔ نہ اُن میں آپس میں کبھی مذہبی عداوت جوش مارتی ہے۔ نہ وہ اپنی ہمسایہ غیر قوموں کے ساتھ لڑائی جھگڑے مول لے کر ملک کی کمزوری کا باعث ہوتے ہیں۔ ہندوستان کے لئے کس قدر مفید ہوتا اگر ہندو یا تو اپنے قدیم مذہب پر ثابت قدم رہتے اور اپنے قدیم عقاید کے مطابق بادشاہ وقت کو بھگوان کا اوتار سمجھکر اسکی ایسی اطاعت کرتے کہ ملک میں بدامنی نہ ہوتی۔ اور اُنکی ہمسایہ قوموں کو اُن کے تعصب سے تکلیف نہ پہنچتی۔ یا مذہب سے بغرضی اختیار کر لیتے کہ غیر مذاہب والوں سے تعصب کو دل میں نہ آنے دیتے بلکہ مثل دیگر مہذب اقوام کے خدا کی پرستش کے بدلے ملک۔ اہل ملک اور والی ملک کی اطاعت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے۔

ضرورتِ نکاح

میرے ایک شریف پنجابی دوست جو اعلےٰ درجہ کی تعلیم یافتہ ہیں۔ اور میری ڈیپارٹمنٹ میں ایک عمدہ عہدہ پر ممتاز ہیں۔ عقد ثانی کسی ایسی شریف خاتون سے کرنا چاہتے ہیں جو علاوہ اور اوصاف کے تعلیم یافتہ ہو۔ پہلی بیوی فوت ہو گئی ہیں۔ جملہ خط و کتابت ہماری معرفت نہایت احتیاط سے ہو سکتی ہے۔

المشتہر محمد تمیز الدین خان ٹیلیگراف انسپکٹر کالکا شملہ ریلوے سٹیشن سولگرہ ضلع شملہ۔

اسلام اور عیسائیت

"اسلام اور عیسائیت" کے نام سے ایک جدید کتاب انگریزی زبان میں شایع ہوئی ہے جسکی مصنفہ ایک انگلش لیڈی ہیں جو مسز لاین کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کتاب خصوصیت کے ساتھ اُن لوگوں کے مطالعہ کے قابل ہے جو بوجہ نادانی و لاعلمی مسلمانوں کے تمدن اور اُن کے مذہب پر بیجا اعتراض کرتے ہیں۔ اور اسلام کو مسلمانوں کی ترقی کا سدراہ قرار دیتے ہیں۔ یہ کتاب اسلام کے حق میں ایک شہادت ہے جو ایک غیر مذہب اور غیر قوم کی لیڈی نے بلاد اسلامیہ میں سفر کرنے مسلمانوں کی سوسائٹی میں ایک حصۂ زندگی بسر کرنے اور اسلامی لٹریچر سے کافی طور پر آگاہ ہونے کے بعد پیش کی ہے۔ مصنفہ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتی ہے :-

"یہ کتاب میں اسلئے لکھتی ہوں کہ یورپ میں مذہب اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ انصاف اور ہمدردی کے فیلنگس پیدا ہوں۔ اس کتاب کی بنیاد اصلی اسلامی لٹریچر پر اور میرے اُن ذاتی تجربوں پر ہے جو مسلمانوں میں مدت دراز تک زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی پستی اور ادبار کا سبب اُن کا مذہب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمان وحشی ہیں۔ اور شائستگی اور ترقی کے راستہ میں حایل ہیں۔ مگر میں نے اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اُس سے مدلل طور پر معلوم ہوگا کہ یورپ کے تمام موجودہ تمدنی نظامات کی بنیاد مذہب اسلام پر ہے۔ اسلام نے دنیا میں بیشمار نیکیاں پھیلائی ہیں۔ اور بدیوں سے صدیوں تک جنگ کی ہے۔ مسلمانوں میں مذہب اسلام کی اخلاقی اور تمدنی خوبیاں آج تک موجود ہیں۔ وہ اس لایق نہیں ہیں کہ اُن کو مذہب عیسوی کا وعظ سنایا جائے کیونکہ اُن خوبیوں کے لحاظ سے مسلمان عیسائیوں سے کہیں زیادہ شائستہ ہیں۔ اسلامی حکومتیں کمزور ہو گئی ہیں۔ مسلمان لیڈر پست ہمت ہیں۔ مسلمانوں میں اعلےٰ تعلیم و تربیت کے ذریعے موجود نہیں اور اسلامی گروہوں میں نااتفاقی ہے۔ مگر میں نے مسلمانوں میں عمدہ اخلاق اور شائستہ عادات کی جھلک ہر جگہ پائی ہے۔ اور یہ مذہب اسلام کا اثر ہے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اسلام بہ نسبت دیگر مذاہب کے بالاتر ہے۔ اور وہ نوع انسان کے دلوں اور دماغوں کو شائستگی کے نور سے بخوبی منور کر سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے ہم وطن اس کتاب کو نہایت دلچسپی اور غور سے پڑھینگے اور اس قوم کے ساتھ نہایت انصاف اور ہمدردی سے پیش آئینگے۔ جس کی قومیت اور مذہب پر آجتک یورپ میں بیدردانہ اور ظالمانہ حملے ہوتے رہتے ہیں۔"

اسمال کاز کورٹ امرتسر

ہماری عادت نہیں کہ اشد ضرورت کے بغیر ہم لوکل معاملات پر کچھ لکھیں اور بلاوجہ لوگوں کو یہ گمان کرنے کا موقع دیں کہ مقامی فرقہ بندیوں میں کچھ ہمیں بھی دلچسپی ہے یا کچھ ہمارا بھی حصہ ہے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ کسی امر کے متعلق عام پبلک کو ایک معقول اور واجبی شکایت ہے۔ اور شکایت بھی حد سے گذرتی جاتی ہے تو اپنے فرایض پر نظر کر کے اور پبلک کو فایدہ پہنچانے کی غرض سے ہم مجبور ہوتے ہیں۔ کہ اُس معاملہ پر قلم اُٹھائیں ہم نے نہایت افسوس کے ساتھ اسمال کاز کورٹ امرتسر کے متعلق چند شکایات مختلف ذرایع سے سنی ہیں۔ ہم اُن شکایات کے متعلق مزید تحقیقات میں مصروف ہیں۔ خاطرخواہ اطمینان ہونے پر تفصیل کے ساتھ اُنپر قلم اُٹھائینگے

مشاہیر پرستی

قومی زندگی کی علامت ہے۔ یورپ کی زندہ قوموں کو دیکھو اپنے بزرگوں کی یاد کو کس طرح زندہ رکھتے ہیں۔ بھلا ہی ہند کا عظیم الشان مجدد سر سید احمد خان مر گیا۔ مگر ہم جبھی زندہ ہونگے جب اسکی یاد کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھینگے ہم نے اس مجدد اعظم کے آخری اور بہترین تصویر کے خوشنما لاکٹ تیار کئے ہیں جنکی سطح مصنوعی ہاتھی دانت کی ہے اس قسم کی عکاسی ہندوستان کے لئے بالکل ایک نئی اور عجیب چیز ہے پایداری کے ساتھ خوشنمائی میں کاغذی تصویر پر ہر طرح فایق اور بہت ارزاں۔ ایک روپیہ صرف ہے...

مراقش کی نازک حالت

پیغامات تار میں مراقش کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے ناظرین نے ملاحظہ کی ہوگی۔ اس سے بعد کی خبریں اور بھی تشویش خیز ہیں۔ چنانچہ لنڈن سے ۱۸ اگست کا ٹیلیگرام مظہر ہے کہ سپین اور فرانس نے ابھی کچھ فوج مقام کاسابلنکا میں اُتار دی۔ مقامی قبائل اس پر مدین سپاہ پر حملہ کیا جس میں ایک افسر اور چھ فرنچ جوان زخمی ہوئے۔ پھر فرنچ جنگی جہاز گلیلی نے اپنے تو پخانہ پر کار دغیتات کر کے موروشی علاقہ پر گولہ باری شروع کردی اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس گولہ باری میں مراکو کے ڈیڑھ سو آدمی ہلاک ہوئے۔

دول یورپ اور خاصکر سپین و فرانس کا پہلو ہی مراکو کی سلطنت پر مدت سے دانت تھا۔ مگر اہل مراکو کی ناعاقبت اندیشی اور خانہ جنگی سے اُنہیں دن بدن اور بھی زیادہ مداخلت کا موقع ملتا جاتا ہے اب اس سلطنت کی حالت ایسی نازک ہوگئی ہے کہ غیار کی دستبرد سے شاید ہی بچ سکے۔ افسوس ہے مدار کی غفلت اور عمال حکومت کی نالائقی وخودغرضی اور رعایا کی جہالت سے آخر یہ شاندار اسلامی ریاست عنقریب ایک عبرت کا سبق بنا چاہتی ہے۔

خدیو المکرم پیرس میں

۵ اگست کا پیغام تار مظہر ہے کہ خدیو المکرم پیرس پہنچ گئے ہیں۔ جہاں تک ہمیں یاد پڑتا ہے اس سے پہلے کوئی اطلاع سننے میں نہیں آئی۔ کہ ہز ہائینس نے پیرس جانے کا ارادہ کب اور کس غرض سے کیا۔ والیان ملک کی سیر و سیاحت اس زمانہ میں ایک عام اور معمولی بات ہوگئی ہے۔ اسلئے آپ کا محض سیر کو نکلنے کا تو خیر کچھ مضائقہ نہیں لیکن خاص پیرس کا ہی قصد کس مصلحت سے کیا گیا اسکی وجہ تا حال دریافت طلب ہے۔ تاجداران یورپ کو ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کی تفریحی سیاحتیں بھی اس زمانہ میں بالعموم کسی نہ کسی ملکی یا قومی فایدہ پر مبنی ہوتی ہیں۔ ابھی دنوں کی بات ہے کہ زار روس قیصر جرمنی سے ملاقات کرنے گئے جن کی تفصیلی کیفیت تار خبروں کے کالم میں درج ہوچکی ہے۔ ہر چند کہ اسکے متعلق اول اول مشا طور پر یہ ظاہر کیا گیا کہ صرف حسین کی یہ ملاقات محض ذاتی دلفریبی ہے سیاسی معاملات سے اسکو کچھ واسطہ نہیں۔ بلکہ روس کے ایک نامی اخبار نے تو بڑے زور سے یہانتک لکھدیا تھا کہ اس شاہی ملاقات کے بارہ میں شک وشبہ کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ لیکن اسکے دوسرے تیسرے ہی دن اسی رائٹر کے ذریعے جو پہلے صفائی کی خبریں دیتا رہا تھا۔ یہ پتہ لگ گیا کہ زار و قیصر میں جو گفتگو ہوئی وہ انیگلو رشین عہدنامہ سے متعلق تھی۔ اور کہ اسکا اثر دنیا کے امن پر بہت اچھا پڑیگا۔ بلکہ اسی غرض سے حضور ملک معظم اور قیصر جرمنی بھی عنقریب ملاقات کرنے والے ہیں۔ یہ ہیں تاجداران یورپ کی ہوشمندیاں اور دوراندیشیاں۔ ایک ہمارے حضرت خدیو ہیں کہ سیر و سیاحت کو بھی نکلے ہیں تو کہاں کو؟ پیرس کی جو یورپ کا ایک سرتا سر عشرت کدہ ہے۔ اور جہاں سے بجز تہذیب و تمدن یورپ کی حیرت انگیز فضولیات لہو و لعب کے انہیں شاید ہی کوئی مفید سبق مل سکے۔ حالانکہ اگر ہز ہائینس کو کوئی مفید سبق ہی لینا ہوتا تو ان کی اپنی قلمرو آج کل کچھ کم قابل غور اور عبرت خیز حالت میں نہیں ہے۔ اسی کا مطالعہ برسوں بلکہ قرنوں کیئے جائیں تب بھی تھوڑا ہے۔

قابل توجہ صاحب ڈایرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب

پبلک کو اس بات کی دلی خوشی ہے کہ عالی جناب بل صاحب بہادر ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ ہذا کی بیدار مغزی اور توجہات سے پنجاب کی درسی کتابوں میں بہت کچھ موزوں و مناسب ترمیم و تجدید ہوتی جاتی ہے۔ اور یہ اصلاح صرف کتابوں کے مضامین ہی میں نہیں۔ بلکہ ظاہری حالت یعنے کاغذ لکھائی چھپائی وغیرہ کے لحاظ سے بھی نو طبع کتابیں نہایت نفیس و خوبصورت نکلنے لگی ہیں۔ اور قیمتوں میں جو معتدبہ تخفیف و رعایت کی گئی ہے وہ اور بھی شکرگذاری کے لائق ہے لیکن اسکے ساتھ ہی ایک شکایت بھی اکثر سننے میں آئی ہے جس پر امید ہے کہ صاحب بہادر ممدوح ضرور توجہ فرماکر پبلک کو شکرگذاری کا موقع دینگے وہ شکایت قاعدہ اردو کی نسبت ہے جو سابق میں ۲ پیسہ کو آتا تھا لیکن برخلاف دیگر کتب درسی کے اسکی قیمت اور بڑھ گئی۔ یعنے پہلے ۲ پیسہ ہوئی اور لوجہ موقوفی کمیشن تاجران کتب اسے بشمول نفع وخرچ ۹ پیسہ کو بیچتے رہے۔ پھر جب اس کا باتصویر ایڈیشن نکلا قیمت مطبوعہ تو ۹ پیسہ ہوگئی مگر بکنے لگا ایک آنہ کو۔ لیکن اسی پر بس نہیں بلکہ اب تھوڑے دنوں سے اس باتصویر قاعدہ کی قیمت اصلی تو ۱ر پیسہ ہوگئی ہے مگر دوکاندار اسکو دو آنے سے کم نہیں دیتے تو پونے دو آنے سے کیا کم لے سکتے ہیں جبکہ اُن کا اسپر کچھ خرچ بھی پڑتا ہے اور کچھ نفع بھی لینا ضروری ہوا۔ چونکہ قاعدہ اردو کمسن بچوں کے لیئے ہے جن کے ہاتھوں وہ چار دن کے اندر اندر قاعدہ کی وہ درگت ہوجاتی ہے کہ پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔ تو گویا اسطرح غریب والدین پر کئی سال سات آٹھ پیسے جرمانہ ہوتا رہتا ہے جسے نادار تو نادار متوسط الحال بلکہ ذیمقدرت لوگ بھی کبھی خوشی سے گوارا نہیں کرسکتے۔ بہتیرے غریب تو ہمارے ایسے ہیں کہ جنہیں اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا بھی مشکل ہے۔ پس اگر بالکل ابتدائی تعلیم میں بھی یہ رکاوٹ رہی تو یقیناً کثیر التعداد بچے اپنے والدین کی مجبوری و ناداری کے باعث دولت علم سے شروع ہی میں محروم ہوجاینگے اور یہ گورنمنٹ کی موجودہ پالیسی متعلقہ تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ ہمیں توقع رکھنی چاہیئے کہ صاحب ڈایرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب اسپر غور فرماکر ضرور کوئی مناسب تدبیر عمل میں لائینگے۔

ہر صوبہ میں ایک ایک سرکاری اخبار

ایک بہی خواہ ملک و ملت کے مدیر صاحب مناسب حال تمہید کے بعد ایک تدبیر پیش کرتے ہیں جو ان کی رائے میں وفاداری کے خیالات پھیلانے اور رعایا کے دلوں میں امن پسندی و عقیدہ کیشی کا مادہ پیدا کرنے کا عمدہ ذریعہ ہوسکتی ہے۔ اور اسپر عملدرآمد ہونے سے ملکی خدمات کے لیئے قابل اور لائق اعتبار و فایع نگار بھی تیار ہو سکینگے۔ وہ تدبیر یہ ہے کہ ہر ایک صوبہ میں ایک ایک سرکاری اخبار جاری ہو۔ اور وہ ملک کے ہر شہر قصبہ و قریہ میں خصوصاً ممتاز افراد رعایا۔ ذیلداروں نمبرداروں اور سفید پوشوں وغیرہ کے نام نیز تمام سرکاری دفاتر میں لازمی طور پر پہنچا کرے اس اخبار کے ذریعے ملک میں اخلاقی تعلیم بھی پھیلائی جائے۔ اور اسکے دفتر میں عام پرائیوٹ اخباروں کے واسطے ایڈیٹر بھی تیار ہوا کریں یعنے جو لوگ اپنا اخبار جاری کرنا چاہیں وہ کچھ عرصہ تک سرکاری اخبار کے دفتر میں کام سیکھیں۔ اور پھر وہاں سے باضابطہ سند حاصل کرکے نکالا کریں۔ مدیر صاحب کا خیال ہے کہ اس تدبیر سے سرکار کو وہ فایدہ پہنچیگا جو کسی فوج کی طاقت سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔

تجویز بظاہر مفید و دلچسپ معلوم ہوتی ہے لیکن نہیں کہہ سکتے کہ گورنمنٹ یہ دردسری گوارا کرے یا نہ کرے۔ خصوصاً اسلئے کہ موجودہ حالت میں کامیابی کے ساتھ ایسی سکیموں کا اجرا خالی از دقت نہیں ہوسکتا۔ گزٹ سرکاری بھی آخر اخبار ہی ہوتے ہیں۔ لیکن ان سے اور خاصکر اُن کے ورنیکلر ایڈیشنوں سے عام رعایا کو کہاں تک فایدہ پہنچ رہا ہے محتاج تشریح نہیں۔ مانا کہ ان گزٹوں کی اور مجوزہ اخباروں کی نوعیت میں فرق بین ہوگا مگر فواید متوقعہ تو پھر بھی کم و بیش اُسی نسبت سے حاصل ہونگے۔ پھر ایک یہ خیال بھی قابل غور ہے کہ ملک کے موجودہ اخبارات میں جو پرچے کسی حد تک اسی مقصد کو پورا کر رہے ہیں اُنکے سوا سے باقی زہریلے خیالات پھیلانیوالے پرچے بھی بدستور جاری رہیں تو اور بند ہوجائیں تو۔ غرض دونوں صورتوں میں مجوزہ اخباروں کا عدم وجود اول الذکر قسم کے اخباروں کے ہوتے قریباً برابر ہوگا۔ مختصر یہ کہ مدبر صاحب کی بتائی ہوئی تدبیر سے

نیپال اور انسداد بغاوت

نیپال کا اخبار گورکھا پتر لکھتا ہے کہ مہاراجہ چندر سمشیر جنگ بہادر وزیر اعظم نیپال نے حال میں یہ حکم جاری کیا ہے کہ کوئی نیپالی۔ اخبارات سندیا ترم۔ یوگانتر۔ اور باندے ماترم کو نہ خرید ے جنمیں گورنمنٹ انگریزی کے خلاف مضامین شایع ہوتے ہیں نیز مہاراجہ صاحب ممدوح نے بنگالیوں اور دیگر ملازمان دربار کو جو پردیسی ہیں۔ عام طور پر ہدایت کر دی ہے کہ ہندوستان میں کسی ایجی ٹیٹر کے ساتھ خط و کتابت نہ کریں جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کریگا سزا پائے گا۔ شہر کھٹمنڈو (پایہ تخت نیپال) میں اس حکم کی نقلیں جا بجا چسپاں کی گئی ہیں" دیکھئیے اکانگریسی آرگن۔ اور حضور مثاایجی ٹیشن کے حامی مہاراجہ صاحب کی اس کارروائی پر کیا رائے قایم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مسلمان تو انگریزوں کے خوشامدی اور اپنے ملک کے ٹریٹر تھے ہی۔ مگر خیر سے انکی ایک ہم مذہب عظیم الشان ریاست دکشمیر نے بھی اس بارہ میں پہلے دنوں یہی مسلک اختیار کیا۔ اور اب نیپال کی ہمسایہ اور خود مختار ریاست بھی انگریزوں کی خوشامد اور بھارت ماتا" کی بدخواہی میں شریک ہو گئی ہے۔ فسوس انہیں ہے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا۔ مگر کاش! لوگ پہلے خود ہی اپنا انجام نیک سوچ لیا کریں۔

انتقال پر ملال

جناب حق! مسلمانوں کے دل میں ابھی تک جناب نواب احمد رضا خان مرحوم سابق جج حیدرآباد دکن و جناب نواب حاجی عبد الشکور خان صاحب کی وفات حسرت آیات کا داغ تازہ تھا کہ ایک اور قابل صد افسوس حادثہ نے مایۂ صبر و تحمل کو برباد کر دیا۔ کل جناب مولانا سید محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلما کے خط سے معلوم ہوا کہ خان بہادر منشی اطہر علی صاحب نے مدینہ منورہ میں ۱۰ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ بروز جمعہ رحلت فرمائی۔

جناب منشی صاحب مرحوم کو ندوہ کے ساتھ جو خصوصیتیں تھیں وہ اس قدر واضح اور نمایاں ہیں کہ ملک کا بچہ بچہ اُن سے آشنا ہے۔ ندوۃ العلماء کے ابتدائی زمانہ میں لکھنؤ کا مشہور اجلاس اُنہی کی ذات سے انجام پایا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ لکھنؤ میں دار العلوم کا قیام اُنہی کی ذات سے ہوا تھا اور دار العلوم کے لئے موجودہ مکان اُنہی کی کوششوں سے خریدا گیا تھا۔ غرضکہ ابتدا سے آج تک ندوہ کو اُنکی ذات سے نہایت قابل قدر فایدے پہنچتے رہے۔

ندوہ ہی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ اُن کو عموماً تمام قومی کاموں سے جو دلچسپی تھی وہ عام طور پر مسلم ہے لیکن افسوس کہ اس بدنصیب قوم کے تمام قابل قدر اجزا روز بروز تحلیل ہوتے جاتے ہیں جن کا بدل یا تحلل پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالے مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے! اور اُن کے اعزہ و احباب کو صبر جمیل اور اُنکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

راقم عبد الحی معتمد دفتر ندوۃ العلما

"مَیں زندہ ہوں"

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار وکیل!

تسلیم!!! ۲۵ جولائی ۱۹۱۰ء کے اخبار وکیل دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کسی بدمعاش دشمن نے میری مرگ کے متعلق خبر شایع کرائی ہے اس دردناک خبر کے سننے سے میرے والدین کے ضعیف قلب کو جو صدمہ پہنچا ہے اُسکا اندازہ کیا عرض کروں خصوصاً میری والدہ کی حالت قریب مرگ ہو گئی۔ اور میرے تمام اعزا میں ایک کہرام مچ گیا چاہیے میری جوان مرگی پر آنسو بہاتے تھے چونکہ میں ایک عرصہ سے ایک قومی کام کی تکمیل کے لئے ملک میں دورہ کر رہا ہوں گھر سے دور ہوں۔ لہذا اس خبر نے اور بھی تمام خاندان پر اندوہ و غم کی بجلی گرا دی۔ چاروں طرف میرے جاننے والے دوست احباب و اعزا گریہ کر بیٹھے تھے۔

براہ کرم میری اس مختصر تحریر کو تازہ اشاعت میں شایع کر دیجئے کہ میرے دور کے اعزا و احباب کو میری زندگی کا یقین ہو جائے۔ اور خدا اُس بدبخت کو نیک ہدایت دے جسنے مجھے ٹھہرایا کہ ایک کہرام مچا دیا۔ اس مسرت آمیز خبر کو ٹھیک کر کے میرے افراد اقارب مسرور ہوں کہ میں اللہ کے فضل سے بقید حیات ہوں اور جس کام کو کر رہا ہوں اُس میں مشغول۔ نہ مرا ہوں اور نہ بظاہر اسباب ابھی مرنے کی امید ہے۔ فبر اذا جاء اجلہم لا یستقدمون ولا یستاخرون کلام الٰہی برحق ہے۔ بہرحال ابھی مرا نہیں ہوں۔ والسلام

راقم احقر سید امداد الٰہی آزاد۔ از فیض آباد اودھ۔ یکم اگست ۱۹۱۰ء

آخر دہلی کے سر سہرا رہا

شتر ناظرین وکیل کو یاد ہوگا کہ میں نے وکیل کے کسی گذشتہ پرچہ میں دہلی میں ایک قابل مسلمان بیرسٹرایٹ لا کی ضرورت ظاہر کرتے ہوئے یہ تحریک کی تھی کہ اگر ہمارے مکرم و معظم دوست شیخ عبد القادر صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا بجائے اسکے کہ لاہور میں یا کسی اور مقام میں اپنا کام شروع کریں۔ نہایت مناسب ہے کہ وہ ہندوستان کے قدیم دار السلطنت کو اپنی قانونی۔ علمی نیز ملکی کوششوں سے فایدہ پہنچانے کی کوشش کریں

میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میری یہ تحریک بار آور ہوئی۔ اور حالانکہ جناب موصوف لاہور میں پریکٹس کرنے کا مصمم ارادہ ظاہر فرما چکے تھے۔ بلکہ اسکا کل سامان بھی مہیا ہو چکا تھا۔ مگر اخبار وکیل میں میری تحریک کو پڑھتے ہی آپنے لاہور کی بجائے دہلی کو پسند فرمایا اور آخر کار دہلی میں ہی کام شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا

جناب شیخ صاحب موصوف کل یکم اگست ۱۹۱۰ء تک دہلی میں فروکش تھے اور اسلئے تشریف لائے تھے کہ مکان اور دیگر ضروریات کا انتظام کر لیں۔ چنانچہ آپنے اپنی رہایش کے واسطے فی الحال دو مکان کرایہ پر لیلئے۔ ایک کشمیری دروازہ عین کچہری کے مقابل آرہ برکت کمپنی کے اوپر۔ دوسرا مکان آپنے اسلامیہ بنک واقع محلہ بلیماران کے متصل لیا ہے اور آپ کا ارادہ ہے کہ آخر الذکر مکان کو بوجہ اسکے شہر میں ہونے کے اپنا دفتر بنائیں۔ اور اول الذکر میں رہایش اختیار کریں۔

دہلی میں ایک اور برکت بھی نازل ہوگی یعنے مخزن کا دفتر بجائے لاہور کے امسال ہی ان کے آغوش میں آجائیگا۔

ہم اہالیان دہلی کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آخر خدا نے اُن کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا اور امید کرتے ہیں کہ وہ شیخ صاحب سے علاوہ قانونی مدد لینے کے قومی کاموں میں بھی مدد لینگے اور ایسے ہی ہم اپنے مکرم و معظم دوست سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ مسلمانان دہلی کی اصلاح اور اُن کی درستی میں سعی بلیغ فرمائینگے۔

میں انجمن بہبود مسلمانان دہلی کو بھی مبارکباد دئیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس قابل فخر انسان کا اُسنے ۱۲ جون ۱۹۱۰ء کو خیر مقدم کیا تھا۔ آخر وہ اُسکے جذب مقناطیسی سے اُسکے بالکل قریب ہی آگیا۔ اور اب خدا سے امید ہے کہ اُسی قابل انسان کی بدولت انجمن کا خفتہ نصیب بھی جاگ اُٹھیگا۔

مسلمانان دہلی جس قدر قومی کاموں اور قومی ضروریات کے احساس میں تمام ملک سے پیچھے ہیں اُسکو اگر بیان کیا جائے تو پورا ضخیم مرثیہ ہو جائے۔ اور اُسکی بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اب تک اُنمیں کوئی ایسا شخص پیدا ہی نہیں ہوا ہے جو اُنہی میں رہکر اُن کا ہمدرد رہتا اور اُنہی میں فنا ہو جاتے۔ مسلمانوں کے نامور لیڈر سر سید مرحوم بھی دہلی کے رہنے والے تھے لیکن اُس مرحوم کو بھی مسلمانان دہلی کی اصلاح ایک مستثنیٰ کی پاس ہی تھی۔ لیکن اب وہ وقت نہیں رہا ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھا جائے۔ اور عمر یاس میں ہی گذار دیجائے اب کام کرنیکا وقت ہے اور وقت ہے کہ مسلمانان دہلی بھی چونکیں۔ اور دیکھیں کہ آج زمانہ اُن کو بوجہ اُنکی غفلت کے

کی مسیح مہیا ہیٹ کرتا ہے۔ ایک زمانہ میں دہلی کے مسلمانوں میں سینکڑوں کاریگر پائے جاتے تھے۔ دہلی کے مسلمانوں کے سینکڑوں کارخانے تھے۔ اور ان سے ہزاروں غریب مسلمانوں کا پیٹ پلتا تھا۔ اب انہی مسلمانوں کی غفلت سے صنعت کا کام آپکی شکل کر غیر قوموں کے ہاتھ میں جا پہنچے۔ اور یہ مسلمان بیچارے ایسے کہ دوسروں کی محکومیت میں گر رہے ہیں۔ یہ دوسروں کے دست نگر ہو گئے۔

آج جس قوم کا بازار جہاں میں کمال ہے۔ ہنر ہی پر ہے استوار اُسی دولت سے مالا مال ہو

بازار میں آپ ایک ہی گوشہ کھڑے ہوں اُن سینکڑوں کاریگروں میں جو آپکے سامنے اس مدت میں گذر جائینگی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کی ایک دو ہی ہو نگی۔ بس اگر اس وقت بھی وہی غفلت اور وہی کاہلی رہیگی تو بیشک سراج ہند دہلی کا خدا حافظ دہلی کے مسلمانوں کا خدا حافظ۔ ابھی بہت وقت باقی ہے ہمت کرکے اٹھنا چاہیے اور ترقی کی اسی عظیم الشان شاہراہ پر جس پر اور قومیں گھسٹ چلی جا رہی ہیں۔ قدم مارنا چاہیئے

دہلی کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اب کام کرنے والوں کی قدر کریں۔ اور اُن کو مدد پہنچائیں۔ اور زیادہ دہلی کے مقتدر مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے عیش و تنعم کو چھوڑیں اور قوم کے خادم بنیں کیونکہ قوم کی خدمت حقیقت میں دنیا و دین دونوں جگہ سرداری ہے۔ خادم قوم کا نام زندہ رہتا ہے۔ نہ صرف دنیا میں زندہ بلکہ خدا کے مقدس فرشتے اُس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور پاک خدا بھی اپنے مقدس رسول کے ہتیوں کی خدمت کرنے والے کو اپنے فضل سے ہمیشہ کی امن و امان کی زندگی بخشتا ہے۔

۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء روز جمعہ

راقم حکیم مقصود علی خان رشدی
دہلی۔ بلیماران

نامہ استاد الوقت جناب مولانا محمد فاروق صاحب وکیل سو کر مولوی شبلی المتخلص نعمانی تلمیذ خود در تعزیت گزرنامے

سے دل افروز شیخ مسلم و نہر	نور چشم جہان و جان پدر
پید نسب اسباب علم و کمال	از نسب نامہ ہائے عز و جلال
پرتو از آسمان گزند مباد	حبذ دہر ستم لب نہ مباد
حسیتم زخم زمانہ دور از تو	باد بہ بزم شہ ز نوز از تو
من شنیدم کہ اندریں پرکار	گشتی از دست روزگار دگار
آفت ناگہت رسید بپائے	پائے آں رہرو جہاں پیمائے
ہستم آں زخم خونفشاں کردہ	راز پوشیدہ ام عیاں کردہ
بخدائے کہ زدست صبر و بلا	کہ نیارم شنیدنش اصلا
بودہ ام در تب زر دزی چند	من در ینجا بہ حا جتے پابند
کہ بمن گفت رہرو عاجل	کاے ز اخبار این دو آں غافل
تیرے از چرخ خود لبند رسید	شبلی ات را بپا گزند رسید
ایں خبر چوں بگوش من برسید	تاب شنفتنش زمن برمید
آدخ آں پائے راہ پیمائے	سوئے طیبہ گام فرسائے
رہ سپر گشتہ سوئے حیف و منی	بہ قبا رد بہ یثرب و بطحا
ہم رہ مصر و روم و شام برید	حیف از ساق خود جدا گردید
دل بجوش آمدم بہ نوحہ گری	یاد چوں آید از تورہ سپری
رہ نوردی برائے کسب ہنر	نہ پئے از خار مدرۂ زر
گرچہ پائے تو دید مبش گزند	صبر تو نیز پایہ داشت بلند
گرچہ شد خوں از در مال زمیں	لیک حیثیت نگشتہ گرد جبیں
گرچہ پایت ز ساق گشتہ جدا	لیک جرأت چو کوہ پا برجا۔۔۔

[illegible]

حالات حیدرآباد دکن

فیمیلی پنشن فنڈ (۱) سرکار نے حکم فرمایا ہے کہ ریاست میں "فیملی فنڈ" جاری کیا جاوے اس فنڈ کا اصلی منشا یہ ہے کہ جو ملازمین بحالت ادائے ملازمت یا ایسے وقت کہ وظیفہ پا رہے ہوں فوت ہو جائیں۔ تو اُن کی بیوں اور بچوں کی پرورش کا انتظام کیا جائے۔

اس فنڈ کے شرکا۔ درجۂ اعلی کے مستقل ملازمین ہوں گے۔ ان ملازمین کو جنکی مدت ملازمت وقت قیام فنڈ دہ سال سے کم ہو یا جو آیندہ ایسی ملازمت میں شریک ہوں اُن پر لازم ہوگا۔ کہ تاریخ ملازمت تک یا ملازمت سے وظیفہ پر علیحدہ ہونے کی تاریخ تک اُن میں سے جو صورت پہلے واقع ہو اپنی تنخواہ سے بحساب دو فیصدی اس فنڈ میں چندہ دیں۔ اگر کوئی شخص ایسی ملازمت میں دہ سال یا اس سے زیادہ رہا ہو تو اگر اُسکی خواہش ہو۔ تو شریک فنڈ ہو سکیگا۔

ہر شریک فنڈ مجاز ہوگا کہ فنڈ کمیٹی سے یہ درخواست کریں کہ اُسکو اس امر کی اجازت دیجاوے کہ جو رقم وہ چندہ میں دے رہا ہو اُسکے علاوہ اپنی تنخواہ سے کوئی مزید مقررہ رقم اپنے چندہ میں دے بشرطیکہ کل رقم کی مقدار دس فیصدی سے زیادہ نہو۔

ہر شریک فنڈ کو اختیار ہوگا کہ سابق میں اُسنے جس کسی کو نامزد کیا ہو اُسکا نام خارج کرا دے بشرطیکہ وہ اُن تمام سابقہ چندوں کے فواید سے دست بردار ہو جائے جو اُسنے شخص مذکور کے نام جمع کیے ہیں۔

ورثا کو سالیے فیصدی سود علاوہ رقم جمع شدہ کے دیا جائیگا۔

اگر کوئی شخص ملازمت سرکاری سے برطرف کر دیا جائے تو اُسکو استحقاق ہوگا۔ کہ فنڈ مذکور سے وہ تمام رقم بلا کسی سود کے واپس لے لے۔ جو اُسنے بموجب قواعد ہذا بطور چندہ فنڈ مذکور میں جمع کی ہو۔ لیکن فنڈ مذکور سے اور زیادہ مستفید نہ ہو سکیگا۔

شرکا فنڈ کا چندہ تعمیل ڈگریات عدالت سے یا ایسے قرضہ کی ادائیگی کے بابت محفوظ رکھا جائیگا جو قواعد فنڈ کے علاوہ اور کسی طرح سے لیا گیا ہوگا۔

(۲) سرکار نے حکم فرمایا ہے کہ اسپیشل مجسٹریٹ اضلاع سرکار عالی کو اختیارات ناظم عدالت ضلع دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ مجاز کیئے جاتے ہیں کہ بلا لحاظ حدود اراضی مقدمات مندرجہ ذیل کی تحقیقات و تجویز کریں جو کو توال سرکار عالی کے ذریعہ سے اُن کے سامنے پیش ہوں۔

(۱) مقدمات قتل (۲) مقدمات ٹھگی و ڈکیتی سرقہ بالجبر۔ (۳) ڈکیتوں اور چوروں کے گروہ میں شریک ہونے کے مقدمات (۴) مال مسروقہ بد دیانتی سے لینا۔ (۵) مال مسروقہ چھپانے میں مدد دینا (۶) مقدمات متعلق تلبیس سکہ۔ (۷) نیاہ دہی مجرمان۔

منجملہ مقدمات مذکورہ بالا کے جو مقدمات کہ قابل سپردگی سیشن ہوں وہ تاوقتیکہ عدالت ہائے سیشن کا تقرر ہو۔ عدالت اسپیشل مجسٹریٹ سے مجلس عالیہ عدالت میں سپرد کیئے جائیں اسپیشل مجسٹریٹ کی اختیار میں فیصلہ جات کا مرافعہ براہ راست مجلس عالیہ عدالت میں ہوا کریگا۔

(۳) سرکار نے حکم فرمایا ہے کہ فروردی سنہ ۱۳۱۶ف سے غیر سرکاری خطوط اور ایک سو روپے تک اشیاء کے بیمہ کا طریقہ منظور کیا جاتا ہے۔ اور اندرون گنجایش موازنہ ناظم صاحب ڈاک کو بپابندی قواعد ذیل نقصان بیمہ کا معاوضہ دلانے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ مگر اس معاوضہ کی رقم کسی صورت میں شئے مفقود کی اُس قیمت سے زیادہ نہ ہوگی۔ جسپر وہ بیمہ کر دیا گیا ہے یا اُس نقصان سے زیادہ نہ ہوگی جو شئے مذکور پر پہنچا ہے۔ اور حالات مفقودی میں یہ بھی شرط ہے کہ مرسل منہ قطعۂ مذکور کے محمولہ اشیاء کی پوری تفصیل اور اُنکی قیمتیں بصراحت پیش کرے

(۴) اودگیر تعلقہ کھنہل ضلع محبوب نگر میں ایک نیا ڈاکخانہ کھولا گیا ہے۔

(راقم نامہ نگار حیدرآباد دکن)

ون روپی فنڈ

رسید بہی نمبر ۳۵ - آغا محمد صفدر خان صاحب بی اے (علیگ) مترجم ہائی کورٹ سری نگر (کشمیر) نے خانہ پری حسب ذیل اسماء سے فرمائی :-

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان		رقم چندہ
(۱)	محمد صفدر خان صاحب بی اے (علیگ)	سری نگر	[illegible]
(۲)	شیخ غلام محمد صاحب ہائی کورٹ	"	[illegible]
(۳)	شیخ عبد الرشید صاحب بی۔ اے سب رجسٹرار	سری نگر	[illegible]
(۴)	منشی رحیم بخش صاحب ٹھیکیدار	سری نگر	[illegible]
(۵)	شیخ محمد حسین صاحب اکونٹنٹ	"	[illegible]
(۶)	پنڈت ہری کشن صاحب کول پلیڈر	"	[illegible]
(۷)	منشی عبد العظیم خاں صاحب	سری نگر	[illegible]
(۸)	سیٹھ اسمٰعیل جی علی بھائی سوداگران	"	[illegible]
(۹)	میاں رجب جیو صاحب سوداگر	"	[illegible]
(۱۰)	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب محکمہ ہائی کورٹ	"	[illegible]
(۱۱)	شیخ کرم الدین صاحب سوداگر	"	[illegible]
(۱۲)	شیخ عبد العزیز صاحب کورٹ انسپکٹر	"	[illegible]
(۱۳)	شیخ محمد حسین صاحب دفتر شیر مال	"	[illegible]
(۱۴)	میاں محمد امین صاحب سوداگر	"	[illegible]

میزان = [illegible]

✻

رسید بہی نمبر ۳۴ جس کی خانہ پری مولوی محمد شہسوار الدین خان صاحب کلرک محکمہ فوج نے کی :-

(۱) جناب مولوی محمد شہسوار الدین خان صاحب بذاتہ خود .... [illegible]

میزان = [illegible]

✻

معرفت جناب مولوی الف دین صاحب وکیل (رشتہ عطا محمد خان صاحب بی اے - ایل - ایل بی پلیڈر)

مبلغ .... [illegible]

میزان = [illegible]

✻

معرفت جناب سیٹھ سالبا تو صاحب کمسریٹ ایجنٹ کوہ مری [illegible]

میزان = [illegible]

✻

رسید بہی نمبر ۵ معرفت جناب مولوی نذار اللہ صاحب ریذیڈنسی کلرک سری نگر = [illegible]

میزان = [illegible]

کامل میزان = [illegible]

راقم خاکسار مولوی امام الدین و عتیق اللہ آنریری ایجنٹ ان گجرات پنجاب

ایک بہادر سپاہی

شعر
سہل شیرے داں کہ صف ہا بشکند
شیر آنست آنکہ خود را بشکند

اس نوجوان کا نام محمد شاہسوار الدین خان ہے۔ مولوی نور الدین صاحب گرداور قانونگو ضلع گجرات کا بیٹا ہے۔ یہ لڑکا فوج میں سپاہی کلارک ہے غالباً عہ روپے ماہوار اسکی تنخواہ ہے۔ ۱۱ فروری ۱۹۱۰ء میں مستے دن روپی فنڈ کی ایک رسید بہی بغرض تکمیل حاصل کی۔ اور رخصت کاٹ کر اپنی فوج میں چلا گیا۔ چونکہ فوج کے سپاہیوں کو نئی سکیم کے مطابق قواعد وغیرہ میں زیادہ مصروفیت ہو گئی ہے اور علاوہ ازیں اس نوجوان نے اپنا فوجی امتحان بہی پاس کرنا تھا۔ اسلئے رسید بہی پورا کرنے کی اسکو فرصت نہ مل سکی۔ گذشتہ ہفتہ میں جو میں نے رسید بہی مذکورہ کا حال دریافت کیا تو اس نے اپنی معذرت ظاہر کی۔ اور مبلغ عہ روپے نقد معہ رسید بہی میرے پاس بھیج دئے۔ مجھے اس بہادر سپاہی کی ہمت اور قومی ہمدردی پر تعجب آتا ہے کہ اپنی بساط سے بڑھکر کیونکر اس نے قومی کالج کی امداد کو اپنا فرض سمجھا ہے سچ ہے ؎

گرما طلبی مضایقہ نیست ✻ زر مے طلبی سخن درین ست

ہمنے اکثر بڑے بڑے پلیڈروں - بیرسٹروں - ججوں - سوداگروں کے سامنے جب سیر رسید میونیل کی رسید بہی رکھی تو اکثر لگکے جسم رسید بہی کو دیکھکر کانپ جاتے ہیں کہ یہ کیا مصیبت ہم پر آن پڑی اور صاف انکار کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں چندہ دینے کی گنجایش نہیں ہے اور جو احباب انکی سی زبانی جمع خرچ پورا کرنے والے نہیں ہیں۔ اور کسقدر فیاضی کو عمل میں لاتے ہیں۔ تو دس چندہ روپے کی رقم اس فنڈ میں جمع کرتے ہیں۔ کاش کر لیسے لوگ اس نوجوان سپاہی سے ہی سبق سیکھیں دولت و نعمت جو خداوند تعالےٰ نے اُن کے سپرد کی ہے تو یہ اُسکے امین ہیں اور امین کا یہ کام نہیں ہے کہ اُسکو اپنی حاجات اور آرایش کے واسطے ہی سمجھ لے۔ اور بخل یا اسراف کیا کرے۔

راقم مولوی محمد امام الدین از گجرات پنجاب

حکمت عملی

:- مصنفہ مولوی سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی

فلسفہ علمی پر بہترین اور جامع کتاب ہے۔ اسمیں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اور تہذیب اخلاق - تدبیر منزل - سیاست مدن کے وہ مضامین درج کئے ہیں جو انسان کی ذات میں جوہر شرافت پیدا کرنے والے - اور اسکو زندگی کے مختلف مدارج - مختلف زمانوں اور مختلف حالتوں میں اصول حکمت پر کاربند رکھنے والے ہیں۔ عورتوں کی تعلیم اور حقوق کی نگہداشت کا ذکر بہی موقع بموقع کیا ہے کتاب لطف زبان کے لحاظ سے بےنظیر ہے۔ حجم ۲۵۰ صفحہ قیمت [illegible] ملنے کا پتہ : سجاد مرزا بیگ بازار عیسیٰ میاں حیدرآباد دکن :-

رباعیات عمر خیام

(معہ تذکرہ حکیم موصوف)

اکثر اوقات بذریعہ اخبار وکیل پبلک کو حکیم موصوف سے ہم انٹروڈیوس کرا چکے ہیں یہ وہی بزرگ ہیں جنکی تصانیف کو از سر نو زندہ کرنے کیلئے یورپ میں کمیٹی بیٹھی ہے۔

یہی رباعیات ہیں جن کو اگر جواہر آبدار و لآلی شاہوار سے تشبیہ دیجائے تو عین زیبا ہے۔ ایک ایک رباعی میں دنیا بہر کے تجربے اور مسائل کوٹ کوٹ کے بہر دئیے ہیں۔ گویا معدن حکمت ہیں الحمد للہ! کہ ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید کی محنت کے بعد یہ نسخۂ کیمیا احباب علم کے سامنے لاتے ہیں۔ اس نسخہ کی اشاعت میں امور ذیل کا پورا پورا انتظام رکھا گیا ہے۔ (۱) اس کتاب کا پرانے قلمی نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ (۲) رباعیات کی ترتیب حروف تہجی کے رو سے ردیف وار کی گئی ہے۔ اور ہر ایک حرف کی رباعیات کے ساتھ اسکا نمبر دیا گیا ہے۔ (۳) رسم الخط زمانۂ حال کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ (۴) مضامینوں کی علامات بڑی محنتوں سے لگا دی گئی ہیں جنکی بدولت کتاب حل ہو جاتی ہے (۵) تذکرۂ مصنف جو ۴۸ صفحے کا ایک نہایت دلچسپ رسالہ ہے کتاب کے اول لگا دیا گیا ہے جو بڑی محنت اور تلاش کتب سے مدد لے کر لکھا گیا ہے۔ (۶) اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر نہایت خوشخط چھاپا گیا ہے۔ قیمت فی جلد عہ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

اطلاع

منجانب دفتر

سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

غالباً پبلک کو معلوم ہے کہ گذشتہ سال کانفرنس میں نہایت غور و فکر اور لوکل کمیٹی ڈھاکہ کے مشورہ کے بعد مشرقی بنگال کے مسلمانوں کے فوائد کے خیال سے بہت سے ریزولیوشن پاس کرلئے گئے تھے اور اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ ایسی مفید کارآمد اور مناسب تجاویز پاس ہوں جنکی تعمیل کا تعلق زیادہ تر گورنمنٹ سے ہو. اور جن پر گورنمنٹ انصاف کے ساتھ توجہ کرسکے. ڈھاکہ سے واپسی کے بعد وہ ریزولیوشن ترجمہ کر کے معہ ایک درخواست کے بتاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۱۰ء گورنمنٹ مشرقی بنگال کی خدمت میں بھیجدیئے گئے تھے. اُسکے جواب میں اس وقت تک تین خطوط آئے ہیں پہلے خط مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۰ء میں گورنمنٹ مذکور نے یہ لکھا تھا کہ گورنمنٹ اُن تجاویز پر توجہ کررہی ہے.

دوسرے خط مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۰ء میں صرف ریزولیوشن نمبر ۷ کے متعلق جس میں گورنمنٹ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ مشرقی بنگال اور آسام کے ہر ضلع میں مسلمانوں کے مکاتب اور مدارس کو اُنکی مقامی مردم شماری کے لحاظ سے ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈ سے کافی امداد دیا جانا منظور کرے. لکھا تھا کہ گورنمنٹ اسکو نہایت مفید خیال کرتی ہے اور اسکی تعمیل میں جو قانونی مشکلات ہیں انکو دور کرنے کی طرف توجہ کررہی ہے

تیسرا خط وہ ہے جسکا ترجمہ ممبر صاحبان کی آگاہی کے لئے اس وقت چھاپ کر ارسال کیا جاتا ہے. یہ مفصل جواب اس خط کا ہے جو دفتر سے اول بھیجا گیا تھا. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ مشرقی بنگال کو مسلمانوں کے جائز حقوق کی جانب توجہ ہے جس کے لئے تمام مسلمانوں کو مشکور ہونا چاہئیے. اس خط میں جو باتیں مزید توجہ طلب ہیں اُنکی بابت لوکل کمیٹی ڈھاکہ کو خط لکھا گیا ہے. وہاں سے جواب آنے اور وجوہات معلوم ہونے پر گورنمنٹ مذکور کو لکھا جائیگا. سردست سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے گورنمنٹ کو خط شکریہ لکھدیا گیا ہے اور یہ بھی لکھدیا گیا ہے کہ ریزولیوشن ہائے زیر بحث کے متعلق لوکل کمیٹی ڈھاکہ سے خط و کتابت ہورہی ہے اُنکی رائے دریافت کرنے کے بعد گورنمنٹ کو پھر توجہ دلائی جاویگی.

چٹھی نمبر (۶۶۰) جو مرسلہ صاحب سکریٹری گورنمنٹ مشرقی بنگال و آسام سررشتہ تعلیم

(مورخہ ۲۷ جون ۱۹۱۰ء از شلانگ)

بنام سکریٹری صاحب سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

جناب من!

حوالہ چٹھی نمبری ۱۲۲۱ -سی جس کو میں نے ۲۴ جنوری ۱۹۱۰ء ریزولیوشن ہائے پاس شدہ اجلاس آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس بمقام ڈھاکہ بھیجا تھا. میں سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کو جناب لفٹیننٹ گورنر بہادر کی رائے سے جو ہنر آنر نے اُن ریزولیوشنوں کی بابت قائم کی ہے اور نیز اُن تدابیر سے جو ریزولیوشن ہائے مذکور کے متعلق عمل میں لائی جارہی ہیں. اطلاع دینا چاہتا ہوں

(۲) پہلا ریزولیوشن مسلمان طلباء کے واسطے ہوسٹل قائم کرنے کے متعلق ہے

علاوہ اُن عملی تدابیر کے جو ڈھاکہ کالج کے متعلق ایک بہت بڑا سنٹرل محمڈن ہوسٹل بنانے کے واسطے عمل میں لائی جارہی ہیں. دیگر ہوسٹلوں کے متعلق حسب ذیل کارروائی ہورہی ہے (۱) سلہٹ ہوسٹل تعمیر ہوچکا (۲) چاٹگام ہوسٹل کی تعمیر قریب الاختتام ہے (۳) پٹواکھالی بورڈنگ ہوسٹل بننا شروع ہوگیا (۴) ہوسٹلوں کے متعلق اور تجاویز بھی درپیش ہیں. چھ ہزار روپیہ دیناجپور ہوسٹل کے بنانے کی بابت دیئے جاچکے ہیں اور اُسکے واسطے زمین خریدنے کے متعلق ڈائرکٹر صاحب پبلک انسٹرکشن خط و کتابت کررہے ہیں. (۵) رنگپور میں ایک محمڈن ہوسٹل بنانے کے واسطے ڈائرکٹر صاحب زمین خریدنے کے متعلق کوشش کررہے ہیں. (۶) گوہاٹی میں محمڈن ہوسٹل کے واسطے زمین خریدنے کا اشتہار دیدیا گیا ہے. جمال پور میں بھی جو محمڈن ہوسٹل بنایا جائے گا. اُسکی عمارت کا نقشہ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کے زیر تجویز ہے. مومن شاہی میں بھی ایک ہوسٹل بنایا جائیگا اور ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم مقامی حکام سے خط و کتابت کررہے ہیں کہ اُسکے لئے کوئی مناسب قطعہ زمین خریدا جاسکے. کمیلا میں ایک محمڈن ہوسٹل بنانے کے واسطے چندہ بھی جمع ہوچکا ہے لیکن یہ اسکیم ابھی زیر تجویز ہے. چٹاگانگ میں بھی محمڈن ہوسٹل کے واسطے چندہ وصول کیا جارہا ہے. اور اسکا نقشہ بھی تیار ہوگیا ہے. نواکھالی میں محمڈن ہوسٹل کے واسطے اراضی حاصل کرلی گئی ہے. اور دو ہزار پانچ سو روپیہ اُسکی بابت دیا جاچکا ہے. لیکن نواکھالی اور دیگر مقامات پر ہوسٹلوں کے واسطے چندہ وصول کرنا دقت طلب ثابت ہوا ہے. جناب لفٹیننٹ گورنر بہادر اس بات کی جانب مستقل طور سے پوری توجہ مبذول فرما رہے ہیں کہ تمام صوبۂ مشرقی بنگال میں مسلمان طلباء کی رہائش کے واسطے معقول ہوسٹلوں کے قائم کرنے اور اُنکی پوری نگرانی کا کافی بندوبست کیا جائے.

(۳) دوسرے ریزولیوشن میں کانفرنس نے اس امر کی خواہش ظاہر کی ہے کہ محسن فنڈ کی مفصل کیفیت سے اُسکو آگاہ کیا جائے. گورنمنٹ اور اکاؤنٹنٹ بنگال سے اسکا حال دریافت کیا گیا. اُن دونوں کی جانب سے یہ گورنمنٹ اب اس خیال سے کہ کانفرنس کو (۱) محسن فنڈ کی آمدنی اور خرچ بابت ۱۹۰۵-۰۶ء کی مفصل کیفیت سے اور نیز (۲) اُس رقم کی مفصل کیفیت سے جو ۱۹۰۶-۱۰ء میں مسلمانوں کی تعلیم کے واسطے گورنمنٹ مشرقی بنگال اور آسام کو محسن فنڈ سے دیگئی ہے مفصل اطلاع دے. اس جگہ پر میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ اسوقت پبلک ریونیو سے ۶۰ ۳ ۴ روپے سالانہ ایسے کاموں کی بابت دیتی ہے جنکا بار حقیقت میں محسن فنڈ پر ہونا چاہئیے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں کہیں محسن فنڈ کی آمدنی اُن ضروریات کو اکتفا نہیں کرتی جنکے واسطے اس فنڈ سے کوئی رقم دیجاتی ہے. ایسی حالت میں یہ گورنمنٹ بڑی خوشی اور مستعدی سے بشرطیکہ کافی وجوہات اُسکے سامنے پیش کی جائیں. اُس آمدنی پر پبلک ریونیو سے اضافہ کرنیکو تیار ہے.

(۴) ریزولیوشن نمبر ۳ جس میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مسلمان طلبہ کے واسطے اسکول میں ایسی ٹیکسٹ بکس ہونے چاہئیں جو اُن کے علم ادب اور تاریخ سے تعلق رکھتے ہوں تاکہ وہ اُن کو دلچسپی سے پڑھ سکیں.

اسکے متعلق ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم سے مشورہ کیا گیا ہے اور وہ اسپر پوری توجہ کررہے ہیں.

(۵) ریزولیوشن نمبر (۴) میں مسلمانوں کے واسطے ایک خاص تعداد میں اسکالرشپ مقرر کرنے کا ذکر ہے. یہ ریزولیوشن تمام صوبۂ مشرقی بنگال کے واسطے اسکالرشپ کی مجموعی تعداد معین کرنے کے سوال سے تعلق رکھتا ہے. لہٰذا اسپر علیحدہ توجہ نہیں کی جاسکتی مجموعی طور سے تمام صوبہ کے ساتھ اسپر غور کیا جائیگا. یہ مسئلہ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کے زیر توجہ ہے. اور گورنمنٹ کو اُن کی رپورٹ کا انتظار ہے. یہ مسئلہ آسان نہیں ہے. اور اسپر جب تک کامل غور و خوض نہ کرلیا جائے کوئی قطعی حکم نہیں دیا جاسکتا. لہٰذا اسکے متعلق قطعی احکام جاری کرنے میں غالباً کچھ توقف ہوگا.

(۶) ریزولیوشن نمبر (۵) میں محسنیہ اینگلو پرشین ہائی اسکول کے واسطے درخواست کی گئی ہے کہ اُن کو اُسی طرح امداد دیجائے جس طرح کہ امدادی اسکولوں کو دیجاتی ہے.

ڈھاکہ مدرسہ کے واسطے جو نئی اصلاح شدہ اسکیم مرتب ہوئی ہے اور اُسکی وجہ سے جو مزید خرچ بڑھ گیا ہے اس مزید خرچ کو گورنمنٹ برداشت کرتی ہے. اسی طرح چٹاگانگ اینگلو پرشین ہائی اسکول کے واسطے ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم ایکہزار سات سو چالیس روپیہ سالانہ کی منظوری کی درخواست کرنے والے ہیں. جب تک پورے وجوہات اس بات کے نہ ظاہر کئے جائینگے کہ اینگلو پرشین مدرسوں کے واسطے جو سالانہ رقوم پہلے منظور ہوچکی ہیں وہ اُنکی واجبی اور ضروری اخراجات کے واسطے کافی نہیں ہیں. اُسوقت تک یہ گورنمنٹ اُن رقوم پر اور کوئی اضافہ نہیں کرسکتی مگر اسکے ساتھ ہی خاص خاص

مدرسوں کی ضروریات پر ان کی خاص حالات کے لحاظ سے ضرور خیال کیا جائیگا اور یہ گورنمنٹ نہایت مسرت کے ساتھ ہمیشہ ایسے مدرسے گرانٹ میں اضافہ کریگی جب کی مزید ضروریات کا پورے طور سے اطمینان دلایا جائیگا۔

(۷) ریزولیوشن نمبر (۶) میں گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ مشرقی بنگال اور آسام کے ہر ضلع میں مسلمانوں کے مکاتب اور مدارس کو انکی مقامی مردم شماری کے لحاظ سے ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈ سے کافی امداد دیا جانا منظور کرے۔

اسکی نسبت آپ سے پیشتر گورنمنٹ اپنی اپنے خط نمبری ۴۸۶۱ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۶ء میں لکھہ چکی ہے ✣ ایسے اسکولوں اور مکتبوں کو ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈ سے امداد دیئے جانے میں ایک قانونی دقت ہے اسکے دور کرنے کے لئے گورنمنٹ توجہ کر رہی ہے۔

(۸) ریزولیوشن نمبر (۷) اس کانفرنس کی رائے میں ابتدائی تعلیم کا آغاز مادری زبان سے ہونا چاہیئے۔

کلکتہ یونیورسٹی کے نئے قواعد کے موافق انٹرینس کے امتحان میں شریک ہونے والوں کے واسطے ورنیکولر کا ایک پرچہ لازمی کر دیا گیا ہے۔ اور اس گورنمنٹ کو بالکل اس بات سے اتفاق ہے کہ کسی غیر زبان کی تعلیم شروع کرنے سے قبل طلبا کو اپنی مادری زبان میں کافی مہارت حاصل ہونی چاہیئے۔ ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم اسکی نگرانی نہایت توجہ کے ساتھ کر رہے ہیں۔

(۹) ریزولیوشن نمبر (۸) مدرسے کے اینگلو پرشین ڈیپارٹمنٹ میں بنگلہ اور اردو جاننے والوں کے لئے چوتھی جماعت تک ہر کلاس کے دو جداگانہ سکیشن ہونے چاہئیں۔

یہ ریزولیوشن ایسا ہے کہ جب تک اسکی ضرورت کو مزید وضاحت کے ساتھ اور کامل طور پر نہ ثابت کیا جائے گورنمنٹ اسمیں کوئی کارروائی نہیں کر سکتی ہے۔

(۱۰) ریزولیوشن نمبر (۹) و (۱۰) میں مدرسہ کی عربی ڈیپارٹمنٹ کی جونیر اور سینیر جماعتوں میں فارسی زبان کو اختیاری رکھے جانے کا ذکر ہے۔ یہ دونوں ریزولیوشن بھی مثل ریزولیوشن نمبر (۸) کے ہیں جب تک ان کی ضرورت کو پورے طور پر ظاہر کیا جائے گورنمنٹ ان میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔ یہ دونوں ریزولیوشن بہت ضروری ہیں۔ مگر گورنمنٹ کے خیال میں اسکی اسناد کرنا خود مسلمانوں کا کام ہے۔ جسکے متعلق اور مزید خط و کتابت کا گورنمنٹ انتظار کریگی۔

آخر میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ لفٹننٹ گورنر بہادر کو اس بات کے کہنے سے نہایت مسرت ہے کہ صوبہ مشرقی بنگال اور آسام میں مسلمان عام طور سے اعلی تعلیم کے فوائد کی قدر کر رہے ہیں

سالنامہ مدرسہ صولتیہ مکہ

اپنے مسرت آمیز مشاغل زندگی کی الجھنوں اور کاروبار سے اگر آپ کو اسقدر فرصت اور مہلت ہے کہ کبھی آپ اپنی یا اپنے مسلمان بھائیوں کی حالت پر کچھہ غور کرنے کے عادی ہوں یا آپ کا دل قوم کے نامکمل اور ادھورے کام یا موجود حالت پر افسوس اور حسرت کے دو آنسو بہا کر دو ایک ٹھنڈی سانس بھر لینے کو جی چاہتا ہے تو ایک آنہ کا خون گوارا فرمایئے۔ اور ایک آنہ کا ٹکٹ مولوی قمرالدین صاحب مالک مطبع قیومی سیکایڈر کان پور کے پاس بھیج کر سالنامہ مدرسہ صولتیہ مکہ بابت سنہ ۱۳۲۴ ہجری طلب فرمایئے جو چھپ کر تیار ہے اور شائع ہو رہا ہے خلاق عالم نے جو دل آپ کے پہلو میں پیدا کیا ہے اگر اسنے اپنے خاص لطف سے اس دل میں کچھہ درد کی کسک بھی رکھدی ہے تو تھوڑی دیر تک ضرور آپ بیچین رہینگے۔

ہندوستان کے چھہ کروڑ مسلمانوں کی قومی اور مذہبی علمی یادگار کس مقام پر ام القریٰ میں جو رحمۃ للعالمین کا مولد تمام مسلمانوں کا معبد اسلام کا مرکز ہے اس غرض اور مقصد کو مد نظر رکھکر قایم کی گئی ہے کہ اسکے ذریعہ سے دین کی خدمت اور مذہبی علوم کی اشاعت زمانہ حال کی ضرورتوں کے مطابق کی جائے وہ ہماری بے توجہی اور غفلت پر ہماری قومی بیداری علمی مذاق مذہبی جوش۔ اسلامی حمیت کا پورا نمونہ ہے مسلمانوں پر اگر ایسی غفلت کی نیند کا غلبہ نہ ہوتا تو اسوقت مدرسہ صولتیہ مکہ وہ عظیم الشان دار العلوم ہوتا کہ اسکے سامنے آکسفورڈ اور کیمبرج کے دار العلوم ماند نظر آتے۔ راقم خادم حامد حسین محاسب مدرسہ صولتیہ مکہ متوطن ضلع باندا۔

جنہیں اسکے رفع کرنیکا خیال گورنمنٹ کے زیر تجویز ہے۔

بقیہ تار کی خبریں

سپین کا طرز عمل دربارہ شورش مراکو:-

(لنڈن ۱۴ اگست) میڈرڈ یا سخت سپین کے خیالات اس بات کی سخت مخالفت کر رہے ہیں کہ سپین بھی کاسابلنکا کے معاملہ میں شریک مداخلت ہو۔

ٹرین کی تباہی ۔ (ر) فرانس میں ایک رکھو ٹرین دریا کے پل سے گذر رہی تھی کہ ٹپٹری سے اتر گئی اور دریا میں جا پڑی۔ چالیس آدمیوں کا پتہ نہیں ۱۳ لاشیں مل گئی ہیں۔

آئل کمپنی پر جرمانہ ؛ (ر) سٹینڈرڈ آئل کمپنی پر جسکا ذکر ۱۴ اپریل کی تار خبروں میں تھا ۲۹ کروڑ بیس لاکھ چالیس ہزار ڈالر جرمانہ ہوا۔ اتنی بڑی رقم کہ اس سے بڑی کوئی رقم جرمانہ بروئے قانون ہو نہیں سکتی۔ (ڈالر = ۳ روپے)

ہیگ کانفرنس ؛- (ر) ہیگ کانفرنس نے امریکہ کی یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ ایک مستقل عدالت ثالثی قایم کی جائے۔ یہ عدالت صرف بین الملل معاملات کا تصفیہ کیا کریگی اور ۱۸۹۹ء والی کمیٹی سے کوئی تعرض نہ کریگی۔ جو پولیٹیکل پیچیدگیوں اور الجھنوں کو سلجھانے کیلئے رہیگی۔

فلپاین میں امریکہ کی مشکلات (ر) منیلا صدر مقام فلپاین کے انتخابات ہو چکے۔ جنمیں نیشنلسٹ فریق کے لوگ کامیاب ہیں۔ اب وہ بڑے بڑے اہم حقوق طلب کرتے ہیں یعنی عام آزادی۔ ہتھیار رکھنے کی اجازت۔ انفصال مقدمات کے لئے جیوری سسٹم کا قیام۔ اور فلپاین کمیشن میں اپنے فریق کی قایم مقامی و نیابت

پیکن سے پیرس تک موٹر میں :- پرنس بورگیس کونیگسبرگ تک آن پہنچا ہے دوسری دفعہ کی تارخبر ہے کہ وہ برلن پایہ تخت جرمنی تک پہنچ گیا۔

زار اور قیصر میں ؛- زار کی باتیں ؛- (لنڈن ۵ اگست) ڈیرک لینڈ نامی جرمن فلیگ شپ (جنگی جہاز) پر دونوں تاجدار شریک ضیافت ہوئے۔ زار نے پرنس بیولو کو اپنی ایک تصویر عطا کی۔ زار کی حفاظت جان کے لئے بڑی احتیاطیں کی جاتی ہیں۔ ہر دو جنگی جہاز پر سے خشکی پر کبھی نہیں اترے۔ شاہی کشتی نوفہ کے ارد گرد بہت سی تارپیڈو کشتیاں پہرہ دیتی رہتی ہیں (العہدۃ علی الجبر) ان تاجداروں کی ملاقات پر دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے انگلستان و روس کے تازہ عہد نامہ سے متعلق کچھ بات چیت کی جو عملی طور پر طے ہو کر جرمنی کو بھی اسکی اطلاع ملی گی۔ ریاستہائے بلقان کی موجودہ حالت کا بھی ذکر آیا۔ اور فرانس و جرمنی کے بہتر تعلقات پر بھی گفتگو ہوئی (العہدۃ) عام خیال ہے کہ اس ملاقات سے امن عامہ کو فایدہ پہنچیگا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ حضور ملک معظم بھی عنقریب قیصر ولیم (شہنشاہ جرمنی) اور شہنشاہ فرانسس جوزف (تاجدار آسٹریا) سے ملاقات کرنیوالے ہیں۔

امریکہ میں سنسنی اور گھبراہٹ ؛- (لنڈن ۵ اگست) سٹینڈرڈ آئل کمپنی نے اضلاع متحدہ کے سپریم کورٹ میں اپیل دایر کی ہے جب تک اسکا فیصلہ نہو جرمانہ وصول نہ کیا جائیگا۔ اس فیصلہ نے امریکہ میں ایک سنسنی پیدا کر دی ہے کیونکہ اول تو جرمانہ کی رقم نہایت حیرت انگیز اور تہلکہ ڈالنے والی ہے دوسرے جج نے بہت چبھتے ہوئے ریمارک کئے ہیں۔ عہدیداران کمپنی کو دغاباز جعلساز چور وغیرہ قرار دیکر آیندہ کے لئے انکی بابت سازش وغیرہ کے خطرناک الزام لگائے ہیں (العہدۃ) راکفیلر نے (جو تیل کا بادشاہ کہلاتا ہے) گولف کھیلتے ہوئے جب اس فیصلہ کی خبر سنی تو پرواہ تک نہ کی۔

بلفاسٹ کا غدر :- (ر) ایک تازہ تارخبر سے معلوم ہوا کہ لنکن اور انلج کے تاجروں نے آیرش وایسرائے کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی ہے کہ بلفاسٹ میں آج کل بلوائیوں کا عمل دخل اور غلبہ ہو رہا ہے۔ کوئی ایسا بندوبست ہو جس سے ہمارا مال لانے والے گاڑیاں کو آتے جاتے کچھ گزند نہ پہنچے۔ مفسدہ والے لوگوں سے متعلق درجن بھر بلوائیوں کو ایک ایک چھ مہینے تک قید کی سزائیں ہوگئی ہیں۔

ایرانی علاقہ پر ترکی دھاوا ؛- (ر) ریوٹر کا نامہ نگار طہران سے تار خبر دیتا ہے کہ ارومیہ کے قریب ترکی سپاہ ایرانی علاقہ میں داخل ہو گئی ہے اسنے قریب موانہ کو تباہ کر کے ۸ مردوں اور ۹ عورتوں بچوں کو جنمیں سے اکثر عیسائی تھے قتل کر ڈالا۔ بعد کی خبر ہے کہ ترکوں نے پاس کے ایرانی کیمپ پر بھی قبضہ کر لیا ہے ایک اور سنسنی پیدا کرنے والی خبر یہ سنتے ہیں کہ ۲ ہزار ایرانی سواروں کا رسالہ بھی ترکوں سے جا ملا ہے۔

خدیو یوروپ میں (ر) خدیو معظم آج پیرس میں رونق افروز ہوئے

مراکو میں سخت بے چینی (ر) مختلف ساحلی مقامات مراکو اور رفا صکر رباط میں بڑی بدامنی پھیل رہی ہے۔ دلعبد کی خبر ہے سپین کی کنٹنجنٹ فوج جو روانہ مراکش ہونے والی ہے پانسو نفر سے زیادہ نہو گی۔

جدید ریلوے ؛- (لنڈن ۵ اگست) مسٹر ونسٹن چرچل نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ برطانیہ فیصلہ کر چکی ہے کہ شمالی نائجیریا (واقع افریقہ) میں چار سو میل لمبی ایک جدید ریلوے لاین فی الفور بنی شروع ہو جائے جسپر اندازاً (۱۲۳۰۰۰۰) پونڈ صرف ہوگا اس لین کی تیاری کا ایک مدعا علاوہ دیگر فواید کے یہ بھی ہوگا کہ کاشت پنبہ کی کاروبار کو ترقی ہو۔

دی ہالی ڈی کا قبضہ :- (ٹائمز کا نامہ نگار پیکن بڑے زور سے کہتا ہے کہ مقام دی ہائی وی (واقع چین) ہمارے ہی قبضہ میں رہنا چاہئیے۔

حادثہ ریلوے (ر) جب ریلوے ٹرین کے پل پر گذرتے ہوئے پٹری سے اتر کر دریا میں جا پڑنے کا ذکر پہلے ایک پیغام تار میں آچکا ہے۔ تازہ خبر ہے کہ اس میں چھٹی منانے کے لئے سیر سپاٹے کو جانے والے کثیر التعداد خوشفکرے سوار تھے۔ ٹرین پل کے قریب آن کر مصیبت کی اترائی اور ٹرام سے آکن لگیج وین اور ایک تھرڈ گاڑی دریا میں جا رہی مسافر غرق ہو گئے۔ باقی حصہ فی الفور بحفاظت تمام گرنے سے بچا لیا گیا۔

ولایتی ڈاک کا جہاز ؛- (عدن ۴ اگست) پی اینڈ او کمپنی کا میل سٹیمر سومرسیٹ پر شیا ۲۶ جولائی کی انگریزی ڈاک لیکر آج ۸ بجے شب کے یہاں سے روانہ بمبئی ہوا ہے کمپنی کا سٹیمر منگولیا ۸ بجے شام کے کولمبو اور آسٹریلیا کو روانہ ہوا۔

ہندوستان کی خبریں

لنڈن سے ۲۶ جولائی کا چلا ہوا اسٹیمر امید ہے کہ جمعہ کو ۶ بجے صبح کے بمبئی پہنچیگا سری نگر سے تار آگیا ہے پائونیر میں پیر کے دن تار خبر تھی کہ دریائے جہلم ۲۴ گھنٹے میں ۱۴ فٹ چڑھ گیا ہے دو دن لگاتار موسلا دھار بارش ہوتی رہی سری نگر سے اوپر کے علاقہ میں جل تھل ایک ہو رہے ہیں اور ابھی اور بڑے بھاری طوفان طغیانی کا اندیشہ ہے۔

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے ایسٹ انڈیا پبلک کمپنی کو اطلاع دی ہے کہ جس تاریخ کو موجودہ ٹھیکہ کی میعاد ختم ہوگی اسی روز سے دریائے گنگا کا پل واقعہ کانپور سے گذرنے والے تمام پیدل مسافروں اور گاڑیوں وغیرہ کا محصول گذر اڑا دیا جائے گا۔ یہ ٹھیکہ ۱۳ مارچ آئندہ تک کا ہے۔

سر ڈینزل ایبٹسن بہادر بالقابہ لفٹیننٹ گورنر پنجاب اتوار کی سہ پہر کو بذریعہ ریل روانہ ہو کر شملہ ہو گئے مسٹر گارڈن واکر قائم مقام لاٹ صاحب نے جن کے ساتھ مارش کورٹ سٹاف اور کپتان سیکنڑی کمپٹن ولیم جو حضور والیسرائے کی طرف سے تھے آپ سے ملاقات کی۔ وردد پرائیویٹ تھا لیکن پھر بھی ان کے بہت سے احباب اور حکام پنجاب آپکے خیر مقدم کے لئے جمع ہو گئے تھے حضور ممدوح کی صحت اچھی معلوم ہوتی ہے۔

گزٹ صوبجات متحدہ میں ایک اعلامیہ سرکار اس مضمون کا شائع ہوا ہے کہ سوائے قسمت ہائے گورکھپور بنارس فیض آباد و الہ آباد کے اور کسی جگہہ سے کوئی شخص تارک الوطنوں کو کسی لیبر ڈسٹرکٹ یعنی علاقہ میں جہاں محنت مزدوری کا کام ملتا ہو کام کے لئے نہ بھرتی کرے۔ نہ ترک وطن کی غرض سے ملازم رکھے نہ ترک وطن کی ترغیب دے اور اس میں مدد دے۔ خاص طور پر یہ ملازم رکھے ہوئے وہ گارڈن سردار جن کی پاس آسام لیبر اینڈ ایمیگریشن ایکٹ سنہ ۱۹۰۱ء (آسام کا قانون متعلقہ ترک وطن مزدوری) کے مطابق سارٹیفکیٹ ہو گا انہیں یکم نومبر سنہ رواں سے مذکورہ بالا اضلاع قسمتوں میں مزدور بھرتی کرنیکی اجازت ہوگی۔

افسوس کہ ہز ہائنس مہاراجہ سر لوکیندر بھوانی سنگھ بہادر والی ریاست زنبا پچھلے اتوار کو قضا کر گئے سنہ ۱۸۵۴ء میں پیدا ہوئے تھے۔ نومبر سنہ ۱۸۵۷ء میں گدی نشین ہوئے آپ راجہ ہیجے بہادر والی دتیا کے متبنیٰ تھے۔ ارجن سنگھ حقیقی فرزند راجہ آخر الذکر نے آپکی جانشینی پر جھگڑا اٹھایا لیکن انگریزی سپاہ نے اسے زیر کر دیا سنہ ۱۸۶۵ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کا خطاب مہاراجگی موروثی تسلیم کر لیا سنہ ۱۸۷۷ء کے دہلی دربار میں لوکیندر کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں کے سی ایس آئی کا اعزاز عطا ہوا ریاست دتیا کا رقبہ ۸۳۶ مربع میل ہے مہاراجہ آنجہانی کا وارث گدی آن کا اکلوتا بیٹا راجہ بہادر گووند سنگھ ہے

بمبئی سے ۱۵ اگست کی تار خبر ہے کہ احاطہ بمبئی کے ۲۷ ۔ اضلاع میں بارش ہوئی سب سے زیادہ یعنے ۲۶۶ء ۲ انچ کالی کٹ میں اور سب سے کم درجہ پر ۱۸ء۱ ۔ انچ اڑیسہ میں موسم کی حالت اچھی ہے جس سے امید بندھتی ہے کہ چلتے چلتے ہی ایک بڑے رقبہ پر برس جائیگا۔

کوئٹہ کی تار خبر ہے کہ سبی سے ۳ میل نیچے اور کوئٹہ سے ۸۰ میل پرے بلبیٹ میں بھی ۵ اگست کو خوب زور کا مینہہ برسا جس سے کراچی لائن کو گزند پہنچا اب میل دبالائی ڈاک میں ہرجہ واقع ہوا۔

خیبر کے علاقہ میں پچھلے ہفتہ کے آخر پر گرمی کی ایسی شدت تھی کہ دروسے گذرتے ہوئے قافلہ کے کئی آدمی مرتے مرتے بچے اور دو حاجی مکہ شریف سے لوٹتے ہوئے ہلاک بھی ہو گئے۔ (انا للہ الخ)

مسز نالینی بنرجی رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی ممبر منتخب ہوئیں۔ یہ سب سے پہلی ہندو لیڈی ہیں جنہیں ایسا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ مسز موصوفہ کلکتہ میں ایک مشہور عورت ہیں۔ انکے بھتیجے مسٹر کے جی گپتا آئی سی ایس آجکل امریکہ میں بنگالی نیشنلزم کے معاملہ کے متعلق کسی ٹولی پر ہیں جنوبی ہند کے لوگ بھی لیڈی موصوفہ کو عام طور پر جانتے ہیں کہ یہ ایسے آر بنرجی آئی سی ایس دیوان کوچین کی ہمشیر ہیں۔

سنا گیا ہے کہ جناب کچھ عرصہ سے "ہند میں یہودی" (یہودیوں کے متعلق) تاریخ لکھ رہے ہیں جو کوچین میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

مقدمہ اخبار انڈیا سے متعلق تازہ خبر ہے کہ اپیل کی تاریخ پیشی ۹ ستمبر مقرر ہوئی ہے۔ وکلائے ملزمان نے ضمانت کے لئے ہر چند کوشش کی مگر نامنظور ہوئی۔

مقدمہ بلوہ لاہور کا اپیل دائر ہو گیا ہے۔ تاریخ پیشی ۲۰ اگست قرار پائی تھی۔

بارسیال میں لیاقت حسین کا مقدمہ ۲۱ اگست کو پیش ہوگا۔

بیلی کے ضلع میں ژالہ باری سے فصلوں کو سخت نقصان پہنچا ہے

مقدمہ بلوہ لاہور کے ایک ملزم سمے گندھر سین کو جو ۴ ضرب بید کی سزا ہوئی تھی۔ اور ڈاکٹری رپورٹ میں ملزم سے کمزور اور بیمار ہوا سکے لئے ناقابل برداشت قرار دیا گیا تھا۔ اسکے متعلق تازہ خبر ہے کہ عدالت اپیل نے اُسکی باپ کی ضمانت سال بھر کے لئے لیکر سزائے بید معاف کر دی۔

کارخانہ رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کے خلف الرشید لالہ کالسی رام جو کام سیکھنے ولایت گئے ہوئے تھے عرصہ تک رنگین چھپائی کا ہنر سیکھ کر ۱۴ اگست کو لاہور واپس آگئے۔

لارڈ کچنر بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند اسکے برساتی دورہ غالباً نہ کر سکینگے سکیم متعلقہ جدید نظم و ترتیب افواج کے باعث سخت عدیم الفرصت ہیں۔

انڈین آرمی آرڈر کے تازہ ماہ میں فوجی افسروں کے امتحان اور ترقی کے ترمیم شدہ قواعد شائع ہو گئے ہیں

گورنمنٹ میسور نے منظوری دی ہے کہ وہاں دسہرہ کے دنوں میں نمائش ہو نیز ان کے ساتھ ہر سال صنعتی و زراعتی نمائش بھی ہوا کرے۔

مہاراجہ صاحب الور ۲۴ اگست کو اور مہاراجہ صاحب بیکانیر ۲۰ ستمبر کو لندن سے ہندوستان کو روانہ ہونگے

بمبئی پولیس کی تنخواہ میں بوجہ گرانی غلہ ایک روپیہ ماہوار کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ڈائرکٹر تجارت ہند سے سہ ماہی مختتمہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۰۸ء کے اندر ۱۴ کروڑ ۰۰ لاکھ خطوط وغیرہ بھیجے گئے۔

جبل پور کے بھاٹیہ مہاجنوں نے کمیٹی کر کے قرار دیا ہے کہ ہم ولایتی کھانڈ کا استعمال بالکل ترک کر کے ہمیشہ دیسی کھانڈ ہی برتا کرینگے۔

کثرت بارش کی وجہ سے بمبئی میں دو سو مکان گرے جن کے ملبے ۲۷ ۔ آدمی دب گئے ۔ ۹ مر گئے۔

حیدر آباد میں آج کل باہر کا سکہ سا جو نانہ اور ہندوستان کے مختلف مقامات سے بکثرت آرہا ہے نائب وزیر صاحب مال اسکی تحقیقات کر رہے ہیں۔

ویلور سکول میں پولیس کے خواندہ ملازموں کو مختصر نویسی سکھلائی جاتی ہے۔

مدراس میں ہندو لڑکی کے مقدمہ کی پیشی کے بعد جب عدالت برخاست ہوگی تو عوام الناس نے مشنری لیڈیوں پر اینٹ پتھروں سے حملہ کیا اور سنا ہے کہ اس لڑکی نے اپنے والدین کے ہاں واپس جانے سے انکار کر دیا ہے۔

پریزیڈنسی کالج مدراس میں فلاسفی کلاس کے طلبا بہت کم ہو گئے ہیں کیونکہ وہ دیسی حرفت کو ترقی دینے کی دھن میں نیچرل سائنس زیادہ پڑھنے لگے ہیں۔

گلگت میں سخت سیلاب آیا ہوا ہے۔ مگر نقصان کا ہنوز اندازہ نہیں ہو سکا۔

دریائے ایراودی بوجہ کثرت بارش طغیانی پر آرہا ہے۔ حکام بند باندھنے کی فکر میں ہیں۔

بہار کی انجمن زمینداران نے بانکی پور میں بصدارت مہاراجہ صاحب دربھنگہ اظہار وفاداری کا جلسہ کیا۔

مدراس یونیورسٹی نے حال میں سنڈیکیٹ کو اختیار دیا ہے کہ جو طلبا کسی قسم کی بد اطواری کے مرتکب پائے جائیں۔ انہیں شرکت امتحان اور نیز وظیفہ سے محروم کر دے۔

اسلامی دنیا

امیر صاحب کی تخت نشینی کی سالگرہ بمبئی میں کرنل غلام محمد خان صاحب ایجنٹ کابل کے مکان پر بڑی دھوم دھام سے منائی گئی

حیدرآباد کی کیبنٹ کونسل میں آنریری ممبری کی ایک جگہ خالی ہونے سے اس پر اعلیٰ حضرت نے صاحبزادہ نواب مظفر جنگ کو جو حال ہی میں شاہی قرابت دار ہوئے ہیں سرفراز فرما دیا۔ خدا جانے یہ انتخاب لیاقت کے لحاظ سے ہوا ہے یا بلحاظ ہر دو شرف و قرابت

دکن کا ایک اخبار اس امر کی شکایت کرتا ہے کہ نظام گورنمنٹ آج کل پردہ نشینوں کے ٹھیکہ میں کچھ بیگمیں بنی ہوئی ہے وہ جو جاتے ہیں کر گزرتے ہیں۔ اور کرا لیتے ہیں۔ بنشنی سکیمیں جاری ہوتی رہتی ہیں مسلمان ریاستوں کی ایسی حالت واقعی سخت افسوسناک اور عبرت انگیز ہے۔

مراقش کی بدامنی افسوس کہ اب روز بروز زیادہ ہی خطرناک شکل اختیار کرتی جاتی ہے انا للہ

ترکی خاندان کا سعودی تنازعہ عرصہ میں خاتمہ کے قریب ہوا تھا کہ حال میں ایک اور ناگوار واقعہ اس سے بھی زیادہ سنگین و ہولناک پیش آ گیا۔ جس کا نتیجہ نہیں معلوم کیا ہو۔ اور یہ جھگڑا کہاں تک طول کھینچے۔ افسوس! (تازہ ناگوار واقعہ کی مفصل اطلاع کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہے ایڈیٹر)

علی گڈھ میں کچھ عرصہ سے قاضی شہر کے تقرر پر نزاع تھا اور دو مقتدر خاندانوں میں اسپر بدمزگی و کشاکشی سی چلی آتی تھی لوگ فیصلہ کے لئے سخت منتظر تھے۔ شکر ہے کہ جناب مولانا قاضی حبیب الرحمٰن خان صاحب خلف مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے منتخب ہونے سے یہ جھگڑا رفع دفع ہوگیا۔ لاٹ صاحب کے اس سے آپ کو جو عہدہ قضا کی عطا ہوئی ہے وہ بغرض اشاعت چھپ بھی گئی ہے

ٹریبیون کا نامہ نگار کلکتہ سے تار دیتا ہے کہ مجلس وانسرائی مشرقی بنگال و آسام نے حال میں نواب صاحب ڈھاکہ کی جائداد کو رٹ آف وارڈز کے سپرد ہونے کا اعلان کر دیا ہے افسوس

ضرورت

(۱/۲۹) کراچی میمن کمیونٹی کے مدرسہ کے واسطے مفصلہ ذیل استادوں کی ضرورت ہے:-

(۱) ہیڈ ماسٹر جو کم سے کم انٹرنس پاس شدہ اور دینیات سے باخبر ہو ٹریننگ کالج کے سند یافتہ کو ترجیح دیجائیگی۔ تنخواہ تیس سے پینتالیس روپیہ تک ماہوار

(۲) فسٹ اسسٹنٹ جو مڈل پاس اور انٹرنس تک پڑھائی کر چکا ہو تنخواہ بیس سے پچیس روپیہ تک ماہوار

(۳) سیکنڈ اسسٹنٹ جو مڈل پاس ہو - تنخواہ پندرہ سے بیس روپیہ تک ماہوار

ہر ہر ایک ماسٹر کے واسطے لازم ہے کہ نیک چلن تندرست اور صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو۔ درخواستیں مع نقول اسناد علمی و نیک چلنی اس پتہ پر آنی چاہئیں بنام سیٹھ جان محمد ولد حاجی یوسف۔ آنریری سیکرٹری میمن کمیونٹی مدرسہ کراچی

Jan Mohammad A. Haji Yosaul H. Secy Memon Community Medrisa C. Karachi

---

ایک کاروباری آدمی کی صحت بگڑ گئی

اسے وجع المفاصل کا عارضہ لاحق تھا اور ضعف اعصاب کی وجہ سے اسکی حالت خراب و خستہ ہو گئی تھی لیکن ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کے استعمال سے اسکی جان بچ گئی اور اب بالکل طاقتور و تندرست ہے

مسٹر ہیٹلی روبن جونز کارخانہ پوش رہنے والے ۱۶۲ ہائی سٹریٹ برمنگھم انگلینڈ کا قول ہے کہ میں اپنے کام کی سرانجام دہی میں ایسا فعال اور چست ہوں اور صحت ایسا طاقتور ہے جیسا کہ ہونا چاہئیے لیکن مسٹر جونز کا بیان ہے کہ میری یہ حالت صرف تھوڑے سے عرصہ سے ہوئی ہے جبکہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں نے مجھے نئے سرے سے جان بخشی ہے درحقیقت میرا یقین ہے کہ ان گولیوں نے مجھے بچا لیا۔

میں کبھی تو بہت توانا و طاقتور نہیں تھا اور جب ایک روز میں بارش میں بھیگ گیا اور کپڑے بدلن پر بھی سوکھ گئے تو مجھے سخت زکام ہوگیا تمام بدن سرد اور کمزور ہوگیا۔ غذا کی طرف دیکھنے کو جی نہ چاہتا اور اگر کچھ ذرا کھا بھی لیا۔ تو شانوں کے نیچے اور چھاتی میں شدید درد کے تیر چلنے لگے۔ سانس پھول جاتی اور اکثر سر میں چکر آنے کی وجہ سے لڑکھڑانے لگتا۔ ہاتھ پاؤں میں کچھ طاقت نہ معلوم ہوتی۔ اور کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ رہ سکتا۔ پھر سخت وجع المفاصل کا دورہ پڑنے لگا۔ میرے جسم کا جوڑ جوڑ درد کرنے لگا۔ رات کو نیند حرام ہوگئی۔

کھانسی اس شدت سے ہوتی تھی کہ تمام بدن ہل جاتا تھا۔ بدن کا نظام عصبی سخت کمزور ہوگیا اور وزن اسقدر کم ہوگیا کہ میں دو مہینے میں چودہ پونڈ سیر کے قریب گھٹ گیا۔ کمزوری کی وجہ سے ہاتھ بھی لرزنے لگ گئے۔ ایک ہوشیار ڈاکٹر نے مدقوق سمجھکر میرا علاج کیا۔ اور کئی دوائیں استعمال کرائیں مگر بدن میں کسی قسم کی طاقت محسوس نہ ہوئی۔

بعض کرم فرما دوستوں نے مجھے مشورہ دیا کہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں استعمال کیجئے آخرکار میں نے ایک شیشی منگوائی۔ اسکے بعد میں نے اور ایک شیشی منگوائی۔ اور ان گولیوں کا استعمال کرتا رہا یہاں تک کہ چھ شیشیوں کے بعد ایک نہایت غیر متوقع تغیر محسوس ہوا۔ طاقت عود کر آئی اور اشتہا بھی درست ہوگئی۔ رات کو نیند بھی خوب آنے لگی۔ اور صبح کو خوب تازہ دم ہو کر اٹھنے لگا۔ رگوں میں تازہ و صالح خون دوڑنے لگا۔ اور وجع المفاصل کی شکایت بالکل رفع ہوگئی۔

اب بھی میں طاقت و صحت کو بحال رکھنے کے لئے کبھی کبھی ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں استعمال کرتا رہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اپنے کاروبار سے بڑا شغف ہے۔ ان گولیوں کی چھ شیشیاں استعمال کرنے کے بعد مجھے دق یا وجع المفاصل کی بالکل شکایت نہیں ہے۔ ان گولیوں نے جو مجھے حیرت انگیز شفا بخشی ہے اسکے لئے میں ان کا کسی طرح پورا پورا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں ان تمام امراض میں شفائے کلی بخشتی ہیں۔ جو ضعف اعصاب اور حد سے زیادہ کام کرنے یا ممالک حارہ میں سکونت اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً عوارض جگر نوبتی بخار اور دیگر بخاروں کے اثرات ما بعد فالج۔ درد پٹھوں۔ رعشہ۔ ریڑھ کی ہڈی کا عارضہ۔ درد شقیقہ اور دل کی بیماری۔ نیز وہ امراض جو خرابی اور کمزوری خون کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کمی خون۔ وجع المفاصل۔ سوء ہضمی۔ دمہ۔ بادگولہ۔ اور عورتوں کے مخصوص امراض اور سیاہی مائل زرد رنگ چہرہ۔ یہ گولیاں مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں مفید ہیں۔ مگر مخصوص زنانہ امراض میں خاصکر مفید ہیں۔ گول بے گرد کی روپے برابر چوڑی اور دو انچ لمبی شیشیوں میں بکتی ہیں جن کے اوپر گلابی رنگ کا لیبل لگا ہوتا ہے اور اسپر سرخ حروف میں پورا نام (سات الفاظ) ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فار پیل پیپل لکھا ہوتا ہے۔ الفاظ "فار پیل پیپل" (زرد رنگ اقوام کے لئے) انگلستان اور امریکہ کے خیال سے لکھے گئے تھے اور لیکن ایشیائی اقوام پر بھی ان کا اطلاق ہوتا ہے لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ گولیاں ہر قوم اور ملک کے زن و مرد کے لئے یکساں مفید ہیں۔ جہاں کہیں کسی مقوی دوائی کی ضرورت پڑے وہاں یہ گولیاں نہایت سود مند ثابت ہوتی ہیں۔ ان سے طاقت، تندرستی اور خون پیدا ہوتا ہے۔ یہ گولیاں تمام ہندوستان۔ برہما۔ اور لنکا کے مشہور شہروں میں بڑی بڑی دوکانوں اور انگریزی دوا فروشوں سے فی شیشی دو روپے بارہ آنے مل سکتی ہیں۔ ڈاکٹر ولیمز میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ ڈھوڈ بہائی اینڈ کمپنی، ۹۰ کالبا دیوی روڈ بمبئی - اور کیننگ سٹریٹ کلکتہ ہیں۔

ہمیشہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں کہہ کر طلب کرو

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین	THE VAKIL	قیمت معہ محصول ڈاک

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۶ شلنگ
امرا اور روسا سے	[illegible]	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]	[illegible]
طلبا اور کم استطاعت صاحبان سے	[illegible]	[illegible]

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے۔

فہرست مضامین

تازہ خبریں
اسٹڈیوریشل
ترقی کا راز ۔ برلن اپوسی ایشن ۔ مزا الصاحب و ناکہ
قابل توجہ نامہ نگاران وکیل ۔ جلسہ انجام معارف
اسلامیہ کی تحریک کا وہ ۔ ایک مسلم معارف کی مخالفت
مراسلات
مسلمانوں کا مستقبل اور ایک مسلم پالیٹکل تجویز
منقولات :۔ سامانی عجایبات ۔ گمنام جوہر
ہندوستان کی خبریں
ممالک غیر
اسلامی دنیا
اشتہارات

نمبر ۶۴ | مطبوعہ ۱۴ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۴ رجب ۱۳۲۵ھ یوم چہارشنبہ | جلد ۱۲

تازہ خبریں

لنڈن سے ایک خبر موصول ہوئی ہے کہ انڈیا کونسل کے ایک ممبر تو سر آغا خان بنائے جائینگے ۔ اور دوسرے ممبر مسٹر سید امیر علی یا مسٹر آر سی دت ؛

سر ڈینزل ایبٹسن نے عہدہ لفٹیننٹ گورنری کا چارج دوشنبہ گذشتہ کو لے لیا ۔ جناب ممدوح کی صحت اچھی ہے ۔

بمبئی میں پھر بارش زور و شور سے ہوئی طوفان کا اندیشہ ہے کاروبار بند ہیں ۔

بمبئی سے خبر آئی ہے کہ نواب محسن الملک بہادر کے سر میں ایک پھوڑا نکل آیا تھا جو چیر دیا گیا کوئی پون انچ گہرا اور دو انچ لمبا زخم پڑ گیا ہے ۔ بقول ڈاکٹر کے سرطان ہو جانے کا اندیشہ ہے ۔ بخار اور ذیابیطس کی بھی خفیف شکایت ہے ۔ خدا جلد شفا بخشے

چینی سفیر لینگچنگ لہاسہ ۱۲ اگست کو سملہ پہنچیگا ۔

مدرسہ نعمانیہ دہلی کا سالانہ جلسہ ۲۱ اگست ۱۹۰۷ء کو منعقد ہوگا

نامہ نگار ریوٹر جوہانسبرگ سے اطلاع دیتا ہے کہ ہندوستانی قانون رجسٹری کی جو کہ ترمیم شدہ ایکٹ میں شامل ہے ۔ مخالفت کر رہے ہیں ۔ ہندی تجار نے یہ خیال ہے کہ شاید ہم کو یہیں ملک چھوڑ دینا پڑے ۔ اپنے ذخیرے کم کرنے شروع کر دیے ۔

کوئٹہ میں باد و باران کا سخت طوفان آیا ۔ بڑے بوڑھے کہتے ہیں اس موسم میں ایسی بارش نہیں ہوئی تھی ۔ مال و اسباب کی بہت بربادی ہوئی بارش کے باعث طغیانی آئی ؛

کلکتہ کی دیویکانند سوسائٹی پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ ہندوستان میں سادھوؤں کے ذریعہ باغیانہ خیالات پھیلاتی ہے

فرانس میں فرانسیسی افواج کی اس دلیری پر اطمینان ظاہر کیا جا رہا ہے جو کہ انہوں نے مراکو میں کاسابلنکا کے سنہ گاہ میں دکھلائی ۔ مگر جو لڑائی چھڑی ہوئی ہے اسکے متعلق پریشانی پائی جاتی ہے ۔ کیونکہ کاسابلنکا کے واقعات نے قبائل میں بہت جوش پھیلا دیا ہے ۔ اور یورپین باشندوں کی حالت سواحل پر بھی مخدوش ہوگئی ہے ۔ بندرگاہ مزگان کے باشندوں نے اپنی آبادی کو گولہ باری سے محفوظ رکھنے کے لئے وہاں کے یورپین باشندوں کو اپنے ہاں روک رکھا ہے بعض قبایل مزگان کے دروازوں تک پہنچ گئے ہیں ۔ اور دھمکی دیکر روپے کا مطالبہ کرتے ہیں ۔ کروزر امیرال ایوب نے گورنر کو متنبہ کر دیا ہے کہ وہ خشکی پر اگر مضافات پر گولہ باری کریگا ۔ فرنچ گورنمنٹ کا ارادہ ابتک مزید فوج مراکو روانہ کرنے کا نہیں ۔ کیونکہ جنرل ڈرلوڈ کے زیر کمان جو فوج ہے وہ کافی سمجھی جاتی ہے

ریوٹر کا نامہ نگار طہران سے اطلاع دیتا ہے کہ شاہزادہ فرما نروا جس کا ذکر ۔ اگست کو کیا گیا تھا ۔ نہایت مستعدی ظاہر کر رہے ہیں ۔ انہوں نے شنبہ کی پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ دس ہزار سپاہ کا انتظام کیا گیا ہے جو عنقریب سرحد پر روانہ ہوگی ۔ اور وہ خود دوشنبہ کو روانہ ہوگیا ہے ۔ خبر آئی ہے کہ ترکوں کی نصف فوج سجبولاغ کی جانب بڑھ رہی ہے ؛

وکیل امرتسر

نمبر ۴۰ — مطبوعہ ۱۴ر اگست سنہ ۱۹۰۷ء چہارشنبہ — جلد ۱۳

"ترقی کا راز"

منجملہ ان چند الفاظ کے جن کا استعمال زمانہ حال میں بہت عام ہوگیا ہے۔ مگر جنکے صحیح مفہوم سے لوگ عام طور پر واقف نہیں ایک لفظ "ترقی" ہے۔ جو نظر بحالات موجودہ سب سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ اسکی تشریح کردیجائے۔ کیونکہ بہت سی خرابیاں جو ہم آج کل اپنے گرد و پیش دیکھ رہے ہیں محض "ترقی" کے مفہوم کے متعلق عام غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ ترقی کے جو معنے عوام نے سمجھ رکھے ہیں وہ اصلیت کے بالکل خلاف ہیں۔ لہذا جو تدابیر معراج ترقی پر پہنچنے کیلئے اختیار کی گئی ہیں اور جو وسایل اسکے حصول کے واسطے عمل میں لائے گئے ہیں۔ وہ اُلٹا تنزل کے گڑھے میں دھکیلنے لئے جاتے ہیں بعض زر پرستوں نے دولت مند ہونے کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیا ہے۔ انکے نزدیک کسی قوم کا دولتمند ہوجانا اُسکے ترقی یافتہ ہونے کیلئے کافی ہے۔ اسی خیال کو مد نظر رکھکر وہ جائز و ناجائز وسایل پر رات دن اندوختہ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اُن کے نقطہ نظر سے مسلمانوں کا ادبار صرف اُن کے افلاس کے باعث ہے۔ مگر یہ اُنکی صریح غلطی ہے۔ ہم اپنے دائیں بائیں چند ایسی قومیں دیکھ رہے ہیں جو تمول میں ہم سے بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ لیکن اگر اُنکے اخلاق و عادات طریق عمل و اطوار پر عمیق نظر ڈالی جائے تو باوجود اپنے موجودہ افلاس اور خستہ حالی کے ہم اپنے آپ کو ہرگز ان متمول قوموں کی پوزیشن میں دیکھنا پسند نہ کرینگے۔ ہم کبھی گوارا نہ کرینگے کہ گھروں میں تو ہمارے قارون کا خزانہ ہو۔ اور باہر اعتماد و اعتبار کی یہ کیفیت ہو کہ خفیہ پولیس کے جاسوس ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہوں ہماری تقریروں اور تحریروں پر احتساب کیا جائے ہماری حرکات و سکنات کو مشکوک نگاہ سے دیکھا جائے۔ ہمپر باغی اور غدار ہونے کا شبہہ کیا جائے۔ ملک کا امن و امانیت کے متعلق ہمیں خطرناک سمجھا جائے۔ ہماری اخلاق کی یہ کیفیت ہو کہ اپنے سے زبردست کے تیور بدلے ہوئے دیکھکر گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا شروع کردیں۔ اگر پہلے اُسپر آنکھیں نکال نکال کر غُرّاتے تھے تو اب اُسکے قدموں پر گرکر اور گھگیا گھگیا کر اُس سے رحم کی درخواست کریں۔ دل میں کچھ ہو۔ اور زبان پر کچھ۔ اپنے ہمسایوں کو دیکھ نہ سکیں۔ بات بات پر اُنہیں کاٹنے دوڑیں۔ مگر مطلب کے وقت بہکا پھسلا کر کام نکالنے کی کوشش کریں۔ کیا ان عادات و اطوار کے ساتھ ہماری دولت خواہ وہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ ہمیں معاصر اقوام کی نگاہ میں محترم بنا سکتی ہے؟ اور کیا ہم اس حالت کو اصلی ترقی کے نام سے تعبیر کرسکتے ہیں؟

اسی درجہ اونچی سطح کے لوگوں نے یہ قرار دے رکھا ہے کہ علم اور علم کے ساتھ دولت ہر قوم کو ترقی یافتہ قوم بناتی ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا دولت پر اس چیز کا اضافہ جسے ہم "علم" سمجھ رکھا ہے۔ مندرجہ بالا کیرکٹر کے چھپانے میں کامیاب ہوسکتا ہے؟ ہمارے سامنے ایسی قوموں کی نظیر موجود ہے جن کا علم اور تمول اُنکی اخلاقی پہلو کی تاریکی کو بالکل نہیں چھپا سکا۔ اُن کی اخلاقی حالت اس زمانہ میں ہزار درجہ بہتر تھی جبکہ اُنہوں نے اس تعلیم کا نام تک نہ سُنا تھا جسپر وہ آج ناز کرتی ہیں۔ کیا وقعت ہوسکتی ہے دنیا کی نگاہ میں اس تعلیمیافتہ شخص کی۔ جو اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ سے دنیا بھر کی معلومات کا اظہار کرتا ہے۔ مگر ان معلومات سے فایدہ اُٹھانے کی قابلیت اپنے میں نہیں رکھتا جو پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر حب الوطنی کے لمبے چوڑے دعوے کرتا ہے۔ اتحاد بین الاقوام کے فواید پر دھواں دھار اسپیچیں دیتا ہے مگر

چو خلوت میروند

کا مصداق بنکر جب اپنے روزمرہ کے کاروبار میں مشغول ہوتا ہے تو خود ہی اول درجہ کا دشمن اتحاد ثابت ہوتا ہے۔ ایک تیسری چیز بھی ہے جسے ہمارے ابنائے وطن نے اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ قرار دے رکھا ہے۔ اور جسکے حصول کے لئے وہ اپنے قلم اور دولت کو صرف کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ وہ انتظام مملکت میں شرکت یا بلا شرکت غیرے اُسپر قابض ہونا ہے مگر جس قوم کی اخلاقی حالت اس سطح سے بلند ہو جس کی طرف ہم اوپر اشارہ کر آئے ہیں نہ اسکا سلطنت کے کاروبار میں شریک غالب یا اُسپر تنہا متصرف ہونا کیونکر ملک کے لئے موجب فخر اور باعث عزت ہوسکتا ہے۔ جو قوم امور مملکت میں دخیل ہوکر اپنے رسوخ سے ناجائز فایدہ اُٹھانا چاہے۔ دوسری اقوام کو ضرر پہنچانے اور برباد کرنے کی سر توڑ کوشش کرے۔ محسنوں کا احسان نہ مانے۔ کیا وہ ایک شایستہ اور مہذب قوم سمجھی جاسکتی ہے؟ اور اس امر کی مستحق ہوسکتی ہے کہ اُسکا نام ترقی یافتہ قوموں کی فہرست میں داخل کیا جائے؟

محض دولت اور موجودہ مروجہ تعلیم ہمیں انسان نہیں بنا سکتی۔ نہ کوٹھیوں اور بنگلوں میں فیشنیبل زندگی بسر کرنے سے ہم مہذب ہوسکتے ہیں۔ نہ نمایشی لیکچر دینے اور بلا سوچے سمجھے بلا ضرورت اور بے مناسبت حال ترمیم و اصلاح کے یوروپ کے طریقے پر پولیٹیکل انسٹیٹیوشن قایم کرنے سے ترقی یافتہ قوم کہلا سکتے ہیں۔

علم و دولت بیشک مفید اور ضروری چیزیں ہیں۔ لیکن ترقی کے معراج پر پہنچنے کے لئے یہی دونوں کافی نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ ایک تیسری چیز کی ضرورت ہے جو ان سب سے نہایت مہتم بالشان ہے وہ کیا ہے؟ "کیرکٹر"۔ کوئی قوم خواہ کتنی ہی دولتمند کیوں نہو۔ مہذب اور شایستہ نہیں کہلا سکتی جب تک کہ اُس میں عمدہ کیرکٹر نہو۔ وہ تعلیم کسی کام کی نہیں جو کیرکٹر کے درست کرنے میں ناکام رہے۔ دنیا میں کسی قوم کو پولیٹیکل اقتدار حاصل نہیں ہوا۔ جب تک کہ وہ اچھے کیرکٹر اور عمدہ صفات سے متصف نہیں ہوئی۔

ہم انگریزوں کی حکومت کو پسند کرتے ہیں۔ اسلئے کہ اُن میں ایک شخصی اور قومی کیرکٹر ہے اگر ہم میں بھی وہ عمدہ خصایل پیدا ہوجائیں جن کے باعث ہم قابل اعتماد بن سکیں اور غیر لوگ ہمارے اقوال و افعال کی وقعت کریں تو ہماری بہتری کی بہت کچھ توقع ہوسکتی ہے۔ روشن دماغی بلند خیالی۔ اور اعلےٰ تعلیم کے ساتھ اگر عملی قابلیت۔ ذاتی شرافت۔ طلب صدق۔ خلوص نیت۔ امن پسندی۔ اور سرکار کے ساتھ وفاداری کا بھی ہم ثبوت دیں۔ تو دعوے کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس تغیر کے ساتھ ہی ہماری عظمت دنیا کی نگاہوں میں یکلخت بڑھ جائیگی اور ہمارے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کے میدان کھل جائینگے۔ ہماری نہایت آرزو اسوقت یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ کاروبار سلطنت میں کچھ ہم بھی حصہ لیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ ہم میں اپنے ذاتی معاملات سنبھالنے کی بھی قابلیت نہیں سمجھی جاتی۔ اعلےٰ کیرکٹر کے ہم میں پیدا ہوتے ہی کاروبار سلطنت میں ہماری شرکت نہ صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جائیگی۔ بلکہ نہایت ضروری سمجھی جائیگی۔

ہماری ترقی کا راز اس میں پوشیدہ ہے کہ ہم اپنے کیرکٹر کو اس بلندی پر پہنچائیں جسپر کہ وہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ کیونکہ بغیر کیرکٹر کے ہمارا علم۔ ہماری دولت اور ہمارا حق پیدا کرانے حقوق مانگنا ہمیں کوئی فایدہ نہ پہنچا سکیگا۔

پریس ایسوسی ایشن

پریس کانفرنس یا پریس ایسوسی ایشن کی تجویز ایک پرانی بات ہے کئی دفعہ اسے عملی جامہ پہنانے کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور دیسی پریس خصوصاً اردو اخباروں میں گرماگرمی سے اس پر طبع آزمائیاں اور خامہ فرسائیاں کی گئیں۔ لیکن چونکہ اس زمانہ کے ہندوستانی زیادہ تر باتوں دھنی ہیں۔ اسواسطے نتیجہ ہیچ۔ کاش! اب سے برس چھ مہینے بلکہ سال دو سال پہلے مجوزہ آرگنیزیشن قایم ہو چکی ہوتی۔ اور اخباری برادری نے اپنے آپ کو کچھ ایسے آداب و آئین کا پابند کر لیا ہوتا جو اسلم مگر نہایت نازک اور احتیاط طلب پیشہ کو سلامت روی کے ساتھ نباہنے میں مفید و موثر ہوتے۔ تاکہ حال میں جو باتیں اور فضیحت آمیز پریشانیاں بعض بے اصول اور بدلگام بنگالی ہمعصروں کی بے اعتدالی اور شوخ چشمی و سفاہت سے ظہور پذیر ہوئیں۔ وہ دیکھنے اور سننے نہ آتیں۔ گذشتہ یا موجودہ بدامنی و بے اطمینانی کا ذمہ دار ہم صرف ناعاقبت اندیش دیسی اخبار ہی کو قرار دیتے ہیں۔ اور شاید بعض نکتہ چین طبایع خلاف واقعات سمجھیں۔ کیونکہ اس بھیجی کو بڑھانے میں انقلاب پسند پارٹی کی شر انگیز تقریروں نے بھی بہت کچھ مدد دی۔ مگر ہمارے پاس یہ باور کرانے کی کافی وجہ ہے کہ خواص کیا عوام تک میں نا راضی اور طلب انقلاب کی خیالات پیدا ہونے کا اصلی اور بڑا سبب وہی خطرناک لٹریچر ہے جو بنگالی بابوؤں کے قلم سے نکلکر بلا کی تیزی سے دور دور پھیل گیا اور ایک وبا متعدی کی مانند جو بہتے پھر یہ جہاں شورہ ملک بھولے بھالے لالہ لوگوں تک کے دماغ میں سرایت کر گیا۔ بالفرض پریس کانفرنس کی تجویز تو بڑی مفید و ضروری تھی لیکن افسوس ہماری اہلیت اور نالایقی نے اسے بروئے کار نہ آنے دیا۔

اردو میں ایک مثل ہے کہ "اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" بالکل اسکے مصداق اب جبکہ اول وقت اور بہترین موقع ہاتھ سے نکل گیا۔ اپنی غفلت اور بدعنوانی سے پہلی آزادی میں بہت کچھ فرق آچکا اور کئی ایک افراد برادری کا عبرتناک انجام ملک کیا دنیا بھر میں ہماری جگ ہنسائی کر چکا اور ابھی خدا جانے کس کس کا کیا کیا حشر ہونا باقی ہے۔ تو ہندوستانی پریس نے خواب غفلت سے چونک کر آنکھیں ملتے ہوئے کروٹ بدلی ہے۔ اور وہ اپنی ایک ایسوسی ایشن قایم کرنے کا خواہشمند پایا جاتا ہے۔ چنانچہ بقول بنگالی مجوزہ آرگنیزیشن کے قیام سے متعلق تدابیر سوچنے اور اسکے اصول و ضوابط تجویز کرنیکے لئے عنقریب ایک جلسہ کسی مناسب مقام پر منعقد ہوگا جس میں اکثر ممتاز معاصرین شریک ہوں گے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اب کے بھی یہ تجویز کامیابی کے ساتھ عملی صورت میں آسکیگی یا نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ دیسی پریس نے اپنی غفلت سے بھی ٹھوکر کھائی ہے جس کا اثر کہیں مدتوں میں جاکر زائل ہوگا۔ تو ہم تازہ حدود و قیود نے جو در اصل خود کردہ ہیں ہماری ترقی کو قرنوں پیچھے پھینک دیا ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہ سمجھنا چاہیے۔ اسواسطے بس غنیمت ہوگا اگر اب بھی کوئی پریس ایسوسی ایشن قایم ہو جائے۔ اور ہندوستان کے اخبارات اسکی رہنمائی سے صحیح و بے خطر رستہ پر پڑجائیں لیکن جن حلقوں سے یہ صدا بلند ہوئی ہے ان کی خصوصیات کے لحاظ سے ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بجائے موجودہ عیوب و نقائص کی اصلاح کے مجوزہ کانفرنس دیسی اخبار نویسی کی بیجا حمایت اور انکو اور الٹا گمراہ کرنے کی پالیسی اختیار کرے۔ ایسی صورت میں کسی معاملہ فہم اور سلیم العقل آدمی کو ہرگز یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ دیسی پریس کو اسکے وجود سے کچھ فایدہ پہنچیگا۔ یا گورنمنٹ اسکی معروضات پر جو دفتاً فوقتاً بالعموم تمام پبلک اور خاصکر اخباری برادری کے سود و بہبود کی غرض سے پیش کی جائیں۔ کچھ توجہ لیگی یا انڈین پریس کی ترقی و اصلاح میں سرپرستی و اعانت کریگی۔

نواب صاحب ڈھاکہ

یہ خبر عام طور پر شہرت پا چکی ہے کہ آنریبل نواب خواجہ سلیم اللہ صاحب کی جایداد اب کورٹ آف وارڈز کے زیر اہتمام آجائیگی کچھ شک نہیں کہ یہ بات نواب صاحب کے بیشمار احباب اور بہی خواہوں کیلئے لفظاً ہر ایک حد تک موجب ملال ہوگی

اور اسی وجہ سے آپکے حاسد نہایت خوش ہو ہو کر بغلیں بجا رہے ہیں جنمیں بیشتر حصہ اُن کانگریسی حضرات کا ہے جو نواب صاحب کی ملکی و قومی خدمات اور اس وقار و اعزاز کو تعصب و نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو آپ کو گورنمنٹ کی خیر اندیشی اور اسکے ساتھ وفاکیشی سے حاصل ہوا ہے بنگال میں تو ایسے اخبارات اور وقایع نگاروں کی تعداد درجنوں اور کوڑیوں سے گذر کر شاید سینکڑوں تک پہنچی ہو۔ جو نواب صاحب ممدوح کے خلاف زہر اگلنا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ صوبجات متحدہ میں بھی ایڈوکیٹ جیسے گرم جوش کانگریسی آرگن ایک سے زیادہ موجود ہیں لیکن پنجاب بخیر ہے ان محبان وطن کے وجود گرامی سے خالی نہیں ہے اور انمیں ہمعصر ٹریبون سب سے پیش پیش رہا ہے جسنے شروع ہی سے نواب صاحب کی پردہ دری اور رسوائی کو نصب العین کیا ہوا ہے چنانچہ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ جب مشرقی بنگالہ میں سودیشی اور بائیکاٹ کا طوفان بے تمیزی ابھی اٹھا ہی تھا اور نواب صاحب اسکو دبانے کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے تو اس وقت ان حضرت نے آپکی خاندانی ذاتیات کو نہایت رنگ آمیزی کے ساتھ پبلک میں لاکر بدنام کرنا شروع کر دیا تھا۔ اب جبکہ کورٹ آف وارڈز کی یہ تازہ خبر اسکے کانوں تک پہنچی تو ظاہر ہے کہ اور بھی جوش و خروش سے اسکو دل کا بخار نکالنے کا موقع ملنا چاہیے تھا چنانچہ اسنے اپنی ایک گذشتہ اشاعت میں عجیب طنز آمیز انداز سے لکھا ہے کہ صاحب وزیر ہند پہلے ہی کنایۃً فرما چکے تھے کہ نواب صاحب کو سرکار سے قرضہ اس شرط پر ملیگا کہ انکی جایداد کی نگرانی کورٹ آف وارڈز کرے۔ پھر وہ طعن کے لہجہ میں کہتا ہے کہ نواب صاحب اسقدر پر تکلف دعوتیں اور شاندار جلسے کہاں سے کیا کرینگے۔ جو آپ حکام کی خوشامد اور تقسیم بنگال کی تائید میں کیا کرتے تھے۔ اس خود فراموش ہمعصر نے آنریبل خواجہ سلیم اللہ صاحب بالقابہ کی شان میں بعض الفاظ صریحاً گستاخی و سوء ادب کے بھی استعمال کیے ہیں جو ضرور قابل ملامت ہیں اور لکھا ہے جو شخص اپنی جائداد کے سنبھالنے کی بھی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ وہ امپیریل کونسل کی ممبری کے قابل کیونکر ہو سکتا ہے؟ مگر ہم یہاں ان سے قطع نظر کرکے اسے اور اسکے اور ہمخیالوں کو صرف بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ نواب صاحب ممدوح کے سر پر قرضہ کا جو بار ہے وہ ان کا اپنا نہیں بلکہ بزرگوں کے وقت کا ہے جسکے لئے وہ ہرگز مستوجب ملامت نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ انہیں ملکی و قومی خدمات کے شغف میں اس قدر یکسوئی و فرصت حاصل نہیں۔ کہ اپنے ذاتی کاروبار کا اہتمام کما حقہ کر سکیں اسواسطے گورنمنٹ نے ازراہ شفقت شاہانہ انہیں ان تفکرات کے بار سے سبکدوش کرنے کے لئے یہ صورت نکالی ہے تاکہ آپ موجودہ اہم مشاغل کو بے فکری سے نباہ سکیں اور قرضہ کا بار کچھ عرصہ میں گورنمنٹ کے زیر سرپرستی ہلکا ہو جائے۔ اور یہ اعتراض کہ ایسا شخص مجلس واضع قوانین کا رکن نہیں رہ سکتا۔ اسلئے کچھ وقعت نہیں رکھتا کہ ایسے نواب صاحب ڈھاکہ کیا۔ دنیا بھر کے تمام ملکوں اور قوموں میں اس قسم کی بہتیری نظیریں مل سکتی ہیں۔ کہ ایک شخص خانگی الجھنوں اور ذاتی پیچیدگیوں کو سلجھانے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر معاملہ فہمی کار آگہی و دانشوری کے دوسرے میدانوں میں اسکی طبیعت خوب جولانی دکھاتی ہے اور بڑے بڑے کارنامے دکھلا کر اسکے امتیاز و شہرت کا باعث ہوتی ہے۔ ایسی مثالیں ہندوستان کیا۔ خود انگریزوں میں بھی بکثرت موجود ہیں۔ شاید ایڈیٹر ٹریبون بشاہیر یورپ کے حالات زندگی کا ناآشنائے محض ہے کہ نواب صاحب کی ذات پر ایسا بیہودہ اعتراض کرتا ہے۔ جو صرف کسی حاسد اور متعصب شخص کے ہی قلم سے نکل سکتا ہے۔ اور اس سے تو خود ہمعصر مذکور کی قابلیت پر بڑا بھاری حرف آتا ہے کہ جب معمولی باتوں میں اسکی معاملہ فہمی کا یہ حال ہے تو اہم ترین ملکی معاملات میں وہ کس برتے پر دخل در معقولات کا مرتکب ہوا کرتا ہے۔

قابل توجہ نامہ نگاران وکیل

ہمارے احباب میں جو حضرات قومی معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور ہندوستان کی مختلف انجمنوں اور قومی درسگاہوں کے حالات سے واقف ہیں۔ براہ مہربانی اپنے اپنے شہر اور صوبہ کی انجمنوں اور قومی مدارس کے موجودہ حالات۔ انجمن کے زمانۂ قیام اغراض و مقاصد اور ذرائع آمدنی وغیرہ سے مطلع فرما کر ہمیں مشکوری کا موقع دیں۔

جلسۂ اظہار وفاداری

بھیرایوں نسلع دارآباد میں مسلمانان ضلع مرادآباد کا ایک شاندار پولیٹیکل جلسہ بصدارت مولوی محمد فضل حق صاحب رئیس بھیرایوں منعقد ہوا ۔ النواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین رئیس امروہہ و سیکرٹیری آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک پُرمغز تقریر میں ہندوستان کی موجودہ پولیٹیکل حالت کو بیان کی اور صراحت کے ساتھ بتا دیا ۔ کہ ہندوؤں اور انکی پولیٹیکل تحریکوں کے ساتھ مسلمانوں کو کیا برتاؤ ہونا چاہیئے ۔ اور ہندو مسلمانوں میں کن باتوں میں اتفاق ہو سکتا ہے اور کن باتوں میں اختلاف لازمی ہے ۔ نواب صاحب کی تقریر کے اختتام پر مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوئے

(۱) یہ جلسہ جسمیں نہ صرف بھیرایوں بلکہ ضلع بھر کے دیگر مقامات کے مسلمان بھی شامل ہیں موجودہ شور و شر اور فساد و بلوہ پر افسوس ظاہر کرتا ہے اور اس طریقہ ایجی ٹیشن کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ملک کے لئے اسکو مضر خیال کرتا ہے ۔ اور اس بات کو ضروری خیال کرتا ہے کہ مسلمان ایسی کارروائیوں سے علیحدہ رہکر گورنمنٹ کے ساتھ وفادار رہیں ۔

(۲) یہ جلسہ اُس فیاضانہ پالیسی کو جسکا اجمالی اعلان مسٹر مارلے کی بجٹ کی اسپیچ میں ہوا ہے نہایت اطمینان اور شکر گذاری کے ساتھ دیکھتا ہے ۔ اور امید کرتا ہے کہ جب اس پالیسی کی تفصیلات شائع ہونگی تو اُن میں مسلمانوں کے حقوق کا جنکو مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن نے شملہ میں پیش کیا تھا کافی تحفظ کیا گیا ہوگا

(۳) اس جلسہ کی کارروائی کا خلاصہ پایونیر اور اسلامی اخبارات میں بھیجا جائے ۔

ریزولیوشن نمبر ۲ خصوصیت کے ساتھ گورنمنٹ کی توجہ کا مستحق ہے جس قوم نے کہ شورش عام کے زمانہ میں اپنی سلامت روی بمعقول پسندی اور وفاشعاری کو ہاتھ سے نہیں دیا ۔ وہ اسکی مستحق ہے کہ اُسکے حقوق کا تحفظ کیا جائے ۔ اور اُسکے مستحسن طریق عمل کی داد دیجائے

اسلامیہ ہائی سکول اٹاوہ

کے متعلق یہ سنکر ہمیں نہایت مسرت ہوئی کہ امسال امتحان انٹرنس کا نتیجہ قابل تعریف ہے ۔ ۸ طلبا شریک امتحان ہوئے جن میں سے ۳ کامیاب ہوئے ۔ اس عمدہ نتیجہ پر ہم مدرسہ مذکور کے بانی و مہتمم مولوی بشیر الدین صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں ۔ انکی مخلصانہ اور سرتوڑ کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اٹاوہ میں علیگڈھ کالج کے نمونہ پر ایک قومی درسگاہ نظر آتی ہے ۔ مولانا نے اسلامیہ سکول کے چلانے میں سرسید کے اصولوں کو پورے طور پر مدنظر رکھا ہے اور انکی دلی تمنا یہ ہے کہ اُسے ایک اعلیٰ درجہ کا تعلیمی انسٹیٹیوشن بنا دیں ۔ مگر قلت فنڈ اور قوم کی بے اعتنائی سے وہ مجبور ہیں ۔ افسوس ہے کہ اس جد وجہد کے زمانہ میں جبکہ ہماری ہمسایہ قومیں نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہیں ۔ ہم اپنی ابتدائی ضروریات کو بھی نہیں سمجھتے ۔ اور ہمارے خادمان قوم کو ابتدائی تعلیم کا انتظام کرنے میں بھی اب تک قریب قریب اگلی ہی سی دقتیں پیش آتی ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری قوم کے خوشحال و متمول بزرگ جنکی تعداد اس گئے گذرے زمانہ میں بھی کچھہ کم نہیں قومی ضروریات اور قومی خدام کی سعادت کو غیر ضروری اخراجات پر ترجیح دینگے

ایک مذموم عادت کی مخالفت

جس ملک کی فلاکت و افلاس کا یہ حال ہو کہ ہزاروں لاکھوں آدمی نان شبینہ کو محتاج ہوں اور بلا مبالغہ لاکھوں بلکہ کروڑوں اس مصیبت سے گذارہ کرتے ہوں کہ پیٹ کو ہے تو تن کو نہیں ۔ اور تن کو ہے تو پیٹ کو نہیں اور جہاں جس دن ضروریات زندگی کے بھی لالے پڑے رہتے ہیں اُسکی یہ پرلے درجہ کی بدنصیبی ہوگی کہ لوگ اُن فضولیات اور مسرفانہ و تباہ کن عادات میں بھی مبتلا ہوں جنکے بغیر انسان اپنی گذران بخوبی کر سکتا ہو اور جو اُسکی نہ صرف دولت کو برباد کرتی بلکہ اُسکی صحت کو بھی ضرر پہنچاتی ہیں ۔ اور جو اخلاق و مذہب کی نظر میں بھی ممنوع و قابل نفرت سمجھی گئی ہیں ۔ یہ مذموم عادات خواہ کسی قوم کی ایجاد ہوں اور خواہ کسی دوسری قوم کی ریس سے اختیار کی گئی ہوں بہرصورت قابل ملامت ہیں ۔

ہندوستان میں میخواری کی ذلت و خواری روز بروز بڑھتی اور افسوسناک و فضیحت خیز حد تک پہنچتی جاتی ہے ۔ لیکن کوئی ایسا سامان نظر نہیں آتا جو جڑ سے اس بربادی بخش وبا کا انسداد قطعی یا اس میں کمی ہونا تو درکنار اُسکی روزافزوں ترقی ہی رک جائے ۔ ام الخبائث کا طوفان ایک سیل بلا کی طرح برابر زور و شور سے بڑھتا چلا آتا ہے خواہ اندیشہ ہی اگر بہت جلد لوگوں کے اخلاق و اطوار بلکہ دین و ایمان تک کی بنیادوں کو ہلا دیگا ۔ دولت و صحت کا تو ذکر ہی کیا جس پر اسکا فوری اثر پڑتا ۔ اور ہر جگہہ ظاہر ظہور دکھلائی دیتا ہے ۔ مدعیان حب ملک و ملت کی کثرت کا تو یہ عالم ہے کہ کسی جگہہ سے ڈھیلا بھی اٹھاؤ تو گویا وہ فنانی القوم ہی نکلیگا لیکن بدنصیب اہل وطن کے سچے ہمدرد اور ان کے مُہلک مرض درد کا علاج کرنے والے خال خال ہیں ۔ بڑے شہروں میں روزمرہ بیسیوں مدہوش سر بازار بدمست دیکھے جاتے ہیں ۔ پولیس بھی اپنی ڈیوٹی سمجھکر یا کسی طمع سے اُنہیں مٹنے لگا تا ہوا کوتوالی تک پہنچا دے تو پہنچا دے ورنہ کسی فنافی القوم کو دعام اس ہے کہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اُن شامت زدوں کا کوئی چارہ کار سوچے ۔ یا ارتکاب میخواری سے پہلے ہی اُنہیں ایسی زبان میں سمجھا دے کہ انجام سمجھائے ۔

اسی طرح تمباکو نوشی کی عادت ملک میں دن بدن نہایت سرعت سے ترقی کرتی جاتی ہے ۔ یہ بلائے بد میخواری کی مانند فضیحت خیز اور اس درجہ بربادی بخش تو نہیں ۔ لیکن ملک کی دولت اور صحت کے حق میں بلاشبہہ سخت خطرناک ہے اگلے زمانہ کی حقہ نوشی تو خیر پھر بھی غنیمت تھی کیونکہ اُسمیں نہ تو اتنا اسراف ہوتا ہے نہ طبی طور پر وہ اس قدر مضر صحت ہے جتنی کہ سگریٹ اور سگار پینے کی عادت ۔ جس کا فی زمانناً ہندوستان میں بہت ہی رواج ہو گیا ہے ۔ اور یوماً فیوماً روز ترقی ہے

ہمارے ہموطنوں کا یہ نیا شوق مغربی تہذیب کی تقلید کا نتیجہ ہوا ہے جو صرف اسی خیال سے افسوسناک اور قابل ملامت نہیں کہ لوگوں نے اسکو اختیار کرنے میں اپنی اور اہل مغرب کی حالت کا لحاظ نہیں کیا ۔ بلکہ اسوجہہ سے اور بھی زیادہ موجب شرم اور مستوجب مواخذہ ہے کہ یہ کورخرد ۔ یورپ والوں کی تمدنی فضولیات فارغ البالی کے تکلفات اور خراب عادات کو بڑی جلدی اختیار کر لیتے ہیں ۔ مگر محاسن میں ان کی تقلید کرتے ہوئے ان کا سر گھومتا ہے ۔ یہی وجہہ ہے کہ جدید تعلیم اور تہذیب اُنہیں اس ترقی اور خوشحالی کی طرف خواہ کتنے ہی لیکیں ۔ مگر اپنی بدعقلی ۔ بے تدبیری اور کوتہ اندیشی کے باعث منزل مقصود پر پہنچنے کی بجائے اکثر موقعوں پر ٹھوکریں کھا کھا کر مونہہ کے بل گرتے ہیں ۔

تمباکو یا سگرٹ پینے کا جس قدر مضر اثر بڑے آدمیوں کی صحت پر پڑتا ہے ۔ اس سے کہیں زیادہ چھوٹے بچوں کے دماغ ۔ اعصاب اور اُن کی بینائی وغیرہ پر ہوتا ہے ۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ سکولوں کے کمسن لڑکے بڑی کثرت اور تیزی سے اس مذموم علت کے عادی ہوتے جاتے ہیں اور والدین اُن کی کچھہ فکر نہیں کرتے ۔ اپنی اصلاح حال کے معاملہ میں اس ملک کے باشندے اس قدر گو گندے اور بلکہ درفطرۃ ہو گئے ہیں ۔ کہ بات بات میں حکمران ہاتھہ کی مداخلت کے محتاج ہیں بچوں کی تمباکو نوشی تو ہندکا ایسی بڑی خرابی ہے جس کے انسداد کی فکر جاپان جیسے مہذب ملکوں تک میں خود گورنمنٹ کو کرنی پڑی ہے ۔

صوبجات متحدہ کے سررشتہ تعلیم کو بذریعہ تحقیقات یہ پتہ لگا تھا کہ وہاں طلبا مدارس میں بھی سگرٹ نوشی کی عادت پیدا ہو گئی ۔ اور روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے ۔ امیر صاحب ڈائرکٹر بہادر نے نہایت بیدار مغزی و دوراندیشی کو کام فرما کر حال میں ایک سرکلر جاری کیا ہے کہ سکولوں میں سگرٹ نوشی ہرگز ہونے پائے ۔ جو استاد کسی شاگرد کو اس عادت کا ارتکاب کرتے دیکھے اُسے سخت سزا دے اور مدرسوں کے احاطے میں بلکہ اُن کے آس پاس بھی اس قسم کی مضرت رساں تمباکو فروخت ہونے پائیں جیسا

مراسلات

مسلمانوں کا مستقبل اور ایک مہتم بالشان تجویز

دنیا بھر کے مسلمان بخوبی یہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے بالکل مفلس و بے ہنر و جاہل ہیں۔ اور اتفاق و کفایت شعاری کا تو مطلقاً مادہ ہی نہیں ہے اور جملہ سلطنتوں کے مسلمانوں کی یہی حالت و کیفیت ہے بخلاف دیگر مذاہب و فرقوں کے کسی سلطنت کے مسلمانوں میں قومی ہمدردی اور قومی ضرورتوں کا احساس بالکل نہیں ہے۔ نہ کسی میں یہ لیاقت اور قابلیت ہے کہ بادشاہ وقت کی زبان میں اس سلطنت کے اصول و ضوابط کی پابندی سے اپنے حقوق طلب کر سکے۔ اور اپنی قوم کو کسی قسم کا کوئی فایدہ پہنچا سکے۔ صنعت و حرفت تو زمانہ اسلام سے بالکل ہی خیرباد کہہ چکی ہے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے جاننے و معلوم کرنے کے کسی طرح مسلمان بیدار ہو کر کسی کی نصیحت پر کاربند نہیں ہوتے اور ہر وقت بیہودہ جلسوں میں شریک ہو کر اپنی اوقات عزیز ضایع کرتے رہتے ہیں۔ اور سوائے ہوا و ہوس و آسایش کے کسی کو کسی کے حال کی پرواہ و خبر تک نہیں ہے کہ ہماری قوم کس مصیبت و آفت میں مبتلا ہو کر فاقوں مر رہی ہے اور دوسری قوموں کی نظروں میں یہ قوم کس طرح ذلیل و بے اعتبار ہے۔ اب اخبارات میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ چین و روس کے نیز کسی قدر ایران کے مسلمان کچھ بیدار ہو چلے ہیں مگر افسوس کہ مصر کے مسلمان ہرگز خواب غفلت سے نہ چونکے اور اسی گہری نیند میں سو رہے ہیں۔ دلشاد ہی کے نامہ نگار دانا گوار نے لندن میں لیکچر دیا ہے کہ مصطفے کامل پاشا اڈیٹر اللوا نے مصر میں ۸ لاکھ روپے سے ایک یونیورسٹی قایم کرنا چاہی تھی۔ باوجود متمول ہونے رعایائے مصر کے اب تک یہی قلیل رقم فراہم نہ ہو سکی جس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ باشندگان مصر نہایت آرام طلب ہیں۔ حمیت اور حکومت مصر بھی نہایت کمزور اور عیش پسند ہے۔ راجہ بڑودہ کی سی بھی ہمت اپنی رعایا کو تعلیم دلانے میں نہیں ہے۔ جہاں کی رعایا و حکومت کا یہ حال ہو۔ بھلا وہاں کے مسلمان کیا ترقی کر سکتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر ہندوستان کے مسلمانوں کی جہالت و عیش پسندی و نا اتفاقی و فضول خرچی پر افسوس ہے کہ اپنے جا بجا متمول مالدار معزز روسا نیز ممتاز زمیندار جاگیردار تعلقدار مگر پھر خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور اسی خواب ذلت میں پڑے آرام سے سو رہے ہیں۔ اور آفت یہ ہے کہ جگانے سے بھی تو نہیں جاگتے ہیں گو پہلے مسدس حالی کی تعلیم کے واسطے ایک خاص علم چاہیے یہ مضمون مسدس کے سب قایل مولانا الطاف حسین حالی کی زیارت کے سب فریفتہ۔ مگر کیا ممکن کہ مضمون پر کوئی عملدرآمد کرے۔ زبانی دخل بہت کچھ باوجود سب کو جبر و افلاس کی سختیوں کے اٹھانے و برداشت کرنے کی اسی رفتار جہالت پر مستعد آمادہ ہیں جب ہی سر سید مرحوم نے انڈیا کے مسلمانوں کی بہبود کے واسطے علی گڈھ کالج کی بنیاد ڈالی ہے۔ ہو اتنی اگر انڈیا کے مسلمان ذرا بھی توجہ و قدر کرتے تو اس وقت تک بہت کچھ قابل ہو کر عروج کے زینہ پر چڑھتے نظر آتے۔ مگر افسوس کہ اس عرصہ میں کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ عرصہ دراز میں دو شخص ڈاکٹر ضیاء الدین و شیخ عبد القادر بیرسٹر ایٹ لا چندسال کے بعد مسلمانوں کی پبلک کی بہبود کے واسطے تعلیم پا کر ثابت ہوئے ہیں۔ بشرطیکہ اسلامی پبلک کو جیسی امید ہے وہ کچھ کر دکھلا دیں۔ مگر پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ انڈیا کے ساڑھے چھ کروڑ مسلمانوں میں یہ دو شخص کیا مفید کارآمد ہو سکتے ہیں۔ انڈیا کے ہر مسلمان گھر میں ایک ایسا ہی شخص ضروری ہے مسلمانوں کو ان دو پر بڑا ناز و فخر ہے گو ہونا بھی بجا نہیں مگر ہندو میں تلاش سے صدہا ایسے قابل شخص ہو جو پائے جائینگے یہی وجہ ہے کہ ہندو اور انگریز دونوں کا یہ اعتراض بجا ہے اور مقولہ صحیح ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں لایق و تعلیم یافتہ لوگ بہت کم ہیں جسکی وجہ سے گورنمنٹ انگریزی میں مسلمان مساوات کے حقوق سے محروم ہیں۔ علی گڈھ کالج کے بڑے معزز متمول۔ لایق بیدار مغز کثرت سے ممبر و سرپرست ہیں اول تو سوائے سر آغا خان صاحب۔ اور مستانہ الدعلہ نواب محمد فیاض علیخان صاحب اور شیعہ آدمی بھی بہر بہائی اور آنریبل راجہ علی محمد خان بہادر کے کوئی ایسی فہرست کبھی شایع نہیں ہوئی کہ انہوں نے کوئی رقم معتدبہ کالج مذکور کو دی ہو۔ یا دلائی ہو۔ البتہ ہرسال بماہ دسمبر محمڈن کانفرنس میں سو سو پچاس پچاس روپیہ آمد و رفت میں خرچ کر کے نواب محسن الملک صاحب کے ہمراہی ہو کر لیکچر دینے آتے ہیں چل آتے ہیں۔ گر کرتے دھرتے کچھ بھی نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ زمانہ کی ضرورتیں بیان کر کے صرف ایک تعلیم انگریزی کی تائید کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ سے دو چار سال میں ایک دو مسلمان طالب علم اپنے والدین کا سرمایہ مدت العمر کھو کر لندن سے طرز معاشرت و اخلاق نادرست کر کے بیرسٹری پاس کر آتے ہیں جس سے سوائے آسایش و تمول کے قوم کو کوئی فایدہ نہیں ہوتا۔ نہ اسلام کے استحکام و اتفاق کی امید ہوتی ہے۔ بہی خواہان قوم و معزز ممبروں نے کوئی عملی طریقہ یا صنعت و حرفت کا کوئی صیغہ اسوقت تک جاری نہیں کیا جس سے قوم کو کوئی فایدہ ہوتا۔ طلبا کو صرف انگریزی تعلیم دیکر بیرسٹری پاس کرا دینا کافی و مفید نہیں ہے بلکہ ڈاکٹری و انجنیری و ملاسفری ہیں بھی جسکی نہایت ضرورت گورنمنٹ کو ہے۔ اور قابل قدر ملازمت حاصل ہو سکتی ہے طلبا کو ناچاہئے تھا تھوڑا عرصہ گذرا کہ جناب سر آکلینڈ کالون صاحب بالقابہ لفٹیننٹ گورنر الہ آباد نے سر سید مرحوم سے چند مسلمان طلبا انجنیری پاس شدہ مسلمان بلوچستان بھیجنے کو مانگے تھے تو سر سید مرحوم نے فرمایا تھا کہ بوجہ کمی چندہ ایسے طلبا کالج مذکور میں تیار نہیں ہو سکے۔ اسوجہ سے ایسے اشخاص کے پیش کرنے سے معذور ہیں۔ اس جواب پر لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ نے دریافت فرمایا کہ کیا دو چار برس میں ایسے ہونہار دے سکتے ہو تو جواب نفی میں ملا۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ کمی تعلیم کمی سرمایہ کا باعث ہے۔ تاوقتیکہ یہ دونوں کمیاں جو لازم و ملزوم ہیں دور ہونگی قوم کو ترقی نہیں ہو سکتی نہ قوم کو آسایش ہو سکتی ہے۔ ترقی و آسایش تو در کنار۔ قوم زندہ ہی نہیں رہ سکتی۔ اسوقت جسکا مسلمانوں کی لیاقت پر ہر طرح سے توجہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ سب سے مہتم بالشان ایک یہ امر خاص توجہ کے قابل ہے کہ مسلمانوں کے ریفارمر و بہی خواہان قوم خدا خدا کر کے مدت تمام بہت عرصہ میں کسی ایک مسلمانوں کو کسی قدر سلایق بنا کر کچھ کا کچھ سے کہ قابل طیار کرتے ہیں کہ سو پچاس لایق کے برابر ایک گھر کسی زمیندار تعلقہ دار و جاگیردار کا لعب قرضہ تباہ ہو جاتا ہے جس سے قوم کو ترقی در کنار اور تنزل ہو جاتا ہے اسکے انتظام و انسداد کی اسوقت نہایت ضرورت ہے کمی تعلیم ہی کی وجہ سے مسلمانوں میں قومی ضرورتوں کا احساس نہیں جسکی وجہ سے یہ سب کچھ خرابیاں لاحق ہو رہی ہیں حمید آباد سی بڑی ریاست۔ اور پھر وہاں کا انتظام غیر لوگوں کے ہاتھ میں۔ یہ بھی مسلمانوں کے لایق نہ ہونے و کمی تعلیم کا باعث ہے۔ ریاست حیدرآباد کی بہت بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے اور متمول ہے۔ مگر افسوس کہ کسی قابل نہیں۔ قوم کو کیا فایدہ پہنچا سکینگے۔ اپنی ذات کو فایدہ پہنچانے کا مادہ نہیں۔ کسی مغربی علم و تمدن سے واقف نہیں۔ معزز ممبران علی گڈھ کالج کو اسکی طرف بھی خاص توجہ چاہیے۔ سب سے بڑی مسلمانوں کا فخر ایک سلطنت روم ہے۔ وہاں کی اصلاح کی اسوقت نہایت ضرورت ہے کہ کسی طرح عرب کی جہالت و لوٹ کھسوٹ و بدمعاملگی و بے مروتی و خود غرضی کم ہی نہیں ہوتی۔ سلطان خلیفۃ المسلمین کہلائے جاتے ہیں۔ اور پولیٹیکل تاجدار اعلیٰ میں شمار ہوتے ہیں۔ مگر انہوں نے کوئی رفتار آج تک ایسی خیال نہیں کی مشرکوں کی درستی انہار کی توسیع۔ انتظام صفائی و روشنی و نیز فی زراعت و حفظ امن کا کافی طور سے انتظام تو در کنار اب تک۔ اپنی رعایا کو کسی قسم کی تعلیم تک نہیں دلوائی۔ نہ عرب کے حملہ وحشی مسلمان اب تک درست ہو جاتے۔ اور سلطنت کی خدمت و وفاداری کو اپنا فرض عین جانتے۔ انبیا علیہم السلام والصلوٰۃ کے زمانہ میں جیسے عرب جاہل و ڈاکو تھے ویسے ہی ہیں۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ عرب میں دو مہتمم بالشان مقام ہیں۔ جہاں دنیا بھر کے مسلمان ہر سال بکثرت جاتے ہیں اور حجاج اکثر

بیرحمی سے لوٹے جاتے ہیں کہ انشاء کی دسوں سال کی کمائی کسی غریب شخص کی وہاں کے معلم و مطوف لوگوں کو بھی کافی نہیں ہو سکتی - اونٹ کا کرایہ - شریف مکہ کی سختی - دلالوں کی دلالی - بدو گرگوں کا قدم قدم پر "یا شیخ بخشیش" مانگنا اور کہنا ہم ہی کیا اچھا حاجی ہے - جبکہ سلطان سے اسکا ہی انتظام نہیں ہو سکتا تو بھلا وہاں جاکر مسلمانوں کو کیا آسایش ہو سکتی ہے اور سوائے حصول ثواب حج اور کیا دلچسپی ممکن ہے - اور وہاں کی سیر و سیاحت تو خواب پریشان ہے - اگر سب جگہ امن ہوتا - سامان آسایش کا انتظام ہوتا سڑکیں درست ہوتیں تو آج ہر گوشہ کے مسلمان - بے انتہا وہاں کی سیر و سیاحت کر مستفیض ہو کر بہت سے سالک و تجربہ کار ہو جاتے اور اپنی قوم کو فایدہ پہنچا سکتے تھے - بخلاف فایدہ پہنچانے کے جو دیکھو وہاں کی آفتوں و مصیبتوں و زیر باری سے نیم مردہ ہو کر آتا ہے - زبان پر عرب اور دل میں نفرت - ایک بیس ہی کا عدد تین بیس سے ڈیڑھ ہزار ہو گیا - فاقہ و تکلیف سہنی پڑی جاتی ہے ہمیشہ کمیشن تحقیقات کو جاتا ہے - کیا ہی کر لا نتیجہ وہیں اگر سلطان سے امن کا اطمینان دلا دیا ہے - اگر سلطان روم جو اس وقت بانیان اسلام کے جانشین ہیں اور خلیفۃ الاسلام کہلاتے ہیں - اپنی رعایا نشل گورنمنٹ انگریزی کے کر لیتے اور اپنی سلطنت جمہوری قایم کر دیتے تو سلطان کو بے انتہا اطمینان و فایدہ کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو بھی بہت ہی فایدہ پہنچتا - آج دنیا بھر کی گورنمنٹوں میں گورنمنٹ انگریزی سے کوئی بہتر و منتظم نہیں ہے - اسی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان نہایت رحمدل مہمان نواز فراخ حوصلہ - عالی ہمت سیرچشم مہذب - دوست پرور اپنے بادشاہ وقت کی وفادار جاں نثار وقت میں جان و مال تصدق کرنے والے ہیں گو کم علم و بے ہنر ضرور ہیں - یہ جو کچھ بھلائی کا ثمر ہے - وہ انگریزی روشنی و برکتوں کا باعث ہے - اور جو کچھ برائی ہے وہ ان کے ذاتی افعال کا نتیجہ ہے گورنمنٹ انگریزی بمنت اپنی جملہ رعایا کو مثل اپنے لایق بنانا چاہتی ہے مگر مسلمانوں میں قومی ضرورتوں کا احساس ہی پیدا نہیں ہوتا - یہ صرف کمی تعلیم ہی کا نتیجہ ہے - اگر سلطنت روم کی رفتار کسی قابل ہوتی تو ریاست مونٹی نیگرو شکست کر جنگ روم و روس میں روم کی اچھی خدمت کر رہی تھی نوبت وناگوار نہ ہوتی - ایک سلطنت مراقش ہے جس کی ۳۵ کروڑ سالانہ آمدنی ظاہر کی جاتی ہے صبح شام میں بے چراغ ہوا چاہتی ہے سلطان اس کی گو دور و غیر متعلق ہے مگر سلطانی ریاست ہی - اور مولائے عبدالعزیز سلطان ہے سلطان کو اسکی ترتیب و تادیب کی طرف ہر پہلو سے متوجہ ہو کر آپس کی خانہ جنگیوں اور دست بدست سے بچا دینا - مگر سلطان ہیں کہ خلیفۃ المسلمین کہلائے جانے کے مستحق اور کسی اسلامی ریاست کی ترتیب و امداد کی طرف متوجہ ہی نہیں حالانکہ سلطان الوقت بہت بڑا بادشاہ ہے - اگر اپنی نیت بدل دے اور کچھ کرنا چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے

روم عرب کے جنیدوں کی مصیبت آئے دن انڈیا کے مسلمانوں ہی پر رہتی ہے اور انڈیا کے مسلمانوں کی مصیبت کے وقت سلطنت روم یا اُسکے باشندے مطلق پروا نک نہیں کرتے - غرضکہ یہ سب کچھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی کمی تعلیم کا نتیجہ ہے جس سے سر سید مرحوم کی غرض حاصل ہونے کی کوئی امید بظاہر نہیں آتی پر ضرور کہا جا سکتا ہے کہ جہلائے عرب بھی اسوقت ہند کی مسلمان کو تہ بیدار ہو چلے ہیں - بشرطیکہ ممبران کالج علی گڈھ اسوقت پہلے سے زیادہ کچھ ہمت کریں اور جو ہونا چاہیے وہ کر دکھائیں - وقت کا بہت بڑا مقتضا ہے - ذرا سی چندہ ہی آپ معززین ممبران محمڈن کالج کی سعی و ہمت کر دو ہونہار مسلمان جن میں قومی ہمدردی کی روح پھونک دی گئی ہے بہت کچھ مشکور ہیں کہ جو ڈپوٹیشن امسال کے شملہ پر والیسرائے ہند کے حضور مسلمانوں کے طلب و حفاظت حقوق میں گیا اور ڈپوٹیشن کی عرضداشت کو جواب گو والیسرائے نے کوئی صریح و صاف اقرار نہ کیا مگر آیندہ غور کرنے کی تقریر گونہ تسلی کر دی - ابتدائے سلطنت انگریزی سے اسوقت تک ایسا اسلامی ڈپوٹیشن کا جانا نہیں سنا گیا - مسلمان فرقہ جو آپ کی قدر کرے وہ کم ہے اور یہ معاملہ تاریخ کے کارنامہ کا اندراج ہونے کے قابل و لایق ہے اگر ہر سال یا وقتاً فوقتاً سال بھر میں اسی طرح چند سال تک مسلمانانِ مذہب اسلام کے خدمتیں بطور یادگاری ہمیشہ ممبران ڈپوٹیشن کی طرف سے تحریک ہوتی رہی - اور دیگر انتظامی معاملات و رفع تکالیف کے بارہ میں توجہ دلائی جاوے تو

کیا عجب کہ ایک دن مسلمان اپنی اغراض میں کامیاب ہو جاویں - یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ایران میں پارلیمنٹ مقرر ہونے سے اسلامی ممالک کو بہت کچھ اطمینان ہوا تھا کہ پھر ایران کے دن پھرے مگر وہاں کی رعایا اپنی کم علمی سے اُسکی قدر نہیں کرتی اور بے سبب شورش مچا رکھی ہے گویا اس وقت نعمت غیر مترقبہ کو موہنہ پھیر رہے ہیں - خدا کرے انجام بخیر ہو -

المختصر میری رائے ناقص ہے کہ اسوقت جملہ اغراض کے واسطے محمڈن کالج علی گڈھ مرکز اسلامی بنایا جائے اُسکی شاخیں جہاں جہاں مناسب ہوں کھولی جاویں ہندوستان میں ۶۲ کروڑ مسلمان ہیں اسوقت نہایت محبت کے ساتھ فی کس عمر ایک روپیہ چندہ حاصل کر کے اغراض ذیل کی تکمیل کی جاے کوئی آنہ دو آنہ کوئی دس بیس - کوئی سو پچاس کوئی ہزار دو ہزار کوئی لاکھ دو لاکھ دیگا تو بالفرض فی کس ایک روپیہ حاصل ہو سکتا ہے پھر مسلمانوں کو بل دو دن رات جو گنی ترقی ہوگی اسوقت ساری دنیا کے مسلمان دیکھ لینگے کہ ہند کی مسلمانوں نے اس مردہ قوم کو دوبارہ زندہ کر دکھلایا مگر یہ بہ تصور معزز ممبران علی گڈھ و اُن کے خاص ایجنٹوں اور بڑے بڑے رؤسائے شہر و قصبہ - اور رفیقا مردوں کے جد جہد اور شب و روز کے دورہ سے حاصل ہو سکتا ہے - ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ ایسی تحریک اس قدر روپیہ حاصل کر سکے - اسمیں ہمدردی و دیانت داری کی خاص ضرورت ہے - مثلاً آپ جیسے معزز ممبر بھائیوں سے با مداد جناب مولوی محمد خلیل الرحمن و مولوی محمد فضل حق صاحبان وغیرہ ادھر اُدھر با مداد جناب نواب عبدالمجید خان و جناب مرجود حسن خان صاحبان تحصیلدار علے ہذا القیاس شہر سے - و جناب مرزا اعماد علی بیگ صاحب سب جج پنشنر با مداد مرزا نصیرالدین صاحب تحصیلدار و منشی عنایت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنران - و منشی مخدوم حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر بندوبست وغیرہ بعداد مردم شماری ہر جبار قصبہ و شہر تا سانی یہ رقم حاصل کر سکتے ہیں - جناب نواب عبدالسلام خان صاحب پنشنر جج رامپور سے با مداد اپنے صاحبزادہ ابن میاں ایڈیکانگ نواب صاحب و دیگر اہلکاران صاحبزادگان ریاست بہت کچھ رقم حاصل کر سکتے ہیں قوم کے خاص ہمدرد جناب نواب محمد عبد الحمید خان صاحب ڈپٹی کلکٹر جو بالفعل ریاست رامپور کے مالی محکمہ کے مدار المہام مقرر ہوئے ہیں - قومی ہمدردی و لغیدہ دلدادہ ہیں - اس معاملہ میں نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوں گے - یہ ہر سہ بزرگ قومی ضرورتوں کو لوضاحت ظاہر کر کے جناب لفٹ ایضاً - بہادر رامپور سے بھی بہت کچھ امداد لے سکتے ہیں -

یہ بھی درخواست کی جاتی ہے کہ جناب نواب محمد عبد الحمید خان صاحب کو ممبر کالج بنایا جاوے جناب ثنا اللہ الدولہ نواب محمد فیاض علی خان صاحب جو ہمیشہ اپنی جیب خاص سے اس کار خیر میں بہت کچھ دیتے رہتے ہیں - اسوقت اپنی قوم کے رہسار و لا خانیوں سے دھنکھول لگا اور حرکات سے لاکھوں روپے حاصل کر سکتے ہیں نیز ریاست جرپور و ریاستہائے ملحقہ میں آپ کا بہت بڑا اعزاز و اثر ہے - آپ کا کام و محویت سے بہت کچھ حاصل ہو سکتا ہے - اسیر جناب ہز ہائینس آغا خان صاحب بمبئی و اطراف بمبئی میں بااثر بزرگ ہیں - آپ کی توجہ خاص سے لاکھوں روپیہ حاصل ہو سکتا ہے اسی طرح جناب نواب محسن الملک صاحب بہادر ارکان حیدرآباد کی امداد و توجہ سے بے انتہا رقم حاصل کر سکتے ہیں - اسی طرح ہر معزز ممبر خطہ ادھر تا سانی بہت کچھ وصول کر سکتے ہیں - اسوقت بنائے ایزدی محمڈن کالج علی گڈھ کا ہر ایک ممبر معزز و با اثر ہے - اگر کرنا چاہیں تو سب کچھ کر سکتے ہیں - اور اگر گھر بیٹھے ہی زبانی مسلمانوں کی ضرورتیں ظاہر کی جاویں - اور زبانی جمع خرچ کرتے جاویں تو کیا نتیجہ ذاتی اغراض کے واسطے بھیک مانگنا تو شرم کا باعث ہوتا ہے - اور قوم کی بھلائی کے واسطے بھیک مانگنا عزت کا باعث ہے - ایسی بھیک مانگنے میں اسوقت کسی ممبر کو شرم نہ کرنی چاہیے لیکن ممبران محمڈن کالج علی گڈھ لے سہسوان - بدایون - کاکوری و ملاقہ بلیہ بہت کے رایے صاحبان و تعلقداران اودھ کیطرف کہ جو بڑے متمول اور تعلیم میں حصول چندہ کی طرف توجہ نہیں جناب حاجی علی محمد خان صاحب رئیس محمود آباد ایسے بزرگ ہیں کہ لاکھوں اپنے پاس سے دینگے اور لاکھوں اور سے دلوا دینگے یہ جو ضروری قابل گذارش ہے کہ امسال جو محمڈن کانفرنس ماہ دسمبر کس مقام پر

جاتی ہے اور اس سال کراچی جائیگی گو وہ بہت کار آمد و ضروری ہے مگر کچھ ہوں ہمکو اخراجات کی برداشت کی قابلیت نہیں ہے۔ وہ خاص خاص مقام کے واسطے مناسب ہے۔ اس طریقہ سے جب تک کچھ سرمایہ قائم ہو نہایت دراز چاہیئے۔ اسوقت تک صدہا مسلمان جاگیردار تعلقدار جاتے رہینگے۔ بلکہ یہ طبقہ زندہ ہی نہیں رہیگا۔ اسوقت ہی قوم کے سنبھال لینے کی ضرورت ہے۔ اسوقت لاکھوں روپیہ چندہ حاصل کرنیکی غرض سے ہر ایک صوبہ یا اسکے ایجنٹ کو دو ایک معزز عالم و لیکچرار جو حسب حال زمانہ وعظ کہنے و لیکچر دینے کے قابل ہوں ہمراہ لیکر دورہ کرنا چاہیئے۔ ملا عبد القیوم صاحب مغفور نے ایک عالم ہمراہ لیکر حیدرآباد و حجاز ریلوے کو دستخطی دورہ کیا تو لاکھوں روپیہ حاصل کرکے باب عالی کو بھیجدیا یہ ساڑھے چھ کروڑ زیادہ زیادہ تین برس میں حاصل ہو جائیگا حصول چندہ کے وقت سے ہی کمیٹی ساری اغراض مندرجہ اشتہار میں صرف ہونا شروع کر دیا جائے۔ تا لوگوں کو چندہ دینے میں رغبت و جرات ہو اور عملی طریقہ ظاہر ہونے لگے اس کا ایک یہ فائدہ بھی متصور ہے کہ لاکھوں بیکار مسلمان جو بیکار پھرتے ہیں ان محکموں میں ملازم ہو کر آرام سے بسر کرنے لگینگے جو ہر طرح عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونے کا باعث ہونگے۔ (باقی آئندہ)

راقم محمد اسمعیل حسین از قصبہ بھیرا لون

سرکاری مدرسہ میں بلیک ہول کا نظارہ

[illegible] اٹھارہویں صدی عیسوی

کے واقعات میں ایک ایسے حادثہ کا ذکر ہے کہ جسکو سنکر ہر فرد بشر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس حادثہ کا نام حادثہ بلیک ہول مشہور ہے۔ بنگالہ کے نواب سراج الدولہ کے حکم سے سینکڑوں گورے گورے ہمجنسوں کا ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند کیا جانا ہمیں معلوم تاریخی اعتبار سے کہاں تک درست ہے۔ مگر اس فرضی یا حقیقی واقعہ کی سرگذشت دردانگیز ضرور ہے۔ جو لوگ اس حادثہ کو صرف افسانہ یا ایک جھوٹا قصہ جانتے ہیں کہ ایک انسانی طبیعت دوسرے ہمجنسوں پر ایسا سخت ظلم روا نہیں رکھ سکتی وہ آج کل ایک دفعہ ہوشیارپور ضرور تشریف لائیں۔ تاکہ اس مشہور تاریخی حادثہ کی زندہ مثال اپنی آنکھوں دیکھ لیں۔ یہاں کے سرکاری مدرسہ کا محمدن بورڈنگ ہاؤس ہیڈ ماسٹر صاحب بہادر کی نظر عنایت سے ایک ایسے مکان میں واقع ہے جو دیسی تو کوٹھی کے نام سے مشہور ہے مگر رہنے والوں کی کثرت سے بلیک ہول کے تاریک قید خانہ کو یاد دلاتا ہے۔ حادثہ بلیک ہول میں تو قیدیوں کو صرف ایک رات گزارنی پڑی تھی اور اس میں بھی بہت سے لوگوں کو موت نے دن نکلنے سے پہلے ہی آفت سے نجات دیدی تھی۔ مگر اس بورڈنگ ہاؤس کے نوعمر بیگناہ قیدیوں کی نہ تو موت ہی دستگیری کرتی ہے اور نہ ہیڈ ماسٹر صاحب ان کی حالت زار پر رحم کھا کر انکے لئے کوئی کشادہ جگہ مہیا کرتے ہیں۔ وہ ایک رات کی تکلیف کہ جسکے بعد موت کے ذریعہ ہمیشہ عذاب سے نجات مل جائے اس سے کہیں آسان ہے کہ موسم گرما میں مہینوں تک ایک ایسے مکان میں رہائش کی جائے کہ جس میں کثرت تنفس سے دم ناک میں تو آ جائے۔ مگر قفس عنصری سے پرواز نکرے۔ اس بورڈنگ ہاؤس میں جگہ اسقدر ناکافی ہے کہ جب تک سب طلباء کی چارپائیاں ڈیسک (desk) اور سٹول ایک دوسرے سے ملا ملا کر نہ بچھائے جائیں کبھی سارا سامان رکھا نہیں جا سکتا۔ چارپائیاں جو پٹی سے پٹی ملا کر بچھائی جاتی ہیں ان سے کمروں میں ادہر ادہر چلنے پھرنے کے لئے ذرا جگہ نہیں رہتی۔ اور طلباء کو مجبوراً چارپائیوں کے اوپر ہی اوپر آمدورفت کرنی پڑتی ہے بعض طلباء کی اس سے بھی زیادہ خراب حالت ہے۔ ان کے صندوق اور سٹول کہیں پڑے ہیں اور چارپائی کے لئے کہیں جگہ ملی ہے۔ اس بورڈنگ ہاؤس کے بورڈروں کی حالت کا اگر جیلخانہ کے قیدیوں کی حالت سے مقابلہ کیا جائے تو بلاشبہ آخر الذکر آرام میں نظر آتے ہیں پہلے مسلمان طلباء بھی اسی بورڈنگ ہاؤس میں رہتے تھے جو سکول کے ساتھ بنا ہوا ہے۔ مگر گذشتہ پولیٹیکل شورش کے بعد جب طلباء آریہ سکولوں کو چھوڑ کر سرکاری مدرسہ میں داخل ہونے لگے تو لڑکوں کی تعداد بہت بڑھ گئی آخر ہیڈ ماسٹر صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ پرانا تمام بورڈنگ ہاؤس اہل ہنود کے لئے خالی کر دیا جائے اور مسلمانوں کیلئے الگ کرایہ پر مکان لیا جائے تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ جسوقت یہ تجویز ہوئی۔ مسلمان طلباء نے ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں مودبانہ عرض بھی کی تھی کہ بورڈنگ ہاؤس میں تبدیل کرنے میں ہمیں سخت تکلیف ہوگی۔ کیونکہ مجوزہ مکان میں جگہ بہت کم ہے۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اس قلت جگہ کے باعث سکول میں مسلمان طلباء کی تعداد میں بھی معتدبہ اضافہ نہیں ہو سکا۔ بیسیوں مسلمان طلباء گورنمنٹ عالیہ کے قائم کردہ سکول سے صرف اسلئے مستفیض نہ ہو سکے کہ محمدن بورڈنگ ہاؤس میں گنجائش نہ تھی۔ قسمت کے کھیل دیکھیئے کہ جس سکول کے مسلمان طلباء اسقدر تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اسی مدرسہ کے ہندو طلباء اپنے بورڈنگ ہاؤس میں بڑے آرام سے گذارہ کرتے ہیں۔ باوجودیکہ اگرچہ مسلمانوں کی نسبت ہندو طلباء زیادہ تعداد میں داخل ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ ہیڈ ماسٹر صاحب بہادر کی فیاضی سے انہیں کشادہ بورڈنگ ہاؤس مل گیا تھا۔ اسلئے سب کو جگہ مل گئی۔ جگہ کی تنگی کے علاوہ مسلمان بورڈروں کو ایک اور تکلیف یہ ہے کہ ان کا مال و اسباب بالکل غیر محفوظ حالت میں پڑا رہتا ہے صبح کو جس وقت طلباء سکول میں چلے جاتے ہیں۔ تو چونکہ بورڈنگ سکول سے ایک میل کے فاصلہ پر قصبہ کمال پور سے باہر ویرانہ میں واقع ہے۔ اسلئے چوکیدار کے نہ ہونے کی وجہ سے مال کے چوری جانے کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے۔ بورڈنگ ہاؤس کے سکول سے اس قدر دور واقع ہونے سے آمدورفت میں مسلمان طلباء کا وقت بھی بہت ہرج ہوتا ہے۔ سکول ٹائم میں جب ۹ بجے رسیس کی چھٹی ہوتی ہے تو ہندو طلباء تو اپنے بورڈنگ ہاؤس میں جا کر جو سکول کے ساتھ ہی ہے۔ آرام کرتے اور کچھ کھا پی کر تازہ دم ہو جاتے ہیں۔ مگر بیچارے مسلمانوں کے لئے وہ وقت کوئی ٹھکانا نہ ہونے کی وجہ سے خوشی دینے کی بجائے وبال جان ہو جاتا ہے تہذیب اور حیا اجازت نہیں دیتی کہ سربازار کچھ کھا کر پیٹ بھر لیں۔ اسلئے بارہ بجے کی چھٹی ملنے کے وقت تک وہ بیچارے بھوکے ہی رہتے ہیں۔ پھر جب سکول بند ہوتا ہے تو ان کو ایک اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے یعنی ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ دیو آفتاب کی غضبناک نگاہیں اس کرہ خاکی کے باشندوں کو پانی پانی کر دیتی ہیں ان کو ایسی سڑکوں پر سے گذرتے ہوئے جہاں سایہ کا نام کو بھی پتہ نہیں ملتا۔ ایک میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ پھر خدا خدا کر کے کہیں بورڈنگ ہاؤس دکھائی دیتا ہے مگر وہاں پہنچ کر بھی ان کو آرام نصیب نہیں ہوتا۔ کیونکہ کثرت تنفس سے نہ صرف ہوا خراب ہوتی ہے بلکہ گرمی اس قدر محسوس ہوتی ہے کہ سارے دن پنکھا جھلکر بھی گذارہ نہیں ہو سکتا۔

اب ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو طلباء اسقدر تکلیف سے گذارہ کرتے ہوں وہ اطمینان قلب سے کس طرح پڑھ سکتے ہیں۔ کاش کہ عالیجناب انسپکٹر صاحب بہادر حلقہ جالندھر اور حضور ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم پنجاب معصوم مسلمان بچوں کی فریاد کو پہنچیں۔ اور ان غریبوں پر ترس کھا کر اس ناقابل برداشت مصیبت سے نجات دلائیں۔ الراقم یکے از مسلمانان ہوشیارپور

علیگڈھ کالج کی شاخیں

ایڈیٹر صاحب! التسلیم! ایک وقت کالج نے اپنی شاخیں دور تک پھیلانا چاہی تھیں چنانچہ مارہرہ۔ ریواڑی۔ جلالی۔ چھپرہ۔

اٹاوہ و خاص شہر علی گڈھ وغیرہ مقامات میں مدارس قائم ہوئے۔ انہیں سے بعض ایسے وسیع پیمانہ پر چلے تھے کہ جس سے امید ہوتی تھی کہ ایک زمانہ میں یہ کالج کو بہت کچھ مدد پہنچائینگے۔ اول یہ کہ ان سے بچوں کو اعلی تعلیم کے لئے تیار کرکے علی گڈھ کالج تعلیم پانے بھیجینگے۔ دوم اسطرح کہ کالج ان طلباء کو جو بوجہ افلاس کالج کا اسقدر خرچ برداشت نہیں کر سکتے اور کالج کو ایسے طلباء میں سے اکثر کو کل خرچ اور بعض کو نصف دینا پڑتا ہے بلکہ کم خرچ میں اسی قسم کی تعلیم و تربیت دیں کہ جیسی علی گڈھ کالج میں ہوتی ہے۔ چنانچہ مذکور الصدر مدارس میں سے اسوقت صرف دو ہی مدرسے باقی ہیں جو اپنا کام کر رہے ہیں۔ ایک اٹاوہ ہائی سکول۔ دوسرے چھپرہ مڈل سکول لیکن افسوس کہ

کا اِن کالج مردان کی خبر لینا تو درکنار۔ ان زندوں کی بھی خبر نہیں رکھتے کالج کو جس قسم کے مدارس کو مالی مدد دینے کی ضرورت نہیں اور نہ ایسے مدارس کالج سے کبھی اسکے متمنی ہوئے جو کچھ کالج کو کرنا ہے وہ صرف دو باتیں ہیں۔ ایک تو ایک انسپکٹر کا مقرر کرنا کہ جو وقتاً فوقتاً ایسے مدارس کا معائنہ کرتا رہے۔ اور وہاں کے لوکل ممبروں کو ابھارتا اور جوش دلاتا رہے۔ اور پبلک کے سامنے اُن کی حالت بذریعہ رپورٹ پیش کرتا رہے۔ دوسرے اُن غریب طلبا کو جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن بوجہ عسرت کالج سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بیچارے مایوس نہ جواب دینے کے امداد یا وظیفہ بھیجا رہے۔ آٹھویں جماعت تک چھرہ میں عمدہ تعلیم ہوتی ہے اور انٹرنس تک امداد میں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ

ہم دیکھتے ہیں کہ کالج نے ان ستاروں کی ہوا نہیں کی اور ان سے کچھ فائدہ اُٹھایا۔ کم سے کم ایم اے او کالج کو انہی دو مدرسوں کی خبرگیری کرنا چاہیے۔ کہ ان کے تیار کیے ہوئے طالب علم کالج کی ہر جماعت میں موجود ہیں اور ہر طرح سے کالج میں معزز ہیں۔ مثلاً الصدق احمد خان بی اے کلاس و فٹ بال کیپٹن وہ شخص ہیں جنکو چھرہ سکول نے اے بی سی ڈی سے شروع کرائی اور تین سال میں مڈل پاس اور عربی کی صرف و نحو اور چند رسائل منطق کے ختم کرا کر کالج بھیجا۔ ایسے ہی سید محمود الف اے کلاس انکو وہ سکول کے ہونہار شاگرد ہیں کہ جو کالج میں ممبر اور دیگر طلبا میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ خیال میں نہیں آتی کہ کیوں کالج اسطرف متوجہ نہیں ہوتا؟ اب ایک سوال اور باقی رہ جاتا ہے کہ کالج ایسے انسپکٹر کو تنخواہ اور سفرخرچ کہاں سے دے؟ چنانچہ اسکا جواب یہ ہے کہ عالی جناب ایلسن صاحب سابق پرنسپل کے زمانہ میں یہ بات طے ہو چکی تھی۔ کہ علی گڑھ کالجیٹ سکول کا ایک استاد اس کام کے لئے انسپکٹر مقرر کیا جائے اور اسکا سفرخرچ اور الاونس ایسے مدارس دیں جنپر جہاں تک مجھکو علم ہے سب مدارس بالاتفاق راضی تھے۔ اور شاید یہ مسئلہ اسوقت بھی طے ہوا۔ جب ۱۹۰۲ء میں دہلی دربار کے موقع پر کانفرنس دہلی میں ہوئی تھی۔ چھرہ سکول کے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے کہ جس میں اسوقت ۲۵ کمرے تیار رہنے کے قابل ہیں اور بہت سے زیر تعمیر۔ انتظام ترتیب بہت معقول اور فیس مع خوراک و تعلیم وغیرہ اول درجہ آٹھ روپے اور دوم درجہ چھ۔ اول درجہ میں کھانا دونوں وقت گوشت روٹی ملتا ہے اور دوم میں دال روٹی۔ اور لفافہ چٹھی تک روزانہ فی کس گھی اور چارپائی سیتل مدرسہ سے مفت۔ اسی طرح اماوہ میں کل خرچ ۵ روپیہ مع خوراک وغیرہ ہے۔ کیوں ایسے مفید مدارس کالج فائدہ نہیں اٹھاتا؟ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب اسطرف بھی اپنی خاص توجہ مبذول فرمائینگے۔ کہ جس سے کالج و قوم دونوں کو فائدہ پہنچے۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن کی تھوڑی سی توجہ سے موجودہ سکول اپنے چھرہ والا دہ زیادہ ترقی کرینگے اور دیگر مدارس جو اب بند پڑے ہیں۔ پھر زندہ ہو کر از سر نو اپنا کام شروع کرکے قوم کے لئے برکت اور رحمت ثابت ہونگے۔ راقم خیر طلب سعادت تعلیمان۔ ہیڈ ماسٹر شروانی اسکول چھرہ

انجمن نعمانیہ لاہور کا بیسواں سالانہ جلسہ

کو اسکے اپنے مکان واقع ٹکسالی دروازہ کوچہ سید مٹھا شاہ مرحوم میں بتواریخ ۲۷-۲۸-۲۹ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ شعبان المعظم ۱۳۲۵ ہجری بلایام جمعہ ہفتہ اتوار ہونے والا ہے جسمیں انشاءاللہ تعالے مشاہیر علما مقررین۔ ناظمین شریک ہو کر حاضرین کو اپنے فیض بیان سے مستفید فرمائینگے برادران اسلام اس عظیم جلسہ دینی میں جس میں کوئی دنیوی شائبہ نہیں ہے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں اور انجمن کی امداد قلمے درمے قدمے فرماکر ذخائر حسنات جمع فرماویں۔ جو صاحب اپنا تحریری مضمون یا نظم بھیجنا چاہیں وہ قبل از ۱۰ ستمبر ۱۹۰۷ء ارسال فرماویں۔ اور جو صاحب شریک جلسہ ہو کر انجمن کی عزت افزائی فرمانا چاہیں۔ وہ اپنی تشریف آوری کی اطلاع مع تعداد ہمراہیان ۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء تک مطلع فرماویں۔

المشتہر خاکسار

تاج الدین احمد وکیل چیفکورٹ سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور

منقولات

ساسانی عجائبات

مشہور فرانسیسی محقق مسٹر ایم ڈی مارگن جو ایران میں قدیم چیزوں کا پتہ لگا رہے ہیں۔ مقام سوسہ سے لکھتے ہیں کہ چند دنوں میں بہتیری چیزیں عجیب و غریب سلوات کی زمین سے برآمد ہوئی گئی ہیں جبکہ سوسہ کی معدن کنی میں مصروف تھے تو انہیں چاندی کا ایک مربع آفتابہ اور چمچہ ملا جو دونوں ہخامنشی سلاطین کے زمانہ کی ہیں۔ یہ چیزیں اب تک اچھی حالت میں ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کی صنعت سے تیار کی گئی ہیں۔ ۱۵ہاتھ زمین اور کھودی گئی تو ترازو کے دو پلے ملے۔ جنکی صورت لطف کی سی ہے اور جن پر کتبے منقش ہیں۔ اسی غار میں بے سر کا ایک بت بھی دستیاب ہوا۔ جو نصف قد آدم کے برابر ہے۔ یہ بت زرد رنگ کے اس مردہ پتھر سے بنایا گیا ہے جس سے چونا پھونکتے ہیں۔ اس بت کو چاروں طرف بھی کتبے ہیں۔ اسکے علاوہ سنگ سیاہ کا ایک تختہ ملا ہے جسپر ایک طرف تو کوئی دیوتا بیٹھا ہوا ہے اور اسکے آگے دو بت کھڑے ہیں۔ اور دوسری طرف حروف کندہ ہیں جو غالباً اسی زمانہ کی مذہبی کتابوں کے ہیں۔ یہ تختہ ۲ فٹ اونچا ہے۔ اور ابھی تک اچھی حالت میں ہے۔ کتبہ کا ایک حصہ حاتم کر زمانہ کا ہے تختہ کا کچھ حصہ منقش بھی ہے۔ نصف قد آدم لمبا ایک بادہ بت بیٹھا ہوا ملا ہے جس کی قدامت کا پتہ نہیں چلتا۔ اس بت کی ساخت میں غایت صنعت سے کام لیا گیا ہے۔ عراق عجم کی دستکاریوں میں یہ نادر تصور کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تختہ عراق عجم سے سوسہ میں لایا گیا تھا۔ بہتیری اشیاء بھی نکلی ہیں جنپر عہد قبطیسی کے کتبے ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ ساسانی زمانہ کی کسی عمارت کی دیواریں بھی ملی ہیں جو اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں۔ دیواریں ۱۲ سے ۱۶ فٹ تک اونچی ہیں اور چوحدی ۔۔ امربع فیٹ دیواروں کی موجودہ حالت سے یہ پتہ لگتا ہے کہ کسی زمانہ میں حملہ آور دشمن سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ ہم خیال ہے کہ اسکے اندر کچھ اور نادر چیزیں دستیاب ہوں یہ دیواریں منہدم کردی گئیں۔ تو بہتیرے ظروف جن کی قدامت کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ پائے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عہد قدیم میں یہ جگہ گورغریباں کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔ (دارالسلطنۃ کلکتہ)

گندم نما جو فروش

دہلی کا مقتدر اور سولسٹی خبار۔ آفتاب مسطراز ہے کہ بنگال میں جو ہو رہا ہے ناظرین پر عیاں ہے۔ قابل غور یہ ہے کہ راولپنڈی کا مقدمہ لوٹ میں ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا قید ہے انپر الزام یہ ہے کہ انہوں نے ہندوؤں کے خلاف مسلمانوں کو اغوا کیا۔ اور ہندوؤں کو لوٹا جن لوگوں نے ایسا کیا وہ قابل سزا ہیں۔ مگر یہ کیونکر قرین قیاس ہے کہ ۲۲۵ مسلمان جو اسوقت حوالات میں ہیں سب ملزم ہیں۔ تین مسلمان حوالات میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ پسماندگان دو مہینے سے حوالات میں ہیں۔ اُن کی ضمانت بھی منظور نہیں ہوتی اور نہ معلوم کب تک یہ مقدمہ طول پکڑے۔ جب وقت سے موجودہ شورش شروع ہوئی ہم نے نہایت افسوس سے دیکھا۔ وہ گندم نما جو فروش اخبار جو پہلے ہندو مسلمانوں میں اتفاق کے خواستگار رہتے تھے۔ اب مسلمانوں کے دشمن ہو گئے۔ امرت بازار پترکا کی تو شکایت فضول ہے یہ تو محض اسلئے قائم ہے کہ مسلمانوں کی توہین کرے مگر پنجابی کے حال پر سب سے زیادہ تاسف ہے ایک زمانہ تھا کہ پنجابی کا ایڈیٹر (اپنے زعم میں) ایک مسلمان کی پشتی کرنے پر قید خانے بھیجا گیا تھا اور اب ایک یہ زمانہ ہے کہ پنجابی کا ایڈیٹر مسلمانوں کے خلاف لکھ رہا ہے اور پھر اتفاق کا دعوی ہے راولپنڈی کے گرفتارین کی نسبت بیان کیا جاتا ہے بڑا ظلم ہے کہ اُن کی ضمانت بھی منظور نہیں کی جاتی۔ مگر یہ انصاف مانا جاتا ہے کہ بنگال کے مسلمانوں کی ضمانت نہ منظور کی جائے۔ مناسب ہے کہ اسوقت کم از کم یہ اخبارات اپنا رویہ قومی کریں۔ ورنہ بجائے اتفاق کے نفاق کی آگ زیادہ بھڑکیگی۔

ہندوستان کی خبریں

ریلوے کانفرنس کا آیندہ اجلاس شملہ میں تاریخ ۲۳ ستمبر منعقد ہوگا۔

گورنمنٹ ہند نے دریائے گنگ کے پل واقعہ کانپور کے علاوہ جسکی خبر گذشتہ اشاعت میں طبع ہو چکی ہے مفصلہ ذیل پلوں کے بھی محصول کی موقوفی منظور فرمالی ہے۔ گنگا کا ڈفرن برج واقعہ بنارس۔ رام گنگا کا پل واقعہ رامپور۔

سر ڈینزل ایبٹسن بہادر با افادہ اس دوشنبہ کو منصب لفٹیننٹ گورنری پنجاب کا چارج لینے والے تھے مسٹر گورڈن واکر نہ آنر کو میج دے کر اپنے اصلی عہدہ فنانشل کمشنری پنجاب پر واپس ہو گئے ہونگے اور مسٹر ڈوی قایم مقام فنانشل کمشنر ایک مہینے کی رخصت پر جائینگے۔ اور مسٹر لوہیم ینگ بدستور کمشنر بندوبست کا کام کرتے رہینگے ؟

ڈو پلے کالج چندرنگر کے دوسو طالب علم ہاسکاٹ کی سالگرہ منانے کو غیر حاضر ہو گئے تھے دوسرے دن جب وہ حاضر ہوئے تو انہیں دیرہ ہ غیر حاضری کی پاداش میں داخل کالج نہیں ہونے دیا گیا۔ اب اس معاملہ کی تحقیقات ہو رہی ہے امید ہے کہ پرنسپل کی کارروائی بحال رکھی جائیگی۔

شمالمغربی صوبہ سرحدی میں پچھلے دنوں گرمی کی اس قدر شدت رہی کہ کوئی سلطان رکیو لاین پر جہان کاٹنے ہوئے تین یورپین ہفتہ گذشتہ میں غشی سے جان بحق ہوگئے۔

لفٹیننٹ ہرکت اللہ لنگر رسالہ باستغاثہ حضور وائسرائے کے زاید اڈیکانگ مقرر ہوئے۔

رنگون چیف کورٹ کے چیف جج سر ہارس فوکس بہادر بالقابہ نے لوکل گورنمنٹ کی معرفت گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں درخواست کی ہے کہ عدالت مذکورہ کے لئے ایک زاید جج کے تقرر کی منظوری دی جائے کیونکہ پچھلا بہت سا کام باقی پڑا ہوا ہے۔ غالباً مسٹر جسٹس موراس مجوزہ ایکٹنگ ججی پر ممتاز ہونگے جو فی الحال مسٹر ایروِن رخصتی کی جگہ کام کر رہے ہیں۔

لارڈ کرزن کی صحت خراب ہوگئی ہے۔ اور آپکے طبی مشیروں نے مشورہ دیا ہے کہ حتےالامکان کام کرنے سے بچیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ آپ اگلے سال پھر ایران اور وسط ایشیا کا دورہ کرنے کو نکلینگے جہاں کی سیاحت لارڈ ممدوح وائسرائے ہند ہونے سے پہلے کر چکے ہیں

ہندوستان کے حسب ذیل طلبا علم معدنیات کے اس امتحان میں کامیاب ہوئے جو گذشتہ جون میں مقام برمنگھم لیا گیا تھا۔ عبدالحفیظ وظیفہ خوار سرکار پنجاب گورنمنٹ پنجاب۔ ستیش چندر دے واجب مرہن سین سرکار بنگورنمنٹ بنگال۔ دو اور بنگالی طلبا رسمیان متمنتہا کمار دے اور بالبیرام بیدور عبدالحفیظ نے پہلا سپیل اور تمغہ بھی حاصل کیا۔

مسٹر دیا شنکر بی۔ اے امرتسری ملازمت سے مستعفی ہو کر فلیڈلفیا (امریکہ) کو طبی تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں آپ ۱۵ ماہ حال کو بمبئی سے جہاز پر سوار ہونگے۔

چیف کورٹ پنجاب کی عدالت دیوانی ۱۴ اگست سے ۱۲ اکتوبر تک بند رہیگی۔

لاہور پولیس نے دس آدمی گرفتار کیے جو شہر کے اردگرد ڈاکے مارتے پھرتے تھے کہا جاتا ہے کہ ان پر کم از کم ۳۸ جرایم عاید ہوئے ہیں۔

بنگال کے راجوں مہاراجوں شرفا اور بڑے بڑے زمینداروں نے حال میں موجودہ بے چینی سے متعلق اپنے ہموطنوں کے نام ایک پُر زور اپیل شایع کی ہے جس میں انہوں نے بعض سپیکروں اور اخباروں کو ان کی بدلگامی اور دریدہ دہنی پر سخت طعن و ملامت کی ہے۔

طاعونی رپورٹ بابت ہفتہ مختتمہ ۳ اگست پہلے سے بہت زیادہ طمانیت بخش ہے تمام ہندوستان اور برما کی تعداد اموات گھٹ کر صرف ۱۹۵۹ رہگئی ہے یعنی ہفتہ ماسبق سے ۱۳۷۶ کم پنجاب میں معقول کمی ہوئی یعنی ۳۷۲ بمقابلہ ۱۸۷۰۔ گر بمبئی پریزیڈنسی میں ۱۴۱ کی زیادتی ہوئی اور کل موتیں ۱۱۲۹ ۔ ریاست میسور میں کل اموات ۱۲۹ ۔ اور ۲۹ کی بیشی۔ ریاست حیدرآباد کی اموات بھی پہلے سے ذرا زیادہ ہیں گو کل تعداد ۲۰ سے متجاوز نہیں۔ سندھ میں ۱۱ موتیں اور ۲۵ کی کمی صوبہ متحدہ میں ۱۸ کل اور ایک کی کمی۔ صوبہ سرحدی میں صرف ایک موت ہوئی یعنے پہلے سے ۳۴ کم۔ دیگر علاقہ جات کی حالت تقریباً مثل سابق رہی

مدراس ریلوے کی شمالمغربی شاخ کی لاین بوجہ شدت بارش دو جگہ سے ٹوٹ گئی۔

بمبئی سے ایک بالتصویر ہفتہ وار اخبار موسوم بہ "سپورٹس میگزین" جاری ہوا ہے جس میں دنگل کھیلوں وغیرہ کی بحث ہوا کریگی قیمت فی کاپی ۴ رکھی گئی ہے۔

کولار کی کانہائے طلا سے مفصلہ ذیل سونا روانگی لنڈن کے لئے بمبئی میں آیا جو ماہ جولائی کی دوسری قسط تھی۔ میسور کی کان سے ۶۶۴۳۲۰ روپے کا۔ چمپین ریفس سے ۲۹۴۲۰۰ روپے کا نندی دروگ سے ۲۱۱۳۰۴ روپے ۵ کا۔ اورگام سے ۱۱۷۴۸۰ روپے کا۔ بالاگھاٹ سے ۴۸۱۴۴ روپے ۲ کا۔ کارومانڈل سے ۱۶۳۰۱ روپے ۱۲ کا کل ۱۵۵۵۸۲۵ روپے ۵ کا

پنجاب میں سہ ماہی مختتمہ ۳۰ جون کے اندر حسب ذیل نئے ڈاکخانے کھلے۔ گورداسپور میں ایک لائلپور میں پانچ۔ جالندھر میں ایک ہوشیارپور میں ایک۔ کشمیر میں دو۔ لاہور میں چار۔ منٹگمری میں ایک لودہیانہ ایک۔ ڈیرہ غازیخاں ایک۔ راولپنڈی ایک۔ سیالکوٹ ایک۔ گوجرانوالہ ایک۔ شاہپور چار جہلم دو۔ شملہ ایک دہلی ایک۔

اخبار سٹیٹسمین کو معلوم ہوا ہے کہ کلکتہ کے یورپین سارجنٹوں میں سخت بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔ ان میں آٹھ نے اپنا استعفا بھی داخل کر دیا ہے

کلکتہ میں بایکاٹ کی سالگرہ نہایت خاموشی سے منائی گئی۔ جس میں نہ کچھ غیر معمولی مجمع تھا اور نہ بندے ماترم کے نعرے لگائے گئے۔

تعلیپور کی عدالت سشن سے ایک یورپین کو قلی کے مار ڈالنے پر دوسو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی رقم جرمانہ مقتول کی بیوہ کو دلائی گئی۔

کلکتہ میں ۷ اگست کو اخبار جگانتر و سندھیا کے دفتروں کی تلاشی کے وقت تیس بنگالی نوجوان والنٹیروں اور پولیس کے درمیان سخت فساد ہوا ایک والنٹیر پکڑا گیا۔ باقی بھاگ گئے۔

بارلسیال میں ۵ اگست ۱۹۰۷ء کو ایک نوجوان بنگالی کو گورکھے سپاہیوں نے اتنا پیٹا کہ وہ شاید ہی جانبر ہو سکے۔

مقدمہ بلوہ لاہور کی اپیل سماعت سشن میں ۸ اگست کو پیش ہو کر وکلا کی بحث ختم ہوئی۔ حکم سنانے کے لئے ۱۲ اگست تاریخ مقرر ہوئی تھی۔ چنانچہ اپیل خارج ہوگئی۔

ایبٹ آباد میں ایک آریہ سماجی لیڈر نے سر بازار حضرت رسول کریم صلعم کی شان میں ناسزا کلمات بکے تھے۔ قانونی چارہ جوئی پر وہ ایک سال کے لئے ضلع سے جلاوطن کیا گیا۔

حیدرآباد دکن کے ناظم صاحب دار الضرب ولایت گئے ہیں بعض لوگ انکی نسبت افواہیں اڑا رہے ہیں کہ وہ غبن کر کے بھاگ گیا بعض ڈاکر صاحب کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ؛

اخبار جگانتر کو چھاپنے کے جرم میں جو مطبع بنام "بندے سدر نوا پریس" ضبط کیا گیا تھا وہ ہائیکورٹ سے واگذار ہو گیا۔

مشرقی بنگال کے خصوصاً سلسلہ آسام ریلوے میں حالت امن بدستور مخدوش چلی آتی ہے روزمرہ کوئی نہ کوئی ناگوار واقعہ گذرتا ہی رہتا ہے

بمبئی کے کارخانجات کو اب مال کی کمی فروخت کی کوئی شکایت نہیں رہی۔ کیونکہ چین سے بھی مال کی مانگ ہونے لگی ہے۔

گجرات میں ایک آنہ کے نئے سکے کی بڑی مانگ ہے۔ چند آدمی باہر سے کچھ سکے لائے ہیں۔ لوگ بڑے شوق سے انہیں دیکھنے آتے ہیں۔

مشرقی بنگال کی طرف اب بمبئی میں بھی بنگالی پولیٹیکل مشنری سادھوؤں کے بھیس میں پہنچنے لگے ہیں ؛

یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی کہ امسال کلکتہ سے ایک بنگالی خاتون مس وکٹوریہ مکرجی نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا اور انگریزی انشا پردازی میں اول رہی ہے اسکو ایک طلائی تمغہ انعام ملا ہے۔

لاہور میں زمین کی جو گرانی ہوتی جاتی ہے اسکا اندازہ اس سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کی ایک زمین صرف ۴ مرلے جو کمرشل بلڈنگس انارکلی کے قریب واقع ہے (۱۵۰۰) روپیہ میں فروخت ہوئی۔ حساب کر کے اگر پھیلایا جائے تو زمین (۳۲۰۰۰) روپیہ فی ایکڑ یا (۳۵۰۰) روپیہ فی کنال پڑی۔

لالہ لاجپت رائے نے جو اپیل دلہیرا سے کی درخواست سے ملک معظم کی خدمت میں روانہ کی ہے اسکو کچھ رد و بدل کی غرض سے واپس طلب کیا ہے۔ اجیت سنگھ نے ابھی تک کوئی اپیل نہیں کی بیان کیا جاتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی اپیل کا نتیجہ دیکھکر اپنے متعلق فیصلہ کریگا۔

مس الینر ہنچو۔ ایسی کوسٹن جو کہ امریکہ کی ایک لیڈی ہیں اور چالیس مختلف زبانوں میں ماہر ہیں جنمیں عربی اور دیگر سامی زبانیں بھی شامل ہیں۔ ہندوستان کی مشرقی زبانیں اور مشرقی مذاہب سیکھنے کیلئے اس ملک میں وارد ہیں۔

ملک معظم نے ان چار ہندوستانی فوجی افسروں سے ملاقات الوداع کی جو خاص شاہی اردلیوں میں تھے۔ مگر جنکی میعاد ملازمت ختم ہونے کو ہے انہیں رائل وکٹورین میڈل مرحمت ہوئے ہیں۔ اور ان کی جگہ چار نئے ہندوستانی افسر تجویز ہوں گے۔

ڈاکٹر نیل رتن سرکار کے مکان پر کلکتہ کی ہندو لیڈیوں کا ایک مجمع کنیزبالا گھوش ہیندرناتھ دت ایڈیٹر جگانتر کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے جمع ہوا تھا۔

بقول ٹریبیون سکھر کے ایک ہندو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے حکم دیدیا ہے کہ اسکی عدالت میں دیسی جوتے پہنکر کوئی نہ آوے۔

۵۵ سالہ ملازمت کا قانون ہائیکورٹ کے قائم مقام ججوں پر بھی عاید ہوگا۔

لارڈ منٹو کی دختر لیڈی ویلی ایلیٹ کی شادی ارل آف کرومر کے صاحبزادے وائیکونٹ ایرنگٹن سے قرار پائی ہے۔

افواہ ہے کہ سوال برجن دہلی۔ اخبار آفتاب کے ایڈیٹر سید حیدر رضا بی۔ اے پر مقدمہ چلانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

بمبئی میں جو خبر دادا بھائی نوروجی کے انتقال کی اڑی تھی غلط نکلی وہ بیمار ضرور ہیں مگر بیان کیا جاتا ہے کہ حالت سنبھلتی جاتی ہے

حضور وائسرائے معہ لیڈی منٹو صاحبہ اور لیڈی ایلیٹ کے ہفتہ کی سہ پہر کو روانہ سنو ہجرہ ہوئے

جولائی سنہ حال میں درآمد طلاء و نقرہ کی قیمت ۴ کروڑ ۳ لاکھ روپے تھی اور سال حسابی مختتمہ جون میں ۲ کروڑ ۲۱ لاکھ روپے۔ اور سال مختتمہ جون میں قریباً ۱۵ لاکھ کے روپے مضروب ہوے اور ۲۵ لاکھ کی دونیاں چونیاں وغیرہ۔

دریائے جہلم کی طغیانی سے نہروں کے کناروں کو نقصان پہنچنے کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔

اطلاعنامہ تقسیم حصص رسدی واجب الادا العدالت منتظم بارادہ دو ہزار روپے بمقام امرتسر

(۵۹) مقدمہ نمبر ۱۱ سنہ ۱۹۰۶ء

معاملہ دیوالہ رام چند تانی والا ساکنہ امرتسر

تحریر ہذا کے رو سے اطلاع دیجاتی ہے کہ مقدمہ مندرجہ بالا محکمہ عدالت ہذا میں بتاریخ ۵ (۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء) بوقت ۲ بجے دوپہر تقسیم حصص رسدی کی جائیگی۔

درخواستہائے نسبت تصدیق قرضہ تا ۲۸ (۲۸ اگست ۱۹۰۶ء) تک لیجاویگی۔ بعد تاریخ مذکور کوئی درخواست اس حصہ رسدی کی تقسیم کیواسطے نہیں تصدیق کی جائیگی

بثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت ہذا آج بتاریخ ۹ اگست ۱۹۰۶ء جاری ہوا } دستخط حاکم و مہر عدالت بخط انگریزی

کاشت نیل کے متعلق پہلی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ صوبہ متحدہ میں تخم ریزی بوجہ کمی بارش اکثر کھیتی ہوئی جتنے کہ بعض بعض جگہ اواخر جولائی تک ہو رہی تھی۔ لہٰذا رقبہ زیر کاشت کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ ہو سکنا مشکل ہے۔ تاہم اتنا تو تازہ اطلاعات سے پتہ لگ گیا ہے کہ سال گذشتہ کی نسبت ایکے رقبہ زیر کاشت میں ۲۵ - ۳۰ فیصدی کی کمی پڑی ہے۔ اور کل رقبہ مذکورہ دس گیارہ لاکھ ایکڑ کے لگ بھگ ہوگا۔

مدراس احاطہ کے مختلف مقامات سے بڑے بڑے سیلابوں کی خبریں آرہی ہیں۔ ساحل مالابار کے مقام جو گھاٹ میں تمام مکانات اور فصلیں بہ گئیں۔ ریل کا رستہ مسدود ہے اور لگاتار بارش کی وجہ سے حالت کے اور زیادہ خوفناک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کوچین میں ریلوے لاین کا ایک پل ٹوٹ گیا۔ حکام رعایا کی حفاظت میں کوشاں اور سخت پریشان ہیں۔

بمبئی میں ۸ اگست کو ایک بیل گاڑی ایک برقی ٹریم سے لڑکر چور چور ہوگئی۔ گاڑیبان بھی سخت مجروح ہوا۔ مگر سواریاں بچ رہیں۔

برہما میں سودیشی نمک کی جو بمقابلہ ولایتی نمک کے بہت میلا اور گران ہے آجکل خوب کثرت سے بازاری اور بقیدیری رہتی ہے۔

رنگون میں بندرگاہ کے قلیوں (لوہاروں) پر پانچ روپے سالانہ ٹیکس لگانے کی تجویز تھی۔ پورٹ کمشنروں نے اپنے حال کے اجلاس میں غور و خوض کے بعد اسے مسترد کر دیا۔

پیغام تار مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۶ء مظہر ہے کہ سر جارج سیڈنہم کلارک آئندہ گورنر بمبئی لنڈن سے ۳ اکتوبر کو روانہ بمبئی ہونگے۔

موسمی بارش اور فصلوں سے متعلق ہفتہ مختتمہ ۳ اگست کی رپورٹ ہے کہ سوائے بالائی برہما کے اور کہیں کمی بارش کی شکایت نہیں۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں بھی تھوڑی سی ضرورت باقی رہگئی ہے صوبجات متحدہ میں تسلسل لہلہا رہی ہیں۔ پنجاب میں سوائے ملتان کے کہیں شکایت نہیں۔ اب بنگال کی حالت بھی خاطر خواہ ہے۔

ضلع جہلم کے ایک گاؤں میں آدھی کے قریب آبادی طاعون کی نذر ہوگئی مگر باقی باشندوں کی مستقل مزاجی قابل داد ہے کہ بستی کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

جھنگ میں ۱۰ اگست کو ایک ٹڈی دل آیا جس سے فصلوں کو بھی کچھ نقصان پہنچا۔

کشمیر میں ہیضہ کی وار دات و اموات برابر ہو رہی ہیں۔ پچھلے منگل کو ۱۳ آدمی مبتلا ہوے جنمیں سے فقط ایک جانبر ہو سکا۔ اگلے دن ایک کیس اور دو موتیں ہوئیں۔

ہفتہ عشرہ سے ایک دمدار ستارہ لاہور وغیرہ مختلف مقامات میں دکھلائی دے رہا ہے جو رات کو دو بجے شمال اور مشرق کے درمیان نظر آتا ہے۔

ممالک غیر

(اور تار برقیاں)

ریلوے کمیٹی (لنڈن ۹ اگست ۱۹۰۶ء) ہندوستان کی ریلوے لائینوں سے متعلق کمیٹی نے سرکاری و غیر سرکاری گواہان کی شہادتیں لیلیں اور اپنا اجلاس ختم کردیا ہے۔ سب کمیٹی آیندہ ماہ نومبر میں ہندوستان پہنچیگی۔

شورش مراقش :- (۱) معاملہ کاسابلنکا۔ موروں کا نقصان عظیم۔ اور قونصل خانہ کی حفاظت کاسابلنکا میں گولہ باری ۴۸ گھنٹے تک ہوتی رہی۔ جس میں سنا جاتا ہے کہ موروں کے ایک ہزار نفوس ہلاک و مجروح ہوئے۔ موروں نے سرکاری بنکوں کی ایک شاخ پر چھاپہ مارا اور ۶۰ ہزار کا خزانہ لوٹ لیگئے (لعبکی خبر) تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ ایک بڑی جمعیت کی بہم رسانی کا انتظام ہونے سے پہلے اپنی فوجی پارٹیاں بمقام کاسابلنکا اُتارنے میں فرانسیسیوں نے فاش غلطی کہائی۔ کیونکہ بعض مقامی قبایل نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور شہر کے تمام محلوں میں خوب لوٹ کھسوٹ مچائی۔ اور فرنچ قونصل خانہ پر جہاں بہت سے بناہگزین ٹھہرے ہوئے تھے۔ زور شور سے آگ برسائی۔ (۲) ہو فرنچ قونصل خانہ جو مفسدوں کی دستبرد سے بچا تو نیا ور نر گلیلی نامی توپ کی گولہ باری کے طفیل۔

فرانس کے سرکاری تعیانات ناریں قونصل خانہ کی حفاظت کا حال نہایت دلچسپ پیرایہ میں شایع ہوا ہے (چنانچہ لکھا ہے کہ) ۷ اگست کی صبح کو بعض اہل قبایل نے جو حملے کیے۔ انہیں بڑا بھاری کشت و خون ہوا۔ اور خدا جانے کہاں تک نوبت پہنچتی۔ مگر خیر گذری کہ جاکر و ز رکمک لیے ہوئے بر وقت جا پہنچے جنہوں نے محصورین کو بچا لیا۔ جو گویا بالکل ہی تھک ٹوٹ کے عاجز آگئے تھے۔ فرانسیسیوں کو اس معرکہ میں سات آدمی کام آئے اور دو افسر دس سپاہی زخمی ہوئے۔ کچھہ جوان سپین کے بھی ہلاک ہوئے۔ فرنچ جمعیت کمک نے موقعہ بہ (کاسابلنکا) سے باجنبہ زن تھی جبکہ ہزار اہل قبایل کے ایک حملہ کو بڑی سختی سے پسپا کیا۔ لیکن شہر پہلے ہی عملی طور پر گویا تباہ و ویران ہو چکا تہا۔ مگر اب وہاں امن قایم ہوگیا اور پناہگزین لوگ واپس آرہے ہیں۔ (بعد کی خبر) برٹش قونصل نے بے تار پیام پہنچانے کے ذریعے ایک درخواست کی تہی جسپر ایک سٹیمر جبل الطارق (جبرالٹر) سے بسرعت تمام روانہ مراکش ہوگیا ہے۔

دریائے نیل کی رپورٹ :- (۲) قاہرہ سے ایک پیغام ناز ظاہر ہے۔ کہ امسال دریائے نیل کی سرکاری رپورٹ (متعلقہ سیرابی اراضیات) خراب رہتی نظر آتی ہے۔

پیس کانفرنس کے ایک کمیشن نے بلجیم کی اس تجویز پر بحث کی کہ سنہ ۱۸۹۹ء کے ڈکلیریشن کی تجدید ہونی چاہیئے جسکا منشا یہ ہے کہ بیلوں (غبارہ) سے آتشگیر مادہ کو گرا دیا جاوے۔ روسی اور فرنچ وکلا نے اس تجویز کی بدیں خیال مخالفت کی کہ اس سے فن حرب کی ترقی میں رکاوٹ واقع ہوگی لارڈ ریسے نے کہا کہ جنگی معرکہ آرائیوں کے واسطے بحر و بر کافی ہیں ہوا کو تو رہنے ہی دیا جائے آخر بوجہ عدم اتفاق رائے یہ تجویز مسترد ہوئی۔ اٹلی نے تجویز پیش کی کہ جنگ میں صرف وہی غبارے استعمال ہوا کریں جو کلوں کے ذریعے اڑتے ہوں۔ کیونکہ غبارہ بازی کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ بجائے قطعی ممانعت کے چند قیود عاید کردیجائیں۔ اس تجویز کی بہی جرمنی کی تائید ہوئی۔ مگر جرمنی و فرانس کے قایم مقاموں نے اس سے بہی اختلاف رائے کیا۔

بلفاسٹ میں فوج کو کام میں لانے کا اچہا اثر ہوا۔ اور بہت سے بڑے بڑے کاروبار جو کاریگروں کی ہڑتال سے بند ہوگئے تہے۔ وہ کہلگئے۔

برٹش ٹریڈ (تجارت برطانیہ) کی تازہ رپورٹ مظہر ہے کہ ماہ جولائی کے اندر تجارت درآمد میں ۳۴ لاکھ پونڈ کی بیشی ہوئی۔ اور تجارت برآمد میں ۷۰ لاکھ پونڈ کی۔ خصوصاً فولاد اور دہلی کی مصنوعات اور کلوں کی تجارت میں زیادہ ترقی ہوئی۔

مسٹر ہالڈین نے اعلان کیا کہ ڈیوک آف کناٹ بالقابہٗ بحیرۂ روم کے فیلڈ مارشل کمانڈر انچیف مقرر ہوئے ہیں۔ ہز رائل ہائینس کی ماتحت فوج میں جبل الطارق و جزیرہ مالٹا کی گیریزنیں (قلعہ نشین فوجیں) کریٹ اور جزیرہ قبرص کے دستے اور مصر و سوڈان کی برٹش سپاہ بہی شامل ہوگی۔ مقامی فوج کا نظم

اسلامی دنیا

طہران سے نامہ نگار رائٹر تار خبر دیتا ہے کہ شاہزادہ فرمانفرما جو گورنر آذربائیجان مقرر ہوا ہے واقعہ ۵ ماہ حال کی وجہ سے بلا توقف روانہ تبریز کیا گیا۔ (واقعہ ۵ ماہ حال سے مراد ترکوں کا علاقہ ایران پر حملہ ہے۔ ایڈیٹر)

پارلیمنٹ انگلستان میں بیان کیا گیا کہ ایران کی درخواست پر سفیر برطانیہ متعینہ قسطنطنیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ بارگاہ سلطانی میں امن عامہ کی خاطر مناسب موقع تک صلاح دے۔

کاسابلنکا (مراقش) میں ۷ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو ۲ ہزار جنگی جوان فرانس کی طرف سے پہنچ گئے تہے۔

علاقہ سرکار نظام میں اب کے بارش کسی جگہہ خاطر خواہ نہیں ہوئی۔

اصفہان میں یتیم بچوں کے لئے ایک مدرسہ قایم ہوا ہے۔ طہران میں ایک صنعتی مدرسہ جاری ہونیوالا ہے۔

رشت میں ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے واسطے ایک انسٹیٹیوشن قایم ہوئی ہے

روس کے نارمل سکولوں اور ٹریننگ کالجوں میں آیندہ مسلمان بہی تعلیم پاسکینگے۔

مصر کے انجینیرنگ کالج میں علم الارض کی تعلیم بہی داخل کی جائیگی۔

گورنمنٹ ایران کے لئے جدید وضع کی ۱۴ توپیں فرانس سے منگوائی گئی ہیں۔

ہم نے یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھہ سنی ہے کہ چہوٹے میاں جو احمد آباد گجرات کے ایک معزز شخص اور خاندان عباسی کے ناموروں میں سے تہے چند روز کی علالت کے بعد رہگرائے عالم جاودانی ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ عرصہ دراز تک ریاست بڑودہ میں ایک ذمہ داری کی خدمت پر مامور رہے اور انتقال سے کچھہ مدت پیشتر نواب زادہ نصر اشرفان صاحب ممبر آف دی رولنگ فیملی آف سچین کے مصاحب تہے۔ آپ کو شرقی علوم میں اچہی دستگاہ تہی۔ ہم کو میاں صاحب مرحوم کے صاحبزادہ جناب عباسی سے جو اسوقت بمبئی میں تجارتی کاروبار میں نہایت باخبر اور دیانتداری و دوست نوازی میں مشہور ہیں۔ دلی ہمدردی ہے۔ خدا تعالے مرحوم کو جوار رحمت میں لے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

ریاست حیدرآباد کے دو ریونیو ڈویژنل کمشنر نواب منصور جنگ اور نواب بشیر نواز جنگ بوجہہ کبرسنی پنشن یافتہ ہوگئے اور ان کی جگہہ نواب فرامرز جنگ اور نواب برزو جنگ علی الترتیب مقرر ہوئے ہیں۔

سیٹھہ چراغ الدین تاجر رئیس گجرات کو بصلہ حسن خدمات سرکار کی طرف سے ایک خلعت و سند عطا ہوئی

سلطان المعظم کی تین صاحبزادیوں کی شادیوں کی دہوم دہام سے تیاریاں ہورہی ہیں

حجاج مکہ کے متعلق نئے قواعد منظور ہوئے ہیں۔ جن کی رو سے روانگی حجاز کیلئے صرف بندرگاہ بہی منتخب ہوا ہے۔ طبی ملاحظہ اور جہاز کی صفائی وغیرہ کے متعلق بہی اُن قواعد میں احکامات درج ہیں۔

افسوس کہ میاں رکن الدین صاحب قدیم ملازم سول ملٹری گزٹ لاہور۔ مرض فالج سے ۱۰ اگست کو بعمر ۶۰ سال انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۲ لاکھہ کے قریب جائداد چہوڑی ہے۔

اسسٹنٹ سرجن معراج دین بہیر جلکس کے قایم مقام ایک ماہ کے لئے لاہور کے سیلتھہ افسر مقرر ہوئے ہیں۔

مستورات کی پکار (یعنی ساٹھ سالہ) صحت النساء

جوکہ ایک عالم نے ہندوستان کی عورتوں کی حالت درست کرنے کے لئے ہزارہا روپیہ صرف کر کے صرف پبلک میں مفت تقسیم کرنیکے لئے گیارہ لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر تیار کرایا ہے اسلئے نوٹس ہذا کا مطالعہ کرتے ہی جتنی جلدی مناسب سمجھیں پتہ ذیل سے بالکل مفت منگا کر (جن پر محصولڈاک بھی فنڈ کی طرف سے ہوگا) فی خواندہ آدمی ایک کتاب بالکل مفت تقسیم کر کے دونوں جہانمیں ثواب حاصل کریں

از جنرل منیجر لائبریری بک ایجنسی پرانڈیا جگادھری ضلع انبالہ (پنجاب)

ترجمۃ القرآن اردو

اس ترجمہ کا نرالا نہایت سلیس اور بامحاورہ مگر مستند۔ کیونکہ یہ ایک خاص شخص کا ترجمہ نہیں ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب۔ شاہ رفیع الدین صاحب و شاہ عبدالقادر صاحب کے مشہور عالم ترجموں کو نہایت سلیس عبارت میں بامحاورہ کر دیا ہے۔ اختلاف مذاہب کا پورا لحاظ رکھا ہے خاص مسلک کی تائید نہیں کی گئی اور یہ ترجمہ مولوی نجم الدین صاحب مصنف سیرۃ الشافعی وغیرہ ... سے انجام کو پہنچا ہے۔ ہر ایک شخص اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

... کے علاوہ یہ نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر خوشخط چھپا ہے ... قرائے کی سہولت کے خیال سے صفحہ کے کنارہ پر لکھے ہیں۔ اور صفحہ کے سر پر ... واضح حروف میں لکھا ہے۔

... کامل حروف تہجی کی ترتیب آخر میں شامل ہے جس سے ایک مضمون ... خواہ احکام کے عقاید کے متعلق ہو یا ارکان کے۔ آسانی پوری پوری واقفیت حاصل ہو سکتی ... مسلمان یا حق پسند محقق کو اسکے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

... چھاپے کیونکہ ترجمہ کی ضرورت اکثر انہی اشخاص کو پڑتی ہے جو عربی سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کے لئے عربی متن کی ضرورت نہیں ... شریف کے نسخے کثرت سے مل سکتے ہیں۔ متن کے بغیر ترجمہ چھاپنے میں یہ فائدہ ہے کہ ... آسانی ساتھ رکھ سکینگے۔ تحریر واضح ہوگی جو متن کے ساتھ تحت اللفظ لکھنے میں ... حفاظت کے لئے ... گذشتہ زمانہ میں ضروری تھیں۔ اب چھاپہ خانہ لاہور ... کے سبب انکی ضرورت نہیں۔ اور یہاں سے بڑھ کر قرآن شریف کا متن ... المطہرون کا حکم ہے کہ ہر کس و ناکس کی بے ادبی سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ ... ترجمہ کی نہ صرف مسلمانوں بلکہ زیادہ تر غیر مسلموں کو بھی ضرورت پڑتی ہے اور اس طور سے ... زیادہ عام ہو سکتا ہے۔ تاہم اگر کوئی صاحب چاہیں تو حمائل شریف عربی کے ساتھ جو بالکل نرالے طرز پر ... چھپی ہے۔ ترجمہ یکجا مجلد بھی مل سکتا ہے۔ قیمت کپڑے کی جلد سنہری ... فقط تین روپیہ ...... سے ...... علاوہ محصولڈاک

نجوم الفرقان

یہ کتاب اپنی طرز کی نرالی ہے۔ اور ہر ایک صاحب جو تلاوت قرآن شریف میں سرگرم اور اسکے مطالب و احکام کی تفتیش و جستجو میں مشغول ہے اسکے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ نجوم نہایت کامل مجلدات ہے۔ قرآن شریف کے جملہ الفاظ بقید حروف تہجی اپنے اپنے ماخذ کے نیچے جمع کئے ہیں۔ اور ہر ایک کے ساتھ ان تمام سورتوں اور آیتوں کا حوالہ جہاں جہاں وہ الفاظ واقع ہوئے ہیں بقید نمبر کے دیا ہے۔ اس سے ہر ایک شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر آپ کو کسی خاص مضمون کے متعلق کل تعلقات و حوالجات قرآنی کو معلوم کرنا ہے تو اسکے ذریعے سے منٹوں اور مہینوں کا کام گھنٹوں اور منٹوں میں ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کسی خاص آیت کی تلاش میں ہیں جسکا موقع آپکو بھول گیا ہے۔ اور اسکا فقط ایک لفظ یاد رہ گیا ہے۔ اس نجوم کے ذریعے سے وہ آیت مع اسکے موقع کے ... کہ نہیں لکھتا ہے۔ ماخذ دریافت کرنا عربی صرف و نحو سے ناواقف شخص کے لئے مشکل ہے۔ مگر نجوم میں ایسے جامع قواعد تیار کئے ہیں کہ اس سے ہر ایک شخص تھوڑے سے مطالعہ کے بعد آسانی ماخذ نکال سکتا ہے زیادہ اہم یہ ہے کہ اس نجوم کے حوالجات نمبر سورہ و نمبر آیات کا ... دیئے گئے ہیں جو عموماً قرآن شریف کے نسخوں میں جو بازار میں ملتے ہیں۔ نہیں لگائے جاتے اس میں ایک جدول ایسی جامع شروع میں لگائی گئی ہے جس کے ذریعے سے آیت کا معلوم ہو سکتی ہے ... رکوع کا نمبر معلوم ہو سکتا ہے۔ اور کسی قسم کی دقت آیت کی تلاش میں واقع نہیں ہوتی۔ اسکے علاوہ ایک نہایت اعلیٰ قسم کی حمائل جس کی طرز بالکل نئی قسم کی ہے یعنی جملہ الفاظ ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ بڑی صفائی کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں مع آیات کو ہو ... کی غرض سے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں طبع ہو رہی ہے۔ نمونہ کا ورق درخواست کرنے پر مل سکتا ہے۔ ہم نے ادب کے خیال سے اسکا نمونہ ہند کے ہمراہ شائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس حمائل کے ساتھ اس نجوم کے استعمال میں اور بھی آسانی ہوتی ہے۔ یہ نجوم قریباً ... جزوں پر ختم ہوئی ہے تقطیع ... کپڑے کی جلد۔ سنہری نام کا غذ لکھائی اور چھپائی نفیس قیمت ...... صرف چار روپے ...... علاوہ محصولڈاک

باقی مطبوعات کی مفصل فہرست درخواست کرنے پر مل سکتی ہے

مشتہر

منیجر فیض بخش پریس فیروزپور شہر (پنجاب)

مطبع ... میں منشی فاضل ... غلام محمد مختار سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

امرتسر

فہرست مضامین

تازہ خبریں
ہندوستان کی اقتصادی حالت پر ایک نظر
جاپان کوریا میں (دل لگی)
اسلام اور واقعات حال
ہندو مسلمانوں کا مستقبل
منقولات: الہ آباد یونیورسٹی مسلمانوں سے مخاطب
اعلیٰ حضرت سلطان عبد الحمید خان (خلد اللہ) کی ...
ممالک غیر
ہندوستان کی خبریں
اسلامی دنیا
اشتہارات

قیمت معہ محصول ڈاک

	سالانہ	ششماہی
پیشگی		
ممالک غیر سے	۱۲ شلنگ	۶ شلنگ
امراء و رؤسا سے	عہ	ہے
عام خریداروں سے	ہے	
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	لے	معہ

بغیر قیمت پیشگی وصول کئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہئے

نمبر ۱۴ | مطبوعہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۷ رجب ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۳

تازہ خبریں

مسٹر ہابہاؤس نے لارڈ ردلڈشے کے سوال کے جواب میں پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ یونان (چین) ریلوے کے متعلق مسٹر لسلی کی رپورٹ موصول ہوگئی ہے۔ مسٹر سمیٹن نے دریافت کیا کہ آیا گورنمنٹ واقف ہے کہ مذکورہ بالا لائن تیار ہوگئی تو یونان کی تمام تجارت رنگون کی بجائے سیگون کی طرف منتقل ہو جائیگی۔ مسٹر ہابہاؤس نے جواب دیا کہ گورنمنٹ اس امر کی اہمیت سے ناواقف نہیں۔ لیکن اس وقت اسکی متعلقہ رپورٹیں پیش کرنا بالکل خلاف مصلحت ہے۔

مقام کیسل میں ایک مجمع عظیم نے نہایت جوش سے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کو چیئرز دیئے ملک معظم و قیصر نے افواج کا ریویو کیا اور قلعہ میں کھانا کھایا۔ ڈنر پر نہایت مخلصانہ تقریریں ہوئیں دونوں بادشاہوں نے ہر دو ممالک کے مابین خوشگوار تعلقات کی موجودگی کا ذکر کیا۔ قیصر نے ان دوستانہ خیالات کی قدر کی۔ جو زمانہ دراز سے برطانیہ سے اس ملاقات کا باعث ہوئے۔ اور کہا کہ یہ ہر دو ممالک کے خوشگوار تعلقات کا ثبوت ہے۔ ملک معظم نے زبان جرمنی میں تقریر کی اور قیصر کو یقین دلایا کہ مجھے اس ملاقات سے نہایت خوشی ہوئی۔ فرمایا کہ میری سب سے اعلیٰ آرزو یہ ہے کہ ہر دو ممالک میں نہایت ہی خوشگوار تعلقات قائم رہیں۔ اور قیصر و قیصرہ کے عنقریب انگلستان آنے پر اظہار مسرت کیا۔

انگریزی اخبارات اس ملاقات کو ایک عظیم پولیٹیکل واقعہ سے تعبیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اینگلو جرمن تعلقات میں اس سے ایک نیا دور شروع ہونے کو ہے۔

روسی جاپانی معاہدہ کی شرائط پایہ تخت روس میں شائع ہوگئی ہیں۔ ان کی رو سے دونوں سلطنتوں نے ایک دوسرے کی حدود کو برقرار رکھنے اور چین میں موجودہ حالت قائم رکھنے اور سب سلطنتوں کی مساوی تجارتی حقوق دینے کا اقرار کیا ہے۔

دار الامراء میں انڈیا کونسل بل دوسری دفعہ بلا ترمیم پاس ہوا۔

مسٹر مارلے نے بیان کیا کہ تقسیم اختیارات اور نیز سرمایہ دار لوگوں کی کونسل کے متعلق ضروری کاغذات مجھ کو موصول ہوگئے ہیں اور انگلستان و ہندوستان میں ایک ہی وقت شائع کئے جائینگے۔

قبیلہ مماص کے لوگ جو مقام کاسابلنکا کے واقعات سے جوش میں آئے ہوئے ہیں سرحدی کلین پر انتقام لینے کی دھمکی دے رہے ہیں۔

حضور ویسرائے نے اثنائے قیام سکندرآباد میں محمد بیگ کپتان و رسالدار میجر سابق ۲۶ لائٹ کیولری کو عارضی طور پر اپنا آنریری ایڈیکانگ مقرر کرنا منظور فرمایا ہے۔

حضور ملک معظم اور شہنشاہ فرنز جوزف میں بمقام اشل دوستانہ ملاقات ہوئی۔

ٹوٹیکورن کے بلیک گولے کے حادثہ میں جج نے شہادت پیش کردہ کو ناکافی سمجھکر چاروں ملزموں کو رہا کر دیا۔ اس سے عوام پر بہت اچھا اثر پڑا۔

مسٹر عبد اللہ المامون سہروردی بیرسٹرایٹ لا نے دوشنبہ گذشتہ کو کلکتہ ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس ہیرنگٹن کے روبرو اپنا نام فہرست وکلاء میں مندرج فرمایا۔

مہاراجہ رانا دھولپور کی ملاقات ۱۶ اگست کو حضور ویسرائے سے ہوئی۔

مہاراجہ دتیا کی رسم گدی نشینی ۱۲ ماہ حال کو ادا کی جائیگی۔

وکیل امرتسر
نمبر (۴۱)
مطبوعہ ۷ اگست سنہ ۱۹۰۷ء - یوم شنبہ
جلد (۱۳)

ہندوستان کی اقتصادی حالت پر ایک نظر

نمبر (۱)

جو مسایل ہندوستان کی موجودہ طرز حکومت سے متعلق ہیں اُن میں وہ مہتم بالشان لیکن پیچیدہ اور مختلف فیہ اقتصادی مسئلہ جو حاکم و محکوم کے لیئے تقریباً یکساں اہمیت رکھتا ہے ہمارا اور ہمارے ملک کے تمول وافلاس سے متعلق ہے ہمارے ہاں کے ملکی معاملات پر مبنی پولیٹیکل لکچروں میں طبع آزمائیاں ہوتی ہیں۔ اُن میں اس مسئلہ کے متعلق دو بالکل مختلف متضاد خیالات ظاہر کیئے جاتے ہیں۔ ایک فریق اس امر پر زور دیتا ہے کہ ہندوستان افلاس سے نکلکر تمول کی برکات کو مستفیض ہو رہا ہے۔ دوسرا فریق اس خیال کی تردید کرتے ہوئے اس ملک کی روز افزوں افلاس پر گورنمنٹ کو ملامت کرتا ہے دونوں فریق اپنے اپنے دعووں کے ثبوت میں چند دلایل پیش کرتے ہیں۔ اور دونوں کے دلایل اپنی اپنی جگہ مستحکم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جہاں تک ہمیں غور کرنے کا موقع ملا ہے ہم دونوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ دونوں نے اس مسئلہ پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالی ہے۔ مگر ہر پہلو پر تفصیلی نظر ایک نے بھی نہیں ڈالی۔ ہر ایک فریق نے اپنی نظر کو ایک خاص دایرے تک محدود رکھا ہے اور جزو پر کل کا حکم لگا کر اپنی جزوی تحقیقات کو کامل سمجھ لیا ہے۔

قبل اسکے کہ اس مسئلہ پر ہم اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس امر کی طرف اشارہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہ مسئلہ منجملہ اُن مسایل کے ہے جن پر گورنمنٹ و رعایا کو یکساں غور کی ضرورت ہے۔ ہر ملک کی گورنمنٹ اپنے حسن انتظام کا اندازہ کرنے میں جہاں مختلف امور پر نظر ڈالتی ہے وہاں رعایا کی خوشحالی اور ملک کے وسایل آمدنی کو بھی مدنظر رکھتی ہے۔ اسی طرح رعایا بھی کسی خاص حکومت کو اپنے حق میں مفید یا مضر قرار دینے سے پہلے جان و مال کی حفاظت کے بعد اپنی مالی حالت کے تغیرات پر نظر دوڑا لیتی ہے ممکن ہے کہ رعایا غلط فہمی سے اپنے مقدور کو گورنمنٹ کا قصور سمجھ لے اور اپنی تنگحالی کا سارا الزام گورنمنٹ کے سر تھوپ دے یہ بھی ممکن ہے کہ گورنمنٹ سے بھی کسی حد تک اسی قسم کی غلط فہمی سرزد ہو۔ یہ احتمالات اس مسئلہ پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بحث کرنے کو اور بھی زیادہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ اب تک اس بحث کے متعلق جو رویہ عام طور پر اختیار کیا گیا ہے وہ قابل اصلاح ہے۔ جس فریق نے ہندوستان کے افلاس کی روز افزوں ترقی کی شکایت کی اُسکی نکتہ چینی کو خلوص اور نیک نیتی پر محمول نہ کیا گیا۔ اور اُسکی شکایات ساری کی ساری لغو سمجھی گئیں۔ کون انکار کرسکتا ہے کہ زیادہ تر قصور انہیں نکتہ چینوں کا ہے جو احاطۂ اعتدال سے گذر کر ہر بات کا الزام گورنمنٹ کے سر تھوپنے کے درپے رہتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی نیک نیتی پر بھی حملہ کر بیٹھتے ہیں۔ مگر ہم نہایت ادب کے ساتھ گورنمنٹ کے گوش گذار یہ امر کرنا چاہتے ہیں کہ خاص خاص اشخاص یا خاص خاص جماعتوں کو مستثنے کر کے ہر ایک نکتہ چین پر بدگمانی کرنا اصول حکمرانی کے خلاف ہوگا۔ بعض نکتہ چینیاں محض خیرخواہانہ خیالات کی تحریک سے کی جاتی ہیں۔ اور اُن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ اصلاح ہو نقص دور ہوں۔ گورنمنٹ کی ہر دلعزیزی اور استحکام میں زیادتی ہو۔ ہمیں اگر کبھی نکتہ چینی کرنے کا اتفاق ہوا ہے تو محض اسی نیت سے۔ ایسے ہی اگر ہم اپنے ہموطنوں کے کسی فعل پر اظہار ناپسندیدگی کرتے ہیں۔ تو محض اصلاح کے خیال سے۔ نہ کہ عداوت سے۔ ایسی صورت میں اگر ہم کسی امر کے متعلق ایسی رائے کا اظہار کریں جو ہو تو ہماری ذاتی تحقیقات کا نتیجہ مگر اتفاق سے وہ ایک ایسے فرقہ کی بھی رائے ہو جس نے گورنمنٹ کو اپنی طرف سے بدگمان کر لیا ہو۔ تو ہم امید کرتے ہیں کہ محض اس اتفاقیہ امر کی وجہ سے ہماری رائے کو گورنمنٹ تقلیدی رائے نہ سمجھیگی۔ اور اگر ہم کسی معاملہ میں گورنمنٹ کو بے قصور سمجھیں اور برادران ملکی کی غفلت و نادانی ہی کو مورد الزام قرار دیں تب بھی ہم اپنے ہموطنوں سے امید ہے کہ وہ گورنمنٹ کی جھوٹی خوشامد کا ہم پر الزام نہ لگائینگے۔

نفس مضمون پر اگر اب ہم پہلے اُس گروہ کے خیالات پر غور کرتے ہیں۔ جو ہندوستان کے دن بدن زیادہ افلاس میں مبتلا ہونے کا قایل نہیں۔ انگلستان کے رسالہ کوارٹرلی ریویو کی گزشتہ اشاعت میں ہندوستان کے افلاس پر ایک دلچسپ مضمون نکلا ہے جس کے ساتھ پاینیر نے بھی اتفاق کیا ہے مضمون نگار نے مندرجہ ذیل دو سوالات کیئے ہیں۔ اور اپنے مضمون میں ان دونوں کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ (۱) کیا ہندوستان مفلس تر ہوتا جاتا ہے؟ - اور (۲) کیا ہندوستان میں بے چینی بڑھتی جاتی ہے؟

دوسرا سوال ہماری بحث سے خارج ہے۔ پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے مضمون نگار دو باتوں میں تفریق قایم کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہندوستان کا مفلس ہونا اور بات ہے اور اسکے افلاس میں اضافہ ہونا ایک دوسری بات ہے۔ اسکا دعوےٰ ہے کہ ہندوستان نہایت مفلس ہے۔ مگر یہ غلط ہے کہ اس افلاس میں زیادتی ہو رہی ہے۔ اسکے یہ معنے ہوئے کہ ہندوستان اُسکے نزدیک ہمیشہ سے ایسا ہی مفلس ہے جیسا کہ اب ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ نتیجہ لایق مضمون نگار نے کیونکر نکالا ہے۔ تاریخ اسکے خلاف شہادت دیتی ہے۔ مسٹر الفنسٹن نے اپنی مشہور تاریخ کے صفحہ ۴۸۰ پر اُن متعدد سیاحوں کے سفرناموں میں سے جنہوں نے پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی سیاحت کی تھی۔ وہ اقتباسات بطور شہادت پیش کیئے ہیں جن سے اس ملک کا اُس زمانہ میں دولتمند ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ابن بطوطہ اور برنیر جیسے سیاح شہادت دیتے ہیں کہ زمانہ سابق میں یہاں زمیندار اور کاشتکار ایسے خوشحال تھے کہ اُن کے مکانوں کی حیثیت سے تونگری ٹپکتی تھی۔ اور سونے چاندی کے زیورات سے اُنکی مستورات آراستہ رہتی تھیں۔ تاریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ایک زمانہ میں ہندوستان کی تجارت عربوں کے ذریعے افریقہ اور یورپ کے جنوبی ساحل تک پہنچی ہوئی تھی جو باشندگان ہند کی دولتمندی کا بڑا باعث تھی۔ ہمارے زمانہ میں جو معمر و کبر سن لوگ موجود ہیں۔ وہ جب اپنی ابتدائی عمر کے واقعات بیان کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ پہلے عوام الناس کی حالت اب سے بہتر تھی۔ غیر ممالک کے باشندے اسکا اندازہ کرنے میں اکثر دھوکہ کھاتے ہیں اور انہیں وہ کسی حد تک معذور بھی ہیں۔ اُنکی نظر جن سطحی چیزوں پر پڑتی ہے اُس سے وہ ملک کی اندرونی کیفیت اور لوگوں کے گھروں کی حالت کا اندازہ کسی صورت سے نہیں کر سکتے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ڈیڑھ سو برس کے اندر اس ملک میں بمبئی کلکتہ اور مدراس جیسے عظیم الشان شہر آباد ہو گئے جنمیں صدہا کارخانے اور ہزارہا عالیشان عمارات موجود ہیں۔ اور جن پر بڑی سے بڑی سلطنت کو ناز ہو سکتا ہے۔ مزدوروں کی مانگ ان شہروں میں بڑھتی جاتی ہے جس کے باعث مزدوری پیشہ بہت کم بیکار رہتے ہیں۔ اور سونہ مہنگی مزدوری پاتے ہیں۔ لوگوں کے لباس اور اُن کی تماشہ گاہوں سے ہندوستان کی شوکت سے تمول برستا ہے۔ اندرون ملک میں بھی ایسے کئی شہر ہیں جو تھوڑے ہی عرصہ میں نئی تجارت کا مرکز بنگئے ہیں۔ ریل۔ تار برقی۔ نہریں۔ سکول۔ شفاخانے۔ اور اکثر وہ چیزیں جن سے ملک کے تمول کا اندازہ ہو سکتا ہے کثرت سے نظر آتی ہیں۔ اُن کی عقل میں نہیں آتا۔ کہ جہاں یہ سب کچھ ہو

وہاں افلاس کیسا؟ اگر انہیں دیہات میں پھر کر ان زراعت پیشہ لوگوں کی روزمرہ کی زندگی دیکھنے کا اتفاق ہو جو ہندوستان کی آبادی کا نیصدی ۸۰ حصہ ہیں۔ اور جن کے گاڑھے پسینہ سے ہندوستان کے خزانہ کا بیشتر حصہ پُر کیا جاتا ہے۔ تب انہیں معلوم ہو کہ بمبئی اور کلکتہ کی خوشحالی صرف انہیں شہروں تک محدود ہے اور ریل تار برقی اور ڈاکخانوں کے وجود سے بیچارے زمیندار کی مالی حالت کو کوئی فایدہ نہیں پہنچا۔ اگر اسکی آمدنی میں کسی قدر اضافہ ہو گیا ہے۔ تو اس سے کئی حصے زیادہ اسکے جائز اخراجات میں بھی زیادتی ہو گئی ہے۔ ضروریات زندگی اب پہلے کی نسبت گراں ہیں۔ مقدمات پر اب پہلے سے زیادہ صرف ہوتا ہے۔ تعلیم بھی بہ نسبت اگلے زمانہ کے اب گراں ملتی ہے اور وہ بھی کام کی نہیں۔ دیہات سے شہروں کا رُخ کیا جائے گا تو وہاں اور بھی چوٹ نظر آئیگی۔ شہر میں چند متمول لوگوں کا ہونا یا کچھ ساہوکاروں کی دوکانیں اور کوٹھیاں ملک کی عام خوشحالی پر دلالت نہیں کرتیں۔ عوام کی حالت کا اندازہ بھی ان کے اُجلے کپڑوں سے نہیں ہو سکتا۔ اُن کی آمد و خرچ کی تفتیش کیجئے تو آپکو ڈھول کا پول ظاہر ہو جائے گا۔ یہ ممکن ہے کہ ہر شخص کی اوسط آمدنی پچاس برس پہلے کی اوسط سے زیادہ ہو۔ مگر پچاس برس قبل جس خوشحالی سے انسان دس روپے میں بسر کرتا تھا اس فارغ البالی کے ساتھ اب پچاس روپے میں بھی گذارہ نہیں کر سکتا۔ جو لوگ ان باتوں کو نہیں دیکھتے اور صرف تجارت کی درآمد و برآمد یا کل ہندوستان کے انکم ٹیکس کی میزان کو دیکھکر ملک کی خوشحالی کے متعلق رائے قایم کر لیتے ہیں۔ وہ مسئلہ کے ہر پہلو پر غور نہیں کرتے۔ تمول اور خوشحالی میں بھی ایک فرق ہے۔ جو اس امر پر غور کرنے والوں کو ذہن میں رکھنا چاہئیے۔ ممکن ہے کہ ایک شخص متمول ہو اور خوشحال نہو۔ کیونکہ اسکا تمول اسکی ضروریات کیلئے کافی نہو۔ اور وہ عسرت میں بسر کرتا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص متمول نہو۔ مگر تھوڑی ضروریات کے باوجود ایسے ملک میں قیام کے جہاں رہایش ارزاں ہے تھوڑی سی رقم میں خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔

ہمیں اس بحث میں ہندوستانیوں کی خوشحالی سے سروکار ہے اور اسکے صحیح اندازہ کرنیکے لئے گورنمنٹ کی مطبوعہ رپورٹیں کافی نہیں۔ گو ان رپورٹوں پر ایک عمیق اور تجسس کی نگاہ ڈالنے سے بھی ملک کے افلاس کا پتہ لگ جاتا ہے۔ بعض معلومات جو چند انگریزوں کی تحقیقات کا نتیجہ ہیں زیادہ وضاحت کے ساتھ ہند کا افلاس منکشف کرتے ہیں۔

سر ولیم ہنٹر کا قول ہے کہ "ہندوستان میں ۴ کروڑ اشخاص ایسے ہیں جنہیں پیٹ بھر کر کھانا میسر نہیں آتا"۔ سر چارلس ایلیٹ نے ایک سند ولت کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ: "مجھے اس کے اظہار میں ذرا بھی تامل نہیں کہ زراعت پیشہ لوگوں میں سے ۲ کروڑ ایسے ہیں جنہیں اسکا علم ہی نہیں کہ پیٹ بھر کھانا کسے کہتے ہیں"۔

ہماری نظر سے گورنمنٹ آف انڈیا کی بھی ایک رائے گذری ہے جو ۱۸۸۸ء میں تحریر ہوئی اور جس میں ریمارک کیا گیا ہے کہ "اس امر کی کافی شہادت موجود ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں ایسے بیشمار لوگ موجود ہیں جو تنگی سے بسر کرتے ہیں۔ ہمیشہ قرضدار رہتے ہیں۔ اور مصیبت پر کام آنے کے لئے پس انداز نہیں کر سکتے"۔ ۱۸۹۸ء والے قحط کے کمیشن نے بھی ملک کی خستہ حالی کی تصدیق کی ہے۔ لارڈ کرومر نے ۱۸۸۲ء میں (جبکہ وہ میجر بیرنگ کے نام سے مشہور تھے) اور نیز سر ڈیوڈ باربر نے تخمینہ لگایا تھا کہ ہندوستان میں اوسط سالانہ آمدنی ایک شخص کی ۲۷ روپیہ ہے۔ (انگلستان میں یہ آمدنی ۴۲ پونڈ ہے)

مندرجہ بالا شہادتوں سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ اس ملک کے باشندوں کی مالی حالت نہایت قابل رحم ہے۔ اور ان میں ایک بہت بڑی جماعت ایسی ہے جسے پیٹ بھر کر روٹی تک میسر نہیں آتی۔ یہ وہ حالت ہے جو آج سے سو برس قبل نہ تھی۔ اسکے اسباب پر ہم ابھی بحث نہیں کرتے ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو اس ملک کی خوشحالی اور اس خوشحالی کی روزافزوں ترقی کے

مدعی ہیں۔ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں کیا دلایل پیش کرتے ہیں؟ لارڈ جارج ہملٹن سابق وزیر ہند نے ۱۹۰۱ء میں پارلیمنٹ میں بیان کیا تھا کہ بیس برس کے عرصہ میں برٹش انڈیا کی آبادی میں ۵ کروڑ کا اضافہ ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ پہلے سے زیادہ خوشحال ہیں۔ مگر وہی لارڈ ہملٹن صاحب صرف چھ ہی مہینے بعد پارلیمنٹ میں بجٹ پیش کرتے وقت یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ: "میں تسلیم کرتا ہوں کہ آبادی کی زیادتی نے شخصی اعتبار سے لوگونکی مالی ترقی کو روکدیا ہے"۔ آبادی کے اضافہ سے خوشحالی کا نتیجہ نکالنے والے غالباً طامس رابرٹ ملیتھس کے پیرو ہیں۔ جن کا مقولہ تھا کہ: "آبادی انہی ممالک میں بڑھتی ہے جنمیں بسر اوقات کے ذرایع وسیع ہوں"۔ مگر یہ عالم آج سے سو برس قبل گذرا ہے اور واقعات نے اسکی تھیوری کو اب غلط ثابت کر دیا ہے۔ یورپین ممالک میں فرانس کا تمول سب سے بڑھا ہوا ہے اور اٹلی کا افلاس۔ مگر گذشتہ بیس برس کے زمانہ میں آبادی کے اعتبار سے سب سے زیادہ ترقی اٹلی نے کی ہے۔ اور سب سے کم فرانس نے۔ ہندوستان میں بھی دیکھتے ہیں، آیا ہے کہ غربا زیادہ کثیر الاولاد ہوتے ہیں۔ اور امرا کم۔

ایک اور دلیل جو ہندوستان کی روزافزوں خوشحالی کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہے یہ ہے کہ رقبۂ مزروعہ میں برابر اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ یہ اضافہ وسعت آبادی کے مطابق بھی ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب "انڈین امپایر" کے صفحات ۲۸ و ۴۸ پر بیان کیا ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب قابل کاشت زمین کی افراط تھی۔ لیکن کاشتکاروں کی کمی۔ اور ایک زمانہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کی وہ کثرت ہے کہ اُن کے لئے زمین ہی نہیں میسر آتی۔ رقبۂ مزروعہ کے اضافہ کے باعث جنگلوں اور چراگاہوں میں جو کمی واقع ہو گئی ہے اور اس کمی سے جو کاشتکار مزید دقتیں محسوس کرتے ہیں۔ اُن کی طرف بھی ڈاکٹر ہنٹر نے اشارہ کیا ہے قحط کمیشن ۱۸۸۰ء کی تحقیقات بھی "انڈین امپایر" کے مصنف کی تائید کرتی ہے۔ قابل کاشت زمین کے ناکافی ہونے سے مزید برآں تھوڑی سی آمدنی ناکارہ اور بیکار زمینداروں میں تقسیم ہو جاتی ہے کیونکہ اس ملک میں زاید از ضرورت کاشتکاروں کو کسی دوسرے کام پر لگانے کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں اور ہندوستان کا تمدن اسے روا رکھتا ہے کہ ایک کارآمد آدمی اپنے دس بیکار رشتہ داروں کا بوجھ اپنے سر لیلے۔

اسی طرح چند اور کمزور دلایل بھی اس ملک کی خوشحالی کے ثبوت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ مگر ان سے یہ دعوے ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ لوگوں کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا ہے تو اسکی کیوں کر تردید ہو سکتی ہے کہ اشیائے خوردنی اور دیگر ضروریات زندگی پہلے کی نسبت اب بہت زیادہ گراں ہیں۔

اسی سلسلہ میں ہم ایک اور نکتہ ناظرین کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ملک کی دولت میں اضافہ نہیں ہوا۔ یہ ملک زرخیز ہے اور آمدنی کے جن وسایل سے پہلے فایدہ نہیں اٹھایا گیا تھا۔ اب اٹھایا جاتا ہے۔ مختلف منابع سے آمدنی بڑھائی جا رہی ہے تجارت کو بھی فروغ ہے۔ بعض طبیعتوں میں تمول بھی بڑھ گیا ہے۔ سرکاری طور پر تجارت و صنعت وغیرہ کے متعلق جو اعداد شایع کئے جاتے ہیں انہیں بھی ہم غلط نہیں سمجھتے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ملک کی دولتمندی کا جو اثر آبادی کے بڑے حصہ پر پڑنا چاہئیے نہیں پڑا اور تجارت سے جن لوگوں نے فایدہ اٹھایا وہ یا تو خود غیر ممالک کے رہنے والے ہیں یا ایسے لوگ ہیں جنکی بدولت ہندوستان کی پبلک کو کسی قسم کا فایدہ نہیں تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ملک کی دولت میں تو ترقی ہے مگر اس ملک کے باشندوں کی دولت میں ترقی نہیں۔ ملک مالدار ہے مگر ملک کے باشندے مفلس و نادار۔ جب آبادی کا بڑا حصہ جو زراعت پیشہ ہے افلاس میں مبتلا ہے تو معدودے چند ہندوستانیوں یا ہندوستان کے اجنبی باشندوں کے تمول کو دیکھکر ہم ملک کی دولتمندی کو چاہے ایک اعتبار سے بڑھا ہوا کہہ لیں۔ لیکن باشندگان ہند کو دولتمند

انڈیا کونسل

صاحب وزیر ہند کے جب یہ مسودہ قانون متعلقہ انڈیا کونسل کے پارلیمنٹ میں دوسری دفعہ پیش ہونے اور نیز اسکی بابت ترمیمات کا ہم کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر کر چکے ہیں اب یہ مسودہ دار العوام میں تیسری بار بھی پیش ہو چکا ہے اور شاید عنقریب پاس ہو کر قانون بنجائیگا۔ چونکہ اس بل میں ہندوستانی ممبران کونسل کے تقرر کا سر دست بالتخصیص کوئی ذکر نہیں کیا۔ اسواسطے بعض حلقوں میں کم فہمی و کوتہ اندیشی اور بدظنی سے یہ غلط خیال پیدا ہوگیا تھا کہ شاید قانون زیر بحث کے رو سے انڈیا کونسل کا دروازہ ہندوستانی ممبروں پر بند رہیگا اور جناب وزارت مآب نے جو ارادہ انہیں اپنی کونسل میں لینے کا ظاہر فرمایا تھا۔ وہ محض طفل تسلیاں تھیں۔ لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں بلکہ جناب ممدوح کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسل مذکورہ کی ممبری کسی قومی تخصیص سے مستثنیٰ ہو۔ چنانچہ آپنے اس بل کے بار سوم پڑھے جانیکے موقعہ پر ایک ممبر پارلیمنٹ کا جواب دیتے ہوئے اسبات کو کھول کر بتا دیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ مسٹر لینڈل نے قانون زیر غور سے متعلق ایک تجویز پیش کی کہ اس کونسل کے ممبر دو ہندوستانی بھی ضرور ہوا کریں۔ آپ نے فرمایا میں اس ترمیم کو منظور نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے قومی تفریق قایم ہو جائیگی۔ اور ہمارا منشا یہ ہے کہ انڈیا کونسل کے معاملہ میں یورپین اور ہندوستانی کا کوئی امتیاز اور تخصیص نہو۔ اسی طرح ایک اور ممبر نے ترمیم پیش کی تھی کہ اس کونسل کے ممبر وہی ہندوستانی منتخب ہوں جو کم از کم پانچ سال انڈیا کی کسی لیجسلیٹو کونسل کے ممبر رہ چکے ہوں۔ لیکن صاحب وزیر ہند نے اسی اصول مساوات کو ملحوظ رکھکر یہ ترمیم بھی مسترد فرما دی اور کہا کہ میں دایرہ انتخاب کو تنگ کرنا پسند نہیں کرتا سابق ازیں صاحب کے جواب میں مسٹر مارلے نے فرمایا کہ اگر یہ مسودہ پاس ہوگیا۔ تو سر انیشوتی سنگھ انڈ کسی طرح انڈیا کونسل کے ممبر نہ بن سکینگے۔

جاپان کوریا میں

قلمرو کوریا میں جاپانی عمل دخل کی کیفیت قبل ازیں بہ ناظرین ہو چکی ہے۔ شاہ معزول کی بیدخلی۔ اسکا دربار شاہی۔ فرمان عام۔ کورین مشن کے مقاصد کورین ڈلیگیٹوں کی کیفیت۔ اہل کوریا کی ناراضی ان کر جاپانی عمال کی بدسلوکی وغیرہ وغیرہ تمام حالات متعلقہ کو جو تار جیرل اور نیز ایڈیٹوریل کالموں میں اپنے وقت پر دیئے گئے تھے۔ پیش نظر رکھکر اخبار بین پبلک کو اس تازہ خبر کے سننے سے غالباً کچھ بھی تعجب نہ ہوگا۔ کہ افواج کوریا میں بہ بغاوت پھوٹ پڑی۔ جاپان کی فوجی جمعیت چونکہ ابھی وہاں کافی نہیں پہنچی۔ اسواسطے حالت نازک ہو چلی تھی اور اگر چند سے اور یہی حالت رہتی تو ممکن تھا کہ سلطنت کوریا کا انقلاب جدید جو محض جاپانیوں کی غرض آلود چالوں اور دول یورپ کی پشت گرمی سے ظہور میں آیا ہے۔ مدبران جاپان کے گلے کا ہار ہوجائے۔ لیکن اقبال بھی قدرتے عجیب چیز بنایا ہے۔ ناراض اہل کوریا کی ایک بڑی جمعیت شہنشاہ میکاڈو کی سپاہ نے جلدی ہی تہ و بالا کر دیا۔ اور جاپانی اثر و اقتدار کو مزید استحکام دینے کی غرض سے کوئیر آمیٹ کے شان کے تین افسر کوریا کے نایب وزیر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اور مارکوئیس اتو ممدوح خود اپنے سات افسروں کو ساتھ لے کر روانہ ٹوکیو (پایہ تخت جاپان) ہو گئے ہیں۔ جاپان سے کچھ سپاہ بھی پچھلے ہفتہ کوریا کی طرف چل پڑی تھی اور اب غالباً منزل مقصود پر پہنچ گئی ہوگی۔ ان حالات سے پایا جاتا ہے کہ کوریا میں جاپان کا سکہ تو بالآخر بخوبی بیٹھ جائیگا لیکن ساتھ ہی ایک عام نظر ڈالنے سے اسمیں بھی کچھ شک نہیں رہتا۔ کہ اہل کوریا کا ایک بڑا حصہ اپنی قسمت کے موجودہ فیصلہ پر راضی نہیں اور جاپانیوں کو انکے دلوں میں گھر کرنے کیلئے ابھی بہت سی کڑیاں جھیلنی پڑینگی جیسا کہ اخبارات یورپ میں سے بعض نے اس انقلاب کے آغاز ہی میں پیشینگوئی

ولن کرونی فنڈ

رسید بھی نمبر ۱۰ اسکی خانہ پوری جنہوں آنریری ایجنٹ نے کی اسکے مکمل کرانے میں شیخ عبدالعزیز صاحب (ملیگ) و شیخ محمد حسین صاحب (ملازم دفتر شیرال صاحب) نے کی جنکا شکریہ تہ دل سے ادا کیا جاتا ہے۔ وھوہذا

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان		رقم چندہ
(۱)	جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب سوداگر	سری نگر	۱۲
(۲)	جناب مسٹر احمد جو صاحب	سری نگر	عمہ
(۳)	جناب شیخ محمد سعید صاحب	”	عمہ
(۴)	جناب شیخ شہرباز خان صاحب	”	عمہ
(۵)	جناب ڈاکٹر رمضان علی صاحب	”	عکمر
(۶)	جناب خضر جیو صاحب رنڈی	”	عمہ
(۷)	جناب الف خان صاحب کمانڈ آنفیسر	”	عمہ
(۸)	جناب سید بہادر علی شاہ صاحب	”	عار
(۹)	جناب سید غفار اللہ صاحب	”	عار
(۱۰)	جناب منشی احمد دین صاحب	”	عمہ
(۱۱)	جناب میاں عبد الحمید صاحب	”	عار
(۱۲)	جناب منشی غلام حسن رضا خان صاحب نائب تحصیلدار سری نگر		عمہ
(۱۳)	جناب شیخ محمد سعید صاحب سوداگر	”	عمہ
(۱۴)	جناب منشی غلام اللہ خان صاحب سب انسپکٹر	”	عمہ
(۱۵)	جناب عبد العزیز خان صاحب سب انسپکٹر	”	للعہ
(۱۶)	جناب مسٹر غفار اینڈ سنز	”	عمہ

نوٹ مسٹر غفار اینڈ سنز نے دوروپے عنایت کیے تو مبلغ عمہ رسید بھی نمبر ۱۰ میں درج کیا گیا۔

رسید بھی نمبر ۱۰۱ جس کی خانہ پوری عتیق آنریری ایجنٹ نے کی۔ اسکے مکمل کرانے میں جناب شیخ حسن محمد صاحب ٹھیکیدار گوشت کوہ مری و خواجہ عبدالصمد صاحب ٹھکر ورئیس مری مولا (کشمیر) نے امداد دی جنکا شکریہ تہ دل سے ادا کیا جاتا ہے۔ وھوہذا

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان		رقم چندہ
(۱)	جناب منشی نظام الدین صاحب	راولپنڈی	عمہ
(۲)	جناب میاں عبد اللہ صاحب سوداگر	”	عار
(۳)	جناب بابو نیاز احمد صاحب	”	عار
(۴)	جناب چودہری شکر و صاحب	”	للعہ
(۵)	جناب بابو کرامت اللہ صاحب	”	عار
(۶)	جناب میرزا حفیظ احمد صاحب	”	عمہ
(۷)	جناب منشی نظام الدین صاحب	”	عمہ
(۸)	جناب ملہوجی صاحب چرم فروش	”	عار
(۹)	جناب علی جان صاحب سوداگر	”	ملے
(۱۰)	جناب صدر خان صاحب زرگر	”	عار
(۱۱)	جناب خواجہ علی جیو صاحب	”	عار
(۱۲)	جناب خواجہ ولی جیو صاحب	”	عمہ
(۱۳)	جناب خواجہ غفار جیو صاحب	”	عمہ
(۱۴)	جناب خواجہ صمد جیو صاحب	”	عمہ

مراسلات

اہل اسلام اور واقعات حال

مسٹر اکرام عالم بدایونی - بی اے نے کچھ عرصہ ہوا ایک مضمون عنوان مانیہ پیا انڈین ڈیلی ٹیلیگراف لکھنؤ میں شائع کرایا تھا اس میں ضمناً اُس مضمون کا جواب دیا گیا ہے جو اینگلو انڈین کے نام سے پنجاب کے انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا. اور جس میں مسلمانوں کے ساتھ نا انصافی و بدگمانی سے کام لیا گیا تھا ہم مسٹر بدایونی کے مضمون کا اسکا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں :-

یہ آج کل جبکہ ہندوستان میں بطرف بغاوت انگیز وعظ کیا جاتا ہے جبکہ یوروپین اقوام سے عموماً اور انگریزوں سے خصوصاً ناراضگی پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور جبکہ جا و بیجا غلط فہمی گورنمنٹ کی جانب سے پیدا کرائی جاتی ہے تو کیا یہ بات تعجب انگیز نہیں کہ شہنشاہ معظم کی رعایا مسلمانان ہند من حیث المجموع شورش انگیزوں سے صریحاً علیحدہ رہے ہیں اور یہی نہیں بلکہ امن باغیانہ شورش پر کھلے لفظوں ناراضگی ظاہر کی - اسکے فرو کرنے میں گورنمنٹ کی امداد کو آمادہ ہیں اور جن کے ہم وطنوں نے امداد و شرکت کی خواہش کی تو صاف انکار کر دیا

بعض معاصر اخبارات نے اپنے مراسلات کے کالم میں ہمارے موجودہ طرز عمل کی نسبت بلاپس و پیش بدگمانی ظاہر کی اور اقوام ہند میں خطرناک ترین ہم کو بتایا ہے - اس امر کا فیصلہ کرنا میرا کام نہیں ہے کہ ایک وفادار قوم سے جس کی تاریخی حیثیت خوب روشن ہو گورنمنٹ و انگریزی پبلک کا بے تعلق و بے توجہ رہنا کہاں تک قرین مصلحت ہے - لیکن میرا خیال ہے کہ زمانہ کا اقتضا ہے کہ مسلمان انگریزوں و دیگر ہندوستانیوں کو یقین دلادیں کہ ہماری جانب سے وفاداری گورنمنٹ اور شورش سے علیحدگی نہ خوشامد پر مبنی ہے نہ کسی مناسب وقت پالیسی پر - بلکہ ایسا ہونا ضروری تھا

یاد رکھنا چاہیے کہ حال کے پولیٹیکل شورش انگیزوں کا مقصود وہ معراج پالیٹکس حاصل کرنا ہے جس کا مفہوم کلکتہ کانگریس کے ٹکسال کے گھڑے ہوئے لفظ "سوراج" سے ظاہر ہوتا ہے. اگر یہ مقصود کسی وقت حاصل ہو گیا تو وہ اُن ممالک متمدنہ کے "ہوم رول" کے مرادف نہیں ہو سکتا - جہاں صرف ایک قوم آباد ہے - بلکہ اسکے معنے ہونگے اُس خاص گروہ کی حکومت جسکی ملجاً آبادی اس ملک میں کثرت ہے. کیونکہ ہندوستان میں اسقدر مختلف قومیں آباد ہیں کہ توحد اغراض کی توقع محال ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان جنکی مردم شماری قلیل ہے گمنامی میں رہینگے - پس دو اختیاری صورتیں ہمارے روبرو ہیں - یعنے یا تو موجودہ گورنمنٹ کو پسند کریں - یا اُس خیالی گورنمنٹ کو جو عملاً اُن برادران ملکی کے ہاتھ میں ہوگی جنہوں نے آجتک ہم سے کبھی ہمدردی نہ کی بلکہ ہمیشہ ظاہر کی ہو جنہوں نے سوائے خالص پولیٹیکل تقریروں . اور تحریروں کے کبھی دوستی کا اظہار نہیں کیا جنکی تنگدلی اس قسم کی حرکات سے ثابت ہوتی ہے جیسے انکے کالجوں اور سکولوں کے دروازے ہمارے لیے بند کر دینا - تمام ملکی معاملات میں ہمارے حقوق نظر انداز کرنا خواہ وہ معاملہ تقسیم بنگال کا ہو - یا انتخاب کونسل و بورڈ کا - یا انتظام یونیورسٹی کا - قطع نظر قدیمی تمدنی مذہبی تعصبات کے جنکی بدولت ایک سیدھا سادہ گنوار ہندو بھی نہ گوارا کریگا کہ غیر مذہب کا شخص اسکے جسم یا اسکی کسی چیز کو چھوئے - اس مسئلہ پر غور کر کے مسلمانان ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومت موجودہ کو حکومت خیالی پر فوقیت دیں اور اسلئے وفاداری و تابعداری کے ساتھ ہم کو حکومت برطانیہ سے وابستہ رہنا چاہیے . اور جو کوئی تدبیر ملکی بے چینی کی ہو اُس سے علیحدہ رہنا چاہیے:

اس فیصلہ کی بنا خاص دو وجوہات پر ہے اول یہ کہ ہم موجودہ گورنمنٹ کی قدر کرتے ہیں . دوم یہ کہ پولیٹیکل معاملات میں ہندو مسلمانوں کی یکجہتی محال ہے - کیونکہ دونوں اقوام کے اغراض متضاد اور رواداً مختلف ہیں

ہم انگریزی گورنمنٹ کی قدر کرتے ہیں

:- ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ نقائص سے بالکل مبرا ہے - کیونکہ اس کہنے کے یہ معنے ہیں کہ ہم کو واجبی اور معقول شکایات کا بھی احساس نہیں مسلمانوں کو گورنمنٹ سے شکایات بھی ہیں جن کو کبھی کبھی کوئی غیر ہمدرد حکمراں بڑھا دیتا ہے . (ابھی ۸ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کے مطعون ریزولیوشن ہندی کی یاد دل سے محو نہیں ہوئی) تاہم ہم جانتے ہیں کہ باوجود چند نقائص اور خرابیوں کے انگریزی حکومت ہندوستان کے لیے بہترین حکومت ہے - امن و انصاف انتظام ریلوے و ٹیلیگراف کی نعمتوں سے کون منکر ہو سکتا ہے اور انصاف کو ساتھ کون دعوے کر سکتا ہے کہ ہندوستان جس میں ناخواندہ لوگوں کی تعداد ہنوز لاکھوں تک ہے. اور جس میں قوموں و ذاتوں کی تقسیم در تقسیم ہے - اور جہاں ہنوز تعلیم کا درجہ پست ہے وہ ہندوستان ابھی اس قابل ہے کہ بیرونی گورنمنٹ سے آزاد ہو جائے جب حالت یہ ہو تو مستقل حکومت کے خلاف لگاتار چیخ پکار کیے جانا اور اسکی راہ میں دشواریاں ڈالنا صریح ناشکری اور تضیع قوت نہیں تو کیا ہے . پھر مسلمانوں کو کیا ضرورت ہے کہ شورش انگیزوں کے شریک ہو کر اُن لوگوں کے محکوم بنجائیں جن پر کل تک حکمران تھے . اور جن سے آئندہ تبدیل حکومت کی حالت میں دوستی کی توقع نہیں .

مذہبی نقطۂ خیال سے بھی بوجوہات معقول مسلمان انگریزوں کے وفادار ہیں اسلام کا حکم ہے کہ حکومت ملک کی عزت و حمایت کرو - جب تک کہ مذہبی آزادی میں خلل نہ پڑے علاوہ بریں یہ امر محتاج ثبوت نہیں کہ انگریز جن کا دین مسیحی ہے مسلمانوں پر بہ نسبت دوسری قوموں کے زیادہ حق رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ اہل کتاب بہ نسبت ذمیوں کے ہم سے نزدیک تر ہیں پس انگریزی گورنمنٹ سے بمقابلہ دیگر گورنمنٹ کے ہم کو قدرتی ہمدردی ہے . قرآن و حدیث کی وقعت مسلمانوں کے نزدیک ہر کتاب و دلیل سے زیادہ ہے اُن کے ذریعے سے ہم حکم ملا ہے کہ عیسائیوں کو اپنا دوست سمجھیں . اسکی وجہ بھی صاف ہے - عیسائی یا کم از کم موحد عیسائی (Unitarian Christians) مسلمان ہی ہوں اگر وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لے آئیں . اور بعض دیگر خفیف اصولوں میں ہم کو متفق ہو جائیں - علاوہ بریں عیسائیوں اور مسلمانوں کے تعلقات قدیمی ہیں . اور مختلف ملکوں اور زمانوں میں رہے ہیں .

سوشل تعلقات پر نگاہ ڈالتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف اقوام کے مابین عمدہ تعلقات پیدا کرنے کے لیے دو باتیں ضروری ہوتی ہیں . باہمدگر اکل و شرب اور مناکحت - خوشی کا مقام ہے کہ ہندوستان میں بھی یوروپین اور مسلمان باہم کھاتے پیتے ہیں - پہلے اسبارہ میں مذہبی شکوک تھے - لیکن اب تقریباً رفع ہو گئے ہیں . مناکحت کے متعلق مسلمانوں نے ابتدا کی ہے - اور یوروپین لیڈیوں سے شادیاں کی ہیں . اور امید ہوتی ہے کہ کسی زمانہ میں یوروپین شرفا جنمیں سے معدودے چند نے مسلمان عورتوں سے تعلقات پیدا کیے ہیں - شریف مسلمان خاندانوں سے رشتہ پیدا کریں (یہ ضرور نہیں کہ اڈیٹر کو مضمون نگار کے ہر خیال سے اتفاق ہو - وکیل) اسکے برعکس یہ امر غور طلب ہے کہ ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس قسم کے تعلقات پیدا ہوئے ہوں - بغیر اسکے کہ ہندو برادری سے خارج ہو میرے خیال میں یہ سادہ وجوہات کافی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ مسلمان انگریزی حکومت کے قدر دان ہیں اور اسکے استقلال کے جویا .

دوسری بحث یہ ہے کہ یہ ناممکن الوقوع معلوم ہوتا ہے کہ پولیٹیکل معاملات میں مسلمان فایدہ کے ساتھ

ہندوؤں سے اتحاد کریں۔ یہ رائے گذشتہ پچاس برس کے تجربہ پر مبنی ہے۔ سب سے اول ہم غدر کو منحوس واقعہ کا خیال کرتے ہیں جس نے مسلمانان ہند پر تباہی بپا کی اور سالہا سال تک ذلت و مصیبت ان کا حصہ کر دی۔ اب یہ راز فاش ہو چکا کہ غدر کا اصل باعث گورنمنٹ کی ملکی یا معمولی بے پروائی تھی اور مسلمان صرف دو باتوں کے قصوروار تھے (۱) جنگجو ہونے اور اپنے برادران ملکی پر اعتماد رکھنے کی وجہ سے وہ انگریزوں کے مقابلہ میں ان کے شریک ہوئے۔ اور (۲) مسلمان بادشاہ کا سایہ اس وقت تک دہلی میں موجود تھا جو خود مسلمانوں کو سب سے زیادہ قصوروار بنانے کو کافی تھا۔ مسلمان ہرگز نہ جیتے ہوں گے کہ آخر کار سارا الزام ان کے سر تھوپا گیا۔ اور ان کی قوم کو نانا صاحب (مرہٹہ) کی قوم سے بھی زیادہ مصائب اٹھانے پڑے۔ اس نازک وقت پر ہندوستان کی بعض دیگر اقوام نے جن سے مسلمان ہمدردی کے متوقع تھے موقع سے بیجا فایدہ اٹھا کر ہماری مصیبت دوبالا کر دی۔ یہ تلخ تجربہ سب سے زیادہ اس امر کا محرک ہے کہ مسلمان اندھے طریق پر اپنے برادران ملکی کے ہمزبان ہونے سے احتیاط کریں۔

قریب قریب اتنا ہی اثر اس طرز عمل کا بھی ہے جو آجکل تعلیم یافتہ ہنود کا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ میں تعلیم یافتہ ہنود کے حصۂ کثیر کا شاکی ہوں کیونکہ یہ اپنی وضع کے ہندو باوجود مذہبی تعصبات کے ایسی ہی صلح کل اور دوستانہ مراسم رکھنے والے ہیں جیسے کہ پہلے تھے صرف تعلیم یافتہ ہندو جو لسبتاً تعداد میں کم ہیں۔ (اور یہ بھی بتا دینا چاہیئے کہ ان ہی پر موجودہ شورش کا دارومدار ہے) وہی کونسلیں میں اور پلیٹ فارم پر دفتروں میں اور اسکولوں میں برملا کی غیریت ان لوگوں سے ظاہر کرتے ہیں۔ جنکو اپنا ہم آہنگ بنانا چاہتے ہیں۔ ذرا بنگال کے کسی اخبار پر نظر ڈالیئے باوجود زبانی ادعائے بےتعصبی اور برادرانہ تعلقات کے وہ ہنود ہوتا ہی اگر گورنمنٹ کی کوئی کارروائی اسے معلوم ہو جو مسلمانوں کے واسطے مفید ہو۔ مگر اسکے خاص فرقہ کے لیئے ذرہ بھر نقصان کا اندیشہ رکھتی ہو خواہ وہ نقصان سراسر بجا ہو وہ ضبط نہیں کر سکتا۔ اگر کسی دوسری قوم کے مستحق بزرگ کی خدمات کا اعتراف کیا جائے وہ ایک مسلمان لیڈر پر محض اس قصور میں ملامت و بدگوئی کے دریا بہا دیتا ہے کہ اس نے اپنی قوم کی حمایت کی۔ اور خود غرض چیخ پکار کرنے والوں کے کہنے میں نہیں آیا حیرت اس وقت ہوتی ہے جبکہ یہی اخبار ترکوں ایرانیوں اور افغانوں کی تعریف کرتا ہے تا کہ اس دلسوزی کے ساتھ مسلمانوں کو پولیٹکل شورش کی شرکت کے لیئے مدعو کرے۔

سرکاری دفاتر میں جہاں بہت کچھ بابوؤں کے ہاتھ میں ہوتا ہے آپ اصلی "سوراج" کا منظر دیکھنگے ہر قسم کی جایز و ناجایز ترکیب اختیار کی جاتی ہے کہ ملازمت کا اجارہ ایک ہی فرقہ کے پاس رہے اور ہر طرح کی طرفداری و قوم پروری برتی جاتی ہے۔ حقوق اور قابلیت تک کا خون قومی تعصبات کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک افسر نے یہ دیکھکر کہ دفاتر بالا کے چالاک بابوؤں کے سامنے اسکی سفارشوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ مجبور ہو کر اپنے ماتحت سے کہا۔ کہ تمہارا قصور صرف یہ ہے کہ تم مسلمان ہو۔

اس سے بھی بدتر حالت اسکولوں میں ہے جہاں طرفداری کے علاوہ مذہبی اور پولیٹکل مسایل پر کا دھڑ آزادی اور بیباکی کے ساتھ ہوتا ہے بحث ہوتی ہے۔ اور بہت سی نامناسب باتیں لڑکوں کے نازک دل دکھانے والی کی جاتی ہیں۔

کم از کم شمالی ہند میں ایک بات اور ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ "سوراجی" حضرات جو کانگریس کے زمانہ اور ایجی ٹیشن کے موسم میں مسلمانوں کو اپنا شریک حال بنانے کے لیئے ہر قسم کا جوش ظاہر کرتے ہیں وہی بزرگ اس کوشش میں سب سے آگے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا صرف ایک ذریعہ جو موجود ہے یعنی ان کی مشترکہ زبان اسے بھی معدوم کر دیں۔ سارے ہندوستان میں اگر کوئی زبان ملک کی لینگوا فرینکا ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے تو وہ اردو (ہندوستانی) ہے ...

غایت کی تھی اور جسکی سوشیل حیثیت انہوں نے مدرجہا زیادہ بڑھا دی تھی اور جس کو انہوں نے عملی طور پر حکومت ملک میں شریک کر لیا تھا یعنے وہ کچھ عطا کیا تھا جو کہ حال کے شورش انگیزوں کا سب سے بڑا مقصود ہے آج ہندوؤں کا وہی فرقہ مسلمانوں پر لعنت ملامت کرنے اور ان کے حقوق نظر انداز کرنے اور ان کو اپنی تعلیم گاہوں سے علیحدہ رکھنے میں کسی فرقہ سے پیچھے نہیں ہے۔ ماحصل بحث یہ ہے کہ مسلمانوں کو یقین ہو گیا ہے کہ کم از کم موجودہ حالت میں ہندوؤں سے اتحاد اغراض کی توقع رکھنا عبث ہے اور برٹش گورنمنٹ زیادہ تر اس وجہ اور بھی مسلمانوں کے واسطے قابل قدر ہے کہ اپنی محافظانہ قوت سے وہ رقیب قوموں کی تباہ کن کوششیں نہیں چلنے دیتی۔ مجھے امید ہے کہ یہ چند دلایل آپ کے ناظرین کو بخوبی مطلع کر دیں گے کہ پولیٹکل ہندوستان میں ہم مسلمانوں کی کیا حیثیت ہے۔ اور انگریزوں کو یقین دلا دیں گے کہ انگریزی حکومت کی قدر کرنے اور اس کے وفادار رہنے کے ہمارے پاس کافی وجوہات ہیں۔ انہی وجوہات پر غور کر کے مسلمانوں نے اس شورش میں شریک ہونے سے پرہیز کیا ہے جس کا مقصد گورنمنٹ کی مخالفت اور امن عامہ میں خلل اندازی ہے فقط

مولانا شبلی اور ندوہ

جناب شمس العلماء مولانا محمد شبلی نعمانی کی علالت کے متعلق جو واقعات اخباروں میں وقتاً فوقتاً شایع ہوتے رہے ہیں انسے غالباً اکثر لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا ہوگا کہ ندوۃ العلماء کو مولانا کی بیش بہا خدمات سے محروم ہونا پڑے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا کو ندوہ کے ساتھ کوئی معمولی ہمدردی نہیں تھی۔ جس کو انقلابات زمانہ و دفعتہ مٹا سکتے۔ بلکہ وہ جس خلوص اور سرگرمی کے ساتھ صحت کی حالت میں دارالعلوم کو کامیاب بنانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس شکستہ پائی کی حالت میں بھی اسی پامردی کے ساتھ اس میدان میں قدم رکھنا چاہتے ہیں۔

میں اس امر کو نہایت مسرت کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ مولانا موصوف ۵ اگست ۱۹۰۹ء کو صبح ۵ بجے اعظم گڈھ سے لکھنو تشریف لائے۔ تمام طلباء و مدرسین نے نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ استقبال کیا اور اظہار خوشی کے لیئے اس روز دارالعلوم میں تعطیل دیدی گئی۔ سب سے زیادہ مسرت انگیز بات یہ ہے کہ اب مولانا کی حالت بالکل قابل اطمینان ہے۔ اور معمولی طور پر لکڑی کے سہارے سے چل پھر سکتے ہیں۔ چنانچہ پالکی سے اتر کر خود اپنے بالاخانے پر تشریف لے گئے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ندوہ کے ہمدرد میرے ساتھ اس خوشی میں شریک ہونگے۔

راقم عبدالحی معتمد دفتر ندوۃ العلماء لکھنو

مقامی شہادت صداقت ظاہر کرتی ہے

کلکتہ کے ایک دوسرے طبیب اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان بیسیوں بیانات میں جو سلسلہ وار ان کالموں میں شایع ہوتے ہیں اپنی شہادت کا اضافہ کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی شہادت کی نسبت جو ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں اس قسم کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے کلکتہ کے لوگوں کو کلکتہ کی شہادت زیادہ مفید و قابل یقین ہوگی۔ اور ڈاکٹر ایس سی سین ایل ایم ایس (حکیم دواخانہ ۴۴ ہیرسن روڈ پر واقع ہے اور جنہوں نے سرکاری اور ریلوے کے ہسپتالوں اور شفاخانوں میں بوجہ ملازمت اچھا تجربہ حاصل کیا ہے اور جو فی الحال کلکتہ کی ٹرامویے کمپنی کے طبیب ہیں) کی شہادت سے زیادہ اچھی اور کس کی ہوگی۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے ڈوان کی دردپشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوانس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ اور مثانہ کے امراض پر لوگوں کو استعمال کرائی ہیں۔ اور مجھکو تجربہ سے معلوم ہوا کہ وہ بہت مفید ہیں۔ کیونکہ ایسے مرضوں پر اگر ان کے استعمال سے جلد تسکین ہوتی ہے۔ پشت میں درد ہونا اسکی نشانی ہے کہ گردے کمزور اور خراب ہو گئے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام لیا جائے تو وہ درد سر۔ تکان۔ مزاج کا چڑچڑاپن اور پٹھوں کی بیماری وغیرہ کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر پروا نہ کی گئی تو استسقا (جلندھر) وجع المفاصل (گٹھیا) ذیابیطس کے امراض اور اسی قسم کی مہلک بیماریاں نمودار ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ ڈوان کی دردپشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوانس بیک ایک کڈنی پلس) اگر گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کے لیئے مجرب دوا ہیں۔ اور انہیں ہر فرد بشر بغیر کسی قسم کی خرابی کے خوف کے استعمال کر سکتا ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈوان کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپے (۲) یا چھ شیشیوں کے ۱۰ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو مع نام اخبار کے جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل۔ بغیر ویلیو پے ایبل خرچ لینے کے کی جائیگی۔

مسلمانوں کا مستقبل
اور
ایک مہتم بالشان تجویز

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

وصول چندہ کی غرض سے دورہ شروع کرنے سے دو تین مہینے قبل کم از کم چار پانچ لاکھ اشتہار اندیا کے ہر قصبہ و شہر و دیہات میں تقسیم ہو جانے چاہئیں۔

اشتہار کا یہ مضمون ہونا چاہئیے کہ یہ وہ وقت ہے کہ ہر شخص کو اپنی امداد آپ ہی کرنی ہوگی۔ اسوقت اسلامی فرقہ نہایت جہالت و افلاس میں گرفتار ہو کر ہر قوم کی نگاہ میں ذلیل و بے اعتبار ہے اور اسکی زندگی کی کشتی بھنور میں آ رہی ہے جس سے پار ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اگر یہی صورت رہی تو بالضرور بہت جلد یہ کشتی ڈوب جائیگی۔ ابھی کچھ وقت و موقع اسکے سنبھل جانے کا باقی ہے اگر ساری قوم قوت متفقہ سے زور کرے تو البتہ یہ ناؤ ضرور بہت جلد بھنور سے نکل کر کنارہ پر پہنچ سکتی ہے لہذا اسکی اصلاح و فرقہ اسلام کو آیندہ عزت و آسایش و آزادی سے زندگی بسر کرنے کے قابل بنانیکی ضرورت ہے ہر قسم کی ضرورت کا علی گڈھ اسلامی مرکز بنایا جاتا ہے۔ بالفعل اغراض ذیل کے اجرا و تکمیل کے واسطے ہندوستان کے اہل اسلام سے ساڑھے چھ کروڑ روپیہ بذریعہ چندہ حاصل ہو جانے کی درخواست کی جاتی ہے جسکی سخت ضرورت ہے۔ امید کہ اشتہار ہذا کے مضمون کو ہر ایک ہمدرد قوم بخوبی پڑھ کر اپنی عالی ہمتی ظاہر کر کے اسلامی پبلک کو مشکور کریگا کہ جس سے دین و دنیا کا ثواب حاصل ہونے کی انشاء اللہ قوی امید ہے۔ ممبران علی گڈھ کالج اور ان کے ایجنٹ باضابطہ حصول چندہ میں اشیاء بعض کی تشریح کو مستعد ہیں۔ اب دیکھیں شہیدان قوم کیا کچھ کر دکھلاوینگے یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ علی گڈھ میں جو کسیقدر شب و روز کی محنت سے چندہ فراہم ہو گیا تھا تو بعض طلباء و معزز طبقہ پیدا ہوئے۔ اور کسی قدر اسلامی پبلک کے اغراض کو مفید ثابت ہوئے گورنمنٹ نے بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہ کابل نے بھی کالج مذکور کی تعلیم اور آیندہ ترقی کرنیکے وسایل و ذرایع سے دلچسپی ظاہر فرمائی۔ اور امداد سے عزت بخشی۔ اسی چندہ ہو جانے کی وجہ سے ۳۵ معزز ممبر متفق الرائے ہو کر یکم اکتوبر کو شملہ میں وایسرائے کی خدمت میں مسلمانوں کی بہبود کے واسطے پہنچے۔ اور گورنمنٹ ہند کو اپنی طرف متوجہ کر ہی لیا۔ اگر اسی طرح تحریک ہوتی رہیگی۔ تو چندہ بعنی ہر طرح کی کامیابی مسلمانوں کو ضرور انشاء اللہ خاطر خواہ ہو جاویگی جس قوم میں چندہ خاطر خواہ نہیں ہوتا وہ ہمیشہ ذلیل رہتی ہے۔ اسوقت یورپ چندہ ہی کے ذریعہ سے آسمان کا تارا بن رہا ہے ہر قسم کی ایجاد کی علاوہ کروڑہا کوس میں کو ریل و تار بنا رہی ہیں اپنا فایدہ حاصل کرتی ہیں دوسروں کو آرام پہنچاتی ہیں۔ اسوقت ہر مسلمان کو جی توڑ کر چندہ دینے و ترغیب و تحریص میں سعی کرنی چاہئیے۔ معزز ممبران علی گڈھ کالج اور ان کے ایجنٹ باضابطہ اور مقامی رؤسا و شرفا یکم جنوری ۱۹۱۱ء سے انڈیا کے ہر گوشہ میں وصول چندہ کے لئے دورہ کرینگے جو سب کی غرض یکساں ہوگی۔ کسی مسلمان کو اسوقت عطائے چندہ میں دریغ نہ کرنا چاہئیے۔

اغراض ذیل یہ ہیں:- ایک کروڑ روپیہ سے دس نمبر برس تک ہر گوشہ کے خاصکر بلوچستان و بنگالہ و رجھستان کے غریب مسلمانوں کو ہر قسم کی مفت تعلیم دیجاویگی۔ کچھ طلباء افغانستان و بخارا و ایران و مصر سے بلائے جاوینگے اور ان کو علیحدہ دس لاکھ روپے سے مفت تعلیم دیجاویگی اور وہ جو علم جس زبان فارسی عربی انگریزی میں سیکھنا چاہینگے۔ یا صنعت و حرفت سیکھنا چاہیں تو سکھلایا جاویگا۔ تبادلۂ خیالات کی غرض سے انڈیا کی سڑکوں کی ہمواری و صفائی و روشنی کی سیر کرائی جائیگی۔ انڈیا کا اخلاق اور تہذیب دکھلائی جائیگی۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی برکتوں کا نقش انکے دل پر کیا جائیگا تاکہ وہ اپنے ملک میں واپس جا کر گورنمنٹ انگریزی کی برکتیں ظاہر کریں اور اس تعلیم کی دلدادہ ہو کر اپنی قوم کو بیدار کریں۔ ایک کروڑ روپیہ سے مدرسہ صنعت و حرفت کھولا جاویگا جس سے مسلمانوں کو ہر قسم کے پیشہ کی تعلیم دے کر تجربہ کرایا جاویگا۔ اس میں رنگسازی و نجاری و شیشہ آلات و اسباب چرمی وغیرہ بنانے و مثل ڈھاکہ و بہاگلپور و پنجاب ہر قسم کی سوتی و ریشمی و اونی عمدہ پارچہ بافی بتلائی دکھلائی جاویگی۔ نیز طریقہ تجارت بتلایا جاویگا۔ ایک کروڑ روپیہ سے مقروض زمینداروں تعلقہ داروں۔ جاگیرداروں کو بشرطیکہ جسکی آمدنی بعد ادائے مالگزاری سرکار (گورنمنٹ) پچاس ہزار روپیہ سالانہ یا اس سے زیادہ کی ہوگی زیادہ سے زیادہ بتیس سال کو پانچ لاکھ روپے تک بلا سود دیا جاویگا۔ ان زمینداروں کو بر قسط مقررہ جو قرار داد باہمی سے قرار پاویگی۔ روپیہ ادا کرتے رہنا ہوگا ایسے زمیندار کو تین ہزار روپیہ سال دیکھ بھال روپیہ اس فنڈ قرضہ کے خرچ کے واسطے اور ڈھائی ہزار روپیہ محمڈن کالج علی گڈھ کے واسطے دینا ہوگا جو رقم قرضہ میں کسی طرح محسوب و مجرا نہ ہوگا۔ بصورت خلاف ورزی کسی شرط بالا کے اس جائداد پر فوراً فنڈ مذکور قبضہ کر کے روپیہ وصول کر لیگا۔ اور ایسی صورت میں جو صرف جس عرصہ تک وصول روپیہ میں ہوگا وہ بذمہ زمیندار موصوف رہیگا۔ بعد منہائی اخراجات جو بچے گا۔ وہ اصل قرضہ میں مجرا دیا جاویگا۔ تین ہزار روپیہ میں سے ایک یہ بھی خرچ ہوگا کہ ایک ایسے لائق آدمیوں کی جماعت تیار کی جاویگی کہ زمینداروں کو ضرورت و تلاش کے وقت کم از کم ایکسو روپیہ ماہوار تنخواہ پر دیانتدار تجربہ کار جفاکش منیجر دئے جاوینگے جو عمدہ طور سے ریاست کا کام کر سکنے کے قابل ہونگے نیز والیان ملک کو کم از کم ایکہزار روپیہ پر مدار المہام دئیے جاوینگے۔ کہ جیسے اعلی قابلیت ظاہر کرینگے اور ہر طرح سے رئیس کے وفادار رہینگے۔ ایک کروڑ روپیہ سے طب یونانی زندہ کی جاویگی۔ حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلوی و حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی کو ہر گوشہ کے حاذق اطباء جمع کر کے اسکی اصلاح میں تجاویز کرنا ہونگی۔ اعلی درجہ کے اطبا انگریزی فارسی عربی تعلیم دے کر تیار کرنا ہونگی۔ ادویات یونانی کے جو ہر کشید کرائے جاوینگے فن جراحی سکھلایا جاویگا زنانہ شفاخانے کھولے جاوینگے جہاں علاوہ آسایش پردہ کا بہت بڑا خیال رہیگا۔ عمدہ دوائیاں تیار کی جاوینگی حتے الامکان شریف زادیوں کو دایہ پن سکھلایا جاویگا جسکی اسوقت مسلمان عورات کو سخت ضرورت ہے۔ بیس لاکھ روپیہ سے محمڈن کالج علی گڈھ یونیورسٹی بنایا جاویگا دس لاکھ روپیہ سے ہر ایک قسم کے انجن و کلیں ولایت سے منگوائی جاوینگی پانچ لاکھ روپیہ سے مدارس عربی دیوبند۔ مرادآباد و ندوۃ العلماء و دیگر مدارس مذہبی کو امداد دیجاویگی تاکہ وہ ایسے عالم تیار کریں جو مثل علماء سابق کے ہوں اور زمانہ حال کی ضرورتوں پر روشنی ڈال کر تعلیم علوم جدیدہ کی طرف متوجہ ہوں۔ پانچ لاکھ روپیہ سے مدارس انگریزی اٹاوہ۔ البشیر و انجمن اسلامیہ لاہور و کراچی و راولپنڈی و لودیانہ و بمبئی وغیرہ و یتیم خانوں کو امداد دیجاویگی۔ دس لاکھ روپیہ سے چار اخبار انگریزی روزانہ کئے جاوینگے اور چار اخبار اردو وطن۔ وکیل البشیر و آب زر کو امداد دیکر روزانہ کیا جاویگا۔ اردو اخبارات میں فارسی عربی مصری مترجم ہونگے۔ لائق ایڈیٹر رکھے جاوینگے۔ بہت سے پرچے ہر گوشہ کے غریب مسلمانوں کو مفت بھی روانہ ہونگے نیز یہ اخبارات افغانستان بخارا ایران مصر عرب مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ کربلائے معلی۔ بغداد شریف یمن۔ قسطنطنیہ بھی بھیجے جاوینگے۔ اور وہاں کے تمدنی و تعلیمی حالات پر بحث کیا کرینگے بشرط امکان اس فیض سے مسلمانان روس و چین و جاوا بھی محروم نہ رہینگے۔ دس لاکھ روپیہ سے بڑی بڑی زیارتوں پر مثل اجمیر و پیران کلیر و دہلی و پاک پٹن شریف وغیرہ کے مدارس عربی کھولے جاوینگے نیز صوفیہ و درویشوں کو جو اسوقت نہایت خراب حالت میں ہیں تعلیم دیجاویگی۔ دس لاکھ روپیہ امانت میں رہیگا کہ اگر کسی کی یادگار بنانے کی ضرورت پیش آوے تو یادگار قایم ہوتی رہیں۔ دس لاکھ روپیہ سے چار چار ممبروں کی دس انجمنیں قایم ہونگی۔ یہ روپیہ وقتاً فوقتاً اس میں صرف ہوتا رہیگا۔ اول ایک انجمن اس غرض سے ہوگی کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ ہندوستان میں گرانی غلہ و روغن و مویشی و چارہ و کمی پیداوار و قلت بارش و کثرت وبا و امراض کے کیا اسباب

پیدا ہو گئے ہیں جنکی وجہ سے طاقت و صحت جسمانی بہت کم ہو گئی ہے - اور روز بروز ہوتی جاتی ہے اور حصول علم حاصکر غیر زبان سیکھنے کے واسطے قوت جسمانی و صحت کی نہایت ضرورت ہے اور اسکے انسداد و دفعیہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے - نمبر ۲ - ایک انجمن مسلمانوں سے مسکرات کا استعمال ناجائز و رسومات بدعت و فضول خرچی شادی و غمی میں متروک ہونے کی کوشش کریگی - نو عمر ہوگان کی عقد ثانی کی ترویج میں ہدایات مناسب کرتی رہیگی ۔ نمبر ۳ - ایک انجمن یہ ثابت کریگی کہ کس کس علاقہ کے کس کس صیغہ و سررشتہ میں مسلمان ملازم کم ہیں - اور قلیل تنخواہ ہیں - اور کس وجہ سے ایک عرصہ سے ترقی نہیں ملی - ملحاظ لیاقت ملازمت وغیرہ میں ہندو و مسلمانوں کی مساوات ہونی چاہیئے - چنانچہ سر انٹینی کالون صاحب بہادر بالقابہ لفٹنٹ الہ آباد نے سر سید مرحوم کی حیات میں تذکرہ یا دربار علی گڈھ میں اسی مساوات پر زور دیا تہا کہ ملازمت میں ہندو و مسلمان عصمہ مساوی ہونے چاہئیں - بلکہ شیخ سید مغل پٹہان فرقہ اسلام کے مقابلہ میں راجپوت ٹھاکر برہمن کا لیستہ کا مقابلہ ہونا چاہیئے نہ کہ ادنٰے قوم کا - اور یہ مضمون چند اخبارات میں بہی شایع ہوا تہا - نمبر ۴ - ایک انجمن دیسی اشیا کی تیاری و عمدگی و مضبوطی و ارزانی کے وسایل و ذرایع پیدا کریگی - نیز کفایت شعاری کے طریقہ اسلامی پبلک کو بتلا دیگی - تعلیم جبری کے قواعد و ضوابط مقرر کریگی - نمبر ۵ - ایک انجمن چہوٹے چہوٹے مقروض زمیندار طبقہ کی ادائگی قرضہ و تحفظ جایداد کی کوشش کریگی - اور کوئی ایسے قانون مثل پنجاب نافذ کرا کر معقول تدابیر گورنمنٹ میں پیش کرکے انتظام کرا دیگی - دو چار انجمنیں اسی قسم کی جو مسلمانوں کے حقوق و اغراض کی بہبود کے واسطے جو کام مفید ثابت ہونگے اسکا اظہار کرتی رہیگی - اور ان جملہ انجمنوں کی ملنے سے اسباب و وجوہات مدلل کر جملہ ممبران علیگڈہ کے بحث و غور کے بعد بالاتفاق ملنے جملہ ممبران ہر سال دلہیرائے ہند کی خدمتمیں بذریعہ ڈیپوٹیشن پیش کرتی رہا کریگی - تا کہ ہر قسم کی سہولت مسلمانوں کو حاصل ہو - نمبر ۹ - ایک انجمن ہمیشہ لایق ممبر منتخب کرکے یہ کام کراتی رہا کریگی - اور ان کاموں کی نوبت زیادہ ہونے کے واسطے اور زیادہ لایق ممبر بڑہا دیگی - اور چند علماء تنخواہ سے مقرر کریگی - کہ وہ بڑے بڑے مقامات پر جا کر اتفاق و ہدایت اسلام کا وعظ کہیں - اور وہ علماء اپنے شاگردوں کو دیہات بہیجکر وعظ کہلوا دیں تاکہ مسلمانوں کو اپنے دین کی خوبی و آسانی سے واقفیت حاصل ہو کر اتفاق و ہمدردی قوم کا مادہ پیدا ہو - نیز علما مسلمان طوایفوں کو گانے ناچنے و پیشہ زنا سے باز رکہنے کی ہدایت میں کوشش بلیغ کرینگے - کہ یہ فرقہ قایم رہنے سے اسلام کی نہایت کمزوری ہوتی ہے - اور زیادہ تر کثرت زنا و مسکرات کا استعمال بہی اسکا جزو خاص ہے جو مسلمانوں کو تباہ کر رہا ہے - نمبر ۱۰ - نہایت رہنمایانہ اور عالی خیال معہ جناب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب و شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی ایک انجمن ہوگی - جو سلطنت روم کے معاملات کی درستی و حفظ امن و ترقی پیدا کارک و رائے زنی کرکے بذریعہ اخبارات روزانہ باانہمہ قدر بالعالی میں بہیجتی رہا کریگی - اور ہندوستان میں جو آسایش و آزادی سے بہو کے مفلس ہو کر تہذیب و اخلاق سے مسلمان رہے لیکن انگریزی تعلیم سے جو بعض مسلمان ترقی پانے جاتے ہیں - ظاہر کیا کریگی - ان تبادلہ خیالات سے امید قوی ہے انشاء اللہ کہ مسلمانوں کو خاطر خواہ فایدہ پہنچیگا ۔

ایک کروڑ روپیہ سے ان جملہ مقاصد کے اجراء و التقاء کے واسطے کوئی منافع خاص دایمی حاصل کیا جاویگا جو شرعاً جائز ہو - پچیس لاکہ روپیہ سے بعض علمائے دین کی خدمت کی جاویگی اور علوم جدیدہ کے جو رسایل تصنیف ہونگے وہ طبع کرانے جاتینگے - اور علماء و مصنفین کو تنخواہ دیجاویگی پچیس لاکہ روپیہ سے بعض طلباء کو اغراض مندرجہ بالا کی تکمیل و تجربہ کے واسطے و دیگر ولایت میں بہیجا جاویگا کروڑہا من لہی و سینگ و چرم مویشی ولایت کو ہندوستان سے چلا جاتا ہے معلوم وہاں کس ترکیب سے کیا کارآمد ہوتا ہے - اسکے دریافت و تجربہ کے واسطے چند طلباء ولایت بہیجے جاوینگے تاکہ واپس ہو کر یہاں کے کارخانوں کو امداد دیں ۔

اب یہ امید کی جاتی ہے کہ جملہ رفیعمردہ ہمدرد قوم جناب اڈیٹر صاحب آئیندور و عصر جدید و وطن و وکیل و پیسہ اخبار و البشیر و دیگر اسلامی اخبار و جہان و سب جہان و ممبر شاہان و وکلاء و مختاران و ڈپٹی کلکٹران و تحصیلداران و منصفان و ڈاکٹران و انجینیران و نایب تحصیلداران و سررشتہ داران و مدرسان و ٹہیکیداران و تاجران و دربار و زمینداران و تعلقداران و جاگیرداران و نمبرداران و مقدمان و پٹہ داران و عاملان و جملہ مبتہ وران اہل اسلام پر بیلد ما مصاہب ند خصوصاً مولانا حالی و مولانا شبلی و مولانا نذیر احمد صاحبان اس چندہ (للعہ ۲ کروڑ روپے) کے حصول اور اپنی ذات سے دینے میں نہایت توجہ کرینگے - یہ بہی ممکن نہیں کہ ۲۵ ممبر علی گڈھ کالج میں اس کثیر رقم کو وصول کرلیں بلکہ جملہ حضرات متذکرہ بالا و شہیدان قوم کو اس کار خیر میں مستعدی کرکے اپنے معزز احباب و عزیزوں سے بہی حصول چندہ مذکور میں امداد لینی ہوگی -

جناب من! جو کچہہ یہ لکہا اور عرض کیا گیا ہے وہ سلسل بطور بیان گذارش ہے عبارت آرائی کا کچہہ خیال نہیں کیا گیا - گو اسوقت یہ مجوزہ بانہ تڑہے یا خواب پریشان کہلائے جانے کے قابل - مگر یہ ممکن الوقوع ہے - اگر اس کام کو شروع کیا جاوے تو ممکن نہیں کہ پورا نہو جاوے - ایک بندگوار دل کی ہمت کی دیر ہے - آپ بہی ایک معزز ممبر سے قریب رہتیں ہیں - اگر آپ کو ضعیف کی یہ رائے و تجویز بجنسہ یا بعد کسی قدر ترمیم کے پسند ہو تو اسکا اجراء ہونا چاہیئے اور اگر جملہ ممبران علی گڈھ کالج کی رائے لینی منظور ہو - تو یہ مضمون ان کی خدمتمیں بغرض منظوری کو بہیجدیا جاوے یا کسی معزز اخبار میں شایع کرا دیجئے - تاکہ اہل الرائے اسپر غور کرکے رائے زنی کریں - مگر جو رائے ممبران علی گڈھ کی ہوا کرتی ہے - وہ ہمیشہ اسلامی پبلک کو پسند ہوتی ہے - اور اسکا اجراء ہو کر کامیابی کی قوی امید ہو جاتی ہے - غرضکہ کچہہ ہونا ضرور چاہیئے - اب وہ وقت نہیں ہے کہ دیر کیجاوے تا وقتیکہ اسی طریقہ سے اعلے درجہ کے پیمانہ پر مسلمانوں کو نہ لایا جاویگا ہرگز مسلمانوں کو فلاح نہیں ہو سکتی نہ یہ قوم ترقی پا سکتی ہے بلکہ اسوقت زمیندار طبقہ کی حالت جسپر معزز مسلمانوں کا زیادہ تر بسر اوقات کا حصر ہے نہایت خراب حالت میں ہے - علی ہذا بوجہ افلاس عام مسلمان تجارت سے معذور بوجہ بے ہنری و بے علمی حصول روزگار سے مجبور - ہند کے مسلمانوں کی معاش محض روزگار و زمینداری و کاشتکاری ہی پر منحصر ہے - یہ ہر سہ معاش بہت خراب حالتیں ہیں اگر یہی کیفیت چند روزہ اور رہی تو بالکل ابتری ہو جاویگی اور پہر بہت پچہتانا پڑے گا - بلکہ اسوقت جلدی سے جو کچہہ کرنا ہے کر لیا جاوے - زیادہ حد ادب فقط

عریضہ ادب محمد اسمعیل حسین از قصبہ کہیراون ۔

ممالک غیر

بلفاسٹ ۔ بلفاسٹ میں ۱۲ اگست کی شام کو ایک غول نے پولیس پر حملہ کرکے بارگوں کو منہدم کردیا ۔ قانون بغاوت پڑھا گیا ۔ فوج نے بھی فیر کیے ایک مرد اور ایک عورت قتل ہوئے تین آدمی بندوق سے زخمی ہوئے اور بہت سے لوگوں کو سنگینوں اور ڈنڈوں سے صدمہ پہنچا ۔ مگر اس کا اثر شورش کرنے والوں پر مطلق نہ ہوا نیم شب کو بلفاسٹ کی حالت نہایت پریشان اور خوفناک ہو گئی تھی بمشکل سے یہ چلتا تھا کہ مقتول و مجروحین کی کیا تعداد ہے ۔ انسپکٹروں سپاہیوں اور پولیس والوں پر پتھر اور بوتل کے ٹکڑوں کی سو قدر بوچھار ہوئی ہے کہ ان میں سے بہت سے زخمی ہو گئے ۔ مگر فوج نے باوجود اشتعال کے نہایت بردباری سے کام لیا ۔ اور جب تک انہیں سنگینیں چڑھانے اور فیر چلانے کا حکم نہ ملا وہ نہایت صبر کے ساتھ سنگسار ہوتے رہے ۔ شورش کی ابتدا عورتوں اور بچوں سے ہوئی ہے ۔ ریلیں روک لی گئیں ۔ اور دوکانیں سہ پہر سے بند کردی گئی تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیاری کرکے مقابلہ کیا گیا ۔ لارڈ لینس ڈون نے ہاؤس آف لارڈز میں جو تار پڑھا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سینکڑوں لوگ مجروح ہوئے ۔ آئرش بورڈ آف ٹریڈ کو بلفاسٹ روانہ کیا گیا ہے تاکہ وہاں ہڑتال کا خاتمہ کرانے کی کوشش کرے ۔ ۱۴ اگست کا تار مظہر ہے کہ سر انٹونی میکڈانل کی کوشش سے معاملہ سلجھ چلا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ ہڑتال کا عنقریب خاتمہ ہو جائیگا ۔

امریکہ کے محکمہ تار کی ہڑتال نے وہاں کے کاروبار کو بند کر دیا ہے ۔ ٹیلیفون سے جو کام چلتا ہے چلایا جاتا ہے

حضور ملک معظم معیت ملکہ عالیہ مارنگ بہ جہاز روانہ ہوئے

کلالو سیموریل میں لارڈ کرزن کی جدید تحریر کے مطابق ۲۷۰۰ پونڈ جمع ہو چکے ہیں جس میں بعض رئیس چند ہندوستانی والیان ملک کی بھی شامل ہیں ۔

کیوبیک پارلیمنٹ میں جو بجٹ پیش ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ چار سال کی آمدنی میں کمی ہوئی ہے تجویز ہے کہ اس کمی کو ان لوگوں پر ٹیکس لگا کر پورا کیا جائے جنکی آمدنی ۱۰ ہزار پونڈ سے زاید ہو ۔

جنرل فرینچ افواج انگلستان کے انسپکٹر جنرل اور جنرل سمتھ ڈورن کمانڈر ایلڈر شاٹ مقرر ہوئے ہیں ۔

افواہ ہے کہ پارلیمنٹ ۲۸ ماہ حال کو بند ہوگا ۔

ملک معظم ولہم شوہی پہنچ گئے ۔ جہاں قیصر جرمنی اور شہزادہ پولو نے آپ کا استقبال ریل پر کیا دونو شہنشاہ تپاک سے بغلگیر ہوئے ۔ اور لوگوں کے نعرہ ہائے خوشی کے درمیان محل کو روانہ ہو گئے ۔ جرمنی اخبار ملک معظم کی آمد پر اظہار مسرت کر رہے ہیں ۔ اور اسے انگلستان و جرمنی کے اتحاد کی دلیل بیان کرتے ہیں ۔

ڈیلی ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ موجودہ انگریزی جنگی جہازات میں تین اعلے درجہ کے جہازوں کا اور اضافہ ہونے والا ہے ۔

مانٹریل اور ٹارنٹو کے تار کے ملازموں نے امریکن تار والوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کی غرض سے ہڑتال کر دی ۔

آیرلینڈ کے لارڈ لیفٹیننٹ کی خوابگاہ کو بم کے گولہ سے اڑانے کی تجویز کسی نے کی تھی مگر خیریت گذری کہ لارڈ موصوف کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکا ۔

انگلستان میں ایک جدید قانون پاس ہوا ہے جسکی رو سے متوفی بیوی کی ہمشیرہ کے ساتھ شادی اب جایز ہو گئی ہے ۔ اس ملک میں پہلے اسکی ممانعت تھی

پیکن ۱۲ ستمبر نمبر ۲ ۔ پرنس پورگہیس پیرس پہنچ گیا جہاں بڑی گرمجوشی سے اسکا خیر مقدم ادا کیا گیا

شاہ سیام جو لالونگ کورٹ آجکل بمقام ولہلم سیوہن قیصر ولہلم کے مہمان ہیں ۔

سیول (پایۂ تخت کوریا) کا ایک پیغام تار مظہر ہے کہ مارکوئیس آئیٹو اور آٹھ جاپانی حکام کوریہ ۔ ٹوکیو کو روانہ ہو گئے ۔ آئیٹو کے شاف کے تین افسر کوریہ میں نایب وزیر کے عہدہ پر تعینات کیے گئے

امریکہ میں تار بابوؤں کی ہڑتال مغربی اور جنوبی علاقہ کے پچاس شہروں میں پھیل گئی ہے ۔ سانفرانسسکو اور نیویارک کے سگنیلر بھی اسمیں شامل ہوا چاہتے ہیں ۔

ہندوستان کی خبریں

گورنمنٹ ہند نے حسب الایما گورنمنٹ مدراس مسز کاملکار کے لیے دو سو پچاس پونڈ کا عطیہ خاص منظور فرمایا تاکہ وہ انگلستان جاکر ڈاکٹری کی تکمیل کریں ۔

آربتھنات دیوالیہ کمپنی کے بہات سرکاری کا نیلام ہوا لوگوں نے چنداں توجہ نہ کی سب سے بڑی بولی حاجی اسمعیل کی طرف سے ۵۳ ہزار کی تھی ۔

رام بہنی کے تقرر کی افواہ محض ایک تجویز ہے اور مسٹر مذکور ۱۸۶۴ء میں ہندوستان آئے اور اس وقت انکی عمر غالباً ۶۶ سال کی ہے ۔ سر جارج کیمبل جو ۱۸۷۱ء میں بنگال کے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے ۔ اس سے پہلے ہائی کورٹ کی ججی پر ممتاز رہ چکے تھے ۔ اور انکی عمر صرف ۴۵ سال کی تھی مگر مسٹر رام بہنی کی مدت ملازمت اس وقت ۴۳ سال ہے علاوہ ازیں ایک یہ دلیل بھی قابل لحاظ ہے کہ برما میں جب مسٹر جے تھرکل وائیٹ کے لفٹنٹ گورنر بنانے کی تجویز ہوئی تو پبلک نے مخالفت کی تھی جس سے سوپریم گورنمنٹ پر ظاہر ہوگا کہ انڈین پبلک اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ ایسے جج کبھی اسی صوبہ کے حاکم اعلےٰ بن سکیں جہاں وہ عدالت کر چکے ہوں ۔

کلکتہ میں جلوسوں کے نکلنے سے سرکار کو معقول آمدنی ہوئی یعنی قیمت جلوس کے (۱۹۸۰) پاس جاری ہوئے جنکی فیس سے ۸۴۰۷ روپیہ آیا ۔ پبلک کے تہواروں پر کوئی فیس نہیں لگائی گئی خواہ ہندوؤں کے ہوں یا مسلمانوں کے ۔

سال گذشتہ کے اندر کلکتہ میں ۱۰ ہزار کتے بازاروں میں پھرتے ہوئے پولیس کے ہاتھ ہلاک ہوئے

بمبئی میں افواہ ہے کہ وہاں کے مشہور انقلاب پسند دیسی اخبار کیسری پر بھی مقدمہ سڈیشن چلایا جائے گا ۔

سر لوئیس ڈین سیکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا کی نسبت یہ افواہ بے بنیاد ہے کہ آپ ایام موسم سرما میں ولایت چلے جائینگے ۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ موسم بہار میں تین ماہ کی رعایتی رخصت پر جائیں

میسور کی زراعتی و صنعتی نمایش شہر میسور میں ۵ سے ۱۳ اکتوبر تک رہیگی ۔ ہر جگہ کی مصنوعات کے لیے صلائے عام ہے ۔ دربار میسور نے اس نمایش کے خرچ کو دس ہزار روپے کی منظوری دی ہے انتظامی کمیٹی اور اعلیٰ اہلکاران ریاست بڑی سرگرمی سے مصروف تیاری ہیں مہاراجہ صاحب کو اپنی زرعی اور صنعتی ترقی و خوشحالی سے بڑی دلچسپی ہے ۔ اور بذات خود انتظام نمایش کی دیکھ بھال کرتے ہیں ۔

بلوہ لاہور کے مقدمہ سے متعلق سوہن سنگھ ۔ بیلی رام ۔ کرتار سنگھ ۔ رام سنگھ ۔ گوردت مل لالچند اور گھسیٹا رام ملزمان نے جو نیا رائی فیصلہ لوائد صاحب عدالت سشن میں اپیل کی تھی ۔ وہ پیر کے روز بتاریخ ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء نامنظور ہوئی ۔ ملزمان جو اپنی سزا کی قید کاٹ رہے ہیں ۔ عدالت میں موجود تھے ۔

کلکتہ کے ایک اخبار میں کسی نامہ نگار نے شکایت چھپوائی ہے کہ سرکار نے ایکسائز کا کل محکمہ

منقولات

الٰہ آباد یونیورسٹی

اس سال الٰہ آباد یونیورسٹی کے امتحان میٹرکلیشن میں دو ہندی سنار، حلوائی، تیرھی، بوہر، تیلی، نائی، ملاح، اہیر اور کہار وغیرہ نیچ اقوام کے ۹ لڑکے کامیاب ہوئے ہیں اور یہ حال گردش ان اقوام کے پاس شدوں کی یہی تعداد رہتی ہے انہیں نے اکثر اعلیٰ تعلیم بھی پاتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ایسی اقوام کی تعلیم پانے کا نتیجہ ملک کے لئے کیا مفید ہے سوائے اسکے کہ اپنے پیشہ کو ترک کریں گورنمنٹ کی ملازمت پانے والوں کی تعداد بڑھے اور جب گورنمنٹ سب کو ملازمت نہ دے سکے تو ناراض گروہ کی تعداد میں اضافہ ہو۔ غرضکہ ایسے لوگوں کا تعلیم پانا مضر ہے ملک کے لئے شرفا کے لئے۔ اور گورنمنٹ کے لئے۔ (البشیر)

مسلمانو! سمجھو اور عمل کرو

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں تم کو تین باتوں یعنے قیل و قال کثرت سوال اور بربادی مال سے منع کرتا ہوں"

ہم نے یہ حدیث اس غرض سے لکھی ہے تاکہ مسلمان غور کریں۔ کہ آیا وہ اپنے پیارے نبی کی ہدایت عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں یہ تینوں مرض موجود ہیں۔ سوائے باتیں بنانے اور فضیلے بکھیڑے کے انہیں کسی کام میں مزہ نہیں ملتا۔ بھیکھ مانگنے والوں کی روز بروز مسلمانوں میں کثرت ہو رہی ہے کو آج مسلمان برباد کرنے میں جسکی دنیا کی کسی دوسری قوم میں نظیر نہیں ملتی سینکڑوں طریقے بربادی کے اختیار کر رکھے ہیں شادی غمی۔ پیدائش وغیرہ کی مراسم میں خدا کی دی ہوئی دولت برباد کرنا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی قومی خصوصیت میں داخل ہو گیا ہے۔ روزمرہ کے مصارف میں بھی یہی کیفیت ہے حیثیت سے زیادہ کپڑا پہنا تا کہ لوگ دولتمند اور معزز خیال کریں حیثیت سے زیادہ اچھا کھانا کھانا اور علاوہ اس کے دوسری فضول چیزوں میں دولت کو برباد کرنا ایک معمولی سی بات ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ قوم پر روز بروز زیادہ مصیبت آرہی ہے اور یہ نتیجہ ہے اس ہادی برحق کی ہدایت کے خلاف عمل کرنا مسلمانوں نے اپنا شیوہ کر رکھا ہے اور جب تک مسلمانوں کی یہ حالت رہیگی۔ اور وہ خدا اور خدا کے رسول کے احکام کی پابندی نہ کرینگے۔ اُن کا ترقی کرنا محال ہے۔ اس رائے میں یقیناً پرانے خیال کے مسلمان بھی اختلاف نہ کرینگے۔ لیکن ہم میں اور ان میں اگر کچھ اختلاف ہے وہ صرف اس قدر کہ پرانے خیال کے مسلمان اُس تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتے جو تعلق اصلاح تمدن ہے۔ اور ہم اُس تعلیم کو نہایت ضروری خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک دنیا میں رہتے ہیں پہلے ہم کو بحیثیت مسلمان کے دنیا میں اچھی طرح رہنا لازم ہے۔ اسکے بعد معاد کی فکر کرنا چاہیئے پرانے خیال کے مسلمان کہتے ہیں کہ دنیا چند روزہ ہے جو کچھ کرو وہ عاقبت کی فکر۔ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام نے دین اور دنیا دونوں کی تعلیم دی ہے ہم کو دونوں کی پابندی لازمی ہے۔ اگر ہم دنیاوی معاملات میں اسلامی تعلیم کے موافق عمل نہ کرینگے تو ہمارا اسلام ادھورا اور ناقص رہیگا۔

اسلام نے تمدن کی تعلیم بے فایدہ نہیں دی۔ بلکہ بغیر اسکے مسلمانوں کی عاقبت بھی درست نہیں ہو سکتی۔ کاش! مسلمان سمجھیں اور عمل کریں۔ (البشیر)

جلالتماب سلطان عبدالحمید خان کی اسپیچ

یمن کے ۸۴ علما اور امراء کا جو ڈپوٹیشن دار الخلافہ عثمانیہ میں طلب کیا گیا تھا وہ ۸ ار جولائی کو سلطانی جہاز پر واپس کیا گیا۔ اثنائے قیام قسطنطنیہ میں ممبران ڈپوٹیشن کے ساتھ جلالتماب نے نہایت شفقت اور عنایت کا برتاؤ کیا۔ رخصت ہونے سے پہلے وہ حضور سلطانی میں حاضر ہوئے اسوقت دربار سلطانی میں مندرجہ ذیل حاجب اور سکرٹری موجود تھے۔ (۱) دولتلو غالب پاشا حاجب سلطانی۔ (۲) دولتلو ادہم پاشا حاجب سلطانی۔ (۳) دولتلو تحسین پاشا چیف سکرٹری ابین ہمایونی۔ (۴) دولتلو عزت پاشا سکرٹری دوم ابین ہمایونی۔ (۵) دولتلو شاکر پاشا (۶) سماحتلو ابو الہدے آفندی۔

جلالتماب نے چیف سکرٹری دولتلو تحسین پاشا کو اشارہ کیا اور انہوں نے سلطانی اسپیچ موثر ترکی زبان میں نہایت بلند آواز سے ممبران ڈپوٹیشن کو سنائی۔ پھر سماحتلو ابو الہدیٰ آفندی نے اس اسپیچ کا ترجمہ عربی زبان میں کیا اور اسکے مضمون سے ممبران ڈپوٹیشن کو آگاہ کیا۔ اسکے بعد جلالتماب نے اُن کو چند تمغے عنایت کئے جنکو دولتلو ادہم پاشا نے جلالتماب کے دست مبارک سے لیکر اول آنکھوں سے لگایا پھر ممبران ڈپوٹیشن کے سینوں پر ان کو آویزاں کیا۔ ذیل میں سلطانی اسپیچ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے

"ما بدولت ذی مین سے بہ نیت تمکو طلب کیا تھا کہ تمہارے ملک میں جو واقعات و حالات گذر رہے ہیں اُن کی تفصیل خود تمہاری زبان سے معلوم ہو اور اپنی وفادار رعایا کی نسبت نیک نیتی اور بہی خواہی کے جو خیالات ہمارے دل میں موجزن ہیں وہ بلا واسطہ تم پر ظاہر کئے جائیں

ما بدولت کو اس خبر کے سننے سے کہ بعض باشندگان یمن نے شورش اور بغاوت اختیار کی۔ نہایت افسوس ہوا۔ ہماری ہرگز خواہش نہیں تھی کہ مسلمانوں کا خون بہایا جائے مگر بدبختی کا جو طریقہ ان ہنگامہ پردازوں نے اختیار کیا وہ بلحاظ شریعت اور قانون کے ناقابل معافی اور دین و دنیا میں اُن کے لئے نقصان اور ہلاکت کا موجب اور خدا اور رسول کی ناراضمندی کا باعث تھا۔ ما بدولت کی خواہش ہے کہ تم باشندگان یمن کو ہمارا سلام پہنچاؤ اور ہماری نیک نیتی اور بہی خواہی کا اُن کو یقین دلاؤ۔

اس بنا پر کہ ہماری دلی خواہش اپنی رعایا کی بہبودی اور آسایش کو ترقی دینا ہے ہمنے وزراء کو حکم دیا تھا کہ وہ یمن کی انتظامی اصلاحات پر ایک یادداشت تیار کریں چنانچہ اُنہوں نے جو یادداشت مرتب کی ہے وہ ہماری عین مرضی کے مطابق ہے۔ اور اس سے اہل یمن کے ترقی کرنے اور زمانہ حال کے تمدن کی روشنی حاصل کرنے اور اُن کی جان و مال کی کامل حفاظت ہونے اور یمن کی عدالتوں اور مالی اور ملکی محکموں کے اصلاح پانے کا یقین واثق ہوتا ہے۔ ما بدولت نے اس یادداشت کے جاری کرنے کا حکم صادر کر دیا ہے۔

ما بدولت نے علاوہ اُن تمغوں کے جو تمہارے سینوں پر آویزاں ہیں۔ یہ بھی حکم دیا ہے کہ بطور یادگار اس امر کے کہ تم مرکز خلافت میں حاضر ہوئے چند نقرئی نشان بھی تم کو عطا کئے جائیں۔ جو "نشان لیاقت" کے نام سے موسوم ہیں۔ تمہاری واپسی کے لئے سلطانی جہاز تیار ہے۔ اور امید ہے کہ تم صحت اور عافیت کے ساتھ اپنے عزیز وطن میں پہنچو گے۔ اور اپنی قوم کو ما بدولت کا سلام اور پیغام پہنچاؤ گے"۔ (علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

جاری تو کردیا مگر اسکی کافی بہم رسانی کا کچھ بندوبست نہیں کیا۔ اسکی مانگ کثرت سے خاصکر یورپین لوگوں میں۔ اور لاسیسنسدار صراف تو حبہ کمیابی پانچ پانچ پیسے میں ایک سکہ دیتے ہیں جس سے فی روپیہ چونی کی چٹی پڑتی ہے۔

ٹاٹا ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا نام بدل کر اب انڈین انسٹیٹیوٹ آف سائنس رکھ لیا گیا ہے۔ اس پر اخبار پارسی شاکی ہے اور کہتا ہے کہ بانی انسٹیٹیوشن کا نام کیوں نہ شامل رکھا جائے؟

پوسٹ ماسٹروں اور سب پوسٹ ماسٹروں کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کی غرض سے وزیر ہند نے قریب دو لاکھ روپے کے زاید خرچ منظور کیا ہے۔

سودیشی تحریک ضلع سنتھال پرگنہ میں صنعتی کارخانے قایم کرنے کا باعث ہوئی۔ جس میں ایک نیل کا ایک صابن کا۔ ایک چمڑہ کا اور چند کپڑے کے کارخانے شامل ہیں۔

راما کرشن مشن کی جانب سے اخبار انگلشمین میں اعلان شائع ہوا ہے کہ اس مشن کو پالیٹکس سے کوئی سروکار نہیں۔

تعلقداران اودھ نے قیصر باغ لکھنؤ میں زیر صدارت مہاراجہ بلرامپور ایک جلسہ منعقد کیا جس میں امر وفاداری گورنمنٹ اور بہتری موجودہ بیزاری کے متعلق ریزولیوشن پاس کئے اور اسی غرض کے لئے نواب لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں ایک ڈیپوٹیشن لیجانا بھی قرار دیا۔

رنگین کونین کا ہندوستان میں درآمد کو نر جنرل ہند نے بند کر دی ہے۔

چیف کورٹ پنجاب میں جو پچھلے کام کی صفائی کے لئے چار زاید جج مقرر کئے گئے ہیں انکی میعاد ختم ہو گئی۔ مگر چیف کورٹ کی سفارش پر پنجاب گورنمنٹ نے ان میں سے ایک جج کو اپریل آیندہ تک اور رکھنے کی اجازت مانگی تھی گورنمنٹ ہند نے مسٹر جانسٹن کا رکھا جانا منظور فرمایا۔

دیوان بہادر راجہ گوپال چاری کی بابت سننے میں آیا ہے کہ وہ دو مہینے تک اپنے عہدہ کا چارج نہ لینگے۔

گجرات (پریذیڈنسی) میں ۱۲ ماہ حال کو نہایت شدت کی بارش ہوئی جس سے نوساری اور سچین کے درمیان ریلوے لاین کو نقصان پہنچا۔ زمین کی کاشت بند ہو گئی۔ ریل گاڑیاں پیر کر کے بمبئی پہنچی ہیں

کوئٹہ میں زیادتی بارش کی وجہ سے ریل کو لاین زیر آب ہے۔ بیلپٹ اور لنڈسے کے درمیان ۵ میل تک پٹری اکھڑ گئی۔ اور مسافروں کی آمد و رفت میں دقت واقع ہوتی ہے۔

مالابار کوچین اور ٹراونکور وغیرہ میں جس زور شور کی بارش ہوئی ہے ایسی گذشتہ ۲۵ برس میں کبھی نہیں ہوئی۔ مکانات گر رہے ہیں۔ ریل کی لائنیں بہتی جاتی ہیں۔ آمد و رفت ہے۔ کاروبار رکے ہوئے ہیں۔ اور فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

دہلی میں ایک یسی عیسائی مسمے آرتھر ایس کیمبل کا آوارہ گردی میں چالان ہوا ہے بقول پولیس ملزم کو مصنوعی پولیس افسر بننے میں بڑی مہارت ہے

خبار امپایر رقمطراز ہے کہ کلکتہ میں دو انگریز مسٹر لوئیٹس اور مسٹر بلیسو ایک روز صبح کو ٹہلنے نکلے تھے کہ ایک بنگالی غول نے اُن پر حملہ کیا اور انہیں زد و کوب کیا۔

ہائیکورٹ کلکتہ نے ایک یورپین مسمے جارج کلوڈن کو ایک دوسرے یورپین کے قتل کے جرم میں سات سال کی قید کی سخت سزا دی۔

افسوس ہے کہ مہاراجہ سر پرتاب سنگھہ آف ایدر کی مہارانی صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔

تعزیری پولیس راولپنڈی میں اب تک قایم ہے۔

خیال ہے کہ مسٹر مارلی جو دلایت سے تشریف لا رہے ہیں۔ اپنے ہمراہ لیجسلیٹو کونسلوں کی مجوزہ اصلاحات کے متعلق کاغذات لیتے آئینگے مگر جب تک گورنمنٹ ہند اُن تجاویز پر کافی بحث نہ کر لیگی وہ پبلک پر ظاہر نہ کی جائینگی۔

مدراس میں بھی افواہ ہے کہ وہاں کے بعض اخبارات پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ اس خوف کی وجہ سے وہاں لوگوں نے بائیکاٹ کی سالگرہ بھی نہیں منائی۔ حالانکہ تیاریاں کی تھیں۔

ٹاٹا آیرن کمپنی کے متعلق خبر موصول ہوئی ہے کہ آیندہ ہفتہ میں اسکی رجسٹری ہو جائیگی پہلے فرض تھی کہ اُسے انگریز چلائینگے لیکن اب قرار پایا ہے کہ صرف ہندوستانی ہی اُسے چلائیں پہلے ۵۰ لاکھ کے سرمایہ سے کام شروع کرنے کا ارادہ تھا۔ مگر اب ۱۳ اگست کو جو بمبئی میں اسکے متعلق جلسہ ہوا اُس میں تجویز ہوئی کہ ۵۰ لاکھ کا سرمایہ اور اضافہ کیا جائے۔

کومیلا والے خون کے مقدمہ میں تینوں ملزم ہائی کورٹ سے رہا کر دیئے گئے۔

بندے ماترم اخبار کے ایڈیٹر مسٹر سندرلشن کا مقدمہ قایم کیا گیا۔

آنریبل سر پرتاب سنگھہ آف کچھ تہلہ شملہ روانہ ہوئے

بمبئی کی برقی ٹریموے کے متعلق کارپوریشن میں یہ قرار پایا کہ کمشنر سے درخواست کی جائے کہ ٹریموے کمپنی کو پبلک کی آسایش اور حفاظت کا زیادہ خیال دلایا جاوے۔ حالت موجودہ اس اعتبار سے ناگفتہ بہ ہے

آر بتھنات کا سامان نیلام میں جو حاجی اسمعیل سیٹھہ اور فقیر محمد نے مل کر خرید لیا ہے وہ اپنے ہی لئے خرید لیا ہے نہ کہ سنڈیکیٹ کی جانب سے۔

بمبئی میں ایک نوجوان ہندو عورت مسماۃ سندرابائی کو اُسکے خاوند نے مار ڈالا۔ یہ حرکت قاتل نے نشہ کی حالت میں کی

جعلی سکہ بنانے کے جرم میں بمبئی میں تین ملزم چالان ہوئے ہیں۔

حضور ویسرائے نے اعلان کیا ہے کہ وہ موسم سرما میں فوجی اسٹیشنوں کے معائنہ کے وقت فوج کے چند پنشن یافتہ دیسی افسروں کو اپنا عارضی اے ڈی کانگ مقرر کرینگے اسلئے جنرل افسروں کو حکم ہے کہ وہ جن افسروں کی سفارش کریں اُن کی اطلاع ہز اکسیلنسی کے فوجی سکریٹری کو دیدیں۔

بمبئی میں ایک کارخانہ دیسی شکر کا قایم ہوا ہے جس کا سرمایہ ۵ لاکھ ہوگا۔

کلکتہ میں دیاسلائی کا ایک کارخانہ جاری کیا گیا ہے جسکا مالک ڈاکٹر رائے بہاری گھوش ایک جاپان کا تعلیم یافتہ نوجوان ہے۔

ضلع بریلی کے بعض دیہات کو چونکہ ژالہ باری سے سخت نقصان پہنچا ہے۔ اسلئے گورنمنٹ نے کلکٹر صاحب کو اختیار دیا ہے کہ حسب ضرورت مالیہ سرکاری ملتوی یا معاف کیا جائے۔

وزیر ہند نے اکھری پٹری کی ریل کے موجد کو جس کا نام برینان ہے ۶۰ ہزار روپیہ انعام دیا۔

آیندہ موسم سرما میں فوجی محکمہ کی زیر نگرانی کل ہندوستان کی اسپ شماری ہوگی۔

بمبئی میں ہیضہ کی شکایت ہو چلی ہے جس کی باعث لاہور کے حلقہ کے فوجی افسر انکو رخصت پر بمبئی نہیں بھیجینگے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۰ اگست کے اندر کل ہندوستان میں طاعون سے ۲۵۴۵ اشخاص ہلاک ہوئے جو ہفتہ ماسبق سے تعداد ۵۸۶ کے زیادہ ہیں تفصیل یہ ہے صوبہ بمبئی میں ۱۶۹۴ اضلاع متوسط بنگال ۲۷، صوبجات متحدہ ۴۰، صوبہ سرحدی ۲۸ پنجاب ۷۷، مدراس ۲۰ راجپوتانہ میں کسی قدر بیشی ہوئی برہما، ریاست میسور ریاست حیدرآباد میں کسی قدر کمی ہوئی۔

ہندوستان کے محکمہ تار کی رپورٹ بابت ۱۹۰۵ء سے پایا جاتا ہے کہ سال کے خاتمہ پر ۹ کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ سرمایہ تھا۔ ایک کروڑ ۲۵ لاکھ آمدنی ہوئی اور ۹۶ لاکھ خرچ ہوا یعنی ۲۹ لاکھ کی بچت رہی گویا سرمایہ پر قریباً ۳ فیصدی منافع ہوا تاروں کے محصول میں ۳.۴ اور تعداد میں ۸.۸۵ فیصدی اضافہ ہوا سلسلہ تار کی طوالت میں ۲۸۵۶ میل کا اضافہ ہوا ممالک غیر کو جانے والے تاروں میں ۸.۸۳ فیصدی یا بلحاظ محصول ۲.۱۵۵ روپے کا اضافہ ہوا۔ پرائیویٹ اور اخبارات کے نام تاروں کی تعداد میں ۱۱۶۶۵ اور محصول میں ۲۳۸۸۶ روپے کی بیشی ہوئی جاپان سے والے تاروں کی بہت کثرت رہی ان کی تعداد میں ۳۵ لاکھ ۹۰ ہزار کی زیادتی ہوئی۔ یہ تار کل تعداد کا ۴۷ فیصدی تھے اندرون ملک کے اخبارات کے تاروں میں ۸۹۸۵۰ کا اضافہ ہوا جس سے آمدنی میں ایک لاکھ ۷ ہزار روپے کی بیشی ہوئی۔

اسلامی دنیا

ہمیں اس خبر کے سننے سے تاسف ہوا کہ تحصیل جہالہ کے ایک معزز خاندان سادات کے رکن سید گوہر علی شاہ نے ۵ ماہ حال کو اس دار فانی سے کوچ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم بہت با اخلاق ہردلعزیز اور دینی احکام کے پابند تھے خدا تعالےٰ ان کو مغفرت اور ان کے خلف الصدق سید حمید حسین نائب تحصیلدار اور دیگر اعزا و احباب کو صبر جمیل عطا کرے۔

خدیو المکرم جرمنی تشریف لیگئے ہیں انگلستان جانے کا اب ارادہ نہیں۔

انجمن صدر الصدور اسلامیہ لکھنؤ نے ایک باقاعدہ جلسہ میں گورنمنٹ کی برکات کو تسلیم کر کے ایک ریزولیوشن بابت وفاداری سرکار پاس کیا اور پولیٹیکل شورش سے علیحدگی ظاہر کی۔

حیدرآباد دکن کے خط سے یہ خبر پڑھ کر افسوس ہوا کہ نواب تہور الدولہ بہادر رئیس حیدرآباد دکن کی بیگم صاحبہ نے ۲۱ جمادی الثانی روز شنبہ کو اس دار فانی سے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون

رایوٹر کا نامہ نگار طہران سے خبر دیتا ہے کہ ایران کی پارلیمنٹ نے ایک غیر ملک والے کو جسے کاروبار بنک میں تجربہ ہو۔ ملازم رکھنا منظور کیا ہے تاکہ وہ گورنمنٹ ایران کو قومی بنک کے متعلق صلاح مشورہ دیتا رہے

مراقش کی شورش کے متعلق خبر موصول ہوئی ہے کہ رسولی نے قاید سر ہیری میکلین قبایل حماص کے حوالہ کر دیا ہے جو انہیں مضمن لیجا رہے ہیں چار ہزار معدودین کا سابلنکا کے فرانسیسیوں پر حملہ کیا۔ گرفتار ہوئے۔
بعد کی خبر ہے کہ کاسابلنکا پر برابر لڑائی جاری ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ قلت افواج سے خاطر خواہ کام نہیں چلتا۔

روسی اخبار ارشاد کے قول کے مطابق سلطان المعظم نے علماء کی ایک نیابت پیکن (چین) روانہ فرمائی ہے۔

قسطنطنیہ کے طلبائے صنعت وحرفت کو حکم ملا ہے کہ اپنے امتحانات پاس کرنے کے بعد پانچ برس تک حجاز ریلوے پر کام کریں۔

سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ جب تک ممبران نیابت یمن قسطنطنیہ میں قیام کریں وہاں کی تاریخی مساجد میں اہل یورپ داخل نہوں تاکہ ممبران نیابت اہل فرنگ کو ان مقدس مقامات میں دیکھکر متوحش نہوں۔

مقدونیہ کردر سو تارک الوطن مسلمان بیروت آئے ہیں جہاں جلالتمآب کے حکم کے بموجب گورنمنٹ نے ان کی غذا لباس اور رہایش کا انتظام کیا ہے

یونانی سیلاب زدگان سنجاک کو سلطان المعظم نے معقول رقم بطور امداد عطا فرمائی

مصر کی مجوزہ یونیورسٹی کے چندہ کی مقدار ۲۹۴۴۰ پونڈ تک پہنچ گئی ہے

روسی پارلیمنٹ کے ٹوٹنے کے بعد خبر ہے کہ روسی پولیس نے اسلامی اخبار الفت کے دفتر پر یورش کی۔ یہ اخبار سینٹ پیٹرس برگ (پایہ تخت روس) سے شایع ہوتا ہے اور اس ملک کے مسلمانوں کا قومی پرچہ ہے۔ اسنے ایک مضمون میں بتلایا تھا کہ کس طرح انگریزی ایرانیات پر روسی کیونکر قابض ہوگئے پولیس کی اس کارروائی پر مسلمان سخت برہم ہیں۔

محمد حسن صاحب مفید رئیس بمبئی نے اشتہار دیا ہے کہ جو صاحب سید امیر علی صاحب کی کتاب اسپرٹ آف اسلام کا صحیح ترجمہ جاپانی زبان میں کرا دینگے ان کو پانچسو روپے انعام دیئے جائینگے۔

خان بہادر منشی ظہور علی صاحب رئیس دہلی کے انتقال پر ملال کی خبر سن کر ہمیں افسوس ہوا۔

نواب صاحب کنجپورہ (کرنال) نے شہر میں شفاخانہ کی ایک شاخ کھولنے کے لیے معقول رقم مرحمت فرمائی

انجمن ضیاء الاسلام بمبئی نے محمد حسن صاحب مفید کو جے۔ پی کا اعزاز عطا ہونے پر گورنمنٹ کا شکریہ عطا کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا۔

نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی کی جگہہ سنا ہے کہ ڈاکٹر سید سراج الحسن صاحب ایل ایل ڈی ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم ریاست حیدرآباد مقرر ہوئے۔

لنڈن سے اطلاع آئی ہے کہ ۲۰ جولائی کو مولانا سید علی بلگرامی کو ایک عالی شان الوداعی ڈنر دیا گیا جسکی صدارت پر مسٹر سید امیر علی رونق افروز تھے

نواب صاحب رامپور نے رسالہ شیعہ کے ایڈیٹر کا دوسو روپے سالانہ کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

خاندان نیفی کے ایک لڑکے کو جو آگرہ کا رہنے والا ہے گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے ۲۰ روپے ماہوار کا وظیفہ دیکر علی گڈہ کالج تعلیم کے لئے بھیجا ہے اور امید دلائی ہے کہ آیندہ اسکا وظیفہ بڑھا دیا جائے گا۔

مصر میں ایک نئی انجمن بنام انجمن نباتات زیر سرپرستی محمود آفندی کامل قایم ہوئی ہے جو مصری نباتات کی تحقیقات کریگی اور انکے کیمیائی اجزاء معلوم کر کے انکے فواید کا تجربہ کریگی۔ اور ملک میں انکے استعمال کا رواج دیگی۔

مصری اخبارات اہل ملک سے اپیل کر رہے ہیں کہ عربی زبان کی نادر اور مفید قلمی کتابیں اس غرض سے چھاپ کر شایع کی جائیں کہ وہ ضایع نہ ہونے پائیں۔

یونیورسٹی کیمبرج میں ایک مصری طالب العلم توفیق آفندی نے سیاسی اور مالی انتظام کے امتحانات میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کی۔ وہ لنڈن کی شاہی انجمن اقتصادیات کا ممبر مقرر کیا گیا ہے۔

دریائے نیل میں طغیانی نہ آنے کی وجہ سے اس سال مصر میں فصل کی حالت اچھی نہیں۔

نہ معلوم یہ خبر کہاں تک درست ہے کہ ہز ہائینس امیر کابل نے چند افغانی نوجوان بسر کردگی شہزادہ محمد عمر خان جاپان روانہ کئے ہیں مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نوجوان جاپان کے فوجی جنگی انتظامات کو دیکھکر افغانستان کو فایدہ پہنچائیں۔

فرید پاشا حاکم تبلیس پر رعایا نے بوجہ اس سے ناخوش ہونے کے موقع پا کر حملہ کیا تو وہ زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ اور فوجی چھاونی میں پناہ لینی پڑی۔ رعایا نے بجائے چھاونی میں اسکا تعاقب کرنے کے تار گھر کا رخ کیا۔ اور سلطان المعظم کو تار دیا کہ ہم لوگ فرید پاشا کے ظلم سے عاجز آگئے ہیں اسے معزول کیا جائے جلالتمآب نے شکایات کو واجبی سمجھکر فرید پاشا کو ارزنجان تبدیل کر کے تبلیس میں

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

امرتسر

قیمت مع محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امراء و روساء سے	۵ روپیہ	۳ روپے
عام خریداروں سے	۳ روپے	۲ روپے
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	۲ روپے	۱ روپیہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار ہرگز جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
کل خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے

نمبر ۶۴ — مطابق ۲۱ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۱۱ رجب ۱۳۲۵ھ — یوم چارشنبہ — جلد ۱۳

فہرست مضامین

تازہ خبریں
(ایڈیٹوریل)
ہمارا آمن و رکامہ ٹیکسٹ بکس کمیٹی سے
ایک اور شکایت۔ کشت و خون کی صدی
آئندہ کانگریس کا کون پریسیڈنٹ ہوگا
کومیلا کے مقدمہ خون میں آخری حکم
لاہور میں ایک جدید بنک۔ مراتسر پر مصیبت
(منقولات)
ہندو و مسلمانوں کے تعلقات
(مراسلات)
پیر کشمیر۔ فہرست زندہ و مرحوم سپوتان ہندوستان
(ریلیف نوٹس)
مطبوعہ جعلی نامہ نگاران وکیل جعفر کا تلی کے متعلق استفسار

تازہ خبریں

حضور ملک معظم نے ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو کے نام ایک پیغام تار روانہ کیا ہے جس میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ہمیں اپنی ہندوستانی رعایا سے جو مرض طاعون کے دست تطاول سے تباہ و برباد ہو رہی ہے نہایت دلی ہمدردی ہے اور ان کی اس مصیبت اور پریشانی کو خاموشی سے برداشت کرنے کے خیال سے رقت طاری ہوتی ہے۔ ہم بدولت کو معلوم ہے کہ آپ پیشتر ہی اس مصیبت کو حتی الوسع کم کرنے میں سرگرم ساعی ہیں۔ اسلئے ہماری دلی آرزو اور دعا ہے کہ ان تجاویز کو جنہیں آپ مشورہ اپنے مدبر مشیروں کے عنقریب صادر کرنے والے ہیں۔ پوری پوری کامیابی حاصل ہو ہماری خواہش ہے کہ آپ ہندوستانی رعایا سے ہماری دلی ہمدردی کا اظہار کر دیں۔

حضور ملک معظم کا یہ پیغام جو ۱۳ ماہ حال کو موصول ہوا حضور وائسرائے کی چٹھی مورخہ ۱۶ ماہ حال کے ساتھ جو لوکل گورنمنٹوں کے نام ہے غیر معمولی گزٹ آف انڈیا میں شایع ہوا ہے اس چٹھی کے ساتھ حضور وائسرائے نے اُن تجاویز کو شامل کیا ہے جو انسداد طاعون کے متعلق اختیار کیجاینگی ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے پرچہ میں ان کا مفصل ذکر کرینگے۔

ہیگ کانفرنس نے سر ایڈورڈ فرائی کی فوجی طاقت محدود کرنے کے ریزولیوشن کو باتفاق رائے منظور کر لیا ہے۔ لیکن خیال ہے کہ یہ منظوری محض رسمی ہے

قبایل مراکو نے ۱۸ کی صبح کو کاسابلینکا پر حملہ کیا۔ ایک فرانسیسی دستہ نے جہازوں کی گولہ باری کی آڑ میں اُن کا مقابلہ کیا۔ قبایل نے گولی بارود ختم ہو جانے کی وجہ سے تلواروں سے حملہ کیا۔ دو فرانسیسی مقتول اور تین زخمی ہوئے۔ قبایل کا غالباً سخت نقصان ہوا۔ اس حملہ میں ہسپانیہ کا کوئی سپاہی شریک نہ تھا۔

اخبار نیویارک ہیرلڈ نے جزایر فلپاین کی خرید کے متعلق مسٹر سکریٹری ٹافٹ سے ملاقات کی آپ نے جواب دیا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ نہ جاپان کا ان جزایر کو خریدنے کا ارادہ ہے نہ امریکہ کا انہیں بیچنے کا۔

دو جاپانی کشتی جہاز پرتگال کے پایہ تخت بندرگاہ لزبن میں پہنچے۔ شاہ پرتگال نے مع امیر البحر اُن کی خوب آؤ بھگت کی

ریوٹر طہران سے تار دیتا ہے کہ عمال حکومت کی غفلت کی وجہ سے مجرموں کو سزا نہیں ملتی جس سے ارتکاب جرایم میں زیادتی ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ کے چھ ممبروں نے بہمراہی پریذیڈنٹ پارلیمنٹ بہارہ میں شاہ معظم کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی تھی جس کے جواب میں حضور ممدوح نے ہر قسم کی امداد دینے کا وعدہ کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ اگر میرے مصاحبوں میں سے کوئی مخالف ہوا تو مجھے اُسکے معزول کرنے میں بھی دریغ نہ ہوگا۔

کلینان ہیرے کو حضور ملک معظم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرنے کی تجویز پارلیمنٹ ٹرانسوال میں کثرت رائے سے منظور ہو گئی

اخبار جگانتر پر باغیانہ مضامین شایع کرنے کا جو دوسرا مقدمہ دایر کیا گیا تھا۔ اس میں مہر ... اُن مضامین کے چھاپنے کی ذمہ داری اپنے سر لیلی ہے۔ مقدمہ چل رہا ہے۔

وکیل امرتسر
نمبر ۴۲ جلد ۱۳
مطبوعہ ۲۱ اگست ۱۹۰۷ء یوم چارشنبہ

"ہماں آش در کاسہ"

پامال مضامین کا کہاں تک اعادہ کئے جائیں۔ پھر پھر کے وہی مٹیانے کو کھڑے رو تے روتے جی بھی تو اکتا جاتا ہے مگر کریں کیا؟ آجکل کی اخبار نویسی نری طبع آزمائی اور مشق خامہ فرسائی تو ہے نہیں کہ صرف سخن سازی و جدت طرازی سے غرض رہے۔ اور بس نفس مطلب خواہ کچھ ہو یا نہو۔ لیکن اپنے اور ناظرین کے لئے دو گھڑی کا مشغلہ اور دعوت طبع تو ہو گی۔ نت نئے جواب مضمونوں سے پبلک کی دلچسپی کا مصالح بہم پہنچاتے رہیں۔ اسکے سوا اگلے وقتوں کی دفائع نگاری میں یہاں باستثنائے شاذ اور ہوتا کیا تھا؟ اب تو یہ صورت ہے کہ واقعات اور کام کی باتوں پر نظر رکھنی پڑتی ہے جو اگرچہ زمانہ کی نیرنگی اور حیرتناک انقلاب سے آئے دن ایک سے ایک انوکھی ہی نکلتی رہتی ہوں۔ لیکن ساتھہ ہی انہیں سے بعض کو خاص خاص ہو تو ان میں بہت تفاوت سے پھر پھر کے دہرانا بھی پڑتا ہے۔ اور حقیقت میں مفید و اہم مسایل ایسے ہی ہیں کا یہ اعادہ حق بجانب بھی ہے جب تک کہ پبلک پر ان کا خاطر خواہ اثر نہ پڑے اور انکی غایت مقصود حاصل نہو۔

ہندو مسلمانوں کے نفاق و اتفاق کا قضیہ اخباری دنیا میں ہزاروں دفعہ چھڑ لیے۔ اور خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ کم از کم سینکڑوں مرتبہ تو ہم نے بھی اسپر قلم اٹھایا ہوگا۔ لیکن حدود ہند میں یہ مسئلہ جتنا معرکتہ الآرا سال گذشتہ کے اندر رہا۔ اس سے زیادہ کیا ایسے برابر بھی قابل غور اور توجہ طلب کبھی نہ ہوا ہوگا۔ دونوں قوموں کو گلے ملانے اور شیر و شکر کر دینے کی غرض سے دھوم دھام کے جلسے بھی ہوئے۔ دھواندھار تقریریں بھی کی گئیں۔ اخباروں کے ہزاروں کالم بھی سیاہ کیے گئے۔ نئی نئی سوسائٹیاں بھی قایم ہوئیں۔ ہر دلعزیز وصلح کل پرچے بھی جاری کیے۔ یا کرائے گئے۔ ایک سے ایک نرالی تجویزیں سوچی اور شایع کی گئیں حتی کہ سخت سے سخت قدیم تعصبات کو بالائے طاق رکھکر خورد و نوش میں یکجہتی اور فیما بین سلسلہ ازدواج تک گوارا کرنے کے اعلان بھی دیدیئے گئے کہ شاید اسی طرح دلوں کی گھنڈیاں کھلیں اور باہمی منافرت دور ہو کر ہندو مسلمان کانگریس کی مفروضہ و مزعومہ انڈین نیشن بنکر ایک غیرازہ قومیت میں مربوط و منسلک ہو جائیں۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر متجسس نگاہیں جب کسی مفید نتیجہ کی ٹوہ میں ادہر اودہر دوڑتی ہیں۔ تو شش جہت میں تکریں اور کر بالآخر سخت مایوسی کے ساتھہ لوٹ آتی ہیں کیونکہ دونوں قوموں میں عملی طور پر غیریت اور منافرت ہو گئے تھی سو اب بھی ہے۔ اس ناکامی و نامرادی اور تمامتر دردسری کے لاحاصل جانے کی آخر وجہہ ہے؟ وجہہ ہم نے تو ہرچند سوچی مگر بجز اسکے اور کچھہ نظر آتی نہیں کہ باہمی اتحاد اتحاد کی جو دہائی ہر چہار طرف سے سننے میں آتی رہی اسکا مقصود بالذات درحصل رفع شر اور فریقین میں سچی محبت یگانگت یا عمدہ تعلقات پیدا کرنا نہ تھا بلکہ داعیان اتحاد کا نصب العین وہ انقلاب عظیم تھا

جسکی ضرورت و اہمیت کا اکثر پہلوؤں پر بایان طریقت کے سرگرم لیڈر لالہ لاجپت رائے صاحب اپنی ذ آبادی والی تقریر میں اچھی طرح روشنی ڈال چکے ہیں۔ ہمنے یہ تقریر اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں لفظ بلفظ صرف اسی خیال سے نہیں دی تھی کہ جو لوگ صاحب وزیر ہند کو لالہ صاحب کی گرفتاری و جلاوطنی کے کافی و شافی وجوہ نہ بتلانے پر بار بار قایل کرنے یا گورنمنٹ ہند کو اس کارروائی کے سبب ظالم و جابر و ناانصاف و سخت گیر قرار دیتے ہیں وہ لالہ صاحب کے پولیٹیکل خیالات اور ارادوں سے مطلع ہو کر ٹھنڈے پڑ جائیں۔ بلکہ ہم یہ بھی جانتے تھے کہ اس اقتباس سے وقتاً فوقتاً اور بھی کام کی باتیں نکلتی رہینگی۔ چنانچہ ناظرین نے اسمیں یہ بخوبی دیکھہ لیا ہوگا اور بہت سے کانگریس لیڈرز اور آریہ و بنگالی آرگنوں کی طرح لالہ صاحب بھی خواص و عوام کے عظیم مجمعوں میں پولیٹیکل وعظ کرتے ہوئے اقوام ہند کے اتفاق و اتحاد کی ضرورت پر سب سے زبردست دلیل یہی دیتے تھے کہ انگریز غاصب ہیں۔ اور تمہاری غفلت و جہالت سے فایدہ اٹھا کر تمہارا دیس دبا بیٹھے ہیں۔ تم اگر آپس کی کتا چھنی چھوڑ کر یکدل و یکجان ہو جاؤ تو ان کا نکال باہر کرنا کچھہ بڑی بات نہیں۔ یہی مہاتما اجیت سنگھ جی کی تقریروں کا ماحصل ہوتا تھا پھر فرمایئے کہ مسلمان ایسی خطرناک اغراض کے لئے کیونکر ہندو وں کے شریک حال ہو سکتے ہیں؟ اور جب مسلمان ایسی باتوں سے کانوں پر ہاتھہ دہرتے ہیں۔ تو پھر ہندو کس توقع پر انکی آؤبھگت کریں۔ تم نہیں ان قوموں کے ساتھہ قدرتی و ذاتی الفت و رفاقت کی کوئی وجہہ ہو ہی نہیں سکتی جسکے سبب پولیٹیکل اغراض اتحاد سے مایوس ہو جانے پر بھی سلوک و یکجہتی کا ہی اسرار پایا الٹے چلو جائیں۔ کیوں نہ اپنی قدیم عادات و تعصبات ہی پر قایم رہیں۔ کیونکہ ان پر قایم رہنے میں اسطرح کی "دھرم رکھشا" ہی نہیں بلکہ ان کے بہت سے تمدنی اور ملکی فایدے ہیں۔

ہندو حضرات کے مذہبی تعصب اور قومی تنفر کا زندگی کے مختلف شعبوں میں کم و بیش ہر ایک مسلمان کو بیسیوں دفعہ تلخ تجربہ ہوا ہوگا۔ اور ہم تو اس قضیہ نامرضیہ کو اخباری روشنی میں لاتے لاتے تھک بھی گئے ہیں۔ مگر کیا کریں۔ کچھہ اپنے بس کی بات نہیں۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی تازہ ناگوار واقعہ پھر قلم اٹھانے پر مجبور کر ہی دیتا ہے چنانچہ اس دفعہ ایک معزز مسلمان کی شکایت پر ہمیں یہ آرٹیکل لکھنا پڑا۔ جنکے ساتھہ ریلوے سٹیشن مراد آباد پر کتے سے بھی زیادہ نفرت اور حقارت کا سلوک برتا گیا۔ ہندو دوکاندار کا یہ پاجی پن انہیں ضرور شاق گذرا ہوگا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں جہاں کے لوگ عموماً اس زمانہ کی تہذیب و روشن خیالی سے متاثر کہلاتے اور بہت سی باتوں میں دیکھے بھی جاتے ہیں۔ عوام ہنود اور خصوصاً خورد و نوش کی چیزیں بیچنے والے دوکانداروں کا متعصبانہ بلکہ گھناؤنا رویہ روزمرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ مٹھائی بنانے والے حلوائی کی حالت کیسی ہی مکروہ و نفرت انگیز ہو۔ کچھہ ہرج نہیں۔ بدن پر سنوں میل کچیل جم رہا ہوا ہو کوئی مضایقہ نہیں۔ دہوتی میلی چیکٹ اور جوؤں کی کھیتی بنی ہوئی ہو کوئی بات نہیں۔ کتا کڑاہی چاٹ جائے یا دودھ پی جائے اور بتال چہوٹ کر جائے ملا ہے۔ ذرا پروا نہیں۔ لیکن اگر کسی "ملیچھ" مسلمان کی ہوا بھی چھو جائے تو بس غضب ہی ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ غریب کیسا ہی صاف ستھرا اور پاک و پرہیزگار کیوں نہو۔ بہلا یہ باتیں دل ملنے کی ہیں؟ کوئی ہندو صاحب ہی اپنے دل پر ہاتھہ رکھکے انصاف سے کہیں کہ اگر ان کے ساتھہ مسلمان ایسی نفرت کا برتاؤ کریں۔ تو وہ انہیں کس طرح یگانگت اور سلوک و محبت کی نظر سے دیکھینگے؟ مسلمان بچارے تو انکی نیک نیتی اور آشتی پسندی کا تو یہاں تک حال ہے۔ کہ ان کے مذہب میں تمام مشرکوں کو نجس قرار دیا گیا ہے پھر بھی وہ ہموطنی کے دیرینہ تعلقات کو مدنظر رکھکر ہندوؤں کی اتنا پرہیز اور ایسی نفرت نہیں کرتے۔

پھر یہی نہیں کہ یاران طریقت کی یہ بدسلوکی و تعصب صرف طبقہ جہلا تک ہی محدود ہو بلکہ جنہیں تعلیم یافتہ اور مہذب و شایستہ کہا جاتا ہے ان کی عنایات اس سے بھی زیادہ دلشکن

آیندہ کانگریس کا کون پریسیڈنٹ ہوگا؟

کانگریسی اخبارات آج کل اسپر بحث کر رہے ہیں کہ آیندہ کانفرنس کا پریسیڈنٹ کسے بنایا جائے۔ پریسیڈنٹ کا انتخاب قانوناً رسیپشن کمیٹی ناگپور کا اختیار میں ہے۔ لیکن اگر کمیٹی میں خلاف واقع ہو گیا تو اسکا فیصلہ انڈین کانگریس کمیٹی کریگی۔ اب تک کرسی صدارت کے لئے سر فیروز شاہ مہتہ۔ مسٹر تلک۔ مسٹر راش بہاری گھوش اور نواب سید محمد کے نام پیش کیے گئے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے کون صاحب منتخب ہوتے ہیں۔ اس امر کو کانگریس والے نہایت بے اطمینانی سے دیکھتے ہیں کہ ان کے ہاں بھی پارٹی فیلنگ بڑہتا جاتا ہے اور انہیں اسکا اندیشہ ہے کہ یہ فرقہ بندیاں انتخاب پریسیڈنٹ میں کہیں ناگوار جھگڑے کا باعث نہوں۔ ایکسٹریمسٹ پارٹی مسٹر تلک کے لئے زور دیتی ہے۔ معتدل پارٹی مسٹر تلک کو پسند نہیں کرتی۔ بلکہ سر فیروز شاہ مہتہ کو پریسیڈنٹ بنانا چاہتی ہے۔ سر فیروز شاہ مہتہ جانتے ہیں کہ ان کا انتخاب ایکسٹریمسٹ جماعت میں مقبول نہوگا۔ اسلئے وہ اس عہدہ کے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ آنریبل مسٹر راش بہاری گھوش اور نواب سید محمد ان فرقہ بندیوں سے علیحدہ ہیں۔ اور زیادہ قرین قیاس ہے کہ انمیں سے ایک صاحب کامیاب ہوں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض کانگریسی آرگن مسلمانوں کو اپنے دام میں لانے کی غرض سے نواب سید محمد کو انتخاب پر زور دیتے ہیں۔ مگر مسلمان زمانہ کی ٹھوکریں کہا کہا کر اپنے نیک و بد کو خوب سمجھنے لگے ہیں۔ اور اُنکا اس دام تزویر میں آجانا یقیناً ناممکن ہے۔ یہ چال نئی نہیں ہے۔ بلکہ جب کبھی کانگریس والوں کو موقع ملتا ہے اسکے چلنے سے نہیں رکتے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اگر نواب صاحب کو پریسیڈنٹ بننے کی درخواست کی گئی تو وہ اُسے قبول فرمائینگے یا نہیں۔ لیکن اگر انہوں نے اُسے قبول کر لیا تو مسلمان یہی سمجھینگے کہ کانگریس کا پریسیڈنٹ ایک ایسا شخص بنا ہے جسنے شملہ میں آل انڈیا محمدن ڈیپوٹیشن کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا تہا اور اپنے اس فعل سے یہ لاگوں کو یقین کرنے کا موقع دیا تہا کہ اُنہیں ہندوستان کے مسلمانوں کی متفقہ آواز کے ساتھ نہ ہمدردی ہے نہ اتفاق۔ ایسے شخص کی شمولیت کانگریس مسلمانوں پر وہ اثر نہیں ڈال سکتی جسکی کہ کانگریسی حضرات خواہش کر رہے ہیں۔

کومیلا کے مقدمۂ خون میں آخری حکم

کومیلا کے مقدمۂ خون میں سید علی کے قتل کے الزام پر عدالت سشن سے ایک ملزم کو سزا ئے موت اور دو کو سزائے عبور دریائے شور کا حکم ملا تہا۔ ۱۰ اگست کو اپیل میں ہائی کورٹ نے خارج کردیا۔ اور تینوں ملزموں کو چھوڑ دیا۔ اپیل مسٹر جسٹس متر اور مسٹر جسٹس فلیچر کے سامنے پیش ہوا تہا۔ فیصلہ طویل تہا جس کے سنانے میں مسٹر متر نے ۴۵ منٹ لئے۔ خلاصہ یہ تہا کہ سید علی کو بندوق کی گولیاں ضرور لگیں اور انہیں گولیوں کے اثر سے اسکی موت واقع ہوئی۔ لیکن یہ امر بالکل تاریکی میں ہے کہ وہ گولیاں کہاں سے آئیں؟ کسنے چلائیں؟ اور کیوں چلائیں؟ فیصلہ میں افسوس ظاہر کیا گیا ہے کہ اصلی قاتل یا قاتلوں کا پتہ نہیں لگایا گیا۔ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس و دیگر افسران پولیس کی کارروائی پر تعجب ظاہر کیا گیا ہے۔ اگر ہائی کورٹ کا یہ خیال درست ہے کہ اپیل کنندگان بیقصور ہیں اور اصلی قاتل گرفتار نہیں ہوئے تو ہمارے نزدیک افسران پولیس بلا شبہہ قابل ملامت ہیں۔ ہمیں ایک اور رپورٹ سے یہ معلوم ہوکر کہ بنگالہ پولیس کی حالت پر بہت افسوس آیا کہ سال گذشتہ صوبۂ بنگال میں ۲۸۷ مقدمات قتل دائر ہوئے جنمیں سے صرف ۱۲۸ (یعنے نصف سے کم) مقدمات میں ملزم عدالت میں پیش کیئے گئے اور اُن میں سے بھی ۶۰ فیصدی بیقصور ثابت ہوئے۔ جس صوبہ کی پولیس کی مقدمات قتل کی تفتیش میں یہ کیفیت ہے اس سے سید علی کے قاتلوں کا پتہ نہ لگنا خلاف توقع نہیں۔ مگر کیا ممکن نہیں کہ اس مقدمہ میں ملزموں کے ہم مذہبوں کا اتفاق قومی اس درجہ قوی ہو کہ اُسکے باعث افسران پولیس کو باوجود کوشش بلیغ کے کامیابی نہ ہوئی ہو؟ اُن لوگوں کے اتحاد قومی کی کیفیت ٹریبیون کی اُس تار خبر سے معلوم ہوتی ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ اپیل کا نتیجہ بذریعہ تاربرقی سارے صوبہ میں مشہور کیا گیا اور تمام ہندوؤں نے خوشی منائی جشن کیئے اور جلوس نکالے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اصلی قاتلوں کی تلاش جاری رہیگی یا جو کچھ ہونا تہا وہ ہوچکا؟

لاہور میں ایک جدید بنک

لاہور میں دی اورینٹ بنک آف انڈیا لمیٹڈ کے نام سے ایک بنک حال میں کہولا گیا ہے جس کا ابتدائی سرمایہ پانچ لاکھ (۵۰۰۰۰۰) کل پانچہزار (۵۰۰۰) حصص پر بحساب فی حصہ یکصد روپیہ منقسم کیا گیا ہے۔ حسب ضابطہ اسکی رجسٹری ہو چکی ہے۔ فہرست ممبران بورڈ آف ڈائرکٹرز کو دیکھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند فہیم اور معاملہ فہم اور آسودہ حال حضرات نے اس بنک کی ڈائرکٹری کا بار اٹھانا قبول کیا ہے۔ اگر کاروبار کے جملہ اصولوں پر اُن کی نظر رہی اور اپنے آپ کو اصول کا پابند بنالیا تو اُن کی ذات سے کامیابی کی توقع ہو سکتی ہے۔ اسکے مینیجنگ ڈائرکٹر ایس احمد حسین اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ہیں جن سے ہر قسم کی معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔

مراقش پر مصیبت

مراقش کی عبرتناک حالت اسوقت دنیا کو یہ سبق دے رہی ہے کہ کسی سلطنت کیلئے اس سے بڑھکر کوئی غلطی نہیں ہو سکتی کہ وہ قوی اور زبردست سلطنتوں کی ہمسایہ ہوکر اپنی فوجی قوت کے بڑہانے اور حربی طاقت کے ترقی دینے میں ساعی نہ ہو۔ حکومت کی اندرونی بدنظمیاں جب اعتدال سے گذر جاتی ہیں تو تباہی آنے کے لئے کافی ہوتی ہیں۔ مگر دول یورپ کے ہاتھوں تباہی اُسیوقت آتی ہے جب کسی سلطنت کی فوجی کمزوریاں طشت از بام ہوتی ہیں۔ روس کی اندرونی بدانتظامیوں سے کون واقف نہیں لیکن کوئی بتلا سکتا ہے کہ دول یورپ نے کہیں اسکے اندرونی معاملات میں دست اندازی کرنیکی جرأت کی ہے؟ وہ تو بیچاری دو ایک کمزور سلطنتیں ہی ہیں جنہیں بات بات میں دہمکی دیجاتی ہے اور جنکے اندرونی معاملات میں ہر وقت جابیجا مداخلت کی جاتی ہے۔ مراقش کی موجودہ مصیبت کے متعلق جو اطلاع اب تک ہمیں ملی ہے وہ یکطرفہ ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ مراقش والے کیا قصہ بیان کرتے ہیں اور موجودہ حالت کا کس کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ مگر جو کچھ ہمیں فرانسیسی ذرایع سے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سرنہری میکلین کو رسولی نے گرفتار کر لیا۔ اور سلطان مراقش نے دول یورپ کو یقین دلایا ہے کہ سرنہری کے چھوڑانے کی پوری کوشش کی جائیگی۔ اسکے چند ہی یوم بعد کیبیک شہر میں آیا کہ کاسابلنکا پر چند فرانسیسی۔ اطالین اور اسپینی مزدور کے ہاتہوں قتل ہوئے۔ فرانسیسیوں کا یہ بیان ہے کہ بعض شورش قبایل میں فرنگیوں کی طرف سے سخت نفرت تہی۔ قبایل نے سلطان سے درخواست کی کہ ان فرنگیوں کو اپنے ہاں ملازم نہ رکھے مگر جب سلطان نہ مانا تو اُنہوں نے خود فرنگیوں کا قتل و خون شروع کر دیا۔ اگر فرانسیسیوں کا یہ بیان درست بھی ہو تو اُنہیں کیا حق حاصل تہا کہ وہ انتقام لینے کی غرض سے کیبیک اپنی فوج ایک غیر ملک میں بھیجدیتے۔ مانا کہ مراقش کا دوسری سلطنتوں کے ساتھ معاہدہ تہا کہ بندرگاہوں پر غیر ممالک کی رعایا کے ساتھ کسی قسم کی روک ٹوک نہ کی جائیگی۔ اور اُنکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا جائیگا۔ مگر ساتھ ہی اگر فرانس و اسپین نے بہی تو اپنے آپ کو اس معاہدہ کا پابند کر لیا تہا کہ سلطان کے اختیارات

اور بعض اخباروں میں جنکی صدہا شکایات بربنائے واقعات اخباری دنیا میں ملت ازمام ہوچکی ہیں ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جاہل اگر بدتمیزی و درشتی سے مسلمانوں کا دل دکھاتے ہیں تو لکھے پڑھے شیعی مجبری نکراں کا گلا کاٹتے ہیں ۔ دفاتر سرکاری میں عنصر غالب کی جتھے بندی وابستہ دوالی سے غریب مسلمانوں پر جو کچھ گذرتی ہے اب محتاج بیان نہیں رہی بلکہ پبلک سپیچوں اور جنہاں کی تحریروں میں انکو بزرگان دین کی جو درگت کی جاتی ہے کافی سے زیادہ معرض بحث میں آچکی ہے ۔ التزامو تمدن میں ان کے حقوق جس تنگدلی و بیدردی سے پامال کیئے جاتے ہیں ۔ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں بغرض کہاں تک گنائیں ۔ ہمیں تو بجز پولیٹیکل سٹیج کے کوئی میدان زندگی ایسا نظر نہیں آتا جہاں "جہاں جیلی دامن" والی مثل کو سچ کر دکھانے کی ذرا بھی کوشش کیا برداشت کی جاتی ہو ۔ اور پولیٹیکل سٹیج پر بھی ہمیں اپنا ہمرنگ و ہم آہنگ بنانے یا جتانے کی چالیں جس نیت سے چلی جاتی ہیں ان کا بھی اب بخوبی پردہ فاش ہو چکا ہے اسلئے وہ بھی مطلق قابل اعتبار نہیں جب تک کہ مسلمان بھی خدانخواستہ ویسے ہی انقلاب طلب اور شورش اپسند نہو جائیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہرگز ہرگز ہونی نہیں ۔ تا وقتیکہ سلمان مسلمان ہیں اور اپنے خدا و رسول کے اس فرمان پر ایمان رکھتے ہیں کہ اولی الامر کی اطاعت کرو ۔ اور دنیا میں فتنہ و فساد نہ پھیلاو

ہم خدائے واحد کو شاہد کر کے کہتے ہیں کہ اگر مذہبا ہم ان میں باہم اتحاد نہیں ہو سکتا تو خیر نہیں ہمارے نزدیک یہ بات بھی اصل میں قادر مطلق کے اختیار کی ہے جس نے ہدایت و ضلالت کی باگ اپنی حکمت بالغہ سے اپنے ہی ہاتھ میں رکھکے بتلا دیا ہے کہ "ہر ایک فرقہ اپنے اپنے حال میں مگن ہے" اور کہ "دین کے معاملہ میں جبر و اکراہ کا دخل نہیں" "راہ راست پر لانا یا گمراہی میں پڑے رہنے دینا ہماری مرضی پر منحصر ہے" وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن متعلق ہموطنی بہت سی دنیوی باتوں میں ہمارے تمہارے درمیان ہمدردی و آشتی رہ سکتی ہے جس کے لئے ہم صدق دل سے تیار ہیں مگر ... کریں کہ بات بات میں ہمیں دور ہی سے دھکے دیئے جاتے ہیں ۔ اور ... جائز ... بھی ... جاتا ہے ۔ آج اگر ہندو کمیونٹی اس بات کا پختہ اور قابل اطمینان عہد کرلے کہ صرف مذہبی معاملات یعنی عبادات و معتقدات اپنی اپنی جگہ پر علیحدہ رکھے جائیں گے اور امور دنیوی میں مسلمانوں سے موجودہ تعصب اور نفرت و مغائرت قطعاً ترک کر دی جائیگی تو اپنی قوم کی طرف سے ہم ذمہ کرتے ہیں کہ نفاق اور ہمی شکوہ شکایات کا نام تک زبان پر نہ آئیگا اور دونوں قومیں کیا بلکہ جملہ اقوام ملکی سے ہمارے تعلقات اور ان کی نسبت خیالات بالکل دوستانہ و برادرانہ رہینگے لیکن یہ تعلیق بالمحال ہے ۔ نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا ۔ بصورت موجودہ نا گفتہ بہ نفس الامری واقعات کی بناء پر بھی جو حرف شکایت ہمارے لب پر آتے وہ اگر کسی کو شاق گذرتا ہے تو گذرا کرے ۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ نکتہ چین و حرف گیر حضرات اپنی قوم کی تاحق ... نہیں رہ سکتے تو ہم اپنی درماندہ قوم کے حقوق و ضروریات سے کیونکر آنکھیں بند کرلیں اور اسکی ... حمایت و حق طلبی میں بزدلانہ و منافقانہ سکوت و زمانہ سازی کسطرح اختیار کریں ... وطن اور البشیر وغیرہ مسلمان آرگنوں کو ہندو و آریہ اخبارات اکثر تفرقہ اندازی کی بٹ لگایا کرتے ہیں ۔ وہ ذرا ہماری ان معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر انصاف سے بتلائیں کہ اس معاملہ میں وہ اور ان کے ہمخیال حق بجانب ہیں یا ہم اور ہمارے ہمخیال؟

ٹیکسٹ بکس سے متعلق ایک اور شکائت

جن لوگوں کے بچے سرکاری یا غیر سرکاری مدارس کی خصوصاً پرائمری یا وسطی جماعتوں میں تعلیم پاتے ہیں ۔ انہیں بتانے کی حاجت نہیں کہ اکثر شاکی رہتے ہیں کہ درسی کتابوں کا آئے دن قحط پڑا رہتا ہے ۔ آج ایک کتاب بازار میں کہیں ڈھونڈھے نہیں ملتی ۔ تو کل دوسری اور پرسوں تیسری اور بعض دفعہ یہ حالت دو دو تین تین مہینے تک رہتی ہے ۔ تاجران کتب کیا بیچارے اپنے پاس سے کتابیں گھڑ گھڑ کے بیچا کریں جب ٹھیکیدار فرم کی طرف سے ہی تیاری و اشاعت میں دیر ہوتی ہے کچھ شک نہیں کہ رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کی ہاں درسی کتابیں اب بہت ستھری چھپتی ہیں ۔ اور صاحب ڈائرکٹر بہادر کی عنایت سے انکی قیمتیں بھی بہت گھٹ گئی ہیں ۔ لیکن جب ہر ایک کتاب ہمیشہ مانگ کے موافق کافی تعداد میں تیار نہیں رہتی تو پھر ایسی فرم کو ٹھیکہ دیدینے کا نتیجہ کیا نکلا؟ بجز اسکے کہ بیچارے طلبار کا حرج ہو اور وہ ایک ایک کتاب کے لئے مہینوں مارے مارے پھریں ۔ اگر پرانے ایڈیشن کی یا سیکنڈ ہینڈ کتابوں سے گذارہ کرنا چاہیں تو استادوں کی مار پھٹکار سہیں ۔ ہمیں امید ہے کہ صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم پنجاب ضرور اور جتنی الوسع جلد تر اس معاملہ پر توجہ فرمائینگے ۔ اور ٹیکسٹ بک کمیٹی نیز ٹھیکیدار فرم کو ہدایت فرمائینگے کہ جس کی سستی و بے پروائی سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے وہ بلا توقف اس کے تدارک کی فکر کرے ۔

کشت و خون کی صدی

امریکہ کے مشہور موجد مسٹر اڈیسن نے علم برق کی آیندہ ترقیات سے متعلق جو توقعات پچھلے دنوں ظاہر کیں ان سے ہم اپنے ناظرین کو کسی گذشتہ اشاعت کے ایک نوٹ میں آگاہ کر چکے ہیں ۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو کچھ عجب نہیں کہ تمدن عالم میں ایکدن وہ تمام انقلابات عظیمہ پیش آکے رہیں جنکا مسٹر اڈیسن نے نقشہ کھینچا ہے ۔ وہ زمانہ بھی واقعی قابل دید ہوگا اور اس سے ملحوظ رکھکر اگر اس صدی کو بجلی کی صدی کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا ملکین اسکے ساتھ ہی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اطراف عالم میں جنگ جدل کی چھیڑ چھاڑ اور رہتی کا ناگوار و پرخطر میدان بڑھتا جاتا ہے ۔ جسقدر علم حرب کی نت نئی ترقیات اور اسباب حرب کی ایک سے ایک بڑھکر ایجادات بھی ظاہر ہے کہ بہت کچھ مدد دیگی ۔ اور پھیلا ئینگی حتی کہ بحر و بر سے گذر کر کرۂ ہوا کو بھی جنگی جہازوں سے خالی نہ چھوڑا جائیگا جس کی لکیر جرمن فرانسیس و انگریزی یوروپین قوموں کے موجد اور مدبر شب و روز مصروف و مستغرق ہیں پس اگر بین الاقوامی مسابقت اور باہمی کشمکش کو بڑھانے والے ایسے ہی سامان آئے دن پیدا ہوتے رہے تو اس صدی کا نام شاید کشت و خون کی صدی زیادہ موزوں ہوگا جسکی تمہید چین و جاپان ۔ روس و کوریہ مراقش و سرحد ترکی ایران و علاقہ جات ہندوستان اور بعض دیگر بلاد مشرق و مغرب میں برسوں پہلے سے پڑ چکی ہے اور اب کچھ دنوں سے برابر او بڑھتی ہے ۔ اگر واقعی کوئی زمانہ ایسا آنے والا ہے جس کا ظاہری ...

مراسلات

سیر کشمیر

۸ جولائی ۱۹۰۷ء کو ہم بحالت درستی کوہ مری سے روانہ ہو کر کوہالہ گذرگاہ پر پہنچے۔ اور دریائے جہلم کو عبور کر کے علاقہ کشمیر جنت نظیر کے قدرتی نظاروں کا تماشا دیکھتے پہاڑوں اور وادیوں کو طے کرتے ہوئے

۱۱ جولائی ۱۹۰۷ء کو بارہ مولا میں پہنچے۔

کوہالہ سے لیکر بارہ مولا تک دریائے جہلم اور پہاڑوں نے ہمارا ساتھ کیا۔ تمام راہ میں چشموں کے پانی کی گڑگڑاہٹ اور دریا کا زور و شور عجیب و غریب سماں باندھ رہا تھا بعض ایسے نازک اور ہولناک مقامات راستہ میں پڑ جاتے تھے۔ کہ اگر اوپر کو نگاہ کی جاتی تھی تو پہاڑ مصداق آیۃ کریمہ کانہ ظلۃ وظنوا انہ واقع بھم (الاعراف ۔۔۱۷۱) سخت ڈراؤنے دکھائی دیتے تھے۔ اور اگر نیچے کی طرف دیکھا جائے تو بہت دور تک دریا کا پانی ایک چھوٹے سے میلے نالہ کے برابر دکھائی دیتا تھا۔ اگر ایسے مقام سے کوئی انسان یا حیوان گر پڑے تو پھر خدا ہی بچا دے تو بچ سکے ورنہ ہڈی پسلی چور چور ہو جاتا تو ایک طرف کہیں لاش کا پتہ و نشان ملنا بھی محال ہے۔ اور اس قسم کے سینکڑوں حادثات واقع بھی ہو چکے ہیں۔

بارہ مولا دریائے مذکور کے وار پار واقع ہے۔ اور دونوں کناروں پر جو نہایت خوبصورت نفیس نفیس رنگین اور چوبی مکانات تعمیر کئے گئے ہیں۔ دیکھ کر انسان کے دل میں عجب فرحت اور لطف پیدا ہوتا ہے۔ مگر سری نگر کی پر فضا دلی اور اسکی مرغوب ہوائے ایک حد تک ہمارے دل میں محل میں چار کبھی بھی اور ہم یہاں پر زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے۔ اور بارہ مولا سے روانہ ہوئے۔ اس مقام پر پہاڑوں اور دریا نے تو ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر ان کے نعم البدل ہم کو مل گئے۔ یعنے شہر مذکور سے باہر نکلتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت وسیع زرخیز میدان ہے۔ سڑک کے دو رویہ خطوط متوازیہ میں اشجار سفیدہ کی دو دیواریں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی قابل معمار نے بہت برسوں کی محنت سے یہ دیواریں تیار کی ہیں۔ ان اشجار کی استقامت سرسبزی۔ خاموشی۔ اور باقاعدہ تمام صف بستگی زبان حال سے جتا رہی تھی کہ یہ ان گنت لشکر فوج کے سپاہی سبز وردی سے ملبوس ہو کر اپنے والی ملک کی اطاعت میں صف بستہ ہیں اور برابر بارہ مولا سے سری نگر تک پھیل گئے ہیں۔

ان مستعد اور فرمانبردار قدرتی سپاہیوں کی ایک طرف جہیں ڈل اور میدان کی سرسبزی اور زرخیزی اپنا جوبن دکھاتی ہے اور دوسری طرف گلمرگ (گل مرغ) کا عظیم الشان کوہی منظر نظر آتا ہے جو ہر وقت سیمیں زیور سے آراستہ رہتا ہے۔ ایسے عجائب غرائب اور قدرتی نظاروں کا مشاہدہ کر کر ہر ایک پیچ پر یہی شعر یاد آتا تھا۔ شعر

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ؛؛ کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجاست

۱۲ جولائی کو ہم سرینگر میں داخل ہوئے۔ ہم نے کئی ایکروز شہر مذکور کی سیر کی اور ہر ایک کوچہ و بازار میں ہمارا گذر ہوا۔ مگر امیرا کدل کے مکانات کے سوا کہ وہ بہت مصفا اور ستھرا حصہ ہے اور اس حصہ شہر میں پنجابی لوگ رہتے ہیں۔ باقی حصص شہر کے اکثر کوچے اور بازار بہت میلے نظر آئے ان حصوں میں اس شہر کے اصلی باشندے رہتے ہیں اور سوائے معدودے چند کے جن کو انگلیوں پر گن جا سکتا ہے باقی سب کے سب زیور علم سے معرا ہیں۔

ہم نے ایک قدیمی عنایت فرما بزرگ کی مہربانی سے اُن کھیتوں کی بھی سیر کی جو پانپور کے راستہ میں پڑتے ہیں۔ اور جو زعفران کے کھیت کہلاتے ہیں۔ مگر ابھی زعفران کی کاشت کا موسم نہ تھا پہلے صرف کیاریاں بنی ہوئی پائی گئیں

ہم نے ایک نہ مہربان بزرگ کی شفقت و غریب نوازی سے بذریعہ کشتی پورا ایکروز ڈل کی بھی نہایت اطمینان اور دلجمعی سے سیر کی جبکہ تمام دن بارش باران رہی۔ ڈل کے پانی سے جو کئی ایک میل تک ہی گذر کر سب سے پہلے ہم "نشاط باغ" میں پہنچے۔ یہ باغ عجیب کرشمہ قدرت کا اور نہایت ہی عبرت کی جگہ ہے۔ کہ ایک طرف تو سرسبز پہاڑ کی بلند چوٹی کا نظارہ ہے اور دوسری طرف ڈل کی سفید چادر بچھی ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان میں باغ ہے پہاڑ مذکور سے جو پانی کا چشمہ نکلا ہے وہ باغ مذکور کے مصنوعی فواروں اور حوضوں میں سے اپنا لطف دکھاتا ہوا۔ اور باغ کو سیراب و شاداب کرتا ہوا ڈل میں جا ملتا ہے۔ ہر ایک حوض کے چبوترے پر ایک ایک سنگین تخت بچھا ہے

اللہ اللہ! نورجہاں بیگم کس دل و دماغ اور مذاق کی شاہزادی یا بادشاہ بیگم تھی جسکو ایسے قدرتی مواقعات سے دلچسپی تھی۔ مگر موجودہ زمانہ میں تو قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت اس باغ کے حسب حال ہے۔

کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیھا فاکھین کذلک واورثناھا قوما آخرین الآیہ (قطعہ)

جائے کہ بود آں دلستاں با دوستاں در بوستاں
شد مورد ناہی را مکاں شد گور و کرگس را وطن
بر جائے رطل و جام مے ۔ گوراں نہادستند پے
بر جائے چنگ و عود و نے ۔ آواز زاغ است و زغن

یہاں سے لوٹ کر ہم شالامار باغ کو گئے۔ یہ باغ بھی اُسی نظارہ اور اُنہی لوگوں کا بنایا ہوا ہے عجائبات روزگار میں سے جو دیکھنے میں آئے از انجملہ ایک عالی شان بارہ دری ہے جسکے طول طویل شفاف سیاہ ستون سنگ موسیٰ کے ہیں اور ستونوں کی کرسیوں اور چوٹیوں پر سنگتراشی اور نقاشی کا لطیف کام ہوا ہے جسکو دیکھ کر اس وقت کے کامل استادوں کی صنعت کا سکہ انسان کی طبیعت میں بیٹھ جاتا ہے

اس باغ میں جو حوضوں کے فوارے وغیرہ ہیں وہ اچھی حالت میں نہیں ہیں۔ اس مقام کے حسب حال حکیم عمر خیام کی مشہور و معروف رباعی ہے جو حسب ذیل ہے۔ یعنے

آں قصر کہ بر چرخ ہمے زد پہلو ۔۔۔ بر درگہہ او شہاں نہادند رو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ ۔۔۔ بنشستہ ہمیگفت کہ کوکو کوکو

ہم نے نسیم باغ کو بھی دیکھا۔ مگر اس میں کوئی بہت عجیب چیز دیکھنے میں نہیں آئی اُسدن وہاں سے واپس ہو کر اس بزرگ و مقدس مکان میں پہنچے جو حضرت بل کے اسم سے موسوم ہے۔ اور اس روز حضرت بل کا سالانہ میلہ تھا۔ سینکڑوں کشتیاں تماشائیوں کی ڈل میں تیر رہی تھیں اور تماشائی لوگ اپنے اپنے مذاق کے مطابق لطف اُٹھا رہے تھے

مثل مشہور ہے کہ پھول کے ساتھ ہی کانٹا بھی شامل ہے۔ پس جب ہم اس ملک کے تمام مسلمانوں کی طرف دیکھتے تھے تو عام اس سے کہ وہ مرد ہوں یا عورت بچے ہوں یا بچیاں سب کے سب گندے۔ اور میلے پھٹے پرانے کپڑے پہنے دکھائی دیتے تھے تو ایک سخت چوٹ دل پر لگتی تھی۔ اور اسوقت ان قدرتی نظاروں کا نشہ اور سب کا سب لطف خاک میں مل جاتا تھا اور بے اختیار یہ خیالات دل میں راہ پاتے تھے کہ بار خدایا! نکبت اور ذلت ۔ افلاس اور مصائب اسی امت کے افراد کے واسطے قسام ازل نے لکھ دیا تھا جنکی شان میں ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیہ

حالانکہ اس ملک میں مسلمانوں کی آبادی کو اہل ہنود سے وہی نسبت ہے جو ۹۵ : کو ۵ سے ہے مگر وہ پانچ کے پانچ تو متمول اور خوشحال ہیں۔ اور تہذیب و علم کی روشنی سے مالا مال۔ مگر ان ۹۵ میں سے $\frac{1}{95}$ بھی علم کی روشنی سے بہرہ یاب نہیں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ گذشتہ کے عمال اور حکام کے

منقولات

ہندو مسلمانوں کے تعلقات

جب سے مسلمانوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ہے۔ ہندوؤں نے کبھی ان کے تسلط کامل دلی کا بینا نہیں کیا مسلمان فرمانرواؤں نے بہت کوشش کی کہ ان کے دل سے بیگانگت کے خیال کو جو محکوم قوموں کے دل میں قدرتاً جانشین ہوتا ہے دُور کریں لیکن ہندوؤں کی سوشل سسٹم کی بندشوں اور اسی قسم کے دیگر اسباب نے ان کی اس کوشش کو کلی طور پر بارآور نہ ہونے دیا۔ بااینہمہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انگریزی حکومت سے پہلے ہندو مسلمانوں کے تعلقات اگر مخلصانہ نہ تھے تو معاندانہ بھی نہیں تھے۔ ہندو تمام اجنبیوں کو جو انکے ہم قوم و ہم مذہب نہوں نفرت سے دیکھتے ہیں لیکن اسکے باوجود دونوں قومیں امن و عافیت سے بسر کرتی تھیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت تہواروں میں شریک ہوتی تھیں۔ ملک میں چاروں طرف یہی حالت تھی۔ اور اب بھی کئی گاؤں میں جہاں نئے زمانی جوش کا اثر نہیں پہنچا یہی حالت ہے لیکن ہمیں کچھ شبہ نہیں کہ انگریزی حکومت کے دور میں ہندوستان کی ان دو عظیم الشان قوموں کے باہمی تعلقات میں نہایت ناگوار تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ اپنے اپنے حقوق کی نگہداشت کے خیال سے دونوں میں رقابت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ اسکے علاوہ بعض مفسدہ پرداز مورخوں نے ہندوستان کی جو تاریخیں لکھی ہیں انہوں نے بھی اس مغایرت کو ترقی دینے میں کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ لیکن اصلی تفرقہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ مسلمانوں نے سر سید کی صلاح پر کاربند ہو کر عدم شرکت کانگرس کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ مرحوم کی زندگی میں اکثر مسلمانوں نے انکے مذہبی خیالات کو نفرت سے دیکھا اور انہیں کافر کا لقب دیا چنانچہ اسی بنا پر اکثر مسلمانوں نے انکی تعلیمی پالیسی اور علیگڑھ کالج کی بھی سخت مخالفت کی۔ لیکن ان کے پولیٹیکل خیالات کو عام مسلمانوں نے اسقدر پسند کیا کہ انہی مخالفوں میں سے بعض تو اسکے نہایت زبردست موید اور دست و بازو ثابت ہوئے۔ اسکی وجہ ظاہر ہے مسلمان پہلے کانگریس والوں کے ہتھکنڈوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسلئے ان کا عدم شرکت کانگرس کا فیصلہ کسی قسم کی ریا یا تملق پر مبنی نہ تھا بلکہ ایک قدرتی امر تھا لیکن اس سے ہندوؤں کے عناد کی آگ اور بھی مشتعل ہوئی مسلمانوں کو جاپلوس۔ خوشامدی ابن الوقت اور طرح طرح کے خطابات دئے گئے اور زبان کا مسئلہ چھیڑ کر ان کو اپنے سے الگ کرنے کی سخت کوشش کی گئی اس ادھیڑ بن کی کوشش میں انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ اس مفسدانہ تحریک کا اثر بالآخر خود ان کے اپنے حق میں بھی مضر ثابت ہوگا۔ سر سید کی زندگی تک تو انہیں کسی قسم کی کامیابی نہ حاصل ہوئی۔ لیکن ان کی وفات کے بعد انکی اس تحریک نے اردو ہندی کے مسئلہ کی صورت میں تمام ہندوستان میں تہلکہ برپا کر دیا۔ اور صوبجات متحدہ میں انہیں خاصی کامیابی حاصل ہو گئی۔ اسکے بعد پنجاب میں پنجابی زبان کا مسئلہ چھیڑنے سے یہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات اور بھی کشیدہ ہو گئے۔ تقسیم بنگال کا حال سب کو معلوم ہے بنگالیوں نے محض خود غرضی سے اسکی مخالفت کی۔ مسلمانوں نے تحفظ حقوق کے خیال سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھکر اسکی تائید کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کے ایک ایسے حصہ میں جہاں مدتوں سے مغایرانہ خیالات دبے پڑے تھے۔ دونوں قوموں کے باہمی تعلقات کو سخت صدمہ پہنچا آخری امر جس سے رہے سہے تعلقات کا بالکل خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور جسکی وجہ سے ہندو لیڈروں

مسلمانوں کے ساتھ پورے زور سے دشمنی کے اظہار کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ ہے کہ وہ حال کی ایجیٹیشن میں عدم شرکت کے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک ناحق فتنہ فساد برپا کرنا اور حکام وقت کے خلاف متمردانہ ایجیٹیشن برپا کرنا مذہباً ممنوع ہے۔ مسلمان لیڈروں نے انہیں اسکے دنیوی اور اخروی برے نتائج سے آگاہ کیا۔ اور مسلمان اس نصیحت پر کاربند ہو کر حکام وقت کے خلاف ہر قسم کی ایجیٹیشن سے محترز رہے لیکن جیسا کہ توقع تھی مفسدہ پرداز اپنی شتاب کاری کی بدولت جلاوطنی اور گرفتاری کی صورت میں اپنے کیفر کردار کو پہنچے مسلمانوں کی علیحدگی کے باعث وہ پہلے ہی بدظن ہو رہے تھے۔ مگر ان سزایابیوں سے ان کے غیظ و غضب کا جوش حد تک پہنچ گیا۔ کھلے طور پر تو وہ مسلمانوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے سے رہے۔ لیکن درپردہ وہ اسکا سخت انتقام لے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو سرکاری ملازمت میں شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ سروس میں ہندوؤں کی بہت کثرت ہے اور اسطرح ان کو بیکس و بے بس مسلمان ملازموں پر ظلم توڑنے کا خاطر خواہ موقع مل جاتا ہے۔ ایسے موقعوں سے آج کل پورا پورا فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ ان کو طرح طرح سے تنگ کیا جاتا ہے۔ بلا ضرورت تبدیل کیا جاتا ہے۔ اور خفیف و بے حقیقت قصوروں پر ان کو جرمانہ۔ تنزلی۔ یا موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ وہ بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے گورنمنٹ کی تائید و حمایت کی۔ لیکن گورنمنٹ نے ان کے اس فعل کو بنظر احسان دیکھنے سے زیادہ ان کے حقوق کی نگہداشت کے بارہ میں کسی قسم کی کاروائی نہ کی حالانکہ وہ فریق جسنے گورنمنٹ کی مخالفت کی تھی بدستور سابق دفتروں میں برسر اقتدار ہے۔ مسلمان عجیب مخمصہ میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اس نامعقول ایجیٹیشن میں ہندوؤں کا ساتھ دیتے تو یقیناً انہیں اسکا سب سے زیادہ خمیازہ بھگتنا پڑتا۔ عدم شرکت کی حالت میں بھی وہ سخت سزا بھگت رہے ہیں اگرچہ یہ سزا ہندوؤں کی طرف سے ہے۔ ہم کوئی خیالی واقعات یا حالات کا نقشہ نہیں پیش کر رہے۔ ہندوؤں کی اس جدید جابرانہ پالیسی کا اثر پہلے ہی سے مسلمان محسوس کر رہے ہیں۔ اور ابھی تک انہیں اسکے متعلق نہایت فکر و اندیشہ لاحق ہو رہا ہے۔ پچھلے پرچہ میں ہمنے اپنے ایک نامہ نگار کی چٹھی چھاپی ہے جسمیں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جو حقیقی واقعات پر مبنی ہونے کے علاوہ اسلامی پبلک کی عام رائے کا آئینہ ہیں۔ اس موقعہ پر گورنمنٹ کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی امداد کرے۔ ان کا بڑا قصور یہ بتلایا جاتا ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ سے بیوفائی نہیں کی۔ کیا گورنمنٹ انہیں بابوؤں کے دست تظلم سے نہیں بچا سکتی؟ اس کا علاج نہایت سہل ہے اور وہ یہ ہے کہ تقسیم ملازمت میں تناسب کا کافی اور مناسب لحاظ رکھا جاوے اور جو افسر دفتروں میں مسلمانوں کو ناحق تکلیف دیں انہیں عبرت بخش سزائیں دیجائیں۔ بیچارے مسلمانوں کی شکایتیں روز مرہ بڑھ رہی ہیں۔ اور وقت ہے کہ گورنمنٹ ان کی رفع داد کی طرف توجہ کرے۔ اور اس بات کا خیال رکھے کہ مسلمان اپنی وفاداری کی وجہ سے نقصان نہ اٹھائیں۔

(آبزرور)

بریف نوٹس

قابلِ توجہ نامہ نگاران وکیل

ہمارے احباب میں جو حضرات قومی معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ہندوستان کی مختلف انجمنوں اور قومی درسگاہوں کے حالات سے واقف ہیں ۔ براہ مہربانی اپنے اپنے شہر اور صوبہ کی انجمنوں اور قومی مدرسوں کے موجودہ حالات انکے زمانہ قیام ۔ اغراض و مقاصد ۔ اور ذرائع آمدنی وغیرہ سے مطلع فرماکر ہمیں مشکوری کا موقع دیں ؛

سفر کابل کے متعلق استفسار

نواب شکور احمد صاحب انصاری رئیس پانی پت نے سفر کابل کے متعلق مفصلہ ذیل سوالات کئے ہیں :

(۱) کابل جانے کے واسطے ہز مجسٹی امیر صاحب کی اجازت حاصل کرنیکا کیا طریق ہے ؟

(۲) کابل تک آنے جانے میں کتنے دن صرف ہوتے ہیں ؟

(۳) سفر کس ذریعے سے ہوتا ہے ۔ اور ایک متوسط درجہ کے مسافر کو کس قدر روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے ؟

اگر کوئی صاحب جواب دیں تو مشکوری درج اخبار کیا جائے گا ؛

مسلمانانِ بنگال کی ایک جائز درخواست

مسلمانان مشرقی بنگال نے ہز آنر نواب لفٹیننٹ گورنر کی خدمت میں جو آجکل دورہ پر تشریف فرما ہیں مختلف مقامات میں یہ درخواست کی تھی کہ مسلمان وکلا کی تعداد چونکہ اس صوبہ میں کم ہے ۔ لہٰذا مسلمان طلباء کے لئے قانونی امتحان میں داخلہ کی شرائط نرم ہونی چاہئیں ۔ ماری پور کی انجمن اسلام کے ایڈریس کے جواب میں اس امر کے متعلق جو ہز آنر نے فرمایا اس سے توہمیں سخت مایوسی ہوئی تھی کیونکہ اس اہم مسئلہ کو انہوں نے مختصر سا جواب دیکر ٹال دیا تھا ۔ مگر شکر ہے کہ بارلیسال کی انجمن کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے اس معاملہ پر نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر نے مفصل گفتگو کی ۔ اور فرمایا ۔ مسلمان وکلاء کی قلت محسوس کر کے آپ لوگ ۔ مجھے اس امر کی طرف متوجہ کرتے ہیں ۔ جو واقعات مجھے معلوم ہوئے ہیں ۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حق بجانب ہیں ۔ آپ لوگوں کو اس امر کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کرنی چاہئیے ۔ میرے نزدیک تعلیم سے آپکی مشکلکشائی ہوگی ۔ اور تعلیم کی طرف آپ بہت زیادہ توجہ کر رہے ہیں ۔ جیسا کہ میں مارسو میں کہہ چکا ہوں یہ فضول ہوگا ۔ اگر ضروری لیاقت کے بغیر کسی کو عدالتوں میں وکالت کرنے کی اجازت دیدیجائے ۔ کیونکہ اس پیشہ میں جس میں مقابلہ نہایت سخت ہے بغیر ضروری قابلیت کے ادنیٰ کامیابی بھی نہیں ہو سکتی ۔ وکیل لائق نہ ہوگا تو وہ اپنے موکل کے حقوق کی حفاظت کر سکیگا نہ کوئی اسے اپنا وکیل بنائیگا ۔ ایسے لوگوں کو وکالت کی سند دیدینا موجودہ مرض کا فرضی علاج ہوگا ۔ میرے ان خیالات سے یقین ہے کہ آپ لوگ بھی متفق ہونگے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا یہ کہنا ہے کہ امتحان وکالت کے لئے ایف اے یا پاس کی قید ہے ۔ مگر ایف اے میں بعض مضامین ایسے بھی پڑھنا پڑتے ہیں جنکی امتحان وکالت یا وکالت میں ضرورت نہیں پڑتی ۔ اور اُنپر محنت کرنا ایک بار ہے ۔ آپ کے خیالات اس قابل ہیں کہ اُنپر خوب غور کیا جائے ۔ اور بہتر ہوگا اگر آپ اُنہیں علیحدہ پورے طور پر لکھکر میرے پاس بھیجدیں " ہم ہز آنر کے ممنون ہیں کہ اُنہوں نے آگے چلکر اسکا بھی وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس مدعا کے حصول کے لئے مناسب آسانیاں پیدا کر دینگے ۔ امتحان وکالت کی شمولیت کے لئے اگر یونیورسٹی کے امتحان کی قید اُٹھا دیجائے تو بہت مناسب ہوگا ۔ اور اسکی جگہ بہتر یہ ہوگا کہ ایک داخلہ کا امتحان قایم کر دیا جاوے تاکہ اُن مضامین میں طلبا کی استعداد کا اندازہ کر لیا جائے جو قانون کی تعلیم کے لئے ضروری ہوں ؛

بقیہ اسماء چندہ دہندگان از مسلمانان سری نگر ملک کشمیر

نمبر شمار	نام	مقام	رقم
(۲۲)	جناب سبحان جیو صاحب زرگر	سری نگر	[illegible]
(۲۳)	جناب ڈاکٹر ضیاء علی صاحب ویٹرنری انسپکٹر	"	[illegible]
(۲۴)	" خواجہ جبار خان صاحب سوداگر	"	[illegible]
(۲۵)	" صدیق جیو صاحب ڈار	"	[illegible]
(۲۶)	" شیخ الٰہی بخش صاحب ٹھیکیدار و سوداگر	"	صہ/
(۲۷)	" میر عبد العزیز صاحب سوداگر اردو بازار	"	صہ/
(۲۸)	" خواجہ سیف الدین صاحب لس محلہ	"	صہ/
(۲۹)	" حاجی احمد اللہ صاحب سوداگر	"	صہ/
(۳۰)	" نور الدین ایڈیٹر لس محلہ	"	صہ/
(۳۱)	" میاں محمد صاحب سوداگر	"	صہ/
(۳۲)	" خواجہ محمد شاہ صاحب سوداگر	"	صہ/
(۳۳)	" بابو عبد الحکیم صاحب ویورڈائیر ریشم خانہ	"	صہ/
(۳۴)	" خواجہ غلام شاہ صاحب لس محلہ	"	صہ/
(۳۵)	" حسن شاہ صاحب نقشبندی	"	صہ/
(۳۶)	" غلام دین صاحب سوداگر	"	صہ/
(۳۷)	" شیخ محمد صاحب سوداگر	"	صہ/
(۳۸)	" سید علی شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ ٹرانسپورٹ	"	صہ/
(۳۹)	" سید بہادر علی شاہ صاحب محکمہ ریذیڈنسی	"	صہ/
(۴۰)	" حبیب علی خانصاحب برگیڈ میجر	"	صہ/
(۴۱)	" میجر عبد اللہ خان صاحب	"	صہ/
(۴۲)	" عطا محمد خان صاحب صوبہ دار	"	صہ/
(۴۳)	" خواجہ جمال الدین صاحب بی۔ اے انسپکٹر مدارس	"	صہ/
(۴۴)	" میر حسن شاہ صاحب قادری خانیار	"	صہ/
(۴۵)	" سر سید رحمۃ اللہ علیہ	....	صہ/
	میزان		[illegible]

راقم خاکساران مولوی امام الدین و عتیق آنریری ایجنٹان از کوہ مری ؛

ونِ روپی فنڈ

رسید بہی نمبر ۱۰ جسکی خانہ پُری جناب مولوی امام الدین صاحب نے کی ۔

نمبر	نام	مقام	رقم
(۱)	جناب مسٹر غفار ایڈیٹر سوداگران امیراکدل	سری نگر	[illegible]
(۲)	" محمد اعظم صاحب نایب ناظر جج ہائیکورٹ	"	[illegible]
(۳)	" صدیق جیو صاحب ٹھیکیدار	"	[illegible]
(۴)	" سکندر شاہ صاحب ذیلدار	"	[illegible]
(۵)	" کرم بٹ صاحب ذیلدار	"	[illegible]
(۶)	" حکیم محمد علی صاحب ہیڈ کلرک ریشم خانہ	"	[illegible]
(۷)	" خواجہ اسلام شاہ صاحب نایب تحصیلدار	"	[illegible]
(۸)	" خانصاحب مولوی محمد حسین خانصاحب ایم اے جج ہائیکورٹ	"	[illegible]
(۹)	" پیر قمر الدین صاحب وکیل سرینگر	....	[illegible]
	میزان	....	[illegible]

راقم خاکساران مولوی امام الدین و عتیق ۔ آنریری ایجنٹان از کوہ مری ؛

صدہا برس کے ظلم سخت گیری وغیرہ نے ان مسلمانوں کو اس حد تک پائمال کر دیا ہے کہ اُن کی حمیت اور سعی سلب ہوگئی ہے اور حیوان کی شکل انسان دکھائی دیتے ہیں۔ اور اب اگر انکی بہتری اور بہبودی کی کوئی بات انکو سمجھائی جائے تو اُسکو بھی ایک قسم کا دھوکہ فریب اور بیگار ہی خیال کرتے ہیں حالانکہ موجودہ زمانہ میں عالی جناب ہز ہائینس مہاراج دام ملکہٗ اور اُن کے قابل وزرا و حکام انکی بہتری اور اصلاح کے لیے نہایت بیدار مغزی کو عمل میں لا رہے ہیں۔ ان بیکسوں اور شکستہ حالوں کی حالت کا قصہ چونکہ بہت طول الطویل ہے اسلیے ہم انکو یہیں چھوڑتے ہیں ہم نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ سٹیٹ سکول میں جو ملک کی بہتری کے لیے بنایا گیا ہے وہاں صرف چند ایک مسلمانوں کے لڑکے ہی پڑھتے ہیں۔ باقی کل اہل ہنود۔ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اُس سکول میں چونکہ تمام سرگروہ اور سرآوردہ ہنود واشر ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ مسلمان وہ پاک جگہ آلودہ ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

ہم کو نہایت افسوس ہے اُن جدا سودہ حال اور بیچارہ مسلمانوں پر جنکو زر النفس پرستی کا ہی خیال ہے۔ اور اپنی آرایش اور زیبائش پر ہی مرتے ہیں۔ اور جنکو حسب حال یہ شعر ہے شعر

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک
مرا ہست بط را ز طوفان چہ باک

باوجودیکہ زمانہ کی گردشوں نے مسلمانان صوبہ کشمیر کو بے حس و حرکت اور بیعلم کر دیا ہے تو بھی اس ملک کی صنعت و حرفت اور دستکاری کے ہزاروں نمونے دیکھکر انسان کی عقل دنگ رہجاتی ہے کاشکے جیسے دل و دماغ اور ہاتھ ہے۔ اسیر خدا کشتی کی عادت ان مسلمانوں کے خمیر میں ہے اگر اسکے ساتھ ہی تعلیم بھی ہوتی۔ تو دنیا میں وہ کونسے کام ہیں جن میں ان لوگوں کو نمایاں کامیابی حاصل نہوتی۔ ہمارے اس بیان کے شاہد حال وہ احباب پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو اس ریاست کے عمال کے مظالم سے ملک چھوڑ کر اور باوجود بے سروسامانی کے گورنمنٹ انگلشیہ کی برکت سے وہ ہر ایک کام میں نیکنامی کا کوس [illegible] بجا رہے ہیں۔ ان احباب نے ملک پنجاب میں کونسا بڑے سے بڑا کام ہمارے [illegible] محنت نہیں کیا ہے جس میں پوری کامیابی اور ناموری حاصل نہ کی ہو۔ اور کونسا اچھے سے اچھا سرکاری عہدہ ہے جسکو اپنی خداداد لیاقت سے حاصل نہ کیا ہو۔ ان احباب کو اپنی عادل اور رحیم گورنمنٹ انگلشیہ کا شکرگذار ہونا چاہیے جسکی بے تعصبی۔ آزادی کے سایہ تلے رہکر اس قسم کے فیوض و برکات ان کو مل رہے ہیں کشمیر میں اگر مسلمانوں [illegible] سے زیادہ کمی ہے تو وہ تعلیم ہی کی ہے چند عرصہ سے ان لوگوں نے ایک انجمن اسلامی قائم کی ہے [illegible] کا نام نصرت الاسلام رکھا ہے اور جس کے زیر اہتمام ایک اسلامیہ مدرسہ واقعہ [illegible] مڈل تک ہے اور اب اسکو ہائی سکول تک پڑھانے والے ہیں۔ یہ مدرسہ [illegible] چندہ سے جاری کیا گیا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ ریاست بھی اسکو کافی امداد عطا فرمائیگی۔

ہم نے چند مسلمانوں کے سامنے اپنا اصلی مطلب قومی گداگری کا بھی بیان کیا۔ مگر سوائے دو تین اصحاب کے کسی نے بھی ہماری طرف توجہ نہ کی اور اس سبب سے ہماری سب کی سب سیر کرکری ہوگئی اور بجائے خوشی اور انبساط کے اولٹی حیرانی اور غمگینی لاحق حال ہوئی۔ دو ایک مسلمان افسر ملازم سے بھی اپنا قصہ بیان کرنا چاہا مگر انہوں نے ڈرتے ہوئے کہا کہ اس کام سے ہم کو معاف رکھو ایسا نہو کہ بجائے تمہاری قوم کو نفع پہنچنے کے ہم کو خود بذاتہ کوئی رنج پہنچے۔ سبحان اللہ اگر مسلمان باہم مل کر اپنے گھر میں روٹی کا ٹکڑا آب نوش کریں تو بھی قصوروار ٹھہرائے جائیں سو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا یہ ہے جرأت و دلیری زمانہ حال کے مسلمانوں کی اور یہ ہے انکی قومی ہمدردی کا کچا چٹھا۔

اب ہم آسمان کی طرف مونہہ رکھکر اُس مسبب الاسباب کے فضل کے منتظر تھے اور دل میں کہہ رہے تھے کہ ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

کہ ایک کشمیری بزرگ پیر مرد ہمارے پاس تشریف لائے۔ انکے چہرہ مبارک سے باوجود کبر سنی کے پھر بھی چستی چالاکی حمیت قومی اور بزرگی کے آثار نمودار تھے۔ انکی ٹوٹی پھوٹی ملی جلی اردو بولی سے ہمیں عجیب غریب لطف آیا۔ کہتے ہیں کہ الحدیث ذو شجون اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ یہی صاحب خواجہ عبدالصمد ککرو رئیس بارہ مولا ہیں۔ اگرچہ خواجہ صاحب موصوف کو اپنے ذاتی کاموں کی کثرت سے مطلق فراغت نہ تھی پھر بھی انہوں نے ان کاموں کو قومی ہمدردی پر قربان کیا اور ہم کو ساتھ لے کر جہاں تک اُن سے ہو سکا پھرے۔ للہ کی صفائی۔ جہاں جہاں پر ہم جس جس گھر میں خواجہ صاحب ہم کو ساتھ لے گئے ہر ایک نے ہمارا خیر مقدم کیا اور خواجہ صاحب کی بدولت کمال تعظیم و تکریم کی۔ اور ہر ایک حیثیت سے خاطرداری سے پیش آئے

جس قدر رقومات فہرست چندہ میں درج ہیں۔ وہ انہی کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ یہ رقومات اگرچہ قلیل المقدار ہیں۔ مگر ہمارا مطلب علیگڈھ کالج اور اسکی تعلیم و تربیت کے بارہ میں نوٹس دینے کا تھا لہذا خواجہ صاحب موصوف کی توجہ سے کافی طور پر اعلان دیا گیا ع

بانگ برداریم اگر در دہ کس است

ہم خواجہ صاحب کے نہایت ہی شکرگذار ہیں کہ انہوں نے چند شرفاء اہل اسلام سرینگر سے ہمارا تعارف کرا دیا۔ اگرچہ ہمیں اپنے مطلب میں کامیابی نہیں ہوئی مگر اکثر احباب رؤسائے اہل اسلام کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف ستودہ انکے مدح و توصیف کے قابل ہیں۔ بالخصوص اس شیریں زبانی کو اپنی تمام عمر نہیں بھول سکینگے جسکو گفتگو کے موقع پر وہ عمل میں لاتے تھے۔ اب ہم بزرگان کشمیر کا بالعموم اور جناب خواجہ صاحب موصوف کا بالخصوص تہ دل سے شکریہ ادا کرکے ملک کشمیر سے واپس جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ " خانہ آباد دولت زیادہ " راقم دو درویش

فہرست زرِ چندہ سرسید میموریل فنڈ از مسلمانان سرینگر کشمیر

(۱) عالی جناب جناب نواب صاحب پیرزادہ مولوی محمد حسین خان صاحب ایم اے جج ہائیکورٹ کشمیر عہ
(۲) ،، ،، مولوی نذیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی سب جج سری نگر ۔ لعہ
(۳) ،، بابو حاکم الدین صاحب انجینیر محلات شاہی ۔۔۔۔۔۔ سری نگر۔ عہ
(۴) ،، خواجہ عبدالصمد صاحب ککرو رئیس بارہ مولا ۔۔۔۔۔۔ کشمیر۔ عہ
(۵) ،، مرزا غلام مصطفٰے صاحب اسسٹنٹ گورنر سرینگر ،، عہ
(۶) ،، خواجہ محمد شاہ صاحب شالمرچنٹ ،، ،، لعہ
(۷) جناب حبیب جو صاحب سوداگر ،، ،، لعہ
(۸) ،، ولی میر صاحب شالمرچنٹ کیدپٹ ،، ،، لعہ
(۹) ،، صمد شاہ صاحب سوداگر ،، ،، لعہ
(۱۰) ،، بابو غلام حسین صاحب محکمہ تصفیہ بقایا ،، ،، عہ
(۱۱) ،، جنرل زمان علی خان صاحب ،، ،، عہ
(۱۲) ،، منشی عبدالعزیز صاحب وکیل سری نگر ،، عہ
(۱۳) ،، قادر جو صاحب ٹھیکیدار فتح کدل ،، ،، [illegible]
(۱۴) ،، خواجہ حسن شاہ صاحب محلہ شمس واری ،، ،، [illegible]
(۱۵) ،، ،، عزیز الدین صاحب تحصیلدار ،، ،، [illegible]
(۱۶) ،، ،، محمد جان و غلام محی الدین ککرو صاحبان ،، ،، [illegible]
(۱۷) ،، محمد سرفراز خان صاحب انسپکٹر پولیس سری نگر ،، [illegible]
(۱۸) ،، سیٹھ کریم بخش صاحب سوداگر ،، ،، [illegible]
(۱۹) ،، شیخ حفیظ الرحمٰن صاحب انسپکٹر پولیس ،، ،، [illegible]
(۲۰) ،، خواجہ عزیز جو صاحب ٹھیکیدار ،، ،، [illegible]
(۲۱) ،، ،، بہار شاہ صاحب سوداگر ،، ،، [illegible]

ہندوستان کی خبریں

شنبہ کی صبح کو شملہ میں زلزلہ کی ہلکی جنبش محسوس ہوئی۔

گورنمنٹ ہند کی سفارش پر وزیر ہند نے محکمہ ڈاک میں چند معتد رعایتیں منظور فرمائی ہیں۔ ان کا اعلان عنقریب کیا جائیگا۔

مدراس کے جیلخانہ میں ایک قیدی نے جسے دس سال قید کی سزا ہوئی دارو غہ جیل پر چھری سے حملہ کیا۔ اور اسکے سر کو سخت زخمی کیا۔

ایک صندوق میں جو بذریعہ ریلوے پارسل سلامت پور جی آئی پی ریلوے سے نجیب آباد کو روانہ کیا گیا تھا دو ہزار روپیہ کا نقد مال چورایا گیا۔ قرائن سے معلوم ہوا کہ یہ کسی ریلوے ملازم کی کرتوت ہے۔ تفتیش ہو رہی ہے

صوبہ سرحدی پنجاب کی سہ سالہ رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ گذشتہ تین سال میں وہاں کی تجارت ایک کروڑ ۲ لاکھ سے بڑھ کر ۲ کروڑ ۱۲ لاکھ تک پہنچ گئی۔

دو کانسٹبل خزانہ کلکتہ سے ہیمن سنگھ کو ایک صندوق لئے جارہے تھے جس میں ۵ ہزار کے ساورن تھے۔ ٹرین میں دونوں سپاہی سو گئے۔ جب اٹھے تو معلوم ہوا کہ صندوق ندارد ہے تحقیقات جاری ہے

۱۶ اگست کی شب کو سنٹرل جیل لاہور سے دو نوجوان قیدی روپوش ہو گئے تمام رات ادہر ادھر تلاش ہوتی رہی۔ مگر ہنوز کچھ پتہ نہیں ملا۔

ایک بنگالی لیڈی مسز لینی منر جی براہیٹا کمسو سائیٹی کی ممبر منتخب ہوئی ہے اور وہ پہلی ہندوستانی لیڈی ہے جسے یہ اعزاز ملا ہے

کانگریس کمیٹی کی حال کی میٹنگ میں جو بمقام بمبئی منعقد ہوئی اکسٹریمسٹ پارٹی کے بعض ممبر مدعو نہیں کئے گئے تھے۔ اسپر دونوں پارٹیوں کے ممبر آپس میں برسر پرخاش ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر گوپال داس اسسٹنٹ سرجن سونی پت نے طاعونی مردوں کی لاشیں اٹھانے کے لئے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس سے لاش کو ہاتھ نہیں لگانا پڑتا۔

دہلی میں غلہ اور اجناس پر مجوزہ ٹیکس کی زیادتی کے متعلق ایوان تجارت پنجاب نے بھی مخالفانہ رائے دی ہے۔ اور تجویز پیش کی ہے کہ گھی گوڑ اور تمباکو کے محصول میں کسی قسم کی کمی نہ کیجاوے

مزدوری پیشہ لوگوں کی تعلیم کے لئے حویلی مہاراجہ دھیان سنگھ لاہور میں ایک اسکول جاری ہوا ہے جہاں ہر روز شام کے چھ بجے سے آٹھ بجے تک انگریزی اردو اور حساب کی تعلیم مفت دیجائیگی۔ ناداروں کو لکھنے کا سامان بھی مفت دیا جائیگا۔

کھیڑی کا تھانہ دار کرت رام نامی ایک شخص کو چالان کی دھمکی دیکر اس سے پچاس روپے مانگنے کے جرم میں عدالت سے جرمانہ و قید سخت کا سزایاب ہوا۔

شب پور سول انجنیرنگ کالج کی زراعتی کلاسوں میں طلباء کی کافی تعداد داخل ہو جانے کی وجہ سے گورنمنٹ نے آئندہ طلباء کا داخلہ بند کر دیا ہے۔

ایسٹرن بنگال اسٹیٹ ریلوے پر ایک مسافر کا چلتی ٹرین میں ۵ ہزار روپے سے زائد کا مال اسباب چوری گیا۔

بمبئی میں ۲۲ راہ حال کو پارسی اور ہندو کرکٹ ٹیموں میں میچ ہوگا جو ٹیم جیتے گی اسکا بھی پریزیڈنسی ٹیم سے ۲۹ راہ حال کو مقابلہ ہوگا۔ افواہ ہے کہ پرنس رنجیت سنگھ جی (جام نوانگر) ہندو ٹیم کے کپتان ہوں گے۔

پریزیڈنسی کالج مدراس میں ولایتی کے طلباء کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے کیونکہ دلیسی حرفت کی ترقی کی دھن میں طالب علم نیچرل سائنس زیادہ پڑھنا چاہتے ہیں۔

بمبئی کے کارخانوں کے مالک چین سے بھی مال کی مانگ آنے لگی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یورپ اور یونیٹ کی مانگ ان کارخانوں کو چین کی مانگ سے مستغنی کر دیگی۔

انجمن مزارعین بہار نے ایک میموریل گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بدیں مضمون ارسال کیا ہے کہ محصول چاء کے اصول پر نیل کی برآمد پر بھی محصول عاید کیا جائے

صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کھلنا نے جس ہندو بلیٹن کو باغیانہ تقریر کے جرم میں زیر دفعہ ۱۰۸ ضابطہ فوجداری ضمانت اور مچلکہ کی سزا دی تھی۔ اپیل پر ہائیکورٹ کلکتہ نے اسے بدیں وجہ بری کر دیا کہ لفظ "سوراج" سے خود مختار حکومت ہی مراد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس سے ایسی حکومت بھی مراد ہو سکتی ہے جیسی کہ برٹش اقتدار کے ماتحت بعض نوآبادیوں میں ہے۔

ہندوستانی ریلوں کو یکم اپریل سے ۳ اگست تک سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۱۲ لاکھ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی اس زیادتی میں ایسٹ انڈین ریلوے کا حصہ ۲۲ لاکھ تھا جی آئی پی کا ۱۹ لاکھ بنگال ناگپور کا قریباً ۱۰½ لاکھ۔ اودھ روہیلکھنڈ کا ۸½ لاکھ۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کا قریباً ۸ لاکھ۔ بمبئی بڑودہ و انڈین مڈلینڈ ہر ایک کا ۷½ لاکھ۔ اور بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے کا ۷ لاکھ۔ آگرہ۔ دہلی۔ کارڈ لاین کو اس عرصہ میں ۲ لاکھ کی کمی رہی۔

ہفتہ مختتمہ ۱۲ اگست کی رپورٹ فصل و موسم سے پایا جاتا ہے کہ بالائی برہما حصص صوبہ مشرقی بنگال و آسام صوبجات متحدہ بنگال صوبہ سرحدی پنجاب۔ مدراس اور میسور میں مزید بارش کی ضرورت ہے۔ بالائی برہما کے سوا اور سب جگہ زراعت کی حالت قابل اطمینان ہے۔ بنگال میں قلیل التعداد آدمیوں کو مفت امداد مل رہی ہے۔ ضلع دربھنگا میں قحط زدگان کی تعداد ۴۲۸۳۱ ہے جنمیں سے ۳۵۵۹ امدادی کاموں پر ہیں۔

حضور وائسرائے کی لیجسلیٹو کونسل کا پہلا اجلاس بمقام شملہ ۶ ستمبر کو بروز جمعہ منعقد ہوگا۔

گذشتہ سال کے اندر صوبجات متحدہ کے شفاخانوں میں ۴۰ لاکھ مریضوں کا علاج ہوا جو سنہ ۱۹۰۵ء کی تعداد سے بقدر پونے تین لاکھ کے زیادہ ہے۔ اس اثنا میں ۶ لاکھ کے قریب جراحی عمل کیے گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جدید تریاق ۱۰۵ اور پرمنگنیٹ آف پوٹاش سے کئی مارگزیدہ مریضوں کا کامیابی سے علاج کیا گیا۔

کلکتہ میں جمعہ گذشتہ سے لے کر اتوار تک مسلسل زور کی بارش ہوتی رہی جس سے بہت نقصان ہوا۔

حضور گورنر جنرل نے لوکل گورنمنٹوں کو اختیار دیدیا ہے کہ ایک خاص حد تک خود اپنی مختلف ڈیپارٹمنٹوں کے لئے اخبارات کتب و رسایل خرید لیا کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم اختیارات کی ابتدا ہو گئی ہے

مقام کالی گھاٹ میں ایک سنیاسی نے اپنے چیلے کی مدد سے اپنے ایک ہمسایہ برہمن کی لڑکی پر جسنے اسکی شہوانی درخواست ماننے سے انکار کیا تھا قاتلانہ حملہ کیا اور اسے مردہ تصور کرکے علیحدہ ڈالدیا۔ عدالت سے بعد تحقیقات سنیاسی کو ایک سال قید سخت کی سزا ملی۔

کوئٹہ میلہ نمائش مویشیان امسال ۲۳ سے ۲۶ ستمبر تک منعقد ہوگا۔

صاحب وزیر ہند نے محکمہ آبکاری و نمک کے لئے ایک انسپکٹر جنرل مقرر کیا ہے

امید ہے کہ صوبجات متحدہ میں جہاں تمام ملک ہندوستان کی آدھی فصل نیشکر کی کاشت کی جاتی ہے امسال ۱۴ لاکھ ۵۰ ہزار ایکڑ رقبہ زیر کاشت نیشکر ہوگا جو گذشتہ سال سے بقدر ۹ فیصدی زاید ہے

کشمیر میں اب ہیضہ سے آرام ہے۔ ۱۵ اور ۱۶ راہ حال کو وہاں اس مرض سے ۱۴ بیمار اور ۵ فوت ہوئے۔

گورنمنٹ ہند نے ایک ریزولیوشن اس مضمون کا پاس کیا ہے کہ ہر صوبہ کی گورنمنٹ اپنے صوبہ کی شراب کی دوکانوں کی تعداد۔ مقام اور لائیسنس کی تحقیقات کرکے اس امر کا لحاظ رکھے کہ ایسی دوکانیں مناسب تعداد سے زیادہ تو نہیں ہیں؟

احمد آباد گجرات میں ۲۵ پچاس لاکھ تک کے سرمایہ سے ایک نیا بنک کھولنے کی تجویز ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ لنکا کے جدید ایک آنہ کے سکہ میں فی روپیہ ۳ لاگت آتی ہے اور ۱۳ ار گورنمنٹ کو فائدہ ہوتا ہے

گورنمنٹ کا حرفنی وظائف امسال بتفصیل ذیل دیئے جائینگے۔ (احاطہ بمبئی) مسٹر ایم سی راکے جوکالولو۔ اور مسٹر کے۔ آئی بھاٹ انجنیئر کے مدرسہ میں۔ (ممالک متوسط) مسٹر پی۔ ڈی وینکر اور مسٹر ایم لے پی کروب سر برنگہم میں تعلیم معدنیات۔ (احاطہ مدراس) مسٹر راسی ہنکار لیڈز یونیورسٹی میں تعلیم دباغی (احاطہ بنگال) مسٹر پی۔ ڈی بربر۔ برنگہم میں دھاتوں کی تعلیم۔ اور مولوی عبید اللہ برنگہم میں تعلیم معدنیات۔

جنرل واٹر کمپیر کمانڈنگ لاہور ڈویژن نے حکم دیا ہے کہ چونکہ بمبئی میں ہیضہ پھیلا ہے اسلئے کسی افسر یا سپاہی کو بمبئی جانے کی اجازت نہ دیجائے

ہفتہ مختتمہ ۱۹ اگست کے اندر کل اضلاع پنجاب میں سوائے ملتان سہور اور لائل پور کے جہاں خفیف ترشح ہوا۔ خوب بارش ہوئی۔ انبالہ امرتسر اور لائل پور میں غلہ کا نرخ چڑھ رہا اور حصار سیالکوٹ اور راولپنڈی میں ارزاں ہو رہا ہے۔ فصل خریف کی تخم ریزی جاری ہے۔ دہلی اور جالندھر میں گرانی ہو رہی ہے۔ لاہور میں آیندہ فصل ربیع کے لئے زمین تیار ہو رہی ہے۔ نیشکر اور فصل زاید عمدہ حالت میں ہے۔ حصار اور فیروز پور میں ٹڈی دل سے کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ ملتان میں کسی قدر زیادہ نقصان ہوا خصوصاً انبالہ اور لاہور میں چوہے فصلوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ مویشی عمدہ حالت میں ہیں۔ چارہ کافی ہے۔ پانی کی کچھ شکایت ہے

۹ ماہ حال کی شب کو کلکتہ کے سیالدہ سٹیشن سے ایک صندوق جس میں ۹ ہزار گورنمنٹ سٹامپ تھے آسام کے ایک مقام کو بھیجا گیا تھا۔ لیکن راستہ میں کسی نے اُسے توڑا کر اسمیں سے تین ہزار کے قریب سٹامپ نکال لیئے اور پھینکدیا۔

ہمعصر ٹریبون کو معلوم ہوا ہے کہ راولپنڈی میں تعزیری پولیس کے تقرر کی خبر بے بنیاد ہے

سر ہربرٹ رزلے ۳۰ ماہ حال کو بمبئی پہنچ کر سیدھے شملہ کو روانہ ہوں گے اور ۲ ماہ ستمبر کو سر ہربرٹ سٹوارٹ سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کا چارج لینگے۔

مسٹر مور اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر راولپنڈی جنہے رات کو ایک دیسی زنانہ مسافر کی عصمت پر حملہ کیا تھا۔ اور ماخوذ ہو کر ضمانت پر رہا ہوا تھا۔ مسٹر کری مجسٹریٹ درجہ اول راولپنڈی نے پہلی سماعت کے بعد اسکا مقدمہ چیف کورٹ پنجاب لاہور میں تبدیل کر دیا۔ ملزم زیر حراست پولیس لاہور میں لایا گیا ہے

برہما اور مدراس کے درمیان راہ راست جہاز قایم کرنے کی تجویز ملتوی ہو گئی ہے

کلکتہ میں جو پچھلے دنوں ہیضہ نمودار ہوا تھا اب اسمیں بہت کمی ہو گئی ہے

سنا ہے کہ چاٹ گام کی بعض یوروپین کوٹھیاں بنگال اسٹیم نویگیشن کمپنی کو بائیکاٹ کرنے میں سرگرم ہیں

۱۸ ماہ حال کی شام کو اخبار جگانتر کا پرنٹر بھی باغیانہ مضامین چھاپنے کے الزام میں پکڑا گیا۔

سید حیدر رضا دہلوی بقول اخبار ٹریبون اس خبر کی تردید کرتے ہیں کہ مسٹر ہانیڈ سولسر حج دہلی ان پر کسی قسم کا مقدمہ دائر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پنجاب گورنمنٹ گزٹ

(۱۷ اگست ۱۹۰۷ء)

مسٹر جی الف ڈی ہکورمیسی کی جگہہ جو رخصت پر جاتے ہیں مسٹر اچ لے سنجھ افسر نو آبادی نہر جہلم قایم مقام ڈپٹی کمشنر لائل پور مقرر ہوئے

مرزا ظفر اللہ خان ای لے سی ۵ اگست سے ضلع جالندھر میں متعین ہوئے

میجر لے لے۔ ایم۔ ایم۔ فاکنور کی جگہہ جو رخصت پر جاتے ہیں میجر ڈبلیو ایس ایرولی ایڈ وکیٹ اسسٹنٹ کنٹونمنٹ مجسٹریٹ راولپنڈی ۳ جولائی سے قایم مقام مجسٹریٹ چھاؤنی لاہور مقرر ہوئے۔

مسٹر اچ اچ ہنکنز اسسٹنٹ کمشنر ۱ اگست سے میجر اچ الیس ڈکس مسٹر نگوبر کی جگہہ جو رخصت پر گئے۔ قایم مقام ڈپٹی کمشنر جہلم مقرر ہوئے۔

لالہ گنگا رام ایم لے۔ ای۔ لے سی ۹ اگست سے سردار شیر احمد خان سی آئی ای۔ ای لے سی کی جگہہ جو ایکماہ کی رخصت پر گئے۔ امرتسر میں متعین ہوئے۔

مسٹر ڈبلیو ٹی رائیٹ انسپکٹر مدارس حلقہ دہلی کو ۵ اگست سے دس ماہ کی مجتمع رخصت عطا ہوئی۔ اور

مسٹر جے۔ جی۔ گلبرٹسن ایم لے قایم مقام انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر ان کی جگہہ متعین ہوئے اور

گلبرٹسن کی جگہہ رائے بہادر لالہ امراؤ سنگھ ایم لے کی رخصت سے واپسی تک لالہ سنت رام اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر کے انچارج مقرر ہوئے

مسٹر الف بی سکاٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس فیروز پور مسٹر ملوبٹ کی جگہہ ضلع دہلی کو تبدیل ہو اور انکی جگہہ مسٹر سی جی بی آر کس سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ ضلع فیروز پور کو تبدیل ہوئے مسٹر ای سی ویب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ مقرر ہوئے بعدہٗ مسٹر ای سی ویب ضلع لائل پور کو تبدیل ہونے پر ان کی جگہہ مسٹر ٹی جے سنجھور قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوشیار پور جھنگ میں متعین ہوئے

خان بہادر عبد الرحمن ڈپٹی کلکٹر درجہ اول رخصت سے واپسی پر نہر سرہند کی بٹھنڈہ ڈویژن سے ۱۹ جولائی کو نہر اپر باری دوآب کی دوم ڈویژن کو تبدیل ہوئے۔

مسٹر الیس واکر اسسٹنٹ انجنیئر درجہ دوم رعایتی رخصت سے واپسی پر نہر سرہند کی لودھیانہ ڈویژن سے نہر غربی جمنا کی دہلی ڈویژن کو ۲۴ جولائی سے تبدیل ہوئے۔

بھائی جیر سنگھ ڈپٹی کلکٹر درجہ سوم نہر اپر باری دوآب کی دوم ڈویژن سے نہر سرہند کی بٹھنڈہ ڈویژن کو بتاریخ ۲۹ جولائی تبدیل ہوئے۔

ممالکِ غیر

۹ ربّاہ حال کی ولایتی ڈاک کا جہاز امید ہے کہ بمبئی میں جمعہ کے روز صبح کے ۸ بجے پہنچیگا

تازہ خبر ہے کہ سر ہربرٹ رزلے ہوم سیکرٹری نے اپنی واپسی ۲۰ ستمبر تک ملتوی کردی ہے۔

پایۂ تخت آسٹریا میں ایک سرکاری نیم سرکاری مراسلت اس مضمون کی شایع ہوئی ہے کہ سر چارلس ہارڈنج اور ہیرن ایکرنتھل میں بمقام اشل جو ملاقات ہوئی اس سے پایا جاتا ہے کہ مقدونیہ میں اجرائے اصلاحات اور مقصد تعجیلوں کے انسداد کے بارہ میں جو تجاویز گورنمنٹ ٹرکی کے روبرو پیش کی جائینگی انکے بارہ میں دونو گورنمنٹیں متفق الرائے ہیں۔

دارالامرا میں انڈیا کونسل بل کے متعلق لارڈ رپن نے سٹر مارلی کی انڈیا کونسل میں دو ہندوستانیوں کے تقرر کی تجویز کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ یہ نہایت دانشمندانہ پالیسی ہے لارڈ امپتھل نے بھی اس پالیسی پر اپنی دلی پسندیدگی کا اظہار کیا۔

سر انتھونی میکڈانل اور دیگر اصحاب کی کوشش سے بلفاسٹ کا سٹرائیک ختم ہوگیا اور کام از سر نو شروع ہوگیا۔

دارالعوام میں سر ایڈورڈ گرے نے سٹر لوکس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ گورنمنٹ کو اطلاع پہنچی ہے کہ دو کشت سپاہ کو بمقام اردمیہ کو غیر متنازعہ سرزمین میں ہٹ آنیکا حکم بھیجا جا چکا ہے

کاسابلینکا میں قریباً ۵ سو ہسپانوی سپاہی جہاز سے اترے۔ فرانس اور ہسپانیہ دونو نے فوجی کارروائی کرنے کی نسبت اتفاق کر لیا ہے نامہ نگاروں کا بیان ہے کہ فرانسیسی سپاہ ناکافی ہے

دارالعوام میں مسٹر میکالیس نے حادثہ دنشاوی کے مجرموں کی سزاؤں میں ترمیم کرنے پر زور دیا۔ سر ایڈورڈ گرے نے جواب دیا کہ میں بہار ۵ میں جو کچھ پہلے بیان کر چکا ہوں اس زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ہیگ کی کانفرنس امن میں بلجیم کی اس تحویز پر بحث ہوئی کہ ۱۸۹۹ء میں غباروں سے آتشگیر مادے گرانے کی ممانعت کے متعلق جو قانون پاس ہوا تھا اسکی تجدید کی جائے۔ اسپر روس و فرانس نے اس بنا پر اعتراض کیا کہ اس سے فن جنگ کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اٹلی نے تجویز پیش کی کہ جنگ میں غباروں کا استعمال صرف انہیں غباروں تک محدود رکھا جائے جو کل کے ذریعہ سے اڑ سکتے ہیں۔ اس تجویز کی جزوی تائید ہوئی۔ جرمنی و فرانس کے قائم مقاموں نے اس سے اختلاف کیا۔

روس نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۰۸ء کے مطابق جدید نمونہ کے دو جنگی جہاز تعمیر کرے جن پر بارہ انچ کی دس دس توپیں ہوں۔ اور ان کا وزن ۱۹۹۷۰ ٹن اور رفتار ۲۱ ناٹ ہو۔

سر ونسٹن چرچل نایب وزیر نو آبادیہائے انگلستان نے اعلان کیا ہے کہ یکم اکتوبر آئندہ سے جنوبی افریقہ کے ساحل ہمسایہ پر اگر کوئی شخص علانیہ بردہ فروشی کریگا تو سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔

قبایل مراکو کے ایک قاصد نے کاسابلینکا میں آکر جنرل ڈرڈ کو الٹیمیٹم دیا کہ اطاعت قبول کرو ورنہ سب قبایل دہاوا کرکے فرانسیسی سپاہ کو تباہ کر ڈالینگے۔ لیکن جنرل ڈرڈ نے کچھ جواب نہ دیا بعد کی خبر ہے کہ اندرونی قبایل مال غنیمت کی حرص میں جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں جنرل ڈرڈ اپنی حالت کو محفوظ خیال کرتا ہے

ریوٹر کا نامہ نگار لکھتا ہے معتبر وسایل کی بنا پر لکھتا ہے کہ چین کی بیوہ ملکہ ایک لا علاج مرض میں سخت بیمار اور امور مملکت کی سرانجام دہی کے بالکل ناقابل ہے۔ آئندہ کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

کاسابلینکا میں افواہ ہے کہ قبایل سے مقابلہ کرنے کے لئے سلطان مراکو بہ دولت خود فیض سے رباط کو روانہ ہوئے ہیں۔

اسلامی دنیا

جائے مسرت ہے کہ حیدرآباد دکن میں مسز داکرز مسز حیدری کی امداد سے جو مسٹر حیدری اکونٹنٹ جنرل کی اہلیہ اور ایک مشہور تعلیم یافتہ لیڈی ہیں تعلیم النسوان کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس مدرسہ میں پردہ کی پوری پابندی کا خیال رکھا گیا ہے تاکہ حیدرآباد کے امرا و شرفا کو وہاں اپنی لڑکیاں بھیجنے میں کسی قسم کا پس و پیش نہ ہو۔ مسز حیدری نے اس مدرسہ کی نگرانی کا اہتمام اپنے ذمہ لیا ہے۔ افسوس ہے کہ وہاں کے بعض لوگ ایسے مفید کام کی بھی مخالفت کر رہے ہیں۔

ریاست حیدرآباد کی گذشتہ تعلیمی رپورٹ کسی قدر مایوسی بخش ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ گذشتہ سال میں حدود ریاست کے اندر کل ۸۶۶ تعلیمی درسگاہیں تھیں جنمیں ۱۵ ہائی سکول تھے اور صرف ایک آرٹس کالج۔ کل طلبا کی تعداد ۶۰ ہزار تھی جنمیں ۵ ہزار لڑکیاں تھیں۔

کابل کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ وہاں امیر صاحب نے صندوق شکایات نصب کرنے کا حکم دیا ہے اور انتظام ڈاک کی طرف توجہ مبذول کی ہے۔ یہ بھی سنا ہے کہ حال میں ایک جدید ٹکٹ جاری کیا گیا ہے

بعض مصری محبان وطن نے حضور خدیو المکرم کی خدمت میں ایک وفد بغرض بھیجا تجویز کیا ہے کہ حادثہ دنشاوی کے سزا یافتگان کو جو مقتول مزارعین کی طرح بالکل بے گناہ ہیں رہائی دیجائے۔

مصر کے محکمہ تعلیم نے اپنے نقشوں میں شہروں اور ملکوں کے نام انگریزی سے بدل کر عربی حروف میں لکھ دیئے ہیں۔

انجنیرنگ ڈگری کے امتحان میں بمقام لنڈن صالح آفندی نام ایک مصری طالب علم جو طالب علموں کی فہرست میں اول نمبر پر رہا۔ اعلیٰ ریاضات کی تعلیم کے لئے امسال پیرو لنڈن ہوا ہے۔

مصر میں آجکل الوطن نامی ایک دہریہ اخبار کی کوشش سے ٹرکی کے خلاف ایک زبردست تحریک جاری ہے۔ محرکوں کی اصل غرض یہ ہے کہ ٹرکی کے زیر اقتدار رہنے کی وجہ مصر کو ہر سال ۲ لاکھ پونڈ اسکی نذر کرنا پڑتا ہے جس کے معاوضہ میں اسے کچھ نہیں ملتا۔ ان کے نزدیک بہتر ہے کہ مصر کو سلطان کی حکومت سے آزاد کرایا جائے اور اسکی بجائے برٹش پروٹیکٹوریٹ قائم ہو۔ تاکہ انتظام حکومت میں مصریوں کے حسب منشا تبدیلی ہو جائے

حیدرآباد کی شاہی مجلس میں ایک نامی اعزازی ممبر کی اب تک خالی ہے۔ اعلیٰ حضرت نظام نے صاحبزادہ نواب ظفر جنگ کو جو حال میں شاہی قرابتدار ہوئے ہیں اسپر سرفراز فرمایا ہے

حیدرآباد میں مالگذاری کی جدید سکیم شایع کر دی گئی جسکی رو سے تعلقداروں کا ایک اور درجہ نو سو روپیہ ماہانہ کا قائم کیا گیا۔

افسوس کہ سردار محمد اسمعیل خان سفیر کابل آجکل کوئٹہ میں مرض نقرس میں مبتلا ہیں

بلوچستان میں شدت کی بارش ہونے سے میووں کی فصل خصوصاً انگور و سردہ کو بہت نقصان پہنچا ہے۔

افغانستان کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ امیر صاحب براستہ ترکستان لوروانہ ہوگئے ہیں

نعیمہ سلطانہ دختر سلطان المعظم کا عقد ثانی جلال بک کے ساتھ ہوا ہے۔ قریب تین سال ہوئے کہ نعیمہ سلطانہ کا پہلا نکاح کمال الدین پاشا ابن غازی عثمان پاشا کے ساتھ ہوا تھا مگر کمال الدین کی بد اطواری سے میاں بیوی میں نہ بنی اور جس وقت پاشا مذکور کا سلطان المعظم کے خلاف سازش میں شریک ہونیکا راز فاش ہوا۔ تو اسوقت سلطانہ نے اپنا دامن اپنے بداطوار شوہر سے پاک کر لیا۔ یہ عقد ثانی اس واقعہ کے دو ڈیڑھ سال بعد سلطان المعظم کے حکم سے ہوا ہے جلال بک ایک قابل نوجوان ہیں جلیل القدر عہدہ پر ممتاز ہیں۔ اور رضا بک مرحوم سابق ممبر مجلس

اُس کا وجع مفاصل جاتا رہا

شب و روز اسے سخت تکلیف تھی اور کچھ بن نہ پڑتا تھا کہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں نے بکثرت صالح خون پیدا کیا جس سے وجع المفاصل کا درد جاتا رہا اور وہ پھر تندرست ہو گیا

مسٹر ڈبلیو ٹی بورن خورد ساکن ۱۲۵ فرانسڈ سیرجی ہل۔ سٹر روڈ۔ انگلینڈ۔ آج کل تندرستی کی مدت سے اور اپنی روزانہ خبری کی خدمات بجالانے کے بعد نہایت آسانی سے چابک قدمی۔ دوڑنے اور سائیکل چلانے کی ورزش کر رہا ہے

صرف چند ماہ پیشتر سخت وجع المفاصل نے مسٹر بورن کا برا حال کر رکھا تھا۔
عام دواؤں استعمال کرنے سے اس دردناک مرض کو کچھ افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں نے اسکے خون سے وجع المفاصل کا زہر خارج کر کے اسے کلی شفا بخشی۔

مسٹر بورن کا بیان ہے کہ سالہا سال تک مجھے درد شقیقہ اور عصبی امراض کی سخت شکایت رہی کئی ڈاکٹر میرے معالج بنے مگر ان کے علاج سے صرف عارضی افاقہ ہوتا۔ اسکے بعد مجھے وجع المفاصل کا عارضہ ہو گیا جس نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی کہ ناقابل برداشت درد اور تکلیف سے میرے بدن کا جوڑ جوڑ دکھنے لگا۔
کئی قسم کے علاج کئے۔ مگر بے فائدہ۔ شدت کا درد سر سے اٹھ کر گھٹنوں اور ٹخنوں تک تپ کی طرح سرایت کر جاتا تھا۔ میری حالت ایسی قابل رحم ہو گئی کہ رات کو بالکل نیند نہیں آتی تھی۔ کئی مقویات اور مسکن استعمال کئے۔ اور مرغنیات کی بھی مالش کی۔ مگر حالت ویسی ہی بدتر رہی۔ اور صحتیابی کی امید منقطع ہو گئی۔

ایک روز میں نے کہیں پڑھا کہ میری قسم کا ایک مریض ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں سے شفایاب ہوا ہے۔ اس پر میں نے بھی ان کے استعمال کا مصمم ارادہ کیا۔ اور اب اس وقت کو یاد کر کے مجھے اپنی خوش نصیبی کا خیال آتا ہے ان گولیوں کے کچھ عرصہ کے استعمال کے بعد پاؤں کا آماس بہت کم ہو گیا جس سے وہ زمین پر ٹکنے لگا۔ کچھ عرصہ اور استعمال کرنے سے وجع المفاصل بالکل جاتا رہا۔ اور میں بوٹ پہننے کے قابل ہو گیا۔ پھر تھوڑی دور تک چلنے پھرنے بھی لگا۔ اور طبیعت بہت مشاش بشاش معلوم ہونے لگی۔ جوڑوں کے درد رفتہ رفتہ کم ہو کر بالآخر بالکل جاتے رہے۔ اور جلدی ہی پہلے کی سی صحت اور طاقت عود کر آئی۔ بھوک خوب لگنے لگی اور رات کو نیند خوب آنے لگی ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں نے مجھے کلی شفا بخشی اور اسکے بعد مرض نے کبھی عود نہیں کیا روزمرہ کی سخت محنت کے علاوہ اب با پیادہ سیر کرنے۔ دوڑنے اور سائیکل چلانے کا کام بھی آرام سے اور جن لوگوں نے میری بیماری کی نازک حالت کو دیکھا تھا۔ وہ اب بمشکل یقین کرتے ہیں کہ یہ شفا یابی ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کی بدولت ہے

ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں ان تمام امراض میں بھی کلی شفا بخشتی ہیں جو ضعف اعصاب یا کام کی زیادتی یا جائے حارہ میں سکونت رکھنے کی باعث پیدا ہوں مثلاً عوارض جگر۔ لو یعنی موسمی اور دیگر بخار وغیرہ نیز وہ امراض جو کمزوری اور خرابی خون کے باعث پیدا ہوں مثلاً قلت الدم۔ وجع المفاصل سوء ہضمی کوتاہ دمی یا دکولا اور زنانہ امراض وغیرہ۔ تمام ہندوستان کے مشہور شہروں میں سب انگریزی دوا فروشوں کی...

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

قیمت معہ محصول ڈاک	THE VAKIL	فہرست مضامین

وکیل امرتسر

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	سالانہ	ششماہی
امراء و رؤساء سے	۲۴ شلنگ	۱۲ شلنگ
عام خریداروں سے	۵ روپے	۳ روپے
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	۴ روپے	۲ روپے ۸ آنہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔
خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے۔

فہرست مضامین

تازہ خبریں
طاعون کے متعلق گورنمنٹ ہند کے جدید احکام
مسلم لیگ کا معاملہ نواب صاحب رامپور کی نسبت
حجازی ریلوے کے متعلق۔ برادران وطن کا رویہ
ایک عیسائی پروفیسر کی رائے اسلام کے متعلق
ہوساول کے یتیم بچے۔ مدرسہ یتیم خانہ انجمن کی ضرورت
ایم۔ اے۔ او۔ کالج ایسوسی ایشن کا ڈنر لنڈن میں
رئیس لڑکے مزدوری کرنے سے بہتر ہیں
قومی ہمدردی کی سچی تعلیم
ہندوستان کی خبریں
اسلامی دنیا
ممالک غیر
اشتہارات

نمبر ۳۴ | مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۱۴ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۲

تازہ خبریں

۲۰ ماہ حال کو خفیہ پولیس کے آدمی اخبار سندھیا (؟) ناظم کلکتہ کے مقدمہ بغاوت کے متعلق وارنٹ لیکر اخبار مذکور کے دفتر میں بابو اروبندو گھوش کو جو کہ سپرنٹنڈنٹ بتلایا جاتا ہے گرفتار کرنے کے لئے گئے مگر ناکام واپس چلے گئے۔ اسکے بعد سپرنٹنڈنٹ مذکور خود تھانہ میں جا حاضر ہوا۔ اور ضمانت پر رہا کیا گیا۔

مرزا محمد رفیع ایک ایرانی باشندہ مولمین (برما) نے مڈل ٹمپل (لنڈن) کے لا ان مینس ٹورنمنٹ میں اول درجہ کا انعام حاصل کیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک ایشیائی باشندہ نے ولایت میں اس قسم کا انعام حاصل کیا ہے۔

برٹش انڈین ایسوسی ایشن نے اس محضرنامہ کا جسے بنگال کے رؤساء و شرفاء نے حال میں بطور اظہار وفاداری شائع کیا تھا۔ بنگلہ زبان میں ترجمہ کرکے شائع کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ اہل ہند کے باغیانہ خیالات کو کم کرنے میں نہایت موثر ثابت ہوگا۔

دار العلوم میں مسٹر مارلے نے سر چارلس ڈلک کے جواب میں ان شرائط کا اعلان کیا جنہیں کمیشن لامرکزیت اپنی تحقیقات میں ملحوظ رکھیگی اور جو مختصراً مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) سپریم و پراونشل گورنمنٹوں نیز پراونشل گورنمنٹ و حکام ماتحت کے مالی اور انتظامی تعلقات کی تحقیقات کرنا۔

(۲) اس امر کی بابت رپورٹ پیش کرنا کہ آیا انتظام گورنمنٹ کی کسی ایسے طریقہ سے اصلاح ہو سکتی ہے جس میں مختلف صوبجات کی بہبودی اور ضروریات کا لحاظ رہے اور اس انتظام کی طاقت کو برقرار رکھنے کے

ساتھ عمال حکومت کو مقامی حالات کی طرف زیادہ توجہ مبذول کرنے کا موقعہ ملے۔

سر چارلس ڈلک کے جواب میں یہ بھی فرمایا کہ ہندوستان و انگلستان کے فوجی اخراجات کی تقسیم کا کام سات ممبروں کی ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا ہے جو موسم سرما سے پیشتر اپنا اجلاس شروع کریگی جناب ممدوح نے ساتوں ممبروں کے نام بھی پڑھ کر سنا دئے۔

مسٹر ہیرلڈ کوکس نے اس بارہ میں کی طرف مسٹر مارلی کو توجہ دلائی جو لفٹنٹ گورنر بنگال نے خفیہ طور پر مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی پولیس میں سرکار کی طرف سے مالی امداد دینے پر کلکتہ میں پیدا ہوئی ہے مسٹر مارلی نے جواب دیا کہ بنگال گورنمنٹ نے اس حالت میں حسب معمول کارروائی کی ہے اسمیں رازداری کی کوئی بات نہ تھی میں اس بارہ میں کوئی عام قاعدہ نہیں تجویز کرنا چاہتا کہ آیا اہلکاران گورنمنٹ کو بریت الزام کے لئے خود کسی قسم کی کارروائی کرنی چاہئیے یا گورنمنٹ کو ان کی حمایت پر کھڑا ہونا چاہئیے۔ یہ امر صورت حالات پر منحصر ہے۔

پایہ تخت ہسپانیہ کی مجلس وزراء میں وزیر اعظم نے بیان کیا کہ کاسابلانکا کو اور کمک روانہ نہیں کی جائیگی جو سپاہ وہاں پہلے سے مقیم ہے انہیں حکم بھیجا گیا ہے کہ صرف پولیس کی خدمات بجا لائے یقین کیا گیا ہے کہ مولائے حفیظ نے سلطان بننے سے انکار کرکے اپنے بھائی کا فرمانبردار رہنا قبول کیا ہے۔

کاسابلانکا کے اوائل ماہ حال کے ایک پیغام تار سے معلوم ہوا ہے کہ اس روز صبح کو عربی رسالہ کی ایک بڑی جمعیت نے فرانسیسی فوج پر حملہ کیا اور سخت گولہ باری باوجود دو میل کا فاصلہ طے کرکے اسکے جا پہنچی

وکیل امرتسر

جلد (۱۳) نمبر (۴۳)

مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء یوم شنبہ

طاعون کے متعلق گورنمنٹ ہند کے جدید احکام

پچھلے دلوں طاعون کی لہر کو ہندوستان میں جیسی تعجب ناک اور تباہی دفعہ میں آئی - اور جو پریشانی ملک کو اٹھانی پڑی وہ محتاج بیان نہیں ۔ لکھو کہا بندگان خدا کا اس منحوس مرض میں مبتلا ہو کر ہزاروں حسرتیں دل میں لئے ہوئے عالم بقا کا راستہ لیا اور لکھو کہا بیکس بے بس ہو گئے ۔ قوم اور جولر کا اپنے سرپرستوں کے یک بیک اٹھ جانے سے خانماں برباد ہو جانا کوئی ایسے غیر معمولی واقعات نہیں جنہیں سکوت سے دیکھا جائے - اور اس مہلک مرض کے دفعیہ کی کوئی تدبیر نہ کی جائے ۔ گیارہ برس سے یہ مرض بلائے بے درمان کی طرح اس ملک کے پیچھے پڑا ہے ۔ لیکن اب تک کوئی تدبیر ہمیں اس سے جان چھڑانے میں کارگر نہ ہوئی ۔ ابتدا میں گورنمنٹ نے غیر معمولی مستعدی کے ساتھ نہایت کوششوں پر عمل درآمد شروع کیا تھا ۔ مگر بعض سرکاری عمال کی زیادتیوں کے باعث گورنمنٹ کی مشفقانہ تدابیر انسداد اور بدقسمتی ملک میں ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئیں - یہاں تک کہ بعض مقامات میں مفسدوں کو شورش پھیلانے کا بھی موقع مل گیا گورنمنٹ نے یہ دیکھ کر کہ اس کی دافع طاعون کارروائیاں پبلک میں بدلعزیزیہ ہوئیں ۔ بلکہ شکوک کی نگاہ سے دیکھی گئیں ۔ مناسب سمجھا کہ اپنی پلیگ پالیسی بدل دے ۔ اور رعایا کو آزادی دے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے جو تدابیر مناسب سمجھیں عمل میں لائے - مگر پلیگ کی ترقی جیسی پہلے تھی ویسی ہی بعد میں بھی رہی ۔ یہاں تک کہ پبلک زیادتی مرض سے تنگ آ کر چیخ اٹھی ۔ اور سرکار سرگرم سعی ہوئی کہ کوئی نجات کی صورت نکالی جائے ۔ اور گورنمنٹ بھی خاموشی کے ساتھ اپنی رعایا کی تباہی نہ دیکھ سکی ۔ اور کشتگان طاعون کی کثرت دیکھ کر ایک طبی کمیشن متعین کرنے پر مجبور ہوئی - جو طاعون کے اسباب اور اس کی بیخ کنی کی تدابیر پر غور کرے ۔ اس کمیشن کی کارروائی ۱۹۰۵ء میں شروع ہوئی ۔ اور اس عرصہ میں جو معلومات اس نے بہم پہنچائیں ۔ اگر وہ کسی صورت سے خاطر خواہ نہیں تاہم یہ یقین دلانے کے لئے کافی ہیں کہ کمیشن کی ہدایات پر چلنے سے اگر پلیگ کی بالکل بیخ کنی نہ ہوئی تو اس کی ترقی ضرور مسدود ہو جائیگی ۔

یہ محض اتفاق حسنہ ہے اور اسے ہم نیک فال سمجھتے ہیں ۔ کہ ایسے وقت میں جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کے دفتر سکریٹریٹ سے تجاویز کمیشن مرتب ہو کر لوکل گورنمنٹوں اور پبلک کی اطلاع کے لئے دو ایک دن میں نکلنے ہی کو تھیں کہ حضور ملک معظم کا ایک ہمدردی آمیز تار بکنگھم پیلس سے وائسرائے کے نام آیا جس میں حضور نے اپنی رعایائے ہند کے گیارہ برس سے مبتلائے مصائب ہونے پر اظہار افسوس فرماتے ہیں ۔ اور دعا کرتے ہیں کہ وائسرائے ہند چند قابل افسران کے مشورہ سے جو جدید تدابیر دافع طاعون عمل میں لانے کو ہیں اُن میں کامیابی ہو -

ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو نے ملک معظم کے تار کے ساتھ ہی پلیگ کمیشن کی تجاویز بھی شائع کر دی ہیں - اور اپنے ایک خط میں لوکل گورنمنٹوں کو مخاطب کر کے اُن اصولوں کی طرف توجہ دلائی ہے جنہیں تجاویز مذکور کے برتنے میں مقامی حکام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے ۔

کمیشن نے کوشش و تحقیقات کے بعد جو نتائج نکالے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

۱ - پلیگ چوہوں کے ذریعے پھیلتی ہے

۲ - چوہوں میں آپس میں نیز چوہوں سے انسان میں یہ مرض بذریعہ پسوؤں کے پہنچتا ہے

۳ - طاعونی کرم زمین اور مکانوں کے درختا در دیواروں میں رہتے ہیں مگر اُنکی زندگی بہت قلیل ہوتی ہے

ان نتائج پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مکانوں میں طاعونی کیڑوں کی بربادی و بیخکنی کے لئے جو تدابیر مثلاً سرنگ ... کرنے کے اور تکالیف اختیار کی جاتی ہیں فضول ہیں ۔ کوشش یہ ہونی چاہیے ۔ کہ طاعونی چوہوں اور پسوؤں کا گذر نہ ہونے دیا جائے کوئی آسان کام نہیں ہے ۔ اس میں بیشمار مشکلات ہیں جن کا سامنا کرنا پڑیگا ۔ ہندوستانی آبادی کا بیشتر حصہ ایسے مکانوں میں سکونت رکھتا ہے جنہیں چوہوں کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں اور جن میں چوہوں کی پرورش کا کافی سامان مہیا رہتا ہے ۔ فرمیرا لوگ چوہوں کو نہ خود ہلاک کرتے ہیں ۔ نہ سرکار کو ان کے ہلاک کرنے میں کسی قسم کی مدد دیتے ہیں بلکہ الٹی مخالفت کرتے ہیں ۔ یہ سچ ہے کہ ہمیشہ اور ہر موقع پر ان مشکلات کا مقابلہ نہیں ہوتا ۔ اور اس بات کے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ مناسب تدابیر مسلسل طور پر عمل میں لائی جائیں تو کس حد تک کامیابی کی توقع ہو سکتی ہے ۔ مگر اس سلسلہ میں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ چوہوں کی نسل اس تیزی اور اس کثرت کے ساتھ پھیلتی ہے کہ ان کے نابود کرنے میں عارضی اور غیر مسلسل کوششیں کبھی کارگر نہیں ہو سکتیں بلکہ لوگوں میں یہ خیال پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں ۔ کہ چوہوں کی ہلاکت کا اس مرض پر کوئی عمدہ اثر نہیں پڑتا ۔

گورنمنٹ نے جن تجاویز کی طرف لوکل گورنمنٹوں کو متوجہ کیا ہے وہ یہ ہیں ۔

۱ - نمونہ کے طور پر چند مکانات بنوا دیے جائیں جنہیں دیکھ کر لوگ آئندہ مکانات رہائش تعمیر کریں ۔ یہ غربا کے رہنے کے مکانات ہوں گے ۔ کیونکہ ان کے مکانوں میں اصلاح کی زیادہ ضرورت ہے

۲ - میلے کچیلے مقامات صاف کر دیے جائیں

۳ - شہروں کے اُن حصوں کو جہاں آبادی بہت گھنی ہے کشادہ کر دیا جائے ۔

۴ - غلہ اور کھانے پینے کی چیزوں کو ایسی جگہ رکھنے کا انتظام کیا جائے جہاں چوہوں کی پہنچ نہ ہو ۔

مذکرہ بالا چار تجاویز میں سے اول تین تجویزیں اس اعتبار سے اور بھی زیادہ قابل عمل ہیں کہ علاوہ چوہوں کی کمی کا باعث ہونے اور طاعون کا زور توڑنے کے ان سے شہروں اور دیگر آبادیوں کی رونق بڑھیگی ۔ لوگوں کو عمدہ اور ہوادار مکانات میں رہنے کی عادت ہوگی - اور شہروں کی تنگ و تاریک گلیاں کشادہ ہو جائینگی جسکا اثر آبادی کی عام صحت پر اور لوگوں کے مذاق پر عمدہ پڑے گا ۔ مگر ان تمام باتوں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے ۔ بمبئی کے سٹی امپرومنٹ ٹرسٹ کو اپنے اغراض میں جو کامیابی اب تک حاصل ہوئی ہے اُسے دیکھ کر ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ دیگر بڑے بڑے شہروں میں اگر بمبئی کی تقلید مقامی ضروریات کے لحاظ سے مناسب ترمیموں کے ساتھ کی گئی تو اچھی خاصی کامیابی ہوگی ۔ میسور میں بھی ایک سٹی امپرومنٹ ٹرسٹ ہے جو نہایت کامیابی کے ساتھ اپنا کام چلا رہا ہے اور جس کی تقلید قصبات اور چھوٹے شہروں کے لئے بہ نسبت بمبئی سٹی امپرومنٹ ٹرسٹ کی تقلید کے زیادہ موزوں ہوگی ۔ معلوم نہیں کہ پلیگ کمیشن نے اسکے متعلق خود کوئی تجویز پیش کی یا نہیں ۔ کیونکہ اسکی مکمل رپورٹ ابھی تک شائع نہیں ہوئی لیکن امید نہیں کہ اس طبی کمیشن نے اس مسئلہ کے انجینیری اور مالی پہلوؤں پر کوئی نظر ڈالی ہو ۔ ہماری رائے میں بہتر ہوگا اگر گورنمنٹ ایک مختصر کمیشن اس غرض سے قایم کرے کہ وہ ہندوستان کے جملہ سٹی امپرومنٹ ٹرسٹس پر ایک نظر ڈال کر اس ملک کے دیگر شہروں کے لئے چند مناسب و قابل عمل تدابیر سوچے جن سے پلیگ کمیشن کی منشا کے مطابق اصلاحات عمل میں آ سکیں ۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے تسلیم کیا ہے کہ رعایا کی امداد و شمولیت کے بغیر کامیابی مشکل ہے اور چونکہ اب تک جو تدابیر پلیگ سے بچنے کی دریافت ہوئی ہیں ۔ اُن میں سے بہتر یہ سمجھی گئی ہے کہ

زمانہ پلیگ میں مکانات خالی کر دیئے جائیں اور چند روزہ سکونت کہیں اور اختیار کی جائے اسلئے نہایت ضروری ہے کہ رعایا کو نہ صرف اسکی ضرورت سمجھائی جائے بلکہ نقل مکان کرتے وقت حکام ضلع کی جانب سے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائی جائیں اور پبلک کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ کیونکہ گورنمنٹ اس سے بیخبر نہیں کہ معمولی طور پر بھی سکونت کے مکان سے چندروز کیلئے علیحدگی اختیار کی جائے تو انسان کو کس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ ان تکالیف کا حتی الامکان دور کرنا مقامی حکام کا ایسا ہی فرض ہے جیسا پبلک کو وبا کے زمانہ میں تخلیہ مکانات پر سرگرمی لوگوں کی ہمدردی آمادہ کرنا۔ اس فرض کو بطریق احسن انجام دینے کیلئے بجائے قواعد کا منضبط ہونا غیر ممکن ہے۔ مناسب موقع اور مناسب وقت کارروائی عمل میں لائی جانی چاہیئے اور اسکے متعلق حکام ضلع کو خود فیصلہ کرنا بہتر ہوگا۔ کہ حصول مدعا کیلئے کیا طریق اختیار کیا جائے جیسا کہ سرکاری سرکلر میں درج ہے بعض جگہ مالی امداد کی ضرورت ہوگی۔ بعض مقامات میں مفت یا کرایہ پر رہنے کیلئے جیسا مناسب ہو، پولیس کے مکانات دھونپڑیاں مہیا کرنی پڑینگی۔ بعض موقعوں پر زیادہ مناسب ہوگا کہ لوہے کی چھت والے عارضی مکانات بنوا دیئے جائیں۔ حفاظت مال مویشی کی ضرورت ہوگی اور اس مال و اسباب کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام رکھنا ہوگا جو لوگ اپنے گھروں میں چھوڑ گئے ہوں۔ غرضکہ جو امداد مناسب و ضروری معلوم ہو وہ فوراً دینی چاہیئے اور بلا ضرورت خط و کتابت یا دیگر رسمی کارروائیوں کے امداد دینے میں مطلق تاخیر نہ ہونی چاہیئے۔ اس امر پر بھی گورنمنٹ نے زور دیا ہے کہ لوگوں کی خواہشات اور انکی مذہبی ضروریات کا پورا لحاظ رکھا جائے انہیں معقول طور پر سمجھایا جائے کہ طاعون کے زمانہ میں مکان خالی کر دینے سے کیا فائدہ ہے؟ اور جب وہ اس پر آمادہ ہو جائیں تو عارضی سکونت کا مقام شہر سے بلا وجہ اتنا دور نہ ہو جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔ اور دوری صرف اسقدر ہو جو طاعونی گھروں کے اثر سے محفوظ رہنے کیلئے کافی ہو۔

طاعونی ٹیکہ۔ (آینوکیولیشن) کے مفید ہونے پر بھی زور دیا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ یہ امر اب پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اس ٹیکہ سے بڑھکر طاعون سے محفوظ رکھنے والی اور طاعون کے اثر کو کمزور کر دینے والی کوئی دوسری چیز نہیں۔ عوام کا میلان ٹیکہ کے خلاف ہے اور گورنمنٹ کی خواہش ہے کہ پبلک کو نہایت عقلمندی سے اسکی رغبت دلائی جائے ٹیکہ کو عام رواج دینے کی غرض سے جس قدر زیادہ ٹیکہ لگانے والے ممکن ہوں مقرر کئے جائیں گے اور اسکے متعلق حکم ہوا ہے کہ فوراً بندوبست کیا جائے۔

یہ بھی ہدایت ہوئی ہے کہ جس جگہ ایکمرتبہ پلیگ آجاتا ہے وہاں سے وہ کلی طور پر الگ نہیں ہوتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر سال وہاں طاعون کے کیس ہو جایا کرتے ہیں لہٰذا حکم ہوا کہ ایسے مقامات کی ایک فہرست رکھی جائے اور پلیگ کو وہاں سے رفع کرنے کی کوشش مستعدی کے ساتھ جاری رکھی جائے۔

طول طویل چٹھی کے خاتمہ پر اسکا اعادہ کیا گیا ہے کہ لوکل گورنمنٹوں کی جانب سے ایسی کوئی حرکت سرزد نہ ہونی چاہیئے جس سے رعایا کو اشتعال ہو۔ بلکہ حکام ضلع پیشقدمی کرکے لوگوں کو نرمی و آشتی سے سمجھائیں۔ کہ انسداد پلیگ کیلئے کونسی باتیں مفید اور کونسی مضر ہیں۔ جو مصائب پچھلے دنوں رعایا پر نازل ہوتی رہی ہیں انہیں دیکھ کر بقول حضور گورنر جنرل ان کا اور ہر ایک انگریز افسر کا دل بھر آیا ہے جب صبر اور استقلال کے ساتھ لوگوں نے اس مصیبت کو برداشت کیا ہے اسے دیکھکر حیرت و افسوس کے ساتھ ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو کے دل سے داد بھی نکلتی ہے۔ یہ محض بے بسی تھی جو اب تک اس معاملہ میں کوئی معقول و مفید کارروائی نہ ہو سکی۔ مگر گورنر جنرل کو امید ہے کہ اگر لوکل گورنمنٹوں نے آیندہ اس معاملہ میں مستعدی کا اظہار کیا اور رعایا نے بھی گورنمنٹ کی معاونت کی تو طاعون میں کم از کم تخفیف ضرور ہو جائیگی۔

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

صیغہ مراسلات میں آج ایک تحریر محمد بشیر صاحب مقیم مکہ معظمہ درج کی جاتی ہے جس میں مدرسہ صولتیہ کی حسن کارگذاری کی کیفیت درج ہے شمس العلماء مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی ہیڈ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور اور خان بہادر منشی اطہر علی صاحب مرحوم رئیس کاکوری سابق بشیر قانونی انجمن تعلقداران اودھ جو سال گذشتہ بغرض ادائے حج مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے۔ مدرسہ صولتیہ کی کارگذاری دیکھکر بہت متاثر ہوئے چنانچہ دونوں صاحبان نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار مدرسہ کے رجسٹر معائنہ میں کیا ہے جن کو ناظرین مراسلت مذکورہ صدر میں ملاحظہ کرینگے۔ علاوہ نصاب تعلیم کی عمدگی اور دار الاقامہ (بورڈنگ ہاؤس) کے حسن انتظام کے جنکی تصدیق مولانا ٹونکی واضح الفاظ میں فرما چکے ہیں۔ ہمارے مکرم دوست حافظ عبد الرحمن صاحب سیاح ممالک اسلامیہ کی زبانی ہمیں یہ دریافت ہو کے مسرت ہوئی ہے کہ یہ مدرسہ ہندوستانی زائرین بیت اللہ الحرام کیلئے کئی قسم کی سہولتوں کا باعث ہے مگر قلت فنڈ کے باعث مسلمانوں کے دیگر مدارس کی طرح حصول اغراض میں مالی امداد کا محتاج ہے۔ مسلمانان ہند سے امید ہے کہ وہ حسب استطاعت اسکی مالی معاونت کرکے سعادت دارین حاصل کرینگے ؛

نواب صاحب رامپور کی نسبت

ماہ رواں کی اشاعت میں جو نوٹ بحوالہ اخبارات شحنہ ہند، مخبر عالم و صادق الاخبار شائع ہوا تھا۔ اسپر نواب لیکر آغا کمال الدین صاحب منشی مکہرانی سیکرٹری نواب صاحب موصوف نے ایک طویل مراسلہ بزبان فارسی ارسال فرمایا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ ہز ہائینس نواب صاحب کی نسبت جو اتہامات اخباروں میں چھپے ہیں وہ اصل میں بالکل بے بنیاد ہیں۔ نواب صاحب کی ذات ایسی مکروہات جو انکے بارہ میں مشہور کیجاتی ہیں۔ بالکل پاک ہے اور ان افتراؤں کے بانی مبانی حقیقۃً وہ لوگ ہیں جو اپنی نالائقیوں کے باعث دربار رامپور کے عتاب میں آچکے ہیں اور اب ازراہ محسن کشی و خباثت اسطرح اپنے دل کا بخار نکال لیتے ہیں۔ اور جن اخباروں میں اس قسم کی لغویات چھپتی ہیں وہ بھی یا تو ان مفتریوں کے ہم مشرب ہیں۔ یا اپنے بغض و عناد سے بیخبر کہ ایک مسلمان والئی ریاست کی نسبت ایسے اتہامات سنگین شائع کرتے ہوئے نشیب و فراز اور مآل کار نہیں سوچتے آغا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ ریاست موصوفہ کی طرف سے عنقریب مناسب بندوبست ہونے والا ہے جس کے بعد ہز ہائینس کے دشمنوں کو ایسی لغو باتوں کی جرأت نہ ہوا کریگی۔

ہمیں افسوس اور حیرت ہے کہ لوگ بیجا باتوں کی تشہیر میں کیونکر اس قدر جسارت کرتے ہیں۔ اور یہ فضیحت کا سلسلہ کم و بیش کئی سال سے سننے میں آتا ہے۔ اور بھی زیادہ تاسف و تعجب کی بات یہ ہے کہ دربار رامپور نے اب تک کیوں اسطرف توجہ نہیں کی۔ کہ مفتری لوگ اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر دوسرے دشمنان ریاست کیلئے موجب عبرت ہوتے۔ ایسوں کے ساتھ عفو و چشم پوشی کا برتاؤ کبھی اور کسی طرح بھی قرین مصلحت نہیں ہو سکتا تھا۔

نکوئی با بداں کردن چناں است
کہ بد کردن بجائے نیکمرداں

عازمانِ حج کے متعلق

چند روز قبل افواہ تھی کہ روانگی حجاج کے لئے بجائے بمبئی کے کوئی اور بندرگاہ تجویز کیا جائیگا مگر اسکے متعلق جو احکامات حال ہی میں گورنمنٹ نے صادر کیئے ہیں اُن سے اس افواہ کی تردید ہوتی ہے۔ جدید احکامات کی رو سے ہندوستان کے جملہ عازمان بیت اللہ کے لئے لازم ہوگا کہ وہ بمبئی ہی کے راستہ روانہ حجاز ہوں۔ بمبئی کی تخصیص کر دینے سے حجاج کی آمد و رفت اس شہر میں زیادہ ہو جائیگی اور اُن کے قیام کے لئے مکانوں کی جو قلت وہاں عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے وہ اور بھی بڑھ جائیگی۔ موجودہ صورت میں بھی اس اعتبار سے بمبئی کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ بقول ٹائمز آف انڈیا . مسافر خانوں کی قلت کے باعث حاجی بیچارے حسرت بیکسی اور مصیبت کی حالت میں عام شاہراہوں اور سڑکوں پر بسر کرتے ہیں۔ اور شیشہ کے انتظار میں سخت زحمت اُٹھا کر دنوں وہاں پڑے رہتے ہیں۔ جسے دیکھکر ہر شخص کا دل دکھتا ہے۔ سخت افسوس ہے کہ بمبئی کے متمول اور غیور مسلمانوں کی رگِ حمیت جوش میں نہیں آتی اور ابھی تک اُنہوں نے کچھ توجہ نہیں کی۔ کچھ عرصہ ہوا یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ جدید مسافر خانوں کی تعمیر کے لئے کچھ چندہ وصول کیا جا رہا ہے اور زمین کے لئے سرکار سے درخواست کی گئی ہے مگر اب تک معلوم نہیں ہوا کہ اس درخواست کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور کس قدر رقم چندہ میں وصول ہوئی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حاجیوں کی اس اشد ضرورت کو رفع کرنے میں نہ صرف بمبئی بلکہ دوسرے شہروں کے مسلمان بھی دامے۔ درمے۔ قدمے مدد سے دریغ نہ کرینگے اور جس قدر جلد ممکن ہوگا بمبئی میں حجاج کی آسایش کا ضروری سامان مہیا کر دینگے۔ حج کا آیندہ موسم اسقدر قریب آگیا ہے کہ اس قلیل عرصہ میں جدید پختہ مسافر خانوں کا بننا ذرا دشوار ہے۔ لیکن بمبئی کے مسلمان اگر ہمت کریں تو یہ ہو سکتا ہے کہ حجاج کی روانگی تک کم از کم زمین لے لیں۔ اور اُس پر عارضی چھپر ڈال کر مسافروں کے ٹھیرنے کے قابل اُسے بنا دیں۔ بمبئی کا معزز روزانہ اخبار بھی جس کا ہمنے اوپر حوالہ دیا ہے مسلمانان بمبئی کے لیڈروں کی خدمت میں اپیل کرتا ہے کہ اپنے ہم مذہب مصیبت زدہ حاجیوں کی آسایش کا کچھ انتظام کریں۔

برادرانِ وطن کا رویّہ

ٹریبیون کے ایک سکھ نامہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی کی کچہری کے متصل ایک ہندو اور ایک مسلمان نانبائی کی دکان واقع ہے۔ مسلمان نانبائی کے متعلق ہندوؤں کی جانب سے یہ شکایت پیش ہوئی کہ وہ گائے کا گوشت اپنی دوکان میں پکاتا ہے جسے ہندو نہیں برداشت کر سکتے۔ اس پر تحقیقات کا حکم ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان کی دوکان میں گائے کا گوشت پکنا تو ثابت نہوا۔ لیکن ہندو نانبائی کے ہاں جھٹکے کا گوشت پکایا جانا ثابت ہو گیا۔ چنانچہ اُسے آیندہ کے لئے جھٹکے کا گوشت اپنی دوکان میں لانے کی ممانعت کر دیگئی۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسمیں کونسی ایسی خلاف ضابطہ و خلاف انصاف کارروائی عمل میں آئی۔ جسپر ٹریبیون کا نامہ نگار بلا وجہ دہائی مچا رہا ہے گائے کے گوشت کا پکنا ہندوؤں کے لئے جس درجہ ناقابل برداشت ہے۔ ویسے ہی بلکہ اس سے بڑھکر جھٹکے کا گوشت مسلمانوں کے لئے ہے۔ جب ہندوؤں نے خود چھیڑ نکالی اور بلا وجہ مسلمان نانبائی کے خلاف شکایت کی تو اس چھیڑ کے لازمی نتیجے سے جو بعد میں برآمد ہوا وہ کیوں اسقدر چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ کیا وہ چاہتے ہیں کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے جدا جدا قوانین ہوں۔ ہندوؤں کے مذہب کا اور ہندوؤں کے حقوق کا تو پورا خیال رکھا جائے لیکن مسلمانوں کے مذہب اور اُنکے حقوق کی مطلق پرواہ نہ کی جائے۔ کیا ہی اسپرٹ اور یہی خیالات ہیں جو مدعیان سوراج اپنے مقصد کے خدانخواستہ حاصل ہونے کے بعد ظاہر کرینگی نسبت رکھتے ہیں اور کیا اس برتاؤ کی بنا پر وہ امید کرتے ہیں کہ مسلمان بھی اُنکے ہمراہ مرنے مارنے کو تیار ہو جائینگے۔ جب تک ہمارے برادران وطن کے دلوں سے قومی تعصب دور نہ ہوگا اور جبتک اُنمیں ایثار۔ ہمدردی۔ بردباری اور دیگر اعلیٰ اصول پیدا نہ ہونگے کسی بہتری کی توقع نہیں ہو سکتی۔

ایک عیسائی پروفیسر کی رائے اسلام کے متعلق

رسالہ المنار میں حال میں ایک مضمون شایع ہوا ہے جس میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ علمائے اسلام کا فرض ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے موثر اور پُر زور طریقہ پر مستعدی کے ساتھ امراء و سلاطین اسلام کو ہدایت کرتے رہیں کہ یہ لوگ اسلام کی پوری پوری مطابقت کریں۔ اور اپنے افعال و اقوال کو اُس سچے مذہب کے مطابق رکھیں جسکی پیروی کیئے بغیر مسلمانوں کی نہ دنیوی فلاح ہو سکتی ہے نہ دینی نجات۔ اس مضمون کو بلاد اسلامیہ میں نہایت مقبولیت حاصل ہوئی ہے اور اسکے ترکی ترجمہ کی ممالک عثمانیہ میں خوب اشاعت کی گئی ہے۔ پروفیسر ومبیری نے اس مضمون کو نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اور ایڈیٹر المنار کو اسکے متعلق لکھا ہے۔

"وہ جناب من! میں نے آپ کا مضمون غور سے پڑھا۔ آپ کی یہ رائے نہایت صحیح ہے کہ مسلمانوں کی فلاح و نجات صرف مذہب اسلام پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے۔ اور سب سے پہلے یہ کام علماء کا ہے کہ وہ امراء اور سلاطین کو اسلام کا نمونہ بننے کی ہدایت کریں۔ بلا شبہہ مسلمانوں کے تمام قطعات کی روح مذہب ہے۔ مذہب ہی تھا جسنے اُن کو نئی زندگی عطا کی۔ اور مذہب ہی ہے جس کے سایہ میں وہ آیندہ زمانہ میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ مذہب کے سوا کوئی اور چیز اُن کو نجات دینے والی نہیں ہے۔ آپنے اس مضمون کے لکھنے سے اپنی قوم کی نہایت عمدہ خدمت انجام دی ہے۔ اور میں بشرط فرصت آپ کے مضمون کا ترجمہ یورپین زبانوں میں شایع کرونگا۔"

جو نوجوان آج کل جدید علوم سے شدبد حاصل کرکے اسلام کو حقارت سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اور دنیوی ترقی میں اُسے سدراہ سمجھتے ہیں۔ وہ اس مسیحی مصنف کی رائے کو غور سے پڑھیں۔

مراسلات

بھوساول کے یتیم بچے

جناب محترم اڈیٹر صاحب السلیم!! ۲۷ جولائی کے روزانہ پیسہ اخبار میں بھوساول کے یتیم بچے" کے عنوان سے ایک سنسنی پیدا کرنیوالا مضمون شایع ہوا تھا جس میں اپیل کی گئی تھی کہ مقام مذکور میں مسلمانوں کے چالیس پچاس لڑکے تباہی اور بربادی کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے بالکل جان بلب حالت میں بسر کر رہے ہیں اگر مسلمانوں نے ان معصوموں کو فاقہ اور موت کے چنگل اور مشنری بھیڑیوں کے دانتوں سے بچا نے کیلئے سرگرمانہ مستعدی سے مدد نہ کی تو مذہب و اخلاق دنیا کے آخری سانس لینے تک ان پر افسوس کرینگے۔

اس دردناک اپیل کی تائید بمبئی کے سلطان الاخبار نے بھی مضطرابہ افسوس سے بھرا ہوا نوٹ لکھکر بھی جو پُرجوش لفظوں میں مسلمانوں کی ہمتوں کو للکارا اور انہیں ان کا فرض یاد دلایا تھا انجمن ضیاء الاسلام جسکی زندگی کا مقصد اعظم اور آرزو ذلتی منتہا یہی ہے کہ دین حق کی خدمتیں اپنی ساری قوتوں کو شبانہ روز صرف کرتی رہے۔ ناممکن تھا کہ ایسی اشد ضرورت کے وقت اپنا فرض بھول کر خاموشی اختیار کرلی۔ خدا سے سلامت مانگ کر ہمت کے پیروں پر کھڑی ہوگئی۔ اور اور کی زبان سے فریاد کر کے مستمندانہ درخواست کے ہاتھ پھیلا دیئے۔ زمانہ خدا ترسول اور ترس والوں سے خالی نہیں ہے یہ ما نگو تا کہ دیا جائے" انجمن نے سوال کا دامن پھیلایا اور ہمدردان قوم نے پرورش یتامے کے دامن کو بھر دیا۔ او خدا!! وہ منظر کس قدر محبت بھرا تھا جب انجمن ہال میں ہمدردی کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ اور ہر شخص دوسرے کو ہٹا کر دارالمسلمین بننے کیلئے اخلاقی جہاد میں سبقت کر رہا تھا۔

جب تعلیم و پرورش کا خاطر خواہ انتظام ہو چکا تو اب ضرورت تھی اس امر کی کہ مولوی عبداللطیف خان صاحب سیکرٹری انجمن بچوں کے لانے کے لیے بھوساول کا عزم فرماویں۔ چنانچہ جناب موصوف ۲ اگست کو بمبئی سے روانہ ہوئے اور دوسرے روز صبح سات بجے بھوساول پہنچ گئے۔

یہاں سب سے پیشتر آپنے جناب ڈپٹی انسپکٹر پولیس سے نیاز حاصل کیا۔ اسکے بعد معززین شہر سے ملاقاتیں کیں۔ پھر اسٹیشن کے ملازمین اور قرب و جوار کے باشندوں سے ملے اور پیسہ اخبار اور سلطان الاخبار کی تحریکوں کا ذکر کر کے یتیموں کی حالت دریافت کی۔ مگر اے جناب آپ یہ سن کر سخت متعجب ہوں گے کہ سوائے حیرانی کے ساتھ مونہہ تکنے کے مولوی صاحب کو ان کے .... !!! کا جواب فوراً اور صاف لفظوں میں دینے کے لئے ایک آدمی بھی تیار نہ ملا۔ ہر ایک تھوڑی دیر متحیر رہنے کے بعد زندہ دل مسکراتے تھے۔ اور تین اشخاص تو متعجب ہو کر سر جھکا لیتے تھے۔ لڑکے نے اپنے بیان میں چار باتیں ظاہر کی تھیں

(۱) اُسکا باپ عبدالجلیل اسٹیشن پر برف فروخت کر کے معاش پیدا کرتا تھا۔

(۲) بھوساول طاعون کے شہر آشوب حملوں سے تباہ ہو کر قبرستان بنگیا ہے۔

(۳) اُسکے خاندان کے ۲۴ افراد میں سے ۲ ایکے بعد دیگرے اور بقیۃ السیف ایک ساتھ اور ایک ہی رات میں موت کا شکار ہو گئے۔

(۴) پولیس نے سامان میں آگ لگادی اور اُسے خانہ ویرانی سے تنگ آکر مرنے کیلئے گھر سے نکالدیا

یہ چاروں باتیں دریافت حقیقت کے بعد محض لغو اور لغو ثابت ہوئیں۔ اسٹیشن کے تمام جدید و قدیم ملازم اور گرد و نواح کے باشندے متفق اللفظ ہو کر کہتے ہیں۔ کہ اس نام اور اس پیشہ کا آدمی نہ یہاں کوئی تھا اور نہ ہم نے دیکھا۔ طاعون کے متعلق اہل شہر کے علاوہ خود پلیگ انسپکٹر صاحب نے بیان کیا کہ ہاں جن دنوں بمبئی میں طاعون کا ہنگام ہل من مزید لگا رہا تھا ان دنوں میں یہاں بھی دو چار گھروں سے ماتم کی آوازیں سنائی دیتی تھیں مگر خدا کی شان ہے ہو کہ یہ آگ اسکے فضل کی بارش سے بہت جلد فرو ہو گئی۔ اور آج چار سال سے بھوساول بالکل محفوظ و مطمئن ہے

پولیس کی زیادتیوں پر یہ جواب ملا کہ لڑکے نے اپنے بیان میں سخت غلط بیانی سے کام لیا۔ جبکہ یہاں واقعی وبا رہتی اسوقت بھی پولیس نے ایسی پریشانی افزا اور جابرانہ روش اختیار نہیں کی غرض تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ معزز نامہ نگار نے ایک کمسن بچے کے بیان کو یقین کر لینے میں بہت جلدی کی یہ مصیبت کی ہر ایک کہانی دلگداز ہوتی ہے۔ اور پھر یتیم کی کہانی۔ آپ متاثر ہو کر مغالطہ میں پڑ گئے۔ اور اس مغالطہ کی لہر دہلی سے لاہور۔ لاہور سے بمبئی اور بمبئی سے بھوساول تک دوڑتی ہوئی آئی۔ اور ہم سب کو ایک ایک غوطہ دے گئی۔

اگر مکرم نامہ نگار صاحب کی دلشکنی نہ ہو تو میں یہ ضرور عرض کرنے کی اجازت طلب کروں گا کہ لڑکا یتیم ہونے کے ساتھ اول الاعلاط بھی ہے۔ خدا اُسکے ذہن و ذکاوت میں ترقی دے مجھے امید ہے کہ یہ ہونہار آیندہ چلکر ملک میں بوستان خیال کے مصنف کا جانشین ثابت ہوگا۔ کیونکہ یہ ابھی سے اور دونکی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے مصیبت کی کہانیاں تصنیف کیا کرتا ہے جو بائے بسم اللہ سے تت تک معاذ کس حواشی کے غلط بیانیوں کا تودہ ہوتی ہیں۔

راقم آغا حشر کاشمیری از بمبئی۔

مدرسہ صولتیہ

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کی اب بقدر عالمگیر شہرت ملک کے اکثر حصص میں ہوگئی ہے کہ اخبار کے ناظرین میں اب بہت کم آدمی ایسے ہونگے جو اس قومی اور مذہبی درسگاہ کے اجمالی حالات اور نام سے نا واقف نکلیں۔ مدرسہ کی سالانہ روئیداد ہرسال ایکہزار کے قریب ہندوستان میں شایع ہوتی ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ ہر طبقہ کے اور درجہ کے با اثر اور معزز علم دوست مسلمانوں کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے اور ہندوستان کے اسلامی اخبارات کو تو یہ ہدیہ متبرک بالالتزام پیش کیا جاتا ہے۔ مگر اکثر اخبارات کے اڈیٹر مدرسہ کی رپوٹ پر بہت کم ریویو کرتے ہیں جسکا ثبوت میں اس قبیل سے پاتا ہوں جو مدرسہ میں بڑے احتیاط کے ساتھ مرتب ہیں جن اخبارات میں مدرسہ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے وہ پرچے خاص طور پر علیحدہ رکھے جاتے ہیں بحیثیت مدرسہ کا ایک طالب العلم ہونے کے میرا فرض ہے کہ میں اس تعلیمگاہ کے متعلق وہ کام کرتا رہوں جو ملک کے لائق اور روشن خیال اڈیٹران اخبارات کو کرنا چاہیئے تھا۔

مدرسہ صولتیہ اس پاک اور مقدس سرزمین پر ہندوستان کے مسلمانوں کی اولوالعزمی اور علم پرستی کا ایک روشن ثبوت ہے۔ اور اس مدرسہ کا وجود اس اجنبی اور غیر ملک میں اقوام عالم پر یہ ظاہر کر رہا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو قومی اور مذہبی خدمات اور ضرورتوں کا کس قدر احساس ہے۔ میں مدرسہ کی موجودہ اور آیندہ حالت کے متعلق وقتاً فوقتاً لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آج اس مختصر مضمون کے ذریعہ سے یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک کے اعلےٰ خیال اور علم دوست بزرگوں نے مدرسہ کے قیام اور اس قسم کی مدرسہ کی ضرورت کو کس حد تک تسلیم کر لیا ہے

ناظرین اخبار شمس العلما مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور اور خان بہادر منشی اطہر علی صاحب وکیل ریئس کاکوری و مشیر قانونی انجمن تعلقداران اودھ کے حالات اور خیالات سے ضرور واقف ہونگے آج کے خط میں صرف ان دو حضرات کی رایوں کا اظہار کرتا ہوں جو انہوں نے مدرسہ کے معائنہ کے وقت دفتر معائنہ میں درج کی ہیں۔

نقل رائے شمس العلما مفتی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور پنجاب :-

میں ۱۳۲۲ھ کو سفر حجاز میں ان مقامات اور مواقع متبرکہ کے دیکھنے کی عزت اور سعادت مجھے حاصل ہوئی انمیں سے مدرسہ عربیہ صولتیہ بھی ایک ضروری قابل یادداشت مدرسہ ہے۔ یہ مدرسہ حضرت مولانا مولوی رحمت اللہ مرحوم و مغفور کی ساعی جمیلہ کا نہایت مفید اور بارآور نتیجہ اور عمدہ باقیات صالحات میں سے ہے۔ جو لحاظ اپنی باضابطہ تعلیم اور نگرانی کے اس ملک حجاز میں عدیم النظیر ہے۔ اس مدرسہ میں معمولی نصاب تعلیم مروجہ ہندوستان کے علاوہ فن تجوید القرآن کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا گیا ہے جو فی الواقع قابل قدر بات ہے۔ اس مدرسہ کے ساتھ ایک بڑا وسیع دار الاقامہ (بورڈنگ ہاؤس) بھی ہے جس میں طالب علموں کے ضروریات زندگی کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے جو خصوصاً اس ملک حجاز میں ایک عجائبات میں شمار کئے جانے کے قابل ہے۔ اس مدرسہ کے ساتھ ایک دار الکتب (لائبریری) بھی ہے جو معمولی درسی کتابوں کے علاوہ بعض کمیاب کتابوں پر بھی مشتمل ہے جس سے نہ صرف طلبہ بلکہ علماء بھی وسعت نظری حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس میں بہت وسیع اور ترقی کی گنجائش ہے۔ مگر یہ بات مالی حالت کے قابل اطمینان ہونے پر موقوف ہے۔ مدرسہ کے ساتھ ایک نہایت مستحکم اور خوشنما مسجد بھی ہے جو خاص حرم شریف کی بعض عمارتوں کے ملبہ سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس مسجد کے ساتھ ایک وسیع احاطہ بھی شامل ہے جو حضرت مولانا مرحوم مغفور رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ صنعت و حرفت کے لئے تجویز فرمایا تھا۔ جو خصوصاً اس ملک حجاز میں کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتا ہے لیکن افسوس کہ مدرسہ کی مالی حالت کے ناکافی ہونے کے سبب سے مولانا مرحوم کی یہ آرزو اب تک بھی پوری نہیں ہوئی جبکہ ملک اور قوم کی فیاضی کے سامنے اسکا پورا ہونا چنداں مشکل نہیں ہے۔ مدرسہ مذکور اہل اسلام کے ایک بڑے مرکز (سنٹر) یعنے مکہ معظمہ میں واقع ہے جس سے تمام دنیا کے اہل اسلام مستفید اور متمتع ہو سکتے ہیں۔ اور اسلئے تمام اہل اسلام پر اس مدرسہ کو اعلٰی پیمانہ پر لانا اور اسکے لئے کافی اعانت اور امداد سے کام لینا ضروری فرض ہے لیکن خصوصاً اہل ہندوستان پر اسلئے کہ اسکے بانی مولانا مرحوم مغفور ہندوستانی بلکہ باعث فخر و مباہات تھے۔ دوم یہ کہ اس سے خصوصاً ہندوستان کے طالب علم بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہندوستان کے اہل اسلام پر خصوصیت کیساتھ اس مدرسہ کی امداد و اعانت کرنا اور اس مدرسہ کو اس قابل بنانا کہ اہل ہندوستان کے لئے باعث فخر و عزت ہو سکے نہایت فرض اور ضروری ہے۔ اب میں اس ریویو کو ختم کرنے سے پہلے دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم مجھے پھر اس مبارک ملک میں حضوری کی سعادت دے اور پھر مجھے اس مدرسہ کو اس حالت سے اعلٰی اور بہتر صورت میں دیکھنے کا موقع دے جس حالت میں اب میں نے دیکھا ہے وما ذلک علی اللہ بعزیز وہو علی کل شیء قدیر وبالاجابۃ جدیر۔"

نقل رائے خانبہادر منشی [illegible] صاحب پنشنر [illegible] سیکرٹری انجمن تعلقداران اودھ:-

"میں نے مدرسہ صولتیہ کو ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ کو مولوی شاہ محمد [illegible] صاحب (سابق ناظم [illegible]) کے ساتھ دیکھا۔ یہ مدرسہ ایک باہمت انسان کی ہمت کا نمونہ ہے۔

مدرسہ کی عمارت اور اسکی تعلیم کی حالت جتنی موجود ہے بلحاظ اسکے کہ ایک غیر کی سعی ہے اور بیگانہ ملک میں ہے۔ ثابت کرتی ہے کہ استقامت اور استقلال خود خدا کی تائید کا نام ہے اور اس سے منزل مقصود ہرگز دور نہیں ہے۔ میں ایک ناکارہ انسان ہوں۔ نہ مجھ سے دنیا کا کوئی کام ہو سکا۔ اور نہ دین کا کام ہو سکتا ہے اور غالباً مہتمم صاحب مدرسہ خود میرے حال سے ایک حد تک واقف ہو گئے۔ افسوس ہے کہ مدرسہ کی تمام حالت پر نظر ڈالنے سے بیساختہ دل بھر آیا۔ بقیہ عمر کو بیکار بھی مدرسہ کی خدمت میں صرف کر دوں مگر اکثر موانع ہیں جنکے تذکرہ کرنے کی حاجت اسوقت نہیں ہے، اللہ تعالٰی سے کچھ بعید نہیں کہ وہ موانع رفع ہو جاویں۔ اور میں مدرسہ کی خدمات کی سعادت حاصل کروں۔ فقط"

مندرجہ بالا دونوں اہل الرائے بزرگوں کے ریویو کو پڑھ لینے کے بعد وکیل کے علم دوست اور باخبر ناظرین نے کم از کم اسقدر اندازہ تو ضرور کر لیا ہوگا کہ مدرسہ صولتیہ کے قیام اور وجود کو قوم کے روشنخیال ہندو بھی اسے افراد ضروری اور لابدی سمجھتے ہیں۔ نفس علم اور تعلیم فی نفسہ ایک ایسی چیز ہے کہ جسکی ضرورت اور اہمیت پر بحث کرنا تحصیل حاصل ہے مگر اسکے ساتھ میں اسقدر اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ قوم کے کثیر التعداد انسانوں نے جن کی رایوں اور خیالات کو ہم وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس امر کو بہت وضاحت اور صفائی کے ساتھ مان لیا ہے کہ دنیوی علوم کے ساتھ مسلمانوں کو مذہبی علوم کی بھی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی ہر جاندار اور ذی روح کو غذا کی۔ بغیر غذا کے جس طرح وہ زندہ نہیں رہتا۔ اسی طرح مسلمان بھی اگر اپنے علم دین اور مذہبی معلومات بالکل کھو دے اور ان سے بے پرواہ ہو جاویں تو ان کا عدم وجود مساوی ہوگا۔ مذہبی تعلیم اور علوم عربیہ کی اشاعت کے لئے مکہ سے بہتر اور کوئی دوسرا مقام نہیں ہو سکتا۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کا یہ عظیم الشان معبد اور روئے زمین کے مسلمانوں کا مرکز علم کی اشاعت اور مذہب کی خدمت میں اب تک اس درجہ نہیں پہنچا جس پایہ پر اسکو اسوقت ہونا چاہیئے تھا۔ مدرسہ صولتیہ ان اعلٰی خیالات کی ابتدائی تصویر یا نامکمل خاکہ ہے جو اسکے بانی رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ کی ضرورتوں کو دیکھ کر اپنے ذہن پر سوچا تھا۔ اخبار وکیل چونکہ اسوقت اسلامی اخباروں میں ایک خاص امتیاز اور اعتبار رکھتا ہے اسوجہ سے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ مدرسہ کی موجودہ حالت اسکے طریقہ تعلیم طرز انتظام اور اسکے ان فوائد سے جو بحالت ترقی اس درسگاہ سے روئے زمین کے مسلمانوں کو پہنچ سکتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً بحث کرتا رہوں۔ یہ مدرسہ چونکہ ہندوستان کے اہل اسلام کی قومی یا ملکی یادگار ہے۔ اسوجہ سے ضرورت ہے کہ اسکے حالات روشنی میں لائے جائیں۔ اور اسکی ضرورتوں پر قوم کے موقر حضرات کو توجہ دلائی جائے۔ والسلام

راقم آپ کا نیازمند۔ اس مدرسہ کا ایک طالب علم محمد بشیر۔ متوطن کیرانہ ضلع مظفرنگر از مکہ معظمہ

جابجا انجمنوں کی ضرورت

شعر

کنم نالہ اگر تا بشنید دل آں یار ۔ ز سینہ لشکر غم گر طاقت دیدن داری

ترقی ترقی کا زبانی شور جذب قومی کا جوش یا جوش آبائی فتوحات پر بیہودہ غرور ہماری ان قوموں میں نہیں حیرت و عبرت کا مقام ہے کہ تیس برس کی مسلسل کوشش ہمارے لئے کچھ بھی اثر پیدا نہ کر سکی۔ ہاں اتفاقیہ ایک مدت میں ایک مختصر گروہ بہت کچھ ترقی کر گیا۔ اس گروہ نے عصبیت اور ہمدردی کو مستحکم و منضبط طریقہ پر قائم کر لیا اور ہم اپنا اتفاق بھی نہ سنبھال سکے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار انہوں نے زمانہ کی روش کو پہچانا۔ اور پیروی کی۔ ہم نے کج راہی اختیار کی۔ اب یہ کوشش کر رہے ہیں جو کچھ ہم نے غفلت سے کھویا ہے اور فریق ثانی نے اس پر قبضہ کر لیا ہے وہ ہم کو ملجائے ایک محال امر ہے۔ جب تک کہ فریق ثانی بھی اسی طرح غافل نہ ہو جائے ؎

یہ چاہتے ہو کہ عزت ہو اور بے ہنری ۔ زمانہ بدلے گا کیا آپ کی خاطر کے لئے

ضلع لودھیانہ کی بابت آنریبل شرح محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کی کمی پر آنریبل اور وکیل وطن کی ہم آہنگی نے ہمارے لئے الٹا نتیجہ پیدا کیا لیکن کیا ہمارے لیڈروں نے اس طرف کچھ توجہ کی؟ یا علاج سوچا؟ ہاں بیشک موجودہ شورش پر جلسے تو بہت ہوئے۔ لیکن عام حالت کو بہبود کرنے کے لئے کچھ بھی نہ سوچا۔ دوسری طرف ہندوؤں کو دیکھئے کہ جھٹ دو تین ڈیپوٹیشن جا حاضر ہوئے اور تمام باتوں کا زبانی فیصلہ کر دیا۔ اب بھی وہ اسی طرح مستعد الیہ ہیں۔ جیسے تھے۔ تمام واقعات اس بات کے مقتضی تھے کہ ہمارے سرآوردہ صاحبان بھی اپنی تمام شکایات حکام ملکی تک زبانی پہنچاتیں لیکن افسوس کہ یہ امید بھی نہ ہوئی حالانکہ جانتے ہیں کہ ہمارے اخبارات کی صدا اول تو حکام والا شان تک پہنچتی ہی نہیں۔ اور اگر رسائی بھی ہوئی تو ادھوری مثل ہے نیم حکیم خطرۂ جان۔ چنانچہ وہی حشر ان مذکورہ بالا فریادوں کا ہوا۔ اور ہم نتیجہ کا انتظار دیکھتے دیکھتے تھک گئے ؎

گفتم بصبر ساحل دریا شود پدید ۔ اکنوں شکست کشتی صبر و قرار ہم

یہ سب کچھ تو ہوا لیکن کیا ہمارے معزز ہمعصروں میں سے کسی نے مسلمانان لودھیانہ کو آپس میں اتفاق کرنے کے لئے کہا یا ان سے اپیل کی۔ ہم کس منہ سے اوروں کو کچھ کہتے ہیں جبکہ گھر میں ہی

نااتفاقی ہے۔ گو اخبارات میں اتفاق اتفاق کا بہت چرچا ہوا لیکن عملی کارروائی بہت کم ہوئی۔ جہاں کہیں ایک آدھ جلسہ اس غرض کے لیے منعقد ہوتا ہے وہاں چند روز جوش رہتا ہے اور پھر بس۔ بہر حال اس سے یہ تو معلوم ہوا کہ لیکچراروں کے لیکچر کم از کم فوری جوش تو پیدا کر دیتے ہیں اگر لگاتار ایسے ہی جلسے ہوتے رہیں تو کیا تعجب ہے کہ یہ فوری تحریک استقامت و استحکام سے بدل جائے۔

نیکی اندیش کہ از زمرۂ نیکاں باشی ⁂ کادمی ہر چہ تصور کند آں گردد

اور یہی اصول ہے جس نے اپریل ۱۹۰۶ء میں محبان قوم کو اسطرف توجہ دلائی تھی۔ دو ہمارے لیے یہی ہے جا بجا ایسی انجمنیں قائم کریں جس میں ہفتہ وار جلسے ہوتے رہیں۔ اور اسطرح ہماری تمدنی و تعلیمی حالت سنبھل جاوے۔ کیونکہ سال بھر میں دو ایک جگہ جلسے ہوے کچھ مفید نہیں ہو سکتے انپر بہت کم لوگوں پر اثر پڑتا ہے اور قومی ترقی کی بڑی تعداد موثر ہونی چاہیئے۔ امید ہے اسطرف توجہ فرمائی جائیگی۔ قد افلح من زکیھا وقد خاب من دسھا۔ والتسلیم۔

راقم خادم العباد — جہاد

منقولات

ایم اے او کالج ایسوسی ایشن کا ڈنر لنڈن میں

ایم اے او کالج ایسوسی ایشن کے ڈنر جو لنڈن میں ہوا تھا۔ اور جس کی نسبت ۲۴ جولائی کے اخبار میں آیا ہے نوٹ شایع کیا گیا ہے۔ سر چارلس لائل نے صدر انجمن کی گذشتہ شورش پر ریمارک کیا اور کہا کہ کالج کے حق میں پروفیسروں کا جلد جلد تبدیل ہونا مضر ہے۔ آیندہ ہر ایک نئے پروفیسر سے پانچ سال کا اقرار نامہ لکھوانا چاہیئے۔ تاکہ اس عرصہ میں وہ کوئی اور ملازمت اختیار نہ کر سکیں۔ مسٹر بیک(؟) نے کہا کہ گذشتہ شورش کے سبب کالج کے نظم و نسق پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ اور امید ہے کہ جدید اصلاحات سے کالج اور ترقی کریگا۔ سر ریمنڈ وسٹ نے ہندوستان کی پولیٹیکل شورش پر ریمارک کیا اور کہا کہ مسلمانان ہند نے جو اعتدال کی پالیسی ملحوظ رکھی۔ انکو انگلستان کے باشندے وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں اور انگریزوں میں خاص قسم کا اتحاد ہے۔ وہ بہ نسبت دیگر اقوام عالم کے آسانی سے ایک دوسرے کے معاون اور رفیق بن سکتے ہیں۔ اس اتحاد کے آیندہ عظیم الشان نتایج کے ظہور میں آنے کی توقع ہے۔ سر امیلڈ لائل نے کہا کہ مسلمانان ہند بہت سے شاندار معرکوں میں شریک ہو کر انگریزوں کے دوش بدوش ہی نہیں لڑے۔ بلکہ وہ قسمت اقوام کی جنگ میں بھی انگلستان کا ہاتھ بٹاتے رہے ہیں۔ امن امان اور انسانیت کو فروغ دینے میں بھی جن سے مادی خوشحالی اور اخلاقی ترقی کو نہایت گہرا تعلق ہے وہ سرگرم نظر آتے ہیں۔

مسٹر سید امیر علی نے کہا کہ آجکل انگلستان میں ایسی سوسائٹیاں قایم ہو گئی ہیں۔ جو ہندوستانی طلبا کو اثنائے قیام انگلستان میں انتہائی پولیٹیکل خیالات کی تعلیم دیتی ہیں۔ چونکہ ان سوسائٹیوں کے وجود سے مسلمان طلبا کے خیالات پر فوری اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اسلیے ضرورت ہے کہ یہاں ایک پولیٹیکل مجلس مسلمانوں کی قایم کی جاوے۔ جو ہماری قوم کے طلبا کو معتدل پالیٹکس کی تعلیم دے اور ان کو بتاوے کہ ہندوستان کے پولیٹیکل نظام میں مسلمان بطور ایک قدامت پسند اور اعتدال پسند عنصر کے ہیں۔

ایم اے او کالج ایسوسی ایشن کے آنریری سکریٹری کے خط سے یہ امر معلوم کر کے ہم کو نہایت خوشی ہوئی ہے کہ مسٹر سید امیر علی کی اسپیچ کے مطابق ایک اسلامی پولیٹیکل انجمن لنڈن میں قایم ہو گئی ہے جسکے ارکان حسب ذیل ہیں۔ (۱) ڈاکٹر عبد المجید اسکوایر ایل ایل ڈی سکریٹری (۲) شیخ مسیح الدین احمد اسکوایر خزانچی انجمن (۳) ابن احمد اسکوایر۔ (۴) عبد الحمید اسکوایر بی اے (۵) سید بشیر الدین احمد اسکوایر بی۔ اے (۶) خواجہ عبد المجید اسکوایر (۷) مسعود الحسن اسکوایر۔ اس انجمن کے ممبروں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور چندہ پونڈ کے قریب ضروری اخراجات کے لیے چندہ بھی جمع ہو گیا ہے۔ ہم کو کامل امید ہے کہ یہ انجمن آل انڈیا مسلم لیگ کے اصولوں پر چلیگی اور مسلمان طلبا کو جو تعلیم و تربیت کے لیے انگلستان میں قدم رکھتے ہیں۔ پالیٹکس کے غلط راستے پر چلنے سے روکیگی۔

(علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

ریسے لڑکے مزدوری کرنی ذلت نہیں سمجھتے

امریکہ میں امرا کے لڑکے بھی اخراجات تعلیم کیلیے اپنے والدین کو تکلیف نہیں دیتے۔ اور فرصت کے گھنٹوں میں محنت مزدوری کر کے کچھ نہ کچھ پیدا کر لیتے ہیں۔ ایک امریکن ڈیوک کا لڑکا خواہ کروڑپتی ہو۔ اس بات کی شرم نہیں کرتا کہ ریلوے اسٹیشن پر مسافروں کا اسباب اٹھا کر چند ڈالر کما لے یہی حال جاپان کا ہے وہاں کے جس قدر طلبا نے امریکہ میں تعلیم پائی ہے اور اب جاپان کے سرمایہ ناز ہیں۔ انمیں سے قریباً ہر ایک نے اپنے مصارف تعلیم کو قوت بازو سے پیدا کیا تھا۔ ایک بنگالی طالب العلم مسٹر بوس امریکہ سے اپنی چٹھی میں امرتا بازار پترکا کو لکھتے ہیں کہ امریکن طلبا خالی وقت میں ہمیشہ محنت مزدوری کر کے اپنے اخراجات پورے کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں کارنل کالج کے ۹۰ فیصدی طلبا کالج کے ذریعے سے کام حاصل کرتے ہیں۔ اور سینٹ کالج اور آؤٹ کاٹن کالج کے ۸۰ فیصدی طلبا اپنی محنت سے معاش پیدا کرتے ہیں۔ ایک ہمارا ملک ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں ایک ہی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ہٹے کٹے اپاہج دوسروں کی کمائی پر گذارہ کرنے میں شرم غیرت محسوس نہیں کرتے۔ گھر میں ایک کماتا ہے۔ اور کتنے ہاتھ پاؤں کے مضبوط لوگ اسپر بار بنے رہتے ہیں خود ہاتھ پاؤں ہلانا نہیں چاہتے۔ غیر ہندوؤں میں تو یہ خرابی خاندان مشترکہ کی وجہ سے ہے۔ مگر مسلمانوں میں یہ کمبختی نہیں معلوم کہاں سے آئی ہے؟

(سول اینڈ ملٹری نیوز لودیانہ)

نوعی ہمدردی کی سچی نظیر

سوئٹزرلینڈ میں لنڈن سے ایک کمیشن جانیوالی ہے جس میں بعض پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہونگے۔ اس کمیشن کے اغراض یہ ہونگے۔ کہ مفت خور بیکاروں کی تحقیقات کیجائے۔ اور ان کو انکے حالات کے موافق کام پر لگانے کے طریقے سکھلائے جائیں۔ اور وہاں کے حرفتی حالات سے آگاہی حاصل کی جائے۔ واقعی انسانی ہمدردی اور نوعی خیر خواہی اسی کا نام ہے کاش ہمارے پیارے ہندوستان کے لوگ بھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر اور ایسی ہی کمیٹیاں قایم کر کے تحقیقات کریں کہ کس قدر ہموطن فاقہ کشی سے ہر سال مر رہے ہیں اور کیا تجاویز عمل میں لانی مناسب ہیں؟ جن سے یہ لوگ بھوک سے نجات پا سکیں۔ کیونکہ جس قدر ہندوستان میں مفت خور بیکار اوروں کے ہاتھ دیکھنے کے عادی ہیں اتنے اور کسی ملک میں شاید ہی ہونگے بعض لوگ تو خاصے ہٹے کٹے ہو کر صرف گدائی کو ہی پیشہ بنائے بیٹھے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر کسی مفید پیشہ میں لگانے کی معقول اور موثر تدابیر کام میں لائی جائیں تو بڑی آسانی کر یہ لوگ اپنے اور نیز ملک کے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ مگر یہاں کے مدعیان اصلاح قوم تو صرف...

ہندوستان کی خبریں

نمک کے محصول میں کمی کرنیکا یہ اثر ہوا ہے کہ اپریل جولائی تک کے چار ماہ میں ہندوستان میں ۴۳ لاکھ من زیادہ نمک خرچ ہوا ہے۔

آسنسول کے قریب ایک نوجوان ہندو عورت کی لاش رات کے وقت ریل کی سڑک پر پڑی ہوئی پائی گئی۔ پہلے خیال تہا کہ اس نے ریل کے نیچے آ کر خودکشی کر لی ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کسی نے قتل کر کے اسے لاین پر ڈال دیا ہے پولیس تحقیقات میں مصروف ہے

گرگوڈی ضلع کوہاٹ میں سرحد کے قریب بعض ناعیوں نے ڈاکہ مارا جسمیں دو آدمی کام آئے

انسپکٹر جنرل محکمہ آبکاری و نمک سندھ کی جدید اسامی کی تنخواہ تین ہزار روپے ماہوار ہوگی۔ مگر ہنوز اس عہدہ پر کوئی شخص مقرر نہیں ہوا۔

آل انڈیا یونائیٹڈ انشورینس کمپنی بمبئی جو سر فیروز شاہ مہتہ کی صدارت میں گذشتہ سال قایم ہوئی تہی۔ اوس نے ایک سال کے قلیل عرصہ میں ہی اپنے حصہ داروں میں ۳½ فیصدی منافع تقسیم کیا ہے یہ اس چالیس ہزار روپے کی رقم کے علاوہ ہے جو ریزرو فنڈ میں جمع کیگئی ہے

گورنمنٹ ہند کے دفاتر شملہ میں ہندو مو کا تحتہ میں ماہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں کہلینگے۔

ایک معتبر نامہ نگار شملہ سے لکہتا ہے کہ اگرچہ ہز آنر سر ڈینزل اہیٹسن سرکاری کام تو سر انجام دے رہے ہیں لیکن طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ابھی کسی سے ملاقات نہیں کر سکتے۔

ٹلائی سکہ کے فاضل سے ۳ سال ساڑہے تین کروڑ روپیہ ریلوے اخراجات کے کام میں لایا جائیگا

معلوم ہوا ہے کہ دہلی۔ لاہور اور امرتسر میں بنظر احتیاط یوروپین پولیس کانسٹبل مقرر کئے جائینگے جو محکمہ فوج سے بھرتی کئے جائینگے تاکہ بوقت ضرورت پولیس اور فوج دونوں کا کام دے سکیں

دربھنگہ کے بابو بھنڈی ستوری پرشاد سنگھ نے دہلی کے جنید کردہ اہل ہنود پر ازالہ حیثیت عرفی کیلئے ایک لاکہہ دس ہزار روپے کا دعوےٰ دایر کیا ہے

دفتر اخبار ہند ماترم کا ایک اور ملازم بابو ہمیندر ناتہہ باغچی ۱۹ ماہ حال کو باغیانہ خیالات کی اشاعت کے الزام میں بذریعہ وارنٹ گرفتار کیا گیا۔ اور اڑہائی اڑہائی ہزار روپے کی دو ضمانتوں اور دو ہزار روپے کے مچلکہ پر رہا کیا گیا۔

چند روز ہوئے دربار صاحب امرتسر کے تالاب میں ایک گیارہ سال کا لڑکا ڈوب کر مرگیا۔

۷ ماہ حال کو امرتسر میں قتل کی تین وارداتیں ہوئیں۔ ایک میں ایک پٹہان نے ایک کسبی کو مار ڈالا اور باقی دو ایک خانہ جنگی کے اثنا میں وقوع میں آئیں۔

۱۶ ماہ حال کی شب کو چوروں نے بمقام دہلی گورا رام نامی کو جو جالندہر کے ایک معزز خاندان کا فرد کہلایا جاتا ہے اسکی دکان میں سوتے ہوئے مار ڈالا۔ اور نوکروں کے حال پکار کرنے پر بہاگ گئے۔ متوفی کے متعلقین نے چوروں کا پتہ دینے والوں کے لئے چہ سات سو روپے کا انعام مقرر کیا ہے

مقدمہ بلوہ لاہور کے ایک مجرم گوردہن داس کی طرف سے چیف کورٹ لاہور میں نظر ثانی کی درخواست کی گئی ہے۔ ضمانت کے لئے جو درخواست کی گئی تہی وہ نامنظور ہوئی۔

کلکتہ میں ایک یوروپین دلال کو ہربخش سنگہہ نامی ایک دربان پر ہاتھ اٹھانے اور گالی دینے کے الزام میں دو سو روپے جرمانہ یا ایکماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔

بعض لیجسلیٹو کونسلوں کی توسیع کے متعلق گورنمنٹ ہند کی تجاویز پر جو وزیر ہند نے جو ریمارک کئے ہیں۔ ان پر غور کرنے کے لئے ۲ ماہ حال کو حضور وایسرائے کی ایگزیکٹیو کونسل کا خاص اجلاس منعقد ہوا۔

جدید مجموعہ ضابطہ دیوانی تیار ہو کر تکمیل کو پہنچ گیا ہے اور منتخب کمیٹی کے ممبر اس ماہ کے اخیر پر اپنے اپنے کام پر چلے جائینگے۔ امید ہے کہ اسکے متعلق جدید بل لیجسلیٹو کونسل کے کسی اجلاس میں بمقام شملہ پیش کیا جائیگا لیکن کلکتہ جانے سے پہلے اسپر مباحثہ نہ ہو سکیگا۔

مسٹر الیس فنی منیجنگ ایجنٹ نارتہ ویسٹرن ریلوے کو ۲ ستمبر سے اپنے عہدہ سے ریٹایر ہونے پر مسٹر ایچ پی برٹ کے ولایت سے واپس آنے تک مسٹر سی ایل لیسکو عارضی طور پر قایم مقام منیجر مقرر ہوا کرینگے۔

پونا سے چہ میل کے فاصلہ پر چہ پٹہانوں نے ایک سالم گانوں کو لوٹ لیا اور دو ہزار روپے کا نقد مال لیکر بہاگ گئے۔ مقابلہ کرنے پر نو دس آدمی سخت مجروح ہوئے۔ پتہ لگنے پر پولیس نے تین آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ باقیوں کی تلاش ہو رہی ہے۔

صوبجات متحدہ کی صنعتی کانفرنس کا اجلاس نینی تال میں بصدارت ہز آنر لفٹنٹ گورنر ۱۹ ماہ حال سے شروع ہوا معزز ہندوستانی شرفا اسمیں شریک تہے۔

ڈپٹی مجسٹریٹ کومیلا نے چار معزز بنگالیوں سے ایک سال کے لئے تین تین ہزار روپے کے مچلکے اس بنا پر لئے ہیں کہ وہ دکانداروں کو ولایتی مال فروخت کرنے سے جبراً روکتے تہے۔

مسٹر جے۔ بی۔ لیفیور سکرٹیری میونسپل کمیٹی مانڈلے (برہما) بجرم خیانت مجرمانہ ماخوذ ہیں۔

صوبجات متحدہ کی لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس ۲۰ ماہ حال کو بمقام نینی تال منعقد ہوگا۔

دوشنبہ گذشتہ کی رات کو بہار میں کثرت باراں کی وجہ سے سخت سیلاب آیا جس سے مغل سرائے اور گیا کے مابین لاین کئی جگہ سے شکست ہوگئی۔ اور تمام گاڑیاں جو اس سے آتی تہیں کئی روز تک پرانے مین لاین کے راستے آتی رہیں۔

میجر ایچ۔ ای۔ بینبر پرنسپل ٹامسن انجنیری کالج رڑکی ۳۰ ماہ حال سے کرنل مارگن کی جگہ انسپکٹر جنرل سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ مقرر ہوئے۔

مسٹر جارج واٹ نے ہندوستان کی تجارتی پیداواروں پر انگریزی میں ایک کتاب لکہی ہے جو گورنمنٹ ہند کے اہتمام سے شایع کی جائیگی اس میں ملک کی تمام بڑی بڑی پیداواروں اور دستکاریوں کی تاریخ ذرایع دستیابی اجزاء پیداوار استعمال اور متعلقہ شمار و اعداد حسب ترتیب حروف تہجی مندرج ہیں۔ اسکے علاوہ اسمیں ایک طویل فہرست ناموں اور ہندوستانی ناموں کی بہی دیگئی ہے

صاحب سشن جج جہانسی کی عدالت سے ایک عورت کو اپنا تین ہفتہ کا بچہ دانستہ گاڑی میں چہوڑ جانے کی پاداش میں تین سال قید سخت کی سزا ہوئی تہی۔ اپیل کرنے پر ہائیکورٹ الہ آباد نے سزا کی میعاد گہٹا کر ایک سال کر دی۔

مسٹر ڈاینک چیف سکرٹیری پنجاب گورنمنٹ ماہ نومبر میں رخصت سے واپس آنے پر مسٹر ڈولی کی جگہ کمشنر بندوبست مقرر ہونگے۔ مسٹر ڈولی غالباً کسی قسمت کے کمشنر مقرر ہونگے۔

اخبار بندے ماترم کی تلاشی کے متعلق سنا ہے کہ اہل پولیس ایڈیٹر اخبار مذکور کی شناخت کے بارہ میں عجیب کشمکش و پیچ میں مبتلا ہیں۔ صاحب ایڈوکیٹ جنرل سے مشورہ لیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ایڈیٹر کو چہوڑ کر منیجر پرنٹر یا دیگر ملازمین اخبار پر مقدمہ چلانا نامناسب ہے کیونکہ سب سے زیادہ ذمہ دار شخص وہی ہوتا ہے۔ دریں اثنا خفیہ پولیس ایڈیٹر کی شناخت کے متعلق شہادت جمع کر رہی ہے۔

۲۰ ماہ حال کو کلکتہ پولیس کورٹ میں اخبار جگنتر کے منیجر اور پرنٹر و پبلشر کی پیشی ہوئی اور چند شہادتوں کے بیانات قلمبند کرنے کے بعد عدالت نے ہر دو پر زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند فرد قرارداد جرم لگا کر آیندہ تاریخ پیشی ۲۳ ماہ حال مقرر کی۔

میمن سنگھ میں ایک پولیس انسپکٹر اور چند تہانیداروں نے ۱۵ مسلح فوجی اور ۱۰ پولیس کے سپاہیوں کو ہمراہ لیکر ۲۰ ماہ حال کو مقامی اخبار چارو مہیر نامی کے دفتر کی تلاشی لی اور اسکے بعد بابو بیکنٹھ ناتہہ شرما ایڈیٹر کے مکان پر جا کر اسکی تلاشی لی۔ مزید حالات معلوم نہیں ہوسے

ملوم فیلڈ اور کومیلا کے مقدمات قتل کے فیصلجات شایع ہونے کے بعد کلکتہ کے مہبار انگلشمین نے آنریبل جسٹس سٹر وجسٹس فلیچر کے خلاف کئی آرٹیکل لکھکر ان پر سخت حملہ کیا تہا اب افواہ ہے کہ سر فرانسس میکلین کی شملہ سے واپسی پر اخبار مذکور پر بہ تحقیر عدالت کرنیکے مقدمہ چلایا جائے گا ۔

لوکل گورنمنٹوں نے افسران ضلع اور دیگر حکام کے نام اس بارہ میں مفید ہدایات جاری کی ہیں کہ غلہ کے گوداموں کے چوہوں کو نیست ونابود کرنے کے لئے کیا کارروائی کی جائے ۔

ہفتہ مختتمہ ۱۰ راہ حال کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں : انبالہ کرنال ۲ ہوشیارپور ۳ جالندہر ۱۳ فیروزپور ۷ ۔ لاہور ۳۴ ۔ امرتسر ۱۹ گورداسپور ۶ سیالکوٹ ۱۲ گوجرانوالہ ۲۷ جس میں ۵ ۔ اموات بھی شامل ہیں جنکی مشتبہ اطلاع نہ دیجاسکی ۔ گجرات ۷ جہلم ۲۴ شاہپور ۲ ۔ راولپنڈی ۵۹ ۔ اٹک ۹ ۔ میزان ۲۷۰ ۔ میزان ہفتہ سابقہ ۲۷۲ ۔ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی میزان ۱۲ ۔

محکمہ ڈاک نے آدھ آنہ اور ایک آنہ کے ٹکٹوں کی جدید کتابیں تیار کی ہیں جو عنقریب بڑے بڑے ڈاکخانوں میں دستیاب ہونے لگینگی ۔ انمیں ایک ایک پیسہ کے ٹکٹ ہیں اور سابق میں جو ایک پیسہ فی کتاب زاید لیا جاتا تہا وہ اب موقوف کردیا ہے ۔ یہ کتابیں پہلی کتابوں سے کئی طرح عمدہ ہیں

گذشتہ سہ شنبہ اور منگل کے روز ۲۴ گھنٹے میں کوہ آبو پر ۱۰ ۔ انچ بارش ہوئی ۔

ہندوستان کے لٹریچر کی گذشتہ دہ سالہ رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ اس عرصہ میں رجسٹر شدہ مطابع کی تعداد بڑھکر ۱۹۹۶ سے ۲۳۸۰ ۔ اور اخبارات کی ۴۷۷ سے ۷۴۶ ہوگئی ۔ سوقت السنہ رسالوں کی تعداد ۵۱۰ سے بڑھکر ۹۳۰ تک پہنچ گئی ۔ ان کتابوں کی تعداد جو انگریزی و کسی دیگر یوروپین زبان میں شایع ہوئیں ۷۰۹۷ ۔ سے ۱۱۴۱ تک پہنچی ۔ ہندوستانی زبان میں ۴۷۸۷ کتابیں شایع ہوئیں یعنے ۲۸ فیصدی کی زیادتی ہوئی ۔

امریکہ کی ایک لیڈی مس کولنس ۔ جو مشرقی مذاہب کی تحقیقات کے لئے سیاحت کر رہی ہیں آجکل وارد ہندوستان ہیں ۔ یہ ۲۴ زبانیں جانتی ہیں ۔

بمبئی میں بوجہ کثرت باراں غلہ کا نرخ بہت گراں ہوگیا ہے ۔

کلکتہ میں کالج کے درجہ تک کی تعلیم کے لئے عنقریب ایک مدرسہ کہلنے والا ہے ۔

مقدمہ مری راولپنڈی میں استغاثہ کے تمام گواہوں کی جو سوا دو سو کے قریب تہے شہادتیں ختم ہوگئی ہیں اب ڈیفنس کے گواہ پیش ہونگے ۔

صوبجات متحدہ کے اخبار راستگو کو تنبیہ کیا گیا کہ سخت تحریرات سے باز آئے ورنہ مقدمہ سڈیشن چلایا جائے گا ۔

کلکتہ کے بعض بعض شہروں میں ۹ بجے شب سے لیکر ۱۲ بجے صبح تک ایک ہی تماشہ ہوتا رہتا ہے تجویز ہے کہ صحت عامہ کی حفاظت کی غرض سے قانوناً اس مذموم طریقے کا انسداد کیا جائے

کلکتہ میں ان دنوں ایک نہایت ہی عظیم گیس کے ذخیرہ کا افتتاح ہوا ہے اسمیں ۱۰ لاکھ کیوبٹ گیس جمع رہ سکتی ہے ۔ ایسا بڑا ذخیرہ غالباً کسی مشرقی ملک میں آج تک قایم نہیں کیا گیا

نو دس روز تک بند رہنے کے بعد اخبار جگانتر پہر ۲ راہ حال کو شایع ہوا لیکن کاپیوں پر پرنٹر اور پبلشر کا نام درج نہ تہا ۔

برہما میں ایک برہمی کو دردم خودی کے جرم میں موت کی اور دوسرے کو اسکی اعانت کی پاداش میں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی ۔

مسٹر ای ایف جیکب منیجر اودھ روہیلکھنڈ ریلوے ۱۶ اکتوبر سے ریٹائر ہوں گے اور مسٹر آر ڈبلیو اجرٹن انکی جگہہ ریلوے مذکور کے منیجر مقرر ہونگے ۔

جہلم میں ۱۳ و ۱۴ راہ حال کو متواتر چھبیس گھنٹے تک بارش ہوتی رہی ؛

۵ راہ حال کی شب کو چودہ قیدی لاہور سنٹرل جیل سے بہاگ گئے تہے انمیں سے ایک جو کہ سیالکوٹ کا باشندہ تہا ۱۹ راہ حال کو گرفتار ہوگیا ۔

امید ہے کہ سارا گہاٹ کا مجوزہ پل تیار ہوجانے سے ریلوے کا سلسلہ بڑہکر برہما کی کسی موجودہ لاین کے ساتہہ ملا دیا جائیگا ۔ اسطرح برہما کے ساتہہ براہ راست خشکی پر سلسلہ آمدورفت قایم ہوجائیگا ۔

جائے مسرت ہے کہ امسال انڈین میڈیکل سروس کے امتحان میں ایک پنجابی طالب علم دیوان حکومت رائے ۔ ایم ۔ اے ۔ ایم بی تعریف کے ساتہہ کامیاب ہوا اور فہرست پاس شدگان میں نویں نمبر پر رہا ۔

مسٹر ششنک ناتہہ ایم اے بیرسٹر ایٹ لا دہلی نے جو رفاہ عام کے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لینے کے لئے مشہور تہے ۔ ۲۰ راہ حال کی شب کو مقام جہنگ انتقال کیا ۔

ریاست پالن پور میں امسال نہایت کثرت سے بارش ہوئی ۔ گذشتہ ہفتہ اتوار کو ۳۰ گہنٹوں میں ۱۸ ۔ انچ کا اندازہ کیا گیا ۔ اور آج تک کل ۵۸ ۔ انچ ہوئی ۔ کئی مکان مسمار اور صدہا مویشی ہلاک ہوئے ۔ دو لاکہہ سے زیادہ نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے ۔ ہزہائینس والی پالن پور مصیبت زدوں کی دستگیری اور امداد کا انتظام کر رہے ہیں ۔

صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ بمبئی نے ایک مسلمان کو کمرۂ عدالت میں کہانا کہانے پر کچہہ روپیہ جرمانہ کیا تہا ۔ اپیل پر ہائیکورٹ نے جرمانہ معاف کردیا ۔ اور ہدایت کی کہ صرف تنبیہ کرنا کافی تہا ۔

شملہ میونسپلٹی لاوارث کتوں اور گیدڑوں کی ہلاکت کا انتظام کر رہی ہے ۔ جو وہاں کی پبلک کو بہت نقصان پہنچاتے ہیں ۔

مسٹر مارلی کی اصلاحی تجاویز بغرض رائے زنی عنقریب لوکل گورنمنٹوں کے پاس بہیجی جائینگی ۔

۲۳ راہ حال کو بتقریب تیوہار سلونو بنکوں کا کاروبار بند رہا ۔

صاحب وزیر ہند نے گورنمنٹ ہاوس بارکپور ۔ بیلوڈیر ۔ ہیسٹنگز ہاوس ۔ اور ڈلہوزی سکویر کلکتہ کے لئے ایک یوروپین باغبان کا تقرر منظور کیا ہے

لالہ دنیا ناتہہ ایڈیٹر اخبار ہندوستان کے اپیل کی تاریخ چیف کورٹ میں ۲۰ ستمبر مقرر ہوئی تہی سنا گیا ہے کہ اس کا بہائی اسیر داس مقدمہ کی پیروی کے لئے کلکتہ سے کسی نامور وکیل کو لینے گیا ہے ۔

صاحب وزیر ہند نے گورنمنٹ کی تجویز نسبت انجینیروں کے متعلق منظور کرلی ہے ؛

اسلامی دنیا

رائٹر قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ باوجود اس کے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی سپاہ ایرانی حدود میں کچہہ دور تک چلی گئی ہے ۔ ایرانی سفیر نے اسکی واپسی کا زور مطالبہ کیا ہے ۔ تحقیقاتی کمیشن کی روانگی سے پہلے برٹش وایس قونصل متعینہ تبریز کو حکم دیا گیا کہ ارمیہ میں جاکر موجودہ حالات کے متعلق رپورٹ پیش کرے ۔

اندازہ کرنے سے پایا جاتا ہے کہ کاسا بلنکا کی لڑائی میں دو ہزار عرب کام آئے ہیں ۔

مسٹر ایف فلیچر ڈپٹی ڈایرکٹر محکمہ زراعت بمبئی ۔ خدیو ماقعہ مصر کے زراعتی کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں ۔

طنجہ کے غیر ملکی باشندے اس خبر کو بہت اہمیت دیتے ہیں کہ مراقش میں مولائے حفیظ کے سلطان بننے کا اعلان کیا گیا ہے ۔ اسے اہل مراکو کی ایک منتظم سپاہ کا مترادف سمجہا جاتا ہے قونصل متعینہ فیض کو ہدایت کی گئی ہے کہ تمام یوروپین باشندوں کو وہاں سے چلا جانے کی ہدایت کرے بعد ہیں اس امر کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہزاروں سوار بسرکردگی مولائے حفیظ یوروپین سپاہ کر

اڑانے کے لئے کاسابلنکا کو روانہ ہوئے ہیں۔ ادھر الجیریا سے آٹھ سو سپاہی جنرل ڈرعوڈ کی کمک
کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

مسٹر کلیمنسو وزیر اعظم فرانس مسٹر حضور ملک معظم نے ۱۲ ماہ حال کو مقام میرین باد شرف
ملاقات بخشا اور لنچ پر مدعو کیا۔ اسکا بیان ہے کہ ملاقات میں عام پولیٹیکل حالات پر گفتگو ہوئی
ہے اور معاملات کو خاص طور پسند کرایا۔

معلوم ہوا ہے کہ جرمنی کو مجوزہ ایرانی بینک کے متعلق دیگر سلطنتوں سے زیادہ کوئی خاص
رعایت حاصل نہیں ہوئی۔ البتہ ایک خاص رعایت یہ دیگئی ہے کہ تاریخ تقرر کے دو ماہ بعد
بینک کو زر واجب الوصول کے بزور تحصیل کرنے کا اختیار ہے۔

سنا ہے کہ حیدرآباد میں ایک نیا سکہ جاری ہونے والا ہے جسکی ایک طرف حضور ملک معظم کی
شبیہ اور دوسری طرف ریاست کا نشان ہوگا۔

گورنمنٹ ہند کے تازہ حکم کے بموجب اس سال بھی حاجیان حج بندرگاہ بمبئی سے روانہ ہونگے۔

فقیر سید افتخار الدین صاحب برٹش ایجنٹ متعینہ کابل کو کوئٹہ کا دورہ ملتوی کرنا پڑا۔ اور نیز معجلتی
امیر افغانستان کے ہمراہ قندہار سے ہرات کو روانہ ہوئے۔

فیروز پور ضلع باقر گنج کی انجمن اسلامیہ کے ایڈریس کے جواب میں جس نے مسلمان طلبا کے لئے
بورڈنگ ہاؤس کی ضرورت ظاہر کی تھی۔ سر لانسلاٹ ہیر نے وعدہ فرمایا کہ اگر پرائیویٹ ذرائع
سے کچھ چندہ جمع ہوگیا تو گورنمنٹ کو فیاضدلی سے امداد کرنے میں دریغ نہ ہوگا۔

مسرت کی بات ہے کہ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی اب لکڑی کے سہارے چلنے لگے ہیں۔ اگرچہ زخم میں
ابھی کچھ کسر باقی ہے۔ مولانا ممدوح ۱۵ اگست کو بغرض علاج اعظم گڑھ سے لکھنؤ گئے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد پروفیسر مدرستہ العلوم ۱۹ ماہ حال کو کانپور پہنچ کر حافظ سید ہدایت حسین صاحب
کے بنگلہ پر فروکش ہوئے۔ اور دوسرے روز وہاں کے کرائسٹ چرچ کالج کے ہال میں ابتدائی
تعلیم پر لیکچر دیا جس کے متعلق سکول میوزیم کی اشیاء بھی حاضرین کو دکھائی گئیں۔

حیدرآباد میں ریاست کی طرف سے چند جلیلہ افسروں کو جنہیں دورہ کرنا پڑتا ہے ریاست
کی طرف سے ۵ ہزار روپے کی ایک ایک موٹر کار دیگئی ہے اور ہر ایک کے لئے سو روپیہ ماہوار
خرچ بھی منظور ہوا ہے۔

اسلام کلب بمبئی کے لئے سمندر کے کنارے ایک شاندار وسیع عمارت سوا لاکھ روپیہ کے صرف سے
تعمیر کی جائیگی۔ ایک منزل میں کلب رہیگا۔ باقی منزلیں کرایہ پر دیجائینگی۔ اسمیں برقی روشنی اور
برقی پنکھوں کا بھی انتظام کیا جائیگا

بمبئی کے جدید جہاز "خبردار" کے مالک مسٹر عبد الواحد نے نومسلموں کی امداد کے لئے ایک فنڈ
قائم کیا ہے جسکی ایک شاخ رنگون میں بھی کھولی گئی ہے۔

مدرسہ طبیہ دہلی میں ایک ریڈنگ روم کھولا گیا ہے جس میں طلبا کے مطالعہ کے لئے کتابیں جرائد
اور رسالے رکھے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک سپورٹنگ کلب بھی جاری کیا گیا ہے تاکہ طلبا کرکٹ فٹبال
ٹینس وغیرہ کھیلوں میں دلچسپی لیں۔ اور ان کی صحت اور تندرستی قایم رہے۔

اخبار ریلیڈر لکھتا ہے کہ ایک متمول روسی مسلمان موسیٰ بالیوف نامی نے شہر کولیا میں ۴۰ ہزار روبل
کے سرمایہ سے ایک تجارتی کارخانہ کھول رکھا ہے جس کا منافع اسلامی مدارس کو دیا جاتا ہے۔ ہر
برس ۳۰ لاکھ روبل کے قریب زکوۃ کی رقم بھی شامل کی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ اس مخیر شخص نے
ان اطراف میں مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے اپنے خرچ سے بہت سے ابتدائی مدارس
بھی جاری کر رکھے ہیں نیز ہر سال دس مسلمان طلبا کو ممالک غیر میں تعلیم کے لئے بھیجتا ہے اور
واپسی پر انہیں اسلامی مدارس میں مدرسی کے عہدہ پر ممتاز کرتا ہے۔ کولیا کے گرل سکول کی
پرنسپل ایک روشن ضمیر خاتون خدیجہ خانم نامی ہے جس نے قسطنطنیہ میں تعلیم پائی ہے اور وہ لڑکیوں کو

علم ہیئت اور مفید دستکاریوں کی تعلیم دیتی ہے

ہیگ کی بین الاقوامی کانفرنس میں جاپان کی طرف سے جو قائم مقام بھیجا گیا تھا اس نے
پیرس کے ایرانی سفیر سے اس باب میں خط و کتابت کی ہے کہ ایران اور جاپان کے درمیان ایک
معاہدہ کا ہونا نہایت ضروری ہے اور دونوں سلطنتوں کو فایدہ دیگا۔

مربوط (مصر) میں ایک جرمن نے جو آثار قدیمہ کی تلاش کے لئے وہاں گیا ہوا تھا۔ مذہب اسلام
قبول کیا۔ اور اسکا نام موسیٰ محمد رکھا گیا۔

مصر میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جو مدرسہ عالیہ جاری ہے۔ اس میں تعلیم کی مدت تین سال
مقرر ہے۔ اور لڑکیوں کو عربی اور انگریزی زبان حساب ہندسہ جبر و مقابلہ تاریخ اسلام جغرافیہ
علم کیمیا طبیعیات بچوں کی پرورش کا فن کنڈر گارٹن وغیرہ ضروری علوم و فنون کی تعلیم
دیجاتی ہے۔ نیز ہر لڑکی کو کھانے اور کپڑے کے علاوہ دو روپیہ ماہوار وظیفہ بھی ملتا ہے۔ جا بجا
ملازمتیں دیجاتی ہیں۔ یہاں کی فارغ التحصیل لڑکیاں دیگر مدارس میں مدرسی کے عہدہ پر ممتاز کی جاتی ہیں۔

مصر کا ایک مسلمان فاضل محمد آفندی رشدی ممالک ایشیا کی سیاحت کو نکلا ہے وہ اپنا سفر عراق
عرب سے شروع کریگا اور ملک کی تاریخی یادگاروں اور صنعت کاریوں اور زراعت کے کاموں اور
باشندگان ممالک کے اخلاق و عادات کا بغور مطالعہ کریگا۔ اور سفر سے واپس آکر اپنا علمی سفرنامہ
اہل وطن کی فایدہ رسانی کے لئے شایع کریگا۔

بوسنیا اور ہرزیگوینا کے مسلمانوں نے جو درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے شیخ الاسلام کا
انتخاب گورنمنٹ آسٹریا نہ کیا کرے۔ بلکہ قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام کو اسکے انتخاب کا اختیار دیا جائے
نہایت خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ موصوفہ نے اسے منظور کرلیا ہے

سالونیکا میں زمین کھودنے سے یونانیوں کے مشہور دیوتا جوپیٹر (مشتری) کا مندر
برآمد ہوا ہے۔ اور اسکا بت معہ دیگر قدیم یادگاروں کے جو برآمد ہوئیں قسطنطنیہ کے عجائب
خانہ کو بھیجا گیا ہے

باب العالی نے حکم دیا ہے کہ غیر مسلم سیاحوں کو مسجدوں میں آنے کی ممانعت کیجائے۔ اسپر تمام یوروپین
معترض ہیں کیونکہ قسطنطنیہ کی مسجدیں سلطانوں کی گذشتہ صنعت کاریوں کے شاندار نمونہ ہیں
جن کے نہ دیکھنے سے دارالخلافہ عثمانیہ کی سیر کا لطف آدھا رہجاتا ہے۔

ایک جرمن عالم نے اطراف میں سفر کرکے معلوم کیا ہے کہ وہاں کے دریاؤں سے ہر قسم کے نمک
نکل سکتے ہیں صرف دریائے کوتنی سے جو صوبہ قونیہ میں ہے اسقدر نمک ہر سال برآمد ہوسکتا ہے
جو تمام یورپ کے خرچ کے لئے کافی ہو۔

حضور نظام حیدرآباد نے حکم دیا ہے کہ جو شخص بے احتیاطی یا غفلت یا ایسے طریقے سے
موٹر کار چلائے جو عوام کے لئے باعث خطرہ ہو اسپر ایک سو روپیہ جرمانہ کیا جائیگا۔

۷ ماہ حال کو بہاولپور میں جدید انتظام ریاست کا اعلان کیا گیا۔ یہ انتظام کونسل آف ریجنسی
کے ذریعہ سے ہوگا جو صغیر سن نواب صاحب کے ایام نابالغی میں ان کی جگہ کام کریگی۔ اسکے پانچ
ممبر مفصلہ ذیل مقرر کئے گئے ہیں (۱) مولوی رحیم بخش صاحب سابق فارن منسٹر پریزیڈنٹ
مقرر ہوئے (۲) سردار محمود خان صاحب جوڈیشل اور (۳) دیوان آسانند صاحب مسٹر سنوی
و (۴) مولوی عبد الرحمن خان صاحب ممبر فوج کونسل کے ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ (۵)
راجہ طالب مہنیجان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لائلپور گورنمنٹ کی طرف سے عہدہ دار مقرر
ہوئے ہیں جناب شیخ نصیر الدین صاحب جو اب تک پرائم منسٹر تھے ریاست سے واپس تشریف لے گئے ہیں
صاحب پریسیڈنٹ کی تنخواہ بارہ سو روپے اور باقی ممبروں کی ایک ایک ہزار روپیہ ماہوار تجویز ہوئی ہے
سنا ہے کہ ان تقرریوں سے وہاں کی پبلک نہایت خوش اور مطمئن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ کونسل
آف ریجنسی انتظاماً دو سال کے لئے مقرر ہوئی ہے۔

ممالکِ غیر

حضور پرنس آف ویلز نے کلاہ پوسمبو بیل فنڈ میں ۵۰ گنی چندہ مرحمت فرمایا ہے۔

فارخیوشیں نامی ایک جہاز جو کلکتہ سے ملبورن کو جارہا تھا۔ امیر الالی گور بندر میں آتشزدگی سے تباہ ہوگیا۔ ملاح اور مسافر بچ گئے۔ ایک خلاصی ہلاک ہوا۔

حضور پرنس آف ویلز نے ۲۰ ماہ گذشتہ کو مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی الور کو بمقام ارلبرد ہاوس شرف ملاقات بخشا۔

دارالعوام میں ٹرانسوال کو قرضہ دینے کے بل کا مسودہ منظور ہوگیا۔ یونینسٹ اور بعض ریڈیکل ممبروں نے اس سے اس وجہ سے اختلاف کیا کہ ٹرانسوال میں دیسی باشندوں اور ہندوستانیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ مسٹر چرچل نے جواب میں کہا کہ ان لوگوں کی حالت سدھارنے کی حتےالوسع کوشش کی جائیگی لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستانیوں کی زیادہ درآمد کو روکنے کے لئے جو کہ عوامیوں کا مطالبہ ہے گورنمنٹ ٹرانسوال کو طرح کا حق حاصل ہے۔

پریذیڈنٹ روزویلٹ نے بمقام پراونسٹاؤن تجارتی اجاروں کی اصلاحی تجاویز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گورنمنٹ کو نیشنل بنکوں کی طرح ملک کی ریلوں پر بھی اپنا قابو اور ضبط رکھنا چاہئے نیز یہ بھی کہا کہ ایسے ٹرسٹوں کے منیجروں کو قانونی گرفت میں لانے کے لئے گورنمنٹ کو کسی قسم کی مؤثر کارروائی کرنی ضروری ہے۔

پیرس لو بیلو نے فرانسیسی مشہور کیمیادان کو لشے دیہاتی علاقہ میں آکر چندروز رہ کر ملکی حالت دیکھی اس سے خیال ہے کہ فرانس اور جرمنی کے تعلقات میں ترقی ہو رہی ہے۔

سٹاک ہالم کا ایک اخبار رپورٹ دیتا ہے کہ بہ ہمان ٹام ڈکا مجوزہ نوبل پرائز مسٹر رڈیارڈ کپلنگ کو ملا ہے۔

بعض حاجیوں کی زبانی جو وسط ایشیا سے ہندوستان میں آئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ روس نے دریائے سیحون کے مقام شہرسبز سے جو سمرقند کے جنوب میں واقع ہے مقام کلاب تک جو سرحد بدخشان پر واقع ہے سلسلہ تار برقی قایم کر لیا ہے۔

مسٹر ریمنڈ ویسٹ کی جگہ سرانڈرولڈ کیشیبی کے سی ایس آئی کیمبرج یونیورسٹی میں انڈین لا ریڈر مقرر ہوئے ہیں صاحب موصوف کئی سال تک بمبئی ہائی کورٹ کے جج رہے اور دو مرتبہ قایم مقام چیف جج مقرر ہوئے۔ دو دفعہ بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر منتخب ہوئے اور ۱۹۰۱ء میں ریٹائر ہونے کے بعد بھی قانون خصوصاً دھرم شاستر و شرع محمدی کا مطالعہ کرتے رہے۔

مسٹر کلیمنسو نے ۱۰ ماہ حال کو مقام میرین باڈ میں حضور ملک معظم کے ہمراہ لنچ تناول فرمایا۔ فرانسیسی اخبارات اپنے وزیر اعظم کے اسطرح مدعو کئے جانے پر نہایت خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

پریذیڈنٹ فرانس نے شاہ سیام کو ایک ضیافت میں مدعو کیا اور انکا جام صحت تجویز کرتے ہوئے کہا کہ بوقت ضرورت فرانس سیام کو ہر قسم کی مدد دینے کے لئے تیار ہے۔

جاپانی شاہزادہ یسی کو تئی یکم اکتوبر سے سیکنڈ جرمن گارڈز رجمنٹ میں ملازمت کے لئے بھرتی ہونیکا گزٹ میں اعلان ہوا ہے۔

کینیڈا میں جاپانی چینی اور ہندوستانی تارکان وطن کی روز افزوں کثرت کے باعث مسٹر سکفرسن ہیروبن کو دریے گورنر جنرل کینیڈا کو تار دیا ہے کہ معاملات نازک صورت اختیار کر رہے ہیں اور اگر گورنمنٹ نے انکا مناسب انسداد نہ کیا۔ تو مزید تکلیف کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

سٹٹگارٹ (جرمنی) کی سوشلسٹ کانگریس میں ہندوستانی قایم مقام مسز کاما نے ایک رزولیوشن بدیں مضمون پیش کیا کہ حکومت انگریزی کا قیام ہندوستان کی بہترین اغراض کے لئے تباہ کن ثابت ہوگا۔ ان کے۔

اِس قدر بیمار تھی

کہ تعطیل سے کچھ فائدہ نہ اُٹھا سکتی تھی

صحت کی حالت میں تعطیل منانا

ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں بالکل تازہ صالح خون پیدا کر کے گھر بیٹھے بٹھائے صحتیاب کر دیتی ہیں

لوگ سالانہ تعطیل پر امید سے زیادہ توقع رکھتے ہیں۔ ایک دو ہفتہ کی تبدیل آب و ہوا کر سفید رنگ کمزور رخسار وں میں دائمی سُرخی پیدا نہیں کر سکتی۔ نہ اس سے سال کے باقی اکاون ہفتوں کے لیے کافی طاقت کا ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں۔

کمزوری سستی۔ مایوسی اور صحت کی خرابی کی حالت میں گھر سے روانہ ہونا سخت غلطی ہے۔ تعطیل کے لئے سیر و سیاحت میں جانے سے ہی حالت میں فائدہ ہو سکتا ہے کہ آپ تندرست ہوں اور آپ کے بدن کی رگیں خالص خون سے بھری ہوئی ہوں۔ مگر دبلی پتلی ماندی اور بعض الی لڑکیوں اور عورتوں کے لئے ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں ازبس ضروری ہیں۔ یہ گولیاں تازہ صالح خون بکثرت پیدا کر کے زندگی کی کشمکش کے لیے صحت اور طاقت کا ذخیرہ جمع کرتی ہیں:۔

جو لوگ تبدیل آب و ہوا کے لئے باہر جانے کی وسعت نہیں رکھتے اُن کے لئے ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں تعطیلوں کا کام دیتی ہیں۔ کیونکہ وہ حیرت انگیز طور پر عام اور عصبی طاقت کو بڑھاتی اور خون پیدا کرتی ہیں۔ مس خیبل ہیکین ساکنہ لیورڈ سٹریٹ ہیلی فیکس انگلینڈ کا بیان ہے کہ کام کرنا سخت دشوار ہو گیا تھا۔ اور میں خیال کرتی تبدیل آب و ہوا سے فائدہ ہوگا۔ میں ساحل سمندر کو گئی لیکن پیشتر سے بھی بدتر حالت میں گھر آئی ہیں آئی۔"

میری ایسی بدحالت کا باعث معدے کی دیرینہ بیماری تھی میرا چہرہ کمزور اور سفید ہو گیا اور میں ایسی آزردہ دل ہو گئی کہ زندگی بے لطف معلوم ہوتی تھی بعض اوقات میرا دل بہت زور سے دھڑکنے لگتا اور کوتاہ دمی کی ایسی تکلیف ہوتی کہ کرسی کا سہارا لینا پڑتا۔ سر میں ہر وقت زور کا درد رہتا اور کچھ مطلق نہ لگتی۔ کیونکہ تھوڑی سی غذا کھانے سے بھی سوء ہضمی کی وجہ سے سخت درد ہونے لگتا پھر میرے اعصاب کو ایسا عارضہ لاحق ہوا کہ مجھے تنہائی سے بہت ڈر لگتا: یہ توقع تھا کہ تبدیل آب و ہوا کے غرض سے میں ساحل بحر پر گئی اور ویسے ہی بلا آرام واپس آئی:۔

ایک روز میری اماں ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کی دو شیشیاں لائی اور میں نے اُن کا استعمال شروع کیا تھوڑے سے ہی عرصہ میں مجھے کسی قدر فائدہ معلوم ہوا۔ اور طاقت میں بھی ترقی معلوم ہوئی اشتہا بھی بڑھنے لگی۔ اور کھایا پیا ہضم ہونے لگا۔ رات کو نیند بھی آنے لگی۔ اور سانس کی درستی کے علاوہ میرے رخساروں کا رنگ بھی سُرخ ہونے لگا۔ ان گولیوں کے متواتر استعمال سے روز بروز طاقت زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ اب جیسا کہ تم دیکھتے ہو میں بالکل تندرست ہوں۔ میں بدن کی رگوں میں تازہ خون صالح محسوس کرتی ہوں اور اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں۔ کہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کا سا حیرت انگیز علاج میسر آیا۔

ڈاکٹر ولیمز پنک پلز (ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں) جملہ ایسی امراض کو فائدہ کرتی ہیں جو کمزوری اعصاب یا حد سے زیادہ جسمانی طاقت خرچ ہو کر مضمحل ہو جانے سے یا متعلقہ حارہ کی سوزش سے پیدا ہوں مثلاً امراض جگر۔ ملیریا اور باری کے بخار یا دیگر تمام بخار کے بعد کا اثر۔ لوکو موٹا ٹیکسی جو معمولی ادویات سے ناقابل علاج ہے۔ عرق النسا۔ لوبیا۔ مرض تشنج۔ درد سر عصبی و مرض تدب نیز عوارضات نتایج کمزوری و خرابی خون مثلاً قلت الدم۔ دق۔ وجع المفاصل۔ ہسٹیریا۔ کوتاہ دمی خفقان۔ امراض نسوان اور زرد رنگت۔ یہ گولیاں زن و مرد کے لئے سود مند ہیں۔ مگر علی الخصوص عورتوں کے خاص خاص امراض کے لئے مفید ہیں) یہ گردن کی رو سے برابر گول اور دو انچ لمبی شیشیوں میں بکتی ہیں جن کے اوپر گلابی کاغذ چڑھا ہوا ہوتا ہے اور پر قرآنی کا پورا نام دسات الفاظ ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فور پیل پیپل لکھا ہوتا ہے۔ الفاظ فور پیل پیپل کی اصلیت یہ ہے کہ شروع شروع میں یہ گولیاں انگلستان اور امریکن اقوام کے لئے تجویز ہوئی تھیں۔ بیشک یہ اہل یورپ کے لئے ہیں۔ مگر تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ گولیاں مسلمہ ممالک اور اقوام اور مرد و زن کے لئے یکساں سود مند ہیں جہاں کہیں کسی مقوی دوا کی حاجت پڑے وہاں یہ گولیاں نہایت قیمتی ہیں۔ اِن سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور خون مرتب ہوتا ہے لنکا۔ برہما۔ اور ہندوستان بھر کے بازاروں میں انگریزی دوا فروشوں کے ہاں سے بقیمت ڈیڑھ روپے فی شیشی مل سکتی ہیں۔

ڈاکٹر ولیمز کی میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ ماسور ز تھسی ۷، ۹ کالبہ دلوی روڈ بمبئی اور کینگ سٹریٹ کلکتہ ہیں ✦

رفاہِ عام پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کی اہتمام سے چھپا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

نحن انصار اللہ نعم المولیٰ و نعم الوکیل ۱۹۰۷

قیمت معہ محصولڈاک

شش ماہی	سالانہ	پیشگی
۵ شلنگ	۸ شلنگ	ممالک بیرون سے
سے ر	عہ	امرا و رؤسا سے
صہ ر	سے ر	عام خریداروں سے
للعہ ر	ے	طلبا و دیگر مستطاعت احباب

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
حوالہ و کتابت بنام سپرنٹنڈنٹ مطبع ہونی چاہیے

فہرست مضامین

تازہ خبریں
قانون سرکار کے متعلق ایک واجبی اعتراض
ہندوستان کی وفاداری پر ایک رکیک حملہ
حاکم و محکوم کے باہمی تعلقات پر سول ملٹری گزٹ کا حملہ
سوراج کے معنی ۔ موازنہ انیس و دبیر
فن روبنی ۔ مشائخ کی تقلید ۔ اہل اسلام مظلوم ہیں
سید مرحوم اور شبلی کا انگریز
بڑی قوموں کی ترقی اور تنزل پر ایک نظر
ممالک غیر
اسلامی دنیا
ہندوستان کی خبریں
انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ
سرکاری خبریں

نمبر ۶۶ — مطبوعہ ۲۸ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۱۸ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ چہارشنبہ — جلد ۱۳

تازہ خبریں

گورنمنٹ ہند کی ہوم ڈیپارٹمنٹ نے تمام لوکل گورنمنٹوں کے نام ایک چٹھی شایع کی ہے جسمیں امپیریل اور پراونشل ایڈوائزری (مشیر) کونسلوں کے قیام اور امپیریل و پراونشل لیجسلیٹو کونسلوں کی توسیع اور طریق کارروائی کے متعلق گورنمنٹ ہند کی تجاویز کا ذکر کرنے کے بعد ہر ایک لوکل گورنمنٹ سے استصواب رائے کیا گیا ہے۔

افواہ ہے کہ لاہور کے دو اور اخبارات (ایک اردو اور ایک انگریزی) پر بھی مقدمات بغاوت دائر ہونے والے ہیں۔

دار العوام میں مسٹر ریس کارلس نے پنجاب کی صورت حال کے متعلق سوال کیا ہے اور دریافت کیا کہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کو ماندلے کی جلاوطنی سے واپس آنے کا کب تک حکم دیا جائیگا۔ مسٹر مارلی نے جواب دیا کہ تازہ رپورٹوں سے بظاہر صورت حال پہلے سے بہتر نظر آتی ہے۔ اگر یہی حالت کافی عرصہ تک رہی اور اس امر کے باور کرنے کی معقول وجہ نظر آئی کہ یہ دونوں آدمی اپنی شرارتوں سے باز آجائینگے۔ تو انہیں رہا کر دیا جائیگا۔ گورنمنٹ اسوقت کی آمد کا نہایت خوشی سے انتظار کر رہی ہے۔

انڈیا کونسل کا مسودہ دار الامرا میں تیسری بار پڑھا جا کر باتفاق رائے پاس ہوا۔

پایہ تخت ٹرکی کا ایک پیغام نار مظہر ہے کہ دولت عثمانیہ نے حال کے حادثہ کی تحقیقات کے لئے ٹرکی ایرانی سرحد کی طرف ایک ملی کمیشن بھیجنا تجویز کیا ہے جس میں پانچ اہم ہے اور محکمہ عدالت کے دو ممبروں کے علاوہ دو فوجی جنیل بھی ہوں گے۔

رائٹر کا نامہ نگار طہران سے لکھتا ہے کہ ترکوں نے جنرل صمصام الدولہ اور دیگر ایرانی افسروں کو گرفتار کرنے کے بعد مار ڈالا۔

افواہ ہے کہ روسی فوج سرحد پر جمع ہے لیکن سرحدی گارد کے استحکام کے سوا عملاً فوجی تیاری کے متعلق کسی قسم کی پختہ خبر نہیں۔

ترکی سپاہ کے چند سواروں کے ہمراہ توپخانہ بھی ہے مقام ارومیہ سے ہمہ کی فاصلہ پر پڑا رسد جمع کر رہی ہیں۔

اغلب ہے کہ ایرانی مجلس وزرا کے تمام ممبر استعفا پیش کر دیں۔

ٹائمز کا نامہ نگار پایہ تخت روس سے لکھتا ہے کہ انگریزی روسی عہد و پیمان کے متعلق خاصی ترقی ہو رہی ہے۔ باخبر حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ روس کو بعض اس قسم کی مراعات دیگئی ہیں جن پر گورنمنٹ ہند کی طرف سے بہت کچھ نکتہ چینی ہوگی۔

مولائے حفیظ نے پہلے سلطنت قبول کرنے سے انکار کر کے اپنے بھائی کے مطیع فرمانبردار رہنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اب جو نے جنوبی قبایل کے اصرار سے مجبور ہو کر اسے قبول کر لیا ہے اور اپنے وزرا کو بھی نامزد کر دیا ہے کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کام قبایل میں امن قائم رکھنے کی غرض سے اور عارضی ہے۔

کرنل الیانوف کو جو پایہ تخت روس کے ایک جیلخانہ کا گورنر تھا ایک آدمی نے قتل کر ڈالا۔

مدراس ہائیکورٹ میں ۲۶ ماہ حال کو آربتھناٹ کمپنی کے مقدمہ کے متعلق سر جارج آربتھناٹ کی تحقیقات شروع ہو گئی۔

انسوس ہے کہ قاضی محمد اسلم خالصہ صاحب سی ایم جی کاتھ خالصہ کالج امرتسر کا انتقال ہو گیا۔

وکیل امرتسر
نمبر ۳۴
جلد ۱۳ — ۲۸ اگست ۱۹۰۸ء — یوم پنجشنبہ

طاعون سرکلر کے متعلق ایک واجبی اعتراض

طاعون کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے حال کے سرکلر کا ذکر ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں۔ پایونیر نے یہ نہایت معقول اعتراض کیا ہے کہ تجاویز پیش کردہ پر عمل کرنے کی غرض سے جو روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کہاں سے پوری کی جائیگی۔ ظاہر ہے کہ طاعونی ٹیکہ (اینوکیولیشن) کے بڑے پیمانہ پر ... اور اسکے ... تک ... کرنے میں اچھی خاصی رقم صرف ہوگی۔ چوہوں کی تباہی کے لئے جو مسلسل اور پر زور کوشش ہونی چاہئے اس میں اور طاعون کے دنوں میں لوگوں کو اپنے مکانوں سے نکال کر باہر لے جانا اور عارضی کیمپوں میں ٹھہرانا بڑے خرچ کا کام ہے۔ شہروں اور قصبوں کے میلے کچیلے مقامات کی صفائی اور تنگ و تاریک گلیوں ... ناممکن ہے جب تک روپیہ کا خاطر خواہ انتظام ہو۔ بعض صوبوں کی مالی حالت اس قابل نہیں کہ وہ بلا کسی خارجی امداد کے تدابیر دافع طاعون پر صرف کثیر کے متحمل ہو سکیں چنانچہ بقول پایونیر پنجاب کا شمار بھی انہی صوبوں میں ہے۔ حالانکہ پنجاب کے متعلق اس امر کی ضرورت ہے کہ طاعون کی بیخکنی میں پوری طاقت سے کام لیا جائے ایسی صورت میں مناسب ہوتا اگر سرکلر مذکورہ ... ساتھ اسکا بھی اعلان کر دیا جاتا۔ کہ امپیریل گورنمنٹ کس قدر مالی امداد دینے پر آمادہ ہے تاکہ لوکل گورنمنٹوں کو کام شروع کرنے کے قبل اندازہ کرنے کا موقع ملتا کہ وہ اس مد میں ... کس حد تک صرف کر سکینگی۔ ہمارے نزدیک یہ امر قرین قیاس نہیں کہ جس مقصد کے ساتھ حضور ملک معظم نے اس قدر ہمدردی فرمائی۔ اور جس کے بر آنے کی ہز ایکسیلینسی لارڈ منٹو نے دلی تمنا ظاہر کی ہے اسکے حصول کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا مختلف صوبوں کی گورنمنٹوں کو حسب ضرورت امداد نہ دے۔ گو ہم سر دست اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے کہ وہ امداد کس قدر ہوگی؟ ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی جانب سے ماتحت صوبوں کو ایسی بڑی بڑی رقموں کا بطور امداد عطا کرنا جیسی کہ انسداد پلیگ کے لئے ضروری ہیں اصول کے خلاف تصور کیا جائے لیکن جو ضرورت کہ اس وقت ملک کو درپیش ہے اور جو مصیبت پبلک کو پریشان اور تباہ کر رہی ہے اور اسکا جو اثر کئی اعتبار سے خود سرکار پر۔ تجارت پر۔ زراعت پر صنعت و حرفت پر اور ملک کی آمدنی پر پڑ رہا ہے۔ اسپر نظر کرتے ہوئے ہمیں یہ یقین کرنے کی جرات ہوتی ہے کہ اس ملک کو طاعون کے دست تسلط سے چھڑانے میں جس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی نہایت فراخ دلی سے صرف کیا جائیگا ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا بہت جلد مالی امداد کے متعلق بھی ایک اعلان شائع کر دیگی۔ کیونکہ یہ اعلان بذات خود ہی پبلک کے لئے ایک گونہ تسکین کا باعث ہوگا

خیال ہے کہ اب کے سال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کراچی کے پریزیڈنٹ غالباً نواب صاحب ڈھاکہ ہوں۔

ہندوستان کی وفاداری

ایک رکیک حملہ

بعض عیسوی اخباروں میں ایسی تحریریں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جن سے اُن کا یہ دعویٰ کمزور ثابت ہوتا ہے کہ وہ دیسی اخباروں کے لئے قابل تقلید نمونہ پیش کرتے ہیں نمونے کے طور پر ہم سول اینڈ ملٹری گزٹ کے اُس تمہیدی فقرہ کو پیش کرتے ہیں جو اسنے حال میں مہاراجہ بیکانیر کے ٹائمز والے مضمون پر تعریفی آرٹیکل لکھتے ہوئے تحریر کیا ہے اور جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں والیان ریاست کے علاوہ جتنی قومیں آباد ہیں اُنمیں سے ایک کی بھی وفاداری اس درجہ کی نہیں جو شکوک کی نگاہ سے نہ دیکھی جائے۔ مہاراجہ صاحب کا مضمون بلا شبہہ اس کا مستحق ہے کہ اُسکی تعریف انگریزی و اینگلو انڈین و دیسی اخباروں میں کیجائے مگر کوئی بھی معقول پسند شخص اسے پسند نکریگا۔ کہ اس تعریف کو اس حد تک پہنچا دیا جائے۔ کہ مہاراجہ صاحب کے ارد گرد کے مقابلہ میں جسکی بنا اس بات کا لوجہہ مہاراجہ صاحب نے اٹھایا ہر قوم و ملت کی وفاشعاری پر پانی پھیر دیا جائے۔ لاہور کا روزانہ اینگلو انڈین اخبار صرف یہی دلیل پیش کرتا ہے کہ والیان ریاست کو اپنی محافظت و تحفظ حقوق کے لئے جیسا انگریزی راج پر اعتماد ہے ایسا کسی دوسری پر نہ پہلے تھا۔ نہ اب ہے۔ نہ آئندہ ہو۔ لیکن رعایا کو جو امن عہد حکومت میں حاصل ہے وہ کیا اخبار سول کو اس نتیجہ پر لانے کے لئے کافی نہیں کہ عامائے ہند (باستثنائے چند مفسدین) خلوص دل سے سرکار کی وفادار ہے۔ اگر مہاراجگان نے جنگ کے موقعوں پر اپنے روپے اور اپنی فوج سے سرکار کو مدد دی ہے تو رعایا میں بھی ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں جنہوں نے خونخوار محاربات میں سرکار کی طرف سے اپنے ہم مذہبوں کے بالمقابل سینہ سپر ہوکر لڑائیاں کی ہیں اور فتوحات حاصل کیئے ہیں۔ رعایائے ہند میں ایک بہت بڑا اور زبردست فرقہ مسلمانوں کا بھی ہے۔ جن کا مذہب اُنہیں بادشاہ وقت کے ساتھ سچی وفاداری کی تعلیم دیتا ہے اور جنہیں اس درجہ مذہبی آزادی و امن حاصل ہے جسکی وہ کسی اور جگہہ توقع نہیں کر سکتے۔ کیا سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نزدیک اُن مسلمانوں کی وفاداری میں بھی کسی شک و شبہہ کی گنجائش ہے۔ کیا اس بے بنیاد شبہہ کا یوں اظہار کر کے جانثاران سلطنت کا دل دکھانا مصلحت ملکی کے خلاف نہیں ہے؟ ہماری رائے میں بجز اسکے کہ لوگ ایسی تحریروں سے دل شکستہ ہوں اور اینگلو انڈینس کی الفت انکے دلوں سے کم ہو۔ اور کوئی فائدہ ان سے متصور نہیں ہو سکتا۔

غیر سرکاریت بالکل غلط ہے کہ صرف دیسی اخبار اعتدال سے گذر کر ایسی روش اختیار کرتے ہیں جسے سلیم الطبع لوگ پسند نہیں کرتے۔ اینگلو انڈین اخبارات بھی اس مرض میں مبتلا پائے جاتے ہیں اور بعض بار اُنمیں کے

محکمہ ڈاک میں اضافہ تنخواہ

کسی گذشتہ پرچہ میں یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ جناب وزیر ہند نے محکمہ ڈاک کے ملازموں کی تنخواہوں میں دو لاکھ روپے سالانہ کا اضافہ منظور فرمایا ہے اس رقم سے اُن ملازموں کی تنخواہ کا بڑھایا جانا مقصود تھا جنہیں کمیشن فروخت ٹکٹ کے بند ہو جانے سے نقصان اُٹھانا پڑا ہے لیکن معاصر پیسہ اخبار کو معلوم ہوا ہے کہ اس منظور شدہ رقم کا بیشتر حصہ محکمہ کے یوروپین ملازموں کے حصہ میں آئیگا ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ خبر کہاں تک قابل اعتماد ہے لیکن اس محکمہ کے بیدار مغز اور انصاف پسند افسروں سے ہمیں امید ہے کہ وہ حتی الوسع اُن بدنصیب قلیل تنخواہ والے ملازموں کی حق تلفی نہ ہونے دیں گے جن پر موقوفی کمیشن کا سب سے زیادہ اثر پڑا ہے اور جو باوجود محنت شاقہ اور

حاکم و محکوم کی باہمی تعلقات

یورپینوں اور دیسیوں میں باہم جو منافرت اور منافرت کا مسئلہ ایک ایسا ٹیڑھا سوال ہے کہ نیٹو اور انگلو انڈین پریس میں اسپر صدہا دفعہ گرما گرمی سے بحثیں ہوئیں لیکن اسکا خاطر خواہ تصفیہ آج تک تو ہوا نہیں۔ آیندہ کی نسبت کوئی حکم نہیں لگا سکتے۔ تاہم یہ کہنا درست ہوگا کہ ان بحثوں کا کوئی نتیجہ نہیں۔ کیونکہ ان کے دوران میں بہت سی اہم باتیں روشنی میں آتی ہیں جنپر اگر فریقین ٹھنڈے دل سے غور کریں اور از راہ حق پسندی نقصوں کے رفع کرنے میں کوشاں ہوں تو موجودہ شکایات کا رفعیہ کبھی کبھی اور کسی نہ کسی حد تک ہو ہی سکتا ہے

ہمعصر سول کی ایک تازہ اشاعت (مورخہ ۲۱ اگست) میں اس مسئلہ کے متعلق دو ایسے مستند ملند پایہ انگریزوں کی طرف سے چھڑا ہے جن کے خیالات و ملفوظات اُن وجوہ کی بنا پر جو آگے مذکور ہونگی۔ خاص طور پر اہمیت دئیے جانے کے مستحق ہیں۔

انمیں سے ایک صاحب تو کوئی اعلے عہدہ دار سرکاری ہیں جنہیں دیسیوں کے ساتھ میل جول اور انکے صحیح صحیح حالات و خیالات معلوم کرنے کا بہت اچھا موقع ملا ہے اور جن کا نام نامی مصلحتہ مخفی رکھا گیا ہے۔ دوسرے لاہور کے لاٹ پادری جناب ڈاکٹر لیفرائے صاحب بہادر ہیں جنکی نسبت ہمیں ذاتی طور پر بھی بیقینی علم ہے کہ وہ ہندوستانیوں کی خو خصلت اُنکی اخلاقی و تمدنی حالت اُن کے ملکی و قومی معاملات اور خصوصیات سے معقول واقفیت اور ان کا معتد بہ تجربہ رکھتے ہیں۔ اور ہمعصر موصوف کے نزدیک بھی وہ منجملہ معاملات پر غایر نظر ڈالکر رائے صائب قایم کرنے میں خاص طور سے مشہور ہیں۔

ان دونوں مبصروں کی رائے میں ہندوستان کی موجودہ بے چینی کا بڑا سبب پولیٹیکل شکایات نہیں بلکہ انگریزوں اور دیسیوں کی سوشل مغایرت ہے۔ چنانچہ اول الذکر صاحب اس غیریت اور منافرت پر تفصیل بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محض اختلاف رنگ کی وجہہ سے انگریزوں کا دیسیوں کو بنظر حقارت دیکھنا۔ ان کے ساتھ اچھی طرح پیش نہ آنا اور برابری کے برتاؤ کو اپنی کسرشان سمجھنا حتے کہ اوکسفورڈ اور کیمبرج کے تعلیمیافتہ۔ قابل و ہونہار گریجو ایٹوں کو بھی محض دیسی ہونے کے سبب اسی ایک لاٹھی سے ہانکنا وغیرہ وغیرہ بہت سی ناگوار باتیں ایسی ہیں جن کے ہوتے رعایا کے دل میں حکمران قوم کی طرف سے خلوص و محبت اور حسن عقیدہ و حسن ظن قایم رہ ہی نہیں سکتا۔ ایک اور دلچسپ اور نتیجہ خیز و توجہ طلب امر آپنے یہ بیان کیا، کہ ہندوستان کی قدیم تہذیب اور نیز زبان کی بعض خصوصیات سے جن میں درحہل ایک قسم کے پر تکلف خلق و ادب اور منکسر مزاجی کی شان پائی جاتی ہے انگریز عام طور پر دہوکا کہاتے اور سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ غلامانہ حالت کے خوگر ہیں اور ہمیشہ ذلیل و زیر دست رہنا پسند کرتے ہیں۔ گویا اسطرح ہندوستانیوں کے ایک نا قدر وصف کو غلط فہمی سے مذموم و مستوجب بد سلوکی قرار دیا جاتا ہے۔ صاحب بہادر ممدوح نے اس اجنبیت اور منافرت کا ایک اہم اور قابل لحاظ سبب یہ بھی بتلایا ہے کہ ہندوستان میں اب اُن رذیل اقوام کے لوگ بھی بہت سے لکھہ پڑھ کر سرکاری مناصب اعلیٰ پر مامور و ممتاز ہوگئے ہیں جنکی قومی خصایل و خصوصیات مسلمہ طور پر شرفائے ملک کی تہذیب و اخلاق کے درجہ سے گری ہوئی ہیں چونکہ انہیں انگریزوں سے ملنے جلنے کا اکثر موقع ملتا رہتا ہے اسواسطے ان کے کمینہ اطوار کو دیکھکر یہ تمام ہندوستانیوں کی نسبت بھی ایسی ہی رائے قایم کرلیتے ہیں جو از روئے حقیقت غلط ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ باہمی بیگانگی و نفرت بڑہنے کے سبب خطرناک بھی ہوتی ہے۔ اور فے الواقع یہ بالکل سچ ہے کہ اس ملک میں جہاں کچھہ عرصہ سے ایک خاصی تعداد اُن لوگوں کی پیدا ہوگئی ہے جو غلط تعلیمی پالیسی کے طفیل وجہی سے بہت زیادہ وقعت و عزت اور سرکاری حلقوں میں رسوخ و اقتدار حاصل کرکے اپنے جبلی سفلہ پن سے نہ صرف حکام کے دلوں میں نفرت و حقارت کی فیلنگ پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ خود انہی کے ہمقوم یا ہموطن بھی اکثر ان کی رعونت۔ کمینگی۔ کم ظرفی بد دماغی اور خودغرضانہ سختی وغیرہ کے شاکی پائے جاتے ہیں۔ وہاں ہزاروں لاکھوں دیسی ایسے بھی موجود ہیں جنکو جوہر شرافت۔ خلق و ادب اور لوازم انسانیت سے متصف ہونے کا ان کی بدقسمتی سے حکام کو بہت ہی کم موقع ملا ہوگا۔ ورنہ شاید عام انگریزوں کی رائے موجودہ غلط فہمیوں کے بالکل برعکس ہوتی جیسے کہ اب بھی خال خال نیکدل مبصران کے قومی اوصاف کے معترف ہیں۔

ڈاکٹر لیفرائے صاحب بالقابہ نے اپنے پورے کالم کے مراسلہ میں اُن انگریزوں کو سخت ملامت کی ہے جو ہندوستان کے سارے ہی تعلیم یافتوں کو ایک لاٹھی ہانکتے ہیں بلکہ خود سول اینڈ ملٹری گزٹ کو بھی زور سے ڈانٹا ہے جس کی اشاعت مورخہ ۱۹ ماہ حال میں تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کی نسبت نفرت انگیز و حقارت آمیز کلمات استعمال کئے گئے تھے ہز لارڈشپ فرماتے ہیں کہ اول تو لائلٹی کے منافی خیالات سارے دیسیوں میں نہیں۔ اور نہ سارے پڑہے لکھوں میں ہیں۔ بلکہ ایک محدود گروہ ناراضی کی سپرٹ کیلئے بدنام ہے اور وہ بھی اُس تعلیمی حکمت عملی سے پیدا ہوا ہے جو خواہ عاقلانہ تھی یا غیر عاقلانہ مگر بہرحال ہمارا ہی فعل تھی۔ اور ہم ہی اسکے ذمہ دار ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ مجھے اس میں ایک لمحہ کیلئے بھی شک نہیں کہ ہندوستان میں اسوقت سڈیشن کا زہریلا مادہ ایک معتدبہ مقدار میں موجود ہے اور میں یہ بھی بالیقین کہتا ہوں کہ جو گورنمنٹ ایسے ناگوار معاملات کا انسداد دلیری اور استقامت کے ساتھہ لیطریق محکم نہیں کرتی۔ وہ مُہرے بھاری ہیلک اعتبار کو کہو بیٹھتی ہے اور اپنے استحقاق حکومت کو ضعف پہنچاتی ہے۔ مگر باایں ہمہ میں یہ بھی بخوبی سمجھتا ہوں کہ بعض کی نالایقی سے بیزار ہوکر کل کے کل تعلیم یافتوں کو ہدف طعن و ملامت بنانا اور گھوڑوں۔ گدھوں کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکنا ایک فاش غلطی ہے جس سے کبھی کوئی مفید و مبارک نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

لیفرائے صاحب اور سول کے دوسرے معزز نامہ نگار صاحب کا صورت حال پر صفائی سے روشنی ڈالنا اور اپنے ہمقوموں کو ترغیب دینا کہ وہ اپنے موجودہ طرز عمل میں مناسب اصلاح و تبدیلی کریں۔ فی الواقع ایک مبارک فال ہے جسپر توجہہ کی جائے تو امید ہے کہ ضرور کچھہ نہ کچھہ رفع شکایت ہو سکیگا۔

مسجد کلاں یا کالی مسجد دہلی

دہلی میں جانب جنوب ایک عالیشان مسجد فیروز شاہ تغلق کے زمانہ کی بنی ہوئی ہے انقلاب دہر یا مسلمانوں کی بربادی اور نیز غفلت سے اس جلیل القدر تاریخی معبد اسلامی کی حالت یہاں تک عبرتناک ہوگئی تھی کہ دیکھنے والوں کے قلب پر ایک سخت ٹہیس لگتی تھی۔ چنانچہ آج سے تیس پینتیس سال پہلے یہ جا بجا ایک ملبہ کا ڈھیر رہ گئی تھی۔ مولانا مولوی عبد القادر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسلامی حمیت کو کام فرما کر مسجد کو واگزار کرایا جاہل اہل محلہ کی مزاحمتیں برداشت کیں اور زر کثیر کے صرف سے اسکی بہت کچھہ اصلاح و مرمت کرادی اور اب آپ کے خلف الرشید مولوی عبد العلی صاحب کی دینداری سے یہ مسجد نہ صرف آباد ہے بلکہ اسکی رونق جمعہ دن بدن ترقی پر ہے۔ لیکن اسکے برجوں کی حالت مخدوش ہے اور فرش بھی اسکا خاکی ہے۔ یہ دونوں چیزیں سخت محتاج توجہ ہیں۔ گورنمنٹ عالیہ جس نے آثار قدیمہ کی حفاظت از راہ الطاف خسروانہ کچھہ عرصہ سے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے

سوراج کے معنی

مسٹر جسٹس متر اور مسٹر جسٹس فلیچر کو چند روز سے ہندوستان کے شورش پسند فرقہ میں ایک خاص شہرت حاصل ہو رہی ہے۔ حالیٰ بیان دونوں صاحبان کی جو تعریفیں بعض اخباروں میں کی گئی ہیں وہ اخبار بین پبلک سے پوشیدہ نہیں۔ اپیل مذکور کی منظوری سے دوسرے ہی دن انہی دونوں ججوں کی بینچ سے اپیل "کھلنا سڈیشن کیس" میں ملزم کے بیقصور قرار دیئے جانے پر اخباروں نے جو خوشیاں منائیں وہ ان کے کالموں سے نہایت صاف طور پر عیاں ہوتی ہیں۔ مذکور الذکر مقدمہ میں ملزم مقام کھلنا کا ایک بنگالی وکیل تھا جس پر الزام یہ تھا کہ اس نے گذشتہ ڈسٹرکٹ کانفرنس کے موقعہ پر استقبالی کمیٹی کے پریذیڈنٹ ہونے کی حیثیت سے ایک مفسدانہ تقریر کی اور اس میں مفصلہ ذیل فقرے استعمال کئے (۱) سال حال بوجہ بندکی حکم سالگرہ ہونے کے اس قسم کے جلسہ کی ابتدا کرنے کے لئے نہایت مبارک ہے (۲) ہم سب کو سوراج حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے،، جہاں ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کی تقریر کے بعض دیگر فقروں کو جنکی جانب سرکاری وکیل توجہ دلانا چاہتا تھا خارج از بحث قرار دیکر صرف مذکرہ بالا دو فقروں کو قابل غور سمجھا اور مسٹر جسٹس متر نے لفظ سوراج کے معنے پر سرکاری وکیل سے بحث کی۔ سرکاری وکیل نے ثابت کرنا چاہا کہ سوراج کے معنے ہیں انگریزوں کی حکومت سے آزادی حاصل کرنا لیکن مسٹر متر نے اس معنے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ اگر سوراج جو معنے ہیں تو یہ بلا کسی بھی ایڈیٹر یا لیڈر سے کم نہیں؟ سوراج کی حمایت میں بھی آنریبل انجان کی زبان سے چند فقرے نکلے جو کانگریسی اخباروں میں گشت لگا رہے ہیں مسٹر متر نے فرمایا کہ ہر ایک ہندوستانی سوراج (بمعنی ہوم رول) کی خواہش کرتا ہے۔ مسٹر فلیچر نے اس فقرہ پر اپنی طرف سے یہ اور اضافہ کردیا کہ "اگر سوراج کے معنے اس طرز کی حکومت کے ہیں جو نو آبادیوں میں مروج ہے تو لوگوں کی یہ خواہش جائز ہے" بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ سوراج کے معنے یہ نہیں ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ سے آزادی حاصل کی جائے۔ بلکہ یہ ہیں کہ ملک معظم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ اور تابع فرمان رہکر لوگ اپنے اوپر خود ہی حکومت کرنیکے اختیارات حاصل کریں جیسا کہ بعض کالونیوں میں ہے۔ ہم قابل ججوں کے فیصلہ پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے مگر یہ اشارہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس فیصلہ کے بعد نہ صرف بنگال بلکہ دیگر صوبوں میں بھی حکام کو انتظامی معاملات میں کسی قدر دشواری ضرور محسوس ہوگی۔ ممکن ہے مذکرہ بالا موقع پر ملزم مذکور نے سوراج کا لفظ انہیں معنی میں استعمال کیا ہو جو ہائی کورٹ نے قرار دیئے ہیں مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس ملک میں سوراج کے شیدائیوں کا ایک ایسا گروہ بھی ہے جو برٹش گورنمنٹ کے سایہ سے بیزار ہے۔ اور جو آریہ ورت کو انگریزوں کی حکومت سے بالکل آزاد کرانے کا آرزومند ہے۔ اس فرقہ کے خیالات اور خواہشات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ کئی ایک پہلوؤں سے مضر ثابت ہوگا اور انتظامی حکام کو کوئی تدبیر سوچنی پڑیگی جس سے انتظام ملک اور امن عامہ پر یہ مضرت اثر نہ کر سکے۔

موازنہ انیس و دبیر

یہ مولانا شبلی نعمانی کی تازہ تالیف ہے جس میں لکھنؤ کے دو مشہور اور نامور مرثیہ گووں میر انیس اور مرزا دبیر کے کلام پر محاکمہ کیا گیا ہے۔

دونوں بزرگوں کے کلام میں فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے جو فرق ہے اسکو بہت عمدگی اور خوبی سے مولانا نے لکھا ہے اور ہر موقع پر یہ ثابت کیا ہے کہ میر صاحب کے کلام میں جو دلاویزی اور جادو بیانی ہے۔ وہ مرزا صاحب کے کلام میں نہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ اس قسم کی کتب سے اصناف کلام کی خوبیوں کے سمجھنے اور حسن و قبح جانچنے میں بڑی مدد ملتی ہے اور غالباً یہ پہلی کتاب ہے جس میں اردو کے دو نامور شاعروں کے کلام پر محاکمہ کیا گیا ہے جسطرح فارسی کے شعراء پر مولانا الطاف حسین صاحب حالی نے اس سے پہلے اپنی کتاب حیات سعدی میں سعدی جامی اور قاآنی کے کلام پر محاکمہ کیا ہے۔ اور اپنے معصولین کے لئے اس فن کا دروازہ کھول دیا ہے مولانا کا یہ کام ایک طرح سے انکی دقت نظر کا عمدہ ثبوت ہے اور جن لوگوں کو شعر خوانی سے دلچسپی ہے ان پر بڑا بھاری احسان۔ لیکن اگر وہ دہلی اور لکھنؤ کی اردو پر محاکمہ کر کے نظم و نثر لکھنے والوں کے واسطے عمدہ راہیں تجویز کرتے۔ تو ملک کے واسطے زیادہ مفید ہوتا اور علمی تحریروں پر اسکا بہت اچھا اثر پڑتا۔

آج سے ایک مدت پیشتر مولانا شبلی کی توجہ مشاہیر کے کارناموں کے لکھنے اور علم کلام کے مسایل پر فلسفیانہ تحقیقات کرنے پر مبذول تھی۔ یہ دونوں قسم کی تصانیف موجودہ نسلوں کی ہمت بڑھانے اور اعتقادی مسایل پر غور و فکر کرنے کے واسطے بہت مفید ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان مضامین پر جو بحثیں سر سید کی زندگی میں ہو اکرتی تھیں اور جو شبلی صاحب کی تصنیفات کا راس المال تھیں۔ ان کا بہت تھوڑا ذخیرہ باقی رہ گیا ہے۔ جو آخر شبلی صاحب کو یہ مسلک اختیار کرنا پڑا۔ بہرکیف جو کچھ اب کیا ہے اور آیندہ شعر العجم پر جو کرنا چاہتے ہیں خالی از فایدہ نہیں

کتاب زیر بحث فلس کیپ کے ۲۸۶ صفحوں پر مطبع مفید عام آگرہ میں چھپی ہے۔ کاغذ اور چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ خط بھی بہت اچھا ہے۔۔

حکمت عملی

مصنفہ

مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی

فلسفۂ عملی پر یہ ایک مبسوط اور جامع کتاب ہے اردو میں اس فن پر کوئی کتاب ایسی جامعیت سے نہیں لکھی گئی۔ مصنف نے اس کتاب کو اس زمانہ اور اس ملک کی ضرورتوں کے قابل بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کے اصول بھی بیان کئے ہیں اور مشرقی و مغربی علماء کی کتابوں سے وہ مضامین اخذ کر کے درج کئے ہیں جو انسان کی ذات میں جوہر شرافت پیدا کرنے والے اور اسکو زندگی کے مختلف مدارج مختلف زمانوں اور مختلف حالتوں میں اصول حکمت پر کاربند رکھنے والے ہیں تاکہ نفوس انسانی میں حکمت کی ماہیت کے بعد اس پر عمل کرنے کی قوت پیدا ہو۔

چونکہ معاشرت اور تمدن کی اصلاح کے لئے عورتوں کی حالت کی اصلاح اور حقوق کی نگہداشت ضروری ہے۔ لہٰذا موقع بموقع اسکا ذکر بھی کیا ہے۔ اسلئے اس کتاب کا مطالعہ مردوں اور عورتوں دونوں کو ضرور اور مفید ہے

اس کتاب کی عبارت نہایت صاف شستہ اور رواں ہے اور چونکہ مغربی و مشرقی خیالات کا مجموعہ ہے۔ مضامین میں متانت و دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اگرچہ نہایت دقیق مسایل پر بحث کی گئی ہے لیکن طرز بیان ایسا شگفتہ اور دلنشین ہے کہ سمجھنے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوتی۔ بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انسان کو آزاد۔ دلیر۔ غیرتمند۔ باحوصلہ۔ پرجوش ہونے اور مہمات امور پر نظر رکھنے۔ جائز آرام اور لذائذ کا حظ اٹھانے کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ قوت فاعلہ کی ترقی سے انسان میں بلند حوصلگی پیدا ہوتی ہے اور اگرچہ قوت منفعلہ کی خوبیاں بھی جابجا بیان ہوئی ہیں۔ لیکن اس انداز سے ہیں کہ ان کا میلان پست ہمتی کی طرف نہ ہو۔ اور اس خصوصیت میں یہ کتاب دوسری اخلاقی کتابوں سے فایق ہے کتاب خوبی طبع کے لحاظ سے بھی عمدہ ہے حجم تقریباً ساڑھے چار سو صفحے قیمت تین روپے۔ طالبعلموں۔ غریب شایقین اور سوداگروں کو ۲۵ فی صدی کمیشن دیجائیگی یعنی فی کتاب ۱۲؍ مکتاب ملنے کا پتہ یہ ہے۔۔۔۔

[illegible]

مراسلات

وکن روپی فنڈ

رسید بہی نمبر ۱۰۲ جسکی خانہ پری جناب شیخ عبدالغنی صاحب ٹھیکیدار گوشت کوہ مری نے کی وصول ہوا

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب محمد شاہ صاحب گوشت دفعدار کوہ مری	عہ
(۲)	" نیروز خان صاحب ٹھیکیدار لکڑی گل ڈنڈا	عہ
(۳)	" میاں صندل صاحب ٹھیکیدار سکیری ... "	عہ
(۴)	" جناب ماسٹر کرم بخش صاحب ٹیلر ماسٹر "	ٹکا
(۵)	" شیخ اجمیری صاحب روٹی والہ ...... "	عا
(۶)	" حاتم صاحب روٹی والہ "	عہ
(۷)	" میاں نور الدین صاحب ٹھیکیدار "	عہ
(۸)	مستری عمر دین صاحب سرکاری روٹی گودام "	عکا
(۹)	جناب چودہری فضل الدین صاحب ٹھیکیدار "	عہ
(۱۰)	جناب میاں احمد بیگ صاحب ... "	عہ
(۱۱)	" سردار عبدالکریم صاحب لئے والہ ... "	عہ
(۱۲)	" سردار وزیر خان صاحب .... "	عہ
(۱۳)	" خواجہ عبدالعزیز صاحب سوداگر شو "	عہ
(۱۴)	جناب سید عبدالغنی صاحب گھڑی ساز "	عہ
(۱۵)	جناب رمضان خان صاحب ٹین ساز "	عہ
(۱۶)	" شیخ تاج الدین صاحب سوداگر بوٹ "	عہ
(۱۷)	" خواجہ عبدالعزیز صاحب سوداگر شو "	عہ
(۱۸)	" مولوی عبدالرحمن صاحب گھڑی ساز "	عہ
	میزان	صہ

بقیہ حصہ رسید بہی نمبر ۱۰۱ جسکی خانہ پری جناب مولوی امام الدین صاحب نے کی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب پہلوان خان صاحب بیوپاری ساکن جہپاٹہ مری	عہ
(۲)	" محمد حسین صاحب .... "	عہ
(۳)	" حافظ فضل کریم صاحب سوداگر .... "	عہ
(۴)	" معلوم الاسم .... "	عہ
(۵)	" جناب ڈاکٹر رحیم بخش صاحب اسپیشل اسسٹنٹ ... "	عہ
(۶)	" میاں الہ دین صاحب .... "	عہ
(۷)	" لالہ فتح چند صاحب کمسریٹ ایجنٹ .... "	عہ
(۸)	جناب بابو قمر الدین صاحب کلارک نمبر ۵۲ کیمل کور ... "	عہ
	میزان	للعہ

رسید بہی نمبر ۱۳۹ جسکی خانہ پری جناب بابو محمد فضل احمد صاحب ویلنگٹ ایجنٹ نے کی اور اسکے پورا کرنے میں جناب بابو رکن الدین صاحب نے امداد دی جسکا شکریہ تہ دل سے کیا جاتا ہے ..

(۱) معرفت جناب بابو فضل احمد صاحب ہے ۔ میزان ہے ۔ راقم امام الدین دمتیق

مشائخ کی طاقت

اب وہ زمانہ تو بدلتا جاتا ہے کہ جب مشائخ صوفیا و علماء انگریزی تعلیم کے سخت مخالف تھے مگر ابھی ان مذہبی بزرگوں میں مسلمانوں کی ضرورتوں کا کافی احساس پیدا نہیں ہوا ہے ۔ اور غالباً اسکا سبب انگریزی تعلیمیافتہ جماعت کی بے پروائی ہے وہ اگرچہ علماء اور صوفیائے کرام کے عالمگیر اثر کو جانتے ہیں لیکن اس اثر کو اپنے شریک حال بنانے کی کوشش نہیں کرتے ۔

ہمارے خیال میں انکی یہ غفلت یا دانستہ بے پروائی قوم کا بہت بڑا گناہ ہے ۔ اس گناہ سے جلدی توبہ کرنی چاہیئے اور وہ طریقے اختیار کرنے چاہئیں کہ مشائخ اور علماء کو مسلمانوں کی ضرورتوں میں دلچسپی پیدا ہو ۔ کانفرنس کا زمانہ سر پر آ گیا لیکن کچھ خبر نہیں کہ سندھ جیسے مقام میں جہاں مشائخ صوفیہ دین و دنیا کی حکومت کرتے ہیں ۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کی کیا تجویزیں کی گئیں ہیں ۔ اگر وہاں کے پیروں کو کانفرنس کے مقاصد سمجھائے جائیں تو وہ جلدی سمجھ سکتے ہیں ۔ کیونکہ انمیں خواہ مخواہ کا تعصب نہیں ہے ۔ اگر ان کو کانفرنس کی جانب رغبت ہوگئی اور وہ کانفرنس کے شریک حال بنگئے تو تمام مسلمانان سندھ کی بہت جلدی اصلاح ہو سکتی ہے ۔ اخبار پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے کہ پچھلے سال مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے لاڑکانہ میں اشاعت اسلام میں جس قدر غیر معمولی کامیابی حاصل کی تھی وہ وہاں کے مشائخ کی بدولت میسر آئی تھی ۔ ایسا ہی اب حال میں ایک واقعہ احمد آباد گجرات میں پیش آیا ہے جو عملی طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ ناظرین اس سے اندازہ کر سکتے ہیں ۔ کہ ملک کے مشائخ کو آج خدا نے کیا طاقت مرحمت فرمائی ہے ۔

احمد آباد میں نور خان نامی کسی جوشیلے مسلمان نے "پولیٹیکل بھومیو" نامی ایک گجراتی اخبار جاری کیا تھا ۔ اول اول بہت لوگ بکثرت خریدار ہوئے لیکن جب ایڈیٹر نے مسلمانوں کی دردمندی میں لکھنا شروع کیا خاصکر گجراتی کی اس کتاب کی نسبت جس میں حضور سرور کائنات کی شان میں گستاخیاں تھیں گورنمنٹ کو توجہ دلائی ۔ اور جو وہ مضمون لکھکر یہ ثابت کیا کہ یہ کتاب آریہ نے لکھی ہے تو تمام آریہ اور ہندو خریدار دل نے اس اخبار کا ایک دم بائیکاٹ کر دیا ۔ نور خان بیچارے کو جیسی مصیبت اس بائیکاٹ سے پیش آئی ۔ وہ بیان کرنی مشکل ہے ۔ مسلمانوں کو خبر بھی نہ تھی کہ ان کے بھائی پر کیا گذر رہی ہے کیونکہ ان میں بہت کم اخباری شوق رکھتے تھے ۔ اور جو رکھتے تھے ان کو اس جھگڑے سے کچھ سروکار نہ تھا ۔ آخر انجام یہ ہوا کہ نور خان کی کوشش کامیاب ہوئی ۔ اور گورنمنٹ نے اس کتاب کی اصلاح کر دی ۔ مگر پولیٹیکل بھومیو کی حالت جب ہی درست نہ ہوئی ۔ اور وہ سخت مالی نقصان برداشت کر کے جاری رہا ۔ اسی اثناء میں بمبئی سے مسٹر قریشی ایڈیٹر اخبار خبردار گجراتی اور چند با ہمت مسلمان کسی ضرورت سے احمد آباد گئے اور پولیٹیکل بھومیو کی حالت زار سنکر انہوں نے مسلمانوں میں اسکی تحریک کرنی چاہی ۔ مگر وہ جانتے تھے کہ بغیر صوفی مشائخ کی امداد کے کام نہیں چلیگا اسلیئے وہ احمد آباد کے سب سے بڑے نامی بزرگ مولانا فرید الدین احمد صاحب چشتی نظامی (جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے قریبی واسطہ سے حضرت مولانا یحییٰ مدنی چشتی نظامی کی اولاد اور صاحب سجادہ ہیں) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ عرض کیا ۔ شاہ صاحب اسوقت شہر کے باہر ہزار دل مریدوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے جس وقت انہوں نے سنا کہ ہمارے بھائی پر اسلیئے ظلم کیا گیا کہ اس نے حضور سرور عالم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی خبر لی تھی ۔ تو ان کے جوش کی کوئی حد نہ رہی ۔ مسلمانوں کو حکم دیا کہ ابھی گاڑی لیکر جاؤ اور ہمارے مظلوم بھائی کو لاؤ ۔ چنانچہ نور خان ایڈیٹر پولیٹیکل بھومیو لائے گئے ۔ جس وقت گاڑی شاہ صاحب کی مسجد کے قریب آئی ہزاروں مسلمانوں نے ایڈیٹر کو کندھوں پر اٹھا لیا ۔ اور جوشیلے نعروں کے ساتھ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو شاہ صاحب نے

ایڈیٹر کو خاص خلعت پہنایا۔ اور انکے نقصان کی تلافی کا وعدہ کیا۔ اسی وقت مسلمانوں نے خریداری کے لئے نام لکھوانے شروع کیے۔ اور یہ عالم ہوا کہ جو مسلمان گجراتی نہیں بھی جانتے تھے وہ بھی خریدار بنگئے۔ اسکے علاوہ شاہ [illegible] نے [illegible] بعد کا بھی وعدہ کیا اور یوں ایک مظلوم مسلمان کے کل نقصانات کی بہت اچھی تلافی ہوگئی۔ تو کیا ایسی طاقت والے شایع کے اثر کو ہماری علیم یافتہ جماعت حقارت سے یونہی کھوتی رہیگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ایسا نہیں کریگی۔ اور [illegible]

راقم حسن نظامی دہلوی مقیم بمبئی

اہل اسلام اور علوم سائنس و فلسفہ

مخالفین اسلام عموماً یہ ثابت کرنے کی جا و بیجا کوشش کیا کرتے ہیں کہ سائنس و فلسفہ سے اہل اسلام ہمیشہ متنفر رہے ہیں۔ اور ان علوم پر خود کتابیں لکھنا تو درکنار رہا دوسری قوموں کی کتابوں کو بھی موقع ملنے پر ضایع کرنے سے نہیں چوکے۔ چنانچہ مثال کے طور پر صرف اسکندریہ کا ہی کتب خانہ پیش نہیں کیا جاتا بلکہ یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ اہل عجم گذشتہ زمانہ کی تصنیفات کے نہ ملنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے ان کے کتب خانے جلا دیے۔ جب ہمارے کانوں میں اس قسم کی آوازیں پہنچتی ہیں تو ہم کو بے اختیار ہنسی آجاتی ہے اور یہ بتانا پڑتا ہے کہ معترضین کے دماغوں کو تعصب نے حد سے زیادہ بوسیدہ کر دیا ہے ورنہ ایک صحیح الدماغ شخص کبھی بھی ان صفحات تاریخ پر مٹی ڈالنے کی کوشش نہیں کر سکتا جن پر ان علوم میں مسلمانوں کی ترقیوں کے حالات کندن کی طرح دمکتے ہیں۔ وہ یونانی فلسفہ جس نے ایک وقت چار دانگ عالم میں اپنی سطوت کا سکہ بٹھایا ہوا تھا۔ پندرہویں صدی عیسوی کے وسط میں جب ترکوں نے اہل یونان کو قسطنطنیہ سے بھگایا ہے یورپ میں پہنچا۔ چونکہ اہل یورپ اس وقت بالکل ظلمت جہالت میں گرفتار تھے۔ ان کو یہی نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوا۔ مگر اہل اسلام نے اس سے کئی سو برس پیشتر فلسفہ یونان کو بڑے شوق سے سیکھا اور آخر اس میں اس قدر ماہر ہوئے کہ یونانیوں کے بھی کان کترنے لگے۔ بعد ازاں مسلمان فلاسفروں نے یونانی فلسفہ کی اس قدر دھجیاں اڑائیں کہ الامان۔ ان بزرگوں نے لوگوں کو بتا دیا کہ علم فلسفہ کیا شے ہے؟ اور یونانی حکماء نے کیسی کیسی فحش غلطیاں کی ہیں۔ بالآخر جب مسلمان یونانی فلسفہ کی تار و پود کو ٹکڑے ٹکڑے کر چکے تو انہوں نے خود ایک نئے فلسفہ کی بنیاد ڈالی جس کو انہوں نے عین عروج کمال تک پہنچا دیا۔ امام غزالی رح جو متقدمین اہل اسلام میں بڑے جید مذہبی عالم گذرے ہیں۔ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ مشہور فلاسفر بھی تھے۔ انکی کتابیں زمانہ حال کے اہل یورپ کی تصنیفات کا بڑی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہیں۔

اسی طرح علم سائنس میں بھی مسلمانوں نے وہ وہ جولانیاں دکھائی ہیں کہ جنکی مثال اور کسی قوم کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ تاریخوں میں لکھا ہے کہ سنہ ۵۸۶ھ میں جبکہ ظاہرا رچرڈ اول شاہ انگلستان اور سلطان صلاح الدین والی مصر کے درمیان گویا درمیان صلیب عیسائیت و ہلال اسلام فلسطین کی مقدس سرزمین میں معرکہ آرائیاں ہو رہی تھیں محاصرہ عکہ کے وقت ایک دمشقی مسلمان سائینٹسٹ کی عجیب و غریب ایجاد کی وجہ سے مسلمان کامیاب ہوئے۔ دوسری تیسری چوتھی صدی ہجری میں مسلمانوں نے اس علم میں ایسی ایسی نمایاں ترقیات حاصل کی ہیں کہ زمانہ حال کے سائنس دان بھی ان کی تحقیقات کو دیکھ دیکھ کر عش عش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم اس زمانہ کے چند ایک مشہور سائنسدانوں کا مجمل طور پر ذکر کرتے ہیں۔ جنہوں نے علم کیمیا میں کمال حاصل کیا تھا۔ علم کیمیا سے مراد آج کل کی کیمیا گری نہیں ہے کیونکہ یہ تو آج کل کی جہالت کا نتیجہ ہے ورنہ قدیم مسلمانوں میں تو اس مالیخولیا کا کوئی نام بھی نہیں جانتا تھا۔ بلکہ یہاں پر میرا مطلب اس علم کیمسٹری سے ہے جو اشیاء عالم کے اجزا اور ان کے مرکبات کی خصوصیات کو حاصل کرنے اور پھر حسب منشا ترکیب دیکر کوئی نئی شے بنانے کے متعلق معلومات مہیا کرتا ہے۔ اور جو آج کل علم سائنس کا جزو اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اور نیز جس کو مخالفین اسلام اور چند نادان لوگ مخالف اسلام بتاتے ہیں۔ اس علم کا سب سے بڑا فاضل جابر بن حیان سمجھا جاتا ہے جس نے حرارت کے ذریعے خشک چیزوں کا ارتفاع دریافت کیا اور نائٹرک ایسڈ (شورے کا تیزاب) بنانے اور تحلیل و ترکیب کے قواعد منضبط کرنے سے ہمیشہ کے لئے "موجد فن کیمیا" کا خطاب حاصل کر لیا۔ اہل یورپ نے بھی اس شخص کو ہی فن کیمیا کا موجد ٹھہرایا ہے اور اسکو جیبر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ابھی دو سال ہوئے نہیں ہوئے کہ پیرس کی کیمیکل سوسائٹی میں جابر کے خیالات اور رایوں کے متعلق کافی بحث ہوئی تھی اور اسکی تصنیفات کی نسبت بڑے بڑے یورپین کیمسٹوں نے اعلیٰ درجہ کے خیالات ظاہر کیے تھے۔

خالد ابن یزید کی نسبت لکھا ہے کہ اس نے حکمرانی سے دست بردار ہو کر کیمیا سازی کے کارخانے قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ ابن عبدون نے تصعید و تقطیر کے طریقے ایجاد کیے۔ ابو الحسن الانصاری نے گیس (غاز) کے فواید دریافت کیے۔ ابو بکر رازی فن دواسازی کو ترقی دینے کے لئے علم کیمیا کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انہوں نے زیت الزاج و الکحل ایجاد کیے۔ علم طبیعات یا نیچرل سائنس میں حکیم بو علی سینا کی تصنیفات نے وہ نام پایا ہے کہ کسی یورپین عالم کو بھی شاید ہی نصیب ہوا ہو۔

ناظرین غور کریں کہ ان نظایر کو دیکھتے ہوئے بھی یہ کہہ دینا کہ مسلمانوں کو علوم سائنس و فلسفہ سے قدرتی تنفر ہے کس قدر انصاف کا خون کرنا ہے مجھے ان معترضین کی حالت پر رحم آتا ہے جو چند قصہ گو مگر برائے نام مورخین کی ناواقفیت سے فایدہ اٹھا کر مسلمانوں پر کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کا الزام لگا کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو فلسفہ سے دشمنی تھی میں نے اکثر غیر متعصب یورپین مورخین کی رایوں کو پڑھا ہے جنہوں نے تسلیم کیا ہے کہ خود عیسائیوں نے ہی اس عظیم الشان کتب خانے کو جلایا تھا۔ معترضین اس کتب خانے کے جلانے کا وقت زمانہ خلافت حضرت عمر خطاب بتاتے ہیں۔ مگر اس جلیل القدر خلیفہ کے عہد کی جس قدر تاریخیں مسلمانوں نے لکھی ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی ان کے اس بیان کی تائید نہیں ہوتی اسی ضمن میں ایک اور مزیدار بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عیسائیوں کی دیکھا دیکھی اب آریہ لیڈروں نے بھی اپنے سلف کی علمی کمزوریوں کو چھپانے کی غرض سے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا ہے کہ مسلمانوں نے انکے بھی قدیم کتب خانے جلا دیے۔ وجہ یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ اہل ہنود سبھی فلسفہ کے قدردان تھے۔ اور انہوں نے اسکے متعلق بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کی تھیں اور اکثر گھرانے ایسی کتابوں کو جمع کرکے کتب خانوں کی صورتوں میں رکھتے تھے۔ مسلمانوں نے جب ان کتابوں کو اپنے مذہب کے خلاف فلسفہ کی تعلیم دیتے ہوئے پایا تو ان کو برباد کر دیا۔ مگر افسوس کہ جن جن کتابوں میں یہ اعتراض پیش کیا گیا ہے وہاں کسی معتبر یا غیر معتبر تاریخ کا بھی حوالہ نہیں دیا گیا۔ بلکہ صرف مثلاً اسکندریہ کے کتب خانہ کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس کتب خانہ کی نسبت ہم اوپر کافی طور پر بتلا چکے ہیں کہ وہ عیسائیوں کے ہی ہاتھ سے تباہ ہوا اسلئے اب ہمارے آریہ بھائیوں کے پاس اس اعتراض کو پیش کرنے کے لئے کوئی سہارا باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا ان کو چاہیے کہ آپ ریاکاری کو چھوڑ کر صاف دلی سے اتفاق کی کوشش کریں۔ اور اہل اسلام کے دل دکھانے والے خیالات سے اپنی کتابوں اور زبانوں کو پاک رکھیں۔

آخر میں خداوند عز وجل کی درگاہ میں التجا ہے کہ وہ ہمارے ہموطنوں کو تعصب کے گڑھے سے نکال کر "الدین تحمل" کا سبق پڑھنے کی توفیق بخشے۔ اور اُنہیں ہر ملک میں تحریرات و تقریرات کے ذریعے نفاق آمیز خیالات کی اشاعت سے پرہیز کرنے کی ہدایت دے۔ آمین ثم آمین!!!

راقم افسر ہوشیارپوری۔

متفرقات

سید مرحوم اور نیشنل کانگریس ۱۸۸۷ء

حاجی اسمعیل خان صاحب رئیس دتاولی نے جو تقریباً بیس سال ہوئے

سرسید مرحوم نے لکھنؤ میں نیشنل کانگریس پر کی تھی اُسکو چھاپ کر شائع کیا ہے اور مطبع مفید عام آگرہ نے سو لفظوں پر اس زبردست تقریر کو چھاپا ہے جس میں بنگالیوں کی ہجو کرنے پر اکثر لوگ اُس زمانہ میں سرسید سے ناراض ہوئے تھے۔ لیکن آج اس بات کو تسلیم کیا جاویگا کہ انصاف اور صداقت اور بے ریا قومی خدمت میں بنگالی مدبر و لیڈران ہندوستان کی دوسری قوموں کے برابر نہیں ہیں۔ اور بدگوئی اور خود غرضی میں سب پالیٹیشن اُن سے سبق لے سکتے ہیں۔

اس بات سے بھی انکار نہ کیا جائیگا کہ ۱۸۸۸ء سے اب تک اگر مسلمان نیشنل کانگریس میں شریک رہتے تو جسطرح وہ اب میونسپل اور شہری جرائم کی وجہ سے جیلخانوں میں بھری ہیں اُس سے زیادہ پالیٹیکل فساد کی وجہ سے قید اور گرفتار ہوتے۔ اور بُرے وقت میں کوئی اُن کا ساتھ نہ دیتا گو گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ مسٹر سید حیدر رضا یا مسٹر حسرت موہانی مسلمانوں کے قائم مقام نہیں ہیں۔ مگر مذہباً مسلمان ہیں یہی وجہ ہے کہ مصلحۃً اُن سے تعرض نہیں کیا جاتا۔ ان حضرات کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اس عدم تعرض کی وجہ یہی ہے کہ اُن کے مسلمان ہونے کا احترام کیا گیا ہے۔ اور نیز گورنمنٹ جانتی ہے کہ اُنکی تحریریں مسلمانوں پر اثر نہیں کرتیں۔

اب وہ وقت آگیا ہے کہ صوبجات متحدہ کے ہندو بھی سرسید مرحوم کی فراست اور حب قومی کو تسلیم کریں۔ (عصر جدید)

کیا قوموں کی ترقی اور تنزل میں عورتوں کو کچھ دخل ہے؟

ایک عرصہ سے ہندوستان کے اخبارات اور رسالوں میں ایسے مضامین دیکھنے میں آتے ہیں جنمیں مضمون نگاروں نے اس دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس قوم کی عورتیں ترقی یافتہ ہیں۔ وہ قوم بھی ترقی یافتہ ہے۔ اور جس قوم کی عورتوں کی حالت تنزل میں ہے وہ قوم بھی تنزل کی حالت میں ہے۔ یہ مضمون نگار یورپ اور امریکہ کی عورتوں کی ترقی یافتہ حالت کو اُن ملکوں کی تمام ترقیوں کا محور ٹھہراتے ہیں۔ اور ایشیا اور افریقہ کے تنزل کی بنیاد اُن ملکوں کی عورتوں کو قرار دیتے ہیں جو تعلیم و تربیت سے محروم ہیں۔ میں نے اُن مضامین کو بغور پڑھا ہے۔ مگر میری رائے میں اُن کے دلائل محض

خطابی اور رنگ آمیز ہیں اور اُنکی بنیاد واقعات اور تاملات پر نہیں ہے۔ ہر زمانہ کی تاریخ میں یہ امر صاف طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ جو ہوا زمانے میں چل پڑتی ہے تمام آدمی اُسی کی پیروی کرتے ہیں۔ اسوقت اس امر پر کوئی غور نہیں کرتا کہ جو عام خیال لوگوں کے ذہنوں میں منقوش ہو رہا ہے اُس میں کچھ معقولیت بھی ہے۔ یا نہیں؟ مثلاً ایک زمانہ ایسا تھا۔ کہ اسمیں خارق عادت اور عجیب وغریب واقعات کے ماننے کا میلان عالمگیر تھا۔ اُس زمانہ میں جس قدر خارق العادت اور خارج از عقل باتیں مشہور ہوتی تھیں۔ اُن پر ہر شخص ایمان لے آتا تھا۔ آج کل زمانہ کا میلان اس طرف ہے کہ جو واقعات ممکن الوقوع بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ اُن پر دلیل و حجت طلب کیجاتی ہے اسی میلان کے سبب سے مذہبوں کی بندشیں ڈھیلی ہو گئی ہیں اور عام طور پر جاہل اور عالم سب کی توجہ اسطرف مایل ہے کہ ایسے عقاید کو خیرباد کہیں جو خلاف عقل یا خلاف قانون قدرت ہیں۔ اسی طرح آج کل تمام دنیا کا عام میلان یہ ہے کہ عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر کئے جائیں اور اُن کی گردنیں مردوں کے حلقہ اطاعت سے آزاد کی جائیں۔ جو مضامین عورتوں کے حقوق کی حمایت میں ہندوستان کے اخباروں اور رسالوں میں آج کل دیکھے جاتے ہیں اُن کا محرک بھی عام میلان ہے۔ اسوقت کوئی بندۂ خدا یہ نہیں دیکھتا کہ ان مضامین میں کہاں تک معقولیت ہے۔ اور کہاں غلطیاں استدلال کیا گیا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ان مضامین کو ٹھنڈے دل سے دیکھنے کے بعد اُن کی تردید میں ایک قاطع دلیل بیان کروں اور آجکل کے متداول دعوے کے برخلاف یہ دعوے ثابت کروں کہ عورتوں کو قوموں کی ترقی یا تنزل میں مطلق دخل نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی صاحب میری اس دلیل کو جو واقعات مبنی ہے معقول طریقہ سے رد کرینگے تو میں اُن کا ممنون ہونگا۔ اور اسپر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرونگا۔

سب کو معلوم ہے کہ بہت ہی قلیل مدت میں جاپان ترقی کے تمام زینے طے کر گیا ہے اور اُسنے ایسا عالی شان تمدن دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جسکو دیکھکر تمام دنیا دنگ ہو رہی ہے۔ اگر یورپ یا افریقہ۔ امریکہ اور ایشیا کے کسی رسالہ یا اخبار کو اُٹھا کر دیکھو تو اسمیں جاپانیوں کے کارنامے اُن کے اخلاق اُن کے فسانے۔ اُن کے خیالات اور اُن کے حالات دیکھنے میں آئینگے۔ مغربی ملکوں کے بہت سے رسالے جاپان کو اس غرض سے روانہ کئے جاتے ہیں۔ کہ وہ اُنکی شائستگی کو غور سے مطالعہ کریں اور اُنکی ترقی کا راز معلوم کریں۔ باوجود اس ہلچل کے جو جاپان کی ترقیوں نے دنیا کے ملکوں میں ڈال رکھی ہے۔ اگر آپ اُن کی عورتوں کی حالت پر نظر ڈالینگے تو عام مشرقی ملکوں کی عورتوں سے زیادہ اُن کی حالت کو ترقی یافتہ نہیں پائینگے اس مشاہدہ سے آپکو یقین ہو جائیگا کہ عورتوں کو قوموں کی ترقی یا تنزل میں بالکل دخل نہیں ہے نہ یورپ اور امریکہ کی عورتوں کی ترقی یافتہ حالت نے اُن ملکوں کے تمدن کی عمارت کو بلند کیا ہے نہ ایشیا اور افریقہ کی عورتوں کا تنزل اُن ملکوں کے تنزل کا باعث ہوا ہے۔

بالآخر آپ اس نتیجے پر پہنچینگے کہ اگر اہل ایشیا اور اہل افریقہ ترقی کرنا اور تہذیب و شائستگی کی سطح پر پہنچنا چاہیں تو بغیر اسکے کہ وہ اول عورتوں کی حالت کی اصلاح کریں۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اور عورتوں کی موجودہ پستی اور ادبار کی حالت اُن کی ترقی کے رستے میں حایل نہیں ہو سکتی۔ یورپ کے ایک سیاح نے جاپان میں مدت دراز تک رہکر وہاں کی عورتوں کے جو حالات معلوم کئے ہیں اور جو یورپ کے ایک نامور ماہوار رسالہ میں شایع کئے گئے ہیں اُن کو میں اس جگہ اپنے دعوے کے استدلال کی غرض سے درج کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ناظرین اُن کو غور اور دلچسپی سے مطالعہ کرینگے۔

سیاح مذکور لکھتا ہے کہ جاپان میں ہر عورت کی شائستہ تعلیم یافتہ ہے اور عمدہ لباس سے لدی ہوئی نظر آتی ہے مگر مردوں کی یہ نہیں اُسکو کام سے نہیں روکتیں

وہ ایک نہایت ہی جفاکش مخلوق ہے گویا وہ دنیا میں صرف اسلئے پیدا کی گئی ہے کہ ولادت سے وفات تک گھر کے کاروبار میں غرق رہے اور محنت اور مشقت سے کسی وقت آرام نہ ملے۔ مرد کا درجہ اس ملک میں عورتوں سے بہت بلند مانا گیا ہے۔ اسلئے عورتیں اُن کی خدمت پر اس حد تک مجبور کی گئی ہیں کہ اس سے آگے کوئی حد نہیں ہے۔ جاپان کا یہی عام مسئلہ ہے جسنے وہاں کی عورتوں کو اس بات پر مکلف کر رکھا ہے کہ وہ اپنی کمر پر بھاری بوجھ اُٹھائیں۔ اور اپنے نازک ہاتھوں سے سخت سے سخت کام انجام دیں

جسوقت جاپانی لڑکی اس عمر کو پہنچ جاتی ہے کہ وہ گھر کے کام انجام دے سکے تو ماں باپ اسکو اپنی ایک کنیز تصور کرتے ہیں اور اسوقت سے جو کام وہ انجام دینے لگتی ہے وہ یہ ہیں کہ وہ اپنی کم عمر بہنوں اور بھائیوں کی پرورش میں رات دن مشغول رہتی ہے۔ اور کسی وقت چین سے نہیں بیٹھتی۔ وہ اُن کو گود میں لیئے پھرتی ہے۔ وہ اُن کو کھلاتی پلاتی ہے۔ وہ اُن کو نہلاتی اور کپڑے پہناتی ہے وہ اُن کو رات کے وقت سلاتی اور صبح کو جگاتی ہے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ صبح سے شام تک اپنی چھوٹی بہن یا چھوٹے بھائی کو کندھے پر لئے گھر کے صحن میں یا گھر سے باہر پھرتی رہتی ہے۔ جاپانی لڑکی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ صبح کو سویرے اُٹھے اور سارے گھر میں جھاڑو دے۔ کھانا پکائے۔ مصالحہ پیسے۔ برتن دھوئے اور گھر کے تمام کام انجام دے سکو کر اسکو آدھی رات تک ان کاموں کے لئے جاگنا پڑے۔

برخلاف اسکے جاپانی لڑکے آزاد ہیں گھر کا کوئی کام ان کو انجام دینا نہیں پڑتا۔ ہر گھر میں انکی عزت کی جاتی ہے۔ جاپانی اپنے لڑکوں پر فخر کرتے ہیں۔ لڑکیوں پر نہیں۔ ایک زمانہ گذرا ہے کہ جاپان میں لڑکیاں فروخت کر دی جاتی تھیں اور جو اُن کو خریدتے تھے وہ نہایت ذلیل اور ادنے کام انکے سپرد کرتے تھے۔ مگر جب سے کہ جاپانیوں نے ترقی کی۔ اس رسم کا دستور نہیں رہا اور اب صرف تاریخ کے صفحوں پر اسکا ذکر پایا جاتا ہے۔

عورتوں کی یہ ذلت اور پستی جاپانیوں کے متوسط طبقہ کے خاندانوں ہی میں نہیں ہے۔ بلکہ اعلےٰ طبقہ کے خاندانوں میں بھی ہر عورت اپنے باپ اور بھائی اور شوہر کی کنیز خیال کیجاتی ہے اور یہاں بھی وہ مثل موم کی ناک کے ہیں کہ مرد اُسکو جس طرف چاہیں آسانی سے موڑ سکتے ہیں۔ اور وہ اسمیں ذرا بھی ننگ و عار نہیں سمجھتے۔ ہر جاپانی مرد کو اپنی بیوی اپنی بہن اور اپنی لڑکی پر جو اختیارات حاصل ہیں۔ اُن کی کوئی حد نہیں ہے یہاں تک کہ قانون نے باپ کو بعض اوقات لڑکیوں کی زندگی پر بھی اختیار دیا ہے۔ جاپانی عورتیں اپنے سرپرست مردوں کی اطاعت کے سوا اور کچھ نہیں سیکھتیں اور اُن کو دنیا کے علوم میں سے صرف یہی سبق پڑھایا جاتا ہے اور اسی فرض کا ادا کرانا تمام جاپانیوں کو مطلوب ہے۔

فرانس کا نامور فلسفی دیدرو کہتا ہے کہ میری خواہش بس یہی ہے کہ میری عورت قمیص سینا اور موزے بننا جانتی ہو اور اسکے سوا کسی علم یا فن سے مطلق آگاہ نہو۔ اگر میں سنتا ہوں کہ میری کسی عورت نے کوئی کتاب تصنیف کی ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ اب وہ عورت نہیں رہی۔ عرب کا ایک مشہور شاعر ابو العلا معری کہتا ہے کہ عورتوں کا کاتنے اور سینے میں مشغول رہنا بہ نسبت اسکے کہ وہ قلم ہاتھ میں لیں نہایت موزوں ہے۔ غالباً عورتوں کی نسبت جاپانیوں کا بھی یہی خیال ہے۔ جو فرانس کے اس نامور حکیم اور عرب کے اس مشہور شاعر کا تھا

چالیس سال سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ یوروپ کی جدید تعلیم جاپان میں داخل ہوئی ہے اور اسکے اثر سے عورتوں کی حالت میں خفیف سی تبدیلیاں بھی ہوئی ہیں۔ مگر جو مدرسے عورتوں کی تعلیم کے لئے جاری کئے گئے ہیں اُن میں ابتدائی تعلیم سے زیادہ کچھ نہیں سکھایا جاتا۔ یوروپ میں چھوٹی سی چھوٹی لڑکی کو جو تعلیم دیجاتی ہے وہ ان مدرسوں کی انتہائی تعلیم ہے۔ بہت کم جاپانی ہیں جو اپنی لڑکیوں کو یوروپ کے طریقہ کی تعلیم دینی چاہتے ہیں۔ . . . .

. . . . عام طور پر جاپان کے باشندے لڑکیوں کو جو تعلیم دینی پسند کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ لڑکیاں معمولی لکھنا پڑھنا سینا پرونا کھانا پکانا۔ کپڑے صاف کرنا باجا بجانا اور پھولوں کو خاص قاعدے سے گھر کی سیز پر ترتیب دینا سیکھ جائیں جسمانی ریاضت اُن کو مطلق نہیں کرائی جاتی۔

شاہی خاندان کی عورتیں اکثر خوبصورت ہوتی ہیں۔ مگر عام (عورتوں کی) حالت یہ ہے کہ اُن کے گال پھولے ہوئے ہیں قد چھوٹے ہیں۔ سینے حد سے زیادہ اُبھرے ہوئے ہیں۔ کمریں پتلی ہیں کندھے جھکے ہوئے ہیں۔ اور اکثر عورتوں کی آنکھوں میں بھینگا پن پایا جاتا ہے۔ چہرہ کو سُرخ یا سفید رنگ سے رنگنا اور بالوں کو خاص طور سے گوندھ کر قبہ دار بنانا ایک ایسا دستور ہے جو ادنے اور اعلےٰ عورتوں میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے اُن کے لباس محض ناموزوں اور بدنما ہیں اور اُن میں کوئی تناسب نہیں ہے۔ نیچے کا لباس اسقدر تنگ ہوتا ہے کہ چلنا پھرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ نہانے کی عادت البتہ عام ہے اور مفلس سے مفلس عورت بھی ہر روز نہاتی اور جسم کو صاف رکھتی ہے۔ جو کھانے جاپانی عورتیں کھاتی ہیں اُنمیں غذائیت اور طاقت کم ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ وہ دُبلی اور کمزور اور بدقوارہ اور کوتاہ قد دکھائی دیتی ہیں اور اُن کے جسمانی اعضا میں کوئی تناسب اور موزونیت نہیں پائی جاتی۔ حمل اور وضع حمل اور بچوں کی پرورش کی جو تکلیفیں اُن کو جھیلنی پڑتی ہیں۔ اُنہوں نے ان عورتوں کو اور بھی ناتوان اور نحیف کر دیا ہے بچوں کو دودھ پلانے کی کوئی مدت معین نہیں ہے اکثر وہ دو سال سے پانچ سال تک بچوں کو دودھ پلاتی رہتی ہیں۔ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک اس فرض کو انجام دیتی ہیں۔ کسی جانور کا دودھ بچوں کو نہیں پلایا جاتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک جانوروں کا دودھ بچوں کے حق میں مضر ہے۔ یہ بھی ایک بڑا سبب اس امر کا ہے کہ جاپانی عورتیں بچپن میں جوان ہوجاتی ہیں اور جوانی کے شروع میں بڑھاپے کو پہنچ جاتی ہیں۔

غذا کی خرابی کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ جاپانی عام طور پر گوشت نہیں کھاتے کیونکہ بودھ مذہب میں گوشت کھانا حرام ہے۔ چاول اور مچھلی اور ترکاریاں البتہ کھاتے ہیں مگر کھانے میں گھی کبھی نہیں ڈالتے۔ ہربرٹ اسپنسر نے لکھا ہے کہ جن قوموں کی غذا میں گوشت داخل نہیں ہے اُن کے جسم میں زور اور گٹھاؤ نہیں ہوتا۔

جاپان کی ہر عورت کو چلتے وقت دیکھو معلوم ہوتا ہے کہ وہ آگے کو جھکی اور زمین سے لگی جاتی ہے۔ عورتوں کے لئے یہ نہایت ہی مکروہ چال ہے۔ مگر اسکا سبب کیا ہے؟ یہی سبب ہے جو بیان ہوچکا ہے کہ وہ شادی سے پہلے اپنی چھوٹی بہن یا کم عمر بھائی کو اپنی کمر پر لادے صبح سے شام تک پھرتی رہتی ہیں۔ اس عادت سے اُن کی کمریں رفتہ رفتہ خم ہوگئی ہیں۔

جاپانی عورتوں کے سلام اور تعظیم کے طریقے میں نہایت ذلت اور عاجزی پائی جاتی ہے یوروپ کے لوگ اس طریقے کو ناپسند کرتے ہیں۔ مگر جاپانی اسکو مکروہ خیال نہیں کرتے۔ بلکہ اسکو عورت کے فرائض میں داخل جانتے ہیں۔ کوئی جاپانی عورت اپنے شوہر سے پہلے کھانا نہیں کھا سکتی جیسا کہ دیگر مغربی ملکوں میں دستور ہے۔ اگر کوئی جاپانی ایک مقام سے دوسرے مقام کو سفر کرتا ہے تو اسکی بیوی یا لڑکی یا بہن اُسکا اسباب اپنی کمر پر لادے ساتھ چلتی ہے۔ اکثر جاپانی گھوڑے پر سوار چلتے ہیں اور گھر کی عورتیں اُنکے ساتھ پیادہ چلتی ہیں یا اُن کا اسباب اون کی کمر یا کندھوں یا سروں پر ہوتا ہے۔ اس دستور کو کوئی شخص عیب کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ یوروپ کے لوگ جو عورتوں کی اسقدر عزت کرتے ہیں جاپانی اس عادت کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔

بودھ مذہب کے نامور حکیم کنفیوشس نے کہا ہے کہ "عورت پر فرض ہے کہ بچپن میں اپنے باپ کی اطاعت کرے اور شادی کے بعد اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے اور اگر وہ بیوہ ہوجائے

تو لیتے لڑکے کو کہنے میں ملیے" غرضکہ جاپانی عورت ہر زمانے اور ہر حالت میں مردوں کی مطیع ہے اور ان کے حلقۂ اطاعت و خدمت سے باہر نہیں ہو سکتی اور ذلت اور پستی کی زندگی سے سر نہیں اٹھا سکتی۔ شادی کے وقت جب جاپانی لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر سے شوہر کے گھر کی طرف جاتی ہے۔ تو اسکو سفید لباس پہنایا جاتا ہے۔ کیوں؟ اسلیے کہ سفید رنگ جاپانیوں کے نزدیک ماتم اور غم کی علامت ہے۔ اسکے معنے یہ ہیں کہ ماں باپ اسکو مُردہ خیال کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ آج ہم سے ہمیشہ کے لیئے جدا ہوتی ہے۔ جاپانی عورت کسی بات میں اپنے شوہر کی مخالفت نہیں کر سکتی اور تکلیف و آرام کی حالت میں اسکا ساتھ دیتی ہے اور اسکے احکام کی اطاعت کرتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ خود مر جائے یا اسکا شوہر عالم اجسام سے عالم ارواح کو سفر کر جائے اسکا یہ بھی فرض ہے کہ وہ شوہر کے ماں باپ کی اطاعت کرے۔ خواہ شوہر زندہ ہو یا وہ مر چکا ہو۔

جاپان میں نکاح کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ مذہبی ہے اور دوسرا طریقہ رسمی ہے۔ مذہبی طریقے سے جو نکاح ہوتا ہے وہ کامل نکاح خیال کیا جاتا ہے۔ اس نکاح کے بعد اگر میاں بیوی میں سے کوئی مر جائے تو دوسرے کو ماتمی لباس پہننا پڑتا ہے۔ رسمی نکاح میں یہ دستور نہیں ہے۔ اور مرد کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے نکاح کا رشتہ توڑ دے اور عورت کو اپنے سے جدا کر دے۔

جاپان کے قانون میں عورتوں کے متعلق بہت سے امور کا ذکر ہے۔ ان سب امور کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ مرد کو گھر سے باہر کے کام انجام دینے چاہئیں۔ اور عورت کو گھر کے اندرونی کام سنبھالنے چاہئیں۔ اگر کوئی عورت گھر سے باہر کے کام اپنے ہاتھ میں لے تو اس سے گھر کے اندرونی کاموں میں فرق آتا ہے اور خانگی انتظام درہم برہم ہوتا ہے۔

جاپانی عورت اگر اپنے شوہر کے ہاتھ سے بہت تنگ ہو اور جانتی ہو کہ اسکے ساتھ نباہ نہیں ہو سکتا۔ تو وہ طلاق مانگ سکتی ہے مگر طلاق اسکے حق میں بہ نسبت شوہر کے ساتھ رہنے کے بہت زیادہ خوفناک ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام اولاد طلاق کے بعد شوہر کو ملتی ہے عورت کو نہیں ملتی علاوہ اسکے عورت کو طلاق لینے کے بعد کوئی شوہر نہیں مل سکتا۔ برخلاف اسکے مرد ادنیٰ سبب سے عورت کو طلاق دے سکتا ہے اور اس قسم کے تمام اسباب قانون میں بیان کر دیئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ عورت زبان دراز ہو۔ اس حالت میں مرد کو اختیار ہے کہ عورت کو جب چاہے اپنے گھر سے نکال دے۔ طلاق کی کثرت جاپان میں اس قدر ہے کہ بیس شادیوں میں سے ایک شادی کا انجام ضرور طلاق پر ہوتا ہے۔ اگر جاپانی عورت بدکاری میں مبتلا ہو جائے تو شوہر اسکو فوراً گھر سے باہر نکال سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو اسکو قتل کر سکتا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اگر وہ تنہا بیوی کو قتل کرے تو جاپانی قانون کے بموجب وہ قاتل سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر بدکار بیوی اور اس شخص کو ایکساتھ قتل کر ڈالے جو اسکے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہوا ہے تو اسکا کوئی گناہ خیال نہیں کیا جاتا۔

اس مضمون کے پڑھنے سے جو جاپانی عورتوں کی حالت کی نسبت لکھا گیا ہے ہر شخص اس امر کا اندازہ کر لیگا کہ جاپانیوں نے جو علمی اور عملی ترقیاں کی ہیں۔ ان میں عورتوں کا کوئی حصہ نہیں ہے اور یہ دعویٰ محض بے بنیاد ہے کہ جس قوم کی عورتیں ترقی یافتہ نہیں ہیں وہ قوم معراج تمدن پر نہیں پہنچ سکتی۔ نیز ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ اس سے پیشتر کہ ہماری عورتوں کی حالت میں اصلاح ہو اور ان میں تعلیم و تربیت کی روشنی پھیلے ہم صرف اپنے سہارے سے اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ اور عورتوں کی مدد کی ضرورت نہیں پاتے۔

(راقم قوموں کی ترقی اور تنزل پر ایک گہری نظر ڈالنے والا) منقول از علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

آستانہ تعلیمہ کا ایک پارہ (۵ اگست) موصولہ لندن مظہر ہے کہ ترکی اور ایران کا سرحدی تنازعہ نازک صورت پکڑتا نظر آتا ہے۔ کیونکہ ترکی نے ایران دعاوی کو مسترد کر کے ظاہر کیا ہے کہ تمام مقبوضہ علاقہ در اصل ہمارا ہے۔

ممالکِ غیر

امریکہ کی ایک عدالت سے سٹینڈرڈ آئل کمپنی پر ایک مقدمہ میں ۲ کروڑ ۹ لاکھ ۴۰ ہزار ڈالر (ایک ڈالر = ۳ روپے ۱۰ آنہ) جرمانہ ہوا۔ جس سے زیادہ آج تک کسی پر جرمانہ نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ مسٹر راکفیلر جو تیل کا بادشاہ کہلاتا ہے اور اس کمپنی کا سب سے بڑا حصہ دار ہے کہتے ہیں کہ جب اسے اس جرمانہ کی خبر ہوئی تو وہ گولف کھیل رہا تھا۔ لیکن اُسنے اسکی مطلق پرواہ نہ کی اور بدستور کھیل میں مصروف رہا۔

نیویارک کی ایک مجسٹریٹ نے قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اگر کسی غریب مستورات کو حاضر عدالت ہونے پر تکلیف یا مالی مشکلات کا سامنا ہو تو اسکے مکان پر جا کر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے۔ اسی شہر میں رات کی عدالتوں کا جدید رواج قائم ہوا ہے۔ عدالتیں رات کے ۸ بجے سے صبح کے چھ بجے تک اجلاس کرتی ہیں۔

دار العوام نے حیث سند منیر لی اور کمپنی کے معاہدہ ڈاک کی تجدید کو کثرت رائے سے منظور کر لیا

شاہ رومانیہ نے ۸ ہزار قیدیوں کا جو گذشتہ بغاوت میں سزا یاب ہوئے تھے قصور معاف کر کے ان کو رہا کر دیا ہے

کوبلیش نامی ایک انگریز سوشلسٹ نے حال کی سوشلسٹ کانگریس منعقدہ سٹٹگارٹ میں ہیگ کانفرنس کی بابت کہا تھا کہ یہ ایک ڈاکوؤں کی کونسل ہے جو تمام دنیا میں قتل کا انتظام کر رہی ہے اسپر حکام جرمنی نے اسے ورٹمبرگ سے جہاں وہ سکونت پذیر تھا خارج کر دیا ہے۔

گورنمنٹ چین کے جدید احکامات کے مطابق آئندہ تبت میں چھ ہزار فوج رہیگی جنمیں سے ۱/۲ ہزار کے قریب تبتی ہونگی اور باقی چینی۔ نیز تجارتی اغراض کے لیئے تبت میں تین جدید تفریحی سکے رائج ہونگے۔

پارلیمنٹ ۲۸ ماہ حال کو برخاست ہوگی۔

نامہ نگار ٹائمز متعینہ پیکن لکھتا ہے کہ گورنمنٹ چین نے فرانس اور جاپان کے جدید عہد نامہ کے متعلق جاپان اور فرانس کے سفیروں کو ایک رقعہ لکھکر اس بارہ میں اظہار ناراضی کیا ہے کہ عہد نامہ مذکور میں چینی علاقہ میں امن وانتظام قائم رکھنے کا کیوں ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اسا سے چین کی ہتک متصور ہے۔ سفیروں نے جواب دیا کہ اس سے چین کے شاہی حقوق میں کسی قسم کی مداخلت مدنظر نہیں ہے۔

روس اور جاپان نے باہم فیصلہ کیا ہے کہ اپنی اپنی لیگیشنوں کو بڑھا کر سفارت گاہ کے درجہ پر پہنچا دیا جائے۔ جدید ڈوما کے افتتاح پر اسکے متعلق ضروری بل پیش کیا جائیگا۔

ڈریڈناٹ کے نمونہ کا تیسرا جنگی جہاز موسوم بہ ٹمیرئیر ۲۴ ماہ حال کو بمقام ڈیون پورٹ سمندر میں ڈالا گیا اس قسم کے جہازوں کے لئے جو جدید توپ تیار ہو رہی ہے اسکا وزن ۵۷ ٹن ہوگا اور اسکی زد ۱۰ میل کی ہوگی۔

بورڈو پیرس ایکسپریس کا بمقام کونٹراس (فرانس) ایک مال گاڑی سے تصادم ہو گیا۔ سات آدمی ہلاک اور ۳۰ مجروح ہوئے۔

پایہ تخت جاپان کا ایک تار مظہر ہے کہ وسط جاپان میں نہایت شدت کے سیلاب آئے ہیں جن سے گاڑیوں کی آمد و رفت رک گئی ہے۔ اور کئی گاؤں غرقاب ہو گئے ہیں

قانون کمپنی ہائے ہند مشرح کہ اردو میں مشرح تو در کنار معمولی صحیح ترجمہ متذکرہ ایکٹ بھی نہیں مل سکتا تھا۔ ایجنسی کے لائق ممبران نے اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے نہ صرف ایکٹ ۶ ۱۸۸۲ء (قانون متعلق کمپنی ہائے ہند) کا صحیح اور مستند ترجمہ چھاپ دیا ہے بلکہ بہ ایزاد حواشی و شروح اور با ضافہ حال تک کی ترمیمات و نظائر اور قواعد سکے اہلکاران ملک کے لئے اُسے ایک جامع قانون متعلق کمپنی ہائے ہند بنا دیا ہے۔ کا نمونہ یہاں بھی منگوائی۔

اسلامی دنیا

مارشل کاظم پاشا انسپکٹر حجاز ریلوے ۔ ہم نے ماہ گذشتہ میں دمشق سے حجاز شام لاین کا دورہ کیا اور واپس آکر باب العالی میں بذریعہ تار مفصل رپورٹ عرض کی جسکا خلاصہ یہ ہے :۔ پرمیون کی آمد و رفت کے لئے ۸۹۲ کیلو میٹر لاین بالکل تیار ہوچکی ہے جس کی حالت بجز اس حصہ کے جو تمیس اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہے بہت اچھی دیکھی گئی ۔ اس حصہ میں کثرت باران سے لاین کا اکثر کہیں کہیں سے شکستہ ہو گیا تھا میں نے اسکی نہایت احتیاط سے مرمت کرنے کی تاکید کردی ہے ۔ لاین شبستن العلا تک جو خاص صوبہ حجاز میں واقع ہے مکمل ہوچکی ہے ستمبر گذشتہ سے اس وقت تک دو سو سے زاید کیلو میٹر پر آہنی ریلیں بچھا دی گئی ہیں تین سو کیلو میٹر میں مٹی کا پشتہ تیار ہوا ۔ الاخضر کا تنل بنانے میں تین ماہ صرف ہوئے ۔ ورنہ زیادہ لمبائی میں آہنی ریلیں بچھائی جاتیں ۔ ۱۳ر اگست ۱۹۰۵ء یعنے سالگرہ جلوس سلطانی تک امید ہے کہ ۴۰۰ کیلو میٹر تک ریلیں بچھ جائنگی ۔ ایک سال کے اندر جس قدر کام سرانجام پایا وہ محض عنایت ایزدی کا نتیجہ ہے جب اکثر سلطانی لاین کے ساتھ دوہری ٹیلیگراف لاین بھی قایم ہو رہی ہے جنمیں سے ایک لائن نامہ و پیام کے لئے مخصوص ہوگی اور دوسری سرکاری لکی اور عام مہمات کیلئے ۔ سلسلہ ۱۹۰۰ء سے تا حال کل ۱۰۸۱ کیلو میٹر لاین تیار ہوئی جس کی سالانہ اوسط ۱۵۰ کیلو میٹر نکلتی ہے ۔ مگر ابتدا میں علاقہ کے سخت سنگلاخ ہونے اور کام کی بالکل ابتدائی حالت ہونیکی وجہ سے کام زیادہ نہ ہوسکا ۔ چنانچہ سال رواں کے کام کی مقدار اس اوسط سے بہت زیادہ ہے ۔ اور اگر یہی رفتار قایم رہی تو ۱۳ر اگست ۱۹۰۸ء تک انشاء اللہ تعالے لاین کا مدینہ منورہ تک اور مزید دو سال میں مکہ معظمہ تک پہنچ جانا یقینی امر ہے ۔

بمبئی وفد کے حاضر حضوری ہونے پر سلطان المعظم نے ان کے سامنے جو تقریر کی اُسکی نسبت لوندن میں اخبارات کا بیان ہے کہ جلالتمآب نے گذشتہ تیس سال کے عرصہ میں یہ پہلی مرتبہ رعایا کو مخاطب کرکے بنفس خود تقریر فرمائی ہے ۔

قیصر آسٹریا نے اپنے سفیر کی معرفت دو بیش قیمت گھوڑے بطور تحفہ سلطان المعظم کو بھیجے ہیں ۔

شیخ علی یوسف ایڈیٹر المؤید وسط جولائی میں قسطنطنیہ سے براہ بلگیریا سرویا ہنگری و آسٹریا پیرس کو تشریف لے گئے ۔ اُن کا بیان ہے کہ ترکی علاقے میں جو خطے چند سال پیشتر بالکل غیر آباد نظر آتے تھے ۔ اب وہ خوب آباد اور سرسبز و شاداب نظر آتے ہیں ۔ یہ آبادی مخصوصاً مسلمان مہاجرین کی وجہ سے ہے جو ہر سال متصلہ علاقہ جات بلگیریا سرویا ۔ بوسنیا قاف کریٹ جبل اسود وغیرہ سے اپنے حکام یا ہمسایوں کے جبر و ظلم سے تنگ آکر ممالک عثمانیہ کو ہجرت کرتے ہیں اور جنکی تعداد سال میں سچاس ساٹھ ہزار تک پہنچ جاتی ہے ان کی ضروریات کی غور و پرداخت کے لئے خاص سلطانی نگرانی میں معتمد افسروں کا ایک کمیشن مقرر ہے

لندن کے لارڈ میئر نے بتاریخ ۲۷ر جولائی مینشن ہاوس میں سرکردہ مصری سیاحوں کو جنمیں شیخ علی یوسف ۔ حافظ احمد عوض آفندی سابق نایب ایڈیٹر المؤید ۔ حال مالک و ایڈیٹر المنبر بھی شامل تھے پُرتکلف شاہانہ دعوت دی

حافظ حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب آج کل بنگلور میں رونق افروز ہیں ۔ امید ہے کہ کئی اور مقامات کا دورہ کرکے ماہ ستمبر میں واپس لاہور پہنچینگے ۔

پونا میں سر آغا خان کے انعام کی موٹر کار دوڑ کی ڈور کثرت باران کی وجہ سے ۱۶ر ستمبر ۱۹۰۵ء کو ملتوی کی گئی ۔

پیرس کے ایک ممتاز اخبار کا نامہ نگار آستانہ سے لکھتا ہے کہ یہاں مشہور ہے کہ عنقریب میں حکومت عثمانیہ ہند کا قنصل لیسے مقرر کرنے والی ہے جسکا کام محض اشاعت اسلام ہوگا

حضور لاٹ صاحب صوبہ مشرقی بنگال نے بحوالہ ضلع باریسال کے مسلمانوں کے ایڈریس کے جواب میں بھی ازراہ کرم فرمائی بورڈنگ ہاوسوں کے قیام کے متعلق کافی سرکاری امداد دینے کا وعدہ فرمایا ۔

کاسابلنکا کی جنگ میں ۱۲ر ماہ حال کو فرانسیسی فوج کا ایک آدمی مارا گیا اور چار زخمی ہوکر جنمیں ایک افسر بھی تھا ۔ عربوں کے پسپا ہونے کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا ہے کہ قبایل کی تمام جمعیت غایب ہوگئی ہے

کئی مُردہ گھوڑے میدان جنگ میں پائے گئے مگر کسی آدمی کی لاش نہ ملی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آتاری میں بھی قبایل کے لوگ جان پر کھیل کر اپنے مقتول جوانوں کی لاشیں میدان جنگ سے اُٹھا لے گئے ۔

ایک جاپانی فوجی کپتان آجکل قسطنطنیہ میں دولت عثمانیہ کے فوجی اور جنگی نظام کا معاینہ کر رہا ہے ۔

سنا ہے کہ شہنشاہ جاپان نے سردار ایوب جان صاحب کی خدمت میں ایک خط مع چند جاپانی تحایف کے بھیجا ہے ۔ سردار صاحب نے اثنائے سیاحت جاپان میں وہاں کے ایک ہسپتال میں پانچسو روپیہ چندہ دیا تھا ۔ اسکا یہی شکریہ ادا کیا ہے ۔

بقول معصر پایونیر افغانستان کی تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ اعلیحضرت امیر افغانستان ۸ر اگست تک ہرات میں ہی تشریف فرما تھے ۔ اور اُن کی نہانی حرکت ان کی طرف روانگی کی کچھ خبر نہیں

طنجہ میں جس قدر فوج مقیم تھی ۔ وہ تمام سلطانی فوج کی کمک کے لئے روانہ کی گئی ہے جسے حال میں قبیلۂ حامی کے آدمیوں نے شکست فاش دی ۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار ۲۵ر ماہ حال کو کاسابلنکا سے تار دیتا ہے کہ ہسپانیہ کے سپاہی کاسابلنکا سے چلے گئے ہیں اور کیمپ لگانے کے لئے کسی موزوں مقام کی تلاش میں ہیں ۔ وہ فرانسیسی فوج کے ساتھ مل کر ضرورتی کارروائی کرنے کے لئے ہروقت تیار رہینگے ۔ مزید فرانسیسی کمک مع سامان رسد پہنچ گئی ہے

پایہ تخت آسٹریا کا ایک پیغام نامہ مظہر ہے کہ ایک مراسلہ شایع کیا گیا ہے جس میں لکھا ہے کہ کونٹ ایہرنتہل اور سینیر ٹٹونی نے پنجشنبہ کے روز مقام سمیرنگ (متصل ویانا) میں باہم ملاقات کی اور ڈلیسو کے اجلاس میں جو پروگرام تجویز ہوا تھا اسکی تصدیق کی ۔ اٹلی نے مقدونیہ کے صلاحی سکیم کو منظور کرلیا ۔ اور گویا ثابت کیا کہ معاملات بلقان کے متعلق اٹلی و آسٹریا باہم بالکل متفق الرائے ہیں ۔ ۲۵ر ماہ حال کی خبر ہے کہ بیرن ایہرنتہل اور سینیر ٹٹونی مقام ایشل میں پہنچے ۔ ایمپرر فرانز جوزف نے سینیر ٹٹونی سے نہایت مخلصانہ ملاقات کی

ضرورت ۳/۱۳ کراچی میمن کمیونٹی کے مدرسہ کے واسطے مفصلہ ذیل اُستادوں کی ضرورت ہے (۱) ہیڈ ماسٹر جو کم سے کم انٹرنس پاس شدہ اور دینیات سے باخبر ہو ٹرینگ کالج کے سند یافتہ کو ترجیح دیجائیگی تنخواہ ۳۰ سے ۴۰ ماہوار ۔ (۲) فسٹ اسسٹنٹ جو مڈل پاس اور انٹرنس تک پڑھائی کرچکا ہو تنخواہ ۲۰ سے ۳۰ روپے ماہوار (۳) سکینڈ اسسٹنٹ جو مڈل پاس ہو ۔ تنخواہ ۱۵ سے ۲۵ روپے ماہوار دیجائیگی ۔ ہر درجہ کے ماسٹر کے واسطے لازم ہے کہ نیک چلن ۔ تندرست اور صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو ۔ درخواستیں مع نقول اسناد علمی و نیک چلنی اس پتہ پر آنی چاہئیں : تپالہ سیٹھ جان محمد ولد حاجی ڈوسل آنریری سکریٹری میمن کمیونٹی مدرسہ کیمپ کراچی

Jan Mohammad Son of A. Haji Dossal
Honorary Secretary Memon Community Camp Karachi

ہندوستان کی خبریں

مہارانی صاحبہ جیتپور نے لیڈی منٹو نرسنگ فنڈ میں ۱۰ ہزار روپیہ مرحمت فرمائے۔ کے علاوہ انگلستان کے خیراتی انسٹیٹیوشنوں کے لئے ایک لاکھ روپیہ حضور ملکہ معظمہ کو بھیجا ہے

اخبار مسافر آگرہ جسے توہین مذہبی کے جرم میں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی تھی اس کا اپیل سیشن سے نامنظور ہوا۔

بورڈ آف سائنٹیفک ایڈوائس کا ۱۰ دسمبر سے کلکتہ میں اجلاس شروع ہوگا۔

کہتے ہیں کہ مہاراجہ میسور نے حضور وائسرائے کے کپ کے مقابلہ گھوڑ دوڑ کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی قیمت کا ایک گھوڑا باہر سے منگایا ہے بعد میں اس خبر کی تردید کی گئی ہے۔

رنبیر کالج کی ترمیم شدہ سکیم صاحب وزیر ہند کی خدمت میں بغرض منظوری ارسال کی گئی ہے

مسٹر ارڈلی نورٹن نامور بیرسٹر مقدمہ آرتھناٹ کی پیروی کے لئے ۲۲ ماہ حال کو مدراس پہنچے مقدمہ کی ۲۶ ماہ حال سے سماعت شروع ہوگی

ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن کا اجلاس بمقام شملہ ۲۳ ماہ حال کو منعقد ہوگا۔

بمبئی میں متوسط درجہ کے اہل ہنود کے لئے ایک علیحدہ ہسپتال قائم کرنے کی تجویز ہو رہی ہے

کلکتہ کی ایک یوروپین فرم نے ہفتہ وار بنگالی اخبار سنجیونی کے ایڈیٹر اور پرنٹر پر بمقدمہ ازالہ حیثیت عرفی دائر کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ صوفی انبا پرشاد صاحب کی گرفتاری کے لئے وارنٹ نکلا ہوا تھا سرحد نیپال سے پکڑا گیا

کشمیر میں اب صرف ضلع مظفر آباد میں ہیضہ رہ گیا ہے جہاں ۷ ماہ حال کو تین وارداتیں ہوئیں

چلتی ٹرین میں سے پچھلے دنوں جو ایک ہزار ساورن سرکاری خزانہ سے گم ہو گئے تھے اسکے متعلق جس کانسٹیبل کی تحویل میں وہ روپیہ روانہ کیا گیا تھا وہ ڈھاکہ سے گرفتار کیا گیا ہے قریباً ۸۰ کے سوا باقی تمام ساورن اس سے برآمد ہوئے۔

شملہ کے کنٹرل میں دیوانگی کا مرض شدت سے پھوٹ پڑا ہے۔

خبر آئی ہے کہ کثرت باراں کی وجہ سے سکھر بیگاری کا بند شکست ہوگیا ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۳ ماہ حال کے اندر کل ہندوستان میں ۸۷۷۲ طاعونی اموات ہوئیں یعنی ہفتہ ماقبل سے ۳۳۲ کی زیادتی ہوئی۔ پنجاب برما اور صوبہ سرحدی کے سوا باقی تمام صوبجات میں اموات کی تعداد ہفتہ گذشتہ سے قریباً دوچند ہے۔ صوبجات متحدہ میں صرف ۵ کی زیادتی ہوئی۔ تفصیل یہ ہے۔ پنجاب ۱۳۹۔ برما ۹۹۔ صوبہ سرحدی ۱۔ احاطہ بمبئی ۱۹۷۶۔ ممالک متوسط ۱۲۲۔ ریاست میسور ۳۰۸۔ حیدر آباد ۸۰۔ صوبجات متحدہ ۴۵۔

کلکتہ میونسپلٹی کی سرپرستی میں عنقریب ایک رصدگاہ تعمیر ہوگی جہاں شہر کے موسم کے لحاظ سے امراض کا مطالعہ کیا جائیگا۔

برہما میں گوہٹی سے رنگون تک ایک سلسلہ ریلوے لائن کا تعمیر ہونے والا ہے۔

۱۱ ماہ حال کو انبالہ میں سرگرم افواہ تھی کہ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستان سے خارج کرنے کے لئے ایک عظیم پیمانہ پر سازش ہو رہی ہے۔ اور اسکے ثبوت میں لاہور امرتسر راولپنڈی وغیرہ سے آئے ہوئے خطوط پیش کئے جانے والے تھے اس افواہ کا یہاں تک اثر ہوا کہ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس معہ دو ڈپٹی انسپکٹر جنرلوں کے بعجلت تمام انبالہ پہنچے۔ اور ۵ اگست کو تحقیقات کے بعد تمام معاملہ کو محض بے بنیاد پایا۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کا جنکشن کندیاں میانوالی کو منتقل کیا جائیگا۔

کرنالہ سٹیشن کے متصل ایک ہندو زمیندار اتفاقیہ ڈاک گاڑی کے نیچے آکر کچل گیا۔

راولپنڈی کے مقدمہ بلوہ میں ملزموں کے گواہان کی شہادت شروع ہونے سے پہلے استغاثہ کے گواہوں پر جرح ہو رہی ہے

۲۲ ماہ حال کی شب کو ٹکسالی دروازہ لاہور کے اندر دو شخص نقب زنی کی حالت میں گرفتار کئے گئے پولیس مصروف تحقیقات ہے۔

ابتدائی تخمینہ کے مطابق امسال بنگال میں رقبہ زیر کاشت پٹسن ۲۱۴۲۷۰۰ ایکڑ ہے

ماہ رواں کے آغاز میں ہیناپور کی بلیک واچ رجمنٹ کے سپاہیوں میں انٹرک بخار کے سات کیس ہوئے جسکی وجہ سے دیگر سپاہیوں کا وہاں جانا ممنوع قرار دیا گیا۔

محکمہ ڈاک نے مضبوط کاغذ کے جدید مربع لفافہ کی طرح ایک مستطیل لفافہ بھی جاری کیا ہے جو موجودہ لفافہ سے طول و عرض میں زیادہ اور دبیز ہے اور تاجر ملک کی سہولت کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ جدید مربع لفافوں کی طرح یہ لفافے بھی گیارہ آنے کے ۲۰ یا گیارہ پیسے کے پانچ کے حساب سے بکا کرینگے۔ اور عنقریب بڑے بڑے ڈاکخانوں سے مل سکینگے۔

ایسٹ انڈین ریلوے کی الہ آباد مغل سرائے کی درمیانی جدید ڈبل لائن کا عنقریب مسافروں کی آمد و رفت کے لئے افتتاح ہوگا۔ امید ہے کہ اس سے آئندہ کلکتہ سے پنجاب اور بمبئی کی طرف جانے والی ڈاک معمول کی نسبت جلدی پہنچا کریگی۔

کوئلہ کی گرانی اور دیگر وجوہ کے باعث تمام جہازی کمپنیوں نے ہندوستان سے انگلستان تک جانے اور آنے کے کرایہ میں دس فیصدی کا اضافہ کر دیا ہے۔

۲۴ ماہ حال کی شب کو چاندپور اور چاٹگام کے درمیان چلتی گاڑی میں ایک صندوق میں سے پندرہ ہزار روپیہ کی چوری ہوگئی۔ پولیس سرگرم تحقیقات ہے

ماہ رواں کے اختتام تک گورنمنٹ ہند کو محاصل افیون سے سوا کروڑ ۵۱ لاکھ یعنی تخمینہ کی نسبت ۲۵ لاکھ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔

لیجسلیٹو کونسلوں کی توسیع کے متعلق ہنوز گورنمنٹ ہند اور صاحب وزیر ہند میں خط و کتابت ہو رہی ہے۔

بنگال کے کئی اضلاع میں دھان بونے کے لئے ابھی بارش کی اشد ضرورت ہے۔

ہندوستان کی ریلوں کو یکم اپریل سے ۱۰ اگست تک سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی اسمیں ایسٹ انڈین ریلوے کا حصہ سب سے زیادہ یعنی قریباً ۲۴ لاکھ تھا۔

ولایتی ڈاک کے جہاز میں جو بمبئی سے ۱۳ ماہ حال کو روانہ ہوگا کلکتہ ہائیکورٹ کے جج روانہ ولایت ہونگے۔

مجوزہ بنگالی بنک کے مہتمم سب کے سب بنگالی ہونگے جو بینکنگ کے کام میں نہایت ماہر ہونگے کسی غیر قوم کے آدمی کو ملازم نہ رکھا جائیگا۔ بنک کا سکیم تیار ہے اور عنقریب شایع کیا جائیگا۔

لاہور۔ امرتسر اور دہلی میں پیدل اور سوارہ یوروپین پولیس کی مجوزہ تعیناتی کی بابت حکام پنجاب کو ابھی تک کسی قسم کی اطلاع نہیں پہنچی۔

پنجاب یونیورسٹی کی اس تجویز کو گورنمنٹ نے منظور کر لیا ہے کہ میڈیکل کالج کے امتحانات ایم بی و ایم ایس ہر سال ماہ مئی کے دوسرے دوشنبہ کو اور امتحانات ایم ڈی و ایم ایس ماہ نومبر کے دوسرے دوشنبہ کو لئے جایا کریں۔

راج مندری سے خبر آئی ہے کہ وہاں ایک یوروپین افسر نے ہرن کا شکار کھیلتے ہوئے غلطی سے ایک لڑکے کو نشانہ بندوق بنایا۔ لڑکے کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ فصلوں کی حالت تمام ملک میں عمدہ ہے صوبجات متحدہ اور

پنجاب میں ٹڈی دل ہے۔ اڑیسا کے متوسط میں سیلاب نے فصلوں کو کسقدر نقصان پہنچایا
مختلف مقامات میں چوہے ہی فصل کو نقصان پہنچا رہے ہیں

گورنمنٹ ہند نے ہندوستان میں کوکین کی عام درآمد بند کردی ہے آیندہ اسے صرف وہی لوگ ولایت سے منگا سکینگے جنہیں گورنمنٹ کی طرف سے خاص اجازت عطا کی گئی ہو۔

آنریبل سر ایل گارڈن واکر حضور وائسرائے کی کونسل کے ایڈیشنل ممبر مقرر ہوئے۔

میجر کے ڈی ارسکائین پولیٹیکل ایجنٹ بیکانیر مقرر ہوئے

دار الضرب کلکتہ میں تانبے اور چاندی کے پرانے سکے فروخت کے لیئے موجود ہیں۔ یہ سکے اورنگ زیب. احمد شاہ. شاہ عالم. محمد شاہ. علاء الدین حسین (بنگال)، شاہجہاں فرخ سیر شاہ عالم ثانی جہانگیر سیف الدین حسین فیروز شاہ بہمنی اور عالمگیر ثانی کے عہد کے ہیں

دربھنگہ میں قحط زدگان کی تعداد گھٹ کر ۹۶۳۳ رہگئی ہے

رپورٹ فصل وموسم صوبجات متحدہ بابت ہفتہ مختتمہ ۱۸ اگست ۱۹۰۹ء: تمام اضلاع میں بارش ہوئی مگر زیادہ کی ضرورت ہے حصہ شمالی کے لیے اضلاع بجنور. مرادآباد. بریلی پیلی بھیت شاہجہانپور. بارہ بنکی. گونڈا. بستی. گورکھپور اور بلیا میں کثرت باراں کی وجہ سے اضلاع علی گڈھ آگرہ و جھانسی میں کام کاشت کا بند ہے تخم ریزی ہو چکی ہے اور نلائی جاری ہے. فصل ربیع کے لئے زمین تیار کی جارہی ہے. ڈیرہ دون کے بعض حصص میں ٹڈی سے اور سہارنپور کے ایک پرگنہ میں چوہوں سے فصل کو کسی قدر نقصان پہنچا ہے۔ پندرہ اضلاع میں ہنوز خفیف قسم کا مویشی کا مرض موجود ہے ہردوئی۔ کھیری۔ بارہ بنکی اناؤ اور رائے بریلی میں چارہ کمیاب ہے اور گاؤں سے منڈیوں میں غلہ بکثرت موجود ہے اور نرخ بدستور ہیں

سر ہنری مککلم جدید گورنر سیلون شنبہ کے روز کولمبو میں پہنچ گئے

مہاراجہ گوبند سنگہ والی دتیا کو میجر ڈیلی نے تاریخ ۲۱ اگست گدی پر بٹھایا۔

مدراس کے مقدمہ اغوا میں جن تین عیسائی عورتوں پر ایک ہندو لڑکی کے اغوا کا الزام لگایا گیا تھا. عدالت نے ان کو بدیں وجہ رہا کر دیا کہ لڑکی کی عمر ۱۸ سال کے قریب ہے ...

مدراس یونیورسٹی کے اہتمام سے آجکل مدراس میں ایک تعلیمی نمائش منعقد ہو رہی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ گزٹ

۲۲ اگست ۱۹۰۹ء } مفصلہ ذیل عارضی ایڈیشنل ججان چیف کورٹ پنجاب ۱۲ اگست سے اپنی خدمات سے سبکدوش ہوئے :-

(۱) آنریبل مسٹر ایچ اے بی راٹیگن بیرسٹر ایٹ لاء۔ (۲) آنریبل مسٹر لال چند رائے بہادر ایم اے۔ (۳) آنریبل میاں محمد شاہدین خان بہادر بیرسٹر ایٹ لاء۔ (۴) آنریبل مسٹر ڈبلیو چیولیس ::

مسٹر ان ایچ پرنٹر اسسٹنٹ کمشنر مظفر گڈھ کو تبدیل ہوئے جہاں انہوں نے ۱۴ اگست سے اپنی خدمات کا چارج لیا. اور دوسرے روز ۱۵ اگست کو مسٹر آر کی کلارک کی جگہہ جو رخصت پر روانہ ہوئے قایم مقام ڈپٹی کمشنر مظفر گڈھ مقرر ہوئے۔

میجر اے ای بارٹن ڈپٹی کمشنر نے ۱۵ اگست کو مقام فیروزپور اپنی خدمات کا چارج لیا اور کیپٹن جی بی سانفورڈ کو سبکدوش کیا۔

میاں عبد الحمید بی اے۔ ای۔ اے سی شاہپور کو ۱۵ اگست سے ۶ ہفتے کی ... شیخ ... قایم مقام۔ ای۔ اے سی فیروزپور کو ۱۴ اگست سے ۲ ماہ کی۔ اور مسٹر جی۔ انیف۔ ڈی۔ ہاسٹر لیس قایم مقام ڈپٹی کمشنر لایلپور کو ۲۰ جولائی سے ۵ ہفتہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی۔

مولوی ... تحصیلدار میانوالی مجسٹریٹ درجہ دوم کو سزائے تازیانہ کا اختیار دیا گیا۔

شیخ نجم الدین ای اے سی اپنے فرائض کا چارج لینے کی تاریخ سے مجسٹریٹ درجہ اول و منصف رہتک مقرر ہوئے۔

منشی اعجاز احمد خان قایم مقام نایب تحصیلدار دیوانی ضلع حصار میں مجسٹریٹ درجہ سوم مقرر ہوئے۔

لاله کبیر داس قایم مقام ای۔ اے سی ضلع حصار میں مجسٹریٹ درجہ اول مقرر ہوئے اور انہیں منصفی کے اختیارات عطا ہوئے۔

خواجہ محمد حسین بی۔ اے رجسٹرار عدالت مطالبہ خفیفہ دہلی مقرر ہوئے. اور نیز دیوالیہ کے مقدمات کی تحقیقات کے متعلق انہیں اختیارات بھی حاصل ہوئے

پنڈت ہرکشن داس ایم اے منصف کے اختیارات بحیثیت جج عدالت مطالبہ خفیفہ سیالکوٹ مستقل کیئے گئے

کیپٹن جی بی سانفورڈ نے ۱۶ اگست سے قایم مقام ڈسٹرکٹ جج فیروزپور کے فرائض کا چارج لیا. اور مسٹر کرتھی سنگھہ ای اے سی کو جو اسی ضلع میں متعین ہے سبکدوش کیا۔

کیپٹن جے۔ جی جی سوان آئی۔ ایم۔ ایس قایم مقام سول سرجن شاہپور نے ۱۲ اگست سے رعایتی رخصت حاصل کی اور ان کی جگہہ اسسٹنٹ سرجن نیر رفیع الدین انچارج سول اسپتال شاہپور اپنے فرائض کے علاوہ اسی تاریخ سے قایم مقام سول سرجن شاہپور مقرر ہوئے

پنڈت تیلو رام اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ دہلی نے ۱۲ جولائی سے ۳ ماہ کی رعایتی رخصت حاصل کی۔ اور ان کی جگہہ مولوی احمد علی ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس شاہپور قایم مقام اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ دہلی مقرر ہوئے۔

کیپٹن ای۔ ایل پیری آئی۔ ایم۔ ایس. (بنگال) کی خدمات مستقل طور پر حوالہ گورنمنٹ پنجاب کی گئیں.

مسٹر جے سی ملالے سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ شعبہ آبپاشی کو ۳۰ جولائی سے ۳ ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی۔

مسٹر ایچ۔ ای ملویٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی کو ۲ اگست سے چھ ماہ کی معینہ رخصت ملی

آنریبل ججان چیف کورٹ پنجاب لاہور نے مفصلہ ذیل منصفوں کی تبدیلیوں کا حکم صادر کیا سید شیر شاہ ڈیرہ غازیخان سے مظفر گڈھ۔ لالہ جسونت رائے تینجا ایم اے مظفر گڈھ سے شاہپور۔ لالہ ہردیال شاہپور سے میانوالی۔ منشی سراج الدین بی اے میانوالی سے ڈیرہ غازیخان۔ پنڈت امولک رام بی۔ اے لودہیانہ سے انبالہ. منشی امام الدین انبالہ کو لودہیانہ۔ لالہ کشن داس گوجرانوالہ سے بٹالہ۔ لالہ بغ لال بٹالہ سے ملتان۔ لالہ خیم لال بی۔ اے ملتان سے گوجرانوالہ۔ لالہ کندن لال بی اے (۲) ڈسکہ سے ہوشیارپور۔ شیخ دین محمد ایم اے گڈھ شنکر سے ڈسکہ۔ لالہ راجا رام بی۔ اے امرتسر سے گڈھ شنکر کو میاں محمد عبد العزیز بی۔ اے مری سے امرتسر۔ لالہ امرت رائے بی۔ اے دسوہہ سے مری۔ لالہ مولچند (۲) ازیرہ پنڈدادنخاں۔ لالہ دیو کی نندن پنڈ دادنخان سے جھنگ۔ لالہ دلا رام بی۔ اے جھنگ سے دسوہہ لالہ دوارکا پرشاد ایم اے ظفروال سے گوجرانوالہ اور میاں عطا محمد گوجرانوالہ سے ظفروال کو۔

سرکاری خبریں

کپتان سی۔ ایچ بکنجھم صاحب. قایم مقام ڈپٹی کمشنر منٹگمری کو ایکماہ اور ۵ یوم کی رخصت ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء سے عطا ہوئی۔ ایچ اے ای ویکفیلڈ صاحب ان کو سبکدوش کرینگے. کپتان بی او۔ رو صاحب. قایم مقام ڈسٹرکٹ جج جالندہر کو ایکماہ اور ۱۰ یوم کی رخصت یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء سے عطا ہوئی۔ ایس ڈبلیو گربی صاحب قایم مقام ڈسٹرکٹ جج امرتسر ... صاحب سبکدوش ہونے پر عارضی طور پر جالندہر کو تبدیل کیئے جاینگے۔ رائے ... صاحب ... ایم اے عارضی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج ...

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہی

قیمت معہ محصولڈاک	THE VAKIL	فہرست مضامین

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

قیمت معہ محصولڈاک

	سالانہ	ششماہی
پیشگی		
ممالک بیرون سے	شلنگ ۱۲	شلنگ ۷
امراو دربار سے	۱۳	۸
عام خریداروں سے	۸	۵
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	۶	۴

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خطوکتابت بنام سپرنٹنڈنٹ مطبع ہونی چاہیئے

فہرست مضامین

تازہ خبریں
مجوزہ پولیٹکل اصلاحیں - پنجاب گورنمنٹ پر
ایک تہملے سوطیں کی - محمد شاہ صاحب
وکیل امرتسر کی وفات حسرت آیات .
حسن اتفاق اور پہلا موقع تین پنجابی مسلمانوں کا
ولایت جانا . انڈیا کونسل ہندوستانیوں کا تقرر
بہادر شاہ مرحوم کی قبر کی مرمت - سوراج کے
لفظی معنے - مسٹر گوکہلے کا جدید اعلان - حمایت
اطفال - پہروہی شکایت
سر ولیم لی در حدیث دیگراں - الوداعی جلسہ
گکاٹون پارٹی - رہنمائے حج - انجمن القرض
ہندوستان کی خبریں . ممالک غیر - اسلامی دنیا
اشتہارات

نمبر ۴۵ | مطبوعہ ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۷ع مطابق ۱۲ رجب سنہ ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۳

تازہ خبریں

صاحب وزیر ہند نے مفصلہ ذیل تین اصحاب کو انڈیا کونسل کا ممبر مقرر کیا ہے :- (۱) سر جیمز لاٹوش سابق لفٹیننٹ گورنر صوبجات متحدہ (۲) مسٹر گپتا متعلقہ بورڈ ما ہیگیری . (۳) مسٹر سید حسین بلگرامی سابق ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم ریاست حیدرآباد دکن :

مسٹر سلیوان ایگزیکٹیو انجینیر لکھنو کا ۲۸ ماہ حال کو مرض ہیضہ سے انتقال ہوگیا

مولائے حفیظ کے بحیثیت سلطان مراکو رباط پر چڑھائی کرنے کی وجہ سے فرانسیسی جنرل ڈروڈ کی درخواست دربارہ دو پلٹنوں کی مزید کمک کے منظوری ہوگئی ہے

پیرس میں ایک مراسلت شایع کی گئی ہے جس میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ اندرون ملک میں فوج کشی کرنے کا مسئلہ دور از خیال ہے

ان پیغامات تار سے جو پیرس میں وصول ہوئے ہیں . پایا جاتا ہے کہ مولائے حفیظ کا رویہ دوستانہ ہے اور وہ جنرل ڈرورڈ کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کو تیار ہے

بعد کی خبر ہے کہ مزغان میں مولائے حفیظ کی تخت نشینی کی خبر سن کر اہل مراکو اور تمام یورپین سب خوش ہیں . امید کی جاتی ہے کہ نئے دور میں امن و امان قایم رہیگا

فرانسس جوزف شاہ آسٹریا نے فرڈیننڈ شاہ بلغاریہ کو اسکی تخت نشینی کی سالگرہ پر نہایت مخلصانہ مبارکباد بھیجی اس سے بلقان کے معاملات پر چہ میگوئیاں ہورہی ہیں

بعد کی خبر ہے کہ زار روس نے بھی شاہ بلغاریہ کو اسی قسم کا مبارکبادی کا تار بھیجا :

ایڈوایزری دیسی کونسلوں کے قیام اور لیجسلیٹو کونسلوں کی توسیع اور طریق کار عمل کے متعلق جو تجاویز گورنمنٹ نے لوکل گورنمنٹوں کے پاس بغرض رائے کے لئے حال میں صادر کی ہیں بنگالی اخبارات ان پر نہایت بے اطمینانی ظاہر کر رہے ہیں اور انہیں چنداں مفید نہیں خیال کرتے

ہز ہائینس مہتر چترال ۲ ستمبر کو معہ پولیٹکل ایجنٹ شملہ آنے والے ہیں اور ایک ہفتہ قیام کرینگے

اخبار سندیا ماترم کلکتہ کے مقدمہ بغاوت کے متعلق مسٹر بپن چندر پال استغاثہ کی طرف سے شہادت دینے کے لئے طلب کیا گیا تھا . مگر انہوں نے عدالت میں مقدمہ کے متعلق کسی قسم کے سوال کا جواب دینے سے مطلق انکار کیا . عدالت نے دوتین روز اس معاملہ کو ملتوی کرکے آخر اسکا توہین عدالت کے لئے چالان کردیا . مقدمہ صاحب پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں ۲ ستمبر کو پیش ہوگا دریں اثنا مسٹر پال ضمانت پر رہا رہیگا .

جزایر فلپائن نے امریکہ سے آئینی حکومت کا مطالبہ کیا ہے .

گورنمنٹ کالج رنگون کے تین چار سو لوبرڈ رمل اور دیگر طلباء نے ۲۶ ماہ حال کو یک لخت کالج چھوڑ دیا . ان کی اس کارستانی کی اصل وجہ معلوم نہیں ہوئی . کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی کالجوں کے طلباء کی دیکھا دیکھی انکو بھی سٹرائیک کا شوق چرایا ہے . یہ بھی سنا جاتا ہے کہ وہ کالج کے بعض خاص سکول ماسٹر کے سلوک سے ناراض ہیں .

بریلی کے ایک لانس کارپورل کے لئے اپنے آپکو فوجی کپتان ظاہر کرکے پبلک کو دھوکا دینے پر جنرل کورٹ رنگون سے گمٹسے دو سال قید سخت کی سزا ہوئی

وکیل

امرتسر

نمبر ۴۵ جلد ۱۲ مطبوعہ ۳۱ اگست ۱۹۰۷ء یوم شنبہ

مجوزہ پولیٹکل اصلاحین

لیجسلیٹو کونسلون کی توسیع اور باشندگان ہند کو سلطنت کے مشورون مین شریک کرنیکی جو مہتم بالشان تجویزین تقریباً ایک سال سے صاحب وزیر ہند اور گورنر جنرل ان کونسل کے درمیان زیر بحث تہین اور جن کے معلوم کرنے کے لئے پبلک بیچینی سے منتظر تہی۔ اطلاع عام اور لوکل گورنمنٹون اور پبلک کی رائے سے آگاہی حاصل کرنیکی غرض سے حضور والیسرائے ہند نے شایع کردی ہین۔ لوکل گورنمنٹون کے نام ایک نہایت طول طویل مراسلت کی شکل مین یہ تجاویز شایع ہوئی ہین اور ان کے متعلق گورنمنٹ ہند کی جانب سے جو تشریحی ریمارکس درج کئے گئے ہین اون سے لارڈ منٹو کی منصف مزاجی۔ بیدار مغزی اور دور اندیشی کا اظہار ہو رہا ہے۔

بیس برس کا زمانہ گذرا ہے کہ لارڈ ڈفرن کے عہد مین اُن مباحثون کی ابتدا ہوئی جن کا انجام ۱۸۹۲ء کا کونسل ایکٹ ہے جسکی رو سے لیجسلیٹو کونسلون کی توسیع ہوئی۔ انتخاب کا اصول تسلیم کیا گیا۔ ممبرون کو کونسل مین سوالات کرنے کی اجازت ملی اور انہین بجٹ پر بحث کرنیکا موقع دیا گیا۔ اب اِس بیس برس کے عرصہ مین ہندوستان نے تعلیم مین جو ترقی کی ہے وہ اسکی مقتضی ہے کہ ہندوستانیون کے سابقہ حقوق پر کچھہ اضافہ کیا جائے۔ ابتدائی متوسط اور اعلیٰ تعلیم نے بہ نسبت پہلے کے بہت زیادہ وسعت حاصل کی ہے۔ جن حلقون مین مغربی اثر تک نہ پہونچا تہا وہان اب اعلیٰ مغربی تعلیم گہر کئے ہوئے ہے۔ والیان ریاست اور زندگی کے مختلف شعبون کے سر برآوردہ اصحاب جو اس ملک کی سوسایٹی کے مستقل اور زبردست عناصر ہین اس قابل ہو گئے ہین کہ پبلک لائف مین نمایان حصہ لے سکین۔ اور گورنمنٹ کو انتظامی امور مین امداد دے سکین اور انہین پبلک معاملات سے دلچسپی بہی پیدا ہو گئی ہے اور ان کامون مین حصہ لینے کا ارمان اور ان کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرنے کا شوق بہی ہو گیا ہے۔ جبتک ان لوگون کی معرفت پبلک کے مختلف طبقون کے خیالات معلوم کرنے کا انتظام نہ کیا جائے۔ کوئی پولیٹکل اصلاح مکمل نہین متصور ہو سکتی۔ ان امور کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ نے اسکا فیصلہ کر لیا ہے کہ باشندگان ہند کو امور سلطنت مین زیادہ حصہ دیا جائے۔ مگر اسکا پورا پورا خیال رکھا ہے کہ سرکار کی قوت مین کسی قسم کا ضعف نہ آنے پائے اور نہ اختیارات مین اتنی کمی ہو جائے کہ امن عامہ مین خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔ غرضیکہ جو اصلاحین تجویز کی گئی ہین اون مین صرف اسی قدر گنجایش ہے کہ ہر فرقہ اور ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے حقیقی لیڈرون کی معرفت اپنے خیالات اور شعبے سرکار تک پہونچا دین۔ مشورون کا ماننا نہ ماننا سرکار نے بالکل اپنے ہاتہہ مین رکہا ہے جو ایسے ملک کی گورنمنٹ کے لئے نہایت لازمی ہے جہان مختلف قومین اور متضاد اغراض کے لوگ آباد ہین۔

سب سے پہلی تجویز جو مراسلت مذکور مین درج کی گئی ہے۔ ایک مشورہ کی کونسل قایم کرنیکے متعلق ہے جس کا نام "امپیریل ایڈوایزری کونسل" ہوگا۔ موجودہ لیجسلیٹو کونسلون کے اول تو اجلاس کم منعقد ہوتے ہین۔ دوم اُن کی کارروائی زیادہ منضبط و زیادہ باقاعدہ ہوتی ہے جو اسکے منافی ہے کہ ممبرون سے آزادانہ رائے طلب کی جائے۔ چونکہ بہترین حکومت وہی تسلیم کی گئی ہے جسکی بنیاد رعایا کے حقیقی لیڈرون کے مشورون پر رکہی جائے لہذا ایک ایسی "ایڈوایزری کونسل" کی ضرورت محسوس ہوئی جس مین برٹش انڈیا اور دیسی ریاستون کے سر برآوردہ لوگ اور رعایا کے حقیقی نایب شامل کئے جائین اور اون سے نہ صرف گورنر جنرل جس معاملہ مین چاہے مشورہ لے بلکہ اون کی معرفت گورنمنٹ کے صحیح ارادون کی پبلک کو اطلاع بہی پہونچائی جائے اور عام غلط فہمیان دور کی جائین۔ اس تجویز کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا نے منجملہ دیل سات امور پیش کئے ہین:۔

(۱) اس کونسل کا نام "امپیریل کونسل" یا "امپیریل ایڈوایزری کونسل" رکہا جائے جس سے جماعت محض مشورہ دینے کی غرض ظاہر ہو۔

(۲) جملہ ممبران کا تقرر والیسرائے کے ہاتہہ مین ہو اور ممبرون کو "امپیریل کونسلر" یعنی شاہی مشیر کا خطاب دیا جائے۔

(۳) اس کونسل کے ممبرون کی تعداد ۶۰ کے قریب ہو جن مین ۲۰ فرمانروائے ریاستہائے ہند ہون۔ اور باقی تعداد زیادہ تر مختلف صوبجات کے ذی رتبہ تعلقہ داران جاگیرداران اور زمینداران سے پر ہو۔

(۴) میعاد ممبری پانچ سال ہو لیکن ممبر دوبارہ بہی مقرر ہو سکین۔

(۵) اس کونسل کے وجود مین لانے کے لئے جدید قانون کی ضرورت نہین کیونکہ سر برآوردہ لوگون سے ملکی معاملات پر مشورہ لینا پہلے ہی سے ہر صوبہ کی گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کونسل مجوزہ کو کسی قسم کے اختیارات دینے کی بہی ضرورت نہین کیونکہ اونکا کام صرف مشورہ دینا ہوگا۔

(۶) اس جماعت کا کام صرف انہین معاملات پر رائے دینا ہوگا جو اونکے سامنے بغرض مشورہ پیش کئے جائین۔

(۷) اس کونسل کی کارروائی خفیہ اور پرائیویٹ سمجہی جائیگی اور اسکے اجلاس مین کسی ضابطہ کی پابندی نہ ہوگی لیکن گورنمنٹ کو حق حاصل ہوگا کہ وہ جس طرح مناسب سمجہے روئداد جلسہ ہائے کونسل کو اشتہار مین دے۔ گورنمنٹ کا خیال ہے کہ خفیہ خط و کتابت ہی کے ذریعہ عمدہ مشورہ مل سکیگا۔ گو بعض موقعون پر خصوصاً جبکہ کوئی ایسا معاملہ درپیش ہو جسکے متعلق پبلک سے کسی قسم کی غلط فہمی دور کرنا منظور ہو ممبران کونسل کی پبلک کانفرنس کرنا ہی مفید و ضروری ثابت ہو سکیگا۔ مگر وہ بہی بعد اسکے کہ خفیہ طور پر اس معاملہ کی چہان بین کر لیجائے۔ یہ بہی ضروری نہین کہ ہر ایک مشورہ طلب معاملہ کونسل کی اجلاس مین پیش ہو۔ کیونکہ بعض معاملات ایسے ہون گے جنپر چند خاص خاص کونسلرون کی رائے پر اکتفا کیا جائیگا۔ بعض معاملات چند منتخب ممبران کی سب کمیٹی کے سپرد کئے جائینگے۔ اور بعض معاملات پر جملہ ممبران کی رائے طلب کی جائے گی۔

انہین اصولون پر صوبہ وار کونسلین قایم کرنے کی تجویز ہے۔ جنکا نام "پراونشیل ایڈوایزری کونسل" ہوگا۔ ان کونسلون مین وہ امپیریل کونسلر لازمی طور پر ہون گے جو والیسرائے کی ایڈوایزری کونسل کے ممبر ہین۔ مگر بعض کمتر درجہ کے زمیندار و تجارت پیشہ اور دیگر معززین بہی شامل کئے جائینگے۔ تعداد ممبران بڑی کونسل سے کم ہوگی۔ لیکن خیال رکہا جائیگا کہ ہر جماعت کے نائب اوس مین شامل ہون۔ یہان تک کہ غیر سرکاری جماعت سے انگریز بہی جو تجارت و صنعت و حرفت وغیرہ مین مشغول ہین۔ اپنے نائبون کو ان کونسلون مین دیکہہ سکینگے۔ لوکل گورنمنٹ ان ممبرون کو نامزد کرے گی۔ اور والیسرائے کی منظوری سے انکا تقرر ہوگا۔ ممبرون سے علیحدہ علیحدہ اگر رائے لینی منظور ہوئی تو بذریعہ خطون کے رائے طلب کی جاوے گی۔ ورنہ جلسہ منعقد ہوگا اور جلسہ مین جو رائے قرار پائے گی وہ گورنمنٹ کا ایک سکرٹری قلمبند کر لیا کرے گا۔

متذکرہ بالا کونسلین لیجسلیٹو کونسلون سے جو قانونی حیثیت رکہتی ہین بالکل جدا ہین اور ان جدید کونسلون کے وجود مین آنے سے قانونی کونسلون کی توسیع مین کوئی فرق نہ آئیگا۔

واقعات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ اب تک لیجسلیٹو کونسلون مین ہر فرقہ کی قایم مقامی انصاف کے ساتہہ نہین ہوئی۔ زیادہ ضرورت تہی کہ زمیندار فرقہ کے نائب کثرت سے ان کونسلون مین ہوتے مگر پچہلی فہرستون کے دیکہنے سے پایا جاتا ہے کہ بجائے اونکے وکلا کی تعداد بڑہتی رہی۔ ڈسٹرکٹ بورڈون سے بڑی توقع تہی کہ زمیندارون کے حقوق کی پوری محافظت کرین گے مگر انہون نے پراونشیل کونسلون کے لئے جو ابتک کل ۵۴ ممبر منتخب کئے اون مین سے زمیندار صرف ۱۰ تہے اور وکیل و بیرسٹر ۳۶۔ ڈسٹرکٹ بورڈون نے ۴۲ ممبر منتخب کئے جن مین سے ۳۴ وکیل و بیرسٹر تہے۔ اور صرف ۲ زمیندار۔ نامینیشن سے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کیگئی مگر باوجود اسکے ۱۸۹۲ء سے لیکر اب تک یعنی جب سے کہ انتخاب کا طریقہ مروج ہوا ہے پراونشیل کونسلون کے غیر سرکاری ممبرون مین ۳۶ فیصدی وکلا اور ۲۲ فیصدی زمیندار رہے ہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کونسلون مین قانون پیشہ حضرات دوسرون کے حقوق غصب کرکے خود ایسی پوزیشن پر قابض ہو گئے۔ جسکے وہ کسی صورت سے مستحق نہین۔ والیسرائے کی لیجسلیٹو کونسل مین بہی یہی کیفیت ہے۔

سنہ ۱۹۰۶ء سے لیکر اب تک غیر سرکاری ممبرون مین ۴۰ فیصدی وکلا یا اسکول ماسٹر رہے ہین اور ۵ء ۲۳ فیصدی زمیندار ۔ تجارت پیشہ لوگون کا نمبر بھی ان مین ۵ء ۲ فیصدی سے زیادہ نہین ہونے پایا ۔ گورنمنٹ نے اس نقص کو معلوم کرکے اسکے رفع کرنیکی کوشش کی ہے اور یہ قرار دیا ہے کہ اب جو ان کونسلون کی توسیع ہو انمین ہر فرقہ کے قائم مقام معقول تعداد مین ہون لیکن اس جدید سکیم مین اسکا خیال رکھا جائیگا کہ سرکاری ممبرونکی تعداد زیادہ ہو تاکہ کثرت رائے ہمیشہ گورنمنٹ کے ہاتھ رہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین غیر سرکاری ممبرون کو معاملات زیر بحث پر صرف رائے دینے کا ہی موقعہ ملیگا انکی تعداد ایسی نہ ہوگی کہ وہ کثرت رائے سے سرکاری ممبرونکے مقابلہ مین کسیطرح فتح پاسکین ہر ایک امر کا فیصلہ گورنمنٹ کے ہاتھ مین رہیگا اور نظر بہ مصلحت ملکی یہ بالکل مناسب ہے ۔

جو اصلاحین کہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے متعلق فی الحال تجویز ہوئی ہین وہ مختصر سی ہین سا در بعد صلاح و مشورہ کے گورنمنٹ آف انڈیا انمین مناسب ترمیم و تبدیل کرنیکے لئے آمادہ ہے ۔ مگر جو اصلاحین عمل مین آئینگی وہ انہی اصولون پر ہونگی جو گورنمنٹ نے اپنی چٹھی مین بیان کئے ہین ۔ اس کونسل کے ممبرونکی تعداد ۵۴ بالشمول وائسرائے کے تک تجویز ہوئی ہے اور ان ممبرونکی تقسیم حسب ذیل بیان کی گئی ہے :۔

(۱) لفٹنٹ گورنر بنگال (اگر اجلاس کونسل کلکتہ مین ہو تو لفٹنٹ گورنر پنجاب) کمانڈر انچیف اور ممبران ایگزیکیٹو کونسل ۸

(۲) زائد سرکاری ممبر جو نامزد کئے جائینگے ۲۰

(۳) فرمانروائے ریاست جسے حضور وائسرائے مقرر کرینگے ۱

(۴) کلکتہ و بمبئی چیمبرس آف کامرس کے منتخب کئے ہوئے ممبر ۲

(۵) مدراس بمبئی بنگال ۔ مشرقی بنگال و آسام صوبجات متحدہ ۔ پنجاب اور برہما کی پراونشل کونسلون کے منتخب کئے ہوئے غیر سرکاری ممبر ۷

(۶) مدراس بمبئی ۔ بنگال مشرقی بنگال و آسام صوبجات متحدہ پنجاب اور ممالک متوسط کے بڑے بڑے زمیندارون کے منتخب کئے ہوئے ممبر ۷

(۷) مسلمانون کے منتخب کئے ہوئے ممبر ۲

(۸) قلیل التعداد جماعتون کے غیر سرکاری ممبر جنہین وائسرائے ہند مقرر کرینگے ۔ اور جنمین سے کم از کم ۲ مسلمان ہون گے ۴

(۹) خاص فنون مین ماہر جنہین وائسرائے خاص ضرورتکے موقعون پر مقرر کرینگے ۲

۵۳

حضور وائسرائے ہند ۱

میزان ۵۴

پراونشل کونسلونکی اصلاح بھی انہی اصولون پر ہوگی ۔

سرکار کو اسبات کا بڑا خیال ہے کہ جماعت زمینداران کی نیابت کونسل مین پوری طرح ہو ۔ اور اس مقصد کے حاصل کرنیکے لئے گورنمنٹ خیال کرتی ہے کہ ہر صوبہ مین انتخاب کنندہ زمیندارونکی ایک فہرست بنائی جائے اور انہین اختیار دیا جائے کہ اپنی ہی جماعت مین سے قائم مقام منتخب کرین ۔ انتخاب کنندون کی حیثیت و تعداد کا تعین ایک غور طلب مسئلہ ہے ۔ اور صوبونکے اختلاف حالات کے اعتبار سے تعین مین بھی فرق ہوگا ۔ مگر عام طور پر ہر صوبہ مین انکی تعداد سو ڈیڑھ سو تک ہوگی ۔ اور صرف انہی لوگون کو رائے دینے کا حق حاصل ہوگا جنکی ادا کی ہوئی مالیہ سالانہ کی رقم دس ہزار روپیہ سے کم نہ ہو ۔ اسی سلسلہ مین بعض دیگر امور بھی غور طلب ہین مثلاً یہ کہ رائے دینے والونکی تعداد ہر صوبہ مین صرف سو یا ڈیڑھ سو رکھی گئی ۔ تو وہ اسقدر قلیل ہوگی کہ وکلا وغیرہ انکو باسانی اپنے زیر اثر لے آوینگے اور جسے چاہین انتخاب مین کامیاب کرا دینگے ۔ یا یہ کہ بعض صوبے ایسی حالت مین ہین کہ وہان انتخاب کے اصول پر عمل کرنے سے بہتر ہوگا کہ ممبر سرکاری طور پر مقرر کر لئے جائین ۔ مگر ان امور کے متعلق حضور گورنر جنرل چاہتے ہین کہ پہلے لوکل گورنمنٹون کے خیالات معلوم کرلین ۔ پھر کچھ فیصلہ کرین ۔

نہایت اہم اور ضروری مسئلہ جسپر گورنمنٹ نے بہت توجہ کی ہے اور جسکے متعلق اس نے اپنے خط مین نہایت تفصیلی ذکر کیا ہے قلیل التعداد جماعتون اور بالخصوص مسلمانونکی نیابت کے تحفظ حقوق کا مسئلہ ہے ۔ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کے محمڈن ڈیپوٹیشن کا ذکر کرتے ہوئے اور مسلمانونکی معروضات کا خلاصہ دیکر ڈیپوٹیشن کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے حضور گورنر جنرل فرماتے ہین کہ :۔

" گورنمنٹ ہند کو (مسلمانونکے) اڈریس کے ساتھ اس امر مین اتفاق ہے کہ مسلمانون کی قوم کو اب تک نہ تو امپیریل اور نہ پراونشل لیجسلیٹو کونسلون مین وہ نیابت حاصل ہوئی ہے جسکے وہ از روئے تعداد و پولیٹیکل اقتدار و تاریخی اہمیت کے مستحق ہین ۔ ڈیپوٹیشن نے ہز اکسیلنسی کی توجہ اسطرف بھی منعطف کی ہے کہ ہندوستان مین انتخاب کے وہ قاعدے جو اختلاف مذہب و ملت کو تسلیم نہین کرتے کامیاب نہین ہو سکتے ۔ کیونکہ ان قواعد کی وجہ سے اب تک تمام انتخابی جماعتون مین ہندوونکی کثرت اور مسلمانونکی قلت رہی ہے ۔ اس نقص کے دور کرنے مین گورنمنٹ نے نامینیشن سے کام لیا ہے مگر باوجود اسکے مسلمانونکی تعداد اس حد تک نہ پہونچ سکی جسکے وہ مستحق ہین ۔ مزید بران اسپر بھی زور دیا گیا کہ نامینیشن کے ذریعہ ایسے مسلمان مقرر نہین کئے گئے جنہین مسلمان اپنا قائم مقام بنانا پسند کرین "۔

مسلمانونکی درخواست کو معقول قرار دیکر گورنمنٹ آف انڈیا نے حسب ذیل تجاویز لوکل گورنمنٹونکی غور کے لئے تجویز کی ہین :۔

(۱) علاوہ ان قلیل مسلمانون کے جو معمولی طور پر انتخاب مین کامیابی حاصل کرین ہر ایک پراونشل کونسل مین مسلمان ممبرونکی ایک تعداد معین ہونی چاہئے ۔

(۲) مسلمانون کو منتخب کرنیکے لئے مسلمانون ہی کی جماعتین ہون جنکی حیثیت قائم کرنیکے لئے سالانہ مالیہ کی ایک رقم مقرر کردیجائے جو مختلف صوبونکے حالات کے مطابق ہو ۔ انکم ٹیکس دینے والے ۔ اور یونیورسٹی کے گریجوایٹس جنہین ڈگری لئے پانچ برس سے زیادہ ہو چکے ہون انتخاب کنندونکی فہرست مین داخل کئے جائین ۔ فہرستین ضلع وار بنائی جائین ۔

(۳) مسلمان ممبرونکی جو تعداد متعین ہو انمین سے بعض انتخاب کے ذریعہ اور بعض نامینیشن سے پر ہون ۔ کیونکہ اکثر ذی رتبہ اصحاب انتخاب کے لئے اپنے آپکو پیش کرنا کسر شان سمجھتے ہین ۔ انہین پسند نہین آتا کہ اپنے سے کم مرتبہ لوگون کے مقابلہ مین کھڑے ہو جائین اور ووٹین جمع کرتے پھرین ۔ انکے نزدیک اپنے کم حیثیت حریف سے شکست کھانا بڑی ذلت ہے ۔ ایسے لوگونکو نامینیشن سے مقرر کیا جائے ۔

وائسرائے کی کونسل مین کم از کم چار ممبر مسلمان ہونگے انمین سے ۲ نامینیشن سے مقرر کئے جائینگے اور ۲ انتخاب سے ۔ یہ انتخاب باری باری مختلف صوبونکے حصہ مین آئیگا ۔ مگر انتخاب کنندونکے متعلق ابھی تک کوئی فیصلہ نہین ہوا ۔ محمڈن ڈیپوٹیشن کے بعض سربرآوردہ ممبرون نے تجویز کیا تھا کہ :۔

(۱) پراونشل کونسلونکے غیر سرکاری مسلمان ممبر ۔

(۲) صوبہ کی یونیورسٹی کے مسلمان فیلوز ۔ اور

(۳) وہ مسلمان جو ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی پر انکم ٹیکس دیتے ہون یا ایک خاص رقم بطور مالیہ ادا کرتے ہون ۔

وائسرائے کی کونسل کے مسلمان ممبرونکا انتخاب کیا کرین ۔ مگر گورنمنٹ آف انڈیا کا خیال ہے کہ موخر الذکر ٹیکس دہندونکی فہرست بنانا دقت طلب امر ہوگا اسلئے صرف پراونشل کونسلونکے غیر سرکاری مسلمان ممبرون ہی کو اس انتخاب کا مجاز کیا جائے ۔ یہ تجویز اس اعتبار سے قابل اعتراض ہے کہ اسطرح انتخاب کرنیوالونکی تعداد نہایت قلیل رہجائیگی ۔ مگر چونکہ یہ امر زیر بحث ہے اسپر ابھی سے کوئی رائے دینا قبل از وقت ہوگا ۔

پراونشل کونسلون کے متعلق جو چھوٹی چھوٹی ہدایات لوکل گورنمنٹون کے لئے سرکاری چٹھی مین درج ہین انسے پایا جاتا ہے کہ سرکار کو اسبات کا بہت خیال ہوگیا ہے کہ تمام اقوام کے حقوق محفوظ رہین اور کوئی زبردست قوم زیردست کو کچلنے نہ پائے ۔ ہم سرکار کے مشکور ہین کہ ہماری معروضات پر سرکار نے توجہ فرمائی

اور جاری دیرینہ شکایت کے دور کرنیکا انتظام کیا۔ ہمین یہ معلوم کرنیکا انتظار ہے کہ لوکل گورنمنٹون کی جانب سے گورنمنٹ عالیہ کی تجاویز کے متعلق کیا خیالات ظاہر کئے جاتے ہین اور وہ سرکار کی منشا کے مطابق عمل کرنے مین کن تدابیر سے کام لینا پسند کرتی ہین۔

ایک اور اہم مسئلہ جو کونسلون کے متعلق زیر بحث ہے مباحثہ بجٹ کے موجودہ طریقہ کی اصلاح کے متعلق ہے۔ گورنمنٹ نے اس اعتراض کو تسلیم کر لیا ہے کہ بجٹ پر اب جو مباحثے ہوتے ہین وہ فضول ثابت ہوئے ہین اور بحث کا جو مقصد ہے وہ اُن سے حاصل نہین ہوتا۔ اس نقص کو دور کرنیکے لئے یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ آیندہ بجٹ کے جدا جدا حصون پر علیحدہ علیحدہ بحث ہوا کرے۔ ہر صیغہ کے متعلق اُس صیغہ کا ممبر تقریر کے ذریعہ جو سمجھانیکے قابل باتین ہون سمجھا دیا کرے اور بعد مین ممبران کونسل کی بحث ہو اور انہین آزادی کے ساتھ نکتہ چینی کی اجازت ملے۔ مجوزہ طریقہ پر عمل کرنے سے وقت زیادہ صرف ہو گا مگر اس سے سلطنت کے معاملات پر زیادہ عمدگی کے ساتھ بحث ہو سکیگی حکومت کے حسن و قبح پر روشنی پڑے گی اور اصلاح کا خوب موقعہ ملیگا۔

یہ ہے خلاصہ اُس تحریر کا جو گورنر جنرل نے لوکل گورنمنٹون کے پاس اس غرض سے ارسال کی ہے کہ وہ تجاویز متذکرہ بالا پر اپنے اور اپنے صوبونکی پبلک کے خیالات سے گورنمنٹ کو یکم مارچ ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے آگاہ کر دین۔ گویا ۶ مہینے تک پبلک کو ان تجاویز پر بحث کرنیکا موقعہ ہے وائسرائے کی اس تحریر سے صاحب وزیر ہند نے بھی اتفاق کیا ہے۔

پنجاب گورنمنٹ پر ایک پرانے سویلین کی رائے

ماہ گذشتہ مین ولایت کے اخبار سٹینڈرڈ نے ایک پرانے سویلین مسٹر سی۔ ای۔ گلیڈ اسٹون کا جو پر زور مضمون پنجاب کی موجودہ گورنمنٹ کے رویہ پر شایع کیا ہے وہ یقیناً اس قابل ہے کہ اس ملک مین غور سے پڑھا جائے۔ گلیڈ اسٹن صاحب کو پنجاب سے واقفیت حاصل کرنیکا اُس زمانہ مین خاصہ موقعہ ملگیا تھا۔ جب وہ اس صوبہ مین ڈپٹی کمشنری وغیرہ کے معزز عہدہ پر ممتاز تھے اور جسکو بارہ تیرہ برس سے زیادہ عرصہ نہین گذرا۔ جو رائے اُنہون نے یہانکی طرز حکومت کے متعلق قائم کی ہے وہ فرضی واقعات اور بے کہڑت قصونکی بنا پر قائم نہین کی۔ بلکہ صحیح معلومات اور ذاتی مشاہدات کا نتیجہ ہے۔ اُنکا خیال ہے کہ ۲۵ برس قبل پنجاب کے لوگ اطاعت و فرمانبرداری اور دیگر قابل توصیف خصوصیات کے اعتبار سے دنیا مین اپنی نظیر نہ رکھتے تھے لیکن اب انگریزی حکومت کے برکات کا انپر یہانتک اثر ہوا کہ وہ (بشرطیکہ اخبارات کا بیان قابل اعتبار ہو) غدار مفسد اور شورش پسند ہو گئے ہین۔ صاحب موصوف کے نزدیک یہ سب کچھ موجودہ طرز حکومت ہی کا نتیجہ ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہین کہ اُن لوگون کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ اُنکے مناسب حال نہ تھا اور اُس سے اُنکی حالت نے بجائے ترقی کے ترقی معکوس کی۔ اُنکے لئے عدالتین کہولی گئین جنپر اُنہیں اعتماد نہین۔ ایسے قوانین مرتب کئے گئے جنکی پیچیدگیونکا سلجھانا اُنکے امکان سے باہر ہے۔ وکلا کی تعداد مین جو روز افزون اضافہ ہو رہا ہے وہ اُن لوگون کا رہا سہا عرق نچوڑے لیتا ہے۔ محکمہ آبپاشی و جنگلات انہین نت نئے مصائب مین مبتلا کرتے رہتے ہین۔ جعلی دستاویزون اور جہوٹے گواہون نے زمیندارونکی جو خانہ ویرانی کی ہے اس سے عدالتونکی کارروائی مضحکہ انگیز ہو گئی ہے۔ محکمہ تعلیم نے یہ ستم ڈہا رکھا ہے کہ زمیندارونکا روپیہ جو بطور ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اُن ساہوکارونکی تعلیم پر خرچ ہوتا ہے جنکے اغراض زمیندارونکے اغراض سے مختلف و متضاد ہین اور جنکی اولاد تعلیم پا کر وکیل یا منصف بنجاتی ہے اور اپنے اہل برادری کو بیجا فائدہ پہونچانے مین اپنی ساری قوت صرف کیا کرتی ہے۔ لوکل سیلف گورنمنٹ ایسے غلط طریقہ سے دیگئی ہے کہ بجائے مفید کے مضر ثابت ہوئی ہے۔ بجائے اسکے کہ اُس سے انتظامی معاملات مین دخیل ہونیکی اہلیت پبلک مین پیدا ہو وہ آپسمین آتش حسد مشتعل کرنیکا باعث ہوئی ہے بیسیل

مین داخل ہونیکی غرض سے ذلیل درجہ کی کوششین کیجاتی ہین اور رشوتین تک دیجاتی ہین جنسے کم حیثیت اور ذلیل لوگ اپنے مقصد مین کامیاب ہو جاتے ہین۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لائق روشن خیال لوگونکی نگاہ مین میونسپلٹیان ذلیل ہو جاتی ہین اور وہ انمین داخل ہونا اپنی کسر شان سمجھنے لگتے ہین۔ ان تمام خرابیونکو بیان کرتے ہوئے گلیڈ اسٹن صاحب عملہ سکرٹریٹ کو بوجہ انکی کثرت کے بہت زیادہ قابل الزام قرار دیتے ہین۔ انکا بیان ہے کہ لکہا پڑہی پر سکرٹریٹ والے وہ زیادہ زور دیتے ہین جسکے باعث حکام ضلع کو تحریر کے کام سے کافی مہلت نہین ملتی جو وہ اضلاع مین زیادہ دورہ کر سکین اور رعایا کے اصلی حالات سے آگاہی حاصل کرین۔ صاحب موصوف کی رائے ہے کہ حکومت کے طریقہ کو جسقدر سادہ کر دیا جائیگا اُسیقدر رعایا درستی اور انتظام مین خوبی پیدا ہوگی۔ وہ تحریر فرماتے ہین کہ تحریری کام مین تخفیف کر دیجائے تاکہ انتظامی حکام بجائے اپنی میز پر جہکے رہنے کے گہوڑونکی پیٹہ پر نظر آئین۔ سکرٹریٹ کے نصف عملہ کو اضلاع مین منتشر کر دیا جائے تاکہ وہان وہ زیادہ مفید کامون مین لگائے جائین۔ پنچایت کے پرانے طریقہ کی تجدید کیجائے۔ اور رعایا کے لئے حقیقی انصاف کے وہ دروازے کہولدیئے جائین جو ۲۵ برس سے انپر بند ہین۔ اسکے علاوہ گلیڈ اسٹن صاحب نے ان ہمدردی بہرے ہوئے فقرونکو جنکا ہر ایک لفظ ہندوستانیونکے دل مین احسانمندی کے جذبات پیدا کریگا۔ انکے مندرجہ ذیل فقرے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین :-

> مین اس قول کو ناپسند کرتا ہون کہ ہم سنگینونکے زور سے اس ملک پر قابض ہین ہم نے کبہی سنگینونکے زور سے اس ملک پر قبضہ نہین کیا۔ ہمارے اس ملک پر قابض ہونے کا راز صرف یہی ہے کہ اگلے زمانہ مین رعایا ہم سے محبت کرتی تہی اور ہمارے جنگی و ملکی افسرونپر اُسے اعتبار تہا۔ اب انکی محبت اور انکے اعتبار کی وہ کیفیت نہین رہی مگر اب بہی رعایا مین وہی اگلی سی بات پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ ہم اپنے سکرٹریٹ کو موجودہ قواعد اور اپنی عدالتونکی موجودہ روش کو بدل ڈالین اہل پنجاب کو صرف منصفانہ برتاؤ کی ضرورت ہے۔ مینے عمداً پنجاب ہی کے ذکر پر اکتفا کیا۔ کیونکہ پنجاب اگر ہمارے ساتھ وفادار ہے تو سارا ہندوستان اپنا ہے۔ مجہے قدیم پنجاب فرانٹیر فورس کے صرف دو رسالے دو پلٹنین اور دو خچر بار توپیان دیدیجائین اور سارے بنگال کو چاہے تمام زمانہ کی توپون بندوقون اور ہر قسم کے آلات حرب سے بہر دیا جائے۔ مین گہوڑے پر سوار ہو کر بنگال کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بلا کسی خطرہ کے چلا جاؤنگا۔

اس پر جوش حامی پنجاب نے جو صورت حالات موجودہ کی پیش کی ہے وہ ہرگز خلاف واقعہ نہین بحث طلب یہ امر ہے کہ جو تجاویز اصلاح کی غرض سے پیش کیگئی ہین کہانتک قابل عمل ہین اور انکو کام مین لانیکے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ اسپر ہم آئندہ کسی موقعہ پر بحث کرینگے۔

محمد شاہ صاحب وکیل امرتسر کی وفات حسرت آیات

امرتسر کے مشہور و معروف وکیل جناب محمد شاہ صاحب ایک ایسے قابل شخص تہے جنکی نظیر بہت کم ملیگی انگریزی۔ فرنچ۔ عربی اور فارسی مین عمدہ دستگاہ رکہتے تہے۔ تعلیم یافتہ مسلمانون مین اسوقت علم دوست افراد بہت تہوڑے ہونگے جو طلب علم اور شوق مطالعہ کو مقدم الامر اپنا رفیق اور مشغلہ زندگی بنائے رکہتے ہون۔ محمد شاہ صاحب مین یہ خوبی بوجہ احسن موجود تہی مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی۔ اور آپ قریباً ایک ماہ مرض فالج مین مبتلا رہکر ۲ اگست کی شام کے ۸ بجے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی عمر کم و بیش پچاس سال ہوگی۔ اولاد نرینہ افسوس کوئی نہ چہوڑی۔ صرف دو لڑکیان ہین جو خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب کے دو بڑے صاحبزادون سے بیاہی ہوئی

چونکہ مرحوم کو شیخصاحب ممدوح کے ساتھہ ایک ہی رشتہ قرابت نہ تہا بلکہ وہ آپکے عمزاد بہائی بہی تہے۔ اسواسطے آپکو اس حادثہ روح فرسا کا دوہرا صدمہ ہونا قدرتی بات ہے اور ہمین اس رنج والم مین آپسے اور نیز مرحوم کے جملہ پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا انہین صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کو مغفرت فرمائے۔

حسن اتفاق اور پہلا موقعہ تین پنجابی مسلمانونکا ولایت جانا

اسلامی پبلک کو بالعموم اور ہمارے معزز ناظرین کو بالخصوص یہ سنکر خوشی ہوگی کہ اسکے سال ایکساتہہ تین مسلمان طالب علم امرتسر سے ولایت جاتے ہین۔ انمین سب سے اول قابل الذکر لودہی ہونہار نوجوان اور فخر قوم ہین جنکا ذکر خیر اس سے پہلے بہی وکیل کے کالمون مین آچکا ہے اور جنہون نے اسی سال ایم۔ اے کا امتحان نہایت اعلیٰ امتیاز کے ساتہہ پاس کیا ہے۔ یعنی منشی عطا محمد صاحب پنشنر کلرک آف دی کورٹ کے خلف الرشید مسٹر عنایت اللہ صاحب ایم۔ اے۔ آپ سول سروس کا امتحان پاس کرنیکی غرض سے جاتے ہین۔ اور ساتہہ ہی بیرسٹری بہی پاس کرتے آئینگے۔ دوم شیخ عبدالرشید صاحب پسر شیخ عزیزالدین صاحب گورنیہ۔ جنکی تعلیم الیف۔ اے تک ہے۔ یہ لیڈز یونیورسٹی مین ٹیکنیکل تعلیم پورا کرنے جاتے ہین اور بیرسٹر بننے کا بہی ارادہ ہے۔ سوم میان سیف الدین صاحب کچلو پسر جناب عزیزالدین صاحب کچلو ہین۔ انکے سفر ولایت کا مدعا صرف بیرسٹری کا امتحان پاس کرنا ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہ تینون صاحب ولایت جاکر بہت خوش اطواری اور محنت وہوشیاری کے ساتہہ اپنے مقاصد کے حصول مین ساعی رہینگے۔ اور تمدن یورپ کی بعض ان خصوصیات سے اپنے کیریکٹر کو متاثر ہونے دینگے جنکا ظاہر تو نہایت چمکیلا اور دلفریب ہے مگر انکا باطن اور انجام اکثر نامبارک اور خطرناک ہوتا ہے۔ یعنی بیرسٹر ہی جو اہل مشرق اور خصوصاً مسلمانونکا سب سے اہم قومی شعار ہے۔ اور کفایت شعاری جسکے بغیر آج دنیا مین عزت آبرو کے ساتہہ گذارہ دشوار ہے ان دونون وصفون کو امید ہے کہ ہمارے تینون عزیز ہرگز ہاتہہ سے نہ دینگے۔ اس سفر اور مدت تعلیم مین یہ امر انکے نصب العین ہونا چاہئیے کہ جسوقت وہ ولایت کا رُخ کرین اسوقت سے واپسی تک شوق تحصیل مستعدی۔ جفاکشی۔ پابندی اسلام اور حفاظت اطوار کے خیال سے ایکدم غافل نہون۔ تاکہ وطن مالوف کو لوٹتے وقت وہ دیگر نوجوانان قوم کے لئے قابل تقلید نمونہ ہون۔

انڈیا کونسل مین دیسیونکا تقرر

ہم نے نہایت مسرت سے اس خبر کو سنا کہ صاحب وزیر ہند نے انڈیا کونسل مین جو تین جدید ممبرونکا تقرر فرمایا ہے انمین سے ایک صوبجات متحدہ کے سابق لفٹنٹ گورنر سر جیمس ڈگس لاٹوش ہین جنکی ہر دلعزیزی لیاقت اور انصاف پسندی شہرہ آفاق ہے۔ دوسرے مسٹر گپتا ہین جو بنگال سول سروس کے پرانے ممبر اور قابلیت کے اعتبار سے ایک ممتاز ریونیو افسر ہین۔ تیسرے نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی ہین جو ایکعرصہ دراز تک ریاست حیدرآباد مین ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن رہنے کے بعد پنشنیاب ہوئے ہین۔ یہ بہت پرانی بات ہو کہ سید صاحب کیننگ کالج لکھنؤ مین عربی کے پروفیسر اور ایک انگریزی اخبار کے ایڈیٹر تہے۔ انکی علمی قابلیت اور ملکی معاملات سے واقفیت کی اطلاع جب سالار جنگ اول کے کانون تک پہونچی تو انہون نے حیدرآباد کے انتظامی کاروبار مین انکی خدمات سے فائدہ اٹہایا اور آخر کار گورنمنٹ نظام کے پرائیویٹ سکرٹری کی معزز خدمت پر مامور ہوئے۔ لارڈ کرزن کے زمانہ مین لیجسلیٹو کونسل کی ممبری کا امتیاز حاصل کیا۔ باوجودیکہ حیدرآباد مین بڑے بڑے انقلابات پیش آئے۔ مگر سید صاحب کی قابلیت کے ساتہہ صفت تدین ایسی تہی کہ انکو کوئی جنبش نہ ہوئی۔ اور آخر کار بڑی کامیابی کیساتہہ پنشن پر علیحدہ ہوئے۔ خصوصیت کے ساتہہ جو امر اس سلسلہ مین قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر مارلے نے دیسی ممبرونکے تقرر کے متعلق ایفائے وعدہ کرتے ہوئے لائق حضرات کے انتخاب کو مقدم رکہا۔ اور مسلمانون کے قومی حقوق کو نظرانداز نہ کیا۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان کا انڈیا کونسل کا ممبر مقرر ہونا اُس مبارک زمانہ کا پیش خیمہ معلوم ہوتا ہے جسکی جہلک ہمین لارڈ منٹو کی مجوزہ سکیمون مین نظر آتی ہے۔ جو خوشی ہمین مسٹر گپتا اور نواب عماد الملک کے انڈیا کونسل مین شامل ہونیسے ہوئی ہے وہی خوشی سر جیمس لاٹوش کے تقرر پر بہی ہم محسوس کر رہے ہین۔ کیونکہ انہون نے اپنے قیام ہندوستان مین بے نظیر منصف مزاجی اور ہندوستانیونکے ساتہہ دلی محبت و اخلاص کا جو ثبوت دیا ہے اس سے ہمین توقع ہے کہ انکی ذات سے بہی ہمین وہی فائدہ پہونچیگا جسکی کہ ہم مسٹر گپتا اور مسٹر بلگرامی کی ذات سے توقع رکہتے ہین۔ ہم مسٹر مارلے کی بیدار مغزی کی داد دیتے ہین اور انکے مشکور ہین کہ انہون نے اس جدید کارروائی مین مسلمانون کے حقوق کی نگہداشت کی۔

بہادرشاہ مرحوم کی قبر کی مرمت

آج خبر دنکے کالم مین ناظرین یہ خبر مسرت کے ساتہہ پڑہینگے کہ گورنمنٹ برہما نے بالآخر اپنے فیصلہ سابق کو بدل دیا اور ملک معظم کی وفادار مسلمان رعایا کی خواہشات کا لحاظ کرکے بہادرشاہ مرحوم کی قبر کی مرمت کئے جانیکا حکم صادر فرما دیا۔ اس مسرت خیز خبر کو پڑہکر امید ہے کہ مسلمان اظہار تشکر کرینگے اور اس نکتہ کو مرکوز خاطر رکہینگے کہ ادب اور سنجیدگی کے ساتہہ اگر گورنمنٹ کے حضور مین جائز خواہشات پیش کیجائین تو وہ ضرور پوری کیجاتی ہین۔

سوراج کے لفظی معنے

لفظ سوراج کے جو معنے آنریبل مسٹر جسٹس مترنے اپیل کہلنا کا فیصلہ دیتے وقت بتائے تہے اور انہی کی تقلید مین مسٹر جسٹس فلیچر نے بہی اُسے ایک معصوم لفظ قرار دیا تہا۔ اسکا ذکر ہم اپنے ایک گذشتہ نوٹ مین کر چکے ہین۔ اور یہ بہی لکہہ چکے ہین کہ ہائیکورٹ کلکتہ کے نزدیک اسکے معنے خواہ کچہہ ہی ہون اہل بنگال اور انکے ہمصفیر اسکا استعمال کسی اور ہی معنے مین کرتے ہین۔ اب پایونیر کا نامہ نگار اسکے لفظی معنے پر بحث کرتا ہے اور اسکی رائے بہی اسبارے مین ہماری رائے سے مطابقت کرتی ہے۔ وہ ثابت کرتا ہے کہ جیسے سودیشی کپڑے سے صرف دیسی کپڑا مراد ہے جس سے انگریزی کپڑا خارج ہے۔ اسی طرح سوراج سے دیسیونکا راج مراد ہے جسمین انگریزونکا ذرہ بہی لگاؤ نہ ہو۔ کیونکہ "سو" کے معنے غیر کی شمولیت کی گنجایش نہین رکہتے۔ ایک اور لطیف نکتہ جو اس ضمن مین لائق نامہ نگار نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اہل بنگال جب لفظ "سوراج" کا استعمال کرتے ہین تو انکا منشاء "سو بنگالی راج" سے ہوتا ہے۔ اور وہ کسی غیر بنگالی کو بہی اُس راج مین اپنے ساتہہ دیکہنا نہین چاہتے۔

سکہونکا جدید اعلان

سکہونکی جانب سے ایک جدید اعلان بزبان انگریزی اردو اور گورمکہی شایع ہوا ہے جسمین اپنے بہائی بندونکو سرکار انگلشیہ کے ساتہہ وفادارانہ برتاؤ قایم رکہنے کی ہدایت کیگئی ہے اور جسکی نقلین کثرت سے سکہو پلٹنون مین تقسیم کیگئی ہین۔ کیا خوب ہوتا اگر اس قسم کے اعلانات لاجپت رائے اور اجیت سنگہ کی گرفتاری سے پہلے شایع کئے جاتے جبکہ یہ دونون مفسد فوج مین بغاوت پہیلانے اور اپنے زعم مین انگریزی حکومت کی بنیاد ہلانیکے درپے تہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سر ڈنزل ابٹسن نے بہی ولایت جاتے ہوئے آریونکے ڈیپوٹیشن سے یہی تسلیم

محافظتِ اطفال

انجمن محافظتِ اطفال ہند کی بہ سرکار رسائی قابلِ قدر اور لائق تعریف ہے۔ اس نے حال میں ایک میموریل نواب لفٹننٹ گورنر بنگال کی خدمت میں اس غرض سے ارسال کیا ہے کہ آجکل کلکتہ کے پولیس ایکٹ میں جو ترمیمیں تجویز ہو رہی ہیں۔ ان میں چند باتیں ایسی بھی اضافہ کر دی جائیں جن سے آسانی کے ساتھ نابالغ بچے صحبتِ بد سے بچائے جا سکیں۔ کلکتہ ہی پر کیا موقوف ہے۔ ہندوستان کے غالباً ہر بڑے شہر میں تحقیقات کرنے سے پتہ لگے گا کہ بعض بدوضع عورتیں لاوارث لڑکیوں کی پرورش اپنے ذمہ کر کے انہیں اپنے ہی قدم بقدم چلنے کی تلقین کرتی ہیں۔ افسوس ہے کہ اس ملک میں ابھی تک کوئی ایسا قانون پاس نہیں ہوا جو اس قبیح رسم کی کامیابی کے ساتھ بیخ کنی کر سکے۔ انگلستان کا قانون اس معاملہ میں نہایت زبردست اور معقول ہے۔ وہاں ہر شخص کو اختیار ہے کہ کسی نابالغ لڑکی کو بدچلن عورت کے مکان پر بود و باش اختیار کرتا ہوا دیکھے تو فوراً گرفتار کر لے اور مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرے۔ ہندوستان میں بھی اسی قسم کے ایک زبردست قانون کی ضرورت ہے جو یہاں کے حالات کے مطابق ہو۔ اور جس سے لاوارث اور یتیم بچے بدچلن عورتوں کا شکار نہ ہونے پائیں۔ بنگال لیجسلیٹو کونسل میں بھی ایک مسودہ پیش ہے جس کی رو سے مدرسوں اور بورڈنگ ہاؤسوں کے قرب و جوار میں مشکوک مکانات کا ہونا خلافِ قانون قرار دیا گیا ہے مگر اسکا اثر ایک خاص دائرہ ہی تک محدود ہوگا۔ ضرورت ہے کہ وسیع پیمانہ پر انتظام کیا جائے۔ اور ایسے قواعد مرتب ہوں جو نہ صرف کلکتہ بلکہ ہندوستان کے دیگر شہروں پر بھی عاید ہو سکیں۔

پھر وہی شکایت

قابلِ توجہ منیجر صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے

"مسلمان پانی والا" کے عنوان سے ہم کسی گذشتہ اشاعت میں لکھ چکے ہیں کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی اکثر سٹیشنوں پر مسلمانوں کے پانی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں جس سے مسافروں کو سخت تکلیف اٹھانی پڑتی۔ اور بعض موقعوں پر بہت ہی پریشانی و دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اسکے متعلق آئے دن شکایات سننے میں آتی رہتی ہیں۔ اخبارات میں بھی کچھ نہ کچھ واویلا ہوتی ہی رہتی ہے۔ لیکن نہایت تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ ریلوے اتھارٹیز اسکے رفع کرنے پر کچھ توجہ نہیں فرماتے۔ ہمیں ابھی اپنے ایک معزز نامہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوا کہ چھوٹے چھوٹے سٹیشنوں کا تو کیا ذکر جالندھر جیسے بڑے بھاری شہر کے سٹیشن پر بھی جس کی آبادی قریباً ۶۶ ہزار ہے اور جہاں ضلع اور کمشنری بھی ہے غریب مسلمانوں کے لئے پانی کی بڑی مصیبت ہے۔ ان صاحب کو جالندھر سے سہارنپور جانا تھا وہ پہر کے بعد ڈھائی بجے ہونگے۔ بال بچے اُن کے ساتھ تھے۔ پیاس نے ستایا ہر چند تلاش کی مگر پانی نہ ملا جس جگہ مسلمانوں کا پانی ہوتا ہے وہاں گھبرائے ہوئے پہنچے۔ مگر دیکھا تو وہاں بھی پانی کی ایک بوند نہ تھی۔ ناچار ایک قلی کو کچھ پیسے دیکر پانی منگایا اور اپنی اور ننھے ننھے معصوموں کی پیاس بجھائی۔ چونکہ یہ کلکتہ میل کا وقت تھا جو بہت ہی کم ٹھہرتی ہے۔ اسواسطے پانی کی تلاش اور عجلت کی افراتفری میں سوار ہوتے وقت بیچاروں کی ایک صندوقچی بھی پلیٹ فارم پر رہ گئی جس میں تیس روپے کا مال تھا۔

اسکی نسبت تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کلکتہ میل تمام بڑے سٹیشنوں پر زیادہ دیر تک کیوں نہیں ٹھہرتی؟ کیونکہ ڈاک گاڑی اور خصوصاً کلکتہ والی میل ٹرین کے اوقات روانگی میں کمی بیشی یا تغیر کوئی معمولی اور آسان بات نہیں جو اس میں ہر کس و ناکس کے صلاح و مشورہ کی شنوائی ہو سکے۔ ذمہ دار افسران ریلوے ہی خوب سمجھتے ہوں گے کہ کن الجھنوں اور دقتوں سے مختلف لائنوں انکے مختلف سٹیشنوں اور مختلف ٹرینوں کے اوقات کو ملحوظ رکھکر تمام ریلوے سسٹم کا ٹائم ٹیبل ترتیب دیا جاتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو پانی کی شکایت ایک ایسا امر ہے کہ اگر حکام ریلوے توجہ فرمائیں تو اسکا انسداد اتنا مشکل نہیں جتنی کہ یہ شکایت افسوسناک اور ناگوار ہے۔

مراسلات

دلبران در حدیثِ دیگران

کیسا بدنصیب ہے وہ شخص جس کے گھر میں جواہرات کا ایک لاانتہا ذخیرہ مدفون ہو۔ اور وہ اُنکی قدر و قیمت سے بے خبر، فاقہ مستی و خستہ حالی کی مصائب اٹھا جھیلتا ہو۔ پاس پڑوسی اس خزانہ سے نہ صرف آگاہ ہوں بلکہ اسکے سامنے کھود کھود کر لیجاتے اور اُس سے مالا مال ہوتے ہوں۔ مگر یہ حرمان نصیب مثل حیوانات لایعقل کے ایک بے بسی اور مایوسی کے عالم میں حسرت کی نگاہوں سے اُنکا منہ تکتا ہو۔ اور خود نہ ہوش و خرد سے کام لیتا ہو۔ نہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہو۔ آہ! یہی حالت بعینہٖ حسرت خیز و عبرت انگیز کیفیت آجکل کے مسلمانوں کی ہے۔ کتاب اللہ اُن کے پاس موجود ہے جس میں تمام دنیا کی فلاح و بہبود کے راز بھرے پڑے ہیں۔ اور ہر طرح کی کامیابی و عروج معنوی حاصل کرنیکے بیخطا گر مرقوم ہیں لیکن مسلمان۔ ان غافل مسلمان کچھ تو اُن حکمت و معرفت اور فلاح و ہدایت کی باتوں سے ناآشنائے محض ہیں۔ اور کچھ باوجود علم و آگاہی کے اُن سے فائدہ نہیں اُٹھاتے یہی وجہ ہے کہ آج قریب قریب تمام اقطاع عالم میں جیسی افسوسناک حالت اُنکی ہے شاید ہی اور کسی قوم کی ہو۔ خدائے مسبب الاسباب نے اپنے حبیب کے پاسِ خاطر سے فضل خاص کو کام فرما کر جن معدودے چند ہمخواہان ملت کی چشمِ بصیرت کھولدی ہے وہ انہیں بیدار اور مصروف کار کرنے کے لئے ہر چند چیختے چلاتے ہیں لیکن یہ شامتِ اعمال کے مارے کسی عنوان ٹس سے مس نہیں ہوتے حقیقت حال سے ناواقف یا متعصب اغیار طعنے دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب نے انہیں اس حال کو پہنچایا ہے۔ حالانکہ اصلیت اسکے بالکل برعکس ہے یعنے مذہب اسلام ہی کے طفیل وہ کسی زمانہ میں آسمان ترقی کے تارے اور خدا و رسول کے پیارے بنگئے تھے اور اسی کی روشن راہوں کو چھوڑ کر آج یہ تباہی کے تاریک غاروں میں گرے چلے جا رہے ہیں اور خدا و رسول بھی انکی روش سے بیزار ہیں۔ اگر نعوذ باللہ اسلام ہی ہماری خرابی و بربادی کا ذمہ دار ہوتا تو اسکی بدولت و برکت سے قرون اولیٰ کے مسلمان کیونکر اُس معراجِ کمال کو پہنچتے جس کی محسود عالم خصوصیات کے اسوقت اپنے بیگانے سب معترف ہیں۔

یہ امر ہماری تباہی کا تو باعث ہوا ہی کہ ہمنے خدا و رسول کے احکام کو پس پشت ڈالدیا انکے اوامر و نواہی سے بالکل غافل ہو کر اس سیدھی راہ کو چھوڑ دیا جس کی تعلیم ہمیں کلامِ مجید کے دیباچہ ہی میں دیگئی تھی اور جس پر عمل کرنے سے ہم پھر اپنی گمگشتہ عظمت و عزت کو پا سکتے ہیں لیکن یہ بھی احکام خداوندی اور ارشادات نبوی صلعم سے غفلت کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ اقبالمند قوموں کو نگاہ رشک سے دیکھتے دیکھتے مبہوت و متحیر ہو کر اب ہم میں یہ سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رہی کہ حصول فلاح کے بیش بہا اصول ان اقوام کے اپنے نظام ملی اور آئین مذہبی کی خصوصیات و برکات ہیں یا انہوں نے عالمگیر دین الفطرۃ کے انوار سے اقتباس کیے ہیں۔

یہ بے بصیری اس زمانہ میں اُن کے تو یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اکثر و بیشتر تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نظر میں قرآن و حدیث کے معارف اور سلف صالحین و بزرگان دین کے اقوال و احوال اتنے بھی نہیں جچتے۔ جتنا کہ اُن کے دل پر فلاں فلاسفر اور ڈھمکے ڈاکٹر کی باتوں کا اثر ہوتا ہے جب پڑھے لکھوں اور زمانہ ماضی و حال کے آثار و رفتار سے خبرداروں کی یہ کیفیت ہو تو پھر جہلا یا عوام کالانعام کی حالت جتنی کچھ افسوسناک ہو کم ہے۔ رہے وہ حضرات جو پرانی وضع کے علماء یا مولوی ملا کہلاتے ہیں۔ وہ اول تو اصول دین سے مونہہ موڑ کر فروعات کے تفرقوں اور خلافوں میں ایک دوسرے کے ساتھ کٹے مرتے ہیں۔ دوم اُن کی علمیت اور فضیلت زیادہ تر

ہو۔ ابھی انکو ہنوز اسکا فیصلہ اور زبانی ذوق شوق تک محدود ہے عملی زندگی میں انہیں نہ اپنا آپ دین متین کا قابل تقلید نمونہ بننے کی چنداں پرواہ ہے نہ دوسروں کو بنانے کی

اگر ہماری موجودہ بدحالی کی ذمہ دار ہماری اپنی ہی غفلت اور نافرمانی نہیں۔ یعنے ارشادات اسلام کی تعمیل کرنے کے سبب مسلمانوں کی قوم اس حال کو پہنچ گئی ہے تو مخالفین اسلام کا یہ الزام تسلیم کرنے میں ہم کو کچھ تامل ہونا چاہیئے۔ کہ ہمارا دین ہی باعث ذلت اور موجب ادبار و نکبت کہ دراوردہ ہمیشہ جاری ہوتے ہیں۔ تاقیامت ممکن نہیں کہ تین یا پانچ ہو جائیں۔ اسی طرح یہ امر بھی بلا پس و پیش مان لینے کے قابل ہے کہ یا تو مسلمان اسلام کو اعتقاداً نہ سہی۔ مگر عملی طور پر بالیقین چھوڑ بیٹھے ہیں یا نعوذ باللہ اس مذہب کا خاصہ ہی انسان کو دنیا کی نظروں میں حقیر و ذلیل کر دینا ہے جب آخر الذکر صورت کو تسلیم کرنے کی ہم کسی طرح جرات نہیں کر سکتے تو لامحالہ پہلی صورت ماننی پڑیگی۔

یہ وہ خیالات ہیں جو علماء اسلامیہ کے بزرگان ملت اور بہی خواہ سے ہندوستان کے جہاں ان قوم بھی بارہا ظاہر کر چکے ہیں لیکن افسوس کہ ان سے نہ تو عام مسلمان کچھ سبق لیتے ہیں نہ وہ فرقہ محترم خاطر خواہ متاثر ہوتا ہے جو امور دین میں قوم کے مقتدی و پیشوا کہلاتے ہیں اور جو اگر جوش میں آکر مستعدی و ہمت سے کام لیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں قوم کی بہت کچھ اصلاح حال بآسانی کر سکتے ہیں

اسی نفس مضمون پر جیسا کہ گذشتہ اشاعت وکیل میں سرسری ذکر آچکا ہے محترم معاصر المنار مصری نے پچھلے دنوں ایک زوردار آرٹیکل لکھکر علمائے امت کو توجہ دلائی تھی کہ اپنے فرائض منصبی سے خبردار ہو کر امت مرحومہ کی ہدایت کا پاک مشن پوری پوری ہوشمندی و مستعدی سے انجام دیں۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص و اکابر ملت یعنے امراء و ہند نشار کو بھی معقول و موثر طریق پر مخاطب کرکے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اخلاقی جرات کو کام فرمائیں وغیرہ وغیرہ“

یہ مضمون مصر و ترکی وغیرہ بلاد اسلامیہ میں بعد مقبول ہوا کہ ہر چہار طرف اسکی دھوم مچگئی اور ندرہ شدہ پروفیسر و تمابری کی نظر سے بھی گذر گیا جو ایک مشہور سیاح اور مذہب ملت اسلام کے بڑے نامی گرامی محقق و مستشرق ہیں۔ آپنے اس مضمون کو نہایت پسند کیا۔ اور صاحب المنار کو ایک خط لکھکر تحریر مذکور کی تہ دل سے تعریف کرتے ہوئے ان کے خیالات کی زور سے تائید کی۔ اور لکھا کہ فی الواقع مسلمانوں کی موجودہ خراب حالت انکی غفلت کا نتیجہ ہے ورنہ اسلام انہیں پھر اسی بام ترقی اور عروج کمال پر پہنچا سکتا ہے جس پر وہ قرون اولے میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے ضرورت ہے کہ علمائے امت بیدار ہو کر احکام اسلام کی اشاعت اور اسکے محاسن کی تشہیر میں سرگرم سعی ہوں۔ نیز امراء و رؤسا ہی کی پابندی پر گورا اوپر زور دیں اور افراد ملت کو اسلامی زندگی کا سچا نمونہ بنانے کی کما حقہ کوشش کریں۔ پروفیسر ممدوح نے یہ بھی وعدہ کیا کہ ”میں بشرط فرصت اس مضمون کا ترجمہ یورپین زبانوں میں بھی شائع کرونگا“

ہمیں پروفیسر ممدوح اور نیز مجلہ المنار کی رائے سے کلی اتفاق ہے اور ساتھ ہی اس بات پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے کہ مسلمانوں کی بصیرۃ اور بیداری کی سپرٹ اس زمانہ میں ایسی مفقود و مردہ ہو گئی ہے کہ صاف و صریح صداقتوں کا بھی اب ان کے دل پر از خود کوئی اثر نہیں ہوتا جب تک کہ بار دیگر انہیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اور ٹھوکے دے دے کر نہ سمجھائیں بھی نہیں بلکہ دوسروں کی نمایش پر وہ صرف سن تو لیتے ہیں۔ لیکن عملی طور سے ان کا متاثر ہونا نہایت ایک امر مشتبہ رہتا ہے الا ماشاء اللہ! اسکی وجہ آخر کیا ہے؟ یہ اور صرف یہی کہ دنیاوی کرو ہات میں مصروف و منہمک یا نشہ غفلت میں سرشار ہو کر قرآن و حدیث میں تدبر اور ان پر عمل کرنے کی عادت انہوں نے بالعموم چھوڑ دی ہے۔ جس حصہ قلیل نے اسکو چھوڑا نہیں۔ اسکی حالت بھی بوجہ افراط و تفریط نہایت افسوسناک ہو رہی ہے۔ مستیار فرقے در فرقے بنتے چلے جا کر جاہلینے سوائے سب کو ناری اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔ یہ تو ہم نہیں کہ سکتا کہ وہ سب کے سب الف سے یے تک حق پر ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں یا تو باہمی سلسلۂ تکفیر و تضلیل کے اثر سے وہ ساری ہی خارج از اسلام ٹھہرینگے۔ یا ان کا اختلاف الہی قرار پائے گا اور یہ سوال پیدا ہوگا کہ اسلام جسکو وارث جائز ہونیکے تم مدعی ہو تم کو اتحاد اور یکجہتی سکھلاتا ہے یا تفرقہ اور کٹ حجتی کی تعلیم دیتا ہے۔ دنیا میں تمہارا کوئی سر درد اور دست دینے والا نہیں۔ تو خدا و رسول کریم کے اسوۂ حسنہ اور سلف صالحین کی پاک اور قابل تقلید زندگیوں کو ہی نمونہ یا مشعل راہ بناؤ۔ (ام ح)

الوداعی جلسہ اور گارڈن پارٹی

گلگت ۱۳ اگست ۱۹۰۸ء

سردار محمد اکبر خان صاحب بالقابہ وزیر گلگت کے نام نامی پر

اکثر ناظرین واقف ہونگے کہ آپ یہاں عرصہ تک وزارت کے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز رہے۔ ۱۴ سالہ سروس کے بعد اب پنشن لیا چاہتے ہیں اور فی الحال تین ماہ کی رخصت پر تشریف لیجاتے ہیں کیونکہ ستمبر میں آپ کی پنشن کا فیصلہ ہوگا۔ ۱۲ اگست کی شام کے ۵ بجے لالہ کرم چند صاحب کمسرٹ ایجنٹ کی طرف سے سردار صاحب ممدوح کے اعزاز میں ایک شاندار پُر تکلف گارڈن پارٹی دیگئی اور ایک الوداعی جلسۂ عظیم بصدارت عالی جناب صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت منعقد ہوا جس میں مقامی جاگیرداروں۔ زمینداروں اور دیگر معززین کی ایک معقول تعداد شامل تھی۔ ان کے علاوہ تمام ملکی افسر اور اہلکاران سول ملٹری بھی شریک تھے۔ پبلک کی طرف سے رخصتی ایڈریس پیش کیا گیا۔ پہلے سید میر حسین شاہ صاحب نائب تحصیلدار گلگت نے باواز بلند ایڈریس پڑھا جس کے جواب میں سردار صاحب ممدوح نے ایک برجستہ و برمحل اور موثر و معنی خیز تقریر فرمائی۔ پھر دیوان لکھپت رائے صاحب جو آپکے جانشین مقرر ہوئے ہیں بمناسب موقع تقریر کی۔ آخر میں عالی جناب میر مجلس صاحب کی سپیچ ہوئی اسکے بعد فوجی بینڈ بجنا شروع ہوا اور چاء نوشی کا دور چلا۔ چھ بجے یہ جلسہ ختم ہو گیا۔

پبلک کے ایڈریس کا لب لباب یہ ہے:۔ ”گو آپ کی مفارقت کا رنج اپنی جگہہ پر حیطۂ بیان سے باہر ہو مگر ساتھ ہی ہم لوگوں کا رنج اس خیال سے گونہ کم ہو جاتا ہے کہ آپنے نہ صرف اپنے فرائض منصبی کمال خوش اسلوبی سے ادا کئے۔ بلکہ نیز رعایا اور احباب کے حال پر ہمیشہ نظر عنایت کبھی اور حتے الوسع احسان و شفقت فرماتے رہے۔ لہذا آپ صرف حکام بالادست کی خوشنودی۔ بلکہ بلا تفریق مذہب و ملت تمام رعیت کی دلی دعائیں بھی اپنے ساتھ لے چلے ہیں۔ جناب کے اوصاف حمیدہ یعنے انصاف پسندی۔ دیانتداری حسن کارگذاری اور انتظامی قابلیت وغیرہ اور نیز ان برکات کا جو آپ کی نیکدلی اور بیدار مغزی سے ظہور میں آئیں۔ کما حقہ بیان کر سکنا ہمارے لئے آسان امر نہیں لیکن مختصراً ان سب باتوں کا ذکر غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اسکے بعد امور ذیل کا ذکر تھا: سنہ ۱۸۹۵ء میں عہدۂ وزارت تفویض ہونا۔ حسن خدمات کے اعتراف میں خطاب خان بہادری سے ممتاز ہونا۔ علاقجات سرحد کے انتظام میں آپ کی عدیم النظیر قابلیت سنہ ۱۸۹۸ء سے علاقہ جات گلگت۔ ہنزہ نگر و لداخ کا بھی آپ کے سپرد کر دیا جانا۔ رعایا کی بہبودی اور ملک کی رونق و آبادی میں آپ کی مساعی جمیلہ۔ سڑکوں کی مرمت۔ باغات کی تیاری و سرسبزی۔ نہروں کا اجراء۔ گلگت۔ دولتی و حصہ ذیلہ کے بازاروں کی تعمیر وغیرہ وغیرہ۔ اسکے بعد غم جدائی کا اظہار پھر ذکر کرکے آخر میں یہ دعا تھی کہ آپ جہاں جائیں خوش و خرم و بامراد کامیاب رہیں۔ ضمناً اس بات کا بھی ذکر تھا کہ آپ کی جگہہ جناب دیوان صاحب جیسے لائق تجربہ کار اور ہمدرد افسر کا تقرر ہمارے لئے گونہ موجب تسلی ہے جو امید ہے کہ ہمارے دلوں میں آپکے نقش قدم پر چلکر۔ آپ کے احسانات اور محبت کی یاد کو تازہ رکھینگے۔“

جناب سردار صاحب کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ ”آپ لوگوں کی اس عنایت و عقیدت کا

جو آپنے ایڈریس میں ظاہر کی ہے میں بہت مشکور ہوں. گو یہ محض آپ لوگوں کا حسن ظن ہے کہ میری اس تعدلیس حیثیدی تعریف کی جسکا میں اپنے تئیں مستحق بھی نہیں پاتا. مگر ہاں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے فرائض کی ادائگی میں ہمیشہ مستعدی اور انصاف سے کام لیا جیسے حقوق سرکار کی نگہداشت کی ویسے ہی رعایا کی خوشحالی کو مد نظر رکھا. رعیت کی بعض تکالیف کو جہانتک ممکن ہوا کم کرنے اور ویران ریاست کی آبادی میں جو سعی میں نے اپنے امکان بھر کی اسکا ... ہم ... سے ... برس پہلے دیکھی ہو. یہ امر ... رئیس

الغرض جو رعایا کے لئے وبال تھے اور میری وجہ سے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکے وہ مجھ سے ناراض بھی ہونگے مجھے امید ہے کہ دیوان صاحب کو بھی آپ لوگ میری طرح ملکہ مجھ سے بڑھکر ریاست و رعایا دونوں کا بہی خواہ اور مستحق تعریف و کامیابی پائینگے. آخر میں عملہ افسران محکمہ ... وغیرہ کا جنہوں نے مجھے میرے فرائض منصبی کی ادائگی میں مدد دی میں دل سے مشکور ہوں اور ان کے لئے خدا سے دعائے خیر کرتا ہوں"

صاحب ممدوح بہادر کی سپیچ بہی مناسب موقع اور نہایت برجستہ تہی جس میں سردار صاحب کی خدمات اور آپکے اوصاف حمیدہ کا بڑے زور سے اعتراف کیا گیا تہا. دیوان صاحب کی مختصر تقریر پبلک اور سردار صاحب کے حسن ظن کی نسبت شکریہ وغیرہ پر مشتمل تہی (نامہ نگار وکیل)

رہنمائے حج

عازمان حج کو لازم ہے کہ چار سو روپیہ اپنے ہمراہ لیں اس سے کم رکھنے میں حج و زیارت روضۂ اقدس صلعم بہت دشوار ہے ہمنے اکثر ایسے آدمیوں کو جو تین سو یا تین سو سے کم لے گئے تہے بغیر زیارت مدینہ منورہ واپس آتے دیکھا حالانکہ بغیر زیارت مدینہ منورہ حج ناقص رہتا ہے

جس شخص کے پاس روپیہ وافر ہو قبل رمضان کے جاوے. اور جس کے پاس کم ہو بعد رمضان شوال میں جاوے اور حج کرکے جدہ واپس آکر براہ ینبوع مدینہ منورہ جاوے ینبوع سے پانچویں روز بسواری اونٹ مدینہ منورہ پہنچیگا. مکہ معظمہ پہنچ جانا بہت آسان ہے وہاں سے مدینہ منورہ جانا ذرا دشوار ہے اول تو راستہ اچھا نہیں زیادہ تر ناہموار ہے دوسرے اکثر منزلوں پر چڑہنے اترنے کے وقت خطرہ ہے. مگر زائرین کو ایسی باتوں کی پروا نہ کرنا چاہئیے. فدائی رسول صلعم بنکر ہر ایک مصیبت کو راحت سمجھکر استقلال کے ساتھ اس راستہ کو طے کرنا چاہئیے. اور زیارت روضۂ پاک سے مشرف ہوکر شفاعت کا حق دار بنکر مکان واپس آنا چاہئیے. جب منزل پر اونٹ سے اترنے لگے خوب حفاظت سے اترے کبھی اکیلا نہ رہے. ایسے وقتوں میں اکیلا پاکر بدوی ہلاک کر دیتے ہیں جب حلقہ شقدف درست ہوجاوے حلقہ سے ہرگز باہر نہ جاوے. حوائج ضروری بہی پردہ ڈالکر شقدف کے اندر بیٹھکر رفع کرے. بالو یا مٹی ڈالکر اوسپر بول و براز دفع کردیا کرے. لحاظ کو اٹھا رکھے. زیادہ شرم کرنے والے ہی زیادہ مارے جاتے ہیں. جو حلقہ سے باہر جاتے ہیں

دو منزلوں میں جو قبل رابق و بعد رابق کے ملتی ہیں پانی نہایت تلخ ملتا ہے اسی دریا [1] کرتا رہے. اور ایک منزل قبل سے اچھا پانی شامل رکھ لے. دو منزلوں کے علاوہ اور منزلوں میں اکثر کہاری. اور بعض شیریں پانی ملتا ہے بحفاظت جان و مال خداوند حقیقی کے ہاتھ ہے مگر ظاہر دیکھا گیا کہ جسنے ہوشیاری سے کام لیا اسی کا جان اور مال بچا. شقدف کا جب حلقہ ہوجاتا ہے تو خطرۂ جان کم ہوجاتا ہے. مگر حرامی یعنے چوروں کا خوف زیادہ رہتا ہے شقدف کے پائنتی سے گٹھڑی لیجاتے ہیں. اسلئے اسباب سرہانے کی طرف رکھنا چاہئیے جنگلی بدو بھی حربہ لگائے ہوئے رہتے ہیں. مگر زیادہ تر پتھر سے مارتے ہیں. بعد حلقہ ہوجانے کے وہی "حطب حطب" یعنے لکڑی لکڑی "و مویا. مویا" (ماء ماء) یعنے پانی پانی کی دہوم مچاتے ہیں اور بیچتے ہیں. لکڑی پانی خرید کر جلد انہیں حلقہ شقدف سے باہر کردینا چاہئیے. یہی سوداگر ہیں یہی چور بہی ڈاکو بھی ہوشیار رہے. اپنے شتربان کو خوب کھلاتا پلاتا جاوے اور خوش رکھے قرنطینہ اٹھ گیا ہے صرف ڈاکٹری ملاحظہ ہوتا ہے مگر بطیں یہانپر سہجاتی ہیں آسانی کے لئے خرچ کا تخمینہ لکھدیتے ہیں جو حسب ذیل ہے

کرایہ ریل از شہر تا بمبئی آمد و رفت ... کرایۂ جہاز آمد و رفت از بمبئی تا جدہ ...

قرنطینہ کامران ۱۰ یوم. (لکڑی پانی مفت ملیگا) ... (مسکین کو معاف)

کشتی جدہ ... محصول سلطانی وجہاز پر کو ...

محصول بیرون دروازہ جدہ ... محصول داخلہ جدہ فی نفر و کیل معلم فی کس ...

کرایہ مکان جدہ ... ۱۲ار کرایہ شقدف و اونٹ از جدہ تا مکہ معظمہ ...

کرایہ میدان عرفات جہاں حج ہوتا ہے مکہ سے نو کوس ہے تخمیناً پیدل جانا ...

کرایہ مکان منا جہاں شیطان کو مارتے ہیں ۳ یوم کا ... بحساب فی یوم ایک روپیہ

(غریب مکان میں نہ رہے. بلکہ میدان میں رہے)

قربانی دو عدد ... کرایہ مکان مکہ معظمہ فی کس ...

کرایہ مدینہ منورہ تک مکہ سے مع واپسی. شقدف اور اونٹ کا ...

کرایہ مکان مدینہ منورہ ... مزدور در مدینہ منورہ ...

انعام بدوی آمد و رفت ۲۴ منزل (بحساب فی منزل ۲ر) ...

کرایہ مکان مکہ معظمہ برائے قیام چند ماہ ...

کرایہ واپسی از مکہ معظمہ تا جدہ اونٹ کا ... معلم مکہ معظمہ کو ایک گنی ...

خوراک پانچ ماہ کی بحساب اوسط فی ماہ ...

ڈہلائی اسباب ... کشتی جدہ تا جہاز ...

سوغات ... خرچ متفرقات ...

میزان ... ماحصل

نرخ غلہ = چاول ۱ سیر فی روپیہ. ستہ چار سیر فی روپیہ. دال ۲ سیر فی روپیہ آلو ۸ر فی سیر. کدو عدد ۲ر. گوشت بکری ۸ر فی سیر. گوشت دنبہ ... فی سیر گہی ۱۰ اکیوان فی روپیہ. روغن زیتون ... کا ایک سیر. شیرینی تیل کی ۱۴ار فی سیر فی آنار عمدہ ۲ر معمولی ... کشمش فی سیر ۸ر بادام چہلا ہوا ۱۴ار فی سیر

راقم

حاجی محمد اسمعیل محمدی سنی حنفی. قادری عظیم آبادی

[1] بعض منزل تیسری یا چوتہی میں پانی تلخ ہے. پہر چہٹی یا ساتویں میں پانی تلخ ہے. رابق مکہ سے پانچ منزل پر ہے. اس راستہ سے خرچ کم پڑتا ہے.

الفرض ڈیپوٹیشن

مکرم بندہ! مہربانی فرماکر میری اس تحریر کو اپنے اخبار گوہر بار میں شایع فرما دیجیے

انجمن الفرض علی گڈھ کا ڈیپوٹیشن بتاریخ ۱۱ اگست ۱۹۰۶ء جہانسی پہنچا اور خان بہادر سید جعفر حسین صاحب کے دولتخانہ پر مقیم ہوا۔ بارش کا موسم اور صرف دو آدمی۔ ایک میں اور دوسرے شبیر علی صاحب ممبر ڈیپوٹیشن کام کرنے والے۔ کامیابی کی امید کیا ہوسکتی تھی۔ مگر پھر بھی چند احباب کی ہمت افزائی اور مشفقہ کوششوں سے ایک ہفتہ میں مبلغ دو سو ستر (۲۷۰ روپیہ) وصول ہوئے۔ صرف مبلغ ۴۵ روپیہ باقی رہگئے ہیں جو انشاء اللہ بہت جلد وصول ہو جائنگے۔ چندہ موعودہ اور وصول شدہ کی فہرست حسب ذیل ہے۔ میں ان حضرات کا نہ دل سے مشکور ہونگا جو کسی قسم کی غلطی ہے جو رقوم کے متعلق اس تحریر میں باقی رہگئی ہو۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نائب پریسیڈنٹ انجمن الفرض علی گڈھ کو یا مجھے مطلع فرمائیں گے۔ تاکہ مکمل فہرست شایع ہونے کے وقت اسکی درستی کردیجائے۔

نمبر	اسماء چندہ دہندگان	تعداد چندہ	نمبر	اسماء چندہ دہندگان	تعداد چندہ
۱	ایچ ار ابٹسن صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ	سے	۲	جے ایچ الیٹ صاحب	عسہ
۳	ای۔ ای جولس صاحب	صہ؍	۴	ای وی براون صاحب	صہ؍
۵	منشی رحمت علی صاحب تحصیلدار	صہ؍	۶	سید محمد حسنین صاحب فکر آبپاشی	۶؍
۷	سید محمد عباس صاحب اوورسیر	۶؍	۸	چودھری ممتاز حسین صاحب اوورسیر	عا؍
۹	مولوی محمد ابراہیم صاحب تحصیلدار	صہ؍	۱۰	منشی محمد علی صاحب اوورسیر	۶؍
۱۱	منشی طوبرام صاحب سب اوورسیر	۶؍	۱۲	منشی حبیب الحق خانصاحب ہیڈ کانسٹبل	عا؍
۱۳	منشی محمد خانصاحب جنفی	۶؍	۱۴	مسٹر محمد اشفاق بی اے ڈیلوائے	سے
۱۵	منشی عبد الرحمن صاحب اسسٹنٹ انجنیر	صہ؍	۱۶	مولوی فرید احمد صاحب سب رجسٹرار	دعہ
۱۷	سید جعفر حسین صاحب سب جج منصف	عکہ	۱۸	منشی عبد اللہ خان صاحب (وعدہ)	عہ؍
۱۹	مرزا یوسف بیگ صاحب ٹھیکیدار	لے؍	۲۰	منشی شنکر سہائے صاحب وکیل	۶؍
۲۱	منشی نور محمد صاحب کوتوال	صہ؍	۲۲	منشی علی حسین صاحب ہیڈ کانسٹبل	۴؍
۲۳	شیخ نور محمد صاحب السپکٹر منشیر	عہ؍	۲۴	حکیم محمد باقر صاحب	عہ؍
۲۵	حکیم امیر علی صاحب	۴؍	۲۶	مولوی عبد الغنی صاحب ہیڈ مولوی	۶؍
۲۷	منشی فصیح الدین صاحب نقشہ نویس	عہ؍	۲۸	شیخ گیر صاحب رئیس	سہ
۲۹	نواب عبد الصمد خانصاحب (وعدہ)	صہ؍	۳۰	منشی محمد علی صاحب انصار ٹھیکیدار	۶
۳۱	منشی عبد الحق صاحب ٹھیکیدار	۶؍	۳۲	منشی حامد حسین صاحب سب اوورسیر	عہ
۳۳	منشی عبد الغنی صاحب سرور منشیر	۶؍	۳۴	منشی نہال لعل صاحب	عہ
۳۵	منشی وزیر محمد خان صاحب طلوع انسپکٹر	صہ؍	۳۶	منشی ولایت حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی	صہ؍
۳۷	منشی شبیر علی صاحب پیشکار	صہ؍	۳۸	منشی محمد سعید خانصاحب بالڈا ہیجر	للعہ؍
۳۹	مولوی حبیب الرحمن خان صاحب	عہ؍	۴۰	رام لال رگھبیر دیال ٹھیکیداران	۶؍
۴۱	بابو گنگارام صاحب ٹھیکیدار	۶ہ	۴۲	الک سمد د صاحب	۶؍
۴۳	نقیبان جہانسی	صہ؍	۴۴	بابو شیا مرن گوش (وعدہ)	عہ؍
۴۵	بابو دینا ناتھ ہٹور کیپر	عہ؍	۴۶	مسٹر اوبریرا کرسٹ اجنیب (وعدہ)	صہ؍
۴۷	منشی کالی خانصاحب خوشنویس	صہ؍	۴۸	منشی فتح محمد صاحب نقشہ نویس	صہ؍
۴۹	منشی امیر اللہ صاحب نقشہ نویس	عہ؍	۵۰	منشی ریاض الحسن صاحب کلرک	صہ
۵۱	منشی عبد اللہ خان صاحب منیجر ہوٹل	صہ؍	۵۲	منشی نذیر خان صاحب ٹھیکیدار	صہ؍
۵۳	منشی محمد حمید خان صاحب منیجر ہوٹل	لے	۵۴	منشی امید علی خان صاحب محلہ باسیدار	عکہ
۵۵	مسٹر ایچ بگ صاحب اگزیکٹو انجنیر	صہ؍	۵۶	پی بنرجی صاحب سب جج	لے؍
۵۷	رام سرن داس اینڈ سن صدر بازار	۶؍	۵۸	منشی افضل حسین صاحب وکیل	صہ؍
۵۹	میسرس جان سن اینڈ کو	۵؍	..	..	..

میزان معدودہ ۲۲۵ روپیہ

ممبران ڈیپوٹیشن اپنے معزز میزبان خان بہادر سید جعفر حسین صاحب کی مہمان نوازی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسکے ساتھ یہ بہت بڑی ناشکری کی بات ہوگی اگر مولوی معین الدین احمد صاحب نائب تحصیلدار و منشی شبیر علی صاحب پیشکار و منشی تفضل حسین صاحب وکیل و محمد اشفاق صاحب اوائڈ لوائے۔ اور منشی فرید احمد صاحب سب رجسٹرار کی کوششوں کا اعتراف نہ کیا جائے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ احباب سرتوڑ کر کوشش نہ فرماتے تو جہانسی سے (جہاں سے ابھی چندروز ہوئے مادہ ڈیپوٹیشن ایک معتدبہ رقم وصول کرچکا ہے اور جہاں مسلمانوں کی آبادی صرف برائے نام ہے) ایک پیسہ بھی وصول نہ ہوتا۔ ممبران ڈیپوٹیشن مذکور الصدر احباب کی قومی ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جزاکم اللہ خیرا!

اخیر میں اس باب میں نہایت افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ کالج کے ایک موجودہ طالب علم عبد اللہ خان صاحب جو جہانسی کے رہنے والے ہیں۔ اور جن سے ہمارے ڈیپوٹیشن کی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ بجائے مفید کے ڈیپوٹیشن کے حق میں مضر ثابت ہوئے ہمیں امید ہے کہ ہمارے مکرم دوست اس ریمارک پر بجائے رنجیدہ ہونے کے کچھ سبق حاصل کرینگے اور آیندہ اسکی تلافی کی کوشش کرینگے۔

نیازمند

عزیز الدین احمد بلگرامی سکریٹری سنٹرل پراونسز ڈیپوٹیشن

نوٹ: منشی فتح محمد صاحب نقشہ نویس نے مبلغ عہ ماہوار ہمیشہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے (جزاک اللہ)

ہندوستان کی خبریں

کرنل منشی سول سرجن راولپنڈی کے امرتسر کو تبدیل ہونے کی خبر قبل از وقت تھی

آسام بنگال ریلوے کی مین پور شاخ پر ایک اور چلتی گاڑی میں ایک اول درجہ کے مسافر کا ہینڈ بیگ تیرا تے ہوئے پکڑا گیا۔ اور تحقیقات کے لئے کومیلہ میں لایا گیا۔

اخبار ھگانتر کے دفتر کی تلاشی کے وقت جس طالب علم اور سب منیجر نے پولیس انسپکٹر پر حملہ کیا تھا اسمیں سے اول کو ایک ماہ اور بعد کے کو تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی

۲۶ ماہ حال کو پولیس کورٹ کلکتہ میں اخبار بندے ماترم کے مقدمہ بغاوت کی سماعت کے دوران میں طلبا کی وہ کثرت تھی کہ پولیس کو انہیں بزور ہٹانا پڑا جس میں ایک لڑکے کو سخت چوٹ آئی۔ اسپر تمام طلبا بندے ماترم کا نعرہ لگا کر ٹوٹ پڑے اور خوب لڑائی ہوئی آخر کئی یورپین اور ہندوستانی سپاہیوں کی باہر سے آکر مجمع کو بزور منتشر کیا

صوفی انبا پرشاد کی گرفتاری کی خبر لکھی جا چکی ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ نند کشور سیکرٹری بھارت ماتا جو مقدمہ بلوہ لاہور کے متعلق روپوش تھا وہ بھی نیپال میں پکڑا گیا ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۰ اگست کو اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں:- حصار ۲ دہلی ۱ کرنال ۱ ہوشیار پور ۱ منٹگمری ۵ لاہور ۴۔ لدھیانہ ۲۔ گوجرانوالہ ۱۰ سیالکوٹ ۲ گوجرانوالہ ۱۰ جہلم ۴۷۔ راولپنڈی ۳۳۔ اٹک ۸۔ میزان ۱۳۸ میزان ہفتہ ماسبق ۲۷۰ گذشتہ سال کے اسی ہفتہ کی تعداد ۲۔

سال حال کے پہلے تخمینہ سے پایا جاتا ہے کہ پنجاب میں امسال رقبہ زیر کاشت کپاس ۶۲۶۰۰ گزشتہ نہری کاشت میکر ۳۰۱۵۰۰ ایکڑ اور زیر کاشت پنبہ ۹۹۵۳۰۰ ایکڑ ہے

رپورٹ فصل و موسم پنجاب بابتہ ہفتہ مختتمہ ۲۰ اگست حسب ذیل ہے:- صوبہ بھر میں اچھی بارش ہوگئی ہے بجز چند اضلاع حصار جالندھر سیالکوٹ۔ لائلپور اور ملتان میں شدید رہی ہے اور راولپنڈی میں کچھ زیادہ۔ فصل خریف کی تخم ریزی جاری ہے۔ دہلی۔ لاہور رہتک اور ملتان میں فصل ربیع کی تیاری ہو رہی ہے۔ کثرت باران کی وجہ سے جالندھر میں نلائی نہیں ہو سکی ہے اور فصل کی حالت عمدہ ہے۔ ضلع شاہ پور کے کئی مقامات میں مزید بارش کی ضرورت ہے۔ ضلع ملتان میں ٹڈی سے نیل کی فصل کو۔ اضلاع انبالہ و لاہور و امرتسر کے کئی مقامات میں جو ہے کثرت سے دریا کی طغیانی سے فصل کو نقصان پہنچا۔ مویشی کی حالت عام طور پر عمدہ ہے۔ میانوالی کے بعض مقامات کے سوا چارہ کافی ہے

مسٹر جی ایس ڈنڈوتی ایڈیٹر ریاست توہین عدالت کے جرم میں ایک ماہ کے لئے معطل کئے گئے

لکھنؤ سے مصر راج کشور تعلیم انجینیری کے لئے امریکا گئے ہیں۔

مظفر گڑھ میں سیل سازی کا ایک کارخانہ حال میں جاری ہوا ہے

دہلی کی نئی چھاؤنی واقعہ راجپور خوب رونق پر ہے۔ یہ دہلی کی پہاڑی کے شمال مغرب میں واقع ہے اور بہت صحت بخش جگہہ ہے۔ ۹۸ اٹوانہ لانسر رسالہ کی رجمنٹ یہاں مقیم رہیگی

طاعون کے متعلق پیغام ہمدردی پر آنریبل لیفٹننٹ گورنر بہادر نے مظفر نگر کی زمیندار ایسوسی ایشن کی طرف سے حضور وایسرائے کے توسط سے ملک معظم کا شکریہ ادا کیا۔

۱۶ ماہ حال کو بنارس میں پولیس والوں اور چوروں میں سخت جنگ ہوئی۔ ایک پولیسمین سخت زخمی ہوا۔ تحقیقات جاری ہے

افسوس کہ لفٹیننٹ گلسن جو بمقام جبل پور طاعون میں مبتلا ہوگئے تھے اس موذی مرض کے حملے سے جانبر نہ ہو سکے اور ۲۵ ماہ حال کو جاں بحق ہوئے۔

صوبجات متحدہ میں یکم ستمبر سے میونسپل اور چھاؤنیوں کے چوکیدار پولیس کے سپاہی سمجھے جائینگے اور انکی تنخواہ بھی محکمہ پولیس کے قواعد کے تابع ہوگی۔ اسطرح نو ہزار سے زاید سپاہی بڑھ جائینگے۔ اور خرچ میں ۲ لاکھ روپے سالانہ کا اضافہ ہو جائیگا

ہندوستان وتبت کے مابین تجارت کے قواعد پر غور کرنے کے لئے چینی سفیر ہزایکسیلنسی چینگ ینگ ٹنگ اپنے تمام عملہ سمیت شملہ پہنچ گیا ہے

مسٹر ایڈورڈ ڈائرکٹر جنرل محکمہ تعلیم اوایل جنوری میں رخصت سے واپس آئینگے۔

محکمہ ڈاک کے تحت عملہ کی حالت سدھارنے کے لئے ایک معقول سکیم تیار ہو چکی ہے۔

پنڈی داس ایڈیٹر اخبار انڈیا گوجرانوالہ جسے نمبر دفعہ ۱۲۴ - الف ۵ سال قید سخت کی سزا ہوئی تھی۔ اسنے بھی چیف کورٹ میں اپیل کیا ہے اور دینا ناتھ کے ساتھ اسکا اپیل بھی ۹ ستمبر کو چیف کورٹ میں پیش ہوگا اسے ضمانت کے لئے درخواست نہیں دی۔

بمبئی میں دو کروڑ کے سرمایہ سے ایک دیسی بینک کھولا گیا ہے ڈیڑھ کروڑ روپیہ کے حصص فروخت ہو چکے ہیں۔ اسکی شاخیں کلکتہ کراچی سورت اور احمد آباد میں قایم کی گئی ہیں۔ اور لنڈن میں بھی ایک شاخ کھلنے والی ہے

بمبئی میں پروفیسر گجرے اور کلکتہ میں ڈاکٹر پی سی۔ رائے نے کیمیائی اشیا تیار کرنے کے لئے کارخانے قائم کئے ہیں۔

۱۴ ستمبر کو بارہ بجے دلیشر ریکوکا ایسی عملہ آنریبل مسٹر البرٹ فی منیجر کو جو عنقریب ریٹائر ہونے والے ہیں ٹاؤن ہال لاہور کے باغ میں الوداعی ڈنر پارٹی دیگا جس میں یورپین صاحبان اور لاہور مفصلات کے ہندو مسلمان رؤسا و شرفا بھی شریک ہوں گے۔

حضور وایسرائے شملہ میں طبقہ سٹار آف انڈیا و انڈین امپائر کا دربار ۱۹ ستمبر کو منعقد کرینگے

انگلستان اور امریکہ کے تین اخباروں کو سرکاری طور پر ہندوستان میں آنے کی ممانعت کردی گئی ہے۔ انمیں سے ایک لنڈن کا اخبار سوشیالوجسٹ ہے جس کا مالک و ایڈیٹر مسٹر شیاماجی کرشنا ہے۔ دوسرا اخبار گیلک امریکن اور تیسرا اخبار ہے جو دونوں امریکہ میں شایع ہوتے ہیں

گورنمنٹ پنجاب کے دفاتر شملہ میں ۳ اکتوبر کو بند ہو کر لاہور میں ۸ اکتوبر کو کھلینگے۔

راج سندری سے باقی فوج بھی واپس بلالی گئی ہے

راج مندری کی تعزیری پولیس کے تین سپاہی جو ایک انگریز پولیس افسر پر قاتلانہ حملہ کرنے کے الزام میں ماخوذ تھے۔ عدالت سے بری ہو گئے۔

رنگون کے قریب دس قیدی جو زیر تحقیقات تھے موقع پاکر جیلخانہ سے بھاگ گئے۔ پولیس نے بمشکل چار کا پتہ لگایا۔ باقی چھ کی گرفتاری کے لئے گورنمنٹ نے پانچ پانچ سو روپے کا انعام مشتہر کیا ہے

مدراس کے مقدمہ اربتھناٹ کمپنی میں سر جارج اربتھناٹ کی تحقیقات التوا کرکے ملتوی ہوگئی

کوکناڈا کے بلوہ کے متعلق ڈاکٹر کیمپ پر جو مقدمہ ایک لڑکے پر حملہ کرنے کے لئے دایر کیا تھا اس میں ان پر سو روپیہ جرمانہ ہوا۔

کپورتھلہ کے آنریبل سر ہرنام سنگھ نے اثنائے قیام شملہ میں حضور وایسرائے سے ملاقات کی

وادی ژھوب کے علاقہ میں شدید سیلابوں کی وجہ سے پانی کے نلوں کو سخت نقصان پہنچا کہ فورٹ سنڈیمن میں پانی کی بہت تکلیف رہی ۲۴ ماہ حال کو ایک سوار جو ڈاک لا رہا تھا قلعہ مذکور کے قریب ایک سیلاب میں بہہ گیا۔ اور ۵ ماہ حال کو دو دیسی سپاہی جو شکار کھیلنے گئے ہوئے تھے ایک چڑھے ہوئے نالے کو عبور کرتے ہوئے رائفلوں سمیت بہہ گئے

ہمعصر اخبار عام کا نامہ نگار چین کے مقام ٹینٹسن سے لکھتا ہے کہ چین میں آجکل ایک شخص

پیچ ایل ورما نامی گشت کر رہا ہے جو وہاں کی مقیمہ سکھ افواج میں لیشن گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ خیالات پھیلا رہا ہے یہ شخص کہیں اپنے آپ کو سکھ ظاہر کرتا ہے اور کہیں ہندو۔ اور دراصل آریا سماجی معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میں ڈی اے وی کالج لاہور کا گریجوایٹ ہوں۔

ضلع سیالکوٹ میں کافی بارش ہوگئی ہے۔ اور قحط سالی کا اندیشہ نہیں رہا۔ چارہ بھی بہت کافی ہے۔

یکم اپریل سے ۱۷ر اگست تک نارتھ ویسٹرن ریلوے کو دو کروڑ اسی لاکھ سے کچھ زیادہ آمدنی ہوئی۔

لارڈ کچنر ماہ اکتوبر میں شملہ کی اندرونی پہاڑیوں میں چند روز کے لئے شکار کھیلنے جائینگے

معلوم ہوا ہے کہ جنرل دالمر کچنر کے بعد میجر جنرل براؤن لاہور ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہونگے

شملہ کی اصلاح و توسیع کے متعلق ۲۲ر ماہ حال کو جو وہاں کی مردم شماری کی گئی تھی اس سے پایا جاتا ہے کہ خاص شملہ کی آبادی ۳۲ ہزار اور معہ مضافات ۴۴ ہزار ہے۔ سرکاری ملازمین کی تعداد اسکے علاوہ ہے جو ایک ہزار کے قریب ہے۔

مدراس کا اخبار ہندو لکھتا ہے کہ مدراس گورنمنٹ کے مسٹر بپن چندر پال پر عنقریب مقدمہ چلانے کی خبر بے بنیاد ہے۔

مقدمہ یوگانتر کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے تمام ملزم سزایاب ہوئے اور ان کو دس ماہ سے دو سال تک کی سزا ملی۔ نرسنگھ راؤ بی۔ اے کو دو سال کی قید ہوئی۔ حکم سزا سن کر سنسنی پھیل گئی۔

وزیاگرم کالج کے دو طالب علم ایک پولیٹیکل جلسہ میں شریک ہونے کے باعث چند ماہ کیلئے کالج سے خارج کئے گئے۔

مدراس میں افواہ ہے کہ سڈیشن کے متعلق عنقریب کئی گرفتاریاں عمل میں آنے والی ہیں۔

صاحب انسپکٹر مدارس ڈھاکہ نے تین سو ماسٹروں اور طلباء کے نام جو اپنے آپ کو والنٹیر ظاہر کرتے ہیں ایک سرکلر شائع کیا ہے ان سے اس طرز عمل کا جواب مانگا ہے اور ہدایت کی ہے کہ آئندہ اس تحریک سے کوئی علاقہ نہ رکھیں۔

محکمہ پولیس باریسال نے اپنے ایک آدمی کو باوجود سودیشی کارکنان اور دیگر سودیشی لیڈروں کی حرکات کی نگاہداشت کی غرض سے باریسال کے براج موہن انسٹیٹیوشن میں بطور طالب علم داخل کرا دیا تھا اور وہ اُن لوگوں کی خفیہ رپورٹیں گورنمنٹ کو ارسال کرتا تھا۔ بھید کھلنے پر حکام مدرسہ نے اسے مدرسہ سے خارج کر دیا۔

نیشنل کالج کلکتہ کے ایک پانزدہ سالہ لڑکے کو دو شنبہ گذشتہ کے روز ایک پولیس انسپکٹر کو مارنے کے جرم میں دس بید لگنے کی سزا دیگئی۔

مقدمہ بلوہ راولپنڈی میں شنبہ کے روز اٹھارہ ملزموں کو پانچ پانچ سو روپے کی ضمانت پر رہا کیا گیا اس فہرست میں پانچ نامی وکلاء میں سے کسی کا نام بھی درج نہیں۔ سات بھائیوں میں سے اب صرف تین جیل خانے میں ہیں۔

مہاراجہ صاحب ہلکر نے اندور میں پردہ دار عورتوں کے علاج کے لئے ایک زنانہ ہسپتال قائم کیا ہے۔ اور اسکے قریب ایک گرلز سکول کھولنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے

شمالی ارکاٹ کی ڈسٹرکٹ کانفرنس کا اجلاس مسٹر جی سبرامنیا آئیر ۲۴ر اگست کو افتتاح ہوا افسران پولیس و بعض دیگر حکام نے اسکی سخت نگرانی کی۔ مقامی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر نے طلبا کو کانفرنس میں شریک ہونے کی ممانعت کر دی۔

کومیلہ کے مقدمہ قتل میں جو لوگ ڈپٹی کورٹ سے بری ہوئے ہیں ان کو حکم ہوا ہے کہ اپنی موجودگی کی کومیلا کی پولیس کو اطلاع دیا کریں۔

گورنمنٹ مدراس نے بمبئی کی مرہٹہ لیڈی مسز ڈی ڈبلیو کانکر کو مدراس یونیورسٹی کا امتحان ڈاکٹری پاس کرنے کے صلہ میں ولایت جا کر اعلیٰ طبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ۲۵۰ پونڈ سالانہ وظیفہ دیا ہے۔

بانکے پور کے بابو رادھا ناتھ رے کو کانفرنس ۱۹۰۵ء کی نمائش حرفت و صنعت میں ادھیات و معدنیات کے متعلق نمونے رکھنے پر نقرئی تمغہ ملا ہے

ماہ جون گذشتہ میں جی آئی پی ریلوے کی بمبئی میل جو ایک مال گاڑی سے ٹکرا گئی تھی اسکے پارسی ڈرائیور مسٹر اڈل جی کو صاحب ڈپٹی کمشنر کھنڈوا کی عدالت سے دو سال سخت کی سزا ہوئی۔

گورنمنٹ میسور نے ایک لاکھ روپے کے صرف سے مہاراجہ میسور کے جدید مجسمہ بنانے کیلئے ولایت کے ایک بُت تراش کو آرڈر دیا ہے

بنگال بینک نے اپنی شرح سود گھٹا کر تین فیصدی کر دی ہے۔

لفٹننٹ کرنل سی۔ اے۔ آر براؤن آر۔ اے ای رخصت سے واپسی پر لاہور میں نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ڈپٹی منیجر مقرر ہونگے۔

فصل و موسم کی قابل اطمینان حالت کی وجہ سے امید ہے کہ ضلع دربھنگہ کے امدادی کام عنقریب بالکل بند کر دیئے جائینگے اور مفت امداد کا کام بھی بند ہو جائیگا

ایک معاصر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ بنگالیوں کے ایجی ٹیٹر لیاقت حسین بہار میں آجکل زور سے سودیشی کا پرچار کر رہے ہیں۔ ایک تقریر میں اسنے کہا کہ گورنمنٹ اہل بہار کی خیر خواہ نہیں ہے اور اسکی تقریروں سے لوگوں میں ناراضی پھیل رہی ہے۔

کولار (میسور) کی سونے کی کان سے ماہ جولائی میں دوسری دفعہ ۹ لاکھ ۶۰ ہزار ۷۰۹ روپیہ کا سونا ولایت بھیجنے کے لئے روانہ بھی کیا گیا۔

مسٹر مورا اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر راولپنڈی بحکم چیف کورٹ پنجاب نو ہزار روپیہ کی ضمانت اور مچلکوں پر رہا ہوئے۔

مسٹر لبین متعلقہ ۱۶ لانسرز پر گذشتہ ماہ میں چلتی گاڑی میں جن دو آدمیوں نے قاتلانہ حملہ کیا تھا ان میں سے ایک کو حبس دوام بعبور دریائے شور کے علاوہ دو ہزار روپے جرمانہ اور دوسرے کو دس سال کے لئے کالا پانی اور سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی ہے

چھاونی پشاور میں خلاف توقع پہلے چند روز میں طاعون کے چار مہلک کیس ہوئے

محکمہ ڈاک خانہ نے مجوزہ رعایتوں کا اعلان کر دیا ہے۔ یکم اکتوبر سے اندرون ملک میں ایک تولہ کے خط کا محصول آدھ آنہ اور دس تولہ کا ایک آنہ لیا جائیگا۔ غیر ممالک میں انگلستان کے خطوط پر بحساب ایک آنہ فی اونس اور دیگر ممالک کے خطوط پر ۲ آنہ فی اونس محصول لیا جائیگا۔ اسی تاریخ سے پارسلوں کا محصول ۲ آنہ فی ۲۰ تولہ کی بجائے ۲ آنہ فی ۴۰ تولہ ہو جائیگا۔ اور ۴۰۰ تولہ تک اسی حساب سے لیا جائیگا اسکے علاوہ سنا ہے کہ اسی تاریخ سے منی آرڈروں کے کمیشن میں بھی تخفیف کر دی جائیگی۔

(انتخاب گزٹ صوبجات متحدہ ۲۴ر اگست ۱۹۰۷ء)

رخصت مسٹر جے براؤن کمشنر فیض آباد کو ۱۲ر ستمبر سے ۲ ہفتہ کی۔

" مسٹر ایچ جی وارین مجسٹریٹ و کلکٹر جالون کو یکم ستمبر یا بعد کی تاریخ سے ۲ ہفتہ کی

" مسٹر ڈی کالنان مجسٹریٹ و کلکٹر فرخ آباد کو ۲۸ر اگست سے ۲ ماہ کی۔

" مسٹر ڈی ایل سکاٹ ادکار قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس ہرناب گڈھ کو ۱۹ر اگست سے ایک ماہ کی

" منشی محمد احمد علی خان اسسٹنٹ سشن جج میرٹھ کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر یکم اگست سے ڈھائی مہینے کی رعایتی رخصت ملی۔

رخصت :- مسٹر اے بی ڈلوکوف گورڈن ڈپٹی کلکٹر مراد آباد کو ۳ یوم استفادہ سے ایکماہ رعایتی رخصت ملی - منشی ادجودھیا پرشاد ڈپٹی کلکٹر مراد آباد کو ۱۲ مرتبہ چھ ہفتہ کی اور میجر ڈبلیو جی سول سرجن سیتا پور کو ۱ ستمبر سے ایکماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی - اور بابو رس بہاری ڈپٹی کلکٹر کی پیشتر عطا شدہ رخصت میں اور ایکماہ کی توسیع کی گئی

تقرر :- مسٹر الف جے بیٹ ڈپٹی کلکٹر فیض آباد اپنے فرائض کے علاوہ عارضی طور پر [illegible] مقرر ہوئے

[illegible] قایم مقام [illegible] [illegible] کے ایام رخصت میں [illegible] کلکٹر جہانسی مقرر ہوئے

مسٹر سی ڈبلیو اے انسٹ قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ جہانسی - للت پور [illegible] [illegible] فرخ آباد مسٹر گری کانٹن کی جگہ قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر فرخ آباد مقرر ہوئے

منشی محمد سراج الدین کی جگہ لالہ سیو پرشاد سبارڈینیٹ جج آگرہ قایم مقام جج عدالت [illegible] آگرہ مقرر ہوئے - اور ان کی جگہ بابو کشن سیوک لال منصف متہرا قایم مقام سبارڈینیٹ جج آگرہ مقرر ہوئے

[illegible] بابو [illegible] نواب وکیل قایم مقام منصف متہرا مقرر ہوئے

مسٹر جے آر ہیبرز کے ایام رخصت میں مسٹر اے الیف جکسن قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ بدایون اسی ضلع کے قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے

[illegible] سید [illegible] ڈپٹی کلکٹر رخصت سے واپس آ کر [illegible] متعین ہوئے

ممالک غیر

مسٹر [illegible] ممبر پارلیمنٹ مع چالیس دیگر اشخاص کے تنازعات اراضی کے متعلق بمقام لانگفورڈ میں گرفتار کیئے گئے اسپر وہاں حد درجہ کی سنسنی پہیل گئی ہے اور شہر و اہل محاصرہ کی حالت میں ہے

گورنمنٹ کینیڈا جاپان کے ساتھہ ہمارہ میں خط و کتابت کر رہی ہے کہ اسی پر لئے قاعدہ کی پابندی کی جائے جس کے رو سے سال میں چھہ سو سے زیادہ جاپانی کینیڈا میں نہیں آ سکتے ہیں برٹش کولمبیا کے مزدور ایشیائی باشندوں کے ساتھہ سختی کرنے کی دہمکی دے رہے ہیں۔

ریوٹر ٹوکیو سے تار دیتا ہے کہ مقام ہکوڈیٹ میں عظیم آتشزدگی سے شہر کا قریباً ⅔ حصہ بالکل تباہ ہو گیا ہے تمام سلطنتوں کے قونصل خانے بہی جل گئے صرف امریکہ کا محفوظ رہا۔

حال کے سیلاب میں بہی لکہو کہا روپے کا نقصان ہوا ہے

بینک آف انگلینڈ نے سات لاکہہ پونڈ کا سونا خریدا ہے جس کا ایک حصہ ہندوستانی ضروریات کے کام آئیگا۔

۲۸ اگست کی دوپہر کو پارلیمنٹ حسب معمول آئندہ سشن تک برخاست ہوئی۔ ملک معظم نے اپنی تقریر میں ہندوستان کے متعلق فرمایا کہ بعض موجودہ عارضی مشکلات کے باوجود گورنمنٹ ہند نے ملکی انتظام کی اصلاح کے بارہ میں تجاویز صادر کی ہیں - اور انڈیا کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی شمولیت اور مشورہ لینے کے بارہ میں عملی کارروائی کی گئی ہے

مسٹر سیکا جو جنوبی لانگفورڈ کے لئے ممبری پارلیمنٹ کا امیدوار ہے معہ دیگر سترہ اشخاص کے گرفتار کیا گیا۔

پایہ تخت روس میں ایک نیم سرکاری مراسلت شایع کی گئی ہے جو ایک اخبار کے اس بیان کی

تردید کرتی ہے کہ روس نے خفیہ طور پر جاپان کو شمالی منچوریا میں مزید مراعات دی ہیں۔

اسلامی دنیا

منشی عزیز الدین صاحب کاشغر سے تبدیل ہو کر نمبو اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت ... اور منشی افتخار احمد صاحب ٹریژری آفیسر سری نگر کاشغر - اور سید بہادر علی شاہ صاحب سرینگر ریذیڈنسی کے ٹریژری آفیسر مقرر ہوئے

علماء کے فتووں کا اختلاف دور کرنے کی غرض سے کراچی میں سواد اعظم کے نام سے ایک انجمن قایم ہوئی ہے

۱۳ ماہ حال کو بمقام آگرہ سید آل نبی صاحب وائس چیرمین و دیگر ممبران میونسپل بورڈ کی تحریک پر ایک جلسہ بغرض اظہار تشکر بہ شہنشاہ معظم بسبب اس ہمدردی کے جو حضور ممدوح نے اہل ہند کے طاعون میں مبتلا ہونے پر ظاہر فرمائی کیے منعقد ہوا

احاطہ بمبئی کے سرکاری سکولوں میں گجراتی زبان کی چہٹی کتاب میں جو ایک آزار سبق محمد اور اسلام کے عنوان سے درج تہا - اور جسپر مسلمانوں نے گورنمنٹ موصوفہ کو توجہ دلائی تہی - وہ بحکم گورنمنٹ تمام کتابوں میں سے خارج کر دیا گیا - اسکی بجائے اسی عنوان سے ایک اور سبق منظوری فضلاء اہل اسلام داخل کیا جائیگا - گورنمنٹ بمبئی کی یہ کارروائی قابل شکر گذاری ہے

انجمن نصرۃ الاسلام کشمیر کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۶ شعبان ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۰۷ء بر مکان مدرسہ منعقد ہوگا۔

شیعہ کانفرنس کی جو ۶ - ۷ - ۸ اکتوبر کو لکہنؤ میں منعقد ہونے والی ہے بڑے زور شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں

کرمان (ایران) کے باشندوں نے چندہ سے بہت سی رقم بدینغرض جمع کی ہے کہ شخصی حکومت کا ایک مجسمہ تیار کرا کر ایک میدان میں نصب کریں تاکہ وہ مجسمہ ان مظالم کو یاد دلاتا رہے جو ایرانیوں نے شخصی حکومت کے زمانہ میں برداشت کئے ہیں۔

ایرانی اخبار مظفری لکہتا ہے کہ بوشہر میں دستوری حکومت کی پہلی سالگرہ منائی گئی تین رات تک تمام شہر میں روشنی کی گئی - بازار آراستہ کئے گئے خشکی اور تری سے توپیں سر کی گئیں - باشندگان شہر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تہے۔

اخبار "انجمن ملی اصفہان" لکہتا ہے کہ پرنس ڈاکٹر محمد حسن مرزا نے اصفہان میں ایک اعلے درجہ کا اسلامی شفاخانہ کہولا ہے جس میں تیس کے قریب عہدہ دار ہیں - اور انکا تمام خرچ شہزادہ موصوف اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔

طنجہ کی انگریزی آبادی نے انگریزی منسٹر سے درخواست کی ہے کہ فرانس و ہسپانیہ کا مشترکہ انتظام حفاظت ناکافی ہے اسلئے انگریزی جنگی جہاز حفاظت کیلئے طلب کئے جائیں

امیر البحر فلبرٹ نے اطلاع دی ہے کہ مقام فیض سے یوروپین لوگ چلے گئے ہیں۔

فرانس اور ہسپانیہ نے ایک مشترکہ رقعہ وزیر جنگ مراکو کے نام بہیجا ہے اور اسمیں اس امر پر زور دیا ہے کہ عہدنامہ الجیریا کے مطابق مراکو کے بندرگاہوں پر انتظام پولیس کے لئے جلدی مناسب کارروائی کی جائے۔

ریوٹر کا نامہ نگار ۲۷ ماہ حال کو قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ متنازعہ علاقہ میں کردوں کے جور و ظلم کے متعلق ایران نے دول کے نام ایک شکایتی مراسلہ بہیجا ہے

ایرانی شکایات کے جواب میں باب العالی نے کردوں کی انسداد کے متعلق احکام نافذ کرنے کا وعدہ کیا ہے اور والی طرابلس اور کرکوک کے متصرف کے نام حکم پہنچنے والا ہے

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

نحن نشبنا و انتم کیل

قیمت معہ محصولڈاک		
ششماہی	سالانہ	پیشگی
۶ شلنگ	۱۲ شلنگ	ممالک بیرون سے
۵ہ	عہ۵	امرا و رؤسا سے
ہہ	۵ہ	عام خریداروں سے
للعہ	ہ/	طلبا و کم استطاعت اصحاب سے

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے

نمبر ۴۶ | امرتسر ۴ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۵ رجب ۱۳۲۵ھ یوم چارشنبہ | جلد ۱۳

فہرست مضامین

تازہ خبریں
(کمیونی کیشڈ) امیر المومنین سلطان المعظم عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ . کمیشن تقسیم اختیارات
بہادر شاہ مرحوم کی بیگم کی قبر . ایکسٹرا ڈسٹرکٹ منصف کی تبدیلی و رخصت . مشرقی بنگال میں ہندوؤں کی زیادتی .
(مراسلات) فری پرائمری ایجوکیشن . قطعہ تاریخ
(منقولات) حفاظت مولیشیاں . انڈیا کونسل کی کلینان ہیرا . کیا نپولین بونا پارٹ مسلمان تھا؟
ہندوستان کی خبریں
ممالک غیر
اسلامی دنیا
اشتہارات

تازہ خبریں

اخبار بنگالی کے دو ایڈیٹر مقدمہ بغاوت کی بابت حوالات میں ہیں ... حال کی بیتی ہوئی ... مسٹر کنگسفورڈ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے منیجر کو بمقصود یا کر بری کر دیا . اور مالو لسنت ... پرنٹر کو دو سال قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی .

شنبہ گذشتہ کو بنگال کے مقام گری دیہہ میں پانچ بنگالی جو سودیشی پر جلد کر رہے تھے گرفتار ہو گئے ... اور ... ہزار کی ضمانتوں پر رہا کیے گئے .

بنگال کی طرح بمبئی کے تاجروں نے بھی تجویز کی ہے کہ سرکاری ایوان تجارت کے اصول پر بمبئی میں ہندوستانی تاجروں کا ایک ایوان تجارت قایم کیا جاوے .

بمبئی کے اخبار ایڈووکیٹ آف انڈیا نے جدید سرکاری اعلان کے متعلق کانگریس کے بعض لیڈروں اور بعض سربر آوردہ مسلمانوں کی معتبر رائیں شایع کی ہیں . ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مجوزہ پولٹیکل اصلاحوں سے کانگریس کے لیڈر ناخوش اور مسلمان مطمئن ہیں .

لکھنؤ کے ریلوے اسٹیشن پر ایک یورپین ریلوے ملازم نے ایک چوکیدار کو حکم عدولی پر ایسا مارا کہ فوراً مر گیا .

کثرت باراں کی وجہ سے جالندھر شہر میں تپ کی وارداتیں ہونے لگی ہیں . مرض کی زیادتی کے اندیشہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر انسدادی تدابیر میں مصروف ہیں .

اوڈیسہ کے حال کے سیلابوں میں پونے دو ہزار کے قریب مکانات مسمار ہو گئے جس کی وجہ سے چار ہزار زن و مرد بے خانماں پھر رہے ہیں . انکی دستگیری کا مناسب انتظام ہو رہا ہے .

۲۵ اگست کو ایسٹرن بنگال ریلوے پر ایک اور چوری کی واردات ہوئی . کوئی بدمعاش چلتی ریل میں ایک مسافر کے پانچ سو دس روپے اڑا کر رفو چکر ہو گیا . پولیس تحقیقات میں مصروف ہے .

صاحب ڈائرکٹر محکمہ تعلیم بنگال نے بعض ہیڈ ماسٹران کالج سے ان کے پولٹیکل جلسوں میں شرکت کرنے کی بابت جواب طلب کیا ہے . سنا ہے کہ بابو سریندر ناتھ بنرجی سے بھی عنقریب جواب طلب کیا جائیگا .

سنا ہے کہ دیوان ٹیک چند صاحب ڈپٹی کمشنر لودھیانہ چھ ماہ کی رخصت لے کر تحصیل عربی کے لئے مصر جانے والے ہیں .

اخبار انگلشمین نے اپنے ایک معتبر نامہ نگار کی زبانی لکھا ہے کہ کلکتہ میں انگریزی مال کو بائیکاٹ کرنے کی تجویز زور سے شروع ہو گئی ہے . اور یونیورسٹی انسٹیٹیوٹ میں ایک سودیشی جج نے اپنا اجلاس شروع کر دیا ہے .

اخبار سٹیٹسمین (کلکتہ) لکھتا ہے کہ مسٹر مارلی نے انڈیا کونسل میں سر آغا خان کی تقرری کی بہت کوشش کی مگر وہ اخیر تک انکار پر جمے رہے .

سنا ہے کہ آنریبل شیخ صادق علی صاحب وزیر ریاست خیرپور سندھ نے اس امر کا انتظام کیا ہے کہ غلہ ریاست سے باہر نہ جانے پاوے تاکہ قحط کی صورت میں رعایا کو تکلیف نہ ہو .

افسوس کہ میر قربان علی صاحب سردار کونسل ریاست ... لیہ نے ۲ رجب ۱۳۲۵ھ کو انتقال فرمایا

وکیل امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۴ ستمبر ۱۹۰۷ء یوم چارشنبہ نمبر ۴۶

(کمیونی کیٹڈ)

امیر المومنین سلطان المعظم عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ

اللہ اللہ! آج انگریزی مہینے کی ۳۱ تاریخ ہے۔ اور مہینہ ختم ہوتا ہے۔ مگر جس مسرت و انبساط کے ساتھ اس تاریخ کا بلاد اسلامیہ میں عموماً اور قلمرو عثمانیہ میں خصوصاً انتظار ہو رہا تھا۔ اسکے کیا کہنے کیونکہ اس مہینے کے ساتھ ہی امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم سلطان عبدالحمید خاں خلد اللہ ملکہ کی خلافت کا اکتیسواں برس بخیر و خوبی ختم ہوتا ہے۔

اگر تاریخ سلاطین عثمانیہ کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ گذشتہ سلاطین میں سے سوائے سلطان سلیمان اور سلطان محمد رابع کے جنہوں نے علی الترتیب ۴۶ - اور ۳۸ برس تک مسند خلافت کو زینت دی اور کسی نے بھی اتنے دن اورنگ آرائی نہیں کی خود سلطان المعظم کے دادا بھی اتنے دن تک ہی فرمانروا رہے جتنے کہ سلطان حال۔

ہم میں اب بھی بہت سے لوگ بقید حیات موجود ہیں جنہیں فراموش نہوا ہوگا کہ جن دنوں سلطان عبدالعزیز مرحوم فرمانفرما تھے۔ دولت عثمانیہ کے آسمان پر کیا کچھ گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور پھر جس وقت سلطان حال نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس سے چند مہینے پہلے جنگ - بغاوت اور خزانہ کی کمی سے کیا کیفیت تھی۔

موجودہ امن و رفاہیت کے زمانہ کا موازنہ کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر زمانہ ماضی کے حالات کو دہرایا جائے جب تخت شاہی نے سلطان حال کے پاؤں چومے تو بہت ہی کم لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ اتنی مدت تک مسند خلافت پر رونق افروز رہیں گے۔ اور انکی حکومت کا زمانہ ایسا امن و فلاحیت کا ہوگا۔ حالانکہ خاندان سلاطین عثمانیہ کی حکمرانی کے زمانہ میں کسی نے بھی اس خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی حکومت کا زمانہ نہیں کاٹا۔ جیسا کہ سلطان حالیہ ایدہ اللہ بنصرہ مزید۔

جس زمانہ میں سلطان عبدالحمید نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی خلافت عثمانیہ کی یہ مختصر کیفیت تھی۔ خزانہ میں کمی تھی۔ ملک کا اعتبار کم ہو گیا تھا۔ سلطان عبدالعزیز کی فضول خرچیاں جو رنگ لائیں کہ یورپ کے مہاجنوں نے قرضہ دینے سے تکہ سا جواب دے رکھا تھا۔ بوسنیا ہرزیگووینا اور بلغاریہ کھلم کھلا بغاوت پر تلے ہوئے تھے۔ سرویہ نے جنگ کی دھمکی دے رکھی تھی اور روس کا ہاتھ در پردہ سب کے ساتھ تھا۔ علاوہ بریں دغاباز یار علم بھی تھیں۔ سلطان عبدالعزیز تخت چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ اور آخر کو انہیں وزیروں کے ہاتھ سے شہید ہوا جنہوں نے طاعت اور فرمانبرداری کی بیعت کی تھی۔ ملک کی ظاہری حالت تو یہ تھی کہ دیکھتے ہی پتھر کا کلیجہ بھی کانپ اٹھتا تھا۔ مگر سلطان حال نے اپنے استقلال کو قولاً و فعلاً ثابت کر کے دکھلا دیا۔ اور مصائب و تکالیف کا اس عمدگی و دانائی سے مقابلہ کیا کہ اب تک جس نہج سے سلطنت کے کارخانہ کو چلایا گیا ہے یگانہ و بیگانہ اسکو ملاح ہیں۔ فوج میں خاص طور سے اصلاح ہوئی اور باوجودیکہ روسیوں کی فوج کثرت سے معاونت پر تلی ہوئی تھی والی سبلان کو طاعت ہی کرتے بنی۔ بوسنیا۔ ہرزیگووینیا۔ اور بلغاریہ میں وہ ہزار سر کا اژدر بغاوت گھوم رہا تھا جس کے اگر ایک سر کو اڑایا جاوے تو دوسرا نکل آئے۔ مگر اس شیر مرد نے اسکا بھی خاصا سر کچلا۔ اور پھر جب رہی سہی امیدیں سکے سے بھی کوٹا تار کے کھلم کھلا اعلان جنگ سے آمادہ ہو کر اور امن عامہ کی امید بندھی (؟) تو حضرت سلطان المعظم نے انگریزوں کی مدد کے بھروسے پر لڑائی ٹھہرائی مگر لارڈ ڈزرائلی کے خشک وعدوں سے مایوس ہو کے ٹرکی نے جو پہلے سے ایک عرصہ تک جنگی مصروفیت کے باعث کمزور ہو رہی تھی۔ روس کے وار روکنے کو تن تنہا سینہ سپر کیا۔ عثمانی بہادروں نے اپنی شہرت اور نام کو جس خوش اسلوبی سے قائم رکھا مخفی نہیں۔ تاریخ عثمانیہ میں واقعہ پلیونا ابدالآباد تک عزت سے یاد کیا جائیگا مختار پاشا کی وہ خدمات جو اس نے اپنی چھوٹی سی فوج کے ساتھ چھ مہینے تک اناطولیہ میں روسیوں کے مقابلہ میں دکھلائیں - اسکی جوانمردی اور بہادری کی بین دلیل ہیں اگرچہ شرائط صلح ایسی بنیادی تھیں کہ سننے کے ساتھ ہی ہاتھوں کے طوطے اڑ جاتے ہیں مگر سلطان المعظم نے ان پر کاربند ہونے میں اپنی ہمت اور استقلال کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ عین آزمائش کے وقت اسلامی دنیا کے رہنے والوں نے خاصی ہمدردی ظاہر کی مسلمانان ہندوستان نے نہ صرف بیاروں اور مجروحوں کی مدد کے لئے چندے بھیجے۔ بلکہ جس وقت مصارف جنگ کو قرضہ کے لئے فہرست کھولی گئی تو اسوقت بھی انہوں نے خاص حصہ لیا۔

جب صلح اور امن کا پورا اثر نمایاں ہوا تو سلطان المعظم نے اپنے ان ہی وہی طریق حکومت رواج دینے کی ٹھہرائی جو یورپ کی دوسری سلطنتوں میں با جلاس کونسل مروج تھا۔ سلطان حال کی مسند آرائی سے پچیس برس پہلے عمارات اور دیگر صیغوں پر بیجا روپیہ صرف ہو رہا تھا۔ مگر انہوں نے ریل اور تعلیم پر اپنی آمدنی صرف کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ چنانچہ رعایا کی ضروریات کے بہم پہنچانے کی غرض سے تعلیم عام کی ترویج کی ٹھہری یعنی تعلیم ہونے لگی۔ دارالخلافہ اور بیروت میں طبی مدارس کھلے۔ فرانسیسی اور جرمنی کے پروفیسر بلوا کے ان کے مشورہ سے ان مدارس کے استحکام میں مدد لی گئی - چنانچہ اسوقت جبکہ تاج شاہی سلطان المعظم کے سر پر نثار ہوا ہے صرف طبی مدارس میں دو سو طالب علم تھے جنکی تعداد اسوقت ۳ ہزار ہے ایک مدرسہ قانونی بھی کھولا گیا۔ جسکے طالب علم جب اپنی اعلیٰ قابلیت دکھلاتے ہیں تو فرانس یا جرمنی میں تکمیل تعلیم کے لئے بھیجے جاتے ہیں کلدی کے فوجی کالج میں پہلے بمشکل چار سو لڑکے سما سکتے تھے - اب اسکی عمارت وغیرہ کی اسقدر توسیع ہوئی ہے کہ کوئی اٹھارہ سو طالب العلم آسائش سے رہ سکتے ہیں۔ اس خیال سے کہ جب تک ابتدائی تعلیم میں خاصی توجہ نہوگی - ٹرکی کے رہنے والے مغربی یورپ کے باشندوں کا پورا مقابلہ نہیں کرینگے سلطان المعظم نے خاص اصلاحیں کی ہیں۔

تعلیم کے بعد عام تعلقات کو مستحکم کرنے کا خیال ہوا۔ چنانچہ ریل کو مغربی یورپ کے ساتھ ملایا گیا اور ایک سیدھی سڑک قسطنطنیہ سے سرحد بلغاریہ تک بنائی گئی جو بعد میں وائینا تک ہو گئی۔ ایک دوسری ریل کی سڑک سمندر سے ہوتی ہوئی سالونیک تک نکالی گئی جو بعد ازاں موضع نش تک جو سرویہ کے شمال میں ہے بڑھا دی گئی

ایک دن ایسا آنے والا ہے جبکہ ہندوستان کے یورپ چلے جانے والے اگبوٹوں اور سٹیمروں کے واسطے بھی بندر سالانیک حد فاصل قرار دیا جائیگا۔ اور انگلستان جانے والے سیاح اور مسافر اسی راستہ کو ترجیح دینگے

سلہ یہ مضمون ۳۱ اگست کے اخبار کے لئے لکھا گیا تھا۔

ایک تیسری ریل سلانیک سے مناستر (واقع البانیا) تک جاتی ہے۔ دس سال ہوئے جب ان لائینوں نے جنگ یونان میں ثابت کر دیا تھا کہ یہ ملک کے لئے کیسی مفید ہیں۔ اُدہر ایشیا کی طرف بغداد اور بکو ابسلہ کو طارس تک جا پہنچی ہے بحیرۂ روم سے سیدھی سڑکیں دمشق اور یروشلم تک ہونگی۔ اور حلب کے تجارتی مال کو بندر بیروت تک پہنچانے کے واسطے فرانسیسی انجینیر الگ ریل تیار کر رہے ہیں قسطنطنیہ سلانیک۔ بیروت۔ یافہ اور دیگر خاص خاص بندرگاہوں پر مال و اسباب کے جہازوں میں سوار کرانے اور اُتارنے کے لئے خاص انتظام ہو رہا ہے سب سے آخری شرک ریل کی جو زیر تجویز ہے وہ دمشق سے ہوتی ہوئی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تک جائیگی حضرت سلطان المعظم کا یہ خیال ہے کہ یہ سڑک مسلمانوں کے عام چندہ سے بنائی جائے۔ چنانچہ اس خیال کی کسی قدر تکمیل بھی ہو رہی ہے۔ انشاءاللہ العزیز آیندہ سال تک حجاز سے بھری ہوئی ریل گاڑیاں براہ مدینہ منورہ تک چلنے لگینگی۔

سلطان المعظم کی خاص نگرانی کے باعث دولت عثمانیہ کی مالی حالت بہت ہی اچھی ہو گئی ہے جس قرضہ کے بوجھ میں سلطان عبدالعزیز نے ترکی سلطنت کو اتنا کچھ دبا رکھا تھا کہ دم لینا مشکل تھا سلطان حال کے حسن انتظام نے اسے بہ نسبتہً بہت ہی ہلکا کر دیا ہے جس کے سود کی شرح بتدریج گذشتہ گھٹتے ۳ ۱/۲ فیصدی فی سال تک آگئی۔ اور اس وقت کوئی شبہ نہیں جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سلطنت ترکی کا اعتبار اس وقت مغربی یوروپ کے مہاجنوں میں بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔

صیغۂ جنگی کی بھی معقول اصلاح ہوئی ہے ملکی فوج کو یوروپی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور بحری فوج والوں سے کوئی نیا اسلحہ مخفی نہیں۔ تارپیڈو کا ایک چھوٹا سا ذخیرہ تیار کیا گیا ہے۔ جو ہر وقت گولڈن ہارن (زرین شاخ) کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتا ہے۔ یہ جس قدر اصلاحیں عمل میں آئی ہیں اگر ملتے کسی قسم کی قرضہ کا بوجھ سلطان غازی عبدالحمید نے دولت عثمانیہ پر نہیں پڑنے دیا بلکہ جس قدر اصلاحات عمل میں آئیں۔ وہ سب ان تھک اور ہمیشہ کار کرنے والے سلطان حال کی خرسی کا نتیجہ ہیں تمام دنیا والے یکزبان ہیں کہ سلاطین روم میں سے سلطان حال کی قابلیت اور لیاقت کا ابھی تک کوئی شخص نہ تھا۔ اور کہ یہ یوروپ کے بادشاہوں میں بڑا ہی قابل ہے۔ ہماری رائے میں وہ اپنی موجودہ حالت کے رو سے یوروپ کے فرمانرواؤں میں سب سے اول نمبر پر ہیں کیونکہ جس قسم کی تکالیف کا سامنا آپ کو ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ اور بادشاہ تو اپنے وزیروں کے سہارے کام کرتے ہیں مگر سلطان المعظم سب کام اپنے آپ سر انجام دیتے ہیں۔ ہر ایک صیغہ کی نگرانی کرتے ہیں انتظام سلطنت کی بات بات سے آگاہ ہیں۔ انکی نسبت یہ کہنا مبالغہ نہو گا کہ دن رات برابر کام کرتے رہتے ہیں جب آپ سونے جاتے ہیں۔ اور نیند نہیں آتی تو ایک سکرٹری کو بلا کر کسی اہم مسئلہ کا جواب یا کوئی نیا فرمان لکھوا لیتے ہیں۔ آپ کو رعایا کی بہبودی کا خیال ہر وقت رہتا ہے غیر ملکوں کے رہنے والے جب کسی خاص بات کی ترجیح کے لئے بضد ہوتے ہیں تو حضور انور بجائے خود اسکے حسن و قبح پر غور فرماتے ہیں۔ اور اگر وہ بات ملک کی موجودہ حالت کے برخلاف اپنی ممالک کے ساتھ تعلق رکھتی ہے تو غیر ضروری سمجھکر چھوڑ دیجاتی ہے ورنہ ترجیح باقی ہے۔ اسکی بدیہی مثال وہ اصلاحوں کی سکیم ہے جو ۱۸۹۵ء میں پیش ہوئی ہے اور جس کے اجرا کی نسبت خلیفۃ المسلمین نے پہلے صاف انکار کر دیا تھا۔ مگر پھر جو انگریزی اور روسی سفیروں نے باتفاق عرض کیا کہ وہ اسکے حسن و قبح کو حضرت سلطان المعظم کی نسبت کسی قدر بہتر سمجھتے ہیں۔ تو خاموش ہو گئے بعد جاری ہوئیں پھر کیا تھا؟ اناطولیہ والے کھڑے ہو گئے۔ سلطان المعظم کی دُور اندیش نگاہیں چونکہ پہلے سے ہی یہ دیکھ چکی تہیں اسلئے وہ اصلاحیں رواج نہ پائیں۔ ورنہ ہوتے ہوتے آگ بہت ہی بھڑک اُٹھتی۔ یہی حالت ان اصلاحات کی ہے جو مقدونیہ میں رواج دینے کو دیجاتی تہیں۔ پانچ برس ہوئے جب سلطان المعظم نے ایک انتظامی صیغہ قائم کرنے کی ٹھانی تو دول یوروپ نے مخالفت کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ عہد نامہ مرزٹیگ سے جو مختلف صوبوں میں امن عام قائم کرنے کی غرض سے عمل میں آیا تھا۔ پایا جاتا ہے کہ یونانی اور بلغاری در اصل ممالک محروسۂ ترکی میں مدامی جنگ کا نقشہ جما رہے تھے۔

سلطان المعظم نے زمانۂ حال کی تعلیم اور فنون کی تدریس کو بھی نہیں چھوڑا۔ زراعتی صنعتی۔ اور انجینیری مدارس کھولے گئے ہیں۔ اسوقت سلطنت عثمانیہ میں چھوٹے بڑے ہر قسم کے تین ہزار سات سو مدارس ہیں۔

اسکے علاوہ سلطان المعظم کی اعلیٰ قابلیت اور جوہر خداداد کے نمونہ مختلف طریق پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جنگ کے وہ دل بادل جو ان کے آغاز حکومت میں جابجا نمایاں ہو رہے تھے بالکل کافور ہو گئے ایک روس جنگ کے بعد حضرت اقدس نے خاموشی سے اپنے ہاں کے مختلف صیغوں کی اصلاح کی تھی۔ اگر ۱۸۹۷ء میں یونانی مقبوضات روم پر حملہ آور ہونے کا خیال نہ کرتے تو وہ کبھی یہ نوبت کو نہ پہنچتی۔ وہ تو کیفر کردار کو پہنچے مگر خفیف شرائط پر صلح ہو گئی۔ اگر اسوقت امیر المومنین ذرا بھی ضد کرتے تو یونانیوں کو اپنی سلطنت کا ایک نہ ایک حصہ ضرور نذر کرنا پڑتا۔

المختصر حضرت خلافت مآب نے اپنے دوران حکومت کے ہر سویں برس میں فوج کو ایسے طرز پر چڑھایا ہے کہ کیا بری اور کیا بحری شعبہ میں لاجواب ترقی ہو رہی ہے۔ ریلیں پہلے سے دہ چند ہیں۔ یونیورسٹیاں اور میڈیکل کالج یورپ کے دوسرے دارالخلافوں کے ہم پلہ ہیں۔ بلکہ قسطنطنیہ کا خاص ہسپتال تو ایسا ہے کہ دوسروں سے کہیں بڑھکر ہے

ممالک غیر کے علمائے اسلام کا استقبال عام طور پر ترکی میں ہونے لگا۔

جو سچ پوچھو تو مسلمانوں کی بہبودی اور آسائش کے لئے حجاز ریلوے کے اجرا سے سلطان حال نے اسلامی دنیا پر بڑا احسان کیا ہے اور احسان بھی ایک ایسا احسان جسکے بوجھ سے ہماری گردنیں کم نہیں ہو سکتیں۔ سلطان المعظم نے اس خیال سے کہ حجاز ریلوے کے خیر جاریہ سے سب مسلمان یکساں حصہ لیں۔ یہ صلائے عام دی تھی کہ جو شخص چاہے حصہ لے۔ اس لئے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ادہر خاص توجہ دیں۔ بلکہ جو ہماری سنیں تو اس ۳۱ اگست سے ۲۲ ستمبر تک کے زمانہ تک (جو حضرت امیر المومنین خادم حرمین شریفین کی سالگرہ کا دن ہے) جس قدر ہو سکے باہم چندہ کریں۔ تاکہ ان کے زر چندہ سے آنے والی نسلوں کے حاجیوں کو ان تکالیف و مصائب کا سامنا نہو جو ہمارے زمانہ کے زایران بیت اللہ و روضۂ رسول اللہ کو ریل کی عدم موجودگی سے باربرداری میں بدوؤں کی خاص عنایت سے دیکھنے میں آتی ہیں۔

کمیشن تقسیم اختیارات

صاحب وزیر ہند نے گذشتہ مباحثۂ بجٹ کے موقع پر تقسیم اختیارات کے مسئلہ کی چھان بین کرنے کی غرض سے جس کمیشن کی تعیناتی کا پارلیمنٹ کے روبرو وعدہ فرمایا تھا وہ تعینات ہو گیا اور اس میں مندرجہ ذیل اصحاب شامل ہیں۔

(۱) سر ہنری پرمروز کے۔ سی۔ بی۔ سی۔ ایس۔ آئی (پریسیڈنٹ)
(۲) سر الیف۔ ایس۔ پی۔ لسلی۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی (ممبر)
(۳) آنریبل سر ایس۔ ڈبلیو۔ ایجرلی۔ کے۔ سی۔ وی۔ او۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ”
(۴) امیش چندر دت اسکوایر .... ”
(۵) ڈبلیو۔ ایس۔ میئر اسکوایر سی۔ آئی۔ ای۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ...... ”
(۶) ڈبلیو۔ ایس۔ ہچینس اسکوایر .... ”
(۷) ایچ۔ وہیلر اسکوایر آئی۔ سی۔ ایس .... (سیکرٹیری)

نامناسب ہوگا اگر ہم اس موقع پر ناظرین کو حضرات موصوف کے مجمل احوال و مراتب سے

آگاہ کردیں۔

(۱) سر ہنری پریمروز جو اس کمیشن کے سر پنچ مقرر ہوئے ہیں ایک تجربہ کار پایہ کے افسر ہیں سنہ ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک ہندوستان میں لارڈ رپن جیسے نیکدل وائسرائے کے پرائیوٹ سکرٹری رہ چکے ہیں ولایت میں بھی بہ کئی معزز عہدوں پر ممتاز رہے۔ انکی ذاتی قابلیت مسلم ہے تقسیم اختیارات کے پیچیدہ معاملہ پر غور کرنے والے کمیشن کی پریسیڈنسی کے لئے مسٹر مارلے جیسے مردم شناس کی تجربہ کارانہ نگاہ انہی پر پڑی۔

(۲) مسٹر لیلی بمبئی پریسیڈنسی کے ایک مشہور سولین ہیں۔ یہ وہاں عرصہ تک کمشنری کے عہدہ پر ممتاز رہے اور بعد میں ممالک متوسط کے چیف کمشنر ہو کر پنشن یاب ہوئے۔ ہندوستان کے انتظامی معاملات پر بحث کرنے کی خاصی قابلیت رکھتے ہیں۔ سال گذشتہ ہی میں یہ ایک کتاب بھی تصنیف کر چکے ہیں۔ جس میں انہوں نے اس ملک کے بعض انتظامی امور پر نہایت قابلیت کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔

(۳) مسٹر ڈبلیو اے چرلی بھی بمبئی کے ایک بلند پایہ سولین ہیں جو عرصہ تک بمبئی گورنمنٹ کے چیف سکرٹری رہ چکے ہیں۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے وائسرائیگل کونسل میں گذشتہ بجٹ کے موقع پر تقسیم اختیارات کے مسئلہ کو چھیڑ کر صاحب وزیر ہند کی توجہ کو اس ضروری امر کی جانب منعطف کیا۔

(۴) مسٹر رومیش چندر دت وہ مشہور اور پرانے بنگالی سولین ہیں جنکی تصانیف ہندوستان کی قدیم تاریخ اور اس ملک کے مالی معاملات پر مقبول عام ہو چکی ہیں۔ یہ ریاست بڑودہ کے دیوان بھی رہ چکے ہیں۔ اور اپنے ہم قوموں میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

(۵) مسٹر میئر صیغہ مال میں گورنمنٹ آف انڈیا کے سکرٹری ہیں اور معاملہ زیر بحث کے متعلق ابتدائی تحقیقات کے لئے جو ایک علیحدہ کمیشن مقرر ہوا ہے اسکے پریسیڈنٹ ہیں۔

(۶) مسٹر ہچنس بھی ایک ایسے ممبر ہیں جنکو ہندوستان کا کوئی تجربہ نہیں لیکن وہ ایک عرصہ تک ٹرانسوال گورنمنٹ کے ذی رتبہ افسر رہ چکے ہیں اور ملک کے طریقۂ انتظام کا پورا تجربہ رکھتے ہیں۔

(۷) مسٹر وہیلر جو اس کمیشن کے سکرٹری مقرر کیئے گئے ہیں صیغہ مال میں گورنمنٹ آف انڈیا کے انڈر سکرٹری ہیں۔

ممبران کمیشن کی قابلیت کا اعتراف اور مسٹر مارلے کی عمدگی انتخاب کا اقرار کرتے ہوئے ہمکو صاحب وزیر ہند کی اس فرو گذاشت پر نوٹس لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ انہوں نے کسی مسلمان سولین کو اس کمیشن کا ممبر مقرر نہیں کیا۔ حالانکہ مسلمانوں میں بھی اس لیاقت کا ایک سولین موجود ہے۔ جو گورنمنٹ آف انڈیا کا صیغہ مال میں قایم مقام انڈر سکرٹری رہ چکا ہے۔ یعنی اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز ہو چکا ہے جو آج تک کسی دوسرے ہندوستانی کو نصیب نہیں ہوا۔ مسٹر رومیش چندر دت کے تقرر کو ہم مسرت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اپنے برادران وطن کو اس تقرر پر مبارکباد دیتے ہیں مگر اسپر اظہار تعجب کیئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ منٹو اور مارلے جیسے بیدار مغز فرمانرواؤں کے عہد میں (جنہوں نے انتظام سلطنت میں ہر فرقہ و قوم کے شریک مشورہ ہونے کی اہمیت کو تسلیم کرلیا ہے) ایک اہم مسئلہ پر غور کرنے والی جماعت میں کسی مسلمان کو شامل نہ کیا گیا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ محض ایک فروگذاشت ہوگی جو ارادتاً وقوع میں نہیں آئی۔ اور اس اعتبار سے زیادہ قابل افسوس نہیں۔

کمیشن مذکور کی کارروائی پبلک کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتی ہے جو کسی قدر محتاج تفصیل ہے۔ اسکا مقصد جن امور کی تفتیش ہے وہ یہ ہیں۔ کہ گورنمنٹ عالیہ اور لوکل گورنمنٹوں کے درمیان اختیارات کی موجودہ تقسیم کیا ہے۔ امور مالی و ملکی میں انکے باہمی تعلقات کس قسم کے ہیں حکام ضلع کے موجودہ اختیارات کی نفس الحال کیا صورت ہے اور آئندہ کن اصلاحوں کی گنجایش ہے۔ مقامی حکام کے اختیارات وسیع کر دیئے جائیں تو ملک کیلئے مفید ہونگے۔ یا مضر۔ اور کونسی تدبیر بہتر ہوگی۔ جس سے انتظامی پیچیدگیاں سلجھیں اور حکام کو مقامی معاملات پر متوجہ ہونے کا زیادہ موقع ملے۔ اس مسئلہ کی وسعت ممبران کمیشن کو آمادہ کریگی کہ وہ اپنے دایرۂ تحقیقات کو وسیع کرکے غیر سرکاری حلقوں تک لیجائیں۔ اور معاملہ کے ہر پہلو پر غور کرکے رائے قایم کریں۔ ملک میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہے جو مقامی حکام کے اختیارات کی توسیع کو پسند کرتی ہے۔ مگر ایک جماعت ایسی بھی ہے جو اسے سخت ناپسند کرتی ہے اور جسکا خیال یہ ہے۔ کہ توسیع اختیارات سے مقامی حکام کا دست تظلم اور دراز ہو جائیگا۔ اور رعایا کی جائز آزادی میں فرق آجائیگا۔ موخر الذکر جماعت کا کہنا ہے کہ جب تک سرکاری افسروں کی طبیعت میں رعایا کی نسبت نیک اور ہمدردانہ خیالات پیدا نہوں اور ان میں رعایا کی اصلاح کا دلی شوق نہو۔ کوئی تدبیر ملک کی حالت کو درست نہیں کرسکتی۔ بہرحال کمیشن کی تحقیقات کا نتیجہ ملک کے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور ہمیں اُن کی آخری رپورٹ کا انتظار ہے۔

بہادر شاہ مرحوم کی بیگم کی قبر

گذشتہ اشاعت میں ہم یہ خبر ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ برما نے مسلمانوں کی معروضات پر عنایت خسروانہ فرماکر حکم صادر کر دیا ہے کہ خاندان مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ مرحوم کی قبر کی مرمت کردیجائے۔ تمام ہندوستان کے مسلمانوں نے اس خبر کو شکر گذاری کیساتھ سنا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اُس مصیبت زدہ غریب الوطن بادشاہ معزول شدہ کی مصیبت میں ساتھ دینے والی عمگسار بیگم کی شکستہ قبر بھی اسکے شوہر مرحوم ہی کی قبر کے پاس واقع ہے۔ اور زبان حال سے دنیا کی ناپایداری کا عبرتناک قصہ سنا رہی ہے۔ مسلمانان رنگون نے جو جلسہ گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنے کی غرض سے منعقد کیا۔ اُس میں ایک رزولیوشن یہ بھی پاس کیا ہے کہ سرکار سے استدعا کی جائے کہ جس طرح نوازش شاہانہ سے کام لے کر اسنے ظفر مرحوم کی قبر کی مرمت کا حکم فرمایا ہے۔ اسیطرح بیگم مرحومہ کی قبر کی بھی مرمت کا حکم ہو جائے۔ کوئی پولیٹیکل مصلحت اس درخواست کے قبول کیئے جانے میں سد راہ نہیں ہوسکتی۔ اور ہمیں قوی امید ہے کہ گورنمنٹ عالی وقار اس معاملہ میں بھی مسلمانوں کی درخواست قبول فرماکر اپنی وفادار رعایا کو مایوسی سے باز رکھیگی۔

ایک دلعزیز منصف کی تبدیلی و رخصت

منشی امام الدین صاحب جالندہری ایک قابل نیک نہاد اور ہردلعزیز عہدہ دار ہیں۔ کچھ عرصہ تک انبالہ میں منصب منصفی پر ممتاز رہے اور اواخر ماہ گذشتہ میں وہاں سے انکی تبدیلی لودہیانہ کو ہو گئی۔ چنانچہ ۳۰ اگست کو ۸ بجے صبح کے ٹرین میں آپ انبالہ شہر سے روانہ لودہیانہ ہوئے۔ انکی ہردلعزیزی اس سے ظاہر ہے کہ رخصت کے وقت نہ صرف مسلمان بلکہ بعض معزز ہندو صاحبان بھی آپ کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے منشی کرپا رام صاحب پلیڈر اور لالہ شہزادہ رام صاحب گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے منصف صاحب کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ تمام حاضرین کے دل پر آپ کی مفارقت کا از حد صدمہ تھا۔ منصف صاحب ایسے شریف خلیق سادہ مزاج دیانتدار اور پرانی وضع کے بزرگ ہیں کہ کیا ہندو کیا مسلمان آپ سے خوش تھے اور سب کو آپکی تبدیلی سے یکساں رنج ہوا۔ ہمیں امید ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسے عہدہ داران سرکاری کی حوصلہ افزائی و قدردانی کا خاص طور پر خیال رکھیگی جو اپنے فرائض منصبی جانفشانی سے انجام دینے کے علاوہ رعایا کے تمام فرقوں کو بھی بلا امتیاز و تفریق خوش رکھتے ہیں۔

مشرقی بنگال میں ہندوؤں کی زیادتی

کوئی منصف مزاج انکار نہیں کرسکتا کہ ہندو اخبارات کا یہ عام شیوہ ہوگیا ہے کہ جو صحیح واقعات انکی قوم کے خلاف ہوں ان کے متعلق بالکل سکوت اختیار کیا جاتا ہے لیکن مسلمانوں کے خلاف فرضی قصے مشہور کیے جاتے ہیں اور غلط روایات اخبار میں درج کی جاتی ہیں...... آج کل جو مظالم ہندوؤں کے ہاتھ سے مسلمانوں پر مشرقی بنگال میں ہو رہے ہیں انکا ذکر بنگالی اخبارات میں مطلق نہیں کیا جاتا۔ بلکہ برخلاف صحیح واقعات کے ہر ایک الزام مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا ہے۔ اور بیچارے بیکس بے زبان اور سادہ مزاج مسلمانوں کو بانی فساد قرار دیا جاتا ہے۔ پایونیر کے ایک معتبر نامہ نگار نے حال میں اس صوبہ کے حالات پر گہری نظر ڈال کر ہندو مسلمانوں کی موجودہ باہمی کشمکش کا سارا الزام ہندوؤں پر لگایا ہے اور صرف انصاف پسند طبایع نے اسکی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ اس نے نہایت درست لکھا ہے کہ ہندو باوجود تعداد میں کم ہونے کے علم و دولت میں مسلمانوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ باہمی قوت پر نازاں ہو کر ان لوگوں نے مسلمانوں پر بیجا دباؤ ڈالا۔ اور انہیں اپنے سودیشی بائیکاٹ میں شامل کرنے کی احمقانہ کوششیں شروع کردیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے دلوں میں ہندوؤں کی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی اس نفرت کو ان ہندو مہاجنوں نے اور بھی بڑھا دیا جنہوں نے اپنے مسلمان قرضداروں کو مجبور کیا کہ قرضہ کی بقایا رقم کا کچھ جزو وہ مندروں کے فنڈ میں داخل کردیں۔ اس کوتاہ بینی کی کارروائی سے بعض ہندوؤں نے کشیدگی تعلقات پر ایک مذہبی رنگ بھی چڑھا دیا جسکے مضر نتایج انہیں بالآخر دیکھنا پڑے جس کے دل میں ذرا بھی انصاف ہے وہ ضرور اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ جو کچھ صوبہ جدید میں ہو رہا ہے اسکے ذمہ دار ہندو ہیں نہ کہ مسلمان: لاہور کا روزانہ ٹریبیون نامہ نگار مذکور کی تحریر پر بگڑ رہا ہے۔ پیچ و خم کھاتا ہے اور چند بے معنی فقرے لکھکر رہجاتا ہے بعض اخباروں نے اپنی قوم کی بیجا طرفداری ہی کو اپنا شعار قرار دے لیا ہے اور ان کے نزدیک وہ صداقت قابل التفات نہیں جس سے انکے ہم قوموں کے عیوب پر روشنی پڑے :۔

مراسلات

فری پرائمری ایجوکیشن

جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم! ابتدائی تعلیم کو بلا فیس عام کرنے کی تجویز پیش ہوئے خاصہ عرصہ گذر چکا ہے جس وقت یہ تجویز سرکاری حلقوں سے نکل کر اخباری دنیا تک پہنچی اور گورنمنٹ ہند نے لوکل گورنمنٹوں سے اسکے متعلق استصواب رائے کیا ہے۔ اسوقت آپ نے بھی اپنے ایک نوٹ میں اسکی اطلاع شایع کی تھی۔ یہ امر کہ انڈین پبلک نے عام طور پر اس خبر کو گونہ مسرت اور شکرگذاری سے سنا۔ اور اسکے عملی نتایج کی نسبت دل خوش کن توقعات ظاہر کیں۔ ایک واقعہ نفس الامری ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ انڈین پبلک میں آخر مسلمانان ہند بھی شامل ہیں اور اس خوشخبری سے علی قدر معقولہم ان کا متاثر ہونا بھی لازمی تھا بس اگرچہ یہ تجویز ابھی سرکاری کاغذات ہی تک ہی محدود ہو لیکن اسی حد تک اسکی جس قدر خوشی ہو سکتی ہے اس میں میرے نزدیک کیا ہندو کیا مسلمان شریک ہیں۔

مگر یہ سن کر معزز ناظرین وکیل کو تعجب ہوگا کہ مسلمانوں کا ایک ممتاز و بلند نام آرگن اخبار البشیر اس تجویز کے خلاف ہے۔ اور اس بات پر افسوس کرتا ہے کہ مسلمانوں نے کیوں اب تک اس تجویز کی مخالفت نہیں کی۔ اسکی رائے میں اگر یہ تجویز پوری ہو کر ہندوستان کے عوام میں ابتدائی تعلیم عام (مفت) ہو جائے تو اس سے مسلمانوں کو اور نیز ملک کے امن کو بڑا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے" اخبار مذکور لکھتا ہے کہ "جو پارٹی اسوقت انگریزوں کو ہندوستان سے نکال کر "سوراج" (سیلف گورنمنٹ) قایم کرنا چاہتی ہے وہ اپنا کام زیادہ تر پولیٹیکل سادھوؤں سنیاسیوں اور بیراگیوں کے ذریعے نکالتی ہے یا دیہات کے پٹواریوں اور طبقہ ہندی کے مدرسین کی معرفت جن سے اسے پوری پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن جب ابتدائی تعلیم عام ہو جائیگی تو باغیانہ اشتہار اور پمفلٹ نہایت آسانی کے ساتھ تقسیم ہو سکینگے" پھر آپ فرماتے ہیں "اس ملک میں بدقسمتی سے ایک ایسا فرقہ بھی پیدا ہوگیا ہے جو سب سے زیادہ فرض یہ سمجھتا ہے کہ ہندو کے دلوں میں مسلمانوں کی جانب سے نفرت پیدا کی جائے اور مسلمانوں کی قوت کو کمزور کیا جائے کیونکہ جب اسمیں کامیابی ہو جائیگی تب انگریزوں کو نیچا دکھانا دشوار نہ ہوگا لہذا ابتدائی تعلیم کے مفت اور عام ہونے کے بعد یقیناً سب سے اول مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے خیالات کی اشاعت ہوگی۔ اور ضرور مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان میں چماروں کی قوم نہایت ذلیل اور ادنےٰ درجہ کی قوم ہے صرف خاکروب اسکا درجہ افضل ہے۔ باقی تمام اقوام سے کمتر۔ دیگر چماروں کو اس ذلیل حالت میں رکھنے کے ذمہ دار مسلمان نہیں بلکہ خود ہندو ہیں مسلمانوں کا اگر کچھ قصور ہے تو صرف یہ کہ انہوں نے ہندوؤں کی شریف اقوام کے پاس خاطر سے انہیں بدستور ذلیل حالت میں رکھا اور ان کے ہاتھ کی چیز کا استعمال جایز قرار نہ دیا حالانکہ بموجب عقیدہ اسلامی ایک برہمن ایک چمار اور ایک خاکروب سب یکساں شریک ہیں۔ اور نجاست باطنی میں مساوی۔ اور جب نجاست ظاہری موجود نہ ہو تو سب کی یکساں حالت ہے (لیکن) اب اس فرقہ میں بعض نے نہایت ادنےٰ درجہ کی ہنری تعلیم پائی بعض نے تجارت شروع کی۔ اسکے بعد ٹھیکیداری۔ بعض نے جوتوں کی تجارت شروع کی۔ اب اس قوم میں پنچایتیں اور کمیٹیاں ہو رہی ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ کی چیز چمار ان کو استعمال نہ کرنی چاہیئے۔ مسلمان سقہ کی مشک کا پانی بھی نہ پیا جائے۔ مذبوحہ جانور کا گوشت

نہ کہانا چاہیے ۔ بلکہ جھٹکے کا گوشت کہانا چاہیے"۔

"ہماریدل میں آخر یہ خیال کس طرح پیدا ہوا اور یہ کس کی غایت ہے؟ اس موقع پر محتاج بیان نہیں" ۔ ۔ ۔ ۔ یہ جب ہندوؤں کی ایک ذلیل قوم کے یہ خیالات ہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں تو یہ امر یقینی سمجھو کہ ابتدائی تعلیم عام ہو جانے اور اسکی زیادہ اشاعت ہونے سے زیادہ دیہات کے مسلمانوں کو اپنی زندگی کا سلامت رکھنا دشوار ہو جائیگا ۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ گورنمنٹ کو اس تجویز سے باز رکھنے کی کوشش کرے"۔

یہ ہیں اخبار البشیر کے خیالات جن کی نسبت میں اسوقت کچھہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ یہ خیالات ایک ایسے دماغ سے نکلے ہیں جو اپنی قوم کی خیرسگالی اور ہمدردی و محبت سے بہرہ وافر رکھتا ہے ۔ یہ بھی بلا تامل اور بلا تملق مانتا ہوں کہ مولوی بشیرالدین صاحب ایڈیٹر البشیر ایک اعلیٰ درجہ کے معاملہ فہم اور ژرف نگاہ بزرگ قوم ہیں خصوصاً قومی پالیٹکس میں اُن کی مآل اندیشی اور سوجھہ بوجھہ اکثر مواقع کے عنوان مت کر بدرجہا بڑھی ہوئی ہے نیز تجربہ اس سے بھی انکار نہیں کہ جو قابل غور خیالات آپنے مسئلہ زیربحث کی نسبت ظاہر کئے ہیں اپنی جگہہ پر ضرور ایک حد تک وقعت و اہمیت رکھتے ہیں لیکن جب ہم اُن پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو افسوس کہ اُن سے خلاف رائے ہی ظاہر کرنا پڑتا ہے۔

مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ ابتدائی تعلیم عام ہو جانے سے ہندوؤں میں آجکل مشن زیادہ سہولت سے پہیل سکیگی اور باغیانہ پمفلٹ آسانی کے ساتھہ تقسیم ہو سکینگے میری رائے میں یہ خطرہ بے بنیاد تو نہیں مگر متوجہ عبث ضرور ہے ۔ کیونکہ باغیانہ خیالات پہیلانے والوں کے کیرکٹر سے اب گورنمنٹ بجائے خود بھی بیخبر اور بیفکر نہیں رہی ہے ۔ اور اسکی موجودہ پالیسی اور اقتداری سیاست نے ان لوگوں کے بھی اچھی طرح کان کہول دیے ہیں ۔ اور اب تمام حلقوں میں بالاتفاق یہ تسلیم کرلیاگیا ہے کہ سودیشی اور سوراج کے سودائی خواہ کتنی ہی پرلشیہ دوانیاں کریں ، اور کیسے ہی پیچ در پیچ جال پہیلائیں لیکن اس با اقبال اور پرشوکت و جلال گورنمنٹ کے بالمقابل ہمارے شورش میں کوئی کامیابی و فلاح حاصل نہیں کرسکتے اگر بالفرض یہ خطرہ جو مولوی صاحب نے اپنے معزز پرچہ میں پیش کیا ہے درحقیقت کچھہ جاندار ہو بھی تو سب سے پہلے اسکے حفظ ماتقدم کی فکر خود گورنمنٹ کو لاحق ہوگی ۔ اور ہم کو پہلے تو صاحب یہ علم الیقین ہی تہا مگر اب عین الیقین ہوگیا ہے کہ نہ پہلے پولیٹیکل وساوس کی اشاعت کے سدباب پر وہ (گورنمنٹ) پورے طور پر قادر ہے نہ آگے لیوں اور اُن کے چیلے آریوں کو جو گرنے ہمارہ میں ایک حد تک ڈہیل دی ۔ یہ بھی اسکی کوہ وقاری ۔ گہری مصلحت اور ایک طرح کی آزمایش تھی ۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ زبردست طاقتوں کی گرفت ہمیشہ "دیرگیر و سخت گیرد" کی مصداق ہوا کرتی ہے ۔

اور یہ جو خیال ایڈیٹر صاحب البشیر نے ظاہر کیا ہے کہ ملک میں بدقسمتی سے ایک ایسا فرقہ بھی پیدا ہوگیا ہے جو ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت پیدا کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے" ہم یہ کہتے ہیں پیدا ہوگیا ہے تو ہوا کرے ۔ اور نفرت پیدا کرتا ہے تو کیا کرے ۔ مسلمان اگر اپنی جگہہ پر کوئی کمزوری نہیں رکھتے اور اُن کا وجود من حیث القوم ایک مستقل اور قائم بالذات وجود ہے تو کسی کی نفرت یا عداوت سے اُنہیں کیا کہٹکا ہو سکتا ہے؟ ہم یہ جانتے ہیں کہ عملی طور پر قومی بغض و عداوت ضرور کسی نہ کسی حد تک تکلیف و ضرر کا موجب ہوتی یا ہو سکتی ہے ۔ مگر یہ جبھی تک سمجھو کہ ہم میں خود بھی کوئی کمزوری و نقص موجود ہو ۔ جب ہم میں اپنی پوزیشن کے مناسب حال شکت اور اقتدار اور وقار ہوگا تو کسی کی شرارت یا نفرت ہمارا کچھہ نہیں بگاڑ سکتی بڑی سے بڑی دقت بھی ہو سکتی ہے نا ۔ کہ ہمارے ہماری جوتیاں بنانا یا گانا نہ تہمہارے ترک کر دیں اول تو عملی طور پر ایسا ہونا محال عقل اور بعید از قیاس ہے لیکن اگر بالفرض امکان اس فرقہ خاص کے اغوا سے ہمارے فی الحقیقت بگڑ بیٹہیں تو بروقت اس وقت کا رفتہ ادھر طرح بن پڑے گا دیکھا جائیگا

آئی طرف سے مسلمانوں کو بالکل مطمئن رہنا چاہیے ۔ کیونکہ بلاد اسلامیہ تو ایک طرف رہے خود ہندو کی بعض بڑے بڑے شہروں کی نظیروں سے یہ مشکل تہوڑی سی وقت اُٹھاکر ضرور حل ہو سکیگی ۔ یہی سے اس قسم کے دقعار کار اور بعید از خیال خطرات کی بنا پر ایک مفید عام تجویز کی مخالفت ہم کیوں کریں جبکہ ہم جانتے ہیں کہ اسکا فایدہ بقدر سعی و ہمت مسلمان بھی اُٹھا سکینگے ۔

ہمارے آریہ پنچایتیں کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھہ کا کہانا پینا چہوڑ دیں ۔ تو اس میں شک نہیں کہ یہ متعصبانہ سماجی خیالات کی اشاعت اور تہوڑا بہت تعلیم کا اثر ہے ۔ لیکن اُنہیں اپنے ہاتھہ کا کہلانے پلانے بدون مسلمانوں کی کونسی ضرورت اٹکی رہیگی ۔ وہ ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ کل کے چہوڑتے آج ہی چہوڑ دیں ۔ ہاں اس سے تو اُلٹا مسلمانوں کو سبق لینا چاہیے کہ وہ باوجود مشرکوں کو نجس ماننے کے بھی اُن سے پرہیز نہیں کرسکتے جسسے اُن کی سوسایٹی کو کئی طرح کا نقصان عظیم پہنچ رہا ہے ۔ اور اگر بامعان نظر دیکہا جائے تو عام مسلمان ایسے معذور بھی ہیں کیونکہ انہیں اپنے گہر کی خبر ہے ۔ نہ قومی فوائد و مصالح سے کچھہ بہرہ ۔ نہ مذہبی احکام و ہدایات اور اُن کی غرض و غایت کا کوئی علم ۔ بلکہ ہمارے نزدیک تو اُن کی حالت یہاں تک افسوسناک ہے کہ مشرکوں سے پرہیز کرنے کا معاملہ از راہ تعصب قومی منافرت کہ نہیں ۔ بلکہ بطور دینداری و پرہیزگاری کے ہو تو بھی تقوے کی ایسی باریک باتوں کا کیا ذکر ۔ وہ تو سچی مسلمانی کی موٹی موٹی باتوں میں بھی عملی طور پر کورے دیکہے جاتے ہیں ۔ پس جبکہ اُنمیں دینداری اور اسلامی بصیرت کی حس ہی مفقود ہو چکی ہے تو اُن سے گہری اور نہاں در نہاں قومی مصلحتوں کی نگہداشت کی توقع رکھنا عبث ہے اور یہ قصور ہمارے علمائے دین کا جو اپنے اصلی فرایض منصبی پر غافل ہو کر آپس ہی میں جزئیات پر کشتی مرنے کو شان علمیت و فضیلت سمجھتے ہیں ۔ اس مختصر سی گذارش کا ماحصل یہی نکلتا ہے کہ "وا اپنا دام کہوٹا تو پرکہنے والے کا کیا دوش"؛ جب خود ہماری قوم میں کیا بلحاظ دینداری اور کیا بنظر تہذیب بہتیری خاص کمزوریاں اور اسقام و عوارض موجود ہیں تو ہم کیونکر پنپ سکتے ہیں؟ خواہ دوسروں کے ساتھہ ہمارے تعلقات اور ہماری نسبت دوسروں کے رویے اور خیالات کچھہ بھی ہوں مسلمانوں کو یہ بات کان کہول کر سننی اور یاد رکہنی چاہیے کہ اُن کا جب کبھی بھلا ہوگا تو قوم کی اندرونی اور ذاتی اصلاح و ترقی سے ہوگا جس کے لئے اُن کے پاس ایک عدیم النظیر دستور العمل موجود ہے ۔ اور جب تک وہ اس دستور العمل پر کما حقہ کاربند نہیں ہوتے ۔ خارجی اور ضمنی یا نسبتی حالات اور تعلقات کا حسن و قبح اُنکے نیک و بد پر کوئی پایدار و معتد بہ اثر نہیں ڈال سکتا ۔

اب ہم نفس بحث پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں کہ وہ بناتہ کہاں تک تائید یا اختلاف رائے کے قابل ہے؟ اور ہماری قوم پر اسکا کیا کچھہ اثر پڑ سکتا ہے؟ ہم دیکہتے ہیں کہ تعلیم میں عام اس سے کہ وہ ابتدائی ہو یا انتہائی (بجا لیکہ حقیقی طور پر پہلے یا انتہائی تعلیم کا اس میں وجود ہی مفقود ہے) اسوقت مسلمان ہی سب سے پیچھے رہے ہوئے ہیں بس ہمیں سب سے پہلے اپنی قوم کے بچوں کی فکر ہونی چاہیے کہ اُن کا ایک بڑا حصہ کیوں تعلیم سے بے بہرہ و آوارہ پہرتا ہے اسکی وجہہ اگر ظاہر نہیں تو کم از کم تحقیقات سے پایہ ثبوت کو ضرور پہنچ چکی ہے کہ مسلمانوں کی اپنی نالایقی ۔ غفلت اور ناداری سبب ہے ۔ بس اگر گورنمنٹ کی یہ تجویز ملک میں عام طور پر رائج ہو گئی تو سمجہنا کہ مسلمان اطفال کی محرومی اور آوارگی کے اسباب میں سے ایک بڑے سبب کا تو سرکار نے اپنی شفقت خسروانہ سے سدباب کردیا ۔ اب رہی اپنی غفلت اور نالایقی اسکا علاج کرنا تمہارا اپنا کام ہے اس امر کی تفصیل و توضیح تو یہاں موجب طوالت ہوگی کہ تعلیم فی زمانہ زندگی کے ہر شعبہ میں از بس ضروری ہوگئی ہے ۔ نہ صنعت و حرفت میں اسکے بغیر خاطر خواہ کامیابی ہو سکتی ہے نہ کھود بار کار میں اس بدون ٹہیک ٹہیک کام چل سکتا ہے علی ہذا ملازمت سرکاری بھی جس پر ہندو مسلمانوں میں اکثر سر پہٹول ہوتی ہے حصول تعلیم کے بغیر بالبداہت ایک خیال خام ہے

رہے مازمت کے مدارج سو جیسے گھٹیا نوکری حاصل کرنیکے لئے معمولی نوشت وخواند ضروری ہے۔ دیگر ہی اعلےٰ عہدوں کے واسطے اعلےٰ مراحل تعلیمی کا طے ہونا لازمی ہے۔ مگر ان مراحل کی بھی پہلی سیڑھی وہی معمولی تعلیم ہے بس پرائمری ایجوکیشن کی اہمیت ومنفعت بہرحال بے تامل تسلیم ہونی اور اسی لئے اگر اسکا فری سسٹم دیگر اقوام کے حق میں مفید وضروری ہوگا تو مسلمانوں کے حق میں اس سے زیادہ مفید وضروری۔ اور اگر کوئی قوم مسلمانوں کی ضد میں اس سے ناجائز فائدہ اٹھائے یا اسکا برا استعمال کریگی تو اسکا خمیازہ خود بھی بھگتیگی۔ زمانہ کا زبردست ہاتھ ممکن نہیں کہ جلدی یا بدیر اسے اسکی غلط کاری کی سزا دئے بغیر چھوڑے۔

یہ یاد رہے کہ دنیا میں کائنات کا ایک ذرہ بھی فی نفسہٖ ایسا نہیں جسکو خالق اکبر نے کسی نہ کسی فائدہ کی غرض سے نہ بنایا ہو۔ مگر بہتیری موجودات کا لوگ بیجا استعمال کرتے اور قانون قدرت کے مطابق اس سے نقصان بھی اٹھاتے ہیں تو کیا ناسمجھ اور کوتاہ اندیش عوام کی بد استعمالی سے یہ لازم آئیگا کہ سرے سے ان اشیا کو بھی پردۂ زمین سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسا خیال قدرت کی فیاضی کے مقابلہ میں ایک صریح تنگ خیالی ہوگا جسپر عملدرآمد ہونے کی صورت میں صرف نا اہل لوگ ہی ان اشیاء کے فوائد سے محروم نہوں گے بلکہ اہل بھی ان کے ساتھ بے نصیب ہونگے۔

ممکن ہے کہ ایڈیٹر کی نظر میں ہمارے خیالات سطحی ہوں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ درحقیقت قابل نظر ثانی ہوں۔ لیکن جہاں تک ہماری سمجھ کام کرتی ہے مسلمانوں کے لئے ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ وہ اس تجویز کی مخالفت کریں۔ یا ابتدائی تعلیم کے فری ہونے میں حارج ہوں۔ قطع نظر اس سے کہ انکی رائے تمام قوم کی متفقہ "بلکہ ادبیبین" ہو کر بھی گورنمنٹ کے ارادہ پر کوئی اثر ڈال سکے یا نہ ڈال سکے۔ اور نیز قطع نظر اس امر سے کہ ابھی گورنمنٹ بجائے خود بھی اس بارہ میں مصروف غور وخوض ہی ہے۔ اگر اسکے نزدیک یہ معاملہ بالکل سرسری و معمولی ہوتا تو ایک قلم حکم جڑ دیتی۔ اور عملدرآمد بھی ہونے لگتا۔ لوکل گورنمنٹوں سے اسکا استصواب رائے کرنا اور ان (گورنمنٹوں) کا تا حال اسکے متعلق ساکت وصامت ہونا صریح دلیل ہے اس امر کی کہ "فری پرائمری ایجوکیشن" کا مسئلہ ایک اہم سوال ہے جس کے نشیب وفراز نہ صرف مالی پہلو سے۔ بلکہ انجام کار پولیٹکل نقطۂ نظر سے بھی ملک کی حالت پر اثر انداز ہوں گے۔ اسلئے مسلمان یا کوئی اور قوم خواہ اس تجویز کی مخالفت کرے یا نہ کرے۔ گورنمنٹ خود جبتک ہر طرح اپنا اطمینان نہ کریگی۔ مجوزہ فری سسٹم کو عملی صورت میں لانے والی نہیں۔ پھر مسلمان کیوں پیش از مرگ واویلا کر کے اپنی تنگ ظرفی اور تنگ خیالی ظاہر کریں۔

راقم شہر کے دیئے گل کر دیجئم کی آنکھیں کھلی ہیں۔ لقلم نعمان ثالث

قطعۂ تاریخ

مولوی محمد زین الحق عرف چھوٹو میاں صاحب عباسی احمدآبادی نگر انتقال پر ملال کی خبر وکیل مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء میں شایع ہو چکی ہے ان کی تاریخ انتقال پر مولوی نجم الدین احمد صاحب ثاقب بدایونی پہلوان سخن نے مفصلہ ذیل قطعۂ تاریخ ارسال کیا ہے۔

کر گئے دنیا سے رحلت ہائے ہائے مولوی چھوٹو میاں صاحب کمال
زاہد وہم عابد شب زندہ دار ذاکر و شاغل بذکر ذوالجلال
عیش میں بھی یاد حق سے کام تھا مال دنیا کو نہ سمجھا کوئی مال
اپنوں بیگانوں سے کیں ہمدردیاں جانتے تھے خوب عالم کا مآل
مدتوں کی حکمرانی بے دڑک با شکوہ و ثروت و جاہ و جلال
کیا ہوئی اُن کی سواری کی وہ شان ہائے! اب ملتی نہیں جسکی مثال
کیا ہوئیں وہ نوبتیں وہ افسری خواب میں آتا نہیں جنکا خیال
جیتے جی وہ دور دورے مٹ گئے سچ کہا ہے "ہر کمالے را زوال"
پھر بھی مدت تک رہے ثابت قدم سختی و کلفت میں گذارے چند سال
تنگ آکر دار فانی سے مگر کر گئے ملک بقا کو انتقال
چھوڑ کر بچوں کو تنہا چل دیئے اس قدر دل میں بڑھا شوق وصال

لکھیئے ثاقب اور کیا اسکے سوا
سال رحلت ہے (غم و درد و ملال)

منقولات

حفاظت مویشیان

ہمیں اس امر کے معلوم ہونے سے خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ ہند کے صیغۂ مال و زراعت نے کمیابی چارہ کے زمانہ میں مویشیوں کی حفاظت کے مسئلہ پر توجہ مبذول فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہز ایکسیلینسی لارڈ منٹو کو اس مسئلہ سے نہایت دلچسپی ہے! دراصل میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستانی مزارعین کے لئے جنکے نزدیک کنوؤں اور ہل چلانے کے بیلوں کی تباہی ذاتی بربادی کی مترادف ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے حضور ممدوح شروع سے ہی ہندوستان کے زراعتی معاملات میں نہایت دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور خصوصاً اس مسئلہ کے متعلق عملی کارروائی کرنے کو نہایت خواہشمند ہیں کچھ عرصہ ہوا کہ اس بارہ میں لوکل گورنمنٹوں سے استفسار کیا گیا تھا اور انکی رائیں طلب کی گئی ہیں اور امید ہے کہ جب یہ رائیں موصول ہولیں تو ان کا ضرور کوئی مفید عملی نتیجہ مترتب ہوکر رہیگا۔ اس مسئلہ پر اس سے پیشتر بھی اسی قسم کا استفسار ہو چکا ہے اور جو جوابات اسوقت موصول ہوئے تھے۔ امید ہے کہ وہ بھی موجودہ مسئلہ کے سلجھانے میں قابل قدر امداد دینگے۔

ہمنے حال میں اس مسئلہ کے ایک اور پہلو پر بھی بحث کی تھی اور اس مقام پر اسکا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں صرف یہی کافی نہیں کہ چارہ کے قحط کے زمانہ میں مویشیوں کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ بلکہ ایسی تجاویز اختیار کرنی چاہئیں کہ آئندہ اس مصیبت اور خطرہ کے دکر واملایۂ سے نجات ملے۔ اسکے متعلق خاص طور پر یہ قابل غور امر یہ ہے کہ آیا یہ کسی طرح ممکن ہے کہ تمام اضلاع میں ہر وقت قدرتی چارہ کا کافی ذخیرہ مہیا رہے اور

بستان بیج

شائقین باغ کو مژدہ دیا جاتا ہے کہ ہمنے پبلک کی فائدہ کی غرض سے موسم جاڑے کے بوئی جانے والی ترکاری اور پھولوں کا بیج ۳۲-۲۴ قسم کا عمدہ شرطیہ جمنے والا تازہ دنیا بھر کے کارخانوں سے منگا حسب تفصیل ذیل علاوہ محصول و پیکنگ کے فروخت کرنا تجویز کیا ہے۔ جلد طلب فرما کر کارخانے کو مشکور فرمایئے۔

ولایتی ترکاریوں کا بیج ۲۲ پیکٹ قیمت للعہ۔ ولایتی پھولوں کا بیج ۲۴ پیکٹ کا پارسل قیمت للعہ
دیسی ترکاریوں کا بیج ۲۴ پیکٹ کا پارسل قیمت عہ۔ دیسی پھولوں کا بیج ۲۲ پیکٹ قیمت عہ
(نوٹ) ترکاریوں اور پھولوں کا بیج زیادہ مقدار سے منگانا ہو تو فہرست منگا کر دیکھو۔

المشتہر
منیجر پھلوار ایجنسی سہارنپور

اور جہانتک ممکن ہو اس میں کمی نہ کرے۔ یا ایسی نازک حالت صرف شاذ و نادر و قوعوں پر پیش آنے اس قسم کے چارہ کے ذخایر قایم کرنے کا انتظام قحط سالی کے موقع پر نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ایسے زمانہ میں جبکہ چارہ بکثرت دستیاب ہو سکے۔ اگر اس طرح لوگوں کی کسی قسم کی حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اسکے لئے گورنمنٹ کو کافی معاوضہ دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے تاکہ کسی قسم کی ناراضی یا شکایت نہ پیدا ہو۔ اس کام کے لئے روپیہ درکار ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گرانی اور قحط کے زمانہ میں جان بچانے کے لئے ہی بمشکل روپیہ مل سکتا ہے۔ ہمارا منشا کسی خاص تجویز کو قابل عملدرآمد بتانے کا نہیں ہے بعض کا خیال ہے کہ اگر گورنمنٹ کافی روپیہ خرچ کرکے مختلف اضلاع میں عمدہ چراگاہ قایم کرے تو اس سے مویشی خشکسالی کے زمانہ میں تباہ اور برباد ہونے سے بچ جائینگے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ تجویز قابل عملدرآمد ہے یا نہیں۔ لیکن بہرحال اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر کامل تحقیقات ہونی چاہیئے جس سے امید ہے کہ بالآخر اس کا کوئی نہ کوئی مفید عملی نتیجہ ظہور پذیر ہوگا۔

(پایونیر)

انڈیا کونسل بل

تازہ ڈاک ولایت میں اس بل کا مسودہ موصول ہوا ہے اصل بل کے ساتھ ایک یادداشت شامل ہے جو حسب ذیل ہے:

از روئے ایکٹ گورنمنٹ ہند ۱۸۵۸ء انڈیا کونسل کے ممبروں کی تعداد پندرہ مقرر کی گئی تھی از روئے ایکٹ تخفیف انڈیا کونسل ۱۸۸۹ء صاحب وزیر ہند کو اختیار دیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ مناسب سمجھیں کونسل کی خالی اسامیوں کو پر نہ کریں اور یہ اسامیاں بعدہ اسی طرح خالی رہیں بشرطیکہ ممبروں کی تعداد دس سے کم نہ ہونے پائے۔ اس اختیار کے رو سے ممبروں کی تعداد گھٹ کر مستقل طور پر بارہ رہ گئی ہے۔

زیر دفعہ ۱۰۔ ایکٹ گورنمنٹ ہند ۱۸۵۸ء ممبران کونسل میں سے کم از کم ۹۔ ایسے ممبر ہونے چاہئیں جنہوں نے کم از کم دس سال تک ہندوستان میں ملازمت یا سکونت کی ہو۔ اور جنہیں انڈیا کونسل میں مقرر ہونے سے پہلے ہندوستان سے آئے دس سال سے زیادہ عرصہ نہ ہوا ہو زیر دفعہ ۲۔ ایکٹ گورنمنٹ ہند ۱۸۶۹ء ہر ایک ممبر کونسل کی میعاد عہدہ دس سال مقرر ہے لیکن از روئے ایکٹ انڈیا کونسل ۱۸۷۶ء خاص اوصاف کے اشخاص بھی ممبر کونسل مقرر ہو سکتے ہیں۔

اس بل کے اغراض مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) ممبران کونسل کی تعداد زیادہ سے زیادہ ۱۴۔ اور کم از کم ۱۰ مقرر کی جائے۔

(۲) تقرر ممبری کے وقت ہندوستان سے آئے ہوئے بجائے دس سال کے زیادہ سے زیادہ پانچ سال ہوئے ہوں۔

(۳) ممبروں کی تنخواہ آیندہ بارہ سو پونڈ کی بجائے ایکہزار پونڈ سالانہ ہو۔

(۴) زمانہ ممبری کی تعداد گھٹا کر آیندہ دس سال کی بجائے سات سال رکھی جائے۔

(۵) ایکٹہائے ۱۸۷۶ء و ۱۸۸۹ء منسوخ کیئے جائیں۔

اصل بل کا مسودہ حسب ذیل ہے۔

بل بناء بر ترمیم قانون انڈیا کونسل جو حسب ذیل دفعات پر مشتمل ہے

(۱) آیندہ انڈیا کونسل کے ممبروں کی تعداد دس سے کم اور چودہ سے زیادہ نہ ہوگی اور اس تعداد کو صاحب وزیر ہند وقتاً فوقتاً تجویز کرینگے۔

(۲) ایکٹ گورنمنٹ ہند ۱۸۵۸ء کی دفعہ ۱۰ میں الفاظ "دس سال سے زیادہ" کی بجائے الفاظ "پانچ سال سے زیادہ" رکھے جائنگے۔

(۳) اسی ایکٹ کی دفعہ ۱۲ کا مطلب اس طرح تبدیل کیا اور سمجھا جائیگا کہ ایکٹ ہذا کے پاس ہونے کے بعد جو ممبر مقرر ہوگا اُس کی تنخواہ بارہ سو پونڈ کی بجائے ایکہزار پونڈ ہوگی۔

(۴) ایکٹ گورنمنٹ ہند ۱۸۶۹ء کی دفعہ ۲ میں ممبروں کے آیندہ تقرر کے متعلق "دس" کے لفظ کی بجائے "سات" کا لفظ تبدیل کیا جائیگا۔

(۵) ایکٹ کونسل ہند ۱۸۷۶ء و ایکٹ تخفیف کونسل ہند ۱۸۸۹ء آیندہ منسوخ سمجھے جائنگے

(۶) اس ایکٹ کا نام انڈیا کونسل ایکٹ ۱۹۰۷ء ہوگا۔

کلینان ہیرا

یہ ہیرا جسے جنرل بوتھا اپنے ملک کی طرف سے بطور اظہار وفاداری حضور ملک معظم کی خدمت میں بدیۃً پیش کرنا چاہتے ہیں دنیا میں سب سے بڑا ہیرا ہے یہ ٹرانسوال کی پریمیر نامی کمپنی کی کان سے ۱۹۰۵ء میں برآمد ہوا تھا تراشنے سے پیشتر اسکا طول ۴ ۱/۲ - انچ عرض ۲ ۱/۲ انچ اور موٹائی ۲ ۱/۲ - انچ تھی اور وزن میں ۳۰۲۵ ۳/۴ قیراط تھا۔ اس سے پیشتر جو سب سے بڑا ہیرا موجود تھا وہ ۱۸۹۳ء میں جیگرز فانٹن کی کان سے برآمد ہوا تھا۔ اور اسکا وزن ۹۷۰ ۱/۲ قیراط تھا۔ ان کے مقابلے میں کوہ نور ہیرے کا وزن صرف ۱۰۶ قیراط ہے۔ ابتدا میں اندازہ کیا گیا تھا کہ کلینان ہیرے کی قیمت ۴ اور ۶ لاکھہ پونڈ کے درمیان ہے۔ لیکن چونکہ تمام برآمد شدہ ہیروں کی قیمت پر ۶۰ فیصدی ٹیکس عاید ہوتا ہے۔ اسلئے گورنمنٹ ٹرانسوال کو اس ہیرے کے لئے زیادہ سے زیادہ ۲ لاکھہ ۴۰ ہزار پونڈ مالکان کمپنی کو ادا کرنا پڑیگا۔

کیا نپولین بوناپارٹ مسلمان تھا؟

زمانہ حال کے مورخ کہتے ہیں کہ نپولین بوناپارٹ مسلمانوں کے دل تسخیر کرنے کے لئے اپنے تئیں مسلمان نہیں کہتا تھا بلکہ وہ حقیقت میں مسلمان تھا۔ وہ جزیرہ کورسکا میں اس عربی خاندان سے پیدا ہوا تھا جس نے ایک زمانہ میں اس جزیرہ پر فتح پائی تھی۔ اسکی خانگی زندگی بالکل عربوں جیسی تھی حکومت جمہوری فرانس کے چھٹے سال یعنے ۱۲۱۳ھ ہجری میں جو سرکاری اخبار فرانس سے شائع ہوا اُس میں نپولین نے اپنا نام علی لکھا ہے۔ وہ والٹر وغیرہ مغربی انشا پردازوں کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ جنہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نکتہ چینی کی ہے۔ فرانس کے اس سرکاری اخبار میں نپولین کے سفر مصر کا حال چھاپا گیا ہے جس میں اسکا اور مصر کے ایک مفتی کا مکالمہ درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نپولین نے مسلمانوں کے سامنے کلمہ پڑہا۔ اور کہا کہ میں اسلام اور پیغمبر اسلام سے محبت رکھتا ہوں اور عنقریب مدینہ منورہ کی زیارت کو جاؤں گا۔ امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اسے لنکر حیرت اور مسرت سے پڑہینگے۔ (علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

التماس

آج کل ایک فنڈ بیت المال کے نام سے قایم ہوا ہے۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ ایک مسلمان طالب علم چندہ سے ولایت بغرض تعلیم بھیجا جائے "التماس" جو کہ رسید بک میں چھپا ہے اُس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے قایم کرنیوالے طلبا ہیں لیکن کون اور کہاں کے طلبا؟ یہ پتہ نہیں چلتا۔ رسید بک کے سرورق کو دیکھکر ایک گونہ شبہہ پیدا ہوتا ہے اسلئے کہ اس پر پریذیڈنٹ سیکرٹری اور خزانچی چھپا ہے۔ لیکے بعد اس خانہ میں نام پریذیڈنٹ و سیکرٹری کا لکھکر چاقو سے چھیلا گیا ہے۔ صرف خزانچی کا پتہ چلتا ہے کہ بنک بنگال ہے۔ کیا کوئی صاحب پبلک کے اطمینان کے واسطے بذریعہ اخبارات قومی اطلاع دے سکتے ہیں کہ یہ بیت المال فنڈ کیا چیز ہے؟

ہندوستان کی خبریں

ڈیڑھ کروڑ روپے کی گرانٹ میں سے ایک چوتھائی گاڑیاں خریدنے اور باقی موجودہ کھلی لائنوں کی اصلاح اور ترقی پر صرف کیا جائے گا۔

تقسیم اختیارات کے متعلق رائل کمیشن کے ہندوستان میں پہنچنے کی ہنوز کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ لیکن خیال ہے کہ نومبر سے پیشتر کام نہیں شروع ہو سکیگا۔

بمبئی میں پارسی اور ہندو ٹیموں کے میچ کے بعد پارسی اور پریذیڈنسی ٹیموں میں جو کرکٹ میچ ہوا تھا اُس میں بھی پارسی ۴۳ رنز کے فرق سے جیت گئے۔

مدراس میں ایک یوروپین نوجوان پر ایک ہندوستانی کو لات مارنے کے جرم میں ۳۰ روپے جرمانہ ہوا۔

ہمعصر پیسہ اخبار لاہور لکھتا ہے کہ رائے صاحب گنگا رام انسپکٹر پولیس تھانہ انارکلی لاہور کو حسن خدمات کے صلہ میں عنقریب عہدہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پر ترقی ملنے والی ہے۔ یہ بھی افواہ ہے کہ ان کو ریاست کشمیر نے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے عہدہ کے لئے طلب کیا ہے۔

مدراس میں قرار پایا ہے کہ ٹیلیگراف آفسوں میں صرف وہی نوکر رکھے جائیں گے جو عمر ۱۶۔ اور ۲۰ سال کے اندر ہوں گے۔

صوبجات متحدہ کے مشرقی اضلاع خصوصاً ضلع بستی سے جہاں فصل کی حالت زیادہ قابل اطمینان نہیں ہے کلکتہ کی طرف بکثرت مزدور جا رہے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۴ اگست کے اندر تمام ہندوستان میں ۱۹۹۱ طاعونی اموات ہوئیں جو ہفتہ ماسبق سے ۹۱۳ زیادہ ہیں۔ صوبجات متحدہ اور پنجاب کے سوا باقی سب صوبجات میں زیادتی ہوئی۔ تفصیل یہ ہے۔ صوبجات متحدہ ۲۷ - پنجاب ۱۱۳ - بمبئی ۲۵۱۵ - مدراس ۵۲ - بنگال ۱۳۴ - برہما ۱۱۶ - ممالک متوسط ۲۰۱ - ریاست میسور ۳۹۰ - حیدرآباد ۱۲۴ - وسط ہند ۱۸ - ریاست کشمیر ۱ - راجپوتانہ اور بلوچستان میں کوئی کیس نہیں ہوا۔

اخبار ہند ماترم کے مقدمہ بغاوت میں مخبر کے بیانات سے معلوم ہوا کہ اخبار کا کوئی خاص ایڈیٹر نہیں ہے۔ اور بہت سے تنخواہدار مضمون نگار مل کر ایڈیٹری کا کام کرتے ہیں۔ اور ان میں سے جو کوئی کسی وقت دفتر میں آ نکلے وہی ایڈیٹر سمجھا جاتا ہے۔

کلکتہ کی مشہور طوائف گوہر جان نے بمبئی کے ہندو یتیم خانہ کی امداد میں بصدارت سر فیروز شاہ مہتہ مفت گا کر چھ ہزار روپے کی رقم یتیم خانہ مذکور کو دلوائی تھی اور جس کے متعلق سر فیروز شاہ نے اُسے ایک تمغہ انعام میں دیا تھا۔ سنا ہے کہ اس کارروائی سے ناراض ہو کر مسٹر جسٹس چندراورکر نے یتیم خانہ مذکور سے قطع تعلق کر لیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑے سوشل ریفارمر ہیں اور نہیں چاہتے کہ طوائف کے راگ اور ناچ جیسی مخرب اخلاق رسم کی ہر طرح حمایت کی جائے۔

الہ آباد ہائیکورٹ نے اخبار سوراج الہ آباد کے ایڈیٹر کی سزا میں تخفیف کر کے ایک ماہ قید سخت کی بجائے پچاس روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی ایک ماہ قید محض کی سزا دی ہے۔

مسٹر آر ایم ڈین سی ایس محکمہ آبکاری و پرمٹ کی جدید اسامی پر انسپکٹر جنرل مقرر ہوئے ہیں۔

سوشل کا رسین بنگالی لڑکا جس کو حکم مسٹر کنگسفورڈ ایک یوروپین پولیس انسپکٹر پر حملہ کرنے کے جرم میں ۱۵ ضرب بید کی سزا دی گئی تھی۔ بنگالی اُسکی بطور ہیرو کے تعظیم و تکریم کر رہے ہیں اور ایک عام جلسہ میں اُسے طلائی تمغہ پہنانے کی تجویز ہے۔ نیز مسٹر کنگسفورڈ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ پر جرمانہ کا مقدمہ دائر کرنے کے لئے عوام کی طرف سے چندہ ہو رہا ہے۔

عظیم سیلابوں کی وجہ سے اڑیسہ میں سخت تباہی ہوئی ہے اور اس علاقہ کے اودیہ لوگ جو اکثر تجارت پیشہ ہیں کثیر تعداد میں کلکتہ سے اڑیسہ کو روانہ ہو رہے ہیں۔ تباہ شدہ لوگوں کی امداد کے لئے چندہ کی فہرست کھولی گئی ہے۔

دہلی میں سیر گلفروشان کا مشہور میلہ ۲۱ اور ۲۲ اگست کو حسب معمول قطب صاحب کی مینار کے پاس نہایت دھوم دھام سے منعقد ہوا۔

راولپنڈی کے مقدمہ بلوہ میں استغاثہ کے اظہار اور گواہوں کے بیانات و جرح کے بعد ۲۹ اگست کو ملزموں کے اظہار قلمبند ہونے شروع ہوئے ہیں سب سے پہلے لالہ امولکرام کے بیانات ہوئے۔ اسکے بعد لالہ ہنس راج کے۔

سیالکوٹ کی خبر ہے کہ وہاں کے ڈپٹی کمشنر نے گینڈی لال داروغہ آبکاری کو رشوت ستانی کے الزام پر حکم دیا کہ تم ملازمت سے مستعفی ہو جاؤ۔ ورنہ تم پر فوجداری مقدمہ دائر کیا جائیگا گینڈی لال نے استعفا دینے کو ترجیح دی۔

اس امر کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اگر انڈین سول سروس کا کوئی ممبر ہائیکورٹ کا قایم مقام جج ہو۔ اور قایم مقامی کے زمانہ میں اسکی ۲۵ سالہ ملازمت ختم ہو جائے تو وہ زمانہ قایم مقامی تک عہدہ پر برقرار رہ سکیگا۔

شمالی فوج کا ہیڈ کوارٹر مارچ ۱۹۰۸ء تک نینی تال میں رہیگا۔

مسٹر ڈیہلر ڈپٹی سیکرٹری صیغہ مال کے ماہ نومبر میں ممبر رائل کمیشن تقسیم اختیارات مقرر ہونے پر مسٹر ڈاؤنٹ ڈپٹی کمشنر لاہور اُن کے جانشین ہونگے۔

کلکتہ میں چند بدمعاشوں نے عجیب ہو کا جال پھیلا رکھا تھا کہ بعض لوگ جو سرکاری خزانہ سے بہت سا روپیہ لینے آتے قلیوں کی طرح اُن کے روپیوں کی تھیلیاں اُٹھا کر خزانہ سے اُن کے ساتھ ہو لیتے اور رستہ میں طرح طرح کے مکر و فریب اور بہانہ سے اُن میں سے کوئی نہ کوئی غائب ہو جاتا۔ حال میں ہی طرح انہیں سے ایک آدمی ایک مارواڑی کا چار ہزار روپیہ اُڑا لے گیا مگر پولیس میں اطلاع دینے پر اپنے چند ہمراہیوں سمیت پکڑا گیا پولیس باقیوں کی گرفتاری کے لئے بھی تلاش کر رہی ہے۔

اخبار جگانتر کا مالک منیجر سلیندر ناتھ بوس جسے دوران تلاشی دفتر جگانتر میں خفیہ پولیس کے یوروپین انسپکٹر پر حملہ کرنے کے جرم میں تیس ماہ قید سخت کی سزا ہوئی تھی۔ ہائیکورٹ نے اُسکا اپیل نامنظور کیا۔

ہفتہ عشرہ کا ذکر ہے کہ بندرگاہ بمبئی میں چاندی کی ۲۶۰ سلاخیں جہاز سے اُتاری جا رہی تھیں۔ اتفاقاً اُن میں سے ایک سمندر میں گر پڑی اور بہت چند کوشش کی گئی مگر اُسکا کچھ پتہ نہ لگا۔ اسکی قیمت ۲۰۵۰ روپے تھی۔

جوڈیشل اور ایگزیکٹو اختیارات کی علیحدگی کا سکیم مکمل ہو گیا ہے مگر اسکے باقاعدہ منظور کئے جانے کے لئے ابھی کچھ عرصہ درکار ہے۔

سینٹ جانز کالج رنگون کے سٹرائیک کرنے والے طلبا کو جلدی ہوش آ گیا۔ اور دوسرے روز ہی کالج میں آنے لگے۔ پرنسپل نے بھی ان کے اس زود پشیمان رویہ پر چنداں سخت نوٹس نہ لیا۔ بورڈروں کا رویہ البتہ زیادہ قابل اعتراض سمجھا گیا۔

لفٹیننٹ کرنل براؤننگ چیف کمشنر جزائر انڈمان کو ۲۳ ستمبر سے ۱۳ ماہ کی رخصت ملی۔

سر ہیرلڈ ڈین چیف کمشنر صوبہ سرحدی پنجاب ۸ ستمبر کو شملہ پہنچینگے اور ویلسلی ہنگل لاج میں مقیم ہونگے۔

شملہ میونسپلٹی کے ترمیم شدہ نرخنامہ چونگی کو جس پر وہاں کے تجارت پیشہ لوگ بہت واویلا کر رہے ہیں۔ حضور لفٹیننٹ گورنر نے منظور فرما لیا ہے۔ اس نرخنامہ کا یکم اکتوبر سے عملدرآمد ہوگا۔

ہز آنر لفٹیننٹ گورنر صوبجات متحدہ مع لیڈی ہیوٹ رصاحبزادی پرائیوٹ سیکرٹری ۳ ستمبر کو شملہ پہنچ کر اسپرانگل لاج میں مقیم ہونگے۔

چھ چھ توپوں کے دو کوہی توپخانے فوراً قایم کئے جانے کے بارہ میں ایک آرمی آرڈر عنقریب نافذ ہونے والا ہے۔ ہر ایک توپخانہ میں ایک ایک میجر ایک کپتان اور تین سبالٹرن ہونگے۔۔

کراچی میں زور کی افواہ اڑی تھی کہ گورنمنٹ کینٹوں کے جدید سکہ کا رواج عنقریب بند کر دینے والی ہے اس پر وہاں کے کلکٹر نے عام منادی کے ذریعہ مشتہر کیا کہ یہ افواہ بالکل غلط ہے اور جو شخص جدید سکہ کے لینے میں کسی قسم کا پس و پیش کریگا قانوناً گرفتار کیا جائیگا۔

پنجاب چیف کورٹ نے حکم دیا ہے کہ اول درجہ کے پلیڈر جنہوں نے دس سال تک پریکٹس کی ہو۔ اور ان میں سے پانچ سال چیف کورٹ میں کئے ہوں یا جن کو پنجاب یونیورسٹی سے ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا ہوئی ہو۔ اور اس کے بعد تین سال تک چیف کورٹ میں پریکٹس کی ہو آیندہ وہ گورنمنٹ ایڈووکیٹ سمجھے جا سکینگے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۹ اگست کی رپورٹ فصل و موسم ہند سے پایا جاتا ہے کہ عام طور پر حالت عمدہ ہے۔ شمالی بہار کے بعض مقامات میں حال کی بارش سے فصلوں کی حالت عمدہ ہو گئی ہے اور بعض مقامات میں فصل مرجھا رہی ہے

بنگال کے اضلاع بردوان۔ بھاگلپور اور پورنیہ میں مزید بارش کی ضرورت ہے۔ اور ضلع گوڑگانوہ پنجاب میں کثرت بارش سے فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ غلہ کا نرخ عام طور پر بقدر بیان مستقل ہے صرف بعض اضلاع میں کمی بیشی رہی ہے اور بحیثیت مجموعی اوسط سے بڑھا ہوا ہے اور گھٹتا نہیں دکھائی دیتا۔

ہندوستان کی ریلوں کو یکم اپریل، اگست تک سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۳۴ لاکھ روپے زیادہ آمدنی ہوئی۔ اس زیادتی میں ایسٹ انڈین ریلوے کا ۲۳ لاکھ جی آئی پی کا ۱۳ لاکھ اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کا ۱۶ لاکھ ہے

رپورٹ فصل و موسم پنجاب بابت ہفتہ مختتمہ ۳۰ اگست حسب ذیل ہے:۔

ملتان کے سوا باقی تمام اضلاع میں اچھی بارش ہو گئی ہے۔ وہاں کسی قدر کمی رہی نرخ اجناس اضلاع راولپنڈی لائلپور اور ملتان میں چڑھ رہا ہے۔ اور سیالکوٹ و شاہپور میں گھٹ رہا ہے۔ فصل خریف کی تخم ریزی اور آیندہ فصل ربیع کی قلبہ رانی جاری ہے جالندھر اور سیالکوٹ میں نیلی میں بہت استادہ فصلوں کی حالت عمدہ ہے گوڑگانوہ میں کثرت باراں سے فصلیں زرد پڑ گئی ہیں اور دہلی میں روز کی آندھیوں سے مرجھا گئی ہیں ٹڈی سے ملتان میں نیل کو خفیف اور جھنگ میں عام فصلوں کو شدید نقصان پہنچا انبالہ۔ لاہور اور سیالکوٹ میں چوہے فصل کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ مویشی کی حالت عام طور پر اچھی ہے۔ چارہ کافی ہے۔ ارزانی کی شکایت نہیں۔

چند ماہ کا عرصہ ہوا سیلون کی ایک کان سے ایک نیلم برآمد ہوا جس کا وزن ۳۶ تولہ ہے۔ اور دنیا میں سب سے بڑا نیلم خیال کیا جاتا ہے۔ یہ نیلم تراش کر مجلا ہو جانے کے بعد وزن میں ۴۶۶ قیراط رہ گیا ہے اور دس پونڈ فی قیراط کے حساب سے اس کی قیمت کا اندازہ ایک لاکھ روپے سے زاید کیا گیا ہے

وائسریگل لاج شملہ میں ۵ و ۱۹ ماہ حال کو دو ڈنر پارٹیاں دی جائینگی۔

پنجاب گزٹ میں مشتہر ہوا ہے کہ مسٹر ایل۔ ای۔ مارٹینو جو راولپنڈی میں مقدمہ بلوہ کی تحقیقات کر رہے ہیں ان کی سپیشل ڈیوٹی میں ۱۸ اگست سے ۳ ماہ کی اور توسیع ہو گئی ہے۔

بمبئی کی ایک انگریزی دوکان کی تلاشی و اقعہ ہوا کا انگریز منیجر لعلت غبن قریباً ڈہائی ہزار روپیہ ماخوذ ہو کر سپرد عدالت ہے ضمانت کے لئے درخواست کی گئی تھی مگر نامنظور ہوئی۔

ہز ہائینس مہاراجہ الور جو اپریل گذشتہ میں انگلستان کی سیر کو گئے تھے جمعہ گذشتہ کو بخیریت واپس پہنچے۔ گودی پر اہلکاران گورنمنٹ استقبال کے لئے موجود تھے اور ان کی اپنی فوج کا باڈی گارڈ حاضر تھا

۲۴ اگست کو بمقام کلکتہ وزیکار روزانہ اخبار سندھیا کا منیجر بابو سرودا چرن سین باغیانہ مضامین شائع کرنے کے الزام میں بذریعہ وارنٹ گرفتار کیا گیا اور بانچ یوم ہمار کی دو ضمانتوں پر رہا ہوا۔ سرسہاندا پادھیا کے نام بھی وارنٹ جاری کیا گیا جو اخبار سندھیا کا ایڈیٹر بتلایا جاتا ہے۔

ہزآنر سر اینڈریو فریزر لفٹنٹ گورنر صوبہ مشرقی بنگال و آسام ۱۴ اگست کو معہ صاحب چیف سکریٹری ڈہاکہ سے شیلانگ کو روانہ ہوئے

ضلع پٹنہ کے بعض دیہات اور قصبات میں ہیضہ کا بہت زور شور ہے۔ وہاں کے لوگوں میں دوائی تقسیم کرنے کے لئے ایک خاص ڈاکٹر متعین کیا گیا ہے۔

میسور میں ایک نئی معدن طلا دریافت ہوئی ہے

مدراس کی تعلیمی نمائش میں پولیس اور طلباء میں جھگڑا ہو پڑا کئی طالب علم پکڑے گئے

۲۹ اگست کو لودہیانہ میونسپلٹی کے خاص اجلاس میں بہت بحث مباحثہ کے بعد سکریٹری میونسپل کمیٹی کے عہدہ پر جالندھر کے مسٹر ہربرٹ متر کا تقرر منظور ہوا۔ یہ صاحب دیسی عیسائی ہیں۔ اور مسٹر گولک ناتھہ پرنسپل لا کالج لاہور کے برادرزادہ ہیں

ہز ہائینس مہاراجہ ٹیڑھی (گڑھوال) جو سوامی رام تیرتھہ سنیاسی کے نہایت مداح ہیں ان کے شاگرد مسٹر من موہن گوسوامی کو جسنے فورمن کالج لاہور میں تعلیم پائی ہے اپنے خرچ سے معدنیات کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ولایت بھیجنے والے ہیں۔

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے زبردست تجربہ کی بناء پر طاعونی ٹیکہ کو نہایت مفید پاکر بہت وسیع پیمانہ پر عوام کو ٹیکہ لگانے کا انتظام کیا ہے اور چیف اور اسسٹنٹ افسر مقرر کر کے ان کے ماتحت ایک خاص طبی عملہ مقرر کیا ہے۔ عوام کو ٹیکہ کے فوائد سے آگاہ کر کے ٹیکہ لگوانے کی ترغیب دی جائیگی مگر کسی صورت میں جبر سے کام نہ لیا جائیگا۔

اضلاع بدایوں و گورکھپور میں حکم ہوا ہے کہ وہاں کے بعض دیہات میں اہلی نصفوں کا معاملہ معاف کیا جائے جنہیں ژالہ باری اور سیلاب یا خشک سالی سے نقصان پہنچا ہے۔

ابتدائی تخمینہ سے پایا جاتا ہے کہ ممالک متوسط اور صوبہ بہار میں رقبہ زیر کاشت کپاس بالترتیب ۱۴۷۳۴۹۲ اور ۲۵۴۱۵۹۹ ایکڑ ہے جنمیں سے مقدم الذکر سال گذشتہ سے ۱ فیصدی زیادہ اور موخر الذکر ۲۳ فیصدی کم ہے

صوبجات متحدہ میں جو سالانہ نمائشیں منعقد ہوتی ہیں ان کی تاریخیں آیندہ سال کے لئے حسب ذیل مقرر ہوئی ہیں۔ علی گڈہ (نمائش اسپان) ۷ تا ۲۲ فروری ۱۹۰۶ء بلند شہر (ایضاً) ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء تا ۶ مارچ ۱۹۰۶ء مظفر نگر (ایضاً) ۲۳ تا ۲۷ مارچ ۱۹۰۶ء۔ میرٹھ (میلہ نوچندی معہ نمائش اسپان) ۳۰ مارچ تا ۴ اپریل ۱۹۰۶ء

صوبجات متحدہ کی سرکاری رپورٹ فصل و موسم بابت ہفتہ مختتمہ ۲۴ اگست حسب ذیل ہے تمام اضلاع میں بارش ہوئی۔ مگر بعض اضلاع میں زیادہ کی ضرورت ہے۔ استادہ فصلوں کی حالت سب جگہ عموماً اچھی ہے۔ اٹاوہ کے سوا جہاں کثرت باراں کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے اور سب جگہہ تخم ریزی قریب الاختتام ہے۔ نرائی جاری ہے اور اضلاع بستی و گورکھپور کے سوا جہاں کمی بارش کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے دیگر اضلاع میں دہان بوئے جا رہے ہیں۔ فصل ربیع کی قلبہ رانی ہو رہی ہے۔ ڈیرہ دون میں ٹڈی سے اور بلیا میں کیڑے سے فصل کو کسی قدر نقصان پہنچا ہے۔ ستر اضلاع میں مویشی کا مرض موجود ہے۔ اضلاع ہردوئی۔ کہیری اوناؤ۔ رائے بریلی اور فتحپور آباد میں چارہ کمیاب اور گراں ہے غلہ بکثرت ہے اور نرخ بدستور

پنجاب یونیورسٹی نے سرکاری اور ایڈڈ سکولوں کے استعمال کے لئے درسی کتابوں کی منظور شدہ فہرست شایع کی ہے ان سکولوں میں کتب مندرجہ فہرست کے سوا کسی کتاب کی اجازت نہوگی ایڈڈ سکولوں کو اسی صورت میں سرکاری گرانٹ ملیگا کہ وہ ان کتب کو اپنے ہاں رائج کریں اور جو غیر امدادی سکول اپنے ہاں یہ کتابیں نہیں پڑہائیگا اسکے طلباء یونیورسٹی کے کسی ایسے امتحان میں شریک نہونے پائینگے جس کے لئے سرکاری سند عطا کی جاتی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ نے تاکیدی حکم صادر کیا ہے کہ عدالتہائے ماتحت میں ایسے مقامات کا جلد فیصلہ

کیا جائے جو تجارتی معاملات کے متعلق عدالتوں میں دائر ہوں

ایسٹرن بنگال ریلوے کے سٹیشن دنیاج پور پر ۱۳ اگست کی شام کو بنگالی طالبعلموں اور قومی والنٹیروں نے دو انگریز مسافروں کو خوب زدوکوب کیا۔ زیادہ حالات ہنوز معلوم نہیں ہوئے

نند کشور سابق سیکرٹری بھارت ماتا جسکے سرحد نیپال سے گرفتار ہونیکی خبر آئی تھی لاہور پہنچ گیا ہے اور دوران تحقیقات میں جیلخانے میں رہیگا۔ نیز شاہ ہے کہ انبار پرشاد منیجر اخبار انڈیا گوجرانوالہ جو حال میں سرحد نیپال سے پکڑا آیا ہے مسٹر ہیرس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں عنقریب مقدمہ دائر کیا جائیگا۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۳۰ اگست سنہ ۱۹۰۵ء)

عہدہ لفٹنٹ گورنری پنجاب سے سبکدوش ہوکر آنریبل مسٹر ڈی گورڈن واکر سی ایس آئی نے صاحب فانشل کمشنر پنجاب کے فرایض کا چارج لیا اور آنریبل مسٹر جے سیکڈونی سی ایس آئی کو سبکدوش کیا۔ جنہوں نے میجر الف پاپہم ینگ سی۔ آئی۔ ای کو سبکدوش کرکے صاحب کمشنر بندوبست پنجاب کے فرایض کا چارج لیا۔

مسٹر جے ایڈیسن اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس پر ضلع لائلپور میں متعین ہوئے اور سید اکرام شاہ ای اے سی کو سبکدوش کیا۔

قایم مقام جسٹس ایڈیشنل جج چیف کورٹ پنجاب کے فرایض سے سبکدوش ہوکر مسٹر ڈبلیو جیکوب نے ڈویژنل جج سیالکوٹ کے فرایض کا چارج لیا۔

میجر ایچ۔ ایس فاکس مسٹر ہنگویز ڈپٹی کمشنر جہلم نے رخصت سے واپس آنے پر مسٹر ایچ ایل جنکنز اسسٹنٹ کمشنر سے اپنے فرایض کا چارج لیا۔ اور مسٹر جنکنز سبکدوش ہوکر تحصیل پنڈدادنخاں میں متعین ہوئے۔ اور مسٹر جی وود سیلے کو سبکدوش کیا جو اسی ضلع میں متعین رہے۔

لفٹننٹ ڈی۔ ایم فیلڈ اسسٹنٹ کمشنر لاہور سے شملہ کو تبدیل ہوئے۔

آنریبل مسٹر جے سیکڈونی سی ایس آئی کمشنر بندوبست پنجاب کو پانچ ہفتہ کی رخصت ملی۔ میجر الف پاپہم ینگ سی آئی ای اُن کی جگہ بہ قایم مقام کمشنر بندوبست مقرر ہوئے۔

انڈین میڈیکل سروس کے مفصلہ ذیل ڈاکٹر اضلاع پنجاب میں اسسٹنٹ پلیگ میڈیکل افسر مقرر ہوئے۔

(انبالہ) کیپٹن ٹی۔ ایچ گلوسٹر۔ (امرتسر) کیپٹن ایچ۔ ایم ایچ سیلولش (جالندھر) کیپٹن جی۔ بی۔ ٹی گروب (کیپٹن ایم۔ ایس ایرانی (لفٹننٹ این ایم ولسن (کیپٹن ایچ واٹس کیپٹن ایم کوری۔ آئی ایم۔ ایس سول سرجن لائلپور نے ایک ماہ کی رعایتی رخصت حاصل کی اور بی بی گھوش اسسٹنٹ سرجن انچارج سول ہسپتال لائلپور اپنے فرایض کے علاوہ قایم مقام سول سرجن لائلپور مقرر ہوئے۔

مسٹر بولے۔ ایچ مارشل اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی چھ ماہ کی رخصت میں جو انہیں ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر عطا ہوئی تھی صاحب وزیر ہند کے حکم سے چار ماہ کی توسیع کی گئی

مسٹر الف۔ ایچ۔ آر کینیڈی سپرنٹنڈنٹ پولیس شاہپور نے ۱۲ دن کی رعایتی رخصت حاصل کی اور مسٹر جے ایم کے تسک قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس جالندھر اُن کی جگہ قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس شاہپور مقرر ہوئے۔

لالہ متابھان بی اے قایم مقام ای اے سی نے ۱۶ اگست سے ضلع میانوالی میں اپنے فرایض کا چارج لیا۔ اور لالہ کنھیالال قایم مقام ای اے سی کو جو ضلع جالندھر میں تبدیل ہوئے ۲۴ اگست سے سبکدوش کیا۔ مسٹر جے۔ او نیل شا۔ ای۔ اے سی جالندھر سے دو ماہ کی رعایتی رخصت پر گئے۔

قایم مقام ڈویژنل جج سیالکوٹ کی خدمات سے سبکدوش ہوکر شیخ اصغر علی ۲۰ اگست سے ایڈیشنل ڈویژنل سشن جج شاہپور مقرر ہوئے۔

سید کرم شاہ۔ ای۔ اے سی لائلپور ملتان کو تبدیل ہوئے۔ اور منشی رحیم بخش ایم۔ اے ای اے سی کو سبکدوش کرکے ۲۵ اگست کو اپنی خدمات کا چارج لیا۔

شیخ فضل الٰہی بی اے ای۔ اے۔ سی ضلع فیروزپور میں متعین ہوئے اور ۲۱ اگست کو اپنے فرایض کا چارج لیا۔

لالہ گوبند قایم مقام تحصیلدار ضلع گورداسپور میں مجسٹریٹ درجہ دوم باختیارات نشانہ عارضی مقرر ہوئے۔

اسلامی دنیا

۳۱ اگست کی تار خبر ہے کہ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ قاہرہ (مصر) حجاز ریلوے پر سفر کرکے رپورٹ کرتا ہے کہ لائن کی تیاری کا کام بسرعت تمام سر انجام پا رہا ہے اور (انشاء اللہ تعالےٰ) امید ہے کہ ایک سال کے اندر اندر مدینہ منورہ تک پہنچ جائیگی۔

اسکندریہ میں جدید جہازی گودیوں کا عنقریب افتتاح ہونے والا ہے

رائٹر طہران سے تار دیتا ہے کہ اتابک اعظم وزیر ایران ۳۱ اگست کی شام کو پارلیمنٹ سے نکل رہا تھا کہ کسی نے گولی سے اسکا کام تمام کر ڈالا۔

باب العالی نے سفرائے خارجہ کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ ایرانی قیدیوں کے قتل کی نسبت طہران سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ سراسر غلط ہیں۔

سلطان زنجبار نیپلز پہنچ کر اب ریلز کے راستے لنڈن کو روانہ ہوگئے ہیں۔

طنجہ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ اُن کی فوج کو فیض روانہ ہونے کا حکم ہوا ہے۔ برٹش قونصل نے انگریزی رعایا کو متنبہ کردیا ہے کہ شہر پر حملہ ہونے کی صورت میں مضافات میں جا پناہ لیں

کابل سے خبر آئی ہے کہ امیر صاحب ۲۰ اگست کو بلخ سے روانہ ہوکر زیارت مزار شریف پہنچکر اور اب تک وہیں قیام فرما ہیں۔ دورہ کے ابتدائی پروگرام کے مطابق کابل واپس آنے سے پہلے امیر صاحب بدخشاں بھی تشریف لیجائینگے۔

مرزا اسمعیل صاحب دُردی اصفہانی مقیم سکندرآباد دکن نے ہز میجسٹی امیر حبیب اللہ خان کی سیاحت ہند کی کیفیت فارسی زبان میں لکھی ہے

بمبئی سے ۲۸ اگست کو پرشین سٹیم نیوی گیشن کمپنی کا جہاز عازمان حج کو لے کر جدہ کی طرف روانہ ہونے والا تھا۔

ایک معاصر لکھتا ہے کہ گورداسپور کا مشہور قصہ فروش اکبر علی لودہانہ میں ایک فحش قصہ سناتا ہوا پکڑا گیا۔ قصہ پر مطبع کا نام حمیدیہ پریس لاہور لکھا تھا۔ چنانچہ پولیس نے لاہور کے اس مطبع کی تلاشی لی۔ لیکن وہاں سے اسکے متعلق کسی قسم کا ثبوت برآمد نہ ہوا اور مالک مطبع نے کہا کہ یہ قصے ہمارے ہاں نہیں چھپے کسی نے عداوت سے ان پر ہمارے مطبع کا نام لکھدیا ہے۔

مسٹر عبداللہ متعلقہ محکمہ تفتیش جرائم و چودہری رحمت اللہ خان انسپکٹر پولیس شہر لاہور کی بابت افواہ ہے کہ حسن خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انہیں ترقی دے کر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کرنے والی ہے

ہز ہائینس نواب کمبے جو کاٹھیاوار کی ایک چھوٹی سی ریاست کے والی ہیں اپنی ریاست کے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی میں نہایت دلچسپی لے رہے ہیں اور انہوں نے وہاں کی انجمن اسلامیہ سے خواہش ظاہر کی ہے کہ اشاعت تعلیم کے کام میں اُن کا ہاتھ بٹائے۔

فیض پور کے پوردین باشندے جو مقام لارلش میں آئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم روانہ ہوئے تو دار الخلافہ کے باشندے جہاد کے لئے مستعد تیار ہو رہے تھے۔

طنجہ کے یورپین باشندوں کے جواب میں محکمہ خارجیہ نے لکھا ہے کہ فرانسیسی گورنمنٹ ایک اور جنگی جہاز بھیج رہی ہے

اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ مقام کاسابلنکا ایک سخت لڑائی ہوئی ہے۔ قبائل نے ۲۹ اگست کو حملہ کیا۔ اور فرانسیسی فوج کو آگے بڑھنے دینے کی غرض سے خود پیچھے ہٹ گئے حریف نے اپنی خطرناک حالت کو وقت پر معلوم کر لیا اور ریزیڈنسی کے آنے تک ایک مربع بنا کر بڑی مشکل سے مدافعت کرتا رہا۔ اسپر بھی گستے سوپاہی ہلاک اور ۲۲ زخمی ہوئے

انجمن اسلامیہ امرتسر کا ایک غیر معمولی جلسہ یکم ماہ حال کو مدرسہ اسلامیہ میں منعقد ہوا۔ اور شیخ محمد شاہ صاحب مرحوم وکیل چیف کورٹ پنجاب کی وفات حسرت آیات پر جو مرحوم عرصہ دراز سے انجمن مذکورہ کے صدر رکن اور قریباً ۱۸ سال تک مدرسہ اسلامیہ کی مینیجنگ کمیٹی کے چیرمین رہے دلی رنج اور افسوس کے اظہار کا ریزولیوشن پاس ہوا۔

بمبئی سے ایک نامور مسلمان تاجر کی وفات کی خبر آئی ہے یہ شخص لقمان جی سلیمان جی نامی فانت کا بوہرا اور کاٹھیاوار کا باشندہ تھا۔ اسنے مقام باندیل (بمبئی) میں جرابسازی کا ایک کارخانہ کھول رکھا تھا۔ اور کاٹھیاوار اور بمبئی میں کئی مسجدیں اور مسافر خانے بنوائے تھے اور اپنی قوم کے لڑکوں کے لئے مدرسے قائم کئے تھے مرحوم نے خیراتی کاموں کے لئے تین لاکھ روپے کی وصیت کی ہے

نواب محسن الملک نے ٹرسٹیان علیگڈہ کالج سٹاف اور طلباء کی طرف سے ہز ہائینس نظام حیدرآباد خلداللہ ملکہ کو شاہزادہ ملیند اختر کے تولد پر بذریعہ تار مبارکبادی کا پیغام ارسال کیا ہے اور یہ بھی مشتہر کیا ہے کہ اس مبارک تقریب پر کالج میں ایک عالی شان جلسہ منعقد کیا جائیگا ۔

بقول معاصر پائونیر امیر حبیب اللہ کابل کے لشکر دگی شاہزادہ محمد عمر خان جاپان کو ایک فوجی مشن روانہ کرنے کی خبر محض بے بنیاد خیال کی جاتی ہے معاصر موصوف لکھتا ہے کہ شہزادہ موصوف کو حال میں ایک ناگوار حادثہ پیش آیا تھا اور ان کا جاپان جانا یقیناً نادرست ہے۔

۳۱ اگست کی خبر ہے کہ قبائل نے کاسابلنکا میں عجیب عجیب چالاکیوں سے کام لیا۔ انہوں نے تمام جمعیت سے مکد مغربی فرانسیسی فوج پر حملہ نہ کیا بلکہ اسے چاروں طرف سے تنگ کرتے رہے۔ اور اس طرح ۴۸ گھنٹے تک اسے آرام نہ لینے دیا۔ عربوں کا بہت کم نقصان ہوا

میتھو نامی فرانسیسی جہاز باربرداری نے مارسیلز سے ایک فوجی غبارہ کاسابلنکا کو بغرض دریافت حال روانہ کیا ہے۔

فرانسیسی فوج کی کمک کے لئے دو پلٹنیں کاسابلنکا کو روانہ ہوئی ہیں

فرانس کی مجلس وزراء نے یکم ماہ حال کو جنرل ڈریوڈ کے نام ہدایت بھیجی ہے کہ کاسابلنکا سے دس میل کی مسافت کے اندر تک میدان جنگ کو وسعت دینے کی اجازت ہے لیکن کسی صورت میں اندرون ملک میں چڑھائی کا حکم نہیں دیا جاتا ہے

فرانسیسی سرکار کو انہوں سے یقین ہے کہ کاسابلنکا محفوظ رہیگا۔ اور یورپین باشندوں کے قاتل سزا یاب ہونگے۔

بعد کی خبر ہے کہ طنجہ میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے کئی کنبے ایک مخصوص جہاز پر سوار ہو کر الجزایر کو روانہ ہو گئے ہیں کئی انگریزی کنبے اگلے ہفتے روانہ ہونے والے ہیں۔

والئی ودان اطلاع دیتا ہے کہ کردی سردار ریدنمہ جسنے ایک حقبہ کو تاخت و تاراج کیا تھا۔ گرفتار ہو گیا ہے ۔

ممالکِ غیر

جنوبی افریقہ کی ہندوستانی کمیٹی نے لینا ایکٹ کے قانون کی منسوخی کے بارے میں جنرل بوتھا صاحب وزیر اعظم سے ایک وفد کو شرف ملاقات بخشنے کی درخواست کی تھی مگر صاحب ممدوح نے انکار کر دیا۔

صاحب ایڈیٹ آف کنٹربری پادریوں کی اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ متوفی بیوی کی بہن کی شادیوں میں نکاح کی رسم اپنے ہاتھ سے سرانجام نہ دیں۔

ٹرانسوال کے ہندوستانیوں نے حضور ملک معظم کی خدمت میں ایک عرضداشت ارسال کی ہے کہ یا تو ایشیاٹیوں کے قانون کو منسوخ کر دیا جائے۔ یا اسکی رو سے جو ان کا نقصان ہوگا ۔ اسکا معاوضہ انگلستان کے خزانہ سے دلایا جائے ۔

ولایت کے اخبارات نے انڈیا کونسل میں مسٹر گپتا اور مسٹر سید حسین بلگرامی کا تقرر پسند کیا ہے ٹائمز لکھتا ہے کہ یہ دونوں صاحب اپنی ذاتی وجاہت اور قابلیت کے لحاظ سے اس تقرر کے لئے خاص طور پر موزوں ہیں

ڈچس آف البنی مسٹر چیمبرلین مسٹر بالفور۔ لارڈ چارلس بیرسفورڈ۔ اور لارڈ لیمنگٹن نے بھی کلائیو میموریل فنڈ میں چندہ مرحمت فرمایا ہے۔

امریکہ کے شہر شکاگو کی آبادی ۲۳۶۷۰۰۰ بیان کی گئی ہے ..

اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع

THE VAKIL

وکیل

مع ضمیمہ الہ سبحانہ صحیح العمل

قیمت معہ ...

پیشگی

ممالک غیر			
امراء و روساء سے	...	سیلے	سیلے
عام خریداروں سے	سیلے	صہر	
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	لے	سہر	

بغیر قیمت پیشگی وصول ہونے اخبار جاری نہ ہوگا

نمونہ کا پرچہ آنے پر روانہ ہوگا ... سونی چاہیئے

فہرست مضامین

مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ ... کی مشکلات ... بعض معمولی ... ان ہمدرد آف ... کی ہندوستان سے ہمدردی ✤ ولایت میں ہندوستانی طلباء کی نگرانی کی ضرورت ✤ یادگار سرسید رحمۃ اللہ علیہ ✤ دل ربوبی نند وظائف نند ✤ رسم و راہ منزل ✤ پنجاب میں انتظامی غلطیاں ✤

ہندوستان کی خبریں

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ

ممالک غیر

اسلامی دنیا۔ متفرق خبریں

اشتہارات

نمبر ۴۷ امرتسر مطبوعہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ رجب ۱۳۲۵ھ جلد ۱۲

تازہ خبریں

مسٹر ایچ ایم ریسیول کی جگہ مسٹر جسٹس سید شرف الدین سنٹرل بنک بک کمیٹی کلکتہ کے ممبر مقرر ہوئے۔

نوابزادہ محمد فیض علی خان جاگیردار کرنال و رئیس سمانہ جو آجکل شملہ گئے ہوئے ہیں انہیں ۴ ماہ حال کو حضور لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے شرف ملاقات بخشا۔

منشی سمیع اللہ مرحوم مدرس لوئین اکیڈمی لاہور جو گذشتہ طاعونی موسم میں پلیگ ڈیوٹی کی خدمات بجالاتے طاعون کا شکار ہو گئے تھے۔ ان کی بیوہ کو سکول مذکور کے منتظموں نیز لاہور کی ہرہیموسائٹی نے سو سو روپیہ مرحمت کیا ہے۔

تازہ ترین سرکاری خبروں سے پایا جاتا ہے کہ امیر صاحب ہرات سے ۱۷ اگست کو روانہ ہمیرا ہونے تھے اور ۱۸ اگست تک صرف پچاس میل کا فاصلہ طے ہوا تھا جس سے خیال ہوتا ہے کہ حضور ممدوح ہمیرا میں یکم ستمبر تک رونق افروز ہو گئے ہوں گے۔ یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ امیر صاحب کا ارادہ مزار شریف میں ماہ رمضان بسر کرنے کا ہے۔

۳ ستمبر کی لڑائی میں مقام کاسا بلینکا فرانسیسی فوج کے ۱۷ آدمی زخمی ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موروں نے پھر جمع ہو کر فرانسیسی فوج پر جبکہ وہ پسپا ہو رہی تھی کیمپ کے گرد و نواح میں حملہ کیا تھا۔

مسٹر کلیانسو نے اثنائے ملاقات میں جنرل ڈرووڈ کے پسپا ہونے سے انکار کیا ہے۔

۵ ستمبر کی بعد کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ عربوں نے منگل کے روز نہایت دلیرانہ اور اچانک حملہ کیا آناً فاناً ان کی بہت سی جمعیت نمودار ہو گئی۔ اور حریف کو گھیر لیا۔ مگر سخت آتشباری کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکی۔ دس گھنٹہ کی سنگینوں کی لڑائی کے بعد فرانسیسی فوج نے ان کو منتشر کیا۔

ہفتہ مختتمہ ۱۰ اگست کے اندر کل ہندوستان میں طاعون سے ۷، ۴۶۲ اشخاص ہلاک ہوئے جو ہفتہ ماسبق سے ۹۳۶ زیادہ ہیں بنگال اور برہما کے سوا باقی تمام صوبجات میں مرض میں ترقی ہو رہی ہے۔ تفصیل یہ ہے:- بنگال ۴۷ (۱۳۴۷) برہما ۱۱۲ (۱۱۵) بمبئی ۳۲۵۱ (۲۵۲۵) - مدراس ۱۱۳ (۵۲) صوبجات متحدہ ۴۹ (۳۷) پنجاب ۱۲۴ (۱۱۳) ممالک متوسط ۳۱۲ (۲۰۱) - ریاست میسور ۴۱۹ (۳۸۰) ریاست حیدر آباد ۱۴۴ (۱۲۴) وسط ہند ۳۵ (۱۸) ہفتہ ماسبق کے اعداد خطوط وحدانی میں دکھائے گئے ہیں۔

روسی وزیر اسوالسکی ۵ ستمبر کو مارین باڈ میں حضور ملک معظم سے انگریزی روسی عہدنامہ کے متعلق ملاقات کرنے آیا۔ دونوں نے باہم لنچ تناول فرمایا۔ اور اس کے بعد ۴۵ منٹ تک پرائیویٹ گفتگو ہوتی رہی۔ ریٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہی تصدیق سے پیشتر عہدنامہ کی بعض جزوی شرائط کا ہنوز فیصلہ ہونا باقی ہے۔

گورنمنٹ ونیز ویلا نے ہیگ کانفرنس سے اپنے قائم مقاموں کو واپس بلا لیا۔

رکوٹر کے نامہ نگار دکین سے تار دیا ہے کہ گورنمنٹ چین نے ایک فرمان شاہی صادر کرکے

امرتسر ۷ ستمبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ

مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ

(۱)

سر سید مرحوم جیسے قافلہ سالار کے اُٹھ جانے سے نہ صرف کالج بلکہ قوم کو بھی جن مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اُس کا چارہ کار بظاہر حالات نہایت دشوار نظر آتا تھا۔ اُس وحید العصر کی وفات نے جو نوعی موت کے مترادف تھی۔ قوم کو ادھ موا بنا دیا۔ اور وہ زبردست مصلح قوم جس کی وفات ہندوستان سے باہر نکل کر اسلامی دنیا میں بھی ایک عالمگیر مصیبت خیال کی جاتی تھی۔ ہندوستانی مسلمانوں کی خوشگوار امیدوں کو اپنے ساتھ قبر میں لے گیا تھا۔ مرحوم کی زندگی کا اہم ترین کارنامہ محمڈن کالج اپنے سرپرست کے سایہ سے محروم ہو کر نہایت نازک حالت کو پہنچ گیا تھا۔ اور اپنے حامیوں کی ذاتی شکر رنجیوں اور باہمی بے اعتباریوں کا تختہ مشق بنا ہوا تھا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ مالی حالت کے لحاظ سے وہ اس نقطہ پر آپہنچا تھا کہ اُسکا قائم رہنا بھی معرض خطر میں تھا۔ غرضیکہ ۱۸۹۸ء کے مارچ کی ستائیسویں مسلمانان ہند کی سوشل و پولیٹیکل تاریخ میں ایک "ٹرننگ پوائنٹ" تھی۔ اور اُس کا رُخ بہتر سے بہتر جانب تھا!!

اُس وقت جبکہ کل ہندوستانی مسلمان اپنی شومئے تقدیر کو صاف طور پر مشاہدہ کر رہے تھے اور زمانہ شناس افراد اُنکی بدبختی اور تیرہ و تار مستقبل کی نسبت ہولناک پیشینگوئیاں کر رہے تھے اور دیکھنے والوں کو انتہا یہی تھا کہ ناکامیوں اور نامرادیوں کا تانتا بندھا ہوا نظر آتا تھا صرف امید جو موت کی کٹھن گھڑی میں بھی کسی کو مایوس نہیں ہونے دیتی۔ ان کا سہارا تھا اور وہ امید خدائی روشنی کے ساتھ "مہدی" کے مبارک چہرہ میں جھلملا رہی تھی۔ وہ مہدی جس کو سر سید محبوب مہدی علی کے نام سے پکارتا ہے۔ اور جسکی نسبت وہ یوں لکھتا ہے کہ

"مولوی مہدی علی کا علم۔ اسکی ذاتی خوبیاں اُسکی پیاری پیاری باتیں۔ اسکی سچی ہمدردی اسکی فصیح تقریر اس قابل ہیں کہ اگر ہماری قوم کے دل کی آنکھیں اندھی نہ ہوں تب تو اُسکے نام پر فخر کیا کرے"

اگر مسلمانوں میں مہدی آخرالزمان کے نزول کا مسئلہ صحیح ہے تو کس شخص کو اس امر کے تسلیم کرنے میں تامل ہوگا کہ یہ وہی مہدی ہے۔ اپنے مسلمانوں کے ڈگمگاتے ہوئے جہاز کو سنبھالا۔ اور نہ صرف سنبھالا بلکہ ایک چابک دست ناخدا کی طرح اسکو باد مخالف کے جھونکوں سے بچا کر نہایت کامیابی کے ساتھ شاہراہ مقصود پر ڈالدیا۔

جب سے سر سید مرحوم نے اپنا مشن شروع کیا اُسی وقت سے ہم نواب صاحب کو سایہ کی طرح اُن کے ساتھ وابستہ دیکھتے ہیں۔ مرحوم کی زندگی میں نواب صاحب اُن کا دایاں ہاتھ تھے اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے سچے جانشین ہوئے۔ باایں پیرانہ سالی نواب صاحب کا دُور دراز حصص ملک میں قوم اور کالج کی خاطر دورہ کرنا۔ اور صعوبات سفر برداشت کر کے کالج کی مالی حالت کو درست کرنا۔ یہ ایسے احسانات ہیں جن سے افراد قوم عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ وہ کونسا خطہ ہے جس میں نواب صاحب نے کالج کے ساتھ لوگوں کی دلچسپی کا بیج نہیں بویا۔ اور وہ بیج بار آور ہو کر شاداب درخت نہیں بنا؟ ہندوستان میں جہاں کہیں اُن کو بعض نورانی کے چشمے نظر آئے وہیں سے نہریں کاٹ کر انہوں نے محمڈن کالج میں ڈالیں۔ اور ہندوستان میں ایسا دل نہ ہوگا جن کے رشتوں کو نواب صاحب نے اپنی طلاقت لسانی کے کمند سے کالج کے ساتھ باندھ دیا۔ اسمیں نواب صاحب کی اور خوبیوں کے علاوہ اُن کے علم و فضل۔ قوت تحریر و تقریر کو سب سے زیادہ دخل ہے۔ اس پایہ کے آدمی جو تحریر و تقریر پر یکساں قادر ہوسکتے ہوں زمانہ بہت پیدا نہیں کرتا۔ جن لوگوں نے صاحب ممدوح کو مجمعوں میں تقریر کرتے سنا ہے وہ تسلیم کرینگے کہ فصاحت کا بحر زخار موجزن ہوتا ہے مسلسل و مربوط تقریر پر قدرت۔ ادائے مطالب کا خداداد سلیقہ اور اسپر اُن کا سچا جوش قومی ان کی کامیابی کے راز ہیں جب وہ بیدلی اور بے پیری قوم کی دردناک حالت کی تصویر کھینچتا ہے تو اُسوقت حاضرین میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوتا ہوگا جو چشم پُر آب نہ ہو اور جس کے دل میں سچا جوش نہ پیدا ہوتا ہو۔ کیونکہ جو بات نکلتی ہے دل سے نکلتی ہے اور دل پر جا کر ٹھہرتی ہے۔

نواب صاحب ۱۸۹۸ء میں سکرٹیری ہوئے۔ اُنکے زمانہ کی پانچ سالہ کیفیت کو جو ۱۹۰۳ء کی بجٹ میٹنگ میں پیش ہوئی تھی۔ دیکھکر اگر اسی حساب سے ترقی کا اندازہ کیا جاوے تو عمارات اسٹیبلشمینٹ۔ تعداد طلبا۔ اور آمدنی کے لحاظ سے ۱۹۰۷ء کالج کی زندگی میں نہایت ممتاز نظر آئیگا۔ ہر ایک شعبہ کی جداگانہ تفصیل کیلئے خود ایک طویل دفتر چاہئے ہے۔ اور اسوقت یہ مضمون کے موضوع سے خارج ہے۔ اسلئے اسی قدر کہنا کافی ہے کہ کالج کے ہر ایک شعبہ کے شمار و اعداد آپ کو خاک سے افلاک پر پہنچے ہوئے نظر آئینگے وزیٹروں کے لحاظ سے بھی کالج ہندوستان بھر میں بے نظیر فخر کر سکتا ہے جس کو دیکھنے کے لئے ولیعہد انگلستان اور شاہ افغانستان جیسے مقتدر و بلند پایہ بزرگ تشریف لائے ان سب باتوں میں ایک حد تک اس مرنے والے کا روحانی تصرف بھی شامل تھا چونکہ قوم مہدی کی بے ریا قومی خدمات کی عظمت لوگوں کے دلوں پر نقش ہو چکی تھی۔ اسلئے اسکی موت پر اُسکی ملکی ہمدردی بے لوث قومی خدمت صحابہ کرام کی سی راستبازی و صداقت نے لوگوں میں ہمدردی کا غیر معمولی جوش پیدا کر دیا تھا۔ اسلئے اسلامی پبلک ہر طرف سے نہایت ولولہ سے اُسکی یادگار قائم کرنے کو اُٹھی۔ اور مرحوم کے نصب العین کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک نے حتی الوسع مدد دی۔ یہ سب کچھ سہی لیکن اگر کالج مہدی کے ہاتھوں میں نہ ہوتا تو قوم کا جوش اس قدر مفید و بار آور نہ ہوتا جیسا کہ ہم اب دیکھ رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تعلیمی اصلاح سے قطع نظر نواب صاحب کی آنکھ اپنے جامع کمالات پیشرو کی طرح اُن کی پولیٹیکل حالت سے بھی غافل نہ تھی۔ چنانچہ اگر نواب صاحب کے اور کارناموں کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو "آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن" والا کارنامہ مسلمانان ہند کی پولیٹیکل تاریخ میں سنہری حرفوں میں ہمیشہ کے لئے روشن رہیگا۔ اور جب تک دنیا قائم ہے قوم اُس بابی محسن الملک کے اس احسان عظیم سے کبھی سبکدوش نہ ہو سکیگی۔ تنہا اسی ڈیپوٹیشن کے ساتھ مسلمانوں کی پولیٹیکل تاریخ میں ایک نیا باب شروع ہوا۔ اور جو فوائد اس سے چند دنوں میں حاصل ہوئے۔ وہ برسوں کی تعلیم بیچلروں اور ماسٹروں کی بہتات سے بھی حاصل نہ ہوتے

ہی ڈیپوٹیشن کی وجہ سے انگلش پبلک کو مسلم کمیونٹی کو ہندوستان میں ایک بے حس قوم سمجھے بیٹھی تھی - اسکی طرف توجہ کرنا پڑی۔ مقتدر اور وسیع ولایتی اخباروں نے بڑے زور سے لیڈر لکھ کر اُن کی ہستی کو تسلیم کیا اور نہ صرف تسلیم کیا - بلکہ ہندوستانی آبادی میں اُن کو خاص اہمیت دے کر اُن کے حقوق و مطالبات سے تغافل برتنے کو سلطنت ہند و انگلستان کے لئے سخت مضر قرار دیا۔ ہیڈ آف دی گورنمنٹ اور سکریٹری آف سٹیٹ جواس سے پہلے ہندوستانی مسلمانوں کی واجب درخواستوں کو غلط انداز نظر سے بھی دیکھنا پسند نہ کرتے تھے اُن کو بھی اس قوم کی پولیٹیکل پوزیشن کا مطالعہ اور اُن کی اہمیت کا اعتراف کرنا پڑا۔

جو نتایج اس ڈیپوٹیشن سے مترتب ہوئے وہ بذات خود ایسے اعلان مدیہہ ہیں کہ اُنکی تفصیل اور اُن پر کسی قسم کے ریمارک کی ضرورت نہیں۔ اس تمام کامیابی کا سہرا اسمارٹ نواب صاحب کے سر ہے۔ ملوا صاحب نے اپنی عزت جیسی پیاری چیز کو بھی قومی مذبح پر قربان کر کے موافق و مخالف تسلیم کرالیا کہ جو دل سید کے پہلو میں تھا وہ مہدی کے سینہ میں منتقل ہوگیا - اور جو روح سید کے جسم میں کام کر رہی تھی وہ مہدی کے بدن میں حلول کر گئی۔ غرضکہ نواب صاحب کو جو ایک ہی وقت میں تحیر عالم - معتمد - حالی - شبلی اور محسن قوم ہیں دیکھکر بے ساختہ مونہہ سے نکلتا ہے کہ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بشری تقاضے ہر ایک انسان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں - نواب صاحب بھی ان سے مستثنے نہ تھے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دس برس کے عرصہ میں جہاں کالج کو ہزارہا دوسرے فواید پہنچے ہیں وہاں اسکو اپنی اکثر دیرینہ روایات کو جو کالج کی ممتاز خصوصیات میں سے تھیں خیرباد کہنا پڑا۔ وہ روح جو دس برس پہلے کالج کی سرزمین پر حکمران تھی آج بدلی ہوئی نظر آتی ہے - اسکے نتایج مختلف شکلوں میں اکثر ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اس موقعہ پر انکے اعادہ کا ناگوار فرض ہم ادا کرنا نہیں چاہتے۔ کالج کا عضو عضو ایسے جال میں جکڑا ہوا دکھائی دیتا ہے جس کا ایک ایک تار بلا واسطہ سرچشمہ حکومت پر پہنچ کر ختم ہوتا ہے۔ یہ ایک دوسری بحث ہے کہ اسکے بغیر اور بھی کوئی چارہ کار ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ حد سے گذری ہوئی کوئی بات ہوا کرے کوئی بھی استحسان کی نظروں سے دیکھنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ بعض اصحاب ان نقصوں کو نواب صاحب کی تالیف قلوب کی عادت سے منسوب کرتے ہیں۔ اور بعض اُن کی قوت ارادی کے فقدان کو تمام خرابیوں کا جوابدہ ٹھہراتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کمزوریوں کو بھی کچھ دخل ہو لیکن اگر نتایج سے اسباب کا پتہ لگایا جا سکتا ہے تو ہم ایسے اصحاب سے بہ تعظیم مناسب پوچھیں گے کہ اتنے بڑے انسٹیٹیوشن کا بار جو چھوٹی سی گورنمنٹ کے مشابہ ہے ایک اور صرف ایک کی گردن پر ڈال کر علیحدہ ہو جانے سے ہمیں یہ حق حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم تمام خرابیوں کا اسی اکیلے کو ذمہ دار ٹھہرائیں۔ اور لطف یہ کہ تمام خوبیوں کو مسلمانوں کی خوش بختی اور اُن کے احساس قومیت سے منسوب کریں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ انہیں دل دانا اور دیدۂ بینا نصیب ہو - اور وہ سوچیں کہ ایک ایسی انسٹیٹیوشن کو اکیلا آدمی کس طرح کامیابی سے چلا سکتا ہے۔ جس کا آمد و خرچ لاکھوں کے ہیر پھیر میں ہو۔ جہاں حکمران قوم کے معزز افراد حلقۂ خدام میں شامل ہوں۔ جہاں ہر طبقہ اور ہر مذاق کے طلبا تعلیم پاتے ہوں۔ اور ہر قوم کے مقاصد مدنظر ہیں۔ اور ہر حکومت کی خوشنودی مقصود ہے۔ قوم فروشی کے خطاب سے بھی ڈر لگتا ہے اور بغاوت کے الزام سے بھی بچانا پڑتا ہے اور قومی خصوصیات مدنظر ہیں۔ اور انگلش سٹاف کی ناز برداری - اور طرفہ لطف یہ کہ کوئی ہاتھ بٹانے والا نہیں۔ ع شب من - و حدیث من - افسانۂ من کا مضمون ہے قوم نے کہ ایک سکریٹری مقرر کر کے تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکی ٹرسٹیوں کی ایک کثیر تعداد ہے جن کو کالج کے نفع نقصان کا اتنا بھی رنج نہیں جتنا کسی اجنبی کو ہو کے اس ضایع کا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے تنظیم جماعت میں سے ایک بھی خدا کا بندہ ایسا نہیں جو سال دو سال میں ایک آدھ مرتبہ کالج کے معاملات کی جانچ کرے - اور امانت کے اُس مقدس فرض کو جو قوم نے اُن کی ظاہری وجاہتوں کو دیکھکر اُن کے ذمہ ڈالا ہے پورا کرے۔ اخبارات کا طبقہ اپنے جو قومی زندگی کی رہنمائی کا ادعا کرتا ہے۔ وہ اس طرف سے بالکل غافل ہے۔ کالج کے حالات آتے ہیں حسابات۔ اسکے متعلق بینک و دیگر معاملات پر سنجیدگی سے غور کرنا اور متانت کے ساتھ بحث کرنا تو درکنار - ان کو باستثنائے ایک دو کے سرسری اپنے کالموں میں لانا بھی پسند نہیں کرتے۔

جب اکابر قوم کی دلچسپی کا یہ حال ہو تو یہ ضرور ہے کہ کالج کی سمراہی میں کوئی دوسرا شریک غالب ہو۔ بقول مولینا حالی مدظلہ :-

ایک سکریٹری کس کس چیز کی خبر رکھیگا اور کہاں کہاں اپنا دھن دوڑائیگا اور ایک قحط زدہ قوم میں ایسا جامع حیثیات سکریٹری کہاں سے آئیگا جو فکر معاش سے فارغ البال اور خانگی جھگڑوں سے بالکل آزاد ہو - رات دن کالج کے انتظام میں مصروف رہے - اور جب روپے کی ضرورت ہو تو در در بھیک مانگتا پھرے - سپیکر ہو - رائٹر ہو خزانچی ہو - اور باوجود ان تمام باتوں کے ایک نہایت کار آزمودہ کلرک بھی ہو۔

گو یہ فقرے سید کی شان میں استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر جب سرسید جیسا بزرگ کالج کے معاملہ پر پوری طرح نظر نہ رکھہ سکا تو نواب محسن الملک بہادر جو سرسید سے اتر کر ہیں۔ ایسی دور بین اور خورد بین آنکھہ کہاں سے لا سکتے ہیں۔ جو کالج کے چھوٹے بڑے سب معاملوں پر حاوی ہوں۔ بس ان واقعات کو مدنظر رکھا جائے تو جو الزام نواب صاحب کو دیئے جاتے ہیں وہ بہت کچھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے نکتہ چینیوں کو ماننا پڑیگا کہ یہ امر حیرت انگیز نہیں کہ نواب صاحب نے کالج کی ترقی کیلئے جو کیا وہ کافی نہیں۔ بلکہ یہ امر تعجب خیز ہے کہ جو کچھ بھی اس زمانہ میں انہوں نے بلا امداد غیرے کیا۔ وہ کس طرح کیا؟

اخبار نویسی کی مشکلات

اس عنوان کے تحت میں لکھنؤ کا روزانہ انگریزی اخبار انڈین ڈیلی ٹیلیگراف دلچسپ پیرایہ میں اُن مشکلات کا ذکر کرتا ہے جو اخبار نویسوں کو تدین اور انصاف پسندی کے ساتھ واقعات عالم پر نکتہ چینی کرنے اور ایمانداری کے ساتھ رائے دینے میں پیش آتی ہیں۔ علاوہ اُن مشکلات کے جو کبھی کبھی قانون یا حکومت کی جانب سے پیش آتی ہیں -

اُن لوگوں کی مخالفت جن کے خلاف کچھ لکھا جاتا ہے بعض مرتبہ کچھ کم مضحکہ انگیز نہیں ہوتی - کلکتہ کے کسی معتبر اخبار کے حوالہ سے ہمارا لکھنؤ کا ہمعصر بیان کرتا ہے کہ اُس شہر کے ایک معزز عہدہ دار نے ایک نئی دعوت روزانہ اخبار کی خریداری محض اس وجہ سے بند کر دی کہ اس میں اُن کے محکمہ کے خلاف چند مضامین شایع ہوئے تھے۔ مہذب ممالک کی نسبت بھی اسی قسم کی چند روایات سننے میں آئی ہیں۔ ہندوستان کے راست باز اخبار نویسوں کو بھی اس قسم کا تجربہ ہوا ہوگا - یہاں تو یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض ذی مرتبہ انگریز تک جن کی قوم تعلیم یافتہ اور سلجھی ہوئی ہونے کے علاوہ بالطبع آزادی پسند بھی واقع ہوئی ہے - صداقت کی تلخی کو برداشت نہیں کر سکتے - مگر ہندوستانی اصحاب میں یہ کمزوری کچھ حد سے بڑھی ہوئی ہے - بہبودی ملک اس امر کی مقتضی ہے کہ اس کمزوری کو دور کیا جائے۔ اخبارات کا منصب نہایت عالی ہے وہ جو کچھ لکھتے ہیں۔ ملک کی اصلاح اور پبلک کے فایدہ کے لئے لکھتے ہیں جب تک انہیں

اپنے کام کے کرنے میں پوری آزادی نہ دی جائیگی، وہ اپنے وجود کو مفید ثابت نہ کر سکینگے۔ اون کی نکتہ چینی پر بگڑنا گویا ملک کی اصلاح پر بگڑنا ہے۔ اگر کوئی اخبار اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتا اور بجائے ملک و پبلک کو فائدہ پہنچانے کے اپنے کسی ذاتی فائدے یا ذاتی بغض نکالنے کی غرض سے کسی کے خلاف کچھ لکھتا ہے تو قانون اسکی سرکوبی کے لئے تیار ہے۔ لیکن عام طور پر اخبارون کی جائز نکتہ چینی کو بری نگاہ سے دیکھنا اور ان کی طرف سے اپنے دل میں بغض پیدا کر لینا در اصل پبلک کے ساتھ عداوت کرنا ہے جب تک پبلک کے روشن خیال اور ذی اثر لوگ اخبارون کی طرف پوری توجہ کر کے اخبارات اس مرتبہ پر نہ پہنچ سینگے جس مرتبہ پر ان کا پہنچنا ملک کے لئے بعث عبرت ثابت ہو سکتا ہے ۔

بعض ہمعصروں کی غلط بیانیاں

ہمارے بعض ہمعصر جہاں قابل اعتراض طریق خیال رکھتے ہیں وہاں ایک یہ بھی خصوصیت اپنے ذمے رکھی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کو پولیٹیکل شورشوں میں آلودہ ظاہر کیا جائے۔ چنانچہ جب کسی مسلمان کے پولیٹیکل جرم میں ماخوذ ہونے کی افواہ سننے میں آتی ہے تو ہمارے یاران طریقت اسے شہرت دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ لیکن بسا اوقات یہ افواہ غلط بھی نکلتی ہیں۔ مگر ان کی تردید اس مستعدی سے نہیں کی جاتی جس مستعدی سے انکی تشہیر کی گئی تھی حال ہی میں بعض اخبارون نے اکبر علی کی گرفتاری کے متعلق خبر درج کرتے ہوئے

پرنس آف ویلس کی ہندوستان سے ہمدردی کا تازہ ثبوت

حضور پرنس آف ویلس کو اپنے سفر ہندوستان کے بعد اس ملک سے جو خاص ہمدردی ہو گئی ہے اوسکا آپ کئی موقعوں پر اظہار فرما چکے ہیں آپ کی اس ہمدردی کا ایک جدید ثبوت اس سے ملتا ہے کہ آپ نے اس مینا بازار کی سرپرستی قبول فرمائی ہے جو آئندہ دسمبر میں ایڈنبرا کے میوزک ہال میں کھولا جائیگا اور جسکا مقصد یہ ہوگا کہ ایڈنبرا یونیورسٹی کے ہندوستانی طلبا کے لئے جو کلب زیر تعمیر ہے اوس کی تکمیل کی غرض سے پانچ ہزار پونڈ فراہم کئے جائیں آجکل ایڈنبرا یونیورسٹی میں ڈیڑھ سو ہندوستانی طلبا ہیں جن کے ملنے بیٹھنے کے لئے کوئی خاص مقام نہیں اس زیر تعمیر کلب میں لکھنے پڑھنے کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرے ہونگے ایک بڑا ہال ہوگا جسمیں جلسے منعقد ہوں گے اور لکچر دیئے جائینگے .... اور چند کمرے تفریح کیلئے بھی ہونگے۔ اس امر کا خیال رکھا جائیگا کہ کلب کے تیار ہونے سے ہندوستانی طلبا کا انگریزوں کے ساتھ میل جول کم ہونیکی بجائے اور زیادہ ہو۔ ولائت کے اخبارات اس ملک کے لوگوں سے بھی چیزیں مینا بازار میں فروخت کرنے کے لئے اشیاء طلب کرتے ہیں اسکے متعلق خط و کتابت سکرٹری انڈین کلب ۱۰۱ سوتھ چارلٹ اسٹریٹ۔ انڈنبرا سے ہونی چاہئے اور ہر قسم کا پارسل یکم اکتوبر تک اون کے پاس پہنچنا ضروری ہے۔

ولائت میں ہندوستانی طلبا کی نگرانی کی ضرورت

ہمارے ملک کی شومی قسمت کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جو تدبیر نافعہ ہم اپنے لئے سوچتے ہیں اور جو کوششیں اپنے آپکو قعر مذلت سے نکالنے کی لئے عمل میں لاتے ہیں اونمیں بھی رخنے

بڑھ جاتے ہیں اور بجائے کسی قسم کا استفادہ حاصل کرنے کے ہم اون سے اولٹا نقصان اوٹھاتے ہیں خدا خدا کر کے جب لوگوں نے اپنی اولاد کو تحصیل علم کی غرض سے ولائت بھیجنا شروع کیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ معدودے چند کے سوا وہاں سے جو تعلیم پاکر آئے اون کے اطوار و عادات ناپسندیدہ نکلے اور ان کے پولیٹیکل خیالات سے بجائے نفع کے ملک کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو گیا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ماہ گذشتہ میں مسٹر ریس ممبر پارلیمنٹ نے مسٹر مارلے کو اس ضروری مسئلہ کیجانب متوجہ کیا تھا اور مسٹر مارلے نے جواب میں فرمایا تھا کہ وہ عنقریب ایک کمیشن اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے متعین کرینگے ہمعصر پایونیر نے اس مسئلہ کی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے یہ تجویز کی ہے کہ ولائت میں ایک ایجنسی قائم کیجائے جو وہاں ہندوستانی طلبا کے مصارف اپنے ہاتھ میں رکھے اور ان کی نگرانی کا خاطرخواہ انتظام رکھکر اون کے والدین کو ان کے حالات سے باخبر کرتی رہے والدین بھی اسی ایجنسی کی وساطت سے اپنے لڑکوں کو روانہ کریں اور اسی کی معرفت ترسیل زر کیا کریں پایونیر کی یہ رائے معقول ہے بشرطیکہ نگرانی کی وہ صورت نہ اختیار کر لی جائے جس سے طلبا کے قیام انگلستان کا مقصد فوت ہو جو لوگ اس ملک سے تحصیل علم کی غرض سے ولائت جاتے ہیں اونکا صرف یہی مقصد نہیں ہوتا کہ وہ یونیورسٹیوں میں محض کتابی تعلیم حاصل کریں۔ بلکہ اونکی بڑی غائت یہ ہوتی ہے کہ انگریزی سوسائٹی میں شامل ہو کر انگریزی تمدن و معاشرت کی عمدہ اور قابل تقلید باتیں اخذ کریں۔ انگلش کیرکٹر اور انگلش لائف کے مطالعہ سے فائدہ اوٹھائیں اور اس ترقی یافتہ ملک کے عام حالات سے آگاہی حاصل کر کے اپنے ملک کو فائدہ پہنچانے کی قابلیت پیدا کریں اگر نگرانی کی سختی سے ان باتوں کی بھی بندش ہو گئی تو ہندوستانیوں کا ولائت جانا بے فائدہ ہوگا۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انگلستان میں ایسے انتظام کی اشد ضرورت ہے جس سے لڑکوں کے والدین کو ہر قسم کا اطمینان رہے۔ کوئی شخص اپنی اولاد کو بے اطمینانی کی حالت میں ایسے دور دراز ملک میں بھیجنا گوارا نہیں کرتا اب بھی لوگ اپنے یا اپنے دوست کے پرانے اینگلو انڈین احباب کے نام خطوط تعارفی حاصل کر کے اپنے لڑکے کو دیدیا کرتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت اوسے کسی قسم کی مدد یا مشورہ مل سکے۔ لیکن ہر شخص ایسے خطوط فراہم نہیں کر سکتا اور نہ ہر شخص کے اس قسم کے تعلقات وہان ہوتے ہیں انڈیا آفس کا یہ فرض سمجھا جاتا ہے کہ وہ حاجتمند ہندوستانی طلبا کو صلاح و مشورہ یا دیگر مناسب امداد دے۔ اگر انڈیا آفس کی زیر نگرانی ایک ایجنسی اس غرض سے قائم کر دیجائے تو ایک بڑی ضرورت رفع ہو جائیگی مگر اس ایجنسی کو اسکا موقعہ نہ دیا جائے کہ وہ طلبا کو انگلش لائف سے مستفید نہونے دے بلکہ اوسکا فرض ہو کہ وہ ہندوستانیوں کو اعلی درجہ کی سوسائٹی میں شامل کرنیکی کوشش کرے اور ان کے لئے ایسی جماعتیں تلاش کرے جہان پالٹکس پر اعلی درجہ کی قابلیت کے لوگ اور پختہ مغز پالیٹیشن اعتدال اور سنجیدگی کیساتھ بحث کریں۔ ہمارے ملک کو ایک ایسی جماعت کی سخت ضرورت ہے جو پولیٹیکل معاملات کو بڑی سنجیدگی کیساتھ سمجھ سکے اور اون پر صائب رائے قائم کرنیکی استعداد رکھے ایسی جماعت گورنمنٹ اور رعایا دونوں کیلئے مفید ہوگی یہ انڈیا کونسل کا کام ہے کہ ولائت میں ایسا اہتمام کیا جائے کہ ہندوستانی طلبا میں سے بیشتر وہاں سے ایسے پولیٹیشین بنکر آئیں جنپر ملک و گورنمنٹ کو یکسان اعتبار ہو۔

مسرت افزا

یادگار سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کوہ مری

بزرگان مندرجہ فہرست چندہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی فیاضی اور دریا دلی کو عمل میں لا کر ترقی تعلیم میں مدد دی ہے

عالیجناب راجہ شیر خان صاحب سپرنٹنڈنٹ کمشنر صاحب بہادر و جناب شیخ غلام رسول صاحب رئیس و سوداگر مری کی کوشش سے ہم دل و جان سے ممنون ہیں جنہوں نے اپنا بیش قیمت اور لاثانی وقت صرف کر کے مندرجہ ذیل رقوم فراہم کیں

حافظ محمد فضل احمد صاحب اور جناب منشی محمد رکن الدین صاحب اور شیخ عبد الغنی صاحب ٹھیکیدار بھی بڑی عالی ہمتی اور فیاضی سے پیش آئے۔ ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔ یہاں ہم کو مبلغ قریباً چار سو روپے کی رقم ملی ہے یعنی ... سید سر سید میموریل فنڈ اور باقی ... آخر پر ہم ان بزرگان کے حق میں خانہ آباد و دولت زیادہ کی خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں التجا کر کے اور کوہ مری سے رخصت ہوتے ہیں۔ (۲۴ اگست ۱۹۰۷ء)

نمبر	اسمائے گرامی چندہ دہندگان	تعداد چندہ
۱	جناب خان بہادر شیخ ... بھائی سی آئی ای	[illegible]
۲	جناب نواب محمود حیات خان صاحب رئیس واہ حسن ابدال	[illegible]
۳	جناب میسرز جیمس جی اینڈ سن جنرل مرچنٹ	[illegible]
۴	معرفت شیخ حسن محمد صاحب دگجرانی ٹھیکیدار گوشت سی بنک مری	[illegible]
۵	جناب بابو حسن محمد صاحب ہیڈ رجمنٹل کافی شاپ ایرٹوبہ مری	[illegible]
۶	جناب لالہ کرم چند صاحب لپا دری جنرل کنٹریکٹر	[illegible]
۷	جناب سردار گوردت سنگھ صاحب خلف الرشید سردار ... سنگھ صاحب ٹھیکیدار کوہ مری	[illegible]
۸	جناب شیخ عبد الغنی صاحب ٹھیکیدار گوشت مری سی بنک	[illegible]
۹	جناب چودھری فضل الدین صاحب وغیرہ ٹھیکیدار مری	[illegible]
۱۰	جناب منشی فضل الٰہی صاحب کلرک محکمہ کمسریٹ مری	صہر
۱۱	جناب راجہ شیر خان صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب کمشنر بہادر کوہ مری	صہر
۱۲	جناب محمد ابراہیم خان صاحب فارسٹ انجینیر کوہ مری	صہر
۱۳	جناب بابو عبد المجید خان صاحب و قربان علی صاحب مری	صہ
۱۴	جناب راجہ کرم داد خان صاحب و محمد حسین خان صاحب مری	صہر
۱۵	جناب ملک محمد عباس خان صاحب نایب تحصیلدار	صہر
۱۶	جناب منشی محمد زمان خان صاحب و شیر احمد خان صاحب وغیرہ	صہ
۱۷	جناب شیخ غلام رسول صاحب رئیس و سوداگر مری	صہر
۱۸	جناب منشی محمد شاہ عالم صاحب کیمل کور نمبر ۵۲ کوہ مری	صہر
۱۹	جناب بابو نبی بخش صاحب پرنٹر و پبلشر ,,	صہ
۲۰	جناب لالہ کرپا رام صاحب سوداگر ,,	صہر
۲۱	جناب بابو محمد فیروز خان صاحب ٹھیکیدار ایرٹوبہ ,,	صہر

نمبر	اسمائے گرامی چندہ دہندگان	تعداد چندہ
۲۲	جناب میاں محمد خان صاحب ٹھیکیدار ایرٹوبہ مری	صہر
۲۳	از دوکان رائے بہادر بوٹا سنگھ صاحب ٹھیکیدار ,,	صہر
۲۴	جناب راجہ محمد خان صاحب سوداگر ,,	صہر
۲۵	جناب مولوی غلام محمد خان صاحب فارسٹ انجینیر ,,	عہ
	میزان	...

وکن روپی فنڈ

نمبر	اسمائے گرامی	تعداد چندہ
۱	جناب حافظ محمد فضل احمد صاحب و منشی محمد رکن الدین صاحب مری	[illegible]
۲	جناب شیخ عبد الغنی صاحب ٹھیکیدار گجرات	[illegible]
۳	جناب شیخ عتیق اللہ صاحب آنریری ایجنٹ گجرات	[illegible]
۴	جناب مولوی الہ الدین صاحب و شیخ علی بخش صاحب	[illegible]
	میزان	[illegible]

وظائف فنڈ

علی گڈھ کالج جو کہ ہماری قومی تعلیم کا مرکز ہے اور مسلمانوں کا تعلیمی مرکز شمار کیا جاتا ہے کس حد تک سر سید علیہ الرحمۃ کی عالی مرادوں اور ارادوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس سے مجھکو یہاں بحث نہیں لیکن مجھکو یقین ہے کہ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اس قومی کالج کا وجود قوم کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہو چکا ہے۔ اور نیز یہ کوئی پیشنگوئی نہیں بلکہ ایک امر بدیہی ہے کہ ہمارے قومی کالج کے لئے ایک شاندار مستقبل سامنے موجود ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو کہ اس نظارہ کا شہید ملاحظہ کرینگے

اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو قریباً دو سال ہوئے کہ لکھنؤ میں ایک علی گڈھ کالج کی شاخ یا ثانی علی گڈھ کالج کی بنا ڈالنے کی تجویز پیش ہوئی تھی۔ ہمارے قومی اخبارات نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی۔ کیونکہ قومی شیرازہ کو اس طور پر بکھرنے سے سوائے خسارہ اور نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اور یہ رائے دی کہ بہتر ہو اگر وہی روپے علی گڈھ کالج ہی کے مصرف میں لائے جائیں۔ تاکہ علی گڈھ کالج جو کہ اب تک کئی ایک پہلو سے نامکمل ہے ترقی کرے اور یونیورسٹی بننے کی امیدیں ایک عملی شکل اختیار کرے۔

فی الواقع یہ رائے نہایت ہی معقول تھی۔ لیکن ساتھ ہی اسکے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر علی گڈھ کالج کو تعلیمی مرکز ٹھہرایا جاوے اور حصول تعلیم کی غرض سے دور دراز ملکوں سے طلباء کو علی گڈھ ہی آنا پڑے تو ضرور وظائف کا بھی کافی سامان ہونا چاہئیے۔ اور علی الخصوص جبکہ علیگڈھ کالج میں اور جگہوں سے نسبتاً خرچ زیادہ ہے۔ اس وقت میرے سامنے کئی ایک مثالیں ایسے طلباء کی موجود ہیں جو صرف کافی وظائف کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے قومی کالج کے وجود کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے اگر اصلاحی انجمنیں جا بجا وظائف فنڈ کھولدیں۔ تو بہت سے ہونہار طلبا جو کہ نادار ہونیکی وجہ سے اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے قوم کے لئے اپنی ذات کو مفید ثابت کر سکتے ہیں۔

میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ آئے دن انٹرنس۔ ایف اے۔ بی اے کے امتحانوں میں مسلمان کامیاب طلباء کی جو غیر معمولی قلت رہا کرتی ہے اسکے ذمہ دار زیادہ تر مقامی مسلمان ہیں۔ جو کہ اپنے بچوں کی تعلیم کے اجراء کی طرف کافی التفات نہیں کرتے۔ اگر وظائف فنڈ جا بجا قائم ہو جاویں اور اس طریقے سے ہماری قوم کے نادار مگر ہونہار طلباء کو ضروری امداد ملے تو یقین ہے کہ

یونیورسٹی امتحانوں کے نتیجے مسلمانوں کے حق میں بہی حاطرخواہ ہوں۔

چند سال ہوئے بنگال اور آسام کے طلبار کو گورنمنٹ کی طرف سے وظائف اس شرط پر ملا کرتے تہے کہ کلکتہ یونیورسٹی کے کسی کالج میں تعلیم پاویں اور چونکہ علی گڈھ کالج الہ آباد یونیورسٹی میں داخل ہے۔ لہٰذا اس اطراف کے مسلمان طلبار جو کہ زیادہ تر وظیفہ خوار ہوا کرتے ہیں ہمارے قومی کالج کی تعلیم سے محروم رہتے تہے۔ لیکن ہم مسلمانوں کو سر سیلیڈ ملر صاحب بہادر کا مشکور ہونا چاہیئے کہ انہوں نے چند طلبار کو علی گڈھ کالج میں تعلیم پانے کے لئے وظیفے عطا کئے لیکن اب تک ایسی کوئی عام اجازت نہیں دیگئی ہے

اب چاہیئے کہ ہمارے قومی اخبارات گورنمنٹ کو اس امر کا یقین دلادیں کہ وہ وظائف جو گورنمنٹ کی طرف سے یا یونیورسٹی کی طرف سے مسلمان طلبار کو دیئے جاتے ہوں اگر شاید بالیہ قید کے بغیر دیئے جاویں تو طلبار اپنے قومی کالج کے وجود سے ایک معتدبہ فایدہ اٹہا دینگے اور امید کامل ہے کہ گورنمنٹ ضرور مسلمانوں کی اس اہم ضرورت کو رفع کریگی اور اس طرز عمل سے مسلمانوں کو مشکور ہونے کا عمدہ موقع دیگی۔

راقم محمد عطار الرحمن ایلیٹ ہوسٹیل کلکتہ

رسم و راہِ منزل

سال کے اس تہائی حصے میں ہمنے کیا کیا دیکہا۔ حب وطن کا حباب آسا ولولہ۔ پولیٹیکل امنگوں کا نظارہ۔ انہ تاب و تواں کے غلط اندازہ کا نمونہ۔ شورش اور سرپاشنگی کا جلوہ۔ جہوٹی خواہش اور جہوٹے ارمان کا مجسمہ اور بالآخر مغرور سر مل کے سجدے اور مسبوبی ہمدی کے نوایجاد دیوتا (خیالی وفاداری) کی پرستش۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی سامنے آیا اور سامنے سے گذرگیا۔ گویا ملتی پہرتی تصویریں تہیں کہ کسی تماشاگاہ میں ہویدا ہوئیں اور آناً فاناً غایب ہوگئیں لیکن یہ تماشا اس قابل نہیں کہ ایک نظر دیکھ کر بعد یاد نہ رہے بلکہ چشم حقیقت بیں کا فرض ہے کہ جو کچھ دیکہا ہے اسکا عکس دل کے آئینہ خانہ تک پہنچادے۔ تاکہ آیندہ دیکھنے والوں کے لئے صرف گردن جہکانے کی ضرورت ہے جب موقع پیش آئے۔ گردن جہکائیں اور دیکھ لیں۔

تجربہ ایک اور صرف ایک دفعہ کافی ہے۔ زندگی کی کشمکش میں بس ایک ہی مشعل راہ غنیمت ہے باربار نہ تجربے ہو سکتے ہیں نہ ایسی مہلت مل سکتی ہے کہ فرصت میں بیٹھے دوسروں کی حرکات سکنات پر غور کرتے اور ان سے نتیجے اخذ کرتے رہیں۔ زندگی کی نیند سونے والوں کے لئے الارم نہ سہی جھنجھنیاں ہی سہی۔ ٹھوکریں۔ یہ ہی چیزیں ہیں کہ کام دے جاتی ہیں۔ ورنہ خدا کا جگانے والا فرشتہ تو اسیوقت اٹہائیگا جب اگلوں اور پچھلوں انسان و حیوان نباتات و جمادات سب پر ایک ہی نیند کا غلبہ ہوگا جب کی ہستی عالم ترقی کے ایک ہی نقطہ پر جاکر ختم ہو چکی ہوگی۔ اور لمن الملک الیوم پکارنے والے کی جبروت للہ الواحد القہار کے دعوے کے ساتھ ایسی ہی نمودار ہوگی جیسی آفتاب کی ساتھ تابش۔ اور روشنی کے ساتھ ضو۔ پس اگر خواب ہستی کا خواب ہے تو یہ ہی وقت ہے کہ ٹھوکر کہانے والے اٹھینگے اور لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کی شادمانی دل میں احساس پیدا کرتی ہے۔ کہ ضرور ٹھوکر کہانے والے اٹھینگے تجربہ آزمایش۔ امتحان بسہر چلے طے ہوگئے۔ شاہراہ پہلے سے طیار موجود ہے بس اتنی ضرورت ہے کہ رہنمائی کرنے والے آئیں۔ اور سب کو اپنے ساتھ لئے روانہ ہوں۔

میں بلا خوف۔ پید اور پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تذبذب اور انتظار کا زمانہ تمام ہوا۔ اس سے پہلے نقص فہم اور قلت تدبر سے ٹہیک ٹہیک خیالات کا کسی فرضی اور وہمی اتفاق کی طرف رجحان تہا۔ اس سے پہلے ٹہیک ٹہیک معاملات کی صورت اس قدر صاف نہ تہی نہ داعیان اتفاق کی خواہشوں کا کھلا نظارہ ہوا تہا۔ نہ ان کے جذبات پوشیدہ مصلحتوں کی زنجیر میں لارڈ منٹو کا سایہ ہوئے تہے

مگر اب جب ذیل مسایل بقدر صاف ہیں گویا ریاضی کے سہل و ابتدائی مسئلے ہیں جنکی نسبت شک و شبہ کی ذرا سی گنجایش بہی باقی نہیں لیجئے

(۱) یہ کہ داعیان اتفاق کی خواہشیں ایک سوراجیہ سلطنت قایم کرنے پر مبنی ہیں جس کا اصلی عنصر محض ان کی ذات گرامی ہے۔

(۲) مسلمان ہر حالت میں یہاں اگر رہیں تو صرف اس طرح رہ سکتے ہیں جس طرح منو کے قانون کی رو سے شودر اور چنڈال رہا کرتے تہے۔

(۳) ہماری شرکت کو کل کوششیں اس ایک مدعا کے تحت میں ہیں کہ غیر ملکی حکومت کا ہمارے ہاتہوں خاتمہ کرایا جائے۔ اور اس کام کے لئے ہم کو اول صف میں کھڑا کر لیا جائے۔

(۴) طلب حقوق کی فریاد صرف باقاعدہ ایجیٹیشن سے وابستہ نہیں۔ بلکہ وہ اس ملک کے ساکت سمندر کی ایسی تموجی حرکت ہے جو کسی عظیم طوفان کا آغاز ہو سکتی ہے

(۵) اگر اس طوفان عظیم کا مقابلہ کرنے پر ہوشیار جہازران کامیاب ہو جاویں تو سمندر دیوتا کی بھینٹ چڑھانے کے لئے ہمیں کو پیش کر دیا جائیگا۔ پانیوں کے لئے گنگا اور جمنا کی سطح برقرار ہے ایک غوطہ لگا یا اور بیک۔

(۶) اگر ہمنے غلط فہمی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ حقوق کی فریاد میں شرکت اختیار کرنے کے بیہودے جرم سے بحیثیت ایک سچے مسلمان ہونے کے شورش و فساد کی آلودگیوں سے محفوظ رہینگے۔ اور ہمارا یہ فعل ہمارے مذہب کی رو سے۔ ہماری قومی شرافت کی رو سے۔ ہماری دلی اور واقعی خواہشوں کے لحاظ کر مستحسن ہے۔ تو ہم بزعم خود غلط ہیں۔ اقدام خودکشی کے مرتکب ہیں۔

(۷) آریہ سماج سب حیثیتوں سے شریک غالب کا حکم رکہتی ہے جسکی ایک آنکھ میں مہر ایک آنکھ میں خدا کا قہر (مگر اب مہر کی آنکھ کہاں ہے؟)

اس سے پہلے ہمیں اپنے ساتھ لگائے رکھنے کیلئے یاران زمانہ ساز اور زمانہ شناس تدبیروں میں مصروف تہے عجیب و غریب صورتیں تہیں کہ دلوں کو گرمانے کی کوشش کرتی تہیں۔ اور جو ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا تہا مگر اب کیا ہے۔ جوش وحشت نے خود ان ہی کے ہاتہوں اس پردہ کی دہجیاں اڑادیں دفتروں میں جاؤ معاملات اور کاروبار میں تحقیق کرو۔ پبلک اور پرائیویٹ مقاموں میں دیکھو۔ سب جگہ اے مسلمانوں جاؤ اور اپنے مظلوم بہائیوں کی یکساں حالت دیکھ آؤ۔ پہلے کسی کسی جگہ فرق مراتب ہی تہا مگر اب کہ منتا ہی اٹھ گئی۔ آسرا ہی نہ رہا۔ ایک ہی تلوار ہے کہ قتل عام کر رہی ہے۔ ستم ظریف ان پر پھبتیاں اڑاتے تہے کہ

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

مگر کہیں ابرو کی تلوار بھی کام دے جاتی ہے؟ فولاد کی تلوار میدان جنگ میں کام آتی ہے۔ سرکھپ ہو کر لڑنے والوں۔ اور خون کا دریا منظور کرنے والوں کے ہاتہ سے کاٹ کرتی ہے مگر یہ صلح کی تلوار خاموشی میں۔ اور نظروں سے پوشیدہ وار کرتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ فولاد کی تلوار سے زیادہ خوفناک ہے۔ کوئی ان کے دل سے پوچھے جو اس تلوار کے بسمل ہیں۔

غرض "ساتہ لگائے رکھنے کے لئے" جو طلسم باندہا گیا تہا وہ بہی ٹوٹ گیا ہے اور اب چاروناچار ان کو یہی امید ہے ہماری طرف سے قطع کر لی گئی ہیں۔ چنانچہ صاف اعلان کر دیا گیا ہے کہ آیندہ پولیٹیکل جدوجہد کا آغاز بغیر اسکے کہ محمود غزنوی اور محمد غوری کی ہم مذہبیات کی نسبت سوال کا فیصلہ نہو۔ نہیں ہونے کا۔ اور اس سوال کا فیصلہ یہی کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو نگل جاؤ"

یہ "نگل جاؤ" خاص الفاظ ہیں جو میں نے بچشم خود ایک سماجی اخبار میں دیکھے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ لکھکر اسنے اپنے تئیں اسم بامسمیٰ "روشنی" ثابت کیا ہے کیونکہ نہایت عمیق اور تاریک مقامات میں جو خیالات موجود تہے۔ اسی "روشنی" کا کام ہے کہ انہیں دکہادیا۔

گو آیندہ اسکی ضرورت نہو۔ کیونکہ اب تک حرکات و سکنات کی زبان سے بیاختہ یہی الفاظ ادا ہوتے رہے تھے۔ زبان مقال کا استعمال جائز نہیں سمجھا گیا تھا۔ مگر اب اسکو بھی کام میں لایا جائیگا اور عام طور پر یہی آوازیں کانوں میں آئینگی

جبکہ معاملات کی یہ حالت اور برتاؤ کی یہ صورت ہے تو مجھے یقین ہے کہ اپنی قومی ہستی قایم رکھنے کیلئے ہمیں کسی خاص تدبیر کے لئے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہمارے لئے بالکل صاف تدبیر موجود ہے اور وہ یہ جیسا کہ مسٹر امیر علی بالقابہٗ نے فرمایا اور جیسا کہ ہم نے گذشتہ ایام کی نازک گھڑیوں میں اپنے تئیں ثابت کیا ہے کہ ایک اعتدال پسندی اور میانہ روی کی پالیسی ہمارا عملدرآمد ہے غیر معتدل پولیٹیکل ہنگامہ آرائیوں سے ہمیں کسی قسم کا تعلق ہے نہ ہم کبھی انہیں ہرگز جائز قرار دے سکتے ہیں ہم نے جو پالیسی اختیار کی ہے۔ بالکل مستقل ہے جس پر آج تک ہمارا عملدرآمد رہا۔ اور آیندہ بھی ہم نہایت مضبوطی سے اس پر قایم رہنا چاہتے ہیں۔

لیکن آج جدوجہد کا زمانہ ہے۔ اور کوشش کے بغیر ایک لمحہ کی زندگی بھی محال ہے قومی پالیسی کو قایم رکھنے کے لئے جو ضروری وسایل تھے وہ ختم ہو چکے۔ آیندہ اسکا قیام اس امر پر موقوف ہے کہ نقصانات کا جو سیلاب امڈا چلا آتا ہے۔ اُس سے ہمیں محفوظ رکھنے کی کوئی مہمات بہم پہنچائی جائے۔ اور یہ دو طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ (اول) یا ہم باہمی نزاعات سے مخلصی حاصل کرکے اپنی منتشر قوت ایک مرکز پر جمع کر لیں۔ اور چھ کروڑ افراد میں ہر شخص سمجھے کہ ساری قوم کی حفاظت کا بار اسی پر ہے۔ (دوم) کوئی غیر لیکن زبردست طاقت ہماری مددگار ہو۔ اور ہمدردی کے ساتھ ہماری حفاظت کا کام انجام دے۔ اول الذکر بظاہر دشوار نظر آتی ہے۔ ہمارے قومی خلفشار ابھی تک برسر باقی بلکہ آج کل ترقی پر ہیں۔ باوجودیکہ قوم میں ایک معتدبہ گروہ تعلیم کی بدولت قومی اتفاق کی برکتوں کا سمجھنے والا پیدا ہو گیا ہے اور روز افزوں افلاس اور تباہی اور فقدان معاش نے مقدمہ بازی اور باہمی فساد کے لئے بہت سی گنجایش ختم کر دی ہے مگر تاہم خوابیدہ رہ کر حملہ کرتی ہے۔ اور تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد قدیم فتنہ اجنبی پیرایہ میں خانہ جنگی اُٹھہ کھڑی ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ قوم کا ایک کثیر حصہ زمانہ کی ضرورتوں سے ناآشنا ہے اور مصیبت و فلاکت کے ہاتھوں تباہ و پریشان ہے امارت و سرمایہ دار اور علماء دین جو رہنمائی کر سکتے ہیں۔ قوم اور اسکی آیندہ حالت کی طرف سے بالکل بے پروا ہیں۔ تاہم بالکل غیر محسوس طریقہ اور تدریجی رفتار سے انقلاب اور بیداری کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور اس قسم کے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جنہیں ضرورتوں کا احساس اور کام کرنے کی امنگ ہے۔ اس تعداد میں گو دفعتہً بہت بڑا اضافہ نہو لیکن یقیناً آہستہ آہستہ اس میں افزایش ہو رہی ہے اور آیندہ ہوگی۔ یہی لوگ ہیں جن سے قوم کی تمام اُمیدیں وابستہ ہیں اور انہی کی سعی و ہمت سے بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان لوگوں کی طاقت کو نمودار اور لکار آمد اور متحد بنانے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا کام فوراً شروع کر دیا جائے اور اسکے مرکز کے تحت میں بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں نئی انجمنیں قایم کی جائیں۔ یا جس جگہ پرانی مجالس موجود ہوں اُن کو زیادہ باقاعدہ اور منتظم اور مضبوط کر دیا جائے۔ تجویزیں سوچنے اور کاغذی گھوڑے دوڑانے سے کچھہ فایدہ نہیں۔ جو کچھہ کرنا ہے فوراً کرنا چاہئیے۔ مناسب ہے کہ سربرآوردگان قوم کی ایک جماعت اس کام کے لئے اُٹھہ کھڑی ہو اور جگہ جگہ دورہ کرکے اس مقصد کو برسر تکمیل پہنچائے۔

اس طرح آہستہ آہستہ پرانے فساد اور جھگڑے کم ہو کر اصلی ضرورتوں کا احساس پیدا ہو سکتا اور جس قدر مسلمان اپنی قومی ہستی کے متعلق خطرات سے واقف ہونگے اُسی قدر ان میں اتحاد اور باہم مل کر کام کرنے کی اسپرٹ کا نشوونما ہوگا۔ کچھہ شک نہیں بعض طبایع فطرتاً جنگجو واقع ہوئی ہیں اور وہ نزاعات اور مناقشات کے لئے فطرتاً لاچار ہیں لیکن جب اُن کے طبعی تقاضے مفید اور پرامن طریقوں کے ساتھہ زندگی کی کشمکش سے وابستہ کر دئیے جائیں تو وہی قومی جذبے ایکیلی قومیت کی شکل میں نمودار ہو سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اپنی مدد آپ کرنے کی تدبیر اگرچہ بوقت مشکل معلوم ہوتی ہے لیکن ناممکن نہیں یہی تدبیر ہے۔ اور تدبیر کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنے سے قومی زندگی کا مسئلہ حل ہوگا۔

کسی غیر طاقت کی مدد اور ہمدردی اگرچہ قدرتی طور پر بالکل ناممکن ہے۔ یہاں تک کہ تاریخ سے ہمیں کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ کوئی قوم کسی غیر قوم کی اعانت اور ہمدردی سے زندہ رہی ہو یا تنزل کی حالت میں جو فایدے اُسے محض اپنی قوت بازو سے حاصل ہو سکتے ہوں وہ کسی دوسری قوم نے اُسے عطا کر دیئے ہوں۔ تاہم خوش قسمتی سے ہمارے ملک میں ایک ایسی غیر قوم موجود ہے جو درماندہ قوموں کی مدد کے لئے اخلاقی طور پر بہت کچھہ کرنے کا شوق رکھتی ہے نیز اسکی اور ہماری اغراض و مقاصد بہت زیادہ مشترک واقع ہوئے ہیں۔ اسلئے اگر اس سے ہمدردی کی توقع کی جائے تو اسمیں کوئی پہلو حوصلہ افگن نظر نہیں آتا۔ "غیر طاقت" سے میری مراد گورنمنٹ ہے امید ہے کہ گورنمنٹ جانتی ہے کہ مسلمانوں کی نسبت اُسے کیا کرنا چاہئیے۔ نیز اس ملک میں جہاں مختلف الاغراض اقوام آباد ہیں سلطنت کے استحکام اور امن عامہ کے قیام اور عدل و انصاف کے پلڑے برابر رکھنے کے لئے کسی قدر ضروری ہے کہ اُن میں وجہی تناسب قایم رکھی جائے اور کسی ایک فریق کو دوسرے فریق کے مغلوب کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔

مدعا یہ کہ اگر ہم اپنی مدد آپ کرنے کے لئے اُٹھہ کھڑے ہوں اور گورنمنٹ اپنا ضروری فرض پورا کرنے کے لئے مسلسل اور مستقل کوشش کرے تو ہماری قومی پالیسی پولیٹیکل جدوجہد کی نسبت نہ صرف برقرار رہیگی بلکہ مفید ثابت ہوگی۔ اور مسلمانوں کی قومی ہستی قایم رکھنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ایک شائستہ گورنمنٹ کے ظل عاطفت میں یہاں ہمیشہ ہمیشہ امن قایم رہیگا اور قیام امن کے ساتھہ ملک کی آبادی۔ ذہنی اور اخلاقی دولت میں روز افزوں اضافہ ہوگا۔ فقط

راقم عبدالقدیر

منقولات

پنجاب میں انتظامی غلطیاں

مسٹر سی۔ ای گلیڈسٹن کی عنوان بالا پر مندرجہ ذیل چٹھی ۲۷ اگست کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شایع ہوئی ہے۔

میں آپکے پاس اخبار سٹینڈرڈ کی ایک کاپی بھیجتا ہوں جس میں میری ایک چٹھی پنجاب کی موجودہ۔ گذشتہ اور آیندہ حالت پر چھپی ہے۔

اگر پنجاب کے شرفاء زمیندار اور کاشتکار خیال کرتے ہیں کہ وہ میرے مجوزہ انتظام میں زیادہ خوش رہینگے (اور اگر گذشتہ تیرہ سال میں انکے خیالات میں عظیم تغیر واقع نہیں ہوا تو امید ہے کہ اُن کا ضرور یہی خیال ہوگا) تو وہ اپنے خیالات سے گورنمنٹ کو آگاہ کیوں نہیں کرتے۔ میں بزور مشورہ دیتا ہوں کہ انہیں ضرور اپنے خیالات سے گورنمنٹ کو مطلع کرنا چاہئیے اسکے جواب میں ممکن ہے کہ بعض لوگ کہیں کہ ہمنے اس بارہ میں اکثر لاٹ صاحب سے گفتگو کی ہے اور ہم میں سے بعض نے اسکا حضور وایسرائے سے بھی ذکر کیا ہے۔ اپنے پنجابی دوستوں کو میں اسکا یہ جواب دونگا کہ گورنمنٹ کو آگاہ کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ اگر تم عملی طور پر اپنی تکالیف سے گورنمنٹ کو آگاہ کیا چاہتے ہو تو تمہیں اصرار کی پالیسی اختیار کرنی چاہئیے۔

بنگالی اور اُن کے ہم خیال پنجابی اہل کانگریس جو ہندوستان کے نام سے اور تمہاری طرف سے ایسے ایسے مطالبات کا تقاضا کرتے ہیں۔ جو تمہاری ضرورتوں کے منافی ہیں۔ اپنی اسی اصرار کی بدولت گورنمنٹ تک اپنی آواز پہنچانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

آیرلینڈ کے جو ممبر پارلیمنٹ میں ممبر ہیں۔ اسی اصرار کی بدولت اپنے ہم ملکوں کے لئے اس قسم کے حقوق و مراعات حاصل کر لیتے ہیں جن کے وہ اکثر مستحق نہیں ہوتے۔ لیکن پنجاب اگر وہاں کے وفادار (خاموشی پسند) آپ پنجابی وفاداروں کی طرح روز بروز اپنے رہے سہے حقوق بھی کھو رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ہنوز اس اصرار کے راز کو نہیں سمجھے۔

میں ابھی اس امر کا ذکر کرنا ہوں کہ انصاف طلبی کے لئے تمہیں اصرار کو کس طرح کام میں لانا چاہیئے۔ لیکن اس سے پہلے تمہاری موجودہ حالت کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا۔

گذشتہ بتیس سال سے زیادہ کے عرصہ میں گورنمنٹ کی طرف سے جو قانون پاس ہوئے ہیں کیا اُن سے ساہوکاروں کے سوا جو تمہارے قدیمی حریف اور دشمن ہیں اور بھی کسی کو اس قدر فائدہ پہنچا ہے؟ کیا اس روپیہ سے جو تمہاری جیبوں سے ٹیکس کی صورت میں نکلا۔ انہی ساہوکاروں نے تعلیم کی صورت میں سب سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اُن کی اولاد تعلیم یافتہ ہو کر منصفی وغیرہ کے عہدوں پر ممتاز نہیں ہوئی جس سے پلیڈروں وغیرہ کی مدد سے تمہیں کے بھائی بندوں پر تمہاری وسیع زمینیں لا یعنی۔ جوڈیشل فیصلوں سے جن میں اکثر جعلی تمسکوں اور جھوٹی شہادتوں سے کام لیا گیا ہے اپنے ہی بھائی بندوں کے نام رہن بیا دیگر ذرائع کر منتقل کرائیں۔

کیا تمہاری دیوانی عدالتوں کے فیصلے اس خصوصیت کے لئے مشہور نہیں ہیں کہ وہ انصاف کی بجائے قانون پر مبنی ہوتے ہیں کیا عدالتی کارروائی نہایت ناقابل اطمینان اور تکلیف دہ نہیں ہوتی۔ جس میں زر کثیر فضول صرف ہوتا ہے۔ کیا ہمارا چیف کورٹ جہاں مقدمات کے منفصل ہونے میں مدتیں گذر جاتی ہیں۔ بدترین عدالت نہیں ہے جس کو باوجود اعلےٰ قانونی استعداد کے تمہاری روزمرہ کی زندگی سے نہایت کم واقفیت ہے۔ اور ساتھ ہی اسکے نہایت اعلیٰ اختیارات حاصل ہیں

کیا جنگلات اور آبپاشی کے محکمے تمہارے لئے نہایت تکلیف دہ نہیں ہیں کیا مالی لحاظ سے عمدہ نتایج دکھلانے کی خواہش میں محکمۂ نہر غیر سیراب شدہ زمینوں کو سیراب شدہ رقبہ میں شامل نہیں کرتا۔ اس سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ حکام ذی شان جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں لیکن کیا اس محکمے کے اوورسیر اور سب اوورسیروں کا عملہ دونوں ہاتھوں سے رشوت نہیں لیتا۔ کیا محکمۂ جنگلات کے پانچ پانچ روپیہ کے چوکیدار حدود جنگل سے پچاس گز کے فاصلے سے بھی مویشی کو زبردستی پکڑ کر نہیں لیجاتے۔ جب تک کہ اُن کی مٹھی گرم نہ کی جائے۔

کیا تم سب آپ سے ۴۵ سال پیشتر کے زمانہ کو پسند نہیں کرتے۔ جبکہ نہ کوئی چیف کورٹ تھا۔ نہ پلیڈر۔ اور کمشنر اور ڈپٹی کمشنر عوام سے میل جول رکھتے اور معدلت گستری کا کام بوجہ احسن انجام دیتے تھے اُس وقت تمہیں کم سیر ہو کر کھانے کو ملتا تھا۔ انتظام اچھا تھا اور قیام انتظام کا خرچ کم پڑتا تھا۔ اب تم پر شملہ سے بہت سے سکریٹریوں کے ذریعے سے حکومت کی جاتی ہے جو اگرچہ اپنا کام جانفشانی سے کرتے ہیں۔ لیکن اس کام کو کاغذ قلم اور سُرخ فیتہ کی مدد سے سر انجام دیتے ہیں۔ بیچارہ ڈپٹی کمشنر مجبور ہوتا ہے اُسے سرکاری تحریر کا کام ہی اس قدر فرصت نہیں دیتا کہ باہر دیہات میں جا کر تمہاری اصلی ضروریات سے واقفیت حاصل کرے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ نہر اور جنگلات کا کام کمشنران ڈویژن کے متعلق کر دیا جائے اور اُن پر ہوشیار اور تجربہ کار انجینیر مقرر کئے جائیں۔

نظر بحالات بالا اگر تم واقعی ان امور کے خواہشمند ہو تو تمہیں اصرار پر کاربند ہونا چاہیئے۔ تم لوگ

اس صفت کا اظہار اکثر ایسے معاملات میں کیا کرتے تھے جو چنداں اہم نہ ہوتے تھے۔

میں نے دیکھا ہے کہ اگر کوئی لفٹیننٹ گورنر یا اُس سے کسیقدر کم درجہ کا افسر کسی ضلع میں وارد ہو جاتا۔ تو ایسے لوگ جنہیں کسی قسم کی شکایت ہوتی۔ ہزاروں کی تعداد میں اُس کے استقبال کو نکلتے۔ اور جس راستے سے اُسے گذرنا ہوتا کسی مناسب مقام پر دو رویہ صف بستہ کھڑے ہو جاتے۔ افسر مذکور کے تشریف لانے پر سب لوگ یک زبان ہو کر کمال ادب سے پُر زور الفاظ میں اپنی شکایت کا تذکرہ کرتے۔ چنانچہ اسکا افسر مذکور پر اسقدر اثر ہوتا کہ وہ ڈیرہ پر پہنچکر افسر ضلع سے اس شکایت کے متعلق جواب طلب کرتا۔

مثال کے طور پر ذکر ہے کہ سر ہنری ڈیویز لفٹیننٹ گورنر پنجاب سنہ ۱۸۷۴ء میں ڈیرہ غازیخاں پر تشریف لیگئے ان دنوں محکمہ انہار کی تجویز اور صاحب فنانشل کمشنر کی تائید سے ان لوگوں پر جو طغیانی کی نہروں کے قریب ہی رہتے تھے آبیانہ کا ٹیکس تجویز ہوا تھا جسکے ساتھ گذشتہ تین سال کا ٹیکس وصول کرنیکا بھی حکم تھا میرے خیال میں یہ ٹیکس بالکل ناواجب اور غیر منصفانہ تھا۔ اس موقعہ پر یہ لوگ ایک مقام پر تین میل کے فاصلہ تک دو رویہ کھڑے ہو گئے اور صاحب ممدوح کی تشریف آوری پر ان سے اپنی شکایت کا اظہار کیا۔ صاحب موصوف نے اس معاملہ کی اچھی طرح تحقیقات کی اور اس ناواجب ٹیکس کو معاف کر دیا

یہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پنجاب میں اب موجودہ خرابیوں کی اصلاح کی امید کرنا محال ہے لیکن یہ بڑی غلطی ہے اگر تمہاری غفلت اور بے توجہی سے موجودہ خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں تو ان کا تدارک بھی ہو سکتا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم کسیقدر اصرار کی پالیسی پر کاربند ہونا سیکھو۔

لیکن میں ایک نہایت ضروری امر کیطرف آپکی توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس کوشش میں کبھی قانون کی خلاف ورزی کی غلطی نہ کر بیٹھنا اور بنگالی ایجی ٹیٹروں اور وطن کی بنجابی نقالوں کیطرح لڑائی جھگڑے اور مفسدہ پردازی پر نہ اتر آنا اور ناراضی اور بغاوت کی اشاعت کے تو پاس تک نہ پھٹکنا کیونکہ یہ بیوقوف اور شریر لوگوں کا کام ہے اس سے پنجاب کے نام کو بٹہ لگیگا۔ مجھے امید واثق ہے کہ بنگالی شورش پسندوں کی صحبت کا تم پر کچھ اثر نہ ہوا ہوگا۔ حکام وقت کا ہمیشہ احترام کرو۔ اگرچہ تمہیں اس سے اختلاف ہی ہو۔ پولیس حکام کی تابع ہے اور مفسدوں کا مناسب انتظام کرنے میں اپنے فرائض کی پابندی پر مجبور ہے۔ ہر حالت میں متانت۔ خودداری۔ نیک چلنی اور وفاداری کو کبھی ہاتھ سے مت دو۔ میری اس نصیحت پر عمل کرنیسے آپ دیکھینگے کہ ایک سال کے اندر اندر پنجاب کی کایا پلٹ جاتی ہے اور اُسکی خوشحالی کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے

(جن نقصوں کا مسٹر ڈگلیڈسٹن نے اپنی چٹھی میں اظہار کیا ہے۔ واقعی اس قابل ہیں کہ گورنمنٹ اور اس کے عمال نہایت سنجیدگی کیساتھ اون پر غور کریں اور ان کو رفع کرنے کی تدابیر سوچیں۔ وکیل)

ہندوستان کی خبریں

گذشتہ اتوار کو مدراس کی زیرو پولیس کے ایک دیسی کانسٹیبل نے اپنے انگریز افسر کو نشانہ بندوق بنایا اور اس کے بعد فوراً خودکشی کرلی افسر مذکور کی حالت سخت نازک بیان کیجاتی ہے اسکا بیان ہے کہ سپاہی اسے پریڈ میں غفلت کرنے پر ملامت کی تھی۔

کوکنڈہ کے مقدمہ بلوہ میں ۱۲ ماہ حال کو چار ملزموں کو ڈیڑھ ڈیڑھ سال قید سخت اور چالیس چالیس روپیہ جرمانہ (بصورت عدم ادائگی دو ماہ قید سخت مزید) کی سزا ہوئی نیز ان سے تین سال تک حفظ امن کا مچلکہ بھی لیا گیا ان کے علاوہ تین ملزم بری کئے گئے۔

پونا میں جو یورپین منیجر بعلت غبن گرفتار ہوا تھا وہ ۲ ماہ حال کو بحکم صاحب مجسٹریٹ سشن سپرد کیا گیا۔

جدید سکہ کے سکوک کرنے سے گورنمنٹ کو سنہ ۱۹۰۶ء میں چھ کروڑ روپیہ سے زائد فائدہ ہوا ہے۔

دو جدید دیسی کور بھی تو پخانے جو عنقریب قایم ہونیوالے ہیں اون کا ہیڈ کوارٹر ڈیرہ دون ہوگا

ہندوستانی فوج کے اُن افسروں کو جو زبان سیکھنے کے لئے جاپان گئے ہیں یکم جنوری سنہ ۱۹۱۴ء سے اپنی معمولی تنخواہ کے علاوہ الاونس کی بجائے پوری سٹاف پے ملا کریگی۔

اس موسم میں بانسٹے قیام شملہ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا کوئی اجلاس منعقد نہ ہوگا۔

ہفتہ مختتمہ ۳۰ اگست کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات وقوع میں آئیں۔ حصار ۱ دہلی ۲ جالندھر ۲ منٹگمری ۱ امرتسر ۲ شکرگڑھ ہوشیارپور ۱ سیالکوٹ ۴ گوجرانوالہ ۵ شاہپور ۱۱ جہلم ۴ راولپنڈی ۳۸ اٹک ۱۳ میزان ۱۱۳ میزان ہفتہ سابق ۱۳۸ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی میزان ۵۴۔

۳۰ اگست کو کشمیر میں ہیضہ کے ۶ کیس ہوئے اور ۳ اموات وقوع میں آئیں۔

گورنمنٹ ہند نے ٹیلیگراف کمیٹی کی موٹی موٹی سفارشوں کو منظور کرلیا ہے اور اس بارہ میں عنقریب ایک مراسلت صاحب وزیر ہند کی خدمت میں ارسال کیجائے گی۔

مسٹر دادا بھائی نوروجی کی صحت کی نسبت پھر مایوسی کن خبریں آرہی ہیں۔ ۱۳ ماہ حال کو جو انکی سالگرہ کا روز ہے ان پر بیہوشی کی حالت طاری تھی۔

پرنس رنجیت سنگھ جی (جام نوانگر) جو حال میں کرکٹ میچ دیکھنے بمبئی تشریف لیگئے تھے وہاں ٹائیفائیڈ بخار میں مبتلا ہیں اور ان کی صحت کی حالت نازک ہو رہی ہے۔

رمیسی نامی ایک یورپین نے کراچی کے ایک یورپین تاجر سے دھوکہ سے ڈیڑھ سو روپیہ وصول کیا تھا آخر سبی میں پکڑا گیا اور سات سال قید سخت کا سزایاب ہوا۔

سنا ہے کہ کشن سنگھ برادر اجیت سنگھ بھی سرحد نیپال پر گرفتار ہوگیا ہے۔

گلو شاہ کا مشہور میلہ مویشی و اسپان امسال ۱۷ لغایت ۲۴ ستمبر تک منعقد ہوگا یہ مقام پسرور ضلع سیالکوٹ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔

ہمعصر پایونیر اس خبر کی تردید کرتا ہے کہ جو ڈیشل اور ایگزیکٹو اختیارات کی علیحدگی کا سکیم پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے یہ سکیم کئی سال سے زیر تجویز ہے مگر اس کے آخری صورت اختیار کرنے کو ابھی بہت عرصہ درکار ہے۔

سمور ولیم آئندہ ماہ نومبر میں برما تشریف لیجائینگے رنگون کے ڈلہوزی پارک میں مبلغ ہزار روپیہ کے خرچ سے عظیم الشان چراغان کیجائے گی۔

بلوہ لاہور کا ملزم نند کشور سپرد کیا گیا جسکو مقدمہ ایکہ ضمانت لیکر رہا نہ کیا گیا۔ اننا پرشاد ملزم بوجہ علالت ہنوز عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔

کوئٹہ میں حکم دیا گیا ہے کہ آوارہ یا دیگر قسم کا جو مرد یا عورت امن عامہ کے لئے مضر پایا جائیگا اسے وہاں سے نکال دیا جائے گا۔

ٹاؤن ہال لاہور میں حسب اعلان سابق پیر کی شام کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے دیسی عملہ کی طرف سے مسٹر فنیچ سی آئی ای منیجر کو ایک عظیم الشان الوداعی دعوت دیگئی جس سے صاحب موصوف نہایت محظوظ ہوئے۔

مولوی لیاقت حسین بنگالی کے مقدمہ بغاوت کی تحقیقات پھر ۱۸ ستمبر کو ملتوی ہوگئی ہے۔

دو شنبہ کی رات کو قریباً پونے دس بجے شملہ کے آلہ زلزلہ شناسی سے معلوم ہوا کہ ۸۰۰ ہزار میل کے فاصلہ پر کہیں زلزلہ آیا ہے۔

تجویز ہے کہ کسولی (پنجاب) اور کونور (مدراس) کی طرح برما کے مقام میمیو میں بھی ایک پاسچر انسٹیٹیوٹ قائم کیا جاوے۔

کئی پہاڑی مقامات سے کتوں میں مرض دیوانگی کے پھیلنے کی خبریں موصول ہورہی ہیں۔

سلدن پنجاب ریلوے کو بمقابلہ سال گذشتہ کے ۵۴۲۵۵ روپیہ کے ہفتہ مختتمہ ۲۴ اگست میں ۵۹۴۷۷ روپیہ آمدنی ہوئی

سرجان سٹینلی چیف جسٹس ہائیکورٹ الہ آباد و مولیڈی سٹینلی ۲۹ اکتوبر کو ولایت سے واپس ہند پہنچیں گے

کوہ منصوری پر سنا ہے کہ امسال بندروں کی غیر معمولی کثرت ہے اور میوہ جات کے درختوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

پراونشل فارسٹ سروس کو از سر نو ترتیب دینے کی تجویز گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔

ریلوے بورڈ نے تمام انجینیروں کو ہدایت کی ہے کہ وہ آیندہ ریلوں کے سخت حادثات کی اطلاع مع مختصر کیفیت اپنے اپنے حلقہ کے اخبارات کو دیا کریں۔

بمبئی میں آجکل ہیضہ کا بہت زور ہے یکم ماہ حال کو وہاں ایک مشہور ہندو صراف کا سارے کا سارا کنبہ تباہ ہوگیا۔ وارث

کلکتہ کے اخبار بندہ ماترم کا ایڈیٹر اور پرنٹر جن کے لئے زیر دفعہ ۱۲۴ الف گرفتاری صادر ہوئے تھے ہیں دونوں ۱۳ ماہ حال کو خود حاضر عدالت ہوگئے اور پندرہ پندرہ ہزار روپیہ کی ضمانت و مچلکہ پر رہا ہوئے مقدمہ کی پیشی ۷ ستمبر کو ہوگی۔

سنہ ۱۹۱۳ء کے اندر ہندوستان میں ریلوے کے ہر قسم کے حادثات سے ۱۹۱۴ آدمی ہلاک اور ۳۴۹ زخمی ہوئے سنہ ۱۹۱۲ء میں بھی تعداد بالترتیب ۱۳۰۰ اور ۲۹۳ تھی۔

۴ ستمبر کو مسٹر بپن چندر پال کے مقدمہ تحقیر عدالت کی پیشی تھی مگر اس کے وکلا کی درخواست پر ۱۰ ستمبر تک مزید کارروائی ملتوی کیگئی اسی تاریخ کو اخبار بندہ ماترم کا مقدمہ بغاوت پیش ہوا اور سرکاری وکیل کے اظہار کے بعد صاحب چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے ایڈیٹر منیجر اور پرنٹر تینوں پر فرد قرار داد جرم لگا دی۔

الیسٹ انڈین ریلوے کے گرینڈ کارڈ لائن سیلاب کی وجہ سے دوبارہ شکست ہوگئی ہے اور بمبئی کیطرف جانیوالی گاڑیاں پرانی لائن سے ہوکر جارہی ہیں۔

بمبئی کے محکمہ حفظان صحت کو جو نتائج ... معلوم ہوئے ہیں ... گرفتار شدہ ... ہیں اکثر ... جاتے ہیں۔

استفسار بابو محمد طفیل صاحب ملازم ... پرسکری صاحب بدلیا اخبار مطلع فرماویں کہ ... کب سے قائم ہوا ہے اسکا سکرٹری کون ہے اور اس فنڈ کا ... کیا ہے؟

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ

رخصت۔ مسٹر جی سی ڈبلیو انگرام قائمقام مجسٹریٹ کلکٹر علیگڈہ کو ۴ ستمبر سے ۱۲ ماہ کی مجمع رخصت۔

مسٹر جی جی سمارٹ ڈپٹی کلکٹر (متعلقہ کانپور پیمائش) بارہ بنکی کو یکم ستمبر یا تاریخ مابعد سے ۲ ماہ آٹھ روز کی رخصت۔

مسٹر ایل ایچ ٹرنر ڈپٹی کمشنر ہردوئی کو ۱۹ ستمبر سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت۔

مسٹر اے ای مولونی مجسٹریٹ و کلکٹر گورکھپور کو ۱۱ ستمبر سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت۔

مسٹر ڈی آر لائل ڈسٹرکٹ و سشن جج مرادآباد کو تعطیل دسہرہ سے پیشتر ۲۳ روز کی رعایتی رخصت۔

مسٹر ایچ ڈبلیو لائل ڈسٹرکٹ و سشن جج آگرہ کو ۳۰ اگست سے چالیس روز کی رعایتی رخصت ہمراہ تعطیل دسہرہ۔

مسٹر ڈبلیو ایچ ویب قائمقام مجسٹریٹ و کلکٹر سہارنپور کو ۳ ستمبر سے ایکماہ کی رعایتی رخصت۔

شیخ عبدالرحمن ڈپٹی کلکٹر گورکھپور کو ۲۶ اگست سے ۲۲ روز کی رعایتی رخصت۔

پنڈت کشن چند جوشی ریونیو ڈپٹی کلکٹر مرزاپور کو یکم ستمبر سے ۲ ہفتہ کی رعایتی رخصت۔

تقررات۔ مسٹر جی سی انگرام کی جگہ مسٹر جی ایس ایڈمز قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ میرٹھ قائم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر علیگڈہ مقرر ہوئے۔

مسٹر ایل ایچ ٹرنر کی جگہ رائے خوشوقت رائے ڈپٹی کلکٹر ہردوئی اسی ضلع میں قائمقام ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے۔

مسٹر اے ای مولونی کی جگہ مسٹر آر ایچ ولیمسن قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ کسیہ قائمقام مجسٹریٹ و کلکٹر گورکھپور مقرر ہوئے اور انکی جگہ مسٹر جی ایم کلے قائمقام جائنٹ مجسٹریٹ گورکھپور کسیہ میں متعین ہوئے۔

مسٹر ایچ ٹی مارگن قائمقام مجسٹریٹ و کلکٹر بلستی نینی تال ہر خدمت پر مامور ہوئے۔ اور انکی جگہ منشی محمد لبیرحسن ڈپٹی کلکٹر بلستی قائم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے۔

مسٹر ایچ ڈبلیو لائل کی جگہ مسٹر جی سی بہدوار اسسٹنٹ سشن جج قائم مقام ڈسٹرکٹ و سشن جج آگرہ مقرر ہوئے اور ان کی جگہ پنڈت سوئی رگھوبنس لال ایڈیشنل منصف غازی آباد قائم مقام اسسٹنٹ سشن جج میرٹھ مقرر ہوئے۔

سول اسسٹنٹ سرجن بن بہاری بنرجی متعلقہ صدر شفاخانہ بہرائچ ۳ اگست سے اسی ضلع کے میڈیکل افسر مقرر ہوئے۔

مسٹر ڈبلیو ایچ ویب کی جگہ مسٹر اے جی پی پلان قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ سہارنپور قائم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر سہارنپور مقرر ہوئے۔

لالہ رام پرتاب سنگھ ڈپٹی کلکٹر رخصت سے والپسی پر بستی میں متعین ہوئے۔

مسٹر الیف بی نکلس عارضی انجنیر لکھنؤ ڈویژن میں متعین ہوئے اور انہوں نے ۱۲ اگست سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔

خانصاحب مولوی جی سیوک شاہ ایگزیکٹو انجنیر درجہ اول نے رخصت سے والپسی پر ۱۰ اگست سے زیرین نہر گنگا کی کانپور ڈویژن کا چارج لیا

سرکاری خبریں

لالہ جوتی لعل صاحب جج عدالت خفیفہ لدہیانہ مقرر کئے جائینگے۔ چودہری سردار خان صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ کو ۳ اگست سنہ ۱۹۰۷ء سے ایکماہ کی رخصت عطا ہوئی ہے۔

ایچ کلورٹ صاحب قائم مقام ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو ایکماہ دو ہفتہ کی رخصت عطا ہوئی ایچ اے ای ویکفیلڈ صاحب منٹگمری سے آکر ان کو سبکدوش کریں گے

الیف وارڈ فیلڈ صاحب رخصت سے والپس آنے پر دہلی میں بطور اسسٹنٹ کمشنر تعینات کئے جائینگے۔

میجر ڈی سی ہیڈن صاحب رخصت سے والپس آنے پر ہوشیارپور میں بطور ڈویژنل جج تعینات کئے جائینگے پہر برڈ صاحب بطور ڈسٹرکٹ جج امرتسر کو تبدیل کئے جائینگے اور سپنسر صاحب جہلم کو جائینگے۔

ڈبلیو اے ہیرس صاحب شاہپور میں اپنے موجودہ کام سے سبکدوش ہونے پر بطور ڈسٹرکٹ جج جالندھر میں تعینات کئے جائینگے۔

سی ایم کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر رخصت سے والپس آنے پر میانوالی میں تعینات کئے جائینگے اور کپتان اے جے اوبرین صاحب ڈیرہ غازیخان میں ایم ایل ڈارلنگ صاحب کی جگہ جو بقائمقام اڈیشنل ڈویژنل و سشن جج شاہپور مقرر کئے جائینگے، تبدیل کئے جائینگے۔

ممالک غیر

انگلستان کے اخبارات انگریزی روسی عہدنامہ پر اظہار مسرت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ عہدنامہ دنیا میں اور بھی امن وامان قایم کرنیکا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اگرچہ اس سے کسی صورت میں وہ مقصد پورا نہوگا جو انگریزی فرانسیسی عہدنامہ سے ہوا ہے۔

ٹائمز ایکخاص مضمون میں اس عہدنامہ پر تمام معقول پسند انگریزوں کے اظہار اطمینان کا ذکر کرتے ہوئے یقین کرتا ہے کہ اس کے روسی ایران و افغانستان اور تبت میں برطانیہ کے حقوق محفوظ رہینگے اور روس ان حقوق کی نگہداشت کریگا۔

روس کے اخبارات نے اس کو نظر استحسان سے دیکھا ہے اگرچہ اسکی تعریف میں چنداں سرگرمی نہیں ظاہر کی۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار پایہ تخت روس سے تار دیتا ہے کہ ایران میں حلقہ اثر کی بابت تقسیم منسوخ ہوگئی ہے روس نے انگلستان کو شمالی ایران میں اور انگلستان نے روس کو جنوبی ایران میں تجارتی کاروبار کرنیکی اجازت دینا منظور کرلیا ہے

پیکن کا ایک تار مظہر ہے کہ ملکہ چین نے یوآن شیکائی کی آمد پر سلطنت کی حالت پر مباحثہ کرنے کے لئے اپنے نہایت با رسوخ مشیروں کو جمع کیا ہے اور اس خدشہ سے کہ مبادا رعایا خاندان مانچو کی وفاداری سے انحراف کرنے پر آمادہ ہوجائے گورنمنٹ نے نسلی امتیاز رفع کرنے کی تدابیر سوچی ہیں۔

ابی سینیا سے ایک مشن قیصر جرمنی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے وارد برلن ہوا ہے۔

کمیشن تعلیم اختیارات کے ولایتی ممبر ۲۳ نومبر کو ٹرلیسٹ سے روانہ ہند ہوں گے۔

پایہ تخت جاپان میں چین کے اجانب مخالفانہ رویہ پر ناراضی ظاہر کیجارہی ہے بعض حلقوں میں اس امر کی ضرورت ظاہر کیگئی ہے کہ چین کو اس رویہ کی نامعقولیت پر توجہ دلائی جائے۔

رلوٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے تار دیتا ہے کہ جاپانی اخبارات نے انگریزی روسی عہدنامہ پر بدین خیال اظہار مسرت کیا ہے کہ اس سے ہندوستانی سرحد پر کسی قسم کے خرخشہ کا اندیشہ رفع ہوجائیگا اور انگریزی جاپانی عہدنامہ کی روسے سرحدی حفاظت کا جو بوجھ جاپان پر پڑا تھا وہ ہلکا ہوجائیگا۔

امریکہ کے بعض اخبارات جزائر فلیپائن کی فروخت پر بہت زور دے رہے ہیں کہتے ہیں کہ اس سے پیشتر گورنمنٹ صوبجات متحدہ کا ان جزائر پر ایک ارب بیس کروڑ روپیہ صرف ہوچکا ہے۔

سان فرانسسکو میں ۳۰ آدمی طاعون میں مبتلا ہوئے ہیں۔

کمشنر ریٹھ ٹکر ہندوستانی مکتی فوج کا دوبارہ کمشنر مقرر ہوا ہے۔

اسلامی دنیا

ڈیلی میل کا نامہ نگار طہران سے تار دیتا ہے کہ وزیر اعظم پر پانچ فیر کئے گئے اور وہ اسی جگہ ڈھیر ہو گیا۔ نیز ایک سپاہی اور ایک سوار ہلاک اور ایک نائب الکار زخمی ہوا۔ حملہ آوروں میں سے ایک نے خودکشی کی ایک گرفتار ہوا اور باقی بھاگ گئے

برٹش اور روسی وزرائے شاہ معظم کی خدمت میں ہمدردی کے پیغام رسال کئے۔

ایران کے دیہاتی اضلاع میں بد امنی زور پکڑ رہی ہے۔

رائٹر ۲ ستمبر کو طہران سے تار دیتا ہے کہ وزیر اعظم کا قاتل باکو کا رہنے والا علی نامی ایک صراف تھا۔ تلاشی سے جو کاغذات برآمد ہوئے۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ باکو کی انقلاب پسند کمیٹی کے احکام کی تعمیل کر رہے تھے

بنگال سٹیم نیوی گیشن کمپنی کے نام سے چاٹگام کے بعض اولوالعزم مسلمانوں نے جو کمپنی اب کے دو سال پیشتر قائم کی تھی۔ اسے پہلے سال صرف ایک جہاز کی آمد و رفت کی وجہ سے افسوس کہ ریاً ۵۶ ہزار روپیہ نقصان ہوا۔ لیکن تمام مسلمانوں کو خصوصاً اور دیسی اولوالعزمی کے حامیوں کو عموماً اس بات کے سننے سے خوشی ہو گی کہ اب دوسرے سال کے اختتام پر کمپنی نے سابقہ قرضہ بیباق کر کے حصہ داروں میں ½ ۲ فیصدی منافع تقسیم کرنا تجویز کیا ہے۔ آجکل کمپنی کے دو جہاز رنگون کو کستے جاتے ہیں۔ لیکن منتظمین کا ارادہ ہے کہ اس تعداد کو بڑھا کر دوگنا کر دیا جائے۔

مولوی رفیع الدین احمد و مسٹر ابراہیم آدم جی پیر بھائی نے جو بمبئی سے مجوزہ اسلامی ڈیپوٹیشن کے ہمراہ شملہ گئے تھے۔ نواب محسن الملک کو لکھا ہے کہ ڈیپوٹیشن کی معروضات پر غور فرمانے کے لئے جیسا کہ گورنمنٹ ہند کے حال کے مراسلہ سے ظاہر ہوتا ہے ہز ایکسیلنسی لارڈ منٹو کی خدمت میں تمام اہل اسلام کی طرف سے اظہار تشکر و امتنان کیا جائے۔

ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبہ مشرقی بنگال و آسام نے ۱۴ اگست کو بمقام ریمنگ سلہٹ مسلمانوں کے ایڈریس کے جواب میں اسلامی بورڈنگ ہاؤس کے قیام کے لئے سرکار کی طرف سے چار ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا بشرطیکہ مسلمان دو ہزار روپیہ جمع کر لیں جس کا ذکر انہوں نے ایڈریس میں کیا تھا۔

ایک نامہ نگار رقعہ کٹھور ضلع سورت سے تحریر فرماتے ہیں کہ سیٹھ حاجی قاسم ملائی صاحب جنرل مرچنٹ جزیرہ بوربون فرانس کے صاحبزادہ حال میں جزیرہ مذکور کی سیاحت سے بخیریت اپنے وطن کو واپس تشریف لائے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ ایک فرانسیسی اعلیٰ خاندان کی نوعمر لیڈی لائے ہیں۔ سنا ہے کہ اسلامی تعلیم سے فیضیاب ہو کر اپنے آبائی روشن کیتھولک مذہب کو خیرباد کہا۔ اور باوجود خاندان کی مخالفت اور متعلقین کی مقدمہ بازی کے طرح طرح کی ایذا رسانیوں پر صابر رہ کر مذہب اسلام کو نہ چھوڑا۔ اور صاحبزادۂ موصوف سے نکاح کر لیا۔

۲۱ اگست کو بمقام کلکتہ انجمن خادم الاسلام و انجمن اسلامیہ کی تحریک پر اہل اسلام کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جس میں جلالتمآب سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی تخت نشینی کی ۳۰ ویں سالگرہ کی تقریب پر اظہار مسرت کیا گیا۔ اور جلالتمآب کی جان و مال و سلطنت کی حفاظت کے لئے خلوص دل سے دعا مانگی گئی۔ اور اظہار مسرت کا ایک تار بحضرت ٹرکش قونصل بمبئی بھیجا جانا تجویز ہوا۔

ایران سے خبر آئی تھی کہ بمقام خلیل آباد میں جو یزد سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ایک اور پارسی کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے۔ ہیرسی کے سر ڈنشا پیٹیٹ نے وزیر اعظم مرحوم

[illegible]

استنبول مصر اور حجاز کے تحفے

ہمارے پاس ممالک مندرجہ بالا کی مفصلہ ذیل چیزیں بغرض فروخت موجود ہیں

(۱) قرآن شریف مصطفےٰ لطیف مجلد مطلا نہایت خوبصورت خوشخط طبع اسلامبول قیمت ۵ (عہ)

(۲) قرآن شریف حافظ عثمان مجلد نہایت خوشخط طبع اسلامبول قیمت پانچ روپیہ (صہ)

(۳) قرآن شریف حسن رضا مجلد طبع اسلامبول نہایت خوشخط قیمت چار روپیہ (للعہ)

(۴) قرآن شریف شکری زادہ طبع اسلامبول نہایت خوشخط قیمت تین روپیہ (سے)

(۵) حمایل شریف روسی مجلد نہایت خوشخط قیمت تین روپے (سے)

(۶) دلائل الخیرات مجلد طبع اسلامبول قیمت ایک روپیہ سے لیکر تین روپے تک

---

(۱) ترکی ٹوپی استردار اور غیر استردار۔ قیمت باختلاف مدارج سوا روپیہ سے چھ روپے تک (درخواست کے ہمراہ سر کا ناپ ضرور ہونا چاہیئے)

(۲) تسبیح کوک گول دانہ کی قیمت باختلاف مدارج ایک روپیہ سے دو روپے تک

(۳) تسبیح کوک بیضاوی قیمت باختلاف مدارج ڈیڑھ روپیہ سے دو روپے

(۴) تسبیح باغہ بغدادی۔ یہ ایک نہایت خوشبودار چیز کی ہے۔ اسلامبول میں دوائی سے بنائے ہیں اور ہر ایک رنگ کی ہوتی ہیں قیمت عہ

(۵) تسبیح عقیق البحر سادہ گول دانہ قیمت اڑھائی روپے سے سوا روپیہ تک

(۶) تسبیح عقیق البحر چاندی کی میخیں لگی ہوئی قیمت تین روپے سے بارہ روپے تک۔

(۷) تسبیح کہربا بہ نہایت نفیس عمدہ رنگ کی ہوتی ہے ہی تسبیح کے دانے بڑی کسی کے چھوٹے کسی کے چپٹے اور کسی کے گول۔ ہر ایک کی قیمت الگ الگ۔ چھوٹی سے چھوٹی تسبیح کا وزن اڑھائی تولہ اور بڑی سے بڑی کا ۱۰ تولہ تک قیمت فی تولہ سوا روپیہ سے سات روپے تک عورتیں اس کہربا کا ہار بنا کر بھی پہنتی ہیں۔ اس کا دانہ بڑا ہوتا ہے قیمت فی تولہ دو روپے سے چار روپے تک۔ اس کہربا کے پائپ سگرٹ بھی ہوتے ہیں۔ اور کاغذ کا بنا ہوا سگرٹ اس میں لگا کر پیتے ہیں قیمت پانچ روپے سے ساٹھ روپے تک

(۸) مصری سگرٹ ۱۰۰ عدد قیمت ایک روپے سے دو روپے تک

(۹) مصری تمباکو قیمت فی رطل (پونڈ) دو روپے سے چار روپے تک

(۱۰) الشب مصری نہایت عمدہ صاف فی رطل (پونڈ) پانچ روپے سے بارہ روپے تک

(۱۱) مصطگی رومی خالص فی تولہ ۸ ر

تنبیہ:۔ حدیث۔ تفسیر۔ فقہ اور تاریخ کی کتابیں اسلامبول شام اور مصر کی چھپی ہوئی ہم روانہ کر سکتے ہیں۔ مگر ہر ایک چیز پیشگی قیمت وصول ہونے پر روانہ کی جاویگی۔ علاوہ بریں جن چیزوں کی قیمت دریافت کرنی ہو۔ خط کے ساتھ ایک آنہ کا جوابی ٹکٹ موصول ہونے پر اطلاع دیجائیگی۔ اور محصول ڈاک بذمہ خریدار ہے۔

المشتہر

نیاز محمد خان افغانی۔ تاجر اشیائے اسلامبولی (مشہر قاہرہ۔ بازار خان خلیل)

حضور وائسرائے کل شملہ کے رونق بخش شجاع الملک والی چترال کو شرف ملاقات بخش رہے تھے

کابل کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ امیر کابل کا ارادہ مزار شریف میں ماہ رمضان بسر کرنے کا ہے

رائٹر کا نامہ نگار طہران سے تار دیتا ہے کہ شاہ ایران نے ۲۰ ماہ حال کو ممبران پارلیمنٹ کو محل شاہی میں طلب کیا۔ جس میں صرف حاضر ہوئے۔ شاہ ممدوح کا ارادہ جدید وزیر داخلہ کو بذات خود ممبران پارلیمنٹ سے انٹروڈیوس کرانے کا تھا

مشیر الدولہ کو عہدہ وزارت پیش کیا گیا لیکن وہ اسکے قبول کرنے میں ہنوز لیت ولعل کر رہے ہیں

سلطان المعظم نے انگریزی امیر البحر لارڈ ڈی اور بحیرۂ روم کے دستہ کے کپتانوں و دیگر افسروں کو جو قسطنطنیہ میں سیاحت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ۲۰ ماہ حال کو ضیافت دی اور امیر البحر موصوف کو اعلیٰ درجہ کا تمغہ عثمانیہ مرحمت فرمایا

خدیو المکرم سیاحت یورپ سے واپس قسطنطنیہ پہنچ گئے ہیں۔

وادی تیراہ میں ملک دین خیل اور کمبر خیل قوموں میں سخت نزاع ہے اور ماہ حال فریقین میں جو لڑائی ہوئی ان کے ۱۲۔ آدمی قتل اور کئی زخمی ہو گئے ہیں آدم خیل والے صلح کی کوشش کر رہے ہیں مگر اطمینان بخش نتیجہ نکلتا نہیں معلوم ہوتا۔

ہز مجسٹی امیر کابل قندہار سے کابل تک موٹر کار کے لئے سڑک بنوانا چاہتے ہیں۔

دمشق میں جو بزرگان دین اور حضرات صحابہ کرام کے مزارات ہیں وہ مشہور و معروف ہیں ان کو مرمت کر کے اپنی اصلی رونق و حالت پر لانے کے لئے اعلیٰحضرت سلطان المعظم نے حال ہی میں حکم صادر فرمایا ہے۔

متفرق خبریں

امریکہ کی مشن کے ممبروں نے قیصر جرمنی کے ہمراہ برلن میں فوجی پریڈ کا ملاحظہ کیا۔

حقیقی قلعوں نے رنیڈ (ٹرانسوال) میں پھر حملے کرنے شروع کر دئیے ہیں۔ انہوں نے اکیلے دو کیلے گھروں پر حملہ کیا اور ایک آدمی کو ہلاک کر ڈالا۔ ماہ اگست کے اندر رنیڈ میں قتل کے ۲۴ کیس ہوئے جن میں اکثر چینی مجرم تھے

ولایت میں ایک مشین ایجاد ہوئی ہے جس کے ذریعے سے ہر ایک آدمی کا حال بموجب علم قیافہ ایک کاغذ پر خود بخود لکھا جاتا ہے۔ آدمی کو صرف اپنا سر اس مشین میں رکھنا پڑتا ہے

مسٹر ناولس آنجہانی کی جگہ مسٹر جے ڈی اینڈرسن کیمبرج یونیورسٹی میں بنگالی زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے ہیں۔

زار روس کو قتل کرنے کی سازش میں جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان میں سے تین کو گذشتہ روز پھانسی دی گئی۔

مارکوئیس اٹو کوریا میں جاپان کی طرف سے ریذیڈنٹ جنرل مقرر ہوا ہے۔ اس نے اہل کوریا کو فوج سے نکال کر ان کی جگہ رفتہ رفتہ جاپانیوں کو بھرتی کرنا شروع کیا ہے وہاں کی عدالتوں میں بھی نئی روح پھونک رہا ہے۔ مگر اس امر سے انکار کرتا ہے کہ جاپان کوریا کے الحاق کے درپے ہے

آکسفورڈ یونیورسٹی کی اصلاح کے لئے حال میں جو ڈھائی لاکھ پونڈ کی استدعا کی گئی تھی اس میں سے ابھی تک ۵۵ ہزار پونڈ چندہ جمع ہوا ہے

انگریزی روسی عہدنامہ مکمل ہو گیا۔ اور ۳۱ اگست کو پایہ تخت روس میں دولتین کے قائم مقاموں کے دستخط ہو گئے۔ اسکی شرائط عنقریب شائع کی جائینگی۔

ہیگ کانفرنس میں فرانس کی یہ تجویز بالاتفاق رائے پاس ہو گئی کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے باقاعدہ حریف کو اطلاع دیجائے اور جنگ کے وجوہ ظاہر کئے جائیں اور بے تعلق سلطنتوں کو آغاز جنگ سے مطلع کر دیا جائے۔

اخبار سٹیٹسمین ہندوستان کی مجوزہ اصلاحوں کے بارہ میں مسٹر مارلی کی مدبرانہ تدبر و دور اندیشی کی بہت تعریف کرتا ہے۔ سٹینڈرڈ ریویو بھی اس مدبرانہ سکیم کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔

طنجہ کا ایک پیغام تار مورخہ ۵ ستمبر مظہر ہے کہ سر ہیری میکلین کی طرف سے انگریزی سفارتخانہ میں ایک خط موصول ہوا ہے جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ ریسولی کی وہ شرائط درج ہیں جن پر وہ سر ہیری کو رہا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔

بعد کی خبر ہے کہ ٹائمز کا نامہ نگار طنجہ سے خبر دیتا ہے کہ مولائے حفیظ نے سلطان مراکو سے بندوبست پر تخت خالی کرنے کی درخواست کی ہے۔ سلطان عبد العزیز کو علما نے مشورہ دیا ہے کہ فیض سے نکلکر اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کرے۔

گورنمنٹ ہسپانیہ نے بمشورہ فرانس یوروپین باشندوں کی حفاظت کے لئے مراکو کے کئی مقامات میں سپاہ بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے یہ سپاہ ان مقامات میں اس وقت تک مقیم رہیگی جب تک پولیس کا خاطر خواہ انتظام نہو جائے۔

جنرل ڈروڈ نے یکشنبہ کے روز گردونواح کی گشت کی اور کاسابلنکا سے پانچ میل کے فاصلہ پر اسکی قبایل کے آدمیوں سے مڈبھیڑ ہوئی جنہیں پہلے حملہ میں تو پسپا ہونا پڑا لیکن بعد میں انہوں نے فرانسیسی سپاہ کا تعاقب کر کے انکا خوب قافیہ تنگ کیا۔

اڈمیرل فلبرٹ ۴ ستمبر کے ایک مراسلہ میں مشترکہ جہازوں کی سخت جنگی مصروفیت کا ذکر کرتا ہے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ مولائے حفیظ کے قاصدوں کو ساتھ عہد و پیمان کی گفتگو ہو رہی ہے

ایتھنز میں گریک نیشنل ایسوسی ایشن کے ایک عظیم جلسہ میں دول یورپ کو اس امر کی اطلاع دینے کا ریزولیوشن پاس ہوا کہ مقدونیہ میں یونانیوں کے مدافعانہ کارروائی بند کرنے سے پہلے دول کو رومانین دستوں کے حملے بند کرنے کا انتظام کرنا ضروری ہے۔

فارن آفس (انگلستان) نے حافظ احمد عوض آفندی کے خط کے جواب میں انتظام مصر کی اصلاحی سکیم کے موصول ہونے کی اطلاع دی ہے۔ اس سکیم کو مصری نیشنل پارٹی نے تیار کر کے پیش کیا ہے۔

قبیلہ بنی حسن جو مراکو کے دیگر قبایل سے زیادہ ذی اقتدار خیال کیا جاتا ہے۔ او رفیض اور رباط کے درمیان میں واقع ہے معلوم ہوا ہے کہ اس کے لوگوں نے مولائے حفیظ کی تخت نشینی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ سنا ہے کہ مولائے عبد العزیز سلطان مراکو اس قبیلہ سے ملاقات کرنے کے لئے جانے والے ہیں

اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار کاسابلنکا سے اطلاع دیتا ہے کہ فیض سے آمدہ خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطانی وزیر امور خانگی کے حامیوں نے بن سلیمان اور غنم کو قتل کر ڈالا ہے۔ ان میں سے اول الذکر فاس کا مشیر ہے اور موخر الذکر طنجہ میں سلطانی قایم مقام ہے

کاسابلنکا سے ۷ ماہ حال کا پیغام تار مظہر ہے کہ ۳ ستمبر کو جنرل ڈروڈ نے علاقہ گردونواح کی فوجی پیمایش کی اور صدر مقام سے چھ میل کے فاصلہ پر قبایل کے آدمیوں نے اس دستہ پر طرف سے سخت حملہ کیا۔ کئی گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد حریف پسپا ہوا اور کیمپ واپس آیا۔ فرانسیسی فوج کا کرنل پرسٹ اور سات دیگر ہلاک ہوئے۔

سروتر برادرز پریس امرتسر میں منشی فاضل مینیجر غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ ... روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VA[KIL]

وکیل

الوکیل
حسبنا اللہ ونعم الوکیل

نمبر ۴۸ | امرتسر مطبوعہ ۱۱ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲ شعبان ۱۳۲۵ھ چہارشنبہ | جلد ۱۲

قیمت معہ محصولڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہے
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امرا اور روسا سے	للعہ	للعہ
عام خریداروں سے	للعہ	للعہ
طلبا اور کم استطاعت جماعت سے	للعہ	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
تمام خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہئے

فہرست مضامین

تازہ خبریں
مسلمانوں کی ...
... ی راہ
دو مختلف پالیسیاں
... میں
سر سید میموریل فنڈ
کانفرنس کے لیئے دعوت عام.
الفرنس ڈیپوٹیشن. بالکل غلط.
(منقولات) انجمن حمایت اسلام کا ڈیپوٹیشن
انگلستان میں مقدمہ توہین عدالت.
مسئلہ سوال پر ایک نظر (اسلامی دنیا)
(ہندوستان کی خبریں). (اشتہارات)

تازہ خبریں

جنرل ڈروڈ کا بیان ہے کہ کاسا بلنکا (مراکو) کی جنگ میں
بظاہر آٹھ سو مور ہلاک ہوتے ہیں.
کاسا بلنکا سے ۹ ستمبر کا تار مظہر ہے کہ قبائل نے جن قاصدوں کے بھیجنے کے لیئے اجازت طلب کی تھی وہ وقت مقررہ تک نہ پہنچے اور مہلت کا زمانہ ۸ ستمبر کی شام کو ختم ہوگیا.

ریسولی نے انگریزی سفارت خانہ کو لکھا ہے کہ سر ہیری میکلین کو میں صرف اس شرط پر رہا کرسکتا ہوں کہ انگریز میری محافظت کریں اور طیطوان ولاریش کے درمیانی علاقہ کا پاشا مقرر کردینے کے علاوہ زر تاوان بھی ادا کریں. یہ میری آخری شرائط ہیں.

رائٹر کی خبر ہے کاسا بلنکا پر گولہ باری کرنے کی وجہہ سے جس قدر نقصان ہوا ہے فرانس نے اسکا ذمہ وار مراکو کو قرار دیا ہے. ایک بین الاقوامی کمیشن جس کا اسکندریہ میں اجلاس ہوگا زرتاوان ... مقرر کریگی.

فرانس اور ہسپانیہ نے ملکر وعدہ کیا تھا کہ دیسی پولیس مقرر کرنے سے پیشتر فی الحال مراکو میں عارضی طور پر یوروپین پولیس کے تقرر کا انتظام کرلیا جائے. ہیر جرمنی نے لکھا ہے کہ فرانس کو ایسا کرنے کا استحقاق حاصل ہے اور جرمنی اس بارہ میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرنا نہیں چاہتا. لیکن جیسا کہ جرمنی سفیر نے اندیشہ ظاہر کیا ہے اگر یوروپین پولیس کی امداد و حمایت کیلئے مختصر سی یوروپین فوج نہ رکھی گئی تو ساحلی مقامات میں قبائل کے لوگ ان پولیس کے آدمیوں پر

حملے کرینگے. اور اس سے یوروپین باشندوں کی جان ہر وقت معرض خطر میں رہیگی.

اخبار ٹریبیون (لنڈن) راوی ہے کہ لفٹیننٹ گورنر کینیڈا کے ابتدائی تارکان وطن کے قانون پر دستخط نہ کرنے کی وجہہ سے عوام کے ایک گروہ نے وین کوور میں جاپانیوں اور چینیوں کے مکانات کو مسمار کرڈالا.

ایک ضلع میں جاپانیوں نے جو چھروں اور ڈنڈوں سے مسلح تھے ملوائیوں کو منتشر کردیا اور دس بارہ کو زخمی کیا. ایک جاپانی کو مہلک زخم آیا.

یہ بھی خبر ہے کہ عوام کے ایک گروہ نے چار سو جاپانیوں پر جو جہاز سے اتر رہے تھے حملہ کیا اور کئی ایک کو مار کر پانی میں گرا دیا جو بمشکل جانبر ہوسکے.

۹ ستمبر کی خبر ہے کہ طہران میں آٹھ ذمہ دار وزرا کی جدید کیبنٹ قایم ہوگئی ہے اور مشیر السلطنت وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں.

گورنمنٹ روس نے ایمپریال نامی ۷۶۰۰ ٹن کا جدید جنگی جہاز تعمیر کرکے ہفتہ کے روز بمقام سینٹ پیٹرسبرگ سمندر میں ڈالا ہے.

کلکتہ میں ایک سودیشی ریلیف فنڈ کا خزانچی اور منیجر جو دونوں بنگالی ہیں فریب دہی کے الزام میں ماخوذ ہیں. مقدمہ عدالت میں دایر ہے اور ملزم ضمانت پر رہا ہیں.

شمالی ہند کا ایک دیسی فوجی سپاہی جو مانڈلے میں ملازم تھا. اور رخصت لیکر مکان کو آیا ہوا تھا اسنے واپسی پر کلکتہ میں ایک جلسہ کے اثنا میں باغیانہ تقریر کی. فسران بالا دست کو تنبیہ

وکیل امرتسر

مطبوعہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ

نمبر ۴۸

مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ
(۲)

اب قوم کی بدقسمتی اور بدنصیبی میں کیا شبہہ ہے کہ نواب محسن الملک جیسے بزرگ کو جس کا جینا گویا قوم کا جینا ہے۔ مختلف امراض و مسلسل علالت نے بہت کمزور کر دیا۔ اسکا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ نواب صاحب کی جانشینی کا مسئلہ کچھ عرصہ سے بہی خواہان قوم و ہوا خواہان کالج کی توجہ کو بیش از بیش سرگرمی سے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ کیونکہ ایک تو نواب صاحب کی پیرانہ سالی و علالت طبع ایسی کالج کی اہم ذمہ داریاں نہ صرف کالج کے انتظامات کو خراب کر رہی ہیں، بلکہ خود نواب صاحب کی صحت پر اسکا اچھا اثر نہیں پڑتا۔ اسی لیئے بہی خواہان قوم کا اب یہ خیال ہے کہ کالج کی اہم ذمہ داریوں سے اُن کو سبکدوش کر دیا جاوے۔

بعض احباب کی رائے ہے کہ جب تک نواب صاحب صحیح سلامت ہیں (اور ہماری دعا ہے کہ وہ تا صد و سی سال سلامت رہیں) اس مسئلہ پر بحث کی ضرورت نہیں۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہو اسکو خدا پر چھوڑنا چاہیئے جبکہ سر سید کے بعد کالج خدا کے فضل و کرم سے صحیح سلامت رہا تو اسکے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے امید ہو سکتی ہے کہ آئندہ بھی اس کو کچھ نقصان نہ پہنچیگا معاملہ کے ہر ایک پہلو پر غور کرنے کے بعد ہم اُن احباب کی رائے کو جو اس مسئلہ کو سرد ست دبانا چاہتے ہیں۔ صائب نہیں پاتے کیونکہ اول تو ۱۸۹۷ء کی صورت واقعات کو ۱۹۰۷ء میں بطور نظیر پیش کرنا اور ان سے دس سال قبل کے سے مفید نتایج اخذ کرنے کی توقع رکھنا ایک قسم کی خودفریبی ہے۔ علاوہ اسکے جب واقعات پیدا ہو گئے ہیں تو اُن سے اغماض برتنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص خطرات سے آنکھیں بند کرلے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے واقعات مٹ سکتے ہیں۔ اور خطرات رک سکتے ہیں۔ اس مسئلہ کو خود ہمارا منشا ابھی پبلک میں لانے کا نہ تھا۔ مگر ۲ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں معصر مذکور کے نامہ نگار اور نواب صاحب کا مکالمہ پڑھ کر ہمارا جی بے اختیار امنڈ آیا اور ہم بیان نہیں کر سکتے کہ ہمارے دل کی کیا کیفیت ہوئی۔ جب ہم نے نواب صاحب کو یہ کہتے سنا کہ:۔

"حقیقت یہ ہے کہ بوجہ عمر۔ بیماری اور پریشانی کے یہ کام جو بڑی ذمہ داری کا ہے مجھ سے جیسا چاہیئے نہیں ہو سکتا اور نہ ہو سکیگا جب ٹرسٹی یہ دیکھینگے کہ اب مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا تو وہ ضرور اس بات کے لیئے مجبور ہونگے کہ دوسرا سیکرٹری مقرر کریں۔ اور اگر میں برائے نام رہا بھی تو اس سے کالج کو کیا فایدہ ہوگا۔ آپ ہی دیکھیئے کہ یہ ن کالج میں رہنے اور کام کرنے کے ہیں۔ مگر میں بوجہ ناطاقتی اور ضعف یہاں پڑا ہوا ہوں۔ اگر یہی حالت رہی تو میرا برائے نام سکرٹری رہنا کیا مفید ہوگا؟"

ایسا کون سنگدل ہے جو پیرانہ سالی۔ بیماری۔ پریشانی۔ ناطاقتی۔ اور ضعف کے معذرات کو دیکھنے کے باوجود بھی نواب صاحب پر سکرٹری شپ کی اہم ذمہ داریوں کو ڈالنا پسند کریگا جو احباب بحالت موجودہ نواب صاحب کے سکرٹری رہنے پر زور دیتے ہیں ہم نہیں قوم کا حقیقی بہی خواہ کیسے سمجھیں کیونکہ نواب صاحب کی گذشتہ خدمات کا صلہ تجویز کرنے میں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اُن کا صلہ یہ نہیں کہ کالج کے بھاری جوے کو خواہ مخواہ اُن کے نحیف کندھوں پر ہی رکھ دیا جائے۔ بلکہ اُن کے احسانات اور خدمات کی سچی قدرشناسی یہی ہے کہ کالج کے بار عظیم سے اُن کو فارغ البال کر دیا جائے۔ تاکہ وہ زایل شدہ صحت کو پھر حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں اور اس طرح پہلے سے بھی زیادہ قوم کے حق میں مفید ثابت ہوں۔ اب اُن کا وجود گرامی اسی قابل ہے کہ لوگ علی گڈھ میں آکر اُن کی زیارت کریں۔ اور اس فنا فی القوم کے چوٹ کھائے ہوئے دل سے قومی ہمدردی کا سبق اپنے دلوں میں منتقل کریں۔

جو احباب سر دست کالج کے سکرٹری شپ کی عنان کسی دوسرے کے ہاتھ میں دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اُن کی نسبت سوائے اس کے اور کیا کہا جائیگا کہ اس میں اُن کی اپنی اغراض بھی شامل ہیں۔ کیونکہ جو من مانی کارروائیاں وہ اس وقت ایک علیل و کمزور کے ہاتھ کر رہے ہیں۔ وہ دوسری حالت میں ممکن نہیں۔

پس اسوقت سب سے زیادہ ضروری مسئلہ جس پر قوم کی توجہ درکار ہے یہ ہے کہ نواب صاحب سکرٹری شپ سے علیحدہ ہونے پر اُن کا جانشین کون ہو۔ مہذب ممالک میں تو قومی اغراض پر بڑے سے بڑے ذاتی فواید قربان کر دیے جاتے ہیں۔ اور وہاں کا ایک ایک فرد محض قوم کی خاطر مال و جان تک دینے کو تیار ہو جائیگا۔ یہاں اس مسئلہ کو طے کرنے کے لیئے صرف اتنی ضرورت ہے کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی خود غرضیوں کو چھوڑ دے۔ دھڑے بندی۔ اور پاسداریوں کو نظر انداز کر دے۔ اگر ہر ایک "سیسل رہوڈ" نہیں بن سکتا تو کم از کم ٹرکی کے "عبدالکریم پاشا" کا کیریکٹر پیش نظر رکھے۔

اس معاملہ کے متعلق پرائیوٹ ذرایع سے جو حالات ہم کو معلوم ہوئے ہیں وہ نہایت مایوسی بخش اور دل شکن ہیں۔ اور ہم کلیجہ پکڑ کر رہجاتے ہیں۔ اور بے اختیار حیلا اُٹھتے ہیں کہ بار آلہا ہم میں ایسے مسلمان کب پیدا ہونگے جو قومی مسایل کو قومی عینک لگا کر دیکھیں اور سات کروڑ نفوس کے فواید کو زید و عمرو کے اغراض اور جاہ طلبیوں پر نثار نہ کریں۔ ہمیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب کی جانشینی کے لیئے دو ایک بزرگوں کے نام تجویز کیئے گئے ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہہ محرک بھی قایم ہو گئے ہیں۔ محمدن کالج کی سکرٹری شپ کا معاملہ برادری کی بہاجی نہیں ہے کہ آپس میں بانٹ لی یا میونسپلٹی کا انتخاب نہیں ہے کہ جس سے مونہہ ملاحظہ ہوا اُسکا نام لے دیا۔ ہم ان باتوں کو ابھی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن ہم قومی گناہ کے مرتکب ہونگے۔ اور ہمارا ضمیر ہم کو ملامت کریگا۔ اگر ہم یہ ظاہر کرنے سے رک جائیں کہ وہ نام ایسے ہیں جن کا سکرٹری شپ کے امیدواروں میں آنا بھی کسی طرح موزوں نہیں ہے قبل اسکے کہ محرکوں کی خدمت میں کچھہ عرض کریں۔ ہم خود امیدواروں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ ہی اپنی اپنی قابلیتوں کا اندازہ نہایت صاف دلی کے ساتھہ کریں اور بنظر تعمق دیکھیں کہ ایسی ہستی جو شش جس کے سکرٹری سر سید مرحوم اور نواب محسن الملک جیسے بزرگوار ہوں اور جنھوں نے اپنی ہستی کو خاک میں ملا کر قومیت کا ایوان تعمیر کیا ہو اسکے سکرٹری شپ کے لیئے وہ کسی صورت میں بھی موزوں ہو سکتے ہیں۔ ہم کیا وہ اپنی بیداری

اور سید کی ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس بڑی ذمہ داری کے اہل ہیں ہمارے خیال میں ... جسقدر مہا پر کہنے کا اس سے بڑہکر اور کوئی موقع نہیں مل سکتا۔ اگر انہوں نے بہی اپنے اپنے انتخاب پر صاد کردیا اور وہ مقابلہ کے میدان میں اترنے کو تیار ہوگئے تو نہ صرف تمام ملکہ سمجھدار محمڈن پبلک کا بیشتر حصہ سرے سے ان کی حب قومی کو بہ محض تہانکار و شبہ کی نگہہ سے دیکہیگا بلکہ اسکو ایک ٹٹی سمجھے گا جسکی آڑ میں جاہ طلبی اور خودغرضی کا کہیلنا مدنظر ہے۔ اس طرح قومی خدمت کے پہلے ہی مرحلہ میں ان کے جوہر قومی خلوص اور قومی خدمت کا راز طشت از بام ہو جائیگا۔ لیکن جب معاملہ ہاتہہ سے نکل گیا تو پہر کسر نفسی کا انتہائی درجہ بہی ان کو خودغرضی اور جاہ طلبی کے الزام سے نہ بچا سکیگا۔ پس بہتر یہی ہے کہ وہ یہ آخر ممبروں کی تحریک کو شکریہ کے ساتھ نامنظور کردیں۔ اور سکرٹیری شپ کے واسطے کسی بہتر ... کو اپنی جگہہ دیدیں۔

... ان سے ہم اسی قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اب وہ دن گئے جبکہ کالج چند ... نازانہ کارروائیوں کا تختہ مشق بنا ہوا تہا۔ گذشتہ شورش کے موقع پر جو نام ہمدردی ... میں ظاہر کی گئی تہی اس سے ہر ایک عقلمند نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اب وہ پبلک نہیں ہے جب کہ شورش سے پہلے خیال کیا جاتا تہا وہ کسی ایسے فعل کی طرف سے آنکہیں بند کرلے گی۔ کالج کی بنیادیں متزلزل ہوجائیں۔ اسکو علم ہے کہ محمڈن کالج کن جانکاہیوں مصیبتوں، کتنے خرچ اور کتنی گرانبہا قربانیوں سے قایم ہوا ہے صدیاں گذریں اور سید جیسا شخص پیدا ہوا تب جاکر کہیں ایسا کالج بنے۔ وہ کالج کی باگ کو کبہی بہی ناتجربہ کار ہاتہوں میں دیکہنا پسند نہ کرینگے۔

ہندوں کی شورش پر آرچبولڈ صاحب کی رائے

علی گڈہ کالج کے پرنسپل کی تحریروں کو ایک گونہ پولیٹیکل حیثیت بہی حاصل ہے اور بعض اوقات ملکی معاملات پر آپکی رائے خصوصیت سے قابل وقعت سمجہی جاتی ہے۔ وہ علاوہ ایک شریف و خاندانی انگریز ہونے کے اعلیٰ درجہ کی علمی قابلیت سے بہی آراستہ ہوتا ہے اور ایک اعلیٰ درسگاہ کا پرنسپل ہونے کے باعث طبایع انسانی سے آگاہ ہونے کے آسانی موقعے ملتے رہتے ہیں جس طرح اس ملک کے سربرآوردہ لوگوں اور نوجوانوں سے میل جول پیدا کرنیکا اتفاق ہوتا ہے اسی طرح اعلیٰ سرکاری عہدہ داروں سے بہی تبادلہ خیالات کے مواقعات اسے پیش آتے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ و رعایا کے تعلقات کے متعلق اور پبلک کی پولیٹیکل تحریکوں کی بابت صحیح علم حاصل کرنے اور صایب رائے قایم کرنے کے لئے جو اسکے حاصل ہیں وہ کسی اور اینگلو انڈین کو بمشکل حاصل ہونگی۔ مسٹر آرچبولڈ کو اس ملک میں آئے ہوئے گو لیا وہ عرصہ نہیں گذرا لیکن ان کے اس مختصر قیام ہندوستان میں جو واقعات پیش آئے ہیں۔ وہ ایک معمولی درجہ کے زیرک و فہیم شخص پر موجودہ حالات کی اصلیت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ولایت کے اخبار ٹائمز میں اس ملک کی موجودہ بےچینی کے متعلق جو مضمون انہوں نے حال میں شایع کرایا ہے اس سے ہماری اس رائے کی تصدیق ہوتی ہے انہوں نے اپنی تحریر میں اس خیال کو غلط ثابت کیا ہے کہ علی گڈہ والوں کو ہندوستانیوں کی پولیٹیکل امنگوں کے ساتھہ ہمدردی نہیں۔ بلکہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ علی گڈہ کالج کو ایک اعلیٰ درجہ کی پولیٹیکل جدوجہد کا نتیجہ سمجہنا چاہیئے۔ ان کا خیال نہایت درست ہے کہ علی گڈہ ایک مدت سے مسلمانوں کی پولیٹیکل تحریک کا مرکز رہا ہے۔ ایم۔ اے۔ او۔ کالج کے ٹرسٹی اور گریجویٹ طلبا ہندوستان کے مسلمانوں کی جانب سے پبلک معاملات پر ہمیشہ مباحثہ کرتے رہتے ہیں اور ان قایم مقامی کی وجہہ سے ان کا اثر بڑہ رہا ہے۔ ہمارے بعض برادران ملکی جو علی گڈہ والوں پر پولیٹیکل بےحسی کا الزام لگاتے ہیں مسٹر آرچبولڈ کے اس فقرے پر غالباً چونک اٹہینگے کہ مسلمانوں کی اس پولیٹیکل تحریک کو (جس کا مرکز علی گڈہ رہا ہے) زمانہ گذشتہ میں بےنظیر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ معترضین جس کو پولیٹیکل بےحسی قرار دیتے ہیں۔ وہ صاحب موصوف کے نزدیک ایک نمایاں کارنامہ ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "سر سید مرحوم کے زمانہ سے لیکر جبکہ خاموشی کی پالیسی پر کاربند رہنا ہی ضروری اور مصلحت وقت تہا۔ اس نئے دور تک جسکا آغاز اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء میں وایسرائے کی خدمت میں اسلامی ڈیپوٹیشن کی روانگی سے ہوا مسلمانوں نے جس مستعدی سے ترقی کی ہے۔ وہ تاریخ ہند کے جدید اوراق پر نمایاں طور سے لکہے جانے کے قابل ہے یا بالفاظ دیگر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے واجب التعظیم رہبر کی نصیحت پر کاربند ہو کر اب تک مستعدی کے ساتہہ اپنی اندرونی اصلاح ہی کی بابت کوشش کی ہے۔ نہ کہ دوسروں پر نکتہ چینی کرنے میں۔ لیکن جب ان کی ضروریات اور خواہشات کے اظہار کا وقت آیا۔ تو اس فرض کو انہوں نے اس پایداری کے ساتہہ اور ایسے شاندار طریقے سے انجام دیا کہ ہندوستان میں ہر کس و ناکس یہاں تک کہ جوش میں آجانے والے بنگالیوں نے بہی داد دی"۔

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوگا کہ صاحب موصوف کی رائے میں اندرونی اصلاح سے پولیٹیکل اصلاح کی طرف جہک پڑنا ایک صریح غلطی ہے۔ کسی عقلمند شخص کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ملک کے لئے سوشل اصلاحیں بہی ایسی ہی ضروری ہیں جیسی پولیٹیکل اصلاحیں اور سوشل اصلاحوں کی طرف سے آنکہہ بند کرلینا اپنی بنیاد کو کمزور کرنا ہے۔ مسلمانوں نے اگر اب تک اپنا وقت تعلیمی ترقی اور اندرونی اصلاح میں صرف کیا تو کیا برا کیا۔ انہوں نے اس طرح اپنی بنیاد کو مستحکم کیا۔ اور پولیٹیکل معاملات کے سمجہنے اور پولیٹیکل اصلاحوں سے فایدہ اٹہانے کی اپنے میں اہلیت پیدا کی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ انکی پولیٹیکل تحریکیں عقلمندی پر مبنی ہونگی۔ اور ان تحریکوں سے نہ گورنمنٹ کو پریشانی ہوگی نہ ملک کو کسی قسم کا کہٹکا۔

آرچبولڈ صاحب مسلمانوں کی ترقی کو حقیقی ترقی قرار دیتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ پولیٹیکل جدوجہد میں اعتدال کو وہ ہاتہہ سے نہ جانے دینگے۔ مگر ہمارے ہندو ہموطنوں کی ترقی کی نسبت انہیں بہت کچہہ احتمال ہے۔ موجودہ ایجیٹیشن کو وہ مصنوعی اور ایجیٹیشن پہیلانے والوں کو خطرناک سمجہتے ہیں۔ شورش پہیلانے والے اصلاحیں نہیں چاہتے بلکہ گورنمنٹ انگریزی سے لوگوں کو متنفر کرنا چاہتے ہیں۔ ملک میں طوائف الملوکی پہیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور امن عامہ میں خلل انداز ہونے کے ہمیشہ درپے رہتے ہیں۔

آرچبولڈ صاحب نے اپنے خیال کی تائید میں بنگالی ایجیٹیٹروں کی تحریروں میں سے کچہہ اقتباسات بہی لنڈن ٹائمس میں بہیجے ہیں جن کے پڑہنے سے موجودہ ایجیٹیشن کی قلعی کہلتی ہے۔

شورش پہیلانے والوں کی جہالت اور کوتاہ اندیشی کا اس سے بڑہکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی مفسدہ پردازی کا کام ایسے وقت میں شروع کیا جبکہ گورنمنٹ کو سب سے زیادہ اس امر کا خیال تہا کہ ملک میں کچہہ اصلاحیں کیجائیں۔ اس جہالت کے دور کرنے اور شورش پسند طبایع کو راہ راست پر لانے کا علاج صاحب موصوف کے نزدیک ملک کی سوشل اصلاح۔ تعلیم کا عمدہ انتظام۔ اور انگریزی نمونہ کے بورڈنگ ہاؤسوں کو مدارس میں رواج عام دینا ہے۔ اس میں کچہہ شک نہیں کہ ان بورڈنگ ہاؤسوں کے ذریعہ سے جنہیں

ہو پڑھنے والے کو انگریزوں کے ساتھ میل جول کا موقع ملتا ہے۔ باشندگان ملک کی عادات و فضایل پر ایک تین اثر ڈالا جاسکتا ہے۔ اور حاکم و محکوم کے اتحاد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آج لارڈ جیسے فاضل پرنسپل کی یہ رائے ہے کہ جن انگریزوں کو ہندوستانی طلبا سے پوری طرح سے واقفیت ہوتی ہے۔ وہ ان کے ہمدرد اور دوست بن جاتے ہیں کہ قومی تعزیت کے خیالات ایک دوسرے سے مناسبت نہ ہو جاتے ہیں۔

وزیر اعظم ایران کا قتل

آنجناب اتابک اعظم امین السلطان میرزا علی اصغر خان ... شورائے ملی پارلیمنٹ ... نکلتے ہوئے طہران میں قتل کئے گئے۔

خبر کو ماننے ... مرحوم کی عمر اسوقت صرف پچاس برس کی تھی۔ مگر اس مدت میں اسنے جس طرح ... عزت ... پہنچ کر ... آسایش کے ساتھ زندگی بسر کی۔ اسی طرح اسنے بعض مصائب میں مبتلا ہو کر زمانہ کے غم کی کڑی گھڑیاں بھی جھیلنی پڑیں۔ یہ ایک عجیب دل و دماغ کا شخص تھا جس نے اپنی حیرت انگیز قابلیت اور بے نظیر جفاکشی سے ادنی حالت سے ترقی ایسے اعلے رتبہ پر اپنے آپ کو پہنچایا کہ ... سال قبل حکومت اور قرب شاہی کے اعتبار سے سلطنت ایران میں اس کا کوئی ہمسر نہ تھا وہ ایک ... لپیٹ میں آگیا۔ عتاب شاہی اس پر نازل ہوا۔ اور اس بچارے کو اپنی جان بچانے کے لئے انگریز سفیر کی حمایت میں آجانا پڑا۔ لیکن کاروبار سلطنت پر اس مدبر کا علیحدہ ہو جانا اپنا اثر دکھلائے بغیر نہ رہا۔ اور ایک ہی سال کے اندر انتظام میں ابتری اور خزانہ کو خالی دیکھکر شاہ ایران کو اسکے حضور سے ... دوبارہ ... وزیر اعظم ... اس مرتبہ اسنے اپنا سکہ پہلے سے بھی زیادہ جما یا۔ اور وہ اقتدار حاصل کیا کہ بادشاہ سلامت کو بھی اسکا حکم منسوخ کرنے کی ذرا کم ہی جرات ہوتی تھی۔ مگر یہ حالت بہی زیادہ ... خود مختاری نے اپنے توں اور پھر مستقل مزاجی کا ثبوت دیا

۱۹۰۳ء میں شاہ مظفر الدین کی نگاہ میرزا علی اصغر کی طرف سے پھر گئی اور میرزا کو معزول ہوکر دوبارہ جلاوطنی کی ذلت برداشت کرنی پڑی۔ مگر اس مرتبہ اسنے اپنا یہ وقت جاپان مصر فرانس و انگلستان وغیرہ میں صرف کیا۔ اور حکمرانی کے جدید پہلوؤں سے واقفیت پیدا کی اسنے ان ممالک میں اپنی ذہانت و طباعی کی ... شہرت حاصل کرنے کا بھی اچھا موقع ملا اب جبکہ ... محمد علی شاہ موجودہ تاجدار ایران کو اپنی پرانی خود مختار سلطنت میں جدید آئینی و پارلیمنٹری پیوند لگانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس مشکل کام کے انجام دینے کے لئے ... موصوف کی نگاہ اسی بیدار مغز مدبر پر پڑی۔ چنانچہ اس معزول شدہ وزیر اعظم کا قصور پھر معاف کیا گیا۔ اور زمان حکومت ایکمرتبہ اور اس کے ہاتھ میں دی گئی۔ وزارت کا چارج لئے ہوئے اسکو چند ہی مہینے گذرے تہے کہ باکو کے انقلاب پسند گروہ کی سازش سے عباس علی صراف نے ایک گولی کے تیر سے ملک کو ہمیشہ کے لئے اس وزیر با تدبیر کی خدمت سے محروم کر دیا جس کی ذات سے سلطنت کی آیندہ بہبودی بہت کچھ البتہ تہی وزارت کے اس جدید مگر نہایت مختصر دور میں اسے خلاف توقع کامیابی حاصل ہوئی باوجود خود مختار فرمانروایان سلطنت کا زبردست وزیر رہنے کے جمہوری اصول پسند کرنے والے ... اپنا اعتبار جما لیا۔ پارلیمنٹ میں بہی خاصا رسوخ حاصل ہو گیا تھا یورپین سیاح اسکے اخلاق کے مداح تہے۔ اور اسکی ذہانت ... طباعی، وسعت معلومات ... لوگوں کو اسکا اقرار ہے کہ ایران میں کوئی دوسرا شخص اسکی ٹکر کا ... وہ شخص بوجہ جدید اور ... عقاید رکھنے کے بدنام تھا ... خیال ... کے نزدیک یہ ...

گر اہل ملک کو تو اسکا خدشہ ہمیشہ یہ ہوا کرتا تہا کہ ملکی معاملات میں مجبور ہو کر اور دولت ایران کی خوشحالی کو مد نظر رکھکر وہ کبھی کبھی روس کی طرفداری اختیار کرنی پڑتی تہی۔ عوام کو اسکے ساتھ عداوت ہونے کی ایک یہی وجہ تہی کہ چند سال قبل جب ملک کی مالی اصلاح کا کام اسکے سپرد ہوا۔ تو اسے سلطنت کی ... کو روکنے اور اخراجات میں کمی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور یہ وہ اصلاحیں تہیں جنکو ایشیائی سیاسی طبائع ابھی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ بعض حلقوں میں اسکی نسبت یہ بہی گمان تہا کہ روس کے حامیوں میں یہ ملک کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور اپنے آپ کو آئینی حکومت کا معاون ظاہر کرکے خود مختارانہ سلطنت کی بنیاد پہلے سے بہی زیادہ مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ ممکن ہے کہ باکو کے انقلاب پسند گروہ کا یہی خیال اسکے قتل کا محرک ہوا۔ بہرحال اتابک اعظم کی نیت کے متعلق لوگوں کے کیسے ہی خیالات ہوں اسکی ذہنی و انتظامی قابلیت اور اسکی تجربہ کاری میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا اور اسکے بیموقع قتل سے ایران کو ایسا نقصان اٹھانا پڑا ہے جس کی تلافی سردست آسان نہیں معلوم ہوتی

اٹاوہ میں پولیٹیکل دنگل

اس عنوان سے ہمعصر البشیر نے ایک سلسلہ مضامین لکھنا شروع کیا ہے جسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اٹاوہ کی پولیٹیکل سازش کے متعلق بعض اخبارات زور شور سے آجکل لکھ رہے ہیں اور جن میں امرتا بازار پتریکا۔ بنگالی۔ انڈین میل۔ ہندوستانی۔ پرکاش۔ ٹریبون وغیرہ شامل ہیں وہ واقعات کے اظہار میں بہت رنگ آمیزی سے کام لے رہے ہیں مگر جو واقعات کہ وثوق کے ساتھ اس وقت تک بیان کیئے جا سکتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اٹاوہ کے بعض ہندوؤں کی نسبت کسی شخص نے کچھ خبر دی تہی۔ مسٹر ... صاحب۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس نے خفیہ تحقیقات سے کام لیا۔ جو نتیجہ نکلا وہ کسی پر ظاہر نہیں کیا گیا اسکے علاوہ جو کچھ مشہور ہوا وہ محض افواہیں تہیں۔ اور افواہیں بہی متضاد اور ناقابل اعتبار۔ حیرت کا مقام ہے کہ ان افواہوں کی بنیاد پر ہمارے بعض ہندو معاصرین نے معاملہ پر ایسی رنگ چڑہا کر ایسے مضامین لکھے ہیں جو ہندو مسلمانوں میں منافرت پیدا کرنے کا باعث ہوں۔ اینگلو انڈین اخبارات نے ابتک کچھ نہیں لکھا۔ گورنمنٹ کی جانب سے کوئی امر ظاہر نہیں کیا گیا۔ جو تحقیقات ہوئی وہ خفیہ تہی۔ پہر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ تفتیش کا نتیجہ کیا نکلا اور کاغذات جو مقامی ہندوؤں کے خلاف پیش کئے گئے اصلی تھے یا جعلی۔ اور جعلی تہے تو مخبر کے بنائے ہوئے تہے یا کسی اور کے؟ اگر یہ بہی فرض کر لیا جائے کہ مخبر نے غلط خبر دی تو اسکے باور کرنے کے کیا وجوہات ہیں کہ اسنے مسلمانوں کی سازش سے ایسا کیا۔ تا وقتیکہ یہ امر عدالت میں یا سرکاری تحقیقات سے پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ جائے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کوئی بے بنا افواہ بہی اڑتی ہے تو ہندو معاصرین ہم آواز ہو کر مسلمانوں کے خلاف شور مچانے لگتے ہیں۔ حالانکہ مطلب کے وقت انہیں اپنا بہائی اور اپنا ہم وطن ظاہر کرتے ہیں۔

مضمون چور اخبار نویس

ہمارے بعض اردو ہمعصر اس کے شاکی ہیں کہ انکے مضامین بغیر ان کا حوالہ دیئے دوسرے اخبار نویس نقل کر لیتے ہیں۔ اخبار کا حوالہ دینے میں اگر کبھی اتفاقیہ فروگذاشت ہو جائے تو چنداں قابل اعتراض نہیں۔ مگر دوسروں کے مضامین کو اپنا ثابت کرنے کی کوشش کرنا اس درجہ کی مبتذل حرکت ہے کہ اس کی برائی تسلیم کرنے میں شاید ہی کسی کو تامل ہو مضامین کی یہ صریح اور شرمناک

جو کہ اخبار نویسوں کی شان سے بہت بعید معلوم ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ ایسی حرکات سے اردو اخبار نویسی بدنام ہو رہی ہے۔ دنیا دار اخباروں کو چھوڑ کر ہمیں دینی اخبار الحکم میں ایک ایسے مضمون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جو ہمارے کالموں سے بغیر ہمارے اخبار کا حوالہ دیئے ہوئے نقل کیا گیا ۔ ۱۲ اگست کے وکیل میں ہمنے ہندو مسلمانوں کے تعلقات پر سندو ستہ ایک مضمون ترجمہ کرکے شایع کیا تہا۔ اسکے دس دن بعد یعنے ۲۲ اگست کو الحکم نے وہی ترجمہ اپنے کالموں میں چھاپ دیا اور وکیل کا حوالہ دینے کی بجائے یہ لکھدیا کہ ترجمہ آیزروسے کیا گیا !! گویا یہ ترجمہ الحکم ہی کے دفتر میں ہوا ہے۔ کیا ایڈیٹر صاحب الحکم اپنے انہامی ہوا ترجمہ ظاہر کرکے اسکو توارد کی نظیر میں پیش کرینگے۔ لیکن اگر یہ فی الحقیقت توارد ہے تو اس قدر منظیر ہے کہ دنیا میں اسکی دوسری مثال نہو گی۔ ہمنے ان دونوں ترجموں کا مقابلہ کرکے دیکھا۔ ان میں ایک لفظ کیا ایک نقطہ کا بہی فرق نہیں پایا یہ ممکن ہے کہ دو شخص دو کالم کے ایک مضمون کا علیحدہ علیحدہ ترجمہ ایک زبان میں کریں اور ان دونوں کے الفاظ و ترکیب میں سر مو تفاوت نہو۔ ہاں اگر ایڈیٹر صاحب یہ کہیں کہ توارد میں مترجمین قوت الہامی سے ہوا ہے تو یہ شاید جائے دم زدن نہو۔ یہ ہے ار الالہ دقادیانی) کے ایک دینی اخبار نویس کی عملی حالت جو احمدی جماعت کی رہنمائی کا دعویدار ہے

سید میموریل فنڈ

سرسید میموریل فنڈ

ذیل کی رقمیں ون روپی فنڈ دہلی گا (کالم) کے چندہ میں وصول ہوئی ہیں مہربانی فرماکر ان کو اپنے اخبار میں شایع فرما دیجیے

(۱) سر کریم بہائی - ابراہیم بسفارش مولوی سخا صاحب .... صہ
(۲) منشی عبد القادر صاحب کہنگیٹی بی - اے ایل ایل بی ناظر جامع مسجد .... صہ
(۳) مولوی عبد الرؤف خان صاحب سکریٹری انجمن ضیاء الاسلام .... صہ
(۴) منشی محمد صدیق صاحب .... صہ
(۵) آغا محمد شاہ صاحب حشر کاشمیری .... ع
(۶) ابراہیم حاجی یعقوب صاحب .... صعہ

راقم نیازمند حبیب الرحمٰن خان ایجنٹ سرسید میموریل فنڈ از بمبئی ۔

آئندہ کانفرنس کے لئے دعوت عام

عرصہ ہوا اسکا اعلان ہو چکا ہے کہ امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس بمقام کراچی ہوگا۔ نہایت خوشی کی بات ہے کہ سندھ کے برگزیدہ مسلمان ابہی سے کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں چنانچہ ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء کو کراچی میں بصدارت جناب شیخ صادق علی صاحب وزیر خیرپور مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں کانفرنس کے متعلق انتظام اور کام کی تقسیم کی گئی۔ آنریبل شیخ صادق علی صاحب پریسیڈنٹ منتخب ہوئے اور مسٹر علی محمد خان صاحب دہلوی بیرسٹر ایٹ لا جنرل سکریٹری اور مسٹر محمد یوسف صاحب برادر سردار محمد یعقوب خان صاحب مرحوم خزانچی (ٹریژرر) مقرر ہوئے۔ مسٹر دہلوی جن کا قومی جوش مشہور ہے انہوں نے ذیل کا خط آنریری سکریٹری کانفرنس کو لکھا ہے اور دیگر صوبوں کے مسلمانوں کو سندھ کے مسلمانوں کی طرف سے کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت کے لحاظ سے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی بہتری کی کوشش میں حصہ لیں اور امید ہے کہ تمام وہ مسلمان جن کو خدا نے ہمدرد دل اور درد مند دماغ عطا کئے ہیں وہ امسال کانفرنس میں شریک ہوکر ان مسایل کے حل کرنے میں مدد فرمائیں گے جن پر سندھ کے مسلمانوں کی ترقی کا دار و مدار ہے۔

(دستخط) آفتاب احمد - جائنٹ سکریٹری سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی
آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

ایجوکیشنل کانفرنس آفس - کراچی - ۲۶ اگست ۱۹۰۷ء

از جانب جنرل سکریٹری محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کراچی

بخدمت جناب سکریٹری صاحب آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

جناب من ! ۱۷ اگست ۱۹۰۷ء کو یہاں ایک جلسہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے آیندہ اجلاس کے ضروری انتظام کے متعلق ہوا۔ اور اس میں یہ کام میرے سپرد کیا گیا کہ میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کی وساطت سے تمام ذی عزت اور سربر آوردہ مسلمانان ہند کو کراچی تشریف لاکر کانفرنس مذکور میں جس کا آیندہ اجلاس امسال اخیر دسمبر میں بمقام کراچی منعقد ہونا قرار پایا ہے شریک ہونے کی دعوت دوں۔ پس میں جناب سے ملتجی ہوں کہ جناب عام مسلمانان ہند کو ان کے ہم مذہبان سندھ کی جانب سے جنکی تعلیمی حالت نہایت خراب ہے آیندہ اجلاس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔ اس موقع پر میں آپکے ذریعہ سے تمام اہل اسلام ہند پر یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ باوجود اسکے کہ سندھ میں مسلمانوں کی آبادی اور اقوام سے بہت زیادہ ہے اور اس لحاظ سے صوبہ مذا میں گورنمنٹ سروس اور نیز دیگر فوائد کے مستحق ہونے کے مسلمان ہی زیادہ حقدار ہیں۔ مگر عام طور سے انکی حالت نہایت پست ہے اور تعلیم سے ان کو بہت کم بہرہ ہے۔

سندھ اور نیز کانفرنس کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ سندھ کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت پر خاص توجہ کرنے کے لئے امسال تمام اطراف ہندوستان کے مسلمان کراچی میں جمع ہوں گے ۱۹۰۲ء میں دہلی کانفرنس کے موقع پر میں نے ایک ریزولیوشن پیش کیا تہا جس کے ذریعہ سے اس امر کا اظہار کیا گیا تہا کہ سندھ کے مسلمانوں کو اسبات کی اشد ضرورت ہے کہ کانفرنس اپنی توجہ انکی جانب منعطف کرے۔ اور سردار محمد یعقوب خان صاحب مرحوم نے بہی آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن کے موقع پر اب سے ملنے کے بعد اسکے متعلق خط و کتابت کی تہی اگرچہ سردار صاحب جیسا مستعد اور کار آمد مسلمانان سندھ کا دوست قبل از وقت دنیا سے اٹھ گیا۔ مگر مسلمانان سندھ کے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ موجودہ وزیر صاحب ریاست خیرپور سندھ یعنے آنریبل جناب شیخ صادق علی صاحب نے جو سردار صاحب مرحوم سے کم مستعد نہیں ہیں۔ مسلمانان سندھ کی ترقی کے مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے ان ہم مذہبوں کی امداد سے جو سندھ کے باہر رہتے ہیں اس کام میں ہم کو بہت جلد کامیابی نصیب ہوگی۔

ان اسباب اور وجوہات کی بنا پر میں آپکی وساطت سے تمام معززین اہل اسلام ہند کو آیندہ دسمبر میں اس صوبہ کے دار السلطنت یعنے کراچی میں تشریف لاکر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں تاکہ ان مسایل کے سلجھانے میں حصہ لیں جو ان کے ہم مذہبوں کو سندھ میں درپیش ہیں اور جن پر ان کی آیندہ بہبودی کا دار و مدار ہے۔ ۔ راقم آپکا خادم اے - ایم کے دہلوی بیرسٹر

الفرض ڈیپوٹیشن

جناب ایڈیٹر صاحب التسلیم!!! مہربانی فرماکر ذیل کی تحریر کو اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرمایئے۔

انجمن الفرض علی گڈھ کا ڈیپوٹیشن جھانسی سے رخصت ہو کر ۲۲ اگست کی شام کو تحصیل کھوری پہنچا۔ یہ ایک چھوٹا سا مقام ساگر کے ضلع میں ہے۔ اس کی آبادی کا بیشتر حصہ ہنود ہے۔ اور یہ بھی قریب قریب سب اہل ہنود۔ علاوہ ازیں بارش کی کثرت اور ساگر کے ایک حال کے واقعہ جس کے باعث ہندو مسلمانوں میں سخت تعصب ہے۔ اس مقام پر اور خاص کر ساگر میں ہمارے ڈیپوٹیشن کو کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ مسلمان بہائے دینے علاوہ امداد دینے سے مجبوری ظاہر کی اور اہل ہنود سے ایسے موقع پر توقع ہی کیا ہو سکتی تھی۔ بہر حال بہت کوششوں اور دوڑ دھوپ کے بعد کھوری اور ساگر سے کل مبلغ ؎ وصول ہوئے جنکی فہرست حسب ذیل ہے

میں اُن حضرات کا نہایت تہ دل سے مشکور ہوں گا جو رقوم وغیرہ کے متعلق کسی غلطی سے مجھے یا ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نائب امین انجمن الفرض کو بذریعہ خطوط اطلاع فرمائیں گے مجھے امید ہے کہ دیگر اسلامی اخبارات بھی اس تحریر کو شایع فرماکر ڈیپوٹیشن کو مشکوری کا موقع دیں گے

راقم نیاز مند عزیز الدین احمد بلگرامی سکریٹری سنٹرل بیاو نسر ڈیپوٹیشن،،

نمبر	اسماء چندہ دہندگان	تعداد رقم
	(از قصبہ کھوری)	
۱	سید سرتاج حسین صاحب تحصیلدار	عہ
۲	منشی عبد المجید صاحب نائب تحصیلدار	صہ
۳	منشی کریم اللہ صاحب حلقہ انسپکٹر	صہ
۴	سیٹھ مکھیت سنگھ صاحب	صہ
۵	منشی جواہر لال صاحب منصف	عہ
۶	منشی ہر لال رام صاحب	صہ
۷	منشی ہیرالال صاحب اسٹیشن ماسٹر	عصہ
	میزان	[illegible]
	(از قصبہ ساگر خاص)	
۱	سید آل حسن صاحب سب جج	عہ
۲	حافظ نذیر الدین صاحب وکیل	صہ
۳	بشیشر دیال مسر رئیس	صہ
۴	الف خان صاحب کوتوال منشنر	صہ
۵	مسٹر کرشن اگروال	صہ
۶	میر حامد حسین صاحب کلارک	۶
۷	ڈاکٹر محمد ابو صاحب	صہ
۸	خانصاحب شیر علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس	صہ
۹	منشی حفیظ الکریم صاحب کوتوال شہر	للعہ
۱۰	سالگرام صاحب سب انسپکٹر پولیس	عکہ
۱۱	منشی تفضل حسین صاحب سب کورٹ انسپکٹر	صہ
۱۲	منشی محمد یوسف صاحب سب انسپکٹر بینا	صہ و عہ
۱۳	منشی محمد عظیم اللہ خان صاحب رئیس ساگر	صہ
۱۴	بالو کالی پرسنو صاحب وکیل	عہ
۱۵	جناب مستان شریف صاحب داروغہ صفائی	عکہ
۱۶	لطیف الرحمن صاحب سب ڈویژنل افسر	للعہ
۱۷	ڈاکٹر کریم الدین صاحب وغیرہم	صہ
۱۸	سیٹھ جیو راج مہر علی صاحب	عہ
۱۹	ملا حیدر علی صاحب تاجر	سہ
۲۰	حاجی محمد عمر صاحب کٹرہ بازار	عصہ
۲۱	طیب علی محمد علی	۶
۲۲	جناب محمد امیر خانصاحب ڈاکٹر	عہ
۲۳	باسدیو پرشاد سنگھ صاحب منشنر	عصہ
۲۴	شیخ سبحان صاحب قصاب	عصہ
۲۵	عبدل چودہری	عصہ
۲۶	سیٹھ داؤد صاحب	۶
۲۷	سیٹھ حسن صاحب	۶
۲۸	شیخ حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ مذبح ساگر	عصہ
۲۹	شیخ کلو صاحب	۶
۳۰	منشی گوبر	
۳۱	دیبی پرشاد باد	
۳۲	لالہ دینا ناتھ صاحب دہیر	
۳۳	محمد عزیز الدین صاحب انسپکٹر آبکاری	
۳۴	مسٹر ڈبلیو بینگلی اکیسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	صہ
۳۵	منشی مولاداد خانصاحب سب انسپکٹر پولیس	۶
۳۶	محمد عباس خانصاحب انسپکٹر پولیس	۶
۳۷	محمد نسیم صاحب سب اوورسیر	سہ
	شاہ فحسین صاحب کرک علی گڈھ	صہ و عہ
	ابنڈ کمپنی	۶
	[illegible]	صہ و عہ
۴۱	[illegible]	
۴۲	راؤ نکشر	
۴۳	مولوی الطاف حسین	
	میزان وصول شدہ از ساگر	

کل میزان از قصبہ کھوری و ساگر خاص ؎

وظایف فنڈ ؎ ۔ سید فنڈ ؎ ۔ رقم موعودہ ؎

بالکل غلط

خبر نہیں ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے کہاں سنا کہ گوہر جان طوائف نے بمبئی میں مسلمانوں کی خواہش سے محفل مولود میں گانا گایا۔ یہ بالکل غلط بیان ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں۔ یہ سچ ہے کہ گوہر جان نے ٹاؤن ہال بمبئی میں کانگریس کے مشہور سن رسیدہ لیڈر سر فیروز شاہ مہتہ کی سرپرستی میں گانا گایا تھا اور چھ ہزار روپیہ جو ٹکٹ کی فیس سے آیا تھا اس میں پانچسو روپیہ اور اپنے پاس سے ملاکر ہندو یتیم خانہ کو دان دیدیا تھا۔ مگر اسکے بعد کسی مسلمان نے گوہر سے نہیں کہا کہ ہم کو بھی کچھ دو۔ خود گوہر کو غالباً یہ خیال آیا ہوگا کہ مسلمانوں میں بھی رسوخ حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ سر فیروز شاہ کی طرح نواب محسن الملک کو نورالی ہاتھوں سے بھی سینہ پر تمغہ لگایا جاوے (سر فیروز شاہ نے بھرے مجمع میں اپنے ہاتھ سے گوہر کے سینہ پہ تمغہ لگایا تھا۔) چنانچہ ایک خاص ذریعہ سے یہ درخواست نواب صاحب کی خدمت میں پیش ہوئی۔ لیکن نواب صاحب نے صاف انکار کیا۔ اور شکریہ کے ساتھ درخواست واپس کی۔ جب یہاں سے ناکامی ہوئی تو شیخ عبد اللہ صاحب سکریٹری سید فنڈ سے ایک شخص کی معرفت مذکورہ خواہش کی گئی۔ وہاں سے بھی انکار ہوا۔ تو ایک شخص ہمارے پاس تشریف لائے۔ (ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ بطور خود آئے تھے یا کسی کے فرستادہ تھے) اور کہا کہ گوہر جان اپنی نانہاد کی نذر کیلئے ایک جلسہ کرنا چاہتی ہیں۔ آپ صرف اتنی درخواست ہے کہ جلسہ میں شریک ہو جائیں اور بطور تبرک کچھ عطا فرمائیں ہمنے کہا کہ نہ ہم شریک جلسہ ہو سکتے ہیں نہ اس قسم کی نذر لینی چاہتے ہیں۔ تبرک دینا کیا۔ بعد کی خبر نہیں کیا ہوا۔ سنا تو یہ سنا کہ جلسہ ہوا۔ اور گوہر نے اُسکی آمدنی خود لیلی۔ ظاہر یہ گیا کہ کلکتہ جاکر محفل مولود میں یہ روپیہ خرچ ہوگا۔ (غالباً اسی بنا پر ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کو غلط فہمی ہوئی) بہرحال ہم اس کو بھی نہایت معیوب جانتے ہیں کہ اس قسم کا پیسہ اس ہادی دو جہاں مظہر غیرت و حیا صلعم کے تبرک میلاد کے نام نہاد جلسہ میں خرچ کیا جاوے۔ چنانچہ آج ہم نے گوہر جان کو بھی ایک خط لکھکر ہدایت کی ہے کہ وہ اس ناجائز خیال سے باز آئے۔ ورنہ اُسے ناگہانی عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔

راقم حسن نظامی دہلوی ۔ از بمبئی۔

"حیرت کی حیرانی" حصہ اول و دوم میرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی کے ادعای باطل کی تردید بطور اور اسکا ثبوت کہ ان کو ایسے شوشے چھوڑنے سے محض اپنا نام و نمود مقصود ہے شائع کر دی...

منقولات

انجمن حمایت اسلام کا ڈیپوٹیشن

انجمن حمایت اسلام لاہور کی ایگزیکٹو کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق شملہ میں ۲۹ اگست کو سہ پہر کے ۱/۲ ۳ بجے مندرجہ ذیل اصحاب کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر حضور سر ڈینزل ایبٹسن لفٹیننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا:۔

(۱) میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔۔

(۲) نواب ذوالفقار علی خان صاحب۔۔

(۳) شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لاء

(۴) خان صاحب میاں غلام محی الدین

(۵) پیر بخش صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔۔

(۶) خانصاحب منشی فخر الدین

(۷) حاجی شمس الدین صاحب۔۔

ڈیپوٹیشن کی ملاقات کے لئے مقام بارلس کورٹ تجویز ہوا تھا۔ ممبران وفد کے پیش ہونے کے بعد میاں محمد شفیع نے ایک تقریر کی۔ جس میں انجمن کے تقریباً ہزار ممبروں کی جانب سے بالخصوص اور عام مسلمانوں کی جانب سے بالعموم ہز آنر کو انکے صحتیاب ہونے اور بخیر و عافیت ولایت سے واپس تشریف لے آنے پر مبارکباد دی، مسلمانوں کی اور انجمن کی حالت پر ان کی نظر عنایت ہونے کا اعتراف کیا۔ حمایت اسلام کی ترقی اور اسکی جدید عمارات کی تعمیر کی طرف انکی توجہ دلائی اسکول اور اسٹاف کی تنخواہوں میں اضافہ۔ اور اسکے لئے زاید فنڈ کی ضرورت بیان کرکے ان سے امداد کی توقع ظاہر کی۔ اور بالآخر مسلمانان پنجاب کی تاج برطانیہ کے ساتھ وفاداری کا اظہار کرکے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

ہز آنر ایبٹسن نے میاں محمد شفیع کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے ممبران انجمن کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ گذشتہ علالت کے زمانہ میں ان کے یوروپین و ہندوستانی احباب نے جس مہربانی کا برتاؤ ان کے ساتھ کیا اس سے ان کی شدید علالت میں بھی ایک کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ انہوں نے اسلامیہ کالج کی ترقی پر اطمینان ظاہر فرمایا۔ کالج کے ساتھ اپنی ہمدردی کے عملی ثبوت کو یاد دلایا۔ آیندہ اس امداد کا وعدہ فرمایا جس کے کہ مسلمان مستحق ہوں۔ اور مسلمانوں کی وفاداری کو تسلیم کیا۔ اسکول اسٹاف کی تنخواہوں میں اضافہ کرنے کے لئے جو انجمن کی طرف سے امداد کا مطالبہ ہوا تھا۔ اسکے جواب میں فرمایا کہ ۳۲ لاکھ روپیہ گورنمنٹ نے زراعتی مصائب کے کم کرنے کے لئے حال میں منظور فرمایا ہے۔ اسلئے فنڈ میں ابھی گنجایش تو نہ ہوگی کہ سردست کوئی مالی امداد انجمن کو دیجائے۔ لیکن انجمن اگر کوئی درخواست پیش کریگی۔ تو اسپر ہمدردی کے ساتھ غور کیا جائیگا۔

ڈیپوٹیشن کی تحریک پر ہز آنر نے وعدہ فرمایا کہ لاہور پہنچ کر وہ انجمن کے جدید بورڈنگ ہاؤس کا افتتاح فرمائینگے اور وقتاً فوقتاً جو امداد ان سے ہو سکیگی دینگے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ گذشتہ دس بارہ برس میں مسلمانان پنجاب نے تعلیم میں اچھی ترقی کی اور اسلامیہ کالج اس ترقی کا ایک بین ثبوت اور اسوجہ سے مستحق امداد ہے۔

ان تقریروں کے بعد فرداً فرداً ممبران ڈیپوٹیشن سے ہز آنر کی باتیں ہوئیں اور کچھ عرصہ تک

کلکتہ میں مقدمہ توہین عدالت

کلکتہ ہائیکورٹ میں مقدمہ توہین عدالت کی خبر ہے۔ وجہہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کسنے لوم فیلڈ اور کومیلہ کے مقدمات عمل میں جب وہ ہائیکورٹ میں زیر فیصلہ تھے، تو مسٹر متر اور مسٹر فلیچر پر حملے کئے تھے۔

وجہہ معقول ہے گر مسٹر متر اور مسٹر فلیچر کو بنگالی امرت بازار اور اسکے ساتھی ہندو پیٹریاٹ اور تمام کلکتے کے بنگالی اخبارات کی بھی خبر لینی چاہیئے جنہوں نے کومیلہ کے مقدمہ میں جب وہ مجسٹریٹ اور سشن جج کے اجلاسوں پر تھا۔ قبل فیصلہ ہی ایسے سخت حملے کئے۔ اور اس طرح عدالتوں کی توہین کی ہے جس کو پڑھ کر ہر شخص افسوس کرتا ہے۔ ایک مسلمان کو گولی مار دینے پر بنگالی اخبارات پر اثر نہو۔ یہ بات تعجب خیز نہیں ہے۔ لیکن امر ضرور توجہہ کے قابل ہے کہ مسٹر متر اپنے قومی اخبارات کی دریدہ دہنی اور ایک ایسے نازک موقع پر عدالتوں پر ایسا اثر ڈالنے کے معاملہ میں خاموش رہنا زیادہ پسند فرماتے ہیں۔

اگر ہائیکورٹ کی آگے ہی کوئی عدالت مرافعہ ہوتی تو مقدمہ کومیلہ کی حالت اور بنگالی اخبارات کی انداز تحریر کی صورت شاید کچھہ اور رنگ اختیار کرتی + (ریاض الاخبار)

مسئلہ سوال پر ایک نظر

(زمانہ حال کے نقطۂ نظر سے)

حالات موجودہ کے لحاظ سے "سوال" کے متعلق کسی قدر بحث کرنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہ امر غور طلب ہے کہ شارع اسلام نے کن کن صورتوں میں مانگنے کی اجازت دی ہے۔ اس سوال کے جواب میں چند احادیث[1] پیش کردینا کافی ہے۔

(۱) **قبیصہ** بن مخارق سے روایت ہے۔ اسنے بیان کیا کہ میں کسی شخص کا ضامن ہوگیا تھا میں نے رسول اللہ سے درخواست کی کہ میری ضمانت کے ادا کرنے کا انتظام کردیجئے آپنے فرمایا ذرا توقف کرو ہمارے پاس زکوۃ کا مال آجائے تو تم کو اس میں سے دیگے، اسکے بعد آپنے کہا اے قبیصہ! سوال کرنا ان تین شخصوں کے سوا کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔

اوّل وہ شخص جو کسی کا ضامن ہو اسکو بقدر ادائے ضمانت سوال کرنا حلال ہے اسکے بعد سوال سے باز رہنا چاہیئے۔

دوم۔ وہ شخص جو سخت آفت میں مبتلا ہو۔ جس سے اسکا مال ضایع ہوگیا ہو۔ اسکو بقدر ضرورت سوال کرنا حلال ہے۔

سوم۔ وہ شخص جس کو فاقہ (ضرورت شدید) درپیش ہو۔ اور اسکی قوم کے تین عقلمند آدمی اسکی ضرورت کی تصدیق کریں۔ ایسے شخص کو بقدر حاجت روائی سوال کرنا حلال ہے اے قبیصہ! ان تین صورتوں کے سوا جو کوئی سوال کرے وہ مال حرام کھاتا ہے۔

(۲) ایک دفعہ امام حسنؓ۔ امام حسینؓ۔ اور عبداللہ بن جعفر مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر کچھہ سوال کیا۔ امام حسن نے فرمایا۔ اے شخص سوال کرنا تین حالتوں کے سوا جایز نہیں

اول۔ کسی کی دیت اپنی گردن پر ہو اور اسکے ادا کرنے سے عاجز و پریشان ہو

دوم۔ قرض سے تنگ آگیا ہو۔

سوم۔ پریشانی سے خاک نشین ہوا ہو۔

اب تم ان تینوں ضرورتوں میں سے کونسی ضرورت سے سوال کرتے ہو؟۔۔

سایل نے ایک ضرورت بیان کی تو امام حسنؓ نے پچاس دینار، امام حسینؓ نے انچاس دینار

[illegible]

[1] مشکوۃ شریف جلد ۲۔ کتاب الزکوۃ +

عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس دینار اسکو دیئے[۱]

(۳) انس سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں کچھ مانگنے کو حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اسنے کہا ہاں! ایک موٹی کملی ہے جسے کچھ اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں۔ اور ایک پیالہ ہے جسمیں پانی پیتے ہیں۔ آپنے فرمایا۔ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ دونوں کو لیکر حاضر ہوا۔ ... ان کو ہاتھ میں اٹھاکر ... کہا ان چیزوں کا کوئی خریدار ہے۔ ایک شخص بولا۔ میں دونوں چیزیں ایک درہم پر خریدتا ہوں۔ پھر آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا۔ ایک سے زیادہ بھی کوئی دیتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں دو درہم دیتا ہوں۔ آپنے کملی اور پیالہ اسکو دیدیا اور درہم لیکر انصاری کے حوالے کئے۔ اور فرمایا ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے بال بچوں کے پاس پہنچاؤ۔ اور ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر ... آپ نے دست مبارک سے لکڑی کا دستہ اس میں لگا دیا۔ اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور فروخت کرو۔ اور پندرہ دن تک میں تم کو نہ دیکھوں۔ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا۔ جب دوبارہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اسکے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے اسنے کچھ کا کپڑا لیا۔ اور کچھ درہم سے کھانے کا سامان ہوا۔ اسوقت آپنے فرمایا یہ اس سے بہتر ہے کہ جب تم قیامت کے دن آؤ تو بھیک مانگنے کا داغ تمہارے چہرہ پر ہو۔ سوال کرنا ان تین آدمیوں کے سوا کسی کو حلال نہیں ہے۔

اول وہ محتاج جس کو مفلسی نے خاک میں ملا دیا ہو۔

دوم وہ قرضدار جس کے ذمہ بھاری قرض ہو۔

سوم وہ شخص جس کی گردن پر سخت دیت ہو۔

اس قسم کی حدیثوں سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہایت ہی سخت مصیبت اور اضطراری کی حالت میں بقدر ضرورت سوال کرنا جائز ہے۔ باقی سب صورتوں میں سوال کرنا حرام ہے[۲]

بھیک مانگنے کی مخالفت جس قدر اسلام میں وارد ہوئی ہے۔ غالباً اور کسی مذہب میں نہ ہوگی۔ کتاب کنز العمال میں تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ سوال کی مذمت میں نقل کی گئی ہیں۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ شہادۃ الذی یسئل فی کفہ (جو شخص ہاتھ پھیلا کر سوال کرے بغیر گدائی پیشہ ہو۔ اسکی گواہی رد کی جاتی ہے)

امام جعفر صادق نے فرمایا ہے من یسئل بغیر الفقر فکانما یاکل الجمر (جو شخص بغیر احتیاج کے سوال کرے وہ گویا انگارے کھاتا ہے) غرضکہ رسول اللہ اور آئمہ اہلبیت نے بھیک مانگنے کی برائیوں کو طرح طرح سے لوگوں کے ذہن نشین کیا ہے۔

مفاسد سوال کا اندازہ اس ایک ہی حدیث پر غور کرنے سے ہو سکتا ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ اگر تم لوگ جانو کہ سوال کرنے کے کیا نتایج ہیں تو کوئی شخص دوسرے کے پاس سوال کرنے کے لئے کبھی نہ جائے

حدیث پر اخلاقی۔ تمدنی اور سیاسی پہلو سے نظر کی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے مطالب کے دریا کو چند الفاظ کے کوزہ میں بند کر دیا ہے علم الاقتصاد کے علماء کا اتفاق ہے کہ جس قدر بھیک مانگنے والوں کی تعداد کسی قوم میں زیادہ ہوتی ہے اسیقدر زیادہ خرابیاں اس میں پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں

(۱) قوم کی دولت روز بروز گھٹتی ہے۔

(۲) دولت کے ساتھ قوت بھی زایل ہوتی ہے۔

(۳) سعی و محنت کی عادت روز بروز زوال پذیر ہوتی ہے۔

(۴) کاہل اور فاقہ مست آدمیوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے

(۵) بیحیائی۔ اور بے حمیتی کو ترقی ہوتی ہے

(۶) ہمت اور اولوالعزمی کا جوہر طبیعتوں سے مفقود ہو جاتا ہے

(۷) مفت خوری کی وجہ سے قوم میں آوارگی اور بد اطواری کو ترقی ہوتی ہے۔

ان کے سوا اور بہت سی خرابیاں بیان کی جا سکتی ہیں۔ مگر حدیث نبوی نے چند ہی لفظوں میں تمام خرابیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس قسم کی جامعیت یعنے کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مطلب ادا کرنا آنحضرتؐ کے کلام بلاغت نظام کی ایک خاص خصوصیت ہے جو کسی حکیم یا فلسفی کے کلام میں پائی نہیں جا سکتی۔

حیثیت مذکورہ بالا کے روحانی پہلو پر غور کیا جائے تو اسکے الفاظ کی جامعیت اور بھی حیرت انگیز ہے۔ مذکورہ بالا اشخاص ... قطع نظر ... سوال کی عادت سایل کو رفتہ رفتہ طرح طرح کے روحانی امراض میں بھی مبتلا کر دیتی ہے مثلاً

(۱) خدا پر توکل نہیں رہتا۔ وہ خدا کو گویا بھیک مانگنے کا آلہ قرار دیتا ہے۔ ایسے ہی شخص کی نسبت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے ملعون من سئل بوجہ اللہ (ملعون ہے وہ شخص جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے)

(۲) رسولؐ کی وقعت بھی اسکے دل میں نہیں رہتی وہ جانتا ہے کہ بھیک مانگنے میں خدا کے ساتھ رسولؐ کا واسطہ دینے سے خواہ مخواہ مسلمان آدمی کو کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑیگا

(۳) قیامت کا اعتقاد بھی برائے نام رہتا ہے۔ حلال ذریعہ سے روزی کمانا۔ اور محنت و مشقت کرنا ہر شخص کا فرض ہے اور اسکے خلاف عمل کرنا یقیناً گناہ اور قابل مواخذہ ہے۔ مگر عادی سایل کے دل میں یہ خیال سما جاتا ہے کہ محنت کرنا ہمارا کام نہیں ہے اسکے لئے دوسرے لوگ بنائے گئے ہیں۔ اور دوسروں کی کمائی پر گذارہ کرنا ہمارے لئے حلال ہے اور یہ بات عقلاً اور شرعاً باطل ہے

(۴) ایسا شخص کفران نعمت کا مجرم بھی ہوتا ہے کیونکہ جو کچھ مانگ مانگ کر جمع کرتا ہے اسکا چھپانا اور باوجود استطاعت کے مفلسی کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

(۵) بالآخر کذب و ریاکاری کا جو سخت ترین گناہ ہیں مرتکب ہوتا ہے اور ان باتوں کو اپنی کامیابی کا بہترین ذریعہ قرار دیتا ہے

الغرض جن جامع الفاظ میں ان تمام مفاسد کو رسول اللہ نے بیان فرمایا ہے ان سے زیادہ جامع الفاظ انسان کے خیال میں نہیں آ سکتے۔

سوال کے متعلق دو امر قابل غور

اس بحث میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ آنحضرتؐ اور نیز آئمہؑ کے زمانہ میں کسب معاش کے وسایل نہایت محدود تھے۔ لوگوں کو محنت مزدوری کم ملتی تھی اسلئے بجز اسکے کہ سایل کے ساتھ نفقہ جنس سے سلوک کیا جائے۔ کوئی چارہ نہ تھا۔ دوم یہ کہ مستقل کمائی پیشہ لوگ اس زمانہ میں موجود نہ تھے۔ اور عموماً سخت ضرورت کے سوا کوئی شخص سوال نہیں کرتا تھا۔ مگر اب حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اور باوجود وسایل معاش کے بڑھ جانے کے گداگروں کی مستقل جماعت قایم ہو گئی ہے جو طرح طرح سے لوگوں کو لوٹتی ہے۔ اور جس قدر گدائی پیشہ مسلمانوں میں نظر آتے ہیں دوسری قوموں میں نظر نہیں آتے۔

گداگری کا انسداد کیونکر ہو؟

پس ہمارا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ گداگری کی کمینہ رسم کا انسداد کیا جائے۔ خصوصاً تندرست آدمیوں کو گدائی سے حتی الامکان روکا جائے۔ ان کی بجائے بیواؤں۔ یتیموں۔ اپاہجوں۔ معذوروں اور

---

[۱] جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ ∴ [۲] مشکوۃ شریف جلد ۲۔ کتاب الزکوۃ ؛

عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس دینار اسکو دیئے تھے[۱]

(۳) انس سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں کچھ مانگنے کو حاضر ہوا۔ آپنے پوچھا کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اُسنے کہا ہاں! ایک موٹی کملی ہے جسکو کچھ اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں۔ اور ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتے ہیں۔ آپنے فرمایا۔ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ وہ ان دونوں کو لیکر حاضر ہوا۔ تو آپنے اُن کو ہاتھ میں اُٹھاکر لوگوں سے کہا۔ "ان چیزوں کا کوئی خریدار ہے" ایک شخص بولا "میں دونوں چیزیں ایک درہم کو خریدتا ہوں"۔ پھر آپ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا "ایک سے زیادہ بھی کوئی دیتا ہے؟" کسی شخص نے کہا "میں دو درہم دیتا ہوں"۔ آپنے کملی اور پیالہ اسکو دیدیا اور درہم لیکر انصاری کے حوالے کیے۔ اور یہ فرمایا ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے بال بچوں کے پاس پہنچاؤ۔ اور ایک درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ جب وہ کلہاڑی لیکر آیا تو آپنے دست مبارک سے لکڑی کا دستہ اس میں لگا دیا۔ اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور فروخت کرو۔ اور پندرہ دن تک میں تم کو نہ دیکھوں۔" وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا۔ جب دوبارہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اُسکے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے اُنسے کچھ درہم کا کپڑا لیا اور کچھ درہم سے کھانے کا سامان خریدا۔ اُسوقت آپنے فرمایا یہ اس سے بہتر ہے کہ جب تم قیامت کے دن آؤ تو بھیک مانگنے کا داغ تمہارے چہرہ پر ہو۔ سوال کرنا ان تین آدمیوں کے سوا کسی کو حلال نہیں ہے۔

اول وہ محتاج جس کو مفلسی نے خاک میں ملا دیا ہو۔

دوم وہ قرضدار جس کے ذمہ بھاری قرض ہو۔

سوم وہ شخص جس کی گردن پر سخت دیت ہو۔

اس قسم کی حدیثوں سے صاف طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ نہایت ہی سخت مصیبت اور اضطرار کی حالت میں بقدر ضرورت سوال کرنا جائز ہے۔ باقی سب صورتوں میں سوال کرنا حرام ہے[۲]

[illegible] بھیک مانگنے کی ممانعت جس قدر اسلام میں وارد ہوئی ہے۔ غالباً اور کسی مذہب میں نہ ہوگی۔ کتاب کنز العمال میں تقریباً ۵۰ عدد ایسی سوال کی مذمت میں نقل کی گئی ہیں۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں شہادۃ الذی یسئل فی کفہ ترد (جو شخص ہاتھ پھیلا کر سوال کرے یعنی گدائی پیشہ ہو اُسکی گواہی رد کی جاتی ہے) اور امام جعفر صادق نے فرمایا ہے من یسئل بغیر الفقر فکانما یاکل الجمر (جو شخص بغیر احتیاج کے سوال کرے وہ گویا شراب پیتا ہے) غرضکہ رسول اللہ اور آئمہ اہلبیت نے بھیک مانگنے کی برائیوں کو طرح طرح سے لوگوں کے ذہن نشین کیا ہے۔

[illegible] مفاسد سوال کا اندازہ اس ایک ہی حدیث پر غور کرنے سے ہو سکتا ہے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں اگر تم لوگ جانو کہ سوال کرنے کے کیا نتایج ہیں تو کوئی شخص دوسرے کے پاس سوال کرنے کے لئے کبھی نہ جائے۔

اگر اس حدیث پر اخلاقی۔ تمدنی اور سیاسی پہلو سے نظر کی جائے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ آنحضرت نے مطالب کے دریا کو چند الفاظ کے کوزہ میں بند کر دیا ہے علم الاقتصاد کے علماء کا اتفاق ہے کہ جس قدر بھیک مانگنے والوں کی تعداد کسی قوم میں زیادہ ہوتی ہے اُسیقدر زیادہ خرابیاں اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں

(۱) قوم کی دولت روز بروز گھٹتی ہے۔

(۲) دولت کے ساتھ قوت بھی زایل ہوتی ہے۔

(۳) سعی و محنت کی عادت روز بروز زوال پذیر ہوتی ہے۔

(۴) کاہل اور فاقہ مست آدمیوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے

(۵) بےحیائی۔ اور بےحمیتی کو ترقی ہوتی ہے۔

(۶) ہمت اور اولو العزمی کا جوہر طبیعتوں سے مفقود ہو جاتا ہے

(۷) مفت خوری کی وجہ سے قوم میں آوارگی اور بد اطواری کو ترقی ہوتی ہے۔

ان کے سوا اور بہت سی خرابیاں بیان کی جا سکتی ہیں۔ مگر حدیث نبوی نے چند ہی لفظوں میں ان تمام خرابیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس قسم کی جامعیت یعنی کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مطلب ادا کرنا آنحضرت صلعم کے کلام بلاغت نظام کی ایک خاص خصوصیت ہے جو کسی حکیم یا فلسفی کے کلام میں پائی نہیں جا سکتی۔

[illegible] حیثیت مذکورہ بالا کے روحانی پہلو پر غور کیا جائے تو اُسکے الفاظ کی جامعیت اور بھی حیرت انگیز ہے۔ مذکورہ بالا تمدنی خرابیوں سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو سوال کی عادت سایل کو رفتہ رفتہ طرح طرح کے روحانی امراض میں بھی مبتلا کر دیتی ہے مثلاً

(۱) اسے توکل نہیں رہتا۔ وہ خدا کو گویا بھیک مانگنے کا آلہ قرار دیتا ہے ایسے ہی شخص کی نسبت آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے ملعون من سئل بوجہ اللہ (ملعون ہے وہ شخص جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے)

(۲) سوال کی وقعت بھی اُسکے دل میں نہیں رہتی وہ جانتا ہے کہ بھیک مانگنے میں خدا کے ساتھ رسول کا واسطہ دینے سے خواہ مخواہ مسلمان آدمی کو کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑیگا

(۳) قیامت کا اعتقاد بھی برائے نام رہتا ہے حلال ذریعہ سے روزی کمانا۔ اور محنت و مشقت کرنا ہر شخص کا فرض ہے اور اسکے خلاف عمل کرنا یقیناً گناہ اور قابل مواخذہ ہے۔ مگر عادی سایل کے دل میں یہ خیال سما جاتا ہے کہ محنت کرنا ہمارا کام نہیں ہے گویا دوسرے لوگ بنائے گئے ہیں۔ اور دوسروں کی کمائی پر گذارہ کرنا ہمارے لئے حلال ہے۔ اور یہ بات عقلاً اور شرعاً باطل ہے

(۴) ایسا شخص کفران نعمت کا مجرم بھی ہوتا ہے کیونکہ جو کچھ مانگ مانگ کر جمع کرتا ہے اُسکو چھپاتا اور باوجود استطاعت کے مفلسی کا اظہار کرنا ضروری سمجھتا ہے

(۵) بالآخر کذب و ریاکاری کا جو سخت ترین گناہ ہیں مرتکب ہوتا ہے اور ان باتوں کو اپنی کامیابی کا بہترین ذریعہ قرار دیتا ہے

الغرض جن جامع الفاظ میں ان تمام مفاسد کو رسول اللہ نے بیان فرمایا ہے ان سے زیادہ جامع الفاظ انسان کے خیال میں نہیں آ سکتے۔

سوال کے متعلق دو امر قابل غور

اس بحث میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ آنحضرت صلعم اور نیز آئمہ کے زمانہ میں کسب معاش کے وسایل نہایت محدود تھے۔ لوگوں کو محنت مزدوری کم ملتی تھی اسلئے بجز اسکے کہ سایل کے ساتھ نقد و جنس سے سلوک کیا جائے۔ کوئی چارہ نہ تھا۔ دوم یہ کہ مستقل گدائی پیشہ لوگ اُس زمانہ میں موجود نہ تھے۔ اور عموماً سخت ضرورت کے سوا کوئی شخص سوال نہیں کرتا تھا۔ مگر اب حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اور باوجود وسایل معاش کے بڑھ جانے کے گداگروں کی مستقل جماعت قایم ہو گئی ہے جو طرح طرح سے لوگوں کو لوٹتی ہے۔ اور جس قدر گدائی پیشہ مسلمانوں میں نظر آتے ہیں دوسری قوموں میں نظر نہیں آتے۔

گداگری کا انسداد کیونکر ہو؟

پس ہمارا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ گداگری کی کمینہ رسم کا انسداد کیا جائے۔ شہر کے تندرست آدمیوں کو گدائی سے حتی الامکان روکا جائے ان کی بجائے بیواؤں۔ یتیموں۔ اپاہجوں۔ معذوروں اور

[۱] جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۲۵۱ ۞ [۲] مشکوۃ شریف جلد ۱۔ کتاب الزکوۃ ؟

اور دیگر مستحقین کی مدد زکوٰۃ و صدقات وغیرہ سے مناسب طریقہ پر کی جائے اور ان میں غریب رشتہ داروں کا درجہ سب سے اول ہے۔ بیکاروں اور آوارہ گردوں کو محنت کا عادی بنایا جائے۔ اُن کو کسی ہنر یا پیشہ کی تعلیم دلائی جائے یا کسی کار وبار اور محنت مزدوری میں لگایا جائے اور اس طرح اُن کو اور اُن کے متعلقین کو سوال کی ذلت اور فاقہ کشی کی مصیبت سے بچایا جائے۔ تا وقتیکہ ان باتوں کا مستقل انتظام نہو۔ اور ہر فرد بشر بقدر اپنی طاقت کے اس کام میں حصہ نہ لے۔ قوم کے کم پنپنے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ اعلام المسلمین

(منقول از عصر جدید)

اسلامی دنیا

فہرست چندہ حجاز ریلوے

	روپیہ	آنہ	پائی
میزان سابقہ مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۳ اگست ۱۹۰۷ء	۲۰۰۰۲	۰	۳
محمد یسین خان صاحب بذریعہ حافظ عبد الرحیم خان ۔ عبد الرحمن صاحبان سوداگران فیض آباد اودھ	۲	۰	۰
معرفت سید جعفر شاہ صاحب ہیڈ منشی ٹیشن نمبر ۴۴ کلکتہ متصل کوہ مری تفصیل ذیل (۱) جناب حافظ کریم بخش صاحب عرف لالی شہر پٹیلر پلٹن نمبر ۱۲۳ ۔ (۲) نتھو بن حبیب عہ (۳) میاں چاند خان عہ (۴) غلام محمد عہ (۵) غلام جیلانی عہ (۶) کریم بخش عہ (۷) چراغ الدین عہ (۸) عبد الکریم عہ (۹) فقیر محمد عہ (۱۰) محمد دین عہ (۱۱) مولا بخش عہ (۱۲) نبی دین عہ	۳۲	۰	۰
میزان کل	۲۰۰۳۶	۷	۳

جس میں سے بہت المال موصل (۸۶-۱۱ آنے - ۴۴۴ ۸ آروپے) روانہ دار السعادۃ موصل میں

کاسابلنکا سے ۶ ستمبر کی خبر ہے کہ فرانسیسی فوج نے مقام زرمان پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا ہے تاکہ گولی بارود کی کثیر مقدار مولائے حفیظ کے ہاتھ نہ آجائے۔

ہسپانیہ سات سو سپاہی بطور کمک مراکو کو روانہ کرنیوالا ہے

فرانسیسی سوشلسٹ مدبر گورنمنٹ کی پالیسی درباره مراکو پر زور سے حملے کر رہے ہیں۔

اسی تاریخ کی بعد کی خبر دیکھی پایا جاتا ہے کہ مقام فیض سے ایک ہرکارہ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ مولائے حفیظ پر فوج کشی کرنے کی غرض سے رباط کی طرف روانہ ہونے سے پہلے سلطان مراکو نے وہاں کے اولیائے عظام کے مزاروں کی زیارت کی خیال ہے کہ وہ فیض سے پیر کے روز روانہ ہوگا

۷ **ستمبر** کی خبر دیکھی معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کے مقام زرمان پر قبضہ کرنے اور گولی بارود قابو کر لینے کی خبر قبل از وقت تھی۔ فوج کو اُدھر روانہ ہونے کا حکم ہوا تھا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ مولائے حفیظ نے تمام گولی بارود اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ وہ حکم منسوخ کیا گیا

کاسابلنکا سے خبر آئی ہے کہ بعض قبائل نے چند روز تک جنگ بند رکھنے کی اجازت طلب کی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس سے صرف مزید مہلت مانگتے ہیں۔

سر ہیری میکلین کا ایک خط مورخہ ۱۲ اگست موصول ہوا ہے جس میں اُنہوں نے اپنی مصیبتناک حالت کا ذکر کیا ہے۔ سنا ہے کہ بعد از الرسول نے اس سے تمام سامان نوشتہ اور جہیں لیا ہے طنجہ کے ایک مقام نامہ نگار سے پایا جاتا ہے کہ سلطان کی لیت و لعل اور فیض سے باہر نہ نکلنے کی وجہ سے اسکے اکثر ہمراہی دن شکستہ ہو کر باغیوں سے جاملنے کو تیار رہیا۔ اُدھر مولائے حفیظ کے ہمراہی اُسکے مراکش میں پڑے رہنے سے بد دل ہو رہے ہیں۔ سنا ہے کہ وہ جرمنی سے ۵۰ لاکھ فرانک قرضہ لینے کی تجویز کر رہا ہے۔

پایہ تخت عثمانیہ میں جنرل ڈرری کی ضیافت کے موقع پر فرید پاشا و توفیق پاشا اور دیگر سر بر آوردہ اراکین موجود تھے۔ سر نکلس او کانر نے سلطان المعظم کا اور فرید پاشا نے ملک معظم کا جام صحت تجویز کیا۔ بعد میں جلالتمآب نے برٹش سفیر اور جنرل ڈرری کو معہ شاف یلدیز کوشک میں دعوت دی۔ اور اُن کو سیکرٹ اور مٹھائی پیش کی۔ رخصت کے وقت نہایت مخلصانہ خیالات کا اظہار ہوا۔

اخبار ٹیمز آف انڈیا بمبئی کا نامہ نگار ۵ ماہ حال کو عدن سے لکھتا ہے کہ یمن میں ترکی افواج کی حالت روز بروز خراب اور ناقابل اطمینان ہو رہی ہے اور افسروں کی بدسلوکی اور تنخواہ کے وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے سپاہیوں اور افسروں میں اکثر تنازعہ و فساد برپا رہتا ہے۔

مقدل نامہ نگار مذکور ۴ اگست کو جو خبریں موصول ہوئیں اُن سے پایا جاتا ہے کہ عراق کی ترکی سپاہ میں بغاوت پھیل گئی ہے اور ۳ ہزار مسلح سپاہی وہاں سے حدیدہ کو بغرض روانگی وطن چلے گئے ہیں

ہز آنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے قاضی محمد اسلم خان سی۔ ایم۔ جی مرحوم کی وفات پر اُن کے فرزند ارجمند قاضی عبد السلام خان بی اے۔ ایل ایل بی بیرسٹر ایٹ لا کو اظہار ہمدردی کا خط لکھا ہے۔

مسرت کا مقام ہے کہ اورینٹ بینک آف انڈیا لمیٹڈ نامی مسلمانوں کا جدید بینک شروع ستمبر سے لاہور میں کھل گیا ہے۔ اسکے منیجنگ ڈائرکٹر مسٹر احمد حسین خان بیرسٹر ایٹ لا ہیں۔ اور باقی تمام ڈائرکٹر بھی مسلمان ہیں۔

مسلمانان مقیم پیرس نے وہاں ایک اسلامی انجمن قایم کی ہے۔

حیف ہے کہ گورنمنٹ سرکار متحدہ نے مولوی محمد عثمان صاحب کو علی گڑھ ... قضا پر مامور فرمایا ہے اس تقرر پر عام طور سے اطمینان ظاہر کیا جاتا ہے

والی حبش نے حضور سلطان المعظم کی خدمت میں بامیں جانور بدیۃً ارسال کئے ہیں جنمیں ایک ببر، چار شیر، ببر ... دو زرافے۔ ایک سیاہ فام شیر۔ چند گرگ اور چند مختلف رنگ کی لومڑیاں اور جنگلی بلیاں ہیں۔

پایہ تخت ٹرکی میں گوشت بہت گراں ہوگیا تھا جس پر ایک کمیٹی تحقیقات کے لئے مقرر ہوا کمیٹی نے بعد تحقیق گوشت کا ایسا نرخ مقرر کردیا ہے کہ عربا بھی کھا سکیں۔

حالیہ نتائب سلطان المعظم نے خدیوی جہاز راں کمپنی کے منتظم ... کو دوسرے درجہ کا عثمانی تمغہ مرحمت فرمایا۔

وصلہ دولت وغیرہ کی طغیانی سے امسال جن لوگوں کو سخت نقصان پہنچا تھا جلالتمآب نے انکی امداد کے لئے ۳۰ ہزار قرش جیب خاص سے مرحمت فرمائے ... امدادی چندہ کی درخواست کی گئی۔

آجکل رنگون میں طلبائے علی گڑھ کالج کا ایک ڈیپوٹیشن چندہ جمع کرنے کی غرض سے گیا ہوا ہے یقین ہے کہ وہاں سے کافی روپیہ جمع کرکے کالج میں برمی طلبا رکھنے کے ... توجہ کئے جائینگے۔

حسین آباد ہائی سکول لکھنؤ کے ... اور طلبا سے ... حال کو ایک جلسہ منعقد کرکے ہز ایکسیلینسی لاٹوش صاحب لفٹیننٹ گورنر صوبجات متحدہ کے ... انڈیا کونسل مقرر ہونے پر اظہار مسرت کیا نیز صاحب موصوف کی خدمت میں بھی مضمون کا تار روانہ کیا

پایہ تخت ... بالتلمیذ نام ایک جدید اسلامی اخبار شایع ہونا شروع ہوا ہے۔

ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار عدن سے لکھتا ہے کہ سلطان المعظم نے امام یمن کے پاس ایک وفد بھیجنے کی تجویز کی ہے جو شریف مکہ اور دیگر اکابر علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر مشتمل ہوگا۔ اور عنقریب یمنیہ میں وارد ہوگا۔

مدرسہ نعمانیہ دہلی کا ۱۴ واں سالانہ جلسہ ۱۱ اگست کو مدرسہ کے عالی شان مکان واقع بارہ دری بلیماران میں نہایت رونق اور آب و تاب کے ساتھ منعقد ہوا۔ مختلف اطراف و اکناف سے لوگ بغرض شرکت آئے

پاک پٹن سے ایک نامہ نگار الملاح ... ہے کہ خاص شہر اور گرد و نواح میں جو گذشتہ ایام میں طاعون میں ... ڈاکہ کی دو وارداتیں ہوئی تھیں ان کے متعلق منشی احمد علی خان صاحب سٹی انسپکٹر پولیس نے نہایت محنت و جانفشانی سے ڈاکوؤں کا پتہ لگا کر ان کو گرفتار کیا۔

نظام کلب حیدر آباد میں نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین بلگرامی کو ایک شاندار دعوتی ڈنر دیا گیا جس میں حیدر آباد کے تمام سربرآوردہ یوروپین اور ہندوستانی اصحاب شریک تھے۔

ہز ہائنس اکرم حسین بہادر خلف مرحوم شاہ اودھ کلکتہ میں آنریری مجسٹریٹ ... مقرر ہوئے

حافظ نیر الدین احمد صاحب بی اے انسپکٹر پولیس بھاولپور انسپکٹر جنرل پولیس ریاست ... کے عہدہ پر ہوجانے ہیں

لاہور میں داروغہ نور الدین صاحب کی صفائی کا انتظام (وارڈ نمبر ۲ ... میں) ... سمجھا جاتا ہے

مسٹر ... انڈر سیکریٹری فینانس ڈیپارٹمنٹ کے رخصت سے واپس آنے پر مسٹر عبد اللہ یوسف علی ماہ اکتوبر میں اپنے اصلی عہدہ پر تشریف لیجائینگے

بیان کیا جاتا ہے کہ اجلاس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے پریسیڈنٹ (جو کراچی میں منعقد ہوگا) نواب صاحب ... ہونگے۔

ہندوستان کی خبریں

مسٹر ہنری السکیٹر جنرل جیل خانہ جات
ریذیڈنٹ کے عہدہ
پر ممتاز کیے جاینگے

صوبہ مشرقی بنگال کے صدر مقام ڈھاکہ میں ہائیکورٹ کے قیام کی تجویز فی الحال زیر غور نہیں ہے لیکن وہاں چیف کورٹ قایم ہونا یقینی امر ہے کیونکہ اس کا تعلیم بنگال سے پیشتر ہی فیصلہ ہو چکا ہوا ہے

حیوانات پر بے رحمی کے انسداد کے لیے جو آگرہ میں جو سوسائیٹی قایم ہے اسکی قابل مینیجر اور معتمد کاربر اہل کے خیال سے ہندوستان کے دوسرے بڑے بڑے شہروں میں بھی اس قسم کی سوسائیٹیاں قایم کرنے کی تجویز ہے۔

پیپنو مستانہ صاحب مسٹر ہٹ کی درخواست پر گورنمنٹ نے اس امر کو منظور کر لیا ہے کہ ... کا انتظام سرکاری اہتمام میں رہے۔

آج کا پولیس انسپکٹر مسٹر بل جسے ایک پولیس کانسٹیبل نے نشانہ بندوق بنایا تھا اسکا ... کانسٹیبل جسنے خودکشی کرلی تھی اسکے جنازہ کے ہمراہ عام لوگ بہت کثرت سے گئے اور ایک بڑا جلوس نکالا۔ مگر سرکاری حکم سے پولیس نے اس مجمع کو منتشر کر دیا

گذشتہ ہفتہ میں گیا اور اسکے گرد و نواح میں غیر معمولی زور کی بارش ہوئی گاڑیوں کی آمد و رفت میں سخت ہرج واقع ہوا۔

تجویز ہے کہ آیندہ حضور ملک معظم کی سالگرہ انگلستان کی طرح ہندوستان میں بھی جون کے آخری ایام میں منائی جایا کرے مقررہ تاریخ کی اطلاع ہر سال وقت پر دیجایا کریگی۔

سال گذشتہ میں ڈھائی ہزار ہندوستانی جزیرہ فجی میں بھیجے اور اسی عرصہ میں ... سے تین سو ہندوستانی واپس آئے اور ڈیڑھ لاکھ تیس ہزار روپیہ اپنے ہمراہ لائے جس میں سے ایک آدمی کے پاس ۹۸۰ پونڈ تھے

تازہ خبر ہے کہ کمیٹی تحقیقات تقسیم اختیارات کے ممبر مقام ٹریسٹ سے ۲۴ نومبر کو روانہ ہو کر ۸ نومبر کو وارد بمبئی ہو گئے۔

صوبجات متحدہ میں بھی ویٹرنری تعلیم کے لیے ایک کالج قایم ہونے والا ہے

گورنمنٹ ہند نے ہدایت کی ہے کہ دیسی ریاستوں کی فوج کی سالانہ رپورٹ پیش ہوا کرے

سنا ہے کہ لاہور کی میونسپلٹی نے شہر کے تمام مکانات کی پیمایش کرنیکا حکم دیا ہے

تحصیلداران نیز اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران پنجاب کا مقابلہ کا امتحان لاہور میں ۱۲ نومبر سے شروع ہوگا۔

آگرہ میں ... کے زیور کے لالچ سے ایک لڑکی ہلاک کی گئی۔ قاتل کو بعد تحقیقات پھانسی کا حکم ہوا۔

لفٹننٹ کرنل پارسنز شروع ماہ دسمبر میں ولایت سے واپس آنے پر مسٹر ایٹ کی جگہ ڈپٹی کمشنر لاہور مقرر ہونگے

برہما میں ماہ اگست کے اندر ۵۵۱ طاعونی کیس ہوئے۔ اور ۴۹۹ اموات وقوع میں آئیں

سکھر بیگاری بند کے ٹوٹ جانے سے دریائے سندھ کے سیلابوں سے فصل خریف کی اکہزار ایکڑ زمین کو سخت نقصان پہنچا ہے۔

طاعونی ... کی تقسیم کے متعلق گورنمنٹ ہند کے جدید احکام شایع ہو گئے ہیں

مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ترمیم کنندہ کمیٹی نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں پیش کر دی ہے

کشن سنگھ برادر اجیت سنگھ جو جلاوطن ہوئے سرحد نیپال سے پکڑا گیا ہے اور عنقریب لاہور آنے والا ہے مقدمہ بغاوت لاہور کے متعلق اسکی بھی مسٹر کشور کے ساتھ تحقیقات ہوگی۔

ہفتہ مختتمہ ۱۳ اگست کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں۔
ہوشیارپور ا۔ جالندھر ا۔ امرتسر ۳۰۔ اٹک ۴۔ جہلم ۱۹۔ شاہپور ۲۹۔ راولپنڈی ۵۔ سیالکوٹ ۔ میزان ۱۴۱ ہفتہ ماسبق کی میزان ۱۱۳۔ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی میزان ۴۹۔

ہفتہ مختتمہ ۱۳ اگست کی رپورٹ فصل و موسم سے پایا جاتا ہے کہ زیرین برہما میں فصلوں کی حالت عمدہ اور بالائی برہما میں پیشتر کی نسبت عمدہ ہے۔ بالائی برہما مشرقی بنگال اور زیرین آسام میں مزید بارش کی ضرورت ہے۔ بنگال اور بہار کے بعض اضلاع کا بھی یہی حال ہے۔ صوبجات متحدہ کے مغربی اضلاع۔ اضلاع دہلی و کرنال کانگڑہ اور صوبہ سرحدی کے اکثر اضلاع میں مزید بارش کی ضرورت ہے۔ راجپوتانہ اور ممالک متوسط میں امساک باراں سے فایدہ پہنچا ہے لیکن بمبئی و ریاست حیدرآباد کے بعض حصص اور مدراس کے بعض اضلاع میں مزید بارش کی ضرورت ہے

رپورٹ فصل و موسم پنجاب بابت ہفتہ مختتمہ ۱۳ اگست حسب ذیل ہے :۔ رہتک دہلی سیالکوٹ۔ لائل پور اور ملتان کے سوا۔ باقی تمام اضلاع میں اچھی بارش ہو گئی ہے اسلامی معمولی سے زیادہ ہوئی ہے۔ نرخ اجناس بعض اضلاع میں چڑھ رہا ہے خریف کی تخم ریزی اور ربیع کی قلبہ رانی جاری ہے۔ گوڑگانوہ جالندھر اور سیالکوٹ میں زراعت ہو رہی ہے گوڑگانوہ میں گاجر اور امرتسر میں توریا کی تخم ریزی ہو رہی ہے۔ استادہ فصل کی حالت عام طور پر عمدہ ہے۔ گوڑگانوہ اور دہلی میں زور کی آندھیوں اور امساک باراں سے فصلیں مرجھا رہی ہیں

رہتک میں بھی سند کی آندھی چل رہی ہے بعض اضلاع میں مزید بارش کی سخت ضرورت ہے انبالہ لاہور اور سیالکوٹ میں چوہوں اور شاہپور میں ٹوکہ نے فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے مویشی کی حالت عمدہ ہے۔ اور چارہ کافی ہے۔

گورنمنٹ ہند نے ہندوستان و برہما میں سات زراعتی کالج قائم کرنے تجویز کئے ہیں جن میں تجربے بھی کئے جائینگے۔ کاشت پنبہ کے تجربات کا مرکز علی گڈھ میں ہوگا۔ اور نیشکر اور چاول کا جالندھر و بنارس گڈھ میں فصلوں کے امراض کی بھی تحقیقات ہوگی۔

گورنمنٹ صوبہ مشرقی بنگال و آسام نے اپنے صوبہ کے طلبا کے لئے پانچ سال تک تین زراعتی وظائف منظور کئے ہیں۔ ان میں سے ایک آسام کے لئے مخصوص ہوگا۔ اور باقی ۲ مشرقی بنگال کے ایک ہندو اور ایک مسلمان کے لئے۔ یہ وظائف ابتدائی تین سال میں بیس روپے ماہوار ہوں گے لیکن آخری دو سال میں تیس روپیہ ماہوار۔

صاحب پولیس کمشنر کلکتہ نے پولیس کی مستعدی کا امتحان کرنے کے لئے گذشتہ بدھ کی شب کو تمام پولیس سٹیشنوں کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی کہ سخت فساد ہوگیا ہے۔ اسپر ایک گھنٹہ کے اندر شہر کی تمام پولیس مجوزہ مقام پر جمع ہوگئی

شہر لاہور کے مکانات اور بازاروں وغیرہ کی جو پیمائش ہونے والی ہے وہ نقشہ اور شجرہ وغیرہ تیار کرنے کی غرض سے سنی جاتی ہے اس بارہ میں جو کئی افواہیں شہر میں ہو رہی ہیں وہ بے بنیاد خیال کی جاتی ہیں۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں جنگلی جانوروں نے کل ہندوستان میں ۲۰۸۴ اشخاص کو ہلاک کیا سنہ ۱۹۰۵ء میں ہلاک شدگان کی تعداد ۲۰۵۱ تھی۔

جمعرات گذشتہ کو چوروں نے مسٹر ولیمز کیرج مڈرسنارتھ ویسٹرن ریلوے پر رات کے وقت حملہ کر کے اسے سخت زخمی کیا۔ مگر نقد و مال کچھ ہاتھ نہ آنیکی وجہ سے بھاگ گئے۔ پولیس سرگرم تفتیش ہے۔

بقول اخبار انگلشمین افواہ ہے کہ مسٹر کنگسفورڈ چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ ترقی پا کر ڈسٹرکٹ جج نادیا مقرر ہونگے۔

رپورٹ فصل و موسم صوبجات متحدہ بابت ہفتہ مختتمہ ۱۳ اگست حسب ذیل ہے:۔ قریباً سب اضلاع میں بارش ہوگئی ہے۔ مگر خصوصاً سہارنپور خصوصاً بجنور مظفر نگر میرٹھ بلند شہر بہرائچ گونڈہ ہردوئی۔ اور اناؤ میں زیادہ کی ضرورت ہے۔ تخم ریزی قریباً ختم ہو چکی ہے۔ نلائی جاری ہے اور جہاں جہاں ممکن ہے آبپاشی کا کام بھی ہو رہا ہے فصل ربیع کی قلبہ رانی ہو رہی ہے۔ ڈیرہ معلی میں مکڑی کسا اور کیڑے سے کہ بلیہ میں فصلوں کو نقصان پہنچا ہے۔۔۔ ۲۰ اضلاع میں مویشی کا مرض پھیلا ہوا ہے۔ فرخ آباد ہردوئی کھیری اور اناؤ میں چارہ کمیاب اور گراں ہے۔ غلہ بکثرت موجود ہے۔ اور نرخ بدستور ہے۔

گورنمنٹ بنگال نے رائے سرت چندرداس بہادر سی آئی ای کے ولایتی لاماؤں کی تاریخ کا مسودہ سات سو روپے پر خریدنا منظور کر لیا ہے یہ ایک نایاب کتاب ہے۔ اور انڈیا آفس کی لائبریری میں رکھی جائیگی

صوبجات متحدہ میں گھوڑوں کی پیداوار کے لئے سبزوں کے پالنے کی تجویز گورنمنٹ کے زیر غور ہے

ہز ہائینس جام صاحب جام نگر کو اب مرض سے آرام ہوگیا ہے اور وہ چند روز کے بغرض تبدیل آب و ہوا گوا جانے والے ہیں۔

گورنمنٹ میسور نے ٹاٹا ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی امداد کے لئے پچاس ہزار روپیہ سالانہ دینا منظور کیا ہے

جوڈیشل و ایگزیکٹو اختیارات کی علیحدگی کی نسبت ہمعصر ہندو پیٹریاٹ نے بصراحت اصرار سے لکھا ہے۔ کہ مجوزہ سکیم تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ اور یقین ہے کہ اہل ہند کی تمام معقول خواہشات کو پورا کرنے والا ثابت ہوگا۔

مسٹر دادا بھائی نوروجی خرابی صحت کی وجہ سے ولایت سے روانہ بمبئی نہیں ہوئے ہیں

سنا ہے کہ لالہ دینا ناتھ سابق ایڈیٹر اخبار ہندوستان لاہور نے اپنے اپیل کی پیروی کے لئے کلکتہ کے ایک بیرسٹر ایٹ لا مسٹر چکرورتی کو بلایا ہے مقدمہ کی پیشی ۹ ماہ حال کو مقرر تھی

مسٹر جان مورلے معہ پارٹی ۱۰ ستمبر کی صبح کو شملہ سے روانہ پنجاب ہونگے۔

تین سو محسودیوں کے ایک گروہ نے جمعرات گذشتہ کو ضلع بنوں کی سرحد میں درہ خیل والوں کے مویشیوں پر سخت ڈاکہ مارا۔ اور بہت سے بکرے لے گئے جنہیں سرحدی فوجی پولیس نے ان کا تعاقب کر کے ساٹھ سٹر کے قریب چھڑا لئے۔ اس کشمکش میں تین انگریزی علاقہ کے آدمی مجروح اور تین محسودی ہلاک ہوئے۔

یکم اپریل سے ۴ اگست تک ہندوستان کی کل ریلوں کو سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۴۰ لاکھ روپیہ کے قریب زیادہ آمدنی ہوئی۔ اس زیادتی میں ایسٹ انڈین نارتھ ویسٹرن اور جی۔ آئی۔ پی کا حصہ بالترتیب ۲۳ — ۲۰ — اور ۱۹ لاکھ تھا۔

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روز بازار ریمبل امپلسٹری سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

امرتسر

نمبر ۴۹ — مطبوعہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ — جلد ۱۲

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی		
مالک بیرون سے		
امرا و رئوسا سے		
عام خریداروں سے		
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	۱۰؎	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام سپرنٹنڈنٹ مطبع ہونی چاہئے

نمبر ۲۵۴۰
بعالی خدمت جناب سید عبد... انجمن "الاصلاح" ... ڈاک خانہ استھانواں
...ayan P.O.

فہرست مضامین

(اشتہارات)
ایڈیٹوریل
مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ نمبر ۳ -
...زہ اصلاحوں کے متعلق سر آدرود مسلمانوں کی فرض...
...ٹر کی غلط بیانیاں - ہندوستان کی بے چینی پر
...سیاسی بازمند دل رائے - آرا ایڈی کے
...شعبہ ہوہ کی طلوعت -
(مراسلات)
...ت اہل ہند - ہمارا اور شہری زندگی - الکاظم
قطعہ تاریخ - بزرگ بر عصر ضعیف مرید - انجمن
النوحضہ کا ڈپوٹیشن
(منقولات) نواب عماد الملک بہادر سید حسین بلگرامی
اسلامی دنیا - ایک غیر ہندوستانی کی خبر پر

وکیل امرتسر
جلد (۱۲)
مطبوعہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء - یوم شنبہ
نمبر (۴۹)

مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ

نمبر (۳)

کالج کے لئے ایسے سکرٹیری کی ضرورت ہے جو نکہ ماتحت سے فارغ البال ہو۔ روشن دماغ ہو عالیٰ فہمی بیدا مغزی زبردست قوت ارادی اور قومی ہمدردی میں خاص پایہ رکھتا ہو۔ گورنمنٹ اور قوم دونوں کا معتمد علیہ ہو شخصی وجاہت اور بااثر ہو اور سب سے بڑی بات یہ کہ اسکی ذاتی توقعات اور آرزوئیں یا یوں کہو کہ اسکی اغراض پر خدا نے صلع کے ہاتھ بیچا نہو۔ اور اسکا دل خدا نے ضلع کرگو سنہ جنتم کے تابع نہو۔ کہ صبر کو دہ بیرا۔ یہ بھی بھیر گیا جس دن کالج کی باگ کسی خطاب جو بیگ کے ہاتھ میں آگئی وہ دن کالج کے لئے نہایت زبوں ہوگا۔ ایسے طوطی صفت بزرگ جنکی ڈوریں کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہوں اور جو خود کالج کو اپنے اغراض کا آلہ بنانا چاہیں۔ ان کے ہاتھوں میں کالج دیکر ہر برس چھ مہینے بعد کالج پر حسرت اور آرزومندی کی نگاہیں ڈالنے سے ہزار درجہ بہتر ہوگا کہ موجودہ ٹرسٹی ملکر ابھی سی کالج کا مرثیہ پڑھ لیں

جو صفات ضروریہ ہم نے اوپر بیان کی ہیں اُن سے متصف اور جو نقص ہمنے اوپر دکہائے ہیں اُن سے مبرا ہمیں ایک وجود گرامی ہی نظر آتا ہے جس نے سرسید مرحوم جیسے انسان کامل سے یہ اعتراف کرالیا کہ ”منشی مشتاق حسین کی ذاتی نیکی اور نہایت سخت دینداری۔ اور عبادت گی خداپرستی۔ نہایت تشدد سے نماز ... احکام شریعت کی پابندی جو درحقیقت تشبیہ اس لایق تھی کہ اگر ہماری قوم پر خدا کی خفگی نہوتی تو اس سے مسلمانی کو فخر سمجھتی“ یہ جملہ سر سید کی قلم سے نکلا تہا۔ اگر سرسید زندہ ہوتے تو وہ دیکھ لیتے کہ مردم شناسی کی صفت میں اب مسلمانوں پر خدا کی خفگی نہیں رہی۔ وہ اسکے بہلائے کو سمجھنے لگ رہا۔ اور جو صفتیں سید مرحوم نے نواب مشتاق حسین صاحب کی نسبت بیان کی ہیں وہ انپر تدبر اور استقامت رائے کا اضافہ کرتی ہیں

اگر نہایت سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ اور جتنا یہ مسئلہ مہتم بالشان ہے۔ اسی مناسبت سے اسپر نظر ڈالی جائے۔ تو نہایت آسانی سے ظاہر ہو جائیگا کہ نواب وقار الملک بہادر سے بڑھکر اور کوئی بزرگ نواب محسن الملک بہادر کی جانشینی کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔ سرسید کے ستون کے مددگاروں میں سے نواب محسن الملک سے اترکر نواب وقار الملک کا درجہ ہے سرسید کے ہر ایک کام میں اُنہوں نے نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔ حیدرآباد کے خزانہ عامرہ سے جو مدد آج کل کالج کو مل رہی ہے اسکا معتد بہ حصہ نواب وقار الملک کی تحریک و کوشش کا نتیجہ ہے سر آسمان جاہ اور سر وقار الامرا جیسے کریم النفس بزرگواروں کی موج سخا کو متحرک کرنا نواب وقار الملک بہادر کا ہی کام تہا۔ سرسید مرحوم جو ڈیپوٹیشن حیدرآباد لیکر گئے تہے اسکو جس قدر کامیابی وہاں ہوئی وہ بیشتر نواب صاحب موصوف کی تگ و دو اور سرگرمی کا نتیجہ تھی سرسید کے فاضل سوانح نگار نے یہ فقرہ لکھکر کہ ”جو معزز خطاب مولوی اور واعظ سرسید کو دے رہے تہے سید مہدی علی نے بہی ان کا استحقاق پیدا کیا اور کفر کے فتووں کی بوچہاڑ جو اکیلے سید پر پڑ رہی تہی آدہی اپنے سر لی“ نواب مشتاق حسین کے حق میں سخت ناانصافی کی ہے۔ زیادہ موزوں ہوتا۔ اگر وہ آدہی کی بجائے ایک ثلث لکھتے کیونکہ ایک ثلث نواب مشتاق حسین صاحب نے بہی اپنے سر لی۔ چنانچہ خود سرسید اپنے ایک مضمون میں اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ”ایک رسالہ یا ایک مسئلہ یا ایک آبائی رسم و رواج کے خلاف کے سبب ایک کو نہایت حقارت سے حواری جس سے اشارہ عیسائی رکہا ہے اور دوسرے کو مہدی کا خطاب دیا ہے ..... مگر ہمارے ان دونوں دوستوں کو خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ اُن کو بعوض سچائی اور دینداری کے یہ خطاب اُنہی کی قوم سے ملے ہیں جنکی وہ بہتری چاہتے ہیں“

ہمارے نزدیک فاضل مولانا نے جہاں سرسید کی کامیابی کا ایک بڑا سبب نواب محسن الملک کو قرار دیا ہے۔ وہاں دوسرا باعث نواب وقار الملک ہی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ سید کا دایاں ہاتھ تہے اور یہ بایاں۔ پس ہمارے خیال میں نواب وقار الملک جیسے جامع کمال کی موجودگی میں کسی اور شخص کو سکرٹیری شپ کے لئے منتخب کرنا نہ صرف کالج اور قوم کے حق میں مضر نتایج پیدا کرنے والا ہے بلکہ پرلے درجہ کی ناقدرشناسی پر دلالت کرتا ہے بعض تنگ خیالوں کی رائے ہے کہ نواب محسن الملک کی موجودگی میں ہی نواب وقار الملک سکرٹیری شپ لینے کی آرزو رکہتے ہیں۔ اور اسکے لئے انہوں نے ڈول بہی ڈالدیا ہے۔ یہ نتایج انہوں نے اس مراسلت سے نکالے ہیں۔ جو وقار الملک بہادر کی طرف سے ۲۲ اگست کے روزانہ پیسہ اخبار میں شایع ہوئی ہے۔ لوگوں کو اکابر قوم کی نسبت ایسے الزام لگاتے ہوئے شرم آنی چاہئے نواب وقار الملک بہادر کی ذات سکرٹیری شپ کے تعزز سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ وہ جبکبہی بہی اس آنریری عہدہ کو قبول کرینگے محض قوم اور کالج کی ہمدردی کے خیال سے نہ کہ اپنی ذات کو بلند کرنے اور اپنے ہم چشم رئیسوں میں اور حکام ضلع میں معزز و مفتخر بننے کی نیت سے اسی مراسلت میں انہوں نے نہایت صاف دلی سے اس امر کا اظہار بہی کردیا ہے کہ اگر ”ٹرسٹی صاحبان نے میرے ہی ضعیف کندہوں پر اس بوجہہ کو رکہنا پسند کیا تو میں اپنی ہر ایک مشکل اور ضرورت کو نظر انداز کردیکر اور کالج کی خدمت بجالانے کے لئے آمادہ ہو نکلا۔ مگر میں دوسرے کسی امیدوار کے مقابلہ میں اپنے واسطے ووٹ حاصل کرنیکی کوشش نہیں کرونگا“

اسمیں کچھ شبہہ نہیں کہ اُن کے مقابلہ پر چند اور ناموں کو پیش کرنا۔ اُن کا تہتک اور اُنکی مسلمہ قابلیتوں کا غلط اندازہ کرنا ہے۔ اسکے دوسرے معنے یہ ہونگے۔ کہ قوم کو نواب صاحب پر متفقہ اعتماد نہیں ہے۔ حالانکہ صورت معاملہ اسکے خلاف ہے۔ چند غرض آلود بزرگوں کو جن کا وجود ہر ایک قوم کے بدن میں بمنزلہ عضو مسموم کے ہوتا ہے مستثنیٰ کرکے دیکہو تو باقی تمام قوم نواب مشتاق حسین صاحب کے سکرٹیری بنائے جانے پر متفق پائی جائیگی۔

ایک اعتراض جو نواب وقار الملک صاحب کے خلاف علیگڈھ کی سرزمین سے بلند ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپکے سکرٹیری ہونے سے انگلش سٹاف بالکل قطع تعلق کرلیگا یا نواب صاحب کے سلوک سے دلبرداشتہ ہو جائیگا۔ اور جب انگلش سٹاف نرہا تو کالج کی ایک خصوصیت جاتی رہی۔ اور یہ مترادف ہے اس کا کہ گورنمنٹ اپنا مربیانہ ہاتہہ کو کالج کے سر سے اُٹھالے۔ اگر یہ اعتراض نواب صاحب موصوف کی نسبت صحیح ہے تو اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ہزار خوبیوں کے باوجود بہی

وہ سکرٹیری شپ کے نازک فرایض کی سرانجام دہی کے اہل نہیں کہے جاسکتے۔ ایک معزز بزرگ تو ہمیں یہاں تک لکھتے ہیں۔ کہ گذشتہ شورش کے وقت بھی جو طرز اور پالیسی ان کی (یعنے نواب مشتاق حسین صاحب کی) رہی ہے اور اس سے کالج کی اندرونی حالت پر جو اثر پڑا۔ اور جو نتایج اب پیدا ہو رہے ہیں۔ اور ایک عرصہ تک ہوتے رہینگے اُن کے لحاظ سے بہت لوگوں کا اعتقاد اُن کی نسبت متاثر (؟) ہوگیا ہے،،

"متاثر،، سے غالباً ان کی مراد مجروح ہونا ہے۔ مگر اس بارہ میں معزز راقم کی رائے سے اتفاق کرنے میں ہم کو تامل ہے کیونکہ آج کل کالج کی اگر کوئی پالیسی ہے تو وہ صرف اور محض انگلش شاف کی رضاجوئی کا نام ہے۔ سو اسکی نسبت ہم بوثوق کہہ سکتے ہیں۔ کہ کالج کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ میں نواب وقارالملک کی اختلافی رائے کے کسی جملے یا کسی لفظ سے مترشح نہیں ہوتا کہ انگلش شاف کی نسبت اُنھوں نے ذرا بھی تنگدلی یا کج بحثی سے کام لیا ہے۔ جو شخص سید کے ساتھ برسوں رہا ہو۔ جو اُن کے مشن کا بڑا حامی ہو جس نے ان امور کا جن پر کالج کی ترقی و بہبودی کا مدار ہے۔ ابتدائے قیام کالج سے گہرا مطالعہ کیا ہو۔ ایک دُوراندیش پالیٹشن ہو۔ قوم و کالج کا سچا بہی خواہ ہو۔ اس سے یہ اندیشہ کرنا کہ وہ انگلش شاف کو ناراض کرکے کالج کو عرش سے فرش پر لا ڈالیگا۔ نہ صرف سوء ظنی پر دلالت کرتا ہے۔ بلکہ اس میں بڑے درجہ کی خودغرضی کی بو آتی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ نادیدہ خطرات ایسے بزرگ کی ذات سے کیوں وابستہ کیے جاتے ہیں۔ اگر کسی کے غایت درجہ متدین اور متشرع ہونے سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ انگلش شاف کو خوش نہ رکھ سکیگا۔ تو ایک غایت درجہ انگریزیت اور آزاد خیال جماعت قومی خصوصیات۔ کالج کی پُرانی روایات۔ اور بانی کالج کے مقصد اعلےٰ کو قایم رکھنے کی توقع نہیں دلا سکتی۔

نواب محسن الملک بہادر کی کالج سے قطع تعلق کو ہم کبھی پسند نہیں کرتے۔ جیسا کہ خود اُنھوں نے فرمایا کہ سرسید میموریل فنڈ اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ایسے کام ہیں کہ سکرٹیری شپ کا عہدہ چھوڑ دینے پر اُنھیں ان کاموں کے کرنے کے لئے زیادہ فرصت مل سکیگی اور اسکے علاوہ وہ اپنے قیمتی مشوروں سے نواب وقارالملک بہادر کو بھی مدد دیتے رہا کرینگے اور اس طرح کالج کی گاڑی کو کھینچنے میں وہ برابر کے جوڑ ہو جاینگے۔

کچھ عرصے سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ قریباً ہر سال مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کیا جاتا ہے اسکی بنیاد سنہ ۱۸۹۴ء میں رکھی گئی جبکہ مسلمانوں میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس نے اُنکی قسمت کا ہیولیٰ بنایا اور اس پر مختلف پہلوؤں سے نگاہیں ڈالیں۔ علی گڈھ کے آٹھویں اجلاس کانفرنس میں ایک ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے سرسید مرحوم نے انتہا درجہ کی مایوسی ظاہر کی تھی۔ اور جو مایوسی کی بو ریزولیوشن سے نکلتی تھی اسکو اپنے دل سوختہ کی بو بتایا تھا۔ اور اس اجلاس کو مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا ظاہر کیا تھا۔ اب اس بات کو ۱۳ برس گذر چکے اور اعلےٰ تعلیم کے بارہ میں جو فیصلہ مسلمانوں کی قسمت کا ہوا۔ ظاہر ہے۔ لیکن اسوقت نواب محسن الملک بہادر کی جانشینی کے مسئلہ پر مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہے۔ . . خطرے کے مواقع جو اس اسلامی انسٹیٹیوشن کی تاریخ میں کبھی پیدا ہوئے ہیں اُنمیں یہ مسئلہ بھی اگر ایک یا ایک سے زیادہ چند آدمیوں کی شخصی رایوں سے طے کر دیا جائے تو کچھ کم خطرناک نہوگا۔ اس پر کالج کی زندگی کا حصر ہے اور کالج کے ساتھ قوم کی زندگی وابستہ ہے اگر کالج رہا تو وہ بھی رہے۔ اور اگر یہ مٹا تو وہ بھی مٹ گئے،،

مجوزہ اصلاحوں کے متعلق سربرآوردہ مسلمانوں کا فرض

کونسلوں کی توسیع اور مجوزہ مجالس شوریٰ کی ترتیب کے متعلق جو تجاویز آج کل درپیش ہیں۔ اور جن کا ذکر ہم اس سے قبل بالتفصیل کر چکے ہیں۔ اس قابل نہیں کہ صرف تذکرہ ہی کے طور پر بیان کرکے اُنھیں داخل دفتر کر دیا جاوے۔ بلکہ سخت ضرورت ہے کہ قومی اور ملکی اخبارات اُن پر مسلسل آرٹیکلوں میں مفصل و مدلل بحث کریں۔ بزرگان قوم اور بہی خواہان ملک اُن پر تدبر کی نگاہ ڈالیں۔ اور پبلک جماعتیں اُن کے حسن و قبح پر غور کرکے ایک رائے قایم کریں اور گورنمنٹ کو اُس رائے سے آگاہ کریں۔ مسلمانوں کے لئے تجاویز مذکور خاص اہمیت رکھتی ہیں اور اُن کا یہ قومی فرض ہے کہ جس طرح اُنھوں نے ہم آواز ہوکر اپنی شکایات کا اظہار شملہ کی بلند چوٹیوں پر جاکر یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو کیا تھا۔ اسی طرح اب بھی متفق الرائے ہوکر اپنی شکایات کے دفعیہ کی تدابیر کے متعلق اپنے خیالات حکام بالادست کی خدمت میں ادب و متانت کے ساتھ پیش کریں۔ ہم مشکور ہیں کہ گورنمنٹ ہند نے اپنی تحریر میں ہماری شکایات کو تسلیم کیا۔ ہماری معروضات کو جائز اور قابل التفات قرار دیا۔ اور ہمارے درد کی دوا کرنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔ مگر جن معاملات پر ہم کو اب غور کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہیں کہ ہمارے علاج کے لئے جو نسخہ تجویز کیا گیا ہے وہ کس حد تک مفید ہوگا۔ اور اس میں کن ترمیموں کی ضرورت ہے؟ اعلےٰ مجلس واضع قانون میں مسلمانوں کی جو تعداد معین کرنے کی صلاح ہے وہ کافی ہے یا نہیں؟ اور انتخاب کا طریقہ قابل اعتراض تو نہیں۔ مقامی مجالس واضع قانون میں جو اصول مسلمانوں کی محافظت کے لئے قرار دیئے گئے ہیں کیا وہ درست ہیں؟ اور انتخاب کا کونسا طریق قلیل التعداد جماعتوں کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے زیادہ مناسب ہوگا۔ ہم نے مسرت کے ساتھ اس خبر کو سنا کہ مسلمانان بمبئی کو ان امور کی جانب توجہ کرنے کا خیال پیدا ہوا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ دیگر صوبجات کے مسلمان بھی ان اہم مسایل پر نظر عمیق ڈالینگے۔ بمبئی سے مولوی رفیع الدین احمد بیرسٹرایٹلا اور سیٹھ آدم جی پیر بھائی نے نواب محسن الملک کی خدمت میں جو تہنیت نامہ اُن کے ترتیب دیئے ہوئے ڈیپوٹیشن کی کامیابی پر اُنھیں مبارکباد دینے کی غرض سے حال میں ارسال فرمایا ہے۔ اُس میں جہاں نواب صاحب سے یہ درخواست فرمائی ہے کہ مسلمانان ہند کی جانب سے وہ لارڈ منٹو کی اس توجہ کا شکریہ ادا کریں وہاں اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ ممبران ڈیپوٹیشن کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں کی خاص ضروریات کو مدنظر رکھکر مجوزہ اصلاحوں کے متعلق پیچیدہ اور فیصلہ طلب امور پر غور کریں اور مسلمانوں کو پورے حقوق دلانے میں ساعی ہوں۔ اسی خط میں ان دونوں بزرگوں نے جو کہ اسلامی ڈیپوٹیشن کے ممبر بھی ہیں بمبئی کے متعلق اپنے اس فرض کی انجام دہی کی غرض سے عنقریب کارروائی کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور دوسرے صوبوں کے مسلمانوں کو بھی اپنے اپنے ہاں اسی طرح کام شروع کر دینے کی ترغیب دی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ہر جگہہ کے سربرآوردہ اور روشن خیال مسلمان ان ضروری پولیٹیکل مسایل کی طرف توجہ مبذول فرماینگے۔ اور اپنے اپنے صوبوں کی لوکل گورنمنٹوں کو اپنی معلومات اور تجربہ سے فایدہ اُٹھانے کا موقع دینگے۔ ہم ان اصلاحوں کے متعلق اپنے خیالات سے بھی ناظرین کو انشاءاللہ عنقریب مطلع کرینگے،،

رویٹر کی غلط بیانیاں

ممالک اسلامیہ کے متعلق رویٹر ایجنسی کی طرف سے کبھی کبھی گوہر افشانی ہوتی ہے تو اسلامی اخبارات کو اکثر ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے کہ پبلک کے روبرو ایجنسی مذکور کی غلط بیانیاں ظاہر کی جائیں۔ ممکن ہے کہ اغیار کے نزدیک اُن کی کارروائی اسلامی دنیا کی ساتھ طرفداری پر محمول کی جاتی ہو۔ مگر جب رویٹر کی خدمت میں اور خلاف بیانی کا اعتراف رعایا کے سیاسی سلسلوں کی زبانی ہو تو پبلک کو اس ایجنسی کی خبر رسانی پر کیونکر کامل بھروسہ ہو سکتا ہے؟ اس ایجنسی نے ہندوستان سے جو بے سروپا خبریں یہاں کی شورش کے متعلق انگلستان بھیجی ہیں۔ اُن کے غلط ہونے کی اطلاع کلکتہ کے انگلو انڈین اخبار نویسوں کو ولایتی اخبارات میں مشتہر کرنی پڑی ہے۔ رویٹر کی خبروں سے انگلستان کی پبلک کو یہ نتیجہ نکالنے کا موقع ملا کہ یہاں کی حالت نہایت مخدوش ہے۔ بغاوت عام ہے۔ انگریزوں کی جان خطرہ میں ہے جن کی محافظت کے لیے زاید فوج کی ضرورت ہے۔ ۱۸۵۷ء کا نقشہ آنکھوں کے سامنے دوبارہ پیش ہونے کو ہے۔ سلطنت کی بنیادیں متزلزل ہوگئی ہیں۔ انقلاب عظیم ہونے والا ہے۔ ان متوحش خبروں نے ہندوستان کی وفادارانہ فرمانبرداری کے متعلق جو بُرے خیالات انگلستان والوں کے دلوں میں بٹھا دیئے ہونگے اُن کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ کلکتہ کے انگریز ایڈیٹروں کا اس ملک پر بڑا احسان ہے جو انہوں نے اپنی دستخطی چٹھی کے ذریعے رویٹر کی غلط بیانیوں کا اظہار کر کے ولایت والوں کے خیالات میں اصلاح کرنے کی کوشش کی لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ جب رویٹر کے نامہ نگار ہندوستان جیسے ملک کی خبروں میں اسقدر مغالطہ ہوتا ہے جہاں وسایل خبر رسانی روز افزوں ترقی پر ہیں، اور جہاں بوجہ حاکم قوم کے افراد ہونے کے اُنہیں اپنے کام کے چلانے میں ہر قسم کی آسانیاں مہیا ہو جاتی ہیں۔ تو اُن کی خبریں ٹرکی ایران۔ مصر۔ مراکو اور مین وغیرہ کے متعلق کہاں تک قابل اعتماد ہو سکتی ہیں؟

ہندوستان کی بےچینی پر ایک راستباز ہندو کی رائے

اس ملک کی جدید شورش کے متعلق جن خیالات کا اظہار اکثر ہندوؤں اور مسلمان اہل الرائے نے کیا ہے اُن کے ساتھ بعض منصف مزاج، راستباز اور صاف گو ہندو ملانے بھی اتفاق کیا ہے۔ شریف اور خاندانی ہندوؤں کی راست بیانی دیکھنے کا ہم کو اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ موقع مل چکا ہے حال میں ایک عالی خاندان ہندو کا خط جو اُس نے اپنے کسی یورپین دوست کے نام ولایت روانہ کیا تھا۔ وہاں کے اخباروں میں شایع ہوا ہے جس کے پڑھنے سے شورش کے متعلق سمجھدار ہندوؤں کے اصلی خیالات معلوم ہوتے ہیں۔ نویسندۂ خط کا بیان ہے کہ اس ملک کی شورش یا یہاں کے امن پر کسی قسم کا بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ ۲۴ گھنٹے کے اندر لوگوں کا یکایک مشتعل ہو جانا۔ یا سرد پڑ جانا ناممکنات سے نہیں۔ لوگوں میں جوش بھڑکانے کے لئے اُن سے یہ کہدینا کافی ہے کہ طاعون انگریز پھیلا رہے ہیں۔ یا ولایتی شکر میں گائے یا خنزیر کے خون کی آمیزش ہوتی ہے۔ اُنہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو ان کے قایم رہنے پر یقین کیا جا سکتا ہے۔ ہندو مصر کی اس رائے کے درست ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں ایسی وفادار رعایا کا ملنا محال ہے جیسی کہ ہندوستان میں آجکل دیکھنے میں آتی ہے بشرطیکہ خود غرض مفسد لوگ یہاں والوں کی سادہ مزاجی سے ناجایز فایدہ اُٹھا کر اور انہیں الٹی سیدھی پٹی پڑھا کر اُن کو بہکانے کی کوشش نہ کریں۔ ہندوستان کی شورش دبانے کے معنے میں حامیان شریر النفس لوگوں سے مفسدہ پردازی کے وسایل لے لینا۔ اور ہم خوشی سے اسکا اعتراف کرتے ہیں کہ گورنمنٹ نے شورش گذشتہ میں اپنی کارروائی سے اس رائے کے ساتھ متفق ہونے کا ثبوت دیا ہے دوسرا اہم نکتہ جس کی طرف خط مذکور میں اشارہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس ملک میں اعتدال پسند اور انتہا پسندوں کی جو فرقہ بندیاں ہوئی ہیں وہ محض مصنوعی ہیں۔ دل میں یہ دونوں فریق گورنمنٹ کو پریشان کرنے کی تدبیریں سوچتے رہتے ہیں۔ اُن کی آپس کی چھیڑ چھاڑ ایک جنگ زرگری ہے جس کی تہ میں اغراض کی مطابقت دو رنگ نظر آتی ہے۔ یہ تو ہم وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ فریقین کا اختلاف صرف دکھلاوا ہی دکھلاوا ہے۔ مگر یہ امر یقینی ہے کہ اغراض دونوں کے متحد ہیں اور اختلاف کو یہ لوگ صرف اپنے اپنے دستور العمل ہی تک محدود رکھتے ہیں بقول نویسندۂ خط کے لیجسلیٹو کونسلوں کی توسیع کے معنے اُن کے نزدیک یہ ہیں کہ اُن کا گروہ اس کثرت سے کونسلوں میں لے لیا جائے کہ کثرت رائے اُنہیں کے ہاتھ میں آجائے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہتھیار رکھنے کی روک اُن پر سے اُٹھا لی جائے۔ بلکہ فوج میں تخفیف کر دیجائے۔ والنٹیر اُنہیں میں سے بھرتی ہوں۔ اعلیٰ عہدے اُنہیں کو دیدیئے جائیں مختصراً اُن کی خواہش یہ ہے کہ گورنمنٹ کاروبار سلطنت کو انکے سپرد کر کے اپنا راستہ لے۔ کیا کوئی معقول پسند گورنمنٹ ان خواہشات کو جایز قرار دے سکتی ہے؟ اس راستباز ہندو نے اپنے خط کے آخری حصہ میں یہ امر بھی واضح کر دیا ہے کہ نیشنل کانگرس ایک محدود جماعت کی خیالات کا اظہار کرتی ہے جن سے مسلمانوں۔ راجپوتوں اور سکھوں کو کوئی سروکار نہیں۔ اور جو ملک کے حقیقی لیڈر ہیں۔ وہ شور مچانے والوں اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے والوں میں شامل نہیں ہوتے۔ کاش ایسے راستباز لوگوں کی تعداد ہمارے ہندو برادران میں زاید ہوتی۔

راولپنڈی کے مقدمہ بلوہ کی طوالت

انگریزوں کے دوران حکومت میں بہت کم مقدمات ایسے دائر ہوئے ہونگے جن کو باعتبار طوالت کے راولپنڈی کے مقدمہ بلوہ پر فوقیت حاصل ہو۔ اس مقدمہ کے تصفیہ کے لئے اسپیشل مجسٹریٹ کا تقرر ابتدا میں صرف تین ہی مہینے کے لئے ہوا تھا۔ مگر بعد میں چھ مہینے کر دیئے گئے۔ اور یہ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ میعاد مقررہ میں مزید توسیع کی ضرورت نہ پڑیگی۔ شورش ۲ مئی ۱۹۰۷ء کو وقوع میں آئی۔ گرفتاریاں ۳ مئی سے شروع ہوگئیں۔ مقدمہ کو چلتے ہوئے ۴½ ماہ ہونے کو آئے ہیں مگر کارروائی بمشکل نصف تک پہنچی ہے۔ لیکن جس مقدمہ میں ملزموں کی تعداد ۷۰ کے قریب ہو۔ اور ثبوت کی جانب سے ۲۰۰ گواہ پیش ہوئے ہوں۔ اُسکا فیصلہ عجلت کے ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اب تک جو گواہ پیش ہوئے ہیں اُن پر ملزموں کی جانب سے جرح نہیں ہوئی۔ باوجود اسکے مجسٹریٹ کو اُن کے اظہار قلمبند کرنے میں ۵۰۰ صفحے سیاہ کرنے پڑے ہیں۔ مزید برآں بعض ملزموں کے اس درمیان میں علیل ہو جانے کی وجہ سے بھی کئی مرتبہ مقدمہ ملتوی کرنا پڑا۔ کیونکہ قانون اجازت نہیں دیتا کہ کسی ملزم کی غیر حاضری میں اُسکے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ بعد میں جو مفرور ملزم گرفتار ہو کر عدالت میں پیش ہوئے اُنہیں ساری کارروائی سندرجہ مسل ابتدا سے سنائی گئی اور اس میں بھی وقت صرف ہوا۔ ایک ہفتہ کے قریب تو ملزموں ہی کے بیان ہوتے رہے خیال ہے کہ آئندہ کارروائی اور بھی زیادہ وقت لیگی۔ کیونکہ ثبوت کے گواہ جرح کے لئے ملزموں کی طرف سے دوبارہ طلب کئے جائینگے اور اُن سے نپٹنے میں نہ معلوم کتنے ہفتے صرف ہوں؟ اسکے بعد صفائی کے گواہ پیش ہونگے۔ جن کی تعداد ممکن ہے سینکڑوں تک پہنچے۔ اس سے اس مقدمہ میں جتنا کام باقی ہے اُسکا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے ملزموں کی جان پر اس طویل زمانہ مراقبت

مراسلات

بیت المال فنڈ

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم! ۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں صفحہ آخر پر ایک نوٹ طبع ہوا ہے جس میں تحریر ہے کہ آج کل علی گڈھ کالج کے ایک صاحب لاہور میں آئے ہوئے ہیں اور بیت المال نامی ایک فنڈ کے لئے چندہ (خصوصاً سابق طلبا علی گڈھ کالج سے) جمع کر رہے ہیں...... الخ۔ اس نوٹ سے چونکہ عام پبلک کی غلط فہمی کا اندیشہ ہے اور ممکن ہے کہ یہ چندہ اور جگہوں پر بھی کیا جا رہا ہو۔ اسلئے صاف طور پر آپ کو اور نیز تمام پبلک کو اطلاع دیجاتی ہے کہ کالج کی طرف سے کسی ایسے چندہ کی نہ ہدایت کی گئی ہے اور نہ اجازت دی گئی ہے۔ اور نہ کالج میں بیت المال کے نام سے کوئی فنڈ کھولا گیا ہے اور نہ کالج کی طرف سے کسی شخص کو اس فنڈ کے لئے یا کسی ایسے مقصد کے لئے چندہ جمع کرنے کی اجازت دیگئی ہے نہ کسی کو مجاز کیا گیا ہے۔ اور چندہ کرکے کسی کو ولایت بھیجنے کا مقصد کالج نے کبھی نہیں کیا ہے چونکہ پبلک کو آگاہ کرنا اور اصلی حالت کا انکشاف کرنا ضروری ہے۔ اسلئے امید ہے کہ آپ اس تحریر کو اپنے نامی اخبار میں جگہہ دیکر پبلک کو آگاہ فرمائینگے

راقم محمد مزمل اللہ خان قائم مقام آنریری سکریٹری علی گڈھ کالج

دیہاتی اور شہری زندگی پر ایک نظر

اس زمانہ میں جبکہ جملہ ضروریات زندگی کی گرانی ازمنہ ماضیہ کی نسبت انتہا درجہ کو پہنچی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور غریبوں یا متوسط الحال سفید پوشوں کا تو کیا ذکر ہے؟ اُن لوگوں کو بھی عزت کا تھامنا دشوار ہو رہا ہے جو امیر یا خوشحال کہلاتے ہیں۔ بہت کم مسئلے ایسے اہم ہونگے جتنا یہ سوال کہ زندگی کس قسم کی اور کیونکر بسر کرنی چاہیے۔ اصل میں یہ ایک طول طویل بحث اور نہایت غور طلب معاملہ ہے جسکے بہت سے پہلو گہری توجہ چاہتے ہیں۔ مگر میں یہاں صرف چند باتوں کا مختصراً ذکر کرونگا۔

اگلے وقتوں کے بڑے بوڑھوں سے ہم اکثر یہ سنتے ہیں۔ کہ کسی زمانہ میں دس پانچ روپے آمدنی والے بھی بڑے بڑے کنبوں کو پالتے تھے۔ خاصی خوشحالی سے بسر کرتے تھے اور اسی قلیل آمدنی میں شادی غمی کی زیر باریاں بھی بسہولت برداشت کر لیتے تھے اور اس کے بالمقابل آج یہ حال ہے کہ دس پانچ یا پندرہ بیس کس گنے؟ سو پچاس روپے ماہانہ پانے والے بھی اپنی ہی پوری نہیں ڈال سکتے چہ جائیکہ خاندان کی پرورش کریں۔ یا خویش واقربا سے کچھ سلوک کر سکیں۔ یہ بالکل سچ ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ اُن زمانوں کی ارزانی اور آج کل کی گرانی بھی اسکا ایک بڑا سبب ہے لیکن اس گرانی کا خاطر خواہ علاج تو اب قریباً ایک امر محال ہو گیا ہے اور اس نے خاصی پیچیدہ پالٹیکس کی سی شکل اختیار کر لی ہے جس پر بحث کرنا یہاں ہمارا مقصود نہیں۔ مدعا فقط یہ ہے کہ موجودہ مشکلات زندگی کے ہاں اور اُن کے اسباب پر غور کریں۔ مگر احاطہ اخلاق وتمدن کی حدود سے باہر قدم نہ رکھیں۔۔

جب ہم اس زمانہ کے لوگوں کی اخلاقی اور تمدنی حالت پر ایک غائر نظر ڈالتے ہیں تو ایک دو نہیں۔ دس پانچ نہیں بلکہ بیسیوں پچاسوں اور سینکڑوں باتیں ہمیں یہ ماننے پر مجبور کرتی ہیں کہ عسرت اور فلاکت کی ذمہ دار اتنی زمانۂ موجودہ کی گرانی نہیں جتنی کہ لوگوں کی اپنی غفلت۔ ناعاقبت اندیشی اور بے اعتدالی ہے اور اس قبیل کے تمام قومی عیوب ونقائص بلا شبہہ اخلاق وتمدن سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا اُن کا اور اُنکے بربادی بخش نتایج کا رفع دفع بھی سیاسی الجھنوں میں پڑے بغیر اخلاقی اور معاشرتی تدابیر سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور ہونا چاہیئے

ہمارے ہم وطنوں اور خصوصاً مسلمان بھائیوں میں ایک بڑا بھاری عیب یہ ہے کہ اول تو ضروری اور کام کی باتوں پر ایسی توجہ ہی نہیں کرتے جتنے کہ ہمہ وقت دلچسپ مشاغل کی جانب مایل رہتے ہیں۔ اور اگر انہیں مفید وضروری امور کا کچھ خیال ہوتا بھی ہے تو عارضی اور ادپرے دل سے یعنی توجہ۔ استقلال اور مستعدی ایسے اوصاف ہیں جو ہمارے افراد ملت میں بدقسمتی سے بہت ہی کم پائے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اخباروں رسالوں اور کتابوں میں ہمیشہ ہزارہا ایسی کام کی باتیں اور قیمتی خیالات پیش ہوتے رہتے ہیں جنمیں سے اگر دو چار کو بھی لوگ اپنی عملی زندگی میں محکم پکڑیں۔ تو سالوں کیا مہینوں بلکہ دنوں میں ہمارے بہت سے دلدر دور ہو جائیں مگر یہاں تو مصیبت یہ ہے کہ اصلاح وترقی کا خواہ کیسا ہی اعلیٰ اصول کوئی غمخوار ملت بتلانے پر لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی بنا ذونادر ہی پڑا کرتی ہیں۔ ورنہ اکثر کا تو یہی حال ہے کہ پڑھا اور طاق نسیاں پر دھر دیا جسسے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ملک اور قوم کو اس وقت نت نئی دل آویز داستانیں اور خوش آیند افسانے سنانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ برخلاف ازیں وہ اس امر کے سخت محتاج ہیں کہ کام کی باتیں بار بار اُن کے کانوں میں ڈالی جائیں۔ اور یہی خواہان ملت کسی طرح اُکتانے یا تھکنے کا نام نہ لیں تا وقتیکہ سہل انگار غفلت شعار پبلک بیدار وہوشیار ہو کر اپنی اصلاح حال کی جانب کما حقہ متوجہ نہ ہو جائے۔

یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں

اُن خرابیوں میں جو ہی زمانہ تنگدستی اور پریشان حالی کا بڑا موجب ہیں سب سے زیادہ خطرناک وتباہ کن خرابی یہ ہے کہ ہم لوگ سادہ زندگی بسر کرنے کے عادی نہیں رہے۔ تکلفات اور فضولیات نے ہماری بات بات میں دخل پا لیا ہے نتیجہ یہ کہ جن چیزوں پر قدرت نے مدار حیات رکھا ہے اُن پر اگر ایک پیسہ اُٹھتا ہے تو بالائی لوازمات پر کم از کم ایک آنہ۔ یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ زمانہ کی رفتار نے بہت سی فضولیات کو بھی ضروریات کا ایسا گہرا رنگ دیا ہے کہ اب اُن سے بچنا آسان کام نہیں رہا۔ لیکن کیا یہ شرم اور افسوس کا مقام نہیں۔ کہ ایکطرف تو گاڑھے پسینہ کی کمائی اُن چیزوں پر لٹائی اور برباد کیجائے جنکے بغیر بھی گذارہ ہو سکتا ہے اور دوسری طرف ضروریات کی بھی پوری نہ پڑتی ہو۔ یا قرض دام کا بار اور حفظ آبرو کا فکر آٹھ پہر سوہان روح بنا رہتا ہو۔ ہمارے ہی ہزاروں لاکھوں دیہاتی جو قصبوں اور قریوں میں رہتے ہیں۔ ہماری نسبت کہیں کمتر آمدنی میں اپنی گزران کر لیتے ہیں۔ اسکی وجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ اُن کی معاشرت میں تکلفات اور فضولیات کا داخل بہت ہی کم ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ پھر کیا سبب ہے کہ انمیں سے بھی اکثر آئے دن بربادی وفلاکت کا شکار ہوتے رہتے ہیں اور فکر معیشت سے کبھی انہیں چھٹکارہ نہیں ملتا۔ تو اسکے وجوہ کچھ اور ہیں۔ جنکی تشریح ایک الگ طویل بحث چاہتی ہے۔ مگر ہم اس جگہہ صرف اتنا اشارہ بتلائے دیتے ہیں۔ کہ اُنکی سادہ طرز کی معتدل زندگی کو اس بربادی وفلاکت سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اسکی ذمہ دار یا تو اُنکی کاہلی۔ دنا ہمتی اور جہالت ہے جو اُنہیں ضرورت وقت کی مناسب حال مستعدی ہوشمندی اور جفاکشی کی جانب مایل نہیں ہونے دیتی۔ یا وہ ناعاقبت اندیشی اور رسم پرستی ہے جو تولد یا شادی بیاہ کرنے کے خاص خاص موقعوں پر اپنے ہاتھوں اُن کی تباہی کا موجب ہوتی ہے اور کسی حد تک انقلاب زمانہ یعنی بعض قدرتی اور سیاسی اسباب کا بھی اسمیں دخل ہے۔ جو گویا اُنکے اختیار سے ہی باہر ہیں اور جنکی توسیع بھی اسوقت خارج از بحث ہے۔ اب اگر شہری اور دیہاتی وقصباتی دونوں قسم کے لوگوں کو کسی نہ کسی حد تک مبتلائے مشکلات مانا جائے تو خلاصہ کلام یہ ہوگا کہ اول الذکر لوگ تو اپنی تمدنی بے اعتدالیوں کا شکار ہوتے ہیں۔

اہل امر الذکر اپنی جہالت اور پست حوصلگی کے باعث فراغبالی و خوشحالی سے محروم رہتے ہیں۔ شہری اکثر و بیشتر کمانے کے ڈھنگ اور پیدا کرنے کے ہتھکنڈے تو جانتے ہیں اور اُن سے کم و بیش متمتع بھی ہوتے ہیں۔ مگر کمائی کو معتدل اور مناسب طور پر آل اندیشی کے ساتھ خرچ کرنا اور بچا کر اپنی عزت و حیثیت نباہنا یا بڑھانا نہیں جانتے۔ اور دیہاتی صرف ضروریات زندگی پر قناعت کرکے چلن سے چلنا جانتے ہیں۔ لیکن بوجہ جہالت اتفاقی زیر باریوں سے نہیں بچ سکتے۔ اور ایسے اسباب حیثیت کو اولوالعزمی و ہوشیاری کے ساتھ ترقی دینے سے عاری ہیں۔ اگر شہری لوگ میانہ روی اختیار کریں اور زمانہ حال کی فضولیات سے حتے الامکان مجتنب رہیں تو یقیناً اپنی کمائی کا بڑا معقول حصہ پس انداز کر سکتے ہیں۔ جو زندگی کی کشمکش میں ان کو بہت سی مشکلات۔ تکلیفوں اور بے آبروئی سے بچا سکتا اور دین و دنیا کی بہتری و برکات کا موجب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دیہاتی اور قصباتی لوگ معتدل زندگی بسر کرنے کے ساتھ ہی اگر رفتار زمانہ کا ساتھ دیتے ہوئے تھوڑی سی معاشی اولوالعزمی بھی اختیار کر لیں یعنے خواب غفلت سے جاگیں۔ اپنی وجوہ معاش کو ترقی دینے کیلئے ہاتھ پاؤں ہلائیں اور تباہ کن رسوم کو جو عقلاً یا مذہباً کسی طرح بھی جائز و مستحسن نہیں یکلخت خیرباد کہدیں تو غیر ممکن ہے کہ اسی طرح مشکلات کے دلدل میں پھنسے رہیں جیسے کہ اب پھنسے ہوئے ہیں۔

خاصکر مسلمانوں کی نسبت تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اُن میں جفاکشی بالکل نہیں رہی اور یہی بڑی بھاری بلکہ خطرناک کمی ہے جنہیں بہت سے احکام مذہبی کی بجا آوری سے روکتی ہے۔ یہی اُن کو اولوالعزمی اور خواہش ترقی سے باز رکھتی یہی اُن کو بیدرد ظالم کا ہو ہمیشہ سعی و جانفشانی کی زحمت سے ڈراتی ہے۔ یہی انہیں تن آسانی کی میٹھی میٹھی لوریاں دیکر خواب غفلت میں سلاتی اور ادبار و نحوست کے تاریک و پرخطر گڑھوں میں دھکیلتی ہے۔ ایک شخص اعمال حسنہ میں قاصر رہتا ہے۔ ایک شہوات کا خوگر ہو کر سفلی خواہشات کے جوش میں اپنے نفس سرکش کا مقابلہ مردانہ وار نہیں کر سکتا۔ ایک اور نفس آنی اور فانی لذات کا بندہ بنکر حلال و حرام کی تمیز اٹھا دیتا اور بالآخر جیتے جی کا جہنم بھی خرید تا۔ اور اپنی عاقبت بھی خراب کرتا گویا خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ ایک علامۂ روزگار ہے کہ باہمہ تبحر و فضیلت نہ عمل کی توفیق و ہمت رکھتا ہے نہ دوسروں کے لئے اعلی درجہ کی متقیانہ زندگی کا نمونہ بن کر کوئی حقیقی فیض پہنچا سکتا ہے۔ ایک نہایت قابل و ماہر ہنرمند ہے کہ محض بوجہ سستی و دون ہمتی کے نہ اپنے جوہر دکھاتا ہے نہ خلق اللہ کو کچھ نفع پہنچا سکتا ہے۔ ایک نہایت عالی دماغ بیدار مغز اور ذہین و طباع تعلیم یافتہ نوجوان ہے کہ دماغ کی کوٹھڑی میں اُسنے بڑی بڑی مفید و قیمتی معلومات کے قابل قدر ذخایر بند کر رکھے ہیں مگر عملی زندگی میں ان سے نہ آپ متمتع ہوتا ہے نہ دوسروں کو مستفید ہونے دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام تباہ کاری و نحوست کے کرشمے کیا ہیں۔ اصل میں وہی عادت جفاکشی کا فقدان ہی تو ہے۔ اس تحسن و ناشدنی کاہلی و تن آسانی کو یکلخت چھوڑ دو۔ قدرت کے بیش بہا عطیات یعنے اپنی دماغی و جسمانی قوتوں نیز اپنی تمام کسبی قابلیتوں سے کام لو۔ زندگی کو اپنے اور دوسروں کے واسطے مفید بناؤ۔ ایک متقی مومن کی طرح نہایت محتاط ہوشمندانہ اور مستعدانہ زندگی بسر کرو پھر دیکھو کیونکر تمہارے دن نہیں پھرتے اور کس طرح قوم کی بگڑی نہیں بنتی۔

شہری اور قصباتی بھائیو! آؤ سب مل کر ہوش و خرد سے کام لیں۔ اور خدا ئے قادر کریم کی کارسازی پر بھروسہ کرکے اعتدال کی صراط مستقیم پر قدم ماریں۔ شہری جو بے اعتدالی و اسراف کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں۔ وہ دیہاتی و قصباتی بھائیوں سے سبق لیکر اپنی مسرفانہ عادات اور تمدنی فضولیات کی تعدیل و اصلاح کریں۔ دوسری طرف جو لوگ غفلت و جہالت رسم پرستی اور دون ہمتی کے مہیب سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ مہذب شہریوں کی مدد سے علم اور ہوشمندی کی روشنی میں ہاتھ پاؤں ماریں۔ اور اس سمندر سے نکلکر اپنی حالت سنوارنے میں ساعی ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جفاکشی کے زرین اصول کو دونوں کسی حال میں ہاتھ سے نہ دیں۔ یعنے نہ شہری بھائی کفایت شعاری اور سادہ زندگی کی عادات اختیار کر لینے پر رفتار زمانہ کے مناسب حال تدابیر ترقی سے ہمت ہار کے بیٹھیں۔ اور نہ دیہاتی و قصباتی لوگ لوازمات شایستگی سے آگاہ و بہرہ مند ہو کر فضولیات کی طرف مایل ہوں۔ پھر زندگی کی کٹھن اور سنگلاخ راہوں میں "دو دل یک شود بشکند کوہ را" کا تماشا دیکھیں *

راقم ایک قصباتی نم الشہری

قطعہ تاریخ

مولوی محمد زین الحق عرف چھوٹو میاں صاحب عباسی احمد آبادی کی تاریخ انتقال کے متعلق شمس العلماء مولوی محمد یوسف صاحب جعفری رنجور تخلص (جیف مولوی بورڈ آف اگزامنرس کلکتہ نے دو مادہ تاریخ ایک ہجری اور دوسرا عیسوی نظم کرکے کسی دوست کو بھیجے تھے شمس العلماء نے اس رنجوری میں جو صحیح الفکری دکھلائی ہے۔ امید کہ ناظرین اسکو پڑھکر مسرور ہونگے۔ ہ

در لغا کہ شد مولوی زین حق ⁂ رواں زین جہاں سوئے ملک عدم
چو رنجور پرسید سال وفات ⁂ دلش گفت "افسوس واندوہ و غم"
۱۳۲۵ھ

ولہ

مولوی زین حق از اں خود را داغ ہجر ⁂ داد و زیر خاک خفت۔ اے واد ریغا حسرتاہ
چوں پئے سال مسیحی کردم اے رنجور فکر ⁂ ہاتف ضمیم بگفت۔ اے واد ریغا حسرتاہ
۱۹۰۷ء

نزلہ بر عضو ضعیف مے ریزد

گورنمنٹ سکول ہوشیارپور کے ہیڈ ماسٹر لالہ دام ناتھ صاحب کے ہاتھوں سے مسلمان بورڈروں کی چیخ و پکار کی درد بھری آواز سن کر جو کسی ہمدرد نے آپکے معزز اخبار وکیل میں اظہار ہمدردی کیا ہے تو ہیڈ ماسٹر صاحب بجائے اس کے کہ ٹھنڈے دل کے ساتھ اس شکایت پر توجہ فرما کر انصاف کی نظر سے اُن تکالیف کا انسداد فرماتے۔ الٹا بورڈروں کے درپئے مخاصمت ہو گئے۔ اور بعض بورڈروں پر اس مضمون دینے کا شبہہ کرکے اُن کو سزا دینے کے شرمناک بہانے ڈھونڈنے لگے۔

یک نہ شد دو شد

ایک مکان کی تنگی کی تکلیف تو بیچارے بھگت ہی رہے تھے۔ دوسرا اسپر ہیڈ ماسٹر صاحب کے تازہ غصہ کا اور اضافہ ہو گیا۔ ع

سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا

یا الہ العالمین! مسلمانوں کو کسی جگہ آرام بھی ہے یا نہیں۔ آرام کیونکر ملے مجرم جو ہو رہے ہیں۔ ایک تو مسلمان دوسرا جرم یہ کہ ہندوؤں کی پٹیشن میں ساتھ نہیں دیا۔ اور زیادہ جرم یہ کہ گورنمنٹ کے نزدیک وفادار کیوں قرار پائے۔ گورنمنٹ کے مقابل تو کچھ پیش نہیں جاتی۔ ع نزلہ بر عضو ضعیف مے ریزد طرح طرح سے مسلمانوں پر دانت پیسے جاتے ہیں مگر ستم پیشہ یاران طریقت یہ یاد رکھیں اور بخوبی یاد رکھیں کہ مسلمان آپکی تمام ایذا رسانیوں کو سہے جائینگے لیکن اپنی گورنمنٹ کے خلاف آپ کے ہمخیال اور شامل ہرگز نہیں ہونگے۔

انجمن الفرض کا ڈیپوٹیشن

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب السلیم
انجمن الفرض علیگڈھ کا ڈیپوٹیشن یکم ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہوشنگ آباد پہنچا ہم لوگ جناب مولوی محمد حسین خان صاحب تحصیلدار ہوشنگ آباد کے مہمان ہوئے۔ اتفاق سے جس روز ہم لوگ ہوشنگ آباد پہنچے۔ اسی روز وہاں کے لوکل مدرسہ کے واسطے چندہ کی ایک میٹنگ تھی جس کے باعث ہماری انجمن کو بہت کم چندہ وصول ہوا۔ یعنے صرف چند اصحاب سے مبلغ [illegible] روپیہ نقد وصول ہوئے۔ اور مبلغ [illegible] روپے کا وعدہ ہوا۔

چونکہ زیادہ چندہ کی وہاں مطلق امید نہ تھی اسلئے صرف [illegible] روز وہاں قیام کرکے قصبہ برہانپور کو ڈیپوٹیشن روانہ ہوا۔ لیکن قبل اسکے کہ برہانپور کا حال تحریر کیا جائے۔ یہ نامناسب ہوگا اگر ان صاحبان کا جن سے ہوشنگ آباد میں ہم لوگوں کو مدد پہنچی شکریہ نہ ادا کیا جاوے۔ سب سے پہلے ہم لوگ جناب سید مہدی حسن صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا جو کہ ہمارے کالج کے ٹرسٹی بھی ہیں۔ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ جناب تحصیلدار صاحب کی مہمان نوازی اور خوش خلقی کے شکر گذار ہیں۔ ہم لوگ ۷ ستمبر کی شام کو برہانپور پہنچے اور جناب قاضی محمد محب الرحمن صاحب آنریری مجسٹریٹ کے ہاں مقیم ہوئے۔ قاضی صاحب موصوف کے ہاں اسی زمانہ میں ایک شادی کی تقریب تھی جس کی وجہ سے قاضی صاحب موصوف کو مطلق فرصت نہ تھی۔ اور اسی وجہ سے ہم لوگ دو روز کچھ زیادہ کام نہ کر سکے۔ لیکن دو روز بعد جب قاضی صاحب کو تھوڑی سی فرصت ملی تو صاحب موصوف نے وصولیابی چندہ کی سعی و کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ہم لوگوں کے ساتھ دروازہ گردی میں برابر شریک رہے۔ اور ہر طرح کی تکلیف گوارا فرمائی۔ اگرچہ یہاں رقم کثیر وصول نہوئی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ یہاں کے بہت سے اشخاص کے شکوک رفع ہو گئے۔ ہم لوگ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب تحصیلدار کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے باوجود برہانپور سے تبادلہ ہو جانے کے ہم لوگوں کی بہت کچھ امداد فرمائی۔ اسکے ساتھ ہی ہم اپنے کالج کے ایک موجودہ طالبعلم سید عبد القادر صاحب کا جو قصبہ مذکور کے باشندے ہیں ہر طرح کی تعریف مدح کے بعد شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمارے مکرم دوست ہر وقت ہم لوگوں کے ساتھ موجود رہے اور ہر طرح کی امداد جو ان کے امکان میں تھی فرمائی۔ ہم اپنے کالج کے ہر ایک طالبعلم سے ایسی ہی امید رکھتے ہیں۔ آخر میں ہم لوگ ایک مرتبہ اور قاضی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کیا بلحاظ مہمان نوازی اور کیا بلحاظ دیگر امور ہم لوگوں کی ہر طرح امداد فرمائی جزاک اللہ فی الدارین خیرا

ہوشنگ آباد اور قصبہ برہانپور کے چندہ کی فہرست ذیل میں درج ہے۔ ہم لوگ بہت مشکور ہوں گے۔ اگر کوئی صاحب کسی قسم کی غلطی سے جو رقم وغیرہ کے متعلق سہواً رہ گئی ہو۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نائب امین انجمن الفرض کو یا مجھے براہ عنایت مطلع فرمائیں گے تاکہ مکمل فہرست شائع ہونے کے وقت اسکی درستی کردیجائے۔

نیازمند عزیز الدین احمد بلگرامی سکریٹری سنٹرل براد لنسز ڈیپوٹیشن۔

نمبر شمار	اسمارگرامی چندہ دہندگان	رقم چندہ	نمبر شمار	اسمارگرامی چندہ دہندگان	رقم چندہ
	از ہوشنگ آباد		۴	منشی محمد فاضل صاحب رئیس	صہ ر
۱	سید مہدی حسن صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	[illegible]	۵	محمد عبد الکریم صاحب وکیل	عا ر
۲	راجہ کامران شاہ صاحب	عہ ر	۶	منظور احمد صاحب منیجر کورٹ آف وارڈ	صہ ر
۳	مصباح العثمان صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	[illegible]	۷	آرکے چندورکر سول جج	عا ر

نمبر شمار	اسمار چندہ دہندگان	رقم چندہ
۸	مسٹر ڈی پی مورن ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	صہ ر
۹	مسٹر گوبند پرشاد وکیل	عا و عہ
۱۰	مسٹر جے پی سر وکیل	عسہ
۱۱	منشی رام نراین وکیل	عہ ر
۱۲	مسٹر باسو بیرسٹر ایٹ لا	عا ر
۱۳	مسٹر ایم گپتا بیرسٹر ایٹ لا	عسہ
۱۴	مولوی محمد حسین صاحب تحصیلدار	عہ ر
۱۵	منشی سید اسحاق صاحب سب انسپکٹر پولیس	عسہ وعدہ
	کل میزان	[illegible]
	رقم وصول شدہ	[illegible]
	موعودہ	[illegible]
	از قصبہ برہانپور	
۱	عبد الحنان صاحب	عا ر
۲	محمد انوار صاحب	[illegible]
۳	منشی علاء الدین قادر صاحب	عا ر وعدہ
۴	مولوی عبد الغفور صاحب	[illegible]
۵	منشی احمد خان صاحب گنج بازار	[illegible]
۶	سید نقی رضا صاحب رئیس	[illegible]
۷	حافظ عبد و سیٹھ	عا وعدہ
۸	حافظ بسم اللہ بیگ صاحب	[illegible]
۹	میر قسمت علی خان صاحب	[illegible]
۱۰	مولوی حبیب اللہ خان صاحب وکیل	[illegible]

نمبر شمار	اسمار چندہ دہندگان	رقم چندہ
۱۱	مسٹر گنگا دھر گنیش گوکھلے وکیل	صہ ر
۱۲	سیٹھ غلام محی الدین صاحب	صہ ر
۱۳	سیٹھ لالجی وبالداس بھگت	[illegible]
۱۴	منشی نراین راؤ صاحب آنریری مجسٹریٹ	عا ر
۱۵	منشی بہاری لال صاحب نائب تحصیلدار	عا ر
۱۶	منشی بادھو پرشاد صاحب سکریٹری برہانپور میونسپلٹی	عا ر
۱۷	جناب ملا امداد علی صاحب	[illegible]
۱۸	منشی محمد یعقوب صاحب تحصیلدار برہانپور	عسہ
۱۹	بھائی میاں صاحب قبل بہادر پور	عا
۲۰	سید عابد علی صاحب بہادر پور رئیس	[illegible]
۲۱	میسرز محمد العلی منور علی صاحبان سوداگران	صہ وعدہ
۲۲	جناب قاضی محب الرحمن صاحب آنریری مجسٹریٹ برہانپور	صہ ر
۲۳	قاضی محمد عنایت الرحمن صاحب	صہ ر
۲۴	قاضی محمد فیض الرحمن صاحب پسران خان بہادر قاضی سراج الرحمن صاحب مرحوم	[illegible] وعدہ
۲۵	گلاب خاں فتح محمد خان صاحب مستری	عہ ر
۲۶	سیٹھ چاند خان صاحب	عہ ر
۲۷	چودہری عبد الکریم صاحب	صہ ر
	میزان الکل	[illegible]
	رقم وصول شدہ [illegible] ۔ موعودہ [illegible]	

منقولات

نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی

یہ صاحب جنہیں سٹر مارلی نے انڈیا کونسل کا ممبر مقرر کیا ہے رکن میں آجکل خاص شہرت رکھتے ہیں

اور کئی سال تک ریاست حیدرآباد میں پرائیویٹ سکریٹری ہز ہائینس نظام دکن بعہدۂ ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم ریاست حیدرآباد کے معزز اور ذمہ دارانہ عہدوں پر ممتاز رہ چکے ہیں۔ اور امید ہے کہ دیسی ریاستوں کے اندرونی معاملات کا وسیع تجربہ انڈیا کونسل میں ان کو بہت مدد دیگا

نواب صاحب کا خاندان سب سے پہلے ۱۲۴۰ھ میں ہندوستان میں آکر ضلع ہردوئی کے بلگرام میں آباد ہوا۔ اور وہاں کے حکمران کو جو ایک معمولی درجہ کا راجہ تھا۔ وہاں سے نکال باہر کیا۔

اس خاندان میں سب سے پہلے نواب صاحب کے دادا کو گورنمنٹ برطانیہ کے ہاں ملازمت حاصل کرنیکا موقع ملا۔ آپ کی زندگی کا اکثر حصہ کلکتہ میں بسر ہوا اور وہیں اُن کی تمام اولاد پیدا ہوئی۔ آخر عمر میں وہ حضور گورنر جنرل کے دربار میں اپنے صوبہ کی طرف سے قایم مقام مقرر ہوئے۔ اور یہ وہ وقت تھا جبکہ ہز ہائینس نظام حیدرآباد کی طرف سے سیر عالم بھی اسی منصب پر مامور ہوا۔

نواب صاحب کے والد ماجد اور چچا دونوں نے کلکتہ کے مدرسہ کالج میں جس کی وارن ہیسٹنگز نے بنا ڈالی تھی تعلیم حاصل کی۔ یہ دونوں ہندوستان کے ان پہلے مسلمانوں میں ہیں جنہوں نے علوم شرقی کی تحصیل کے بعد انگریزی کی بھی باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہوکر کالج سے نکلنے کے بعد اُن کے چچا کو لارڈ ولیم بنٹنک نے اپنا اٹالیک تک اور السنہ شرقیہ کا ترجمان مقرر کرلیا اور بعد میں اپنا پولیٹیکل ایجنٹ مقرر کرکے امیر سندھ کے دربار میں بھیجا کیونکہ وہ اسوقت تک کسی انگریز کو اپنے دربار میں گھسنے نہ دیتا تھا۔ وہاں دریائے سندھ کی جہاز رانی کی نگرانی کا کام بھی اُن کے سپرد ہوا۔ بعد میں وہ صوبۂ بہار کے ڈپٹی کلکٹر وافسر بندوبست مقرر ہوئے اور عمر کے بعد تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ وہ ہندوستان کے بالکل ابتدائی سویلین حکام میں سے تھے۔ اور ضلع چوبیس پرگنہ میں لفٹننٹی کے زمانہ میں وہ مرتبہ بنگال کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔ بغاوت کے ایام میں ارہ گیریزن کے بہادروں میں یہ بھی شامل تھے جنکا مکان اور مال اسباب باغیوں نے لوٹ لیا تھا۔

نواب صاحب کے والد ماجد ۱۸۴۰ء کے قریب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری وڈپٹی مجسٹریٹی پر مامور ہوئے اور ۱۸۵۸ء تک جبکہ وہ سرکاری خدمت سے سبکدوش ہوئے۔ صوبۂ بنگال وبہار کے مختلف اضلاع میں نہایت قابلیت کے کار منصبی انجام دیتے رہے۔

نواب عماد الملک بہادر ۱۸۴۴ء میں بمقام گیا پیدا ہوئے۔ چودہ پندرہ برس کی عمر تک مکان پر ہی اُن کی فارسی وعربی کی تعلیم ہوتی رہی۔ ازاں بعد وہ اول بھاگلپور پھر پٹنہ اور آخر کلکتہ کے سرکاری مدارس میں تعلیم پاتے رہے۔ اُنہوں نے پریزیڈنسی کالج سے ۱۸۶۱ء میں امتحان میٹرکیولیشن پاس کیا اور ۱۸۶۶ء میں نہایت امتیاز کے ساتھ بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اگرچہ اُن کے والد کی خواہش تھی کہ وہ بھی اگزیکیٹو سروس میں داخل ہوں لیکن اپنی تعلیم جاری رکھنے کے خیال سے نواب عماد الملک بہادر نے تعلیمی سلسلہ کو پسند کیا اور کینگ کالج لکھنؤ میں پروفیسر عربی مقرر ہوئے۔

جب سر سالار جنگ اعظم ۱۸۷۲ء میں بمقام لکھنؤ تشریف لائے تو جنرل بیریڈ نے نواب عماد الملک کو اُن کی خدمت میں پیش کیا جس سے اُن کو اس دوراندیش مدبر سے دیر تک گفتگو کرنیکا موقع ملا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سر سالار نے اُنہیں ریاست میں ملازمت دینے کی خواہش ظاہر کی۔ اور جلدی بلانے کا وعدہ کیا۔ آخر وہ سر سالار کے ہمراہ جون ۱۸۷۳ء میں حیدرآباد پہنچ کر اُن کے پرسنل اسسٹنٹ مقرر ہوئے۔ اور سر سالار کے انگلستان سے واپس آنے یعنی ۱۸۷۶ء تک اسی عہدہ پر مامور رہے۔ اسکے بعد وہ مدت تک اُن کے پرائیویٹ سکریٹری نیز سکریٹری صیغہ متفرقات رہے۔ آخر جب ہز ہائینس نظام حیدرآباد تخت نشین ہوکر تو اُن کے پرائیویٹ سکریٹری کا ممتاز منصب اُن کے سپرد ہوا۔ نیز علی یار خان بہادر مؤتمن جنگ کا خطاب مرحمت ہوا۔ اسکے بعد حسن خدمات کے صلہ میں سرکار عالی نے اُنہیں اول عماد الدولہ اور پھر عماد الملک کا خطاب دیا۔

لارڈ کرزن نے اُنہیں یونیورسٹیز کمیشن کا ممبر نامزد کیا اور اسکے متعلق اُنہوں نے ایسی عمدہ قابلیت دکھلائی کہ یونیورسٹی بل کے پاس ہونے پر وہ وائسرائے کی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔ گویا کہ سرکاری طور سے اعلی تعلیمی مسایل پر اُن کی رائے کے نہایت مستند ہونے کا اعتراف کیا گیا۔ جن جن اعلے مناصب پر وہ وقتاً فوقتاً ممتاز رہے اُن میں اُنہوں نے ہمیشہ خلوص نیت اور اعلے کیریکٹر کا اظہار کیا۔ اور دربار مصالحت کے اجرا میں ایسی قابلیت دکھائی جسکی ایک دیسی ریاست کے اہلکار سے بہت کم امید ہوسکتی ہے۔ (ماخوذ از پایونیر وسول اینڈ ملٹری گزٹ)

اسلامی دنیا

فہرست زرچندۂ حجاز ریلوے

	پائی	آنہ	روپیہ
میزان لغایت اخبار وکیل مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۰ء	۳	۷	۲۰۰۳۶
حکیم سید محمد عبد الکریم صاحب سوداگر کاشانی ضلع منانگھر (بنگال)	.	.	۱
معرفت سید جعفر شاہ صاحب پیرمنشی پلٹن نمبر ۱۲۱ کلکتہ مفصل کمیٹی بتفصیل ذیل:۔ جناب احمد دین صاحب خلف حافظ کریم بخش صاحب عرف للی ماسٹر ٹیلر پلٹن نمبر ۱۲۱۔ صہ۔ حاجی عبد اللہ صاحب ملازم بکلی پلٹن نمبر ۱۲۱۔ عا۔ شیخ محمد اسمعیل صاحب عہ۔ شیخ رحمۃ اللہ صاحب عہ۔ شمس الدین صاحب عہ۔ شیخ عبد اللہ صاحب عہ۔ شیخ کلن صاحب عہ۔ شیخ سلطان صاحب عہ۔ اللہ داد صاحب عہ۔ رحمت خان صاحب عہ۔ اللہ دیا عہ۔ الٰہی بخش عہ۔ حاجی نادر بخش صاحب دہوبی ...... عہ۔ کریم بخش صاحب دہوبی جمعدار ... عما۔ رحیم بخش ۸۔ مولا بخش صاحب عہ۔ بہاڑی عہ۔ محبوب عہ۔ کلن عہ۔ حمن عہ۔ مولا بخش ۴۔ ابراہیم ۴۔ شیخ عبد اللہ صاحب عا۔ فضل دین صاحب بہشتی عا۔ سراج الدین جاروب کش ۸۔ نواب الدین جاروب کش ۸۔ پیر بخش ۸۔ محمد علی ۸۔ کاکا ۴۔ محمد امین عہ۔ اللہ رکہا ۸۔ شہاب الدین عہ۔ جمعدار دہوبیان ملازم پلٹن نمبر ۱۲۱ ۴۔ کلو مٹہائی والہ ۸۔ گھسیٹا دودھ والہ ۲۔ جیونا حجام ۴۔ عظیم حجام ۴۔ ربلی محمد حجام ۴۔ نور محمد حجام ۴۔ میزان عمہ ۱۰		۱۰	۲۰
معرفت منشی برکت علی صاحب قصوری کلرک پلٹن نمبر ۲۱ پنجاب جہلم بتفصیل ذیل حمعدار الہ داد خان صاحب ۱۲؍ نامعلوم الاسم ۴؍ میزان صہ			۵
میزان کل ؏	۳	۱	۲۰۰۸۳

؏ جن میں سے معرفت محمد الیاس ..... (۶ پیسہ آنے ۔ ۱۸۷۴۴ روپیہ) مذبو نیشل بینک روانہ دار السعادۃ ہو چکے ہیں

اخبار رانگ پوسٹ کا نامہ نگار پایتخت جرمنی سے لکہتا ہے کہ جرمن اناطولیہ ریلوے کمپنی نے

وادی قونیہ واقع ایشیائے کوچک سے پانی خشک کرکے اسے قابل زراعت بنانے کا ٹہیکہ گورنمنٹ ٹرکی سے حاصل کیا ہے امید ہے کہ اس طرح ۲ لاکہہ ۶۰ ہزار ایکڑ بنجر زمین گیہوں کی کاشت کے قابل ہو جائیگی۔

امروہہ سے ایک نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بہی وہاں جناب حکیم عبد الصمد و حکیم اسرار الحق و فضل احمد نظامی صاحبان کی کوشش اور سرگرمی سے گذشتہ جمعرات کو جبہ شریف کی مجلس نہایت رونق سے منعقد ہوئی۔

لاہور و دیگر مقامات میں کوئی صاحب "بیت المال فنڈ" کے لئے علی گڈھ کالج کے نام سے عام مسلمانوں اور خصوصاً سابق طلبائے کالج سے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ اور اسکی غرض یہ بتاتے ہیں کہ اس سے طلباء کو وظائف دیکر تحصیل تعلیم کے لئے ولایت بہیجا جائیگا اسکے متعلق بعض اخبارات میں شک ظاہر کیا گیا تہا کہ آیا یہ فنڈ واقعی علی گڈھ کالج سے تعلق رکہتا ہے۔ اسکے جواب میں خان بہادر محمد مزمل اللہ خان صاحب قایم مقام آنریری سکرٹری عوام کو اطلاع دیتے ہیں کہ نہ کالج کی طرف سے کوئی ایسا فنڈ قایم کیا گیا ہے اور نہ کوئی شخص تحصیل چندہ کے لئے مقرر ہوا ہے۔ پبلک خبردار رہے۔

محلہ ستہان حویلی بہاولپور یاں لاہور میں میاں الٰہی بخش خان صاحب جو مرحوم نواب سعادت یار خان سابق نواب صاحب ریاست بہاولپور کے خسر تھے۔ ۲۶ اگست کو ۶۵ سال کی عمر میں بعارضہ سل انتقال کیا۔

حضور نظام حیدرآباد خلد اللہ ملکہ کے شکوئے معلی میں شہزادہ کے تولد پر ارکان ندوۃ العلماء لکہنؤ نے تہنیت کا تار روانہ کیا تہا۔ جس کا صاحب ممدوح نے بذریعہ تار شکریہ ادا کیا

نواب محسن الملک بہادر نے بمبئی سے آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن کے ممبروں کے نام ایک گشتی چٹہی ارسال کرکے ان سے درخواست کی ہے۔ کہ تمام ممبروں کی طرف سے بحیثیت مجموعی حضور وایسرائے کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا جائے جو انہوں نے ڈیپوٹیشن مذکور کی معروضات پر توجہ فرمانے میں ظاہر کی ہے جیسا کہ گورنمنٹ ہند کی اصلاحی تجاویز کی اشاعت سے ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ مظفر الدین صاحب کوتوال کراچی عارضی طور پر وہیں کے سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے ہیں

حضور نظام حیدرآباد خلد اللہ ملکہ نے انجمن ترقی اردو حیدرآباد کا سرپرست ہونا منظور فرمایا ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ ۴ ستمبر کو جناب مولوی سید علن صاحب مجتہد لکہنؤ نے اس دنیا سے انتقال فرمایا

اخبار صباح رقمطراز ہے کہ دولتلو طرخان پاشا نے جو ہیگ کانفرنس میں سلطنت عثمانیہ کی طرف سے بطور نایب شریک ہوئے تہے ۱۶ اگست کو ہالینڈ کے بعض امراء و حکام اور دیگر نمایاں شریک کانفرنس کو ایک نہایت شاندار اور پرتکلف ڈنر دیا۔

بقول اخبار الوقت باکو کے ایک فیاض دولتمند مسلمان حاجی ہاشموف نامی نے وہاں مسلمانوں کے لئے ایک عظیم الشان شفاخانہ کی بنیاد ڈالی ہے جسکی تعمیر پر ۵ لاکہہ روبل صرف ہونگے اور یورپ کے اعلیٰ ترین شفاخانوں کے نمونہ پر ہوگا۔

جزیرۂ جاوا کے نامور عالم مفتی عبد اللہ زداری اور عثمان آفندی رافت مصری نے سنگہاپور میں ایک اسلامی مدرسہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ جس سے امید ہے کہ جزیرۂ مذکور کے مسلمانوں میں علمی بیداری پیدا ہوگی۔

دولت عثمانیہ کی طرف سے عنقریب ایک علمی ڈیپوٹیشن طرابلس اور بنغازی کی حدود پر جغرافی تحقیقات کے لئے روانہ کیا جائیگا۔

ممالکِ غیر

شاہ انام نے تخت سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے ہشت سالہ لڑکے کو جانشین کیا ہے۔

قطب شمالی کی تحقیقات کے لئے جو انگلو امریکن مہم روانہ ہوئی تھی۔ اُسکے جہاز کے بمقام ہونٹ انگیشز تباہ ہو جانیکی خبر پہنچی ہے۔ اندیشہ تھا کہ کپتان لڈسن اور امریکن سائینسدان لیفنگ ویل نامی جن کا اس سفینہ سے کچھ پتہ نہیں رہا ہی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مگر کپتان مذکور صحیح سلامت واپس آگیا ہے۔

روس کے صوبہ والگا میں ہیضہ کا بہت زور ہے۔ پایہ تخت روس کو محفوظ رکھنے کی تدابیر کی جا رہی ہیں

ڈبلن میں موم رول کی ایک نمائش کے اثنا میں مسٹر ریڈمنڈ نے کہا کہ اہل آئرلینڈ اصلاحی تجاویز کو اس وقت تک منظور نہ کرینگے جب تک کہ انہیں خود قوانین وضع کرنے اور صادر کرنیکا اختیار نہ دیا جائیگا۔ یہ بھی کہا کہ آئرلینڈ کی رعایا کا بیشتر حصہ اسوقت سلطنت برطانیہ سے بالکل ناراض اور اُسکے مخالف ہے اور چاہیے کہ سلیف گورنمنٹ حاصل کرنے کے لئے زندگی کی بھی ہستی کی جانے کیونکہ اہل برطانیہ اسکے مخالف نہیں ہیں۔

کہتے ہیں کہ تمام ممالک سے فرانس کی پارلیمنٹ پر سب سے زیادہ یعنی ۲۵ لاکھ پونڈ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اسکے کل ممبر ۸۸۴ ہیں۔ اور ہر ایک ممبر کو ۴ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔

امریکہ کے شہر نیو یارک کی آبادی اس سرعت سے بڑھ رہی ہے کہ خیال ہے سنہ ۱۹۲۰ء میں ایک کروڑ تک پہنچ جائیگی۔

ریوٹر ۹ ستمبر کو نارمن باڈ سے تار دیتا ہے کہ انگریزی روسی عہد نامہ کی بابت فی الحال اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ اس سے کسی غیر سلطنت کو کسی قسم کا اندیشہ کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے روس و انگلستان کی پرانی غلط فہمیوں کا بوجہ احسن تدارک ہوگا۔ اور دنیا کا امن و امان پہلے سے زیادہ محفوظ ہو جائیگا۔

پریزیڈنٹ روز ویلٹ نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے۔ کہ بحر ظلمات کا بیڑا بحر الکاہل کو صرف اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ تصویرت جنگ بیڑوں کو ادہر ادہر منتقل کر سکنے کا اندازہ ہو سکے۔ اسکے بعد بیڑا اپنے اصلی مقام کو واپس آجائیگا۔

ریاست واشنگٹن کے مقام بلنگہم کے پیغام تار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ۵ ستمبر کی شبکو پانچ پانچ سو آدمیوں کی جماعتوں نے ہندوستانی تارکان وطن کے جھونپڑوں پر حملہ کر کے اُن کے دروازے توڑ ڈالے کئی ایک کو سخت زخمی کیا۔ اور سات آٹھ سو کو برٹش کولمبیا کی سرحد کی طرف بھگا دیا منی صحت کی ناقوی ہتیان کے علاوہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ انکی وجہ سے کارخانوں میں سفید رنگ مزدوروں کو جگہہ نہیں ملتی۔

حضور ملک معظم تبدیل آب وہوا کے بعد مارین باڈ سے ۶ ستمبر کو روانہ ہوکر دوسرے روز رونق افروز لنڈن ہوئے۔

امریکہ کی ایک مشنری سوسائیٹی نے مذہبی امداد کے اندازہ کا ایک نیا طریقہ نکالا ہے مثلاً جو شخص ایک ڈالر دے اُسنے گویا ایک فٹ۔ اور جو تین ڈالر دے اُسنے ایک گز مدد دی۔ قومی امداد کے اس انوکھے طریقہ سے سنا ہے کہ ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔

ریوٹر کا پیغام تار مورخہ ۷ ستمبر مظہر ہے کہ چین کے ضلع فونگ شانگ میں بغاوت برپا ہو گئی ہے۔ باغیوں نے مقام یوآن سنؤ کے مجسٹریٹ کو معہ اُسکے اہل وعیال کے ہلاک کر ڈالا۔ اور اُسکے مکان کو تباہ کر دیا۔ سرکاری سپاہ موقع واردات پر روانہ کی گئی ہے۔

شکاگو مینا پولس ایکسپریس کو بمقام مورس سخت حادثہ پیش آیا جس سے ۱۱ آدمی ہلاک اور

۷ ستمبر کی خبر ہے کہ جن ہندوستانی تارکان وطن پر امریکہ کی ریاست واشنگٹن میں حملہ کیا گیا تھا اُن کو پہرہ ملازم رکھ لیا گیا اور حفاظت کا یقین دلایا گیا ہے۔ مگر وہ زیادہ تکلیف کے اندیشہ سے وین کوور کو جا رہے ہیں۔ اور اپنا حساب بیباق کرا رہے ہیں۔

کیونارڈ کمپنی کے جدید جہاز لوسیٹانہ نامی کے جہازی سفر شروع کرنے کے وقت ایک لاکھ کے قریب تماشبین دریائے مرسی کے کنارہ پر موجود تھے۔ یہ تمام دنیا میں عظیم ترین جہاز ہے۔ اور اسکی رفتار فی گھنٹہ ۲۵½ میل ہے۔

انگلستان کی تجارت درآمد و برآمد بابت ماہ اگست کی امداد بالترتیب ۵۰۹۶۵،۴۹۰۲۹ اور ۳۰۳۵۵۰۴۴ پونڈ ہیں۔

حضور ڈیوک اف کناٹ نے کلائیو میموریل فنڈ میں ۲۰ پونڈ چندہ دیا ہے۔

مقام وینکوور میں گذشتہ شنبہ کے روز چینی اور جاپانی باشندوں پر ولسیوں نے سخت حملے کیے اور اُن کے مکانات کو مسمار کرنا چاہا۔ لیکن جاپانیوں کے اکثر مسلح ہونے اور گولے پھینکنے کی دہمکی دینے کی وجہ سے اُن کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جاپانیوں نے آٹھ ہزار آدمیوں کے ایک مجمع کا تعاقب کر کے اُن کو منتشر کر دیا اور ٹوٹے ہوئے شیشہ کے ٹکڑوں سے اُنکی خوب خبر لی۔ بعد میں پولیس نے جاپانیوں کو استعمال اسلحہ کی اجازت دیدی جاپانی قونصل جنرل قونصل خانہ کو جاتے ہوئے مفسدوں کے ہاتھ سے بمشکل جانبر ہوا

وزیر اعظم کینیڈا نے وین کوور کے میئر سے مذریعہ تار سخت افسوس کا اظہار کیا کہ ملک معظم کے دوست اور مددگار کی رعایا کے ساتھ ایسی بدسلوکی روا رکھی گئی ہے نیز امید ظاہر کی کہ مفسدوں کو کافی سزا دی جائیگی۔

انگلستان کے سرکاری حلقوں میں ابھی ان فسادات کی کوئی خبر نہیں پہنچی۔ مگر اخبارات ان واقعات پر افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ مفسدوں کو سخت سزا دیجائیگی۔

پایہ تخت روس کا تار مظہر ہے کہ روسی جاپانی عہدنامہ کی سرکاری تصدیق ہوگئی ہے

۱۰ ستمبر کو بمقام الڈرشاٹ ایک برٹش فوجی غبارہ کا تجربہ کیا گیا جس میں نہایت حسب اطمینان کامیابی ہوئی۔ غبارہ نے نصف گھنٹہ میں ۵ میل کا فاصلہ نصف دائرہ کی شکل میں طے کیا اور ہر طرح کی آزمائش میں پورا اُترا۔

وین کوور کے تمام چینی نوکروں اور مزدوروں نے ۱۰ ستمبر کو ہڑتال کر کے کام بند کر دیا اور سینکڑوں پستول خرید لئے۔ پولیس نے مین کے قریب چینی گرفتار کیے جو ریوالور سے مسلح تھے۔

مقام اوٹاوا میں خیال کیا جاتا ہے کہ تارکان وطن کی درآمد روکنے سے امید ہے کہ یہ مشکل رفع ہو جائے گی۔

ان واقعات پر اخبار ٹائمز رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نوآبادیوں میں بعض بے سمجھ لوگ ایشیائیوں کے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کرنے کے بُرے نتائج سے آگاہ نہیں ہیں۔ دونوں کے باہمی تعلقات پر بحث کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

چینیوں اور جاپانیوں کی ایک جماعت نے مل کر ہندوستانیوں سے کہا کہ سب ایکہ کر کے کام بند کر دیں۔ مگر اُنہوں نے اس وجہ سے انکار کیا کہ ہم انگریزی رعایا ہیں۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۴ ستمبر ۱۹۰۸ء)

کپتان ایچ جی ایس ویب رار۔ اے۔ ایم سی۔ افسر حفظان صحت چھاؤنی لاہور میجر ڈبلیو ایس انڈلے اوڈ کی جگہ جو رخصت پر گئے ہیں عارضی طور پر قایم مقام چھاؤنی مجسٹریٹ لاہور مقرر ہوئے +

رعایتی رخصت سے واپسی پر مسٹر ایف ٹی ڈکسن ڈسٹرکٹ جج نے انبالہ میں پھر اپنی خدمات کا چارج لیا۔ اور سردار سلطان اسجان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو سبکدوش کیا جو اسی ضلع میں متعین ہے +

مسٹر ایچ ایم کوون اسسٹنٹ کمشنر شملہ سے انبالہ کو تبدیل ہوئے اور میجر آر۔ ایم لوئس کی جگہ جو خاص خدمت پر مامور ہوئے قایم مقام ڈپٹی کمشنر انبالہ مقرر ہوئے۔

رعایتی رخصت سے واپسی پر مسٹر جی۔ ایف۔ ڈی مومونیسی قایم مقام ڈپٹی کمشنر لائل پور نے مسٹر ایم اے سمتھ سے اپنے عہدہ کا چارج لیا +

میجر ڈبلیو اے بیلی مجسٹریٹ چھاؤنی سیالکوٹ کو ایک ماہ نو روز کی رعایتی رخصت ملی +

مسٹر ایچ۔ اے بی راٹیگن کے رخصت پر جانے پر مسٹر ایس ایم روبنسن بیرسٹر ایٹ لا ایکٹنگ ریمیمبرنسر پنجاب بطور سابق پھر گورنمنٹ ایڈوکیٹ مقرر ہو کر ان کی جگہ قایم مقام لیگل ریمیمبرنسر پنجاب مقرر ہوئے۔

مسٹر آلوین ٹرنر بیرسٹر ایٹ لا گورنمنٹ ایڈوکیٹ پنجاب عارضی بالاستقلال قایم مقام گورنمنٹ ایڈوکیٹ پنجاب مقرر ہوئے۔

شیخ نجم الدین صاحب ای اے سی ضلع رہتک میں مقرر ہوئے اور ۲۲۔ اگست سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔

منشی صاحبداد خاں ای اے سی دہلی سے گوڑگانوہ کو تبدیل ہوئے اور چودھری سردار خاں بی اے ای اے سی کو سبکدوش کر کے ۲۹ اگست سے اپنے عہدہ کا چارج لیا +

منشی رحیم بخش ایم اے ای اے سی ملتان سے لاہور کو تبدیل ہوئے اور قاضی غلام ربانی صاحب ای اے سی کو سبکدوش کر کے جو اسی ضلع میں متعین رہے ۳۰ اگست سے اپنی خدمات کا چارج لیا +

لالہ جونی لال ایم اے ای اے سی ضلع امرتسر میں متعین ہوئے جہاں انہوں نے مسٹر ای ہولڈر ای اے سی کو سبکدوش کر کے جو اسی ضلع میں متعین رہے ۲ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا +

منشی وزیر سنگھ ای۔ اے۔ سی ضلع فیروزپور سے شاہپور کو تبدیل ہوئے اور یکم ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا +

رائے صاحب نرائن داس اہلووالیہ ایم اے ای۔ اے سی ضلع لاہور میں متعین ہوئے اور رائے بہادر مولراج ایم اے ای اے سی کو سبکدوش کر کے جو وہاں سے تبدیل ہوئے یکم ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔

دیوان نرندر ناتھ ایم اے ڈپٹی کمشنر گجرات نے مسٹر ایچ ای اے دیکفیلڈ ای اے سی کو جو گجرات سے تبدیل ہوئے سبکدوش کر کے ۲ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا +

شیخ اصغر علی صاحب ڈسٹرکٹ جج ۳۱۔ اگست سے ضلع سیالکوٹ میں ہی متعین رہے +

چودھری سردار خاں بی اے ای اے سی گوڑگانوہ کو ۲۹ اگست سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت ملی +

منشی صاحبداد خاں ای اے سی گوڑگانوہ کو منصف درجہ اوّل کے اختیارات عطا ہوئے +

منشی رحیم بخش ایم اے ای اے سی کو ضلع لاہور میں اختیارات کلکٹری عطا ہوئے +

سردار بلونت سنگھ ای اے سی کی جگہ شیخ اصغر علی ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ مقرر ہوئے + سردار بلونت سنگھ ای اے سی سب آرڈینیٹ جج سیالکوٹ مقرر ہوئے اور انہیں اختیارات درجہ اول عطا ہوئے +

لالہ دسوندھی رام ای۔ اے سی امرتسر کو اختیارات منصف درجہ اول عطا ہوئے +

انتخاب گزٹ صوبجات متحدہ

(۷ ستمبر ۱۹۰۸ء)

رخصت:۔

مسٹر اے ایچ فاکس قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس فتح پور کو ۱۰ ستمبر یا بعد کی تاریخ سے ۱۴ ماہ کی مجتمع رخصت +

مسٹر ای ایل گارسٹن سپرنٹنڈنٹ پولیس کمیشری کو یکم اکتوبر یا بعد کی تاریخ سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت +

منشی محمد باقر خان قایم مقام ڈپٹی کمشنر سلطانپور کو سبکدوش ہونے پر پندرہ ماہ کی مجتمع رخصت +

مسٹر او ایف جنکنز قایم مقام جائینٹ مجسٹریٹ بدایوں کو یکم اکتوبر سے ۱۳ روز کی رعایتی رخصت +

آنریبل مسٹر جے ڈبلیو ہوس سیکرٹری گورنمنٹ صوبجات متحدہ کو ۱۵ ستمبر سے ۶ ماہ کی مجتمع رخصت +

تقرر:۔ **مسٹر** جی ایچ ڈی ایم گوٹیر سپرنٹنڈنٹ پولیس رخصت سے واپسی پر بمقام منصوری خاص خدمت پر مقرر ہوئے +

مسٹر ای کے جانسٹن قایم مقام جائینٹ مجسٹریٹ مراد آباد مسٹر پی ہیریسن کی جگہ قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع مراد آباد مقرر ہوئے اور مسٹر پی ہیریسن مسٹر آر ڈبلیو گیلان کی جگہ سیکرٹری بورڈ آف ریونیو صوبجات متحدہ مقرر ہوئے +

منشی کشن کمار سب آرڈینیٹ جج رخصت سے واپسی پر پرتاب گڈھ میں مقرر ہوئے + اور پنڈت لیلادھر جوشی قایم مقام سب آرڈینیٹ جج پرتاب گڈھ سبکدوش ہو کر بلگرام ضلع ہردوئی میں عہدہ منصفی پر واپس گئے۔

بابو پراگ داس قایم مقام جج عدالت مطالب خفیفہ الہ آباد سبکدوش ہو کر سب آرڈینیٹ جج الہ آباد مقرر ہوئے۔

سید علی مہدی اسسٹنٹ انجنیر درجہ سوم پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کو ۳۔ اگست سے ۷ ماہ کی مجتمع رخصت عطا ہوئی۔

پنڈت کھنالال شرما اسسٹنٹ ماسٹر نارمل سکول الموڑہ چارج لینے کی تاریخ سے نارمل سکول مراد آباد میں بمشاہرہ ۵۰ روپیہ عارضی بالاستقلال اسسٹنٹ ماسٹر مقرر ہوئے +

۱۰ اگست ۱۹۰۸ء سے پنڈت نرسنگھ داس بی اے ایس سی عارضی بالاستقلال اسسٹنٹ ماسٹر نارمل سکول لکھنؤ بمشاہرہ ۵۰ روپیہ پنڈت بنسی دھر جھا کی جگہ ۷۵ روپیہ کے مشاہرہ پر ترقی یاب ہوئے۔

ہندوستان کی خبریں

۷ ماہ حال کو تعلقداران اودھ کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر سر جیمس ہیوٹ کی خدمت میں بمقام نینی تال ایک ایڈریس لیکر حاضر ہوا جسمیں اطاعت گورنمنٹ کی تاکید اور موجودہ ایجی ٹیشن پر اظہار تنفر کا ذکر کیا گیا تھا۔ ہز آنر نے ایڈریس کا مناسب جواب دیا اور ان کی اس کارروائی پر اظہار اطمینان فرمایا +

بلوہ لاہور کے سفر ودکلز مین کے سرحد نیپال سے گزرنا ہونے نیز گذشتہ شورشوں کی وجہ سے سنا ہے کہ گورنمنٹ نیپال نے اپنی حدود میں ہندوستانی اخبارات کا آنا بند کر دیا ہے +

ہز ہائی نس مہاراجہ گوالیار و مہاراجہ صاحب کشن گڈھ آجکل بمبئی میں رونق افروز ہیں +

کاکانند کے ایک غبارہ باز نے غبارہ کی تینوں میں خود بخود وزن برابر رکھنے کا آلہ ایجاد کر کے پیٹنٹ کر دیا ہے۔

مہاراجہ کورتھلہ ابھی یورپ کے بعض صحت بخش مقامات کی سیر کر رہے ہیں +

بقول نامہ نگار پیسہ اخبار دہلی آٹل ہنود نے وہاں دودھ دہی اور دیسی شکر وغیرہ کی ایک دکان مخصوص ہندوؤں کے لئے کھولی ہے اور اسطرح مسلمانوں کے ساتھ دلی اتحاد و ہمدردی کا بیّن عملی ثبوت دیا ہے کاش مسلمانوں میں بھی کچھ غیرت و حمیت ہوتی۔

لدھیانہ میں ذخیرہ آب کے لئے زمین کھودتے ہوئے ایک پرانی توپ برآمد ہوئی ہے +

پنجاب گورنمنٹ کی گذشتہ اجلاس لیجسلیٹو کونسل میں آنریبل ملک صاحب نابھہ کے سوال کے جواب میں سر ہاروے ایڈمسن نے فرمایا کہ اُدھروال ضلع جہلم کے گردوارے کی آتشزدگی کی تحقیقات ہو رہی ہے اور ملزموں کو بعد تحقیقات مناسب سزا دیجاوے گی +

لاہور میں ہاؤس ٹیکس لگانے کا مسئلہ وہاں کی میونسپلٹی کے زیر غور ہے +

صاحب وزیر ہند نے بنگال کی سول وٹرنری ڈیپارٹمنٹ کو از سر نو ترتیب دینے کا سکیم منظور کر لیا ہے۔

جنوبی برہما میں فوجی پولیس کے بڑھانے کا مسئلہ گورنمنٹ کے زیر غور ہے +

صاحب وزیر ہند نے منظور کر لیا ہے کہ آئندہ سرکاری عہدہ داروں کو لمبی تعطیلوں کے ساتھ اور قسم کی رخصت بھی ملا کریگی۔ اور چیف کورٹوں کے جج بھی اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں گے +

تصویبات متحدہ کی صرفتی کانفرنس کی کارروائی پہلے گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ارسال کیجائیگی اور اسکے بعد مناسب وقت پر شائع کیجائیگی +

احمد آباد میں میونسپل ٹیکسوں کی زیادتی اور بے قاعدگی کی وجہ سے تمام شہر میں ہڑتال ہو رہی ہے

صاحب وزیر ہند نے مقام پوبا سے حصا تک ریل تعمیر کرنیکی منظوری دیدی ہے + امید ہے کہ آ موسم سرما میں کام شروع ہو جائیگا +

سرحد کی خبر ہے کہ ۵ رماہ حال کو علاقہ بہا میں واقعہ قرتر کی چراگاہ میں خوست دال محسودیوں نے چھاپہ مارا اور دو آدمیوں کو ہلاک اور ایک کو مجروح کرنیکے علاوہ کئی مویشی چرا لے گئے +

صاحب وزیر ہند نے گورنمنٹ ہند کو کارخانجات کے مسئلہ مزدوری کی تحقیقات کے لئے کمیشن مقرر کرنے کی اجازت دی ہے جو اس کے ممبر عنقریب نامزد کئے جائینگے اور نومبر میں تحقیقات شروع ہوگی +

ماہ جولائی میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی چاندی اور قریباً دو کروڑ روپیہ کا سونا باہر سے ہندوستان آیا جسمیں ۸۱ لاکھ روپیہ کی چاندی روپیہ سکوک کرنیکی غرض سے تھی +

کوکنڈہ کے مقدمہ بلوہ میں ۹ ستمبر کو دو ملزم اٹھارہ اٹھارہ ماہ قید سخت اور چالیس چالیس روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی ۳ ماہ زائد قید سخت کے سزایاب ہوئے +

مسٹر بپن چندر پال جنہے مقدمہ بغاوت اخبار بندے ماترم کے متعلق حلف اٹھانے اور اظہار دینے سے انکار کیا تھا اسے ۱۰ ستمبر کو زیر دفعات ۱۷۸ و ۱۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند چھ ماہ قید کی سزا ہوئی جب حکم سزا سنایا گیا تو تماش بینوں نے بندے ماترم کے نعرے بلند کئے اور پولیس کو انہیں منتشر کرنا پڑا چنانچہ اسی کشمکش میں تین مفسد طالب العلم بھی گرفتار ہوئے +

ضلع شاہ پور کے کوہستانی علاقہ کی جن زمینوں کو سیلاب سے نقصان پہنچا ہے انکا مالیہ معاف کرنے کی تجویز گورنمنٹ کے زیر غور ہے +

لارڈ کچنر اس موسم سرما میں ریاست ہائے پھلکیاں میں تشریف لیجائینگے اور دیسی افواج کا ملاحظہ کرینگے

۳۱ اگست کو ہندوستان کے سرکاری خزانوں اور بینکوں وغیرہ میں گورنمنٹ کا ۱۶ کروڑ ۹۷ لاکھ ۱۲ ہزار روپیہ جمع تھا +

آئندہ گورنران پریزیڈنسی و لفٹننٹ گورنر صاحبان کی پرائیویٹ آمد و رفت پر بھی سلامی کی توپیں سر کی جایا کرینگی +

کاٹھیاواڑ گجرات کی کئی ریاستوں میں باغیانہ خیالات پھیلانے والوں کی خاص نگرانی ہو رہی ہے +

اخبار سٹیٹسمین کلکتہ کا ایڈیٹر مسٹر ایس کے رٹیکلف بوجہ خرابی صحت اخبار مذکور سے قطع تعلق کرکے ولایت جا رہا ہے۔ یہ شخص ہندوستانیوں کا نہایت خیرخواہ سمجھا جاتا تھا +

راولپنڈی کے مقدمہ بغاوت میں ۱۰ ستمبر کو پندرہ اور ملزم پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانت پر رہا کئے گئے اور اس سے دوسرے روز پندرہ ملزموں کو بغیر فرد قرارداد جرم لگائے کے رہا کر دیا گیا۔ ان میں کسی ملزم وکیل کا نام شامل نہیں +

کلکتہ کے ایک نیم حکیم امام خان نامی کو بے لیاقتی کے باوجود مطب کرنیکے لئے چھ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی +

مقدمہ بغاوت انڈیا گوجرانوالہ کا آخری ملزم ایشرداس بھی پولیس کی کوشش سے سرحد نیپال پر پکڑا گیا +

سرینگر میں ہندو سکول کے طلبا جھیل ڈل میں جسکا طول ۱۲ میل ہے تیر کر بیراکی کا مقابلہ کر رہے ہیں

رانی کھیت کی چھاؤنی سے گورہ فوج کے دو سپاہی پچھلے ہفتے فرار ہو گئے +

۲ ستمبر کو قلعہ دہلی میں فتح خرطوم کی سالگرہ نہایت دھوم دھام سے منائی گئی اور لارڈ کچنر فاتح خرطوم کو مبارکباد کے تار بھیجے گئے +

وسط ہند کے اخبار ہری کشور کا مطبع بجرم سڈیشن ضبط کیا گیا اور ایڈیٹر قید ہوا ۱۸ ستمبر کو اس کی اپیل کی سماعت ہوگی +

ریلوے کانفرنس کا اجلاس شملہ میں ۲۳ ماہ حال کو شروع ہو کر ۳ ہفتہ تک رہیگا +

سر اینڈریو فریزر معہ لیڈی فریزر و سٹاف منگل کے روز کلکتہ سے دارجلنگ پہنچے +

ضلع بارہ بنکی کے مشہور ڈاکو پاٹن دین اور اسکے بھائی راجہی نندد کو معہ تین دیگر ڈاکوؤں کو عدالت سے پھانسی کی سزا ہوئی ہے اور دیگر اشخاص جو انکے ہمراہ گرفتار ہوئے تھے اسمیں سے بیشتر کالے پانی بھیجے جائینگے + ان سب ڈاکوؤں کو مسٹر گوڈیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے نہایت جانفشانی سے گذشتہ ماہ مئی میں بارہ بنکی کے جنگلوں میں گرفتار کیا تھا +

کولار کی معادن طلا میں ۱۰ ماہ حال کو دو یورپین مبتلائے طاعون پائے گئے جو زیر علاج ہیں +

ایک فوجی گوما جو چھاونی کامٹی سے ایک بائیسکل اور ہزار روپیہ چرا لایا تھا بمبئی کے ایک ہوٹل میں گرفتار کر لیا گیا اسباب کامٹی میں زیر تحقیقات ہے +

ماہ اگست کے اندر برہما میں طاعون سے ۴۴ شخص بیمار اور ۱۲۸ فوت ہوئے نیز اس مہینے کے اندر ماہ جولائی کی نسبت دس ہزار چوہے زیادہ تلف کئے گئے +

کراچی کے قریب ایک چھوٹے سے سٹیشن پر چوروں نے رات کو موقع پاکر مال گاڑی میں سے خلکی کی بوریاں نکال لیں خبر لگنے پر جلدی پولیس کے آدمیوں نے انکا تعاقب کیا جس سے انہیں بوریاں چھوڑ کر بھاگتے ہی بنی + کئی ایک کو چوٹیں بھی آئیں +

ہوڑہ کے جدید سٹیشن پر جو ٹاور کلاک عنقریب نصب کیا جائیگا۔ اسکے ڈائل کا قطر چھ فٹ ہوگا۔ اور رات کو اسمیں بجلی کی روشنی کیجایا کریگی۔ کہتے ہیں کہ اس سے بڑا کلاک آج تک ہندوستان میں کسی مقام پر نہیں لگایا گیا +

چینی سفیر اور سر لوئیس ڈین کے مابین بمقام شملہ تبت وغیرہ کے تجارتی معاملات پر بحث ہو رہی ہے

کوئلہ کی معادن کا مینیجر بننے کے لئے بمقام آسنسول ۲ دسمبر کو امیدواروں کا امتحان لیا جائیگا +

مسٹر سی۔ ایف بالفور آئی سی ایس کا لکھنؤ کے قریب پانی میں غرق ہو جانے سے انتقال ہو گیا +

مسٹر بپن چندر پال کی سزایابی پر کلکتہ میں بنگالیوں کی طرف سے ہمدردی کا اظہار ہو رہا ہے۔ بنگالی اخبارات عدالت کے فیصلہ پر اظہار ناراضی کر رہے ہیں تجویز میں اس خبر کے سننے پر لوگوں نے نہایت پرجوش نمائش کی اکثروں نے روزہ رکھا +

سزایابی کا حکم سنانے کے بعد جو چار طلبا گرفتار ہوئے تھے اونمیں سے ایک کو ایک ہفتہ کی قید اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی +

کلکتہ کے اخبار سندھیا کے ایڈیٹر مینیجر اور پرنٹر تینوں کے خلاف ایک اور مقدمہ سڈیشن قایم کیا گیا ہے اور تحقیقات ہو رہی ہے +

کراچی میں ایک یورپین جو فرضی ڈاکٹر بنا پھرتا تھا اور اپنا نام کیپٹن فلر ظاہر کرتا تھا گرفتار ہوا ہے اور ضمانت نہ دے سکنے کی وجہ سے حوالات میں ہے +

رنگون کی میونسپلٹی ۶ لاکھ ۴۹ ہزار روپیہ قرض لینے والی ہے درخواستیں یکم اکتوبر تک لیجائینگی +

ایک یورپین لیڈی نے بنگلور میں محتاج اور مصیبت زدہ عورتوں کی امداد کے لئے ایک غریب خانہ کھولنے کا ارادہ کیا ہے۔ گورنمنٹ میسور نے اس غرض کے لئے زمین مرحمت فرمائی ہے +

میجر ڈالس پولٹیکل ایجنٹ ریاستہائے پھلکیاں طویل رخصت پر ولائیت جانیوالے ہیں +

ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب شملے سے ۵ اکتوبر کو اندرونی حصہ کے دورہ پر روانہ ہونگے۔ اسی غرض سے اودھر کے جسقدر ڈاک بنگلے ہیں وہ پبلک کے لئے بند رہیں گے +

گورنمنٹ پنجاب نے کاشتکاروں کی امداد کے لئے ۲۳ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے +

لاہور ڈویژن کی چھاؤنیوں میں موشکشی اور صفائی مکانات کی نگہداشت کا خاص حکم صادر ہوا ہے +

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

یہ اخبار ہفتہ میں دوبار شنبہ و چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

نمبر ۵۰ امرتسر مطبوعہ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۹ شعبان ۱۳۲۵ھ چارشنبہ جلد ۱۳

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۶ شلنگ
امراء و رؤسا سے	۵	سے
عام خریداروں سے	سے	صہ
طلباء و کم استطاعت	لے	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام مینیجر مطبع ہونی چاہئے

فہرست مضامین

نادر و نایاب کتب
(اڈیٹوریل) مسلمانوں کی قابلیت کا اعتراف
محمڈن کالج میں اضافہ تنخواہ۔ وکیل ٹریڈنگ کمپنی
ایک گزدہ طلبہ کے متعلق بیجا شور۔ مسٹر کیہ صاحب سے
ایک درخواست۔ کیوں خط کا جدید انسپکٹر جنرل
پولیس۔ لیاقت کا بیجا استعمال۔ میرہ کا ایک نیا
تحصیلدار صاحب امرتسر (مراسلات)
تجارتی لٹریچر کی ضرورت۔ میونسپل بورڈ
مظفر نگر کا بیجا طرز عمل۔ جالندھر میں ایک
اسلامی لیڈ ٹنگ ڈس معلی شد
لنگ میں نیا کمیل اور عید منانا۔ اخبار مسافر گرام
ہندوستان کی خبریں۔ اسلامی دنیا۔ ممالک غیر
اشتہارات

نادر و نایاب کتب

لبشارۃ فاطمہ: ایک مدیم النظیر دلچسپ مذہبی ناول ہے جس میں ایک عیسائی لیڈی کے مشرف باسلام ہونے کی تفصیلی کیفیت اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ شروع کر دیجئے پھر ختم کئے بدون کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو ہرگز جی نہ چاہیے گا اس میں اسلام کی حقیت کے بڑے بڑے زبردست اور لاجواب کر دینے والے ثبوت عقلی دلایل اور خود عیسائیوں کی معتبر کتابوں سے دیئے ہیں۔ لہذا یہ کہنا ذرا مبالغہ نہیں کہ لبشارۃ فاطمہ کی تصنیف اسلام کی ایک قابل قدر خدمت ہے جسکی محبان اسلام کو خاص قدر کرنی چاہیئے ۔ قیمت ۴ر

فلاح دارین: امام المحدیث علامہ راغب اصفہانی کی کتاب تفصیل النشاتین فی تحصیل السعادتین کا سلیس اردو ترجمہ۔ امام راغب جو چھٹی صدی ہجری میں گذرے ہیں جو اسلام کے عین عروج کمال کا زمانہ تھا اور یہ ان مشہور علماء میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذہب کو عقل و فطرت کے مطابق بیان کرنے میں موزوں طریقے پر زور قلم دکھایا ہے۔ کتاب کا موضوع تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس ہے فاضل مصنف نے ہر بات کی دلیل قرآن کریم کی آیتوں سے دی ہے۔ اور نہایت مدلل پیرایہ میں ثابت کر دیا ہے کہ انسان کی خلقت کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسان کامل بنے اور دنیا میں خدا کا خلیفہ کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے بلحاظ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ اور ہر مسلمان پر اسکا مطالعہ واجب ہے قیمت بغرض فایدہ عام صرف ۲ار ہے۔

الصدیق: اس کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق کی زندگی کے حالات تاریخی طور پر ابتدائے پیدایش سے وفات تک درج کئے گئے ہیں۔ تاریخی مقامات کا پتہ لگانے کے واسطے آخر میں عرب کا ایک نقشہ شامل ہے۔

المرتضیٰ: اس کتاب میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی زندگی کے حالات انہی روایتوں سے لکھے گئے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق کی سوانح عمری میں مد نظر تہے خاتمہ پر اہلبیت اطہار کے مناقب کو آیات قرآنی اور احادیث سے لکھا ہے قیمت صرف عہ

الہارون: یعنے سوانح عمری ہارون الرشید اعظم۔ یہ خلفائے عباسیہ میں پانچواں جلیل القدر خلیفہ ہوا ہے اسکے عہد میں سلطنت اسلامی کو جس قدر عروج حاصل تہا پھر کبھی نہیں ہوا حدود سندھ و ہندوستان سے بحر اطلانٹک (اوقیانوس) یا افریقہ کے انتہائے مغرب تک اسلامی جھنڈا لہراتا تہا اس کتاب میں خلیفہ موصوف کی معدلت انصاف زہد و ریاضت سوشل اور پولیٹیکل طرز معاشرت کا پورا پورا حال نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر ہے۔ کتاب نہایت دلچسپ اور مسلمانوں کی اس وقت کی عظمت و شان کا پورا پورا نقشہ ہے صاحب شائقین تاریخ کی الماریوں۔ بالخصوص ہر مسلمان کے گھر میں اسکا ہونا لابدی ہے۔ رفاہ عام کے خیال سے قیمت بہی بہت کم ہے یعنے صرف ۱۲ر

کتاب الصرف: عربی صرف کے ضروری مسایل میزان الصرف سے لے کر شافیہ تک اس کتاب میں درج ہیں مضامین سبقوں میں منقسم ہیں۔ اور ہر سبق کے ساتھ امثلہ مشقی اور سوالات امتحانی تحریر ہیں قیمت فی جلد ۸ر

کتاب النحو: عربی نحو کے ضروری مسایل میزان الصرف سے لے کر شافیہ تک اس کتاب میں درج ہیں مع سبقوں کی تقسیم اور امثلہ مشقی کا التزام کتاب الصرف کے موافق ہی چند سبقوں کے بعد کچھ عبارت...

وکیل امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ
نمبر ۵۰

مسلمانوں کی قابلیت کا اعتراف

مسلمانوں کے نام کے ساتھ لفظ قابلیت کا استعمال شاید بعض احباب کو ایک نگاہ میں بیجوڑ نظر آئے لیکن ایک عظیم الشان قوم کی باقیات کو ہر ایک خوبی سے مبرا سمجھ لینا اور نہایت تک زندہ رہنے والے مذہب کے تابعین کو ناقابل بقا قرار دینا ایک ایسی غلطی ہے جس پر قائم رہنا کوئی حق پسند گوارا نہ کرے گا۔ ہمارے ادبار کی انتہا اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ غیروں کی نگاہ میں ذلیل رہتے ہوتے اب ہم خود اپنی بھی نگاہ میں ذلیل ہو چلے ہیں ہم اپنے نقایص اور عیوب سب کو ملی ہوں یا فرضی۔ اس شدومد کے ساتھ مطعنت ازبام ہوتے دیکھتے ہیں اور اپنی موجودہ ذلت کی کیفیت اپنوں اور بیگانوں کی زبانی اس کثرت سے سنتے ہیں کہ ہمیں اپنا نالایق ہونا کامل یقین آگیا ہے۔ اور جب ہمارے کانوں میں یہ آواز آتی ہے کہ کسی جوہر شناس نے ہمارے ذاتی جوہر شناخت کرکے ہماری قابلیت کا اعتراف کیا۔ تو ہم چونک اٹھتے ہیں۔ اور ہمیں اپنی تعریف کے صحیح ہونے میں طرح طرح کے احتمالات پیش آتے ہیں۔ جہاں تک ہم دیکھتے ہیں۔ اس برا سننے کا اثر ہماری قوم پر نہایت مضر پڑا ہے اس سے مسلمانوں کی اسپرٹ دب گئی ہے انکی امنگیں جاتی رہی ہیں۔ ان کے حوصلے پست ہو گئے ہیں۔ ان کی ہمت ٹوٹ گئی ہے ان کی آرزوئیں شکست ہو گئی ہیں۔ اور انہیں اپنی آیندہ بہبودی سے بالکل مایوسی ہو گئی ہے۔ قوم پر جو افسردگی چھائی ہوئی ہے اسکی بڑی وجہ یہی ہے۔ یہ لوگوں کی پژمردگی دل ہی کا باعث ہے جو قومی تحریکوں میں وہ زندہ دلی اور وہ دیرپا جوش دیکھنے میں نہیں آتا جس کی مثالیں ہمیں معاصر قوموں میں نظر آتی ہیں۔ ہولناک الفاظ میں مسلمانوں کی پستی کا نقشہ کھینچنے سے بہی خواہان قوم کا منشا یہ نہ تھا کہ لوگوں کی کمر ہمت توڑ دیں۔ بلکہ اس سے وہ انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہتے تھے وہ چاہتے تھے کہ موجودہ نسلیں محسوس کریں کہ ان کے آبا و اجداد کس شان کے لوگ تھے۔ اور ان بزرگوں کے نام لیوا اب کس قعر مذلت میں آن پڑے ہیں۔ سلف کے جو قصے بیان کئے جاتے تھے ان سے بھی مقصد یہ تھا کہ اس زمانہ کے مسلمانوں کو معلوم ہو کہ ان کی رگوں میں ایسی باہمت اور بلند مرتبہ قوم کا خون دوڑ رہا ہے جس نے تاریخ عالم میں حیرت انگیز حصہ لیا ہے اور جس کی فضیلت و برتری ہمت و شجاعت۔ فتح و ظفر۔ علم و ہنر۔ عزم و استقلال کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بج چکا ہے۔ جنکی رگوں میں ایسی بلند اقبال قوم کا خون ہو۔ اور جو ایسے مذہب کے پیرو ہوں جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدائے عزوجل نے اٹھایا ہو انہیں اپنی آیندہ ترقی سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ان میں اعلے ذاتی جوہر موجود ہیں۔ انہیں یہ استعداد پیدا کرنے کی قوت حاصل ہے کہ مقابلہ کے میدان میں وہ سب سے آگے نکل جائیں۔ صرف کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انہیں قومی ضروریات کا احساس ہو۔ اور وہ قومی کشتی کو مجموعی قوت اور متفقہ کوشش سے چلانے کے درپے ہو جائیں تو ممکن نہیں کہ انہیں کامیابی حاصل نہ ہو۔ قوائے عقلی اور قوائے جسمانی میں وہ کسی ہمسایہ قوم کے افراد سے کم نہیں۔ کام کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں تو حیرت انگیز استعداد کا اظہار کرتے ہیں اسکا اعتراف ہز اکسیلنسی سر سدنہم کلارک گورنر بمبئی نے پونہ اسلامیہ اسکول کا افتتاح فرماتے ہوئے حال ہی میں کیا ہے۔

یہ اسلامیہ سکول شہر پونہ کے ایک مشہور اور متمول ناجر خان بہادر حاجی جعفر مرحوم کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اسکی بنیاد ۱۸۹۹ء میں رکھی گئی تھی مگر اسی سال خان بہادر مرحوم کے طاعون میں مبتلا ہو کر یک بیک سفر آخرت اختیار کر لینے سے تعمیر کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اطمینان کی بات ہے کہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے اس کام کے چلانے میں مدد دی اور ۲۶ ہزار روپے کی لاگت سے تعمیر کو مکمل کر دیا۔ ۱۰ ستمبر کو ہز اکسیلنسی گورنر بمبئی نے ایک شاندار مجمع میں اسکی رسم افتتاح ادا فرمائی۔ حاضرین جلسہ میں منجملہ دیگر یورپین اور دیسی معززین کے آنریبل سر ایس ایچ بل سینیر ممبر آف کونسل۔ آنریبل مسٹر سلبی۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور نواب محسن الملک وغیرہ بھی شریک تھے ہز اکسیلنسی کی رائے مسلمانوں کے متعلق خاص وقعت رکھتی ہے انہیں مسلمانوں سے بہت سابقہ پڑا ہے۔ وہ عرصہ تک سندھ کے کمشنر رہ چکے ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی ۸۰ فیصدی ہے۔ اور مسلمانوں کے معاملات سمجھنے میں آپنے خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائی ہے۔ رسم افتتاح ادا کرتے وقت آپنے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ "مسلمانوں کی تعلیم میں گورنمنٹ جو بقدر زیادہ دلچسپی لیتی ہے اسکی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کی قوم میں یقینا اعلے استعداد پائی جاتی ہے۔ اگر ان میں سب سے بڑا فرمانروا گذرا ہے۔ سالار جنگ زمانہ موجودہ کے قابل ترین وزرا میں سے تھا۔ قانون دانی میں مسٹر بدرالدین طیب جی جیسے جج تعلیم کو ترقی دینے والوں میں سر سید جیسے بزرگ۔ اور انتظامی حکام کے زمرہ میں سندھ کے سردار محمد یعقوب جیسے منتظم مسلمانوں ہی کی قوم میں پیدا ہوئے ہیں"۔ ہز اکسیلنسی کا تجربہ زیادہ تر بمبئی ہی تک محدود ہے۔ اسلئے انہوں نے وہی مثالیں پیش کیں جو وہاں یا وہاں سے قریب کے مقامات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر وہ ہندوستان کے دیگر صوبجات پر بھی نظر ڈالتے تو کثرت سے ان کو ایسی مثالیں ملتیں جن سے اس کی بخوبی تصدیق ہوتی کہ مسلمان دل و دماغ میں کسی سے کم نہیں۔ اور وہ جب کام کی طرف متوجہ ہوں گے اس میں کمال حاصل کر لینگے۔ تقریبا ہر صوبہ میں ایسے ایسے مسلمان پیدا ہو چکے ہیں جنکا وجود ہر قوم کے واسطے باعث فخر ہو سکتا ہے بہرحال ایک گورنر جیسے بلند مرتبہ انگریز کا یہ بیان کہ جہاں گورنمنٹ کے مسلمانوں کی تعلیم کی جانب متوجہ ہونے کے اور اسباب ہیں وہاں ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں تعلیم سے فایدہ اٹھانے کی اہلیت ہے۔ ایک ایسی زبردست تحریک ہے جس سے مسلمانوں کو ضرور فایدہ اٹھانا چاہئیے۔ اپنی موجودہ پستی کو دیکھکر دل شکستہ ہونا لاحاصل ہے۔ خصوصا جبکہ ہم میں اعلے مرتبہ پر پہنچنے کے جوہر موجود ہیں منصف مزاج اور مردم شناس لوگوں کو ہماری طبعی قابلیت پر بھروسہ ہے ہم کو چاہئیے کہ ہم اپنے افعال سے ان کے خیالات کی تصدیق کریں۔ اپنی پست ہمتی کو خیرباد کہیں۔ اپنی مایوسی کو ہمیشہ کے لئے ہٹا دیں اور سچے مسلمانوں کی طرح امید و بیم کا درمیانی راستہ اختیار کرکے قومی فلاح کے لئے اپنی پوری قوت صرف کر دیں۔

نامناسب ہوگا اگر اسی سلسلہ میں ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم سر سدنہم کلارک کی محولہ بالا اسپیچ کے چند اور فقروں کا بھی ذکر کر دیں۔ سر کلارک نے فرمایا کہ "میں مسلمانوں کی اعلی تعلیم کی ہر کوشش کو خاص دلچسپی سے دیکھتا ہوں نہ محض بوجہ اسکے کہ بمبئی احاطہ میں مسلمان باعتبار تعداد و اہمیت کے ایک بلند رتبہ پر ہیں۔ بلکہ بوجہ اسکے بھی کہ جب میں سندھ میں تھا جو کہ دراصل مسلمانوں کا صوبہ ہے تو وہاں مجھے مسلمانوں کے تعلیمی مسئلہ پر خاص طور سے توجہ کرنیکی ضرورت پڑی تھی علیگڈھ کالج کے وجود میں آنے سے جس عظیم الشان تحریک کا آغاز ہوا اور جس کا مرکز

اب تک علی گڈھ میں ہے اسکا اثر کراچی اور لاڑکانہ کے مدرسوں کی بنیاد میں پایا جاتا ہے اور کثرت سے ایسے لوگ موجود ہیں جو اس اثر کو مستقل اور زیادہ وسیع کرنے کی مخلصانہ کوشش کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا فقروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب گورنر کو مسلمانوں کے تعلیمی معاملات پر غور کرنے کا خوب موقع ملا ہے - اور اس خیال سے مسلمانوں کے متعلق ان کی وہ رائے جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بہت زیادہ قابل وقعت ہے۔ اپنی تقریر کے خاتمہ پر مذہبی تعلیم کے مفید ہونے کا اقرار کرتے ہوئے اُنہوں نے بیان کیا کہ پونہ کا جدید سکول دنیوی تعلیم میں طلباء کو مثل دیگر مدارس کے مقابلہ کے لئے تیار نہ کریگا۔ تو قومی اغراض کے پورا کرنے میں اُسے کامیابی نہ ہوگی - آپنے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے جملہ مدارس میں جس طرح گورنمنٹ کی وفاداری اور قانون کی پابندی کی تعلیم ہوتی ہے - اسی طرح یقین ہے کہ اس مدرسہ میں بھی ان باتوں کی تعلیم ہوگی -

محکمہ ڈاک میں اضافہ تنخواہ

جس طرح دیگر محکمہ جات میں مسلمانوں کی قلت پر وکیل کے کالموں میں ۶ ماہ سے قبل روشنی ڈالی گئی ہے اسی طرح محکمہ ڈاک میں اُن کی کمی تعداد پر بھی بارہا لکھا گیا ہے اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی ہے کہ کسی محکمہ میں عنصر غالب کے حد سے زیادہ غلبہ پا جانے سے کن کن نقصانات کا احتمال ہوتا ہے

اس نوٹ میں ہم صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کی توجہ صرف اس امر کی جانب منعطف کرنا چاہتے ہیں کہ صاحب وزیر ہند کی دریا دلی سے جو دو لاکھ روپیہ سالانہ کا اضافہ پوسٹ ماسٹروں کی تنخواہ میں منظور ہوا ہے اُسکی تقسیم میں فریق مغلوب یعنے مسلمانوں کی حق تلفی نہ ہو۔ فریق غالب نہ فقط شمار میں فریق مغلوب سے بڑھ ہوا ہے بلکہ بہت سے انتظامی امور میں اُسے اچھا خاصا دخل ہے محکمہ میں تقرر و برطرفی اور ترقی و تنزل بہت کچھ اُسکی حسب منشاء عمل میں آتا ہے۔ بڑے افسوس اور بنگالہ کے دفتروں میں فریق غالب ہی کی قوت کا جلوہ نظر آتا ہے اور جو احکام وہاں سے جاری ہوتے ہیں۔ انمیں سے اکثر اس فریق کی جابیجا کارستانیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اسکا خیال رکھنا اعلیٰ افسران سرکاری پر فرض ہے کہ مستحق مسلمان اپنے مخالفین کی سازشوں کا شکار نہ ہو جائیں۔ اور انکی قلت تعداد انہیں اپنے حقوق سے محروم نہ کردے بلحاظ جنکی تعداد محکمہ میں زیادہ ہے۔ وہ رقم منظور شدہ کا زیادہ حصہ لیجائیں گے۔ لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل مسلمانوں کی مستعدی اور کارکردگی کا پورا خیال رکھینگے۔

وکیل ٹریڈنگ کمپنی

الحمدللہ کہ خاکسار وکیل کو شترکہ سرمایہ سے چلانے اور مسلمانوں میں تجارتی مذاق پیدا کرنے کی غرض سے جس کمپنی کا قائم ہونا تجویز ہوا تھا اسکے متعلق ابتدائی کارروائی شروع ہو گئی - اور بہی خواہان قوم نے حصص خریدنے شروع کر دئے۔

کمپنی مذکور کا جو پراسپکٹس اگست کے آخری ہفتہ میں اخبار کے ساتھ بطور ضمیمہ کے شائع ہوا ہے اسکے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ چند محبان قوم نے محض قومی بہبودی کے خیال سے اخبار کے استحکام و ترقی اور اسلامی تصنیف و تالیفات کے ذریعہ ملک کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ضروری سرمایہ کی فراہمی اور کام کرنے والی ایک جماعت کے پیدا کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ مسرت کا مقام ہے کہ کارکنان کمپنی نے نہایت مستعدی سے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

کمپنی کے دفتر میں ۱۵ ستمبر تک ۲۳۸ حصوں کی خریداری کی درخواستیں معہ رقم پیشگی موصول ہو چکی ہیں - اور جس رفتار سے درخواستیں آرہی ہیں - اس سے امید بڑی ہے کہ بہت جلد ایک لاکھ روپے کے حصے فروخت ہو جائینگے۔

ایک گردوارہ کے متعلق بیجا شور

ہمیں یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ شکہ صاحب نابہہ جیسے روشن خیال اور نیک دل شخص بھی متعصب اخباروں کے چکمے میں آگئے - اور اودر وال کے گردوارہ کے جلائے جانے کے متعلق وائسرائیگل کونسل میں ایسے سوالات کر بیٹھے جنکے جواب پر انہیں اپنے دل میں کسی قدر شرمندہ ہونا پڑا ہوگا۔ ۲۲ اگست کے ٹربیون نے واقعہ مذکور کے متعلق جو رنگ آمیزی کی تھی اُسکی جانب گورنمنٹ ہند کو متوجہ کرکے شکہ صاحب نے گذشتہ اجلاس کونسل میں دریافت کیا کہ :-

"کیا یہ سچ ہے کہ موضع اودر وال واقع ضلع جہلم کے مسلمانوں نے جو سکھوں کے ایک عظیم الشان گردوارے کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اُسکے متعلق پولیس نے ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی؟ کیا یہ بھی سچ ہے کہ مواضعات فریدا ور گنڈیکس میں بھی دو اور گردواروں کو انہیں لوگوں نے لوٹ لیا؟ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بیان کریگی کہ بخیال اسکے کہ ان واقعات سے وفادار سکھوں کی سخت دلشکنی ہونی لازمی ہے اُسنے معاملہ مذکور میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر ٹربیون کی یہ تحریر گورنمنٹ کی نگاہ سے نہیں گذری اور گورنمنٹ کو واقعات مذکور کی کوئی اطلاع نہیں تو کیا مہربانی فرما کر اب گورنمنٹ اس معاملہ کی تفتیش کریگی تاکہ ملزموں کو سزا دیجائے - اور کیا کاغذات متعلقہ کونسل کی میز پر رکھے جائینگے؟"

سر ہارووے ایڈمسن نے گورنمنٹ کی جانب سے حسب ذیل جواب دیا :-

"یہ غلط ہے کہ اودر وال کے گردوارے کے جلائے جانے کے متعلق پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی - آتشزدگی کی خبر جب چکوال کے تھانہ میں پہنچی تو اسی وقت یہ شبہہ کیا گیا کہ کسی کی شرارت ہے - چنانچہ ایک سب انسپکٹر فوراً موقع پر پہنچا۔ تین ملزموں پر مقدمہ چلانے کا بندوبست کیا گیا جنکی نسبت شبہہ تھا کہ طاعون کی وجہ سے موضع خالی ہو جانے پر اُن کو گردوارے اور قریب کے ایک مکان کو لوٹنے اور جلانے کا موقع مل گیا تھا۔ گاؤں کے ہنداروں کو بھی ملزم گردانتے ہیں۔ مزید تفتیش ایک سکھ سب انسپکٹر نے اور بعد میں ایک انسپکٹر نے کی۔ معاملہ کی تحقیقات پوری طرح سے کر لی گئی ہے۔ اور ملزم عدالت میں پیش ہیں۔ مواضعات فریدا ور گنڈیکس کے گردواروں کی لوٹ کے متعلق گورنمنٹ ہند کے پاس کوئی اطلاع نہیں آئی - مگر حالات دریافت کئے گئے ہیں۔"

مندرجہ بالا جواب سے معلوم ہوگا کہ واقعات مذکور کسی مذہبی عداوت یا قومی منافرت کا نتیجہ نہیں بلکہ چند اشرار کی شرارت کا نتیجہ ہیں۔ اُن کی ان نامناسب حرکات سے نہ کسی معقول پسند مسلمان کو ہمدردی ہو سکتی ہے نہ کسی ہندو کو - خواہ اُن کا تعلق کسی مذہب یا کسی فرقہ سے ہو۔ گورنمنٹ نے بھی اپنے جواب میں کوئی اشارہ نہیں کیا کہ مجرم ہندو ہیں یا مسلمان یا سکھ۔ صرف تین ملزموں کے ماخوذ ہونے کا ذکر کیا ہے جن کے مذہب سے کوئی بحث نہیں۔ کیونکہ اُن کا فعل محض ذاتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ہندو ہوں مسلمان ہوں یا سکھ۔ ہر فرقہ میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو دین فروشی کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اور لوٹ مار کی

لاہور میں ایک گردوارہ کی توہین انکے نزدیک ایسی ہی معمولی حرکت ہو جیسی کسی مسجد کی بے حرمتی باشندوں کی تقصیر۔ متعصب اخباروں کا اس قسم کے واقعات پر قومی یا مذہبی رنگ چڑھا دینا کوئی خلاف توقع امر نہیں۔ تعجب میں ڈالنے والی بات یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی انصاف پسندی اور بے تعصبی کی تعریفیں سننے میں آتی ہیں۔ اور جو ایک معزز ایک ریاست کا فرمانروا ہونے والا ہے۔ بے بنیاد خبروں کو شائع کر دے۔ ان کی بابت کسی قسم کی تحقیقات نہ کیجئے بغیر گورنمنٹ سے ایسے سوالات کرتا ہے جن سے مسلمانوں پر بیجا حملہ مقصود ہو۔ اگر ٹکہ صاحب نے اپنے سلسلہ سوالات میں مسلمانوں کا ذکر تخصیص سے نہ کیا ہوتا تو ہمیں ان پر یہ نکتہ چینی کرنے کا موقع نہ ملتا۔ مگر اس معاملہ کو انہوں نے کونسل میں ایسے طریق سے اور ایسے الفاظ میں پیش کیا جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کونسل میں سکھوں کا قایم مقام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس صوبہ کے ہندو مسلمانوں کے حقوق پر نظر رکھنا بھی ان کے لئے ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ سکھوں کے حقوق کی محافظت ؛

ٹکہ صاحب (نابھہ) سے ایک درخواست

سطور بالا لکھ چکے تھے کہ نابھہ کے متعصب اخباروں کے پرچے ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ ہم ٹکہ صاحب نابھہ کے متعصب اخباروں کے تحریک میں آجانے اور بلا ذاتی تحقیقات کیے کونسل میں ایسے سوالات پیش کر دینے کا ذکر کر چکے ہیں جن سے مسلمانوں کی کسی قدر دل آزاری ہوئی ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ یہ لغزش ٹکہ صاحب سے محض بوجہ ناتجربہ کاری ہوئی ہے نہ بخیال دل آزاری مسلمانان۔ کیونکہ وہ ایک ایسے رئیس ریاست کے ولیعہد ہیں جس کا برتاؤ اپنے مسلمان اہلکاروں اور مسلمان رعایا کے ساتھ کئی ہندو ریاستوں سے بہتر سننے میں آتا ہے اور جس کی میرانہ سالی اور مدت العمر کے تجربہ نے اسکے دل پر یہ نقش کر دیا ہوگا کہ ملکی معاملات میں کسی خاص فرقہ کی طرفداری حسن انتظام کے حق میں سم قاتل ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ٹکہ صاحب اپنے کرم فرما والد بزرگوار کی نصایح سے فایدہ اٹھا کر مسلمانوں کے حقوق کی حمایت کو بھی اپنا فرض سمجھینگے۔ ہم اپنے معزز معاصر زمیندار کے ہم آواز ہو کر یہ درخواست کرتے ہیں کہ ٹکہ صاحب امپیریل کونسل میں مندرجہ ذیل سوالات پیش کر کے مسلمانان پنجاب کو مشکور فرمائیں۔

" کیا یہ امر صحیح ہے کہ چند مستثنیات کو چھوڑ کر اضلاع لاہور و امرتسر کے علاقہ نابھہ میں مسلمانوں کو غیر مسلمان باشندے اذان دینے کی اجازت نہیں دیتے؟ کیا یہ امر درست ہے کہ نابھہ کے مسلمان اگر اذان دینے کی کوشش کریں تو ان پر ایذائیں پہنچائی جاتی ہیں۔ اور انہیں اس مذہبی رسم کے ادا کرنے سے جبراً روکا جاتا ہے اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو کیا گورنمنٹ براہ مہربانی بیان کریگی کہ بخیال اس کے کہ مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو یوں جبراً روکنے سے وفادار مسلمانوں کی سخت دلشکنی ہوگی۔ اس نے اس معاملہ میں کیا کارروائی کرنی تجویز کی ہے ؟ "

ہم امید کرتے ہیں کہ ان سوالات کو کونسل میں پیش کر کے جناب ٹکہ صاحب اپنی منصف مزاجی کا ثبوت دینگے۔ اور ہمیں اس امر کے اندازہ کرنے کا موقع دینگے کہ جب ریاست نابھہ کی عنان حکومت انکے ہاتھ میں آجائیگی تب ان کا برتاؤ اپنی مسلمان رعایا کے ساتھ کیسا ہوگا۔ ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ علاقہ نابھہ کے متعلق جن واقعات کا اوپر ذکر آیا ہے وہ بالکل یقینی ہیں۔ اور ان کے اظہار میں کسی رنگ آمیزی سے کام لیا گیا ہے نہ مبالغہ سے۔ اسکی تصدیق ٹکہ صاحب خود فرما سکتے ہیں ؛

کپورتھلہ کا جدید انسپکٹر جنرل پولیس

ہم کو اس خبر کے سننے سے مسرت حاصل ہوئی کہ حافظ فیروز الدین صاحب بی اے پولیس انسپکٹر سیالکوٹ۔ ریاست کپورتھلہ میں انسپکٹر جنرل آف پولیس کے عہدہ جلیلہ پر ممتاز کیے گئے۔ یہ تقرر گورنمنٹ کی روشن ضمیری اور ریاست کی بے تعصبی اور انصاف پسندی پر دلالت کرتا ہے۔ حافظ صاحب کی لیاقت۔ تجربہ کاری اور دیانتداری سے امید ہے کہ وہ ریاست میں بھی وہی شہرت اور ہردلعزیزی حاصل کرینگے جو انگریزی ملازمت میں ان کو حاصل ہوئی ہے۔ ہم ریاست کو ایسے محنتی اور لایق افسر کے ملنے پر مبارکباد دیتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ مسلمان عہدہ داروں کے تقرر میں جس روشن خیالی اور بے تعصبی کا ثبوت دیتے رہے ہیں وہ اس قابل ہے کہ دیگر والیان ریاست اسے پیش نظر رکھیں اور اسکی تقلید کریں ٭

لیاقت کا بیجا استعمال

بابو بپن چندر پال کو اس جرم میں کہ خبار بندے ماترم کے مقدمہ میں انہوں نے شہادت دینے سے مطلق انکار کر دیا تھا۔ اور باوجود کافی موقع دیئے جانے کے اپنی ضد سے باز نہ آئے چھ مہینہ قید کی سزا ہو گئی کیسے افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے اور ان جیسے چند اور لوگوں نے آجکل اپنی لیاقت کا ایسا بیہودہ استعمال شروع کر دیا ہے جس سے بجائے اسکے کہ ملک کو فایدہ پہنچے۔ پبلک کی بہتری ہو۔ اور گورنمنٹ کو مدد ملے۔ ملک کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پبلک کے لئے تازہ مشکلات پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ اور گورنمنٹ کو سختی سے کام لینے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ رعایا کو تقریر و تحریر میں جو آزادی حاصل تھی اسکو چند کوتاہ اندیشوں کی حماقت سے صدمہ پہنچنے لگا۔ چند نفوس کی فتنہ انگیزی نے ساری رعایا کو پریشان کر دیا بعض مقامات میں جلسوں اور تقریروں کی ممانعت ہو گئی اور اس ممانعت سے وہ بھی ستثنے نہ ہوئے جن کا شورش جدید میں کوئی حصہ نہ تھا۔ لوکل گورنمنٹوں کو اجازت مل گئی کہ مفسدانہ مضامین شایع کرنے والے خیالات پر بلا منظوری گورنمنٹ ہند دست اندازی کریں۔ اخباروں اور سپیکروں پر نگرانی بڑھا دی گئی۔ خفیہ خبر رسانی کے محکمہ کو زیادہ حرکت دیدی گئی۔ طلباء کے پولیٹکل جلسوں میں شریک ہونے پر زور لیا جانے لگا سرکاری ملازموں کے نام پولیٹیکل مجالس میں شریک ہونے کے امتناعی حکم کی یاد دہانیاں کی گئیں مسٹر مارلے اور لارڈ منٹو کی بیدار مغزی اور عالی ہمتی کی داد دینی چاہیئے۔ اگر اس نازک وقت میں یہ بر سر حکومت نہ ہوتے تو موجودہ پولیٹیکل اصلاحوں کے جاری ہونے میں بھی التوا ہو جاتا۔ مذکورہ بالا نتایج کا باعث بابو بپن چندر پال اور ان کے ہم خیال ہیں۔ جنہوں نے اپنی انتہا پسند طبایع سے مجبور ہو کر ملک کو بے اعتدالی کی طرف لے آنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ یہ لوگ اپنی خداداد قابلیت اور وسیع معلومات کو عقلمندی کے ساتھ استعمال میں لاتے اور اپنی دولت۔ رسوخ۔ اور تجربہ کو مفید کاموں میں صرف کرتے اور ملک کی حقیقی خدمت کو جاہ طلبی پر ترجیح دیتے تو کیسے مفید نتایج مترتب ہوتے۔ مگر ایسے کج راہ لوگوں کی لیاقت سے بہتری کی توقع رکھنا لاحاصل ہے جو باوجود اس علم کے کہ شہادت دینے سے انکار کرنا قانونی جرم ہے۔ محض اپنے رعب اور ضد کا اظہار دینے اور حلف اٹھانے سے صاف انکار کیئے جاتے ہیں۔ اور اپنی اس سرکشی سے نہ صرف عدالت کی توہین کرتے ہیں بلکہ اس بادشاہ کی بھی گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں جس کا قانون ان پر حکومت کرتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس انکار کی جس مذموم رسم کی بنیاد بابو صاحب نے ڈالنے کی کوشش کی ہے اسکی تقلید اور لوگ نہ کرینگے کیونکہ کسی امر کے متعلق باوجود علم ہونے کے اپنا بیان عدالت میں دینے سے انکار کرنا علاوہ قانونی جرم کے ایک بہت بڑا اخلاقی گناہ بھی ہے۔ اسلام میں تو یہاں تک تاکید آئی ہے کہ اگر کسی مقدمہ کے متعلق تمہیں کچھ علم ہو تو بے بلائے عدالت میں چلے جاؤ اور جو کچھ جانتے ہو سچ سچ کہہ آؤ ورنہ گنہگار ہوگے ؛

ڈیرہ دون کا سفر

ستمبر کے پہلے ہفتے میں ہمکو ڈیرہ دون جانیکا اتفاق ہوا۔ مدت سے بعض دوستوں کا اصرار تہا۔ اور دون میدان کی قدرتی بخشائشیں اور اسکی وہ ملائم گردش جو ایک جانب کوہ شوالک کے سلسلے سے اور دوسری جانب خاص منصوری کی بلند امردی خط سے بنی ہو یہ سب ایسی کششیں تھیں کہ ہم انکا زیادہ مقابلہ نہ کر سکے اور ایک ہفتہ اس سبزہ باغ کو جاکے دیکھتے رہے ڈیرہ کے احباب نے ہمکو ایک مکان میں جو ڈیرہ انسٹیٹیوٹ (غالباً ڈیرہ مسلم انسٹیٹیوٹ) ہے ٹہرایا تہا۔ یہ ایک کلب کی وضع پر علمی سوسائیٹی ہے جہاں چند اخبارات انگریزی اور اردو کے آتے ہیں اور چھوٹے پیمانہ پر ہر قسم کا سامان آسائش مہیا ہے۔ اصل میں یہ حصہ آبادی کا ڈیرہ کے حاشیہ پر ہے اور یہاں سب سرکاری ملازم بود و باش رکھتے ہیں۔ انہوں نے لطف صحبت اور ملاقات کے لئے یہ ایک مرکز بنا لیا ہے۔ ہمکو اسکا پرفانہ نہایت نفیس اور بھلا معلوم ہوا۔ انسٹیٹیوٹ کے علاوہ ڈیرہ میں ایک انجمن اسلامیہ بھی ہے جو انجمن نصرۃ الاسلام ڈیرہ کہلاتی ہے اور رجسٹری شدہ جماعت ہے۔ منشی حسن احمد صاحب مختار فوجداری اسکے سکرٹری ہیں۔ انکو تعلیمی معاملات سے بڑی دلچسپی ہے اور قومی خدمات سے بڑا ذوق شوق رکھتے ہیں۔ انسٹیٹیوٹ بھی غالباً انہی کے نتائج فکر میں کر بہادر نہایت نفیس خیال ہے۔ انہوں نے انجمن کی نگرانی میں ایک دینی مکتب بھی کھولا ہے جو اپنی وضع پر خاصا کام کر رہا ہے۔

ڈیرہ میں کوئی گورنمنٹ اسکول نہیں البتہ مشن سکول اور دیانند ویدک سکول ہے۔ مسلمان لڑکے انہی میں پڑھتے ہیں اور انہی کے بورڈنگ ہوسوں میں اکثر لڑکے رہتے بھی ہیں۔ کچھ اچھی بات نہیں تعلیم تو جہاں حاصل کریں مگر سکونت اپنے قومی اثر میں رکھنا مناسب ہے۔ ورنہ قومی بہرے کے خد و خال ضرور بگڑ جائینگے اور علامات متعارفہ باقی نہ رہیں گی۔ اسی بنا پر ہمارے باہمت دوست منشی حسن احمد صاحب کا خیال ہے کہ ڈیرہ میں ایک اسلامی بورڈنگ ہوس بنام صوفیہ بورڈنگ ہوس قایم کیا جائے۔ اور اسکے نظام میں بڑا ہرزہ درع کار رکھا جائے مسلمان طلبا بچاہے کہیں تعلیم پائیں مگر سکونت صوفیہ بورڈنگ میں رکھیں۔ ہم اس خیال میں انسے بالکل متفق ہیں۔ اور ہر طرح انکے ساتھی ہیں قلم سے قدم سے درم سے ہمکو امید ہے کہ ہمارے دوست بھی انکی مدد کریں گے۔

بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکتوبر کے کسی حصہ میں اپنے ہاں ایک جلسہ کریں اور بیرونجات کے احباب کو بلائیں۔ مولوی ثناءاللہ صاحب کو امرتسر سے۔ مولوی شاہ سلیمان صاحب کو۔ خواجہ حسن نظامی صاحب کو اور بزرگوں کو بھی ادہر ادہر سے اپنی احباب کو اکٹہا کرنیکی کوشش کریں گے۔ اس قوت کے ذریعہ وہ لوکل اور پراونشل امداد حاصل کریں۔ ہمارا ہمیشہ سے یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کو سکول قایم کرنے کا خبط چھوڑکر جا بجا بورڈنگ قایم کرنا چاہئیں۔ سکول میں صرف ۵-۶ گھنٹے بسر ہوتے ہیں۔ اور بورڈنگ میں ۱۸-۱۹ گھنٹے بچوں کے گذرتے ہیں خصلت پر بھلا اثر زیادہ دیرپا اور مستحکم ہوگا۔ اسکول میں اگر مدد دینا ہو تو بہتر ہے کہ بورڈنگ سے ایک معینہ رقم ویدک سکول میں دو۔ اور منتظمہ کمیٹی میں ایک دو ممبر اپنے رکھو۔ بابو جوتش سروپ صاحب رئیس اور وکیل ڈیرہ جو اس لوکل سکول کے بانی اور منتظم ہیں جہاں تک ہمکو اہلکاروں سے معلوم ہوا ایک روشن ضمیر اور روشن دماغ شخص ہیں۔ انکی لیاقت کو قیصر ہند کا میڈل ملا ہے اسلئے کہ انہوں نے ڈیرہ زنانہ سکول نہایت کامیابی سے قایم کیا۔

الغرض ہم اس تجویز سے بالکل متفق ہیں۔ مگر ہم اپنے دوست منشی حسن احمد کو بتلائے دیتے ہیں کہ نام چاہے صوفیہ بورڈنگ رکھیں یا جو مناسب ہو۔ مگر اپنے کام میں ان جہوٹے صوفیوں کو ہرگز دخل نہ دیں جو چند سادہ لوح مگر مالدار شخصوں کو اسطرح پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں جس طرح گذریا چیتہڑوں والا بھیڑوں کو قینچی ہاتھ میں لیکر اور پکڑکر بیٹھ جاتا ہے جو رنگین کپڑوں میں مانگتے ہیں۔ مگر کر کے کھانا نہیں جانتے جنکا پیشہ وجد و سماع ہے جسے انہوں نے ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے۔ اور جو اسکے اہل نہیں۔ نوجوانوں کو صرف گمگشتہ کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک بورڈنگ کا نام نظامی بورڈنگ رکھئے۔ اور حضور سیدی نظام بخش کے نام پر تہدیہ کیجئے۔

ہمارے روشن ضمیر نوجوان دوست خواجہ حسن نظامی کو خصوصیت سے دلچسپی ہوگی +

تحصیلدار صاحب امرتسر

کسی قابل اصلاح معاملہ پر نوٹس لینے سے ہمارا ہرگز یہ مدعا نہیں ہوتا کہ کسی قسم کی آزردگی یا رنجدہی کا اثر محسوس کرایا جائے۔ بلکہ ہم صرف معاملات کی درستی اور اصلاح چاہتے ہیں اور وہ بھی نہایت سہولت اور نرمی سے۔ ہمارا عام اصول یہ ہے +

چو کارے بر آید بہ لطف و خوشی
چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی

اسیواسطے ہم شروع میں صرف عام شکایت کا اظہار کرکے انتظار کیا کرتے ہیں کہ بغیر زیادہ تشریح اور تفصیل کے اصلی شکایت دور ہوجائے اور واقعات کے اظہار کی نوبت ہی نہ آئے۔ کیونکہ جیسا ہم کہہ چکے ہیں ہماری غرض صرف اصلاح ہوتی ہے نہ کہ تخریب اور دل آزاری یا کسی قسم کی پرخاش۔ تحصیلدار صاحب امرتسر سے بھی ہم اسوقت اسی اصول پر بعض شکایات کی اصلاح کی امید کرکے چاہتے ہیں کہ اب تک جن امور کے چرچے ہوچکے ہیں اور جو روز بروز لوگوں کی زبانوں پر زیادہ پھیلتے جاتے ہیں وہ آگے نہ بڑھیں بلکہ انہیں روک دیا جائے کیونکہ موجودہ تحصیلدار صاحب کے واسطے امرتسر کی تحصیلداری جسقدر غنیمت ہے اسی قدر نازک اور اہم بھی ہے۔ انہیں ضرور مدنظر رہنا چاہئیے کہ امرتسر کا سٹیشن انکے ذاتی تعلقات اور قرابتی وابستگی کے اثرات کے باعث کسقدر احتیاط اور سلامت روی کا مقتضی ہے اور ایسی حالت میں حکام کو اپنی بے لوث پالسی اور راست روی سے مطمئن کرنا اور پبلک کی خوشنودی حاصل کرنا بڑی بھاری کامیابی ہے ورنہ یہ خوب سمجھ لینا چاہئیے کہ اعلےٰ افسر ایسے بے خبر نہیں ہوتے کہ تعلقات سے آگاہ ہوکر بھی معاملات کی اصلیت کو نہ پہنچیں۔ ہم تحصیلدار صاحب امرتسر کو یہ جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ موجودہ حالت میں تحصیل امرتسر کو بہت سی خصوصیتیں حاصل ہیں اور بالخصوص پولیٹیکل پہلو سے امرتسر کی تحصیلداری کی خصوصیت اور اہمیت بہت ہی وزنی ہوگئی ہے۔ اسواسطے صدر تحصیل کے تحصیلدار کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا اور ان نہایت نازک قومی اثرات سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے جو اسوقت نہ صرف علانیہ طور پر ایک محدود احاطہ میں کام کر رہے ہیں بلکہ جنکی خفیہ ریشہ دوانیوں کی وسعت زیادہ استقامت اور تقویت رکھتی ہے ہماری رائے میں ان احتیاطوں کیلئے صرف امرتسر کی تحصیلدار کو ہی آمادہ و تیار رہنا ضروری نہیں بلکہ ہر ایک ذمہ دار عہدہ دار کا اپنے لئے زیادہ اور کسیقدر پبلک کیلئے بھی مفید فرض یہی ہے ہم اسوقت مختلف شکائیتوں کا شہر میں چرچا سن رہے ہیں جنکی نسبت نہ زیادہ تحقیقات کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی خاص تفصیل اور تشریح کی حاجت بلکہ ہم اشارتاً جتلا کر اسی قدر کافی سمجھتے ہیں کہ جن اصحاب سے ان شکائیتوں کا تعلق ہے۔ اگر واقعی طور پر وہ بھی بے احتیاطی اور جرأت سے کام لے چکے ہیں تو آئندہ کے لئے اس نہایت ناپسندیدہ دلیری کو قطعی چھوڑ دیں ورنہ ہمیں کھلے طور پر تصدیق کرکے خصوصیت کیساتھ یہ معاملہ گورنمنٹ کی توجہ میں لانے ہونگے جنہیں اسوقت عملی افواہی درجہ میں رکھکر صرف دوستانہ صلاح اور اصلاح کی صورت میں لیا گیا ہے۔ ہم مثال کے طور پر ایک عام افواہی شکائیتوں کا اشارہ کرنا چاہتے تھے لیکن سردست اسکو بھی ملتوی کرکے صرف آئندہ کی اصلاح اور درستی کی خواہش کرتے ہیں اور بالخصوص تحصیلدار صاحب امرتسر کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو امرتسر جیسے سٹیشن میں اعتدال پسند اور ہردلعزیز ثابت کریں۔ ہم اس خصوصیت کو ظاہر کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ امرتسر کی ڈپٹی کمشنری کا چارج اسوقت نہایت بیدار مغز معاملہ فہم انصاف پسند منتظم اور ہر طرح قابل افسر کے ہاتھوں میں ہے جب افسر ضلع میں اتنی خوبیاں ہیں جو ایک اچھے حاکم میں ہونی چاہئیں تو تحصیلدار صاحب کو سمجھ لینا چاہئیے کہ انکی کارنامیاں کب تک **انتظامی ضرورت** کے پردہ میں چھپی رہیں گی جناب مالکم ارونگ صاحب بہادر نہایت معاملہ فہم اور ضابطہ پسند افسر ہیں وہ یقیناً غور کرینگے اور تحقیقات فرمائینگے کہ جب سے موجودہ تحصیلدار صاحب نے تحصیل امرتسر کا چارج لیا ہے۔ کتنے مسلمان اہلکار نالائق ثابت ہوئے ہیں اور کسقدر معتوب ہوکر سزا پاچکے ہیں کتنے ہیڈوں کو تحصیلدار صاحب امرتسر سے مستفید ہونیکا موقع ملا ہے۔

اگرچہ حکام کو یہ کہا جاتا ہے کہ انتظام قایم رکھنے کیلئے ایسے کٹر کے دشمنوں کی ضرورت ہے مگر کیا اس قسم کے رعب کو سکہ جمانیکے لئے صرف مسلمان ہی موزون تختۂ مشق سمجھے جاسکتے ہیں اور کیا آخر کار یہ معاملہ جناب ڈپٹی کمشنر بہادر کے غور و توجہ سے محروم رہ جائیگا اور صرف مسلمان اہلکار ہی اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے رہینگے اگر یہی صورت ہے تو ہمارے خیال میں ضلع امرتسر کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے واسطے یہ مسئلہ بھی خاص غور و توجہ کے قابل سمجھا جائیگا کہ تحصیل امرتسر میں ہمیشہ کے لئے ہندو تحصیلدار کا قبضہ کہاں تک موزون اور قابل صلاح ہے بلکہ امرتسر کی باقی تحصیلوں میں بھی ایک ہی قوم کا قبضہ صاف بتلا رہا ہے کہ ضلع امرتسر اس خصوصیت میں خاص امتیاز رکھتا ہے جو موجودہ حالت میں بلکہ اس سے پہلے اور آیندہ بھی کسی طرح مناسب اور موزون نہیں ہے نہ تہا اور نہ ہوگا۔ ہم سردست جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے ذاتی توجہ کی درخواست کرتے ہیں اور غریب مسلمانوں کو خواہ اہلکار ہوں یا افراد رعایا انکے اعلےٰ افسر ضلع کی انصاف پسندی اور حفاظت میں چھوڑتے ہیں اور آیندہ بشرط ضرورت ان امور پر زیادہ روشنی ڈالنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن ہماری دلی آرزو یہی ہے کہ ہماری اتنی گذارش ہی شکایات کے سدباب کیلئے کافی ہو اور اس سے زیادہ کی ضرورت نہ پڑے + راقم (ا۔ک)

مراسلات

تجارتی لٹریچر کی ضرورت

یہ امر مسلّم ہے کہ تجارت اور صنعت و حرفت کے بغیر قومی ترقی کا وجود پذیر ہونا ناممکن تسلیم ہے اور خصوصاً اس بیسویں صدی میں جبکہ ہر طرف تجارت کی حکمرانی ہے ہمارے قومی اخباروں نے مسلمانوں کو تجارت و صنعت و حرفت کا شوق دلانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا مگر ان مضمونوں کا حصہ زیادہ تر نصائح پر مبنی تھا۔ اسی لئے قوم میں انکا کوئی بین اثر ظاہر نہیں ہوا۔ زیادہ ضرورت اس امر کی تھی کہ تجارت پیشہ اصحاب اس بحث کو لیتے اور اصولی پیرایہ میں اپنے مضمونوں کو واقعات کا رنگ دیتے اور تجارتی تشویشوں کو عملی مشوروں کا لباس پہنا دیتے۔ مضامین سے جنمیں قوم کو تجارت کے فوائد اور صنعت و حرفت کی برکات بتائی جاتی ہیں اب طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ اور کام کی بات کوئی پیدا نہیں ہوتی۔ اغلب ہے کہ ہمارے اخبار نویسوں کو بھی اب ایسے مضامین کے لکھنے میں لطف نہ آتا ہوگا۔

چند دنوں سے ہم دیکھتے ہیں کہ معزز ہم عصر وطن و عصر جدید نے تجارتی اصولوں اور حرفت و صنعت کے متعلق ہر قسم کی ترکیبوں پر بسیط مضمون نکالے ہیں۔ اور ایسے ہی مضمون ہیں جو کچھ بکار آمد ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان میں ابھی تک تجارتی لٹریچر عام نہیں ہے ایسی اگر یہی خواہان قوم مسلمانوں میں تجارت کا حقیقی مذاق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ عام تجارتی اصولوں اور سرمایہ لگانیکی ترکیبوں پر مفصل روشنی ڈالیں اور اسکے علاوہ ایک ایسی فہرست وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کن کن مقامات پر کن کن تجارتی اشیاء کے کارخانے و مخزن ہیں اور کون کون چیز کہاں کہاں سے زیادہ نرخ کفایت کے ساتھ خریدی جا سکتی ہے اور اگر پہلے سے ہی ایسی فہرستیں مرتب ہوں تو اخبار ان کے ذریعہ اپنے مضمونوں میں انکا حوالہ دیں۔ اگر قوم میں تجارت کا مذاق پیدا ہوگا تو اسی طرح ورنہ محض یہی رٹتے جانا کہ تجارت کرو تجارت کرو۔ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم بطرف وطن و عصر جدید اور روزانہ پیسہ اخبار کے معزز و فاضل ایڈیٹروں کی توجہ کو خاص طور پر منعطف کرتے ہیں۔ اور انسے التماس کرتے ہیں کہ وہ ہماری اس چھوٹی سی مراسلت کو اپنے گرانقدر جرائد میں لیکر اسپر کافی و مکمل بحث کریں

حافظ عبدالمجید

میونسپل بورڈ مظفرنگر کا بیجا طرزِ عمل

قابل توجہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ وصاحب کمشنر بہادر کمشنری میرٹھ

میونسپل بورڈ کیا چیز ہے وہ ایک صیغہ ہے جسمیں ایک جماعت معززین شہر کی بحیثیت ریپریزنٹیٹو پبلک کے انتخاب سے پبلک کے فائدہ کیلئے وقتاً فوقتاً اجلاس کرتی ہے اور جو روپیہ درآمد اشیاء سے بذریعہ چونگی وصول کیا جاتا ہے۔ اُس کو عوام کے فائدہ کیلئے صدر چونگی میں صفائی راستوں کی درستی اور روشنی وغیرہ وغیرہ پر صرف کرتی ہے اور ایسے ہی موقعوں پر اسکو خرچ کرنیکا اختیار بھی ہے۔ پبلک کا روپیہ جو اُسی سے حاصل کیا گیا ہے حدود میونسپلٹی کے اندر ایسے کام پر کہ جس میں پبلک کا فائدہ نہ ہو یا پبلک کا فائدہ تو ہو مگر وہ کام جسپر پبلک کا روپیہ خرچ ہو حدود میونسپلٹی سے باہر ہو تو میونسپل بورڈ کو خرچ کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ اگر میونسپل بورڈ پبلک کے روپیہ کو خلاف قانون بیجا خرچ کرتا ہے تو وہ کسی طرح بھی پبلک کی قائم مقام نہیں کہلا سکتی ہم میونسپلٹی مظفرنگر کی ناجائز کارروائی کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ میونسپلٹی مظفرنگر ۱۸۶۷ء سے قائم ہے ۱۸۸۴ء میں اسنے ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ تیس ۳۰ روپیہ رام لیلا اور ۵۰ روپیہ بیلی گھاٹ ندی میں دئے جاویں حالانکہ اُس ریزولیوشن سے یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ وہ روپیہ ہمیشہ دیا جاوے مگر میونسپل بورڈ ۱۸۸۴ء سے اسوقت تک برابر دونوں مقام پر ۸۰ روپیہ سالانہ دیتا رہی ہے۔ البتہ دونوں مقام حدود میونسپلٹی سے باہر ہیں۔ رام لیلا صرف ایک مخصوص فرقہ کی ہے جو بمسلک خیال کے ہندو ہیں۔ بیلی گھاٹ ندی پر جھگڑا ہے مسلمان اپنا بتلاتے ہیں ہندو اسکو اپنا کہتے ہیں ہمکو اس مقام پر اس سے بحث نہیں کہ وہ کیسا ہی ہو اور چاہے کسی قوم کا ہو ہمکو یہ جتلانا ہے کہ وہ حدود چونگی سے باہر ہے وہاں سے کسی قسم کا محصول چونگی کو نہیں ملتا اس لئے اس میلہ اور رام لیلا کو ۸۰ روپیہ سالانہ کی امداد دینا خلاف قانون چونگی ہے۔ ایسی بیدردی سے پبلک کا روپیہ لٹانے والے اور اسطرح خلاف قانون ناجائز کارروائی کرنیوالے کیا پبلک کے قائم مقام ہونیکا حق رکھتے ہیں ہم نے مانا کہ میونسپل بورڈ کے تمام ممبر معزز ہیں متمول ہیں اور انکی ان صفات سے پبلک کی کچھ مطلب برآری نہیں ہوتی ہے اگر انکا طرزِ عمل پبلک کے لئے نفع بخش ہو تو البتہ وہ جائز قائم مقام کہلانیکے مستحق ہو سکتے ہیں۔ پبلک کے انتخاب سے جو ممبر منتخب ہوتے ہیں اگر انکا طرزِ عمل پبلک کیلئے بجائے نفع کے مضرت رساں ہو تو پبلک کو اُسکے برطرف کرانیکا حق حاصل ہے۔ مگر عموماً دیکھا جاتا ہے کہ پبلک اسکے اصول سے ناواقف ہے۔ اسلئے مؤدبانہ گذارش ہے کہ ہمارے صوبہ کے روشن دماغ ہز آنر لفٹنٹ گورنر اور کمشنری میرٹھ کے کمشنر صاحب بہادر اسطرف توجہ فرماویں اور میونسپل بورڈ مظفرنگر سے بازپرس کریں۔ فقط

نامہ نگار از مظفرنگر

سلا۔ نامہ نگار کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ از راہ تعصب کسی ایک فریق کا جانب دار ہو کر کچھ لکھے اور خلاف واقعہ ہو حقیقت یہ ہے کہ میونسپلٹی مظفرنگر کے طرزِ عمل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسمیں فساد تفریق ہے ہمارے نامہ نگار نے قلم اوٹھایا ہے کہ اول سے لیکر اسوقت تک جسقدر اس سے کمزوریاں ظہور میں آئی ہیں اونکو روشنی میں لائیں۔ ہماری تحریر واقعات پر مبنی ہوگی ✦

جالندھر میں ایک اسلامی بورڈنگ ہوس

جہاں بیسیوں باتیں مسلمانوں کی ہم ایسی سنتے رہتے ہیں جنسے سوائے رنج اور افسوس کے اور کچھ پیدا نہیں ہوتا وہاں کبھی کبھی کوئی خبر دل کو کسی قدر خوش کرنیوالی بھی سننے میں آجاتی ہے جالندھر کے مسلمان جنکی نسبت یہ دیرینہ الزام چلا آتا تھا کہ اُنسے کوئی قومی کام کم بن آیا ہے۔ حال میں اُنہوں نے اس الزام کو ہلکا کرنیکی کوشش شروع کی ہے اور چونکہ ہمارے خیال میں وہ کوشش بہت بجا اور مناسب طریق پر کی گئی ہے اسلئے ہم تو یہی کہینگے کہ "آگرچہ دیر آید درست آید" کے مقولہ پر اُنہوں نے عمل کیا ہے۔ مگر کام ایسا کر دکھایا ہے کہ اور جگہ کے مسلمانوں کو بھی اُنکی تقلید ضرور کرنا چاہیئے تفصیل اسکی یہ ہے کہ جالندھر میں گورنمنٹ سکول اور پرائیوٹ سکول تو کئی ہیں جن میں ہر جگہ مسلمان لڑکے پڑھ رہے ہیں مگر انکے ان سکولوں کے بورڈنگ ہوس میں نہ زیادہ آرام کی صورت تھی اور نہ اپنی خصوصیت اور امتیاز کے قائم رکھنے کی کوئی سبیل تھی۔ سو اس کمی کو محسوس کر کے اکابر قوم نے ایک اسلامی بورڈنگ ہوس وہاں پر قائم کر دیا ہے جو کئی مہینہ سے چل رہا ہے اور تقریباً ساٹھ روپیہ ماہوار اسکا خرچ ہے جو چندہ سے پورا ہوتا ہے۔ مسلمان لڑکے اوقات تعلیم میں خواہ کسی سکول میں پڑھتے ہیں مگر سکول ٹائم کے بعد سب اسلامی بورڈنگ ہوس میں آرہتے ہیں ایک گریجوایٹ مسلمان انکے سپرنٹنڈنٹ ہیں جو وقتاً فوقتاً انکی تعلیم میں بھی مدد دیتے ہیں اور ایک دوسرے مدرس شائد دو گھنٹے روزانہ مذہبی تعلیم بھی دیتے ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ بات ایسی ضروری تھی کہ جسقدر پہلے اسپر عمل درآمد ہوتا اچھا تھا اور اب بھی ہر جگہ کے مسلمان ایسا ہی کریں تو اچھا ہو ہمکو یاد ہے کہ جالندھر اور کئی جگہ کے مسلمانوں نے اپنے علیحدہ سکول قائم کئے جو روپیے کی کمی کے سبب آخر کار بند ہوتے رہے۔ کیا اچھا ہو کہ آئندہ بجائے علیحدہ سکول قائم کرنیکے جالندھر والوں کی تقلید پر صرف اسلامی بورڈنگ ہوس ہی قائم کئے جائیں۔ تاکہ مقامی سکولوں میں لڑکے تعلیم پائیں اور اسلامی بورڈنگ ہوس میں سب ملکر رہیں اور آرام و آسائش کے علاوہ تعلیمی اور اخلاقی حالت میں ترقی کرنیکا بھی اُن کو اچھا موقع ملے جسکی کہ اسوقت اشد ضرورت ہے ✦

یہ کوشش ڈپٹی خان احمد شاہ صاحب، منشی غلام نیاز خان صاحب وکیل اور مسٹر احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا اور مولوی حکیم فضل محمد صاحب کی بیان کیجاتی ہے۔ یہ بزرگ قوم کے شکریہ کے مستحق ہیں

(سید غلام محی الدین)

ون روپی فنڈ

رسید بہی نمبر ۴۲ جسکو عالی جناب حافظ محمد فضل احمد صاحب سپلائی ایجنٹ و بابو محمد رکن الدین صاحب ہیڈ کلرک سپلائی آفس کوہ مری نے مکمل کیا۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان	تعداد چندہ
(۱)	میاں محمد عبدالعزیز خان صاحب منصف کوہ مری	عہ ر
(۲)	لالہ لکھی رام صاحب ہیڈ کلارک ۲۹ مغل کو کوہ مری	عہ ر
(۳)	منشی فضل الٰہی صاحب کلارک سٹیشن سپلائی آفس	عہ ر
(۴)	لالہ گنگا رام صاحب ہیڈ سپلائی ایجنٹ	عہ ر
(۵)	سردار ہری سنگھ صاحب ایضاً	عہ ر
(۶)	لالہ دھنپت رائے صاحب ٹھیکہ دار	عہ ر
(۷)	خواجہ محمد عبدالمجید صاحب رئیس اعظم بھیرہ	عہ ر
(۸)	راجہ محمد شبیر خان صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب کمشنر بہادر راولپنڈی۔	عہ ر
(۹)	محمد ابراہیم خان صاحب داروغہ جنگلات کوہ مری	عہ ر
(۱۰)	چوہدری فضل الدین صاحب ٹھیکہ دار و رئیس کوہ مری	عہ ر
(۱۱)	راجہ رحیم داد خان صاحب کلرک ڈویژنل کورٹ	عہ ر
(۱۲)	منشی محمد دین صاحب فاریسٹ رینجر کوہ مری	عہ ر
(۱۳)	راجہ سلطان خان صاحب رئیس گھوڑا گلی	عہ ر
(۱۴)	راجہ شبیر احمد خان صاحب ڈپٹی فارسٹ رینجر کوہ مری	عہ ر
(۱۵)	سردار نتھا سنگھ صاحب ٹھیکہ دار کوہ مری	عہ ر
(۱۶)	منشی محمد شفیق احمد صاحب کلارک محکمہ رجسٹریشن آفس	عہ ر
(۱۷)	بابو دینا ناتھ صاحب گماشتہ کوہ مری	عہ ر
(۱۸)	لالہ سندر داس صاحب اسپیشل سٹور کیپر کالا باغ	عہ ر
(۱۹)	لالہ نانک سنگھ صاحب سٹور کیپر باڑہ گلی	عہ ر
(۲۰)	سردار پرتاب سنگھ صاحب سپلائی ایجنٹ	عہ صہ
(۲۱)	منشی اللہ داد خان صاحب توپ خانہ	عہ ر
(۲۲)	بابو رام چند صاحب سپلائی ایجنٹ کوہ مری	عہ ر
(۲۳)	بابو رتن داس صاحب سپلائی ایجنٹ کوہ مری	عہ

میزان ۔۔۔ عہ ۵ ر

رسید بہی نمبر ۱ جسکو عالیجناب حافظ محمد فضل احمد صاحب سپلائی ایجنٹ و بابو محمد رکن الدین صاحب سٹیشن سپلائی ہیڈ کلارک کوہ مری نے مکمل کیا۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی احباب چندہ دہندگان	تعداد چندہ
(۱)	چوہدری فضل الدین وغیرہ ٹھیکہ داران کوہ مری	عہ ر
(۲)	بابو محمد رکن الدین صاحب ہیڈ کلرک سپلائی ایجنٹ آفس کوہ مری	عہ ر
(۳)	حافظ محمد فضل احمد صاحب سپلائی ایجنٹ	عہ ر
(۴)	بابو دینا ناتھ صاحب سپلائی ایجنٹ	سے ر
(۵)	بابو رامن داس صاحب ایضاً	عہ ر
(۶)	بابو رام چند صاحب	عہ صہ
(۷)	بابو فتح چند صاحب	عہ ر
(۸)	بابو روپ چند صاحب	عہ ر
(۹)	شیخ نسیم اللہ صاحب کلارک سپیشل سپلائی آفس	عہ ر
(۱۰)	بابو تا مل صاحب ایضاً	عہ ر

میزان ۔۔۔ عہ ۵ ر

کل میزان ۔۔۔ ۵۵ ر

راقم عاکسار امام الدین گجرات (پنجاب)

اٹاوہ میں نیا کھیل اور جدید تماشا

اٹاوہ میں جو نیا سوانگ ہو رہا ہے اُسکے حالات آریہ اور کانگرسی و بنگالی اخبارات میں پڑھ کر میں نے اپنے ایک عزیز کو صحیح و معتبر کیفیت لکھنے کی تکلیف دی تھی اُنہوں نے بعد تحقیق جو جواب لکھا اُسکا ضروری حصہ ارسال کرتا ہوں جس سے ناظرین وکیل کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے ہمسایان اتحاد دوست کہاں تک انصاف و دیانت سے کام لیتے ہیں اور ایک معمولی واقع کو کس رنگ آمیزی سے پبلک میں پیش کر کے مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں عزیز موصوف کی تحریر یہ ہے :۔

برادر محترم۔ گرامی نامہ کے ہمراہ پرکاش و ہندوستانی موصول ہوئے میں اُنکو پہلے دیکھ چکا ہوں الذکر کے حلوں کا فقہ بھی خیال نہ کیجئے وہ بحیثیت آریہ آرگن اور مہاتما پارٹی کا مرید ہونے کے مسلمانوں کے بدنام کرنیمیں اپنا فرض ادا کر رہا ہے اور ہم کسی شخص کو ادائے فرض سے روکنے کے مجاز نہیں۔ ہندوستانی ایک شریف اور معزز پرچہ ہے اور باوجود آریہ رنگ میں رنگے جانیکے وہ ہمیشہ اعتدال کی پالیسی پسند کرتا ہے چنانچہ معاملہ زیر بحث میں بھی وہ شتر بے مہار نہیں بن گیا اور آریہ اثر سے متاثر ہونے پر بھی اسنے احتیاط و شرافت سے کام لیا ہے۔

میں نے دونوں اخبارات کو بغور دیکھا اور مہاشے بنگالیوں کی مبالغہ پسندی کا بھی کچھ حال مجھے معلوم ہوا۔ مجھے جواب کی نہ فرصت ہے اور نہ اُسکی کوئی ضرورت دیکھتا ہوں صرف آپ کی اطلاع و اطمینان کیلئے کسی قدر حالات لکھتا ہوں غالباً یہ کافی ہونگے ورنہ میں مکرر اطلاع دہی کیلئے حاضر ہوں شائد اب اہتشیہ بھی مزید خاموشی کو پسند نہ کرے اور جناب کو مجھ سے مکرر استفسار کی ضرورت باقی نہ رہے۔

اٹاوہ کی بھول بھلیاں کا بغیر ذاتی تجربہ اور کافی مشاہدہ کے سمجھنا مشکل ہے آج تک یہاں سے کوئی ہندو اہلکار یا عہدہ دار بدنامی کے ساتھ تبدیل نہیں ہوا بجائیکہ متعدد مسلمان نالائق کر کے نکالے گئے ہیں گورنمنٹ کی نسبت یہ کہنا کہ وہ نالائق مسلمانوں کو انتخاب کر کے اٹاوہ بھیجتی ہے سخت بیدردی ہو گا مسلمانوں کی نسبت بھی نالائقی کا خیال کرنا درست نہیں جبکہ وہ دوسرے اضلاع میں نیک نام رہے ہیں۔ بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس سرزمین کی قدرتی تاثیر ہے جہاں قدم رکھتے ہی لائق سے لائق مسلمان نااہل بن جاتا ہے۔ اسے

ع ہوا میں ہے یہ اٹاوہ کی نیچرل تاثیر
یہاں جو آئے مسلمان بے خرد ہو جائے

عملہ کلکٹری کے بعض مسلمان عمّال پر حملہ کیا گیا ہے اُسکی کیفیت یہ ہے کہ کل ۱۶ مسلمان اہلکار ہیں جو شیعہ سُنّی مقلد غیر مقلد کی بحثوں میں گرفتار ہونے کے سبب سے کسی ایک خیال یا اتفاق کر سکتے ہیں نہ کوئی طاقت رکھتے ہیں برخلاف اسکے ہندو اہلکاروں کی ایک کثیر تعداد مستعدی و ہوشیاری سے اپنے ذاتی اور قومی فوائد کی نگہداشت کرتی رہتی ہے دیگر ہندوؤں کو چھوڑ کر صرف کائستھ اہلکار ہی مسلمانوں کی نسبت ۲½ گونہ یعنی (۴۱) ہیں چار ڈپٹی کلکٹران ضلع میں تین ہندو ہیں۔

ڈاکٹر۔ پوسٹماسٹر۔ ڈسٹرکٹ انجنیر۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ افسران مدرسہ یہ سب ہندو ہیں ہیڈ ماسٹر بھی

ہندو تھا جس کی جگہ اب ایک پارسی عیسائی آیا ہے۔

ہندو اور سماجی وکلاء سے کلکٹری دیوانی اور منصفی کا وسیع میدان معمور رہتا ہے خاص اٹاوہ میں دو ہندوؤں کے ہیڈ آفس ہیں ان دو فضلوں میں جو ہندو ہیں۔ ایک انگریز سب ڈویژنل افسر ہے مسلمان کوئی نہیں حسن اتفاق سے دو فضلوں پر مسلمان ڈپٹی مجسٹریٹ آگئے تھے برادران یوسف اسکو ایک آنکھ نہ دیکھ سکے قدرت نے انکو زیادہ دنوں تک مایوس رکھنا پسند نہ کیا اور ایک مسلمان ڈپٹی مجسٹریٹ کا یکایک تبادلہ ہوگیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ سابق ڈپٹی مجسٹریٹ جو چند سال میں پنشن پر جانیوالا ہے اور بحالت موجودہ بھی جس سے کوئی خوف نہیں ہو سکتا موجود رہا اور نوجوان ڈپٹی مجسٹریٹ جو جدید آیا تھا اور جس سے کسی انتظامی قابلیت کی امید ہو سکتی تھی بدل دیا جائے۔ ایک مسلمان صلاحیت مدارکت نتیجہ نہ ہو سکا اور اگر جدید صاحب ایگزیکٹو انجینئر خاص طور پر کچھ تعاون بھی مستقل نہ ہوتا۔ ان حالات سے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ باعتبار اپنی جمعیت و طاقت کے کون فریق زبردست ہے اور کون مجبور و ناچار کس پر زبردستیاں اور روز بدنصیبی سے صادق آتا ہے اور کون قہر درویش بر جان درویش کا مصداق ہے۔

خلیل جو ہندوؤں کا مدمقابل بنایا گیا یا در اصل ہے اسکی مسلمانوں میں کوئی وقعت نہیں وہ محض ایک گمنام اور کم پایہ شخص ہے اور سچ پوچھئے تو مسلمانان اٹاوہ باعتبار اپنی ثروت و دولت تعلیم تربیت اور تعداد کے تعلق سے سبکے سب ہی حالت گمنامی میں ہیں۔

منشی ایشری پرشاد ڈپٹی کلکٹر کا بیٹے کسی تعلیم یافتہ مسلمان کو ستا کی نہیں پایا خلیل یا چند کم حیثیت لوگوں کو اُنسے کوئی وجہ شکایت ہو تو یہ ایک جداگانہ بات ہے۔ بابو شیام بہاری مصر ایم اے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی بظاہر تمام جھگڑوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ بابو نرسا ور سنگھ اور دیگر اہلکار کو پولیس سے اور پولیس کو اُنسے کوئی رنج ہو تو ہو۔ مگر مسلمانان کے کسی رنج و فساد کا حال میں نے نہیں سنا نہ آریہ اور کانگریسی پرچوں نے پیش کیا۔ پس ایسے اصحاب کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کسی متفقہ سازش کی ضرورت نہ تھی۔ اور ضرورت سمجھ بھی لی جاتی تو طاقت نہ تھی۔

جو کاغذات پیش کئے گئے ہیں جعلی ہیں تو خلیل یا اُسکے دو چار معاونوں نے بنائے اسکو تمام مسلمانوں کے سر تھوپنا سراسر بد دلی ہے۔ اگر دو چار بھی تعلیم یافتہ مسلمان شریک ہوتے تو منتے کی جگہ نوستے نہ لکھا جاتا اور بجے پولر جون کی مہر والے لفافہ میں جولائی کا خط ملفوف نہ ہوتا۔ یہ ایسا صاف معاملہ ہے جس پر زیادہ دماغ سوزی کی ضرورت نہیں۔

گو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آریہ اور کانگریسی پرچوں نے مسلمانوں کے بدنام کرنے میں کوئی کمی نہیں کی تاہم کسی مسلمان کو اب تک خلیل سے ہمدردی نہیں بلکہ سب سمجھدار مسلمان اسکو ابنائے وطن کا ایک آلہ سمجھ رہے ہیں۔ جو غالباً آئندہ بھی کام میں لایا جائیگا۔ انکا خیال ہے کہ چند جوشیلے ہندو نے پبلک اور گورنمنٹ کو دھوکا دینے کی نیت سے یہ فہرست تیار کرائی اور خلیل کو اسکے پیش کرنے کی ترغیب دی۔ منتے اور نوستے کا فرق دانستہ رکھا گیا مطلب صرف یہ تھا کہ پنجاب کے واقعات کی طرف سے گورنمنٹ کا خیال ہٹایا جاوے۔

معلوم نہیں کہ مسلمانوں کی یہ بدظنی کہاں تک حق بجانب ہے مگر آریہ اور کانگریسی پرچوں کا معاملہ اٹاوہ کے ساتھ ساتھ لالہ لاجپت رائے۔ سردار اجیت سنگھ اور دیگر راولپنڈی کا نام لینا مسلمانوں کے شکوک کو اور قوت دینے والا ہے۔

اٹاوہ کے واقعہ کو مہیب صورت میں جلوہ دینے سے تمام مسلمان کبیدہ خاطر ہیں اور یہ خیال پختہ ہوتا جاتا ہے کہ ہر تعلیم یافتہ ہندو خواہ وہ سماجی ہے یا غیر سماجی ایک ہی رنگ میں رنگا ہوا ہے جس سے کسی بہتری کی امید فضول ہے۔ خلیل تا حال روپوش ہے اور جب تک وہ حاضر ہو کر کوئی جدید بات نہ بتلائے افواہوں کا تانا بانا بند نہ ہوگا۔ میں نے رطب و یابس کے ایک بے تعداد انبار سے چند ان باتوں کو منتخب کر لیا ہے جو قرین عقل ہیں مسلمان مایوس بھی ہیں اور مغموم بھی اور حیران و متحیر بھی۔ اُن کی دلی تمنا ہے کہ ہز آنر سر جان ہیوٹ بالقابہ وسیع پیمانہ پر تحقیقات کا حکم دیں تاکہ سازش کرنیوالے خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو کیفر کردار کو پہنچیں اور گورنمنٹ کو مسلمانوں کی تشکلات کا مزید تجربہ ہو جائے۔

اگر ہز آنر نے اپنے تحمل و کوہ وقاری کی وجہ سے معاملہ کو دبالیا تو کوئی فایدہ نہ ہوگا۔ ہندو۔ آریہ اور کانگریس پارٹی پھر کا کو آبنا کر اپنے آنریری یا پیڈ ایجنٹوں کے ذریعہ سے اس معاملہ کو پارلیمنٹ تک پہنچائے گی۔

تمام بیہودہ چیخ پکار میں جو ہندو پرچے کر رہے ہیں یہ بات صحیح ہے کہ سید صادق علی تحصیلدار نے اربوں کی فہرست تیار کرائی مگر اسمیں اخفا سے کام نہیں لیا گیا بلکہ صحیح فہرست تیار ہونے کی غرض سے ہندو قانون گو اسکی تیاری پر مامور کیا گیا میں نہیں سمجھتا کہ جب یہ کام ایک افسر بالادست کے حکم سے ہوا ہے تو اسمیں تحصیلدار کا کیا قصور ہے۔ تنکی ٹوپی وغیرہ کے متعلق ہندو افسروں کی تحقیقات پر کبھی مسلمانوں نے انکو تعصب و سازش کا الزام نہیں دیا بلکہ یہی سمجھا کہ وہ سرکاری کی گورنمنٹ کے ایک حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ تو پھر غریب صادق علی تحصیلدار کی فہرست شائع کرنے پر کیوں بدنام کیا جاتا ہے.... "

یہ حالات جو ایک معتبر اور سعید و رشید عزیز نے لکھے کیا مسلمانوں کے لئے آئینہ عبرت نہیں اگر سازش کا الزام خلیل اور اُسکے معاونین تک محدود رکھا جاتا تو کوئی جائے شکایت نہ تھی مگر ہندو پریس کا یک زبان ہو کر اسکو سازش عظیم بتلانا اور تمام مسلمانوں کو بدنام کرنا کیا اس امر کا ثبوت نہیں کہ برادران وطن کا دعوئے اتحاد محض زبانی ہے صرف وہ مسلمانوں کے بدنام کرنے کیلئے چھوٹے سے چھوٹے معاملات کو بڑھانے میں تامل نہیں کرتے۔

ہمارے نزدیک بھی معاملہ کو بصورت موجودہ چھوڑ دینا مناسب نہیں مسلمان خود گورنمنٹ سے تحقیقات کی درخواست کریں اور تمام اسلامی پرچے جن میں موجودہ واقعہ پر بحث کیجائے ہز آنر کے سکریٹری کے پاس بذریعہ چٹھی کے بھیجے جائیں۔

آریہ بنگالی اور اُنکے ہم خیال کانگریسی پرچوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ راستی آخر کار غالب آتی ہے پنجاب کی شورشوں اور بنگال کی ہنگامہ آرائیوں پر ایسے خفیف معاملات سے گو انہیں چند مسلمان شریک کر لئے جائیں کوئی پردہ نہیں پڑ سکتا۔ (راقم سید حسین)

اخبار مسافر آگرہ

پنڈت بھوجدت ایڈیٹر اخبار مسافر کو حال میں بعض مضامین درج اخبار کرنیکے جرم میں عدالت سے پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ چند روز ہوئے کہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ نے اُسے بلا بھیجا اور کہا کہ مسلمانان آگرہ نے ہز آنر لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں اس امر کی شکایت کی ہے کہ اخبار مسافر ہمیشہ مذہب اسلام پر حملے کرتا ہے اور اسکے ثبوت میں اسکے کئی مضامین بھی پیش کئے ہیں۔ ہز آنر کی رائے تھی کہ پنڈت بھوجدت پر زیر دفعہ ۱۵۳ الف استغاثہ دائر کیا جا سکتا ہے اور حفظ امن کی ضمانت بھی لی جا سکتی ہے۔ لیکن ہز آنر نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس قسم کی کسی کارروائی سے پہلے ایڈیٹر مذکور کو تنبیہ کیجائے کہ وہ آئندہ ایسی تحریروں سے باز آئے"۔

اخبار البشیر نے لکھا تھا کہ پنڈت بھوجدت نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اسلام پر حملہ کیا ہے جبسے اسے آئندہ بھی تقریریں کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ ہمارے خیال میں پنڈت مذکور کو اس طرف توجہ کرنا اور تحریر و تقریر میں زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور سر چارج ناکس کی نصیحت اور تنبیہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ یہ کچھ ہندو کا کام نہیں ہے کہ غیروں کے مذہبی معتقدات پر ناواجب حملہ کرے اور اس سے زیادہ اور کوئی مذموم امر نہیں ہے کہ ہندو و مسلمان آپس میں مذہبی عناد رکھیں۔

ایڈیٹر اخبار مسافر کو ہز آنر کا مشکور ہونا چاہیئے اور اگر اس تنبیہ پر کاربند نہونے کی وجہ سے خدا نخواستہ کہیں روز بد دیکھنا پڑا تو اسکا الزام خود اسکی اپنی گردن پر ہوگا۔ (انڈین پیپل)

[ہم انڈین پیپل کے مشکور ہیں کہ اوس نے اخبار مسافر کو مسلمانوں کی دل آزاری سے باز رہنے کی نیک صلاح دی۔ دیگر معاصرین بھی اسی طرح اپنے ہم قوم اخباروں کی اصلاح پر متوجہ ہونگے تو اون کا یہ فعل غیر اقوام کے اخباروں پر بیجا نکتہ چینی کرنے سے بہتر ہوگا بعض وقت غیروں کی نصیحت سے دل پر وہ اثر نہیں ہوتا جو اپنوں کی نصیحت سے ہوتا ہے۔ دیکھیں "مسافر" پر اپنے ہم قوم و ہم وطن معاصر کی نصیحت کا کیا اثر ہوتا ہے۔

(وکیل)]

ہندوستان کی خبرین

سرکاری خبرین:- ٹی۔ جے کینڈی صاحب ڈویژنل جج رخصت سے واپس آنے پر فیروزپور مین تعینات کئے جائینگے ایکسٹرا صاحب فیروزپور مین بطور ڈپٹی کمشنر رہین گے اور میجر بارٹن صاحب رہتک مین تبدیل کئے جائینگے۔ +

اے۔ ای ہری صاحب ڈویژنل جج رخصت سے واپس آنے پر جالندھر مین تعینات کئے جائین گے۔ +

لالہ لکھپت رائے صاحب رخصت سے واپس آنے پر ملتان مین بطور ڈسٹرکٹ جج تعینات کئے جائینگے اور شیخ ذکر اللہ مین صاحب عارضی طور پر سیالکوٹ مین اسی عہدہ پر تبدیل کئے جائینگے۔ +

لالہ ہرنام داس صاحب اہلوالیہ ڈسٹرکٹ جج گورداسپور کو ۱ ہفتہ کی رخصت یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء سے عطا ہوئی۔ اور سردار سلطان اسد جان صاحب انکو سبکدوش کرین گے۔ +

لالہ لوہن رام صاحب رخصت سے واپس آنے پر لالہ کدار ناتھ صاحب کی بجگہ جنہون نے قلیل عرصہ کے لئے رخصت حاصل کی ہے عارضی طور پر مظفر گڑھ مین بطور ڈسٹرکٹ جج تعینات کیئے جائینگے۔ +

ڈبلیو جے۔ سی کلاس صاحب رخصت سے واپس آنے پر راولپنڈی مین عارضی طور پر تعینات کئے جائینگے۔ +

فانتین صاحب جی۔ ای۔ بوسویتھ صاحب سے سبکدوش کئے جانے پر حصار مین تعلیم بندوبست کے لئے بھیجے جائین گے۔ +

میان عبدالحمید صاحب رخصت سے واپس آنے پر لالہ مول چند صاحب سہگل کی بجگہ (جنکو رخصت عطا ہوئی) گجرات مین تعینات کئے جائین گے۔ +

سردار گربخش سنگھ صاحب اہلوالیہ سب جج ہوشیارپور کو ۱ ماہ کی رخصت ۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء سے عطا ہوئی سردار محمد یوسف صاحب انکو سبکدوش کرینگے۔ +

ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ۱۲ر ستمبر کو راجپور ضلع ڈیرہ دون کے کارخانہ شیشہ سازی کا ملاحظہ فرمایا۔ اور کارخانہ کی حالت پر اظہار مسرت و اطمینان کرتے ہوئے فرمایا کہ مین سرکاری طلبار کو عملی کام سیکھنے کے لئے یہان بھیجنے کا انتظام کرونگا۔ +

حضور وایسرائے مع لیڈی منٹو و پارٹی یکم اکتوبر کو اندرونی علاقہ کوہستانی کے دورہ پر شملہ سے روانہ ہون گے اور ۱۴ر اکتوبر کو واپس آئین گے۔ +

گورنمنٹ کو محاصل افیون سے اخیر ستمبر تک تخمینہ سے بقدر ۱۳ لاکھ ۵۹ ہزار روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔ +

مقدمہ بلوہ لاہور کے اپیل کی سماعت چیف کورٹ لاہور مین ۲۳ر ستمبر کو ہوگی۔ +

ہفتہ مختتمہ ۴ ستمبر کے اندر کل ہندوستان مین ۶۳۹۰ طاعونی اموات وقوع مین آئین جو ہفتہ ماسبق سے بقدر ۱۷۹۳ زیادہ ہین صوبہ مدراس اور ریاست میسور کے سوا باقی سب جگہ مرض مین ترقی ہوئی تفصیل حسب ذیل ہے:- (ہفتہ ماسبق کے اعداد خطوط وحدانی مین دیئے گئے ہین)

مدراس ۱۰۰ (۱۱۳)۔ میسور ۲۰۴ (۲۱۹)۔ بمبئی ۴۹۴۸ (۳۳۴۱)۔ بنگال ۱۱۱ (۷۴)۔ صوبجات متحدہ ۹۶ (۹۱)۔ پنجاب ۱۳۵ (۱۱۴)۔ برہما ۱۲۲ (۱۱۳)۔ ممالک متوسط ۶۱۶ (۳۱۲)۔ ریاست حیدرآباد ۱۷۹ (۱۳۴)۔ وسط ہند ۷۴ (۳۵)۔ راجپوتانہ ۵۳ (۹)۔ +

۹ ماہ حال کو کشمیر مین ہیضہ کے ۸ کیس اور ۳ اموات ہوئین۔ اسکے بعد کی خبرون سے پایا جاتا ہے کہ وہان مرض مین پھر ترقی ہو رہی ہے چنانچہ ۱۱ر ستمبر کو ۴ کیس اور ۱ اموات وقوع مین آئین۔

مقدمہ بغاوت اخبار انڈیا گوجرانوالہ و ہندوستان لاہور مین وکلار کی بحث جمعرات کے روز ختم ہوگئی۔ عدالت نے فیصلہ محفوظ رکھا۔ +

سری نگر مین منشی باغ سے جھیل ڈل تک ایک نہر کھودی گئی ہے جس سے امید ہے کہ عوام کو بہت آرام ملیگا۔ +

نہر باری دوآب سے لاہور و امرتسر مین برقی طاقت کا ذخیرہ قایم کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ +

مسٹر اینی بسینٹ ولایت مین ہندوستانی طلبار کی امداد و حفاظت کے لئے ایک ایسوسی ایشن قایم کرنے کی تجویز کر رہی ہین۔ +

صاحب مجسٹریٹ سہارنپور نے وہان کے دو تحصیلدارون کو ناقابلیت، رشوت اور بدنظمی کے الزام مین معطل کر دیا۔ نیز بدچلنی کی وجہ سے ایک ہیڈ کانسٹبل کو موقوف اور ایک تھانیدار کا تنزل کر دیا۔

کرت رام سب انسپکٹر پولیس جسے استحصال بالجبر کے الزام مین چھ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی تھی صاحب سشن جج الہ آباد نے اسکا اپیل نامنظور کیا۔ +

۱۱ر ستمبر کو اخبار باریسال ہتائیشی کے مطبع و مکانات وغیرہ کی پولیس نے تلاشی لی۔ چند کاغذات برآمد ہوئے۔ دوسرے روز پولیس نے بابو آسوتوش باغچی پرنٹر کو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) گرفتار کرکے ضمانت پر رہا کیا۔ +

مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے چھ اور ملزم گذشتہ جمعرات اور جمعہ کے روز ضمانت پر رہا ہوئے۔ ہفتہ کے روز گپتی اور بدھ مون کے علاوہ چھ ملزم وکلار کی بھی ضمانت منظور ہوگئی۔ +

برہما کے مقدمہ مردم خواری مین مجرم نے جو ہز آنر لفٹنٹ گورنر سے رحم کی درخواست کی تھی وہ نامنظور ہوئی مسٹر بین چندر پال کی سزایابی کا ہائی کورٹ کلکتہ مین اپیل ہوگا اس مقدمہ کی تحقیقات سرسری تھی۔ +

ڈھاکہ کی واردات قتل کے متعلق بقول اخبار انگلشمین چند نیشنل والنٹیرون پر شبہ کیا جاتا ہے اور دیناجپور کے حملہ کی واردات کا بھی انہین ہی بانی بتلایا جاتا ہے۔ +

سردار دیال سنگھ مجیٹھیہ آنجہانی کی تقسیم جائیداد کی بابت ٹرسٹیون اور رانی صاحبہ کے مابین راضی نامہ ہوگیا۔ رانی صاحبہ کو تا حین حیات ساڑھے چار سو روپیہ ماہوار بطور گذارہ اور اسکے علاوہ تیرتھ جاترا کے لئے پندرہ ہزار روپیہ نقد ملے گا۔ سردار گوبند سنگھ کو دو گاؤن اور ۳ ہزار روپیہ نقد ملیگا۔ +

کلکتہ کے شمالی حصہ مین قیام امن کی غرض سے صاحب کمشنر پولیس نے یورپین پولیس سارجنٹ تعینات کئے ہین جو ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس کی زیر نگرانی ہر شام گشت لگایا کرین گے۔ عام بازارون مین جو دیسی پولیس کے آدمی پہرہ دیتے ہین انہین حکم ہوا ہے کہ ہر وقت ریگولیشن لاٹھیون سے مسلح رہین۔ +

ہمعصر انگلشمین لکھتا ہے کہ اب بہت سے بنگالی طلبار کلکتہ یونیورسٹی کے رجسٹرار کو برملا لکھ رہے ہین کہ ہم فلان کالج سے تعلق رکھتے ہین۔ اور سودیشی تحریکون مین شریک ہوکر اسکے متعلق ہر قسم کی نمایش مین حصہ لیتے ہین آپ سے جو کچھ ہو سکتا ہے کرلین۔ +

ہمعصر پنجابی (لاہور) لکھتا ہے کہ اجمیر مین اخبار آفتاب دہلی کی اشاعت بند کی گئی ہے۔ +

بندر چٹاگانگ مین سمندر کی تہ سے کیچڑ نکالنے اور صاف کرنے کے لئے ۲½ لاکھ روپیہ کے صرف سے ایک مشین ولایت سے منگوائی گئی ہے۔ گورنمنٹ نے اسکے عملہ کے لئے ۲۰ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ +

مدراس کے مقدمہ ارتھناٹ مین استغاثہ کی شہادت ختم ہوچکی اب صفائی پیش ہوگی۔ +

مہاراجہ الور سیاحت یورپ سے واپس آکر بخیریت اپنے دارالریاست مین پہونچ گئے ہین۔ +

انڈین سول سروس مین داخل ہونیکے لئے مقابلہ کا امتحان لندن مین یکم اگست سنہ ۱۹۱۰ء اور اسکے بعد کی تاریخون مین لیا جائے گا۔ +

ہفتہ مختتمہ ۴ر ستمبر کے اندر مختلف اضلاع پنجاب مین حسب ذیل طاعونی اموات ہوئین:-

حصار ۸۔ گوڑگانوہ ۱۔ دہلی ۳۔ ہوشیارپور ۵۔ لاہور ۲۔ گورداسپور ۱۔ سیالکوٹ ۲۹۔ شاہپور ۴۔ جہلم ۱۶۔ راولپنڈی ۵۱۔ اٹک ۶۔ +

ہفتہ مختتمہ ۴ ستمبر کی رپورٹ فصل و موسم سے پایا جاتا ہے کہ کئی صوبون مین مزید بارش کی ضرورت ہے۔ برہما کے خشک علاقہ کے سوا باقی مقامات نیز صوبہ مشرقی بنگال۔ بنگال خاص۔ صوبجات متحدہ پنجاب صوبہ سرحدی اور بعض راجپوتانہ و بمبئی مین عام حالت اچھی ہے۔ حیدرآباد دکن مین مزید بارش کی ضرورت ہے اور بعض اضلاع مین فصل مرجھا رہے ہین۔ +

دہلی کی قسمت مین مسلسل امساک باران کی وجہ سے فصلون کی حالت نہایت نازک ہو رہی ہے۔ اور اگر چندے یہی حالت رہی تو کئی مقامات خصوصًا حصار و رہتک مین امدادی کامون کا افتتاح کیا جائیگا۔ +

رپورٹ فصل و موسم پنجاب بابت ہفتہ مختتمہ ۱۳ر ستمبر حسب ذیل ہے:-

حصار۔ جالندھر۔ امرتسر۔ سیالکوٹ۔ میانوالی۔ انبالہ اور راولپنڈی مین کسی قدر خفیف بارش ہوئی۔ غلہ کا نرخ اکثر

اضلاع مین چوڑہ سا اور روہتک مین گھٹ رہا ہے۔ گوڑگانوہ اور جالندہر مین نرالی جاری ہے۔ امرتسر سیالکوٹ شاہپور۔ لائل پور مین تمباکو کی کاشت ہو رہی ہے۔ راولپنڈی اور بعض حصص میانوالی کے سوا سارا فصل کی حالت عمدہ ہے۔ روہتک۔ گوڑگانوہ دہلی اور سیالکوٹ مین امساک باران اور پچھوا کے چلنے سے فصلین مرجہا رہی ہین۔ بعض اضلاع مین بارش کی سخت ضرورت ہے۔ لاہور مین چوہے فصل کو نقصان پہونچا رہے ہین۔ مویشی کی حالت عمدہ ہے۔ چارہ کافی ہے۔ سبز چارہ سیالکوٹ مین کمیاب ہو رہا ہے۔ آبرسانی کی شکایت بہیر

طلبا کو زراعتی اور تجارتی تعلیم سے بڑی پیمانہ پر مستفید کرنیکا مسئلہ آجکل گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ ماہ نومبر مین ایک کانفرنس منعقد ہوگی جسمین ان کی بحالی کے لئے ان مضامین کا نصاب تجویز کیا جائیگا۔ +

صاحب پرنسپل میور سنٹرل کالج الہ آباد نے طلبائے کالج کو منع کر دیا ہے کہ کسی قسم کے جلسہ مین بلا حصول اجازت شریک نہ ہون۔ +

کلکتہ کے سرکاری پریس کے ایک کمپازیٹر جو تندرناتھ بنرجی نامی کو ایک یوروپین پولیس افسر پر حملہ کرنے کے جرم مین صاحب چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت سے ۱۵ روز قید اور پچاس روپیہ جرمانہ ہوا۔ +

رپن کالج کلکتہ کے ایک بنگالی طالب علم کو باشنائے تلاشی دفتر اخبار جگانتر یوروپین انسپکٹر پولیس پر حملہ کرنے کے جرم مین عدالت سے جو ایکماہ قید کی سزا ہوئی تہی اسے جسٹس متر اور جسٹس فلیچر نے منسوخ کر دیا تہا مگر ججان بالا نے صاحب مجسٹریٹ کے فیصلہ کو بحال رکہا۔ +

مین چندرپال کی ہمدردی مین بمقام کلکتہ کئی جلسے ہو چکے ہین۔ اور اگلے ہفتہ ایک عظیم جلسہ منعقد کرنیکی تجویز ہے

جبلپور کے سرکاری کارخانہ توپ سازی کے بنگالی مزدورون نے ۱۱ ماہ حال کو ایکہ کر کے کام بند کر دیا۔ وجہ یہہ بتائی جاتی ہے کہ حال مین رخصت کے وقت مزدورون کی روزانہ تلاشی کا حکم ہوا تہا۔ سُنا ہے کہ پنجاب سے پانسو مزدور طلب کیئے گئے ہین۔ +

شمالی فوج کا گرمائی صدر مقام آیندہ نینی تال کی بجائے کوہ مری ہوگا۔ +

لوئی قسلمان ریلوے کا کام جو چند ماہ سے بالکل بند پڑا تہا پہر شروع ہوگیا ہے۔ +

صوبجات متحدہ مین تعلیمی ضروریات کے لحاظ سے اضلاع کی جدید تقسیم کی گئی ہے۔ اور ۸ انسپکٹری آٹہہ قسمتین مقرر ہوئی ہین۔ جن کے صدر مقام۔ میرٹھ۔ بریلی۔ آگرہ۔ لکہنو۔ بنارس۔ فیض آباد۔ الہ آباد و نینی تال ہون گے۔ +

ہفتہ مختتمہ ستمبر کے اندر صوبجات متحدہ کے ۲۶ اضلاع مین بارش ہوئی لیکن اعظم گڈہ۔ بلیا۔ غازیپور بستی اور گورکہپور کے سوا اور سب اضلاع مین بہت کم ہوئی۔ مزید بارش کی صوبہ بہر مین سخت ضرورت ہے۔ استادہ فصل خصوصاً دہان مرجہانے لگ گئے ہین۔ بعض اضلاع مین کٹائی شروع ہوگئی ہے۔ فصل ربیع کی قلبہ رانی جاری ہے۔ ۱۴ اضلاع مین مویشی کا مرض موجود ہے۔ اضلاع فرخ آباد۔ ہردوئی سیتاپور۔ کہیری ورائے بریلی مین بہوسہ کمیاب ہے۔ غلہ کافی پایا جاتا ہے مگر نرخ چڑھ رہا ہے۔ +

کراچی سے ممالک غیر کو غلہ کی برآمد مین آجکل مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے۔ +

بمبئی مین اب ہیضہ کا مرض کمی پر ہے ہفتہ گذشتہ مین اس مرض سے صرف ۳۶ موتین وقوع مین آئین۔ +

صوفی انبا پرشاد اسسٹنٹ ایڈیٹر انڈیا کا مقدمہ ۲۴ ستمبر کو عدالت سشن مین پیش ہوگا۔ +

یکم اپریل سے ۳۱ اگست تک ہندوستان کی کل ریلون کو سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۴ لاکہہ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔ اس مین نارتھ ویسٹرن ایسٹ انڈین اور جی آئی پی ریلوے کا حصہ بالترتیب ۲۳ ۲۱ اور ۲۰ لاکہہ تہا۔ +

امساک باران سے تمام ملک مین قحط سالی کا اندیشہ پہیل رہا ہے لیکن ابہی بارش کا موقعہ نکل نہین گیا۔ اور امید ہے کہ اگر عنقریب خاطر خواہ بارش ہوگئی تو تمام بےچینی رفع ہو جائے گی۔ +

جنوبی مدراس کے شہر کویمبتور مین فرگوسن کالج پونا کی طرز کا ایک سودیشی کالج تعمیر کرنے کی تجویز ہے جو جنوبی ہند کا قومی کالج کہلائیگا۔ اسکے سرمایہ کے لئے عام چندہ سے چار لاکہہ روپیہ جمع کیا جائے گا۔ یہ اول درجہ کا کالج ہوگا اور مدراس یونیورسٹی سے ملحق ہوگا۔ +

جوہند کانسٹیبل بمین سنگہ کو سرکاری خزانہ کے ایک ہزار سا روپیہ لیتے ہوئے بہاگ گیا تہا اُسے عدالت سے ایک سال قید سخت کی سزا ہوئی۔ +

ریاست میسور کے مدارس مین کنڈرگارٹن اور دیگر عملی مضامین کی تعلیم کے لئے انگلستان اور امریکہ سے قابل اشخاص بلائے جا رہے ہین۔ +

پنجاب پراونشل سول سروس کو استحکام دینے کی خاطر جو تجاویز حال مین ولایت بہیجی گئی تہین اونہین صاحب وزیر ہند نے منظور کر لیا ہے۔ +

لاہور کے بعض دیسی سربرآوردہ شرفا ۲۰ روز سا ۱۹ ماہ حال کو آنریبل مسٹر فنی سی آئی ای ممبر نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ٹاؤن ہال لاہور کے متصلہ باغ مین الوداعی ایوننگ پارٹی دین گے۔ +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب ۱۳ ستمبر ۱۹۰۷ء

مسٹر ایچ ڈی واٹسن کے جنرل لائن مین واپس جانے پر مفصلہ ذیل تقرر عمل مین آئے :-

مسٹر ایچ ڈی واٹسن۔ ڈپٹی کمشنر درجہ سوم۔ پنڈت ہری کشن کول ایم اے۔ کلکٹر بندوبست درجہ اول۔ مسٹر میسی چرن چندولال ایم اے کلکٹر بندوبست درجہ دوم۔ مسٹر اے لاٹگلے۔ اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول۔ مسٹر ڈبلیو ڈی ایم میلان۔ اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول عارضی بالاستقلال۔ مسٹر جے پی طامسن اسسٹنٹ کمشنر درجہ دوم۔ مسٹر پی ایل بارکر۔ اسسٹنٹ کمشنر درجہ دوم عارضی بالاستقلال۔ مسٹر پی گبن۔ مسٹر سے اے ایچ ٹاؤن سینڈ و مسٹر ایف ڈبلیو کناوے۔ اسسٹنٹ کمشنران درجہ سوم۔ +

رسالدار سردار سوہن سنگہ ای اے سی میرمنشی گورنمنٹ پنجاب نے ۵ ستمبر سے لاہور مین اپنی خدمات کا چارج لیا اور شیخ گل محمد کو سبکدوش کیا۔

رائے بہادر مولراج ایم اے ای اے سی لاہور سے جہلم کو تبدیل ہوئے۔ اور بہائی چڑت سنگہ سے جو اسی ضلع مین متعین رہے ۶ ستمبر کو اپنی خدمات کا چارج لیا۔

مسٹر جے ای سٹیفنز امرتسر سے گوجرانوالہ کو تبدیل ہوئے اور ۹ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔

مسٹر ایچ ای اے وکیفیلڈ قایم مقام ڈپٹی کمشنر گجرات منٹگمری کو تبدیل ہوئے اور کپتان سی ایچ بک سے جو رخصت پر جاتے ہین ۳ ستمبر کو اپنی خدمات کا چارج لیا۔ +

مسٹر الیف واٹرفیلڈ اسسٹنٹ کمشنر دہلی مین متعین ہوئے۔ اور مسٹر آر بی وہائیٹ ہیڈ اسسٹنٹ کمشنر کو سبکدوش کر کے جو اسی ضلع مین متعین رہے ۲ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔ +

لالہ حکم چند ای اے سی امرتسر کو یکم اکتوبر یا تاریخ استفادہ سے ایکسال تین ماہ کی رعایتی و فرلو رخصت ملی۔

شیخ امیر علی بی اے ای اے سی گجرات کو ۳ ستمبر سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت ملی۔

سردار شیر احمد خان سی آئی ای۔ ای اے سی امرتسر کی رعایتی رخصت مین دو ہفتہ کی توسیع ہوئی

کپتان سی ایچ بک قایم مقام ڈپٹی کمشنر منٹگمری کو ۲ ستمبر سے ایک ماہ پانچ روز کی رعایتی رخصت ملی

لالہ بنواری لال نایب تحصیلدار ابوہر کو اختیارات منصف درجہ سوم عطا ہوئے۔ +

منشی دین محمد قایم مقام نایب تحصیلدار شرقپور مجسٹریٹ درجہ سوم مقرر ہوئے۔ +

سید لطف علی شاہ قایم مقام نایب تحصیلدار جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان مین مجسٹریٹ درجہ سوم مقرر ہوئے

بابو ارجن سنگہ بیرسٹرایٹ لا کی جگہہ مسٹر کرم نرائن بیرسٹرایٹ لا ضلع فیروزپور مین گورنمنٹ پلیڈر مقرر ہوگئے۔ +

اسلامی دنیا

۱۱ ستمبر کی خبر ہے کہ جنرل ڈروڈ نے کاسابلنکا سے کئی میل تک نو حکشتی کی اور انہین بہت دور بہگا دیا فرانسیسی فوج کسی قدر نقصان اوٹھا کر کیمپ ایس آئی رسولی نے سر ہیری میکلین کی رہائی کی جو شرائط پیش کی ہین وہ فارن آفس انگلستان مین پہنچ گئی ہین امید ہے کہ رہائی عنقریب عمل مین آئے گی۔

طہران کی خبر ہے کہ ایرانی پارلیمنٹ نے سرگرم مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا کہ بغرض تعمیل ارشاد شاہ معظم جدید مجلس وزرا کے ممبرون کو آزمائیشاً دو ہفتہ تک دیکھنا چاہئے اگر کوئی ناقابل ثابت ہوا تو اوسکی جگہ دوسرا مقرر کیا جا سکیگا۔

فرانسیسیون کے خلاف تحریک برپا کرنیکے الزام مین مقام اعبلا (سرحد مراکو) کے چار سربرآوردہ آدمی گرفتار ہوئے ہین۔ رسولی سر ہیری میکلین کے ساتھ پیشتر کی نسبت عمدہ برتاؤ کر رہا ہے۔ خیال ہے کہ وہ عنقریب پیش کردہ شرائط کو نرم کر دیگا۔

۳ ستمبر کو فرانسیسون نے ضرب کے ذریعہ سے معلوم کیا کہ گرد و نواح مین عربون کا کہین نام و نشان نہین ہے سلطان مراکو فیض سے روانہ ہوگیا ہے اور امید ہے کہ ۱۲ ماہ حال کو رباط پہونچیگا۔ سنا ہے کہ مولائے حفیظ بھی تیس ہزار ہمراہیون کے ساتھ رباط کو جا رہا ہے۔ سلطان مراکو کے ہمراہ صرف دس ہزار آدمی ہیں۔

رائیوٹر کو طہران سے اطلاع پہونچی ہے کہ مشیرالدولہ سابق وزیر اعظم ایران کا انتقال ہوگیا۔

منشی غلام محمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ کاٹھیاواڑ ایجنسی کے سرکاری وکیل مقرر ہوئے۔

لاہور مین ایک مجلس بزم صوفیہ کے نام سے قائم ہوئی ہے۔

اکتوبر و نومبر مین ماہ رمضان واقع ہونیکی وجہ سے امسال علیگڈہ کالج عیدالفطر کے بعد یعنی ۱ نومبر کو کہلیگا۔

سرحدی خبرون سے پایا جاتا ہے کہ تیراہ کے آفریدی جو پچھلے دنون کابل گئے تھے وہان سے خوش و خرم واپس آگئے ہین۔ اسلحہ اور گولی بارود خریدنیکی انہین سرکاری کارخانہ سے تو اجازت نہ مل سکی مگر وہ ڈیگ دراگیت سے رائیفل وکارتوسون کی بہت سی مقدار خرید کر کے لائے ہین جسے تیراہ میں فروخت کرینگے۔ کابل میں سردار نصراللہ خان نے انکا استقبال کیا اور شیعہ و سنی دونون فرقون کو باہم اتفاق و اتحاد سے رہنے کی نصیحت کی۔ نیز جرگہ کے ہر ایک ممبر کو موزون تحائف مرحمت کئے۔ سید جعفر شاہ اور سید حسین شاہ کو جو فرقہ منی خیل کے دو شیعہ سردار ہین ایک ایک ہزار روپیہ نقد انعام دینے کے علاوہ انہین آئیندہ وظیفہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

سنا ہے کہ ان کی کامیابی کو دیکھکر کوہاٹ کے آفریدی بھی کابل جانیکی تیاریان کر رہے ہین۔

صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن بنگال تمام صوبہ کے سربرآوردہ مسلمانون کی ایک کانفرنس اس غرض سے منعقد کرنیوالے ہین کہ تدریس کا ایک باقاعدہ انتظام تجویز کیا جائے اور سنسکرت کی طرح اردو عربی اور فارسی وغیرہ کے بھی درجہ وار امتیازی امتحان مقرر کئے جائین۔

افسوس کہ سید غفور اللہ شاہ صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس جالندہر جو پرانی وضع کے ایک نیک دل بزرگ اور اسلام کے سچے حامی تھے ۴ ستمبر کو رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔

سرحدی خبرون سے پایا جاتا ہے کہ بلخ مین امیر کابل کے استقبال کی بڑی سرگرمی سے تیاری کی گئی ہین حاکم بلخ کے بہائی سردار غلام علی خان کو امیر صاحب کی آمد سے بہت فکر و اندیشہ لاحق ہو رہا تہا مگر امیر ممدوح کی جانب سے ایک مشفقانہ خط موصول ہونیسے اسکا تردد رفع ہوگیا۔

ملک زمان مہدی خان صاحب بی اے۔ ای۔ اے سی پرسنل اسسٹنٹ صاحب ڈائرکٹر زراعت پنجاب اور منشی بشیر علی خانصاحب سابق سیکرٹیری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور سینٹرل سٹینڈنگ کمیٹی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈہ کے ممبر منتخب ہوئے ہین۔

شہر گجرات مین محرم کے ایام مین گورنمنٹ کی ملازمت کے متعلق حسن خدمات کے صلہ مین سیٹھ سراج الدین صاحب میونسپل کمشنر گجرات کو گورنمنٹ کی جانب سے ایک سند عطا ہوئی ہے۔

تیراہ کے کمبر خیل اور ملک دین خیل فرقون مین گذشتہ ہفتہ کے اندر بہت خوب لڑائی ہوئی اور دونون طرف کر دس بارہ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ آدم خیل والے صلح ناممکن امر سمجھکر الگ ہوگئے ہین اور آئیندہ کسی قسم کی مداخلت کا ارادہ نہین رکھتے۔

ممالک غیر کی خبرین

تازہ ترین خبرون سے پایا جاتا ہے کہ وین کودر مین اب جوش بہت کم ہوگیا ہے ۱۲ ماہ حال کو وہان جو جہاز پہونچا اس مین ۹۰۱ ہندوستانی اور ۲۶۳ چینی و جاپانی تارکان وطن تھے۔

جاپانی کمشنر محکمہ تارکان وطن کا بیان ہے کہ جاپان ان واقعات کو چندان اہمیت نہ دیگا البتہ مقتولین و مجروحین کے لئے زر تاوان کا مطالبہ کریگا۔

جزیرہ جمیکا مین چینیون کے بکثرت آنیسے وہان کی گورنمنٹ انسدادی قانون بنانے پر آمادہ ہے۔

طرانسوال کی ہندوستانی کمیٹی کی معروضات کا جواب دیتے ہوئے لارڈ ایلجن نے لکہا ہے کہ افسوس مین پہلے سے زیادہ اور کچھ نہین لکہہ سکتا۔

زار روس کا تفریحی شاہی جہاز موسومہ سٹینڈرڈ جزائر فنلینڈ کے قریب ایک بحری چٹان پر چڑہ گیا جس سے اسے بہت نقصان پہونچا۔ شاہی خاندان پر خیریت گذری اور سب دوسرے جہاز مین اتار لئے گئے۔

امریکہ کے ایک منجم نے دریافت کیا ہے کہ زمین کے گرد ایک اور چاند بھی گردش کرتا ہے جو اس چاند کے خلاف ہمیشہ تاریک رہتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے شمالی حصۂ دنیا مین سردی اور بارشون کی غیر معمولی کثرت رہتی ہے۔ وہ اپنے دعوے کے ثبوت مین عجیب و غریب دلائل پیش کرتا ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار نیویارک سے خبر دیتا ہے کہ مقام بلنگہم کے جاپانیون اور چینیون کو وہان سے فوراً چلا جانے کی اطلاع دی گئی مگر اونہون نے جو تقریباً تمام مسلح تھے کہا کہ ہم زور سے مقابلہ کرین گے۔

جہاز مونٹیگل نے ہندوستانیون کو مقام وین کودر مین خشکی پر اتارنا چاہا مگر بے شمار آدمیون کے اندیشہ سے وہ نہ اتر سکے۔

۱۴ ماہ حال کو وین کودر مین ۱۹ بلوائی تحقیقات کے لئے سپرد عدالت کئے گئے۔

کینیڈا لیبر کانگریس ایشیائی مزدورون کے مسئلہ پر غور کریگی بعض ڈیلیگیٹون نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ جاپانیون سے اظہار نفرت کی غرض سے عام سٹرائیک کر دیا جائے۔

ہندوستانی تارکان وطن بلا مزاحمت وین کودر مین جہاز سے اترے ہین۔

اخبار ٹائمز نے حال کے اجلاس ہیگ کانفرنس کے متعلق رائے زنی کرتے ہوئے صاف طور پر لکہا ہے کہ اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہین ہوا بلکہ سراسر ناکامی حاصل ہوئی ہے۔

جاپان و روس کے جدید معاہدہ کے متعلق جاپان نے بیرن ہیاشی کو کونٹ اور مسٹر کرینو و مسٹر موٹونو کو بیرن کا خطاب دیا ہے۔

الی سینیا کا مشن مقام ٹورنٹو سے وائنا مین پہونچا ہے۔

زولولینڈ کے باشندون کی روزافزون نارضی سے ناٹال مین فکر و اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔

کیپٹن ویلمین کی مہم نے قطب شمالی کی طرف بڑہنیکا ارادہ ایک سال تک ملتوی کر دیا ہے۔

۱۴ ستمبر کو بوسٹن کونٹیک (امریکہ) ایکسپریس کے ایک مال گاڑی سے ٹکرا جانے کی وجہ سے سترہ مسافر ہلاک اور چالیس زخمی ہوئے۔

جزیرہ سائپرس مین لیجس لیٹو کونسل قائم ہونے کا اعلان ہوا ہے۔

انگلستان کے ریلوے مزدورون کی عظیم سوسائیٹی جس کے ایک لاکہ کے قریب ممبر ہین کوشش کر رہی ہے کہ ایک دن مقرر کر کے تمام ملک کے مزدور یکدم کام بند کر دین۔ ایسی سخت کارروائی کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ انگلستان کی ریلوے کمپنیان اس سوسائیٹی کے وجود کو تسلیم نہیں کرتین۔

ایشیائی تارکان وطن کے مسئلہ کی تحقیقات کے لئے سرکاری افسر متعلقہ ۱۶ ستمبر کو اوٹاوہ سے وین کودر کو روانہ ہوا اور اسی روز جاپانی کمشنر مسٹر ایشیو گورنمنٹ سے اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے مقام اوٹاوہ مین پہونچا۔

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا ٭

یہ اخبار ہفتہ میں دوبار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ
ممالک بیرونی سے	۱۲ شلنگ
امرا و روسا سے	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	[illegible]

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

امرتسر

فہرست مضامین

دو نایاب کتابیں
پالٹیکس - ۲ سندھ کانفرنس
اور فونوگراف ہم اخبار چاہیے
راز پنجاب کی طغیانی ہماری زندگی
قرآن شریف کی چھپائی اور سید مطلب
گورنمنٹ کی خاص توجہ
ایک لوڈ نیک مثال - اوقاف
مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ محمڈن اسکول
نمونۂ منتخبات
ہندوستان کی خبریں
اسلامی دنیا انتخاب گزٹ
ممالک غیر
اشتہارات

نمبر ۵۱ مطبوعہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ جلد ۱۲

وکیل امرتسر

عدد ۵۱

مطبوعہ ۱۲ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۲۵ھ یوم پنجشنبہ

جلد ۱۳

مسلمان اور پالیٹکس

۔ اتریخ کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں آنریبل میاں محمد شاہدین کے۔ بی۔ اے۔ بیرسٹرایٹ لا نے مندرجہ بالا عنوان پر جو ملاحظہ زور آرٹیکل تحریر فرمایا ہے۔ وہ قابل ہے کہ ناظرین کو اسکے مطالب سے مفصل طور پر آگاہ کیا جائے۔ مسلمانوں کے پولیٹیکل خیالات کو حکام وقت کی زبان میں ظاہر کرنے کی جو اعلیٰ قابلیت آنریبل میاں شاہدین کو حاصل ہے محتاج بیان نہیں انکی علمی لیاقت انکی اعلیٰ قابلیت۔ ان کے زور قلم اور ان کے حسن بیان نے ان کے مضامین کو پبلک اور حکام کی نگاہ میں ایک خاص وقعت دیدی ہے انکی پولیٹیکل تحریریں مسلمانوں کے پولیٹیکل خیالات کا آئینہ ہوتی ہیں۔ اور ان کا قومی مرتبہ انہیں مجاز کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرف سے آواز بلند کریں۔ اپنی جدید تحریر میں مسلمانوں کی موجودہ پولیٹیکل حالت پر بحث کرکے انہوں نے صرف اپنی قوم ہی پر احسان نہیں کیا بلکہ پبلک اور گورنمنٹ کو حالات موجودہ کا سچا فوٹو دکھلا کر ملک کی بھی خدمت کی ہے۔

گذشتہ چند سالوں میں ہندوستان کے پولیٹیکل مطلع کو گرد آلود دیکھ کر مختلف مبصروں نے اپنی طبع آزمائیاں کی ہیں مگر موجودہ کیفیت کے نازک ہونے میں بہت کم سمجھدار اشخاص کو اختلاف ہوگا مولوی شاہدین صاحب موجودہ حالت کو خطرناک سمجھتے ہیں۔ اور بنگال کو اس خطرناک شورش کا منبع قرار دیکر ان کے نزدیک شورش کے پھیلانے میں دیگر صوبجات نے بھی طرح طرح کی کوششیں کی ہیں۔ یہاں تک کہ مفسد لوگ بعض جگہ رعایا میں گورنمنٹ کی طرف سے حقیقی نارضی پھیلانے میں کامیاب بھی ہوگئے ہیں انہوں نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مسلمان ایسے لوگوں اور ان کی بے تمیزی کو افسوس اور اندیشہ کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ مسلمانوں کو سلطنت کی بار سو سبکدوش ہوئے نسبتہً تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے اور وہ حکمرانی کی مشکلات کو خوب اچھی طرح محسوس کرسکتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ موجودہ شورش کیا معنے رکھتی ہے۔ شورش پسند پارٹی کے کیا مطالبات ہیں۔ ان ہنگاموں کا ملک پر اور گورنمنٹ پر کیا اثر پڑیگا شورش اگر عام ہوگئی تو گورنمنٹ کو کیا دقتیں پیش آئینگی۔ اور ملک کو کن مصیبتوں کا سامنا ہوگا۔ انہیں اسکا بھی علم ہے کہ عام مسلمانوں کی روش کے وہ ایک بڑی حد تک ذمہ وار ہیں۔ ایجی ٹیشن پھیلانے والے طرح طرح کے فقشیر کرتے ہیں کہ مسلمان بھی ان کے اثر میں آجاویں۔ مگر مسلمانوں کا اس شورش میں شریک ہو جانا خود مسلمانوں کیلئے اور ملک کیلئے اور گورنمنٹ کیلئے کیسا مضر ہوگا۔ اس خیال سے سربرآوردہ مسلمانوں نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ باغیانہ اور انتہا پسندی کی کارروائیوں کو دبانے کی کوشش کی جائے اور وفاداری اور اعتدال پسندی کے ساتھ ملکی فلاح کی تدابیر عمل میں لائی جائیں۔

فاضل مضمون نگار نے موجودہ شورش کا باعث انتہا پسند کانگریسی پارٹی کی پولیٹیکل ریشہ دوانیوں کو قرار دیا ہے اور نہایت زور دیکر بیان کیا ہے کہ یہ وہ کارروائیاں ہیں۔ جو مسلمانوں کو کانگریس میں ہرگز شامل ہونے نہ دینگی۔ وہ فرماتے ہیں کہ کانگریس کی تاریخ میں ایک ایسا زمانہ بھی آیا تھا جب معلوم ہوتا تھا کہ انتہا پسند جماعت کا شور و شغب مغلوب ہونے کو ہے۔ اور ہندوستان کے نوجوانوں کی رہبری کر رہی اعتدال پسند اور حالات زمانہ سے پورے طور پر باخبر آواز بلند ہوگی۔ اگر یہ امر ظہور پذیر ہوتا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان کی ترقی کی بنیاد حاکم و محکوم کے خوشگوار تعلقات اور ہندو مسلمانوں کی عاقلانہ شراکت پر نہایت استحکام کے ساتھ جمی ہوئی نظر آتی۔ لیکن یہ امر ظہور میں نہ آیا اور انتہا پسند جماعت ہی کی آواز غالب رہی۔ اس منحوس غلبہ نے مسلمانوں کی شرکت کانگریس کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کردیا۔ انہیں اب اس مسئلہ پر مزید غور کی ضرورت نہیں۔ کانگریس کو بھی دھوکا دہی کا آئندہ کوئی موقع نہ رہیگا۔ مسٹر دادا بھائی نوروجی نے جو کہ کانگریس کے ایک بانی ہیں اور کانگریسی پالیٹکس کے پیر ہیں کا واضح طور پر اعلان کرچکے ہیں کہ کانگریس جمہوری اصول پر سلف گورنمنٹ چاہتی ہے۔ اس سے کم میں ہرگز رضامند نہ ہوگی۔ کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک فاضل بنگالی جج نے "ہر ایک ہندوستانی سوراج چاہتا ہے" کی آواز کرسی عدالت پر بلند کرکے ہندوؤں کے پولیٹیکل مذہب کا اعلان صاف طور پر کردیا جب مسٹر جسٹس متر اور مسٹر دادا بھائی نوروجی ہم خیال ہوجائیں اور پالیٹیشن اور جج سوراج کے معنے بتانے میں متفق ہوں اور نوجوانان ہند کے سامنے اس سوراج کو جائز قرار دیدیں جس سے بیشمار خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور آئندہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسے نازک موقع پر مسلمان خاموش ہو رہیں۔ اور نہایت پُر زور الفاظ میں اسکا اعلان نہ کردیں کہ وہ اس پولیٹیکل فرقہ کے خیالات و افعال سے متنفر ہیں۔ چنانچہ اسکا اعلان جابجا مختلف طریقوں سے کردیا گیا۔ نہ بلحاظ حمایت ہنود کے بلکہ محض امن عامہ کے قیام۔ ملک کی ترقی اور گورنمنٹ کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے خیال سے آنریبل میاں شاہدین کے اس خیال سے کوئی معقول پسند انکار نہیں کرسکتا کہ مسلمانوں نے کسی قومی عداوت کی وجہ سے گذشتہ شورش میں شورش پسندوں کی مخالفت نہیں اختیار کی۔ بلکہ ملک کی بہبودی اور امن حفظ ما تقدم کے خیال سے جو ہر ایک انسان اور ہر ایک قوم پر فرض ہے مولانا موصوف نے اسکا اعتراف کیا ہے کہ بحیثیت ابنائے ملک ہونے کے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ان جائز مطالبات اور خواہشات سے اتفاق رائے ہے جن سے ملک کی بہبودی متصور ہو۔ مگر جو گروہ کہ ہر حال بے اعتدالی میں بڑھتا جاتا ہے اسکے ساتھ مسلمان کسی صورت سے اظہار ہمدردی نہیں کرسکتے۔ چونکہ کانگریس بالکل انتہا پسند گروہ کے قبضہ اقتدار میں ہے مسلمان اس سے اب بھی اسی طرح جدا ہیں جس طرح برسوں پہلے تھے۔

کانگریس سے علیحدہ رہنے کے باعث مسلمانوں کو جو نوائد حاصل ہوئے ہیں ان کا اشارہ کرتے ہوئے ہمارے محترم بزرگ قوم ہم میں پولیٹیکل معاملات پر غور کرنے والی جماعت نہ ہونے کی وجہ سے جو پولیٹیکل بے حسی پیدا ہوگئی ہے اسکا ذکر فرماتے ہیں۔ اس بے حسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قوم کے مقابلہ میں جو کانگریس کی رہبری میں برابر شور و غل مچایا کرتی ہے ہماری ہستی بے اصل سمجھی جانے لگی۔ اور رفتہ رفتہ ہمارا پولیٹیکل وجود معدوم متصور ہونے لگا۔ اور ہماری نسبت خیال ہونے لگا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں۔ اس حالت کو دیکھکر مسلمانوں کی جانب سے اس غلط فہمی کے متعلق کچھ دبی دبی سی شکایتیں سننے میں آنے لگیں کانگریس کی نظیر انہیں اپنی موجودہ حالت سے بیزار کرنے لگی۔ اپنے مطالبات پیش کرنے کا خیال انہیں ہو چلا اور جو زہریلی ہوا ان کے اردگرد چل رہی تھی اس سے ان کے متاثر ہونے کا اندیشہ لیڈران قوم کو پیدا ہوگیا۔ جدید حالات نے جدید ضروریات پیدا کیں۔ اور مسلمانوں کو اظہار مطالب کے لئے مناسب طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ مگر انہوں نے کانگریس کے طریقے کو ناپسند کرکے ایک بہتر اور زیادہ معقول طریقہ اختیار کیا اور یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ایک وفد کی صورت حضور وائسرائے کی خدمت میں اپنے مطالبات ایک ایڈریس کی شکل میں پیش کئے۔ اس ایڈریس کے مطالعہ سے صاف طور پر بیان ہوسکتا ہے کہ ہمارے اور کانگریس پارٹی کے مطالبات میں کون کون سے اصولی اختلافات ہیں۔ اس اسلامی ڈیپوٹیشن نے مسلمانوں کے لئے ایک نئے دور کی ابتدا کی ہے مسلمانوں کی جو پولیٹیکل انجمن وجود میں آنے کو ہے وہ انہی اصولوں پر چلائی جائیگی جو اصول کہ مسلمان اپنے تاریخی ایڈریس کے مرتب کرنے میں ملحوظ رکھ چکے ہیں میاں شاہدین صاحب کو ہماری آئندہ پولیٹیکل بہبودی کی بہت کچھ امید ہے اور ان کا وعدہ ہے کہ آئندہ آرٹیکل میں وہ ان وجوہات کو بیان کرینگے جن سے انہیں ایسی امید قائم ہوئی ہے۔

آیندہ کانفرنس

ہم خوش ہیں کہ خوش ہوئے کہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے آیندہ اجلاس کی کامیابی کیلئے کراچی اور سندھ کے سربرآوردہ مسلمان ابھی سے مشغول کار ہوگئے ہیں جناب علی محمد خان دہلوی بیرسٹر ایٹ لا کراچی نے بحیثیت مقامی کمیٹی کے جنرل سکرٹری ہونیکے سارے ہندوستان کے سربرآوردہ مسلمانوں اور تمام انجمنوں کو دعوت نامے جاری کئے ہیں اور ان سے استدعا کی ہے۔ کہ وہ کراچی کی کانفرنس کو شاندار اور مفید بنانے میں امداد دیں۔ مسلمانوں کے لئے سندھ ایک خاص دلچسپی رکھتا ہے ہندوستان کے جس مقام کو سب سے پہلے مسلمانوں نے فتح کیا وہ سندھ ہی ہے ہندوستان کے جس حصہ پر سب سے زیادہ مسلمانوں کی حکومت رہی وہ سندھ ہی ہے وہاں اب بھی مسلمانوں کی آبادی قریب ۷۰ فیصدی کے ہے مگر مسلمانوں کی آبادی کا زیادہ حصہ زمیندار پیشہ ہے علم کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے ان کے تعلقات ان کی ہندو ہمسایہ قوم سے نہایت کشیدہ ہیں۔ اور اس کشیدگی کا اثر ان کے تعلیمی معاملات پر نہایت مضر پڑ رہا ہے محکمہ تعلیم میں ہندوؤں کا زور ہونے سے ان کی ضروریات کا کما حقہ لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ لوکل بورڈوں کے نام سے تعلیم وغیرہ کے لئے جو ان لوگوں سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اُس کا بھی فائدہ زیادہ تر ہندو ہی اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان بوجہ زمیندار اور کاشتکار ہونے کے منتشر طور پر اپنی اپنی زمینوں میں آباد ہوتے ہیں۔ حالانکہ لوکل بورڈ فنڈ سے تعلیمی ادارے زیادہ تر ایسے مقامات میں کھولے جاتے ہیں۔ جہاں ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہوتی ہے۔ اور مسلمان آسانی کے ساتھ وہاں اپنے لڑکوں کو نہیں بھیج سکتے۔ مدارس میں استاد اکثر ہندو ہیں جن کے متعلق یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ ان کا برتاؤ مسلمان طلباء کے ساتھ مشفقانہ نہیں ہوتا۔ اور ان کی بدسلوکی سے تنگ آکر مسلمان لڑکے چند مدت سکول میں رہ کر چلے جاتے ہیں انسپکٹروں کے زمرہ میں بھی مسلمان برائے نام ہیں وہاں کے ایجوکیشنل انسپکٹر کے دفتر میں ہمیں معلوم ہوا کہ ایک بھی مسلمان کلرک نہیں رہا۔ کہ تعلیمی محکمہ میں ہندوؤں کا اس قدر غلبہ ہو۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس قدر مغایرت و مخالفت پائی جاتی ہے تو کیسے ممکن ہو کہ اس صوبہ میں جہاں محکمہ تعلیم میں صرف ایک ہی یوروپین افسر ہو مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کے متعلق کسی قسم کا اطمینان ظاہر کیا جائے۔ سندھ میں مسلمانوں کی جماعت اس قدر عظیم ہے کہ ان کی تعلیمی مشکلات حل کرنے کا مسئلہ مسلمانان ہند کیلئے نہایت ضروری ہے اور اگر کانفرنس کو ہر حصہ ملک کیلئے مفید بنانا ہے۔ تو اراکین کانفرنس کا فرض ہے کہ وہ آیندہ کانفرنس کو غیرمعمولی اہمیت دیں کہ اس میں کثرت سے شریک ہوں اور متحدہ کوشش سے سندھی مسلمانوں کی تعلیمی مشکلات دور کرنے کی تدابیر سوچ کر قوم اور گورنمنٹ کے سامنے پیش کریں۔ سرکاری رپورٹوں میں بھی سندھ کو مسلمانی صوبہ قرار دیا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ اس مسلمانی صوبہ کی تعلیمی حالت کی طرف مسلمانان ہند نے ابھی تک توجہ نہیں کی آیندہ دسمبر میں یہ پہلا ہی موقع ہوگا کہ ملک کے ہر گوشہ سے منتخب اور روشن دماغ بزرگان قوم کراچی میں مسلمانان سندھ کی حالت زار پر آنسو بہانے اور انکی ترقی تعلیم کی تدابیر سوچنے کیلئے جمع ہونگے۔ سندھ کے مسلمانوں سے جو کچھ اب تک ہوسکا انہوں نے کیا جس علی آفندی اور سردار محمد یعقوب اور حرم کی کوشش سے چند ہی برسوں میں تعلیمی ضرورت کا احساس وہاں کے مسلمانوں میں پیدا ہو چلا ہے اور کراچی کا سندرسۃ الاسلام جو اپنی عالی شان عمارت خوبی انتظام اور عمدگی تعلیم سے اپنے بانی اور سرپرستوں کی ہمت و استقلال کو یاد دلا رہا ہے مسلمانان سندھ کی بیداری کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ انہیں اپنی پستی کا علم ہو گیا ہے۔ وہ اپنی ضروریات کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ مگر وہ اپنے معاملہ میں اپنے زیادہ ترقی یافتہ برادران اسلامی کا مشورہ چاہتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ صوبجات غیر کے مسلمان ان کی پستی سے نکالنے کی کوشش کریں گے

آیندہ کانفرنس کو جن امور پر غور کرنا ہوگا ان میں سے اہم ترین مسئلہ تو وہی ہے جس کا ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں۔ یعنے محکمہ تعلیم میں استادوں اور انسپکٹروں کے زمروں میں مسلمانوں کا اضافہ کیونکر ہو تا کہ وہ مسلمانوں کی ضروریات کا زیادہ ہمدردی سے احساس کریں۔ اگر مسلمانوں کی کافی تعداد بہم نہ پہنچ سکے (جو تقریباً ناممکن ہے) تو اس امر پر بھی غور کیا جائے کہ کیا ان ملازمتوں پر عیسائیوں اور پارسیوں وغیرہ کا تقرر ہندوؤں سے بہتر نہ ہوگا۔ امتحانی کمیٹیوں اور ٹیکسٹ بک کمیٹی میں مسلمانوں کی ضرورت پر غور کر کے گورنمنٹ کو اپنی رائے سے آگاہ کرنا کانفرنس کا دوسرا فرض ہوگا۔ سندھی زبان کی جو کتابیں آجکل مدارس میں مروج ہیں ان پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ سندھی زبان اس صوبہ میں دو طرح کی استعمال کی جاتی ہے ایک عربی سندھی۔ دوسری ہندی سندھی۔ عربی سندھی عربی حروف میں لکھی جاتی ہے۔ اور اس میں عربی فارسی کے الفاظ کی آمیزش زیادہ ہوتی ہے۔ اسے ہندو اور مسلمان عام طور پر استعمال کرتے ہیں دفتروں اور کچہریوں میں یہی زبان استعمال ہوتی ہے۔ دیسی زبان کے ہندو اخبارات بھی باستثنا ایک کے سب عربی سندھی ہی میں نکلتے ہیں۔ مگر وہ منحوس تحریک جو صوبجات متحدہ کی اردو ناگری کے جھگڑے سے شروع ہوئی پنجاب میں پنجابی اور گورمکھی کو پیٹتی ہوئی سندھ میں پہنچی اور عربی سندھی کے مقابلہ میں ہندی سندھی کے لانے کا باعث ہوئی۔ ہندی سندھی گورمکھی حروف میں لکھی جاتی ہے اور بہت سے غیر مانوس سنسکرت کے الفاظ اسمیں داخل کئے گئے ہیں۔ رسم خط کے عادی نہ ہونے کے باعث سندھی زبان کو سندھ کے ہندوؤں نے دیوناگری حروف میں لکھنا تو عام طور پر شروع نہیں کیا لیکن تعصب کی وجہ سے انہوں نے شستہ سندھی زبان میں بجائے عربی اور فارسی کے خالص اور فصیح الفاظ کے غیر مانوس سنسکرت الفاظ کی آمیزش شروع کردی ہے محکمہ تعلیم میں چونکہ ہندوؤں کا زور ہے مسلمان بچوں کو جو سندھی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں سنسکرت کے مشکل الفاظ لائے جاتے ہیں جو علاوہ زبان کو خراب کرنے کے مسلمان بچوں کو نئی مشکلات پیش کرتے ہیں بعض ایسی کتابیں بھی درس میں داخل ہیں جنکی عبارت مسلمانوں کے دل دکھاتی ہے۔ اور اس عبارت پر ہندو استادوں کی متعصبانہ نوک جھوک مسلمان لڑکوں کو اور بھی زیادہ مدرسہ چھوڑ دینے کی محرک ہوتی ہے۔ مارسڈن صاحب کی تاریخ کا سندھی ترجمہ لڑکوں کو پڑھایا جاتا ہے جس میں قرآن مجید کو بجائے خدا کا کلام کہنے کے پیغمبر صلعم کا کلام بتایا گیا ہے اور لفظ ہجرت کا ترجمہ "بھاگ" کیا گیا ہے۔

کانفرنس اگر کارآمد کام کرنا چاہتی ہے تو اسکو ان کتابوں پر تحقیق کی نظر ڈال کر گورنمنٹ کی خدمت میں اپنے اعتراضات اور ان قابل اعتراض کتابوں کو تبدیل کرنے یا ان میں ضروری اصلاح کرنے کی درخواست پیش کرنی ہوگی۔

اب کی مرتبہ ہز ہائینس میر خیرپور سندھ نے ممبران کانفرنس کو کراچی میں اپنا مہمان بنانا منظور فرمایا ہے میر صاحب خیرپور کی شاہانہ مہمان نوازی بندرگاہ کراچی کے دلکش منظر اور سب سے زیادہ کانفرنس کی اہمیت سے امید ہوتی ہے۔ کہ ممبروں کی تعداد اس مرتبہ بہت بڑھ جائیگی۔ کانفرنس کی سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی سے بھی امید ہے کہ وہ مسلمانان سندھ کے مشورہ سے آیندہ کانفرنس کیلئے ایسا پروگرام تجویز کریگی جو سندھ کیلئے علاوہ دلچسپ ہونے کے مفید بھی ہو۔

قرآن مجید اور فونوگراف

ہمارے بعض معاصرین فونوگراف میں قرآن مجید کے بھرنے کے سخت خلاف ہیں اور ایسا کرنے سے کلام الٰہی کی توہین سمجھتے ہیں۔ مگر صاف نہیں بیان کرسکتے کہ اس سے کیونکر قرآن حمید کی توہین متصور ہوسکتی ہے۔ فونوگراف محض ایک آلہ ہے جس کے ذریعہ سے ہر قسم کی آواز جس کے نقوش اسکی تختیوں پر لئے گئے ہوں جب چاہو دہرائی جاسکتی ہے۔ اور اس مقصد کے حصول میں ممنوعات شرعی کے ارتکاب کی ضرورت لاحق نہیں ہوتی جس طرح زبان سے نیک و بد الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح فونوگراف سے بھی متبرک و غیر متبرک آوازیں دہرائی جاسکتی ہیں۔ جب زبان سے کلمات کفر نکلنے کا امکان تلاوت قرآن کے لئے اس زبان پر مہر نہیں لگا سکتا۔ تو محض اس خیال سے کہ بعض بے دین اور غیر متشرع لوگ فونوگراف کے ذریعہ ممنوع آوازوں اور خلاف تہذیب مضامین سے سوسائٹی پر مضر اثر ڈالتے ہیں۔ یہ کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس آلہ کی وساطت سے کلمات پاک کی اشاعت نہ ہو۔ خدا کے دین کی منادی کرنے اور حضرات پیشوایان دین کی موثر تقریریں دور دراز مقامات تک پہنچانے میں یہ حیرت انگیز ایجاد بیسی مفید ثابت ہوسکتی ہے۔ ایسی ابھی تک کوئی دوسری چیز وجود میں نہیں آئی۔ اس کے ذریعہ ایک خوش الحان قاری کی آواز دور دراز ممالک میں پہنچ سکتی ہے اور اسکے اس دنیا سے اٹھ جانے کے بعد بھی وہ آواز مشتاق کانوں میں گونج سکتی ہے۔ کسی مشہور عالم کی زبان سے نکلی ہوئی تقریر جس پر قرآن کے مطالب اور اُس کی خوبیوں پہلوں میں شبہہ جلانے والی بحث کی گئی ہو۔ ایک ایسی وسیع جماعت تک پہنچ سکتی ہے جہاں اُس عالم کا گذر محالات سے ہو کسی واعظ کی قرآن خوانی کا ایک خاص انداز ہو۔ اور قرآنی مطالب بھی وہ نہایت موثر طریقے سے تحریر کرتا ہو تو اس کی قرات اور اسکے حسن بیان سے فونوگراف ہی کے ذریعہ ممالک بعیدہ اور زمانہ مستقبل کے لوگ مستفیض ہوسکینگے بجائے اس کے کہ اس مفید ایجاد سے فایدہ اٹھایا جائے اور علما کی نصیحت آمیز تقریریں بھر بھر کر پبلک کی اصلاح کی غرض سے دنیا میں پھیلائی جاویں۔ قرآن کی آواز تک کو اسکی معرفت بلند کرنا معیوب بتایا جاتا ہے۔ ہاں اگر اس آلہ کے ذریعہ قرآن کی قرأت کو لہو و لعب بنا لیا جاوے۔ اور کلام پاک کی ہنسی اڑائی جاوے۔ تو بیشک یہ فعل سخت گناہ ہوگا۔ مگر اس قسم کی حرکت بلا وساطت فونوگراف بھی قابل ملامت ہوگی۔ اگر فونوگراف کے قرآنی ریکارڈ بے ادبی اور نامناسب طریقے سے دہرائے جائینگے تو یہ ایسا ہی گناہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن مجید کا بے ادبی کے نامناسب طریقے سے پڑھنا۔ فونوگراف کے درمیان میں آنے سے کوئی خصوصیت پیدا نہ ہوگی۔ مصر کے مشہور مذہبی رسالہ المنار کا بھی یہی خیال ہے۔ سنگاپور کے ایک مسلمان نے ایڈیٹر المنار سے اس معاملہ میں فتویٰ طلب کیا جس کے جواب میں ایڈیٹر مذکور نے بیان کیا کہ "قرآن مجید کی تلاوت بذریعہ فونوگراف کرا دا کرنے سے اگر یہ نیت ہو کہ اسکے سننے سے نصیحت اور عبرت حاصل کی جائے۔ تو اسکے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن اگر اسکو لہو و لعب بنانے کی نیت ہو تو سخت ناجائز ہے مفتی محمد عبدہ مرحوم فونوگراف میں قرآن مجید کی تلاوت بھرے جانے کے بالکل خلاف تھے مگر مصر کے دیگر علما اس کو بالکل جائز سمجھتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت فونوگراف میں بھرنے سے ایک مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی قاری کی قرأت بطور ایک تاریخی یادگار کے محفوظ رکھی جاوے۔ یہ مقصد بھی حاصل ہوسکتا ہے کہ اس ذریعہ سے قرأت کا طریقہ اُن لوگوں کو آجائے جو اسکو نہیں جانتے۔ یہ مقاصد بھی اسکو جائز قرار دیتے ہیں" ایڈیٹر المنار کے اس بیان سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ تلاوت بھرنے والے اور سننے والے کی نیت اگر نیک ہو تو اسمیں کوئی گناہ نہیں ہمعصر "علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ" بھی اس معاملہ میں ہمارا ہم خیال ہے۔ اپنے معاصرین کی بجا نکتہ چینیوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہے "مگر افسوس ہے کہ اس تمام جوش و خروش کی تہ میں کوئی معقول مذہبی استدلال نہیں ہے۔ اور نہیں بتایا گیا کہ فونوگراف میں قرآن مجید کے بھر دینے سے کلام الٰہی کی توہین کیوں ہوتی ہے۔ اور اس طریقہ سے کلام الٰہی لوگوں کو سنانے میں کونسا گناہ واقع میں آتا ہے؟" ہمعصر مذکور افسوس کرتا ہے کہ مسلمانوں نے اس زمانہ میں ترقی کیساتھ محض جاہلانہ اور جاہلانہ خیالات و تعصبات پر رکھا ہے۔ اور روشن خیالی اور معقولیت کی روشنی سے وہ ہزاروں کوس دور ہوگئے ہیں۔

ہم انصاف چاہتے ہیں عنایت نہیں

بعض منقولات میں ہم کسی گذشتہ اشاعت میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے اس ڈیپوٹیشن کی مختصر کیفیت شائع کرچکے ہیں جو اس اگست کو ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں بمقام شملہ حاضر ہوا تھا۔ انجمن کے ایڈریس کے جواب میں ہز آنر نے جو تقریر فرمائی اُس کی دو ایک جملوں نے ہمیں اس نوٹ کے لکھنے پر آمادہ کیا ہے۔ سر لوئیس ڈین نے دوران تقریر میں فرمایا کہ "میں دوسری اقوام کے مطالبات کو مد نظر رکھکر تمہارے ساتھ اپنی ہمدردی کا ثبوت دونگا میں دوسروں پر بے جا ترجیح دینے کا وعدہ نہیں کرسکتا میں یہاں میزان کے پلڑے برابر رکھنے کو آیا ہوں"۔ ہم نہایت ادب سے حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں نے گورنمنٹ سے کبھی کوئی درخواست ایسی نہیں کی جس سے کسی غیر قوم کی حق تلفی مقصود ہو۔ انہوں نے کبھی کوئی ناجائز مطالبہ نہیں کیا کبھی کسی قسم کی رعایت طلب نہیں کی وہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے جو سلوک اور قوموں کے ساتھ ہورہا ہے وہی ہمارے ساتھ بھی ہو۔ کیونکہ ہم قیصر ہند کی وفاداری میں کسی سے کم نہیں ہمارے حقوق غیر قومیں پامال کررہی ہیں۔ ہم پر بعض حیلے سے مسلط ہوگئے ہیں۔ جو گورنمنٹ کا دست و بازو بنکر ہمیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچا رہی ہیں ہم صرف یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے حقوق ہمیں دلائے جائیں۔ اور اپنے مخالفین کے تشدد سے ہم محفوظ رکھے جائیں۔ کاروبار سلطنت میں محکوم قوموں کو شریک بنانے کے وقت ہماری تعداد اور ہماری پولیٹیکل اہمیت کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ سرکاری دفاتر میں ہمیں نوکریاں تعداد کے تناسب سے دی جائیں ہماری خواہش یہ ہرگز نہیں کہ معاصر قوموں کو آگے نہ بڑھنے دیا جائے۔ یا اُن کی ترقی کے راستہ میں روڑے اٹکائے جائیں۔ بلکہ ہماری یہ درخواست ہے کہ ہمیں بھی ترقی کے وہی موقعے دیئے جائیں جو انہیں مل چکے ہیں۔ اور ہمارے لئے بھی وہی آسانیاں پیدا کی جائیں جو ان کے لئے پیدا ہوچکی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ نالائق مسلمانوں کو ملازمت دیجائے بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ہم میں قابل مسلمانوں کی ایسی تعداد پیدا ہوگئی ہے جو سرکاری دفاتر میں خوبی و لیاقت کے ساتھ کام چلا سکے۔ بعض محکمے مثل ریل و ڈاک ایسے بھی ہیں جنمیں اعلےٰ تعلیم کی ضرورت نہیں۔ مگر ان محکموں میں بھی ہمیں اپنی حق تلفی نظر آتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دوسری قوموں کو کچل دیا جائے۔ بلکہ ہماری تمنا یہ ہے کہ ہم کو زندہ رہنے دیا جائے اور مثل دیگر اقوام کے ہمیں بھی آگے بڑھنے کا موقع ملے۔ کوئی وجہ ظاہر نہیں کی گئی کہ ہز آنر کو اسکے اظہار کی مسلمانوں کو خطاب کرکے کیوں ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ میزان کے پلڑے برابر رکھنے کے لئے آئے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے دل میں اس سے یہ خیال پیدا ہو کہ سر لوئیس ڈین نے بعض ہندوؤں کو خوش کرنے کی غرض سے اس قسم کے فقرے استعمال کئے ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کی نسبت ہمدردی بھرے ہوئے اور حوصلہ دلانے والے فقرے انہوں نے استعمال کئے ہیں اُن سے ہندوؤں کی دل آزاری ہو تو ہمارے پاس اُن لوگوں کے اس خیال کی تردید کرنے کی کوئی روشن دلیل نہیں۔ ضرورت تھی کہ عدل اور انصاف پسندی کے اظہار کو وقت ہز آنر کا روئے سخن تمام قوموں کی طرف ہوتا جس کی ہر ایک درخواست کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ جو مزید حقوق رعایا کو دیئے جائیں وہ کسی قوم تک محدود نہیں۔ اور جو جدید اصلاحیں عمل میں آئیں اُن سے صرف اسی قوم بلکہ اُس قوم کو بھی ایک محدود گروہ کو ہی فایدہ پہنچے مگر مسلمانوں کے مطالبات کی ایک فہرست بنائی جائے تو شہر سے صاف طور پر ظاہر ہوسکیگا کہ مسلمان صرف انصاف چاہتے ہیں۔ رعایتیں طلب نہیں کرتے ان کی غرض صرف یہی ہے کہ غیر قوموں کے مقابلہ میں اُن کے حقوق کی محافظت کی جائے۔ گو ہم سر لوئیس ڈین کو

ہمارے انشا پرداز

اب تو ناولوں اور افسانوں کی کثرت اور وفور سے ملک اور قوم بیزار ہوگئی ہے۔ کوئی انتہا نہیں رہی۔ نوجوانوں کی خصلت اور کیرکٹر پر ان لغویات کا کافی اثر پڑ چکا ہے آئندہ کے لئے ہم اپنے انشا پردازوں سے بہ تعظیم مناسب التماس کرتے ہیں کہ اس خبط کو ختم کردیں اور اس کوچہ میں مفید کام کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ قوم اور ملک میں ایسے بزرگ شاذ و نادر ہیں جو جدید تصانیف پیش کرسکیں اور ہوں کہاں سے تعلیم پختہ اور علم وسیع ہو تو نتایج فکر کی استعداد پیدا ہو۔ مل ود ماغ لبریز ہوں تو آپ منابع کی نوبت پہنچے۔ لہٰذا جدید تالیف و تصنیف کی آسند۔ آئندہ کو طرح البتہ ترجمہ کے میدان میں کافی وسعت ہے انگریزی میں ہر سال الا ماشاء اللہ صدہا کتابیں شایع ہوتی ہیں انمیں اکثر مفید۔ دلچسپ اور مشرقی طبایع کے مطابق ہوتی ہیں۔ علمی یا تصنیفی مشاغل کی ابتدا ان سے کیجائے۔ اگر ہمارے دوستوں کو جستجو اور انتخاب کی فرصت نہیں تو ہم اس خدمت کے لئے تیار ہیں۔ عربی میں بھی نہایت پاکیزہ ذخیرہ ہے اور کسی قدر فارسی میں بھی ترجمہ کرنا ایک غلامی ہے لیکن ہماری بدنصیبی! کیا کریں۔ مولائیت کے قابل نہ ہوں تو غلامی سہی اگر یہ بات نہیں کرسکتے تو اقتدا پر قناعت کریں جماعت سے خارج تو نہ ہونگے۔ ذرا صبر کیجئے تو نہیں۔ ایک دو پشتیں گذرنے کے بعد قوم میں خود بخود سچا اور حقیقی مذاق علمی پیدا ہو جائے گا۔

پنجاب کی طغیانی

ہمارے زندہ دل صوبہ کا سطح آب اب پھر اکثر وصارت ہے۔ اس طوفان بے تمیزی کی اب ایک نہر تک بھی محسوس نہیں ہوتی۔ ہنگامہ اونا کو سب تہ میں جا چھپے ہیں۔ اور اب غالباً وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے انقلاب پسند اور پریشان دماغ دوستوں کو توجہ دلائیں اور اگر ہوسکے تو شرمائیں بھی۔ سے مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست لیکیا مفرتی ایں جو صوبہ بھر کو اس طغیانی سے شیخچلی کسقدر قومی اور ملکی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ افسوس رگھٹ کرگس میں ہر آن رہا۔ اندرونی حالت کس حد تک معلوم ہوگئی اور اسکے ساتھ کیا نفع پہنچا۔ یہ سب اسی ہیڈ تک ہیں جسپر وقتاً فوقتاً ہمارے ذی ہوش دوستوں کو غور کرنا چاہیے اور اس ناگوار واقع سے مفید نتایج نکالنا پھر ان نتایج سے آئندہ کا توشہ اور زاد راہ مہیا کرنا چاہیے۔ اس طغیانی میں سب سے مزے کی بات یہ تھی کہ ہمارے یاران طریقت پختہ یقین رکھتے تھے کہ محض شور سے ڈر کر گورنمنٹ پنجاب جیسے ملیشیا کے گدام کو ہاتھ سے کھو دیگی کتنی سخت غلط فہمی تھی مگر آخر کار بساط سے ایک مہرا اٹھنے پر مات ہوگئی۔

ہماری زندگی

ہم لوگوں کی زندگی کچھ عجیب طرح کی زندگی ہے۔ ایک قسم کا خبط سا معلوم ہوتا ہے خلوتکدہ سے لیکر بازار تک عامیانہ مجالس تک کچھ پریشانی اور جنون سی چھائی رہتی ہے۔ وہ بات ہی نہیں کہ دن کے ۲۴ گھنٹے میں اور ہفتہ کے سات دن میں ہر قسم کی کیفیات دل پر طاری ہوتی رہیں، کسیوقت ہزل اور مسخریت بھی ہے کبھی بذلہ سنجی ہے کبھی غور و فکر کی باتیں ہیں۔ کبھی معشوق کی جستجو ہے۔ اب آشنا پرستی ہو رہی ہے کچھ دیر ہوئی کہ وحشیانہ عداوت میں مصروف تھے غرضیکہ ہر جوش انسانی۔ ہر کیفیت اور ہر جذبہ باری باری دل پر قابض ہے۔ یہ بات ہم لوگوں سے کوسوں دور ہے کیا اسلئے کہ تنزل میں عقل کٹ جاتی ہے ہم۔ اخباروں کو دیکھیئے۔ پنجاب ممالک متحدہ۔ بنگال میں خفیف جنبش ہوئی تو بس اب اخباری دنیا ہے کہ قطب سے قطب تک حرکت میں ہے۔ اور مہینوں برسوں رہیگی۔ اور کوئی مضمون ہی نہیں رہا۔ یورپ کے ممالک میں صدہا نفیس علمی تحقیقاتیں اور ایجادیں ہوں تو ہمکو سروکار نہیں نفیس کتابیں مشرق اور مشرقی امور پر شایع ہوں تو ہمکو غرض نہیں بغیر ضرور لکھدینگے۔ مگر اس پر بحث کرنا اور بحث سے مزے لینا۔ یہ ہمارے نوشتہ سے خارج ہے۔ بات کیا ہے۔ انتخاب کرنیکی قابلیت نہیں۔ بصیرت نہیں۔ دیدہ وری نہیں۔ جو کچھ سامنے آیا اس پر تخیلات محض کا غلاف چڑھا کر بانا ہیں بکنے بیچھا تصنیف کا شوق ہوا تو مبتذل ناولیں ترجمہ کرڈالیں مضمون نگاری کی لوگی تو پرانی باتیں جنپر سیکڑوں قلم گھس چکے ہیں بہت سے ٹھٹھے شوکت لفظی میں دقیانوسی استعارے بلاغت میں بوسیدہ تشبیہیں لعل لب کی تلاش میں بغشاں وادیں میں سرگرداں ہیں ختن میں مشکیں زلفیں تلاش کر رہے ہیں

کہیں نجد میں لیلیٰ کی جستجو ہے اور حال یہ ہے کہ سے

نشان محمل لیلیٰ بآغوش تو مے بینم
تو اے مجنوں دل گم گشتہ در صحرا چہ میجوئی

غیر ممالک کے کسی ممتاز پرچہ کو ہفتہ وار ہو یا ماہوار اٹھا کر دیکھیئے۔ ایک پر تکلف دسترخوان کی طرح ہر چیز چٹنی سے لیکے قورمے تک قرینہ کے ساتھ چنی ہوئی ملیگی۔ یہ نہ ہوگا کہ صرف دال ماش اور مونگ مٹی کی بھدی رکابیوں میں بے ترتیب بکھری ہوئی ہے۔ جب ہاتھ بڑھاؤ بجز اسکے کچھ نہ ملے گا۔ کھائیے نکھائیے اس ناگوار کو گوارا کرنے میں تو ہمیں کچھ عذر نہیں۔ تکلیف اور شدت برداشت کرنا مردوں کا کام ہے۔ مگر بہ تقاضائے بشریت کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ الہٰی یہ حالت کب ختم ہوگی۔ کیا ہمارے اخلاف بھی کولہو کے بیل کی طرح اسی چکر میں رہیں گے۔ ضرور رہیں گے اسلئے کہ ہم انکو کوئی جدید راستہ دکھانے میں دینے والے نہیں۔ یہ بھی ایک خبط ہے کہ ان باتوں پر صفحے کے صفحے لکھنے کو جی چاہتا ہے اور یا آسندہ ہے کہ جب تک سونے والے اٹھ نہ بیٹھیں۔ جاگو! جاگو! کہتے رہیں۔ سے

سرچشمہ یست آنکہ پایانش ندارند
شب من درد من افسانہ من

دار الندوہ

مدت گذر گئی کہ سطحی حالات کے سوا اس مقدس ایوان کے حالات اسرار قبر کے مشابہ ہیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ آج وہ زمانہ ہے کہ ہر ایک کارخانہ کے کام بلکہ کمی تجویزیں تک منظر عام پر آجاتی ہیں جس طرح ہر جذبہ دل سے جسم انسانی کے تمام اعضا کم و بیش اور علی قدر مراتب متاثر ہوتے رہتے ہیں اسی طرح افراد قوم کو قومی کارخانہ کے کچھ چھپے سے باخبر رہنا چاہیئے۔ اصل میں یہ انکا حق ہے۔ ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب جو قریب قریب تمام پرانے علوم میں دستگاہ رکھتے ہیں اور عمدہ فقیہ و محدث ہیں۔ کہنے لگے کہ اس زمانہ کے تعلیم یافتہ نوجوان اب اس قابل ہوگئے ہیں کہ ان سے تمام تعلقات یکلخت قطع کردئے جائیں۔ یہاں تک کہ کھانا پینا بھی ساتھ نہ ہو۔ کچھ عرصہ بعد ایک مرتبہ نوجوانوں کی سوسائٹی میں کچھ دیر بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ تو ایک صاحب گریجویٹ جو انگریزیت کے رنگ میں سراپا غرق تھے مولویوں کی شکایت کرتے ہوئے بولے کہ ان سے بھلا آدمی کبھی بات نہ کرے۔ مینے ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب سے اتنا پوچھ لیا تھا کہ خدائے وجود کا عقلی ثبوت کیا ہے اور اسکا جواب ملنے پر مینے مسٹر بریڈلا (ملحد) کا قول بیان کیا تو مولانا یہ کہکر خاموش ہوگئے کہ تم کفر کی جانب مائل ہو۔ ہمنے خیال کیا جس قوم کے خیالات کے انجاموں کے درجہ پر ہوں وہاں متوسطین کا پتہ کہاں؟ اور فلاح کہاں۔ اس تفریق کو مٹانا اور ان روٹھے ہوؤں کو منانا۔ ندوہ کا فرض ہے۔

قرآن شریف کی چھپائی اور ہندو مطابع

ہمنے ۵۔ اگست کے لیڈنگ آرٹیکل پر

جو خیالات ظاہر کئے تھے انکی نسبت ایک مسلمان ہمعصر اظہار ناپسندیدگی کرتا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اسکے ساتھ کوئی طویل بحث کا سلسلہ چھیڑیں اسی لئے اسے نام لیکر مخاطب کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا گیا مگر جس بنا پر ہمعصر مذکور نے ہم سے اختلاف رائے کیا ہے اسپر غور کرنا البتہ ضروری ہے جسکے بعد پبلک خود نتیجہ نکال سکے گی۔ وہ کہتا ہے کہ کیا وکیل کو قرآنی فرمان "لا یمسہ الا المطہرون" کی تعمیل منظور نہیں رہی؟ ہمعصر موصوف اس بات پر بدور دیگر کہ ہندو مطابع میں قرآن کریم کی تعظیم یقیناً نہیں ہوسکتی لکھتا ہے کہ مسلمانوں کو ضرور متفق ہو کر مناسب سمجھکر گورنمنٹ سے استدعا کرنی چاہیئے کہ ہندو مطابع اور پبلشروں کو قرآن شریف چھاپنے اور بیچنے سے حکماً منع کردے۔ یہ ہمعصر مذکور کی یہ رائے ایسی ضعیف و بے جرح ہے کہ ہم اسے محتاج تردید بھی نہ سمجھتے اگر وہ تمام مسلمان ہمعصر دیکھے اسبارہ میں اپیل نکلتا کہ وہ ضرور قلم اٹھائیں اور دعا دیا جائیں "لا یمسہ الا المطہرون" کا مطلب

مراسلات

انسداد رشوت پر گورنمنٹ کی خاص توجہ ضروری ہے

ضلع سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان کے دفتر آبکاری کے گنپتی لال کو رشوت خواری کے الزام پر پکڑا گیا ہے کیا تو وہ اپنی ملازمت سے معطل ہوجائے ورنہ فوجداری مقدمہ کیواسطے تیار رہے یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے مطلق نرالا نہیں ہے لیکن اس پہلو سے کسی قدر قابل توجہ ہے کہ ایک ذمہ دار افسر ضلع نے ایک رشوت خوار اہلکار کو سزائے اعمال دی۔ اگرچہ ملک میں رشوت کی عام گرم بازاری پر نظر کرکے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سزا کچھ ایسی عبرت بخش نہیں ہے جیسی کہ رشوت خوری جیسے سنگین جرم میں ہونی چاہیئے۔ ملک میں رشوت کا مرض اس شدت اور اس کثرت سے پھیلا ہوا ہے کہ گہری تحقیقات اور چھان بین کرنے سے غالباً سرکاری ملازمت کا بہت بڑا حصہ اسمیں مبتلا پایا جائیگا۔ ملک میں یہ ایسی خطرناک وبا پھیلی ہوئی ہے جو اہل ملک کو تو اپنے عدالتی حقوق کے حصول میں سخت مصیبتوں اور مایوسیوں کا شکار بناتی ہے اور اسوا اسکے انگریزی معدلت گستری اور انصاف کو بدنام کرکے اہل ملک میں سلطنت اور حکومت کی لاپروائی کا خیال پیدا کرتی ہے۔ اگرچہ رشوت خوری علاوہ قانونی جرم کے ایک بدترین اخلاقی گناہ ہے مگر در اصل اخلاقی گناہ کی حد سے نکلکر قانونی جرم اس وجہ سے ہے جو گورنمنٹ کی خاص ذمہ داری کو بہت جلدی اور پوری ہوشیاری سے بیدار کرنے کا متقاضی ہے گورنمنٹ جہاں اپنے امن سلطنت میں اور تمام سیاسی معاملات کی ذمہ دار ہے وہاں انسداد رشوت کا شعبہ بھی اتنا ہی ضروری اور قابل توجہ ہے جتنی کہ اسکی طرف سے لاپروائی کی گئی اور کیجاتی ہے۔ مقدمات اور سرکاری معاملات میں جسقدر رشوت کا عمل دخل ہے وہ چھوٹے درجہ کے اہلکاروں کا اندازہ کرنے سے خوب معلوم ہوسکتا ہے اور اگر کوئی تجربہ کار اور معاملہ فہم افسر اسکی جانچ پڑتال کرنا چاہے تو اسے نہایت سہولت سے معلوم ہوجائیگا کہ ملک میں کسقدر جرأت اور دلیری سے علی الاعلان رشوت کا سکہ چل رہا ہے۔ بعض افسروں کے ماتحت اہلکار خاص خاص ذمہ داری کے کام سنبھالے بیٹھے ہیں ان افسروں میں سے بعض تو ایسے نیک نہاد اور نیک نیت ہوتے ہیں کہ انہیں برسوں تک اپنے اہلکاروں کی حالت پر توجہ کرنے کا خیال بھی نہیں آتا اور وہ اپنی ذاتی نیک نیتی کی وجہ سے اپنے ماتحتوں کو بھی کلی طور پر نہایت متدین اور معتمد سمجھ کر اپنے منصبی کام سے کام رکھتے ہیں اور سرکاری وقت کے گھنٹے پورے کرتے کرتے ایام ملازمت گذار دیتے ہیں۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ ادنیٰ ملازمت کے صیغہ میں رشوت کی یہ کثرت ہے کہ شاید فیصدی دس اور زیادہ سے زیادہ بیس ذمہ دار اہلکار اس سے بمشکل محفوظ ہونگے ورنہ عام طور پر تو رشوت بھی تنخواہ ماہوار کے ساتھ ایک یومیہ الاؤنس سمجھا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ گورنمنٹ نے آجتک اسکے انسداد کی طرف پوری توجہ نہیں فرمائی اور ماتحت افسروں کو خاص طور پر تاکید کرکے اسکے روکنے پر مائل نہیں کیا ورنہ یہ طوفان اس شدت سے کبھی جاری نہ رہ سکتا تھا۔ ماتحت افسر اگر اپنے حاکمانہ فرائض کو پورے طور پر سمجھیں اور سمجھنے کے بعد اس ملک اور اہل ملک کے برباد کرنیوالی بدعت کی ترویج اور گرم بازاری کو بنظر غور ملاحظہ کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اونکے گرد و پیش جسقدر اہل قلم بیٹھے ہوئے ہیں وہ در اصل اہل قلم نہیں بلکہ اہل سیف ہیں جو نہایت بیباکی کے ساتھ غریب اہل ملک کے گلے کاٹ رہے ہیں۔ ان لوگوں میں دیانتدار اور قانون کی حدود کے اندر چلنے والے بہت ہی تھوڑے لوگ نظر آئیں گے۔

مگر افسوس ہے کہ ذمہ دار افسر اور با اختیار حکام کی توجہ اس طرف بہت کم منعطف ہوتی ہے وہ صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں اور اسی کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

انسداد رشوت کے معاملہ پر توجہ کرنیکے واسطے گورنمنٹ کو اس اہم اور ضروری نتیجہ پر نظر کرنی چاہیئے جو رعایا کو منکشف اور حقیقی معنوں میں ممنون کرنیوالا ہوگا۔ موجودہ حالت میں رشوت کی عام گرم بازاری کے باعث اگر عدم توجہی کا الزام گورنمنٹ پر عاید ہوتا ہے تو اسکو سختی کے ساتھ روکنے کا احسان کسقدر عظیم اور نتیجہ خیز ہوگا اور آج نیپال میں ایک ... موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ نہایت موزوں موقع ہے کہ گورنمنٹ اس قبیح اور مذموم رسم کو بیخ و بنیاد سے مدد کرکے اہل ملک کا شکریہ حاصل کرے اور سب سے اعلیٰ قسم کی تالیف قلوب اور عوام کی رضامندی کی عملی کامیابی سے کام لے۔ اور اسکے واسطے دو امور بہت ضروری ہیں اول تو قانونی انسداد رشوت میں جو مزاحمت ہے اسکی اصلاح کیجائے دوئم ذمہ دار افسروں کو خاص طور پر توجہ دلائی جائے جو اصلی صورت انسداد رشوت کی ہے رشوت کے متعلق قانونی نقص ایسا واقع ہوا ہے جو رشوت خوار اہلکاروں کو نہایت جرأت اور دلیری کیساتھ ناجائز فتوحات پر آمادہ کرتا ہے کیونکہ قانون نے رشوت دینا اور رشوت لینا ایک ہی اندازہ کا جرم قرار دیا ہے اسواسطے مجبور اور بیچارہ اہل غرض رشوت دیکر کسی طرح زبان ہلانے کی جرأت نہیں کرسکتے پس جب تک گورنمنٹ قانون کی اس دورنگی کو کسی عمدہ صورت میں تبدیل نہ کرے رشوت کا انسداد مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

رہی دوسری صورت کہ ذمہ دار افسروں کو اس طرف خاص توجہ دلائی جاوے۔

ہمارے نزدیک یہ سب سے زیادہ مفید اور عملی اصلاح کا پہلو ہے اگر افسران ذمہ دار مستعدی اور توجہ کر رشوت خوری کو روکنا چاہیں تو بہت جلدی اور بڑی سہولت سے روک سکتے ہیں۔ ہاں اسمیں گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے قانون و قواعد کی طرف سے بھی افسروں کے لئے خاص امداد اور سہولت کی ضرورت ہوگی اور اسکی وجہ یہ ہے کہ رشوت کے واسطے عینی شہادت اور قانونی ثبوت بہم پہونچنا بہت دشوار اور طول امل کا باعث ہوگا اور سرکاری کام میں اس سے سخت ہرج اور مشکلات کا اندیشہ ہوسکتا ہے اور اسکے لئے ایسی باریک بینی کی بہت زیادہ ضرورت بھی نہیں بلکہ قابل اور معاملہ فہم افسر اپنے قیاس اور عاقلانہ تجربہ سے بہت جلدی کسی صحیح نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں اور بیرونی تحقیقات سے اپنے قائم کردہ خیال کی صحت کرسکتے ہیں۔ مثلاً جن افسروں کے ماتحت اہلکار مشکوک حالت میں ہوں وہ انکے ذاتی چال چلن انکے ذاتی اخراجات کی تحقیقات کرکے انکی دیانتداری یا رشوت خوری کا خوب فیصلہ کرسکتے ہیں اور یہی فیصلہ بہتر طور پر صحیح اور نتیجہ خیز ہوسکتا ہے بجائے اس ضابطہ کی نمائشی کارروائی کے جس میں بجز بال کی کھال نکالنے کے اصلیت کو بہت کم دخل ہوتا ہے اگر اس طریق سے انسداد رشوت کی طرف توجہ کی جائے تو اہل ملک اپنی گورنمنٹ کی خاص مہربانی سمجھ کر دل سے شکر گذار ہونگے اور علاوہ اسکے انگریزی انصاف کے پاک دامن سے وہ دھبہ بھی دور ہوجائیگا جو ایسے بددیانت اہلکاروں کی بدعملی سے نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ہم نے اس آرٹیکل میں صرف مجمل طور پر کہا ہے آئندہ بصراحت رشوت خوروں کے کارنامے دکھاکر بتلائیں گے کہ یہ فرقہ کسقدر توجہ کا محتاج ہے اور کتنی عیاری اور دلیری سے روز روشن میں گورنمنٹ اور اسکے قانون سے لاپروا ہوکر لوٹ مار کرتا ہے اور گورنمنٹ اور حکام کو بدنام کرتا ہے۔

(راقم ا۔ ک۔)

ون روپی فنڈ — ایک اور نیک مثال

منشی طالب علی خاں صاحب وٹرنری انسپکٹر راولپنڈی کے پاس ایک رسید بہی تکمیل کیلئے تھی۔ دو تین ماہ کے بعد جو میں نے رسید بہی مذکور کی کیفیت پوچھی تو آپ نے اس ریاست کی برداشت نہ کی اور کل رسید بہی کا روپیہ اپنی جیب خاص سے عنایت کردیا یہ اُن احباب کا کام ہے جنکے دل میں قومی درد کی چوٹ ہے خدا کرے کہ بہت سے مسلمان بھائی ایسی نیک مثالوں کی پیروی کریں ہم خانصاحب کی ہمدردی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ رسید بہی مذکور کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ رسید بہی نمبر ۱۶۵ مکمل کردہ جناب منشی طالب علی خانصاحب وٹرنری انسپکٹر راولپنڈی۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان	تعداد اور قسم
(۱)	خود بذاتہ منشی طالب علی خانصاحب وٹرنری انسپکٹر راولپنڈی	عسـ۵ر
(۲)	خیرالدین صاحب جگدیو کلاں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر	عہ ر
(۳)	میاں شادی خاں دفعدار " " " "	عہ ر
(۴)	منشی محمد حسن صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سول ڈیپارٹمنٹ	عہ ر
	میزان	ـــ۵

رسید بہی منسلکہ جسکو جناب سید نور اللہ شاہ صاحب بی۔ اے (علیگ) سکرٹری انجمن ... کمیٹی گجرات

پنجاب نے مکمل کیا۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان	تعداد رقم
(۱)	جناب سید صاحب موصوف خود بذاتہٖ	عگاہ/
(۲)	" محمد زمان خان صاحب	چہ/
(۳)	" ماسٹر طالع محمد خان صاحب	عہ/
(۴)	" محمد اشرف خان صاحب رئیس میلان گجرات	عہ/
(۵)	" سید شبیر شاہ صاحب گجرات پنجاب	عہ/
(۶)	" حسن شاہ صاحب چکوال ضلع جہلم	عہ/
(۷)	" امیر بخش صاحب	عہ/
(۸)	" منشی عطا محمد خانصاحب نائب تحصیلدار چکوال	عہ/
(۹)	" سید نادر علی شاہ صاحب رئیس چکوال ضلع جہلم	عہ/
(۱۰)	" معلوم الاسم	سے/
(۱۱)	" مہر خانصاحب ساکن چکوال ضلع جہلم	عہ/
(۱۲)	" محمد حسین خان وٹرنری اسسٹنٹ	عہ/
(۱۳)	" عبد اللہ خانصاحب تحصیل چکوال	عہ/
(۱۴)	" معلوم الاسم	سے/
(۱۵)	" چوہدری محمد خانصاحب	عہ/
(۱۶)	پڑھے نہیں گئے	صہ/
	میزان	عہ
	کل میزان	صہ

اوقاف

جب کسی شئے کا استعمال برے طریقے سے کیا جاتا ہے تو اسکی اصلیت اور خوبی پر بھی حرف آجاتا ہے اور اس میں وہ قوت اور وہ اثر باقی نہیں رہتا جو اسکا حصہ ہوتا ہے۔

بہت سی ایسی اشیاء ہیں کہ انکی خوبی صرف اسلئے معرض خطر میں ہے کہ ان کے استعمال کے طریقے اچھے نہیں ہیں + بہت سی بری چیزیں اچھے استعمال کی بدولت بعض وقت سود مند ثابت ہوتی ہیں یا ان کی برائیاں فائدوں سے بدل جاتی ہیں۔

مشرقی طریقۂ خیرات کی نسبت اب یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ بے نتیجہ اور بے مصرف اور فضول ہوتا ہے۔ اسکے مقابلہ میں اب ان خیراتی طریقوں کو پسند کیا جاتا ہے جو مغربی اقوام میں جاری ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ مغربی اقوام کے بعض طریقے نتیجہ خیز ہیں اور انکے مقابلہ میں مشرقی طریقے ناسودمند معلوم ہوتے ہیں۔

لیکن اسکا یہ موجب نہیں کہ مشرق کے لوگ ان جامع طریقوں سے بے خبر تھے یا بے خبر ہیں جو سودمند ہو سکتے ہیں۔ مشرق میں بڑی کثرت سے ان سودمند طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے جو اسوقت یورپ کی سرزمین میں جاری ہیں مگر فرق یہ ہے کہ مغرب میں استعمال کے طریقے مسلسل اور باضابطہ ہیں۔ اور مشرق میں خیرات کرنے کے بعد کوئی ضابطہ ملحوظ نہیں رہتا اور کوئی جماعت نگران نہیں رہتی مشرق میں مندرجہ ذیل اغراض سے خیرات کیجاتی ہے

(الف) للہ یا باعتبار خدا پرستی۔

(ب) باعتبار ننگ و ناموس۔

(ج) باعتبار واقعی ہمدردی یا امداد

مشرق کی کوئی خیرات ان تینوں صورتوں سے خالی نہیں ہوتی۔ خلاف اسکے یورپ میں خیرات کا بہت سا حصہ باعتبار نام یا قومی حفاظت کے ہوتا ہے۔ یورپ خیرات اور جود وسخا کے لئے درحقیقت اس قدر شہرت نہیں رکھتا جسقدر مشرقی قومیں رکھتی ہیں۔ لیکن مغربی قوموں کی خیرات اور جود وسخا چونکہ ایک ضابطہ کے ماتحت رہ کر ہمیشہ کے لئے چلتا رہتا ہے۔ اسواسطے وہ اخیر تک سودمند ثابت ہوتا ہے۔ اور مشرقی اقوام کی خیراتیں کسی ضابطہ اور انتظام کے نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ بے نتیجہ اور فضول ثابت ہوتی ہیں بے شک یہ بھی ایک نقص ہے کہ مشرق میں مشترکہ خیرات بہت کم ہوتی ہے اور ابھی تک لوگ اسکے اصولوں سے کسی قدر ناواقف ہیں لیکن اسکے مقابلہ میں مشترکہ اغراض کے واسطے اکثر خیراتیں کیجاتی ہیں گو ان کے کرنے والے اشخاص ہی ہوتے ہیں اور انکا حصہ فرداً فرداً ہوتا ہے مگر ان کی مقدار کافی ہونیکی وجہ سے مشترکہ خیرات کا حکم رکھتی ہے۔

ہندوستان میں اگر شخصی خیراتوں کا حساب لگایا جاوے تو ایک بڑا ذخیرہ اب بھی حساب میں آجاوے گا ہزارہا روپیہ کی نقدی اور جائیدادی خیراتیں ملک کے مختلف حصوں میں پائی جاتی ہیں کوئی کسی خانقاہ کے نام ہے اور کوئی مسجد اور مندر کے نام پر ہے۔ کوئی کسی خاندان کے نام اور کوئی کسی گدی کے متعلق۔

اب تک ایسی خیراتوں سے لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے جن سے اکثر خاندان اور متولیان خوب فارغ البال ہیں ان میں سے بہت سی ایسی خیراتیں بھی ہیں کہ انکی سالانہ یا فصلانہ آمدنی قریباً برباد جاتی ہے۔ نہ تو انکا کوئی انتظام ہے اور نہ ہی ان سے کوئی مشترکہ یا قومی فائدہ حاصل ہوتا ہے یہ بحث اٹھائی جاتی رہی ہے کہ۔

ایسے اوقاف کا انتظام گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لیوے یا ان کا محاسبہ کیا جایا کرے اگر گورنمنٹ ایسی جرأت کر سکے تو گو رعایا کے ایک حصہ میں گھبراہٹ پیدا ہوگی اور بعض لوگ واویلا کرینگے مگر فائدہ بھی ہوگا کم سے کم غور کرنیکے واسطے یہ تو ظاہر ہو سکے گا کہ اس قسم کی آمدنیاں کسقدر ہیں اور کہاں کہاں خرچ ہوتی ہیں۔ جسقدر خیراتیں یا اوقاف ہندو اور مسلمانوں کے فرقوں میں اس وقت موجود ہیں وہ مذہب کے کسی نہ کسی مذہبی فرقہ سے متعلق ہیں گورنمنٹ سے التجا کرنیکی بجائے اگر ہر ایک فرقہ متعلقہ خود ہی کسی وقت ان کا جائزہ لے تو اور بھی زیادہ مفید ہوگا۔

اس سے نہ تو زیادہ تر گھبراہٹ ہوگی اور نہ ہی کوئی مزید بدظنی۔ ایسے مذہبی یا قومی فرقے اندرونی حساب کتاب سے ایسی خیرات خانون یا اوقاف پر قومی اور اغراض مشترکہ کے لئے ایک خاص رقم سالانہ قائم کر سکتے ہیں۔

مسلمانوں کو اسوقت جنکی قوم بوجہ ذاتی افلاس کے دوسری ملکی قوموں کا مقابلہ نہیں کر سکتی مستقل آمدنیوں کی سخت ضرورت ہے۔ اور انہیں بھی اوقاف کی کمی نہیں اوقاف کی آمدن اسوقت مندرجہ ذیل ضروریات پر عموماً صرف ہوتی ہے۔

(۱) مصارف خانقاہ یا مساجد یا دیگر اماکن متعلقہ۔

(۲) مصارف متولیان۔

(۳) مصارف آیند و روند۔

ان ہر سہ مصارف میں ایک مد مصارف قومی کی بھی بڑھ سکتی ہے اور اس سے اصل اغراض پر کوئی بار نہیں پڑتا۔ مثلاً ایک خانقاہ شریف کی سالانہ آمدنی صہ رر ہے اور یہ پانچ ہزار روپیہ اوپر کی ہر سہ مدات میں صرف ہوتا ہے اگر اسمیں سے ضہ روپیہ کی رقم سالانہ قومی یا مشترکہ کاموں کے واسطے خاص کر دی جاوے تو خانقاہی اغراض کو کوئی صدمہ نہیں پہونچ سکتا۔

درحقیقت ایسی قومی رقمیں خصوصیت سے اصلی کاموں پر خرچ ہونگی کیونکہ جو لوگ خانقاہوں یا مسجدوں کے کام پر کوئی وقف کرتے ہیں ان کا یہ دلی منشا کبھی نہیں ہوتا کہ صرف اسکے متولیان ہمیشہ اس سے مستفید ہوتے رہیں بلکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں عام قومی اغراض کے لئے کرتے ہیں۔

جو اوقاف حکومت ہائے سابق کی جانب سے مقرر ہیں ان کی بابت بھی یہی تجویز ہو سکتی ہیں اگر لوگ اپنی قومی ضرورتوں کا احساس کر کے بلا دست اندازی گورنمنٹ کے خود یہ فیصلہ کریں تو مشترکہ کاموں کے لئے ایک ایسی بے بہا رقم مہیا ہو سکتی ہے کہ ایسی کوئی دوسری رقم نہیں ہوگی۔

مسلمان لوگ جسقدر فرقہ بازی اور ایک دوسرے کی تکفیر میں مشغول رہتے اور زور مارتے ہیں

اگر اسکا چوتھا حصہ بھی ان کوششوں میں لگادیں تو ایک قومی بنیاد قائم ہو سکتی ہے۔ تکفیری فتاوے سے سوائے اس بات کے اور کوئی فائدہ نہیں کہ اوسکا تجربہ مرنے کے بعد قیامت میں ہو سکے یا یہ شہرت ہو کہ فلاں فلاں کو کافر کہتا ہے اور فلاں فلاں کو۔

سب کلمہ گو ہیں، اور ہبھی کافر نہ جاتے ہیں کیا کوئی ایسا مسلمان کافر شدہ بھی ہے جو کلمہ گو نہ ہو گویا سب کلمہ گو کافر ہیں ہر فرقہ بجائے خود اس تکفیر سے باز رہ کر دینی اور دنیوی مشترکہ اغراض کی فکر کرے جب اس کا فیصلہ ہو جائے تو پھر سیدھا کفر بار تداد کھول دیا جائے صوفیائے کرام جیسے اپنی حیات قدسیہ میں امت بنوی کے لئے برکت ہیں ویسے ہی ممات میں بھی ہیں وہی سب اوقاف کے وارث ہیں یا اونہیں کے نام پر اون کی تولیت ہے فرقہ وار لوگ مشاورت سے ایسے اوقاف سے مدارس شخصی تخصیص اور اوقاف اونہیں شہا تہ بھی جاریں اور آئندے ایک حصہ بنام اغراض مشترکہ جداہی کرتے جاویں۔

قومی ریفارمروں نے ابتک اس طرف توجہ نہیں کی اب وقت آگیا ہے کہ اس گروہ مقدس سے مدد لیجاوے روحانی اور جسمانی دونوں طرح یہ کام تب شروع ہو سکتا ہے کہ جب مسلمانوں کے نام سیوا علمائے کرام خانہ جنگی اور جنگ تکفیر وار تداد سے چند سال تک اپنے تئیں آزاد رکھیں کیونکہ یہ جنگ مقدس قومی شیرازہ کی تجدید میں بہت حارج ہے۔ (راقم پنجابی)

مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ

جناب من تسلیم۔ معاف کیجئے۔ اس بے شرمی سے جو مضمون وکیل کے پچھلے دو پرچوں میں مسلسل شایع ہوا ہے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ روئے سخن کس کی طرف ہے معہود ذہنی کا مطلقاً پتہ نہیں ہے آخر وکیل کیا کہتا ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی مگر کچھ نہ سمجھا۔ مضمون کیا ہے؟ خیالات کا اظہار اور اسکی تہ اعت کیوں؟ اسلئے کہ خاص و عام کو کچھ بتلانا اور سمجھانا منظور ہوتا ہے۔ یا معاصرین کا استمزاج مقصود ہوتا ہے۔

اب اگر کوئی مضمون لکھے لیکن نفس مضمون تمام یادگردہ میں مفقود ہو تو کوئی کیسے سمجھے اور کیا رائے دے۔ کیوں جناب کیا بھلے آدمی کا بھی کوئی راز ہو سکتا ہے۔ قومی معاملات میں کیا راز اور کیا اوسکا افشا۔ اگر کوئی بات عام افراد قوم تک علانیہ پہنچانا مصلحت نہیں تو کیا ضرورت ہے کہ مبہم لفظوں اور دھندلے لفظوں میں اپنے ہوئے فقروں میں ایسا ہی ہو جیسا کہ استاد داغ کا وہ شعر کہ ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

وکیل خفا نہو۔ وہ مسلمانوں کی زبان گویا ہے نہ کہ زبان گنگ اجی حضرت ذرا کھول کر لکھئے کہ کون بزرگ نواب صاحب قبلہ کی جگہ تجویز کئے جاتے ہیں اور مجوز کون ہیں۔ یا سرے سے اس قصہ کو اخبار میں چھیڑئیے ہی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کئی بزرگ اس منصب کے لئے موزون سمجھے جاتے ہیں ایسی صورت میں آپ ضرور رائے دیں کہ ایک صاحب زیادہ موزون ہیں۔ مگر انکو باقی پر ترجیح دیتے وقت تعظیم و تکریم ملحوظ رہے۔ فضیلت اور قابلیت پر گستاخانہ نکتہ چینی نہ ہو۔ ناشائستہ تقابل سے پرہیز ہو۔ انتخاب ایسے ناتراشیدہ الفاظ میں نہ کیا جائے کہ گویا کسی کو دن اسان گھر ٹیکا میں گدرے پھلوں کے بیچ سے توڑ کر زمین پر پھینک دیتا ہے یہ سب کچھ سہی مگر از برائے خدا ایسا تو ہو کہ پڑھنے والے سمجھ لیں۔ گو کسیقدر دماغ سوزی اور دیدہ ریزی کرنا پڑے۔ اگر اسقدر احتیاط کے بعد بھی کوئی بزرگ امیدواری کی حیثیت سے منظر عام پر آنے سے شرمائیں تو یہ انکی صفت ہے اور برگزیدہ اشخاص میں اتنی شرم ضروری ہونا چاہیئے۔ لیکن ہمیں اسکا اتباع لازم نہیں ہے۔ بیشک قومی خدمت میں جاہ طلبی اور شہرت پرستی کچھ اچھی عادت نہیں۔ لیکن اگر ساری قوم ملکر کسی کو جاہ و امتیاز دے تو یہ عین عزت ہے۔

ہم وکیل سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس متن پر ایک وسیع حاشیہ چڑھائے تاکہ لوگ اس مضمون کو سمجھیں اور ایک دلچسپ اور مفید مناظرہ کی بنیاد پڑ جائے۔ (حامد علی صدیقی)

محمڈن اسکول پٹنہ

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم:-

وکیل مورخہ ۲۱ اگست میں ایک مضمون چھپا ہے جسمیں جناب نے قومی انجمنوں اور مدرسوں کی کیفیت سے واقفیت حاصل کرنیکی درخواست کی ہے اسکے متعلق ہم آپکو اس شہر کے حالات سے مطلع کرتے ہیں۔

پٹنہ شہر صوبہ بہار کا مرکز اور بنگال میں کلکتہ سے دوسرے نمبر پر مگر مسلمان امراء و دولتمندوں کی تعداد کی حیثیت سے اول نمبر پر ہے۔ اگر ہمارا خیال صحیح ہے تو ہندوستان میں ضلع علیگڈھ و بلند شہر اور صوبہ بہار ہی دو ایسے مقام ہیں جہاں مسلمان زمیندار و تعلقہ دار بفضلہ کثرت سے ہیں مگر جسقدر دولتمند علیگڈھ و بلند شہر تعلیم کے حامی قوم کے مددگار اور قومی کاموں میں اپنا مال اپنا دماغ خرچ کرنیوالے ہیں۔ اسی قدر امراء بہار تعلیم سے روگرداں قوم سے بیزار قومی کاموں سے متنفر اور عیش و نشاط کے سامانوں میں اپنا روپیہ اور تفریح کاموں میں اپنا دماغ خرچ کرنیوالے ہیں جسقدر وہ عالی حوصلہ بلند خیال اور قومی اخراجات سے گرانبار رہتے ہیں۔ اوسی قدر یہ کم حوصلہ پست خیال اور نفس پروری کے اخراجات سے دبے رہتے ہیں۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں قوم کے لئے کرتے ہیں۔ اور یہ اگر کچھ کرتے بھی ہیں تو حکام کے دباؤ اون کی خوشنودی اور خطاب کی توقع پر کرتے ہیں۔ افسوس ہم میں کمبل والے ابدال تو بہت ہیں مگر کوئی (مزمل الدین) نہیں ہے۔ افسوس ہم میں تیغ یا سکوشبیہ تو بہت ہیں مگر کوئی (اسمٰعیل) ذبیح اللہ نہیں ہے میر مہتاب اور میر آفتاب کسی وقت میں یہاں تھے مگر اب ہم میں نہ کوئی مہتاب ہے اور نہ (آفتاب) اگر سرشمس الہدیٰ صاحب مرحوم اپنی اولاد کو تعلیم نہ دلواتے اور نجابکر یونیورسٹی یعنی جسٹس شرف الدین و مسٹر علی امام وغیرہ کو غیرت حق کھڑا نہ کر دیتی تو آج یہاں کا مسلمان دولتمند طبقہ پولیٹکل گمنامی میں ہوتا اور کوئی حیثیت یا وقعت ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں انکی نہ ہوتی۔ عرصہ ہوا کہ پٹنہ کالج کے چند پرجوش طلباء اور بعض بزرگان قوم نے ایک انجمن اسلامیہ اس شہر میں قائم کی تھی جسکا مقصد مسلمانوں کو مسلمان بنانا تھا چند سال تک اس میں علماء کا وعظ خوب دھوم دھام سے ہوتا رہا مگر چونکہ مقتضائے وقت کے خلاف محض پرانے اصول پر اسکی بنیاد تھی۔ چند سال کے جوش و خروش کے بعد اب شاید اوسکا نام ہی نام باقی ہے۔ دوسری چیز جو اس شہر میں ہے وہ ایک اسکول ہے جسکی اہمیت نے ہمیں اس تحریر کے لکھنے پر مجبور کیا وہ اسکول ۱۸۸۴ء میں قایم کیا گیا جسکا نام محمڈن اینگلو عربک اسکول ہے۔ اوس میں انٹرنس تک تعلیم دی جاتی ہے اور اسکے ساتھ عربی فارسی اردو سنسکرت اور ناگری بھی پڑھائی جاتی ہے۔ مذہبی تعلیم پر خاص توجہ ہے جسکے لئے سُنی اور شیعہ مولوی مسلمان بچوں کے لئے اور پنڈت ہندو بچوں کے لئے مقرر ہیں۔ بانی اسکول نے اسلامی فرقوں ہی تک کا خیال نہیں کیا بلکہ اپنے ہندو بھائیوں کو بھی نہیں بھولے جس قسم کی تعلیم انکے یہاں دیجاتی ہے اوسکا انتظام بھی کردیا۔ ایسی بے تعصبی اور عالی خیالی کی نظیر ہندوستان میں کوئی اسکول پیش نہیں کر سکتا اسکول کے اجرا سے بانی کا مقصد اصلی یہ تھا کہ اپنے اپنے اصول دین کے ساتھ گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات بھی بچوں کے دلوں میں راسخ کردئے جائیں۔ بانی موصوف کا نام شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم بہادر قبوری ہے وہ ایک مشہور ریفارمر خاندان علماء کی یادگار تھے اونکا مستقل ارادہ اس اسکول کو کالج بنانے اور اسکے ساتھ بورڈنگ قایم کرنیکا تھا مگر افسوس موت نے مہلت نہ دی ۱۹۰۰ء میں محض چند روزہ علالت سے اونکا انتقال ہوگیا۔ آپکی جانشینی کے لئے شمس العلماء مولوی عبدالرؤف صاحب منتخب ہوئے جو کہ آپکے عمزاد بھائی اور علیگڈھ کالج کے ڈسٹی بھی تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے بڑی محنت اور توجہ سے اس اسکول کو چلایا اور اسکے لئے خاص اپنی عمارت بنانیکی کوشش شروع کی مگر عارضہ طاعون سے ۱۹۰۱ء میں عین اوسوقت جبکہ عمارت بنانے کا سامان مہیا تھا اونکا بھی انتقال ہوگیا اور سیکرٹری کا عہدہ برائے نام اونکے نوجوان فرزند مولوی محمد ذکریا کے سپرد کیا گیا۔ مگر نوجوان موصوف نے اس قابلیت سے اپنا فرض ادا کیا کہ چند ہی مہینہ بعد سکرٹری کے پورے اختیار اونہیں مل گئے۔ تعمیر عمارت کے لئے مبلغ اکیس ہزار روپیہ کا تخمینہ تھا جس میں سے آپنے سولہ ہزار پبلک چندہ سے اور پانچہزار گورنمنٹ سے لیکر کام شروع کردیا مگر دو ہزار روپیہ کی اور کمی تھی جسکو فی الحال گورنمنٹ نے اپنی عنایت مہربانی سے عطا فرمایا ہے۔ پبلک چندہ میں دو تین حضرات کا نام نامی نہایت شکر گذاری کے ساتھ قابل ذکر ہے یعنی جناب بادشاہ نواب صاحب نے مبلغ پانچہزار اور بی بی صغرا صاحبہ نے دو ہزار عطا فرمائے۔ در جناب خورشید نواب صاحب نے وہ زمین عنایت فرمائی جسپر نئی عمارت تیار ہوئی ہے۔ اور جسکی قیمت ڈھائی تین ہزار روپیہ سے کم نہوگی۔ اب کوشش کیجارہی ہے کہ اسکول کے ساتھ بورڈنگ اور لڑکوں کے کھیلنے کے لئے ایک وسیع قطعہ

زمین اسکول سے ملحق لیا جائے۔ ۱۰ جولائی ۱۸۹۵ء کو اسکول کے کامیاب طلبا میں تقسیم انعام کے لئے ایک جلسہ کیا گیا جسکے صدر حضور لفٹننٹ گورنر بنگال تھے۔ محمڈن ایجوکیشنل کمیٹی و دیگر مسلمانوں کی طرف سے حضور عالی کی خدمت میں جو ایڈریس پیش کیا گیا اس میں گورنمنٹ سے تین امر میں امداد کی درخواست کی گئی تھی جس میں دو نازک تو اسیوقت حضور نے منظور فرمایا یعنی زمین کی خریداری کیلئے جسمیں ۵ و ۶ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے گورنمنٹ سے اسکا نصف اس شرط پر دلانے کا وعدہ فرمایا کہ پہلے نصف پبلک چندہ سے جمع کر لیا جائے اور بورڈنگ کا اسٹیمیٹ بھی جلد تیار کر کے طلب فرمایا ہے اور اس میں بھی گورنمنٹ سے مدد کی پوری امید دلائی ہے۔ یہ سب کچھ تو ہوا مگر مالی حالت اسوقت تک اس اسکول کی اسقدر خراب ہے کہ اپنا پورا خرچ بھی نہیں نکال سکتا اور غریب سکرٹری کو ایک معتدبہ رقم ہمیشہ اپنے پاس سے دینی پڑتی ہے اس مجبوری سے عمدہ اسٹاف نہیں رکھا جا سکتا اور عمدہ اسٹاف کے نہونے سے اکثر رزلٹ خراب ہوا کرتا ہے بانی اسکول نے ایک آرگن یعنی اخبار بھی اسکے ساتھ جاری کیا تھا جسکا نام پٹنہ انسٹیٹیوٹ گزٹ تھا لیکن بانی موصوف کے انتقال کے بعد وہ بھی زندہ نہ رہ سکا۔ قوم کی کم توجہی اور سیکرٹری کی کم مایگی نے اسے بند کرنے پر مجبور کر دیا اور یہ بہت بڑا باعث اس اسکول کی کمزوری اور گمنامی کا ہوا۔

ہم شش ایک آفت ناگہانی یہ ہیں بانی کا خاندان تباہ نہ ہوتا یا ایسے خاندان کے ایک نامور عالم اس اسکول کی منت سے گذر کر انگریزی تعلیم ہی کو ناجائز قرار دیتے اور اسوقت تک اپنے اس خیال پر اڑے رہتے آج یہ اسکول دوسری ہی حالت میں رہتا اور اس خاندان کے معتقدین کی تعلیمی حالت اسقدر خراب نہ ہوتی۔ چندہ کے لئے جو اسقدر زور لگایا جاتا ہے اور ہمیں علاوہ مریدین کی بعض قلیل رقموں کے پورا ہو جاتا۔ جناب سید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس اسکول کو ملاحظہ فرمایا تھا اور ایک موقعہ پر جوش میں فرمایا تھا کہ جبتک میں اس اسکول کو کالج اور اسمیں بورڈنگ نہ دیکھ لوں گا اسوقت تک اس شہر کے کسی دوسرے جلسہ میں شریک نہ ہوں گا وہ بانی اسکول کے خاندان اور اسکے زوال سے واقف تھے اور اسکا خاص اثر انکے دل پر تھا۔ فقط۔

بندہ عبدالمقتدر خاں۔ از گلزار باغ پٹنہ

نغمۂ شبرات

بندِ اوّل

اک عجب ٹھاٹھ سے نواب بنکے پھر آئی شبرات
کہیں چلتے ہیں پٹاخے کہیں چلتے ہیں انار
شب مہتاب میں لٹ جاتے ہیں مال و دولت
کیا ہی کہنا ہے تیرے جود و سخا کا ظالم
کہیں جھگڑے ہوئے برپا تو کہیں جانیں گئیں
اے مسلمانوں خدا دل میں تو اپنے سوچو!
گھر جلاتے ہو یونہی تو پھر آخر اک دن

ساتھ اک لشکر بربادی بھی لائی شبرات
ہے زر و مال اڑانے کو ہوائی شبرات
ماہتابی عجب اک تونے جلائی شبرات
مثل باردت اٹھا مال جب آئی شبرات
تونے کیا آن کے اک دھوم مچائی شبرات
لے گئی سال کی اک پل میں کمائی شبرات
در بدر کرکے کرے گی گدائی شبرات

کیوں مخالف ہی ہوئے جاتے ہو قرآن کے تم
بھائی بنتے ہو ہمارے جان کے شیطان کے تم

بند دوم

مال کیا خاک میں شبرات ملایا تونے
آتش فاقہ میں آگے ہی پڑے جلتے تھے

چاندنی رات میں اندھیر مچایا تونے
تیل جلتی پہ ہی کیا آکے گرایا تونے

تیرے آنے کا جو مقصد تھا۔ بتا تو ظالم۔
ساتھ لاتی ہے جب آتی ہے بسلسلہ دیوتا
کوئی جل کر ہوا لنگڑا تو کوئی اندھا ہوا
طالب جلوہ کو بھی تونے جلا کر چھوڑا۔
بس نہ کی اسپہ بھی۔ گر ہو گیا آپس میں فساد

کبھی بھولے سے بھی بھولوں کو بتایا تونے
آپ ہنس ہنس کے ہمیں خوب رلایا تونے
خوب عالم کو تماشا یہ دکھایا تونے۔
نور کو نار بنا کر ہی دکھایا تونے
دونوں ہاتھوں سے عدالت میں لٹایا تونے

رخت ہستی کو جلا دیگی یہ آتشبازی۔
راکھ پر ہم کو بٹھا دیگی یہ آتشبازی

بند سوم

نہ وہ شوکت نہ وہ صولت نہ وہ حشمت اپنی
اے مسلمانوں خدا کھول کے آنکھیں دیکھو
خرچ کرتے ہو کہاں۔ خرچ کا مصرف دیکھو
قوم کے کام بہت سے ہیں ادھورے ہی پڑے
ندوہ اک طرف کوک رہی کونسل ہے
انجمن تاکتی ہاتھ اپنے ہے پھیلائے ہوئے
کر چکے حاجتیں سب کی ہی روا تم شاید
حرز جان گر نہ بناؤ گے وہ حکم قرآن

رہن نکبت ہوئی دستار فضیلت اپنی۔
کرتی جاتی ہے تباہ کیا تمہیں غفلت اپنی
کس ٹھکانے پہ لگی جا کے یہ دولت اپنی۔
جن سے کھل سکتی ہے وابستہ قسمت اپنی۔
تاکتا ندوہ بھی ہے بھوک میں ثروت اپنی
اور ہے نعمانیہ خواہان حمایت اپنی
آگ کی نذر چڑھاتے ہو جو دولت اپنی
نہیں بننے کی یہ بگڑی ہوئی حالت اپنی

یا خدا نیند کے ماتوں کو جگا دے جلدی
قرن اولیٰ کا سماں کوئی دکھا دے جلدی

خاکسار کاظم از بٹالہ نمبر ۱۶۶۱

گلی کوچہ میں چرچا

بعض وقت خلائق کو دھوکا دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن کوئی شخص بہت عرصہ تک دھوکہ نہیں دے سکتا اگر ایسا ہو تو ضرور وہ لوگ اسکی چال بازی سے آگاہ ہو جائیں گے جس شخص کو دھوکہ دیا جاتا ہے وہ شکی ہو جاتا ہے اپنے شہر کے کسی اخبار میں ایک ایسے واقعہ کا حال جو دنیا کے کسی حصہ میں گذرا ہو پڑھ کر شک کرنا ممکن ہے لیکن جبکہ ایسے اشخاص کا ذکر ہو جو بمبئی میں موجود ہیں جنسے آپ واقف ہیں اور جنسے آپ مل سکتے ہیں اور جنسے گفتگو کر سکتے ہیں تو ایسی حالت میں اختلاف اور شک نہیں ہوگا اب اس بیان کو پڑھیئے۔ ڈاکٹر پی۔ اس۔ گانلا صاحب ایم ڈی امریکن طریقہ سے علاج کرنیوالے جنکا دواخانہ کماٹی پورہ کی دسویں گلی میں واقع ہے۔ فرماتے ہیں میں کمال خوشی سے تصدیق دیتا ہوں کہ میں نے ڈون کی دردِ پشت اور گردوں کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گردہ اور مثانہ کی بیماریوں اور پیشاب کی شکایات میں استعمال کیں اور مجھے یہ تجربہ کرکے خوشی ہوئی کہ یہ گولیاں ایسے امراض کیلئے واقعی عجیب کارآمد دوا ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ ایسے امراض کیلئے جو دوائیاں بیچی جاتی ہیں اُن سے یہ بدرجہا بہتر ہیں۔ اگر آپ تندرست رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو اچھا رکھئے ڈون کی دردِ پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) اسیکے لئے مخصوص ہیں۔ گردہ کے مرض کی یہ علامتیں ہیں۔ درد پشت اور نیچے کے اعضا میں ورم۔ دردِ شقیقہ یعنی آدھا سیسی گٹھیا چکر آنا۔ بیخوابی اور دل کی بے قاعدہ حرکت وغیرہ ان سب مرضوں کے خاص سبب وہ زہریلے مادے ہیں جنکو گردے خون میں سے نکالنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ یہ گولیاں تمام دوافروشوں کی دکانوں پر یا براہ راست ڈونکی اودیہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کی عہ اگر آپ اپنی فرمائش کے ساتھ اس اشتہار کو معہ نام اخبار کہ جس میں یہ چھپا ہے بھیجینگے تو آپکی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے

ہندوستان کی خبریں

سرکاری خبریں:۔ حافظ غلام رسول صاحب جھنگ سے ڈیرہ غازیخان کو لالہ منگر یامل صاحب کی جگہ جو مظفر گڈھ کو جاتے ہیں بطور اسسٹنٹ مال تبدیل ہوئے۔

آئی۔ آر ایبٹ صاحب رخصت سے واپس آنے پر صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب کے سینئیر سیکرٹری مقرر ہونگے۔

نواب ملک خدا بخش خانصاحب ٹوانہ رخصت سے واپس آنے پر پیارسن صاحب کی جگہ جو ملتان کو واپس جاتے ہیں پنڈی گھیپ ڈویژن میں تعینات کئے جائینگے۔

ای۔ جی۔ ایف۔ ابراہیم صاحب رخصت سے واپس آنے پر امرتسر میں تعینات کئے جائینگے۔

لالہ گوبند رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء سے انکم ٹیکس مینول کے پورا کرنیکے لئے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے دفتر میں خاص کام پر تعینات کئے جائینگے۔ اور گورداسپور میں لالہ کہنیا لعل صاحب سبکدوش کئے جائیں گے۔

ڈنٹ صاحب مہتمم بندوبست راولپنڈی کے بندوبست کے اختتام پر عارضی طور پر بندوبست گورداسپور کے اہتمام پر تعینات کئے جائینگے اور منشی سنت سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ مہتمم بندوبست بطور اسسٹنٹ مال ضلع راولپنڈی سے متعلق رہینگے۔

بمبئی پریزیڈنسی کی یوروپین ٹیم اور پارسیوں میں ۱۴ ستمبر کو دوبارہ بمقام پونا کرکٹ میچ ہوا۔ اسمیں بھی پارسی ٹیم جیت گئی۔

چنار (الہ آباد) کے قریب ۱۲ ماہ حال کو ایک پہلوان نے دوسرے کو اثنائے کشتی میں سر تک اٹھا کر ایسے زور سے پھینکا کہ وہ گرتے ہی جان بحق ہوگیا۔

گوجرانوالہ میں کچھ عرصہ سے ہیضہ کا بہت زور ہے۔ آجکل دس گیارہ اموات کا روزانہ اوسط ہے۔

رائے صاحب لالہ رادھا کشن میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ پشاور کا ۳ ستمبر کو انتقال ہوگیا۔

دیہاتی مدارس کے قیام کیلئے گورنمنٹ مدراس نے احاطہ مدراس کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ۱½ لاکھ روپیہ عطا کیا ہے۔

پشاور چھاؤنی میں میسرس جی اینڈ کمپنی کے پٹھان چوکیدار کو کسی نے رات کے وقت سوتے ہوئے بندوق سے مار ڈالا۔ مقتول کے گاؤں کے چھ آدمی قتل کے شبہ میں گرفتار ہیں۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔

قصبہ جانسٹھ ضلع مظفر نگر میں گورنمنٹ نے ٹیلیگراف آفس کھول کر وہاں کے باشندوں کی دیرینہ ضرورت کو پورا کیا ہے۔

مقدمہ بلوہ لال بازار کلکتہ میں تین ملزموں کو پولیس پر بیجا حملہ کرنیکے جرم میں چودہ چودہ دن کی قید بامشقت اور پچاس روپیہ جرمانہ ہوا۔

۱۵ ستمبر کی شب کو کلکتہ کے بیڈن سکوئر میں بابو بپن چندر پال کے ساتھ اظہار ہمدردی کا جلسہ ہوا۔ کئی بنگالی بابوؤں نے سخت اشتعال انگیز تقریریں کیں اور حکومت انگریزی کو برا بھلا کہا۔ اسی جلسہ میں لیاقت حسین کے لئے بھی کسقدر چندہ جمع ہوا۔

مدراس میں ایک ریٹائرڈ فوجی سپاہی نے جو وہاں کی میونسپلٹی کا ملازم تھا اپنی ایک دہ سالہ لڑکی اور ایک مہینہ کے لڑکے کو گولی سے مار ڈالا اور خود بھی خودکشی کرلی۔ اسکی بیوی کو مرے ایک مہینہ ہوگیا تھا اور اس سے اس رنج کی برداشت نہ ہوسکی۔

بقول اخبار انگلشمین کلکتہ میں جو فوج مقیم ہے اس میں سے ایک دیسی پیدل رجمنٹ کی تخفیف کرنیکی تجویز زیر غور ہے۔

اخبار ٹریبیون کا مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی ۲۲ ستمبر کو مسٹر کونلی مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں پیش ہوگا۔

ڈاکٹر سوین ہیڈن کو حال میں جو خطوط موصول ہوئے ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ وہ نہایت قیمتی جغرافی تحقیقات میں مصروف ہے۔

پنڈت ہرکشن لعل خلف پنڈت لچھمن لعل اسسٹنٹ سرجن خوشاب جو زراعتی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ولایت گئے ہوئے ہیں ایگریکلچرل کالج کے سشنل امتحان میں اپنی جماعت میں اول اور تمام کالج میں تیسرے درجہ پر ہے اور دس پونڈ ماہوار کا وظیفہ حاصل کیا۔ حکام کالج ان کی بہت تعریف کرتے ہیں۔

گلمرگ میں مہاراجہ کی کرنٹ ٹیم کا جو میچ بیرونی ٹیم سے ہوا تھا اس میں اول الذکر جیت گئی۔ نور الہی اور مانک چند کا بولنگ نہایت عمدہ تھا۔

دہلی میں بھی طاعون کے خوف سے موش کشی کا معرکہ شروع ہوگیا ہے۔

ہمعصر آفتاب دہلی اپنے خریداروں اور ناظرین کو مطلع کرتا ہے کہ اخبار کی اشاعت بہت کم ہوگئی ہے اور اگر وہ کوشش کر کے جدید خریدار نہ پیدا کرینگے تو اخبار بند کر دیا جائیگا یا اخبار کو کسی خاص فرقہ سے مخصوص کر دیا جائے گا۔

پنجاب چیفکورٹ کا فوجداری اجلاس ۳۰۔ اکتوبر کو ہوگا۔

لاہور کے چڑیا خانے میں گذشتہ چند ماہ کے اندر بہت ترقی ہوگئی ہے حیوانات چرند و پرند کے لئے کئی نئے احاطے اور مکانات بن گئے ہیں۔ اور کئی نئے جانور داخل ہوئے ہیں۔ گو غریب خوبصورت ہے اور ایک نیا ہرن داخل ہوا ہے جو بشکل ایک بالشت بلند ہوگا۔

علاقہ قصور میں ہیضہ اور بخار کا زور سنا جاتا ہے۔

بمبئی کے سڈنہم جے سیسون نے وہاں کی الفنسٹن کالج کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ چندہ مرحمت کیا ہے۔

لنکا میں پی اور کمپنی جہاز ملی کا ۱۴ ہزار روپیہ غبن ہوا۔ شبہ میں دو کلارک ماخوذ اور ضمانت پر رہا ہیں۔

لارڈ کچنر آئندہ موسم سرما میں پٹیالہ تشریف لیجائیں گے۔

آئندہ ماہ فروری یا مارچ میں بمقام پوسا ایک بیطاری کانفرنس ہوگی۔

مسٹر آر ڈبلیو کار لائیل سی آئی ای۔ آئی سی ایس چیف سکرٹری گورنمنٹ بنگال جو آجکل رخصت پر ہیں مسٹر ڈینس سی ایس آئی۔ آئی سی ایس کی جگہ سکرٹری گورنمنٹ ہند صیغہ مالگذاری و زراعت مقرر ہوئے ہیں۔

۵۱۸ سب پوسٹماسٹروں کی ترقی تنخواہ کے علاوہ حال میں محکمہ ڈاکخانہ کے ۲۲۴ جدید اہلکاروں کی ترقی ہوئی ہے۔ اسمیں ہیڈ پوسٹماسٹر ڈپٹی اسسٹنٹ پوسٹماسٹر اور بعض سب پوسٹماسٹر بھی شامل ہیں۔

مقدمہ بلوہ کوکنڈہ کے متعلق صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دیسی باشندگان کوکنڈہ پر سات ہزار روپیہ جرمانہ کی تجویز کی تھی ان میں سے دو ہزار روپیہ تو وہاں کے کلکٹر کو بطور ہرجانہ دیا جائیگا جہاں کہ فساد وقوع ہوا تھا اور باقی دو یوروپین ممبروں کو جنکا فساد کیوجہ سے نقصان ہوا تھا۔ یہ جرمانہ اہل کوکنڈہ سے تعزیری پولیس کے خرچ کے ساتھ ہی وصول کیا جائے گا۔

سنا ہے کہ آسٹریلیا کی بعض اولوالعزم تاجر کلکتہ میں تازہ بتازہ منجمد گوشت لاکر فروخت کرنیکی تجویز کر رہے ہیں۔

دارجیلنگ (کلکتہ) کے ایک دوکاندار کرشن لعل رائے کو کوکین کی ناجائز فروخت کیلئے ایک ماہ قید کی سزا اور پچاس روپیہ جرمانہ ہوا۔

صوبجات متحدہ کی اضلاع آمادہ دایٹہ میں جو بر چھیو کے رکھنے کی خاص اجازت تھی وہ یکم جنوری ۱۹۰۶ء سے منسوخ ہوجائیگی۔

کوہ منصوری پر گذشتہ دوشنبہ کے روز سرجن میجر ڈاکٹر جی سی ایلیس کا انتقال ہوگیا۔

اخبار سندھیا (کلکتہ) کے انتقال مقدمہ کی درخواست ہائیکورٹ کلکتہ سے نامنظور ہوگئی۔

عیشاپور کے کارخانہ توپ سازی میں بنگالی مزدوروں کی ہڑتال کی خبر بے بنیاد نکلی منیجر کا بیان ہے کہ ایسے خاص موقعوں پر دو تین سو مزدوروں کا غیر حاضر ہوجانا غیر معمولی بات نہیں۔

۱۲ ماہ حال کو بریلی کے ریلوے سٹیشن پر ایک یوروپین سفری ایجنٹ کا صندوقچہ جسمیں دو ہزار روپیہ کا نقد و مال تھا۔ آرام کمرہ سے چرایا گیا۔ پولیس تفتیش میں مصروف ہے۔

لارڈ کچنر جو نرکنڈا میں سیر و شکار کھیلنے گئے ہوئے تھے ۱۸ ستمبر کو واپس شملہ پر تشریف لانیوالے تھے۔

مسٹر ہیسٹنگز انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب اوائل نومبر میں رخصت سے واپس آئینگے۔

صوبہ سرحدی پنجاب میں بھی فصلیں خشکسالی سے مرجھانے لگی ہیں اور مزید بارش کی سخت ضرورت ہے۔

ماہ اگست کی آخیر تک چھبیس لاکھ اکنیاں مسکوک ہوکر ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں پہنچ چکی تھیں بمبئی کی ٹکسال میں یہ جدید سکہ بحساب پچاس لاکھ فی ماہ تیار ہو رہا ہے۔

ایسٹ انڈین ریلوے نے کلکتہ سے ہفتہ وار ولایتی ڈاک بمبئی تک پہونچانیکے لئے ایک جدید ایکسپریس ٹرین تیار کی ہے جو اعلیٰ درجہ کی نفیس اور آرام دہ ہے۔ استعمال میں کچھ فاصلہ تک تجربہ کیا گیا جسمیں نہایت قابل اطمینان ثابت ہوئی اور امید ہے کہ عنقریب جاری کی جائے گی۔

مکتی فوج کے اہتمام سے ولایت سے ہندوستان میں بارہ بلیاں آرہی ہیں غرض یہ ہے کہ چوہوں کو ہلاک کر کے باشندوں کو طاعون سے نجات دیں. کہا جاتا ہے کہ یہ خاص قسم کی بلیاں ہیں اور ان کا پہلے خاص مقامات میں تجربہ کیا جائیگا بشرط کامیابی اور بلیاں منگوائی جائینگی۔

پنجاب کی نہری آبادیوں کے انتظام کے لیے گورنمنٹ پنجاب نے ایک خاص کمیٹی قایم کی ہے جس کے پریزیڈنٹ آنریبل گورڈن واکر ہونگے. یہ کمیٹی غالباً ۱۰ اکتوبر سے اپنا کام شروع کریگی اسکے متعلق سرکاری اعلان عنقریب شایع ہونے والا ہے.

مسٹر ریسلی ہوم سیکرٹری ۲۰ ستمبر کو واپس شملہ پہنچنے والے ہیں.

لاہور میونسپلٹی نے کیپٹن وال نامی ایک ریٹائرڈ اسسٹنٹ سرجن کو طاعونی خدمات کے لئے ڈہائی سو روپیہ ماہوار پر ۱۶ اکتوبر سے خاص افسر حفظان صحت مقرر کیا ہے.

مہتر چترال منگل کے روز شملہ سے واپس چلے گئے. کیپٹن سنہہ پولیٹکل ایجنٹ نعوسی آئی ای انکے لیے چند روز وہاں ٹھہر گئے.

گورنمنٹ میسور نے پاسچر انسٹیٹیوٹ کونور کے لئے پانچ سال تک پانچ سو روپیہ سالانہ منظور کیا ہے.

رووان کے قریب ایک شخص چلتی گاڑی میں سے اپنے ہمراہی کے چودہ سو روپیہ کے نوٹ چرا کر گاڑی سے کود پڑا. مگر پکڑا گیا اور سپرد عدالت کیا گیا.

کلکتہ کے میڈیکل کالج میں ایک اور مدراسی عیسائی مرض الطاعون میں مبتلا ہوا.

کیپٹن لے سنہہ متعلقہ انڈین سول وٹرنری ڈیپارٹمنٹ پنجاب وٹرنری کالج لاہور کے مستقل پرنسپل مقرر ہوئے۔

مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے باقی سات ملزم بھی جنکی بابت بیان کیا گیا ہے کہ وہ موقعہ واردات سے گرفتار کئے گئے تھے پیر کے روز سو سو روپے کی ضمانت پر رہا کئے گئے. اب کوئی ملزم حوالات یا جیلخانے میں باقی نہیں ہے.

لاہور کی میانمیر روڈ پہ جو ریلوے سٹیشن سے چھاونی کی طرف جاتی ہے لوٹ کھسوٹ کی واردات کثرت سے ہو رہی ہیں.

۱۳ر ستمبر کو لالہ منشی رام ہردوار گرد کل کے گیارہ برہم چاریوں کو ہمراہ لے کر مشہور تاریخی مقامات کی سیر کو روانہ ہوئے.

کولار کی معادن طلا سے ماہ اگست میں دوسری دفعہ ۱۶ لاکھ ۹ ہزار ۲۰۷ روپے کا سونا ولایت بھیجنے کے لیے روانہ بمبئی کیا گیا.

بیگم گنج (کانپور) میں ایک ہندو برہمن نے بدچلنی کے شبہ میں اپنی عورت کو قتل کر ڈالا اور اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا.

سودیشی ویونگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر کی ابتدائی نہ ماہہ رپورٹ جو حال میں شایع ہوئی ہے پایا جاتا ہے کہ کمپنی نے اس عرصہ کے لئے حصہ داروں میں ۷½ فیصدی فی سال کے حساب منافع تقسیم کرنا تجویز کیا ہے.

کالاکنکر کے رئیس راجہ رام پال سنگھ پر بھی سڈیشن کا الزام لگایا گیا تھا. راجہ صاحب موصوف ایک انگریزی اور ایک ہندی اخبار "ہندوستان" کے نام سے نکالتے ہیں. انگریزی اخبار میں انہوں نے چند شورش انگیز مضامین بطور اقتباس کے شایع کیے تھے. سنا جاتا ہے کہ راجہ صاحب نے حال میں ان مضامین کے شایع کرنے کا عذر کیا ہے اور گورنمنٹ سے معافی مانگ لی ہے.

اخبار انگلستان میں لکھتا ہے کہ اترپارہ (بنگال) میں سودیشی تحریک کی وجہ سے ہنگامے برپا ہو رہے ہیں امید ہے کہ یہاں تعزیری پولیس قایم کی جائیگی.

صاحب پولیس مجسٹریٹ علی پور کی عدالت میں ۸ ر ستمبر کو ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں بابو ... سریندھو گاری ایڈیٹر ہندو پیٹریٹ اور ... دیو (عم مہاراجہ مور بھنج) پر فریب دہی کا ...

اسلامی دنیا

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے

میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۴ر ستمبر ۱۹۰۷ء =

معرفت سید جعفر شاہ صاحب میر منشی پلٹن نمبر ۱۴ را کلڈرز متصل کوہ مری بتفصیل ذیل :.

الہ دین ٹھیکیدار بکری پلٹن نمبر ۱۴ عہ - عبد اللہ خان ملازم کرنیل وارڈ صاحب بہادر عہ - ملاں میر عالم صاحب ملازم پلٹن نمبر ۱۴ ... عہ - جناب محمد غلام صاحب عہ - کریم بخش صاحب عہ - غلام محی الدین صاحب ملازم پلٹن نمبر ۱۴ عہ - میزان ۱۵

معرفت مولوی جان محمد صاحب تحصیلدار ہمیر پور ضلع کانگڑہ بتفصیل ذیل :-

کاہنا گوجر عہ - تابا چپراسی عہ - مسماۃ سہاگن ۴ر - سید فتح علی شاہ عہ - مسماۃ شمس بی بی عہ - نور محمد ... الہیا گوجر عہ - مسماۃ بھبی قوم گوجر ۲ر - منشی محمد اسمعیل پٹواری - منشی نور احمد پٹواری ۸ر - منشی جمال الدین پٹواری ۸ر - علی بخش گوجر ۴ر - لنکا گوجر ۲ر - لالو گوجر ۴ر - لیشی تیلی ۴ر - دارا تیلی ۲ر - میزان ۱۰ - منی آرڈر عہ فیس ۲ر

پائی	آنہ	روپیہ
۳	۱	۲۰۰۸۳
۰	۰	۱۵
۰	۰	۱۰
۳	۱	۲۰۱۰۸

میزان = ۳ ۱ ۲۰۱۰۸

× بمبئی سے ۱۸۷۴۴ روپیہ ۱۱ آنہ ۶ پائی بذریعہ نیشنل بنک روانہ دار السعادہ ہو چکے ہیں.

۲ر ستمبر کو مقام مزغان میں فرانسیسیوں کے بلا اطلاع گولہ باری کی مشق کرنے سے عوام میں بدحواسی اور سراسیمگی پھیل گئی. لوگ بھاگ کر مسجدوں میں گھس گئے. اور کئی پاؤں میں روندے گئے پبلک ممبر کے قونصلوں نے فرانسیسی قونصل سے اس بیہودگی کی شکایت کی.

نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب بہادر مسلمانان پٹنہ کی درخواست پر کلکتہ سے پٹنہ تشریف لے گئے ہیں تاکہ امسال جو آل انڈیا مسلم لیگ کا جلسہ بماہ اکتوبر منعقد ہوگا اسکی تجویز کریں.

نواب بہرام خان صاحب تمندار مزاریان کو گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے خطاب سی آئی ای عطا ہونے پر اہل ڈیرہ غازیخان کا ایک عام جلسہ بصدارت لالہ جوکھا نند صاحب ریٹائرڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر منعقد ہوا اور حضور ملک معظم گورنمنٹ ہند و گورنمنٹ پنجاب کا اس عنایت فرمائی کے لئے بذریعہ تار شکریہ ادا کیا گیا.

مصر میں امسال کپاس کی فصل بہت اچھی ہوئی ہے. اسکی قیمت کا اندازہ ساڑھے دس کروڑ روپے سے زیادہ کیا گیا ہے.

جنرل ڈروڈ نے حلیف قبایل سے شرائط صلح کے طور پر قتل کے سازشیوں کی حوالگی کے علاوہ قتل کا ... وان نیز کاسابلنکا کو تاخت و تاراج کرنے کا معاوضہ طلب کیا ہے. نیز نیک نیتی کی ضمانت کے طور پر یرغمال بھی مانگے ہیں. سنا ہے کہ کئی قبایل ان شرائط پر صلح کرنے کو تیار ہیں. اور دوسروں کو بھی صلح کی ترغیب دے رہے ہیں.

ہزہائینس نظام حیدرآباد نے حکم دیا ہے کہ آیندہ جو ڈاک کی تھلیاں انگریزی علاقہ سے قلمرو آصفیہ میں داخل ہوں ان پر محصول نہ لیا جائے. اگرچہ اس سے ریاست کو کسی قدر نقصان ہوگا. مگر یہ ...

آرہ حال کو کنانور (مالابار) میں موپلا مسلمانوں کے رئیس راجہ سلطان محمد علی نے بعارضہ وجع مفاصل انتقال کیا۔ جزایر لکادیپ پر اسی راجہ کا خاندان حکمران تھا۔ مگر لفایا ستے انگریزی کی ضبط بریات میں ریفرمہ کا بیڑا نو حد بڑھ جانے کے سبب سے جزایر کی حکومت اس خاندان کے ہاتھ سے نکال لی گئی۔

مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے طلبا نے حال میں ایک علمی انجمن قایم کر کے ایک ماہواری رسالہ کے اجرا کا اعلان کیا ہے۔

قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ باب عالی نے مقدونیہ کی جوڈیشل اصلاحات کا سکیم مرتب کر کے دول عظمٰی کو بہیجدیا ہے۔ یہ بالکل آسٹریا و روس کے مجوزہ سکیم سے مشابہ ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں بین الاقوامی انتظام کا ذکر نہیں۔

۸ ستمبر کی شام کو رنگون کے اہل اسلام کا ایک عظیم جلسہ بصدارت جناب سیٹھ عبدالرحمن فاکس چیف جسٹس برہما۔ علیگڈھ کالج ڈیپوٹیشن کی اغراض سے ہمدردی ظاہر کرنے کی غرض سے منعقد ہوا۔ اول ڈیپوٹیشن کے طلبا نے پرجوش تقریروں میں اپنے آنے کی غرض و غایت بیان کی۔ بعدازاں بعض ہمدردان قوم نے حاضرین کو ڈیپوٹیشن کی امداد پر توجہ دلائی۔ اخیر میں صاحب پریذیڈنٹ نے بھی نہایت مہربانی سے تقریر کی اور اغراض جلسہ سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے حاضرین کو امداد کی طرف توجہ دلائی۔

انتخاب گزٹ صوبجات متحدہ

(۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء)

رخصت:۔ مولوی نہال الدین احمد ڈپٹی کلکٹر رائے بریلی کو ۱ر اکتوبر یا تاریخ مابعد سے پانچ ہفتہ کی رعایتی رخصت

بابو رام چند سہائے ڈپٹی کلکٹر سلطانپور کو ۱ر اکتوبر یا تاریخ مابعد سے دو ماہ بیس روز کی رخصت۔

مسٹر جی۔ اے۔ سی۔ فوربس قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس بہرائچ کو ایک ماہ کی رعایتی رخصت۔

مسٹر ای۔ ایچ۔ ایس پیپلے سپرنٹنڈنٹ پولیس متھرا کو ۵ر ستمبر سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت۔

مسٹر ڈی ایس نیلر قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنؤ کو ۹ر ستمبر یا تاریخ مابعد سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت۔

پنڈت چندر دت پانڈے ڈپٹی کلکٹر الہ آباد کو ۲ر ستمبر سے ۲ ماہ کی رعایتی رخصت ملی۔

تقرر:۔ ۱۵ر ستمبر سے بباعث ۸ جدید تعلیمی ڈویژن قایم ہونے کے مفصلہ ذیل تقرر عمل میں آئیں گے:۔ (۱) مسٹر لی۔ بی۔ برل انسپکٹر مدارس حلقہ اول (رعام خدمات پر) انسپکٹر مدارس اول ڈویژن (میرٹھ) (۲) سید مہدی حسین بلگرامی قایم مقام انسپکٹر مدارس حلقہ اول انسپکٹر مدارس دوم ڈویژن (بریلی) (۳) رائے گنیا مدن ناتھ ٹکر بہادر انسپکٹر مدارس حلقہ سوم انسپکٹر مدارس ڈویژن سوم (آگرہ)۔ (۴) آلف جے ماس انسپکٹر مدارس حلقہ پنجم انسپکٹر مدارس ڈویژن پنجم (بنارس) (۵) بابو مہندر ناتھ دت انسپکٹر مدارس حلقہ دوم انسپکٹر مدارس ڈویژن ششم (فیض آباد) (۶) مسٹر جے ڈبلیو سکین انسپکٹر مدارس حلقہ چہارم انسپکٹر مدارس ڈویژن ہفتم (الہ آباد) اور (۷) مسٹر جے مرے انسپکٹر مدارس حلقہ ششم و انسپکٹر یورپین مدارس انسپکٹر ڈویژن ہشتم (نینی تال) مقرر ہونگے۔

سید اصغر حسن منصف دال مئو ضلع رائے بریلی منشی ابو عبداللہ محمد ذکاء اللہ خان کی جگہ انسپکٹر دفتر ہائے رجسٹری حلقہ دوم مقرر ہوئے۔

منشی رام جیداس تحصیلدار گورکھپور عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر بستی مقرر ہوئے۔

مسٹر ڈی آر ہیٹ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس فیض آباد مسٹر ڈی ایس نیلر کی جگہ قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنؤ مقرر ہوئے

منشی حکم سنگھ خالی اسامی پر گورکھپور میں بعہدہ جونیئر ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ پنڈت لچھمن داس جونیئر پر بعہدہ جونیئر ڈپٹی کلکٹر رخصت سے واپس پر بہرائچ میں متعین ہوئے۔

ممالک غیر

مسٹر ریڈمنڈ نے لانگ فورڈ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اہل آئرلینڈ جو اپنے ملک کی آزادی کے لئے جد وجہد کر رہے ہیں۔ قید کی ملکی سزاؤں کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں ہماری پارٹی کا یہ مقصد ہو کہ آئرلینڈ سے انگریزی حکومت اٹھ جائے اور عام انتخاب کے موقع پر پارلیمنٹ میں ایسے ممبر بھیجے جائیں جو ہوم رول کے سکیم کو کامل طور پر پارلیمنٹ میں پیش کریں۔

اکالمو واقع سائبیریا کے گورنر جنرل کو جو اپنے وطن میں رخصت پر آیا ہوا تھا۔ بمقام [illegible] (روس) میں کسی نے گولی سے مار ڈالا۔

روس کے کئی صوبوں میں ہیضہ کا بہت زور ہے صرف علاقہ استراخان میں اب تک ۱۶۶۳ کیس اور ۸۵۷ اموات ہو چکی ہیں۔

کوریا سے جو ڈیلیگیٹ ایک خود ساختہ مشن لیکر ہیگ کانفرنس میں اپنی معروضات پیش کرنے کو گئے ہیں اُن کے سربراہ کے لئے جو شاہی خاندان کا ایک ممبر ہے۔ سپریم کورٹ کوریہ نے پھانسی کی سزا تجویز کی ہے اور باقی ممبروں کے لئے حبس دوام کی۔ بادشاہ کوریہ نے بھی ان سزاؤں کی منظوری دیدی ہے مشن کے ممبر ابھی امریکہ میں ہیں۔

جاپانی جنگی جہاز موسومہ کاشیما گولہ باری کی مشق کر رہا تھا۔ کہ ایک گولہ کے اچانک پھٹ جانے سے ستائیس آدمی ہلاک اور سولہ زخمی ہوئے۔ جہاز کو بھی بہت نقصان پہنچا۔

اہل انگلستان ریلوے مزدوروں کی مجوزہ ہڑتال سے ہراسان ہیں۔ اور اس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ باہم صلح ہو کر ہڑتال تک نوبت نہ پہنچے۔

رائٹر کو ہالینڈ میں خبر پہنچی ہے کہ جزیرہ سیلیبز کے باشندوں نے وہاں کی ڈچ فوج کو خوب شکست دی۔ ہالینڈ سے کمک بھیجی گئی ہے۔

ملکہ ہالینڈ نے پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے وقت اعلان کیا کہ آیندہ وہاں کے دیسیوں کو ڈچ حکومت سے حتی الامکان مستفید کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

گورنمنٹ کینیڈا اُن چار سو ہندوستانیوں کی حفاظت کا انتظام کر رہی ہے جنہوں نے بلینگہم سے نکل کر کینیڈا میں جا پناہ لی ہے۔ وینکوور میں بھی نو سو ہندوستانیوں کو جہاز سے اترنے کی اجازت مل گئی ہے۔

جنوبی چین کے مقام لنگشوان میں باغیوں اور سرکاری افواج میں ۱۲ گھنٹے تک خوب لڑائی ہوئی۔ آخر شاہی فوج نے ۶۰ میل کے فاصلہ سے آکر شہر کو باغیوں سے چھڑایا۔

پرتگال کے علاقہ مغربی افریقہ میں دیسیوں نے سرکاری افواج کا مقابلہ کیا جس میں کئی ہلاک اور مجروح ہوئے۔

۱۶ اگست کو بمقام شانگھئی سکھوں کے ایک جدید گوردوارہ کی بنیاد رکھی گئی زمین گورنمنٹ نے مفت دی۔

چین کے صوبہ نانکن کے گورنر نے حکم دیا تھا کہ اس صوبہ میں چینی افیون کے سوا اور کہیں کی افیون فروخت نہونے پائے۔ کلکتہ کے تاجروں نے اس پر واویلا مچایا۔ چیمبر فارن آفس نے گورنمنٹ چین کو اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔

کلایو میموریل فنڈ میں اب تک ۲۴ ہزار پونڈ کے قریب چندہ جمع ہو چکا ہے

ہیگ کانفرنس کی ایک سب کمیٹی میں بحری سرنگوں کا مسئلہ پیش ہوا۔ لیکن اختلاف رائے کی وجہ سے کسی قسم کا قطعی فیصلہ نہو سکا۔

وینکوور کے حامیان اغراض نے گورنمنٹ کینیڈا کو سختی سے کہا ہے کہ جاپانیوں کی درآمد کو بند کیا جائے۔ وینکوور کے بلووں کے متعلق جاپان نے گورنمنٹ کینیڈا سے ۱۵ سو پونڈ ہرجانہ طلب کیا ہے۔

جرمنی کے مقام [illegible] میں مختلف ممالک کے ۲۹ غبارہ باز مقابلہ کو اڑے ایک جرمن جیت گیا اترنے سے پہلے اس نے ۶۰۳ میل کا سفر طے کیا۔

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین	THE VAKIL	قیمت معہ محصول ڈاک

وکیل
امرتسر

نمبر ۸۲ — مطبوعہ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ شعبان ۱۳۲۵ھ چہارشنبہ — جلد ۱۳

قیمت معہ محصول ڈاک

	پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے		۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امرا و روسا سے		۸ روپے	۵ روپے
عام خریداروں سے		۵ روپے	۳ روپے
طلبا و کم حیثیت منتظم صاحبان سے		۴ روپے	۲ روپے ۸ آنے

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے

فہرست مضامین

نادر و نایاب کتب
دل خوش کن اسپیچ۔ ریاست کشمیر میں مسلمانوں سے ناانصافی۔ توسیع کونسلوں کے متعلق ایک معقول رائے۔ اخبارات کے لئے جدید قانون
مخزن ... ایک اعلان سرکاری
ایک جلسہ ... کا تقرر۔ مسلمانوں کو بدنام کرنے
کا ... مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کے
ذیل گورنمنٹ کا عمل۔ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ
... ایک مضحکہ انگیز غلط فہمی۔ کارہ ...
تقسیم انعام پنجابی سکول دہلی۔ ممالک نظام
... کا جدید ... تجارت کے لیے
یورپ کا دوسرا سفر۔ رسول کا احترام مقلاء ...
انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب۔ ہندوستان کی خبریں

نادر و نایاب کتب
موجود دفتر اخبار وکیل امرتسر

مصباح التحقیق: طریق نقشبندیہ کے اذکار اور طریق ریاضات کا ذکر ہے۔ قیمت .... ۴؍

صحایف السلوک: حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ارشادات تصوف میں لاجواب اور دلپسند کتاب بزبان فارسی قیمت ۸؍

اسلام کے عقاید جدا ہیں ... آنکھوں میں سرمہ بنانے کے لائق .... قیمت ۱؍

ذوق ... غزلیات و قصاید و دیگر اقسام نظم۔ رسالتماب کی نعت میں قابل مطالعہ اور شیدایان رسول اللہ صلعم کے واسطے نسخہ شفا ہے۔ قیمت صرف .... ۱؍

منازل السایرہ: قصہ کے پیرایہ میں عورتوں کی بد اخلاقیاں دور کرنے اور ان کو نیکی کا پابند بنانے کے لئے بہت قدر کے لائق کتاب ہے۔ اس میں انسان کی زندگی کو سفر سے تعبیر کر کے اسکی منزلوں کا شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ اپنی آپ نظیر۔ قابل دید .... قیمت ۴؍

اختلاط مرد و زن: علم طب اور علم الاخلاق کا نادر مجموعہ۔ عورت مرد کے لئے نیک چال چلن کا رہنما ایسے امراض کے لئے معجون شفا۔ امراض زنانہ و مردانہ کے آسان نسخے اس میں درج ہیں قیمت ۸؍

تریاق بواسیر: خونی اور بادی بواسیر کی علامتیں اور ان کے علاج۔ نہایت مجرب نسخے قیمت ۱؍

فواید نحویہ: تحفہ عثمانیہ فن نحو کے مسایل اردو زبان میں بڑی تحقیق اور جامعیت سے لکھے ہیں قیمت ۲؍

طبی تعلیم: اس میں حکیمانہ لذت سے بغیر امداد کتاب و طبیب چودہ برس کے سن تک کے بچوں کو گھر ہی میں تعلیم دینے کا ڈھنگ نئی طرح پر بتایا گیا ہے۔ مصنفہ مولوی سید احمد صاحب دہلوی مصنف فرہنگ آصفیہ ۶؍

جنگ ترکی و یونان: ایک ہفتہ میں بے نظیر فتح حاصل کرنے کا تذکرہ۔ ترکی فوج کی بے مثل شجاعت کی تصویر۔ اور صوبہ تھسلی کے جغرافیائی حالات۔ ترکی سیاہ کے نظام اور ترتیب کا نقشہ حسب ضرورت مقامات کے نقشے بہت دلچسپ و دلاویز کتاب ہے قیمت .... ۵؍

تاریخ جہاں نما: فی الواقع یہ تاریخ تاریخ عالم کا آئینہ ہے۔ خلقت دنیا سے لیکر آمد و کی برحق حضرت رسول عربی صلعم کی بعثت اور آپ کے غزوات۔ خلفائے راشدین کے دور۔ بنی امیہ عباسیہ خلافتوں کے عہد۔ ہر ملک و مقام پر کی اسلامی حکومتوں کے حالات۔ ہندوستان کی قدیم و جدید تاریخ اقوام ہند کے حالات ان کی قوموں کے تذکرے سب اس کتاب میں درج کر کے دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ قوم ٹوانہ کی تاریخی کیفیت خاص طور پر درج کی ہے اور آخر میں انگریزی حکومت کے تذکرہ پر کتاب ختم کی ہے۔ ملک پنجاب کے ہر حصہ کے حالات مختصراً درج کر کے کمال تاریخ نویسی دکھایا ہے بہ مفید و قابل دید کتاب ہے۔ حجم ۸۸ صفحے قیمت صرف .... ۱؍

گنجینہ شایگان: معروف بہ ٹکسال۔ ابتدائے زمانہ تاریخ سے آج تک تمام دنیا کے ملکوں کے سکے معہ ان کی تصویروں اور وزن و مالیت وغیرہ کے اس کتاب میں درج کیے ہیں۔ پھر موجودہ زمانہ کے مختلف سکوں کا باہمی نرخ تبادلہ اور بعض ضروری اوزان اور پیمانے بھی تشریح کے ساتھ درج ہیں۔ کتاب کیا ہے معلومات کا خزانہ ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍

سیرۃ المصطفیٰ: حضرت رسول اللہ صلعم کے مختصر حالات و اخلاق و عادات و تعلیمات۔ دعا اور مناجات وغیرہ بہت دلپذیر پیرایہ میں تحریر کیے ہیں۔ قابل دید اور ثواب سے خالی نہیں۔ قیمت ۱۲؍ المشتہر

وکیل امرتسر
نمبر ۵۲
مطبوعہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ شعبان ۱۳۲۵ھ یوم چارشنبہ
جلد ۱۳

دلِ خوش کن اُمیدین

گذشتہ اشاعت مین ہم ذکر کر چکے ہین کہ "مسلمان اور پالیٹکس" کے عنوان سے آنریبل میان محمد شاہدین کا جو پہلا آرٹیکل اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ مین نکل چکا ہے اُس مین اونہون نے مسلمانون کی آیندہ پولیٹکل بہبودی کے متعلق کچہہ بہت خوش کن امیدین ظاہر کی تہین اور وعدہ فرمایا تہا کہ آیندہ آرٹیکل مین وہ اس قسم کی امیدین پیدا ہونیکے چند وجوہات بہی بیان کرینگے۔ ۱۲ر ستمبر کے اخبار سول مین اونکا دوسرا آرٹیکل بہی شایع ہوگیا ہے جسمین اونہون نے اکتوبر گذشتہ کے اسلامی ڈیپوٹیشن کا ذکر کرکے اور اوس سے جو فوائد مترتب ہوئے ہین اونکی تفصیل بیان کرکے ڈیپوٹیشن کے بعد کے زمانہ کو دورِ جدید سے تعبیر کیا ہے اور اس دور کو مسلمانون کی پولیٹکل فلاح کی امیدون سے بہرا ہوا بتلایا ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سال گذشتہ کے ڈیپوٹیشن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانون کو پولیٹکل احساس اور اپنی قومی ہستی کا خیال ہو چلا ہے اور اون مین اپنی متفرق کوششون کو مجتمع کرکے مفید نتایج نکالنے کی قابلیت موجود ہے۔ مسلمانان ہند کی زمانہ حال کی تاریخ مین یہ غالباً پہلی ہی مرتبہ ایسا موقعہ پیش آیا ہے کہ قوم کے دولتمند اور تعلیم یافتہ افراد اور پُرانے خیالات کے بزرگون اور نئی روشنی کے شیدائیون نے متفق ہوکر ایک اہم اور مشکل مسئلہ کے حل کرنے کی کوشش کی ہو۔ اس موقع پر ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ کے سلجہانے کے لئے ایک ایسی جماعت مجتمع ہوگئی جو ہر طرح نیابت قوم کی قابلیت رکہتی تہی اور جسکے خیالات قوم کے خیالات اور جسکی آواز ساری قوم کی آواز تہی۔ علاوہ اس خوبی کے اس جماعت مین ایک اور قابل قدر وصف یہ تہا کہ وہ گورنمنٹ کے راستہ مین مشکلات پیدا کرنیکی خواہش مند نہ تہی بلکہ آسانیان پیدا کرنا چاہتی تہی اُس نے گورنمنٹ کو اون امور کی جانب متوجہ کر دیا جنکے تصفیہ پر ملک کے آیندہ انتظام کی کامیابی منحصر ہے۔ اُس نے مسلمانون کے اصلی خیالات اور اُن کی دلی تمنائین واضح طور پر ظاہر کر دین اور ان باتون کے اظہار کا وہ طریقہ اختیار نہین کیا جو کوتاہ اندیش ناتجربہ کار اور ملکی حالات سے بیخبر ایجیٹیشنون نے اختیار کیا ہے بلکہ وہ مستحسن طریقہ اختیار کیا جس سے اُس جماعت کی دور اندیشی۔ تجربہ کاری بعلومات۔ تدبر اور انصاف پسندی پائی جاتی ہے۔ اُس نے نہ تو کوئی ایسی درخواست کی جو ناقابل عمل ہو نہ وہ حقوق طلب کیئے جن سے غیر اقوام کی حق تلفی مقصود ہو مگر اُس نے دراصل بہت بڑی خدمت کی ہے جو اس امر کو کہول کر بیان کر دیا کہ مسلمان تاریخی حیثیت اور موجودہ تعداد و پولیٹکل اہمیت کے اعتبار سے ایک ممتاز درجہ رکہتے ہین اور بوجہ ایک خاص اہمیت اور جداگانہ قومیت رکہنے کے کاروبار مملکت مین جداگانہ توجہ کے مستحق ہین۔ اسلامی ڈیپوٹیشن نے لارڈ منٹو کی خدمت مین جن الفاظ مین اپنے اس مطلب کو ادا کیا تہا یہ ہین :- "ہم حضور والا کی اجازت سے ایک قدم آگے بڑہکر یہ بہی عرض کرنا چاہتے ہین کہ مسلمانون کو ہر قسم کی قایم مقامی مین خواہ وہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ جو درجہ عطا ہو وہ نہ صرف اونکی تعداد کے لحاظ سے ہو بلکہ اس مین اُن کی پولیٹکل اہمیت اور سلطنت کی حفاظت مین جو وہ حصہ لیتے رہے ہین اوسکا بہی پورا خیال رکہا جائے۔ اور ہم امید کرتے ہین کہ حضور والا اس سلسلہ مین اُس رتبہ کو نظر انداز نہ ہونے دینگے جو سو برس قبل مسلمانون کو حاصل تہا۔ اور جسکی یاد ابہی تک اون کے دل سے فراموش نہین ہوئی"۔

مندرجہ بالا واضح الفاظ مین اظہار مدعا کا ہونا اور پہر لارڈ منٹو کے نزدیک اس عرضداشت کا معقول اور قابل لحاظ سمجہا جانا مسلمانون کے لیئے کچہ کم خوش قسمتی کا باعث نہین ہے۔ لارڈ منٹو نے اسلامی ایڈریس کا صرف شیرین الفاظ مین جواب دینے پر ہی اکتفا نہین کیا بلکہ اپنے وعدہ کو یاد رکہکر توسیع کونسلون کے متعلق مجوزہ اصلاحون کی بابت جو خط لوکل گورنمنٹون کے پاس روانہ کیا ہے اوسمین بہی مسلمانون کی اس جایز درخواست پر توجہ مبذول فرمائی ہے اور تحریر کیا ہے کہ :- "گورنمنٹ ہند کو پیش کنندگان ایڈریس سے اس مین اتفاق ہے کہ مسلمانون کو اب تک نہ پراونشل اور نہ امپیریل لیجسلیٹو کونسلون مین وہ رتبہ حاصل رہا ہے جو اُن کی تعداد اور اُن کی پولیٹکل و تاریخی اہمیت کے شایان ہو۔ ایڈریس پیش کرنیوالون نے ہز ایکسیلنسی کو خاص طور پر یہ توجہ دلائی ہے کہ ہندوستان مین وہ انتخابی طریقہ یقیناً بُری طرح ناکام رہے گا جس مین صرف شخصی اوصاف کا خیال رکہا جائے اور اس بر اعظم کی مختلف اقوام کا لحاظ نہ ہو۔ اب تک جو انتخابی طریقہ سایج رہا ہے اُس سے یہ نتیجہ نکلا کہ تمام انتخابی جماعتون مین ہندوون کی تعداد نہایت غالب رہی اور مسلمانون کی بہت کم۔ مسلمانون کی تعداد مین گورنمنٹ نے نامینیشن سے کچہ اضافہ کیا ہے لیکن اونکی تعداد اس طرح بہی اُن کے قومی اقتدار کے مطابق نہین ہونے پائی"۔

مندرجہ بالا اقتباس سے نہ صرف اسکا پتہ چلتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ نے مسلمانون کے پوزیشن کو خوب سمجہہ لیا ہے بلکہ یہ بہی دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانون کی شکایات کو جایز تسلیم کر لیا ہے اور اونکے مطالبات کی معقولیت کو مان لیا ہے۔ ان مطالبات کا معقول تسلیم کر لیا جانا در اصل مسلمانون کے ایک ایسے بڑے پیش کردہ اصول کا مان لینا ہے جسپر مسلمانون کی آیندہ پولیٹکل بہبودی کی عمارت قایم ہونیکی توقع کیجا سکتی ہے۔ اس اصول کا گورنمنٹ کے نزدیک تسلیم ہو جانا کہ مسلمانون کی قوم ایک علیحدہ پولیٹکل وجود رکہتی ہے اور سلطنت کا بڑا جزو ہے ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جس سے بلا شبہ ایک جدید پولیٹکل دور کا آغاز سمجہا جا سکتا ہے۔

مولوی شاہدین صاحب نے پولیٹکل ایجیٹیشن سے مسلمانون کے اجتناب کا جہان ذکر کیا ہے اور آجکل کے ایجیٹیشن کو گورنمنٹ کے لیئے زیادہ مشکلات کا پیدا کرنیوالا بیان کیا ہے وہان یہ بہی تحریر کیا ہے کہ مثل بعض دیگر اقوام کے مسلمان بہی گورنمنٹ کو نقائص سے پاک نہین سمجہتے۔ وہ جانتے ہین کہ سرکاری احکام بعض اوقات نامناسب و مصلحت کے خلاف ہوتے ہین۔ رعایا کے خیالات و ضروریات کا بعض مرتبہ خیال نہین رکہا جاتا۔ نادانستہ طور پر بعض مرتبہ رعایا کو نقصان پہونچا دیا جاتا ہے۔ بعض مرتبہ اصول اور پالیسی کی غلطی سے امور سلطنت مین خرابیان پڑ جاتی ہین اور قابل افسوس نتایج برآمد ہوتے ہین۔ مگر جو زیادہ سمجہدار مسلمان ہین وہ خوب سمجہتے ہین کہ جہان مختلف الخیالات و مختلف المذاہب مشرقی لوگون کی آبادی ہو اور ایک مغربی غیر قوم کی حکومت اور جہان کا تمدن و قدیم پولیٹکل نظام مغربی طرز حکومت کے لئے پوری طرح موزون نہ ہو وہان غیر ممکن ہے کہ انتظامی مشکلات پیش نہ آئین اور حکومت مین کچہ خرابیان نہ ہون۔ وہ یہ بہی جانتے ہین کہ یہ خرابیان بتدریج دور ہو جاتی ہین۔ وہ صبر و استقلال کے ساتہ ان خرابیون کے دور ہونیکا انتظار کرتے ہین اور اسکے لیئے گورنمنٹ کی پالیسی اور رعایا کے ہر فرقہ کی خواہشات مین موانست پیدا کرنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہین۔ اپنی خواہشات کے اظہار مین بہی وہ اُس طریقہ کو اختیار کرنا پسند کرتے ہین جو اُن کے پولیٹکل گریڈ کے شایان ہو جسکا اونہون نے سال گذشتہ مین ثبوت دیا ہے۔ یہ وہ سبق تہا جو اونہین اون کے ایک دور اندیش رہبر نے سکہلایا تہا۔ سالہائے گذشتہ پر نظر ڈالکر معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمان کس عقیدتمندی کے ساتہ اپنے پولیٹکل رہبر کی نصیحت پر کاربند رہے۔ نہایت سخت آزمائشون مین وہ ثابت قدم رہے۔ یہ آزمائشین کچہ تو گورنمنٹ کی کوتاہ اندیشی کے برتاؤ سے پیش آئین اور کچہ اُس مرض متعدی کی وجہ سے جو آجکل آزادی پسند ناتجربہ کار نوجوانون کو تقریر و تحریر مین بے لگام کر دیا کرتا ہے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ ایسے نازک زمانہ مین لیڈران قوم گہڑی کے پُرزے درست رکہنے مین اور اُن کو اعتدال پر چلانے مین کامیاب ہے۔

اب اس مسئلہ پر غور کی ضرورت ہے کہ آیا مسلمانون کا طرز عمل آیندہ بہی ایسا ہی معتدل رہے گا کیونکہ اسی کے فیصلہ پر آیندہ کے لیئے ہماری دل خوش کن امیدون کا انحصار ہے۔ آنریبل میان

شاہدین کا قول ہے کہ اس پیشین گوئی کیلئے کافی علامات موجود ہین کہ آئندہ بہی مسلمان اپنی قدیم روش پر جمے رہین گے بشرطیکہ گورنمنٹ مستقل طور پر اپنی دور اندیشی سے کام لیکر اونکے وقار کو مدنظر رکہکر مسلمانون کی مختلف خواہشات پوری کرنیکے خیال سے اُس پالسی پر کاربند ہے جسکا سرسری ذکر لارڈ منٹو اسلامی ایڈریس کے جواب مین فرماچکے ہین مسلمانون کو اب اپنی موجودہ حالت کا احساس ہوچلا ہے وہ جانتے ہین کہ ہندوستان مین اون کی تعداد نسبتاً قلیل ہے۔ اونہین اسکا بہی علم ہے کہ کہنے کو تو وہ بہی ہندوستانی ہین مگر اُن کی ہمسایہ قوم کا برتاؤ اون کے ساتہ بالکل غیرون کا سا ہے۔ اور ہندو لیڈر اس بات پر تلے ہوئے نظر آتے ہین کہ ہندوستان کی آئندہ تاریخ کو بالکل ہندو سانچے مین ڈہالا جائے ایسی صورت مین مسلمانون کو اس نتیجہ پر پہونچنا پڑتا ہے کہ اونہین اپنی قلیل التعداد جماعت کی قسمت کو حکام وقت کی قلیل التعداد جماعت کی قسمت سے وابستہ سمجہنا چاہئے۔ اون کا جو قدم ترقی کے میدان مین آگے کو اٹہتا ہے اُن کے اس خیال کی مزید تقویت کا باعث ہوتا ہے وہ افسوس کرتے ہین کہ گذشتہ ایام مین اونہون نے زمانہ کے قدم بقدم چلنے مین کیون سستی کی لیکن اب وہ سچے جوش اور عملی طریقہ سے اسکی تلافی پر تلے ہوئے ہین اور توقع کرتے ہین کہ ایک دن ان کا بہی شمار مہذب اقوام کی صف اول مین ہونے لگیگا۔

اپنے مضمون کے خاتمہ پر آنریبل میان شاہدین صاحب نے اُس امر پر بہی زور دیا ہے جسکی جانب ہمنے گذشتہ اشاعت مین "ہم انصاف چاہتے ہین رعایت نہین" کے عنوان سے ایکسلنٹ مین سر لوئیز ڈین کو توجہ دلائی تہی۔ وہ فرماتے ہین کہ اپنی مدد آپ کرنے کے اصول پر مسلمان چل رہے ہین اور اپنی ترقی کی کوشش مین خود لگے ہوئے ہین۔ اپنے اس فعل کے باعث وہ اس کے مستحق ہین کہ حقیقی بہی خواہان ملک اون سے ہمدردی سے پیش آئین اور اون کی مدد کرین۔ وہ یہ خواہش نہین کرتے کہ ان کے ساتہ رعایتین کی جائین کیونکہ ایسی حرکت ایک خود دار قوم کی شان کے خلاف ہے، وہ صرف یہ چاہتے ہین کہ ملک کے جو حالات اس وقت اون کے گردو پیش ہین اونپر نظر رکہکر اون کے حقوق کی محافظت کا خیال رکہا جائے اون کے مخالفین کو اونہین نقصان پہونچانے سے روکا جائے۔ اور پولیٹیکل یا قومی مخالفت کی وجہ سے اون کی ہمسایہ قوم نے اون کے راستہ مین جو مشکلات ڈالدی ہین اونہین دور کیا جائے۔

ریاست کشمیر مین مسلمانون سے ناانصافی

افسوس ہے کہ اسلامی اخبارون کی مدت کی چیخ پکار نے ریاست کشمیر کے حکام کی آنکہین نہین کہولین جہان ۹۵ فیصدی کے قریب آبادی مسلمانون کی ہو جہان خزانہ ریاست کا بہت بڑا حصہ ٹیکس مسلمانون کی جیب سے آتا ہو اور جہان کی مسلمان رعایا مہاراجہ کی ایسی ہی بلکہ اس سے زیادہ وفادار ہو۔ جیسے کہ ہندو۔ وہان مسلمانون کو کافی تعداد مین ملازمت دینی تو درکنار اونہین ملازمت کے قابل بنانے اور اون کی تعلیم کا انتظام کرنے پر بہی ریاست مطلق توجہ نہین کرتی۔ آبزرور کا ایک نامہ نگار سرینگر سے اطلاع دیتا ہے کہ وہان کے مسلمانون نے اپنے بچون کی تعلیم کے لئے مدرسہ نصرت الاسلام قائم کر رکہا ہے جسے کسی زمانہ مین ریاست سے پچاس روپے ملا کرتے تہے۔ مگر اب یہ رقم بند کردی گئی ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ کی حالت ابتر ہوگئی۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ اس مدرسہ کے مثل کشمیر مین ایک ہندون کا بہی مدرسہ ہے اور ایک عیسائیون کا بہی۔ ان دونون مدرسون کو دو دو سو روپے برابر ملے جاتے ہین حالانکہ مسلمانون کے مدرسہ کو صرف پچاس روپیہ کا ملنا بہی ریاست کو شاق گذرا۔ کیا رعایا کی تعلیم کی طرف متوجہ ہونا ریاست کا فرض نہین؟ کیا ہمی رعایا پروری پر کشمیر کو ترقی یافتہ ریاستون مین شمار ہونیکا شوق ہے؟ کیا مہاراجہ صاحب لارڈ کرزن کی وہ تقریر بہول گئے جو اونہون نے جمون مین مہاراجہ کو اختیارات عطا فرماتے وقت فرمائی تہی؟ ہم نے مانا کہ مہاراجہ صاحب نہایت نیک دل اور غیر متعصب شخص ہین اور مسلمانون کے ساتہ جو زیادتی ہوتی ہے وہ ریاست کے متعصب ہندو اہلکارون کی وجہ سے ہو مگر جب مہاراجہ صاحب کو اختیارات کلی حاصل ہین تو باوجود اپنی نیک دلی کے وہی اپنے اہلکارون کے متعصبانہ حرکات کے ذمہ دار قرار دیئے جائینگے۔ ہم امید کرتے ہین کہ صاحب رزیڈنٹ کشمیر اس معاملہ مین مہاراجہ صاحب کو نیک مشورہ دیکر مسلمانون کو حق تلفیون سے محفوظ رکہین گے۔

توسیع کونسلون کے متعلق ایک معقول رائے

اخبار انڈین ڈیلی ٹیلیگراف مین شیخ عبدالقادر صاحب بی۔اے بیرسٹرایٹ لا کا ایک خط شایع ہوا ہے جس مین اونہون نے تحریر فرمایا ہے کہ مسلمانون کو مناسب ہے کہ وہ گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرین کہ اُس نے اون کے حقوق کی محافظت کا قصد کیا مگر وہ فرماتے ہین کہ ہم اپنی قوم کے حق مین ناانصافی کرین گے اگر ہم مؤدبانہ انداز سے گورنمنٹ کے گوش گذار یہ امر نہ کردین کہ لیجسلیٹو کونسل کے ممبرون کی اضافہ شدہ تعداد پر نظر کرکے مسلمانون کی مجوزہ تعداد بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ اگر مجوزہ اصلاحین اپنی موجودہ شکل مین منظور ہوجاوین تو کونسل مین ۵۴ ممبرون مین سے یقینی طور پر صرف ۴ ہی مسلمان ہون گے۔

شیخ صاحب کا خیال ہے کہ ممبران کونسل کی اضافہ شدہ تعداد کو کم کردینا بہتر ہوگا۔ ۵۴ ممبر موجودہ تعداد سے تین حصہ زیادہ ہون گے۔ اگر مجوزہ تعداد ایک حصہ کم کردیجائے۔ تو شاید مناسب ہوگا کیونکہ اس صورت مین ۴۰ ممبرون مین سے ۴ مسلمان کافی متصور ہون گے لیکن اگر ۵۴ ممبر رہے تو مسلمانون کیلئے ۶ ممبرون کیواسطے درخواست کرنی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کیجانب سے مسلمانون کو اُن کے حقوق دینے کا کچہ تذکرہ کیا جائیگا تو بعض غیر اقوام کو نہایت ناگوار گذریگا۔ چنانچہ اسکا ثبوت بہی ہماری نظر سے یا ان طریقے کے اخبارون مین گذر چکا ہے اب اگر مسلمانون کو بہی اون کے حقوق کی پوری نگہداشت نہ کرکے ناراض کردیا جائے تو بقول شیخ صاحب موصوف یہ حکام کی بہت بڑی غلطی ہوگی۔ شیخ صاحب کی رائے ہے کہ ماہ آئندہ مین جب مسلم لیگ کے ممبر بانکی پور مین جمع ہون تو اس مسئلہ پر غور کرکے اظہار تشکر کے ساتہ گورنمنٹ کی خدمت مین یہ درخواست بہی پیش کردین کہ مسلمان ممبران کونسل کی مجوزہ تعداد مین اضافہ کیا جائے۔

اخبارات کے لئے جدید قانون

اس زمانہ کے ناتجربہ کار کوتہ اندیش انتہا پسند پولیٹیکل مجنونون کی کاروائیان صرف اونہی کے حق مین مضر ثابت نہین ہوئین بلکہ اُن سے تقریباً سارے ملک کو کچہ نہ کچہ نقصان پہونچا ہے یا پہونچنے کا اندیشہ ہوگیا ہے۔ کلکتہ مین جو آجکل چند بنگالی اخبارات پر مقدمات سڈیشن دائر ہوئے ہین انکی کارروائی پڑہ کر ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ چند اخبارون کے متعلق یہ دریافت کرنے مین دقت محسوس ہوئی کہ ذمہ دار ایڈیٹر کون ہے یا کون کونسے آرٹیکل کس کس نویسندے کے قلم سے نکلے ہین۔ اس بدانتظامی کے اظہار یا صحیح حالات کے مخفی رکہنے سے علاوہ بنگال پریس یا کم از کم اُن خاص اخبارون کی ذلت کے ایک بہت بڑا نقصان سارے پریس کو یہ پہونچا ہے کہ گورنمنٹ کو یہ امر تسلیم کرنا پڑا کہ موجودہ صورت مین ممکن ہے کہ دیسی اخبارون مین مفسدانہ آرٹیکل لکہ دیئے جائین اور اُن آرٹیکلون کے لکہنے والے کا پتہ نہ لگے۔ چنانچہ پائونیر کا نامہ نگار کلکتہ سے خبر دیتا ہے کہ کلکتہ کے بنگالی اخبارات کا یہ رویہ دیکہکر گورنمنٹ انتظامی حکام کے اختیارات اس بارہ مین وسیع کرنا چاہتی ہے تاکہ وہ اخبارون کا مناسب انتظام اور اونپر معقول نگرانی رکہ سکین اور امپیریل کونسل مین اخبارون کے متعلق ایک بل پیش ہونے کو ہے جسمین مطبعون اور اخبارون کے انتظام کے متعلق جدید احکام درج ہون گے۔ اس وسعت اختیارات اور ان جدید احکام سے ملک کو اور گورنمنٹ کو جو دقتین اوٹہانی پڑین گی اون کا وبال اونہین لوگون کی گردن پر ہے جو اپنے آپکو خیرخواہ وطن سمجہتے ہین اور شہید قوم بتاتے ہین مگر درحقیقت بدخواہ ملک اور بدنام کنندہ قوم ثابت ہوئے ہین۔

مخزن حکمت

مخزن حکمت الموسوم بہ گہر کا ڈاکٹر و حکیم علم طب کی ایک جدید کتاب ہے جسے شمس الاطبا ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی خان صاحب نے حال میں تصنیف کیا ہے۔ شمس الاطبا صاحب برٹش سفارت خانہ سیستان و ایران کے سابق ڈاکٹر اور اپنے علمی کمالات کے باعث مجلس حفظ الصحت ایران اور لندن میڈیکل ایسوسی ایشن کلکتہ کے ممبر ہیں۔ انہون نے اپنی کتاب کو علم ڈاکٹری و طب یونانی کی معلومات سے پر کر کے اردو خوان پبلک کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ بنا دیا ہے۔ یہ متقدمین و متاخرین کی اعلیٰ تصانیف کا لب لباب ہے۔ طرز بیان اسکا نہایت سلیس ہے۔ الفاظ اس مین نہایت عام فہم استعمال کیے گئے ہین۔ نہایت عمدہ رنگین اور قیمتی تصاویر سے کتاب کے مطالب کو واضح کیا گیا ہے۔ یعنی میڈیسن یعنی طب خانگی مین یہ کتاب جامعیت کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ ضخامت اسکی قریب ایک ہزار تین سو صفحات کے ہے۔ اسکے تین حصے ہین۔ اور ہر ایک حصہ متعدد ابواب پر مشتمل ہے۔ حصہ اول مین تشریح جسم انسان اور افعال الاعضا کا مفصل بیان مع تصاویر۔ حفظ صحت۔ یا ستہ ضروریہ کے مسایل اور بیماروں کے متعلق ضروری ہدایات سابع ہین۔ حصہ دوم مین تعریف علم طب۔ بحث مرض۔ اسباب امراض۔ علامات امراض۔ تشخیص امراض۔ عوارض و نتایج امراض۔ انجام امراض اور علاج امراض پر بحث کی گئی ہے۔ حصہ سوم مین ذکور و اناث کے خاص خاص امراض کی کیفیت۔ تشخیص علامات اور علاج کا ذکر ہے۔ اور حمل۔ وضع حمل۔ اور پرورش اطفال کے متعلق مفید معلومات سابع ہے۔ اس بسیط کتاب مین شاید کوئی مرض ایسا نہ ہوگا جسکا ذکر فاضل مصنف نے تفصیل کے ساتھ نہ کیا ہو۔ طرز بیان مین خوبی یہ رکھی ہے کہ ڈاکٹری و طبی اصطلاحات پہلو بہ پہلو بیان کی گئی ہین اور اظہار مطالب کے لئے اردو کے برجستہ الفاظ ڈھونڈھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کے آخر مین ادویات منفردہ کتاب کے اردو و انگریزی نامون کی فہرست اور ایک فرہنگ لغات بطور ضمیمہ کے درج ہے جس سے کتاب کی خوبی مین اضافہ ہوگیا ہے۔ لکھائی چھپائی نفیس ہے۔ اور کاغذ سفید ڈمی استعمال کیا گیا ہے۔ جلد نہایت خوبصورت بنائی گئی ہے جسکی پشت پر کتاب و مصنف کے نام سنہری حروف مین کندہ ہین۔ باوجود ان خوبیون اور اس ضخامت کے مجلد کتاب کی قیمت للعہ۔ اور بلا جلد کی للعہ رکھی گئی ہے۔ اس قسم کی کتابین اردو زبان مین بہت کم چھاپی جاتی ہین۔ پبلک کو چاہیے کہ اسکی قدر کرے اور اس قسم کی مفید کتابون کو گندی اور مخرب اخلاق کتابون پر ترجیح دیکر ملک کا مذاق درست کرنے کی کوشش کرے۔ مخزن حکمت کی جلد ہر گہر مین قیمتی ثابت ہوگی۔ اسکے ملنے کا پتہ یہہ ہے :۔ شمس الاطبا صاحب لاہور۔ +

ایک اعلان سرکاری

اخبارات مین بعض مرتبہ ایسی بے بنیاد اور سراپا غلط خبرین گشت کرنے لگتی ہین کہ گورنمنٹ کو سرکاری اعلان کے ذریعہ ان خبرون کی تردید کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بعض مفسد اخبارون نے آجکل عایا کو طرح طرح سے گورنمنٹ سے بدگمان کرنیکے ڈھنگ نکالے ہین جس طرح پنجاب مین چند شریر النفس لوگون نے جہلا میں یہ خیال پیدا کرنیکی کوشش کی تہی کہ طاعون کے پہیلانے والے انگریز ہی ہین۔ اسیطرح بعض بد باطن بنگالی اخبارون نے بہی بنگال مین یہ غلط فہمی پہیلانے کی کوشش کی ہے کہ اس صوبہ کے استمراری بندوبست کی منسوخی کا مسئلہ گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ گورنمنٹ کو اس غلط خیال کی تردید کے لئے اخبارون مین ایک سرکاری اعلان بہیجنے کی ضرورت پڑی ہے جس مین اس قسم کی تمام افواہون کو محض بے بنیاد اور غلط بتانے کے بعد یہ بہی شایع کیا گیا ہے کہ یہ افواہین اخبارون مین کثرت سے نہ نکلتین تو اس تردید کی سرکاری طور سے شائع کرنیکی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

منتہی الارب

مرتبہ ۔۔۔ لغتی فرزند

عربی زبان کی نہایت مفید اور مستند لغت ہے۔ اخیر ستمبر ۱۹۱۹ء تک مکمل کتاب پانچ روپے (صہ) کو ملے گی۔ بعدہٗ بارہ روپے (للعہ) اصل قیمت لیجائے گی۔ محصول ڈاک ذمہ خریدار

المشتہر

مولوی علی محمد نور احمد تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کوتہ اندیش اخبار نویس کیون آزادی اخبار کے پیچھے پڑے ہین اور کیون وہ اپنے آپ کو اس آزادی کے نااہل ثابت کر رہے ہین۔ یہ ملک کے دشمن ہین اور اپنی ناعاقبت اندیشانہ حرکات سے اپنے ملک کے حق مین کانٹے بو رہے ہین اور ملکی اخبارون کے لئے جدید مشکلات پیدا کرنا چاہتے ہین۔ +

ایک جدید کمیٹی کا تقرر

نوآبادی املاک پنجاب کے متعلق چند انتظامی امور پر غور کرنیکے لئے پنجاب گورنمنٹ کیجانب سے ایک کمیٹی عنقریب مقرر ہونیکو ہے جسکے پریسیڈنٹ آنریبل مسٹر ای۔ گارڈن ماک سی۔ ایس۔ آئی ہونگے۔ علاوہ صاحب پریسیڈنٹ کے کمیٹی کے چار ممبر ہونگے۔ جن مین سے میجر ایف۔ پاپہم ینگ سی آئی ای سیٹلمنٹ کمشنر ریاست پٹیالہ۔ اور مسٹر وارڈ سی۔ آئی۔ ای قایم مقام سپرنٹنڈنگ انجنیر انہار نامزد ہوگئے ہین۔ اور باقی کے دو ممبرون کا نامزد ہونا ابہی باقی ہے۔ مگر ان موخر الذکر دو ممبرون مین سے ایک کسی صوبہ غیر کا سولین ہوگا۔ اور دوسرا کوئی فوجی افسر کمیٹی کے سکرٹری مسٹر لزلی جونس ہونگے جو آجکل صاحب فنانشل کمشنر پنجاب کے سینیر سکرٹری ہین۔ کمیٹی کی کارروائی لاہور مین غالباً ۲۰ اکتوبر سے شروع ہوگی۔ +

مسلمانون کو بدنام کرنیکا نیا ڈھنگ

ہمارے بعض برادران وطن کو مسلمانون سے بغض نکالنے کا کوئی اور موقع نہین ملتا تو وہ اسی کو غنیمت سمجھ لیتے ہین کہ عدالت کے سامنے انہین ملزمانہ حیثیت مین پیش ہونیکا موقعہ ملے۔ اور وہ معزز مسلمانون کی نسبت انکے بدنام کرنے کی غرض سے اپنے اظہار مین غلط بیانی کر آوین۔ لالہ امولک رام پلیڈر ملزم مقدمہ بلوہ راولپنڈی نے مجسٹریٹ کے روبرو بیان کیا کہ منشی سراج الدین احمد صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار کے مشورہ سے اجیت سنگھ و چودہری شہاب الدین صاحب کو اضافہ مالیہ بندوبست راولپنڈی کے خلاف تقریر کرنیکے لئے راولپنڈی بلوایا گیا تہا لیکن منشی سراج الدین صاحب اسکی تردید فرماتے ہین۔ اصل واقعہ وہ یون بیان کرتے ہین کہ اوائل اپریل گذشتہ مین انہین کسی پنج کے کام کے لئے راولپنڈی جانے کا اتفاق ہوا جہان انہون نے سنا کہ ان کے پہونچنے کے دو روز قبل زمیندارون کا ایک جلسہ ہوا تہا اور اس جلسہ کے سکرٹری لالہ صاحب تہے۔ بحیثیت ایک اخبار کے ایڈیٹر ہونے کے وہ رویداد جلسہ بغرض اندراج اخبار طلب کرنے لالہ صاحب کے پاس گئے۔ لالہ صاحب کا محرر اس وقت موجود نہ تہا۔ اس لئے انہون نے وعدہ فرمایا کہ رویداد کی نقل بعد مین کرا کر وہ منشی صاحب کے پاس بذریعہ ڈاک روانہ کر دینگے۔ اگر واقعات اسی قدر ہین جنکی بنا پر منشی صاحب پر اجیت سنگھ اور چودہری شہاب الدین کے متعلق مشورہ دینے کا اتہام لگایا گیا ہے تو لالہ صاحب کی یہ غلط بیانی سخت ملامت کے قابل ہے۔ اس غلط بیانی کی بجز اسکے اور کیا نیت ہو سکتی ہے کہ مسلمانون کو بہی گورنمنٹ اور پبلک کی نگاہ مین مشکوک اور اپنے ساتھ ملوث ظاہر کیا جاوے۔ +

لال کپتان :۔ ایک نہایت دلچسپ تاریخی ناول جس مین مالی ہانٹی نیگرو یا جبل اسود اسٹیل بے ترکی پاشا کے جنگ کے حیرت انگیز واقعات کے ساتھ عشق کے راز و نیاز کی تصویرین نظر آتی ہین۔ اور ہر باب کے آخر مین ایک راز ہے جو آخری سین پر کہولا گیا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۸ر

محبوب جمیلہ :۔ سارہ و زبان کا اچھوتا ناول۔ جذبات کا دریا۔ خیالات کا چشمہ حسین دلچسپ واقعات اور سچے حالات کے علاوہ قومی ہمدردی کی ترغیب و تحریص دلائی گئی ہے۔ شراب خواری۔ قمار بازی۔ بچپن کی شادی وغیرہ رسوم قبیحہ کی بیخ کنی کر دی گئی ہے۔ پٹیالہ کے نوجوان امیرزادون کی فیشنیبل لائف کا فوٹو کہینچا گیا ہے اور ضمناً غلام دستگیر سنگھ کی کشتی کا بہی مفصل اور صحیح حال درج کیا گیا ہے۔ لاہور کے پراسرار قحبہ خانوں کی قلعی کہولی گئی ہے۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی نہایت نفیس قیمت ۔۔۔ ۸ر

المشتہر۔ منیجر اخبار وکیل امرتسر۔

مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کے متعلق لوکل گورنمنٹوں کا عمل

جہاں تک ہمیں دریافت ہوا ہے لفٹنٹ گورنر صوبہ شرقی بنگال و آسام ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کے متعلق لارڈ منٹو کی مراسلت کو اپنے ایک بڑے اردو گزٹ میں شایع کیا ہے کہ پبلک کو آسبر آزادی کے ساتھ بحث کرنے اور اسکے متعلق گورنمنٹ کو اپنی رائے سے آگاہ کرنے کی اجازت دی ہو۔ پنجاب لفٹننٹ گورنر کے حکم کے مطابق ملک کی معزز جماعتوں انجمنوں ایسوسی ایشنوں اور سربرآوردہ لوگوں کے پاس گورنمنٹ ہند کے خط کی نقول روانہ کی گئی ہیں اور ان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ ۵ نومبر سے پہلے اپنے خیالات سے چیف سکرٹری کو آگاہ کریں جنکو پاس نقول نہیں بھیجی گئیں وہ بھی اگر اپنی رائے گورنمنٹ کے گوش گذار کرنا چاہینگے تو پوری توجہ کی جائیگی معلوم نہیں کہ اور کن کن لوکل گورنمنٹوں نے اسکی تقلید کی ہے۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ ہر صوبہ میں اسی طرح باضابطہ پبلک کی رائے طلب کی جائیگی۔ اور ابھی سے اس اہم اور پیچیدہ مسئلہ پر غور کرنا شروع کردیا جائیگا۔ لوکل گورنمنٹوں کا یہ فرض ہونا چاہئے قبل اسکے کہ وہ گورنمنٹ ہند کے پاس اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے بھیجیں وہ اپنے صوبہ کے ہر فرقہ اور گروہ کے خیالات سے پوری طرح آگاہ ہوجائیں تاکہ انہیں معاملہ کے ہر پہلو پر غور کرکے رائے قائم کرنے کا موقع ملے اور یہ ایسا بڑا کام ہے کہ اسے ابھی سے شروع کردینا چاہئیے ہم ایک گذشتہ اشاعت میں قوم کو بھی ان اہم تجاویز پر غور کرنے کی جانب توجہ کرچکے ہیں ؛

علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

ہمنے مسرت کیساتھ اس امر کو دیکھا ہے کہ کچھ عرصہ سے علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ باعتبار مضامین و ترتیب کے پہلے سے بہتر حالت میں ہے۔ یہ وہ اخبار ہے جس کو کسی زمانہ میں سر سید مرحوم کی ایڈیٹری کا فخر حاصل تھا۔ ان کے انتقال کے بعد اخبار کی حالت میں کسی قدر تغیر واقع ہوگیا۔ اور وہ عرصہ تک کسی ایک حالت پر قایم نہ رہ سکا۔ نواب محسن الملک پر اسکی ایڈیٹری کا بوجھ آ پڑا۔ لیکن کالج اور کانفرنس کے کاروبار میں ان کا انہماک مانع رہا کہ ان کی علمی قابلیت اور خداداد لیاقت کا کوئی بین اثر اخبار پر پڑے۔ نیز چونکہ لایق مددگار کے بروقت میسر نہ ہونے کی وجہ وہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ پر نہ اپنی پوری توجہ مبذول کرسکے نہ اسے ایک حالت پر قایم رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ مولانا الطاف کی ایڈیٹری میں ایک زمانہ ایسا بھی آیا تھا جب اس اخبار میں انگریزی مضامین کا سلسلہ زور وشور سے جاری ہوا تھا اور ان مضامین کی خوبی نے اخبار کو انگریزی خوانوں کی نگاہ میں بھی ہر دلعزیز بنادیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب نواب صاحب کے پاس ایک لایق انگریزی دان اسسٹنٹ موجود تھا۔ مگر اسکے چلے جانے کے بعد انگریزی مضامین کا سلسلہ اس اہتمام سے ساتھ قایم نہ رہ سکا اور اس طرح اخبار کی وہ خصوصیت جو سر سید کے زمانہ کی یادگار تھی تقریباً جاتی رہی۔ اردو مضامین کے اعتبار سے بھی اسکا پلہ بعض مرتبہ گرجاتا رہا ہے مگر خوشی کا مقام ہے کہ اب کچھ عرصہ سے اس شکایت کا کوئی موقع نظر نہیں آیا۔ ایک نئی خصوصیت اس اخبار میں اب یہ پیدا کی گئی ہے کہ اسلامی ممالک کے عربی اخباروں کے دلچسپ و مفید مضامین کے مطالب سے پبلک کو باخبر رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے جو قابل تحسین ہے مگر افسوس ہے کہ انگریزی مضامین کا سلسلہ جسکا سرسید معتد بہ اہتمام رکھا کرتے تھے چند روز سے بالکل منقطع ہے صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کے ہاتھ میں در اصل ایک بھی اخبار ایسا نہیں جو حکام وقت کی زبان میں قومی ضروریات کا اظہار کرے حالانکہ کم ازکم ایک ایسے اخبار کا ہونا صوبجات متحدہ میں نہایت ضروری ہے جو ہماری آواز حکام تک پہنچانے میں انگریزی زبان کے اخبارات جیسے مفید ہوسکتے ہیں دیگر زبان کے اخبارات نہیں ہوسکتے اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کو ایک اینگلو ورنیکلر اخبار بنا دیا جائیگا۔ اور اسکی ایک مفید خصوصیت کو زایل ہونے سے روکا جائیگا۔ اگر علی گڈھ جیسے مقام میں جو مسلمانان ہند کا تعلیمی مرکز ہے ایک اینگلو ورنیکلر اخبار عمدہ طریق سے نہیں چل سکتا تو ہم کس منہ سے اپنی موجودہ حالت کو قابل اطمینان کہہ سکتے ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اخبار کو عمدہ حالت پر پہنچانے کے لئے معاونوں کا دایرہ وسیع ہونا چاہئیے۔ حالانکہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی اشاعت نہایت ہی محدود ہے۔ لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ اخبار کے چلانے والے اخبار کو زیادہ دلچسپ و مفید بنانے کا قصد ظاہر کرینگے۔ تو پبلک بھی معاونت پر آمادہ ہوجائیگی۔ علی گڈھ کے ساتھ دلچسپی رکھنے والوں پر اس اخبار کی معاونت فرض ہے ہم کو یہ سن کر تعجب ہوا کہ بعض ٹرسٹی بھی اسکے خریدار نہیں۔ جب تک قوم کے روشن خیال اور سربرآوردہ بزرگ قومی اخباروں کی مالی اور قلمی امداد نہ فرمائینگے اخباروں کی ترقی کی امید رکھنا ایسا ہی لغو ہے جیسا کہ ایک مخالف انجن سے یہ امید رکھنا کہ بغیر کوئلہ اور پانی کے وہ کام دے سکیگا ؛

ایک مضحکہ انگیز غلط فہمی

بعض مرتبہ اینگلو انڈین اخبارات کو مسلمانوں کے معاملات سمجھنے میں جو غلط فہمیاں واقع ہوتی ہیں وہ نہایت مضحکہ انگیز ثابت ہوتی ہیں۔ سود کے مسئلہ پر بعض مسلم اخبارات میں آجکل جو مضامین نکل رہے ہیں ان سے سول اینڈ ملٹری گزٹ اپنی نرالی منطق کی مدد سے چند نتایج نکال کر مندرجہ ذیل نوٹ شایع کرتا ہے:۔

”اسلامی اخبار یہ تجویز پیش کر رہے ہیں کہ ہندوستان کے سربرآوردہ علما کی ایک کانفرنس لاہور میں اس امر پر غور کرنے کیلئے جمع ہونی چاہئیے کہ زمانہ سابق کے حالات کے مقابلہ میں زمانہ موجودہ کے حالات پر نظر کرکے کیا مسلمانوں کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ سود خوری کے متعلق قرآنی احکامات کی پروا نہ کریں اور بنکوں سے اپنی امانتوں پر سود لیا کریں۔ پیسہ اخبار نے ان علما کے سفر خرچ اور ان کے لاہور کے قیام وغیرہ اخراجات کا بار اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہ مشہور ہے کہ بہت سے دولتمند مسلمان بڑی بڑی رقمیں ولایتی بنکوں میں جمع کرتے ہیں۔ ان رقموں پر انہیں سود دیا جاتا ہے مگر وہ اسکے لینے سے انکار کرتے ہیں اور صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ ان کا روپیہ بطور امانت حفاظت کے ساتھ جمع ہے“۔

کوئی شخص جو اسلام کا دعوےٰ رکھتا ہے کبھی علما سے یہ سوال نہیں کرسکتا کہ کسی خاص معاملہ میں یا حالات موجودہ پر نظر کرکے مجوزہ اس بات کی اجازت دی جائے کہ قرآنی احکامات کی معاذ اللہ پروا نہ کرو۔ نہ کوئی عالم کسی صورت میں اسکی اجازت دینے کا مجاز ہے۔ جاہل سے جاہل مسلمان بھی جانتا ہے کہ قرآنی احکام کو کوئی چیز منسوخ نہیں کرسکتی صرف قرآنی احکام کے سمجھنے میں علما کی امداد کی احتیاج ہے کسی آیت کے معانی سمجھنے میں مشکلات پیش آئیں تو علما کے علم و فضل امداد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور کسی حکم الٰہی کے سمجھنے میں علما دین میں اختلاف ہو تو اس اختلاف کے دور کرنے اور صحیح طور سے کلام ربی کے مطالب حل کرنیکے لئے علما کی کانفرنس کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ قرآنی احکام کے رد کرنے کیلئے پیسہ اخبار کا یہ ہرگز منشا نہیں کہ علما کی کانفرنس اسبات کا فیصلہ کرے کہ موجودہ حالات پر نظر کرکے سود خوری کے متعلق قرآنی احکام کو معاذ اللہ پس پشت ڈالدیا جائے بلکہ وہ اس امر کی تحقیقات چاہتا ہے کہ بنک کے سود کے متعلق قرآن کا کیا فرمان ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس ہم نے ۲۸ ستمبر کے سول اینڈ ملٹری گزٹ سے لیا ہے حالانکہ ۱۲ ستمبر کے پیسہ اخبار نے مسلمان اور بنک کے عنوان سے ایک نوٹ میں واضح طور پر کہدیا ہے کہ

”بنک سود کے متعلق آجکل متعدد تحریریں ان کالموں میں شایع ہورہی ہیں جن کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آجکل اسبات کی سخت ضرورت ہے کہ علما اسلام اسپر غور فرمائیں کہ کسی مسلمان کے لئے بنک کا سود لینا جائز ہے کہ نہیں؟ اور کیا بنک سود اور ربوا، کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے ایک ہی چیز ہیں یا جدا جدا ہیں“۔

اسے پڑھکر کون ذی عقل کہہ سکتا ہے کہ جو مسلمان سود کے مسئلہ کے متعلق علما کی کانفرنس کا منعقد ہونا پسند کرتے ہیں وہ احکام قرآنی سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کے متعلق فتوے طلب کرتے ہیں سول کی مذکورہ بالا تحریر کو لاہور سے ہندو روزانہ اخبار میونیخ بھی اپنے کالموں میں نقل کردیا ہے مگر اس غلط فہمی کو دور کرنے کی ہمنے زحمت نہیں اٹھائی۔ اگر ہندوؤں کے متعلق کوئی اس قسم کی غلط خبر کسی اینگلو انڈین اخبار میں درج ہوجاتی تو ٹریبیون جامہ سے باہر ہوکر اپنے کالموں کے کالم سیاہ کر ڈالتا۔ اسپر دعوےٰ یہ ہے کہ وہ ہندو مسلمانوں کو ایک آنکھ سے دیکھتا ہے ؛

ضرورت

مراسلات

کارروائی جلسہ تقسیم انعام (پنجابی اسکول دہلی)

بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۸ء صبح کو مکان مدرسہ مین جلسہ منعقد ہوا یہ جلسہ اس قوم کا پہلا جلسہ تھا۔ جو اپنی شان و شوکت مین اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ مکان مدرسہ گلدستون اور پھولون سے نہایت آراستہ کیا گیا تھا۔ خوشنما پردہ آویزان تھے۔ صدر مین ایک چبوترہ بنایا گیا تھا اُسپر کرسی اور میز لگائی گئی تھی۔ میز پر نہایت عمدہ طریقہ سے گلدستہ لگائے گئے تھے۔ دروازہ مکان کے باہر ایک دروازہ اور بنایا گیا تھا۔ جو سبز پتون سے آراستہ تھا۔ اُسپر نہایت خوشخطی سے ویلکم وغیرہ لکھکر لگائے تھے۔ مدرسہ کو جو سڑک صدر بازار سے آتی ہے۔ وہان ایک نہایت عالیشان دروازہ بنا ہوا تھا جسپر بہت جلی لکھا ہوا تھا ــــ آپکے آمدنت باعث آبادی ما۔ مکان کے دروازہ سے چبوترہ تک سرخ بانات کا فرش بچھا ہوا تھا۔ ٹھیک آٹھ بجے ریورنڈ ٹامس صاحب تشریف لائے اور معہ استقبالی کمیٹی کے جناب آر۔ ہمفریز صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کا دروازہ پر قریب دس منٹ استقبال کیا۔ بعد دس منٹ کے صاحب موصوف رونق افروز ہوئے جب صدر دروازہ پر قدم رکھا طلبائے اسکول نے باقاعدہ ایک ہی مرتبہ انگریزی مین سلام کیا تقریباً ۱۰۰ حاضرین جلسہ تھے۔ پہلے شیخ عطاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل چیفکورٹ نے تحریک کی کہ ہمارے ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اس جلسہ کے پریزیڈنٹ بنائے جائین۔ شیخ ذکرالرحمن صاحب بی۔ اے نے اسکی تائید کی۔ دو طلبہ اسکول نے ایک قصیدہ نہایت خوش آواز سے پڑھا۔ اور وہ ہی قصیدہ چوکٹہ مین لگا ہوا مخملی غلاف مین نذر کیا۔ انگریزی مین زرین یہ لکھا ہوا تہا۔ نذر یہ منجانب طلبائے پنجابی اسکول دہلی۔ اسکے بعد بزرگان قوم شیخ حاجی الہی بخش و شیخ حاجی محبوب بخش صاحبان نے لیفٹیننٹ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و دیگر یورپین کو گوٹے کے ہار پہنائے۔ صاحبان نے مذکورہ بالا حضرات کا نہایت خندہ پیشانی سے شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد شیخ نور الٰہی صاحب سابق میونسپل کمشنر نے ایک نظم نہایت دلچسپ سنائی۔ بعدازان حافظ محمد صدیق صاحب پرنسپل مدرسہ نے اسکول کی ششماہی رپورٹ معہ مختصر کیفیت قوم سنائی۔ رپورٹ مین یہ بتلایا گیا تہا کہ صدر بازار مین عالیشان عمارت لائق مدرسہ نہین ملسکتی۔ اسلئے اگر کمیٹی نزول زمین کرایہ پر دیدے یا قیمتاً دیدے تو ہماری قوم مدرسہ کی عمارت تعمیر کرادے۔ ازان بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے طلبائے جماعت اعلیٰ کو اپنے دست مبارک سے انعام تقسیم فرمایا۔ بعد تقسیم انعام چند جملے جو اپنی زبان مبارک سے فرمائے وہ حسب ذیل ہین۔ "مین بہت خوش ہوا کہ اس جلسہ مین مجھکو شرکت کا موقع دیا گیا۔ سکرٹری صاحب نے جو تذکرہ اپنی رپورٹ مین سودیشی کا کیا ہے مین یہ سودیشی بہتر سمجھتا ہون کہ آپ لوگ ہمیشہ اپنی تجارت اور علم کی کوشش کرکے اپنی ترقی چاہین"۔ صاحب نے اپنا بیان مختصر جملون مین ختم کیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ طلبا نے ۳ چیرز دیئے۔ چند طلبا نے آگے بڑھکر صاحب ممدوح سے استدعا کی کہ مدرسہ مین تعطیل ہونی چاہیئے۔ چنانچہ آپنے ایک روز کی تعطیل کا حکم دیا۔ دوسرا اجلاس بصدارت ریورنڈ ایس۔ ایس۔ ٹامس صاحب منعقد ہوا۔

آپکی صدارت کی تحریک حافظ محمد صدیق صاحب پرنسپل پنجابی اسکول نے کی۔ اور شیخ ذکرالرحمن صاحب بی۔ اے نے اسکی تائید کی۔ پہلے شیخ محمد صدیق صاحب جنرل سکرٹری انجمن وکیل قوم نے لکچر دیا۔ اسکے بعد شیخ ذکرالرحمن صاحب بی۔ اے نے نظم پڑھی جسمین مدرسہ کی زمین کی بابت بہت زور دیا گیا تہا۔ ازان بعد حاجی فضل الٰہی صاحب اور شیخ رفیع الدین صاحب نے نہایت عمدہ مضامین پڑھکر سامعین کو محظوظ فرمایا۔ بقایا طلبہ کو انعام پادری صاحب موصوف نے تقسیم فرمایا۔ اور ایک مدلل پُرزور تقریر فرمائی۔ جسمین آپنے یہ فرمایا کہ مین اس مدرسہ کو پہلے بھی معائنہ کرگیا ہون۔ اور مین بہت خوش ہون کہ اس مدرسہ مین علاوہ دیگر مضامین کے مذہبی تعلیم بھی دیجاتی ہے۔ مین اگرچہ عیسائی مذہب کا پابند ہون لیکن مین یہ دیکھکر بہت خوش ہوتا ہون کہ کوئی شخص اپنے مذہب کا پکا ہو اور اسکا جاننے والا ہو۔ پادری صاحب نے امیر حبیب اللہ خانصاحب کے ایک مقولہ کو دوہرایا جو انہون نے بروقت تشریف آوری ہندوستان کے فرمایا تہا۔ وہ یہ ہے کہ "مینے ہندوستان مین تین قومین دیکھی ہین۔ اول مسلمان جو کھانیکے شیر اور کمانیکے گیدڑ۔ دوسرے ہندو جو کمانیکے شیر اور کھانیکے گیدڑ۔ تیسرے انگریز کمانے اور کھانیکے شیر"۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ اگر امیر صاحب پنجابیون سے ملتے تو انکو بھی دیکھکر کہتے کہ مسلمان کھانے اور کمانیکے شیر ہین آپنے اپنی دلچسپ گفتگو سے سامعین کو محو کردیا۔ اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا چنانچہ جلسہ ۱۰ بجے برخاست ہوا اور طلبا نے ۳ چیرز آپکو دیئے۔

(شیخ ذکرالرحمن بی۔ اے۔)

مملکت نظام

معتمدی تعمیرات نظام گورنمنٹ معتمدی تعمیرات کیلئے ایک خاص قسم کی لیاقت کا آدمی درکار ہے۔ اسکے لئے انجنیرنگ تعمیرات اور مساحت کا عمدہ تجربہ اور اعلیٰ لیاقت اور واقفیت کے بغیر عمدگی سے کام نہین چل سکتا مولوی سید علی صاحب بلگرامی سابق مستقل معتمد کے بعد اسکی اہم خدمت کے لئے مولوی میر کاظم علی صاحب کا انتخاب اور مستقلانہ تقرر ہوا تھا لیکن مولویصاحب موصوف کی محدود معلومات نے ثابت کردیا کہ وہ اس اہم ذمہ داری کے لئے موزون نہین ہین۔ کیونکہ میر صاحب موصوف نے نہ تو کوئی کسی کالج کی ڈگری حاصل کی اور نہ زبان انگریزی سے واقف اور نہ محکمہ تعمیرات کا تجربہ کافی حاصل ہے اسلئے بعد تجربہ جب اس اہم خدمت کے سنبھالنے مین دقتین درپیش ہوئین تو مولویصاحب موصوف نے وظیفہ کی درخواست پیش کی۔ اور سرکار سے شرف قبولیت بھی حاصل ہوا۔ اور اس اہم خدمت کی ذمہ داریونکا بار مسٹر غلام حسین فاضل مورات انجنیر کے سرڈالا گیا۔ یہ امر محتاج بیان نہین کہ مسٹر فاضل مورات کو انجنیرنگ کا عمدہ تجربہ حاصل ہے آپ کوپر کالج انگلینڈ کے تعلیم یافتہ ہین اور یوروپ مین ایک وسیع مدت تک علوم مغربی حاصل کیا ہے۔ ولایت کے بی۔ اے ہونیکے علاوہ انجنیرنگ کی خصوصیت سے ڈگری حاصل کی ہے اور ایک جفاکش مستعد نوجوان اور کارآزمودہ کار عہدہ دار ہین۔ پہلے آپکا تقرر مددگاری انجنیرنگ پر بماہوار تین سو روپیہ کیا گیا تہا۔ کئی سال کے بعد آپ ریاست بیکانیر مین بماہوار چھ سو روپیہ اسی محکمہ مین طلب کئے گئے دو تین سال کے بعد ایک ہزار روپیہ پر دوبارہ نظام گورنمنٹ مین لئے گئے۔ اور سرکار متعلقہ انجنیرنگ کو بخوش اسلوبی انجام دیا۔ اب مولوی میر کاظم علیصاحب کی جگہ پر معتمدی تعمیرات کے لئے پندرہ سو روپیہ پر آپکا انتخاب ہوا ہے۔ ہر حیثیت سے یہ انتخاب عمدہ اور موزون خیال کیا جاتا ہے۔ اور آپکے انتخاب کو پبلک پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے اور یہ امید کیجاتی ہے کہ آپ سرکاری معاملات کو بہت غائر نظر سے جانچین گے اور ہر تعمیر و ترمیم کو بہت چھان بین کے ساتھ منظوری کیلئے پیش کرینگے۔ اور نیز فضول سرکار کو غیر ضروری اخراجات کے بارے محفوظ رکھین گے اور ہر ایک تعمیر و ترمیم مین پختگی و عمدگی مدنظر رکھی جائیگی۔ دیگر دوائر کے کامون کی کافی نگرانی کیجائیگی جو باعث خوشنودی سرکار ہے۔

آپکی جگہ پر مولوی کرامت اللہ خانصاحب کا انجنیرنگ پر تقرر ہوا ہے۔ آپ بھی کوپر کالج کے تعلیم یافتہ اور بی۔ اے پاس ہین۔ اور مدت سے محکمہ تعمیرات مین کام کررہے ہین۔ اور لائق و ہوشیار اور مستعد شخص ہین۔ اور امید کیجاتی ہے کہ آپ اپنے مفوضہ کام کو قابل اطمینان طریقہ سے انجام دینگے۔

سیر و سیاحت صاحبزادہ ولیعہد بہادر۔ مدت سے افواہ تھی کہ صاحبزادہ ولیعہد بہادر بغرض سیر و سیاحت و تفریح بعد نماز عید اورنگ آباد تشریف لیجانے والے ہین اور بعض اضلاع کی سیر و تفریح کرکے ملک کے حالات سے واقفیت اور معلومات حاصل کرینگے گو اسوقت صرف اورنگ آباد کی سیاحت ہے لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ جو اضلاع عین تکیہ پر واقع ہین اُن اضلاع کی بتدریج سیاحت فرمائینگے۔ چنانچہ پرنس میر عثمان علی خان بہادر ۱۰ شعبان روز شنبہ کو بوقت ۵ بجے شام رونق اورنگ آباد ہوئے۔ آپ اپنے سلامی سر موئین مصاحبین اور

ہمارے ملک کو علاوہ بالائی ؟ امید ہے کہ صوبہ بہار حسب اصلاحات اورنگ آباد اور دوسرے ملکی عہدہ دار ان کو سرکاری استقبال کیلئے بیشتر سے اطلاع کی گئی ہے اصفیانیا عید رمضان اورنگ آباد ہی میں ہو۔

بعض حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اقدس صاحبزادہ صاحب سے کچھ مکدر ہیں اور اسلئے حیدرآباد و اورنگ آباد میں رہنے کا حکم فرمایا ہے لیکن اس بیان کی کوئی اصلیت نہیں معلوم ہوتی۔ لارڈ مسٹر لارڈ منٹو وائسرائے ہند حیدرآباد تشریف لانیوالے ہیں ابھی سے تیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔ اسوقت تک صاحبزادہ صاحب مراجعت فرمائے بلدہ ہونگے (ر - ک)　　از حیدرآباد

نواب صاحب رامپور کا کیرکٹر

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم۔ ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار وکیل میں "نواب صاحب رامپور کی نسبت" کے عنوان سے آپ کا ایک نوٹ میری نظر سے گذرا جس سے واضح ہوتا ہے۔ آغا کمال الدین صاحب سنجر نے جو رامپور سے سو روپیہ مشاہرہ پاتے ہیں۔ نواب صاحب کے ڈیفنس میں کوئی طویل تحریر فارسی میں ارسال کی ہے افسوس ہے کہ آپ نے اسکو شایع نہ فرمایا۔ مجھے اسکا تو تعجب نہیں ہے کہ آغا صاحب نے کیوں اس طرف توجہ فرمائی؟ اس لئے کہ حق نمک ادا کرنا ضرور ان کا فرض تھا۔ مگر آپنے اپنی رائے کا جو اظہار فرمایا ہے اس سے ضرور مجھ حیرت ہوئی لیکن سمجھ گیا کہ آپ حقیقتاً نواب صاحب رامپور کے کیرکٹر سے بالکل ناواقف و لاعلم ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سچائی کی باتوں کی تشہیر سخت مذموم بات ہے اور نہایت قابل نفرین۔ مگر انصاف تو دیکھیے کہ سچائی کی باتوں کا مرتکب ہونا کس قدر قابل شرم فعل ہے۔

اس موقع پر میں ان دنی الطبع بے شرم اخبار نویسوں کی حمایت کرنا بھی نہیں چاہتا ہوں جنہوں نے محض طمع و خود غرضی کے واسطے اخبار نکال کر ریاست رامپور کو تختہ مشق بنا رکھا ہے اور ڈرا دھمکا کر کبھی دن ہیتیں وصول کرتے رہتے ہیں۔ ان اخبار نویسوں میں سے میں متعدد کو ذاتی طور پر واقف ہوں جنکی روزی کا دارومدار اس پر ہے کہ کبھی تو یہ بے شرم نواب صاحب رامپور کی تعریفوں کے گیت گاتے ہیں کبھی جب حصول مرام میں ناکامیاب رہتے ہیں تو ہز ہائینس کی ذات پر سخت سے سخت حملے کرتے ہیں۔ ان کے شرافت کے شرمناک کارنامے پبلک کو دکھاتے ہیں تما دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہز ہائینس نواب صاحب رامپور کے دربار کی شرارت یا ان کے ذاتی شغلوں یا ریاست کی افسوسناک حالت کا صحیح اندازہ جس قدر مجھے ہے۔ شاید کسی بیرونی شخص کو نہ ہوگا۔ لیکن آج تک میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک مسلمان رئیس کی تفضیح یوں پبلک میں کی جائے کہ غیر اقوام ہنسیں اور مسلمانوں پر پھبتیاں کسیں۔ آغا سنجر کی بڑی غلطی ہے کہ وہ نواب صاحب کا غیر منصفانہ طریقے پر ڈیفنس کرتے ہیں۔

میں نے اوپر کچھ بے شرم اخبار نویسوں کے طرز عمل کے متعلق اشارہ کیا ہے میری مراد صرف انہیں لوگوں سے ہے جو اپنی دناءت و طمع نفسانی کی وجہ سے اخبار نویسی کو بدنام کرتے ہیں بس اس موقع پر ان اخباروں کا نام تو لینا نہیں چاہتا۔ مگر اخبار بین دنیا خوب واقف ہے کہ کہاں خاص طور پر روہیلکھنڈ کے اخبارات خصوصاً مراد آباد کے کہ اگر اخبار نویس کس قدر قابل ملامت و نفرین ہیں۔ کس درجہ اخلاقی کمزوری یا صاف کہئیے تو بے حیائی ہے کہ مراد آباد کے اخبارات ایک سال تو ریاست و نواب صاحب کے خلاف مضامین کالم باندھ دیتے ہیں اور دوسرے سال جہاں ڈیڈیوکیٹ نذر دل عمال ریاست کی سعی و سفارش سے "دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ" کر کچھ کوئی رقم وصول ہوگئی تو تعریفوں کے گیت گانے لگتے ہیں انہیں شرم نہیں آتی کہ چند روز پیشتر ہم کیا زہر اگل چکے ہیں۔ اب کیا لکھتے ہیں۔ اخبار بین حضرات کیا کہیں گے۔ پبلک کیا خیال کریگی

ان اخبار نویسوں کا جو قصور ہے۔ وہ تو ہے ہی۔ مگر اس بارہ میں زیادہ افسوسناک خود ہز ہائینس کا کیرکٹر ہے۔ اگر حضور نواب صاحب ان اوصاف سے متصف ہوتے جن سے آج بتایا جاتا ہے نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ تک مہاراجگان گوالیار بیکانیر بڑودہ میسور کی تعریف ہو رہی ہے

تو کیا ہے کہ آج یہ مہمان ناخواندہ اخبار نویس ریاست رامپور کی تکا بوٹی نوچنے پر آمادہ پائے جاتے اس قسم کے اخبار جو لکھتے ہیں میں ہرگز ان کی تردید کرنا نہیں چاہتا مجھے جو اختلاف ہے وہ اس بارہ میں کہ ایسے اخباروں کے مضامین محض خود غرضی و حصول نفع کی غرض سے غیر ایماندارانہ طریقے پر شایع کئے جاتے ہیں۔ اس سے یہ غرض نہیں ہوتی۔ کہ دلسوزی و ہمدردی سے ہز ہائینس کی توجہ اصلاح حال کی طرف مبذول کرائیں۔ بلکہ منشا یہ ہوتا ہے کہ اس دباؤ سے کچھ مالی نفع حاصل کیا جائے۔ خود ریاست کا قصور ہے کہ اس نے اول اول مونہہ بند کرنے کے لئے ایسے دنی الطبع اخبار نویسوں کے سالانے مقرر کئے۔ اب جب کہ ان کو چاٹ پڑ گئی تو بجٹ کی تیاری و سالانہ تخفیفوں کے زمانہ میں اخبار نویسوں کے مقررہ بھی بند کئے جاتے ہیں۔ پھر جو یہ بدنام کنندۂ اخبار نویسی نواب صاحب بہادر کی ذات پر حملے کرتے ہیں ان کے دربار کے راز کھولتے ہیں۔ کسے نہ مانا جاتا ہے۔

میرا منشا اس تحریر سے صرف یہ ہے کہ آغا سنجر یا ان کے کسی ہم خیال کو ہرگز ایسی غلطی کرنا چاہیئے کہ وہ خلاف کانشنس نواب صاحب رامپور۔ یا ان کے دربار کا ڈیفنس کریں۔ ان کو علم نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں کہ بہت سے حق گو جو رامپور کی افسوسناک حالت سے متاثر ہوکر بھری بیٹھے ہیں سچ بات ہرگز نہ چھپائینگے۔ اس لئے کہ ان کو خدا کے سامنے جانا ضرور ہے۔ ہاں! جب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر اصلاح حال کرلینگے تو خود بخود بدگویوں اور خود غرضوں کا مونہہ بند ہوجائیگا نواب صاحب اشیائی تحکم کو چھوڑیں۔ خدا کی مخلوق کو رحم کی نگاہ سے دیکھیں۔ ملک کی طرف متوجہ ہوں۔ انصاف و آزادی سے حکومت کریں۔ پھر خدا ان کی مدد کریگا۔ اور وہ بھی مثل دیگر والیان ملک کے نیکنامی و شہرت حاصل کرینگے۔

یوں دنیا میں کوئی کسی کو بدنام نہیں کیا کرتا ہے۔ کچھ وہی نرالے والئے ملک نہیں ہیں مگر نرالے ڈھنگ نے عالم میں نکو نہار کہا ہے اگر فرصت ہوئی اور ہمت نے مدد کی تو ہم اپنے دس سالہ تجربہ کی بناء پر کچھ عرض کرینگے۔ اور بتائیں گے کہ حضور کو کن باتوں اور کن اصلاحوں کی ضرورت ہے؟ اور ان کی رعایا کیا چاہتی ہے؟ اور انشاء اللہ ہم ان تاریکیوں کو ہرگز روشنی میں نہ لائیں گے جن سے رئیس و ریاست عالم میں بدنام ہے۔ اسلئے کہ ان کا ارادہ بہبود مستقبل کی فکر چاہیئے تاکہ امن و اماں کا دور دورہ ہو۔

راقم ب ر ک از فیض آباد

تجارت کے لئے یورپ کا دوسرا سفر

ہم کو یہ سنکر نہایت خوشی ہوئی کہ محمد اسلم صاحب سابق طالب علم علی گڈھ کالج جنہوں نے بی۔ اے۔ تک تعلیم حاصل کرکے بجائے سرکاری ملازمت کے تجارت اختیار کی تھی سنہ ۱۹۰۰ء سے تا بہ این دم نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء کے بعد جب انہوں نے یورپ کا پہلا سفر کیا تھا تو ایک گھڑیوں کی ریس کے متعلق (جو اسلم اینڈ کمپنی دہلی کے نام سے ہندوستان میں جاری ہوا تھا) ایک دفتر مانچسٹر اور لنڈن میں بھی قایم کیا تھا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں اپنی تجارت میں جاپانی ریشم کا اضافہ کیا۔ اور اس میں بھی امید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۶ء میں ہکسوڈ کمپنی کے نام سے ٹائپنگ مشین کا کام شروع کیا۔ ممالک مغربی اور پنجاب کے خاص خاص اور مشہور شہروں میں اپنی شاخیں قایم کیں۔ اور دو ہی سال میں اس کام کو نہایت وسیع پیمانہ پر پہنچا دیا۔ یہانتک کہ ایک مشہور ٹائپنگ مشین کمپنی سے جو ہندوستان میں چار پانچ سال سے کام کررہی تھی۔ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۷ء سے دو لاکھ روپے کے مال کی خریداری کا معاہدہ کیا۔ اسی اثنا میں وہ اس امر کے متعلق بھی

غور و فکر کرتے تھے کہ ریکارڈ بنانے کی عجیب و غریب صنعت کو یورپ جا کر خود دیکھنا چاہیئے اکتوبر ۱۹۰۶ء میں انہوں نے اسی غرض کے لئے ولایت کا دوسرا سفر اختیار کیا۔ اور تقریباً ایک سال تک وہاں قیام کر کے بعد حصول مقصد واپس ہوئے۔

سنہ گذشتہ میں انگلستان سے واپس آ کر اپنی فرم سے دو ریپرزنٹیٹو جاپان روانہ کیے جنہوں نے وہاں کے کاریگروں سے ہندوستان کی ضروریات کے مطابق خاص قسم کے ریشمین مال کی تیاری کا بندوبست کیا

محمد اسلم صاحب نے یورپ میں جا کر ریکارڈنگ کی صنعت کو صرف دیکھا ہی نہیں۔ بلکہ اس فن کے چند کامل اور سربرآوردہ کاریگروں سے اقرارنامے حاصل کر کے اپنے ملک میں اس خاص تجارت کو وسعت دینے اور اس فن کی فیکٹری قایم کرنے کا بندوبست بھی کر لیا ہے چند سال تک اس لائن میں کام کرنے سے اُن کو اس امر کا بخوبی تجربہ ہو گیا تھا کہ اس قسم کی پیٹینٹ اشیاء کی تجارت میں غالب حصہ منافع کا کاریگروں اور اہل یورپ ہی کے قبضہ میں چلا جاتا ہے اور ہندوستان کے تاجر باوجود اپنی ذاتی کوشش اور سرمایہ لگانے کے اس قسم کی تجارت کے لئے روح رواں کا کام دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے جزوی منافع پر کام کرتے ہیں۔ بلکہ بعض بعض صورتوں میں وہ منافع ایسا کم ہوتا ہے کہ ان کی ذاتی محنتوں اور سرمایہ لگانے کے مقابلہ میں نسبتہً قابل ذکر نہیں ہوتا۔ مگر یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے؟ اسی لئے کہ مال کے حاصل کرنے میں وہ قطعیتہً دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں

اسی دقت کے رفع کرنے کے لئے انہوں نے خلاف رسم یورپ کا دُور دراز سفر اختیار کیا اور اپنا وقت عزیز اور زر کثیر صرف کر کے یہ انتظام کیا ہے کہ جو گانے یورپ کے کاریگر ہندوستان سے بھر کر لیجاتے ہیں اور پھر وہاں سے اُن کے ریکارڈ بنا کر لاتے ہیں۔ اور ہندوستان ہی کے تاجروں کو تھوڑا کمیشن دے کر اپنی مقررہ قیمت پر بکواتے ہیں وہ یہیں تیار کرا کر اپنے برادران تجارت کی معرفت فروخت کرائے جائیں۔ قطع نظر مختلف فواید کے اسمیں ایک بڑا فایدہ یہ ہو گا کہ مال پبلک کی خواہش کے مطابق تیار ہو گا خریداروں کو سستا ملیگا۔ اور تاجروں کو بھی زیادہ منافع ہو گا۔ ہم نہو رہنے اس کام کے لئے ایک جائینٹ اسٹاک کمپنی (رمعک موڈ کمپنی لمٹڈ لکھنؤ) کے نام سے رجسٹر کرائی ہے جس کے حصے نہایت تیزی سے فروخت ہو رہے ہیں

آیندہ ڈاک میں اس کمپنی کا پراسپکٹس ناظرین وکیل کی خدمت میں پیش کیا جائیگا جس سے مفصل حالات معلوم ہو سکیں گے۔ امید ہے کہ اس کام میں جو انہوں نے پبلک کے انٹرسٹ میں کیا ہے پبلک بھی انٹرسٹ لیگی۔ اور اُن کی اس عالی ہمتی اور قابلیت کی قدر دیگی جو انہوں نے اندرین کمیونٹی کو فایدہ پہنچانے کی غرض سے ظاہر کی ہے۔

الراقم سید علی اوسط بیرسٹر ایٹ لا۔ لکھنؤ

منقولات

رسول کا احترام عقلاً واجب ہے

دانا‌ؤں کا قول ہے کہ انسانی نظام قدرتی نظام کا کسی نہ کسی صورت میں ظل یا عکس ہے۔ اگر دونوں نظام کی تطبیق کی جاوے تو اگرچہ من و عن نہیں لیکن کچھ نہ کچھ مطابقت ضرور ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کے نظام میں "درجہ بندی" "ترتیب" "وضع الشیٔ فی محلہ" کا نظام پایا جاتا ہے۔ وجودوں۔ اجسام۔ ذوات اور انواع میں ایک درجہ بندی۔ اور ایک ترتیبی سلسلہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بالمقابل انواع کے ہی نہیں۔ بلکہ انواع کے اندر بھی درجہ بندی پائی جاتی ہے۔ بیشک بعض امور اور بعض حالات میں مساوات کا سلسلہ بھی موجود ہے۔ لیکن درجہ بندی بالعموم ہے اور مساوات کا عمل شاذ و نادر یا صرف کیفیات میں ہی پایا جاتا ہے بعض حکیموں کے خیال میں مساوات کا وجود بالکل ہی نہیں جہاں جہاں مساوات کا شبہہ پڑتا ہے وہ صرف ایک تشابہ یا جزوی تناسب ہوتا ہے مساوات نہیں ہوتی۔ جیسے یہ ثابت ہے کہ دنیا کی کوئی دو شئیں یا کوئی دو وجود۔ یا کوئی دو کیفیتیں یا کوئی دو حالتیں مساوی حیثیت اور ایک نہیں ہوتیں۔ ایسے ہی یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا کی ہر ایک حالت کسی نہ کسی ترتیب اور درجہ بندی کے ماتحت ہے یہ سلسلہ ترتیب ثابت کرتا ہے کہ اُس میں عموماً اصول وضع الشیٔ فی محلہ ہی رکھا گیا ہے جو درجہ بندی کی ابتدائی بنیاد ہے اور جس پہ تمام نظام قدرت کا مدار اور انحصار ہے بہت لوگوں نے یہ کوشش ضرور کی ہے کہ سلسلہ مساوات ثابت کیا جاوے لیکن آخیر پر وہ یہ معلوم کر کے خاموش ہو گئے ہیں کہ نہ تو نظام قدرت میں یہ ثبوت ملتا ہے۔ اور نہ ہی خود انسانی نظام میں اسکا وجود ہے۔

بیشک نظام قدرتی ایک ہی دست قدرت کا نمونہ ہے۔ اور اسکا ماخذ ایک ہی چشمہ ہے لیکن اختلافات اور مختلف مدارج ثابت کرتے ہیں کہ درجہ بندی ہی اُسکی پاک مرضی کے ماتحت واقع ہوئی ہے۔ ہر نوع اپنی نوعیت میں اطلاقاً بیشک ایک ہی تعریف کے تابع ہے اور ہر جنس ایک ہی مفہوم ابتدائی کے ماتحت ہے۔ لیکن باوجود اسکے بھی اسمیں درجہ بندی ہے ہر نوع کے افراد ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور ان کا شرح و خیر ہمیشہ مختلف ہوتا۔ اور مختلف نتایج پیدا کرتا ہے ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کہ ایک ہی جگہ یا ایک ہی ماخذ یا ایک ہی مخرج کر دو چیزیں بالکل کے مختلف حالتوں کا نمونہ بنتی ہیں۔ ایک سیپ سے دو موتی نکلتے ہیں ایک تاج شاہی کی زینت اور رونق کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوسرا کھرل میں پس کر سرمہ کی صورت میں چشم بیار میں جگہ لیتا ہے۔ ایک شاخ پر دو پھول کھلتے ہیں۔ ایک کسی دلربا اور خوبرو کے سینہ کی زیبایش ہوتا ہے۔ اور دوسرا بادمخالف کے جھونکوں سے مرجھا کر گر جاتا ہے۔ اور آنے جانے والے اسے بے اعتنائی سے پامال کرتے ہیں۔

ایک ہی رحم اور ایک ہی سکول سے دو بھائی اور دو متعلم نکلتے ہیں ایک علم یا تحقیق یا مدارج کے اعلیٰ مدارج پر پہنچتا ہے۔ اور دوسرا قعر ضلالت اور جہالت اور ہاویہ میں گرتا ہے۔ دنیا میں ایسی اور بھی ہزاروں مثالیں ہیں جو ایک درجہ بندی اور مابہ الامتیاز کو ثابت کرنے میں۔ برہان دائق کا حکم رکھتی ہیں۔ ہم دور کیوں جائیں۔ انسان اپنے بدنی نظام کے ہی ملاحظہ سے یہ استدلال کر سکتا ہے۔ کیا بدن کے سب اجزا اور اعضا ایک ہی درجہ رکھتے ہیں؟ اور کیا سب کی غرض خلقت ایک ہی ہے؟ اور کیا ان میں نسبتیں۔ فرق۔ اور امتیاز نہیں ہے؟ کیا سر اور پاؤں

یا آنکھ اور خال ایک ہی درجہ میں رکھے جا سکتے ہیں کیا جو کام آنکھ دیتی ہے وہ ایک خال سے لیا جا سکتا ہے یا پاؤں سر کا قایم مقام ہو سکتا ہے. کیا دماغ ضمیر کا کام دے سکتا ہے؟ یا ضمیر سے دماغ کا کام لے سکتے ہیں؟ بیشک بدن ہی میں یہ سارے اعضا پائے جاتے ہیں. اور وہ بحیثیت مجموعی انسان کہلاتے ہیں لیکن یہ حیثیت مجموعی اس امر کی مستلزم نہیں کہ انہیں تمیز اور فرق نہ کیا جاوے. علم فلاسفی اور فن تشریح. یہ ثابت کرنے کے واسطے ایک عمدہ ذریعہ اور عملی شہادت ہیں. کہ ہر عضو اور ہر پرزہ ٹھیک اپنے اپنے محل میں رکھا گیا ہے. اگر پرزہ آنکھ کان کی بجائے رکھا جاوے تو دونوں عضو کے افعال منصبی میں فرق آ جاویگا. اگر پاؤں سر کی بجائے ہو تو کوئی کل ہی پوری نہ اترے گی لوگ بعض وقت جلد بازی کر کے کہہ دیتے ہیں "ہم سب کے سب برابر ہیں" "ہم میں کوئی فرق اور کوئی امتیاز نہیں" "ایک دوسرے کے مقابلہ میں فوقیت نہیں رکھتا" لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس فرضی نظام سے کس قدر خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے. اور نظام قدرت کہاں تک ان کا حامی ہے آفتاب اور ماہتاب اور ان کے حوالی موالی ستارے ایک ہی دست قدرت کے نمونے ہیں. اور ایک ہی آسمان پر درخشاں و تاباں. لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ ان کے اجسام اور مقادیر اور فرائض اور تصرفات میں مساوات ہے. اور وہ ایک ہی ہیں. بیشک چاند روشن اور خاموش نورانی دیتا ہے. مگر آفتاب کے مقابلہ میں اسے دوسرے درجہ پر ہی رکھا جاتا. اور وہ آفتاب سے مستفیض ہوتا ہے.

ایک باغ میں ہی سب بوٹے اور سب گل و گلزار ہوتے ہیں. گل اور خار ایک ہی شجر کا ثمرہ اور پیداوار ہیں. کوا اور بلبل ایک ہی چمن میں رنگ رلیاں مناتے ہیں. شیر اور گیدڑ ایک ہی جنگل میں رہتے ہیں گھوڑا اور گدھا ایک ہی مالک کے طویلے میں بندھتے ہیں. ہرن اور لومڑی ایک ہی دامن پہاڑ میں زندگی بسر کرتے ہیں. باز اور چیل ایک ہی آسمان کے نیچے اڑتے ہیں. غلام اور آقا رعیت اور بادشاہ ایک ہی سرزمین کی پیداوار کھاتے اور ایک ہی آب و ہوا میں نشو و نما پاتے ہیں لیکن باوجود ان مخارج اور اماکن واحدہ کے ان میں امتیاز اور فرق کیا جاتا ہے.

بڑا بھائی اور چھوٹا ایک ہی والدین سے ہوتے ہیں. لیکن بڑا بڑا ہوتا ہے اور چھوٹا چھوٹا. زید اور خالد دونوں بکر کے لڑکے ہیں. زید عالم ہونے کی وجہ سے بمقابلہ خالد کے تعظیم دیا جاتا ہے اور خالد بوجہ بہادری اور شجاعت کے زید سے تمیز رکھتا ہے. دونوں خدا کی پیدایش ہیں لیکن کیا ایک حسین بمقابلہ بدقسمت بدصورت کے دیکھنے والوں کی نظروں میں کوئی دلچسپی حاصل نہیں کرتا. روپیہ بھی چاندی کا ہوتا ہے. اور ایک دونی بھی اسی دھات کی. لیکن دونوں کی قیمت میں فرق ہے. ایک خوش آواز اور دلکش صدا دل پر اثر کرتی ہے. لیکن ایک بری آواز دل کے لئے ایک صدمہ ہوتا ہے. استاد اور شاگرد دونوں میں نوعیت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا. لیکن شاگرد استاد کا بعض خصوصیات کی وجہ سے ادب کرتے ہیں. حاکم اور محکوم میں باعتبار انسانیت کیا فرق ہے؟ مگر حاکم کی خصوصیت محکوم کے دل پر نقش ہوتی ہے. اور اسکی وجہ سے محکوم جادۂ ادب سے باہر نہیں ہو سکتا. والدین میں بمقابلہ اولاد کے کیا فوقیت ہے؟ ترتیب اخلاق اور ضرورت ہمیشہ تعلیم دیتی ہے کہ ان کا ادب کیا جاوے. چاہیے گہری نظروں سے دیکھو اور چاہے سرسری سے. ہر سلسلہ میں ایک مسلسل درجہ بندی اور ترتیب پائی جاویگی. اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہ اگر ہم اس درجہ بندی اور ترتیب کے خلاف عمل کریں تو نظام عالم میں گونہ ابتری ناشی ہونے کا اندیشہ رہتا ہے. اندیشہ ہی نہیں بلکہ ابتری پیدا ہی ہو جاتی ہے.

درجہ بندی کا دوسرا نام حفظ مراتب ہے. حفظ مراتب دنیاوی اور دینی دونوں سلسلوں میں واجب الاحفاظ ہے. جہاں اس سلسلہ میں فرق آیا. خود نظام عالم میں فرق آ گیا. قدرتی اور انسانی دونوں سلسلوں میں درجہ بندی یا حفظ مراتب کی ترتیب بہت کچھ انتخابی اصولوں کے تابع رکھی گئی ہے. انسان جو دوسری مخلوق پر گونہ شرف ظاہر کرتا ہے. وہ بھی بذریعہ اسی انتخابی اصول کے ہے جیسا انواع میں سے ایک نوع خاص کر لی گئی ہے. ایسے انتخاب مختلف وجوہ سے کئے جاتے ہیں

"بوجہ اعلےٰ فطنت و قدس فطرت" "بوجہ متانت و خردرسی طبیعت" "بوجہ تمکنت و قوت" "بوجہ استقلال و ہمت" "بوجہ حسن مشارب و حسن مقاصد" "بوجہ علو عزم" "بوجہ امتیازات عالیہ" "بوجہ دیگر خصوصیات خاصہ"

ہم بالخصوص قدرتی انتخاب کی نسبت نہیں کہہ سکتے. کہ ان کے اصلی موجبات اور بواعث کیا ہیں؟ کیونکہ ہم ان سے کسقدر ناواقف ہیں. لیکن اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ نہیں قدرت بمقابلہ دوسرے ابنائے جنس کے انتخاب کرتی ہے. اسکے اسباب فاضلہ ضرور کچھ نہ کچھ ہونے چاہئیں. اس دلیل سے کہ جب خود ہمارے اپنے انتخابات بعض فاضلہ اسباب کے تابع

نظام عالم کی تکمیل کے واسطے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ جو جو انتخابات عمل میں آ چکے ہیں ان کے مطابق عمل ہوتا رہے. کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاوے تو خرابی عاید ہونیکا اندیشہ ہے رعایا پر بادشاہ کی تعظیم کیوں واجب ہے؟ اور ایک بادشاہ رعایا کے افراد کے مقابلہ میں کیوں مقدس اور برتر مانا جاتا ہے. اس واسطے کہ اسکا انتخاب لاکھوں اور کروڑوں مخلوق کے مقابلہ میں ہوا ہے. کروڑوں مخلوق دنیا میں بستی ہے. اور ان میں سے کوئی پچاس ساٹھ ہی بادشاہ ہوں گے. ہر قوم میں ان کی عزت ہے. اور ظل اللہ اور حضور اعلےٰ کہا جاتا ہے. صرف اس واسطے ہی نہیں کہ ان کے پاس حشم و خدم ہیں. بلکہ اسواسطے بھی کہ ان کا انتخاب اعلےٰ پیمانہ پر کیا جاتا ہے. اور تقریباً کل افراد نے انہیں تسلیم کیا ہے.

اگر حشم و خدم ہی موجب احترام ہو تو پھر ان سے بعض ساہوکار اور مہاجن بھی کہیں زیادہ دولتمند ہیں. ایک حاکم کی کیوں تعظیم کی جاتی ہے. اسلئے کہ اسے ایک ملک کی گورنمنٹ اور ایک بادشاہ نے ملکی اور شاہی خدمات کے واسطے انتخاب کیا ہے.

ایک ادنےٰ چوکیدار و نمبردار گانوں والوں سے ہی تنخواہ پاتا ہے. چونکہ چوکیداروں کا انتخاب سرکاری قانون کے تابع ہوتا ہے. اسواسطے اسے گانوں بھر میں عزت دی جاتی ہے. میونسپل کمشنران کو لوگ آپ ہی چنتے ہیں. اور پھر آپ ہی ان کی تعظیم بھی کرتے ہیں. اگر وہ ایسا نہ کریں. تو نظام شہری میں خرابی پیدا ہو کر انتظام آسایش بگڑنے لگتا ہے. ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی سرغنہ اور اعلےٰ ممبر سمجھا جاتا ہے. اور ماتحت ممبران خاندان اس کی واجبی تعظیم کا فرض احتیاط سے پورا کرتے ہیں.

ہر جلسہ میں ایک چیرمین ہوتا ہے. اور باقی کے ممبران اسے خاص اختیارات دینے میں تامل نہیں کرتے. بیشک استاد اور ٹیچر شاگرد کی نوع میں سے ہی ہے. لیکن اگر شاگرد کی جگہ استاد جاوے تو ضابطہ تعلیم کے خلاف ہوگا اور تعلیمی اغراض کے منافی

ایک حکومتی سفیر یا وکیل یا قاصد جس گورنمنٹ یا جس بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کے نام پر فرمان شاہی یا مراسلہ یا پیغام سفارت لیتا ہے. وہ گورنمنٹ یا وہ بادشاہ سفیر ہی کی نوع سے ہوتا ہے. اور جس دوسری گورنمنٹ میں جاتا ہے وہ بھی انسان ہی ہوتی ہے لیکن اس غرض سفارت اور احترام انتخاب وکالت کی وجہ سے اس سفیر کا خاص اعزاز کیا جاتا ہے باوجود باہمی کشمکش اور منافرت کے بھی اسکی جان کی حفاظت کی جاتی ہے. اور دوسری گورنمنٹ اس کے جانی و مالی نقصانات کا ذمہ اٹھاتی ہے. سفارت نامہ کی تعمیل ہو کر بھی اس کی حفاظت اور احترام میں سرمو فرق نہیں آتا.

خاتمہ سفارت کے بعد لڑائی شروع ہو جاتی ہے لیکن سفیر بصد حفاظت و احترام اپنے ملک کی حدود سے پار کیا جاتا ہے.

یہ کیوں؟ صرف اسواسطے کہ وہ شخص بذریعہ ایک خاص انتخاب کے بھیجا گیا تھا. دونوں گورنمنٹوں پر اسکا اعزاز و احترام لازم ہے. اور نیز دونوں گورنمنٹوں کی رعایا پر رعایا کا بھی یہ فرض تھا کہ اسکے اعزاز و احترام میں حصہ لیں. کیا ہر شخص سفیر اور قاصد شاہی مقرر کیا جا سکتا ہے؟ کیا تو جا سکتا ہے

(باقی آئندہ)

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء)

بمظہر ہے۔ ایم ڈی نٹ گورداسپور میں سیٹلمنٹ کے کام پر متعین ہوئے۔

قاضی محمد اسلم خان سی ایم جی ڈویژنل جج کی وفات کی وجہ سے منفصلہ ذیل ترقیاں عمل میں آئیں:۔

مسٹر ڈبلیو چیوس ڈویژنل جج درجہ اول عارضی بالاستقلال

خان بہادر مولوی انعام علی بی۔ اے مستقل ڈویژنل جج درجہ دوم

مسٹر ایچ۔ اے روز ڈویژنل جج درجہ دوم عارضی بالاستقلال

مسٹر سی۔ ایل ڈنڈاس مستقل ڈویژنل جج درجہ سوم

مسٹر ڈبلیو اے۔ ایل روگنسن ڈویژنل جج درجہ سوم عارضی بالاستقلال۔

شیخ مہر علی مستقل ڈسٹرکٹ جج۔

مسٹر ایل۔ ایچ بہٹڈ ڈسٹرکٹ جج عارضی بالاستقلال

مسٹر ڈبلیو۔ ڈی۔ ایم میلان مستقل اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول

مسٹر ایل فرنچ اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول عارضی بالاستقلال

مسٹر ایل۔ ایل ہارکر مستقل اسسٹنٹ کمشنر درجہ دوم

مسٹر ای۔ ٹی۔ گبسن بشرسی اے۔ ایچ ٹاؤن سنڈ و مسٹر ایف ڈبلیو کناڈے اسسٹنٹ کمشنران درجہ دوم عارضی بالاستقلال۔

میجر ایچ سمتھ۔ آئی۔ ایم۔ ایس سول سرجن جالندھر نے اپنی خدمات کا چارج لیا۔ اور اسسٹنٹ سرجن عنایت اللہ نامی کو سبکدوش کیا۔

لفٹیننٹ کرنل ڈبلیو کورش۔ ایم ڈی سیول سرجن درجہ اول کے رٹیائر ہونے کی وجہ سے میجر ڈی ایم ڈیوڈسن قائم مقام سول سرجن درجہ اول اپنے عہدہ پر مستقل ہوئے۔

میجر ای۔ ایل پیری۔ آئی۔ ایم ایس قائم مقام سول سرجن درجہ دوم جنکی خدمات گورنمنٹ ہند نے مستقل طور پر گورنمنٹ پنجاب کو سپرد کردی ہیں۔ اپنے عہدہ پر مستقل کئے گئے۔

شیخ عبدالرحمن اسسٹنٹ انجنیئر درجہ سوم ٹھنڈہ ڈویژن نہر سرہند سے نہر فرید جمن کی حصار ڈویژن کو تبدیل ہوئے۔

ہندوستان کی خبریں

اخبار بندے ماترم کلکتہ کے مقدمہ سڈیشن میں پرنٹر کو تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی ایڈیٹر بسبب عدم ثبوت رہا ہوئے۔

بابو بپن چندر پال کے سزایاب ہو کر جیلخانے میں جانے پر مشہور ہوا تھا کہ انہیں کئی گھنٹہ تک دھوپ میں بٹھایا گیا اور طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں مگر ان کے وکیل نے جسے جیل خانہ میں ان سے ملاقات کرنے کا موقع ملا ہے ان افواہوں کی تردید کی ہے۔

ریلوے کانفرنس کی جو اب کی اسی شملہ کی کارروائی دیکھنے کی امسال عام لوگوں یا نامہ نگاران اخبارات کو اجازت نہ ہوگی۔

۱۷ ماہ حال کو مسٹر تلک نے بمقام پونا ایک عظیم جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ پچاس سال کی منت وزاری سے کچھ نہیں بنا۔ اور گورنمنٹ نے ہماری معروضات کی طرف کچھ توجہ نہیں کی ہمیں چاہئیے کہ قومی اتحاد کی کوشش کریں اور جائز حدود کے اندر رہ کر زندہ رہنے کی کوشش کریں اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو ظلم کے زیر اثر ذلیل زندگی گذارنے سے قومی موت کو ترجیح دیں۔

بمبئی سنٹھ ریلوے کی بپالیس آئندہ موسم سرما میں شروع کی جاویگی اور گذشتہ تجاویز کے خلاف راہ میں پونا کار کار کا راستہ اختیار کیا جاویگا۔

۱۸ ماہ حال کی شب کو کلکتہ کے ایک گودام میں آگ لگ گئی ۵ ہزار روپے کا نقصان ہوا۔

برہما میں جس طبابت پیشہ انسانی صورت حیوان نے ایک برہمی اور اسکی عورت کو ہلاک کر کے انکے پیٹ کے بچہ کو بھون کر کھایا تھا اسے ۱۰ ستمبر کو جیلخانہ رنگون میں پھانسی دی گئی

کلکتہ: میں فوج اور پولیس کے اکثر افسروں کو جاپانی طریقہ ورزش موسومہ بہ جوجتسو سکھلایا جاتا ہے اور اسکی بڑی تعریف ہے روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔

صاحب مجسٹریٹ بگو (برہما) نے موضع ملگابہ کے پانچ آدمیوں کو سات سات سال قید بامشقت اور چند اور کو پانچ پانچ سال قید محض کی سزا دی۔ ان لوگوں نے حال میں فوجی وردی والی پولیس کے آدمیوں کو ادائے فرائض منصبی سے روکا اور زدوکوب کیا تھا۔

حضور وائسرائے کی لیجسلیٹو کونسل کا آئندہ اجلاس بمقام شملہ ۲۷ ستمبر کو منعقد ہوگا۔

ہفتہ مختتمہ ۱۴ ستمبر کے اندر کل ہندوستان میں ۸۰۰۷ طاعونی اموات ہوئیں۔ جو گذشتہ ہفتہ کی ۶۹۰ زیادہ ہیں تفصیل یہ ہے۔ (گذشتہ ہفتہ کے اعداد خطوط وحدانی کے اندر دکھلائے گئے ہیں) صوبہ بمبئی ۴۷۵۳ (۴۴۹۸)- مدراس ۱۹۰ (۱۰۰) صوبجات متحدہ ۱۲۴ (۹۶) پنجاب ۳۱۱ (۳۳۵) ممالک متوسط ۹۳۷ (۱۱۶۷)- ریاست میسور ۵۸۱ (۴۰۶) بنگال ۸۶ (۱۱۱) برہما ۲۷ (۲۲) ریاست حیدرآباد ۱۰۰ (۱۷۹) وسط ہند ۷۵ (۴۲)

بقول نامہ نگار رسالہ اخبار مہاراجہ بڑودہ نے تجویز کیا ہے کہ بڑودہ کالج کے بیس طلباء ہر سال اپنے پروفیسروں کے ہمراہ ہندوستان کے مشہور اور تاریخی مقامات کی سیر کو جایا کریں۔ یہ سفر تین ہفتہ کا ہوگا۔ اور اس کا تمام خرچ ریاست برداشت کریگی۔

بقول اخبار انگلشمین کشن سنگھ برادر اجیت سنگھ کو نیپال کے حکام نے ۲ ستمبر کو بیرگنج میں چمپارن کی پولیس کے حوالے کر دیا۔ وہ موتیہاری کے جیل خانہ میں نظربند ہے۔ کشن سنگھ لکھنؤ میں ایک رئیس شخص کے گھر میں رہتا تھا۔ اسپر یہی مصیبت نازل ہوئی ہے۔

ہز ایکسیلنسی گورنر مدراس معہ عملہ اوٹکمنڈ سے موٹر کار دل پر مالابار کی سیر کے واسطے روانہ ہو گئے۔

اخبار ٹریبیون کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کی آئندہ تاریخ پیشی ۱۸ اکتوبر قرار پائی ہے

۱۴ ستمبر روز شنبہ کو بمقام شملہ حضور وائسرائے کی طرف سے ان کی کوٹھی پر ججوں کو دعوت دی جانے والی تھی۔

آنریبل مسٹر گوکھلے نے مسٹر گاندھی کو جوہانسبرگ (ٹرانسوال) میں ایشیائی تحریک کے متعلق اظہار ہمدردی کا تار دیا ہے۔

پنجاب میں اس امر کی تحریک ہو رہی ہے کہ کمیشن تحقیق کارخانجات میں پنجاب کی طرف سے بھی ایک قائم مقام لیا جائے۔

مدراس میں ۱۰ ماہ حال کو مسٹر پال کی ہمدردی میں طلباء نے جلوس نکالا اور جلسہ کر کے تقریریں کیں۔

لیاقت حسین کے مقدمہ بغاوت کی کارروائی ابتدائی ختم ہو گئی فیصلہ عنقریب سنایا جائیگا۔

مدراس کے ضلع تنگم باکم میں ۱۹ ماہ حال کو ایک لیدہ چین کے زیر تعمیر مکان کے بیٹھ جانے سے ۵ قلی ہلاک اور ۲۰ مجروح ہوئے۔

افواہ ہے کہ باریسال کے اخبار ہتابیٹی کا ایڈیٹر گرفتار ہو کر دو ہزار روپے کی ضمانت پر رہا ہوا ہے الزام زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف ہے۔

آسٹریلیہ کے سخت سیلابوں کی وجہ سے سنا ہے کہ دو لاکھ سے زیادہ آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں۔

مدراس کے بعض ضلعوں میں جانوروں کو نہایت بیدردی اور بےرحمی سے مارا جاتا ہے گورنمنٹ مدراس نے ان لوگوں کی امداد کا وعدہ کیا ہے جو اس میں اصلاح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

برہما میں ربڑ کے ۲½ لاکھ کے قریب درخت ہیں۔ اور رقبہ زیر کاشت ۱۸۹۷ ایکڑ ہے گورنمنٹ برہما کا ارادہ ہے کہ کاشت ربڑ کا تیس سال کے لئے ٹھیکہ دیدے۔

وہ سپاہی جس نے کلکتہ میں باغیانہ تقریر کرنے کے قصور پر برہما میں کورٹ مارشل ہوا ہے ۸۹ پنجابی رجمنٹ کا ہے اور اسکا نام پریم سنگھ ہے۔

پٹیالہ کونسل ریجنسی کے ممبر حضور لاٹ صاحب پنجاب و کمانڈران چیف کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنے کی غرض سے آج کل شملہ جانے والے ہیں۔

برہما میں ایک انسٹیٹیوٹ کے قیام کے متعلق تجاویز پر غور کرنے کے لئے اہل لوگوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس نے لفٹیننٹ گورنر پریذیڈنٹ تجویز ہوا۔ غرض کے لئے اب تک ۸۰ ہزار روپیہ چندہ ہو چکا ہے۔

والئی اندور جن پر ایک سابق اہلکار کے قتل کی سازش کا الزام لگایا تھا اور جسکی سرکاری طور پر تحقیقات کی گئی تھی سنا ہے کہ گورنمنٹ نے ان سے پانچ سال کے لئے معزول کر دیا ہے اس عرصہ کے بعد اگر اسکا چال چلن قابل اطمینان ثابت ہوا تو انکے سابقہ منصب پر بحال کر دیا جائیگا۔

ریاست نیپال نے اول صرف معہ اخبارات بند کئے اسٹیٹسمین و انڈیا کی ریاست میں آنے کی ممانعت کی تھی لیکن اب تمام دیسی اخبارات کے وہاں جانے کی ممانعت ہو گئی ہے۔

بقول سٹیٹسمین گورنمنٹ ہند نے جہاں بنگال خصوصاً کلکتہ کے آزاد نویس اخبارات کی خبر لینی شروع کی ہے وہاں وہ ان مشہور مقرروں کی طرف سے بھی غافل نہیں رہی جو ملک حال میں لوگوں کے سامنے باغیانہ تقریروں کے ذریعہ سے گورنمنٹ کے خلاف زہریلے خیالات پھیلا رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے خفیہ پولیس کے آدمی ایسے جلسوں کی تقریروں کے خلاصے لیکر افسران بالادست کی خدمت میں پیش کرتے رہے ہیں۔ اور اس عرصہ میں ان کے خلاف کافی شہادت جمع کرنے کی کوشش ہوتی رہی ہے۔ اب سنا ہے کہ بعض مشہور بنگالی سپیکروں پر عنقریب سڈیشن کے مقدمات دائر ہونے والے ہیں۔ اور یہ حضرات عدالتی تحقیقات کے بعد اپنے کیفر کردار کو پہنچینگے۔

کلکتہ میں ہر ماہ حال کو ایک ہندوستانی بزاز ولایتی کپڑے کے کچھ گٹھے صوبہ مشرقی بنگال کو بھیجنے کے لئے گاڑی پر رکھ کر سٹیشن کو لیجا رہا تھا۔ کہ راستے میں سودیشی سرداریوں کا ایک گروہ جس میں دس آدمی شامل تھے ... گاڑی پر چڑھ کر اسے بند وکوب کرنے اور تمام کپڑا اٹھا دینے کی دہمکی دی گو اتنے میں ایک یورپین پولیس افسر کی اسپر نگاہ پڑ گئی جس نے چند سپاہیوں کی مدد سے ان میں سے پانچ کو گرفتار کرکے سپرد حوالات کیا باقیوں کی تلاش ہو رہی ہے۔

چند روز کا ذکر ہے کہ ہوگلی کے ہائی سکول چاندپور (بنگال) کا ایک ہندو طالب علم کارسی کو پٹڑی پر اتارنے کی سنگین کوشش کرتا ہوا گرفتار ہو کر سپرد حوالات کیا گیا تحقیقات ہو رہی ہے۔

ماہ اگست کے اندر ضلع بنگال کے مختلف مقامات میں ۲۲۶۶ پیغامات بلا تار کا آپس میں تبادلہ ہوا۔

کراچی میں ایک یورپین لیڈی کو اپنے خاوند کی زندگی میں ایک اور شخص سے شادی کر لینے کے جرم میں چھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔

سر جان ہیوٹ لفٹیننٹ گورنر صوبجات متحدہ معہ پارٹی شنبہ کی صبح کو شملہ سے روانہ ہو گئے تھے۔

حضور وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے بذریعہ اعلان عام تین ولایتی اخبارات یعنی گیلک امریکن (امریکہ) اور انڈین سوشیالوجسٹ و جسٹس (انگلستان) کے ہندوستان میں آنے کی قطعی ممانعت کر دی ہے۔

برٹش گائنا (جنوبی امریکہ) سے حال میں جو سات سو چھ سو ہندوستانی تارک الوطن واپس آئے ہیں۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق وہ وہاں سے قریباً ۱½ لاکھ روپیہ کما کر لائے ہیں۔ انمیں سے دو شخصوں کے پاس جنہیں گئے ہوئے بہت عرصہ ہوا تھا۔ آٹھ آٹھ ہزار روپیہ بتلایا جاتا ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۴ ستمبر کی عام رپورٹ فصل و موسم سے پایا جاتا ہے کہ شمالی ہند میں ہاک باراں کی وجہ سے نہایت خدشہ لاحق ہو رہا ہے۔ اسکے خلاف لستیبی برہما۔ صوبہ شرقی بنگال آسام بنگال خاص اور ممالک متوسط میں فصل کی حالت عمدہ ہے اگرچہ بعض مقامات میں مزید بارش کی ضرورت ہے۔ بالائی برہما کے بعض حصص صوبجات متحدہ۔ پنجاب صوبہ سرحدی ریاست حیدرآباد کے اکثر حصہ اور مدراس کے بعض اضلاع میں فصلیں مرجھا رہی ہیں۔ اور مزید بارش کی سخت ضرورت ہے۔ راجپوتانہ وسط ہند اور احاطہ مدراس و ریاست میسور کے اکثر حصہ میں فی الحال موسمی حالت اچھی ہے لیکن مزید بارش نہ ہوئی تو فصلوں کو ضرور کم و بیش نقصان پہنچیگا۔

ولایت کی ایک کمپنی عنقریب لاہور میں موٹر گاڑیاں چلانے کا ٹھیکہ لینے والی ہے۔

رپورٹ فصل و موسم پنجاب بابت ہفتہ مختتمہ ۱۴ ستمبر حسب ذیل ہے:-

انبالہ۔ راولپنڈی کے بعض حصوں میں کسی قدر بارش ہوئی۔ نرخ اجناس مستقل رہا ہے۔ گوجرانوالہ و امرتسر میں گرانی ہو رہی ہے فصل ربیع کی قلبہ رانی جاری ہے بعض اضلاع میں ہنوز فصل خریف کی تخم ریزی ہو رہی ہے۔ گوجرانوالہ میں ترائی جاری ہے امرتسر سیالکوٹ شاہپور و لائلپور میں تو رایا اور بعض اضلاع میں گاجر اور شلغم کی تخم ریزی ہو رہی ہے بیاہی فصلوں کی حالت عمدہ ہے امرتسر میں دھان کٹ رہا ہے۔ اور کپاس چنی جا رہی ہے۔ بعض اضلاع میں ہاک باراں اور آندھیوں کی وجہ سے بارانی فصل تباہ ہو رہی ہے تاہم مزید بارش کی سخت ضرورت ہے۔ گوجرانوالہ میں فصل کی حالت نازک اور راولپنڈی میں خراب ہے رہتک میں ٹڈی سے فصلوں کو کسی قدر نقصان پہنچا اور لاہور و شاہپور میں چوہے نقصان پہنچا رہے ہیں مویشی کی حالت عمدہ ہے۔ چارہ کافی ہے۔ پانی کی شکایت نہیں۔

حضور وائسرائے نے راجہ نراندر چند سی ایس آئی والئی نادون اور سردار ارجن سنگھ سی آئی ای والئے چاپل کو جمعہ کے روز شرف ملاقات بخشا۔

کچھ دنوں کا ذکر ہے کہ جب لاہور کی طرف سے ایک مسافر گاڑی شام کے وقت امرتسر کے سٹیشن میں داخل ہو رہی تھی تو ایک مسافر کپڑوں میں لپٹا ہوا سڑک کے بیچ میں گرا ہوا پایا گیا گاڑی کے بالکل نزدیک آجانے کی وجہ سے کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اسے سڑک میں سے اٹھا کر ادھر ادھر ہٹا سکے لیکن ایک یورپین مسٹر لنکسن نے جو نارتھ ویسٹرن ریلوے میں ملازم تھا اپنی جان کو خطرہ میں ڈالکر جھٹ اسے اٹھا لیا۔ اور سڑک سے ایک طرف ہٹا کر اسکی جان بچا دی کہتے ہیں کہ اس وقت گاڑی صرف چند گز کے فاصلہ پر تھی۔

سنا ہے کہ پرنس رنجیت سنگھ جی آئندہ موسم میں ایک زبردست کرکٹ ٹیم لیکر ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کرینگے۔

میسور کی نمائش گاہ میں جو اشیاء بھیجی جائینگی ان کے محصول میں تمام ریلوے کمپنیوں نے رعایت کر دی ہے۔

بنارس کے آنریبل منشی مادہو لال سخت علیل ہیں۔

سنٹرل جیل لاہور میں ایک بیس سالہ قیدی نے موقع پا کر ایک سخت اوزار سے داروغہ جیل پر قاتلانہ حملہ کیا۔ مگر خیر گذری کہ کسی قسم کا مہلک زخم لگنے کی بجائے اسکی ران پر ۱½ انچ گہرا زخم ہو گیا۔ اسپر اس قیدی کے خلاف ایک اور مقدمہ قائم ہوا ہے۔

جو لوگ ہندوستان سے ترک وطن کر کے جزیرہ ماریشس میں جا آباد ہوئے ہیں ان کی پاس ۱۹۰۵ء میں ایک کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کی غیر منقولہ جائداد تھی اسکے علاوہ ۱۹۰۶ء میں انہی لوگوں نے ۱۱ لاکھ روپے کی اور زمین خریدی۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ دیگر انگریزی نو آبادیوں کی نسبت وہاں ہندوستانیوں کے ساتھ تا حال عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔

رپورٹ فصل و موسم صوبجات متحدہ بابت ہفتہ مختتمہ ۱۴ ستمبر حسب ذیل ہے: ۱۲۰ اضلاع میں

خفیف ترشح ہوا تمام صوبہ میں مزید بارش کی سخت ضرورت ہے کیونکہ امساک باراں اور لو چلنے کی وجہ سے فصلیں مرجھا رہی ہیں بعض مقامات میں آبپاشی ہو رہی ہے بعض جگہ فصلوں کی کٹائی شروع ہوگئی ہے فصل ربیع کی تلبہ رانی ہو رہی ہے۔ لیکن بعض جگہ قلت باراں کی وجہ التوا ہے بنارس و بلیا میں کثرت سے ٹڈی نے ایکھ کو نقصان پہنچایا۔ چودہ اضلاع میں مویشی کا مرض موجود ہے سائیہ میں لو نہیں چلنے کی وجہ سے گھاس خشک ہوگیا ہے۔ اور آٹھ اضلاع میں چارہ کمیاب اور گراں ہے۔ غلہ کی کثرت ہے۔ مگر نرخ روز بروز چڑھ رہا ہے۔

ہز ہائینس مہاراجہ سیندھیا والئے گوالیار ۲۵ ستمبر کو شملہ پہنچ کر وہیر اینگل لاج میں فروکش ہونے والے تھے۔

بنگال کی فصل جوٹ کے آخری تخمینہ سے پایا جاتا ہے کہ وہاں اس سال رقبہ زیر کاشت قریباً ۳۹ لاکھ ایکڑ اور پیداوار متوقع قریباً ۹۶ لاکھ گٹھے ہے سال گذشتہ میں رقبہ زیر کاشت جوٹ قریباً ۳۵ لاکھ ایکڑ اور پیداوار ۹۰ لاکھ گٹھوں سے کسی قدر زائد تھی۔

پروگرام سابقہ کے خلاف اب حضور لاٹ صاحب پنجاب شملہ سے ۱۲ اکتوبر کو اندرونی حصہ کو شملہ کے دورہ پر روانہ ہوں گے۔ اور وہاں سے ۲۳ اکتوبر کو واپس آکر غالباً ۲۸ اکتوبر کو رونق افروز لاہور ہونگے۔

کیک (مدراس) میں شانہ سازی کا ایک کارخانہ عنقریب قائم ہونے والا ہے۔

چھاونی رنگون میں ۲۰ ہزار روپے کے خرچ سے عنقریب ایک جدید مارکٹ تعمیر ہوگا۔

کلکتہ میں ۱۱ و ۱۲ ماہ حال کو خوب زور کی بارش ہوئی۔ پونا میں بھی سنتے ہیں کہ ۱۱ تاریخ کو خوب مینہہ برسا۔

یکم اپریل سے ۱۲ ستمبر تک ہندوستان کی کل ریلوں کو سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت زیادہ ڈیڑھ کروڑ منافع ہوا۔ اس میں نارتھ ویسٹرن جی آئی پی اور ایسٹ انڈین کا حصہ بالترتیب ۲۶ - ۲۲ - اور ۲۰ لاکھ روپیہ تھا۔

اسلامی دنیا

چترال میں تانبہ کی کانیں دریافت ہوئی ہیں اور مہتر چترال نے انکا ٹھیکہ ایک انگریزی کمپنی کو دیا ہے

ہز میجسٹی امیر افغانستان نے ولایت سے ایک شخص مسٹر تھارنٹن کو بلوایا ہے جو چمڑہ رنگنے کے کام میں ماہر ہے۔ یہ شخص عنقریب بمبئی پہنچ کر سیدھا کابل کو روانہ ہوگا۔

سرحد سے اہل شنخان اور آغا خیل قبیلہ کے لوگوں کے درمیان فساد ہونے کی خبر آئی ہے موضع شنخان قلعہ بدلک کے متصل واقع ہے۔ گذشتہ سے پیوستہ اتوار کو آغا خیل والی شنخان کی پانچ سو بھیڑ بکریاں سو چرواہوں کے گرفتار کر کے لے گئے جس سے فساد پڑا۔

مسٹر جسٹس سید شرف الدین صاحب گرما کی تعطیلات میں گیا واپس تشریف لانے پر ان کو متعدد پارٹیاں دی گئیں۔

انگریزی روسی معاہدہ کی تفصیل جو ایک روسی اخبار نے قبل از وقت شائع کی ہے ایرانی کنکان کے اخبارات نہایت احتیاط سے رائے زنی کر رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ اگر یہ تفصیل درست ہے تو انگلستان سراسر گھاٹے میں رہا ہے ہم درگان کا خیال ہے کہ ایرانیوں کا شیرازہ بکھر جائیگا اور لبرل اخبارات کا بیان ہے کہ اس سے ایرانیوں کی جو دوبارہ ترقی و عروج کے زینہ پر قدم رکھنے لگے ہیں۔ قومی تباہی مقصود ہے۔

طہران کے پیغام تار سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے پارلیمنٹ کو ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں روسی انگریزی معاہدہ کو تفصیل سے بیان کر کے امید ظاہر کی ہے کہ عوام کو ایران...

ٹرکی اور ایران کے سرحدی تنازعہ کے متعلق برٹش وائس قونصل متعینہ تبریز کو حکم ہوا ہے کہ مقام ارمیہ میں جا کر صورت واقعات کی نگرانی کرے

سرحدی معاملہ میں غفلت روا رکھنے کے لئے پارلیمنٹ نے گورنمنٹ کو سختی سے توجہ دلائی ہے حریف ترکی فوج کو ملک سے باہر کرنے کے لئے والنٹیر فوج کا انتظام کیا گیا ہے۔

۲۰ ستمبر کی خبر ہے کہ جنرل ڈرمنڈ نے قبائل مراکو کی درخواست پر شرائط صلح پر اچھی طرح غور و فکر کرنے کے لئے سابقہ مہلت کو اور بڑھا دیا ہے

دہلی سے ایک نامہ نگار اطلاع دیتے ہیں کہ حاجی محمد خان نامی ایک صاحب نے حال میں ایک ایسا انجن ایجاد کیا ہے جس میں نہ دھوئیں کا کچھ خرچ ہے۔ نہ کچھ قیمت زیادہ ہے۔ ہر قسم کی دقتوں سے بری ہے اور نہایت آسان طریقہ یعنے وزن کے ذریعہ سے بلا خرچ اس انجن سے ہر مشین چلائی جا سکتی ہے۔ فٹ کرنے اور چلانے کے لئے انجنیروں کی ضرورت نہیں معمولی سے معمولی عقل کا آدمی بھی اسے فٹ کر کے چلا سکتا ہے۔ یہ بھی لکھتے ہیں کہ موجد صاحب موصوف اس کل کو ایک کارخانہ میں تیار کرا رہے ہیں اور عنقریب اس کو پیٹنٹ کرا کر عام پبلک کے سامنے برائے فروخت پیش کریں گے۔

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کراچی کے ہمراہ اسی سال یہی زنانہ دستکاری کی نمائش منعقد ہوگی۔

جناب نواب محسن الملک بہادر ۱۷ ستمبر کو بمبئی سے براہ لکھنؤ عازم شملہ ہوئے۔ سنا ہے کہ اس سفر کا مقصد محض تبدیل آب و ہوا ہے

انجمن نعمانیہ لاہور کے ارکین اور مدرسہ نعمانیہ کے طلبا میں پچھلے دنوں جو ناراضگی پیدا ہوگئی تھی اور جس کی وجہ سے طلبا نے مدرسہ چھوڑ دیا تھا خوشی کی بات ہے کہ اب دونوں میں صلح صفائی ہوگئی ہے اور سب لڑکے مدرسہ میں آگئے ہیں۔

ٹرکی کے محکمہ حفظان صحت نے قرار دیا ہے کہ آئندہ ان تمام مسافروں سے جو خلیج فارس کے کسی بندرگاہ سے سوار ہو کر بصرہ جائیں۔ فی کس دس قرش (قریباً ۱۲ روپیہ) وصول کئے جائیں۔ کوئی شیعہ مسافر اس سے مستثنےٰ نہ ہوگا۔ خواہ وہ ایران کا ہو یا ہندوستان کا۔

انگلستان سے ہر سال ۷ لاکھ پونڈ کا کپڑا مراکو کو بھیجا جاتا ہے اور امید تھی کہ امسال اس تجارت میں غیر معمولی ترقی ہوگی۔ لیکن موجودہ بدامنی کا یہ اثر ہوا ہے کہ اب تک ایک پیسہ کا کپڑا بھی نہیں بکا۔ **ٹینجیر** کا نامہ نگار طنجہ سے لکھتا ہے کہ مولائی حفیظ نے دول یورپ کے تمام مقاموں کو آشتی آمیز خط لکھکر ایک طاقتور گورنمنٹ قائم کرنے اور رعایا اور یوروپین باشندوں کے مابین از سر نو عمدہ تعلقات پیدا کرنے کا یقین دلایا ہے اس میں دول سے یہ بھی درخواست کی ہے کہ کسی کی طرفداری نہ کریں۔ اور خاموشی سے دیکھیں کہ خدا تعالے کس کو فتح دیکر تاج و تخت کا وارث بناتا ہے۔

۱۲ ستمبر کی خبر ہے کہ جنرل ڈرمنڈ نے قبائل کے ساتھ نامہ و پیام بند کر دیا ہے۔

کاسابلنکا سے ۱۴ ستمبر کا پیغام تار مظہر ہے کہ فرانسیسی فوج نے رات کو بیتر دل کی اور بنایل کے کیمپ واقع سیل ابراہیم پر حملہ اور گولہ باری کر کے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ اس حملہ میں ایک فرانسیسی لفٹنینٹ مارا گیا۔

برلن کے پیغام تار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایران کا جو مشن تخت نشینی کی اطلاع کرنے کے لئے وہاں گیا تھا قیصر جرمنی نے اسکے ممبروں کو مختلف تمغہ جات سے معزز فرمایا۔

روزنامہ بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

نصر من اللّٰہ و فتح قریب

(امرتسر)

قیمت معہ محصول ڈاک

	سالانہ	ششماہی
پیشگی [illegible]	[illegible]	[illegible]
مالک [illegible]	[illegible]	[illegible]
امراء	[illegible]	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]	صہ
طلباء و دیگر کم استطاعت اصحاب سے	[illegible]	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول کئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام مینیجر کے ہونی چاہیئے

فہرست مضامین

نایاب کتب
حاکم و محکوم میں منافرت۔ کونسل کی اصلاح، مسلمانوں کے خیالات۔ ایک سپاہی کی پرائیوٹ چٹھی
سیاست انگلستان و ہندوستان۔ تیسرے کانگرس
بنگال کی موجودہ حالت۔ وفاداری، کلکتہ گورنمنٹ
مدراس کی رائے۔ ایک ہندو اخبار کی قرار دادیں (رہائیں)، ناگہانی کا بیان
کی نذر۔ اعلان
متعلقات رسول کا احترام مقدس وجود ہے
علی گڑھ میں عربی کا جرمنی پروفیسر
ہندوستان کی خبریں ۔ اسلامی دنیا
ممالک غیر
اشتہارات

نمبر ۵۳ | مطبوعہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۹ شعبان ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۳

نادر و نایاب کتب

حیات سعدی:- مصنفہ خواجہ الطاف حسین حالی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری اور جملہ حالات ان کی سیر و سیاحت کے درج ہیں۔ قیمت عہ اور نیز ان کی تمام تصنیفات نظم و نثر پر ریویو کیا گیا ہے اس کتاب میں ۲۸ دلچسپ مضامین ہیں .... قیمت ... عہ

ارمان:- ایک پردہ نشین تعلیم یافتہ عورت کی شہری اور دل لبھانے والی زبان میں عبرت کا تبیل جلوہ ترقی کے ہوا آج کا زمانہ اور تعلیم یافتہ لوگوں کے رنگ کے متعلق ضرور ملاحظہ فرمائیے ...... قیمت عہ

صاف:- ایک ناول۔ عورتوں کی چہل پہل سہیلیوں کی چھیڑ چھاڑ عجب لطف دکھاتی ہے جس میں نایاب عصمت میں انتخاب کالی کی زندگی سہیلیوں کے لئے دستور العمل کا حکم رکھتی ہے قیمت ۸/

آئینہ خرد:- سوانح عمری خورشید مرزا و ہمراہ بیگم قیمت .... مہ

دھوکا یا طلسمی فانوس:- انگلستان کے مسلم الثبوت جادو نگار مسٹر رینالڈ کے ایک اچھوتے دلکش فیض و عبرت آمیز ناول کا ترجمہ جس میں عجب دلآویز پیرائے میں دکھایا گیا ہے کہ دنیا کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ اور ... ہمارے ناظرین جو کچھ نظر آئے اسپر اعتبار کرکے رائے قائم کر لیتے ہیں۔ قیمت صرف .... عہ

گلدستۂ کشمیر:- قیمت صرف ۶ **عربی بول چال** ہر دو حصہ قیمت .... عہ

مشاہیر نسواں:- ..... **لال کپتان** قیمت ۸/

سفرنامہ روم و مصر و شام:- شمس العلماء شبلی نعمانی کے اپنے تجویز کردہ سفر روم و شام و مصر کے چشم دید حالات جس کو بعد واپسی ہندوستان ترکوں کی تمدنی حالت اور حسن معاشرت سے عوام کو آگاہ کرنے کے لئے تحریر کیا۔ قیمت .... عہ

منظر و دارا بابالی:- عہد اورنگ زیب محمد محی الدین عالمگیر شاہ ہندوستان کا ایک سچا واقعہ جذبات عشق کا مجموعہ جوش الفت کی اصلی نقل۔ ہندو اور مسلمانوں کی لڑائی کا ایک اصلی نقشہ عشق و مذہب کی جنگ کا واقعی مرقع ہے اس کے واقعات ایسے دلچسپ اور بے نظیر ہیں کہ ایک صفحہ پڑھیے۔ پھر یہ ممکن نہیں کہ آپ نہ پڑھیں۔ قیمت صرف ۱۲ار

محبوب جمیلہ:- اردو زبان کا چھوٹا ناول۔ جذبات کا دریا۔ خیالات کا چشمہ جس میں دلچسپ واقعات اور سچے حالات کی ملاوٹ قومی ہمدردی کی ترغیب و تحریص لائی گئی ہے۔ شراب خواری۔ قماربازی۔ بچپن کی شادی وغیرہ رسوم قبیحہ کی بیخ کنی کر دی گئی ہے۔ پٹیالہ کے نوجوان امیرزادوں کی تفصیل لائف کا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ علاوہ ازیں غلام دستگیر کی کشتی کا بھی مفصل اور صحیح حال درج کیا گیا ہے لاہور کے پرُاسرار تہ خانوں کی قلعی کھولی گئی ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت نفیس قیمت ... ۸ار

مریم:- ایک باعصمت خاتون کی سرگذشت۔ اس کو عجیب و غریب حالات۔ دہلی کا سچا واقعہ دیکھنے کے قابل ہے۔ قیمت صرف ۱۲/

قطرات اشک:- نہیں لکھے ہوا موتی ہیں مؤثر مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۴ر

المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

وکیل امرتسر
جلد ۱۳ — نمبر ۵۲
مطبوعہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ

حاکم و محکوم میں مغایرت

جب سے لارڈ بشپ آف لاہور اور ایک معزز یورپین عہدہ دار کے مضامین حاکم و محکوم میں باہمی کشیدگی کے متعلق لاہور کے روزانہ انگلو انڈین اخبار میں شائع ہوئے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے بعض اخبارات میں عنوان بالا پر ایک سلسلۂ مضامین چھڑ گیا ہے جو ختم ہونے پر نہیں آتا۔ ہر خیال اور ہر فرقہ کے لوگ اس پیچیدہ مسئلہ پر قلم اُٹھا چکے ہیں بعض نے سنجیدگی اور نیک نیتی کے ساتھ پیچیدگیوں کے سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور بعض نے بحث کی آڑ میں برملا ہندوستانیوں کو گالیاں دے کر اپنے دل کے بخارات نکالے ہیں۔ مگر اس امر پر سبھوں نے اتفاق کیا ہے کہ یہ مغایرت دونوں کے حق میں مضر ہے اور دونوں پہلے جیسا کہ اسکے ازالہ کی تدابیر عمل میں لاویں بعض انگریزوں کے قلم سے جو مضامین اس سلسلہ میں نکلے ہیں بلا شبہ ہندوستانیوں کا دل دُکھانے والے ہیں۔

اُن میں ہندوستان کی تعلیم یافتہ جماعت کے کیرکٹر پر اخلاق و آداب پر۔ رسم و رواج پر اور خصائل و عادات پر سخت دلشکن حملے کئے گئے ہیں۔ اچھوں اور بُروں کو تقریباً ایک ہی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور غیر ممکن بتایا گیا ہے کہ اس قسم کی مختلف الطبائع قومیں آپس میں شیر و شکر ہو سکیں مگر جو بانی معقول پسند انگریز ہیں۔ اُنہوں نے اس امر کا صاف اعتراف کیا ہے کہ سارے ہندوستانی اس ملامت کے مستحق نہیں بعض دیسیوں میں وہ وہ قابل قدر اوصاف موجود ہیں کہ جب انگریز کو اُن سے دوستی پیدا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ وہ اُن کی دوستی پر فخر کیا کرتا ہے۔ انگریز اُن سے بیگانہ محض ہیں اُن کی خوبیوں کا علم حاصل کرنے کے لیے وہ کوئی صورت پیدا نہیں کرتے۔ اِن معقول پسند منصف مزاج انگریزوں نے اپنے تنگ مزاج ہم قوموں پر الزام لگایا ہے کہ وہ تمام ہندوستانیوں کو ایک ہی لکڑی سے ہانکتے ہیں۔ ساروں کی نسبت نا ملایم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ ان میں سے بعض میں اگر کچھ خرابی ہے تو وہ انگریزوں ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہے اور انگریز ہی اس مایوسی بخش نتیجہ کے ذمہ دار ہیں۔

ہم جہاں تک اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں۔ اس مغایرت کا ذمہ دار کمتر ہندوستانیوں کو اور زیادہ تر انگریزوں کو قرار دیتے ہیں۔ اس کے تسلیم کرنے میں ہمیں ذرا تامل نہیں کہ تعلیم و تہذیب کے اعتبار سے دیسیوں اور انگریزوں میں علی العموم بہت بڑا فرق ہے۔ ان دونوں کے مذہب میں تمدن میں۔ مذاق میں۔ خیالات میں۔ مزاج میں۔ ان کی مستورات کی حالت میں اور ان کے بعض دیگر خصائل میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ بعض ہندوستانیوں کا کیرکٹر باوجود یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے کو قابل نفرت ہوتا ہے۔ بعض لوگ یورپین حکام کی دوستی سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعضوں سے انگریزوں کو دوستی کرنے پر مختلف اقسام کے نقصان پہنچ چکے ہیں۔ یہ تمام باتیں اس دعوے کی دلیل میں پیش کی جا سکتی ہیں کہ انگریزوں اور دیسیوں کا اتحاد غیر ممکن ہے مگر اِن باتوں کو ہم اتحاد کے غیر ممکن بنانے کا ہم کافی سبب نہیں تصور کر سکتے۔ ہمارے اہالیان ملک کی حالت کا قابل اصلاح ہونے میں کسی کو کلام نہیں اُن کے عیوب مغایرت کو بڑھانے والے ثابت ہوتے ہیں لیکن اس بیگانگی کا اصلی باعث کسی طرح قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ بیگانگی کا اصلی باعث وہی بڑائی کے خیالات ہیں جو قدرتی طور پر فرمانروا قوم میں پائے جاتے ہیں۔ اور جنکی اصلاح محکوم قوم کے کافی میل جول پیدا کئے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اختلاف مذہب اس مغایرت کا باعث نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزوں کا تعلق دیسی عیسائیوں کے ساتھ ہم سے بھی زیادہ غیریت کا ہے۔ یہ بھی درست نہیں کہ ہمارے ہاں کی عورات کا پردہ ایک بہت بڑی سوشل رکاوٹ ہے جو انگریزوں کو ہم سے دل کھول کر نہیں ملنے دیتی اور جسکے باعث ہمیں اُن کی سوسائٹی میں شامل ہونے کی جرأت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ پارسیوں کی قوم میں پردہ نہیں۔ حالانکہ اُنہیں بھی انگریزوں کی نسبت تقریباً ویسی ہی شکایت ہے جیسی کہ دیگر محکوم اقوام کو۔ اس امر پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ جب تک ہمارا اُن کا تمدن یکساں نہ ہو۔ خیالات ایک سے نہ ہوں۔ مذاق متفق نہ ہوں۔ دونوں کیسے متحد ہو سکتی ہیں اور کیسے ایک دوسرے کی سوسائٹی سے حظ حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر کیا ہندوستان کی تیز رفتاری کو متغیر ہونے والی موجودہ حالت دیکھکر کوئی حق پسند اس سے انکار کر سکتا ہے کہ یہاں مغربی رنگ اب نہایت سرعت کے ساتھ بعض تعلیم یافتہ جماعتوں پر چڑھ رہا ہے۔ اور ایک معقول تعداد ایسے روشن خیال اور بلند پایہ ہندوستانیوں کی پیدا ہو گئی ہے جنکا اعلےٰ درجہ کا کیرکٹر ہے جنکے خیالات مغربی سانچے میں ڈھلے ہیں۔ جو مغربی تمدن سے پوری طرح مانوس ہیں۔ جو اکثر امور میں انگریزوں کے ہم خیال ہیں۔ جنکا مذاق اور جن کے مشاغل بالکل یورپین ہیں جنکی مستورات بھی یورپین لیڈیز کے قدم بقدم چلنا فخر سمجھتی ہیں۔ مگر یہ گروہ بھی انگریزوں کے بیگانہ برتاؤ کا اُسی طرح شاکی ہے جس طرح دیگر ہندوستانی۔ پارسی علاوہ متذکرہ بالا اوصاف کے دولت و ثروت میں متوسط درجے کے انگریزوں سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اور بوجہ تجارت پیشہ ہونے کے ملازم پیشہ انگریزوں سے آزادی میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر ہمنے کبھی نہیں سنا کہ یورپین کلبوں میں پارسی اُس آزادی سے شامل کئے گئے ہوں جس آزادی سے فرمانروا قوم کے ممبر شامل کئے جاتے ہیں دیسی عیسائی باوجود انگریزوں کے ہم مذہب و ہم خیال ہونے کے انگریزوں کی تمام خصلتوں سے کسی نہ کسی حد تک متصف ہوتے ہیں۔ مگر جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اُن کے ساتھ بھی بالکل غیروں کا سا برتاؤ ہے۔ تعلیم کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہندوستانی علی العموم تفریح طبع اور ورزش وغیرہ کے وہ طریقے اختیار کرتے جاتے ہیں جو اب تک انگریزوں کے ساتھ مخصوص رہے ہیں اور جن میں انگریز ہندوستانیوں کے ساتھ بآسانی شریک ہو سکتے ہیں مثلاً شکاری انگریز اُن دیسیوں کے ساتھ اپنی طبیعت بہت جلد مانوس کر سکتے ہیں جنہیں شکار کا شوق ہے۔ کرکٹ ایک کھیل ہے جس میں ہمارے ہم وطن حیرت انگیز ترقی کر رہے ہیں۔ اور جو دیسیوں اور انگریزوں کے درمیان ایک حد تک یگانگت پیدا کرنے کا بڑا باعث ہو سکتا ہے مگر بقول شخصے ؎

ضد تو دیکھو۔ اُسکی خاطر۔ اپنا مذہب چھوڑ کر
میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا

ہندوستانیوں نے کرکٹ میں کمال پیدا کر کے اس میں انگریزوں کی برابری کرنی شروع کی تو جیسا کہ چند عرصہ ہوئے بعض اخباروں میں شکایت دیکھنے میں آئی تھی۔ انگریزوں نے اب کرکٹ ترک کر کے اور اور کھیل شروع کر دیئے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ شاکی اخباروں کا یہ خیال صحیح ہے کہ ہندوستانی ٹیموں سے کرکٹ میں کئی دفعہ شکست کھانا اُن کی اس جدید روش کا باعث ہوا ہے۔ مگر ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ چند قابل قدر مستثنیات کو علیحدہ کر کے انگریز عموماً اپنے ہندوستانی ہمسایوں سے خواہ اسکا موقع ہو یا نہ ہو۔ دیسیوں پر اپنی برتری اور فوقیت ملایم و نا ملایم طریق سے جتاتے رہتے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ کسی بات میں ہم اُن کی برابری کریں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اُنہیں فخر کا

یہ خیال بیجا نہیں۔۔۔ مساوات کی جو خوبیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو صرف حاکم وقت ہونا ہی اُن کے تفوق کی کافی دلیل ہے۔ ہاں بے محل اور نا ملایم طریقے سے اسکا اظہار البتہ قابل اعتراض کہا جا سکتا ہے مگر یہ بشریت کا تقاضا ہے۔ اصلاح کا خیال اس کمزوری کو دُور کر سکتا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے دُور نہ کیا جائے۔ یہ وہ لغزش ہے جسکا اثر اندیشہ ہے کہ استحکام سلطنت اور رعایا کی فلاح کے حق میں مضر ثابت ہوگا۔ بوجہ فرمانروا قوم کے افراد ہونے کے اُن میں سے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے عمل سے اُن خیالات کو دُور کر دے جن کا تقاضائے فطرت انسانی اُن کے دلوں میں آنا لازمی ہے لیکن بخیال خیر خواہی سلطنت دلوں سے محو ہو جانا نہایت ضروری ہے ان خیالات کے دُور ہوتے ہی اس مسئلہ کے حل کرنے میں وہ تمام مشکلات دُور ہو جائینگی جو بعض لوگوں کو طرح طرح کے خوف دلا رہی ہیں۔ وہ ناقابل اعتماد کیریکٹر۔ وہ مذاق کا اختلاف وہ خیالات میں مغایرت وہ تمدن میں فرق۔ غرضیکہ تمام مشکلات آسان ہو جائینگی۔ اور پرانے برتاؤ میں نا دانستہ طور پر دلخوش کن فرق محسوس ہونے لگیگا۔

بعض مہربان انگریزوں نے جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا ہے۔ اپنے مضامین میں روشن خیال اور شایستہ ہندوستانیوں کو یورپین کلبوں اور سوسائٹیوں کا ممبر بنایا جاوے کر پبلیوں وغیرہ کے ذریعہ سے انگریزوں اور دلیسیوں کو موقع دیا جائے کہ وہ ایک دوسرے کی طبیعت سے۔ حالات سے اور خیالات سے آگاہ ہوں۔ ایک دوسرے کی خوبیوں کو پہچانیں۔ اور ایک دوسرے کے فرضی عیوب کے متعلق اپنے پہلے کے جمے ہوئے خیالات دُور کر دیں یہ تجویز نہایت معقول ہے اور ہمارے حکمرانوں کو بالآخر اسپر عمل کرنا ہوگا لیکن موجودہ صورت میں اس بیان کا نتیجہ کسی قدر دشوار معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُن میں سے اکثر کے خیالات آج کل دلیسیوں کے بارہ میں تقریباً وہی ہیں جو سول اینڈ ملٹری گزٹ کے بعض دل جلے مضامین سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ہمارے لئے تکلف انگریزی کلبوں میں شامل ہونے کا استیج ابھی کسی قدر دُور ہے۔ مگر اسکی ہمیں بہت کچھ امید ہے اور ہماری خوش قسمتی سے جو حسد نکلا انگریز اس ملک میں مقیم ہیں اُن کی بے التفاتی ہے ہماری اس... ہوتی ہے کہ حاکم قوم کا برتاؤ ہمارے ساتھ انگلش کلب میں نہ سہی۔ دفتروں میں... ریلوے سیکنڈ کلاس کی ریلوے گاڑیوں میں شاہراہوں پر بخشندہ شریفانہ۔ غرضیکہ روزمرہ کی زندگی میں ایسا ہمدردانہ ضرور ہو جائیگا جس سے ہمارے دلوں میں ہمارے حکام وقت کی محبت زیادہ ہو۔ غیریت و بیگانگت کے خیالات دُور ہو جائیں اور مفسدوں اور شورش پسندوں کو سادہ دل باشندگان ملک کو ورغلانے کا کوئی موقع نہ ملے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ہندوستان کی تعلیم یافتہ جماعت ساری کی ساری نہایت مبتذل ہے اور اس قابل نہیں کہ کلبوں میں اُسے برابری کا رتبہ بخشا جائے تو کم از کم اس سے تو کسی کو انکار نہ ہوگا کہ باوجود اپنی برائیوں کے وہ انسانیت کے برتاؤ کے مستحق ہیں اُن کے ساتھ برادرانہ سلوک نہ کیا جائے تو نہ سہی انہیں کسی شکایت کا موقع تو نہ دیا جائے۔ مسٹر سڈنی لو جو پرنس آف ویلز کے ہمراہ ہندوستان میں ایک انگلستانی اخبار کے نامہ نگار کی حیثیت سے آئے تھے۔ اور جنہوں نے اس ملک کے حالات پر ایک ایسی مفصل و مدلل کتاب لکھی ہے جسکی تعریف مسٹر ارلے جیسے باریک بین فاضل بھی پارلیمنٹ کے روبرو اپنی ایک تقریر میں کر چکے ہیں۔ اُس کتاب میں ہندوستانیوں کے ساتھ انگریزوں کے غیر ہمدردانہ سلوک کی شکایت کرتے ہیں جضور پرنس آف ویلز نے خود اس ملک سے واپس جا کر اپنی گلڈ ہال والی اسپیچ میں فرمایا کہ ہندوستانیوں کے ساتھ زیادہ ہمدردانہ برتاؤ کی ضرورت ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حکمران قوم کے افراد اپنی منفردانہ اور متحدانہ ذمہ داریوں کے بوجہ کا احساس کرینگے۔ اور ہمارے ساتھ برتاؤ کرنے میں وہ عاقلانہ روش اختیار کریں گے جو استحکام سلطنت بہبودی ملک اور خوشنودی رعایا کا باعث ہو۔

کونسلوں کی توسیع کی متعلق مسلمانوں کی خیالات

بعض ہندو معاصرین کی تحریروں سے مترشح ہوتا ہے کہ انہیں توسیع کونسلوں کے متعلق مسلمانوں کے صحیح خیالات کا اندازہ کرنے میں کسی قدر غلط فہمی واقع ہوئی ہے۔ ہمارے اظہار احسان مندی سے اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہمیں تجاویز زیر بحث سے کلی اتفاق ہے اور اخبار انڈین پیپل نے تو یہاں تک جولانی طبع دکھلائی ہے کہ اپنے کالموں میں اُسنے بڑے جوش و خروش کے ساتھ پیشینگوئی کی ہے کہ ذرا زیادہ ترقی کرنے کے بعد مسلمان بھی ان جدید اصلاحوں پر قانع نہ رہینگے ہم گذشتہ اشاعت میں شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی ایک تحریر کا مختصر ذکر کر چکے ہیں جس سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ شیخ صاحب کے نزدیک مجوزہ ترمیموں کا خاطرخواہ نہ ہونا اس امر کے مانع نہیں کہ مسلمان ان تجاویز پر سرکار کے احسان مند نہوں شیخ صاحب کے اس خیال سے دیگر روشن خیال اور سربرآوردہ مسلمان بھی متفق ہیں۔ اور ہم خود اپنے کالموں میں اس سے قبل جدید تجاویز کو تحت طلب قرار دے کر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کر چکے ہیں ہمارے لئے گورنمنٹ کے ممنون احسان ہونیکا اس سے بڑھکر اور کیا موقع ہوگا کہ ہماری متفقہ آواز کو اُسنے سنا۔ ہماری شکایات کو تسلیم کیا۔ ہماری معروضات کو قابل التفات سمجھا ہمارے مطالبات کو جائز قرار دیا۔ اور ہمارے حقوق کی محافظت کا قصد کیا سخت ناشکری ہوگی اگر ہم گورنمنٹ کی ان عنایات پر اظہار شکرگذاری سے دریغ کریں ہم کو صرف ایک جنبش قلم سے وہ کامیابی حاصل ہوئی ہے جو معاصر موصوف کو سالہا سال کی سرتوڑ کوششوں سے میسر نہیں ہوئی مسلمانوں کا شیوہ نہیں کہ ناشکری اور کفران نعمت کے مرتکب ہوں۔ انہیں گورنمنٹ کی عنایت پر کامل بھروسہ ہے۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کی اس تحریر نے جو حال میں مجوزہ اصلاحوں کے متعلق شایع کی گئی ہے انہیں اس بات پر آمادہ کر دیا ہے کہ وہ متفقہ طور پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کریں۔ یہ ایک بالکل جدا گانہ امر ہے کہ جو تجاویز ان کی شکایت دُور کرنے کی غرض سے سوچی گئی ہیں وہ کافی نہوں لیکن تجاویز کا قابل اصلاح ہونا ہماری شکرگذاری میں مخل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہماری شکرگذاری کے یہ معنی ہو سکتے ہیں جیسا کہ بعض حلقوں میں غلطی سے سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمیں ان تجاویز کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں تجاویز متذکرہ کے متعلق کئی امور غور طلب ہیں ہمیں دیکھنا ہے کہ ممبروں کی جو تعداد متعین کی گئی ہے وہ کافی ہے یا نہیں؟ جو طریقے انتخاب کے قرار دیئے جائینگے ملکی حالات کے مطابق اور قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کی محافظت کے لئے کافی ہونگے یا نہیں؟ پراونشل کونسلوں میں ہمارے لئے ممبری کی کیا شرائط لگائی جاتی ہیں اور کس قدر تعداد مقرر کی جاتی ہے

جب تک ان اہم مسایل پر مسلمانوں کی مختلف جماعتیں غور کر کے اپنی رائے کا اظہار نکریں۔ جنبی اخباروں کو کوئی حق حاصل نہیں کہ کسی قسم کی رائے مسلمانوں سے منسوب کریں۔ اور اس طرح طرح کی رنگ آمیزیاں کر کے اپنے دل کے جلے ہوئے پھپھولے پھوڑیں۔

ہمنے گذشتہ اشاعت میں شیخ صاحب کی تحریر کا حوالہ دے کر تحریر کیا تھا کہ ماہ آئندہ میں مسلم لیگ کا جلسہ منجملہ دیگر امور کے مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں پر غور کرنے کی غرض سے شہر بانکی پور میں منعقد ہوگا لیکن ہمیں اب اطلاع ملی ہے کہ بعد میں یہ امر قرار پایا کہ اس اہم مسئلہ پر کراچی میں بعد کانفرنس غور کیا جائیگا۔ تعلیمی کانفرنس سے اس پولیٹیکل بحث کو کسی قسم کا تعلق نہوگا بلکہ مسلمانوں کے اجتماع سے فایدہ اُٹھا کر بعد اختتام کانفرنس اس مسئلہ کے طے کرنے کے لئے ایک علیحدہ جلسہ کیا جائیگا جو کانفرنس سے بالکل جُدا ہوگا۔

اس سلسلہ میں ہم یہ تجویز پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ نواب وقار الملک صاحب سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ سرکاری چٹھی متعلقہ تجاویز مذکورہ کا اردو ترجمہ معہ دیگر ضروری معلومات کے ہندوستان کی مختلف

اسلامی جماعتوں اور تعلیم یافتہ مسلمانوں کے پاس ابھی سے روانہ فرما دیں۔ اور مشتہر دیا وہ نا نیورکی خدمت انہیں اس مسئلہ پر غور کرنے اور اپنی تحریری رائے سے مسلم لیگ کو مطلع کرنے کی تاکید فرما دی رہیں۔ بہی خواہان قوم سے بھی توقع ہے کہ وہ اپنے وقت اور دماغ کو اس اہم قومی ضرورت کی نذر کرنے میں دریغ نکرینگے اور آئندہ دسمبر میں علاوہ تعلیمی مشوروں میں شریک ہونے کے اس پولیٹیکل مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے بھی کراچی کو اپنی ذات بابرکات سے رونق بخشینگے ؛

ایک سپاہی پر کورٹ مارشل

کون کہتا ہے کہ سرکاری فوج کی دیسی سپاہ پر مفسدوں کا جادو مسلط نہیں ہوا۔ پنجابی رجمنٹ نمبر ۸۹ قصبہ مانڈلے کا ایک سپاہی جسکا نام پریم سنگھ ہے۔ رخصت سے واپس جاتا ہوا کلکتہ میں بیڈن اسکوائر والے پولیٹیکل جلسہ میں شامل ہوا۔ اور پھر مجمع میں ایک جوشیلی پولیٹیکل تقریر کی جس میں اُسنے چند نامناسب فقرے بھی استعمال کیئے اور بنگالی سامعین کو یقین دلایا کہ وہ اپنی کارروائی میں مشغول رہے تو انہیں مدد دینے والے بہت ہیں۔ مانڈلے پہنچ کر سپاہی [illegible] منقار سے اس جلسہ اور اس میں اپنی جوشیلی تقریر کا ذکر کیا۔ افسروں اور افسروں کے پاس یہ خبر [illegible] پہنچی۔ افسروں نے اسکی تلاشی لی تو اسکے پاس چند مفسدانہ کاغذات [illegible] ہوئے سپاہی فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اور اس کا مقدمہ ایک جنرل کورٹ مارشل کے سپرد ہوا ایک جدید تار برقی سے معلوم ہوا ہے کہ کارروائی کورٹ مارشل اب مکمل ہو گئی ہے اور مسل واسطے ملاحظہ صاحب چیف ایڈ دوکیٹ جنرل بھیجی گئی ہے۔ ملزم کو تقریر میں نامناسب الفاظ کے استعمال اقرار ہے مگر وہ یہ عذر پیش کرتا ہے کہ ارتکاب جرم کے وقت وہ نشے کی حالت میں تھا۔ اسکا بیان ہے کہ ہوش و حواس اگر اسکے بجا ہوتے تو وہ کبھی اس قبیح حرکت کا مرتکب ہوتا۔ یہ مبیں سال کا پرانا ملازم ہے اور بہادری کے صلہ میں دو تمغے حاصل کر چکا ہے۔ کلکتہ میں جوشیلی اسپیچ دیتے وقت وہ ان تمغوں سے اپنے سینہ کو زینت دیئے ہوئے تھا۔ صرف چند مفسدوں کی شرارت کا یہ نتیجہ ہے کہ وفادار فوج میں بھی سادہ لوح سپاہی اس قسم کی حرکات کے مرتکب ہونے لگے ہیں۔ دیکھیں فوجی حکام اس زہریلے مادہ کی بیخکنی کے لیئے کیا تدابیر اختیار کرتے ہیں ؟ ✣

معاہدۂ انگلستان و روس

رائٹر کے نامہ نگار سینٹ پیٹرس برگ سے انگلستان و روس کے جدید عہدنامہ کا جو خلاصہ بذریعہ تاربرقی روانہ کیا ہے اُسے دیکھکر انگلستان کے وزیر صیغہ خارجیہ کی اس کارگذاری کی متعلق اعلیٰ رائے قائم نہیں ہوتی۔ اول تو انگلستان جیسی جلیل القدر سلطنت کے لیئے یہ امر خلاف شان ہے کہ وہ اُس سلطنت سے عہد و پیمان کرے جو حال ہی میں ایک ملوکیت حکومت کے ہاتھوں ذلت کی شکست کھا چکی ہے۔ دوسرے روس کی گذشتہ تاریخ سے سبق حاصل نہ کرنا اور یہ سمجھ لینا کہ وہ بلا نقصان اٹھائے کبھی اپنے عہد پر قائم رہیگا۔ نہایت درجہ سادہ لوحی ہے تیسرے جن امور کے متعلق معاہدہ ہوا ہے وہ ایسے ہرگز نہ تھے کہ اُن کی بابت انگلستان کو روس جیسی سلطنت سے عہد و پیمان کی ضرورت ہوتی معاہدہ ایشیائی معاملات تک ہی محدود ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ صرف ایران افغانستان اور تبت کی بابت کچھ آپس میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ تا وقتیکہ عہدنامہ کی پوری نقل ہماری نظر سے نہ گذرے ہم اُسکے متعلق بالتفصیل کسی قسم کی رائے کا اظہار نہیں کر سکتے۔ مگر اسکا خلاصہ جو رائٹر کی معرفت ہم تک پہنچا ہے معاہدہ کے مایوسی بخش ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ ایران کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہے کہ شمالی حصہ پر صرف روس ہی کا اقتدار ہوگا۔ اور جنوبی حصہ پر انگلستان کا۔ افغانستان میں تجارتی حقوق روس اور انگلستان کو مساوی ہونگے۔ مگر بلا وساطت انگلستان روس اُس ملک سے کسی قسم کے پولیٹیکل تعلقات پیدا نہ کر سکیگا۔ تبت چین کے ماتحت رہیگا۔ اور انگلستان و روس اندرونی معاملات سے باز رہینگے۔ تبت ریلوے تار لہاسہ تک نہ لے جائینگے اور نہ اپنے قائم مقام وہاں بھیجینگے۔ ایران اور افغانستان اس عہدنامہ کو کس نگاہ سے دیکھینگے ؟ ناظرین خود غور فرما سکتے ہیں۔ اگر جدید شرائط سے ایران و افغانستان روسی اثر سے محفوظ ہو جاتے تو یہ ان کے نہایت اطمینان کا باعث ہوتا۔ لیکن نصف ایران میں روس کا پولیٹیکل اقتدار تسلیم کر لیا جانا اور افغانستان میں اُسے تجارتی تعلقات پیدا کرنیکی اجازت دینا ان اسلامی ممالک کی پریشانی کا باعث ہوا ہوگا۔ اس قسم کے عہدنامہ سے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ برٹش گورنمنٹ کو کیا فائدہ پہنچیگا۔ روس کو اس قسم کے معاہدہ کی سخت ضرورت تھی جب سے اُسنے جاپان سے شکست کھائی ہے وہ ہر ایک سلطنت سے صلح رکھنے کا خواہشمند ہے۔ مگر اُسی وقت تک جب تک کہ وہ اپنی حالت درست نہ کرے۔ انگلستان نے اگر اپنے اس مجلے حریف کو جنگ سے باز رکھنے کو اس عہدنامہ پر دستخط کرکے اپنی ہمسایہ اسلامی سلطنتوں کی دل آزاری جائز رکھی ہے تو خطا کی۔

ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار سینٹ پیٹرسبرگ سے تار دیتا ہے کہ ایران نے اس معاہدہ کو بہت پسند کیا ہے ایران کے حالات کا بیان بحث روس سے اندازہ کر لیا ایک ایسا کمال ہے جس میں نامہ نگار ٹائمس کا شاید کوئی ثانی نہ نکلے مگر باوجود اس کمال کے ہم سے صحیح حالات کے دریافت کرنے میں مغالطہ ہوا ہے یہ قرین عقل ہے کہ ایک کمزور سلطنت جو صدیوں کی غفلت سے پیدا ہو کر اپنی حالت کو درست کرنا اپنی قوت کو بڑھانا چاہتی ہے اس خبر کو سن کر خوش ہوگی کہ روس کو زیادہ دور بدست سلطنتیں گھر بیٹھے اس کی خیالی تقسیم کر رہی ہیں۔ اور اس میں اپنے پولیٹیکل اقتدار بڑھانے کی بات آپس میں سمجھوتہ کر رہی ہیں۔ انگلستان کے بعض اخبار وزیر صیغہ خارجیہ کی اس کارروائی کو نہایت پسندیدگی کے ساتھ دیکھتے ہیں لیکن وہاں ایک معقول جماعت انگلستان اور روس کے درمیان اس عہد رشتہ کو اور عہدنامہ کی بعض شرائط کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے ہی دیکھتی ہے۔

ریلوے کانفرنس

ریلوے کانفرنس کی کارروائی مسٹر مینس کی زیر صدارت ۲۲ ستمبر سے بمقام شملہ شروع ہو گئی۔ مینس صاحب نے اجلاس کا افتتاح فرماتے وقت طویل طویل تقریر میں ریزولیوشن ملے کانفرنس گذشتہ کا ذکر کیا۔ اور حاضرین ان امور کی جانب منعطف کی جو اب کی مرتبہ تصفیہ کے لیے پیش ہونے کو تھے۔ ان کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ زیادہ تر وہی امور پیش ہوں گے جو انتظام سے تعلق رکھتے ہیں۔ سفر کی آسانیاں بڑھانے۔ ریل کی وہ شکایات رفع کرنے جو سفر ریل میں عموماً پیدا ہوتی ہیں۔ اور تیسرے درجہ کے مسافروں کو آرام پہنچانے کے متعلق ایک بھی تجویز ایسی نہیں جس کا ذکر مینس صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں کیا ہو۔ تیسرے درجہ کے مسافروں کی حالت بہت زیادہ اس کی محتاج ہے کہ حکام ریلوے اس پر توجہ کریں۔ ہمنے افسوس کے ساتھ دیکھا کہ اس مرتبہ انڈین ریلوے کانفرنس نے اس ضروری مسئلہ کو اپنے پروگرام میں داخل نہیں کیا

بنگال کی مخدوش حالت

بنگال کی حالت انگریزوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ خطرناک ہوتی جاتی ہے تنہا انگریزوں پر بنگالیوں کے قاتلانہ حملے آئے دن سننے میں آتے ہیں۔ راستہ چلتے یورپینوں کی تذلیل و تضحیک کر دینا بنگالی نوجوانوں کا ایک شیوہ کار ہو چلا ہے۔ دارجلنگ ریلوے پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا ہے جس سے بنگال کی موجودہ مخدوش حالت کا اندازہ ہوتا ہے مشرقی بنگال ریلوے کے اسسٹنٹ منیجر مسٹر کراش اور ڈپٹی ایجنٹ مسٹر اسارٹ ایک ساتھ دارجلنگ میل میں رات کے وقت کلکتہ جا رہے تھے۔ صبح کے قریب کسی آہٹ سے مسٹر کراش کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے دیکھا کہ کوئی بنگالی ایک چھرا لئے ہوئے ان کے ساتھی مسٹر اسارٹ پر جھکا ہوا ہے بستر اسارٹ کی بھی اس وقت آنکھ کھل گئی جنہوں نے بنگالی سے سوال کیا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ بنگالی نے بجائے جواب دینے کے ان کے چھرا بھونک دیا۔ یہ دیکھکر مسٹر کراش لپکے اور لپک کر بنگالی حملہ آور کو جا دبایا۔ اس مجادلہ میں دونوں زخمی ہوئے لیکن بالآخر کراش صاحب نے بنگالی کو پچھاڑ دیا۔ اور اگلے اسٹیشن تک اس کے سینہ پر سوار رہے۔ اگلے اسٹیشن پر پولیس کا صرف ایک ہی شخص موجود تھا۔ اسلئے دونوں صاحبوں نے فیصلہ کیا کہ اپنے قیدی کو وہ سیدھا کلکتہ لے جائیں۔ کلکتہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ قاتلانہ حملہ کرنے والے صاحب ایک وکیل ہیں جو دیناج پور کی عدالتوں میں وکالت کرتے ہیں۔ انہیں جرم سے نہ صرف انکار ہے بلکہ دونوں انگریزوں پر یہ حملہ آور ہونے کا الزام لگاتے ہیں مقدمہ پولیس کے سپرد بغرض تفتیش کر دیا گیا ہے۔۔

وفاداری ملک پر گورنر مدراس کی رائے

ہز ایکسیلنسی سر آرتھر لالی گورنر مدراس آجکل دورہ پر نکلے ہوئے ہیں۔ مقام کالی کٹ پہنچ کر انہوں نے اپنی چند تقریروں میں بیان کیا کہ ہندوستان میں وفادارانہ خیالات غالب ہیں۔ معدودے چند کی بے لگام تقریروں کے باعث سارے ملک کی وفاداری پر معترض ہونا صریح ناانصافی ہے۔ اور معدودے چند کے خیالات کو سارے ملک کے خیالات تصور کرنا ہندوستان کے عمائد اور تعلیم یافتہ جماعت کے حق میں ظلم ہے۔ زمیندار پیشہ جماعت کو انہوں نے باغیانہ خیالات سے بالکل پاک قرار دیا۔ کالی کٹ کالج میں ہز ایکسیلنسی نے تقریر فرماتے ہوئے طلبا کی موجودہ روش کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا طلبا میں ڈسپلن نہ ہونے کی آپ نے شکایت کی اور فرمایا کہ اس بارہ میں گورنمنٹ کو اس خیال سے اور بھی زیادہ سخت کارروائی کی ضرورت محسوس ہوئی کہ آج طلبا ہیں۔ وہ کل دنیا کے کاروبار میں حصہ لینگے۔ امور مملکت میں زیادہ حصہ لینے کی جو لوگوں کو خواہش ہے اس سے گورنمنٹ کو پوری ہمدردی ہے۔ لیکن وہ اس بیہودگی کو خاموشی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی کہ طلبا ادب قاعدہ چھوڑ دیں۔ ڈسپلن کو بالائے طاق رکھدیں اور جو ان کے دل میں آئے کرنے لگیں۔

ایک مفسد اڈیٹر کی فراری

انڈین سوشیالوجسٹ کے نام سے ایک اخبار ولایت سے نکلتا ہے جس کے باغیانہ مضامین کے متعلق مسٹر ریس نے پارلیمنٹ میں کچھ دن ہوئے چند سوالات پیش کئے تھے اور جناب وزیر ہند کی توجہ اس کی جانب مبذول فرما کر اس مفسد اڈیٹر کو انگلستان سے نکلوا دینے کی بابت تجویز پیش کی تھی۔ اڈیٹر کا نام شیام جی کرشنا ورما ہے یہ اپنے آپ کو انگریزی رعایا نہیں کہتا۔ اپنے اخبار کے مقاصد اس نے یہ قرار دے رکھے ہیں کہ انگریزوں کو جابر کہا جائے۔ انگریزوں کی حکومت کا ہندوستان میں خاتمہ کر دیا جائے۔ اور ہندوستانیوں کے ہاتھ سے انگلستان فتح کرایا جائے۔ مسٹر ریس نے صاحب وزیر ہند سے اس بنا پر کہ یہ شخص اپنا شمار انگریزی رعایا میں نہیں کرتا۔ درخواست کی تھی کہ اس کو انگریزی سلطنت کی حدود سے نکل جانے کا حکم دیدیا جائے۔ شیام جی کرشنا ورما نے یہ خبر پاتے ہی اپنا بوریا بدھنا انگلستان سے باندھا اور پایہ تخت فرانس کی راہ لی۔ دس برس ہوئے کہ بال گنگا دھر تلک اور ناتو برادران کی گرفتاری کے موقع پر آپ ہندوستان سے بھی مفرور ہوئے تھے۔ اب آپ کا اخبار پیرس سے نکلا کرے گا لیکن گورنمنٹ نے اس اخبار کو ہندوستان میں آنے کی ممانعت کر دی ہے۔ انڈین سوشیالوجسٹ کے باغیانہ مضامین ہی نے ہندوستان میں انتہا پسند فرقہ کی جماعت کو پیدا کیا ہے۔

مراسلات

نافرمانوں کی تلخ کامیاں

اسوقت ہماری نظر میں بنی نوع انسان تین اقسام پر منقسم ہے ایک دنیا دار لوگ۔ دوسرے دیندار اور تیسرے دونوں سے بے تعلق۔ آخرالذکر گروہ کو تو ہم اسلئے خارج از بحث کرتے ہیں کہ یہ فرقہ نہ دینی نہ دنیوی کسی آئین و قوانین کی پابندی ضروری نہیں سمجھتا انکی خود رائی اور آزاد مشربی ہی انکا قانون ہے اور وہی انکا مذہب۔ اسی کے زیر اثر یہ لوگ جو جی میں آتا ہے کر گذرتے ہیں اور جیسی زندگی چاہتے ہیں بسر کرتے ہیں۔ نہ انہیں دنیاداروں کی تحسین و مرحبا کی کچھ پرواہ ہے نہ دینداروں کے طعن و ملامت کا کوئی کھٹکا اپنے ہی خیالات و خواہشات کو پورا کرنے کی دھن انکی زندگی کا مقصد اعظم ہے اسی کے حصول میں یہ لوگ شب و روز مصروف و منہمک رہتے ہیں۔ اب یہ جدا بات ہے کہ اس راہ میں کبھی تو انہیں ناکامی و نامرادی نصیب ہوتی ہے اور کبھی کامیابی و سرخروئی۔ کسی کوشش کا نتیجہ عزت ہوتا ہے اور کسی کا بے آبروئی و ذلت غرض ان لوگوں کی دنیا ہی گویا ایک علیحدہ اور سب سے بے تعلق دنیا ہے۔

ثانی الذکر لوگ بھی اگرچہ رہتے اسی دنیا میں ہیں۔ اور اس سے قطع تعلق کر کے آخر جائیں کہاں؟ لیکن چونکہ وہ احکام دین کی حتی الوسع پابندی کرتے ہیں اور نری دنیا کی فلاح و بہبود کو اپنا مقصود حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے خالق و مالک کی طاعت اور اسکے پاک برگزیدوں کی اطاعت و اتباع کو عموماً اسقدر ضروری و قابل لحاظ جانتے ہیں کہ بسا اوقات اسکی خاطر بہت سے دنیوی نقصانوں اور تکالیف کو بھی بطیب خاطر گوارا کر لیتے ہیں......... قطع نظر اس سے کہ انکی خوش اعتقادی یا غلط فہمی یا لاعلمی انہیں کبھی کبھی غلط راہوں پر چلا کر بعض ایسے اعمال و افعال کا بھی مرتکب بنا دیتی ہو جو نہ خدا کی بارگاہ میں مقبول ہوں نہ اسکے برگزیدوں کے نزدیک مستحسن پھر بھی ان لوگوں کی حالت بہر نہج اس امر کی مستوجب نہیں معلوم ہوتی کہ ہم انکو نافرمانوں کے زمرہ میں شامل کریں۔ جنکی تلخکامیوں اور عبرت انگیز و تاسف خیز حالات زندگی پر ہم اس مختصر مضمون میں ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتے ہیں۔

اب رہے اول الذکر لوگ جو گو لامذہب یا دہریہ صفت حضرات کی مانند دین و دنیا دونوں سے مستغنی بھی نہیں ہیں مگر اپنی عملی زندگی میں پابند مذہب یا دیندار لوگوں کی طرح احکام شریعت کی پروا بھی نہیں کرتے اور چونکہ اس موقعہ پر ہمارا اصلی مقصود اپنی قوم کے غفلت شعار افراد کی اصلاح و تنبیہ ہے اسواسطے اب ہم صاف لفظوں میں اس گروہ کا پتہ دئے دیتے ہیں کہ وہ مطلقاً بیدین تو نہیں مگر یہ ضرور کہینگے کہ صرف پیدائشی یا نام کے مسلمان ہیں اور جاہلانہ رسوم آبائی کے پابند۔ گوشت کھانے یا ڈاڑھی رکھنے کے مسلمان بھی ہم انہیں اسوجہ سے نہیں کہتے کہ اس ملک اور نیز دیگر ممالک میں بہت سے غیر مسلم اقوام کے افراد بھی ڈاڑھی رکھتے اور گوشت کھاتے ہیں تو گویا اسمیں ذرا شک نہیں کہ یہ لوگ باعتبار اپنی عملی زندگی کے شعار اسلام سے بالعموم بہت ہی دور جا پڑے ہیں۔ انمیں ہزاروں لاکھوں بلاشبہ ایسے ہیں کہ مفصل احکام شریعت اور انکی پابندی کا تو کیا ذکر سرسری و مجمل اعتقادات صحیحہ کی بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ اصول دین تو ایک طرف جزوی علامات دینداری اور معمولی کلمہ کلام سے بھی بے بہرہ ہیں اور اسلام کی موٹی موٹی نشانیوں یعنی صوم و صلوٰۃ تک کے خوگر نہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر ہمیں اپنی قوم کی حالت پر بے تحاشہ رونا آتا ہے کہ جو لوگ آزاد خیالی میں حد سے تجاوز کر کے دہریوں کے درجہ کو پہنچ گئے ہیں انکا تو عدم وجود برابر تھا ہی لیکن جو حضرات دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ جزوی اختلافات کی کشاکشی میں اپنی طاقت کو تباہ کر رہے ہیں اور جو دنیادار ہیں وہ یوں جہالت غفلت اور بے دینی کی وجہ سے گویا عملی طور پر جمعیت اسلام کو ضعف پہونچا رہے ہیں کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ دینی ہوں خواہ دنیوی کسی قسم کی برکات قوم کو حاصل نہیں ہوسکتیں تاوقتیکہ اسکے افراد میں اعتقادی اور نیز عملی یک رنگی و ہم آہنگی موجود نہ ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آخرالذکر گروہ جسے ہمنے تمہید میں اول نمبر پر کہا تہا اسم پرستی میں ایسے غرق ہیں کہ انہیں اپنے اعمال و افعال میں نہ دینی امور واہی کی کچھ خبر ہے نہ دنیوی منافع و مصالح کی چنداں پرواہ۔ رسوم آبائی کی ترویج بھائی برادری کی جھوٹی لاج اور عارضی نام و نمود یا واہ وا کا خیال انکے دلوں میں اسقدر گھر کئے ہوئے ہے کہ نہ انکو جیتے جی کی تباہی و زیرباری اور بالآخر رسوائی سے کچھ خوف آتا ہے نہ خدا و رسول کی عدول حکمی اور عاقبت کی بازپرس سے کوئی ہراس پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے ہمنے اپنے عنوان میں انکو نافرمان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

انکی تلخکامی و بدانجامی کی داستان پر درد بہت طویل ہے گر ہم مختصراً صرف ایک تمثیل سے اسپر سرسری روشنی ڈالتے اور یہ دکہاتے ہیں کہ محض جہالت غفلت اور بیدینی کے باعث انکی زندگی کے اہم ترین کارنامے کسطرح انہیں خسر الدنیا و الآخرۃ کا مصداق بناتے ہیں۔ اور ہمیں نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ صرف دیہات اور قصبات ہی کے مسلمان اس مہلک و ہولناک مرض میں مبتلا نہیں ہیں۔ بلکہ بڑے بڑے شہروں تک میں جہاں تعلیم و شائستگی کا خاصہ چرچا پہیل چکا ہے ہزارہا مسلمان نہ فقط پنج قوموں کے بلکہ نیز اونچے اونچے گھرانوں کے اکثر اس وبا کا شکار دیکھے جاتے ہیں •

غمخواران امت مرحومہ کو ایسی بہت سی نظیریں اپنی آنکھوں دیکھنے اور دل ہی دل میں کڑھنے کا بارہا اتفاق ہوا ہوگا کہ ایک گھر یا کنبہ میں شادی یا غمی کی کوئی تقریب ہوتی ہے تو محض بھائی برادری کی رضاجوئی کے لئے خدا و رسول کے صریح ارشادات کی بھی مطلق پروا نکر کے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی ہے یا قرض دام لیکر علی قدر حیثیت سینکڑوں یا ہزاروں روپے پانی پھیر دیا جاتا ہے سارا اندوختہ لٹا پٹا کر کھنک ہو جاتے ہیں یا قرضہ میں بال بال بندھ جاتا ہے پھر اس ناعاقبت اندیشی و تباہ کاری کا خمیازہ انہیں یہاں تک بھگتنا پڑتا ہے کہ برسوں افلاس کی مصیبت یا قرضخواہی کی رسوائی و ذلت سے رستگاری نہیں ملتی اور لطف یہ کہ جنکی خاطر یہ سب کچھ گوارا کیا جاتا ہے وہ پھر بھی خاطر میں نہیں لاتے بھائی برادری کے لوگ اس شادی غمی کے کاج میں کوئی نہ کوئی نئی نکالتے اور نام ہی دہرتے رہتے ہیں اور یہی نہیں کہ بعد میں ہزاروں فضیحت خیز تاخلف نکلتے یا شکوے شکایات کے دفتر کھلتے ہوں بلکہ دوران تقریب میں بھی بسا اوقات سخت شرمناک تو تو میں میں اور جنگ ہنسائی تک نوبت پہنچتی ہے۔ یہ کسقدر صدمہ و رنج کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جسکی خاطر پہنی سارا ہی رہی ٹانگ رہی انگھاڑی؟ بھائی برادری کے پاس خاطر سے تو تمام زیرباری و زحمت گوارا کی اور وہی کسی عنوان راضی ہونے میں نہیں آتی۔ اور خدا و رسول کی نافرمانی کا بار گناہ جو سر پر دھر گیا سو علیحدہ۔

آہ! اس تمام تلخکامی و مصیبت کا باعث کیا ہے؟ یہ اور صرف یہی کہ لوگ اپنی غفلت و جہالت کے سبب دین کی طرف سے بے پروا ہوگئے ہیں اور دنیا کو اسپر مقدم رکھتے ہیں اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ اسلام دنیا میں رہ کر ہی اختیار کرنیکے لئے ہے اور مصالح عقبیٰ کے علاوہ دنیا کے بھی سارے نشیب و فراز سجہا کر فلاح دارین کا ذمہ اٹھاتا ہے تو وہ ضرور اپنی موجودہ حالت پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہنچ سکیں کہ نری دنیا کا بندہ بنکر تو انسان نہ صرف فلاح عقبیٰ سے بے نصیب رہتا ہے بلکہ اکثر دنیا میں بھی یا ظاہراً ظاہر ہو رہا یا اندر ہی اندر تلخیوں یا دو ناکامیوں کا شکار ہوتا ہے برخلاف اسکے اگر دین کو مقدم رکھے یا دنیا کی دلفریبیوں سے ان شرائط کے تحت

ہو کہ تمتع اُٹھائے جنہیں دین لازمی قرار دیتا ہے تو دُنیا خود دست بستہ تمہارے آگے آن حاضر ہوتی ہے اور دو نو جہان میں شادکامی و ہیچ رسی کا باعث ٹھہرتا ہے اور اگر بفرض امکان اس دارالابتلا میں تمکو کسی طرح کی تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا ہو بھی تو دار آخرت کے لئے ضرور تمکی امیدیں خوشگوار اور خدا کی رحمت کی حقدار و خواستگار ہوتی ہیں۔

قوم کے ایک بڑے حصے کی اس افسوسناک حالت کا چارہ کار آخر کیا ہے؟ ہماری رائے میں اسکا علاج یوں ہو سکتا ہے کہ بیدار و ہوشمند افراد ملت عام اس سے کہ وہ محترم علماء دین ہوں یا نئی روشنی کے تعلیمیافتہ لیڈر۔ اپنے غافل بھائیوں کو ہوش میں لانے کے اپنے اپنے حلقۂ اثر میں ذمہ دار بنیں۔ انکو رسم پرستی کے نقصانات اور مسرفانہ بیہودگیوں کے خطرناک و برباد ی بخش نتائج سے خبردار کریں اور یہ سمجھا دیں کہ کروڑوں افراد ملت میں سے فقط معدودے چند ممتاز اشخاص کی عزت و شہرت اور ثروت یا دینداری و نیک کرداری تمام قوم کو ہرگز دنیا و عقبیٰ میں سُرخ رو نہیں کر سکتی۔ اور جب تک کافہ ملت کی حالت افسوسناک و عبرت انگیز ہے خدا و رسول کے حضور وہ خاص خاص ممتاز اشخاص بھی اس امر کی جوابدہی سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ تمنے ابنائے ملت کی سچی ہمدردی اور اصلاح کا فرض کہاں تک ادا کیا اور اگر نہیں کیا تو کیوں ✦ (احمد حسین فرید آبادی)

ایک جمعہ کی نماز

بمبئی میں!!

بمبئی عرب کا دروازہ ہے۔ بیچ میں پانی کا حجاب نہ ہو تو ارض حجاز سامنے نظر آنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں باشندوں میں عربی طرز معاشرت اور عربی لباس کے علاوہ مراسم مذہبی میں بھی وہی قدیمی شان پائی جاتی ہے جسکو ہندوستانی مسلمان کتابوں میں پڑھ کر یاد کیا کرتے ہیں۔ ذیل میں ایک نماز جمعہ کی کیفیت درج کیجاتی ہے۔ نماز تو وہی ہے جو تمام دنیا کے مسلمان پڑھتے ہیں مگر ذرا سے جزئی تفاوت میں تاثیر بدل جاتی ہے۔ اول تو مسجدوں کی شان نرالی سبحان اللہ۔ ایسی صفائی اور آرایش کہ داخل ہوتے ہی جی بشاش ہو جاتا ہے۔ دوسرے امام و موذن منتخب کر کے رکھے جاتے ہیں۔ عالم فاضل قاری۔ خوش الحان نیک سیرت۔ نیک ... بشرہ سے نور ہی نور ٹپکا پڑتا ہے۔ چونکہ معقول طور پر ان کی خدمتگذاری ہوتی ہے اسلئے ... نہایت اعلیٰ لباس اور اعلےٰ اطوار میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

جامع مسجد کے امام صاحب جنکو قدیمی اصطلاح کے موافق خطیب کہا جاتا ہے عجیب فرشتہ صورت آدمی ہیں مولانا عبدالمنعم بامکفظ نام ہے۔ موذن جنکو بانگی کہتے ہیں شیخ سالم باذیر ہیں۔ یہ بھی نہایت بلند آواز اور بزرگ منش آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو دیکھکر ہمکو اپنے علاقہ کی مسجدوں اور ملاؤں کا خیال آیا کہ بیچارے تمام مسلمانوں میں کسقدر حقارت اور ذلت سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہان تک کہ اگر کسی کو حقیر و ذلیل ظاہر کرنا مقصود ہو تو مسجد کے ملا سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ مگر بمبئی میں مسجد کے ملاؤں کا بڑا ادب و احترام ہے اور وہ مسلمانوں میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے تئیں عزت کے قابل ثابت کیا ہے۔ نہ انمیں طمع ہے نہ دعوتوں کا شوق۔ پھر کیوں دوسروں کی نگاہوں سے گریں۔

اذان ہوتے ہی مسلمان نماز کے لئے جوق جوق آنے لگتے ہیں۔ چند منٹ کے بعد بانگی عربی میں آواز دیکر آگاہ کرتا ہے کہ اب سنتوں کا موقعہ ہے۔ مُسلمان یہ صدا سنتے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سنتیں ادا کر چکے تو پھر موذن آواز دیتا ہے کہ خدا اور اسکے فرشتے رسول پر درود پڑھتے ہیں مسلمانو تم بھی پڑھو جسوقت یہ جملے تمام ہوتے ہیں اس زور شور سے درود پڑھا جاتا ہے کہ مسجد اور تمام در و دیوار گونجنے لگتے ہیں۔ اور ایک ایسا روحی جذبہ پیدا ہوتا ہے جسکا لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

درود خوانی کے بعد بانگی آگاہ کرتا ہے کہ اب خطیب صاحب ممبر پر تشریف لاتے ہیں حضرت رسالتمآب کا حکم ہے کہ خطبہ کی حالت میں خاموش رہنا چاہیئے۔ پس تمکو بھی لازم ہے کہ نہایت ادب اور سکوت سے احکام الٰہی کو سنو۔ اگرچہ یہ حکم عربی زبان میں دیا جاتا ہے مگر تمام مسجد میں سناٹا ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہاں مُسلمانوں کا اتنا بڑا مجمع ہے سب خاموشی سے ارشاد خداوندی کو سننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور خطیب صاحب نہایت سفید لباس میں تشریف لاتے ہیں سر پر چھوٹا سا عربی عمامہ اور اسپر ایک سفید ململ کا چادرہ اوڑھے ہوئے عجیب نورانی صورت معلوم ہوتی ہے خطیب صاحب نے ممبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا اور بانگی ایک مجذوبانہ شان سے ہاتھ پھیلا کر کھڑا ہوا اور آواز دی الٰہی اس ممبر کی عزت کو اسلام اور مُسلمانوں کو ہمیشہ برقرار رکھ۔ سب مسلمان آمین کہتے ہیں۔ اور ایک ایسا طرب انگیز سماں بندھتا ہے کہ روح وجد میں آجاتی ہے۔ بانگی کی دعا کے دوران میں خطیب صاحب آہستہ آہستہ ممبر پر چڑھتے ہیں اوپر کے زینہ پر جاتے ہی بانگی اذان شروع کر دیتا ہے اذان کے بعد خطیب حسب معمول خطبہ پڑھتے ہیں۔ اور جب پہلا حصہ ختم کر چکتے ہیں تو دستور کے موافق بیٹھتے ہیں بانگی آواز سے دعا کرتا ہے اور مسلمان آمین آمین کہتے ہیں۔ دوسرے خطبہ میں جب اصحاب کا نام لیا جاتا ہے۔ تو مسلمانوں میں ایک گونج پیدا ہوتی ہے جو انگریزی چیز سے لاکھ درجہ بڑھکر موثر ہوتی ہے خطبہ میں کسی بادشاہ کا نام نہیں لیا جاتا لیکن حسب ذیل دعا کیجاتی ہے۔

خدایا اسلامی جھنڈے کو بلند کر۔ شرک کے نشان کو جھکا دے۔ اپنے اس بندے کی سلطنت کے طفیل جو رسول حجازی کا آسرا لینے والا ہے۔ جو ہمارا دینی سلطان ہے۔ جو حرمین شریفین کی حفاظت کے لئے غازی ہے

خطبہ کے بعد تکبیر اور نماز ہوتی ہے۔ سلام کے بعد بانگی زور سے کہتا ہے آمین آمین آمین۔ اسکے بعد سبحان اللہ الحمدللہ۔ اللہ اکبر تین تین بار تھوڑے تھوڑے فصل سے پڑھتا ہے اور تمام مسلمان اسکی تقلید میں یہ وظیفہ پڑھتے ہیں اور یوں ارشاد نبوی کے موافق یہ وظیفہ تمام ہوتا ہے۔ اسکے بعد نماز ختم ہو جاتی ہے لوگ سنتیں پڑھکر چلے جاتے ہیں۔

الغرض عجیب پُرتاثیر نماز ہوتی ہے اور مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کی نمازیں یاد آتی ہیں۔ خدا سب مسلمانوں کو وہ موقع بھی دکھلائے۔ ہمارے حاجی احمد میرزا صاحب فوٹوگرافر چاندنی چوک دہلی ان تمام مقدس مناظر کے فوٹو لائے ہیں جنمیں صلوٰۃ مدینہ اور صلوٰۃ مکہ کی ہو بہو کیفیت نظر آتی ہے۔ مگر جب تک اصل چیز آنکھوں سے نہ دیکھیں چین نہیں آسکتا۔ حسن نظامی دہلوی از بمبئی۔

اعلان

۲۲ ستمبر ۱۹۱۔ کو سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے باتصواب رائے لوکل کمیٹی کانفرنس کراچی آنریبل خواجہ سلیم اللہ صاحب سی ایس آئی نواب بہادر ڈھاکہ کو بالاتفاق آیندہ اجلاس کانفرنس کا جو اسال اخیر دسمبر میں بمقام کراچی منعقد ہوگا۔ صدر انجمن (پریسیڈنٹ) منتخب کیا۔ آنریبل نواب بہادر نے بخوشی صدر انجمن ہونا منظور فرمالیا ہے۔ آفتاب احمد خان سیکرٹری سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس

رباعیات

عمر خیام معہ تذکرۂ حکیم موصوف:۔ اکثر اوقات بذریعہ اخبار وکیل پبلک کو حکیم مرحوم سے ہم انٹروڈیوس کراچکے ہیں جنکی تصانیف کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے یورپ بیتاب کیٹی بیٹھی ہے یہی رباعیات ہیں جنکو اگر جو ہر آبدار اور لآلی شاہوار سے تشبیہ دیجائے معنیٰ ملا ہے۔ ایک ایک رباعی میں دنیا بھر کے تجربے اور دانشمندی کوٹ کوٹ کے بھر دیے ہیں۔ گویا معنیٰ نکلا ہے میں الحمدللہ کہ ایک مدت مدیاد دو حصے بعیہ کی محنت کے بعد یہ نسخہ کیمیا احباب اہل علم کے سامنے آتا ہے اس نسخہ کی تیاری میں امور ذیل کا پورا پورا انتظام رکھا گیا ہے۔ (۱) اس کتاب کا مقابلہ پرانے قلمی نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے (۲) رباعیات کی ترتیب حروف تہجی کے قاعدے سے ردیف وار کی گئی ہے۔ اور ہر ایک حرف کی رباعیات کے ساتھ اسکا نمبر دیا گیا ہے۔ (۳) رسم الخط لاثانہ حال کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے (۴) اضافتوں کی علامات شری محنتوں سے لگا دیگئی ہیں جن کی بدولت کتاب حل ہو جاتی ہے۔ (۵) تذکرہ مصنف ۲۰ صفحے کا ایک نہایت دلچسپ سالہ ہر کتاب کے اول لگا دیا گیا ہے جو بڑی محنت اور تلاش کتب سے مدد لیکر لکھا گیا ہے۔ (۶) اعلےٰ درجہ کا کاغذ پر نہایت خوشخط چھاپا گیا ہے۔ قیمت فی جلد عمر، علاوہ محصولڈاک ۲۔ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر ۲۰ کم

منقولات

رسول کا احترام عقلاً واجب ہے

سلسلہ کے لئے دیکھو وکیل مطبوعہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۲ء

جب کوئی سلطنت مقرر کیجاتی ہے تو دونوں گورنمنٹوں کے ملکی۔ قومی۔ حکومتی اور انتظامی اعتبارات کی لحاظ سے کیجاتی ہے اور جبکہ ایک ایسا کام ہوتا ہے۔ جو بہت ہی تدبیر اور حزم اور احتیاط چاہتا ہے۔ دُنیوی نظام کیطرح قدرتی نظام میں بھی ایسے انتخابات میں خاص خاص صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے نظام بدنی کے واسطے جو اعضاء عضو رئیسہ کر سلسلہ میں رکھے گئے ہیں واقعی وہ اُسی قابل تھے بےشک ایکشخص یا ایک مست یہ سوال کر سکتا ہے۔ کہ مجھے چشم بنا کیوں نہیں بنایا گیا۔ لیکن آنکھ کا کام اُسکی تسلی کر سکتا ہے کہ وہ اس قابل نہیں تھا۔ یا اُس کے مقابلہ میں خود ہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ دماغ ہی اس کام کے قابل تھا۔ تدبیر نظام بدنی کے واسطے جو جو اخلاط معرض خلقت میں لائے ہیں اُن کی فضیلت بمقابلہ فضلات کے معلوم اور ثابت ہو سکتی ہے۔ روحانی نظام بھی دُنیوی نظام سے کم نہیں بلکہ مذہبی درجہ کی جہت سے دنیوی نظام سے یہ نظام فائق اور برتر ہے کیونکہ دنیوی نظام کے بعد جو نظام آنیوالا ہے۔ وہی روحانی نظام ہے ہر مذہب اور ہر مذہبی سلسلہ میں۔

کوئی نہ کوئی "ہادی" "بانی" "یا امام" ہوتا ہے۔

جیسے کہ ہر گورنمنٹ کوئی نہ کوئی شاہ یا صدر مجلس رکھتی ہے۔ اس ترتیب اور اس نظام سے ثابت ہوا کہ دنیوی حکومت کی طرح مذہبی سلسلوں میں بھی۔

"کسی نہ کسی اعلیٰ ہستی یا ممتاز وجود کا ہونا لازمی ہے"

"خواہ فی الحقیقت ہی وہ ممتاز اور اعلیٰ ہو یا بوجوہ مان لیا گیا ہو"

"خواہ ایسا امتیاز فطرتی وجوہ سے ہو"

"خواہ انتخابی اصولوں سے"

× ×

کوئی ہی صورت ہو جو شخص اس کام کے واسطے انتخاب کیا جاتا ہے۔ اور جسکے ذمہ بہت بڑا ایسا کام لگایا جاتا ہے۔ وہ دوسروں کے مقابلہ میں۔

"اصلی" "مفروضہ" "اعتقادی" فوقیت ضرور رکھتا ہے۔

مسٹر شاپن ہاور جو ایک نامور فلاسفر گذرا ہے کہتا ہے۔

"جو لوگ قدسی فطرت۔ تکمیل فطرت۔ استقلال۔ اور روشن ضمیری کی وجہ سے ممتاز ہیں وہی نبی ہوتے ہیں اور وہی رسول بنتے ہیں"

"اُن کا دماغ اور اُن کا ضمیر اور دل سے قدرتاً خاص اور روشن و کمل ہوتا ہے"

"اُنکی خلقت خاص اس غرض کے واسطے ہوتی ہے"

"کوئی دوسری خلقت اُسکا مقابلہ نہیں کر سکتی"

"وہ اپنے ابنائے جنس کے فخر ہیں"

پھر اُسی فلاسفر کا یہ قول بھی ہے کہ

"چونکہ فلاسفر اور حکیم کی دماغی بناوٹ اور ضمیری ساخت آور اپنے ابنائے جنس سے فائق اور خاص ہوتی ہے۔ اسواسطے وہ دوسروں سے تمیز دیا جاتا ہے۔ ہر مذہبی سلسلہ ایک روحانی گورنمنٹ ہے۔ جسطرح دُنیوی گورنمنٹ بغیر کسی صدر مجلس یا شاہ کے نہیں چلسکتی اسی طرح روحانی گورنمنٹ بھی بغیر کسی پاک اور ممتاز ہستی کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسواسطے بھی بانی مذہب کی تقدیس اور تکریم کی ضرورت ہے کہ مذہب انسانوں کے واسطے ہے اور انسان انسان سے ہی زیادہ تر تسلی پاتا ہے۔ کیونکہ باعتبار حیثیت ایک نسبت دونوں میں ہوتی ہے۔ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو فرشتوں کا رسول ہو کر آنا زیادہ تر مناسب تھا جوش و حب مذہبی بھی ایک شوکت ہے۔ وہ بانی مذہب کی محبت سے ہی پیدا ہوتی ہے جس مذہب کا کوئی بانی نہیں اس میں جوش بھی نہیں۔ خدا بھی مذہب کا جزو اعظم ہے۔ لیکن یکتر ہوتا ہے کہ خدائی بحث میں کوئی جوش پیدا ہو۔ ہمیشہ رسول یا اوتار اور بانی مذہب یا ہادی کی بابت ہی جوش آتا ہے۔ چونکہ ایک بانی مذہب محسوس عالم میں ہوتا ہے اسواسطے اسکی نسبت زیادہ تر تحریک اور جوش رکھتے ہیں اس سے ایک بانی مذہب کی تعظیم اور امتیاز کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے کون خدا کو نہیں مانتا اور کون توحید کا کسی نہ کسی رنگ میں قائل نہیں۔ لیکن جب تک کوئی بانی اور صدر مجلس نہیں مقرر کیا جاتا مذہبی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔

کسی بانئے مذہب کی اسواسطے تعظیم نہیں کیجاتی کہ نعوذ باللہ وہ خدا کا ٹکڑا یا خدا کا جزو ہے۔ یا خدائی کاموں میں اُسے بغیر رضامندی خدا کے کوئی دخل ہے۔ بلکہ صرف اسلئے کہ وہ خدا کا برگزیدہ ہے اور خدا نے اسے بہتوں میں سے اپنے کام کے لئے چُن لیا ہے۔ حضرت موسیٰ کی مذہبی دنیا میں کیوں تعظیم کیجاتی ہے اور فرعون نے کیا قصور کیا ہے۔ صرف اسواسطے کہ خدا کی نظروں میں موسیٰ ایک برگزیدہ بندہ تھا اور فرعون یہ درجہ نہیں رکھتا تھا۔ مسیح علیہ السلام کو رومیوں کے صلیب دینے والے گورنر پر کیا فوقیت ہے۔ مسیح تو ایک عاجز بندہ تھا اور وہ گورنر صاحب اختیار تھا۔ اس لئے کہ خدا نے مسیح کو چُن لیا تھا۔

ابوجہل پر کیوں قرآن نہیں اوتارا گیا۔ حضرت محمدؐ رسول اللہ کیوں خاص کئے گئے۔ یہ خدا کی مرضی اور خدا کا اپنا انتخاب تھا۔ جو کبھی بیوجہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس سے ثابت ہے کہ احمد عربی ابوجہل پر ضرور کوئی فطرتی یا جبلی فوقیت رکھتے تھے اسی وجہ سے احمد عربی عزت کے ساتھ اس عہدہ کیلئے منتخب کئے گئے۔ امام حسین علیہ السلام نوع انسانیت میں یزید کے برابر تھے یزید کی تعظیم کیوں نہیں کی جاتی اسوجہ سے کہ امام صاحب کی فطرت و فطنت میں تقدس تھا اور یزید کی طبیعت اس سے خالی۔

شاگرد استاد کی اور مرید اپنے پیر کی کیوں تعظیم کرتا ہے۔ اسلئے کہ وہ اسکا ہادی اور رہنما ہے۔

ایک بانی مذہب ہمیشہ یہی کہتا ہے۔

"خدائے واحد کی پرستش کرو"

"میں بھی ایک بندہ تم سا ہوں"

"میرا کچھ اختیار نہیں"

یہی باتیں اور یہی تعلیم ہے۔ جو اُس کی تعظیم کراتی ہے۔ وہ کتنا بردبار عالی حوصلہ عالی ظرف سیر چشم رسول اور پُر شوکت امام ہے۔ جو خدائے واحد کے مقابلہ میں اپنی ذات ایک صادق پرستار کی طرح الگ رکھتا ہے۔ وہ کتنا قابل تعظیم ہادی ہے۔ جو نفسانیت سے کوسوں دور رہ کر صاف الفاظ میں کہنے کا عادی ہے۔ ان اجری الا علی اللہ۔

وہ کتنا بڑا عالی منش رسول ہے جو یہ کہتا ہے۔ فبای حدیث بعدہ یؤمنون ۵

وہ کسقدر عالی ظرف امین ہے جو باوجود ایک بڑے انتخاب کے فروتنی عاجزی اور عبدیت سے ذرا بھی پرے نہیں جاتا۔ رسولوں پر خدا کا کلام چھاپہ خانوں میں چھپکر نہیں نازل ہوتا تھا بغتہً آتا اور کلام کی وضاحت کرتا تھا۔ کونسا ایسا رسول ہے جس نے ابلاغ حکمت اللہ کا تکلیف پر تکلیف اور مصیبت پر مصیبت نہ اُٹھائی ہو کون ایسا رسول ہے جو اخباروں کی طرح احکام الٰہی سناتا پھرا ہو اور کوئی اُسے کچھ نہ کہتا ہو بیشک ان مصائب کا اجر رسول پاویگا لیکن کیا اوسکی امت کے لئے ضروری اور لازمی نہیں کہ ایسے جیسا کہ باز پاک دل رسول کی دل سے تعظیم و تقدیس کرے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ۵

کیا یہ جملہ رسولوں کے واسطے نہیں۔ اور کیا رسول اس قابل نہیں کہ انہیں حرف غلط کی طرح

متن ادب سے نکال دیا جاوے۔ اگرچہ رسولوں کو ہماری مدح و ثنا کی ضرورت نہیں کیونکہ اُنکا کفیل خود خدا ہے۔ لیکن کیا ہماری خادمیت (خادمیت نہ) یہی ایک نسبت ہی ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ہم اُسے محبت اور تعظیم کی پیاری نگاہوں سے دیکھیں اور اپنے سلسلہ کا اُسے امام اور بانی سمجھکر اُسکی تقدیس کریں۔

بیشک خدا اسواسطے رسول کی تعظیم کئے بھی بخش سکتا ہے۔ رسول کیا ایمان قرآن کے بغیر بھی خدا نجات دے سکتا ہے لیکن محمد عربی اور دیگر بزرگان مذہب کی جان توڑ خدمات اور استقلال کا یہی معاوضہ ہے کہ اُنکا نام لینا بھی ہمیں بُرا معلوم ہوتا ہے"۔

دنیوی ریفارمروں کی برسیاں اور جوبرسیاں کی جاتی ہیں۔ شاعر نظمیں پڑھتے ہیں اور ناظم شعر و شعار بولنے والے لیکچر دیتے ہیں۔ صرف اسواسطے کہ وہ کسی گروہ یا کسی فرقے کے نام لیوا اور خدمت گذار تھے کیا مذہب کے بانیوں کا نام لینا بھی خدا پرستی کے مخالف یا ایک نا ئید شدہ ہے۔ وہ کون بے وقوف ہو جو محمد عربی کا نام تعظیم سے صرف اسواسطے لیتا ہے کہ وہ خدائی انتظام میں کوئی دخل رکھتے ہیں یا انہیں خدا کے مقابلہ میں کوئی شرکت حاصل ہے۔ کافر ہے وہ دل جو یہ خیال کرے مُرتد ہے وہ ضمیر جو ایسا عقیدہ رکھے۔ ہاں یہ ایمان اور تقاضائے محبت ہے کہ

"کان ملت ہمارے سرتاج اور سربرآوردہ ممتاز ممبران ہیں"

"ہیں خدا نے اپنے خاص فضل و کرم سے ہم پر فوقیت بخشی ہے"

"وہ خاص فطرت اور خاص دماغ کے لوگ تھے"

"ہم انکے نام لیوا ہیں"

"اُن کا ادب اور اُن کا اتباع ہمارے لئے موجب فخر اور عزت ہے"

"سب ہدایات اُن کے طفیل سے ہم تک پہنچائی گئی ہیں"

"وہ ایسے قاصد اور ایسے رسول ہیں جن کا ادب ہر حالت میں ہم پر لازمی ہے"

"اُن کی ریاضت اور اُنکی نیک نیتی نے بمقابلہ ہمارے انھیں خاص درجہ دلایا ہے"

"وہ ان وجوہ سے خدائی درگاہ میں ہمیشہ ممتاز ہیں"

"خدا ان پر فضل کرتا اور انھیں خاص امتیاز بخشتا ہے"

"خدا کے برگزیدہ اور پیارے ہیں"

"اُن کا روشن ضمیر قبولیت دعا کا ایک کافی وسیلہ ہے"

"وہ ہمیں حکمت اور دانائی کی تعلیم دیتے رہتے ہیں"

"اُن کی تتبع کا ہمیں حکم ملا ہے"

"اُن کے اعمال اور اُن کی ریاضتیں ہمارے واسطے ایک نمونہ ہیں"

"باعتبار انسانیت کے وہ اور ہم بیشک ایک ہیں لیکن باعتبار خاص امتیازات کے اُنکا درجہ اُنکا احترام ہم سے لاکھ کیا کروڑوں درجہ زیادہ ہے۔ اور ہم اُنکے خاک پا سے بھی اسفل ہیں۔ اور یہی ہمارا فخر ہے"

"ان کی تقدیس۔ اُنکی مدح اُنکی پیروی اور انکا اقتدا ہمارے ضمیروں کے لئے ایک روشنی اور ایک خدائی نعمت ہے"۔

"وہ ایسے جامع اور روشن مشعل ہیں جن سے ہزاروں شعلیں دُنیا میں وقتاً فوقتاً روشن ہوتی رہتی ہیں"

"خدا نے قدیر اپنی رحمت اور فضل کے تقاضے سے بزرگان ملت کی سُنتا ہی رہا ہے اور سُنتا ہے اور اُنہیں اپنی مرضی سے کچھ اقتدار بھی بخشتا ہے۔

صلی علی محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین ؀

کوئی مذہب اسوقت تک مذہبی شوکت نہیں قائم رکھ سکتا جب تک بانی مذہب کی تعظیم اور تقدیس اور اسکا ایک روشن ماڈل نہ ہو کوئی مذہب مذہب نہیں رہ سکتا جبتک اُسکے رسول اُسکے امام کی عزت اور احترام صحیح معنوں میں نہ کیا جاتا ہو گو ایک بانی مذہب رسول اور امام خدا کی ذات اور خدا کی صفات میں کوئی شرکت نہیں رکھتا لیکن خدا کی مہربانیوں اور خاص افضال سے جدا نہیں اور بمقابلہ اور اپنے جنس اور ساتھیوں کے خصوصیت اور خاص فخر رکھتا ہے رسول اور امام کی محبت اور تعظیم دوسرے الفاظ میں خدا کی محبت ہے۔ کیونکہ رسول سراسر خدا کی محبت کا نمونہ ہوتا ہے اور اُس سے جسقدر محبت کیجاتی ہے وہ خدا ہی کے واسطے کیجاتی ہے اور یہ بھی خدائی احکام کی ایک قسم کی تعمیل ہوتی ہے اور ایک عبادتی شکل میں اُس کی نعمتوں کا شکریہ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ — مرزا سلطان احمد (عصر جدید)

علیگڈھ میں عربی کا جرمنی پروفیسر

الٰہ آباد کے ایک کانگرسی اخبار نے جو وقتاً فوقتاً علیگڈھ کالج کے معاملات سے دلچسپی ظاہر کرتا رہتا ہے۔ (جسکی اصل حقیقت کا اسیسے کہ مسلمان ناواقف نہ ہونگے) حال ہی میں کالج مذکور میں ایک یورپین عربی پروفیسر کے تقرر کی متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ وہ اس تقرر کو ایک شرمناک کارروائی اور مسلمانوں کے لئے ہتک قرار دیتا ہے۔ اور اسکا سارا الزام نواب محسن الملک سکریٹری کالج کی گردن پر رکھ کر لکھتا ہے کہ سرسید احمد اور سید محمود کے زمانہ میں کبھی اس قسم کا تقرر وجود میں نہ آتا۔ اسنے جدید پروفیسر کی ذاتی قابلیت کے متعلق کچھ نہیں لکھا (اگرچہ اسکی اعلٰے قابلیت کے امکان کو نہایت فیاضی سے تسلیم کیا ہے) بلکہ اپنے اعتراض کی بنا صرف اس پر رکھی ہے کہ یورپ کے عربک سکالروں نے بھی مسلمان سکالروں کے مقابلہ میں اپنی کم لیاقتی کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ لوڈیکی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمان اس سے بدرجہا عمدہ عربی جانتے ہیں جسکی کہ کسی لائق سے لائق یورپین سکالر سے امید ہوسکتی ہے۔ لیکن اس امر کے جتلانے کی ضرورت نہیں کہ یہ مقابلہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ نہیں کیا گیا جو عربی کا علم بحیثیت ایک مُردہ زبان کے حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ مصر و شام۔ عرب وغیرہ کے مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا ہے جنکی مادری زبان عربی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان نہ تو زمانہ حال کی مروجہ عربی زبان میں گفتگو کرسکتے ہیں نہ وہ زباندانی کے اُن جدید طریقوں سے واقف ہیں جنہیں یورپ کے مستشرقوں نے اس قدر ترقی دی ہے۔ علیگڈھ کالج کے منتظموں نے صاف صاف اس کمزوری کا اعتراف کیا ہے۔ اور حتی الامکان اس کا تدارک کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس اخبار کا یہ بیان کہ اس طرح یورپین لوگ اپنے ملک سے بھگی تنخواہوں پر ہندوستان میں بلائے جاتے ہیں۔ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ اس جدید سکول کے بعض غیر ذمہ دار اشخاص کا تعصب کس درجہ تک بڑھا ہوا ہے۔ اخیر میں لکھا ہے کہ "اسی قومی سلف رسپکٹ کی کمی سے ہماری ترقی میں بڑی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے اور جن لوگوں کی طبیعتیں ہمیشہ تملق اور خوشامد پر مایل رہتی ہیں وہ ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں"۔ لیکن کیا حد درجہ کا غرور اور تعصب جو اس آزاد سکول کا خاصہ ہوگیا ہے حقیقی ترقی کے لئے کچھ کم نقصان دہ ہے (پائنیر)

ہندوستان کی خبریں

بار یسال کے مقدمہ بغاوت میں بعد ابتدائی تحقیقات کے عبد الغفور و لیاقت حسین دونوں سشن سپرد کیئے گئے ضمانت نامنظور ہوئی۔ ماہ نومبر میں باقاعدہ تحقیقات ہوگی۔

کوئیٹہ میں ۱۰ ماہ حال کو حسب معمول سالانہ شاہی دربار بصدارت سر ہنری میکموہن منعقد ہوا جس میں بلوچستان کے درباری ۱۰۰ سوار۔ ملک بعض افسران ایجنسی کے دیسی اہلکار بھی شامل تھے

ہفتہ عشرہ ہوا موضع بیرپور جو کلکتہ سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس تندی کا سیلاب آیا کہ تین سو گھر بالکل مسمار ہو گئے بعض لوگ بمشکل اپنی جان بچا کر بھاگے۔ اور اکثروں کو کئی روز درختوں پر کاٹنے پڑے فصلوں کا ستیاناس ہو گیا سرکار کی طرف سے امداد کا انتظام ہو رہا ہے

نوشیرہ ہزارہ میں فوجی پولیس کی کمی کی وجہ سے حال میں ۲۵۱ سپاہی اور بھیجے گئے ہیں۔

مسٹر ڈینی انگریز اسسٹنٹ ورکس ڈیپارٹمنٹ اختتام رخصت پر ملازمت سے ریٹائر ہو جائینگے۔

ہمعصر مارننگ پوسٹ دہلی لکھتا ہے کہ ہز آنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب کو چونکہ کلی صحت نہیں ہوئی۔ خیال ہے کہ حضور ممدوح تبدیل آب و ہوا کے لئے کلو تشریف لیجاویں

تجویز تھی کہ لالہ لاج پت رائے کے لئے ایک میموریل حضور وائسرائے کی خدمت میں پیش کیا جائے نیز ریگولیشن سوم ۱۸۱۸ء کی منسوخی کے لئے درخواست کی جائے گر بوجہ خلاف رائے یہ تجویز ملتوی رہی۔

کراچی میں ایک شقی القلب نے ایک چار سالہ بچے کو چند زیوروں کے لالچ سے مار ڈالا۔ مگر گرفتار ہو کر سپرد حوالات کیا گیا۔

کلکتہ میں ایک یورپین چیکوں کے ذریعہ روپیہ وصول کرنے کے لئے جعلی دستخط بنانے کے الزام میں گرفتار ہوا تحقیقات ہو رہی ہے۔

لالہ شیو لال بی اے انسپکٹر مدارس جو صاحب ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کے دفتر میں خاص خدمت پر مامور تھے ان کو ۵ر اگست سے ۵ ہفتہ کی رعایتی رخصت اور دس ماہ بیس روز کی فرلو رخصت ہوئی

بارہ بنکی (اودھ) میں پارچہ بافی کا جو مدرسہ چند ماہ سے کھلا ہے۔ اس میں اس وقت ۱۴ کرگھے ریشمی سوتی اور اونی کپڑا بننے کے ہیں۔ اور ۲۰ بنارسی کرگھے خاص ریشمی کپڑا تیار کرنے کے لئے ۵۷ طالب علم وظیفہ لے کر پارچہ بافی کا کام سیکھ رہے ہیں۔ اور داخلہ کے وقت ان سے اس امر کا اقرار نامہ لیا جاتا ہے کہ کام سیکھنے کے بعد وہ پارچہ بافی کا ہی کام کرینگے۔

پٹیالہ میں ہیضہ اور ملیریا بخار کا بہت زور ہے۔

شملہ اور کلو میں یہ افواہ مشہور ہے کہ سرحد تبت پر درہ شپکی کے نزدیک سونے کی کان دریافت ہوئی ہے لوگ بھاگ بھاگ کر وہاں جا رہے ہیں۔

بپن چندر پال کی ہمدردی میں جن لوگوں نے بیڈن سکوئیر کلکتہ میں تقریریں کی تھیں ان پر مقدمہ دایر ہونے والے ہیں۔

گورنمنٹ بنگال نے بابو للت موہن گھوشال کو تنبیہ کی ہے کہ وہ اپنی تقریروں میں اعتدال اور احتیاط کا خیال رکھیں۔ ورنہ قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔

کلکتہ کے وکالت پیشہ اصحاب ایک جلسہ منعقد کر کے بپن چندر پال کی سزا کے مسئلہ پر غور کرنیوالے ہیں

کوکنڈا کے سودیشی سٹورز کا سیکرٹری جسے بلوہ کی پاداش میں عدالت سے دو سال قید سخت کی سزا ہوئی تھی دل شکستہ ہو کر مر گیا۔

آنریبل مسٹر نبی میجر نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ان کے احباب نے گزشتہ سے پیوستہ جمعہ کی شام کو پنجاب کلب میں ایک پارٹی دی۔

ہفتہ گذشتہ کو اندر رنگون کے یوروپین باشندوں میں ہیضہ کی کئی وارداتیں ہوئیں تین ہلاک ہوئے

ریلوے بورڈ نے حال میں ایک مفید سالنامہ شایع کیا ہے جس میں تمام ہندوستان کے ریلوے سٹیشنوں کے نام بہ ترتیب حروف تہجی مندرج ہیں۔

ڈیرہ غازی خان میں یکم نومبر کو اعلیٰ سٹینڈرڈ کے متعلق بلوچی زبان کا امتحان ہوگا۔

مسٹر کیر ہارڈی ممبر پارلیمنٹ ۲۴ر ماہ حال کو مسٹر ناگپور سے کلکتہ پہنچے۔ ان کا ہندوستان میں ایک ماہ قیام کرنے کا ارادہ ہے۔ اور سنا ہے کہ آپ نارضی کی تحقیقات کے لئے یہاں آئے ہیں۔

مسٹر لے یچ ڈاینک ماہ نومبر میں فرلو سے واپسی پر مسٹر ڈڈلی کی جگہ جو کمشنر راولپنڈی مقرر ہونے میں کمشنر بندوبست پنجاب مقرر ہوں گے مسٹر مرک دسمبر میں واپس آنے پر ملتان ڈویژن کے کمشنر مقرر ہوں گے۔

اضلاع پنجاب میں ہفتہ مختتمہ ۱۴ر ستمبر کے اندر حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں:۔

حصار ۱۵۔ رہتک ۱۔ گوڑگانوہ ۵۔ ہوشیارپور ۴۔ فیروزپور ۵۔ لاہور ۱۔ سیالکوٹ ۴۔ جہلم ۱۷۲۔ (جس میں چند گزشتہ ہفتوں کے اعداد بھی شامل ہیں) راولپنڈی ۴۳۔ اٹک ۱۔ پٹیالہ ۱۳۔ میزان ۲۹۹۔ میزان ہفتہ سابقہ ۱۴۸۔ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی میزان ۸۱۔

مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے جو سات ملزم موقع واردات سے گرفتار ہوئے تھے اور جنہیں گذشتہ ہفتہ ضمانت پر رہا کیا گیا تھا۔ صاحب مجسٹریٹ نے ان کی ضمانتیں منسوخ کر کے پھر انہیں جیلخانے میں بھیج دیا ہے۔

تریہالی بیگو مولمین ریلوے کا ۲۴ر ماہ حال کو افتتاح ہوگیا۔

۲۴ر ماہ حال کو جہلم میں رؤسا و امرا ضلع کا ایک جلسہ بصدارت صاحب ڈپٹی کمشنر طاعون کی انسدادی تدابیر پر غور کرنے کی غرض سے منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد ۲ ہزار کے قریب تھی۔

بابو موتی چند اور مسٹر داچا نے پچاس لاکھ روپے کے سرمایہ سے بنارس میں کپڑا بننے کا ایک کارخانہ قایم کرنے کا ارادہ کیا ہے

خوشی کی بات ہے کہ مہاراجہ بڑودہ کی طرح مہاراجہ گوالیار نے بھی اپنی ریاست میں ہر قسم کی تعلیم کیلئے فیس معاف کر دی ہے۔

مسٹر جیمز ولسن یکم اپریل سے فنانشل کمشنر پنجاب مقرر ہوں گے۔

شملہ اور دیگر پہاڑی مقامات میں امسال معمول سے پیشتر جاڑے کی آمد کے آثار پائے جاتے ہیں۔

مسٹر یتوف ڈایرکٹر زراعت پنجاب ماہ نومبر میں رخصت سے واپس آئینگے۔

آنریبل راجہ پرتاب بہادر سنگھ والی قلعہ پرتاب گڈھ کی صدارت میں ۲۲ر ماہ حال کو چھترپور کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں قرار پایا کہ حضور لاٹ صاحب صوبجات متحدہ کی خدمت میں اظہار وفاداری کا ایک ایڈریس پیش کیا جائے

آر تھمنات کمپنی مدراس کے مقدمہ دیوالہ میں سر جارج آربتھنات کو ۱۸ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔

۲۴ر ستمبر کو اخبار سندھیا کے مقدمہ سڈیشن میں ایڈیٹر نے اخبار کی اشاعت کے متعلق ہر قسم کی ذمہ داری اپنے سر لی اور اپنے آپکو ایک مضمون کا راقم بھی ظاہر کیا۔ گر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں ان تحقیقات میں کسی قسم کا حصہ لینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ سوراج کے متعلق اپنی کوشش کرتے ہوئے میں اپنے آپ کو ایک اجنبی قوم کے سامنے جوابدہ نہیں سمجھتا جو اتفاقیہ ہم پر حکومت کر رہی ہے

بنگلور میں خاصی بارش ہو چکنے سے فصل کی حالت قابل اطمینان ہو چلی ہے۔

جبل پور کالج کے طلبا، اور پرنسپل کے درمیان ایک طالب علم کو نکالنے کے سبب تنازعہ برپا ہے کمشنر صاحب نے حکام گورنمنٹ و دیگر سربرآوردہ اصحاب کے وسیلہ سے صلح کرانی چاہی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تمام لڑکے بگڑے ہوئے ہیں۔

ضلع میمن سنگھ میں ہندوؤں نے تعزیری پولیس کے سپاہیوں پر حملہ کیا۔ ہتھیار استعمال کیے گئے اور کئی آدمی زخمی ہوئے۔ مفصل حالات کا انتظار ہے۔

بلوچستان کے علاقہ مستنگ میں ریشم پیدا کرنے کے تجربہ میں خاصی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ریشمی کیڑوں کے انڈے کشمیر اور فرانس سے منگوائے گئے تھے اور ان سے جو خام ریشم پیدا ہوا وہ لنڈن میں دس روپیہ فی پونڈ فروخت ہوا ہے۔

ناگ پور میں جہاں امسال نیشنل کانگریس کا جلسہ ہونیوالا ہے پچھلے روز دونوں پارٹیوں کے ممبروں میں خوب جھگڑا فساد ہوا۔ استقبالی کمیٹی کے چیرمین نے شام کے وقت ایک جلسہ باضابطہ منعقد کیا۔ اور ایک اعتدال پسند ممبر صدر جلسہ تجویز ہوا۔ اس پر انتہا پسند پارٹی کے لوگ برافروختہ ہوئے اور اسے کرسی پر بالکل نہ بیٹھنے دیا۔ اور کرسی اٹھالی۔ اعتدال پسندوں نے معاملہ کو رفع دفع کرنے کے خیال سے جلسہ ملتوی کر دیا۔ اس پر بھی ہر دو فریق میں سخت جھگڑا فساد ہوا اور بالآخر پولیس کو مداخلت کر کے انہیں منتشر کرنا پڑا۔

سال آئندہ میں بمقام لنڈن جو انگریزی فرانسیسی نمائش منعقد ہونے والی ہے اسمیں گورنمنٹ ہند شریک نہیں ہوگی لیکن ہندوستانی اشیاء نمائش کے متعلق لنڈن میں ایک کمپنی قایم ہوئی ہے جو فرستادگان اشیاء کو ہر قسم کی مناسب سہولت مہیا کریگی۔ شائقین کو کمیٹی مذکور سے لنڈن کے پتہ پر خط و کتابت کرنی چاہیئے

اخبار رہبر کلکتہ کے مشہور ایڈیٹر بابو بالمکند گپتا کا دہلی میں انتقال ہوگیا۔

انجمن تجارت پنجاب نے لاہور کا اضافہ چونگی پر صوبہ لٹ صاحب پنجاب سے فریاد کی تھی حاطر خواہ جواب نہ ملنے پر اب انجمن مذکور کا ارادہ ہے کہ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں اپیل کرے

بیگار کے انسداد اور انتظام رسد رسانی پر غور کرنے کے لیے نینی تال میں ایک مخصوص کمیٹی قایم ہوئی ہے

مہاراجہ پٹیالہ شملہ سے ۲۸ ماہ حال کو روانہ ہوں گے اور راستہ میں دو روز قیام کر کے یکم اکتوبر کو لاہور پہنچینگے

لاہور شہر اور انار کلی میں ۲۴ ستمبر کو ہیضہ کے ۳ کیس اور ۳ اموات ہوئیں۔

اسلامی دنیا

مصر کے ایک عربی اخبار کے حوالہ سے لایت میں متعدد پیغامات تار موصول ہوئے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ ۲۲ ماہ حال کو قاہرہ میں ۱۱۶ سر برآوردہ مصریوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں وہاں کی لیجسلیٹو کونسل کا وائس پریزیڈنٹ بھی شامل تھا۔ اس جلسہ میں ایک عام لوگوں کی پارٹی“ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور اسکے مقاصد و اغراض حسب ذیل قرار پائے۔

موجودہ قایم مقامی انسٹیٹیوشنوں اور زراعت کی ترقی اور طریقہ تعلیم کی اصلاح جس سے بتدریج حکومت خود اختیاری اور بالآخر آزادی حاصل ہو۔

۲۲ ماہ حال کو جنرل ڈرونڈ نے بیرعربوں پر چھاپہ مارا اور ان کے کیمپ کو جلا کر خاک کر دیا فرانسیسی فوج کے پانچ آدمی زخمی ہوئے۔

سلطان عبد العزیز رباط میں پہنچ گیا ہے۔ مولائے حفیظ مراقش سے ۱۹ ستمبر کو چھ ہزار آدمیوں اور توپخانہ کے ہمراہ کاسابلنکا کی طرف روانہ ہوا۔ معلوم نہیں اسکا جنرل ڈرونڈ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ ہے یا سلطان عبد العزیز پر۔

پایہ تخت روس میں طہران کا ایک تار موصول ہوا ہے کہ وزیر اعظم کی وفات کے بعد صورت حالات بہت ابتر ہوگئی ہے۔ پارلیمنٹ انتظام ملکی کے ہر ایک شعبہ میں دخل حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ سردار محمد اسمعیل خان سفیر دولت خداداد افغانستان کو مرض نقرس کے دورہ سے آرام ہوگیا ہے اور عنقریب شملہ میں تشریف لانے والے ہیں۔

مسٹر ہائیڈن جو پیمایش کے کام کی غرض سے امیر صاحب کے ہمراہ کابل گئے تھے سنا ہے کہ انہوں نے

وہاں لوہے کی دھات کی عمدہ کانیں دریافت کی ہیں۔ سرکاری طور پر اسکے متعلق کسی قسم کی اطلاع شایع کرنا ہنوز مناسب نہیں سمجھا گیا۔

وان علاقہ کردستان کے گورنر علی بیگ کو قسطنطنیہ جاتے ہوئے کسی شقی القلب بدمعاش نے بالطوم میں ہلاک کر ڈالا

کاسابلنکا سے خبر پہنچی ہے کہ بعض قبایل مراکو نے جنرل ڈرونڈ کی شرائط کو منظور کر کے ہتھیار ڈالنا منظور کر لیا ہے۔ اور یہ بھی مان لیا ہے کہ جو لوگ یورپین باشندوں کے قتل میں شریک تھے ان کو بھی حوالہ کر دینگے اور نیک چلنی کی ذمہ داری کے لئے یرغمال بھی دیں گے۔

جنرل ڈرونڈ دیگر قبایل کے خلاف فوج کشی میں مصروف ہے

معہ کی خبر ہے کہ قبایل کے ایک سردار مولائے رشید کے معہ ہمراہیان قبایل کی جمعیت سے مل جانے کے اندیشہ سے جنرل ڈرونڈ کاسابلنکا میں قلعہ بندی کر رہا ہے۔

افسوس کہ جناب نواب محسن الملک کے برادر معظم سید غلام عباس کا اٹاوہ میں انتقال ہوگیا۔

انجمن ضیاء الاسلام بمبئی کی کوشش سے ہری سنگھ نامی ایک خاندانی دھتری نے اسلام قبول کیا اسلامی نام عبد الصمد رکھا گیا۔

حکیم محمد اجمل خانصاحب دہلوی ریاست خیرپور سندھ میں وہاں کے رئیس کا علاج کرنے تشریف لے گئے ہیں۔

اسلامیہ **کالج** لاہور کے بورڈنگ ہاؤس کا افتتاح عنقریب سر ڈینزل ایبٹسن لفٹنٹ گورنر پنجاب کرینگے

مطبع دایرۃ المعارف (حیدرآباد دکن) کی نگرانی اور اسکا انتظام صیغہ تعلیمات کے حوالے کیا گیا ہے اور نظام کالج صیغہ تعلیمات کی نگرانی سے نکال کر ایک کمیٹی کے زیر انتظام کیا گیا ہے۔

جنرل سٹوسل سابق کمانڈر پورٹ آرتھر جس کے مقدمہ کی آج کل روس میں تحقیقات ہو رہی ہے اسنے مقدمہ کی پیروی کے لئے ایک نہایت لایق مسلمان وکیل کو مقرر کیا ہے۔

گورنمنٹ ٹرکی نے ایک سرکلر اس مضمون کا شایع کیا ہے کہ جو طلباء قسطنطنیہ کے مدرسہ صنعت و حرفت سے تعلیم پاکر نکلیں وہ کم سے کم پانچ سال تک حجاز ریلوے پر کام کریں۔

جدہ اور مدینہ منورہ کے مابین عنقریب بے تار خبر رسانی کا برقی سلسلہ جاری کیا جائیگا۔

سلطان المعظم کی سالگرہ کے روز بیروت میں صنعت و حرفت اور تجارت کی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا گیا

باب العالی نے طرابلس (شمالی افریقہ) کو ایک زبردست کمیشن بدیں غرض روانہ کیا ہے کہ وہاں زراعت تجارت اور صنعت و حرفت کو ترقی دیجائے تمام قصبات اور دیہات میں ابتدائی مدارس قایم کیے جائیں۔ موجودہ مدارس کی اصلاح کی جائے۔ اور سرکاری محکموں کو جدید طرز پر مرتب کیا جائے۔

ممالکِ غیر

انگلستان دریں کا جہبہ ہمنا ۳۰ ستمبر کو بعض ترمیم ہوکر دوسرے روز شایع ہوگی۔

امریکہ میں عنقریب انتخاب پریزیڈنٹ کی تیاریاں ہونے والی ہیں۔ مسٹر روز ویلٹ نے آیندہ امیدوار نامزد ہونے سے انکار کردیا ہے۔ مسٹر سکریٹری ٹافٹ منصب کے امیدوار ہونگے۔

امریکہ کے مقام ہیرسبرگ (پنسلوانیا) میں چندہ سربرآوردہ اشخاص بعض رشوت خوری وغیرہ کے الزام میں ماخوذ کئے گئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے جدید دارالحکومت کی تعمیر اور آرایش کے متعلق سرکاری خزانہ کا تقریباً پونے تین کروڑ روپیہ ہضم کرلیا۔ ان میں معمار اور ٹھیکہ دار کے علاوہ کئی ممبران کانگریس اور سرکاری اہلکار بھی شامل ہیں۔

ناتال میں ہندوستانیوں کی بےچینی کی وجہ سے گورنمنٹ جدید پولیس فوج کی زیادتی کا انتظام کررہی ہے۔

۱۸ ماہ حال کو ۲۸۲ چینی قلیوں کی ایک اور کھیپ ڈربن سے چین کو روانہ ہوئی۔

شنگھائی سے خبر پہنچی ہے کہ ایک جاپانی جہاز بمقام چینکیانگ کے قریب آتشزدگی سے تباہ ہوگیا۔ سینکڑوں آدمی ہلاک ہوگئے۔

امریکہ کی سٹینڈرڈ آئل کمپنی کے مقدمہ کی تحقیقات میں معلوم ہوا ہے کہ ۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۶ء تک کمپنی کو قریباً اکروڑ پونڈ یعنے ڈیڑھ ارب روپیہ خالص منافع ہوا۔

قیصر جرمنی نے بعض مشہور روسی جنرلوں کو تمغہ عنایت فرمائے ہیں جنرل کروپٹکن کو ایک گرانقدر تمغہ ملا ہے۔

کینیڈا کی تجارت پیشہ اور مزدوروں کی حامی انجمنیں ہندوستانی مزدوروں کی مخالفت کررہی ہیں اور چینیوں پر فی نفری ٹیکس لگانے کا مشورہ دیتی ہیں۔ بعض اہلکاران گورنمنٹ کی صلاح ہے کہ تارکان وطن کی درآمد کے متعلق گورنمنٹ جاپان و گورنمنٹ ہند سے معاہدہ کرلیا جائے۔

بعض مقامات میں تارکان وطن کے خلاف مزید جوش پیدا ہونے اور بلوہ ہوجانے کا اندیشہ تھا مگر سرکاری طور پر اسکا وقت پر تدارک کردیا گیا۔ بمقام بلنگہم کے بلوائی گرفتار ہوکر زیر تحقیقات ہیں۔

سان فرانسسکو میں اب تک ۳۵ آدمی مبتلائے طاعون ہوچکے ہیں جنمیں سے بیس مرگئے ہیں۔ اور باقی ہنوز مشتبہ حالت میں ہیں۔

جوہانسبرگ کا پیغام تار مظہر ہے کہ کئی چینی قیدیوں نے مل کر ۸ ہزار پونڈ مالکان معادن کی خدمت میں اس غرض سے پیش کئے تھے کہ ہمیں واپس چین کو نہ بھیجا جائے بلکہ یہیں رہنے دیا جائے۔

چین میں باقاعدہ پارلیمنٹ کے قیام سے پہلے مجوزہ گورنمنٹ کونسل کے قیام کی تیاریاں ہورہی ہیں اور شاہی خاندان کے دو شاہزادے اسکے پریزیڈنٹ بھی مقرر ہوگئے ہیں۔

میکسیکو میں ایک ایکسپریس کا ایک مال گاڑی سے تصادم ہوگیا ۲۴ شخص ہلاک اور ۳۰ زخمی ہوگئے۔

گورنمنٹ چین کے حکم سے آج کل تبت کی مردم شماری ہونے والی ہے۔ یہ تبت کی سب سے پہلی مردم شماری ہوگی۔

کہتے ہیں کہ کوریہ کے انتظام امن کی اصلاح اور وہاں جاپانی طریقے پر محکمہ جات جوڈیشل و پولیس کے قیام کے لیے جاپان پانچ سال تک ایک لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ سالانہ خرچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

رویٹر پایہ تخت جاپان سے خبر دیتا ہے کہ ولیعہد جاپان مع پرنس ایتوگا وا۔ کونٹ کتسورا وایڈمرل ٹوگو۔ اا اکتوبر کو دو ہفتہ کے لئے روانہ کوریا ہونگے جس جہاز پر وہ سوار ہونگے اسکے ہمراہ کئی جنگی جہاز بھی ہونگے۔

شاہ جاپان نے گذشتہ جنگ کے متعلق حسن خدمات کے لئے ۱۰۲ آدمیوں کو خاص انعام مرحمت فرمائے ہیں۔ انمیں مارکوئس ایتو۔ مارشل یاماگاتا۔ اور مارشل اویاما کو پرنس کا اور ایڈمرل ٹوگو۔ جنرل کورمکی۔ جنرل اوکو اور جنرل نوگی کو کونٹ کا خطاب ملا ہے۔

ایشیائی تارکان وطن کے خلاف شکایات کے متعلق گورنر جنرل کینیڈا نے فرمایا کہ بے سوچے سمجھے جاپانیوں کے خلاف کسی قسم کی سخت کارروائی کرنا مآل اندیشی سے بعید ہے۔ نارضگی عام ایشیائیوں کے خلاف ہے نہ کہ صرف جاپانیوں کے۔ ہاں! ایشیائی باشندوں کی خلاف معمول درآمد کے مسئلہ پر غور کیا جائے گا۔

۱۲ ماہ حال کو باغیوں نے چین کے مقام کوچاؤ پر حملہ کیا۔ مگر پسپا ہوئے۔ شاہی فوج کا ایک کپتان مارا گیا۔ بغاوت دیگر مقامات میں پھیل رہی ہے۔

ہیگ کی آیندہ کانفرنس امن اب ۷ برس سال بعد منعقد ہوگی۔

اٹلی میں پوپ کے خلاف نارضگی کا جوش روز بروز ترقی کررہا ہے۔

باغی سردار مورینگا اور اسکے ہمراہی جو جنوب مغربی افریقہ کے جرمن علاقہ میں برسر فساد تھے ان کی کیپ کالونی میں ایک انگریزی میدانی سپاہ سے مڈبھیڑ ہوئی جسمیں سب ہلاک ہوگئے۔

انگلستان میں ریلوے مزدوروں کے علاوہ اور بھی کئی پیشوں کے مزدوروں میں اسٹرائیک پیدا ہونیکا جو خوف پایا جاتا ہے کہ وہاں اہل پیشہ میں آج کل عام بے چینی پیدا ہورہی ہے۔

روس کے مقام لوڈز میں ایک مشہور کارخانہ دار کے قتل کی شرکت کے الزام میں سات کاریگر اور ایک لڑکی کو بلا تحقیقات نشانۂ بندوق بنایا گیا۔

شاہ سیام نے مقام ہمبرگ میں اپنی سالگرہ خوب دھوم دھام سے منائی۔ اور عوام الناس کو شراب کی خوب ضیافت دی۔ ۲۲ ستمبر کو پیرس کی جانب روانہ ہوگئے۔ جہاں سے اپنے ملک کو واپس لوٹیں گے۔

نیاگرا (امریکہ) کے مشہور عالم آبشار پر رات کے وقت ایک ارب گیارہ کروڑ ۵۰ لاکھ شمعین کی مجموعی روشنی کی جاتی ہے۔ تاکہ سیاح اور تماشبین رات کے وقت بھی لطف تماشا حاصل کریں۔

بے تار خبر رسانی کے موجد مسٹر مارکونی نے مشتہر کیا ہے کہ تین ہفتہ کے اندر انگلستان کے آیرلینڈ سے پیغامات کی آمدورفت کا باقاعدہ سلسلہ قایم ہوجائیگا۔

۲۴ ستمبر کو ہندوستانی اصحاب مقیم لنڈن نے مسٹر لوز وجی کے اعزاز میں الوداعی جلسہ کیا مگر وہ بوجہ علالت شریک جلسہ نہو سکے۔ سر ہنری کاٹن اور سر ایم بھاونگری نے ان کی بہت تعریف کی۔ اور مسٹر بنرجی نے بندے ماترم کا گیت گایا۔

ٹائمز میں ایک مضمون شایع ہوا ہے جسمیں انگلستان اور ہندوستان کے متوسط طبقہ کے لوگوں کا مقابلہ کرکے دکھایا گیا ہے کہ چونکہ موخر الذکر صرف کتابی تعلیم سے وجود میں آئے ہیں اسلئے اُن سے وہ کام سرانجام نہیں پا سکتا۔ جو مقدم الذکر کرتے ہیں ایکے بعد راقم مضمون ہندوستانیوں میں یوروپین اوصاف پیدا کرنے کے امکان پر بحث کرکے ہندوستان ملک سے درخواست کرتا ہے کہ صنعت و حرفت کو ترقی دینے میں گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائیں۔ کیونکہ اسطرح وہ نرے زبانی جمع خرچ کی نسبت ابنائے ملک کو زیادہ فایدہ پہنچا سکتے ہیں ۞

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا الله و نعم الوكيل

امرتسر

نمبر ۵۴ — مطبوعہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ روز چہار شنبہ — جلد ۱۲

قیمت معہ محصولڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک غیر سے	۱۲ شلنگ	۶ شلنگ
امرا و روسا سے	عہ	سعلے ر
عام خریداروں سے	ىلے ر	صہ ر
طلبا و کم مستطاع اصحاب سے	لے ر	للعہ ر

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت مینیجر منتظم کے نام ہونی چاہیئے

فہرست مضامین

نادر و نایاب کتب
دائمی موتزیل، دل ملیں تو کیونکر؟
ملک کا مذاق خطاب ہی — لاہور کے آثار قدیمہ
سانحہ سہیر ہمی — ضیاء السوال میں مسلمان
مسٹر کیر ہارڈی کی ہندوستان میں آمد
لاہور ٹیکنیکل اسکول کے متعلق ایک شکایت
ایک مسلمان کی فیاضی — ہمارے خطوط
مسٹر شبلی کے آثار متوط — اچھے کے ـ ملان
ادرسہلا گورنمنٹ عالیہ کو ضرور توجہ فرمانی چاہیئے
غریب مسلمانوں کے معلوم کریں بیت المال فنڈ
دیہ دعالی مسلمان ـ ایک آنے والا اژدہا ہمارا
نقارہ زمانہ کی تحریر فتاری ـ
ہندوستان کی خبریں ممالک غیر ـ اسلامی دنیا
اشتہارات

وکیل امرتسر
جلد ۱۳ نمبر ۱۰۵
مطبوعہ ۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء یوم چارشنبہ

دِل ملیں تو کیونکر؟

جب سے شورش پسند گروہ کی مفسدہ پردازیاں پبلک پر روشن ہو چکی ہیں اور مسلمانوں نے حفظ ما تقدم کے خیال سے اپنا دامن اُن سے بچانے کی کوشش پہلے سے کسی قدر زیادہ چستی سے کرنا شروع کی ہے ہم اہتمام کے ساتھ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے بعض معاصرین کا برتاؤ مسلمانوں کے ساتھ بالکل بدلا ہوا ہے تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ لاہور کا ٹریبیون اس کوشش میں تھا کہ پبلک اُسے بجائے متعصب ہندو اخبار کے ہندو مسلمانوں کی منفعت کا آرگن سمجھنے لگے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے علاوہ اُن اندرونی کارروائیوں کے جو اس اخبار کی جانب منسوب کی جاتی ہیں۔ اسنے اپنی تحریر میں اعتدال پیدا کرنے اور اس پر منصفانہ رنگ چڑھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن چونکہ قلم سے وہی نکلتا ہے جو مضمون نگاروں کے دل میں ہو۔ یہ رنگ پورے طور پر نہ جم سکا۔ اور جو تھوڑا بہت جما وہ چند یوم سے زیادہ نہ ٹھہرا۔ اپنے میں منصفانہ روش پر جمے رہنے کی استعداد نہ پاکر دیگر واقعات جدیدہ سے یہ نتیجہ نکال کر کہ مسلمان اب ایسے بیوقوف نہیں رہے کہ ہر قسم کی ہو حق میں شامل ہو جایا کریں۔ معاصر مذکور نے کچھ ایسا رنگ بدلا ہے کہ مسلمانوں کے متعلق اُسکا اب جو مضمون ہوتا ہے اُس میں مسلمانوں پر چوٹ ہوتی ہے۔ جو تحریر ہوتی ہے اُس میں مسلمانوں کے سچے لیڈروں پر تبرا۔ اور جو رائے دی جاتی ہے وہ مسلمانوں کے حق میں سم قاتل ہوتی ہے

حال میں آنریبل میاں شاہدین نے جو مدلل اور پُر زور آرٹیکل اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شایع کرائے ہیں جنکا ذکر ہم ان کالموں میں کر چکے ہیں۔ اور جن میں اُنہوں نے نہایت دیانتداری کے ساتھ مسلمانوں کی تعلیم یافتہ جماعت کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ایسے ہرگز نہ تھے جنہیں پڑھکر کوئی بھی منصف مزاج چین بجبین ہوتا۔ مگر ان معقول تحریروں سے ٹریبیون کی جو کیفیت ہوئی ہے۔ وہ اُن الفاظ سے معلوم ہوتی ہے جو اُسنے میاں شاہدین صاحب پر برسائے ہیں۔ اُسنے طیش میں آکر اپنے دو سے زاید کالم جلے کٹے فقروں سے پُر کر دیئے۔ مگر معقولیت اور سنجیدگی کی ایک بھی بات نہیں لکھی۔ اُسنے جس فقرہ سے تمہید اٹھائی ہے اُس سے اگر اُس کا دلی مطلب ہے کہ پنجاب چیف کورٹ کی ججی سے واپسی کے بعد میاں محمد شاہدین صاحب پولیٹکل اکھاڑے میں کود رہے ہیں۔ ور پہلے ان معاملات سے سروکار نہ رکھتے تھے تو یہ اُسکی حسد درجہ ناواقفیت سمجھی جائیگی کیونکہ میاں شاہدین صاحب پہلے ہی مسلمانوں کے پولیٹکل امور پر تحریر وتقریر کرنیوالوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے ہم اسکی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ ٹریبیون نے میاں صاحب کے مضامین پر جو خامہ فرسائی کی ہے اُس کی دھجیاں اُڑانے کی زحمت اُٹھائیں۔ کیونکہ اُسنے بجز خارج از بحث امور کو چھیڑنے یا مسلمان لیڈروں کی تضحیک کرنے کے کوئی معقول جملہ قلم سے نہیں نکالی۔ کہیں وہ لکھتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جدید مصائب کے زمانہ میں مسلمان عمایدین نے اپنے تاش کے پتے خوب کھیلے؟ یعنے وہ خوب چال چل گئے گویا محض چالبازی سے اُن لوگوں نے اپنی وفاداری کا سکہ گورنمنٹ پر بٹھا دیا ہے نہ کہ سچی وفاداری سے۔ کہیں یہ ہندو اخبار مسلمانوں کی خاموشی اور پھر اس خاموشی کے ساتھ اُن کے جدید پولیٹکل دور کے آغاز کے خیال پر ہنسی اُڑاتا ہے کہیں کہتا ہے کہ مسلمانوں کے اس تہیہ سے انگریزوں کو سلطنت ہند ملنے کا جو خیال ہے وہ غلط ہے کہیں اُن فقروں پر دانت پیستا ہے جو آنریبل میاں شاہدین صاحب کے مسٹر جسٹس شرار کے مونہہ سے نکلے ہوئے لفظ سوسائٹی کی انوکھی تعریف کے متعلق استعمال کئے ہیں غرضکہ جو رطب ویابس ٹریبیون کے قلم سے نکل سکا نکالا گیا۔ اور یکے بعد دیگرے چار نوٹ اس کوشش میں لکھے گئے کہ میاں شاہدین صاحب کے مضامین کی آب وتاب کو کم کیا جائے۔ لیکن اُن کے دلایل کو کمزور کرنے اور اُن کی معقول تحریر کی معقولیت پر خاک ڈالنے میں ٹریبیون سے لاہوری معاصر کو مطلق کامیابی نہیں ہوئی۔ اس ناکامی کا احساس معلوم ہوتا ہے کہ اُسے خود ہی ہو گیا کیونکہ غالباً اپنی ہی تحریر کی کمزوری کو دیکھکر اور اپنے رکیک اور غیر منصفانہ حملوں پر نظر ڈال کر۔ اور اپنے میں میاں شاہدین کے دلایل توڑنے کی قابلیت نہ پاکر اُسے دوسرے ہی روز ڈیڑھ کالم کے دو نوٹوں میں یہ لکھہ دینا پڑا۔ کہ جو مسلمان چند روز سے اپنی قوم کے لیڈر بن گئے ہیں۔ اور اپنے آپکو سمجھدار خیال کرتے ہیں۔ اس قابل ہی نہیں کہ اُنکی وہ وقعت کی جائے جو مسلمانوں کے حقیقی لیڈروں کی ہونی چاہیئے۔ ان حقیقی لیڈروں کی فہرست میں ٹریبیون کے نزدیک مُردوں میں بدر الدین طیب جی مرحوم اور زندوں میں مدراس کے نواب سید محمد کے علاوہ اور کسی کا نام ہی دیکھنے میں نہیں آتا۔ ان دونوں بزرگوں کی مدح سرائی میں اُسنے ایک پورا کالم سیاہ کرکے اُنہیں اعلےٰ درجہ کا محب وطن اور مسلمانوں کا بہترین قایم مقام بتایا ہے مذکورہ بالا نوٹوں میں غلط بیانیوں کا جو سلسلہ باندھا گیا ہے وہ کانگریسی پریس کے طریقہ تحریر کی ایک سچی مثال ہے۔ اپنے ایک نوٹ کا آغاز ٹریبیون ان الفاظ سے کرتا ہے :۔ "ہم نے دیکھا ہے کہ چند روز سے ایک اور زور شور کی کوشش یہ ظاہر کرنے کے لئے ہو رہی ہے کہ مسلمانوں نے اب عملی طور پر اپنے تمام تعلقات پولیٹکل ایجی ٹیشن سے اس بنا پر منقطع کر لیئے ہیں کہ کانگریس کی تعلیم مسلمانوں کے لئے کئی اعتبار سے مضر ہے اور ملک کی پولیٹکل ضروریات کے لحاظ سے خطرناک طور پر قبل از وقت ہے"؟ پولیٹکل ایجی ٹیشن سے مسلمانوں کا تعلق اب عملی طور پر منقطع ہو جانا کیا معنے رکھتا ہے؟ کیا ٹریبیون پبلک اور گورنمنٹ کو یہ دہوکا دینا چاہتا ہے کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کا تعلق ایجی ٹیشن سے تھا جو اب منقطع ہو گیا ہے؟ کیا اس سے بڑھکر شرمناک جھوٹ بولا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو من حیث القوم کسی زمانہ میں بھی کانگریس سے تعلق رہا ہے۔؟ جو اخبار اس قسم کی دروغ گوئی پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ کیا اس قابل ہیں کہ پبلک اُنہیں اپنی آواز بنائے اور گورنمنٹ ان پر اعتماد کرے ؟... آگے چل کر یہ اخبار اپنی عجیب منطق سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جن باتوں میں ہندوؤں کا فایدہ ہے۔ اُنہیں میں مسلمانوں کا بھی فایدہ ہے۔ اور اسکے ثبوت میں سودیشی مسئلہ کو پیش کرکے بیان کرتا ہے کہ اس سے مسلمان بمقابلہ ہندوؤں کے زیادہ مفاد حاصل کرینگے۔ کیونکہ صنعت پیشہ لوگ زیادہ تر مسلمان ہی ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ کیوں مسلمان سودیشیزم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ درآنحالیکہ وہ اسلئے بھی اُسکا حامی ہے۔ تعجب ہے کہ ٹریبیون کو اتنا بھی علم نہیں کہ مسلمان اُس سودیشی کے مخالف نہیں جس کا وائسرائے حامی ہے۔ اور جس کے ذریعہ ملک کی صنعت وحرفت کو ترقی دی جا سکتی ہے بلکہ وہ تو اُس سودیشیزم کے خلاف ہیں جسے یاران طریقت نے پولیٹکل جامہ پہنا کر بغض وکینہ

ہمارا کام اخبار کہتے ہیں۔

میاں شاہدین کے مضامین پر دوسرے کانگریسی اخبار بھی بہت کچھ پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ:-

کانگریس کے لیڈروں پر یہ امر اب پوری طرح روشن ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کو پھسلا کر اپنے ساتھ شامل کر لینے کی ساری کوششیں بیکار گئیں۔ یہ شمولیت خواہ کچھ ہی نتیجہ پیدا کرے مسلمانوں کی پولیٹیکل قوت کا ہندوستان میں خاتمہ ضرور کر دیگی۔ اب کانگریسی مضامین لکھنے والوں کے لئے بس یہی کام باقی رہ گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی نسبت سخت کلمے استعمال کیا کریں۔ مگر یہ ایک ایسی حرکت ہو گی جس سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچیگا۔"

پنجاب میں بھی علاوہ ٹریبیون کے بعض اور کانگریسی اخبار میاں شاہدین صاحب کے پیچھے ہو پڑے ہیں مگر ہم اس آرٹیکل میں ان دریدہ دہن اخباروں کے نام کی تشہیر کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہاں تو ہمارا مقصد صرف ٹریبیون کی موجودہ روش پر روشنی ڈالنے کا ہے اور ہمیں اسکی بھی ضرورت نہ ہوتی اگر ہم ایک ایسے اخبار کو جو ہندوؤں کی گنگا میں اشنان کرتے ہوئے مسلمانوں کی دشمنی پر آمادہ اور ان کے حقوق کے پامال کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مولوی شاہ دین صاحب جج کی عبارت پر اپنے دلی کی اندرونی کیفیت کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس سے قبل اور کئے بعد بھی وہ اپنی دلی مخالفت کو ظاہر کر چکا ہے۔ مثلاً آپ نے شکایت کی کہ صاحب ناہن کی توجہ ناہن میں مسلمانوں کی اذان کی بندش کی طرف دلائی۔ تو ٹریبیون نے اس شکایت کو غلط نہیں تو مبالغہ آمیز بیان کر ہی دیا۔ حالانکہ لاہور اور امرتسر کا بچہ بچہ اس امر سے خوب اچھی طرح واقف ہے کہ ناہن میں سکھ لوگ مسلمانوں کو اذان نہیں دینے دیتے۔

ایک اور تماشہ کی بات جو ناظرین کی کچھ کم دلچسپی کا باعث نہ ہو گی اسی سلسلہ میں قابل ذکر ہے۔ ایک حالیہ اشاعت میں ہمعصر ٹریبیون نے "کیا ہندوستان باغی ہے؟" کے عنوان سے ایک لیڈر شائع کیا ہے۔ جس میں ابتدا سے انتہا تک ہندوؤں ہی کی وفاداری پر بحث کی ہے اور ہندوؤں ہی کو وفادار اور خیرخواہ سرکار ثابت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹریبیون کی لغت میں ہندوستانیوں کے معنے ہندو ہیں۔ اور ہندوستان کی وفاداری سے صرف ہندوؤں کی وفاداری مراد ہے۔ اسنے سارے آرٹیکل میں مسلمانوں کا ذکر صرف دو جگہ کیا ہے۔ ایک جگہ ہندوستان کے قدیم مسلمان فرمانرواؤں کو ظالم کہا ہے۔ اور دوسری جگہ انگریزوں کے اس خیال کی طرف اشارہ کرکے کہ اس ملک کے دیسی زبانوں کے اخبار غدار ہیں۔ یہ بیان کیا ہے کہ شمالی ہند اور پنجاب میں یہ اخبار زیادہ تر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہیں۔ نہ کہ ہندوؤں کے۔ یہ لکھتے وقت ٹریبیون اسے شاید بھول گیا کہ جدید شورش میں اب تک جتنے اخبار والوں کو سزا ملی ہے وہ سب ہندو ہیں۔ اور ان میں سے مسلمان ایک بھی نہیں۔ جب ہندوؤں کے معزز اخباروں کی یہ کیفیت ہو اور ہندو قومی منافرت پیدا کرنے والے اخباروں کی سرپرستی سے ہاتھ نہ اٹھائیں تو کیونکر مسلمانوں کا دل ہندوؤں کی طرف سے صاف ہو سکتا ہے۔ اور کیونکر ان دونوں اقوام کے دل آپس میں مل سکتے ہیں؟

ملک کا مذاقِ اخبار بینی

ناظرین آج کی خبروں کے کالم میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ اخبار انڈیا کے مقدمہ بغاوت میں بعد سماعت اپیل سر ولیم کلارک چیف جج پنجاب اور مسٹر جسٹس چیٹرجی نے پنڈی داس کی اپیل نامنظور کی اور دنیا ناتھ کی سزا بجائے پانچ سال قید سخت کے بدلے دو سالہ قید سخت کر دی اور ہندوستان پریس کی ضبطی کا حکم منسوخ فرما دیا۔ سر ولیم کلارک کے فیصلہ میں دیسی زبانوں کے اخبارات کے متعلق مندرجہ ذیل ریمارکس خصوصیت کے ساتھ پبلک کی توجہ کے مستحق ہیں۔

"یہ ایک بدقسمتی کی بات ہے کہ دیسی زبانوں کے اخباروں کی کامیابی کے لئے نہ سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے نہ دماغ کی نہ حب الوطنی کی۔ اخبار انڈیا کی تاریخ اسکا نمونہ پیش کرتی ہے۔ اس اخبار کو پنڈی داس کے باپ نے چلایا مگر اسکی اخراجات اس سے نہ ہو سکے۔ جب پنڈی داس نے اخبار خرید لیا اور اس میں باغیانہ مضامین لکھنا شروع کر دئیے۔ اس سے تھوڑے ہی عرصہ میں اشاعت اس قدر بڑھ گئی کہ پنڈی داس کو مالی منافع ہونے لگا۔ اور توسیع اشاعت قائم رکھنے کے لئے اسے بجائے دستی پریس کے اسٹیم پریس کا انتظام کرنا پڑا۔ اس طور پر باغیانہ مضامین کی اشاعت تاجرانہ کامیابی کا باعث ہوتی ہے۔ اور یہ لازمی نہیں ہوتا کہ ایسا اشاعت کنندہ کسی رعایت کا اس بنیاد پر مستحق ہو کہ اسکا فعل حب الوطنی کے کسی اعلیٰ خیال پر مبنی تھا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے محض مالی مفاد کی غرض سے اس قسم کا فعل کیا ہو۔"

ہمیں مختلف صوبجات کی سرکاری رپورٹوں سے بھی یہ معلوم ہو کر افسوس ہوتا ہے کہ ملک کے تقریباً ہر حصہ میں اعتدال پسند۔ معقول۔ متین۔ مہذب۔ سنجیدہ اور صائب رائے رکھنے والے اخباروں کی اشاعت میں صرف یہی نہیں کہ معتدبہ اضافہ نہ ہوتا ہو بلکہ دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ اعتدال سے گذر جانے والے گورنمنٹ پر بیجا اور دریدہ دہنی کے ساتھ نکتہ چینی کرنے والے غیر اقوام کی بات بات پر تضحیک اڑانے والے اور ذرا ذرا سی بات پر بے محل جوش میں آ جانے والے اخباروں کی اشاعت نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس سے اس ملک کے مذاق کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور طبایع انسانی کی افسوسناک تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ ان اخبار نویسوں کے بندۂ زر ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے جو پبلک کے بگڑے ہوئے مذاق کی خاطر اپنے اخباروں کو بھی بگڑے ہوئے انداز پر نکالنا گوارا کرتے ہیں۔ اور مالی نقصان کے خوف سے اصلاح ملک کے متعلق اپنے فرائض منصبی سے گریز کرتے ہیں۔ ان کا کام ہے پبلک کے مذاق کی اصلاح کرنا۔ نہ کہ اسے بگاڑنا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عوام کا مذاق بہت کچھ انہیں اخباروں کی بدولت بگڑا ہے۔ فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ وہ بہ نسبت نیکی کے بدی کی طرف زیادہ تیزی سے مائل ہوتی ہے۔ متین اخباروں کی شائستہ اور ناصحانہ تحریروں کا پبلک پر اس تیزی سے اثر نہیں ہوتا جس تیزی سے کہ ادنیٰ مذاق کے اخباروں کی زہریلی تحریروں کا اثر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں قابل اصلاح اخباروں کا یہ عذر پیش کرنا کہ پبلک کا مذاق انہیں اپنے طرز تحریر بدلنے میں مانع ہوتا ہے قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ موجودہ صورت میں پبلک سے یہ امید رکھنا کہ وہ مبتذل اخباروں کو بائیکاٹ کرکے انہیں بند کر دیگی تقریباً نامکن ہے۔ اخباروں ہی کو پبلک کا مذاق درست کرنے میں پیشقدمی لازم ہے۔ اور اگر اخبار اپنے اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اگر قانون کے تازیانہ سے انہیں اپنے فرض منصبی پر قائم رکھنے کی کوشش کی جائے۔

لاہور کے آثار قدیمہ کے ساتھ بے رحمی

حافظ غلام سرور سی۔ ایس جج آنریبل ہائیکورٹ آجکل ہنگا پور سے رخصت پر لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں ۲۵ ستمبر کے سول اینڈ ملٹری گزٹ ایڈیٹر اخبار مذکور کو مخاطب کرکے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"کیا لاہور میں کوئی ایسا بارسوخ شخص نہیں جو شاہجہاں کے زمانہ کے نہایت
خوشنما گنبد اور مقبروں کو تباہی سے بچالے؟ ان میں سے چند ایسے ہیں
کو جو مہرپورہ پر لاہور و امرتسر والی ریلوے لائن کے قریب ہی واقع ہیں۔
ریلوے والے مسمار کر رہے ہیں میں یہ دیکھ کر روتا ہوں مگر کچھ نہیں کر سکتا؛
کیا آپ بھی کچھ نہیں کر سکتے؟؟"

نہایت افسوس ہے کہ بادشاہان سلف کے زمانہ کی خوشنما یادگاریں ریلوے والوں کے ہاتھوں اس بے رحمی کے ساتھ تباہ ہوں اور کوئی لاہور جیسے شہر میں ان کا مددگار پیدا نہ ہو۔ کیا آثار قدیمہ کی محافظت کے متعلق جو قانون لارڈ کرزن کے زمانہ میں پاس ہوا تھا اسکی لارڈ موصوف کے چلے جانے کے بعد تعمیل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ؟ یا بعض ادنی درجہ کے افسروں نے بلا منظوری اعلے حکام ریل ان تاریخی عمارات کے ڈھا دینے کا حکم دیدیا ہے۔ بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ حافظ صاحب کی تحریر پر حکام ریلوے نے توجہ کی ہوگی اور عمارات مذکور کو گرانے کے خلاف قانون فعل پر انہوں نے اپنے ماتحتوں کے نام امتناعی احکام جاری کردیئے ہوں گے۔ ہم خوش ہوں گے اگر پبلک کی اطلاع کے لئے اس قسم کے احکام کا اجراء ہونا شائع کردیا جائے۔

ٹرانسوال میں مسلمان

ہمارے پاس ٹرانسوال کی حمیدیہ اسلامک سوسائٹی کی جانب سے ہندوستان کے مسلمانوں کے نام ایک اپیل موصول ہوئی ہے جس میں ممبران حمیدیہ سوسائٹی نے نہایت پُر درد طریقے سے اپنے ان مصائب کا ذکر کیا ہے جو ایشیائی اقوام کے خلاف اس کالونی میں جدید قوانین کے اجراء سے مسلمانوں پر وارد ہوئے ہیں۔ ان قوانین کے اثر سے یوں تو کسی قوم کے ہندوستانی بھی محفوظ نہیں لیکن مسلمانوں پر بوجہ اسکے کہ وہ زیادہ متمول اور زیادہ معزز سمجھے جاتے ہیں قوانین مذکور کا تکلیف دہ اور توہین آمیز اثر مدرجہ غایت پڑا ہے۔ تعجب ہے کہ ٹرکی کے مسلمان بھی ان قواعد سے مستثنے نہیں کیئے گئے۔ حالانکہ ٹرکی کے عیسائی اور یہودی ان سے بالکل مستثنے ہیں مسلمانان ٹرانسوال اپنے برادران ہندی کو اپنی مصیبت کی کہانی سُنا کر ان سے متوقع ہیں کہ وہ اُن کے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ اور گورنمنٹ کے آگے اُنکی جائز شکایات پیش کر کے اُن کی معاونت کرینگے۔ اپیل مذکور میں ہمیں یہ پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی کہ جنوبی افریقہ میں ہندو مسلمانوں میں کسی قسم کا نفاق نہیں اور یہ دونوں اقوام اتحاد برادرانہ کے ساتھ اپنی مشترکہ مشکلات کے حل کرنے میں مصروف ہیں۔ تقویت بخش امر یہ بھی ہے کہ انگلستان کے منصف مزاج باشندوں کی بھی ایک معقول جماعت ٹرانسوال کے ہندوستانیوں کے ساتھ ہمدردی کر رہی ہے بعض سفید رنگ کے باشندگان ٹرانسوال بھی ہندوستانیوں کی شکایات کو معقول تسلیم کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ان بیچاروں کے ساتھ انصاف پسندی کا برتاؤ کیا جائے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے پولیٹیکل پروگرام میں ٹرانسوال کے ہندوستانی مسلمانوں کے مسئلہ کو بھی داخل کر کے اُن کے متعلق وقتاً فوقتاً اپنی آواز کو گورنمنٹ تک پہنچاتے رہینگے۔

مسٹر کیئر ہارڈی کی ہندوستان میں آمد

مسٹر کیئر ہارڈی پارلیمنٹ کے اُن ممبروں میں سے ہیں جو ہندوستان کے معاملات سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس ملک کے متعلق صاحب موصوف پر سوالات کی بوچھاڑ ہوا کرتی ہے۔ جس میں ان کا بھی کچھ کم حصہ نہیں ہوتا۔ یہ ہندوستان میں اس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ کہ یہاں کے حالات اپنی آنکھ سے دیکھ جائیں۔ کلکتہ میں خلیق اسپایک

ایک نامہ نگار سے اُنہوں نے اثنائے گفتگو میں بیان کیا کہ میں اس ملک کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے آیا ہوں میرے یہاں اس غرض سے آنے کا باعث وہ تاربرقیاں ہوئی ہیں جو اس ملک سے خصوصاً رویٹر کی معرفت انگلستان جاتی رہی ہیں۔ وہ تاربرقیاں مجھکو بھی بکثرت غیر منصفانہ اور بے بنیاد معلوم ہوتیں۔ جیسی کہ جنگ ٹرانسوال کے موقع پر رویٹر کی خبریں جنوبی افریقہ کے متعلق ہوا کرتی تھیں۔ ان ناقابل اعتماد خبروں نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اس ملک میں آؤں۔ اور یہاں کی کیفیت اپنی آنکھ سے دیکھوں۔ اسکی حقیقت معلوم کروں۔ اسکے اسباب دریافت کروں اور شورش پھیلانے والوں کے دلی مدعا سے آگاہی پیدا کروں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ہر طبقہ کے لوگوں سے ملوں۔ اور حکام۔ اخباروں کے ایڈیٹر ایجیٹیشن پھیلانے والے اور سربرآوردہ لوگوں کے خیالات سے واقفیت حاصل کروں۔ مجھے انگلستان و آئرلینڈ کے ایجیٹیشنوں کا کافی تجربہ ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ کسی شورش کے متعلق صحیح معلومات جو کہ اخباروں کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اعتبار کے قابل نہیں۔"

افسوس ہے کہ ایک ایسے بڑے کام کے لئے ہارڈی صاحب کو صرف ایک ہی مہینے کی مہلت مل سکی۔ انہیں خود اسکا اعتراف ہے ایک مہینہ ایسے کام کے لئے ناکافی ہے۔ مگر وہ مجبور ہیں کہ زیادہ وقت نہیں دے سکتے۔ ہندوستان سے اُن کا قصد آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ جانے کا ہے۔ اگر مہینے کے اختتام پر بھی انہیں اپنا قیام اس ملک میں بڑھانے کی بہت ہی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ کہتے ہیں کہ اپنے آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ کے قیام میں تخفیف کرنیکی کوشش کرینگے۔

لاہور ٹیکنیکل اسکول کے متعلق ایک شکایت

ہمعصر آبزرور نے اپنے کالموں میں چند ہی روز ہوئے۔ یہ شکایت درج کی تھی کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل اسکول کے ایک ہندو اُستاد نے پیغمبر خدا صلعم کی شان میں چند گستاخانہ کلمات استعمال کر کے مسلمان طلباء کی سخت دل آزردگی کی۔ مسٹر بل صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم کے ممنون ہیں کہ اُنہوں نے اس شکایت پر فوراً نوٹس لیا اور حکم دیا کہ معاملہ کی تفتیش کی جائے۔ مگر ہمعصر آبزرور کی ایک جدید اشاعت میں یہ پڑھکر ہمیں نہایت تردد ہوا کہ مسلمان طلباء پر دباؤ ڈالا گیا ہے۔ کہ وہ اظہار حق سے باز رہیں۔ اور صحیح شکایات زبان پر ہرگز نہ لائیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مسٹر بل بھی اس نکتہ کو خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں اُستاد اور ہیڈ ماسٹر ہندو ہوں وہاں مسلمان طلباء کے لئے کسی ہندو ماسٹر کے برخلاف اظہار دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ ایسی صورت میں معاملہ کی تحقیقات کسی مسلمان افسر کے سپرد کر دینا ہی مسلمان طلباء کے لئے اس امر کی کافی ضمانت نہیں ہو سکتی کہ سچ بولنے کے جرم میں انہیں ہندو اُستادوں کے ہاتھ سے ضرر نہ پہنچیگا۔ ہمیں امید ہے کہ بل صاحب صحیح حالات دریافت کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھینگے۔

ایک مدراسی مسلمان کی فیاضی

ہماری قوم مجموعی طور پر دیگر اقوام کے مقابلہ میں مفلس ضرور ہے مگر اس گئے گذرے زمانہ میں بھی ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو متمول ہیں اور تمول کے ساتھ ہی فیاضی میں کسی قوم کے متمولین اور فیاضوں سے کم نہیں۔ ہمعصر علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ ایک مدراسی اخبار کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ وہاں کے ایک مشہور مدراسی سوداگر محمد ابراہیم نامی نے نمایاں طور پر اپنی فیاضی کا ثبوت دیا ہے۔ اُنہوں نے مدرسہ معفید عام نیل کہیت وانمباڑی کو ۲۰ ہزار روپیہ آمدنی مدرسہ نسوان نیل کہیت ...

پنجاب مسلم لیگ

میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی پرائیوٹ چٹھی کے ہمراہ "پنجاب مسلم لیگ" کے مجوزہ قواعد کی ایک کاپی ہمارے پاس موصول ہوئی ہے جسکو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض محبان قوم نے مسلمانان پنجاب کی ایک لیگ قایم کرنے کی تجویز کی ہے جس کا صدر مقام لاہور میں رکھا جائیگا۔ اور جس کی شاخیں پنجاب کے مختلف اضلاع میں قایم ہوں گی۔ مگر افسوس ہے کہ قواعد مذکورہ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس لیگ کے مقاصد کیا ہیں۔ اگر میاں محمد شفیع صاحب کے پرائیوٹ خط میں جو انہوں نے ہمیں ارسال فرمایا ہے۔ مقاصد لیگ پر روشنی نہ ڈالی گئی ہوتی۔ تو ہم صرف قواعد مذکورہ کو پڑھکر ہرگز یہ نتیجہ نہ نکال سکتے کہ اس لیگ کا منشا مسلمانان پنجاب کے پولیٹیکل حقوق کی محافظت ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس نقص کی آیندہ اصلاح کردی جائیگی۔ اور اس بات کو ملحوظ رکھا جائیگا کہ قواعد کے ساتھہ مقاصد لیگ کا اظہار نہایت ضروری ہے۔

دوسری لغزش جو ہمیں مسودۂ قواعد میں نظر آتی ہے یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھہ پنجاب مسلم لیگ کے الحاق کی بابت کہیں ذکر نہیں آیا۔ حالانکہ اس امر کا اعلان ضروری ہے کہ مجوزہ لیگ آل انڈیا لیگ کی ماتحتی میں کام کریگی۔ یا اس سے بالکل آزاد رہے گی؟ اگر یہ اپنی ایک جداگانہ اور آزادانہ حیثیت قایم کرنا چاہتی ہے تو ہم بجز اظہار افسوس کے اور کچھہ نہیں کرسکتے۔ مسلمانوں کی قوت کا یوں منتشر ہونا قوم کی بڑی بدقسمتی ہوگی۔ ہماری قوم میں بعض وقت جاہ طلبی یا پارٹی فیلنگ کے خیالات بعض کار فرما احباب کو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانے پر آمادہ کردیتے ہیں۔ جو قومی معاملات میں سخت مضر ہوتے ہیں بہر حال وقت ہمیں مجبور کرتا ہے کہ بجائے علیحدہ علیحدہ اپنی کھچڑی پکانے کے ہم سب مل کر قومی کام میں شریک ہو جائیں۔ ذاتی اغراض کو قومی مفاد پر تصدق کردیں اور قوم کی جو خدمت کریں خلوص نیت سے کریں۔ زمانہ کی اس ضرورت کو ہم محسوس کرینگے تو صفحہ ہستی سے ہمارا [illegible] ہوجانا نہایت اغلب ہوگا۔ ہمیں بلاشبہہ پنجاب مسلم لیگ کی سخت ضرورت ہے مگر آل انڈیا مسلم لیگ کی رقابت کیلئے نہیں۔ بلکہ اس کی معاونت کیلئے ضرورت ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے استحکام کے بعد ہر صوبہ میں پراونشل مسلم لیگ اسکی ماتحتی میں قایم کی جائیں۔ اور ہر ضلع میں مقامی لیگز قایم کرکے انہیں پراونشل لیگز کی شاخیں قرار دیا جائے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کا اس طرح سے ایک پولیٹیکل نظام میں منضبط کرلینا زیادہ مفید ہوگا۔ بہ نسبت اسکے کہ قومی قوت جگہہ جگہہ منتشر کی جاوے۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سر برآوردہ مسلمانوں کو ہماری اس رائے سے کلی اتفاق ہوگا۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ہماری اس گذارش پر توجہہ فرماکر قواعد میں ضروری دفعات کے اضافہ سے اس امر کی توضیح کردینگے۔

تیسرا نقص قواعد مذکورہ میں یہ ہے کہ نہ اس پر کسی کے دستخط ہیں نہ کوئی اس قسم کی تمہید دی ہوئی ہے جس سے پتہ چلے کہ کن کن اصحاب نے لیگ کو وجود میں لانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ تجاویز پیش کرنے والوں یا ان میں حصہ لینے والوں کے نام ان تجاویز کے شایع کرنے وقت ہی ظاہر کردیئے جائیں۔ قواعد مذکورہ پر کسی سکرٹیری وغیرہ کے بھی دستخط نہیں ہیں۔

بہرحال میاں محمد شفیع صاحب کے پرائیوٹ خط کا مسودہ قواعد کے ساتھہ ہمارے پاس آنا اسکی کافی دلیل ہے کہ اس تحریک کی تہ میں قابل اور سمجھدار مسلمان ہیں جن سے امید کی جاتی ہے کہ وہ قومی اغراض کی بہترین حفاظت کرسکینگے۔

قواعد مذکورہ کے مسودہ کو مسلمان پبلک کی خدمت میں بغرض استصواب رائے ارسال کیا گیا ہے مگر ان میں بعض دفعات قابل بحث بھی ہیں۔ ہم انشاء اللہ پھر کبھی ان پر بحث کرینگے۔

قسمت دہلی میں آثار قحط

امساک باراں کی وجہہ سے چاروں طرف جو خشکسالی کی شکایت ہورہی ہے وہ آخرکار انجاب میں عملی صورت اختیار کرنے لگی ہے چنانچہ علاقہ دہلی کی موسمی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسوقت کم از کم پانچ اضلاع یعنی دہلی حصار کرنال گوڑگانوہ ورہتک میں حالت نہایت نازک اور مایوسی بخش ہوگئی ہے۔ ان اضلاع میں باجرہ اور جوار کی فصل جسپر اکثر غریب لوگ جاڑے میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ بالکل خشک ہوگئی ہے اور اسے کاٹ کاٹ کر کسان مویشی کے چارہ کے لیئے استعمال کررہے ہیں یا بطور ذخیرہ جمع کررہے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں قحط کا آغاز ہے کیونکہ اب کٹائی کے کام سے فراغت پاکر غریب اور نادار لوگ محنت مزدوری کی خاطر اپنے گھروں سے چل پڑینگے۔ اور دور دراز مقامات میں جاکر بڑی مشکل سے بمشکل اپنا پیٹ پالینگے۔ خشکسالی تو تھی ہی ادہر دریائے جمنا کے غیر معمولی خشک ہوجانے کی وجہہ سے کنوؤں کا پانی معمول سے بہت نیچے اتر گیا ہے جس سے اکثر مقامات میں پینے تک کے لیئے پانی میسر نہیں آتا۔ چونکہ صورت حالات روز بروز نازک ہورہی ہے۔ اسلیئے گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ رہتک میں فی الحال تجربتہً امدادی کاموں کی ابتدا کی جائے تاکہ اس امر کا اندازہ ہوسکے کہ قحط زدوں کی تعداد کس قدر ہے؟ اور آیا وسیع پیمانہ پر امدادی کام کھولنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

ماجھے کے مسلمان

مسلمانان ماجھہ کی مذہبی آزادی میں سکھوں کی طرف سے جو صریح دست اندازی کی جارہی ہے ہم اس سے پیشتر اسکی طرف ٹیکہ صاحب ناجہ کی توجہہ منعطف کراچکے ہیں اور ان سے یہ بھی درخواست کرچکے ہیں کہ پنجاب کا قایم مقام ہونیکی حیثیت سے انہیں چاہیئے کہ امپیریل کونسل میں اسکے متعلق بھی سوال کریں چونکہ ایک مقامی ہندو اخبار مسلمانان ماجھہ کے افسوسناک واقعات پر نہایت ہوشیاری سے خاک ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اسلیئے ہم ان شکایات کو ذرا واضح طور سے بیان کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو بڑی شکایت یہ ہے کہ اس علاقہ کے اکثر گاؤں میں ہمیں اذان کہنے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ سب جانتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے قبل اذان کہنے کی شرعاً نہایت تاکید ہے۔ یہاں تک کہ تنہائی میں بھی اذان کہہ لینے کی تاکید ثابت ہے لیکن ماجھے کے مسلمانوں کو بڑے بڑے گاؤں میں بھی ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر یہ مذہبی دست اندازی نہیں ہے تو ہماری سمجھہ میں نہیں آتا کہ ہر مذہبی دست اندازی کے اور کیا معنے ہیں۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ ماجھہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل ہے لیکن کیا یہ گورنمنٹ کا سب سے ضروری فرض نہیں کہ کمزوروں کو زبردستوں کے دست تظلم سے بچائے ہمعصر مذکور مسلمانوں کو صلاح دیتا ہے کہ وہ اس بارہ میں عدالتی چارہ جوئی کریں۔ مگر افسوس کہ اسے پہلے ادہر والے سکھوں کو یہ صلاح دینے کا خیال نہ آیا اور اسنے ٹیکہ صاحب کو شاہی ایوان میں فرقہ بندی کا عنصر داخل کرنے سے روکا۔ لیکن ہم اپنے ہمعصر کو یقین دلاتے ہیں کہ مسلمانوں نے عدالتی چارہ جوئی کا بھی تجربہ کرلیا ہے۔ اور اسکا کچھہ نتیجہ نہیں نکلا کیونکہ سرکاری احکام کو وہاں کون نافذ کراسکتا ہے۔ ماجھہ میں سکھوں کی طرف سے مسلمانوں پر جو زیادتیاں کی جاتی ہیں۔ ان کے روکنے کے لیئے دیہاتی پولیس اسقدر بیکار ہے جس قدر کہ وہ انہیں ناجایز شراب کی کشید سے بالکل روکنے کی ناقابل ہے اسی پر بس نہیں بعض مقامات میں مسلمانوں کی تعمیر کردہ مساجد کو سکھہ صاحبان نے بالکل منہدم کردیا ہے۔ اور بشرط ضرورت ہم اس قسم کی مثالیں پیش کرنیکے لیئے تیار ہیں گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس سکھا شاہی کا تدارک کرے۔ اور ہم پھر ٹیکہ صاحب کی توجہہ اس طرف منعطف کرتے ہیں (آبزرور)

مراسلات

گورنمنٹ عالیہ کو ضرور توجہ فرمانی چاہیئے

اخبار وکیل نمبر ۴۲ مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء میں محمد طاہر الرحمن صاحب کا جو مضمون "وظایف نمبر" کے عنوان سے شایع ہوا ہے وہ صرف ہماری ہی قوم کی توجہ کا محتاج نہیں بلکہ اسکے اس حصہ پر جس میں راقم مضمون نے یونیورسٹی کے وظایف کی نسبت لکھا ہے سرکار عالیہ کو بھی کافی توجہ مبذول فرمانی چاہئے۔ بلا شبہہ علی گڈھ کالج ہماری تعلیمی ترقیات کا مرکز ہے اور ہمارا ہر نوجوان اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ وہ اس قومی انسٹیٹیوشن سے مستفید ہو کر قوم کی سچی خدمت کرنے کے قابل ہو سکے۔ ہر سال صرف پنجاب ہی کے مسلمان طلبا جو امتحان انٹرنس میں یونیورسٹی کا وظیفہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں علی گڈھ کالج میں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہجاتے ہیں۔ وجہ یہ کہ پنجاب یونیورسٹی تو یہ اجازت نہیں دیتی کہ کوئی وظیفہ خوار طالب علم دوسری یونیورسٹی کے ماتحت کالج میں پڑھ سکے۔ اور خود طالب علم کے والدین اس قدر استطاعت نہیں رکھتے کہ دس بارہ روپیہ ماہوار وظیفہ کو چھوڑ کر اپنی گرہ سے پچیس تیس روپیہ ماہوار خرچ سے کر اپنے لڑکے کو قومی کالج میں تعلیم پانے کے لئے بھیج سکیں۔ اسطرح غریب ہونہار مسلمان بچوں کی امیدیں دل ہی دل میں ناکامی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اس سال کا ذکر ہے کہ میرے ساتھ ایک دوست چودہری غلام احمد خان صاحب امتحان انٹرنس میں اس خوبی سے کامیاب ہوئے کہ پنجاب یونیورسٹی نے انہیں بارہ روپیہ ماہوار وظیفہ عطا فرمایا۔ نتیجہ نکلنے سے پہلے چودہری صاحب کا منشا رہتا کہ اگر پاس ہو گئے تو علی گڈھ کے قومی کالج میں تعلیم حاصل کرینگے۔ مگر جونہی وظیفہ کی شنی سب امیدیں دل ہی دل میں رہ گئیں۔ کیونکہ انہیں امید نہ تھی کہ ان کے والدین جو قومی کالج کی خوبیوں سے ناواقف ہیں وظیفہ کا خیال نہ کرکے ان کو ان کے ارادے کے موافق علی گڈھ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج سکینگے۔ کارکنان علی گڈھ کالج کو لکھا گیا۔ محکمہ تعلیم پنجاب کے افسروں سے پوچھا گیا کہ آیا وہ اپنا وظیفہ علی گڈھ کالج میں تبدیل کرا سکتے ہیں یا نہیں۔ مگر جواب ہر جگہہ سے نفی میں ملا۔ آخر جب والدین نے بھی وظیفہ کو قومی کالج پر قربان کر دینے سے انکار کیا تو وہ بصد حسرت و افسوس لاہور کے مشن کالج میں داخل ہو گئے۔ اب تک بھی جب کبھی انہیں ایم اے او کالج کا خیال آتا ہے تو جسم میں بجلی سی کوند جاتی ہے۔ مگر کیا کریں حالات سے مجبور ہیں۔ کاش کہ عہدہ داران پنجاب یونیورسٹی مسلمان طلبا کی آرزوؤں کا خیال رکھ کر انہیں اجازت دیں کہ وہ اپنے وظایف مدرسۃ العلوم علی گڈھ میں تبدیل [illegible]

غریب مسلمانوں کے مظلوم بچے

اخبار وکیل میں گورنمنٹ ہائی سکول ہوشیارپور کے مسلمان بورڈنگ کی ناگفتہ بہ حالت کا جو بیان ایک نامہ نگار کی طرف سے مدرسہ مذکور کے بورڈنگ کا نظارہ شایع ہوا ہے وہ ناکافی ہے پہلے تو ہمارا خیال تہا کہ اس ایک ہی مضمون کے شایع ہو جانے سے العاقل تکفیہ الاشارہ کے موافق ہیڈماسٹر صاحب خود ہی طلبا کی تمام شکایات کو دور کرنے کی کوشش شروع کر دینگے۔ مگر افسوس تجربہ نے ہماری امید کے برخلاف یہ فیصلہ دیا کہ ما خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ آج اس مضمون کو شایع ہوئے چند ہفتہ سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا۔ مگر ابھی تک طلبا کی تکلیفات کو دور کرنے کے لئے کوئی کاسہ ابتی نہیں کیگئی اور نہ آیندہ حالات موجودہ کسی قسم کی بہتری کی امید ہے۔ ہیڈماسٹر صاحب اپنے ہم خیال اسسٹنٹ صاحبان کے ساتھ جو سٹاف سکول کا بڑا عنصر ہیں۔ ما سوا اسکے ہم مسلمانوں کے ساتھ کلی بغض رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں بغض کے نشہ میں ایسے سرشار ہیں کہ نہ تو غریب طلبا کی ہی فریاد ان کے کانوں تک پہنچ سکی اور نہ ہماری آواز ہی ان کے جگانے میں کامیاب ہو سکی۔ چونکہ مظلوم مسلمان طلبا کی حالت ایسی نہیں کہ جس کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر بھی خاموش رہ سکیں۔ اسلئے ہمارا مصمم ارادہ ہے کہ اگر ایڈیٹر صاحب اخبار وکیل منظور فرماویں تو ہم اپنے سلسلہ مضامین کو جاری رکہیں۔ اور جبتک کہ طلبا کی تمام شکایات کو مفصل طور پر بیکس حکام کے سامنے پیش نہ کرلیں خاموش نہ ہوں۔ یہ مضمون ہمارے سلسلہ کا دوسرا نمبر ہے۔ امید ہے کہ اعلیٰ حکام ہماری تمام معروضات کو ٹھنڈے دل سے سنینگے اور اس پر کافی توجہ مبذول کرکے طلبا اہل اسلام کی دادرسی فرمائینگے۔

ہم نے اپنے پہلے مضمون میں جہاں اور شکایات عرض کی ہیں وہاں یہ بھی لکھا تہا کہ مسلمان بورڈنگ ہاؤس کا مکان بہت تنگ ہے۔ اور کہ جو تیس مسلمان بورڈر وہاں ٹھونس کر بھر دیئے گئے ہیں ان کی حالت قلت جگہہ کے باعث قیدیوں سے بھی بدتر ہے۔ نیز یہ قلت جگہہ کا ہی باعث ہے کہ مدرسہ میں مسلمان طلبا کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اسی کے متعلق اب یہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ بعض طلبا شہر میں مختلف مقامات پر کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہیں جب ہم نے اسکی وجہہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ چونکہ بورڈنگ ہاؤس میں گنجایش نہیں نیز وہاں طلبا کا سامان بھی بے حفاظت ہی پڑا رہتا ہے اسلئے انہوں نے وہاں رہنا پسند نہیں کیا اور علیحدہ مکان میں دگنا تگنا خرچ برداشت کرنے کو ترجیح دی مگر ہم سوال کرتے ہیں کہ جو غریب مسلمان طلبا بوجہ افلاس کرایہ کے مکان میں رہکر اس قدر خرچ برداشت نہیں کر سکتے وہ کیا کریں۔ کیا وہ لوگ حکومت عالیہ کی وفادار رعایا نہیں ہیں جو اسکے بنائے ہوئے مدرسہ سے فایدہ اٹھانے کے مستحق نہ سمجھے جائیں اگرچہ بہت سے طلبا بورڈنگ ہاؤس میں جگہہ نہ ملنے کے سبب اس سکول سے مستفیض نہ ہو سکے۔ مگر اب بھی مدرسہ ہذا میں بعض غریب مسلمان ایسے پڑھتے ہیں جنکا گانوں شہر سے چار چار میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ صبح کو منہ اندھیرے اٹھتے ہیں مگر پھر بھی وقت پر مدرسہ نہیں پہنچ سکتے دوپہر کو جب چھٹی ملتی ہے اور ان کو اپنے گانوں تک پہنچنے کیلئے رستہ میں

رفتار زمانہ کی کج رفتاری

اسوقت معزز زمانہ کا پرچہ میرے سامنے ہے اور میں لائق ایڈیٹر کا وہ نوٹ نہایت تعجب کے ساتھہ دیکھہ رہا ہوں جو پرچہ ۱۰ اگست میں رفتار زمانہ مشرقی بنگال کے نام سے موسوم ہے۔

اگر یہ کسی غیر ذمہ دار ہندو کے خیالات ہوتے تو مجھے اسقدر تعجب نہوتا۔ لیکن یہ خیالات اس شخص کے ہیں جنے ایک اہم کام اپنے سر لیا ہے۔ اور جو ہندو مسلمانوں کو اتفاق کے پلیٹ فارم پر دیکھنے کا خواہشمند ہے۔

میں یہ لفظ تو آگے بیان کرونگا کہ لائق ایڈیٹر نے اس موقع پر یک رخی تصویر کھینچنے میں کسقدر تعصب سے کام لیا ہے۔ لیکن فی الحال میں اس پہلو پر نظر ڈالنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مضمون اس قابل تھا کہ زمانہ کے زریں صفحات میں درج کیا جاتا۔ اور اسکے دلخوش کن مقاصد میں ممدو معاون ہوتا؟

میں افسوس سے یہ ظاہر کرنے پر مجبور ہوا ہوں کہ یہ خیالات زمانہ کے لئے نہایت تاریک ہونا دیتے ہیں۔ اور اسکے تلخ اور ناگوار نتایج کا سلسلہ ایسے سرچشمہ پر ختم ہوتا ہے۔ جسے خطرناک موجیں اٹھنے کا احتمال ہے

افسوس کہ ہمارے دوست نے اسکے اثرات پر ذرا بھی توجہ نہیں کی۔ ورنہ وہ اس قسم کا یکطرفہ ریمارک کرکے مسلمانوں کے نفوس کو رنجیدہ کرنے کی کوشش نہ کرتے۔

باخبر ہندو اصحاب جنہوں نے اخبارات کے ذریعہ سے فریقین کے بیانات سنے ہونگے وہ تو ممکن ہے کہ اس نوٹ کو دیکھکر شاید قومی پاسداری کا خیال کرکے اکتفا کرلیں۔ لیکن وہ طبقہ جنہوں نے مسلمانوں کے اخبارات نہیں دیکھے ہیں۔ اور اون کے دردوستم کی داستان نہیں سنی ہے اور جو اصلی واقعات سے بیخبر ہیں۔ اور ان کو صرف یہی نوٹ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ تو یقیناً اپنے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے منافرت کا مذموم جوش پیدا کرنے پر مجبور ہونگے اور ان کا قدم ایسے معیوب راستہ پر جا پڑیگا جو نہایت خطرناک ہے۔ افسوس ان لوگوں کے دلوں میں رنجش بیٹھ جائینگی۔ اور اس سے نفاق کی خونی بارشیں اور زور شور سے ہونگی۔

ہندو اور مسلمانوں کے اتفاق کا مسئلہ اسی وجہ سے روز بروز پیچیدہ اور لاینحل ہوتا جاتا ہے۔ کہ ذمہ دار اصحاب بھی وہ کہہ اور کر گذرتے ہیں جس سے نفاق کے شرارے ملبند ہونے لگتے ہیں۔ کاش! وہ اس سے پہلے اسکے نتایج پر بھی نظر ڈال لیا کریں تو کیا اچھا ہو۔

صدمہ ہوتا ہے کہ ہمارے باخبر دوست نے اس موقعہ پر بیحد تعصب سے کام لیا ہے۔ اور جمالپور کومیلہ وغیرہ کی شورش کا سارا الزام مسلمانوں کے سر تھوپا جاتا ہے۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ صداقت اور اصلیت پر پردہ نہیں پڑسکتا۔ اور اصلی واقعات کا آفتاب اپنی نورانی کرنوں سے پبلک کو مغالطہ کی تاریکی سے ہمیشہ روشنی میں لے آتا ہے۔

مناسب ہوتا کہ ایڈیٹر صاحب پہلے نیک نیتی سے واقعات پر محققانہ نظر ڈالتے۔ اور آپ شورش پسندی سے بچکر تحمل سے کام لیتے۔ اور لکھتے وقت قومی پاسداری کا خیال دماغ سے نکال دیتے۔ کاش! اگر وہ ان اصول کی پابندی کرتے تو ضرور بنگالیوں کی بعض جنونانہ حرکات اور سودیشی بائیکاٹ کی ناپسندیدہ روش ان کے سامنے ہوتی۔ اور وہ واقعات سے نتایج استنباط کرتے ہوئے وہ اصلی شاہراہ پر پہنچ جاتے۔

ہندو اصحاب جو سودیشی بائیکاٹ و پولیٹیکل معاملات میں انٹرسٹ لیتے ہیں ان پر یہ امر سخت گراں گذرتا ہے کہ مسلمانوں نے ان کے ساتھ ہمصفیر ہونا پسند نہیں کیا۔ اور جبر و جب پولیٹیکل معاملات کے نار جہنم میں گرنا اچھا نہیں سمجھا اور انہوں نے ولایتی ارزاں چیزوں کے مقابلہ میں سودیشی مصنوعات کی گرانی کو ترجیح دی ہے۔ اور نیز انہوں نے مقاطعہ بنگال پر گریبان چاک اور ماتم نہیں کیا ہے۔ یہ وجوہ ہیں کہ ہمارے دوستوں کے طبایع میں ناگوار خیالات نے ہجوم کیا۔ اور ناگوار خیالات کے یہ مذہبی اثرات ہیں کہ مسلمانوں سے معاندانہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ نہایت سہولت کے ساتھہ ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ جب کوئی جوشیلا اور مستغرق خیالات والا شخص کسی کو اپنی طرف ملانا چاہتا ہے اور وہ نہیں آتا تو اس کو طبعاً ناگوار گذرتا ہے اور وہ ناگوار تخیل اسکی طبع میں پیدا ہوکر اسکو مذموم عملی کاروائیوں پر مجبور کرتا ہے۔

ہم بزور کے ساتھہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ یہ سارا الزام مسلمانوں پر محض بے بنیاد اور افترا ہے۔

روزمرہ کے واقعات ایسے پیش ہوتے رہتے ہیں کہ ہمارے ابنائے وطن کا خونخوار پنجہ بیکس مسلمانوں پر بیرحمانہ طریقہ سے پڑتا ہے اور ان کے گریہ و بکا پر ذرا بھی ہمدردی سے کام نہیں لیا جاتا۔ جہاں کہیں حسن تحکمہ میں نظر ڈالو۔ یہ غالب عنصر اپنے ناتوان اور نحیف کو پایمال اور نیست و نابود کرتا چلا جاتا ہے اور اپنے زبانی اتفاق اتفاق کے دعوے کو عملی پیرایہ میں نہیں لاتا۔ اور مزید تعجب یہ ہے کہ وہ جب اپنے درد جگر سے کراہتے ہیں۔ تو یہ طبقہ انہیں کو ملزم اور خطاوار ٹھہراتا ہے۔ اور اسی قبیل سے یہ ایڈیٹر صاحب کا نوٹ بھی ہے۔

ہم نہایت ادب سے اپنے دوست سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ موضع ککر دندی میں مسلمانوں کی مسجد شہید کرنے اور گھروں میں گھسنے اور باوجود ممانعت مقامی حکام مجمع کرنے کا کسنے ارتکاب کیا؟ اور منجملہ بلوائیاں بارہ نفر بعد تحقیقات کون جیل بھیجے گئے

کیا کومیلہ میں ایک ہندو کانسٹبل نے ایک مسلمان لڑکے کو بیرحمی کے ساتھہ بندوق سے قتل نہیں کیا؟ کیا اس معاملہ میں جب تھانہ والے نے پردہ پوشی اور بیجا طرفداری سے کام لیا تھا اسکو بعبور دریائے شور کی سزا نہیں ملی۔؟ کیا مسلمانان راہوں پر صریح ظلم نہیں ہوا۔ اور بعد تحقیقات ۱۸ ہندو سزایاب نہیں ہوئے۔؟ کیا ۴ مارچ ۱۹۰۷ء کو نواب سلیم اللہ خان صاحب (جن پر ہمارا دوست خار کھاتا ہے) پر ایک جوشیلے کانگرسی نے پتھر نہیں کھینچ مارا؟

کیا بقول نامہ نگار امیا بر مسلمانوں کے میلہ میں کئی طالب علموں نے مسلمانوں کا بھیس بدلکر ولایتی اشیا کے خلاف جہاد شروع کرکے اس میں فساد پیدا کرنے کا نہایت زبون فعل اختیار نہیں کیا۔؟ کیا ۹ مارچ کی رپورٹ اور نیز مقامی حکام کی تحقیقات سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ شرارت کی ابتدا ہندوؤں کی جانب سے ہوئی۔ کیا کل انگلو انڈین اخبارات کے آراء ذرا بھی قابل اعتبار نہیں؟ افسوس کہ ہمارے دوست کو نہ مقامی حکام کی تحقیقات پر بھروسہ ہے اور نہ انگلو انڈین اخبارات کی راؤں سے اتفاق ہے۔ اور نہ مسلمانوں کے بیانات صحیح ہیں۔

عموماً یہ قاعدہ ہے کہ دو فریق کے معاملات کا فیصلہ فریق ثالث نہایت انصافانہ کرتا ہے لیکن اسقدر بدگمانی ہے کہ نیک نیت حکام بھی انکے نزدیک بیجا طرفداری کے رنگ میں شرابور ہیں

بھلا یہ کیا انصاف ہے کہ صرف قوم کی صدا پر اپنے قلب پر تصدیق کا گہرا اثر قایم کرلیا ہو کہیں کومیلا میں مسلمانوں کے ظلم و زیادتی کی داستان چھیڑکر ہندوؤں کی مظلومیت ثابت کرنا چاہا ہے اور کہیں جمالپور میں لٹے ہوئے ہندوؤں کی خانہ تلاشی کا ذکر کرتے ہوئے پولیس کے تشدد اور مقامی حکام کی طرفداری کا اظہار کیا گیا ہے کہیں انگلو انڈین اخبارات کی اسباب تفتیش کو زری طبع آزمائیاں سمجھا ہے۔ غرضکہ تمام ایسے واقعات جنکی بنا پر کوئی صحیح رائے قایم کرسکتا ہے نظرانداز کردئیے ہیں۔ اور صرف اپنی قوم کی آواز کو آواز غیبی سمجھکر فیصلہ کردیا ہے۔

میں اخیر میں لائق ایڈیٹر کی خدمت میں مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ اگر وہ مسلمانوں کے بیانات اور انگلو انڈین اخبارات کی آراء اور مقامی حکام کی تحقیقات سے بھی فیصلہ کرنا نہیں چاہتے۔ تو...

ہندوستان کی خبرین

سرکاری خبرین :-

کپتان جے بی کولڈ سٹریم صاحب قائم مقام ڈپٹی کمشنر رہتک بجائے (۱) باڈن صاحب سبکدوش ہونے پر بطور پولیٹیکل اسسٹنٹ ڈیرہ غازی خان کو تبدیل کئے جائینگے۔

دیوان ٹیکچند صاحب ڈپٹی کمشنر لودھیانہ کو اوس تاریخ سے ۶ ماہ کی رخصت عطا ہوئی جس پر کہ اون کو پہلے جہنگیر صاحب سبکدوش کرین۔

لالہ کیدار ناتھ صاحب ککڑ اجوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر مظفرگڈھ کو ایک سو ۵ یوم کی رخصت یکم اکتوبر ۱۹۱۰ء سے عطا ہوئی اور لالہ گوپی رام صاحب انکو سبکدوش کرینگے۔

جی ڈی رڈلن صاحب رخصت سے واپس آنے پر سرگودہ مین تعینات کئے جائینگے۔

کپتان ایم ایل فیر صاحب رخصت سے واپس آنے پر لائل پور مین تعینات کئے جائینگے اور ملے ڈیمسن صاحب کو جبکہ وہ بہکر مین بطور سب ڈویژنل افسر ہوکر جائینگے سبکدوش کرینگے۔

کپتان جے فریزل صاحب اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے پر ملتان مین تعینات کئے جائینگے۔

لالہ میلا رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ مہتمم بندوبست گوڑگانوہ کو ۲ ماہ و ۲۴ یوم کی رخصت عطا ہوئی اور لالہ رنگ رام صاحب اون کو سبکدوش کرینگے۔

۲۶ ستمبر کو اخبار انڈیا کے اپیل مین چیفکورٹ نے یہ حکم سنایا کہ پنڈی داس ایڈیٹر کا اپیل نامنظور اور پانچ سال قید سخت کی سزا بحال۔ اور دینا ناتھ ایڈیٹر ہندوستان کو پانچ سال کی بجائے ۲ سال قید سخت اور ضبطی پریس کا حکم منسوخ۔

اسی روز مذکورہ بالا فیصلہ سنانے کے بعد مقدمہ بلوہ لاہور کے اپیل کا بہی حکم سنایا گیا۔ کرتار سنگہ لال چند رام سنگہ اور سوہن سنگہ بری کئے گئے۔ گہسیٹا رام دیالی رام کو بجائے ڈیڑہ سال کے ایک سال قید سخت اور گوردہن کو بہی بجائے ڈیڑہ سال کے ۶ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔

پورٹ ٹرسٹ کراچی کے منتظمین نے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ اسے اول درجہ کا بندرگاہ قرار دیا جاوے۔

پی اوکمپنی جہاز رانی کے کرایہ جہاز بڑہانے سے اینگلو انڈین سخت ناراض ہین اور سب اتفاق کرکے ایک اور کمپنی کے ساتھ کچہہ مدت کیلئے کرایہ وغیرہ کا انتظام کر رہے ہین۔

اخبار مدراس میل معتبر ذریعہ سے اس خبر کی تردید کرتا ہے کہ اخبارات و مطابع کے متعلق کوئی جدید قانون پاس ہونیوالا ہے۔

مسٹر امبیکا چرن بی اے (صوبجات متحدہ) نے جاپان کی کیوٹو یونیورسٹی سے ایم ای کی ڈگری حاصل کی ہے یہ پہلے ہندوستانی ہین جنہون نے یہ ڈگری حاصل کی ہے۔

امسال بنگال لیجسلیٹو کونسل مین کلکتہ یونیورسٹی کی طرف سے دو امیدوار ہین یعنی (۱) بابو دیوا پرشاد سربدہی کاری اور (۲) مولوی شمس الہدیٰ۔ دونون صاحب قانون پیشہ جماعت سے ہین۔

حضور وائسرے کے دعوکرنے پر مہاراجہ دربہنگہ ماہ نومبر یا دسمبر مین کلکتہ جانیوالے ہین۔

ایسٹرن بنگال ریلوے کے سٹیشنون لکشم اور چاندپور کے مابین جہان آجکل سرقہ کی وارداتین کثرت سے ہو رہی ہین چند روز ہوئے ایک مشہور چور چلتی ٹرین مین سے ایک مسافر کا ٹرنک چراتا ہوا پکڑا گیا تحقیقات پر معلوم ہوا کہ وہ پہلے آٹہہ مرتبہ سزایاب ہو چکا ہے۔

۲۵ ستمبر کو کلکتہ مین بصدارت بابو سریندرناتھ بنرجی ایک جلسہ مسٹر پال کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے منعقد ہوا۔ پریذیڈنٹ نے سامعین کو نصیحت کی کہ ہمین ایجی ٹیشن سے ہرگز دستبردار نہ ہونا چاہئے لیکن ہرحالت مین قانون کا احترام لازم ہے۔

مقدمہ بلوہ لاہور کے ملزم نندکشور کو چیف کورٹ نے پانچ پانچ ہزار کی دو ضمانتون پر رہا کرنیکا حکم دیا مگر ہنوز وہ مطلوبہ ضمانتین مہیا نہین کرسکا۔

روٹر کی ٹیلیگرام کمپنی کی ایک شاخ کانپور مین ۲۰ اکتوبر سے کہلنے والی تہی۔

کلکتہ کی پولیس نے مسٹر اے سی بنرجی بیرسٹرایٹ لا کلکتہ کو جو وہان باغیانہ خیالات کی اشاعت اور مختلف طبقات رعایا مین نارضامندی پہیلانے کیلئے خاص طور پر مشہور ہین ۲۵ ستمبر کی شب کو بوقت ونجے ان کے مکان سے گرفتار کیا جبکہ وہ اس جلسہ سے واپس تشریف لائے تہے جو مسٹر پال کی ہمدردی میں اسی شام کرجر پارک مین منعقد ہوا تہا۔ ضمانت مین لیے جانے پر پانچ ہزار کے مچلکہ اور ڈہائی ڈہائی ہزار کی دو ضمانتون پر رہا ہوئے۔

سنیٹ جانز کالج رنگون کے طلبا، ایک یورپین ٹیچر کے سلوک سے ناراض ہوکر بیٹہے ہوئے ہین کہتے ہین کہ انہون نے ایک وکیل کی معرفت عدالت مین نالش کرنیکا ارادہ کیا ہے۔

دہلی مین ایک رجسٹری شدہ لفافہ مین سے جو باہر سے تقسیم ہونے کیلئے آیا تہا ہزار روپیہ کا ایک نوٹ چوری ہوگیا۔ پوسٹ مینون کی تلاشی لی گئی مگر کچہہ پتہ نہ چلا تحقیقات جاری ہے۔

۱۳ ستمبر کو کشمیر مین ہیضہ کے اکیس اور ۳ اموات ہوئین۔

ژالہ باری سے فصلون کو جو نقصان پہونچا تہا اسکی وجہ سے گورنمنٹ نے ضلع کانگڑہ کے ۴۳ گاؤن میں قریباً تین ہزار روپیہ زر مالگذاری معاف کردی ہے۔

چینی امپیریل کمشنر مسٹر چینگ کی علالت کی وجہ سے گذشتہ ہفتہ مین تبت کے تجارتی معاملات کے متعلق کوئی جلسہ منعقد نہ ہوسکا۔

مسٹر ولٹ اگزیکٹو انجنیئر (صوبجات متحدہ) مسٹر وائلڈبلنکی جگہ انڈر سیکرٹری گورنمنٹ ہند (پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ) مقرر ہونگے اور ماہ اکتوبر کے اخیر مین اپنے عہدہ کا چارج لینگے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۷ ستمبر کے اندر ہندوستان مین طاعون سے ۹۰۳۸ اشخاص ہلاک ہوئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ بمبئی ۶۵۷۲- مدراس ۲۱۹- بنگال ۸۸- برہما ۸۸- ممالک متوسط ۹۱۵- ریاست میسور ۶۰۸- ریاست حیدرآباد ۱۲۴- وسط ہند ۹۳- صوبجات متحدہ ۱۰۵- پنجاب ۱۶۶- راجپوتانہ ۹- ۵ کشمیر ۱-

مسٹر گپتا ماہ اکتوبر مین واپس ہندوستان آجائینگے اور ماہیگیری کی رپورٹ تکمیل کرنے کے بعد ماہ فروری یا مارچ آئندہ میں انڈیا آفس مین جا شریک ہونگے۔

لارڈ کچنر یکم نومبر کو شملہ سے روانہ ہوکر پٹیالہ نابہہ اور سنگرور ہوتے ہوئے ۶ نومبر کو دہلی پہونچینگے۔

سنا ہے کہ مسٹر دادابہائی نوروجی بوجہ علالت ولایت سے اس ہفتہ کے جہازمین روانہ ہند نہین ہوئے۔

اسلیپ کالج ناگپور مین طلباء کے کلاس روم مین نعرہ ہائے بندے ماترم لگانے پر پرنسپل نے تمام کلاس کو کالج سے خارج کردیا۔

بقول نامہ نگار ٹریبیون شملہ مین افواہ ہے کہ نئی روشنی کے سکہہ اصحاب مس ریوالی کے موقعہ پر اپنا نیا سرراہ منتخب کرنے کے گرنتہہ اور دربار صاحب امرتسر کو اپنے اہتمام مین لینا چاہتے ہین یہ بہی سنا ہے کہ موجودہ منتظمین اس خبر کو سنکر شملہ گئے تہے جہان ہز ہائینس مہاراجہ نابہہ نے ان کو یقین دلایا ہے کہ یہ افواہ غلط معلوم ہوتی ہے ہمین برٹش گورنمنٹ کی نصفت شعاری پر بہروسہ رکہنا چاہئے جو کسی کے مذہبی معتقدات مین دخل نہین دیتی۔

مسٹر ریٹکلف ایڈیٹر اخبار سٹیٹسمین کو جو بوجہ خرابی صحت ہندوستان کو خیرباد کہکر ولائیت جاتے ہین ان کے دوستون اور مداحون نے ساورنون کی ایک تہیلی پیشکش کی۔

اخبار ستارہ ہند مرادآباد پر اخبار نیر اعظم کے مالک نے لائبل کی نالش دائر کی ہے۔

بمبئی بنیک نے اپنی شرح سود بڑہا کر ۴ فیصدی اور بنگال بنیک نے پانچ فی صدی کردی ہے۔

کپتان ڈاس سپرنٹنڈنٹ سول ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ سندھ بلوچستان و راجپوتانہ کپتان مستہر کی جگہ جو پرنسپل مقرر ہوئے ہین پروفیسر ویٹرنری کالج مقرر ہوئے۔

کانگڑہ ملتان و بعض دیگر اضلاع پنجاب کے اب تک طاعون سے محفوظ رہنے کی وجہ سے گورنمنٹ نے کپتان گلوسٹر آئی۔ ایم۔ ایس کو فی الحال کانگڑہ مین متعین کیا ہے کہ اس محفوظیت کی وجہ

دریافت کرے۔ اگر ان تحقیقات سے کسی قسم کا مفید نتیجہ برآمد ہوا تو اس سے دیگر اضلاع مین فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے گی۔ •

کلائیو میموریل فنڈ کی ایک شاخ کلکتہ مین بھی قائم ہے اور اسمین اب تک ۵۲۵۰ روپئے جمع ہو چکے ہین۔

کولار (میسور) کی سعادن طلا سے ستمبر مین پہلی رفعہ ۱۱ لاکھ ۴۴ ہزار ۳۲۶ روپیہ کا سونا ولایت بھیجنے کے لئے روانہ بھی کیا گیا۔ •

کپٹین اوسکانر کی جگہ جو شعلہ مین خاص خدمت پر مامور ہین لفٹنٹ ایف ایم بیلی مقام گیلسی مین برطانیہ کی طرف سے تجارتی ایجنٹ رہینگے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۶ ستمبر کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ عام طور پر تمام ہندوستان مین مزید بارش کی ضرورت ہے اور بعض صوبجات مین تو اس کی اشد ضرورت ہے البتہ برہما مین خاطرخواہ بارش ہوگئی ہے اور بالائی برہما۔ صوبہ مشرقی بنگال۔ آسام۔ بمبئی مدراس۔ بنگال۔ میسور۔ اور حیدرآباد مین حال کے چھینٹون سے حالت کسی قدر عمدہ ہوگئی ہے۔ پنجاب۔ صوبہ سرحدی۔ جموں۔ راجپوتانہ۔ وسط ہند اور اکثر حصص ممالک متوسط مین بارش کی سخت ضرورت ہے۔ اکثر اضلاع مین فصلین خراب ہو رہی ہین اور فصل ربیع کی قلبہ رانی کا کام رکا پڑا ہے۔ •

صوبجات متحدہ کی چیف انسپکٹرس مدارس مس ہلیٹ کا لکھنؤ مین ہیضہ سے انتقال ہو گیا۔ •

رپورٹ فصل و موسم پنجاب بابت ہفتہ مختتمہ ۲۶ ستمبر سے پایا جاتا ہے کہ کوہ مری علاقہ راولپنڈی مین خفیف بارش ہوئی۔ غلہ کا نرخ سب مقامات مین چڑھ رہا ہے۔ گوڑ گانوہ اور امرتسر مین قحط کی صورت ہے۔ فصل خریف کی کٹائی ہو رہی ہے۔ ملتان اور شاہ پور مین ابھی فصل خریف کی تخمریزی جاری ہے فصل ربیع کی قلبہ رانی اور تخمریزی ہو رہی ہے۔ استادہ چاہی فصلوں کی حالت کسی قدر اچھی ہے بارانی فصلون کی حالت امساک باران اور آندھیان چلنے کی وجہ سے خراب ہو رہی ہے تمام صوبہ مین بارش کی سخت ضرورت ہے۔ آیندہ کی بابت عام مایوسی چھائی ہوئی ہے۔ . . . .

دہلی مین خشک فصلین چارہ کے طور پر استعمال مین لائی جا رہی ہین۔ کھیلو را ور نکودر مین کپاس اور نیشکر کو کیڑا کھا رہا ہے۔ لاہور مین چوہے فصلون کو نقصان پہونچا رہے ہین۔ مویشی کی حالت عام طور پر عمدہ ہے۔ دہلی اور سیالکوٹ ... چارہ ہر جگہ کافی ہے۔ پانی کی شکایت نہین۔ •

اگرچہ مسٹر دادابھائی نوروجی کی عین آرزو ہے کہ ولایت مین رہ کر اپنے وطن کی خدمت مین جان دیدین لیکن سنا ہے کہ ان کے طبی مشیرون نے انہین بزور مشورہ دیا ہے کہ اب آپ ہندوستان جا کر وطن مالوفہ مین خاموشی سے اپنے آخری ایام بسر کرین۔ •

المورا مین ۲۲ ستمبر کی شام کو ایک ستارہ کے ٹوٹنے سے تمام دامن کوہ پر عجیب قسم کی عالیشان روشنی دکھائی دی۔ •

بابو سریندرناتھ بنرجی و دیگر بنگالی لیڈرون نے اپنے دستخط سے ایک اعلان شایع کر کے لوگون کو زور دیا ہے کہ ... ایام دسہرہ مین دیسی ساخت کا پارچہ خریدین اور ولایتی کو ہاتھ نہ لگائین۔ •

پریزیڈنسی کالج کلکتہ کے طلباء نے مسٹر کیئر ہارڈی ممبر پارلیمنٹ سے درخواست کی ہے کہ روانگی ... کالج مین کسی علمی مضمون پر لیکچر دین۔

۱۶ اکتوبر کو بنگالی لوگ تقسیم بنگال کی برسی منائینگے اور اس کے منسوخ ہونے تک ایجی ٹیشن برپا رکھنے کے حلف کو پھر تازہ کرین گے۔

کلکتہ مین زور کی افواہ ہے کہ اخبار بنگالی کا ایک سب ایڈیٹر مغویانہ تقریرین کرنے کے الزام مین عنقریب گرفتار ہوگا۔ •

تسلی ضلع ... اسکول کے ۳۹ طلباء ایک ناجائز جلسہ مین شرکت کرنیکی وجہ سے ۲۶ ستمبر کو بحکم صاحب ڈائرکٹر رشتہ تعلیم سکول مین آنے سے روک دیئے گئے۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔ •

ہمعصر ٹریبون لکھتا ہے کہ گذشتہ جمعرات کو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے اسسٹنٹ ایڈیٹر مسٹر سٹرلنگ نے کسی قصور پر اپنے ایک پوسٹے بہرہ پر طمنچہ سر کر دیا جو ہسپتال مین لیگئے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا۔ مسٹر سٹرلنگ ضمانت پر رہا ہے یہ بھی سنا ہے کہ دوسرے روز مسٹر گولڈسبری بیرسٹر اور مسٹر ٹیمپل ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ہمراہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا مگر یہ نہین معلوم کہ کیا ہوا۔ •

سر جان ہیوٹ لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ ۲۰ ستمبر کو نینی تال سے روانہ ہو کر اضلاع الموڑا و گڑھوال کا دورہ کرین گے۔ اور یکم نومبر کو لکھنؤ پہونچکر ۲ نومبر کو رونق افروز الہ آباد ہونگے۔ •

صوبجات متحدہ کی تازہ ترین رپورٹ فصل و موسم سے پایا جاتا ہے کہ پندرہ اضلاع مین خفیف ترشح اور ضلع بستی مین کسی قدر کافی بارش ہو جانے کے سوا اور کہین بوند نہین پڑی اور بارش کی سخت ضرورت ہے۔ فصل خشک ہو رہی ہین خشک سالی کی وجہ سے اکثر مقامات مین فصل ربیع کی قلبہ رانی رکی پڑی ہے کہیری مین گھاس خشک ہو گئی ہے اور گیارہ اضلاع مین چارہ کمیاب اور گران ہے غلہ کافی ہے مگر نرخ روز بروز گران ہو رہا ہے۔ •

اجیت سنگھ کی اہلیہ کو سرکاری حکم سے اس کے خاوند کی جلاوطنی کے روز سے دس روپیہ ماہوار گذارہ کے ملینگے۔ •

رنگون مین یکم یا زیادہ سے زیادہ ۱۵ اکتوبر سے ایک زبردست کمپنی کے اہتمام سے رکشا گاڑیوں کا رواج شروع ہوگا۔ •

مدراس مین ایک یوروپین کو انگریزی دوکانون سے دھوکے سے مال حاصل کرنے کے الزام مین دو سال قید سخت کی سزا ہوئی۔ •

ہندوستان کی ریلون کو یکم اپریل سے ۱۴ ستمبر تک سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۱۶ لاکھ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔ اس مین نارتھ ویسٹرن۔ جی آئی۔ پی اور ایسٹ انڈین کا حصہ بالترتیب ۳۰۔۲۳۔۱۲ اور ۱۹ لاکھ روپیہ تھا۔ •

ممالک غیر کی خبرین

جنوبی ہسپانیہ مین سیلاب سے کئی دیہات تباہ اور کئی آدمی ہلاک ہو گئے۔ لگاتار بارش سے مزید نقصان کا اندیشہ ہے۔

۲۶ ستمبر کو جوہانسبرگ واقعہ ٹرانسوال مین بعض چینی قلیون نے جنہین واپس چین جانے کا حکم ہوا تھا دنگہ فساد کیا۔ پولیس نے انپر بندوق کے فیر کئے جس سے ۱۵ قلی زخمی ہوئے۔ •

ہمعصر پایونیر کا نامہ نگار اخبار مانچسٹر گارڈین کے حوالہ سے ولایت سے تار دیتا ہے کہ لارڈ کچنر نے دیسی رجمنٹون کی کمان کے لئے ہوم گورنمنٹ سے چیدہ افسر مانگ بھیجے ہین۔ •

شانگھئی سے تار موصول ہوا ہے کہ صوبہ جنوبی کیانگسی مین باکسرون نے پھر سر اٹھایا اور ایک اطالین پادری اور کئی نو عیسائیون کو قتل کر ڈالا۔ مقام کنچو فو کا ارسٹ مشن کو بھی جلا کر زمین سے برابر کر دیا۔ مشنری امداد طلب کرنے کے لئے کیانفو کو بھاگ گئے۔

جنوبی فرانس مین شدت کی بارش سے انگور کی فصل قریبًا تباہ ہو گئی۔ سینکڑون جانور ہلاک ہوئے کئی گاؤں پانی مین غرق ہین۔

مسٹر ایلڈن گورسٹ (برٹش ایجنٹ) روانہ مصر ہوئے ہین۔ •

ولایت کے پیغامات تار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر دادابھائی نوروجی کی صحت اندیشناک تھی

اسلامی دنیا

سلطان عبدالعزیز اپنے ہمراہ بیس ہزار فوج رباط کو لیگیا ہے - **مقدونیہ** کے انتظام کے متعلق معاہدہ - آسٹریا اور روس میں گفتگو ہو رہی ہے -

سلطان عبدالعزیز نے فرانسیسی منسٹر رگنالٹ کو گفتگو کے لئے رباط میں طلب کیا ہے -

روئٹر کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ سرحدی کمیشن کے ممبرون مین سے طاہر پاشا والی بطلیس دانیال پاشا اور مصطفیٰ ترتوف تینوں مقام خغار ہیں البانی ممبر طرابزون میں پہونچ گئے ہیں - باب عالی نے احکام نافذ کئے ہیں کہ برٹش اور روسی ماتحت قونصلوں کو جو تحقیقات مین شریک ہونگے ہر قسم کی سہولت بہم پہونچائی جائے -

مسٹر عبداللہ بن یوسف علی (انڈین سول سروس) کی خدمات پھر ہوم ڈیپارٹمنٹ کو سپرد کی گئی ہیں -

آخر اگست گذشتہ کو حمیدیہ حجاز ریلوے معان صالح تک تیار ہو کر کھل گئی - رسم افتتاح کے متعلق جو شاندار جلسہ ہوا اس میں ہر دو سلطانی ایڈیکانگ عزت پاشا اور پاشا نیز ناظر خارجیہ کے خلف الصدق فکری پاشا والی بیروت - نوری پاشا سپہ سالار عسکر ہنجم سلطانی مشیر کاظم پاشا ناظر تعمیرات حجاز ریلوے اور شیر رضا پاشا منیجر شاخ حیفہ وغیرہ معزز اہلکار شریک تھے - معان صالح اور مدینہ منورہ کے مابین چھ سات اور سٹیشن ہیں جنپر ابتدائی کام سب ختم ہو گیا ہے اور امید واثق ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر یہ مبارک ریلوے مدینہ منورہ تک پہونچ جائیگی -

افسوس کہ شیخ صاحب مانگرول رکاٹھیاوار نے اس دنیا فانی سے عالم جاودانی کو انتقال کیا -

چاراربقایل نے اپنے قائم مقام شرائط صلح پر گفتگو کرنیکے لئے جنرل ڈرڈ کے پاس بھیجے ہیں -

کاسابلنکا مین اب ہر طرح سے امن و امان بیان کیا جاتا ہے - شہر کے بازار اور دوکانین کھل گئی ہیں -

آیندہ اجلاس آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے لئے میسرز سر - ایم جیون جی اینڈ برادرز کراچی نے اپنا باغ جو چونسٹھ ہزار گز مربع ہے مع مکانات واقع باغ مذکور مرحمت فرما دیا ہے - اور پنڈال کے لئے بھی سامان بہم پہونچانے کا وعدہ کیا ہے -

بقول ترکی اخبارات دولت عثمانیہ کو سال گذشتہ میں محکمہ ٹیلیگراف کی آمدنی سے قریباً ڈیڑہ کروڑ پیسہ کی خالص بچت ہوئی -

تین سال ہوئے مصری محل سے ایک توڑا اور کچھ سامان چوری گیا تھا - بعد تحقیقات ایک مسلمان کو قصوروار خیال کرکے قید کی سزا دی گئی - اب کسی سراغ رسان کے پتہ نکال لینے سے وہ تمام اسباب دو غیر مسلمون کے پاس برآمد ہوا جسپر سابقہ قیدی کو رہا کیا گیا اور نئے مجرمون کو سزا ہونے والی ہے -

مسلمانان مقیم کیپ کالونی نے سلطان اعظم کی سالگرہ پر جلسہ منعقد کرکے خوشی کا اظہار کیا اور مبارکباد کا تار جلالتماب کی خدمت مین روانہ کیا -

جلالتماب کے حکم سے جدہ اور ینبوع ہر دو مقامات مین پانی صاف کرنیکے آلات پہونچ گئے ہیں - اور امید ہے کہ امسال موسم حج مین حاجیون کو صاف و شیرین پانی مل سکیگا -

مسٹر فالیئر ریزیڈنٹ جمہوریہ فرانس کا بیٹا قسطنطنیہ گیا تھا - سفیر فرانس نے اسے جلالتماب کی خدمت مین ملاقات کے لئے پیش کیا - جلالتماب اس سے نہایت شفقت و محبت سے پیش آئے -

علاقہ والگا (روس) کے مسلمانون نے روسی گورنمنٹ سے اپنے حقوق کی پامالی کی شکایت کی تھی کہ عیسائیون کو اپنے لئے مناسب قائم مقام انتخاب کرنے کی اجازت ہے - مگر ہمین یہ حق نہین دیا جاتا - اسپر جواب ملا کہ عیسائیون کی مساوات کا خیال عبث ہے - مسلمانون کو انتخاب کا حق ہرگز نہین دیا جاسکتا -

افسوس کہ ڈاکٹر عبداللہ المامون سہروردی نے اسلامیہ کالج لاہور سے قطع تعلق کر لیا ہے - اور تعطیلات گرما کے بعد کالج مین واپس نہین آئینگے -

نواب محسن الملک بہادر شملہ پہونچ گئے اور شنبہ کے روز حضور وائسرائے سے ملاقات کی -

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب ۱۲ ستمبر ۱۹۰۷ء

رخصت سے واپسی پر از بیل مسٹر جے میکڈلی سی - آئی ای کمشنر بندوبست پنجاب عارضی طور پر ایڈیشنل فنانشل کمشنر پنجاب مقرر کئے گئے -

مسٹر ممی سایم کنگ ڈپٹی کمشنر کی رخصت فرلو مین صاحب وزیر ہند کے حکم سے ۴ نومبر ۱۹۰۷ء تک توسیع کی گئی -

کپتان بی - او - رو قایم مقام ڈویژنل جج جالندھر نے عدالتی تعطیل کے سلسلہ مین ایک ماہ ۲۰ یوم کی رعایتی رخصت حاصل کی -

مسٹر ٹی پی رسل سپرنٹنڈنٹ اسسٹنٹ سکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ مال کی رعایتی رخصت مین چودہ روز کی توسیع ہوئی -

کپتان جی پی لی گرو پ آئی - ایم ایس اسسٹنٹ ٹیگ میڈیکل آفیسر جالندھر اسی عہدہ پر غیر رعایتی رخصت سے واپس آنے پر جے جی سوان آئی ایم ایس شاہ پور مین قایم مقام سول سرجن کی خدمات پر واپس آئے ہے - اور اسسٹنٹ سرجن فیروز الدین کو سبکدوش کیا -

مسٹر ڈبلیو ہاکنز سپرنٹنڈنٹ دفتر انسپکٹر جنرل سول ہسپتالات پنجاب قایم مقام رجسٹرار سررشتہ تعلیم پنجاب مقرر ہوئے - اور لالہ پربھو دیال سبکدوش ہو کر دفتر صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم مین عہدہ ہیڈ اسسٹنٹ پر واپس آئے -

سردار شیر احمد خان سی - آئی - ای - اے سی نے ۱۸ ستمبر سے امرتسر مین اپنی خدمات کا چارج لیا - اور لالہ گنگا رام دوھوا - ایم اے - ای - اے سی کو سبکدوش کیا جو اسی ضلع مین متعین ہے -

حافظ غلام رسول ای - اے - سی مظفر گڈھ سے ڈیرہ غازیخان کو تبدیل ہوئے اور لالہ منگر پال کو سبکدوش کرکے جو وہان سے تبدیل ہوئے ۱۲ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا نیز اختیارات منصف درجہ اول حاصل ہوئے -

لالہ اچھرورام بی اے - ای - اے سی کو یکم ستمبر سے تین ماہ کی رعایتی رخصت حاصل ہوئی -

لالہ پران ناتھ کو ڈاکٹری سارٹیفکیٹ پر جو رخصت حاصل ہوئی تھی اس مین چھ ماہ کی توسیع ہوئی -

ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے مسٹر سی ایف اسبورن قایم مقام ڈسٹرکٹ جج و مجسٹریٹ درجہ اول کو ۱۲ ستمبر سے چھ ماہ کے لئے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی مقرر فرمایا -

منشی سکندر خان قایم مقام تحصیلدار اجنالہ ضلع امرتسر مجسٹریٹ درجہ دوم مقرر ہوئے -

سردار لشکر خان آنریری مجسٹریٹ کو گرچانی تمن ضلع ڈیرہ غازیخان مین اختیارات منصف درجہ سوم عطا ہوئے -

مفصلہ ذیل منصفون کو ان تحصیلون مین جو ان کے نام کے محاذی درج ہین چارج لینے کی تاریخ سے اختیارات جج عدالت مطالبہ خفیفہ عطا ہوئے :-

(۱) سید شیر شاہ - مظفر گڈھ ضلع ایضاً - (۲) لالہ جسونت رائے تینجا ایم - اے شاہپور خوشاب ضلع شاہپور (۳) لالہ جید یال - میانوالی ضلع ایضاً - (۴) منشی سراج الدین بی - اے - ڈیرہ غازیخان ضلع ایضاً - (۵) پنڈت مولک رام بی - اے - انبالہ ضلع ایضاً - (۶) لالہ چند لال بی - اے گوجرانوالہ ضلع ایضاً - (۷) لالہ رلا رام بی اے دسوہہ ضلع ہوشیارپور - (۸) منشی الہم اللہ ... سیانہ ضلع ایضاً (۹) لالہ کشناس بٹالہ ضلع گورداسپور (۱۰) لالہ شب لال - ملتان ضلع ایضاً -

سید رضا حسین سب جج کیتھل ضلع کرنال - بلب گڈھ ضلع دہلی کو اور منشی سکندر شاہ سب جج بلب گڈھ ضلع دہلی کیتھل ضلع کرنال کو تبدیل ہوئے -

سردار عطا محمد خان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع ڈیرہ غازیخان کو ۲۰ ستمبر سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت ملی -

منشی سکندر خان نائب تحصیلدار ترن تارن ضلع امرتسر منشی آتما سنگھ کی جگہ جنہین رخصت عطا ہوئی قایم مقام تحصیلدار اجنالہ مقرر ہوئے -

مسٹر فضل حسین ایم - اے - ہیڈ ماسٹر نارمل سکول راولپنڈی رگریڈ ۱۶۰ روپیہ) جو فی الحال بہگت کرگل چنیلی ...

روز بازار پریس امرتسر مین منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار وسپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -

سینکڑوں گز چوڑے ریتیلے پہاڑی نالے جو ہوشیارپور کے گردونواح میں کثرت سے ہیں عبور کرنے پڑتے ہیں تو اسوقت ان بیچاروں کی حالت بہت ہی قابل رحم ہوتی ہے۔ اوپر تو کرۂ آتشین سے جلتے ہوئے تیروں کی بارش اُن کے سروں پر پڑتی ہے۔ اور نیچے ریگ سوزاں میں پاؤں بھنتے جاتے ہیں۔ اور جو اگر کبھی علیحی شروع ہو گئی تو اُن بچوں کی نظروں میں بھی عرب اور افریقہ کے صحراؤں کا نقشہ پھرنے لگتا ہے۔ یہ معصوم اس قدر تکلیف صرف اسلیئے اُٹھاتے ہیں کہ بورڈنگ ہاؤس میں تو مسلمانوں کے لیئے جگہ نہیں۔ اور شہر میں کرایہ کے مکان میں رہکر باورچی وغیرہ کا دُگنا خرچ برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ راقم ایکے از مسلمانان ہوشیارپور۔

بیت المال فنڈ

آج میں نے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں مسٹر محمد علی (اوکسن) کا وہ خط دیکھا جو اُنہوں نے خان بہادر محمد مزمل اللہ خان صاحب قایم مقام آنریری سکریٹری کالج کے اُس اعلان کے جواب میں جو بیت المال فنڈ کی نسبت اخبارات میں شایع کیا گیا ہے۔ مسٹر محمد علی تحریر کرتے ہیں کہ بیت المال فنڈ اولڈ بوائز کی طرف سے قایم کیا گیا ہے۔ اور وہ خود اُسکے پریسیڈنٹ ہیں جہانتک اطلاع ملی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فنڈ محمد حسین خان بی۔ اے کو ولایت بھیجنے کی غرض سے جاری کیا گیا ہے۔ یہ وہ شخص ہیں جو بیشتر ہمارے سکول میں ٹیچر اور بورڈنگ ہاؤس میں سپرنٹنڈنٹ تھے اور جو اس الزام پر بحکم ٹرسٹیان کالج برخاست کیئے گئے کہ گذشتہ سٹرائک کے زمانہ میں اُنہوں نے طلباء کو عدول حکمی اور سرکشی کی ترغیب دی۔ اور کالج کے ٹرسٹیز اور پرنسپل اور ممبران سٹاف کی نسبت غلط واقعات اور غیر مہذب الفاظ بذریعہ پمفلٹ کے شایع کیئے۔ مسٹر محمد علی کی اس تحریر سے دیکھنے والوں کو غالباً یہ خیال گذرتا ہوگا کہ یہ بیت المال فنڈ اولڈ بوائز کی طرف سے باضابطہ اور بمنظوری اولڈ بوائز کے قایم ہوا ہے۔ چونکہ اولڈ بوائز کی باضابطہ کارروائی کے لیئے ایک ایسوسی ایشن قایم ہے جس کا نام "ایم اے او کالج علی گڈھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن" ہے اور اسکے آنریری سکریٹری صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب ہیں میں نے اُن کو مندرجہ ذیل مضمون کا خط لکھا

خط موسومہ صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب

بخدمت جناب آنریری سکریٹری صاحب اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

جناب من! مسٹر محمد علی اولڈ بوائے نے بجواب اعلان خان بہادر محمد مزمل اللہ خان صاحب (کہ بیت المال کے نام سے جو چندہ لیا جاتا ہے اُسکی نہ اجازت ٹرسٹیان کالج نے دی ہے اور نہ وہ بیت المال قائم کرنے اور اُسکے چندہ سے کسی طالب علم کو ولایت بھیجنے کا ارادہ کیا ہے) اپنے نام سے ایک تحریر ٹائمس آف انڈیا مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۸ء میں چھاپی ہے۔ اور اُس میں اپنے آپ کو پریسیڈنٹ بیت المال کمیٹی کا لکھا ہے۔ اُسکی تحریر کے مضمون سے اس بات کا شبہ ہوتا ہے کہ غالباً یہ کارروائی ذاتی نہیں ہے بلکہ اسکا تعلق کل اولڈ بوائز سے ہے اسلیئے میں آپ کی خدمت میں اُس تحریر کی نقل بھیجکر دریافت کرتا ہوں کہ آیا اولڈ بوائز ایسوسی ایشن نے بیت المال قایم کرنے کی تجویز کی ہے۔ یا اجازت دی ہے۔ اور یہ کارروائی اولڈ بوائز کی طرف کہاں تک منسوب ہو سکتی ہے۔ والسلام محسن الملک مقام علی گڈھ (۲۲ ستمبر ۱۹۰۸ء)

[صاحبزادہ صاحب نے اس کا مندرجہ ذیل جواب دیا]

۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء جناب والا نواب محسن الملک بہادر! تسلیم!! بجواب آپ کے والانامہ مورخہ ۲۲ ماہ حال متعلقہ بیت المال فنڈ گذارش ہے کہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن نے کوئی ایسا فنڈ جس کا آپنے ذکر فرمایا ہے قایم کرنے کی نہ تجویز کی اور نہ کسی کو اُسکے قایم کرنیکی اجازت دی۔ اور نہ کوئی ایسی تجویز اولڈ بوائز ایسوسی ایشن میں پیش ہوئی۔ اگر کسی ایک یا ایک سے زائد اولڈ بوائز نے ایسا فنڈ قایم کیا ہو تو یہ اُنہیں سے منسوب ہو سکتا ہے۔ کالج کے اولڈ بوائز کی بحیثیت مجموعی منسوب نہیں ہو سکتا۔

خاکسار آفتاب احمد آنریری سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

اسکے دیکھنے سے اب یہ بات صاف ظاہر ہو گئی کہ یہ کارروائی ایک یا چند شخصوں کی ذاتی کارروائی ہے نہ کہ اولڈ بوائز کی بحیثیت مجموعی۔ ایسی حالت میں اولڈ بوائز کے نام کے ایسے فنڈ کا قایم کرنا اور اُس کے لئے چندہ مانگنا۔ ظاہر ہے کہ جائز نہیں۔ اس لیئے میں بحیثیت آنریری سکریٹری علی گڈھ کالج کے اسکا اعلان کرتا ہوں کہ اس طرح یہ بیت المال فنڈ قایم کرنا اور اولڈ بوائز کے نام سے چندہ مانگنا کالج کو بدنام کرنا اور پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ یہ بھی مجھکو معلوم ہوا ہے کہ چند طالب علم جو اسوقت ہمارے کالج میں تعلیم پاتے ہیں وہ بھی اس کام میں شریک ہوئے یا شریک کیئے گئے ہیں۔ اور اُنہوں نے چندہ مانگا ہے۔ اور طالبعلموں کا چندہ مانگنا گو کسی نام سے ہو۔ پبلک میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ کالج کی بہبودی کے لیئے باجازت منتظمین کالج مانگا جاتا ہے۔ اور جو لوگ بہی خواہ کالج کے ہیں وہ صرف کالج کے نام سے اور کالج کے فایدہ کے خیال سے چندہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ نہایت ناجائز طریقہ ہے اور جو طالبعلم ایسا کرتے ہیں وہ ڈسپلن ہی نہیں توڑتے۔ بلکہ منتظمین کالج کے حکم کے خلاف کرتے ہیں۔ اور اُن کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اسلیئے میں اُن طالبعلموں کو جو اسوقت کالج میں تعلیم پاتے ہیں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ اس ناجائز کارروائی سے باز رہیں۔ اور اس کام میں شریک نہوں اور اسکے لیئے چندہ نہ مانگیں۔ ورنہ اُن کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ فقط

محسن الملک آنریری سکریٹری مدرستہ العلوم علی گڈھ

ڈیرہ دون کے مسلمان

مکرمی ! تسلیم ! میری عادت مضمون نگاری کی نہیں ہے چونکہ آپ نے اخوت اسلامی کو کام فرما کر وکیل مورخہ ۷ ستمبر میں چند خیالات ہم لوگوں کی اصلاح کے متعلق قلمبند فرمائے ہیں

میں ان کا از حد شکر گذار ہوں۔ میں مجبوراً یہاں کے سماجی حالات لکھنا چاہتا ہوں۔ ڈیرہ میں باوجودیکہ سروے کے محکمہ کی بدولت بہاری بہاری تنخواہ کے عہدہ دار ہیں۔ مگر ان پر مقامی تاثیرات کا اثر نہیں یکسی عظیم پر نہ کسی مسافر پر۔ افسوس ہم لوگوں میں اب تک یہ بات پیدا نہیں ہوئی کہ جہاں جائیں وطن والی وطن خیال کریں خصوصاً جہاں تک قومی ضروریات کو تعلق ہے یہ سمجھتے ہیں کہ یہی کیا کم ہے سچ یہ ہے کہ ہم وطن میں کیا تیر مار لیتے جو یہاں بھی ڈالیں۔

یہ ظاہر ہے کہ آج کل مسلمانوں کی فلاح تعلیم پر ہے۔ مگر یہاں کسی کو دھیان بھی نہیں البتہ رجبی وغیرہ کے جلسوں میں قوالوں کی جوکیوں پر صدہا روپیہ نثار کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے امام ہمارے ہادی جس منبر کی مہر سے منبر پر بیٹھ کر وعظ کہتے ہیں۔ اُسی نورانی چہرہ سے مجلس قوالی پر رقص فرماتے ہیں نعوذ باللہ۔ جن سے ممبر پر بیٹھ کر لوگوں کو تنبیہ و توبیخ کرتے ہیں انہیں ملعونوں کے قوال کے ساتھ ساتھ تالی بجاتے ہیں اور غیر قوموں کو کہنے کا موقع دیتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے مولویوں کا ناچ ہے۔ جب ہم نے رجبی شریف پر یہ پھبتی سنی تو واللہ عرق آ گیا۔ اور ہائے اسلام کہکر چپ ہو گئے۔ رجبی بذات خود لغو اور بری ہے۔ رجبی شریف کی نسبت انشاءاللہ ہم آئندہ کچھ لکھینگے یہ مبارک رسم کیوں قایم کی گئی ہے۔ مگر ان لوگوں کو کون سمجھائے۔ یہ لوگ ہماری ضرورتوں سے بالکل غافل اپنے پیٹ کی فکر میں رہتے ہیں۔ انہیں کچھ خبر نہیں کہ قوم کے یتیم مسکین بچے مارے مارے پھرتے قابل رحم حالت میں ہیں۔ بیسیوں لڑکے غیر قوموں کے اثرات میں ہیں۔ انہیں کیوں فکر ہو جبکہ ان کے بچے میرزادوں کی طرح رہتے ہیں۔ اسلامی اثرات میں پڑھتے گئے ہیں۔ اس جگہہ یہ شعر بیساختہ قلم سے نکل گیا ؎

ترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

چونکہ آپ اس رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں تھوڑے سے قیام میں آپنے امراض کو پہچان لیا اور توقع سے زیادہ اعانت فرمانے کا وعدہ کیا۔ مگر زیادہ مناسب ہوگا۔ اگر آپ اہل ڈیرہ سے اپیل کریں اور ان کی طبایع کو متحرک کریں۔ میں دیکھتا ہوں کہ قوم کی فرد ریت جو مثل سنگریزوں کے سخت اور دہکتے ہوئے انگاروں کی مانند نمایاں ہیں۔ ان پر خاک ڈالی جاتی ہے۔ اور لہو و لعب میں مبتلا۔ آپ دعا کریں کہ خداوند عالم ہم اہل ڈیرہ پر رحم کرے۔ اور ان بدعت سے ہم کو نکالے اور ہم کو ورطہ ہلاکت سے بچائے جب کہیں ہم نظامیہ حسینیہ یا صوفیہ بورڈنگ کی فکر کریں۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا راقم ح - ا - خادم قوم از ڈیرہ دون

ایک آنیوالا دمدار ستارا

مکرمی ایڈیٹر صاحب تسلیم ! وکیل کے لئے ذیل کا مضمون حاضر خدمت ہے۔

ان دنوں جبکہ ابھی ابھی ایک دمدار ستارہ نے ہماری آنکھوں کے سامنے ظہور کر کے بعض دلوں کو حیرت و مسرت سے اور دوسروں کو خوف گھبراہٹ سے معمور کیا۔ ایک اور بڑے دمدار ستارہ کی آمد کی پیشینگوئی کا بیان کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

یہ دمدار ستارہ جسکا ہم بیان کرنے کو ہیں ہیلیز کومٹ کہلاتا ہے اور سنہ ۱۹۱۰ء میں نمودار ہوگا انشاءاللہ جو زندہ رہے قدرت کا تماشا دیکھینگے۔ جس قدر دمدار ستارے دنیا پر ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اور جن کے دور کا اندازہ لگایا جا سکا ہے ان سب میں یہ ستارہ نہایت مشہور ہے یہ قریباً ۷۵ سال کے بعد دنیا پر نظر آیا کرتا ہے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۱۱ قبل مسیح میں بھی نمودار ہوا

ذیل بعد مسیح ۶۶ء۔ سنہ ۱۴۱ء۔ سنہ ۹۸۹ء۔ سنہ ۱۰۶۶ء۔ سنہ ۱۱۴۵ء۔ سنہ ۱۲۲۳ء۔ سنہ ۱۳۰۱ء۔ سنہ ۱۳۷۸ء۔ سنہ ۱۴۵۶ء۔ سنہ ۱۵۳۱ء۔ سنہ ۱۶۰۷ء۔ سنہ ۱۶۸۲ء۔ سنہ ۱۷۵۹ء اور سنہ ۱۸۳۵ء میں اس کے ظاہر ہونے کا حال معلوم ہوا ہے۔

جو ستارا تھا جو سنہ ۱۰۶۶ء میں اسوقت نمودار ہوا جب لورمنز نے انگلستان پر حملہ کیا۔ کتابوں میں لکھا ہے اس دفعہ اسکی روشنی نہایت تیز تھی۔ چنانچہ اسکا سر پورے چاند بدر کی شکل کے برابر تھا۔ اور اسکی دُم ساٹھ درجہ تھی۔ یعنے لمبائی میں ایک تہائی حصہ آسمان پر پھیلی ہوئی تھی۔

سنہ ۱۱۴۵ء سنہ ۱۲۲۳ء اور سنہ ۱۳۰۱ء میں بھی اسکی روشنی نہایت تیز تھی۔ اور سنہ ۱۵۳۱ء میں اسکا رنگ "روشن سنہری" تھا۔ اور سنہ ۱۶۰۷ء میں کچھ سیاہی مائل۔ مگر چمک میں سب ستاروں کو مشتری سے بھی سبقت لیگیا ہوا تھا۔

سنہ ۱۶۸۲ء میں جب یہ پھر نظر آیا تو ھیلی نے اسکے چکر کا حساب لگایا اور معلوم کیا کہ یہ وہی ستارہ ہے جو سنہ ۱۵۳۱ء اور سنہ ۱۶۰۷ء میں نمودار ہوا۔ اسی نے پہلے سے یہ پیشینگوئی کی کہ یہ پھر سنہ ۱۷۵۹ء میں ظاہر ہوگا۔ اگرچہ ھیلی اپنی پیشینگوئی کو پورا ہوتے دیکھنے سے پہلے ہی مر گیا۔ مگر وہ ستارہ سنہ ۱۷۵۹ء کے شروع دنوں میں ظاہر ہو گیا۔ اس دفعہ یہ "بڑا مگر دھندلا" معلوم ہوتا تھا۔ اور چاندنی میں بھی بغیر دوربین کے نظر آ سکتا تھا۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء میں جب اسکے پھر ظاہر ہونے کی امید ہے اسکی زیادہ روشنی کے ایام وہ ہوں گے جن میں چاندنی کم ہوگی یا بالکل نہ ہوگی۔

سنہ ۱۸۳۵ء میں جب یہ ستارا پھر ظاہر ہوا تو اول ۲۴ اگست کو دھندلے سے سیال مادے دھبے کی صورت دکھائی دیا۔ ۲۸ کو پھر نظر آنا شروع ہوا۔ جو ۳۱ کو خوب نمایاں طور پر ظاہر ہو گیا ۹ اور ۱۰ ستمبر کو دُم بھی نظر آنے لگی اور پیشینگوئی کے مطابق ۱۶ نومبر کو پھر ہیلین سے گذرا۔ یعنے اسوقت اسکا فاصلہ سورج سے اقل مقدار کا تھا۔ جس کے بعد یہ کرہ ارض کے شمالی حصوں میں غروب ہو گیا۔ مگر نیچے نظر آتا رہا۔ چنانچہ فروری سنہ ۱۸۳۶ء میں کیپ آف گڈ ہوپ (جنوبی افریقہ) میں نظر آتا تھا وہاں کے ایک صاحب لکھتے ہیں۔ " یہ ستارہ ان تمام چیزوں سے جو میں نے بذریعہ دوربین دیکھیں عمدہ ترین شے تھی۔ پچھلے ہفتہ اسکا قد نہایت تعجب خیز سرعت سے بڑھا۔ تنہا ۱۰ فروری کو تھا اس سے دگنا ہو گیا ہے۔ چند دن ہوئے اُسنے دو چھوٹی دُمیں نکالی تھیں۔ مگر اب ایک بھی نہیں ہے۔ میں اسکے لئے ساری رات اور ہر رات جاگتا رہتا ہوں"

سنہ ۱۹۱۰ء میں جب یہ ستارا پھر نظر آئے گا نہایت اچھی طرح دکھائی دیگا۔ موجودہ حساب سے اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء میں برج ثور میں ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ جنوب کی طرف رجعت کرتا ہوا جنوری سنہ ۱۹۱۰ء میں برج حمل اور حوت سے گذرے گا۔ ۱۰ جون کو اسی طرح برج اسد کی حد تک پہنچ جائیگا۔ اور اسوقت اسکا فاصلہ ہماری زمین کے قریب تر ہوگا۔ جو قریب دو کروڑ بتیس لاکھ میل کے ہے۔ اور جون کے پہلے پندرہ دنوں پر جبکہ چاند رات کو غایب ہوا کرے گا۔ (کیونکہ پورا چاند ۲۲ جون کو ہے) خوب اچھی طرح دکھائی دیگا۔ انشاءاللہ خلق خدا خوب غور سے اس کا مشاہدہ کریگی۔

اسکا دایرہ نہایت لمبوترا بیضوی شکل کا ہے (جسکی اکسنٹریسٹی ۹۶۷ء ہے) اسکا قریب ترین فاصلہ سورج سے ۵ کروڑ ۴۰ لاکھ میل ہے۔ چنانچہ اب کے سورج کی نسبت زمین سے زیادہ قریب ہو کر گذرے گا۔

مگر دمدار ستاروں کا علم نہایت وسیع اور دقیق ہے۔ محض ناظرین کی دلچسپی کے لئے اوپر کے چند حالات عرض کیے گئے

راقم پروفیسر خواجہ دل محمد ایم اے اسلامیہ کالج لاہور

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

فہرست مضامین	THE VAKIL	قیمت معہ محصولڈاک

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

فہرست مضامین

نادر و نایاب کتب

دائیڈ یوڈیل) ہندوستان کے حالات پر ایک امریکن کی رائے ❊ مسٹر کیر ہارڈی کا سفر بنگال

لوحی ... مسلمانوں کی حق تلفیاں

ادم ... انجمن مدۃ نصرۃ الاسلام سرنگر کشمیر کا

... ❊ قابل تقلید مثالیں

... بہاہو قیارید کا سالانہ جلسہ

... ال انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

بیان مدرسۃ العلوم کے انتخاب کی یکسانی کا

اسلامی دنیا

ہندوستان کی خبریں

انتخاب گزٹ مر سبحدہ

ممالک غیر ❊ اشتہارات ❊

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	شلنگ ۱۲	شلنگ
امرا و رؤسا سے	مدعہ	للعہ
عام خریداروں سے	للعہ	صہر
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	لعہ	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔ نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔ جملہ خطوط و کتابت بنام مینیجر مطبع نام ہونی چاہیئے۔

نمبر ۵ | امرتسر مطبوعہ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۶ شعبان سنہ ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۲

کتب نادر و نایاب

اسلام کی حقیقت } اس میں لائق مصنف نے نہایت متانت اور خوبی کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کا فطرتی مذہب ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ماننے اور یقین کرنے کے واسطے نہ کسی معجزہ یا خرق عادت کی ضرورت ہے اور نہ اسکے واسطے فلسفہ اور منطق کا جاننا لازمی ہے۔ بلکہ اسکا ماننا انسانی فطرت ہے۔ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی عقلی دلایل سے ثابت کیا ہے کہ مخالف مذہب والوں کو بھی بجائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ اسکی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں قیمت ۱۲

تنقیح حقوق النسواں } بعض اصحاب نے دین متین کے احکام اور خوبیوں سے جو عورات کی حالت اور حقوق سے متعلق ہیں اپنی کم فہمی اور کم علمی کے باعث اعراض کرکے عورات میں اُن باتوں کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے جو ہرگز ملک اور قوم کے موافق حال نہیں۔ اور اُن مفید اور رحمۃ للعالمین قوانین میں رخنہ اندازی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور مسلمانوں کی سوشل حالت کی اصلاح کرنے کی فکر میں اُن خوبیوں کا قلع قمع کرنے پر کمر باندھی ہے جن سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مرد کا رتبہ کم کرکے عورت کو برابر ایک حیثیت میں اسکا ہم پلہ بنانا چاہا ہے۔ اور مرد کے ان اختیارات کو سلب کرنے کی کوشش کی ہے جو رب جلیل نے اسکو محض بوجہ مرد ہونے کے عطا فرمائے ہیں۔ تعدد ازدواج کو وحشیانہ رسم قرار دیا ہے۔ اور عورتوں اور مردوں کے بے تکلف ملنا ملنا کی بنیاد ڈالنی چاہی ہے۔ اور اس ساری تحریک کو مغربی روشنی کی کرنوں سے منعکس اور منور کیا ہے۔ ان تمام اوہام باطلہ کی تکذیب اس کتاب میں معقولیت سے کی گئی ہے۔ اور انگریزی منطق اور فلسفہ کی غلطی کھولی گئی ہے اور شریعت اور احکام قرآنی کی صحیح تشریح سے بتایا ہے کہ ایسے لوگوں کے ذہن کی رسائی ان خوبیوں تک نہیں ہوئی جن کو مدنظر رکھکر وہ احکام وضع کیے گئے ہیں۔ مصنف نے عقلی و نقلی دو نوں دلایل سے کتاب میں استدلال کیا ہے۔ قیمت ۸ ❊

الصلوۃ والسلام } اس کتاب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ و سلام پڑھنے کا بیان ہے۔ یہ کتاب اپنی بحث میں فرد ہے۔ اور اس مضمون پر اس سے پہلے آج تک کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی اس میں تمام احادیث صحیح و حسن و معلول جو درود شریف کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ خواہ مرفوع خواہ مرسل خواہ موقوف سب بیان کردی گئی ہیں۔ معلول کی علتوں کا بیان شافی کردیا گیا ہے اور درود شریف کے اسرار و فضیلت نیز حکمتیں اور فوائد۔ اور محل و مواطن صراحت کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ حدیث و تفسیر لغت و ادب بلاغت کے ہزاروں نکات درج کیے گئے ہیں۔ اس کتاب سے حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت دل میں جوش زن ہو جاتی ہے۔ اور سرور کائنات کی اطاعت کا ذوق و شوق نفس امارہ پر غالب آجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد جلیل و نعوت کمال سے دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ سینہ و قلب محبت عظمت نبویہ صلعم سے منور ہوتے ہیں۔ غرض یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر ایک شایق علم اور طالب دین اور محب رسول صلعم کو اس کا پاس رکھنا اور پڑھنا پڑھانا ضروری ہے۔ قیمت عہ

وکیل امرتسر
نمبر ۵۵
مطبوعہ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء مطابق ۲۶ شعبان سنہ ۱۳۲۷ھ یوم شنبہ
جلد (۱۳)

ہندوستان کے حالات پر ایک امریکن کی رائے

نارتھ امیریکن ریویو میں مسٹر اسکرائن نے جو کہ امریکہ کے ایک نامی شخص ہیں "ہندوستان کی بیداری" کے عنوان سے ایک نہایت پُرمغز آرٹیکل تحریر کیا ہے جسمیں بعض بیانات ہندوستانیوں کی توجہ کے قابل ہیں۔ اونہوں نے اپنے مضمون میں اس ملک کے موجودہ حالات کو آتش فشان قرار دیا ہے اور قبل اسکے کہ اون حالات پر بحث کریں وہ اصول بیان کیے ہیں جو ان کے نزدیک مختلف اقوام کی رفتار پر حاوی ہوتے ہیں۔ اُنکا بیان ہے کہ قاعدہ کلی کے مطابق انسان کو محض اپنی حفاظت کا خیال سوسائٹی کے وجود میں آنیکا باعث ہوتا ہے۔ مدافعت یا حملہ آوری کے لیے سوسائٹی کو فوج کے انتظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ فوج کے لیے سردار تلاش کرنا پڑتا ہے۔ سردار رفتہ رفتہ ایک امتیاز خاص حاصل کر لیتا ہے اور اُس زمین کے ایک حصہ کو جو قوم کی ملکیت ہوتی ہے اپنا حق سمجھکر اُس پر خود قابض ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے سرداروں کی نسلیں بڑی بڑی جاگیروں پر حق جماکر امراء و رؤسا و جاگیرداروں میں شامل ہونے لگتی ہیں۔ اور ان کا ایک جداگانہ فرقہ بن جاتا ہے۔ جو لوگ اس امتیاز سے محروم رہتے ہیں وہ تجارت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے دولت و عزت کماتے ہیں۔ تجارت کا فروغ تاجروں کی حیثیت و قوت میں اس قدر اضافہ کر دیتا ہے کہ وہ رؤسا کی حکومت و بیجا دباؤ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور جمہوری اصول سلطنت کو لے آنیکے خواہشمند ہو جاتے ہیں مگر یہاں پہونچکر مسٹر اسکرائن اُن خرابیوں کو بیان کرتے ہیں جو اس درجہ پر آکر شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ملک کا تمول بڑھ جاتا ہے۔ اور تجارت کی طرف لوگوں کو رغبت ہو جاتی ہے اُس وقت فوجی کام تنخواہ دار سپاہیوں کے سپرد ہو جاتا ہے۔ اور ملکی حفاظت کا اہم کام محض اجیروں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مزید برآں مادی ترقی کی طرف لوگوں کی طبیعت حد سے زیادہ مایل ہو جاتی ہے اور وہ دیگر ضروری امور کی طرف توجہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس حالت پر پہونچکر صاحب مضمون کا خیال ہے کہ قوم کو اخلاقی احساس ہونے لگتا ہے اور اُس میں ایک قوت ممیزہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قوت کے پیدا ہوتے ہی نئی اور بڑھنے والی قومیں پھیلنے اور ترقی کرنے لگتی ہیں اور اُنکا دعوےٰ ہوتا ہے کہ جن ممالک کو وہ فتح کرتی ہیں انہیں محض مہذب بنانیکی غرض سے اپنے زیر اقتدار لاتی ہیں لیکن یہ تو محض اُنکا دعوےٰ ہوتا ہے اصلی باعث اسکرائن صاحب کے خیال میں وہ قوتیں ہیں جنکی حقیقت سے فاتح قومیں واقف نہیں ہوتیں۔ قدرت کا قاعدہ ہے کہ جب ایک مہذب حکومت کا ٹکراؤ کسی غیر مہذب یا کم مہذب حکومت سے ہوتا ہے تو مہذب حکومت کی فتوحات جاری رہتی ہیں۔ تاوقتیکہ درمیان سمندر یا ناقابل گذر پہاڑ یا کوئی اور زبردست سلطنت حایل نہ ہو جاوے۔ زمانہ گذشتہ اور زمانہ موجودہ میں تمام سلطنتیں اس کلیہ کی پابند رہی ہیں۔

اس کلیہ کو قایم کرکے مسٹر اسکرائن نے انگریزوں کے اس ملک پر قابض ہونیکی تاریخ سے بحث کی ہے اور گو اونکی تحقیقات قابل وثوق نہ ہو لیکن اُنکے اس خیال سے بعض دیگر واقعہ نگاروں نے بھی اتفاق کیا ہے کہ اس ملک کے سوداگر فرمانرواؤں کی ابتدائی کوششیں خودغرضی سے ملوث تھیں اور اونہیں دولتمند بننے کی حد سے زیادہ تمنا تھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ غالباً ہندوستان کو یورپین تہذیب کی چالاکیوں اور [illegible] سے زیادہ نقصان پہنچا ہے [illegible] بنگالہ کی طوائف الملوکی کے ساتھ ایک اجنبی قانون ایسے لوگوں پر حاوی کر دیا گیا ہے جو [illegible] ہوئی حیلہ سازی سے فائدہ اوٹھانے کے لیے بہت زیادہ تیار رہتے ہیں۔ پرانے دیہاتی نظام کو بیرحمی سے پامال کرکے بدترین قسم کی زمینداری کو بنگالہ میں رائج کیا گیا ہے"۔ اگر اس بدترین قسم کی زمینداری سے مسٹر اسکرائن کی مراد دوامی بندوبست ہے۔ اور ہندوستانیوں کو فی الواقعی وہ حیلہ سازی سے فائدہ اوٹھانیکے لیے ہر وقت آمادہ سمجھتے ہیں تو اُنکی معاملہ فہمی کے متعلق ہم کوئی اچھی رائے قایم نہیں کر سکتے لیکن چونکہ اون کے چند خیالات کو بعض اینگلو انڈین اخبارات نے دلچسپی کے ساتھ دیکھا ہے ہم بھی انہیں ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے پیش کرتے ہیں۔

امریکن مضمون نگار صاحب رقمطراز ہیں:—

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ جداگانہ نصف الارض کی ایک سلطنت پر شمالی ہند کے چند جزائر سے مدت تک حکومت ہو۔ انگلستان کا مقصد ہے کہ ہندوستان کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنیوالی نوآبادیوں کے ہم پلہ بنا دیوے۔ ہندوستانیوں کو بھی چاہیے کہ انگریزوں کے زمانہ امن سے فائدہ اوٹھائیں۔ اُن میں اتنی قوت تمیز کہ اپنے بل پر کھڑے ہو سکیں۔ ......۔ اجنبی ملک کے سپاہ کے رخصت ہوتے ہی وہ طوائف الملوکی [illegible] میں مبتلا ہو جائینگے۔ سوشل اصلاحوں کو پولیٹکل اصلاحوں پر تقدیم چاہیے۔ جب ذات کی بندشیں ٹوٹ جائینگی برہمنوں کی زیادتیاں بند ہو جائینگی۔ ہندوستانی مستورات کی حالت میں اصلاح ہوگی اُس وقت درحقیقت نیشن کا بننا شروع ہوگا۔ ابھی صنعتی تعلیم ابتدائی حالت میں ہے۔ سلطنت کے وسایل آمدنی بہت کم بڑھائے گئے ہیں۔ اور ملک کے اسباب تمام پر ان وسایل کے بڑھانے کے لیے سرمایہ یورپ میں لگایا گیا ہے نہ کہ دیسی۔ انگلستان و ہندوستان کو رسکن کے یہ الفاظ دل میں رکھنا چاہیے کہ وہی قوم سب سے زیادہ مالدار ہے جسمیں نیک اور خوش و خرم لوگوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو۔"

اسکرائن صاحب کے مضمون سے گو کسی قدر ناتجربہ کاری کی بو آتی ہے جو ایک غیر ملک کے شخص کی تحریر میں ہونا لازمی ہے لیکن مندرجہ بالا اقتباس میں اونہوں نے جن امور پر اشارہ کیا ہے وہ ہمارے اہل ملک کی توجہ کے محتاج ہیں۔ انگریزوں کے عہد حکومت کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا اور اس امن کے زمانہ کو خدا کی ایک رحمت سمجھنا ہر ایک بہی خواہ ملک کی تعلیم ہونی چاہیے۔ سوشل اصلاح کو پولیٹکل اصلاح پر مقدم سمجھنے کا اصول بھی ہر سمجھدار شخص کی تائید کا مستحق ہے۔ صنعتی تعلیم کی طرف توجہ اور آمدنی ملک کے وسایل بڑھانے میں ملکی سرمایہ لگانے کی کوشش ملک پر فرض ہے۔ لیکن ہندوستان کو سیلف گورنمنٹ ملنے کا مسئلہ بعض ایسی عملی مشکلات پیش کرتا ہے جن سے اسکرائن صاحب کے خیالات کی جلد تکمیل موجودہ صورت میں تقریباً ناممکن اور ملک کے لیے نقصان رساں نظر آتی ہے۔ ہمارے باہمی نزاع اور ہمارے روزافزوں قومی نفاق نے ہمیں ایک دوسرے کے اعتبار کے قابل نہیں رکھا۔ اگر کسی ضلع میں یا کسی محکمہ میں یا کسی دفتر میں فرقہ خاص کی تعداد بڑھ جاتی ہے تو قلیل التعداد فرقہ اپنے حریفوں کے جبر و تعدی سے چیخ اوٹھتا ہے۔ اگر ہندو مسلمانوں کا باہمی تنازع کسی ہندو یا مسلمان مجسٹریٹ یا جج کے سپرد ہوتا ہے تو ہر شخص جو منصفانہ فیصلہ کا خواہشمند ہو یہی چاہتا ہے کہ معاملہ کسی یورپین حاکم کے روبرو پیش ہو۔ ہم نے بارہا مختلف دفتروں کے مسلمان ملازموں کو اپنے ہندو برادران ملکی کے نامہربانہ برتاؤ کا شاکی پایا اور انہیں یہ تمنا کرتے ہوئے سنا ہے کہ کیا اچھا ہوتا اگر انہیں اپنے دفتروں میں زیادہ تر مسلمانوں سے نہیں تو اور ہی غیر ہندو قوموں سے سابقہ پڑتا۔ جب ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات اس حد تک پہونچ گئے ہوں اور بجائے اصلاح کے حالت زیادہ قابل افسوس ہوتی جاتی ہو تو کیونکر ہم ہندوستان میں اس اسٹیج کے آنے کی توقع کر سکتے ہیں جسکے خواب اس زمانہ میں سوراج والوں کو اعتدال سے باہر کئے دیتے ہیں۔ لارڈ منٹو اور مسٹر مارلے نے جو رعایتیں اس ملک کے باشندوں کے لیے تجویز کی ہیں ایسی بیس برس قبل ملک کے لیے مضر سمجھی جاتی تھیں۔ جب ان خفیف رعایتوں کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کرنے میں باشندگان ہند نے بیس برس لگا دیئے تو کیسے امید ہو سکتی ہے کہ ہندوستان عنقریب ہی ایک با اختیار کالونی کے درجہ پر پہونچ جائیگا۔ ہم تو یہانتک کہنے پر آمادہ ہیں کہ اگر مسلمانوں کو ہندوستان سے بالکل خارج کر دیا جاوے اور صرف ہندوؤں ہی کو یہاں رہنے کی اجازت

سے تب بھی اس ملک مین سیلف گورنمنٹ طوائف الملوکی اور بدنظمی کے مترادف ہوگی کیونکہ ہندو بھی جو اپنے آپ کو ترقی یافتہ قوم سمجھتے ہین اس قابل نہین ہوئے کہ وہ آپس مین ملکر بھی انتظام چلا سکین۔

مسٹر کیئر ہارڈی کا سفر بنگال

مسٹر کیئر ہارڈی کے حالات ملک دریافت کرنیکی غرض سے ہندوستان مین آنے کی اطلاع ہم ناظرین کو گذشتہ اشاعت مین دیچکے ہین۔

صاحب موصوف اس درمیان مین مشرقی بنگال کا دورہ ختم کرکے کلکتہ واپس تشریف لائے ہین۔ اس واپسی پر کلکتہ کے اخبارون کے قایم مقامون نے مجتمع ہوکر ان سے ملاقات کی اور حالات سفر دریافت کئے لیکن اس ملاقات کی جو رپورٹ اخبارون مین شایع ہوئی ہے وہ سخت مایوسی بخش ہے۔ ہمین یہ دیکھکر نہایت افسوس ہوا کہ کیئر ہارڈی صاحب نے اپنے آپ کو بالکل شورش پسند فرقے کے ہاتھ مین چھوڑ دیا ہے۔ اور جو طریقہ اونہون نے اختیار کیا ہے وہ ہرگز اونہین اصلی حالات دریافت کرنے مین کامیاب نہ ہونے دیگا۔ اونہون نے اخبارونکے قایم مقامون سے بیان کیا کہ مشرقی بنگال کی اس وقت وہ حالت ہو رہی ہے جو ارمینیا کی حالت ترکون کے ظلم سے کبھی نہین ہو رہی تہی۔ وہ یہ بھی کہنے لگے کہ تعلیم یافتہ ہندو و مسلمان تقسیم بنگال کے سخت مخالف ہین۔ اور وہان سودیشی چیزون کو بدیشی چیزون پر ترجیح دیتے ہین۔ ان باتون پر اخبار والون نے متحیر ہوکر سوالات شروع کر دیئے جنمین سے چند سوالجابات کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل مین درج کئے جاتے ہین:-

اخبار والے۔ کیا آپ اُن مسلمانون کے نام بتلا سکتے ہین جن سے آپ کی ملاقات ہوئی؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ ہان۔ مگر مجھے اون کے نام یاد نہین۔ انکے کارڈ اور خطوط میرے پاس ہین۔

اخبار والے۔ آپ نواب صاحب ڈہاکہ سے ملے؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ مین اُن سے نہین ملا۔ وہ بیمار تہے۔ مگر اونکا خط میرے پاس آیا جس مین اونہون نے لکہا کہ وہ مجہسے دوسرے روز ملاقات کرینگے۔ مگر مین دوسرے روز نہین ٹھیر سکا۔

اخبار والے۔ اونہون نے اپنے خط مین اور کیا لکہا تہا؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ وہ خط نہایت پرائیویٹ تہا۔ مین اوسکا مضمون نہین بتلا سکتا۔

اخبار والے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ نواب صاحب کو آپکے اس بیان سے اتفاق ہے کہ مسلمان بھی تقسیم بنگال کی سختی سے مخالف ہین؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ اونکا خط بالکل پرائیویٹ تہا۔

اخبار والے۔ اچھا آپ اور بھی کسی مسلمان سے ملے؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ ہان۔ مین خان بہادر نواب سید علی سے ملا۔

اخبار والے۔ اونکی آپسے کیا باتین ہوئین؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ آپ لوگ مجہسے نہین پوچھ سکتے۔ کیونکہ گفتگو بالکل پرائیویٹ تہی۔

اخبار والے۔ کسی اور سے بھی آپ ملے؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ ہان۔ بارسیال مین میری ملاقات انجمن اسلامیہ کے وائس پریسیڈنٹ اور اخبار اسلام مدین کے ایڈیٹر اور ایک تیسرے صاحب سے بھی ہوئی۔

اخبار والے۔ اون سے آپ کی کیا باتین ہوئین؟

مسٹر کیئر ہارڈی۔ مین کہہ چکا ہون کہ ہماری ملاقاتین بالکل پرائیویٹ تہین اور جو میری انکی باتین ہوئین اونکا مین ایک لفظ بھی بیان نہین کر سکتا۔

اخبار والے۔ مگر آپ کسی تعلیمیافتہ مسلمان کا نام بھی بتلائینگے جس نے تقسیم بنگال پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہو؟

اسپر کیئر ہارڈی صاحب خاموش رہے۔"

یہ صرف ایک مختصر نمونہ ہے اوس طول طویل گفتگو کا جو اخبارون کے نامہ نگار اور مسٹر کیئر ہارڈی صاحب کے درمیان ہوئی۔ اور جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صاحب موصوف کی تحقیقات کس وقعت کے قابل ہے۔ پارلیمنٹ مین جو ایک جماعت ہندوستانی معاملات مین دلچسپی لینے والی پیدا ہو گئی ہے۔ اون مین سے بھی اکثر حضرات کچھ اسی طبیعت کے آدمی ہین۔ کیئر ہارڈی صاحب تو ہندوستان مین چل پہر کر بھی یہ نہ معلوم کر سکے کہ اس ملک مین مختلف اقوام آباد ہین کیونکہ متذکرہ بالا ملاقات مین ایک سوال کے جواب مین وہ یہ کہنے لگے کہ "ہندوستان ایک ہی قوم سے آباد ہے اور اختلاف مذہب اور ذات سے لوگون مین کوئی فرق نہین پڑتا۔" پہر ہم یہ کیونکر توقع رکہہ سکتے ہین کہ ولائیت مین بیٹھے ہوئے انگریز ہمارے صحیح ملکی حالات معلوم کر لینگے۔ بعض مبصرین کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ ولایت مین جو ایک جماعت ہمارے ملک کے ساتھ ہمدردی کرنے والی پیدا ہو گئی ہے اُس سے اندیشہ ہے کہ وہ بوجہ اس ملک کے اصلی حالات سے واقف نہ ہونے کے بجائے مفید ہونیکے ہمارے لئے مضر ثابت ہونگے۔

بلوچستان مین مسلمانون کی حق تلفیان

ہمارے پاس بلوچستان سے اطلاع آئی ہے کہ مسلمانون کے حقوق کو وہان سخت نظرانداز کیا جا رہا ہے

اگر یہ شکائیت درست ہے تو حکام صوبہ کی یہ بے توجہی سخت قابل افسوس ہے۔ ہمین خوب یاد ہے کہ چند سال قبل کرنل ییٹ جیسے بیدار مغز ایجنٹ گورنر جنرل نے حکم صادر فرمایا تہا کہ جب تک ہر محکمہ مین مسلمان نصف ملازم نہ ہو جائین کسی دوسری قوم کے امیدوار کو جگہہ نہ دی جائے۔ کرنل صاحب اپنے زمانہ مین سال تمام پر ہر محکمہ سے وہ نقشجات بھی طلب فرمایا کرتے تہے جن سے معلوم ہو سکے کہ سال بھر مین ملازمت سرکاری مین کس قدر مسلمان بھرتی کئے گئے ہین۔ اور کس قدر غیر مسلمان۔ معلوم نہین کہ اس قسم کی سالانہ رپورٹ کا سلسلہ اب تک جاری ہے یا نہین۔ مگر یہ ہم ضرور سن رہے ہین کہ مسلمان ملازمون کی قلت کی شکائیت اب بھی اسی طرح جاری ہے۔ ہمین خبر ملی ہے کہ ضلع لورالائی مین ہیڈ کلرک ضلع۔ سکنڈ کلرک ضلع۔ سررشتہ دار ضلع۔ ہیڈ کلرک اسسٹنٹ۔ تحصیلدار۔ ہاسپٹل اسسٹنٹ۔ تھانہ دار۔ غرضیکہ تقریباً سب کے سب ہندو ہین۔ اور اگر چند مسلمان محرر وہان ہین بھی تو نہائیت ادنی ملازمتون پر۔ ایک مسلمان ہیڈ کلرک جنکا نام گل محمد خان ہے کچھ عرصہ ہوا ضلع لورالائی مین تعینات ہوئے تہے۔ مگر صرف تین ہی مہینہ کے قیام کے بعد وہ بلوچستان کے ایک نہائیت بعید مقام فورٹ سینڈیمن کو تبدیل کر دیئے گئے۔ دیگر اضلاع مین بھی مسلمان اہلکارون کی قلت کی اسی طرح شکائیت سننے مین آتی ہے۔ اگر یہ شکایات درست ہین تو ہم امید کرتے ہین کہ افسران صوبہ اسطرف متوجہ ہونگے۔ جب جملہ دفاتر مین اعلے عہدے عموماً ہندوؤن کے قبضہ مین ہون تو مسلمانونکو کیونکر کامیابی ہو سکتی ہے تاوقتیکہ یورپین افسر بیدار مغزی سے کام نہ لین اور مسلمانون کو حق تلفیون سے بچانے کا ہر وقت خیال نہ رکہین۔ بلوچستان آبادی کے اعتبار سے بالکل ایک اسلامی صوبہ ہے اور ایسے صوبہ مین مسلمانون کی سرکاری دفاتر مین قلت نہائیت افسوس کے قابل امر ہے۔

مراسلات

انجمن مدرسہ نصرۃ الاسلام سری نگر کشمیر کا سالانہ جلسہ

ع بہتر ہوا آغاز سے انجام ہمارا

مدرسہ مذکور کے سالانہ جلسہ کے لئے احباب مقامی و بیرونجات کو مطلع مراتب بذریعہ خط و کتابت و متعدد اخبارات بغرض شمولیت جلسہ تاریخ انعقاد کی اطلاع دی گئی تھی۔ جو صاحب کہ بوجہ بُعد مسافت یا اور کسی وجہ سے شامل جلسہ نہ ہو سکے۔ اور ان کو بوجہ حب الوطنی یا ہمدردی اہل اسلام و امدادگار قومی کے ساتھ دلچسپی ہے کیفیت جلسۂ مذکور کے سننے کا اور بھی اشتیاق معلوم ہوتا ہے چنانچہ اسی ضمن میں بہت سے خطوط اس بارہ میں وصول ہوئے ہیں۔ چونکہ اختتام جلسہ کے بعد بھی چند روز منتظمان جلسہ کو واپسی سامان و دیگر امور کی مصروفیت رہی۔ بنا بریں آں وہ کسی اور جانب متوجہ نہ ہو سکے جس کے لئے وہ اپنے کرم فرماؤں سے معافی کے خواستگار ہیں۔ اب ہم اپنے کرم فرماؤں کو زیادہ انتظار میں نہیں رکھتے۔ اور مختصر حال جلسہ کی کیفیت ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ الحمدللہ حسب قرارداد بتاریخ ۵ و ۶ شعبان ۱۳۲۵ھ جلسۂ مذکورہ بالا خاص مکان مدرسہ نصرۃ الاسلام میں بڑی شان و شوکت سے انجام کو پہنچا۔ سب کمیٹی نے جس کو جلسے کے لئے فرش فروش و قنات و شامیانے و میز کرسی و دیگر فرنیچر ضروری کے بہم پہنچانے کا انتظام سپرد ہوا تھا اپنے فرض منصبی کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ تمام صحن مدرسہ (جو ایک وسیع صحن ہے) و تمام مدرسہ و برآمدہ بلڈنگ فرش ہائے شطرنجی و قالین ہائے کشمیری و ایرانی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اور در و دیوار بوقلمون پردہ ہائے کارچوبی و ڈبل زین و چادرہائے پشمینہ سے پیراستہ کئے گئے تھے اور قنات اور شامیانے اور سائبان قیمتی موقع ہائے مناسبہ پر لگائے گئے تھے۔ اور اس سامان کی فراہمی کے لئے علاوہ قومی اعانت کے سرکاری امداد بھی لی گئی تھی۔ صرف مدرسہ ہی خاص کر آراستہ و پیراستہ نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک چوک و عام گذرگاہ پر لکڑی کے دروازے اور ڈیوڑھی لگائی گئی تھیں جن کو مختلف رنگ آمیز پشمینہ و دیگر کارچوبی پارچات سے منڈھ کر سجایا گیا تھا۔ اور مدرسہ کے قریب کے بازار نے خصوصیت سے اپنی سجاوٹ کی وجہ سے اور مقامات پر سبقت لی۔ کیونکہ وہاں بعلاوہ متعدد ڈیوڑھیوں کے تمام بازار بھی ہر دو جانب سے مختلف پارچات قیمتی سے (جن پر کشمیری صناعوں نے سوزنکاری و کارچوبی سے کام کیا ہوا تھا) آراستہ و پیراستہ تھا۔ اور نہ صرف در و دیوار ہی بذریعہ پارچات مذکورہ آراستہ ہوا تھا۔ بلکہ پارچات مذکور کو تان کر کل بازار کو مسقف کیا گیا تھا اور کچھ کچھ فاصلہ پر جلی قلم سے لکھے ہوئے قطعات اشعار وغیرہ لگے ہوئے تھے اور سورج کی شعاع ان رنگین پارچات سے گذر کر بوقلمون لباس میں عجیب بہار دکھلا رہی تھی۔ اور اس بیرونی آرائش کے ساتھ سب کمیٹی کا کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ عامہ خلائق نے بکمال ہمدردی و جوش مسرت سے اس کام کو بلا کسی تحریک کے انجام دیا۔ واقعی سری نگر میں ایسا نظارہ کبھی پہلے دیکھنے میں نہیں آیا۔ جنکو حال پر ایسی قومی ہمدردی کے جوش

نہیں ممکن سمکئیں تو یہ ایک معمولی بات تھی۔ مگر ہمدردان قومی کے لئے یہ جوش ایک مبارک فال اور پیش خیمہ اقبال ہے۔ المختصر ۵ شعبان ۱۳۲۵ھ کو بعد ظہر بکمال جوش و خروش مسرت کی زیارت کے لئے خلقت کا آنا شروع ہوا۔ مدرسہ کے باہر متعدد اقسام کے خوانچہ فروش و دکانداران میوہ فروش و حلوائیوں نے اپنی دوکانات لگا کر مدرسہ کی رونق کو دوبالا کر دیا۔ بہر حال اہل جلسہ کی رونق کا سامان کسی میلے سے کم نہ تھا۔ اور دس بجے تک خلقت کا اس قدر ہجوم ہوا کہ مدرسہ میں تل دھرنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ صحن و کل عمارت مدرسہ خلقت سے پُر تھی اور برآمدہ بلڈنگ میں مستورات کی نشست جہاں پہلے سے پردہ کا انتظام کیا ہوا تھا غرض تخمیناً دس ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ تھی جس میں ہر ایک مذہب و ملت کے آدمی شامل تھے یعنی ہندو مسلمان سکھ پنڈت ڈوگرہ عیسائی۔ یہودی۔ انگریز وغیرہ وغیرہ۔ المختصر حسب استدعا کمیٹی جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور باتفاق ممبران انجمن عالی جناب میرزادہ خان صاحب بہادر محمد حسین خان صاحب عارف ایم اے سینئر جج ہائیکورٹ کشمیر سٹیٹ صدر مجلس قرار دیئے گئے۔ اور افتتاحی تقریر خواجہ حاجی عبدالصمد صاحب ککرو وائس پریزیڈنٹ انجمن نے موزوں الفاظ میں فرمائی۔ انشاء اللہ تعالے تمام تقاریر وغیرہ امور کا مفصل ذکر ہم رسالہ روئداد جلسہ میں کرینگے۔ اسوقت صرف اس قدر لکھدینا کافی ہے کہ یہ جلسہ بہت کامیاب ہوا وہ پہلے جلسے سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ چندہ جو دو دن میں ہوا اس کی میزان قریب پندرہ سو ہے جس میں زیادہ تر اس جلسہ کی رونق کا باعث سری سرکار والا مدار کی مسلمان رعایا پرور اور خسروانہ ہیں۔ یہ سرکار ہی کی توجہ ہے جس کے عملی ثبوت کے لئے اکثر اراکین ریاست نے اپنی شمولیت جلسہ سے ہماری قوم کو افتخار بخشا جن میں سے عالی جناب قبلہ صاحب جج ہائیکورٹ کشمیر و فارن منسٹر دیوان امرناتھ صاحب بالقابہ جو صیغۂ تعلیم کے اعلیٰ افسر بھی ہیں و جناب راجہ کرنل زمان علی خان صاحب بہادر فوجی اعلیٰ افسر و سردار محمد اکبر خان صاحب وزیر وزارت گلگت و جناب مولوی نذیر احمد صاحب بی اے سب جج کے نام نامی و اسمائے گرامی درج کرنا ضروری ہیں۔ عالی جناب پنڈت سمبوہن ناتھ کول صاحب گورنر کشمیر بوجہ علالت طبع تشریف نہ لا سکے اور اسلئے معذرت لکھ بھیجی۔ لہٰذا ان کو بھی معنا شامل جلسہ ہی خیال کرنا موزوں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم عنقریب تمام جلسہ کی روئداد مثل سال گذشتہ ایک رسالہ کی صورت میں شائع کرینگے۔ ہمدردان قوم منتظر رہیں۔

راقم مولوی عتیق اللہ عفی عنہ سکریٹری

قابل تقلید مثالیں

آتے دکھائی دیتے ہیں کچھ دن بھلے بہر
یعنے کہ اب مسلمان کچھ کچھ سمجھ چلے ہیں

مدت سے ہمارے اخبارات اور لیکچرار اس بات کا وعظ کر رہے تھے کہ جب تک ہم ان فضول رسومات جن کو مقدس مذہب اسلام سے تو در اصل بالکل تعلق نہیں مگر ہماری اپنی جہالت یا ہمسایہ قوموں کے فیض صحبت سے ہم میں رائج ہو گئی ہیں۔ کنارہ کشی نہ کرینگے۔ کبھی بھی شاہراہ ترقی پر پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ اس وعظ کا اثر قوم پر بہت اچھا پڑا۔ اور ہر طبقہ کے اور فرقہ کے سمجھدار افراد نے اسکی تائید میں آوازیں بلند کیں۔ مگر عرصہ تک زبانی زق زق کو عملی صورت پکڑتا نہ دیکھکر ہی خواہان قوم کے دل مرجھائے جاتے تھے۔ خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ان چوٹ کھائے ہوئے دلوں کو زیادہ مایوس نہ ہونا پڑا۔ اور اب اس قلمی اور زبانی شور کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی عملی کارروائیوں کی بھنک بھی ہمارے کانوں میں پڑنے لگی ہے۔ چنانچہ ہمارے شہر میں بھی ککے زئی برادری کے خاندان علماء نے اس میدان میں قدم بڑھایا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ اس قابل عزت خاندان میں مولوی جان محمد صاحب تحصیلدار میرٹھ کی کوشش سے ایک شادی سادہ اسلامی رسومات کے موافق عمل میں آئی تھی جس میں کسی قسم کی غیر شرعی فضول رسم کو دخل نہ دیا گیا تھا۔

اب ناظرین یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ وہ شادی ہمارے خاندان میں اپنی قسم کی اکیلی ہی شادی نہ تھی بلکہ انکی تقلید بھی شروع ہو گئی۔ چنانچہ مولوی مبارک علی صاحب جو اس خاندان کے بڑے دلیر اور آزاد خیال عالم ہیں۔ ان کی دختر نیک اختر کی شادی بھی بروز جمعہ بتاریخ ۱۷ شعبان المبارک ۱۳۲۵ھ شرعی طریق پر ہی کی گئی۔ طرفین نے کسی معیوب رسم کو ادا نہیں کیا۔ ہم مولانا صاحب موصوف اور انکے داماد شیخ فضل محمد صاحب کو جو ہمارے نئے تعلیم یافتہ احباب میں ایک محنتی اور روشن خیال شخص ہیں ایسی مبارک شادی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور خداوند کریم سے دُعا کرتے ہیں کہ یہ مبارک جوڑہ عمر طبعی کو پہنچے اور سرسبز و شاداب زندگی بسر کرے۔ آمین ثم آمین!!!

اس شادی میں سب سے زیادہ حوصلہ افزا بات یہ تھی کہ تمام برادری نے شامل ہو کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ سب اس سادہ اسلامی طریق کو پسند کرتے ہیں۔ اب ان لوگوں میں اگر ذرا بھی جرات ہوگی۔ تو آیندہ کبھی کوئی ایسی شادی نہ کریں گے جس سے یہ پایا جائے کہ وہ اسلام کے سادہ پن سے متنفر اور دیگر جاہل قوموں کی بیجا رسومات کے گرویدہ ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آجکل عالم باعمل ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ہمارے شہر کا یہ خاندان علماء ضرور اس قابل ہے کہ اسکو ہر فرد کے سر پر علم بالعمل کا زرین تاج رکھا جائے۔ اسی خاندان کے بزرگوں نے ہوشیارپور کے مسلمانوں سے اُن رسومات کفر کو دُور کیا جو ان میں سکھوں کے زمانہ حکومت سے جاری تھیں اور اب اسی خاندان کے ممبروں نے اپنے اس وعظ پر جو وہ اُٹھتے بیٹھتے دیگر لوگوں کو کرتے ہیں خود عمل پیرا ہو کر ثابت کر دیا کہ ابھی تک مسلمانوں میں اس قدر دلیر آدمی موجود ہیں۔ جو سچی بات کی خاطر عوام کالانعام کی رائے کی علانیہ مخالفت کر کے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح مردانہ وار اُن کی جاہلانہ طعن و تشنیع کو برداشت کر سکتے ہیں۔

اسی ضمن میں یہ خبر بھی ضرور خاص توجہ سے سنی جائیگی کہ لڑکوں کے پیدا ہونے پر جو گڑ بانٹنے کی فضول رسم اکثر مسلمان فرقوں میں رائج ہے۔ اسکے دُور کرنے کی طرف بھی چند حضرات نے توجہ مبذول فرمائی ہے جن میں قصبہ خان پور کے معزز پٹھان خاندان کے ایک ممبر خان [illegible] سلامت اللہ خان خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں۔ حال ہی میں خداوند تعالیٰ نے آپکو فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے اس پر باوجودیکہ وہ ایک صاحب ثروت اور ذیعزت ہیں۔ اور یہ لڑکا خدا اسکو عمر طبعی تک پہنچائے ان کا پہلا ہی صاحبزادہ ہے۔ مگر پھر بھی کسی قسم کی بیجا خوشی نہیں منائی گئی نہ باجا بجایا گیا نہ بیل ستوانگ راگ ہوا۔ جب کہ اکثر لوگوں نے اُن کو گڑ بانٹنے کی رسم کی طرف توجہ دلائی۔ جواب تکمنہ صرف انکی قوم یعنی ملکیان اضلاع کی دوسری مسلمان قوموں میں بھی نہایت ضروری سمجھی جاتی ہے تو انہوں نے یہ کہکر صاف انکار کر دیا کہ پہلے یہ ثابت کرو کہ حضور صلعم یا اُن کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی اس رسم کو ادا کیا تھا۔ بیاہ شادی کی بعض غیر ضروری رسومات کی طرح اس امر پر بھی غریب مسلمانوں کی ایک معقول رقم صرف ہو جاتی تھی۔ خانصاحب موصوف نے اس کے دور کرنے میں جو پیشدستی فرمائی ہے اور نادان دوستوں کی ملامت سہنے کی نسبت سنت نبوی سے انحراف نہ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ وہ انکی وسیع خیالی اور علو ہمتی پر دال ہے

ع - این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

کاش انکو دیگر مسلمان بھی ان مبارک مثالوں کی قدر کریں اور جلد فضول بدعتوں اور بیہودہ رسموں کی زنجیروں سے جو ان کی ترقی کی سد راہ ہیں آزاد ہونے کی کوشش کریں۔

راقم اصلاح کا طالب خاکسار افسر ہوشیارپوری

سنگھ سبھا ہوشیارپور کا سالانہ جلسہ

عرصہ سے یہ سبھا سکھ قوم کی بہبودی کے لئے قایم ہے ہر سال اسکا سالانہ اجلاس ہوتا ہے پہلے تو یہ سبھا کچھ ایسی رونق پر نہ تھی۔ مگر اب چند سال سے روز بروز ترقی پر ہے۔ اپنے سکھ طلباء کے فائدہ کے لئے ایک سکھ بورڈنگ ہاؤس بھی قایم کیا ہے جس کی عالیشان عمارت شہر سے باہر قصبہ پریم گڈھ کے پاس زیر تعمیر ہے۔ اس سال سبھا کا سالانہ جلسہ جو شنبہ یعنے ۱۴ ستمبر سے شروع ہو کر دو شنبہ یعنے ۱۶ ستمبر کی شام تک برابر تین دن بڑی دھوم دھام سے ہوتا رہا غیر معمولی جوبن سے پُر تھا۔ گرد و نواح کے اکثر علاقوں کے سکھ بھائی جمع تھے۔ سب کو سب اپنی قوم کو ترقی دینے کی فکر میں سرشار تھے۔ ہر دل میں مذہبی جوش تھا۔ ہر چہرہ پر مسرت کے آثار نمایاں تھے پہلے دن نگر کیرتن ہوتا رہا یعنے مختلف ٹولیاں بھجن اور شبد گاتی ہوئی بازاروں میں گشت کرتی رہیں۔ پھر دو دن تک سکھ بورڈنگ ہاؤس کی نئی عمارت کے پاس میدان میں تقریریں ہوتی رہیں۔ اثنائے قیام جلسہ میں ہر اجلاس کے حاضرین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی۔ یہ سب کچھ دیکھکر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ اگرچہ خود ہماری قوم کی حالت قابل افسوس ہے مگر پھر بھی چونکہ دیگر اقوام کی نسبت سکھ لوگ بلحاظ توحید ہمارے زیادہ قریب ہیں۔ اسلئے یہ طبعی امر ہے کہ ہم اگر اپنی نہیں تو اپنے ان موحد ہموطن بھائیوں کی ترقی کو ہی دیکھکر خوش ہوں۔ مگر افسوس جس طرح ہر پھول کے ساتھ کوئی نہ کوئی کانٹا بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح اس خوشی کے ساتھ ہمیں ایک صدمہ بھی ہوا اور وہ یہ کہ جہاں ہمنے اس سبھا میں کئی عالمانہ تقریریں سنیں وہاں بعض ایسے لیکچر بھی سننے میں آئے جن میں ہمارے انبیاء اور سلاطین کے متعلق کئی ایسی روایتیں بیان کی گئیں جو بالکل غلط اور من گھڑت تھیں اگرچہ ان غلط روایات میں سے بھی اکثر سے جو نتایج اخذ کئے گئے وہ بجائے مضر ہونے کے مفید تھے۔ اور اس وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سکھ لیکچراروں کی نیتوں پر کچھ حرف نہیں آ سکتا۔ مگر ان میں بعض ایسی باتیں بھی تھیں جو خواہ لیکچرار کی نیت کیسی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ حاضرین پر بُرا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتیں مثلاً بعض سلاطین اسلام کی نسبت بتایا گیا کہ ان کے عہد میں اہل اسلام اپنی ہندو رعایا پر طرح طرح کے ظلم روا کرتے تھے حتے کہ اُن کی عورتوں تک کو بھی جبراً بھگا لیجاتے تھے۔ حالانکہ اگر سکھ لیکچرار صاحبان ہندوستان کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کریں تو کسی غیر معتبر سے غیر معتبر تاریخ میں بھی اس قسم کے کسی واقعہ کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ سکھ اور مسلمان صرف قایلان توحید ہونے کی وجہ سے ہی ایکدوسرے کے بھائی کہلانے کے مستحق نہیں بلکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دونوں قوموں کے تعلقات زمانہ قدیم سے ہی ہمیشہ سے دوستانہ چلے آئے ہیں بہت سے سکھ گورو اور مسلمان پیشوایان دین نے ایک دوسرے کے ساتھ مل مل کر اس قدر دوستی اور یکجہتی میں اپنی زندگیاں بسر کی ہیں کہ جن کی نظیر دوسری قوموں کی تاریخ میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں مل سکتی۔ اسلئے ہمیں امید ہے کہ معزز ممبران سبھا اور بیدار مغز سکھ لیکچرار صاحبان ہماری اس عرض پر ضرور توجہ فرمائینگے۔ اور ان دونوں قوموں کے دیرینہ دوستانہ تعلقات کو صدمہ پہنچانے کی بجائے اور بھی زیادہ ترقی دینے کی کوشش فرماتے رہینگے۔ الراقم افسر ہوشیارپوری

قابل توجہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

پچھلے سال میں پنجاب کے ایک اسلامیہ ہائی سکول میں چند مسلمان طلبا سے جو انٹرنس کلاس میں تعلیم پا رہے تھے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اثنائے گفتگو میں نماز کے متعلق دریافت ہوا تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کے معنے ابھی اور معنے ان میں بیان نہ کر سکے۔ عام جہلا کی طرح لکھے پڑھے مسلمان طلبا بھی بغیر مطلب سمجھنے کے نماز کو عربی میں ادا کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا دل پوری طرح رجوع بجانب اللہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں اور نماز کی برکات سے ناواقف رہتے ہیں۔ اب یہ عام رواج ہو گیا ہے کہ بچوں کو دینی تعلیم کے بغیر چھ سات برس کی عمر میں سرکاری مدرسوں میں ابجد خوانی کے لئے بھیجا جاتا ہے اس طرح وہ لڑکے مذہبی تعلیم سے نا واقف محض رہ کر دنیاوی تعلیم کی دستار فضیلت باندھ لیتے ہیں پھر آپ قیاس فرما سکتے ہیں کہ ان کی نگاہوں میں اسلام کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ یہ مذہب ہی ہے جو انسان کو مکمل انسان بناتا ہے اور ناسکولے اخلاق شرک پر چلاتا ہے اور گمراہ ہونے سے بچاتا ہے ایسے اصحاب نہ تو صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوتے ہیں۔ نہ دیگر احکام دین کی پرواہ کرتے ہیں جنکی ہمارے مقدس قرآن شریف نے تعلیم دی تھی۔ بس ایسے برائے نام مسلمانوں سے جو فائدہ اسلام کو اور جو تقویت مسلمانوں کو ہے وہ محتاج بیان نہیں اور اپنی دینی تعلیم کے نا مکمل ہونے کی وجہ سے وہ دوسروں کے ہاتھوں میں کھلونا بنکر غیروں کی مطلب براری کے لئے ان کے ہمزبان ہو کر مسلم لیڈر کہلاتے ہیں۔ حالانکہ اپنی قوم میں ان کی کوئی پرسش نہیں تھی بجز ایسے ذمہ داران جماعت کے اور اسلامی انجمنیں ہیں جنہوں نے گو دنیاوی غرض سے تو کسی قدر اپنی قوم کے بچوں کو نکالا ہے۔ مگر مذہبی تکمیل کی طرف کماحقہ توجہ نہیں کی۔

سال ۱۹۰۲ء میں امرتا بازار پتر کا (Amrita Bazar Patrika) میں ہندو دہرانند بابا بھارتی صاحب کی طرف سے ایک مراسلت مسلمانوں کو غیرت دلانے کے لئے شائع ہوئی تھی۔ اسکو آبزرور وغیرہ اسلامی پرچوں نے خوب ذوق سے شائع کیا تھا جس طرح آجکل شبلی صاحب کی تحریرات پر اسلامی پرچے ناز کر رہے ہیں اور وجہ ثبوت میں پیش کر رہے ہیں۔ مگر خیال نہیں آتا کہ ہم نے خود فی زمانہ اپنے مذہب کے مقدس لٹریچر کو کہاں تک دوسری زبانوں میں دوسرے ملکوں کے سامنے پہنچایا ہے۔ سوامی موصوف کی تحریر کا کچھ حصہ اسوقت درج کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

”علم الٰہیات اور طبعیات کے مطالعہ کرنے والے کے لئے شاید اسلام کی تاریخ آغاز ترقی سے زیادہ دلچسپ مضمون کوئی اور نہ ہوگا جسنے ایشیا کو عیسائیوں کی بت پرستی سے بچایا۔ اور ایک صدی سے کم عرصہ میں دنیا میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت قایم کی جو اہل روما کی سلطنت سے کسی صورت میں کم نہ تھی۔ جب میں ان گہرے اور روزمرہ کے تعلقات پر نظر کرتا ہوں جو ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان بحیثیت ایک شہنشاہ کی رعیت ہونے کے ہیں۔ اور اس بات پر غور کرتا ہوں کہ کیوں شرع محمدی صلعم کا دنیا کی ان قوموں نے بھی جہاں اسلام کے جھنڈے نہیں پہنچے اسقدر شوق سے استقبال کیا۔ تو قدرتاً طبعیت اسطرف مایل ہوتی ہے کہ اسلامی آئین ملکی و مذہبی کا مطالعہ کیا جاوے جو قرآن شریف میں نازل ہوئے ہیں۔ اور جو نہ صرف ایک لاثانی اور دستور العمل ہونے کے لایق کتاب ہے بلکہ دنیا میں علم ادب کا بھی ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔ مگر قرآن شریف کے تراجم کی جتنی ضرورت ہے اتنے موجود نہیں ہیں۔ اور شاید اسکا باعث یہ ہے کہ مسلمان اس امر کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف کا ترجمہ بھی کسی غیر زبان میں کیا جاوے قرآن شریف کے جو چند ایک ترجمے ہوئے ہیں۔ وہ ان لوگوں کے قلم سے نکلے ہیں جو اس متبرک کتاب کو کلام الٰہی نہیں مانتے اور پیغمبر صاحب عرب کو پیغمبر نہیں سمجھتے۔

صدہا سال سے قرآن شریف کے تراجم یورپ کی زبانوں میں اصل سے منسوب ہوتے رہے انگریزی ترجمہ جو نہایت مشہور ہے۔ وہ جارج سیل صاحب کا ہے۔ یہ پہلے پہل ۱۷۳۴ء میں شایع ہوا تھا اور اب تک بیشمار مرتبہ چھپ چکا ہے

جارج سیل صاحب کا ترجمہ جو اسلامی تفسیروں اور احادیث کی تحقیق کے لئے بیشک ایک بڑی محنت سے تیار شدہ کتاب ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسکے یہ ایک بے تعصب کتاب نہیں ہے اور بعض مقامات پر ترجمہ صحیح اور واضح بھی نہیں ہے۔

جارج سیل اور پادری ویری کے فاضل ہونے کے باوجود بھی ان کے تراجم نا کافی ہیں اور غیر معتبر ہیں۔ اسلئے ابھی کافی وقت ہے کہ کوئی فاضل مسلمان قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ کرے ایسا شخص انگریزی اور عربی دونوں زبانوں کا عالم ہونا چاہیے

میری یہ بھی خواہش ہے کہ قرآن شریف کے موجودہ بنگالی تراجم سے بہتر کوئی شخص ترجمہ کرے ہندوؤں میں کثرت سے فراخ دل مسلمان موجود ہیں جو انگریزی اور عربی کے فاضل ہیں اور میں اس امر کا اظہار مسرت سے کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوؤں میں قریباً ۴۰ عربی کے ممتاز عالم موجود ہیں۔ جو اسلام اور قرآن شریف کو تعصب کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ مگر کیا کوئی ایسا مسلمان موجود نہیں ہے جو اس دینی خدمت کو اپنے ذمہ لے۔ اور انگریزی بولنے والی دنیا کو اس مقدس کتاب کا بالترتیب صحیح اور درست ترجمہ عربی زبان سے کر دے“

افسوس ہے جیسا کہ وطن نے چند ماہ ہوئے ترجمۂ قرآن شریف کے متعلق توجہ دلائی تھی۔ کوئی عالی ہمت آج تک متوجہ نہیں ہوا۔ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو جسکے بانی سرسید مرحوم نے اس میدان میں مخالفین پر اسلام کی خوبیاں ظاہر کرنے کی بڑی کوشش کی تھی۔ اس طرف براہ مہربانی توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ہر ایک صوبہ کی اسلامی انجمنوں کو بھی اس فرض کی ادائیگی کی طرف خیال کرنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے اپنے صوبہ کی زبان بنگالی، مرہٹی، گجراتی، سندھی وغیرہ وغیرہ میں قرآن شریف کا مستند ترجمہ اور نماز کے مسایل اور ترجمہ کو عام پبلک میں شایع کریں۔ اور علی گڑھ جس کو اسلام کا منشر کہا جاتا ہے۔ وہ نہ صرف انگریزی زبان میں بلکہ جاپانی اور دیگر دنیا کی بڑی بڑی مروجہ زبانوں میں قرآن شریف کے تراجم کرا کر اپنا فرض ادا کرے اور مسلمانوں کو ایک دولتمند قوم بنانے کے علاوہ پکا مسلمان بھی بنا دے اس مسئلہ پر کراچی کے امسال کے اجلاس میں ضرور غور ہونا چاہیئے۔ اگر مسلمان با وقار ہو گئے مگر اسلام کے اصول اور احکام کے پابند نہ رہے تو اس سے مسلمانوں کو کیا فخر ہو سکتا ہے۔ اور اس کا عکس دوسری قوموں پر کیا پڑ سکتا ہے یہ کیسی شرم کی بات ہے کہ دوسری قوموں کے مرد تو بجائے خود۔ مستورات ہمارے پاک مذہب کی خوبیوں میں رطب اللسان ہوں اور مخالفین کو جواب دیں اور ہم اسکو پڑھ پڑھ کر مست ہوتے رہیں۔ اور خود اشاعت اسلام میں کچھ بھی میسر نہ لا دیں اور اسکے علاوہ ہمارے فیصدی ۹۵ مسلمان بھائی نماز کو بغیر سوچے سمجھے اور اسکے معنی سے واقف ہونے کے اسے عربی میں رٹتے رہیں۔ اور ہم ان کو اسی طرح چھوڑ دیویں۔ اور ان کی واقفیت کے لئے کوئی صورت نہ نکالیں۔

امید ہے میری یہ ناچیز درخواست کانفرنس کے صاحب پریذیڈنٹ بہادر کی میز پر جگہ حاصل کر سکے گی۔ اور کوئی خدا کا بندہ ہماری قوم کے برگزیدہ اور ممتاز احباب کی مجمع کو توجہ دلا کر ثواب دارین حاصل کریگا۔ راقم — ایک مسلمان

ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم کے انتخاب کی ایک نئی سکیم

ٹرسٹیان میں ۔ گذشتہ اپریل میں محمڈن اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ میں یہ ضرورت محسوس کی گئی تھی کہ قواعد و قوانین ٹرسٹیان میں چند ایسی تبدیلیاں ہونی چاہئیں۔ جن سے وہ تمام خرابیاں رفع ہو سکیں جن کی روز افزوں ترقی باعث پریشانی ہو رہی ہے قواعد کا ترمیم کرنا ایک ایسا اہم کام ہے۔ کہ ایک سال میں اسکا انجام پانا غیر ممکن تصور کیا گیا۔ اور یہ قرار پایا کہ مسٹر محمد علی ایک مسودہ تیار کر کے آیندہ جلسہ ایسوسی ایشن میں بحث کے لئے پیش کریں۔ مسٹر محمد علی نے اس خدمت کو قبول کرتے وقت خاص طور پر حاضرین سے یہ التجا کی تھی کہ وہ اپنی تجاویز اُن کے پاس بھیجیں تاکہ اُن کو اس اہم کام میں ایک گونہ مدد ملے۔ اور مسودہ کے تیار کرنے کا کام بآسانی انجام پا جاوے۔ خوش قسمتی سے اسوقت ہم میں سے چند اولڈ بوائز اس ضلع میں جمع ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ ہم کو اکٹھا بیٹھکر کالج کے معاملات پر گفتگو کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اسلئے ہم نے مناسب خیال کیا کہ اگر ممکن ہو سکے تو ہم لوگ بھی ایک تجویز تیار کر کے مسٹر محمد علی کی خدمت میں بھیجدیں۔

ہم لوگوں نے بعد نہایت غور و خوض کے ایک تجویز تیار کر کے مسٹر محمد علی کے پاس بھیجدی ہے مگر ہمارے خیال کے موافق کالج کے معاملات میں نہ صرف عام مسلمانوں کو رائے لینے کی کوشش کرنی چاہئیے بلکہ جہاں تک ممکن ہو اُن کا مان بھی کرنا چاہئیے۔ اسلئے جو تجویز ہم نے تیار کی ہے وہ آپ کے بیش بہا کالموں کے ذریعہ سے ہم پبلک تک پہنچانا چاہتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ لوگ جن کو کالج سے دلچسپی ہے اس تجویز کے حسن و قبح پر اپنی رائے کا اظہار کرینگے۔ ہم ہرگز اس کا دعوی نہیں کرتے کہ جو اسکیم ہم نے تیار کی ہے۔ اس سے بہتر تیار کرنا ممکن نہیں۔ مگر ہمارا یہ ضرور خیال ہے کہ اگر اس مسئلہ پر پبلک نے دلچسپی کے ساتھ بحث کی تو ایسے معقول اور پسندیدہ شکل میں یہ اسکیم ضرور ہو جاویگی کہ ٹرسٹیان کالج کے سامنے منظوری کے لئے پیش کی جا سکے اسوقت ہم صرف یہ کافی سمجھتے ہیں کہ مختصر الفاظ میں اپنی تجاویز کو پیش کریں۔ اور وہ حسب ذیل ہیں

(۱) ٹرسٹیان کالج کی تعداد اسوقت (۷۰) ہے مگر اس کے ساتھ یہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ یہ تعداد آج سے بارہ برس پہلے قرار دیگئی تھی۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ کالج سے تمام مسلمانوں کو دلچسپی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور اگر اس دلچسپی کا جو اسوقت مسلمانوں کو کالج سے ہے اس وقت اندازہ کیا جائے جس وقت موجودہ قواعد و قوانین ٹرسٹیان بنائے گئے تھے۔ تو زمین و آسمان کا فرق پایا جائیگا۔

ہماری قوم میں اسوقت کثرت سے لوگ ایسے موجود ہیں جو ہمارے کالج کے ساتھ نہ صرف لفظی ہمدردی رکھتے ہیں۔ بلکہ اسکے خواہشمند ہیں کہ اگر اُن کو موقع دیا جائے تو عملی کام میں بھی حصہ لیں۔ آج سے بارہ برس پہلے ایسے ستر (۷۰) اصحاب کا ملنا بھی مشکل تھا کہ جن کو ہم ایمانداری کے ساتھ یہ کہہ سکیں کہ اپنے فرائض کو بحیثیت ایک ٹرسٹی کے پورے طور سے انجام دے سکتے تھے مگر اب وہ زمانہ باقی نہیں رہا۔ مسلمانوں نے اگرچہ وہ ابھی اور قوموں کے مقابلہ میں پیچھے ہیں پھر بھی بہت ترقی کر لی ہے اور اب ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ہماری قوم میں قحط الرجال ہے۔ کالج کی ضروریات بتدریج بڑھتی جاتی ہیں۔ ذمہ داریاں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اور اسکی روز افزوں ترقی نے مجبور کر دیا ہے کہ اُن کی قسمت کا فیصلہ کرنے والوں کے گروہ میں ہندوستان کے ہر حصہ اور ہر طبقہ کے لوگ ہونے چاہئیں۔ مسلمان تعلیم کے ہر صیغہ کی طرف اب متوجہ ہو رہے ہیں۔ اسلئے یہ بھی ضروری ہے کہ کالج کی حکمران جماعت میں وہ لوگ بھی شامل رہیں جو ان مختلف صیغوں کے اہل طور سے ممبر کہلائے جا سکتے ہیں۔ ان تمام دشواریوں کے رفع کرنے کی ضرورت ہمیں نظر آتی ہے کہ ٹرسٹیان کی تعداد اب ستر سے بڑھا کر (۱۰۰) کر دیجاوے۔

(۲) ہمارا اسوقت منصب نہیں ہے کہ ہم ٹرسٹیان کی قابلیت یا ناقابلیت پر بحث کریں مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اُن تمام خرابیوں کا جو آج کل ہمارے کالج کے کانسٹی ٹیوشن میں پائی جاتی ہیں ایک سبب یہ بھی ضرور ہے۔ کہ انتخاب ٹرسٹیان کرنے کے لئے نہ کوئی معیار قایم کیا گیا ہے۔ اور نہ ہمارے بزرگان قوم کوئی معیار مدنظر رکھتے ہیں ہم اس رائے سے بالکل اتفاق نہیں کرتے کہ ہمارے کالج میں صرف اُن ہی لوگوں کو ٹرسٹی ہونا چاہئیے جو علمی مسایل پر رائے دینے کی قابلیت رکھتے ہیں آج تک ہندوستان کے مسلمانوں نے جو کچھ ترقی کی وہ کالج کے طفیل میں حاصل ہوئی اور آیندہ جو کچھ بھی مسلمان ترقی کریں۔ وہ کالج کے ذریعہ سے ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں ہمارا یہ کہنا نامناسب نہیں ہے کہ کالج ہماری تمام دنیاوی ترقیوں کا مرکز قرار پا چکا ہے۔ اسلئے کوئی طبقہ مسلمانوں کا ایسا نہیں ہونا چاہئیے جس کے اصحاب سے ٹرسٹیان کا مجمع خالی رہے۔ امرا و رؤسا اور تجار نے آج تک جو مالی امداد ہم کو دی ہے وہ ہمارے بیان کی محتاج نہیں ہے اور جس دریا دلی و فیاضی کر یہ طبقہ کالج کی مدد کرتا رہا ہے۔ اس سے قوم ناواقف نہیں ہے۔ دنیا کی ہر قوم میں یہ طبقہ ایک نہایت بااثر طبقہ سمجھا جاتا ہے۔ اور خاصکر ایک ایسے ملک میں جیسے کہ ہندوستان۔ یہ طبقہ بڑا اثر رکھتا ہے اور ہم اسکے ساتھ یہ بھی یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اکثر اصحاب اس طبقہ میں ایسے موجود ہیں جن کے دل و دماغ علم کے نور سے منور ہیں۔ اور جو تعلیم کے اہم سے اہم مسئلہ پر نہایت خوبی کے ساتھ رائے زنی کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اسلئے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ ٹرسٹیان کی جماعت میں (۲۵) اصحاب امرا و رؤسا و تجار کے طبقہ سے ہونا چاہئیں۔ ٹرسٹی صرف ایسے لوگ مقرر ہونا چاہئیں جو علاوہ اس غرض کے انجام دینے کی قابلیت کے کالج سے ہمدردی بھی رکھتے ہوں۔ اور امرا و رؤسا و تجار کی ہمدردی کے ثابت کرنے کے لئے اور اس سے بہتر طریقہ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اُن کی ہمدردی اُن کی مالی امداد سے اندازہ کی جائے۔ اسلئے ہمارے خیال میں اس طبقہ کے وہی لوگ ٹرسٹی منتخب ہونے چاہئیں جو کم از کم پانچہزار روپیہ کالج کو چندہ دے چکے ہوں۔

(۳) جس وقت سرسید علیہ الرحمۃ نے موجودہ قواعد و قوانین ٹرسٹیان بنائے تھے اُسوقت اوّلاً تو مجالس اسلامی کا نام و نشان نہ تھا اور اگر تھا بھی تو اُن کی حالت ایسی نہ تھی کہ اُن کو اس نام سے موسوم کیا جاتا۔ بحمد اللہ ہماری قوم اب اس خواب غفلت میں نہیں ہے اور ہم اطمینان و خوبی کے ساتھ یہ دیکھتے ہیں کہ اکثر جگہوں میں انجمنیں مسلمانوں کی قایم ہیں۔ اور وہ قومی کام خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہیں۔ جس وقت ہمارے قومی کالج کا بنیادی پتھر بھی نہیں رکھا گیا تھا۔ اسوقت ہمارے لیڈر کے خیال میں اس کا مجوزہ کالج محض ایک معمولی کالج نہ تھا۔ بلکہ ایک دن وہ اسلامی یونیورسٹی ہو جانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور اب اُسکا انتہائی مقصد یہی ہے اگر واقعی ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا کالج ایک اسلامی یونیورسٹی ہو جائے تو ہم کو اسکی ضرورت ہے کہ ہم تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اُسکی طرف توجہ دلادیں۔ اور اُن کو اسکا موقع دیں کہ وہ اسکے معاملات میں دلچسپی کا اظہار کریں۔ بہترین طریقہ اس غرض کے پورا کرنے کا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم بادقعت اسلامی مجالس کے ممبران کو یہ موقع دیں کہ وہ ہمارے کالج کے معاملات میں ذمہ داری کے ساتھ حصہ لے سکیں ممکن ہے کہ اکثر اصحاب یہ اعتراض کریں کہ ہماری پالیسی اور اکثر اسلامی انجمنوں کی پالیسی ایک نہیں ہے اور اگر اُنکو ہم ٹرسٹیان کے گروہ میں شامل کریں تو یہ خوف پیدا ہو سکتا ہے کہ ہماری پالیسی کو اُن کی شرکت سے نقصان نہ پہنچ جائے۔ اوّلاً تو ہم اسکے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اسلامی انجمنوں کی پالیسیاں مختلف ہیں۔ اور اگر ہوں بھی تو یہی طریقہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے اُن کی پالیسی کو تبدیل کر کے اپنی پالیسی کی شکل میں لا سکتے ہیں۔ ہماری تجویز غور سے پڑھنے کے بعد ناظرین کا خوف جاتا رہیگا۔ اور اُن کو یقین ہو جائیگا کہ ہم اپنی پالیسی کو خطرہ سے بچانے سے بیخبر نہیں ہیں۔ ہمارے خیال میں مندرجہ ذیل اسلامی مجالس اور انجمنوں سے حسب ذیل ٹرسٹیان منتخب ہونے چاہئیں:

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس	۵	انجمن حمایت اسلام پنجاب	۱
انجمن اسلامیہ بمبئی	۱	انجمن اسلامیہ مدراس	۱
کلکتہ لٹریری سوسائٹی	۱	مسلم لیگ	۱

میزان ۱۰ -

(۴) ہم مسلمانوں میں اعلےٰ درجہ کے تعلیمیافتہ لوگ یا تو ملازمت انگلشیہ میں پائے جاتے ہیں یا چند تجارت لئے ہندوستانی میں برسرکار ہیں ایک بڑا گروہ ذی وقعت مسلمانوں کا وکالت کے پیشہ میں پایا جاتا ہے - اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو محکمہ تعلیم - انجینیرنگ - ڈاکٹری - طبابت میں زندگی بسر کر رہے ہیں. ہم کو اسکے بیان کرنے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ ہماری ضرورت کے بحیثیت ایک مینٹی کے پورا کرنے کے لئے اُن مختلف طبقوں سے زیادہ بہتر اصحاب نہیں مل سکتے ہم علمار کے برگزیدہ طبقہ کو بھی انہی کے ساتھہ شامل کرنا چاہتے ہیں اور اگرچہ آج سے دس برس پہلے ہمارے عالم کالج کے حاطہ میں قدم رکھنا کفر تصور فرماتے تھے. مگر زمانہ نے اپنے رنگ میں اُن کو بھی رنگ لیا اور اُن میں اب ایسے روشن خیال بزرگ موجود ہیں جو کالج کا کام کرنا باعث ثواب خیال فرماتے ہیں - اسلئے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم اس مقدس طبقہ کے تقدس سے بہرہ مند نہوں. ہماری رائے میں ان تمام طبقوں سے جن کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں ہم کو تیس (۳۰) ٹرسٹی منتخب کرنے چاہئیں.

(۵) اب ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ کالج کے پرانے طالب علموں کو کالج کے معاملات میں کہاں تک دخل ہونا چاہئیے ہم نہایت شکریہ کے ساتھہ ان تمام امداد اور ہمدردیوں کے معترف ہیں جو تمام مسلمانوں نے کالج کے ساتھہ ظاہر کی ہیں. مگر بیلک ہم کو معاف کریگی اگر ہم یہ کہیں کہ فطرت انسانی اسکی متقاضی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بہترین حصہ اپنی زندگی کا پیارے کالج کے آغوش میں بسر کیا ہے. ان کو جو دلچسپی اور جو محبت اس سے ہو سکتی ہے وہ اُن لوگوں کو ہونی ممکن نہیں جن کا تعلق اُس سے محض بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہے. اگر کسی انسٹیٹیوشن کے اندرونی حسن و قبح کی واقفیت اُسکے انتظام میں مدد دے سکتی ہے تو ہم بیقین کے ساتھہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پرانے طالب علموں کا گروہ ہی ایک ایسا گروہ ہے جو اس خدمت کو بہترین طریقے سے انجام دے سکتا ہے تجربہ نے ہم پر ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے کالج کے طالب علم جب کالج سے مفارقت کرکے دنیاوی زندگی کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تو اُن میں سے ہر شخص دامے درمے قدمے کالج کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے. ہم بغیر مبالغہ کئے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ کالج کی ترقی میں اگر زیادہ نہیں تو آدھا حصہ ضرور اُن لوگوں کا ہے. جو اُس فیض سے سیراب ہو چکے ہیں جو مدرسۃ العلوم ہر کس و ناکس کے لئے جاری رکھتا ہے. ہمارے کالج کا طالبعلم خواہ وہ کیسے ہی دور دراز گوشہ میں بیٹھا ہو. چاہے ہمالیہ کے قریب جنگل میں زندگی بسر کرتا ہو. کبھی اُس مدرسہ کو بھول نہیں سکتا. جو کالج کی محبت اُسکے دل میں جاگزین ہو کر پیدا کر دیتا ہے. کون شخص اسکو [illegible] نہیں کرتا. کہ وہ اپنی مانگوں کو پورا ہوا دیکھے. اور جب ہم اس قابل ہیں تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ہم کالج کے بار کو اپنے کاندھوں پر نہ اٹھالیں. سر سید علیہ الرحمۃ کی دلی تمنا تھی کہ وہ کالج کی باگ اُنہی ہاتھوں میں سپرد کردیں جن کی پرورش کالج ہی کی مادرانہ شفقت سے کی ہو. ہماری تجویز کے موافق (۲۵) اولڈ بوائز ٹرسٹی مقرر ہونے چاہئیں. کثرت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ پرانے طالب علم ہندوستان کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے ہیں. اسلئے ہم کو اس تعداد کے پورا کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آسکتی. بلکہ ہمارا تو خیال ہے کہ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے جب یہ تعداد بھی کم تصور کی جائیگی. اور ہم اسپر مجبور ہونگے. کہ اس سے زیادہ جگہیں کالج کے طلباء کے لئے مخصوص کردیں. ہم یہاں یہ بھی بیان کر دینا چاہتے ہیں کہ علاوہ اس تعداد کے جو ہم نے پرانے طالب علموں کے لئے مخصوص کر دی ہے اور کل ما تبقیٰ تعداد اُن اصحاب سے پوری کی جائیگی جو اس زمرہ میں نہیں آسکتے ٭

(۶) الف - اسبارہ میں ہم کو یہ بتانا ہے کہ انتخاب کا طریقہ کیا ہوگا. نمبران (۲) و (۳) یعنے طبقہ امرا و رؤسا، وتجار، وکلا، وعلما، وملازم پیشہ وغیرہ سے انتخاب کرنیکا حق ہماری رائے میں ٹرسٹیان کو ہونا چاہئیے. کیونکہ اُن دونوں طبقوں کا کوئی ایسا انسٹیٹیوشن موجود نہیں ہے جسکے ذریعہ سے مجوزہ ٹرسٹیان کا انتخاب اُن ہی کا گروہ کر سکے - ہماری موجودہ حالت اسی کی متقاضی ہے کہ ٹرسٹیان کالج مجوزہ تعداد کو ان دونوں طبقوں کے بہترین اشخاص سے پورا کریں.

ب - اسلامی مجالس اور انجمنوں کے لئے جو تعداد تجویز کی گئی ہے اُسکے انتخاب کا بہترین طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انجمن العلوم خود اپنے ممبران میں سے انتخاب کرکے اُسے پورا کر دیں. اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہ تمام مقاصد فوت ہو جاتے ہیں جن کے خیال سے ہم نے ان مجالس و انجمنوں کو یہ حق دینا پسند کیا ہے. اور جس کا اظہار ہم اوپر کر چکے ہیں.

ج - پرانے طالب علموں کے انتخاب میں ہم کو چنداں دقت پیش نہیں آسکتی. اولڈ بوائز کا ایک ایسوسی ایشن موجود ہے. اگرچہ وہ اُس حالت تک نہیں پہنچا ہے جس حالت پر اُسے اسوقت تک پہنچ جانا چاہئیے تھا. مگر جو ترقی اُسنے پچھلے دو چار سالوں میں کی ہے. وہ بہت امید دلاتی ہے کہ وہ عنقریب بہت بااثر اور مفید انسٹیٹیوشن ہو جائیگا. ٹرسٹیان کالج نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا کہ ایسوسی ایشن کو یہ حق حاصل ہونا چاہئیے کہ وہ اپنا منتخب شدہ ممبر ٹرسٹی مقرر کرے اور انہوں نے اسی لئے ہمارے انسٹیٹیوشن کو یہ حق عطا کیا ہے کہ ہم اپنا ایک ریپریزنٹیٹو تین سال ٹرسٹیان کے گروہ میں بھیجا کریں. اور اس کا عملدرآمد اس سال سے شروع بھی ہو گیا. لہٰذا بہترین طریقہ ایسوسی ایشن کے ممبران کو انتخاب کا یہی ہو سکتا ہے کہ خود انسٹیٹیوشن منتخب کرے.

(۷) ہمنے بہت غور کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ عہدہ ٹرسٹیان "فار لائف" نہ ہونا چاہئیے. بلکہ پنج سالہ میعاد کے لئے محدود کر دینا مناسب ہے. اس میں کوئی شک نہیں کہ انتخاب کرتے وقت وہی اصحاب منتخب کئے جاویں گے جن پر پورا اعتماد ہو. اور جو ہر طرح اس فرض کے انجام دینے کے قابل سمجھے جائیں. مگر یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ایسے شخص کا انتخاب ہو جائے جو بعد تجربہ کے اس عہدہ کے ناقابل ثابت ہو. اور جس کی علیحدگی زمرہ ٹرسٹیان سے قوم اور کالج دونوں کے لئے بہتر اور ضروری خیال کی جائے - ایسی حالت اگر عہدہ ٹرسٹیان "فار لائف" ہوگا. تو ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے. اور مجبوری ہم کو وہ نقصانات اُٹھانے پڑینگے جو ہمارے حق میں لازمی طور سے ضرر رساں ثابت ہونگے - بعض اصحاب کا یہ بھی اعتراض ہے کہ پہلے دو لوگ بڑی خواہش سے اپنے کو ٹرسٹی منتخب کراتے ہیں. کیونکہ اُسکو وہ ایک ذریعہ عزت کا سمجھتے ہیں - مگر چونکہ عہدہ "فار لائف" ہوتا ہے اور [illegible] یقین ہوتا ہے کہ کوئی شخص اُن کو اس عہدہ سے علیحدہ نہیں کر سکتا - لہٰذا وہ ایسی دلچسپی کالج کے معاملات میں لینا چھوڑ دیتے ہیں جس کی اُن سے قبل انتخاب کے توقع کی جاتی ہے. ان تمام دشواریوں اور خرابیوں کو رفع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ٹرسٹی صرف پانچ سال کے لئے مقرر کئے جاویں. اور ظاہر ہے کہ اُن اصحاب کا جو اس کام کے خاص طور سے قابل سمجھے جاوینگے دوبارہ انتخاب ہو سکیگا.

(۸) ہر ایک ٹرسٹی سے یہ امید کہنی کہ وہ اپنے وقت کا بہت بڑا حصہ کالج کے نذر کر دیگا دانشمندی کے خلاف ہے. مگر اسی کے ساتھہ ہم یہ ضرورت بھی محسوس کرتے ہیں. کہ چند اصحاب ایسے ضرور ہونے چاہئیں جن پر کالج کے روزمرہ انتظامات کا بار ڈالا جاسکے. اور جن کا یہ فرض ہو کہ کالج کے ہر شعبہ اور شاخ کی خبرداری و نگرانی کرتے رہیں. اسلئے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ بارہ ممبران کی کمیٹی ٹرسٹیان خود اپنی جماعت سے منتخب کر لیں. جن کے ہاتھ میں کالج کے اُن تمام اندرونی انتظامات کو دیدیں. جن کے انجام دینے سے ہر ایک ایسی بڑی جماعت جیسی کہ ٹرسٹیان کی ہوگی..

اسلامی دنیا

فہرست زرچندہ حجاز ریلوے

	روپیہ	آنہ	پائی
میزان سابقہ اخبار وکیل ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء	۲۰۱۰۸	۱	۳
منشی شکر اللہ صاحب معرفت منشی یوسف حسن خانصاحب انسپکٹر چاکسو ریاست جے پور	۵		
منشی عبدالمجید صاحب وکالت شکنندہ بازار منڈی	۲		
میزان کل	۲۰۱۱۵	۱	۳

طنجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ... بذریعہ تار ... روانہ دار السعادة ہو چکے ہیں۔

دول غیر کے قونصلوں کو اطلاع دیدی گئی ہے کہ مولائے حفیظ عنقریب کاسابلنکا کو جانے والے ہیں اسی غرض فرانس کے ساتھ صلح کے متعلق گفتگو کرنا ہے۔

۱ سلطان عبدالعزیز کی رباط میں موجودگی مولائے حفیظ کے خلاف بُرا اثر پیدا کر رہی ہے۔

۲۹ ستمبر کو کاسابلنکا میں شدت کی بارش ہوئی جس سے قومی کیمپ پانی پانی ہو گئے۔ موسمی بخار پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

مقام اوران واقعہ بحیرہ میں طاعون کے بیس کیس ہوئے جنمیں سے چھ مہلک ثابت ہوئے مرض کو روکنے کے لئے فرانسیسی حکام چوہوں کو تلف کرا رہے ہیں۔ اور جہازوں کو بندرگاہ سے نکال رہے ہیں۔

طہران کی خبر ہے کہ ۲۵ مشہور انقلاب پسندوں نے شاہ معظم کی منظوری سے اس امر کا اعلان کیا ہے کہ ہم آئندہ پارلیمنٹ اور آئین کی بزور حمایت کرینگے۔ اس اعلان کو سُن کر شاہ معظم کے ... پُرزور جیرز دیئے گئے

اس کارروائی سے موجودہ صورت واقعات کی بہت کچھ اصلاح ہو گئی ہے

۳۰ ستمبر کی خبر ہے کہ بقول جنرل ڈرُوڈ مولائے حفیظ کی سپاہ گھٹتے گھٹتے اب صرف ۱۲ ہزار کے قریب رہ گئی ہے۔

کلکتہ میں مولوی بدالزمان صاحب بدر کی ایڈیٹری میں ایک جدید اردو رسالہ ماہ نومبر سے شائع ہوگا جس میں علمی تمدنی اور اخلاقی مضامین پر بحث ہوا کریگی۔

ہز مجسٹی امیر افغانستان ۴ ستمبر کو بیانہ سے روانہ ہو کر ۹ ستمبر کو سریال پہنچے اور وہاں سے روانہ ہو کر ۲۰ ستمبر کو مزار شریف میں پہنچنے والے تھے۔

انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ میں سود کی حلت و حرمت کے متعلق بھی بحث ہوئی۔ اور باتفاق رائے فیصلہ دیا گیا کہ سود کی تمام صورتیں جو آج کل رائج ہیں۔ از روئے شریعت حرام ہیں

نواب محسن الملک بہادر نے ۱۹ ستمبر کو بمقام شملہ حضور وائسرائے کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کیا۔ ملاقات اگرچہ پرائیویٹ تھی مگر انہوں نے حضور ممدوح کے مسلمانوں کے حال پر خاص توجہ فرمانے کا شکریہ ادا کیا۔ اور گذارش کی کہ جو اصلاحی تجویزیں حضور نے شائع کی ہیں مسلمان ان پر کامل غور و خوض کر کے باضابطہ طور پر ان کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرینگے۔ نواب محسن الملک بہادر جو کچھ ہز اکسیلنسی نے فرمایا اس سے اُن کو یقین ہوا ہے کہ حضور ممدوح کسی خاص فرقہ کی طرفداری کئے بغیر ہندوستان کے ہر گروہ کو اُس کے حقوق دینے اور اُسکی رائے اور خواہش سننے کے لئے دل سے آمادہ ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ جو تجویزیں گورنمنٹ نے پیش کی ہیں۔ اُن پر خوب بحث کی جائے۔ اور نہایت آزادی سے اُن پر رائے دیجائے

الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان ایل ایل بی میں مدرسۃ العلوم علی گڈھ سے منجملہ پانچ طلباء کے تین پاس ہوئے سید رضا علی فرسٹ گریڈ میں اور سید ظہور حسین و سید عبدالرشید سیکنڈ گریڈ میں

۳۰ ستمبر کو لکھنؤ میں مسلمانان اودھ کا ایک جلسہ اس غرض سے منعقد ہونے والا تھا کہ صوبہ کی محمڈن پولیٹیکل ایسوسی ایشن کے لئے ممبروں کا انتخاب کیا جائے۔ اس موقعہ پر نواب وقار الملک بھی وہاں تشریف لانے والے تھے

بوڈاپسٹ (آسٹریا) اور قسطنطنیہ کے درمیان حال میں ایک جدید تار برقی لائن کھولی گئی ہے۔ اسی طرح ایک جدید لائن قاہرہ (مصر) اور قسطنطنیہ کے درمیان کھلی ہے جو ایک جرمن کمپنی نے تیار کیا ہے

قسطنطنیہ میں کئی سال سے ایرانیوں نے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے جس کے اہتمام سے خاص ایرانیوں کے لئے ایک مدرسہ اور ایک شفاخانہ جاری ہے۔ ۲۵ اگست کو پرنس ارفع الدولہ سفیر ایران کی صدارت میں اس انجمن کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اور مدرسہ و شفاخانہ کے لئے بہت سا چندہ جمع ہوا۔

مشہور ہے کہ بہت سے ایرانیوں نے علمائے ایران کی تصدیق کے بعد پارلیمنٹ میں ایک عرضی اس مضمون کی پیش کی ہے کہ ایران میں کسی شخص کو جب تک وہ عدالت میں حاضر ہو کر معقول وجوہ نہ بیان کرے۔ اپنی بیوی کو طلاق دینے کی اجازت نہ دیجائے۔

اخبار "وقت" رقمطراز ہے کہ روسی مجلس وزرا نے مسلمانوں کے مطالبات پر بحث کرنے کے لئے شیخ الاسلام اوفا کو پایۂ تخت میں طلب کیا ہے۔ اُن کے ساتھ تین ڈیلیگیٹ اور جائینگے۔ جن کو اورین برگ اوفا اور کازان کے مسلمان منتخب کرینگے۔

یہی اخبار لکھتا ہے کہ ترکستان کے شہر مارقند کے قریب ۲۵ ہزار ایکڑ زمین جس پر کہ غیر مسلمان قابض تھے۔ روسیوں نے ظلم سے دبالی ہے اور اب اس زمین پر اُن کے ... ۱۰ خاندان آباد ہو گئے ہیں۔

ترکی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطہ سرائے (قسطنطنیہ) کے سلطانی کالج کی عمارت جو تھوڑا عرصہ ہوا جل کر تباہ ہو گئی تھی از سر نو بنائی جاویگی اور اجرام سماوی کے مشاہدہ کے لئے اُس میں ایک رصد گاہ بھی اضافہ کی جائیگی۔ اس کالج کے طلباء تکمیل عمارت کے وقت تک دوسرے مقام پر تعلیم پائینگے

امیر خیوا (ترکستان) نے ممالک روس کو ایک علمی کمیشن روانہ کیا ہے اسکا صدر خود امیر کا فرزند ہے۔ اور اس میں بہت سے روشن خیال مسلمان شریک ہیں۔ یہ کمیشن روس کے بڑے بڑے شہروں میں گشت کر کے روس کے سرکاری مدارس کی تعلیمی حالت کا مطالعہ کریگا۔ اور واپسی پر امیر کی خدمت میں رپورٹ پیش کریگا جس سے ترکستان میں جدید اسلامی مدارس کے قائم کرنے اور قدیم مدارس کی اصلاح کرنے میں مدد لی جائیگی۔

جنرل فیضی پاشا کو جو ترکی افواج موجودہ یمن کے کمانڈر ہیں۔ اناطولیا (ایشیائے کوچک) سے ترکی فوج کے چند دستے بطور کمک بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ سلطنت عثمانیہ کی فوجی قوت غالب رہے۔

تبوک میں جو حمیدیہ حجاز ریلوے کا ایک سٹیشن ہے ملا التماس کے حکم سے ایک عالی شان مسجد ایک مدرسہ اور ایک شفاخانہ تعمیر ہوا ہے۔ سلطانی سالگرہ کے روز ان عمارات کی رسم افتتاح ادا کی گئی۔

آنریبل میاں محمد شاہدین بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا نے گذشتہ ہفتہ کے روز حضور وائسرائے کی خدمت میں پرائیویٹ ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

اسلامیہ کالج لاہور میں کسی جدید پرنسپل کے دستیاب ہونے تک موجودہ وائس پرنسپل ہی پرنسپل کی خدمات بجالائینگے۔ اور خلیفہ شجاع الدین ایم اے بیرسٹر آنریری طور پر بطور پروفیسر انگلش کام کرینگے۔

ہندوستان کی خبریں

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے طاعون کی انسدادی تدابیر کے لئے فی الحال ۱۲ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔

۲۷ ستمبر کو کانپور میں مشہور رئیس [illegible] کا ہیضہ سے انتقال ہو گیا۔ یہ وہاں کے سرکاری کارخانہ چھاؤنی [illegible] میں ملازم تھے۔

مسٹر کیر ہارڈی ممبر پارلیمنٹ مسٹر [illegible] کے ہمراہ صوبہ مشرقی بنگال و آسام کے مشہور مقامات کا دورہ کر رہے ہیں۔ سنا ہے کہ آپ دہلی بھی آئینگے۔

مسٹر بی کے آر کینز منصف سے واپسی پر [illegible] مقرر ہونگے۔

لالہ لچھمی چند رائے رئیس ڈیرہ غازیخان نے اپنے شہر میں ایک ہندو یتیم خانہ قائم کرنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی گرانمایہ رقم عطا کی ہے۔

ہمعصر پائونیر سرکاری تصدیق کی بنا پر اپنے ولایتی نامہ نگار کی اس خبر کی تردید کرتا ہے کہ دیسی کمشنوں کے لئے لارڈ کچنر نے ولایت سے قابل افسر انگ بھیجے ہیں۔

جمالپور ضلع میمن سنگھ میں سخت قسم کا ہیضہ نمودار ہوا ہے۔ اب تک ۱۵ مہلک کیس ہو چکے ہیں۔ ماچھلی بازار میں بھی ہیضہ کا زور ہے۔

لیاقت حسین کے نام زیر دفعہ ۱۲۴-الف و ۱۵۳-الف آرڈر وارنٹ جاری ہوئے کیونکہ انہوں نے ۱۲ اور ۱۵ ستمبر کو کلکتہ میں باغیانہ تقریریں کی تھیں۔ اس وارنٹ کی تعمیل جیل ہی میں کی گئی۔

بابو سکھ دیو بنرجی سب ایڈیٹر اخبار بنگالی کے نام بھی زیر دفعہ ۱۲۴ الف وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہے۔

جوڈیشل کمشنر ناگپور نے مطبع سری کشور کی ضبطی کے حکم کا اپیل مسترد کر دیا۔

آنریبل مسٹر جیننگس نے کانگریس کمیٹی کی پریزیڈنسی سے استعفا دیدیا ہے۔

انسداد طاعون کے متعلق حسن خدمات کے صلہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے ڈاکٹر سندر داس کو خوشنودی مزاج کی سند دینے کے علاوہ سو روپیہ بطور انعام مرحمت فرمایا ہے۔

مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے ایک ملزم منگل سین نامی کی ضمانت ۲۶ ستمبر کو منسوخ کی گئی۔

گورنمنٹ نے جن طلباء کو حرفتی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظائف عطا کئے ہیں وہ ۸ اکتوبر کو روانہ ولایت ہونگے۔

شیر پور ضلع میمن سنگھ کی تعزیری پولیس اور مسلمانوں کے درمیان کچھہ سودا خریدنے پر سخت ہنگامہ ہوا۔ پولیس پر اینٹ پتھروں کی بوچھاڑ کی گئی۔ پولیس نے فائر کر دیا۔ جس سے دو مسلمان ہلاک ہوئے۔ اور دو مہلک زخمی ہیں گیارہ کو سخت زخم آئے۔

بمبئی میں گذشتہ منگل کے روز خوب بارش ہوئی۔

کلکتہ کارپوریشن نے ۱۱ لاکھ ۱۷ ہزار ۶ سو روپیہ کے قرض کا دلبرٹ ڈبینچر اعلان کیا تھا اسکے لئے ۲۶ لاکھ ۶ ہزار ۷ سو کی درخواستیں آئیں۔

پورٹ کمشنران کلکتہ کے گودام واقعہ نیم تولہ میں پیر کو آگ لگ گئی ۲۵ ہزار روپیہ کی جوٹ کا نقصان ہوا۔

برہما بینک جس کی ایک شاخ پہلے مدراس میں کھل چکی ہے اسکی اب کلکتہ میں بھی ایک شاخ کھولی گئی ہے۔

گورنمنٹ پنجاب نے میونسپل کمیٹی شملہ کو از سر نو ترتیب دینے کی سکیم گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ارسال کی ہے۔

پنجاب گورنمنٹ کے دفاتر شملہ میں ۲۳ اکتوبر کو بند ہو کر ۸ نومبر کو لاہور میں کھلینگے۔

کوچ بہار کے مہاراجہ کمار علم زراعت کی تعلیم حاصل کرنیکے لئے عنقریب روانہ امریکہ ہونگے۔

اس سفر میں انکے اتالیق مسٹر بی مونڈر بھی ان کے ہمراہ ہونگے۔

حال میں جو امتحان سول سروس کے داخلہ کا بمقام لنڈن منعقد ہوا تھا اس میں چار ہندوستانی کامیاب ہوئے ہیں جن میں سے ایک بنگالی ہے۔ ایک مدراسی۔ اور دو پارسی۔

سر بھال چندر نے ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم بمبئی کو توجہ دلائی تھی کہ دیسی زبان کی بعض کتابوں میں ولایتی کھانڈ کی نسبت لکھا ہے کہ یہ ہڈیوں سے صاف کی جاتی ہے۔ اسکو جواب میں ڈائریکٹر نے کہا کہ اس فقرہ کو آئندہ ایڈیشنوں سے خارج کر دیا جائیگا۔ اب سنا ہے کہ بمبئی کے اہل ہنود نے ایک جلسہ کر کے ڈائریکٹر کو لکھا ہے کہ ولایتی کھانڈ کا ہڈیوں سے صاف ہونا ایک امر واقعہ ہے۔ کتابوں میں سے اسکا ذکر حذف کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ہمیں سودیشی کھانڈ ہی استعمال کرنے دیجئے۔

ہندوستان کے دیسی عیسائیوں کی طرف سے حضور وائسرائے کی خدمت میں ایک میموریل بایں مضمون ارسال کیا گیا ہے۔ کہ مختلف صوبجات کی کونسلوں میں ہمارے نیابتی حقوق کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

مولوی لیاقت حسین کی ضمانت کی درخواست پر مجسٹریٹ نے حکم دیا ہے کہ اسے ۲۰ ہزار روپے کے مچلکے اور دس دس ہزار کی دو ضمانتوں پر بدیں شرط رہا کیا جا سکتا ہے کہ تا فیصلہ مقدمہ اس امر کا اقرار کرے کہ نہ کوئی باغیانہ پمفلٹ لکھوں گا نہ مفسدانہ تقریر کروں گا۔ اور نہ کسی دیگر ایسے فعل کا مرتکب ہوں گا۔ جس سے رعایا کے فرقوں میں عناد بڑھے۔ سنا ہے کہ انہوں نے ان شرائط کو منظور نہیں کیا۔

اخبار انگلشمین کو معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ لائلپور میں کاشت جوٹ کا جو تجربہ کیا گیا تھا۔ اس میں نہایت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اور مبصروں نے وہاں کے پیدا شدہ جوٹ کو بنگال کی بہترین پیداوار کے ہم پلہ بتایا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو آئندہ جوٹ کی پیداوار صرف بنگال ہی سے مخصوص نہ رہیگی۔

علی پور کے ریفارمیٹری سکول کے طلباء میں عجیب قسم کا تپ نمودار ہوا۔ ۲۷ طالبعلم چند روز میں یکے بعد دیگرے مبتلا ہوئے۔ اسباب مرض کی تحقیقات ہو رہی ہے۔

بھاگلپور کے ایک سابق قیدی نے داروغہ جیل کے جعلی دستخط بنا کر ایسٹ انڈین ریلوے سے قیدیوں کے لئے ۱۴ ٹکٹ حاصل کئے۔ عدالت نے بعد تحقیقات اسے سات سال قید سخت کی سزا دی۔

کلکتہ میں ۳۰ ستمبر کو ایک انگریزی کمپنی کے کارخانہ جوٹ میں آگ لگ گئی۔ مکانات کو سخت نقصان پہنچنے کے علاوہ ۲۵ ہزار روپے کا جوٹ جل کر تباہ ہو گیا۔

مسٹر سٹرلنگ اسسٹنٹ ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ پر مسٹر [illegible] ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں منگل کے روز زیر دفعہ ۵۰۴ الزام قائم کیا گیا۔ اور وہ تین ہزار روپے کے مچلکہ اور تین تین ہزار روپیہ کی دو ضمانتوں پر رہا ہوئے۔ آئندہ تاریخ پیشی ۱۱ اکتوبر قرار پائی ہے۔

ایک ہندوستانی والئی ریاست نے پندرہ ہزار روپے کی ایک موٹر گاڑی شکار کھیلنے کی غرض سے ولایت سے بنوا کر منگائی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں ہر طرح کی آسایش سہولت اور حفاظت ہے۔

سر ڈینزل ایبٹسن اندرونی علاقہ کوہ شملہ کے دورہ پر ۳ اکتوبر کی بجائے ۱۰ اکتوبر کو روانہ ہونگے اور صرف نرکنڈہ تک تشریف لیجا کر ۲۳ اکتوبر کو واپس آ جائینگے۔

مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے چھ وکیل ملزموں کے علاوہ منگل کے روز صاحب سپیشل مجسٹریٹ نے ۱۲ اور ملزموں کو صاف بری کر دیا اب صرف ۳ ملزم زیر حراست ہیں۔ یعنے وہ جو موقع واردات پر گرفتار ہوئے تھے۔ اور ان کے علاوہ چھ اور شخصوں پر باقاعدہ فرد قرارداد جرم لگ گئی ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۱ ستمبر کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں: رہتک ۱۔ گوڑگانوہ ۵۔ دہلی ۲۔ کرنال ۶۔ ہوشیارپور ۵۔ منٹگمری ۱۔ امرتسر ۲۔ سیالکوٹ ۱۔ شاہپور ۹۔ جہلم ۴۴۔ راولپنڈی ۵۸۔ اٹک ۳۔ ملایل پور ۳۔ ریاست پٹیالہ ۲۳۔ میزان ۱۶۶ میزان ہفتہ ما سبق ۱۶۸۔ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی تعداد ۹۵۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشنوں سمندا اور لسل کے درمیان براہ راست ریل بنکے لئے ۱۰ اکتوبر سے بکس بھاپلیش شروع ہوگی۔

سہارنپور اور شاہدرہ (دہلی) کے درمیان جو چھوٹی ریلوے تیار ہوئی ہے اسکا یکم اکتوبر کو افتتاح ہوگیا۔ ۵ اکتوبر سے مسافر گاڑیوں کی باقاعدہ آمد و رفت جاری ہوگی۔

مدراس میں ایک یہودی اور ایک بنگالی اس الزام میں گرفتار ہیں۔ کہ انہوں نے کلکتہ میں زمینداروں کاشتکاروں اور دیگر اشخاص کو روپیہ قرض دینے کے بہانہ سے کمیشن کے طور پر ۸ ہزار روپیہ دھوکہ سے وصول کیا تھا۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔

الہ آباد میں ایک افیون فروش اور اسکے نوکر کو ناجائز افیون پاس رکھنے کے جرم میں بالترتیب ۱۸ ماہ قید سخت معہ دو سو روپیہ جرمانہ اور ایک سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

انتخاب گزٹ سرکار متحدہ (۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء)

پنڈت بدری داین مسر ڈپٹی کلکٹر بدایوں کو ۱۸ اکتوبر یا تاریخ مابعد سے چھ ماہ کی مجتمع رخصت ملی۔

مسٹر الفاسی چیمبر قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ بنارس کو سبکدوش ہونے پر ایک ماہ کی رعایتی رخصت ملی۔

مسٹر ڈبلیو جی ولکاکس سپرنٹنڈنٹ پولیس سہارنپور کو یکم اکتوبر سے ایک ماہ کی رعایتی رخصت ملی۔

مسٹر جی جی رستم اسسٹنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپسی پر مسٹر ڈبلیو ایچ ویب کی جگہ جنہیں رخصت ... قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر سہارنپور مقرر ہوئے۔

مسٹر ای۔ اے ریچرڈسن انسپکٹر مدارس چہارم ڈویژن (لکھنؤ) کے انسپکٹر مقرر ہوئے۔ لیکن فی الحال وہ خاص خدمت پر مامور رہیں گے۔ اور انکی جگہ رائے گیا نند ماتھر بکرمتی بہادر انسپکٹر مدارس ڈویژن سوم (آگرہ) انسپکٹر مدارس ڈویژن چہارم (لکھنؤ) کا کام کریں گے۔

رائے گیا نند ماتھر بکرمتی بہادر کی جگہ پنڈت کالی دت دوبے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس ڈویژن چہارم (لکھنؤ) قایم مقام انسپکٹر مدارس ڈویژن سوم (آگرہ) مقرر ہوں گے۔

مسٹر ایچ این رائٹ مجسٹریٹ و کلکٹر رخصت سے واپسی پر اور بالو دیا ناتھ سارڈ نیت جج آباد اپنی خدمات سے سبکدوش ہوکر خاص خدمت پر اس کمیٹی کے ممبر مقرر کئے گئے جو صوبجات متحدہ کے جوڈیشل کام کو دوبارہ تقسیم کرنے کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

مسٹر سی۔ ایچ۔ ایل۔ فارن اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بریلی مسٹر ڈبلیو جی ولکاکس کی جگہ قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس سہارنپور مقرر ہوئے۔

مسٹر محمد عبداللہ ابن یوسف علی جائنٹ مجسٹریٹ جنکی خدمات گورنمنٹ ہند نے پھر اس گورنمنٹ کے سپرد کر دی ہیں۔ قایم مقام ڈپٹی کمشنر سلطانپور مقرر ہوئے۔

سید محمد ہادی خان بہادر اسسٹنٹ ڈایرکٹر زراعت یکم اکتوبر ۱۹۰۷ء سے مراد آباد میں خاص خدمت پر مامور ہوئے۔ اور شیخ مقبول حسین ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ ان کی جگہ قایم مقام ایگریکلچرل ... مقرر ہوئے۔

رخصت سے واپس آنے پر پنڈت ہرکشن لال ڈپٹی کلکٹر آگرہ میں مسٹر ایچ جی ملٹن اسسٹنٹ کمشنر الموڑہ میں مسٹر جی آر مرے قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ اعظم گڈھ میں سید زین العابدین ڈپٹی ...

کلکٹر گونڈہ میں مسٹر ڈبلیو ڈبلیو لاسٹ مجسٹریٹ و کلکٹر متھرا میں مسٹر جی سی متھہ قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر بطور جائنٹ مجسٹریٹ متھرا میں۔ مولوی عزیز الرحمان جج عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس میں۔ اور منشی گنگا پرشاد منصف اناوہ ضلع مین پوری میں متعین ہوئے۔

منشی لطف حسین ڈپٹی کلکٹر سبکدوش ہوکر آگرہ سے بلند شہر کو مسٹر ڈبلیو ایس کاسل اسسٹنٹ کمشنر الموڑہ سے فیض آباد کو اور منشی عبدالحلیم منصف الہ آباد سے سید پور ضلع غازیپور کو تبدیل ہوئے۔

ممالکِ غیر

مسٹر ٹافٹ امریکن وزیر جنگ ۲۸ ستمبر کو پایہ تخت جاپان میں پہنچا۔ اسنے اثنائے ملاقات میں بیان کیا کہ امریکہ اور جاپان میں ہمیشہ دوستی رہیگی۔ میرے یہاں آنے کا مطلب منیلا جاتے ہوئے راستہ میں دوستانہ ملاقات کے لئے ٹھہرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ یہ بھی کہا کہ امریکہ کا ارادہ جزایر فلپاین کو فروخت کرنے کا نہیں ہے۔ دوسرے روز جاپانی وزیر جنگ نے دو دفعہ مسٹر ٹافٹ سے دیر تک گفتگو کی۔ بعد کی خبر ہے کہ شاہ جاپان نے بھی اسے دو دفعہ ملاقات کے لئے بلایا۔

بحر ظلمات کو امریکن بیڑہ کا بحر الکاہل کو جانا جہازوں کی ضروری مرمت کی وجہ سے دو ماہ تک ملتوی ہوگیا ہے۔

ہانگ کانگ سے خبر آئی ہے کہ مقام ووچو میں آتشزدگی سے سو آدمی ہلاک ہوگئے۔ اور ڈھائی لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا۔ یہ کسی بدمعاش کا کام معلوم ہوتا ہے۔

امریکہ کے مقام ہبلیئر ریاست اوہیو میں شکاگو ایکسپریس کے ایک مال گاڑی کے ساتھ ٹکرا جانے سے ۱۵ آدمی ہلاک اور ۲۰ مجروح ہوئے۔

پرتگال میں کثرت باران اور سیلاب کی وجہ سے بارہ ہزار آدمی بے خانماں پھر رہے ہیں۔ ہسپانیہ میں اب تک ۱۶ ہلاک ہو چکے ہیں۔

قیصر و قیصرہ جرمنی نے اثنائے قیام لنڈن میں ۱۳ نومبر کو گلڈہال کی دعوت میں شریک ہونا منظور فرمایا ہے۔ وہاں انکو ایڈریس دیئے جائینگے۔ اس سفر میں وزیر اعظم پرنس بیولو بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔ واپسی پر ملکہ ہالینڈ سے بھی ملاقات کریں گے۔

سکاٹلینڈ کے ایک کوہستانی مقام میں فوجی غباروں کا سرکاری تجربہ ہو رہا ہے جس میں بہت کچھ کامیابی کی صورت نظر آتی ہے۔ انگلستان میں بھی محکمہ جنگ کے غبارہ نے ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کئی چکر نہایت کامیابی سے لگائے۔

پریزیڈنٹ روزویلٹ نے مقام کینٹن میں پریزیڈنٹ میکنلے آنجہانی کا مجسمہ بے نقاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر ایک شخص کو بددیانت دولتمندوں کی تحقیر اور جایز وسایل سے روپیہ پیدا کرنے والے دیانتدار اشخاص کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔

انگلستان کو اپریل سے ستمبر تک چھ ماہ میں ۲۰۳۱۳۰۶۴۰ پونڈ آمدنی ہوئی

مسٹر کیر ہارڈی نے اثنائے سیاحت صوبہ مشرقی بنگال میں جو روش اختیار کر رکھی ہے اسپر ولایت کے قریباً تمام اخبارات اظہار ناراضی کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ کینیڈا نے وینکوور کے حالیہ فسادات کی بابت جاپان کو چھ ہزار ڈالر بطور تاوان دینا منظور کرلیا ہے۔

جاپان کے خلاف کوریا کی بغاوت کا خاتمہ ہوگیا۔ کوریا کے آٹھ سو باغی کام آئے اور ایک ہزار زخمی ہوئے۔ جاپانی ۵ مقتول اور ۴۰ زخمی ہوئے۔

انگریزی فوج نے عدن کے عقبی علاقہ کو خالی کردیا ہے۔

آپ اسکو ثابت کرسکتے ہیں

اگر یہ بات کبھی سری لنکا ہوتی ہوتی تو آپ بہر یقین نہ کیجئے لیکن ثابت کرسکتے اور یہی گو الٹری بات ہے لیجئے ہیں سے بیشتر بہت بیانات تیرے ہونگے۔ لیکن ہم ان کی طرف بالکل توجہ نہ کی ہوگی کیونکہ نہ تو آپ ان اشخاص سے واقف ہیں کہ جن کا ذکر کیا گیا ہے اور نہ ان تہہ کو کہ جن میں وہ رہتے ہیں لیکن لیجئے! یہ الفاظ ہیں کہ طبیب سبی کی خلائق کی بہتری کے لئے ہیں اور یہ بی ہیں کہ جیسا ہم سے بیشتر کیا آپ ان کی تصدیق کرسکتے ہیں جیسی گلی گلی لوہا سیدلیکل ہال کے طبیب ڈاکٹر دی ملام لوٹے صاحب لکھتے ہیں ہیر ران ... جو کہ ہمیشہ کے سخت اور پرانے درد میں مبتلا تھے گردوں کی بابت تو گردہ کی گولیاں ڈوانس ... کفایتی بیس) دینے سے مجھے بہت ہی عمدہ تجربہ حاصل ہوا کیونکہ ایسے بہت سے مریضوں کو کہ جن کو گولیاں میں نے استعمال کرائیں۔ پوری شفا حاصل ہوئی۔ ایسے مریضوں کے لئے میں نے اس دوا کو نہایت مجرب پایا۔ اور میں نے ان گولیوں کو بارہا استعمال کرایا ہے۔ یہ گولیاں نازک گردہ کو صحت بخشتی ہیں ... خون صاف کرکے ... زہریلی کو نکالنے میں مدد دیتی ہیں ... بیماریاں ... مثانہ ... بیشاب ... ہر قسم کی بیماری ... تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ ... پوسٹ آفس ... بمبئی

اکسیر بدنی یا خضاب لاجواب اور نایاب تحفہ

جسکا اصلی نسخہ خیار کیمیا بالبرکو ... ہوچکا ہے۔ اکسیر بدنی کے جار ... استعمال کرنے سے ... بال سیاہ دکھلتے ہیں بیس برسوں سے خیال تھا کہ کوئی نسخہ ... جیسے استعمال سے بال سیاہ نکل آئیں۔ شکر خدا کہ برسوں کی کوشش سے نسخہ خضاب کا انگریزی خضاب بجائے بال سیاہ کرنے کے اثنا خراب کر دیتے ہیں دیسی خضابوں کو باندھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسکے لگانا ... نوش کرنے سے ہی بال سیاہ نکل آتے ہیں اور علاوہ بال سیاہ ہونے کو یہ عرق کہ ... مردمی کے لئے ... اکسیر ہے خون فاسد سوداوی سوختہ کے لئے مفید اور مصفی خون ہے۔ رنگ جسم کو ... کردیتا ہے ہضم کی طاقت اس قدر کہ پہلے ... غذا ہضم ہو سکتی ہے جریان رقت سرعت ... سوزاک کہنہ آتشک کا شرطیہ علاج ہے ... طحال کو چند روز میں ... دور کر دیتا ہے۔ ... بواسیر خونی و بادی کے لئے مجرب ہے ... مرض ... فالج ... ضعف دل دماغ جگر ... بہ ... اسکے استعمال سے دور ہوجاتے ہیں ... جسکا وزن ... ہے بیس برس سے ... آٹھ ... اسطرح صد ہا امراض پر ... تجربہ کرنے کے بعد نایاب تحفہ سمجھکر پیش خدمت ہے پس اگر آپ کو طاقت ...

جامع الفنون حصہ اول

جس میں ہر رنگ کی دیسی و انگریزی کاپی لکھنے کی ... چھاپنے کی روشنائی بنانے کے نسخے ہر طرح کے ادنیٰ و سوتی و ریشمی کپڑوں کے دھونے و رنگنے کی تراکیب صابون سازی بسکٹ سازی عطر سازی ... سازی۔ مینا کاری۔ جرمن سلور بمصنوعی جواہرات۔ نمک۔ دیا سلائی۔ ... زعفران ... کتھہ ... گھی ... چینی کے برتن ... کانچ کے برتن۔ آئینہ ... آئینہ پر بیل بنانا۔ ... بیش قیمت عینکوں کی ... سرمہ کی پنسل منجن خضاب۔ خوشبو ... سوڈا واٹر بنانے۔ برف جمانے۔ ... کپڑے ... دور کرنے ... فیروزہ ... درج ہیں جس سے ہر ایک روزگار اپنا گزارہ بخوبی کرسکتے ہیں قیمت فی جلد ۸ محصولڈاک ...

جامع الفنون حصہ دوم

جس میں ہر قسم کی مرکب ادویات مثل شربتوں ... معجونوں خمیروں۔ اطریفلوں۔ گلقند مربہ بنانے کی تراکیب اور ان کے نسخے۔ علاوہ ازیں ہر قسم کے مصفی اور مفرح شربت مختلف امراض کے سفوف اور معجونات مقوی اور بہی حلوے۔ ... اور کھانسی کی مجرب گولیاں ... کشتہ جات ... ہاضم چورن۔ مختلف ... مستحکم دندان منجن۔ آنکھوں سے جالا کاٹنے والے ... روشنی زیادہ کرنے والے سرمے ... خاص امراض کے مجرب نسخے ... ہندوانی اور مسلمانی ہر قسم کے کھانے پکانے اور ہر قسم کی ... اور ہر طرح کے مربے۔ اچار چٹنیاں ... بنانے کے نسخے مندرج ہیں ... قیمت فی جلد ... محصول ڈاک ... ان دونوں کتابوں کا ایک ایک نسخہ ہر شخص کو اپنے گھر میں رکھنا چاہیے

قابل دید حمائل شریف

اگر حمائل کہ جس کا متن ... اور حاشیہ پر شاہ عبدالقادر صاحب کا مستند اردو ترجمہ ... دیا گیا ہے۔ تمام مطبوعہ حمائلوں میں خوب صورت اور خوشنما خوش قطع خوشخط ... نمونہ ... قیمت ... مہتمم مطبع مجتبائی شہر میرٹھ

ملنے کا پتہ: حضرت قاضی محمد بشیر الدین ہیڈ مولوی ہائی سکول مظفر نگر



Chamberlains C. C. & D. Re...

... ہیضہ اور پیچش کی دوائی ٭ درد معدہ پیچش۔ بدہضمی۔ ہیضہ ... انتڑیوں کی بیماریوں کا علاج ہے۔ اس عجیب و غریب دوائی نے دنیا بھر کی ایک دوسری دوائی سے زیادہ ... اور درد و تکلیف کو آرام دیا ہے۔ یاد رکھو کہ ایک ہی خوراک سے معدہ کی درد بند ہوجاتی ہے اور ... علاج کے لئے ہی تین خوراکوں سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ صرف جڑی بوٹیوں سے بنائی جاتی ہے ... ہاتھ تک نہیں لگایا جاتا۔ چھوٹی بوتل ... بڑی بوتل ... ٭

روز بازار پیسہ امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا ٭

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

نمبر ۵۶ | المشتہر ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق یکم رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۵ھ یوم چہار شنبہ | جلد ۱۲

فہرست مضامین

ادیٹوریل یا بکٹ
ادیٹوریل انجمن پنجاب اسلامیہ کی
انجمن اصلاحوں کے متعلق خیالات
قیصر آباد کول: منظر کمیشن بورڈ آباد کا جواب
ہندو علمائے احناف کا فتوے کلکتہ میں
ہندو مذہب کے متعلق خبر غلط ہے
پہلے سے دوسرے امید مسلمانوں کی ملاقات
امتیازات کو جدید قانون
(منقولات) ہماری تعلیمی مشکلات
ہندوستان کی خبریں
ممالک غیر
اسلامی دنیا
مشتہرات

قیمت محصول معہ ڈاک

		پیشگی
		ممالک غیر سے
		امرا و رؤسا سے
عہ		عام خریداروں سے
للعہ	لے	طلباء و کم استطاعت اصحاب سے

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام منیجر ہونی چاہیئے

25 …
نمبر ۴۵۴
بعالی خدمت جناب سید …
انجمن الاصلاح
ڈاکخانہ …

کتب نادر و نایاب

اصول عامہ ٹیکس یعنی پروفیسر فاسٹ صاحب کی کتاب سیاست مدن کا اردو ترجمہ شیخ امیر علی صاحب بی اے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج و فیلو پنجاب یونیورسٹی نے ان اردو خوان اصحاب کے لئے تالیف کیا ہے جو علم سیاست مدن کے شایق تھے مگر اردو میں کافی ذخیرہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے اشتیاق کو پورا نہ کر سکتے تھے۔ یہ رسالہ صرف اصول عامہ ٹیکس کے متعلق ہے اور اس میں اسکے متعلق بخوبی بحث کی گئی ہے۔ عالمان سیاست مدن کے مختلف آرا و خیالات و مسایل و حوالہ جات و اصول قواعد عامہ کی تشریح سے مضمون کتاب نہایت جامع اور دلچسپ بنا دیا گیا ہے۔ یہ کتاب عام پڑھنے والوں کے لئے اور بالخصوص ان طلباء کے لئے نہایت مفید ہے جو پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات ایف اے اور بی اے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ قیمت عہ

ادمیاق مغول:- اس کتاب میں مولف نے نہایت محنت کے ساتھ یہ التزام کیا ہے کہ مطلب اصلی میں منجملہ قوموں اور خاندانوں کے اصل و نسل و باہمی امتیاز وغیرہ کے حالات شرح و بسط کے درج کئے ہیں اور یہ دکھایا ہے کہ مغل کس طرح پیدا ہوئے اور ان میں سے کس قدر قومیں کس کس وقت اور کس کس صورت سے نکلیں اور ہر ایک قوم کے امرا و فضلا کے حالات اور ان کے کارنامے بوضاحت تحریر کئے ہیں۔ اس کے سوا اس کتاب میں تمام سلاطین مغل کا جو آدم تا ایں دم اقالیم مختلف میں گذرے ہیں مفصل تذکرہ اور ان کے عہد کی فتوحات اور ان کے زمانہ کے نامی شعراء کے تذکرے اور ان کے اشعار منتخب ہیں اور تمام شاہان اودھ و دکن کے حالات نسب وغیرہ و حالات شاہان کابل خلیفۃ المسلمین

و دیگر مفید مضامین تحریر کئے گئے ہیں۔ زبان اس کتاب کی سلیس فارسی ہے اور مولف اسکے مرزا محمد عبد القادر خان صاحب عرف مرزا محمد آغا جان صاحب قاجار کا ماریسا سو نکھرہ ضلع مندسور ملک مالوہ میں اور انہوں نے حق تصنیف اس کتاب کا مالک و منیجر اخبار وکیل کو دیدیا ہے۔ جن جن شائقین تاریخ نے اس کتاب کو دیکھا ہے نہایت پسند کیا ہے اور رائے دی ہے کہ باعتبار مضامین وغیرہ مستند اس لایق ہے کہ عام مدارس میں داخل تعلیم کی جاوے۔ اسکی ضخامت تخمیناً ۰۰ صفحے کی ہے۔ کاغذ خط اور چھپائی بھی نہایت عمدہ ہے۔ اسکی قیمت پانچ روپیہ مقرر کی گئی ہے جو باعتبار اسکی خوبیوں کے کچھ بھی نہیں ہے۔ ہم دعوی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جس وقت ناظرین اس کتاب کو ملاحظہ فرمائینگے تو تصدیق کرینگے کہ اس کی تعریف میں ہم نے بہت ہی تھوڑا لکھا ہے۔ قیمت صہ

محاربہ فرانس و پرشیا (جرمنی) (سنہ ۱۸۷۰ء) یہ کتاب قابل دید ہے اسمیں عجیب عبرتناک منظر دکھائے ہیں۔ قیمت عہ

حیات سعدی (مصنفہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری اور جملہ حالات متعلق ان کی سیر و سیاحت کے درج ہیں۔ قیمت عہ
اور نیز ان کی تمام تصانیف نظم و نثر پر ریویو کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ۴ مجیب مضامین ہیں۔ قیمت عہ

بینظیر حبیبی حمایل شریف مترجم:- یہ حمایل نہایت ہی صحیح و خوشخط۔ عمدہ کاغذ نفیس چھپا ہے جس کی صحت آٹھ مولویوں حافظوں اور قاریوں سے کرائی گئی ہے۔ اسپر ترجمہ مولوی شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ہے بمتن مختلف ہے۔ جلد نہایت عمدہ مجلد ۱۲ غیر مجلد ۱۰ ۔ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

وکیل امرتسر

نمبر ۵۶ جلد ۱۳

مطبوعہ ۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء عیسوی یوم چارشنبہ

مجوزہ پولیٹیکل اصلاحیں اور پنجاب گورنمنٹ

قریب دو ہفتہ کے گذرے ہیں کہ ہم نے لوکل گورنمنٹوں کی توجہ ان تجاویز کی طرف منعطف کر کے جو پبلک کو کاروبار سلطنت میں زیادہ حصہ دینے کی غرض سے در پیش ہیں اُن سے یہ درخواست کی تھی کہ امور زیر بحث کے متعلق مختلف جماعتوں اور سربرآوردہ اشخاص کے خیالات دریافت کرنے میں وہ عجلت سے کام لیں تاکہ میعاد مقررہ کے اندر اندر نہیں ملک کے طبقہ اور برگزیدہ کے خیالات کا صحیح علم ہو سکے اور جو رپورٹ وہ گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں ارسال کرنے کی غرض سے مرتب کریں۔ اس میں مختلف اقوام کی رائے کا پورا لحاظ کیا جائے۔ حضور لفٹیننٹ گورنر مشرقی بنگال اس معاملہ میں سبقت فرما چکے ہیں۔ کیونکہ وہ پہلے فرمانروائے صوبہ ہیں جنہوں نے اس امر کے متعلق پبلک سے رائے طلب فرمائی۔ ہم مشکور ہیں کہ ہماری درخواست کو دو ہی ہفتہ کے اندر پنجاب گورنمنٹ نے بھی گورنمنٹ مشرقی بنگال کی پیروی فرمائی۔ پنجاب گورنمنٹ کی جانب سے پنجاب کے تمام کمشنروں کے پاس ایک مراسلہ بھیجا گیا ہے جس میں انہیں ہدایت ہوئی ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان اور دیگر منتخب عہدہ داروں کے مشورے سے نیز ایسے اشخاص اور ایسی جماعتوں کے خیالات دریافت کر کے جنہیں پبلک کی قائم مقامی کی حیثیت حاصل ہو امور مندرجہ مراسلہ گورنمنٹ ہند پر اپنی رائے سے حضور لفٹیننٹ گورنر کو یکم دسمبر ۱۹۰۷ء تک آگاہ کریں۔ کمشنر صاحبان کو ہدایت ہے کہ معاملہ زیر بحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے وہ نہایت غور سے کام لیں۔ بذریعہ ہر فرقہ کے سربرآوردہ لوگوں کے خیالات معلوم کریں اور جو تحصیلدار لوگ ہیں ان سے زبانی ہی گفتگو کر کے پبلک کے خیالات کا اندازہ کریں۔

پنجاب گورنمنٹ نے اپنے خط میں امور غور طلب کو چند تفصیلی ریمارکس سے واضح کر دیا ہے اور کمشنروں اور دیگر افسران سرکاری کی رہنمائی کے لئے چند سوالات بطور ضمیمہ کے ایزاد کئے ہیں چونکہ پبلک کو عنقریب ان امور پر اپنی رائے دینی ہوگی۔ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کی چٹھی مذکورہ سے اس معاملہ پر جو روشنی پڑتی ہے اس سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے۔

چٹھی مذکور میں مجوزہ امپیریل ایڈوائزری کونسل کے متعلق لفٹیننٹ گورنر کے کوئی خاص ریمارکس درج نہیں۔ لیکن پراونشل ایڈوائزری کونسل کے متعلق تحریر کیا گیا ہے کہ اگر پنجاب کے لئے اس قسم کی کونسل قائم ہوئی تو اس میں غالباً ۲۰ ممبر رکھے جائیں گے جو نامی نیشن (نامزدگی) سے مقرر کئے جائیں گے اور ان میں سے چھ یا سات (جن میں ایک یا دو والیان ریاست بھی ہونگے) امپیریل ایڈوائزری کونسل کے ممبر ہونگے۔ اس پر روشنی نہیں ڈالی گئی کہ ان کونسلوں کی میعاد ممبری کیا ہونی چاہیئے بہرحال اس معاملہ پر پبلک کو بحث کرنی ہوگی۔

امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے ممبروں کی موجودہ تعداد بلاشمول وائسرائے ۲۴ ہے جس تعداد کو ابتداً ۵۳ تک پہنچانے کی تجویز ہے۔ اس کونسل کے ترتیب دینے میں مندرجہ ذیل تصفیہ طلب امور کی طرف پنجاب گورنمنٹ نے توجہ دلائی ہے

(۱) مختلف فرقوں کی قائم مقامی کیونکر ہو؟

(۲) پراونشل کونسلوں کے ذریعے انتخاب کا طریقہ

(۳) اس صوبہ کے بڑے بڑے زمیندار طبقے سے امپیریل کونسل کے لئے ایک ممبر کو منتخب کرنے کا طریقہ

(۴) وہ طریقہ جس سے اس صوبہ کے مسلمان اپنے ہم قوم ممبروں کو امپیریل اور پراونشل کونسلوں کے لئے منتخب کریں۔

زمیندار ممبر کے انتخاب کے متعلق مئی گذشتہ میں جو معلومات ہم پہنچائی گئی ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ پنجاب میں پانچ ہزار روپیہ سالانہ یا اس سے زیادہ مالیہ ادا کرنے والے زمینداروں کی تعداد ۵۲ ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مالیہ سے	مالیہ تک	ہندو	مسلمان	عیسائی
پانچ ہزار سے	... دس ہزار تک	۱۳	۲۲	۷
دس ہزار سے	پندرہ ہزار تک	۳	۲	۰
پندرہ ہزار سے	بیس ہزار تک	۰	۱	۰
بیس ہزار سے	پچیس ہزار تک	۰	۰	۱
پچیس ہزار سے	پچاس ہزار تک	۲	۱	۰
میزان		۱۸	۲۶	۸

مسلمانوں کے انتخاب کے متعلق ابھی اعداد جمع نہیں کئے گئے لیکن گورنمنٹ اُن مسلمانوں کی تعداد دریافت کر رہی ہے جنکی حیثیت اس قابل سمجھی جائے کہ وہ اپنے قائم مقاموں کے انتخاب میں حصہ لیں۔ مسلمانوں کا انتخاب ایک اہم مسئلہ ہے جس کے کئی پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت پیش آئیگی اور جن پر غور کرنے کے لئے مسلمانوں کو ایک یا متعدد جلسے کرنے ہونگے۔ سارے ہندوستان کے مسلمانوں کا جلسہ اس معاملہ پر غور کرنے کی غرض سے کہیں جا کر دسمبر کے آخر میں منعقد ہوگا۔ حالانکہ لوکل گورنمنٹیں پبلک کی رائے نومبر کے آخر یا دسمبر کے شروع میں طلب کر رہی ہیں یہ مسئلہ بزرگان قوم کی توجہ کا محتاج ہے۔ اور یہ اسی صورت میں حل ہو سکیگا جب یا تو نومبر ہی کے مہینے میں معاملہ پر غور کر لیا جائے۔ اور مقامی خصوصیات کو مد نظر رکھکر لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں اپنے خیالات میعاد مقررہ کے اندر پیش کر دیئے جائیں جو کسی قدر دشوار ہے۔ یا گورنمنٹ کی خدمت میں گذارش کر دیجائے کہ چونکہ مجوزہ اصلاحات پر غور کرنے کے لئے ہمارا جلسہ آخر دسمبر میں ہونا قرار پایا ہے اس لئے ہماری رائے معلوم کرنے کے لئے جنوری ۱۹۰۸ء تک انتظار کیا جائے۔

پراونشل لیجسلیٹو کونسلوں کے متعلق جو تجاویز گورنمنٹ آف انڈیا نے پیش کی ہیں وہ بقول پنجاب گورنمنٹ اُن کونسلوں کا لحاظ کر کے پیش کی گئی ہیں۔ جن کا درجہ زیادہ بڑا ہو اور جن میں ممبر انتخاب کے ذریعہ ہی مقرر کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ حالت پنجاب پراونشل کونسل کی نہیں ہے پنجاب میں صرف ۱۸۹۷ء میں پہلی کونسل قائم ہوئی۔ اس میں علاوہ لفٹیننٹ گورنر کے ۹ ممبروں سے زیادہ نہیں رکھے جاتے اور یہ سب کے سب نامینیشن سے مقرر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک تہائی غیر سرکاری ہوتے ہیں۔ لہذا پنجاب کونسل کی قلیل تعداد اور اس کے موجودہ درجہ پر نگاہ رکھ کے غور کرنا پڑیگا کہ مجوزہ اصلاحوں میں سے کن کن تجاویز کا اختیار کرنا پنجاب کے لئے مناسب ہوگا اور کونسی تدبیر معقول ہوگی جس سے کثرت رائے سرکاری ممبروں کے ہاتھ سے نہ جانے پائے اور گورنمنٹ آف انڈیا کا منشا بھی پورا ہو جائے۔ قابل غور یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ آیا اس صوبہ کی حالت انتخابی طریقہ رواج دیئے جانے کے لائق ہو گئی ہے یا نہیں؟ موجودہ طریقہ نامینیشن سے

پنجاب کونسل میں اب تک پانچ غیر سرکاری ممبروں کا اوسط رہا ہے جنمیں ایک سنہ دو ایک ہندو ایک سلمان اور ایک عیسائی ہوتے آئے ہیں. کونسل کے آغاز سے لیکر اب تک کل ۱۹ غیر سرکاری ممبر مقرر ہو چکے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے.

والیان ریاست یا اُن کے عزیز یا رشتہ دار	۵
زمیندار	۵
ریاستوں کے ذی رتبہ افسر یا گورنمنٹ کے پنشن یافتہ عہدہ دار	۵
مقنن	۳
مہاجن	۱
میزان	۱۹

گذشتہ مردم شماری کے کاغذات سے پایا جاتا ہے کہ اس صوبہ کے انگریزی اضلاع میں تقسیم آبادی حسب ذیل ہے :-

زمیندار پیشہ	۵۴	فیصدی
سرکاری ملازم	۱/۸	"
زمیندار اور اُن کی اسامی	۵۲	"
صرف زمیندار	۳۴	"
تجارت پیشہ	۵	"
جو لکھ پڑھ سکتے ہیں	۳/۸	"
انگریزی خوان	۴	"
قصباتی آبادی	۱۱/۱	"
ہندو	۳۸/۸	"
سکھ	۷/۵	"
مسلمان	۵۳/۳	"

مگر حضور لفٹیننٹ گورنر کمشنروں کو متنبہ کرتے ہیں کہ صرف تعداد ہی پر نظر کر کے مندرجہ بالا جماعتوں کی قایم مقامی کے مسئلہ پر غور کرنا درست نہیں ہوگا کیونکہ بعض فرقوں کی اہمیت کا اندازہ اُن کی تعداد سے پوری طرح نہیں ہو سکتا :

یونیورسٹی کو ایک قایم مقام کونسل میں بھیجنے کی اجازت دیجائے یا نہیں. کسی قدر مشتبہ مسئلہ ہے جس کے متعلق لفٹیننٹ گورنر رائے طلب فرماتے ہیں تعلیم یافتہ جماعتوں کا کونسل میں ایک نایب ہونا تو یقیناً مستحسن ہے لیکن سوال صرف یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسی جماعت میں جس کا کام محض ملک کی تعلیمی خدمت ہے پولیٹیکل عنصر کی آمیزش مشکلات پیدا کرنے کا باعث تو نہ ہوگی۔

حضور لفٹیننٹ گورنر پنجاب اس صوبہ میں مثل مسلمانوں کے سکھوں کے حقوق کی محافظت کی بھی ضرورت تسلیم فرماتے ہیں اور اس غرض کی تکمیل کیلئے مناسب تجاویز دریافت کرتے ہیں ؛

مجوزہ اصلاحوں کے متعلق چند سوالات

پنجاب گورنمنٹ کی جانب سے جو خط کمشنروں کے نام روانہ کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ اُس کی نقلیں ڈپٹی کمشنروں کی معرفت یا بالا بالا پبلک جماعتوں اور درد مند دماغ ہی خواہان ملک کے پاس عنقریب روانہ کی جائینگی ۔ اسلئے نامناسب نہ ہوگا ۔ اگر ہم پبلک کی آگاہی کے لئے مختصر طور پر اُن سوالات کا ذکر کر دیں جن کے جواب گورنمنٹ نے طلب فرمائے ہیں تا کہ لوگوں کو ابھی سے اُن پر غور کرنے کا موقع مل جائے ۔ وہ سوالات مجمل طور پر حسب ذیل ہیں :-

(۱) کیا مجوزہ امپیریل ایڈوائزری کونسل ملک کے لئے مفید ہوگی ؟ اور اگر ہوگی تو اُس کی مجوزہ شکل میں کوئی تبدیلی تجویز کی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

(۲) کیا مجوزہ پراونشل ایڈوائزری کونسل مفید ہوگی ۔ اور اگر ہوگی تو اُسکی مجوزہ صورت میں ترمیم کی ضرورت ہے ؟

(۳) کیا امپیریل لیجسلیٹو کونسل کی توسیع قابل تائید ہے ؟ اور اگر ہے تو گورنمنٹ آف انڈیا کی کن کن تجاویز میں ترمیم ہونی چاہئیے ؟

(۴) کیا یہ مناسب ہے کہ پراونشل کونسل ایک قایم مقام امپیریل کونسل کے لئے منتخب کیا کرے ؟

(۵) کیا یہ قابل تائید ہے کہ پنجاب کے زمینداروں کا ایک قایم مقام امپیریل کونسل میں بھیجا جاوے ۔ اگر بھیجا جائے تو گورنمنٹ ہند نے اس کیلئے جو تین طریقے تجویز کیے ہیں ان میں سے کونسا طریقہ بہتر ہے ؟ کیا کوئی اور طریقہ بھی مجوزہ طریقوں سے بہتر ہو سکتا ہے ؟ اگر قایم مقام منتخب کیا جائے تو انتخاب کرنے والے کون ہوں ؟

(۶) کیا یہ امر پسندیدگی کے قابل ہے کہ امپیریل کونسل میں حسب تجویز چار مسلمان ممبر ہوں جن میں سے دو منتخب کئے جائیں اور دو نامزد ہوں ؟ کیا اسکے لئے یہ بہتر ہوگا کہ مسلمانوں کا انتخاب پراونشل کونسل کے مسلمان ممبر کیا کریں ۔ یا یہ بہتر ہوگا کہ گورنمنٹ ہند کی چٹھی کے پیراگراف ۱۰ میں جو تجویز تحریر ہے اُسکے مطابق انتخاب کنندگان کی ایک جداگانہ جماعت قایم کی جائے ؟

(۷) پنجاب پراونشل کونسل کے ممبروں کی موجودہ تعداد میں اضافہ کی ضرورت ہے یا نہیں اگر ہے تو کس حد تک ؟

(۸) اس کے لئے موجودہ طریقہ نامینیشن بہتر ہوگا یا تمام غیر سرکاری ممبر منتخب ہوا کریں ؟

(۹) ہر حالت میں کیا اسکی ضرورت سمجھی جائیگی کہ گورنمنٹ ہند کی منشا کے مطابق ہر فرقہ کی نیابت کا انتظام کیا جائے ۔ اور اگر کیا جائے تو وہ کون کون سے فرقے ہوں ؟

(۱۰) اگر کل غیر سرکاری ممبروں یا اُن میں سے بعض کے تقرر کے لئے انتخاب کا طریقہ اختیار کیا جاوے تو کیا یہ انتخاب میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کی معرفت ہو ؟ اگر ہو تو کن اصولوں پر انتخاب کیا جائے ؟ اگر ان بورڈوں کی معرفت انتخاب ٹھیک متصور نہ ہو تو پھر کون انتخاب کنندے مقرر کئے جاویں ۔

(۱۱) گورنمنٹ آف انڈیا کی چٹھی کے پیراگراف ۲۲ (الف) کے مطابق مختلف فرقوں کی جداگانہ نیابت قایم کرنے کی تجویز کیسی ہوگی ؟ اگر مناسب ہو تو اُن ہی اصولوں پر میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کی ترتیب میں تبدیلی کرنی لازمی ہوگی یا نہیں ؟ یعنے ان بورڈوں میں بھی اُسی طرح مختلف فرقوں کی نیابت کا خیال رکھنا چاہیے یا نہیں ۔

(۱۲) کیا مسلمانوں کو علاوہ اُن موقعوں کے جو اُنہیں معمولی طور پر نامینیشن یا الیکشن کے ذریعے حاصل ہیں ۔ اور بھی موقعے دیئے جائیں جن سے اُن کی جداگانہ نیابت کونسلوں میں قایم ہو ؟ اگر دیئے جائیں تو نامینیشن سے یا الیکشن سے ؟ الیکشن پسند کیا جائے تو انتخاب کنندگان کا تعین اُس طریقہ پر ہو جو گورنمنٹ ہند نے اپنی چٹھی میں بیان کیا ہے یا کوئی اور طریقہ بہتر ہوگا ؟

(۱۳) کیا اسکی ضرورت ہے کہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں بھی مباحثہ بجٹ کا طریقہ بدلا جاوے ؟ (۱۴) کیا پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں بھی بجٹ پر بحث ہوا کرے ؟ اگر بحث ہو تو علیحدہ علیحدہ عنوان پر جیسا گورنمنٹ کی تجویز ہے یا کسی اور طریقے سے ؟ (۱۵) کیا پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ممبروں کو کونسل مذکور میں سوالات کرنے کی اجازت دینا مناسب ہوگا ؟ ۔ مندرجہ بالا سوالات پر غور کرنے کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا کی چٹھی مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۰۷ء کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے ۔ اس چٹھی کا مفصل ذکر ہم ۳۱ر اگست ۱۹۰۷ء کے وکیل میں کر چکے ہیں ؛

آغا انجنیئرنگ سکول

صنعتی تعلیم کی ضرورت پر مواد اور تقریریں کرنے والے اور مضمون تحریریں لکھنے والے تو اس ملک میں بہت پیدا ہو گئے لیکن عملی طور پر اس مفید چیز کے پھیلانے کی کوشش کرنے والے ابھی تک بہت ہی کم نظر آتے ہیں۔ آغا نواب مرزا صاحب ملک کو شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے ذاتی کاروبار کو چھوڑ کر اور کئی ہزار روپے کی زیر باری اٹھا کر مقام فیض آباد میں آغا انجنیئرنگ سکول کے نام سے ایک تعلیمی مدرسہ کھولا ہے جو بوجہ تعلیمی مصارف کی کمی اور قواعد وضوابط کی آسانی کے غریب مگر شوقین طلبا کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا۔ اس مدرسہ کی تین مہینے کی تعلیم ایک انگریزی دان میں سب اوورسیری کی قابلیت پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور اردو دان یا ناگری دان یہاں نو مہینے میں نقشہ نویسی سیکھ لیتا ہے جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے انہیں چند ہی روز میں مختلف دستکاریاں سکھلا دی جاتی ہیں۔ چند معزز انگریزوں اور یورپینوں نے مدرسہ کا معائنہ فرما کر اپنا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ آنریبل مسٹر گوکھلے نے بھی اسے بہت پسند فرمایا اور اپنی رائے لکھتے وقت تحریر فرمایا کہ یہ دلچسپ و مفید مدرسہ پبلک کی توجہ کا مستحق ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے مدرسہ مذکور کے ملاحظہ کے لئے ٹامسن کالج رڑکی کے پرنسپل حال ہی میں فیض آباد تشریف لے گئے تھے اس موقع کی یادگار میں آغا نواب مرزا صاحب نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو غریب طلبا کو رعایت پر داخل کرنا منظور فرمایا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ نادار طلبا شکر گزاری کے ساتھ آغا صاحب کی اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں گے۔ آغا انجنیئرنگ سکول کے مفصل قواعد ۵ ٹکٹ پانچ آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگوائے جا سکتے ہیں۔ یہ سکول ہر طرح ملک کی توجہ کا مستحق ہے۔

منتظمہ کمیٹی نو آبادی ہائے پنجاب

نو آبادیہائے پنجاب کے آئندہ انتظام کے متعلق مشورہ دینے کے لئے جس کمیٹی کے قیام کا ان کالموں میں پیشتر ذکر ہو چکا ہے اس کے تمام ممبر نامزد ہو چکے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

پریذیڈنٹ آنریبل مسٹر گارڈن واکر

(ممبران) مسٹر ڈی سی بیلی بمتعلقہ بورڈ آف ریونیو صوبجات متحدہ۔ میجر پاپہم ینگ کمشنر بندوبست انبالہ۔ مسٹر وارڈ ممبر آبپاشی۔ کرنل رویٹ کارنک فوجی ممبر

(سیکریٹری) مسٹر لینزلی جونس۔

اس کمیٹی کے ممبروں کا ۲ نومبر یا اسکے قریب کی کسی تاریخ کو لاہور میں اجلاس ہوگا۔ اور وہ غالباً بعد میں مختلف نہری نو آبادیوں کا دورہ کرینگے۔ اور ان نو آبادیوں کے متعلق چند انتظامی امور کی تحقیقات کرنے کے بعد ان کے آئندہ انتظام کی نسبت گورنمنٹ کو مناسب مشورہ دیں گے۔ واکر صاحب کے پریذیڈنٹ بنائے جانے کے متعلق ایک معزز اخبار نے اس بنا پر اعتراض کیا کہ وہ پنجاب کے فنانشل کمشنر رہے ہیں۔ اور یہ اصول کے خلاف ہے کہ وہ خود ہی اپنی کارروائیوں پر محاکمہ کرنے کے لئے متعین کئے جائیں۔ لیکن یہ ایک مغالطہ ہے۔ کمیشن مذکور صاحب فنانشل کمشنر کی کارروائیوں پر محاکمہ کرنے کے لئے متعین نہیں ہوا بلکہ آئندہ کے لئے نو آبادیہائے کے انتظام کے متعلق ایک مناسب طرز عمل تجویز کرنے کی غرض سے مقرر ہوا ہے۔ ایسے کمیشن کا پریذیڈنٹ فنانشل کمشنر سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ اس کمیشن کو گورنمنٹ ہند نے مقرر نہیں کیا جس سے فنانشل کمشنر کی کارروائی پر محاکمہ کے اختیارات ہوتے۔ بلکہ پنجاب گورنمنٹ نے مقرر کیا ہے :۔

مسئلہ سود پر علمائے احناف کا فتویٰ

سود کے متعلق بڑی گرما گرم بحث جو بعض اخباروں میں چھڑی ہوئی تھی اس کا فیصلہ علمائے دین متین نے انجمن نعمانیہ لاہور کے گذشتہ سالانہ جلسہ میں کر دیا۔ اس مسئلہ کے متعلق جو سوالات علماء کی خدمت میں پیش کئے گئے وہ مندرجہ ذیل اصحاب کی کمیٹی کے مرتب کئے ہوئے تھے:۔

مسٹر فضل حسین بیرسٹرایٹ لاء۔ شیخ احمد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔ مولوی فضل الٰہی صاحب پلیڈر۔ چودھری نبی بخش صاحب پلیڈر۔ سید محمد امین صاحب پلیڈر۔ میاں نظام الدین صاحب۔ حاجی شمس الدین صاحب سیکریٹری انجمن حمایت اسلام۔ منشی شیر محمد صاحب وائس پرنسپل میو اسکول آف آرٹس۔ اور منشی محرم علی صاحب چشتی۔

کمیٹی مذکور کے مرتب کردہ سوالات میں ان سوالات کا بھی اضافہ کر دیا گیا جو مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے زراعتی بنکوں کے متعلق پیش کئے تھے۔ یہ کل سوالات انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ میں پیش کئے گئے۔ اور علماء نے متعدد اجلاس میں ان پر غور و خوض کر کے اپنا فیصلہ دیا۔ جو علماء ان اجلاسوں میں شریک ہوئے اور جنہوں نے مباحثہ میں حصہ لیا ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شمس العلماء مولوی عبد الحکیم صاحب (لاہور) (۲) حاجی احمد علی صاحب (لاہور) (۳) مولوی حاجی اشرف علی صاحب (مظفر نگر) (۴) مولوی قاری سلیمان شاہ صاحب (پھلواروی) (۵) مولوی نتح محمد صاحب (تائب) لکھنؤ۔ (۶) مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیارپوری (۷) مولوی حسن میاں صاحب پھلواروی (۸) مولوی غلام اللہ صاحب لاہور (۹) مولوی نور احمد صاحب امرتسر (۱۰) مولوی محمد ذاکر صاحب پیش امام شاہی مسجد لاہور (۱۱) مولوی محمد ایما صاحب پیش امام سنہری مسجد لاہور (۱۲) مولوی غلام محی الدین صاحب (۱۳) مولوی سید حسن صاحب (۱۴) مولوی محمد اشرف صاحب (۱۵) مولوی فیض الحسن صاحب لاہور۔ (۱۶) مولوی مفتی سلیم اللہ صاحب سیکریٹری انجمن نعمانیہ (۱۷) مولوی قاری عبد السلام صاحب پانی پت (۱۸) مولوی حاجی احمد علی صاحب مرزاپور (۱۹) قاضی احمد اللہ صاحب بدایون۔ (۲۰) مولوی خلیفہ عبد الحکیم صاحب کمال پور۔ وغیرہ۔

طول طویل بحث کے بعد علماء نے متفق ہو کر قرار دیا کہ (۱) حنفی مذہب کے مطابق ہندوستان میں کسی قسم کا سود جائز نہیں کیونکہ ہندوستان بوجہ اس کے کہ برٹش حکومت میں اسے ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے دار الحرب نہیں۔ (۲) کسی بینک کے حصے خریدنا (خواہ وہ بنک ہندو بینک ہو) کسی بینک میں جمع کردہ رقم پر سود لینا (خواہ وہ سیونگ بینک ہو گورنمنٹ پرامیسری نوٹ کا لین دین۔ مال مرہونہ سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اور ہر قسم کا بیاج یکساں حرام ہے۔ (۳) بینک میں روپیہ جمع کرنا اور اس پر سود نہ لینا جائز ہے (۴) بذریعہ منی آرڈر کے روپیہ بھیجنا یا وصول کرنا علماء کی بڑی جماعت نے جائز قرار دیا اور قلیل جماعت نے ناجائز۔

انجمن نعمانیہ علمائے احناف کی ایک جماعت ہے اور اس نے دعوے کیا ہے کہ مندرجہ بالا فتوے حنفی مذہب کے مطابق ہیں:۔

کلائیو میموریل فنڈ

کے متعلق گورنمنٹ ہند کا موجودہ رخ کسی قدر تشریح طلب ہے نہایت حیرت کی بات ہے کہ ایک ایسی یادگار قائم کرنے کی بابت جس کا تعلق ہندوستان سے اس قدر زیادہ ہو اور جو اس ملک کی موجودہ پولیٹیکل اہمیت بھی رکھتی ہو۔ انگلستان کی گورنمنٹ نے ہندوستان کی گورنمنٹ سے ابھی تک کسی قسم کا مشورہ طلب نہیں کیا۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اس معاملہ میں گورنمنٹ آف انڈیا کی رائے کیا ہے؟ اور لارڈ کلائیو کی یادگار

گوردواروں کے جلائے جانیکی خبر غلط ہے

جہلم اور اٹک کے اضلاع کے گوردواروں کے جلائے جانے اور لوٹے جانے کے متعلق بعض معاصرین نے جو بے سر و پا غلط خبریں اڑائی تھیں۔ اُن کی تردید گورنمنٹ کی جانب سے کردی گئی ہے چیف سیکریٹری پنجاب گورنمنٹ نے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں حسب ذیل اطلاع ارسال کی ہے

”اضلاع جہلم اور اٹک میں فرید (جس سے بظاہر موضع فرید کسر مراد ہے)۔ اور گنڈ یکس کے گوردواروں کے جلائے اور لوٹے جانے کی افواہوں کے متعلق کامل تحقیقات کی گئی لیکن وہ افواہیں غلط نکلیں اور جو قصص سفروضہ واقعات کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں اُن سے موضعات مذکور کے سربرآوردہ ہندو قطعی انکار کرتے ہیں۔ اور بردوال کا معاملہ ۲۵ ماہ حال (ستمبر) تک زیر تجویز تھا نتیجہ معلوم ہونے پر عدالتی فیصلہ لینے پلٹنے کے متعلق جداگانہ رپورٹ کی جا بیگی“

مندرجہ بالا سرکاری اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخباروں کو کیسی بے پرکی اُڑانے کی عادت ہے۔ فرضی واقعات پر وہ کیسی کیسی طبع آزمائیاں کرتے ہیں کیسے کیسے جاشئیے لگاتے ہیں کس قدر زہر اگلتے ہیں۔ اور کس درجہ تعصب کا اظہار کرتے ہیں۔ مواضعات فرید و گنڈیکس کے گوردواروں کے جلائے اور لوٹے جانے کے متعلق غلط خبر کے پھیلانے پر اکتفا نہ کرکے اسکا الزام مسلمانوں پر لگا دیا۔ اور مسلمانوں پر الزام لگاتے ہوئے اسلامی احکام کا بھی خوب مضحکہ اڑایا۔ مفسدہ پردازی نہیں تو کیا ہے؟ کیا اسی برتے پر وہ آزادی اخبار طلب کرتے ہیں۔ اور سلیف گورنمنٹ مانگتے ہیں؟ کیا یہی ہیں وہ اوصاف جو مہذب اقوام میں پائے جاتے ہیں؟ کیا اسی طرح اپنی ہمسایہ قوم کے ساتھ بغض و عناد کا برتاؤ کرکے وہ امید رکھتے ہیں کہ اُن کی بدولت اُن کے ملک کی فلاح ہوگی؟ ان کرتوتوں پر فلاح ملک کی امید ایسی ہی ہے جیسے زہر کھا کر حیات جاوید کی امید رکھنی۔ ملک مفتری اخبارات نے بیچارے رنگیلا صاحب ناپید کو بھی رنگا کر اُن کا وائسرائے کی کونسل میں مضحکہ اڑا دیا۔ کیا گورنمنٹ ان مفسد اخبارات کی اب باز پرس نہ کریگی؟ جنہوں نے ایک لغو بے بنیاد بات پر زبردستی مذہبی رنگ چڑھا کر وہ وہ مفسدانہ تحریریں لکھی ہیں جن سے ملک معظم کی رعایا میں بددلی پیدا ہونے کا اور دو قوموں میں منافرت بڑھنے کا اندیشہ ہوسکتا ہے!

وائسرائے سے دو سربرآوردہ مسلمانوں کی ملاقات

نواب محسن الملک اور آنریبل میاں شاہدین صاحب کو باوقات مختلفہ وائسرائے کی حضور میں شرف باریابی حاصل ہونے کی اطلاع اس سے قبل ناظرین کو دی جاچکی ہے۔ نواب صاحب کی ہزاکسیلنسی سے یہ ملاقات گو پرائیویٹ تھی لیکن ہمعصر علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس موقع پر اپنی طرف سے نیز مسلمانوں کی طرف سے حضور والا کا شکریہ ادا کیا کہ حضور ممدوح نے مسلمانوں کے حقوق پر خاص توجہ فرمائی۔ اور عرض کیا کہ جو تجویزیں ریفارم کی حضور نے شائع کی ہیں مسلمان اُن پر کامل غور کرکے باضابطہ اپنی رائے ظاہر کریں گے۔ نواب محسن الملک بہادر سے جو کچھ ہزاکسیلنسی نے فرمایا اس سے اُن کو یقین ہوا ہے کہ حضور ممدوح بغیر کسی فرقہ کی طرفداری کے ہندوستان کے ہرگروہ کو اُسکے حقوق دینے اور اُس کی رائے اور خواہشات سننے کیلئے دل سے آمادہ ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ جو تجویزیں گورنمنٹ نے پیش کی ہیں۔ اُن پر خوب بحث کی جائے۔ اور نہایت آزادی سے اُن پر رائے دی جائے۔ بعد اسکے یاد داشتوں اور معلوم کرنے پبلک کی رایوں کے حضور ممدوح مجوزہ اسکیم کا قطعی فیصلہ کرینگے۔ حضور ممدوح بغیر طرفداری کسی فرقہ کے اور بلا لحاظ ناجائز اعتراضوں اور غلط کارروائیوں کو نہایت بلندی

نہایت سچائی۔ اور نہایت ہمدردی سے ہر فرقہ کو اُسکا واجب اور مناسب حصہ دینے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ آنریبل میاں شاہدین اور ہزاکسیلنسی میں کیا گفتگو ہوئی لیکن ہمارا خیال ہے کہ اگر مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کا تذکرہ چھڑا ہوگا تو ایک طرف سے شکرگذاری اور دوسری طرف سے محافظت حقوق پر آمادگی کا اظہار ہوا ہوگا۔ بہرحال جب نواب محسن الملک کی معرفت ہمیں یہ معلوم ہوچکا ہے کہ حضور وائسرائے کی خواہش ہے کہ اصلاحی تجویزوں پر نہایت آزادی سے بحث کی جائے تو ہم امید کرتے ہیں کہ بزرگان قوم کامل غور و خوض کے بعد اپنے اصلی خیالات کو پبلک کے سامنے پیش کرکے سمجھدار پبلک کو اس بحث میں آزادی سے حصہ لینے کا موقع دینگے۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس میں معاملۂ زیر بحث کا قطعی فیصلہ کرکے مسلمانوں کی متفقہ رائے سے حضور وائسرائے کو آگاہ کرینگے۔ ہم حضور ممدوح کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنی ہمدردی نیکدلی۔ انصاف پسندی اور ہر فرقہ کے حقوق کی محافظت کی خواہش ظاہر فرما کر پبلک کو اپنی جائز معروضات خدمت عالی میں پیش کرنے کا حوصلہ دلایا ہے ؛

اخبارات کے لئے جدید قانون

اس عنوان سے ہم ایک گذشتہ اشاعت میں لکھ چکے ہیں کہ پائونیر کو اپنے کلکتہ کے نامہ نگار سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اخبارات کے موجودہ رنگ کو دیکھ کر گورنمنٹ کو اخباروں کے متعلق ایک نیا قانون پاس کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ امپیریل کونسل میں پیش ہونے کے لئے ایک مسودۂ قانون بھی مرتب ہورہا ہے۔ لیکن اب ہم کو یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ کلکتہ کے اخبار اسٹیٹسمین نے اس خبر کی تردید کی ہے اور بیان کیا ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ کسی جدید قانون کے نافذ کرنے کا نہیں کیونکہ موجودہ قانون حسب دلخواہ انتظام کرنے کے لئے کافی سمجھا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ قانون میں بھی اخبارات کے متعلق بعض قیود و بندشیں ایسی ہیں جو مہذب ممالک میں بیجا اور غیر ضروری سختی سے تعبیر کی جاسکتی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارا ملک اپنی موجودہ حالت میں مہذب ممالک سے بہت ہی پیچھے پڑا ہوا ہے اور ہماری پبلک اور ہمارے بیشتر اخبار نویسوں میں وہ اوصاف ابھی تک پیدا نہیں ہوئے جو مہذب ممالک میں پائے جاتے ہیں اور جن کا ہونا اخباری آزادی کے لئے نہایت لازمی ہے جس ملک میں اخبار نویسی محض روٹیاں کمانے کا ذریعہ بنا لیا گیا ہو۔ اور دولت کمانے کو ملک کی اصلاح پر ترجیح دیجاتی ہو۔ وہاں اخباروں کو اس قسم کی آزادی کا حاصل ہوجانا خطرناک ہے جو ان ممالک کے اخباروں کو حاصل ہے۔ جہاں ہر شخص حُبّ قومی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور ترقی ملک کے لئے اپنی جان تک نثار کردینے کو ہر وقت تیار رہتا ہے جب تک ہماری پبلک کا مذاق اعلیٰ اور عمدہ قسم کی تعلیم سے درست نہ ہو جائیگا اور جب تک اس ملک کے عام اخبار نویسوں کو اپنے اعلیٰ فرائض کا خیال اس بلند مرتبہ پر نہ پہنچا دیگا جو بلند مرتبہ کہ ترقی یافتہ ممالک کی اخبار نویسوں کو حاصل ہے اس وقت تک ہم ہرگز مناسب نہیں سمجھتے کہ یہاں کے اخباروں کو پوری آزادی دیدی جائے۔ لیکن موجودہ قانون کو ہم مناسب وقت انتظام کرنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور زیادہ سختی کو غیر ضروری۔ اگر خود غرض اور مفسد اخباروں پر معقول نگرانی رکھی گئی اور موجودہ قوانین کے ذریعے انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش مستعدی سے کی گئی تو کسی جدید قانون کی ضرورت نہ ہوگی امید ہے کہ بہی خواہان ملک بھی اپنے ذاتی اثر سے گمراہ اخباروں کی اصلاح کی کوشش کرینگے تاکہ گورنمنٹ کو زیادہ سختی سے کام لینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور ملک کو بھی زیادہ دقتوں کا سامنا نہ ہو ؛

منقولات

ہماری تعلیمی مشکلات

موجودہ طریقۂ تعلیم جس سے مراد یونیورسٹی کی تعلیم ہے باوجود اُن تمام اصلاحوں کے جو وقتاً فوقتاً اس میں ہوتی رہی ہیں

اور باوجود اُن تمام خوبیوں کے جو اس کے ساتھ مخصوص سمجھی جاتی ہیں۔ ایسے اعتراضات کا نشانہ بن رہا ہے جن کا جواب کچھ نہیں ہو سکتا۔ سوائے اسکے کہ ہم ان نقائص کو تسلیم کریں اس مختصر سے مضمون میں ہم بالتفصیل اُن تمام اعتراضات اور نقائص کو بیان کرنا نہیں چاہتے جو ہمارے پیش نظر ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ تمام صاحبان کی نظر سے یہ مضمون گذریگا۔ اور جن کی توجہ ہم اپنے مندرجہ ذیل خیالات پر منعطف کرنا چاہتے ہیں اس مسئلہ پر اگر غور کیا جائیگا تو وہ خود تفصیل کے ساتھ ان نقائص کا مطالعہ اپنے ذہن میں کر سکینگے۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ غالباً اُسی نتیجہ پر پہنچینگے جس پر ہم انہیں لیجانا چاہتے ہیں۔

افسوس کہ ہمیں یورپ اور امریکہ کے طریقۂ تعلیم سے کما حقہ واقفیت نہیں ہے اور اسلئے ہم اپنی یونیورسٹیوں کا وہاں کی یونیورسٹیوں سے شاید صحیح مقابلہ نہ کر سکیں۔ تاہم سب سے بڑا نقص جو ہمیں اپنی یونیورسٹی کی تعلیم میں نظر آتا ہے۔ وہ اسکا طریقۂ امتحان ہے دنیا بھر کے کسی دارالعلوم میں شاید اس قسم کا طریقۂ امتحان نہو۔ بلاشبہہ ہماری یونیورسٹیوں کا مقصد ہمیں تعلیم دینا نہیں ہے۔ بلکہ صرف ہمارا امتحان لینا ہے۔ ہمارے بہت سے نوجوانوں کی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اُن امتحانات کے مقابلہ فتح اور شکست میں ضایع ہوتا ہے اور ان کا کامیاب ہونا اثر اُن کی تمام زندگی پر رہتا ہے۔ سوائے اسکے کہ ممتحن وہ لوگ ہوتے ہیں جو ہماری صورت تک ناآشنا۔ ہماری روزانہ محنت سے بیخبر اور ہمارا ہماری امتحانات کی تیاری سے غیر مطلع ہوتے ہیں۔ صرف ہماری دو سالہ یا سہ سالہ محنت کا اندازہ اور ہماری اس مدت ایام میں تحصیل کردہ لیاقت کی جانچ صرف اُن چار پانچ سوالات پر ہوتی ہے جو ممتحن کے خیال میں اتفاق سے آجاتے ہیں یقیناً یہ اندازہ ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ اور نہایت غیر انصافی پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے امیدوار امتحانات میں شریک ہوتے ہیں۔ اُن میں سے ایک تہائی سے زیادہ کامیاب نہیں ہوتے اور دو تہائی کی محنت وقت اور روپیہ سب ان تمام یونیورسٹیوں کے ہاتھوں سے خاص طور پر ضایع جاتی ہیں کس قدر افسوسناک مقام ہے کہ وہ طالبعلم جس نے دو برس کامل محنت کی ہو۔ اور وہ کسی ایک مضمون میں دو چار نمبروں کی کمی سے فیل کر دیا جائے یا مجموعہ نمبروں میں کچھ کمی کے باعث ناکامیاب قرار دیا جائے۔ اور پھر اُس غریب کو اُنہی مضامین پر امتحان دینا پڑے جن میں وہ کامیابی کے لئے کافی نمبر حاصل کر چکا ہے۔ ایسا ہوتا ہے اور اکثر ہوتا ہے۔ کہ کوئی طالبعلم اگر اس سال ریاضی میں فیل ہوا اور انگریزی میں پاس ہے تو دوسرے سال وہ ریاضی میں پاس اور انگریزی میں فیل ہو جاتا ہے اگر ہم نظر انصاف سے دیکھیں تو یہ صریح ظلم ہے جب ایک طالبعلم کہ ایک مضمون میں اچھے نمبر لے چکا ہے مگر کسی دوسرے مضمون میں ناکامیاب رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اُسکو پھر اگلے سال بھی اُس مضمون میں امتحان دینا چاہیئے جس میں وہ گذشتہ سال کامیابی کے نمبر حاصل کر چکا ہے بلاشبہہ انصاف یہی ہے کہ وہ صرف اُسی مضمون کا امتحان دے جس میں وہ ناکامیاب رہا ہے اور یہ امتحان نہ ایک سال بعد بلکہ سہ ماہی ہوا کرے۔ سخت رنج کی بات ہے کہ ہماری عمریں ان امتحانات کی وجہ سے بہت ضایع جاتی ہیں اور ہم اپنی تعلیم میں کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ لارڈ کرزن کی یونیورسٹی کمیشن نے کوئی سہولت طریقۂ تعلیم میں پیدا نہیں کی۔ بلکہ اور صدہا مشکلات راہ میں حائل کر دی ہیں ہم نہیں جانتے کہ ایسی ہمدردی سے کیا نفع ہے جبکہ کمیشن ہماری بہتری کرنے قرار دیا جائے۔ اور جس کا نتیجہ ہمارے مضر ثابت ہو۔

ہم نے اس بات کا خیال کیا ہے کہ ہر یونیورسٹی نے اپنے ہر امتحان کے لئے کامیاب ہونے کا ایک خاص فیصدی قرار دے رکھا ہے۔

اور ہر سال اس فیصدی کے قریب قریب نتیجہ نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ممتحنوں کو یونیورسٹی کی طرف سے جو ہدایات جاتی ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہدایت ہوتی ہے کہ فیصدی اتنے طلبا سے زیادہ کامیاب نہ کئے جائیں۔ یہ ایک مشکل ہے جو امتحانات کی صورت میں ظاہر کی جاتی ہے۔ اور بھی صدہا دقتیں ہیں جنکی تفصیل غیر ضروری ہے۔

سب سے زیادہ افسوسناک یہ امر ہے کہ وہ طالبعلم جو ان تمام دقتوں اور مشکلوں پر عبور کرکے یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کر لیتا ہے۔ وہ ایک ایسا نوجوان ہے جو اپنے لئے اور اپنے ملک کیلئے بالکل غیر مفید ہے۔ جتنے بی۔ اے ہر سال کامیاب ہوتے ہیں اُن میں یقیناً پانچ فی صدی بھی ایسے نہیں ہوتے جو کسی زبان میں حتے کہ اپنی مادری زبان میں بھی عمدہ تقریر یا تحریر کر سکیں۔ اوسط گریجوایٹ کی یہ حالت ہے کہ اُسے کچھ نہیں آتا۔ جتنے علوم اُسنے پڑھے ہیں۔ اُن میں سے کسی ایک پر بھی وہ حاوی نہیں ہے۔ صرف کسی قدر اُن سے واقف ہے جتنی زبانیں سیکھی ہیں۔ (گو زبانوں کو پڑھنا اور سیکھنا محض تضیع اوقات ہے) ان میں کسی ایک زبان میں بھی آزادی سے نہ کوئی خط لکھ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے ہمیں یاد ہے کہ مسٹر آرنلڈ نے علی گڈھ کالج میں گریجوایٹس کیلئے ایک جماعت اپنے طور پر کھولی تھی جس میں وہ انگریزی میں خط لکھنا سکھایا کرتی تھیں۔ یہ تو اُس زبان کی کیفیت ہے جسکی تعلیم سکول اور کالج میں چودہ پندرہ برس تک ہوتی ہے جس میں بولنا اور لکھنا نہ صرف باعث فخر خیال کیا جاتا ہے۔ بلکہ زندگی کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے تب ہم ایسے گریجوایٹ ہوتے ہیں جو آزادی سے انگریزی میں گفتگو کر سکیں۔ یہ ہماری لیاقتی بلاشبہہ ہمارے لئے افسوسناک ہے گو ہماری یونیورسٹیوں کے لئے باعث شرم ہے بعض کالج ایسے ہیں کہ اگر طالبعلم اس تعلیم سے کچھ فہم و ادراک میں ترقی کرتے ہیں۔ اور کچھ تہذیب سیکھتے ہیں۔ مگر یہ اُن کی تہذیب پر منحصر ہے نہ کہ یونیورسٹی کے کورسوں پر۔ ایک بڑی تعداد ایسے کم سمجھ تعلیم یافتوں کی ہے جو کسی معاملہ پر سنجیدگی سے نہ غور کر سکتے ہیں۔ اور نہ کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں ہمارے مشرقی تعلیم یافتہ احباب اور بزرگ اکثر ہماری لیاقتوں پر ہنستے ہیں۔ اور ہماری نالایقی کا ہدف ملامت ہمیں بناتے ہیں۔ مگر افسوس! انہیں ہمارے طریقۂ تعلیم سے آگاہی نہیں اور وہ ہماری مشکلات سے بیخبر ہیں۔ ورنہ بجائے ہنسی اور مذاق اُڑانے کے ہمارے ساتھ ہمدردی کرتے۔

بہر حال یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اس قدر وقت اور روپیہ ضایع کرنے کے بعد بھی کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اس نقص کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ یہ خیال تو اکثر دلوں میں پیدا ہوا ہوگا مگر افسوس کسی نے اُسکے حال کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور کی بھی ہوگی تو وہ شاید پیش نہ کی گئی ہو۔ ہمارے خیال میں جو سبب اس تعلیمی ناکامیابی کا ہے اور جو مداوا اسکا ہو سکتا ہے ہم اُسے یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہ جانتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب ہم پر ہنسیں گے اور ہم پر وہی الزام لگائینگے۔ جو ہمارا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہم اُن سے مودبانہ التجا کرتے ہیں کہ وہ ہماری رائے پر بجائے مضحکہ اُڑانے کے ذرا سوچیں اور غور کریں۔ اور اگر ہم غلطی پر ہوں تو ہماری غلطی ہمیں بتائیں۔

دراصل اگر ہم اس نقص کا صحیح پتہ لگانا چاہیں۔ تو ہمیں اپنی تعلیم کی تاریخ پر نظر ڈالنی پڑیگی جب برٹش گورنمنٹ کا تسلط ہندوستان پر ہوا تو اسوقت ہماری حاکم قوم نے ازراہ ہمدردی ہماری تعلیمی حالت بہتر کرنی چاہی تو اسوقت دو صورتیں پیش نظر تہیں۔

(۱) علوم مشرقی کی تعلیم دیجائے یا علوم مغربی کی۔ بلاشبہہ وہ انگریز نہایت نیکدل اور سمجہدار تہے جنہوں نے ہماری آیندہ بہتری کا خیال کرکے ہمارے لئے مغربی علوم ہی کی تعلیم مناسب سمجہی۔ دوسرے یہ کہ کس زبان میں تعلیم دیجائے۔ آیا مغربی علوم کو مشرقی زبانوں میں ترجمہ کراکے یا براہ راست انگریزی میں۔ سر چارلس گرانٹ نے جو کورٹ آف ڈایرکٹرز اور پارلیمنٹ کے ممبر رہے تہے۔ اس دوسرے سوال کی نسبت لکہا ہے۔ "اسلئے اشاعت کے دو طریقے ہیں۔ اول یہ کہ خود اس ملک کی زبان اسکا ذریعہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ہماری زبان ذریعہ قرار دیجاوے عموماً جب کبہی کسی غیر ملک کے تعلیم دینے والوں نے کسی ملک کے باشندوں کو تعلیم دینے کا مقصد کیا ہے تو انہوں نے اوسی قوم کی زبان کو ذریعہ گردانا ہے اور اسکی ضرورت اس وجہہ سے پڑتی ہے کہ وہ اور کسی طرح ہمارے علوم کو نہیں سمجہا سکتے تہے۔ مگر ہمارے مشرقی مقبوضات کی یہ صورت نہیں ہے۔ بہت سے انگریز ہندوستان میں رہتے ہیں۔ ہماری زبانوں سے وہ بالکل ناآشنا نہیں ہیں۔ اور اس کا امکان ہے اور زیادہ پہیلینگے۔ اسیلئے ہمارے واسطے دونوں راستے کہلے ہوئے ہیں۔ اور ہم کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہے کہ کونسا طریقہ زیادہ قابل ترجیح ہے۔

تعلیم یافتہ اشخاص کے واسطے ایک غیر زبان کا سیکہنا چنداں مشکل کام نہیں ہے اور اسلئے انگریز معلم ہندوستان کی زبان میں بہت جلد تیار ہو سکتے ہیں بہ نسبت اسکے کہ ہندوستانی ہماری زبان میں تعلیم پانے کے لئے تیار ہوں۔ اس وجہ سے اس طریقہ کا عملدرآمد (یعنی مغربی علوم مشرقی زبانوں میں ترجمہ کئے جائیں) دوسرے طریقہ کی نسبت زیادہ جلد ممکن ہے۔ اور اس میں ایک اور نفع یہ ہے کہ ہم زیادہ احتیاط کے ساتہہ انتخاب کر سکینگے کہ کن چیزوں کی تعلیم دیجاوے۔ مگر باین ہمہ وہ بہت زیادہ محدود اور بہت کم مفید ہوگا۔ اور ایک قسم کی نامعلوم تحریر کا ... ہوگا۔ ایسی تحریر کے پڑہنے والے کو مروجہ الفاظ میں اس تحریر کو ... پڑہنا ہوتا ہے اور ہر نئے موقع پر اسکو بہی دقت اٹہانی پڑتی ہے اور سب تحریریں جو اس خط میں ہیں مثل ایک معمہ کے رہتی ہیں لیکن اگر ان کو وہ فیروفونس حروف سکہلائے جائیں تو ہر ایک تحریر جو اس خط میں ہوگی وہ باسانی پڑہ سکینگے۔ پس انگریزی زبان کا استعمال انجام کے لحاظ سے زیادہ قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی بناء پر میں اس طریقہ کو ترجیح دیتا ہوں کہ ہمارے علوم کی اشاعت ہماری زبان کے ذریعہ ہو۔

جو چیز کہ ہم کو اول سکہانی چاہیے۔ اور جو کہ باقی چیزوں کے سکہانے کا ذریعہ ہوگی ضروری ہے کہ زبان ہے یہی وہ کنجی ہے جو انہیں نہایت کے نئے خیالات کے دروازہ کو کہول دیگی۔ اور صرف مصلحت ملکی نے ہم کو اسوقت تک ان کے ہاتہ میں یہ کنجی دینے سے روکا تہا۔

بہرحال سر چارلس گرانٹ کی یہہ تجویز کہ تعلیم انگریزی زبان میں ہونی چاہئے ایک عرصہ تک زیر بحث رہی۔ آخرکار لارڈ میکالے نے ۱۸۳۵ء میں یہ فیصلہ کیا کہ انگریزی زبان کی اشاعت کی جاوے سوائے اسکے کہ انگریزی زبان کی تعلیم سے ہم پر مغربی علوم کا دروازہ کہولنا مقصود تہا۔ اور بلا شبہہ ہم سب ہندوستانی اس نیکنیتی کے تہ دل سے ممنون ہیں بعض ملکی مصلحتوں اور ضرورتوں نے بہی مجبور کیا کہ ہمیں انگریزی زبان سکہائی جائے۔ چنانچہ اسی اصول پر جیسے مسلمانوں نے فارسی جاری کی تہی برٹش گورنمنٹ نے انگریزی جاری کرنا ضروری سمجہا۔ سر چارلس گرانٹ کہتے ہیں "اس باب میں ان کی پیروی کرنا ہمارے لئے مفید تہا۔ اور اگر ہم اختیارات دیوانی ملنے کے بعد یا اسکے کچہہ دن بعد ایسا کرتے تو اسوقت تک ہزاروں ہندو ہمارے ملاقیات میں انگریزی زبان بولتے اور پڑہتے ... سال کی کاروائی ابتدا ہی سے ہم معائنہ کر سکتے۔ اور چونکہ ہندوستانیوں کو بہی صورت میں چلن بنانا مشکل ہوتا بہت ہی نہایت خراب قسم کی دہوکا دہی جو ہمارے ساتہہ کی گئی ہے مسدود ہو جاتی اور نیز حکام اور رعایا کے درمیان ایک آسان ذریعہ باہمی معلومات کا کہل جانا۔ اور بیشمار شکایتیں معلوم ہو جاتیں۔ اور رفع کردی جاتیں ...... علاوہ اس کے فاتح قوم کی زبان کا لوگوں میں رواج پانا ہی ایک سریع ذریعہ ہے۔ کہ مفتوح ان کے ساتہہ مل سکتے ہیں۔ مسلمانوں نے اپنی آغاز حکومت سے فارسی زبان کا سلطنت کے امور اور مختلف صیغوں میں استعمال کیا اور اس عمل نے ان کی حکومت قایم رہنے میں بہت کچہہ مدد دی اور اسی کی وجہہ سے ہندو اہلکاروں پر بالکل بہروسہ کرنے کی بجائے سرکاری کاموں کے جزئیات کو خود دیکہہ سکے۔ اور سلطنت کے آمد و خرچ کے رجسٹر بنا سکے جن کو کہ وہ خود بنا سکتے تہے ......"

اسیطرح یہ کہ ہندو خود انگریزی زبان سیکہنے کے مشتاق تہے چنانچہ جب سنسکرت کالج ہندوؤں کیلئے مثل کلکتہ مدرسہ کے جو مسلمانوں کی عربی تعلیم کے لئے تہا سنہ ۱۸۲۴ء میں قایم کیا گیا تو بجائے اسکے ہندوؤں نے اپنی خوشنودی ظاہر کی ہو انہوں نے بسرکردگی راجہ رام موہن رائے یہ درخواست دی کہ ہم کو سنسکرت دانی کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ کو کل اپنی سعی اشاعت علم انگریزی میں کرنی چاہیئے۔ باوجود اسکے کمیٹی تعلیم نے آگرہ اور دہلی میں بہی دو نئے کالج قایم کئے۔ اور سنسکرت اور عربی کی بہت سی کتابیں چہاپنی شروع کیں اور لوگوں کو بہی جو ایسی کتابیں چہاپنے پر آمادہ ہوئے مدد دی۔ اور ایک انگریزی عالم کو اس کام کے لئے مقرر کیا کہ وہ یورپ کے علوم وفنون کو عربی زبان میں ترجمہ کرے اسکے بعد انگریزی جماعتیں سنسکرت کالج کلکتہ کلکتہ مدرسہ اور سنسکرت کالج بنارس اور آگرہ کالج میں کہولیں

مندرجہ بالا وجوہات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی زبان کے ذریعہ تعلیم دینے کا طریقہ قابل ترجیح سمجہا گیا۔ اگرچہ ایک طریق دوسرے طریق کا کہ یورپ کے علوم مشرقی زبانوں میں ترجمہ کئے جاویں مؤید و معاون تہا۔ اب ہمیں صرف ان نتایج پر غور کرنا ہے جو اس طریقے کے اختیار کرنے سے پیدا ہوئے بلاشبہہ اسوقت کے قرین مصلحت یہی تہا کہ یہی طریقہ اختیار کیا جاتا اور بادی النظر میں یہی بہتر معلوم ہوتا تہا۔ لیکن اسوقت بہی ایک گروہ ایسا موجود ہے جس کا خیال ہے کہ اگر دوسرے طریقہ پر عملدرآمد کیا جاتا تو زیادہ کامیابی ہوتی۔

سب سے اول مقصد صرف یہ تہا کہ مغربی علوم وفنون کی تعلیم انگریزی زبان میں دی جائے مگر مغربی علوم وفنون تو برائے نام رہگئے۔ اور صرف انگریزی زبان دانی ہی تعلیم کا جزو اعظم بن گئی اس لئے کہ انگریزی زبان سکہلانے کا دوسرا مقصد (کہ ملکی انتظامات میں آسانی ہو اور سرکاری دفاتر اور محکموں کو ایک جماعت ایسے انگریزی دانوں کی ملجائے جو کم تنخواہ پر ذمہ داری کے کام کر سکیں) بہی پہلے مقصد سے ملا ہوا تہا۔ غرض اب تعلیم سے مراد صرف انگریزی دانی رہگئی اور اصل مقصد جو تعلیم کا تہا کہ مغربی علوم وفنون سے ماہر ہوں۔ عملی طور پر فوت ہو گیا۔ یہی وجہہ ہے کہ ایک گریجوایٹ کو کسی خاص علم میں کوئی دستگاہ نہیں ہوتی۔ اور جو کچہہ وہ پڑہتا ہے۔ اول تو کچہہ زیادہ نہیں ہوتا۔ اور جو کچہہ بہی ہوتا ہے اسکے پڑہنے کا مقصد تحصیل علم نہیں ہوتا۔ بلکہ کوئی خاص امتحان جس میں وہ مضمون لازمی ہو پاس کرنا ہوتا ہے۔ بس امتحان کے دبائو سے تحصیل علم کی جو تہوڑی بہت خوشی ہونی چاہیئے تہی اس سے بہی وہ محروم ہو جاتا ہے۔

برخلاف اس کے اگر ہمیں مغربی علوم کی تعلیم اردو میں دیجاتی یا دی جائے۔ تو وہ عمر کا بہت بڑا حصہ جو صرف انگریزی زباندانی میں صرف ہوتا ہے۔ ان علوم کی تکمیل میں صرف ہوتا جن سے اب ہم صرف سطحی طور پر واقف ہوتے ہیں۔ یہی وجہہ ہے کہ یورپ کے ممالک میں ایک فارغ التحصیل نوجوان دو چار مضامین کا عالم ہوتا ہے وہ ان میں تصنیف و تالیف کی لیاقت رکہتا ہے اور کچہہ عرصہ کے مطالعہ کے بعد تحقیقات اور تصنیفات میں مصروف ہونے کے قابل ہو سکتا ہے۔ برخلاف اس کے

ہندوستان کا فارغ التحصیل نوجوان (ایک گریجوایٹ) سوائے اس کے کہ کسی انگریزی دفتر میں کام کرنے کے قابل ہو اور کسی مصرف کا نہیں۔ وہ سب ضروری اور مقدم تعلیم کی شاخ جسے عمل طبعی سائنس کہتے ہیں۔ اور جو یورپ کی تعلیم میں سب سے اعلیٰ اور اہل یورپ کی ترقی کا سبب ہے ہماری تعلیم سے اس طرح خارج ہے گویا ہم اس کے اہل ہی نہیں۔ اور جو کچھ برائے نام ہے بھی وہ انگریزی زبانداں ہیں اس طرح ملی جلی ہوئی ہے کہ عملی زندگی میں ہم اس سے ذرہ بھر بھی نفع نہیں اٹھا سکتے حاصل کلام یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علوم و فنون میں ترقی نہ کرنے اور ہماری ناقص تعلیم ہونے کا سبب یہ ہے کہ انگریزی زبانداں میں ایک مدت مدید ضایع کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس مطلب کو اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ مدت طویل جو ہم انگریزی زبانداں میں صرف کرتے ہیں صرف تحصیل علوم و فنون میں صرف کی جائے تو ہم اپنے اپنے مذاق کے مطابق علوم میں فاضل ہو جائیں گے اور کم از کم کسی ایک علم میں کامل دستگاہ رکھنے لگیں گے اور دنیا کے ہر شعبہ میں حصہ لے سکینگے۔ موجودہ حالت میں جیسا اوپر لکھا جا چکا ہے چونکہ سوائے انگریزی زبان دانی کے ایک گریجوایٹ کو اور بہت کم آتا ہے۔ اسلئے مجبوراً اس کو سرکاری ملازمت کی طرف رجحان ہوتا ہے جس میں انگریزی زبانداں درکار ہے۔ اگر وہ کسی اور علم یا فن میں ماہر ہو تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ اسکو اپنا ذریعہ معاش نہ بنائے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ موجودہ فارغ التحصیل نوجوان کی تلاش ملازمت میں دیوانہ وار پھرنے کا سبب صرف یہ ہے کہ وہ کسی اور کام کے قابل ہی نہیں۔ جو کچھ انہوں نے حاصل کیا ہے وہ محض انگریزی زبانداں ہے اور اس کی ضرورت سوائے سرکاری دفاتر وغیرہ کے اور کہیں نہیں ہوتی۔ اور جب ان کو اپنی کوششوں میں کامیابی نہیں ہوتی اور کوئی اور رستہ ان کو تحصیل معاش کا نظر نہیں آتا تو وہ ایک ناراض جماعت بنالیتے ہیں۔ جو یہ سمجھتی ہے کہ وہ انگریز کام سے علمی لیاقت میں کسی طرح کم نہیں۔ اور یہ چاہتی ہے کہ انگریز سب ہندوستان سے چلے جائیں۔ اور ان کی جگہیں انہیں مل جائیں ایسی جماعت بلاشبہ ملک کو اس میں غلط انداز ثابت ہوتی ہے۔

پس لازمی ہے کہ ہم اپنی تعلیم کے نقائص دور کریں۔ اور اپنے ملک کے نوجوانوں کو وہ تعلیم دیں جو ان کے کارآمد ہو۔ اور جس سے ان کو حصول معاش میں مدد ملے۔ سوائے ملازمت کے دنیا کے اور شعبوں میں وہ حصہ لے سکیں۔ کیا وجہ ہے کہ پچاس سال سے زیادہ کی متواتر کوشش بھی ہمیں تعلیم میں یورپ کے کسی کمتر درجہ کے ترقی یافتہ ملک کے برابر بھی نہ لا سکیں اسکا جواب وہی ہے جو ہم اوپر کہہ چکے ہیں۔ اور وہ یہ کہ درحقیقت ہم کو علوم و فنون اور سائنس کی تعلیم تو دی ہی نہیں گئی۔ ہمیں تو صرف انگریزی زبان سکھائی گئی ہے۔ اور جب ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ انگریزی زبان میں اور علوم و فنون کا مطالعہ کر سکیں تو ہماری تعلیم ختم ہو جاتی ہے

دراصل ہمارے تعلیمی ضابطہ میں اصولی غلطی ہوئی ہے۔ اور تا وقتیکہ اصول ہی نہ بدلا جائے اور اصلاح جڑ سے نہ کی جائے۔ اسوقت تک خواہ کتنے ہی کمیشن قایم ہوں۔ اور کتنی ہی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ ناممکن ہے کہ حقیقی تعلیم وہ تعلیم جو ہماری زندگی کا سبب ہوگی اور جو ہمیں زندہ قوموں میں شمار کرائیگی۔ ملک میں رایج ہو سکے۔

پس اس اہم ترین مسئلہ کو حل کرنے کی ہمارے خیال میں صرف دو صورتیں ہیں اول یا تو یہ کہ ہمیں علوم و فنون کی تعلیم ہماری مادری زبان میں دیجائے۔ تاکہ وہ طویل مدت جو ہم انگریزی زبانداں میں صرف کرتے ہیں حقیقی علوم و فنون کی تحصیل میں صرف ہو۔ اور انگریزی زبان ہماری تعلیم کا جزو اعظم نہ رہے۔ بلکہ مثل اور زبانوں کے اسکی تعلیم صرف اختیاری ہو اور سرکاری دفاتر وغیرہ کی زبان ہندوستان کی زبان ہو۔ کیونکہ جیسا اور پر سر چارلس گرانٹ کا مقولہ بیان کیا گیا ہے کہ تعلیم یافتہ لوگ ایک غیر زبان کو آسانی سے سیکھ سکتے ہیں بہ نسبت اسکے ہندوستان کے باشندے مصالح ملکی کے لئے یہ زیادہ آسان اور بہتر ہے کہ صرف وہ تعداد جو برٹش قوم کی ایک دو لاکھ کے اندازے ہے۔ اور جو بلاشبہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہے ہندوستان کی زبان سیکھے۔ بہ نسبت اس کے کہ تیس کروڑ رعایا کو مجبور کرے کہ وہ جب علم حاصل کریں۔ تو ان کی زبان ہی سیکھیں۔ انگریزوں کو اردو زبان (جو ہندوستان کی زبان مانی جاتی ہے) کا سیکھنا بہت سہل ہے بمقابلہ ان دقتوں اور مشکلات کے جو ہمیں انگریزی زبان کے سیکھنے میں پیش آتی ہیں۔ ہماری تمام عمر انگریزی زبانداں کی خاطر برباد ہو جاتی ہے مگر ان کو اس قدر اردو سیکھنے میں جو مصالح ملکی کے لئے ضروری ہے ایک بہت قلیل مدت درکار ہوگی۔ اگر ایسا ہو جائے۔ تب بھی چونکہ ہمارے حاکم قوم کی زبان جدا ہے ایک کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہوگی۔ جو انگریزی داں ہوں۔ اور جنکے ذریعے حاکم و محکوم کے درمیان تبادلہ خیالات ہو سکے۔ بلاشبہ یہ ایسا انقلاب ہے جو وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ اور ظاہرا یہ ایک بہت بڑا کام معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے سب علوم و فنون کو دفعتہً اردو میں ترجمہ کر لیا جائے۔ یقیناً یہ ایک مشکل کام ہے مگر جب اس طرح اصول کی اصلاح ہوگی۔ تو بہت جلد ہم لوٹ سکیں گے۔ اور ہمارے اندازہ میں ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصہ اس کام میں نہ لگیگا۔ قریب قریب سب موجودہ مفید علوم اردو زبان میں ترجمہ ہو جائینگے۔ جو فایدہ ملک کو تعلیمی لحاظ سے اس طرح پہنچیگا اسکے علاوہ ہندوستان میں قومیت قایم ہونے کی ایک شرط یعنے زبان کا ایک ہونا پوری ہو جائیگی۔ ہمارا خیال ہے کہ اس مسئلہ پر جس قدر ہم زیادہ غور کریں گے اسیقدر ہم مفید نتایج پر پہنچیں گے۔

دوسرے یا یہ کہ دفعتہً ہندوستان کی مادری زبان انگریزی ہو جائے۔ اس صورت میں بھی وہ مدت جو ہم انگریزی زبانداں میں صرف کرتے ہیں بچ جائیگی۔ اور ہم مفید علوم و فنون کی تحصیل میں کام کر سکیں گے۔ انگریزی زبان کے ادب اور علمی معلومات کا ایک وسیع ذخیرہ ہمارے آگے اسوقت ہوگا جبکہ ہم اس میں سے کچھ لینے کے لئے دقت سے کٹتے ہوں گے۔ ہمارے حاکم قوم کو بھی اس سے بہت زیادہ سہولیت مصالح ملکی کے سوچنے اور جاننے میں ہوگی۔

غرض ہم ایک شاہراہ پر پڑ لیں گے۔ اور ہماری تعلیمی مشکلات کا دفعتہً خاتمہ ہو جائیگا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ ہمارا یہ خیال ہماری انگریزیت میں غرق ہونے کا باعث ہو مگر اس بات کا ثبوت کہ ہم کس قدر مشرقی ہیں۔ یہ کافی ہے کہ ہم نے یہ مضمون بھی اردو میں لکھا ہے) یہ شکل معلوم ہوتا ہے کہ دفعتہً ہندوستان کی مادری زبان انگریزی ہو جائے۔ مگر جب ہم سب کی کوششیں جو ہم تعلیم نسواں کے متعلق کر رہے ہیں۔ اس طرف رہنما ہوں گے تو ہمارا خیال ہے کہ ایک نسل بعد ہمیں کافی ترقی محسوس ہوگی۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو آہستہ آہستہ انگریزی زبان ہماری مادری زبان ہوتی جارہی ہے۔ ان گھروں میں جن میں انگریزی تعلیم ایک پشت سے زیادہ سے جاری ہے۔ اکثر انگریزی بولی جاتی ہے۔ ہم نے بعض بنگالیوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں بھی انگریزی بولتے ہیں۔ اور جس گھر میں انگریزی پڑھی ہوئی کوئی لیڈی ہے۔ اس میں تو یقیناً انگریزی کا پورا پورا دخل ہو جاتا ہے۔ پس رفتہ رفتہ وہ وقت آنے والا ہے اگرچہ مدت لگے۔ کہ ہندوستان کی زبان اگر کلیتہً نہیں تو بہت کچھ یا کم از کم تعلیم یافتہ فرقہ کی زبان انگریزی ہو جائے۔ پس دانشمندی کے قرین ہے کہ اس طرف ہم خود ہی چل پڑیں جس طرف ہمیں زمانہ لے جا رہا ہے۔ بلاشبہ ہمارا یہ خیال انجمن ترقی اردو اور حامیان اردو کے خلاف ہو۔ مگر یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہمیں اردو سے محبت نہیں۔ یا ہم اردو کو مسلمانوں کی پیدا کردہ زبان نہیں سمجھتے۔ اور پھر اس سے دست بردار ہونا چاہتے ہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شمار زندہ قوموں میں ہو۔ اور اس مقصد کے لئے ہم شاید ہر چیز ایثار کرنا گوارا کر لیں گے۔ کیونکہ اگر ہم زندہ صحیح معنوں میں زندہ رہے۔ تو ہم ایسے نقصانات کی تلافی آیندہ زمانہ میں کر سکیں گے اور اگر ایسے تیار نہ کرنے کے باعث ہماری زندگی معرض خطر میں اور زیادہ ہوگئی۔ تو ہم نیست و نابود

ہو لے کر قریب ہو گئے تو پھر ہماری کوئی بھی چیز باقی نہ رہیگی. نہ زبان نہ نام نہ نشان. حالانکہ ہم ان کوششوں سے بیخبر نہیں ہیں. جو اردو زبان مٹانے کے لئے ہوتی رہی ہیں. اور آیندہ زمانہ میں شاید اور بھی زیادہ ہوں. بس کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ جسے ہماری کمزوری کے سبب اور کو خاک میں ملائیں. ہم ہی اُسے اپنے ہاتھوں سے کیوں نہ تہ خاک سلادیں. ہندوستان کی بہادر قوم راجپوتوں کا کبھی یہ دستور تھا کہ جب وہ غنیم کے مقابلہ میں اپنے آپکو کمزور پاتے تھے اور اپنی فتح سے مایوس ہو جاتے تھے. تو وہ اپنا مال و متاع سب اکٹھا کرکے مع اپنی بیوی بچوں کے جلا کر خاک کر دیتے تھے اور پھر مردانہ وار جان توڑ کر لڑتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر انہیں فتح ہوئی اور وہ زندہ بچے تو مال متاع بیوی بچے سب پیدا کر لینگے ورنہ کم از کم غنیم تو اس سے نفع نہ اٹھائیگا. ہمارا خیال یہ ہے کہ قریب قریب یہی حالت ہم مسلمانوں کی ہے. ہم چاروں طرف سے محصور ہیں. ہر طرف سے ہم پر گولہ باری ہو رہی ہے. اور ہماری زندگی معرض خطر میں ہے. بس کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم مردانہ وار اپنے دشمنوں کا مقابلہ کریں. اور وہ ذلت جو ہماری کمزوری ہمیں دکھلانے والی ہے. دوسروں کے ہاتھ سے کیوں سہیں. جو چیز ہم جانتے ہیں مٹنے والی ہے اُسے اپنے ہاتھوں سے مٹا دیں. زندہ تو پھر کر لینگے. (ناممکن - اڈیٹر عصر جدید)

اگر ہم دنیا پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھینگے کہ کوئی شائستہ ملک ایسا نہیں ہے جس میں علوم و فنون کی تعلیم کسی غیر زبان میں ہوتی ہو. اور یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا علوم و فنون میں ترقی کر رہی ہے اور ہم باوجود اس قدر کوشش کے جہاں سے چلے تھے. وہیں ہیں. ہمارے قومی کالج میں قومیت کی اور کوئی بات سوائے اسکے کہ ایک فرقہ کے بہت سے طالب علم اس میں علم پاتے ہوں. نہیں پائی جاتی. ہمارے خیال میں اسی طرح ناکامیاب رہے جس طرح ہماری یونیورسٹیاں اور ہم نہیں سمجھتے کہ ایک جماعت انگریزی دان نوجوانوں کی پیدا کی ہو سوا کوئی نفع معتدبہ قوم کو نہیں پہنچایا.

المختصر ہماری رائے میں تعلیمی مشکلات کو حل کرنے کی صرف دو صورتیں ہیں یا تو یہ کہ انگریزی زبان کی بجائے اردو زبان رایج کی جائے. یا یہ کہ اردو زبان کی بجائے انگریزی زبان رایج کی جائے. یہ حالت بین بین کی جو آج کل ہو رہی ہے. ہماری ترقی میں سخت مانع ہے. اور ہم ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتے. جب تک اس دو رنگی سے نہ نکلیں. دراصل دونوں صورتیں جو ہم نے پیش کی ہیں. صرف رائے زنی کے لئے پیش نہیں کیں بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اس مسئلہ پر غور کی جائے. اور اسکو معرض بحث میں لایا جائے. اور اگر پھر ہم کسی مفید نتیجہ پر پہنچ جائیں تو پھر اسکے جاری کرنے کی کوشش کریں.

جو دقتیں ہم نے اوپر بیان کی ہیں. وہ دنیاوی علوم کے متعلق ہیں. مگر ہم اگر غور کر کے دیکھیں تو یہی مشکلات ہمیں دینیات میں درپیش ہیں. اگر کوئی شخص مذہبی علوم کے مطالعہ کا شایق ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مدت دراز عربی اور فارسی دانی میں صرف کرے اور جب ان دونوں زبانوں میں کچھ استعداد ہو جائے تو پھر کتب دینیات کی طرف توجہ کرے. نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہماری مادری زبان علوم سے اس قدر عاری ہے کہ اُسکو زبان کہنا بھی ننگ کا باعث ہے. بہرصورت اسکا حل بھی وہی ہے جو ہم دنیاوی علوم کے لئے پیش کر چکے ہیں یعنے یہ کہ یا تو تمام کتب دینیات کو اردو میں ترجمہ کرایا جائے یا اگر ہم انگریزی اختیار کریں تو انگریزی میں. ہمیں معلوم ہے کہ چھوٹے چھوٹے مسئلہ مسایل کی کتابیں اردو میں لکھی گئی ہیں مگر وہ اس قدر ابتدائی ہیں کہ صرف بچوں کی تعلیم میں کارآمد ہوتی ہیں. مگر جب کوئی اعلیٰ تحصیل کرنا چاہتا ہے تو اُسکو عربی فارسی ہی سیکھنی پڑتی ہے.

جو حالت ہماری ہے بالکل وہی اہل ہنود کی ہے. دنیاوی علوم میں ہماری انکی مشکلات بالکل ایک ہیں. دینیات میں بھی اُن کی ہماری سی حالت ہے یعنے اُن کی مذہبی کتابیں سنسکرت میں ہیں اور جس سے وہ ایسے ہی ناواقف ہیں جیسے ہم عربی سے. غرض اگر ہم دونوں میں کچھ بھی فرق ہے تو وہ اتنا ہے کہ ہم اپنی مادری زبان اردو بتلاتے ہیں. مگر انمیں سے اکثر اگرچہ اردو بولتے اور لکھتے ہیں. مگر اردو کے دشمن ہیں اس قدر کہ اسکا رسم خط فارسی حروف سے ناگری میں ہو جائے. اور جہاں تک ممکن ہو سکے فارسی اور عربی الفاظ کی بجائے ایسے غیر مانوس سنسکرت الفاظ جاری کئے جائیں. جن سے وہ بھی اسی قدر نابلد ہیں جیسے ہم. اور اگر اُن سے پوچھا جائے کہ تمہاری مادری زبان کیا ہے؟ تو وہ لاجواب ہو کر رہجاتے ہیں. کیونکہ اردو سے جو کہ حقیقت میں اُن کی مادری زبان ہے. وہ اس قدر متنفر ہیں جیسے کبھی مسلمان انگریزی سے تھے. صرف اتنے فرق کے ساتھ کہ یہ اردو بولتے بھی ہیں اور لکھتے بھی اور پھر نفرت کرتے ہیں.

جب ہم ان دو صورتوں میں سے جو ہم نے تعلیمی مشکلات کے حل میں پیش کی ہیں کسی ایک کو اختیار کر لینگے. اُسوقت ہمارے خیال میں ہم آسانی سے اپنے موجودہ طریقہ امتحان کو تبدیل کرا سکینگے. اور اس میں ضروری اصلاحیں کرا سکینگے. کیونکہ طریقہ امتحان میں کسی قسم کی تبدیلی کرانا گو موجودہ حالت میں دقت طلب ہے مگر فی نفسہ کچھ مشکل کام نہیں ہے یہ ایک فروعی غلطی ہے. اور اصولی غلطی کے بعد اسکی اصلاح بہت سہل ہے. ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے اس مضمون پر کافی غور کی جائیگی. راقم احقر لطیف احمد از پانی پت.

(مضمون مندرجہ بالا میں لطیف احمد صاحب نے دو رنگی سے نکل کر یکرنگی اختیار کرنے کی بابت جو تحریر فرمایا ہے اُسکے قابل عمل ہونے میں شبہہ کی بہت کچھ گنجائش ہے انہوں نے جو دو طریقے پیش کئے ہیں وہ بحث طلب ہیں اور ان کی بابت اس سے قبل اکثر حلقوں میں اختلاف ظاہر کیا گیا ہے - وکیل) ۔

اشتہار باجلاس میر احمد جان صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر چمن بلوچستان

مقدمہ غلام ولد شیخ قوم ملیری سکنہ سنزلہ بنام الٰہی بخش و خدا بخش پسران محمد بخش و مولا بخش ولد الٰہی بخش ذات عرب پیشہ قصابی سکنائے محلہ قصابان دروازہ ٹھاکر سنگھ شہر گوجرانوالہ وارد چمن حال مفروران مدعاعلیہم

مدعی

دعویٰ

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعاعلیہم روپوش ہیں. اور باوجود تلاش کے کچھ پتہ مدعاعلیہم کا نہیں ملا اسلئے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر مدعاعلیہم مذکور بتاریخ ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۶ء اصالتاً یا مختار تاً حاضر عدالت نہ ہوکر پیروی مقدمہ نہیں کریگا. تو بموجب دفعہ ۱۰۰ ضابطہ دیوانی تجویز مقدمہ یکطرفہ عمل میں آویگی.

مہر عدالت

میرے دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ یکم ماہ اکتوبر ۱۹۰۶ء جاری ہوا

تاریخ علامہ ابن خلدون

یہ کتاب امام تاریخ علامہ ابن خلدون کی مشہور و معتبر کتاب کا ترجمہ ہے جس کو تاریخی دنیا نے قدر و منزلت کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اعتبار و عزت کے پایہ پر رکھا ہے. درحقیقت اس رتبہ کی کوئی تاریخ اسوقت تک نہیں پائی گئی جسطرح علامہ موصوف نے نہایت عرق ریزی سے محققانہ طور پر اسکو مرتب کیا تھا اسی طرح فاضل مترجم نے نہایت جانفشانی سے اسکا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے. اسوقت تک کتاب ثانی کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم [illegible] قیمت [illegible] چہار جلد [illegible] المشتہر [illegible]

ہندوستان کی خبریں

سندھ و بلوچستان کے گھوڑ دوڑ ٹٹوؤں کی تجارت کا سالانہ جلسہ ۲۰ نومبر کو بمقام کراچی منعقد ہوگا

گذشتہ ماہ مئی میں بمقام دہلی جو بدامنی کی حالت رہی اسکا قرار واقعی انتظام کرنے اور مفسدوں کے نہایت دانشمندی سے دبا دینے کے لئے گورنمنٹ نے مسٹر آبسی مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر دہلی کی حسن خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی طرح دہلی میں بھی دو آدمی جلاوطن کئے جانے کو تھے۔ مگر بعد میں ایسا کرنے کی ضرورت نہ رہی

بالو سری کار ہنشا جاریہ جنہوں نے کوسیلے کے مقدمہ میں بحیثیت سب انسپکٹر شہادت دی تھی لعد جس کے سبب سے وہ اپنے عہدہ سے موقوف ہوگئے تھے۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس نے انہیں بحال کر دیا ہے

سنا ہے کہ لاہور میونسپلٹی نے لاہور میں ۱۰ دس ٹیکس لگانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے

سرحدی سرزا پاٹیوں کا مستقل ہیڈ کوارٹر آئندہ شملہ میں رہیگا۔

مسٹر ہاروے کا ڈمن سکریٹری صیغہ تجارت و حرفت ۲ نومبر کو بمبئی پہنچ کر مسٹر رابرٹسن قائم مقام سکریٹری سے صیغہ کا چارج لینگے

رائے سرندیرناتھ مترا بہادر رجسٹرار محکمہ جات فینانشل و میونسپل گورنمنٹ بنگال انہی محکموں کے قائم مقام انڈر سکریٹری مقرر ہوئے۔

اخبار انگلو انڈین پیسٹ دہلی لکھتا ہے کہ باغیانہ شورشوں کے خلاف لکھنے کی وجہ سے ہندوستانی خریدار انگلو انڈین اخبارات کی خریداری سے دستکشی کر رہے ہیں۔

ہفتہ گذشتہ میں مدراس اور اس کے گرد و نواح میں کئی روز تک خوب زور کی بارش ہوئی۔

صاحب کلکٹر دھارواڑ نے کناری زبان کے دیسی اخبار کرناٹک متر نامی کے ایڈیٹر کو بلاکر تنبیہ کی کہ دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند کا خیال رکھو۔ ورنہ تمہیں مفویانہ تحریروں کے لئے مقدمہ چلایا جائیگا

مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے باقی ماندہ تیرہ ملزموں میں سے دو ضمانت پر رہا ہوئے ہیں۔

دوسرے اور تیسرے درجے کے گاڑیبانوں کو کلکتہ میں حکم ہوا تھا کہ وہ دروازہ رکھا کریں پھر جنہوں نے کام بند کر دیا جس سے وہاں سخت تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔

حال کے حادثات کی وجہ سے اسٹرن بنگال ریلوے نے اول و دوم درجہ کی گاڑیوں میں بھی الارم کے آلے لگا دیئے ہیں۔

ملتان میں سوت کاتنے اور کپڑا بننے کا دخانی کارخانہ کھولنے کی تجویز ہے۔

امسال الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان ایل ایل بی میں کل ساٹھ امیدوار کامیاب ہوئے جن میں سے آٹھ مسلمان ہیں۔

بنگال نیشنل بینک کے نام سے کلکتہ میں ایک جدید سودیشی بینک کھلنے والا ہے جس کے ڈائرکٹر اکثر مشہور اور سربرآوردہ بنگالی ہونگے سرمایہ پچاس لاکھ اور ایک ایک حصہ سو روپے کا ہوگا۔

ہفتہ مختتمہ ۲۴ ستمبر کے اندر ہندوستان کے اکثر حصہ میں جو گرم خشک موسم رہا اسکی وجہ سے طاعونی اموات میں چنداں زیادتی نہوئی بلکہ بعض مقامات میں کمی بھی ہوئی البتہ کل اموات میں صرف ۷۷۴ کی زیادتی ہوئی۔ تفصیل حسب ذیل ہے: بمبئی ۱۱۶، بنگال ۲۱۰، برہما ۵۳، ممالک متوسط ۸۱۰، ریاست میسور ۵۸۷، صوبجات متحدہ ۱۰۴، ریاست جموں و کشمیر بہر مرض سے پاک ہے

کپتان سیگ قائم مقام ڈائرکٹر سنٹرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ کسولی سے پونا کو اس کمیٹی میں شامل ہونے کی غرض سے روانہ ہوئے جو وہاں اشرک بخار کے اسباب کی تحقیقات کر رہی ہے۔

کلکتہ کی انجمن ترقی صنعت و حرفت نے اب تک جس قدر طلبا کو وظیفہ دیکر ممالک غیر میں صنعت و حرفت کی تعلیم کے لئے بھیجا ہے۔ ان میں سے دو حال ہی میں فارغ التحصیل ہوکر واپس آگئے ہیں انہیں اکر

مسٹر ایل۔ اے طاہر بی اے ہیں۔ جو امریکہ سے چمڑے کے متعلق ہر قسم کا کام سیکھ کر آئے ہیں اور دوسرے مسٹر جی سی سین ایم اے ہیں جنہوں نے انگلستان میں ریکر رنگ سازی کے کام میں کمال پیدا کیا ہے۔ سنا ہے کہ مسٹر طاہر کلکتہ میں ایک چمڑے کا کارخانہ کھولنے والے ہیں

مسٹر بریشٹ پرنسپل گجرات کالج جنہوں نے طلبا پر جرمانہ کیا تھا اور جس کے متعلق بعض لیجسلیٹو کونسل میں بھی کے گذشتہ اجلاس میں سوال بھی کیا گیا تھا۔ انہیں منتظمین کالج نے یکم اکتوبر سے کالج سے علیحدگی کا نوٹس دیدیا ہے۔ طلبا نے اس خبر کو سن کر شیرینی تقسیم کی۔

بقول بعض اخبارات کلکتہ افواہ ہے کہ مسٹر سریندرناتھ بنرجی اور بابو لسیال کے مشہور لیڈر بابو اسونی کمار دت بھی عنقریب جلاوطن کئے جائینگے

۲ر اکتوبر کی شام کو کلکتہ کے بیڈن اسکوائر میں وکلائے راولپنڈی کی رہائی کی خوشی میں مسٹر ڈمسٹ پال کی سرکردگی میں ...... ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ بعض لیکچراروں کے نہایت اشتعال انگیز لیکچروں پر پولیس نے جلسہ کو بزور منتشر کرنا چاہا جس پر سخت فساد ہوگیا۔ مفسدوں نے پتھر برسائے اور پولیس نے لاٹھیوں سے خبر لی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک درجن سے زیادہ بنگالی اور پانچ کانسٹبل زخمی ہوئے اس ہنگامہ میں آس پاس کی دوکانیں بھی لٹ گئیں۔ سنا ہے کہ یہ کلکتہ میں پہلی میٹنگ تھی جسے پولیس کو بزور منتشر کرنا پڑا۔

دوسرے روز شام کے وقت پھر فساد ہوگیا مفسدوں نے گیس کے لیمپ توڑ ڈالے جس سے اس حصہ میں بالکل اندھیرا ہوگیا۔ موقع پاکر بدمعاشوں جھنگیوں اور نارہن گاڑیبانوں نے بازاروں کو خوب لوٹا۔ دو آدمی ہلاک ہوئے اور کئی زخمی۔ بہت سے گرفتار بھی ہوئے۔

رنگپور (کلکتہ) کے ہفتہ وار اخبار برتا بابا کا ایڈیٹر و پرنٹر بد مغویانہ مضامین لکھنے کے الزام میں گرفتار ہوئے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مسلح پولیس لے کر دفتر اخبار کی تلاشی لی مقدمہ ۶ر اکتوبر کو پیش ہونے والا تھا۔

مقام لوہال (باریسال) میں پولیس پر حملہ کرنے کے جرم میں ۱۳ لڑکوں کو دو دو ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔

ناگپور کی استقبالیہ کمیٹی کے اعتدال پسند ممبروں نے خزانچیوں اور سکریٹریوں کو نوٹس دیا ہے کہ ان کی منظوری کے بغیر کانگریس فنڈ کا روپیہ کہیں نہ خرچ کیا جائے۔ یہ بھی سنا ہے کہ بہت سے ممبر کانگریس سے علیحدہ ہونیوالے ہیں۔ اور اپنی فیس کے واپس کئے جانے کا تقاضا کرتے ہیں۔

قحط زدگان کی امداد کے لئے ناگپور میں عنقریب امدادی کام کھلنے والے ہیں۔

اخبار پنجابی کا مالک اور ایڈیٹر بر دو چھ ماہ کی سزائے قید کے بعد ۱۵ر اکتوبر کو رہا ہونگے۔

جہلم میں انسداد طاعون کے خیال سے موش کشی کے لئے فی چوہا آدھ آنہ انعام مقرر ہوا ہے۔

حضور وائسرائے نے ناٹا ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا مربی ہونا منظور فرمایا۔

پونا میں ایک سترہ سالہ لڑکے نے اپنی پانچ سالہ بہن کو کنوئیں میں دھکیل دیا۔ عدالت سے اسے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔

ایوان تجارت شمالی ہند کی سفارش پر گورنمنٹ ہند نے آنریبل مسٹر الگزینڈر میکرابرٹ کو کمیٹی تحقیق کارخانہ جات کا ممبر مقرر کیا ہے۔

مقدمہ دیوالہ آربتھناٹ کمپنی مدراس کے متعلق سر جارج آربتھناٹ پر اور جس قدر الزام تھے ان سب سے انہیں بری کر دیا گیا۔ اور جس سزا کا انہیں پیشتر حکم ہو چکا ہے وہی کافی سمجھی گئی۔

ایوان تجارت بنگال کے استفسار کے جواب میں گورنمنٹ ہند نے اطلاع دی ہے کہ فورٹ ولیم کی سپاہ میں تخفیف کرنے کی خبر بے بنیاد ہے۔

بارکپور میں آج کل ایک مشنری لیڈی کا انتقال ہوا ہے جس کی عمر ۱۱۵ برس کی تھی۔

بمبئی میں ایک ہیکنجت اور مخیر پارسی خاتون بائی ادابائی فرامجی پٹیٹ کا انتقال ہوگیا۔ اس نے

موضوع حیاکنگا ضلع لاہور کے باشندوں کی بدچلنی کی وجہ سے وہاں دو سال تک تعزیری پولیس بٹھائی گئی۔
خیلدار اٹھ ۱ کے مقدمہ بغاوت میں جو گذشتہ کو صوفی انبا پرشاد سشن سپرد کیا گیا۔
نندکشور اور کشن سنگھ کے مقدمہ بلوہ میں آیندہ تاریخ پیشی ۶ ۲ اکتوبر مقرر ہوئی۔

ہفتہ مختتمہ ۲۸ ستمبر میں اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات وقوع میں آئیں۔ حصار ۲۵ روہتک ۳۔ گوڑگانوہ ۱۲۔ دہلی ۵۔ کرنال ۱۳۔ ہوشیارپور ۳۔ لودہیانہ ۱۔ فیروزپور ۱۔ منٹگمری ۲ لاہور ۲۔ امرتسر ۲۔ گوجرانوالہ ۱۔ سیالکوٹ ۲۔ شاہپور ۳۔ جہلم ۲۱۔ راولپنڈی ۱۵۔ ریاست پٹیالہ ۳۸ میزان ۱۸۶ میزان ہفتہ سابق ۱۷۶۔ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ میں کل میزان ۱۴۵

ہفتہ مختتمہ ۲ ستمبر کی عام رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ ملک کا تمام شمالمغربی حصہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہے۔ صوبجات متحدہ۔ راجپوتانہ اور ممالک متوسط کے بڑے حصہ میں بارش کی سخت ضرورت ہے اور پنجاب صوبہ سرحدی جموں اور سندھ میں تو غیر سیراب شدہ فصلیں قریبا تباہ ہو گئی ہیں اور غلہ کا نرخ روز بروز چڑھ رہا ہے۔ برہما کے بعض حصص میں خاص بارش ہو گئی ہے اور صوبہ شرقی بنگال اور آسام میں حال کی بارشوں سے بہت فائدہ ہوا ہے مگر بنگال کے بعض حصص میں مزید بارش کی ضرورت ہے۔ احاطہ بمبئی اور وسط ہند کے بعض علاقوں میں کافی بارش ہو گئی۔ اور بعض میں ابھی اسکی ضرورت ہے۔ اسی ہفتہ میں جنوبی ہند ریاست حیدرآباد۔ ریاست میسور اور مدراس میں بھی اچھی بارش ہو گئی۔

رپورٹ فصل موسم پنجاب بابت ہفتہ مختتمہ ۴ اکتوبر حسب ذیل ہے:۔
بارش ندارد۔ نرخ غلہ چڑھ رہا ہے۔ فصل خریف کی کٹائی شروع ہے۔ ملتان میں ہنوز کپاس چنی جا رہی ہے۔ فصل ربیع کی قلبہ رانی اور تخم ریزی جاری ہے۔ سیراب شدہ فصلوں کی حالت کسی قدر اچھی ہے۔ بعض اضلاع میں امساک باراں اور لو چلنے کی وجہ سے بارانی علاقہ کی فصلیں خراب ہو رہی ہیں۔ تمام صوبہ میں بارش کی اشد ضرورت ہے۔ دہلی میں صرف نیشکر کو اور جالندہر میں کپاس اور نیشکر دونوں کو کیڑے سے اور لاہور سیالکوٹ۔ شاہپور اور لائلپور میں چوہوں اور تیلے سے فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ مویشی کی حالت اچھی ہے۔ دہلی لاہور سیالکوٹ اور ملتان کے سوا دیگر مقامات میں چارہ کافی ہے۔ امرتسر۔ انبالہ۔ سیالکوٹ و لائلپور میں سبز چارہ کمیاب ہے۔ پانی حصار میں کمیاب اور انبالہ و لائلپور میں ناکافی ہے۔

لاہور میں آج کل ہیضہ کا روزانہ ایک آدھ کیس ہو جاتا ہے۔

مولوی لیاقت حسین نے ضمانت پر رہائی پانے کے بعد ۴ اکتوبر کو کالج سکویر میں حسب معمول پر جوش لیکچر دیا۔ پولیس کثرت سے موجود تھی اسی روز مسٹر کیر ہارڈی نے پریزیڈنسی کالج کلکتہ کے طلباء کو سوشلزم کے مضمون پر لیکچر دیا۔ انہوں نے موجودہ معاملات یا پالیٹکس کا کسی قسم کا ذکر نہ چھیڑا بلکہ طلباء کو مختصر الفاظ میں چند نصیحتیں کیں۔

[illegible] کے [illegible] السنیٰ کا ایڈیٹر سشن سپرد کیا گیا اور ضمانت نامنظور ہوئی۔

[illegible] منتظمین یکم جنوری ۱۹۰۸ء سے اردو ریکو کا ایڈیشن شایع کرنے کا انتظام کر رہے ہیں جس سے امید ہے کہ ان لوگوں کو جو انگریزی نہیں جانتے بہت سہولت ہوگی۔

کلکتہ کے گاڑیبانوں نے میونسپل آفس کے رجسٹرار پر حملہ کیا۔ ۶۰ آدمی گرفتار ہوئے۔

سرکاری خبریں } خان محمد اسلم حیات خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور کو دو ماہ کی رخصت عطا ہوئی ان کو لالہ دسوندھی رام صاحب سبکدوش کریں گے۔

لالہ منگل پال صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مظفرگڈھ کو ۱۹ اکتوبر کی رخصت اس تاریخ سے عطا ہوئی جبکہ لالہ نوبن رام صاحب ان کو سبکدوش کرینگے

چودھری سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ مہتمم آبادی نہر جہلم کو ایکماہ کی رخصت یکم اکتوبر ۱۹۰۷ء سے عطا ہوئی۔ بھائی دلیپ سنگھ صاحب ان کو سبکدوش کرینگے۔

ایم۔ ایل۔ ڈاملک صاحب سی۔ ایس۔ او۔ رخصت سے واپس آنے پر ڈوئلی صاحب کی جگہ جو پنشن پاتے ہیں کمشنر قسمت راولپنڈی کو سبکدوش کریں گے کمشنر بندوبست پنجاب مقرر کئے جائیں گے۔ فنشن صاحب کرنال کے ڈپٹی کمشنر ہوں گے اور بہر نکیس صاحب دہلی میں بطور اسسٹنٹ کمشنر تعینات کئے جائینگے۔

ایچ کلوٹ صاحب رخصت سے واپس آنے پر کیتھل میں سب ڈویژنل افسر ہونگے اور بربن صاحب لودہیانہ میں تعینات کیے جائیں گے۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء

مسٹر اے ایچ ڈپٹی کمشنر لاہور کی خدمات تاریخ سبکدوشی سے گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ کو سپرد کی گئیں۔ مسٹر ڈی جے بی گلاس اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی میں متعین ہوئے اور ۱۸ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔ میجر ایم ایم لوئیس ڈپٹی کمشنر نے انبالہ میں ۱۸ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔ اور مسٹر ایچ ایم کوٹن کو جو رخصت پر جاتے ہیں سبکدوش کیا۔

لالہ منگل پال ای اے سی ڈیرہ غازیخان سے مظفرگڈھ کو تبدیل ہوئے اور ۲۰ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔ لالہ دسوندھی رام ای اے سی امرتسر لاہور کو تبدیل ہوئے اور ۲۰ ستمبر کو خان محمد اسلم حیات خان سے جو رخصت پر جاتے ہیں اپنی خدمات کا چارج لیا۔ شیخ رکن الدین ایم اے ای اے سی اٹک سے ضلع سیالکوٹ کو تبدیل ہوئے اور ۲۰ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔ میجر آر ایم لوئیس ڈپٹی کمشنر انبالہ کو مجسٹریٹ درجہ اول اور لالہ منگل پال ای اے سی مظفرگڈھ و شیخ رکن الدین ایم اے۔ ای۔ اے سی سیالکوٹ کو منصف درجہ اول کے اختیارات عطا ہوئے۔

کیپٹن ایم کوری آئی ایم ایس سول سرجن لائلپور نے ۱۳ ستمبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔ اور اسسٹنٹ سرجن بی سی گھوش کو سبکدوش کیا۔ مسٹر ایس جے بکلے سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع لودہیانہ میں متعین ہوئے۔ اور مسٹر ڈی نثر جیرلڈ قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس لودہیانہ سبکدوش ہو کر راولپنڈی کو واپس گئے۔ مسٹر آر ڈی سپنسر عارضی طور پر ضلع جھنگ میں متعین ہوئے۔

مسٹر اے ڈبلیو مرسر سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور نے ۸ اکتوبر سے ایک سال کی مجتمع رخصت حاصل کی۔ میجر جے سی لیمانٹ ایم بی آئی ایم ایس (بنگال) کے ایام فرلو میں کپتان سی ڈبلیو الف میل مل ایم بی آئی ایم ایس میڈیکل کالج لاہور میں پروفیسر اناٹومی مقرر ہوئے۔

ممالک غیر

مسٹر کیر ہارڈی کی پارٹی نے اخبار ڈیلی میل لنڈن کو مطلع کیا ہے کہ ہندوستان کی حالت کے متعلق وہ جس قسم کے خیالات ظاہر کر رہے ہیں وہ اسکے ذاتی خیالات ہیں جن خیالات سے کسی کو تعلق نہیں۔

مسٹر کیبل گریفن نے تہلکے ملاقات میں کہا کہ ایسے مفسدہ پرداز کو جلاوطنی کی سزا دینی چاہیے

مسٹر ٹافٹ کو شاہ جاپان نے الوداعی پارٹی دی۔ اسکو رخصت کرنے کے لئے سٹیشن پر سرکاری اہلکار موجود تھے

جنوبی فرانس میں مزید بارش کی وجہ سے سلسلۂ آمد و رفت میں بہت دقت واقع ہو رہی ہے۔

جوہانسبرگ کا پیغام تار مظہر ہے کہ ۱۳ ہزار ۔۔۔۔ ایشیائی تارکان وطن میں سے صرف دو سو نے جدید قانون کے مطابق اپنا نام درج رجسٹر کرایا ہے۔ باقی کھلم کھلا سرکاری احکام کی طرف سے استغنا برت رہے ہیں

مسٹر فریڈرک جان جیکسن برٹش ایسٹ افریقہ کے لفٹننٹ گورنر مقرر ہوئے۔

مسٹر ونسٹن چرچل جو سیاحت پر روانہ ہوئے تھے مالٹا پہنچے۔

بیسلے (انگلستان) کے کارخانہ سوت بافی کی ۲ ہزار لڑکیوں نے ایکا کر کے کام بند کر دیا۔ اور ایک دوسرے کارخانہ کی لڑکیوں کو جو ان کے ساتھ ہڑتال میں شریک نہ ہوئیں خوب زدوکوب کیا پولیس نے انہیں منتشر کرنے کی کوشش کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ ملازم لڑکیاں سب پتھر برسانے لگے۔

اسلامی دنیا

کاسابلنکا کے انگریزی باشندوں کو جو نقصانات پہنچا ان کے معاوضہ کی نسبت سرائیڈورڈ گرے نے غور کرنے کا وعدہ فرمایا۔

مولائے حفیظ کے ایک سواروں نے مقام مزاغان میں داخل ہو کر چالاکی سے گورنر کو گرفتار کر لیا اور مراکش میں بہیج کر وہاں کا گورنر بنا دیا۔

مولائے حفیظ نے حضور ملک معظم کی خدمت میں دو ایلچی روانہ کیے ہیں

سر ہیری میکلین کے جو خطوط طنجہ میں موصول ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اب انکے ساتھ اچھا سلوک ہو رہا ہے مگر اسکی رہائی کی بابت ابھی کوئی خبر نہیں

طہران کا پیام تار مظہر ہے کہ سعید الدولہ کی جگہ جس نے استعفا دیدیا ہے مطلع السلطنۃ دوبارہ وزیر صیغہ خارجہ مقرر ہوا سرحدی تنازعہ کے فیصلہ کے لئے امیر بہادر بطور ایرانی چیف کمشنر ترکی سرحد کو روانہ ہوا۔ انگریزی منسٹر متعینہ طہران خرابی صحت کی وجہہ سے مختصر رخصت پر روانہ انگلستان ہوا۔

برٹش انڈیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی کا جہاز نانیہ یکم اکتوبر کو روانہ جدہ ہوئے تھا اس کا کرایہ فی حاجی ۲۰ روپیہ کرایہ تہا۔ اسکے علاوہ غلام علی جیوا جی کمپنی والے کا جہاز ہدیٰ نامی ۲۲ اکتوبر کو چلنے والا تہا۔ اس کا کرایہ فی آدمی بیس روپیہ ہے۔

آیندہ جنرال ریلیفس کے موقع پر بمقام دروش دو چترالی آدمیوں کو حضور ملک معظم کی جانب سے البرٹ میڈل پہنائے جائینگے کیونکہ انہوں نے اپنی جان پر کہیل کر چند آدمیوں کی جانیں بچائی تہی۔ جو برف میں دب گئے تہے کیپٹن نالس کو سال گذشتہ میں خود حضور ملک معظم نے بنفس نفیس بکنگہم میں اپنے ہاتھ سے تمغہ پہنایا تہا۔ یہ دونوں مسلمان ہیں ان میں سے ایک دیہہ کسی گاؤں کا رہنے والا ہے۔ اور دوسرا کیپٹن نالس کا چترالی اردلی ہے۔

فرانسیسی اخبارات سے پایا جاتا ہے کہ کاسابلنکا کے اکثر باشندوں کے پاس جدید آتشبار اسلحہ اور انکے ساز و سامان کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ چنانچہ وہاں حال میں جرمن ساخت کا کچھہ اسلحہ اور سامان حرب گرفتار کیا گیا جو اندرون ملک کے قبایل کو بہیجا گیا تہا۔ زیادہ تر تعجب خیز یہ امر ہے کہ ان میں چند فرانسیسی ساخت کے اسلحے بہی پائے گئے۔

آستانہ علیہ میں جلالتمآب سلطان المعظم کی تخت نشینی کی سالگرہ کے روز ابتدائی اور وسطی مدارس کے کامیاب طلبا کو انعام اور سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے۔

دولت عثمانیہ نے اٹلی کے کارخانہ انسالڈو کو ایک اول درجہ کا زرہ پوش کروزر تیار کرنے کی فرمائش دی ہے۔

فرانس کا مشہور اخبار لکھتا ہے کہ مراکش میں فرانسیسی سپاہ پر جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور جو دقتیں انہیں برداشت کرنی پڑتی ہیں معلوم نہیں ان کی خبر کس مصلحت سے مخفی رکھی جاتی ہے جو تاربرقی خبریں روزانہ شایع ہوتی ہیں۔ وہ محض من گہڑت ہوتی ہیں۔ صحیح خبریں دانستہ شایع نہیں کی جاتیں۔ حیرت ہے کہ ہمیں آج تک اپنے مقتول اور مجروح سپاہیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ شاید اسکی وجہہ یہ ہے کہ فرنچ پبلک میں عظیم نقصانات کے شایع کرنے سے بےچینی پہیلنے کا اندیشہ ہے۔ ایک اور مشہور فرانسیسی اخبار ایکو ڈی پاری بہی فرنچ نقصانات کے متعلق اسی قسم کے خیالات ظاہر کرتا ہے

بابعالی نے بغداد ریلوے کے تیار شدہ حصہ (یعنے حیدر پاشا سے بندک) تک دوہری لائن تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

امسال جس قدر مصری سیاح قسطنطنیہ کو گئے تہے وہ وہاں کے حسن سلوک اور آرام و آسایش کے خصوصاً مداح ہیں۔ کیونکہ سابق میں جو نگی محافظوں کی تلاشی اور جانچ پڑتال میں جو سختی اور دقت پیش آتی تہی وہ اس دفعہ حسن فہمی پاشا کے حسن انتظام کی وجہہ سے بالکل رفع ہو گئی ہے۔ اور ترکی کا یہ محکمہ دیگر ممالک یورپ کی طرح اصلاح یافتہ اور مکمل ہو گیا ہے۔

مولوی عبد الرحمن صاحب تاجر واعظ دہلوی سابق ایڈیٹر افضل الاخبار کا انتقال ہو گیا۔

بقول نامہ نگار وکیل اخبار جناب نواب صاحب جوناگڈہ کا ارادہ ہے کہ علی گڈہ کالج میں اپنے نام نامی پر ایک قطعہ بورڈنگ ہاؤس تعمیر کرائیں جس کا نام رسول منزل ہو۔

افسوس ڈاکٹر ضیاءالدین احمد پروفیسر علیگڈہ کالج کے والد بزرگوار حافظ معین الدین احمد صاحب کا انتقال ہو گیا۔

مصری اخبارات کا بیان ہے کہ ترکی حکام مصری سرحد کے متواری اور خصوصاً العریش کے قریب جو بیت سعید کے شمال میں واقع ہے قلعہ بندیاں تعمیر کر رہے اور خندقیں کہود رہے ہیں مصری گورنمنٹ نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ کہ یہ کارروائی نہر سویز کی بےتعلقی کے منافی ہے

علیگڈہ مصر میں زنانہ نارمل اسکول قایم کرنے کی غرض سے ایک ڈپوٹیشن بغرض فراہمی چندہ بہیجی گئی ہے

صاحب سکرٹری مدرسہ اسلامیہ فتحپوریہ دہلی اطلاع دیتے ہیں کہ مدرسہ مذکور حسب دستور ۲۰ شعبان سے ۲۰ شوال ۱۳۲۶ھ تک ڈیڑہ ماہ کے لئے بند رہیگا۔

ترکی پولیس نے یونانی مفسدوں کی ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کر کے بعض کو قتل کیا اور کچھہ کو گرفتار کر کے جیلخانے میں بہیجا۔ اس خبر کے سننے سے یونان میں بڑی کہلبلی پڑ گئی۔ خصوصاً اسوجہہ سے کہ یونان بار بار یہی کہتا تہا کہ یونانی مفسدوں کا کوئی جتہا سلانیک نہیں گیا۔

بابعالی نے تمام گورنروں کے نام حکم بہیجا ہے کہ اپنے اپنے علاقہ میں ایک کمیشن اسلئے کی تحقیقات کے لئے مقرر کریں کہ مویشیوں کی توفیر اور عمدہ نسل کشی کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

قلمرو عثمانیہ میں اب تک صرف سرکاری علماء اور سند یافتہ اساتذہ لازمی فوجی خدمت سے بری تہے آیندہ ہر ابتدائی مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر بہی اس خدمت سے مستثنےٰ سمجہا جائیگا۔

بتقریب سالگرہ جلوس ہمایونی ۱۹ اگست کو مصر میں عام خوشی منائی گئی ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا جس میں لوگ نہایت کثرت سے شریک ہوئے۔ اور تمام شہر میں عید کا سماں بندھ گیا۔ اکثر دوکانوں پر چراغان کی اور جلالتمآب کی خدمت میں مبارکبادی کا تار بہیجا۔

مصری گورنمنٹ ۱۴ لاکھہ پونڈ کے صرف سے انگریزی فوج کے لئے عباسیہ میں ایک سینی ٹیریم قایم کرنا چاہتی ہے۔ عوام اس سے سخت تنگ خاطر اور ناراض ہیں۔

افسوس سے معلوم ہوا کہ مصر سے حجاز ریلوے کے لئے ہندوستان سے بہی کم چندہ ہوا ہے

علی بیگ مرحوم کی جگہہ رشید پاشا متصرف بیگا ملئے وان (کردستان) مقرر ہوئے

سعادت لو رضی بک داماد حضرت سلطان المعظم جو اب تک صیغہ مال میں ایک اعلےٰ عہدہ پر مامور تہے مجلس شوریٰ کے ممبر مقرر ہوئے اور دوسرے درجہ کا عثمانی تمغہ حاصل کیا۔

ہائی کورٹ بمبئی میں عون علی میر عبدل کا اپیل نامنظور ہوا اور اسکی سوتیلی والدہ بانو بیگم بیوہ سردار میر عبد العلی متوفی کو ۱۲ لاکہہ روپیہ مہر کی ڈگری معہ خرچہ دلائی گئی۔

شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر کو خلعت شمس العلمائی عطا کرنے کے لئے ۱۸ ستمبر کو ریزیڈنسی بلارم میں ایٹ ہوم کا جلسہ منعقد ہوا۔

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار یکشنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہی

فہرست مضامین	THE VAKIL	قیمت معہ محصول ڈاک

وکیل

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امرا و روسا سے	للعہ	للعہ
عام خریداروں سے	للعہ	صہ
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	للعہ	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے

دلچسپ ناول
(انڈیشنیل نوٹ) و مولٹی لسان ترقی کی پشیمانی
فصل و موسم کی حالت
جدید معاشیہ
ضرورت اطلاع سید محمود ذیل نشہ
مدن دیغند کوائف حیدرآباد دکن
قادیانی بہیر سے مباحثہ کا اثر
ہجو مسلمانان دہلی۔ کرکونا کالم ایڈیٹر گلگشت
اوقات سحری و افطاری ماہ رمضان
اسلامی دنیا
ہندوستان کی خبریں۔ ممالک غیر
(اشتہارات)

نمبر ۸۷ | امرتسر ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۳

دلچسپ ناول

مکافات عمل: شیخ الاسلام انگلستان عبداللہ کو ئیلیم کے ناول دیجر آف سن رنتیجہ گناہ کا ترجمہ ہے۔ اس ناول کو نہ معمولی دل بہلاو کا سامان سمجھنا چاہیے اور نہ محض پند و نصیحت کا خشک دفتر بلکہ ناول کے عجیب و غریب پیرایہ میں مقدس مذہب اسلام کی تمام اعلیٰ فضیلتیں اس خوبی سے ظاہر کی گئی ہیں کہ ہر خیال و ہر مذاق کی طبیعت اس کو پڑھکر بے انتہا محظوظ ہو۔ اس ناول سے معلوم ہوتا ہے کہ کس خوبی کے یورپ اور امریکہ میں خود بخود نور اسلام چمکا۔ مصنف نے مسیحی دین کا ایسے طریق پر اسلام سے مقابلہ کیا ہے اور اسلام کی برکات اور اعلیٰ اوصاف کو ایسا واضح کرکے دکھایا ہے کہ ہر ایک منصف مزاج کو اس کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اسلامی قانون اسلامی شریعت کو مسیحی قانون اور مسیحی شریعت سے اسلامی اخلاق کو مسیحی اخلاق سے۔ اسلامی تقدس کو مسیحی تقدس سے موازنہ کرکے فضائل اسلام کو آفتاب سے زیادہ منور کر دکھایا ہے۔ اسلام میں پردہ۔ عورتوں کے حقوق۔ کثرت ازدواج کی فلاسفی پر ایسی بحث کی ہے کہ مقابلہ میں ایک قابل عیسائی متقن کو بجز تسلیم چارہ نہیں۔ ایک مسلمان ترک حلیم بے اور یورپین لیڈی بلینشی کی پاکیزہ محبت سے مسلمانوں کی پاکبازی اور پاکیزہ خیالی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ بالمقابل دو یورپین ہینسنگز اور مس ہوا کا عشق تمام اندرونی بدذاتی کی خبر دیتا ہے۔ آرمینیا کے معاملات پر دلچسپ اور آزادانہ بحث کی ہے لائق مترجم نے جا بجا آیات قرآنی کا حوالہ دیکر کتاب کو بیحد دلچسپ اور مفید بنا دیا ہے کہ ہر مسلمان اس عجیب و غریب اسلامی ناول کو

شرارت: انگلستان کی طرز معاشرت اور لنڈن کے چالاک آدمیوں کی عجیب و غریب شرارت کا سچا اور دلکش فوٹو۔ مذاق پسند طبیعتوں کو اس سے عمدہ مذاق کا ناول ملنا مشکل اور ہنسنے ہنسانے کا اس سے بہتر دوسرا سامان محال ہے۔ ملاحظہ کیجیے اور پھر طبیعت کو بد کرکے دیکھئے۔ کیونکر کرک سکتی ہے۔ نہایت دلچسپ ہے ضرور منگوائیے قیمت ہر دو حصہ ۷ر

خونی قسمت رینالڈ کے مشہور ناول ہے ٹمرلن کا ترجمہ ہے۔ خوش قسمتی جعلسازوں اور دغابازوں کی شکست۔ راستی اور نیک نیتی کی فتح و عشق کی مصیبت۔ صدمہ فراق شب ہجران کا فوٹو۔ دنیا بھر میں اس ناول کی دھوم ہے۔ ترجمہ ایسا دلچسپ ہے کہ اردو زبان کی مستقل تصنیف کا لطف آتا ہے قیمت عہ

چاک گریبان: غریب و بیکس مسلمان بیواؤں کے دلگداز حالات زمانہ کی سرد مہری بیہودہ مراسم کے برے نتایج حسرت و اندوہ و یاس و حرمان ناکامی و جگر سوزی کا بہت ہی پُر درد خاکہ بلا کا دلچسپ ناول ہے ممکن نہیں کہ بے ختم کئے چھوڑ دیجیے قیمت عہ

شہید وفا۔ تاریخی ناول۔ ہسپانیہ عظمیٰ میں عیسائیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی حسرت خیز درد انگیز داستان ہے۔ مصنفہ شرر قیمت عہ

قبل جفا: برجستہ بیان اور شستہ زبان کے علاوہ ایک دل ہلا دینے والا ناول۔ غداری زمانہ کی اصلی تصویر۔ پلاٹ ایسا دلچسپ ہے کہ شروع کئے بعد ایک منٹ بھی چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا قیمت ہر دو حصہ عہ

المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

وکیل امرتسر

جلد ۱۲

مطبوعہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ

نمبر ۵۷

دعویداران ترقی کی پشیمانی

ملک کے سلیم الطبع اور معتدل پسند لوگوں نے بارہا اظہار کیا ہے کہ ہندوستان ابھی سیلف گورنمنٹ کے قابل نہیں ہوا۔ اور جو برما تیں انتہا پسند فرقہ طلب کرتا ہے اگر اُن کا ملک کو عطا کیا جاتا تو جبکہ ایک نسل قبل از وقت ہو سکتا بلکہ شاید ملک کو ایک فتنۂ عظیم میں مبتلا کر دینے کا باعث ہوگا۔ اس رائے کا بعض حلقوں میں جیسا کچھ مضحکہ اڑایا جاتا ہے اور اس قسم کی رائے رکھنے والوں پر جیسی جیسی چوٹیں کی جاتی ہیں جناب پبلک سے مخفی نہیں۔ لیکن معاملات پر بصاف دلی سے غور کرنے والے اور حالات ملکی سے پورے طور پر باخبر حضرات مذکرہ بالا رائے کی تائید کے لئے ہر وقت دل سے آمادہ رہتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ موجودہ طرز حکومت میں وہ تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں جن سے ملک میں بجائے امن سلامتی اور بجائے سکون کے شورش پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ گذشتہ چند سال کے واقعات نے اُن کے اس خیال میں اور بھی زیادہ استحکام پیدا کر دیا ہے اور وہ کسی صورت سے گوارا نہیں کر سکتے کہ حکومت کا وہ طریقہ جو اُن ممالک میں مروج ہے جہاں کا بچہ بچہ حب الوطنی میں سرشار ہو۔ اور جہاں اعلیٰ تعلیم نے لوگوں کے خیالات بلند اور اُن کی معلومات وسیع کر دی ہوں اور اعلیٰ تربیت نے اُن کا کیریکٹر اعلیٰ کر دیا ہو۔ ایک ایسے ملک میں مروج کیا جائے جو اس کی اہلیت نہیں رکھتا اور جہاں ابھی تک نہ تو پوری تعلیم پھیلی ہے نہ اعلیٰ تربیت کا کوئی خاطر خواہ انتظام ہے۔ نہ حب الوطنی ہے۔ نہ قومی حمیت ہے جس ملک میں مختلف مذاہب۔ مختلف قومیت مختلف فرقے۔ مختلف خیالات اور مختلف طبائع کے لوگ آباد ہوں جو اپنے مشترک فواید کے لئے بھی باہمی اختلاف کو نظر انداز نہ ہونے دیں وہاں مغربی طرز حکومت کیونکر کامیابی کے ساتھ رواج پا سکتی ہے۔ تاوقتیکہ ہندوستان میں انگلستان کی سی پبلک اسپرٹ نہ پیدا ہو۔ انگریزی طرز کی سیلف گورنمنٹ کا یہاں کیونکر بار آور ہو سکتا ہے؟ ہم نے بعض ہندو احباب کو یہ کہتے سنا ہے کہ:۔

"ہندوستانیوں نے (جس سے اُن کی مراد صرف ہندوؤں سے ہے) بہت کافی ترقی کر لی ہے اور وہ ہر طرح مغربی اصول پر حکومت چلانے کے لائق ہو گئے ہیں۔ مگر مسلمان ابھی تک بہت پیچھے ہیں اور ان کا پیچھے رہنا سارے ہندوستان کی ترقی کو روک رہا ہے۔" لیکن اول تو ہمیں اس امر کا تامل ہے کہ مسلمانوں کا پیچھے رہنا ہندوؤں کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ دوسرے یہ تسلیم کرنے کے لئے ہم کسی طرح آمادہ نہیں کہ ہمارے ہندو برادران ملکی نے اتنی ترقی کر لی ہے جس سے وہ سیلف گورنمنٹ کے قابل سمجھے جا سکیں ہم انہی کالموں میں بارہا اپنے ان برادران ملکی کی خامیوں کی جانب پبلک کو متوجہ کر چکے ہیں۔ اور واضح الفاظ میں تحریر کر چکے ہیں کہ بالفرض محال مسلمان ہندوستان سے بالکل باہر ہو جائیں۔ اور ملک کا اندرونی نظم ونسق ہمارے برادران گرامی قدر کے سپرد کر دیا جائے تب بھی یہاں سیلف گورنمنٹ کی جڑ منڈھے نہ چڑھ سکیگی۔ ہمارے ان ہموطنوں کی کمزوریاں جو حال میں ذرا زیادہ بین طور پر ظاہر ہوئی ہیں ہمارے خیال کی پوری طرح تصدیق کرتی ہیں۔

ناگپور کے افسوسناک واقعات جو ہندو اخباروں ہی کی معرفت ہم تک پہنچے ہیں سوراجیہ فرقہ کی قابلیت کا ایک عبرتناک فوٹو ہماری آنکھوں کے سامنے کھینچتے ہیں۔ ناظرین کو خبروں کے کالم میں ان واقعات کے متعلق مجمل حالات پڑھنے کا اتفاق ہوا ہوگا مفصل حالات دعویداران ترقی کو اور بھی زیادہ پشیمان کرنے والے ہیں۔ اس مرتبہ کانگریس کا اجلاس ناگپور میں منعقد ہونا قرار پایا تھا لیکن انتہا پسند اور اعتدال پسند پارٹیوں میں محض انتخاب پریزیڈنٹ کے مسئلہ پر اس قدر کشمکش ہوئی ہے کہ ناگپور والوں کے تیور بالکل بدل گئے اور یہ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آیندہ اجلاس حسب قرارداد ناگپور میں منعقد ہو سکیگا یا نہیں؟ کانگریسی اخبارات تو یہ شکایت کر رہے ہیں کہ ناگپور والوں نے اب تک کانگریس کی تیاری پر مطلق توجہ نہیں کی۔ اور اپنے ہی جھگڑوں میں پڑے رہے۔ اعتدال اور انتہا پسند پارٹیاں شروع سال سے اپنی اپنی کامیابی کی کوشش میں لگی ہیں۔ ہر پارٹی اپنا پریزیڈنٹ اور اپنا ہی تصرف کانگریس پر چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے حصول مدعا میں اُن حرکات نامہذب کو جایز رکھا ہے جنہیں کوئی مہذب قوم گوارا نہیں کر سکتی۔ اپنی تعداد کے بڑھانے میں انہوں نے جایز ناجایز کوششیں کیں لوگوں کو دہوکا دے کر اپنی طرف ملایا اور جب ایک معرکے موقع پر استقبالی کمیٹی منعقد ہوتے وقت انتہا پسندوں کو معلوم ہوا کہ اُن کی جماعت بعد اس کوشش کے بھی اعتدال پسندوں کے مقابلہ میں قلیل رہی تو انہوں نے جو رقمیں ممبری کی لوگوں سے اپنی معرفت وصول کی تہیں۔ اُنہیں داخل تک نہ کیا۔ اور جلسۂ مذکور کو ناجایز طور دیکھ کر وہ اودہم مچایا کہ پولیس کو آخر کار مداخلت کرنی پڑی۔ کانگریسی اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ہنگامہ میں انتہا پسندوں نے اسکول کے لڑکوں اور کلرکوں کی کثیر تعداد کو جمع کر کے جلسے کی سی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ مسٹر دادا بھائی بیرسٹرایٹ لا، اس جلسہ کے میر مجلس قرار پائے تھے۔ لیکن چونکہ وہ بدقسمتی سے اعتدال پسند واقع ہوئے ہیں۔ اُنہیں لڑکوں نے کرسی صدارت پر نہ بیٹھنے دیا۔ اور مسٹر پرانجپی اور مسٹر سمین زبردستی اوس کرسی پر قابض ہو گئے۔ جلسہ پبلک نہ تہا۔ مگر شورش پسند طالب علموں اور سرکاری دفتروں کے انتہا پسند کلرکوں نے مداخلت بیجا کر کے یہ ہنگامہ برپا کر دیا۔ میز پر سے کاغذات اٹھا لیے گئے اور لکھنے کا سارا سامان علیحدہ کر دیا گیا۔ اسقدر شور وغل مچایا گیا کہ جلسہ میں کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ لوگ جب واپس ہونے لگے تو اعتدال پسندوں کو زدوکوب کرنا شروع کیا۔ مسٹر کولہٹکر وایس پریزیڈنٹ کمیٹی کو لڑکوں نے اتنا مارا کہ وہ بیچارے چارپائی پر پڑ گئے۔ مسٹر گھنشام کو جو ضلع وردھا کے ایک معزز رئیس ہیں صرف اس جرم پر کہ اُن کے ایک عزیز اعتدال پسند پارٹی کے ممبر ہیں۔ خوب پیٹا اور اُنہیں ننگا کر دیا۔ بھیاجی سیٹھ کو جو کہ ایک بڑے مہاجن ہیں پتھروں سے مارا اور اُنہیں اُسوقت رہائی دی جب اُنہوں نے قسم کہائی کہ وہ تلک کے لئے رائے دینگے۔ مسٹر دادا بھائی پر بھی جو جلسہ کے پریذیڈنٹ تجویز ہوئے تھے خوب پتھر برسائے گئے۔ کا لیٹی کے ہنمنت راؤ صاحب کو تو بالکل زخمی ہی کر دیا۔ شاید ہمارے اس بیان کو بعض مہربان مبالغہ آمیز سمجھیں اسلئے ہم ذیل میں ایک ہندو کانگریسی اخبار ماڈرن ریویو کا ایک مختصر سا اقتباس درج کرتے ہیں۔

"ہفتہ کو ایک جلسہ استقبالی کمیٹی کا اس غرض سے منعقد ہوا تہا کہ انتظامی کمیٹی میں چند ممبران کا مزید اضافہ کیا جائے تاکہ اسمیں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہو جائیں۔ آنریبل مسٹر بپٹ لوپس نے جلسہ طلب کیا تہا جو ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا وقت مقررہ سے چند گھنٹے قبل انتہا پسندوں نے ٹاؤن ہال کے تمام دروازے بند کر دیئے

صرف دو دروازے کھلے رکھے ۔ مان درزاندوں پر طلباء اور دیگر لوگوں کا مجمع کثیر جمع ہو گیا اور انہوں نے لوگوں کو خصوصاً اعتدال پسندوں کو اندر جانے سے روکا ۔ اور ان کے داخلہ کارڈ چاک کر دیئے ۔ پولیس نے دست اندازی کر کے اعتدال پسندوں کو اندر جانے دیا مگر اندر جاکر یہ کیا دیکھتے ہیں کہ سارا ہال زیادہ تر ایسے لوگوں سے بھرا ہوا ہے جو استقبالیہ کمیٹی سے واسطہ نہیں رکھتے ۔ اعتدال پسندوں کے ہال میں داخل ہوتے ہی مجمع کی طرف سے ان پر کھلم کھلا گالیاں پڑنی شروع ہوئیں ۔ جلسہ میں غل مچ رہا تھا ۔ کہ پریسیڈنٹ کی ضرورت نہیں ۔ اصرار کیا جا رہا تھا کہ یہ جلسہ کن لوگوں کا طلب کیا ہوا ہے ۔ اکثر لوگوں کے ہاتھوں میں موٹے موٹے ڈنڈے تھے ۔ انہوں نے مسٹر چٹ نویس اور دیگر معززین کو گالیاں دیں ۔ مسٹر دادا بھائی میر پریسیڈنٹی کے لئے تجویز ہوئے ۔ گو چند انتہا پسند کرسی صدارت کے بازوؤں پر بیٹھ گئے اور دادا بھائی صاحب کو صدر نشین ہونے سے منع کیا جس سے ان کا منشا رہتا کہ نہ کوئی میر مجلس ہو نہ جلسہ میں کوئی کارروائی ہو ۔ دو گھنٹہ تک غل مچا رہا ۔ اور کسی قسم کی کارروائی نہ ہوئی ۔ انتہا پسند پارٹی کے بعض ممبر دکانیں لڑکوں اور کلرکوں کی امداد سے اندر غل مچانا شروع کیا اور کوئی کارروائی نہ کرنے دی ۔ خاکی اور جعل لوگوں پر پہنچی ۔ ٹھیکریاں برسائیں ۔ ایک صاحب کی پگڑی اتار دی ۔ ایک بیرسٹر صاحب کی ہیٹ دولیاں پھینکدی اور ان کے گلے میں ان کا مفلر دبا ان حرکات کے ختم ہونے پر مسٹر ہنراج اور دیگر لوگوں نے طلبہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج ہماری فتح ہو گئی ۔ ام عشم ہم لڑکوں کے مشکور ہیں ۔ تین سو کے زاید لوگوں کی بیعزتی اور بیحرمتی ہوئی ۔

یہ ان لوگوں کی کرتوت ہیں جو سوراج مانگتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ مسلمان بھی ہم سے متفق ہو کر گورنمنٹ کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو ہم کرتے ہیں ورنہ ہندوستان سے نکل جائیں ۔ کیا کوئی سچا بہی خواہ ملک ان کوتاہ اندیشوں اور عقل کے دشمنوں کے ہاتھ میں گورنمنٹ کا اختیار پسند کریگا ۔ کیا ان میں سیلف گورنمنٹ کی قابلیت تسلیم کی جا سکتی ہے ۔ یہ لوگ جب اپنے ہم قوموں میں ذرا سا بھی اختلاف گوارا نہیں کر سکتے تو ان کے یہ حال دیکھکر کون نہ کہیگا کہ ان کے مطالبات قبل از وقت ہیں ۔ ان کے حرکات نے دعویداران ترقی کو پشیمان کر دیا ہے ۔ مسٹر چٹ نویس کانگریس کمیٹی کی پریسیڈنٹی سے مستعفی ہو گئے ہیں اور لوگوں کی منتیں بھی انہیں اس فیصلہ سے باز نہیں رکھ سکتیں ۔ ان نتائج سے بڑے بڑے کانگریس والوں کے دل بیٹھے جاتے ہیں ۔ مگر کاش اس سے انکے خیالات میں اصلاح ہوتی ۔

فصل و موسم کی حالت

گورنمنٹ ہند نے عام اطلاع کے لئے فصل و موسم کی تازہ رپورٹیں جو اسے مقامی گورنمنٹوں سے حال میں بذریعہ تار موصول ہوئی ہیں شایع کی ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ملک کا اکثر حصہ میں قحط کی بلا نازل ہونے کو ہے ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے عاجز بندوں پر جلدی رحم کی نظر نہ ڈالی تو معلوم نہیں کیسی مصیبت پیش آئیگی ۔ افسوس کہ پنجاب اور راجپوتانہ کی حالت سب سے زیادہ مخدوش ہے ۔

برہما کے جنوبی حصہ میں فصل کی حالت عمدہ ہے ۔ اور شمالی حصہ میں بیشتر سے اچھی ہو گئی ہے ۔ اگر بارش جاری رہی تو بہتری کی امید ہے بحیثیت مجموعی نے احتمال کسی قسم کا اندیشہ نہیں ۔

صوبہ مشرقی بنگال و آسام میں پیداوار بابت فصل خریف قابل اطمینان ہے ربیع کی پیداوار پر خشک باراں کا برا اثر پڑا تھا ۔ مگر ستمبر کی بارش سے امید بندھ گئی ہے وہاں فی الحال قحط کا اندیشہ نہیں ۔ نرخ چاول بہت گراں ہے اور مویشی بگرانی ہے

بنگال کی حالت ستمبر کے آخیر تک بحیثیت مجموعی اچھی تھی ۔ مگر کٹک بالاسور اور پوری کے بعض اضلاع میں سیلاب کی وجہ سے قحط سالی کا اندیشہ ہے ۔ ۹۰ فیصدی پیداوار کی امید ہے ۔ لیکن اسکا انحصار آیندہ پندرہ دن کی بارش پر ہے ۔

صوبجات متحدہ ۔ فصل خریف کی بابت عام طور پر نا امیدی ہے ۔ اگر بارش ہو گئی تو بھی پیداوار میں بہت کمی رہیگی ۔ ربیع کی حالت اندیشناک ہے ۔ ۲۰ اکتوبر تک بارش نہ ہوئی تو رقبہ زیر کاشت میں بہت کمی واقع ہوگی ۔ کاشتکاروں کو تقاوی دینے اور مالگزاری معاف یا ملتوی کرنے کا انتظام کیا گیا ہے ۔ جلدی بارش نہ ہوئی تو وسیع پیمانہ پر امدادی کام جاری کرنے پڑینگے ۔ عام طور پر غلہ کا ذخیرہ کم ہے ۔ مگر پنجاب سے غلہ ڈھلا آ رہا ہے نرخ سب جگہ گراں ہے

پنجاب کی حالت نہایت اندیشناک ہے خصوصاً ضلع دہلی میں قحط کے آثار نمودار ہیں ۔ بعض بارانی اضلاع میں فصل ربیع کی تخم ریزی تک نہیں ہوئی ۔ اور اگر ماہ اکتوبر میں بارش نہ ہوئی تو سخت مصیبت کا سامنا ہوگا ۔

صوبہ سرحدی پنجاب میں خشک زمینوں پر فصل خریف کے بہت سے حصہ کے تباہ ہونیکا اندیشہ ہے راجپوتانہ میں نہایت نازک حالت ہے بارانی فصلیں خشک ہو رہی ہیں ۔ ایک سے چھ آنہ تک پیداوار کی امید ہے ۔ اگر شمالی ہند میں جلدی بارش نہ ہوئی تو حالت نہایت اندیشناک ہو جائیگی ۔

وسط ہند میں اگر آیندہ پندرہ روز کے اندر بارش ہو گئی تو فصل خریف اوسط درجہ کی ہوگی ورنہ بارش نہ ہونیکی صورت میں فصل ربیع ۱۲ آنہ تک ہونیکی امید ہے ۔ ورنہ بہت کم بوائی ہو سکیگی ۔ نرخ غلہ گراں ہے ۔ ممالک متوسط میں بہت ہی کم بمنزلہ نفی کے بارش ہوئی ۔ بدقسمتی سے جبلپور و نربدا میں ...

جدید حاشیہ

آج وکیل پر ہم جدید حاشیہ چڑھاتے ہیں یعنی گرد کا کالم ۔ اسکے ذیل میں ناظرین کو وقتاً فوقتاً ایسے مضامین ملینگے جنکو مطالعہ سے ان کو اپنے قومی اور ملکی چہرہ کے بدنما دھبے بلکہ کلنک کے ٹیکے تک دکھلائی دینے لگے ۔ اصلیت یہ ہے کہ خیال کی غایت حد تک ہم اپنے میں کوئی انسانی فضیلت بے داغ نہیں پاتے ۔ اخلاق ۔ تہذیب مجلس ۔ معاملہ ۔ مذہب ۔ زینت ۔ لٹریچر ۔ الغرض ہمارے نگارخانہ کا کوئی شیشہ نہیں جو گرد آلودہ نہ ہو ۔ اور کوئی آبگینہ نہیں جو سلامت ہو ۔

لیکن ہم ناظرین کو بتلانا چاہتے ہیں کہ ان زبون نتایج میں قدرتی اسباب کو بڑا دخل ہے جب کسی ملک سے پرانی تہذیب رخصت ہوتی ہے اور زمانہ ایک نئی تہذیب اسکی جگہ داخل کرتا ہے تو برسوں بلکہ کئی کئی جگوں تک اس ملک میں کوئی خاص تہذیب شکل پذیر نہیں ہوتی ۔ ہیولانی کیفیت طاری رہتی ہے ۔ ہر طبقہ میں بہروپیوں کا سا ڈھنگ نظر آتا ہے ۔ نئی تہذیب کا معیار اس قدر بلند ہوتا ہے کہ عوام الناس بیکطرف ۔ خواص بھی اس تک نہیں پہنچ سکتے ۔ پرانی تہذیب غبار راہ ہو جاتی ہے ۔ یہ درست ہے کہ اس میں بعض بعض نفیس اور برگزیدہ بھی ہوتے ہیں لیکن اسکا کیا علاج کہ عام طبایع کا میلان اس طرف سمٹ جاتا ہے ۔ ایسے نازک موقع پر قوم اور ملک کو لٹریری طبقہ کا فرض ہے کہ قلم سے کام لیں ۔ اور تہذیب کا ایک خاص چہرہ بنائیں ۔

چنانچہ یہ جدید حاشیہ ہم نے اسی خیال سے چڑھایا ہے ۔ ہم کو امید ہے کہ قابل اشخاص توجہ کریں گے ۔ اور ہمارے دوست قدامی کی طرح دلچسپ اور معقول طرز اختیار کرینگے ۔

مراسلات

ضروری اطلاع

حیدرآباد خواتین کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ جس طرح علی گڈھ کانفرنس کے موقع پر زنانہ دستکاری کی نمائش کھولی گئی تھی اور سب بیگمات و خواتین نے اپنی اپنی نوادر صنایع کے ارسال سے مقاصد نمائش کو مستفید اور مشرف فرمایا امید ہے اسی موقع پر بھی جو کانفرنس کراچی میں منعقد ہونے والی ہے جس میں شامل سابق زنانہ دستکاری کی نمائش بھی ہوگی محترم خواتین اپنی بنائی ہوئی چیزیں بخوشی ارسال فرما کر مشکور فرمائینگی۔ بہترین صنایع پر انعامات مقررہ خدمت صاحبین میں معائنہ ہوں گے۔

(۱) نمائش گاہ میں پردہ کا کافی بند و بست کیا گیا ہے۔

(۲) اپنی اشیاء ساختہ پر یہ لکھا ہوا پرزہ لگانا ضروری ہے کہ جنس ہذا قابل فروخت ہے یا نہیں؟

(۳) ایام نمائش ۲۶ سے ۲۹ روز میں ماہ دسمبر کے اخیر میں مقرر ہیں۔

(۴) اس بارہ میں تمام خط و کتابت اور روانگی اشیاء بنام سکرٹیری ہونی چاہیئے۔ جو ذیل میں درج ہے۔

(۵) انتظام ڈاکخانہ نہایت عمدہ کیا گیا ہے۔ جو ہر طرح تسلی بخش ہے۔

محمد الیاس لوکل سکرٹیری نمائش زنانہ دستکاری صوبہ سندھ حیدرآباد سندھ

سید میموریل فنڈ سیالکوٹ

اسماء گرامی چندہ دہندگان

(۱) جناب شیخ غلام حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس صہ

(۲) جناب شیخ میر بخش اینڈ سنز سیالکوٹ صدر صہ

(۳) جناب امتیاز حسن صاحب ڈاکٹر پلیگ افسر سیالکوٹ صدر . . . . عہ

(۴) جناب اسد اللہ جان صاحب ہیڈ کلرک محکمہ آبادی سرگودھا . . . . صہ

(۵) جناب شیخ مولا بخش صاحب ٹھیکیدار صدر بازار سیال کوٹ . . . . صہ

(۶) جناب شیخ غلام قادر صاحب اینڈ کو سوداگراں سیالکوٹ صدر . . . . صہ

(۷) جناب عبد الرحمن صاحب سپلائی ایجنٹ . . . . صہ

(۸) جناب کالے خان صاحب رئیس سیالکوٹ صدر . . . . صہ

(۹) جناب چودہری علی گوہر صاحب ایم۔ اے سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ . . . . عہ

میزان = صہ

منٹو روبی فنڈ

رسید چٹھی نمبر ۳۸۔ جس کا روپیہ جناب شیخ اصغر علی صاحب بی۔ اے۔ آئی سی ایس سشن جج سیال کوٹ نے اپنی جیب خاص سے عطا فرمایا۔

(۱) جناب شیخ اصغر علی صاحب بی اے سشن جج سیال کوٹ صہ

میزان = صہ

رسید چٹھی نمبر ۱۲ جس میں ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اسسٹنٹ سول سرجن سیال کوٹ و جناب چودہری علی گوہر صاحب ایم اے نے امداد دی۔ ہم ان بزرگان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں

اسمائے گرامی چندہ دہندگان

(۱) جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اسسٹنٹ سرجن بذات خود صہ

(۲) جناب امیر خان صاحب وغیرہ کمپونڈر شفاخانہ پولیس عکم

(۳) جناب منشی قطب الدین صاحب سب انسپکٹر پولیس عہ

(۴) جناب بابو رحیم بخش صاحب اسسٹنٹ جیل سیالکوٹ . . . . عہ

(۵) جناب منشی عطا محمد خان صاحب . . . . عہ

(۶) جناب منشی جان محمد و نظیر شاہ و نبی بخش صاحبان . . . . عہ

(۷) جناب لالہ جگت رام صاحب کمسریٹ ایجنٹ . . . . صہ

(۸) جناب لالہ رغبیر رام داس صاحب . . . . صہ

(۹) جناب لالہ نند گوپال صاحب پوسٹ ماسٹر سیال کوٹ . . . . عہ

(۱۰) معرفت جناب شاہنی رام صاحب سیالکوٹ . . . . صہ

میزان عہ

منجملہ رسید چٹھی نمبر ۳۵ جناب ماسٹر سید عبد اللہ شاہ صاحب معلم ایف اے سکاچ مشن کالج سیالکوٹ پسر سید میر حسن صاحب کی بہت مشکور ہے انہوں نے گذشتہ سال بھی دو رسید بہیاں مکمل کی تہیں۔ خداوند تعالےٰ اُن کی عمر میں برکت اور بہبودی دے۔

(۱) جناب منشی امیر حسن صاحب (زاہد) طالب علم سکاچ مشن کالج . . . . سے

(۲) جناب لالہ گوپال داس صاحب . . . . عہ

(۳) جناب محمد حشمت اللہ خان صاحب . . . . عہ

(۴) جناب بنت سید خورشید الحسن صاحب مرحوم . . . . عہ

(۵) از طرف سید خورشید الحسن صاحب . . . . عہ

(۶) جناب چودہری سابک علی صاحب (سابک) طالب علم اسلامیہ کالج . . . . عہ

(۷) جناب میاں فخر دین صاحب محلہ میانہ پورہ سیالکوٹ . . . . عہ

(۸) جناب میاں محمد شفیع صاحب پٹواری . . . . عہ

(۹) معلوم الاسم معرفت جناب شیخ عبد الغنی صاحب ٹھیکیدار گوشت مری . . . . عہ

میزان لعہ

راقم خاکسار مولوی امام الدین و عتیق اللہ گجرات پنجاب

کوائف حیدرآباد

دارالضرب سرکار عالی

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ مسٹر لنگلس مہتمم دارالضرب محصول رخصت ۶ ماہ ولایت تشریف لے گئے اور ان کا چارج مسٹر ڈونین مددگار فینانس نے لیا۔ مسٹر لنگلس کا پورا جائزہ نہ دنیا بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بعض حجروں کو مقفل اور بعض امور سے نتل اسسٹنٹ سیکرٹری کے سربستہ رکھا گیا۔ اس کے متعلق ملکی اخبارات مشیر دکن مخبر دکن۔ نیرآصفی۔ اور محبوب گزٹ وغیرہ نے بہت کچھ پکار کی مگر اسوقت کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ لیکن اب تبدیلی نتائج ظہور پذیر ہو رہے ہیں اور یورپین اہل کاروں کی کارستانیوں کا گل کھلے بغیر نہیں رہا۔ اس محکمہ کے افسر اعلی مسٹر واکر مصلح فینانس میں مسٹر موصوف کو نظام سٹیٹ میں بیش قرار یعنی قریب چار ہزار روپیہ ماہوار پر اس غرض سے لیا گیا۔ کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے ایک تجربہ کار اور وسیع معلومات کے عہدہ دار ہیں۔ ملک کے اخراجات کی اصلاح اور توفیر آمدنی کے ذرایع فراہم کرکے ملک کی حالت میں ایک نمایاں تغیر پیدا کردیگی اور ملک کو ان کی ذات سے خاطر خواہ فلاح و بہبود حاصل ہوگی۔ اور بیشمار مواجبات رک جائیگی۔ لیکن توقعات اور طرز عمل سے مسٹر موصوف کا وجود زیادہ تر کارآمد ثابت نہیں ہوا۔ کیونکہ ابتدا تو آپ نے جس قدر تخفیف کی تیز چھری غریب کم مواجب اہلکاروں اور دیسی ملازمین کی گردنوں پر چلائی انکی معاوضہ میں رقم تخفیف سے زاید کا اضافہ بڑے ماہوار داروں اور نئے عہدہ داروں کے تقرر سے پر کردیا گیا۔ اسکے بعد مختلف محکموں اور دفاتر میں اصلاح تقرر کے نام سے

ہمالہ المہام کیوں ہوئے کا باعث دراصل سرکار پر یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ کہا جاوے کہ تمام معاملات تقرر کی تجویز آپکے خیال کا نتیجہ ہیں تو یہ صحیح نہیں ہو سکتا. فنانشل سیکرٹری آپکی خدمت بہت اہم اور گرانقدر ہے اور آپکے اختیارات نہایت وسیع ہیں جو اقتدارات آپ کو حاصل ہیں. اور آپ ان کو استعمال کرتے ہیں. بعض اختیارات کسی ممبر کو کیا کسی معین المہام کو بھی حاصل نہیں ہیں. اور بلحاظ معین المہام فنانس ہونے کے آپکو اختیارات ہونا بھی چاہیئے تھا اور حاصل بھی ہیں. اور بایں لحاظ آپ کو ملک کے تمام محکموں اور مد فنانس سے تعلق ہے اور جملہ تحریکات آپکے ذریعہ پیش ہوتی ہیں. اور آپ کے توسط سے تمام اخراجات کی تجاویز اور تقررات اور وظائف وغیرہ اور جملہ اخراجات کی کاروائیاں بغرض منظوری مدار المہام بہادر کے یہاں پیش ہوتی ہیں ایسی تمام کاروائیوں میں آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ آپ ان کو بخوبی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال کر کے اپنی رائے کے ساتھ پیش کریں اور یہ بالعموم بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی رائیوں کو وقعت اور تجاویز کو بنظر استحسان دیکھا جاتا تھا. آجتک جس قدر تحریک کیگئی اور بار بار پیش کی گئی ان سب کو شرف قبولیت و منظوری حاصل ہوتا رہا. مدار المہام بہادر نے شاید ہی کبھی کسی رائے سے اختلاف کیا ہو جو رائے اور تجاویز مسٹر موصوف نے پیش کیں خواہ انتظامی ہوں یا مالی - وہ بعینہٖ منظور ہو گئیں. ایسی حالت میں مسٹر موصوف کو چاہیے کہ ہر ایک معاملہ جانچ پڑتال کر منظوری کے لئے پیش کیا کریں.

دارالضرب کی نسبت مسٹر انگلش کے رخصت لیتے ہی مختلف خبریں اڑنے لگیں اور اخبارات میں ریمارک لکھے اور کالم کے کالم سیاہ ہونے لگے اور بقول "تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا" کے مختلف افواہیں [illegible] تا انسداد کیا یقین کرنے کا موقع تھا کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہی. ورنہ ایسی گرم [illegible] بالآخر اس راز سربستہ کا پردہ فاش ہوا اور مسٹر فرامجی مددگار مہتمم دارالضرب معطل کئے گئے [illegible] صاحب دارالضرب کو بوقت مسٹر کابھی پر تبدیل کر دئے گئے ہیں. لیکن ان کے اوپر جو [illegible] کی فرد جرم ہے اسکے علاوہ فوطہ دار خزانہ وغیرہ تین اشخاص کا بھی معطل ہونا بیان کیا جاتا ہے مسٹر حیدری صاحب. صیغہ حسابات سرکار عالی کو تنقیح حسابات کا خیال مدنظر ہے. اور مسٹر [illegible] خاص طور سے تنقیح حسابات دارالضرب کے لئے متعین کئے گئے ہیں گو مسٹر حیدری صاحب یا مسٹر [illegible] کو فنانشل [illegible] سے خاص تعلق ہے اور اسوجہ سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ جس تنقیح حسابات کی [illegible] لیکن مسٹر حیدری ایک لائق اور متین و فہمیدہ عہدہ دار ہیں اور اسلئے امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فرائض کو کافی احتیاط و عمدگی کے ساتھ انجام دینگے اور گورنمنٹ کی خیراندیشی میں کوئی دقیقہ تنقیح کا فروگذاشت نہ کرینگے. تاکہ کسی کو آپ کی ڈیوٹی کے ادا کی نسبت نکتہ چینی اور بہانہ گیری کا موقع نہ ملے.

بعض کا خیال ہے کہ دارالضرب میں چالاکھ کا گھاٹا ہے اور کسی کا خیال ہے کہ اٹھارہ لاکھ کا اور کوئی اس سے بھی زیادہ بیان کرتا ہے. خواہ تعداد کچھ ہی ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ دارالضرب کے [illegible] بہت کچھ پیچیدہ ہیں. اور تاوقتیکہ کافی طور سے باضابطہ اسکی دریافت نہ کی جائیگی بہ عن عن حالات کے انکشاف کی امید نہیں ہو سکتی.

مسٹر انگلش مہتمم دارالضرب ہنوز رخصت پر ہیں. اور بیان کیا جاتا ہے کہ توسیع رخصت کی درخواست آئی ہے لیکن مسٹر ملکر نے رخصت مستدعیہ منظور نہیں کی اور ان کو جلد حاضر ہونے کا حکم دیا ہے. (راقم نامہ نگار)

مرزا صاحب قادیانی پر میری مباہلہ کا اثر

ناظرین آگاہ ہوں گے کہ مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجھکو مباہلہ کرنیکے لئے بلایا تھا جسکے جواب میں میں نے کہا تھا کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں. مگر یہ بتلا دیجئے کہ اس مباہلہ کا اثر کیا ہوگا. آپ کا دعوے ہے کہ میں جسکے حق میں بد دعا کروں میری دعا قبول ہوتی ہے مجھ کو خدا نے کہا ہے "جو تیرا [illegible]"

پس آپ خیال کیجئے کہ آپکے اس الہام کا پتہ حاصل کریں اور مجھ کو بتلا دیں کہ اگر میں آپکے ساتھ مقابلہ میں جھوٹے پر لعنت کر دوں یعنے مباہلہ کروں تو مجھ پر کیا اثر ہوگا. ایسا نہ ہو کہ مجھ کو کبھی زکام ہو جائے تو آپ جھٹ کہ اس کو اپنے مباہلہ کا اثر بنا لیں. اس لئے بغرض تصفیہ اسکی تعیین پہلے ہی ہو جائے تو بہتر ہے اس معقول سوال کے جواب میں مرزا جی نے ایک گہری چال نکالی ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا جس کا عنوان تھا "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" یہ اشتہار معہ جواب ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں درج ہوا. اسمیں مرزا جی نے میرے ساتھ فیصلہ کی دعا کی تھی کہ خداوند ہم (مرزا صاحب اور خاکسار) میں سے جھوٹے کو سچے کی زندگی میں موت دے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو. مبتلا کرے. ہر چند یہ خاکسار نہ الہامی ہے. نہ الہامی کا بیٹا نہ الہامی کا باپ. مگر ایک سچے الہامی بلکہ الہامیوں کے سردار. فداہ روحی کے الہام کا مبلغ (پہنچانے والا) ہوں. اسلئے غیرت خداوندی نے مرزا جی کی یہ دعا بھی پوری کر ڈالی جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا جی کا ایک لڑکا جسکی ابھی چند روز ہوئے بہ ارمان کتخدائی ہوئی تھی. اور مرزا جی کا گھر ایک عشرت کدہ بنا تھا وہی لڑکا ۱۶ ستمبر کو فوت ہو کر مرزا جی کو ہمیشہ کے لئے داغ جدائی دے گیا. (دیکھو اخبار بدر ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء) کون نہیں جانتا کہ اولاد لخت جگر ہے جسکی موت گو والدین پر حقیقی موت نہ آئے لیکن موت کے برابر مصیبت تو ہوتی ہے. اسی لئے کسی اہل دل نے کہا ہے ع

خدا کسی کا کسی سے غرض حبیب نہ ہو یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

اس مصیبت میں مرزا جی کے غم کا اندازہ خود ان کی تقریر مندرجہ الحکم ۲۴ ستمبر سے مترشح ہوتا ہے. اگرچہ مرزا جی نے بڑی ہوشیاری سے اس غم کو دبانا چاہا تھا مگر آخر طبعی امر کسی طرح ٹل نہیں سکتا. چنانچہ فرماتے ہیں: "کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلا کا زمانہ آیا ہے. بلکہ ابتدا سے سب نبیوں پر آتا رہا ہے حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا جب فوت ہوا تھا. تو کیا انہیں غم نہیں ہوا تھا؟ - ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے آخر بشریت ہوتی ہے غم کا پیدا ہونا ضروری ہے."

ناظرین میں سے اکثر واقف کار صاحبان کو یاد ہوگا کہ جن دنوں مرزا جی نے عبد اللہ آتھم کی موت کی پیشینگوئی کی تھی اور وہ وقت پر نہ مرا تھا. مگر اسکی مدت میں ایک یوروپین پادری مر گیا تھا. تو مرزا جی نے اس یوروپین پادری کے مرنے کو آتھم کے مرنے کے قائم مقام بنا لیا تھا. (دیکھو انوار الاسلام مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۲) حالانکہ وہ پادری آتھم کا نہ تو باپ تھا نہ بیٹا نہ کوئی اور رشتہ دار قریبی. بلکہ وہ یوروپین تھا. اور آتھم پنجابی لیکن محض اتحاد مذہبی کے لحاظ سے مرزا جی نے اس کے مرنے سے اپنی پیشینگوئی کو صادق کرنے کی کوشش کی تھی. تو کیا اب کوئی دانا اس سے انکار کریگا. کہ میرے مقابلہ پر گو مرزا جی کو ہنوز موت نہیں آئی لیکن بیٹے کے مرنے سے موت کے برابر مصیبت تو ضرور آئی ہے. جن لوگوں کو جوان اولاد (خصوصاً ایسی اولاد) کے مرنے کا صدمہ کبھی پہنچا ہو جسکی شادی کو صرف سولہ روز ہی گذرے ہوں. تو وہ ہمارے دعوے کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ مرزا جی کو گو موت نہ آئی. مگر موت کے برابر مصیبت تو ضرور ان پر آئی ہے

اس واقعہ کے ہولناک ہونے اور مرزا جی پر موت کے برابر مصیبت پڑنے کا ثبوت خود ان باتوں سے ملتا ہے جو مرزا جی اور ان کے مرید اس غم کو غلط کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں چنانچہ بدر کا خوش عقیدت ایڈیٹر لکھتا ہے "اس میں شک نہیں کہ بعض نادان دشمن اسپر خوشیاں منائینگے. لیکن ان کی خوشیاں منانا بھی مومنین کے واسطے ایک نشان ہے. کیونکہ خدا تعالیٰ نے آج سے پیشتر قبل اس امر کی خبر دیدی تھی کہ اس لڑکے کے فوت ہونے پر دشمنوں کو خوشی سے اچھلنے کا موقع ملیگا مگر جس قدر وہ خوشی کرینگے اسی قدر اپنے ہاتھوں سے اس پیشینگوئی کو پورا کرینگے. اور ساتھ ہی چند سطور بطور شہادت اخبار بدر سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں. ایک وہ الہام ہے جو نبی لغوں کی خوشی کو ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ ہے. الہام الٰہی دشمن کا بھی ایک وار نکلا وتلک الایام نداولھا بین الناس

انجمن بہبود مسلمانانِ دہلی

۲۱ اکتوبر ۱۹۰۷ع کو انجمن بہبود مسلمانان کا ایک عظیم الشان جلسہ مدرسہ طبیہ میں منعقد ہوا اس جلسہ کی نسبت اکثر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ گذشتہ پچاس سالوں میں اسوائے کانفرنس کے کوئی ایسا اسلامی شاندار جلسہ نہیں ہوا۔

تمام عمائد رؤسا۔ تجار اور تعلیم یافتہ مسلمان شریک جلسہ تھے سب سے بڑی خوشی اور باعث فخر انجمن کے واسطے یہ امر تھا کہ اس جلسہ میں فخر قوم عالی جناب نواب وقار الملک بہادر رونق افروز تھے جو اتفاق سے کسی روز دہلی میں تشریف لے آئے تھے۔ اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی تھی کہ ایک ایسا جلسہ جسمیں فخر سند سلطان الحکما حکیم محمد اجمل خان صاحب پریسیڈنٹ اور سچے ہی خواہ ملت عالیجناب شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا لیکچرار ہوں۔ شاندار نہ ہو۔ ٹھیک سوا ۲ بجے کا جلسہ شروع ہوا۔ بہ تحریک خان بہادر نواب غلام محمد حسن خان صاحب مجسٹریٹ و تائید نواب مرزا اکبر علی خان صاحب رئیس دہلی سلطان الحکما حکیم محمد اجمل خان صاحب رئیس دہلی کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔

مولوی سعد الدین حمید صاحب وکیل نے مختصر الفاظ میں انجمن کے مقاصد و اغراض بیان فرمائے۔ اسکے بعد نواب سراج الدین احمد خان صاحب سائل نے اپنی قومی نظم سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ بعدازاں عالی جناب فخر قوم شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے مسلمانان ہند کے مستقبل پر ایک عجب لیکچر دیا جو دوسری ڈاک میں جناب کو موصول ہوگا۔

بعد مسلمانان ہند کے محترم لیڈر و بزرگ عالی جناب نواب وقار الملک بہادر نے حسب ذیل تقریر کی

تقریر نواب وقار الملک بہادر

اس جلسہ میں شریک ہونے سے مجھے نہایت مسرت ہے۔ میں آج ہی یہاں آیا ہوں۔ اور آج ہی مجھے اس جلسہ کی خبر معلوم ہوئی۔ اس حالت میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ نواب سراج الدین احمد خان صاحب سائل نے نظم میں اظہار معذرت کیا ہے مجھے نظم کا ملکہ نہیں۔ اسلئے میں نثر میں تمدن کر سکتا ہوں۔

حضرات! اسوقت مسلمانوں کے مستقبل کی نسبت ہمارے قدیمی دوست شیخ عبدالقادر صاحب نے نہایت عمدہ خیالات ظاہر کئے ہیں بیشک یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے مستقبل کی کامیابی بالکل ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے سامنے بہت سے پیچیدہ مسائل ہیں منجملہ ان کے ایک مسئلہ تعلیم ہے واقعی اعلےٰ تعلیم نہایت ضروری اور مفید ہے لیکن اس مسئلہ کے نہایت وسیع پہلوؤں پر غور کرنیکی ضرورت ہے۔ اعلیٰ تعلیم کا یہ مدعا ہونا چاہئیے کہ طلبا بی۔ اے۔ ایم۔ اے کی ڈگریاں لینے کے بعد صرف سرکاری ملازمت کو اپنا مقصد سمجھیں۔ اگرچہ پولیٹیکل نقطہ نظر سے سرکاری ملازمت میں مسلمانوں کو اپنا واجبی حصہ ضرور لینا چاہئیے مگر بالکل یہی کام ہو رہنا یہ مناسب نہیں آزادی کی نسبت تعلیم یافتہ بہت کچھ شغف ظاہر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر موقع پر جبکہ ان کے ساتھ کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو وہ کہدیتے ہیں۔ کیا آزادی رائے پر قید لگائی جاتی ہے لیکن وہی آزادی کے شیدا سرکاری ملازمت کی دھن میں اپنی آزادی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں حالانکہ انہیں سمجھنا چاہئیے کہ سرکاری ملازمت کرنے کے بعد ان کی آزادی محدود ہو جائیگی۔ اور وہ کسی پولیٹیکل معاملہ میں جسے ان کی قوم کی بہبودی سے تعلق ہو شریک نہ ہو سکینگے۔ میں ملازمت کی حالت سے بخوبی واقف ہوں۔ بہت کم لوگ ہیں جن کو نسل میرے ملازمت میں کامیابی ہوئی ہو۔ اور کسے معاش کے اس صیغہ کا میرے برابر مفصل علم ہو۔ ملازمت کی حالت میں شخص کو اسکے درجہ اور اسکے پوزیشن کے لحاظ سے جو تنخواہ ملتی ہے وہ مشکل سے اسکے ان اخراجات کو کافی ہوتی ہے جو اس حیثیت کے اعتبار سے ناگزیر ہوا کرتے ہیں۔

البتہ دولت تجارت سے جمع ہو سکتی ہے مگر اسطرح پر روپیہ جمع کرنا گویا جہنم کا ایندھن بنانا ہے ایسے شخص ہیں جو کہ ڈاکہ ڈال کر یا لوٹ مار کر روپیہ جمع کرتے ہیں کچھ فرق نہیں ہے اسلئے ہماری تعلیمی کوششوں کا غایتہ المقصود صرف ملازمت کی آرزو ہرگز نہ ہو بلکہ تجارت وصنعت وحرفت بھی مقدم مقاصد ہوں۔ انہی سے قومی ترقی۔ قومی خوشحالی اور مستقبل کی کامیابی کا آغاز ہو سکتا ہے۔

موجودہ اعلیٰ تعلیم میں فی نفسہ کچھ نقائص بھی ہیں اور ان کی اصلاح کی نہایت ضرورت ہے طلبا یونیورسٹیوں کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اس میں ان کے دل و دماغ پر ناقابل برداشت بار پڑتا ہے طالب علم کے لئے اگر چار مضمون ہوں اور وہ تین میں پاس اور ایک میں فیل ہو تو اُسے فیل کر دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ برداشت سے زیادہ محنت پر مجبور ہوتا ہے۔ اور اس مشقت سے اُسے کامیابی بڑی بھاری قیمت اور قربانی دیکر حاصل کرنی پڑتی ہے۔ بہت کم طالب علم ہیں جو بی۔ اے اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرکے تندرستی سلامت لیکر آتے ہوں۔ یونیورسٹیوں کے موجودہ نصاب سے اعلیٰ کیریکٹر پیدا ہونا نہایت مشکل ہے یہ تو واقعہ ہے کہ ہمارے طلبا پر اعلیٰ تعلیم کے بعد مذہب کی صداقت اور نیکی کا وہ جوش نظر نہیں آتا جو ہم مسلمانوں میں چاہئیے۔ نوجوان طلبا اس صاف گوئی پر مجھے معاف کریں مگر میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو کچھ عرض کیا یہ بالکل صحیح ہے۔

پس ان خرابیوں کے انسداد اور نقائص کی اصلاح کے لئے ہمیں قومی تعلیم کا مسئلہ حل کرنا چاہئیے میرے نزدیک اول ہمیں اپنے علوم اور اپنے مذہب کی تعلیم دینی چاہئیے جس سے طلبا میں اعلےٰ کیریکٹر پیدا ہو۔ اور مذہب کی پابندی انہیں قرون اولےٰ کے مسلمانوں کی طرح معزز و ممتاز بنائے۔ پھر علوم عصریہ کی مادری زبان میں تعلیم دینی چاہئیے مغربی زبانوں میں انگریزی بلکہ جرمنی۔ فرانسیسی بھی سکھائی چاہئیے۔ مگر اس حد تک کہ زبان آ جائے۔ اسطرح پر بہت تھوڑے وقت اور تھوڑی محنت سے تعلیم کی غایت حاصل ہو سکیگی۔ دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے

اشتہار میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی دوسہان دیوالی ۴ نومبر ۱۹۰۷ع سے شروع ہو کر ۱۱ نومبر ۱۹۰۷ع تک امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اسلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ الیکہزار چار سو پچاس) روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے دیا جاویگا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ جو گھوڑوں کو انعام دیا جاتا تھا۔ وہ میلہ دیوالی پر تقسیم نہیں ہوگا۔ بلکہ آئندہ میلہ بیساکھی ۱۹۰۸ع پر زیادہ انعام تقسیم کیا جاویگا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیج کر منگوا لے۔ مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں۔ ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے۔ مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنی ۷۔ ۸۔ ۹ نومبر ۱۹۰۷ع کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوھ کر وزن کیا جاویگا۔ اور میلہ ہذا میں بھی حسب دستور سابق اس موقعہ پر ہوگا سفروخت اپنی بیا ایک روپیہ فی صدی اور فی راس مویشی ۳ محصول لیا جاویگا۔ واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند موصولی قیمت کی رہیگی۔ تاریخ تشخیص انعام مویشی ۹ نومبر ۱۹۰۷ع کو ہوگی اور انعام ۱۱ نومبر ۱۹۰۷ع کو تقسیم کیا جاویگا (نوٹ (۱)) واضح ہو کہ جو مال منڈی سے بلا فروخت واپس جاویگا اسکے واسطے پرچہ واپسی نہیں دیا جاویگا۔ اور نہ بوقت واپسی مال کے کسی طرح کی رکاوٹ ہوگی (۲) فیس داخلہ انعام مویشی بجائے ایک روپیہ کے چار آنہ لیا جاویگا۔ دستخط صاحب سیکرٹری بہادر میونسپل کمیٹی امرتسر۔

کڑوا کالم

سیر و گلگشت

تعریف سید نوشہ علی میرے بہت پرانے دوست ہیں ہماری رفاقت کو تیسرا جگ ہی سمجھیے ان سے سدا اتنی ہے۔ جن میں ان کی باتیں مجسم دار ہوتی ہیں۔ اور مہمان نوازی کا ایک شرلنزہ آتا ہے۔ تمہیں ایسے لوگ تو بکثرت ملینگے جو زیادہ بکواس اور دخل درمعقولات کو ناپسند کرتے ہیں مگر مجھے خوش نصیبی سے یا بدنصیبی سے بولنا ہی ناگوار ہے تاہم نوشہ کو میں خاموش نہیں دیکھ سکتا۔ خود چھیڑ دیتا ہوں۔ سیر و شکار میں۔ ہمیشہ دعوتوں اور جلسوں میں اکثر ساتھ رہتے ہیں۔ میری طرح انکو بھی جہاں گردی کی دھن ہے ... دربارہ اکٹھا سفر کیا ہے۔ آج کل ہم دری پہاڑ پر ہیں۔ میانہ قد۔ دوہرا بدن۔ گندمی رنگ۔ داڑھی اور سر کے بال ایڈورڈ فیشن کے لیے ہوئے گہرے سیاہ۔ پیشانی کشادہ اور اونچی۔ ہونٹوں پر تبسم۔ آنکھیں بڑی اور روشن پتلیوں سے ایک طرح کا تجسس اور تواضع ٹپکتی ہے۔ گویا ہر شخص کی احتیاج اور ضرورت کو ڈھونڈھتی ہیں۔ اور محسوسات کی حقیقت کو تلاش کرتی ہیں۔ چہرہ گول اور گورا ابھرا ہوا۔ ناک اونچی دیکھنے کی چونچ سے مشابہ۔ لانبے ہاتھ جو گھٹنوں تک پہنچتے ہیں۔ سید نوشہ علی لباس میں انگریزی وضع کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے اکثر تعلیم یافتہ نوجوانوں کی طرح ہندوستانی وضع سے بیزار بھی نہیں ہیں۔ گرمی کے شروع اور برسات کے وسط میں میں نے اکثر ان کو ہندوستانی لباس میں دیکھا ہے لکھنؤ کی چکن کا سادہ چکن یا باریک ململ کا چھ کلی اونچی چولی کا انگا جس کی آستینوں میں۔ چولی اور گریبان میں تیلی بیل ٹنکی ہے۔ چوڑی موہری کا لٹھہ کا پاجامہ بے سلائی کی سیاہ یا ہلکے شربتی رنگ کی سادہ جرابیں لال نری کا ایک نوکیلا سلیم شاہی جوتا جیب کے نیچے ... سون کا ایک خوبصورت پھول لٹکا ہے۔ مگر یہ دو تین مہینے کی بہار ہے۔ سال کے نو دس مہینے نوشہ کے جسم پر انگریزی لباس کا قبضہ رہتا ہے۔ بردن لیبد ہلکا شربتی جراب کے خوبصورت سڈول بوٹ پر ایک سیدھا خوش قطع پتلون جسم پر کبھی تین ٹی کا سادہ ڈچ اک کا کوٹ۔ اور کبھی مرکش فیشن کا کوٹ ہے جو ایک طرف گھٹنوں سے کچھ اوپر پہنچ کے رہتا ہے اور دوسری طرف ایک آدھ بالشت نیچے کا لرکا تھوڑا سا بالائی حصہ کھلا چھوڑ کے ختم ہو جاتا ہے۔ اسکے ساتھ کبھی چوڑی موہری برجس (بریچز) نائٹ کوٹ۔ کبھی چھوٹا کوٹ۔ کبھی فراک کوٹ۔ الغرض ہر دوسرے روز تم ان کو نئی وضع میں دیکھو گے۔

ان کے بکس میں تین چار سوٹ سے زیادہ نہ ملینگے مگر انہی کو ادل بدل کر کچھ ایسی ترتیب دیتے رہتے ہیں کہ نیا سوٹ معلوم ہوتا ہے۔ نوشہ کو لباس کا بڑا شوق ہے۔ جسم خانہ زیب۔ مذاق سلیم اور سادہ طبیعت کفایت شعار۔ نہ یہ کہ سیاہ کشمیرے کے پتلون پر سفید دھاری دار فلالین کا کوٹ ہے۔ اور نہ یہ کہ سر سے پیر تک پیرس فیشن کا بڑا تکلف سوٹ پہن کر لقا کبوتر کی طرح اکڑے ہوئے گردن کو مڑنے نہیں دیتے۔ منہ پھیر کے دیکھ نہیں سکتے۔ آنکھوں کی گردش سے کام لیتے ہیں۔ بابا بالک خوش رنگ ریشمی رومال جیب سے نکل کر ناک تک پہنچتا ہے۔ اور خالی تھنے دو الو زدوں کی طرح مارا مار سمجھتے ہیں۔ اسکے خلاف نوشہ کہا کرتے ہیں کہ تم آٹھ گز کا کپڑا خرید و۔ مگر درزی کو ایک روپیہ سلائی اور دھوبی کو دو روپیہ دھلائی دو۔ تو وہی کپڑا جسم پر چار روپے گز کا معلوم ہوگا۔ اور اگر چار روپے گز کا کپڑا خرید کر دو روپے سلائی اور ایک روپیہ دھلائی دو گے تو کپڑا آٹھ آنے گز کا رہ جائیگا۔

سید نوشہ علی اوقات اور وضع کے سخت پابند ہیں۔ ستہ ضروریہ کا بڑا لحاظ کرتے ہیں خطوط نویسی ان کے ہاں ہفتہ اتوار کے پہلے حصہ میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ شاید بمبئی کے سفر میں اتوار ریل میں واقع ہوا۔ تو نوشہ اپنا بکس کھول کر بے تکلف خط لکھنے بیٹھ گئے مسوری میں بھی ہمیں تیسرا مہینہ ہے کیملز بیک روڈ (لاذھہ کی ٹھنڈی والی سڑک) ہمارا خاص تفریح گاہ ہے۔ مینہ ہو یا آندھی سردی ہو یا گرمی۔ نوشہ تمہیں اس سڑک پر سات اور نو بجے صبح کے درمیان ضرور ملینگے۔ مسوری بھر میں اس سے زیادہ خوشنما اور دلفریب اور کوئی سڑک نہیں۔ یہاں عجائبات قدرت کا بڑا ذخیرہ ہے۔ ہر گھوم جائیے خود ایک مقام خود رفتگی ہے۔ مسوری اگر گلزار ارم اور گلستان قدرت ہے تو یہ اسکی روش ہے جو ایک طرف ہیبتناک کھڈوں کو اور دوسری طرف کیملز بیک کی اونچی نیچی چوٹیوں کو ساتھ لیے ہوئے قریباً دو میل پر منبسط ہے۔ کبھی فرصت ہوئی اور دل میں از خود موج آئی تو ان عجائب خانہ قدرت کا جائزہ لونگا

نوشہ کو قدم ملا کر چلنے کی خاص عادت ہے۔ پرسوں ہم اسی طرح خراماں خراماں چلے جاتے تھے۔ نظریں نعمدین ... اور مخملی فرشوں پر گردش کرتی پھرتی تھیں۔ دلوں میں ولولے۔ مگر لبوں پر مہر سکوت تھی ہر ایک اپنی الگ سوچ رہا تھا۔ طرز خیال ضرور جدا جدا تھا۔ مگر مرکز خیال ایک تھا یعنے فطرت اللہ اتنے میں کیملز بیک کے ایک پہلو سے یکبیک ایک غول نکلا۔ ان کے بے محابا شور اور بے ترتیب باریک اور موٹی بلند اور آہستہ مگر کھردری آوازوں سے ہم چونک پڑے۔ اور اس قدر حیرت زدہ بلکہ مرعوب ہوئے کہ گویا ہرن چوکڑی بھول گیا۔ جلدی سے سڑک کے اوپر کی جانب ہو کر اور لکڑی کے جنگلے سے لگ کے تماشہ دیکھنے لگے مجھ قطعاً یہ دھوکا ہوا کہ یہ کوئی پولیس کی دوڑ ہے جو کسی کی تلاشی لینے جاتی ہے۔ مگر پھر خیال آیا کہ دوڑ تو خاموش جایا کرتی ہے۔ اس غول میں چھ سات آدمی تھے۔ وضع قطع سے تعلیم یافتہ اور کسی دفتر کے کلارک معلوم ہوتے تھے۔ بعض کے سروں پر دوپٹے تھے۔ اور بعض فلٹ کیپ اوڑھے ہوئے تھے کچھ لفظ جو کان میں پڑے ان سے معلوم ہوتا تھا کہ آفس یا پالیٹکس پر بحث ہو رہی تھی۔ کچھ پیشتر ملوں اور خانوں کا ذکر تھا یعنی افسروں کا حوالہ تھا۔ اور شہر ( ) کے حکم کا تذکرہ تھا ہم دونوں قریب کے ایک بنچ پر بیٹھ گئے اور دیر تک اسی سوسائیٹی کی حالت پر افسوس کرتے رہے کہ ہم لوگوں کو سیر و تفریح جیسا آسان کام بھی نہیں آتا۔ اگر یہی غول دو دو میں تقسیم ہو کر آگے پیچھے ادھر ادھر منتشر ہو جاتا اور میانہ روی کے ساتھ آہستہ باتیں کرتا چلتا۔ تو کم سے کم دوسروں کو ناگوار تو معلوم نہ ہوتا۔ ایسے موقعوں پر سیر و تفریح کرنے کا لطف یہ ہے کہ زبان اور آنکھ دونوں سے کام لیں۔ اور کوشش کریں کہ دن بھر کی محنت مشقت سے جو ایک طرح کا ملال پیدا ہو جاتا ہے اسکو رفع کریں۔ میرا خیال ہے کہ یہ جو ملک میں ایک جدید فرقہ پیدا ہو جاتا ہے جس کو "کلارک" اور "بابو" سے موسوم کرتے ہیں۔ ان میں ہر چند کہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ مگر سوشیل نظر میں یہ گروہ اس درجہ بے وقعت ہو جاتا ہے کہ گویا انسانوں کے طبقہ میں کچھ وجود ہی نہیں رکھتا۔ ان کو دن رات دفتر کی باتوں کے سوا اور کوئی شغلہ نہیں۔ کام تو یہ صرف ۶ - یا ۸ گھنٹے کرتے ہیں۔ لیکن اس کام پر گھنٹوں شاید دس بارہ گھنٹے ریکارک کرتے ہیں۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ خواب میں بھی ان کو یہی باتیں سوجھتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں سرکاری ملازموں کا دل و دماغ بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔ اور کوئی وقیع رہنمایانہ کام دنیا میں اور سوسائیٹی میں پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ سچ پوچھو تو انہیں اپنے طبقہ میں بھی درجہ قبول حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ مشین کی طرح۔ کاریگر کے اوزار کی طرح بجنس ہو کر خوب کام کر سکتے ہیں "راقم قدسی"

نقشہ اوقات سحری و افطار ماہ رمضان المبارک

مطابق افق شہر امرتسر ۳۱ درجہ ۳۷ دقیقہ عرض شمالی ۷۴ درجہ ۵۵ دقیقہ طول شرقی

تاریخ انگریزی	تاریخ رمضان	وقت طلوع نجم سادۃ ۵ بج کر منٹ	سیکنڈ	وقت نصف النہار ۱۲ بج کر منٹ	سیکنڈ	وقت افطار صوم و اذان مغرب گھنٹہ	منٹ	سیکنڈ
۹	یکم	۷	۳۰	۱۷	۵۸	۶	۱۳	۱۷
۱۰	۲	۸	۹	۱۷	۴۲	۶	۱۱	۵
۱۱	۳	۸	۴۸	۱۷	۲۶	۶	۹	۵۳
۱۲	۴	۹	۲۶	۱۷	۱۰	۶	۸	۴۱
۱۳	۵	۱۰	۵	۱۶	۵۵	۶	۷	۳۱
۱۴	۶	۱۰	۴۴	۱۶	۴۰	۶	۶	۲۲
۱۵	۷	۱۱	۲۳	۱۶	۲۶	۶	۵	۱۳
۱۶	۸	۱۲	۳	۱۶	۱۳	۶	۴	۵
۱۷	۹	۱۲	۴۲	۱۶	۰	۶	۲	۵۷
۱۸	۱۰	۱۳	۲۱	۱۵	۴۷	۶	۱	۴۹
۱۹	۱۱	۱۴	۱	۱۵	۳۶	۶	۰	۴۱
۲۰	۱۲	۱۴	۴۱	۱۵	۲۵	۵	۵۹	۲۸
۲۱	۱۳	۱۵	۲۱	۱۵	۱۴	۵	۵۸	۲۹
۲۲	۱۴	۱۶	۱	۱۵	۴	۵	۵۷	۲۴
۲۳	۱۵	۱۶	۴۱	۱۴	۵۵	۵	۵۶	۲۰
۲۴	۱۶	۱۷	۲۱	۱۴	۴۶	۵	۵۵	۱۸
۲۵	۱۷	۱۸	۲	۱۴	۳۸	۵	۵۴	۱۶
۲۶	۱۸	۱۸	۴۳	۱۴	۳۱	۵	۵۳	۱۵
۲۷	۱۹	۱۹	۲۴	۱۴	۲۵	۵	۵۲	۱۶
۲۸	۲۰	۲۰	۵	۱۴	۱۹	۵	۵۱	۱۷
۲۹	۲۱	۲۰	۴۶	۱۴	۱۴	۵	۵۰	۱۹
۳۰	۲۲	۲۱	۲۸	۱۴	۱۰	۵	۴۹	۲۳
۳۱	۲۳	۲۲	۱۰	۱۴	۶	۵	۴۸	۲۸
یکم نومبر	۲۴	۲۲	۵۲	۱۴	۳	۵	۴۷	۳۳
۲	۲۵	۲۳	۳۴	۱۴	۱	۵	۴۶	۴۰
۳	۲۶	۲۴	۱۶	۱۴	۰	۵	۴۵	۴۸
۴	۲۷	۲۴	۵۹	۱۳	۵۹	۵	۴۴	۵۷
۵	۲۸	۲۵	۴۲	۱۴	۰	۵	۴۴	۸
۶	۲۹	۲۶	۲۵	۱۴	۱	۵	۴۳	۲۰
۷	۳۰	۲۷	۱۶	۱۴	۳	۵	۴۲	۳۳

(ریمارکس) - ۱- یہ اوقات ریلوے ٹائم کے مطابق ہیں (۲) شہر امرتسر کی دھوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت ہو تو جب گھڑی کا وقت نصف النہار مندرجہ نقشہ کے مطابق کر لینا چاہیئے اس طرح پر جب گھڑی کا وقت ریلوے ٹائم کے مطابق ہو جائیگا یا شام کے چھ بجے تار کے ٹائم کے ساتھ گھڑی کا وقت درست کر لینا چاہیئے۔

الراقم عبدالرحمن وکیل سرکار پٹیالہ مجسٹریٹ نہر جمن غربی مقام نروانہ

اسلامی دنیا

۵ اکتوبر کا تار ہے کہ علم نہار اور الشیر سلطان مراکش میں مولائے حفید کی سپاہ میں آملے ہیں۔ اپنے ہمراہیوں کو مسلح کرنے کے لئے اُنکے پاس کافی ہتھیار نہ تھے۔ گورنر مزاغان نے جونگی خانہ سے کچھ ہتھیار لے کر اُنکے روانہ کئے ہیں۔

پیرس کے سوشیلسٹوں نے ۵ اکتوبر کو ایک جلسہ منعقد کر کے فرانس کی پالیسی متعلقہ مراکو پر سخت ناراضی ظاہر کی کیونکہ اُن کے خیال میں اس سے جرمنی ایک عام یورپین جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیگی۔

مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار طنجہ سے لکھتا ہے کہ رسولی نے سابقہ شرائط میں ترمیم کر کے سر ہیری میکلین کی رہائی اس شرط پر منظور کی ہے کہ انگریز اسے اور اسکے اہل و عیال کو حفاظت دیں اور ۲۰ ہزار پونڈ ادا کریں۔ برٹش گورنمنٹ ان شرائط کو اس شرط پر منظور کیا ہے کہ سلطان مراکو ۲۰ ہزار پونڈ واپس دینے کا ذمہ اٹھائے۔

فرانسیسی منسٹر ایم رگنالٹ اور جنرل لیاٹی مقام رباط میں جہاز سے اترے اور تند ہوا چلنے کی وجہ سے بمشکل کنارہ پر پہنچے سلطان عبدالعزیز شہر میں سے گذر کر اُن کی ملاقات کو گیا۔

مولائے حفید کے سفیر اس غرض سے لنڈن گئے ہیں کہ اُسے سلطان مراکو تسلیم کیا جائے۔ وہ سفرائے جرمنی و اٹلی متعینہ لنڈن سے بھی ملاقات کرینگے۔

اوزان الجیریا میں طاعون کے دو واردات ہو گئے۔

مقدونیہ میں بلغاری جتھے یونانی دیہات پر متواتر حملے کر رہے ہیں۔ جس سے پایہ تخت یونان میں بہت گھبراہٹ پھیل رہی ہے۔

میجر سید حسن بلگرامی ایم ڈی سابق متعلقہ انڈین میڈیکل سروس جنہوں نے جزائر برطانیہ میں سکونت اختیار کر لی ہے وسط ماہ اگست میں انگلستان سے روانہ ہوئے اور ہسپانیہ اور مصر کی سیاحت کے بعد اوایل نومبر میں بمبئی پہنچنے والے ہیں۔ ان کا ارادہ ہندوستان میں چند ماہ قیام کرنے کا ہے۔ اور امید ہے کہ اس عرصہ میں حیدرآباد و کلکتہ علی گڑھ اور پنجاب تشریف لے جائینگے۔

طہران میں عوام الناس اور ممبران پارلیمنٹ کو اس امر کا یقین ہے کہ ٹرکی اور ایران کا موجودہ سرحدی تنازعہ عارف الدولہ پرنس مرزا رضا خان ایرانی سفیر متعینہ باب عالی کا پیدا کیا ہوا ہے۔

مدراس ۸ ماہ حال کو قسمت میرٹھ کے سربرآوردہ امراء و رؤساء اہل اسلام کا ایک عام جلسہ علیگڈھ میں بصدارت نواب ممتاز الدولہ سر فیاض علی خاں کے سی آئی ای رئیس پہاسو ان کے مکان پر منعقد ہوا۔ اور باتفاق رائے حضور وایسرائے و صاحب وزیر ہند کے لئے شکریہ کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ اُنہوں نے اکتوبر ۱۹۰۶ء کے محمڈن ڈیپوٹیشن کی معروضات پر توجہ مبذول فرما کر بعض لیجسلیٹو کونسل و دیگر کونسلوں میں مسلمانوں کی علیحدہ قایم مقامی حیثیت کو تسلیم کر لیا ہے جیسا کہ گورنمنٹ کے حال کے مراسلہ سے ظاہر ہوتا ہے ریزولیوشن میں اس امر کا بھی ذکر تھا کہ ہم نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کو ممبر انڈیا کونسل مقرر فرمانے پر بھی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں (جنہیں ہم ہر طرح سے قابل اعتماد سمجھتے ہیں)

گذشتہ ہفتہ کے روز مولوی رفیع الدین احمد صاحب نے مقام نا سک مسلمانوں کے ایک عظیم جلسہ میں لیکچر دیا۔ اور مسلمانوں کو لیاقت حسین جیسے اشخاص کی پیروی کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ نہ تو گورنمنٹ کی خلاف کسی قسم کی بیہودہ شورش کرنی چاہیئے اور نہ شورش پسندوں کے ساتھ اس قسم کی تحریکوں میں شریک ہونا چاہیئے۔

اخیر میں بالاتفاق رائے ایک مقامی محمڈن ایسوسی ایشن قائم کرنے اور اسے پراونشل مسلم لیگ سے ملحق کرنے کا ریزولیوشن پاس ہوا۔

افسوس کہ سرحد کے ایک مشہور سلمان خان بہادر ابراہیم علی خان رئیس مردان کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم نہایت خلیق اور ملنسار تھے اور تمام دیسی اور یورپین ان کی یکساں عزت کرتے تھے۔

علامہ شیخ طنطاوی جوہری نے جو قاہرہ (مصر) کے مدرسہ خدیویہ میں عربی زبان کے پروفیسر ہیں۔ ایک کتاب اس مضمون کی تصنیف کی ہے۔ کہ مذہب اسلام ترقی اور تمدن کا سرچشمہ ہے اور علوم جدیدہ سے کامل مطابقت رکھتا ہے۔ اس کا نام تاج مرصع ہے اس کی ایک جلد میکاڈو شاہ جاپان کی خدمت میں بھیجی گئی ہے۔ روسی مسلمانوں نے اس کتاب کا ترجمہ ترکی زبان میں مقام اورینبرگ میں شائع کیا ہے۔

پٹیالہ کو چک میں پانچ سال کے بعد آبپاشی کے وسایل اب مکمل ہونے والے ہیں۔ تمام اخراجات کا اندازہ آٹھ لاکھ پونڈ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس علاقہ میں نہروں کے جاری ہونے سے تجارت کو بہت ترقی ہوگی۔

باکو (روس) میں مسلمانوں نے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام انجمن سعادت ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ روسی مسلمانوں میں نہایت سرگرمی اور مستعدی سے ابتدائی اور اعلے تعلیم کی اشاعت کی جائے اور تعلیم کی بنیاد ایسے اصولوں پر رکھی جائے کہ اس کی مدد سے بڑے بڑے سپیکر اور مصلحان قوم پیدا ہوں۔

ایرانی اخبار "مجلس" لکھتا ہے کہ پارلیمنٹ کی قانونی سب کمیٹی نے قوانین داخلیہ کے جمع کرنے کا کام ختم کر لیا ہے۔ اور نیا تیار کیا ہوا مجموعہ قوانین منظوری کے لئے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا ہے۔

بقول اخبار "تازہ حیات" روس کے قصبہ اجامار میں ۱۴۷ روسی خاندانوں نے مذہب اسلام قبول کیا۔ اماب۔ ریک کو قصبہ سے نکال دیا۔ شہنشاہ روس نے ان کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ کہ قصبہ میں ان کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا جائے اور ترکی زبان میں انہیں تعلیم دلائی جائے۔

سلطنت عثمانیہ کی طرف سے فرانس کی مصنوعی جنگ میں کرنل محمد شوقی بطور ڈیلیگیٹ شریک ہوئے۔ فرانسیسی اخبارات نے کرنل مذکور کی بہت تعریف کی۔

باب عالی نے صوبجات بغداد و بصرہ کو ایک کمیشن روانہ کیا ہے تاکہ ان صوبجات میں رفاہ عام اور ترقی وصالح کے لحاظ سے جن امور کی کمی ہو ان کی تحقیقات کی جائے

واشنگٹن (امریکہ) کی ترکی سفارت خانے دیگر درجہ دوم درجہ کی بنا دی گئی۔ اور حطوفت لو محمد علی امریکہ کے سفیر مقرر کئے گئے

۲۴ ماہ حال کو شام کے ۵ بجے مسلمانان لاہور کا ایک عام جلسہ محمڈن ہال لاہور میں اس غرض سے منعقد ہوگا کہ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کو ممبر کونسل وزیر ہند مقرر کرنے اور علیحدہ طور پر مسلمانوں کے حقوق قائم مقامی تسلیم کرنے کے لئے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا جائے۔

سنا ہے کہ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی ممبر انڈیا کونسل ۲۶ ماہ حال کو بمبئی سے روانہ ولایت ہوں گے۔

ہز ہائینس سر آغا خان آج کل مصر کی سیر کر رہے ہیں

علیگڈھ کالج کے ڈیپوٹیشن متعلق تعلیم نسواں نے بمبئی میں سر کریم بھائی ابراہیم محمد بھائی ابراہیم۔ غلام حسین جیراج پوری۔ اور قاضی کبیر الدین وغیرہ سے ملاقاتیں کیں۔ امید ہے کہ وفد کو مسلمانان وہاں سے معقول مدد ملیگی۔

ٹائمز کا نامہ نگار طہران سے تار دیتا ہے کہ پارلیمنٹ نے انگریزی روسی عہدنامہ کا جواب تیار کیا ہے جو انگلستان اور روس کو بھیجا جائیگا اس میں لکھا ہے کہ ایران بردو ممالک کا خیر خواہ ہمسایہ لیکن مراعات کو عطا کرنے میں کسی قسم کے دباؤ کے تابع نہیں۔ ہاں موجودہ مراعات کا لحاظ رکھا جائیگا

رائٹر کا نامہ نگار پایہ تخت ترکی سے تار دیتا ہے کہ انگریزی سفیر کی متواتر کوشش سے سرحدی تنازعہ کے بارہ میں باب عالی کا رویہ نرم ہو گیا ہے اور معاملہ کے باشتی انجام پانے کی امید ہے ترکی فوجوں کا آگے بڑھنا رک گیا ہے بلکہ امید ہے کہ معاملہ کے فیصل ہونے کے پیشتر بعض مقامات کو ترکی فوجیں خالی کر دینگی

(سلطان زنجبار ۹ ماہ حال کو لنڈن پہنچے)

اصفہان کے روسی میرونی روزی خطار لوندو ریمیا کو بذریعہ تار مطلع کیا ہے کہ تمام راستے لٹیروں کے ہاتھ میں ہیں۔ کاروبار تجارت بندی۔ حکام بے پروا اور قونصل مجبور ہیں۔ ملا لوگ دلالی مال وہاں کی خریداری ترک کرنے کا وعظ کر رہے ہیں جس طرح ہو سکے ہماری امداد کیجئے۔

سلطان مراکو اور مسٹر ریگنالٹ میں نہایت دوستانہ گفتگو ہوئی مسٹر ریگنالٹ کے امن و امان قایم ہونے کی خواہش کے اظہار پر سلطان نے امید ظاہر کی کہ فرانس حتے الامکان امداد دیگا۔

بعض مخالف قبایل نے جدہ کے قریب ایک فرانسیسی دستہ پر حملہ کر کے چار آدمیوں کو ہلاک اور مجروح کیا۔ خود ان کے بہت سے آدمی کام آئے۔

ہندوستان کی خبریں

بہار میں تعیذ یر کاشت افیون کے کم کردینے کی وجہ سے محکمہ افیون کے لئے تعدنا مزید آدمیوں کی ضرورت نہیں رہی۔ اسی خیال سے بنگال گورنمنٹ نے امسال اس محکمہ کے امیدوار کا امتحان غیر ضروری سمجھ کر نہیں لیا +

صوبجات متحدہ کی تازہ رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیرہ اضلاع میں کسی قدر بارش ہوئی ہے لیکن تمام صوبہ میں اسکی سخت ضرورت ہے اور عنقریب قحط کا اندیشہ لاحق ہو رہا ہے۔ گرمی بہت ہوا ہے اس سے فصل خشک ہو رہی ہے۔ پیلی بھیت میں دھان کی فصل بالکل تباہ ہو گئی ہے اور دیگر اضلاع میں بھی اسکی حالت اچھی نہیں۔ امساک باران کی وجہ سے بعض اضلاع میں فصل ربیع کی قلبہ رانی ملتوی ہے تیرہ اضلاع میں چارہ کمیاب اور گراں ہے اور اگرچہ غلہ بکثرت موجود ہے لیکن نرخ گراں ہو رہا ہے +

گذشتہ دو سال میں راولپنڈی سے جسقدر رائفل چوری گئے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ انہیں سے نصف کے قریب علاقہ باجوڑ کو گئے۔ پولیس مجرموں کی تلاش کر رہی ہے +

مشین سے چلنے والی توپوں کے چیف انسپکٹر مسٹر ایلیٹ نامی شخص نے ایک آلہ ایجاد کر کے حال میں پیٹنٹ کرایا ہے جسکو میدان فن نے نہایت مفید تسلیم کیا ہے۔ اسکے ذریعہ سے اس قسم کی توپوں کی آواز جو عام طور پر تین ہزار گز تک سنائی دیتی ہے۔ پانچ سو گز سے زیادہ نہ جا سکے گی۔ اسکا ایک نمونہ تیار کر کے ولائت کو روانہ کیا گیا ہے +

بجلی کی طاقت حاصل کرنے اور جہاز رانی کیلئے حتی الامکان مفید بنانے کی غرض سے دربار کشمیر دریائے جہلم کو گہرا کرنیکی تجویز کر رہا ہے۔ اس مطلب کیلئے ولائت میں ایک بہت بڑا آلہ تیار ہو رہا ہے جو ایک عظیم الشان کشتی پر نصب کیا جائیگا۔ یہ کشتی بنکر تیار ہو گئی ہے۔ اسکو دریا میں ڈالنے کی رسم ۲۷ ستمبر کو بمقام بارہ مولا عمل میں آئی۔ ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر اور سر فرانسس ینگ ہز بینڈ ریزیڈنٹ بھی موجود تھے +

روم (پایہ تخت اٹلی) کی گذشتہ سال کی پوسٹل کانگریس میں جو جدید بین الاقوامی ڈاک کا ٹکٹ منظور ہوا ہے۔ وہ تیار ہو کر اسی ماہ میں شائع ہونیوالا ہے۔ یہ ٹکٹ ان تمام ممالک میں جنہوں نے اسکا اجرا منظور کیا ہے۔ بیرون ملک کی خط و کتابت کیلئے عام طور پر مستعمل ہوگا۔ یہ طول میں ۴ انچ اور عرض میں ۳ انچ ہوگا اور اسکی قیمت ۴ ۔ رہیگی یا اسی قیمت کے مقامی ٹکٹ دینے پر مل سکے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ہندوستان اس سکیم میں شامل نہیں ہوا +

پنجاب میں ماہ اگست کے اندر ۳۸۸۱۶ ۔ اموات ہوئی ہے۔ ماہ جولائی میں تعداد اموات ۳۱۰۳ ۵ تھی +

ہندوستان کی ریلوں کو یکم اپریل سے ۱۴ ستمبر تک سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ۱/۴ ۱ کروڑ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔ اسمیں نارتھ ویسٹرن۔ جی۔ آئی۔ پی اور ایسٹ انڈین ریلوے کا حصہ بالترتیب ۱/۴ ۳۴ ۔ ۲۳۔ اور ۱/۲ ۱۹ لاکھ روپیہ تھا +

علی پور دوآر کے قریب بہار سٹیشن کے نزدیک ۱۳ ستمبر کو سب ڈویژنل افسر کا ہاتھی سڑک کے پاس سے گذر رہا تھا کہ ایک مال گاڑی آکر ٹھہر گئی۔ ہاتھی نے انجن کو اس زور سے پیچھے دھکیلا کہ ایک گاڑی کے سمیت انجن پٹری سے اتر گیا۔ ہاتھی کو چند خراشیں آئیں +

۶۔ اکتوبر کو کلکتہ کی پولیس نے مولوی لیاقت حسین کے نام ایک نوٹس زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند جاری کیا ہے جسکی رو سے وہ آئندہ نہ کوئی جلسہ منعقد کر سکے گا نہ کسی جلسہ میں تقریر کر سکیگا اور نہ شریک ہو سکیگا

کوکنڈا کے مقدمہ بلوہ میں کپتان کیمپ پر تیس روپیہ جرمانہ ہوا۔ انہوں نے اشتعال میں آکر ایک لڑکے کو زد و کوب کیا تھا +

گذشتہ شنبہ کے روز ایک بجکر چالیس منٹ بعد دوپہر علاقہ کلو میں زلزلہ کا خاصہ جھٹکا محسوس ہوا۔

۵ ماہ حال کو کلکتہ میں دو یورپین پولیس سارجنٹ کچھ سپاہیوں کو ساتھ لیکر مفسدوں کا تعاقب کر رہے تھے کہ بالنس کے زینہ پر چڑھتے ہوئے ایک سارجنٹ کا ہاتھ کسی شریر نے پہونچے سے جدا کر دیا۔ اسی ہسپتال میں لیگئے جہاں اسکا بازو کاٹنا پڑا۔ اب اسکی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ الیڈریج نے بعد میں حملہ آور کو معہ کاٹنے والے ہتھیار کے گرفتار کیا اور اسکے ہمراہ چار اور مفسد گرفتار ہوئے +

یکم ماہ حال کو کشمیر میں ہیضہ کے دو کیس اور دو موتیں ہوئیں +

صوبجات متحدہ کے لئے ایک نائب انسپکٹر مدارس کا تقرر منظور ہوا ہے +

لوکل فنڈ کے حسابات کی جانچ پڑتال کے لئے گورنمنٹ ہند کو جو فیس ادا کیجاتی تھی آئندہ وہ موقوف کر دی گئی ہے +

بندرگاہ رنگون کی اصلاح و توسیع کیلئے ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپیہ منظور ہوا۔ اسمیں سے پچاس لاکھ روپیہ گورنمنٹ دیگی +

خاص خاص حوالدار اور دفعدار جنہوں نے انگریزی سکول ماسٹری کا کام کیا ہو یا ہندوستانی رجمنٹوں میں محرری کا کام کیا ہو انہیں آئندہ جمعدار کا اعزازی درجہ مل سکے گا اور تیس سالہ ملازمت کے بعد پندرہ روپیہ ماہوار پنشن کے مستحق ہونگے +

صوبجات متحدہ میں گورنمنٹ نے کاشتکاروں کو جو روپیہ بطور تقاوی دینا منظور کیا ہے خیال ہے کہ اسکی مقدار اسی لاکھ روپیہ تک پہونچ جائیگی +

مسٹر ڈابی اکونٹنٹ جنرل مدراس نے سرکاری طور پر اس افواہ کی تردید کی ہے کہ اکنی کا جدید سکہ منسوخ ہو گیا ہے +

ریاست بڑودہ میں ابتک ریاست کے خلاف کوئی شخص مقدمہ دائر نہ کر سکتا تھا۔ مگر اب ماہ اکتوبر سے ہز ہائی نس گائیکواڑ بڑودہ نے حکم دیا ہے کہ آئندہ ہر شخص دیگر افراد رعایا کی طرح سرکار پر بھی مقدمہ دائر کر سکے گا۔ اسکے علاوہ پریزیڈنسی یعنی لیجسلیٹو کونسلوں کی طرح ۱۴ ممبروں کی ایک ایڈوائزری کونسل مقرر ہوئی ہے۔ ملازمین ریاست کو پنشن ملنے کے متعلق بھی جدید احکام نافذ ہوئے ہیں اور ریٹائر ہونیکی عمر ۵۵ سال مقرر کی گئی ہے۔ ۱۰ سے ۲۰ سال کی ملازمت کے بعد چوتھائی سے نصف تنخواہ تک پنشن کا استحقاق دیا گیا ہے +

بمبئی میں دو پارسی گرفتار ہوئے جو کئی سال سے نقب زنی کا پیشہ کرتے تھے۔ تلاشی لینے پر ایک کے مکان سے بہت سا قیمتی مال و اسباب برآمد ہوا۔ نقب زنی کے آلات بھی دستیاب ہوئے۔ عدالت سے دونوں کو دو دو سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

قحط سالی کی وجہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر اگیور نے وہاں غلہ کی ایک دکان کھلوانیکا سرکاری انتظام کیا ہے جہاں سے نادار اور غریب لوگوں کو ارزاں نرخ پر غلہ ملیگا +

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن ہائے روہڑی و بیگانجی کے درمیان ۶ ماہ حال کو دو مالگاڑیاں سخت ٹکرا گئیں۔ انجنوں کو سخت نقصان پہونچا اور بارہ گاڑیاں چور چور ہو گئیں مگر کسی جان کا نقصان نہ ہوا۔ نقصان کا اندازہ ایک لاکھ سے زائد کیا گیا ہے +

مہاراجہ بیکانیر کل جمعہ کے روز ولائت سے بمبئی پہونچنے والے تھے +

ہمعصر پائونیر اس خبر کی تردید کرتا ہے کہ لارڈ کچنر یکم نومبر کو شملہ سے روانہ ہو کر دہلی کے فوجی ریویو میں شامل ہونگے +

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے بعض اضلاع میں زر مالگذاری کی معافی اور کاشتکاروں کو زر تقاوی دینے کی نسبت اہلکاران متعلقہ کو مناسب ہدایات روانہ کر دی ہیں +

ہز ہائینس مہاراجہ سندھیا نے اپنے دارالریاست کی تینوں میونسپلٹیوں (لشکر، مرار اور پرانا گوالیار) کی ترقی کے لئے برقی ٹریمے بجلی کی روشنی اور برقی طاقت مہیا کرنیکا ٹھیکہ اجمیر کی ایک کمپنی کو دیا ہے۔ ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہاں کے صنعتی کارخانوں کو ارزاں نرخ پر برقی طاقت مہیا کی جائے تاکہ گوالیار میں صنعت و حرفت کی ترقی ہو۔

مہاراجہ بلرامپور کا یورپین موٹر سپرنٹنڈنٹ ۹ ستمبر کی شام کو لکھنؤ سے فیض آباد موٹر

پر سوار ہو رہا تھا کہ گونڈہ کے قریب ڈاکوؤں نے اسپر حملہ کیا اور زدوکوب کر کے جو کچھ ہاتھ آیا لے کر بھاگ گئے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے +

حال کے فسادات کے متعلق کلکتہ کی پولیس نے پچاس بدمعاشوں کو گرفتار کیا جنہوں نے بیٹن سکوئیر کی متعدد دکانوں اور مکانات کو لوٹا تھا۔ ان کے پاس سے ساڑھے گیارہ ہزار روپیہ کا نقدو مال برآمد ہوا +

صاحب چیف کمشنر نے حال میں سررشتہ تعلیم ہند کیلئے دو زنانہ انسپکٹر منظور کئے ہیں +

لیڈی منٹو نرسنگ ایسوسی ایشن کا اجلاس ۱۴ اکتوبر کو بمقام شملہ منعقد ہوگا۔ لیڈی منٹو پریذیڈنٹ کرسی صدارت ہونگی +

بمبئی کی پارسی مخیرہ بائی آوا بائی پیٹیٹ جنکے انتقال کی خبر درج ہو چکی ہے اسکے تیسرے روز کی رسوم پر ساڑھے چار لاکھ روپیہ پارسیوں کو خیرات کیا گیا۔ انہیں سے دو لاکھ روپیہ نادار پارسیوں کے لئے ایک غریب خانہ تعمیر کرنے پر صرف کیا جائیگا اور ایک لاکھ کے صرف سے پارسی زچگان کیلئے ایک ہسپتال تعمیر کیا جائیگا +

کانگریس — مختلف پارٹیوں میں سخت مخالفت کی موجودگی کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اس سال کانگریس کا اس حسب قرارداد ناگپور میں نہ ہوسکے۔ یہ بھی سنا ہے کہ اہل مدراس نے درخواست کی ہے کہ کانگریس کا اجلاس وہاں ہو +

کلکتہ سوسائٹی نے ان کے پبلک لیکچر ہال میں ... لیکچر دینے کی اجازت نہ دی۔

چند سوداگر جواہرات نے تیس ہزار کی لاگت سے ... کے قائم کرنے کے لئے ... دیا +

... میں پھر طاعون نمودار ہوا ہے +

مسٹر کیئر ہارڈی صوبجات متحدہ اور پنجاب کے دورہ کے بعد ۲۶ اکتوبر کو مدراس پہنچینگے اور پھر بمبئی سے روانہ افریقہ ہونگے +

کلکتہ کی طرح چاٹگام میں ... بانوں نے ایکا کر کے ہڑتال کر دی۔ کلکتہ میں سنا ہے کہ یہ لوگ اب اپنے کام پر واپس آ گئے ہیں +

صاحب پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ گورنمنٹ کے حکم سے گذشتہ ہفتے کے فسادات کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ پانچ بنگالی لڑکے جنہوں نے چند روز ہوئے ایک ولایتی پارچہ فروش پر حملہ کیا تھا انہیں عدالت سے ایک سال تک نیک چال چلن رہنے اور ڈھائی سو روپیہ کا مچلکہ اور اسی قدر رقم کی ضمانتیں دینے کا حکم ہوا۔

سنا گیا ہے کہ آنریبل مسٹر سی سنکران نیئر ایڈووکیٹ جنرل مدراس، سر ایس سبرامنیا آئر کی جگہ جج ہائیکورٹ مدراس مقرر ہونگے۔ ان کی جگہ آنریبل مسٹر سیوا سوامی آئر ایڈووکیٹ جنرل ہونگے +

کراچی میں مسٹر فلڈ گریجوایٹ آکسفورڈ یونیورسٹی کو جو سابق میں آگرہ کالج میں کیمسٹری کا پروفیسر تھا ... ایک کلب سے اشیاء خورد و نوش حاصل کرنے اور ایک پادری صاحب سے ساٹھ روپیہ وصول کرنیکے جرم میں پندرہ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی +

۱۹۱۱ء کے موسم سرما میں ولایت سے "فری فارسٹرز" نامی ایک مشہور کرکٹ ٹیم ہندوستان میں دورہ کرنیکی غرض سے آنیوالی ہے +

مدراس میں نمائشی بینک قائم کرنیکی تجویز کے متعلق لنڈن میں بحث در پیش ہو رہی ہے۔

کلکتہ میں عنقریب ایک ویٹرنری کانفرنس منعقد ہونیوالی ہے +

آنریبل مسٹر بیکر ممبر صیغہ مال شملہ سے ۔ا نومبر کو روانہ ہو کر گیا رہتے ہوئے کلکتہ تشریف لیجائینگے۔

بیگم صاحبہ ناصر کے ہاں دختر نیک اختر تولد ہوئی +

مسٹر جیمس ولسن آئی سی ایس سیکرٹری گورنمنٹ ہند نے مسٹر کیئر ہارڈی کو اپنے ہاں شملہ میں مدعو کیا ہے +

شملہ میں ۲ لاکھ کے صرف سے بنگال بنک کی جدید عمارت تعمیر ہونیوالی ہے +

افواہ ہے کہ دہلی اور انبالہ کے بعد مسٹر کیئر ہارڈی لاہور میں تشریف لیجائینگے +

گوجرانوالہ میں اب ہیضہ کی وبا ہے۔ سنا جاتا ہے کہ جدید لیو ربین سیکرٹری شہر کی صفائی کی طرف خاص طور پر متوجہ ہیں +

بمبئی کے ایوان تجارت اور ایسوسی ایشن کارخانجات ہر دو نے آنریبل وٹھلداس دامودر ٹھاکرسی کو کمیٹی تحقیق کارخانجات کی ممبری کے لئے اپنی طرف سے قائم مقام منتخب کیا ہے +

حکام ریلوے اس امر پر غور کر رہے ہیں کہ بمبئی کی ڈاک دہلی سے میرٹھ اور سہارنپور کی راہ سے آنیکی بجائے سیدھی کالکا کو آیا کرے جس سے موجودہ کی نسبت لاہور میں ڈاک قریباً دو گھنٹے پیشتر تقسیم ہوسکے گی۔ سٹریٹ جدید منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ولایت سے آنے پر اس امر کا فیصلہ ہوگا۔

کلکتہ کے قریب دریائے ہوگلی میں ایک گورے سپاہی کی لاش تیرتی ہوئی پائی گئی۔ پولیس نے بہت تفتیش کی مگر موت کا سبب معلوم نہ ہوا +

بمبئی کے بندرگاہ سے ششماہی مختتمہ ۳۰ ستمبر کے اندر ۲۴ لاکھ ۶ ہزار روپیہ آمدنی ہوئی +

بمبئی کے کارخانہ ایلائینس کاٹن مینوفیکچرنگ مل میں ۹ اکتوبر کو سخت آگ لگی ۳½ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ کارخانہ بیمہ شدہ تھا +

بباعث تعطیل ایام دسہرہ ۱۴ سے ۱۶ اکتوبر تک بینکوں کے کاروبار بند رہینگے +

پرنس رنجیت سنگھ جی جام نوانگر کی صحت ناقابل اطمینان ہے اور ڈاکٹری مشورہ سے فوراً روانہ ولایت ہونیوالے ہیں +

انبالہ میں ۳ نومبر کو یو نوکے خچروں کی نمائش ہوگی۔ لعدا ناں ۷ نومبر کو میلہ اسپان منعقد ہوگا +

ممالک غیر

اخبار ٹائمز لکھتا ہے کہ اگر مسٹر کیئر ہارڈی کو ہندوستان میں زیادہ عرصہ دورہ کرنیکا موقعہ دیا گیا تو بنگالی سمجھینگے کہ حکام اس سے خائف ہیں۔ نرمی کی پالیسی نے بنگال میں پہلے ہی خوفناک نتائج پیدا کئے ہیں +

گورنمنٹ ٹرانسوال نے ہندوستانی باشندوں کو اطلاع دی ہے کہ جو شخص ۳۰ نومبر تک اپنا نام درج رجسٹر نہ کرائیگا اسے گرفتار کر کے جلاوطن کیا جائے گا +

مسٹر دادا بھائی نوروجی ولایت سے ۱۱ اکتوبر کو روانہ ہند ہونیوالے تھے۔

پیرس کی میونسپل کونسل کے ممبر ۶ اکتوبر کو دوستانہ طور پر لنڈن میں سیر و سیاحت کی غرض سے گئے

روئٹر کا نامہ نگار پایۂ تخت ٹرانسوال سے تار دیتا ہے کہ مسٹر سمٹس کالونیل سیکرٹری نے اثنائے تقریر میں کہا کہ صورت معاملات میں ترقی ہو رہی ہے۔ اگر چینیوں کو یہیں رہنے کی اجازت دیگئی تو سفید رنگ اقوام کو یہاں سے کوچ کرنا پڑے گا +

ایشیائیوں کو متنبہ کیا کہ جدید قانون سختی سے نافذ کیا جائیگا اور گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ٹرانسوال کو سفید رنگ اقوام کا ملک بنائے۔

امریکہ کے اخبارات مادی ہیں کہ مسٹر ٹافٹ نے جاپان کو مطلع کیا ہے کہ اگر قلیوں کی درآمد کا انتظام نہ کیا گیا تو عنقریب اس کے لئے کانگریس میں ایک بل پیش کیا جائے گا +

فرانس کا اخبار ماٹن لکھتا ہے کہ جرمن گورنمنٹ نے زیپلن کی ساخت کا ایک ہوائی جہاز اسی ہزار پونڈ کو خریدا ہے اور اسی ساخت کے ایک اور جہاز کے لئے جو ۲۰۰ گھوڑوں کی طاقت کا ہو اور اسمیں ۱۸ آدمی بیٹھ سکیں فرمائش دی ہے +

زیپلن کی ساخت کے ایک ہوائی جہاز نے ۶ اکتوبر کو جھیل کانسٹینس پر ولیعہد جرمنی اور شاہ ورٹمبرگ کی موجودگی میں چکر لگایا۔ اسمیں آٹھ آدمی سوار تھے اور اگرچہ تند ہوا چل رہی تھی لیکن نتیجہ نہایت ہی قابل اطمینان نکلا +

سر ہنری پرمروز نے کمیشن تقسیم اختیارات کی صدارت سے خرابی صحت کی بنا پر استعفا دیدیا۔ مسٹر ہاب ہاؤس نائب وزیر ہند ان کی جگہ پریزیڈنٹ مقرر ہوئے + مسٹر شیرڈ کی میعاد عہدہ ختم ہونے پر کلکتہ ہائیکورٹ کے جج مسٹر سیل انڈیا آفس کے قانونی مشیر مقرر ہوئے +

رفاہ عام پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کی اہتمام سے چھپا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روز نامہ بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

قیمت مع محصول ڈاک

ستشماہی	سالانہ	پیشگی
شلنگ	شلنگ ۱۲	ممالک غیر سے
۱۰	۲۰	امرا اور رؤسا سے
۵	۱۰	عام خریداروں سے
۲	۵	طلباء و کم استطاعت اصحاب سے

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت منیجر اخبار وکیل کے نام ہونی چاہئے

مضامین

قانونی کتابیں
... انگلستان و ہندوستان ...
... مقام ...
... شیخ ... سیوی کی
... کا معاملہ ... کمار و ہندو ...
... کیا چاہئے ... میں ...
... ہندوستان پولیس کی ...
... خیالات کے نئے پریزیڈنٹ
... قومی خدمت ... حقیقی غرض ہے
... افغان ... انتخاب
... ۵ اکتوبر ...
... ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء
... کی خبر ... اسلامی ...

نمبر ۵۸ امرتسر ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۸ رمضان ۱۳۲۵ھ یوم چہارشنبہ جلد ۱۳

قانونی کتابیں

شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء جس عمدگی سے اسکو ترتیب دیا گیا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ... انگریزی شرح مجموعہ ضابطہ دیوانی مولفہ اوکنیلی صاحب بہادر جج ہائیکورٹ کلکتہ کا پورا ترجمہ ... اور دوسری صورت میں تمام دیگر شرح انگریزی کا ایک مکمل مجموعہ ہے۔ ... نظائر یکجا حوالہ دیئے ہیں اسکو ... بہادر یا گیا ہے کہ جن جن اصحاب نے ملاحظہ فرمایا ہے انہوں نے بہت زور سے اسکی تعریف کی ہے

شرح قانون معاہدہ۔ قانون معاہدہ کے متعلق کوئی بات نہیں جو اس قابل قدر شرح میں درج نہیں کی گئی۔ اسکی تیاری کے وقت قانون معاہدہ پالک صاحب ایڈیسن صاحب کننگہم صاحب شیفرڈ صاحب وغیرہ کو سامنے رکھا گیا ہے۔ نہایت مکمل اور جامع شرح ہے قیمت ... ۔

شرح مجموعہ تعزیرات ہند۔ یہ کتاب شرح تعزیرات ہند مین صاحب کا پورا ترجمہ اور دیگر شروح مولفہ موگن صاحب و میکفرسن صاحب و اوکنیلی صاحب و ٹھیکو بالڈ صاحب و ... صاحب وغیرہ و جملہ متعلقہ کتب اصول کا ایک مکمل مجموعہ ہے۔ بوجہ عام پسند ہونے کے چار بار چھپکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی۔ اب اسکو بہ اضافہ ترمیمات اور تازہ نظائر اور دیگر بہت سے مفید امرات کے پنجم طبع کی گئی ہے۔ ضخامت اور مضامین پہلے ایڈیشنوں سے دو چند اور صحت و خوبی میں ان سے کئی درجہ عمدہ ہے۔ شروع میں ایک نہایت مفید دیباچہ اور کئی ایک فہرستیں ہیں۔ وثوق سے کہا جاتا ہے کہ اسوقت تک جس قدر کتب مین صاحب کی تعزیرات کے ترجمے کر نام سے طبع ہوئی ہیں وہ استعمال میں بالکل ناقص اور ناکمل ہیں۔ بکو ئی اردو شرح اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔۔ قیمت سات روپیہ (عہ)

شرح مجموعہ ضابطہ فوجداری جس محنت اور جانفشانی سے لائق ممبران کمیٹی نے اسکو تالیف کیا ہے اسکا اندازہ کتاب کے دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ تمام مستند شروح انگریزی کا لب لباب جو جملہ سامان شائقین قانون کو تمام دیگر شروح سے مستغنی کرنے کے لئے ضروری تھا۔ وہ سب اس قابل قدر اور عام پسند شرح میں جمع کر دیا گیا ہے۔ بڑے بڑے لائق وکلاء اور ججوں نے تصدیق کی کہ اس وقت تک مجموعہ ضابطہ فوجداری کی جس قدر شرحیں اردو میں چھپ چکی ہیں ان میں سے کوئی بھی اسکی خوبی کو نہیں پہنچی۔ قیمت عہ

شرح قانون شہادت۔ قانون شہادت کے تمام پیچیدہ اور دقیق مسایل کو نہایت عمدگی سے حل کر کے ایک عام فہم قانون بنا دیا ہے۔ شرح لکھنے میں تمام مستند کتب انگریزی مثلاً شرح قانون شہادت فیلڈ صاحب و ... صاحب و سید محمود صاحب و سید امیر علی صاحب وغیرہ سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت للعہ

شرح قانون اسٹامپ اردو میں کوئی ایسی جامع اور مکمل شرح نہیں۔ تمام قواعد و نظائر درج ہیں۔ قیمت عہ

شرح قانون رسوم عدالت عام پسند ہونے کی وجہ سے تھوڑے عرصہ میں کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت عہ

شرح قانون میعاد بالا مترصاحب اور مسٹر ریوانصاحب کے قانون میعاد پر جملہ مستند شروح انگریزی کا انتخاب ہے۔ دیکھنے کے قابل کتاب ہے۔ قیمت عہ

المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

وکیل امرتسر
نمبر ۵۸
مطبوعہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء یوم چارشنبہ
جلد ۱۳

عہدنامہ انگلستان و روس

تازہ ولایتی ڈاک کے ذریعہ عہدنامہ انگلستان و روس کی مکمل نقل موصول ہوئی ہے جس کے مطالعہ سے ہمارے اس خیال کو تقویت ہوتی ہے کہ اتحاد بین الاقوام کی تاریخ میں یہ معاہدہ تعریفی الفاظ میں بیان کئے جانے کا مستحق نہیں۔ یہ عہدنامہ فرانسیسی زبان میں لکھا گیا ہے۔ اور انگریزی زبان میں اسکا مستند ترجمہ سرکاری طور پر ابھی شائع نہیں کیا گیا۔ سفارتی نامہ و پیام کے لئے یورپ میں آجکل فرانسیسی زبان بہت پسند کی جاتی ہے۔ اور جو معاہدے وہاں لکھے جاتے ہیں اُن کے لئے یہی زبان اختیار کی جاتی ہے۔ جیساکہ ہم اس سے قبل لکھ چکے ہیں معاہدہ مذکور ایران افغانستان اور تبت کے متعلق انگلستان اور روس کے باہمی عہد و پیمان پر مشتمل ہے اور اس معاہدہ کا مقصد یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آئندہ آپس میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہونے پاوے۔ تاکہ باہمی مڈبھیڑ ہونے کا احتمال جاتا رہے۔ لیکن اس مقصد کے حصول میں ناکامی کے قوی احتمالات ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگ و جدل کے امکانات کو حتے الوسع کم کرنا اور قیام امن کی تدابیر عمل میں لانا نہایت مستحسن فعل ہیں۔ مگر ہمیں دیکھنا یہ امر ہے کہ اس عہدنامہ سے اس مقصد کے حاصل ہونے میں انگلستان کو کہاں تک مدد مل سکتی ہے۔ بعض مصنفوں کا خیال ہے کہ اس باہمی سمجھوتہ کا اثر دیرپا ہوگا مگر ہمیں تو سرے سے اسکے اثر ہی سے انکار ہے یہ ضرور ہے کہ دونوں سلطنتوں کے مابین کچھ عرصہ تک جنگ و جدل کا امکان نہیں لیکن اسکا باعث روس کی موجودہ حالت ہو نہ کہ یہ عہدنامہ جدید۔ روس کی موجودہ حالت کیسے نازک ہونے سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ جاپان سے شکست کھا کر اُسکی ہوا اکھڑ گئی ہے۔ اپنے نوخیز حریف کے ہاتھوں بحری و بری نقصانات اُٹھا کر اُسکی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ ملک کی اندرونی شورشوں اور بغاوتوں نے اُسکی سلطنت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اس صورت میں کب اس سے انکار ہو سکتا ہے کہ روس کو امن کی بہت زیادہ خواہش ہے۔ اور صرف خواہش ہی نہیں بلکہ قیام سلطنت کے لئے اُسے اسکی ازحد ضرورت ہے۔ اسکی تاریخ میں یہ ایک ایسا نازک زمانہ آیا ہوا ہے کہ قیام امن کی خاطر اُسے اپنا کسی قدر نقصان کر لینا بھی گوارا ہوگا۔ اگر انگلستان کا اُسکے ساتھ یہ معاہدہ نہوا ہوتا تب بھی اُسکی جانب سے صلح پر قائم رہنے کا ویسا ہی پختہ یقین ہو سکتا تھا جیساکہ اب۔ مگر یہ واضح رہے کہ اس قسم کی ضرورت روس کو زیادہ سے زیادہ صرف بیس ہی برس تک ہے۔ اگر امن کی نعمت اُسے نصیب رہی تو اس عرصہ میں وہ اپنے بگڑے ہوئے درست کر کے پہلے سے بھی زبردست بنجائیگا۔ اور اُس حالت پر پہنچ کر حد یہ عہدنامہ کے باوجود بھی وہ انگلستان کے لئے ویسا ہی خطرناک ہوجائیگا جیساکہ اس عہدنامہ کے بغیر۔ عہدنامہ کے بعض مداح کہتے ہیں کہ اس امن کے زمانہ میں اگر روس کو جنگی تیاریوں کا موقع ملیگا تو انگلستان کو بھی زمانۂ امن سے فائدہ اُٹھا کر روس کے مقابلہ کے لئے تیار ہونیکا اچھا خاصا موقع ہاتھ آئیگا چنانچہ اسی دلیل کو پیش کر کے وہ انگلستان کے لئے بھی قیام امن کی ایسی ہی ضرورت بتلاتے ہیں جیسی کہ روس کو ہے۔ لیکن یہ اُن کی محض غلط دلیل ہے۔ کیونکہ جب روس یوں بھی چند برس تک ہاتھ پیر ہلانے کے قابل نہیں تو عہدنامہ مذکور کے بغیر ہی انگلستان کو اسی اطمینان کے ساتھ اپنی جنگی قوت بڑھانے کا موقع حاصل ہو سکتا تھا بلکہ ہم تو یہاں تک بھی کہنے کو تیار ہیں کہ قیام امن کا یقین دلا کر انگلستان نے بہت بڑی غلطی کی ہے جو اپنے پرانے حریف کو قوت بڑھانے کا موقع دیکر اپنے لئے پہلے سے بھی زیادہ مشکلات پیدا کر لی ہیں۔ دشمن کی زد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا خیال تو اس بات کا مقتضی ہوا کرتا ہے کہ دشمن کو تفکرات و پریشانیوں میں مبتلا رکھا جاوے۔ تاکہ وہ اپنی ہی مصیبتوں میں پھنسا رہے اور ہم پر حملہ کرنے کی سکت ہی اپنے آپ میں پیدا نہ کرنے پائے۔ مگر برعکس اسکے انگلستان کے نوزائدہ حال کے مدبروں نے اپنے ایک تاریخی دشمن کو مصیبت میں دیکھکر اُسکی پریشانیوں کو بہت گھٹا دیا ہے۔ اور اُسے قیام امن کا یقین دلا کر موقع دیا ہے کہ وہ اطمینان کلی کے ساتھ اپنی فوجی قوت کو بڑھائے۔ اور انگلستان کے لئے پہلے سے بھی زیادہ خطرہ کا باعث ہو۔ اس عہدنامہ سے صرف یہی نہیں ہوا کہ روس کو اپنی قوت بڑھانے کا بہت اچھا موقع ملگیا ہو بلکہ یہ اُن سلطنتوں کی بلاوجہ پریشانی طبع کا بھی باعث ہوا ہے جن کے تعلقات انگلستان کے ساتھ نہایت دوستانہ تھے۔ چند روز ہوئے۔ ٹائمس کے نامہ نگار نے سینٹ پیٹرسبرگ سے اطلاع بھیجی تھی کا ایران نے اس معاہدہ کو بہت پسند کیا ہے۔ ہم نے تو اسی موقع پر نامہ نگار مذکور کے اس کمال کی داد دی تھی کہ اُسنے پایۂ تخت روس میں بیٹھے ہوئے ایران جیسے دور دراز ملک کے لوگوں کے خیالات کا اندازہ کر لیا لیکن حال میں ٹائمس کا دوسرا نامہ نگار طہران سے خبر دیتا ہے کہ ایران کی پارلیمینٹری کمیٹی نے عہدنامہ مذکور کا ایک جواب لکھا ہے۔ جو انگلستان اور روس کے پاس بھیجا جائیگا۔ اور جس میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ایران کے دوستانہ تعلقات دونوں ہمسایہ سلطنتوں کے ساتھ مساوی ہیں اور ایران رعایتوں کے عطا کرنے میں اپنے آپکو کسی سلطنت کا ماتحت یا کسی کے دباؤ میں نہیں تصور کرتا صرف موجودہ رعایتیں جاری رکھی جائینگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران میں یہ معاہدہ مشکوک نگاہ سے دیکھا گیا ہے جب دو غیر سلطنتیں ایک خودمختار سلطنت کے متعلق آپس میں کسی قسم کا سمجھوتہ کر لیں تو اُس خودمختار سلطنت کے لئے ایسے سمجھوتہ کو مشکوک نگاہ سے دیکھنا ایک طبعی امر ہے۔

ایران کے متعلق معاہدہ مذکور میں چند رسمی فقروں کی تمہید کے بعد مثلاً یہ کہ ایران کی آزادی اور وقار کا لحاظ رکھا جائیگا یا یہ کہ وہاں قیام امن اور ملکی ترقی کی کوشش کیجائیگی حسب ذیل امور بھی قرار دئے گئے ہیں

انگلستان و روس کی خواہش ہے کہ ہر قوم کو ایران میں تجارت اور حرفت کے لئے مساوی آسانیاں دلائی جاویں۔ اور چونکہ ہر دو سلطنتوں کے چند اغراض اسپر وابستہ ہیں کہ ایران کے وہ مقامات جو اُن کی ہمسایگی میں ہیں باامن رہیں۔ اسلئے روس لب ہمسایہ ایرانی حصہ میں اور انگلستان اپنے ہمسایہ ٹکڑے میں اپنا اپنا اثر رکھینگے۔ بمقام ذوالفقار سے جہاں کہ ایران افغانستان اور روس کی سرحدیں ملتی ہیں۔ مغرب کی جانب قصر شیریں تک جو خط کھینچا جائے اسکے شمال میں صرف روسی اثر رہیگا۔ اور خط ما بین ذوالفقار و بندر عباس کے مشرق میں صرف انگلستان کا۔ اس تقسیم سے علاوہ اُس بددلی کے جو ایران میں پھیلا دی گئی ہے۔ انگلستان کو بھی روس کے مقابلہ میں اگر دیکھا جائے تو نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ معاہدہ کی رو سے ایران کے خوشحال صوبے روسی اثر میں آ گئے۔ اور روس کے تمام موجودہ تجارتی راستے روس ہی کے قبضے میں رہے ہیں حالانکہ بندر عباس اور لنگہ کے دریائی رستہ کے علاوہ انگلستان کے جتنے بڑے بڑے تجارتی راستے تھے سب انگلستانی اثر سے نکل گئے۔

سمندر تک پہنچ جانا اور نیز ایرانی خلیج میں روسی اثر سے خارج رہنا یقیناً انگلستان کے اطمینان کا باعث ہو سکتا ہے لیکن ملکی معاہدہ میں روسی اثر کا کرمانشاہ - اصفہان - یزد اور کاخ تک بڑھ آنا جس کو بغداد اور کرمانشاہ کے مابین برطانیہ اعظم کا جو ایک بڑا تجارتی راستہ واقع ہے جس سے سالانہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ کا انگریزی مال تجارت کے لئے بھیجا جاتا ہے اس سے بھی دو مقام پر روسی اثر کا عبور کر جانا کسی طرح انگلستان کے لئے باعث اطمینان نہیں ہو سکتا۔ روس کے ساتہہ عہد نامہ کر کے میں اس قسم کی رعایتوں کا درج کرنا اس صورت میں اور بھی زیادہ خطرناک ہے جبکہ عرصہ دراز کی لگاتار کوشش و جد و جہد کے بعد اُس نے اپنے آپ کو ایران کی شمالی سرحد پر نہایت مستحکم کر لیا ہو۔ روس کی جو خواہشات موجودہ صورت میں ایران کے متعلق ہو سکتی تہیں وہ اسکو اس معاہدہ سے کلی طور پر حاصل ہو گئیں حالانکہ انگلستان کو خود ایران میں اس عہد نامہ سے بھی وہ اقتدار حاصل نہیں ہوا جو روس کو شمال میں حاصل ہو گیا ہے

افغانستان کے متعلق اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ روس اُسکے ساتہہ جو پولیٹیکل تعلقات پیدا کرے وہ صرف انگلستان ہی کی معرفت ہوں اور اگر کوئی ایجنٹ وہاں روانہ کرے تو وہ بھی انگلستان ہی کے مشورہ سے لیکن تجارتی تعلقات کے اعتبار سے دونوں سلطنتیں مساوی حقوق رکھینگے اور جو تجارتی رعایتیں انگلستان ہی کے مشورہ سے - لیکن تجارتی تعلقات کے اعتبار سے دونوں سلطنتیں مساوی حقوق رکھینگی اور جو تجارتی رعایتیں انگلستان کو حاصل وہی روس کو بھی منصور ہونگی۔ جبکہ اس معاہدہ میں نہایت زور و شور سے اقرار کیا گیا ہے افغانستان کے اندرونی انتظام میں کسی قسم کی دست اندازی نہ کی جائیگی تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ملک کی طرف سے جو تجارتی رعایتیں صرف انگلستان کو ملینگی وہ والی افغانستان کی جانب سے بھی روس کے لئے کیونکر منصور ہو سکینگی۔ روس کے لئے انگلستان نے اس طور پر افغانستان میں تجارت کا دروازہ کھول کر اپنے لئے نئی مشکلات پیدا کر لی ہیں۔ کیونکہ تجارتی تعلقات ہمیشہ پولیٹیکل تعلقات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ آج دو سلطنتوں میں تجارتی تعلقات پیدا ہو گئے ہوں۔ تو کچھ عرصہ کے بعد اُن میں لازمی طور پر پولیٹیکل تعلقات بھی پیدا ہو جائیں معاہدہ کی رو سے افغانی سرحد کے روسی افسروں کو اجازت مل گئی ہے۔ کہ وہ مقامی اور غیر پولیٹیکل معاملات کا تصفیہ خود ہی افغانی افسروں سے کر لیا کریں۔ روس کو اس قسم کی آزادی دے دینا فتنۂ خفتہ کو بیدار کرنا ہے۔

تبت پر اب تک روس کو کسی قسم کا حق حاصل نہ تہا۔ مگر اس عہد نامہ کی رو سے انگلستان نے روس کو اور اپنے آپ کو یکساں حقوق دے دیئے ہیں۔ روس کی سرحد تبت کی سرحد سے قریب چار سو میل فاصلہ پر ہے۔ اور اس صورت میں روس کو تبت پر پولیٹیکل حقوق قطعاً حاصل نہ تہے۔ لیکن انگلستان نے اب اپنے آپکو پابند کر لیا ہے۔ کہ وادی چمبی زر مطلوبہ کی وصولی کے بعد خالی کر دی جائیگی۔ علاوہ ازیں روس تبت میں کوئی سائنٹفک مشن نہ بہیجی جائیگی اور آئندہ تبت کے ساتہہ کسی قسم کی تجارتی کارروائی بلا واسطہ چین نہ ہوگی۔

لو کیمبرلی انڈیا کے نزدیک بھی جدید عہد نامہ سے افغانستان اور تبت میں اس سے قبل جو حقوق انگلستان کو حاصل تہے اُن میں اب کمی ہو گئی ہے اور ایران میں تو اسے ایسا نقصان پہنچا ہے جسے انگلستان مبہوت ہو کر دیکھتا ہے۔ کرنل ییٹ اس عہد نامہ کو تجارتی اور صنعتی اعتبار سے انگلستان اور ہندوستان دونوں کے لئے سخت مضرت رساں بتلاتے ہیں۔ اور افسوس کرتے ہیں کہ لارڈ کرزن کی وسیع ایشیائی معلومات سے اس موقع پر کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا گیا۔ اُن کا بیان ہے کہ اس عہد نامہ کے تصفیہ کے لئے روس کی جانب سے جو افسر متعین کیئے گئے تہے اُنہیں ایشیائی معاملات سے پوری واقفیت تہی لیکن انگلستان کی طرف سے جنہوں نے اس بارہ میں نامہ و پیام کیا ہے وہ ایشیا کے معاملات سے محض ناواقف تہے۔ ولایت کا ڈیلی نیوز رقمطراز ہے کہ ... جرمنی کو ...

اُن سے مشوش ہو کر انگلستان نے روس کے ساتہہ یہ معاہدہ کر لیا ہے۔ اور اس سے جرمنی کو ڈرانا چاہتا ہے لیکن ہمیں اندیشہ ہے کہ جرمنی کو اس عہد نامہ کی اصلیت معلوم ہونے کے بعد بیجا انگلستان کے روس کے مدبروں کی بیدار مغزی کا اعتراف کرنا پڑیگا ہوگا بہرحال معاہدہ انگلستان و روس ایک افسوسناک غلطی ہے جو سر ایڈورڈ گرے وزیر خارجہ انگلستان اور اُن کے مشیروں سے سرزد ہوئی اور ہم دعا کرتے ہیں کہ برطانیہ اعظم اور ہماری ہمسایہ سلطنتیں جن کے متعلق کہ یہ معاہدہ ہوا ہے اس کے خطرناک اثر سے محفوظ رہیں ۔

مخزن کا جدید مقام اشاعت

ناظرین اس خبر کو مسرت سے سُنینگے کہ اردو زبان کا مشہور رسالہ مخزن اب اردو کے اصلی گہر میں آ پہنچا ہے۔ شیخ محمد اکرام صاحب منیجر مخزن ہمیں اطلاع دیتے ہیں کہ مخزن کا دفتر و پریس لاہور سے دہلی منتقل کر دیا گیا ہے چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۷ع کا رسالہ دہلی ہی سے شایع ہوگا۔ ایک ایسے رسالہ کے لئے جس نے اردو کی خدمت کو اپنا مقصد قرار دے لیا ہو۔ اور کمال خوبی کے ساتہہ اس خدمت کو انجام دیا ہو۔ دہلی سے بہتر کوئی مقام اشاعت نہیں ہو سکتا۔

لاہور میں آثار قدیمہ کی تباہی

چند روز ہوئے ہم حکام کو اُن آثار قدیمہ کی بربادی کی طرف متوجہ کرنیکی کوشش کر چکے ہیں جو لاہور اور لاہور چھاونی کے درمیان ریلوے لائن کے ہر دو جانب واقع ہیں۔ اور جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ٹہیکہ داروں کی بے رحمانہ اور بربادکن کارروائیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ جناب علامہ سرور صاحب نے بہی سب سے پہلے اس افسوسناک واقعہ کے متعلق سول اینڈ ملٹری گزٹ کے کالموں میں اپنی آواز کو بلند کیا۔ اُن کے علاوہ ہمنے بہی اپنے دو عدد کالموں میں کیا اور توقع ظاہر کی کہ مقامی حکام لارڈ کرزن کی گورنمنٹ کے نافذ کیئے ہوئے قانون تحفظ آثار قدیمہ پر نظر فرما کر ان تاریخی یادگاروں کے صفحہ ہستی سے معدوم کیئے جانے کے متعلق امتناعی احکام صادر فرمائینگے۔ ہمعصر آبزرور نے بہی اس معاملہ کی طرف گورنمنٹ کی توجہ منعطف کرائی ہے۔ اور حضور وائسرائے اور لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں اپیل کی ہے کہ ان اسلامی یادگاروں کو منہدم ہونے سے بچانے کے لئے وہ اپنے اختیارات کو استعمال فرما کر تاریخ پر احسان کریں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان معروضات پر جلد توجہ فرمائی جائیگی۔ تاکہ اب زیادہ تباہی وقوع میں نہ آنے پائے۔ اور ہمیں یہ بہی امید ہے کہ جو تباہی انسانی ہاتہوں سے حال میں پہنچائی جا چکی ہے اُسکی تلافی اُن عمارات کو درست کرا کر کیجائیگی۔

غیروں کی غیرت

مندرجہ بالا نوٹ میں جن آثار قدیمہ کی بربادی کا ذکر کیا گیا ہے اُن کا تعلق چونکہ اسلامی تاریخ سے ہے اسلئے اُن کی تباہی دیکہکر مسلمانوں کے دلوں کو صدمہ پہنچنا ایک طبعی امر تہا۔ چنانچہ اسلامی اخباروں کا اسپر آواز بلند کرنا اور گورنمنٹ کے آگے اپنے درد دل کا اظہار کرنا نہایت ضروری تہا۔ ہم سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ممنون ہیں کہ اُسنے بہی اپنے کالموں کی معرفت ہماری شکایات گورنمنٹ تک پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر اس سلسلہ میں نوٹس لینے کے قابل یہ امر ہے کہ ایک بہی معزز ہندو اخبار نے اسوقت تک ہماری حمایت میں ایک لفظ تک نہیں لکہا۔ علاوہ اسلامی یادگار ہونے کے یہ عمارات تاریخی یادگار ہونیکی بہی تو حیثیت رکہتی ہیں۔ اور بوجہہ تاریخی یادگار ہونیکے ہر ایک محب وطن اور علم دوست شخص کا فرض ہے کہ ان نشانوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش میں حصہ لے۔ اگر ہمارے ہندو جرائد نے محض اس خیال سے اس موقع پر خاموشی اختیار کی ہے کہ مسلمان بادشاہوں کی یادگار کا مٹ جانا اُن کے دل کی ٹہنڈک کا باعث ہوگا اور محض اس مسرت کی خاطر وہ ملک کے آثار قدیمہ اور تاریخی نشانات کا نیست و نابود ہو جانا پسند کرتے ہیں تو اس سے ہم اُنکی حب الوطنی اور علم دوستی اور ... باد...

ریلوے بغداد کا پیش خیمہ

جب آنجناب سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ نے ہی تخت نشینی کے زمانہ سے ملک کی ہر قسم کی ترقی کے لیے جو انتھک کوشش کی ہے وہ بالغ نظر احباب پر مخفی نہیں چنانچہ آج کل خدا کے فضل سے ٹرکی جس سرعت سے ترقی کے زینہ پر قدم رکھ رہی ہے اُسے دیکھ کر اکثر دوست اور دشمن انگشت بدنداں ہیں۔ گذشتہ چند سالوں میں اس واقعہ کی طرف اہل یوروپ کی عموماً۔ اور مسلمانان عالم کی چند چند روز سے خصوصاً نظر لگی ہوئی ہے۔ اور جو ٹرکی کی ترقی کی تاریخ کا ایک نہایت ضروری اور دلچسپ باب ہو وہ حمیدیہ حجاز ریلوے اور قونیہ بغداد ریلوے کی تعمیر ہے۔ مقدم الذکر کی بابت اکثر ان کالموں میں منتظمین اور انسپکٹروں کی رپورٹیں شایع ہوئی ہیں جن سے اس لاین کی ترقی کا حال وقتاً فوقتاً ناظرین پر روشن ہوتا رہتا ہے۔ اخبار بین پبلک کو یاد ہوگا کہ شروع شروع میں بعض خود غرض اخبار نامہ نگاروں نے زور سے اپنی اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ ٹرکی سے تعمیر حجاز ریلوے کی سرانجام دہی کی امید موہوم ہے۔ بلکہ چند ہی روز کی بات ہے کہ ہمعصر پایونیر کے نامہ نگار نے پایہ تخت عثمانیہ سے اپنے خطوط میں مسلمانوں کو حجاز ریلوے کی دھوکہ سے آگاہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ تعمیر ریلوے کے لئے جو روپیہ بذریعہ چندہ جمع ہو کر آتا ہے وہ سب خورد برد ہو رہا ہے خدا کا شکر ہے کہ حال ہی میں اخبار ٹائمز کے مصری نامہ نگار نے جلوس سلطانی کی سالگرہ کی تقریب پر خود اس ریلوے کے تیار شدہ حصے پر سفر کر کے نامہ نگار مذکور کے ہذیان کا ابطال کیا۔ اور دُنیا کو اطلاع دی کہ اس لاین پر نہایت سُرعت سے قابل اطمینان کام ہو رہا ہے۔ اور یقین ہے کہ سال آیندہ تک لاین مدینہ منورہ تک پہنچ جایگی:

قونیہ بغداد ریلوے کے متعلق بھی اس قسم کے سعر بینوں نے اپنی جیبوں کی گرمی سے بازار آگ اور بڑے زور سے کہنے لگے کہ ریلوے مذکور کی تکمیل خیال است و محال است وغیرہ۔ حجاز ریلوے کی مقدم مصروفیت کی وجہ سے اس لاین کا اب تک صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا قونیہ سے ارگلی تک تیار ہوا ہے۔ اور اس کے بعد بظاہر تعمیر کا کام بند ہے۔ اسی وجہ سے بھی اکثر ان معاصرین کو اپنے واہمہ پر بند دینے کا موقع مل گیا لیکن تازہ ترین اطلاعات نے اُن کی آرزوؤں پر پانی پھیر دیا اور اُن کی پیشگوئیاں مثل سابق ہذیان مطلق ثابت ہوئیں۔ ۲۰ر اکتوبر کے پایونیر میں ایران کے ایک نامہ نگار کی جو چٹھی چھپی ہے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ جلالتماب سلطان المعظم کو بغداد لاین کا پورا پورا خیال ہے۔ اور آپ اس کے متعلق اس قسم کے ابتدائی انتظامات فرما رہے ہیں۔ جو رفتہ رفتہ اس کی تعمیر میں نہایت مفید اور ممد ثابت ہوں گے۔

نامہ نگار مذکور اس چٹھی کی تمہید میں لکھتا ہے کہ "یکم ستمبر کو جہاں قلمرو عثمانیہ میں سالگرہ جلوس سلطانی کی عام خوشی منائی جا رہی تھی وہاں اس روز ایک خاص قابل یادداشت واقعہ ظہور میں آیا یعنے بغداد سے حلب تک گھوڑے کی ڈاک کی رسم افتتاح عمل میں آئی" ناظرین کی دلچسپی کی غرض سے چٹھی کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"چند ماہ سے مشہور تھا کہ ایک ٹرکش کمپنی بغداد اور حلب کے درمیان گھوڑوں کی باقاعدہ ڈاک قایم کرنے والی ہے اور اس نے اس غرض سے سو بگھیاں خرید کیے ہیں۔ ذالسینسی الحسین ابراہیم پاشا کے تمام کوششوں کے باوجود سخت لڑائی کے موسم میں ٹرک کی ضروری مرمت کر دی گئی اور اس امر کی سر توڑ کوشش کی گئی کہ سالگرہ جلوس سلطانی کے روز اس کار عظیم کی رسم افتتاح عمل میں آئے چنانچہ حسب قرار داد یکم ستمبر کو حلب اور بغداد سے ایک ایک گاڑی روانہ ہوئی مقدم الذکر بغداد میں ۹ ستمبر کو اور موخر الذکر حلب میں ۱۰ ستمبر کو پہنچی بغداد اور حلب میں ۵ سو میل کا فاصلہ ہے۔ اور اب تک کارواں کے ذریعہ سے عام طور پر یہ سفر ۲۰ دن میں طے ہوتا ہے۔ لیکن اب ہر منزل پر نئے گھوڑے تیار ہیں گے۔ اور یہ سفر آیندہ آٹھ روز بلکہ ایک ہفتہ میں طے ہو سکیگا گاڑیاں ہر منزل سے علی الصبح روانہ ہوتی ہیں۔ اور شام کو دوسری منزل پر پہنچ کر رات بھر وہیں قیام کرتی ہیں کمپنی کا ارادہ عنقریب دونوں طرف سے روزانہ گاڑیاں روانہ کرنے کا ہے جس سے امید ہے کہ مسافروں کو بہت سہولت ہوگی یہ گاڑیاں بلحاظ آسایش بہترین قسم کی ہیں۔ اول درجہ کی گاڑی کا کرایہ جو امراء اور یوروپین لوگوں کے لئے ایک نہایت آرام دہ چیز ہے ۱۸ پونڈ ہے۔ دوسرے درجہ کا ۱۲ پونڈ اور تیسرے کا ۲ پونڈ ہے مانے میں مسافروں کے آرام و آسایش کا اگرچہ فی الحال قابل اطمینان انتظام نہیں اور ہر منزل پر معمولی سرائے موجود ہیں جہاں مسافروں کو خورد و نوش وغیرہ کا خود انتظام کرنا پڑتا ہے۔ لیکن کمپنی عنقریب ہر منزل پر ہندوستان کی طرح ڈاک بنگلے تعمیر کرانے کا انتظام کر رہی ہے جہاں اس قسم کی تمام ضروری سہولتیں مہیا ہونگی۔ جن اضلاع میں سے یہ سڑک گذرتی ہے اُن کے حکام کو تاکید کی گئی ہے کہ مسافروں کو ہر قسم کی سہولت بہم پہنچانے میں دریغ نہ کریں۔ یہاں تک کہ بعض عربی شیوخ کو اس غرض کے لئے معقول معاوضہ بھی دیا گیا ہے۔ اگرچہ بلحاظ حالات موجودہ اس قدر احتیاط کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ حلب سے بیروت تک ریل میں ۲۴ گھنٹہ کا راستہ ہے اور بیروت سے قسطنطنیہ تک جہاز میں چار پانچ روز صرف ہوتے ہیں۔ اس طرح جدید انتظام کی رو سے بغداد سے قسطنطنیہ تک تخمیناً دو روز صرف ہونگے حالانکہ اب تک یہ فاصلہ خشکی یا سمندر کی راہ سے ایک ماہ میں طے ہوتا ہے۔ اس ڈاک کا بہت چرچا ہو رہا ہے اور اسے عام مقبولیت حاصل ہونے کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ درحقیقت معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز بغداد ریلوے کا جس کا ذکر اتنی مدت سے ہو رہا ہے پیش خیمہ ہے"

ہم عصر پایونیر اس کا دلچسپی سے ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اگرچہ اس جدید انتظام سے بینیشولر اور نیشنل کمپنی پر چنداں اثر پڑتا نظر نہیں آتا۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ مسافروں کو بہ نسبت سابق بہت سہولت ہو گئی ہے۔ اور آیندہ سیاح بہت تھوڑے روپے اور وقت کو صرف کر کے اس سرزمین کی سیر کر لیا کرینگے۔ جو کسی زمانہ میں ہماری تہذیب کا منبع تھی۔

ایڈیٹر ٹربیون کی غیر ایڈیٹرانہ کارروائی

۱۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کے ٹربیون میں ایک عجیب و غریب خبر درج ہوئی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کلکتہ کے ایک ہمعصر نے اپنے نامہ نگار شملہ کی مندرجہ ذیل تاربرقی اپنے کالموں میں شایع کی ہے۔

"مسٹر نندی ایڈیٹر ٹربیون لاہور آج کل شملہ آئے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے سرکاری افسروں سے اُن کا ملاقات کرنا ظاہر کرتا ہے کہ کوئی خاص مقصد اُن کے مد نظر ہے ایک سرکاری ذریعہ سے مجھ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ نندی صاحب نے حکام پر بڑے زور و شور سے ظاہر کیا ہے۔ کہ ہندو لوگ دل میں اس بات پر سخت بگڑے ہوئے ہیں کہ اُن کے ساتھ گورنمنٹ کا برتاؤ منصفانہ نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کر کے مسلمانوں کو اُس روش کے اختیار کرنے پر انعام دیا جاتا ہے جو انہوں نے موجودہ پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں اختیار کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر نندی کو یقین دلایا گیا ہے کہ یہ ہندوؤں کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کا یہ ہرگز منشا نہیں کہ ایک قوم پر دوسری قوم سے زیادہ مہربانی کی جائے گورنمنٹ کی خواہش ہے کہ ہر ایک کے ساتھ نہایت منصفانہ برتاؤ کیا جائے اور ہر فرقہ کی جائز شکایات پر یکساں توجہ کی جائے۔ یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ مسٹر نندی نے

کام سے بیان کیا کہ توسیع کونسل کے متعلق مجوزہ اسکیم تعلیم یافتہ جماعت کے لئے سمجھی گئی ہے اور اس کی اس سمجھ پر چلنے والی پالیسی پر مبنی سمجھتی ہیں جو ہندوؤں کو بخصوصیت کے ساتھ نقصان رساں ہے رہ جاتے "تعلیم یافتہ جماعت" کے ہندی صاحب نے سچائی اور ایمانداری کے ساتھ "ہندو" ہی کا لفظ کیوں نہ استعمال کر دیا؟ (وکیل)۔

"اس مسئلہ پر بھی ہندی صاحب کو اعلیٰ حلقوں سے یقین دلایا گیا ہے کہ مجوزہ سکیم تجربہ کے طور پر پیش کی گئی ہے اور اسے اس غرض سے شائع کیا گیا ہے کہ پبلک اس کی نکتہ چینی کرے معقول اعتراضات پر پوری توجہ کی جائیگی گورنمنٹ کسی خاص فرقہ کو نقصان پہنچانا نہیں چاہتی۔ یہ وعدے نہایت اطمینان بخش ہیں۔ کیونکہ آج کل عام خیال ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی یہی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ بیجا رعایتیں کی جائیں۔ مسلمان بھی کچھ عرصہ سے بہت جستی سے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان دنوں مسلمان حمایت کرتے ستم کئے ہیں اور ان میں سے بعض اب تک رہے ہیں۔ اور اپنے حقوق (شکر ہے کہ حقوق کا ہونا تو نامہ نگار صاحب نے تسلیم کر لیا۔ وکیل) زور شور سے کام پر ثابت کر رہے ہیں"۔

اس خبر کا خود ٹربیون کے صفحات میں ایک نمایاں جگہ پر بلا تردید درج ہونا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ہندی صاحب کو واقعات مندرجہ بالا کے اقرار سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ جس حلقہ میں مسٹر ہندی کی نامہ نگاری کی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ ہر حلقہ میں ایک اخبار کے ایڈیٹر کے لئے اس قسم کی کاسہ لیسوں میں حصہ لینا جائز قرار دیا جاتا ہے یا نہیں۔ لیکن مہذب ممالک میں یہ طریقہ معزز ایڈیٹروں کی شان کے بالکل خلاف سمجھا جاتا ہے۔ ایڈیٹروں کا کام ہے کہ واقعات عالم کا مطالعہ کرنا۔ اور ان پر انصاف کے ساتھ دنیا کو واقعات عالم کو اسی خاص ڈھنگ پر لانے کی کوشش کرنا۔ وہ زمانہ موجودہ کی تاریخ لکھنے والے ہوتے ہیں۔ نہ کہ تاریخ کے ہیرو۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ہر چیز کو اس کے اصلی رنگ میں دکھائیں۔ نہ کہ مصنوعی رنگ میں۔ وہ ممبر ایجنٹ کے ہوتے ہیں نہ کہ مدعی یا مدعا علیہ کے۔ مگر یہ بات اخبار اسی صورت میں رہ سکتی ہے جب ایڈیٹر مقامی جھگڑوں سے پاک اور فرقہ بندیوں سے آزاد ہو کر اس بلندی پر پہنچے۔ جہاں سے وہ واقعات عالم کا اس میں بغیر کسی قسم کا حصہ لئے موثر صحیح مطالعہ کر سکے اور اپنی رائے کے قائم کرنے میں تمام خلق اللہ کے فائدہ کو خاص فرقہ کے فائدہ پر مقدم رکھنے کا خیال ہمیشہ مد نظر رکھے۔ جو ایڈیٹر کسی خاص فرقہ کی لیڈری کی ہوس رکھتے ہیں وہ اس فرقہ کے متعلق معاملات کے اظہار میں رنگ آمیزی سے کام لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی آواز بجائے کسی منصف مزاج حکم کی آواز کے ایک مدعی کی یکطرفہ آواز ہو جاتی ہے۔ پبلک تحریکوں میں عملی حصہ لینے والے ایڈیٹر اپنے ہی اخباروں میں ان تحریکوں پر معاملہ آزادی کے ساتھ کچھ لکھ نہیں سکتے۔ اور جو اگر کچھ لکھتے بھی ہیں تو وہ سب یکطرفہ ہوتا ہے۔ یا یکطرفہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی کبھی نہیں سنا کہ انگلستان کے کسی معزز روزنامہ کے ایڈیٹر نے کسی پبلک موومنٹ میں حصہ لیا ہو یا کسی ایسی جماعت کا جسے پولیٹکل فرقہ بندیوں سے تعلق ہو وہ پریذیڈنٹ یا سکریٹری بنا ہو۔ اعلیٰ درجہ کے ایڈیٹر ملک کی خدمت اپنے اخباری کالموں ہی کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔ نہ کہ پوشیدہ اور خلاف شان طریقے سے۔ یا حکام وقت پر کسی قسم کا ذاتی اثر ڈال کر۔ ایڈیٹر ٹربیون کا ہندوؤں کی حمایت اور مسلمانوں کی مخالفت کے لئے شملہ جانا اور افسران اعلیٰ پر اپنا اثر ڈالنا اور پھر اپنی اس کارگذاری کی اطلاع ایک خاص ڈھنگ سے اپنے ہی کالموں کے ذریعہ پبلک کو دینا گویا اعلان ہے اس امر کا کہ ٹربیون پبلک کا ارگن نہیں ہے بلکہ ایک خاص فرقہ کا حمایتی ہے ایسی صورت میں اس کی وقعت پبلک اور خصوصاً غیر ہندو پبلک کی نگاہوں میں جیسی کچھ ہو سکتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ایسے اخبار سے یہ امید رکھنا کہ وہ ہندو و مسلمانوں کے معاملات پر انصاف سے روشنی ڈالیگا محض عبث ہے۔ اس کی آواز بس ایک ہندو کی آواز ہے۔

نواب ڈھاکہ اور ہندو اخبارات

نواب بہادر خواجہ سلیم اللہ خان صاحب سی آئی ای کے آئندہ کانفرنس کے پریسیڈنٹ بنائے جانے کی خبر پر بعض ہندو اخبارات آگ بگولہ ہو رہے ہیں اور نواب صاحب موصوف کی شان میں ایسے ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کر رہے ہیں جو علاوہ لغو و بے بنیاد ہونے کے متانت اور مذاق سلیم کے بھی صریح خلاف ہیں۔ مسلمانوں سے ان اخباروں کو اس قدر بغض ہے کہ جو خدا کا بندہ مسلمانوں کی ذرا سی بھی خدمت پر آمادہ ہو جاتا ہے وہ ان دشمنان اسلام کی ملامت کا نشانہ بنتا ہے۔ نواب صاحب ڈھاکہ نے مسلمانان بنگال کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا تو ان ہندو اخباروں نے وہ وہ بہتان ان پر باندھے اور وہ وہ افترا پردازیاں کیں کہ نواب صاحب جیسے باہمت اور مستقل مزاج مخلص قوم ہی ان حملوں میں ثابت قدم رہ سکے۔ اور اخباروں کی نامعقول چیخ پکار کو اپنے قومی مشاغل میں ہارج ہونے نہ دیا۔ ناظرین واقف ہوں گے کہ نواب صاحب کے والد مرحوم کے زمانہ کا کچھ قرض نواب صاحب پر چلا آتا تھا جب دشمنوں نے دیکھا کہ اخباروں کی چیخ پکار کا نواب صاحب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ تو انہوں نے ان کے دشمنوں کو نالش فریاد پر آمادہ کیا اور نواب صاحب کے بھائیوں میں تفرقہ ڈلوانے کی اور ان کے خاندان کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ گورنمنٹ عادل نے کمال مہربانی فرما کر نواب صاحب کو سرکار سے قرضہ دیکر اور ان کی جائداد کو چند وقت کے واسطے کورٹ آف وارڈس کے زیر اہتمام رکھکر ان کو اس مصیبت سے بچا لیا۔ مگر گورنمنٹ کی اس مہربانی پر دشمنوں کے غیظ و غضب کی کچھ انتہا نہ رہی انہوں نے پارلیمنٹ تک معاملہ پہنچایا اور کہلوایا کہ کیوں نواب صاحب کو قرضہ دیا جاتا ہے لیکن جب اس سے بھی ان کا مدعا حاصل نہ ہوا تو بقول شخصے ملا کی دوڑ مسجد تک انہوں نے اپنا اخباروں ہی میں نواب صاحب کو برا بھلا لکھکر اپنے دل کے بخارات نکالنا شروع کر دیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ نواب صاحب کی بڑی ذلت ہوئی جو ان کی جائداد ان سے چھین کر کورٹ آف وارڈس کے سپرد کر دی گئی۔ کہیں سے آواز آتی ہے کہ جب نواب صاحب میں اپنے گھر کا انتظام چلانے کی لیاقت نہیں تو وائسرائے کی کونسل کا ممبر بنا کر انہیں ملکی معاملات پر رائے دینے کے قابل کیوں سمجھ لیا گیا مگر جب قرضہ نواب صاحب کے پہلے کا چلا آتا ہے تو اس سے انکی ذاتی بدانتظامی کیونکر ثابت ہو سکتی ہے اور اگر بالفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان میں اپنی جائداد کا انتظام کرنے کی قابلیت نہیں تو اس سے یہ کیونکر لازم آ سکتا ہے کہ ملکی معاملات پر وہ رائے دینے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے جبکہ ہم متعدد مثالیں ایسے لوگوں کی پیش کر سکتے ہیں جنہوں نے اپنے گھر کے انتظام میں کامیابی حاصل نہیں کی مگر سلطنت کا انتظام کرنے میں وہ نام پیدا کر گئے۔ غرضکہ معترضین اپنے اعتراضوں کے بودے پن سے خود ہی شرما کر کچھ عرصے سے خاموش ہو گئے تھے مگر نواب صاحب کے آئندہ کانفرنس کے پریسیڈنٹ ہونے کی خبر پر مخالفین کی آتش بغض پھر تیز ہو گئی۔ چنانچہ لاہوری ٹربیون اپنی ایک جدید اشاعت میں لکھتا ہے کہ نواب صاحب کی اس موجودہ مصیبت و ذلت میں مسلمان جو زیادہ سے زیادہ سلوک ان کے ساتھ کر سکتے تھے وہ یہی تھا کہ انہیں کانفرنس کا پریسیڈنٹ بنا دیتے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے نواب صاحب پر آج کل خدا کے فضل سے نہ کوئی مصیبت ہے نہ ذلت بلکہ وہ نواب بدخواہ بندیل کے تعاقب سے بھی محفوظ ہیں اور ان کی جائداد کا انتظام بھی انہیں آجکل کسی قسم کی پریشانی میں مبتلا نہیں کرتا نہ ان کی آمد اخراجات کی طلب ویسے ہی امیر ہیں جیسے پہلے تھے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس بنا پر ٹربیون انکی فرضی مصیبت و ذلت کی تصویر اپنے ذہن کے سامنے کھینچ کر خوش ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے حریف کو نقصان پہنچانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ تو اس کے لئے اس سے بہتر کوئی حکمت نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے ذہن میں سمجھ لے کہ اس کا حریف مصیبت اور ذلت میں گرا ہوا ہے۔ اگر اپنے تصور کو تماشا

دہوکا دینے کی قابلیت نہ رکہتا ہو تو یہ کہاں حاصل کرے۔ کسے علم کہ مسٹر میون سے بہتر شاہد نہ ملیگا۔ بیچارے مسٹر میون پر یہی آفت نازل نہیں ہوئی کہ نواب صاحب موصوف آئندہ کانفرنس کے پریزیڈنٹ قرار پا گئے۔ بلکہ سال "کنٹمپوریری ریویو" کی آخری اشاعت میں مسٹر ایڈورڈ لنگ نے مسلم لیگ پر ایک آرٹیکل لکہتے ہوئے نواب صاحب کی جو تعریف کردی ہے اُس نے بہی مسٹر میون کے دل پر ایک برچہی لگادی۔ ایڈورڈ لنگ صاحب کہیں لکہہ گئے ہیں کہ مسلم لیگ کے معاملہ میں نواب صاحب کو سر سید کی جانشینی نصیب ہوئی ہے۔ اسپر مسٹر میون کے ایک اور زخم لگتا ہے اور وہ بیتاب ہوکر چیخ اٹہتا ہے۔ کہ یہ کیا غضب ہے کہ سر سید جیسے بڑے آدمی کی جانشینی سلیم اللہ جیسے شخص کو دیجاتی ہے۔ اس موقع پر مسٹر میون کہتا ہے کہ سر سید احمد خان مرحوم تو گذشتہ نسل کے ایک بہت ہی بڑے انڈین تہے۔ مگر ناظرین کو یاد ہوگا کہ آنریبل میاں شاہ دین صاحب کے جدید مضامین پر اس اخبار کی نکتہ چینی کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے تحریر کیا تہا کہ اس موقع پر مسٹر میون نے مردوں میں مسلمانوں کا لیڈر بدرالدین طیب جی کو اور زندوں میں مدراس کے نواب سید محمد کو بنایا تہا۔ سر سید مرحوم کا بہت بڑا انڈین ہونا کیا اس وقت ہمارے معاصر کو بالکل فراموش ہوگیا تہا۔ یا اُن کا نام نہ لینے میں کوئی مصلحت تہی؟"

قحط میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے

اس عنوان سے ہمعصر البشیر گزشتہ اشاعت میں مسلمانوں کی توجہ اُس خوفناک قحط کی طرف منعطف کرتا ہے جس کے آثار صوبجات متحدہ اور پنجاب کے بعض مقامات میں نمودار ہو رہے ہیں۔ ہمعصر مذکور کا یہ خیال ٹہیک ہے کہ اگر خدانخواستہ اس قحط نے کہیں زور پکڑا تو یہ سنہ ۱۸۹۶ء کے قحط سے بہت زیادہ سخت ہوگا یہی وجہ ہے کہ ان خوفناک آثار کو دیکہکر پبلک میں عام پریشانی پہیل رہی ہے۔ گورنمنٹ کی رعایا پروری اور درستی انتظامی سے امید تو ہے کہ قحط سالی میں رفاہ عام کے بہت سے کام جاری ہوجائینگے۔ اور ہر مقام پر غلہ کا کافی ذخیرہ مہیا رکہا جاویگا۔ لیکن بقول البشیر بڑی مشکل شریف مسلمانوں کو ہے جو نہ محتاج خانوں میں جاکر روٹی کہانا پسند کرینگے اور نہ ان سے مٹی ڈہوئی جاویگی۔ نہ ان کے پاس کسی قسم کا سرمایہ ہے جو اس گرانی کی مصیبت برداشت کرسکیں۔ اندیشہ ہے کہ اس مصیبت کے پڑنے سے ہزاروں مسلمان بچے یتیم و لاوارث ہوجائینگے۔ اس پردرد حسرتناک سین کا تصور کرکے ہمعصر مذکور سوال کرتا ہے کہ مسلمان اس زمانہ میں کیا کرینگے۔ وہ پوچہتا ہے کہ کیا اس وقت صاحب استطاعت مسلمان فیاضی اور انسانی ہمدردی کو کام میں لا دینگے اور اس بات کی کوشش میں مصروف ہونگے کہ کوئی مسلمان بوجہ ناداری کے ہلاک نہ ہونے پاوے۔ اور نہ کسی مسلمان کا بچہ بوجہ یتیمی کے کسی غیر قوم کے ہاتہہ میں جاوے۔ اسلام نے یتیموں کی دیکہہ بہال کے متعلق جیسے تاکیدی احکام جاری کئے ہیں ویسے کسی دوسرے مذہب میں دیکہنے میں نہیں آتے۔ لیکن افسوس ہے کہ یتیموں کی پرورش کا معاملہ جیسا مسلمانوں میں توجہ کا محتاج ہے ویسا دوسری اقوام میں نہیں۔ قحط کے موقعوں پر عیسائیوں کے ایجنٹ لاوارث بچوں کو اپنے قبضہ میں لانے کی غرض سے دورے کرتے رہتے ہیں۔ آریہ اور دیگر اقوام بہی بیدار ہوگئی ہیں۔ اور انہوں نے بہی اس طرف توجہ شروع کردی ہے۔ مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہے جسے اس معاملہ میں اپنے مذہبی اور قومی فرض کا پورا پورا احساس ابہی تک پیدا نہیں ہوا۔ مسلمانوں میں متمول لوگ ناپید نہیں ہوئے۔ انہیں صرف اپنے طریقہ خیرات میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ مسلمان اپنی قوم کے لاوارث بچوں کی پرورش و تربیت سے غافل نہ رہینگے۔ موجودہ یتیمخانوں کی حالت بہتر بنانے کی کوشش کرینگے۔ جہاں یتیمخانے نہوں لیکن انکی ضرورت محسوس ہو وہاں انہیں قائم کرینگے۔ اور اپنی اپنی توفیق کے مطابق اس کار خیر میں مدد دینگے

اٹاوہ میں پولیٹیکل ڈنگل

جس عنوان سے ہم کسی گذشتہ اشاعت میں لکہ چکے ہیں کہ اٹاوہ کی مفروضہ پولیٹیکل سازش کے متعلق بعض معاصر اخبارات نے جو اپنے کالم سیاہ کئے ہیں اُن میں کس قدر غلط بیانیوں اور رنگ آمیزیوں سے کام لیا گیا ہے۔ اور اس ساری شور و شغب کی تہ میں جو اصل واقعہ ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ کسی کی مخبری پر چند ذی وقعت انگریزی افسر دفعتاً اٹاوہ میں آکر کچھ خفیہ تحقیقات کی جس کا نتیجہ پبلک پر ابہی تک ظاہر نہیں ہوا۔ محض اس بنیاد پر بعض معاصروں نے مسلمانوں پر طرح طرح کے اتہام لگاکر شور مچانا شروع کیا۔ اور باوجود اسکے کہ اب تک اس معاملہ کے متعلق کوئی جدید اطلاع شایع نہیں ہوئی وہ اپنے اُسی پرانے چرخہ کو چلائے جاتے ہیں۔ اور چیخے جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہندووں کے خلاف مسلمانوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ چند ہفتے ہوئے کہ ہمارے مراسلات کے کالم میں اٹاوہ میں ہنا کہیل اور جدید ملکنامے کے عنوان سے ایک مضمون شایع ہوچکا ہے جسکے پڑہنے سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا کہ اٹاوہ میں ہندووں کی قوت بہ نسبت مسلمانوں کی قوت کے بہت زیادہ ہے۔ اور اب تک مسلمانوں کو ضعف کی وجہ سے نامہربان دوستوں کے مقابلہ میں دب کر رہنا پڑتا ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر انہوں نے نقصان اٹہایا ہے۔ ایسی حالت میں یہ کیونکر قرین قیاس ہے کہ دبے ہوئے اور کمزور مسلمان ایسی سخت کارروائی کرنے میں کامیاب ہوگئے ہوں جس نے ملک کو ہندو اخباروں میں اس سرے سے اُس سرے تک ایک آگ سی لگادی ہو۔ جب فرضی کارروائیوں پر ان اخباروں کی یہ حالت ہوجاتی ہے تو مسلمانوں کے خلاف خدانخواستہ کسی حقیقی شکایت کے ہونے پر نہ معلوم یہ کیا غضب ڈہا دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں فرضی واقعات کو حقیقی ظاہر کرنے میں اور مصنوعی ایجی ٹیشن کو مہیب شکل میں پیش کرنے میں پورا کمال حاصل ہے۔

تقاوی کیا ہے؟

قحط کے اندیشہ نے پبلک کو مختلف اقسام کی پریشانیوں میں مبتلا کردیا ہے۔ اور ہر شخص اپنی حالت کے مطابق سختی قحط سے بچنے کی تدبیریں ابہی سے سوچنے لگا ہے۔ مگر اس مصیبت کے نازل ہونے پر زراعت پیشہ لوگوں کی جو نازک و قابل رحم حالت ہوجاتی ہے وہ خصوصیت کے ساتہہ توجہ کی محتاج ہے۔ اور ان لوگوں کی معاونت کے لئے گورنمنٹ کو خاص اہتمام کرنا پڑتا ہے جو مہربانیاں اس موقع پر سرکار کی جانب سے کاشتکاروں کے ساتہہ کی جاتی ہیں انہیں سے ایک تقاوی کا دیا جانا بہی ہے۔ تقاوی ایک قرض ہے جو گورنمنٹ کی جانب سے قحط یا خشکسالی کے موقع پر قحط زدہ علاقہ کے کاشتکاروں کو بیج یا دیگر ضروریات زراعت خریدنے کی غرض سے دیا جاتا ہے۔ اسکی اصلیت یہ ہے کہ جب کسی صوبہ کی حالت نازک ہوجاتی ہے۔ اور وہاں کے زمینداروں کو مالی امداد کی ضرورت ہوتی ہے تو اس غرض کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا رقم مطلوبہ اُس صوبہ کی لوکل گورنمنٹ کو ۳ فیصدی سود پر دیدیتی ہے۔ لوکل گورنمنٹ حسب ضرورت یہ رقم کاشتکاروں میں ۶½ سینکڑہ سالانہ سود پر تقسیم کرتی ہے۔ اس قسم کے قرضہ کو تقاوی کہتے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کو تقاوی کا روپیہ ضایع ہوجانے کا احتمال رہا کرتا ہے۔ اور اب اوقات وہ ضایع بہی ہوجاتا ہے۔ بعض مرتبہ ایسا بہی ہوتا ہے کہ زمیندار تقاوی کا روپیہ بجائے زمین پر خرچ کرنے کے کہا پی جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ اندیشہ بعض جگہ کی لوکل گورنمنٹ کو روپیہ نہایت احتیاط سے دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ ہماری رائے میں تقاوی کے دینے میں زیادہ بندشیں اور رکاوٹ نہونی چاہئیں بلکہ بعد میں اسکی پوری نگرانی رکہی جاوے۔ کہ جس مقصد کے لئے روپیہ دیا گیا ہے اُس مقصد پر ہی خرچ کیا جاوے۔

ہندوستان پریس کی ضبطی

سنکر گرٹ زیر طراز ہے کہ ہمیں اس امر کو معلوم ہونے سے افسوس ہوا کہ پنجاب چیف کورٹ نے ہندوستان پریس لاہور کی ضبطی کے حکم کو ناجائز قرار دے کر منسوخ کردیا ہمعصر مذکور کے خیال میں ایسے پریس کا ضبط کیا جانا جو مفویانہ خیالات کی اشاعت کا باعث ہوا ہے۔ یقینا کسی ادیٹر کے زیادہ سو فراوہ قابل عبرت ہوتا۔ ایک ایڈیٹر کی گرفتاری اور سزایابی میں دوسرا شخص اسکی جگہہ کام کرنے لگتا ہے۔ اور اس طرح مفویانہ خیالات کی اشاعت بدستور جاری رہتی ہے۔ اگر کوئی شخص نقلیس سکہ کا ارتکاب کرے یا جعل سازی سے کسی رجسٹری شدہ تجارتی نشان کو اپنے مال کیلئے استعمال کرے تو ایسی حالت میں وہ آلات یا اسباب جن کے ذریعہ سے اسنے جرم کا ارتکاب کیا تہا۔ قانونا ضبط ہو جاتے ہیں بس ہم نہیں سمجھتے کہ خیالات کو اس سے کیوں مستثنے قرار دیا جا۔ اگر قانون کا یہی مفہوم ہے جو چیف کورٹ کے فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس میں بہت جلدی ترمیم کی جائے بہتر ہے۔ کلکتہ اور بمبئی میں بہی ضبطی پریس کے متعلق کمزور کا سد باب کی گئی ہیں جنکا اثر حالات موجودہ پر کچہہ اچہا نہیں پڑا۔

مشن تقسیم اختیارات کے نئی پریسیڈنٹ

لنڈن کی ایک تازہ تار برقی مظہر ہے کہ سر ہنری پریموز نے بوجہہ علالت طبع کمیشن تقسیم اختیارات کی صدارت سے استعفا دیدیا اور ان کی جگہہ مسٹر چارلیس ہابہوس مقرر ہوئے ہیں بابہوس صاحب کو ہندوستان سے جدی تعلق ہے ان کے والد ماجد سر چارلیس اب ہوس بارٹ جو کہ تہک زندہ ہیں۔ عرصہ تک کلکتہ ہائی کورٹ کے جج اور لیجسلیٹو کونسل کے ممبر رہچکے ہیں۔ اس زمانہ میں ہائی کورٹ کی ججی کونسل کی ممبری کے منافی نہ ہوتی تہی جیسا کہ اب قاعدہ ہو گیا ہے۔ ان کے چچا لارڈ اب ہوس آنجہانی بہی اپنے زمانہ میں کونسل کے قانونی ممبر تہے۔ شاہی کمیشن کے جدید پریسیڈنٹ انڈیا آفس میں کچہہ عرصہ تک انڈر سکریٹری کا کام کر رہے ہیں۔ اور گو انہیں وہاں زیادہ عرصہ قیام کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس قلیل زمانہ میں ہی انہوں نے اپنے کام میں خاصی شہرت حاصل کرلی آج کل پارلیمنٹ میں ترقی کے حامی اور نو رائج سمجہے جاتے ہیں۔ وہاں ہندوستان کے معاملات کو سمجہنے کی ایک بہت بڑا ذریعہ گنا جاتا ہے۔ چنانچہ مسٹر ہابہوس نے ہندوستانی تجربہ حاصل کرنے ہی کی غرض سے انڈیا آفس میں کام کرنا پسند فرمایا تہا۔ شاہی کمیشن کی صدارت میں انہیں اپنے اس شوق کو پورا کرنے کا اور بہی موقع ملیگا۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ یہاں کے صحیح حالات سے باخبر ہو کر اپنی صداد اور قابلیت سے اس ملک کو فائدہ پہنچاویں۔

ستا بیج (۶)

شائقین بیج کو مژدہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے پبلک کی فائدہ کی غرض سے موسم جاڑے کی بوئی جانے والی ترکاری اور پہولوں کا بیج ۳۲-۴۲ قسم کا عمدہ ستر طلب جینے والا تازہ دنیا بہر کے کارخانوں سے ست حسب التفصیل ذیل علاوہ محصول ڈاکخانہ کے فروخت کرنا تجویز کیا ہے۔ جلد طلب فرماکر کا ۔ گرشکور فرماویں (۱) ولایتی ترکاریوں کا بیج ۳۲ پیکٹ کا پارسل قیمت للعہ۔ (۲) ولایتی پہولوں کا بیج ۳۲ پیکٹ کا پارسل قیمت للعہ۔ (۳) دیسی ترکاریوں کا بیج ۲۲ پیکٹ کا پارسل قیمت ۳ ۔ (۴) دیسی پہولوں کا بیج ۳۲ پیکٹ کا پارسل قیمت عکہ

(نوٹ) ترکاریوں اور پہولوں کا بیج زیادہ مقدار سے منگانا ہو تو فہرست منگا کر دیکہو

المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

منقولات (۱)

قومی خدمت سے حقیقی عزت ہے

مرحوم آنریبل جسٹس بدرالدین طیب جی باوجودیکہ ہائی کورٹ کے جج اور بمبئی میں سربرآوردہ شخص تہے۔ انڈین نیشنل کانگریس کے ہمیشہ سے بڑے زبردست حامی تہے مسلمانوں میں طیب جی ہی ایک ایسے مسلمان تہے کہ جن کی شرکت پر کانگریس والے ہمیشہ فخر کیا کرتے تہے طیب جی نے قوم کی مخالفت گوارا کی لیکن کانگریس سے تادم واپسیں اُن کی ہمدردی نہ گئی۔ لیکن اب دیکہنا یہ ہے کہ اُن کے مرنے کے بعد کانگریس والوں نے اُن کے ساتہہ کیا برتاؤ کیا۔ اُن کے چند خاص دوستوں نے اُن کی یادگار قایم کرنا چاہی۔ یادگاری کمیٹی قایم ہوئی لیکن ہم نے نہایت افسوس کے ساتہہ سنا کہ اس کمیٹی میں کسی قسم کی کامیابی نہیں ہوئی۔ صرف ڈیڑہ ہزار روپیہ کا چندہ ہوا۔ اس میں ایکہزار روپیہ تو خاص طیب جی کے حقیقی بہائی نے دیا۔ اور پانچسو روپیہ دوسرے عزیزوں اور مسلمان دوستوں نے اور یہ ڈیڑہ ہزار روپیہ خط وکتابت اشتہارات اور پمفلٹ وغیرہ کی چہپائی اور ترتیب دفتر میں صرف ہو گیا مسلمانوں نے چندہ دینے سے اس وجہہ سے انکار کردیا کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتہہ کوئی نیکی اور سلوک نہیں کیا نہ اُنکی قابلیت سے۔ نہ اُن کی دولت سے۔ نہ اُن کے اعزاز سے۔ نہ اُن کے اقتدار اور اثر سے نہ اُن کے روپے سے مسلمانوں کو کچہہ نفع پہنچا۔ نہ اُن کا برتاؤ مسلمانوں کے ساتہہ اچہا تہا بمبئی کے پارسی اور ہندو سر فیروز شاہ مہتا کے زیر اثر ہیں جو کانگریس والوں کے ایک بڑے زبردست لیڈر ہیں سر فیروز شاہ مہتا نے اس کمیٹی کی اعانت کرنے سے اس وجہہ سے انکار کردیا کہ جسٹس بدرالدین اگرچہ کانگریسی تہے۔ لیکن کسی شخص کے کانگریسی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُسکی یادگار بہی بنائی جاوے طیب جی نے جو کچہہ نفع پہنچایا وہ صرف اپنے لیئے اور اپنے خاندان اور عزیزوں کو اُن کی ذات سے پبلک کو کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا۔ اور اس وجہہ سے ملک کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایسے شخص کی یادگار بنانے پر حصہ لے۔ بہرحال ہم نے افسوس کے ساتہہ سنا کہ آنریبل جسٹس بدرالدین طیب جی کی یادگاری کمیٹی مایوسی اور حسرت کے ساتہہ توڑ دی گئی۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ صرف یہ کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی قابل ہو۔ صاحب علم ہو حکومت کے اعلے درجہ پر پہنچا ہوا ہو۔ دولتمند ہو لیکن وہ سچی اور اصلی عزت نہیں حاصل کرسکتا۔ جب تک وہ اپنی قوم کی خدمت نہیں کرتا اور اپنی قوم کی فلاح وبہبودی میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کرتا۔ ایسے ہی شخص کی عزت اپنے پرائے سب کرتے ہیں جو اپنی قوم کو نفع پہنچانے کی فکر میں مصروف رہتا ہے ایک طیب جی نہیں تاریخ میں سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں ایسی موجود ہیں کہ جن لوگوں نے قوم کے فوائد کا خیال چہوڑ کر غیر قوم کا ساتہہ دیا ہے اُن کو نہ اپنوں میں عزت حاصل ہوئی ہے نہ غیروں میں غیر جو کچہہ برتاؤ کرتے ہیں وہ صرف ظاہری ہے اور محض مطلب برآری کی غرض سے ہے۔ اس واقعہ سے ہماری قوم کے ہر شخص کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اپنی قوم کی بہلائی کا خیال ہر وقت پیش نظر رکہنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ خود قوم کے ہاتہہ سے تکلیف پہنچے۔ ممکن ہے کہ غیروں کی نظر میں ایسا شخص کانٹا سا کہٹکے۔ لیکن انجام کار ایسے شخص کو اصلی اور سچی عزت حاصل ہوگی اور اگر بالفرض دنیا میں ایسے اشخاص نامراد رہیں۔ لیکن ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑہکر کونسا خیال باعث مسرت وتقویت ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد خداوند تعالے کی خوشنودی حاصل ہوگی اور یہ سب سے بڑہکر نیک کاموں کا نتیجہ ہے۔

(البشیر)

مولوی سمیع اللہ خان

آپ کے والد محمد جلال خنر لوی ایجنٹ ملک معظم کے معتمد ہندوستانی ایجنٹ اور کچھ عرصہ تک ساتھ ہی پولیٹیکل ایجنٹ رہے۔ اور آپکے دو چچا ریواڑی اور دہلی میں بالترتیب صدر امین اور مفتی کے عہدے پر مامور رہے۔

مولوی سمیع اللہ خان ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ مفتی صدر الدین خان صاحب اور مولوی مملوک علی و مولوی سید محمد جیسے علمائے دہر کی شاگردی کا ان کو فخر حاصل ہوا۔ اور منطق و فلسفہ اور دینیات کی تعلیم انہیں بزرگوں سے حاصل کی۔ لیاقت اور قابلیت کی وجہ سے ملک کا نام جلد ہی نامی ہو گیا۔ اور بہت تھوڑی عمر میں دستار فضیلت سر پر بندھ گئی۔ کچھ عرصہ تک ایک استاد کی حیثیت سے قانونی اور فلسفی مضامین پر لیکچر بھی دیتے رہے۔ زمانہ کی حالت بدل گئی تھی۔ اور گورنمنٹ تعلیم یافتہ اصحاب پر ان لوگوں کو ترجیح دیتی تھی جنہوں نے بعض مقررہ امتحان بھی پاس کئے ہوں۔ چنانچہ آپ امتحان منصفی و وکالت میں جو نومبر ۱۸۵۶ء میں منعقد ہوا۔ شریک ہوئے۔ اور سب امیدواروں میں اول رہے۔ جب مفتی صدر الدین خان صاحب کو اپنے عزیز شاگرد کی نسبت اس مسرت خیز خبر کی اطلاع پہنچی۔ تو ان کو بہت مبارکباد دی مگر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ افسوس اب تم بھی علم کو زندہ نہ رکھ سکنے کی وجہ سے اپنے استادوں کا نام بھی زندہ نہ رکھ سکو گے جنہوں نے اسی غرض سے جہاں تک ان سے ممکن تھا تمہیں زیور علم و ادب سے مزین کیا تھا۔ چنانچہ یہ خوب طلباء جو کہ اس افغانستان اور وسط ایشیا کے دور دراز مقامات سے سن رسیدہ اشخاص علم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ ۱۸۵۸ء میں سنبھل کانپور منصف مقرر ہوا ان کی خوبیاں فوراً ان پر ظاہر ہوئے بغیر نہ رہیں۔ مسٹر جے ڈی گوڈ ڈسٹرکٹ جج نے انکی تعریف میں کہا کہ وہ نہایت ذہین ہندوستانی ہے۔ مسٹر شیرر مجسٹریٹ کانپور نے ۱۹ فروری ۱۸۶۰ء کو ان کی بابت لکھا کہ میں نے اسے ہمیشہ نہایت ہی ذہین پایا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اپنی حیثیت سے آگرہ میں انکی بہت عزت ہے۔ مسٹر فینن جج نے لکھا ہے کہ تم نے مقدمات کو جلدی فیصل کرنے اور دیانتداری سے فیصلے دینے میں اپنے بالادست افسروں کو بھی خوش رکھا۔ اور فریقین مقدمہ کو بھی ناراضی کا موقع نہ دیا۔ مسٹر فیلس ہیل ہیرسن اور مسٹر جی ایچ ہیٹن جو اس زمانہ میں ہائی کورٹ کی ججی سے ممتاز ہوئے تھے دم تک ان کے دوست رہے۔

مولوی سمیع اللہ خان نے چند سال منصف رہنے کے بعد ہائیکورٹ میں پیشہ وکالت اختیار کیا۔ آگرہ اور الہ آباد دونوں مقامات میں ۱۸۶۲ء سے ۱۸۷۳ء تک ان کی وکالت کا خوب شہرہ رہا۔ ان کی بیگانہ صورت سحر کلامی۔ اور محنت و جفاکشی کی وجہ سے جج بھی ان کے بیانات کو خوب توجہ سے سنتے تھے اور موکلوں کو بھی اسپر پورا اعتبار رہتا تھا۔

اسکے بعد بخیال حصول عزت و جاہ اپنے پہلے دوست اور مربی آنریبل مسٹر جسٹس ہیرسن کے مشورہ سے پیشہ وکالت کو خیر باد کہکر پھر گورنمنٹ کی ملازمت اختیار کی اور وہ پہلے وکیل تھے جو یکلخت سب آرڈینیٹ جج کے عہدہ پر ممتاز کئے گئے۔ اس تقرر کے اعلان کے وقت چیف جسٹس ہائیکورٹ الہ آباد نے اُن کی بہت تعریف کی۔ ایک اور موقع پر ایک مراسلہ میں ہائی کورٹ نے لوکل گورنمنٹ سے اُن کی ان الفاظ میں تعریف بیان کی کہ "ہائی کورٹ کی رائے میں مولوی سمیع اللہ خان ممالک مغربی و شمالی کے نہایت قابل اور لایق جوڈیشل افسروں میں سے ہیں"۔ آپ یکے بعد دیگرے علیگڈھ، الہ آباد، مرادآباد اور علیگڈھ میں سب جج کے منصب پر مامور رہے۔

وہ سر والٹر مورگن۔ سر چارلس ٹرنر۔ مسٹر جسٹس پیرسن، مسٹر جسٹس سپنکی اور مسٹر جسٹس پیئرسن جیسے بڑے بڑے مشہور انگریزی قانون دانوں کی عدالتوں میں مدت تک پریکٹس کر چکے تھے۔ اسلئے انہوں نے اپنے انتخاب کی خوب داد دی اور ایک معتبر جج اور عمدہ قانون دان مشہور ہونے کے علاوہ مقدمات کے جلد فیصل کرنے میں خاص نام پیدا کیا۔ ان کا نام مدت تک صوبہ میں ایک اعلیٰ سب آرڈینیٹ جج کر کے مشہور رہیگا اور جس خوبی سے وہ اپنی عدالت کے مقدمات کو ساتھ کے ساتھ نبٹاتے رہتے تھے وہ ہمیشہ یادگار رہیگی۔

صحیح النسب سید ہونے اور علم و فضل میں اعلیٰ پایہ رکھنے کی وجہ سے مولوی صاحب کو اپنے ہموطنوں میں جو عزت اور رسوخ حاصل ہے اسکا اعلیٰ حکام گورنمنٹ نے بھی اعتراف کیا ہے۔ سر سید احمد خان کے ہمراز بھائی تھے زیادہ تر انہی کی کوشش اور امداد کے بھروسہ پر ایم اے او کالج کے لئے علیگڈھ کو تجویز کیا۔ آپ ۱۸۷۳ء سے ۱۸۸۰ء تک علیگڈھ میں سب جج رہے اور سرکاری و مقامی مخالفت کے باوجود بہ لحاظ اپنی کوٹھی پر منعقد کیا۔ ان دنوں بعض سرکاری اہلکاروں کو یہ غلط خیال دامنگیر تھا کہ یہ درسگاہ مسلمانوں میں بغاوت پھیلانے کا باعث ہوگی۔ اور بجز اسی خیال کے مسلمان اسکو بدعت سمجھتے تھے۔ مولوی صاحب نے اس مخالفت کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور زبانی باتیں بنانے کی بجائے ہر طرح سے اس تحریک میں عملی حصہ لیا۔ اور نہایت مستعدی سے فوراً سکول کی ابتدائی جماعتیں کھولدیں۔ سب سے پہلا یہ لڑکے کو داخل کرایا۔ اور فرصت کے اوقات میں اسکول کی نگرانی کی طرف خاص خیال رکھا۔ عام قاعدہ ہے کہ عظیم الشان کاموں کی ابتدا ہمیشہ معمولی طور سے ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ جس کوٹھی میں ابتدائی جلسہ منعقد ہوا اور جس میں لڑکوں کا سکول کھولا گیا۔ اب وسیع عمارت کا ایک حصہ ہے اور ایم اے او کالج اب وفادار مسلمانوں کی تربیت گاہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

لارڈ نارتھبروک مولوی سمیع اللہ خان کو سر سید کا دایاں ہاتھ سمجھتے تھے جب لارڈ نارتھبروک ۱۸۸۴ء میں لارڈ ہائی کمشنر مقرر ہو کر مصر میں تشریف لیگئے اور انہیں اپنے عملہ میں ایک ہندوستانی کی ضرورت پڑی تو گورنمنٹ نے مولوی سمیع اللہ خان کو ان کے علم و فضل خیالات اور انتظامی قابلیت کی وجہ سے ان کے ہمراہ بھیجنا تجویز کیا۔ لارڈ ڈفرن نے چند سال پیشتر مصر میں سرکاری عدالتیں قائم کی تھیں اور منجملہ مولوی صاحب کے فرائض منصبی کے ایک یہ بھی تھا کہ ان عدالتوں کے کام کی نگرانی رکھیں۔ مصری مسلمانوں کو ان دنوں انگریزوں کی نیت کی نسبت کئی قسم کے شبہات تھے۔ مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ مولوی صاحب جیسا متدین شخص ہندوستانی عدالتوں میں اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز رہ چکا ہے تو یہ سب شکوک رفع ہو گئے۔ کیونکہ ان کے تبحر اور کمال کی وجہ سے وہ انہیں اپنی قدیم عدالتوں میں قاضی یا مفتی کے ممتاز عہدہ کے قابل سمجھتے تھے۔ علمائے ازہر و قاہرہ اور دیگر شیوخ بھی مولوی صاحب کے تقرر سے بہت خوش تھے اور کتابی عربی میں گفتگو کرنے کی وجہ سے انہیں نحوی کہتے تھے۔ ان سب بنگالیوں کے دل میں بھی اس طرح کے جو شبہات تھے وہ سب مولوی صاحب کی ایک دو ملاقاتوں میں دور ہوگئے۔ لارڈ نارتھبروک ہندوستان میں صرف ان کی صورت سے آشنا تھے۔ مگر مصر میں ان کی حسن کارگزاری کو دیکھکر ان کے ساتھ نہایت عنایت و مہربانی سے پیش آئے۔ لارڈ نارتھبروک ان کی نسبت لکھتے ہیں کہ "سمیع اللہ خان نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے جدید دیسی عدالتوں کے کام سے واقفیت حاصل کی ہے۔ اور اس بارہ میں ان کی رائے نہایت قابل قدر ہے"۔ لارڈ کرومر نے ۱۰ دسمبر ۱۸۸۵ء کو ان کی ایک رپورٹ کے متعلق الفاظ "دلچسپ اور قیمتی" استعمال کئے۔ مولوی صاحب کسر نفسی سے اپنی نسبت کہتے تھے کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ محض فرائض منصبی کی بجا آوری تھی۔ گورنمنٹ نے محض براہ خسروانہ سے مجھ کو سی ایم جی کا خطاب مرحمت فرمایا۔ انہوں نے اکثر لارڈ نارتھبروک اور لارڈ کرومر کی جہاں مندی اور شکرگذاری کا ذکر کیا ہے۔

سر الفریڈ لائل نے انہیں اودھ میں ڈسٹرکٹ جج مقرر کیا۔ اور بعد میں مقام رائے بریلی ڈسٹرکٹ و سیشن جج کے معزز عہدہ پر ممتاز فرمایا۔ بہرحال جب میں تین اضلاع کے یورپین مجسٹریٹ بھی ان کے ماتحت تھے۔ اور مولانا صاحب پہلے ہندوستانی تھے جو اس حالت میں کئی سال تک اپنے فرائض کو نہایت کامیابی سے انجام دیتے رہے۔ ان کے جسمانی اور دماغی قوا اس قدر مضبوط تھے کہ اگر کبھی اور ہوتا تو کئی سال تک ریٹائر ہونے کا نام نہ لیتا لیکن انہوں نے نہ چاہا کہ نچلے درجے کے اہلکار ترقی سے محروم رہیں۔ ۱۸۹۲ء میں جب مسٹر آکلینڈ کالون الہ آباد سے رخصت ہوئے تو اس سے چند روز پہلے وہ خدمت سے سبکدوش ہو گئے۔ اور اپنے پرانے دوست اور محسن کو الوداع کہنے الہ آباد پہنچے۔

اہل مدراس ان کی محبت اور دلبستگی سے نہایت متاثر ہوئے۔ ایک چٹھی جب وہ مولوی صاحب کو یوں لکھتے ہیں "مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنی جلدی ریٹائر ہونا چاہتے ہیں لیکن کئی سال کی قابل قدر خدمت کے بعد آپنے آرام کرنے کا استحقاق پیدا کر لیا ہے"۔

گورنمنٹ ایکٹ ۱۸۹۸ء کی بعض دفعات پر غور کرنے کے لئے ۱۹۰۳ء میں بصدارت مسٹر (اب سر) ڈنزل) ایبٹسن تین ممبروں کی جو کمیٹی بیٹھی تھی انہیں سے ایک یہ بھی تھے چنانچہ گورنمنٹ نے اس موقعہ پر ان کی حسن خدمات کا اعتراف کر کے ان کا شکریہ ادا کیا۔ آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو ہیں اور ان تمام تحریکوں میں جو گورنمنٹ کی وفاداری پر مبنی تھیں آپ نے ہمیشہ سرگرمی سے حصہ لیا ہے۔ انہوں نے ایشیا یورپ اور افریقہ کے اکثر ممالک کی سیر کی ہے اور پرانی وضع کے باکمال اشخاص میں سے ہیں +

ممالک مشرقی میں یہ امر نہایت مستحسن خیال کیا جاتا ہے کہ آخری عمر میں علائق دنیوی سے حتی الوسع علیحدگی کر کے بقیہ ایام یاد الٰہی میں بسر کئے جائیں۔ مولوی صاحب نے سرکاری ملازمت سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے بعد اور کہیں ملازمت کرنا پسند نہیں کیا اور اس وقت سے زیادہ تر علوم مشرقی کے مطالعہ اور یاد خدا میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ حاجی بھی ہیں اور کئی متبرک مقامات کی سیر کر چکے ہیں۔ آپ ماشاء اللہ بڑے سخی ہیں لیکن ان کی اس صفت کا حال عوام کو کم معلوم ہے کیونکہ وہ در پردہ خیرات کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے عام طور پر دینیات اور فلسفہ کا سبق دینا اوائل میں ہی ترک کر دیا تھا لیکن پھر بھی جب کبھی کسی مستعد طالب علم پر ان کی نظر پڑی تو اسے اسکی رجحان طبیعت کے موافق نعمت علم سے بہرہ ور کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا۔ اکثر لوگوں نے ان سے منطق اور علم اخلاق کی تعلیم پائی ہے۔ صوبجات متحدہ کے بعض نہایت کامیاب قانوندان اور بہترین جوڈیشل افسر وہ لوگ ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی وقت ان سے قانونی تعلیم حاصل کی ہے۔ مسٹر جسٹس سید محمود مرحوم نے الہ آباد میں آپ کی ہی ہدایت اور نگرانی میں پریکٹس شروع کی تھی۔ حیدر آباد ہائیکورٹ کے موجودہ چیف جسٹس صرف آپ کے خلف الصدق بلکہ شاگرد بھی ہیں۔ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے سب سے اعلےٰ درجہ کے ججوں اور قانوندان اصحاب نے آپ کی اعلیٰ قانونی لیاقت اور قوت فیصلہ کی صیابت کو تسلیم کیا ہے +

ایک زمانہ میں وہ مدرسہ عربی دہلی کے نہایت مؤید اور ممد تھے بعد ازاں آپ کی توجہ علی گڈھ کالج کیطرف منعطف ہوئی جسے انہوں نے مالی امداد بھی دی اور اب تک اس سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ آخر میں انکی کوشش سے میور سنٹرل کالج الہ آباد کے متعلق ایک اسلامی بورڈنگ ہاؤس قائم کیا گیا جو سائینس اور قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنیوالوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا ہے +

آجکل آپ علی گڈھ میں گوشہ گزینی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور خانگی کاروبار اور عبادت الٰہی سے جو وقت بچتا ہے اسے حتی الامکان خلق اللہ کو فائدہ پہنچانے میں صرف کرتے ہیں۔ ان کی مسلمہ قانونی قابلیت کی وجہ سے اکثر لوگ ان سے پیچیدہ معاملات کے متعلق مشورہ لیتے رہتے ہیں اور وہ بھی اسبارہ میں حتی الامکان کسی کو فائدہ پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے + (پائونیر)

ممالک غیر

گورنمنٹ کینیڈا نے مسٹر لی میٹر مزدوری پیشہ لوگوں کے قائمقام منسٹر کو بدیں غرض جاپان بھیجنے کی تجویز کی ہے کہ جاپانی قلیوں کے کینیڈا میں جانے کی بابت معاہدہ کیا جائے +

پایہ تخت جاپان میں وبائے ہیضہ کا بہت زور ہے۔ ۱۹ تازہ کیس ہوئے +

شہنشاہ آسٹریا کی طبیعت زکام اور کھانسی کی وجہ سے ناساز ہے +

جنوبی فرانس میں پھر زور کی بارش ہوئی۔ کئی مکان گر گئے۔ اور چند آدمی ہلاک ہوئے۔ گاڑیوں کی آمدورفت میں ہرج واقعہ ہوا۔ دریائے رون اور لوائر میں طغیانی آئی +

۱۰ اکتوبر کو لنڈن میں ٹرانسوال کی برٹش انڈین کمپنی کا جلسہ بصدارت لارڈ امپتھل منعقد ہوا ہندوستانیوں کی درآمد محدود کرنیکے متعلق جو بل پارلیمنٹ میں پیش ہے اس پر ناراضی کا اظہار کیا گیا۔ آخر میں اس معاملہ کو فوراً امپیریل گورنمنٹ کی توجہ میں لانیکا ریزولیوشن پاس ہوا۔ ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن نے بھی ایک ہمدردانہ جلسہ کیا اور امپیریل گورنمنٹ سے اپیل کرنیکا ریزولیوشن پاس کیا +

وینکوور کے مفسدوں کی تحقیقات شروع ہو گئی۔ پہلے مقدمہ میں ایک کو چھ ماہ قید کی سزا ملی

جوہانسبرگ کا پیغام تار مظہر ہے کہ ایک ہندو پوجاری کے عارضی لائسنس کی تجدید سے انکار کیا گیا اور اسے فوراً ملک سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ مگر اوس نے اس بنا پر نکلنے سے انکار کیا کہ اس حکم کی تعمیل سے زیادہ مجھے ایک اعلیٰ فرض بجالانا ہے +

جدید تعمیر شدہ انگریزی جہاز موسومہ لیوسیٹانیہ آئرلینڈ کے مقام کوئینسٹن سے ۲۴ میل فی گھنٹہ کی اوسط رفتار سے ۱۱۶ گھنٹہ میں امریکہ کے مقام سینڈی ہک میں پہنچا۔ آج تک جرمنی کے جہاز دنیا میں تیز ترین مانے جاتے تھے مگر اس نے ان سے بھی بڑھ کر تمام سابقہ اندراجات کو مات کر دیا +

سر جارج وارنڈر کے ایڈی کانگ حضور ملک معظم مقرر ہونے کا گزٹ میں اعلان ہوا +

سنگاپور میں ایک ایسا پودا دریافت ہوا ہے جسکے کھانے سے افیون کی عادت ترک ہو جاتی ہے تجربہ پر مفید ثابت ہونے کی وجہ سے اس پودے کا بہت چرچا ہو رہا ہے +

سال آئندہ کے شروع سے انگلستان میں ایسے کھوکھے بیچنے کی ممانعت ہوئی ہے جو کسی نہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہوں +

اٹلی نے جنگی اخراجات کے لئے ایک کروڑ پونڈ منظور کیا ہے۔ اسمیں چار عظیم جنگی جہاز بھی تعمیر ہونگے +

(۲) اشتہار سررشتہ میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مویشی و اسپان دیوالی ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء سے شروع ہو کر ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اسلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ ۱۴۵۰ (ایکہزار چارسو پچاس) روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے۔ دیا جاوے گا۔ اور مبلغ چار سو روپیہ جو گھوڑوں کو انعام دیا جاتا تھا۔ وہ میلہ دیوالی پر تقسیم نہیں ہوگا۔ بلکہ آئندہ میلہ بساکھی سنہ ۱۹۰۸ء پر زیادہ انعام تقسیم کیا جاوے گا۔ اگر کسی فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے۔ مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہئیں ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۷، ۸، ۹ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق اس موقع پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی اور فی راس مویشی ۳ محصول لیا جاویگا۔ واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنے باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کی رہیگی۔ تاریخ تشخیص انعام مویشی ۹ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء کو ہوگی اور انعام ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء کو تقسیم کیا جاویگا

(نوٹ) (۱) واضح ہو کہ جو مال منڈی سے بلا فروخت واپس جاویگا اوس کے واسطے پرچہ واپسی نہیں دیا جاویگا۔ اور نہ بوقت واپسی مال کے کسی طرح کی روکاوٹ ہوگی (۲) فیس داخلہ انعام مویشی بحساب ایک روپے کے چار آنہ لیا جاویگا۔ (دستخط) صاحب سیکرٹری بہادر میونسپل کمیٹی امرتسر۔ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ ۵ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

مسٹر ٹی اے ایچ وے مجسٹریٹ وکلکٹر مین پوری کو سبکدوش ہونیکی تاریخ سے ایکسال کی فرلو رخصت عطا ہوئی۔

مسٹر پی۔ یو۔ ایلین مجسٹریٹ وکلکٹر بریلی۔ مسٹر جی اے لیمی کی جگہ قایم مقام کمشنر قسمت روہیل کھنڈ مقرر ہوئے۔ اور مسٹر ای ایس لینارڈ قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ بریلی انکی جگہہ مقرر ہوئے۔

پنڈت برجمن ناتھ آغا تحصیلدار ضلع سہارنپور اسی ضلع مین عارضی اسپیشل ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔

مسٹر اے سی ناکر جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپسی پر قایمقام مجسٹریٹ وکلکٹر مین پوری مقرر ہوئے۔

رخصت سے واپسی پر مسٹر ایچ ڈی اے ای اے اززسپرنٹنڈنٹ پولیس ڈیرہ دون مین۔ مسٹر جی ایس سی کول سپرنٹنڈنٹ پولیس متھرا مین۔ مسٹر پی ایف این ٹولمن (ایضاً) مرادآباد مین۔ مسٹر جی ایچ۔ بی جانسٹن (ایضاً) غازی پور مین۔ مسٹر ای۔ ایچ نارپ (ایضاً) لکھنؤ مین۔ مسٹر آر کے موسلے (ایضاً) علیگڈہ مین۔ مسٹر اے این گورڈن (ایضاً) فتح پور مین۔ مسٹر ایف ڈبلیو گیورے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس الہ آباد مین۔ مسٹر ایس۔ ٹی بالنز (ایضاً) میرٹھ مین۔ اور مسٹر آر ایس بیل (ایضاً) گورکھپور مین متعین ہوئے۔

مسٹر جی۔ ایچ۔ ڈی۔ ایم گوئیر سپرنٹنڈنٹ پولیس خاص خدمات کے انجام پر بارہ بنکی مین متعین ہوئے۔

مسٹر ایچ۔ ٹی مارگن قایمقام مجسٹریٹ وکلکٹر خاص خدمت کے انجام پر ضلع بستی مین واپس آئے۔

مسٹر جی۔ ایف ایڈمز قایمقام مجسٹریٹ وکلکٹر علیگڈہ سبکدوش ہوکر بحیثیت قایمقام مجسٹریٹ میرٹھ مین واپس گئے۔

مسٹر جی۔ سی بھنڈارڈ قایمقام ڈسٹرکٹ وسشن جج آگرہ ۹ر اکتوبر سے اسسٹنٹ سشن جج گونڈا مقرر ہوئے

مسٹر ایف جے پرٹ ڈپٹی کمشنر فیض آباد سے سبکدوش ہوکر مجسٹریٹ وکلکٹر علیگڈہ مقرر ہوئے۔

مسٹر ایچ ایل وبسٹر سپرنٹنڈنٹ پولیس مین پوری سے کماؤن کو۔

مسٹر ایس۔ ایچ برکلے	؍؍	کماؤن سے مین پوری کو۔
مسٹر ایم سی ٹویڈی	؍؍	مرزاپور سے کانپور کو۔
مسٹر ای ایچ ایس بیلے	؍؍	متھرا سے الہ آباد کو۔
مسٹر اے۔ ڈی ایش ڈاؤن	؍؍	کانپور سے بہرایچ کو۔
مسٹر اے ڈبلیو رچرڈسن	؍؍	ڈیرہ دون سے ایٹہ کو۔
اور مسٹر ای ایچ بروس اسسٹنٹ	؍؍	للت پور سے کرڈی کو تبدیل ہوئے۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب ۱۱ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

ملک طالب مہدی خان ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ومنیجر ریاست ممدوٹ کی خدمات کونسل کمیٹی ریاست بہاولپور کے سپرد کی گئین۔ +

رخصت سے واپسی پر مسٹر ڈبلیو اے بی رد سکنل ڈویزنل جج امرت سر مین متعین ہوئے اور مسٹر ڈبلیو گرے کو جو حالنہ ہر ڈویژن مین تبدیل ہوئے سبکدوش کیا۔

میر ملد سلطان اسد جان ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع انبالہ سے گورداسپور کو تبدیل ہوگئے۔ اور لالہ نرماہر اہلو والیہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو جو رخصت پر گئے سبکدوش کیا۔

رخصت سے واپسی پر میان عبد الحمید بی اے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع گجرات مین متعین ہوئے۔ اور لالہ مول چند سہگل کو جو رخصت پر گئے سبکدوش کیا۔

رخصت سے واپسی پر لالہ لوپن رام ایم۔ اے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع مظفرگڈہ مین متعین ہوئے اور لالہ کیدار ناتھ ایم۔ اے کو جو رخصت پر گئے سبکدوش کیا۔

شیخ اصغر علی بی۔ اے ڈسٹرکٹ جج سیالکوٹ عارضی طور پر ایڈیشنل ڈویژنل وسشن جج سیالکوٹ مقرر ہوئے لالہ چونی لال ایم۔ اے ایل ایل بی پروبیشنری ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع رہتک سے حصار کو تبدیل ہوئے۔ بابو آر سی سنگھ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور ایکسٹرا اسسٹنٹ سٹلمنٹ افسر گورداسپور مقرر ہوئے۔

مسٹر جی منٹیسلے اسسٹنٹ کمشنر جہلم مسٹر ایچ ایچ جنکنز کی جگہہ بحیثیت ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازیخان مین متعین ہوئے۔

رخصت سے واپسی پر شیخ امیر علی بی اے ایکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر نے گجرات مین اپنی خدمات کا چارج لیا۔

سردار بلونت سنگھ ایکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر سیالکوٹ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہونے پر اپنی خدمات سے سبکدوش ہوئے۔

مسٹر ایل ہیچ قایمقام ڈائرکٹر زراعت پنجاب نے ساڑھے گیارہ ماہ کی مجتمع رخصت حاصل کی۔

مسٹر ڈبلیو بیل سی۔ آئی۔ ای ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کو ۸ر اکتوبر یا تاریخ استعفادہ سے ایک سال کی مجتمع رخصت عطا ہوئی۔

رائے بہادر ملراج ایم۔ اے۔ ای۔ جے۔ اے سی جہلم نے یکم اکتوبر سے چھ ہفتہ کی رخصت حاصل کی۔

ہندوستان کی خبرین

لکھنؤ میونسپلٹی نے ہنود کے چند گھاٹ تعمیر کرنے کی تجویز کی ہے جن میں حفظان صحت کا پورا پورا خیال رکھا جایگا تاکہ مریض طاعون کے اشنان مین بوقت ضرورت ہر طرح کی سہولت میسر ہو۔

مسٹر کیر ہارڈی لکھنؤ سے آگرہ جاتے ہوئے ۱۰ر اکتوبر کو کانپور مین بھی ٹھیرے۔

مسٹر فرگوسن انڈر سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ہند کے ماہ دسمبر مین رخصت لیکر ولایت جانے پر مسٹر پی ڈبلیو مولی سی ایس ان کی جگہہ مقرر ہونگے۔

کلکتہ مین ۱۰ر ماہ حال کو آتشبازی کی ایک بڑی دکان آتشزدگی سے تباہ ہوگئی۔ ہرچند آگ بجھانے کے آلات سے مدد لی گئی لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا۔ البتہ ملحقہ مکانات محفوظ رہے۔

موجودہ خشک سالی اور خرابی موسم کی وجہ سے امسال دہلی ڈویژن کی مینوفمنہ اور فوجی ریویو غالباً ملتوی رہیگی۔

ہفتہ مختتمہ ۵ر اکتوبر مین ۹۶۴۲ طاعونی اموات ہوئین تفصیل حسب ذیل ہے:۔

صوبہ بمبئی ۷۳۰۱۔ پنجاب ۳۱۱۔ صوبجات متحدہ ۱۱۸۔ برہما ۶۳۔ وسط ہند ۱۹۱۔ راجپوتانہ ۴۴۔ کورگ ۱۔ مدراس ۱۳۰۔ بنگال ۵۹۔ ممالک متوسط ۶۹۹۔ ریاست میسور ۵۴۷۔ حیدرآباد ۱۱۱۔

حال کے فسادوں کی وجہ سے کلکتہ مین بھی ہر قسم کے جلسے کرنیکی ممانعت ہوگئی ہے۔ یہ حکم دو ماہ کے لئے صادر ہوا ہے لیکن ضرورت ہوئی تو اس میعاد مین توسیع کردی جائے گی۔ بنگالی اس حکم پر سخت ناک بھوں چڑھا رہے ہین کیونکہ انہون نے ایام درگاپوجا مین بڑے بڑے جلسے منعقد کرنے کا سامان کر رکھا تھا۔

صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبجات متحدہ نے صوبہ کے تمام مدارس مین حکم دیا ہے کہ آیندہ حضور ملک معظم کی سالگرہ ۹ر نومبر کو جو اصل تاریخ ہے منائی جایا کرے۔ اور اس روز مدارس مین تعطیل ہوا کرے۔

ماہ ستمبر کی اخیر تاریخ کو سرکاری خزانون اور بنکون مین گورنمنٹ ہند کا کل ۱۹ کروڑ۔ ۱۱ لاکھ ۵، ہزار روپیہ جمع تھا۔ +

مسٹر جیمز ہاکنس ممبر پارلیمنٹ جو لبرل پارٹی سے تعلق رکھتے ہین اس موسم سرما مین بغرض سیاحت وتبدیل ہوا ہندوستان آنے والے ہین۔

چونکہ موجودہ ضلع لاہور بڑھگیا ہے۔ تجویز ہے کہ اس مین سے کچھ حصہ نکال کر ایک نیا ضلع قایم کیا جائے۔ ہیڈ کوارٹر کے لئے قصور موزون مقام خیال کیا گیا ہے۔ +

ایسٹ انڈین ریلوے پر گذشتہ ہفتہ کے اندر دو سرقہ کی وارداتین ہوئین۔ ایک مین قریباً تین ہزار اور دوسری مین دس ہزار روپیہ کا نقد و مال چوری ہوا۔ +

ریاست میسور میں طاعون کی سخت شدت ہے یہی وجہ ہے وہاں کی نمائش میں اس دفعہ کی رونق اور کامیابی نہیں ہوئی جیسی کہ امید تھی۔

دہلی میں چند روز ہوئے ایک عجیب الخلقت بچہ پیدا ہوا جسکے دو سر اور تین ہاتھ تھے اور پاخانہ پھیرنے کے راستے بھی دو تھے۔ یہ بچہ پیدا ہونے کے چند گھنٹے بعد مر گیا +

۱۱ اکتوبر کو مسٹر سٹرلنگ نائب ایڈیٹر سول ملٹری گزٹ مقدمہ قتل کے متعلق سشن سپرد ہوئے۔ ضمانت کیلئے جو درخواست دی گئی تھی نامنظور ہوئی +

مدراس کا اخبار ہندو اس خبر کی تردید کرتا ہے کہ اہل مدراس نے امسال اپنے ہاں کانگریس منعقد کرنے کی درخواست دی ہے +

موجودہ خشکسالی کی وجہ سے صوبجات متحدہ میں عام طور پر صرف پچاس فیصدی اور بعض اضلاع میں ساٹھ فیصدی کپاس کی پیداوار کی امید ہے + اگر عنقریب بارش نہ ہوئی تو اندیشہ ہے کہ پیداوار میں اور بھی کمی ہو۔

حسن خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے مسٹر وار برٹن کو جو فن سراغرسانی میں خاص شہرت رکھتے ہیں اور آجکل ریاست پٹیالہ میں اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کے عہدہ پر مامور ہیں۔ تھانہ سنگتانوالہ ضلع لاہور میں ۳۰ مربعے زمین عطا کی ہے۔ اسمیں وار برٹن نامی ایک گاؤں آباد کیا جائیگا اور اسی نام کا ایک ریلوے سٹیشن وہاں سے پانچسو گز کے فاصلہ پر قائم کیا جائیگا +

تھانہ رم (بہار) کے کمشنر نے چند روز ہوئے ضلع بھیتیا کے ایک زنانہ چوکیدار کو اس بہادری کی صلہ میں سرسر دربار معقول انعام دیا کہ وہ دونای چوروں کو جو نوشی چرا لیجا رہے تھے پکڑ کر معہ مال مسروقہ تھانہ میں لے گئی۔ اس ضلع کے تمام دیہات میں چوکیداری کی خدمت عورتیں سرانجام دیتی ہیں +

مدراس کے دیسی اور یورپین وکلا اور بیرسٹر صاحبان نے ملک معظم وزیر ہند کی خدمت میں ایک دیسی ہائیکورٹ کو ایڈووکیٹ جنرل مقرر کرنیکے خلاف عرضداشت ارسال کرنے کی تجویز کی ہے۔

سورت سے بمبئی جاتے ہوئے ایک سیکنڈ کلاس ہندوستانی مسافر کی جیب سے دو ہزار چھ سو روپیہ کے نوٹ اور ساڑھے چوری گئے۔ پولیس کو اطلاع دی گئی جو مصروف تحقیقات ہے +

ریلوے کوآپریٹو سٹورز سکھر میں ۱۱ اکتوبر کی رات کو سخت آگ لگی۔ نو سو روپیہ کا مال و اسباب جل گیا۔ آگ بجھانے کی کوشش میں یوروپین منیجر نقمۂ اجل ہوا اور چار دیگر ملازم سخت مجروح ہوئے۔

کنر ۔۔۔ وجہ سے برہما کے بعض حصص میں ریلوے لائن بہ گئی ہے +

بقول ۔۔ شمین کلکتہ میں افواہ ہے کہ ہندوستان کے نیشنلسٹوں نے مسٹر کیر ہارڈی کو ہندوستان ۔۔ کیلئے پندرہ ہزار روپیہ دیا ہے +

مسٹر ڈبلیو بیل ۔۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کو ایک سال کی مجتمع رخصت عطا ہوئی

مسٹر جے سی گاڈلے ۔۔ بجائے قائم مقام ڈائرکٹر مقرر ہوں گے۔

مسٹر جیکب منیجر اور ۔۔۔ روہیلکھنڈ ریلوے کو آج کی تاریخ سے ریٹائر ہونیکی اجازت مل گئی ان کی جگہ آر ڈبلیو ایجرٹن منیجر مقرر ہوئے +

صنعت و حرفت کی تعلیم کا سکیم جسے جناب لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے گورنمنٹ ہند میں ارسال کیا ہے اسپر محکمجات متعلقہ میں غور و خوض ہو رہا ہے +

باغیانہ اور مفسدہ انگیز جلسوں کی عام ممانعت کے لئے ایک جدید بل ۱۸ اکتوبر کو کونسل میں پیش ہو کر غالباً اسی روز پاس ہوگا۔ اسکے رو سے آئندہ خاص امتناعی ریزولیوشنوں کی ضرورت نہ رہیگی نہ وقت کی کوئی قید ہوگی +

ہفتہ مختتمہ ۵ اکتوبر میں اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں :-

حصار ۳۷ - رہتک ۳ - گوڑگانوہ ۶۱ - دہلی ۱ - کرنال ۱۲ - ہوشیارپور ۴ - منٹگمری ۲ - لاہور ۱ - امرتسر ۶ - سیالکوٹ ۱ - گوجرانوالہ ۲ - میزان ہفتہ اسبق ۱۸۸ - سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی میزان ۲۸۷ +

لاہور کے عجائبخانہ میں حال میں پرانے تانبہ کے برتنوں کا قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ یہ برتن کچھ عرصہ ہوا شورکوٹ ضلع جھنگ میں زمین کھودتے ہوئے برآمد ہوئے تھے +

ہفتہ مختتمہ ۵ اکتوبر کی رپورٹ فصل و موسم سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہما صوبہ شرقی بنگال و آسام کے بیشتر حصہ کشمیر، اکثر حصص بمبئی، حیدرآباد، میسور اور قریباً تمام احاطۂ مدراس میں فصل کی حالت تا حال قابل اطمینان ہے لیکن اگر جلدی بارش نہ ہوئی تو نقصان ہوگا۔ صوبجات متحدہ پنجاب صوبہ سرحدی راجپوتانہ اور قریباً تمام وسط ہند میں حالت بدتر ہے فصلیں خشک ہو کر تباہ ہو رہی ہیں اور زراعتی کاروبار بند پڑے ہیں جس سے مزدوروں کا حال بھی تباہ ہو رہا ہے صوبجات متحدہ میں قحط و مصیبت کا سب سے زیادہ اندیشہ ہے +

لالباغ لکھنؤ میں ایک چشمہ کے پاس سے زمین کھودتے ہوئے چھ فٹ لمبی ایک توپ برآمد ہوئی۔ چند ماہ پیشتر بھی اس جگہ سے ایک دستیاب ہوئی تھی +

رپورٹ فصل و موسم پنجاب بابت ہفتہ مختتمہ ۱۱ اکتوبر حسب ذیل ہے :-

بارش ندارد۔ نرخ غلہ تمام اضلاع میں چڑھ رہا ہے۔ گوڑگانوہ میں خفیف ارزانی کی اطلاع بھی ہے۔ بعض مقامات میں کپاس چنی جا رہی ہے اور دھان کٹ رہے ہیں۔ فصل ربیع کی قلبہ رانی اور تخم ریزی جاری ہے۔ بعض اضلاع میں سیراب شدہ استادہ فصلیں خشک ہو رہی ہیں اور غیر سیراب شدہ سخت لو چلنے اور امساک باران کی وجہ سے تباہ ہو گئی ہیں + صوبہ بھر میں بارش کی سخت ضرورت ہے۔ جالندھر میں کپاس اور نیشکر کو کثیر النقصان پہنچ رہا ہے۔ فیروزپور۔ لاہور۔ سیالکوٹ اور شاہپور میں چوہے اور تیلہ فصلوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ مویشی کی حالت عمدہ ہے چارہ اضلاع دہلی لاہور سیالکوٹ اور حصص شاہپور میں کمیاب ہے + پانی کی اضلاع حصار دہلی اور لائلپور کے بعض مقامات میں شکایت ہے +

آنریبل مسٹر ڈکشٹ جو بمبئی سے ناگپور بدیں غرض گئے تھے کہ وہاں کے ہر دو فریق کانگریس کے باہم صلح و اتفاق کرادیں وہاں سے محض ناکام واپس آئے۔ انتہا پسند فریق نے اصرار کیا کہ جبتک مسٹر تلک کو پریزیڈنٹ بنانیکا وعدہ نہ کیا جائے گا ہم کانگریس فنڈ کا روپیہ نہ دیں گے +

سشن سپرد ہونے کے بعد مسٹر سٹرلنگ کی ضمانت کے لئے چیفکورٹ میں بھی درخواست کی گئی مگر نامنظور ہوئی +

کوکنڈہ کے مقدمہ بلوہ میں جن سولہ اشخاص کو سزا ہوئی تھی اپیل پر ان میں سے تین رہا ہوئے باقی کی سزا بحال رہی۔

گذشتہ جمعہ کے روز مہاراجہ بیکانیر ولایت سے بمبئی پہنچے +

لاہور میں آجکل موسمی بخار کا بہت زور ہے +

بمبئی کے مرہٹی ہفتہ وار اخبار سدھاری کا ایڈیٹر باغیانہ مضامین لکھنے کے الزام میں گرفتار ہو کر ۱۲ ماہ حال کو عدالت میں پیش ہوا۔ ضمانت نامنظور ہوئی +

ضلع رہتک میں رسد اور چارہ کی بہم رسانی کی دقت کی وجہ سے جو فوجی اجتماع مشق وغیرہ کی غرض سے وہاں ہونیوالا تھا وہ ملتوی ہو گیا +

بمبئی اور لکھنؤ میں آگ بجھانیکے لئے جدید انجن آئے ہیں جو بجلی کی طاقت سے چار سو گیلن پانی فی منٹ پھینکتے ہیں۔

یکم اپریل سے ۲۸ ستمبر تک ہندوستان کی ریلوں کو سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۸۲ لاکھ روپیہ کی زائد آمدنی ہوئی۔

بنگال پولیس ٹریننگ سکول بھاگلپور کے سالانہ امتحان کے پرچے اڑ گئے اور عین امتحان سے ایک روز پہلے نئے پرچے مرتب کرنے پڑے + تمام طلبا سازش میں شریک تھے عنقریب تحقیقات ہوگی +

منٹگمری ۵ - جہلم ۱۸ - راولپنڈی ۱۲ - اٹک - ریاست پٹیالہ ۱۶ - میزان ۲۸۸ -

اسلامی دنیا

طنجہ کی خبر ہے کہ فرانسیسی فوج کے ایک تفریحی دستہ نے اجعک مغربیں جبل زرار پایندہ سے اور اگر تباہ کر دیئے۔ قبایل کا بہت نقصان ہوا۔

خبر آذربائیجان کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج جبل لدمیہ سے دو میل کے فاصلہ پر ڈیرہ جمائے ہوئے ہے۔

مصر کے تجارت پیشہ اور متمول ایرانیوں نے جن کی وہاں اب کثرت ہوگئی ہے قاہرہ میں اپنا ایک جداگانہ قومی مدرسہ قایم کرنے کی تجویز کی ہے۔

ماہ اگست میں بلنکے پور سے سات مسلمان طلبا تعلیم پانے کی غرض سے روانہ ولایت ہوئے ان میں سے دو سول سروس کے لئے گئے ہیں۔

سرویا۔ بلغاریا۔ رومانیا ہرسہ ریاستوں کے مسلمانوں کی طرف سے حجاز ریلوے کے لئے اب تک جو چندہ وصول ہوچکا ہے اسکی مجموعی تعداد اس چندہ سے زیادہ بتائی جاتی ہے جو ہندوستان سے اب تک روانہ کیا گیا ہے

انجمن بہبود مسلمانان دہلی کا ایک شاندار جلسہ ۱۶ حال کو مدرسہ طبیہ کے مکان میں بصدارت حکیم محمد اجمل خان صاحب منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کثیر تھی۔ شیخ عبدالقادر صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا نے "مسلمانان ہند کے مستقبل" پر ایک پر زور لیکچر دیا جس سے سامعین نہایت محظوظ ہوئے۔ نواب وقارالملک سید مشتاق حسین صاحب نے بھی جو حسن اتفاق سے اس روز دہلی تشریف لائے تھے مناسب موقع ایک کارآمد و موثر تقریر فرمائی۔

منشی فریدالدین صاحب رئیس قلابہ (بمبئی) نے پونا کے اسلامیہ سکول کو مبلغ ایک ہزار روپیہ عنایت فرمایا

ہمعصر "ملک و ملت" کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ بحیثیتہ طور پر امید کی جاتی ہے کہ چھ سات ماہ کے اندر حجاز ریلوے مدینہ منورہ تک پہنچ جائیگی۔ اور ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۶ ہجری کو (یعنے میلاد النبی صلعم کے روز) اسکی رسم افتتاح عمل میں آئیگی۔

جناب سیکرٹری انجمن الاصلاح دسنہ (پٹنہ) اطلاع دیتے ہیں کہ انجمن موصوفہ کا سالانہ جلسہ ۹ اور ۲۰ اکتوبر کو منعقد ہوگا۔

لفٹنٹ آنریبل ملک عمر حیات خان صاحب ٹوانہ سی۔ آئی۔ ای چند روز کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔ ۱ر ماہ حال کو حضور لاٹ صاحب بہادر سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ اسکے علاوہ بعض دیگر اعلیٰ اہلکاران گورنمنٹ سے جنہیں وہ گذشتہ موقع پر نہ مل سکے ملاقات کرنیوالے تھے۔

۵ اکتوبر کو دکاخیل قبیلہ کے بیس آفریدیوں نے کوہاٹ سے چند ہی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں پر چھاپہ مارا اور دو ہندوؤں کے مکانات سے چند سو روپیہ کا مال لوٹنے کے علاوہ اُن کے دو لڑکوں کو بھی پکڑ لے گئے سلاڑ الی ہو گاؤں کا ایک آدمی ہلاک ہوا لڑکو صحیح سلامت بھاگ گئے

بقول "ہمدرد صباح" سینیگال اور نائیجیریا میں مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ضمیمہ رکھ اسلامی مدارس قایم ہو رہے ہیں۔

باب عالی نے حکم دیا ہے کہ حجاز ریلوے پر کام کرنے والی موجودہ فوجوں کی جگہ جن کی مدت خدمت ختم ہو چکی ہے نئی فوجیں روانہ کی جائیں اور ان کو رخصت دی جائے۔

ملکی پیداوار کی نمایش کے لئے دولت عثمانیہ عنقریب ایک عظیم نمایش قایم کرنے والی ہے۔

۵ اکتوبر کو ایران کے قونصل اعظم نواب نصیر الملک لکھنو تشریف لے گئے ۱۱ سیکا نفرنس کی استقبالی کمیٹی نے سٹیشن پر آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔

۶۔ ۷ و ۸ اکتوبر کو بمقام لکھنو آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا جلسہ بصدارت مولانا نجم الحسن مجتہد منعقد ہوا اور کئی مفید ریزولیوشن پاس ہوئے۔ ہز ایکسیلنسی نصیر الملک نواب مرزا شجاع علی بیگ قونصل جنرل سلطنت ایران جو اسی غرض سے لکھنو تشریف لے گئے تھے تینوں روز جلسہ میں تشریف لاکر نہایت دلچسپی سے کارروائی کو ملاحظہ کرتے رہے۔

امیر کابل ۲۶ ستمبر ۱۹۱۰ء کو مزار شریف پہنچے۔ قریبا دو ہفتہ تک وہاں ٹھہرنے کا ارادہ تھا

دہلی کے قریب بہادر گڑھ کے متصل ہر سال شبرات کی تقریب پر ڈیڑھ دو ہزار روپیہ کی آتشبازی چلائی جاتی ہے۔ امسال اس موقع پر ساٹھ آدمی جھلس گئے جنمیں سے تین جانبر نہ ہوسکے۔ افسوس کہ مسلمان اس مبارک تیوہار پر خدا و رسول کے احکام کے خلاف اسراف بیجا سے باز نہیں آتے۔

آستانہ علیہ میں پچھلے دنوں ایرانی تاجروں کی ایک بڑی تجارتی کوٹھی خان والدہ نامی آتشزدگی سے تباہ ہوگئی۔ جلالت مآب سلطان المعظم نے اسکے دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دیدی ہو اور اس سے گذشتہ تیس سال کا ٹیکس لینا ملتوی کر دیا۔ تاکہ جب وہ عمارت بنالیں تو بہر رفتہ رفتہ رقم بقایا ادا کر دیں۔

سلطان عبدالعزیز نے دوران ملاقات میں کہا کہ انشاءاللہ موجودہ بدامنی کا نتیجہ ملک کے حق میں بہتر نکلیگا۔ یہ بھی کہا کہ اگر فرانسیسی یہاں سے چلے جائیں تو میں امن کی ذمہداری کرسکتا ہوں ورنہ موجودہ بدامنی اسی طرح قایم رہیگی۔ مولائے حفیظ کے متعلق کہا کہ اگر وہ صلح صفائی سے نہ سمجھا تو اُس پر فوج کشی کرنی پڑیگی۔ ایک نامہ نگار سے اثنائے گفتگو میں دریافت کیا کہ "تم جاپانیوں کو بھی اپنے دیکھا ہے؟ کیا میری سپاہ بھی ویسی ہی بہادر ہے؟" نامہ نگار نے کہا: "ہاں! مگر وہ صبر و ناکامی کے عہد بدمن سے ناواقف ہیں" سلطان نے مسکرا کر کہا کہ "نہیں وہ بڑی بہادر ہیں" سلطان نے انگلستان جانے کی خواہش ظاہر کی۔ مگر اسکے امکان کی نسبت شک ظاہر کیا۔

ٹائمز کا نامہ نگار طہران سے تار دیتا ہے کہ شاہ ایران نے ایک جدید آئین پر دستخط کر دیئے جسکی رو سے

وزیر ہند پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہی

قیمت معہ محصول ڈاک	THE VAKIL	فہرست مضامین

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

پیشگی		
ممالک بیرون سے		
امراء و رؤسا سے		
عام خریداروں سے		
طلبا کو بشرط اطلاع احباب	۲ ۔	۴ للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے

نمبر ۲۵۴
بنام خدمت جناب
انجمن الاصلاح
ڈاکخانہ

نمبر ۵۹	۱۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء ٭ ۱۱ رمضان ۱۳۲۵ھ ٭ یوم شنبہ	جلد ۱۳

دلفریب ناول
مجموعہ پولیٹیکل اصلاحیں
تقدہ ۔ السداد ۔ عمارہ کا جدید
تقسیم ۔ مرحوم
کراچی کانفرنس
سلطان ۔ مقام
ایک نیک ارادہ کے لیے نیک مشورہ کی ضرورت
قابل توجہ سپرنٹنڈنٹ
بیت رسول کا عرس احمد آباد میں
ہندوستان کی خبریں
اسلامی دنیا
ممالک غیر
اشتہارات

وکیل امرتسر
نمبر ۵۹
جلد ۱۳
۱۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء ٭ یوم شنبہ
مطبع

مجوزہ پولیٹیکل اصلاحیں اور گورنمنٹ صوبجات متحدہ

رعایائے ہند کو امور سلطنت میں زیادہ حصہ دیئے جانے کے متعلق جو اہم تجاویز آج کل درپیش ہیں ان کے متعلق منشائے گورنمنٹ ہند لوکل گورنمنٹوں نے پبلک سے استصواب رائے شروع کر دیا ہے گورنمنٹ مشرقی بنگال کے اس معاملہ میں پیش قدمی کرنے کا ذکر ہم ناظرین سے پہلے کر چکے ہیں اور گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ ہند کے خط مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء متعلقہ معاملہ مذکور پر اپنی طرف سے جو ریمارکس ایزاد کیئے ہیں ان سے بھی ہم ناظرین کو آگاہ کر چکے ہیں گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے بھی بذریعہ خطوط کے پبلک سے توسیع کونسلوں کے متعلق رائے طلب کی ہے. پنجاب میں صرف کمشنروں کے نام احکام جاری ہوئے ہیں کہ وہ ڈپٹی کمشنروں کی معرفت پبلک کے خیالات کا اندازہ کریں. اور لوکل گورنمنٹ کو ان سے مطلع کریں لیکن صوبجات متحدہ میں چیف سیکرٹری کی جانب سے براہ راست مندرجہ ذیل پبلک جماعتوں اور سربرآوردہ اشخاص کے نام استصواب رائے کی غرض سے خطوط روانہ کئے گئے ہیں.

(۱) صاحب رجسٹرار یونیورسٹی الہ آباد ٭
(۲) صاحب سیکرٹیری ایوان تجارت شمالی ہند ٭
(۳) آنریبل مسٹر الیگزینڈر میک رابرٹ کانپور ٭
(۴) آنریبل رائے سری رام بہادر ایم۔ اے۔ بی۔ ایل سی۔ آئی۔ ای لکھنؤ ٭
(۵) آنریبل راجہ پرتاب بہادر سنگھ سی۔ آئی۔ ای۔ تعلقہ دار قلعہ پرتاب گڈھ ٭
(۶) صاحب سیکرٹیری زمیندار ایسوسی ایشن صوبۂ آگرہ۔ الہ آباد۔
(۷) آنریبل رائے نہال چند بہادر مظفر نگر ٭
(۸) آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ الہ آباد ٭
(۹) آنریبل رائے سندر لال بہادر بی۔ اے سی۔ آئی۔ ای۔ الہ آباد ٭
(۱۰) آنریبل منشی مادھو لال صاحب بنارس ٭
(۱۱) صاحب پریسیڈنٹ برٹش انڈین ایسوسی ایشن اودھ۔ لکھنؤ ٭
(۱۲) صاحب سیکرٹیری ٹرسٹیان مدرستہ العلوم علی گڈھ ٭
(۱۳) آنریبل راجہ محمد علی محمد خان صاحب خان بہادر محمود آباد ٭
(۱۴) آنریبل نواب مستان الدولہ سر محمد فیاض علی خان کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس آئی رئیس پہاسو

جواب کے لئے میعاد یکم جنوری ۱۹۰۸ء مقرر کی گئی ہے۔ پنجاب میں یکم دسمبر ۱۹۰۷ء تک کمشنروں کو اپنی رائے گورنمنٹ میں بھیجنی ہوگی جس کے معنے یہ ہیں کہ یہاں کی پبلک جماعتوں کو اپنی رائے کا اظہار اختتام نومبر سے قبل کر دینا ہوگا. مگر صوبجات متحدہ کی پبلک اس لحاظ سے زیادہ خوش قسمت ہے جسے ان معاملات پر غور کرنے کے لئے زیادہ وقت ملیگا.

حضور لفٹیننٹ گورنر صوبجات متحدہ کی رائے ہے کہ پراونشل ایڈوائزری کونسل کے ممبروں کی تعداد ۲۵ رکھی جائے. مگر اس کونسل کی ترتیب کے متعلق وہ پبلک سے مشورہ طلب کرتے ہیں پراونشل لیجسلیٹو کونسل میں حضور لفٹیننٹ گورنر کی رائے ہے کہ کل ممبر ۳۵ یا ۳۶ ہوں. جن میں سے غیر سرکاری ممبر قریب ۱۷ کے ہوں. غیر سرکاری ممبروں کی تقسیم بہ آنر حسب ذیل تجویز فرماتے ہیں.

الہ آباد یونیورسٹی کی جانب سے نامزد کیا ہوا ممبر	ایک
کانپور ایوان تجارت کی جانب سے نامزد کیا ہوا ممبر	ایک
اُن چھ میونیسپل شہروں کے قایم مقام جن کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے یعنے الہ آباد۔ لکھنؤ۔ بنارس۔ کانپور۔ آگرہ اور بریلی (ان میں سے دو دو شہروں کا ایک ایک قایم مقام ہوگا جو دو برس تک کونسل میں نیابت کرے گا) ٭	دو
دیگر میونسپل قصبات کے قایم مقام جن کی آبادی ۲۰ ہزار سے زائد ہے اور ایک لاکھ سے زاید کی آبادی والے وہ چار شہر جنہیں نیابت حاصل نہیں ہوئی ۱۰ آبادی کے اعتبار سے ان شہروں اور قصبات کی دو تقسیمیں کر دی جائیں گی جیسا کہ آج کل ہوتا ہے)	دو
ڈسٹرکٹ بورڈز کے قایم مقام (دو صوبۂ آگرہ سے اور ایک صوبہ اودھ سے)	تین
زمینداران صوبۂ آگرہ کا قایم مقام (بذریعہ انتخاب)	ایک
زمینداران اودھ کا قایم مقام جسے اودھ کی برٹش انڈین ایسوسی ایشن نامزد کریگی.	ایک
مسلمانوں کے قایم مقام (دو بذریعہ انتخاب اور دو بذریعہ نامینیشن)	چار
ان کے علاوہ جن ممبروں کو گورنمنٹ نامزد کریگی.	دو
میزان	سترہ

گورنمنٹ ہند نے اپنی مراسلت میں اس امر پر زور دیا تھا کہ انتخاب کا وہ طریقہ اختیار کیا جائے جس سے کونسلوں میں نیز میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں کسی قلیل التعداد جماعت کی حق تلفی نہ ہو پائے چنانچہ گورنمنٹ صوبجات متحدہ اس امر کے متعلق بھی پبلک سے مشورہ طلب کرتی ہے اور دریافت کرتی ہے کہ میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں انتخاب کنندوں کی تقسیم کیونکر کی جائے۔ اور انتخاب کے قابل کن لوگوں کو قرار دیا جائے۔ آج کل ڈسٹرکٹ بورڈز میں جنہیں انتخاب کرنے کا حق حاصل ہے انہیں منتخب ہونے کا بھی حق حاصل ہے اور وہ حسب ذیل اشخاص ہیں.

(۱) اپنے علاقہ کے آنریری مجسٹریٹ
(۲) ۲۵ سے لے کر ۱۰۰ تک لکھے پڑھے لوگوں کی وہ تعداد جو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی سفارش پر صاحب کمشنر مقرر کردیں ان کی عمر ۲۱ سال سے کم نہیں ہوتی۔ اور ان کی اپنی تحصیل میں زمینیں ہوتی ہیں یا ان کی بود و باش وہاں ہوتی ہے. یا ان کے تجارتی تعلقات اس تحصیل سے ہوتے ہیں ٭

مشورہ طلب یہ امور ہیں کہ انتخاب کنندگان اور انتخاب میں کھڑے ہونے والوں کے لئے جو لیاقات قرار دیئے جا چکے ہیں۔ وہ قائم رہیں۔ یا ان میں کچھ تغیرات کئے جائیں۔ اگر تغیرات کئے جائیں تو وہ کیا ہوں؟

سیکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم علی گڈھ کے پاس جو گورنمنٹ کی چٹھی موصول ہوئی ہے اس میں مسلمانوں کے متعلق زیادہ وضاحت سے کام لیا گیا ہے۔ اور تحریر کیا گیا ہے کہ اصلاحی تجاویز کی تجویز کے مطابق مسلمان انتخاب کنندوں کی فہرست مرتب کی گئی تو صوبجات متحدہ میں حسب ذیل ہوگی

(۱) بائے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے غیر سرکاری مسلمان ممبر تقریباً ۔۔۔ ۵

(۲) یونیورسٹی الہ آباد کے مسلمان فیلوز ۔۔۔ ۲۰

(۳) پچیس ہزار یا زیادہ کا مالیہ دینے والے مسلمان (اگی تعداد بھی صحیح طور پر معلوم نہیں) ۔۔۔ ۳۱

(۴) پچیس ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ پر انکم ٹیکس دینے والے مسلمان ۔۔۔ ۲۸

میزان ۔۔۔ ۸۴

اگر مالیہ اور انکم ٹیکس کی بجائے ۲۵ ہزار کے دس ہزار کافی سمجھ لی جائے تو انتخاب کنندوں کی فہرست میں تقریباً دو سو نام شامل ہو سکیں گے۔

حضور لفٹنٹ گورنر کا منشا ہے کہ صوبجات متحدہ کی کونسل میں مسلمانوں کے لئے چار ممبر یا مخصوص کر دیں جن میں سے دو انتخاب سے مقرر ہوں اور دو نامینیشن سے۔ ایک مسلمان میرٹھ آگرہ۔ روہیلکھنڈ۔ اور کماؤں کی قسمتوں سے منتخب ہو کر آئے۔ اور دوسرا صوبۂ اودھ اور قسمت ہائے الہ آباد۔ بنارس اور گورکھپور سے۔ مسلمان انتخاب کنندوں کی تقسیم حسب ذیل طریقے پر تجویز کی گئی ہے

(۱) الہ آباد یونیورسٹی کے مسلمان فیلوز ۔۔۔ تقریباً ۔۔۔ ۲۰

(۲) الہ آباد یونیورسٹی کے رجسٹر شدہ مسلمان گریجویٹ جنہیں ڈگری لئے پانچ برس سے زیادہ ہوئے ہوں ۔۔۔

(۳) جو مسلمان پانچ ہزار یا زیادہ مالیہ دیتے ہوں ۔۔۔ ۲۸۵

(۴) جو مسلمان پانچ ہزار یا اس سے زیادہ پر انکم ٹیکس دیتے ہوں۔ ۔۔۔ ۲۶۰

اس تقسیم کے متعلق ابھی صحیح اعداد بیان نہیں کئے جا سکتے۔ مگر تخمینہ کیا جاتا ہے کہ کل مسلمان انتخاب کنندوں کی فہرست ساڑھے چار سو یا پانسو سے زیادہ نہ بڑھنے پائیگی۔

متذکرہ بالا تجاویز پیش کر کے گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے صرف اُن ہی سربرآوردہ مسلمانوں سے جن کے پاس یہ چٹھی مذکور بھیجی گئی ہے یہ رائے طلب کی ہے کہ مسلمان انتخاب کنندوں کی تقسیم امپیریل لیجسلیٹو کونسلوں کے لئے کیونکر ہو۔ اور دیگر امور متعلقہ تجاویز مذکور بطریق احسن کیونکر ... گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے بڑی دانشمندی کی کہ مسلمانوں کے متعلق جتنے امور تھے اُن کی ... اُن ہی سے استصواب کیا۔ مسلمان ہی اپنی ضروریات کو خوب سمجھ سکتے ہیں مسلمانوں کو ... رہنے کی تدابیر اُس قوم سے پوچھنا جسنے خود مسلمانوں کے حقوق غصب کر لئے ہوں نہایت غلطی ہوتی۔ گورنمنٹ مذکور کے اس فعل نے ہمیں یقین دلا دیا ہے کہ مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کے معاملہ میں مسلمانوں کے خلاف مخالفین کی جانب سے جو شور و شغب مچایا جاتا ہے اُس پر گورنمنٹ مطلق توجہ نہ کریگی۔ بلکہ ہر قوم اور ہر فرقہ کی جائز شکایات کو رفع کرنے کی جہاں تک ہو سکیگا کوشش کی جائیگی۔ نواب محسن الملک بہادر کو حضور لارڈ منٹو ایک پرائیوٹ ملاقات میں یقین دلا چکے ہیں۔ کہ ہر فرقہ کے حقوق کی کامل نگرانی کی جائیگی۔ سر جان ہیوٹ صاحب نے بھی مسلمانوں ہی سے مسلمانوں کے متعلق مشورہ طلب کرنے سے اس خیال کو تقویت دیدی ہے۔ کہ صرف یہی نہ ہوگا کہ کسی قوم کے خلاف بیجا شور و شغب پر التفات نہ کیا جائے۔ بلکہ جتنے الوسع مخالفین کو شور و شغب مچانے کا موقع تک نہ دیا جائیگا۔ اس منصفانہ اور مدبرانہ کارروائی سے اُس فرقہ کو متنبہ ہو جانا چاہیئے جو بلا وجہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے اور جسنے اپنی زندگی کا ایک بڑا مقصد مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینا اختیار کر لیا ہے۔

انسدادِ مجالسِ باغیانہ کا جدید مسودۂ قانون

شورش پسند گروہ کی بے اعتدالیاں آخر رنگ لائیں۔ اور چند نفوس کی شرارت کا خمیازہ سارے ملک کو بھگتنا پڑیگا۔ عنقریب ہی ایک ایسا قانون نافذ ہونے کو ہے جو ملک میں امن عامہ قائم رکھنے اور پابند قانون اشخاص کی محافظت کے لئے بلحاظ حالات موجودہ نہایت ضروری ہے۔ لیکن جس کے اجرا سے اس ملک کی آزادی تقریر و آزادی تحریر کے گرد ایک اور زنجیر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ اب سے چند مہینے قبل تک لوگوں کو پوری آزادی تھی کہ جب چاہیں معقولیت کے ساتھ جلسے منعقد کریں۔ اور اُن میں جو چاہیں قانون کی حدود میں رہکر بیان کریں۔ لیکن جب بعض بدخواہان ملک اور مفسدانہ طبیعت والوں نے اس آزادی کا بیجا استعمال شروع کیا اور قانون کی حدود سے تجاوز کر کے شورہ پشتی پر کمر باندھنی شروع کی۔ تو اُن مقامات میں جہاں ان شورہ پشتوں کا زور دیکھا گیا۔ یہ آزادی لے لی گئی اور اعلان کر دیا گیا کہ بلا اجازت سرکار کسی قسم کا جلسہ مقامات ممنوعہ میں منعقد نہ ہونے پائے۔ گو یہ اعلان شورہ پشتوں اور غیر شورہ پشتوں کے لئے یکساں حکم رکھتا تھا۔ مگر اسکی میعاد صرف ایک ششماہی تھی۔ اور اس وجہ سے اُسے اُسی نگاہ سے دیکھا گیا جس نگاہ سے کہ اس قسم کے عارضی اعلان کو دیکھا جاتا ہے۔ بے قصوروں نے اُس سختی پر صبر کیا۔ جو سختی کہ اُن کے قصوروار ہمسایوں کی شامت اعمال سے اُن کے سر پڑی۔ اور قصورواروں نے مرگ انبوہ کو جشن عام سمجھکر دوسرے طریقوں سے اور بعض غیر ممنوع مقامات میں اُسی طریقے سے شورہ پشتی کے اظہار کو جاری رکھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اعلان مذکور کی میعاد ختم ہونے سے قبل ایک مستقل قانون کی ضرورت سمجھی گئی جو حسب ضرورت ہر وقت اور ہندوستان کے ہر حصہ پر گورنر جنرل ان کونسل کی منشا کے مطابق حاوی ہو سکے۔ ۱۹۰۷ء کو آرڈیننس نمبر ا کی میعاد ۲ ماہ اکتوبر کی ۔ ار تاریخ کو ختم ہو جائیگی۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اُس تاریخ سے قبل قانون جدید پاس کر دیا جائیگا۔ مسودۂ قانون میں خود اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ گذشتہ چھ مہینے کے واقعات نے امن عامہ کے قیام اور پابند قانون اشخاص کی محافظت کے لئے ایک مستقل و موثر آلہ کی ضرورت ثابت کر دی ہے جو حسب ضرورت مجالس باغیانہ کا کامل طور پر انسداد کر سکے۔

قانون مذکور کا نام "ایکٹ انسداد مجالس باغیانہ ۱۹۰۷ء" ہوگا۔ اس ایکٹ کا مسودہ آٹھ دفعات اور چند ضمنیات پر مشتمل ہے۔ یہ پورے برٹش انڈیا پر حاوی ہوگا۔ مگر اسکا عملدرآمد صرف انہی صوبوں میں ہوگا جہاں کی بابت حضور گورنر جنرل ان کونسل گزٹ آف انڈیا میں اعلان فرما دیا کریں گے۔ جن صوبجات میں اس ایکٹ کا عملدرآمد ہوگا وہاں کی لوکل گورنمنٹ مقامی گزٹ میں اُن اضلاع کا اعلان کر دیا کریگی جنہیں ایکٹ مذکور کے زیر اثر رکھنا منظور ہوگا۔

اس ایکٹ کی رو سے مقامات ممنوعہ میں کسی قسم کا پبلک جلسہ منعقد نہ ہو سکیگا۔ تاوقتیکہ (۱) اس جلسے کو منعقد کرنے کے ارادہ سے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس یا کمشنر پولیس کو بذریعہ تحریر کم از کم سات دن قبل اطلاع نہ دی گئی ہو: یا (۲) اُس جلسہ کو منعقد کرنے کی تحریری اجازت ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس یا کمشنر پولیس سے پہلے سے حاصل نہ کر لی جائے۔ اس قسم کے جلسوں میں ایک یا زیادہ پولیس افسران اس غرض سے بھیجے جائینگے کہ کارروائی جلسہ کو قلمبند کریں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا کمشنر پولیس مقامات ممنوعہ میں جس جلسہ کو بددلی کا پھیلانے والا یا امن میں خلل ڈالنے والا سمجھیگا اُسکی ممانعت بذریعہ تحریر کر دیگا۔ اور اس ممانعت کی اطلاع پبلک کو دی جائیگی

پبلک جلسہ کی تعریف مسودۂ مذکور میں یہ کی گئی ہے کہ اُس میں پبلک شریک ہو سکے یا اس میں ایسے مضمون پر گفتگو ہو۔ جو شورش یا بددلی پھیلانے کا باعث ہو۔ یا اُس میں کسی پولیٹیکل مسئلہ پر بیس یا بیس سے زیادہ اشخاص بحث کریں۔ یا اُس میں اس قسم کے تحریری یا مطبوعہ مضامین لوگوں کو دکھلائے جائیں یا ان میں تقسیم کئے جائیں۔ جو جلسے پرائیوٹ مقامات میں منعقد کئے جائینگے

ان میں لوگ نہ پبلک میٹنگ یا اس ہو غیرہ شریک ہو سکینگے۔ پبلک جلسہ کا حکم رکھینگے ایکٹ مذکور کرتا ہے کہ ایسے جس میں پانچ اشخاص سے زیادہ کا مجمع ہو پبلک جلسہ خیال کیا جاویگا۔ تاوقتیکہ اسکا برخلاف ثابت نہ کر دیا جاوے۔

اس ایکٹ کے خلاف جو جلسہ ہوگی وہ تعزیرات ہند کے معنوں میں مجلس خلاف قانون قرار دیا جائیگی اور جو شخص ایکٹ مذکور کو توڑیگا یا اسکے توڑنے میں معاون ہوگا۔ وہ چھ مہینہ قید یا جرمانہ یا ان دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔ جو شخص اس قسم کے کسی خلاف قانون جلسہ میں تقریر کرے گا یا تحریر پڑھیگا یا ایسی گفتگو کرے گا جس سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ یا ایسی تحریر یا چھپی ہوئی کاغذ لوگوں کو دکھلائیگا۔ وہ بلا وارنٹ گرفتار کر لیا جائیگا اور اسے بھی چھ مہینے قید یا جرمانہ کی سزا یا یہ دونوں سزائیں دی جائینگی۔ جرمانہ کی حد کا مسودہ مذکور میں کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ یہ تشریح کی گئی ہے کہ ملزم کو قید محض کی سزا دی جائیگی یا قید سخت کی۔

ایکٹ زیر تجویز کے پاس ہونے سے ۱۹۰۷ء کا آرڈیننس منسوخ ہو جائیگا لیکن جو احکام زیر آرڈیننس صادر ہو چکے ہیں۔ یا جو کارروائی اسکے مطابق عمل میں آچکی ہے۔ وہ مسترد نہ ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ اس ایکٹ کے عمل درآمد سے پبلک پر چند بندشیں عاید ہو جائیں گی جنہیں انسانی طبیعت پسند نہیں کر سکتی۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ چند کوتاہ اندیشوں کی حماقت کا نتیجہ سارے ملک کو بھگتنا پڑے گا۔ مگر اس میں کلام نہیں ہو سکتا کہ ایسا قانون نافذ کرنے میں گورنمنٹ کسی طرح ملامت کی مستحق نہیں۔ یہ ہمارے ہی بعض ابنائے وطن کی کرتوت ہے جنکی نحوست نے ہماری ترقی کی رفتار کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ بعض انگریزی اخبار معقولیت کو بالائے طاق رکھ کر گورنمنٹ پر نہایت سختی کے ساتھ ایسے قوانین کے اجرا پر معترض ہو رہے ہیں۔ مگر وہ ان شورش پسندوں کی کارروائیوں پر ایسے معترض نہیں ہوتے جنکی جاہلانہ شورہ پشتی نے گورنمنٹ کو ایسے احکام کے اجرا پر مجبور کیا ہے۔ کلکتہ کے شرمناک واقعات اور وہاں کی مجالس کا کھلم کھلا باغیانہ رنگ بھی انہیں غیرت دلانے کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ جس ملک میں یہ کیفیت ہو گئی ہو کہ پبلک جلسے طالبعلموں کی بدتہذیبی اور مجنونانہ حرکات کا مرکز بنے ہوئے ہوں اور جہاں ادنیٰ اشارہ کی پرستش پر لوگ نہایت آسانی سے آمادہ ہو جاتے ہوں جو باغیانہ کلمات کی اشاعت میں تقریر و تحریر سے کام لینے میں ذرا بھی نہ جھجکتا ہو۔ وہاں گورنمنٹ کا خاموش بیٹھا رہنا اور اصلاح کی کوشش نہ کرنا اپنی سلطنت کی بیخ اکھیڑنے اور رعایا کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کر دینے کے برابر ہے۔ افسوس ہے کہ بعض اخبار والوں نے ایسی غیر منصفانہ روش اختیار کر لی ہے جس سے بجائے کسی قسم کے فائدہ کے ملک کو سراسر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ تعجب ہے کہ کلکتہ کی گذشتہ شورش کا الزام بھی وہ اخبار نویس بالفاظ دیگر گورنمنٹ کے ایجنٹوں کے سر تھوپتے ہیں۔ اور اصلی شورش پھیلانے والوں کے عیوب ان کو نظر تک نہیں آتے۔ جب گورنمنٹ دیکھتی ہے کہ اس ملک کے اکثر اخبار ابنائے ملک کے برے افعال کو بھی برا نہیں بتاتے۔ اور بجائے اصلاح کے خرابی کا باعث ہوتے ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ خود مناسب حال قوانین نافذ کر کے ملک کو تباہی سے نہ بچائے۔ بجائے اسکے کہ کانگریسی اخبار کی مانند ہم بھی گورنمنٹ پر بیجا سختی اختیار کرنے کا الزام لگائیں۔ واقعات ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کی مضرت رساں نرمی کی شکایت کریں۔ ہمارا پختہ خیال ہے کہ گورنمنٹ کو اس ملک کے حقیقی خطرے نے بہت دیر بعد بیدار کیا۔ اور اس بیداری کے بعد بھی بعض مقامات میں ایسی کارروائیاں نہیں کیں جنکی کہ اشد ضرورت تھی۔ پنجاب میں فتنہ دبانے کی کوشش نہایت مستعدی سے کی گئی۔ اور گو ہمارے نزدیک اس صوبہ کی اندرونی حالت ابھی تک قابل اطمینان نہیں ہوئی مگر جو خطرناک ظاہری کارروائیاں یہاں رائج تھیں وہ ضرور بند ہو گئی ہیں۔ اور جو لوگ گورنمنٹ کے اظہار وفاداری کو کسی زمانہ میں ذلیل خوشامد سے تعبیر کرتے تھے وہ بڑے بڑے ڈیپوٹیشن لیکر حاکم صوبہ کے روبرو اپنی وفاداری کا زور شور سے اظہار کرتے ہیں لیکن سخت تعجب ہے کہ بنگال میں جہاں سے فتنہ و فساد کا بیج پنجاب میں آیا اور دیگر صوبجات میں جا رہا ہے۔ گورنمنٹ نے سڈیشن کے روک تھام کی زبردست کوشش کرنے میں تاخیر کی۔ بنگالیوں کی پیدائشی بے ہمیتی پر شاید گورنمنٹ نے وہاں کی حالت زیادہ قابل التفات نہ سمجھا ہو۔ اور ان کے شور و شغب کو محض زبانی سمجھکر سخت کارروائی کی ضرورت نہ محسوس کی ہو۔ لیکن یہ امر قابل التفات تھا کہ جب تک بنگالیوں کی زبان پر لگام نہ لگائی جائیگی۔ دوسرے صوبوں میں زہر کا مادہ پھیلنے کا احتمال باقی رہیگا۔ مدراس کو ہمیشہ سے نہایت سنجیدہ اور سمجھدار ہونے کی شہرت حاصل ہے مگر بنگال نے مدراس کے طلبا کو بھی اپنے باغیانہ خیالات سے آشنا کر لیا۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ دیگر صوبجات کے متعلق بھی اس قسم کا اندیشہ نہ کیا جائے۔ افسوس ہے کہ اس قسم کے اندیشوں پر گورنمنٹ کی طرف سے التفات نہ ہوا اور جب بنگالیوں کی دلیری اس درجہ بڑھ گئی کہ غیروں کو ورغلانے کے علاوہ وہ اپنے ہاں بھی شورہ پشتی دکھلانے لگے۔ اس وقت ان کی مفسدہ پردازیوں کی روک تھام کی تدبیر کی گئی۔ اگر بنگال کی ذرا پہلے سے خبر لی گئی ہوتی اور جو فتنہ عرصہ سے اس صوبہ میں مشتہر ہو رہا ہے اسکے دبانے کی ابتدا ہی میں کوشش کی جاتی تو انسداد مجالس باغیانہ کے لئے ایک جدید اور مستقل قانون کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ مجوزہ ایکٹ کے اجرا کے معاملہ میں اگر گورنمنٹ پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے تو صرف اسی قدر کہ اس نے فتنہ کو کیوں اسقدر بڑھ جانے دیا۔ جو اب اس جدید ایکٹ کی ضرورت محسوس ہوئی ۔

تقسیم لاہور

کچھ عرصہ سے یہ تجویز درپیش تھی کہ لاہور ایک بہت بڑا ضلع ہے جسکا انتظام ایک ڈپٹی کمشنر کی ماتحتی میں باسانی کے ساتھ نہیں چل سکتا اسلئے اسے دو ضلعوں میں منقسم کر دینا چاہئے۔ یہ تجویز خود صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور نے پیش کی تھی۔ اور اس پر غور کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی مقرر کی گئی تھی جسکے ممبران مفصلہ ذیل افسران تھے (۱) آنریبل ایل گارڈن والکر صاحب قایم مقام فنانشل کمشنر پنجاب (۲) ایچ جے مینارڈ صاحب قایم مقام کمشنر قسمت لاہور (۳) مسٹر جے ہیلیفاکس صاحب قایم مقام کمشنر قسمت [illegible] ممبر (۴) اے ایچ جی کلوس صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس

اس کمیٹی نے مسئلہ تقسیم لاہور کے مختلف پہلوؤں پر کامل غور کرنے کے بعد اس خیال سے اتفاق کلی ظاہر کیا کہ ضلع لاہور بلحاظ سرکاری کام کی کثرت کے دیگر اضلاع سے بہت بڑھا ہوا ہے اور ایک ڈپٹی کمشنر کے امکان سے باہر ہے کہ وہ تمام ضلع کے کام پر کما حقہ نگرانی رکھ سکے۔ پنجاب کے ضلعوں میں جن با اختیار عہدہ داروں پر ڈپٹی کمشنر کو نگرانی کرنی پڑتی ہے ان کی تعداد فی ضلع اوسطاً چھ ہوتی ہے لیکن لاہور میں یہ تعداد ۱۳ ہے۔ علاوہ اسکے ڈپٹی کمشنر لاہور کو پنجاب کی سب سے بڑی میونسپلٹی اور سب سے بڑے سول اسٹیشن کا کام بھی درپیش رہتا ہے۔ مزید براں لاہور جو لوکل گورنمنٹ کا صدر مقام ہونے کے وقتاً فوقتاً ایسے ایسے کام ڈپٹی کمشنر کے لئے مہیا کرتا رہتا ہے جو دیگر اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو پریشان نہیں کرتے۔ مسٹر ینگہسبنڈ سابق کمشنر لاہور کے اس بیان کا کمیٹی پر بہت اثر کیا کہ مجھے متواتر ایسے کاموں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے جنکی انجام دہی ڈپٹی کمشنر لاہور پر فرض تھی۔ لیکن بوجہ وقت نہ ملنے کے وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ اور اگر مجھے اطمینان نہ ہوتا کہ وہ اپنے سارے وقت کو کار سرکار میں صرف کر دیتا ہے۔ تو میں اسے اپنا فرض سمجھتا کہ اسے ان ضروری کاموں کی طرف متوجہ ہونے کے لئے زور دوں۔ ان تمام امور پر غور کر کے کمیٹی نے قطعی رائے دیدی ہے۔ کہ موجودہ صورت میں ڈپٹی کمشنر لاہور پر جس قدر کام ہے وہ دو ڈپٹی کمشنروں کے لئے بھی زیادہ ہے۔

پولیس کا کام بھی مقتضی ہے کہ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ لاہور سے کچھ بوجھ ہلکا کیا جائے۔ اس ضلع میں کل ۲۶ تھانے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد عنقریب ہی ۲۸ تک پہنچنے والی ہے۔ انمیں سے ۵ تھانوں میں

جو شہر اور چھاؤنی امرتسر میں واقع ہیں کام کی یہ کثرت ہے کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ کو بمشکل صدر مقام سے باہر جانے تک کی مہلت نہیں مل سکتی

ان حالات پر نظر کر کے کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ موجودہ ضلع میں سے قصور اور چونیاں کی تحصیلوں - اور شرقپور و امرتسر کی تحصیلوں کے کسی قطعہ جیسے کہ ایک جدا ضلع قایم کر کے لاہور کو دو ضلعوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ضلع جدید کا صدر مقام قصور قرار دیا جاوے - قصور کو رائے ونڈ پر ترجیح دینے کی وجوہات یہ بیان کیے جاتے ہیں - کہ اول الذکر قصبہ کی آب و ہوا بہتر ہے وہاں سے ضلع جدید کے ہر حصہ تک آمد و رفت آسانی سے ہو سکیگی اور شرقپور کے انتہائی حصہ تک سوائے اس کے سلسلہ ریل عنقریب جاری ہو جائیگا سڑکیں وہاں کی عمدہ ہیں - مکانات وافر ہیں - اور جدید دفاتر کا انتظام نہایت آسانی سے وہاں ہو سکیگا - اراضی نزول وہاں اس کثرت سے ہے کہ جدید عمارات کے بنانے میں کسی قسم کی دقت محسوس نہ ہوگی - لوگ بھی عموماً قصور ہی کو نئے ضلع کا صدر مقام بنانا پسند کرتے ہیں اور بلا شبہ وہاں وہ آسانیاں موجود ہیں جو رائے ونڈ میں موجود نہیں ؎

نواب محسن الملک مرحوم !

اس خبر جگر خراش سے اسلامی دنیا میں تہلکہ مچ جائیگا کہ سر سید مرحوم کے لائق جانشین مسلمانوں کی قوم کے واجب الاحترام لیڈر مدرسۃ العلوم علی گڈھ کے جوشیلے و سرگرم سکریٹری محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی روح رواں اور مسلمانوں کے تازہ پولیٹیکل ڈیپوٹیشن کے محرک اول نواب محسن الملک محسن الدولہ منیر نواز جنگ مولوی سید مہدی علیخان بہادر کا انتقال ۱۶ اکتوبر کو بمقام شملہ ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون - نواب صاحب مرحوم عرصہ سے بیمار تھے بمبئی کے قیام نے ان کی صحت کو کسی قدر عارضی فائدہ پہنچایا تھا - مگر وہاں بھی ان کے مرض کو پوری طرح افاقہ نہ ہوا - ڈاکٹروں کے مشورہ سے تبدیل آب و ہوا کے لیے آپ شملہ تشریف لے گئے مگر حالت نہ سنبھلی - عارضہ سوزش بادہ کی شکایت جو پہلے بھی کئی مرتبہ انہیں ہو گئی تھی شملہ میں پھر عود کر آئی - چہرہ پر ورم آ گیا - آنکھیں بند ہو گئیں - منہ، گردن اور پیٹ پر سرخ سرخ دانے نکل آئے - میجر ہڈ صاحب مقول سرجن کے زیر علاج رہے - علی گڈھ سے ماہر ڈاکٹر شفاعت اللہ صاحب کو بھی بلایا - اپنے اعزا و اقربا کو بھی الہ آباد و حیدرآباد سے بلوا لیا تھا - اس درمیان میں کچھ عرصہ کے واسطے ان کی طبیعت ٹھہر گئی تھی اور صحت کی امید ہو چلی تھی مگر ۱۶ اکتوبر کو اجل نے یکبیک اپنا چہرہ دکھلا کر ہمیشہ کے لیے ہمیں اس فدائے قوم سے جدا کر دیا اور مسلمانوں کو اپنے شفیق و دلدادہ لیڈر کی رہبری سے محروم کر دیا - اس قحط الرجال کے زمانہ میں نواب صاحب مرحوم جیسے بزرگ قوم کا سایہ ہم پر سے اٹھ جانا ایک ایسی قومی مصیبت ہے جس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی - خدا مرحوم کے اعزا کو صبر جمیل عطا کرے اور مسلمانوں اور مسلمانوں کی قومی تعلیم گاہ پر اپنا رحم فرمائے - مرحوم کی قومی خدمات کا ذکر ہم انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں کریں گے ؎

کراچی کانفرنس

یہ خبر مسرت سے سنی جائیگی کہ سندھ کے مسلمان لیڈروں کو مسلمانان سندھ کی توجہ آئندہ ایجوکیشنل کانفرنس کی طرف منعطف کرانے میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے - قریب ایک ہزار ممبروں کے نام اب تک اس صوبہ سے درج رجسٹر ہو چکے ہیں اور دس ہزار روپیہ چندہ کا وعدہ کیا گیا ہے - ان اعداد کو دیکھتے ہوئے اور مسلمانان سندھ کے جوش پر نظر ڈالتے ہوئے ہمیں امید ہوتی ہے کہ کراچی کی کانفرنس نہ صرف شاندار بلکہ مفید بھی ثابت ہوگی - ۶ اکتوبر کو حیدرآباد سندھ میں شیخ غلام حسین صاحب بی اے ایل ایل بی کے بنگلہ پر کارکنان کانفرنس کا ایک جلسہ زیر صدارت آنریبل شیخ صادق علی صاحب منعقد ہوا جس میں صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب جائنٹ سکریٹری کانفرنس کے خطوط مورخہ ۲۵ و ۳۰ اگست اور ۲۶ ستمبر پڑھے گئے جن میں دریافت کیا گیا تھا کہ مسلمانان سندھ کی تعلیمی ضروریات کیا کیا ہیں جنکی بابت کانفرنس میں غور و خوض کی ضرورت ہے - ان خطوط کے پڑھے جانے کے بعد مرزا صادق علی صاحب و مرزا قلیچ بیگ صاحب کا ایک مشترکہ نوٹ پڑھا گیا جس میں سندھ کی ابتدائی سکنڈری اور اعلے تعلیم نیز پروفیشنل و ٹیکنیکل تعلیم کے متعلق معلومات درج تھی - مسٹر وائنس پرنسپل مدرسۃ الاسلام کراچی اور مسٹر غلام حسین نے وعدہ فرمایا کہ آئندہ کانفرنس میں وہ مسلمانان سندھ کی خاص تعلیمی ضروریات اور سندھ کے موجودہ طرز تعلیم پر علے الترتیب مضامین پڑھینگے - مندرجہ ذیل حضرات کی ایک سلکٹ کمیٹی قایم کی گئی جو سندھ کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھکر کانفرنس میں پیش کرنے کے لئے ریزولیوشن مرتب کریگی -

(۱) ٹی - ایچ - وائنس صاحب ایم اے سکریٹری (۲) آنریبل شیخ صادق علی صاحب ممبر
(۳) میاں علی محمد حسن علی صاحب بی اے ایل ایل بی ڈپٹی کلکٹر "
(۴) مرزا صادق علی صاحب بی اے - ایف یو بی "
(۵) مرزا قلیچ بیگ صاحب ڈپٹی کلکٹر "
(۶) میاں محمد یوسف صاحب مختار کار "
(۷) اے - ایم - کے - دہلوی صاحب بیرسٹر ایٹ لا "
(۸) ایچ - قاسمی صاحب - ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹر "
(۹) غلام محمد غلام علی صاحب بی - اے پلیڈر "

ہم امید کرتے ہیں کہ پنجاب - صوبجات متحدہ اور دیگر حصص ہند سے بھی مسلمان جوق جوق اپنے سندھی بھائیوں کی ترغیب و تحریص کی غرض سے کراچی کانفرنس میں شرکت اختیار کرینگے - افسوس ہے نواب محسن الملک کی جادو بیانی سے کانفرنس ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئی لیکن نواب صاحب کا انتقال ہی ایک ایسا صدمہ جانکاہ ہے جو خود اس کا کافی محرک ہونا چاہیے کہ مسلمان کثرت سے کانفرنس میں شریک ہوں اور اپنی قومی کشتی کو گرداب سے نکالنے کی خود کوشش کریں ؎

مراسلات

نپولین مسلمان تھا

اخبارات میں یہ عنوان دیکھکر کہ نیپولین مسلمان تھا سخت تعجب ہوا اور زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ مضمون نگار صاحب نے غلط دعویٰ کیا اور اسکے مسلمان ہونیکی کوئی شہادت پیش نہیں کی۔ یہہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ نیپولین کو مسلمان بتلانے کا کیا مقصد ہے۔ کیونکہ اُسکا مسلمان ہونا جبکہ خود مسلمانوں کے یہاں ایسے ایسے اولوالعزم بادشاہ گذرے ہیں جنکے حالات زندگی کے مقابلہ میں نیپولین کے حالات زندگی ہیچ ہو جاتے ہیں اور انہیں عالی سلف کے سوانح فخر کرنیکے لئے کافی سے زیادہ ہیں مسلمانوں کے لئے کچھ بھی باعث فخر نہیں۔

نیپولین کا مسلمان یا عیسائی ہونا اوسکے اقوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے جو اُسکے سوانح میں منقول ہیں اور جنکا مختصر اقتباس حسب ذیل ہے دیکھئے جوزف ایبٹ کا نامہ نیپولین صفحہ ۱۱۶ نیپولین کہتا ہے مسیحی مذہب ایسے شخص کے لئے جو اسکی صداقت پر بلا وسواس عقیدہ رکھتا ہے بڑی بھاری تسلی کا باعث ہے۔

اسی صفحہ میں ہے کہ وہ (نیپولین) قرآن و بائبل کا مطالعہ کرتا تھا اور بقول جوزف ایبٹ کے وہ قرآن کی حماقت اور انجیل کی رفعت سے پریشان اور حیرت میں ہو ہو جاتا تھا۔

صفحہ ۱۱ پر مذہب مسیحی کی تائید میں اوسکی ایک پُر زور تقریر ہے جسمیں تیمم کے طور پر وہ کہتا ہے کہ مذہب مسیحی ایک خوف دلانے والی دھمکی ہے اور اسلام ایک وعدہ ہے۔ اسی میں وہ مسیح کو خدا کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جب میں مصر میں تھا تو واقعات کو دیکھتے ہوئے اگر میں مسلمان ہو جاتا تو کوئی بڑے تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ اسلام لانے کی میرے پاس قوی دلائل موجود تھے۔ اسلئے کہ اسلام قبول کرنے سے کم سے کم دریائے فرات تک ممالک میں تاجدار ہو جاتا اور اگر کوئی خانگی وجہ سے مذہب کو تبدیل کرے تو ضرور قابل الزام ہو سکتا ہے لیکن اگر نہایت مہتم بالشان معاملات ملکی پیش نظر ہوں تو مذہب تبدیل کر دینا کوئی قابل الزام بات نہیں ہے کیونکہ ہنری چہارم کا قول ہے کہ پیرس کی حکومت اتنی قیمت رکھتی ہے کہ آدمی عیسائی ہو جاوے تو کیا ملک مشرق کی سلطنت میں نہیں بلکہ تمامی ایشیا کی حکومت ایک پگڑی اور ایک ازار (مسلمانوں کیسی صورت بنا لینا) کی بھی قیمت نہیں رکھتی حالانکہ مصر کے شیخوں نے تو میرے لئے خاص آسانی کر دی تھی یعنی شراب کو جائز اور نماز کو معاف کر دیا تھا۔

صفحہ ۵۹۲ میں نیپولین کا وصیت نامہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے میں رومن کیتھولک مرتا ہوں اور اسی مذہب میں پچاس برس ہوئے کہ میں پیدا ہوا تھا۔

صفحہ ۵۹۶ میں نیپولین کے یہہ لفظ ہیں پادری صاحب میں چاہتا ہوں کہ میرے انتقال کے بعد کمرے میں رسوم مذہبی آپ ادا کریں میں خدا کا قائل ہوں۔ میرا وہی مذہب ہے جو میرے باپ کا تھا میں تو کیتھولک پیدا ہوا تھا اور تمامی رسوم مذہبی جنکا مذہب حکم ہے ادا کروں گا ان اقوال کے دیکھنے کے بعد ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ نیپولین عیسائی اور متعصب عیسائی تھا یا مسلمان۔ اور ایسے شخص کو مسلمان خیال کر کے مسرت حاصل کرنا کہاں تک زیبا ہے یا مسلمانوں کے لئے کسقدر ذلت و شرم کا باعث ہے فقط

(منظور النبی سہارنپور)

ریاست جے پور

قابل توجہ گورنمنٹ آف انڈیا

میاں صالح کی عرضداشت

بحضور

سری حضور مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست جیپور

حالیجاہا! میں ایک فقیر گوشہ نشین۔ مجھے کوئی ضرورت نہ تھی کہ اخباری دنیا تک پہونچکر حضور کی سمع خراشی کرتا لیکن کیا کروں؟ مجبور ہوں۔ مجھسے اب مسلمان جے پور کی قابل رحم حالت کسی طرح نہیں دیکھی جاتی۔ میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں۔ جو دن رات ہاتھ میں تسبیح لئے رہتے ہیں۔ اور باوجود دُنیا میں کسی خاص مطلب سے آنے کے زعفرانی کپڑے پہنے۔ عورتوں کی طرح زلفیں بڑھائے خلق خدا سے دور رہنا چاہتے ہیں اور تارک الدُنیا بنکر سگ دنیا بنے ہوئے ہیں۔ . . . میرے نزدیک عبادت صرف دو ہاتھ کی تسبیح ہلانا ہی نہیں ہے۔ یا یہ کہ خلق خدا سے بالکل کنارہ کشی کر لیجائے اور انکی اچھی یا بُری حالت سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ بلکہ میرے نزدیک اصلی خدا پرستی یہ ہے جسکو ایک درویش کامل نے اپنے ایک مشہور شعر میں بیان کیا ہے ؎

(طریقت بجز خدمت خلق نیست ✤ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست)

حسب اصلی درویشی اور خدا شناسی کے یہہ ہی معنے ہیں کہ خلق خدا کے ساتھ ہمدردی کی جائے ان کے اثرے وقت پر ان کی مدد کیجائے اور میرے اس عرضداشت کے پیش کرنیکا یہی سبب ہے کیونکہ میرا دل جے پور کی غریب اور مظلوم مسلمانوں کی حالت دیکھکر بھر آیا ہے۔

حضور والا! آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ہی مسلمان جو اب اپنی بداعمالیوں کے سبب بیحد ذلیل ہو رہے ہیں کہ کسی زمانہ میں فاتح ممالک ہند و روم تھے اور اُن کے نام کی دھاک بندھی ہوئی تھی اور یہ ہی یہ نظر آتے تھے لیکن افسوس کہ اب نہ وہ سلطنت رہی اور نہ حکومت۔ نہ علم اور نہ فضل بلکہ سچ یہ ہے کہ اسوقت سب سے زیادہ ذلیل۔ سب سے زیادہ جاہل۔ اور سب سے زیادہ مفلس مسلمانوں ہی میں پائے جاتے ہیں۔ یہ ہی مسلمان جن سے آپکے راج میں آج کل اسقدر تعصب بھرتا جا رہا ہے کہ اپنے پاس تک کوئی کھڑا نہیں ہونے دیتا اور اُن کی رسم و رواج و زبان وغیرہ کے مٹانیکی ہر طرح سے سعی بلیغ کیجا رہی ہے کسی زمانہ میں صرف ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ روئے زمین کے فاتح تھے۔ لیکن آہ! اب "پدرم سلطان بود" کہنے سے کیا حاصل اور اسلئے اپنی بُری حالت پر زیادہ لکھنا اپنے اوپر خلق خدا کو ہنسوانا ہے۔

خداوند نعمت! آپکو غالباً معلوم ہوگا کہ برخلاف ہندوؤں کے دیگر ریاستوں کے جے پور ہی وہ ریاست ہے جہاں کے نیک دل رئیس ہمیشہ ان موجودہ غریب مسلمانوں کے اولوالعزم بزرگوں کے دلی خیر خواہ رہے۔

مہاراجگان جے پور کے خیر خواہیاں شاہجہان کے زمانہ تک ہی ختم نہ ہوگئیں بلکہ اُس زمانہ میں بھی جبکہ اورنگ زیب بادشاہ غازی سے تمام راجپوتانہ بگڑ گیا مرہٹے باغی ہوگئے اور سکھوں نے

پنجاب میں شورشیں کیں مہاراجگان جے پور مثل سابق وفادار ہی رہے اور یہی سبب ہے کہ جب انگلستان کو اپنے تمام امراء سے شبہات پیدا ہو گئے تھے مہاراجہ جے سنگھ جی بہادر بادشاہ کے مزاج میں ویسے ہی دخیل رہے چنانچہ جب عالمگیر نے **موش کوہی** کو اپنے دربار میں بلوانا چاہا تھا تو آپ کے جد امجد مہاراجہ صاحب ممدوح ہی بھیجے گئے تھے۔

آپ لوگوں کی خیر خواہیاں مسلمان بادشاہوں کے عروج کے زمانہ تک ہی محدود نہ رہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں بھی جبکہ مغلوں کے پاس سے تمام ملک نکل گیا تھا۔ اور صرف قلعہ دہلی ہی رہ گیا تھا تو ہندوستان میں صرف ایک جے پور ہی ایسی ریاست تھی جہاں کے سکہ پر بادشاہ دہلی کے نام کی ضرب لگتی تھی۔ یہ کیا تھا؟ ریاست جے پور کی دلی اور سچی خیر خواہی! یہاں کے مہاراجگان میں وہ ہی خون ہے جس کے سبب سے سیتا جی نے تمام دین۔ دولت عیش و عشرت پر لات ماری اور اپنے مالک رامچندر جی کے ساتھ چودہ برس بن میں رہیں۔ یہ وہی راجپوتی جوش تو تھا جس کے صلہ میں مہاراجگان جے پور کو مغلوں کی آخری یادگار "ماہی مراتب" عطا ہوئی۔

حضور! ہم لوگ مٹ گئے۔ سلطنت چلی گئی ذلیل ہو گئے۔ خوار ہو گئے لیکن ؎

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

جے پور کی چہار دیواری پکار پکار کر بزبان حال کہہ رہی ہے کہ میں شاہان دہلی کی فیاضیوں کی ادنیٰ یادگار ہوں۔ یہ تمام محلات یہ تمام شہر۔ اور سچ پوچھئے تو یہ تمام ریاست جسکی آمدنی تین کروڑ روپیہ سالانہ ہے اور جسپر آجکل بستہ وہ ہے اور پھیلا ہے وہ آپ سٹیشن اور ھتک (جہاں جے پور کی سرحد ہے) چھ گھنٹہ میں سفر ہوتا ہے مغلوں کی اقل جلیل القدر بادشاہوں ہی کی زندہ یادگاریں ہیں ان گذشتہ کل باتوں کا گنانا بھی کم ظرفی ہے۔ لیکن مجبور ہوں۔ قلم کو ہزار روکتا ہوں مگر آمد کا دریا ہے کہ امڈا ہی چلا آتا ہے۔

پرانی باتیں تو صرف صفحۂ تاریخ پر ہی پائی جاتی ہیں۔ اور اسکے علاوہ آپ ان کی بابت یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے جن کے ساتھ احسان کیا ہوگا۔ کیا ہوگا۔ ہمیں اس سے کیا۔ مگر نہیں آپ کو اپنا وہ زمانہ یاد ہوگا جبکہ آپکی۔ اور آپ کے بھائی صاحب کی نااتفاقی ہو گئی تھی اور حکم مہاراجہ صاحب بہادر بیکنٹھ باشی جے پور آئے تھے۔ اور پھر جب چند ماہ رہ کر جہاں آپنے پناہ پکڑی تھی وہ ہم لوگ ہی تھے۔ اور ہمارے ہی ایک بھائی نے آپکو ایک گاؤں دیکر مدد کی تھی ان ذلیل مسلمانوں کے (جنپر آج کل جے پور کی ہندو آبادی دانت پیستی ہے) اس بھائی **نواب صاحب ٹونک** کا آپ پر یہ ایک ایسا احسان ہے جس کے عوض میں آپ مسلمانوں پر جسقدر احسانات کریں وہ کم ہیں۔

میرے آقا! غالباً آپکو معلوم ہوگا کہ بادشاہ اور حاکم وقت کے لئے سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں کو برابر سمجھے ان کے حال سے باخبر رہے اور ان کے معاملات کو عدل و انصاف سے فیصلہ کرے۔ لیکن میں اسبات کے کہنے کے لئے مجبور ہوں کہ آپکے عمال ایسا نہیں کرتے۔ اگر آپ کی ریاست میں برابری کا برتاؤ ہی کیا جاتا تو مجھ ایسے فقیر گوشہ نشین کو بذریعہ اخبار آپ کے دروازہ تک آنیکی ضرورت نہ لاحق ہوتی۔ بادشاہوں کے نام کا تعلق صرف عدل اور ریاست کے معاملات میں توجہ کرنے سے رہتا ہے۔ خیر نوشیروانی عدل کے قصص تو کتب سیر ہی میں پائے جاتے ہیں۔ یہاں میں آپ کے سامنے خود اپنے چشم دید قصے اور بعض آپ بیتی کہانیاں سناتا ہوں۔ ایک دفعہ مہاراجہ رام سنگھ صاحب جی بیکنٹھ باشی معہ ایک مسلمان کپتان کے (جنکا نام اسوقت میں مرور ایام کے باعث بھول گیا ہوں) کہیں سے آرہے تھے راستہ میں آگیا نماز مغرب کا وقت۔ چونکہ یہ وقت ایسا تنگ ہوتا ہے کہ ذرا دیر میں ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے کپتان صاحب نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ مہاراجہ صاحب سمجھ گئے۔ اور ادھر ادھر دیکھنے کی وجہ دریافت کی جسکے جواب میں کپتان نے بات کو ٹالنا چاہا۔ لیکن چونکہ مہاراجہ صاحب اصلی وجہ سے واقف ہو گئے تھے اسلئے خود اتر پڑے اور کپتان صاحب کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ میں گھوڑا پکڑے ہوں۔ آپ نماز پڑھیں۔ کپتان مذکور نے بہت بہت کچھ کہا۔ لیکن آپ گھوڑا پکڑے کھڑے رہے۔ اور یہ فرمایا:۔

"میں اسوقت تمہارا نہیں بلکہ خدا کا کام کر رہا ہوں"

اب آپ ہی بتائیے کہ کیا ایسے جملے کہنے والا معمولی انسان ہو سکتا ہے۔ نہیں بلکہ انسان فرشتہ سیرت۔ اسکے علاوہ ڈیوڑھیوں میں بخشی فیض علی خاں مرحوم کو نماز پڑھنے کی اجازت دینا اور خواجو میاں اور فتح سنگھ جی کے متعلق قصے ایسے ہیں جنکو آجکل کے جے پوری نوجوان سنکر تعجب کرتے ہونگے مگر میرے خیال میں انہیں تعجب نہ کرنا چاہئیے بلکہ ان سے سبق لینا چاہئیے۔

اسوقت جے پور میں جسقدر رفاہ عام کی چیزیں ہیں سب اسی نیکدل رئیس کی زندہ یادگاریں ہیں مرحوم مہاراجہ کو ہر وقت یہ ہی فکر رہتی تھی کہ کسی طرح اسکی رعایا سکھ پاوے۔ اس نیکدل رئیس نے کبھی یہ نہ چاہا کہ اسکی رعایا پر اسکے عمال ظلم کریں۔ اسی سبب سے مہاراجہ صاحب راتوں کو بھیس بدل کر اپنے عمال کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ غرضیکہ ایک اچھے راجہ میں جسقدر خوبیاں ہونی چاہئیں آپ میں بدرجہ اتم موجود پائی جاتی تھیں۔ اور اسی سبب سے باوجودیکہ مہاراجہ صاحب کو سُرگباش ہوئے پینتیس ۳۵ سال گذر گئے مگر انکا پیارا نام نہیں مٹا اور نہ انشاء اللہ مٹے گا۔ مسلمان جب انکو یاد کرتے ہیں تو بے اختیار ہو جاتے ہیں کلیجہ تھام کر رہ جاتے ہیں اور ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ اور یہی انکے نیک ہونیکا اعلیٰ اور بین ثبوت ہے۔

حضور والا! مجھے اس بات کا یقین کامل ہے کہ آپ اپنی ذات خاص سے بہت نیک ہیں اور آپ کبھی یہ نہ چاہتے ہونگے کہ آپ کی رعایا کو کسی قسم کی روحانی یا جسمانی تکلیف پہنچے یا آپکی رعایا کے ایک کثیر حصہ (مسلمان) کے ساتھ غیریت کا برتاؤ کیا جائے۔ میرا ایمان ہے کہ آپکی ریاست میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ تعصب برتا جا رہا ہے اور یہ جو کچھ نفسی نفسی مچی ہے۔ صرف آپ کے بعض درباریوں ہی کی بدولت ہے جو آپ کے منہ چڑھے ہوئے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ آپ ریاست کی طرف متوجہ ہوں اور اپنا کام سنبھالیں۔ اور اسطرح انکے ذاتی فوائد میں خلل واقعہ ہو۔ خدا نے ریاست جے پور اور اسکی غریب رعایا آپکے سپرد کی ہے نہ آپ کے درباریوں کے۔

قسم بخدا کہ ریاست جے پور کے آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ اور اگر ابھی خدانخواستہ ریاست پر کوئی آفت آجائے تو آپ کے یہ منہ چڑھے وقت پڑے پر کچھ کام نہ آئینگے۔

عالیجاہا! آپکو معلوم ہوگا کہ دہلی کی تباہی کے سبب یہ ہی درباری ہوئے لیکن نتیجہ کس نے بھگتا؟ **محمد شاہ اور دہلی کی غریب رعایا** نے لکھنؤ کا بادشاہ بذاتہ بہت نیک تھا لیکن درباریوں نے غارت کر دیا۔ اور نتیجہ بدلا غریب رعایا اور بادشاہ کو۔

مہاراج! آپکو معلوم ہے کہ اسوقت آپ کی ریاست میں مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ کونسل میں ضرور دو مسلمان ممبر ہیں۔ لیکن انکا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ اول تو یہ کام کرتے ہی نہیں۔ سال میں گیارہ مہینے رخصت پر رہتے ہیں۔ دوسرے جب ریاست میں آتے ہیں۔ تو مہینہ میں انتیس ۲۹ دن گھر پر رہتے ہیں۔ اسکے علاوہ دیوان غربی اور بخشی فوج اور دو بڑے حاکم ہیں سوائے ان کے اور کسی معزز عہدہ پر کوئی مسلمان نہیں۔ بلکہ جہاں جہاں چھوٹی چھوٹی اسامیوں پر چند مسلمان رہ گئے ہیں وہ بھی ذرا ذرا سی وجہوں پر علیحدہ کئے جا رہے ہیں۔

میں نے مہاراجہ رام سنگھ جی کے زمانہ کے بعد کانتی چندر مکرجی آنجہانی کا زمانہ دیکھا ہے۔ جنکے لئے مشہور ہے کہ ان کو مسلمانوں سے پرخاش تھی اور ممکن ہے کہ بنگالی ہونے کی وجہ سے ہو بھی لیکن پھر بھی یہ ایک واقعہ نفس الامری ہے کہ جو رنگ آج کل ہے وہ جب نہ تھا۔

اسوقت ہندو حاکموں میں باستثنا چند سب کے سب مسلمانوں کے اول درجہ کے دشمن ہیں انہیں ہر وقت یہی فکر پڑی رہتی ہے کہ جے پور سے مسلمانوں کا نام کسیطرح سے مٹایا جائے۔

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے کیوں تعصب نہ تھا۔ اور اب کیوں ہے۔ اس کا جواب بظاہر تو بہت مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن سچ یہ ہے کہ اسکا جواب بہت سہل ہے موجودہ حکام سے بیشتر ریاست میں جو حضرات صاحب اختیار تھے وہ کانگریسی نہ تھے اور نہ ان کو بنگالیوں سے کسی قسم کا تعلق تھا لیکن اب جے پور کے مسلمانوں کی بدقسمتی سے ریاست جے پور کے تمام عہدہ دار یا تو کانگریسی ہیں۔ یا پھر آریہ سماج سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہی دو فرقے اسوقت ہندوستان میں ایسے ہیں جنکو خواہ مخواہ مسلمانوں سے بغض ہے۔

اسوقت جے پور میں بہت سے چھپے بندے ہیں جن میں بنگالی تثلیث بہت کچھ با اثر ہو رہا ہے۔ اس بنگالی تثلیث میں تینوں صاحب کانگریسی ہیں اور ایکسٹریمسٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے کہ بدیشیوں کی سلطنت جاوے اور دیسی حکومت قائم ہو۔ انکا صرف یہی خیال نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان بدیشیوں کو بھی جو انکے ہمسایہ نہیں ہیں اپنے ملک میں دیکھنا پسند نہیں کرتے اور ان کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ جسطرح ہو سکے مسلمانوں کا نام ہندوستان سے مٹایا جائے چونکہ اس تثلیث کا ایک اقنوم مہاراجہ کالج میں پرنسپل ہے اسلئے اسکے زیر اثر انہی کے ذریعہ کی ایک پارٹی تیار ہو گی جو مسلمانوں کی دل سے دشمن ہے۔

ایسی پارٹی کے قوت پکڑ جانے کی وجہ سے کالج میں اسوقت جسقدر مسلمان طلبا پائے جاتے ہیں ان کا شمار صبح کے ستاروں سے بھی کم ہے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ مسلمان خود بھی نالائق ہیں اور علم حاصل کرنے کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ ایک وجہ خاص یہ بھی ہے کہ کالج میں مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی کرنیوالا نہیں۔ بلکہ جو ہے وہ ان کو ذلیل ہی کرنا چاہتا ہے اور ہر وقت ان کو چھیڑتا ہی رہتا ہے۔

میرے مذکورہ بیان کا یہ ثبوت ہے کہ کالجیٹ سکول کے نیچے درجوں میں تو مسلمان طلبا کا ایک کثیر حصہ پایا جاتا ہے لیکن جسقدر اوپر پہونچتے جاتے ہیں مسلمان خال خال ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسوقت بی اے کے کلاس میں صرف ایک مسلمان طالب علم ہے اسکے علاوہ یہ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ اس سال ایف اے کے کامیاب طلبا میں کسی مسلمان کا نام نہیں۔ یہ کیوں؟ اسکا سبب یہ ہے کہ یہ بنگالی حضرات جینے نہیں دیتے۔ امتحان ایف اے کے چھ سات ماہ قبل تک ایف اے میں ایک مسلمان لڑکا تھا لیکن خدا بھلا کرے پروفیسر سائنس کا جسکی بدولت اسکو مجبوراً سارٹیفکیٹ تبادلہ لینا پڑا۔

حضور والا! آپ اس قصہ کو کہاں تک سنیں گے۔ یہ دکھ بھری کہانی ایسی نہیں کہ جسکے لئے ایک اخبار کے کالم کافی ہوں بلکہ اسکے لئے جا بجا دفتر کے دفتر چاہئیں اگر آپ توجہ کرتے تو کالج میں مسلمانوں کی کبھی یہہ حالت نہ ہوتی۔ کالج میں کم سے کم دو مسلمان پروفیسر ضرور ہوتے۔

عالیجاہ! اب میں رخصت ہوتا ہوں اور خاتمہ پر اسقدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قاعدہ کے بموجب اپیل میں ایک مسلمان سوار کا ہونا ضروری ہے اور یہ جگہ عرصہ سے خالی چلی آرہی ہے بلکہ یوں کہئے کہ غصب ہو رہی۔ اور اسلئے اگر اس عرضداشت سے متاثر ہو کر آپ کسی لائق مسلمان کو یہاں سوار کر دیں تو مسلمان آپکے ہمیشہ دعاگو رہیں۔

میں نے بہت کچھ سمع خراشی کی۔ اور اب دعائے درویشانہ دیکر رخصت ہوتا ہوں اور اس امر کا منتظر ہوں کہ دیکھئے آپ پر اسکا کس قدر اثر ہوتا ہے۔

(تم سلامت رہو ہزار برس ✤ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار)

مقام شرم

آہ اے قوم! نہیں معلوم تیری شامت اعمال تجھے کسقدر ذلیل و خوار کریگی۔ تو نے حکومت کھوئی اخلاق کھوئے۔ دولت کھوئی علم کھویا۔ مگر پھر بھی تجھے ہوش نہ آیا لے دے کے صرف ایک غیرت باقی تھی وہ بھی جاتی رہی وہ مسلمان کبھی مذہب کے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ آج بے شرم ہو کر ان لوگوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سچے مذہب اسلام کی سر بازار توہین کرنیوالے ہیں امداد دینے میں دریغ نہیں کرتے کون نہیں جانتا کہ اخبار مسافر آگرہ اسلام اور اسکے شارع ؐ کی شان میں فحش گالیاں بکنے میں خاص طور پر بدنام ہے اور اسی جرم میں اسکو پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔ پھر کسقدر افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ اس جرمانے کی رقم کو فراہم کرنے کے لئے آریوں نے چندہ جمع کر کے جو ایڈیٹر مسافر کو امداد دی ہے۔ اس میں خود مسلمانوں نے بھی کچھ کم حصہ نہیں لیا۔ آج اخبار حق پسند امرتسر مطبوعہ ۱۱ ستمبر ہمارے سامنے موجود ہے اور اسمیں اسی چندہ کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے جس میں تین مسلمانوں کا بھی نام درج ہے۔ ان میں سے ایک میاں صدر الدین نے مبلغ عہ چندہ دیا ہے گویا وہ ایڈیٹر مسافر کو کہتے ہیں کہ آپ رسول خدا کو دل کھول کر گالیاں دیں۔ اہل اسلام کے پیشواؤں اور بزرگوں پر خوب تبرے بازیاں کریں ہم آپ کو اسکے صلے میں عہ روپیہ انعام دیتے ہیں۔

شرم! شرم!! شرم!!!

آہ اے تیرہ خاک ہند کیا تجھ میں ایسے بھی ناحق شناس بدنام کنندہ نکونامے چند مسلمان آباد ہیں جو مسلمان کہلا کر بھی شافع محشر کے کھلم کھلا دشمن ہیں۔ حیرانی ہے کہ پھر تو پھٹ کیوں نہیں جاتی اور ان کو ہمیشہ کے لئے اپنے پیٹ میں ہڑپ کیوں نہیں کر لیتی۔ لعنۃ اللہ علی المنافقین۔

ایک نیک ارادہ کیلئے نیک مشورہ کی ضرورت

چند ماہ کا عرصہ ہوا کہ انجمن اسلامیہ ہوشیارپور کے سرگرم رکن شیخ رحمت علی صاحب چیف سوداگر پاپوش کی زوجہ عفیفہ کا انتقال ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اشتہار (۳) میونسپل کمیٹی امرتسر

میلہ مال مویشی داسیان دیوالی ۲ نومبر ۱۹۰۶ء سے شروع ہو کر ۱۱ نومبر ۱۹۰۶ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اسلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ مبلغ الـ۱۴۵۰ روپیہ (ایک ہزار چارسو پچاس) روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کیگئی ہے دیا جاوے گا۔ اور مبلغ ۱۲۵ روپیہ جو گھوڑوں کو انعام دیا جاتا تھا وہ میلہ دیوالی پر تقسیم نہیں ہو گا بلکہ آئندہ میلہ بیساکھی ۱۹۰۷ء پر زیادہ انعام تقسیم کیا جاویگا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوا لے۔ مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطۂ انعام ہونے چاہئیں۔ ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۷۔ ۸۔ ۹ نومبر ۱۹۰۶ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور میلہ اسپان بھی حسب دستور سابق اس موقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی اور فی راس مویشی ۲ محصول لیا جاویگا۔ واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپسی یعنی باہر نکال لیجانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصولیابی قیمت کی رہیگی تاریخ تشخیص انعام مویشی ۹ نومبر ۱۹۰۶ء کو ہو گی اور انعام ۱۱ نومبر ۱۹۰۶ء کو تقسیم کیا جاویگا۔

(نوٹ ۱) واضح ہو کہ جو مال منڈی سے بلا فروخت واپس جاویگا اسکے واسطے پرچہ واپسی نہیں دیا جاویگا۔ اور نہ بوقت واپسی مال کے کسی طرح کی رکاوٹ ہو گی (۲) فیس داخلہ انعام مویشی بجائے ایک روپیہ کے چار آنہ لیا جاویگا۔ (دستخط صاحب سیکرٹری بہادر میونسپل کمیٹی امرتسر۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء)

چونکہ مرحومہ بڑی نیک۔ راست باز، پاک دامن اور باسلیقہ بیوی تھیں اسلئے شیخ صاحب بھی انکی محبت عزت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انکے انتقال سے شیخ صاحب کے دل کو ایک ایسا صدمہ ہوا ہے جو انہیں ہمیشہ غمگین اور افسردہ رکھتا ہے۔ چونکہ صاحب ممدوح بھی بڑے مخیر اور زمانے کی رفتار کو سمجھنے والے بزرگ ہیں۔ نیز قومی معاملات سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسلئے اُن کا ارادہ ہے کہ مرحومہ کی یادگار میں ایک ہزار روپیہ کی معقول رقم کسی ایسی جگہ صرف کیجائے جس سے قوم کو عرصہ دراز تک فائدہ پہونچتا رہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہمدردان قوم اہل الرائے صاحبان اس بارے میں انہیں اپنی اپنی رائے سے بذریعہ خطوط یا اخبار وکیل مطلع کرکے ممنون فرماویں۔ جہاں تک ہمنے اس معاملہ پر غور کیا ہے ہماری رائے تو یہی ہے کہ یہ رقم مسلمانان ہند کے قومی کالج کی انجمن الغرض کو عطا فرمائی جاوے اور اُسے یہ ہدایت کیجائے کہ یا تو یہ روپیہ اس عالیشان مسجد کی تعمیر پر خرچ کیا جائے جو کالج کے احاطے میں ابھی تک نامکمل پڑی ہے۔ یا اس سے ہر سال ضلع ہوشیارپور کے ایک غریب انٹرنس پاس مسلمان کو جو مدرسۃ العلوم علیگڈھ میں تعلیم پانا چاہے اس شرط پر پانچ روپیہ ماہوار کا وظیفہ چار سال کے لئے دیا جائے کہ جب وہ برسرکار ہو جائے تو دس روپیہ کی اقساط میں تمام رقم جو اُسنے بطور وظیفہ حاصل کی ہو انجمن کو واپس کردے اس طرح جب ایکہزار روپیہ کی رقم ختم ہو جائے تو تب تک اس وظیفہ کے پانیوالے طلبا میں سے جو صاحب فارغ التحصیل ہوکر برسرکار رہوں اُن کی ادا کردہ قسطوں سے آئندہ طلبا کو اُسی شرط پر وظیفے دئے جائیں اس طرح ہر سال ضلع ہوشیارپور کا ایک غریب مسلمان اس امداد سے قومی کالج میں تعلیم حاصل کرسکنے کے لائق ہو جایا کرے گا اور یہ روپیہ ایک ایسے کام میں صرف ہوگا جس سے ہمیشہ نوجوانان قوم فائدہ اُٹھاتے رہینگے اور جو طلبا اس امداد کو حاصل کرینگے اُنہیں مفت خوری کی مذموم عادت بھی نہ پڑے گی۔ اس وظیفہ کو مرحومہ کے نام سے نامزد کیا جائے تاکہ اس کار خیر کا ثواب عرصہ دراز تک انکی روح کو پہنچتا رہے۔ امید ہے کہ ہمارے مخدوم شیخ صاحب ضرور ہماری رائے پر غور فرمائیں گے اور جناب اڈیٹر صاحب اخبار وکیل و دیگر بزرگان دین بھی اگر مناسب سمجھیں تو ہماری رائے کی تائید کریں یا شیخ صاحب موصوف کو اس سے بہتر کوئی اور تجویز بتا کر مشکور فرمائیں گے +

قابل توجہ میونسپل بورڈ ہوشیارپور

آج کل قصبہ ہریانہ اور ہوشیارپور کے درمیانی رستے کے جنگلوں میں چند بھیڑیے دیکھنے میں آتے ہیں جن سے راہرووں کی جانیں خطرے میں پڑی ہوئی ہیں چند ہی روز ہوئے کہ ایک کم سن بچہ ان موذیوں کا شکار ہو چکا ہے۔ چونکہ یہ مقام حدود میونسپلٹی کے اندر ہی ہے اسلئے ہمیں امید ہے کہ وہ ضرور اس مصیبت کا انسداد کرنے کی کوشش کریگی۔ قصبہ ہریانہ کے ممبران کو اس معاملہ پر زیادہ غور کرنا چاہئیے۔ کیونکہ وہاں کے باشندے اگر ہوشیارپور نہ آئیں تو بیکار ہونے کی وجہ سے بھوکے مرجائیں۔ وہ بیچارے مجبور ہیں کہ معاش کے حاصل کرنے کی خاطر شہر میں آتے جاتے رہیں۔ ان کے رستے سے ان خونخوار دشمنان انسان کو ہٹانے کی ضرور جلد کوشش ہونی چاہئیے۔

الراقم خاکسار افسر ہوشیارپوری

بنت رسول کا عرس احمدآباد میں

کل شب جمعہ ۲ رمضان المبارک کو حضرت بنت رسول اللہ صلعم کا عرس مولانا سید غیاث الدین احمد قادری سجادہ نشین حضرت خواجہ شاہ عبدالوہاب البغدادی کے مکان پر تھا۔ یمنی شاہ صاحب۔ رضا شاہ صاحب میر فضل حسین القطبی البخاری وغیرہ احمدآبادی حضرات کے علاوہ پردیسی حسن نظامی بھی شریک محفل تھے۔ نیاز اور حلقہ کے وقت جو دُعا بآواز بلند فقیر حسن نظامی دہلوی نے کی تھی وہ وکیل کیلئے قلمبند کرکے ارسال کیجاتی ہے۔

آج ہماری دین دُنیا کی ملکہ کا عرس ہے ہم سب اس نیت سے یہاں حاضر ہوئے کہ سیدہ عالم حضرت فاطمہ زہرا کی روح اطہر سے برکت حاصل کریں کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر اصلاح بندگان کی جانب توجہ کیجائے تو وہ ہماری طرف التفات فرماتی ہیں گوش حقیقت سے ہماری صدا سنتی ہیں چشم بصیرت سے ہمکو شاہد کرتی اور آواز غیر مسموع سے ہم کلام ہوتی ہیں۔ یہ سب ہمارے باطن کو محسوس و معلوم ہوتا رہتا ہے۔

اسوقت جس مقدس اور پاکیزہ روح کے الوالطلب میں ہمارا حلقہ قائم ہوا ہے۔ اس کا نورانی سایہ ہمارے قلوب پر منعکس ہو رہا ہے۔ پس یہ کیا ہی مقبول ساعت ہے۔ بارگاہ الٰہی سے جو کچھ طلب کرینگے ملے گا جو درخواست پیش کیجائے گی درجۂ اجابت و قبولیت حاصل کریگی کیونکہ بنت رسول اللہ صلعم کی غیبی زبان ہماری دعا کے ساتھ آمین فرمائے گی۔ تمام حاضرین حلقہ کو ذوق شوق اور باطنی خلوص کے ساتھ خیالات مجتمع کرکے دعا کرنی چاہئیے کہ الٰہی ہمارے دلوں کو گناہوں کی سیاہی سے صاف کر۔ ہمارے ظاہر کو باطن کے موافق بنا۔ جو ہم کہتے ہیں وہی کرنے کی توفیق دے۔ اپنی اطاعت و محبت اور اپنے رسول کی اطاعت و محبت اور بادشاہ کی اطاعت میں سرگرمی عطا فرما۔ اسی میں ہماری زندگی ہو اور اسی پر خاتمہ۔

خدایا تمام مسلمانان عالم کی دستگیری کر جنکا سوائے تیرے کوئی آسرا و سہارا نہیں۔ جنکا جہاز طوفان کے گرداب میں پھنسا ہوا ڈگمگا رہا ہے۔ ان کے دینی خیالات کو مستحکم کر۔ باہمی تفرقہ اندازی کرنے والوں کو فنا کردے۔ انکی نقصان رساں پراگندگی کو جمع کرکے ایک مرکز پر لے آ۔ حضور! اسلامی حکومتوں کو ارضی و سماوی آفات سے۔ آپس کی پھوٹ سے دشمنوں کے چنگل سے۔ عیش و راحت کی بے خبری سے محفوظ رکھ۔ ترکی سلطان کی خلافت کو زندہ کر۔ شہنشاہ ایران اور اُن کی پارلیمنٹ کو منصوبہ باز حاسدین سے بچا۔ کابل کا بول بالا ہو اور ہمارے ایڈورڈ سلطان زندہ سلامت رہیں۔

اے حاضر و ناظر خدا۔ ہم اور مانگتے ہیں وہ بھی دے۔ کچھ اور عرض کرتے ہیں وہ بھی سُن۔ اور اے سیدۂ عالم بنت رسول کی روح تو بھی آگاہ ہو کہ مراکو میں فرانس و اسپین کی فوج نے بنی فاطمہ کا گھر بے چراغ کردیا۔ بے گناہ سادات کو خواہ مخواہ حملہ کرکے توپوں سے اُڑا دیا۔ عورتیں بھی ماری گئیں اور بوڑھے بچے بھی۔ اسپین و فرانس کے یزیدی لشکر نے مراکو میں کربلا کا میدان قائم کردیا۔ شہیدوں کی لاشیں جلائی گئیں۔ مال و اسباب لوٹا گیا۔ مسجدیں کھود کر پھینکدی گئیں۔

آج ہم آرام سے۔ امن سے۔ آزادی سے ایڈورڈ سلطان کے ملک میں بیٹھے ہیں۔ مگر مراکو میں رسول کی آل بے چین ہے بےگھر ہے۔ بیوہ بیدانیاں یتیم بچوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے جنگلوں بیابانوں میں اکیلی کھڑی سلتی ہیں۔ کوئی اُنکا پرسان حال نہیں۔ کوئی اُنکا دستگیر نہیں۔ دھوپ اُنکو جلاتی ہے بھوک اُنکو ستاتی ہے۔ سایہ دار جھونپڑا اور خشک روٹی کا ٹکڑا ابھی میسر نہیں آتا۔ فرانس نے اُنکے پردہ دار مکان توڑ ڈالے۔ اُن کے وارث مار ڈالے۔ لیکن اب بھی صبر نہیں آیا اور ظلم و ستم بڑھائیگا۔ کیا سچ سچ وہ زمانہ آئے گا کہ فاطمہ کی اولاد کے ہاتھ میں لوہے کی رسیاں بندھینگی اور اُنکو سر بازار رسوا کیا جاویگا۔

بے دردگار اپنے رسول کی اولاد کی ناموس کو بچا اور اپنے نیک رحم دل بندے ایڈورڈ سلطان کے جی میں ڈال کہ وہ اپنے دوست فرانس کو ان سفاکیوں سے روکے اور منع کرے اور اگر فرانس نہ مانے تو انگریزی لشکر چلے اور فرانس کی زمین کو تہ و بالا کر ڈالے۔ ان کا خوبصورت شہر پیرس دار فنا بنا دیا جاوے جسطرح فرانس نے دار بیضا کو فنا کردیا۔

آخر میں ہم دوبارہ دعا کرتے ہیں کہ خداتعالےٰ ہم سب کو دین اور دُنیا کی برکتوں سے مالا مال کرے۔ جمیع حاضرین سے آمین سنکر تمام غائب مسلمانوں سے آمین کی درخواست کرتے ہیں۔ خاصکر روح مطہر حضرت سیدہ عالم فاطمہ زہرا سے عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی بارگاہ رسالت کے ذریعہ سے اپنی بے کس و بے بس اولاد کی دادخواہی فرمادیں۔ خدا فریادرس ہے وہ سنے گا۔ اور دشمنوں کو پامالی نصیب ہوگی۔ آمین۔

حسن نظامی دہلوی خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی

(از احمدآباد)

ہندوستان کی خبریں

رنگپور (بنگال) کے پولیس سپرنٹنڈنٹ نے وہاں کے ہندو زمینداروں کو مطلع کیا ہے کہ درگا پوجا کے متعلق جلوس نکالنے کی اس شرط پر اجازت مل سکتی ہے کہ تم لوگ اس امر کا اقرار کرو کہ بندے ماترم کے نعرے یا ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جاوینگے جو مسلمانوں کی دل شکنی کا باعث ہوں +

آنریبل مسٹر گوکھلے اور مسٹر واچا بغرض ناگپور گئے ہیں کہ وہاں کانگریس کے دونوں فریقوں میں جو نزاع بڑھ رہی ہے اُسے رفع کرنے کی کوشش کریں

مجوزہ میڈیکل کالج لکھنؤ کی تعمیر کا کام ماہ نومبر میں شروع ہونے والا ہے۔

مسٹر ہابہاؤس پریزیڈنٹ کمیشن تقسیم اختیارات ۱۵ نومبر کو ولایتی ڈاک کے جہاز میں ہندوستان پہونچینگے۔ ان کی بیگم صاحبہ بھی ہمراہ آئیں گی۔

غیر ممالک سے خطوط کا جواب منگانے میں اکثر اس وجہ سے دقت ہوا کرتی تھی کہ ہندوستان کے ٹکٹ وہاں ادائیگی محصول میں کام آ نہ ہو سکتے تھے لیکن ایک جدید "کوپن" کا اجرا سے قائمی نے اس دقت کو رفع کر دیا ہے۔ یہ ۳ پنس کا ملے گا اور اسے مکتوب الیہ کی طرف لفافہ میں ڈال کر مکتوب الیہ کیطرف بھیجدینا کافی ہوگا۔ یہ کوپن غالباً وسط نومبر سے عام ڈاک خانوں سے دستیاب ہو سکیں گے +

الہ آباد میں طاعون کا ٹیکہ شروع ہوگیا۔ پہلے روز وہاں کی میونسپلٹی کے بعض عہدہ داروں اور دیگر سرکاری ملازمین نے ٹیکہ لگوایا +

ہفتہ مختتمہ ۵ اکتوبر کے اندر صوبجات متحدہ میں سوائے گڑھوال کے ایک مقام کے بالکل بارش نہوئی اسکی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ خشکسالی اور لو چلنے کی وجہ سے فصلیں خشک ہو رہی ہیں۔ بعض مقامات میں کٹائی شروع ہے۔ کافی تری نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اضلاع میں فصل ربیع کی قلبہ رانی بند ہے۔ قحط کا مایوسی بخش ہے اور اگر اس مہینے کے اخیر تک بھی بارش نہ ہوئی تو سخت مصیبت نازل ہوگی۔ بنارس اور جونپور میں فصل کو کیڑے سے نقصان پہنچا۔ بلند شہر اٹاوہ۔ کیمبرڈی۔ اعظم گڈھ جھانسی اور ہمیر پور کے بعض مقامات میں مویشی کا مرض موجود ہے۔ ایٹہ فرخ آباد بارہ بنکی اٹاوہ اور جالون میں گھاس خشک ہو رہا ہے۔ اور دیگر اضلاع میں کمیاب اور گران ہے۔ گڑھوال کے سوا اور سب مقامات میں غلہ بافراط موجود ہے۔ نرخ چڑھ رہا ہے اور بعض اضلاع میں قحط کی حد تک پہونچ گیا ہے +

گذشتہ ہفتہ اور اتوار کے روز بندر چاٹگام کے ایک گھاٹ میں آگ لگی۔ مکانات کے علاوہ جوٹ کی کثیر مقدار جلکر خاک ہوگئی۔ دس لاکھ کا نقصان ہوا۔ خیال ہے کہ یہ کسی کی شرارت تھی +

مسٹر جے جی سمتھ چیف جج عدالت مطالبہ خفیفہ مدراس کا ولائیت جاتے ہوئے ۱۱ ماہ حال کو سمندر میں انتقال ہوگیا +

مدراس میں توپخانے کے ایک فوجی گورے نے کسی خفیف معاملہ پر اپنے ہمراہی کے سر پر بہے کی چپتھنی زور سے ماری جس سے وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور مر گیا۔ قاتل کی فوجی تحقیقات ہو رہی ہے +

گورنمنٹ ہند کو محاصل افیون سے ابتک تخمینہ کی نسبت ۱۴ لاکھ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی ہے +

مہاراجہ بیکانیر ۲۴ اکتوبر کو شملہ پہنچکر حضور وائسرائے کے ہاں مقیم ہونگے +

یکم اپریل سے اخیر اگست تک بیس کروڑ روپیہ کا سونا اور چاندی باہر سے ہندوستان میں آیا جس میں سے گورنمنٹ نے آٹھ کروڑ کی چاندی سکوک کرنیکے لئے خریدی۔ اس عرصہ میں دس کروڑ روپیہ کے علاوہ قریباً ۳۹ لاکھ کم قیمت کے نقرئی سکے مضروب ہوئے +

مالیر کوٹلہ میں پیر کے روز خوب بارش ہوئی جس سے لوگونکی مایوسی خوشی سے بدل گئی +۔

حضور وائسرائے نے گذشتہ جمعہ کو پانچ ریچھ شکار کئے +

جرمنی کی ایک مشہور جہاز ران کمپنی اپنے جہازوں کو بمبئی تک توسیع دینے کا ارادہ کر رہی ہے۔ اگر ایسا انتظام پختہ ہوگیا تو امید ہے کہ ولائیت کے کرایہ میں تخفیف ہو جائے گی +

شملہ میں اتوار کی شب کو باد و باران کا طوفان آیا کسیقدر بارش ہوئی اور اولے بھی پڑے +

مسٹر ایچ۔ پی برٹ منیجر ایسٹ ویسٹرن ریلوے کی رخصت میں ایک ماہ کی توسیع ہوئی +

مسٹر کیئر ہارڈی اتوار کی دوپہر کو لاہور پہنچے۔ وہاں انہیں قابل دید مقامات کی سیر کرائی گئی۔ ہندو مسلمان اور سکھوں نے ایڈریس پیش کئے۔ پیر کی شام کو لالہ ہرکشن لال بی اے۔ بیرسٹر ایٹ لا نے اپنی کوٹھی پر دعوت دی۔ اسی روز مشن کالج میں انکا مختصر لیکچر بھی ہوا۔ اور رات کی ڈاک گاڑی سے روانہ شملہ ہوئے +

ایسٹ انڈین ریلوے کے ایک سیل سارٹر کو سات سو روپیہ کی مجموعی قیمت کے تین نوٹ رجسٹر شدہ خطوط میں سے نکال کر ہضم کر جانیکی پاداش میں چار سال قید سخت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے

انگریزی اور دیسی اخبارات کو خبریں بہم پہونچانے کی غرض سے بارہ ہزار روپیہ کے سرمایہ سے کانپور میں ایک کمپنی قائم ہوئی ہے۔ اسکے حصہ داروں میں ۴ انگریز۔ ایک پارسی اور دو مسلمان ہیں۔

سہارنپور ریلوے سٹیشن کے یوروپین کوارٹرز میں سخت ہیضہ نمودار ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں خلاف توقع تین مہلک واردات ہوئیں +

کانپور کے سٹیشن پر چند روز ہوئے ایک گیارہ سالہ بنگالی لڑکا بلا ٹکٹ سفر کرتا ہوا گرفتار ہوا کہتے ہیں کہ وہ کچھ عرصہ سے اسی طرح ہندوستان کی قریباً تمام ریلوں پر سفر کر چکا ہے۔ گرفتاری کیوقت وہ ایک انٹرمیڈیٹ کلاس کی نشست کے نیچے چھپا ہوا تھا +

اخبار پنجابی کا ایڈیٹر و پروپرائیٹر دونوں پیر کے روز صبح کو جیلخانہ لاہور سے رہا ہوئے +

الہ آباد یونیورسٹی کا اجلاس کانووکیشن ۱۱ نومبر کو منعقد ہوگا +

مہاراجہ بھوٹان کی تخت نشینی کی تقریب پر گورنمنٹ ہند کیطرف سے مبارکباد دینے کے لئے عنقریب ایک مشن روانہ بھوٹان ہونیوالا ہے +

جام رنجیت سنگھ جی والئی جام نگر نے بمبئی کے دیسی ہسپتال جمشید جی جی جی بھائی کو جہاں وہ حال کی علالت میں زیر علاج تھے ایک ہزار روپیہ عنائیت فرمایا۔

امریکہ کی ایک خاتون مس لزی فریزر سنگاپور کی راہ سے ہندوستان آرہی ہے اور عنقریب وارد بمبئی ہوگی۔ یہ ایک جدید عیسائی فرقہ کی بانی ہے اور اسکا دعوےٰ ہے کہ میں روح القدس کی مدد سے ہر اجنبی زبان میں گفتگو کر سکتی ہوں۔ چنانچہ سُنا ہے کہ وہ بمبئی میں اُترتے ہی بھرے جلسوں میں حسب فرمائش دیسی زبانوں میں لیکچر دے گی +

لاہور کا روزانہ انگریزی ہمعصر لکھتا ہے کہ غلہ کا نرخ دس سیر سے بھی گھٹ گیا ہے اور بموجب احکام گورنمنٹ ہند سولہ روپیہ سے کم مشاہرہ کے سرکاری ملازم قحط سالی کا الاؤنس لینے کے مستحق ہوگئے ہیں +

ملٹری ڈیپارٹمنٹ کے لئے اسسٹنٹ سرجنوں کے داخلہ کا امتحان ۴ دسمبر سے شروع ہوگا۔ اور ہندوستان کے ۲۷ مقامات میں لیا جائیگا +

طاعونی ٹیکہ کے لئے جو لمف بمبئی میں تیار کیا جاتا ہے اس کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے صوبجات متحدہ میں جہاں اسکی بہت ضرورت ہے کئی ہزار مقادیر پہنچ چکی ہیں۔ بمبئی میں آج کل ستر ہزار مقدار روزانہ تیار ہوتی ہیں +

ولائیت کا ایک اخبار نویس مسٹر ایچ ڈبلیو نیونس عنقریب ہندوستان میں اس غرض سے آنے والا ہے کہ بد امنی کے بڑے بڑے مرکزوں کا دورہ کرکے بنات خود اس کے اسباب کا پتہ لگا اور سر برآوردہ اہل الرائے ہندوستانیوں اور سرکاری اہلکاروں کی رائے معلوم کرکے بلا رو رعائیت اس کی رپورٹ پیش کرے۔ وہ ہندوستان میں ولائیت کے تین سربرآوردہ اخبارات مانچسٹر گارڈین۔ ڈیلی کرانیکل اور گلاسگو ہیرلڈ کے قائم مقام کی حیثیت سے دورہ کرے گا +

اسلامی دنیا

مراکو کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ فرانسیسی مدبر ایم رگینالٹ نے مولائے حفیظ ـ وزیر اعظم اور وزیر محکمہ خارجہ تینوں سے کئی بار مشورہ کیا جن قبایل نے فرانسیسی تجاویز صلح کو منظور کیا تھا ـ مولائے رشید کی سپاہ نے اُنہیں تاخت وتاراج کیا ـ بقول اخبار ٹایمز فرانس اور ہسپانیہ کو سلطان مراکو نے اس امر کی اجازت دیدی کہ اسباب ممنوع التجارت کی نگرانی کے لئے سواحل مراکو پر پولیس کا انتظام کریں ـ مولائے حفیظ کے قاصد لنڈن پہنچکر فارن آفس میں گئے ـ مگر اونہیں ملاقات کی اجازت نہ ملی +

سخت افسوس اور رنج و قلق سے لکھا جاتا ہے کہ محسن قوم نواب محسن الملک سید مہدی علیخاں ۱۶ ماہ حال کو شام کے ۶ بجے شملہ میں انتقال کر گئے ـ چند روز سے آپکو سرطان کا عارضہ ہو گیا تھا جسکی وجہ سے طبیعت بہت خراب ہو گئی اور ایک دو دفعہ عمل جراحی کرانا پڑا ـ پہلے سنا تھا کہ طبیعت کسیقدر سنبھل گئی ہے ـ مگر افسوس کہ اُس کے اثر سے جانبر نہ ہو سکے ـ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ـ

بھوپال ریاست میں آج کل طاعون کا بہت زور ہے ـ خدا رحم فرمائے +

پنجاب و ہندوستان کے اکثر مقامات میں رمضان کا چاند منگل کی شام کو دکھائی دیا اور بدھ کے روز پہلا روزہ رکھا گیا + سہارنپور

علیگڈھ کی طرح مراد آباد ـ امروہہ ـ کیمبلپور ـ لاہور اور امرتسر کے اہل اسلام نے بھی جلسے کر کے مسلمانوں کے علیحدہ قایم مقامی حقوق تسلیم کرنے اور نواب عماد الملک ـ سید حسین بلگرامی کو ممبر انڈیا کونسل مقرر کرنے کے لئے حضور وائسرائے اور صاحب وزیر ہند کا شکریہ ادا کیا +

ہمعصر پایونیر کا سرحدی نامہ نگار لکھتا ہے کہ افواہ ہے کہ کابل میں امیر صاحب کے بھائیوں میں بعض امور پر تکرار ہو گیا ہے جس کے لئے امیر صاحب کی موجودگی بہت ضروری ہے ـ اسلئے مزار شریف میں ماہ رمضان گذارنے کے بعد وہ باقی دورہ کو فی الحال ملتوی کر کے براہ راست کابل واپس آئینگے ـ

لاہور کے حیکڑالویوں نے طویلہ شاہنواز کے متصل مسجد تعمیر کرنیکی اجازت طلب کی تھی مگر صاحب ڈپٹی کمشنر نے انکار کر دیا ـ اپیل کرنے پر صاحب کمشنر نے بھی موقعہ کا ملاحظہ کر کے درخواست نامنظور فرمائی +

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کراچی کے ممبروں کی تعداد ایک ہزار اور رقوم چندہ کی مقدار دس ہزار تک پہونچ گئی ہے +

مینیجر صاحب انجمن اشاعت اسلام جینداطلاع دیتے ہیں کہ فی الحال دفتر انجمن کسی دوسری جگہ تبدیل نہیں کیا گیا ـ تعمیم کتب کا سلسلہ بدستور شہر جیند سے ہی جاری رہے گا ـ

اخبار ٹایمز آف انڈیا بمبئی کا نامہ نگار عدن سے لکھتا ہے کہ حسب قرارداد سابق انگریزی فوج نے ضبتی علاقہ عدن کو بالکل خالی کر دیا ہے ـ یمن کی بابت لکھا ہے کہ اب وہاں امن وامان قایم ہونیکی صورت نظر آنے لگی ہے ـ اور باغی امام نے اپنے تمام سرداروں کو واپس بلا لیا ہے +

بمبئی میں نوربائی نامی ایک مسلمان نیک بخت خاتون نے اپنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی جائیداد وقف کر دی اسکی آمدنی مقامی مسجدوں اور انجمنوں وغیرہ پر صرف کیجائے گی +

علیگڈھ کالج سے الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان بی ـ اے میں ۵۹ طلبا شریک ہوئے تھے جنمیں سے ۲۹ کامیاب ہوئے ـ ایم ـ اے میں ایک طالب علم فارسی کے مضمون میں پاس ہوا +

امسال قسطنطنیہ کے سول ویٹرنری کالج سے تیرہ طلبا کامیاب ہوئے اور مختلف اضلاع میں بہاں ضرورت تھی متعین کئے گئے +

یمن کا سرکاری اخبار "صنعا" رقمطراز ہے کہ یمنی ڈیپوٹیشن کے قسطنطنیہ سے واپس آنے پر سلطانی پیغام سنانے کے لئے صنعا میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا جسمیں تمام ملکی اور فوجی افسر اور علما و شرفا موجود تھے ـ سلطانی پیغام سنانے پر باشندگان یمن نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور سلطان المعظم کی درازئ عمر کے لئے دعا مانگی ـ آخر میں جنرل فیضی پاشا نے نہایت عمدہ اور مؤثر تقریر کی +

باب عالی نے تپدق کے مریضوں کے لئے مقام عالیہ میں جو ایک پُرفضا پہاڑی مقام ہے ـ یورپ کے طریقہ پر ایک عالیشان شفاخانہ تیار کرانا شروع کیا ہے ـ اور اُس کے لئے جرمنی سے دو انجنیر بلائے گئے ہیں +

قسطنطنیہ کے سرکاری لا کالج کے نمونہ پر ٹرکی کے تین اور بڑے بڑے شہروں میں بھی قانون کی تعلیم کے لئے کالج قایم کرنیکا حکم ہوا ہے ـ ان کالجوں کے کامیاب طلبا کو سرکاری عدالتوں میں خاص ترجیح کے ساتھ ملازمت دیجائے گی +

آجکل گورنمنٹ فرانس اپنے علاقہ مغربی افریقہ میں مسلمان رعایا کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ مبذول کر رہی ہے +

قسطنطنیہ سے سو فوجی اور بحری افسر فرانس کے مقام کیلے کو ان دو جنگی جہازوں کے معائنہ کے لئے روانہ ہونیوالے ہیں جو باب عالی نے حال میں تیار کرائے ہیں +

لنڈن سے عنقریب ایک جدید اخبار کے شائع ہونے کی خبر ہے جو انگلستان میں مصری حقوق کی حفاظت کرے گا اور مصر کے وطن پرستوں کا آرگن ہوگا ـ اسکا ایڈیٹر ایک آزاد خیال انگلشمین ہوگا جسنے عرصہ دراز تک مصر میں سیر و سیاحت کی ہے اور جو مصریوں کے حالات و خیالات سے اچھی طرح واقف ہے +

سلطانی میڈیکل کالج سے امسال ۱۱۴ طلبا نے ڈگری حاصل کی اور مختلف مقامات میں مامور کئے گئے +

ممالک غیر

ٹایمز مظہر ہے کہ کثرت کار کی وجہ سے پارلیمنٹ کا افتتاح ۲۸ جنوری سے عمل میں آئیگا ـ

جرمنی میں ایک سربرآوردہ سوشلسٹ کو باغیانہ خیالات کی اشاعت کیلئے اٹھارہ ماہ قید کی سزا ہوئی

۱۲ ماہ حال کو پانچ سو سولہ ۵۱۶ ہندی تارک الوطن جہاز پر وینکوور پہنچے ـ انمیں سے ۱۸۱ اسوجہ سے واپس کئے گئے کہ ان کے پاس بموجب احکام گورنمنٹ کافی روپیہ نہ تھا یا جسمانی سقم رکھتے تھے ـ

لنڈن میں گیہوں کا نرخ ۳۳ شلنگ ۳ پنس فی کوارٹر یعنی گیارہ بارہ سیر فی روپیہ ہے ـ

انگلستان میں ریلوے ملازموں کی عام ہڑتال کا اندیشہ تاحال رفع نہیں ہوا ـ ملازمین کی قایمقام یونین اور ریلوے کمپنیوں میں جو باہم خط و کتابت ہوئی تھی ـ اسکا کچھ مفید نتیجہ نہ نکلا +

شاہزادہ ولیعہد جرمنی ملکی انتظام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ایک سال کے لئے محکمہ داخلیہ میں بھرتی کیا گیا +

ملکہ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی کی خط و کتابت بابت ۱۸۳۷ تا ۱۸۶۱ء شاہی اجازت اور منظوری سے شایع کی گئی ـ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ممدوحہ موصوفہ اپنی پرائیویٹ اور پبلک زندگی کے ہر ایک پہلو پر ہمیشہ غایر نظر رکھتی تھیں +

برسٹل اکسپریس ۱۴ اکتوبر کی شب کو ایک خم سے گذرتے ہوئے پٹری سے اتر گئی ـ ۱۹ ہلاک اور ۴۰ مجروح ہوئے +

مڈلٹن (نیویارک) کے قریب ایک پل کے بیٹھ جانے سے ایک مسافر گاڑی نیچے گر پڑی ـ ۲۰ آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے +

بحر شمالی میں انگلستان کی بحری مینوورز خفیہ طور پر ہونیوالی ہے اور دو ہفتہ تک رہیگی + اس غرض سے رودبار اور سواحل کے بیڑے اور گشتی جہازوں کے دستے مقررہ مقام پر جمع ہو گئے ہیں +

سان فرانسسکو میں چند بدمست شرابیوں نے جاپانیوں پر حملہ کر کے ۱۰ کو زخمی کیا پولیس نے مفسدوں کو منتشر کر دیا +

اشتہار مطبوعات مطبع دائرۃ المعارف النظامیۃ الواقعۃ بحیدرآباد دکن

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	تعداد جلد	قسم کاغذ	قیمت
	کتب التفسیر				
۱	الکہف الرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم	شیخ عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ / معمولی	۱ر / ۱ر
۲	تفسیر ایجاز البیان فی تاویل ام القرآن	شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	[illegible]
	کتب حدیث				
۳	عمل الیوم واللیلۃ کے الادعیۃ لما ثورہ	حافظ ابن السنی تلمیذ امام نسائی رحمہما اللہ	۱	اعلیٰ	۱۲ر
۴	کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال	علامہ شیخ علی المتقی ابرہانپوری مہدی بذب الجامع الکبیر والجامع الصغیر وذیلہا للسیوطی	۸	اعلیٰ	[illegible]
۵	المعتصر من المختصر من مشکل الآثار للامام الطحاوی	قاضی ابو المحاسن یوسف بن موسےٰ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۶	کتاب الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الاخبار	حافظ ابو بکر محمد الحازمی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۷	القول المسدد فی مسند الامام احمد رحمۃ اللہ علیہ	علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ / معمولی	۶ر / ۵ر
۸	مسند ابی داؤد طیالسی مع فہرس المسانید علی ترتیب التہجی	ابی داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۹	الاتحافات السنیۃ فی الاحادیث القدسیۃ	علامہ شیخ محمد المدنی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	۱۲ر
۱۰	شرح تراجم ابواب صحیح البخاری رحمۃ اللہ علیہ	مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	۹ر
	کتب اسماء الرجال				
۱۱	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہم	حافظ ابن عبد البر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ	۲	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۱۲	کتاب الکنی والاسماء	علامہ دولابی رحمۃ اللہ علیہ	۲	اعلیٰ	[illegible]
۱۳	تجرید اسماء الصحابۃ تلخیص اسد الغابہ	حافظ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ	۲	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۱۴	تذکرۃ الحفاظ	حافظ علامہ امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ	۴	اعلیٰ	[illegible]
۱۵	کتاب الجمع بین کتابی ابی نصر الکلاباذی وابو بکر الاصبہانی فی رجال صحیح البخاری ومسلم رحمہما اللہ تعالیٰ	حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ	۲	اعلیٰ	۱۲ر
۱۶	قرۃ العین فی ضبط اسماء رجال الصحیحین	علامہ عبد الغنی بن احمد البحرانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	۴ر
۱۷	دلائل النبوۃ	حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۱۸	کفایۃ اللبیب فی خصائص الحبیب المعروف بہ خصائص الکبریٰ	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	۲	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۱۹	مناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ	موفق ابن احمد المکی الخطیب خوارزم ومع المناقب للامام الکردری رحمہما اللہ	۲	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
	کتب العقاید				
۲۰	مجموعہ ست العقاید الابانۃ وشرح الفقہ الاکبر وغیرہا	امام ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ وابو منصور ماتریدی وغیرہ	۱	اعلیٰ	[illegible]
۲۱	الروضۃ البہیۃ فی المسائل المختلفۃ بین الاشاعرۃ والماتریدیۃ	ابو عذبہ رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	۴ر
	کتب الفقہ				
۲۲	الجوہر النقی علی سنن البیہقی	شیخ علاء الدین ماردینی المعروف بابن الترکمانی	۲	اعلیٰ / معمولی	[illegible]
۲۳	الصارم المسلول علی شاتم الرسول	شیخ ابن تیمیہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	[illegible]
	کتب الکلام				
۲۴	شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام	علامہ شیخ تقی الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ / معمولی	۹ر / ۷ر
۲۵	کتاب الروح	حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ	۱	معمولی	[illegible]
۲۶	مجموعۃ الرسائل التسعۃ	امام سیوطی وغیرہ رحمہما اللہ علیہ	۹	معمولی	[illegible]
۲۷	الذخیرۃ فی نہایۃ الفلاسفۃ	علامہ علی الطوسی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	[illegible]
۲۸	رسالۃ فی استحسان الخوض فی الکلام	شیخ ابو الحسن الاشعری رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	۱ر
	کتب النحو والادب والطب				
۲۹	الاقتراح فی اصول النحو	علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	۱	اعلیٰ	۹ر
۳۰	الاشباہ والنظائر النحویہ	ایضاً	۴	معمولی	[illegible]
۳۱	مقصد الفصل شرح قصیدہ بانت سعاد	ملک العلماء قاضی شہاب الدین ہندی	۱	اعلیٰ	۱۵ر
۳۲	الفائق فی غریب الحدیث	علامہ جار اللہ زمخشری رح (زیر طبع ہے)	۲	اعلیٰ	[illegible]
۳۳	تہذیب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی رح	۱۲	اعلیٰ	زیر طبع
۳۴	محیط اعظم	- - - -	۴ جلد	کلاں	[illegible]

علاوہ مطبوعات دائرۃ المعارف کے ذیل کی نہایت نادر کتابیں مصری بغرض فروخت آئی ہیں ان کے نہایت کم نسخے ہیں بلا کسی کمیشن کے فروخت ہوں گے

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	تعداد جلد	قسم کاغذ	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	تعداد جلد	قسم کاغذ	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	تعداد جلد	قسم کاغذ	قیمت
۱	جواب الصحیح	علامہ حافظ ابن تیمیہ رح	۴	اعلیٰ	[illegible]	۴	سایرہ	علامہ کمال رح	۰	اعلیٰ	[illegible]	۷	مشکوٰۃ الانوار مجلد	امام غزالی رح	۰	۰	[illegible]
۲	کشف الاسرار	علامہ نسفی رح	۲	"	[illegible]	۵	تہذیب الکلام	شیخ عبد القادر کردستانی رح	۲	"	[illegible]	۸	شروح التلخیص	محقق یعقوب مغربی رح	۴	۰	[illegible]
۳	تحریر الاصول	محقق اسنوی رح	۳	"	[illegible]	۶	مدینۃ الفاضلۃ مجلد	ابو نصر فارابی رح	۰	"	۷ر	۹	ذیل الکتاب المستصفیٰ	امام محمد غزالی رح	۰	۰	[illegible]

المشتہر — الحسن بن احمد النعمانی مدیر المطبع کان اللہ لہ

رفیع بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل سعد اللہ غلام محمد پرنٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو دفعہ بار شنبہ و چارشنبہ کو روزنہ بازار ریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

قیمت محصول ڈاک معہ

پیشگی	سالانہ ششماہی
ممالک غیر سے	۱۲ شلنگ ۷ شلنگ
امرا و روساء سے	۵ ملے،
عام خریداروں سے	ملے صہ،
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	لے، للعہ،

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔
خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ کے نام ہونی چاہیے

نمبر ۶۰ | امرتسر ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء ۱۵ رمضان سنہ ۱۳۲۵ھ چارشنبہ | جلد ۱۲

فہرست مضامین

عجیب و غریب ناول
(ایڈیٹوریل)
نواب محسن الملک مرحوم۔ نواب صاحب مرحوم کی ملکی و قومی خدمات۔ مسٹر کیئر ہارڈی بنگال کی ملکی تفتیش حالات کی غرض سے ایک لعد انگریزی کی آمد۔ ممبر ہسپتال سوسائٹی امرتسر

(مراسلات)
اسلامیہ کالج لاہور کی حالت زار۔ ڈیپوٹیشن

(منقولات)
مجوزہ پولیٹیکل اصلاحات پر بعض معاصرین کی رائے
شہنشاہ جرمن کی اسپیچ۔ ہندوستان کی خبریں
اسلامی دنیا۔ ممالک غیر۔ اشتہارات

وکیل امرتسر
(۶۰) نمبر
(۱۳) جلد
مطبوعہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ

نواب محسن الملک مرحوم

جس فدائے قوم کے پیوند زمین ہونے سے مسلمان آج ماتم میں ہیں جس مخلص خیر سلطنت کی جدائی سے گورنمنٹ مغموم ہے جس مدح سال کی بیداری سے علیگڈھ کا بیج عمل کا ماہوا سکتہ میں رہگیا ہے جس لیڈر قوم کے جانے رہنے سے قوم بے سری نظر آتی ہے ۔ اور جس کی موت کے صدمہ نے سرسید کی موت کے صدمہ کو تازہ کردیا ہے اسکی زندگی کے حالات پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس کی قسمت میں سرداری لکھی ہوتی ہے ۔ اسکی زندگی کا ابتدائی حصہ ہی اس کے عظیم الشان مستقبل پر روشنی ڈالتا ہے ۔ نواب منیر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں بہادر مرحوم اٹاوہ کے ایک قدیم خاندان سادات کے روشن چراغ تھے جنہیں اپنے خاندان سے ورثہ میں بجز اشرافت نسبی کے اور کچھہ نہ ملا تھا ۔ ددھیال کی طرف سے ان کا تعلق اٹاوہ کے مشہور سیدوں کے خاندان سے تھا ۔ اور ننھیال کی طرف سے یہ شیخ پور (فرخ آباد) کے قدیم عباسی سیدوں کے خاندان سے تھے ۔ ان کا خاندان ملازمت کو سخت ناپسند کرتا تھا ۔ اور گوشہ نشینی کی زندگی کو ترجیح دیتا تھا ۔ سید ظہور علی ہی ان کے ایک ایسے رشتہ دار تھے جو گذشتہ صدی کے نصف میں صدر الصدور کے عہدہ پر ممتاز کیئے گئے تھے ۔ اور بعد میں نواب وزیر الدولہ فرمانروائے ٹونک کے عہد میں وزیر ٹونک کے اعلےٰ منصب پر سرفراز ہوئے ۔

مرحوم کی ولادت ۱۸۳۷ء میں ہوئی ۔ اس وقت ان کے خاندان میں افلاس کی حکومت تھی ۔ مگر ان کی تعلیم پر جس قدر توجہ ممکن تھی ۔ ان کے والدین نے کی ۔ علوم مشرقی میں انہیں ابتدائی تعلیم گھر پر ہی دی گئی ۔ مگر جب انہوں نے حیرت انگیز ذہانت اور طبیعت کو ان علوم سے اعلےٰ درجہ کی مناسبت ہونے کا ثبوت دیا تو پندرہ برس کے سن میں یہ مولوی عنایت حسین صاحب کے سپرد کردیئے گئے جو اٹاوہ سے قریب مقام پھپھوند کے ایک نہایت مشہور عالم تھے ۔ ایک ایسے لائق و فائق استاد کامل کا ملنا مرحوم کے حق میں ابر رحمت ہوگیا ۔ اور انہوں نے اس محنت و مستعدی اور اس تیزی طبیعت سے اپنی قابلیت کو بڑہایا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں یہ اپنی استعداد سے لوگوں کو حیرت میں ڈالنے لگے ۔ مگر افسوس ہے کہ اپنے والد بزرگوار کی دلی تمنا کے مطابق یہ ایسے شفیق اور فاضل استاد کے زیر سایہ زیادہ عرصہ تک نہ رہ سکے اور چند خانگی امور نے انہیں تلاش معاش کی فکر پر مجبور کردیا ۔ انہیں دس روپے ماہوار کی محرری اٹاوہ ہی میں مل گئی ۔ اور انہوں نے اسے غنیمت سمجھکر قبول کرلیا ۔ ان کے بزرگوں کو انکی ذہانت ولیاقت دیکھہ دیکھہ کر انکی نسبت جو امیدیں بندھی تھیں ان پر یہ سن کر پانی پڑ گیا کہ لڑکے کو صرف دس ہی روپے کی نوکری ملی ہے مگر اس پر انہوں نے خیال نہ کیا کہ بڑھنے والے ادنےٰ حالت سے بھی بڑھ جاتے ہیں ۔ اور انہیں اسکا گمان تک نہ آیا کہ جس لڑکے کو دس روپے کی محرری منظور کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے ۔ اسکے ہی ذریعہ سے انکے خاندان کا نام ایک زمانہ میں روشن ہو جائے گا اور اسکا نام لینے والی نسلیں عزت اور فخر کرنا سیکھیں گی ۔ اور وہ ملک کا سچا محسن اور گورنمنٹ کا پورا معتمد علیہ ہوکر ایک ایسے نازک زمانہ میں اجل کو لبیک کہیگا جبکہ چراغ لیکر ڈھونڈہنے سے بھی اسکی سی قابلیت کا جانشین مل سکیگا ۔

غرضکہ دس روپے کی محرری سے اپنی ملازمت کا آغاز کرکے مولوی مہدیعلی صاحب نے اس تیزی سے ترقی کی جس کی نظیر زمانہ حال کی تاریخ میں نظر نہیں آتی ۔ ہیوم صاحب کلکٹر اٹاوہ نے انکی مستعدی و ہوشیاری اور شرافت دیکھکر ۱۸۵۷ء میں انہیں اہلمد کردیا ۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی ۔ آخر کار غدر کے شعلوں نے اٹاوہ میں بھی آگ لگادی ۔ اور نواب فرخ آباد کا ایک نائب کئی مہینوں تک اٹاوہ پر تسلط جمائے رہا ۔ مگر مرحوم اور مرحوم کا سارا خاندان اس فتنہ عظیم میں بھی گورنمنٹ انگلشیہ کا سچا خیرخواہ رہا ۔ جب غدر فرو ہوگیا اور امن و امان قایم ہوا تو ہیوم صاحب کلکٹر نے اٹاوہ واپس آکر مرحوم کو اپنا پیشکار بنالیا ۔ ڈیڑہ سال بعد وہ سررشتہ دار بنا دیئے گئے ۔ اور اسکے دو سال بعد یعنے ۱۸۶۱ء میں وہ تحصیلدار ہوگئے ۔ زمانہ تحصیلداری میں انہوں نے اپنی اعلےٰ انتظامی لیاقت اور قانوندانی سے ایک خاص شہرت حاصل کرلی تھی ۔ اٹاوہ میں جو شاندار سرکاری عمارات اور عمدہ سڑکیں نظر آتی ہیں وہ انہی کے عہد کی یادگار ہیں ۔ اسی زمانہ میں مال اور قانون فوجداری پر اردو زبان میں دو نہایت نفیس کتابیں لکھکر انہوں نے اپنی تصنیف و تالیف کے شوق کا اظہار بھی کردیا تھا ۔ اپریل ۱۸۶۳ء میں امتحان ہائیر اسٹینڈرڈ میں بیٹھے اور بہت سے سولین انگریزوں پر بھی وہ سبقت لے گئے ۔ ان کی لیاقت کے مسلم ہونے کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ زمانہ تحصیلداری میں انہیں ڈپٹی کلکٹری کے اختیارات برتنے کی اجازت ملگئی تھی ۔ ۱۸۶۷ء میں وہ مرزاپور کے مستقل ڈپٹی کلکٹر بنا دیئے گئے ۔ مرزاپور میں علاوہ اپنے اس فرض منصبی کے وہ ریاست دودہی کے سپرنٹنڈنٹ اور راج بریلی کے منیجر کورٹ آف وارڈز کا بھی کام کرتے تھے اور جس خوبی سے انہوں نے اپنے سارے کام کو وہاں نباہا ہے اسکا ثبوت کلکٹر مرزاپور کی رپورٹ کے اس فقرہ سے ملتا ہے کہ میں دعوے کے ساتھہ کہہ سکتا ہوں ۔ کہ مہدی علی سے زیادہ ذہین مستعد اور ایماندار ملازم ممالک مغربی و شمالی میں نہیں ہے ۔

ایک انگریزی نہ جاننے والے شخص کے لئے انگریزی ملازمت کی اس لائن میں ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ کو معراج کمال سمجھا جاتا ہے ۔ مگر مولوی مہدی علی مرحوم اس کمال پر تیس ہی برس کی عمر میں پہنچ گئے تھے ۔ ان کی طبیعت کی تیزی اور ترقی کی امنگ نے انہیں بے چین کیا ۔ اور خدا نے اپنی مشیت ازدی پورا کرنے کے لئے غیب سے ایسا سامان کردیا جو مولوی مہدیعلی کے نواب محسن الملک بنائے جانے کا باعث ہوا اور جسنے نواب صاحب کو اپنے ذاتی جوہر دکھلانے ۔ اور انہیں اپنے دل و دماغ کی اعلےٰ قوتوں کی آزمایش کے لیئے ایک وسیع میدان مہیا کردیا ۔

سر سالار جنگ اعظم نے مولوی مہدیعلی کی شہرت حیدرآباد سے بیٹھے ہوئے سن لی ۔ اور چونکہ وہ اسوقت ریاست کے انتظام میں بہت سی اصلاحیں کرنا چاہتے تھے ۔ اور اس مشکل کام کے لئے انہیں نہایت قابل اشخاص کی ضرورت تھی ۔ انہوں نے فوراً مولوی صاحب کو بلوا بھیجا اور انہیں ریاست حیدرآباد کا انسپکٹر جنرل آف ریونیو بنا دیا ۔ یہ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۴ء کا واقعہ ہے ۔ اور اس تاریخ سے مرحوم کی لائیف کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے ۔

اپنی خداداد لیاقت سے نواب محسن الملک مرحوم کو اس ریاست میں بھی اعلےٰ درجہ کی کامیابی ہوئی ۔ نہایت قلیل عرصہ میں وہ سرکار اور سٹیلمنٹ کمشنر بنا دیئے گئے اور اس عہدہ پر پہنچ کر

انہوں نے مالگذاری کا انتظام ایسے عمدہ اصولوں پر کیا کہ ۱۸۷٦ء میں مسٹر ستوارٹ بیلی صاحب لفٹیننٹ گورنر بنگال نے ایک خط میں نواب صاحب کی اس حسن کارگذاری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ میں حضور نظام کے ان تمہارے منتظمانہ کارناموں کو صرف وزیر اعظم کے کارناموں سے دوسرے درجہ پر شمار کرتا ہوں۔

۱۸۷٦ء میں سر سالار جنگ نے نواب صاحب کو اپنا پرائیویٹ سکریٹری بنالیا۔ اور ان پر بہت ہی اعتماد کرنے لگے۔ ان کی فہم و عقل ان کی مدبرانہ کاربردانی، اور ان کے نیک مشورے سر سالار جنگ کی تقویت کا بہت بڑا باعث ہوئے۔

۱۸۸۴ء میں وہ فنانشل اور پولیٹکل سکریٹری شپ کے اعلیٰ ترین عہدہ پر ممتاز کئے گئے اور ان کی تنخواہ ایک ... (۲۸۰۰) روپے ماہوار کردی گئی۔ منیر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک بہادر کے خطاب انہیں اسی زمانہ میں عطا ہوئے۔ انگلستان بھی یہ اسی زمانہ میں روانہ کئے گئے تاکہ لنڈن کی اسپیشل کمیٹی کے روبرو کمپنی کان کنی کے مقدمہ میں جس میں سردار دلیر جنگ عبدالحق پر مصیبت نازل ہوئی تھی، یہ ریاست کی طرف سے پیروی کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اور اپنے قلیل قیام انگلستان کو نہایت عمدگی سے بسر کیا۔ لنڈن میں منجملہ دیگر امور ان کے ایک ملاقات مسٹر گلیڈاسٹن سے بھی ہوئی، جن پر انہوں نے ایسا عمدہ اثر ڈالا کہ لنڈن سے واپس آنے کے بعد بھی مسٹر گلیڈاسٹن کی ان سے خط و کتابت جاری رہی۔ گو یہ ریاست حیدرآباد میں نواب صاحب مرحوم کی معراج ترقی کا زمانہ تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ یہ ایک اعتبار سے ریاست حیدرآباد کی معراج ترقی کا زمانہ تھا۔ کیونکہ اسکے بعد ہی یعنی ۱۸۸۳ء میں سر سالار جنگ جیسے مشہور مدبر و منتظم کا انتقال ہوگیا۔ تین برس بعد سر سالار جنگ کے فرزند ارجمند نے بھی جو کہ وزارت میں اپنے نامور باپ کے جانشین تھے استعفا دیدیا۔ سر آسمان جاہ کا زمانہ آیا، اور ریاست میں سازشوں کی گرم بازاری شروع ہوئی، بڑے بڑے ان سازشوں کا شکار ہوگئے۔ نواب وقار الملک کو بھی وہاں سے چلا آنا پڑا حالانکہ وہ سر آسمان جاہ کا دایاں بازو تھے۔ ریاست میں ایک انقلاب کی سی کیفیت پیدا ہوگئی تھی، اور اس حالت میں نواب محسن الملک مرحوم کو بتاریخ ۵ر جولائی ۱۸۹۳ء ریاست حیدرآباد کو خیرباد کہنا پڑا۔ اور ریاست سے نواب صاحب کو ۸۰۰ روپے ماہوار کی پنشن عطا ہوئی جو منصب کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ۵ر جولائی ۱۸۹۳ء کو نواب صاحب کی ریاستی شان و شوکت کا زمانہ ختم ہوا۔ لیکن ان کے حقیقی جاہ و جلال کا زمانہ شروع ہوا۔ ایک عظیم الشان ریاست کے نظم و نسق کے کام سے مہلت پاکر انہوں نے اپنی توجہ اپنی درماندہ قوم کی حالت کی طرف مبذول کی اور اپنی لیاقت، اپنی دولت، اور اپنے اثر کو انہوں نے سچا محسن الملک بننے میں صرف کرنا شروع کیا۔ ان کی لائف کا یہ حصہ ان کی زندگی کے ابتدائی یا درمیانی حصہ سے زیادہ مہتم بالشان ہے اور اس قدر وسعت رکھتا ہے کہ اس پر ایک مستقل کتاب لکھنے کی گنجائش ہے۔ مگر ہم اس پر قناعت کرتے ہیں کہ اپنے آج کے سب لیڈر میں مرحوم کی لائف کے اس مہتم بالشان حصہ پر بحث کریں۔ اور مرحوم کی قومی و ملکی خدمات پر ایک سرسری نظر ڈالیں۔

نواب صاحب مرحوم کی ملکی و قومی خدمات

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ نواب محسن الملک مرحوم کی ملکی و قومی خدمت کا دور ۵ر جولائی ۱۸۹۳ء سے شروع ہوتا ہے مگر اس پر مصر ہونا صریح ناانصافی ہوگی کہ انہوں نے اس تاریخ سے قبل اپنے ملک اور اپنی قوم کی بہبودی کی طرف توجہ نہیں کی، جس دور کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اس دور کو صرف یہی امتیاز حاصل ہے کہ یہ زمانہ نواب صاحب مرحوم نے محض پبلک ہی کی خدمت میں گذارا اور کسی دوسرے شغل کی طرف اپنی توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ ورنہ یوں تو ان کی پبلک کارگذاریوں کی ابتدا اس دن سے ہوتی ہے جس دن نواب صاحب اور سرسید کی اول مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ ان دونوں بندگان قوم کی باہم ملاقات سے مسلمانان ہند کی جدید قومی تاریخ میں ایک دلچسپ نیا ورق الٹتا ہے۔ ان کی ابتدائی ملاقات کا ذریعہ بھی کسی قدر عجیب تھا جس زمانہ میں نواب صاحب مرحوم اٹاوہ کے تحصیلدار تھے۔ ان کی نظر سے سرسید کی تفسیر التوریت والانجیل گذری۔ اور سرسید کے خیالات دیکھکر وہ برہم ہوگئے۔ ان کی پابندی شرع اور ان کے زہد و اتقا نے انہیں چپ نہ بیٹھنے دیا۔ اور انہوں نے طیش میں آکر تفسیر مذکور کی نسبت سرسید کو ایک نہایت سخت خط لکھا۔ اور اس میں ان کو مرتد لکھدیا۔ اس واقعہ کے چند ہی مہینے بعد ان دونوں کی ملاقات کسی تقریب سے ہوگئی۔ اور ان میں کچھ عرصہ تک نہایت گرما گرمی سے سخت مباحثہ ہوتا رہا۔ اس ملاقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ نواب صاحب سرسید کی طرف سے بہت نرم پڑ گئے۔ اس ملاقات کے چند روز بعد نواب صاحب علی گڈھ تشریف لے گئے اور سرسید کے مکان پر فروکش ہوئے۔ یہ ابتدا تھی دونوں کے ان دوستانہ تعلقات کی، جو آیندہ چل کر قوم کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوئے۔ اسی ملاقات میں سرسید نے ان سے اپنے ان ارادوں کا ذکر کیا جو وہ عرصہ سے قوم خفتہ کو بیدار کرنے اور اسے ترقی کا راستہ دکھلانے کے لئے اپنے دل میں لئے بیٹھے تھے۔ سرسید کے نیک خیالات اور بلند ارادوں سے نواب صاحب متاثر ہوئے۔ اور جب سرسید نے تہذیب الاخلاق نکالا تو نواب صاحب پہلے بزرگ تھے جنہوں نے قلمی معاونت سے سرسید کا ساتھ دینے میں پیش قدمی کی۔ نواب صاحب کی پبلک خدمات دراصل اسی زمانہ سے شروع ہوتی ہیں۔ نواب محسن الملک کے عالمانہ مضامین نے ان کی قابلیت کی دنیا میں دھوم مچادی۔ ان کے پرزور قلم نے اردو لٹریچر میں ایک نئی روح پھونکدی۔ تہذیب الاخلاق کے کالموں میں مذہبی مقالات پر ان کی کبھی کبھی سرسید سے چھیڑ چھاڑ علاوہ باذوق پبلک کو ایک لطف خاص دینے کے جدید قومی تحریک میں ایک نئی روح بھی پھونک دیا کرتی تھی جن لوگوں نے تہذیب الاخلاق کی جلدوں کا شروع سے آخر تک مطالعہ کیا ہے۔ ان کا عموماً یہ خیال ہے کہ علمی تبحر میں نواب صاحب سرسید سے بڑھے ہوئے تھے۔ الہ آباد کی کانفرنس میں نواب صاحب نے مسلمانوں کی ترقی و تنزل پر جو دو پرمغز اور فصیح و بلیغ لیکچر دیئے ان سے پبلک پر ان کی جادو بیانی کا بھی سکہ بیٹھ گیا۔ اور لوگوں پر یہ ظاہر ہوگیا کہ علاوہ مشہور اہل قلم ہونے کے نواب صاحب موصوف فصیح البیانی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ علاوہ زبانی اور قلمی معاونت کے جو قومی معاملات میں وہ کیا کرتے تھے۔ انہوں نے علی گڈھ کالج کو مالی امداد دینے میں بھی اپنی حب قومی کا قیام حیدرآباد ہی میں کافی ثبوت دیدیا تھا علاوہ اسکے کہ ان کی جیب ہر وقت قومی کاموں اور علی گڈھ کالج کے لئے کھلی رہتی تھی۔ ریاست حیدرآباد سے اس کالج کو معقول مالی امداد دلوانے میں جو سعی بلیغ انہوں نے کی ہے وہ قوم کی دائمی شکریہ کی مستحق ہے۔ قوم کا جو درد ان کے دل میں تھا۔ اسکا اس سے بہتر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ ۱۸۹۳ء میں حیدرآباد سے واپس آکر بجائے اپنے وطن میں سکونت اختیار کرنے کے انہوں نے علی گڈھ میں سکونت اختیار کی۔ اور دامے درمے قلمے قومی معاملات میں سرسید کی معاونت اپنا فرض قرار دے لیا۔

نواب صاحب کا اس زمانہ میں علی گڈھ میں آکر قیام کرنا کالج کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ سرسید جس کام کو عرصہ سے یکہ و تنہا کر رہے تھے۔ اس میں انہیں ایک زبردست ہاتھ بٹانے والا مل گیا۔ تہذیب الاخلاق جو پبلک کی ناقدردانی اور سرسید کی عدیم الفرصتی کے باعث کچھ عرصہ سے بند ہوگیا تھا دوبارہ نہایت آب و تاب سے نکلنے لگا۔ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں جان پڑ گئی۔ کالج کی اندرونی حالت میں اصلاح ہونے لگی۔ بورڈنگ ہاؤس میں اکثر شام کے وقت نواب محسن الملک

نورانی صورت نظر آیا کرتی تھی۔ وہ لڑکوں سے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے ظرافت آمیز گفتگو سے انہیں ہنساتے تھے۔ اور اُن کا دل اپنے ہاتھ میں لیتے تھے۔ اُن سے کالج کی اندرونی حالت دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اور اُن کی جائز شکایات سن کر سرسید کے پاس پہنچتے تھے اور لڑکوں کی طرف ہو سرسید سے جھگڑتے تھے۔ کالج کی مسجد میں آتے تھے جماعت میں شریک ہوتے تھے اور لڑکوں کو نماز کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ انہی کے زمانہ سے کالج میں نماز کی حاضری میں زیادہ سختی ہونے لگی ہے۔ جو نہایت تحسین کے ساتھ دیکھی جانے کی مستحق ہے۔

سنہ ۱۹۰۴ء کی کانفرنس اس بات کے لئے ہمیشہ یادگار رہیگی۔ کہ اُسکے پریسیڈنٹ نواب محسن الملک بہادر تھے جن کی فصاحت و بلاغت اور جن کی بُرزور اور برجستہ تقریر دلپذیر اور بر موقع اور معنی خیز پیرایہ گوئی نے اُس کانفرنس کو اور اُسکے سبب کی اُن تمام کانفرنسوں کو جن میں وہ شریک ہوتے تھے۔ نہایت دلکش دلفریب و بارونق بنا دیا۔ ہم کو یاد ہے جب سرسید کی زندگی میں کانفرنس کو زیادہ مفید اور زیادہ پائدار بنانے کی غرض سے نواب صاحب مرحوم نے بڑے بڑے شہروں کا دورہ اختیار کیا تھا اُسوقت اودھ پنچ نے ایک کارٹون بنایا تھا جس میں کانفرنس کو بشکل مُردہ دکھا کر نواب صاحب کو بجلی کے اثر سے کانفرنس کو زندہ کرنے کی کوشش میں مشغول بتایا تھا۔ سرسید نے اس کارٹون کو دیکھکر ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں اُنہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ کارٹون تو بہت درست ہے مگر کیا اچھا ہوتا۔ اگر اودھ پنچ مُردہ تصویر کو بجائے کانفرنس کہنے کے مسلمانوں کی مُردہ قوم کہتا۔ وہ بھی موقع تھا جب سرسید اور نواب صاحب میں اس امر پر کہ مسلمانوں کی قوم زندہ ہے یا مُردہ۔ ایک عجیب بحث چھڑ گئی تھی جس میں سرسید مسلمانوں کی قوم کو مُردہ ثابت کرنا چاہتے تھے۔ اور نواب صاحب نہایت زور شور سے زندہ بتلاتے تھے۔ مگر یہ محض ایک لفظی بحث تھی جو قوم کو صرف بیدار کرنے کی غرض سے کی گئی تھی چنانچہ اسکا نتیجہ بھی قوم کے حق میں مفید نکلا۔ بتقاضائے سن سرسید کی طبیعت میں جو سختی اور دیگر نقائص پیدا ہو چلے تھے ان کا نواب صاحب بدقت خیال رکھتے تھے۔ اور سرسید آخری عمر کی چڑچڑاہٹ سے کبھی کوئی بات بگڑنے لگتی تھی تو وہ اپنی فصیح البیانی یا اپنی ہر دلعزیزی یا اور بہت سی ترکیبوں سے بات بنا لیتے تھے۔

سرسید کے انتقال ہوتے ہی ایک بارِ عظیم نواب صاحب کے کاندھوں پر آن پڑا۔ مگر جس خوبی سے اس بوجھ کو اُنہوں نے اُٹھایا اسکی دنیا شاہد ہے۔ مِنِ کے افتراش واقعہ نے کالج کو مخدوش حالت پر پہنچا دیا تھا۔ ایسے وقت میں سرسید کا سایہ کالج سے اُٹھ جانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر جس استقلال و ہمت اور جوش سے نواب صاحب نے کالج کی مالی حالت کو سرسید کے زمانہ سے بھی بہتر اور مستحکم تر حالت پر پہنچایا۔ اُسکی یاد قوم کے دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔ نواب صاحب کی یہ کامیابی کسی طرح اُسکی کامیابی سے کم نہیں جو انہیں حیدرآباد کی فنانشل حالت کے درست کرنے میں ہوئی۔

سرسید کی وفات کے بعد جو پہلی مصیبت پیش آئی وہ سر انٹونی میکڈانل کا اردو ناگری ریزولیوشن تھا جس پر ایک سچے محب وطن کے نواب محسن الملک کا بھی دل اس زبان کی ذلت دیکھکر جلا چنانچہ اردو زبان کی حمایت میں لکھنؤ میں اُنہوں نے ایک جلسہ منعقد کیا اور مسلمانوں کی معروضات گورنمنٹ تک پہنچانے کی تجویز کی۔ مگر مسلمانوں کی اس تحریک کے متعلق غلط قیاسات دوڑائے گئے۔ اور نواب صاحب نے کالج کو پولیٹیکل امور سے علیحدہ رکھنے کی خواہش سے بجائے اسکے کہ وہ کالج کی سکرٹریشپ سے استعفیٰ دیدیں اُنہوں نے اردو کے مسئلہ کے متعلق خاموشی اختیار کرنی پسند کی۔ بعض لوگ اسے غلطی قرار دیتے ہیں۔ مگر ہم اسے اُنکی کمال دُوراندیشی اور عقلمندی سمجھتے ہیں۔ کالج کی حالت اُسوقت نازک تھی۔ سرسید کو انتقال ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ مسٹر محمود کی علالت طبع سے لوگوں میں ایک افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ شام بہاری لال والے معاملہ سے کالج کے قیام کی بابت جو خدشہ پیدا ہو گیا تھا وہ ہنوز دور نہ ہونے پایا تھا۔ کوئی دوسرا شخص ایسا نظر نہ آتا تھا۔ جو کالج کے بوجھ کو اُٹھا لے۔ ایسی صورت میں نواب صاحب کا کالج سے تعلق قایم رکھنا ایک نہایت ضروری امر تھا۔ اردو کا مسئلہ ایسا تھا جسکی بابت ہر مسلمان کو سچا جوش تھا۔ ہر ایک اہل دل بولنے والے کے دل پر سر انٹونی کی اس کارروائی کی چوٹ تھی اور جو مسلمانوں کی معروضات تھیں وہ مختلف طریقوں سے سرکار تک پہنچ چکی تھیں۔ بڑی غلطی ہوتی اگر ایک ایسے کام کی خاطر جس کے لئے کسی خاص ریبر کی ضرورت نہیں نواب صاحب کالج کو ضرر پہنچ جانے دیتے۔

سرسید میموریل فنڈ کے لئے نواب صاحب کی کوشش قابل داد ہے کالج کی عزت اور اسکا اثر بڑھانے میں اُنہوں نے جیسی قیمتی خدمات کی ہیں۔ کسی دوسرے شخص سے نہیں ہو سکیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان اور صاحبزادہ حاجی میر بہائی جیسے سربرآوردہ لوگوں کو کالج اور کانفرنس کا معتقد بنا دینا نواب صاحب کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ اردو زبان پر اُن کا احسان کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کے لئے آیندہ کے واسطے پولیٹیکل راستے صاف کر دینے میں جو انہیں کامیابی ہوئی ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کا من حیث القوم گورنمنٹ میں تسلیم کر لیا جانا نواب صاحب مرحوم کے نامۂ اعمال میں چمکتے ہوئے حروف میں لکھا جائے گا۔ جو کامیابی انہیں مغربی تعلیم حاصل کئے بغیر نصیب ہوئی ہے۔ اُسکا عشر عشیر بھی اُن حضرات کو حاصل نہیں ہوئی جنہیں علوم مغربیہ میں تبحر رکھنے کا شرف حاصل ہے۔ اور جنکی نگاہوں میں پُرانی تعلیم پُرانی تربیت اور پُرانے اخلاق یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ میں ہیچ نظر آتے ہیں۔ نواب صاحب مرحوم پر طبیعت کی نرمی اور کیرکٹر کی کمزوری کے الزام لگائے گئے ہیں مگر افسوس کہ ان الزاموں کے لگانے والے اپنی رائے دینے کے قبل واقعات پر غایر نظر نہیں ڈالتے۔ کالج اسٹرائیک کے زمانہ میں نواب صاحب مرحوم پر بے انتہا بوچھاڑیں ہوئی ہیں لیکن چونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم ایک آرٹیکل کی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں اس لئے ہم اس امر پر کسی دوسرے موقعہ پر بحث کریں گے۔ سردست ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ وہ اُن کمزوریوں سے پاک نہ تھے جو اُن سے منسوب کی جاتی ہیں تو ہمیں ضرور ماننا پڑے گا کہ اُن کی خوبیاں اُن کے عیوب سے بدرجہا زیادہ تھیں۔ اور اُن کے دل میں قوم کا درد تھا۔ جب کے آخرم تک اُنہیں حضور وایسرائے کی خدمت میں حاضر ہونے پر اور مسلمانوں کی جانب سے مجوزہ پولیٹیکل اصلاحات کی بابت حضور ممدوح کا شکریہ ادا کرنے پر آمادہ کیا۔

ہمعصر پیسہ اخبار کا خاص نامہ نگار شملہ سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ ۱۳ اکتوبر کو اس قومی حادثہ کا وہم و گمان تک نہ تھا لیکن ۱۴ تاریخ کو یکایک طبیعت بگڑی اور ایسی بگڑی کہ خود نواب صاحب کو اپنی زندگی کا بھروسہ نہ رہا۔ اور اپنے دوستوں اور ملازموں کو بلا کر کہا کہ ہو مجھ کو اب اپنی زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔ پس آپ سب صاحب گواہ رہیں کہ میں صدق دل سے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں اور جو کچھ میں نے قوم و ملک کی خدمات کی ہیں وہ نیک نیتی کے ساتھ کی گئی ہیں۔ اور اگر اُن میں کوئی غلطی واقع ہوئی ہو تو میں بے قصور ہوں کیونکہ میری اسکی کارروائیاں نیک نیتی پر مبنی تھیں۔ اور میری اس نیت کا جاننے والا میرا خدائے پاک ہے "۔

کون سنگدل اور شقی القلب ہوگا جو مرحوم کے اُن آخری الفاظ کو سن کر مرحوم کی نیک نیتی اور حب قومی میں شک کرے۔ ہم ہاتھ بلند کرکے دُعا مانگتے ہیں۔ کہ ارحم الراحمین مرحوم کی جملہ خطاؤں کو معاف کرے۔ اُسکی انسانی کمزوریوں اور لغزشوں کو عفو کی نگاہ سے دیکھے۔ اور اُسکو اپنی بخشش کاملہ میں لے۔ آمین!

مسٹر کیر ہارڈی بنگال سے نکل کر

یہ بات عام طور پر معلوم ہوگی کہ بہت کم انگریز ایسے ہیں جو ہندوستان کے حالات سے پورے طور پر واقف ہوں اور کمتر انگریز ایسے ہیں جو پورے حالات سے آگاہی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس وقت ہم اگر کوئی شاذ و نادر باشندۂ انگلستان ہمارے ملک کے اصلی حالات دریافت کرنے کی فکر رکھتا ہے اور یہاں عینی مشاہدہ کے لئے آنکلتا ہے مگر ایسے ہاتھوں میں پڑجاتا ہے جن سے اس کے گمراہ ہونے کا قوی احتمال ہو تو ہندوستان کی بدقسمتی پر سخت افسوس آتا ہے۔ مسٹر کیر ہارڈی ایسی ہی قابل تحسین کام کے لئے ہندوستان تشریف لائے جس پر وہ ہماری شکر گذاری کے مستحق ہیں۔ مگر بدقسمتی سے بنگال پہنچ کر وہ ایک ایسے گروہ کے ہاتھ میں پھنس گئے جس نے معاملات کا ایک ہی رخ ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔ اور ہم نے افسوس کے ساتھ دیکھا کہ ان پر اس فرقہ کی کارستانیوں کا اثر پڑ گیا۔ بدقسمتی سے انہوں نے اپنا کام شروع کرنے کے لئے بنگال جیسے صوبہ کو منتخب کیا جہاں ایک نو وارد کا ملکی معاملات کے متعلق دھوکا کھا جانا بمقابلہ دیگر صوبہ جات کے زیادہ آسان ہے۔ مگر ہمیں یہ سن کر کسی قدر اطمینان ہوا کہ بنگال سے نکل کر ہارڈی صاحب کو معاملات کے دیگر پہلوؤں پر بھی نگاہ ڈالنے کا کسی قدر موقع ملا۔ لکھنؤ کے بعض روشن خیال مسلمانوں نے ان سے گفتگو کی۔ اور اپنے نقطۂ نظر سے ملکی معاملات ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔ دہلی میں شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا۔ حکیم محمد اجمل خان صاحب خان بہادر غلام محمد حسن خان صاحب آنریری مجسٹریٹ اور مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی کا ایک مختصر ڈپوٹیشن ان سے ملنے گیا۔ اور کانگریس سے مسلمانوں کی علیحدگی کے وجوہات ان کے روبرو بیان کئے۔ منجملہ دیگر وجوہات کے ایک وجہ ڈپوٹیشن مذکور نے یہ بھی بیان کی کہ انتہا پسند فرقہ گورنمنٹ سے مطلقاً آزاد ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔ حالانکہ مسلمان اپنی اور سارے ملک کی بہتری اسی میں سمجھتے ہیں کہ برٹش حکومت کو یہاں استحکام ہو۔ مسٹر ہارڈی صاحب نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ انتہا پسند فرقہ کانگریس کا کوئی اہم جزو نہیں ہے۔ اور اس کی کسی بات پر کانگریس میں التفات نہیں کیا جاتا۔ ہم ہارڈی صاحب کو اس خیال کی تائید کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ نہیں پاتے۔ جبکہ آگرہ کے جدید واقعات نے ہم پر یہ ظاہر کردیا ہے کہ اس مقام پر کانگریس کے آئندہ اجلاس کا منعقد ہونا محض اسی پر منحصر ہے کہ اعتدال پسند فریق انتہا پسند فریق سے صلح صفائی کرلے۔ بہرحال یہ ایک جداگانہ مضمون ہے جس پر بحث کی گنجائش ہے۔ اور جس کے متعلق ہم پھر کسی موقع پر اپنے خیالات ظاہر کریں گے۔ سردست ہم اس بات پر اطمینان ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ہارڈی صاحب کے کانوں میں مسلمانوں کی آواز بھی پڑنے لگی ہے۔ گو وہ آواز مخالفین کی آواز کے مقابلہ میں کمزور ہے۔

تفتیش حالات کی غرض سے ایلیٹ اور نگ بیری کی آمد

ہارڈی صاحب کی مانند ایک اور صاحب جو کہ ولایت کے ایک سیاسی اخبار نویس ہیں۔ اور ہنری ڈبلیو نیوسن کے نام سے موسوم ہیں ہندوستان میں تفتیش حالات کی غرض سے تشریف لانے والے ہیں۔ یہ بیان انگلستان کے تین مشہور اخبار منچسٹر گارڈین۔ ڈیلی کرانیکل۔ اور گلاسگو ہیرالڈ کے قائم مقام بنکر آتے ہیں۔ اور ان کا ارادہ ہے کہ ملک کی موجودہ بے چینی کے صحیح اسباب دریافت کریں اور یہاں کے حکام و پبلک کے خیالات سے انگلستان والوں کو مطلع کرنے کی غرض سے ان تمام مقامات کی سیر کریں جو شورش کا مرکز تصور کئے جاتے ہیں۔ اور آئندہ دسمبر کے آخر ہفتہ میں ناگپور پہنچ کر کانگریس

کی کارروائی کا ملاحظہ فرمائیں۔ اس قسم کے انگریز اس ملک میں آکر اگر تحقیق کے کام لیں تو بلاشبہ ہندوستان اور انگلستان دونوں کو ان کی ذات سے بہت کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن وہ بھی ہارڈی صاحب کی طرح کسی ایک گروہ کے ہاتھ میں آگئے اور یکطرفہ تحقیقات کر رہے ہوگئے تو ان کی تحقیقات نہ قابل اعتماد ہوگی نہ اس سے کسی قسم کا فائدہ متصور ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مسٹر نیوسن جب یہاں قدم رکھیں گے۔ تو ہر ایک چیز کو اپنی ہی آنکھ سے دیکھیں گے اور اپنے ہی کانوں سنیں گے۔

ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر

ہم بارہا اس امر پر زور دے چکے ہیں کہ ہندوستان کے لئے ملک کی اندرونی اصلاح زیادہ مفید اور زیادہ ضروری ہے۔ بہ نسبت قبل از وقت پولیٹیکل حقوق طلب کرنے کے۔ پولیٹیکل لیڈر کا پولیٹیکل ریفارمز پر مقدم ہونا ایک ایسا بدیہی امر ہے جس سے انکار کی بہت کم گنجائش ہو سکتی ہے۔ پولیٹیکل حقوق طلب کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ لوگ پہلے ان حقوق کے برتنے کی اہلیت اپنے آپ میں پیدا کریں۔ جب تک ہماری اندرونی خرابیاں دور نہ ہونگی اور ہم میں اصلی اوصاف اور عمدہ اخلاق پیدا نہ ہونگے۔ ہمارے پولیٹیکل مطالبات پر توجہ نہ کی جائیگی۔ اسلئے متبرک ہیں وہ لوگ جو ملک کی اندرونی اصلاح میں مشغول ہیں۔ اور باعث برکت ہیں ان کی وہ کوششیں جو لوگوں کے اخلاق و عادات درست کرنے اور انہیں گمراہی سے راہ راست پر لانے میں صرف کی جاتی ہیں۔ منجملہ دیگر خرابیوں اور اصلاح طلب امور کے مسکرات کا استعمال بھی اس ملک کو ترقی کی شاہراہ سے دور لے جا رہا ہے۔ اسلئے نہایت قابل قدر ہیں وہ کوششیں جو مختلف ٹمپرنس سوسائٹیاں ملک کو اس مذموم و مضر عادت سے روکنے کے لئے کر رہی ہیں۔ امرتسر کی ٹمپرنس سوسائٹی اس موقع پر خاص طور پر قابل ذکر ہے جو سولہ سال سے پنجاب میں نہایت مستعدی سے اپنے مشن کو پورا کر رہی ہے۔ اور جس کی سولہویں سالگرہ پوری کامیابی اور رونق کے ساتھ اس شہر میں ۱۲۔۱۳۔۱۴۔ اور ۱۵ اکتوبر کو منعقد ہوئی۔ ۱۲ اکتوبر کا دن جلوس کے لئے مخصوص تھا۔ ۱۳ اور ۱۴ اکتوبر کو تقریریں ہوئیں۔ نظمیں پڑھی گئیں۔ ریزولیوشن پیش ہوئے۔ بھجن سنائے گئے۔ سائنٹیفک تجربے دکھلائے گئے۔ سیکرٹری کی رپورٹ سنائی گئی۔ اور انعام تقسیم ہوئے۔ ۱۵ اکتوبر کو ٹمپرنس ڈراما موسومہ "انقلاب عرف دور شراب" مصنفہ پنڈت سروپ نرائن صاحب ایم۔ بی۔ اے موثر پیرایہ میں کیا گیا۔ اور شراب کے بربادکن اثر کو دکھلایا گیا۔ سیکرٹری کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ اس جماعت کے ممبر نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے فرض کی انجام دہی میں مشغول رہے ہیں۔ ہم ان کی اس مستعدی اور حسن کارگذاری پر سوسائٹی کو مبارکباد دیتے ہیں اور اس کی آئندہ کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

مراسلات

اسلامیہ کالج لاہور کی حالتِ زار

سمجھنے سکوہ گر کی ہستی ہے تن ہی
سمجھنے سکوہ ہستی کو قرب ہستی کو تن دیداری

آج کل اسلامیہ کالج لاہور کی ایسی زبوں اور تباہ حالت ہے کہ جس کے تصور سے دل کانپتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں۔ مردم چشم خون روتے ہیں۔ یہ ہمارے خیالات یہ جا ہے۔ منشی تلاش کرتے ہیں مگر ممبرانِ انجمن حمایتِ اسلام لاہور ہیں کہ آفتاب نکبت و ادبار سر پر آ پہنچا ہے لیکن غفلت کی چادر تانے ہاتھ پاؤں پھیلائے سستی کی نیند میں ایسے مزے سے پڑے سوتے ہیں کہ حشر تک جاگنے کا ارادہ ہی نہیں۔ مولانا حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی نے کیا ہی سچ کہا ہے۔ (مسدس)

جاگو اگر خطر باندھ کے مُردوں سے سو چکے ؛ خارِ قنوط راہِ تمنا میں بو چکے ؛
جو کچھ تمہیں خدا نے دیا تھا سو کھو چکے ؛ سُن لینا ایک دن کہ مسلمان ہو چکے ؛

قسمت میں قوم کے ہر گھڑی صبح و شام موت
بے حرمتی کے جینے سے بہتر ہزار موت

ایسی عبرت خیز اور درد انگیز حالت کو دیکھ کر اگر کوئی ہمدردِ قوم نیک نیتی سے معاملاتِ کالج میں دلچسپی لینی بھی شروع کرے تو وہ بیچارہ نشانۂ ملامت بنایا جاتا ہے جس کی زندہ مثال آنریبل میاں شاہ دین صاحب ہیں یعنی جبکہ تین سال پیشتر ۱۹۰۴ء میں انجمن کے سالانہ جلسہ کے بعد جب آنریبل صاحب نے بذریعہ اخبارات ممبرانِ انجمن مذکورہ کے بیجا طرزِ عمل پر نیک نیتی سے نکتہ چینی شروع کی تو دفعتاً بڑی تیزی سے اُن کی مخالفت شروع ہوئی اور اس سرعت سے شہر لاہور کے انصار میں پھیل گئی کہ اُسکا احساس اُسوقت ہوا جبکہ انجمن کی طرف سے صاحب موصوف کو اُن کی جان توڑ اور بے لاگ کوششوں کے صلہ میں تمغۂ کفر ملا۔ انجمن کے بیہودہ اور ناگوار سلوک کو صاحب موصوف نے برداشت نہ کیا اور جلد ہی انجمن سے ہمیشہ کے لئے یہ کہتے ہوئے علیحدہ ہوئے ؎

بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
اُسکی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے

بعد ازاں مسلمانانِ پنجاب کی زبانِ گویا یعنی **وکیل** اخبار نے معاملاتِ کالج پر بھی توجہ ڈالنی شروع کی جس کا مسابق طلبا نے کالج نے بڑی خوشی سے وکیل کا ہاتھ بٹایا۔ مگر تعصب کے اندھے ٹیلوں کی دلیل کی بستی بھری گفتار حنظل سے کڑوی اور تلخ معلوم ہوئی۔ اور اپنی جبلی عادت کے مطابق نامور اخبار کو حاسد۔ دریدہ دہن۔ فتنہ انگیز ایسے ایسے پایہ ثقاہت سے گرے ہوئے الفاظ سے یاد کرنے لگے۔ ہر چند ہمخوارانِ نکبت و ادبار دفاتر سیاہی نے منارۂ قومی آرگن کی معنی خیز تحریرات پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ اور اُنہیں بے اثر بنانے کے لئے انواع و اقسام کے حیلوں اور مکروں سے کام لیا لیکن بقول

ع خاک ڈالے سے کبھی چھپتا ہے ماند۔ اُن کی یہ تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور معاملاتِ کالج میں پوری دلچسپی لینے والوں کی ایک جماعت المعروف بہ "مریدانِ نئی روشنی کی جماعت" وجود میں آئی جسکے شیر دل رہبر منشو میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا نے ۱۹۰۵ء میں انجمن کے سالانہ جلسہ پر بذریعہ شاندار تقریر جب پبلک کو انجمن کی کارروائیوں سے اطلاع دینی چاہی تو چشم زدن میں جنرل سکریٹری صاحب نے غصہ میں آ کر یوں گلفشانی کی۔ "صاحبان! بیرسٹر صاحب نے ممبرانِ انجمن کی دیانتداری پر سخت حملہ کیا ہے اور اُن کی تمام تقریر کالج کے حق میں سمِ قاتل ہے" اتنا کہنا تھا کہ عوام کالانعام آگ بگولا ہو گئے اور بیرسٹر صاحب کے خلاف سیم سیلم شیم Shame Shame کے بے ہنگام نعروں سے زمین میں لرزہ پیدا کر دیا۔ حوصلہ اور منافقین میں شور و غلغلہ برپا ہوا۔ سو لیٹ ہو گیا مولا سامیا اور تجسس خیالات اُن کی گرم ہوا اور قریب تھا کہ "تاریکی" اور "روشنی" میں جنگ چھڑ جائے کہ بیرسٹر صاحب نے کلام پاک کی مدد سے طرفین کے غصہ کو فرو کیا۔ ایسے وقت میں دہلی کے پورٹ اور ٹیر کی فصیح البیانی اور خوش الحانی نے آتشِ عناد کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھانے میں آبِ باراں کا کام کیا۔ اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد فریقین میں صلح ہو گئی لیکن بدقسمت کالج کی تعلیمی اور انتظامی حالت میں کوئی قابلِ تعریف اصلاح نہ ہوئی۔ بلکہ دن بدن دو عملی کا شکار ہوتا گیا۔ اور اسوقت سے یہ کالج اسی دم تک نکبت و ادبار و ضعف سستی و خواری میں گرا ہوا ہے۔ یعنی ہردل عزیز پروفیسر اور لائق پرنسپل ایک ایک کر کے کالج سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوئے۔ اور کالج کو حالتِ یتیمی میں چھوڑ گئے۔ اُن کے جانشین اور بانیانِ قوم کی مہربانی سے ایسے اشخاص ہوئے جن پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ زاغ و بوم و نشانے ہما ہوئے۔ اب چند ماہ ہوئے کہ علامۃ الدہر مسٹر عبد اللہ سہروردی کی آمد سے ہمدردانِ کالج کو توقع ہوئی تھی کہ شاید کالج کے دن پھر جائیں۔ اور باغِ خزاں دیدہ میں بہار کا کچھ رنگ نظر آئے لیکن اُن کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ جب اُنہوں نے یہ روح فرسا خبر سنی کہ خاندانِ سہروردی کا درخشندہ گوہر بھی دقیانوسی انجمن کے ہاتھوں تنگ آ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کالج کو الوداع کہی ہے۔ مسٹر سہروردی کی بیوقت روانگی سے پنجابی بیت العلوم اب پھر بیت الحزن ہو گیا ہے۔ کالج کے در و دیوار پر حسرت برس رہی ہے۔ اسکے ہر گوشہ سے صدائے وحشت آ رہی ہے۔ عندلیبانِ خوش آواز کی بجائے اب زاغ و زغن کا شور سنائی دیتا ہے۔ بیچارے غریب اور مظلوم طلباء کی حالت احاطۂ بیان سے باہر ہے۔ ہر ایک طالب علم کے کمرہ سے دُودِ آہ و فریاد سر بفلک ہو رہا ہے۔ ہر اک کی غرض امید کو برقِ یاس جلا جلا کر خاک سیاہ کر رہی ہے بیکسیوں کی بنا پر امیدوں کا خون ہو رہا ہے۔ کوئی تو کنجِ تنہائی میں بیٹھ کر بلبلِ پنجاب کے چند اشعار ٹھیک پڑھ رہا ہے۔ اور اس طریقے سے غم غلط کر رہا ہے اشعار

ریاض دہر میں ناآشنائے بزمِ عشرت ہوں ؛ خوشی ہوتی ہے جسکو میں وہ محرومِ مسرت ہوں
مری بگڑی ہوئی تقدیر کو روتی ہے گویائی ؛ میں حرفِ زیرِ لب شرمندۂ گوشِ سماعت ہوں
شکایت ہے آسماں کی میرے لب پر آ نہیں سکتی ؛ کہ میں قسمت کا مارا آپ ہی اپنی مصیبت ہوں

مری ہستی نے آلودہ کیا دامانِ عصیاں کو
وہ عاصی ہوں کہ میں اپنے گناہوں کی ندامت ہوں

اور کوئی شہر لاہور کے مشہور و معروف بزرگ داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار پر جا کر موجودہ مصائب و مشکلات سے رہائی حاصل کرنے کے لئے آیہ کریمہ (لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین) کا وظیفہ پڑھتا ہے اور خضوع و خشوع سے بارگاہ باریتعالیٰ میں دعا مانگتا ہے۔ اور رو رو کر کہتا ہے کہ "یا مقلب القلوب! زندانِ سلیمان کی قید سے رہائی بخش" فلک زدہ طلباء کی یہ حالت دیکھ کر سنگدل آدمی کو بھی رحم آ جاتا ہے اور اُن کی حالتِ زار پر رقیق القلب انسان آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے

؎ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار۔ کوئی ہمیں رُلائے کیوں ۔۔۔۔۔

لیکن ممبرانِ انجمن کے قلوب خدا معلوم کس چیز کے بنے ہوئے ہیں کہ اُن پر طلباء کے جگر خراش نالوں کا کچھ اثر ہی نہیں ہوتا ہے۔

الغرض کالج اور طلبائے کالج کی ایسی حسرت انگیز حالت کو دیکھ کر سلطنتِ مغلیہ کے آخری وقت کا سین (Scene) بے اختیار آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے جیسا کہ اُسوقت میں بادشاہ گر سیدوں کی چھوٹی سی جماعت کی خود غرضانہ کوششوں سے خاندانِ مغلیہ کے کئی شہزادے تھوڑے ہی عرصہ میں تخت کی نذر ہوئے تھے ویسا ہی آج کل انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے زور بازو سے کئی پرنسپل اس کالج میں آئے۔ اور گئے جیسا کہ اُسوقت میں ہندوستان شہر و شہر فتنہ و فساد کا منبع تھا۔ ویسا ہی آج کل اسلامیہ کالج مخزنِ بدنظمی ہے۔ اگر سید بادشاہ گر تھے تو موجودہ ممبرانِ انجمن پرنسپل گر ہیں۔ اگر سید دہلی سلطنتِ مغلیہ کو برباد کیا تھا۔ تو ممبرانِ انجمن اسلامیہ کالج کے نام و نشان کو صفحۂ ہستی سے مٹا رہے ہیں۔

معزز ناظرین خبار! یہ ہے اسلامیہ کالج کی حالت زار اور انجمن کی کارسدائیوں کا مختصر خاکہ اب میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں مگر قبل اسکے کہ ختم کروں - ایک ضروری امر کی طرف منتظمین کالج کی توجہ مبذول کرنی چاہتا ہوں. یعنے اب وہ وقت ہے کہ جان فشانی اور عرق ریزی سے جو کالج کو قعر زوال سے نکال کر اوج کمال پر پہنچائیں. اور موجودہ مشکلات میں غریب اور بیکس طلبا کی مدد اور دلجوئی کرنے میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کریں. زمانہ جو پکار پکار اور للکار للکار کر آپ کو کہہ رہا ہے کہ اے مسلمانان پنجاب! اپنی ڈوبتی ناؤ کو بچا لو - اسکی ہدایات پر عمل کریں کیونکہ زمانہ شان ربانی ہے. اور اسکی ہدایات پر عمل نہ کرنا ذلت و نکبت کی نشانی ہے. ؎

زمانہ نام ہے میرا تو میں تم کو بتا دوں گا
کہ جو مجھکو نہ مانیں گے میں نام انکا مٹا دوں گا

بندہ نے جناب کو نیک وعدے سے آگاہ کر دیا ہے. اور جو کچھ بھی لکھا ہے وہ آپ کی بہتری کو لکھا ہے

مانو نہ مانو جان جہان اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

راقم ش - م - غ . سابق طالب علم اسلامیہ کالج از خان پور متصل شہر ہوشیار پور

ڈیوٹی ڈیپوٹیشن

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب السلیم! مہربانی فرماکے میری اس تحریر کو اپنے اخبار گوہر بار میں شائع فرمائیے۔ — انجمن الفرض علی گڈھ کا ڈیپوٹیشن تاریخ ۲۸ اگست ۱۹۰۸ء ناگپور پہنچا اور جناب ایچ - ایم ملک صاحب کے دولتخانہ پر مقیم ہوا. چونکہ مسلمانان ناگپور خود ایک اسلامیہ ہائی سکول قائم کرنے کی تجویز کر رہے ہیں جس کے واسطے دس ہزار روپیہ سرمایہ کی ضرورت ہے. اور جس میں سے ایک معتدبہ رقم وصول بھی ہو چکی ہے اور باقی ہو رہی ہے اسلئے اپنے میزبان موصوف اور جناب حافظ ولایت اللہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (اداد بٹولئے) کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ ہم اس سال یہاں فراہمی چندہ کا کام نکریں. ورنہ مجوزہ لوکل سکول میں دوبارہ چندہ دینے کے وقت لوگ عذر پیش کرینگے اور یہ اہم کام جس کا اہل ناگپور نے قصد کیا ہے تکمیل کو نہ پہنچیگا - ہم نے نہایت خوشی کر اس تجویز کو منظور کیا. ہمارا نقصان ہی کیا تھا. بقول شخصے ؎

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست
خم مل ہر جا کہ جوشد ہم مل ست

اگر یہ جگہ کے مسلمان ایسی ہی ہمت کریں - اور اپنی فکر خود کرنے لگیں تو علی گڈھ کیوں ہر شخص کے سامنے دست گدائی دراز کرتا پھرے - اگرچہ ہم نے یہاں فراہمی چندہ کا کام نہیں کیا - تاہم حسب الارشاد جناب ڈاکٹر ضیاء الدین احمد نایب امین انجمن الفرض ہم لوگ اکثر انگریز حکام سے ملنے گئے جن میں سے آنریبل مسٹر کریڈک (Craddock) چیف کمشنر ممالک متوسط - اور مسٹر نیپیر (Napier) ڈپٹی کمشنر ناگپور - جنہیں مسلمانوں کی تعلیم سے عموماً اور علی گڈھ کالج سے خصوصاً ہمدردی ہے. خاص طور سے قابل ذکر ہیں. خدا کا شکر ہے کہ ان قسمت ممالک متوسط کے انگریز حکام کیا چھوٹے کیا بڑے - نیک نفس - انصاف پسند - علم دوست اور مسلمان پرور ہیں - خصوصاً جناب چیف کمشنر صاحب. جس طرح بلحاظ مرتبہ کے سب سے بالا ہیں - اسی طرح اپنی صفات میں سب سے افضل ہیں - اور غالباً یہ بات سنکر سارے مسلمانوں کو خوشی ہوگی کہ اسلامیہ ہائی سکول ناگپور کے مجوزہ سرپرست آپ ہی ہیں ممبران ڈیپوٹیشن آنریبل مسٹر کریڈک اور مسٹر نیپیر ڈپٹی کمشنر ناگپور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں. یہ بہت بڑی ناشکری کی بات ہوگی اگر ہم اس موقعہ پر اپنے معزز میزبان ایچ ایم ملک صاحب کی مہمان نوازی کا شکریہ نہ ادا کریں. جنہوں نے ممبران ڈیپوٹیشن کی خاطرداری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا. بتاریخ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۸ء ہم لوگ ناگپور سے امراوتی (برار) پہنچے - اور مولوی عبد القادر صاحب بی اے - ایل ایل بی کے دولتخانہ پر جو ہمارے کالج کے پرانے طالب علم ہیں مقیم ہوئے - خدا کا شکر ہے کہ یہاں کے لوگوں کو بھی علیحدہ اپنے ہائی سکول کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور کچھ چندہ بھی ہوا ہے لیکن ایک خاص مصلحت سے فی الحال زیادہ کوشش نہیں کی جاتی ہے. چونکہ لوکل سکول کی اسکیم درپیش ہے اور کچھ چندہ بھی ہو رہا ہے. اسلئے ہمیں یہاں بھی کچھ کامیابی نہیں ہوئی تاہم پانچ چھہ روز میں مبلغ ۔۔۔ وصول ہوئے ہیں. بہرحال ہم اپنے میزبان مولوی عبد القادر صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ڈیپوٹیشن کی ہر قسم کی مدد فرمائی - اسی کے ساتھ ہم مولوی سیف الدین خان صاحب ای - اے سی - سید آل رضا صاحب ای - اے سی - اور منشی عبد الصمد صاحب ای - اے سی کے بھی ممنون ہیں. جنہوں نے ڈیپوٹیشن کے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرمایا گو کسی خاص وجہ سے فی الحال زیادہ امداد نہ فرما سکے - ناگپور و امراوتی کے چندہ کی فہرست درج ذیل ہے میں ان حضرات کا تہ دل سے مشکور ہوں گا جو کسی قسم کی غلطی سے جو رقوم وغیرہ کے متعلق باقی رہ گئی ہو مجھے یا ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نایب امین انجمن الفرض کو بذریعہ خطوط مطلع فرماویں گے تاکہ مکمل فہرست شائع ہونے کے وقت اسکی درستی کر دی جاوے. راقم نیازمند عزیز الدین احمد بلگرامی

سیکرٹری سنٹرل پراونسز ڈیپوٹیشن

فہرست چندہ دہندگان از ناگپور

۱ - آنریبل مسٹر اے - ایچ - کریڈک - سی ایس آئی - آئی سی ایس - چیف کمشنر سنٹرل پراونسز ...... ۱۰۰ ما،
۲ - جناب اے - بی - نیپیر اسکوائر ڈپٹی کمشنر ناگپور ۵۰
میزان .... ایکسو پچاس روپے ۱۵۰

فہرست چندہ دہندگان از امراوتی (برار)

۱ - جناب محمد سیف اللہ خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امراوتی .... صہ
۲ - جناب حاجی شیخ احمد صاحب سوداگر ... ” .... ۱۰؍
۳ - جناب گل محمد صاحب کنٹریکٹر ... ” .... ۱۰؍
۴ - جناب سیٹھ دادا آلو صاحب سوداگر .. ” .... للعہ
۵ - جناب فرامز رستم جی صاحب منصف .. ” .... للعہ
۶ - جناب میر تراب علی صاحب رئیس .... ” ۱۰
۷ - جناب مسٹر عبد الصمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امراوتی .... ۵؍
۸ - جناب مسٹر کرمی - دی ہرکرے - بی - اے - بی ایل ... ” .... ۵؍
۹ - جناب مسٹر رستم جی فرامز جی صاحب کمشنر برار .... صہ
۱۰ - جناب مسٹر ایس بی ہیٹ نوئیس صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر امراوتی .... للعہ
۱۱ - جناب مسٹر الف - این - اے - پریڈاکس ڈسٹرکٹ سشن جج ...... ” .... عہ
۱۲ - جناب شیخ امام صاحب رئیس ڈونگر گانوں .... ” .... صہ
۱۳ - جناب مسٹر ایم وی جوشی صاحب ایڈووکیٹ .... ” .... صہ
۱۴ - جناب سیٹھ بدم راج گھنشام داس صاحب .... ” .... للعہ
۱۵ - جناب سیٹھ رام رتن گنیش داس صاحب .... ” .... عہ
۱۶ - جناب سیٹھ سری رام سالگ رام صاحب .... ” .... ۵؍
۱۷ - جناب سیٹھ موجی رام ملدیو صاحب .... ” .... ۱۰؍
۱۸ - جناب سیٹھ جھیٹو لال - رام چندر صاحب .... ” .... ۱۰؍
۱۹ - جناب سیٹھ سری رام داس جی مل صاحب .... ” .... صہ
۲۰ - جناب سیٹھ حکم چند بنس راج صاحب .... ” .... ۱۰؍
۲۱ - جناب سیٹھ جمنا دھر پودر صاحب .... ” .... ۱۰؍

(۲۲) جناب سید ... صاحب ... (۲۳) جناب ... صاحب ... (۲۴) ... (۲۵) ... ٹوٹل ... میزان کل [illegible]

منقولات

مجوزہ پولٹیکل اصلاحوں پر بعض معاصرین کی رائے

انڈین ڈیلی ٹیلی گراف رقم طراز ہے کہ مجوزہ اصلاحیں اختیار کرلی جائیں گی تو یقیناً اہل ہند کو ملکی انتظام میں زیادہ حصہ لینے کا موقع ملیگا لیکن ہمارا گمان ہے کہ اصلاحات مذکورہ مکمل سکیم کا اظہار نہیں کرتیں بلکہ آئندہ تجاویز کی پیشرو ہیں۔ ان اصلاحات سے اہل ہند کو حضور وایسرائے کی کونسل کے علاوہ پراونشل لیجسلیٹو کونسلوں میں بھی شریک ہونیکا زیادہ موقع ملیگا خصوصاً مسلمانوں کو مناسب تعداد پر شرکت حاصل ہوگی اور اہل اسلام بڑی خوشی کے ساتھ ان اصلاحات کا خیر مقدم کرینگے۔ گمان غالب ہے کہ جدید اصلاحات سے ہندوستان میں نیا دور شروع ہوگا بشرطیکہ انہیں معقولیت کے ساتھ استعمال کیا جاوے نہ کہ بیجا طریق سے۔ مباحثہ بجٹ اس قسم کی دیگر مراعات سے گورنمنٹ کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو رعایا کے ساتھ کامل ہمدردی ہے۔ گورنمنٹ کی اس ہمدردی کے پہلو بہ پہلو اگر سرکاری حکام کو بھی ذاتی طور پر (مجوزہ اصلاحوں سے) ہمدردی ہوئی تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ ملک کو بدامنی اور بے چینی رفع کرنے میں حیرت انگیز کامیابی ہوگی اور سارے اطمینان و خوشحالی کا دور شروع ہو جائیگا۔"

انڈین ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ مسٹر مارلی نے اپنی بجٹ کی تقریر میں جن چار تبدیلیوں کی بابت پیشینگوئی کی تھی اُن میں سے تین کا (یعنے صد ہائے ایڈوائزری کونسلیں۔ لیجسلیٹو کونسلوں کی توسیع۔ اور بجٹ کے طریق مباحثہ میں تبدیلی) اس طویل چٹھی میں مفصل ذکر ہے جو گورنمنٹ ہند نے حال میں لوکل گورنمنٹوں کے نام شایع کی ہے۔ بجٹ پر بحث کرنے کا جو طریق تجویز کیا گیا ہے اس سے ہمیں کلی اتفاق ہے۔ کیونکہ اس سے سابقہ رسمی اور ضابطہ کی کارروائی میں ایسی اصلاح ہو جائیگی جو گورنمنٹ و پبلک دونوں کے لئے یکساں مفید ثابت ہوگی۔ مجوزہ طریق امید ہے کہ نہایت کارآمد و سودمند ثابت ہوگا مگر یاد رہے کہ ایڈوائزری کونسل کی کامیابی زیادہ تر اس امر پر منحصر ہوگی کہ خود ان کی ہیئت ترکیبی کیسی ہے۔ اور گورنمنٹ ان کے صلاح و مشورہ پر کہاں تک کاربند ہوتی ہے۔ اگر انہوں نے دیکھا کہ ہمارے خیالات کا قانون سازی یا گورنمنٹ کی پالیسی پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ تو اس کونسل کی وقعت بہت کچھ گھٹ جائیگی لیجسلیٹو کونسلوں کی توسیع جس کا عرصہ سے انتظار تھا۔ اسکے لئے جو طریق تجویز کیا گیا ہے اس سے مغربی ممالک ناآشنا ہیں لیکن اس تجربہ اور حدود جدید کے زمانہ کا خیال کر کے ہمیں ایسے انتظام سے کسی قسم کا تعجب نہیں ہوا جس میں مختلف اقوام کے نیابتی حقوق کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہو۔ اکثر دیگر ممالک میں عام میلان اس قسم کے انتظام کے خلاف ہے اور یہ سوال بحث طلب ہے کہ مسلمان جو اب نہایت تیزی سے بیدار ہو رہے ہیں ان کے لئے مقابلہ کا میدان نہایت مفید ثابت ہوگا۔ یا وہ مصنوعی طریقے جو گورنمنٹ رواج دینا چاہتی ہے

[لیکن گورنمنٹ کا فرض ہے کہ مقابلہ کے اس طریقے میں اصلاح کردے جس سے کسی قوم یا کسی فرقہ کو حقوق نیابت سے محروم ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ وکیل]

ایڈووکیٹ آف انڈیا کی رائے ہے کہ ان میں سے ہر ایک تجویز معقول ہے اور ملک کی موجودہ انتظامی حالت میں ترقی کا پتہ دیتی ہے۔ اگرچہ بعض امور کے متعلق طبیعت کو کسی قدر تذبذب ہوتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ یہ تجاویز ہندوستان کی پولیٹیکل لائف پر نہایت غور و خوض کرنے کے بعد قائم کی گئی ہیں اور عام اصلاح کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی خاص فریق کی اغراض کو دوسرے پر

مقدم نہیں رکھا گیا۔ گورنمنٹ ہند کی گشتی چٹھی کا وہ حصہ خاصکر توجہ کے قابل ہے جس میں گورنمنٹ کی طرف سے ان وعدوں کو ایفا کرنے کی آمادگی ظاہر کی گئی ہے۔ جو ہندوستانیوں سے وقتاً فوقتاً کئے گئے ہیں۔ انگلستان میں ان وعدوں کی طرف سے جو بذریعہ اعلان شاہی ہندوستانیوں سے کیئے گئے تھے لاپروائی برتنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن گشتی چٹھی کے ایک حصہ کے مطالعہ سے لوگوں کو اس امر کے معلوم ہونے سے اطمینان ہوگا کہ گورنمنٹ برطانیہ نے نہ تو ان وعدوں کو فراموش کیا ہے۔ نہ ان کے توڑنے کا ارادہ رکھتی ہے۔"

مدراس کا مسلم پیٹریٹ رقم طراز ہے کہ ۔۔ سات ہے جبکہ مسلمانوں کی قایم مقامی کیلئے چار ممبر یقیناً ناکافی ہیں۔ اور اگر اس امر کا خیال رکھا جائے۔ کہ انہیں سے دو کو گورنمنٹ نامزد کریگی جو ہمارے سابقہ تجربہ کے مطابق عام مسلمانوں کے حالات و خیالات سے غالباً بیخبر ہونگے تو صاف ظاہر ہے کہ مجوزہ اصلاحوں کے اجرا سے مسلمانوں کی حقیقی قایم مقامی کا مقصد کہاں تک حاصل ہوگا۔ مگر اقتضائے وقت یہ ہے کہ ہم گورنمنٹ کی چھوٹی چھوٹی عنایتوں کا بھی شکریہ ادا کریں اور اسلئے ہم ہز ایکسلینسی لارڈ منٹو کی گورنمنٹ کے ممنون و مشکور ہیں کہ اس نے اس اصول کو تسلیم کرلیا ہے جس کے ذریعے سے ہمیں رفتہ رفتہ ملکی کونسلوں میں مناسب حصہ مل جائیگا۔"

آبزرور کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم مسلمانوں نے مجوزہ ملکی اصلاحوں پر جس قدر مسرت کا اظہار کیا ہے وہ ہماری ملکی معاملات سے بیخبری کا کافی ثبوت ہے۔ آج کل وایسرائیگل کونسل کے ممبروں کی تعداد بیس کے قریب ہے (مجھے صحیح تعداد کا علم نہیں) جن میں سے تین مسلمان ہیں یعنے نواب سلیم اللہ خان صاحب نواب ڈھاکہ۔ نواب سید محمد صاحب مدراسی اور ہز ہائینس آغا خان۔ نواب صاحب ڈھاکہ کے تقرر سے پیشتر بھی تین مسلمان ممبر تھے کیونکہ نواب صاحب موصوف نواب فتح علی خان صاحب قزلباش لاہور کی جگہ مقرر ہوئے تھے۔ اسطرح جب تک بیس ممبروں میں ہمیشہ مسلمان ممبروں کی تعداد تین رہی ہے۔ تو چاہیئے تھا کہ ۵۳ ممبروں میں اُن کی تعداد آٹھ ہوتی۔ لیکن گورنمنٹ نے جدید اصلاحوں کی رو سے مسلمانوں کی تعداد کم از کم چار تجویز کی ہے۔ اس تعداد میں اگر ایک ممبر اور بھی شامل کر لیا جائے جس کا انتخاب پنجاب یا صوبہ جدید سے ہوگا۔ تو نو ترتیب کونسل میں مسلمانوں کی تعداد صرف پانچ ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ نتیجہ قابل مسرت و اطمینان ہے یا قابل افسوس۔ گورنمنٹ امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں ہماری تعداد کو کم کرنے کی تجویز کر رہی ہے لیکن ہم اس پر اظہار ناراضی کرنے کی بجائے خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی سادہ لوحی اور گمراہی بھی قابل غور ہے۔

سچی بات یہی زبردست ثبوت ہے

[آپنے دیکھا ہوگا کہ کچھ عرصہ سے اخباروں میں مجربات کثیر تعداد کے اشتہاروں کی بھرمار بہت زیادہ ہوگئی ہے اور وہ ایسے کئے جاتے ہیں کہ تمام دنیا بھر کے امراض ان دواؤں سے دور ہوسکتے ہیں لیکن لوگ اب بدگمان ہو گئے ہیں۔ اور ثبوت مانگتے ہیں بمبئی کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا ہمارا ہمسایہ یا دوست یا ہم وطن بتلاؤ جس کو صحت ہوئی ہو تب ہم کو یقین ہوگا لیجئے جس قسم کی شہادت آپ مانگتے ہیں ہم پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر جادو جی تریکم جی صاحب لیکچرار اور پروفیسر ارین مدرسہ طبیہ بمبئی شفاخانہ مازارگیٹ قلعہ بمبئی سے جب ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ایک کاغذ کا پرچہ لے کر حسب ذیل تحریر کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے چند مریضوں کا علاج جو کہ درد پشت اور گردہ کی شکایت میں مبتلا تھے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلس) سے کیا اور وہ سب ان گولیوں کے چند روز کے استعمال سے اچھے ہو گئے میں یہ سند بہت خوشی سے دیتا ہوں تمام جسم کی صحت کا دارومدار اس پر ہے کہ گردے خون میں سے زہریلے مادوں کو صاف کر کے نکالیں۔ جبکہ گردے کمزور یا علیل ہوتے ہیں تو وہ یہ نہیں کرسکتے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ درد پشت پیشاب کی بیماریاں۔ گٹھیہ۔ جلندھر۔ ذیابیطس اشتہا پیشاب

شہنشاہ جرمن کی اسپیچ

"پابندیٔ مذہب کے نمایاں فائدے"

حال میں شہنشاہ جرمن نے صوبہ ویسٹ فیلیا کے جرمن باشندوں کے سامنے ایک نہایت عمدہ اسپیچ کی شہنشاہ نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس صوبہ کے تمام باشندوں میں انتہا درجہ کا باہمی اتحاد ہے۔ اور اُن کے دلوں میں اخوت اور آپس کی ہمدردی کے خیالات موجزن ہیں مجھکو یہ منظر نہایت دلکش اور خوشنما نظر آتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرے ملک کے ہر گوشہ میں ایسا ہی دلکش اور عجیب نظارہ دکھائی دے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ قوم کے ممبروں کو اتحاد و اتفاق کی زنجیروں میں مسلسل کرنے اور اُن کے قالبوں میں الفت اور ہمدردی کی روح پھونکنے کے لئے مذہب سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ مگر مذہب سے میری مراد کلیسائی مذہب نہیں ہے جس میں خاص خاص رسوم اور طریقے داخل ہیں بلکہ میں مذہب کو اخلاقی اور عملی معنوں میں لیتا ہوں۔ ذاتی تجربہ سے میں نے پابندی مذہب کے فائدے مجھکو محسوس ہوئے ہیں جبکہ بیس سال کا عرصہ گذرا کہ میں نے تخت سلطنت پر قدم رکھا تھا۔ اس عرصہ میں مجھکو بہت سے لوگوں سے سابقہ ہوا ہے۔ اُن کی ذات سے مجھکو بہت سی تکلیفیں برداشت کرنی پڑی ہیں۔ مگر جب میرے دل میں غصہ کی حرارت بھڑکتی تھی اور یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ میں اُن کو اس ایذا رسانی کی سزا دوں اور اُن سے اُن کی بدیوں کا انتقام لوں۔ تو میں اپنے دل سے یہ سوال کرتا تھا کہ غصہ کی آگ بجھانے اور انتقام کا خیال دور کرنے کا کیا ذریعہ ہے؟ میرا دل نہایت سہولت سے مجھکو جواب دیتا تھا کہ اسکا ذریعہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ تم سوچو اور غور کرو جن لوگوں نے تم کو تکلیف پہنچائی ہے آخر وہ بھی تمہارے ہی جیسے انسان ہیں۔ کیا اُن کے قالبوں میں ویسی ہی روح نہیں ہے جیسی تمہارے قالب میں ہے؟ کیا تمہاری روح کی طرح اُن کی روحیں آسمانی نہیں ہیں؟ کیا وہ روحیں خدا کے نور سے نہیں بنیں جیسی تمہاری روح بنائی گئی ہے۔ دل کے ساتھ میرا یہ سوال جواب کرنا ہمیشہ میرے حق میں مفید ہوا اور اُس سے دشمنی اور بغض کی آگ فوراً بجھ جاتی تھی اور میری سنگدلی رحمدلی سے بدل جاتی تھی۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا علاج ہے جو ہر ایک انسان کے حق میں فایدہ مند ہے۔ اور اُس کو اپنے ہم مذہبوں پر مہربان اور اُن کی خطاؤں سے درگذر کرنے والا بنا دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر جرمن قوم کے لوگ ایک دوسرے کی طرف مذہبی جذبہ سے مائل ہوں۔ تو اُن میں اتفاق اور اتحاد کی روح پھونکی جا سکتی ہے، اور اس طرح وہ دنیا میں ایک عظیم الشان قوم بن سکتے ہیں۔ یہ پاکیزہ مذہبی جذبات اُسی وقت پیدا ہو سکتے ہیں جبکہ حضرت مسیح کے اخلاق اور اُن کے حالات پر غور کیا جائے اور اس امر کا یقین کیا جائے کہ وہ ہمارے درمیان زندہ ہیں۔ اور ہم کو ہدایت کرتے ہیں کہ ہم سب آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام جرمن قوم اُس خیال کو ذہن نشین کر لے جو تمہارے دلوں میں ہے اور جس نے تمکو اتحاد اور ہمدردی کی زنجیر میں مسلسل اور مربوط کر دیا ہے۔ حالانکہ تمہارے درمیان دنیاوی معاملات میں بعض موقعوں پر اختلاف کا ہونا بھی ممکن ہے۔ میں پابندی مذہب کے فوائد پر سب سے زیادہ یقین رکھنے والا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ یہ عمدہ اور پاکیزہ اصول تمام جرمن باشندوں کے دل و دماغ میں سرایت کر جائے۔ اور تمام قوم ایک ہی جذبہ سے حرکت کرے اور سب کی زندگی کا یہی ایک محور ہو۔ اگر میری یہ آرزو پوری ہو جائے تو میں یقین کرتا ہوں کہ تمام جرمن قوم اُس وقت ایک مضبوط اور فولادی چٹان ہو گی۔ اور ایک عظیم الشان قوم بنکر مُردہ و افسردہ دنیا کو زندہ کر سکیگی"

شہنشاہ جرمن کی یہ اسپیچ اس لائق ہے کہ ہماری قوم کے ہر طبقہ کے لوگ اسپر غور کریں اور عبرت پکڑیں۔ مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ اے خدا اور رسول پر ایمان لانے والو! آپس کی نااتفاقی اور عداوتوں کو دور کر دو۔ اور آپس میں بھائی بھائی بنکر دنیا میں زندگی بسر کرو۔ اگر تم آپس میں اتفاق نہ رکھو گے تو یاد رکھو کہ بہت جلد تم پستی اور تنزل کے غار میں گر جاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا بگڑ جائیگی۔ پس لازم ہے کہ تم سب مل جل کر مثل ایک مضبوط دیوار کے ہو جاؤ جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔ تم مثل ایک جسم کے بن جاؤ کہ اگر ایک عضو کو صدمہ پہنچا ہے تو دوسرا عضو بے چین ہو جاتا ہے۔ ذاتی کینے اور ذاتی عداوتیں سب بالائے طاق رکھ دو اور خدا کا شکر ادا کرو کہ اُس نے مذہب اسلام کی روح تمہارے قالبوں میں پھونکی ہے اور تم کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے۔ اے خدا کے بندو! تم کو چاہیئے کہ آپس کی تمام رنجشوں اور کدورتوں کو دریا برد کر دو اور ایک دوسرے کی امداد کرو۔ اور آپس میں ہمدردی اور الفت سے پیش آؤ۔ اور ضرورت کے وقت قوم پر اپنی جان اور اپنا مال نثار کر دو۔

نہایت رنج اور افسوس ہے کہ مسلمان ان پاکیزہ نصیحتوں اور ہدایتوں کو بھول گئے ہیں اور اُن میں فرقہ وارانہ تعصب کی آگ بھڑکانے والے اور قوم کی سنہری زنجیر کی کڑیاں بکھیرنے والے اکثر پیدا ہو گئے ہیں۔ کہیں شیعوں اور سنیوں کے جھگڑے سننے میں آتے ہیں۔ کہیں مقلدوں اور غیر مقلدوں کی تکراریں اخباروں میں شائع کی جاتی ہیں۔ فروعی بحثوں اور مجادلوں نے تمام قوم کا شیرازہ پراگندہ کر دیا ہے۔ تمام دل ایک دوسرے سے پھٹ گئے ہیں۔ تمام دماغ تعصب کے دھوئیں سے بھر گئے ہیں۔ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان اگر آپس کے ذاتی اختلافوں کی پروا نہ کریں اور فرقہ وارانہ تعصب کے جذبات بھڑکانے والوں کی آواز پر کان نہ دھریں اور قومی کاموں میں مل کر سرگرمی دکھائیں تو اس میں ذرا شبہ نہیں ہے کہ وہ بمقابلہ ہندوستان کی دیگر اقوام کے ایک عظیم الشان قوم بن سکتے ہیں۔ مگر یہ دلکش منظر اُسی وقت نظر آسکتا ہے جبکہ وہ فروعی اختلافات کو بجائے خود رہنے دیں اور مذہب کی اصلی روح کو پیش نظر رکھیں۔ اس حالت میں کوئی ضرورت نہیں ہوگی کہ اُن کو شہنشاہ جرمن کی اسپیچ سنائی جائے کیونکہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جو روحانی آواز اُن کے کانوں میں ڈالی گئی تھی وہ شہنشاہ جرمن کی آواز سے بہت زیادہ موثر اور دل گداز تھی۔

سچ یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کے پابند نہیں رہے۔ اور مذہب سے میری مراد بھی کوئی فقہی اور رسمی مذہب نہیں ہے اور نہ ظاہری دینداری اور نمایشی پابندیٔ مذہب مراد ہے بلکہ میری مراد مذہب اسلام کی وہ عملی اور اخلاقی روح ہے جس نے زمانہ گذشتہ میں اُنکی عادتوں اور خصلتوں پر اثر ڈالا تھا۔ اور اُن کی کایا پلٹ کر دی تھی۔ اور آس پاس کی تمام قومیں اُن کی شرافت اور فضیلت کا دل سے اقرار کرتی تھیں۔ فروعی اختلافات اُن کو قومی اتحاد سے کبھی مانع نہیں ہوتے تھے۔ ذاتی رنجشیں اُن کی قومی ہمدردی پر کوئی اثر نہیں ڈالتی تھیں وہ ایک ہی لہری جو سب کے دلوں سے گذرتی تھی۔ وہ ایک ہی روشنی تھی جس نے سب کے دماغوں کو منور کر رکھا تھا۔ وہ ایک ہی روح تھی جو سب کے قالبوں میں جنبش اور حرکت پیدا کرتی تھی۔ وہ ایک ہی جذبہ تھا جس نے تمام قوم کو پستی سے نکال کر بام ترقی پر پہنچا دیا تھا۔ اگر مسلمان اب بھی مذہب کی اس روحانی اور اخلاقی روشنی کو پیش نظر رکھیں اور خدا کی رسی کو مضبوط پکڑیں۔ اور نفاق اور مخالفت کے جذبات کو خیرباد کہیں تو وہ ہندوستان میں اس طرح زندگی بسر کر سکتے ہیں کہ کوئی قوم اُن کی بنیاد کو نہیں ہلا سکتی۔ اور اُن کے حقوق کو پامال کرنے کی جرات نہیں کر سکتی۔ اس صورت میں وہ مثل ایک مضبوط اور سنگلاخ چٹان کے ہونگے اور اُن کی قومیت کی بنیادیں نہایت گہری اور عمیق ہونگی۔ کاش! خدا ہماری اس آرزو کو پورا کرے! (علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

ہندوستان کی خبریں

مہاراجہ کولہاپور چند روز کے لئے شملہ تشریف لے گئے اور حضور وائسرائے سے پرائیویٹ ملاقات کی +

میجر اے ڈی بیسرین کمانڈنگ معہ ۲ بالٹری کا میرٹھ میں انفلوئنزا بخار سے انتقال ہوگیا +

باغیانہ جلسوں کی ممانعت کا مسودہ ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہوگا جسکی رپورٹ ۲۵ ۔ اکتوبر کو کونسل میں پیش ہوگی اور غالباً یکم نومبر کے اجلاس میں پاس کیا جائیگا +

ریاست میسور نے اپنے یوروپین جیالوجسٹ ڈاکٹر اسمیتھ کو بہ غرض اٹلی روانہ کیا ہے کہ وہاں برقی قوت سے لوہا ڈھالنے کی جو جدید ترکیب دریافت ہوئی ہے اسکا مطالعہ کرے +

آگرہ میں آجکل گیہوں روپیہ کے آٹھ سیر اور چنے ۱۱ سیر بکتے ہیں +

مسٹر نوروجی ۱۶ ؍ اکتوبر کو جبرالٹر پہنچے اُن کی صحت بہ نسبت سابق اچھی تھی +

کانپور میں رام لیلا کے موقعہ پر ایک تماش بین درخت پر سے جلوس پر گر پڑا کئی آدمی ہلاک ہوئے +

گورنمنٹ بنگال نے وطن پرست پارٹی کو تقسیم بنگال کے متعلق جلسہ کرنیکی آخر کار اجازت دیدی۔ آنریبل بابو بھوپندر ناتھ باسو جنکی کوشش سے یہ اجازت ملی اُن سے اس امر کا اقرار لیا گیا تھا کہ جلسہ میں نہ کوئی باغیانہ تقریر ہوگی اور نہ کوئی امر مخل امن عامہ ظہور میں آئیگا ۔ ۱۶ ؍ اکتوبر کو یہ جلسہ امن وامان سے ختم ہوا۔ تقسیم بنگال کے خلاف اور دیسی و بائیکاٹ کی حمایت میں پر زور تقریریں ہوئیں اور حلف از سر نو تازہ کیا گیا۔ بابو موتی لال گھوش ایڈیٹر امرتا بازار پتریکا نے جو پریذیڈنٹ تھے نہایت پرجوش تقریر کی۔ رد تقسیم بنگال پولیس ۔ مسودہ مجالس باغیانہ اور اسی قسم کے دیگر مضامین پر حسب معمول ایسے غضب آلود خیالات ظاہر کئے کہ یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ اس تقریر میں اور اُن تقریروں میں جو باغیانہ ظاہر کیجاتی ہیں اور جن کی وجہ سے مقدمات دائر ہو رہے ہیں کیا فرق ہے +

مسٹر کیر ہارڈی ممبر پارلیمنٹ کے روز شملہ پہونچے اور بدھ کو حضور وائسرائے سے ملاقات کی تعلیم اور ہندوستانی تارکان وطن کے مسئلہ پر گفتگو ہوتی رہی ۔ جمعرات کو شملہ سے روانہ ہو گئے +

گورنمنٹ ہند نے صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کو تقاوی کے لئے ایک کروڑ روپیہ قرض دیا ہے +

۱۴ ؍ ماہ حال کو کوہ منصوری پر اور ۱۶ ؍ اکتوبر کو کلکتہ میں کسی قدر بارش ہوئی +

مسٹر کائیلز ڈائرکٹر جنرل محکمہ تعلیم شملہ سے ۲۸ ؍ اکتوبر کو روانہ ہوکر ایک طویل دورہ کے بعد ۳۰ ؍ نومبر کو کلکتہ پہنچینگے مسٹر اورینج نے جو رخصت لیکر ولائیت گئے ہوئے ہیں مارچ آئندہ تک رخصت کے لئے اور درخواست دی ہے +

ناگپور میں ۶ ؍ اگست سے ۱۲ ؍ اکتوبر تک ۶۲ ہزار چوہے ہلاک کئے گئے ان پر ۳۸۶۴ روپیہ خرچ آیا +

ہفتہ مختتمہ ۱۴ ؍ اکتوبر میں طاعون سے ۹۲۷۷ آدمی مرے تفصیل حسب ذیل ہے :۔

بمبئی ۱۶۷۱ ۔ ممالک متوسط ۵۲۵ ۔ میسور ۸۸۵ ۔ پنجاب ۹۴۳ ۔ ریاست حیدر آباد ۳۳۰ ۔ وسط ہند ۲۷۵ ۔ راجپوتانہ ۱۸۲ ۔ صوبجات متحدہ ۱۱۵ ۔ صوبہ سرحدی ۱۱ ۔ مدراس ۔ بنگال اور برہما میں ہفتہ گذشتہ کی اموات کی نسبت چنداں فرق نہ پڑا +

ہمعصر ٹربیون کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کی آئندہ پیشی ۲ ؍ نومبر قرار پائی +

مسٹر سٹرلنگ کے مقدمہ قتل کی سماعت چیفکورٹ کے اجلاس سشن میں ہوگی +

تمام لوکل گورنمنٹوں نے باغیانہ مجالس کے امتناعی مسودہ کو بہت پسند کیا ہے اور اُن کی دلی خواہش ہے کہ اسے بل کی صورت میں پاس کر دیا جائے +

سر جارج سڈنہم کلارک جدید گورنر بمبئی جمعہ کے روز ولائیتی ڈاک کے جہاز میں بمبئی پہونچے ۔ میونسپلٹی نے ایڈریس پیش کیا جسکا انہوں نے مناسب جواب دیا اور انسداد طاعون ۔ ابتدائی تعلیم کی توسیع اور قلت مسکنات کے مسئلوں پر غور فرمانے کا وعدہ کیا۔

سر جارج موصوف کو گورنمنٹ کیطرف سے خطاب جی سی آئی ای ملنے کا سرکاری اعلان ہوا۔

ریاست میسور نے اعلان کیا ہے کہ یکم ماہ حال سے تمام ورنیکولر مدارس میں ابتدائی تعلیم مفت دیجائیگی +

ڈاکٹر ایس مترچیف میڈیکل افسر ریاست جموں کشمیر کو حضور ملک معظم کی طرف سے قیصر ہند کا طلائی تمغہ مرحمت ہوا +

بی بی سی آئی ریلوے کے سٹیشن ویرام گاؤں اور نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن بامن کے درمیان تعمیر ریلوے کے لئے لائن کی پیمائش کا حکم ہوا ہے +

یکم اپریل سے ۵ ؍ اکتوبر تک ہندوستان کی ریلوں کو سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۱۹ لاکھ روپیہ زائد آمدنی ہوئی ۔ کل آمدنی ۲۴ کروڑ ۴۶ لاکھ روپیہ تھی +

حضور وائسرائے وگورنر جنرل ۲ ؍ نومبر کو طویل سرمائی دورہ پر شملہ سے روانہ ہونگے اور غار ہائے ایلورا ۔ احمد نگر ۔ حیدر آباد اور رنگون مانڈلے وبرہما کے دیگر مشہور مقامات کی سیر کے بعد ۱۴ ؍ دسمبر کو رونق افروز کلکتہ ہونگے +

شاہدرہ (دہلی) سہارنپور لائیٹ ریلوے کا ۱۵ ؍ ماہ حال سے افتتاح ہوگیا ۔ فی الحال دو دو گاڑیاں آیا جایا کرینگی +

ولائیت کے ایک اخبار نے اندازہ لگایا ہے کہ ہندوستان میں ہر سال قریباً ۴ کروڑ روپیہ پرائیویٹ طور پر جمع کیا جاتا ہے +

فصل وموسم پنجاب کی ہفتہ وار رپورٹ مورخہ ۱۸ ؍ اکتوبر حسب ذیل ہے :۔

سیالکوٹ ولائل پور کے بعض مقامات میں خفیف بارش ہوئی ۔ گوڑگانوہ امرتسر میانوالی و لائلپور میں گیہوں قحط کے نرخ پر (یعنی دس سیر سے کم) حصار ۔ رہتک انبالہ سیالکوٹ وشاہپور میں دس یا دس ۱۱ سیر کے درمیان اور راولپنڈی وملتان میں ۱۲ سیر فی روپیہ فروخت ہو رہے ہیں ۔ دیگر اجناس کا بھی قریباً یہی حال ہے ۔ دہلی اور جالندھر میں نرخ بدستور اور فیروزپور ولاہور میں بہت چڑھ رہا ہے بعض اضلاع میں کپاس کی چنائی اور دھان کی کٹائی ہو رہی ہے ۔ فصل ربیع کی قلبہ رانی اور تخم ریزی بعض اضلاع میں شروع ہے مگر بعض میں باعث امساک باران بالکل بند پڑی ہے ۔ فصل خریف کی پیداوار میں بہت کمی کا اندیشہ ہے ۔ جالندھر میں چوہوں اور کیڑوں سے اور فیروزپور لاہور اور سیالکوٹ میں چوہوں اور ٹیلہ سے فصل کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے + مویشی کی حالت عام طور پر عمدہ ہے ۔ دہلی اور سیالکوٹ میں چارہ کمیاب اور لائلپور میں ناکافی ہے ۔ دہلی اور لائلپور کے بعض حصص میں پانی کی شکایت ہے +

گذشتہ جمعرات کو حضور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا اجلاس شملہ میں بہت دیر تک ہوتا رہا +

افواہاً سنا گیا تھا کہ مسٹر بل ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب عنقریب اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونیوالے ہیں مگر ایک ہمعصر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ افواہ محض بے بنیاد ہے +

چند سربرآوردہ بنگالیوں کی ایک کمیٹی اپنے طور پر کلکتہ کے حال کے فسادات کی تحقیقات کر رہی ہے +

پونا میں ۱۵ ؍ ماہ حال کو اہل ہنود کا ایک عظیم جلسہ منعقد ہوا جسمیں منجملہ دیگر امور کے باغیانہ جلسوں کے مجوزہ امتناعی بل پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا + مسٹر تلک نے حسب معمول نہائیت پرجوش تقریر کی اور گورنمنٹ کو متنبہ کیا کہ ایسا قانون پاس نہ کرے جس میں حاکم ومحکوم دونوں کا نقصان ہے +

رائے سریرام اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر و ڈسٹرکٹ جج لدھیانہ کا انتقال ہوگیا +

کمیٹی نوآبادیہائے انہار پنجاب کا جلسہ لاہور میں ۵ ؍ نومبر کو منعقد ہوگا +

گذشتہ ہفتہ میں آگرہ کا ایک یوروپین سول سرجن ڈاکٹر ڈکلسن کہیں گم ہوگیا ۔ اس کی طرف سے دو خط ایک پرنسپل میڈیکل اسکول آگرہ اور دوسرا ایک اسسٹنٹ سرجن کے نام جو آگرہ کے ہسپتال میں متعین ہے موصول ہوئے جنمیں لکھا ہے کہ میں زندگی سے تنگ آکر اپنے آپ کو دریا کے سپرد کرتا ہوں + تحقیقات ہو رہی ہے +

ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر نے ۱۹ ؍ اکتوبر کو سری نگر میں ایک زراعتی نمائش کا افتتاح کیا ۔ اور ایک مختصر تقریر میں اس ترقی کا جو ریشم سازی ۔ کاشت میوہ ۔ قوت برقی بیطاری اور زراعتی فارموں کے متعلق ریاست میں ہو رہی ہے ذکر کیا ۔ صاحب ریذیڈنٹ کے علاوہ اور بھی بہت سے یوروپین ودیسی اہلکاران ریاست موجود تھے +

اسلامی دنیا

پایۂ تخت روس کا پیغام تار مظہر ہے کہ ترکوں نے مقام اشنویہ واقع آذربائیجان پر قبضہ کر لیا ہے اور مقام دلمان کی جانب کوچ کر رہے ہیں جہاں ان کا موسم سرما گذارنیکا ارادہ معلوم ہوتا ہے +

ٹائمز کا نامہ نگار طہران سے تار دیتا ہے کہ کرمان شاہ میں فساد ہو گیا۔ سات آدمی ہلاک اور کئی مجروح ہوئے۔ اکثر باشندوں نے انگریزی تارگھر میں پناہ لی۔ انگریزی اور روسی قونصلوں نے پارلیمنٹ کے پریذیڈنٹ کو اس طرف توجہ دلائی +

انگلستان سے مایوس ہو کر مولائے حفیظ کے قاصد پہلے برس پایۂ تخت جرمنی کو گئے۔ وہاں کے فارن آفس نے بھی انکی ملاقات سے انکار کر دیا۔ پھر پایۂ تخت اٹلی میں پہونچے۔ مگر وہاں سے بھی بے نیل مرام واپس پھرے + دارالبیضا کا پیام تار مظہر ہے کہ مولائے حفیظ کی فوج بڑھی آ رہی ہے۔ فرانسیسی فوج کو ہر وقت حملہ کا انتظار ہے اور تیاریوں میں مصروف ہے۔ ادھر سلطان عبدالعزیز کی فوج بھی قریب پہونچ گئی ہے اور خیال ہے کہ شاید دونوں حملہ آور فوجوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہو جائے +

طہران سے بذریعہ تار اطلاع پہنچی ہے کہ کرمان میں میونسپل انتخابات کے متعلق فساد ہو گیا۔ ایک خاص گروہ کے آدمیوں نے جو عوام میں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے بے قابو ہو کر گورنر پر جو فساد کو فرو کرنے سے عاجز تھا حملہ کیا اور ... بینک کی شاخ پر بھی ہاتھ ڈالا۔ بعد کی خبر ہے کہ کرمان کا فساد فرو ہو گیا لیکن شیراز میں از سر نو فساد پھوٹ پڑا ہے +

مسٹر بیلی ریزیڈنٹ حیدرآباد نے نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے اعزاز میں ۲۰ ماہ حال کو الوداعی ڈنر دیا جس میں پچاس کے قریب چیدہ یوروپین اور ہندوستانی اصحاب مدعو کئے۔ اور مختصر تقریر میں نواب صاحب کی قابلیت اور اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا +

آنریبل جسٹس سید شرف الدین جج ہائیکورٹ کلکتہ نے جو اپنے دوست احباب سے ملنے لکھنؤ آئے ہوئے تھے۔ ندوۃ العلماء کے دارالعلوم کا ملاحظہ فرمایا اور طلبا کی تعلیمی حالت سے نہایت محظوظ ...

آنریبل ملک عمر حیات خان گذشتہ منگل کے روز حضور وائسرائے سے شرف ملاقات حاصل کیا +

افغانستان کی تازہ خبروں سے جو سرکاری ذریعہ سے موصول ہوئیں پایا جاتا ہے کہ امیر صاحب نے مزار شریف میں ۲۹ ستمبر کو ایک عالیشان دربار منعقد کیا۔ یکم اکتوبر کو شاہزادہ حیات اللہ خاں (پسر امیر ممدوح) گورنر بدخشاں نے ان کی خدمت میں شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ امیر صاحب ۱۶ اکتوبر کے قریب وہاں سے روانہ کابل ہونے والے تھے +

پراونشل محمڈن ایسوسی ایشن صوبہ شرقی بنگال و آسام کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۶ ماہ حال کو شاہ باغ ڈھاکہ میں بصدارت جناب نواب صاحب ڈھاکہ منعقد ہوا۔ ماہ رمضان کے باوجود حاضرین کی تعداد معقول تھی۔ نواب صاحب نیز آنریبل سید نواب علی چودھری نے مؤثر اور دلچسپ تقریریں کیں اور تقسیم بنگال سے جو فواید مسلمانوں کو پہنچے ان کے لئے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔ اختتام جلسہ پر ۵۰ من چاول فی سبیل اللہ غربا میں تقسیم کئے گئے +

افسوس کہ منشی احمد علی خان ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر کا ۱۱ ماہ حال کو بارہ بنکی میں انتقال ہو گیا +

سنا ہے کہ ہز مجسٹی امیر افغانستان انگریزی روسی معاہدہ کی شرائط کی نسبت حضور وائسرائے سے مشورہ کرنے نیز عظیم الشان آب پاشی کا ملاحظہ کرنے کے لئے پھر ہندوستان تشریف لانیوالے ہیں۔

نواب محسن الملک بہادر کی وفات پر ہز ایکسلنسی لارڈ منٹو نے علیگڈھ کالج کے ٹرسٹیوں سٹاف اور طلبا کو دلی افسوس کا تار بھیجکر اپنی خسروانہ عنایت اور ہمدردی کا ثبوت دیا +

حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلوی نے پائونیر میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ تمام ہندوستان کے مسلمان ایک مقررہ تاریخ پر نواب محسن الملک مرحوم کی وفات کے جلسے منعقد کر کے ان کی روح پرفتوح کو فاتحہ کا ثواب پہونچائیں اساس قومی ماتم پر افسوس ظاہر کریں +

مسٹر مارٹن سابق چیف انجنیر کابل جنہوں نے حال میں اپنے ہشت سالہ قیام افغانستان پر ایک کتاب لکھی ہے ان کا بیان ہے کہ امیر عبدالرحمن خان مرحوم نے اپنے بیان کے بموجب اپنے زمانہ سلطنت میں ایک لاکھ آدمیوں کو مختلف قصوروں پر پھانسی کا حکم دیا +

نواب محسن الملک مرحوم کی لاش کو دفن کرنیکے بارہ میں جھگڑا سا ہو گیا تھا۔ بعض لوگ چاہتے تھے کہ علیگڈھ میں دفن ہو۔ مگر مرحوم کے عزیز و اقربا اور رشتہ داروں کی خواہش تھی کہ حسب وصیت اٹاوہ میں دفن کیجائے۔ وصیت کی بابت آخر تحقیق ہوا کہ انہوں نے مرتے دم تک کوئی ایسی تم کی وصیت نہیں کی چنانچہ لاش جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ سید مرحوم کے پہلو میں دفن کی گئی + اسی روز شام کو ایک جلسہ ٹرسٹیان موجود الوقت کا منعقد ہوا اور تجویز پایا کہ عہدہ سکرٹری کے انتخاب کے متعلق جلد کارروائی کیجائے۔ نیز مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک میموریل فنڈ قائم کیا گیا اور تجویز ہوئی کہ ہندوستان کے اہل اسلام کو اس فنڈ کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے اسکے پریزیڈنٹ نواب وقار الملک اور سیکرٹری ڈاکٹر ضیاء الدین احمد مقرر ہوئے +

گذشتہ چند روز میں اور بھی کئی مقامات سے مسلمانوں کے جلسوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں حضور وائسرائے اور صاحب وزیر ہند کا اس امر کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کیا گیا کہ انہوں نے مسلمانوں کے علیحدہ قائمقامی حقوق کو تسلیم کیا اور نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کو ممبر انڈیا کونسل مقرر کیا +

مولوی محمد ابراہیم صاحب وکیل اسلام لاہور کے ہاتھ پر ۱۱ اکتوبر بروز جمعہ کو شاہی مسجد لاہور میں ۶ کس غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے +

افسوس کہ نواح کربلا میں بعض عرب قبائل جنگ و جدال میں مصروف ہیں جس سے نجف اشرف اور کربلائے معلے کا درمیانی راستہ تقریباً بند ہو رہا ہے۔ قیام امن کے متعلق والئی بغداد کی کوشش اب تک بے سود ثابت ہوئی ہے ... ہونے کی وجہ سے جب تک کافی تعداد فوجی جماعت ان کی گوشمالی کے لئے نہ بھیجی جائے گی وہ ایک دوسرے کی پرخاش سے باز نہیں آسکیں گے

ممالک غیر

امریکہ کے مقام ... (انڈیانا) کے کارخانہ بارود سازی میں آگ لگ گئی ۲۵ آدمی ہلاک ہم قریب اگرگ اور ۶۰۰ زخمی ہوئے بعض میل کے اندر جو مکان واقعہ تھے وہ بالکل تباہ ہو گئے بارہ سو آدمی بے خانمان پھر رہے ہیں +

سال آیندہ کے اندر پارلیمنٹ انگلستان میں انسداد مے نوشی کے متعلق ایک زبردست بل پیش کیا جائیگا +

سوپرب نامی اعلیٰ درجہ کا انگریزی جنگی جہاز جو زیر تعمیر ہے آیندہ اپریل میں سمندر میں ڈالا جائیگا +

سر والٹر لارنس ممبر انڈیا کونسل مقرر ہوئے +

پیرس میں اکیس سوشلسٹ گرفتار ہوئے جنہوں نے فوج کو بغاوت پر آمادہ کرنے کا ایک خفیہ اعلان شائع کیا تھا +

بقول ولایتی نامہ نگار پائونیر روس و انگلستان میں معاہدہ ہو جانے کی وجہ سے تجویز ہے کہ ہندوستان اور انگلستان کی افواج میں مزید تخفیف کی جاوے +

نیویارک کا اخبار "دی سن" جو خلاف گورنمنٹ پالیسی کے لئے مشہور ہے لکھتا ہے کہ ریاستہائے متحدہ کا کبیر الکاہل کو جہاز بھیجنا جاپان کے ساتھ جنگ کرنیکا پیش خیمہ ہے +

۱۴ اکتوبر کو انگلستان کی اکثر منڈیوں میں گیہوں کا نرخ ۴۰ شلنگ فی کوارٹر یعنی نو ساڑھے نو سیر فی روپیہ تھا +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ

(۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

مسٹر سی ای کرافورڈ مجسٹریٹ و کلکٹر کو خاص خدمت کے اختتام پر ۲ ماہ کی رعایتی رخصت ملی +

میجر جے جی ہلبرٹ آئی۔ایم۔ایس قائم مقام سول سرجن فرخ آباد کو سبکدوشی کی تاریخ سے ایک سال کی مجتمع رخصت عطا ہوئی +

بابو روپ نرائن ڈپٹی کلکٹر کی بیماری کی رخصت میں ۲ ماہ کی توسیع ہوئی +

مسٹر جے۔بی برک پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر کانپور مقرر ہوئے +

مسٹر ای۔اے ایچ لینٹ انڈر سکرٹری گورنمنٹ صوبجات متحدہ سبکدوش ہو کر اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے۔لیکن فی الحال خاص خدمت پر بطور قائمقام جائنٹ مجسٹریٹ متعین ہوئے +

مسٹر سی۔ایچ۔بی کینٹال اسسٹنٹ کمشنر فیض آباد مسٹر ڈی ایم سلٹ آرٹ کی جگہ انڈر سکرٹری گورنمنٹ مقرر ہوئے +

مسٹر ڈبلیو ای ایم کیمبل جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپسی پر اٹاوہ میں قائمقام مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے +

رخصت سے واپسی پر مسٹر جے بی آمرا ڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر بحیثیت قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ بنارس میں۔مسٹر ای اے فیلبس جائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد میں۔میجر ایچ بی میلو بل آئی ایم ایس سول سرجن فرخ آباد میں اور مسٹر پی ونڈہم مجسٹریٹ و کلکٹر مرزاپور میں متعین ہوئے +

مسٹر ایل جی ایونز فرسٹ ایڈیشنل جوڈیشل کمشنر اودھ نے رخصت سے واپسی پر اپنی خدمات کا چارج لیا +

۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے سید امیر حسین پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر ایک خالی آسامی پر بطور ڈپٹی کلکٹر درجہ ہفتم مقرر ہوئے +

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے منشی عبدالوہاب پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر ایک خالی آسامی پر بطور ڈپٹی کلکٹر درجہ ہفتم مقرر ہوئے

مسٹر اے ایم ڈبلیو شیکسپیر مجسٹریٹ و کلکٹر درجہ اول کے ٹیائر ہونے پر ۱۵۔جولائی سے مفصلہ ذیل ترقیاں عمل میں آئیں :۔

مسٹر الیف جے ہیٹ مجسٹریٹ و کلکٹر کو درجہ دوم سے درجہ اول میں ترقی ملی۔مسٹر آر بی مجسٹریٹ و کلکٹر درجہ دوم عارضی بالاستقلال اسی درجہ میں مستقل ہوئے۔مسٹر ڈی۔ایل جانسٹن ڈپٹی کمشنر درجہ دوم۔مجسٹریٹ و کلکٹر درجہ دوم عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے۔مسٹر ایچ آر سی ہیلی ڈپٹی کمشنر درجہ دوم عارضی بالاستقلال اسی درجہ میں مستقل ہوئے۔مسٹر آر بی ڈی ہرسٹ جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول۔ڈپٹی کمشنر درجہ دوم عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے۔مسٹر ڈبلیو ایچ وی جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول عارضی بالاستقلال اسی درجہ میں مستقل ہوئے۔مسٹر الیف ایس پی سال اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول جائنٹ مجسٹریٹ درجہ اول عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے۔مسٹر عبداللہ ابن یوسف علی اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول عارضی بالاستقلال اسی درجہ میں مستقل ہوئے۔مسٹر اے حسن علی جائنٹ مجسٹریٹ درجہ دوم اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے۔مسٹر ڈبلیو گاسکل۔مسٹر سی ایل الگزینڈر۔و مسٹر ایل ایم سٹبز جائنٹ مجسٹریٹان درجہ دوم عارضی بالاستقلال اسی درجہ میں مستقل ہوئے +مسٹر سی ای گائیڈ ٹمین اسسٹنٹ مجسٹریٹ۔جائنٹ مجسٹریٹ درجہ دوم عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

منشی میراں بخش ای اے سی نے ۹ اکتوبر کو لاہور میں اپنی خدمات کا چارج لیا +

ہوشیارپور سے سبکدوش ہو کر لالہ رنگ رام قائمقام اکسٹرا اسسٹنٹ و سٹلمنٹ آفیسر کانگڑہ مقرر ہوئے اور لالہ چیلا رام کو جو رخصت پر گئے ۷ اکتوبر سے سبکدوش کیا +

پنڈت نند لال ای اے سی ضلع ہوشیارپور میں متعین ہوئے اور ۷ اکتوبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا۔

لالہ ارجن داس ایم اے ای اے سی ضلع فیروزپور سے انبالہ کو تبدیل ہوئے اور لالہ شمبھو دیال کو جو رخصت پر گئے سبکدوش کر کے ۹ اکتوبر سے اپنی خدمات کا چارج لیا +

چودھری سردار خان بی اے ای اے سی ۸ اکتوبر سے جھنگ میں متعین ہوئے +

کیپٹن سی ایچ بک قائم مقام ڈپٹی کمشنر ۸ اکتوبر کو والس منٹگمری گئے۔مسٹر ایچ ای اے ویکفیلڈ سبکدوش ہو کر وہاں سے تبدیل ہوئے +

منشی سنت سنگھ قائمقام ای اے سی اکسٹرا اسسٹنٹ سٹلمنٹ آفیسر راولپنڈی کی خدمات سے سبکدوش ہو کر اسی ضلع سے متعلق کئے گئے +

مسٹر فضل الدین اکسٹرا ڈپٹی کنزرویٹر جنگلات کے بیرمل ڈویژن میں تبدیل ہونے پر پنڈت ٹھاکر داس ای اے کنزرویٹر جنگلات نے رخصت سے واپسی پر ان سے جہلم اور شاہپور ڈویژنوں کا چارج لیا +

مسٹر ڈبلیو بیل ایم اے سی آئی ای کے رخصت لینے پر مسٹر جے سی گاڈلے ایم اے انسپکٹر مدارس حلقہ امرتسر ۷ اکتوبر سے قائمقام ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب و انڈر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ تعلیم مقرر ہوئے +

لالہ کیشو داس بی اے ای اے سی نے یکم اکتوبر سے شاہپور میں اپنی خدمات کا چارج لیا۔

مسٹر ایچ اے کیسن ڈپٹی کمشنر کی بیماری کی رخصت میں تین ماہ کا اضافہ ہوا +

لالہ ٹھاکر داس بی اے منظور شدہ امیدوار چیفکورٹ لالہ جیورام قائمقام ای اے سی کی جگہ قصور میں قائمقام منصف درجہ چہارم مقرر ہوئے +

منشی محمد فضل الدین بی اے فورتھ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول ڈیرہ غازیخاں (گریڈ ۴۰ھ) کے ایک سال کی رخصت بلاتنخواہ پر جانیکی وجہ سے مولوی نیاز احمد بی اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر کو ۶۰ھ کے گریڈ سے ۸۰ھ میں۔لالہ جودھا رام پنجم ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جھنگ کو ۵۰ھ کے گریڈ سے ۶۰ھ میں اور بابو اسند رسنگھ فورتھ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول حصار کو ۵۰ھ کے گریڈ سے ۵۵ھ کے گریڈ میں ترقی ملی +

اطلاع

بنام برکت رام سابق ایجنٹ چونی لال ٹھیکہ دار کافی شاپ امرتسر۔
تمہارے ذمہ مبلغ ۱۳۵ روپیہ بابت کرایہ مکان واقع صدر بازار امرتسر واجب الادا ہیں
لہذا بذریعہ نوٹس ہذا تمھیں اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر تم آج کی تاریخ سے آٹھ روز کے اندر
یہ رقم ادا نہ کرو گے تو اسکی وصولیابی کی غرض سے تمہارا مال و اسباب بذریعہ نیلام فروخت کر دیا جائیگا۔

(دستخط)

ای سی بارنس لفٹنٹ ——— امرتسر
کنٹونمنٹ مجسٹریٹ ——— مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا :۔

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو رفاہ عام پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

کلمۃ الحق

قیمت معہ محصول

پیشگی		
ممالک غیر سے		
امرا و رؤسا سے		
عام خریداروں سے		
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے		

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار ہرگز جاری نہ ہوگا نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا خط و کتابت مینیجر کے نام ہونی چاہئے

فہرست مضامین

دلفریب ناول

(ایڈیٹوریل)

... بمبئی ... جلسہ ...

... حفظ ما تقدم ...

اسلامی تعلیم گاہ کی تجویز۔ علی گڑھ کالج کا آئندہ سکریٹری کون ہو؟

مسٹر ... لارنس انڈیا کونسل میں

(مراسلات) قرآن مجید کی حرمت۔ نواب محسن الملک ...

(منقولات) ... تعلیم مسلمان اور تجارت

ہندوستان کی خبریں۔ اسلامی دنیا

ممالک غیر

اشتہارات

نمبر ۶۱ امرتسر مطبوعہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء ۱۸ رمضان ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ جلد ۱۲

وکیل
نمبر ۱۰
مطبوعہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ
جلد ۱۳

مسٹر مارلی کی اسپیچ ہند پر

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان کی موجودہ ناقابل اطمینان حالت نے ہی خواہان ملک اور مدبران سلطنت کو آج کل اس ملک کے معاملات پر غیر معمولی توجہ منعطف کرنے پر مجبور کر دیا ہے جس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ جو اہم ملکی مسائل عرصہ سے زیر بحث چلے آتے ہیں اور جن کے تصفیہ پر ملک کی آئندہ ترقی کا بہت کچھ انحصار ہے اُن کی بابت ہر قسم کے خیالات کا اظہار ہو کر عنقریب ہی کچھ فیصلہ کر لیا جاویگا اور گورنمنٹ کو بھی کوئی جدید طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہونا ہوگی۔ ہندوستان کا ایک ایک شخص سے کہ جسے ذرا بھی ملکی ضروریات کا احساس ہو انگلستان کے اعلیٰ ارکان سلطنت تک جو ہنوز اس امر کی … میں لگا ہوا ہے کہ ہندوستان کی بے چینی کے اسباب کیا ہیں۔ اور وہ کیونکر دور ہو سکتے ہیں۔ صاحب وزیر ہند نے حال ہی میں ایک تقریر فرمائی ہے جس میں انہوں نے ہندوستان کے متعلق بعض اہم معاملات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور چونکہ یہ مسٹر مارلے جیسے وزیر ہند کے خیالات ہیں ان سے نہ صرف گورنمنٹ کی آئندہ روش پر روشنی پڑتی ہے۔ بلکہ یہ ہر سچے ہی خواہ ملک کی توجہ کے مستحق ہیں۔ مکمل تقریر ابھی تک ہندوستان نہیں پہنچی۔ لیکن اسکا خلاصہ جو رائٹر نے دو ہفتہ قبل نہایت مختصر سلسلہ میں ارسال کیا ہے۔ اس امر کے لئے کافی ہے کہ صاحب وزیر ہند کے خیالات اظہار کردہ پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے۔

اخبار بین پبلک کو یاد ہوگا کہ مسٹر مارلے نے وزیر ہند ہونے کی حیثیت سے جو پہلی تقریر پارلیمنٹ میں بجٹ پیش کرتے وقت کی تھی اس میں اعتراف کیا تھا کہ برٹش عہد حکومت اور مغربی تعلیم کی برکات سے باشندگان ہند نے وہ قابلیت پیدا کر لی ہے جو انہیں کاروبار سلطنت میں حصہ لینے کا مستحق بناتی ہے افسوس ہے کہ گذشتہ ہنگاموں اور شورشوں نے انگلستان والوں کی نگاہ میں ہندوستان کو کئی درجے نیچے گرا دیا۔ اور مسٹر مارلے کو اپنی حال کی تقریر میں یہ کہنے پر مجبور کیا کہ "ہمارا (انگریزوں کا) پہلا کام ہندوستان میں یہ ہے کہ ہم اس ملک میں امن وامان قائم رکھیں اور مختلف قوموں اور فرقوں کے باہم جدال کو روکیں۔" کیا یہ انقلاب قابل افسوس نہیں ہے کہ جس ملک کی نسبت تقریباً دو سال قبل یہ سوچا جاتا تھا کہ وہاں کی رعایا کو زیادہ مراعات مرحمت کی جائیں اب اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں حفظ امن اور … دیگر امور پر مقدم ہے جس ملک کے مختلف فرقوں میں باہم انسانیت کا میل جول رکھنے کی صلاحیت ہو وہاں کوئی سیاسی مفکر گورنمنٹ کیونکر اپنی رعایا پروری کے فرائض کو قطع نظر کرکے سوراج قائم ہونے کی اجازت دے سکتی ہے۔ جیسا کہ … کے باشندے سوراج کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اُن کی اور ہندوستان کی حالت میں جو عظیم تفاوت ہے اُسکا انکشاف اب مسٹر مارلے پر پوری طرح ہو گیا ہے جو وہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ قیاس کرنا … پولیٹیکل حماقت ہوگی کہ جو طرز حکومت (کینیڈا) کے لئے مفید ہے وہی ہندوستان کے لئے بھی مفید …

ہوگا کہ جو انگریز اسکی تائید کرتے ہیں کہ ہندوستان کو برٹش نوآبادیوں کی مانند خود مختار کر دینا چاہیے وہ ہندوستان کے خیر خواہ نہیں … اور بقول مسٹر مارلے کے وہ انڈیا منسٹر کے … راہ میں مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔

اس ملک کے کانگریسی اخبارات بہت زور دے رہے ہیں کہ ملک میں تجارت مطلق نہیں اور یہاں کی حالت گورنمنٹ کے لئے کسی طرح محفوظ نہیں۔ اینگلو انڈین اخبارات کا بیان ہے کہ … ریاست … اور زمیندار اور کاشتکاروں میں واقعی بغاوت کی بو تک نہیں۔ مگر بعض تعلیم یافتہ یا نیم تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک محدود جماعت اس ملک میں ایسی پیدا ہو گئی ہے جو انگریزی حکومت کو ناپسند کرتی ہے جس کی یہ انتہائی کوشش ہے کہ ملک میں موجودہ حکومت کی طرف سے بدظنی اور نفرت پھیلے اور جو سادہ لوح اور جاہل باشندگان ملک میں باغیانہ خیالات کی اشاعت میں سرگرم ہے۔ صاحب وزیر ہند کے اسپیچ سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ہند کے نزدیک ہندوستان کی حالت ذرا بھی خطرناک نہیں۔ مگر بے انتہا توجہ کی محتاج ضرور ہے۔ مسٹر مارلے کی صداقت اور صاف گوئی کی ہمیشہ سے تعریف کی … اور ہندوستان کے معاملات پر انہوں نے جب گفتگو کی ہے۔ صاحب نے اس تعریف کا مستحق ثابت کیا ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ انگلستان کی بہبودی کا سب سے زیادہ دارومدار ہندوستان پر ہے۔ اور ہندوستان کی حفاظت وہ تمام دیگر امور پر مقدم سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ "میرے دل پر چوٹ لگتی ہے جب اپنے … کے دوستوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ میں نے ہندوستان کے بعض معاملات کا تصفیہ کرتے وقت اپنی زندگی کے اصولوں کو بالائے طاق رکھدیا۔ لیکن میں ہندوؤں کے اُس فرقہ کی طرح نہیں ہوں جو مذہب کی غایت کو ظاہری پابندی پر قربان کر دیتا ہے بلکہ مجھے اپنی بنیاد کے مستحکم ہونے کا یقین ہے۔" یہ مسٹر مارلے کا اُن معترضین کا جواب ہے جو کہتے ہیں کہ مسٹر موصوف کی بعض جدید پولیٹیکل کارروائیاں اور اُن کے فلسفیانہ خیالات آپس میں متضاد ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل بنگال کے بعض متعصب لوگوں نے محض اس خیال سے کہ مسٹر مارلے اب وہ اگلے سے مارلے نہیں رہے۔ صاحب موصوف کی اُن قدیم تصنیفات کو جو انہیں میسر آسکیں ایک جگہ جمع کر کے آگ لگا دی۔ تقریر مذکور کی مکمل رپورٹ آنے پر وضاحت کے ساتھ معلوم ہو سکیگا کہ صاحب موصوف نے اس قسم کے معترضین کو جواب میں اور کیا کیا فرمایا۔ مگر اس تقریر کے خلاصہ سے یہ تو مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے اس امر پر بالوضاحت زور دیا ہے کہ حفاظت ملک اور حفظ امن کی تدابیر کا عمل میں لانا حکومت کے مقدم فرائض ہیں۔ تمام فلسفیانہ خیالات اور بنی نوع انسان میں مساوات پیدا کرنے کی کوشش کن تعلیمات کا ماحصل یہی ہے کہ انسان امن و آسائش سے زندگی بسر کرے۔ رعایا کو حکومت میں شریک کرنے کا بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ انتظام سلطنت میں بہتری ہو۔ لیکن ان تدبیروں اور اس قسم کی تجویزوں پر عمل کرنے سے بجائے بہتری کے ابتری ہو۔ اور بجائے امن کے بے امنی پیدا ہو تو نتائج … کہ یہ امکان ہی فلاسفر کی طرح فلسفیانہ اصولوں ہی پر جمے رہنا ہندوؤں کے اُس فرقہ کی متابعت نہیں ہے تو کیا ہے۔ جو بقول جان مارلے کے مذہب کی غایت کو ظاہری مذہبی پابندی پر قربان کر دیا کرتا ہے۔ جب ہندوستان کی یہ کیفیت ہو کہ ایک قوم دوسری قوم کو سرسبز ہوتے نہیں دیکھ سکتی اور ذرا بھی موقع پانے پر ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں دریغ نہ کریگی۔ وہاں اُن ممالک کو … کیونکر … جا سکتے ہیں۔ جہاں لوگ ذاتی اغراض کو ملک کی بہبودی کی خاطر قربان کر دینے … ہر وقت ملک کی خاطر اپنی جان تک دیدینے پر آمادہ رہتے ہیں۔

اپنی تقریر میں مسٹر مارلے نے اُن اخباروں کی شکایت کی جو یکطرفہ مضامین شائع کر کے گورنمنٹ آف انڈیا کے راستہ میں مشکلات پیدا کرتے ہیں اور اُن انگریزوں کا بھی ذکر کیا جو … سے واپس جا کر ولایت میں بجائے آرام کرنے کے اس ملک کی حالت پر کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ صاحب موصوف نے بیان کیا کہ "انگلستان کی جمہوری انجمن ہندوستان پر حکمرانی کر رہی ہیں۔"

کیا کسی کی یہ خواہش ہے کہ ہم ہندوستان کو تباہ ہونے دیں کہ لٹیرے فوج لوٹ ڈالو اور گورہ فوج کو ہمراہ تمام سول اسپر نٹنڈنٹس کے ولایت بے آبرو۔ اگر ہم اس طرح اپنے فرض سے موقعہ پر ہٹینگے تو تہذیب دنیا سے ہم کس طرح آنکھیں چار کرسکینگے۔ اور جب ہم ہندوستان کو بے امن و بے انتظامی اور قتل و غارتگری کی آماجگاہ بنینگے تو کیا ہمارا ضمیر ہمیں ملامت نہ کریگا؟" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں یہ کہنا یا دوسری کو دعا یا بہ سختی کرنے سے نفرت ہے۔ لیکن کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں گو کر ایک گھاس کے میدان میں آگ لگاتے ہوئے دیکھوں۔ اور ان لوگوں کا ہاتھ نہ روکوں؟"

کیا ہندوستان میں یہ ساری بےچینی سطحی ہے یا ہندوستانیوں سے باہمی اتفاق کا ایک ایسا منصوبہ جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آیا تھا شروع ہوگیا ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کی بابت مسٹر مارلے ابھی تک کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرسکے۔ مگر انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ "مجھے یہ شبہ نہیں کہ تعلیم یافتہ ہندوستانی آزادی کے ان خیالات میں سرشار ہیں جو ہمارے ایک کے بڑے بڑے مصنفین لکھ گئے ہیں۔ مثلاً مل۔ برک۔ میکالے۔ یا براؤنٹ کی یہ ایک ایک تحریر کے مقابلہ میں جو ہندوستانی تعلیم یافتہ پیش کرتے ہیں۔ میں انہیں مصنفوں کی ایک ایک درجن تحریریں پیش کرسکتا ہوں۔ جن میں کہ دستکاروں اور دستکار دینے والی منزلوں کا ذکر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگ بہت اس حصہ کو بلانے میں کامیاب ہوا کرتے ہیں جس میں کوئی حقیقی پولیٹیکل حیثیت پائی جاتی ہے۔ ایک ایسا خیال ہے جو ہمارے ہمارے ملک کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے ہمارے ملک میں پولیٹیکل ایجی ٹیشن پھیلانے والے عوام الناس کے سامنے مہذب ممالک کی آزادی کا نقشہ نہیں کھینچ کر انہیں اس آزادی کے طلب کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں کہتے کہ اس بلندی تک پہنچنے کے لیے کن کن اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے جو حقیقی ترقی رہی ہے جو بتدریج حاصل کی جائے اور جس کے استحکام پر بھروسہ ہوسکے۔ کیونکہ اعلےٰ منزل پر پہنچ جانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ پہنچنے میں اس اعلیٰ منزل پر ٹھہرے رہنے کی لیاقت پیدا کی جائے۔ اول تو فرض کرو ہے۔ اور اگر کسی صورت سے ممکن کر بھی دکھایا جائے تو اس ترقی کی وقعت مثل ایک شعبدہ باز کے آم کے درخت کی ہوگی جو چند منٹ میں کھڑا ہوجاتا ہے اور چند ہی منٹ میں غائب بھی ہوجاتا ہے۔

صاحب موصوف کی تقریر کے بقیہ حصہ پر ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں بحث کریں گے۔

پیغامات و جلسہ ہائے تعزیت

۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کو نواب محسن الملک مرحوم کی ابدی مفارقت سے جو صدمہ عظیم مسلمانان ہند کو پہنچا ہے اسکا اندازہ احاطہ قلم سے باہر ہے۔ ملک کو ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک ایک کہرام برپا ہوگیا ہے جس سے اس قومی مصیبت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم سے محسن شناسی اور شکر گذاری کا مادہ ابھی تک سلب نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ نواب صاحب کی حیات میں ان کی حسن خدمات کے بعض ایسے معترف نہوں جیسا کہ وہ اپنے آپ کو مرحوم کی وفات کے بعد پاتے ہیں مگر یہ دنیا میں ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ ہر نعمت کی قدر اسکے زوال کے بعد ہوا کی ہے بہرحال مرحوم کی قابل قدر خدمات اور حکام و پبلک کی قدردانی کے اندازہ کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُن پیغامات تعزیت کا ذکر کریں جو مختلف ذی عزت اصحاب نے اس قومی حادثہ پر ٹرسٹیان علیگڈھ کالج کے پاس روانہ کئے ہیں۔ اور اُن ماتمی جلسوں کی مختصر کیفیت بیان کریں جو مختلف مقامات میں ایک بہر قوم کے گذرجانے پر اظہار افسوس کی غرض سے کئے گئے ہیں۔

حضور وائسرائے نے نواب صاحب کی انتقال کی جگرخراش خبر سنتے ہی آنریبل سکریٹری علیگڈھ کالج کے نام بذریعہ ایک تار برقی کے دلی افسوس کا اظہار کیا اور مرحوم کے پسماندگان کے ساتھ ہمدردی ظاہر فرمائی۔

سر جان ہویٹ لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے پیغام تعزیت میں فرمایا کہ مجھے ایک دوست کی جدائی کا نہایت قلق ہے۔

نواب صاحب رامپور کی طرف سے دلی رنج کا اظہار ہوا۔

ندوۃ العلما کے سکریٹری نے تار دیا کہ "براہ عنایت ندوہ کی طرف سے دلی رنج اس ماتم انگیز سانحہ میں نواب محسن الملک مرحوم کے عزیزوں کو پہنچا دیجیے"!

مولانا حالی نے پانی پت سے تار بھیجا کہ "ہیہات! ناقابل برداشت نقصان ہوا مجھے نہایت ہی افسوس اور رنج ہے۔ میں بدقسمتی سے بوجہ بیماری اس موقع پر نہیں آسکتا"۔

مولانا شبلی نے تار دیا کہ "شبلی النعمانی کا دلی رنج نواب صاحب کی افسوسناک وفات پر ان کے عزیزوں کو پہنچا دیجیے"۔

آنریبل مسٹر تھیوڈور ماریسن ممبر انڈیا کونسل نے لنڈن سے حسب ذیل تار بھیجا۔ کہ: "مجھے اپنے پرانے دوست کے مرجانے کا نہایت ہی قلق ہوا"

نواب عماد الملک بہادر آنریبل مولوی سید حسین بلگرامی نے حیدرآباد دکن سے تار دیا کہ "اس نقصان کی کوئی تلافی نہیں ہوسکتی۔ تہ دل سے میری ہمدردی اور تعزیت قبول کیجیے"!

منجملہ دیگر بزرگان و انسٹیٹیوشنز کے جنہوں نے پیغامات تعزیت بھیجے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

انجمن حمایت اسلام لاہور۔ گجرات اسلامیہ کالج۔ اولڈ بوائز بمبئی۔ میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور۔ نواب محمد اسحاق خان صاحب۔ نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب انجمن مسلمانان کھیری۔ وزیر صاحب خیرپور سندھ۔ سید عبد العلی صاحب بغدادی۔ ملفوظ صاحب بلرامپوری ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال۔ انجمن شبان المسلمین شملہ۔ آنریبل جسٹس سید شرف الدین جج ہائی کورٹ کلکتہ۔ انجمن اسلامیہ امرتسر۔ انجمن ضیاء الاسلام بمبئی۔ مسلمانان ضلع سیتاپور۔ انجمن اسلامیہ کیمبل پور۔ آنریبل نواب بہادر ڈھاکہ۔ کلکتہ محمڈن لٹریری سوسائٹی۔ مسٹر ہوپ چیف سکریٹری گورنمنٹ صوبجات متحدہ۔ نواب صاحب ریاست جاورہ۔ ریجنسی کونسل ریاست بہاولپور۔ سابق طلبائے مدرستہ العلوم جو کریچن کالج و میور سنٹرل کالج الہ آباد میں تعلیم پارہے ہیں۔ انجمن اسلامیہ فیروزپور پنجاب۔ مسلمانان پرتاب گڈھ۔ مسلمان طلبا فارمن کالج لاہور۔ اولڈ بوائز مقیم انگلستان۔ چودھری نصرت علی صاحب رئیس لکھنو۔ مسلمانان اعظم گڈھ۔ ڈاکٹر حاجی صاحب کراچی۔ از طرف خوجگان کراچی۔ اولڈ بوائز گجرات۔ مسلمانان فیض آباد۔ مسلمانان سہسرام۔ مسلمانان گجرات۔ مسلمانان میرٹھ۔ انجمن اسلامیہ بریلی۔ اسلامیہ کلب جبیر۔ مسلمانان رائے بریلی۔ اسلامیہ اسکول مارہرہ۔ انجمن اسلامیہ پنجاب۔ مسلمانان جبیر۔ شملہ۔ ایجوکیشنل کراچی۔ مسلمانان مارہرہ۔ انجمن اسلامیہ کوئٹہ۔ جناب صفی الدولہ حسام الملک نواب علی حسن خان صاحب لکھنو۔ انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ۔ ہیڈ ماسٹر محمڈن ایسوسی ایشن ڈھاکہ۔ نواب نصیر الممالک بہادر کلکتہ۔ انجمن اسلامیہ مظفرنگر۔ مسٹر و مسز اسٹیبلنگ سہرنگر۔ اقبال کلب حیدرآباد دکن۔ مسلمانان جہانسی

ندوۃ العلما نے علاوہ اُس تار کے جس کی نقل اوپر درج ہوچکی ہے تار بامفصلہ ذیل تحریر بھی بھیجی ہے۔

"جناب نواب محسن الملک مرحوم کے مرگ مفاجات کا صدمہ اس قدر ہے کہ غالباً مسلمانوں کا ہر گروہ اسکے یکساں متاثر ہوگا۔ اس وقت تعلیم اور خیالات کے خلاف نے ملک میں دو گروہ پیدا کردیئے ہیں۔ قدیم تعلیم کا یادگار اور جدید تعلیم یافتہ۔ نواب صاحب مرحوم تعلیم و تربیت کے لحاظ سے پہلے گروہ میں داخل تھے لیکن اسکے ساتھ انہوں نے جدید تعلیم کی اشاعت میں ایسی جانکاہ کوششیں کیں جو خاص انہیں کا حصہ تھیں اس لحاظ سے یہ دونوں گروہ اُن کی وفات کے صدمہ میں یکساں نسبت رکھتے ہیں اس لئے متعلقین ندوۃ العلما خاص طور پر اس صدمہ جانکاہ سے متاثر ہوئے چنانچہ دارالعلوم ایک دن کے لئے بند کردیا گیا۔ اور طلبا بھی ...

لئے جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خان کو تار روانہ کیا گیا ہے

شملہ کے مسلمانوں نے بسرپرستی ینگ مین محمڈن ایسوسی ایشن ۱۸ اکتوبر کو ٹاؤن ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ اظہار افسوس کی غرض سے منعقد کیا جس میں علاوہ ہر طبقہ کے لوگوں کے مندرجہ ذیل اعلےٰ عہدہ داران سرکاری بھی شریک ہوئے تھے:

میجر ڈگلس سی آئی ای ڈپٹی کمشنر (پریسیڈنٹ جلسہ)۔ آنریبل مسٹر ہیرلڈس مشیر قانونی گورنر جنرل ایگزیکٹیو کونسل۔ مسٹر لی میترانڈ سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ۔ ڈاکٹر گلبرٹ واکر ڈائرکٹر جنرل آف آبزرویٹری۔ میجر ہیڈ سول سرجن۔ مسٹر لیسے ایم کر منیجر الائنس بینک۔ لفٹیننٹ [illegible]۔ مسٹر السپکرانٹ۔۔

جو صاحبان قلت نوٹس کی وجہ سے شریک جلسہ نہ ہو سکے لیکن انہوں نے ہمدردی کے اظہار کے خطوط ارسال کئے۔ ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی ذیل میں درج ہیں۔

کرنل ڈنلوپ اسمتھ پرائیویٹ سکرٹری حضور وائسرائے۔ آنریبل میجر جنرل ایلیٹ ملٹری سپلائی ممبر کونسل وائسرائے۔ آنریبل سر ایرلے ایڈمسن ہوم ممبر کونسل وائسرائے۔ آنریبل مسٹر بیلے کامرس ممبر کونسل وائسرائے۔ سر فریڈرک اپکاٹ چیئرمین ریلوے بورڈ۔ سر لوئی ڈین سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا فارن ڈیپارٹمنٹ۔ سر ہربرٹ رزلی سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا ہوم ڈیپارٹمنٹ۔ میجر جنرل ایلیس سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا محکمہ افواج۔ سرجن جنرل [illegible] ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس۔ انسپکٹر جنرل [illegible]۔ میجر جنرل [illegible] ڈائرکٹر جنرل آف آرڈیننس۔ مسٹر [illegible] ڈسٹرکٹ جج شملہ۔ مسٹر [illegible] نامہ نگار پاینیر۔ میجر کیمبل انڈر سکرٹری کامرس۔ مسٹر ڈیلاس۔ آنریبل خلیفہ سید محمد حسین (پٹیالہ)۔ مسٹر [illegible] ممبر آف ملٹری اکونٹس۔

لاہور کے مسلمانوں نے بھی اسی تاریخ کو محمڈن ہال میں زیر صدارت میاں شاہدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایک جلسہ کیا اور تعزیتی ریزولیوشن پاس کئے۔ میاں محمد شفیع صاحب کے صاحبزادے نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کا خط پڑھ کر حاضرین کو سنایا جس میں علاوہ جلسہ کی اجازت دینے کے نواب صاحب مرحوم کی وفات پر افسوس بھی ظاہر کیا گیا تھا۔

دیگر مقامات سے جو ہمارے پاس جلسہائے تعزیت کی اطلاعیں آئی ہیں۔ ان میں سے خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر جلسے انجمن اسلامیہ لودھیانہ۔ مسلمانان گجرات پنجاب۔ مسلمانان کیمبلپور۔ مسلمانان ضلع جہلم۔ مسلمانان پشاور۔ احمدآباد ہیں۔

سلسلہ جلسہائے ابھی تک منقطع نہیں ہوا۔ اور ہر جگہ سے جلسہائے تعزیت کی ہمیں اطلاعیں آ رہی ہیں جن کے شائع کرنے کے لئے ہمارے پاس اخبار میں کافی جگہ ہی نہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نواب صاحب کے انتقال سے مسلمانوں کو کس قدر صدمہ پہنچا ہے۔

قابل شرم غلط بیانیاں

مسلمانان ہندوستان کے معاملات کے متعلق ٹریبیون کے کالموں میں جو آج کل غلط بیانیاں ہو رہی ہیں ان کا ہم کئی مرتبہ افسوس کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں۔ مگر نواب محسن الملک مرحوم کی نسبت جو لغو بیانات حال میں اس اخبار میں دیکھنے میں آئے ہیں، وہ نہ صرف اخبار مذکور کے لئے قابل شرم ہیں۔ بلکہ ان سے ٹریبیون کے ذریعہ معلومات پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ معاصر مذکور کا نامہ نگار شملہ سے نواب صاحب مرحوم کے انتقال کی اطلاع دیتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ مرحوم علی گڈھ کالج کے جائنٹ سکرٹری ہونے میں سرسید کے جانشین تھے۔ ہمعصر کے اس لائق نامہ نگار کی معلومات کے مطابق سرسید علیگڈھ کالج کے جائنٹ سکرٹری تھے۔ اور نواب صاحب نے سرسید سے جائنٹ سکرٹری شپ کا چارج لیا تھا۔ حالانکہ صحیح واقعات یہ ہیں۔ کہ سرسید کالج کے آنریری سکرٹری تھے نہ کہ جائنٹ سکرٹری۔ اور سرسید کے بعد آنریری سکرٹری شپ مسٹر سید محمود کو عطا ہوئی تھی نہ کہ نواب صاحب کو۔ مسٹر محمود کے کچھ عرصہ تک آنریری سکرٹری رہنے کے بعد انہیں ٹرسٹیوں کا پریسیڈنٹ بنا دیا گیا۔ اور نواب صاحب نے ان سے یعنی مسٹر محمود سے آنریری سکرٹری شپ کا چارج لیا نہ کہ سرسید سے جائنٹ سکرٹری شپ کا جیسا کہ ٹریبیون کے نامہ نگار کا خیال ہے۔ دوسری غلط بیانی نامہ نگار مذکور نے یہ کی کہ "نواب صاحب کو درجہ اول کا تمغہ قیصر ہند لارڈ کرزن نے مرحمت فرمایا تھا" حالانکہ یہ اعزاز مرحوم کو لارڈ منٹو سے عطا ہوا۔ جب ایک اخباری نامہ نگار کی معلومات کا یہ حال ہو تو اس معلومات کی بنا پر جو نتیجے نکالے جائیں وہ کہاں تک قابل وقعت ہو سکتے ہیں۔ وہی نامہ نگار نواب صاحب مرحوم پر یہ اتہام بھی لگاتا ہے۔ کہ آخر عمر میں مرحوم کو ہندوؤں سے تعصب پیدا ہو گیا تھا۔ نہ معلوم وہ کونسے فرضی واقعات ہیں جن سے نامہ نگار نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کیا وہ مرحوم کی اس اسپیچ کو جو لکھنؤ میں آنریبل مسٹر گوکھلے کی آمد پر کی تھی بھول گیا ہے؟ کیا اسکو اتنا بھی علم نہیں کہ بعض بڑے بڑے نامور آدمی ہندوؤں کو مرحوم کے مخلص دوست ہونے کا شرف حاصل تھا؟ کیا اس نے مرحوم کی ان تحریروں اور تقریروں کا ذکر تک نہیں سنا جس میں مرحوم نے ہندو مسلمانوں کے اتفاق پر زور دیا تھا؟ افسوس ہے کہ نامہ نگار مذکور نے نواب صاحب مرحوم پر یہ صریح بہتان لگا کر اپنی شرمناک لاعلمی کا ثبوت دینے کے علاوہ اپنے دلی تعصب اور نہایت درجہ قابل ملامت تنگ دلی کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ جس اخبار کا دارومدار ایسے نامہ نگاروں کی بھیجی ہوئی خبروں پر ہو اسکی جو وقعت پبلک کی نگاہ میں ہو سکتی ہے محتاج بیان نہیں۔

ایک جدید اسلامی تعلیمگاہ کی تجویز

نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی کی روانگی لنڈن کے موقع پر انجمن اسلامیہ بمبئی کی طرف سے جو شاندار جلسہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء کی شب کو کیا گیا تھا اس میں سر کریم بھائی ابراہیم پریسیڈنٹ انجمن کی عدم موجودگی میں ان کے صاحبزادہ مسٹر محمد بھائی کریم بھائی نے ایک تقریر فرمائی جس میں اس عظیم الشان تعلیمگاہ کا ذکر کیا جو ان کے فرزند [illegible] سیٹھ فضل بھائی صاحب کی تجویز کے مطابق [illegible] جاری ہونے کو ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس تعلیمگاہ میں علاوہ لٹریچر کی تعلیم کے تجارت اور سائنس کی تعلیم بھی دی جائیگی اور طلباء میں ڈسپلن قائم رکھنے اور ان کے کیریکٹر کو اعلےٰ بنانے اور مذہب اسلام سے ان کے نرم دلوں کو منور کرنے کی خاص طور پر

کو منتقل کی جائینگی نیز بہا طلبا کو تکمیل تعلیم کی غرض سے اسکالرشپ دیکر یورپ اور امریکہ بھیجا جائیگا۔ اس تعلیم گاہ کے لئے مسٹر محمد بہائی کریم بہائی نے ایک لاکھ روپیہ مرحمت فرمایا ہے اور ان کی دختر نیک اختر خانم بائی نے دو لاکھ۔ مسٹر انجبرلی صاحب چیف سکرٹری اور ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم احاطہ بمبئی مجوزہ اسکیم پر غور فرما رہے ہیں۔ اور انہوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمدردی کے ساتھ اسپر غور کرینگے۔

ہم ٹیلیگراف انڈیا میں بھی مسٹر فضل بہائی کریم بہائی ابراہیم کے نام سے ایک مراسلت شایع ہوئی ہے جس میں بمبئی کے دولتمند مسلمانوں کو مجوزہ اسکیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ان سے امداد کی استدعا کی گئی ہے۔ انجمن اسلام بمبئی کے متذکرہ بالا جلسہ میں نواب عماد الملک بہادر نے اپنی تقریر میں مجوزہ اسکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ بہی خواہان ملک علی گڈھ کالج کی طرف جھک پڑیں۔ اور اسکی تکمیل کردیں تاکہ مسلمانوں کی کم از کم ایک تعلیمگاہ تو ایسی ہو جسکے مکمل ہونے پر وہ فخر کرسکیں"۔ مگر ساتھ ہی اسکے نواب صاحب نے مقامی ضروریات کی طرف متوجہ ہونے کی اہمیت کو بھی قبول کیا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہندوستان ایک نہایت وسیع ملک ایک اعتبار سے متعدد ممالک کا مجموعہ ہے۔ اور اسکے لئے صرف ایک علیگڈھ کالج کافی نہیں ہوسکتا ضرورت ہے کہ علی گڈھ کالج کی طرح درسگاہیں کم از کم ہر صوبہ میں ہوں اور مختلف فنون کی تحصیل کے لئے مختلف مدارس ہوں۔ مگر جب قوم سے ایک کالج کی تکمیل ہی نہیں ہوسکتی تو اس سے کیا یہ توقع ہوسکتی ہے۔ کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ کالجوں کی طرف توجہ کرکے ان کی تکمیل کرسکیگی۔ بلاشبہ بمبئی کے مسلمانوں کو خدا نے دولت اور ہمت دی ہے کیا عجب اگر قومی درد ہو اور وہ قومی ضروریات کو محسوس کرنے لگیں تو ان میں ہر ایک ایک شخص ایسا نکل سکتا ہے کہ وہ چاہے تو علی گڈھ کالج جیسے انسٹیٹیوشن کے جملہ مصارف کا بوجھ تنہا اٹھالے بمبئی کے متمول مسلمانوں کے نزدیک ہندوستان کے ہر صوبہ میں ایک ایک مدرسۃ العلوم قایم کردینا کوئی بڑی بات نہیں۔ ایسی صورت میں علی گڈھ کالج کا ادہورا پڑا رہنا سارے مسلمانان ہندوستان کے لئے بالعموم اور مسلمانان بمبئی کے لئے بالخصوص باعث شرم ہے۔ جب قومی معاملات میں بمبئی کے مسلمانوں کو ایسی بے اعتنائی ہے۔ اور جب ایک موجودہ درسگاہ کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں کرتے تو ان سے کیسے امید ہوسکتی ہے کہ وہ اسکا مذہبی اسکیم کی وقعت کرکے ایک نئی درسگاہ کو عدم سے وجود میں لانے کی ہمت کرکے کام میں مدد دینگے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ پونہ میں مسلمانوں کی تعلیمگاہ نہ بنیاد ڈالیں مگر علیگڈھ کالج کو بھی مکمل کردو اور متعدد غیر مکمل کالجوں کے وجود سے اپنی قومی جمعیت پر بدنما داغ نہ لگاؤ۔ بمبئی میں جب سر کریم بہائی۔ اور سر آدم جی پیر بہائی جیسے دریا دل اور قومی جوش والے مسلمان پیدا ہوگئے ہیں۔ تو ہمیں امید ہوتی ہے کہ ان کی نیک مثال سے وہاں کے دیگر مسلمان بھی فایدہ اٹھائینگے اور ان لوگوں پر قومی معاملات میں دلچسپی لینے کا جو الزام عرصہ سے لگایا جاتا ہے عنقریب دور ہوجائیگا۔ قومی احساس کے پیدا ہونے سے ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ اپنی مقامی ضروریات پر توجہ کرنے کے ساتھ ہی وہ علی گڈھ کی حمایت کی ضرورت بھی محسوس کرنے لگینگے جو کہ اپنی طرز کا مسلمانوں کا ایک ہی آل انڈیا تعلیمی انسٹیٹیوشن ہے۔

علیگڈھ کالج کا آیندہ سکرٹری کون ہو؟

اب وہ وقت آگیا ہے کہ علی گڈھ کالج کے آیندہ سکرٹری کا انتخاب جس قدر جلد ممکن ہو عمل میں لایا جائے موجودہ حالت میں کالج کا دیر تک بغیر ایک مستقل سکرٹری کے رہنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں۔ کئی معاملات ایسے ہیں جو آج کل ایک مستقل سکرٹری کی توجہ کے محتاج ہو رہے ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ۱۵ دسمبر کو علی گڈھ میں ٹرسٹیوں کا ایک جلسہ انتخاب سکرٹری کی غرض سے منعقد ہوگا۔ اور ہمیں قوی امید ہے کہ اقتضائے وقت سے متاثر ہوکر ٹرسٹیان قوم اس معاملہ کے تصفیہ میں کسی قسم کے اختلاف کو درمیان نہ آنے دیں گے۔ انتخاب مذکور میں حصہ لینے والوں کو اگر قومی بہبودی مقصود ہے۔ (جیسا کہ انہیں دعوے ہے) نہ کہ جاہ طلبی تو اس امر پر زور دینے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ انہیں ایک ایسا سکرٹری منتخب کرنا چاہیے جو محض نمایشی شخص نہو۔ بلکہ کام چلانے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اور خلوص۔ نیک نیتی۔ تدین۔ دور اندیشی۔ تجربہ کاری۔ ہمت۔ مستعدی اور استقلال کے اوصاف کا بدرجہ اکمل متصف ہو ہم نے نواب محسن الملک مرحوم کی زندگی کے آخری حصہ میں جو ان کی پیرانہ سالی اور علالت طبع پر نظر ڈال کر ان کی جانشینی کے مسئلہ پر جو اپنے کالموں میں بحث کی تھی ہم اس میں واضح طور پر بیان کردیا تھا کہ جہاں تک ہماری نگاہ دوڑتی ہے اور ہماری عقل کام کرتی ہے نواب محسن الملک کے بعد ہمیں کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب سے زیادہ نواب صاحب مرحوم کی جانشینی کا مستحق اور سکرٹری شپ کے بار عظیم اٹھانے کے قابل ہو۔ نواب صاحب مرحوم کی زندگی ہی میں ہم کامل غور و خوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ہمیں اپنے اس خیال پر اور بھی زیادہ مستحکم ہونے کا موقع ملا ہے۔ اور جہانتک ہمیں معلوم ہوا ہے۔ سارا پنجاب اس خیال میں ہمارے ساتھ متفق ہے ہمیں امید ہے کہ صوبجات متحدہ اور دیگر مقامات میں بھی ہمارے اس خیال کی تائید کی جائیگی۔ تمام اہل الرائے صاحب اس انتخاب کو پسند کریں گے۔ اور بغیر کسی خلاف کے نواب مشتاق حسین صاحب کو کالج کا سکرٹری مقرر کیا جائیگا۔ ہم اس مسئلہ پر انشاء اللہ آیندہ زیادہ تفصیل سے لکھینگے۔

مسٹر والٹر لارنس انڈیا کونسل میں

کسی گذشتہ اشاعت میں ناظرین نے اس خبر کو مسرت سے پڑھا ہوگا کہ سر والٹر لارنس انڈیا کونسل کے ممبر بنائے گئے ہیں۔ یہ وہی لارنس صاحب ہیں جن کے اخلاق اور جنکی لیاقت کے اس ملک کے اکثر حضرات ذاتی واقفیت رکھتے ہوں گے۔ یہ عرصہ تک پنجاب میں مختلف حیثیتوں سے رہ چکے ہیں۔ افغانستان میں پولیٹیکل کمشنر مقرر ہوکر جاچکے ہیں۔ راجپوتانہ میں پولیٹیکل ایجنٹ رہ چکے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا کی باوقات مختلف انڈر سکرٹری اور موخر الذکر کے قایم مقام سکرٹری تک بن چکے ہیں۔ ریاست کشمیر میں ان کا کام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ وہاں بطور کمشنر بندوبست کے یہ گئے۔ اور وہاں کے قدیم طریقہ انتظام میں وہ وہ اصلاحیں کیں کہ اس ریاست کے زمیندار ان کا نام اب تک نہایت احسانمندی کے ساتھ لیتے ہیں۔ کشمیر کے حالات پر یہ ایک کتاب بھی لکھ چکے ہیں جو بہت مقبولیت حاصل کرچکی ہے۔ لارڈ کرزن کی نکتہ شناس نگاہ سے انکی قابلیت پوشیدہ نہ رہ سکی چنانچہ لارڈ موصوف نے اپنی وایسرائیلٹی کے زمانہ میں انہیں اپنا پرائیویٹ سکرٹری مقرر کیا۔ پرنس اور پرنسس آف ویلز کے دورہ ہند میں سر والٹر لارنس۔ پرنس آف ویلز کے چیف آف دی اسٹاف بن کر ہندوستان تشریف لائے تھے اور اپنی وسیع معلومات اور خداداد قابلیت کی وجہ سے حضور ولیعہد بہادر کے سفر کو بخیر و خوبی انجام پر پہنچانے میں پوری طرح کامیاب ہوئے۔ مسٹر مارلے جس قابلیت کا اظہار اپنی کونسل کے لائق ممبروں کے انتخاب میں کر رہے ہیں...

مراسلات

قرآن مجید کی حرمت

جہاں اور سینکڑوں بلائیں ہم پر نازل ہیں وہاں ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ ہم اپنے شعائر اسلامی کی عزت کرنا بھول گئے ہیں

گرچہ یاد آیا ہے کہ کام اچھا نہیں۔ مگر چونکہ ہم کو اس سے دینی بھائیوں کے ملنے کی امید ہے اسواسطے ہمارے دل پر بجائے نفع کے زیادہ اثر ہے اور ہم اس عظیم الشان مضرت کو بالکل بھولے ہوئے ہیں جو اس نفع سے سنگ در یا سنگ تر ہی ہوتی ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا کہ لکھنؤ میں کسی صاحب نے تجویز پیش کی تھی کہ قرآن مجید سوائے مسلمانوں کے اور کوئی نہ چھاپے مگر اسکی صورت یہ پیش کی گئی تھی کہ گورنمنٹ سے درخواست کرکے غیر اقوام کو قرآن مجید چھاپنے سے بند کیا جائے۔ اسپر ان غریب کی تمام اخباروں میں لے دے ہوئی اور برا بھلا کہا گیا۔

مگر میں جانتا ہوں کہ تجویز کے پورا کرنے کی جو صورت انہوں نے پیش کی تھی وہ واقعی غیر مناسب تھی مگر نفس تجویز درحقیقت غور طلب تھی۔ اور مسلمانان ہند کا فرض تھا کہ وہ غیر اقوام کے ہاں قرآن مجید کی بے حرمتی دیکھکر متاثر ہوتے اور اسکا کافی انتظام کرتے۔ لیکن نہیں اسکو صرف ملامت میں اڑایا گیا۔ پیش کنندہ کو برا بھلا کہا گیا کہ وہ کیوں ہر بات میں گورنمنٹ کی مدد کے طالب ہوتے ہیں؟ اے جناب اچھے نہیں ہوتے۔ مگر کیا واقعات نے آپکے دل میں کوئی احساس پیدا نہیں کیا۔ کیا آپ کو شرم نہ آئی کہ قرآن مجید کے گٹھے کے گٹھے بعض ہندو مطابع میں پڑے ہوتے ہیں۔ اور اسپر گل بکاولی کے قصوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کی خوشامد نہ کیجیے لیکن اسکا تو خدا کے واسطے انتظام کیجیے کہ آپ غیر اقوام کے مطابع کا چھپا ہوا قرآن مجید ہرگز نہ لیجیے۔ عجیب بات ہے کہ مرض کی شکایت بھی کی جاتی ہے۔ آہ و واویلا بھی ہوتی ہے لیکن جب مرض کا نسخہ بتلایا جاتا ہے تو اسکو پھاڑ کر پھینکدیا جاتا ہے۔

خیر یہ تو ہندو مطابع کے واسطے اسقدر شور و غل تھا۔ مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ مسلمان خود اپنے گریبان میں منہہ ڈالکر دیکھیں۔ کہ وہ اس معاملہ میں کیا کر رہے ہیں۔ سینکڑوں اخباروں رسالوں میں جنتریوں میں مطابع کی فہرست میں قرآن مجید کے نمونہ کے اوراق ہوتے ہیں جو خریدار پیدا کرنے کے واسطے ان میں ملفوف کرکے روانہ کئے جاتے ہیں۔ مگر معاذ اللہ جس قدر ان کی بے حرمتی ہوتی ہے وہ دیکھنے والے کا دل خوب جانتا ہے۔ ردی کی ٹوکری میں پھینکے جاتے ہیں۔ بازار میں مرچ مصالحہ کی پڑیاں ان سے بندھتی ہیں۔ دفتروں میں پھینکے پھینکے پھرتے ہیں۔ ہاں البتہ بہت سے خدا کے نیک بندے ایسے موجود ہیں جنہوں نے اخبارات میں جہاں کوئی ایسا نمونہ دیکھا اور اٹھا کر نہایت احتیاط سے رکھ لیا۔

پس سب سے پہلے تو مسلمانوں کو یہ بدرسم موقوف کرنی چاہیئے۔ اور اگر نمونہ روانہ کرنا نہایت ہی ضروری ہے تو علیحدہ بذریعہ ڈاک روانہ کرنا چاہیئے۔ آج کل دہلی میں میں تین چار دفعہ یہ دیکھ چکا ہوں کہ بخاری شریف کے اوراق میں سودا بندھ کر آتا ہے۔ چنانچہ ایک حمال نے اسکو گوارا نہ کیا۔ اور آخر بنیہ کے پاس جس قدر اوراق تھے سب خرید لئے۔

اسکی شکایت نہ صرف مجھکو ہے۔ بلکہ میرے بہت سے دوستوں نے یہ بات مجھسے بیان کی کہ انکے گھر میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور انہوں نے بھی یہی انتظام کیا۔

خدا کے لئے مسلمان جاگیں اور اگر انہوں نے (خدانخواستہ) اپنی مبارک اور پاک کتابوں کی اصلی عزت (یعنی ان پر عمل کرنا) چھوڑدی ہے تو اس عزت کو تو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ممکن ہے کہ وہ اسی عزت کے طفیل اصلی عزت کا احساس بھی پیدا کریں اور پھر دین و دنیا دونوں میں نیکنام ہوں۔

راقم ـ حکیم مقصود علی خاں رشیدی ـ دہلی ـ گلی قاسم جان

نواب محسن الملک کی حیثیت

افسوس کہ نواب محسن الملک نے وفات پائی۔ دستور کے موافق اب لوگوں میں ان کی خدمات کی یاد پیدا ہوگی۔ موافق یا مخالف ہر شخص مجبور ہوگا کہ مرحوم کے اوصاف نیک سے ہر چیز رنگ کے رنجیدہ اور غمگین ہو۔ بعض مسلمانوں کو نواب صاحب سے بعض امور میں اتفاق نہ تھا۔ اور بعض خواہ مخواہ ان کی ان باتوں پر اعتراض کرتے تھے جنکی حقیقت ان کے عقول و اذہان تک نہ پہنچ سکی تھی۔ مگر نواب صاحب کی موت کے بعد سب اعتراضات دب جائینگے۔ اور معترض بھی دل سے اعتراف کرنے لگیں گے کہ ہم سے ایک لایق آدمی چھن گیا۔ گو اس میں بعض کمزوریاں بھی تھیں۔

نواب صاحب کی نسبت جو شکایت عام طور پر بیان کی جاتی ہے وہ ان کی زمانہ سازی یا ہر دلعزیز بننے کی کوشش تھی۔ جو ہر انسان ایک نیر الاخیال رکھتا ہے۔ یا ممکن ہے کہ سب کے خیالات کی موافقت میں زندگی بسر ہو سکے۔ مگر نواب محسن الملک فی الحقیقت سب کو خوش رکھنا چاہتے تھے اور حق یہ ہے کہ ایک خاص حد تک ان کو کامیابی بھی ہوتی تھی۔ گو وہ کامیابی دیرپا نہ ہو۔ اسی زمانہ سازی کی ایک نتائج کو خلاقی جرأت کی کمی سمجھا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ نواب صاحب میں یہ کمی نمایاں طور پر تھی۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ جن باتوں کو کمزوری اور سودا کہا جاتا ہے محسن الملک نے اس خوبصورتی سے ان کو استعمال کیا کہ اعلے درجہ کی طاقت کی صورت بنا دی۔

ہندوستانی مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں انگریزی تعلیم کا چرچا یا اسکی ضرورت کی حس پیدا کرنی ناممکن تھی جب تک کہ کسی نہ کسی طریق سے ان کو اپنی طرف جذب نہ کیا جاتا۔ اور یہ کام نواب صاحب نے خوب کر دکھایا۔ اگر ان میں خلاقی جرأت کی زیادتی ہوتی۔ تو وہ بیشک ایک مضبوط دلیر جماعت قایم کر سکتے تھے۔ مگر بہت تھوڑی تعداد میں یہ عالمگیر تحریک محال رہجاتی۔ اور جو سرسید کا مقصد تھا یا جو مسلمانوں کی ضرورت تھی ایسی عمدگی سے نتیجہ خیز نہو سکتی۔ بعض موقعوں پر حاکم و محکوم کے تعلقات اور مسلمانوں کی پولیٹیکل پوزیشن کا خیال کرکے انہوں نے نہایت پست ہمتی یا علیحدگی کا پہلو اختیار کیا۔ اور مسلم و غیر مسلم لوگوں کے طعنے سہے۔ لیکن ان کی ذات نے اپنے اور غیر اپنے گوارا کی اور مسلمانوں کو ایک گہرے خطرہ سے بچا لیا۔ اسوقت وہ خلاقی دلیری کو کام میں لاتے تو بیس پچیس برس سے لاکھ درجہ بڑھکر کام کرسکتے تھے۔ اور ہندو بعض کہیں زیادہ مسلمانوں میں اچھی اسپرٹ پیدا ہو سکتا تھا پر نتیجہ یہی ہوتا جو آج کل بنگال کی قوم کے سامنے ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس سے سو درجہ زیادہ ہوتا۔ اور انگریز ۱۸۵۷ء کو بھول جاتے۔ یہ محسن الملک کی کمزوری تھی جسنے ہماری پولیٹیکل پوزیشن کو کمزور کر دیا اور آگے نہ بڑھنے دیا۔

زمانہ سازی کہا جائے یا واقعی ہمارے ساتھ نواب صاحب جس قسم کا برتاوہ کرتے تھے اسکا کہنا اسوقت ناموزوں ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ اس سے بعض لوگوں کی غلط فہمیاں بھی رفع ہو جائیں۔

یوں تو ہمیشہ ان کی خواہش رہتی تھی کہ صوفیہ مشائخ کو کانفرنس اور کالج سے دلچسپی پیدا ہو چنانچہ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواری جیسے مشہور صوفی بزرگ کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اسکے بعد بھی کوشش کرتے رہے کہ اور بزرگوں کو توجہ ہو چنانچہ امیر کابل کی آمد کے زمانہ میں انہوں نے ہم کو متواتر خطوط لکھے۔ اور علما و مشائخ کو ہمارے ذریعہ سے دعوت دی یا تقاضے کرتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو علما و مشائخ کو اس موقع پر کالج دکھلا دیں۔ چنانچہ ہم نے کوشش کی اور بعض حضرات تشریف لے گئے وہ ایک بہت بڑے مجمع کا زمانہ تھا۔ مشائخ اور علماء کی شان کے موافق انتظام مشکل تھا۔ اسلئے بعض بزرگوں کو کچھ

شکایت پیدا ہوئی ہم نواب صاحب نے یہاں حاضری اور زیارت سے معافی مانگی کہ عجائب حیران ہو گئے اور سب کو اپنے شکوے رد کر دینے پڑے۔ وہ کہتے تھے کہ ایسا انکسار سوائے ایک تارک الدنیا درویش کے دوسرا نہیں کر سکتا۔

ایسا ہی ایک مرتبہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں عرسوں کے خلاف کچھ شایع ہوا تھا اس کے بعد لکھنؤ کانفرنس کے موقع پر ہم سے نواب صاحب کی ملاقات ہوئی اسوقت بہت سے مجمع میں (شاید ایڈیٹر صاحب وکیل بھی تھے) انہوں نے معذرت چاہی اور افسوس کیا کہ ان کے سفر انگلستان کے زمانہ میں نایب ایڈیٹر کے قلم سے ایسا لکھا گیا ورنہ ان کو عرسوں کی مخالفت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

بمبئی میں ہم تین ماہ سے مقیم ہیں اور ہوئے شاید اس آخری صحبت کے لئے یہاں آنا ہوا تھا اکثر نواب صاحب کے پاس جانا ہوتا تھا۔ اور گھنٹوں باتیں ہوتی تھیں۔ اور یہ باتیں دنیاوی نہیں ہوتی تھیں۔ حامک صفینہ خواجگان کا ذکر زیادہ ہوتا تھا۔ اور نواب صاحب چشتیوں سے خاص محبت ظاہر کرتے تھے۔ اس سے پہلے خطوط میں بھی حضرت محبوب الٰہی اور حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری کی نسبت عقیدت آمیز جملے لکھا کرتے تھے۔ اور ان صحبتوں میں تو اپنی زندگی کی صفائی تھی۔ ایک دفعہ ہم کو لے کر وہاں کمبلہ ہل پر گئے جو بمبئی کا مشہور سبز پہاڑ ہے۔ آخری بلندی پر ایک چہار دیواری اور چھوٹا سا چبوترہ ہے۔ وہاں جا کر نواب صاحب نے ہمارے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی۔ اسکے بعد اشغال و اذکار کا ذکر آیا۔ تو پاس انفاس و سلطان اذکار کا اصطلاح ذکر کیا گویا خود اسکے عامل ہیں۔ وہ ایک باتیں بخلاف جاہل عارفانہ ہے ہم سے بھی دریافت کیں۔ سامنے سمندر کا نظارہ اور پہاڑ کی سبز پوشی اور تمام شہر بمبئی کا منظر دیکھکر وحدت وجود کا مسئلہ کو چھیڑا اور خاصا بیان کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ان کی زبان سے یہ نعرے سنے گئے۔ واپسی میں تمام راستہ بزرگان چشت کی مدح سرائی میں کٹا۔ اسکے بعد نہایت شوق ظاہر کر کے ہم سے حضرت محبوب الٰہی کے روضہ پاک کا نقشہ لیا اور اپنی خوابگاہ کے کمرہ میں سرہانے نظر کے سامنے لگایا چنانچہ شملہ جانے کے وقت تک لگا ہوا تھا۔ اب خبر نہیں کہاں ہوگا۔

ان سب باتوں سے محسن الملک کو چشتی کا لقب دیا جائے تو زیبا ہے۔ اگرچہ مخالف لوگ ان امور کو دخل زمانہ سازی خیال کرینگے۔ آخری دن جبکہ وہ شملہ جا رہے تھے ہم اور جناب سید محفوظ علی صاحب ملنے گئے۔ ہوٹل کی ڈیوڑھی میں کوچ پر بیٹھے تھے۔ اور کچھ اداس سے تھے۔ بات چیت کی اور جب ہم رخصت ہوئے تو سید صاحب نے دریافت کیا گاڑی کس وقت جائیگی۔ ہم ایسا ضرور ہونا چاہتے ہیں۔ کہنے لگے کیا ضرورت ہے۔ یہ سفر صرف چند روزہ ہے۔ کوئی ایسا آخری سفر نہیں ہے کہ آپ تکلیف اٹھائیں مگر یہ خبر نہیں تھی کہ نواب صاحب واقعی ایک بڑے سا دور آخری سفر کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ اور یہ آخری مصافحہ ہو رہا ہے۔ راقم حسن نظامی دہلوی از بمبئی ؏

تاریخ چترال

اس میں چترال خاص اور اسکے ملحق حدود سرحدی علاقہ کے جغرافیکل اور چار سو سال کے تاریخی حالات مفصل اور بالوضاحت بیان کئے گئے ہیں۔ وجہ تسمیہ۔ حدود اربعہ طول و عرض مقبوضہ حالات۔ زبان۔ پیداوار۔ آبادی۔ معدنیات۔ تجارت۔ مذہب فرقے۔ باشندے ملک کی رسوم باشندوں کی عادات۔ تعلیم طرز حکومت۔ اہل ملک۔ سلسلہ نسب شاہان چترال اور ان کے مفصل حالات مہتران۔ الملک جنرل لاکہارٹ کرنل ڈیورنڈ۔ نیدرس شیر افضل قتل افضل الملک۔ شیر افضل و نظام الملک کی سوانح عمری۔ سفارت جارج رابرٹسن قتل نظام الملک سوانح عمری امرا قلعہ دروش پر حملہ کیفیت جنگ چترال۔ امیر الملک کی معزولی شیر افضل کا چترال پر حملہ محاصرہ قلعہ چترال جس میں راقم خود موجود محصور تھا۔ جنگ ملاکنڈ پنجکوڑہ تسخیر سوات دیر وغیرہ وغیرہ حالات معہ دو نقشہ اور تصاویر خوشنما قسم اول ۱۲ قسم دوم ۸ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر ؏

منقولات

ابتدائی تعلیم

مرقومہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد

تمہید :- لوگوں کو بچوں کی تعلیم اور تربیت کا خیال ہو چلا ہے۔ بہت سے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو قدیم طریقہ تعلیم کو جس میں بچے کی عمر کا بہت سا حصہ مفت جاتا رہتا ہے۔ پسند نہیں کرتے۔ اور جدید طریقہ پر تربیت دینا چاہتے ہیں بہت لوگ ایسے موجود ہیں۔ اور ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے جو سمجھتے ہیں کہ آج کل علوم اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ اور طالب علموں کو اس قدر مختلف چیزیں پڑھنا پڑتی ہیں کہ تاوقتیکہ ہر ایک منٹ اور ہر ایک سیکنڈ کو استعمال نہ کیا جاوے ہم اور قوموں کے ترقی کی دوڑ میں اور زیادہ پیچھے رہ جاینگے آٹھ سو برس پیشتر ممکن تھا کہ ایک شخص ساتوں علوم سے واقفیت حاصل کرے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ایک شائستہ آدمی کے لئے ساتوں علموں کا سیکھنا تربیت کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آج علوم کی تعداد اور ان کی مقدار اتنی بڑھ گئی۔ کہ ایک طبیب جسم کی صرف ایک حصہ کی بیماری کا علاج کرسکتا ہے۔ اسوقت دنیا میں چار شخص ایسے نہیں نکلینگے جو یہ دعویٰ کر سکیں۔ کہ ہم ریاضی کی تمام شاخوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔

بہت سی چیزوں کو کم وقت میں اس طرح پڑھانا کہ بچے کی تندرستی قائم رہے اور اسکے دماغ میں کسی قسم کا خلل پیدا نہ ہو۔ ایک آسان مسئلہ نہیں ہے۔ اور اس زمانہ میں اس قسم کی تعلیم دینا خود ایک علم بن گیا ہے۔

لوگ یقین کرنے لگے ہیں کہ تعلیم دینے کے لئے اس علم سے واقفیت اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ جسمانی امراض کے لئے فن طب۔ خاص بیماری پر ہر شخص کو طبیب کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن روزانہ صحت کو قائم رکھنے کے لئے ہر ایک شخص کو کسی حصہ طب سے واقفیت رکھنے کی ضرورت ہے خواہ یہ واقفیت کتب بینی سے حاصل ہو یا تجربہ سے۔

اسی طرح ہر ایک شخص کا جو والدین کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ یا جو بچوں کی تربیت کا ذمہ دار ہے یہ فرض ہے کہ وہ تعلیم اور تربیت کے اصولوں سے کچھ واقفیت رکھتا ہو۔ والدین سے یہ ہم توقع نہیں کرتے کہ وہ مختلف زبانوں مختلف سائنس اور مختلف فنون مثل ڈاکٹری انجینیرنگ سے واقفیت رکھتے ہوں مگر ان سے یہ امید ہے کہ وہ یہ سمجھ لیں کہ ایک خاص چیز کی تعلیم کے لئے کس قسم کی تربیت کی ضرورت ہے جس سے ان کو یہ اندازہ ہو سکے کہ ان کے بچوں میں کس فن کے سیکھنے کی قابلیت موجود ہے تاکہ وہ انہیں ایسی تعلیم دلائیں جس سے ان کو کسی قسم کی مناسبت نہ ہو۔ کالجوں کی تعلیم کو چھوڑ دیئے۔ اسکول کی ہی تعلیم میں بہت سے مضامین اختیاری موجود ہیں۔ اور میرے پاس کافی دلیل اس بات کے رکھنے کی ہے۔ کہ ایک یا دو ہی سال میں ان کی تعداد اور زیادہ بڑھ جائیگی اور والدین کو لڑکے کی گیارہ برس کی عمر میں اس بات کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ کہ وہ علوم اور زبانوں میں سے کونسی چیزیں لڑکے کی طبیعت کے مناسب اور اسکی آیندہ زندگی کے لئے مفید ہیں۔

اس زمانہ میں اصلاح اور اتفاق پھیلانے والے مذہبی مباحثوں میں بہت دلچسپی ظاہر کیا کرتے غیر اعتقاد والوں کو اخبار کے کالموں میں اور تہذیب سے گری ہوئی گالیاں دینا ایک عمدہ کام سمجھا جاتا ہے۔ پولیٹیکل حقوق کی حفاظت اور تعلیم نسواں کی اشاعت کا بھی اکثر لوگوں نے بیڑہ اٹھایا ہے فضول رسم و رواج کی بیخ کنی کرنے کے لئے بھی رسالے شایع ہوتے ہیں بلکہ بہت بڑی بڑی بحثوں کے چھپنے کے لائق اخبار کے لکھنے سے ہو گئی۔ مگر بچوں کی تعلیم اور تربیت کے متعلق نہ کوئی رسالہ ہے نہ اب تک میرے علم میں کوئی کتاب اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ یورپ میں

اس کے متعلق جو کچھ لٹریچر موجود ہے اُسکا شمار ہونا مشکل ہے۔ ہر ایک ملک میں بیسیوں رسالے نکلتے ہیں۔ اُن کا شمار مجھکو معلوم نہیں۔ صرف ایک کتب خانہ میں جو کہ ایک تعلیمی میوزیم کے ملحق تہا ایسے امور کے متعلق ہفتہ وار رسالوں کی تعداد میں نے ایک سو تیرہ گنی تہی۔ اگر کوئی شخص صرف انگلستان اور امریکہ کے چند رسالوں کے مضامین کا ترجمہ ہی کر کے کوئی رسالہ یا اخبار نکالے اور اپنے مضامین اُس میں بالکل نہ لکہے تب بہی وہ ایک نہایت عمدہ حالت میں چل سکتا ہے اور نیز ملک کیلئے نہایت مفید اور کارآمد ہوگا۔

آیندہ کسی وقت بالتفصیل بچوں کی تعلیم و تربیت پر کتاب لکہنے کا ہے۔ چونکہ اسکی ضرورت اسی وقت محسوس ہو رہی ہے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ بطور تمہید چند کتابوں کا ترجمہ اردو زبان میں ہو جائے۔ انگریزی زبان میں تربیت کے متعلق بہت سا لٹریچر موجود ہے۔ مگر میں اسوقت ایک جرمن کتاب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اوّل یہ کہ اس فن کے متعلق جس قدر کتابیں میری نظر سے گذری ہیں اُن میں یہ سب سے زیادہ اچھی ہے۔

دوئم جرمن زبان سے ترجمہ بمقابلہ انگریزی زبان کے زیادہ مشکل ہے اور اس کے ترجمہ کرنے والے بہت کم موجود ہیں۔

میں اس موقع پر مختلف زبانوں کے لٹریچر کی جو اس فن پر لکہی گئی ہیں فہرست دینا نہیں چاہتا بلکہ صرف جرمن زبان کی کتاب مصنفہ ماتہیاز کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس کتاب کا نام "ہم اپنے بچوں یا امین کی تربیت کیونکر کرنی چاہیئے؟" ہے۔ اختصار کی وجہ سے میں نے بجائے بچوں یا امین کے صرف امین کا لفظ چہاپ دیا ہے۔ ماتہیاز اس وقت سلطنت جرمنی کی ابتدائی تعلیم کے اعلیٰ افسر ہیں اور انکی اس کتاب کا ترجمہ جاپانی زبان میں بہی ہو چکا ہے۔ مگر انگریزی میں ترجمہ موجود نہیں ہے

میں ان مضامین میں کتاب کا لفظی ترجمہ نہیں کروں گا۔ مگر بابوں کی فہرست وہی رکہوں گا جو کتاب میں کی گئی ہے۔ ہر ایک باب میں اسکا لحاظ رہے گا کہ کوئی خیال چہوٹ نہ جائے جس سے میں متفق نہیں ہوں گا اس سے ہر ایک موقع پر دلایل کے ساتہ اختلاف کروں گا۔ ضرورت کے وقت اپنے خیالات کا بہی اظہار کروں گا۔

فہرست: باب اول۔ امین گود میں تربیت کے ابتدائی مراحل۔
" دوم۔ امین کی نرسری (وہ کمرہ جس میں بچے رہتے اور پرورش پاتے ہیں) ابتدائی کہیل اور کہلونے۔ کنڈر گارٹن۔
" سوم۔ امین کی طبیعت
" چہارم کیا امین فہمی ہے؟ (?)
" پنجم۔ امین کی قوت ارادی اور اس کا کیرکٹر۔
" ششم۔ اطاعت فرمانبرداری۔ منہیات اور خصوصیات۔
" ہفتم۔ امین کو سزا کیونکر دینی چاہیئے؟
" ہشتم۔ تعریف اور انعام۔
" نہم۔ امین جہوٹ بولتا ہے
" دہم۔ امین اور اسکول۔ اسکول کے فواید اور نقایص مدرسہ۔ اور اسی کے سلسلہ میں پرائیویٹ تعلیم پر کچہ بحث۔
" یازدہم۔ اسکول اور گہر کے باہمی تعلقات۔ امین کی ترقی اور اسکے اسکول کی رپورٹیں
" دوازدہم۔ امین کو کیا پڑہنا چاہیئے؟
" سیزدہم۔ امین کو کیونکر تندرست رکہنا چاہیئے؟
" چہاردہم۔ [illegible] کی تربیت کے اصول
باب پانزدہم۔ امین کا بچپن۔
" شانزدہم۔ مشغلے اور مذاق۔
" ہفدہم۔ امین کی شریفانہ طبیعت اُسکے موقع اور محل کو پہچاننا
" ہژدہم۔ شرم و حیا۔
" نوزدہم۔ امین کی مذہب (خدا کی صناعی) پر رغبت۔
" بستم۔ امین کی خوبصورتی اور صنعت کی طرف رغبت
" بست و یکم۔ امین کی خدا ترسی۔
" بست و دوم۔ امین کا آیندہ پیشہ۔
" بست و سوم۔ امین کی قسمت۔

باب اول۔ امین گود میں تربیت کے ابتدائی مراحل

بہت سے والدین کو اب تک اسکا یقین نہیں ہے کہ پہلے سے امین کی تربیت گود میں ہی ہو سکتی ہے اور ہونی چاہیئے۔

ہم اکثر لوگوں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ بچے کی عمر کے پہلے سال میں تربیت کے متعلق گفتگو کرنا فضول ہے۔ اسوقت تو صرف جسمانی تربیت کی ضرورت ہے۔ روحانی تربیت خود بخود ہو جاتی ہے۔ اور بچے کو اوایل عمر میں تعلیم دینے کا قصد کرنا ظلم اور گہمنڈ ہے۔ ایسے والدین کی بدولت اس زمانہ میں تربیت کے غلط اصول پہیل گئے ہیں جنکو فی الحقیقت اصول ہی نہیں کہنا چاہیئے۔ اچہے گہروں میں لڑکے کی جسمانی تربیت خاندانی حکیم کے سپرد کر دی جاتی ہے معمولی گہروں میں والدین خود ہی تا بہ مقدور خبرگیری کرتے ہیں۔ مگر اب تک لوگ یہ نہیں سمجہتے کہ روحانی تربیت کیلئے بہی شروع ہی سے حکیم اور خبرگیر کی ضرورت ہے۔ والدین کی تربیت والدین کو عمدہ نظر آتی ہے مگر جب اسکا نتیجہ صاف صاف نظر آنے لگتا ہے تو اپنا قصور چہپانے کے لئے اُس خراب تربیت کو پیدایشی بتلاتے ہیں۔ اور قسمت پر اس کا الزام رکہتے ہیں۔ ایسی حالتیں عموماً دو صورتوں میں ہوتی ہیں۔ یا تو والدین میں سے ایک تربیت میں کمزور ہوتا ہے اور یا دونوں کمزور طبیعت کے ہوتے ہیں۔

اوّل صورت میں عموماً مائیں رحم دل ہوتی ہیں۔ باپ سختی کے ساتہہ تربیت کرنا چاہتا ہے باپ بچے کو کسی قصور پر ڈانٹتا ہے۔ اور ماں اُسے بے رحمی سے تعبیر کر کے بچے کو بچاتی ہے باپ ایک چیز کو منع کرتا ہے اور ماں اسکو کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ باپ ایک چیز کو برا کہتا ہے۔ ماں اُسے اچہا کہتی ہے۔ ماں اور باپ کی تربیت میں برائی ہمیشہ قایم رہتی ہے اور بیچارے امین کی حالت نہایت قابل افسوس ہو جاتی ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اسکو کیا کرنا چاہیئے اور کن چیزوں سے اُسے پرہیز رکہنا چاہیئے ماں اور باپ دونوں کو اچہی طرح سمجہ لینا چاہیئے کہ امین کو اُسوقت تک کسی قسم کی سزا نہ دیں۔ خواہ وہ سزا زبان سے ہو۔ یا آنکہوں سے تاوقتیکہ بچے میں اچہا اور برا سمجہنے کی تمیز نہ آجا دے۔ تاوقتیکہ اسکو اپنے کرنے کا علم نہو یہ حالت بچے میں چہ مہینے کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ والدین کو بہی سمجہ لینا چاہیئے کہ امین اپنے پہلے سال ہی میں والدین کی تمام کمزوریاں پہچان لیتا ہے اور اُن سے فایدہ اُٹہاتا ہے۔

دوسری صورت وہ ہے جبکہ ماں اور باپ دونوں کمزور اور بے فکر ہوں۔ ایسی حالت میں عموماً لڑکے میں تمام وحشیانہ عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ جنگلی جانوروں کی طرح ادہر ادہر پہرتا رہتا ہے کپڑے ہمیشہ میلے اور پہٹے ہوئے اُسکے جسم پر نظر آتے ہیں۔ گہر میں اور باہر بلا تکلف ہر چیز کو توڑ پہوڑ ڈالتا ہے۔ والدین دیکہتے ہیں۔ مگر سستی کی وجہہ یا کمزوری طبیعت کی وجہہ سے جو کبہی کبہی اُن کے انتہائے محبت کا نتیجہ ہوتی ہے چپ بیٹہے رہتے ہیں۔ یہ والدین تربیت کو بالکل قسمت پر چہوڑ دیتے ہیں۔

والدین کو چاہیئے کہ اوّل [illegible] یوں کہنا چاہیئے کہ بچے کے اوّل سانس لینے کے وقت سے

بچے میں تربیت اور عمدہ عادتیں مثلاً ضبط النفس کی کوشش کریں۔ (تربیت میں نے ایک جرمن کے لفظ کا ترجمہ کیا ہے جس کا مرادف انگریزی میں بھی کوئی لفظ نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کو اپنے موقع اور محل پر کرنا۔ اپنی چیزوں کو اسطرح سنوار کر رکھنا کہ وہ بنشانہ معلوم ہوں اور وقت پر بلا ڈھونڈھے ہوئے نکل آئیں۔ وقت کی پابندی کرنا) تربیت اس طرح ہونی چاہئے کہ حق اور سچائی لڑکے کی دوسری خصلت ہو جاوے اور وہ یہ نہ سمجھے کہ اسکے خلاف بھی کوئی کرسکتا ہے۔ سچا آدمی وہ نہیں ہے کہ جو کوشش کرکے سچ بولے اور اسکو احساس ہو کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ بلکہ سچا وہ ہے جو بلا احساس اور فطرتاً سچ بولے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ جھوٹ بولنا بھی کوئی چیز ہے۔ اسی کا نام دوسری خصلت ہے۔

ہمارے والدین نہایت حیرت سے دیکھینگے کہ بچوں کے دودھ پینے یا اور ضروریات کا بھی کوئی وقت ہو سکتا ہے حالانکہ اسی سے ان کے سیکھنے میں وقت کی پابندی سے دشمنی ہو جاتی ہے۔ چونکہ والدین کی لاپروائی یا نہایت محبت سے اسکا بیج گھٹی میں پڑ جاتا ہے۔ اسلئے آئندہ چل کر اسکی اصلاح قریب قریب ناممکن ہو جاتی ہے۔

میں نے خود ایک مرتبہ ایک چار مہینے کے بچے کو دیکھا جس کو ایک دن آیا نے غلطی سے غیر معمول وقت دودھ پلایا۔ اگلے دن اسی وقت دودھ کیلئے بچہ رو دیا۔ ماں نے دودھ نہیں دیا۔ اور بچہ روتا روتا سو گیا۔ تیسرے دن پھر اسنے خواہش ظاہر کی مگر کم رویا۔ چوتھے روز اسوقت سے دودھ کی خواہش بالکل نہیں ہوئی۔

یہ بات یقینی ہے کہ بچے پانچویں یا چھٹے مہینے نگرانی کرنے والوں کے تیور اور لفظوں اور حرکتوں کو اچھی طرح پہچاننے لگتے ہیں۔ اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان سے ملائمت سے کہا گیا یا سختی سے۔ خفگی کا اظہار ہوا ہے یا خوشی کا۔ اس وقت کو نہایت توجہ کے ساتھ دیکھنا چاہئے۔ اور جب یہ حالت بچے میں پیدا ہو جائے تو اس سے تربیت میں پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(باقی آئندہ) راقم ضیاء الدین احمد (البشیر)

مسلمان اور تجارت

نہایت افسوس ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں تجارت کا مذاق کم پایا جاتا ہے۔ برخلاف اسکے وہ قومیں جو مسلمان نہیں ہیں اس ملک میں تجارت کا کام نہایت سرگرمی سے انجام دیتی ہیں۔ عام طور سے افلاس کی شکایت جو مسلمانوں کی نسبت کی جاتی ہے اسکا بڑا باعث یہی ہے کہ انہوں نے محض نوکری یا چند ذلیل اور کم آمدنی کے پیشوں کو اختیار کر رکھا ہے۔ اگر وہ تجارت کے کاموں پر اپنی توجہ مبذول کریں تو تمام قوم بہت جلد آسودہ حال اور دولتمند ہو سکتی ہے۔ مگر کہا جاتا ہے کہ سود کی ممانعت تجارت کیلئے سد راہ ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک ارب روپیہ ہر سال ان کے ہاتھوں سے نکل کر غیر قوموں کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے اور اسکے عوض میں ایک پائی بھی وصول ہو کر ان کی جیبوں میں نہیں آتی۔ کیونکہ برخلاف تمام دیگر اقوام عالم کے ضرورت کے وقت یہ قوم غیر قوموں سے روپیہ قرض لیتی اور ان کو سود دیتی ہے۔ مگر سود لینے کو عملاً مباح نہیں سمجھتی۔ اگر یہ قوم سود دینے کی طرح سود لینے میں بھی دلیر ہوتی تو اسکو اب عظیم الشان نقصان برداشت نہ کرنا پڑتا۔ قرض جو لیا جاتا ہے وہ محض ذاتی اور خانگی ضرورتوں کے لئے لیا جاتا ہے مگر جو سود کی مجموعی رقم غیر قوموں کو ادا کی جاتی ہے اس سے قومی نقصان ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی عجیب قوم اپنے ذاتی فائدوں پر قومی فائدوں کو قربان کر ڈالتی ہے اور یہ خیال نہیں کرتی کہ قومی نقصان کا اثر ہر فرد قوم تک پہنچتا ہے۔

مسلمانوں کے موجودہ خیالات کے لحاظ سے سود دینا اور سود لینا دونوں گناہ ہیں مگر ہم اس گناہ کو جس پر قوم کا فائدہ ہو اس گناہ پر ترجیح دیتے ہیں جس میں صرف ہمارا ذاتی فائدہ ہو۔ اور مسلمانوں کو خبردار کرتے ہیں کہ اگر وہ تجارت کے کاموں میں سرگرمی کے ساتھ مشغول ہونگے تو اس گناہ کے مرتکب نہیں ہونگے جسکی بنیاد خودغرضی ہے بلکہ اس گناہ کے مرتکب ہونگے جس سے تمام قوم کا افلاس دور ہوگا۔ اور وہ دولت و ثروت میں ترقی کرکے ہندوستان کی قوموں کے مقابلے کے لائق ہونگے۔ ہمارے نزدیک یہ گناہ ہزار ثواب سے بہتر ہے۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ ہندوستان میں جن قوموں کے ساتھ وہ زندگی کی جنگ میں مشغول ہیں اگر انہیں کے ہتھیار ہاتھ میں نہیں پکڑینگے تو وہ اس جنگ میں کبھی کامیاب نہیں ہونگے۔ ان کی قوم جب مدت دراز سے ایک ارب روپیہ کا سالانہ خراج ان غیر قوموں کو ادا کرتی ہے جو ان کی حریف ہیں تو بہت جلد یہ افسوسناک منظر دکھائی دیگا کہ ان کی عزت ذلت سے بدل گئی ہے اور وہ غیر قوم کے لوگوں کے ذلیل کام کرنے پر آمادہ ہیں۔ اور انکی غلامی کو فخر سمجھتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ان کی یہ حالت بھی نہیں رہیگی۔ بلکہ ہندوستان کی قدیم قوموں بھیل اور گونڈ کی طرح ان کا وجود اس ملک کے صفحۂ تاریخ سے مٹ جائیگا۔ اسوقت ان کی وہی حالت ہوگی جسکا اشارہ مولانا حالی نے ان اشعار میں کیا ہے۔ ~

سنبھلو! وگرنہ رہنا یاں اسطرح پڑیگا ÷ بھیل اور گونڈ جیسے گمنام و بے نشاں ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

بمبئی کے مرہٹی اخبار وہاری کا ایڈیٹر جو مفویانہ مضامین لکھنے کے جرم میں ماخوذ ہوا تھا تحقیقات کے لئے سشن سپرد کیا گیا +

گورنمنٹ ممالک متحدہ نے انسداد طاعون سے متعلق ایک اور سرکلر شائع کیا ہے جس میں موش کشی پر سخت زور دیا ہے +

ناگپور میں کانگریسی نفاق کی بدمزگی ابھی رفع نہیں ہوئی گذشتہ ہفتہ کے معتدل پارٹی کا ایک سرگروہ پلیڈر عدالت سے واپس آ رہا تھا کہ چند نوجوان طلبا نے اسپر حملہ کر کے اینٹ پتھر کنکر وغیرہ برسانے شروع کئے اور سخت برا بھلا کہا۔ وہ بیچارہ مشکل جان سلامت لے کر گھر پہونچا +

گورنمنٹ بمبئی کی رپورٹ فصل و موسم سے معلوم ہوتا ہے بارش کی اشد ضرورت ہے۔ بعض حصوں کرناٹک اور دکن تک کی فصلیں خشک ہو رہی ہیں غلہ نہائت گران ہو رہا ہے +

ریاست میسور میں ملازمت کرنیکی غرض سے بنگالی کثرت درخواستیں بھیج رہے ہیں بنگالیوں کی اولاد میسور میں اپنی آبادی بڑھا رہا ہے +

میسور گورنمنٹ کی یہ کارروائی قابل تعریف ہے کہ اُسنے عاملانہ و جوڈیشل اختیارات کی علیحدگی پر کمر باندھ لی ہے چنانچہ بہت سے عمال سے فوجداری اختیارات واپس لے لئے گئے ہیں اگر اس تجویز میں کامیابی ہوئی تو تمام ریاست میں اسکے جاری کرنے کی کوشش کیجائے گی +

طاعونی ٹیکہ کی مؤثر اور کارگر ہونیکا ایک دلچسپ ثبوت حال میں پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کمرہ میں کمیشن تحقیقات طاعون کے ممبر بمبئی میں اپنا اجلاس کیا کرتے تھے اسمیں ہر روز ایک قسم کا جانور جو طاعون کی نسبت جلد متاثر ہوتا ہے چھوڑ دیا جاتا تھا چنانچہ وہ ہر روز طاعون میں مبتلا ہو کر مر جاتا لیکر کمیشن کے ممبر اور اُن کے ملازم جو ٹیکہ شدہ تھے کسی قسم کے گزند سے بالکل محفوظ رہے اور اُن میں سے کسی کو بھی طاعون نہ ہوا +

سال گذشتہ میں مہاراجہ بھونگر کے جواہرات قیمتی دس ہزار روپیہ کی چوری ہو گئے تھے پولیس نے تحقیقات کے بعد چوروں کا پتہ لگا لیا اور ایک انگوٹھی کے سوا باقی تمام مال برآمد کرا لیا ہے +

سُنا ہے کہ مسٹر کیر ہارڈی قیام پونا کے اثنا میں کسی قسم کا جلسہ منعقد نہ کرینگے +

۵ ماہ حال کو فتہ سلیمان خیل کے بعض اشرار اور ترپ لیوی کور کے چند آدمیوں میں مڈبھیڑ ہو گئی جسمیں سلیمان خیل والوں کا سرغنہ جو ایک مشہور بدمعاش تھا قتل ہوا۔ لیوی کور کے دو آدمی مجروح ہوئے۔ حملہ آور چند گھوڑے پکڑ لے گئے +

ہفتہ مختتمہ ۱۲ اکتوبر کو اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں:۔ حصار ۲۰۔ روہتک ۳۶ گوڑگانوہ ۸۰۔ کرنال ۳۸۔ فیروزپور ۲۔ منٹگمری ۲۔ گورداسپور ۴۔ شاہپور ۸۔ جہلم ۱۴۔ راولپنڈی ۵۵ اٹک ۱۔ ریاست پٹیالہ ۷۔ جیند ۲۔ میزان ۲۴۹۔ میزان ہفتہ سابقہ ۲۸۸ +

باغیانہ مجالس کے امتناعی مسودہ پر غور کرنے کی غرض سے جو منتخب کمیٹی مقرر ہوئی ہے اسکی شرکت کی غرض سے آنریبل مسٹر گوکھلے شملہ پہنچ گئے +

لاہور کو دو ضلعوں میں تقسیم کرنیکی تجویز کے بارے میں سُنا ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے ضلع کے سربرآوردہ زمینداروں نیز ڈسٹرکٹ بورڈ سے بھی رائے طلب کی ہے حضور لاٹ صاحب نے صاحب کمشنر لاہور ڈویژن کو بھی ہدائیت کی ہے کہ اس بارہ میں ایوان تجارت پنجاب کی لاہور شاخ سے بھی استصواب رائے کیا جائے +

مسٹر انڈریو فریزر لفٹنٹ گورنر بنگال نے ۱۶ ماہ حال کو دارجیلنگ میں ہندو پبلک ہال کا بنیادی پتھر رکھا +

بمبئی پریزیڈنسی ایسوسی ایشن نے جلسہ کر کے باغیانہ مجالس کے مجوزہ امتناعی قانون سے سخت ناراضی کا اظہار کیا۔

بقول بمبئی سماچار ناگپور کے ہر دو فریق کانگریس میں صلح کرانیکی کوشش بیکار ثابت ہوئی اور امید نہیں کہ وہاں امسال کانگریس کے اجلاس ہو سکیں + تازہ خبر ہے کہ ناگپور کی ایکسٹریمسٹ پارٹی نے اپنا علیحدہ جلسہ منعقد کرنیکی تجویز کی ہے +

کلکتہ کے فسادات کی تحقیقات کیلئے بنگالیوں کا جو غیر سرکاری کمیشن بیٹھا تھا گورنمنٹ بنگال نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے +

میسور میں آجکل ایک تعلیمی نمائش کا بھی افتتاح ہوا اور سُنا ہے کہ اسمیں بہت کامیابی ہو رہی ہے +

مدراس کی مہاجن سبھا نے ۱۳ اکتوبر کو انسداد مجالس باغیانہ کے مسودہ پر اظہار ناراضی کرنے کے لئے جلسہ منعقد کیا۔

امسال سندھ میں مصری کپاس کی پیداوار سال گذشتہ کی نسبت دو چند ہوئی۔ اگر غیر معمولی سخت بارشیں نہ ہوتیں تو امید تھی کہ اس سے بھی زیادہ پیداوار ہوتی +

مہاراجہ بیکانیر جمعرات کے روز شملہ تشریف لانیوالے تھے +

حضور والیسرائے نے نواب سید سر امام علیخان۔ آنریبل راجہ علی محمد خان۔ سردار سندر سنگھ مجیٹھیا اور آنریبل رائے سری رام کو شملہ میں شرف ملاقات بخشا +

مسٹر چیپمین لیگوس بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ یہاں سے واپس آ رہے تھے بریلی کے سٹیشن پر ٹرین میں مردہ پائے گئے +

چنبہ کے جنگلات کا انتظام اب تک گورنمنٹ کے سپرد تھا۔ صرف خالص منافع ریاست کے حوالہ کر دیا جاتا تھا۔ آئندہ ریاست خود اسکا انتظام کرے گی +

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر کیر ہارڈی کے اثنائے قیام لاہور میں تین سربرآوردہ آریہ سماجیوں کا ایک ڈیپوٹیشن بھی انکی خدمت میں حاضر ہوا اور ستیارتھ پرکاش کا انگریزی ترجمہ آپکو پیشکش کیا گیا۔

تازہ تخمینہ کے مطابق امسال پنجاب میں رقبہ زیر کاشت نیشکر ۳ لاکھ ۳ ہزار ایکڑ ہے کپاس ۱۰۰،۷ ایکڑ اور نیل ۴۳۹۰۰ ایکڑ ہے +

ممالک غیر

۱۷ اکتوبر کو مسٹر مارکونی کا سلسلہ بے تار پیام رسانی امریکہ اور انگلستان کے مابین جو تین ہزار میل کا فاصلہ ہے کھل گیا۔ شام کو چھپنے والے اخبارات میں مختصر خبریں جو اسی ذریعہ سے موصول ہوئی تھیں شائع ہوئیں پہلے روز امریکہ اور انگلستان کے درمیان ۱۴ ہزار الفاظ کا تبادلہ ہوا +

اسی سلسلہ پیام رسانی کے متعلق ایک حیرت انگیز امر یہ وقوع میں آیا کہ گلیس بے واقعہ نواس کوشیا امریکہ میں جہاں بے تار پیام رسانی کا سٹیشن قایم ہے وہاں منیلا (جزائر فلپائن) کا ایک بے تار پیغام جس میں جہاز فلاڈیفا کی آمد کی اطلاع تھی بلا اطلاع موصول ہوا۔ حالانکہ دونوں سٹیشنوں میں کسی قسم کا تعلق اب تک قایم نہیں کیا گیا اور فاصلہ بھی بارہ ہزار میل ہے +

ولائیت کے بعض کارخانوں میں ایسے تیز رفتار موٹر کار تیار ہوتے ہیں جنکی رفتار فی گھنٹہ ۱۱۵ میل ہوتی ہے ان کی قیمت تیس ہزار روپیہ بیان کیجاتی ہے +

امریکہ کا مشہور کروڑپتی مسٹر راک فیلر جو تیل کا بادشاہ کہلاتا ہے اسکی آمدنی کا اندازہ اوسطاً ۲۵ لاکھ روپیہ ماہوار کیا گیا ہے یہ صرف تیل کے محاصل سے ہے دیگر ذرائع سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ اسکے علاوہ ہے۔

اٹلی کے شمالی حصے میں سخت سیلابوں سے کئی نفیس اور خوبصورت تفریح گاہ تباہ ہو گئے باشندوں نے مکانوں کی چھتوں پر پناہ لی۔ بے حد نقصان ہوا ہسپانیہ میں بھی بادوباراں کے طوفان غضب ڈھا رہے ہیں سخت نقصان ہو رہا ہے +

بقول نامہ نگار ٹائمز متعینہ پیکن گورنمنٹ چین نے کان کنی کے متعلق جو جدید قواعد تیار کئے ہیں انکی رو سے غیر ملکی سرمایہ دار کان کنی کے ٹھیکے نہ لے سکیں گے +

انگلستان میں گذشتہ ہفتہ کے اندر سخت طوفان آیا جس سے اکثر نشیبی مقامات غرقاب ہو گئے کاشتکار تباہ ہو گئے سمندر میں بھی مال و جان کا سخت نقصان ہوا +

جنرل بوتھا نے بمقام جوہانسبرگ دوران تقریر میں کہا کہ گورنمنٹ چھوٹے درجہ کے تاجروں کو ہندوستانیوں کے غیر واجب مقابلہ سے بچانیکے لئے ہر ممکنہ کوشش کر رہی ہے۔ یہ بھی کہا کہ ایشیائیوں کی درآمد کا سوال کے لئے نہایت

قوت برقی کا ذخیرہ جمع رکھنے کا مسئلہ مدت سے ابتک چلا آتا تھا اور بڑے بڑے سائنس دان اس پر طبع آزمائیاں کر چکے تھے۔ تاہم اسے حل کرنیکا سہرا امریکہ کے مشہور موجد اور ماہر علم برق کے سر بندھا۔ چنانچہ نیویارک کے پیغامات تار سے واضح ہوتا ہے کہ مسٹر ایڈیسن نے آخر ایک ایسی باٹری ایجاد کرلی ہے جسکے ذریعے سے زیادہ بوجھ کی زحمت کے بغیر قوت برقی کا بہت سا ذخیرہ جمع رہ سکتا ہے۔ موجد کا دعویٰ ہے کہ اس ایجاد سے موٹروں کی ارزانی ہوجانیکی وجہ سے ذرائع نقل و حرکت میں انقلاب عظیم پیدا ہوگا۔

۱۶ جولائی اور ۱۵ اکتوبر کے درمیان روس میں ہیضہ کے ۸۲۰۰ کیس اور چار ہزار موتیں ہوئیں۔

جنوبی فرانس میں پھر عظیم سیلاب آئے جس سے مال و جائیداد کو سخت نقصان پہونچا۔ دوبارہ انگلستان میں بھی سخت طوفان آیا۔ ہوا کی رفتار ساٹھ میل فی گھنٹہ تھی جہازوں نے جہاں کسی کے سینگ سمائے پناہ لی۔

سر چارلس ٹرنر کے سی آئی ای سابق چیف جسٹس مدراس ہائیکورٹ کا گذشتہ شنبہ کو ولائت میں انتقال ہوگیا۔

شاہ ہسپانیہ موٹر کار میں بیٹھکر سیلاب زدہ علاقہ کا دورہ کر رہا تہا۔ کہ ایک پل کے بیٹھ جانیسے موٹر کار سمیت دریا میں گر پڑا۔ غنیمت ہوا کہ جان سلامت لیکر باہر نکل آیا۔

مسٹر کیئر ہارڈی نے ۱۲ ماہ حال کو ولائت کے اخبار ڈیلی میل کے نام اس مضمون کا تار روانہ کیا کہ ہندوستان کے لوگ تحریر و تقریر کی آزادی سے محروم ہیں اور یہاں کا محکمہ پولیس تمام دُنیا کے ملکوں سے بدترین حالت میں ہو۔ یہ بھی امید ظاہر کی کہ اگر مجلس اندرا زنمبر دنہ کرسے تو حضور ملک معظم سے استدعا ہے کہ انسداد مجالس کے بل کو پاس نہ ہونے دیں۔

۱۹۰۸ء کے روسی بجٹ میں ۷۷ لاکھ ۳۲ ہزار روبل امداد قحط زدگان کے لئے رکھا گیا ہے۔

اسلامی دنیا — فہرست تجارت زرچندہ ریلوے

	پائی	آنہ	روپیہ
میزانِ مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۵ ر اکتوبر ۱۹۰۶ء۔	۳	۱	۲۰۱۱۵
منشی زین العابدین صاحب گورنمنٹ ہائی سکول چادرگھاٹ حیدرآباد دکن	۰	۰	۱۰
حکیم سید برکت علی صاحب نامی رئیس بریلی۔ بابت قیمت ایک جلد استنباط مردو زن۔	۰	۸	۰
حکیم سید محمد عبدالحکیم صاحب سوداگر۔ کاناپائی ضلع مدناپور	۰	۴	۱
میزان کل	۳	۱۳	۲۰۱۲۶

جنمیں سے [illegible] بذریعہ نیشنل بنک روانہ دارالسعادۃ ہو چکے ہیں۔

بقول رائٹر قسطنطنیہ کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ انگریزی سفیر کے اصرار توجہ دلانے پر بابعالی نے اناطولیہ کے بعض اضلاع میں وصول مالگذاری ملتوی کردی ہے تاکہ وہاں کے باشندوں پر سے مصیبت کا بوجھ ہلکا ہو۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بابعالی نے وزیر اعظم کو ایسے اہلکاروں کی ماخوذی کا پورا پورا اختیار دیدیا ہے جنکی بداعمالی رعایا میں ناراضی پھیلانے کا باعث ہو رہی ہے۔

سمرقند میں ۲۰ اکتوبر کو تین دفعہ زلزلہ آیا۔ اکثر مکانات میں دراڑیں پڑ گئیں۔

دارالبیضا (مراکو) میں شنبہ کے روز عربوں نے فرانسیسی فوج کی ایک سروے پارٹی پر حملہ کیا جس سے ایک کپتان اور ایک سپاہی مقتول اور چھ زخمی ہوئے۔

آنریبل نواب عمادالملک سید حسین بلگرامی کو جو آج بمبئی سے جہاز میں سوار ہوئے ہونگے۔ وہاں کئی ڈنر پارٹیاں دی

سنا ہے کہ شیخ عبداللہ کو ئلیم آئندہ سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر موقعہ ملا تو بعد فراغت ہندوستان بھی آئیں گے۔

ہز ہائینس سر آغاخان جو صحت کی درستی کیلئے ولائت تشریف لیگئے ہیں ماہ نومبر میں واپس بمبئی پہونچینگے۔

شنبہ گذشتہ کو مسلمانان شملہ کا ایک پبلک جلسہ بصدارت میجر ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بمقام ٹاؤن ہال نواب محسن الملک مرحوم کی وفات پر اظہار رنج و افسوس کرنیکی غرض سے منعقد ہوا۔

تازہ خبر ہے کہ امیر صاحب وسط ماہ نومبر میں دورہ سے واپس کابل پہونچیں گے۔

مسٹر تھاڈٹن جنہیں امیر صاحب نے افغانستان کے کارخانجات چرم کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا ہے پشاور سے کابل روانہ ہوگئے ہیں۔

نظام گورنمنٹ کے بعض اہلکار بعض مشہور امرا کی کوٹھیوں میں رہتے تھے اور انکا کرایہ ریاست کیطرف سے ادا کیا جاتا تھا۔ اب گورنمنٹ موصوفہ کا ارادہ ہے کہ اُن کوٹھیوں کو خرید لیا جائے۔ چنانچہ حال میں نواب اکبر الملک مرحوم کی کوٹھی ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کو خرید کی گئی ہے اور امید ہے کہ اسی طرح نواب وقار الملک و نواب عمادالملک کی کوٹھیاں بھی خرید لیجائیں گی۔

نواب عمادالملک سید حسین بلگرامی جو آج بمبئی سے روانہ ولائیت ہونیوالے تھے انکے اعزاز میں ۲۲ ر اکتوبر کی شب کو مسٹر کریم بھائی ابراہیم کی طرف سے انجمن اسلام بمبئی کے ہال میں ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جسمیں کئی سو معزز اصحاب کو مدعو کیا گیا۔ سر کریم بھائی کے فرزند ارجمند مسٹر محمد بہائی نے اثنائے تقریر میں اُن کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میرے بیٹے فضل بہائی نے مغربی ہند کے مسلمانوں کے لئے ایک عظیم درسگاہ قایم کرنیکی تجویز کی ہے جسمیں مغربی تعلیم کے ساتھ سائنس اور تجارت کا بھی انتظام کیا جائیگا اور طلباء کے اخلاق و تربیت کا خاص خیال رکھا جائیگا۔ اسکے لئے مینے ایک لاکھ اور میری عزیز دختر خانم بائی نے دو لاکھ روپیہ دیا ہے۔ اسکے متعلق گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم سے مشاورت اور خط و کتابت ہو رہی ہے اور انہوں نے اسپر ہمدردانہ غور فرمانیکا وعدہ کیا ہے۔ نواب عمادالملک نے مختصر تقریر میں شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ بہتر ہوتا اگر یہی کوشش علیگڈھ کالج کو تکمیل پر پہونچانے میں صرف کیجاتی۔ تاہم اسقدر بھی غنیمت ہے۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ

(۱۹ ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مولوی محمد شفیع سبارڈنیٹ جج علیگڈھ کو ۱۲ ر نومبر سے ۴۱ روز کی رعائیتی رخصت ملی۔

ڈاکٹر ای اے میکلوڈ سول سرجن بستی کو ۲۰ ر نومبر سے ۳ ماہ کی رعائیتی رخصت ملی۔

سیٹھ لچھمن سروپ ڈپٹی کلکٹر ہردوئی کو یکم نومبر یا تاریخ مابعد سے ایک سال کی مجتمع رخصت ملی۔

مسٹر آر جے ایڈمز قائیمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس علیگڈھ کو ۴ ر اکتوبر سے ایکسال کی مجتمع رخصت ملی۔

مسٹر جے ایس سٹیونسن اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپسی پر قائیمقام مجسٹریٹ و کلکٹر ہمیرپور مقرر ہوئے۔

مسٹر جی سی بھنڈارا اسسٹنٹ سشن جج گونڈہ اسی مقام پر ایڈیشنل سیشن جج مقرر ہوئے۔

ملٹری اسسٹنٹ سرجن این ایس ہاروے اسسٹنٹ صاحب سول سرجن نینی تال مسٹر ای اے میکلوڈ کی جگہ قائیمقام سول سرجن بستی مقرر ہوئے۔

بابو جگت نرائن منصف بیلی بھیت مولوی محمد شفیع کی جگہ جو رخصت پر جانیوالے ہیں قائیمقام سبارڈینیٹ جج علیگڈھ مقرر ہوئے۔

منشی اسلام احمد خان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس علیگڈھ مسٹر آر جے ایڈمز کی جگہ جو رخصت پر گئے قائیمقام سپرنٹنڈنٹ پولیس علیگڈھ مقرر ہوئے۔

سید مہدی حسن اکسٹرا اسسٹنٹ کنسرویٹر جنگلات الخارج نینی تال فارسٹ ڈویژن حلقہ مغربی سبکدوش ہوکر اسی حلقہ کے ڈائریکشن فارسٹ ڈویژن سے متعلق کئے گئے۔

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہی

THE VAKIL

وکیل
امرتسر

نمبر ۶۲ — مطبوعہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ع - ۲۲ رمضان سنہ ۱۳۲۵ھ چارشنبہ — جلد ۱۳

قیمت معہ محصولڈاک

پیشگی		
ممالک غیر سے		
امرا اور رؤسا سے		
عام خریداروں سے		
طلبا و کم حیثیت اصحاب سے	۴	اللعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہو گا نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے

نمبر ۴۵۴۳
بخدمت جناب سید عبد
انجمن "الاصلاح" در
ڈاکخانہ استہانواں
Payan P.O.

فہرست مضامین

دلکش ناول
مسلمانوں کی کشتی کا آیندہ ناخدا۔
... کی غلط فہمی۔ تجویزہ اصلاحات پر
مسلمانوں کی شکر گذاری ... کی جانب
... مسز ... میموریل۔ السید ... احمد الحسن کا انتخاب
ندوۃ العلما اور ... کا انتخاب۔
انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ کا ایک قابل یادگار جلسہ
... کی پری ... اور ... کی نظارہ اور ... کا
عالیجناب آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب جج
ہائی کورٹ کلکتہ اور دارالعلوم ندوۃ العلما کا ...
قطعہ تاریخ۔ قلیل التعداد اقوام کے حقوق اور ...
ہندوستان کی ... اور انگریز ... کے مضامین
ہندوستان کی خبریں۔ انتخاب ... ملکی
ممالک غیر۔ اشتہارات

وکیل
امرتسر
نمبر (۶۲) جلد (۱۳)
۳۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء - یوم چہارشنبہ
مطبوعہ مطبع وکیل

مسلمانون کی کشتی کا آیندہ ناخدا

یہ اور مصیبت پڑی کس کس کو مین روؤن؟
دل پھٹ ہی چکا تھا کہ صدائے جگر آئی!

افسوس! وہ روز بد جسکا عرصہ سے اندیشہ تھا آخر آ ہونچا۔ اور قومی عہدہ کا پرستش کرنیوالا قومی منبر پر اپنی جان کی قربانی چڑھا گیا۔ کل جس وحید العصر کی درازی عمر کی تمنائین کر رہے تھے آج اسی کے مغفرت کی دعائین مانگ رہے ہین موت کے زبردست اور بے رحم پنجے نے نواب محسن الملک کو ہمسے چھین لیا اور تہ خاک سلادیا۔ صبر و شکیبائی کا دفتر برہم ہو رہا ہے۔ اور مسرت ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئی بدبدلیا پر حسرت برس رہی ہے۔ وہی چیزین جو کل فرحت بخش تھین آج اس سے سوا رنج فزا ہین۔ دل بیٹھا جا رہا ہے۔ چارون طرف حسرت و یاس کی مبہم صورتین دکھائی دے رہی ہین۔ ہر چند آنکھین بند کرتے ہین مگر تاریکی مین وہ اور زیادہ ڈراونی بن جاتی ہین۔ آفتاب کی سرخی زردی سے بدل گئی۔ آنکھون مین اندھیرا چھا رہا ہے۔ اور دن کی سفیدی ظلمت شب سے بڑھی ہوئی نظر آتی ہے - سید کے مرنے سے دل پھٹ چکا تھا۔ نواب کے مرنے سے جگر مین تراق پڑا۔ کلیجے کو تھامے ہوئے بیٹھ جاتے ہین اور جدھر نظر اٹھا کر دیکھتے ہین گہری تاریکی چھائی ہوئی پاتے ہین - آہ!

صُبَّت علی المصائب لو انہا
صُبَّت علی الایام صرن لیالیا

محسن الملک! تو اگرچہ خاک مین جا سویا مگر شہرت و دوام کے عرش پر آفتاب کی طرح روشن رہیگا۔ تیرا روحانی تصرف بیش از بیش سرگرمی کے ساتھ قوم کے جسم مین عمل کریگا۔ اور تیرا پیارا نام زیادہ عزت اور زیادہ بڑائی کے ساتھ ہمارے دلون پر نقش رہیگا۔ اے خادم ہم تیرے نام کی تقدیس کرتے ہین۔ تو ہماری کمزوریون سے واقف ہے - جو شخص تیری حبیب پاک کی بے زبان و غم نصیب امت کو اپنی جہالی سے لگاتے ہین اونکو تو بخوبی جانتا ہے۔ ہم پر رحم کر اور اس مہدی کی بخشی ہوئی روح کو جو اپنا فرض ادا کر کے نہایت اطمینان کے ساتھ تیرے پاس پہونچتی ہے اپنے محبت بھرے سایہ مین لے لے۔

او بچھڑنے والے۔ تیرے احسانات ہمارے اندازے سے بھی زیادہ ہین۔ ہماری گردنین ان سے جھکی ہوئی ہین آیندہ نسلین آئینگی۔ اور تیرے شریفانہ کامون کی قدر کرینگی۔ اور تیرے نام کو عظمت و بزرگی کا منبع سمجھینگی جبتک دنیا قایم ہے مسلمان تیرے احسان سے کبھی سبکدوش نہین ہو سکین گے - گو سید کی یاد ہمارے دلون سے نہ گئی تھی۔ اور جبتک نظام عالم قایم ہے اسکی یاد نہین جا سکتی۔ مگر اس مین کچھ شبہ نہین کہ تو نے سید کی امانت کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اور اوس پودے کو جسکو سید نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ تو نے ایک تناور درخت بنا دیا۔ اسکی سایہ دار شاخین دور دور تک پھیلی ہوئی ہین۔ وہی لوگ جو آج سے پہلے بلحاظ اخلاقی کمزوریان اور قوت ارادی کے

نقصان کا الزام لگاتے تھے تیری حسرت ناک موت پر خون کے آنسو بہا رہے ہین۔ ہماری نگاہین کالج مین چکر لگاتی ہین اور تجھے ڈھونڈھتی ہین۔ مگر پھر حسرت زدہ لوٹ آتی ہین۔ وا مصیبتا!

آج ہمکو مہدی کا ماتم نہین کرنا پڑا۔ بلکہ یون کہو کہ سید کو دوسری دفعہ ہم نے دنیا سے رخصت کیا ہے آج محسن الملک نہین سدھارے۔ بلکہ سید ثانی نے اس دار فانی سے رحلت کی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

جو مشن سر سید اور انکے جانشین نواب محسن الملک دنیا مین لیکر آئے تھے اسکا وجود ہمین عہد نبوت و خلافت راشدہ کے بعد کہین نہین ملتا۔ اس مین کچھ شبہ نہین کہ مسلمانون مین بڑے بڑے اولوالعزم بزرگان دین ہو گذرے ہین اور ان سے بہی کارہائے نمایان وقوع مین آئے ہین لیکن اس صدی کی ضروریات پر نظر کرتے ہوئے جس مین ان بزرگون نے ایک ایسے شریفانہ کام کی بنیاد ڈالی جو کبھی فانی انسان کے ہاتھون سے دنیا کے پردے پر ہوا ہے۔ ہم بلاخوف تردید یہ کہنے کے لئے تیار ہین کہ اسکی نظیر قوم کی تاریخ مین ہمکو کہین نہین ملتی۔ اگرچہ ہم نے ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۱۳ ستمبر کے وکیل کے لیڈرمین جو مسلسل تین نمبرون مین شایع ہوا تھا مرحوم کی خدمات پر اجمالی نگاہ ڈالی تھی۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ اڈیٹوریل قلم انکی قومی خدمات کو گنوانے سے عاجز ہے اس فرض کو ایک قابل بایوگریفر ہی کچھ اچھی طرح ادا کر سکتا ہے تاہم مختصر لفظون مین ہم پھر کہین گے کہ نواب محسن الملک سر سید کے سچے جانشین اور نعم البدل تھے۔

نواب صاحب کی وفات پر سیکڑون مرثیے کہے جائینگے بیسون تاریخین لکھی جائینگی۔ گو ایک حد تک یہ بھی مرحوم کی قدر شناسی کی مثالین ہونگی لیکن قدر شناسی کا سب سے بڑھکر قابل قدر طریقہ یہ ہے کہ ہم مرحوم کے مشن کو مکمل کرنے کی سرگرم کوششین کرین۔ اور اپنے لئے ایک ایسا لیڈر منتخب کرین جو مرحوم کے کام کو سنبھالے اور اسکا حقیقی جانشین کہلانیکا مستحق ہو۔ اسکی نسبت ہم نے مذکورہ بالا تین پرچون مین بسیط بحث کی۔ اور نواب وقار الملک بہادر کو سکرٹری شپ کے لئے منتخب کیا ہے۔ گو نواب صاحب مرحوم تب زندہ تھے۔ ممکن ہے بعض اصحاب کو ہماری اس وقت کی تجویز ناگوار گذری ہو۔ مگر ہم نہایت نہایت سچے یقین دلاتے ہین کہ اس موقعہ پر ایسی رائے پیش کرنے سے ہمارا یہ مدعا تھا کہ چونکہ نواب صاحب کے قوائے مضمحل ہو گئے ہین اور وہ دائم المریض رہتے ہین اسلئے انکی موجودگی مین ہی یہ مسئلہ نہایت خوبی اور اطمینان کے ساتھ طے ہو جانا چاہئے تاکہ انکی وفات کے بعد دوسرے سکرٹری کے انتخاب تک کالج کو کچھ صدمہ نہ پہونچے۔ یا خودغرض اصحاب کو اپنی اغراض پورا کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ اصولاً یہ ایک نہایت عمدہ خیال تھا کیونکہ ہر ایک چھوٹے بڑے کارخانہ مین جہان انتظام مملکت یا ایسے ہی اور اہم انتظامون کا تعلق ہوتا ہے فرمانروائے وقت یا کام چلانے والے کی زندگی مین ہی ایک ولیعہد یا جانشین نامزد ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ کالج کا کانسٹی ٹیوشن بھی بلحاظ اپنے انتظامی معاملات کی اہمیت کے اس امر کا مستحق تھا کہ ایک از کار رفتہ سکرٹری کی بجائے کسی دوسرے کو تجویز کر دیا جاتا۔ یا کم از کم کسی کو نامزد کر دیا جاتا۔ مگر بزرگان قوم نے اس طرف توجہ نہ کی اور ہمین بہی اس معاملہ کو دوبارہ پبلک مین لانے کا موقعہ نہ ملا۔ کہ یہ قیامت خیز دن دیکھنا پڑا۔ نواب وقار الملک بہادر کے انتخاب کے وجوہات ہم انہی پرچون مین مفصل ظاہر کر چکے ہین۔ اب انکے اعادہ کی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔ مگر اس موقع پر ہم اپنے پہلے مضمون کے ایک دو پہلوؤن پر ذرا وضاحت سے بحث کرنا چاہتے ہین۔

یہ تو ہم پہلے ہی دکھلا چکے ہین کہ عام رائے نواب وقار الملک بہادر کے فیور مین ہے۔ چنانچہ نواب محسن الملک مرحوم کی وفات پر اسکا اظہار بہی ہو چکا۔ پنجاب کے ان اخبارون نے جو قومی معاملات مین دلچسپی لیتے ہین اور ایک معقول گروہ کی رائے کا آئینہ ہین متفق اللفظ ہو کر نواب وقار الملک کو سکرٹری شپ کے لئے منتخب کیا ہے صوبجات متحدہ کے اسلامی اخبار بہی اخبار نویسی کے نازک فرائض اور قومی مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے انہین کی نسبت رائے دینگے۔ اور مقامی اثرات بہی اگر کوئی ہون انکو متاثر نہ کر سکین گے۔ ان سب سے بڑھ کر ہمین یہ دیکھنا ہے کہ خود اس شخص کی جس نے سکرٹری شپ کا بار اپنے کندھون پر اٹھایا ہوا تھا۔ نواب وقار الملک بہادر کی نسبت کیا رائے تھی۔ اور اپنے آیندہ جانشینی کے لئے انکی نظر کس پر پڑتی تھی۔ جہان تک کہ واقعات سے نتایج اخذ ہو سکتے ہین ہم بلاتامل کہنے کے لئے تیار ہین کہ نواب صاحب مرحوم بہی اپنے بعد ٹرسٹیون کی جماعت مین سے سوائے وقار الملک بہادر کے اور کسی بزرگ کو کالج کے سکرٹری شپ کا اہل نہین سمجھتے تھے کیونکہ

جب کبھی بھی نواب صاحب مرحوم کو بہتنفی پیش کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی ہوا انہون نے مولوی مشتاق حسین صاحب کے کندھون کو ہی اس بارگران کے اٹھانیکے قابل سمجھا - بلکہ ایک دفعہ تو یہہ مسئلہ کہ نواب مشتاق حسین صاحب سکرٹری بنا دیئے جائین کالج کی ایک باضابطہ کمیٹی مین بھی پیش ہوگیا اور اسکے محرک خود نواب صاحب مرحوم ہی تھے - اس تحریک کے عملی صورت مین نہ آنیکی وجوہات کو ہم اس وقت بحث مین لانا مناسب نہین سمجھتے - عام رائے اور نواب صاحب مرحوم کے خیال سے قطع نظر ہمین اب یہ دیکھنا ہے کہ اس جماعت کی کیا رائے ہے جسکے ہاتھون مین مسلمان اپنا نیک و بد دے چکے ہین - نواب صاحب مغفور کے انتقال کے جانفرسا صدمے کے علاوہ آپکی جانشینی کے مسئلہ سے متعلق ہمکو سخت اضطراب ہے اس عرصہ مین ہمکو اس معزز جماعت کے اکثر بزرگون سے ملنے کا اتفاق ہوا - عام میلان نواب وقار الملک بہادر کے سکرٹری بنائے جانے کی طرف ہی - اور اسی سے ہم نہایت صحیح اندازہ لگا سکتے ہین کہ معزز ٹرسٹیون کی بیشتر تعداد انکو پسند کریگی اور باقی ٹرسٹی بھی جب عام رائے کا اندازہ کرین گے اور سکرٹری شپ کی نازک ذمہ داریون کا بغور مطالعہ کرینگے تو یقیناً انہین کے انتخاب پر اتفاق رائے کرین گے - نواب وقار الملک بہادر کے تقرر کے خلاف اگر کوئی صاحب کسی قسم کا اعتراض ایک پیش کر رہے ہون تو سمجھہ لینا چاہئیے کہ اصل مین وہ اپنے اغراض کے بندے ہین لیکن اپنی اغراض کو وہ ایک اعتراض کا غلاف پہنا کر نواب صاحب کے تقرر کی مخالفت پبلک مین پیش کرنا چاہتے ہین - بعض اصحاب کی یہ رائے ہو کہ گذشتہ شورش کے زمانہ مین جس پالیسی کا اظہار نواب وقار الملک بہادر کی طرف سے ہوا ہے وہ تسلی بخش نہین ہے - ہم نے اسکی طرف ۱۲ ستمبر کے وکیل مین مختصر سا اشارہ کیا ہے اور اس مین ہم نے صاف طور پر کہا ہے کہ جو شخص سید کے ساتھہ برسون رہا ہو جو انکے مشن کا بڑا حامی ہو جس نے ان امور کا جن پر کالج کی ترقی و بہبودی کا مدار ہے ابتدائے قیام کالج سے گہرا مطالعہ کیا ہو - ایک دور اندیش ایڈمنسٹریٹر ہو - قوم و کالج کا سچا بہی خواہ ہو اس سے یہ اندیشہ کرنا کہ وہ انگلش اسٹاف کو ناراض کر کے اور ڈسپلن قایم نہ رکھہ کر کالج کو عرش سے فرش پر لا ڈالیگا - پرلے درجہ کی غلطی اور سوءظنی ہے -

ہمین کہنا پڑیگا کہ انہون نے ابھی تک وقار الملک کو نہین پہچانا - اور انکی قابلیتون کا صحیح اندازہ نہین کیا - کوئی انسان کمزوریون سے خالی نہین ممکن ہے وقار الملک مین بھی کوئی کمزوری ہو مگر ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہین کہ سکرٹری شپ کی ذمہ داریان اگر انکی اس کمزوری کو بالکل معدوم نہ کرسکین تو غیر محسوس ضرور کر دیگی اور جب اپنی ذمہ داری ہوگی تو انسے زیادہ سختی کے ساتھ ڈسپلن قایم رکھنے والا اور انگلش اسٹاف کے ساتھہ عمدہ برتاؤ کرنے والا کوئی دوسرا نہ ہوگا - جو صفات ہم نواب وقار الملک بہادر مین پاتے ہین کسی دوسرے ٹرسٹی مین انکا عشر عشیر بھی نظر نہین آتا - ہمارے خیال مین اس نازک اور مہتم بالشان مسئلہ مین جسپر مسلمانون کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہے - ہر ایک کو پارٹی فیلنگ کے ہاتھون بک کر کسی ایسی رائے کے پیش کرنے سے احتراز کرنا چاہئیے جو کہ ہمیشہ کے لئے اسکی قوم فروشی اور خودغرضی پر مہر کر دے اور اسکے نام کو بہی خواہان کالج کی فہرست سے نکال کر بدخواہون کے زمرے مین داخل کر دے - ایسے اصحاب کو اچھی طرح سمجھہ لینا چاہئیے کہ جانشینی کا مسئلہ ایک معیار ہے ذمہ دار اصحاب کی قومی ہمدردی کا - اور امتحان ہے انکی نیتون کا - مبارک ہین وہ لوگ جو اپنے اور اپنے احباب کے متجاوز عن الحد فوائد کو نظر انداز کر کے اس معاملہ مین نہایت دیانت داری سے رائے دین اور اس معیار مین پورے اترین اور قابل تعظیم ہین وہ بزرگ جو اس امتحان مین کامیاب ثابت ہون - +

مسٹر مارلے کی غلط فہمی

مسٹر مارلے کی حال کی تقریر پر گذشتہ اشاعت میں بحث کرتے ہوئے ہم نے دو ایک اہم امور کو دانستہ نظر انداز کیا تھا اور ان پر آج کی اشاعت میں کسی قدر تفصیل کے ساتھہ تنقید کرنے کا وعدہ کیا تھا منجملہ اُن امور کے اعتدال پسند اور انتہا پسند فرقوں کے باہمی نزاع کا معاملہ ایک خاص اہمیت لئے ہوئے ہے جسپر تحقیق کی نگاہ ڈالنے کی آجکل اشد ضرورت ہو رہی ہے

مسٹر مارلے نے دوران تقریر میں فرمایا کہ انتہا پسند فرقہ کی کارستانیاں دیکھکر اگر معتدل فریق کو گورنمنٹ کے ساتھہ اس موقع پر شامل کر لیا گیا - تو یہ ایک ایسے درجہ کی بیوقوفی ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ صاحب وزیر ہند نے ان دونوں فریقین کے باہمی نزاع کی نوعیت کے سمجھنے اور اسکی اصلیت کے ادراک ہونے میں ایک سخت دھوکا کھایا ہے اور اس مغالطہ سے ان کا نکلنا گورنمنٹ کی نیکنامی اور ملک کے امن کے لئے نہایت ضروری ہے صاحب وزیر ہند ہی پر کیا موقوف ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ اس مغالطہ میں ایک انبوہ کثیر مبتلا ہے - اور یہ عام طور پر سمجھہ لیا گیا ہے کہ ان دونوں فریقوں کا اختلاف اُن کی حالت میں قریب قریب وہی تفاوت پیدا کر دیتا ہے - جو تفاوت وفادار اور غدار رعایا کے مابین دیکھنے میں آتا ہے - کانگرسی اخبارات ہی کا مطالعہ ہماری آنکھیں بھی کھول دیتا ہے اور ہمپر یہ راز منکشف کرتا ہے کہ یہ دونوں جماعتیں در اصل ایک ہی چیز ہیں انکی حد بصر ایک ہے ان کا مشن مشترک ہے صرف ان کے کام کرنے کا طریقہ مختلف ہے اور انہیں اس میں اختلاف ہے کہ حصول مدعا کے لئے کس راستہ کا اختیار کرنا زیادہ موثر ہوگا - اور منزل مقصود پر جلد لے جائیگا

ایک فریق کہتا ہے کہ خودمختاری حاصل کرنے کے لئے ہمیں یک لخت کمر باندھ لینا چاہئے گورنمنٹ سے بھیک مانگنے کا قدیم دستور فوراً ترک کر دینا چاہیے اور محض اپنے ہی قوت بازو پر بھروسہ کر کے انگریزوں سے گویا کھلی جنگ کر کے بدلہ لینا چاہئیے - انگلستان کے سامان کو محض اس وجہہ سے کہ وہ انگلستان کا ہے بائیکاٹ کر دینا چاہیئے گورنمنٹ کی ہر ایک فعل پر سختی کے ساتھہ نکتہ چینی کرنا چاہیئے - سرکاری عدالتوں میں طلب ہونے پر اظہار تک نہ دینا چاہیئے خواہ اس جرم میں سزائے قید کیوں نہ ملے - گورنمنٹ کی کسی مہربانی اور کسی سلوک کا اعتراف نہ کرنا چاہیئے - اور اسکی جانب سے جس قدر مراعات پیش ہوں اُن سب کو حقیر سمجھنا چاہیئے اور کسی پر اطمینان ظاہر نہ کرنا چاہیئے - یہانتک کہ جس خودمختاری کیلئے ہم جان دے رہے ہیں وہ ہم کو پوری طرح سے مل جائے -

دوسرا فریق پہلے فریق کو مخاطب کر کے زبان حال سے یوں کہتا ہے کہ " تمہاری خواہشیں جائز ہیں تمہارے ارادے نیک ہیں تمہارا خلوص تمہاری حب الوطنی اور تمہارا دلی جوش ہرگز قابل ملامت نہیں - مگر تمہارا طریق عمل قابل اعتراض ہے - ہم سب یہی چاہتے ہیں کہ غلامی سے رہائی پائیں - آزاد ہو کر زندگی بسر کریں - اپنے ملک میں آپ ہی جو چاہیں سو کریں - اپنے باپ دادا کے ڈوبے ہوئے نام کو پھر چمکائیں - مگر یہ باتیں ابھی پانسے نکلنے کی نہیں ہم میں نہ ہمت ہے نہ طاقت جو ہم ایک زبردست حاکم قوم سے ابھی سے کھلم کھلا لڑائی کی ٹھان لیں اور قانون کی مخالفت پر باوجود اپنی اس کمزوری کے اڑ جائیں - اگر ہمنے ایسا کیا تو ہم پس جائینگے - اور اپنے ارادوں کی تکمیل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیں گے - زبردست کے مقابلہ میں زیردست کا بس نہیں چلتا - زیردست کو یہ نہ چاہیئے کہ زبردست کی آنکھہ میں مثل کانٹے کے کھٹکے - بلکہ اُسکو میٹھی چھُری بن کے کام نکالنا چاہئیے ہمارے لئے بہتر ہوگا اگر ہم قانون کی حدود کے اندر رہکر اپنی دلی مرادوں کے بر لانے کی کوشش کیئے جائیں - موجودہ قوانین ہمیں کافی موقع دیتے ہیں - اُن تمام تدابیر کے عمل میں لانے کا جو ہمارے ارادوں کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں - میانہ روی کی چال سے ہم چلینگے تو ہماری حرکات مشکوک نگاہ سے نہ دیکھی جائینگی - اپنے ظاہر کو باطن سے مختلف رکھنے میں ہمیں بڑے بڑے فواید ہیں - اور اس سے ہمارے رستہ میں آسانیاں پیدا ہو جائینگی - ہمیں چاہیئے کہ زبان سے ہم وفاداری کا دعوی کیئے جائیں اور ہاتھہ بڑھا بڑھا کر دہی مانگے جائیں جس کی خواہش ہمارے دلوں میں ہے - اور جس کی تمنا میں تم سلامت روی کی چال سے نکل کر خطرناک دلدل میں آ پہنسے ہو - ہم بھی وہی چاہتے ہیں جو تم چاہتے ہو لیکن ہم زمانہ سازی سے کام لینا زیادہ مفید اور زیادہ موثر سمجھتے ہیں - "

..... ناگپور کانگریس کیمپ کے تنازع کے متعلق اور اسکے ضمن میں فریقین کے آپس کے تعلقات کی
جو معتدل اور انتہا پسند اخباروں میں مضامین نکلے ہیں ان سے ہمارے مندرجہ بالا الزام کی
پوری تصدیق ہوتی ہے۔ ایک بھی اڈیٹر اپنی زبان یا قلم سے یہ نہیں نکالا کہ انتہا پسند لیڈر
گورنمنٹ کے بدخواہ ہیں اور قانون کی دیدہ و دانستہ اور بے دردی سے مخالفت کر کے غداروں کی
فہرست میں اپنا نام داخل کرتے ہیں۔ بلکہ ان لیڈروں کے جوش اور خلوص کی داد دی گئی۔ اور
(صرف اُن کے طرز عمل کو اقتضائے وقت کے خلاف قرار دے کر) اُن سے اتحاد کی کوشش
کی گئی۔ اکثر کانگریسی اخباروں نے صاف الفاظ میں یہ لکھدیا ہے کہ اس موقع پر اگر ماڈریٹس اور
ایکسٹریمسٹس (اعتدال پسند اور انتہا پسند) میں اتحاد نہو گیا تو کانگریس ٹوٹ جائیگی۔ ہاں سے
سخت صدمہ پہنچیگا گویا کانگریس کے وجود یا اسکی سرسبزی کے لئے دونوں جماعتوں کا وجود
و اشتراک لازمی ہے اور اگر ان دونوں کے ظاہری اختلافات دور ہو جائیں تو اُن کے ایک ہو جانے
میں کسی کو بھی اختلاف نہوگا۔ دلی خواہشات دونوں کی اب بھی یکساں ہیں۔ اور دونوں ایک ہی نگاہ
سے دیکھی جانے کی مستحق ہیں۔ بلکہ اعتدال پسند اصل زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ وہ بخلاف
انتہا پسندوں کے اپنے اصلی خیالات کا پورا پورا پتہ نہیں دیتے اور بباعث قانون کی ظاہرا پابندی
کے وہ اپنی کارروائیوں کو جبر روکے نہیں جا سکتے۔ اگر صاحب وزیر ہند کو انتہا پسند فرقہ سے
مایوسی ہے تو یہ امید رکھنا بھی عبث ہے کہ اعتدال پسند فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر خواہ ہو سکتا ہے
اس امر کا اظہار ہمارے بعض برادران گرامی قدر کو ناگوار گذریگا لیکن ہم اداے فرض کے خیال سے
مجبور ہیں ہم نہیں چاہتے کہ مسٹر مارلے جیسے وزیر ہند ایک ایسے بڑے مغالطہ میں ہیں اور اُنکی
اس غلط فہمی کے اثر سے گورنمنٹ آف انڈیا بھی ایک ایسی غلط پالیسی اختیار کرے جس کا خمیازہ
اس ملک کو اٹھانا پڑے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مخالف کو موافق بنانے کی کوشش ہمیشہ
جاری رکھنا ایک بہت بڑی دور اندیشی کا فعل ہے۔ مگر صاحب وزیر ہند کا انتہا پسند فرقہ کی کارروائیوں کو
یاد کر کے اعتدال پسند فرقہ کو ملا لینے کی خواہش ظاہر کرنا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ صاحب موصوف
کے نزدیک اس فرقہ کا تسخیر کر لینا زیادہ آسان ہے۔ بہ نسبت انتہا پسند فرقہ کو تسخیر کر لینے کے۔
اور چونکہ یہ ایک غلط خیال ہے۔ اندیشہ ہے کہ اس غلط خیال کی بنا پر جو پالیسی اختیار کی
جائیگی وہ بھی غلط ہوگی اگر اعتدال پسندوں کی تالیف قلوب کی غرض سے کوئی ایسی پالیسی
اختیار کی گئی جس سے اس تالیف قلوب کے کام میں کامیابی نہوئی۔ اور اصل مدعا حاصل نہ
ہو سکا لیکن دیگر وفادار قومیں بد دل ہو گئیں تو اس پالیسی کے غلط اور مضر ہونے میں
شبہہ کی ذرا گنجایش نہ رہیگی۔ حال ہی میں حکام کی جانب سے ہندوستان میں بعض اس قسم کی
کارروائیاں عمل میں آئی ہیں جنہیں دیکھکر اکثر لوگوں کو گمان ہوتا ہے کہ یہ تالیف قلوب کی
پالیسی پر مبنی ہیں اُن کارروائیوں کے مناسب یا موقع ہونے کے متعلق بھی لوگوں کو اختلاف
ہے۔ ہم اس موقع پر اُن کی بابت کسی قسم کی رائے زنی کرنا نہیں چاہتے مگر ہم صرف یہ کہنا
چاہتے ہیں کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ایسی پالیسی نہ اختیار کی جائے جس سے لوگوں کی نگاہ
میں گورنمنٹ کا ہلکا پن ہو۔ جسے انتہا پسند فرقہ علانیہ بزدلی پر محمول کرے اور جسے اعتدال پسند
فرقہ اپنے دل میں سمجھے۔ ہر فرقہ و ہر قوم کے ساتھ پورا انصاف ہونا چاہیئے سب کو یکساں
حقوق ملنے چاہئیں۔ اور سب کے ساتھ یکساں مراعات ہونی چاہیئے مگر کسی خاص فرقہ کی تالیف قلوب
کی غرض سے اور اُسے مخالفین کے زمرہ میں شامل ہونے سے باز رکھنے کے لئے ایسا رویہ ہرگز
اختیار نہ کر لینا چاہیئے جس سے دیگر اقوام کی حق تلفی متصور ہو اور جس سے اُن قوموں میں بد دلی
اور افسردگی پیدا ہو خیالی فایدہ کی امید موہوم پر کسی بنی بنائی بات کا بگاڑ لینا ایک بہت بڑی
پولیٹیکل غلطی ہوگی۔

مجوزہ اصلاحات پر مسلمانوں کی شکرگذاری

ہم اس سے قبل لکھ چکے ہیں کہ گورنمنٹ کی مجوزہ پولیٹکل اصلاحوں کو مسلمانوں نے

شکرگذاری کے ساتھ دیکھا ہے اور وہ سرکار کے ممنون ہیں کہ اُنکی معروضات پر توجہ کی گئی اور جدید اصلاحات کے
تجویز کرنے میں اسکا خیال رکھا گیا۔ کہ مسلمانوں کی حق تلفی ہونے پائے اور مسلمانوں کو اُنکی مردم شماری اور اُنکی
پولیٹیکل اہمیت کے لحاظ سے انتظام سلطنت میں حصہ دیا جائے۔ مسلمانوں کے حقوق کا بحیثیت ایک علحدہ اگانہ قوم
ہونے کے گورنمنٹ میں تسلیم کر لیا جانا ایک ایسے اصول کا تسلیم کر لیا جانا ہے جس کی پابندی ہندوستان کے
حسن انتظام کے لئے اور مسلمانوں کی محافظت کے لئے نہایت لازمی ہے چونکہ مسلمان ہمیشہ سے اپنے
محسن کے مشکور ہونے میں ایک شہرت خاص رکھتے ہیں اس موقع پر بھی اُنہوں نے اپنی قدیم
احسانمندی کی عادت کے مطابق اپنی عادل گورنمنٹ کی معدلت گستری سے متاثر ہو کر جا بجا جلسے
منعقد کئے ہیں اور گورنمنٹ کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا ہے جو اُسنے مسلمانوں کے حقوق کی
محافظت کا خیال ظاہر کر کے و نیز نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی کو انڈیا کونسل کا ممبر
مقرر کر کے مسلمانوں پر مبذول کی ہے ہمارے پاس اس قسم کے متعدد جلسوں کی روئدادیں آچکی ہیں
جنہیں ہم قلت گنجایش کے باعث درج اخبار نہ کر سکے۔ اُن میں سے بعض جلسے مقامات مندرجہ
ذیل کے مسلمانوں نے منعقد کئے۔ لاہور۔ امروہہ۔ علی گڈھ۔ مرادآباد۔ انبالہ کیمپ۔ لدیہ
بریلی بمبئی وغیرہ بعض جلسوں کے پریزیڈنٹ یا سکرٹری کے نام بجواب ریزولیوشن نسبت
اظہار شکر جن کی نقل حضور وایسراے کی خدمت میں ارسال کی گئی ہیں حضور ممدوح کے
پرائیویٹ سکرٹری کے پاس سے حضور انور کی خوشنودی مزاج اور شکرگذاری کی اطلاع بھی آچکی ہے۔

ہیرسٹن کی جانب سے تعزیت

ہز آنر سر چارلس ڈنزل ایبٹسن لفٹننٹ گورنر صوبہ

پنجاب نے نواب محسن الملک کی وفات کا حال سنکر مسٹر آرچبالڈ علی گڈھ کالج کی اطلاع کے لئے پرنسپل
ایم اے او کالج کے نام ایک تعزیتی چٹھی ارسال فرمائی ہے جس میں ہز آنر تحریر فرماتے ہیں کہ میں
ٹرسٹی صاحبان پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے لائق صاحب نواب محسن الملک کی یکایک وفات سے
کس قدر عظیم صدمہ ہوا ہے میں نے اس خبر کو ابھی کیمپ میں سنا ہے اور اسکے سننے سے مجھے
ایسا قلق پہنچا ہے جس کے لئے میں تیار نہ تھا کیونکہ دو ہی ہفتہ کی بات ہے کہ نواب صاحب مرحوم
مجھسے ملنے آئے تھے۔ اور ہم دونوں نے بڑی دیر تک باتیں کی تھیں جو حسب معمول بہت دلچسپ
اور سبق آموز تھیں اُسوقت نواب صاحب یقیناً تندرست اور جوش و حزم نظر آتے تھے اُن کی
وفات سے کالج کو جس کے انتظام و اہتمام میں وہ اسقدر نمایاں حصہ لیتے رہے۔ اور مسلمانوں کی
قوم کو جسکے فواید کا خیال اُن کے دل میں تمام دیگر خیالات پر مقدم جگہ رکھتا تھا۔ اور گورنمنٹ
کو جس کے وہ ہمیشہ وفادار رہے یکساں نقصان پہنچا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس راے کی
اظہار کا مجھے استحقاق حاصل ہے بوجہ اسکے کہ میرا صوبہ مسلمانوں کی کثرت آبادی کے لحاظ سے
ہندوستان میں دوسرے درجہ پر ہے۔ و نیز بوجہ اس کے کہ علی گڈھ کالج کو میں محض ایک
پراونشل انسٹیٹیوشن ہی نہیں سمجھتا بلکہ اس سے بہت زیادہ خیال کرتا ہوں۔ مزید براں نواب صاحب
مرحوم خود بھی میرے ذاتی دوست تھے۔ اور اُن کے صلاح و مشوروں کی میں قدر کرتا تھا اور اُن سے
فایدہ اُٹھاتا تھا۔"

مندرجہ بالا تحریر سے علاوہ اس امر کا ثبوت ملنے کے کہ حکام کی نگاہ میں نواب صاحب کی

کیسی کچھ دقت تھی۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مرحوم نے اپنے قیام شملہ کے آخری ایام میں بھی قوم کی کیسی کیسی خدمات کیں۔ اور کیسے بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کر کے مختلف اہم اور ضروری معاملات پر ان سے گفتگو کی۔ اور ان پر اپنے دیرینہ تجربہ اور اپنی بیش بہا معلومات کا سکہ بٹھایا۔ انہیں دنوں میں نواب صاحب مرحوم نے حضور وائسرائے سے بھی دو پرائیویٹ ملاقاتیں کیں جن کا مفصل حال ہمیں نہ معلوم ہونے پایا تھا۔ کہ ہمارے سچے محسن نے داعی اجل کو لبیک کہدیا۔
زمین آفتاب کے گرد سینکڑوں برس چکر کھاتی ہے۔ تب کہیں جا کر ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔

محسن میموریل

اس امر کو اطمینان کے ساتھ دیکھا جائیگا کہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم نے فیصلہ کیا ہے کہ نواب محسن الملک مرحوم کی قومی خدمات کی شکر گذاری میں ان کی ایک ایسی شاندار یادگار قائم کی جائے جو ان کی خواہش و تمنا کے موافق ہو۔ ضروریات زمانہ کے مناسب ہو۔ اور مسلمانان قوم کے لئے مفید ہو۔ محض لفاظی اور مرثیہ خوانی اس محسن قوم کی سچی شکر گذاری کی مترادف نہیں ہو سکتی جس نے اپنی مستیع ہستی کے گل ہونے تک قومی خدمات انجام دی ہیں۔ ضرورت ہے کہ قوم کی طرف سے سچی احسان مندی کا عملی ثبوت دیا جائے۔ اور جس کام سے مرحوم کو الفت تھی اسکی تکمیل کی تدبیر کی جائے

ٹرسٹیوں کے ایک جلسہ میں یہ امر قرار پایا ہے کہ یادگار کی شکل ایسی ہونی چاہیئے کہ اس سے ایک طرف مسلم یونیورسٹی کا مقصد حاصل ہو۔ اور دوسری طرف کالج کی کوئی اہم ضرورت پوری ہوتی ہو۔ پس انہوں نے تجویز کیا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے ایک وسیع اور پختہ بورڈنگ ہوس بنایا جاوے جس کے کرایہ کی آمدنی سے کالج میں علوم جدیدہ کی چند پروفیسریاں قائم ہوں۔ تجویز نہایت مناسب ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اگر مرحوم کی زندگی میں اس امر کی بابت کسی نہ کسی طریقے سے انہیں ٹٹولا جاتا تو وہ بھی اسی شکل میں اپنی یادگار کا قائم کیا جانا پسند فرماتے۔ مگر ہمیں یہ دیکھنے سے واقعی رنج ہوا ہے کہ نواب محسن الملک جیسے فدائے قوم کی یادگار کے لئے صرف ایک لاکھ روپے کا فنڈ تجویز ہوا ہے جو مرحوم کی ذاتی وجاہت اور قومی خدمت کے مقابلہ میں نہایت حقیر رقم ہے۔ مرحوم کا ذاتی اثر اس قدر وسیع تھا اور ان کے زمرہ احباب میں ایسے ایسے باہمت اور صاحب استطاعت اشخاص موجود تھے کہ ان کے لئے اگر آئی الواقع مرحوم کی جدائی کا قلق ہے تو ان میں کا ایک ایک شخص محض اپنی ذات واحد سے ایک لاکھ سے زیادہ اپنے محسن کی یادگار قائم کرنے کے لئے دے سکتا ہے۔ نواب صاحب مرحوم کسی مزید یادگار کے محتاج نہیں۔ وہ اپنی زندگی میں ایسی یادگاریں چھوڑ گئے ہیں جنہیں زمانہ کا انقلاب بھی مٹا نہیں سکتا۔ مجوزہ یادگار کی ضرورت صرف اس قوم کو ہے جو زیر بار احسان ہے اور جسکی احسانمندی کا ثبوت عملی شکر گذاری کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو قوم ہمیشہ سے اپنے محسنوں کا احسان ماننے میں مشہور رہی ہے کیا وہ ایک لاکھ روپے کی قلیل رقم کو اپنے باپ اس محسن کی شان کے مطابق قرار دیتی ہے جس نے کئی نازک موقعوں پر قومی کشتی کو ڈوبنے سے بچایا۔

انسداد مجالس باغیانہ

قانون انسداد مجالس باغیانہ کے مسودہ پر سیلیکٹ کمیٹی غور کر کے اپنی رپورٹ مرتب کر چکی ہے اور وہ رپورٹ ۲۵ر اکتوبر کو اجلاس کونسل میں پیش کر دی گئی ہے۔ کمیٹی کی طرف سے جو ترمیمیں پیش ہوئی ہیں وہ مجوزہ قانون کو بلاشبہ کم کر دیتی ہیں۔ قانون مذکور کے مستقل طور پر ملک میں نافذ کیے جانے کی بابت جو اعتراضات پیش ہوئے ہیں۔ انہیں ممبران کمیٹی نے معقول قرار دیکر مشورہ دیا ہے کہ اس ایکٹ کا اجرا صرف تین برس کے لئے کیا جائے۔ اور بعد اختتام میعاد مذکور اسے منسوخ تصور کیا جائے۔ دوسری قابل ذکر ترمیم یہ ہے کہ اس قانون کے مطابق کوئی لوکل گورنمنٹ کسی مقام کو بذریعہ نوٹیفیکیشن "مقام ممنوعہ" قرار دے تو اس نوٹیفیکیشن کا اثر چھ ماہ تک رہیگا۔ گو لوکل گورنمنٹ کو اس قسم کا ایک دوسرا نوٹیفیکیشن اسی مقام کی بابت نکالنے کا اختیار رہیگا۔ ابتدائی مسودہ میں پبلک جلسہ کو بہت وسیع معنی میں استعمال کیا گیا تھا اس پر میونسپل وغیرہ کے جلسے بھی شامل ہو سکتے تھے۔ مگر کمیٹی نے اب اسے محدود کر دیا ہے۔ اور ان جلسوں کو مجوزہ قانون سے مستثنے کر دیا ہے۔ جو کسی ایکٹ یا کسی قانون یا کسی سرکاری ہدایت کے مطابق منعقد ہوں یا جنہیں لوکل گورنمنٹ بذریعہ ایک عام یا خاص حکم کے مستثنے کر دے۔ ایک اور قابل ذکر ترمیم جو کمیٹی نے پیش کی یہ ہے کہ بجائے سات دن قبل پولیس کو جلسہ کی اطلاع دینے کے تین دن قبل اطلاع کا دیا جانا کافی سمجھا جائیگا۔ چند دیگر لفظی ترمیموں کے علاوہ کمیٹی کے صرف تین سرکاری ممبروں نے (یعنی سر ہنبر ایڈمسن۔ آنریبل مسٹر رچرڈز اور آنریبل مسٹر بیکر) دستخط کیے۔ اور باقی دو دیسی ممبران یعنی ڈاکٹر راش بہاری گھوش اور آنریبل مسٹر گوکھلے) اصلی رپورٹ پر اپنے دستخط نہیں کیے۔ بلکہ ان دونوں نے ایک مشترکہ اختلافی نوٹ لکھکر رپورٹ میں شامل کر دیا ہے۔ اس اختلافی نوٹ میں انہوں نے مسودہ قانون سے کلی اختلاف کر کے بعض مقامات میں چند فرید ترمیموں کی ضرورت بتائی ہے۔ ان کے نزدیک ایکٹ زیر تجویز کی میعاد بجائے تین سال کے صرف ایک سال ہونی چاہیئے۔ مسودہ قانون میں پبلک جلسہ کی جو تعریف کی گئی ہے اسکو وہ ناقابل اطمینان قرار دیکر تعریف مذکور کو مسودہ سے بالکل خارج کر دینے کی ضرورت بتاتے ہیں۔ نیز وہ چاہتے ہیں کہ جو جلسے پرائیویٹ مقامات میں ہوں یا جن میں لوگ بغیر ٹکٹ یا پاس وغیرہ کے داخل نہ ہو سکتے ہوں انہیں وہ قطعاً قانون زیر بحث کے اثر سے محفوظ رکھنے کی بابت تحریر کرتے ہیں وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ مجسٹریٹ یا پولیس کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ جس جلسہ کو مناسب سمجھیں بند کر دیں۔ بلکہ انہیں ان ہی جلسوں کے بند کرنے کا اختیار ہونا چاہیئے جو اس ایکٹ زیر تجویز کی رو سے ناجائز ہوں۔ ڈاکٹر راش بہاری گھوش اور مسٹر گوکھلے نے اختلافی نوٹ میں اصلی یہ تحریک کی ہے کہ مقامات ممنوعہ میں بجائے "پولیٹیکل مضامین" پر جلسہ عام میں تقریر کرنے کی ممانعت ہونے کے صرف "پولیٹیکل شکایات" پر گفتگو کرنے کی ممانعت ہونی چاہیئے۔ یہ نکتہ غور طلب ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ قانون پاس کرنے سے قبل کونسل اس پر کافی توجہ کریگی۔ امید ہے کہ یکم یا دوم نومبر کو ایکٹ زیر تجویز کے متعلق قطعی تصفیہ ہو جائیگا

مراسلات

ندوۃ العلماء کے سرپرست کا انتخاب

بریں مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست

ہمارے برادران طریقت کو
بالخصوص اور جمیع اہل اسلام کو بالعموم

یہ خبر کے سننے سے خوشی ہوگی کہ علمائے ہندوستان و پنجاب کی ایک معتمد جماعت یعنی ندوۃ العلماء نے ہمارے پیر و مرشد جناب سیادت پناہ نجابت دستگاہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین واقف شریعت عالم طریقت حضرت حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث نقشبندی علی پوری ادام اللہ فیوضہم کو اپنا سرپرست انتخاب کیا ہے۔ اس وقت ہندوستان و پنجاب میں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں علماء صلحاء و صوفیائے کرام موجود ہیں۔ مگر الحمد للہ کہ ان سب میں سے ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کو ہی ممتاز کر کے یہ منصب و عزت عطا ہوئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ فی زماننا حضور ممدوح کا وجود با جود مغتنمات سے ہے جس قدر فیض جاری ہے اور جس سے جناب والا مختلف ممالک و اطراف کو سیراب فرما رہے ہیں اوسکی نظیر ملنی محال ہے پنجاب ہندوستان۔ کشمیر۔ کوئٹہ۔ مدراس۔ حرمین شریفین غرضکہ دور دور تک جناب کا ڈنکا بج رہا ہے جو اخلاق کریم و خلق عظیم جناب کو عطا ہوا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ندوۃ العلماء کا جس میں کہ خود بڑے بڑے علمائے عظام و صوفیائے کرام شامل ہیں حضور کو اپنا سرپرست انتخاب کرنا نہایت ہی قابل تعریف ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان بندگان عزیز سے خود بینی و خود پسندی کوسوں دور ہے۔ اور بلا کسی نفسانیت کے انہوں نے اپنی سرپرستی کے لئے ایک ایسے بزرگ کا انتخاب فرمایا جو ٹھیک اسی عہدے کے لائق تھا۔ افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس بنگلور کے ان حاسدوں پر جو اپنی سیاہ دلی کی وجہ سے ایسے جلیل القدر بزرگ کی قدر نہیں کرتے۔ اور ایسے رفیع الشان ہادی وقت کے مرتبہ کو نہیں پہچانتے۔ اور بجائے حقوق مسافری و مہمان نوازی کے بجا لانے کے اخوت اسلامی کو بھی جواب دئیے بیٹھے ہیں۔ اور اگرچہ نام کو قاضی اور میرزادے کہلاتے ہیں مگر جو سلوک اہل کوفہ نے امام حسین علیہ السلام سے کیا تھا وہی ان کی اولاد سے یہ ملک کے اندر ہے کر رہے ہیں۔ خیر! خدا تعالےٰ خود انہیں کو دن بدن زیادہ روسیاہ کریگا۔ اور پھر انکو معلوم ہو جائیگا کہ سیاہ پوشی کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ ہم برادران طریقت عام اہل اسلام۔ ارکین ندوۃ العلماء اور خود جناب حضرت شاہ صاحب روحی فداہ کو اس انتخاب سرپرستی ندوۃ العلماء کی مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ذیل میں بعینہٖ اس خط کی نقل کرتے ہیں جو حضور ممدوح کو دفتر ندوۃ العلماء سے پہنچا ہے۔ راقم خادم خلق اللہ میر حبیب اللہ آنریری مجسٹریٹ امرتسر۔ (یکے از غلامان حضرت صاحب)

نقل خط

باسمہ تعالیٰ۔ از دفتر ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ نمبر ۱۲۲۵۔ مورخہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ

بخدمت مجمع الفضائل والمکارم مخدومی جناب حاجی حافظ صوفی مولانا سید شاہ جماعت علی صاحب محدث نقشبندی دامت برکاتہم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

۱۴ شعبان ۱۳۲۳ھ کو ندوۃ العلماء میں حسب معمول جلسہ انتظامیہ قرار پایا۔ اس جلسہ میں جن امور پر بحث ہوئی ان میں سب سے زیادہ خوشگوار امر ندوۃ العلماء کے لئے سرپرست کا انتخاب کرنا تھا۔ ندوۃ العلماء جب سے قائم ہوا اسکو ہمیشہ اس امر کی حاجت رہی کہ وہ ایک ایسے بزرگ کی سرپرستی میں قائم رہے جو علم دوست ہو۔ نیکدل ہو۔ علوم ظاہری و باطنی میں کمال رکھتا ہو سب سے پہلے یہ ضرورت جناب شیخ المشائخ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم نے پوری کی تھی اور انکی توجہ و ہمت سے ندوۃ العلماء اوج کمال کو پہنچ گیا تھا۔ لیکن ان کے وصال کے بعد ہمیں کوئی ایسا جانشین نہیں ملا جس کو ندوۃ العلماء سے وہی خصوصیت و دل آویزی ہو جیسی حضرت ممدوح کو تھی اسلئے ایک مدت تک ندوۃ العلماء اس قسم کے جامع الکمال بزرگ کے ظل عاطفت سے محروم رہا۔ تاہم ہماری نگاہیں ان ہستیوں کو ڈھونڈھ رہی تھیں اب متواتر تجربوں نے ثابت کیا کہ آپ تمام اوصاف کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ آپ کو ندوۃ العلماء کی سرپرستی کا حق حاصل ہو سکے خاکسار نے جلسہ میں آپ کی سرپرستی کی تجویز پیش کی اور باتفاق تمام ارکین آپ ندوۃ العلماء کے سرپرست قرار دیئے گئے۔ اس انتخاب سے غالباً آپ کو بھی ویسی ہی مسرت حاصل ہوگی جیسی کہ ہم لوگوں کو ہوئی ہے مجھے قوی امید ہے کہ آپ کی توجہ و ہمت سے ندوۃ العلماء کو ایسی کامیابی نصیب ہوگی کہ اسکی تاریخ میں آپ کی سرپرستی ہمیشہ یادگار رہیگی۔ معتمد دفتر ندوۃ العلماء محمد عبدالحی (۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

انجمن اسلامیہ گورداسپور کا ایک قابل یادگار جلسہ

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر جامع مسجد میں انجمن ہذا کا ایک خاص جلسہ بتحریک میاں غلام محمد گلشن آدم پوری بصدارت شیخ علی احمد صاحب وکیل رئیس بغرض اظہار وفاداری و شکرگذاری برٹش گورنمنٹ منعقد ہوا جس میں بوجہ میلہ منڈی ہر فرقہ و طبقہ کے ادنےٰ و اعلےٰ مسلمان موجود تھے۔ یہ جلسہ نہایت شاندار و عظیم الشان تھا۔ جنرل سیکرٹری نے بعد حصول اجازت میر مجلس اول ایک مختصر تقریر میں اغراض و مقاصد جلسہ بیان کئے۔ اور پھر ایک مدلل سپیچ کے ذریعہ برٹش گورنمنٹ کی اس عادلانہ پالیسی کا بالتوضیح تذکرہ کیا جس کا اسنے حال ہی میں حسب استدعائے آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن (جو کہ سال گذشتہ میں بمقام شملہ بحضور وائسرائے ہند حاضر ہوا تھا) بذریعہ خاص سرکلر اظہار فرما کر اپنی رعایا کے نہایت ممتاز فرقہ اہل اسلام کو جو کہ بلحاظ جاں نثاری و وفاداری کے سب سے افضل ثابت ہوا ہے ممنون احسان فرمایا۔ اگرچہ حضار جلسہ کی دلی مسرت کا اندازہ کرنا نہایت مشکل امر تھا۔ مگر ان کا جوش و خروش ان کے دلی تپاک کی زندہ تصویر میں ایک معتبر نگاہ کے سامنے پھر رہا تھا اس موزوں تقریر کے خاتمہ پر چند ریزولیوشن پیش کیئے گئے جن کو حاضرین جلسہ نے بالاتفاق پسند فرما کر پاس کیا اور جنرل سکرٹری کو متفق اللفظ ہو کر اجازت دی کہ وہ ان ریزولیوشنوں کا لب لباب بذریعہ ٹیلیگرام آج ہی شام کو ٹھیک ۵ بجے بتوسل پرائیویٹ سیکرٹری بحضور گورنر جنرل و نائب السلطنت ہند عرض کرے اور ان کی باضابطہ اطلاع اپنے ضلع کے نمبر بالا و صوبہ کے ممتاز مالک کو جس قدر جلد ممکن ہو کر دے اور معتدد اسلامی اخبارات میں بھی نیاز برائے آگاہی عام منجانب انجمن مشتہر کر دے اور جو جواب منجانب وائسرائے بہادر موصول ہو اسکی کاپی بھی ضرور شامل کر دے اور یہ بھی ضروری ہے کہ پنجاب مسلم لیگ کے سیکرٹری کو بھی مضمون تار سے مطلع کر دے چنانچہ نیاز مند نے اسی شام کو ٹھیک ۵ بجے بحضور وائسرائے ہند معرفت پرائیویٹ سیکرٹری ارسال کر دیا جس کا جواب ۲۱ اکتوبر کو منجانب وائسرائے ہند موصول ہو گیا جس کا ہر ہر لفظ محبت سے بھرا ہوا تھا۔ بھیا ہی اسنے حاکم ضلع و مالک صوبہ کو باضابطہ اطلاع دی۔ اور پھر یہ اعلان کیا کہ بروز جمعۃ المبارک جملہ مسلمانان کو مضمون تار و جواب وائسرائے ہند سے جنرل سیکرٹری مطلع کر کے دعائے اندیا و عمر و ترقی اقبال ان قسمت کے مالکوں کے حق میں کرائی جنکے وجود باجود کے ساتھ محمڈن کمیونٹی کی تمام تمنائیں قدرت نے وابستہ کر دی ہیں۔ ایسا جلسہ گورداسپور کو آج تک نصیب ہوا تھا کیونکہ عہدہ داران و ممبران انجمن کے سوا ضلع بھر کے مسلمانوں کی ایک معقول تعداد حسن اتفاق سے اس خبر فرحت اثر کو سن کر اس شاندار جلسہ کی باعث زینت ہو گئی تھی۔ ہماری تو یہ دعا ہے کہ خدا کرے ایسے جلسے کرنے کا انجمن کو ہر روز موقع ملے کیونکہ انجمن نے یہ جلسہ بطور قائم مقام جملہ اہل اسلام ضلع گورداسپور کیا تھا خوشامدی کا مونہہ کالا۔ خدا لگتی کہینگے کہ ایسی جا پر ذرہ نوازی ...

رعد کی طبی جنتری اور روزہ افطار اور سحری کا وقت

منشی رحمت اللہ صاحب رعد کی طبی جنتری اپنی نوعیت کے لحاظ سے تمام جنتریوں میں ممتاز ہے اور یہی وجہ ہے کہ روز بروز اسکی اشاعت بڑھتی جاتی ہے۔ اسکو ہر فرقہ کے لئے مفید اور کارآمد بنانے کی کوشش کی گئی ہے لیکن مسلمانوں کے فائدہ کی غرض سے جو نقشہ اوقات افطار روزہ اور سحری کا اس میں درج کیا جاتا ہے اس سے عام مسلمانوں کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچ رہا ہے۔ اسی طرح جدول طلوع و غروب آفتاب سے عموماً لوگوں کو دھوکا ہو جاتا ہے میں کئی سال سے دیکھ رہا ہوں کہ مالوہ کے شہروں اندور۔ جاورہ۔ رتلام نیمچ وغیرہ کے اوقات افطار روزہ اور سحور سے جنتری مذکور کے اوقات مختلف ہیں۔

ایک مرتبہ ایام رمضان میں ابر تھا۔ مجمع میں میرے ایک دوست نے جنتری کے اعتبار پر روزہ افطار کرنا چاہا چونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہاں جنتری مذکور کے اوقات افطار اور سحور درست نہیں ہے میں نے ان کو افطار کرنے سے روکا انہوں نے توقف کیا۔ آگے روز جبکہ آسمان صاف تھا ان کو دکھلایا گیا کہ جو وقت افطار کا جنتری میں لکھا ہے اس سے ... منٹ بعد آفتاب غروب ہوا۔

امسال رمضان کی پہلی تاریخ ۹ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ کل ۱۳ اکتوبر کو رمضان کی پانچویں تاریخ تھی۔ ان تاریخوں میں برابر دیکھا گیا کہ یہاں علے الترتیب ۵ بج کر ۱۵ اور ۱۴ اور ۱۳ اور ۱۲ اور ۱۱ منٹ پر آفتاب غروب ہوا۔ اور جنتری کے نقشہ اوقات میں یکم رمضان سے ۵ رمضان تک علی الترتیب ۵ بج کر ۴۱ اور ۴۰ اور ۳۹ اور ۳۸ اور ۳۷ منٹ پر وقت افطار لکھا ہے۔ یہ تفاوت آدھ گھنٹہ سے بھی زیادہ ہے۔ اس وقت بلاشبہ عصر کا وقت باقی رہتا ہے۔ علی ہذا انتہائی سحور کے وقت کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ۵ رمضان کو انتہائی وقت سحور جنتری میں ۴ بج کر ۳۰ منٹ لکھا ہے۔ حالانکہ ۳۰ منٹ پر یہاں اچھی خاصی صبح صادق تھی۔ افطار کرنے میں تو جبکہ ابر وغیرہ نہ ہو دھوکا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ایسا کوئی مسلمان نہیں کہ وہ آفتاب کو موجود دیکھ کر جنتری کے اعتبار پر روزہ افطار کرلے لیکن ابر کی حالت میں ضرور مغالطہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی ایک واقعہ کا ذکر کیا۔ مگر سحری میں بہر حال دھوکا ہونیکا احتمال ہے پچھلی رات کو لوگ گھروں میں سوتے ہوئے ہوتے ہیں گھر کے اندر کیا معلوم ہو کہ صبح صادق کا آغاز ہوگیا یا نہیں ہے بس اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ جنتری کے نقشہ اوقات میں انتہائے سحری کا وقت اتنے بج کر اتنے منٹ پر لکھا ہے بغیر کھٹکے کے سحور نوش کرتے ہیں میری رائے میں اول تو اس نقشہ کی جنتری میں ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ جب سب جگہ کا افق ایک نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ باعتبار اختلاف افق یہ اوقات مختلف ہوں گے تو عموماً اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ دوسرے اگر خاص خاص شہر کے لئے جہاں کے افق کے موافق یہ نقشہ بنایا گیا ہے۔ درج کرنا مناسب خیال کیا گیا ہے تو اسکے ساتھ یہ تصریح کردینی مناسب ہے کہ یہ نقشہ فلاں فلاں شہروں کے افق کے موافق ہے۔

نیز جنتری مذکور میں یہ بات تعجب سے دیکھی جاتی ہے کہ جو جدول طلوع و غروب آفتاب کی ہر مہینے کے ساتھ درج ہے۔ علاوہ اسکے کہ یہاں اور دیگر شہروں میں طلوع و غروب آفتاب اسکے موافق نہیں ہے وہ نقشہ افطار اور سحور سے بھی مختلف ہے مثلاً نقشہ میں افطار کا وقت ۵ رمضان کو ۵ بج کر ۳۱ منٹ لکھا ہے۔ اور جدول طلوع و غروب میں اس تاریخ کو غروب آفتاب ۵ بج کر ۲۸ منٹ پر بتلایا ہے۔ سات منٹ کا فرق ایک معتد بہ فرق ہے۔ اسی طرح سب تاریخوں میں فرق ہے۔ نقشہ کے اعتبار پر روزہ افطار کرنے والا گویا سات منٹ قبل از غروب آفتاب روزہ افطار کرتا ہے۔ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جدول طلوع و غروب اور نقشہ اوقات ایک ہی افق کے حساب سے بنائے گئے ہوں گے کیونکہ دونوں اس ایک ہی جنتری سے متعلق ہیں۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ نقشہ اور جدول دو شخصوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ ورنہ یہ اختلاف نہ ہوتا۔ اختلاف کا کچھ ہی سبب ہو۔ اس پر دقیقہ رس نکتہ نگاہ جناب رعد صاحب کو ضرور نظر کرنی چاہیئے تھی۔ میں نے عام مسلمانوں کی اطلاع کے لئے کہ روزہ جیسے رکن اسلام کے معاملہ میں دھوکا نہ کھائیں۔ یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ منشی رحمت اللہ صاحب رعد میری اس گذارش پر خیال فرماکر آئندہ سال کی جنتری میں اصلاح و ترمیم فرما دینگے۔

راقم عبد الحق عفی عنہ از رتلام

عالی جناب آنریبل مولوی سید شرف الدین صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ اور دار العلوم ندوۃ العلماء کا معائنہ

عالیجناب مولوی سید شرف الدین صاحب بالقابہ کو ہمیشہ مذہبی امور سے شغف رہا ہے چنانچہ وہ اکثر مذہبی جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ آجکل وہ خواجہ حاجی وارث علی شاہ صاحب کے مزار کی زیارت کی غرض سے لکھنؤ میں آئے تھے چونکہ ان کو ندوۃ العلماء سے بھی ہمیشہ دلچسپی رہی ہے اسلئے دار العلوم ندوۃ العلماء کا بھی معائنہ کیا۔ معائنہ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ چونکہ اخباروں میں یہ خبر شائع ہوچکی تھی کہ طلباء دار العلوم عربی زبان میں فی البدیہہ تقریر کرسکتے ہیں اسلئے جناب آنریبل موصوف مشاہدۃً اس منظر کو دیکھنا چاہتے تھے۔ اس خیال سے آپنے ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو بوقت ۸ بجے دن کے جناب مسٹر شاہد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا اور جناب مسٹر سلطان احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا کو ساتھ لیکر دار العلوم میں تشریف لاکر طلباء دار العلوم کی عربی تقریر کے متعلق اپنا شوق ظاہر فرمایا اور مسٹر شاہد حسین صاحب سے عنوان تجویز کرنے کی خواہش کی۔ انہوں نے مسئلہ تعلیم کو پیش کیا لیکن چونکہ طلباء کے لئے یہ نہایت پامال اور پیش پا افتادہ مضمون تھا۔ اسلئے یہ طے ہوا کہ طلباء کو گورنمنٹ اور رعایا کے تعلقات پر اظہار کا موقع دیا جائے کیونکہ عربی طلباء کے لئے یہ ایک پیچیدہ اور بیگانہ مضمون ہے۔ اس مضمون پر مولوی سید سلیمان نے اس برجستگی کے ساتھ تقریر کی کہ تمام حاضرین کو تعجب ہوا چنانچہ خود جناب جج صاحب موصوف کے سامنے وہ تقریر قلمبند کرلی گئی۔ اس موقع پر ہم جج صاحب کی رائے جو انہوں نے کتاب معائنہ پر لکھی ہے۔ درج کرتے ہیں فہو ہذا:

(کیفیت معائنہ) میں نے کل ۱۳ تاریخ کو دار العلوم کا معائنہ کیا میرے ہمراہ مسٹر شاہد حسین مسٹر سلطان احمد بیرسٹران ایٹ لا بھی تھے۔ میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ چند طلباء اس دار العلوم کے عربی میں آسانی سے اسپیچ دے سکتے ہیں میں اسکی تصدیق کا خواستگار تھا کہ بذات خود جاکر دریافت کروں کہ یہ رپورٹ کس حد تک صحیح ہے۔ صاحبان ممدوح بالا کو ترغیب دیکر انکو ہمراہ لیا۔ میرے عزیز انہوں نے تقریر کے لئے عنوان منتخب کیا۔ طلباء میں سے ایک طالب العلم سید سلیمان تقریباً ۵ برس تک طالب علم رہچکا ہے۔ مضمون تجویز شدہ زیادہ دقیق مضمون تھا۔ اور مجھے اس بات میں تشکک تھا کہ آیا یہ غیر معروف مضمون کسی طالب العلم کے امکان میں ہے۔

یہ ان کا ایک نمونہ ہے جو کہ طلباء دیئے ہوئے وقت میں بیان کرسکتے ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ اس سے بہتر بیان نکر سکتے ہیں۔ ایک دوسرے طالب العلم نے جو کہ اپنی عربی خواندگی کے ختتام کے بعد انگریزی درجہ میں داخل ہوا ہے۔ ایک مختصر تقریر انگریزی میں کی۔

میں ممبران اور عملہ کو جو کہ اس بیش بہا دارالعلوم کے بانی ہیں۔ اس کامیابی پر جو کہ انہوں نے ایسے قلیل وقت میں حاصل کی ہے مبارکباد دیتا ہوں۔

یہ قابل افسوس ہے کہ عام مسلمان کماحقہ اس منزلت سے جو کہ دارالعلوم کی کرنا چاہیئے۔ واقف نہیں ہیں مکان موزوں نہیں بنا ہے اور میں عام مسلمانوں کو اسکی جانب توجہ دلاتا ہوں کہ طلبا کی گنجائش کے لئے زیادہ وسیع اور بہتر مکان کی ضرورت ہے قدیم مکانات کے فروخت کرنے اور جدید سکول کی عمارت اور کھیل کے لئے زمین کے خرید کرنے کا معاملہ درپیش ہے مجھے یقین ہے کہ میں اپنی دوسری آمد میں مدرسہ کی عمارت عمدہ جگہ پر پاؤں گا۔ (سید شرف الدین جج ہائی کورٹ کلکتہ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء لکھنؤ)

راقم محمد حفیظ اللہ عفی عنہ مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء

قطعہ تاریخ

بہ وفات حسرت آیات جناب محسن الملک نواب سید مہدی علی خانصاحب مرحوم آنریری سیکرٹری مدرستہ العلوم علی گڈھ۔ از نتائج طبع منشی عطا محمد صاحب گورنمنٹ پنشنر امرتسر

محسن الملک مہدئی دوراں   کہ نظیرش نیاورد گیہاں
بہر اظہار استنان قوم   شد مددگار نائب سلطاں
خدمت قوم چوں بجا آورد   بست رخت سفر بدار جناں
قوم را دل بریدہ ہاتف غیب
گفت تاریخ نوبت او غفران

(تشریح) دل قوم حرف واؤ است بحساب ابجد شش (۶) عدد دارد۔ از اعداد غفران (۱۳۳۱) ۶ عدد را بریدہ (۱۳۳۱-۶=۱۳۲۵) سن ہجری برمے آید۔

قلیل التعداد اقوام کے حقوق اور پارسی
(منقول از بمبئی گزٹ)

اس عنوان سے بمبئی گزٹ نے اپنے ایک نامہ نگار کی مفصلہ ذیل تحریر چھاپی ہے۔

"پارسی ایسوسی ایشن نے گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ایک عرضداشت بدیں مضمون ارسال کرنے کی تجویز کی ہے۔ کہ جدید اصلاحی سکیم کے متعلق پارسیوں کے حقوق بھی خاص طور پر تسلیم کئے جائیں۔ ایسوسی ایشن نے اس امر پر زور دیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے لئے بعض لیجسلیٹو کونسلوں میں چند نشستیں محفوظ رکھنے کی تجویز اس بنا پر ہی کہ قلیل التعداد اقوام کے حقوق کی حفاظت ہو سکے تو پارسیوں کی ساتھ بھی اسی قسم کی رعایت ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ ایک گجراتی روزانہ اخبار اس قسم کی مراعات طلب کرنے کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ اور مجھے بھی اسکی رائے سے کلی اتفاق ہے۔ محنت و استقلال سعی و کوشش اور تعلیم کے لحاظ سے پارسیوں کی تعداد بقدر قلیل ہے کہ اگر شمار کو عطائے حقوق کا معیار قرار دیا جائے تو پارسی کسی گنتی میں ہی نہیں آتے۔ اگر پارسیوں کے حقوق خاص طور پر تسلیم کئے جائیں تو ان کو دیکھکر یوریشین۔ دیسی عیسائی اور اسی قسم کے دیگر فرقے بھی اپنے حقوق کی خاص حفاظت کے خواستگار ہو جائینگے مگر انمیں سے کوئی بھی معقول طور پر اس قسم کا خاص حق پیش نہیں کر سکتا۔ اور پارسیوں کی بابت تو میرا خیال ہے کہ وہ اسکے بغیر بھی ویسی ہی ترقی کر سکتے ہیں ملکی ترقی کے ساتھ ساتھ انہیں بھی حصہ رسدی فائدہ پہنچتا رہیگا۔ اور اگر کسی وقت کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس کا انکے ذاتی حقوق پر خاص اثر پڑتا ہو تو

منقولات

ہندوستان کے اخبارات اور انکی شورش انگیز مضامین

انڈیا میں کئی طرح کے اخبار چھپتے ہیں ایک قسم ہے جن کے مالک انگریز ہوتے ہیں۔ اور وہ زیادہ تر انگریزوں کے مطالعہ کے لئے انگریزی زبان میں ایسے مضامین چھاپتے ہیں جو ان کے پسند خاطر ہوں ان اخباروں میں اینگلو انڈین کے دماغ کے لئے ایک ایسا خوان یغما الوان چنا جاتا ہے جس سے وہ محظوظ ہو کر تر دماغ ہوتے ہیں۔ یورپ کی خبریں۔ انگلش سوسائٹی کے حالات۔ اور سب سے زیادہ برٹش قوم کی برتری اور فوقیت کی پالیسی کی حمایت اور مداحی انمیں درج کی جاتی ہے۔ اگر ہندوستانیوں کی خواہشوں کے موافق کوئی پالیسی ان کو حقوق عطا کرنے کی گورنمنٹ اختیار کرتی ہے تو وہ اسکے مقابلہ اور ضد میں انگریزوں کے عام حقوق کی حمایت کے جذبہ میں بھر آتے ہیں۔ اور کہنے لگتے ہیں کہ انڈیا میں کسی قوم کا سوائے انگریزوں کے کوئی استحقاق نہیں ہے۔ ہندوستانیوں کو جو حقوق گورنمنٹ نے عطا کئے ہیں یہ اس کی کمزوری ہے۔ اس موقع پر وہ گورنمنٹ کو صلواتیں سنانے لگتے ہیں۔ اور جب یہ دیکھتے ہیں غرض گورنمنٹ کی ایسی پالیسی ان کو سب سے زیادہ بری معلوم ہوتی ہے اور وہ ہندوستانیوں کی نسبت حاسدانہ اور معاندانہ مضامین لکھنے لگتے ہیں جنمیں وہ ہندوستانیوں کی بھلی باتوں کو بھی برا کہتے ہیں۔ پھر وہ جیسی کہتے ہیں ویسی ہی سنتے بھی ہیں۔ ہندوستانی اخبار بھی ان کو برا کہنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے :. ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دوسرے اخبار وہ ہیں جن کے مالک ہندوستانی ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو انگریزی زبان میں نکلتے ہیں۔ اور ان کے ایڈیٹر یا تو خود ہندوستانی ہیں یا انگریز یا ایڈیٹر ملازم رکھ جاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو کسی دیسی زبان میں نکلتے ہیں۔ اور ان کے مالک اور ایڈیٹر بالکل ہندوستانی ہوتے ہیں کوئی انگریز کسی دیسی زبان میں اخبار نہیں نکالتا۔ اسلئے کہ ان اخباروں کی آمدنی ایسی وافر نہیں ہوتی کہ وہ انگریزوں کی خاطر میں آئے۔ علاوہ اسکے انگریز دیسی زبانوں سے ایسے آگاہ نہیں ہوتے کہ وہ دیسی اخباروں کا اہتمام خود کر سکیں۔ یہ اخبار خواہ انگریزی زبان میں ہوں یا کسی دیسی زبان میں۔ سب اپنا طرح طرح کا روپ دکھلاتے ہیں۔ انگریزی زبان میں متعدد اخبار ایسے ہیں جیسے ٹریبیون۔ پنجابی۔ امرت بازار پتریکا۔ وغیرہ کہ وہ کانگریس کے پولیٹیکل خیالات کے موافق گورنمنٹ پر نکتہ چینی اور اسکی عیب نمائی اور بدگوئی کرتے ہیں۔ دیسی زبان کے چند ہی اخبارات ایسے ہیں جو پولیٹیکل مضامین میں بڑا حصہ لیتے ہیں ورنہ کوئی اخبار تو اصلاح تمدن پر بحث کرتا ہے۔ کوئی اپنے زمانہ قدیم کی روایات اور حکایات دنیا میں اپنی قوم کی برتری سب قوموں پر ثابت کرتا ہے۔ کوئی ہندو مسلمانوں کے اتحاد اور عناد پر تحریریں کرتا ہے کوئی معزز اور محترم آدمیوں کی مدح و ذم کرتا ہے۔ کوئی شعر و شاعری کو سرو کار رکھتا ہے۔ اور علم ادب پر نکتہ چینیاں کرتا ہے۔ کوئی زراعت۔ فلاحت۔ تجارت صنعت و حرفت سے بحث کرتا ہے۔ کوئی ایک مذہب کو دوسرے مذہب سے اور ایک قوم کو دوسری قوم سے۔ ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے لڑاتا ہے۔ ہر اخبار نویس کی تقریر و تحریر سے معلوم ہوتا ہے

کہ ہمکو یقین ہے کہ بہت سے خبارین جیسے مفید علم مباحث ہیں ایسے کو کسی اخبار میں نہیں ہیں. بعض ایڈیٹر اپنے اخبار کی پیشانی کے آدھے صفحہ کو لمبے فقروں سے پُر کرتے ہیں جو اُن اخبار کی تعریف میں کسی نے لکھے ہیں. پیشانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر اخبار نویسی کی اسرار سے خوب آگاہ ہے. مگر اخبار کو پڑھیے تو ڈھاک کے تین پات نکلتے ہیں. گو اخباروں کی کثرت ہے مگر اُن کی اشاعت کی قلت ہے. اخبار نویس اکثر پبلک کی ناقدر شناسی کے شاکی ہوتے ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ انڈیا میں پریس کو ایسی روز افزوں ترقی ہے کہ جس طرح بچے کے ایک سال کے کپڑے جو ہوتے ہیں دوسرے سال میں اُسکے بدن پر ٹھیک نہیں آتے. اسی طرح پریس کا حال جو ایک سال کے کا لکھا جاتا ہے دوسرے سال میں اُسکے لئے موزوں نہیں ہوتا. پھر اخباروں کی آمدنی اسقدر کم ہے کہ کوئی اخبار نویس اُن کی بدولت متمول نظر نہیں آتا. ان اخباروں کی عمریں بھی کم ہوتی ہیں. اکثر کم عمری میں مرجاتے ہیں.

جناب ماریسن صاحب سابق پرنسپل علی گڑھ محمڈن کالج اپنی کتاب "امپیریل رول آف انڈیا" میں لکھتے ہیں کہ اخبارات کے حالات لکھنے سے بالفعل میری غرض یہ بیان کرنا ہے کہ جو نہایت بیباہ رست ہندوستانی پبلک کے فایدہ کے لئے لکھے جاتے ہیں. اُن میں کوئی ایسا عظیم الشان پولیٹکل اخبار نہیں ہے جو اول سے آخر تک گورنمنٹ کا طرفدار اور حامی ہو. نظام قوانین میں آزادی کے ملحوظ خاطر ہونے سے ہم کو اپنی امیدوں میں ایسا مایوس کیا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی اور مایوسی نہیں ہو سکتی. جب ہم نے اخبار نویسی کی آزادی پر سے ساری قیدوں کو اٹھا دیا تو ہم نے پہلے سے یہ سوچ لیا تھا کہ ہماری گورنمنٹ پر نکتہ چینی ہوگی اور اس پر حملے ہونگے. لیکن اسکے ساتھ ہی ہم کو یہ یقین بھی تھا کہ کچھ اخبار ہمارے طرفدار بھی ہونگے جو بڑی سرگرمی سے ہماری حمایت کرینگے. اور چونکہ ہماری گورنمنٹ ہمارا حق شناس اور رہنما رہی ہے. اسلئے ہمارے بہی خواہوں کو ہمارے دشمنوں پر غلبہ رہیگا. برخلاف اس توقع کے ہم نے ایسا دیکھا کہ بہت سے ایسے ایڈیٹر جو ہماری برتری اور فوقیت کو غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں. بڑے کر و فر سے نمایاں ہوئے. مگر جو لوگ ہماری سلطنت سے ناراض نہیں ہیں وہ ان بیجا تہمتوں اور بہتانوں کو جو ہمارے ذمہ لگائے جاتے ہیں. گرمجوشی سے دور کرنے میں ساعی نہیں ہوئے. انہوں نے اس بابت میں عجب طرح کی بے پروائی دکھائی. یہ سچ ہے کہ ہندوستانی پریس بالاتفاق یہ نہیں چاہتا کہ انڈین گورنمنٹ کا نظم و نسق تبدیل ہو جائے. مگر دیسی اخبار نویس کے گروہ میں ایسے بہادر اور دلیر آدمی نہیں ملتے. جو ہماری پالیسی کے اول سے آخر تک حامی ہوں.

گویا ہندوستانی پریس کی یہ عام روش ہے کہ یا تو وہ گورنمنٹ کا مخالف ہے یا اُس سے بے پروا ہے. اس نتیجہ سے ہم کو فی الواقع حیرت زدہ نہیں ہونا چاہیے. یہ خود مختار حکومتوں کی لازمی تقدیر ہے یہ خود مختاری کی قیمت ہے جو ہم کو ادا کرنی چاہیے. ساری دنیا میں لوگ اسلئے اخبار جاری کرتے ہیں کہ وہ اپنی سود مندی کو ترقی دیں یا اپنی منظور نظر تجویزات کو آگے بڑھائیں. یا اپنے اُن خیالات کی تائید کریں جن کی کامیابی سے اُن کا تعلق ہے کہیں بھی یہ امر دیکھنے میں نہیں آیا کہ اخبار کا موضوع یہ ہو کہ وہ مطلق اور محض راستی کو پھیلائیں. ایڈیٹران اخبار کے نزدیک اخبار نویسی کی جنگ میں سوچ ہو سکنے کے لئے کوئی ایسی بات زیر بحث ہونی چاہیے کہ وہ اخباروں کی تحریروں میں آنے سے نہایت موثر اور دلپذیر ہو جائے. وہ کوئی ایسی بات ہونی چاہیے کہ جب پبلک کی مخاطبت میں وہ کہی جائے تو اُسکا فیصلہ اُسی پبلک کے ذہن میں آجائے. اور لکھنے والا یہ قصد کرے کہ وہ پبلک کو اپنے خیال کرنے کے طریقہ پر چلائے. انگلینڈ میں اکثر اخبارات اول سے آخر تک کسی پارٹی کے طرفدار ہوتے ہیں اور پولیٹکل پالیسی کی بحث میں لوگوں کو جوش دلاتے ہیں. اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کا میلان اور رجحان انتخاب کے معرکوں کا انجام ظاہر کرنے میں بڑی قدر و منزلت رکھتا ہے. فتح کی نخوت اور شکست کی ذلت میں وہ ایسی ہی ذوق و شوق سے حصہ لیتے ہیں جیسے خود پارٹی کے پیشوا اور رہنما. انگلینڈ میں جب نئی پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب ہوتا ہے تو اُسکے انتخاب کے لئے گروہ بندی ہوتی ہے یعنی خاص خاص پارٹیاں قایم ہوتی ہیں اور اُن میں آپس میں بڑی مخالفت ہوتی ہے. یہ اخبار مخالف پارٹیوں کے طرفدار ہوتے ہیں) اب غور کرنا چاہیے کہ اگر کوئی اخبار نویس گورنمنٹ آف انڈیا کے معاملہ میں سردمیدان ہو کر اُس کا حامی ہونا چاہے تو اُسکو کیا فایدہ ہوگا. جو لوگ انگلینڈ میں تعلیم یافتہ ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ مطلق العنان حکومت اخبارات کی نکتہ چینی سے فی الواقع متزلزل ہو سکتی ہے. بہتر بتلایئے کہ وہ کون ہے جو پولیٹکل معرکہ آرائی کی کل تکالیف کو اپنے اوپر ایسے معاملے میں اٹھائے کہ نہ اسکی ضرورت ہے نہ کوئی اُسکا صلہ. ہم کو ہماری امیدوں نے ہندوستانی پریس سے ایک اور طرح سے بھی مایوس کیا ہے کہ ان ہندوستانی تعلیم یافتہ جماعتوں کی خاص رغبتیں ہیں جو گورنمنٹ کے موجودہ نظم و نسق سے ازردہ خاطر اور ناراض ہیں. اُنکی شکایتوں کا جواب اصولاً ایسا دیا جا سکتا ہے کہ جس سے گورنمنٹ کی کامل حمایت کی جائے مگر یہ جواب باصول اس غرض سے نہیں دیا جاتا. کہ کوئی ہندوستانی ایڈیٹر ایسا نہیں ہے جو پولیٹکس کے علم میں ماہر ہو اور اسکی کامل آگاہی رکھتا ہو. شکایتیں اور نکتہ چینیاں زیادہ تر نظم و نسق ملکی کے متعلق ہیں جن کی مثالیں نیچے لکھی جاتی ہیں. تعلیم یافتہ جماعتوں کی کثرت رائے یہ ہے کہ (۱) انڈیا ہر سال مفلس ہوتا جاتا ہے. (۲) آج کل انڈیا سے بہا مدمال زندگی کی اشیائے ضروریہ کا ہوتا ہے اور درآمد مال عیش و آرام کی چیزوں کا. (۳) جب سے انگلش گورنمنٹ قایم ہوئی ہے قحط بہت پڑنے لگے ہیں (۴) اگر اناج کی نکاسی پر انڈیا میں محصول لگایا جائے تو اُسکے حق میں مفید ہو. مگر وہ اسلئے نہیں لگایا جاتا کہ اسکے سبب سے انگلینڈ میں روٹی مہنگی ہو جائیگی. ان چاروں باتوں میں سے جو تعلیم یافتہ جماعت پیش کرتی ہے اول وسوم وچہارم سچی نہیں ہیں اور دوسری بات میں گورنمنٹ کو کچھ مداخلت نہیں ہے. یہ تو ایک ایسا ملکی میلان ہے یعنی آزادی تجارت کا مقتضا ہے جس میں گورنمنٹ کو کوئی دخل نہیں ہے (دیسی) پریس کا کوئی ایڈیٹر ایسا نہیں ہے جس کو تجارتی تحریک کے نقشہ جات و اعداد سے ایسی آگاہی ہو کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کے سامنے اس مطلب کو صاف صاف بیان کرسکے:

"انڈیا میں انگلش مین اس بات کے کہنے پر تیار بیٹھے ہیں کہ ہندوستانی اخبارات میں گورنمنٹ کی بداندیشی اور بدخواہی کے خیالات اس سبب سے نمایاں ہیں کہ ہمارے کالجوں سے جو ہر سال یونیورسٹیوں کے سند یافتہ طلبا نکلتے ہیں اُن کو سرکاری نوکری نہیں ملتی اور اسکا سبب یہ ہے کہ ملازمت کی بازار میں ان کی جنس کی کثرت ہے اور اس سبب سے ان کی کسادبازاری ہو گئی ہے لاعلاج مجبور ہو کر وہ اخبارات میں شورش انگیز مضامین لکھنے کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں. مگر میرا ذاتی تجربہ اس امر کو تسلیم نہیں کرنے دیتا کہ یونیورسٹی کے سند یافتہ طلبا کی رسد اُن کی مانگ سے اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ اب اُن کی خاص قیمت نہیں ملتی. نیز میں اس عام خیال سے بھی انکار کرتا ہوں کہ نوکری نہ ملنے کے سبب سے وہ اپنا وقت شورش انگیز مضامین کی تحریر میں صرف کرتے ہیں. اسلئے کہ میں ثابت کرتا ہوں کہ انڈیا میں اخبار نویسی ایسا پیشہ نہیں ہے کہ وہ وجہ معاش ہو سکے. پیسہ اخبار "رہنما دادی" ۱۲ جنوری ۱۸۹۸ء کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ یہ بیان بالکل بے اصل ہے کہ اس ملک میں اخبار نویس گورنمنٹ کی جو مذمت اس سبب سے کرتے ہیں کہ اُن کو اپنی گذر اوقات کے لئے کوئی اور وجہ معاش نہیں ملتی. یہ خیال کہ ایک اخبار کا جاری کرنا اس ملک میں معاش کا ذریعہ ہو بالکل غلط ہے بہت سے اخبار ایسے ہیں کہ اُن میں روپیہ کا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے. بعض بڑی مشکل سے آمدنی اور خرچ کو پورا کرتے ہیں. ایسے بہت ہی تھوڑے اخبار ہونگے جو کچھ فایدہ حاصل کرتے ہونگے. مگر اُن کو بھی برسوں تک کچھ فایدہ نہیں ہوتا. اور اگر اُن پر ہتک عزت کی کوئی نالش ہو جاتی ہے تو اُن کو بڑا نقصان ہوتا ہے. (اس اخبار پر بھی ایک قسم کا مقدمہ دایر ہوا تھا جس کے ہارنے سے اسکا بڑا نقصان ہوا تھا) گورنمنٹ کو تحقیقات کرنے سے یہ اطمینان ہو جائیگا کہ تقریباً ہر اخبار کا مہتمم اور مالک اخبار کے کام کے علاوہ کچھ اور کام بھی

کرتا ہے جس سے وہ اپنا گذارہ کرتا ہے۔
میں اپنے تجربہ سے بیان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتا ہوں ہم بہت سے اخباروں کے نام بتا سکتے ہیں جن میں بدیہہ کا نقصان ہوا ہے۔ میں اپنے ذاتی تجربہ سے ایک اخبار کو بھی نہیں بتا سکتا جسمیں فایدہ ہوا ہو۔"

ہندوستانی پولیس کے خاص طرز کا سبب خواہ کچھ ہی بتایا جائے اس بات میں انکار نہیں کہ دیسی اخبارات کا عموماً باقاعدہ پڑھنا اور دل ہندوستانیوں کے دلوں میں غالباً یقین پیدا کرتا ہے کہ گورنمنٹ جابر اور ظالم ہے۔ عام لوگوں کے خیالات زیادہ تر انہیں باتوں کا نتیجہ ہوتے ہیں جو ہمیشہ اُن کے گردسننے میں آتی ہیں لیکن اس سے ہندوستانیوں کی بغاوت سرکشی پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ عام طور پر اُن راویوں اور بیانوں پر یقین کرتے ہیں جنکی تردید کبھی اُن کے سننے میں نہیں آتی۔

جب گورنمنٹ کی محبت سے رعایا کے بیگانہ بنانے میں شورش انگیز اخبارات کا اثر ہوتا تو عالی حکام نے انڈیا کے آزاد پریس کے اس ظاہری میلان کی مدافعت کرنے میں کوئی فکر نہیں کی بلکہ سچ بات یہ ہے کہ انہوں نے چاہا کہ انڈیا کو بھی آزاد پریس کے وہ فواید حاصل ہوں جو اور قوموں کو حاصل ہیں۔ (باقی آئندہ) — (از علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

ہندوستان کی خبریں

اوایل اکتوبر میں کولار (میسور) کی معدن طلا سے ۲۷۵٬۱۰۳۷ روپے کا سونا ولایت بھیجنے کے لئے روانہ بمبئی کیا گیا۔

ہزہائنس مہاراجہ بڑودہ نے جسٹس بدرالدین طیب جی مرحوم کی یادگار میں ایک ہزار روپیہ چندہ دیا۔

۲۲ اکتوبر کو آغا وزیر علی سوداگر ہایان لاہور کے ہاں قریباً ۴۰ ہزار کی چوری ہوگئی جس میں سنا ہے کہ ۳۰ ہزار کے نوٹ اور دس ہزار کا زیور وغیرہ تھا۔ شبہہ میں چھ آدمی گرفتار ہیں۔

گورنمنٹ مدراس جاپانی طریقہ زراعت کو قایم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

گورنمنٹ ہند نے ۱۹۰۸ء میں فوجی ضروریات کے لئے ۹۰۰ گھوڑے خریدنے کا ارادہ کیا ہے جن میں ۹۰ تازی ہوں گے۔

۲۳ اکتوبر کو سنٹرل جیل لاہور سے ایک قیدی بھاگ گیا۔

لاہور کے نیکول اور دوش ضمیر ڈپٹی کمشنر مسٹر نٹ کو شرفائے لاہور نے سنگل کی شام کو الوداعی پارٹی دی۔

مسٹر ولکنسن آئی سی ایس متعلقہ انڈین پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ رخصت سے واپسی پر مسٹر ویڈنگٹن کی غیر حاضری میں ایک سال تک پرنسپل میو کالج اجمیر مقرر رہیں گے۔

جدید مالی سال کے آغاز سے گورنمنٹ پنجاب شملہ میونسپلٹی سے پولیس انجینیرنگ ڈیپارٹمنٹ کے اختیارات اپنی تحویل میں لیلیگی۔

مسٹر ریگیا نیدو بی اے جو ہندو ہیں اور سابق میں ایک حیدرآبادی رئیس کے اتالیق تھے حیدرآباد ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے ہیں۔

سنا ہے کہ کانگریس کے پردہ مقرر میں بمقام ناگپور صلح ہو گئی انتہا پسند ممبروں نے ڈاکٹر راش بہاری گھوش کو پریزیڈنٹ بنانا منظور کر لیا۔ اور پانچ ہزار روپیہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن کوٹ لکھپت پر جو ملتان لائن پر لاہور سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے ۲۲ ماہ حال کو ایک مسافر گاڑی سے ایک مال گاڑی ٹکرا گئی۔ گیارہ آدمی ہلاک اور ۳۰ مجروح ہوئے دونوں انجنوں کو نقصان پہنچا۔ اور دو گاڑیاں ٹوٹ گئیں سب جگہ اس حادثہ کا چرچا ہو رہا ہے۔ +

۲۴ اکتوبر کی شب کو بمبئی میں ایک یورپین کپتان جہاز کے تختہ سے گر کر سمندر میں ڈوب گیا ہر چند تلاش کی گئی مگر اسکی لاش کا کچھ پتہ نہ ملا۔

مسٹر کیر ہارڈی بڑودہ سے روانہ ہو کر ۲۳ اکتوبر کو بمبئی پہنچے۔ صاحب موصوف کا ارادہ ہے کہ ہندوستان میں دو ہفتہ تک اور قیام کریں۔

سری نگر میں ۲۳ و ۲۴ ماہ حال کو خوب بارش ہوئی۔ آثار سے فرمیا برف کی امید تھی۔

نہایت مسرت کا باعث ہے کہ ضلع رہتک میں جہاں موجودہ خشک سالی کا خوفناک اثر خاص طور پر محسوس ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کے حکم سے غریب کاشتکاروں اور زمینداروں کو زر تقاوی دیا جا رہا ہے۔

گورنمنٹ ہند نے ریاست اچودھیا کو مالی مشکلات سے سبکدوش کرنے کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ ۴ فیصدی سود پر قرض دیا ہے۔

کراچی میں ایک مسلمان نے دیوانگی کی حالت میں خنجر سے تین خون کر ڈالے۔ آخر پولیس کے ایک سپاہی نے اسے دلیری کر کے پکڑ لیا۔

ریلوے ورکشاپ کراچی کے ملازموں نے اپنے بالا دست افسروں کی تحط کا ایلاؤنس دینے کی درخواست کی تھی۔ وہاں اکثر تجارتی دوکانوں اور میونسپلٹی وغیرہ کے ملازموں کو ملتا ہے۔ دکام کے لیت و لعل سے مجبور ہو کر آخر انہوں نے ایکا کر کے گذشتہ بدھ کو کام چھوڑ دیا جس سے لوکو ڈیپارٹمنٹ کا بہت نقصان ہو رہا ہے۔

اخبار سندھیا کے منیجر پر جو پہلے ہی ایڈیٹر و پرنٹر سمیت زیر دفعہ ۱۲۴- الف تعزیرات ہند اسی دفعہ کی تحت میں تازہ مقدمہ دایر کیا گیا۔ کیونکہ اُسنے اپنے پرچہ کی ۲۱ و ۲۲ ستمبر کی اشاعت میں اور باغیانہ مضامین شایع کیے تھے۔ مجسٹریٹ نے ضمانت نامنظور کی۔ اخبار مذکور کے ملزم ایڈیٹر نے ۷ اکتوبر کو کلکتہ کے کیمبل ہاسپٹل میں انتقال کیا۔

ہفتہ مختتمہ ۱۹ اکتوبر میں ۹۳۳۸ طاعونی اموات بتفصیل ذیل ہوئیں :- مدراس ۱۴۱۔ وسط ہند ۲۲۶۔ بنگال ۴۳۔ برہما ۳۹۔ بمبئی ۳۲۲۷۔ راجپوتانہ ۲۳۴۔ صوبجات متحدہ ۱۰۴۔ پنجاب ۳۱۶۔ ریاست میسور ۴۹۸۔ ممالک متوسط ۲۹۵۔

پنجاب ٹریڈ ایسوسی ایشن اعلیٰ حکام گورنمنٹ کو اس امر کی طرف توجہ دلا رہی ہے کہ لاہور اور شملہ میں (اور ممکن ہے سب جگہ) محصول چونگی بالکل موقوف کر دیا جائے اور اسکی جگہ اس قسم کا ٹیکس عاید کیا جائے جو ہر طرح سے معقول ہونے کے علاوہ عوام کی تکلیف کا باعث نہ ہو۔

لارڈ کچنر نے ۲۴ اکتوبر کو بمقام شملہ مہاراجہ نابھہ سے ملاقات بازدید فرمائی۔

درۂ لوارائی علاقہ چترال میں پچھلے دنوں بہت برفباری ہوئی۔ رلیف شدہ فوجیں رستہ کی دشواری کی وجہ سے واپس دروش چلی گئیں۔

کلکتہ میں یکم نومبر کو انسداد مجالس باغیانہ کے مجوزہ قانون پر اظہار ناراضی کے لئے ایک عظیم جلسہ منعقد ہوگا۔ اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی کا اعلان پڑھ کر سنایا جائیگا۔

راجہ صاحب باندہ (الہ آباد) نے اپنے صاحبزادہ کی سالگرہ پر رقص و سرود اور آتشبازی وغیرہ پر روپیہ صرف کرنے کی بجائے اسکا غلہ غربا میں تقسیم کرنے کی تجویز کی ہے۔

[illegible] اکبر روڈ سنٹرل گورنمنٹ آفس کلکتہ کے ریکارڈ روم میں آگ لگ گئی [illegible] کاغذات کو چند ہزار دل کو نقصان پہنچا۔

مسٹر [illegible] گورنمنٹ ہند آیندہ میں طویل رخصت لیکر ولایت جانیوالے ہیں [illegible] کام کرینگے۔

صاحب ممدوح ڈائرکٹر جنرل آف ایجوکیشن تعلیم کے دورہ کا پروگرام حسب ذیل ہے۔ دہلی ۲۹ و ۳۰ اکتوبر۔ آگرہ یکم و ۲ نومبر۔ کانپور ۳ نومبر۔ لکھنؤ ۴ و ۵ نومبر۔ بنارس ۸ نومبر۔ الہ آباد ۱۱ تا ۱۳ نومبر۔ بمبئی ۱۵ نومبر۔

ناٹال کے خیالات اس امر پر منعطف ہو رہے ہیں کہ مسٹر گسیر ہارڈی کو جو ہندوستان سے رواںکہ افریقہ ہونے والے ہیں۔ ڈربن کے بندرگاہ میں اُترنے کی اجازت نہ دیجائے کیونکہ ان کے مزدور پیشہ لوگوں کی حمایت کرنیکی وجہسے اندیشہ ہے کہ ناٹال میں بھی ہندوستان کی سی ایجی ٹیشن نہ برپا ہو۔

بمبئی میں ۱۷ آدمی اس جرم میں گرفتار ہوئے کہ مُردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت اچھے گوشت میں ملاکر بیچتے تھے۔ ان پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائیگا۔

سندر سنگھ نامی ایک سکھ نے جسنے رنگون اور ٹونگو کے درمیان ریل ٹرین میں ایک میم صاحب پر حملہ کیا تھا، اسے عدالت سے چار سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

مدراس کی ایسوسی ایشن وکلا نے مسودہ قانون انسداد مجالس باغیانہ کے خلاف جلسہ کرکے گورنمنٹ ہند کو اپنی ناراضی سے بذریعہ تار مطلع کیا۔

مسٹر گنگسفورڈ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کی حسن خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے انکی تنخواہ میں یکم فروری ۱۹۱۰ء سے پانچسو روپے ماہوار کا اضافہ کیا ہے۔

حضور وائسرائے نے ایسٹ انڈین ریلوے کی والنٹیر رجمنٹ کا آنریری کرنل بننا منظور فرمایا۔

مسٹر ڈلو پرسٹ (مستبدی) اور مسٹر لسٹیفی نے عربی کے امتحان میں آنریری ڈگری حاصل کی۔

تمام فصل و موسم کی جو ہفتہ وار رپورٹ شائع ہوئی ہے اس سے گذشتہ حالت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں پائی جاتی ہے۔ فصل خریف کی حالت اب قریباً لاعلاج ہے اگر جلدی بارش نہوئی تو فصل ربیع کا بھی خدا حافظ ہے۔ بہار۔ بنگال اور جنوبی ہند میں جہاں جہاں کسی قدر بارش ہوئی وہاں حالت کسی قدر اچھی ہو گئی ہے۔

رپورٹ فصل و موسم پنجاب مورخہ ۲۵ اکتوبر حسب ذیل ہے:۔ لاہور اور راولپنڈی کے بعض حصوں میں خفیف بارش ہوئی۔ گیہوں حصار، رہتک، انبالہ، دہلی، سیالکوٹ و شاہپور میں خشک ہی کے نرخ (یعنے دس سیر فی روپیہ) سے کم۔ گوڑگانوہ۔ امرتسر و لائلپور میں کسانی کے نرخ پر۔ اور راولپنڈی اور ملتان میں دس اور بارہ سیر کے درمیانی نرخ پر فروخت ہو رہے ہیں دیگر اجناس کا بھی علی نسبتہ یہی حال ہے۔ دہلی کے بعض اضلاع میں حالت زیادہ نازک ہے بعض اضلاع میں کپاس کی چنائی اور دھانوں کی کٹائی جاری ہے فصل ربیع کی تلبہ رانی اور تخم ریزی شروع ہے امساک باراں کی وجہ سے غیر سیراب شدہ اضلاع میں ہر قسم کا زراعتی کاروبار بند ہے۔ جالندھر میں کپاس اور سیالکوٹ میں کیڑے سے اور لاہور اور فیروزپور میں فصلوں کو چوہے سے نقصان پہنچ رہا ہے سیالکوٹ میں مویشی کی حالت محنت کی زیادتی اور چارہ کی کمیابی کی وجہ سے اچھی نہیں۔ دہلی سیالکوٹ اور حصص لاہور و شاہپور میں چارہ کمیاب اور لائلپور میں کافی ہے۔ حصار۔ دہلی اور حصص لاہور میں نہری آبرسانی کی کمی ہے۔

مسٹر سٹرلنگ اسسٹنٹ ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا مقدمہ ۲ نومبر کو چیف کورٹ و جوڈیشل کے سامنے پیش ہوگا۔

صاحب مجسٹریٹ باریسال نے تقسیم بنگال کے جلسہ میں شریک ہونیکے لئے بیس سرکاری ملازموں سے جواب طلب کیا ہے۔

توسیع بمبئی کے ٹرسٹ فنڈ میں ۴۰ ہزار کا غبن ہوا۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔

۲۵ اکتوبر کے اجلاس امپیریل کونسل میں مسودہ قانون انسداد مجالس باغیانہ منتخب کمیٹی کی رپورٹ پیش کی گئی۔ رپورٹ کے ساتھ ڈاکٹر راش بہاری گھوش اور مسٹر گوکھلے کی اختلافی یادداشت بھی منسلک تھی۔

گنگو سنگھ و سندر سنگھ نامی دو پنجابی جو گذشتہ ہفتہ میں سڈنی (آسٹریلیا) سے مدراس پہنچے۔ سڈنی کے انسپکٹر جنرل پولیس کا تار آنے پر وہاں گرفتار کئے گئے معلوم ہوا ہے کہ سڈنی میں انپر فوجداری مقدمہ دائر تھا نار کی اطلاع کے مطابق ان میں سو پونڈ جو انکے پاس سے برآمد ہوئے ضبط کئے گئے

برہما میں تین قیدیوں کو پولیس کی حراست سے بھاگ کر ایک گاؤں میں ڈاکہ مارنے کے جرم میں سات سات سال حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔

اکیاب کے ملورٹ آفیسر کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ جزیرہ جو خلیج بنگالہ میں ساحل کے قریب واقع تھا سمندر میں غائب ہوگیا ہے۔ اور اسکی سطح پانی سے کئی فٹ نیچے بیٹھ گئی ہے۔

یکم اپریل سے ۱۲ اکتوبر تک ہندوستان کی ریلوں کو سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک کروڑ ۳۰ لاکھ روپے کی زیادہ آمدنی ہوئی۔

لارڈ بشپ صاحب لاہور آئندہ موسم بہار میں ایکسال کی فرلو رخصت پر ولایت تشریف لے جائینگے۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۱۵ اکتوبر ۱۹۱۰ء)

رخصت سے واپسی پر مسٹر ایل جے نیگن ڈپٹی کمشنر لدھیانہ مقرر ہوئے۔ اور دیوان ٹیک چند سبکدوش ہو کر رخصت پر گئے۔ مسٹر جی۔ ایم لینے اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر گوڑگانوہ مسٹر ایچ کیلورٹ کی جگہ جو رخصت پر گئے۔ قائم مقام ڈپٹی کمشنر گوڑگانوہ مقرر ہوئے۔

فرلو سے واپسی پر مسٹر ای آر ایبٹ ڈپٹی کمشنر سینیر سیکرٹری صاحب فنانشل کمشنر پنجاب مقرر ہوکر اور مسٹر ایل ایچ لیزلی جونس کو سبکدوش کیا۔

رخصت سے واپسی پر مسٹر جی۔ ڈی۔ رڈکن اسسٹنٹ کمشنر ضلع شاہپور میں متعین ہوئے۔ مسٹر ڈی جے سی گلاس و مسٹر بی جے گلینسی اسسٹنٹ کمشنران راولپنڈی بندوبست کا کام سیکھنے کے لئے ضلع گوڑگانوہ میں متعین کئے گئے۔

بھائی دلیپ سنگھ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نوآبادی نہر جہلم چودہری سلطان احمد کی جگہ جو رخصت پر گئے قائم مقام ایکسٹرا اسسٹنٹ کالونیزیشن آفیسر نوآبادی مذکور مقرر ہوئے۔

لاہور سے واپسی پر مسٹر ایچ ایچ جنکنز اسسٹنٹ کمشنر نے تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کا چارج لیا اور مسٹر جی وورسلے سبکدوش ہوکر اسی ضلع میں متعین رہے۔

رخصت سے واپسی پر میجر جی سی بیٹن ڈویژنل جج قسمت ہوشیارپور میں متعین ہوئے اور مسٹر بی۔ ایچ ریڈ کو جو وہاں سے تبدیل ہوئے سبکدوش کیا۔

مسٹر اے کے ٹرادس کیمپ اسسٹنٹ کمشنر سیالکوٹ سے روپڑ ضلع انبالہ میں تبدیل ہوئے۔ اور مسٹر ای بڈون کو جو اسی ضلع میں متعین رہے سبکدوش کیا۔

سردار محمد یوسف ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی سے ہوشیارپور کو تبدیل ہوئے اور سردار رگھبیر سنگھ المود واسیہ بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا اسکے سبکدوش ہوکر رخصت پر گئے۔

مسٹر ایچ کیلورٹ ۔۔۔۔۔ قائم مقام ڈپٹی کمشنر گوڑگانوہ کو ایکماہ ۱۴ روز کی رخصت عنایت ہوئی۔

کیپٹن ٹی۔ ایچ گلڈسٹر آئی۔ ایم۔ ایس۔ خدمات متعلقہ پنجاب سے سبکدوش ہوئے اور اُن کی خدمات گورنمنٹ ہند ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سپرد ہوئیں۔

رخصت سے واپسی پر مسٹر ایل جی ہوول اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس رہتک مقرر ہوئے۔ اور سید بشیر حسین قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس سبکدوش ہوکر فیروزپور کو تبدیل ہوئے۔

مسٹر جے ایم کے بسک قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس شاہپور مسٹر کینیڈی کے سے سبکدوش ہوکر ضلع دہلی کو تبدیل ہوئے۔

مسٹر ایچ ایلی بیرو بیبنری اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس شملہ سے اور مسٹر الف آر۔ ایل کرافورڈ و مسٹر لے ہکس گوجرانوالہ سے لاہور کو تبدیل ہوئے ❖

اسلامی دنیا

جلالتمآب سلطان المعظم کے حکم سے ۲۵۰۰ تمغے حجاز ریلوے کی دولتکو کا علم پانے کے باعث بہ نیز عرض بھیجے گئے ہیں کہ عہدہ مذیزے کو گذشتہ اختتامی حلبیہ میں فوجی سپاہیوں کو ان کے حسن خدمات کے صلہ میں دیئے جائیں۔

فرانسیسی فوج کا ایک دستہ ۳ ہر ماہ حال کو دلالبیضا میں سانحہ سوء ورکن تعاقب کر رہا تہا کہ مولا نے حفیظ کی فوج کے نرغے میں آگیا جس کے پانچ ہزار سوار کمینگاہ میں بیٹھے تہے۔ زلی فرینڈ کے کمک بہیجے اور جنگی جہازوں کی گولہ باری سے خیر گذری ورنہ انکے تہ تیغ ہونے میں کوئی شبہہ نہ تہا۔

طہران سے پایہ تخت روس میں ۳ ہر ماہ حال کو اس مضمون کا تار موصول ہوا کہ شاہ کج کلاہ نے ارکان مجلس وزرا کی موقوفی کے فرمان پر دستخط کر دیئے ہیں اسکی بجائے جدید مجلس منعقد ہو کر قائم کیگئی اس میں نصیر الملک وزیر اعظم اور سعد بر ال مقرر ہوئے اور مشیر الدولہ وزیر صیغہ خارجہ۔

مسٹر جعفر بہائی رحمت اللہ سیر شرائٹ لا بمبئی حال کے مہاراج پریزیڈنسی مجسٹریٹ مقرر ہوئے بمبئی کے اہل اسلام اس تقرر پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

مسٹر تاج محمد بی اے خلف الصدق منشی کمال محمد صاحب میر منشی گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ کالج لاہور میں کیمسٹری کے ڈیمانسٹریٹر مقرر ہوئے۔

حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب سر ڈنزل ابٹسن نے جو ان دنوں کوہ شملہ کے دورہ پر گئے ہوئے تہے نواب محسن الملک مرحوم کی وفات کی خبر سن کر ٹرسٹیان علیگڈہ کالج کے نام نہایت ہمدردانہ الفاظ میں اظہار افسوس کا تار بہیجا ہے۔

افغانستان کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ہز مجسٹی امیر افغانستان ۹ر اکتوبر کو مزار شریف میں تشریف فرما تہے۔ اور آپ کی صحت اچھی تہی۔

قاہرہ (مصر) میں رویت ہلال دوشنبہ کے روز ہوئی اور منگل کو پہلا روزہ رکہا گیا۔

حجاز ریلوے کے مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جانے کے خیال سے باب العالی نے دس برقی لیمپ جن کی روشنی بہت تیز ہوتی ہے وہاں ارسال کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ حجاز ریلوے کی سڑک پر نصب کئے جائیں۔

بقول اخبار اقدام دولت علیہ نے فرانس کے کارخانہ کروسو کو دو تار پیڈو ڈسٹرائر جہاز کی فرمایش بہیجی ہے۔ انمیں سے ایک کا نام بصرہ اور دوسرے کا نام صامسون تجویز کیا گیا ہے۔

پنجاب کے مسٹر عبد الحفیظ نے برمنگہم یونیورسٹی سے اعلی ڈگری لینے کے علاوہ سیسہ کی کان کنی کے متعلق ایک رسالہ لکہنے کے صلہ میں طلائی تمغہ حاصل کیا ہے۔

مسلمانان امروہہ نے مجوزہ اصلاحات کے متعلق جو اظہار مسرت کا تار حضور وایسرائے بہادر کی خدمت میں ارسال کیا تہا اسکا مفصلہ ذیل جواب موصول ہوا ہے:۔

از وایسرائیگل لاج شملہ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء	بخدمت مولوی مشتاق حسین صاحب سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ امروہہ

جناب من! میں نے آپ کا تار مورخہ ۴ر ماہ حال حضور وایسرائے کی خدمت میں پیش کر دیا۔ مجھکو ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ سے درخواست کروں کہ آپ امروہہ کے مسلمانوں کو ان کے عنایت آمیز تار اور اس اظہار مسرت کی نسبت جو انہوں نے مجوزہ اصلاحات کی بابت کیا ہے ہز ایکسلنسی کا دلی شکریہ ادا کر دیں۔ آپ کا پیام سکرٹری آف سٹیٹ کی خدمت میں بہیجا جاویگا۔ جناب من! میں ہوں آپ کا وفادار۔

دستخط جارڈ لاپ اسمتھ لفٹنٹ کرنل پرائیویٹ سکرٹری وایسرائے۔

ممالک غیر

پریزیڈنٹ روزویلٹ کو ان تجارتی جماعتوں اور کمپنیوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے جو اکثر میاں تشدد کیا کرتی ہیں مشہور ہیں سرکاری معائنہ اور تحقیقات کے [illegible] کئی مشہور کمپنیوں بینکوں اور ٹرسٹوں کے دیوالے نکل رہے ہیں جسکی وجہ سے تجارتی کاروبار پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے اس سے نیو یارک میں آج کل سخت اضطراب پہیلا ہوا ہے اور صورت معاملات بہت نازک ہو رہی ہے مسٹر روزویلٹ اپنی پالیسی پر مصر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کیسا ہی نتیجہ کیوں نہ نکلے میں اسے ہرگز تبدیل نہ کرونگا۔ جابجا کاروباری سرکار کی طرف سے ہر طرح کی مدد کی جا رہی ہے۔

اٹلی کے جنوبی حصہ میں ۲۳ اور ۲۴ر اکتوبر کو سخت زلزلہ آیا۔ علاقہ کیلیبریا کے کئی دیہات تباہ ہوگئے۔ جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ کل ۵۰۰ آدمی ہلاک اور اکثر زخمی ہوئے۔

مسٹر نوروجی ۳ ہر ماہ حال کو مارسیلز سے روانہ ہند ہوئے ان کی حالت اب پیشتر کی نسبت اچھی بیان کی جاتی ہے۔

مسٹر اے جی ہو برپرل ممبر پارلیمنٹ ہندوستان کی سیاحت کیلئے آنے والے ہیں۔

گورنمنٹ کنیڈا نے بہ ہم گورنمنٹ کی وساطت سے گورنمنٹ ہند سے درخواست کی ہے کہ ہندوستانی مزدوروں کو وہاں جانے سے روکے کیونکہ ان کا وہاں جانا بالکل بیکار ہے۔

بعض حلقوں میں یہ خبر مشہور ہو رہی ہے کہ لارڈ کچنر نے حضور وایسرائے کو دہمکی دی تہی کہ اگر قانون نوآبادیات پنجاب کو منسوخ نہ کیا گیا اور لاجپت رائے اور اجیت سنگہ کو گرفتار کر کے جلاوطن نہ کیا گیا تو میں استعفا داخل کر دونگا جس پر حضور وایسرائے کو دب کر ان امور کا لارڈ کچنر کی مرضی کے موافق فیصلہ کرنا پڑا اب ولایت کی تازہ تار برقی سے معلوم ہوتا ہے کہ انڈیا آفس نے اس رپورٹ کی نہایت زور سے تردید کی ہے۔

یورپ کے ایک نامور عالم ڈاکٹر مچیل نے حال میں مصنوعی قسم کا ریشم ایجاد کیا ہے جو بعض اوصاف میں قدرتی ریشم کے برابر اور بعض میں اس سے بہت بڑھا ہوا ہے مصنوعی نیل کی طرح اس مصنوعی ریشم کی دریافت سے اندیشہ ہے کہ ہندوستان کی صنعت ریشم سازی پر برا اثر نہ پڑے۔

پیرس کا ایک پیغام تار مظہر ہے کہ فرانس کا محکمہ جنگ اعلی ترین انگریزی جنگی جہاز ڈریڈناٹ سے بہت طاقتور جہاز بنانے کی تجویز کر رہا ہے۔

گورنمنٹ فرانس نے سیلاب زدہ علاقہ کے باشندوں کو ۱ لاکہ فرانک (فرانک = ۹ٖ) بطور امداد دینا منظور کیا ہے۔

الفانسو شاہ ہسپانیہ معہ ملکہ وکٹوریہ پرائیویٹ طور پر ملاقات کرنے کے لئے انگلستان گئے۔ ایک ماہ قیام رہیگا۔

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روزبازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

نمبر ۶۳ | مطبوعہ ۲ نومبر ۱۹۰۷ء - ۲۵ رمضان ۱۳۲۵ھ شنبہ | جلد ۱۳

قیمت محصول

پیشگی		
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	
امرا و روسا سے	۵	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]	صہ
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	[illegible]	[illegible]

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئی اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ کے نام ہونی چاہیے

فہرست مضامین

یادرفتہ یا سیاست
[illegible] پنجاب مسلم لیگ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پنجاب مسلم لیگ کے متعلق
اسلامی دنیا
ہندوستان کی خبریں
انتخاب [illegible]
اشتہارات

کتب نادرو نایاب

فتح اندلس: ایک دلچسپ تاریخی ناول جس میں اسلامی فتوحات اسپین کے منظر مجاہدین کی پرہیزگاری سپہ سالاران اسلام کے ندرین کارنامے مسلمان حاکموں کی معدلت گستری عیسائی فرمانرواؤں کی بد اخلاقی۔ یہودیوں کی مظلومی اور انتقام گیری کے ہو بہو نقشے کھینچے گئے ہیں۔ قیمت . . . . ۸؍

تمدن اسلام (حصہ اول دوم) اسلامی سلطنت کی ابتدا نشوونما ترقی کے ساتھ اسکے انتظام ملکی و مالی و فوجی کی تاریخ۔ اور سلطانوں اور اسلامی حکومت کا تمول اور شان و شوکت کی تفصیلی حالات جو صدہا تاریخی کتابوں [illegible] کو ایک [illegible] کے ساتھ اکیجا جمع کر دیئے ہیں۔ مناسب موقع تصویریں بھی دیگئی ہیں قیمت [illegible]

[illegible] ایک نہایت عجیب دردانگیز اور حیرتناک تاریخی عربی ناول کا ترجمہ جس میں حسن دمشق کی [illegible] اسلام [illegible] واقعات اور اسلامی عظمت و جبروت کو عدیم المثال کا رنگ میں اس خوبی سے بیان کیا گیا [illegible] کا نمانہ بغیر [illegible] یقیناً غیر ممکن ہے۔ قیمت . . . . [illegible]

الایمان: یہ کتاب نہایت فلسفیانہ طریق سے بتاتا ہے کہ مسلمانوں کا ایمان از روئے قرآن کریم کیا [illegible] کیا علاج [illegible] شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی صاحب اس کتاب کی بابت فرماتے ہیں: [illegible] الایمان غایت دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے نہایت معتدل طریقہ [illegible] میں جو حیثیت کی مفید اور سود مند بھی اس لئے اردو زبان میں ایک مفید اضافہ کیا ہے ۶

فتاۃ غسان: ایک بہت حیرتناک اور عجائبات والا تاریخی ناول ہے جس میں اسلام کے حالات [illegible] اور [illegible] خوش اسلوبی سے قصہ کے پیرایہ میں دکھلائے گئے ہیں قیمت ہر دو حصہ [illegible]

بشارت فاطمہ: ایک عدیم النظیر دلچسپ مذہبی ناول جس میں ایک عیسائی لیڈی کے مشرف باسلام ہونیکی تفصیلی کیفیت اس اثر سے بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ شروع کر کے بغیر ختم کیے بعض کتاب [illegible] چھوڑنے کو ہرگز جی نہ چاہیگا۔ اس میں اسلام کی صداقت کی ثبوت زبردست اور لاجواب کر دینے والے ثبوت عقلی دلائل اور خود عیسائیوں کی مقدس کتابوں سے دیئے ہیں۔ لہذا یہ کہنا ذرا مبالغہ نہیں کہ بشارت فاطمہ کی تصنیف اسلام کی ایک قابل قدر خدمت ہے جسکی محبان اسلام کو ایک خاص قدر کرنی چاہیئے قیمت ۸؍

الاسلام دین الفطرۃ: آکسفورڈ یونیورسٹی واقع انگلستان کے عربی پروفیسر مسٹر [illegible] نامور علامہ شیخ محمد رشید [illegible] شاوس کے اس مضمون کا ترجمہ جو انہوں نے دین اسلام کی حقانیت اور اسکے فطرتی مذہب ہونیکو ثبوت میں مقام الجزائر [illegible] علوم کی کانفرنس میں کار [illegible] پڑھا تھا۔ اس میں عقلی دلائل و براہین سے تمدن حسبکے لحاظ اسلام کے عقاید توحید [illegible] نبوت کی غرض اور اسکا ثبوت اسلام کے اصولی احکام کی عقلی خوبیاں اور دین اسلام کا تمام بنی نوع کیلئے مفید ہونا [illegible] بہت عمدہ دلائل [illegible] کیا گیا ہے۔ اور ہر بات آیات قرآنی سے استشہاد کیا گیا ہے قابل دید کتاب ہے قیمت ۶

اسلام اور یورپین تمدن: مصر کے مشہور عالم اور اسلامی مورخ محمد رفیق بک اعظم زادہ کے رسالہ [illegible] کا اردو ترجمہ جس میں مصنف ممدوح نے بہت خوبی کے ساتھ تمدن یورپ اور تمدن اسلام کا مقابلہ کر کے اسلامی تمدن کی فضیلت ثابت کی ہے اس رسالہ کی مصر و شام ترکی میں دھوم مچ گئی ہے مطبع نے بغرض فایدہ رسانی اہل وطن اسکا اردو میں ترجمہ کرایا ہے۔ اگرچہ علمی مضامین اکثر خشک ہوا کرتے ہیں لیکن یہ رسالہ نہایت دلچسپ ہے قیمت ۸؍

تربیت اولاد: اس میں بہت ابتدا کی [illegible] سے [illegible] پر بحث کی گئی ہے اور بچوں کی جسمانی اخلاقی اور روحانی تربیت کی ذہنی [illegible] تمام [illegible] بتائی گئی ہیں کہ [illegible] کتاب [illegible] ہوگی عبارت سلیس عام فہم تاکہ خاص و عام [illegible]

وکیل
امرتسر
نمبر ۶۳ جلد ۱۳
عیسوی ۴ر نومبر ۱۹۰۵ء یوم شنبہ مطابق ۵ رمضان ۱۳۲۳

پنجاب مسلم لیگ

بحرہٗ مراسلات میں ہم آج شیخ دین محمد صاحب کا ایک خط ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جسمیں انہوں نے ہمارے ان اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے جو ہم نے پنجاب مسلم لیگ کے مجوزہ قواعد پر ۲۸ر اکتوبر کے اخبار میں کیئے تھے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ "جو نہی کہ محبان قوم نے پنجاب مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی اور اسکے قواعد چھپوائے تو اسکے ساتھ ہی اسکے مقاصد بھی چھپوائے گئے تھے"۔ مگر آگے چلکر لکھتے ہیں کہ "جہاں تک مجھکو یاد ہے پنجاب مسلم لیگ کے مقاصد سب سے پہلے چھپے تھے۔ اور قواعد بعد میں"۔ مقاصد کی جو کاپی انہوں نے ہمیں ارسال فرمائی ہے۔ اور جسے ہم نے آج مراسلات کے کالموں میں شایع کیا ہے اسکے دیکھنے سے موخرالذکر بیان کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ اس میں وعدہ کیا گیا ہے کہ قواعد مرتب ہونے پر انکی کاپی ارسال کی جائیگی۔ بہرحال ہمیں یہ اعتراض نہ تھا کہ مقاصد کی نسبت فیصلہ کیئے بغیر لیگ مذکور کے قواعد مرتب کر دیئے گئے ہیں۔ یا ہمیں صحیح اغراض و مقاصد کا علم نہیں ہونے پایا میاں محمد شفیع صاحب کے خط سے ہمیں انکے مقاصد معلوم ہو چکے تھے۔ ہمارا اصلی اعتراض یہ تھا کہ مجوزہ قواعد میں مقاصد کا شامل نہ کیا جانا اصول کے خلاف ہے۔ ہمارے الفاظ ۲۸ر اکتوبر کے اخبار میں حسب ذیل تھے:۔

> "مگر افسوس ہے کہ قواعد مذکورہ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس لیگ کے مقاصد کیا ہیں۔ اگر میاں محمد شفیع صاحب کے پرائیویٹ خط میں جو انہوں نے ہمیں ارسال فرمایا ہے مقاصد لیگ پر روشنی نہ ڈالی گئی ہوتی تو ہم صرف قواعد مذکورہ کو پڑھکر ہرگز یہ نتیجہ نہ نکال سکتے کہ اس لیگ کا منشا مسلمانان پنجاب کے پولیٹیکل حقوق کی محافظت ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس نقص کی آئندہ اصلاح کر دی جائیگی۔ اور اسبات کو ملحوظ رکھا جاویگا کہ قواعد کے ساتھ مقاصد لیگ کا اظہار نہایت ضروری ہے"۔

یہ ضرورت زیادہ ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ جو اغراض و مقاصد شیخ دین محمد صاحب نے ہمیں ارسال فرمائے ہیں۔ وہ محمدن نیشنل ایسوسی ایشن پنجاب کے نام سے مشتہر ہو چکے ہیں حالانکہ قواعد مذکورہ پنجاب مسلم لیگ کے نام سے مشتہر کیئے گئے ہیں۔ ان قواعد میں ایسی کوئی دفعہ درج نہیں کی گئی جس سے یہ نتیجہ نکل سکے کہ پنجاب محمدن نیشنل ایسوسی ایشن کے مقاصد پنجاب مسلم لیگ کے مقاصد سمجھے جائینگے۔ اگر وہ مقاصد پنجاب مسلم لیگ ہی کے نام سے شایع ہوتے اور علیحدہ کاغذ پر چھپے ہوئے خواہ مسودہ قواعد کے ہمراہ ہی لوگوں کے پاس بھیجے جاتے۔ تب بھی قواعد مذکور میں انکے لیئے دفعات شامل کیئے جانے کی بدستور ضرورت رہتی کیونکہ کسی انجمن کے قواعد مکمل و باقاعدہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ تاوقتیکہ اس انجمن کے مقاصد بھی ان قواعد میں بالتصریح دفعات کی صورت میں

شامل نہ کر لیئے جائیں۔ اس قاعدہ سے انحراف ایک اصولی غلطی ہوگی جسکی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایک ایسی جماعت جو ہمارے پولیٹیکل حقوق کی محافظت کا بیڑا اٹھائے۔ اپنے قواعد کی ترتیب دینے میں ایک ایسی غلطی کی مرتکب ہو جو معترضین کی نگاہ میں کھٹکے۔

دوسرا اعتراض ہم نے یہ کیا تھا کہ مسودہ قواعد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ پنجاب مسلم لیگ کے الحاق کی بابت کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہمارے نزدیک اس امر کا اعلان نہایت ضروری تھا کہ مجوزہ لیگ آل انڈیا لیگ کی ماتحتی میں کام کریگی یا اس سے بالکل آزاد ہوگی؟ ہمیں شیخ دین محمد صاحب کے خط میں یہ فقرہ پڑھکر از حد خوشی ہوئی کہ "پنجاب مسلم لیگ آل انڈیا لیگ کی ایک شاخ ہے اور یہ کبھی آل انڈیا مسلم لیگ سے علیحدہ نہیں ہو سکتی"۔ مگر یہ ایک ایسی اہم بات ہے کہ اسکا ذکر قواعد میں نہ ہونا اور ان دونوں لیگوں کے باہمی تعلقات کے متعلق کسی دستورالعمل کا ان قواعد میں قرار نہ دیا جانا سخت فروگذاشت ہے۔ پنجاب محمدن نیشنل ایسوسی ایشن کے نام سے جو اغراض و مقاصد شایع ہوئے ہیں ان میں بھی کہیں صاف طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ماتحتی قبول کی جائیگی۔ بلکہ مجمل طور پر صرف یہ قرار دیا ہے کہ مسلمانان ہندوستان کی ترقی اور بہبودی کے لیئے "سنٹرل اور صوبجات کی اسلامی آرگنائیزیشنوں سے مل کر" کام کیا جائیگا۔ قواعد میں ان آرگنائیزیشنوں سے مل کر کام کرنے کے متعلق بھی کوئی دستورالعمل شامل نہیں کیا گیا۔ جب ہم کو یقین دلایا گیا ہے کہ پنجاب مسلم لیگ آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک شاخ ہوگی؟ کیونکہ قواعد میں اس قسم کے امور کی شمولیت آئندہ اختلافات کے احتمال کو کم کر دیا کرتی ہے۔ اور ان احتمالات میں کمی پبلک اعتبار کی زیادتی کا باعث ہوتی ہے۔ پنجاب مسلم لیگ اور آل انڈیا مسلم لیگ کے باہمی تعلقات کے متعلق بھی قواعد میں وضاحت کی ضرورت ہے۔ قواعد مذکور میں درج کیا گیا ہے کہ ماتحت ایسوسی ایشنوں کے تعلقات پنجاب مسلم لیگ سے کس قسم کے ہونگے مثلاً یہ کہ وہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ پنجاب لیگ کو دیا کرینگی۔ یا یہ کہ ان کے دس فیصدی ممبر پنجاب لیگ کے ممبر بنائے جائینگے۔ اسی قسم کے قواعد پنجاب لیگ اور آل انڈیا لیگ کے باہمی تعلقات کے متعلق بھی بمشورہ آل انڈیا لیگ قرار دیئے جانے چاہئیں ..... اسکا فیصلہ ہونا چاہیئے کہ پنجاب لیگ اپنی آمدنی کا کس قدر حصہ آل انڈیا لیگ کو دے۔ اور اول الذکر لیگ کے قایم مقام موخرالذکر لیگ میں کس اصول پر شریک کیئے جائیں؟ تاوقتیکہ ان تمام امور کا خاطرخواہ تصفیہ پیشتر سے نہ ہو لے مجوزہ لیگ کیونکر اطمینان کے ساتھ چل سکتی ہے؟ نہایت مسرت کا مقام ہے کہ اس صوبہ کے محبان قوم اپنی قوتوں کو منتشر کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہندوستان کے مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر کسی کارروائی کو صرف اپنے ہی کرانا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ پنجاب مسلم لیگ کو وہ آل انڈیا مسلم لیگ سے جدا کرنے پر آمادہ نہیں لیکن اگر وہ اس پر ساعی ہیں تو ہم امید کرتے ہیں کہ وہ نومبر ہی کے مہینے میں یا زیادہ سے زیادہ شروع دسمبر میں مسلمانان پنجاب کا ایک عام جلسہ منعقد کر کے جملہ ابتدائی امور کا تصفیہ کر لینگے تاکہ آخر دسمبر میں آل انڈیا مسلم لیگ کو کراچی کے اجلاس میں اپنی مفصل رپورٹ پیش کر سکیں۔ اور اس لیگ کے ساتھ اپنی لیگ کو باضابطہ ملحق کر کے سال آئندہ سے باقاعدہ کارروائی شروع کر دیں۔ ہم نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ پنجاب لیگ کا ایک جلسہ انہیں دنوں میں منعقد کر لیا جائے۔ اور اس میں آل انڈیا لیگ کے ساتھ اپنے تعلقات پر کافی بحث ہو کر چند قایم مقام منتخب ہو جائیں۔ جو پنجاب کی طرف سے کراچی جائیں اور جن امور کے فیصلہ کی ضرورت ہو۔ وہ آل انڈیا لیگ سے کرا دیں۔

تیسرا نقص جو ہمیں مسودہ قانون میں نظر آیا تھا۔ ممبرکسی کے دستخط نہ ہونے سے تعلق رکھتا تھا۔ شیخ دین محمد صاحب کے بھیجے ہوئے اغراض و مقاصد سے ہمیں یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ مجوزہ لیگ کے محرک نواب محمد علی خان صاحب قزلباش۔ میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹلا۔ شیخ عبدالعزیز صاحب بی۔ اے ایڈیٹر آبزرور۔ منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار اور فقیر سید شہاب الدین صاحب ہیں۔ اگر کسی صاحب کے دستخط مسودہ قواعد پر ہوتے تو ایک اور بے ضابطگی کم ہو جاتی بہرحال مجوزان لیگ کے اعلانات ہی دیکھکر ہمیں یقین ہوتا ہے کہ جن بزرگوں پر ہماری نگاہ پڑتی ہے

آئندہ کانفرنس کے متعلق ایک ضروری مشورہ

دسمبر کا مہینہ قریب آگیا ہے۔ کانفرنس کی تاریخیں نزدیک آتی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کی تعلیمی کشتی کے ناخدا مستعدی کے ساتھ مصروف کار ہیں اور بہی خواہان قوم مسلمانوں کی بہبودی کے لیے کراچی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنے کی تیاریوں میں مشغول ہیں۔ قوم کے رہبران سندھ میزبانی کے لحاظ کو بطریق احسن انجام دینے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے معزز مہمانوں کی مہمان نوازی کا سامان فراہم کرنے میں سرگرم ہیں۔ اپنے صوبہ کی تعلیمی ضروریات کو منضبط طور پر کانفرنس میں پیش کرنیکا اہم فرض بھی انہی کی گردنوں پر ہے اور ان تمام ذمہ داریوں کا بوجھ جو ان کے لئے بالکل نیا ہے ان کی گردنوں کو جھکائے دیتا ہے اور نا ہمیں خارجی امداد کا مستحق بناتا ہے۔ کانفرنس کا علی گڈھ مگر گو اسوقت اپنے محسن کی مفارقت کے صدمہ میں مبتلائے غم ہے مگر کانفرنس کا قرب وہاں بھی ایک حرکت موجی پیدا کر رہا ہے اور آئندہ کانفرنس کو دلچسپ بنانے کی کوششیں وہاں بھی بدستور جاری ہو گئی ہیں۔ لیکن ایک نہایت ضروری امر کی طرف ابھی تک توجہ نہیں کی گئی جسکے بغیر کراچی کانفرنس کلی طور پر مفید ثابت نہ ہو سکیگی۔ ہم اراکین کانفرنس کو اس آرٹیکل میں اس ضروری امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اسکی اہمیت کو عملی طور پر تسلیم کرنیکی کوشش فرمائینگے۔

بلحاظ مسلمانوں کی آبادی کے مشرقی بنگال اور سندھ کو دیگر صوبجات پر ایک امتیاز حاصل ہے اور اسی امتیاز کے باعث لوگوں نے بارہا استعجاب ظاہر کیا ہے کہ ان دو صوبجات میں اس سے قبل کانفرنس کے جلسے کیوں نہ منعقد ہوئے مگر سندھ کو مشرقی بنگال پر بھی ایک فوقیت حاصل ہے جو اراکین کانفرنس کی خاص توجہ کی مستحق ہے۔ سندھ کو ان سرحدی صوبجات کی ہمسایگی کا فخر حاصل ہے جو اسلامی آبادی سے پُر ہیں۔ اور جہاں نور علم کی شعاعیں پہنچتے ہی مسلمانوں کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ سندھ کے متصل بلوچستان کا علاقہ واقع ہے جہاں ۱۲ لاکھ بلوچ ایسے آباد ہیں جنکی یکانگت کی روئے زمین کے مسلمانوں میں مثال نہیں مل سکتی۔ ان میں نہ سنی شیعہ کا جھگڑا ہے نہ حنفی شافعی کا۔ نہ وہابی بدعتی کا۔ ان کا ایک مذہب ایک گروہ۔ ایک جتھا ہے۔ زبان ان کی ایک ہے۔ تمدن و طرز معاشرت میں سب ہمرنگ ہیں۔ شرافت خاندانی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی شجاعت بھی ان میں پائی جاتی ہے۔ اور ملک کی آب و ہوا کے اثر سے ان کے دل نہایت اچھے ہیں مگر افسوس ہے کہ باوجود ان خوبیوں کے جو دیگر ممالک کے مسلمانوں میں چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں نظر آتیں اصلاح و ترقی کی تحریک سے یہ تقریباً اب تک بیخبر ہیں۔ تعلیم کی طرف انہیں کسی نے رغبت نہیں دلائی۔ جہالت ان میں گھر کئے ہوئے ہے۔ بوجہ ضروریات زمانہ سے بیخبر ہونے کے تاریکی کے گڑھے سے انہیں نکلنے کا خیال تک پیدا نہیں ہوتا۔ نادانی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے مثل دوسری جگہ کے مسلمانوں کے ان کے ہاتھ سے بھی جائدادیں نکلی جاتی ہیں اور ان کے افلاس اور تنگحالی میں روز افزوں ترقی دکھائی دیتی ہے۔ ان میں بلاشبہ وہ اوصاف موجود ہیں جن کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ راہ راست پر ان کو لایا جائے تو چند ہی برسوں میں ان کی حالت بالکل بدل جائیگی اور تھوڑی سی محنت و کوشش سے بہت جلد وہ ترقی کے آسمان میں مثل چمکتے ہوئے ستاروں کے دکھائی دینگے۔ مگر یہ کانفرنس کا فرض ہے کہ ان خفتگان بلوچستان کو جھنجھوڑے اور ان کو نیند کے ماتوں کو بیدار کرے۔ اس فرض کی انجام دہی کے لئے کانفرنس کو آئندہ اجلاس سے بہتر موقع شاید نہ ملیگا۔

ملکی اور قومی حالات پر نظر کرتے ہوئے سردست تقریباً غیر ممکن نظر آتا ہے کہ صوبہ سرحدی یا بلوچستان میں وہاں کی قوم خفتہ کو بیدار کرنے کی غرض سے کانفرنس کا کوئی جلسہ منعقد ہو۔ نہ وہاں کے لوگوں میں ابھی تک اتنا احساس پیدا ہوا ہے جو وہ کانفرنس کو ان مقامات میں مدعو کریں۔ نہ ان میں اتنی ہمت ہے کہ اسے مدعو کرکے اسکا بار اٹھا لیں اور نہ کانفرنس میں اس قدر استطاعت ہے کہ وہ جہاں مناسب سمجھے بلا تکلف چلی جائے اور اپنا اجلاس منعقد کرکے جو کارروائی ضروری سمجھے وہاں پیش کرے۔ ایسی صورت میں کراچی کے اجلاس سے فائدہ نہ اٹھانا اور بلوچستان کے مسلمانوں کو خاص طور پر وہاں مدعو نہ کرنا ایک قومی گناہ ہوگا۔ جس کا وبال منتظمین کانفرنس کی گردن پر پڑیگا۔ علاوہ اسکے کہ بلوچستان سندھ کے قریب بلکہ اس سے بالکل ملا ہوا ہے۔ بلوچوں اور سندھیوں کے باہم تعلقات ایسے گاڑھے ہیں کہ ان دونوں کو دراصل ایک ہی ملک کا باشندہ تصور کرنا چاہیئے۔ سندھ کے اس حصہ میں جو بلوچستان سے متصل ہے بلوچ کثرت سے آباد ہیں۔ اور ان کے اور سندھیوں کے آپس کے میل جول اور شادی بیاہ سے ان دونوں میں اسقدر یگانگت ہو گئی ہے کہ کانفرنس کا اجلاس آئندہ میں صرف سندھیوں کی طرف متوجہ ہونا اور بلوچوں کی طرف التفات نہ کرنا کام کو ادھورا چھوڑ دینے کے مترادف ہوگا۔ جب یہ دونوں ایک دوسرے کے اثر سے متاثر ہونے والے ہیں تو دونوں کو یکساں طور پر اپنے حلقہ اثر کے نیچے لانے کی ضرورت ہے۔

اسیطرح ڈیرہ غازیخان بھی سندھ کے قریب واقع ہے اور صوبہ سرحدی کا ایک ضلع ہے اس ضلع میں بھی مسلمان کثرت سے آباد ہیں اور مسلمان بھی یہ بلوچ قوم کے ہیں جنکی نسبت وہی ریمارکس عاید ہوتے ہیں جو خاص بلوچستان کے مسلمانوں کے متعلق اوپر درج کئے گئے ہیں۔ ان کے کانفرنس میں مدعو کرنے کا بھی ویسا ہی اہتمام ہونا چاہیئے جو بلوچستان کے مسلمانوں کے لئے ہم تجویز کرتے ہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ آئندہ کانفرنس میں مسلمانان سندھ کی تعلیمی ضروریات پر بحث ہوگی اور اسکے لیے سندھ کے مسلمان ضروری مصالح بھی بہم پہنچا رہے ہیں مگر بلوچستان اور ڈیرہ غازیخان کے مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات پر بحث کرنے کی اس کانفرنس میں چنداں ضرورت نہیں یہ اسٹیج تو کہیں آگے چل کر آئیگا اس کانفرنس میں صرف اسقدر کافی ہے کہ بلوچستان کے ممتاز اور ڈیرہ غازیخان کے سردار خاص طور پر مدعو کئے جائیں تاکہ وہ کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہوں اور وہاں پُرجوش تقریریں اور موثر اسپیچیں سنیں ہندوستان کے دیگر مقامات کے مسلمانوں سے ملیں اور ان کے خیالات سے متاثر ہوں۔ علم کی فضیلت سے آگاہ ہوں۔ زمانہ کی ضرورتوں کو سمجھیں۔ قوم کی ترقی اور تنزل کے اصولوں پر غور کریں۔ جو ممکن ہو تو چھوٹے چھوٹے رسالے چھپوا کر انہیں تقسیم کئے جائیں جنمیں انکی حسب حال مفید مضامین ہوں۔ تعلیم کے فوائد بیان ہوں۔ اور علیگڈھ کالج کے حالات درج ہوں۔ اگر فنڈ کا انتظام ہو سکے تو چند وظائف بھی خاص ان بلوچ طلباء کے لئے مخصوص کر دیے جائیں جو علیگڈھ جا کر تعلیم حاصل کرنے پر رضامند ہوں اور اسکا اعلان کانفرنس میں کر دیا جائے۔ کانفرنس کی شرکت کے بہانے مدعو شدہ ممتازوں اور سرداروں کو کراچی دیکھنے کا بھی موقع مل جائے گا اور اس سیر و سیاحت سے نیز کانفرنس کی شرکت اور ہندوستان کے سربرآوردہ اور روشن خیال مسلمانوں کی ملاقات سے امید ہے کہ ان کے خیالات کسی قدر وسیع ہو جائینگے۔ اور وہ اپنے دلوں میں ترقی کی ایک امنگ لیکر اپنے وطن کو واپس جائینگے اور وہاں اپنے اثر اور اقتدار سے اپنے گرد و پیش کے لوگوں میں ترقی کے خیالات پھیلانے کی کوشش کرینگے جس سے آئندہ بہبودی کی بابت کچھ امید ہوگی۔

مگر سرداران بلوچ و ڈیرہ غازیخان کے مدعو کرنے کا خاص طور پر اہتمام کرنا ضروری ہوگا صرف عمومی دعوتوں پر ان کے شریک کانفرنس ہونے کی امید رکھنی سخت غلطی ہے۔ اور انہیں بذریعہ ایک ڈیپوٹیشن کے مدعو کرنا چاہیئے۔ تاوقتیکہ چند ذی عزت اشخاص ان کے پاس نہ جاویں اور مفصل طور پر کانفرنس کی اصلیت سے انہیں آگاہ نہ کریں۔ اور اراکین کانفرنس کی طرف سے انہیں غور کر کے اجلاس میں شریک ہونے کی انہیں پوری طرح ترغیب نہ دیں۔ انہیں بلانے میں ہم کامیاب نہ ہو سکینگے اور ان کے کانوں میں ہمدردان قوم کی آواز نہ پہنچ سکیگی۔ کانفرنس کی سندھ پر اور بلوچستان کی ...

یہ وجہ نہیں ڈالی جاتی کیونکہ ہم اسے پہلے ہی سے بہت کام ہے بنشل اسٹینڈنگ کمیٹی کو البتہ اس ضروری مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اور اس مفید کام کو عملی طور پر فوراً شروع کر دینا چاہیے۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے کرم فرما صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب اس ضروری مشورہ پر توجہ فرمائینگے اور مسلمانان بلوچستان و ڈیرہ غازیخان تک کانفرنس کی منادی پہنچانے میں دریغ نہ کرینگے ہم نے سنا ہے کہ مسٹر ڈیرہ غازیخان نومبر کی کسی خاص تاریخ کو اپنے ہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی تبدیلی یہاں سے الوداعی ملاقات کریں اور ان کی رخصتانہ گارڈن پارٹی میں شریک ہونے کو لئے ضلع کے صدر مقام پر جمع ہونگے۔ وہ موقع کانفرنس ڈیپوٹیشن کے وہاں پہنچنے کے لئے نہایت موزوں ہوگا۔

ریویوز

گلشن ہند

یہ مشہور شعرائے اردو کا ایک تذکرہ ہے جسے میرزا علی المتخلص لطف نے اب سے ایکسو چودہ برس پیشتر مارکوئس آف ولزلی گورنر جنرل ہند کے عہد میں اردو کے مشہور سرپرست جان گلکرسٹ کی حسب فرمائش علی ابراہیم خان کے فارسی تذکرہ گلزار ابراہیم سے موجودہ ضروری مناقو سکے اردو زبان میں منتقل کیا حقیقت اس تذکرہ کی یہ ہے کہ نواب ندیم الملک آصف الدولہ آصفجاہ کے عہد اور گورنر جنرل لارڈ وارن ہیسٹنگز کے زمانہ میں علی ابراہیم خان نے ایک تذکرہ شعرائے ہند کا فارسی میں لکھا تھا جسکا نام گلزار ابراہیم رکھا گیا تھا۔ یہ بارہ برس کی محنت شاقہ کے بعد ۱۱۹۸ء میں ختم ہوا۔ اور اتفاق حسنہ سے فہرد و کے بڑے قدردان اور محسن مسٹر گلگرسٹ کی نظر سے گذرا۔ انہوں نے میرزا علی سے اس تذکرہ کے سلیس اردو میں ترجمہ کرنیکی فرمائش کی تاکہ انگریز بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور ان میں اردو شاعری کا ذوق پیدا ہو۔ میرزا علی نے نہایت قابلیت سے اس فرمائش کو پورا کیا۔ اور نرے ترجمہ ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی طرف سے بہت کچھ اضافہ کرکے ترجمہ کی بالکل ایک نئی صورت پیدا کر دی اور اسے ایک مستقل تالیف کی حیثیت دیدی۔ مگر یہ ان تالیفات میں سے تھی جنکا نام آج گمنامی کی خاک میں مل گیا ہے یہ محض ایک اتفاق تھا کہ تقریباً پانچ سال قبل حیدرآباد دکن میں ایک سیلاب آیا۔ جو وہاں کی ایک مشہور دریا میں جہاں لاکھوں روپے کا مال اور ہزاروں نادر الوقت اشیاء بہا لایا۔ وہاں ایک علمی چشمہ بھی اپنے ہمراہ لیتا آیا کسی آفت زدہ کا کتب خانہ بہتا ہوا آیا اور اس میں یہ بیش بہا تذکرہ مولوی غلام محمد صاحب مددگار کیبنٹ کونسل دولت آصفیہ کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے علامہ شبلی کو اسے دکھایا۔ علامہ موصوف نے اسے بہت پسند کیا۔ اور انجمن ترقی اردو کی طرف سے اسے شائع کرنے کا قصد کیا۔ مگر نہ معلوم کیوں انجمن نے ایسے نادر و بیش قیمت نسخہ کو چھاپنا منظور نہ کیا۔ مولانا موصوف کی رائے سے اور مولوی غلام محمد صاحب کی اجازت سے عبدالحق خان صاحب (حیدرآباد دکن) نے اسے اپنی طرف سے شائع کر دیا۔ اور اردو لٹریچر میں ایک قابل قدر اضافہ کے باعث ہوئے اس نسخہ کے طبع ہونے سے قبل مولانا شبلی نے اس پر نظر ثانی فرماکر ضروری تصحیح اور مناسب حواشی سے تذکرہ کی قیمت کو بڑھا دیا مولوی عبدالحق صاحب (علیگ) بی اے نے اس کتاب پر ایک مفید اور فاضلانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے اردو زبان کی تاریخ اور اسکے نشوونما پر نہایت قابلیت کے ساتھ بحث کی ہے۔ مقدمہ میں مفصل طور پر یہ دکھلایا گیا ہے کہ اردو نے انگریزوں کی وساطت سے کیا کیا ترقی کی۔ اور اس قوم کے ہماری زبان پر کیا کیا احسان ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب نے اپنے مقدمہ میں تذکرۂ گلشن ہند کی خصوصیات پر جو درحقیقت قابل قدر ہیں

یہ ہیں (۱) تذکرہ میں سو برس پہلے کی زبان استعمال کی گئی ہے جس سے زبان کے متعلق بہت کچھ پتہ لگ سکتا ہے۔ اور محقق علم لسان کو اور نیز ان لوگوں کو جنہیں زبان کا چسکا ہے بہت سی نئی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں چنانچہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آج کل دکن میں بعض الفاظ جو روزمرہ بولے جاتے ہیں۔ پرانی اردو کی یادگار ہیں۔ (۲) جن شعراء کا تذکرہ میں ذکر ہے ان میں سے اکثر کا مولف ہم عصر تھا۔ اور ان سے اسکی شناسائی اور دوستی بھی تھی اسلئے جس ذوق اور صحت کے ساتھ وہ ان کے حالات لکھ سکتا ہے۔ دوسرا نہیں لکھ سکتا۔ (۳) جن لوگوں کا تھوڑا یا بہت تعلق سلطنت سے رہا ہے انکے تذکرہ میں صاحب تذکرہ نے تاریخی حالات بھی حسب موقع لکھ دئے ہیں۔ اس کتاب سے زمانہ کی سوسائٹی پر بھی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے شعراء بھی عجیب لوگ تھے۔ خاندان مغلیہ کی تباہی کا یہ بھی باعث ہوئے کیونکہ انہوں نے بادشاہ۔ نواب اور امراء کو اپنی طرف راغب کرکے کام نہیں بھی اپنی طرح بنا دیا۔ (۵) بعض ایسے لوگوں کا حال بھی رہا ہے جنکی نسبت اردو کے شاعر ہونے کا گمان تک نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کسے علم ہوگا کہ شاہ ولی اللہ صاحب بھی اردو شاعر تھے اور ان کا تخلص اشتیاق تھا۔ یا عبدالقادر بیدل بھی اردو میں شعر کہتے تو یا نانا شاہ سے بھی ایک شعر منسوب ہے جو آدھا اردو اور آدھا ہندی ہے۔ (۶) صاحب تذکرہ نے بعض جگہ پردہ ہی پردہ میں کچھ چوٹیں بھی کی ہیں جنمیں تعصب کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور صرف یہی ایک قابل افسوس خصوصیت ہے جو اس تذکرہ پر ایک بدنما داغ لگاتی ہے پبلشر نے اس تالیف میں اتنا تصرف کیا ہے کہ جن شعراء کے کلام چھپ چکے ہیں۔ انکے انتخابی اشعار تذکرہ میں سے کم کر دئے ہیں۔ اور صرف اعلیٰ درجہ کے اشعار رہنے دئیے ہیں۔ مگر جن کا کلام نہیں چھپا ان کے کلام کو بجنسہ رہنے دیا ہے۔ کتابت اور چھپائی عمدہ ہے۔ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور میں یہ کتاب طبع ہوئی ہے۔

دکن ریویو

(اسلام نمبر)

دکن کے مشہور ماہوار رسالہ کے اسلامی نمبر کا سلک اول گست میں شائع ہوکر پبلک کی نگاہ میں مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ اسلام نمبر کا سلک دوم جو شروع اکتوبر میں اسی آب و تاب سے نکلا اور باعتبار خوبی ترتیب اور عمدگی مضامین کے سلک اول سے کسی طرح کم نہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب کا مضمون العالم الاسلامی جو کہ مضمون کی حدود سے تجاوز کرکے کتاب کی شکل اختیار کرتا نظر آتا تھا۔ سلک اول کی جان تھا مگر اس مضمون کی وسعت نے موقع نہ دیا کہ سارا مضمون ایک ساتھ نکلے چنانچہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اسکا بقیہ حصہ سلک دوم میں نکلیگا سلک دوم میں بھی بقیہ حصہ کا صرف ایک جزو نکلنے پایا ہے اور باقی اجزاء کے آئندہ نمبروں میں شائع کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ مضمون نہایت بسیط ہے اور مکمل ہونے پر اسلامی دنیا کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا ایک مکمل نقشہ پیش کریگا جس سے آگاہی حاصل کرنا ہر ایک مسلمان کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ سلک دوم میں مہاراجہ سرکشن پرشاد مدار المہام حیدرآباد دکن کا ایک مضمون "معرفت نفس" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس نے دکن ریویو کے اس نمبر کو ایک خاص امتیاز بخشا ہے۔ مولوی محمد اختر صاحب کا جو مضمون "اسلام میں عورتوں کا مرتبہ بمقابلہ اقوام غیر" کے عنوان سے نکلا ہے الرجال قوامون علی النساء کی صریح تردید ہے۔ اور ہمارے بعض نوجوانوں کے ان خیالات کا آئینہ ہے جنکی نگاہیں یورپ کی روشنی سے چوندھیا گئی ہیں اور جو تصویر کے دوسرے رخ کو نہیں دیکھ سکتے۔ دکن ریویو کے فاضل ایڈیٹر نے اپنے ایک نوٹ میں اس مضمون سے خلاف ظاہر کرکے اپنی دقیق النظری کا ثبوت دیا ہے۔ خان بہادر سید اکبر حسین صاحب کی نظم "سچے اسلام پر"۔ نفیر کا مضمون "لفظ" مولوی نقاش کی ایک غزل۔ اور "اسلامی خطرہ" پر ایک مضمون اور ایڈیٹر کا مضمون "خان بہادر میر اکبر حسین اور انکے معترضین" پر قابل دید ہیں۔ سلک اول کو جلالتمآب سلطان عبدالحمید خان ثانی

ایک افواہ کی تردید

سنجملہ ان غلط بے بنیاد افواہوں کے جو وقتاً فوقتاً ہمارے ملکی اخبارات میں نکلتی رہتی ہیں۔ ایک افواہ لارڈ کچنر لارڈ منٹو اور لالہ جیت رائے اور اجیت سنگھ اور منسوخ شدہ ایکٹ نو آبادی ملکے پنجاب کے متعلق بھی اخباروں میں گشت کر چکی ہے اور سمجھدار لوگوں کی نگاہ میں مضحکہ انگیز ثابت ہوئی ہے جس کی بابت قصے بیان کئے جاتے تھے کہ کیونکر لارڈ کچنر کو علم ہوا کہ جدید ایکٹ نو آبادی ملکے پنجاب فوجی سپاہیوں کی بددلی کا باعث ہوا ہے۔ اور کس طرح انہوں نے لارڈ منٹو پر دباؤ ڈالا اور استعفا دینے کی دھمکی دی۔ یہاں تک کہ لارڈ منٹو نے دب کر لارڈ کچنر کی بات مان لی اور ایکٹ مذکور منسوخ کر دیا۔ جیت سنگھ اور لالہ جیت رائے کی گرفتاری بھی اس سلسلہ میں بیان کی جاتی تھی۔ مگر رائٹر کی ایک جدید تار برقی مظہر ہے کہ ولایت میں انڈیا آفس نے ان افواہوں کی نہایت سختی کے ساتھ تردید کی ہے اور انہیں محض غلط اور بے بنیاد بتایا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ہندوستانی اخباروں پر بھی کل انڈیا آفس کی پوری طرح نگاہ ہے۔ اور ان اخباروں کے لغو بیانات پر توجہ لینے کی ضرورت اس آفس میں بھی محسوس ہونے لگی ہے۔ اسی کے ضمن میں یہ بیان کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ چند روز قبل ہندوستانی اخباروں میں یہ خبر بھی گشت کرائی دکھائی دی تھی کہ لالہ جیت رائے نے ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان کی خدمت میں ایک عرضداشت ارسال کیا تھا کہ بدولت خداداد کا فرما سندھ وستان پر حملہ آور ہو تو ہندوستان کی سلکی فوج اور تمام ملک افغانستان کا ساتھ دیگی۔ امیر صاحب نے سنتے ہیں کہ یہ خط بجنسہٖ لارڈ منٹو کے پاس بھیج دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لالہ جیت رائے یکایک جلاوطن کر دیئے گئے۔ اس خبر کا منبع ایک ولایت کا اخبار تھا مانسلے گسنے زیادہ زور و شور سے ہندوستان میں گشت کرایا۔ مگر جیسا کہ قیاس کیا جا سکتا ہے لالہ جیت رائے کے طرفداروں نے اس خبر کو غلط بتایا۔ اگر یہ خبر بھی مثل اول الذکر خبر کے غلط ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کی جانب سے اسکی بھی تردید کر دی جائیگی۔ تاکہ پبلک کسی غلط فہمی میں دیر تک نہ پڑی رہے۔ موخر الذکر خبر کی تردید نہ ہونے سے لوگوں کو اسکی صحت کے یقین کرنے میں کم تامل ہوگا۔

بائیکاٹ کی ناکامی

اس عنوان سے معصر پئیون کا نامہ نگار ۱۳ اکتوبر کو شملہ سے حسب ذیل تار دیتا ہے:

"۱۶ اکتوبر کو تقسیم بنگال کی سالگرہ ہے اور اس روز اہل بنگال غیر ملکی اشیاء کو بائیکاٹ کرنے کا حلف تازہ کریں گے جس تعلق سے اسی روز مانچسٹر سے مال منگانے کے لئے تاجروں کی فرمائشیں درج رجسٹر ہونگی اور ہمیں یقین ہے کہ بنگال کے لیڈر بغیر اس خیال کے کہ سودیشی کا ملک پر کیا اثر پڑ رہا ہے عوام کو بائیکاٹ کا حلف اٹھانے کی ترغیب دے رہے ہوں گے۔ افسوس کہ وہ اپنے اس جنون میں واقعات اور شمار اعداد کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ کیونکہ تازہ نقشوں سے پایا جاتا ہے کہ بائیکاٹ کی ترقی کے ساتھ بنگال کی تجارت درآمد میں بھی باقاعدہ ترقی ہوئی ہے۔

"سنہ ۱۹۰۶ء کی پہلی ششماہی میں بنگال کی تجارت درآمد ۸۵ لاکھ تھی۔ گذشتہ سال میں صرف ایک لاکھ کی ترقی ہوئی۔ مگر امسال ایک کروڑ ۸ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اب بتلایئے کہ بائیکاٹ کا کیا اثر ہوا؟ بلکہ برسے جو نمک لایا گیا اسکی مقدار سنہ ۱۹۰۵ء کی پہلی ششماہی میں ۵۸ لاکھ من تھی سنہ ۱۹۰۶ء کے اسی عرصہ میں اسمیں قریباً دو لاکھ من کی زیادتی ہوئی۔ مگر امسال یہ مقدار قریباً ۶۲ لاکھ من تک پہنچ گئی ہے۔

"یہ تو صرف صوبہ بنگال کا حال ہے جہاں سودیشی اور بائیکاٹ کا چرچا سب سے زیادہ رہا کر اب تمام ہندوستان کا حال سنیے گذشتہ ششماہی (اپریل تا ستمبر) کے اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیکاٹ کی تحریک طبعی موت کا شکار ہو گئی ہے۔ سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت شراب کی درآمد ۳۶ لاکھ سے ۴۷ لاکھ تک بڑھ گئی اسی طرح اشیائے خورد و نوش ۳۷ سے ۴۲ لاکھ تک، ادویہ ۷ سے ۹ لاکھ تک۔ تیار شدہ قسم پارچہ وغیرہ (جو خصوصاً بائیکاٹ کی وجہ دکھائی ہوئی تھیں) ۶۳ سے ۷۴ لاکھ تک اور دیگر تیار ساخت کارخانہ جات ۳۸ سے ۴۶ لاکھ تک ترقی کر گئیں۔ البتہ کھانڈ کی درآمد میں کمی واقع ہوئی۔ جو ۲۴ لاکھ سے گھٹ کر ۱۹ لاکھ رہ گئی۔ گورنمنٹ ہند نے بھی اسکی پر اطمینان ظاہر کیا۔

"ممکن ہے کہ حامیان بائیکاٹ کے نزدیک واقعات اور شمار اعداد کی کچھ وقعت نہ ہو۔ لیکن تجارت پیشہ اصحاب انہیں جس اہمیت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ ظاہر ہے۔ ان تیار درآمد کی مقدار جن کے خلاف گذشتہ ششماہی میں مستعدی سے بائیکاٹ کی کوشش کی گئی پہلے ہی ۲ کروڑ ۵ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ اور اگر ترقی کی یہی رفتار قائم رہی تو سال کے خاتمہ پر اسکی مقدار ۴ کروڑ ۱۰ لاکھ تک پہنچ جائیگی۔ جو نہ صرف سال گذشتہ (۳ کروڑ ۸۰ لاکھ) بلکہ تمام سالہائے سابق سے زیادہ ہوگی۔ بائیکاٹ کا آغاز سنہ ۱۹۰۵ء کے آخری ایام میں ہوا تھا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں اسکا تجارت درآمد پر کچھ بھی اثر نہیں پڑا۔ اور اسے بالکل ناکامی ہوئی۔ ہاں! ایک صورت سے اسے خاصی کامیابی حاصل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ جماعت کے ایک حصہ میں بدقسمتی سے لیڈروں اقوام کی خلاف جوش پیدا ہو گیا ہے۔

یہی نامہ نگار شملہ سے ۱۲ اکتوبر کو حسب ذیل تار دیتا ہے۔

"غیر ممالک کے نمک کی درآمد جو کلکتہ میں جہازوں سے اترتا، روز بروز بڑھ رہی ہے سال گذشتہ کی پہلی ششماہی میں اسکی مقدار ۵۸ لاکھ من تھی۔ حالانکہ گذشتہ ششماہی میں یہ مقدار بڑھکر ۲۰ لاکھ ۶۳ ہزار من تک پہنچ گئی۔ اسی عرصہ میں دیسی نمک کی مقدار ۹ لاکھ من سے گھٹ کر قریباً ۸ لاکھ من رہ گئی۔"

مندرجہ بالا واقعات و اعداد پر غور کرنے سے کیا اس خیال کی تقویت نہیں ہوتی کہ ہندوستان کا جو فرقہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ ترقی یافتہ سمجھتا ہے اسکے دماغ میں بجز ایک اڑ جانے والی گیس کے اور کچھ نہیں۔ اور وہ بجائے اسکے کہ بہبودی ملک کے لئے معقول تدابیر عمل میں لائے اپنی لغویات اور بیہودگیوں سے حکام اور سمجھدار پبلک کے دلوں میں اپنی طرف سے نفرت پیدا کر رہا ہے۔

فن تاریخ کے شائقین صرف ماہ رمضان میں

دفتر الاسلام الہ آباد سے کتب مفصلہ ذیل پر تمام ۲۵ فیصدی مل سکتی ہیں شائقین علم اس موقع کو غنیمت خیال کریں اور ان کتابوں کو طلب فرما کے اپنی الماریوں اور کتب خانوں کو رونق دیں۔ ورنہ جو کتب خانہ ان کتابوں سے خالی ہو ناقص ہے یہ رعایت یوم عید تک دی گئی ہے۔ (۱) ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون (۹ جلد مکمل جس میں حضرت نوح سے آٹھویں صدی ہجری تک کے انبیاء کرام و سلاطین عظام کے انساب حالات اور اسلام کی عالمگیر فتوحات کے تذکرے ہیں اصل قیمت ۱۶ رعایتی ۱۲ (۲) سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۲ (۳) سلطان نورالدین محمود زنگی فاتح خیبر و شام قیمت اصلی عہ رعایتی ۱۲ خرچہ روانگی بذمہ خریدار۔ المشتہر حامد حسین دفتر الاسلام

علامہ ابن خلدون [illegible]

[illegible]

[illegible]

مراسلات

سر سید میموریل فنڈ

(۱) جناب شیخ منیر حسین صاحب بی۔ اے منصف جہلم ... عـــہ

(۲) جناب مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ... صہ وعہ

(۳) جناب راجہ محمد اکرم صاحب نائب تحصیلدار ... صہ وعہ

میزان ۲۰ روپے

ولی محمد علی فنڈ

رسید بہی نمبر ۱۲ جس کو عالی جناب راجہ گوہر امان خان صاحب رئیس خانپور ضلع ہزارہ نے مکمل کیا۔

(۱) جناب ڈاکٹر امیر حمزہ صاحب اسپتال اسسٹنٹ ... عہ
(۲) " عبد الحکیم صاحب ... عہ
(۳) " قاضی حبیب اللہ صاحب ... عہ
(۴) " منشی نور احمد صاحب کلرک ... عہ
(۵) " میر غلام رسول صاحب ... عہ
(۶) " مستری محمد الدین صاحب ... عہ
(۷) " مستری احمد بخش صاحب ... عہ
(۸) " شیخ عزیز الدین صاحب ... عہ
(۹) " مستری علاء الدین صاحب ... عہ
(۱۰) " سردار خان صاحب سب پوسٹ ماسٹر ... عہ
(۱۱) " ماسٹر مولا بخش صاحب ... عہ
(۱۲) " مولا بخش صاحب وردی جمعدار ... عہ
(۱۳) " شاہ محمد صاحب ... عہ
۱۴ " میاں عبد العزیز صاحب ماسٹر پلٹن نمبر ۲۵ پشاور ... عہ
۱۵ " مستری خدا بخش صاحب ہیڈ مستری ... عہ
۱۶ " مستری نور الدین صاحب اسسٹنٹ مستری ... عہ
۱۷ " جمعدار محمد عظیم صاحب ... عہ
۱۸ " دفعدار فتح خان صاحب رسالہ نمبر ۱۹ ... عہ
۱۹ " میاں رحمت خان صاحب ٹیلر بازار ایبٹ آباد ... عہ
۲۰ " انتظار علی خان صاحب ... عہ
۲۱ " دفعدار احمد خان صاحب ... عہ
۲۲ " خان صاحب محمد امیر خان صاحب جمعدار ... عـــہ
۲۳ " راجہ شیر دل خان صاحب ... عہ
۲۴ " راجہ گوہر امان خان صاحب رئیس خانپور ضلع ہزارہ ... عہ

میزان = عـــہ

راقم خاکساران مولوی امام الدین و عتیق اللہ از گجرات پنجاب

محسن الملک میموریل فنڈ

مخدوم و مکرم و معظم بندہ سلمکم اللہ!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

نواب محسن الملک مرحوم و مغفور کی معقول یادگار قایم کرنے کا خیال امید ہو کہ ہندوستان کے طول و عرض کے ہر ایک مقام کے مسلمانوں کو ہوگا۔ اور یہ بھی امید ہو کہ عنقریب کئی ایک صورتیں یادگار قایم کرنے کی پبلک میں پیش ہونگی۔ چنانچہ تجویزوں کے ایک ابتدائی صورت میں علی گڈھ میں ایک یادگار بصورت عالی شان لوبرڈنگ ہاؤس معرض بحث میں آنے والی ہے

میری رائے میں ہر ایک ضلع کے مسلمانوں کو مناسب ہے کہ وہ اپنے اپنے ضلع میں مرحوم کی یادگار قایم کریں۔ سطلب یہ ہے کہ ہر ایک ضلع سے بذریعہ چندہ کافی سرمایہ جمع کیا جاوے۔ اور اس کے منافعے سے میں بیس روپے ماہوار کے چند وظائف جن کا نام (محسن الملک وظائف) ہو۔ غریب مسلمان طلباء کو برائے حصول ہائی ایجوکیشن بشروط ذیل دینے چاہئیں۔

(شرط اول) پابندی صوم و صلوٰۃ کے ساتھ تکمیل تعلیم۔

(شرط دوم) بعد تکمیل تعلیم و حصول روزگار۔ ادائے رقم وظائف بصورت اقساط میں۔

تکمیل تعلیم میں مقام حصول تعلیم کی کوئی پابندی نہ ہو۔ جہاں اور جس کالج میں سہولت کے ساتھ طلبہ تعلیم جاری رکھنا چاہیں رکھیں۔ ہاں! یہ مناسب ہے کہ ہر ایک ضلع کے طلباء اپنے اپنے ضلع کے جمع شدہ سرمایہ سے فایدہ اٹھائیں۔ اور اس سرمایہ کی حفاظت اور عطائے وظائف وغیرہ کے لئے ضلع وار کمیٹیاں مقرر ہوں۔

اگر مناسب معلوم ہو تو اس تجویز کو مناسب ترمیم کے ساتھ اپنے اخبار کے ذریعہ شایع فرما دیں۔ یا اگر حضور کوئی عمدہ تجویز پیش کر سکتے ہیں۔ تو قوم کو اپنے اخبار کے ذریعے آگاہ کریں انشاء اللہ میں خود بھی حسب حیثیت چندہ دونگا۔ اور دوستوں سے بھی وصول کرونگا۔ والسلام

راقم نیازمند محمد رکن الدین محکمہ کمسریٹ۔ کوہ مری

ایک نیک دل افسر کا تبادلہ

جناب خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات گجرات ڈویژن جنکی ذات بابرکات محکمہ ڈاک میں مفید ترین خیال کی جاتی ہے۔ گجرات ڈویژن سے تبدیل ہو کر سیالکوٹ ڈویژن کے انچارج ہو گئے ہیں۔ صاحب ممدوح نے اپنی ہر دلعزیزی خوش اخلاقی اور انصاف گستری سے گجرات ڈویژن میں وہ نام پایا ہے کہ کوئی فرد بشر ہی محکمہ ڈاک کا خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ ایسا نہیں جسکو دل میں انکی تبدیلی کا افسوس نہو۔ ایک طرف گجرات ڈویژن میں اُن کی تبدیلی کا افسوس کیا جاتا ہے دوسری طرف سیالکوٹ ڈویژن میں جیسا کہ میں نے ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔ اُن کو خوش آمدید ہونے والی ہے۔

خدا تعالیٰ ایسے نیک افسر کو جنکی ذات بابرکات میں بہت سے بندگان خدا کی امیدیں وابستہ ہیں تا دیر اس محکمہ میں سلامت باکرامت رکھے!

صاحب ممدوح ایسے خوش اخلاق۔ ہر دلعزیز اور شریفانہ خیال کے افسر ہیں کہ دل آزاری کسی کی ہرگز گوارا نہیں فرماتے۔ اور ہر ایک ماتحت سے خواہ اعلیٰ درجہ کا ہو یا ادنیٰ درجہ کا۔ بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ اپنے منصبی کاروبار میں وہ پورے پابند ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے نیک افسر کو ہر طرح خوش و خرم رکھے۔ اور حوادث زمانہ سے مامون و مصئون رکھے۔ اور افسران بالا کی توجہ اُنکی خدمات کی طرف مبذول ہو کہ وہ کیسی اچھی طرح سے انجام دے رہے ہیں۔ کافی ورشاہی حاصل اور ان کے جانشین کا بھی راقم صاحبزادہ اور ایم۔ اے نعم البدل ثابت ہوں۔ راقم ایک گجراتی

اجلاس محسن الملک میموریل فنڈ کمیٹی

(۲۷ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(۱) حبیب اللہ خان صاحب نے تحریک کی اور صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے تائید کی کہ حاجی موسیٰ خان صاحب اس جلسہ کے صدر انجمن منتخب کئے جائیں۔

(۲) ضیاء الدین احمد نے وہ رزولیوشن جو کہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو محسن الملک میموریل کی نسبت لکھے تھے۔ سنائے۔

(۳) صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے ایک مفصل تقریر میں بیان کیا کہ ایک لاکھ روپے کی رقم جو کہ ۱۸ اکتوبر کے جلسہ میں تجویز کی گئی تھی کافی نہیں ہے۔ پروفیسر شپ قائم کرنے کے لئے ایک لاکھ روپے کا سرمایہ ناکافی ہے۔ اسکے علاوہ اس عرصہ میں جو خطوط آئے ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک لاکھ روپے کی رقم نواب محسن الملک جیسے شخص کی یادگار کے لئے کافی نہیں۔ یہ قرار پایا کہ نواب محسن الملک مرحوم کی یادگار قائم کرنے کے لئے میموریل فنڈ کمیٹی تین لاکھ روپیہ جمع کرے جس کی آمدنی سے کالج میں پروفیسر شپ قائم کیے جاویں۔ اس سے کچھ بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر میں لگایا جاوے جو کہ نواب صاحب مرحوم کے نام سے نامزد کیا جائے

(۴) مفصلہ ذیل قواعد بالاتفاق منظور ہوئے۔

(الف) محسن الملک میموریل فنڈ کمیٹی کے ممبروں کی تعداد سردست محدود نہ ہوگی۔ اور اس کو اپنے ممبروں کی تعداد بڑھانے کا اختیار ہوگا۔

(ب) علاوہ پیٹرن کے اس کمیٹی کا ایک پریسیڈنٹ۔ ایک آنریری سکرٹیری ایک جائنٹ سکرٹیری اور ایک خزانچی ہوگا جو کہ ممبروں میں سے منتخب کئے جائینگے۔

(ج) روزمرہ کی کاروائی کے لئے ایک مینیجنگ کمیٹی ہوگی۔ جسکے گیارہ ممبر ہونگے۔ انمیں چار عہدہ دار ایکس افیشیو ممبر ہونگے۔ اور باقی سات ممبروں میں سے منتخب کئے جائینگے۔

(د) اس فنڈ کا روپیہ بنک آف بنگال آگرہ میں رہیگا۔

(ھ) روپیہ لینے کے لئے چک پر کم از کم دو عہدہ داروں کے دستخط ضروری ہیں۔

(۵) صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب کی تحریک اور شیخ عبداللہ صاحب کی تائید سے مفصلہ ذیل اصحاب اسکے عہدہ دار منتخب کئے گئے۔۔

پریسیڈنٹ: نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب۔ آنریری سکرٹیری: خان بہادر محمد مزمل اللہ خان صاحب۔ جائنٹ سکرٹیری: ضیاء الدین احمد صاحب۔ خزانچی: مسٹر آرچبولڈ پرنسپل مدرسۃ العلوم علیگڈھ

(۶) بالاتفاق قرار پایا کہ مفصلہ ذیل اصحاب سے درخواست کی جائے کہ وہ براہ عنایت اس کمیٹی کا پیٹرن ہونا منظور فرمادیں۔

(۱) آنریبل سر نواب فیاض علی خان صاحب۔ (۲) ہز ہائینس آغا خان صاحب۔ (۳) مسٹر آدم جی پیر بھائی (۴) نواب صاحب مالیر کوٹلہ۔ (۵) نواب بہادر ڈھاکہ (۶) آنریبل راجہ علی محمد خان صاحب والی محمود آباد (۷) راجہ تصدق رسول خان صاحب

(۷) اسکے بعد مفصلہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔ (۱) پریسیڈنٹ اور سکرٹیری سے کمیٹی کی اغراض کی اشاعت کے لئے ایک اپیل شائع کیا جائے۔ (۲) محسن الملک میموریل فنڈ کمیٹی کا ایک ڈیپوٹیشن عید کے بعد جلد جہاں تک ممکن ہو لاہور۔ لکھنؤ۔ اور بمبئی بھیجا جاوے۔ (۳) اس بات کی کوشش کیجاوے کہ ہر ایک ضلع میں محسن الملک میموریل فنڈ کی لوکل کمیٹیاں قائم کی جائیں جن مقامات پر کانفرنس کی لوکل کمیٹیاں یا اور انجمنیں موجود ہوں وہاں انہیں سے کام لیا جائے۔

(۸) بالاتفاق قرار پایا کہ جو صاحب ایکہزار روپیہ اس فنڈ میں چندہ دیں ان کا نام مجوزہ بورڈنگ ہاؤس کے ایک کمرے پر لکھا جائے

(۹) مفصلہ ذیل اصحاب کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور یہ قرار پایا کہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم اور ممبران کالج اسٹاف میں سے جو صاحب خواہش کریں وہ بلا انتخاب اس کمیٹی کے ممبر مقرر کئے جائینگے اور اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے عہدہ داران اسکے ایکس آفیشیو ممبر ہوں گے۔

(۱) صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب (۲) شیخ عبداللہ صاحب (۳) حاجی موسیٰ خان صاحب (۴) حاجی اسمٰعیل خان صاحب (۵) راجہ نوشاد علی خان صاحب (۶) منشی احتشام علی صاحب لکھنؤ (۷) محمد نسیم صاحب لکھنؤ (۸) شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر (۹) مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر (۱۰) مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار (۱۱) شیخ عبدالعزیز صاحب ایڈیٹر ابزرور (۱۲) شیخ غلام محمد صاحب ایڈیٹر وکیل (۱۳) زین مہدی خان صاحب ای۔ اے۔ سی (۱۴) محمد شفیع صاحب بیرسٹر (۱۵) آنریبل شاہدین صاحب بیرسٹر (۱۶) خلیفہ محمد حسین صاحب۔ (۱۷) حامد علی خان صاحب بیرسٹر لکھنؤ (۱۸) میرزا عابد علی بیگ صاحب (۱۹) مسٹر ایم۔ ایچ۔ ملک صاحب ناگپور (۲۰) مولوی رفیع الدین صاحب بیرسٹر (۲۱) عبدالحمید صاحب ایڈیٹر مسلم پیٹریٹ (۲۲) مسٹر عبدالسلام صاحب یتیمی رنگون (۲۳) سید امیر حسن صاحب رئیس اٹاوہ (۲۴) مسٹر ... دہلوی کراچی (۲۵) سید نور العلی حیدری (۲۶) مولوی شبلی صاحب نعمانی (۲۷) شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب۔ (۲۸) شاہ منیر عالم صاحب (۲۹) مولوی عبدالرؤف صاحب (۳۰) سرفراز خان صاحب۔ (۳۱) ابراہیم جی آدمجی - (۳۲) ابوالحسن صاحب اسسٹنٹ سکرٹیری (۳۳) مولوی طفیل احمد صاحب (۳۴) مولوی عزیز مرزا صاحب (۳۵) نواب سردار علی صاحب (۳۶) علی امام صاحب بیرسٹر (۳۷) ایم۔ ایس۔ جمال جمال برادرز رنگون (۳۸) شیخ وحید الدین صاحب میرٹھ (۳۹) سید علی حسن صاحب رئیس اٹاوہ۔ (۴۰) شاہ سلیمان صاحب پھلواری۔ (۴۱) خان بہادر مولوی ذکاء اللہ خان صاحب (۴۲) حکیم اجمل خان صاحب۔ (۴۳) مولانا ابو یحییٰ صاحب (۴۴) سید عبدالرؤف صاحب بیرسٹر (۴۵) حبیب اللہ خان صاحب۔ (۴۶) حاجی عبدالرشید خان صاحب۔ (۴۷) مولوی عبداللہ جان صاحب۔ (۴۸) مرزا نذیر بیگ صاحب۔ (۴۹) شیخ صادق علی صاحب

راقم ضیاء الدین احمد جائنٹ سکرٹیری

جلسۂ تعزیت

نواب محسن الملک بہادر مرحوم کے انتقال پر اظہار افسوس کرنے کے لئے دہلی کے عام مسلمانوں کا جلسہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بوقت ۳ بجے دن کے مدرسہ طبیہ کے مکان میں منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد خاصی معقول تھی۔ اور مفصلہ ذیل اصحاب علاوہ دیگر مسلمانوں کے شریک جلسہ تھے

خان بہادر نواب غلام محمد حسن خان صاحب بی۔ اے۔ نواب میرزا محمد سعید الدین احمد خان صاحب طالب۔ شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا۔ نواب میرزا محمد شجاع الدین احمد خان صاحب۔ صفی اللہ خان صاحب رئیس گلاوٹھی۔ حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب۔ حکیم محمد احمد خان صاحب خلف حاذق الملک مرحوم۔ شیخ عمر علی صاحب میونسپل کمشنر۔ حاجی عبدالغفار صاحب۔ مرزا اکبر علی خان صاحب رئیس

شیخ محمد اکرام صاحب۔ ایڈیٹر مخزن۔ مصطفیٰ علی صاحب نائب تحصیلدار۔ مولوی عبدالاحد صاحب۔ عبدالحق صاحب۔ مشتاق احمد صاحب۔ ناہری (علیگ)۔ نواب غلام نبی خان صاحب۔ حکیم غلام کبریا خان صاحب۔ مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد۔ ماسٹر فضل الدین صاحب۔ حاجی عبدالرزاق صاحب۔

جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب کی تحریک اور خان بہادر نواب احمد حسن خان صاحب کی تائید سے جلسہ کے صدر عالی جناب شمس العلماء خان بہادر منشی ذکاء اللہ صاحب منتخب ہوئے۔ شیخ عبدالقادر صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا نے کھڑے ہو کر نواب محسن الملک مرحوم کے مختصر حالات اور ان کے کارنامے۔ اور قومی معاملات میں انکی قیمتی امداد اور دلچسپی کا ذکر کیا۔ اور معزز مقرر نے بیان کیا کہ مرحوم بہت سے ایسے کاموں میں اعلیٰ امداد۔ ان کو سرانجام کیا کرتے تھے کہ عام طور پر ان کی لوگوں کو خبر بھی نہیں ہوتی تھی جو کام انہوں نے کیا کسی نمود یا شہرت کے لئے نہیں کیا قوم کا درد ان کے دل میں تھا اور کسی وقت بھی اسکے احساس سے فارغ نہ تھے۔ اور خصوصاً مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن کو جو کامیابی ہوئی وہ محض نواب صاحب مرحوم کی کوشش ہے۔ اور یہ ایک ایسا احسان نواب صاحب اپنی قوم پر چھوڑ گئے ہیں کہ وہ اسے بھول نہیں سکتی۔

یہ بھی غنیمت ہے کہ نواب صاحب کے بعد انکی جانشین کیلئے زیادہ تردد نہ کرنا پڑیگا کیونکہ ابھی ہم میں ایک بزرگ یعنے نواب وقار الملک موجود ہیں جو ان کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکتے ہیں اور محسن الملک میموریل فنڈ کی طرف حاضرین جلسہ کو خاص توجہ دلائی کہ نواب صاحب کی قدردانی کا بہتر ذریعہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد ہم ایک ایسی یادگار قایم کریں۔ کہ ان کا نام ہمیشہ ہمارے سامنے اور ہمارے دلوں میں تازہ رہے۔ صرف زبانی ہمدردی کافی نہیں ہو سکتی۔ عملی طور پر بھی کچھ کرنا چاہیئے تاکہ دوسرے کام کرنے والوں کی بھی ہمت بڑھے۔ اور اخیر میں اس دلشکستگی کی طرف بھی اشارہ کیا جو کہ علی گڈھ کالج کے طلباء کی شورش کی وجہ سے نواب صاحب کو نصیب ہوئی۔ اور یہ صدمہ ایسا تھا کہ نواب صاحب کا دل اس سے ٹوٹ گیا اور وہ زیادہ دیر ہم میں نہ رہ سکے …… پھر دعائے مغفرت کیلئے ہاتھ اٹھائے اور حاضرین جلسہ نے آمین کہی۔ اسکے بعد مفصلہ ذیل ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہوئے۔

نواب میرزا سعید الدین احمد خان صاحب کی تحریک اور حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب کی تائید سے یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ

(۱) یہ جلسہ صدق دل سے منجانب مسلمانان دہلی اس دردناک اور ناقابل تلافی حادثہ پر جو ہندوستان کے مسلمانوں کو عموماً اور علی گڈھ کالج کو خصوصاً جناب نواب محسن الملک کی بیوقت وفات سے پہنچا ہے اپنے دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

شیخ عبدالقادر صاحب بی اے کی تحریک اور میرزا اکبر علی صاحب کی تائید سے یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ

(۲) یہ جلسہ مسلمانان دہلی کی طرف سے اسسٹنٹ سکریٹری علی گڈھ کالج و ٹرسٹیز و پرنسپل و ممبران اور طلباء اور مرحوم کے اعزہ کی خدمت میں رسم تعزیت ادا کرتے ہوئے اُنکے ساتھ اپنی دلی ہمدردی اور شرکت غم کا یقین دلاتا ہے۔

(۳) تحریک خان بہادر نواب محمد حسن خان و تائید مولوی عبدالاحد صاحب یہ جلسہ تحریک کرتا ہے کہ مرحوم کی قیمتی خدمات کے اعتراف کے ثبوت میں ان کی ایک یادگار علیگڈھ میں قایم کی جائے اور مسلمانان ہندوستان سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ اس نیک کام کو سرانجام دینے کے لیے کامل طور پر کوشش کریں

(۴) بتحریک ماسٹر فضل الدین صاحب و بتائید نواب شجاع الدین صاحب یہ جلسہ باتفاق رائے تجویز کرتا ہے کہ ریزولیوشن نمبر ۲ کی نقل اسسٹنٹ سکریٹری علی گڈھ کالج کی خدمت میں بھیجی جائے۔

(۵) حکیم محمد احمد خان صاحب کی تحریک اور مشتاق احمد صاحب ناہری کی تائید سے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ اردو و انگریزی اخبارات میں آج کے جلسہ کی کارروائی بھیجی جائے۔

آخر میں حاجی عبدالغفار صاحب نے صدر انجمن کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ برخاست ہوا۔ راقم منظہر علیم

بریلی میں جلسۂ تعزیت

۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کو بریلی میں مرحوم نواب محسن الملک بہادر کی تعزیت کا اظہار کرنے کو ایک عام جلسہ ہوا جس میں تقریباً ۵۰۰ حاضرین تھے اور سب سے زیادہ بریلی کی خوش نصیبی یہ تھی کہ سعدی ہند حضرت الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی جو کہ آج کل ایک عزیز کے علاج کی غرض سے یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اس جلسہ میں شریک تھے اور جناب ممدوح نے چند رباعیات نواب صاحب مرحوم کے انتقال کے متعلق سامعین کے سامنے ارشاد فرمائیں۔ جلسہ احمد علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر کی زیر صدارت تھا اس میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) اہل بریلی کی طرف سے ایک جلسہ علی گڈھ اور ایک نواب مرحوم کے عزیزوں کو تعزیت کا بھیجا جائے۔

(۲) مسلمانان بریلی نواب محسن الملک مرحوم کی جگہ علی گڈھ کالج کا سکریٹری نواب وقار الملک مشتاق حسین صاحب کو تجویز کرتے ہیں۔

(۳) نواب صاحب کی یادگار کے سرمایہ میں (جو کہ علی گڈھ میں قایم کیا گیا ہے) اہل بریلی کو شریک ہونا چاہیئے۔ اور ایک سب کمیٹی فراہمی چندہ کے واسطے قایم کرنا چاہیئے۔

اس تحریک کو پاس ہونے کے بعد مبلغ چھ سو روپے کا وعدہ ہوا جس میں سے مبلغ سو روپیہ مولوی مظہر علی خانصاحب وکیل و رئیس محرک صاحب نے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا اور سب سے بڑا وعدہ جناب مولانا حالی صاحب کا پچاس روپے کا تھا۔

(۴) اس جلسہ کی کارروائی اخبارات میں بھیجی جائے۔

(۵) حسب ذیل صاحبان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ (۱) حالی صاحب قبلہ (۲) احمد علی خان صاحب (۳) اہل ہنود صاحبان بریلی۔

امید کی جاتی ہے کہ بہت جلد مبلغ ایک ہزار روپیہ جمع کر کے علی گڈھ روانہ کیا جائیگا۔

حالی صاحب کی رباعیات بوجہ اسکے کہ اس وقت دستیاب نہ ہو سکیں۔ حاضر نہیں کر سکتا۔ ایک مرثیہ جو کہ اسوقت پڑھا گیا تھا حاضر کرتا ہوں۔ مرثیہ مذکور حالی صاحب قبلہ کی خاص اجازت سے پڑھا گیا تھا۔ وہو ہذا

مرثیہ نواب محسن الملک بہادر مرحوم

وا در یغا! قوم کا محسن ہمارا چل بسا — قوم کی کشتی کا وہ تنہا سہارا چل بسا
بعد سید کے سنبھالا قوم کو جس فرد نے — وہ فدائے قوم وہ آنکھوں کا تارا چل بسا
اے فدائے قوم تو رفتی و ما بے سرشدیم
المدد اے شہپر قوم المدد بے پر شدیم

کیوں نہ آنکھوں سے ہمارے خون ہو بر رواں — کیوں نظر آئے نہ رفز دل سے نوحہ کناں
کیوں نہ ہو مغموم اور بے چین قلب مضطرب — کس طرح سے ضبط ہو اب تاب کا چارہ کہاں
گاہ در دل از خیالش نالہ پیدا مے شود
گہ ز چشمم در فراقش خوں ہویدا مے شود

رحم گر آتا نہیں تجھ کو ہمارے حال پر — پھر بتا کیوں گر نہیں پڑتا تو ہم پر ٹوٹ کر
تاکہ اک دم میں ہی ہو جائے ہمارا خاتمہ — تیرے نیچے دب کے مرنے کو ہیں ہم سینہ سپر
اے فلک آخر جفا و ظلم را ہست انتہا
مگذر ایں تندداں چہ خواہی گفت تو پیش خدا

پارہ پارہ یہ دل بریاں کسے دکھلائیں ہم؟ — اس بر شتہ دل کو بتلاؤ کہاں لیجائیں ہم؟
کون سنتا ہے ہماری داستان درد کو — تجھ سا محسن اس جہاں میں اب کہاں سے لائیں ہم
سید ثانی چرا از قوم خود گشتی جدا؟
داغ ہجراں دادی و رفتی ہو کجا ابقا

راقم — مہتمم سید حسین (علیگ)

پنجاب مسلم لیگ کے متعلق

بخدمت گرامی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ۲۰ اکتوبر کی خلافت

وکیل میں آپنے ایک لیڈریٹ میں پنجاب مسلم لیگ کے متعلق جو لکھا ہے اس سے کچھ غلط فہمی پیدا ہونیکا احتمال ہے بنا برآں ازراہ نوازش یہ چند سطور اپنے اخبار گوہربار میں درج فرما کر ممنون فرمائیے۔

پنجاب کا محبان قوم نے جب پنجاب مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی۔ اور اسکے قواعد چھپوائے تو اسکے ساتھ ہی اسکے مقاصد بھی چھپوائے گئے تھے۔ آپ کو اسکے مقاصد کی کاپی نہ پہنچنے کی معلوم نہیں کیا وجہ ہوئی؟ غالباً مقاصد کی کاپیاں ختم ہوگئی ہونگی بلکہ جہاں تک مجھکو یاد ہے پنجاب مسلم لیگ کے مقاصد سب سے پہلے چھپے تھے۔ اور قواعد بعد میں اب آپکو پنجاب مسلم لیگ کے مقاصد کی ایک کاپی جو میرے پاس ہے بھیجتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ لیگ کی اغراض و مقاصد کیا ہیں

دوسری بات جسپر آپنے اعتراض کیا ہے اسکے متعلق ہے کہ پنجاب مسلم لیگ آل انڈیا مسلم لیگ کی متعلق ہوکر کام کریگی یا الگ ہوکر۔ پنجاب مسلم لیگ آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک شاخ ہے اور یہ کبھی آل انڈیا مسلم لیگ سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ شملہ میں بزہائینس سر آغا خان اور نواب محسن الملک بہادر مرحوم اور دیگر سربرآوردگان کی موجودگی میں یہ قرار پایا تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ بنائی جائے۔ اور اسکی بڑی بڑی شاخیں پنجاب بمبئی ڈھاکہ مدراس وغیرہ میں قایم ہوں یہ گویا پنجاب مسلم لیگ اسی تجویز کا نتیجہ ہے ورنہ میاں محمد شفیع جیسے محب قوم یہ کب گوارا کرسکتے تھے کہ وہ قوم کا شیرازہ بکھیرنا چاہتے ہیں۔ قدر بے انصافی ہوگا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے دل میں مسلمانوں کا درد ہے۔ اور وہ دیگر ہمدردان قوم کی طرح وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح قوم کو ترقی کی شاہراہ پر لایا جائے اور وہ پھلے پھولے۔

تیسرا نقص آپنے یہ بیان کیا ہے کہ اسپر کسی کے دستخط نہیں ہیں اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کو وجود میں لانے والے کون ہیں۔ اغراض و مقاصد کی کاپی دیکھنے سے آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ پنجاب لیگ کے قایم کرنیوالے نواب محمد علی خان قزلباش۔ میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا۔ شیخ عبد العزیز ایڈیٹر آبزرور۔ مولوی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار۔ اور فقیر سید شہاب الدین ہیں

اخیر میں مجھکو اس بات کی خوشی ہے کہ مسلمانوں نے بھی اب پولیٹیکل میدان میں قدم رکھا ہے اور وہ صاحب جو پولیٹیکل معاملات میں شاذ و نادر حصہ لیتے تھے۔ اب خوشی خوشی پنجاب مسلم لیگ میں شامل ہوگئے ہیں۔ اور اس سے امید بندھتی ہے کہ انشاء اللہ پنجاب مسلم لیگ خاطر خواہ ترقی کریگی۔

راقم شیخ دین محمد

[پنجاب مسلم لیگ کے مقاصد کی کاپی جو ہمیں شیخ دین محمد صاحب نے ارسال فرمائی ہے مندرجہ ذیل خط کی صورت میں ہے (ایڈیٹر)]

لاہور مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء

ڈیر سر! السلام علیکم! مندرجہ ذیل سطور میں ہم آپ کی توجہ ایک نہایت اہم ملکی ضرورت کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں

گزشتہ بیس سال میں جو تغیر و تبدل بوجہ مغربی علوم کی ترقی اور دیگر اسباب کے ہندوستان کی پولیٹیکل حالت میں ہوا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ باشندگان ہندوستان کے ایک حصہ میں معرفت تہذیب کی وجہ سے تعلیم یافتہ احباب کے دل و دماغ میں پولیٹیکل حقوق اور عام ضروریات کے متعلق جو خیالات کی تبدیلی اہم ہوئی ہے اسکے نتایج بلحاظ مختلف اشکال میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کی دیگر اقوام مثلاً ہمارے ہمسایہ ہندو بھائیوں میں اس تبدیل حالت کے باعث خصوصاً گزشتہ بیس سال میں ہر ایک قسم کی تحریکیں پیدا ہوئی ہیں اور جو تغیر ہو چکا اور ہو رہے ہیں۔ وہ سب تعلیم یافتہ مسلمان بھائیوں کو بخوبی معلوم ہیں ہماری ہمسایہ اقوام جو بوجہ مختلف ذاتوں اور اختلاف مذہبی کے سینکڑوں مختلف خیالات اجزا سے مرکب ہیں دل میں اختلافات کو دور کرتی اور ایک ہوتی نظر آرہی ہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت اور برکات کی جس مستعدی سے دیگر اقوام ہمہ تن مصروف ہیں اسکے نتایج ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

گو ہمارے مسلمان بھائی جنہوں نے یوں ہی تعلیم میں دیگر اقوام سے ایک عرصہ کے بعد سر سید احمد خاں مرحوم کے جگانے کی وجہ سے چلنے آہستہ اور بعد ازاں کچھ تیزی کے ساتھ ترقی شروع کی ابھی تک اپنے حقوق کی حفاظت کی طرف سے غافل نظر آتے ہیں۔ بیشک ہماری گورنمنٹ عالیہ اس انصاف کی وجہ سے جو ملک کی حکمرانی میں ہمیشہ سے ہر وقت مدنظر ہے جملہ اقوام کے حقوق کی مناسب حفاظت کرلی ہے۔ اور ہماری غریب قوم کے پسماندہ ہونے کی وجہ سے جو جو عنایات گورنمنٹ برطانیہ نے مسلمانان ہندوستان پر کی ہیں ان کا ہم صدق دل سے اعتراف کرتے ہیں۔ اور اسکے لئے اپنی عادل گورنمنٹ کے ہر وقت تہ دل سے شکرگزار ہیں مگر جس طرح کہ والدین بھی جب تک اولاد ان کو اپنی ضروریات سے مطلع نہ کرے اور اپنے حالات کے متعلق ان سے براہ راست استدعا نہ کرے تو محض اپنی اولاد کی ہر خواہش سے نہ پورے طور پر واقف ہو سکتے ہیں اور نہ ان کی سب ضروریات کو خود بخود مہیا کرسکتے ہیں اسی طرح گورنمنٹ بھی ایک ایسے ملک میں جہاں کی رعایا بوجہ اختلاف مذاہب و تربیت و گزشتہ تواریخ و حالات تمدن مختلف حصوں میں منقسم ہو۔ بغیر اسکے کہ اسکی رعایا شائستہ طور پر اپنی ضروریات اور اپنے حقوق کو اسکی توجہ میں لائے پورے طور پر ہر طبقہ کے حقوق مدنظر نہیں رکھ سکتی۔ علاوہ ازیں باوجودیکہ اسلام وہ مذہب ہے جس نے ہر کلمہ گو کو اخوت کا سبق سکھلایا۔ اور جس نے اتفاق باہمی کے سنہری اصول کی پابندی مسلمانوں کے لئے ایک اصول اولی قرار دی تاہم ہندوستانی مسلمان نہ صرف مختلف فرقوں میں منقسم نظر آتے ہیں۔ بلکہ ان مختلف فرقوں کے باہمی تعلقات بھی نامناسب حالت میں ہیں کہ قوم مسلمانان کے لئے کمال کمزوری اور نقصان کا باعث ہو رہی ہیں۔

ان حالات کی وجہ سے اب وہ وقت آگیا ہے کہ مسلمانان پنجاب کو خصوصاً اور باقی صوبجات کے مسلمانوں کو عموماً باضابطہ اور مناسب طور پر آرگنائیز کیا جاوے تاکہ اس آرگنیزیشن کے ذریعہ سے ان کے تعلقات باہمی و دیگر اقوام کے ساتھ مناسب اصولوں پر قایم ہوں اور یہ اپنی عادل گورنمنٹ کے حضور میں اپنی ضروریات اور حقوق کو بطرز احسن وقتاً فوقتاً پیش کرسکیں۔ اور غالباً سب اہل الرائے اس بارہ میں متفق ہونگے کہ قوم مسلمانان کی بطرز احسن آرگنیزیشن نہ صرف ان کے اپنے لئے ہی لازم ہے بلکہ ملک کی بہتری اور گورنمنٹ عالیہ کی تقویت کا باعث ثابت ہوگی۔

ان حالات میں زیادہ خاموشی مسلمانوں کے لئے سخت مضرت کا باعث ہی بلکہ اپنے قومی اور ملکی فرائض کے لحاظ سے گناہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر صوبجات میں بھی خواہان قوم نے اس بارہ میں تحریک شروع کردی ہے لہٰذا لازم ہے کہ مسلمانان پنجاب جنہیں سر سید احمد خان مرحوم زندہ دلان پنجاب کے قابل فخر القاب سے یاد فرمایا کرتے تھے اس بارہ میں اپنی ذمہ داری کو مدنظر رکھکر مناسب طور پر اس صوبہ میں آرگنیزیشن قایم کریں۔ لہٰذا لاہور میں چند بہی خواہان قوم نے باہمی مشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانان پنجاب کی باضابطہ آرگنیزیشن قایم کی جائے۔ جس کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں ہو اور جسکی شاخیں پنجاب کے سب مختلف شہروں میں قایم ہوں۔ تاکہ یہ آرگنیزیشن حقوق مسلمانان کی بخوبی حفاظت و وکالت کرسکے۔ اور اسکے ذریعہ سے ہر طبقہ کے اور ہر فرقہ کے مسلمان یکجا جمع ہوکر قوم کی پولیٹیکل اندرونی حالت کو درست کرسکیں۔

ہمارا یہ ہرگز منشا نہیں ہے کہ ہماری آرگنیزیشن خدانخواستہ دیگر اقوام کی کسی طرح مخالفت کرے بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سلطنت انگلشیہ کی سب رعایا خواہ یورپین ہو یا ہندوستانی خواہ عیسائی ہو یا ہندو یا مسلمان۔ سب پر گورنمنٹ کی وفاداری لازم اور باہمی اتحاد اور اتفاق سے ملک کی ترقی کے لئے کوشش کرنا سب کا فرض ہے۔ مگر چونکہ قوم مسلمانان کے بعض حقوق اور اغراض بحیثیت قوم ایسی ہیں جنکی حفاظت ہمارے لئے خاص طور پر لازم ہے۔ اسلئے مسلمانوں کی ایک علیحدہ آرگنیزیشن کا قایم کرنا ضروری ہے۔

اس مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ایک ابتدائی کمیٹی اس غرض سے قایم کی گئی ہے کہ وہ اس آرگنیزیشن کی اغراض و قواعد تیار کرے اور جملہ سربرآوردگان قوم جو پنجاب کے مختلف شہروں میں مقیم ہیں ان سے اس تجویز میں شامل ہونے کے لئے استدعا کرے۔ اسلئے ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی اپنی رائے کا اظہار فرماویں۔ اور اس آرگنیزیشن کو کامیابی کی حد تک پہنچانے میں ابتدائی کمیٹی کو امداد دیں

اغراض کی ایک نقل ارسال خدمت ہے اسکی نسبت اپنی رائے سے مطلع فرماویں۔ اور قواعد عنقریب ہو کر آپکی خدمت میں ارسال کی جاینگی اور سربرآوردگان قوم کی رائے جمع کرنے کے بعد پنجاب کے مختلف حصوں میں کسی چیدہ چیدہ جگہ ایک عام جلسہ قرار دیکر اس آرگنیزیشن کو باضابطہ طور پر شروع کیا جاویگا امید کہ آپ کرمہربانی فرما کر اس قومی کام میں حصہ لینگے اور اس قومی فرض کی ادائیگی میں شامل ہو کر قوم کو عموماً اور ابتدائی کمیٹی کو خصوصاً مشکور فرماوینگے۔ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ انشاء اللہ ہماری ان کوششوں میں خداوند کریم یار و مددگار ہوگا

آمین! اس چٹھی کا جواب بنام میاں محمد شفیع بیرسٹرایٹ لا فینی روڈ لاہور ارسال فرماویں۔

محمد علی خاں قزلباش — محمد شفیع بیرسٹرایٹ لا — عبدالعزیز ایڈیٹر آبزرور

محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار — فضل حسین — نظیر سید شہاب الدین

اغراض و مقاصد

(۱) مسلمانان پنجاب کے پولیٹیکل اور سوشل حقوق کی حفاظت کرنا اور انہیں ترقی دینا۔ اور مسلمانوں میں محبت قوم و وطن کی روح پھیلانا۔

(۲) مسلمانان ہندوستان کی ترقی اور بہبودی کے لئے سنٹرل اور صوبجات کی اسلامی ارگنائیزیشنوں سے ملکر کام کرنا۔

(۳) مسلمانوں کے درمیان برٹش گورنمنٹ کی نسبت سچی وفاداری کا خیال قایم کرنا اور بڑھانا۔ اور ملک معظم کی حکومت ہندوستان کے متعلقہ قوانین و احکام کی نسبت مسلمانوں کے خیالات کا اظہار کرنا

(۴) مسلمانان ہندوستان کے تمام مختلف فرقوں اور نیز مسلمانوں اور اس ملک کی غیر مسلم اقوام کے مابین رشتہ اتحاد و مودت قایم رکھنا

(نوٹ)

ایسوسی ایشن کے نام کی بابت ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر کوئی صاحب کوئی نام چاہیں تو سوجھا سکتے ہیں ؎

اسلامی دنیا

نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی نے ولایت سے بمبئی میں پہنچنے کے بعد شاردم میں پیر بھائی کا کارخانہ جہاں فوجی ساز و سامان تیار ہوتا ہے ملاحظہ کیا اور بہت محظوظ ہوئے

حکیم محمد اجمل خاں صاحب دہلوی رئیسہ صاحبہ فریدکوٹ کو علاج کی غرض سے لاہور تشریف لے گئے ہیں کہ وہاں دس بارہ روز تک قیام رہیگا

پروفیسر برکت علی صاحب ایم اے سکریٹری ینگمینز محمڈن ایسوسی ایشن لاہور منصفی کے امتحان مقابلہ میں اول رہے ہیں۔ آپ ایک ہونہار اور لائق نوجوان ہیں۔ اور اکثر امتحانوں میں امتیاز خاص کر چکے ہیں۔

ایک یوروپین خاتون نے مشرف باسلام ہو کر لاہور میں ڈاکٹر نظام الدین صاحب سے حسب شرع شریعت اسلامی نکاح کر لیا۔ ڈاکٹر صاحب کی خاتون موصوفہ سے ولایت میں ملاقات ہوئی تھی اور وہیں نکاح کا قول و قرار ہوا تھا

بقول نامہ نگار ٹائمز آف انڈیا جرمنی جزیرہ فرسان پر سیر دندان آز تیز کر رہی ہے۔ یہ جزیرہ قلزم میں نہایت اہمیت کا جزیرہ ہے اور سلطنت عثمانیہ کے زیر اقتدار ہے۔ سنو برس ہوئے کہ موقع پر جرمنی نے جزائر یہاں کوئلہ کا ذخیرہ قایم کرنا چاہا تھا۔ مگر سلطان المعظم نے اسپانہ ہونے دیا اور جرمنی طور پر اس جزیرہ میں اس مطلب کے لئے جرمنی کو جگہ دی۔ نامہ نگار مذکور کو جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے پایا جاتا ہے کہ ایک جرمن جہاز حال میں وہاں پہنچا ہے اسکے افسر جو ترکی لباس میں ہیں بغرض دریافت حالات جزیرہ میں گشت کر رہے ہیں۔ اور روپے کا لالچ دے کر وہاں کے باشندوں کو ترغیب دے رہے ہیں کہ سلطان کی اطاعت سے نکلکر جرمنی رعایا بننا قبول کریں۔

۲۰ اکتوبر کو صاحب پولٹیکل ایجنٹ ریاستہا پھلکیاں پٹیالہ سے بہاولپور تشریف لے گئے۔ اور بہاولپور کے شفاخانہ کی تعمیر نواب صاحب بہاولپور مرحوم کے زمانہ میں منظور ہوئی تھی اسکا بنیادی پتھر رکھا۔

شیخ محمد امین الدین صاحب رئیس جھنگ جو خدا داد قابلیت اور قومی ہمدردی کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ بصلہ خدمات طاعون گورنمنٹ کی طرف سے ایک سند درجہ اول معہ ایک سو کی مالیتی پیش روپیہ کی عطا ہوئی۔ مبارک

انجمن اصلاح بتیمان (ڈمینہ) نے نواب محسن الملک مرحوم کی وفات پر ایک جلسہ تعزیت منعقد کر کے رنج و افسوس کا اظہار کیا۔

مسلمانان مقیم پیرس نے وہاں ایک اسلامی انجمن بنام انجمن اخوت اسلامی حال میں قایم کی ہے جسے فرانسیسی گورنمنٹ نے باضابطہ طور پر تسلیم کر لیا ہے انجمن کے مقاصد اسکے نام سے ظاہر ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

حضور وایسرائے کی لیبت کیفی نامہانسے بخلوئینزا کی شکایت ہے

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر سوبرامینا ایر دمدراس عنقریب اپنے منصب جلیلہ سے ریٹایر ہونے والے ہیں۔

حضور لفٹنٹ گورنر سر ڈنزل ایبٹسن شملہ سے اتوار کو روانہ ہوکر پیر کی صبح کو دہلی افروز لاہور ہوگئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اہل کانگریس کی پھوٹ کے باعث یہ امر قطعی طور پر طے ہوگیا ہے کہ امسال وہاں کانگریس کا جلسہ ہوگا تاہم ابھی تک کسی موزوں مقام کا فیصلہ نہیں ہوا۔

نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی و پرنس رنجیت سنگھجی والئے نوان نگر ۲۶ اکتوبر کو بمبئی سے روانہ ولایت ہوئے۔

مسٹر کیر ہارڈی ۲۵ اکتوبر کو پونا پہنچے۔ سردار جانگ بہادر کے ایڈریس کے جواب میں کہا کہ میں ہندوستانیوں کی معروضات کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کی کوشش کرونگا۔ اس امر پر افسوس ظاہر کیا کہ گورنمنٹ نے میری حرکات و سکنات کو نگاہ رکھنے کے لئے جاسوس چھوڑ رکھے ہیں۔ وہ ۲۸ اکتوبر کو وہاں سے رخصت ہوکر آج مدراس پہنچنے والے تھے۔ انہوں نے قیام بمبئی میں شملہ سے کہ انہوں نے پانچ سربرآوردہ مسلمانوں سے ملاقات کرکے اُن سے مختلف حالات دریافت کئے۔

ایک معاصر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کوکین کے استعمال کی وبا ہی کثرت نہیں بلکہ اضلاع جہلم و راولپنڈی کے چنڈوخانوں میں بھی یہ بکثرت فروخت ہوتی ہے اور دہلی کے بعض فروش ایجنٹ جو اکثر ان اضلاع میں جاتے ہیں اسے وہاں پھیلانے کا باعث ہوئے ہیں۔

شنبہ گذشتہ کی شب کو ایک مسافر گاڑی گولنڈو سے کلکتہ کی طرف جا رہی تھی کہ ایک گاڑی کو جس میں دو زنانہ مسافر اور ایک مرد سوار تھے آگ لگ گئی۔ اتفاق سے گیس کی نلکی پھٹنے سے گاڑی کا اندرونی حصہ بھی شعلوں سے بھر گیا۔ اگرچہ گاڑی کے پوری رفتار سے چلنے کی وجہ سے کچھ دیر وہ نہایت مصیبت میں مبتلا رہے۔ لیکن غنیمت ہے کہ کسی کو چنداں نقصان نہ پہنچا۔

۲۶ اکتوبر کی شب کو مہاراجہ گوالیار بمبئی سے واپس آ رہے تھے کہ اٹارسی سٹیشن پر انکا سپیشل ڈرائیور کی غلطی سے ایک مسافر گاڑی سے ٹکر کھا گیا۔ دونوں انجن ٹوٹ گئے اور چند آدمی زخمی ہوئے مہاراجہ کی گاڑی کو بھی بہت نقصان پہنچا مگر وہ خود بال بال بچ گئے۔

جناب پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ نے لیاقت حسین کو جس پر سڈیشن کے دو مقدمات دائر ہیں آیندہ کسی مجلس میں حصہ لینے یا کسی قسم کا جلوس بنانے کی ممانعت کر دی تھی۔ مگر سنا ہے کہ گذشتہ پیوستہ جمعہ کو وہ اس حکم کی خلاف ورزی کرکے اپنے نوجوان مصاحبوں سمیت جو انہیں سے ملتے ہیں ایک جلسہ میں شریک ہوا۔ اسپر عنقریب ایک اور مقدمہ اس پر قایم ہونیوالا ہے جسکے لئے سمن جاری ہو چکے ہیں۔

حضور وایسرائے کی اگزیکٹو کونسل کا ایک اجلاس بمقام وایسریگل لاج شملہ پیر کے روز منعقد ہوا مسٹر ایل ہاربرٹسن جو ہوقت بحیثیت سکریٹری گورنمنٹ ہند صیغہ تجارت و حرفت کام کر رہے ہیں مسٹر ہاروے کے سبکدوش ہوکر ۱۳ نومبر کے قریب امراوتی میں عہدہ کمشنری بہار کا چارج لینگے۔

ہفتہ مختتمہ ۱۹ اکتوبر کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں:۔

حصار ۲۳ ۔ روہتک ۵ ۔ گوڑگانوہ ۷۹ ۔ دہلی ۔ کرنال ۱۹ ۔ فیروزپور ۳ ۔ سیالکوٹ ۱ ۔ گوجرانوالہ ۱ ۔ شاہپور ۲ ۔ جہلم ۱۷ ۔ راولپنڈی ۵۸ ۔ اٹک ۳ ۔ ریاست پٹیالہ ۱۵ ۔ جیند ۵ ۔ میزان ۳۱۶ ۔ میزان ہفتہ سابقہ ۳۴۹ ۔ سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی میزان ۵۰۱

برہما میں امسال رقبہ زیر کاشت چاول سال گذشتہ کی نسبت ۲۹۰۲۰ ایکڑ زیادہ ہے اور پیداوار کی نسبت نہایت خوشگوار امید پائی گئی ہوئی ہے۔

ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف امسال موسم سرما سرینگر میں ہی بسر کرینگے دربار کشمیر چند روز میں موزوں انتظام کریگا۔

کلکتہ کا ایک لیدوین امارنی مقام دہلشیر میں سمندر کے کنارے غسل کرتا ہوا ڈوب گیا۔

۲۶ اکتوبر کی شام کو کلکتہ میں ایک نہایت روشن ستارہ ٹوٹتا ہوا دکھائی دیا۔ سب نے اسکے ٹوٹنے کی آواز سنی۔

۲۷ اکتوبر کی شب کو تیرتھ رام خوشحالی رام ساہوکاران لاہور کے ہاں چوری ہوئی۔ نقصان کا تخمینہ تیس چالیس ہزار روپے کیا جاتا ہے۔

محسود وزیر والوں نے ۲۲ اکتوبر کو سرحد کے قریب مقام ایانہ پر چھاپہ مارا اور آٹھ خچر اڑا کر لے گئے سائیسوں کو بھی پکڑ لے گئے تھے مگر بعد میں انہیں چھوڑ دیا۔

گورنمنٹ نے ۵۸ ویں سندھ رائفلز کی فوج کے توڑ دینے کا حکم دیا ہے اسکے سپاہی دوسری پلٹنوں میں بٹ جائینگے۔

سال گذشتہ کے اندر کراچی کی بندرگاہ سے ۲ کروڑ ۲۲ لاکھ روپے کا مال باہر بھیجا گیا۔ اور ۱۲ کروڑ ۷۰ لاکھ کا باہر سے ہندوستان میں آیا۔

جی آئی پی ریلوے کے ایک انگریز ڈرائیور کو غفلت سے گاڑی چلانے کے جرم میں ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ یا تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔

لکھنؤ میں عوام کو طاعونی ٹیکہ کے فوائد سے آگاہ کرنے کے لئے گورنمنٹ کی امداد سے میجر جینیر و ٹاٹ نے لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا وہاں ٹیکہ لگانے کی کارروائی بھی شروع ہو گئی ہے۔

چترال ریلیف کا جو دستہ دروش اور دیگر درمیانی درہ کی برفباری کی وجہ سے دروش کو واپس لوٹ آیا تھا وہ اب سڑک کے صاف ہونے پر وہاں سے گذر گیا ہے۔ یہ تمام فوج کل جمعہ کے روز مردان میں پہنچنے والی تھی۔

آبادین مڈلینڈ ریلوے کے سٹیشن انتہ پر ۲۶ ماہ حال کو ایک مسافر گاڑی اور ایک سپیشل میں تصادم ہو گیا۔ مسافر گاڑی کے ۳ مسافروں اور ایک میل سارٹر اور سپیشل کے خلاصی کو خفیف زخم آئے ایک مسافر سخت مجروح ہوا۔ حادثہ کی وجہ یہ ہوئی کہ سپیشل نے سگنلوں کا خیال نہ کیا اور سٹیشن میں گھس آیا۔

بمبئی کے چٹھی رسانوں نے سال گذشتہ میں ایکا کرکے کام چھوڑ دینے کی دھمکی دی تھی جس پر بعد تحقیقات ان کی تنخواہوں میں مناسب ترقی کی گئی۔ لیکن آج کل پھر اُن کے سر میں سٹرائک کا سودا سمایا ہے۔ حکام کا خیال ہے کہ یہ شورش پسندوں کا کام ہے چنانچہ چند چٹھی رسان بالکل ملازمت سے برطرف کئے گئے ہیں اور باقیوں کو نوٹس ملا ہے کہ اگر تمنے کام چھوڑا تو قانون کے مطابق تمپر مقدمہ دائر کیا جائیگا۔

ہز آنر لفٹنٹ گورنر سر جان ہیویٹ کی درخواست پر گورنمنٹ ہند نے طاعونی خدمات کے لئے صوبجات متحدہ میں چار زنانہ ڈاکٹروں کا تقرر منظور کیا ہے۔

حضور وایسرائے نے صاحب کمشنر لاہور کی نام تار بھیج کر کوٹ لکھپت کی حادثہ ریلوے میں جو لوگ ہلاک ہوئے ان کے پسماندگان نیز مجروحین سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

کوٹ لکھپت کی حادثہ ریلوی کا ذکر ابھی زبانوں پر تھا کہ چنگا دہری سے اسی قسم کے ایک اور ہولناک حادثہ کی خبر آئی۔ اس سٹیشن کے قریب منگل کی صبح کو ایک مسافر گاڑی اور ایک مال گاڑی کا انجن زور سے تصادم ہوا۔ دونوں کے ڈرائیور ہلاک ہو گئے۔ اور ۸ مسافر بھی لقمہ اجل ہوئے۔ حادثہ کی وجہ مال گاڑی کے ڈرائیور کی غفلت بیان کی جاتی ہے جو بلا اجازت گاڑی کو سٹیشن سے لیتے چلا گیا۔

خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ شاید آیندہ اجلاس نیشنل کانگریس مدراس میں ہو۔

جناب مدیر پنجاب کی کونسل میں جو ایک جگہ ابھی خالی ہے ممکن ہے کہ اسپر بھی ایک ہندوستانی کا تقرر عمل میں آئے۔

بنگلور کے قریب ایک گاؤں میں آگ لگ گئی تین بچے جو ایک جھونپڑے میں سو رہے تھے اپنے والدین کی عدم موجودگی میں زندہ جل مرے۔

کلکتہ کے فسادات حال کے متعلق ۲۹ اکتوبر کو عدالت جناب پریزیڈنسی مجسٹریٹ سے دو بنگالیوں کو سزا ہوئی

خالصہ ہائی سکول گوجرانوالہ کا جلسہ تقسیم انعام ۱۵ نومبر کو منعقد ہوگا۔ جناب کمشنر صاحب لاہور نے براہ عنایت اسکا پریذیڈنٹ ہونا قبول فرمایا ہے

شملہ کے اس حصہ میں جہاں کشمیری لوگ کثرت سے آباد ہیں بعض عجیب و بائی صورت میں اموات ہوئیں صاحب ڈپٹی کمشنر اسکے انسداد کا مناسب انتظام فرما رہے ہیں

امرتسر سے دہلی تک ریلوے سلسلہ کو ڈبل کرنے کی تجویز عنقریب عملی صورت اختیار کرنے والی ہے

امرتسر ہی کے سٹیشن ہی سے مقام جوہلی تک ریل بننے کے لئے دوبارہ سروے کا حکم ہوا۔ دریائے ستلج پر جو بڑا پل ہے وہ از سر نو تعمیر کیا جائیگا۔

امسال آریہ سماج وچھو والی لاہور کے سالانہ جلسہ کے ہمراہ ایک مذہبی کانفرنس بھی منعقد ہوگی جسکی تاریخ ۲ دسمبر سنہ ۰۷ مقرر کی گئی ہے۔ سب مذاہب کے پیرو مباحثہ میں شریک ہونگے مضمون یہ ہوگا کیا کوئی الہامی کتاب ہے؟ اور ہے تو کونسی؟

دو شنبہ گذشتہ کو پشاور کے متصل موضع پتی میں ۳۰ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے چھاپہ مارا اور وہاں کے دوہندو ساہوکاروں کو لوٹ لے گئے۔ واپسی پر انہوں نے چند پولیس کے آدمیوں کو زخمی کیا اور ایک فوجی کیمپ سے دو گھوڑے بھی اڑا لے گئے۔ خیال ہے کہ یہ سرحدی آفریدی تھے۔

پشاور ڈویژن کی فوجی منوورز ۳۰ نومبر کو بمقام جلوزئی منعقد ہوگی۔

کوئٹہ میں غیر معمولی شدت سرما کے باعث فوجی قواعد ملتوی کردی گئی ہیں۔

کراچی اور سندھ میں گرانی ہوجانے کے باعث کوئٹہ سے غلہ باہر جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷

مسٹر سی ڈبلیو ہوپ سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ دون کو سبکدوشی پر ملکیاں کی جمیع رخصت عطا ہوئی۔

مولوی محمد احمد ڈپٹی کلکٹر لکھنو کو سبکدوش ہونے پر ۳ ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی۔

مسٹر جی آر ڈیمپیر ڈپٹی کمشنر گونڈا سبکدوش ہوکر قایم مقام سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ دون مقرر ہوئے۔

مسٹر ایچ ایس کیمپبل اسسٹنٹ کمشنر نینی تال مسٹر سی ایچ بریٹ وڈ کی جگہ جنہیں رخصت عطا ہوئی قایم مقام ڈپٹی کمشنر نینی تال مقرر ہوئے۔

مس آر ایل پاینل انسپکٹرس مدارس زنانہ مس ای ایم ولیٹ متوفیہ کی جگہ عارضی طور پر قایم مقام چیف انسپکٹرس مدارس زنانہ مقرر ہوئیں۔

مسٹر لسٹافلف کے بیگبی سپرنٹنڈنٹ پولیس رخصت سے واپسی پر قایم مقام اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس صوبجات متحدہ مقرر ہوئے۔ اور مسٹر ایل ایم لے کے رخصت سے واپس آکر عہدہ کا چارج لینے پر اسی عہدہ پر مستقل کیے جائینگے۔

منشی محمد اشفاق حسن خان تحصیلدار ضلع مراد آباد عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر بریلی مقرر ہوئے۔

مسٹر ای ایچ اشورتھ جائنٹ مجسٹریٹ ایڈیشنل سشن جج گورکھپور مقرر ہوئے۔

منشی شمبھو دیال وکیل قایم مقام منصف دالمو ضلع رائے بریلی مقرر ہوئے۔

مسٹر ای بی خاشت جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپسی پر کسیہ ضلع گورکھپور میں متعین ہوئے۔

منشی نواب علی تحصیلدار ضلع بارہ بنکی اسی ضلع میں عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے

منشی بہاری لال تحصیلدار جونپور اسی ضلع میں عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔

مسٹر ایچ آر روبرہ ومبرنی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ۔ ہمیرپور سے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس درجہ دوم مقرر ہوئے۔

مسٹر سی اے سیلیبراڈ جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپسی پر قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر جہانسی مقرر ہوئے۔

مسٹر ایچ جی واریرٹن قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر جہانسی سبکدوش ہوکر ڈسٹرکٹ و سشن جج لکھنو مقرر ہوئے۔

منشی اجودھیا پرشاد ڈپٹی کلکٹر رخصت سے واپسی پر جونپور میں متعین ہوئے۔

مسٹر سی ای ڈی پیلڈ قایم مقام انسپکٹر جنرل رجسٹریشن و کمشنر ابکاری و اسٹامپ سبکدوش ہوکر جوڈیشل کمشنر لکھنو مقرر ہوئے۔

مسٹر اے پیل مجسٹریٹ و کلکٹر رخصت سے واپسی پر ڈپٹی کمشنر گونڈا مقرر ہوئے۔

مسٹر ایل ایم لے کے اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس صوبجات متحدہ رخصت سے واپسی پر سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنو مقرر ہوئے۔

مسٹر ای ایل فیبر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس رخصت سے واپسی پر محکمہ تفتیش جرایم الہ آباد میں متعین ہوئے

مسٹر ایل سی ہیگان ڈسٹرکٹ و سشن جج رخصت سے واپسی پر گونڈا میں اور مسٹر جی کے ڈارلنگ قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد میں متعین ہوئے

مسٹر ایل اے ایس لیتھبرج ایس ای رخصت سے واپسی پر سپرنٹنڈنٹ ریونیو صوبجات متحدہ کے عہدہ کا چارج لینگے۔

مسٹر ای سی سلیف جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپسی پر اسسٹنٹ کمشنر فیض آباد مقرر ہوئے۔

مسٹر ایچ اے لوکس اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر رخصت سے واپسی پر اسسٹنٹ کمشنر سیتاپور مقرر ہوئے

مسٹر ڈی ای جی مینی قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر ہمیرپور سبکدوشی پر اسسٹنٹ کمشنر نینی تال مقرر ہوئے

مسٹر آر جے بہین ڈاڈ قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنو سبکدوش ہوکر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس درجہ اول کے عہدہ پر بحال ہوئے۔ اور سہارنپور میں متعین ہوئے

کنور بریا نندرائے بہادر قایم مقام ڈسٹرکٹ و سشن جج لکھنو سبکدوش ہوکر اپنے سابقہ عہدہ پر سب آرڈینیٹ جج لکھنو مقرر ہوئے۔

مسٹر ایچ لیمین قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ کسیہ ضلع گورکھپور سبکدوش ہوکر اسی ضلع میں اپنے سابقہ کام پر متعین ہوئے۔

منشی اسلام احمد خان قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس علی گڈھ سبکدوش ہوکر اپنے سابقہ عہدہ پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس علی گڈھ مقرر ہوئے

مسٹر ایچ ڈبلیو بیکس قایم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس علی گڈھ سبکدوش ہوکر اپنے سابقہ عہدہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس درجہ اول پر بحال ہوکر آگرہ میں متعین ہوئے

مسٹر جی اے ٹونڈی قایم مقام ممبر بورڈ آف ریونیو صوبجات متحدہ سبکدوش ہوکر اپنے سابقہ عہدہ پر کمشنر روہیلکھنڈ مقرر ہوئے۔ اور مسٹر پی ہیرامین قایم مقام کمشنر روہیلکھنڈ سبکدوش ہوکر اپنے سابقہ عہدہ پر مجسٹریٹ و کلکٹر بریلی مقرر ہوئے مسٹر ای ایس لیڈبیارڈ قایم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر بریلی سبکدوش ہوکر اپنے سابقہ عہدہ پر قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ بریلی مقرر ہوئے۔

منشی ممنون حسن خان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس فرخ آباد سے کانپور کو اور منشی انعام محمد خان کانپور سے فرخ آباد کو تبدیل ہوئے۔

چودھری نار سنگھ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس گورکھپور سے بستی کو تبدیل ہوئے۔

وزیر ہند پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپا

ناظرین اخبار کو عید مبارک ہو!!

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

قیمت مع محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	شلنگ
امرا و روسا سے	عـه	للعـه
عام خریداروں سے	للعـه	صه
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	للعـه	للعـه

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جاوے گا۔
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے

فہرست مضامین اخبار

ٹیلیگرام
انسداد مجالس باغیانہ کے متعلق کونسل میں مباحثہ
نواب عماد الملک اور ریفارم؛ تجویز تشکیل اصلاحی
امپیریل گورنمنٹ؛ کونسل میں سوال و جواب
محسن الملک میموریل فنڈ؛ مخصوص مسلمانوں کا دورہ
(ریویوز) نقش ساز ان حقیقۃ الادب؛ بغاوت سے بچو
اور سلامت رہو؛ انجمن اصلاح دہلی بہار؛ داغ بیتی
برادران وطن کا تازہ سلوک؛ شہر فرید کوٹ کا دورہ
(منقولات) اخبار نویسی کے فرائض؛ ہندوستان کے
اخبارات اور ان کے شورش انگیز مضامین
معاملات کی چند دردانگیز باتیں؛ (ضروری تجویز)
ممالک غیر؛ اسلامی دنیا
ہندوستان کی خبریں؛ اشتہارات

نمبر ۶۴ | مطبوعہ ۶ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۹ رمضان ۱۳۲۵ھ یوم چہار شنبہ | جلد ۱۳

دلچسپ ناول

وکیل

امرتسر

نمبر (۶۴) جلد (۱۳)

مطبوعہ ۶ر نومبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۹ رمضان ۱۳۲۵ھ یوم چہارشنبہ

اِنسداد مجالس باغیانہ کے متعلق کونسل میں مباحثہ

انتہا پسند فرقہ کی بدعنوانیاں آخر رنگ لائیں اور امان سے جس امر کا اندیشہ تھا وہ ظہور پذیر ہوئے بغیر نہ رہا۔ قانون انسداد مجالس باغیانہ کا جو مسودہ تقریباً بیس روز سے اخباروں میں گشت کر رہا تھا وہ گذشتہ جمعہ کو چند ترمیموں کے ساتھ وایسرائگل کونسل میں بعد ایک زور کے مباحثہ کے پاس ہو گیا۔ جو تقریرین اس موقعہ پر سرکاری و غیر سرکاری ممبروں کی جانب سے کی گئی ہیں کئی اعتبار سے اہمیت خاص رکھتی ہیں اور پبلک معاملات میں دلچسپی لینے والوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ قابل غور ہیں اس مباحثہ کی ابتدا آنریبل مسٹر گوکھلے کی پرزور اور مدلل تقریر سے ہوئی جسکا آغاز نہایت شاندار اور مدلل تھا۔ فاضل اسپیکر نے نہایت معقولیت کے ساتھ اپنی تقریر کے ابتدائی حصہ میں چند زبردست اور دل میں بیٹھ جانے والے دلایل پیش کرکے اس امر کو عمدگی کے ساتھ ثابت کر دیا کہ گورنمنٹ نے اس قانون کے پاس کرنے میں غیر معمولی عجلت سے کام لیا ہے اور ان اصولوں کو نظر انداز کر دیا ہے جو ہمیشہ قبل وضع قانون کے موقع پر ملحوظ رکھے جاتے تھے۔ مسٹر گوکھلے کا بیان ہے کہ سالہا سال سے گورنمنٹ کا یہ دستور العمل رہا ہے کہ جملہ اہم قوانین بجائے شملہ کے کلکتہ کے اجلاسوں میں پیش کئے جاتے ہیں جہاں ایڈیشنل ممبر زیادہ تعداد میں کونسل کے اجلاس میں شریک ہوا کرتے ہیں مگر اس موقع پر خلاف معمول مسودہ مذکورہ شملہ میں پیش کر دیا گیا جہاں غیر سرکاری ممبران کونسل کافی تعداد میں شریک اجلاس نہ ہو سکے۔ سر ہیری ایڈمسن نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا کہ غیر سرکاری ممبران کا اس موقعہ پر کونسل میں حاضر نہ ہونا اور اس بحث میں شریک ہونیکی پروا نہ کرنا اس امر کی کافی دلیل ہے کہ اس معاملہ کو وہ کچھ خاص اہمیت نہیں دیتے اور نہیں قانون مذکور کے منظور یا نامنظور ہونے میں کوئی اعتراض نہیں۔ ہمارے نزدیک سر ہاروی کا جواب تشفی بخش نہیں کیونکہ غیر سرکاری ممبروں کے شریک اجلاس نہ ہونیکی یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ انہیں پہلے سے گمان ہے کہ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہیگا۔ اور انکی موجودگی کا اور انکے مباحثہ میں حصہ لینے کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ گو اس قسم کے گمان سے انکا اپنے فرض منصبی سے باز رہنا کسی طرح مستحسن نہیں لیکن انکی عدم ادائیگی فرض سے یہ نتیجہ نکالنا ہرگز قابل وثوق نہیں ہو سکتا کہ وہ اس قانون کو اہم نہیں سمجھتے اور انکے نزدیک اسکے پاس ہو جانے میں کوئی ایسا بڑا ہرج نہیں۔

مسٹر گوکھلے کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ پبلک کو قانون مذکور پر رائے دینے کا پورا موقعہ نہیں دیا گیا۔ مسودہ قانون شملہ میں ۱۱ر اکتوبر کو شایع ہوا۔ ملک کے روزانہ اخباروں میں وہ ۱۲ر اکتوبر کو چھپا۔ مگر ہندوستان کے ہر شہر سے روزانہ اخبار نہیں نکلتے۔ ایسے شہر صرف سات یا آٹھ ہی ہیں جنہیں روزانہ اخباروں پر فخر ہے پھر ان روزانہ اخباروں کو مختلف مقامات تک پہنچنے میں دو ایک دن صرف ہو جاتے ہیں اور بعض دور دراز مقامات تک پہنچنے میں تین چار اور کبھی پانچ دن بھی صرف ہوتے ہیں۔ اکثر چھوٹے چھوٹے مقامات ایسے ہیں جہاں روزانہ اخبار نہیں جاتے۔ اور ان کے باشندوں کو ہفتہ وار اخباروں پر قناعت کرنی پڑتی ہے۔ غرضیکہ کم از کم ایک ہفتہ سے کم میں یہ مسودہ پوری طرح مشتہر نہیں ہو سکتا۔ مسودہ ۱۸ر اکتوبر کو کونسل میں پیش ہوا اور ممبر پیش کنندہ کی تقریر اس مسودہ کے متعلق ۱۹ر اکتوبر کو روزانہ اخباروں میں شایع ہوئی۔ اس تقریر کے پبلک طور پر مشتہر ہونے کے لئے بھی کم از کم ایک ہفتہ کی ضرورت تھی یعنی ۲۶ر اکتوبر تک کی۔ اب اس معاملہ پر غور کرنے۔ رائے قایم کرنے۔ رائے کا اظہار کرنے اور گورنمنٹ تک پہونچنے کے لئے بھی کم از کم ایک مہینہ چاہئے مگر مسودہ قانون جس سلکٹ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا اوسکا اجلاس ۲۱ر اکتوبر کو شروع ہوکر ۲۳ر اکتوبر کو ختم ہو جاتا ہے اور کمیٹی ۲۴ر اکتوبر کو اپنی رپورٹ پیش کر دیتی ہے کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونیکے بعد مسودہ میں کسی قسم کے تغیرات و تبدلات نہیں ہو سکتے اور ایسے وقت میں پبلک کا اس معاملہ پر رائے دینا لاحاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر سلکٹ کمیٹی اُس مسودہ قانون کے متعلق اپنی رائے دینے کی قانوناً مجاز نہیں جسکو گزٹ آف انڈیا میں شایع ہوئے تین مہینے نگذرے ہوں۔ انسداد مجالس باغیانہ کے معاملہ میں سلکٹ کمیٹی کے سامنے پبلک کی ایک بھی رائے پیش نہیں ہوئی۔ اور ماسوا اسکی جو چند تار برقیاں بعض مقامات سے بھیجی گئی تھیں بعض ممبروں کو صرف اپنے طور پر اونکی نقلیں مل گئی تھیں۔ مسٹر گوکھلے کے مندرجہ بالا اعتراضات ایسے وزنی ہیں کہ انکا جواب بعد میں نہ سر ہاروی ایڈمسن نے دیا اور نہ مسٹر بیکر نے۔ حضور وایسرائے نے اپنی آخری تقریر میں فرمایا کہ گورنمنٹ نے جس روش کے اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اوسکی بابت رعایائے ہند کے خیالات دریافت کرنیکے متعلق وہ بہت مضطرب ہیں لیکن حضور ممدوح نے بھی مسٹر گوکھلے کے اعتراضات کی تردید نہیں فرمائی اور نہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسودہ قانون انسداد مجالس باغیانہ کے متعلق پبلک کو اظہار رائے کا پورا موقعہ دیا گیا ہے۔

جس دلیری اور جس ہمت کے ساتھ مسٹر گوکھلے نے اپنے ملک کی آزادی تقریر قایم رکھنے کے لئے کوشش کی اور موجودہ قانون کو غیر ضروری اور اوسکے طریقہ اجرا کو قابل اعتراض ثابت کیا وہ بلاشبہ قابل داد ہے لیکن اپنی تقریر کے درمیانی اور آخری حصہ میں ملک کی موجودہ حالت کا ذکر کرتے ہوئے ان سے چند ایسی قابل افسوس لغزشین ہوگئی ہیں جن سے اونکی تقریر کی عظمت میں بہت کچھ فرق پڑ گیا ہے اور اوسکا اثر بالکل جاتا رہا ہے بجائے اسکے کہ وہ اپنی پوری توجہ اس امر کے ثابت کرنے میں صرف کرتے کہ موجودہ قوانین امن و امان قایم رکھنے مجالس باغیانہ کے منتشر کرنے اور مفسدوں اور غداروں کی سرکوبی کے لئے کافی ہیں اونہوں نے وہ عامیانہ روش اختیار کی جو بعض اخبارات آجکل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اونہوں نے اسپر زور دینا شروع کیا کہ ملک میں بغاوت کا نام تک نہیں۔ ہاں کہیں کہیں بد دلی ہے جو گورنمنٹ کی سخت کارروائیوں سے بڑھ رہی ہے اور جسکا یہی بہتر علاج ہوگا کہ تقسیم بنگال کی خرابیوں کو کم کر دیا جائے۔ اور لالہ لاجپت رائے کو رہا کر دیا جائے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مسٹر گوکھلے عرصہ سے بہر بیٹھے تھے اور انہیں عرصہ سے ملک کی موجودہ بے چینی کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرنیکا موقعہ نہ ملا تھا یا اونکا ظاہر کرنا وہ مصلحت وقت کے بہتر نہ سمجھتے تھے۔ قانون مجالس باغیانہ پر بحث کرتے ہوئے اونہیں اپنے جذبات دلی کے اظہار کا خوب موقعہ مل گیا اور اونہوں نے دل کھول کر بزعم خود اپنے ملک کی حمایت میں جو کچھ اس موقعہ پر کہا جا سکتا تھا بیباکی کے ساتھ کہہ سنایا۔ مگر افسوس ہے اونکی تقریر کا یہ حصہ ثقاہت کے پایہ سے گرا ہوا تھا۔ اونہوں نے اپنی تقریر کو شروع اس طرح سے کیا جس طرح کوئی سچا محب وطن اپنے ملک کی حمایت میں بلا لحاظ اختلاف مذہب و ملت تقریر شروع کرتا ہے۔ مگر آگے بڑھتے ہی وہ اس بلندی سے اوتر پڑے اور محض ہندو بنکر تقریر کرنے لگے اس قابل افسوس تغیر ہی کو مدنظر رکھکر ہم نے اس آرٹیکل کی ابتدا میں قابل مقرر کی تقریر کے صرف ابتدائی حصہ کو شاندار اور مدلل و موثر بتایا تھا۔ مگر باوجود اس رنج کے جو ہمیں ایک ایسے صلح پسند شخص کے صحیح خیالات معلوم ہونے سے ہوا ہے ہم مسٹر گوکھلے کے ممنون ہیں کہ اونکی صاف بیانی نے ہم پر یہ بات پورے طور پر ظاہر کر دی کہ اب سے چند مہینے قبل جو اونہوں نے ہندو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی تھی اور اس غرض کے لئے ایک دورہ کیا تھا اور جا بجا تقریریں کی تھیں اُسمیں اونہیں کامیابی کیوں نہیں ہوئی اور اس صاف بیانی سے ہمیں اپنے اس خیال کی بھی تصدیق ہوگئی کہ انتہا پسند اور اعتدال پسند فرقے ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں جنکا اختلاف بلحاظ صورت ظاہری کے ہے نہ کہ بلحاظ مواد باطنی کے۔

کانگریسی اخبار مدت سے آجکل جنہیں اُمور پر طبع آزمائیان ہو رہی ہین قریب قریب اُن سب ہی باتون کو مسٹر گوکھلے نے اپنی تقریر مین شامل کر لیا۔ اور کانگریس کی آواز بنکر کونسل ہال مین بہت دیر تک گرجتے رہے۔ لارڈ کرزن کی کارروائیون پر نکتہ چینی کی تقسیم بنگال پر اعتراض کیا۔ مسٹر ایبلے کی معاملہ فہمی کی شکایت کی۔ توسیع کونسلون کے متعلق مجوزہ پولیٹیکل اصلاحون کو سخت ناپسند کیا۔ اخبار پنجابی اور ہندو وکلائے راولپنڈی کے مقدمات پر تاسف کیا۔ پولس پر حملے کیے۔ کانگریس کی شد و مد سے حمایت کی۔ انتہا پسندون سے گورنمنٹ کو ڈرایا اور مسٹر گوکھلے کی بات گورنمنٹ نہ ماننے تو معتدل گروہ کے انتہا پسند گروہ مین شامل ہو جانے کی دہمکی دی۔ بنگالیون کی بڑی تعریف کی۔ اونہین اعلیٰ درجہ کے انسانی اوصاف سے متصف قرار دیا اور ہندوستان مین جو ناراضی پہیلی ہوئی ہے اوسے گورنمنٹ کے لئے بہت اہم بتلایا۔ معلوم ہوتا تہا کہ کانگریس مسٹر گوکھلے کی شبیہ مین آکر کونسل مین اپنی وکالت آپ کر رہی ہے۔ افسوس ہے کہ مسٹر گوکھلے نے اپنی تقریر مین اوس قوم کی دل آزاری کا مطلق خیال نہ کیا جسکے ساتھ وہ چند مہینے قبل اپنی قوم کو متحد کرنے کی غرض سے دہوان دہار تقریرین فرمایا کرتے تہے۔ کیا مسٹر گوکھلے کی وہ تقریرین محض ناہمواری پر مبنی تہین؟ کیا مسٹر گوکھلے بہی مسلمانون کو اپنے دام مین لاکر اپنی مطلب براری کا ذریعہ بنانا چاہتے تہے؟ کیا مسٹر گوکھلے بہی شورش گذشتہ مین مسلمانون کی ثابت قدمی دیکھکر آتش حسد سے جل گئے۔ اور مثل دیگر کانگریسی لیڈرون کے مسلمانون کے ساتھ اب ظاہرداری برتنے کی بہی روا نہین رہے؟ اگر مسٹر گوکھلے کو علانیہ مسلمانون کی مخالفت مین اپنی قلم اور اپنی زبان استعمال کرنے مین اب کوئی حجاب تک باقی نہین رہا۔ تو ہندو مسلمانون کے اتحاد کی امید رکہنی محض عبث ہے۔

تعجب ہے کہ مسٹر گوکھلے جیسے پختہ مغز نے تقسیم بنگال کی منسوخی کے متعلق اصرار کئے جانیکو اب تک جائز رکھا۔ اون سے یہہ امر پوشیدہ نہین کہ مسلمان اس تقسیم کو اپنے لئے مفید سمجہتے ہین۔ اونہین کبہی مسلمانون کے روبرو یہ خیال غلط ثابت کرنے کی ہمت تک نہین ہوئی۔ وہ یہ بہی جانتے ہین کہ بنگالیون کا اس سے کوئی نقصان نہین ہوا۔ اور بنگالیون کی ناراضی محض وہمی ہے۔ اونہون نے اپنی تقریر مین جہان اس ناراضی کا ذکر کیا ہے وہان اسکے اسباب بیان کرنے کو مناسب نہین سمجہا اور یہہ تک اشارہ کرنا گوارا نہین کیا کہ مسلمان اس تقسیم سے خوش ہین۔ بجائے اسکے کہ مسٹر گوکھلے اون بنگالیون کو جن کے علم و فضل اور جن کی دماغی قابلیت کا وہ اپنی اس تقریر مین اعتراف کر چکے ہین یہ سمجہانے کی کوشش کرتے کہ تقسیم بنگال کے خلاف لغو ایجیٹیشن کو ترک کر دین اور مسلمانون کی بہبودی کے خیال سے اپنے دل کو کدورت سے پاک کرین آنریبل جنٹلمین اولٹا گورنمنٹ کو یہ بزدلانہ سبق پڑہاتے ہین کہ بنگالیون کی ناراضی سے ڈرکر جیسا بنگالی چاہتے ہین ویسا ہی کر دے اور چہہ کروڑ مسلمانون کی دل آزاری کا مطلق خیال نہ کرے۔

توسیع کونسلون کے متعلق مجوزہ پولیٹکل اصلاحون کی بابت جو مسٹر گوکھلے نے فقرے استعمال کئے ہین وہ اور بہی زیادہ متحیر کرنے والے ہین۔ وہ فرماتے ہین کہ ان تجاویز کو عام طور پر ناپسندیدگی کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ لیکن چہہ کروڑ مسلمانون نے جابجا جلسے منعقد کر کے ان تجاویز پر گورنمنٹ کا جو شکریہ ادا کیا ہے اوسکا ذکر تک نہین کرتے۔ بلکہ ایک محدود دائرے کی بلاوجہ ناراضی کو عام ناراضی بیان کر کے اوس قسم کی غلط بیانی کے مرتکب ہوئے ہین جس قسم کی غلط بیانی کا الزام اونہون نے خود نہایت شد و مد کے ساتھ خفیہ پولس پر لگایا ہے۔ تعجب ہے کہ ان تجاویز کے پیش کرنے مین جو عبارت گورنمنٹ آف انڈیا نے استعمال کی ہے اوسے بعض فرقون کے لئے دلشکن قرار دیکر ساری تحریر کو وہ سرکاری تحریر کے پایہ سے گرا ہوا بتاتے ہین۔ کیا اوس تحریر مین مسلمانون کے جائز حقوق پر نگہداشت رکھنے کی جو ہدایت لوکل گورنمنٹون کو ہوئی ہے اوسے بعض فرقون کے لئے دلشکن بتایا گیا ہے؟ کیا مسٹر گوکھلے کا یہ منشا ہے کہ جو اصلاحین اس ملک مین عمل مین آوین۔ اون سے مسلمان قطعاً محروم کر دیئے جاوین اور من حیث القوم مسلمانون کے وجود کو ہندوستان کے پالیٹکس سے بالکل خارج کر دیا جائے؟ کیا مسٹر موصوف اپنی اون تقریرون کو بہول گئے جو اونہون نے تہوڑا ہی عرصہ قبل لکہنو، لاہور اور الہ آباد وغیرہ مین ہندو مسلمانون کے تعلقات کے متعلق فرمائی تہین؟ یا اونہون نے اب اپنی پالیسی بدل دی؟ +

ڈاکٹر راش بہاری گہوش کی تقریر زیادہ فاضلانہ تہی اور اونہون نے شروع سے اخیر تک مسودہ قانون ہی پر اعتراضات کرنے مین اپنے علم و فضل کو صرف کیا۔ گو اونکے بیان مین بہی وہ ایک خفیف سی لغزشین پائی جاتی ہین جو اونکے ایک خاص پولیٹکل فرقہ سے تعلق رکہنے کی وجہ سے چندان قابل التفات نہین۔ لیکن اونکی تقریر مین یہ کہین نہین پایا جاتا کہ وہ کسی خاص فرقہ کے وکیل بن کر مسلمانون کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر کونسل ہال مین آئے ہین۔

ملک صاحب نابہہ نے بہی مختصر طور پر قانون مذکور سے اختلاف ظاہر کیا۔ اور ہمین یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ اس موقعہ پر اونہون نے اوس اسپرٹ کا اظہار نہین کیا جو اونہون نے گوردوارون کی آتشزدگی کے متعلق سوالات پیش کرتے وقت ظاہر کی تہی۔

سر آر وی اینڈمسن اور مسٹر بیکر کی تقریرون مین بعض ایسے امور چہیڑ دیئے گئے تہے جن کے متعلق علیحدہ آرٹیکلون مین بحث کرنے کی ضرورت ہے مگر اون کے جو اعتراضات خصوصیت کے ساتہہ قابل ذکر ہین وہ یہ ہین:۔

(۱) جنہین خیرخواہی ملک کا دعویٰ ہے اونہون نے شورش کے دبانے مین بہت کم حصہ لیا ہے بلکہ اس قانون کے باعث زیادہ تر وہی ہین۔

(۲) گورنمنٹ پر بیہودگی کے ساتہہ جو اخبارات نکتہ چینی کرتے ہین اور مفسدانہ مضامین لکہتے ہین اونکی تعداد کچھ روز بروز بڑہتی جاتی ہے۔ اور اونکی اشاعت مین روز افزون ترقی ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ ملک مین باغیانہ خیالات زیادہ تیزی کے ساتہہ پہیل رہے ہین۔ مسٹر گوکھلے نے اول الذکر اعتراض کا مختصر طور پر جواب دینے کی کوشش کی جسکے متعلق ہم آیندہ اشاعت مین کچھ لکہینگے۔ +

لارڈ منٹو کی تقریر جو حضور ممدوح نے آخر مین فرمائی مدبرانہ اور دل کو تقویت دینے والی تہی۔ اونکے ایک ایک لفظ سے اسکا ثبوت ملتا ہے کہ ملک کی موجودہ حالت کا مطالعہ اونہون نے نہایت باریک نظر سے کیا ہے اور مسلمانون کے خلاف جو پوشیدہ یا علانیہ حملے کئے جاتے ہین اون سے ناواقف نہین ہوئے۔ حضور ممدوح کی تقریر سے ہمین پورا اطمینان ہو گیا ہے کہ مسٹر گوکھلے نے کانگریس کی وکالت کے جوش مین مسلمانون کو نقصان پہونچانے والے جو فقرے استعمال کئے ہین اون سے ہز ایکسیلنسی کے نیک ارادون مین کوئی فرق نہین آیا۔ ہز ایکسیلنسی کی تقریر پر ہم انشاء اللہ آیندہ اشاعت مین بحث کرینگے۔ +

نواب عماد الملک اور ٹریبیون

مسلمانوں کی دل آزاری اور انکے لیڈروں کی تحقیر کا ذکر ایسی اخبارات کا ایک شیوہ ہوگیا ہے اور اس

کے اینگلو انڈین اخبار ٹریبیون آج کل اپنے دیگر ہم پلہ معاصرین سے بڑھا ہوا ہے لیکن کبھی تو اسے مسلمانوں کے خلاف کچھ کہنے کا موقع ملے۔ اور وہ عمداً ہے یا اسکو لینڈ لارڈ کے خیالات کہنے کا موقع ملے۔ اور وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے کسی مسلمان کو عزت ملتی ہے تو ٹریبیون کے گھر سوگ ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے فائدہ کی کوئی بات وقوع میں آتی ہے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ آنریبل نواب خواجہ سلیم اللہ سی آئی ای آئندہ کانفرنس کے پریذیڈنٹ ہوئے۔ تو ان کے اس قومی اعزاز پر بھی وہ اس سے خاموش نہ رہا اور اپنے دلی بغض کا اظہار بہ غیر معمولی دشمنانہ تحریر سے کیا۔ ابھی نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی انڈیا کونسل کے ممبر ہوئے تو باوجود اس امر کے کہ ایک ہندو کو بھی اس موقع پر مساوی اعزاز حاصل ہوا ہے اسنے نواب صاحب ممدوح کی شان میں بھی چند لغو بے بنیاد باتیں بیان کرکے اپنی انتہا درجہ کی تنگخیالی اور قابل ملامت سیاہ دلی کا اظہار کیا ہے نواب صاحب کی نسبت یہ فقرہ لکھتے ہوئے اسکا ضمیر ہی اسے ملامت نہیں کرتا کہ وہ تعلیم یافتہ جماعت کے قائم مقام نہیں سمجھے جا سکتے۔ کیا باوجود بار بار لوگ جانے کے وہ اب تک اس خیال میں ہے کہ تعلیم یافتہ جماعت کا مفہوم صرف ہندو قوم کی تعلیمیافتہ جماعت ہے

نواب صاحب کے تقرر پر ہندوستان کے ہر گوشہ سے مسلمانوں کی مسرت آمیز صدائیں اظہار تشکر کیلئے جو بلند ہو رہی ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ ٹریبیون کو اسکا علم نہیں ہوا کہ نواب عماد الملک کا انڈیا کونسل میں تقرر مسلمانوں میں عام پسندیدگی کے ساتھ دیکھا گیا ہے اور وہ صحیح اور مکمل مسلمانوں کی قائم مقامی کی قابلیت رکھتے ہیں ٹریبیون کہتا ہے کہ نواب صاحب کے پولیٹیکل خیالات کا علم پبلک کو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور پہلی مرتبہ انہیں پولیٹیکل لیڈر اسوقت حاصل ہوا جب وہ یونیورسٹی کمیشن کے ممبر بنائے گئے تھے اس کے علاوہ ٹریبیون کی ناواقفیت سے اسکی مردم شناسی پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے ٹریبیون کو اتنی بھی واقفیت نہیں معلوم ہوتی کہ نواب صاحب ایک زمانہ میں ایک بڑا امر مشہور ہو چکے ہیں اور اسی زمانہ میں انہیں جو شہرت حاصل ہوئی تھی ان کی لیاقت و معاملہ فہمی کا جو ڈنکا بجا تھا وہ انکے حیدرآباد دکن جانے کا باعث ہوا۔ حیدرآباد میں دل و دماغ کی جن اعلیٰ قابلیت کا اظہار انہوں نے کیا اور وہاں کے پولیٹیکل حلقوں میں جس سلامت روی اور دوراندیشی کی چال سے چلے وہ (باستثنائے ٹریبیون) دنیا سے پوشیدہ نہیں۔ اس راز کو بھی اب اخبار علیگڈھ فاش کر دیا ہے کہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء والے آل انڈیا ڈیپوٹیشن نے جو ایڈریس لارڈ منٹو کی خدمت میں پیش کیا تھا اور جس کی ولایت تک دھوم مچ گئی تھی وہ نواب صاحب ہی کا تیار کیا ہوا تھا۔ ہاں بخوبانہ انداز کے ساتھ جناب موصوف نے کبھی پولیٹیکل تقریریں نہیں کیں۔ اور نہ اس سفیہانہ حرکت کو پسند کیا لفاظی سے کنارہ کشی اختیار کرکے عملی کام کی طرف متوجہ ہونے کو انہوں نے زیادہ ضروری سمجھا ان کی دقیق نظر اور ان کے پاکیزہ و بلند خیالات کا علم اسکو خوب ہو سکتا ہے جس کو کبھی ان کا شرف حاصل ہوا ہو اور جسنے ان سے بے تکلفی سے گفتگو کی ہو۔ نواب صاحب کی ایک مرتبہ ولایت جاتے ہوئے بمبئی کے کسی اخبار کے نامہ نگار سے ملاقات ہوئی جسکا کسی قدر ذکر اخبار مذکور

جناب موصوف کیا ہی پر شیعیت متعصبانہ عینک لگا کر اس ملاقات کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کی ہے مگر اس کی غلط بیانیوں اور اسکے رکیک حملوں کی نکتہ سنج اور معقول پسند لوگوں کی نگاہ میں اسی کی ذلیل کی ہے نواب صاحب نے اپنے گفتگو میں نامہ نگار مذکور سے فرمایا کہ جب ہندوستان میں فرقہ وار قائم مقامی کا حامی ہوں۔ ٹریبیون اس فقرہ پر بہت چیں بچیں ہوا ہے۔ اور اندیشہ کرتا ہے کہ ان خیالات پر انڈیا کونسل میں بھی بحث کرینگے۔ نواب صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مسٹر مارلی کی مجوزہ اصلاحوں میں مسلمانوں کے جو حقوق تسلیم کئے گئے ہیں یہ کافی نہیں ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے زیادہ مطالبہ کرنا چاہیے اس فقرہ نے بھی ٹریبیون کو بہت ہی بے چین کیا ہے۔ یہ ہے ایک ہندو اخبار کی کیفیت۔ جو سب سے زیادہ اپنا شمار ملک کے معزز پرچوں میں کرتا ہے کاش یہ اپنے دل کی آنکھیں کھولیں اور وہ ہر شے کو اسکی حقیقی شکل میں دیکھیں!

مجوزہ پولیٹیکل اصلاحیں اور بمبئی گورنمنٹ

توسیع کونسلوں کے مہتم بالشان مسئلہ پر مختلف لوکل گورنمنٹیں غور کر رہی ہیں اور ملک میں مقصد ان کا فیصلہ بھی ہے مجوزہ پولیٹیکل ریفارم کے متعلق گورنمنٹ مشرقی بنگال بنجاب اور صوبجات متوسط نے جواب تک کارروائی کی ہے اس سے ہم ناظرین کو آگاہ کر چکے ہیں۔ حاکم بمبئی کے جدید گورنر کے آتے ہی غرب پریذیڈنسی میں بھی مسئلہ مذکورہ پر غور و خوض شروع ہوگیا ہے اور ماتحتوں اور پبلک کی

[illegible]

طرز عمل اس گورنمنٹ نے معاملہ مذکور کے متعلق اختیار کیا ہے وہ سب سے نرالا اور ہماری دانست میں سب سے بہتر ہے۔ ایک نرالی بات جو اس پریذیڈنسی میں عمل میں لائی گئی ہے یہ ہے کہ جن جن کے پاس ضروری کاغذات متعلقہ تجاویز مذکورہ بغرض استصواب رائے بھیجے گئے ہیں ان کے پاس آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن کے ایڈریس کی ایک ایک نقل بھی ارسال کی گئی ہے تاکہ رائے دینے والے مسلمانوں کی پوزیشن کے سمجھنے میں غلطی نہ کریں۔ اور جن اہم اصولوں پر مسلمانوں کے اس مشہور تاریخی ایڈریس میں بحث کی گئی ہے ان کے سمجھنے میں مغالطہ نہ کھا جائیں دوسری نرالی بات یہ کی گئی ہے کہ بجائے اسکے کہ کمشنر اپنی اپنی رپورٹیں علیحدہ گورنمنٹ میں ارسال کریں حکم دیا گیا ہے کہ پریذیڈنسی خاص کے تینوں کمشنر جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی ایک جگہ مل کر مجوزہ اصلاحوں کے متعلق آپس میں مشورہ کریں اور ایک مشترک رپورٹ گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال کریں۔ چونکہ سندھ کے حالات پریذیڈنسی کے دیگر حصوں کے حالات سے مختلف ہیں۔ اسلئے کمشنر سندھ کو کانفرنس کمشنران کی شمولیت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ مگر ان تمام کمشنروں کی رپورٹیں ۱۵ جنوری ۱۹۰۸ء تک گورنمنٹ میں پہنچنی ضروری ہیں۔ ان چاروں کمشنروں کو یہ بھی ہدایت ہوئی ہے کہ اپنی رپورٹوں کے ہمراہ مختلف اقوام کے سربرآوردہ لوگوں ذی اقتدار زمینداروں۔ باثر اشخاص اور مختلف جماعتوں و انجمنوں کی رائیں اور ان کی پیش کردہ ترمیمیں و تجویزیں بھی روانہ کریں۔ کلکٹروں کی رپورٹیں بھی کمشنروں کی رپورٹوں کے ساتھ طلب کی گئی ہیں۔ گورنر ان کونسل نے خواہش ظاہر کی ہے کہ تجاویز مذکورہ پر نہایت مفصل طریقہ سے بحث کی جائے اور وعدہ فرمایا ہے کہ ہر شخص کی رائے پر پوری طرح غور کیا جائیگا مگر پبلک کو اپنی رائے ۱۵ دسمبر تک پیش کر دینی چاہیے۔ یہی بہتر ہوتا کہ اس معاملہ میں مشورہ طلب کرنے کے لئے علیحدہ کارروائی کی جاتی ؛

کونسل میں سوال و جواب

لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور جلا وطنی جس وقت وقوع میں آئی تھی اسوقت ہمارے بعض اہل وطن کی عقل ایسی گم ہوگئی تھی کہ سوچتے کچھ تھے اور کرتے کچھ۔ دل میں کچھ ہوتا تھا اور زبان پر کچھ۔ لالہ صاحب کے احباب کا ایک مجمع بمبئی میں ہونیکو تھا جسکی کئی تاریخیں بدلیں اور جو کئی مرتبہ ملتوی ہوکر بالآخر سر فیروز شاہ مہتہ کے دفتر میں دروازے بند کر کے کر دیا گیا۔ جتنے لوگوں کے آنیکی توقع تھی وہ سب اس جلسہ میں شریک نہ ہوئے مگر مسٹر گوکھلے اس میں شریک تھے اور گو انہوں نے پہلے سے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تھا کہ وہ لالہ صاحب کی بابت گورنمنٹ میں ایک میموریل بھیجینگے مگر جلسہ میں آکر ان کی یہ رائے ہوگئی کہ ابھی میموریل نہ بھیجنا چاہئیے بلکہ کچھ مدت خاموشی اختیار کرنی چاہئیے۔ اب کچھ عرصہ سے گورنمنٹ کی ظاہری بیتابی نے ایسا پلٹا کھایا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ایک تازگی پیدا ہوگئی ہے اور انہوں نے اپنی پہلی کارروائی کی تلافی زیادہ عقلمندی اور نیز زیادہ دلیری کے ساتھ جاری کر دی ہے۔ جن آنریبل مسٹر گوکھلے نے چند ماہ قبل لالہ لاجپت رائے کے متعلق گورنمنٹ سے عرض معروض کرنے کو خلاف مصلحت سمجھا تھا انہوں نے اب نہایت شد و مد کے ساتھ امپیریل کونسل کے اجلاس میں لارڈ منٹو کے روبرو صاف صاف الفاظ میں یہ کہدیا کہ جب تک لالہ لاجپت رائے کو رہا نہ کیا جائیگا ملک سے گورنمنٹ کے خلاف ناراضگی دور نہ ہوگی۔ انہوں نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ کونسل میں لالہ صاحب کے متعلق مسلسل سوالات پیش کر کے گورنمنٹ سے اُن کا جواب طلب کیا۔ آپنے پوچھا کہ صاحب وزیر ہند نے جب پارلیمنٹ میں یہ کہدیا ہے کہ لالہ صاحب کے رشتہ داروں کو ہر وقت لالہ صاحب سے ملنے کی اجازت ہے تو پھر کیوں لالہ صاحب کے برادر خورد لالہ دلپت رائے کو اس سال اپنے بھائی سے ملنے کی اجازت نہیں دی گئی؟ گورنمنٹ کی جانب سے اسکا جواب یہ ملا کہ جس وقت یہ اجازت طلب کی گئی تھی اسوقت انہیں ملاقات کا موقع دینا خلاف مصلحت سمجھا گیا تھا۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ لاہور کے اخبار ڈیلی ایکسپریس کے شملہ والے نامہ نگار نے ایک مرتبہ انسپکٹر کے حوالہ سے لالہ لاجپت رائے اور امیر افغانستان کی ملاقات اور امیر صاحب کو انگریزوں سے ہندوستان آزاد کرانے کی تدبیر بتلانے کے متعلق جو خبر اپنے اخبار میں شایع کرائی تھی اسے دیکھکر لالہ صاحب کے صاحبزادے اور انکے چند احباب کی خواہش ہوئی تھی کہ اخبار مذکور پر انگلستان میں دیوانی دعوے کیا جائے۔ مقدمہ چلانے کیلئے لالہ صاحب کی طرف سے مختار نامہ کی ضرورت تھی جسکے حصول کے لئے مسٹر دکشت اور دواجی شاہ سالیسٹر بمبئی نے لالہ صاحب کو ایک رجسٹری شدہ خط بھیجا جسے مانڈلے کے سپرنٹنڈنٹ جیل نے لے لیا اور مکتوب الیہ کو نہ دیا۔ جب صاحب وزیر ہند پارلیمنٹ میں فرما چکے ہیں کہ لالہ صاحب اپنے قانونی مشیروں سے مل سکتے ہیں تو پھر ایسا کیوں کیا گیا؟ اسکا جواب یہ دیا گیا کہ اگر لالہ لاجپت رائے خود خواہش ظاہر کرتے تو سالیسٹروں سے انہیں ملنے دیا جاتا۔ گورنمنٹ نے یہ پسند نہ کیا کہ ایک تیسرا فریق قیدی کو مقدمہ بازی پر آمادہ کرے۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ لالہ صاحب کو ذاتی اخراجات کے لئے کیا ملتا ہے۔ جواب ملا کہ دو سو روپے ماہوار۔ چوتھا سوال یہ تھا کہ راولپنڈی کے مقدمہ بلوہ کے نتیجہ پر غور کر کے لالہ لاجپت رائے کے معاملہ پر کیا گورنمنٹ مہربانی کر کے نظر ثانی کریگی؟ اسکا جواب نفی میں ملا۔ پانچواں سوال ایک جداگانہ معاملہ کے متعلق تھا۔ گورنمنٹ سے دریافت کیا گیا تھا کہ تقسیم اختیارات جوڈیشل و انتظامی کا مسئلہ کہاں تک بڑھا ہے؟ معلوم ہوا کہ بعض اضلاع میں تجویز زیر غور ہے اسکے متعلق لوکل گورنمنٹوں سے رائے لی جاویگی۔ چھٹا سوال یہ تھا کہ فری پرائمری ایجوکیشن کے مسئلہ نے کہاں تک ترقی کی ہے؟ جواب ملا کہ لوکل گورنمنٹوں سے اس معاملہ میں رائے طلب کی گئی تھی جنمیں سے چار بڑے بڑے صوبوں کی رائے کا ابھی انتظار ہے۔

محسن الملک میموریل فنڈ

گذشتہ اشاعت میں ناظرین نے محسن الملک میموریل فنڈ کمیٹی کے اُس جلاس کی رویداد کو ملاحظہ فرمایا ہوگا جس میں کمیٹی مذکور نے نواب صاحب مرحوم کی یادگار قایم کرنے کی غرض سے بجائے ایک لاکھ کے تین لاکھ روپیہ جمع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ گو یہ امر کسی قدر اطمینان کے قابل ہے کہ ایک لاکھ کی قلیل رقم کے بجائے تین لاکھ جمع کرنے کا تہیہ کیا گیا ہے مگر مرحوم کی بیش بہا خدمات اور اُن کے رتبہ پر نظر کر کے ہم کو تین لاکھ کی رقم بھی قلیل نظر آتی ہے۔ ہماری رائے میں مرحوم کی یادگار قایم کرنے کے لئے کم از کم دس لاکھ روپیہ فراہم کرنیکی کوشش کرنی چاہئیے۔ اور اگر قوم میں احسانمندی کا مادہ کسی قدر باقی ہے اور اسے قومی ضروریات کا احساس پیدا ہو چلا ہے تو اسکو لازم ہے کہ میموریل فنڈ کمیٹی کے آئندہ فیصلہ کا انتظار کئے بغیر اس رقم کے جمع کرنے میں مشغول ہو جائے اور دس لاکھ روپیہ فراہم کر کر فنڈ مذکور میں داخل کر دے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کی بابت کمیٹی کا ابتدائی فیصلہ مرحوم کی عظمت کے غلط اندازہ پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ قوم کی موجودہ پست ہمتی کو دیکھکر ایسی قلیل رقم جمع کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ جب کمیٹی کے پاس چاروں طرف سے خطوط آنے لگے کہ ایک لاکھ روپیہ ایسے مرد محسن کی یادگار کے لئے تھوڑا ہے تو تین لاکھ کر دئیے گئے ہم امید کرتے ہیں کہ قوم اس رقم کو بھی ناکافی سمجھکر اپنی اولوالعزمی کا عملی ثبوت خود ہی زیادہ رقم کے مرحمت کرنے سے دیگی۔

قصور میں ہندوؤں کا دور دورہ

گورنمنٹ عالی وقار نے جب اپنی اعلےٰ درجہ کی انصاف پسندی اور مشہور رعایا پروری سے مختلف اقوام کے حقوق کی محافظت کو ضروری قرار دیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ سرکاری ملازمت میں اُن اقوام کو اُن کی تعداد اور اہمیت کے لحاظ سے پورا پورا حصہ دئیے جانے کا مسئلہ مقامی حکام کی توجہ کو اپنی طرف منعطف نکرے۔ صرف مختلف محکموں میں مختلف اقوام کی تعداد ہی قابل التفات نہیں بلکہ اسپر نگاہ رکھنے کی بھی اشد ضرورت ہے کہ کسی مقام پر یا کسی دفتر میں ایک عنصر دیگر عناصر پر غالب نہ ہونے پائے۔ بدقسمتی سے ایسے دفاتر ہر صوبہ میں کثرت سے ہیں جہاں ایک عنصر کو دیگر عناصر پر غلبہ پالینے کا خوب موقع ملا ہوا ہے۔ اور ایسے قصبات و اضلاع بھی مفقود نہیں جہاں ایک ہی مذہب ایک ہی قوم اور ایک ہی ملت کے لوگ ہر محکمہ میں اور ہر دفتر میں چھائے ہوئے ہیں۔ ضلع لاہور میں تحصیل قصور بھی موخر الذکر فہرست میں شامل ہے۔ ہمارے پاس شکایت پہنچی ہے کہ وہاں کا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ثانی ہندو ہے منصف ہندو ہے تحصیلدار ہندو ہے۔ نایب تحصیلدار ہندو ہے۔ اسسٹنٹ سرجن ہندو ہے۔ ڈسٹرکٹ انجنیئر کا اسسٹنٹ ہندو ہے۔ ہیڈ ماسٹر ہندو ہے غرضکہ تمام معزز عہدے ہندوؤں کو پہنچے ہیں۔ اور باوجود اسکے کہ قصبہ قصور کی آبادی میں مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ ہے مسلمان عہدہ داروں کو کوئی گھنولے کو بھی نہیں۔ تعجب ہے کہ یہ ایک ایسے مقام کی کیفیت ہے جو ایک جدید ضلع کا صدر مقام ہونیوالا ہے اول تو جہاں ہندو عنصر بقدر غالب ہو وہاں مسلمان اہلکاروں کا وجود بھی مشکل سے قیاس میں آسکتا ہے اور اگر اُن کا وجود خال خال کہیں ہو بھی تو اُن کی جو حالت ہوگی اسکا اندازہ دور بیٹھے ہوئے بھی بخوبی ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ حکام بالادست کی توجہ اسطرف ابھی منعطف نہیں ہوئی اور اُن خرابیوں کے امکان کا خیال انہیں ابھی تک پیدا نہیں ہوا جو ایسی حالت میں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ قصور کی موجودہ کیفیت اب عرصہ تک لاپروائی کا ...

ریویو

رفیق مسافران

یہ ہندوستان کے بعض شہروں کے حالات میں ترتیب دی ہوئی معلومات کی ایک کتاب ہے جس کو ایم سی ورڈاف انڈیکے حکم کے مطابق عبد الوحید صاحب ایبسرین نے تالیف کیا ہے۔ مؤلف کی ضرورت دیباچہ کتاب میں یہ بیان کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو ان مقامات کے حالات سے آگاہ کیا جائے جہاں وہ بغرض زیارت و دیگر امور بکثرت جاتے ہیں۔ مگر کتاب کے مطالعہ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس سے مسافر کیا فائدہ اٹھا سکینگے۔ شہروں کے جو حالات درج کئے گئے ہیں انہیں عموماً انگریزی کی ریلوے گائیڈوں سے ترجمہ کیا گیا ہے جو دیسی مسافروں کے لئے بالکل ناکافی ہوتی ہیں۔ انگریزی گائیڈ میں زیادہ تر وہی معلومات درج ہوتی ہیں جو انہی انگریزوں کے لئے مفید ہوں اور وہ معلومات اس ملک کے باشندوں کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ یہاں والوں کے لئے مزید اور مختلف قسم کی معلومات کی ضرورت ہے۔ رفیق مسافران میں مسافروں کے ٹھہرنے کے مقامات کا پتہ نہیں دیا گیا۔ گھوڑے گاڑیوں اور دیگر اقسام کی سواریوں کا کرایہ نرخ نہیں بیان کیا گیا حالانکہ انگریزی گائیڈوں میں ہر شہر کا نرخ دیا ہوتا ہے۔ جو مقامات ریل سے فاصلہ پر ہیں وہاں کے وسایل آمد و رفت کے متعلق کوئی معلومات درج نہیں۔ ریلوے لائنوں کا جو نقشہ کتاب میں شامل کیا گیا ہے وہ انگریزی میں ہے۔ اور اردو دان اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ ضرورت نہیں کہ شہروں کے تاریخی حالات تو کتاب میں درج کر دئے جائیں بلکہ ہم تو اس کتاب کو بنانے کی غرض ضروری تھا کہ شہروں کے متعلق وہ جدید معلومات بہم پہنچائی جاتی جنکی مسافروں کو ضرورت پڑتی ہے۔ ریلوے ٹائم ٹیبل کا بھی اضافہ کر دیا جاتا تو نہایت مفید ہوتا۔ ملک اردو دان پبلک کے لئے اسکی اشد ضرورت ہے۔ کتاب کے ضمیمہ جات میں البتہ مفید معلومات درج ہیں۔ قیمت کتاب کی صرف ۱۲ آنہ رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر شخص اسے خرید سکے۔ بہرحال ہم امید کرتے ہیں کہ آئندہ ایڈیشنوں میں اسے فی الواقع مفید بنانے کی کوشش کی جائیگی۔

حدیقۃ الادب

اس نام کے دو رسالے (حصہ اول و حصہ دوم) قاری محمد یوسف صاحب نے مبتدیوں کو عربی سکھانے کی غرض سے تالیف کئے ہیں اور اس طرز کی انگریزی کتابوں کا نہایت خوبی کے ساتھ تتبع کیا ہے۔ یہ رسالے قاری صاحب موصوف نے اپنے شاگردوں کے لئے لکھے تھے۔ مگر عام طور پر پسند کئے جانے پر انہیں طبع کرا دیا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس نمونہ پر اور بھی کتابیں لکھی جائینگی تاکہ طلبا کو عربی کی تحصیل میں آسانیاں ہو جائیں۔ کتاب مذکور منیجر صاحب خطابہ دار السلطنت و حکیم عبد الرحمن صاحب کلکتہ۔ کولوٹولہ۔ دہرم تلا لین نمبر ۱۶۔ سے پانچ آنے قیمت پر مل سکتی ہے۔

بغاوت سے بچو

یہ پنجابی زبان کا ایک رسالہ ہے جس مسلمانوں کو گورنمنٹ کی مخالف پالٹیکس کے دہوکہ سے محفوظ رکھنے کی غرض سے مولف نے تالیف کیا ہے۔ اور آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر جسکی اٹھارہ کاپیاں مفت روانہ کی جاتی ہیں تاکہ مسلمانوں میں تقسیم کی جائیں زیادہ کاپیوں کے لئے زیادہ ٹکٹ روانہ ہونے چاہئیں۔ امید ہے کہ ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گانوں کے مقتدر مسلمان ان رسالوں کو منگا کر اپنے بھائیوں میں تقسیم کرینگے تاکہ وہ اپنے بدخواہ شاطر کے دام میں آنے سے بچے رہیں۔ یہ رسالجات حسب ذیل پتہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں:۔ مسکین جالندہری۔ چک نمبر ۲۹۶۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور

مراسلات

انجمن الاصلاح و حسنہ (دیہات) کا چھٹا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۹ و ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء سید عبد الحکیم صاحب ممبر انجمن کے مکان کی نشستگاہ میں مولوی کبیر الدین صاحب منہاج کے زیر صدارت منعقد ہو کر نہایت حسن و خوبی کے ساتھ انجام کو پہنچا۔ جلسہ کا مقام ایک تو خود اپنے موقع کے اعتبار سے موزوں تھا اسپر سلیقہ آرائش اور سجاوٹ ہونے پر سونے پر سہاگہ ہو گئی تھی۔

رمضان کے مہینے کی وجہ سے مضافات کے لوگ کم شریک تھے۔ مگر بستی کے لوگوں کی خاصا مجمع تھا۔ روزہ داروں کا وقت دوپہر تک ایک اچھے اور کارآمد شغل میں کٹا۔ پہلے روز کی کارروائی میں مولوی نجم الہدیٰ متخرج دار العلوم ندوہ کی (جو بنگی سے خاص اسی غرض سے آئے تھے) قومی نظم اور بیان قابل داد تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا قومی نظم اسٹیج پر آکر سنانا نہایت ہی بھلا معلوم ہوتا تھا۔ مولوی محمد وحید صاحب بی۔ اے علیگ کی تقریر فلسفہ زندگی پر۔ اور مولوی محی الدین صاحب متعلم بی۔ اے کا مضمون قومی ہمدردی پر بہت ہی پر اثر۔ پر مغز اور جوش سے بھرا ہوا تھا۔

دوسرے روز کی کارروائی میں مولانا شاہ تجمل حسین صاحب و مولوی حکیم ابو حبیب صاحب کا وعظ فضایل اسلام و علم الادیان پر بہت ہی پسندیدہ خاطر خاص و عام ہوا اور زرنگ فرقہ جلسہ کے رنگ جمانے میں معین تھا۔

جلسہ میں سب سے زیادہ کارآمد کارروائی یہ ہوئی کہ غریب طلبا فنڈ قایم کیا گیا۔ جس کا مقصد یہ ہوگا کہ بستی کے وہ لڑکے جو ہونہار اور شوقین ہیں۔ مگر کم بضاعتی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ ان کو وظائف دئے جائیں۔ تقریباً پندرہ سو روپے کا موعودہ چندہ بر وقت ہو گیا اور آئندہ ہونے کی امید باقی ہے۔ اگر کل موعودہ چندہ وصول ہو گیا تو بیشک بستی والوں کی عالیہمتی قابل تحسین ہوگی۔

سکرٹری کی رپورٹ سے انجمن کی عہد بعہد کی ترقیاں سنکر جی بہت خوش ہوا۔ دستہ سی چھوٹی جگہ میں ایک ایسی کارآمد انجمن کا قایم ہونا اور پھلنا پھولنا بہت کچھ تعجب پر مبنی ہے۔ مگر وہاں کی طرز معاشرت علمی مذاق کو جس نے معاینہ کیا ہے اسکیلئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ رپورٹ سے یہ ظاہر ہوا کہ اصلاح تمدن میں بھی انجمن کو کامیابی ہوئی ہے ختنہ۔ گوشوارہ۔ عقیقہ وغیرہ جیسی تقریبوں میں تو تکلفات فضول خرچی وغیرہ قطعاً بند ہو گئے ہیں۔ شادیوں میں بھی اصلاح ہوتی جاتی ہے۔

انجمن کے متعلق ایک اردو کتب خانہ بھی قایم کیا گیا ہے جس میں تقریباً ہزار جلد کتب معزز و نامی اساتذہ کی تصانیف سے جمع ہو گئی ہیں۔ اور امید ہے کہ تھوڑے عرصہ میں یہ ایک اردو کا بے مثل کتب خانہ ہو جائے گا۔ راقم محمد عبد العظیم یکے از حاضرین جلسہ

"مکافات عمل"

"گندم از گندم بروید جو ز جو" شیخ الاسلام عبد اللہ کوئیلیم کے ناول "مکافات عمل" از مکافات عمل غافل مشو (دیجز آمدن نتیجہ گناہ) کا ترجمہ جس میں مقدس مذہب اسلام کی تمام اعلیٰ فضیلتیں۔ یورپ و امریکہ میں نور اسلام کی چمک مسیحی دین کا اسلام سے مقابلہ اعلیٰ برکات اسلامی قانون و شریعت و اخلاق و تقدس کو مسیحی قانون و شریعت اخلاق و تقدس سے موازنہ کر کے فضایل اسلام کو آفتاب سے زیادہ تابان و منور کر دکھایا ہے۔ بوجہ عام پسند ہونے کے

ملن روپی فنڈ

رسیدیں نمبر ۱۰۸ جس کی خازنی جناب ڈاکٹر احمد بخش صاحب صوبہ دار پنشنر نے کی

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب مولوی مولا بخش صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنشنر	عہ
(۲)	" چودہری حیات محمد صاحب صفدار نکوہگودہ	عہ
(۳)	" سلطان احمد صاحب بی۔ اے۔ اسسٹنٹ مہتمم آبادی	عہ
(۴)	" میاں ملک نذیر صاحب پنشنر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	عہ
(۵)	" سردار غلام حسین خان صاحب .... گوجرانوالہ	عہ
(۶)	" مسٹر محمد عظیم صاحب بیرسٹر	عہ
(۷)	" ڈاکٹر رکن الدین صاحب پنشنر	عہ
(۸)	" میاں حسین بخش صاحب جج	عہ
(۹)	" یعقوب خان صاحب پلیڈر گوجرانوالہ	عہ
(۱۰)	" منشی فیروز الدین صاحب عرضی نویس	عہ
(۱۱)	" معلوم الاسم مرحومہ	للعہ
(۱۲)	" شیخ نبی بخش صاحب پلیڈر گوجرانوالہ	عہ
	میزان	[illegible]

رسیدیں نمبر ۱۰۹ ۔ جس کی رقم بابو غلام حمید صاحب نے روانہ کی

نمبر شمار	اسمائے گرامی چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب مستری محمد بخش صاحب سب ڈویژن نہر چناب	عہ
(۲)	" بابو رحیم بخش صاحب سب اوورسیر	عہ
(۳)	" منشی چراغ دین صاحب جمعدار نہر ٹھراں والہ	عہ
(۴)	" چودہری احمد دین صاحب چک نمبر ۲۳۹	عہ
(۵)	" غلام محمد صاحب سفید پوش	عہ
(۶)	" غلام غوث صاحب نمبردار چک نمبر ۵۵۹	عہ
(۷)	" غلام حمید صاحب سفید پوش چک نمبر ۱۲۶ گوگیرہ	عہ
(۸)	" منشی فضل الٰہی صاحب جمعدار ریونیو ڈیپارٹمنٹ	عہ
(۹)	" چودہری روشن دین صاحب چک نمبر ۱۲۶ گوگیرہ	عہ
(۱۰)	" منشی جیسر دین صاحب پٹواری حال	عہ
(۱۱)	" محمد نصر خان صاحب چک نمبر ۱۲۶	عہ
(۱۲)	" مرید حسین خان صاحب رسالدار ملک کمسریٹ	عہ
(۱۳)	" مستری محمد رمضان صاحب	عہ
(۱۴)	" نواب دین صاحب ٹھراں والہ	عہ
(۱۵)	" علی محمد خان صاحب جمعدار ریونیو ڈیپارٹمنٹ	عہ
	میزان	[illegible]

راقم خاکسار امام الدین از گجرات پنجاب

[illegible]

برادران وطن کا تازہ سلوک

مکرمی ایڈیٹر صاحب تسلیم!!!

آج مجھو اپنے محترم دوست ادیب شفیق استاذ قبلہ مولانا محمد عصمت اقبد صاحب عالی کی زبانی جو دسہرہ کی تعطیلات میں اپنے وطن اٹر ٹرتشریف لے گئے تھے مندرجہ ذیل واقعہ کی اطلاع ہوئی جو بغرض اندراج اخبار صفحت والا میں ارسال ہے۔ وکیل کو اس واردات کی اطلاع مولانا صاحب خود دیتے مگر بباعث مبتلائے بخار ہونے کے انہوں نے یہ کام میرے سپرد کیا۔

ضلع ہوشیارپور میں دو قصبے اٹر ٹر۔ اور یحیٰی پور ایسے ہیں جو ایک واحد شخص میاں شیر خان صاحب کی ملکیت ہیں۔ ان قصبوں میں کوئی باشندہ ایسا نہیں جو وہاں کی زمین کے کسی چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑہ کا بھی مالک ہو۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے گہروں کی زمین بھی ان کی اپنی ملکیت نہیں۔ یہاں اہل ہنود کی آبادی بکثرت ہے۔ اور ان میں بعض اتنے مالدار ہیں کہ جنکی مثالیں تمام پنجاب میں بھی معدودے چند سے شاید ہی مل سکتیں۔ مگر یہ بھی بلحاظ زمین ویسے ہی نادار ہیں۔ اور ان کے مکانات کی زمین کے بھی مالک میاں شیر خان صاحب ہی ہیں وجہ یہ ہے کہ میاں صاحب کے آبا و اجداد نے یہ قصبے اپنی زرخرید زمین میں آباد کئے تھے۔ اور اب تک ان کے خلاف میں سے کسی نے زمین کا کوئی قطعہ بھی فروخت نہیں کیا۔ اور تین سال کا عرصہ ہوا کہ یہاں کے اہل ہنود کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دسہرہ بنائیں۔ اسلئے انہوں نے میاں صاحب سے درخواست کی کہ ہمیں ایسا کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور اس غرض کے لئے کچھ زمین بھی عارضاً عطا فرمائی جائے۔ میاں صاحب نے انکی عرض کو بخوشی منظور فرمایا۔ اور اجازت دیدی کہ فلاں غیر مزروعہ زمین میں دسہرہ بنالیں۔ اسی طرح گذشتہ سال بھی اسی جگہہ ان کی اجازت سے دسہرہ بنایا گیا۔ اس سال پھر اہل ہنود نے اسی زمین میں دسہرہ بنانے کی اجازت طلب کی اور میاں صاحب نے بھی ان کی التماس کو حسب معمول خلعت منظوری عطا فرمایا۔ مگر اب کی دفعہ ان لوگوں کی نیت کچھ بگڑ گئی اور یہ منصوبے باندہنے لگے کہ آئندہ بندوبست میں یہ زمین جہاں دسہرہ بنتا ہے اپنی ملکیت بتا کر وقف عام کی جائے تا کہ میاں صاحب کا اسپر کچھہ اختیار نہ رہے۔ اور ہم آئندہ کبھی ان کی اجازت حاصل کئے بغیر ہر سال دسہرہ بنایا کریں۔ ادہر یہ خفیہ کھچڑی پک رہی تھی۔ اور ادہر اسکی بہانبکی تو میاں صاحب تک بھی پہنچ گئی پھر کیا تھا۔ انہوں نے جھٹ اپنی زمین کی حفاظت کے خیال سے یہ حکم دیدیا کہ امسال میری زمین میں دسہرہ نہ بنایا جائے۔ اور اگر ایسا کرنا ہی ہے تو پہلے مجھے کرایہ نامہ لکھدیا جائے یا عاریتاً کا کاغذ لکھکر مالکانہ نذرانہ پیش کیا جائے مگر ہنود لوگوں نے اس بات کو نہ مانا۔ اسپر میاں صاحب نے اپنے اردلیوں کو حکم دیا کہ اگر یہ لوگ میری زمین میں رام لیلا کا جھنڈا گاڑیں تو اسے اکھاڑ کر پھینک دو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی۔ اسپر ان کے ملازموں اور اہل ہنود میں کچھہ تکرار ساہو پڑا۔ جب اس قضیہ کی خبر میاں صاحب کو لگی تو انہوں نے معاملہ کی اہمیت کا لحاظ کرکے فوراً پولیس کو اطلاع دیدی کہ یہاں فساد ہوتا نظر آتا ہے گورنمنٹ اسکا جلد انتظام کرے۔ چنانچہ متعدد افسران پولیس اور دو مجسٹریٹ فوراً ہوشیارپور سے اٹر ٹر پہنچے اور تحقیقات شروع کی۔ اہل ہنود نے بتایا کہ وہ زمین جہاں دسہرہ بنتا ہے سرکاری ہے۔ مگر میاں شیر خان صاحب ہمیں وہاں اپنی اس مذہبی رسم کو پورا کرنے نہیں دیتے۔ افسران پولیس نے تحریری ثبوت طلب کیا مگر کاغذات کی تحقیق سے پتہ چلا کہ زمین متنازعہ دراصل میاں صاحب کی ملکیت ہے اور اہل ہنود کا بیان بالکل سفید جھوٹ ہے۔ بعد ازاں افسران پولیس نے اہل ہنود کو کہا کہ اگر تم رام لیلا بنانا چاہتے ہو تو میاں صاحب کی شرائط منظور کرو اور کرایہ نامہ یا رعیت نامہ لکھکر دیدو۔ وہ تمہیں اپنی زمین میں دسہرہ بنانے کی اجازت دیدیں گے اور اگر چاہو تو سرکاری زمین میں بنالو۔ مگر کرایہ اس زمین کا بھی دینا پڑیگا۔ ہندوؤں نے کہا کہ نہیں ہم تو اس زمین میں ہی دسہرا بنائیں گے اور کرایہ نامہ بھی لکھکر نہیں دیں گے کیونکہ یہ زمین ہماری ملکیت ہے میاں شیر خان کی نہیں۔ اسپر حکام کو فساد کا خطرہ معلوم ہوا۔ اور انہوں نے لیڈران اہل ہنود سے اشتہارہ ہزار روپے کے مچلکے اور ضمانتیں لیلیں۔

نیز نقض امن کا مجرم قائم کرکے مقدمہ چلا دیا۔ دسہرہ تو ختم ہوگیا اور اب وہ عدالت میں تشریف لیگئے ہیں۔ خیر ان مقدمات کا فیصلہ تو جب ہوگا دیکھا جائے گا۔ غنیمت تو یہ ہے کہ اب ہمارے یاد دہانی کرنے سے اس قدر کہنہ کاروں نے باریکیوں کو بھول گئے ہیں۔ میاں صاحب کا تو یہ خلاف کرسال بسال دسہرہ نکالنے کے نتیجہ میں دینے کے علاوہ اپنی ہندو رعایا کو خوش رکھنے کے لئے کچھ کچھ چندہ بھی مرحمت فرماتے رہے مگر اُن کی ناشکر ہندو رعایا کا یہ حال کہ میاں صاحب کو ہی بدنام کرنے کی ٹھہرائی۔

ہم اس موقع پر گورنمنٹ عالیہ کے ان معزز افسروں کی غیر طرفدارانہ پالیسی اور عاقلانہ تحقیق کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کرکے اصل بانیان فساد کو مجرم قرار دیا۔ کیونکہ اگر وہ انصاف سے کام نہ لیتے تو کچھ شک نہیں کہ دشمن ضرور کم از کم معزز مسلمان رئیس کو مالی نقصان پہنچانے کے علاوہ اسکو بدنام کرنے اور حکام کی نظر میں بدنام کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتے۔ اس قسم کے واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ ہندو بھائی کس طرح مسلمانوں کے مال و عزت کو غصب کرنے اور اُن کے حقوق کو پامال کرنے کی فکر میں مصروف ہیں۔ اسلئے ضرور ہے کہ انصاف پسند سلطنت انگلشیہ اپنی وفادار مسلمان رعایا کے حقوق کو اہل ہنود کی دستبرد سے بچانے میں اسی عقلمندی اور بیدار مغزی سے کام لیتی رہے جیسی کہ اس قسم کے معزز عہدہ داروں کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے۔ راقم خاکسار اسٹنٹ ہوشیارپوری

مسٹر روز کلکٹر اٹاوہ کا تبادلہ

شعر
بے داغ داں اسد ورد کہو
عین ارجمند اور گورہ کہی

مسٹر فلر لفٹننٹ گورنر مشرقی بنگال کا جس وقت کہ استعفا قبول کیا گیا تو یہ عام شور بپا ہو رہا تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ بنگالی برسر پرخاش ہیں صاحب موصوف کا استعفا بے محل ہے اور جو کسی طرح سے درست نہیں۔ مگر ہم بر مصلحت خویش خسرواں دانند۔ استعفا منظور ہوگیا اور صاحب موصوف اپنے عہدہ سے واپس چلے گئے۔ اس پر عوام کا یہ خیال ہوا کہ شاید اس سے گورنمنٹ یہ سمجھی ہو کہ اس وقت بنگالیوں کی اس سے بیشک تشفی ہو جاویگی اور مسٹر فلر کی وجہ سے جو ان میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہو جاویگی مگر معاملہ بالکل اسکے برعکس ہو گیا ہے

حوصلے بڑھ بڑھ کے آخر آفت جاں ہو گئے
کچھ دنوں ارماں رہے پھر دل میں پیکاں ہو گئے

بنگالیوں نے اپنی کوتاہ خیالی سے یہ سمجھا کہ گورنمنٹ ہماری چیخ پکار سے سہم گئی ہے اور جس قدر زیادہ شور و غل مچاتے ہیں تو بسا اوقات ہمارے حسب منشا کام کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے چنانچہ گورنمنٹ کی اس کاسہ دانی نے ان کے حوصلوں کو بڑھا دیا ہمت کو تازہ اور ارادہ کو بلند کر دیا اور یہ اسکا نتیجہ ہے کہ عموماً مشرقی بنگال اور خصوصاً بنگالہ میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہے اور وہ بنگالی قوم جسکی نسبت سر سید مرحوم نے اپنی ایک اسپیچ میں کہا تھا کہ سرکار دولتمدار کی ایک ہزار اگھری کا نشانہ کہنے سے ان کے ہوش و حواس پراں ہو جاینگے۔" اپنی اس جبلی بزدلی کو چھوڑ کر لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہوتے چلتے ہیں جسکی ایک مثال کلکتہ کا موجودہ بلوہ ہے اور جیسا کہ اب ڈر ہے آگے کیا ہو اور یہ کچھ سمجھ سکتے ہیں تو وہ اسکا مصداق ہے کہ رحم کرم ہی نے تو اماکر دگستاخ

ایسے وقت میں جبکہ نہ صرف بنگال میں بلکہ پنجاب اور دوسرے صوبوں کے ہندو باشندوں کا ایجیٹیشن کا زور ہے۔ اور جو شور و شغب کر رہے ہیں ان کے مدعائے دلی کے موافق کوئی کارروائی ہونا بجز کوتاہ خیالی سے سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتے۔ کہ یہ اثر ہے اُن کے ایسے خیال کا جو وہ اسوقت کام میں لا رہے ہیں۔ وہ ایجیٹیشن جس کی ہوا اسوقت ہندوستان میں چل رہی ہے۔ اور اسکی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید کوئی شہر ایسا ہو جو اس سے خالی ہو۔ چنانچہ ہم بھی اس ہوا سے نہ بچ سکا۔ چنانچہ ناظرین زمانہ کو ان پولیٹیکل حالات سے آگاہی ہوگی جو اسوقت یہاں پیش ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں غالباً آپ کو بھی آگاہ ہوں گے کہ ایک مسلمان تحصیلدار اور ایک مسلمان حلقہ انسپکٹر کے لئے فرلو رخصت بھی منظور کی گئی تھی۔ اور جسکی نسبت یہ بھی افواہ ہے کہ وہ فرلو رخصت خاص ہنود کی خاطر منظور ہوئی تھی تاکہ موجودہ واقعہ کی تفتیش میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ اگرچہ اس وجہ سے مسلمانوں کو کسی قسم کی شکایت وغیرہ تو نہ تھی کیونکہ وہ خود چاہتے ہیں کہ ان کی طرف سے جو ان کے ہندو بھائیوں میں غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے وہ دور ہو جاوے۔ اور عوام پر اصلی کیفیت کا اظہار ہو جاوے لیکن مسٹر روز کے تبادلہ سے البتہ مسلمانوں کو افسوس ہے۔ ایسے کہ یکایک تبادلہ کی کوئی خبر بھی نہ تھی کہ ایک شام کو تار آیا اور اسکی دوسری صبح کو مسٹر کیمبل چارج لینے آگئے اور بعد ہ مسٹر روز صاحب موصوف ۱۰ بجے کی گاڑی سے مرزاپور تشریف لے گئے جہاں مہاراجہ بنارس کے فیملی سپرنٹنڈنٹ کا چارج لینگے۔ اس تبادلہ کی نسبت عوام کا یہ خیال ہے کہ گورنمنٹ نے اٹاوے کے واقعہ کے متعلق ناخوشی کی وجہ سے یہ فوراً تبادلہ کیا ہے۔

اگر حقیقتاً یہی وجہ ہے جیسا کہ لوگوں کا خیال ہے۔ تو یہ بالکل مسٹر فلر کے استعفے کے مطابق ہے اور جس طرح سے مسٹر فلر کے استعفا پر بنگالیوں نے خوشیاں منائی تھیں اسیطرح ہم نے یہ بھی سنا کہ ہنود میں عام طور پر اس تبادلہ سے خوشی ہے۔ بلکہ یہاں تک افواہ مشہور ہے کہ جس دن صاحب موصوف یہاں سے گئے ہیں تو ہندوؤں میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ عام طور پر مبارکباد دی گئی اور مسلمانوں پر طنزاً آوازے کسے گئے۔

اب ان واقعات سے خود یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ایسے موقع پر گورنمنٹ کا مسٹر روز کو یکایک تبدیل کر دینا ہنود میں کس قسم کے خیال پیدا کر گیا۔ اور کیا اس سے وہ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا ہے جو مسٹر فلر کے استعفا کی وجہ سے نہ صرف مشرقی بنگال بلکہ مغربی بنگالہ اور پنجاب میں ہوا۔

یہ ایک عجیب معاملہ ہے کہ ایک طرف تو موجودہ شورش کے دبانے کی کوشش ہو رہی ہے اور دوسری طرف شورش پسندوں کے منشائے دلی کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے جو بالکل اس شعر کے مطابق ہے۔ سے

اپنے دامن کی ہوا دیتے ہیں ہمکو غش میں آپ
آنکھ کیوں کھلنے لگی کیوں ہوش میں آنے لگے

مسٹر روز کے تبادلہ سے مسلمانوں کو افسوس ہونے کی اگر کوئی وجہ ہے تو یہی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ صاحب موصوف کو اُن واقعات سے بہ نسبت ایک نئے شخص کے زیادہ واقفیت تھی۔ اسلئے ایسا نہ ہو کہ کوئی ناکردہ گناہ لپیٹ میں آجائے۔ غرض دیکھئے! اب کیا ہوتا ہے اور اونٹ کس کل بیٹھتا ہے ظاہر میں تو ہنود کو اپنے ہر فعل میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے اور اس تبادلہ کی وجہ سے اور بھی زیادہ فخر و ناز ہے جس سے اور ان کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور حقیقتاً یہ بھی یونہی کہ نفسے احوال دو مسلمانوں اور ایک کلکٹر کی طرف سے گورنمنٹ کے خیال کو بدل دیا۔ اب آگے جو کچھ بھی ہوگا۔ اُس کی نسبت تو صرف اس قدر کہدینا کافی ہے شعر

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک

راقم
محمد حسین آزاد - از اٹاوہ

نقصان [illegible]

منقولات

اخبار نویسی کے فرائض

ایک دفعہ کسی نے ایک اخبار نویس سے پوچھا کہ آپ اپنے لئے کونسا پیشہ پسند کرتے ہیں اور کس اعلےٰ منصب پہ پہنچنے کی آرزو رکھتے ہیں؟

اُسنے جواب دیا کہ میں ایسا اخبار نویس بننے کی خواہش رکھتا ہوں جسے تمام زبان اور قلم کی آزادی حاصل ہو. سوال کنندہ نے اس جواب پر بہت متعجب ہوکر پوچھا کہ کیا اخبار نویسی سے بڑھکر ملک میں اور کوئی منصب اور رتبہ نہیں. اخبار نویس نے جواب دیا کہ ہاں سوائے تخت کے صرف بادشاہت کا درجہ ہے سو اسکے حصول کی مجھے آرزو نہیں. باقی تمام منصب اخبار نویسی سے کمتر مایہ کے ہیں. کیونکہ اخبار نویس مطلق العنان عالی ملک اور اعلےٰ رتبہ کے با اختیار وزیر کے افعال و اقوال پر نگاہ رکھتا ہے اور اہل الرائے مدبران منتظم اسکی ہدایت سے راہ مستقیم پر چلتے ہیں.

لارڈ کرومر نے اپنی ایک سالانہ رپورٹ میں اکثر لوگوں کے اس الزام کا ذکر کرکے کہ مصر میں یکطرفہ پالیسی کا دور دورہ ہے. اسی بنا پر غلط قرار دیتے ہیں کہ اخبارات نہایت مستعدی کے ساتھ گورنمنٹ کے اقوال و افعال کی نگرانی کرتے ہیں.

اخبارات کا فرض ہے کہ حکام کے افعال اور رعایا کے حالات اور معاملات کی نگرانی کریں اور گمراہ اشخاص کو راہ راست پر چلنے کی ہدایت کریں. اگر کوئی اخبار نویس اسکے خلاف کرتا ہے تو دو صورتوں سے خالی نہیں. یا تو وہ فرائض اخبار نویسی سے ناواقف ہے یا اسکے فعل کو اتفاقیہ غلطی سے منسوب کیا جائے جس کی اصلاح کے بعد اسے پھر کبھی ویسی غلطی کا مرتکب ہونا نہ چاہئے.

جس طرح اخبار نویس کا یہ فرض ہے کہ ملکی معاملات پر غائر نظر ڈالتا رہے. اسی طرح اسکا یہ بھی فرض ہے کہ تمام پوشیدہ اور غیر معلوم حالات و واقعات کو روشنی میں لائے اور اس قسم کے معاملات کے متعلق جو کچھ اسے پرائیویٹ یا پبلک ذرائع سے معلوم ہو اسے بلا خوف لومۃ لائم پبلک میں پیش کرے. اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو سمجھا جائیگا کہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی کرتا ہے. اخبار نویس کو اپنے فرائض کی ادائگی میں ایسی ہوشیاری اور ایمانداری سے کام لینا چاہئے کہ اگر عدالت سالانہ پڑے تو اسے جج سے اس امر کی پوری توقع ہو کہ جج اُس کے حقیقی نیک نیتی کو زیادہ مدنظر رکھیگا. (الاہرام مصر)

ہندوستانی اخبارات اور انکے شورش انگیز مضامین

(سلسلے کے لئے دیکھو وکیل مطبوعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

انڈیا میں جب اول پولیٹیکل حقوق حاصل کرنے کے لئے ایجیٹیشن شروع ہوا تھا تو ایک خاص فریق نے یہ کوشش کی تھی کہ گورنمنٹ کی قدر و منزلت کو گھٹا کر تبدیلی کی خواہش کی جائے غالباً یہ امید تھی کہ گورنمنٹ کا زبردست ہاتھ اس فریق کو دبا دیگا. لیکن جب یہ ظاہر ہوگیا کہ گورنمنٹ نے ان لوگوں کی بعض رایوں کو مان لیا اور بعض وہ تبدیلیاں بھی کیں جنکے لئے انہوں نے ایجیٹیشن کیا تھا اور جو لوگ ممتاز ایجیٹیٹر تھے اُن کو اعلےٰ اور معزز عہدے دیدئے تو عام ملک کے دلوں میں شبہ اور شک پیدا ہوا. لوگ آپس میں چرچا کرنے لگے کہ انگریزوں کی حکومت بھی عجیب و غریب حکومت ہے. جو ملک ہمیشہ مطلق العنان حکومت کے تابع ہونے کا عادی رہا تھا اس میں رفتہ رفتہ قدرتی طور پر یہ سیدھا سادا خیال پیدا ہوگیا کہ جو لوگ گورنمنٹ کی خطائیں پکڑتے ہیں اور اُسکا قصور بتلاتے ہیں اُن کو گورنمنٹ کا بد اندیش اور بدخواہ سمجھنا غلط اور باطل ہے. پھر اُنہوں نے یہ یقین کرنا شروع کیا کہ گورنمنٹ کو بُرا کہنا اور اس امر میں کوشش کرنی کہ رعایا کی نظروں میں گورنمنٹ اپنی عزت اور شان سے گرجائے. خیر خواہی اور نیک اندیشی کے خلاف نہیں ہے. بنگال سے حال میں ایک شخص لکھتا ہے کہ میں نے سابق وائسرائے کرزن کو اپنی نوجوانی کے جوش میں ایک سخت بدخواہی کی اسپیچ دی تو میری بڑی قدر کی گئی اور مسکرا مسکرا کر انگریز میرے حال پر متوجہ ہوئے. اُس آرٹیکل کے لکھنے سے پہلے جس میں مسٹر تلک نے یہ کہا تھا کہ اس ملک پر حکمرانی کرنے کا کوئی حق ملیچھوں کو خدا نے نہیں دیا. اُن کی ایجیٹیشن کی ترکیبیں مشہور ہوگئی تھیں ۱۸۹۰ء میں ایک یادداشت جس پر تین مرہٹوں اور ایک مسلمان کے دستخط تھے لارڈ ہیرس (گورنر بمبئی) کے حضور میں پیش ہوئی تھی جس میں مسٹر تلک کی نسبت صاف لکھا تھا کہ وہ سب سے بڑا ایجیٹیٹر ہے. وہ مذہبی طریقے کی منڈلیوں میں جن کے واسطے خاص گیت تصنیف ہوئے ہیں. اور وہ رنڈیوں کی طرح تقسیم ہوتے ہیں ایسے گیت گواتا ہے جن میں گائے کشی کا ذکر کیا جاتا ہے اور لوگوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ سیواجی کی طرح سرکشی کریں. ان گیتوں میں انڈیا کے افلاس کا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ گویا وہ براہ راست موجودہ گورنمنٹ کا نتیجہ ہے. نیز اُن میں یہ ذکر ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے رعایا پر بھاری ٹیکس لگائے جاتے ہیں. غرضکہ اس زمانہ کی تمام بڑی بڑی خرابیاں سند و مذہبی پیرایہ میں گائی جاتی ہیں. باوجود مسٹر تلک کی ان حرکتوں کے گورنمنٹ بمبئی نے وہ اعلیٰ عہدہ ممبری کونسل کا اسکو دیا جس سے بڑا عہدہ دینے کا اختیار وہ نہیں رکھتی تھی.

نتیجہ یہ ہوا کہ ایڈیشن کے لوگوں نے یہ شکایت کرنی شروع کی کہ گورنمنٹ اپنے دوستوں اور دشمنوں میں تمیز نہیں کرتی. تاہم مسٹر تلک کے مقدمہ میں مسٹر جسٹس داور کے مشہور فیصلہ نے اُن تمام آدمیوں کو صدمہ عظیم پہنچایا جنہوں نے یہ یقین کرنا چھوڑ دیا تھا کہ گورنمنٹ کی نسبت بدگوئی قانون کی آنکھوں میں بدخواہی نہیں ہے.

اپنی کتاب میں ان تحریروں کے بعد مسٹر فریزر اپنی رائے میں اس بات کی ضرورت بیان کی ہے کہ گورنمنٹ خود ایک اخبار نکالے جس میں معترضین کے اعتراضوں کے جواب ہوں. اور رعایا گورنمنٹ کی پالیسیوں کی اصلی حقیقت سے آگاہ ہو اور اُن کی غلط فہمیاں دور ہوں. مگر غالباً گورنمنٹ اس رائے کو منظور نہیں کریگی. میں اُن کی رائے کی موافقت جبکہ یہ الزام لگایا ہے کہ نیشنل کانگریس اور انگریزی تعلیم یافتہ گروہ کے اعلیٰ درجہ کے ممبر جو بیجا اور نامناسب اور غلط اعتراضات گورنمنٹ پر کرتے ہیں اُن کے جوابات میں مدبران ملکی کی تحریروں اور تقریروں سے دو ولن جنکی آگے یہ معترضین طفل مکتب بھی ادا نہیں کے سکھائے پڑھائے ہیں. میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں ایسے اعتراضوں کے رد کرنے میں گورنمنٹ کے برخلاف اخباروں پر لگاتار کوشش کروں. مثلاً وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہندوستانیوں کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا ہے میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ اُن کا حال دن بدن بہتر ہوتا جاتا ہے اور اُن کا کہنا بالکل افترا اور تہمت ہے. اسی طرح یقین کیا جاتا ہے کہ ملک میں انگریزی راس المال کے لگانے سے ملک کی دولت انگلینڈ کو کھنچی چلی جاتی ہے میں بتاتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے. اس سرمایہ کا انڈیا میں لگنا ملک کے لئے ایک نعمت عظمےٰ اور برکت کبریٰ ہے. غرضکہ وہ تمام اعتراضات جو گورنمنٹ پر کئے جاتے ہیں میں اُن کا معقول جواب دیتا ہوں اور آئندہ بھی برابر جواب دیتا رہوں گا اور شورش انگیز اخبارات کے مضامین عوام کے دلوں میں جو غلط خیالات پیدا کرتے ہیں اُنکی غلطیوں کے بتانے میں ہمیشہ کوشش کرونگا. چنانچہ میں علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں چند ماہ سے ایسے ہی مضامین تحریر کر رہا ہوں اگر اس اخبار کو ہر تحصیل میں بڑے بڑے زمیندار خریدیں اور اسکے مضامین کو خود پڑھیں اور دیہات میں اپنے ماتحتوں کو

سمجہا ہیں تو وہ اُن غلطیوں سے بچینگے جو اُن کو ہمیشہ پریشان کرتی ہیں۔ مہنر وہ ہیں انکی اچھی شہرت کر جس ملک میں عام طور پر سے پہیل رہی ہے محفوظ رہینگے

یہ امر اس ملک کی مسرت کا باعث ہے کہ اسکے معزز سے معزز باشندے کو کچھ لالچ اور ہوشیار ہو کر اپنی گورنمنٹ سے جو اپنی قوم کی ہو یا غیر قوم کی بہرہ ہیں۔ اور انکی عیب گوئی کی داستان سرائی ایسی ہی کیا کرتے ہیں جیسی کہ آجکل یہ اپنی شیریں اخبار میں برٹش گورنمنٹ کی نسبت کر رہے ہیں۔ ہندو اور مسلمانوں کی تاریخوں سے اُن کی اس عادت کو ثابت کرنے کے لئے ایک مضمون لکھوں گا جس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ انگریزی گورنمنٹ کے برخلاف جو جہوٹی کہانیاں آجکل جوڑی جاتی ہیں اُن سے کہیں زیادہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی گورنمنٹوں کی نسبت آگے پہلے گہڑی جاتی تہیں۔ ان باشندوں کی سو ایا فی اور باشندے عام طور پر بے پرواہ ہیں۔

افسوس ہے کہ ہندوستانیوں کا دماغ پولیٹیکل خیالات کے لئے موزوں نہیں ہے اگر برسوں محنت کرکے پالیٹکس میں کوئی لیاقت پیدا کرے اور انکے فائدہ کے لئے مضامین لکہے تو وہ اُن کو توجہ سے نہیں پڑہتے۔ اگر کوئی مضمون لکہا گورنمنٹ کے برخلاف اور اپنی تباہی کا باتیں لکہے تو وہ اُن میں ان کے طرف داری کو بہت سے موجود ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص مدلل مضمون گورنمنٹ کے موافق لکہے تو وہ اپنی تکمیل سمجہکر اُس کا بے لکا اور جاہلانہ جواب دیتے ہیں ؛

(مولوی) ذکاء اللہ (دہلوی)

مولانا حالی کی چند دردانگیز رباعیاں

جو انہوں نے بریلی کے جلسہ تعزیت منعقدہ ۲۰ اکتوبر میں پڑھکر سنائیں ؛

رباعی ۱

ہیہات! وہ تعلیم کا حامی مہدی | سید کا دمی۔ قوم کا ہادی مہدی
ہر سوں یہ صدا ہے نگئی کالج پہ بلند | مہدی مہدی! دریغ مہدی مہدی

رباعی ۲

مرکر مہدی نے زندگانی پائی ؛ | جی کہوکے جزائے جانفشانی پائی
زندہ تہے تو چند روز مہمان تہے یہاں | جب مر گئے عمر جاودانی پائی

رباعی ۳

بے مزد کیا ایک کام انجام دیا | تہکنے کا نہ بہول کر کبہی نام لیا
جو کام بہ اسکے لکہے میں تہے شب و روز | دی جان انہیں کے کام میں کام کیا

رباعی ۴

مہدی کو گئی نہ دل سے کالج کی لگن | یہانتک کہ ہوا اسکے کفن زیب بدن
پورا کیا جب اُس نے دین سید | اُسنے یونہی پورا کیا سید کا سخن

رباعی ۵

دم بہر نہ کبہی جان کو آرام دیا ؛ | خدمت کے لئے قوم کی مرمر کے جیا
پیری ہوئی سد راہ اسکی نہ مرض | صدیوں کا تہا جو کام وہ برسوں میں کیا

رباعی ۶

مدت میں سوتوں کو جگایا جاکر ؛ | مل علم کا رستہ میں بچایا جاکر ؛
چہائی ہوئی مردنی جہاں قوم میں تہی | وہاں آب حیات اسکو پلایا جاکر

رباعی ۷

پیری میں جوانوں کو کیا مات اُسنے | آرام پہ اپنے ماردی لات اُسنے
تدبیر سے محنت سے دکہادی سب کو | کالج کی ترقی میں کرامات اُسنے

ہمارے مراسلات نگار حضرات کی جسے ہم مراسلت بطور منقولات میں درج کی جاتی ہے

ضروری تجویز

گو اس وقت تک اکثر اسلامی اخبارات کی رائے اور اکثر معزز رؤسا و سربرآوردہ مسلمانوں کے خیال سے یہ بات سر بخوبی عیاں ہو گئی ہے کہ وہ انجکشتی کالج کا آئندہ بانضام محترم نواب وقار الملک بہادر کے سوا اور کسی کو نہیں چاہتے ہیں۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ ابھی بعض ہمیں ایسی جماعتیں مخالفت کرنے والی موجود ہیں جو چاہتی ہیں کہ اس باعزت کرسی پر پہنچنا ہم کو یا ہمارے کسی دوست کو نصیب ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علیگڈہ کالج کی سیکرٹیری شپ کی خواہش ہر ایک شخص کو ہوگی کیونکہ آج علیگڈہ کالج کا سیکرٹیری قوم کا ناخدا اور لیڈر مانا جاتا ہے۔ لیکن ان خواہشمندوں کو سب کے پہلے اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ گو وہ اس عزت پر پہنچ کر چار دن چار لیڈر مانے جاینگے لیکن جو باعزت انسان اس منصب کے حاصل کرنے سے پہلے قوم کا لیڈر مسلمانوں کا محترم بزرگ مانا جا چکا ہو وہ اس باعزت جگہہ کے قابل ہے یا وہ لوگ جن کو لیڈر ہونا لکہا نصیب ہے۔ ابھی تک وہ قوم میں تو مشہور ہی نہیں بلکہ تعجب نہیں کہ (خدانخواستہ) انکے سیکرٹیری شپ کے اعلان کے وقت مسلمان کیونکر سے آواز آئی کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ بس ان مدعیوں کو خود عقلمندی سے کام لینا چاہیئے۔ بلکہ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرنا چاہیئے کہ وہ ایسے نازک موقع پر جبکہ مسلمانوں کا ایک بڑا لیڈر اُٹہہ سے جا چکا ہے وہ دوسرے کے کہو دینے کی بہی فکر کر رہے ہیں۔ لیکن مجہے با خبر ذریعہ سے امید نہیں ہے کہ وہ نواب وقار الملک بہادر کے موجود ہوتے کسی اور طرف مایل ہونگے۔ لیکن اگر خدانخواستہ ایسا کیا گیا تو میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ امر تمام مسلمانوں کی ناراضی کا موجب ہوگا اور طبقات سابہہ رُوی گو کہنہ دیگا جو اب عام مسلمانوں میں کالج کے متعلق پیدا ہوتی چلی ہے۔

میں اس موقع پر ایک اور ضروری تجویز پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ۵ ارنومبر سے پہلے پہلے جبکہ اس امر کا فیصلہ ہو۔ تمام مسلمانوں کے قایم مقام اپنے اپنے شہروں میں جلسے منعقد کریں اور یہ ریزولیوشن پاس کریں کہ یہ مسلمانوں کا عام جلسہ سوائے نواب وقار الملک بہادر کے اور کسی کو مناسب نہیں سمجہتا کہ وہ کالج کا سکریٹری بنایا جائے۔ اس کاروائی سے ٹرسٹی صاحبان کو پبلک اوپنین (عام رائے) کا پورا اندازہ ہو جائے گا۔ اور وہ ہرگز جرأت نکریں گے کہ نواب انتصار نواز جنگ بہادر کے علاوہ کسی اور شخص کو کالج کا سیکریٹری منتخب کریں۔ راقم...

بیشک ہندوستان کے مسلمانوں کی عام رائے نواب وقار الملک کے حق میں ہے اور اُن کی موجودگی میں وہ کسی اور کا سیکرٹیری ہونا پسند نہیں کرتے۔ اس صورت میں نامناسب نہ ہوگا اگر مسلمان اپنے اپنے شہروں میں جلسے کرکے پبلک اوپینین کا اظہار کریں (اڈیٹر)

المرتضی

اس کتاب میں حضرت علی کی زندگی کے حالات تاریخی طور پر ابتدائے پیدایش سے زمانہ وفات تک درج ہیں۔ قبول اسلام ہجرت مدینہ غزوات خلافت کی تاریخ۔ تذکرۂ امامت معارکہ جنگی اور ملکی انتظام۔ خلیج۔ فیصلجات غرض ہر مضمون علیحدہ علیحدہ ابواب میں لکہا گیا ہے جدیث تفسیر اور تاریخ کی متعدد معتبر کتابیں اسکا ماخذ ہیں اور اہلبیت اطہار کے متعلق مناسب آیات قرآنی و احادیث صحیحہ درج ہیں۔ مضامین متنازعہ خصوصاً مسئلۂ خلافت کے بیان کرنے میں بہت کچھہ وسیع خیالی دکہلائی ہے اور طرز بیان ایسا رکہا ہے کہ جس کو شیعہ لوگ دلی رغبت سے پڑہ سکتے ہیں۔ چند مورخ نے بنظر احتیاط حدیث اور تاریخ کی اصل عبارتیں معہ ترجمہ کے لکہدی ہیں اور واقعات پر حسب موقع آزادانہ رائے بہی دی ہے۔ تاریخی مقامات کا پتہ لگانے کے واسطے عرب کا ایک صحیح اور مکمل نقشہ آخر میں شامل کردیا ہے۔ یہ کتاب بڑی کوشش اور محنت سے چہاپی گئی ہے کاغذ کی عمدگی خط اور ...

١١ ٨

ممالک غیر کی خبریں

لارڈ کرومر کو ایوان گلڈ ہال میں شہر لندن کی آزادی عطا کی گئی جس کے شکریہ میں انہوں نے ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور ہندوستان مصر و آئرلینڈ کی شورشوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ ان کا علاج ضروری ہے کہ انہیں گورنمنٹ زبردستی سے دبائے اور انتہا پسندی کچھ پیمانہ کرکے ماڈریٹ فریق کی جانب آرزوؤں کو رفتہ رفتہ پورا کرے۔ سب اخبارات اس تقریر کے معترف ہیں۔

نیویارک میں اب مالی حالت کسی قدر سنبھل گئی ہے۔ گورنمنٹ نے جائنٹ کو ہارنیمان کو امداد دی ہے اور دیگر ضروریات کیلئے ۵۶ لاکھ ڈالر کا سونا انگلستان سے منگایا ہے اسکے علاوہ غیر سرکاری ذرایع سے ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ ڈالر کا سونا نیویارک میں پہنچنے والا ہے۔

ایبیسینیا میں بھی یورپین ممالک کی طرز پر مجلس وزراء قایم کی گئی ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار وینکوور سے لکھتا ہے کہ کنیڈا میں ایشیائی باشندوں کے برخلاف جہاد برپا ہے گورنمنٹ کی مشورہ دیا جا رہا ہے کہ جاپانی معاہدہ کو فسخ کردے ہندوستانیوں کے ساتھ نہایت بیرحمانہ سلوک ہو رہا ہے اور انہیں خفیف بہانوں سے خارج کیا جاتا ہے اور چونکہ جہاز کی کمپنیاں سرٹیفیکیٹ نہیں دیتی ہیں اسلئے سبھی انکار کر دیا۔

امریکہ کی بیمہ کمپنیوں کی ہیرا پھیری کے متعلق نیویارک کی میوچول لائف انشورنس کمپنی کے سابق پریسیڈنٹ مسٹر میکلنٹ کو حلف دروغی کے جرم میں ۱۰ برس قید سخت کی سزا ہوئی۔

شاہ ہسپانیہ جو آپ ملکہ اور خورد سال بچہ سمیت انگلستان کو روانہ ہوئے تھے پیرس میں سرکاری طور پر انکی خاطر و مدارات ہوئی۔ پریسیڈنٹ جمہوریہ فرانس نے ان کے اعزاز میں ایک شاندار دعوت دی۔ ہندوستان کے قریب ان کی گاڑی پٹری سے اتر گئی جس سے وہ بال بال بچے۔ وارد انگلستان ہونے پر ان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔

مشہور روسی اخبار نووو ریمیا نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ روس سے ہندوستان تک سلسلہ ریل بنایا جائے [illegible] معاہدہ کی اسطرح سے تکمیل ہوگی۔ کیونکہ لندن سے کراچی تک [illegible] روز میں طے ہو سکیگا اور [illegible] بغداد ریلوے کے تیار ہو جانے کی صورت میں روس و انگلستان دونوں کو جو اندیشہ ہے وہ رفع ہو جائیگا۔

روس کی بندرگاہ ولاڈی واسٹک میں ایک ٹارپیڈو جہاز کے عملہ نے باغی ہو کر شہر پر گولہ باری کی بالآخر ایک جہاز نے گولہ باری سے اسکا کام تمام کر ڈالا۔ بغاوت [illegible] افسر اور انکے ہمراہی سب ہلاک ہوئے صرف تین باقی بچے جنہیں گرفتار کیا گیا ساحل پر بھی ایک ساتھ بغاوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ مگر ساٹھ ستر باغیوں کو نشانہ بندوق بنانے سوا اسے فرو کرنے میں کامیابی ہوئی۔ ڈیڑھ سو کے قریب باغی گرفتار ہوئے۔

ہندوستان اور ترکیہ میں فصل کی ناقابل اطمینان حالت کی وجہ سے روس میں ۱۸۹۱ء کے عظیم قحط کی صورت نمودار ہونے لگی۔

ایڈمرل ذیر جنگ انگلستان نے مقام نیو کاسل میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ ہیگ کانفرنس میں [illegible] کو محدود کرنے کے مسئلہ پر تمام دول نے اتفاق نہیں کیا اسلئے قومی حفاظت کی طرف متوجہ ہونا [illegible] فرمایا کہ سوشلزم ناقابل عمل رسم ہے۔ یہ بھی کہا کہ گورنمنٹ کا منشا ہے کہ دارالامرا قوم کی خواہش کے [illegible]

[illegible] سے بذریعہ تار یہ وضع ہو گیا ہے کہ ماہ اکتوبر کو علاقہ ترکستان میں جو زلزلہ آیا تھا اس سے مقام قراتاغ صوبہ بخارا سے متصل کا پہاڑ جسکے دامن میں قصبہ واقع تھا پھسل پڑا جس سے سترہ ہزار آدمیوں کی قریباً ساری آبادی دب گئی۔ مقتولین کی تعداد اب تک پانچ ہزار تک بیان کی گئی ہے۔

بمبئی ہوٹل میں دو فوجی افسر اور ایک سویلین تاج محل میں خود کئے گئے کہ انہوں نے شراب پی کر لگی قبروں ہمرستی کی تھی تینوں سے اسحال پر پانچ پانچ سو پونڈ کی ضمانت لی گئی ہیں۔

شاہ بلغاریہ نے افتتاح پارلیمنٹ پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ ٹرکی اور بلغاریہ کے تعلقات ہنوز تشویشناک ہیں اخبار ٹائمز کلکتہ سکھ فساد اور سہارنپور کی رپورٹ پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سودیشی فی نفسہ نہایت قابل تعریف چیز ہے مگر افسوس کہ شورش پسندوں نے اسے عوام کو دھوکہ دینے کا ذریعہ بنا لیا ہے امید ہے کہ ان کو اسطرح شرارت پھیلانے کا موقع نہ دیا جائیگا۔ ملو

اسلامی دنیا

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے

	پائی	آنہ	روپیہ
میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء	۳	۱۳	۲۰۱۲۶
معرفت منشی رحیم بخش صاحب نائب داروغہ آبکاری ضلع اٹک [illegible] بتفصیل ذیل حسب ذیل سید غلام مرتضی شاہ صاحب [illegible] سید نتھا شاہ صاحب محمد زادہ فضل الدین صاحب محرر [illegible] ضلع	۰	۰	۴
منشی حامد صاحب نمبر ۱۲ میونسپل مارکٹ کلکتہ	۰	۰	۹
میزان کل	۳	۱۳	۲۰۱۳۹

شیخ جنبیاس کی مہمات سلطانیہ سے (۶-۱۱-۱۸۴۴) بذریعہ مسٹر ڈیک روانہ دار السعادۃ ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ المامون سہروردی بیرسٹر ایٹ لا کلکتہ ہائیکورٹ میں ایڈووکیٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنا کام شروع کیا ہے۔

الہ آباد ہائیکورٹ میں ساتویں جج کے تقرر کی افواہ ہے۔ سنا ہے کہ یہ مسلمان ہوگا۔

شعبان کی پندرھویں شب یعنی شبرات کو حسب معمول قصر یلدز میں قرآن مجید کی قرات کا جلسہ ہوا جلالت مآب سلطان المعظم اور اکثر معززین دربار عہدہ دار موجود تھے۔ دن کو خرقہ سلطانیہ دیوان اور دانہ قصر یلدز میں منتقل کرنے کا جلوس نہایت شان کے ساتھ انجام پایا۔

قسطنطنیہ میں روٹی کا نرخ گراں ہو جانے کی وجہ سے سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ ملا مانیہ سے غیر ملکوں میں غلہ کی برآمد روک دی جائے اور بیرونی غلہ اور آٹے کو محصول چونگی سے بری کر دیا جائے تاکہ طرح گرانی کی شکایت رفع ہو

کلمہ مصطفیٰ کی خبر دی پایا جاتا ہے کہ سالگرہ ولادت سلطانی کے روز وہاں نہر زبیدہ سے شہر میں پانی لانے کا افتتاح کیا گیا جس سے اب حج کے زمانہ میں قلت آب کی شکایت رفع ہو جائیگی۔

ارطغرل نامی جنگی جہاز جو فرانس کے کارخانہ تولون میں تیار کیا گیا تھا بندرگاہ تولون میں لایا گیا ہے تاکہ ہر طرح کی آزمائش کے بعد دولت عثمانیہ کے حوالہ کیا جائے۔

مسیو براون کو جو اٹلی کے مشہور کارخانہ جہاز سازی انسالڈو کے مالک کا فرزند ہے جلالتمآب کی طرف سے تمغہ مجیدی درجہ اول عطا ہوا ہے۔

باب العالی کے حکم سے بروصہ میں ۳۰ مہاجر خاندانوں کے لئے مکانات تیار ہوئے اور مہاجرین کو ان میں آباد کر دینے کے علاوہ حکومت بروصہ نے ان کی زراعتی ضروریات کا بھی انتظام کر دیا۔

سیاحت ایشیا سے دو گھنٹے کے رستہ پر سات معدنی چشمے دریافت ہوئے ہیں جن میں غسل کرنا مفید صحت ہے۔

۲۵ اکتوبر کو لاہور کی شاہی مسجد میں ایک سکاچ لیڈی کے علاوہ (جسکا گذشتہ پرچہ میں ذکر آچکا ہے) دو ہندو عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام زینب و کریم بی بی رکھا گیا۔

قسطنطنیہ میں امسال ممانعت کر دی گئی تھی کہ شبرات کے موقع پر آتشبازی نہ چلائی جائے چنانچہ عوام نے چراغان پر ہی اکتفا کیا اور بعضوں نے اپنے گھروں کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا۔ آتشبازی پر جو صرف ہوتا تھا اکثر سمجھدار اشخاص نے اسے مختلف طریق سے خیرات پر صرف کیا۔

جلالتمآب سلطان المعظم نے کاظم پاشا مہتمم حجاز ریلوے لائن کو حسن خدمات کے صلہ میں مرصع تمغہ افتخار سے معزز کیا ہے۔

بوسینیا و ہرزیگووینا کے مسلمانوں نے سلطان المعظم کی عید جلوس کی تقریب خوب خوشی منائی۔

مسٹر سید حسن عسکری سابق طالب العلم علی گڈہ کالج نے ایوان تجارت لندن کا سینیر امتحان کب کینگ و اکاؤنٹنسی تعریف کے ساتھ پاس کیا انہوں نے اکثر یوروپین و ایشیائی ممالک کی سیاحت کی ہے اور صرف یہی ایک ہندوستانی ہیں جنہیں اب تک انگلستان کے اکاؤنٹنٹس کارپوریشن کے ایسوسی ایٹ منتخب ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔

ہندوستان کی خبریں

کمیٹی منتفق کانفرنس کا پہلا اجلاس جو ہوا یکم نومبر کو ہوا۔ ابتدائی مراحل طے کرنے کے بعد اب کمیٹی کے باقاعدہ اجلاس ہی اب ۱۶ نومبر سے شروع ہوں گے۔

کلکتہ کے ہندو گورنمنٹ بنگال نے ایک طویل ریزولیوشن شائع کیا ہے بنگالیوں کی مشتعل انگیز تحریریں اور افعال کو اسکا اصل باعث قرار دیا ہے۔ بنگالی اخبارات مسلمانوں پر ہمیشہ حملے کرتے ہیں

مقدمہ سندھیا بنگالہ میں پرنٹر کو دو سال قید سخت کی جو سزا ہوئی تھی اسکا اپیل ہائیکورٹ سے بھی خارج ہوا

کلکتہ کے فساد تحقیقات کے لئے بنگالیوں کی جو پرائیویٹ کمیٹی بنی تھی اسکی کارروائی ختم ہو گئی۔ کل ۴۰۰ آدمیوں کی شہادت دی بجز دو بین کے فوٹو لئے گئے سنا ہے کہ اس کارروائی کی رپورٹ گورنمنٹ ہند کے علاوہ ہندوستان کے ممبر پارلیمنٹ کے پاس بھی بھیجی جائیگی۔

جہلم میں طاعون کا کیس ہونے پر پنجابی حکام نے موش کشی کے لئے ایک سو چوہے خرید دئیے

گورنمنٹ بنگالہ نے کلکتہ کی حال کی شورش کے بارہ میں پولیس کے متعلق تمام شکایات کی تحقیقات کرنے کا حکم دیا ہے۔

لکھنؤ میں بجلی کی ٹرام گاڑی چلانے کی تجویز ہے۔ تعمیر عنقریب شروع کیا جائیگا۔

اس سے پیشتر یہ خبر لکھی جا چکی ہے کہ مسٹر لوگوس ہیڈ ماسٹر لا مارٹینیر لکھنؤ بیمار ہو کر واپس آتے ہوئے ۱۲ اکتوبر کی شب ریل میں مردہ پائے گئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ اسی شب کو انکے بھائی مسٹر اِی لوگوس نے جو علاقہ ترائی میں ملازمت چاء کے مالک تھے پستول سے خودکشی کر لی جسکی وجہ ابھی تک کچھ نہیں معلوم ہوئی

ناگپور کے نیل سٹی ہائی سکول کی دو جماعتیں گستاخانہ طرز عمل کی وجہ سے خارج کی گئیں کالج اور سکول بند ہیں

دہلی میں موش کشی کی کارروائی شروع ہو گئی۔ فی چوہا ایک پائی انعام دیا جائیگا جو ہے پکڑنے کی غرض سے میونسپلٹی نے ہزار روپے کے پنجرے منگائے ہیں

کلکتہ میں ٹرام کے بجائے موٹر کار یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء سے چلنے شروع ہونگی کمپنی نے تقریباً ۵۰ موٹر کاریں ولایت سے منگوائے ہیں

حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں دیا سلائی بنانے کا کارخانہ جو تھوڑی مدت ہوئی قائم کیا گیا تھا افسوس کہ عدم فراہمی سرمایہ کی وجہ سے شکست ہو گیا۔ کارخانہ کا مال اسباب ۱۹ نومبر کو بذریعہ نیلام فروخت ہوگا۔

مسٹر ڈبلیو ای کلارک چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ مدراس ۳۱ اکتوبر کو اپنے عہدہ جلیلہ سے ریٹائر ہو گئے

فساد کلکتہ کے مقدمات جلدی جلدی فیصل ہو رہے ہیں اور ملزموں کو ضرب بید سے لیکر ایک سال قید تک کی سزائیں مل رہی ہیں

وکیم میونسپلٹی کے یورپین سیکرٹری کو سرکاری خزانہ کے ۲۳۰ روپے کی امانت غبن کرنے کے جرم میں صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رنگون کی عدالت سے ۲ سال قید سخت اور دو سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔

ہزآنر سر ڈینزل ایبٹسن کی صحت کی بھی تک گذشتہ ملاقات سے پورا پورا افاقہ نہیں ہوا انگلستان سے واپس آنے پر جہاں وہ اپنے ہونٹ پر عمل جراحی کرانے کی خاطر تشریف لے گئے تھے شملہ میں انہیں دوبارہ جراحی کا عمل کیا گیا اب پھر خفیف سی شکایت پیدا ہو جانے کی وجہ سے لاہور میں گذشتہ جمعرات کے روز آپ پر تیسری دفعہ ولیسا ہی عمل کیا گیا جو خوشی کی بات ہے کہ نہایت کامیاب ثابت ہوا اور جسکی وجہ سے ذوالعین صی کی آنکھ دبی ہیں انہیں مطلق دقت پیش نہیں آئیگی دعا ہے کہ خدا تعالیٰ حضور ممدوح کو جلد کلی صحت عطا فرمائے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۶ اکتوبر میں ۸۷۸۵ طاعونی اموات ہوئیں تفصیل یہ ہے۔ ہاطہ بمبئی ۷۰۳۴۔ پنجاب ۲۰۔ ممالک متوسط جس میں برار بھی شامل ہے۔ ۲۳۶۔ ریاست میسور ۵۸۹ وسط ہند ۲۲۹۔ ریاست حیدرآباد ۱۴۹ باقی متفرق۔

افسوس کہ خاندان مجیٹھیہ کے مشہور رکن سردار امراؤ سنگھ کی اہلیہ محترمہ کا جمعہ گذشتہ کو لاہور میں انتقال ہو گیا۔ موصوفہ انجہانی نہایت قابلہ اور تعلیم یافتہ خاتون تھیں اور ہندوستانی اور یورپین سوسائٹی

مسٹر طیب جی اسسٹنٹ سیشن ماسٹر پادلیشی جو ایک ہندو زنانہ سواری کی عصمت دری کا مقدمہ چل رہا تھا جیف کورٹ لاہور سے بری ہو گئے۔ فضل دین بھی جو ان کے ساتھ شامل کیا جاتا تھا بری ہو گیا۔

گورنمنٹ مسیور نے اپنی ریاست میں محکمہ بیطاری کا افتتاح کیا ہے اور تجویز کی ہے کہ چھ ہزار روپے سالانہ کے خرچ سے اس قسم کے ساتھ ہسپتال قائم کئے جائیں۔ انہیں سے اب تک ساتھ کھل چکے ہیں

میسور میں مسٹر کیرڈ ہارڈی کی آمد کی خوشی میں اہل بنگلور نے ۲۰۰ غربا کو کھانا کھلایا۔

مسٹر کیسی دت یکم نومبر کو اور مسٹر کیر ہارڈی اس سے دو تین روز بعد یہاں پہنچنے والے تھے کالکا شملہ ریلوے گنج دشملہ تک ٹیوب ہی جائیگی۔ ہر ایک لاکھ روپیہ اوسط خرچ ہوگا۔

لاہور میں سنہ کے امسال پولیس نے انسداد قمار بازی کا خاطر خواہ انتظام کر دیا ہے

محکمہ ڈاک کا بین الاقوامی جوابی کوپن ہندوستان میں ۵ اراہ حال سے رائج ہوگا۔ اور ۳ آنے کو بکیگا ممالک غیر سے خطوط کا جواب منگانے کے لئے اگر محصول پیشگی ادا کرنا ہو تو ایسی حالت میں یہ کوپن خود مکتوب الیہ کی طرف لفافہ میں بھیجنا کافی ہوگا۔

مرزا ابو رداتع صوبجات متحدہ کے ایک مشنری کو جعلی سکہ بنانے کے جرم میں مسٹر صاحب سیشن جج الہ آباد سے پانچ سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

اخبار ٹربیون کے بعد ملک آئندہ ہفتے ۹ نومبر قرار پائی ہے

لارڈ کچنر شملہ سے سرائی دورہ کے لئے شنبہ کے روز روانہ ہونے ۱۵ دسمبر کو کلکتہ پہنچینگے۔

حضور ویسرائے ۳ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء بروز جمعہ کو گورنمنٹ ہاؤس کلکتہ میں دربار منعقد فرمائینگے

رسالہ لیٹ اینڈ ولسٹ اور خبار انڈین سپکٹیٹر کے مشہور ایڈیٹر مسٹر ملاباری آجکل لاہور میں ہیں

یکم نومبر کے اجلاس سپریم لیجسلیٹو کونسل میں انسداد مجالس باغیانہ کا قانون پیش ہو کر پاس ہوا اور اسی تاریخ سے اسکے ضلع باقر گنج واقعہ صوبہ مشرقی بنگال و آسام میں نافذ ہونے کا اعلان کیا گیا ہزآنر سر ڈینزل ایبٹسن نے گورنمنٹ ہند کو اطلاع دی تھی کہ اب پنجاب میں امن قائم ہو گیا ہے لہٰذا ایکٹ مذکور پنجاب میں نافذ نہ ہوگا۔

صوبجات متحدہ کے محکمہ زراعت نے کاشتکاروں کو گیہوں کا عمدہ بیج مہیا کرنے کا جو انتظام کیا تھا اس میں کامیابی ہوئی ہے اور تجویز ہے کہ عنقریب اس انتظام کو اور ترقی دیجائے۔

پنجاب گورنمنٹ نے بھی طاعون کی انسدادی تدابیر کے متعلق ریزولیوشن شائع کیا ہے اور ہر ایسے ضلع کے لئے جہاں مرض نمودار ہو ۲ ہزار روپیہ منظور کیا ہے جو چوہوں کے اتلاف غربا کو مکان خالی کرنے میں امداد دینے اور دیگر اس قسم کی انسدادی تجاویز پر صرف کیا جائیگا۔

افواہ ہے کہ ایکسٹریمسٹ کانگریس پارٹی کے لوگ ناگپور میں اپنا علیحدہ جلاس منعقد کرینگے

گورنمنٹ صوبجات متحدہ کو کاشتکاروں میں تقاوی تقسیم کرنے کے لئے اب تک ایک کروڑ روپیہ مل چکا ہے اور ممکن ہے کہ اس پر زیادہ کی ضرورت پڑے۔

حضور ویسرائے ۱۹ نومبر کو رنگون میں رونق افروز ہونگے۔ اور ۲۸ نومبر کو مانڈلے پہنچنے سے پہلے روز مقام لاشیو میں دربار منعقد کرینگے۔ ۹ نومبر کو مانڈلے میں بھی دربار ہوگا۔

لیشا وردور شن کی فوجی میدور زنی احمال منسوخ ہو گئی ہے۔

جمعہ گذشتہ کو کلکتہ پولیس کورٹس میں گذشتہ بلوہ کلکتہ کے بہت سے ملزم چھ چھ ماہ قید کی سزا پا گئے

گذشتہ سہ ہفتہ کی رپورٹ فصل و موسم ہندسے عام ملکی حالت کسی قسم کی ترقی نہیں پاتی جاتی بلکہ حالت روز بروز نازک ہو رہی ہے۔ شمالی ہند میں فصل ربیع کی بابت بھی اندیشہ پیدا ہو گیا ہے جنوبی ہند کے اکثر حصوں میں سابق کی طرح موجودہ حالت قابل اطمینان ہے۔ لیکن بارش نہ ہوئی تو فصل ربیع کی حالت وہاں بھی اندیشناک ہوگی۔

کانپور کی میونسپلٹی نے شہر کے بڑے بڑے بازاروں اسٹیشن اور محلہ منڈی میں پہ قمقمے روشنی

مطبع ہاف ٹون پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

قیمت مع محصول ڈاک | THE VAKIL | فہرست مضامین جدید

وکیل

نمبر ۶۵ | مطبوعہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۶ شوال سنہ ۱۳۲۵ھ یوم چہار شنبہ | جلد ۱۲

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امراء و روساء سے	للعہ	سے
عام خریداروں سے	سے	صہ
طلباء و کم تنخواہ والے صاحبان سے	سے	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔
جملہ خط و کتابت مینیجر مطبع کے نام ہونی چاہیے

(علم و کتابیں)

ایڈیٹوریل

جزیرہ نما ہند کی حفاظت جاپانی یا انگلستان ؟ بہوامی کی مضبوطی
کا پہلا کرسی تو سیاسی پنیشن اور مسلمان ؟ ایک مسلمان نکی
قابل تعریف کامیابی ؟ قابل توجہ جلسہ ہندی جشن ؟ انگلستان
اور مسیحیان الزام ؟ سر ایس ٹیڈری گرفت کی شکایات
وزیر اعظم انگلستان جسٹس ہند پر
(مراسلات) ایم اے او کالج اور عہدہ سکرٹری شپ
ایک مشہور بیانات مہدی وکٹوریہ کی جواب الجواب
…
(منقولات) عربی زبان ؟ کالج کا اسپنہ سکرٹری ؟
مسلمان وزیر اعظم سپین کے انگریزی مقبوضات میں
ممالک غیر مسلمانوں دنیا: ہندوستان کی خبریں۔
اشتہارات

عمدہ کتابیں

رباعیات عمر خیام مع ترجمہ حکیم موصوف

اکثر اوقات بذریعہ اخبار وکیل پبلک کو معروف سے ہم اطلاع دیتے رہے ہیں کہ ہم ان بزرگوں کی تصانیف کو از سر نو زندہ کرنے کیلئے کوشاں ہیں یہ بھی رباعیات ہیں جن کو اگر بار بار بار اور الہامیہ کلام سے تشبیہ دی جائے تو بجا ہے
ان دنیا بھر کے تجربہ اور سادہ باتوں کے گوٹ کوٹ کر بھر دیئے ہیں۔ گویا معدن حکمت ہیں
الحمدللہ ہم نے بڑی محنت کے بعد یہ نسخہ کیمیا احباب اہل علم کے سامنے رکھا ہے
اس نسخہ کی تدوین کا پورا پورا انتظام رکھا گیا ہے۔ (۱) اس کتاب کا پرانے قلمی نسخوں سے مقابلہ کیا گیا
(۲) رباعیات کی ترتیب حروف تہجی کے رو سے ردیف وار کی گئی ہے اور ہر ایک حرف کی رباعیات کے ساتھ اسکا نمبر دیا گیا ہے (۳) رسم الخط زمانہ حال کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے
(۴) مشکل فقروں کی علامات شرح مضمون سے لگا دی گئی ہیں جنکی بدولت کتاب حل ہو جاتی ہے۔ (۵) تذکرہ مصنف جو ۸ صفحے کا ایک نہایت دلچسپ رسالہ ہے کتاب کے اول لگا دیا گیا ہے جو بڑی محنت اور تلاش کتب سے مدد لیکر لکھا گیا ہے۔ (۶) اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر نہایت خوشخط چھاپا گیا ہے قیمت ۸ ؍

حقیقت اسلام اس رسالہ میں مصنف نے نہایت متانت اور خوبی سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کا فطرتی مذہب ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ماننے اور یقین کرنے کے واسطے نہ کسی معجزہ یا خرق عادت کی ضرورت ہے اور نہ کسی فلسفہ و منطق کا جاننا ضروری ہے بلکہ اسکا ماننا انسانی فطرت میں ودیعت ہے۔
مصنف علام نے ثابت کیا ہے کہ مخالف مذہب والے کو بھی بجز تسلیم کوئی چارہ نہیں قیمت ۲ ؍

فلاح دارین امام المحدث علامہ راغب اصفہانی کی کتاب تفصیل النشاتین فی تحصیل السعادتین کا سلیس اردو ترجمہ: امام راغب چوتھی صدی ہجری میں گزرے ہیں جو اسلام کے عین عروج و کمال کا زمانہ تھا اور یہ ان مشہور علماء میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذہب کو عقل و فطرت کے مطابق بنانے میں موزوں طریقے پر زور قلم دکھایا ہے۔ کتاب کا موضوع تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس ہے۔ فاضل مصنف نے ہر بات کی دلیل قرآن کریم کی آیتوں سے دی ہے۔ اور نہایت مدلل پیرایہ میں ثابت کیا ہے کہ انسان کی خلقت کا ماحصل یہ ہے کہ وہ انسان کامل بنے اور دنیا میں خدا کا خلیفہ کہلانیکا مستحق ہو کتاب ہر لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ اور ہر مسلمان پر اسکا مطالعہ واجب ہے۔ قیمت صرف ۱۲ ؍

فیض عام معروف بہ شفاء الاسقام۔ اس کتاب میں علامہ مصنف نے قوانین علاج امراض ایسے عجیب طرز سے لکھے ہیں کہ آج تک کسی نے نہیں لکھے۔ علاوہ اسکے اس کتاب میں یہ خوبی ہے کہ جو نسخے درج ہوئے ہیں سب مصنف کے اپنے تجربہ شدہ ہیں۔ کوئی نسخہ سنا سنایا نہیں لکھا۔ اگر کوئی شاذ و نادر لکھا گیا ہے تو وہاں لکھدیا ہے کہ یہ نسخہ ہم نے خود نہیں آزمایا۔ اور نسخے ایسے ایسے عجیب ہیں جن کو طبیب لوگ قیمتی زیوروں کی طرح اپنی نوٹ بکوں میں مخفی رکھا کرتے تھے۔ اور سوائے اپنی اولاد کے کسی کو بتانا گوارا نہ کرتے تھے حضرت مصنف نے طبی دنیا پر ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے کہ انہوں نے اکسیر اکسکا ترجمہ سہل زبان اردو میں کر دیا ہے۔ قیمت ع

المشتہر مینیجر اخبار وکیل امرتسر

جلد ۱۳
مطبوعہ ۱۳ ار نومبر ۱۹۰۷ء یوم چار شنبہ
نمبر ۶۵

وائسرائے ہند کی صاف بیانی

قانون انسداد مجالس باغیانہ پر وائسرائیگل کونسل میں بحث کرتے ہوئے آنریبل مسٹر گوکھلے نے جو روش اختیار کی اُس پر ہم گذشتہ اشاعت میں کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔ آج ہم حضور وائسرائے کی اس مدبرانہ تقریر پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں جو اُنہوں نے مباحثہ مذکور کے خاتمہ پر فرمائی۔ اس تقریر سے بہتر ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں جس سے ہم معاملات موجودہ کے متعلق گورنمنٹ کے خیالات کا اندازہ کرسکیں اور گورنمنٹ کی آئندہ پالیسی کا پتہ چلا سکیں۔ کانگریسی اخبارات کی زیادتی تعداد اور اُن کی یکطرفہ تحریروں اور کانگریسی لیڈروں کی مغالطہ میں ڈالنے والی تقریروں سے ہمیں اندیشہ تھا کہ اعلےٰ ارکین سلطنت کہیں دہوکہ میں نہ آجاویں۔ اور کانگریس کی آواز کو ملک کی آواز نہ سمجھنے لگیں۔ مگر لارڈ منٹو کی مدبرانہ تقریر سے ہمارا یہ اندیشہ دُور ہوگیا اور حضور ممدوح کی انصاف پسندی معاملہ فہمی اور دور اندیشی کی بابت جو ہمارے خیالات پہلے سے تھے اُن میں مزید تقویت ہوگئی۔ یہ ثابت کرنے کی آجکل بڑی بڑی کوششیں جاری ہیں۔ کہ ملک کی حالت زرا بھی خراب نہیں۔ اور گورنمنٹ کو سخت کارروائی یا معمول سے زیادہ دیکھ بھال کی مطلق ضرورت نہیں۔ مسٹر گوکھلے نے بھی کونسل میں اس امر پر زور دیا۔ اور اپنی جادو بیانی سے گورنمنٹ کی عقل پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر لارڈ منٹو نے صاف کہدیا کہ گو قانون انسداد مجالس باغیانہ کے پاس کرنے سے ہم عام رعایائے ہند پر بغاوت کا الزام عاید نہیں کرتے۔ مگر گذشتہ چند مہینوں میں گورنمنٹ کو جو تفکرات لاحق ہوئے ہیں۔ اور جو آئندہ کے واسطے ہوشیار کردینے والے واقعات پیش آئے ہیں اُنہیں کسی طرح نظر حقارت سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ ہز ایکسیلنسی نے اپنی تقریر میں اُن تمام واقعات کو دُہرایا جو موسم بہار کے آغاز میں صلح پسند طبایع کو مشغوش کرچکے ہیں۔ اور فرمایا کہ انہیں ہم بھول نہیں سکتے۔ لاہور کا بلوہ اور وہاں بلاوجہ انگریزوں کی تذلیل۔ راولپنڈی کی شورش۔ لفٹننٹ گورنر پنجاب کا اپنے صوبہ کی حالت کو نازک سمجھنا بنا برآں لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی گرفتاری۔ اور آرڈیننس کا اجرا۔ اسی زمانہ میں مشرقی بنگال سے لوٹ مار اور بائیکاٹ کے جھگڑوں کی خبریں آئی تھیں اور ایجی ٹیٹروں کا لوگوں کو عام طور پر شورہ پشتی پر آمادہ کرنا۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں جو گورنمنٹ کے دل سے محو نہیں ہوسکتے۔ اور جو لارڈ منٹو نے مسٹر گوکھلے کی تقریر کا طلسم توڑنے کے لئے پیش کردیئے۔ ایجی ٹیٹروں کی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے لارڈ منٹو نے صاف فرمادیا کہ اُن لوگوں نے انجام کی مطلق پرواہ نہ کی خواہ وہ کتنا ہی بھیانک کیوں نہو۔ اور پبلک اسپیچوں، بغاوت پھیلانے والے اخبارات، بغاوت پھیلانے والی تحریروں اور خفیہ سفر کرنے والے ایجنٹوں کے ذریعے سے لوگوں میں بدترین قسم کے قومی تعصب کو بھڑکا دیا۔ اور پبلک کو بدل کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی عظیم الشان دیسی فوج کی وفاداری کو بھی متزلزل کرنے سے نہ رُکے۔ اس مقام پر پہنچ کر وائسرائے نے کمانڈر انچیف کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آپ میری طرف سے ملک معظم کی دیسی فوج کا شکریہ ادا کردیجئے جس نے مفسدوں کی ذلیل کارروائیوں کو حقارت کے ساتھ دیکھا ہے۔ سرحدی اقوام میں باغیانہ خیالات پھیلانے کی جو ایجی ٹیٹروں نے کوشش کی۔ لارڈ منٹو سے پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے اسکا ذکر بھی اپنی تقریر میں کردیا ہے۔ اور اس امر کو شکرگذاری کے ساتھ دیکھا ہے کہ ان مذموم کارروائیوں سے سرحدی قبایل کے خیالات میں تغیر واقع نہیں ہوا جب گورنمنٹ کے وسایل خبررسانی اسقدر وسیع ہوں اور جب اُس نے ملک کی حالات موجودہ کے اندازہ کرنے میں اپنے جملہ وسایل سے مدد لی ہو تو اُسے یہ دہوکا دینا کہ ملک میں بغاوت نام کو نہیں۔ اپنی منافقت کا اظہار نہیں تو کیا ہے ہمیں نہایت افسوس ہے کہ مسٹر گوکھلے باوجود اپنی اعلےٰ قابلیت اور پختہ سمجھ کے کونسل میں ایسی باتیں کہہ گئے جو نہ صرف ناقابل التفات ہیں بلکہ مسٹر موصوف کی عظمت کو گھٹانے والی اور اُن کی شہرت میں بٹہ لگانے والی ثابت ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی تقریر کا جیسا اثر ہونا چاہیئے تھا ویسا نہیں ہوا حضور وائسرائے نے خود مسٹر گوکھلے اور ڈاکٹر رہش بہاری گھوش کی تقریروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پولیٹیکل ریفارم کے جوش نے ان دونوں صاحبان کو اندھا کردیا ہے جو یہ ضروریات موجودہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ نہ ایسے تسلیم کرسکتے ہیں کہ ہر گورنمنٹ کا پہلا فرض یہ ہے کہ قانون کی حکومت اور امن وامان قایم رکھے اور رعایا کی حفاظت کرے۔

اسی سلسلہ میں ہم ناظرین کی توجہ ایک خاص امر کی جانب متوجہ کرنا چاہتے ہیں نہایت پبلک سے پوشیدہ نہیں کہ کانگریسی اخبار مشرقی بنگال کے اندرونی تنازعات کو ہندو مسلمانوں کے باہمی جھگڑے سے تعبیر دیتے ہیں۔ اور اسکا باعث مسلمانوں کا قومی یا مذہبی تعصب بتاتے ہیں۔ اور سارا الزام مسلمانوں کے سر تھوپتے ہیں۔ مسلمانوں ہی کو ان جھگڑوں کی ابتدا کرنیوالا بیان کیا جاتا ہے۔ اور انہی پر زیادتی کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔

مسٹر گوکھلے نے بھی اپنی کونسل کی تقریر میں مشرقی بنگال کے جھگڑوں کو ہندو مسلمانوں کا جھگڑا بتایا ہے مگر گورنمنٹ کے نزدیک مسلمانوں پر یہ بہتان غلط ہے بلکہ گورنمنٹ عام طور پر بائیکاٹ والوں کی زیادتی سمجھتی ہے کچھ عرصہ قبل صاحب وزیر ہند سے پارلیمنٹ میں ان جھگڑوں کی اصلیت کے متعلق سوال ہوا تو آپنے فرمایا کہ مشرقی بنگال کے ہندو وہاں کے مسلمانوں کو ولایتی سامان خریدنے سے مجبور رکھتے ہیں۔ ولایتی سامان چونکہ ارزاں ہوتا ہے اور مسلمان زیادہ مفلس ہیں۔ اسلئے وہ ہندوؤں کی اس زیادتی کو برداشت نہیں کرسکتے۔ اور سختی کا جواب سختی سے دیتے ہیں۔ قانون انسداد مجالس باغیانہ پر اثنائے بحث میں سرکاری ممبروں کی زبان سے مشرقی بنگال کی شورش کا ذکر نکلا تو اُنہوں نے بھی اُسکی وجہ بائیکاٹ ہی کو قرار دیا۔ اور حضور وائسرائے نے گذشتہ چند مہینوں کے ناگوار واقعات اپنی تقریر میں گنوائے اور اُن میں مشرقی بنگال کے دنگہ فساد کا ذکر کیا تو اُنہوں نے بھی اسے ہندو مسلمانوں کا تنازعہ بیان نہ کیا بلکہ بائیکاٹ اور ایجی ٹیٹروں کو اسکا باعث قرار دیا۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے معاملات پر کانگریسی اخبارات کیسے کیسے خلاف واقعہ بیانات شایع کرتے ہیں اور گوکھلے جیسے مہاشے اُن اخباروں کی تائید کرتے ہیں۔ مگر اس سے گورنمنٹ گمراہ نہیں ہوتی۔

حضور وائسرائے نے اپنی تقریر میں یہ واضح کرکر کہ گذشتہ چند مہینوں سے اس ملک کی حالت میں ایسی تبدیلی نظر آتی ہے جو غیر معمولی توجہ کی محتاج ہے۔ یہ بھی بیان فرمایا کہ سرکار کا منشا یہ ہرگز نہیں۔ کہ گذشتہ افسوسناک واقعات کی وجہ سے اصلاحیں عمل میں نہ لائی جاویں جو پولیٹیکل امنگیں اس ملک کے باشندوں میں پیدا ہورہی ہیں۔ اور امور سلطنت میں حصہ لینے کا شوق جو اُن میں بڑھ رہا ہے وہ اُس تعلیم کا اثر ہے جو انگریزی حکومت نے اُنہیں دی ہے۔ ان نئی اُمنگوں اور جدید خواہشات پر التفات نکرنا۔ بقول حضور ممدوح سخت غلطی ہوگی۔ اسلئے اُنہوں نے واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے کہ بغاوت ضرور فرو کی جائیگی اور نہایت سختی سے فرو کی جائیگی لیکن نئے خیالات کو ترقی سے نہیں روکا جا سکتا۔ اور اُن پر التفات کرنے کے لئے گورنمنٹ تیار ہے۔ مگر ہندوستان سے بغاوت دُور کرنے اور جدید اصلاحات کے اُسے ترقی دینے میں سارا بار وہ دیسی حضرات کی

امداد کی ضرورت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس ضرورت کو مدنظر رکھکر لارڈ منٹو نے دیسی پولیٹیکل لیڈروں سے معاونت حاصل کرنے کی اس توقع کا اعادہ کیا ہے جو ہز ایکسیلنسی نے ہندوستان میں تشریف لانے کے بعد اپنی پہلی اسپیچ میں ظاہر فرمائی تھی۔

اس میں شک نہیں کہ سمجھدار ہندوستانیوں کے کاندھے پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے جسکے اُٹھائے بغیر وہ اپنے حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ کے افعال پر وہ پبلک کے ساتھ نکتہ چینی کر کے رعایا کو بددل کر دیں۔ اور گورنمنٹ کی مشکلات کو بڑھائیں۔ اُن کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کے سچے ترجمان بنکر اسکی نیک نیتی اور اسکے اصلی ارادوں سے پبلک کو دیانتداری کے ساتھ مطلع کریں۔ اور حاکم و محکوم کے درمیان ایسے خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کا باعث ہوں۔ کہ ایک کو دوسرے سے تقویت ہو اور دونوں ایک دوسرے کی مدد پر بھروسہ کر سکیں

سربرآوردہ لوگوں یا پولیٹیکل لیڈروں کا جہاں یہ فرض ہے کہ رعایا کے خیالات سے گورنمنٹ کو آگاہ کریں۔ وہاں اُن کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ کے خیالات اور صحیح ارادوں سے پبلک کو مطلع کریں تاکہ رعایا میں حاکم کی طرف سے کسی قسم کی بدگمانی نہ پھیلنے پائے۔ گورنمنٹ کو یہ شکایت ہے کہ گذشتہ شورش کے موقع پر ان لوگوں نے جو آج قانون اسمبلی میں یا مجالس باغیانہ کے پاس ہونے پر ستونِ مخالفت ہیں، شورش کے دبانے میں گورنمنٹ کو مطلق مدد نہیں دی۔

لارڈ منٹو نے اپنی تقریر کے خیر حصہ میں اس الزام کی تردید فرمائی جس سے بعض لوگ لئے بعض اخبارات آجکل گورنمنٹ کو متہم کرتے ہیں۔ ہز ایکسیلنسی نے فرمایا کہ میں اس الزام کی تردید کرتا ہوں جو کبھی کبھی مجھ تک پہنچتا ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا پولیٹیکل اغراض مدنظر رکھکر ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ پر ترجیح دیتی ہے۔ برٹش راج کو اس پر فخر رہا ہے کہ اس نے بلالحاظ مذہب و ملت اور بلالحاظ ذات پات سب کے حقوق پر بے تعصبی کے ساتھ یکساں نظر رکھی ہے۔ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔" یہ اعتراض سے برادران گرامی قدر کی جانب سے اُٹھایا گیا ہے۔ اور ایک عجیب معنی رکھتا ہے۔ اُن کے نزدیک ... اں کو خواب غفلت میں پڑا رہنا چاہیئے۔ ہمارا بیدار ہونا تعلیم یافتہ قابلیت حاصل کرنا۔ اور اپنے حقوق نہ کہ کسی دوسری قوم کے اگر گورنمنٹ سے مانگنا وہ اپنی حق تلفی سمجھتے ہیں۔ اور اگر گورنمنٹ از روئے انصاف ... جائز حقوق میں سے ایک جز دینے پر رحمت فرمانے تو اُسپر بیجا طرفداری کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اور ... یہی الزام ہے جو شد و مد سے لگایا جاتا ہے کہ وائسرائے کو اسکی تردید کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور ... کونسل کے روبرو اپنی ایک موقع نکال کر یا ... موقع پاکر اپنی زبان سے تردید پیش کرتا ہے۔ بہرحال ہم مشکور ہیں کہ ... نے اپنے اس وعدہ کا اعادہ فرمایا ہے کہ ہر قوم کے ساتھ بلالحاظ اختلاف مذہب ... جائیگا۔ اور اُسکے ساتھ مثل دیگر اقوام کے سلوک ہوگا۔ ہم اس تجدید وعدہ پر ... کے ممنون ہیں کہ مسلمانوں کی بہت سی شکایات اس وعدہ کے ایفا ہوتے ہی رفع ہو جائیں ... مسلمان صرف انصاف کے طالب ہیں۔

لارڈ منٹو نے اپنی تقریر میں جن امور پر وضاحت سے گفتگو فرمائی اُن کا مختصر ذیل میں اعادہ کیا جاتا ہے

(۱) ہندوستان کے عوام الناس پر سرکار کی بدخواہی کا الزام عاید نہیں ہو سکتا۔ لیکن چند مہینوں سے پریشان اور متنبہ کرنے والے واقعات ایسے ظہور پذیر ہوتے ہیں جن سے اس جدید قانون کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

(۲) بغاوت سختی کے ساتھ دبائی جائیگی لیکن تعلیم یافتہ جماعت کی قدرتی امنگیں اور جائز خواہشات پر التفات ہوگا۔

(۳) دیسی لیڈروں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کو مدد دیں۔

(۴) ہر قوم کے ساتھ بلالحاظ مذہب و ملت یکساں برتاؤ ہوگا۔

یہ امور جس صفائی اور دانشمندی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں قابل داد ہیں۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کے...

ایک ہندو سوامی کی نصیحت

آج کل ہمارے ہندو برادران کو اپنی پولیٹیکل بیداری پر جتنا ناز ہے اُتنا کسی دوسری قوم کو نہیں بلکہ وہ اپنی ہمسایہ قوم کو اس معاملہ میں پیچھے دیکھکر اُن پر اکثر طعنہ زن ہوا کرتے ہیں۔ اور اُن پر طرح طرح کے آوازے کستے ہیں۔ لیکن یہ کبھی اُن کے خیال میں بھی نہیں آیا۔ کہ وہ خود اس معاملہ میں حد سے بڑھے جا رہے ہیں۔ اور اُن کی حرکات علاوہ مضحکہ انگیز اور طفلانہ ہونے کے اُن کے اور اُنکے ملک کے لئے مضرت رساں ثابت ہو رہی ہیں۔ اُنہوں نے پولیٹیکل بیداری کا مفہوم غلط سمجھا ہے اور جو طریقہ اُنہوں نے اپنے پولیٹیکل حقوق طلب کرنے کے لئے اختیار کیا ہے وہ خلاف عقل خلاف مصلحت اور خلاف اقتضائے وقت ہے۔ سوامی بابا پریم چند بھارتی نے ۵ نومبر کو مدراس میں ایک لیکچر دیا جس میں اُنہوں نے ہندوؤں کو پالیٹکس سے نفرت دلائی۔ سوامی جی حال ہی میں امریکہ سے واپس آئے ہیں۔ اور اس ترقی یافتہ ملک کے حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو کلمات اُنکی زبان سے ہندوؤں کی موجودہ پولیٹیکل لائف کے متعلق نکلے ہیں وہ بلاشبہ قابل غور ہیں۔ پولیٹیکل آزادی کے اعتبار سے امریکہ کو مغربی ممالک پر بھی فوقیت حاصل ہے۔ اس آزادی کی ہوا کھانے کے بعد سوامی پریم چند بھارتی کا پالیٹکس کو ہندوؤں کے لئے نامناسب قرار دینا ظاہر کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک بھی ممالک متمدنہ کے انسٹیٹیوشنز سرزمین ہند میں بارآور ہونے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ مغربی ممالک کی سیر و سیاحت سے کچھ وہی لوگ خوب فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو اپنے ملک کے حالات سے پورے طور پر باخبر ہوں۔ آج کل جو ہندوستانی نوجوان حصول تعلیم یا دیگر اغراض کے لئے ولایت جاتے ہیں۔ ہندوستان کے حالات سے باوجود اس ملک کے باشندے ہونے کے اکثر بیخبر ہوتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر وہاں سے بہت کم استعداد لیکر جاتے ہیں۔ اور یہاں اُن میں وہ مادہ پیدا نہیں ہونے پاتا جس سے اس ملک کی خصوصیات کو وہ شناخت کر سکیں۔ ولایت پہنچ کر اُن کی آنکھیں کسقدر کھلتی ہیں وہاں کی تعلیم اُن کی قوت ممیزہ کو بڑھا دیتی ہے اور اس ملک کی پبلک لائف اُنہیں اپنا گرویدہ کر لیتی ہے۔ وہاں کی سکونت اور وہاں کی سوسائیٹی کے اثر سے اُنہیں پبلک معاملات سے دلچسپی لینے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ دلچسپی اُنہیں انگلستان کی پبلک لائف سے کسیقدر باخبر کر دیتی ہے۔ چونکہ ہندوستان میں اُنہیں یہ احساس پیدا ہوا تھا۔ اس ملک کی پبلک لائف سے اُنہیں کماحقہ آگاہی نہیں ہوتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انگلستان کی ہر ایک بات پر وہ دم بخود ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں کے ہر ایک طریقے کو یہاں آکر رواج دینا چاہتے ہیں جس میں اُنہیں سخت ناکامی ہوتی ہے۔ سمجھدار اور باخبر لوگ اس غلطی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ سر سید مرحوم بھی ولایت تشریف لے گئے تھے۔ مگر وہ نہ صرف یہاں کے ملکی و قومی حالات سے پوری طرح باخبر ہو کر گئے تھے۔ بلکہ دل میں قومی درد بھی لے گئے تھے۔ اسکا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ دنیا پر مخفی نہیں۔ اُنہوں نے ہندوستان کو انگلستان بنا دینے کی لغو و لاحاصل کوشش نہیں کی بلکہ انگلستان کی معلومات سے فائدہ اُٹھا کر ہندوستان کو ہندوستان بنائے رکھنے اور اسکو اس حالت میں ترقی دینے کی صحیح کوشش کی سر سید تو خیر ایسے پایہ کے بزرگ تھے۔ دیگر سمجھدار اشخاص بھی ولایت سے واپس آکر اسکے قائل نہیں ہوئے کہ انگلستان کی پولیٹیکل لائف کو سردست ہندوستان میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ سوامی پریم چند صاحب نے تو صاف کہدیا کہ ہندوؤں کو پالٹکس سے کیا تعلق؟ اُنکے ایسی رہنمائی کے بغیر وہ پالٹکس میں قدم رکھتے ہیں۔ پالٹکس میں اُن کا دخل دینا گویا آگ سے کھیلنا ہے۔ باشندگان ملک کی موجودہ تعلیمی و اخلاقی حالت دیکھکر سوامی جی کی رائے نہایت صائب ہے اور جن قوموں نے تعلیمی اور تمدنی اصلاح کو پولیٹیکل اصلاح پر مقدم رکھا ہے۔ اُنہوں نے نہایت عقلمندی سے کام لیا۔ سوامی جی نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں نے سودیشی چرچا سنا تو مارے خوشی کے میں اُچھل پڑا۔ لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اسپر پولیٹیکل رنگ چڑھا دیا ہے تو مجھے اندیشہ

پیدا ہو گیا۔ کہ تمہاری یہ حرکت تمہارے مالی بدنی اور روحانی نقصان کا باعث ہوگی۔ وہ منہ زاویے کو یہ تمہاری مفرقہ کی کاروائی ہے۔ تم اس مفرقہ سے بچو۔ یہ تمہارا جانی دشمن ہے۔ ان کلمات کے نکلتے ہی مجمع کے ایک کونہ سے "ہنہیں ہنہیں" اور شور کی آواز سنائی دی۔ مگر اس شور کو ہونے ہی سوامی جی نے شور کرنے والوں کو اس سختی سے ڈانٹا۔ اور ان کو بے ادب اور ذلیل لوگ کہکر جھڑکا کہ شور بند ہو گیا۔ اور جلسہ پر خاموشی چھا گئی۔ سوامی بہار لال نے یہ کہہ کر بیٹھ گئے ابھی سب ڈیپٹن نہ کیا کہ اگر تمہارے سبق کو آزادی ملتی تو یہ بڑا اودھم مچا دینگے۔ اور ملک کے بعض بہترین انسٹیٹیوشنز کو نیست و نابود کر دیں گے۔ انہوں نے اس نصیحت بھری تقریر کو ختم کیا کہ گورنمنٹ نے تم کو امن و مذہبی آزادی دی ہے۔ تم اسکا شکر کرو اور اپنے ... کو درست کرنے کی کوشش کرو۔ سرکار خود بخود تمہارے ساتھ رعایتیں کریگی۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ سوامی جی پر کہیں سرکاری وظیفہ خوار ہونے کا الزام نہ لگ جائے۔

پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ اور مسلمان

یوں تو شکایت عام ہے کہ مسلمانوں کو کسی محکمہ میں کافی تعداد میں ملازمت نہیں ملتی۔ مگر پنجاب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق یہ شکایت اس وجہ سے اور بھی زیادہ قابل التفات ہے کہ اس محکمہ کی شاخ انہار سے مسلمان و دیگر زمینداروں کا زیادہ واسطہ پڑتا ہے اور اس محکمہ پر ساہوکار پیشہ لوگوں کے تسلط کے باعث زمینداروں کو وہ مسلمان ہوں خواہ غیر مسلمان سخت مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ زمیندار ملک کا ایک نہایت ضروری عنصر ہیں جنکی خوشحالی و تنگحالی کا اثر سارے ملک یہاں تک کہ گورنمنٹ پر بھی پڑتا ہے۔ لارڈ کرزن نے بھی اپنی کلکتہ کی الوداعی تقریر میں فرمایا تھا کہ میری ہر ایک پالیسی کی تہ میں زمینداروں کی بہبودی کا خیال نہاں تھا۔ اور پھر ایک دیباچہ لکھ کر کہا سب سے پہلا اور سب سے پہلا خیال زمینداروں ہی کی بہبودی کے متعلق ہونا چاہیئے۔" لیکن زمینداروں کی حالت درست کرنے کے لئے جتنی تدابیر گورنمنٹ عمل میں لارہی ہے وہ پوری طرح کارگر نہ ہونگی۔ جب تک کہ محکمہ انہار میں اُس فرقہ کا زور نہ توڑا جائے جو ساہوکار پیشہ سے تعلق رکھتا ہے۔ صاحب چیف انجینیر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ اگر اس محکمہ کے ملازموں کا نقشہ طلب فرمائینگے۔ تو ان پر منکشف ہو جائیگا کہ انہار پر کس درجہ ان لوگوں کا تسلط ہے۔ جو یا تو خود کسی نہ کسی ٹھیکہ کی آڑ میں لین دین کرتے ہیں۔ یا لین دین کرنے والے ساہوکاروں کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ ضلعدار سب اوورسیر پٹواری سب اسی زمرہ میں شامل ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنکے چنگل سے زمیندار کسی صورت سے بچ نہیں سکتے۔ اس محکمہ کے عمالوں کی بدعنوانیوں سے جو خرابیاں ظہور میں آتی ہیں۔ انکا علم پبلک کو عام طور پر ہو چلا ہے۔ چنانچہ ان خرابیوں کا علاج کہیں یہ بتلایا جاتا ہے کہ ضلعداروں کو سب ڈویژنل افسر صاحب کے تحت سے نکال کر انہیں محکمہ سول کے ماتحت کر دیا جائے اور کہیں یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ ضلعداروں کے اختیارات محدود کر دیئے جائیں۔ مگر یہ سب یا تو جزوی اصلاحیں ثابت ہونگی۔ یا عارضی حقیقی اصلاح اسوقت تک نہ ہوگی جب تک عملہ ماتحت میں اصلاح نہ کی جائے۔ اور عملہ ماتحت میں اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک ساہوکار پیشہ قوم کا محکمہ پر سے تسلط گھٹا کر زمیندار پیشہ لوگوں کو جن میں زیادہ تر مسلمان ہیں۔ کافی تعداد میں ملازمت نہ دیجائے اس مقصد کے حصول کیلئے پنجاب گورنمنٹ کو دو امور کا خاص طور پر اہتمام کرنا ہوگا۔ اول تو یہ کہ رڑکی کالج کے نمونہ پر پنجاب میں جو گورنمنٹ اسکول آف انجینیرنگ قائم ہوا ہے۔ اس میں مسلمانوں کے زیادہ تعداد میں داخل کئے جانے کا انتظام ہو اور ایسے ضوابط و قواعد مرتب کئے جائیں جو مسلمان طلبا کے ترغیب و تحریص کا باعث ہوں اور ان کے لئے خاص آسانیاں پیدا کریں۔ دوم یہ کہ جو طلبا پاس ہو کر نکلیں انہیں کوشش سے ملازمت دلوائی جائے۔ اور انہیں دیگر اقوام پر اسوقت تک ترجیح دیجائے جب تک کہ ان کی کافی تعداد محکمہ میں نہ ہو لے۔ اسکول آف انجینیرنگ میں امسال غیر مسلم طلبا زیادہ داخل ہو گئے ہیں۔ اور ہم نے سنا ہے کہ اس امر کا آئندہ روکنے کی غرض سے اور تعداد طلبا کو محدود کرنے اور تعلیم دینے والے اسٹاف پر بڑائی کا بوجھ ہلکا کرنے کے ارادہ سے نئے قوانین منضبط کئے جائینگے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ نئے قوانین ایسے نہ ہونگے جو مسلمان طلبا کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کریں کیونکہ محکمہ کی اصلاح کا تمام دارومدار اسی پر ہوگا کہ مسلمان اس میں کثرت سے رکھے جائیں۔ دیکھیں پنجاب کی کالونیزیشن کمیٹی بھی اس مسئلہ پر کچھ غور کرتی ہے یا نہیں؟

ایک مسلمان کی قابل تعریف کامیابی

ہم کو اس خبر کے سننے سے مسرت ہوئی کہ اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر مسٹر برکت علی ایم اے گذشتہ امتحان منصفی میں پاس ہو کر کامیاب امیدواروں کی فہرست میں سب سے اول آئے ہیں۔ ایک مسلمان کا منصفی کے امتحان میں تمام صوبہ میں اول آنا ایک ایسی خوشی کی بات ہے جس پر ہم ساری قوم کو مبارکباد دیں تو بیجا نہ ہوگا۔ مسٹر برکت علی کی ذہانت اور طباعی نے انہیں اس سے قبل بھی تقریباً اپنے جملہ امتحانوں میں نہایت اعزاز کے ساتھ پاس کرایا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنی فراست محنت اور دیانتداری سے اپنی آئندہ زندگی میں بھی اسی طرح قابل تعریف کامیابی حاصل کر کے مسلمانوں کی سرخروئی کا باعث ہونگے۔

قابل توجہ صاحب ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی

ضلع بارہ بنکی میں ایک مقام بانسہ شریف کے نام سے مشہور ہے جہاں ... حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی کے مزار ہونے کے مسلمان بکثرت جاتے ہیں۔ اس مقام کے قریب چند ہندوؤں کے بھی مقدس مقامات ہیں جن کے باعث بانسہ شریف ہندوؤں کی بھی آمد و رفت کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہاں تک پختہ سڑک نہ ہونے اور درمیان میں ایک نالہ حائل ہونے سے بارش کے دنوں میں مسافروں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اسکے تین راستے ہیں۔ اول اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر ایک اسٹیشن صفدر جنگ واقع ہے جہاں سے بانسہ شریف کا فاصلہ قریب ۷ میل کے ہے۔ دوسرا اسی لائن کی بہرام گھاٹ والی شاخ پر ایک اسٹیشن ہند درہ ہے۔ جہاں سے بانسہ شریف ۹ میل بعد ہے۔ تیسرے خود بارہ بنکی ہے جہاں سے اسکا فاصلہ تخمیناً ۱۰ میل ہے۔ اگر قمین رلیف ورکس کے سلسلہ میں ریلوے اسٹیشن صفدر گنج سے بانسہ شریف تک ایک چار میل کی پختہ سڑک بنوا دیجائے تو ہندو و مسلمانوں دونوں کی آسانی کا باعث ہوگی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی چونکہ علاوہ افسر ضلع ہونے کے ڈسٹرکٹ بورڈ کے پریسیڈنٹ بھی ہیں۔ اور ایک نہایت عمدہ افسر سننے میں آتے ہیں۔ اسلئے ہم انکی توجہ اس ضروری سڑک کی تعمیر کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔

مادر میسن پر الزام

دائسرائے کی کونسل کی گذشتہ اجلاس میں قانون انسداد مجالس باغیانہ پر سر ہاشمی ایڈمسن نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تہا کہ قانون مذکور کے نفاذ کا باعث ایک طرح سے ماڈرنسی ہیں جنہوں نے باغیانہ پارٹی کی کمزوری ثابت کرنے میں حیثیت مستعدی ظاہر کی ہے اور اپنی وفاداری کے لیے جوڑ رہے ہوئے ہیں لیکن بغاوت کے دبانے میں گورنمنٹ کی ذرا بہی مدد نہیں کی۔ مسٹر گوکہلے نے اس اعتراض کے جواب میں بیان کیا کہ باغیانہ خیالات کی اشاعت صرف تین ہی چار سال سے ہوئی ہے - اور اس کی تحریک اگر بالکل نہیں تو بہت کچہہ گورنمنٹ ہوئی ہے - یا گورنمنٹ کے افسر موجودہ طرز حکومت بچاس سال قبل کا ہے جو مسٹر گوکہلے کی ترقی یافتہ پارٹی کے خیال میں دقیانوسی ہو گیا ہے اور اصلاح کا محتاج ہے۔ اصلاح کا اس پارٹی کے حسب منشا یا یوں کہیے کہ کانگرس کے حسب منشا عمل میں نہ آنا کانگریس کے ایک فرقہ کی بددلی و مایوسی کا باعث ہوا۔ لارڈ کرزن کی حکومت کو اس بددلی کا بڑہانے والا اسباب کیا گیا ہے۔ کیونکہ بقول مسٹر گوکہلے لارڈ کرزن کی پہلی دو برس کی تقریروں سے لوگوں کو بہت کچہہ امیدیں ہو گئی تہیں۔ مگر ان کے بعد کے طرز عمل سے یہ امیدیں خاک میں مل گئیں اور بدول کر ... کا انگلستان کی نسبت جو پہلے عقیدہ تہا وہ جاتا رہا۔ تقسیم بنگال نے ... سمندر نازیہ ایک اور تازیانہ کا کام دیا - اور باغیانہ خیالات نے بہا زور دکہلانا شروع کیا معتدل پارٹی نے گورنمنٹ کے بہ چند سمجہایا کہ تقسیم بنگال کی غلطی کی مرتکب نہو لیکن وہ نہ مانی اور اب بجائے اپنے آپکو موجودہ حالت کا ذمہ وار گرداننے کے معتدل پارٹی پر الزام تہوپتی ہے۔ یہ ہے مسٹر گوکہلے کا جواب جو انہوں نے کونسل میں سر ... کے اعتراض کی تردید میں بیان کیا۔ اور یہی ہیں اس ... کانگریسی لیڈر کے دلایل جو اسنے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیے۔ کیا گذشتہ بچاس برس میں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بہی اصلاح عمل میں نہیں آئی۔ جو کانگریس پارٹی کے خیال میں آتی۔ کیا کانگریس نے اس ملک کو ان تمام اصلاحوں کے قابل بہی سمجہہ لیا۔ جو وہ طلب کرتی ہے۔ کیا ان اصلاحوں کا اس وقت اور جس شکل میں وہ طلب کی جاتی ہیں۔ اس شکل میں عمل میں نہ آنے سے زود رنج ... نا سمجہوں کا مجاز ہو سکتا ہے۔ اور وہ باغیانہ کارروائیاں کر بیٹہیں تو جو گروہ اپنے آپ ... عقلمند اور زیادہ زبردست سمجہتا ہے اسکا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ کوتاہ اندیشوں ... اور ان کی عقل کے ناخن لوانے۔ مسٹر گوکہلے نے یہ نہیں کہا کہ تقسیم بنگال ایک ... دل کا سوال ہے۔ بلکہ اپنے جواب میں انہیں اسکا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ اس سے مسلمانوں کو چند فوائد کی توقع ہے۔ لیکن جب وہ اسے انتظامی یا دیگر اعتبار سے مفید یا مفید نہیں تو کم از کم نا قابل اعتراض کارروائی قرار دیتے ہیں۔ تو محض اس وجہ سے کہ بنگالی اسے ناپسند کرتے ہیں۔ وہ کیوں گورنمنٹ پر اسکے منسوخ کرنے کا زور ڈالتے ہیں؟ جب کانگریسی لیڈر اتنی کہوچڑی والے بنگالیوں کو ان کی غلطی سے متنبہ نہیں کرتے بلکہ الٹا گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں اور جیسا کہ وہ باوجود انہیں ملک کی لیڈری کا دعوی ہونے کے گورنمنٹ کو شورش کے دبانے میں کسی قسم کی مدد نہیں ملتی تو کیا وجہ ہے کہ گورنمنٹ اپنی سلطنت کے انتظام کے لیے جو قوانین مناسب ضروری سمجہے انہیں نافذ نہ کرے۔ اور کیونکر اس سخت مدبیر کے اختیار کرنے کا الزام ان مدعیان لیڈرشپ پر لگایا جا سکتا ہے جو اپنے اثر اور رسوخ کو ملک میں امن قایم رکہنے کی غرض سے استعمال نہیں کرتے :.

سول اینڈ ملٹری گزٹ کی شکایت

انڈین ایسوسی ایشن لاہور نے سر ڈینزل ایبٹسن کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کرکے حضور ممدوح کی توجہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کی ان نامناسب تحریروں کی طرف منعطف کی جنمیں اخبار مذکور نے تعلیم یافتہ جماعتوں کی نسبت دل دکہانے والے کلمات استعمال کئے ہیں۔ اور ہز آنر سے درخواست کی کہ ایسوسی ایشن مذکور کو سول اینڈ ملٹری گزٹ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی اجازت دیجائے۔ ہز آنر نے نہایت مشفقانہ انداز سے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ گو منتشر اقتباسات سے پورا پورا پتہ نہیں چل سکتا کہ جن مضامین سے وہ اقتباسات لئے گئے ہیں وہ فی نفسہ کیسے ہیں۔ تاہم ان تحریروں کے قابل اعتراض ہونے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ سر ڈینزل نے ان دل دکہانے والی تحریروں پر افسوس ظاہر کیا۔ اپنے قانونی مشیر کی رائے بیان کی کہ موجودہ صورت میں قانونی چارہ جوئی نہیں ہو سکتی۔ اور امید ظاہر کی کہ آیندہ اس قسم کی شکایت کا موقع ایسوسی ایشن کو نہ ملیگا کیونکہ اخبار مذکور میں انتظامی تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ پنجاب کے سر برآوردہ انگلو انڈین اخبار نے جسے دیسی اخباروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے اپنے اعلی مرتبہ سے گر کر تحریر کا ایسا ڈہنگ اختیار کر رکہا ہے جسکو سر ڈینزل ایبٹسن نے قابل اعتراض قرار دیا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جن انتظامی تبدیلیوں کی ہمیں خبر دیگئی ہے وہ اخبار کے لئے مبارک ثابت ہونگی اور اخبار کی طرز تحریر اور پالیسی میں نمایاں فرق محسوس ہونے لگیگا :.

وزیر اعظم انگلستان بیچینی ہند پر

امراہ حال کی تاربرقی رپورٹر مظہر ہے کہ مسٹر کیمبل بنرمین وزیر اعظم انگلستان نے گلڈہال میں کے موقع پر ایک تقریر فرمائی جس میں ہندوستان کی موجودہ پولیٹیکل حالت کی نسبت بہی کچہہ ارشاد فرمایا۔ تقریر کے اس خلاصہ سے جو بذریعہ تار موصول ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب وزیر اعظم نے قحط اور طاعون پر شہنشاہ سے لیکر ادنے شخص تک کا افسوس ظاہر کرکے فرمایا کہ بعض پولیٹیکل دقتیں ... اب تک ایسی درپیش ہیں۔ جو غیر معمولی توجہ کی محتاج ہیں - مگر انہوں نے اپنا یقین ظاہر کیا کہ شورش کو ایک زبردست ہاتہہ سے دبانے اور معقول تقریر کی آزادی عطا کرنے سے اس امانت کے بار عظیم کو انگلستان اطمینان کے ساتہہ اٹہا سکے گا۔ جناب وزیر اعظم صاحب وزیر ہند اور لارڈ منٹو کی جدید تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہندوستان کے مسئلہ پر آج کل گورنمنٹ آف انڈیا۔ انڈیا آفس اور کیبنٹ کا اتفاق ہے۔

مراسلات

ایم اے او کالج اور عہدۂ سیکرٹیریٹ

ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل رات کو وقت میں نے آنکھیں بند کر کے تمام ہندوستان کے مسلمانوں پر نظر ڈالی۔ اس سوچ بچار میں تھا کہ کون شخص اس نہایت ذمہ داری کے کام میں لگایا جاوے گا کہ اتنے میں غنودگی سی آگئی اور عالم خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت ہی عالی شان مکان ہے جس کے سامنے معاشرت وغیرہ کے سامان موجود ہیں میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ ملک مکان کا پتہ نہیں۔ ہاں البتہ اس میں دو بہت بڑے بڑے رتبہ کے لوگ آباد ہیں ایک کو تو اس مکان میں رہتے کوئی دس برس کا عرصہ گذر گیا ہے۔ اور دوسرے صاحب ابھی نو وارد ہیں۔ شاید یہ لوگ علی گڈھ کے رہنے والے ہیں جب میں نے علی گڈھ کا نام سنا تو بے تحاشا آگے چلا گیا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صفہ میں دو کرسیوں پر سر سید اور نواب محسن الملک بیٹھے ہیں میں نے پہچان کر سلام عرض کیا۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے جو میری سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا کہ کیا کوئی ضروری مسئلہ دریافت کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ اس سے ضروری مسئلہ کیا ہوگا کہ آپ دونوں بزرگان قوم جنت الفردوس میں تشریف لے آئے۔ اب کالج کے کاروبار کس کے حوالے ہوئے۔ ؟ نواب صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ہمارا کالج میں اتنا ہی کام تھا جو کر چکے۔ اب باقی سب کاروبار نواب وقار الملک صاحب کے سپرد ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ دل میں تسلی رکھیں اور جہاں تک ہو سکے ان کو امداد دینے میں دریغ نہ کریں۔ سر سید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے تہذیب الاخلاق قدیم جلد چہارم کا وہ مضمون نہیں پڑھا جس کا عنوان اختتام سال ۱۲۸۹ھ ہے۔ ہم نے جو دو شخصوں کے نام وہاں گنائے تھے ان میں سے اول تو یہ حضرت نواب صاحب کی طرف اشارہ کر کے) ہیں۔ دوسرے نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب۔ یہ حضرت تو ہمارے پاس چلے آئے ہیں۔ اب مولوی صاحب کالج میں کام کرینگے۔ اتنے میں کسی شخص نے مجھکو جگا دیا اور میری حالت اس وقت حافظ صاحب کے اس شعر کی مصداق تھی۔ ؎

مکن بیدار ازیں خوابم خدارا
کہ دارم عشرتے خوش با خیالش

تہذیب الاخلاق جلد چہارم کے مضمون "حال خود و یاران خود" کا وہ فقرہ حسب ذیل ہے:-

اب ہمارے محبوب مہدی علی اور ہمارے عزیز مشتاق حسین کا حال سنو یہ ہمارے دونوں دوست ایسے ہیں جن کا حال کچھ چھپا نہیں ہے۔ مولوی مہدی علی کا علم۔ اسکی ذاتی خوبیاں۔ اسکی پیاری پیاری باتیں۔ اسکی سچی ایمانداری اسکی فصیح تقریر اس قابل ہیں الخ

منشی مشتاق حسین کی ذاتی نیکی اور نہایت سخت دینداری بے ریا عبادت۔ سچی خدا پرستی۔ نہایت تشدد سے نماز روزہ اور احکام شریعت کی پابندی جو درحقیقت بے مثل ہے۔ الخ (صفحہ ۳)

اخبار وکیل امرتسر پنجاب آبزرور لاہور انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڈھ وغیرہ میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے اس کا نتیجہ نواب وقار الملک صاحب کا انتخاب ہوتا لکھا ہے۔ ہندوستان اور پنجاب کے ہر ایک گوشہ سے بھی یہی آواز سنائی دی...

اُن بیشمار پیامات ہمدردی و تعزیت کا جواب

جو

مرحوم نواب محسن الملک بہادر کی وفات حسرت آیات پر وصول ہوئے ہیں

از طرف خان بہادر محمد مزمل اللہ خان صاحب قائم مقام آنریری سکریٹری علیگڈھ کالج

مجھے ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم علی گڈھ نیز بیگم صاحبہ نواب محسن الملک بہادر مرحوم و مغفور کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ ان بیشمار پیامات ہمدردی اور تعزیت کا عام اعتراف کروں جو والیان ریاست اور رؤسائے معززین کے علاوہ پبلک جماعتوں اور انجمنوں کی طرف سے اب تک وصول ہوئے۔ اور متواتر وصول ہو رہے ہیں بیگم صاحبہ بار بریقین دلانا چاہتی ہیں کہ اُن کے دلی رنج (جس کا گراں ہونا ظاہر ہے کہ لازمی تھا) اس تسلی بخش خیال سے بہت ہلکا ہو گیا ہے کہ انکے مرحوم شوہر کے اس کثرت سے ایسے احباب ہیں جو ان کی عظیم الشان اور عدیم المثال قابلیتوں کی پورے طور پر قدر کرتے اور ان کے معترف ہیں۔

ٹرسٹی اس امر کو نظر امتنان و اطمینان سے دیکھتے ہیں کہ عام پبلک اور اُن کی قوم نے اس ناقابل تلافی نقصان کے ماتم میں جو تمام قوم کو برداشت کرنا پڑا ہے۔ اس قدر عام شرکت کی اور اتنا زیادہ حصہ لیا ہے۔

نواب محسن الملک بہادر سر سید احمد خان کی زندگی میں ان کے دست و بازو تھے اور ان کے بعد وہ بزرگ یعنی نواب صاحب مرحوم قوم کے مسلمہ لیڈر کالج کے معتمد ہوا خواہ اور سچے محب وطن ثابت ہوئے ان کی وسیع قابلیتوں اور خداداد ہمہ گیر طبیعت نے ان کو گورنمنٹ اور رعایا دونوں کا معتمد علیہ رکھا۔ اور انکی افسوسناک وفات پر یہ امر شایاں اور واجب ہے کہ تمام ملک ان کے گہرے رنج و ماتم میں ایک آواز ہو۔ اور ان کی عظیم الشان اور قیمتی خدمات کا اعتراف اور ان کی عزیز یاد کو بطرز شائستہ زندہ رکھنے کی کوشش کرے۔

ٹرسٹیان نہایت ادب سے امپیریل اور لوکل گورنمنٹوں کے افسران عظام اور والیان ریاست کی خدمت میں ...

اٹاوہ کا ایک معاملہ

اور

آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب

آنریبل حاجی محمد اسمعیل خان صاحب رئیس دتاولی کی تحریر مطبوعہ پیسہ اخبار ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے کہ سازش کنندگان اٹاوہ سزایاب ہوں کسی شریف مسلمان کو خلاف نہیں ہو سکتا۔ جن رذیل اور کمینہ لوگوں نے ناکردہ گناہ ہندوؤں کو ستانے اور بدنام کرنے کی کوشش کی ان کو بلا شبہ ملک کے سزایاب ہونا چاہیئے۔ مگر آنریبل ممدوح نے جو الزام البشیر اٹاوہ کو سازش کنندگان کی ایک گونہ حمایت کا دیا ہے افسوس کہ میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا۔

البشیر اپنے جوش سے عموماً مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور مسئلہ زیر بحث میں بھی باوجود سعی وہ اپنا دامن اس گندگی سے بچا نہیں سکا لیکن اس نے کبھی خلیل اینڈ کمپنی کی حمایت نہیں کی۔ وہ بار بار کہہ چکا کہ خلیل اور اسکے رفقاء کو بعد ثبوت سخت سے سخت سزا دلواؤ۔ اٹاوہ کے بازار کے گر سازش کا حال پہیلا ہوا ہے تو اسکی تاروپود کو تہ و بالا کر دو۔ مگر تمام مسلمانان ہند کو جو بے وجہ اور بلا ثبوت بدنام کیا جاتا ہے اس سے باز آؤ۔ اور ہندو مسلمانوں میں تنہا بدو فساد بڑھانے کا ذریعہ نہ ہو۔ میں نہیں جانتا کہ اس درخواست میں کونسا حصہ ناقابل قبول یا غیر ممکن التعمیل ہے۔

جو برادران وطن کے اخبار تو جھوٹ ہی کرتے۔ اور مسلمانوں کو برابر بلا ثبوت بدنام کئے جاتے ہیں۔ یہ مسلم کہ ہندو اخبارات کا دل دکھا ہوا ہے۔ اسلئے اُن کا اظہار ملال ایک حد تک درست تھا بشرطیکہ ایک شخصی معاملہ کو قومیت کا رنگ نہ دیا جاتا اور ایک مقامی جھگڑے کو مسلمانان صوبہ متحدہ و پنجاب بلکہ جملہ مسلمانوں کی سازش کا نتیجہ نہ ٹھہرایا جاتا۔

آخر برادران وطن کے اظہار ناراضگی کی بھی تو وجہ ہے کہ اُن کے چند معصوم ناحق بدنام کئے گئے۔ اب اس کے مقابلہ میں الہشیر کی حالت کا موازنہ کرنا چاہیئے جس کے نام ہم مذہب بلا استثناء کسی شریف و رذیل کے ایک ذلیل و کمینہ سازش میں سہیم و شریک بتلائے جاتے ہیں۔ اور اٹاوہ کا جوڑ راولپنڈی و لاہور سے ملایا جاتا ہے۔ لالہ لاجپت رائے صاحب کی گرفتاری مسلمانوں کی "شدت اسلامیت" سے منسوب کی جاتی ہے۔ اور اگر ہمارے برادران گرامی قدر کا جوش تعصب اسی طرح روبترقی رہا تو کیا عجب ہے کہ سازش اٹاوہ کا جوڑ طہران قسطنطنیہ قاہرہ اور کابل سے بھی ملا دیا جائے۔ اور مذہبی نقطہ خیال سے مکہ و مدینہ کربلا و بغداد بھی اسی سلسلہ میں منسلک کر دیئے جائیں۔

ان حالات پر غور فرما کر آنریبل حاجی محمد اسمعیل خان صاحب بالقابہ و آدابہ فیصلہ فرماسکتے ہیں کہ مسلم اخبار جب چند لوگوں کے الزام سے اسقدر برافروختہ ہیں تو البشیر۔ وطن وکیل۔ پیسہ اخبار وغیرہ اگر اپنی تمام قوم کو ناکردہ گناہ ملزم ہوتا ہوا دیکھیں اور مشتعل ہوں تو ان کا کیا قصور ہے؟

اگر گورنمنٹ۔ اٹاوہ کے معاملے میں بعض باتوں کو مصلحتاً پوشیدہ رکھتی ہے تو یہ مستحسن ہے مگر اسکا غصہ بھی غریب مسلمانوں پر نکالا جاتا ہے۔

آریہ اور اُن کی تقلید میں ایک خیال کا انگریزی و بنگالی پریس بالاتفاق مسلمانوں کو ترقی ملک کا دشمن۔ ہندوؤں کا بدخواہ۔ ذلیل خوشامدی۔ سازشی و فتنہ پرداز بتلا رہے ہیں کبھی اُن کو گورنمنٹ کی وفاداری کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ اور کبھی "سرفلر کی چہیتی قوم" کا خطاب ملتا ہے۔

آریہ اخباروں کی تو چنداں شکایت نہیں کیونکہ اُن کا مطمح نظر مشن اور ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کو بدنام کرنا اور اُن کی جانب سے اقوام معاصر کو بھڑکانا ہے مگر افسوس تو اسکا ہے کہ بنگالی و انگلش پریس نے بھی عموماً اپنے برادران ملانی کا ساتھ دیا۔ اور کانگریس پلیٹ فارم پر جس اتحاد و اتفاق کا اعلان کیا جاتا تھا۔ اُس کا مطلق خیال نہ رکھا۔ اور تقسیم بنگال کے بعد جو دبیہ پوشیدہ درمیان میں حائل تھا وہ بھی اُٹھا دیا۔

اس حالت میں آنریبل ممدوح بہ حیثیت ایک آزاد جج کے فیصلہ فرمائیں کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ غالباً اُنکے لئے یہی چارہ کار ہے کہ یا تو وہ ترکی بترکی جواب دیں یا الزام کو تسلیم کر کے بالکل خاموش ہو جائیں۔ یا اس خیال سے کہ غلط فہمی نہ پیدا ہونے پائے۔ متانت و سنجیدگی اور مستعدی و سرگرمی سے ڈیفنس کرتے رہیں۔ بہر دو صورت اول الذکر نامناسب اور بیکار ہیں۔ اور صورت آخرالذکر ضروری اور لازمی۔ بس جو اسلامی جرائد اس آخری فرض کو ادا کر رہے ہیں اُنکو ملامت بنانا کسی حالت میں صحیح نہیں۔

رہا صبر و تحمل جسکی صلاح کمال دلسوزی سے آنریبل ممدوح دیتے ہیں اُسکی ضرورت سے کسی وقت اور کسی حالت میں انکار نہیں ہو سکتا۔ اسلامی اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اسکا خیال رکھیں اور اپنے آتش زبان آریہ دوستوں کی دشنام دہی اور تلخ نگاری اور بدگوئی کا خیال نہ کریں اور محض غلط فہمی دور کرنے کے خیال سے بقدر ضرورت ڈیفنس کرتے رہیں۔

اٹاوہ کے متعلق گو ابھی تک ستارہ شریف الطبع دوست ہر قسم کی غلط فہمی پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں مگر تمام حق پسند لوگوں نے بخوبی تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمانان صوبہ پنجاب و متحدہ تو کجا مسلمانان اٹاوہ کا اکثر حصہ تک اس مکروہ و کمینہ سازش میں شریک نہیں۔ جو کچھ کیا خلیل اور اُسکے دو چار ہمدردوں نے محض ذاتی رنجش و عناد کی وجہ سے کیا۔ غالباً گورنمنٹ بھی اسی نتیجہ پر پہنچی ہے کیونکہ سوائے خلیل کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہونے کے اور کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی گو برادران وطن کے اخبارات نے اس معاملہ کو پارلیمنٹ تک پہنچانے کی دھمکی سے کام لیا۔ مگر گورنمنٹ نے ایسی گیدڑ بھبکیوں کو فضول سمجھکر اعتنا نہیں فرمایا اور مسلمانان اٹاوہ کو بے وجہ گرفتار مصیبت کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ اگر برادران وطن کے دعووں میں کچھ بھی جان ہوتی تو گورنمنٹ عالیہ کے لئے کمیشن تحقیقات کا تقرر کوئی امر ناممکن تھا۔

سید صادق علی صاحب تحصیلدار کے رخصت فرلو پر جانے اور علی غیر خان صاحب انسپکٹر کی پنشن پانے سے برادران وطن یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ دونوں صاحب شریک سازش تھے مگر مسٹر ریونز صاحب بہادر قایم مقام کلکٹر کو جو ۲۴ گھنٹے کے اندر اٹاوہ چھوڑ دینے کا حکم ملا تو کیا صاحب ممدوح بھی شریک سازش سمجھے گئے؟

اصل یہ ہے کہ گورنمنٹ نے ابھی تک اس بارہ میں کوئی فیصلہ صادر نہیں کیا جسکی بنا پر سمجھا جائے کہ یہ تبادلے کس غرض سے کیئے گئے ہیں صرف قیاس پر چلایا جاتا ہے کہ قایم مقام مجسٹریٹ اور تحصیلدار و انسپکٹر کی نسبت کافی تحقیقات نہ کرنے کا یقین کر لیا گیا ہے۔

تحصیلدار و انسپکٹر کی نسبت ہم فرض کیئے لیتے ہیں کہ اُنہیں سازش کے جرم میں رخصت اور پنشن دی گئی ہے تو اب برادران وطن اور کیا چاہتے ہیں؟ اُن کے کلیجوں میں اس سزا کے بعد بھی ٹھنڈک کیوں نہیں پڑتی؟

وہ اٹاوہ کی "سازش کا بھانڈا پھوٹ جانے" پر تو تنزانزی کی بدانتظامی و دور اندیشی کے راگ گاتے ہیں لیکن سر کے متعلق تنزانزی کی کارروائی کو شک و شبہ کی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟ مسلمان ایماندار نہیں۔ نہ سہی۔ مگر گورنمنٹ کو تو اس قدر غیر منصف سمجھنا چاہیئے کہ باوجود فتنہ پردازی بھی وہ مسلمانوں کی حمایت کرتی رہیگی۔

جو لوگ اس قدر بدگمانی سے کام لیں کہ امیر صاحب کی تشریف آوری کا مقصد مسلمانوں کو اُبھارنا اور ہندوؤں کو دبانا سمجھیں اُن سے حق پسندی کی امید ایک امر فضول ہے۔ وہ اٹاوہ کیس کے متعلق اب تک حقیقت حال پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی حال کا واقعہ ہے کہ مسٹر زور آور سنگھ وکیل اٹاوہ کے نام سکھر سے بیرنگ خط آیا اب کھینچ تان کر وہ مسلمانوں کی سازش سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ مسٹر زور آور سنگھ کے کسی طرفدار کی کارروائی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ وہ الٹا ہی خط کا بیرنگ خط کیوں قبول فرماتے؟ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بعض دوست بیرنگ خطوط بھیجتے اور مسٹر موصوف اُنکے قبول کرنے کے عادی ہیں۔ جنہوں نے بھیجنے پر خط کا نشان کسی دوست کی طرف ملتی جلتی دیکھکر مسٹر زور آور سنگھ نے خط لے لیا۔ اور نفس مضمون کو پڑھکر جب بغض و مہمل پایا تو پولیس میں لے گئے۔ ایسی صورت میں مسٹر زور آور سنگھ پر کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا۔ ہاں اُن کے ہوا خواہ اس معاملہ کو جو خواہ مخواہ اہمیت دے رہے ہیں وہ سراسر خلاف عقل و انصاف ہے۔ اس خط کی نسبت زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ کسی نے مسٹر موصوف سے مذاق کیا اور اُنکو کچھ دیر کے لئے پریشان کرنا چاہا۔

آریہ اخبارات نے جس ہوشیاری اور بازیگری سے اٹاوہ کیس پر نظر ڈالی ہے وہ اُنہیں کا حصہ تھا مگر باوجود اسقدر دشنام دہی اور غلط بیانی کے وہ الہشیر کے مدلل و مسلسل مضامین کا جواب دینے میں قطعاً ناکام رہے اور اُن کا طرز استدلال یہی ہے تو آئندہ بھی ناکام رہینگے۔ آنریبل حاجی محمد اسمعیل خان صاحب بالقابہ جیسے مسلم ہمدرد قوم سے اختلاف کرتے ہوئے مجھے دلی افسوس ہے مگر جس طرح صاحب ممدوح نے فرض حیثیت ایک مسلمان ہونے کے اپنے خیالات کا اظہار ضروری سمجھا ہے جی اسی طور پر اپنی ناقص رائے کا اظہار کر نا مناسب جانتا ہے۔ اس سے نہ الہشیر کی بیجا حمایت مقصود ہے نہ مسلمانوں کو ہر جائز الزام سے بری کرنا مد نظر۔ بیشک مسلمانوں میں بہت سے عیوب ہیں مگر ابھی تک وہ اس قدر گئے گذرے ہوئے نہیں ہیں کہ غیر معروف اشخاص کے بدنام کرنے کے لئے راولپنڈی لاہور، سکھر اٹاوہ تک سازش کا جال پھیلائیں۔ اور صوبہ سرحدی سے لیکر شرقی بنگال تک ہندوؤں کی ایذا رسانی پر کمربستہ ہو جائیں۔ جیسا کہ آریہ اور بنگالی پریس ظاہر کر رہے ہیں اور جیسا کہ ہر مغربی سیاح کے دل میں بھی غلط خیالات جاگزین کرنا چاہتا ہے نیز آنریبل ممدوح کو آریہ اور بنگالی اخبارات ملاحظہ فرمانے کا موقع نہیں ملتا۔ ورنہ وہ اٹاوہ کے "رکیک سازش" میں اسلامی پریس کو بالکل مجبور تصور فرماتے۔ والسلام

راقم خاکسار سید حسین

منقولات

عربی زبان

لنڈن کے مستشرق ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن نے جو کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔ پارلیمنٹ کی دعوت میں جو مصریوں کی ملاقات کے لئے لنڈن میں منعقد ہوئی تھی منجملہ اور لکچراروں کے انہوں نے اپنی اسپیچ میں کہا کہ " لوگ کہتے ہیں کہ عربی زبان زمانہ حال کے علوم کے لئے لائق و مناسب نہیں ہے۔ یہ کہنے والے مگر عربی زبان کا ایک حرف بھی نہیں جانتے جس زبان نے یونانیوں اور رومیوں کے فلسفہ کو ہمارے لئے ضائع ہونے سے بچا لیا ہو جس زبان نے ہندیوں اور ہندوؤں اور گذشتہ صدیوں کے آداب و اخلاق کو ہم تک پہنچا دیا ہو جس زبان میں ہر قسم کی تحقیقی علمی کتابیں لکھی گئی ہوں اس زبان کے لئے یہ کہنا کیونکر ممکن ہے کہ زمانہ موجودہ کے اصول کی تعلیم کے لئے وہ اچھا نہیں۔ عربی میں جغرافیہ کی کتابیں اس طریقہ پر تالیف ہوئیں جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ عربی تاریخ کی کتابیں تمام کتابوں سے وسیع و دقیق ہوتی ہیں۔ میرے زمانے میں بعض عربی کتابوں میں جس طرز پر تاریخ لکھی گئی ہے یورپ میں اس طرز کی تالیف نہیں ہوئی۔ " صاحب موصوف نے اس مقام پر ابن خلدون و ابن طبری و فخری وغیرہ کا تذکرہ کیا اور یہ فرمایا کہ سیاسیات و فلسفہ و اخلاق میں ہم ایسی کتابیں پاتے ہیں جنکی مثال نہیں ملتی۔ ان بزرگان علم کی نسبت تم کیا گمان کرتے ہو جو ان صدیوں میں جبکہ ہم وحشیانہ حالت میں تھے جمع ہو کر اخوان الصفا کے نام سے ایک انسائیکلوپیڈیا تالیف کرتے تھے حالانکہ اس مشہور صدی میں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا پر ہم فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عربی زبان تعلیم کے لائق نہیں ہے۔ شہرستانی نے ملل و نحل جیسی عمدہ کتابیں مذہب و فلسفہ کے متعلق ان سب رایوں کو جنکی گذشتہ و موجودہ قومیں معتقد تھیں۔ جمع کر دیا ہے ایسے عہد کے کتب خانوں میں انسائیکلوپیڈیا کی کتابیں اب بھی موجود ہیں۔ (البیان لکھنؤ)

کالج کا آئندہ سکریٹری

نواب محسن الملک بہادر کا معاملہ تو مدتوں قوم رو لیگی لیکن اسی کے ساتھ سب سے زیادہ اس امر کی ضرورت ہے کہ نواب محسن الملک کے جانشین کے انتخاب کا فیصلہ ہو۔ چنانچہ نواب مرحوم کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد ٹرسٹیان موجودہ علی گڈھ نے سب سے پہلے اس امر پر غور کرنے کو ایک جلسہ کیا۔ اور یہ طے پایا کہ جملہ ٹرسٹیان کی خدمت میں لکھا جاوے کہ وہ سہ ماہ کے اندر کسی کو سکریٹری کالج تجویز کریں۔ اور اس کے بعد ۳۰ یوم کا میعادی اجلاس جاری کر کے انتخاب سکریٹری کا مسئلہ طے کر لیا جاوے۔ تاکہ سالانہ اجلاس ٹرسٹیان کے وقت جو ۱۴ جنوری کو ہوگا۔ صرف ضابطہ کی کارروائی عمل میں آ جاوے۔

لیکن یہ انتخاب سکریٹری کا مسئلہ زیادہ پیچیدہ اور اہم نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ جہاں تک ہم کو نئے اور پرانے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے خیالات کا علم ہے۔ ہر شخص کی زبان پر اسوقت نواب وقار الملک بہادر کا نام ہے۔ اخبارات میں ابھی سے نواب وقار الملک بہادر کا نام آئندہ سکریٹری کے لئے پیش ہو گیا ہے۔ غرضکہ قوم کے عام رجحان کے دیکھتے تو اس میں کچھ شک و شبہہ باقی نہیں رہتا کہ کالج کے آئندہ سکریٹری نواب وقار الملک بہادر ہوں گے۔ یہ سچ ہے کہ نواب محسن الملک بہادر کی قابلیت کا کوئی بزرگ ہماری قوم میں نظر نہیں آتا اور ان کے بے نظیر اوصاف کے ساتھ خدمت ہوگی لیکن اس میں بھی کچھ کلام نہیں کہ جس طرح بعد سرسید کے نواب محسن الملک بہادر کے سوا کوئی دوسرا شخص اس عہدہ کے لئے موزوں نہ تھا اسی طرح بعد نواب محسن الملک بہادر کے کوئی شخص اس اہم اور

ذمہ داری کے کام کے لئے سوائے نواب وقار الملک بہادر کے موزوں نہیں ہو سکتا۔ اسوقت ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ ہم نواب وقار الملک بہادر کے اوصاف کا سکہ مسلمانوں کے دلوں پر پہلے سے جما ہوا ہے۔ اسوقت ہم کو صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ ٹرسٹیان کالج کی خدمت میں یہ درخواست کریں کہ جس طرح سرسید کی وفات کے بعد مختلف پارٹیاں بن گئی تھیں اور ایک پارٹی دوسری کو زیر کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے نواب محسن الملک بہادر کی توجہ سکریٹری ہو جانے کے بعد ان پارٹیوں سے کالج کو نقصان سے محفوظ رکھنے کی طرف مائل ہو گئی تھی جسکی وجہ سے سرسید میموریل فنڈ کے کام میں بہت کچھ رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اور کالج کے بہت سے کاموں میں ابتری پیدا ہو گئی اور جب تک کہ ان کے اندر کی قوت منتشر ہو گئی۔ نواب محسن الملک بہادر جیسی قابلیت کا شخص کالج کو زیادہ نفع نہ پہنچا سکا۔ یہ حالت اسوقت ہمارے لحاظ سے کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ نہایت بدقسمتی و بدنصیبی ہوگا جب کوئی شخص نواب وقار الملک بہادر کے مقابلہ میں سکریٹری ہونے کے لئے خود کوشش کرے گا۔ یا اپنے دوستوں سے اپنے آپ کو پیش کرا دے گا اگرچہ یہ امر یقینی ہے کہ نواب وقار الملک بہادر کی زندگی میں کوئی شخص اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ نواب صاحب خود سکریٹری ہونے سے انکار نہ کر دیں لیکن نواب صاحب آمادہ ہیں کہ اگر ٹرسٹیان کالج ان کو سکریٹری مقرر کرینگے تو کالج کی بہبودی کے خیال سے وہ اس عہدہ کو قبول کر لینگے۔ تاہم اس سے یہ نقصان تو ضرور ہوگا کہ اخبارات اور قوم کے دوسرے نامور بزرگوں کی توجہ بحث و مباحثہ کی طرف مائل ہو جاوے گی۔ اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اس میں ذاتیات کے متعلق بحث و مباحثہ شروع ہو جاوے گا جس کا نتیجہ سوائے اس کے کہ اچھے دل رنجیدہ ہوں اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس اسوقت کام کرنے کے لئے بہت سے اہم مسائل پیش ہیں مگر ابھی کانفرنس کا زمانہ ہے۔ اس کا انتظام کرنا ہے ضرورت ہے کہ مسلمان تمام مباحثوں کو چھوڑ کر صرف توسیع کونسل کے مسئلہ پر متوجہ ہو جاویں۔ کیونکہ اگر اسوقت مسلمانوں نے اس مسئلہ پر کافی توجہ نہ کی تو نہایت ناقابل برداشت نقصان اٹھائینگے۔ یہ کام ایسا اہم اور ضروری تھا کہ نواب محسن الملک بہادر نے اس کام کے پیچھے اپنی جان تک دیدی۔ نہایت شکر گذاری کی بات ہے جبکہ ان کو بھائی کی موت کا سخت صدمہ پیش آیا تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر وہ فوراً شملہ روانہ ہو گئے۔ ایسے اہم اور ضروری مسئلہ کو چھوڑ کر سکریٹری شپ کے امیدواروں کے متعلق بحث مباحثہ ہونا ایک نہایت ناگوار اور مضر امر ہوگا۔ اسٹرائک کے بعد اب کالج کی حالت کا ضرورت ہے کہ اس کی اندرونی اصلاح کی طرف پوری قوت اور توجہ سے کام لیا جاوے۔ لیکن سکریٹری شپ کے امیدواروں کی بحث اگر چھڑ گئی تو بجائے اس کے کہ کالج کے اندرونی نقائص کی اصلاح ہو۔ اس میں اور زیادہ خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ بھی ضرورت ہے کہ اسوقت نواب محسن الملک بہادر کی یادگار قائم کرنے کے لئے جان توڑ کر کوشش کی جاوے۔ ابھی تازہ غم ہے اگر اسوقت کوشش کی جاوے گی تو یادگار کے لئے سرمایہ جمع ہونا ممکن ہے۔ لیکن اگر سکریٹری شپ کے لئے باہمی جھگڑا پیش آ گیا تو سرمایہ جمع کرنے میں رکاوٹ پیدا ہو جاوے گی۔ غرضکہ ہر ایک اعتبار سے اسوقت سکریٹری شپ کا جھگڑا قوم کے لئے نہایت مضر ثابت ہوگا۔ لہٰذا کالج کے ساتھ اصلی اور سچی محبت اس میں ہے کہ اسوقت بلا کسی اختلاف کے نواب وقار الملک بہادر کو سکریٹری بنایا جاوے اور تمام ہمت متفقہ کوشش کر کے نواب محسن الملک بہادر کی یادگار کے لئے سرمایہ جمع کریں اور کالج کی اندرونی اصلاح اور ترقی کی کوشش کریں۔ پمفلٹ بازی اور مضمون نگاری میں اگر وقت کو صرف کیا گیا۔ تو درحقیقت یہ کالج کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی ہے۔

کالج کے سکریٹری کی ذمہ داریاں بہت زیادہ اہم اور دشوار ہو گئی ہیں اور ہر شخص کا یہ کام نہیں ہے کہ اس بار کا متحمل ہو۔ کالج کا سکریٹری بیشک اسوقت تک قوم میں معزز رہا ہے لیکن خوش قسمتی کی

کالج کو اب تک جو سکرٹیری ملے اُن کی ذاتی قابلیت اس قدر اعلیٰ تھی کہ اگر وہ کالج کے سکرٹیری نہوتے تاہم نہایت نامور اور معزز ہوتے۔ چنانچہ نواب محسن الملک بہادر سکریٹری کالج ہونے سے قبل قوم اور ملک میں پوری عزت اور شہرت حاصل کر چکے تھے سکریٹری شپ کی وجہ سے انکی عزت میں بہت ہی کم اضافہ ہوا۔ نواب وقار الملک بہادر قوم میں پہلے سے شہرت عزت اور اعتبار حاصل کر چکے ہیں وہ اپنی عزت افزائی کے لئے سکریٹری شپ کے محتاج نہیں ہیں لیکن درحقیقت کالج محتاج ہے کہ اُن جیسی قابلیت کا نامور بزرگ کالج کا سکریٹری مقرر ہو۔ اور بدقسمتی سے اسوقت کسی دوسرے شخص پر نظر نہیں پڑتی۔ جو اُن سے زیادہ یا کم سے کم اُن کے برابر اس عہدہ کے لئے موزوں ہو لہٰذا اگر کسی کو نواب وقار الملک بہادر کے مقابلہ میں سکریٹری بننے کی خواہش ہو ہم سمجھینگے کہ اُسنے خود اپنی ذات کے متعلق صحیح رائے قائم نہیں کی۔ لہٰذا ایسا شخص کسی طرح کالج کے لئے مفید نہوگا۔ بلکہ مضر ہوگا۔ (البشیر)

مسلمان برِ اعظم یورپ کے انگریزی مقبوضات میں

پیرس (دار السلطنت فرانس) کے نامور میگزین "دنیائے اسلام" میں اس عنوان سے ایک مضمون چھاپا گیا ہے مضمون نگار لکھتا ہے کہ انگریزی مقبوضات یورپ میں جس قدر مسلمان موجود ہیں اُن کی صحیح صحیح تعداد معلوم کرنی مشکل ہے۔ شاید ان کی تعداد ایک ہزار ہو۔ اور اگر مسلمان ملاح اور وہ ترک اور عرب اور مصری مسلمان بھی شامل کر لئے جائیں جو چند روز یا چند ہفتے کے لئے قیام کرتے ہیں تو شاید انکی تعداد اس سے دوچند یا سہ چند ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک انگریزی بندرگاہ میں تقریباً پچاس سے دو سو تک مسلمان پائے جاتے ہیں۔

جو مسلمان قیام پذیر ہیں۔ اور جو اکثر تاجر ہیں۔ یا جو ملکوں کا اہتمام کرتے ہیں یا طالب علم ہیں وہ چند ایرانیوں اور چند ہندوستانی مسلمانوں کے سوا سب کے سب سُنّی مذہب کے ہیں مسلمانوں کی بڑی تعداد لورپول میں ہے جہاں شیخ الاسلام عبداللہ کوئلیم رہتے ہیں۔ اس نامور شخص کی سرگرمی سے اخیر بیس سال کے عرصہ میں ڈیڑھ سو کے قریب انگریز مسلمان ہو چکے ہیں شیخ عبداللہ کوئلیم ۱۸۵۶ء میں لورپول میں پیدا ہوئے۔ اسی شہر میں تعلیم پائی۔ اور ۱۸۷۸ء میں وہ وکیل بن گئے۔ ۱۸۸۴ء میں وہ اول اول مراکو کی سیر و سیاحت کو گئے۔ اس سے ایک سال بعد انہوں نے مذہب اسلام قبول کیا اور ۱۸۸۷ء میں لورپول میں ایک اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ اسوقت سے دنیائے اسلام کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا گیا۔ ۱۸۹۰ء میں انہوں نے شاہ کجکلاہ ایران سے ملاقات کی ۱۸۹۱ء میں وہ قصر یلدیز میں سلطان کے مہمان ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں انہوں نے مراکو کا دوسری بار سفر کیا اور سلطان مراکو سے ملاقات کی۔ اور فاس کے اسلامی مدرسہ سے تحصیل علم کی سند حاصل کی ۱۸۹۴ء میں وہ سلطان عبدالحمید خان کی طرف سے لاگوس (افریقہ) کو گئے اور انہوں نے سلطانی تمغہ وہاں کے فرمانروا محمد شتا بے کو پہنچایا ۱۸۹۵ء میں ان کی ملاقات پرنس نصر اللہ سے ہوئی جو امیر عبدالرحمن خان صاحب مرحوم فرمانروائے افغانستان کے بیٹے ہیں ۱۸۹۰ء میں وہ لورپول میں سلطان کی طرف سے نائب کونسل مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۸ء اور ۱۹۰۰ء میں جلالتمآب سلطان عبدالحمید خان کی حضور میں حاضر ہونے کا بہرہ ان کو اتفاق ہوا۔ آخری سن میں پیرس (دار السلطنت فرانس) میں شاہ ایران مظفر الدین شاہ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ سلطان عبدالحمید خان نے اُن کو اعزاز و احترام کے کئی تمغے اور نشان عطا فرمائے ہیں۔ امیر افغانستان نے بھی ایک سونے کا میڈل اور (۱۵۰۰) پونڈ کا عطیہ مرحمت کیا ہے۔

انگریز مسلمانوں کی طرف سے ایک ہفتہ وار اخبار "ہلال" کے نام سے انگریزی زبان میں نکلتا ہے جو لورپول سے شائع کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار پندرہ سال سے نکلتا ہے اور اس کے ۱۶ صفحہ ہوتے ہیں اس میں عام طور پر دنیا کے مسلمانوں کے اور خاص طور پر انگلستان کے مسلمانوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ انگریز مسلمانوں کی طرف سے ۲۴ صفحات کا ایک ماہوار رسالہ بھی نکلتا ہے۔ جسکا نام "اسلامی دنیا" ہے جس میں مختلف مضامین درج کئے جاتے ہیں اسکے ایڈیٹر خود شیخ الاسلام عبداللہ کوئلیم ہیں۔ لورپول کی اسلامی انجمن ایک قدیم شاندار عمارت میں ہے اسی عمارت میں ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ اور ایک عجائب خانہ اور ایک کیمیا خانہ اور ایک کمرہ مطالعہ کتب و اخبارات کے لئے ہے۔ ایک شاندار مسجد ہے جس میں انگریز مسلمان جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ بدھ کی شام کو مسلمان جمع ہو کر اخلاقی اور علمی مضامین پر بحث کرتے ہیں۔ اور انجمن کے انتظامی معاملات پر غور کرتے ہیں۔ اتوار کی شام کو وہ لیکچر سنتے ہیں۔ علاوہ اسکے ایک یتیم خانہ بھی ہے جس میں ہر مذہب ہر گروہ کے یتیم بچے پرورش پاتے ہیں شیخ عبداللہ کوئلیم چاہتے ہیں کہ (۴۵۰۰) پونڈ کے خرچ سے ایک شاندار مسجد لورپول میں تعمیر کرائیں مگر اسقدر روپیہ میسر دست موجود نہیں ہے انکی تمنا ہے کہ دنیائے اسلام اس کام کے لئے فیاضی سے چندہ دے۔

جزایر برطانیہ میں جو مسلمان ہیں۔ ان میں سے صرف لورپول میں ۲۰۰ سنی مسلمان ہیں جنمیں سے ۴۰ مسلمان انگریز قوم کے ہیں بیس ترک اور مصری اور مراکشی اور حبشی مسلمان ہیں تمام جزایر برطانیہ میں صرف یہی ایسا شہر ہے جہاں مسجد ہے۔ مانچسٹر میں (۸۰) مسلمان ہیں انمیں سے ۷۰ سُنی ہیں۔ ان کی تقسیم اسطرح ہوتی ہے کہ منجملہ ان کے (۴۵) ترک اور شامی ہیں، ۱۰ مغربی ہیں اور ۱۲ انگریز ہیں۔ باقی ۸۰ مسلمانوں میں سے ۳ شیعہ ہیں جو ایران کے باشندے ہیں۔

ساؤتھ پورٹ میں ۱۲ سنی مسلمان ہیں جن میں سے چند انگریز ہیں اور ایک ہندوستانی۔ لنڈن میں ۱۶۲ مسلمان ہیں اُن میں سے ۱۰۷ مسلمان سنی اور ۵۵ شیعہ ہیں۔ سنیوں میں سے ۷۰ ہندوستانی ۲۵ ترک اور ۱۲ انگریز ہیں۔ شیعوں میں ۵۰ ہندوستانی اور ۵ ایرانی ہیں۔

لنڈن میں جو مسلمان ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو تحصیل علم کے لئے یہاں آئے ہیں۔ اولڈہم اور براڈفورڈ میں بھی کچھ مسلمان ہیں۔ کارڈف میں ۹ سُنی مسلمان ہیں جن میں سے ۵ عرب اور ۴ ترک ہیں۔ اسکاٹلینڈ میں ۵ مسلمان ایڈنبرا میں۔ اور ۲۰ گلاسگو میں اور چند مسلمان اور شہروں میں ہیں۔ آیرلینڈ میں ۱۲ مسلمان ہیں جن میں سے ۱۰ انگریز ہیں۔ اور ایک خاص آیرش اور ایک مصری مسلمان ہے۔ جزیرۂ مین میں ۶ مسلمان ہیں جزایر نارتھ مین میں ایک مسلمان ہے جبرالٹر میں ۹۰ مسلمان ہیں ان میں سے اکثر مراکو کے باشندے ہیں اور سب سنی مسلمان ہیں یہاں ایک مسجد بھی ہے۔ مالٹا میں بھی ۵۰ مسلمان ہیں۔ انمیں سے ۲۵ طرابلس (شمالی افریقہ) کے رہنے والے ہیں۔ اور باقی ٹیونس اور الجزایر کے مسلمان ہیں۔ یہ بیچارے مسلمان بازاری اور مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ اور نہایت محنتی اور جفاکش ہیں۔ اور اٹلی والے مزدوروں سے کم اجرت پر کام کرتے ہیں۔ ہر سال مالٹا میں تقریباً (۱۵۰۰) مسلمانوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ جبرالٹر پر مسلمانوں کا قبضہ ۷۱۱ء سے ۱۳۰۲ء تک اور ۱۳۳۳ء سے ۱۴۶۲ء تک رہا اور مالٹا پر انکا تسلط ۸۷۰ء سے ۱۰۹۰ء تک تھا۔ مالٹا کی زبان میں مسلمانوں کی زبان کا عنصر آج تک موجود ہے اور مالٹا والوں کے خط و خال میں عربی خط و خال کی جھلک پائی جاتی ہے ۱۸۷۴ء میں دولت عثمانیہ نے پانچہزار پونڈ کے صرف سے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی تھی ۸۷۰ء میں سسلی کے مسلمانوں نے اس جزیرہ میں ایک شاندار قلعہ بھی بنایا تھا۔ (انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڈھ)

ممالکِ غیر

لارڈ کرزن نے ۱۰ نومبر کو بمقام آکسفورڈ سرحد کے مضمون پر لیکچر دیا۔ سرحدی افسروں کے کام کی تعریف اور انگریزی روسی عہد نامہ کی نسبت بے اطمینانی کا اظہار کیا۔

۱۰ نومبر کو انگلستان سے ۱۰ لاکھ پونڈ کا سونا روانہ امریکہ کیا گیا۔

اخبار ٹائمز نے حضور والیسرائے کی اس تقریر کی بہت تعریف کی ہے جو انہوں نے یکم نومبر کو لیجسلیٹو کونسل کے جلاس میں کی تھی جس سے پایا جاتا ہے کہ لارڈ منٹو اور مسٹر مارلی کی پالیسی میں سر مو تفاوت نہیں۔ ٹائمز اس امر پر افسوس ظاہر کرتا ہے کہ اعتدال پسند ہندوستانی ڈرپوک پنے سے کام لیتے ہیں۔

مقام ایلوٹس میں جو ریاست ہائے متحدہ کے مغربی ساحل پر واقع ہے دیسی باشندوں نے ہندوستانی مزدوروں کے مکانات پر حملہ کیا اور جہاں جہاں انہوں نے بھاگ کر پناہ لی وہاں بھی ان کا تعاقب کیا آخر بیچاروں کو شہر چھوڑنا پڑا۔

روس کے وزیر محکمہ ریلوے کو مختلف اطراف ملک میں سفر کرنے سے معلوم ہوا کہ تمام صوبہ انقلاب پسندوں کا تسلط ہے۔ اور عنقریب ایک مسلح بغاوت ہوا چاہتی ہے۔ وزیر مذکور عاشق آباد میں ایک بم کے گولے سے بال بال بچا۔

انگلستان میں ملازمین ریلوے اور حکام کے مابین شرح اجرت اور کام کے اوقات کے بارہ میں جو تنازعہ رہا تھا اور جس کی وجہ سے وہاں ایک عالمگیر سٹرائک ہو نیوالا تھا جائے اطمینان ہے کہ صاحب پریذیڈنٹ بورڈ تجارت کی عمدہ کوشش سے مصالحت انجام پا گیا اور ہر دو فریق کی منظوری سے ایک جدید انتظام قرار پایا تجویز ہوا جو تجربتاً چھ سال تک قائم رہیگا۔

مسٹر رو ہتھر فورڈ ممبر پارلیمنٹ نیشنل کانگریس میں شریک ہونے کے لئے ولایت سے روانہ ہند ہوئے ہیں۔

امریکہ میں الیکشن کے نتیجہ کی وجہ سے انگلستان اور جرمنی کے سرکاری بنکوں نے اپنی اپنی شرح سود میں اضافہ کر لیا ہے جس کا تجارت پر اثر پڑ رہا ہے۔

گورنمنٹ جاپان نے جاپانی مزدوروں کو کثرت سے امریکہ جانے سے روکنے کی تجویز منظور کر لی۔

۱۹۰۸ء کے روسی بجٹ میں ۹ کروڑ ۸۰ لاکھ روبل کی کمی دکھلائی گئی ہے جو قرضہ لیکر پوری کی جائیگی۔ اس میں ۱۴ کروڑ ۷ لاکھ جنگ روس و جاپان کی بابت ہے۔

جنوبی فرانس کے بعض اضلاع میں بہ شدید بارش ہوئی سیلاب سے مال و جان کا بہت نقصان ہوا دیل کی آمد و رفت رک گئی۔

برٹش کولمبیا میں ہندوستانی تارکان وطن کی مخالفت کی غرض سے سابق وزیر اعظم کی سرکردگی میں ایک لیگ قائم ہوا ہے۔

مسٹر گوکھلے نائب وزیر خارجہ روس جو مقام قحط کے متعلق غبن کے الزام میں ماخوذ ہو تھا اس کو تحقیقات عہدہ پر برطرف کیا گیا اور حکم ہوا کہ تین سال تک اسے کسی قسم کی سرکاری ملازمت نہ دی جائے۔

گورنمنٹ ٹرانسوال کی طرف سے حضور ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب پر بے نظیر کلنین ہیرا حضور ممدوح کی خدمت میں بطریق اظہار وفاداری ہدیۃً پیش کیا گیا۔ سر آر سالومن اسے لیکر حضور ممدوح کی خدمت میں قصر سینڈرنگہم میں حاضر ہوئے۔

قیصر جرمن و قیصرہ محترمہ ۹ نومبر کو انگلستان پہنچے۔ ان کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔

پرنس رنجیت سنگھ جی والئے جام نگر ۱۰ تاریخ کو انگلستان پہنچے۔

لارڈ کلمین نے پیرس کے ایک ہوٹل میں کھڑکی سے سر کے بل گر کر خودکشی کر لی۔

اسلامی دنیا

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے

	روپیہ	آنہ	پائی
میزان مندرجہ اخبار وکیل ۲ نومبر ۱۹۰۸ء	۲۰۱۳۹	۱۳	۳
بعرفت منشی محمد یعقوب خانصاحب لسمور رجمنٹ ۲۰ پنجاب انفنٹری ملک ٹرلیا بتفصیل ذیل: سید شفاعت حسین شاہ صاحب خود ہے۔ غلام غوث خانصاحب سکنہ گڑھ شنکر ۱۲ حیثعلی خانصاحب ۱۲ کمال الدین خانصاحب ۱۲ قادر بخش صاحب ۱۲ اکبر دین صاحب ۱۲ غلام غوث خانصاحب سکنہ کریہ ۱۲	۸۰	۱۰	۰
میزان کل	۲۰۲۲۰	۷	۳

بمبئی سے ابتک ستر ہزار (۴۸۲، ۷۰ روپیہ ۸ آنہ) بذریعہ نیشنل بنک روانہ دارالسعادۃ ہو چکے ہیں۔

محسن قوم نواب محسن الملک مرحوم کی وفات پر تمام ہندوستان میں عالمگیر افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے اہل اسلام کے سوا دیگر اقوام کے اصحاب بھی اس ماتم میں مسلمانوں کے شریک ہیں جس سے مرحوم کے بیشمار اوصاف اور محاسن کے علاوہ ان اصحاب کی ہمدردی اور مردم شناسی کا ثبوت ملتا ہے جنابات پبلک اور انجمنہائے اسلامیہ وغیرہ کے ماتمی جلسوں کی رپورٹیں لگاتار شائع ہو رہی ہیں۔ دفتر اخبار وکیل میں بھی ایسے خطوط کثرت سے موصول ہوئے ہیں جنہیں افسوس کہ ہم بوجہ طوالت درج کرنے سے معذور ہیں۔

ہز ہائنس امیر کابل ہزار ستاسی ۲۰ اکتوبر کو دورہ پر روانہ ہوئے۔ اور ۲۳ کو کاشغر خان میں جو دہلی کو ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے۔ پانی بالکل صحیح و تندرست ہیں المنتحال کی برفباری کی وجہ سے قافلہ کو...

کابل کی خبر سے پایا جاتا ہے کہ امیر صاحب نے اپنی سلطنت کے بعض بڑے بڑے مقامات میں شفاخانے قائم کرنیکا حکم دیا ہے اور کابل میں اپنے میڈیکل شاف کو استحکام دینے کی تجویز کر رہے ہیں۔ اس غرض سے لاہور سے ایک مشہور مسلمان اسسٹنٹ سرجن اور دس ہاسپٹل اسسٹنٹ طلب کئے گئے ہیں۔

آنریبل نواب سید محمد صاحب مدراس کی معیاد ممبری انڈین کونسل عنقریب ختم ہونیوالی ہے جسکی وجہہ سے گورنمنٹ نے غیر سرکاری ارکین مدراس کونسل کو انتخاب جدید قائم مقام منتخب کرنے کی ہدایت کر دی ہے۔ آنریبل نواب صاحب کی معیاد ممبری بھی ختم ہونے والی تھی۔ جائے مسرت ہے کہ گورنمنٹ نے انہیں دوبارہ ممبری کے لئے نامزد فرمایا ہے۔

اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ مقام قراتاغ میں جہاں زلزلہ آیا تھا۔ پہاڑ کے پھیلنے سے تین چار ہزار سو دی ملک بہہ گئے قریب دو چار کے دیہات بھی تباہ و ویران ہو گئے۔

ترکستان سے ۸ مسلمان جن میں دو عورتیں تھیں بعزم حج پایۂ تخت تبت کی راہ سے ہندوستان ہوکر حجاز کو جا رہے تھے جونہی تبت سے گذرنے ہو بیچارے اُن کا مال و اسباب لوٹ لیگئے۔ اور دو مرد اور دو عورتیں بھی جاں بحق ہوئیں۔ باقی ماندہ چار اشخاص جیسے تیسے بحفاظت پولیس دارجلنگ سے کلکتہ میں لائے گئے۔ اور حکام کا ارادہ ہے کہ انہیں بعد تحقیقات واپس اپنے وطن کو بھیجدیا جائے۔ کلکتہ میں اُنکی ہیئت کذائی کا ایک عالم تماشائی تھا۔ اور کوئی اُن کی زبان نہ سمجھ سکتا تھا۔

ناگپور کے اہل اسلام اپنے شہر میں ایک اسلامیہ ہائی سکول قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جسکے لئے انہوں نے دس ہزار روپیہ ایک جمع کر لیا ہے۔ صاحب چیف کمشنر ممالک متوسط و صاحب ڈپٹی کمشنر ناگپور اس میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔

صوبۂ بمبئی کے گجراتی اخبار وقائع بھی نواب محسن الملک کے حالات شائع کئے ہیں اور انکی خدمات پر نہایت نامور اور ظاہر کیا ہے۔

مصر کی مجوزہ یونیورسٹی کا چندہ اب تک ۲۶۴۴۷ پونڈ تک پہنچ چکا ہے۔

ماہ شوال آئندہ میں مصر کی انجمن عروۃ الوثقیٰ کی طرف سے صنعت و حرفت کا ایک مدرسہ کا افتتاح کیا جائیگا خدیو مصر اس رسم کو اپنے ہاتھ سے ادا کرینگے۔

الدستور نامی ایک جدید روزانہ اخبار مصر سے نکلنے والا ہے۔ اسکے ایڈیٹر نامور مصری مصنف علامہ فرید افندی مصری ہوں گے۔

سر ایلڈن گورسٹ نے جو لارڈ کرومر کی جگہہ حال میں مصر کے برٹش ایجنٹ مقرر ہوئے ہیں ۲ ر نومبر کو بمقام قاہرہ اپنے انگریزی شاف کو طلب کر کے اُن کے سامنے اُس پالیسی کا اظہار کیا جسپر برٹش گورنمنٹ آئندہ مصر میں کاربند ہونا چاہتی ہے۔ اگرچہ یہ جلسہ پرائیویٹ تھا لیکن بقول نامہ نگار رئیٹر سر ایلڈن نے اپنے شاف کے ممبروں کو تاکید کی کہ اہل مصر پر حکومت نکریں بلکہ انہیں خود حکومت کرنا سکھائیں۔

افسوس ہے کہ خان بہادر سید جلال الدین حیدر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست ٹونک نے جو صوبجات متحدہ کے نہایت مشہور اور قابل افسران پولیس میں شمار کئے جاتے تھے ۱۲ ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو انتقال کیا۔

ہز ہائینس نظام حیدرآباد خلد اللہ ملکہ کے سنگہوے محل میں ایک اور شہزادہ بلند اقبال کا تولد ہوا۔

۲۵ رمضان کو سلطان زنجبار نے حمیدیہ مسجد میں جلالتمآب سلطان المعظم کے ہمراہ نماز جمعہ ادا کی۔ اسکے بعد سلطان المعظم نے انہیں شرف ملاقات بخشا۔

محسن الملک میموریل فنڈ کا چندہ جمع کرنے کے لئے نواب وقار الملک بہادر کی طرف سے عنقریب ایک اپیل شائع ہونے والا ہے۔

سنا ہے کہ نفٹنٹ سید افتخار الدین صاحب جو گورنمنٹ ہند کی طرف سے حال میں برٹش ایجنٹ دربار کابل مقرر ہوئے تھے۔ اب سابقہ عہدہ وزیر اعظم ریاست ٹونک پر واپس تشریف لاتے ہیں۔ اور دسمبر کے پہلے ہفتہ میں کابل سے لاہور پہنچینگے۔ اُن کی واپسی کی وجہہ معلوم نہیں ہوئی۔ نہ ہنوز یہ معلوم ہوا ہے کہ اُن کی جگہہ اب کون شخص مقرر ہو کر جائیگا۔

مصر میں افواہ ہے کہ مسٹر ڈنلوپ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم مصر و سوڈان عنقریب اپنی عہدہ سے سبکدوش ہونے والے ہیں کیونکہ ان کے انتظام میں بہت سے نقائص دریافت ہوئے ہیں۔

حجاز ریلوے فنڈ میں ۱۳ ر اگست ۱۹۰۷ء تک چندوں اور دیگر ذرائع سے ۴ کروڑ روپیہ جمع ہوا اور سنا ہے تین کروڑ روپیہ کے قریب خرچ ہوا۔ ۴۵ لاکھہ روپے کے قریب اس تاریخ کو عثمانیہ بنک میں جمع تہا۔

مدراس سپلائی لشکر میں کلکٹر مجسٹریٹی کی دو اسامیاں مسلمانوں کے لئے محفوظ ہیں اسپر کہ جنوبی کنارہ میں پہلے ہی مسلمان کلکٹر مجسٹریٹ متعین ہے اب کرنول میں محمد قادر نواز خان صاحب کے کلکٹر مجسٹریٹ مقرر ہونے سے دوسری اسامی بھی پر ہو گئی ہے۔

تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ ایران میں اور خصوصاً علاقہ شیراز میں بد امنی کی علامات نمودار ہیں۔

۸ ر نومبر کو لنڈن کے کیکسٹن ہال میں بصدارت سید امیر علی مسلمانان مقیم لنڈن کا ایک میٹنگ جلسہ ٹرانسوال کے ایشیائی قانون کے خلاف اظہار ناراضی کے لئے منعقد ہوا۔ کئی سربرآوردہ انگریز بھی موجود تھے۔ صاحب پریزیڈنٹ نے فرمایا کہ چونکہ اس مسئلہ کا ہندوستان پر بڑا اثر پڑتا ہے اسلئے گورنمنٹ کی نہایت توجہ کا محتاج ہے۔ زیادہ نہ سہی ہندوستانیوں کے ساتھہ کم از کم انگریزی رعایا کی طرح سلوک ہونا چاہئیے۔ بالاتفاق سارے جلسہ میں اس مضمون کا ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ امپیریل گورنمنٹ کو اس طرف خاص توجہ دلائی جائے۔

رائٹر کا نامہ نگار طہران سے تار دیتا ہے کہ مقامی اخبارات انگریزی روسی عہدنامہ کو ایران کی آزادی کے منافی خیال کر کے اسپر سخت جوشیلے خیالات ظاہر کر رہے ہیں۔ پارلیمنٹ بھی مجوزہ ان تحریروں کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور اُس نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اسکے متعلق کارروائی کیجائے۔

قسطنطنیہ کا پیغام تار مظہر ہے کہ گرانی اور قحط سالی کی وجہہ سے حلب میں سخت فساد برپا ہوا لوگوں نے نانبائیوں کی دوکانوں اور آٹے کے کارخانوں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ کھسوٹ لیا۔ پولیس نے بمشکل امن و امان قائم کیا۔ بیروت میں بھی اسی قسم کا فساد ہوا۔ جسکی وجہہ سے آٹے کی گرانی...

نوٹس از عدالت چیف لاہور مورخہ ۳۱ ر اکتوبر ۱۹۰۷ء

کرم چند ولد گوکل قوم کھتری نیاز سکنہ لاہور متصل سنہری مسجد لاہور، دوکاندار مدعی **بنام** دھنراج ولد تارا چند قوم بھاٹیہ سکنہ امرتسر کٹرہ بازار کوچہ مولا تیلوالا۔ مدعا علیہ

دعوے ۱۰۹ روپیہ

بنام دھنراج ولد تارا چند قوم بھاٹیہ سکنہ امرتسر کٹرہ بازار کوچہ مولا تیلوالا

چونکہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعی نے عدالت ہذا میں تمہارے برخلاف مبلغ ۱۰۹ روپیہ کے واسطے نالش دائر کی ہے۔ اسلئے بذریعہ اشتہار مشتہرہ جناب وکیل المرت تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ۲ ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو حاضر عدالت ہو کر اصالتاً یا بذریعہ مختار مقدمہ کی پیروی کرو ورنہ تمہاری عدم حاضری میں کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ بلب ۳۱

(دستخط حاکم و مہر اجلاس بخط انگریزی)

عازمان حج کو اطلاع

آجکل بیت اللہ شریف جانے کے لئے جدہ کا کرایہ جہاز بہت ڈبک ہے۔ اگر پنجاب بیت اللہ شریف جانے والے حجاج قبل از روانگی مجھہ سے خط و کتابت کر لیویں تو میں اُن کو سہولت بہم پہنچانے کے لئے ہر طرح تیار ہوں۔

خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کریں

ایچ۔ اے۔ سلام نمبر ۲۲ ۔ مزرر روڈ بمبئی

ہندوستان کی خبریں

ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ۱۰ نومبر کو بمقام الہ آباد ایک دربار منعقد فرمایا۔ اور اس میں تعلقہ داروں اور دیگر اہلکاروں کو خطابات کرتے سندیں۔ اور سارٹیفکیٹ مرحمت فرمانے والے تھے

یکم نومبر کے اجلاس لیجسلیٹو کونسل میں حضور وائسرائے نے بمقام شملہ لارڈ کچنر کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی فوج کو بعض اشخاص بے خبر مانک اور ناجائز طور پر ترغیب دی تھی لیکن فوج نے نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا ان کے اس بہادرانہ طرز عمل کے لئے میری طرف سے انکو دلی شکریہ پہنچا دیجیے۔ چنانچہ اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔ اور لارڈ کچنر کو بذریعہ تار برقی اہل ہمدرد کا پیام ...

صاحب چیف کمشنر صوبہ سرحدی پنجاب ۱۶ نومبر کو وکٹوریہ میموریل ہال پشاور میں ایک دربار منعقد فرمائینگے جس میں یوروپین اور دیسی درباری اور دیگر شرفاء ان کی خدمت میں ...

راجگنج (بنگال) کے ایک کارخانہ جوٹ میں یکم ماہ حال کو سخت آتشزدگی ہوئی۔ قریباً لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

اہل بنگلور بطلب خاطر طاعون کا ٹیکہ لگوا رہے ہیں۔ اب تک ... ہزار اشخاص کو ٹیکہ لگ چکا ہے

ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ شنبہ گذشتہ کو لاہور سے پٹیالہ تشریف لے گئے چند روز تک وہاں قیام رہیگا

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس بمبئی میں ۱۱ نومبر کو منعقد ہوا۔ اور کانگریس کا اجلاس لکھنؤ میں قرار پایا

لاہور کی انڈین ایسوسی ایشن نے ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کو ... سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور پر تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کے خلاف زہر اگلنے کے لئے زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) و ۵۰۵ تعزیرات ہند مقدمہ دائر کرنیکی بابت اجازت طلب کی تھی۔ مگر ہز آنر نے اجازت نہیں دی۔ البتہ تحریراً اظہار افسوس ظاہر کرکے اس امر کی امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ غالباً ایسی شکایت کا موقع نہ ملیگا۔

لیاقت حسین جو سرکاری احکام کی خلاف ورزی کے لئے پچھلے دنوں کلکتہ میں گرفتار ہوا تھا اُسے عدالت صاحب پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ سے چھ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی اور ... ایشن کے دو مقدمے ابھی عدالت میں دائر ہیں۔

یکم ماہ حال کو دوہ گوول میں مقامات مرلیضے و سرکار کے مابین سرکاری ڈاک لٹ گئی یہ محسود لوگوں کی شرارت خیال کی جاتی ہے۔

گذشتہ سال میں پنجاب صوبہ سرحدی اور بلوچستان کے اندر ۹۲ جدید ڈاکخانے قایم ہوئے۔

صاحب وزیر ہند نے مسٹر این ڈی وارد کو جنہیں ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے کے لئے سرکاری وظیفہ ملا تھا محکمہ پالیش ہند کا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا ہے۔

بمبئی میں ایک عیار بنگالی عورت کو جسکے پاس دس گیارہ ہزار روپے کا نقد زیور تھا پولیس نے گرفتار کیا تحقیقات ہو رہی ہے۔

راولپنڈی کے مقدمہ بلوہ کے باقی تیرہ ملزموں کو بھی حکم سنایا گیا۔ ۶ بری ہوئے ۴ کو سات سات سال ایک کو تین سال اور ایک کو چھ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ خادم نامی ایک مسلمان لڑکے کو اجلاس عدالت کے برخاست ہونے تک منزل بے تقید کا حکم ہوا۔

ٹینٹسن واقعہ چین میں جو انگریزی ڈاک خانہ کی ایجنسی تھی اُسکے بند ہو جانے کی وجہ سے آیندہ وہاں کے خطوط پر مثل دیگر مقامات چین کے ۲ فی اونس کے حساب سے محصول دینا پڑیگا۔

کراچی میں برقی روشنی کرنے کی تجویز ہے۔ یوروپین ٹھیکیدار میونسپلٹی سے ضروری جائز متعلق گفتگو کر رہے ہیں

موضع جوکنی سے جو لٹ دریب قریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے سخت ہیضہ پھوٹنے کی خبر آئی صاحب سول سرجن لٹ اور اسکی تحقیقات اور انسداد کے لئے وہاں گئے ہیں۔

ہفتہ مختتمہ ۲۱ اکتوبر کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں: حصار ۱۴۔ رہتک ۱۰۔ گوڑگانوہ ۴۸۔ دہلی ۱۰۔ کرنال ۳۶۔ انبالہ ۱۔ ہوشیارپور ۷۔ منٹگمری ۶۔ ملتان ۲۔ جہلم ۱

ہمراہ ماہ حال کی صبح کو مسٹر گوکھلے نے حضور وائسرائے سے سوا گھنٹہ تک ملاقات کی۔

امراؤتی میں مارواڑیوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں ... ہزار آدمی شریک تھے منجملہ دیگر ایک ریزولیوشن یہ بھی پاس ہوا کہ ناگپور میں ایک کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے ایک بنک قایم کیا جائے۔

مسٹر دادا بھائی نوروجی ۱۰ نومبر کو ولایت سے بمبئی پہنچے سخت کمزوری کی وجہ سے اُن کو جہاز سے اُترنے میں بہت وقت پیش آئی اس امر کا خاص انتظام کیا گیا کہ لوگ اُن کے استقبال کے لئے جمع نہ ہوں تاکہ اس سے انہیں تکلیف نہو۔

بنگال بنک نے اپنی شرح سود ۶ فیصدی کر دی ہے۔

اب تک گورنمنٹ ہند قرضہ تقاوی کے طور پر ڈیڑھ کروڑ روپیہ دے چکی ہے جس میں سے دس لاکھ روپیہ ممالک متوسط کو دیا گیا ہے۔ اور باقی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ روپیہ صوبجات متحدہ کو۔

نوآبادیہائے انہار پنجاب کے انتظام کی تحقیقات کے لئے جو کمیٹی مقرر ہوئی ہے۔ اُسنے اعلان کیا ہے کہ تحقیقات شروع ہونے سے پیشتر جو صاحب طریقہ کارروائی کی نسبت کسی قسم کا تحریری ثبوت دینا چاہیں وہ بخوشی تمام قبول کیا جائیگا۔

ہز آنر لفٹننٹ گورنر برما نے ۵ نومبر کو مقام ٹونگو میں دریائے سیتانگ کے عظیم پل کا افتتاح کیا جو ۳۲ لاکھ روپے کے صرف سے حال میں تیار ہوا ہے۔ اور یہ ہندوستان بھر کا سب سے بڑا پل بتلایا جاتا ہے۔

رنگون میں میونسپلٹی کے ایڈریس کے ہمراہ حضور وائسرائے کی خدمت میں ایک گرانقیمت صندوقچی پیش کی جائیگی جو نہایت نفیس اور اعلےٰ درجہ کی دستکاری کا نمونہ ہوگی۔ وہاں کے ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے بھی ایک خوبصورت نقرئی صندوقچہ پیش کیا جائیگا۔ حضور لیڈی منٹو کو اس تشریف بری کی یادگار میں ایک خوبصورت پونجی (؟) دی جائیگی۔

۴ نومبر کی شب کو بندرگاہ بمبئی میں ایک جہاز کو جس میں پیٹرولیم تیل لدا ہوا تھا آگ لگ گئی ۵ ہزار روپے کا نقصان ہوا۔ دیسی ملاح پانی میں کود کر بچ نکلے۔ آگ بمشکل فرو کی گئی۔

گورنمنٹ چین نے محکمہ نمک کے انتظام پر غور اور مطالعہ کرنے کے لئے چند افسر دلی ہندوستان بھیجے ہیں جو حال میں وارد کلکتہ ہوئے ہیں۔

ضلع فریدپور (بنگال) میں مثل دلہٹر ... بھر زور پکڑ رہا ہے اور ان کے بھگانے سے وہاں کے ہندو زمیندار انگریزی حکام کے ساتھ ہمدردانہ پیش آ رہے ہیں۔ کلکتہ کے بعض انگلشمین نے گورنمنٹ کو زور سے اس طرف متوجہ کیا ہے۔

حضور وائسرائے معہ لیڈی منٹو کے ۶ نومبر کی شام کو جنوبی ہند اور برما کے طویل دورہ پر روانہ ہوئے۔ ۷ نومبر کی شام کو ریلوے سٹیشن بھوپال پر ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے آپ کا استقبال کیا۔ اور حضور وائسرائے و لیڈی منٹو نے ایک شامیانہ میں حضور ممدوحہ کے ہمراہ چاء نوش فرمائی۔ اور آدھ گھنٹہ کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ ۸ نومبر کی صبح کو مقام الیورا میں پہنچے جو سیاحت کا پہلا مقام تھا اس بعد وہاں کے مشہور غاروں کی سیر کی اور دوسرے روز قلعہ دولت آباد کا ملاحظہ فرمایا جس کے بعد منماڑ کے راستے احمدنگر کو روانہ ہوئے۔ اور ۱۰ نومبر کی صبح کو وہاں پہنچے

گورنمنٹ مدراس نے بھی اپنے علاقے کے بڑے بڑے شہروں میں ٹیکہ لگانے کا انتظام کیا ہے اور لوگوں کو اسکے فواید کی طرف توجہ دلائی ہے

میسرز رالی برادرس کے گودام جوٹ واقعہ پوسگالہ (صوبہ شرقی بنگال) میں ۷ نومبر کو آتشزدگی سے ۵۰ ہزار روپے کا نقصان ہوا۔

رپورٹ فصل و موسم پنجاب مورخہ ۸ نومبر حسب ذیل ہے:۔ بارش ندارد گیہوں کا نرخ گذشتہ ہفتہ کی نسبت رہتک اور میانوالی میں بڑھ رہا اور حصار گوڑگانوہ و ملتان میں گھٹ رہا ہے لیکن حصار رہتک انبالہ جالندھر فیروزپور و شاہپور میں ہنوز قحط کے نرخ سے زیادہ گوڑگانوہ۔ لاہور سیالکوٹ میانوالی و لائلپور میں قحط کے نرخ پر اور دیگر مقامات میں دس بارہ سیر کے درمیان ہے۔

روزبازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

ماہانہ قیمت ضمیمہ اخبار | THE VAKIL | قیمت معہ محصول ڈاک

وکیل

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

نمبر ۶۶ | امرتسر مطبوعہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۹ شوال ۱۳۲۵ھ الیوم شنبہ | جلد ۱۳

پیشگی	سالانہ	[illegible]
ممالک بیرون سے	[illegible] شلنگ	[illegible] شلنگ
امراء و رؤسا سے	[illegible]	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]	[illegible]
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	[illegible]	[illegible]

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام مینیجر مطبع ہونی چاہیے

نادر و نایاب کتابیں
(اخبار معجل) صاحبزادہ ... کی تقریر ... اخبار ... سے
امداد ... لالہ پت رائے و اجیت سنگھ کی رہائی
... کا ایک ... و ... سیاست کی ...
امپیریل کونسل کے آئندہ ممبر
(مراسلات) مرثیہ رحلت ... تاریخ وفات ... تاریخ
وفات نواب محسن الملک بہادر مرحوم اور ایک ... تحریک
کا ... جلسہ ... پنجاب
پنجاب مسلم لیگ اور مسلمانان لاہور ... یادگار نواب
محسن الملک بہادر و علیگڈھ کالج کا آئندہ سکرٹری
... سنجیدگان قوم
انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب ... گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ
ممالک غیر ۔ اسلامی دنیا ۔ ہندوستان کی خبریں

نادر و نایاب کتابیں

سفرنامہ ابن بطوطہ (جلد اول) ابن بطوطہ اسلامی سیاحوں میں بہت بڑا مستند اور معتبر سیاح گذرا ہے اسکا تمام بلاد مشرقیہ میں سفر کرنا اسکی عظمت کی دلیل ہے۔ اسمیں سندھ و چین کے علاوہ تمام روئے زمین کے حالات مندرج ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اس بگڑی ہوئی حالت میں بھی جبکہ خلافت عباسیہ کا زوال ہو چکا تھا اور جلالت و شوکت دارالاسلام بغداد سے بالکل نیست و نابود ہو چکی تھی روئے زمین پر کیسے کیسے اولوالعزم با جود و سخا بادشاہ امراء و وزراء ہو گذرے ہیں جنکے حالات دیکھکر حیرت پر حیرت ہوتی ہے۔ اور ان کے بذل و کرم و جود و سخا کی داستانیں پڑھکر تعجب آتا ہے جس سے اعلیٰ سبق ملتا ہے کہ قوموں کے عروج و زوال کا نقشہ اور ... کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ ترجمہ بالکل اصل عربی کتاب کے موافق ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

تنقیح حقوق النسواں: بعض اصحاب نے ایسی دینی احکام اور خوبیوں سے جو عورات کی حالت اور حقوق کے متعلق ہیں۔ اپنی کم فہمی اور کم علمی کے باعث اعراض کر کے ان میں ان باتوں کے پیدا کرنیکا ارادہ کیا ہے جو ملک و قوم کے موافق حال نہیں اور ان مفید اور رحمۃ للعالمین قوانین میں رخنہ اندازی کا بیڑا اٹھایا ہے اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کی اصلاح کے فکر میں ان خوبیوں کا قلع قمع کرنے پر کمربستہ ہیں جن سے انکار نہیں ہو سکتا مرد کا رتبہ کم کر کے عورت کو ہر ایک حیثیت میں اسکا ہم پلہ بنانا چاہا ہے اور مرد کے ان اختیارات کو سلب کرنے کی کوشش کی ہے جو رب جلیل نے اسکو محض بوجہ مرد ہونے کے عطا فرمائے ہیں تعدد ازدواج کو وحشیانہ رسم قرار دیا ہے اور عورتوں اور مردوں کے بلا تکلف اختلاط کی بنیاد ڈالنی چاہی ہے۔ اور اس ساری بحث کو مغربی روشنی کی کرنوں سے جلا اور رموز کیا ہے۔ ان تمام اوہام باطلہ کی تکذیب اس کتاب میں معقولیت سے کی گئی ہے اور انگریزی منطق اور فلسفہ کی قلعی کھولی ہے اور شریعت اور احکام قرآنی کی صحیح تشریح سے بتایا ہے کہ ایسے لوگوں کے ذہن کی رسائی ان خوبیوں تک نہیں ہوئی جو حکیمانہ نظر سے وہ احکام وضع کئے گئے ہیں مصنف نے عقلی و نقلی دونوں دلائل سے کتاب میں استدلال کیا ہے۔ قیمت ۸/

الصلوٰۃ والسلام: اس کتاب میں رسول صلعم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا بیان ہے یہ کتاب اپنی صورت میں فرد ہے۔ اور اس مضمون پر اس سے پہلے آج تک کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی جس میں تمام احادیث صحیح و حسن و معلول جو درود شریف کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں خواہ مرفوع خواہ مرسل خواہ موقوف سب بیان کر دی گئی ہیں معلول کی علتوں کا بیان شافی کر دیا گیا ہے اور درود شریف کے اسرار و فضیلت نیز حکمتیں اور فوائد اور محل و مواقع صراحت کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ حدیث و تفسیر لغت و ادب و تاریخ کے نادر علمی نکات درج کئے گئے ہیں اس کتاب سے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے اور سرکار کائنات کی اطاعت کا ذوق و شوق نفس امارہ پر غالب آجاتا ہے آنحضرت صلعم کے محامد جلیل و نعوت کمال سے دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ سینہ و قلب محبت و عظمت نبوی صلعم سے معمور ہوتے ہیں غرض یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر ایک شایق علم اور طالب دین اور محب رسول الثقلین کو اسکا پاس رکھنا اور پڑھنا نہایت ضروری ہے قیمت عہ

وکیل
امرتسر
جلد ۱۳
نمبر ۶۶
مطبوعہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء یوم شنبہ

صاحب وزیر ہند کی تقریر

مسٹر مارلی نے ۱۴ اکتوبر کو جو تقریر ہندوستان کے معاملات پر مقام اربروتھ کے پبلک ہال میں فرمائی تھی اُسکا خلاصہ اُسی زمانہ میں بذریعہ رائٹر ہم تک پہنچ چکا تھا۔ صاحب وزیر ہند کے اُن خیالات پر جو اس خلاصہ کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوئے ہم اپنے کالموں میں بحث بھی کر چکے ہیں لیکن معاملہ کی اہمیت اور تقریر کی خوبی ہمیں آمادہ کرتی ہے کہ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے اُن خیالات پر مزید روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گذشتہ ولایتی ڈاک سے مسٹر مارلی کی تقریر کی مفصل رپورٹ موصول ہوئی ہے جسکے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ رائٹر کی معرفت اُس تقریر کا نہایت نامکمل خلاصہ ہم تک پہنچا تھا اور اُس سے اصلی تقریر کی عظمت و اہمیت کی صرف ایک خفیف سی رمق ہی معلوم ہوئی پائی تھی پوری تقریر کے مطالعہ سے مقرر کی قابلیت۔ فراست معاملہ فہمی۔ دور اندیشی اور سنجیدہ مغزی کی دل میں عظمت پیدا ہوتی ہے

اپنی اس مدبرانہ تقریر کی تمہید میں صاحب وزیر ہند نے ہندوستان کی اہمیت اور اس ملک کے پولیٹیکل معاملات پر باشندگان انگلستان کے غور و خوض کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے سامعین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جس مضمون پر میں تمہارے سامنے گفتگو کرنے کو ہوں اُسکے ساتھ تمہارے گہرے سے گہرے پولیٹیکل اغراض بہت ہی زیادہ وابستہ ہیں۔ مضمون کی اہمیت بیان کرنے کے بعد مسٹر مارلی نے اُن اعتراضات کا اشارہ کیا جو بعض لوگ اُن کے آج کل اپنے اصول زندگی سے منحرف ہونے کے متعلق عاید کرتے ہیں۔ اُنہوں نے اس قسم کے اعتراضوں کا جواب دینا پبلک امور میں حصہ لینے والے کے لئے ایک غلطی قرار دیکر اپنے لئے اپنے انتخاب کنندوں کے روبرو اپنی صفائی کا پیش کرنا روا رکھا۔ چونکہ اس موقع پر اُن کے سامعین وہی اشخاص تھے جنہوں نے اُنہیں اپنا قایم مقام منتخب کرکے پارلیمنٹ میں بھیجا تھا اسلئے اُنہوں نے اپنی صفائی پیش کردی اور صفائی میں وہی معقول بات بیان کی جس پر ہم اس سے قبل خلاصہ تقریر پر ریمارک کرتے ہوئے وضاحت سے بحث کر چکے ہیں۔ ناظرین کی یاددہانی کی غرض سے اس جواب کا حسب ذیل فقرہ دوہرا دینا کافی ہوگا کہ "میں یہودیوں کے اُس فرقہ کی طرح نہیں ہوں جو مذہب کی غایت کو ظاہری پابندی پر قربان کرتا ہے۔ بلکہ مجھے اپنی بنیاد کے مستحکم ہونے کا یقین ہے"

مسٹر مارلی نے انگلستان کے جمہور کو ہندوستان کا فرمانروا قرار دیکر اپنے انتخاب کنندوں سے یوں کہا کہ "آپ لوگ اور اس سلطنت کی دیگر جمہور جماعتیں ہندوستان کی حکمران ہیں اسلئے میں آپکے روبرو اپنا حساب پیش کرنے آیا ہوں" اور اُن کی تقریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ سامعین کو بتلا رہے ہیں۔ اپنے اصول اُنہیں سمجھا رہے ہیں۔ اپنی مشکلات اُن کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اپنی ضروریات اُنہیں سُجھا رہے ہیں۔ اپنی پالیسی کی حمایت میں سرگرم ہیں۔ اور اپنی کارگذاریاں اُن پر روشن کر رہے ہیں۔

اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا کہ بڑی دقت یہ ہے کہ ہندوستان میں جو کچھ ہوتا ہے اُسکے صحیح حالات دریافت کرنے کا کوئی قابل اعتماد ذریعہ نہیں۔ اخبارات میں جو واقعات درج ہوا کرتے ہیں۔ وہ نہایت دھوکا دینے والے ہوتے ہیں۔ جس طرح بعض آئینوں میں چہرہ کی صورت بالکل بگڑ جاتی ہے اور اصلیت کا پتہ نہیں ملتا۔ اسی طرح یہ اخبارات بھی واقعات کی صورت اصلیت کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ مراسلات جو ان اخباروں میں درج ہوتی ہیں۔ یا اُسطرف زیادہ مایل ہوتی ہیں۔ یا اسطرف۔ اور انکشاف حق میں مطلق مدد نہیں دیتیں جو انگریز ہندوستان سے واپس جاکر یہاں کے معاملات پر لکھتے رہتے ہیں۔ وہ اس مشکل میں اور بھی اضافہ کر دیتے ہیں۔ مسٹر مارلی نے فرمایا کہ ان مشکلات کے باوجود پارلیمنٹ نے اس مرتبہ جس خوبی کے ساتھ ہندوستان کے معاملات کو نبٹایا ہے۔ قابل تعریف ہے اُنہوں نے یہ بھی اظہار کیا کہ آیندہ پیچیدگیوں کے سلجھانے میں جمہوری اصول کی زیادہ پاسداری کی جائیگی۔

ہندوستان کی خصوصیات پر نگاہ کرتے ہوئے اُنہوں نے اس مغالطہ کو بھی رفع کر دیا کہ جو سیلف گورنمنٹ کینیڈا کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے وہی انڈیا کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی اس مغالطہ کے رفع کرنے میں جو کچھ اُنہوں نے فرمایا ہے اگرچہ اکثر دیسی اخبارات میں بہت کچھ شور مچ چکا ہے مگر یہ شور صرف رائٹر کے خلاصہ تقریر آنے پر ہی مچا دیا گیا تھا۔ مکمل تقریر کا انتظار تک نہیں کیا گیا۔ مفصل تقریر کے مطالعہ سے مسٹر مارلی کے دلایل کی پختگی معلوم ہوتی ہے اُنہوں نے صرف تمثیل کے طور پر یہ بیان کیا تھا۔ کہ سرد ملک کی آب و ہوا میں گرم کپڑے جیسے آرام دینے والے ہوتے ہیں ویسے وہ گرم ملک میں نہیں ہوتے۔ ورنہ آگے چل کر تو اُنہوں نے نہایت وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ ہندوستان کی تاریخی مذہبی۔ قومی اور تمدنی حالت نے اُس ملک میں کینیڈا کے ملک سے اسقدر مغایرت پیدا کردی ہے کہ جو طرز حکومت کینیڈا کے لئے مفید ہے وہ لازمی طور پر ہندوستان کے لئے مفید نہیں۔ اُنہوں نے آیرلینڈ کی حالت کو بھی ہندوستان کی حالت سے مختلف بتایا۔ اور ہندوستان کی خصوصیات نے جن مسایل کو غور طلب بنا دیا ہے اُن کے ظاہر کرنے میں بے انتہا صاف بیانی سے کام لیا۔ اُنہوں نے خود اسکا اعتراف کیا کہ مجھے تقریر میں چالاکی سے کام لینا نہیں آتا۔ اسلئے میں جو کچھ کہتا ہوں صاف صاف کہتا ہوں۔ اور اس سے مطلق خوف نہیں کہاتا کہ جو کچھ میرے مونہہ سے نکلیگا وہ تم ہی تک نہ رہیگا اور ہندوستان میں بھی سنائی دیگا۔ سامعین کو اسطرح اپنی صاف بیانی پر اعتماد دلاکر اُنہوں نے اپنے آپ کو دو فریق کے بین بین ظاہر کیا۔ ایک فریق تو وہ ہے جو یہ چاہتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کی اصلاحیں نہایت کامل طور پر فوراً عمل میں لائی جاویں۔ اور دوسرا فریق وہ ہے جو کہتا ہے کہ ہندوستان پر نہایت سختی کے ساتھ حکومت کی جائے۔ اول الذکر فریق کی نسبت اُنہوں نے بیان کیا کہ وہ نہایت ہر دلعزیز فرقہ ہے۔ میں اُسے پسند کرتا ہوں۔ میں خود اُسی فرقہ میں ہوں اور اس فرقہ والوں کے ساتھ خواہ وہ انگریز ہوں یا ہندوستانی ہمدردی رکھتا ہوں۔ مگر انہوں نے بے صبری کے ساتھ اصلاحوں کے قبل از وقت عمل میں لانے کی کوشش کا وہی نتیجہ ہوگا جو قبل از وقت وضع عمل کی کوشش کا نتیجہ اسقاط حمل کی شکل میں نمودار ہوتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم فوجی اخراجات میں تخفیف کر دیں۔ درانحالیکہ لوگ شورہ پشتی پر آمادہ ہوکر فوجی ضرورت کے بڑھا دینے کا باعث ہوں سختی پسند فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر مارلی نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ کسی کو ان سخت کارروائیوں سے نفرت نہ ہوگی۔ مگر جب ضرورت سختی سے کام لینا قیام امن کے لئے نہایت ضروری ہے اور قیام امن ایک ایسا ضروری کام ہے جو اُن لوگوں کے نزدیک بھی مقدم ہوگا جو لبرل ہیں۔ ہندوستان پر حکومت کرنے کے خواہشمند ہیں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ایک انگریز ہونے کے باہر کسی شخص کو صرف بیچنے دیکھوں اور ماسے اس حکمت سے باز رکھوں صاحب وزیر ہند نے صرف اس عقیدہ سختی کو معار کہا ہے جس قدر کہ نظام سلطنت کیلئے ضروری ہے . اور سختی پسند گروہ کے اس خیال کو ناقابل التفات قرار دیا کہ ہندوستان کے باشندے محض مشرقی لوگ ہیں انہیں آزادی اخبار اور آزادی تقریر دینے کی کیا ضرورت فرمایا کہ ہندوستانی مشرقی لوگ ہوکر ہیں . ہم تو مغربی ہیں . اور مغربی علوم و تہذیب کو مشرق میں پھیلانے کا بیڑا اٹھا چکے ہیں . ہمارا کام ہے کہ ہم مغربی طریق کو مشرق میں رائج کریں . مگر ساتھ ہی انہوں نے قبول کرنا دیا کہ میں طرح وہ بے صبر اصلاح پسندوں کے انتہائی مطالبات پر یکبیک جا پہنچنے کو خلاف ہیں اسی طرح اس غیر ضروری سختی کے حامیوں کی باتیں بھی قابل التفات نہیں سمجھتے . ان کا یہ فقرہ نہایت معنی خیز ہے کہ " میں برطانیہ ہو کر میں نہیں معلوم کر سکتا کہ وہ کونسی ایسی اصلاحیں ہیں جنہیں لوگ طلب کرتے ہیں اور ہم بتدریج او سفتہ رفتہ ان کے عمل میں لانے کے خواہشمند نہیں . مگر وہ صبر چاہیے اور استقلال کی ضرورت ہے "

انتہا پسند فریق کی کارروائیوں پر نظر کرتے ہوئے معتدل گروہ کو گورنمنٹ کا طرفدار بنانے کی نسبت جو کچھ مسٹر مارلی کی نسبت زبان سے نکلا اس پر ہم ایک مستقل آرٹیکل میں مفصل بحث کر چکے ہیں لارڈ مارلی صاحب کی اس معاملہ میں غلط فہمی کا اظہار بھی کر چکے ہیں ہم نے ان دونوں گروہوں کے درمیان اس فرق کے عدم وجود پر زور دیا تھا . جو وزیر ہند کو ذہن میں ان کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے مسٹر گوکھلے کی گذشتہ وائسرائیگل کونسل کی تقریر سے بھی ہمارے ہی خیال کی تائید ہوتی ہے . اور ہند وزیر سیون کا ولایتی نامہ نگار بھی مسٹر مارلی کی یہ تفریق سنا کر حیرت میں لگا ہوگا ہے . اور غور کرتے کرتے آخر یہ بات نکالتا ہے کہ صاحب وزیر ہند معتدل گروہ سے مسلمان مراد لیتے ہیں اور انتہا پسند گروہ میں سر سید ناتھ بنرجی اور گوکھلے کو بھی شمار کرتے ہیں .

مغربی مصنفوں کی اس تعلیم کی نسبت جس نے ہندوستانی تعلیم یافتہ جماعتوں کے خیالات میں تغیر واقع کر دیا ہے . جو کچھ مسٹر مارلی نے بیان کیا اس کا ذکر ہم خلاصہ تقریر پر بحث کرتے ہوئے کر چکے ہیں .

مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے دو ہندوستانیوں کا اپنی کونسل میں مقرر کیا جانا بیان کیا اور فرمایا کہ علاوہ اس کے کہ ان سے ہندوستان کے حالات بخوبی اور بلا وساطت غیرے دریافت ہو سکینگے اور ان سے ہندوستان کے معاملات پر معقول رائے ملیگی ان کا کونسل میں ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہم ہندوستانیوں کو اپنے سے دور رکھنا نہیں چاہتے . بلکہ انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ کونسل میں جگہ دینے کے قابل سمجھتے ہیں . اور اس ملک کی حکمرانی میں انہیں بھی حصہ دیتے ہیں . ان کا خیال ہے کہ ہندوستان میں جو کہیں بددلی پھیلی ہوئی ہے . وہ انگریزوں کی پولیٹیکل برتری کے باعث نہیں بلکہ قومی منافرت کے باعث ہے اور اس نقص کو دور کرنا گو وہ دشوار سمجھتے ہیں مگر اسمیں کوشاں رہنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں ان کا قول ہے کہ توسیع کونسل اور ایڈوائزری کونسلوں کے قیام کی بابت جو تجاویز پیش ہوئی ہیں ان میں اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے .

طاعون اور قحط کے دردناک بیان پر انہوں نے اپنی تقریر کو ختم کیا . فرمایا کہ قحط کی ممانعت کا علاج گورنمنٹ کے ہاتھ اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کہ ابر و باراں پر بھی اس کا تسلط نہ ہو جائے . مگر قحط زدوں کی مصیبت کم کرنے میں جتنا کچھ ممکن ہے . ہو رہا ہے . طاعون کے دفعیہ کے لئے اب تک جو مناسب تجویزیں دریافت ہوئی ہیں ان پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور گو اسمیں بھی ہندوستان کے لوگوں کے توہمات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے لیکن خوش اسلوبی کے ساتھ کام ہو رہا ہے . اس سلسلہ میں تعزیرات مسٹر مارلی نے یہ کہی کہ گو میں اپنی طبیعت سے نیز اپنے انتخاب کنندوں کی خواہش سے نہایت کنجوس واقع ہوا ہوں . لیکن یہ اطمینان رہے کہ اس مصیبت کو ہندوستان سے دفع کرنے میں نہ میں کنجوسی سے کام لونگا نہ میری کونسل .

خاتمہ پر مسٹر مارلی نے اپنے سامعین کو یقین دلایا ہے کہ میں اپنے انگریزی اور قابل ہندوستانی مشیروں کے مشورہ سے ہندوستان کے متعلق اپنے فرائض کو بطریق احسن ادا کرنے کی کوشش کئے جاؤں گا . اور رشل ہمائیں استقلال اور بتدریج اصلاح عمل میں لانے کی پالیسی پر کاربند ہونگا . جس کا نتیجہ گو میرے سامنے ظہور پذیر نہ ہوا تو آنے والی نسلیں دیکھ کر خوش ہونگی . .

اخباروں سے امداد

احاطہ بمبئی کی پبلک نے جس طرح آپ اپنے آپ کو بعض دیگر صوبجات کے مقابلہ میں زیادہ سمجھدار اور معقول پسند ثابت کیا ہے اسی طرح وہاں کے اکثر اخبارات نے بھی اپنی بہ نسبت دیگر صوبوں کے اخباروں کے وہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جن سے اخباروں کی عظمت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے . اور اخبار نویسی کی شان بڑھتی ہے . متانت سنجیدگی اور اعتدال میں بمبئی کے اخبارات ہندوستان کے اکثر مقامات کے اخباروں سے بڑھے ہوئے ہیں . اور یہی وجہ ہے کہ وہاں کی پبلک اور گورنمنٹ کی نگاہ میں جو پریس کی وقعت ہے وہ دوسری جگہ نظر کم دیکھنے میں آتی ہے . جدید گورنر بمبئی سر جارج کلارک نے حال میں وہاں کے دیسی اخباروں کے ایڈیٹروں کے نام ایک ایک خط روانہ کیا ہے . جس میں انسداد پلیگ کے معاملہ میں ان سے امداد کی درخواست کی ہے . اور انہیں تحریر کیا ہے کہ چونکہ اخبار والوں کی ذمہ داری نہایت اہم ہے . اور اشاعت حق میں وہ بہت بڑا حصہ لے سکتے ہیں اور عوام الناس کو اپنے خیالات سے متاثر کر سکتے ہیں اسلئے ان سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ دافع طاعون تدابیر لوگوں میں مشتہر کریں . اور ان تدابیر کے عمل میں لانے کے لئے پبلک کو آمادہ کرنے میں گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائیں . بلا لحاظ اس امر کے کہ دیگر صوبجات کے اخبار والے شاید وہ اعتماد پیدا نہ کیا ہو . جو بمبئی کے اکثر اخبارات نے پیدا کیا ہے ہم یہ ریمارک کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ سر جارج کلارک کی یہ مثال دیگر صوبجات میں بھی قابل تقلید ہے . اخبار یقیناً ایک بہت بڑی قوت ہے جس کی کوئی وجہ نہیں کہ گورنمنٹ بھی ویسا ہی فائدہ نہ اٹھائے جیسا کہ پبلک اٹھانا چاہتی ہے . یہ ضرور ہے کہ اس طرف کے عام اخباروں کی حالت بہت زیادہ قابل اصلاح ہے . اور انکی اصلاح کے عمل میں لانے کے لئے پبلک کو بہت کچھ حصہ لینے کی ضرورت ہے لیکن گورنمنٹ بھی اپنی عنایت خسروانہ سے اس میں بہت کچھ مدد دے سکتی ہے . اور بعض ہمدرد انگریزی حکام اپنے ذاتی اثر سے اخباروں میں بہت کچھ اصلاحیں کر سکتے ہیں . جو کام گورنمنٹ بعض مرتبہ اینگلو انڈین اخباروں سے لیتی ہے . وہی کام دیسی اخباروں سے بھی لیا کرے . تو ان اخباروں کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو . اور دیسی اخباروں میں اکثر تو معقول باتوں میں اینگلو انڈین اخبارات کا ہم آواز ہی پیدا ہو جائے . جب تک اخباروں کو انکی حقیقی عظمت بتائی جائیگی وہ اس تک پہنچنے کی کوشش کرینگے . اخباروں کو بھی لازم ہے کہ وہ اپنے میں اہلیت پیدا کریں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور وہ دنیا کے لئے مفید ثابت ہو سکیں . اور ان کی وہ وقعت ہو جو مغربی ممالک میں نہ سہی . اسی ملک کے بعض ترقی یافتہ صوبوں میں اخباروں کے لئے مخصوص ہے .

لاجپت رائے و اجیت سنگھ کی رہائی

اس ناگہانی مگر مسرت خیز خبر کو سنکر لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کے اعزہ و اقربا اور ان کے دوست احباب و ہموطن بے انتہا مسرور ہونگے کہ ملک معظم کی سالگرہ کی

خوشی میں لالہ اجیت سنگھ فیلسوف رہا کر دیئے گئے اور یوں لطف شاہانہ سے مستفیض ہو کر وہ دونوں اپنے وطن کو واپس آ رہے ہیں۔ یہ رہائی یقیناً سارے پنجاب کے لئے باعث مسرت ہے کیونکہ یہ علامت ہے اسکی کہ ہماری نیکدل گورنمنٹ نے صوبہ پنجاب کو اب خطرہ سے بالکل پاک تصور کر لیا ہے۔ علاوہ اس اطمینان کے جو اس صوبہ میں سکون پیدا ہو جانے کے تصور پر باشندگان ہند کو ہو سکتا ہے۔ یہ رہائی گورنمنٹ کی معقول پسندی۔ نیکدلی۔ انصاف اور رعایا پروری پر بھی دلالت کرتی ہے۔ گورنمنٹ کئی بار پکار کر کہہ چکی ہے کہ بلا وجہ سختی سے پیش آنا ہمارا شیوہ نہیں۔ ضرورت ہمیں سختی پر مجبور کرتی ہے۔ لیکن سختی ہم نا قابل برداشت طریقے سے نہیں کرتے۔ اور ضرورت رفع ہو جاتی ہے تو وہ سختی ہم دور کر دیتے ہیں۔ مسٹر مارلے نے بھی پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں بیان کیا تھا کہ مذکورہ بالا قیدی ضرورت سے زیادہ ایک دن بھی حراست میں نہ رکھے جائینگے۔ سکون ہوتے ہی وہ رہا کر دیئے جائینگے۔ گورنمنٹ کی اس تحریک اور کیا صداقت ہو سکتی ہے کہ سر ڈینزل ابٹسن کی رپورٹ پہنچتے ہی کہ پنجاب کی حالت اب بہت قابل اطمینان ہو گئی ہے تمام عارضی سختی دور کر دی گئی۔ قانون انسداد مجالس باغیانہ کے عملدرآمد سے پنجاب کو محفوظ رکھا اور لالہ لاجپت رائے سے علاوہ اجیت سنگھ کو اپنے گھر واپس بھجوا دیا۔ موجودہ گورنمنٹ کے اقوال و افعال کی اس سے بڑھکر اور کیا بین شہادت ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں کو اب نادم ہونا چاہیئے جنہوں نے گورنمنٹ کے جدید طرز عمل کو جابرانہ بتانا شروع کیا تھا۔ جابرانہ طرز عمل کے معنے روس میں جا کر سیکھنا چاہیئے جہاں ذرا سے شبہ پر قتل یا سائبیریا کے برفستان میں مدت العمر کے لئے جلاوطنی سے کم کی سزا کسی کے ذہن ہی میں نہیں آتی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ رعایائے پنجاب گورنمنٹ کے اس مشفقانہ برتاؤ کی قدر کریگی اور آیندہ ان ہتھیاروں کے استعمال کا موقع کم سے کم دیگی جو گذشتہ چند مہینوں میں اسے بادل نخواستہ استعمال کرنے پڑے ہیں۔ یقین ہے کہ لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ بھی اس نرم برتاؤ پر گورنمنٹ کے شکر گذار ہوں گے اور اپنے آیندہ رویہ سے اپنے پچھلے پولیٹیکل کیریکٹر کو فنا کر دینگے۔ اجیت سنگھ کو اور بھی زیادہ شکر گذار ہونا چاہیئے کیونکہ مہربان گورنمنٹ نے اس کے لئے ایک ایسی سزا تجویز کی جو تعزیرات ہند کی سزاؤں سے زیادہ نرم تھی۔ اور جس نے اسکی شہرت کو پہلے سے زیادہ بڑھا دیا ہے۔ بہر حال امید کی جاتی ہے کہ گذشتہ مصائب سے سبق لیکر پنجاب کا وہ گروہ جو بے صبری کے ساتھ جائز و ناجائز پولیٹیکل حقوق کا طلبگار ہے نچلا ہو کر بیٹھیگا اور ایسی مصیبت میں مبتلا نہ ہوگا۔

رحمدلی کا ایک اور ثبوت

مذکورہ بالا رہائی کے علاوہ ہندوستان کے ایک دوسرے صوبہ میں بھی ایک جدید واقعہ پیش آیا ہے جو گورنمنٹ کے موجودہ طرز عمل پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔ اور گورنمنٹ پر بلاوجہ سخت ہونے کا الزام غلط ثابت کرتا ہے۔ مسٹر لے بینی بینرجی بیرسٹر ایٹ لا پر کلکتہ میں بغاوت کا مقدمہ دائر ہو گیا تھا اور ان پر جرم یہ لگایا گیا تھا کہ انہوں نے باغیانہ تقریریں کر کے عوام الناس کو گورنمنٹ کے برخلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔ مسٹر بینرجی نے بنگال گورنمنٹ کی خدمت میں ایک عرضیہ ارسال کیا جس میں انہوں نے اپنی حرکت پر ندامت کا اظہار کر کے آیندہ کے لئے زیادہ محتاط رہنے کا عہد کیا۔ اس معافی نامہ کے پہنچتے ہی گورنمنٹ نے سرکاری وکیل کے نام حکم جاری کر دیا کہ مسٹر لے سی بینرجی کے خلاف جو مقدمہ عدالت میں دائر ہے وہ لکھوا لیا جائے۔ چنانچہ اسکی فوراً تعمیل کر دیگئی اور بینرجی بابو رہا ہو گئے۔ گورنمنٹ یہ نہیں چاہتی کہ بلا وجہ لوگوں کو ایذا پہنچائی جائے۔ بلکہ وہ تو لوگوں کی بھلائی اور قیام امن کے لئے یہ چاہتی ہے کہ آیندہ کسی قسم کی شورش نہ پھیلے اور نقص امن کا اندیشہ جاتا رہے۔ اگر لوگ اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے لگیں اور اپنے فرائض کی پابندی پر جمے رہیں

تو جو سختی ضرورت وقت کو مد نظر رکھکر گورنمنٹ نے اختیار کی ہے۔ اسکے دور کر دینے میں کسے بھی تامل نہ ہوگا چنانچہ اسکا عملی ثبوت بھی ملنا شروع ہو گیا ہے

والیان ریاست کی بیداری

ہز اکسیلینسی لارڈ منٹو دورہ کرتے ہوئے ۱۲ نومبر کو حیدرآباد دکن وارد ہوئے۔ ریلوے سٹیشن پر حضور نظام ان کے استقبال کو تشریف لے گئے تھے۔ تزک و شوکت استقبال کے بعد دن کے بقیہ حصہ میں مہمان اور میزبان میں باہمی ملاقات و اسلافات باندید ہوئی اور ۱۳ کی سہ پہر کی شام کو ریاست کی طرف سے ہز اکسیلینسی کو ڈنر دیا گیا۔ بعد ڈنر لارڈ منٹو نے حضور نظام کی تقریر کے جواب میں جو اسپیچ فرمائی اسمیں ہز ہائینس کی مدح سرائی کے بعد جہاں امپیریل کیڈٹ کور وغیرہ کے متعلق گفتگو کی وہاں یہ بھی فرمایا کہ امپیریل ایڈوائزری کونسل کے وجود میں آنے سے وائسرائے والیان ریاست کے مفید مشوروں سے فائدہ اٹھا سکیگا ایسے معاملات بہت ہیں جو برٹش انڈیا کے انتظام سے تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن جن کے ساتھ والیان ریاست کی دلچسپی روز بروز بڑھتی جاتی ہے وفاداری تاج نے جملہ والیان ریاست کو متحد کر دیا ہے۔ اور ان کے متحدانہ اغراض و مقاصد اور ان میں بعض کی روشن خیالی اور دور اندیشی میں ترقی اسکی محرک ہوئی ہے کہ وہ ایک جامع پالیسی پر عمل کریں۔ بلکہ دنیا کی بہتری میں عملی حصہ لیں۔ اس قسم کے ریمارکس کے بعد ہز اکسیلینسی نے امید ظاہر کی کہ والیان ریاست کو گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ ذاتی طور پر زیادہ ... قرب حاصل کرنے میں پس و پیش نہ کرینگے۔ بلکہ اپنے تجربہ اور اپنی معلومات سے وائسرائے کو فائدہ پہنچائینگے مسٹر مارلے نے اپنی اربرتھ والی تقریر میں جسکی نسبت آج ہم مفصل ذکر کر چکے ہیں۔ ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گورنمنٹ ہند کی اس نئی پالیسی پر اسکا کلی اعتماد ہے۔ کہ دیسی ریاستوں کو جہانتک ہو سکے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور والیان ریاست کے اندرونی معاملات میں حتے الوسع مداخلت نہ کیجائے۔ وزیر ہند کی تقریر سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا تھا کہ والیان ریاست کو ریاست کے معاملات میں حتی الوسع مختار بنایا جاویگا۔ مگر وائسرائے کی حیدرآباد والی تقریر سے اس معلومات میں یہ اضافہ ہوتا ہے کہ انسے گورنمنٹ آف انڈیا کے امپیریل معاملات میں بھی مشورہ لیا جائیگا۔ گورنمنٹ کی اس جدید پالیسی پر نظر ڈالتے ہوئے ہمیں یہ دیکھکر مسرت ہوتی ہے کہ اکثر دیسی ریاستوں اور ان کے فرمانرواؤں کی حالت میں بہ نسبت زمانہ سابق کے اب اس قدر فرق محسوس ہونے لگا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ قادر نے اس جدید پالیسی کے اختیار کرنے میں مطلق پس و پیش نہیں کیا۔ اور خود والیان ریاست کے تجربہ و معلومات سے فائدہ اٹھانے کی آرزو ظاہر کی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جو ریاستیں ابھی تک پوری طرح بیدار نہیں ہوئی ہیں۔ ترقی یافتہ ریاستوں سے سبق حاصل کر کے اپنے کو بہت جلد اس اعتماد کی مستحق ثابت کرینگی۔ جو گورنمنٹ نے ظاہر کیا ہے۔

وائسرائیگل کونسل کے آیندہ ممبر

سال آیندہ کے لئے امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں علاوہ ممبران ایگزیکٹو کونسل کے حسب ذیل سرکاری و غیر سرکاری ایڈیشنل ممبروں کے مقرر ہونے کی خبر موصول ہوئی ہے۔

سرکاری ایڈیشنل ممبر پانچ: (۱) مسٹر ضیاء اللہ (صوبجات متحدہ) (۲) مسٹر سلیک (بنگال) (۳) مسٹر مدراس (۴) مسٹر مرک (پنجاب) (۵) مسٹر ڈرلو (بمبئی)

غیر سرکاری ایڈیشنل ممبروں کے اب تک حسب ذیل نام ظاہر ہوئے ہیں: (۱) مہاراجہ دربھنگا (بنگالہ) (۲) آنریبل مولوی ... (صوبجات متحدہ)۔ (۳) آنریبل جمنولس ... (ممالک متوسط) (۴) ... سنگھ صاحب (پنجاب) (۵) ڈاکٹر راش بہاری گھوش و (۶) آنریبل مسٹر گوکھلے (بمبئی) (۷) مسٹر ... (ایوان تجارت کلکتہ) (۸) مسٹر ... (ممالک متوسط) (۹) نواب بہادر خواجہ سلیم اللہ صاحب (مشرقی بنگال) (۱۰) مسٹر ... (۱۱) ... مدراس سے نواب سید محمد صاحب کے جانشین کا ابھی تک انتخاب نہیں ہوا۔ سنا ہے کہ نواب صاحب ... نے اپنے آپ کو دوبارہ انتخاب کے لئے پیش کیا ہے۔ مدراس سے دو مسٹر امیدوار جو نواب صاحب کے رقیب ہیں کر میدان انتخاب میں کود پڑے ہیں۔ ... یہ انتخاب ... حال کو ہوگا۔ مدراس کا قائم مقام منتخب ہونے کے بعد کونسل میں ایڈیشنل ممبران کی تعداد ۱۶ تک پہنچ جائیگی جن میں ۵ سرکاری اور ۱۱ غیر سرکاری ممبر ہوں گے۔ ان میں سے مسلمان ابھی تک صرف ایک ہی ہے مگر مدراس کے نواب سید محمد صاحب منتخب ہو گئے تو وہ ... سے منتخب ہوں گے اور ان کی نسبت ... آئینگے ...

مراسلات

مرثیہ رحلت

عالی جناب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان صاحب بہادر آنریری سکریٹری مدرسۃ العلوم علیگڈھ

تصنیف مولوی سید احمد علی صاحب اشہری

مہدی کا شجر باغ سے سید کا قلم ہے　　جو ہاتھ ہے شجرہ سے سو یاقوت رقم ہے
جاں لب پہ ہو لب بیتے ہیں مشتاق ارم ہے　　دنیائے دلی سے سفر ملک عدم ہے

بی بی ہے نہ بھائی نہ عزیز و رفقا ہیں
یہ وقت کہ جو حرف ہیں وہ ہوش ربا ہیں

مرزخ مسرخ ہوا باد کے سبب ہے　　ہے بیکسی یاس گھڑی پاس ادب ہے
اسباب تعلق ہے دل جاہ طلب ہے　　نزدیک قضا اسکی ہر دہ دور ہی سب ہے

غم یہ ہے سر سر یہ قضا طول مرض ہے
کالج سے تعلق نہ علیگڈھ سے غرض ہے

معلوم ہوا جب کہ اب پاس ہی رحلت　　اور پاس نہیں کوئی بجان حزیز غم و حسرت
تب باغم و اندوہ بلند آواز غربت　　سردار علی خاں سے کہا بالذ وصیت

فرمایا اٹاوہ کو مری لاش رواں ہو
واں دفن قریب سید خلد مکاں ہو

لہراتا ہے تابوت یہ وہاں شفاعت　　پہلے سے ہی مہدی کے لئے وادی جنت
خدام غریب صف بستہ بھری ماتم و حسرت　　شملہ کے مسلماں ہیں کمر بستہ خدمت

اب ڈاک پہ تابوت رواں ہوتا ہی دم میں
ہستی کو لئے جاتے ہیں آغوش عدم میں

شملہ پہ گری برق مصیبت سے ستم کی　　بجلی نے خبر تار پہ پہنچی ہے عدم کی
اندیشہ ہوئے باطل ہی گئی تہلکہ غم کی　　اسباب میں کچھ حد نہیں اس رنج و الم کی

اردو کی صدا خاطر مغموم سے نکلے
عاشق کا جنازہ نہ بہے اودھم سے نکلے

القصہ اٹاوہ کو ہوئی لاش روانہ　　ہر ایک کا دل تیر الم کا تھا نشانہ
آئی تھی اجل اسکی مرض کا تھا بہانہ　　تاریخ میں مذکور رہیگا یہ فسانہ

پہنچی جو علیگڈھ میں تو اک جوش تھا سب کو
بھولا ہوئی اس جوش میں تجہیز دلقب کو

مشتاق نے ظاہر کیا اشفاق کو اپنے　　اشفاق نے بھی پالیا مشتاق کو اپنے
ظاہر کیا احباب نے اخلاق کو اپنے　　آراستہ حجرہ نے کیا طاق کو اپنے

سید کے برابر میں مدفن ہوا اس کا
گلزار علیگڈھ میں نشیمن ہوا اس کا

مرحوم کے جب سفر کو حاصل ہوئی فرصت　　تار آیا اٹاوہ میں کہ آخر ہوئی خدمت
کی ہے تنہی عزیزانہ ادا رسم محبت　　اب آپ پڑھیں فاتحہ باصد غم و رقت

گر یہ بھی ہو تو نہ بھی ہو انداز لکھا بھی
آراستہ روضہ پہ ہو سامان عزا بھی

میں خود متمنی تھا کہ وہ دفن وہیں ہو　　سید کے جنازہ کو علیگڈھ کی زمیں ہو
قبر اسکی وہیں کعبہ سید کے قریں ہو　　جو آدم ثانی ہے وہ فردوس نشیں ہو

فردوس میں رونق گر نام اب وحید ہو
آدم کے قریب آدم ثانی کی لحد ہو

لیکن نہ ہوا حسب وصیت یہ سر انجام　　افسوس اٹاوہ نے نہ پایا شرف نام
جو خاص محل تھا وہ ہوا وقف رہ عام　　خالی رہے مہدی کی مہیری کے در و بام

مہدی نے نہ جا روضہ عالی میں پائی
بھائی کے قریب دفن ہوا اک نہ بھائی

ہر چند وا اندور میں دو بھائی ہیں نکلے　　ہیں ایک امیر ایک علی وجہ حسن سے
وہ مدفن مہدی پہ پس از دفن تو پہنچے　　دل تھام کے تا دیر رہے فاتحہ پڑھتے

اب فاتحہ پڑھنے کے سوا کچھ نہ رہا تھا
موقع ہی نہ اس کا تھا جو مہدی نے کہا تھا

شمس العلما شبلی نعمانی و حالی　　پھر ہوں سخن آرا لئے مضامین خیالی
طوبیٰ میں لگا آب نئے رنگ کی ڈالی　　ہوں دنگ جسے دیکھ کے فردوس کے مالی

فردوس میں نخل ہو نہیں دیکھی مسلم ایسی
طوبیٰ کے ملتی نہیں شاخیں سبھی ایسی

اے خلد علی گڈھ ابنا آدم ہوا رخصت　　پنجاب! ترا قبلہ عالم ہوا رخصت
بنگال! ترا مونس و ہمدم ہوا رخصت　　مدراس! ترا مصلح اعظم ہوا رخصت

اے دہلی و لاہور اعزادار بہم ہو
اے لکھنؤ و آگرہ! مصروف الم ہو

جو سرو تھا اس باغ کا وہ آج رواں ہے　　گلزار علی باغ حسن وقف خزاں ہے
رنگینی مع سرخی عارض سے عیاں ہے　　خون جگر قوم کے بچوں کا لہو جوش نشاں ہے

گلگونہ ملا چہرہ پہ ہے رنگ شفق کا
ہوتا ہے گماں چہرہ پہ سونے کے طبق کا

پیدا ہوئی تہذیب کی جب روشنی تو　　اسکے ہی تمدن سے ملی قوم کو ضو
پہلا مسعود وار پہ اس ماہ کا پرتو　　اک شمع فسردہ نفس صبح سے دی لو

سید کا معاون رہا وہ شادی و غم میں
وہ آپ نظیر اپنی تھا احسان و کرم میں

جو کام دکن میں کئے مقبول ہیں سارے　　جو کام تھے بگڑے وہ فراست سے سنوارے
کالج کو تنزل تھا پہ ہمت نہیں ہارے　　پھر اسکو لگا لائے ترقی کے کنارے

سید کے زمانہ سے بہت بڑھ گیا کالج
شاہوں کی نگاہوں میں بھی چڑھ گیا کالج

کس شان سے کی اس نے تکمیل عمارت　　پر قصر سے شاہانہ عیاں ہوتی ہے سطوت
جنت مید ملے نیدرہ لاکھ اسکی بدولت　　شہزادہ سے منظور کرائی در پر دورت

کابل کے امیر اسکی علامات سے لے لئے
شاہانہ خیال اسنے فقیری میں دکھلائے

ـلہ مولوی سلیمان صاحب ... کلاس طرح پر بیٹی ہیں اور [illegible]
ـلہ مولوی سید علی حسن صاحب ... [illegible]

قطعہ تاریخ انتقال نواب محسن الملک بہادر مرحوم مغفور

۱۳۲۵

عبرت کی ہے جا فاعتبروا یا اولی الابصار — سعدی سے ہوئیں خبر ان کی خبردار
توضیح مقاصد کی ضرورت نہیں زنہار — اجمال سے تفصیل معانی ہے نمودار

مذہب کے نہ آزاد ہو پابند عمل ہو
تا وقت پہ کوئی نہ ذلیل ہو نہ خلل ہو

ہے محسن مرحوم کی تالیف کا یا کام — دشوار ہے سیکھ بھی تالیف سے انجام
کیا لطف اگر چھیڑ کے کوئی نہ کرے کام — یہ کام ہر خاص یہ کوئی نہ سمجھے سخن عام

اک سال دکن اور علی گڑھ میں گزارے
جب گوہر مقصود کہیں پائے تو پائے

انگریزی میں درکار ہے بی اے کی لیاقت — پھر اسکو دفاتر میں بھی حاصل ہو لیاقت
یکتا عربی میں بھی ہو معقول مہارت — ہو فارسی و اردو میں ماہر یہ سیاست

تب جا کے وہ اس کام میں مصروف سخن ہو
سرمایہ کو بھی چاہیئے معقول رقم ہو

سید کی ہے جن کاموں کے آفاق میں شہرت — ان سب میں کم و بیش ہی مہدی کی ہے شرکت
لیکن کئے مہدی نے ہیں جو کام بکثرت — سید کا نہیں ان میں ہی کچھ دخل طبیعت

اب دونوں کو تم دیکھ لو معیار عمل میں
حاصل ہو نتیجہ تمہیں اس رد و بدل میں

اے اشہر سوختہ جاں ضبط فغاں کر — جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب ختم بیاں کر
مرحوم کے حق میں طلب عفو خدا کر — خاموش تقریر کو اب قفل دہاں کر

جو روز گیا پھر کے وہ اب دن نہیں آتا
پھر لوٹ کے اب قوم کا محسن نہیں آتا

تاریخ وفات

نواب محسن الملک مرحوم از نتیجہ طبع شیخ فیض اللہ صاحب سیکریٹری انجمن اصلاح مئو آئمہ (الہ آباد)

از وفات سید مہدی علی — در نگاہ قوم شد عالم سیاہ
گفت فیض اللہ تاریخ وفات — کردہ رحلت رہنمائے قوم آہ

۱۳۲۵ھ

تاریخ وفات نواب محسن الملک بہادر مرحوم اور ایک نیک تحریک

اعداد فقرہ ہائے "غفرلہ" (۱۳۱۵) "ولیغفرلہ" (۱۳۲۵) سے تاریخہائے وفات سر سید و محسن الملک مرحومین علے الترتیب برآمد ہوتی ہیں۔ جیسا تعلق ظاہری و باطنی سر سید اور محسن الملک میں تھا اور جو مناسبت دونوں کے ناموں (سید احمد و سید مہدی) اور جو مطابقت دونوں کے کاموں میں تھی وہی تعلق ظاہری و باطنی وہی مناسبت وہی قربت وہی مطابقت دونوں کی تاریخہائے وفات یعنی "غفرلہ" (۱۳۱۵ھ) و "لیغفرلہ" (۱۳۲۵ھ) میں ہے۔ حسن اتفاق کی بات دیکھو کہ جو تعلق ولی دونو مرحومین میں زندگی میں تھا وہی تعلق بعد وفات بھی قائم رہا۔ دفن ہوئے تو پاس پاس۔ اور انتقال کی تاریخیں برآمد ہوئیں تو ایک دوسرے کی قربت و قریب مناسبت رکھنے والی۔ پس جس طرح سر سید کے مقبرہ پر انکے نام کے ساتھ غفرلہ معہ اعداد (۱۳۱۵ھ) کے کندہ ہے۔ اسی طرح محسن الملک کے مقبرہ پر ان کے نام کے ساتھ ولیغفرلہ معہ اعداد (۱۳۲۵ھ) کا کندہ ہونا چاہیئے۔

پس لپساندگان و متعلقین و احباب و اقارب و اعزہ مرحوم و منتظمان کالج پر فرض ہے کہ وہ اس کام کو انجام دیں اور یہ فرض کفایہ اپنے ذمہ سے ادا کریں اور مرحوم کے اس حق سے بھی ادا ہو دیں اور یہ آخری محسن خدمت بھی بجا لاویں۔

یہ بھی اتفاق کی بات ہے کہ یہ دونوں نادر تاریخیں عہدہ عاجز کی ناچیز فکر کا نتیجہ ہیں۔ خدا قبول کرے۔ آمین۔ الملتمس مستجاب شروانی لونوی (عفی عنہ)

کاروائی جلسہ لوکل اسٹینڈنگ کمیٹی گجرات پنجاب

منعقدہ ۹ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء

ممبران و دیگر شرفاء بوقت ۳ بجے دن کے سید نور اللہ شاہ صاحب بی اے رئیس گجرات کے مکان پر جمع ہوئے

(۱) باتفاق رائے جلسہ حافظ ابو محمد فضل الصمد صاحب رئیس گجرات پنجاب جلسہ مذکور کے پریسیڈنٹ منتخب ہوئے

(۲) مولوی امام الدین ماسٹر عبد العزیز و سید نور اللہ شاہ صاحب نے ایم اے او کالج کے عہدہ سیکرٹری شپ جو ان دنوں خالی ہے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے خیالات ظاہر کئے بعد باتفاق رائے اہالیان جلسہ مفصلہ ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(ا) یہ جلسہ جو مسلمانان ضلع گجرات کو ریپریزنٹ کرتا ہے نہایت ادب سے ٹرسٹیان ایم اے او کالج علی گڑھ کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ نواب وقار الملک مولوی سید مشتاق حسین صاحب جیسے عالی کی موجودگی میں کسی دیگر شخص کو (عام اس سے کہ وہ ٹرسٹی ہو یا نہ ہو) کالج مذکور کا سیکرٹری منتخب کریں۔

(ب) کمیٹی یادگار نواب محسن الملک مرحوم کی طرف سے اشارہ اور ہدایت ہونے تک چندہ کا کام جلسہ کا ملتوی رہے۔

(۳) شکریہ صاحب صدر انجمن ادا کیا گیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

راقم سید نور اللہ شاہ آنریری سیکرٹری لوکل اسٹینڈنگ کمیٹی

پنجاب مسلم لیگ اور مسلمانان لاہور

اس عنوان سے جو کچھ ہم لکھنا چاہتے ہیں وہ صرف ہمارے ذاتی خیالات ہیں۔ اور ان کا اظہار خالصتاً فی سبیل اللہ ہے۔ نہ ہم کسی فریق کے موید ہیں۔ اور نہ کسی فریق کے مخالف۔ نہ ہمارا مقصود کسی فرد خاص کی ذاتی حیثیت پر حملہ کرنا ہے۔ اور نہ کسی خاص شخص کی مدح سرائی کرنا۔ اسلئے ہم کامل اخلاقی جرات سے کام لینگے۔ اور بیجا کا نہ نکتہ چینی کرینگے۔ بلا لحاظ اسکے کہ ہمارے خیالات کسی خاص گروہ کے خلاف ہوں یا تائید میں۔ اور کوئی ان سے خوش ہو یا ناخوش۔ البتہ ہم ہر مسلمان میں نور ایمان اور قسمت کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں اور متوقع ہیں کہ ہماری اس تحریر پر نیک دلی اور نیک نیتی سے توجہ کی جائیگی۔

وکیل مطبوعہ ۲ نومبر میں "پنجاب مسلم لیگ" کے عنوان سے ایک لیڈر بھی ہے اور ایک خط شیخ دین محمد صاحب کی طرف سے جس کے تحت میں اس لیگ کے اغراض و مقاصد اور اس کی ضرورت بتائی گئی ہے۔ اس تحریک کا باعث بھی دو مضمون ہیں مگر چہ اس سے پہلے بھی وکیل میں اور بعض اور اخبارات میں پنجاب مسلم لیگ کی تحریک شایع ہوتی رہی ہے۔ اور اس سے پہلے بھی ہمیں

اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع تھا مگر افسوس ہمیں مہلت نہ ملی۔

اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی تو ہمنے ایک مضمون غالباً جولائی ۱۹۰۶ء کے آخر یا اوائل میں اسی عنوان سے لکھا تھا۔ مگر اسوقت یہ موجودہ مسلم لیگ نہ تھا۔ بلکہ وہ "مسلم لیگ" تھا جسکو مسٹر سید فضل حسین بیرسٹرایٹ لا نے قائم کیا تھا۔ اور جس کے وہ خود سکرٹری تھے۔ اس مضمون میں ہمنے یہ ظاہر کیا تھا کہ انجمن اسلامیہ لاہور کی موجودگی میں کسی خاص پولیٹیکل آرگنائزیشن کا قائم کرنا بلا ضرورت ہے کیونکہ یہ جماعت پولیٹیکل امور میں کافی دلچسپی لیتی ہے اور اگر وہ اس قدر کام نہیں کرتی جس قدر کہ ضرورت ہے تو اسکو آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ ہماری اس آواز پر توجہ نہ کی گئی اور قوم پر سوسائٹی کا اثر بھی نہ ہوئی۔ اور مسلم لیگ مسٹر فضل حسین کے سکرٹری شپ میں قائم ہوا اسکے اغراض و مقاصد بھی شائع ہوئے۔ اور غالباً دو چار جلسے بھی اسکے ہوئے۔ اگرچہ یہ بتانا مشکل ہے کہ اس میں کچھ کام کی بات بھی ہوئی یا نہیں۔

ہمارا خیال تھا کہ یہ مسلم لیگ جس کے مسٹر فضل حسین سکرٹری تھے کچھ وجود رکھتا ہے لیکن پانچ چھ مہینے ہوئے کہ مسٹر محمد شفیع بیرسٹرایٹ لا اور دیگر حضرات لاہور کی ایک تحریک اخبارات میں شائع ہوئی جسکی نقل ۱۷ نومبر کے وکیل میں درج ہے

یہ واقعات ہیں جو ہمنے بیان کیے۔ لیکن تعجب اور افسوس کے قابل یہ امر ہے کہ جدید مسلم لیگ کے محرکوں یعنی مسٹر محمد شفیع کی پارٹی نے اس مسلم لیگ کا جو مسٹر فضل حسین نے قائم کیا تھا کوئی نوٹس نہیں لیا گویا اسکا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ اور اگر تھا تو ایسا کہ کم از کم اُنکی توجہ کا مستحق نہیں تھا یہ تجاہل عارفانہ ہماری نگاہوں میں اسی وقت کھٹکا تھا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ مسٹر محمد شفیع اپنی پوزیشن کو صاف کریں لیکن وہ اسوقت تک نہیں ہوا اور شاید ایسے رندانہ اسرار ہمیں پردہ ڈالکر ہمیں یہ معلوم ہے کہ مسٹر فضل حسین کے خیالات کا نگریسی تھے اور شاید اب بھی ہوں۔ مگر وہ مسلمانوں میں ایک سمجھدار تعلیم یافتہ اور سمجھدار قوم شخص ہیں۔ اگر اُنکے خیالات میں کسی قدر اعتدالی تھی تو ہمارا خیال بلکہ یقین ہے کہ دوستانہ مشورے اور مباحثے سے وہ مسلمانوں کی پولیٹیکل حالت سمجھکر اُنکی مجوزہ پولیٹیکل ایسوسی ایشن کے اصول پر کاربند ہو جاتے۔ لیکن افسوس اور نہایت رنج کی بات ہے کہ قومی کاموں میں ذاتی رنجشوں کو دخل دینا نہ صرف خلاف مصلحت ہے کیونکہ اس حکم ربانی سے انحراف کرنا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ اور رنجشوں کو دلوں میں قائم رکھنا اپنے برگزیدہ پیغمبر کے منشاء کی توہین کرنا ہے جسمیں آپنے صاف ظاہر کیا ہے کہ مسلمان ایکدوسرے سے کدورت اور کینہ نہ رکھیں۔ لیکن ہم بدنصیب مسلمانوں میں ذاتی اغراض کا دخل قومی معاملات میں اسقدر ہے کہ وہ ہمارے اتحاد کا کبھی سبب نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمارے قومی بزرگ جو قوم کے لیڈر ہونے کے مدعی اور دوسروں کو اتحاد قومی پر لیکچر سنانے کیلیے ہر وقت آمادہ ملئے جاتے ہیں۔ آپس میں وہ برتاؤ کریں جو اُن کی شان سے بعید ہے تو نہ صرف اُن کے لئے بلکہ ہماری تمام قوم کے لئے نہایت شرم کا مقام ہے جو پارٹی فیلنگ لاہور کے رہنما گروہ میں دیکھنے میں آتا ہے۔ اور جس قدر قومی نقصان ذاتی اغراض اور ذاتی جھگڑوں کے سبب قوم کو اٹھانا پڑتا ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ دراصل اسکا اصلی سبب وہ ہی ہے جو ہم بار ظاہر کر چکے ہیں کہ ہماری قوم کے لیڈروں میں صداقت اور سچی ہمدردی بہت ہی کم پائی جاتی ہے جس قدر قوم میں لیڈر ملئے جاتے ہیں۔ اور جو اپنے آپ کو ہر وقت پیش کرتے رہتے ہیں اگر اُنکے دل کو ٹٹولا جائے تو بہت کم ایسے ہونگے جو خالصۃً للہ للقوم کسی قومی کام کو کرتے ہیں۔ ورنہ اکثر اور بہت سی حالتوں میں قومی خدمت کے ساتھ ذاتی اغراض وابستہ ہوتی ہیں۔ پس ہماری کسی کوشش کے بارآور ہونیکا بڑا سبب یہی ہے کہ ہم میں خلوص نہیں۔ نیک نیتی نہیں۔ جو قومی خدمت کرنیکا ہمارا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنی ذاتی حیثیت بڑہانے اور اپنے آپ کو سربرآوردہ بنانے کی غرض سے ہوتا ہے۔ افسوس یہ خود غرضی کی بیماری ایک دو میں نہیں بلکہ اکثروں میں پائی جاتی ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ اسکا کیا مداوا ہو سکتا ہے۔ افسوس کہ ہماری قوم میں مجروح اور دردمند دل بہت ہی کم ہیں اور جو ہیں وہ ناکارہ ہیں۔

ہم مسٹر محمد شفیع اور اُن کی پارٹی سے نہایت مودبانہ یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا اُنکے خیال میں انجمن اسلامیہ کا وجود ان اغراض کو انجام دینے کے لئے جو اُنہوں نے اپنی لیگ کی رکھی ہیں کافی نہ تھا۔ یا اُن کو انجمن اسلامیہ سے ایک علیحدہ باڈی (Separate body) قائم کرنیکی صرف یہ ضرورت تھی کہ وہ کسی سابقہ موقع پر انجمن اسلامیہ کے سکرٹری شپ حاصل کرنے میں ناکامیاب رہے۔ اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ انجمن اسلامیہ کے اغراض میں وہ مقاصد شامل نہ تھے جو اُنہوں نے اپنی لیگ کے رکھے ہیں تو کیا یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اسکے اغراض میں کچھ اضافہ کرا سکیں؟ اسکو بھی نظرانداز کرکے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا وہ اس مسلم لیگ سے ناواقف تھے جو مسٹر فضل حسین نے کچھ دن پہلے قائم کیا تھا۔ کیا اس مسلم لیگ میں وہ اصلاحی امور پیش نہ کر سکتے تھے۔ یا صرف اس وجہ سے کہ چونکہ اسکے سکرٹری مسٹر فضل حسین تھے اُنہیں ایک علیحدہ لوڈی قائم کرنیکی ضرورت پیش آئی۔ جب ہم ان امور پر غور کرتے ہیں تو نہایت رنجدہ نتائج ہمیں نکالنے پڑتے ہیں۔ اور اپنے قومی لیڈروں پر ہمارا اعتماد بالکل زائل ہو جاتا ہے۔ بلا شبہ مسٹر محمد شفیع کی قومی ہمدردی کے ہم معترف ہیں اور اُن کو مسلمانوں کا ایک خیرخواہ سمجھتے ہیں۔ اور ہمیں اُن سے کوئی ذاتی شکایت نہیں۔ بلکہ اُن سے شناسائی بھی نہیں۔ لیکن ان سے ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنی پوزیشن کو صاف کریں۔ اور مندرجہ بالا سوالات پر روشنی ڈالیں۔

ایک اور امر لاہور کے لیڈر فرقہ میں تعجب انگیز ہے کہ جس قدر وہاں انجمنیں ایک اور قائم ہوتی رہتی ہیں۔ قریب قریب وہی ممبر ہر ایک انجمن کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ منشی محبوب عالم غالباً انجمن اسلامیہ کے بھی ممبر ہیں۔ سابقہ مسلم لیگ کے بھی ممبر تھے اور اب جدید مسلم لیگ کے بھی ممبر ہیں انجمن حمایت اسلام میں بھی ہیں۔ غرض بہت سے بزرگ ایسے ہیں جنکی مختلف حیثیتیں ممبری کی ہیں۔ خود مسٹر محمد شفیع اور اُنکی پارٹی کے بہت سے حضرات انجمن اسلامیہ کے ممبر ہیں۔ کیونکہ لاہور کے سربرآوردہ مسلمان اور لیڈر جو ہیں۔ اُنکی تعداد محدود ہے۔ مگر ان کا وجود ہر انجمن میں ایکسے ایک اگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ بلا لحاظ اسکے کہ ان انجمنوں کے اغراض و مقاصد موافق ہوں یا مخالف۔ فرض کرو کہ پچاس آدمی ہیں۔ اور اُنہوں نے پانچ مختلف انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ تو کیا ہوتا ہے کہ بیس اُسکے ممبر ہیں۔ تیس اسکے ممبر ہیں پچیس اسکے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ غرض پھیر پھیر کے وہی آدمی۔ مگر مختلف حیثیتیں۔ ایسی حالت میں جہاں پانچ آدمی متفق ہوئے اُنہوں نے ایک انجمن کا ڈھانچ کھڑا کر دیا۔ دس پندرہ اُن کے کہنے سننے سے آ کر شامل ہوئے۔ اس انجمن بنانے کے شغل میں آسانی یہ ہے کہ کسی ممبر کو کسی انجمن میں کوئی کام کرنا نہیں پڑتا۔ سوائے اسکے کہ برسوں چھٹے مہینے اگر کوئی جلسہ ہوا تو اس میں شریک ہو گئے۔ ورنہ وہ بھی نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ جتنی انجمنیں لیگ اور ایسوسی ایشن اب تمنے قائم کر رکھی ہیں سبکو توڑ دو۔ اور صرف ایک قائم رکھو اور اس میں مل کر کام کرو۔ درحقیقت کام کرنا اصلی چیز ہے کوئی انجمن ہو۔ کوئی سکرٹری ہو۔ اگر تم صداقت سے کام کرنا چاہتے ہو اور تمہارے دل میں خلوص اور سچی ہمدردی ہے تو تم ہر مخالف پر حاوی ہو جاؤ گے اور تمہارے ارادہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتا اور اگر صرف باتیں بنانا ہی مقصود ہے تو پانچ کے بجائے دس انجمنیں قائم کر لو کیونکہ باتیں بنانے کا اور زیادہ موقع اور وقت مل جائیگا۔

مسلمان لیڈروں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اب مسلمان پبلک کچھ عقل رکھتی ہے اور وہ اُنکے ہر فعل پر نگاہ رکھتی ہے خواہ وہ نیک نیتی اور اخلاص خواہ کسی وجہ سے ہو۔ مگر وہ دیکھتی اور سمجھتی سب کچھ ہے اور تم لوگوں کا پبلک پر کچھ اثر نہ رکھنے کا سبب خود تم ہی میں موجود ہے ورنہ صداقت اور خلوص کی ...

یادگار نواب محسن الملک بہادر

نواب محسن الملک بہادر کی ایسی یادگار قایم کرنے کا خیال جو انکی شان کے قابل ہو ملک میں عام طور پر پھیلا ہوا ہے

ایسے بہت لوگ متفق ہیں کہ جگہ جگہ مقامی یادگاریں قایم کرکے قوت کو منتشر نہیں کرنا چاہئے بلکہ سب کو ملکر ایک ایسی چیز قایم کرنا چاہئے جسکی ہماری قوم کو ضرورت ہے اور جس سے مرحوم کو ہمیشہ دلبستگی رہی ہے۔ اس سے عمدہ اور کیا ۔۔ ہو سکتا ہے کہ ہم وہ یادگار قایم کریں جو محمڈن یونیورسٹی کے قیام کی ایک منزل ہو۔ اسی خیال کو مدنظر رکھکر ایک صاحب نے ۲۹ اکتوبر کے البشیر میں مہدی کالج کے قایم کرنے کی تجویز کی ہے اور جسکی مفصل احمد صاحب ریڈ اسپیکٹر نے تائید کی۔ جس پر یہی زور دیا گیا ہے کہ اس یادگار کے لئے ۳ لاکھ کی بجائے ۱۰ لاکھ روپیہ جمع کرنا چاہئے۔ روپیہ کی مقدار تو قوم کے جوش پر منحصر ہے اگر قوم ایک کروڑ روپیہ دینے پر تیار ہے تو محسن الملک میموریل فنڈ کمیٹی نہایت شکریہ سے اسے منظور کریگی۔ اور قوم کے مشورہ سے اسے اس طرح صرف کریگی جو فی الحقیقت موجودہ حالت کے مطابق قوم کے لئے مفید ہو۔ پیسہ اخبار نے بھی اپنے ایک نوٹ میں اسکی تائید کی ہے۔

اس امر کا فیصلہ کہ یادگار کی صورت مہدی کالج ہو یا چند پروفیسرشپ اور طلباء کی سکونت کے لئے بورڈنگ ہاؤس۔ اس پر منحصر ہے کہ یونیورسٹی کے ہم کیا معنے سمجھتے ہیں۔ بدقسمتی سے جو کچھ نمونہ یونیورسٹی کا ہمارے سامنے موجود ہے وہ انگلستان کی یونیورسٹی کی نقل ہے۔

یونیورسٹی امتحان لینے والی جماعت ہے جس کا فرض امتحان لے کر ڈگریاں دینا ہے۔ پڑھانے کا کام کالجوں کا ہے یونیورسٹی کی بنیاد کے لئے ایک سے زیادہ کالج ہونے کی ضرورت ہے اسی بنا پر مفصل احمد صاحب نے لکھا ہے کہ مہدی کالج قایم ہونے سے یونیورسٹی کی بنیاد ہماری زندگی میں قایم ہو جائیگی۔ آکسفورڈ اور کیمبرج کی مثالوں نے اتنا تو بتلا دیا ہے۔ یونیورسٹی عمدہ ربیت اسوقت دے سکیگی۔ جبکہ تمام کالج ایک ہی جگہ پر قایم ہوں یونیورسٹی کے اگر ہم یہ معنے لیں جو کہ آج کل ہندوستان میں سمجھے جاتے ہیں تب بھی یونیورسٹی کی بنا رکھنے کے لئے ایک سے زیادہ کالج کی ضرورت نہیں ہے۔ خود سلطنت برطانیہ میں متعدد یونیورسٹیاں ہیں جنمیں صرف ایک ایک کالج ہے۔ ڈبلن یونیورسٹی میں صرف ایک کالج ہے جس کا نام ٹرنیٹی کالج ڈبلن ہے۔ کوئی کالج اس سے ملحق نہیں ہے۔ مانچسٹر یونیورسٹی میں صرف ایک اوئنس کالج ہے۔ اسی طرح لیڈس اور برمنگھم یونیورسٹی کا حال ہے اس سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ یونیورسٹی کی بنا بلا کسی دوسرے کالج کے قایم کئے ہوئے پڑ سکتی ہے۔ اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ دوسرے کالج قایم کرنا ہماری یونیورسٹی تک پہنچنے کے لئے ایک الٹی سیڑھی ہے۔ اس سے بجائے ترقی کے تعلیمی تنزل ہوگا میں یہ فرض کئے لیتا ہوں کہ ہماری قوم کے افراد اسقدر شائستہ ہوگئے ہیں۔ اور اس قدر ترقی کر چکے ہیں۔ کہ ان میں جو کچھ رقابت ہوگی وہ شخصیات اور خیالات پر مبنی نہ ہوگی۔ بلکہ قوم کو نفع پہنچانے کی غرض سے ہوگی۔ میں اسوقت الٹا یہ کہتا ہوں کہ کالجوں کے منتظمین اپنے مذہبی اغراض پورا کرنے کے لئے علی گڈھ کو ایک اکھاڑہ نہیں بنائینگے۔ بلکہ مثل کیمبرج اور آکسفورڈ کے علوم کی ترقی دینے میں متفقہ کوشش کرینگے

یونیورسٹی کی بنا سب سے پہلے مسلمانوں نے ڈالی ہے۔ یونان میں۔ ہندوستان میں۔ اور چند صدیوں تک خود ممالک اسلام میں پڑھے ہوئے علما اپنے مکانوں میں یا کسی اور جگہ فرداً فرداً درس دیا کرتے تھے۔ نظام الملک طوسی نے سب سے پہلے یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔ اور علاوہ بغداد ملیشاپور قرطبہ اور مصر میں دنیا کی مشہور یونیورسٹیاں قایم ہوگئیں۔ ان عظیم الشان یونیورسٹیوں کی مثال اسوقت جامع الازہر موجود ہے۔ جس کو مجھے خود دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اسمیں قریب دس ہزار طلبا تعلیم پاتے ہیں جنکو تعلیم کی تکمیل کے بعد ڈگریاں ملتی ہیں۔ قرطبہ اور اور اسلامی یونیورسٹیوں کے نمونہ پر زمانہ وسطیٰ میں بولوگنا (Bologna) اور پیرس میں یونیورسٹیاں قایم ہوئیں جنکی نقل یورپ میں جرمنوں نے کی بولوگنا (اٹلی) پیرس اور برلن میں طالبعلمی کی حیثیت سے مہینوں مجھے لیکچر سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان یونیورسٹیوں کا تمام انتظام اور تعلیم و امتحان کا طریقہ بالکل وہی ہے جو کہ جامع الازہر میں آج تک ہے۔ البتہ فرق اسقدر ہے کہ یہاں طلبا ٹاٹ پر بیٹھتے ہیں۔ اور پرانے قسم کے چراغ کی روشنی سے پڑھتے ہیں۔ وہاں بجلی کی روشنی ہے اور اعلےٰ سے اعلےٰ فرنیچر موجود ہیں یہاں کے پروفیسروں کے لیکچروں کو زمانہ گھسیٹتا ہے وہاں وہ زمانہ کو رستہ بتلاتے ہیں سلطنت برطانیہ اور دنیا کی اور یونیورسٹیوں میں جو کچھ فرق ہے اس پر مفصل بحث تو میں یہاں کرنا چاہتا صرف چند باتیں بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) برطانیہ کی یونیورسٹیوں کا مقصد اولیٰ امتحان لیکر ڈگریاں دینا ہے۔ اور یونیورسٹیوں کا مقصد طلبا کو علوم سکھانا ہے۔

(۲) برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں تقسیم باعتبار کالجوں کے ہوتی ہے۔ اور ہر کالج میں ابتدائی تعلیم کا انتظام علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ اور یونیورسٹیوں میں تقسیم باعتبار مضامین کے ہوتی ہے۔ پروفیسروں کو مختلف فیکلٹیز میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۳) برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں مقررہ خواندگی پر تحریری امتحان لیا جاتا ہے اور ممتحن ہمیشہ غایب رہتا ہے۔ اور یونیورسٹیوں میں پروفیسر خود ان مضامین میں امتحان لیتے ہیں جو انہوں نے پڑھایا ہے۔ یا یوں کہئیے کہ ایک جگہ زیادہ تر حافظہ کا امتحان ہوتا ہے اور دوسری جگہ صرف سمجھ کا۔

(۴) برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں افسر اعلےٰ عملی لیاقت پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اور یونیورسٹیوں میں علمی قابلیتوں کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

پچھلی چند صدیوں کے تجربہ نے بتلا دیا ہے کہ علمی ترقی کے لئے برطانیہ کا طریقہ یونیورسٹی اچھا نہیں ہے۔ جس قدر مشہور اسکالر اور علما ان پیرس اور برلن نے پیدا کئے ہیں ۔ کیمبرج اور آکسفورڈ نے نہیں کئے۔ علمی سوسائٹیاں جس درجہ کی پیرس اور برلن میں ہیں۔ برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں نہیں ہیں۔ برطانیہ کی یونیورسٹی میں اکثر ہوتا ہے کہ ایک ہی مضمون کے اور چھوٹی چھوٹی کلاسوں میں علیحدہ علیحدہ لیکچر مختلف کالجوں میں دئیے جاتے ہیں۔ اور بعض مضامین ایسے ہیں جنکی تعلیم کا کہیں انتظام نہیں ہوتا۔ اور یونیورسٹیوں میں اس اکانمی کا خیال رکھا جاتا ہے۔

ان دونوں اقسام میں کونسا طریقہ اچھا ہے؟ اسکا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے یہ دیکھنا چاہئیے کہ جاپان نے اپنی یونیورسٹیاں کس نمونہ پر قایم کی ہیں وہاں یونیورسٹیاں قایم ہوئے عرصہ نہیں گذرا اور ہم دیکھتے ہیں کہ ٹوکیو یونیورسٹی جرمن یونیورسٹی کی نقل ہے۔ البتہ چند امتحانات انہوں نے اور اضافہ کئے ہیں۔ اور فیکلٹیز کے ناموں میں تبدیلیاں کر دی ہیں۔ وہاں کوئی کالج موجود نہیں ہے پروفیسر اور طلبا کے مجموعہ کا نام یونیورسٹی ہے

بارہا ہم اسکو بیان کر چکے ہیں کہ ہم کو محمڈن یونیورسٹی کے علیحدہ قایم کرنے کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ ہندوستان کی موجودہ یونیورسٹیاں تعلیم نہیں دیتیں۔ بلکہ صرف امتحان لیتی ہیں اور ہم تعلیم دینے والی یونیورسٹی چاہتے ہیں۔ موجودہ یونیورسٹیاں اس طرز تعلیم کے جس کے ہم مسلمان عرصہ سے عادی رہے ہیں خلاف ہیں۔ ہم وہ یونیورسٹی چاہتے ہیں جو مثل دنیا کی اور یونیورسٹیوں کے بہتر طریقہ تعلیم سے مشتق ہوئی ہو۔ ہم کو ہمیشہ کے لئے اپنے دماغ سے علی گڈھ میں ایک دوسرے کالج کو قایم کرنیکا خیال علیحدہ کر دینا چاہئیے اور یہ سمجھنا چاہئیے کہ کالج اسٹاف اور طلبا کی تعداد بڑھکر کالج یونیورسٹی ہو جائیگا۔ ۔۔۔ سر جیمز لاٹوش نے اپنی ایک اسپیچ میں جو کہ انہوں نے بہاں کی بعض

علیگڈھ کالج کا آیندہ سکریٹری

انجمن محمڈن ایسوسی ایشن شملہ کے معمولی ہفتہ وار جلسہ منعقدہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء

میں حسب ذیل رزولیوشن محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈھ کے آیندہ سکریٹری کے تقرر کی نسبت پاس ہوا۔ شیخ دین محمد بی۔ اے بالاتفاق رائے صدر جلسہ قرار پائے۔

(رزولیوشن) انجمن محمڈن ایسوسی ایشن (انجمن شبان المسلمین) شملہ کا یہ جلسہ جناب نواب وقار الدولہ وقار الملک مولوی سید مشتاق حسین صاحب بہادر کی اعلیٰ قابلیت و تدبر پر اپنا پورا بھروسا اور اعتماد ظاہر کرتا ہے اور اسلئے آپکے اسم گرامی کو ٹرسٹیان کالج کے باضابطہ انتخاب سکریٹری کے لیے تجویز کرتا ہے۔

یہ رزولیوشن مسٹر محمد بشیر بخش بیرسٹر ایٹ لا نے پیش کیا۔ اور ملک تاج الدین بی۔ اے مولوی غلام محمد وکیل ندوہ منشی محمد عبد اللہ منہاس اور مولوی احمد حسین نے تائید کی۔ اور نواب وقار الملک بہادر کی اعلیٰ قابلیت وسیع معلومات اور مسلمہ تدبر اور ان کے ہر طرح عہدہ سکریٹری کالج پر ممتاز ہونے کی نسبت تقریریں کیں۔ راقم محمد عبد اللہ منہاس سکریٹری

عرض داشت بخدمت بزرگان قوم

دفتر سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس
(علی گڈھ ۱۸ نومبر ۱۹۰۷ء)

غالباً جناب کو بذریعہ اخبارات معلوم ہوا ہوگا کہ امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اکیسواں اجلاس اخیر ہفتہ دسمبر میں بمقام کراچی ملک سندھ منعقد ہونا قرار پایا ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ سندھ کے ہر گز مسلمان کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ہر طرح سے کوشش کر رہے ہیں۔ ہز ہائینس عالی جناب میر صاحب خیرپور سندھ جی سی۔ ایس آئی نے اپنی فیاضی اور قومی ہمدردی سے ممبران کانفرنس کراچی کے قیام و طعام کا انتظام اپنی جیب خاص سے فرمایا ہے۔ اور اس طرح پر ان حضرات کو جو شریک کانفرنس ہونگے طعام و قیام کی بابت ہر طرح کی آسانی بہم پہنچائی جائیگی۔

(۲) گذشتہ سال کی طرح امسال کی کانفرنس بھی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ سندھ وہ صوبہ ہے جہاں ہندوستان میں سب سے پہلے اسلام کی روشنی پرتو فگن ہوئی۔ ۱۸۴۳ء سے پیشتر جبکہ یہ صوبہ گورنمنٹ انگریزی کے زیر اقتدار ہوا اسوقت گیارہ صدیوں سے زیادہ کا زمانہ اسکو مسلمانوں کے زیر نگین ہوئے گذر چکا تھا۔ اور منجملہ ۳۲ لاکھ کے جو اس صوبہ کی آبادی ہے تقریباً ۲۵ لاکھ مسلمان ہیں اور تمام کاشتکار اور جاگیردار مسلمان ہیں۔

(۳) ۱۸۴۳ء کے بعد سندھ کی حالت میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا۔ مگر اہل اسلام نے زمانہ کا ساتھ نہ دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت اس صوبہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت ناگفتہ بہ ہے اور ابتری تعلیم کی وجہ سے مسلمان اپنے تمام جائز حقوق کے حاصل کرنے سے محروم ہو گئے ہیں۔ تعلیم کی ابتری اور ابتری سے جو نقصان اُن کو پہنچ رہے ہیں اسکا کسی قدر اندازہ آپ کو اس سے ہوگا کہ باوجود اسکے کہ آبادی میں ہم سے زیادہ مسلمان ہیں مگر ۲۰۰ ہندو بی۔ اے پاس شدہ کے مقابلہ میں مسلمان ۱۰ سے بھی کم ہیں۔ اور منجملہ ۲۰۰ سے زاید وکیلوں اور بارسٹروں کے صرف ۲۰ مسلمان ہیں۔ تعلیم کی کمی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر قسم کی سرکاری نوکریاں اُن کے ہاتھ سے نکل گئی ہیں اور کوئی پیشہ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ۲۰ سب ججوں میں سے صرف ایک تنہا مسلمان ہے اور منجملہ ۲۰ ڈپٹی کلکٹروں کے صرف ۲۔ اور ۸۲ تحصیلداروں کے ۲۲ مسلمان ہیں۔ ان سب حالات کو معلوم کرنیکے بعد مجھے امید ہے کہ وہ مسلمان جنکو خدا نے ہمدرد دل اور روشن دماغ عطا فرمائے ہیں اپنے مسلمان برادران سندھ کی تعلیمی بہتری کی کوشش میں حتی الامکان اُن کی امداد کرنا اور اس میں حصہ لینا اپنا فرض سمجھینگے۔

یہ نہایت مناسب ہے کہ دوسرے صوبجات کے مسلمان سندھ کے مسلمانوں کے حالات سے واقف ہوں اور وہاں کے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کی جو تدابیر ضروری ہوں اُن پر غور کرنے اور اُن کے عمل میں لانے اور اپنی موجودگی اور رہنے سے سندھ کے مسلمانوں کی ہمت افزائی فرمائیں۔ لہٰذا سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی تمام تعلیم یافتہ اہل اسلام سے امید کرتی ہے کہ کانفرنس میں شرکت فرما کر اُن مسایل کے حل کرنے میں مدد دینگے جن پر سندھ کے مسلمانوں کی آیندہ ترقی اور بہتری کا دارومدار ہے اور اس طرح پر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے۔ پس بزرگان قوم کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ خود شریک کانفرنس ہوں۔ اور اپنے احباب کو بھی شرکت کی ترغیب دیں۔ اور اگر اب تک چندہ ممبری کانفرنس دفتر ہذا میں نہ بھیجا ہو تو اپنا اور نیز اپنے احباب کا چندہ ممبری ارسال فرما کر نیازمند کو ممنون فرما دیں۔

(اطلاع) (۴) جولائی گذشتہ سے ایجنٹ مختلف اطراف ہندوستان میں دورہ کر کے مقاصد کانفرنس سے لوگوں کو آگاہ کرنے اور اس میں شرکت کی ترغیب دینے اور حامیان اور ہمدردان کانفرنس سے فیس ممبری اور وزیٹری وصول کرنے کی غرض سے تعینات کئے گئے تھے اُنکی کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ اسوقت تک ۳۷۴ ممبر اور ۱۴۱۱ وزیٹروں کی فیس دفتر میں پہنچ چکی ہے۔ چونکہ اجلاس کانفرنس کو ابھی ڈیڑھ ماہ کے قریب باقی ہے۔ لہٰذا ممبروں اور وزیٹروں کی تعداد میں کافی اضافہ ہونیکی امید ہے اور اس مقصد کے حصول کی خاطر سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی چند ایجنٹ اور مختلف حصص ملک میں عنقریب تعینات کرنے والی ہے۔

(۵) بعض ریلوے کمپنیوں سے ممبران کانفرنس کے واسطے خاص رعایت حاصل کی جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور امید ہے کہ بہت جلد خاطر خواہ نتیجہ پیدا ہوگا جسکی اطلاع فوراً بذریعہ اخبارات دیجائیگی۔

اجلاس کانفرنس میں رزولیوشنوں کا پیش ہونا

(۶) سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی ممبران اور حامیان کانفرنس کی توجہ اُن رزولیوشنوں کی جانب منعطف کرانا چاہتی ہے جو آیندہ اجلاس کانفرنس میں پیش ہونگے۔ رزولیوشنوں میں مقامی حالات کی خصوصیت کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ وہ اصحاب جو کوئی رزولیوشن آیندہ کانفرنس میں پیش کرنا چاہتے ہوں اُن سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس ماہ کے آخیر تک دفتر میں ارسال فرما دیں تاکہ بعد مشورہ لوکل کمیٹی کانفرنس کراچی اُسکے لئے وقت نکالا جا سکے۔ بغیر منظوری حسب قواعد کانفرنس سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی اور لوکل کمیٹی کانفرنس کراچی اُسکا پیش کیا جانا مناسب [illegible]

(۷) چونکہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ہے۔ لہٰذا رزولیوشنوں میں مقامی حالات کی خصوصیات کا کافی لحاظ رکھنے کے بعد اسبات کی بھی خاص ضرورت ہے کہ ہندوستان کے ہر صوبہ کے مسلمانوں کی خاص خاص اور اہم تعلیمی ضروریات پر اجلاس کانفرنس میں بحث کی جاوے اور اگر اسکا تعلق گورنمنٹ سے ہو تو اُسکی توجہ اس جانب منعطف کرائی جائے۔ لہٰذا سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی ہر صوبہ کی اُن خاص انجمنوں سے جو اپنے صوبہ کی قائم مقامی کا حق رکھتی ہیں مثلاً انجمن حمایت اسلام لاہور درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنے صوبہ کے مسلمانوں کی اُن خاص تعلیمی ضروریات سے جن کا اجلاس کانفرنس میں پیش کیا جانا اور اُنکی جانب گورنمنٹ کی توجہ منعطف کرانا ضروری خیال کرتی ہوں، سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کو حتے الامکان بہت جلد مطلع کریں۔

اجلاس کانفرنس میں لیکچر اور وعظ

(۸) سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کی درخواست پر مندرجہ ذیل حضرات نے نہایت مہربانی سے کانفرنس میں شریک ہونا اور حسب ذیل مضامین پر لیکچر دینا منظور فرمایا ہے۔

جناب مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواری "وعظ"
جناب خواجہ غلام الثقلین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی "ہمارا آیندہ رستہ"
جناب شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا "ہندوستان کے مسلمانوں کی تعلیم کا مسئلہ"

(۳) اسکا گذشتہ اور موجودہ حالت سے تعلق اور اسکی ترقی اور اصلاح کے متعلق چند تجاویز۔

(۴) سفر کراچی میں آسانی پیدا کرانے کے خیال سے حسب ذیل مختلف مقامات سے کراچی تک کا کرایہ ریل درج کیا جاتا ہے :-

نام اسٹیشن	درجہ اول	درجہ دوم	ڈیوڑھا درجہ	درجہ سوم	نام خطہائے ریلوے
از ڈھاکہ تا کراچی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ای بی ایس او ای آئی آئی [illegible]
از ہاوڑہ " "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ای بی آر - این ڈبلیو آر
از مدراس " "	[illegible]	[illegible]		[illegible]	ایم اینڈ جی آئی پی آر - بی بی سی آئی آر ایم آر - جی آئی پی آر - این ڈبلیو آر
از بمبئی " "	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	بی بی سی آئی آر - آر ایم آر جی آئی پی آر - این ڈبلیو آر
از کوئٹہ " "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	این ڈبلیو آر
از انبالہ " "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
از لاہور " "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
از دلی " "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
از سہارنپور " "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
از ہاوڑہ تا مغل سرائے	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	ای آئی آر
از مغل سرائے تا دلی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
" " "	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	او آر آر
" " سہارنپور	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
" " لکھنؤ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
از لکھنؤ تا دلی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"
" " سہارنپور	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	"

(نوٹ) جو صاحب ریٹرن ٹکٹ خریدینگے ان کے کرایہ میں رقم مندرجہ بالا سے کسی قدر تخفیف ہو جاویگی۔

دستخط آفتاب احمد جنٹ سیکرٹری سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی
آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب
(۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

مسٹر ایچ ای اے ولیکفیلڈ قائم مقام ڈپٹی کمشنر منٹگمری اسی عہدہ پر کانگڑہ میں تبدیل ہوئے اور وہاں سے مسٹر جی ایم یفے کو سکدوش کیا۔ مسٹر الف بی آر سپیر اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر امرتسر کو ملتان کو تبدیل ہوئے اور لالہ ایک لال ای اے سی کو جو اسی ضلع میں متعین تھے سکدوش کیا

مسٹر جی ٹی بیڈکن اسسٹنٹ کمشنر شاہپور نو آبادی نہر جہلم کے اسسٹنٹ کالونی زیشن افسر مقرر ہوئے رخصت سے واپس آنے جانے پر لفٹیننٹ کرنل پارسنز ڈپٹی کمشنر ضلع لاہور میں متعین ہوئے۔

کیپٹن جے فرزل اسسٹنٹ کمشنر قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ملتان مقرر ہوئے اور مسٹر الف جی آر سپیر سکدوش ہوکر اسی ضلع میں متعین رہے۔

مسٹر ایس ڈبلیو گریسی قائم مقام ڈویژنل جج جالندھر سکدوش ہوکر ہوشیارپور میں عارضی طور پر ایڈیشنل

ڈویژنل سشن جج مقرر ہوئے اور انکی جگہ رخصت سے واپس آنے پر مسٹر ایچ اے بی ہیری ڈویژنل جج مقرر ہوئے

مسٹر ایچ ڈبلیو ایمرسن اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ غازیخان ضلع اٹک سے ملتان کو تبدیل ہوئے۔

لفٹیننٹ جی ایف ڈبلیو اینسن سوپر نیومرری اسسٹنٹ کمشنر امرتسر ضلع دہلی میں بندوبست کا کام سیکھنے پر متعین ہوئے۔

رخصت سے واپسی پر مسٹر ای جی الف ابراہام اسسٹنٹ کمشنر امرتسر میں متعین ہوئے۔

مسٹر جے سی گاڈلی ایم - اے قائم مقام ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب مسٹر ڈبلیو بل ایم اے سی آئی - ای کی جگہ وکٹوریہ میموریل گرلز ہائی سکول لاہور کی انتظامی کمیٹی کے سکرٹری مقرر ہوئے

ڈسٹرکٹ پلیگ میڈیکل آفیسر گوجرانوالہ کی خدمات سے سکدوش ہوکر کیپٹن ایس ایچ لی ہنٹ ڈیرہ غازیخان میں سول سرجن مقرر ہوئے۔

مسٹر آر بیرڈ سن سپرنٹنڈنٹ پولیس کانگڑہ کو دو سال کی مجتمع رخصت عطا ہوئی اور مسٹر ڈی ایس ہینڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس جہلم سے کانگڑہ کو مسٹر آر ڈی سینسر سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ سے جہلم کو اور مسٹر ڈبلیو ایچ جیڈوک قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس اسی عہدہ پر امرتسر سے جھنگ کو تبدیل ہوئے۔

مسٹر جی ڈبلیو ڈوڈیمی اسسٹنٹ انجینیر درجہ سوم لوئر چناب کنال کی دوم ڈویژن سے لوئر باری دوآب کنال کی سوم ڈویژن کو تبدیل ہوئے۔

سرکاری خبریں

سردار رگھبیر سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و ممبر سٹلمنٹ لائلپور ڈیرہ میں تعینات کئے جائینگے۔

لالہ رام چند صاحب اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس آنے جانے پر لودہیانہ میں بطور ڈسٹرکٹ جج تعینات ہوئے۔

لالہ مکند صاحب ہگل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رعایتی رخصت سے واپس آکر منٹگمری میں تعینات ہونگے۔

آنل ٹیلر - ہلکر صاحب رخصت سے واپسی پر لاہور میں بطور قائم مقام ڈسٹرکٹ جج تعینات ہوں گے اور اے ایچ ریشر صاحب عارضی طور پر خاص ڈیوٹی پر رہینگے - اور اسکے اختتام پر سیالکوٹ کو بطور قائم مقام ڈسٹرکٹ جج تبدیل ہوں گے۔

ڈبلیو - ایم ہیلی صاحب ڈپٹی کمشنر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب ہونگے - اور اے - یلی کیٹیول صاحب فرلو رخصت پر جائینگے۔

کیو کیو ہیر سکیس صاحب کرنال میں سکدوش ہونے پر ہوشیارپور کو بطور قائم مقام ڈسٹرکٹ جج تبدیل ہونگے۔ لالہ دیوا نخیند صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بجائے سردار محمد یوسف صاحب سٹلمنٹ جج ہوں گے۔ اور سردار محمد یوسف صاحب منشی نصیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو سکدوش کرینگے منشی نصیر الدین صاحب کو سہ ماہ کی رعایتی رخصت دیگئی ہے۔

ایم ڈبلیو ڈگلاس صاحب سی - آئی - ای - ڈپٹی کمشنر شملہ کو سہ ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی اور ڈبلیو ڈی ایم میلان صاحب ڈسٹرکٹ جج اپنے کام کے علاوہ ان کا کام بھی کرینگے۔

لفٹیننٹ کرنل سی جے بمبر صاحب آئی - ایم - ایس - سینیٹری کمشنر پنجاب کو سہ ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی - میجر ای ولکنسن صاحب آئی - ایم - ایس ڈپٹی سینیٹری کمشنر انکی جگہ قائم مقام ہوئے - اور میجر ای - ایل سپیری صاحب آئی - ایم - ایس سول سرجن کانگڑہ میجر ولکنسن صاحب کی جگہ قائم مقام ہوئے۔

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ
(۹ نومبر ۱۹۰۹ء)

مسٹر محمد اسحق خان ڈسٹرکٹ و سشن جج فرخ آباد سکدوش ہوکر ۲۰ روز کی رعایتی رخصت پر گئے۔

لفٹیننٹ کرنل جے بی سمتھ آئی - ایم - ایس سول سرجن میرٹھ کو تاریخ سکدوشی سے ۶ اگست ۱۹۰۹ء تک مجتمع رخصت عطا ہوئی

ملنے رائے بہادر لالہ ... بہادر ڈپٹی کلکٹر بدایوں کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء سے ۲ ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔

منشی بے نراین ڈپٹی کلکٹر گورکھپور کو ۹ نومبر یا تاریخ مابعد سے ۳ ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی۔

مسٹر محمد رفیق قایم مقام ڈسٹرکٹ وسشن جج فیض آباد سبکدوش ہوکر ایڈیشنل سشن جج لکھنؤ مقرر ہوئے

کنور سیانسنہ لائے بہادر قایم مقام ڈسٹرکٹ وسشن جج لکھنؤ سبکدوش ہوکر قایم مقام جج عدالت علاقہ خفیفہ لکھنؤ مقرر ہوئے۔

مسٹر طیب جی ویب قایم مقام مجسٹریٹ وکلکٹر سہارنپور سبکدوش ہوکر قایم مقام ڈسٹرکٹ وسشن جج فیض آباد مقرر ہوئے۔

مسٹر اے ایچ اپل ڈی ... ڈپٹی کمشنر فیض آباد سبکدوش ہوکر قایم مقام کمشنر گونڈہ مقرر ہوئے - اور مسٹر ... سی سلیف جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپس آکر عارضی طور پر قایم مقام ڈپٹی کمشنر فیض آباد مقرر ہوئے۔

مسٹر جے ایس کیمبل سی آئی ای کمشنر گونڈہ یکم نومبر سے صوبجات متحدہ کے محکمہ نمک کے کمشنر مقرر ہوئے۔

مسٹر ای ... ایچ منٹ قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ ... خدمت ... ضلع باندہ کے انچارج مقرر ہوئے

منشی سلیح الدین وکیل ابو ہیم حیدر حسین کی جگہ جو ملازمت سے ریٹائر ہوگئے قایم مقام منصف اتمرولا ضلع گونڈہ مقرر ہوئے۔

مولوی محمد شفیع کی جگہ جنہیں رخصت عطا ہوئی) بابو کشور لال منصف علی گڈھ قایم مقام سب ڈسٹرکٹ جج علی گڈھ مقرر ہوئے اور بابو نیلے سہوشن وسے وکیل انکی جگہ قایم مقام منصف علیگڈھ مقرر ہوئے

مسٹر ایس۔ اے حسن علی جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپس ہو بستی میں متعین ہوئے۔

مولوی سید محمد باقر منصف گونڈہ سبکدوش ہوکر اترولا ضلع گونڈہ میں متعین ہوئے۔

مولوی عبد الهادی خان پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر مرادآباد سے بریلی کو تبدیل ہوئے۔

مسٹر ای لے فیلپس جائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد گورنمنٹ کے ہیڈ کوارٹرز میں خاص خدمت پر مامور کئے گئے

منشی گنگا پرشاد منصف اناؤ ضلع میں ہوئی۔ بابو دیانا تھ کی جگہ قایم مقام سب ڈسٹرکٹ جج فرخ آباد مقرر ہوئے۔

لفٹننٹ کرنل بے سانکس آئی ایم ایس سول سرجن رخصت سے واپسی پر بریلی میں متعین ہوئے۔

مسٹر آر ایچ بریٹن نے رخصت سے واپسی پر عہدہ انسپکٹر جنرل پولیس کا چارج لیا۔

بابو کالیچرن باسو قایم مقام سب ڈسٹرکٹ جج لکھنؤ سبکدوش ہوکر منصفی گونڈہ کے عہدہ پر واپس گئے۔

مسٹر ... نکس انچارج کردی ... تحصیل سبکدوش ہوکر قایم مقام جائنٹ مجسٹریٹ ضلع باندہ کے عہدہ پر واپس گئے۔

ممالک غیر

قیصر جرمن اور انکی بیگم صاحبہ محترمہ نے اس استقبال پر جو انگلستان پہنچنے پر ان کا کیا گیا نہایت مسرت اور طمانیت کا اظہار فرمایا۔ جرمن فارین منسٹر نے جو ان کے ہمراہ تہا۔ رائٹر کے نامہ نگار سے بیان کیا کہ اس سیاحت میں کوئی خاص ملکی اغراض مضمر نہیں ہیں لیکن امید واثق ہے کہ اس سے دولتین کے تعلقات بیش از پیش مستحکم ہوجائینگے۔

برٹش ایجنٹ مقیم صوفیہ نے گورنمنٹ بلغاریہ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بلغاری مفسدوں کی جماعتیں مقدونیہ میں سرگرم شرارت ہیں۔ ان کے انسداد کے لیئے زبردست کارروائی کی جاوے۔

اسلامی دنیا

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے

	روپیہ	آنہ	پائی
میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۸ء =	۲۰۲۲۰	۷	۳
بذریعہ فضل داد خانصاحب ٹیلیگراف ماسٹر گریس ملانہ کلکتہ =	۵	۰	۰
بابو نبی بخش صاحب اوورسیر امرتسر کنٹرہ حکیماں سکنہ جاتم ... =	۲۵	۰	۰
میزان کل	۲۰۲۵۰ روپیہ	۷ آنے	۳

جس میں سے ... (۴۴ ۸ روپے ۷ آنے) بذریعہ نیشنل بنک روانہ بلاد السعادۃ ہوچکے ہیں۔

ملک محمد حیات خانصاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملتان کی خدمات صیغہ خارجہ میں کورٹ آف وارڈز کے متعلق منتقل ہوئیں اور وہ ریاست ممدوٹ کے منیجر مقرر کئے گئے۔

گاڑیوں اور چھکڑوں کی آمد و رفت کے لئے کابل سے قندہار تک جو سڑک تعمیر ہورہی ہے اس کا ایک حصہ مقام موکا تک ... تیار ہوگیا ہے۔ قندہار تک سڑک کے تیار ہوجانے کے بعد وہاں سے ہرات تک اسی طرح سڑک تعمیر کی جائیگی

عید الفطر کے موقع پر سردار نصر اللہ خان کی طرف سے کابل میں اس مضمون کا اشتہار چسپاں کیا گیا تہا کہ سب لوگ جیل سرائے کی نو تعمیر مسجد میں دوگانہ عید ادا کریں۔ یہ مسجد امیر صاحب کے حکم سے حال میں تعمیر ہوئی ہے۔

ملا ... کے خلیفہ میر سید جان نے سردار نصر اللہ خان سے حج کو جانے کی اجازت طلب کی ہے۔

اسلامیہ کالج لاہور میں یوروپین پرنسپل کے تقرر کی تجویز تھی۔ مگر افسوس کہ انجمن حمایت اسلام کی کالج کمیٹی کے جلسہ منعقدہ ۸ نومبر میں امسال یہ تجویز نامنظور ہوئی۔

طہران سے ۱۱ نومبر کا پیام مظہر ہے کہ پارلیمنٹ نے بجٹ پاس کردیا کمی رفع کی گئی جس سے صورت حالات بہتر ہوگئی ہے۔

مسٹر ہیوی ... ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان خان قلات سے سرکاری طور پر ملاقات کرکے ۱۱ نومبر کو روانہ قلات ہوئے۔ امید ہے کہ ۲۰ نومبر تک واپس کوئٹہ پہنچینگے

افسوس کہ نواب محبوب یار جنگ نظام الملک ایڈیکانگ حضور نظام نے طویل علالت کے بعد ۱۰ نومبر کو سکندرآباد میں انتقال کیا۔

اخبار الوقت کا رقم طراز ہے کہ روسی صوبہ فرغانہ کے شہر ... میں ایک کاشتکار کو قلبہ رانی کرتے ہوئے اپنی زمین میں بہت سے قدیم سکے ملے جو پہلے زمانہ کے مدفون معلوم ہوتے ہیں لوگوں کا گمان ہے کہ بخاری مسلمان امیروں کے عہد میں مضروب ہوئے تہے۔

خان بہادر سید محمد انسپکٹر جنرل رجسٹریشن بنگال کی ملازمت میں شروع سال آئندہ سے ایک سال کی توسیع کی گئی۔

احمد نگر میں ۸ گھنٹے قیام کرنے کے بعد حضور والیسرائے ۱۱ نومبر کو حیدرآباد روانہ ہوئے جہاں منگل کی صبح کو حضور نظام اور ارکان ریاست نے اسٹیشن پر ان کا استقبال کیا اور ریاست کے عالی شان ...

ہندوستان کی خبریں

سپریم امپیریل لیجسلیٹو کونسل کا پہلا اجلاس کلکتہ میں ۳ جنوری ۱۹۰۹ء کو منعقد ہو گا۔ +

گورنمنٹ مدراس نے پاچہ پالی کے مقابلہ کے لئے جو فروری ۱۹۰۹ء میں ہو گا ڈہائی ہزار روپیہ منظور کیا ہے +

ہمعصر ہندو کے مقدمہ توہین کی ۱۵ نومبر کو پیشی تھی۔ +

مسٹر کیر ہارڈی مدراس سے ۷ نومبر کو جانب ترچنا پلی روانہ ہوئے۔ +

لارڈ کچنر ۱۷ نومبر کو اندور تشریف لیجائینگے اور ۱۸ نومبر کو آگرہ میں ۴۹ سنٹرل انڈیا ہارس کا معائنہ فرمائینگے +

بابو گردہر سنگھ گھوش آنجہانی کی طرف سے بابو بھوپیندر ناتھ بوس نے کلکتہ یونیورسٹی کو ۲ لاکھ روپیہ کے پرامیسری نوٹ اس غرض سے دئے ہیں کہ انکے سود سے طلبا کو سائینس کی تعلیم کے لئے امریکہ اور یورپ میں بھیجا جاوے۔ یہ بھی سنا ہے کہ وہ اس غرض کے لئے مزید چالیس ہزار روپیہ یونیورسٹی کو دینے والے ہیں +

افواہ ہے کہ بابو بپن چندر پال کی سزائے قید کے حکم کا ہائیکورٹ میں اپیل کیا جائے گا۔ بابو صاحب کلکتہ کے پریزیڈنسی جیل میں قید بھگت رہے ہیں +

صوبجات متحدہ کی طرح امسال مدارس پنجاب میں بھی صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم کے حکم سے ۹ نومبر کو جو حضور ملک معظم کی سالگرہ کا دن تہا عام تعطیل منائی گئی +

مقدمہ بلوہ لاہور کے متعلق کشن سنگھ اور نند کشور پانچ پانچ ہزار کی دو دو ضمانتوں پر رہا ہوئے۔ انکا پہلا مقدمہ ۱۱ دسمبر کو سیشن کورٹ لاہور میں پیش ہوگا +

کمیٹی تحقیق کارخانجات کے دورہ کا پروگرام حسب ذیل ہے:۔ ۸ تا ۱۴ نومبر احمد آباد + ۱۵ بھروچ ۱۶ نومبر تا ۱۹ دسمبر بمبئی + ۲۰ تا ۲۳ بنگلور + تعطیل بتقریب ایام کرسمس + ۳ تا ۷ جنوری ۱۹۰۹ء آگرہ + ۸ تا ۱۴ کانپور + ۱۵ تا ۱۸ الہ آباد + ۱۹ جنوری تا ۱۰ فروری کلکتہ + ۱۱ تا ۱۴ ڈھاکہ + ۱۸ تا ۲۴ رنگون و مولمین + ۳ تا ۱۰ مارچ مدراس + ۱۱ و ۱۲ شولاپور + ۱۳ تا ۱۷ امراوتی + ۱۸ تا ۲۰ وردہا + ۲۱ تا ۲۸ ناگپور + ۳۰ مارچ تا ۴ اپریل دہلی + ۵ تا ۸ امرتسر + ۹ تا ۱۴ لاہور +

اس امر کا فیصلہ ہوگیا ہے کہ ریلوے کمیشن ہندوستان میں نہیں آئے گی +

گذشتہ ہفتہ میں ۱۹۵ ہندوستانی برٹش گائنا جنوبی امریکہ سے واپس ہندوستان پہنچے اور قریبا ایک لاکھ روپیہ کا نقد و زیور وہاں سے اپنے ہمراہ لائے +

۹ نومبر کو حضور ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب پر اکثر مقامات میں اظہار مسرت کے جلسے کئے گئے سکول کے طلبا کو مٹھائی تقسیم کی گئی اور حضور ممدوح کی درازی عمر و اقبال کی دعائیں مانگی گئیں +

تحصیل لکھنؤ میں اب تک ڈیڑھ لاکھ روپیہ بطور تقاوی تقسیم ہو چکا ہے۔ ۱۵ نومبر کو کنوئیں کھودنے اور خرید مویشی کے لئے مزید روپیہ کاشتکاروں میں تقسیم ہونیوالا تہا +

آخری تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جگا دھری کے ریلوے تصادم میں دو درجن مسافر ہلاک اور اسی قدر زخمی ہوئے۔ زخمیوں میں سے بھی چند ایک بعد میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ مال گاڑی کا یوروپین ڈرائیور تصادم کی یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ ویکیوم بریک کے بگڑ جانے کی وجہ سے میں نے انجن کی دو نوسیٹیوں کے ذریعہ ہر چند کوشش کی کہ گارڈ گاڑی کو ٹھہرانے کا انتظام کرے۔ مگر وہ متنبہ نہ ہوا جس سے گاڑی سٹیشن سے نکل گئی اور سامنے کی آنیوالی مسافر گاڑی سے ٹکرا گئی +

گورنمنٹ صوبہ شرقی بنگال و آسام نے گزٹ میں اعلان کیا ہے کہ ضلع میمن سنگھ کے بعض دیہات میں مزید چھ ماہ تک زائد پولیس کی ضرورت رہے گی +

ضابطہ دیوانی کی ترمیم کا مسودہ ایک زبردست منتخب کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا جسکے ممبر نامور جج اور لائق قانون دان ہونگے +

گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ میں لاہور کے تیرتھ رام ساہوکار کے ہاں ۳۵، ۳۶ ہزار روپیہ کی جو چوری ہوئی تھی غنیمت ہے کہ لاہور کے قابل اور مستعد کوتوال چودھری رحمت اللہ خانصاحب کی کوشش اور

جالندہر سے ۹ نومبر کی صبح کو تلم مال بلحاظی باغ کے متصل پڑیوں سے مدفون برآمد ہوا۔ چورانے ماہ پڑوس کا ایک ہندو سنار تہا +

آئندہ لوں امبیر میں جو میلہ پشکر منعقد ہونیوالا ہے اسمیں وبائی مرض نمودار ہونے کے اندیشہ سے حضور گورنر جنرل بہادر نے اکثر مقامات کے باشندوں کو وہاں ریل میں جانے کی ممانعت کردی ہے۔ ان مقامات سے اس میلہ کے عازموں کو ریل کا ٹکٹ نہ مل سکے گا +

فرانسیسی مقبوضہ چندر نگر میں بھی بنگالی شورہ پشت سودیشی اور بائیکاٹ کے بہانہ سے قومی غبار اور تفرقہ کا بیج بو رہے ہیں مگر گورنمنٹ فرانس انکی شرارتوں سے بے خبر نہیں اور حتی الامکان اُن کی دال گلنے نہیں دیتی۔ اور بشرط ضرورت اُن کی اچھی طرح خبر لینے کو تیار ہے +

آل انڈیا سٹینڈنگ کانگریس کمیٹی کا جو اجلاس ۱۰ نومبر کو بمبئی میں منعقد ہوا اُس میں قرار پایا کہ آئندہ اجلاس کانگریس بمقام صوبت منعقد کیا جائے۔ بعد کی خبر سے معلوم ہوا کہ ناگپور کے انتہا پسند اپنی ناعاقبت اندیشی پر پشیمان ہو کر کانگریس کا جلسہ اپنے ہاں منعقد کرنیکے خواہشمند ہیں +

کلکتہ ہائیکورٹ نے اخبار سندھیا کے پرنٹر و منیجر کو آخر ضمانت پر رہا کر دیا +

کلکتہ پولیس کے مقدمہ توہین سپرنٹنڈنٹ لیڈرج وغیرہ بنام اخبار انڈین ڈیلی نیوز میں جسٹس چٹی جج ہائیکورٹ کلکتہ نے جو فیصلہ دیا تہا اسکے خلاف مدعیان نے اپیل دائر کیا ہے +

سرحدیا کے علاقہ میں بھی خشک سالی کا اثر نمودار ہو گیا ہے۔ گھاس کم ہوتی جاتی ہے اور مویشیوں کو تکلیف ہو رہی ہے۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے حضور وائسرائے کی منظوری سے امرتسر چھاؤنی کے مکانوں پر یکم نومبر ۱۹۰۸ء سے صفائی کا ٹیکس عائد کر دیا ہے جو ہر سے ایک روپیہ ماہوار تک ہوگا +

موضع کالا ضلع جہلم جہاں کے باشندوں کی بدعنوانی کی وجہ سے وہاں تعزیری پولیس کی چوکی قائم ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم نے اس چوکی کے ایک ہیڈ کانسٹیبل کو تشدد بیجا کے جرم میں تین ماہ اور چار کنسٹیبلوں کو ایک ایک ماہ قید کی سزا دی +

قحط کے انتظام کے لئے گورنمنٹ ہند دیسی ریاستوں کو قرض پر روپیہ دے رہی ہے۔

جنوبی ہند میں سخت بارش کی ہونے سے ریل کی سڑک کئی مقامات سے بہ گئی۔ مسافروں کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی +

کلکتہ کے وطن پرستوں کی طرف سے مسٹر کیر ہارڈی کو ایک نقرئی پیالہ قیمتی ۶ سو روپیہ ہدیہ دیا جائیگا۔

مسٹر لے۔ سی بینرجی بیرسٹرایٹ لا کلکتہ کے خلاف زیر دفعات ۱۲۴ (الف)، ۱۵۳ (الف) جو مقدمات دائر تھے انمیں مسٹر موصوف کے معافی مانگ لینے پر گورنمنٹ نے پیروی سے دست کشی کرلی۔

کلکتہ سے ۱۷ میل کے فاصلہ پر ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے کے سٹیشن میلنگی پر دو مال گاڑیوں اور ایک فوجی ٹرین میں سخت تصادم ہوا جس سے انجنوں کو سخت نقصان پہنچا اور کئی گاڑیاں چور چور ہوگئیں۔ پہلے فوجی ٹرین ایک مال گاڑی سے جو کھڑی تھی ٹکرا گئی اس کے بعد ہی ایک مال گاڑی مخالف سمت سے آکر ٹکرا گئی۔ مال و اسباب کا بہت کم نقصان ہوا لیکن انجن کا ڈرائیور ہلاک ہوا +

لفٹنٹ جنرل سر الفرڈ گیز تیسرے ڈویژن کی کمانڈ سے ریٹائر ہو کر گذشتہ سہ شنبہ کو لاہور سے روانہ ہوگئے۔ میجر جنرل اے۔ جی ایف براؤن جوان کی جگہ مقرر ہوئے ہیں ۱۲ نومبر کو لاہور چھاؤنی میں پہنچنے والے تھے +

گذشتہ سے پیوستہ ہفتہ کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں:۔

حصار ۲۵۔ رہتک ۱۵۔ گوڑگانوہ ۴۰۔ دہلی ۱۰۔ کرنال ۵۸۔ انبالہ ۵۔ ہوشیارپور ۹۔ لدہیانہ ۸۔ منٹگمری ۱۔ شاہپور ۴۔ جہلم ۶۔ راولپنڈی ۱۴۔ ریاست پٹیالہ ۱۱۸۔ جیند ۱۵۔ میزان ۳۴۸۔ میزان ہفتہ ماسبق ۱۹۲۔ سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی میزان ۶۲۳ +

علی پور میں ایکقسم کا مرض نمودار ہوا ہے جسمیں کئی آدمی مبتلا ہو چکے ہیں اسمیں زیادہ تر ریڑہ کی شکایت لاحق ہوتی ہے اور نہایت موذی بتلایا جاتا ہے۔ یہ بہت پرانا مرض ہے اور برطانیہ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جرمنی میں

رفاہ عام پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار پرنٹر ① مطبع کے اہتمام سے چھپا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چار شنبہ کو روز بازار پیسہ امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک غیر سے	۱۲ شلنگ	۶ شلنگ
امرا و رئیسان سے	[illegible]	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]	[illegible]
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	[illegible]	[illegible]

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام سپرنٹنڈنٹ مطبع نام ہونی چاہیے۔

فہرست مضامین اخبار

نادر و نایاب کتابیں
مسٹر کیبر ہارڈی کی ہندوستان سے رخصت
نواب عماد الملک [illegible] کابل میں میڈیکل کالج
اوج [illegible] کی کتابیں [illegible] کی سازش لوڈ شینی
ڈیلی نیوز اکسپریس تدبیر کی طرف مراجعت
جار اکٹھو نادیدہ - لاہور میں آثار قدیمہ کی محافظت
ریویوز) مباحث پیر دعوۃ الحق - نیرنگی دہر
اصفہان دہلوالی - مناقب عارفین
اور سوالات محمدن کانفرنس کے اجلاس کراچی میں قوم
کی شرکت - ہندوستان میں خیرات کا مسئلہ
اسٹرانچی جلسہ - علی گڑھ کے مسلمان اور مشنری کھیلنے کا بیان
منقولات، جوائنٹ سیکرٹری علی گڑھ کالج۔
الہ آباد ہائی کورٹ میں ساتواں رجسٹرار جو سیاکو کا مشنری

نمبر ۶۷ | مطبوعہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۲۵ھ یوم چار شنبہ | جلد ۱۳

نادر و نایاب کتابیں

فتح اندلس:- ایک دلچسپ تاریخی ناول جس میں اسلامی فتوحات اسپین کے منظر مجاہدین کی پرہیزگاری سپہ سالاران اسلام کے زرین کارنامے مسلمان حاکموں کی معدلت گستری عیسائی فرمانرواؤں کی بد اخلاقی یہودیوں کی مظلومی اور انتقام گیری کے خوب نقشے کھینچے گئے ہیں ۸ء

تمدن اسلام (حصہ اول و دوم) اسلامی سلطنت کی پوری ترقی کے ساتھ اسکے نظام ملکی و مالی اور فوجی کی تاریخ اور مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کا عروج و زوال کے تفصیلی حالات جو صدہا تاریخی کتابوں میں بکھرے پڑے تھے بڑی خوبی کے ساتھ یکجا جمع کر دیئے ہیں مناسب موقع تصویریں بھی دی گئی ہیں قیمت ہر دو حصے ۲ء

ارمانوسہ:- ایک نہایت دلچسپ درد انگیز اور عبرتناک تاریخی عربی ناول کا ترجمہ جس میں حسن دمشق کی فرضی افسانے نہیں بلکہ سچے واقعات اور اسلامی عظمت و جبروت کے عدیم المثال کارنامے اس خوبی سے بیان کیے گئے ہیں جس کا اندازہ بغیر پڑھے یقیناً غیر ممکن ہے۔ قیمت ۱۰ء

الایمان:- اس کتاب میں نہایت فلسفیانہ طریق سے بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کا ایمان اندروئے قرآن کریم کیا ہے اس میں کیا کیا داخل ہے اور کیا کیا خارج شمس العلما مولوی شبلی نعمانی صاحب اس کتاب کی نسبت فرماتے ہیں:
دو میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ رسالہ الایمان غایت دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے نہایت معتدل [illegible] تنہا کیا گیا ہے اور موجودہ زمانہ میں جو مذہبی حیثیت سے مفید اور ضروری ہے۔ بلکہ میں نے اردو زبان میں ایک مفید اضافہ کیا ہے۔ ۶ء

فاتح غسان:- ایک بیسد بسیط جنگ اللہ [illegible] تاریخی ناول ہے جس میں اسلام کے حالات ابتدائی ظہور سے لیکر فتح عراق و شام تک کی خوش اسلوبی سے نقشہ کھینچا گیا ہے کہ پیرایہ میں دکھلائے گئے ہیں قیمت ہر دو حصہ سے ۱ء

بشارت فاطمہ:- ایک عدیم النظیر و عجیب مذہبی ناول ہے جس میں ایک عیسائی لیڈی کے مشرف باسلام ہونے کی تفصیلی کیفیت اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ شروع کر دیجیئے پھر ختم کیے بدون کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو ہرگز جی نہ چاہیگا اسمیں اسلام کی صداقت کے زبردست اور لاجواب ثبوت دیئے ہیں علاوہ عقلی دلایل کے خود عیسائیوں کی مقدس کتابوں سے دیئے ہیں۔ لہذا یہ کہنا ذرا مبالغہ نہیں کہ بشارت فاطمہ کی تصنیف اسلام کی ایک قابل قدر خدمت ہے جس کی محبان اسلام کو ایک خاص قدر کرنی چاہیے قیمت ۸ء

الاسلام دین الفطرۃ:- آکسفورڈ یونیورسٹی واقع انگلستان کے عربی پروفیسر اور مصر کے مولانا شیخ محمد عبد العزیز شاویش نے اس مضمون کا ترجمہ جو تاریخ دین اسلام کی حقانیت اور اسکے فطرتی مذہب ہونے کے ثبوت میں مقام الجزائر کی مشرقی علوم کی کانفرنس میں علمائے یورپ کے سامنے پڑھا تھا اسمیں عقلی دلیلوں اور اصول تمدن جدید کے لحاظ سے اسلام کے عقاید توحید باری تعالی نبوت کی غرض اور اسکی ثبوت اسلام کے معمولی احکام کی عقلی خوبیاں اور دین اسلام کا تمام دنیا کے لئے مفید اور مناسب حال ہونا بہت پر زور دلایل سے ثابت کیا گیا ہے اور جا بجا آیات قرآنی سے

اسلام اور سوشل ریفارم:- مصر کے بہت بڑے مسلمان عالم اور اسلامی مورخ محمد رفیق بک اعظم نادہ رسالہ البحوث الاجتماعیہ والاسلام کا اردو ترجمہ جس میں مصنف ممدوح نے بہت خوبی کے ساتھ تمدن یورپ اور تمدن اسلام کا مقابلہ کرکے اسلامی تمدن کی فضیلت ثابت کی ہے اس رسالہ کی مصر عرب شام ترکی میں دھوم مچ گئی ہے مطبع نے بغرض فایدہ رسانی اہلیان وطن اسکا اردو میں ترجمہ کرایا ہے اگرچہ علمی مضامین اکثر خشک ہوا کرتے ہیں لیکن یہ رسالہ نہایت دلچسپ ہے قیمت ۸ء

تربیت اولاد:- اسمیں تربیت اولاد کے سبجکٹ پر پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے بچوں کی جسمانی اخلاقی اور روحانی عمدہ پرداخت کی ایسی سہل اور کارآمد ترکیبیں بتائی گئی ہیں کہ غالباً کسی کتاب میں نہ ہونگی قیمت ۶ء المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

وکیل
امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ
نمبر ۶۷

مسٹر کیئر ہارڈی کی ہندوستان سے رخصت

پارلیمنٹ کے متقدر ممبر اور لیبر پارٹی کے مانے ہوئے لیڈر مسٹر کیئر ہارڈی اپنا ہندوستان کا دورہ ختم کر کے ۱۳ نومبر کی شام کو ٹیٹیکورن سے کولمبو روانہ ہوگئے۔ ان کا قیام اس ملک میں دو مہینے تک رہا لیکن ایسے وسیع ملک کے حالات دریافت کرنے کے لئے یہ عرصہ جس قدر قلیل متصور کیے جانے کے قابل ہے محتاج بیان نہیں چنانچہ مسٹر موصوف نے اپنی الوداعی تقریر میں ہندوستان کے تعلق جو خیالات ظاہر فرمائے۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنہیں یہاں کے متعلق رائے قائم کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔

مسٹر ہارڈی نے اپنے اس دو ماہ کے دورہ میں اپنے رویّہ کو کئی مرتبہ بدلا ہے۔ بشروع شروع میں بنگال پہنچ کر قبل اسکے کہ وہ ملک سے پوری پوری آگاہی پیدا کریں اور معاملات کے ہر پہلو پر غور کریں اُنہوں نے اپنی الٹی سیدھی رائے کا اظہار شروع کر دیا۔ اپنی اس اظہار رائے پر ہندوستان اور انگلستان میں مضحکہ اڑتے دیکھا اور بعض حلقوں میں اسپر برہمی ہوئی تو بنگال سے نکل کر اُنہوں نے اپنی رائے کا اظہار بند کر دیا اور فرمانے لگے کہ میں حالات دریافت کرنے آیا ہوں نہ کہ رائے دینے۔ رائے انگلستان پہنچ کر دیجاوے گی۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ اخباروں کے نامہ نگار میری گفتگو کے رپورٹ کرنے میں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ مگر اس احتیاط سے بھی اُنہوں نے عرصہ تک کام نہ لیا۔ دکن پہنچتے ہی اپنا طریقہ پھر بدل دیا۔ مشرقی بنگال کے موجودہ طرز حکومت کو روسی طرز حکومت سے مشابہ ہونے کے متعلق اُن کا بیان جو اخبارات میں شائع ہوا تھا اُسکی تصدیق کر دی اور ٹیٹیکورن سے رخصت ہوتے وقت جو آخری تقریر فرمائی اُس میں ہندوستان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بھی صاف طور پر کر دیا۔ اور اپنی زبان کے نکلے ہوئے اس فقرہ کا خیال نہ رکھا کہ میں ہندوستان میں حالات دریافت کرنے آیا ہوں نہ کہ رائے دینے۔ تعجب ہے کہ ایسی طبیعت کے شخص کو ولایت میں لیبر پارٹی کی لیڈری مل جاتی ہے۔ اور پارلیمنٹ میں اقتدار حاصل ہو جاتا ہے۔

بعض امور مسٹر ہارڈی نے اپنی آخری تقریر میں ایسے ضرور بیان کیے جو معقولیت کا پہلو لئے ہوئے تھے۔ مگر وہ امور ایسے معمولی اور مسلّم تھے جن کی بابت موٹی سمجھ والوں کو بھی خلاف نہ ہوگا۔ مثلاً یہ کہ انگلستان سے جس قدر زیادہ ممبران پارلیمنٹ یا اخبار نویس اس ملک میں آویں گے۔ اتنا ہی زیادہ یہاں کے حالات سے انگلستان کو آگاہی ہوگی۔ یا یہ کہ انگلستان کی پبلک کو ہندوستان سے کسی قسم کی عداوت نہیں۔ اور وہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس ملک کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرنا چاہتی ہے بشرطیکہ اُسے یہاں کے صحیح حالات معلوم ہوں مگر بوجہ بعد مکانی یہاں کے صحیح حالات انگلستان والوں کو معلوم نہیں ہونے پاتے۔ یہ امور ایسے واضح ہیں کہ مسٹر ہارڈی انگلستان میں بیٹھے ہوئے بھی ان کے متعلق یہی باتیں کہہ سکتے تھے۔ مسٹر ہارڈی کبھی ہندوستان تشریف نہیں لائے۔ لیکن اپنی اس آخر دکھ والی تقریر میں اُنہوں نے ہارڈی صاحب نے بھی ہمارے اس امر کو بیان کیا کہ ایسے قابل اطمینان ذرائع موجود نہیں جن سے انگلستان والے ہندوستان کے صحیح حالات معلوم کر سکیں ضرورت تو اس امر کی تھی۔ کہ مسٹر ہارڈی یہاں آکر اس ملک کی وہ خصوصیات معلوم کرتے جو ہمیں سے تعلق رکھتی ہیں اور جنکا مشاہدہ مدبران سلطنت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مسٹر مارلے کی ذہانت کی داد دینی پڑتی ہے کہ جو خصوصیات مسٹر ہارڈی ہندوستان میں آکر نہ دیکھ سکے اُن سے مسٹر مارلے نے ولایت بیٹھے ہی آگاہی پیدا کر لی۔

باوجود اسکے مسٹر ہارڈی اپنی ٹیٹیکورن والی تقریر میں فرماتے ہیں کہ اگر مسٹر مارلے اس سفر میں میرے ہمراہ ہوتے۔ اور وہ اس ملک کے حالات کو اس طریقے سے دیکھتے جس طریق سے میں نے انہیں دیکھا ہے تو وہ اپنے داہنے ہاتھ کو اپنی کلائی پر سے لگے لگے سر جانے دیتے مگر جابرانہ مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کی تائید میں کچھ نہ لکھتے۔ درست ہے۔ اگر مسٹر مارلے ہندوستان میں آکر مسٹر ہارڈی کی طرح حالات ملک دریافت کرتے۔ انتہا پسند فرقہ کے ہاتھ میں اپنی نکیل دیدیتے اور ایک انتہا پسند بنگالی اپنا آنریری پرائیویٹ سکریٹری بنا کر ساتھ ساتھ لئے پھرتے تو اسمیں کیا شک ہے کہ وہ بھی مسٹر ہارڈی کے ہمخیال ہو جاتے۔ مگر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ایسی صورت میں اگر بعض معاملہ فہم اور سنجیدہ ممبران پارلیمنٹ کی جانب سے یہ آواز نہ آتی کہ مسٹر مارلے کو فوراً علاوطن کر دینا چاہیے جیسا کہ مسٹر ہارڈی کے متعلق آئی تھی تو یہ تو ضرور ہوتا کہ وہ وزارت ہند کے قابل ہرگز نہ سمجھے جاتے۔

مجوزہ اصلاحوں کے متعلق مسٹر ہارڈی بیان کرتے ہیں کہ ہم ولایت میں اُنہیں اصلاحوں کے نام سے نہیں پکار سکتے۔ بلکہ یہ اصلاحوں کا برعکس ہیں کیونکہ ان کے عمل میں آنے سے ہندوستانیوں کے بعض حقوق چھن جاوینگے۔ اُن کا منشاء یہ ہے کہ قابل اور ذی اقتدار لوگوں کے ہاتھ میں زیادہ قوت آجائے۔ حالانکہ ولایت میں ایک ہزار برس سے جد و جہد ہو رہی ہے کہ عمائد اور بڑے مرتبہ کے لوگوں سے اختیارات لے کر عوام الناس میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ ولایت میں ہمیں اس میں بہت کچھ کامیابی ہوئی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ ایک لبرل گورنمنٹ لبرل وائسرائے۔ اور مسٹر مارلے جیسے لبرل وزیر ہند مجوزہ اصلاحوں کے حامی ہیں"

مسٹر ہارڈی کو مطلق تعجب ہوتا اگر گذشتہ دو مہینے کے عرصہ میں اُنہیں اس موٹی سی بات کا پتہ لگ جاتا کہ ہندوستان اور انگلستان کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان دونوں ممالک کو ایک ہی اصول کی کسوٹی پر نہیں پرکھا جا سکتا۔ انگلستان ایک گٹھا ہوا ملک ہے جس میں ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے لوگ آباد ہیں جنکا طرز معاشرت ایک ہے۔ تعلیم و تعلم کے اعتبار سے وہ لوگ ہم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اُن کے ہاں ابتدائی تعلیم لازمی ہے ہمارے ہاں لوگ تعلیم سے اب تک بھاگتے ہیں۔ اُن کے ہاں لوگ حب الوطنی پر جان دیتے ہیں۔ اور ملک پر ذاتی مفاد کو قربان کرتے ہیں۔ یہاں لوگ ذاتی مفاد پر ملک کو قربان کرتے ہیں اور جب ہمارے تنزل کی تاریخ شروع ہوئی تو اُدھر اُن کے عروج کا آغاز ہوا۔ ہم جتنا گھٹتے گئے وہ اُتنا ہی بڑھتے گئے۔ باوجود اس اختلاف حالات کے اور باوجود اسکے کہ اُن کو ہم پر بہت سے امور میں برتری حاصل ہے بقول مسٹر کیئر ہارڈی ہی کے ایک ہزار برس کی لگاتار محنت و کوشش کے بعد وہ کہیں اب جا کر اپنے مدعا میں کسی قدر کامیاب ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے "ہنوز دلی دور است"۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی کمزوریاں کو دور نہ کریں۔ اور قومی اور پولیٹیکل لائف کے لئے جن خوبیوں کی ضرورت ہے وہ اپنے میں پیدا کیے بغیر ان حقوق کے متوقع ہوں جنکے حصول میں پولیٹیکل اعتبار سے ہم سے ایک بہتر اور برتر قوم نے ایک ہزار برس صرف کرنے کے بعد بھی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کی۔ علاوہ ازیں مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کے مسئلہ میں انگلستان اور ہندوستان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ ان اصلاحوں کا یہ ہرگز منشا نہیں کہ عوام الناس سے اختیارات لے کر عمائد اور سر برآوردہ لوگوں کے حوالے کر دیئے جائیں۔ بلکہ اُنکا منشاء یہ ہے کہ ایک غاصب قوم کے ہاتھ سے جس نے بے انصافی کے ساتھ دوسروں کے حقوق پر بھی قبضہ جما لیا ہے

وہ حقوق لیلئے جائیں اور انکی مساوی تقسیم منصفانہ طور پر جملہ مستحق اقوام میں کی جائے اور جو قومیں انکے اپنے جائز حقوق سے محروم رکھی گئی ہیں انہیں ان کے حقوق دلائے جائیں مسٹر مارلے کی یہ غلط فہمی ہے کہ ان اصلاحوں کا مقصد یہ ہے کہ جمہور کے حقوق لیکر ایک محدود فرقہ کو دیئے جائیں بلکہ ان کا مقصد تو یہ ہے کہ ایک محدود دایرہ سے یہ حقوق نکال کر ایک زیادہ وسیع گروہ کو اس سے نصیب کیا جائے۔

غنیمت ہے کہ مسٹر مارلے بعض فرقوں کی قایم مقامی کے خاص اہتمام کو پسند فرماتے ہیں مگر ہم پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے وہ اس سے خلاف کرتے ہیں کہ جو حقوق ایک مرتبہ کسی قوم کو ملگئے ہیں وہ اس سے چھینے جاویں یہاں بھی انہیں وہی مغالطہ ہوا ہے جو انگلستان و ہندوستان کے حالات میں تمیز نہ کرنے والوں کو ہوا کرتا ہے۔ جن جمہوری اصولوں کے مسٹر مارلے حامی ہیں انکی پابندی بھی ہندوستان میں جہاں مختلف اقوام آباد ہیں اس طرح نہیں ہو سکتی کہ صرف ایک قوم کو جملہ پولٹیکل حقوق دیدیئے جائیں اور دیگر اقوام کو ان سے محروم رکھا جائے۔ ہم نہیں جانتے کہ جملہ اقوام ہند کو مساوی پولیٹیکل حقوق کے ملنے سے یہ کیونکر لازم آتا ہے کہ جو قوم پہلے ناواجب طور پر دوسروں کے حقوق پر حاوی ہو گئی ہے اسکی حق تلفی ہوگی۔ یہ اصول بھی کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک فرقہ اگر ناجایز طور پر کسی چیز پر قایم ہو گیا ہو تو اُسے بیدخل نہ کیا جاوے

بہرحال ہمیں اطمینان ہے کہ مسٹر مارلے نے اس معاملہ کو خوب سمجھ لیا ہے اور مسٹر کیر ہارڈی نے جو کچھ یہاں کے متعلق معلومات بہم پہنچائی ہے اُسکی حقیقت کو بھی اچھی طرح بھانپ لیا ہے۔ اپنی اربروتھ والی تقریر میں وہ وعدہ کر چکے ہیں کہ میں منتظر ہوں کہ ہارڈی صاحب آویں۔ اور میں اُن کا امتحان لوں کہ اُنہوں نے ہندوستان جا کر کیا کیا دیکھا اور کیونکر حالات ملک دریافت کیے۔ ہم بھی اس امتحان کے نتیجہ کے منتظر ہیں۔

نواب عماد الملک لنڈن میں

رائٹر کی تاربرقی مورخہ ۷ نومبر مظہر ہے کہ انڈیا کونسل کے پہلے دیسی ممبر نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی خیر و عافیت کے ساتھ لنڈن پہنچ گئے۔ لنڈن میں ان کا استقبال سر ڈبلیو کرزن وائیلی اور مسٹر ڈبلیو ڈی ہارنے بڑے تپاک سے کیا بعد میں اُن کی ملاقات مسٹر مارلے سے ہوئی۔ نواب صاحب موصوف نے اب اپنا کام کونسل میں شروع کر دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کمیٹی ہائے ریونیو جوڈیشل اور پبلک ورکس پر کام کرینگے۔

کابل میں میڈیکل کالج

اسلامی ممالک کی ترقی چاہنے والوں اور ایشیائی حکومتوں کے بہی خواہوں کو اس خبر کے پڑھنے سے مسرت ہوگی کہ ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اپنے ملک میں جہاں اور ضروری اصلاحیں عمل میں لانے پر کمربستگی کا اظہار کیا ہے وہاں انہوں نے ایک جدید طرز کا میڈیکل کالج قایم کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ چنانچہ اس کالج کی پرنسپلی کے لئے ہز مجسٹی نے ڈاکٹر اللہ جوایا اسسٹنٹ سرجن لاہور کو منتخب بھی کر لیا ہے۔ افغانستان میں طب قدیم کے ماہر اور دقیانوسی جراحی کا عمل کرنے والے تو بہت ہیں لیکن جدید ترقی یافتہ ڈاکٹری کے علم سے واقف نام کو نہیں۔ اس علم کی اشاعت ایک ایسی ضروریات میں سے ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ موجودہ علم جراحی کے جاننے والوں کے بغیر فوجی ساز و سامان کو بھی مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ حالانکہ فوجی نظم و نسق کے اعتبار سے افغانستان کو جملہ ممالک ایشیائی میں درجہ اول پر ہونا چاہئے تھا خوشی کا مقام ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کا اب امیر صاحب نے قصد مصمم کر لیا ہے۔ اور اپنے ارادہ کی تکمیل میں معاون ہونے کے لئے ایک ایسا پرنسپل تلاش کیا ہے جسکی سابقہ کارگذاریاں اس امر کی کافی ضمانت ہیں کہ وہ افغانستان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دیگا۔ ڈاکٹر اللہ جوایا صاحب آمدہ دسمبر کے اول ہفتہ میں کابل روانہ ہوں گے۔ اور سننے میں آیا ہے کہ اُن کے ہمراہ دس ہاسپیٹل اسسٹنٹ بھی معقول تنخواہوں پر جائینگے۔

لاجپت رائے کی واپسی

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی کی خبر اس سے قبل دی جا چکی ہے بعد کی خبروں سے اُنکی رہائی اور واپسی کے متعلق جو تفصیلی حالات معلوم ہوئے وہ یہ ہیں۔ ملک معظم کی سالگرہ کے دن وایسرائے کا فرمان دربارہ رہائی لاجپت رائے اور اجیت سنگھ مانڈلے پہنچا اور فوراً دونوں کی واپسی کا انتظام کیا گیا۔ بذریعہ اسپیشل ٹرین کے وہ رنگون روانہ کیے گئے۔ رنگون سے کلکتہ کا سفر اُنہوں نے اسٹیمر گانیڈ پر کیا۔ جہاز پر اُنہیں ہر طرح آسایش پہنچانے کا خیال رکھا گیا۔ مگر وہ بطور سابق حراست میں رہے دو یوروپین افسر اور ایک دیسی کانسٹبلوں کا دستہ اُن کی نگرانی پر تعینات رہا۔ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ جہاز کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں رکھے گئے کھانا بھی اُن کو علیحدہ علیحدہ کھلایا گیا اور اُنہیں آپس میں کسی قسم کی گفتگو کرنے کی اجازت نہ ملی۔ جہاز کلکتہ کے قریب نزدیک پہنچا تو پہلے پنجاب میل کے ذریعے انہیں کلکتہ سے روانہ کرنے کا قصد کیا گیا۔ مگر بعد میں صلاح بدل گئی۔ اور کلکتہ داخل کئے بغیر انہیں بنگال ناگپور ریلوے سے بذریعہ اسپیشل ٹرین کے روانہ کر دیا گیا۔ دونوں لاہور چھاونی دہلی کے اسٹیشن پر ۱۸ نومبر کی صبح کے ۵ بجے بذریعہ اسی اسپیشل ٹرین کے اُتارے گئے۔ کوشش کی گئی تھی کہ حتے الوسع لوگوں کو اس نقل و حرکت کا صحیح علم نہ ہونے پائے چنانچہ اس میں کامیابی ہوئی۔ اور لاہور اسٹیشن پر ایک بھی شخص ان کے استقبال کو نہ پہنچ سکا۔ لاہور تک دونوں کے دونوں قیدی پولیس کی زیر حراست لائے گئے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر رنڈل اور سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل کپتان بینرلی لاہور چھاونی اسٹیشن پر پہلے سے موجود تھے دونوں قیدیوں کو سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل کی تحویل میں دیدیا گیا جس نے اُنکی رہائی کی بابت سرکاری حکم انہیں پڑھکر سنایا اور اُنہیں رہا کر دیا۔ دو گاڑیوں کا بندوبست پولیس نے پہلے سے کر رکھا تھا جنمیں لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کو بٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ کر دیا گیا اجیت سنگھ کو ایک تانگہ دیدیا گیا جس میں بیٹھکر وہ شہر کی جانب چلا گیا۔ اور لالہ لاجپت رائے کو ایک فٹن میں بٹھلا کر انہیں اُن کی کوٹھی کو روانہ کیا گیا۔ مسٹر رنڈل سپرنٹنڈنٹ پولیس لالہ صاحب کے ساتھ ساتھ کوٹھی تک گئے۔ لالہ صاحب نہایت بشاش اور تندرست معلوم ہوتے تھے۔ اُن کے دوست احباب جوق جوق اُنہیں مبارکباد دینے جا رہے ہیں۔

انادو کی سازش اور انڈین ڈیلی نیوز

انادو کی پولٹیکل سازش کے متعلق اب تک جس قدر چرچا ہوا ہے وہ محض ہندو اخباروں ہی کی جانب سے ہوا ہے گورنمنٹ نے اس معاملہ کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا اینگلو انڈین اخبارات بالکل خاموش ہیں۔ اور اسلامی اخباروں نے جو کچھ اس پر لکھا ہے وہ بالکل مجبور ہو کر اپنے بچاؤ اور ہندو اخبارات کی نقصان رسان غلط بیانیاں دور کرنے کی غرض سے لکھا ہے اب اس مدت کے بعد کلکتہ کے اینگلو انڈین روزانہ اخبار "انڈین ڈیلی نیوز" نے اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے بمثل اخبار اسٹیٹسمین کے انڈین ڈیلی نیوز بھی اُن اینگلو انڈین اخباروں میں سے ہے جنہیں ہندوؤں کے طرفدار ہونے کی خصوصیت حاصل ہے اور جنہیں بجائے اینگلو انڈین کے اینگلو ہندو کے نام سے پکارنا زیادہ صحیح ہوگا اس اخبار کے مضامین ہندوؤں میں جو مقبولیت

حاصل کر لیتے ہیں اسکا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اٹاوہ کی سازش کے متعلق جو کچھ ان اخبارمیں شایع ہوا ہے اُسے ہندو اخبارات میں سرکاری اطلاع ہونے کی شہرت دی جا رہی ہے حالانکہ انڈین ڈیلی نیوز کی تحریر خود اس بات کی شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ سرکاری اطلاع متصور ہونیکے کسی طرح قابل نہیں۔ بہرحال وہ تحریر بطور سرکاری اطلاع کے شایع کی گئی ہو یا ہندوؤں کی حمایت میں لکھی گئی ہو اس سے مندرجہ ذیل امور کی تصدیق ضرور ہوتی ہے۔

(۱) اٹاوہ کے ضلع میں ہندو عملہ کا ایک عرصہ سے بڑا زور چلا آتا ہے۔ دفاتر اور کچہریوں میں ان کی تعداد اور اُن کے ساتھ کے مقابلہ میں کسی کی نہیں چلنے پاتی۔ ہندوؤں کو مسٹر شیام بہاری لال ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے تبدیل ہو کر اٹاوہ آجانے سے اور بھی زیادہ تقویت ہو گئی۔ ایکبار مسٹر شیام بہاری لال کو قائم مقام سپرنٹنڈنٹ بننے کا بھی موقع مل چکا ہے۔ صاحب ضلع یہ انہوں نے اس قدر قابو پا لیا تھا کہ گذشتہ جنوری میں پورے سپرنٹنڈنٹ کی غیر حاضری میں انہوں نے اٹاوہ کے مسلمان کوتوال کو ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دلوا کر تبدیل کرا دیا اور اسکی جگہ ایک ہندو کوتوال کو بلوا لیا ظاہر ہے کہ جب ہندوؤں کا اٹاوہ میں اس قدر زور ہو تو بیچارے کمزور مسلمان کیونکر جرأت کر سکتے ہیں کہ ہندوؤں کی ایک زبردست جماعت کے مقابلہ میں کسی قسم کی سازش کر کے اپنے ہی پیروں میں کلہاڑی ماریں۔

(۲) جب حکام ضلع کو اٹاوہ کے بعض ہندوؤں کی باغیانہ سازش کی اطلاع ملی اور ۹ خطوط اُن کے سامنے ایسے پیش ہوئے جن سے اس سازش پر مزید روشنی پڑتی تھی۔ اور جن پر کسی کسی ہندو سرکاری ملازم کے دستخط تھے تو حکام بالا کو اس معاملہ کی خبر دی گئی۔ مسٹر کاب کمشنر نے مزید تحقیقات کے بعد اس خبر کی تصدیق کی اور معاملہ کو اتنا اہم سمجھا کہ مسٹر شارپ ڈایرکٹر خفیہ پولیس کو بلوا بھیجا۔ مسٹر شارپ نے بھی اس معاملہ کے سنگین ہونے سے اتفاق کیا اور مشورہ دیا کہ فوراً تحقیقات اٹاوہ کچہری اور امرتسر میں بھی شروع ہو جانی چاہیئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی تحقیقات نے اُن خبروں کو بے بنیاد ثابت نہ کیا اور معاملہ کو سنگین سمجھکر مزید تحقیقات کی بابت تحریک کی گئی۔

(۳) اسکے بعد یکبیک معاملہ نے پلٹا اُسوقت کھایا جب مسٹر کاب اور مسٹر شارپ کے اٹاوہ پہنچتے ہی انسپکٹر جنرل آف پولیس بھی وہاں اچانک پہنچ گئے۔ اور نامعقول تحقیقات کیئے معاملہ کو وضعی قرار دینے لگے۔ اخبار مذکور کا بیان ہے کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ صاحب انسپکٹر جنرل گورنمنٹ سے اسمعاملہ کو رفع دفع کرنے کی خفیہ ہدایت لے کر آئے تھے یا کچھ اور معاملہ تھا مگر ظاہر ہے کہ تحقیقات جیسی کچھ ہونی چاہیئے تھی نہیں ہوئی۔ اور آخیر تک حکام ضلع اس پر مصر رہے کہ معاملہ درست ہے۔ اور صاحب کلکٹر ضلع اور ریلی صاحب افسر پولیس اب تک شاکی ہیں کہ گورنمنٹ نے بلا تحقیقات کیئے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ جو مخبری اٹاوہ کی سازش کے متعلق ہوئی ہے غلط ہے۔

(۴) انڈین ڈیلی نیوز کی اس تحریر کے موجب جسے ہندو اخبار سرکاری اطلاع کی حیثیت دیتے ہیں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فریقین میں سے کس کا بیان قابل اعتماد ہے۔ کیونکہ جو ڈیٹیل تحقیقات سے اسمعاملہ میں کام نہیں لیا گیا مخبر کی بدچلنی کے متعلق بھی اُس اخبار کی تحقیقات کے مطابق کوئی قانونی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔

(۵) اس تحریر کو پڑھکر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواہ یہ معاملہ صحیح ہو یا غلط۔ اس خرابی کا اصلی باعث اٹاوہ میں ہندو عملہ کا حد سے زیادہ زبردست اور مقامی معاملات پر حاوی ہو جانا ہی قرار دیا جا سکتا ہے اگر سازش کا ہونا درست ہے تو ہندوؤں کی بیخوفی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر سازش کے متعلق الزام غلط ہے اور بالفرض محال مسلمانوں نے ہندوؤں کا زور توڑنے کے لئے یہ تدبیر کی تو اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اٹاوہ میں ہندو کیسے زبردست ہو گئے ہیں اور اُن کے جبر و تشدد سے مسلمان کیسے...

ایک رسم قدیم کی طرف مراجعت

دنیا بھر کی بادشاہی کا طریق ممالک مشرقیہ کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے۔ فرمانروایان سلطنت اپنی شان و شوکت کے اظہار اور بعض اہم سیاسی امور کی بابت رعایا سے مشورہ طلب کرنے یا اپنے ارادہ سے رعایا کو آگاہ کرنے کی غرض سے شاندار دربار منعقد کرتے ہیں۔ اور اُسے اپنے دبدبۂ شاہی کے اظہار اور اپنے اور رعایا کے درمیان شناسائی پیدا کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ہمارے موجودہ مغربی فرمانرواؤں نے جہاں اپنے مشرقی متقدمین کی چند دیگر مراسم کو اختیار کر لیا ہے وہاں اس قدیم شاہانہ انداز کو بھی پسند کر کے انعقاد دربار کے پُرشوکت طریقے کو جاری رکھا ہے مگر امتداد زمانہ سے اس رسم کی پابندی میں اب کمی ہو گئی ہے اس کمی کو دیکھکر اب یہ ضرورت محسوس ہونے لگی ہے کہ اس رسم قدیم کی طرف پھر مراجعت کی جائے چنانچہ جناب آنر سرجان ہیوٹ لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ۱۲ نومبر کو الہ آباد میں اُس ڈویژن کے درباریوں کو مدعو کر کے ایک دربار منعقد کیا اور اپنی تقریر میں اس قسم کے درباروں کی ضرورت پر زور دیکر فرمایا کہ رسم قدیم کو دوبارہ رواج دینے کی غرض سے ہر ڈویژن میں یکے بعد دیگری اس قسم کے دربار منعقد کیئے جائینگے۔ ہز آنر نے فرمایا کہ اب تک ہر ضلع میں درباریوں کی فہرست مرتب کی جاتی ہے مگر اہل دربار کو موقع نہیں ملتا کہ اپنی اعزاز سے کچھ فائدہ اُٹھائیں۔ اور درباروں میں شریک ہوں۔ یہ ایک مہمل بات ہے جس اعزاز کے لئے لوگ منتخب کئے جائیں اُس سے وہ محروم رہیں۔ درباریوں کو پورا موقع ملنا چاہیئے کہ وہ شریک دربار ہو کر اپنے حقوق پوری طرح برتیں ہز آنر نے اس پر بھی زور دیا کہ اس قسم کے درباروں کا ہونا فرمانروائے صوبہ کیلئے بھی نہایت ضروری ہے تاکہ اُسے اُن لوگوں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملے جن سے کسی اور طریقہ سے واقفیت پیدا ہونا مشکل ہے۔ اُن کے خیالات سے وہ باخبر ہو اپنے خیالات اور پالیسی سے اُنہیں مطلع کرے اور یوں حاکم و محکوم کے مابین رابطۂ اتحاد بڑھے۔ ان مقاصد کو مدنظر رکھکر سر ہیوٹ نے اپنی ماقبلانہ تقریر میں اُن امور کا ذکر فرمایا جو آجکل پبلک کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں سب سے پہلے اس قحط کا ذکر کیا جو دوسرے اپنا ڈراونا چہرہ دکھا دکھا کر رعایا کو خوف زدہ کر رہا ہے۔ سرکاری رپورٹوں سے فصل کی جو کیفیت معلوم ہوتی ہے اور آئندہ کیلئے جو خواندیشے پیدا ہو گئے ہیں سب صاف صاف بیان کر کے مصیبت کم کرنے کی جن تدابیر پر گورنمنٹ عمل کرنے کو ہے اُنہیں سنا دیا اسکے بعد طاعون پر گفتگو کی۔ پھر مجوزہ پولٹیکل اصلاحوں کا تذکرہ کیا۔ گذشتہ پولیٹکل ہلچل کا ذکر کیا اور اسکا طلبا پر جو اثر پڑا یا پڑنے کو تھا اُسکا اشارہ کر کے والدین کو اپنی اولاد پر نیک اثر ڈالنے کی...

اشتہار زیر دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

باجلاس خواجہ تصدق حسین صاحب بی۔ اے جج بہادر عدالت خفیفہ دہلی

فیاض الدین و نصیر الدین و غیاث الدین و امین الدین و رفیع الدین پسران حاجی محبوب بخش و ممتاز الدین و احمد الدین و عمر الٰہی و محمد اسمعیل و ریاض الدین نابالغان پسران سراج الدین بولایت حاجی محبوب بخش دادا خود مالکان فرم سراج الدین کمپنی واقعہ دہلی مدعیان بنام

میر امان اللہ ولد حاجی حفیظ اللہ مالک میر برادرس کمپنی پیشہ سوداگری ساکن امرتسر کٹرہ اہلووالیا مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں کئی مرتبہ سمن بنام مدعا علیہ جاری ہوئے لیکن تعمیل نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے اسلئے اشتہار ہذا مدعا علیہ مندرجہ عنوان کو دیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۳ دسمبر ۱۹۰۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے ورنہ اسکے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں آویگی ۔۔

بثبت دستخط میرے اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۴ نومبر ۱۹۰۵ء یہ اشتہار جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بحروف انگریزی

مہر عدالت بحروف انگریزی

ہمارا کھلونا دیدو!

کچھ عجیب سا کھیل ہو رہا تھا مختلف کھلونے بنائے گئے تھے کسی نے لکڑی زمین پر گاڑ کر اس پر کچھ کپڑے ڈالکر آدمی کی شکل بنائی تھی۔ کچھ لاٹھیوں کے گھوڑے بنا کر اُن پر سوار تھے۔ چند گلی ڈنڈا لئے ہوئے کوئی ریت کا مکان بنائے بیٹھا تھا بعض جو بہتر تربیت یافتہ تھے خطیبوں اور واعظوں کی نقل اُتار رہے تھے۔ اور ایک بلندی پر کھڑے ہوکر اسپیچ دے رہے تھے۔ اسپیچ میں آنے جانے والے لوگوں پر آوازے کستے تھے۔ ٹھٹھے لگاتے تھے۔ اُن کی چال ڈھال وضع قطع پر نفرین کرتے تھے کوئی بھلا آدمی اُن کی زد سے نہ بچتا تھا۔ نہ رتبہ اور عمر کا لحاظ رہتا تھا۔ اور نہ صفت وعظمت کا پاس رہتا تھا۔ بھلے آدمی جیسا جوں اس شکر سے ڈرتے تھے لڑکوں کی شوخی زبان بڑھتی تھی اتفاقاً میاں جی کا بھی اُدھر سے گذر ہوا اُن کو دیکھکر ایک لڑکا جھٹ پٹ زمین پر دوزانو بیٹھ گیا اور ایک لمبی سی ہاتھ میں لے کر میانجی کی نقل بھی اُتارنے لگا میاں جی یہ دیکھکر ہنسے اور سمجھے کہ بچوں کا کچھ قصور نہیں۔ یہ عمر ہی ایسی ہے۔ ابھی تعلیم وتربیت تمام نہیں ہوئی دنیا میں نقل کی مشق کر رہے ہیں اصل تک پہنچتے ہیں۔ مگر اُستاد کی نقل اُستاد کے سامنے۔ یہ حرکت شوخ چشمی اور دیدہ دلیری کی حد تک پہنچتی ہے۔ تھوڑی سی تادیب تنبیہ ضروری ہے۔ آخر تنبیہ کیسے ہو جو کسی کو ڈانٹا اور لڑکے کو مار اُٹھیا۔ گستاخی کی۔ کان پکڑوا دئے اور کوئی جسمانی عقوبت دی تو یہ پیٹ جاتی رہیگی دل اور دماغ کا لنسٹرو دنمارک جائیگا۔ فساد کی جڑ یہ چند کھلونے ہیں۔ شوخ چشمی انہی سے اُبل رہی ہے۔ ان کھلونے ایک سے ہیں کسی میں کچھ خصوصیت نہیں۔ یہ دُھن باندھ کر میاں جی آگے بڑھے۔ اور نہایت بے تکلفی اور بے پروائی سے بلا ارادہ انہوں نے وہ لاٹھی کا آدمی اُکھاڑ لیا۔ اور چل دئے لڑکے سارے کھلونے چھوڑ چھاڑ کر میاں جی کے پیچھے پیچھے ہوئے بعض تو بہ تلہ کرتے تھے۔ اکثر معافی مانگتے تھے چند قسمیں کھاتے تھے۔ کہ ہم نے کچھ نہیں کیا بہت سے منتیں کرتے تھے کہ ہمارا کھلونا دید یجے ہم پھر ایسا نہ کرینگے۔ یہ تماشا بہت دُور تک ہوتا چلا گیا۔ لڑکے پیچھے پیچھے گڑگڑاتے بھاگتے جلتے تھے۔ ہانپتے تھے۔ بدحواس ہوتے تھے پسینہ میں تر ہو گئے تھے۔ یہ ۳۰ تاریخ رمضان کی شام کا واقعہ ہے۔ لوگ چاند دیکھ رہے تھے میانجی بھی لکڑی کا گڈا ہاتھ میں لئے چاند دیکھنے لگے۔ چاند دیکھ لیا۔ عید کے چاند کی سب کو خوشی ہوتی ہے۔ چاہے ۳۰ تاریخ کیوں نہ ہو۔ اور بڑے لڑکوں کو بھی کافی سزا مل چکی تھی چاند کی خوشی میں میاں جی نے وہ گڈا پیچھے ہاتھ کر کے پھینکدیا۔ مگر لڑکے اُسکو بھول چکے تھے اور دوسرے کھلونے کی فکر میں لگ گئے تھے۔

یہ واقعہ دیکھکر ہمیں اپنے دوست لالہ لاجپت رائے صاحب بالقابہ کی نظر بندی اور رہائی یاد آئی۔ یہ بھی ایک بازیچہ طفال تھا۔ معاصرین اسکو جتنی چاہیں وقعت دیں دنیا کے معاملات میں دخل کریں۔ تاریخی واقعات میں شمار کریں۔ جو چاہیں۔ کہیں۔ اور کریں۔ مگر فی الحال یہ ایک کھیل تماشا سا تھا۔ لڑکوں کا کھیل بظاہر ایک کھیل ہے۔ مگر اسکی اصلیت میں کچھ اور ہی راز کھلتا ہے!

لاہور میں آثار قدیمہ کی محافظت

ہمیں یہ دریافت کرنے سے خوشی ہوئی کہ شاہان اسلام کی جو یادگاریں ریلوے اسٹیشن لاہور کے متصل ریلوے والوں کی بیرحمی کا شکار ہو رہی تھیں وہ آئندہ نقصان سے بچ گئیں اور ریلوے والوں کو ممانعت کر دی گئی ہے کہ اُن آثار قدیمہ کو نہ گرایا جائے۔ ہم گورنمنٹ کے ممنون ہیں جسنے اس امتناعی حکم کو نافذ کر کے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ جملہ تاریخی یادگاروں کے شیدائیوں کو ممنون احسان کیا ہے مگر ہم گورنمنٹ سے مودب ہو کر درخواست کرتے ہیں کہ وہ مہربانی فرما کر اسکی تفتیش کرے کہ ان عمارات کی تباہی کس کی غلطی سے سرزد ہوئی۔ اور اسکا انتظام فرمانے کہ جو نقصان ان خوبصورت

ریویوز

سیاحت امیر

سراج الملۃ والدین ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان والی افغانستان کی سیاحت ہند کے مفصل حالات ریاض الاخبار گورکھپور کے ایڈیٹر حکیم برہم صاحب نے مرتب فرما کر ایک کتاب کی شکل میں شائع کیے ہیں جسکا نام سیاحت امیر رکھا ہے۔ علاوہ افغانستان سے دلچسپی رکھنے والوں کے یہ کتاب اُن حضرات کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی جو افغانی پالیٹکس اور گورنمنٹ ہند و افغانستان کے قدیم وجدید پولیٹیکل تعلقات سے آگاہی پیدا کرنے کے خواہشمند ہیں کیونکہ قابل مولف نے علاوہ حالات سفر بیان کرنے کے افغانستان کے تاریخی ملکی انتظامی اور تجارتی حالات بھی بیان کئے ہیں۔ اور انگلستان و افغانستان کے پولیٹیکل تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ کاغذ لکھائی اور چھپائی عمدہ ہے سراج الملۃ والدین کی عکسی تصویر سے کتاب کو زینت دی گئی ہے۔ اور بخلاف اردو کی عمدہ کتابوں کے غیر مجلد شکل میں فروخت کرنیکی قابل اصلاح مروجہ رسم کے سیاحت امیر کو ایک خوبصورت جلد سے بھی مزین کیا گیا ہے۔ باایں ہمہ کتاب کی قیمت بلا محصول ڈاک صرف ۱۲؍ رکھی گئی ہے حجم اسکا پونے تین سو صفحات کے قریب۔

دعوۃ الحق

یہ کوئی ۱۰۰ صفحوں کا ایک رسالہ ہے جو مولوی سید محب الحق صاحب عظیم آبادی نے تصنیف فرما کر عیسائیوں دہریوں لامذہبوں اور زمانہ موجودہ کے سائنس والوں کے مقابلہ میں فلسفہ اور سائنس ہی کے اصولوں سے اسلام کی حقانیت توحید باریتعالی کی عظمت جلالت کلام اللہ کی صحت اور بعثت رسالت کو مدلل طور پر ثابت کیا ہے طالبان راہ حقیقی کو اس رسالہ سے مستفید ہونا چاہیئے۔ یہ حاجی سید جان وحسین تاجران کتب شہر پٹنہ سے بقیمت فی جلد ۱۲؍ دستیاب ہو سکتا ہے۔

نیرنگی دہر

محمد عبد الغفور صاحب منیجر ڈیلی شاپ علی گڈھ نے اس نام کا ایک ناول تصنیف فرمایا ہے جس میں حسن وعشق کی ایک فرضی داستان بیان کی گئی ہے لیکن چونکہ اس قسم کی تصانیف اردو زبان میں کثرت سے ہو گئی ہیں۔ اور اُن کے مطالعہ بجز تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اسلیئے زیادہ بہتر ہوتا۔ اگر مصنف صاحب اپنے وقت اور دماغ کو کسی مفید کام میں صرف کرتے۔ ناول کی قیمت ۸؍ روپے۔ اور حجم ۱۳۱ صفحے:

ارمغان دیوالی

یہ ایک ۴۰ صفحے کا اردو زبان کا رسالہ ہے جسمیں مانک راؤ وٹھل راؤ صاحب وعلاقہ پایگاہ نواب سر خورشید جاہ مرحوم جسپٹی ہلم حیدرآباد دکن نے اُن حکیمانہ اور اخلاقی نصایح کو ترتیب دیکر ایک گلدستہ جمع کر دیا ہے جو دید و رسے راجہ دہت راشٹر کو کی تھیں اور جن کا مفصل ذکر مہابھارت میں آچکا ہے ہندو عقیدہ کے مطابق زمانہ سابقہ میں اخلاقی اصول کے وضع کرنیوالے تین حکما گذرے ہیں جنمیں سے ایک ودر ہیں جنکی نصایح مانک راؤ وٹھل راؤ صاحب نے ارمغان دیوالی میں جمع کر کے اور باقی دو شکر اور چانکیہ کے نام سے مشہور ہیں مولف کی مادری زبان اردو نہیں مگر باوجود اسکے انہوں نے جس سادگی کے ساتھ ان نصایح کا سنسکرت سے اردو میں ترجمہ کیا ہے قابل داد ہے سنسکرت کے علمی ذخیروں کو اردو زبان میں لانا بلا شبہہ ایک مفید ملکی خدمت ہے جس پر ہم قابل مولف کو مبارکباد دیتے ہیں۔

مناقب عارفین (اردو)

مقامات مولانا روم صاحب المعروف بہ مناقب عارفین مصنفہ شمس الدین افلاکی کا حافظ احمد علی خانصاحب نے سلیس اردو میں ترجمہ کر کے اُسے احمدی مطبع احمدی واقع ریاست رامپور میں چھپوا دیا ہے۔ اور اسکی قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۲؍ رکھی ہے اس کتاب میں مولانا روم کے دادا سے گذرا ہے لیکر مولانا صاحب کی اولاد تک کے حالات شرح وبسط کے ساتھ لکھے ہیں اور سلسلہ بیعت بھی بیان کر دیا ہے۔

مراسلات

محمڈن کانفرنس کے اجلاس کراچی میں قوم بلوچ کی شرکت

عنایت نامہ پرچہ نمبر مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۰۸ء میں ایک مضمون "محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس کراچی میں اور قوم بلوچ کی نسبت" کی سرخی سے شایع ہوا تھا کہ جس میں صاحب سیکرٹری سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کانفرنس و دیگر بزرگان قوم کی خدمت میں التماس کی گئی تھی کہ اس آئندہ اجلاس کانفرنس کراچی میں حیات اور ڈیرہ غازی خان کے بلوچ سردار و دولتمندان کو کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا جاوے. اشاعت مضمون کو کامل مہینہ گذر گیا. مگر روز افزوں پرچہ اخبار کے کالموں میں میری اس اپیل کے جواب میں سیکرٹری اسٹینڈنگ کمیٹی یا کسی اور بزرگ قوم کی طرف سے جب کوئی تحریر شایع نہ ہوئی۔ اور نیز اخبار یا دیگر اسلامی پریس نے میرے اس مضمون پر کوئی اچھا یا برا ریویو نہ کیا تو پھر میری وہ تمام خوشگوار امیدوں کے خواب کافور ہو گئے جو میں اپنی خستہ حال قوم بلوچ کی نسبت اس سال کانفرنس کے اجلاس میں اپنی قوم کے سرداروں کی شرکت ہونے سے اسی دن سے دیکھ رہا تھا. کہ جس دن سے کانفرنس کے اجلاس کا کراچی میں منعقد ہونے کا اعلان کیا گیا تھا. اسیر مایوس سانہ دار میں نے پرائیویٹ طور پر مخدومی شیخ غلام محمد صاحب ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر سے اپیل کی. خدا کا شکر ہے کہ اخبار وکیل امرتسر نے اس ضروری اور سچی دردمند آواز پر توجہ کر کے ایک زبردست آرٹیکل (آئندہ کانفرنس کے متعلق ضروری مشورہ) کے عنوان سے شایع کر کے سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی اور بالخصوص صاحبزادہ آفتاب احمد خان کو قوم بلوچ کے سرداروں کو کانفرنس میں شریک کرنے کے لئے توجہ دلائی ہے کہ جس سے اخبار وکیل نے اپنے آپ کو قوم کا اسم بامسمیٰ سچا اور حقیقی وکیل ثابت کیا ہے امید ہے کہ ہمارے سچے قومی وکیل کی آواز خالی نہ جائیگی. اور ہماری ترقی کی مشتاق آنکھیں عنقریب دیکھ لینگی کہ ہمارے بلوچی سردار و رؤسائے بلوچستان و ڈیرہ غازی خان اس آئندہ کانفرنس کے اجلاس میں رونق افروز نظر آئینگے. وکیل میں بلوچ طلباء کی اعلےٰ تعلیم کے لئے ایک فنڈ وظایف قایم کرنے کی جو تجویز پیش کی گئی ہے امید ہے کہ بزرگان قوم اس پر کافی غور فرما کر اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش فرماوینگے. کیونکہ بہت سے نادار ہونہار طلباء بلوچ مقامی سکولوں کی تعلیم کو پورا کر کے اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے کالجوں میں داخل ہونے کے آرزومند ہیں. مگر کیا کریں پیسہ پاس نہیں. ان کی گھروں میں بسبب فاقوں کے اکثر روزہ رہتا ہے. باقی رہی قوم۔ سو اسوقت بوجہ جہالت کے مشکلات زمانہ کے مہیب تھپیڑوں پر قومی جمہوری قوت سے مقابلہ کر کے غالب ہونے کا علم نہیں رکھتی جو انہا اور قومی فایدہ سمجھکر ان بیچاروں کی مدد کرے. اسوقت اگر ان بدنصیب نونہالان قوم کی مایوسی پر حسّاس قومی دردمند نگاہیں غور کریں. تو ممکن نہیں کہ ان کی قابل رحم حالت انہیں بغیر آٹھ آٹھ آنسو رُلائے چھوڑ دے کہ جنہیں مخالفت زمانہ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے محض اس جرم پر روک رکھا ہے کہ وہ بلوچ جیسی بدنصیب و مفلس قوم کے گھرانوں میں پیدا ہوئے ہیں. مہدئ قوم نواب محسن الملک مرحوم کی یادگار میں تین لاکھ روپیہ جمع کر کے علی گڈھ کالج میں لوٹ ڈنگ ہاوس بنانے کی جو تجویز کی گئی ہے بیشک وہ کسی حد تک ٹھیک ہے۔ مگر ہمارے قومی ناخدا مرحوم کے بے لوث و بے ریا عظیم الشان قومی کارناموں کے مقابلہ میں جو ہمیشہ سورج اور چاند کی طرح چمکتے رہیںگے یہ تین لاکھ روپیہ کی یادگار ہم سات کروڑ مسلمانوں کے لئے اگر باعث شرم نہیں تو مضحکہ انگیز بات ضرور ہے۔ میرے خیال میں تین لاکھ کی بجائے دس لاکھ روپیہ جمع کر کے محسن قوم مرحوم کی یادگار عالی شان قایم کی جانی چاہئے جس میں ایک فنڈ موسوم بہ محسن بلوچ فنڈ قایم کیا جاوے کہ جس سے وجہ الرحم قوم بلوچ کے ہونہار نادار طلباء کو وظایف دیکر علیگڈھ کالج میں تعلیم دلائی جاوے چونکہ بلوچ طلباء بوجہ اپنی ناداری اور اپنی قوم بلوچ کی سرپرستی نہ رکھنے کی وجہ سے تعلیمی دنیا میں یتیم کا حکم رکھتے ہیں اسلئے اگر محسن قوم کے نام سے ایسا فنڈ قایم کیا جاوے تو قوم بلوچ کے اعلےٰ تعلیم سے مستفیض ہونے پر مہدئ قوم کی روح کو بہت بھاری ثواب پہنچیگا.

وکیل نے قوم بلوچ کی ملکی اور قومی پستی کا اندازہ کر کے اور کانفرنس کی موجودہ بے انتظامی پر خیال کر کے کانفرنس کے جلسہ کو بلوچستان لے جانے کو کسی عرصہ تک ناممکن بتلایا ہے کہ جس سے ہر ایک معاملہ فہم شخص موجودہ صورت میں اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ فی الواقع کانفرنس فی الحال اپنے نورانی علمی شعاعوں کو اسوقت بدنصیب قوم بلوچ کے گھر میں جا کر نہیں پھیلا سکتی. مگر ہماری یہ مایوسی اس صورت میں بالکل دیرپا نہیں رہ سکتی. اگر منتظمان کانفرنس کی زیر دست تحریک بلوچ سرداروں کے ایک گروہ کو اس سال کراچی میں کانفرنس کے اجلاس میں کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئی تو پھر اس عظیم الشان قومی مجلس کی شرکت اور فدایان قوم کی سحر انگیز تقریروں اور روشن خیال بزرگان قوم کی ملاقاتوں کی زبردست مقناطیسی کشش سے ممکن ہے کہ ان کے دل میں قومی ہمدردی کا جوشیلا سپرٹ پیدا ہو جاوے اور وہ قومی ترقی کے امنگوں کے نشہ میں سرشار ہو جاویں اور کوئی خدا کا بندہ اولوالعزم سردار دوسرے سال کانفرنس کو بلوچستان میں مدعو کرنے پر مستعد ہو جاوے. کانفرنس کی دعوت بیشک ایک مہتم بالشان کام ہے. مگر اسکے اخراجات ایسے بھاری نہیں ہیں کہ کسی معزز گروہ یا کسی خاص اکیلے مقتدر دولتمند رئیس کے لئے بار گراں ثابت ہوں. میں معزز وکیل کی اس رائے سے متفق ہوں کہ بلوچی سرداروں کو صرف معمولی رقعے بھیج کر کانفرنس میں شریک کرنے کے لئے موثر ثابت نہیں ہونگے. جب تک معزز اشخاص کا ایک ڈیپوٹیشن ان کے پاس جاوے. اور ملکی و قومی ترقی کے نشیب و فراز سمجھا کر انہیں کانفرنس کی اصلیت اور اسکے فواید نہ سمجھائے جائیں. سرداران علاقہ ڈیرہ غازیخان ۸ اراہ حال تک ڈیرہ غازیخان میں صاحب ڈپٹی کمشنر کو الوداع کہنے کے لئے موجود رہینگے اور عالیجناب نواب امام بخش خانصاحب بہادر سی آئی ای کی موجودگی میں ڈیپوٹیشن کی کامیابی کی پوری امید ہے. کیونکہ آنجناب خدا کے فضل سے قومی درد سے جوش کھایا ہوا دل رکھتے ہیں. اور بلوچستان میں بھی سردار محمد محراب خان خلف عالیجناب نواب صاحب بگٹی جو کہ سیستان مشن کے ہمراہ گئے تھے۔ ایسے وسیع الخیال نوجوان سردار ہیں کہ سنٹرل کمیٹی کے نوٹس پر ڈیپوٹیشن فرستادہ بلوچستان کو کامیاب ہونے کے لئے پوری طور سے مدد کرینگے. چونکہ کانفرنس کے اجلاس کے دن قریب آگئے ہیں. اسلئے سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کو فی الفور اس التماس پر متوجہ ہو کر قوم بلوچ کی سرداروں کی شرکت کانفرنس کے لئے عملی کارروائی کرنی چاہیے. اور خاصکر اپنے سچے قومی وکیل سے بھی استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اس زبردست آواز کو جو اس نے اس بدنصیب قوم کو جو صدیوں سے خواب غفلت میں خراٹے لے رہی ہے بیدار کرنے کے لئے بلند کی ہے مسلسل جاری رکھے اور باقی تمام قوم کے سچے وکیل ہونے کے علاوہ بحیثیت ایک بلوچی آرگن اس بیمار قوم کی زندگی کا علاج بھی ہمیشہ کے لئے اپنے ذمہ لے. راقم محمد اسلم (بلوچ) از سوکڑ ضلع ڈیرہ غازیخان

ہندوستان میں خیرات کا مسئلہ

اس میں شک نہیں ہے کہ ہندوستان میں مسئلہ خیرات نہایت ہی ضروری اصلاح طلب ہے کیونکہ آج کل اس ملک کی قریباً تمام خیرات ٹھیک طور پر استعمال نہیں ہوتی اگرچہ ہندو اور مسلمان ہر دو صاحبان کی مذہبی کتابوں میں خیرات کے متعلق بہت ہی ٹھیک اور مدلل واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں مگر ملک میں عام جہالت پھیلی ہوئی ہونے کے باعث لوگ ان ہی معقول باتوں سے ناواقف ہیں اور اسلئے ہم سوشل پولیٹیکل اور تمدنی گمراہیوں میں پھنس کر افلاس اور جہالت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اس ملک کے لوگ دیگر مہذب اور تعلیم یافتہ قوموں اور ملکوں کی نسبت زیادہ فیاض اور رحم دل ہیں مگر افسوس ہے کہ ہماری قومی فیاضی اور خیرات ٹھیک طور پر ان طریقوں میں استعمال نہیں کی جاتی جن سے قومی ترقی اور بہبودی ہو۔ یورپ امریکہ اور جاپان جیسے مہذب اور آزاد ممالک میں لوگ اپنی خیرات اور فیاضی کو تعلیم کی ترقی کی طرف اور ان لوگوں کی امداد کی طرف مائل کرتے ہیں جو اپنی معذوری کی باعث خود دیانتداری سے نہیں کما سکتے۔ مثلاً قومی مدرسوں۔ کالجوں۔ اور یونیورسٹیوں کے قیام یا یتیموں اور محتاج خانوں کی بہبودی میں فیاض لوگ اپنی خیرات کو صرف کرتے ہیں اور نیز ان مہذب قوموں میں اس بات کی بڑی پابندی ہے کہ ملک میں سستی یا جہالت نہ پھیلے اسلئے انہوں نے ایسے قواعد قانوناً بنا رکھے ہیں۔ اول تو تعلیم ان مہذب ممالک میں لازمی ہے اور ابتدائی تعلیم مفت دی جاتی ہے ان مہذب ممالک کی گورنمنٹیں اسلئے تمام لوگوں کو علم کی روشنی سے بے بہرہ رکھنا ایک گناہ کبیرہ سمجھتی ہیں کیونکہ بغیر تعلیم کے نہ لوگ مذہبی یا دنیاوی کو جان سکتے ہیں اور نہ ملکی و قومی ترقی کے وسایل سے واقف ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ اس مصرع کے مصداق ہوتے ہیں کہ ع بے علم نتواں خدا را شناخت۔ اسلئے ان ممالک میں ابتدائی تعلیم بالکل مفت ہونے کے علاوہ لازمی بھی ہے یعنی ہر ایک بچے کو سولہ برس تک ضروری حسب الحکم سرکار تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اور اسلئے علم کی روشنی سے وہاں کے لوگ منور ہو کر محب وطن عالم اور ملک و قوم کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اگر یورپین اقوام دیگر قوموں پر حکومت کر رہی ہیں تو اس کا بڑا بھاری سبب بھی ان کی تعلیمی ترقی ہے نیز انہوں نے اپنے ممالک میں بھیک مانگنا بھی جرم قرار دے رکھا ہے کیونکہ بھیک مانگنے سے انسان اور قوم سست بنجاتی ہے یورپ کے قریباً تمام ممالک میں بھیک مانگنا ایک جرم ہے۔ اور اسلئے کوئی شخص بھی وہاں بھیک نہیں مانگ سکتا۔ کیونکہ اس جرم کی سزا جیلخانہ قید ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستان میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یہاں نہ تو تعلیم کی ترقی ہے۔ اور نہ بھیک مانگنے کی کمی ہندوستان میں تعلیم یافتہ اصحاب بمشکل دو فیصدی ہوں گے۔ اور باقی ۹۸ فیصدی لوگ جاہل اور علم کی روشنی سے بے بہرہ ہیں اسلئے وہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کر رہے ہیں یعنی نہ تو ان کو ملک اور قوم کی حالت اور اسکی ضرورتوں سے واقفیت ہے اور نہ اسکی بہبودی اور ترقی میں کوئی دلچسپی۔

ہندوستان میں بھیک مانگنے کی حالت یہ ہے کہ پچھلی مردم شماری ۱۹۰۱ء کے مطابق اس ملک میں ۵۲ لاکھ آدمی ایسے دکھلائے گئے ہیں جو صرف بھیک پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور اگر چار روپے ماہوار بھی ایک آدمی کی خوراک اور پوشاک وغیرہ میں خرچ ہو تو ہندوستان کو صرف ان بھیک منگوں کی پرورش میں قریباً ۲۵ کروڑ روپیہ سالانہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اگر محتاج و مسکین لوگ یعنی یتیم اندھے لنگڑے لولے اور بیمار بھیک مانگیں تو اتنا قابل اعتراض نہیں مگر آج کل کے بھیک منگوں میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جوان اور مضبوط ہیں مگر دیانتداری سے کما کر کھانے اور محنت کرنے سے جی چراتے ہیں اور چونکہ ان مضبوط اور جوان لوگوں کو مفت میں بغیر محنت اور مشقت کے تمام ضروریات انسانی صرف بھیک مانگنے سے میسر ہو جاتی ہیں اسلئے یہ بالکل سست و آرام طلب ہو کر ملک اور قوم کے لئے ایک بڑا بھاری بوجھ بن گئے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو لوگ اصلی خیرات کے مستحق تھے وہ خیرات سے محروم ہو رہے ہیں یعنی قومی مدارس کالج اور محتاج خانے اور یتیم خانے کافی امداد نہ ملنے سے بہت ہی بُری حالت میں ہیں اس میں شک نہیں کہ ہندوستان میں بھیک مانگنے والوں کی بڑی بھاری تعداد ہونے کا یہ بھی باعث ہے کہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے ذرایع اور وسایل بھی پورے میسر نہیں ہیں یعنی ملک کے ہر قسم کے کارخانجات صنعت و حرفت جن سے لوگ دیانتداری سے کما کر اپنی پرورش کرتے تھے آج کل بالکل معدوم ہو گئے ہیں۔ اور ہم اپنی انسانی ضروریات کے لئے غیر اقوام کے محتاج بنگئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر سال اس ملک سے ایک ارب پچیس کروڑ روپیہ سالانہ غیر ملکوں جرمنی آسٹریا۔ اٹلی وغیرہ کو چلا جاتا ہے جس سے ہندوستان مفلس ہو گیا ہے اور اسی افلاس کے باعث قحط اور پلیگ یہاں کے مستقل اور بن بلائے مہمان بن گئے ہیں جن سے ہر سال ۲۰ لاکھ جانیں ضایع ہوتی ہیں۔ اور ان کے یتیم بچے ہی پادریوں کی کوشش سے عیسائی مذہب اختیار کر لیتے ہیں ان تمام بُرائیوں کا صرف ہی ایک علاج ہے کہ ہم اپنی خیرات اور فیاضی کو صرف قومی مدرسوں اور کالجوں کے قایم کرنے اور ترقی دینے میں صرف کریں جس سے علم کی روشنی ملک کے تمام فرقوں میں پھیلے اور دوم اپنی ضروریات زندگی کے لئے اپنے ملک کی پیداوار یعنی مختلف کارخانہ جات صنعت و حرفت کی تیار شدہ اشیاء پر منحصر ہیں جس سے نہ صرف ہماری ملک سے ایک سو پچیس کروڑ روپیہ ہر سال غیر ممالک کو جانا موقوف ہو جائے۔ بلکہ وہی روپیہ ہندوستان میں نئے نئے کارخانے صنعت و حرفت کے جاری کرنے میں صرف کیا جائے جن میں ہندوستان کے مزدوری پیشہ لوگوں کو دیانتداری سے کمانے کے وسایل میسر ہوں۔ "ہمت مرداں مدد خدا" اسلئے ہمیں ان دونوں ضروری سوشل اصلاحوں کی تکمیل میں کمر ہمت باندھ کر مستعد ہو جانا چاہئے

راقم سہل رام گنگا رام از مقام لاہور۔ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۰۷ء

اعتراضی جلسہ

انٹر کالجیئیٹ مسلم ایسوسی ایشن لاہور کا جلسہ اعتراضی تاریخ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء زیر صدارت شیخ عبدالرحمن صاحب بی۔اے نیوٹن ہال میں منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد خلاف توقع بہت زیادہ تھی مسٹر برکت علی و مظفر حسین و سید احمد و عبدالحق و دین محمد ایم اے نے اپنی اپنی تقریروں میں اسلامیہ کالج کے لئے انگریز پرنسپل کی ضرورت بیان کی اور نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا کہ تاوقتیکہ انجمن اپنے کالج کی باگ کسی یوروپین پرنسپل کے ہاتھ میں نہ دیگی۔ اسکی حالت نہیں سدھریگی۔ اسکے بعد مندرجہ ذیل ریزولیوشن باقاعدہ طور سے پیش ہو کر باتفاق رائے پاس ہوئے

(۱) تجویز ہوا کہ ممبران انٹر کالجیئیٹ مسلم ایسوسی ایشن جس میں مسلم طلباء جملہ کالج ہائے لاہور شامل ہیں۔ اسلامیہ کالج کونسل یا منیجنگ کمیٹی انجمن حمایت اسلام لاہور کے اس فیصلہ پر جو انہوں نے سکرٹری کے پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کئے جانے کی تجویز کے خلاف کیا ہے سخت تاسف اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کے ممبروں کی رائے میں صاحب ممدوح کے مقرر ہو جانے سے کالج کو بلحاظ حیثیت بڑا درجہ حاصل ہو جاتا اور بلحاظ تعلیم اسکو معتدبہ ترقی حاصل ہو جاتی۔

(۲) تجویز ہوا کہ ریزولیوشن بالا کی نقل جناب پریزیڈنٹ صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور اور چیرمین صاحب کالج کمیٹی انتظامیہ کی خدمت میں روانہ کی جائے۔

(۳) تجویز ہوا کہ ان ہر دو ریزولیوشنوں کی نقل مختلف اخبارات میں بغرض طبع بھیجی جاوے

راقم

آپ کا خادم محمد عبدالحق فیروز پوری۔ نیوٹن ہال لاہور

دلی کے مسلمان اور مسٹر گوکھلے کا بیان

شعر

کو دشمنی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں
میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں

وائسرگل کونسل کے گذشتہ اجلاس میں قانون "امتناع مجالس باغیانہ" کے خلاف تقریر کرتے ہوئے آنریبل مسٹر گوکھلے نے جس سادگی کے ساتھ (گویا صداقت انکی زبان و دہن سے ٹپکی پڑتی ہے) کہا: "پنجاب میں لالہ جیت رائے کی ہمدردی میں دو جلسے ہوئے۔ دلی میں اور لاہور میں۔ دلی میں ہندو اور مسلمان دونوں لالہ لاجپت رائے کے عزادار تھے۔ اور دونوں نے ایک جلسہ عام میں تعزیت ادا کی"۔ مسٹر گوکھلے کے بیان میں صداقت یہ ہے کہ دلی میں جلسہ ہوا۔ ایک خاص گروہ نے سوگ منایا اور تلخ آنسوؤں سے درد دل کا اظہار کیا۔ مگر مسلمانوں کی عزاداری ہرگز واقعہ نہیں ہے۔ چنانچہ جس وقت اس جلسہ کا اعلان ہوا۔ اسی وقت اگرچہ جلسہ کے انعقاد میں چند ساعت کا فصل تھا کسی غیور اور دردمند مسلمان نے اشتہار شایع کر دیا تھا کہ مسلمانوں کو اس جلسہ کی شرکت سے باحتیاط علیحدہ رہنا چاہیے ہمیں لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی پر کسی قسم کی خوشی نہیں ہے تو ہمدردی بھی نہیں ہو سکتی"۔ اسکے علاوہ زینت محل میں مسلمانوں کا ایک علیحدہ جلسہ ہوا اور جہاں تک مقامی جزر توں کا تعلق تھا اس قسم کے جلسوں کی مسلمانوں کی علیحدگی کا مسئلہ صاف کر دیا گیا۔ ہمدردی مشتہر اخبارات میں اس جلسہ کی روئداد چھپی لیکن کوئی مسلمان دلی کے مختلف طبقوں کے کسی قایم مقام کا نام نہ لکھ سکا۔ شمس العلما، منشی ذکاء اللہ صاحب نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں مسلمانوں کی علیحدگی پر روشنی ڈالی کسی نے اُسکی تردید پر قلم نہ اٹھایا اب ایک مدت کے بعد مسٹر گوکھلے کونسل میں مسلمانوں کی شرکت کا حوالہ دینے اُٹھے ہیں۔ افسوس ہے کہ انہوں نے ذاتی تحقیقات کے بغیر اس خبر کو باور کر لیا۔ مجھے ان کی نسبت سوءظن نہیں۔ اسلئے میرا خیال ہے کہ اگر وہ ذاتی طور پر تحقیق فرماتے۔ اور لالہ لاجپت رائے کی نسبت مسلمانوں نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا اسکا انہیں علم ہو جاتا۔ تو وہ ہرگز اس امر پر بیابیت نکرتے۔

لالہ لاجپت رائے کی نسبت مسلمانوں کا خیال ہے کہ انکی غلطیاں اور لغزشیں انکو لے ڈوبی ہیں اور اس لحاظ سے کہ ایک اچھی سمجھ بوجھ کے آدمی نے کیوں ایسی فہمائش کی کہ اُسے یہ بدنصیبی ہو۔ مسلمانوں کو تاسف ہے۔

یہ مسلمانوں کی عام رائے ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ دلی کے مسلمانوں کو قومی خیالات اور قومی آراء سے منحرف سمجھا جائے۔ سال حال کے ابتدائی مہینوں میں کچھ میونسپل معاملات کے متعلق دلی میں جو جلسے ہوئے مسلمان البتہ ان میں شریک ہوئے۔ لیکن جس وقت کانگریس کے انتہا پسند گروہ نے اپنے آپکو نمودار کیا تعلیم یافتہ مسلمان اُسیوقت علیحدہ ہو گئے۔ جلسے اسکے بعد بھی ہوئے اور کسی کسی میں مسلمان بھی محض تماشائی کی حیثیت سے نظر آئے ہیں جیسے ہر ہندو اور انکے لیڈر طبعیتیں بھی بھی رہیں۔ اور تحریر و تقریر کے ذریعے مسلمانوں کو سمجھایا گیا۔ آخر اسکا اثر ہوا اور مسلمان کنارہ کش ہوتے گئے۔ لالہ لاجپت رائے کی ہمدردی میں جو جلسہ ہوا ممکن ہے کہ کچھ مسلمان اُس میں بھی چلے گئے ہوں اسلئے کہ مکان جلسہ سر بازار واقع تھا۔ شام کا وقت تھا۔ ہزاروں لوگوں کی آمد و رفت تھی۔ کچھ معکرے سے تماشا دیکھنے چلے گئے ہونگے۔ مسٹر گوکھلے کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ ذرا تحقیق کی تکلیف برداشت کریں اور اگر دلی کے مسلمانوں کی شرکت محض فرضی ثابت ہو تو اخلاقی جرأت کو کام فرمائیں کہ اعتذار و انفعال کا اظہار کریں تا کہ اُن کے ذمہ اس غلطی کا بار نہ رہے۔

چونکہ "مجالس مفسدانہ کے انسداد" کے جدید قانون" کا نفاذ بالفعل صوبہ پنجاب پر کر دیا گیا ہے اسلئے سابق جلسوں کے بانی پھر ہنگامہ آرائی پر آمادہ ہو گئے ہیں قبل ازیں دلی مقتدر شہر خارج تھی لیکن رعایت سے کچھ فایدہ نہ اُٹھایا گیا۔ لالہ لاجپت رائے کی ہمدردی میں جلسہ کیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل دہلی کی آزادی تقریر چھن گئی۔ اب تاریخ نے پھر اپنا اعادہ کیا ہے۔ اور وہی تحریر پیدا ہو گئی ہے سکا شکی یہ حضرات نہ اپنے اوپر بلکہ اہل وطن پر رحم کریں۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ غالباً دلی صوبہ پنجاب میں پہلی جگہ ہوگی جہاں قانون جدید کا نفاذ ہوگا۔ اور سب کو اُس کی بدولت شکست کرنی پڑیگی۔

دلی کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ برادران وطن کی مجالس سے اسطرح پرہیز کریں کہ محض تماشائی کی حیثیت سے بھی کسی مسلمان کی صورت وہاں نظر نہ آئے۔ ورنہ ڈوبنے والے ڈوبیں گے اور آگے پیچھے اُن کو بھی شرکت کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

مسٹر گوکھلے کی نسی دو بھی ہمارے لئے سبق ہونی چاہیئے اور سیر و تماشے کی شرکت سے بھی احتیاط کے ساتھ بچنا چاہیئے۔ مسلمانوں کے لئے اور دنیوی خلفشار کچھ کم نہیں کہ وہ دوسرے کی غرض کے لئے اور تازہ مصایب کا نشانہ بنیں۔ — راقم عبد القدیر

منقولات

عہدہ سکریٹری علیگڈھ کالج

ہم پیشتر اپنی اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ ایم اے او کالج کے نظم و نسق کا بھاری بوجھ سنبھالنے کے لئے اسوقت نواب وقار الملک سے بہتر اور کوئی شخص نہیں۔ اور اگرچہ ہم اسامر کے خواہاں ہیں۔ کہ اُن کا انتخاب عام مسلمانوں کی نظر میں پسندیدگی سے دیکھا جائے تو نہیں چاہیئے کہ ٹرسٹیصاحب موصوف کو نواب محسن الملک مرحوم کا جانشین منتخب کریں۔ ہمیں اس مضمون پر بہر بعجلت جلدی لکھنے کی ضرورت اسوجہ سے محسوس ہوئی کہ سنا گیا ہے کہ بعض اشخاص نواب وقار الملک کو بدنام کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے خیال میں یہ کوشش محض خود غرضی پر مبنی معلوم ہوتی ہے ہم انہیں بتلانا چاہتے ہیں کہ ایسی کارروائی سراسر فضول اور مضر ہے۔ علیگڈھ کالج اب لوکل یا پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن نہیں رہا کہ اسکے نظم و نسق کے متعلق ایک قلیل جماعت بلا لحاظ پبلک اوپینین یا اہم قومی اغراض کے جو چاہے کارروائی کر گذرے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ضابطہ اور قانون کے مطابق آنریری سکریٹری کے انتخاب کا اختیار صرف ٹرسٹیوں ہی کو حاصل ہے۔ لیکن وہ قوم کی متفقہ آواز سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ اور اگر خدانخواستہ وہ عام رائے کے خلاف کسی اور شخص کو اس عہدہ کے لئے منتخب کرلیں تو یہ ایسی غلطی ہوگی جسکا نتیجہ کالج اور قوم کے حق میں نہایت مضر ہوگا۔ اسوقت کالج میں سخت ضرورت ڈسپلن قایم رکھنے کی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ ناگوار تنازعہ کے بعد سے اب تک اس بارہ میں سخت بے اطمینانی رہی ہے۔ اس مدعا میں نواب وقار الملک کا وجود نہایت مغتنمات سے ہوگا۔ ممکن ہے کہ گذشتہ تنازعہ کے موقع پر نواب صاحب نے جو روش اختیار کی اُسکی بابت یہ کہا جائے کہ وہ اُن جیسے سمجھدار شخص کی شان سے بعید تھی۔ (اگرچہ اسوقت بھی انکی نیت بخیر تھی) لیکن جن لوگوں کو چند سال اُدہر کالج میں نواب صاحب اور اُنکے کام کا حال معلوم ہے وہ یقیناً ہم سے اس امر میں اتفاق کرینگے کہ اگر کالج کے انتظام کی باگ

ان کے ہاتھ میں دی گئی تو وہ ڈسپلن قائم رکھنے میں منتظم شخص ثابت ہونگے۔ کیونکہ جب سکریٹری شپ کے اہم عہدہ کا بوجھ ان کے سر پر آپڑیگا تو اُسکی نازک ذمہ داریوں کا احساس طبیعت کے مخالفانہ رجحان پر غالب آئیگا۔ اور وہ اپنی ذمہ داریوں اور ضرورت وقت کا زیادہ عمدگی سے خیال رکھ سکینگے۔ نواب صاحب ضابطے کے سخت پابند، متدین اور بے تعصب ہیں اور عموماً ان پر ہر طرح سے اعتماد ہے انہوں نے کالج کی عظیم خدمات انجام دی ہیں اور اگر ان سے ایک دو خفیف غلطیاں سرزد ہوگئی ہیں جن کو اس کے مخالف نہایت مبالغہ سے بیان کرتے ہیں تو وہ اس قابل نہیں کہ ٹرسٹی ان کے زبردست حقوق کو نظرانداز کرکے ایسے شخص کو اس عہدہ کے لئے منتخب کریں جو قابلیت ہوشیاری اور کالج کی ہمدردی میں ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔

(آبزرور)

الہ آباد ہائی کورٹ میں ساتواں جج

قانون پیشہ صاحبان کے حلقہ میں بذریعہ افواہ اُڑ رہی ہے کہ الہ آباد ہائی کورٹ میں ساتویں جج کے تقرر کی تجویز ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ نواں جج مسٹر [illegible] ہوگا اور دوسرا مسٹر بھی کوئی مسلمان ہوگا۔ بحیثیت طور پر معلوم نہیں کہ اس ممتاز منصب کو کون خوش نصیب مفتخر ہوگا۔ مگر اس بارہ میں کئی نام لئے جارہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ لکھنؤ سے کوئی مسلمان بیرسٹر آئیگا بعض کا خیال ہے کہ صوبہ آگرہ کے ایک ضلع کو یہ فخر حاصل ہوگا۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ لاہور سے مسٹر شادی لال کو اس جلیل القدر عہدہ پر ممتاز کیا جائیگا۔ مگر تعجب ہے کہ الہ آباد کے قانون پیشہ اصحاب سے کسی کا نام نہیں لیا جاتا۔ کیونکہ یہاں لائق سے لائق آدمی موجود ہیں۔ اور اگر یہ انتخاب "صحیح پولیٹکل خیالات" کے آدمی کے سوا نامکمل اور ناموزوں سمجھا جائے تو اسکی بھی کمی نہیں۔ (انڈین پیپل)

ریاست اجودھیا کو بھاری قرضہ

سنا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے مہاراجہ اجودھیا آنجہانی کی ریاست کو موجودہ قرضہ کے بار سے سبکدوش کرنے کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ قرض دینا منظور کرلیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ نے اس طرح ایک مشہور بڑے خاندان کو تباہی سے بچانے کی تدبیر کی ہے لیکن ہم اس امر پر افسوس ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ پچھلے دنوں جب نواب سلیم اللہ بہادر موجودہ نواب ڈھاکہ کو گورنمنٹ نے اسی قسم کا قرضہ دینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ تو اہل ہنود نے اسکی سخت مخالفت کی تھی صرف اس وجہ سے کہ انہیں نواب صاحب سے بعض پولیٹیکل امور میں اختلاف تھا۔ بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ یہ مخالفت اس وجہ سے تھی کہ گورنمنٹ نے مہاراجہ اجودھیا متوفی کی تباہ حال ریاست کو قرضہ دینے کا اس وقت تک فیصلہ نہیں کیا تھا اب جبکہ گورنمنٹ نے اسے ۲۵ لاکھ روپیہ قرض دینا منظور کرلیا ہے امید کہ ہمارے ہندو بھائیوں کو نواب صاحب ڈھاکہ کو ۱۴ لاکھ روپیہ ملنے کی شکایت نہ رہیگی۔

("مسلمان" کلکتہ)

قصور میں ہندو سوراج

کچھ عرصہ ہوا ہمنے ضلع لودہیانہ میں ہندو سوراج کے نتایج کا ذکر کرکے یہ بتلایا تھا کہ اس سے مسلمانوں کو کسقدر نقصان پہنچا ہے ہم گورنمنٹ کے شکر گذار ہیں کہ اُس نے مسلمانوں کی شکایات پر توجہ فرماکر اس ضلع کے نظم و نسق میں یورپین عنصر کو داخل کردیا۔ لیکن جیسا کہ ایک نامہ نگار کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے ضلع لودہیانہ کے متعلق لکھتے وقت ہمیں اس بات کا علم نہ تھا کہ یہاں سے قریب ہی اسی قسم کے سوراج کا تجربہ ہو رہا ہے اور تحصیل قصور ضلع لاہور کا تمام سیاہ و سفید ہمارے ہندو برادران گرامی قدر کے ہاتھ میں ہے ممکن ہے کہ پنجاب کا کوئی ضلع یا تحصیل ایسی ہو جہاں ہندو آبادی کی کثرت ہو۔ اگر ایسے حصہ کا انتظام ہندو حکام کے سپرد کردیا جائے تو اس سے ہندو سوراج کے نتایج کا آسانی سے اندازہ ہوسکتا ہے لیکن معلوم نہیں لودہیانہ یا قصور جیسے مقامات میں اس قسم کا تجربہ کرنے سے گورنمنٹ کا کیا منشا ہے۔ قصور میں مسلمانوں کی کثرت ہے مدتوں سے یہ پٹھانوں کی آبادی ہے۔ اسکے مختلف کوٹ جن میں یہ منقسم ہے اپنے افغان بانیوں کے نام سے مشہور ہیں آبادی کا زیادہ حصہ جنگجو افغانوں کی نسل یا ان کے لواحقین و مصاحبین پر مشتمل ہے۔ ہم پوچھتے ہیں ان سے کیا قصور سرزد ہوا کہ تمام حکام ہندو عمال کو ہی ان کی قسمت کا مالک بنا دیا گیا ہے۔

ہمارے نامہ نگار صاحب نے کمشنر نیز لوکل گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائی ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ قصور کو جلدی اس "عظیم الشان سوراج" سے نجات دلائی جائیگی۔ (آبزرور)

مسٹر کیر ہارڈی کو دھوکا دیا گیا

مسٹر کیر ہارڈی نے قیام بمبئی کے زمانہ میں ارکین پریسیڈنسی ایسوسی ایشن سے درخواست کی تھی کہ مسلمانان بمبئی کے سربرآوردہ قایم مقاموں سے ان کی ملاقات کرائی جائے تاکہ مسلمانان احاطہ بمبئی کے خیالات ان پر ظاہر ہوں مگر افسوس ہے کہ ممبران ایسوسی ایشن نے ایک ایسا اسلامی ڈیپوٹیشن تیار کیا کہ جس میں مسٹر محمد علی جینا بیرسٹر ایٹ لا چیرمین (صدر) اور جعفر رحمت اللہ بیرسٹر ایٹ لاء، آنریری مجسٹریٹ درجہ چہارم بمبئی۔ محمد بھائی لعل جی۔ فاضل بھائی حمید بھائی۔ صالح بھائی کریم جی بڑودہ والے ممبر بنائے گئے تھے۔ مسٹر کیر ہارڈی نے اس ڈیپوٹیشن سے کامل ڈیڑھ گھنٹہ تک گفتگو کی۔ مگر مسلمانوں کے حقیقی خیالات سے انکو آگاہی حاصل نہیں ہوئی۔ افسوس ہے کہ اس کارروائی سے پریسیڈنسی ایسوسی ایشن یا لوکل کمیٹی کانگریس نے صرف مسلمانوں ہی پر ظلم نہیں کیا بلکہ مسٹر کیر ہارڈی کے ساتھ بھی عیاری کی۔ کیونکہ ڈیپوٹیشن مذکورہ بالا میں جس قدر ممبر نامزد کئے گئے ہیں۔ وہ کسی طرح مسلمانان بمبئی کے سچے قایم مقام نہیں کہے جاسکتے۔ بلکہ ڈیپوٹیشن کے آخرالذکر تین اشخاص تو ایسے ہیں جو نہ اسلامی کاموں کو کوئی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور نہ کانگریس سے ان کو زیادہ تعلق ہے۔ البتہ مسٹر محمد علی جینا۔ مسٹر جعفر رحمت اللہ واقف لوگوں میں شامل ہیں مگر یہ ہر دو صاحبان کانگریس کے بڑے سرگرم ممبر ہیں۔ خصوصاً مسٹر محمد علی جینا کی ہمدردی کا درجہ تو اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ انہوں نے محمڈن ڈیپوٹیشن کی کھلم کھلا مخالفت کی تھی اور علانیہ ایڈووکیٹ آف انڈیا میں ایک چٹھی چھپوا کر ڈیپوٹیشن مذکور سے تنفر ظاہر کیا تھا۔

کیا قاضی کبیر الدین احمد صاحب یا دیگر معزز مسلمان جو مسلمانوں کی قایم مقامی کی حقیقی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ کہیں شہر سے باہر چلے گئے تھے۔ جو ان کو ڈیپوٹیشن میں شریک کیا ساتھ ہی مسٹر کیر ہارڈی پر بھی افسوس ہے کہ شمالی ہند میں بعض مسلمان اصحاب سے ملنے کے بعد انہیں پتہ لگ چکا تھا۔ وہ صریحاً اس بات کو جانتے ہوں گے کہ کانگریس پر ہندو اور مسلمانوں کا باہم سخت اختلاف ہے اور جو مسلمان کانگریس میں شریک ہیں وہ مسلمانوں کے سچے قایم مقام نہیں پس انکو خود شہر کے مسلمانوں سے ملنا چاہئے تھا بہرحال مسٹر محمد علی جینا و دیگر ممبران ڈیپوٹیشن نے جو جو باتیں مسٹر کیر ہارڈی سے کہی ہیں۔ وہ ان کی ذاتی خیالات تصور کئے جائیں گے۔ کیونکہ نہ ان لوگوں کو مسلمانوں نے انتخاب کیا تھا اور نہ وہ اپنی وجاہت خاص سے مسلمانوں کے قایم مقام کہے جاسکتے ہیں۔ (راقم مکی از بمبئی)

(روزانہ پیسہ اخبار)

اسلامی دنیا

شاہ کجکلاہ ایران ۱۲ نومبر کو پارلیمنٹ میں تشریف لے گئے اور آئین کے حلف کو تازہ کیا +

لاہور اور لاہور چھاؤنی کی ریلوے لائن کے متصل جن مقبروں کے گرانے کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ان کی نسبت حکام ریلوے کے نام حکم پہنچا ہے کہ فی الحال ان کے گرانیکی کارروائی کو ملتوی کیا جاوے۔

بقول اللوا نہایت مسرت کا مقام ہے کہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے مابین بھی ریلوے کی تیاری کا انتظام من بعد یہ شروع ہو گیا ہے اور بفضلہ امید واثق ہے کہ ایک سال یا کم و بیش مدت میں یہ حصہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ یہ خبر پہلے درج ہو چکی ہے کہ جناب سلطان المعظم نے اس بارے میں تاکیدی احکام صادر فرمائے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ تک حجاز ریلوے مدینہ منورہ تک مکمل ہو جائے۔ +

۱۱ نومبر سے مدرسۃ العلوم علیگڈھ کھل گیا۔ طلباء جوق جوق آ رہے ہیں ۱۶۔ نومبر کو ایک عام ماتمی جلسہ نواب محسن الملک مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرنیکے لئے کالج میں ہونیوالا تھا +

دھوراجی (کاٹھیاواڑ) کے مسلمانوں نے بذریعہ پنچایت ناٹک کا تماشہ دیکھنے والے مسلمانوں پر پچیس روپیہ اور گونڈال کے مسلمانوں نے جوا کھیلنے والے مسلمانوں پر پہلی دفعہ پانچ روپیہ اور دوسری دفعہ دس روپیہ جرمانہ کرنیکی تجویز قرار دی ہے +

ڈاکٹر محبوب بیگ صاحب سات سال تک فرانس جرمنی اور انگلستان میں علوم طبیہ کی تکمیل اور اعلیٰ سے اعلیٰ سندیں حاصل کرنیکے بعد اپنے وطن مالوف میں واپس آئے +

جلالتمآب سلطان المعظم کے حکم سے مکہ معظمہ میں غریب حاجیوں کے لئے ایک وسیع مہمان خانہ تعمیر ہوا ہے جسمیں چھ ہزار حاجی بے تکلف قیام کر سکتے ہیں۔ +

۴ نومبر کو قاہرہ میں انجمن طبی خدیوی کا اجلاس ہونیوالا تھا اور بہت سے مشہور طبیب علوم طبیہ کے مختلف اہم مضامین پر بحث کرنیوالے تھے +

بقول المؤید قسطنطنیہ سے ایک سلطانی وفد افغانستان کو روانہ ہونیوالا ہے جسمیں عطوفتلو لطیف سروری مشہور ترک انشاء پرداز بھی شامل ہے اس سفارت کے بھیجنے سے یہ غرض ہے کہ دولتین میں دوستی اور اتحاد کے تعلقات مستحکم کئے جائیں +

۱۴ نومبر کا پیام تار ہے کہ باب عالی نے بلغاری جتھوں کے مسلمانوں کو قتل کرنیکی طرف دول کو توجہ دلائی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ انکی غرض و غایت انتقامی جوش کا پھیلانا معلوم ہوتی ہے + آسٹریا ہنگری اور روس کے قائم مقاموں نے بھی گورنمنٹ بلغاریہ کو مقدونیہ میں مفسد بلغاری جتھوں کی سرگرمی کی طرف توجہ دلائی ہے +

۱۳ نومبر کو حضور وائسرائے نے سکندرآباد گیریزن کی فوج کا ملاحظہ فرمایا۔ بعد دوپہر مدار المہام حضور نظام حیدرآباد کے ہمراہ لنچ تناول فرمایا جسمیں حضور نظام بھی شریک تھے شام کے بعد مسٹر بیلی ریزیڈنٹ حیدرآباد نے تمام پارٹی کی دعوت کی۔ دوسرے روز بعد دوپہر حضور نظام نے وائسرائے سے پرائیویٹ ملاقات کی اور طعام لنچ انکے ہمراہ تناول فرمایا۔
۱۵ نومبر کو سکندرآباد کے سولجرز انسٹی ٹیوٹ اور جنرل ہسپتال کا معائنہ فرمایا ۱۶ نومبر کو وہاں سے روانہ ہونیوالے تھے +

۲۴ ماہ حال کو میرپور خاص (سندھ) میں مصری کپاس کی پیداوار کا نیلام ہوگا +

مراکش نے ۱۵ ماہ حال کو مراکو کے مقام موگادور سے تار دیا کہ مولائے حفیظ کے ہمراہی سب کے سب اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور وہ بمقام مراکش اسیری کی حالت میں ہے +

صاحب پرنسپل مدرسۃ العلوم علیگڈھ نے اعلان کیا ہے کہ جگہ کی کمی کے باعث کوئی طالب علم فی الحال کالج میں داخل نہیں ہو سکتا +

افسوس کہ مرزا غلام احمد صاحب سی آئی ای سابق اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا پشاور میں انتقال ہو گیا +

روسی تاتاری اخبار ترجمان نے آئندہ ستمبر میں بمقام قاہرہ ایک عالمگیر اسلامی کانفرنس منعقد کئے جانے کی تجویز پیش کی ہے اس اخبار کا فاضل ایڈیٹر اسی غرض سے مختلف بلاد اسلامیہ کا دورہ کر رہا ہے +

ممالک غیر

پارلیمنٹ انگلستان کا ۲۹ جنوری ۱۹۰۸ء کو افتتاح ہوگا +

قیصر جرمنی کو تاریخ ۱۳ نومبر ونڈسر کاسل کے شاہی ایوان میں عظیم الشان دعوت دیگئی حضور ملک معظم اور قیصر کی طرف سے نہایت مخلصانہ تقریریں ہوئیں۔ اور قیصر نے اپنے شاندار استقبال پر نہایت اطمینان اور امتنان ظاہر کیا۔ اسی روز شہر کی طرف سے شاہی مہمان کو گلڈ ہال میں پر تکلف اور شاندار دعوت دی گئی اہل شہر نے مختلف طریقوں سے خوشی کا اظہار کیا + قیصر نے تقریر میں فرمایا کہ جرمنی اور انگلستان کے اتحاد پر دنیا کے امن کا انحصار ہے اور جہانتک ہو سکا میں اسکے قیام میں کوشش کرونگا + ۱۶ نومبر کو اکسفورڈ یونیورسٹی کے ڈیپوٹیشن نے بسرکردگی لارڈ کرزن قیصر کو ڈی سی ایل کی ڈگری کا ڈپلومہ پیش کیا۔ اسوقت شاہی خاندان کا کوئی ممبر موجود نہ تھا۔

فرانسیسی چیمبر میں وزیر صیغہ خارجہ نے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مراکو میں فرانس کی پالیسی یہ ہے کہ فوجی مہم سے پہلو تہی کرے اور خانگی تنازعات میں بیجا مداخلت نہ کرے۔ فرانس کا یہ منشاء نہیں کہ مراکو کو پروٹیکٹوریٹ میں تبدیل کرے +

سر ہنری کیمبل بنرمین وزیر اعظم انگلستان ۱۴ نومبر کو ایک تقریر کے بعد اچانک سخت بیمار ہو گئے اور حالت نہایت نازک ہو گئی مگر بعد میں افاقہ ہو گیا اور اب تندرست ہیں +

ہیگ کانفرنس میں جنگی طاقت محدود کرنیکی تجویز میں کامیابی نہ ہونے کی وجہ سے انگلستان ڈریڈناٹ کی قسم کا ساتواں جہاز تعمیر کرنے کی تجویز کر رہا ہے۔

نیویارک کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب تک کل چھ کروڑ ۵۰ لاکھ ۳۰ ہزار ڈالر کا سونا باہر سے خریدا جا چکا ہے +

جوہانسبرگ کے جن ہندوؤں نے گورنمنٹ کے تجدید لائسنس نیز ٹرانسوال سے نکلجانے سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ ہمیں یہاں رہ کر ایک اعلیٰ فرض ادا کرنا ہے انہیں ایک ماہ قید کی سزا ہوئی اسکے متعلق ڈربن میں ہندوستانیوں کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی اور اس مضمون کا ریزولیوشن پاس ہوا کہ اس بارے میں امپیریل گورنمنٹ سے مداخلت کرنیکی درخواست کیجائے۔

ٹرانسوال اور نٹال سے چھ ہندوستانی ڈیلیگیٹ سورت کی کانگریس میں وہاں کے ہندوستانی باشندوں کی شکایات پیش کرنیکے لئے منتخب ہوئے +

اخبار ٹائمز لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی کو نظر پسندیدگی سے دیکھتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ہند کو اب امن کے بارے میں اطمینان ہو گیا ہے۔ آثار سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہندوستانی پالیٹیشن اب ہوش اور سمجھ سے کام لینے لگے ہیں مسٹر مارلے کے استقلال اور مناسب دباؤ کی پالیسی کے حق بجانب ہونیکا یہ کافی ثبوت ہے کہ ایکسٹریمسٹ پارٹی کا زور ٹوٹ گیا ہے +

پارلیمنٹ کے ۲۶ ریڈیکل ممبروں نے سر ہنری کیمبل بنرمین کی خدمت میں اس مضمون کی یادداشت پیش کی کہ انگریزی فرانسیسی عہدنامجات نیز جرمنی کے ساتھ عمدہ تعلقات کی موجودگی کے لحاظ سے بحری و بری فوج کے اخراجات میں کمی کرنی چاہیئے +

احمد اللہ صاحب کانپور محلہ مول گنج سے اطلاع دیتے ہیں کہ محمد عزیز الرحمن صاحب ساکن پورینی ضلع الہ آباد نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو کانپور میں انتقال کیا۔ اس خبر کو درج اخبار کرانے سے منشاء یہ ہے کہ اس مرحوم کے بھائی صاحب کو جو اخبار وکیل کے خریدار ہیں انکی وفات سے اطلاع ہو جائے + انا للہ وانا الیہ راجعون +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۱۵ - نومبر ۱۹۰۶ء)

رخصت سے والپسی پر مسٹر لی جے کینیڈی ڈویژنل جج فیروزپور میں متعین ہوئے اور مسٹر سی ایچ اٹکنسن کو سبکدوش کیا۔

رخصت سے والپسی پر مسٹر ڈبلیو سی رینوف ڈائرکٹر زراعت پنجاب نے لاہور میں اپنی خدمات کا چارج لیا اور مسٹر ایل فرنچ سبکدوش ہو کر رخصت پر گئے +

مسٹر ایچ فیسون اسسٹنٹ کمشنر اٹک اپنی خدمات سے سبکدوش ہو کر بندوبست کا کام سیکھنے کے لئے ضلع حصار میں متعین ہوئے +

گورنمنٹ ہند کے مسٹر ایچ ڈی ہیرسن اسسٹنٹ کمشنر کی خدمات گورنمنٹ پنجاب کو سپرد کر کے زیر صاحب موصوف پنجاب سول سیکرٹریٹ میں خاص خدمت پر مامور کئے گئے +

رعایتی رخصت سے والپس آنے پر لالہ کیدار ناتھ ایم اے اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر نے مظفرگڑھ میں اپنی خدمات کا چارج لیا اور لالہ ٹوپن رام ایم اے ای اے سی سبکدوش ہو کر اسی ضلع میں متعین رہے +

مسٹر ایل ڈن اسسٹنٹ کمشنر جہلم بندوبست کا کام سیکھنے کیلئے ضلع گوجرانوالہ میں متعین کئے گئے +

رعایتی رخصت سے والپسی پر چودھری سلطان احمد بی اے اکسٹرا اسسٹنٹ کالونی زیشن آفیسر نو آبادی نہر جہلم سرگودہ میں اپنی خدمات کا چارج لیا اور بھائی دلیپ سنگھ بی اے ای اے سی سبکدوش ہو کر رخصت پر چلے گئے +

ایڈیشنل سٹلمنٹ کمشنر پنجاب کی خاص خدمات کے انجام پر آنریبل مسٹر جے میکشفی سی ایس آئی نے میجر الیف پاپہم ینگ سی آئی ای کو سبکدوش کر کے عہدہ سٹلمنٹ کمشنر پنجاب کا چارج لیا +

رخصت سے والپسی پر کپتان ایم ایل فیرز اسسٹنٹ کمشنر ضلع لائلپور میں متعین ہوئے +

مسٹر جے ولسن سی ایس آئی جنکی خدمات گورنمنٹ پنجاب کو سپرد ہونے والی ہیں آنریبل مسٹر ٹی گورڈن واکر سی ایس آئی کی جگہ فنانشل کمشنر پنجاب عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے +

رخصت سے والپسی پر مسٹر ایچ اے بی راٹیگن بیرسٹرایٹ لا لیگل ریممبرنسر پنجاب نے اپنی خدمات کا چارج لیا اور مسٹر ایس ایم روبنس بیرسٹرایٹ لا نے سبکدوش ہو کر گورنمنٹ ایڈووکیٹ کی خدمات کا چارج لیا +

مسٹر ایس ایم روبنسن بیرسٹرایٹ لا گورنمنٹ ایڈووکیٹ پنجاب نے چھ ماہ کی رخصت حاصل کی اور مسٹر آلوین ٹرنر بیرسٹرایٹ لا ان کی جگہ قائم مقام گورنمنٹ ایڈووکیٹ مقرر ہوئے +

کپتان جے جی جی سوان آئی ایم ایس سپرنٹنڈنٹ جیل شاہ پور نے اپنی خدمات کا چارج اسسٹنٹ سرجن فیروزالدین کے سپرد کیا +

لفٹننٹ ڈی ایم فیلڈ سوبرینو مر پری اسسٹنٹ کمشنر بندوبست کا کام سیکھنے کے لئے ضلع رہتک میں متعین کئے گئے +

کپتان جی آئی ڈیوس آئی ایم ایس اسسٹنٹ پلیگ آفیسر شملہ ضلع امرت سر میں خاص خدمت پر مامور ہوئے +

کپتان اے کے لاڈی آئی ایم ایس اسسٹنٹ پلیگ آفیسر گوجرانوالہ نے رخصت سے والپسی پر ڈسٹرکٹ پلیگ آفیسر گوجرانوالہ کا چارج لیا اور کپتان ایم ایس ارالی کو سبکدوش کیا +

ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے لالہ گنگا رام وودا ایم اے ای اے سی کو ضلع امرت سر میں اختیارات کلکٹری عطا فرمائے +

منشی سکندر خان قائم مقام تحصیلدار دیپالپور ضلع منٹگمری میں مجسٹریٹ درجہ دوم مقرر ہوئے +

لالہ بینی پرشاد عارضی انجنیئر مظفرگڑھ کینال ڈویژن کو اپنے علاقہ میں مجسٹریٹ درجہ دوم کے اختیارات عطا

ہندوستان کی خبریں +

دہلی کا عجائب خانہ توڑ دیا گیا۔ وہاں کی اشیاء لاہور جے پور اور دیگر مقامات کے عجائب خانوں میں بھیجی جائیں گی اور اس عمارت میں لائبریری اور ریڈنگ روم منتقل کئے جائیں گے +

+ **اخبار** بندے ماترم کے منیجر کی سزا کا اپیل ہائی کورٹ کلکتہ سے نامنظور ہوا +

مسٹر رک کی ممبر سو پریم یجس لیٹو کونسل منتخب ہونیکی وجہ سے مسٹر فینٹن کمشنر و مسٹر منیارڈ ڈپٹی کمشنر ملتان مقرر ہوئے +

سر فیروز شاہ مہتہ کی اہلیہ محترمہ نے بمبئی میں انتقال کیا۔

۱۲ ماہ حال کو تعلقداران اودھ کا ایک ڈیپوٹیشن حضور لاٹ صاحب صوبجات متحدہ کی خدمت میں بمقام الہ آباد اظہار وفاداری کی غرض سے حاضر ہوا۔ ہز ہائی نس نواب رامپور اسکے پریزیڈنٹ تھے۔ اہل ہنود کی طرف سے مہاراجہ بنارس بطور لیڈر شریک تھے + ہز آنر ان کے ایڈریس سے نہایت محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمام صوبہ کی اظہار وفاداری سے خاص طور پر حضور ملک معظم کو مطلع کروں گا +

کولار کی معادن طلا سے ماہ اکتوبر کے اخیر میں ۱۲۹۸۲۲۳ روپیہ کا سونا ولایت بھیجنے کے لئے روانہ بمبئی کیا گیا +

۱۲ اگست کو لکھنؤ ریلوے سٹیشن پر جس دیسی ڈرائیور کی غفلت سے دو مال گاڑیاں آپس میں ٹکرا گئی تھیں اور چار قلی ہلاک ہوئے تھے اسے عدالت سے ۳ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی +

لاہور چھاؤنی کے تارگھر کے ساتھ ایک ٹیلیفون بھی تجربۃً کھولا گیا ہے۔ ۳ منٹ کی گفتگو کیلئے ۲ لئے جاتے ہیں اگر اسمیں کامیابی ہوئی تو اسے مستقل کر کے وسعت دی جائے گی +

جالندھر شہر میں بھی ریلوے کی طرف سے ٹکٹ گھر کھولا گیا ہے۔ یہاں سے پارسل بھی بک ہو سکیں گے +

انجمن تہذیب نسواں کے نام سے لاہور میں مستورات کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ اسکی پریزیڈنٹ مسز شاہ دین بالقابہ اور سکرٹری مسز میر ممتاز علی ایڈیٹر تہذیب نسواں قرار پائی ہیں +

حضور گورنر بمبئی نے وہاں کے دیسی اخبارات کو ایک چٹھی لکھکر درخواست کی ہے کہ انسداد طاعون کے متعلق گورنمنٹ کی تجاویز کو عوام میں مشتہر کر کے اس کام میں مدد دیں۔

مسٹر کامینٹ ایک مشہور منجم نے جو آج کل لکھنؤ میں وارد ہے بیان کیا کہ آفتاب کی سطح پر ایک لاکھ بیس ہزار میل تک طوفان اٹھ رہے ہیں وہ جب تک فرو نہ ہوں شمالی ہند میں بارش کی امید بالکل منقطع ہے +

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی کی خبر سے کلکتہ میں سخت جوش مسرت پیدا ہوا۔ بنگالیوں کا خیال ہے کہ یہ رہائی صرف حضور ملک معظم کی عنایت خسروانہ سے عمل میں آئی ہے +

حبس دوام کے ایک قیدی کو جیلخانہ مدراس میں ایک اور قیدی پر قاتلانہ حملہ کرنے کی پاداش میں عدالت سشن سے پھانسی کی سزا ہوئی +

سر سبرامنیا ایار جج ہائیکورٹ مدراس کی ججی سے کنارہ کشی کرنیوالے ہیں انکی جگہ غالباً مسٹر سنکاران نیر مقرر ہونگے +

کمیٹی انہار پنجاب کے دورہ کا سرکاری پروگرام حسب ذیل شائع ہوا ہے:۔ ضلع گوجرانوالہ شیخوپورہ ۱۵ تا ۱۷ نومبر۔ چوہڑکانا ۱۸۔ فیروز ۱۹۔ بوہلن ۲۰ و ۲۱۔ ضلع لائلپور بلوچیانہ ۲۲ نومبر جڑانوالہ ۲۳ و ۲۴۔ جبوانہ ۲۵۔ ریستیانہ ۲۶۔ سمندری ۲۷، و ۲۸۔ روڈوکین ۲۹۔ کھنناں ۳۰۔ لائلپور یکم تا ۳ دسمبر۔ پنوال ۴۔ ضلع جھنگ چنیوٹ ۵ و ۶ دسمبر۔ للیاں ۷۔ ضلع شاہپور۔ سنترا ۸ دسمبر۔ سرگودھا [illegible]

+

[illegible]

گورنمنٹ پنجاب طاعون اور اسکے انسداد پر ایک رسالہ چھپواکر کثرت سے شایع کر رہی ہے +

لکھنؤ میں میلے کے بائیں کنارے پر ایک بڑا پاخانہ بنانے کی تجویز ہے +

کوکناڈہ کے باشندے حضور گورنر مدراس کی خدمت میں تعزیری پولیس کی موقوفی کے لئے درخواست کرنے کی تجویز کر رہے ہیں +

کوپن ہیگن پایہ تخت سویڈن میں ۱۰ اگست ۱۹۰۹ء میں جو ستسرقین کی بین الاقوامی کانگریس منعقد ہونے والی ہے اوس میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے صاحب وزیر ہند نے سر چارلس لائل کو بھیجنا تجویز کیا ہے +

مسٹر شرنگ کے مقدمہ قتل میں مسٹر ریز گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے اس مضمون کا تحریری اعتراض پیش کیا تھا کہ ملزم تحقیقات بذریعہ جوری کے حق سے خود دست بردار ہو چکا ہے لہذا وجہ ہے کہ اس مقدمہ کو جوری کے سپرد کیا جائے۔ لیکن عدالت نے مسترد کر دیا۔

ہز ایکسیلنسی گورنر مدراس ناسازی طبیعت کی وجہ سے حضور وائسرائے کے استقبال کے لئے کوکناڈہ نہ جاسکے۔ تازہ خبر ہے کہ اب اونہیں افاقہ ہے +

صاحب وزیر ہند نے مسٹر او بینج ڈایرکٹر جنرل سررشتہ تعلیم ہند کو ولائیت میں تین ماہ کے لئے ایک خاص ڈیوٹی پر لگا دیا ہے +

صوبہ مشرقی بنگال کے اُن اضلاع میں جو دریائے گنگا کے شمال میں واقع ہیں۔ چاول کی فصل بالکل تباہ و برباد ہو گئی ہے اور اگر دیگر اجناس کی پیداوار کے لئے وقت پر بارش نہ ہوئی تو باشندگان کی حالت فاقہ کشی تک پہنچ جاوے گی

اخبار نویسوں کے مقدمہ توہین میں ۲۹ نومبر کو وکلا کی آخری بحث ہوگی +

مسٹر نیر ہارڈی مدراس ہوتے ہوئے ۱۴ نومبر کو مقام ٹوٹی کورن پہنچے جہاں سے انہوں نے بعزم کولمبو ہندوستان کو الوداع کہا۔ ایک تقریر کے اثنا میں فرمایا کہ میں ہندوستان کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ اہل ہند نے ایام سیاحت میں میری جسقدر خاطر تواضع کی اسکا میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔ بہتر ہے کہ کانگریس کا اجلاس لنڈن میں منعقد کیا جاوے تاکہ اہل انگلستان کو ہندوستانیوں کے حالات سے زیادہ واقفیت حاصل کرنیکا موقع ملے۔

امرتسر کے پیسہ میں باشندوں نے ۱۳ نومبر کو رام باغ میں شہر کے دیسی معززین اور شرفا کو گارڈن پارٹی دی جو مقامی تاریخ میں اپنی قسم کا پہلا واقعہ ہے +

لارڈ کچنر مبارات کے بعد پونا پہونچے اور ۱۶ نومبر کو وہاں سے جانب کھانڈوہ روانہ ہوئے +

سر انڈرو فریزر نے ۱۲ نومبر کو بنگال ناگپور ریلوے کی شاخ پر ولیہ تا رانچی کا افتتاح کیا +

صاحب کلکٹر آگرہ نے ۱۴ نومبر کو قحط کے متعلق ایک پبلک جلسہ اس غرض سے منعقد کیا کہ اہل ثروت کو غربا کی پرائیویٹ امداد کے لئے ترغیب دیجاوے +

گورنمنٹ ہند نے پلیگ سرکلر کے متعلق گورنمنٹ مدراس نے بھی ریزولیوشن شایع کیا ہے اور چوہوں کے اتلاف و بازدہ مکانات کو خالی کرکے باہر جھونپڑوں میں رہنے اور ٹیکا لگوانے کی ہدایات کے علاوہ عوام سے خواہش ظاہر کی ہے کہ ان امور میں حتی الامکان گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائیں +

حیدر آباد سندھ کے قلعہ میں ۱۴ نومبر کی شب کو کوئی چور ایک موری کے راستے گھس گیا اور تین رائفل لے کر بھاگ گیا۔ تفتیش ہو رہی ہے +

حضور وائسرائے کے تازہ اعلان کے بموجب آئندہ کمشنران ڈویژن پرائیویٹ طور پر گورنمنٹ ہاؤس میں داخل ہونے کے مجاز ہونگے +

کلکتہ اور کانپور میں زور کی افواہ تھی کہ ایسٹ انڈین ریلوے کے ملازم ایکاکر کے کام چھوڑنے والے ہیں مگر ریلوے مذکور کے منتظمین نے اس خبر کی تردید کر دی +

مسٹر ایچ جی ایس میوری سپرنٹنڈنگ انجینیر رخصت سے واپسی پر ناسفہ ویسٹرن ریلوے کے گورنمنٹ انسپکٹر مقرر ہوئے +

لاچی ضلع کوہاٹ میں ۱۳ نومبر کی شب کو ڈاکہ کی ایک عظیم واردات ہوئی آفریدیوں کے ایک گروہ نے جسمیں قریباً پچاس آدمی ہونگے پہلے ڈاکخانہ پر چھاپہ مارا اور قفل توڑ کر نقد پر ہاتھ صاف کیا پھر ایک ہندو کی دوکان میں نقب لگاکر نقد زیور اور قیمتی کپڑے اوڑا لے اور بھی بہت نقصان پہونچایا مگر گاؤں کے آدمیوں کے بندوق فائر کرنے سے انہیں بھاگتے بنی اس کشمکش میں گاؤں کا ایک آدمی ہلاک اور تین زخمی ہوئے واپسی پر راستہ میں سرحدی فوجی پولیس کے دو سپاہیوں کو ہلاک اور دو کو سخت زخمی کیا اور چار رائفل اور کچھ مقدار گولی بارود کی چھین کرلے گئے سپاہیوں نے بھی اُنپر فائر کئے گروہ مغرب کی طرف بھاگ گئے +

بنگال کا پولیس ٹریننگ سکول بھاگلپور سے منتقل ہوکر اوایل جنوری آئندہ میں بمقام رانچی کھلے گا +

رپورٹ فصل وموسم پنجاب مورخہ ارنومبر حسب ذیل ہے :-

باستثنا رگیہوں اضلاع حصار۔ انبالہ۔ جالندھر۔ فیروزپور۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ و شاہ پور میں قحط کے نرخ سے بڑھ کر روہتک گوڑگانوہ۔ امرتسر۔ لائلپور میں قحط کے نرخ پر اور دیگر اضلاع میں قحط کے نرخ سے کمی پر فروخت ہو رہے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ کی نسبت اس نرخ میں حصار۔ فیروزپور۔ لاہور۔ سیالکوٹ و شاہ پور میں زیادتی اور روہتک و میانوالی میں کمی ہو رہی ہے دیگر اجناس بھی اسی نسبت سے گراں ہو رہی ہیں۔ کپاس کی چنائی اور دیگر فصل خریف کی کٹائی جاری ہے۔ سیلاب شدہ اراضی میں فصل ربیع کی تخم ریزی شروع ہے۔ راولپنڈی میں امساک باران کی وجہ سے رقبہ زیر کاشت میں کمی کا اندیشہ ہے۔ کپاس کی حالت اور پیداوار اضلاع جھنگ و لائلپور میں عمدہ ہے اور دیگر فصل خریف کی پیداوار تمام صوبہ میں اوسط سے کم ہے۔ لاہور۔ گوجرانوالہ اور شاہ پور میں چوہے فصل کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ گوجرانوالہ میں کپاس کو تیلے سے نقصان پہونچا جالندھر اور سیالکوٹ کے سوا دیگر مقامات میں مویشی کی حالت عمدہ ہے۔ دہلی۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ و ملتان میں چارہ کمیاب ہے۔ سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں مویشی کو نیشکر کتر کر کھلایا جا رہا ہے۔ لائلپور اور انبالہ میں ہنوز بانی کی شکایت ہے +

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی کی صحت کی نسبت چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں مگر جلدی اس امر کی سرکاری تصدیق ہوگئی کہ وہ دونوں حضور وائسرائے کے حکم سے رہا ہوکر واپس لاہور بھیجے جا رہے ہیں +

۱۵ ار نومبر کی صبح کو ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کی تشریف آوری سنٹرل ہندو کالج بنارس ہوئی۔ یہاں ان کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا جسکا ہز آنر نے مناسب جواب دیا اور دوسرے روز ہز آنر نے سنسکرت کالج کی لائبریری کا سنگ بنیاد رکھا +

اہل دہلی کا ایک پبلک جلسہ ار نومبر کو اجمیری دروازہ سے باہر شاہ جی کے تالاب کے قریب منعقد ہوا حاضرین کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی اور اس کثرت کی وجہ سے پولیس کے سپاہی بھی انتظام پر ...

اشتہار

۲۲ مربع اراضی سیراب شدہ واقع متصل لائلپور نو آبادی نہر چناب کا شروع ماہ مارچ ۱۹۰۸ء سے ٹھیکہ پر دینا مطلوب ہے۔ درخواستیں مفصلہ ذیل پتہ سے ہوں + ای نکل اسکوائر۔ ایم۔ ڈی۔ گیا۔ بنگال۔

E. Nicholl Esqr. M. D.
Gaya, Bengal

روزنامہ اخبار پیسہ امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا +

یہ اخبار ہر ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

نمبر ۶۸ | مطبوعہ ۲۳ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۱۶ شوال ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۲

قیمت مع محصول ڈاک

پیشگی

ممالک بیرون سے

امرا و رؤسا سے

عام خریداروں سے

طلباء و کم استطاعت

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ کے نام ہونی چاہیے

فہرست مضامین اخبار

فہرست کتب عربیہ

...یل ایک ضروری مسئلہ ... کالج کی سکریٹری شپ ... سے
...نہ تحریروں کی اشاعت۔

...لات (۱) اصلاح ... ایک سخت ضرورت
...ستانیوں کی قابل رحم حالت ...
یادگار نواب محسن الملک مرحوم و مغفور

...قولات (۱) سوڈانی عرب ... پہنے ... کی
...جہالت یا دہشتہ غلط بیانی ... ترکی دارالی
...سرحدی تنازعہ

ہندوستان کی خبریں۔ اسلامی دنیا
ممالک غیر
اشتہارات

فہرست کتب عربیہ جدید الطبع موجودہ دفتر اخبار وکیل امرتسر

نمبر شمار	نام کتاب	نام فن	تعداد جلد	نام مصنف	تاریخ وفات	قیمت مع محصول ڈاک
۱	کتاب الام	فقہ شافعی	۸	امام شافعی رح		۲۶ عہ
۲	المدونۃ الکبریٰ	فقہ مالکی	۱۶	امام مالک رح	.	۳۰ ۔
۳	فیصل التفرقہ	اسلام اور زندقہ	۱	امام غزالی رح	۵۰۵ھ	۱۲/
۴	کتاب الحیوان	علم ادب	۴	امام جاحظ	۲۵۵ھ	صہ
۵	کتاب البخلاء	"	۱	"	۲۵۵ھ	۶/
۶	مجموعہ رسائل	"	۱	"	۲۵۵ھ	۶/
۷	المدینۃ الفاضلہ	فلسفہ	۱	ابونصر فارابی	.	عہ/

نمبر شمار	نام کتاب	نام فن	تعداد جلد	نام مصنف	تاریخ وفات	قیمت مع محصول ڈاک
۸	ام القریٰ	مسلمانوں کی موجودہ حالت	۱	کواکبی	زندہ	۴۸ عہ
۹	فرائد اللغت	لغت	۱	ایک بیروتی عالم	زندہ	للعہ
۱۰	النخبۃ الازہریہ	جغرافیہ دنیا ۱۴۰ صفحہ	۱	اسماعیل حقی	زندہ	عہ/
۱۱	تقویم المؤید	جنتری	۱	محمد مسعود ایڈیٹر (المؤید قاہرہ)	۱	زندہ	۴ عہ
۱۲	قطر المحیط	لغت	۲	بستانی	.	۱۷ے
۱۳	الاقتضاب شرح ادب الکتاب	ادب	۱	ابن السید البطلیوسی	.	صہ

وکیل امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۲۳ نومبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ
نمبر ۶۸

ایک ضروری مسئلہ

گذشتہ چھ سات مہینے سے ہندوستان کے پولیٹیکل مطلع پر جو انقلاب پسندی کا ابر چھایا ہوا تھا۔ وہ اب کسی قدر ہٹتا دکھائی دیتا ہے اور گو اس چاروں طرف سے امنڈتے ہوئے طوفان بے تمیزی کے سر دپڑ جانے سے امن پسند طبایع کو ایک حد تک اطمینان ہو چلا ہے لیکن نا شکیبائی کے اسباب بیچینی پر کافی طور پر منصفانہ نگاہ نہ ڈالی ہوئے اور اُن کے دُور کرنے کا خاطر خواہ انتظام نہ کیا جائے۔ زمانہ مستقبل کے متعلق کوئی پیشینگوئی وثوق کے ساتھہ نہیں کی جا سکتی اور نہ موجودہ حالت کو کلی طور پر قابل اطمینان قرار دیا جا سکتا ہے۔ ملک میں بیچینی کے ہونے سے کسی فرقہ کو انکار نہیں۔ گو اسکی نوعیت اسکی وسعت اور اسکے اسباب میں اختلاف ہے اور اس بیچینی کے گذشتہ چھہ ماہ سے قبل ہی اسکے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ مگر اسکے اسباب دریافت کرنے پر اسوقت تک کسی کی توجہ نہیں ہوئی جب تک اسے وہ ناگوار صورت اختیار نہ کر لی جو گذشتہ چھہ سات مہینے میں نظر آتی رہی ہے۔ موجودہ طرز حکومت ملک کے لئے مفید ہے یا مضر۔ رعایائے ہند کے خیالات انگریزی حکومت کی نسبت کیسے ہیں۔ اُنہیں موجودہ گورنمنٹ سے کیا کیا شکایات ہیں اُنکے کون کون سے مطالبات جایز ہیں اور کون ناجایز؟ اُن کے خیالات میں جو انقلاب پیدا ہو گیا ہے اُسکا باعث کیا ہے۔ اور وہ انقلاب کس حد تک قابل ستایش اور کس حد تک قابل ملامت ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جن پر شورش گذشتہ سے قبل غور کرنا ویسا ہی ضروری تھا جیسا کہ شورش کے اُٹھنے یا شورش کے دبنے کے بعد۔ کیونکہ شورش محض ایک عارضی علامت تھی اُس مواد کی جو عرصہ سے پکسا رہا تھا۔ اور اب تک پکے جاتا ہے۔ شورش کا ہو جانا اس اعتبار سے مفید سمجھا جا سکتا ہے کہ اُسنے گورنمنٹ اور پبلک کی نگاہ میں ان نہایت ضروری سوالات کو ایک اہمیت خاص دیدی ہے۔ اور لوگوں کو اُن کے حل کرنے کی جانب متوجہ کر دیا ہے۔ گذشتہ ہشت ماہ ہی میں انگلستان اور ہندوستان میں یہاں کے معاملات پر جس شد و مد سے بحث ہوئی ہے اُسکی نظیر اس سے قبل کبھی دیکھنے یا سننے میں نہیں آئی۔ بڑے بڑے مبصروں نے موجودہ بیچینی کے اسباب پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔ اور زمانہ کے مشہور اہل قلم حالات موجودہ کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار پر جھک پڑے۔ معاملہ کے ہر پہلو پر نظر ڈالی گئی۔ ہر دعوے کی دلیل پر غور کیا گیا۔ ہر فرقہ کے خیالات کی جانچ کی گئی۔ مگر اس اہم مسئلہ کے متعلق اس کثرت سے رائے زنی کی گئی ہے اور اتنی مختلف آوازیں سننے میں آئی ہیں کہ ع

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا

کی سی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ اور سرسری نگاہ سے پتہ مشکل سے چلتا ہے کہ کونسی رائے قابل وقعت ہے جس کیفیت کو ایک گروہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ دوسرا گروہ اُسے خصوصیات ملک کو مد نظر رکھکر مضر خیال کرتا ہے۔ ایک گروہ جن مطالبات کو جایز سمجھتا ہے۔ دوسرا گروہ اُنکو قبل از وقت اور بعض صورتوں میں غلطاً ناجایز قرار دیتا ہے۔ ایک گروہ ہے کہ اپنے حقوق کو سارے ملک کے حقوق کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ دوسرے گروہ ہیں جو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ اول الذکر گروہ کی آواز کو ہمارے ملک کی آواز ہرگز نہ سمجھا جائے۔ بلکہ محض ایک محدود گروہ کی آواز سمجھا جائے جو سارے ملک کے نام سے صرف اپنے ہی لئے بعض حقوق مخصوص کر لینا چاہتا ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ ہماری شکایات پر گورنمنٹ توجہ نہیں کرتی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اول الذکر گروہ کو اپنی شکایات گورنمنٹ کے حضور میں معقولیت کے ساتھہ پیش کرنا نہیں آتا اور وہ اکثر اعتدال سے گذر کر اپنی حرکات سے سارے ملک کو نقصان پہنچا دیا کرتا ہے۔

غرضکہ مشتے از خروارے باتیں اس قسم کی ہیں جو بیچینی ملک کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مختلف فرقوں کی طرف سے مختلف صورتوں میں پیش کی گئی ہیں۔ اور جن پر خلاف رائے ہے۔ مگر اس میں بہت کم لوگوں کو اختلاف ہو گا کہ ہندوستان کی تعلیمیافتہ جماعتوں میں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جس نے زیادہ ضروری اور زیادہ مفید مسایل کو پس پشت ڈال کر ہندوستان کو پولیٹیکل آزادی دلوانے پر اپنی پوری طاقت کا صرف کرنا اپنی زندگی کا اعلے مقصد قرار دے لیا ہے اور جو اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے اُن تدابیر کے عمل میں لانے میں دریغ نہیں کرتا جو معقول پسند گروہ کی مرضی کے خلاف ہیں۔ اور جن سے ملک میں نقض امن کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے۔ یہی گروہ ہے جو ملک کے پولیٹیکل مطلع کے ایام گذشتہ میں گرد آلود ہونے کا زیادہ تر باعث ہوا اور اسکا وجود ملک کی آیندہ حالت کے متعلق تسکین بخش رائے قایم کرنے کی مانع ہے۔

مغربی تعلیم اور مغربی تمدن کے اثر سے باشندگان ہند کے خیالات میں جو تغیرات قدرتی طور پر واقع ہو گئے ہیں اُنہیں نہ گورنمنٹ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے نہ رعایا کا کوئی فرقہ۔ خیالات کے اس انقلاب کے باعث جو نئی خواہشات ہندوستانیوں میں پیدا ہو گئی ہیں۔ اور جن حقوق کے طلب کرنے کا اُنہیں نیا نیا خیال پیدا ہو چلا ہے اُنہیں گورنمنٹ اپنی ہی تعلیم کا اثر قرار دیتی ہے۔ اور لوگوں کی جایز خواہشات کو بتدریج پورا کرنے کا وعدہ کرتی ہے۔ اسلئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ رعایا کے خیالات میں انقلاب یا اُسکے حقوق طلبی کا نیا شوق موجودہ بیچینی کا باعث ہے۔ ہاں یہ بیچینی اُسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب ایک گروہ بے صبری کے ساتھہ اپنی خواہشات پوری ہونے کی توقع رکھے اور اپنی مرضی کے مطابق پہنر قبل از وقت پوری ہوتے نہ دیکھکر بد دل ہو جائے۔ اور سادہ لوح پبلک کو اپنا ہمخیال بنا کر دل کے بخارات نکالنے کے لئے شور و شغب مچا دے۔ اور بدلہ لینے کی غرض سے گورنمنٹ کے رستہ میں مشکلات پیدا کرے۔ بدقسمتی سے ہندوستان میں ایک ایسا گروہ موجود ہے۔ اُسے انتہا پسند کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور گذشتہ ناگوار واقعات کا ذمہ دار وہی ہے

مسٹر گوکھلے نے وایسرائیگل کونسل کے گذشتہ اجلاس میں بیچینی ملک کا باعث گورنمنٹ کو قرار دیا تھا۔ مگر اسکے ثابت کرنے میں جس عجب و غریب منطق سے اُنہوں نے کام لیا وہ خود حقیقی محرکان بیچینی پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تقسیم بنگال کو بنگالیوں نے ناپسند کیا اور گورنمنٹ سے استدعا کی کہ اسے منسوخ کر دیا جائے۔ معتدل گروہ نے بھی گورنمنٹ کو بہت سمجھایا کہ بنگالیوں کو ناراض نہ کرے۔ مگر گورنمنٹ نے نہ مانی۔ انتہا پسند بگڑ گئے اور ان کے بگڑتے ہی ملک میں بیچینی پھیل گئی۔ پس اس بیچینی کا باعث گورنمنٹ ہوئی۔ مگر مسٹر گوکھلے نے یہ نہ بتایا کہ بنگالی بالو کیوں تقسیم بنگال کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور وہ اسے ناپسند کر کے صوبہ جدید کی آبادی کا بڑا حصہ بھی کیا اسے ناپسند کرتا ہے۔ بہر حال جس گروہ کی بابت مسٹر گوکھلے جیسا کانگریسی لیڈر گورنمنٹ سے بر سر عام یہ اعتراف کر دے کہ اُسکے گورنمنٹ سے ناراض ہو جا کر

تھا۔ وہ نہ صرف بلا معقول وجہ ہی کیونکر پیدا ہوا ہے کہ ملک بھر میں بے چینی پھیل گئی ہے تو اس کے ہتھیار شدید ہیں۔ یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ بے چینی ملک کا باعث اور گذشتہ واقعات کا وہ سلسلہ نہایت ضرر رساں ہے۔

مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا تعلیم یافتہ گروہ کی حالت ایسی کیوں ہے جو ہمیشہ اس قسم کی قابل اعتراض روش اختیار کر کے ملک کو نقصان پہنچاتا ہے اور اپنی قوت کو کسی مفید کام میں صرف نہیں کرتا۔ اس سوال پر ہم گذشتہ پرچہ میں کافی غور کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی موجودہ تعلیم اس خرابی کا باعث ہے۔

بدقسمتی سے جو تعلیم ہندوستانیوں کو دی جاتی ہے وہ تعلیم یافتہ گروہ کو ایک ناکارہ جماعت بنا دیتی ہے جس میں اپنے ملک کی خدمت کرنے کی اہلیت نہیں ہوتی اور جو خود ملک کے لئے ایک مشکل پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ تعلیم یافتہ اشخاص کی علمی قابلیت پر ہم اعتراض نہیں کرتے ان میں بلا شبہ بعض بلند پایہ لوگ ایسے بھی نکلتے ہیں جو اپنے علمی کمالات کے اعتبار سے مہذب ممالک کی تعلیم یافتہ جماعت سے خراج تحسین لینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ذہانت اور طباعی کے لحاظ سے بھی ہمارا خیال ہے کہ ہندوستان کے ایک متوسط درجہ کا طالب العلم ولایت کے متوسط درجہ کے طالب العلم سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں کی یونیورسٹیوں کا علمی معیار بھی خاصا بلند ہو رہا ہے۔ مگر ہمیں شکایت اس امر کی ہے کہ اب تک ہمارے ہم وطنوں نے جتنی توجہ لٹریچر اور ایک خاص قسم کی پولیٹیکل فلاسفی کی تحصیل میں کی ہے اتنی دیگر ضروری فنون کی تحصیل میں نہیں کی۔ لٹریچر اور فلاسفی میں قابلیت کا ہونا بیشک قابل قدر ہے۔ لیکن ہمارے ملک کا لٹریچر دان اور فلاسفر ہونا کسی طرح مستحسن نہیں ہو سکتا۔

انڈین ریویو کی ایک حالیہ اشاعت میں ہندوستان کی موجودہ تعلیم پر ایک مضمون نکلا ہے جو کسی نہایت باخبر شخص کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں اعداد کی رو سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستانی نوجوانوں کا رجحان فنون کی طرف بہ نسبت لٹریچر اور قانون کے کم توجہ کی جاتی ہے۔ اس مضمون کے مطابق ہندوستانی یونیورسٹیوں کے سند یافتہ گریجویٹوں کی فہرست میں کل ۲۱۰۰۰ آرٹس اور قانونی گریجویٹ کے نام ہیں جن کے مقابلہ میں صرف ۳۰۰۰ نام ایسے ہیں جنہوں نے ڈاکٹری، انجینیری، اور سائنس میں سند حاصل کی ہے۔ تمام ہندوستان کر اب تک صرف ۳۵۰ ایم ڈی اور ایم بی ۲۵۰۰ ڈاکٹر اور بیچلر آف سائنس اور صرف ۴۰۰ بیچلر آف انجینیرنگ پاس ہوئے ہیں۔ بمبئی یونیورسٹی نے اب تک صرف ۲۶ طلباء کو فن زراعت کی سند عطا کی ہے۔ اور مدراس یونیورسٹی سے اب تک صرف ایک شخص سینیٹری سائنس میں پاس ہوا ہے۔

ان اعداد کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان نے اب تک اس قسم کی تعلیم میں ترقی کی ہے جو ممالک متمدنہ میں عام ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی قوم ترقی کے میدان میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ تجارت، زراعت، صنعت و حرفت میں ترقی کئے بغیر ہم منزل مقصود تک کبھی سے نہیں پہنچ سکتے۔ صرف لٹریچر اور فلاسفی ہی میں ہم کمال پیدا کر لینگے تو دنیا ہم سے آگے نکل جائیگی۔ اور ہمیں اپنی بسر اوقات بھی مشکل معلوم ہونے لگیگی۔ جس کثرت سے بی اے اور ایم اے ہر سال کام کرتے ہیں وہ ہمارے افلاس کو بڑھاتے ہیں۔ نہ کہ ہماری دولتمندی کو۔ غیر ممکن ہے کہ وہ سب کے سب سرکاری دفاتر میں ملازم ہو جایا کریں۔ کسی اور دیگر طریقے سے روزی کمانے کی قابلیت ان کا شوق یا لٹریچر ان میں پیدا ہونے نہیں دیتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بد دل اور آزردہ خاطر رہتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی ہر ایک حرکت کو نفرت سے دیکھا کرتے ہیں۔ ان کی حالت انہیں اس گروہ کی شرکت پر آمادہ کرتی ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ اور جو نہایت درد کے نام سے موسوم ہے اور اس طرح لٹریچر اور فلاسفی کا محض شوق یا بالفاظ دیگر موجودہ ناقص تعلیم انہیں اس گروہ میں شامل کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے جو ملک میں بے چینی پھیلانے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے بخاطر اس کے اس امر کا صاف طور پر اطمینان کر لیا جا سکتا ہے۔ کہ جس صوبہ میں لوگ تجارت کی طرف زیادہ راغب ہیں یا صنعت و حرفت میں یا کاشتکاری میں زیادہ مشغول رہتے ہیں وہاں پولیٹیکل ایجی ٹیشن اس مذموم شکل میں نمودار نہیں ہوتا جس مذموم شکل میں اس صوبہ میں نمودار ہوتا ہے جہاں لوگوں کی بسر اوقات زیادہ تر سرکاری خدمت یا دفتر میں کلرکی کرنے پر منحصر ہے پس ہندوستانی تعلیم آجکل نظر ثانی کا محتاج ہو رہا ہے۔ اور امید ہے کہ گورنمنٹ اس پر ضرور توجہ کریگی

وکٹوریہ میموریل

وکٹوریہ میموریل ہال کلکتہ کی بنیادوں میں ابھی سے نقص کا واقع ہو جانا۔ اور عمارت اگر مکمل کر دی گئی تو اس کے استحکام کے متعلق شکوک پیدا ہو جانا اہل الرائے کو تجویز کرنے کے لئے کافی مضبوط وجہ ہے کہ کیوں نہ یہ عمارت اب بجائے کلکتہ کے دہلی میں تعمیر کی جاوے۔ آج سے تقریباً سات برس قبل امپریس وکٹوریہ کے انتقال پر ملال کے بعد جب یہ تجویز ملک کے سامنے پیش ہوئی کہ سارے ہندوستان کی جانب سے ملکہ کی ایک شاندار یادگار کلکتہ میں بنائی جانی چاہیے تو ملک کی ہر سمت سے یہ صدا بلند ہوئی تھی کہ اس عظیم الشان یادگار کے لئے دہلی ہر طرح قابل ترجیح ہے لیکن لارڈ کرزن نے پبلک کی اس متفقہ آواز پر مطلق التفات نہ کیا اور اپنی عادت کے مطابق اپنی ہی بات پر جمے رہے۔ اور فیصلہ کر دیا کہ میموریل ہال کلکتہ ہی میں بنایا جاوے۔ ملکہ معظمہ کے ماتمی جلسہ میں جو ۶ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کو کلکتہ ٹاؤن ہال میں منعقد ہوا تھا لارڈ کرزن نے یادگار قائم کرنے کی تجویز پیش کرتے وقت دہلی پر کلکتہ کی برتری ثابت کرنے کے لئے صرف دو ہی باتیں پیش کی تھیں۔ اول یہ کہ کلکتہ ہندوستان کا دار السلطنت ہے دوسری یہ کہ ایسی عظیم الشان یادگار کو شاندار بنانے کے لئے ضرورت ہے کہ کوئی ملک کا والی اپنی ذات خاص سے اس پر نگرانی کرے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب یادگار کلکتہ میں بنائی جاوے۔ مگر ان دو وجوہات کے مقابلہ میں جو کہ چنداں ایسے وقیع نہیں۔ دہلی کے زیادہ موزوں ہونے کی تائید میں کئی دلائل ایسی ہیں جو بہت زیادہ وزندار ہیں۔ علاوہ اس تاریخی حیثیت کے جو بادشاہان سلف کے پایہ تخت ہونے کی وجہ سے دہلی کو حاصل ہے اور کلکتہ کو حاصل نہیں۔ دہلی ہندوستان کے مرکز میں واقع ہے۔ اور یہ دہلی کی تائید میں اتنی زبردست دلیل ہے جس کی تردید کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی۔ وکٹوریہ میموریل ہال کو ایک ایسی مفید یادگار بنانا مقصود ہے جس کی سیر تعلیمی اعتبار سے بھی لوگوں کو بہت مفید ہو اور ان کی معلومات میں بیش بہا اضافہ ہو۔ اس مفید چیز سے ہر حصہ ملک کے باشندوں کو فائدہ اٹھانے کا حق یکساں ہو اور ان کی یکساں آسانیاں بہم پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اور اس غرض کے لئے یادگار کا ایک ایسی جگہ قائم کیا جانا نہایت ضروری تھا۔ جو مثل دہلی کے ملک کے تقریباً وسط میں واقع ہو اور جہاں لوگ کثرت سے جا سکیں۔ موجودہ دار السلطنت میں اس کا قیام کوئی ایسا ضروری امر نہ تھا خصوصاً اس صورت میں جبکہ ایک دوسرا شہر اس کی عظمت کو بڑھانے والا اور اس کی فائدہ بخشی کو زیادہ کرنے والا موجود ہے۔ وائسرائے کی ذاتی نگرانی بھی لازمی نہیں۔ اور لارڈ کرزن کے پاس یہ قیاس کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی کہ ان کا جانشین بھی ذاتی نگرانی کو ایسا ہی ضروری سمجھیگا جیسا کہ وہ خود سمجھتے تھے۔ افسوس ہے کہ دہلی کے حقوق کو نظر انداز کیا گیا۔ اور کلکتہ ہی میں یادگار قائم کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ چنانچہ پرنس آف ویلز سے اس کا بنیادی پتھر بھی نہایت تزک و احتشام کے ساتھ کلکتہ کے میدان میں رکھوا دیا گیا۔ بنیاد دیئے ہوئے ابھی کچھ دن بھی نہیں گذرے کہ زمین ناقص معلوم ہوئی۔ بنیادوں میں نقص محسوس ہونے لگا اور تعمیر کا کام اس اندیشہ سے روک دیا گیا کہ مبادا عمارت میں بعد تکمیل تعمیر دراڑیں پڑ جائیں، بالکونی اور نقص ہو جانے۔

انجینیرنگ کمیٹی سے یہ دریافت کیا گیا کہ آیندہ کیا تدبیر عمل میں لائی جاوے کمیٹی نے جواب میں چند انجینیری اصول ایسے پیش کئے ہیں جنکی پابندی سے کسی بنیاد پر عمارت مکمل کی جا سکتی ہے۔ مگر اسکی نسبت یہ کہنا ہے کہ ... عمارت ... ہوتی ہے۔ وہ دیواریں ... ہو گی کی وجہ کی حرکت اور ان موجودہ کیفیتوں کے ... جم جانے سے ... ہے۔ اور ایسی زمین ... کے کام کی ... مہینوں ... سے ... ہیں۔ ... فنڈ ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کے گر جانے کا خطرہ ... کمیٹی کی یہ رپورٹ ... کی رائے کے لئے بھیجی گئی ہے جو ایک مشہور ... ہیں۔ اور ... تجویز کے مطابق میموریل ... کمیٹی کی رپورٹ کو قابل اطمینان نہیں سمجھا اور ... کہ موجودہ صورت میں کلکتہ میں تعمیر کا کام فوراً موقوف کرکے دہلی میں شروع کر دینا چاہئیے۔ پائونیر کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ جو عمارات ضرورتاً بنوائی جاویں ان کی ... ہے اور ... خاص بعض جگہ ... بنایا جانا چاہئیے دہلی میں بنوائی جاویں گی۔ اور فن انجینیری کی ... محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائیگی۔ لیکن یہ عمارت خوبصورتی ... منظور ہوا ساتھ ہی ایسے کسی ... جگہ اسکے تعمیر کرنے کی ضرورت نہ ہو ایسی جگہ ہرگز نہ بنوانا چاہئیے جہاں اسکی خوبصورتی ... کا اندیشہ ہو۔ ایک ... نورانی عمارت میں دفعتہ سے شگاف یا سیاہ سیاہ دھبے نظر آئینگے تو عمارت کیسی بدنما معلوم ہوگی۔ علاوہ ازیں جو اشیاء کہ میموریل ہال میں رکھی جائینگی ان کی حفاظت ... کلکتہ کی آب و ہوا ... کے ساتھ نہ ہو سکیگی۔ میموریل ہال ... ہندوستان کی ... اور کوئی وجہ نہیں کہ ان خرابیوں اور ان مشکلات کے ... اسے کلکتہ ہی میں قایم کر دیا جائے گو پانچ چھ لاکھ روپیہ کلکتہ میں اسکی بنیادوں پر صرف ہو گیا ہوگا مگر پائونیر کا تخمینہ ہے کہ اس رقم کو نکال کر جو بقیہ اس فنڈ میں بچتا ہے وہ بھی دہلی میں اس عمارت کی کامل تعمیر کر لینے کو کافی ہوگا۔ کیونکہ اول تو دہلی کی زمین پتھریلی ہے اور وہاں بنیاد میں ... روپیہ صرف نہ ہوگا جتنا کہ کلکتہ کی نرم زمین میں صرف کرنے کی ضرورت ہے۔ علاوہ اسکے دہلی میں نسبت کلکتہ ... بہت ارزاں ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اپنے قدیم فیصلہ پر نظر ثانی کرکے ... شہنشاہ کی عظیم الشان یادگار کو آیندہ زمانہ میں بدنما ہو جانے کے احتمال سے محفوظ کرکے اسے شاہان سلف کے ... پایۂ تخت اور ہندوستان کے مرکزی شہر دہلی میں قایم کریگی ۔

علیگڈھ کالج کی سکریٹری شپ

ہمیں خارجی طور پر یہ معلوم ہونے سے نہایت خوشی ہوئی کہ علیگڈھ کالج کی آنریری سکریٹری شپ کی امیدواری سے حاجی اسمعیل خاں صاحب بھی دست بردار ہو گئے۔ اب ہمیں اس امر کا تقریباً یقین ہو گیا ہے کہ عالی جناب نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب کا اس عہدہ جلیلہ کے لئے انتخاب بلا کسی قسم کی مزاحمت باہمی نفرت کے ظہور پذیر ہوگا۔ نواب محسن الملک مرحوم ہی کی زندگی میں ہم اس بات کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ نواب مشتاق حسین صاحب سے بہتر مرحوم کا جانشین کوئی نہیں ہو سکتا۔ مرحوم کے انتقال کے بعد ملک کے عام اخباروں نے اور مسلمانوں کی جملہ انجمنوں نے نواب وقار الملک ہی کے حق میں آواز بلند کی تھی۔ اب آپ کا تقرر قوم کی منشا اور استصواب کے مطابق عمل میں آئیگا۔ اور ان سے یہی توقع ہے کہ وہ اپنے آپکو اس عہدہ جلیلہ کے قابل ثابت کرینگے جیسے کہ قوم نے انہیں سمجھا ہے۔ بعض حلقوں سے ان کی نسبت یہ آواز آئی ہے کہ بوجہ پالیٹکس میں حصہ لینے کے گورنمنٹ ان کے اس تقرر کو پسند نہ کریگی۔ مگر یہ ایک غلط خیال ہے جس کی تردید ہم نہایت زور شور سے کرنے کو آمادہ ہیں۔ جہاں تک ہمیں حکام کے خیالات کا اندازہ ہے ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ نواب صاحب کے تقرر کو گورنمنٹ ناپسندیدگی سے ہرگز نہیں دیکھیگی اور سکریٹری شپ کا عہدہ دے دینے کے بعد گورنمنٹ کا برتاؤ کالج کے ساتھ ویسا ہی مشفقانہ رہیگا جیسا کہ پہلے تھا۔ دوسرا اعتراض جو ان پر بعض مرتبہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ کالج کا انگریزی اسٹاف ان کے برتاؤ سے دل برداشتہ ہو جائیگا۔ مگر یہ ایک نہایت لغو ... ہے جس کے متعلق ہم اس سے قبل کافی بحث کر چکے ہیں۔ ایک ایسے شخص کی نسبت اس قسم کا اعتراض کرنا جس نے سر سالار جنگ کی آنکھیں دیکھی ہوں اور جو حیدرآباد کے سرد و گرم چشیدہ لوگوں کو برداشت کر چکا ہو اور جسے سر سید اور محسن الملک کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا ہو۔ درحقیقت ایک بہتان ہے جو محض اعتراض کنندوں کی کوتہ چشمی پر دلالت کرتا ہے۔ ان کی ذہانت اور تجربہ کاری سے ہمیں امید ہے کہ کالج کا انتظام نہایت خوبی سے چلیگا۔ ان کی دینداری سے ہمیں توقع ہے کہ کالج میں دینداری کا عنصر قایم رہیگا۔ بلکہ بہ نسبت پہلے کے اسکے بڑھانے کی کوشش ہوگی۔ اور ان کی معاملہ فہمی اور خلوص سے ہمیں پوری امید ہے کہ کالج کے اصلی اغراض کو پس پشت ہرگز نہ ڈالا جائے گا۔

امریکہ میں مغویانہ تحریروں کی اشاعت

گذشتہ شورش کے زمانہ میں دیکھنے میں آیا تھا کہ بعض مغویانہ اوراق اس ملک میں ایسے ہی تقسیم کئے گئے تھے جو امریکہ سے چھپ کر آئے تھے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کے اوراق صرف ہندوستان ہی میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ ان نو آبادیوں میں بھی ان کی اشاعت کی کوشش کی گئی ہے۔ جہاں ہندوستانی آباد ہیں۔ چند ہی ہفتے ہوئے کہ جوہانسبرگ کے ایک ... کے پاس اس قسم کے کاغذات کا ایک بنڈل امریکہ سے موصول ہو چکا ہے بھیجنے والوں کا مقصد بظاہر یہ تھا کہ ان کاغذات کو اس نو آبادی کے ہندوستانی باشندوں میں تقسیم کیا جائے مگر یہ کاغذات اردو زبان میں تھے جس سے وہ ... ناآشنا ہونگے ... وجہ سے اس مطلب کو نہ پہنچا اور بنڈل ... کرنے والوں کا مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ ان کاغذات ... پائونیر کے ... لگ گئے ہیں۔ اور ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو ... استعمال ... اور دیسی فوج کو بھڑکانے کی غرض سے یہ تحریریں شایع کی گئی ہیں لیکن تحریر ... دیکھنے سے پائونیر یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ ان کی عبارت کسی لکھے پڑھے آدمی کی نہیں معلوم ہوتی لیکن عبارت کے زہریلے ہونے میں اسے کلام نہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ امریکہ کے بعض ہندوستانی ...

مُراسلات

اعلان — نصاب تعلیم نسوان

رسالہ خاتون مطبوعہ جولائی ۱۹۰۸ء میں نصاب تعلیم نسوان کے متعلق ہم نے ایک اسکیم شائع کی تھی جسکو ہرہائینس بیگم صاحبہ بھوپال بالقابہ نے بہت پسند فرمایا تھا اور اپنی عالی حوصلگی اور دریا دلی سے مبلغ پانچہزار روپیہ کی امداد کا وعدہ فرما کر ہماری کوشش میں جان ڈالدی تھی اب ہم پبلک کو اطلاع دیتے ہیں کہ تیاری اور ترتیب نصاب کا کام ہمنے شروع کردیا ہے اور چونکہ یہ کام نہایت ضروری اور مہتم بالشان ہے اسلئے ہم جملہ ایڈیٹران اخبار اور دیگر تعلیم یافتہ خیرخواہان اور احباب تمیز جمعیا اور تعلیم خواتین سے ہم امید کرتے ہیں کہ اس موقع پر نصاب تعلیم نسوان کے باب میں اگر ہم کو کوئی خاص مفید اور قیمتی مشورہ دینگے یا ہماری مدد کی جائیگی. یا کسی مفید کتاب یا مضمون کا پتہ نشان بتایا جائیگا تو اسکو ہم نہایت شکر گذاری سے قبول کرینگے.

راقم خاکسار عبداللہ سکریٹری صیغہ تعلیم نسوان

ایک سخت ضرورت

عام مسلمانوں اور بالخصوص علما اور مشائخ کی اطلاع کے لئے

امرتسر ڈیلی ٹیلیگراف اور دیگر اخبارات میں یہ افسوسناک خبر شائع ہوئی ہے کہ ضلع اٹاوہ کا ایک سینگر چوہان کا خاندان جو آج سے دو سو برس پہلے مسلمان ہوگیا تھا اس خاندان کے کئی سو آدمیوں نے اسوقت پھر اپنے اصلی مذہب یعنی ہندو مذہب کی طرف عود کیا ہے. اکثر مسلمانوں نے تو اس خبر کو نہایت لاپروائی سے پڑھا ہوگا. لیکن بعضوں کے دلوں میں یہ خبر کانٹے کی طرح چبھ گئی ہوگی اور درد پیدا ہوگیا ہوگا اور وہ یہ خیال کرتے ہونگے کہ اسلام کی آئندہ توسیع اور ترقی تو درکنار اب اسلام کے موجودہ دایرہ کے قیام کا بھی بھروسہ نہیں رہا

جن لوگوں نے مسٹر آرنلڈ کی پریچنگ آف اسلام پڑھی ہے وہ جانتے ہونگے کہ ہندوستان میں اسلام زیادہ تر مشائخ عظام کی کوشش کی برکت سے پھیلا ہے. اب بزرگان دین بہشت بریں میں آرام فرما ہیں وہ بالخصوص اور مسلمانوں کی قوم کو بالعموم کیسی افسوس بھری نگاہ سے دیکھتے ہونگے کہ ان کے لگائے ہوئے پودوں کی وہ حفاظت نہ کرسکے. اب ان کا لگایا ہوا باغ اجڑ رہا ہے اور غیر لوگ ان کے پودوں کو اکھیڑ کر اپنے باغوں میں لگا رہے ہیں

اسلام میں اسوقت مشائخ موجود ہیں علما موجود ہیں دولتمند بھی بالکل معدوم نہیں ہوئے ہیں لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ اس اہم کام کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہے. کہ جو لوگ اسلام میں ایک مرتبہ آچکے ہیں. ان کے دل پر مذہب اسلام کی پوری پوری حقیقت و عظمت نقش کردیجائے تاکہ پھر ان کو کوئی شک شبہ باقی نہ رہے اور وہ کسی کے بہلانے اور پھسلانے میں نہ آئیں.

دو برس ہوئے میں نے ایک خط ندوۃ العلما کے سکریٹری صاحب کے پاس روانہ کیا تھا اور اسمیں میں نے مفصل طور پر لکھا تھا کہ اس صوبہ کے اکثر حصص میں اور بالخصوص قسمت میرٹھ و آگرہ میں بہت سے راجپوتوں کے خاندان جن کا قیام دیہات میں ہے کسی زمانہ میں مسلمان ہوگئے تھے اسوقت وہ اور میر سے کہلاتے ہیں. یعنے نیم ہندو اور نیم مسلم ہیں. اپنے نام لچھمن سنگھ. بھول سنگھ. اور بلیو سنگھ رکھتے ہیں. بتوں کی پوجا کرتے ہیں. بیاہ شادی میں بجائے قاضیوں اور مفتیوں کے برہمنوں سے مہورت پوچھتے ہیں اور لگن نکلواتے ہیں. گائے کے گوبر سے چوکے لیپتے ہیں. آجکل ان لوگوں پر بعض ہندو جماعت (آریہ) کا اثر ہوتا جاتا ہے. اور وہ اس امر کی کوشش کررہی ہیں کہ ان کو پھر ہندو مذہب میں داخل کرلیا جائے. اطلاع بہت سے لوگ اس سے پیشتر اپنا مذہب اسلام چھوڑکر ہندو یا آریہ مذہب میں جاملے ہیں. میں نے اپنے خط میں تحریک کی تھی کہ ندوہ جو تمام ملک کے علما کی انجمن قسم کی پہلی اور باضابطہ کمیٹی ہے اور جو اپنی مجموعی کوشش سے ہندوستان کے مسلمانوں کو فایدہ پہنچانا چاہتی ہے. وہ ایسے لوگوں کے درمیان اسلام کی سچی خوبیاں پھیلانے کی کوشش کرے جنکی حالت میں نے اوپر بیان کی ہے. تاکہ ان کے قدم مذہب اسلام پر جمے رہیں مگر مجھکو معلوم نہیں کہ میرے خط کا کیا حشر ہوا - مجھکو اس کا کوئی جواب نہیں ملا. لیکن اب میں حضرات علما اور مشائخ کی خدمت میں منفرداً اور مجموعاً التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس اہم فرض کی طرف سے غفلت نہ کریں. اور مسلمانوں کو اسلام کے دایرہ سے نکلنے سے روکیں. ورنہ خدا اور رسول کے سامنے اس بات کی سخت بازپرس ہوگی. کہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو اسلام پر قایم رکھ سکتا تھا تو کسنے اسکو قایم رکھنے کی کوشش نہیں کی. اگر اس قدر کثیر گروہ مشائخ و علما اور عام مسلمانوں کی موجودگی میں ایک مسلمان بھی دایرہ اسلام سے نکل جائے. اور اپنے مذہب کو چھوڑکر دوسرے مذہب میں جاملے - اور ہم کچھ کوشش نہ کریں. تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلامی غیرت کا ہم کو بڑا دعوی ہے وہ بھی ہم میں باقی نہیں رہی

تعلیم دینیات اور تعلیم عربی پر اور علماء اور مشائخ کی خدمت کے لئے اس وقت ہندوستان میں کروڑہا روپیہ صرف کیا جاتا ہے. رنگون سے لیکر کشمیر تک پشاور سے مدراس تک جسقدر مسلمانوں کے اوقاف ہیں. وہ عام طور سے دینیات کی تعلیم اور بزرگان دین اور علماء کی پرورش کے مقاصد کیلئے صرف کئے جاتے ہیں کیا یہ توقع ہماری طرف سے کچھ ناجائز توقع ہے اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارے مشائخ اور بزرگان دین اور علماء کا جو فرض ہے یعنے مسلمانوں کو اسلام پر قایم رکھنا. اسکو وہ پورا کریں اور جو روپیہ اس قدر کثیر ان کی خدمت کے لئے صرف کیا جاتا ہے اسکا معاوضہ ادا کریں ہر ایک عربی مدرسہ اگر ایک ایک معلم ہی سالانہ تیار کرکے عام اسلامی مسائل کی ہدایات پھیلانے کے لئے جاہل دیہاتیوں کے پاس بھیجا جائے تو جاہلوں کو اسلام میں کبھی تذبذب نہ ہو.

ضلع علی گڑھ کی ریاست چھتاری میں ایک بہت بڑا وقف ہے۔ قریب دو ہزار روپیہ ماہوار کے عربی کی تعلیم اور طلبا اور علما کی پرورش پر صرف ہوتا ہے۔ اسی طرح پر میرٹھ میں مشہور خاندان شیخ الٰہی بخش صاحب کا بہت سا روپیہ طلبا کی تعلیم اور علما اور مشایخ کی پرورش پر صرف ہوتا ہے۔ دہلی دیوبند سہارنپور وغیرہ مقامات میں بھی بہت کچھ انہی مقاصد میں صرف ہوتا ہے اگر ذرا بھی توجہ اور انتظام کیا جائے تو اسی صرف اور اسی تعلیم سے بہت کچھ فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہر ضلع کے صدر مقام پر ایک ایک انجمن ہونی چاہیئے جو اپنے ضلع کے مسلمانوں کے حالات کسی عالم یا کسی مشایخ کو اطلاع دیا کرے اور جب ضرورت ان کو بلا کر اپنے ضلع میں ان سے دورہ کرائے اور یہ شرط نہیں لازمی ہو کہ یہ واعظ معمولی واعظوں کی طرح نہ ہاتھ پاؤں پھیلانے کے متمنی ہوں۔ اور نہ کسی قسم کی اگالی اور چندہ اور ٹیکس کا سلسلہ جاری کریں۔ بالکل بغیر معاوضہ لوگوں سے ملیں۔ اور صداقت اسلام کی روشنی ان میں پھیلائیں تاکہ سننے والوں پر اثر ہو۔ انجمن حمایت اسلام کے پاس بھی ایسے واعظ موجود ہیں جنکی بابت اکثر اخبارات میں نوٹس دیئے ہیں اسکے ارکان کی توجہ میں اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ وہ بھی مستعدی سے جاری رکھیں اور سب سے زیادہ میرے خیال میں ندوۃ العلما کا فرض ہے کہ وہ اس کام کے انجام دینے کے لئے ایک باقاعدہ سلسلہ کی بنیاد ڈالے۔ اگر ان خبروں کے سننے کے بعد بھی جلد سے علما، مشایخ اور تمام مسلمان خاموش رہیں۔ تو آفرین ہے ان کی غیرت و حمیت پر۔ ایک مسلمان ۞

ہندوستانیوں کی قابلِ رحم حالت اور انکی ترقی

تعلیم یافتہ ہندوستانی احباب اور خیر خواہان ملک عموماً اور ایڈیٹران اخبارات خصوصاً ہی یہاں کے اصلی لیڈر ہیں اور عام لوگوں کی قابل رحم حالت کی اصلاح بھی انہی لیڈروں کے ذمہ ہے۔ میں نے اپنے ملک کی افسوسناک حالت کے متعلق بہت کچھ سوچا ہے اور میں اس امر کا بخوبی قائل ہوں کہ ہندوستانیوں کیلئے سب سے بہتری اصلاح اور ضرورت اخبارات کا مطالعہ کرنا ہے تاکہ تمام ہندوستانیوں کو اپنی حالت کے طریقہ جات اصلاح اور ضرور معلوم ہوں۔ اسلئے ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ نہ صرف وہ اخبارات کو غور سے مطالعہ کرے بلکہ اپنے دیگر رشتہ داروں دوستوں اور واقف کاروں کو بھی اس امر کی نصیحت کرے کہ اپنے قیمتی وقت کو بیفایدہ تاش شطرنج چوپٹ۔ بازیگروں وغیرہ میں ضایع کرنے کے بجائے اخبارات کے مطالعہ میں صرف کریں۔ ہمارے بھائیوں کا کس قدر بہاری وقت بیفایدہ ضایع ہوتا ہے اور اگر یہ کل قیمتی وقت ضایع کرنے کی بجائے اخبارات کے مطالعہ میں صرف ہو۔ تو ہمارے لوگوں کی حالت کبھی بھی ایسی خراب اور قابل رحم نہ ہو۔ یورپ اور امریکہ اور جاپان جیسے مہذب ملکوں کے تمام لوگ خواہ بچے ہوں یا طلبا۔ اخبارات کو غور اور دلچسپی سے پڑھنا اپنا ایک نہایت ہی ضروری فرض سمجھتے ہیں اور اسلئے تمام مہذب ملکوں میں اخبارات ایک عمدہ طاقت ہیں۔ کیونکہ وہاں اخبارات کی روزانہ اشاعت بھی دو دو تین تین لاکھ ہوتی ہے۔

ہندوستان میں یہ بھی کسی قدر سچ ہے کہ عموماً تعلیم یافتہ اور طلبا لوگ افلاس کے باعث اخبارات کو خرید ہی نہیں کر سکتے۔ اسلئے میں ہندوستان کے تمام خیر خواہوں سے نہایت زور سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ ہر ضلع ضلع اور تحصیل تحصیل میں فری لائبریریاں اور ریڈنگ روم قایم کریں جہاں کہ عمدہ اخلاقی کتب اور دلچسپ مفید تمام اخبارات رکھے جاویں جہاں کہ لوگ اپنا وقت بے فایدہ ضایع کرنے کی بجائے اخبارات کے مطالعہ میں صرف کریں۔

یورپ اور امریکہ کے لوگ اپنے ہمدردوں کے متعدد فرض کو پورا کرکے اپنی فرصت کو اخبارات کے مطالعہ میں صرف کرتے ہیں اور اسلئے وہاں کے عام لوگ زیادہ عالم اور محب وطن ہیں۔ ہندوستانیوں کی یہ ضروری اصلاح زیادہ آسانی سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہر ضلع و تحصیل و گاؤں میں مندر دہرم سالہ اور مسجدیں موجود ہیں جہاں کہ فری لائبریریاں اور ریڈنگ روم قایم ہو سکتے ہیں۔ علاوہ اس اصول سے دو فوائد ہونگے۔ اول تو یہ مذہبی مکانات یعنی مندر دہرم سالہ و مساجد لوگوں کے لئے واقعی مفید ثابت ہونگی۔ کیونکہ آج کل جو بری حالت ان مذہبی مکانات کی ہو رہی ہے وہ سب کو اچھی طرح معلوم ہے۔ اور اسلئے مجھے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور دوم جس قدر کہ قیمتی وقت ہمارے ملک کے کل لوگوں کا بیفایدہ ضایع ہوتا ہے۔ وہ بھی نیک [illegible] یعنی اخبارات کے مطالعہ میں صرف ہوگا۔ جیسا کہ میرا تجربہ ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ باوجود ہندوستان کی تمام خرابیوں کے اگر ہمارے ملک کے لوگوں کا قیمتی وقت بیفایدہ کاموں جیسے تاش شطرنج یا چوپٹ و بیفایدہ گپوں میں ضایع ہونے کی بجائے اخبارات کے مطالعہ یا نیک میں صرف ہوتا تو ہم ہندوستانی ایسے مفلس اور قابل رحم حالت میں نہ ہوتے۔ اسلئے پھر میں تمام خیر خواہان ملک اور لیڈران قوم سے نہایت زور سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر واقعی آپ ہندوستان کی ترقی اور یہاں کے لوگوں کی قابل رحم حالت کو محسوس کرتے ہیں اور آپ انسان یعنی اشرف المخلوقات کہلانا چاہتے ہیں۔ تو انسانی ہمدردی سے اپنے جاہل مفلس اور گرے ہوئے لوٹے ہوئے ہندوستانی ہم وطنوں کی خاطر آپ اپنے نزدیک کے مندر یا دہرم سالہ اور مسجد میں فری لائبریری اور ریڈنگ روم قایم کرنے کی کوشش کریں۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ جو کچھ نواب محسن الملک اور سید احمد صاحب جیسے انسانوں نے کیا ہے۔ وہ آپ بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ اپنے اس مبارک مشن کو تکمیل کرنے کے لئے مصمم ارادہ کر لیویں۔ میں نہایت عاجزی سے آپ کو یہ بھی مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ڈیرہ میں ہمارا یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوا ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ دیگر ضلعوں اور تحصیلوں میں ثابت نہ ہو۔ اسلئے آپ اپنے رشتہ دار دوست یا واقف کار دولتمندوں کو التجا کریں۔ واقعی مفید خیرات یہ ہے کہ ہر مندر دہرم سالہ یا مسجد میں فری لائبریری اور ریڈنگ روم قایم ہو جاوے جہاں کہ ملک کے تمام اخبارات منگوائے جاویں۔ اے پیارے ہند کے لوگو! خواب غفلت یا سستی کو چھوڑ کر اب ایک لمحہ کو بھی ضایع نکرو ورنہ یہ قیمتی موقع پھر ہاتھ نہ آئیگا۔ میں پرمیشور سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ کو پرمیشور اس نیک مشن میں پوری کامیابی دے۔

راقم منشی رام گنگا رام زمیندار از ڈیرہ اسمعیل خان ۞

اپیل یادگار نواب صاحب

نواب محسن الملک مرحوم کی رحلت کا حادثہ ایسا سخت پُر افسوس اور جانگداز حادثہ ہے کہ الفاظ کے ذریعہ سے اسکو ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اُن کے اوصاف حمیدہ اور اُن کی خوبیاں دایرہ تعریف سے باہر ہیں۔ اُن کی موت مسلمانوں کے حق میں قومی مصیبت ہے۔ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ کے ساتھہ تعلق قایم ہونے سے پہلے ہی مرحوم ہمیشہ قومی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ سر سید احمد خاں مرحوم کے جدید فلسفہ نے جب تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک عام اضطراب پیدا کر دیا تھا۔ تو وہ مہدی علی ہی تھے جنکی پُر زور قلم نے اُس آگ پر پانی ڈالا اور اسکو اسقدر ٹھنڈا کر دیا کہ لوگوں نے اُس جدید فلسفہ پر غور کرنا شروع کیا۔ جو عام دلچسپی تہذیب الاخلاق کو عامہ خلایق میں حاصل ہوئی وہ زیادہ تر انہیں مضامین کی وجہ سے تھی جنکے آخر میں مہدی علی کا پیارا نام لکھا ہوتا تھا۔ علی گڈھ کالج کی جس وقت بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور جب اُسکا اسکول قایم ہوا تو وہ مہدی علی ہی تھے جنکی حسن سعی سے نواب سر سالار جنگ مرحوم و مغفور نے اُسکی امدادی مدد ریاست حیدرآباد سے اور نیز اپنی ذات خاص سے منظور فرمائی اور جب تک نواب محسن الملک حیدرآباد میں رہے اخیر وقت تک کالج کی ہر طرح مدد کرتے رہے اور جس وقت کہ اُنہوں نے حیدرآباد کو چھوڑا اُس وقت سے اپنے دم واپسیں تک اپنی تمام قوت اور توجہ کو کالج ہی پر صرف کرتے رہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ اپنی زندگی ہی کالج کی نذر کر دی۔

سر سید کے انتقال کے بعد قوم میں کالج کی طرف سے عام بےچینی پھیل گئی تھی۔ مگر یہ انہیں کا کام تھا کہ اُس بےچینی سے فایدہ اُٹھایا اور کالج کو اُس عروج پر پہنچایا جو اُسے پہلے نصیب نہیں ہوا تھا۔ کالج کو یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچانے کا خیال قوم کے سامنے پیش کیا۔ جس نے قوم کے مایوس دلوں کو زندہ کر دیا۔ نواب صاحب کے زمانہ میں کالج نے جو کچھہ ترقی کی ہے اُسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سنہ ۱۸۹۸ء میں طلباء کی تعداد ۳۴۳ تھی۔ اور کالج کی سالانہ آمدنی ۷۴۷۶۷ روپے ۵ آنے ۹ پائی (چہتر ہزار ...) اور آج طلباء کی تعداد ۸۰۰ ہے۔ اور اس سال کی آمدنی ۱۹۵۵۰۵ روپے ۱۲ آنے ۵ پائی (ایک لاکھ ...) لکھہ ہے اس نو برس کے عرصہ میں کالج کو دس لاکھہ تینتیس ہزار نو سو سولہ روپے وصول ہوئے۔

کانفرنس کی جو خدمات مرحوم نے کی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں سر سید مرحوم خود آخری دنوں میں اس سے مایوس ہوگئے تھے چنانچہ ایک سال کانفرنس کا اجلاس بالکل نہیں ہوا۔ مگر یہ نواب صاحب ہی کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ کانفرنس آل انڈیا کانفرنس کہلانے جانیکی مستحق ہوئی۔

مرحوم کی خدمات جدید اسلامی فلسفہ کی اشاعت اور مسلمانوں کی تعلیم کو ترقی دینے ہی تک محدود نہیں تھیں بلکہ اسکے علاوہ بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے پولیٹیکل حقوق کی حفاظت کا بھی اُن میں شامل تھا جسکے لئے جناب ممدوح قوم کی طرف سے خاص شکرگذاری کے مستحق ہیں۔ اور خصوصاً اُن کا سب سے آخری کارنامہ مسلمانوں کا وہ ڈیپوٹیشن ہے جو تمام مسلمانان ہندوستان کی طرف سے یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء کو مقام شملہ حضور وایسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جسنے گورنمنٹ سے مسلمانوں کے اُن حقوق کو تسلیم کرا لیا جو ابتک مبہم حالت میں چلے آ رہے تھے۔ اور اپنی زندگی کے آخر دنوں میں گو کہ بظاہر جناب مرحوم کا سفر شملہ محض تفریحی سفر معلوم ہوتا تھا۔ لیکن درحقیقت اُسکو بہت بڑا تعلق گورنمنٹ آف انڈیا کے جدید ریفارم اسکیم کے اُس حصہ سے تھا جو مسلمانوں سے متعلق ہے۔ اور جسکو جناب مرحوم حتے الامکان مسلمانوں کے حق میں زیادہ تر مفید بنانے کے لئے بغیر کسی ظاہری نام و نمود کے کوشش کر رہے تھے لیکن ۱۶ اکتوبر کی شام نے اُن سب امیدوں کا خاتمہ کر دیا۔ نہ حضور وایسرائے کے خاص ڈاکٹر کی ڈاکٹری کچھہ کام آئی جن کو حضور ممدوح نے غایت شفقت شاہانہ سے خاص طور پر نواب صاحب کے معالجہ کے واسطے مقرر فرمایا تھا نہ غمخواروں کی غمخواری سے کوئی نتیجہ نکلا۔ اور مرحوم موصوف نے ستر برس کے سن میں بعارضہ سرخ باد داعی اجل کو لبیک کہا۔

ان تمام قومی خدمات کے ساتھہ اُن کا حسن اخلاق اور انکسار نفس اور ضبط و تحمل اور استقلال زیادتی اس حد کو پہنچی ہوئی تھی کہ بہت سے مواقع پر مرحوم کے دوست اور نیاز مند اسکو حد سے بڑھا ہوا پاکر معترض ہونے لگتے تھے اور اُسکا نتیجہ یہ تھا کہ مرحوم کی نہایت شاندار زندگی کے ساتھہ ہی انکی بے پایاں سخاوت اور چشم پوشی کی حد کسی کو کبھی معلوم ہی نہ ہونے پائی عامہ خلایق میں اُنکو اسقدر زیادہ ہر دلعزیزی کا منصب حاصل تھا جس سے مافوق کوئی توقع نہیں کر سکتا۔ اسی کے ساتھہ جو خدمات کہ اُنہوں نے قوم اور ملک کی انجام دیں۔ گورنمنٹ نے بھی اُن کو اسی اعتماد اور منزلت کی نگاہ سے دیکھا جس اعتماد اور منزلت کی کہ وہ خدمات مستحق تھیں اور گورنمنٹ کی نگاہ میں جو وقار کہ جناب مرحوم نے حاصل کیا تھا۔ اُسکا بہت ثبوت اب مل رہا ہے۔

الغرض نواب محسن الملک بہت سی خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ اُن کی اس نا وقت رحلت کر جانے سے قوم نے اپنا ایک سچا محسن سچا مربی۔ سچا خادم سچا مخدوم کھو دیا ہے جسکے رنج و غم میں اسوقت قوم ماتم کر رہی ہے اور نہ صرف مسلمان بلکہ دوسری قوموں کے اکثر معزز بزرگوار بھی اس سوگ میں ہمارے شریک حال ہیں کشمیر سے لیکر مدراس تک اور بمبئی سے برہما تک ہر جگہہ ہائے محسن الملک اور ہائے محسن الملک کی آواز آ رہی ہے۔ اور ہر جگہہ سے ہمدردی کے تار اور پیام آ رہے ہیں۔ اور بدون کسی خاص تحریک کے یہ عام خواہش پیدا ہو گئی ہے کہ ایک ایسے محسن قوم اور محسن الملک کو یوں مرنے نہ دو اور اُسکی کوئی شاندار یادگار قایم کرو۔ جس سے اُسکی یاد نسلاً بعد نسل قوم میں شکرگذاری کے ساتھہ تازہ اور اُسکا پیارا نام و خطاب ہمیشہ زندہ رہے۔ اور اُسکی روح کو ابدی خوشی حاصل ہو۔ محسن الملک نے جس طرح قوم پر ایک عاشق زار کی طرح اپنی جان نثار کی ہے اسی طرح قوم بھی اُسکی ایک علمی یادگار اُسی کے مذاق طبیعت اور قوم کی ضروریات اور اپنے قومی درجہ کے مناسب قایم کر کے اُسکو ہمیشہ زندہ رکھے۔ عاشق نہ کبھی مرے ہیں نہ مرینگے جب تک معشوقوں کا نام باقی ہے یعنے قوم باقی ہے عاشق بھی باقی ہیں۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

چنانچہ اسی عام فیلنگ کے خیال سے مرحوم و مغفور کے بعض نیازمندوں اور ہمدردان قوم نے بتاریخ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء علیگڈھ میں خاص اسی غرض سے ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور اُس میں یہ قرار دیا گیا کہ دس لاکھہ روپیہ کے چندہ سے مرحوم کی یادگار قایم کی جاوے اور اس رقم کی آمدنی سے کالج میں پروفیسر شپ قایم کی جائیگی۔ یہ روپیہ کالج میں بورڈنگ ہاوس میں لگایا جائیگا۔ جو کہ نواب صاحب مرحوم کے نام سے نامزد کیا جائیگا۔ اور اس غرض سے ایک کمیٹی قایم ہو گئی ہے جسکا نام محسن الملک میموریل فنڈ کمیٹی ہے۔

جو صاحب اس فنڈ میں کم از کم ایکہزار روپیہ دینگے اُن کا نام نامی کندہ کر کے بورڈنگ ہاوس کے ایک کمرہ پر لگایا جاویگا اور اب ہندوستان کے ہر ایک صوبہ اور ہر گوشہ میں بزرگان قوم و ہمدردان ملت سے بہت کچھہ توقعات کے ساتھہ یہ توقع کی جاتی ہے کہ بزرگان ممدوح اپنی ذات سے بھی اس ضروری کام میں شریک ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی رغبت دلائیں اور چندہ وصول کریں مسٹر آرچبولڈ پرنسپل علی گڈھ کالج اس کمیٹی کے خزانچی ہیں۔ اور روپیہ بنک آف بنگال آگرہ میں...

منقولات

سوڈانی عرب

ہر ایک زمانہ میں سوڈان کے عربی قبایل اپنے خلقی اوصاف کی وجہ سے دنیا میں مشہور رہے ہیں چونکہ ان کا ملک بہت گرم ہے اسلئے مصری اور شامی عربوں سے وہ اپنے رنگ و خط و خال میں امتیاز رکھتے ہیں اُن کے چہرہ کا رنگ نہایت درجہ کا گندم گوں ہوتا ہے یا کچھہ گندم گوں زردی مایل ہوتا ہے مصر کے آثار قدیمہ کے عجایب خانہ میں ملکہ اتھیوپیا امن رہاس کا مجسمہ بالکل سوڈانی عورتوں کے خط و خال کا نمونہ ہے۔

زیب و زینت ہر ایک قبیلہ کے لوگ زیب و زینت کے اعتبار سے باہمی امتیاز رکھتے ہیں اپنے رخساروں پر نقطہ دار لکیریں کھینچنا خاص زینت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے نوعیت میں گو متحد ہو مگر کیفیت میں کچھہ نہ کچھہ فرق رکھتا ہے جس کی وجہ سے بآسانی دیکھتے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ فلاں شخص کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ قبیلہ شایقیہ کے مرد اپنے دونوں رخساروں پر تین تین افقی لکیریں کھینچتے ہیں۔ قبیلہ عمودی بھی تین ہی لکیریں کھینچتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ ان کی لکیریں عمودی ہوتی ہیں۔ قبیلہ عابدلاب تین لکیریں کھینچنے کے بعد نیچے ایک افقی خط کھینچ دیتا ہے جس کا مونہہ زیادہ چوڑا ہوتا ہے اسکے جنا رپر بجائے تین کے چار خط ہوتے ہیں۔ عورتوں کا حال اس سے جدا گانہ ہے جس عورت کا کوئی بچہ نہیں جیتا وہ اپنے چہرہ پر خفیف خفیف خطوط کھینچتی ہے۔ اور دوسرے قبایل انہیں مذکورہ قبایل کی پیروی کرتے ہیں۔ نوبہ اور بربری لوگ بھی یہی کرتے ہیں۔ عام طور پر چہروں کو لکیر دار کرنا اور ہونٹوں کو رنگنا خوبصورتی میں داخل سمجھا جاتا ہے

خوبصورت مرد ان کے مذاق میں خوبصورت مرد وہ کہلاتا ہے جو میانہ قامت گندمی رنگ۔ کشادہ سینہ۔ متوسط کمر۔ طویل گردن۔ پست شانے۔ دھار سے دار رخسارے چمکتے لمبے سامنے کے کھلے ہوئے دانت۔ کشادہ ابرو شریف عادات کا ہو۔

حسین عورت حسین عورت وہ ہے جو میانہ قامت مایل بہ طول ہو۔ رنگ زردی مایل گیسو دراز آنکھیں سیاہ۔ پلکیں دراز سو تواں ناک۔ متوسط ہونٹ جو رنگ سے منقش ہو۔ گردن لمبی۔ سینہ چوڑا اور زیادہ اُبھرا ہوا۔ پتلی کمر۔ انگلیاں باریک جھوٹے بادام۔ نرم بدن والی ہو۔ رقص کی حالت میں اگر پیچھے کی طرف جھکنا ہو تو سر قدم تک پہنچ جائے جینے میں شاخ درخت کی طرح لچک پیدا ہو۔ اور خندہ رو ہو۔ الجیریا کی عورتیں سوڈانی نقطۂ خیال سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔

اخلاق عربوں کے عادات و اخلاق کی طرح سوڈانی عرب بھی ضیافت و کرم و مروت اور جرأت و شہامت میں مشہور ہیں۔ عزت و آبرو کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں کینہ اور حسد ہمسایوں کی حفاظت نسب پر فخر کرنا اُن کا خاص شیوہ ہے۔ موت کو بڑی حقارت اور بے پروائی سے دیکھتے ہیں۔

اگر قحط پڑتا ہے اور بھوک کا غلبہ ہوتا ہے تو ایک سوڈانی عرب اپنا دروازہ بند کر کے بال بچوں سمیت گھر میں بیٹھہ جاتا ہے اور تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے۔ مگر کسی سے سوال کرنے کی ذلت نہیں برداشت کر سکتا۔ اگر کسی مریض کی حالت سخت درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اپنی تکلیف کا اظہار ہرگز نہیں کرتا۔ اگر کسی کو زخم لگ جائے تو وہ اپنی بیقراری اور صدمہ کا اظہار مونہہ تک نہیں لاتا۔ اگر کسی کو قتل کے لئے ماخوذ کیا جاتا ہے تو وہ مطلق موت سے ہراساں نظر نہیں آتا اگر کسی مریض نے تکالیف ظاہر کی یا درد سے چیخ اُٹھا یا موت سے آہ و بکا کی۔ تو اُسکی اولاد ہمیشہ کے لئے اپنے باپ کی بزدلی پر ملعون کی جاتی ہے۔ اگر رستہ میں کوئی سوڈانی جاتا ہے اور دفعتہً اسکے پیچھے شور و غوغا بلند ہو تو وہ یہ نہیں کرتا کہ چلتے چلتے سر موڑ کر دیکھے بلکہ پوری پھرتی سے پیچھے کی طرف مڑ جاتا ہے کہ گویا وہ جنگ کے لئے تیار ہے اگر پیچھے سے کوئی کتا پانوں میں لپٹ کر کاٹ کھاتا ہے تو یہ بزدلی کی بات ہے کہ وہ اس سے ٹل جائے۔ بلکہ کوئی دوسرا رگھندہ اگر آگیا تو وہ کتے کو مار کر بھگا دیتا ہے۔

ان کے نزدیک یہ بڑے عیب میں داخل ہے کہ قتل سے بھاگنے کی کوشش کی جائے۔ اگر کسی کوئی جرم جس کا قتل کیا تو وہ اسی جگہہ پر نہایت صبر و استقلال کے ساتھہ موت کا منتظر کھڑا رہتا ہے

قبیلہ ضبیانہ کی ایک روایت مشہور ہے کہ عبد الرسول نامی ایک سوڈانی عرب کو اپنی بیوی سے عشق تھا۔ اور اُسکی بیوی کو اُسکے ایک ماموں سے بڑی نفرت تھی۔ اُسنے عبد الرسول کو آمادہ کیا کہ اُسے قتل کرے چنانچہ ایک دن موقع پاکر عبد الرسول نے اپنے ماموں کا کام خنجر سے تمام کر دیا اور اُسکی لاش کی جگہہ منتظر کھڑا رہا۔ کہ اسکے بھائی بدلہ لیں۔ تمام بھائی اور بہنیں جمع ہو گئیں۔ مگر چونکہ قاتل عبد الرسول عزیز قریب تھا۔ لہذا اسپر ہاتھہ نہیں ڈالتے تھے اتنے میں عبد الرسول کی ماں آئی اور اپنے بھائی کی لاش پر گریہ و بکا کرنے لگی۔ اور اپنے بیٹے عبد الرسول سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو مرد اور اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ تو اپنا کام تمام کرے۔ فوراً اُسنے خنجر سے اپنا کام اُسی جگہہ ختم کر ڈالا جب جاکے اُسکی ماں کو تسکین ہوئی اور اپنے بیٹے کی بڑی تعریف کی۔ الغرض دونوں لاشیں ایک ہی قبر میں دفن ہوئیں۔ میدان جنگ سے بھاگ جانا ان کے نزدیک خواہ مقتضائے وقت ہی کیوں نہو مگر بڑی ذلت اور حقارت سے دیکھا جاتا ہے اگر کسی قبیلہ کو شکست ہو گئی تو یہ نہیں ہوتا کہ بچے کچھے لوگ بھاگ جائیں یا لڑتے ہوئے بھاگیں۔ فوراً اپنے گھوڑے کو قتل کر کے زین و فرش بچھا کر بیٹھہ جاتا ہے۔ یہانتک کہ دشمن آکر اسکا کام تمام کر دیتا ہے۔ وادی نیل کے عرب اور مشرقی سوڈان کے قبیلے یہی عادت رکھتے ہیں مغربی سوڈان میں البتہ یہ دستور ہے کہ اگر موقع اسی کا آجائے تو بھاگ جانا ہوشیاری میں داخل ہے

عورتوں کی عزت اور احترام اُنکے دلوں میں بہت ہے۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کے سامنے جاکر اپنا برقع اُتار دے اور اس سے اپنی ضرورت کے لئے مدد مانگے تو اسپر فرض ہے کہ سب سے پہلے اُسکی فرمایش پوری کر دے خواہ کتنی مصیبت کیوں نہ برداشت کرنی پڑے مگر کام سے مونہہ نہیں موڑ سکتا۔

ضیافت اور مہمانداری کا یہ حال ہے کہ ہر ایک مقام پر ایک چھوٹا سا مکان مہمانوں کے قیام کے لئے تیار رہتا ہے۔ ہر ایک مہمان کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں اگر کوئی مسافر آگیا تو بڑی برکت سمجھی جاتی ہے اور ہر ایک گھر میں عید سی ہو جاتی ہے۔ لوگ جوق جوق مسافر کے پاس مبارکباد دینے کے لئے دوڑے آتے ہیں۔ اور ہر ایک گھر سے باری باری کھانا بھیجا جاتا ہے۔ مہمانی کا یہ حال الجیریا اور مشرقی سوڈان میں ہے۔ مغربی حصہ میں ہر ایک مکان کا ایک حصہ مہمانوں کے لئے ہمیشہ الگ رہتا ہے اپنے مہمانوں کے دلخوش کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اور اُنکے سامنے طرح طرح کے جنگی کرتب دکھلاتے ہیں۔ کوئی تلوار کو دو انگلیوں سے پکڑ کر اُٹھاتا ہے کوئی اُسکی دھار کی طرف سے اُٹھاتا ہے۔ کوئی عمودی شکل بناتا ہے۔ طرح طرح کے بڑے بڑے پتھر کندھوں اور پشت اور انگلیوں پر اُٹھا کر مہمان کو خوش کیا جاتا ہے

لطان سوڈانیوں کی ایک مشہور رسم لطان کے نام سے مشہور ہے۔ یورپ میں جنگ ڈوئل جس طرح سے کی جاتی ہے ویسا ہی سوڈانیوں میں یہ رسم لطان کے نام سے مشہور ہے اور یہ اکثر عورتوں ہی کی بابت کی جاتی ہے لطان کا طریقہ یہ ہے کہ جن دو شخصوں میں رقابت پیدا ہوتی ہے تو وہ دونوں ایک ایک مضبوط موٹے ڈنڈے ہاتھہ میں لیکر سامنے آتے ہیں اُنکے بیچ میں ایک تخت بچھا دیا جاتا ہے اور وہ کپڑے والے ایک دوسرے کی برہنہ پشت پر

زنی قوت جھونے سے مارتا ہے ملوگ اسکے گرد بڑی بھیڑ سے جمع لگائے رہتے ہیں اور لڑنے والوں کے عزیز و وارث بھی موجود رہتے ہیں۔ انہیں سے جو صدمات ضرب سے آخر کو گر جاتا ہے۔ اسکی شکست ہوتی ہے اسکے ورثا اسکو اٹھا لیجاتے ہیں۔ یہ رسم عوام الناس میں سے اور خصوص قبیلۂ الی مرخہ میں زیادہ رواج ہے۔ جو غالب رہتا ہے۔ عورت اسیکا حق سمجھی جاتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ریگان میں شریک ہونے والے دو سے زیادہ بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ڈنڈے لے کر ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں سے پہلے ایک صف سے سامنے آتا ہے۔ اور ہر ایک کے ڈنڈے لگا کر اپنی جگہہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اسی طرح باری باری سب کھاتے اور کھلاتے ہیں کبھی کبھی ایسا عورت کی بابت پر لڑائی ہوتی ہے۔ وہ بھی تماشا دیکھنے کو موجود رہتی ہے۔ اگر ان میں سے اثنائے جنگ میں کسی کی جرات اور صبر سے محبت اسکے دل میں آتی تو وہ اپنا کنگن اتار کر اسی مجمع میں اسکو حوالے کر دیتی ہے یہ اسکا ثبوت ہے کہ اس مرد سے اسے محبت ہے۔ اسوقت یہ خوش نصیب یا بد نصیب شخص کنگن اپنی ہتھیلی پر رکھکر ہاتھ بلند کرتا ہے۔ اور اپنی محبوبہ کے سر پر رکھکر کہتا ہے کہ کامیابی کی تم مجھے خوشخبری دو میں بھی دس بہنوں کا بھائی ہوں۔ اسوقت فوراً مجمع میں حرکت ہوتی ہے۔ اور حریف اس کو بچا کھانے کی سعی کرتے ہیں۔ اس خاص وقت کا طریقہ جنگ بدل جاتا ہے اور ایک ایک شخص اکڑا اکڑ میں کندھوں پر ہاتھہ رکھکر ڈنڈے سے اسکے لگاتے ہیں جب تک وہ تھک نہیں ہوتا برابر مارے جاتے ہیں جب تھک جاتے ہیں تو دوسرے کی باری آتی ہے بس اسی میں جو کھڑا رہ گیا۔ اسے کامیاب سمجھنا چاہئیے۔

اگر کوئی نوجوان شخص کسی عورت پر عاشق ہو گیا تو اظہار عشق کا یہ طریقہ ہے کہ فوراً چھری نکالکر اپنے بازو اور سینے سے خون نکال کر عورت کا سر اور کپڑا بالکل اس سے رنگین کر دیتا ہے اسوقت ایک دوسرا شخص اسکو اس حرکت سے باز رکھتا ہے۔ اور خون لے کر اسکی معشوقہ کی پیشانی پر لگا دیتا ہے بس عشق کی تکمیل ہو گئی۔ عورت بھی پھولی نہیں سماتی اور اپنے عاشق کو صادق سمجھ لیتی ہے۔ اور اپنی سہیلیوں میں بڑے فخر اور ناز سے اپنے عاشق کی داستان بیان کرتی ہے۔ ان کے عشق و محبت کا حال بھی عجیب و غریب ہے۔ اور اسمیں اہل بادیہ کی غیرت و حمیت کا پورا اظہار ہے۔ چونکہ وہ عورتوں اور اپنے معشوقوں کی آنکھ کی تشبیہ ہرن سے دیتے ہیں۔ اسلئے کبھی وہ ہرن نہیں مارتے اور نہ اسکا گوشت کھاتے ہیں۔ اگر کسی شکاری نے ہرن پکڑ لیا ہے تو فدیہ دیکر اسے چھڑا دیتے ہیں۔ میدان جنگ میں بڑی بامردی سے لڑتے ہیں اور اپنی معشوقہ کا نام لے لے کر بڑی جرات سے مشغول بہ پیکار ہوتے ہیں۔ عورتیں بھی اپنے مردوں کو خوشخبریاں دیتی اور غیرت دلا کر لڑاتی ہیں۔

مہدی کا فتنہ جو آخر میں برپا ہوا اسکا نتیجہ سوڈانیوں نے بہت بھگتا۔ اور ان میں اب قابل عزت خصلتیں پیدا ہو چلی ہیں جو قانوناً واجب الترک ہیں۔ اور ابنائے بادیہ کے اعلےٰ خصائل سے بہت بعید ہیں۔ مکر و دغا و کذب و تملق کا رنگ پھیل گیا ہے۔ (دبدبۂ آصفی)

فلاح دارین } امام الحدیث علامہ راغب اصفہانی کی کتاب تفصیل النشاتین فی تحصیل السعادتین کا سلیس اردو ترجمہ۔ امام راغب چوتھی صدی ہجری میں گذرے ہیں جو اسلام کے عین عروج و کمال کا زمانہ تھا اور یہ ان مشہور علماء میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذہب کو مقام فطرت کے مطابق بتانے میں موزوں طریقے پر زور قلم دکھایا ہے کتاب کا موضوع تہذیب اخلاق اور تزکیۂ نفس ہے۔ فاضل مصنف نے ہر بات کی دلیل قرآن کریم کی آیتوں سے دی ہے۔ اور نہایت مدلل پیرایہ میں ثابت کر دیا ہے کہ انسان کی خلقت کا اصل یہ ہے کہ وہ انسانی کمال اور دنیا میں خدا کا خلیفہ کہلانے کا مستحق ہو۔ کتاب بلحاظ مطلب بے نظیر ہے۔ قیمت ۱۲ آنہ۔ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

بدرجہ کی جہالت یا دانستہ غلط بیانی

کیا ہمارے ناظرین یقین کر سکتے ہیں کہ ذیل کے فقرات ایک سربرآوردہ کانگریسی اخبار سے لئے گئے ہیں؟:-

"اگر پنجاب میں مسلمانوں کو قایم مقامی کے علیحدہ حقوق ملنے والے ہیں تو کیا سکھوں کا حق نہیں ہے کہ ان کے ساتھہ بھی اسی قسم کا سلوک کیا جائے۔ کیونکہ اس صوبہ میں سکھہ مسلمانوں سے کیا بلحاظ شمار اور کیا بلحاظ سیاسی اہمیت بلا شک و شبہہ بڑھے ہوئے ہیں۔"

یہ قیمتی ریمارک اخبار انڈین پیٹریٹ مدراس کے قابل اڈیٹر کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں حالانکہ ایک سکول کا طالب العلم بھی جانتا ہے کہ پنجاب کی دو کروڑ آبادی میں سے مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ اور سکھوں کا شمار ۲۰ لاکھہ سے زیادہ نہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صوبہ کی آبادی میں مسلمان ۳ء۵۳ ہندو ۸ء۳۸۔ سکھہ ۵ء۷ اور باقی دیگر مذاہب کے پیرو ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ ایک سرکردہ کانگریسی آرگن سکھوں کی تعداد کو مسلمانوں سے زیادہ بتلاتا ہے یہ معلوم نہیں ایسی بیہودہ تحریر کو پرلے درجہ کی جہالت سے منسوب کیا جاوے یا دانستہ غلط بیانی سے؟ اس پر دعوی ہے کہ ہم حکومت خود اختیاری کے قابل ہو گئے ہیں۔ (آبزرور)

ترکی و ایرانی سرحدی تنازعہ

یورپین اخباروں سے ترکوں اور ایرانیوں کے مابین سرحد ارومیہ پر تکرار واقع ہونے کے جو حالات بہت مبالغہ کے ساتھہ نکلے۔ اور ترکوں پر زبردستی کرنے کا الزام لگایا تھا اسکی تردید میں لنڈن کی ترکی سفارت نے حسب ذیل چٹھی تمام انگریزی اخبارات کے نام ارسال کی ہے۔

"ایران کی آئی ہوئی رپورٹوں سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد السلطان حاکم حکومت ایران نے صوبہ ارومیہ میں رہنے والے رہزن قبائل "لومو" کی سرکوبی پر مامور کیا تھا۔ وہ ہزار باقاعدہ اور بقاعدہ سپاہ اور دس توپوں کو لے کر صوبہ ارومیہ کے اطراف میں آئے اور کئی دن تک شریر قبایل کے لوگوں سے برابر مقابلے کرتے رہے۔ آخر میں انہوں نے رہزن قبایل پر فتح پائی اور ان کے چند مشہور لوگوں کو قتل کر کے میدان سے بھگا دیا۔ مگر اس سے محمد السلطان کی تسکین نہیں ہوئی۔ بلکہ انہوں نے ان قبایل کے لوگوں کا تعاقب جاری رکھکر ان کی کامل بیخ کنی کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس بارہ میں اپنے افسروں اور سپاہیوں کی بکثرت جانیں ضایع ہونے کا بھی کچھہ خیال نہیں کیا۔ اس خبر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ارومیہ جوار میں کیا صورت پیش آئی تھی اور جھیڑ خانی ایرانیوں ہی کی طرف سے شروع ہوئی تھی کہ وہ ترکی علاقہ میں گھس آئے۔ نہ کہ ترکی افواج ایرانی علاقہ میں داخل ہوئیں۔ پھر اسی بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو چند ایرانی افسر اور سپاہی مقتول بتلائے جاتے ہیں اُن کے قاتل ترک سپاہی نہیں تھے۔ بلکہ قبایل لومو کے لوگوں نے ان ایرانیوں کو قتل کیا تھا۔ اور وہ معمولی مقابلہ میں ضایع ہوئے تھے۔" (البشیر)

رسالہ ثبوت واجب الوجود } (ایک دہریہ (منکر خدا) کے رسالہ کا جس نے تمام اہل مذاہب سخت مرزبانی سے تمسخر کیا اور مضحکہ اڑایا ہے) بزبان اردو دندان شکن جواب قابل دید ہے۔ قیمت ۶ / بذریعہ دی پی مل سکتا ہے۔ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

ہندوستان کی خبریں

صوبجات متحدہ کی زراعتی رپورٹ کی نسبت ہدایت دی جاتی ہے اور ۱۹۰۸ء کا اخراجات...

سے ظاہر ہوتا ہے کہ اضلاع بریلی، آگرہ اور سیتاپور میں مویشی کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ اور بعض اضلاع میں مویشی کا مرض بھی موجود ہے۔ اضلاع سے جو رپورٹیں موصول ہوئیں اُن سے تقاوی کے بروقت تقسیم ہونے سے فائدہ عظیم کا مترتب ہونا پایا جاتا ہے۔ جن اضلاع میں مزدوروں کی کثرت ہے وہاں سے دوسرے اضلاع میں مزدور جا رہے ہیں۔ کوہستانی مقامات کی حالت نازک بتلائی جاتی ہے۔ لیکن ہنوز بالکل مایوسی بخش نہیں ✚

رائے بہادر گنگا رام چیف انجینیر ریاست پٹیالہ اور اُن کے احباب نے فسادات راولپنڈی کے متعلق وہاں کے سنٹریوں کا جو نقصان ہوا تھا اسکی تلافی کے لئے ایک فنڈ کھولا ہے۔ نقصان کا اندازہ ۲۸۰۰ روپیہ ہے۔ ۱۱۱۷ روپیہ اب تک وصول ہو چکا ہے ✚

حضور والیسرائے حیدرآباد سے ۱۷ نومبر کی شام کو روانہ ہوئے، دوسرے روز مدراس پہنچے جہاں سے اُسی روز جہاز میں سوار ہو کر ۲۰ نومبر کو رنگون پہنچے۔ اہل شہر نے نہایت سرگرمی سے خیر مقدم کر کے ان کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا۔

اوڑیسہ میں سخت قحط کا عالم ہے۔ غریب لوگ گھاس پات اور درختوں کی چھال پر گذارہ کر رہے ہیں کئی آدمی قحط کی مصیبت برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے موت کا شکار ہو رہے ہیں ✚

دیناج پور کا بنگالی وکیل جسپر ڈاک گاڑی میں دو یورپین مسافروں پر حملہ کرنیکا الزام عاید ہے دفعہ ۳۰۷ زیر دفعہ ۳۰۷ سیشن سپرد کیا گیا ✚

مسٹر ڈبلیو ایل سی آئی ای نے ہندوستان کے چیف کالجوں کے عہدہ انسپکٹری سے استعفا دیدیا۔

نوشہرہ چھاؤنی کے صدر بازار میں طاعون کے دو مہلک کیس ہوئے ✚

فیمن کمشنر صوبجات متحدہ نے قحط زدہ علاقوں میں تقسیم کرنیکے لئے جہانسی کے گودام سے آٹھ ہزار ٹن خشک گھاس منگوائی ہے ✚

لالہ بھگوانداس میونسپل کونسل ایجنسی پٹیالہ کا اپنے وطن میں جو پٹیالہ سے قریب ہے دل کی حرکت بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا ✚

آنریبل مسٹر ہابہاؤس انڈر سیکرٹری ہند و پریذیڈنٹ کمیشن تقسیم اختیارات معہ ممبران ہاؤس گذشتہ جمعہ کے روز بمبئی پہنچے۔ اب کمیشن مذکور کا اجلاس بمبئی میں شروع ہوگا ✚

صاحب فنانشل کمشنر پنجاب جو لاہور سے دہلی گئے ہیں وسط ماہ دسمبر تک اضلاع گوڑگانوہ و رہتک کا دورہ کریں گے ✚

مسٹر ریل سیکرٹری پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ ڈویژنل و سیشن جج ڈیرہ جات مقرر ہوئے ✚

شملہ میں گذشتہ ہفتہ کے اندر خفیف تقاطر ہوا۔ ابر کے محیط آسمان ہونے سے بارش کے امکان کی امید تھی ✚

ہفتہ مختتمہ ۹ نومبر کے اندر طاعونی اموات کی تعداد حسب ذیل تھی :- احاطہ بمبئی و سندھ ۳۰۶۴۔ ریاست میسور ۲۷۰۔ حیدرآباد ۲۶۹۔ ممالک متوسط ۳۰۔ پنجاب ۱۷۲۔ راجپوتانہ ۱۵۵۔ احاطہ مدراس ۱۴۴۔ صوبجات متحدہ ۸۰۵۔ برہما ۴۴۔ بنگال ۲۳ اور صوبہ سرحدی پنجاب ۲۰ ✚ صوبہ شرقی بنگال، کورگ، وسط ہند، کشمیر و بلوچستان مرض سے بالکل محفوظ رہے۔ اسی ہفتہ میں پنجاب کے اضلاع میں طاعونی اموات کی تعداد حسب ذیل تھی :- حصار ۳۵۔ رہتک ۱۵۔ گوڑگانوہ ۴۶۔ دہلی ۴۔ کرنال ۳۲۔ انبالہ ۸۔ ہوشیارپور ۱۱۔ لدھیانہ ۱۔ منٹگمری ۲۔ لاہور ۱۔ امرتسر ۵۔ گوجرانوالہ ۱۔ شاہپور ۵۔ جہلم ۸۔ راولپنڈی ۳۔ اٹک ۱۹۔ ریاست پٹیالہ ۳۲۔ جیند ۳۔ میزان ۲۷۱۔ میزان ہفتہ سابقہ ۳۵۳۔ سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی میزان ۹۳۳ ✚

سرکاری تردید کے باوجود آخر ایسٹ انڈین ریلوے کے ملازمین کی ہڑتال شروع ہو گئی ۱۹ نومبر کو اس لائن کے لوکوسٹاف نے ایکبارگی کام چھوڑ دیا۔ اس سے مال گاڑیوں کی آمدورفت بند ہو جانا لازم ہوگا بجز ڈاک گاڑیوں کے اس سے محفوظ رہنے کی امید تھی مگر غلط ثابت ہوئی۔ بعض سے کلکتہ کی ڈاک سٹیشنوں میں رکی پڑی تھی ✚

اخبار سندھیا (کلکتہ) کے پرنٹر و پبلشر دونوں کے معافی مانگ لینے پر گورنمنٹ نے ان کے خلاف مقدمہ بغاوت کی پیروی سے دستکشی کی اور ۱۸ نومبر کو دونوں ملزم رہا کئے گئے ✚

کلکتہ میں ۱۸ نومبر کو ایک موٹربان کی غفلت سے ایک بڑی عمر کی عورت موٹر کے نیچے کچل کر مر گئی۔ موٹربان پولیس کی حراست میں ہے اور اس پر مقدمہ چلایا جائے گا ✚

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے حال میں باغبانی کی عملی تعلیم کی اشتہار کی ہے۔ ایسے نوجوانوں کو جنہوں نے بقدر ضرورت دیسی تعلیم حاصل کی ہو سہارنپور اور لکھنؤ کے سرکاری باغوں میں اس فن کی عملی تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا ہے ✚

کنور لکھبیر سنگھ خلف اکبر راجہ سر ہرنام سنگھ کے سی آئی ای کی ۱۵ ماہ حال کو بمقام ہوشیارپور ریورنڈ ڈاکٹر کے سی چٹرجی کی دختر نیک اختر سے شادی ہوئی ✚

میجر ڈبلیو پی ٹمنبل آئی ایم ایس سول سرجن مین پوری کسی پر جراحی کا عمل کر رہے تھے کہ انگلی کی ایک خراش کے ذریعہ سے اُن کے جسم میں زہر سرایت کر گیا اور جانبر نہ ہو سکے ✚

سوامی پرمانند بھارتی جو یورپ اور امریکہ میں ۷ سال تک گشت کرنیکے بعد حال میں ہندوستان واپس آئے تھے۔ اُن کے چیلے حال میں امریکہ سے وارد کلکتہ ہوئے ہیں۔ انمیں پانچ لیڈیاں ہیں اور ایک جنٹلمین۔ یہ لوگ بمقام بالی گنج میں ایک ہفتہ آرام لینے کے بعد سوامی صاحب کے مشن کے متعلق مفصلات میں لیکچر دینگے ✚

سورت پر آئندہ اجلاس کانگریس کے انعقاد کی نہایت مستعدی سے تیاریاں ہو رہی ہیں ✚

کمیشن تقسیم اختیارات کے ممبر ہفتہ آئندہ میں مدراس جائینگے ✚

چند روز ہوئے بارہ بنکی میں ۲۰ ڈاکو لٹھے لیکر رات کو ایک متمول بنئے کے مکان پر حملہ آور ہوئے پولیس کو خبر ہوتے ہی کانسٹیبل آ گئے اور فریقین میں خوب لٹھم لٹھا ہوئی۔ چار ڈاکو سخت زخمی ہوئے باقی بھاگ گئے۔ پولیس کے سپاہی بھی تمام کم و بیش زخمی ہوئے۔ مگر ڈاکو ایک پائی کا مال بھی نہ لیجا سکے ✚

لالہ لاجپت رائے کے پہنچنے پر شب کو اکثر ہندو باشندگان لاہور نے شہر اور انارکلی میں جابجا روشنی کی اور آتشبازی چھوڑی۔ اور کئی مقامات پر انگریزی باجہ بہت رات گئے تک بجتا رہا ✚

گذشتہ اتوار کو ریٹ پیئرز ایسوسی ایشن لاہور کا ایک جلسہ لاہور میں مجوزہ ہاؤس ٹیکس پر اظہار ناراضی کی غرض سے منعقد ہوا اور قرار پایا کہ ۲۴ نومبر کو ایک پبلک جلسہ اہل لاہور کا عام اظہار ناراضی کی غرض سے منعقد کیا جائے ✚

بابو بپن چندرپال کو گذشتہ پیر کے روز پریذیڈنسی جیل کلکتہ سے جیل خانہ بکسر کو منتقل کیا گیا۔ ان کی ....

برہما آئیل کمپنی کے ۳۴۰۰ ٹین کے باکس روغن پٹرول سے بھرے ہوئے بندرگاہ رنگون میں اُترنے والے تھے کہ رات کے وقت آگ لگ جانے سے سب کے سب بالکل جل کر تباہ ہو گئے ✚

صاحب چیف پلیگ میڈیکل آفیسر پنجاب کی میعاد ملازمت میں جو ماہ مارچ آئندہ میں ختم ہونیوالی تھی تین سال کی توسیع کی گئی ہے ✚

کاشتکاران پنجاب کو تقاوی دینے کے لئے گورنمنٹ پنجاب نے پندرہ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے ✚

نارتھ ویسٹرن ..... ریلوے کو یکم اپریل سے ۹ نومبر تک ۴۳۳۴۰۴۶۴۴ روپیہ کی آمدنی ہوئی جو سال گذشتہ کے اسی عرصہ سے بقدر ۲۸۹۶۲۸۴۴ روپیہ زیادہ ہے ✚

صاحب کمشنر لاہور ڈویژن نے میلہ مویشی دھسیان کے موقعہ پر گوجرانوالہ میں ایک مختصر دربار

بہار منعقد کرکے مستحقین کو مختلف انعام اور اسناد تقسیم کیں۔ ضلع کے تمام سول وملٹری وبائی وکرسی نشین جلسہ میں شریک تھے +

ڈسٹرکٹ بورڈ پشاور کے حسابات میں تغلب پایا گیا۔ سنا ہے کہ بعض ملازمین متعلقہ پر مقدمہ چلایا جائیگا +

ہندوستان میں امسال میں جو جدید ۲۸ سولین مقرر کئے گئے ہیں انہیں ۴ ہندوستانی ہیں +

کلکتہ پولیس کے ممتاز اہلکاروں نے اخبارات سٹیٹسمین و بنگالی کے خلاف جو اپیل دایر کیا تھا اس سے دست کشی کرلی +

سر ہربرٹ رسلے سوم سکرٹری گورنمنٹ ہند ولایت سے کلکتہ پہونچ گئے اور فی الحال وہیں مقیم رہینگے +

پچھلے دنوں جس بنگالی عورت کو پولیس نے بمبئی میں قریباً ۴۰ ہزار روپیہ نقد اور زیور وغیرہ سمیت گرفتار کیا تھا اُسے اپنے خاوند کی اعانت کی پاداش میں جو ایک مشہور بدمعاش ابھلا ہیرن ہے عدالت سے تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی۔ پولیس نے نہایت ہمت اور کوشش سے تمام مال برآمد کرلیا +

میسور کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں آجکل سودیشی پرچار کا بہت چرچا ہے اور کئی جگہ ولایتی مال و اسباب اکٹھا کر کے جلایا جارہا ہے +

فسادات کلکتہ کی غیر سرکاری رپورٹ تیار ہوگئی اسمیں گواہوں کے بیانات درج ہیں اور ۹۶ صفحوں پر مشتمل ہے۔ ان فسادات کے متعلق سرکاری تحقیقات کی کارروائی بھی گذشتہ پیر کے روز ختم ہوگئی اور رپورٹ ہفتہ آئندہ میں گورنمنٹ کے پاس ارسال کی جائیگی +

میسرز مارکس اینڈ کمپنی جوہریان بمبئی کے ایک یوروپین ملازم کو کمپنی کا تین ساڑھے تین ہزار روپیہ غبن کرنے کے جرم میں ہائیکورٹ بمبئی سے ۲ سال قید سخت کی سزا ہوئی۔ اسی روز اسی عدالت سے ایک یوروپین چابک سوار کو ایک ماہ قید سخت کی اس جرم میں سزا ہوئی۔ اُسنے ایک راہ چلتے انگریز سے ایک روپیہ مانگا اور انکار کرنے پر اُسکے منہ پر تھوک دیا اور بدتہذیبی سے پیش آیا +

بمبئی کے بجٹ بابت سال آئندہ کے نہایت قابل اطمینان ہونے سے وہاں کی میونسپلٹی نے یہ تجویز قرار دی ہے کہ غلہ پر محصول چُنگی بالکل معاف کردیا جائے اور محصول آبرسانی میں بھی تخفیف کردیجائے +

یہ خبر نہایت افسوس سے سُنی جائیگی کہ مسٹر ڈبلیو بیل ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب جو ایک سال کی رخصت لیکر ولایت تشریف لے گئے ہیں غالباً واپس نہیں آئینگے +

ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر معہ ارکان ریاست سرینگر سے اس ہفتہ میں جموں پہنچنے والے ہیں +

ہز ایکسلنسی لارڈ کچنر معہ سٹاف بذریعہ سپیشل ٹرین بدھ کے روز جہلم پہنچے اور وہاں سے بغرض شکار پونچھ کو روانہ ہوئے +

اخبار بہاری کے ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر بابو بھوشنکر وشنو یادو کے خلاف جو مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ الف تعزیرات ہند باغیانہ مضامین لکھنے کے لئے بمبئی میں دایر تھا اسمیں اسے دو سال قید اور تین سو روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی تین ماہ قید مزید کی سزا ہوئی +

کمیشن تحقیق مزدوران بمبئی کے کارخانجات کا ملاحظہ کررہی ہے +

جسٹس سبرامنیا ایر کے مستعفی ہوجانے پر مسٹر سنکارن نیئر ان کی جگہ عارضی طور پر جج ہائیکورٹ مدراس مقرر ہوئے اور مسٹر شیو سوامی ایر آخرالذکر کی جگہ قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل مقرر ہوئے +

مہاراجہ بھاؤنگر نے بوجہ قلت باران و گرانی کے حکم دیا ہے کہ زراعت پیشہ اشخاص پر وصول یابی کی ڈگریاں ایک سال تک ملتوی کردی جائیں +

ناگپور کی مشہور سودیشی ملز کا کارخانہ مسرز بیٹسٹ اینڈ برادرز کے حوالہ کیا گیا +

باریسال میں افواہ ہے کہ مسٹر اسوینی کمار دت جو وہاں کے نامور لیڈر ہیں جلاوطن کئے جائیں گے +

ادھروال ضلع جہلم میں سکھوں کا گردوارہ جلائے جانے کے متعلق تفتیش ہورہی ہے بارہ ملزموں پر صاحب ڈسٹرکٹ جج جہلم کی عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ ۱۶-نومبر ۱۹۰۶ء

رائے گیا نندناتھ چکرتی بہادر انسپکٹر مدارس حلقہ چہارم لکھنؤ کو ۲۲ اکتوبر سے ایک سال کی مجتمع رخصت ملی +

بابو چرنجی لال ڈپٹی کلکٹر باندہ کو ۲۲ اکتوبر سے ۳ ماہ کی رعایتی رخصت ملی +

مسٹر اے اے حسن علی جائنٹ مجسٹریٹ کی رخصت فرلو میں ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر ایک سال کی توسیع ہوئی +

منشی اجودھیا پرشاد ڈپٹی کلکٹر کی رعایتی رخصت میں ۲ ہفتہ کی اور پنڈت چندر دت پانڈے ڈپٹی کلکٹر الہ آباد کی رعایتی رخصت میں ایک ماہ کی توسیع ہوئی +

منشی کرم احمد ڈپٹی کلکٹر اعظمگڈھ کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر چھ ماہ کی رخصت عطا ہوئی +

پنڈت سری دھر ناگر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ پنجم بنارس رائے گیا نندناتھ چکرتی بہادر کی جگہ قائم مقام انسپکٹر مدارس حلقہ چہارم لکھنؤ مقرر ہوئے +

بابو جگت نرائن منصف پیلی بھیت ضلع بریلی ایڈیشنل سب آرڈینیٹ جج علیگڈھ مقرر ہوئے۔

پنڈت شمبھو ناتھ منصف کانپور سبکدوشی پر قائم مقام ایڈیشنل سب آرڈینیٹ جج کانپور مقرر ہوئے۔

پنڈت سالگرام تیواری تحصیلدار فیض آباد عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر سلطانپور مقرر ہوئے +

مسٹر جے سی سمتھ جائنٹ مجسٹریٹ رخصت سے واپسی پر للت پور ضلع جھانسی میں متعین ہوئے +

کپتان ایچ جے والٹن آئی ایم ایس سول سرجن بلندشہر خاص خدمت پر بمقام رڑکی مامور ہوئے +

مسٹر الفریڈ ارنسٹ پار صاحب وزیر ہند کی منظوری سے ۲۶ اکتوبر سے ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت صوبجات متحدہ مقرر ہوئے +

رخصت سے واپسی پر مسٹر ایس آر ڈینیلز ڈسٹرکٹ و سیشن جج باندہ میں مسٹر ایچ کے گریسی مجسٹریٹ و کلکٹر اٹاوہ میں منشی ممتاز علیخان خان بہادر اناؤ میں۔ منشی اجودھیا پرشاد ڈپٹی کلکٹر بلند شہر میں۔ مسٹر ایف سی چیمیئر قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ بطور اسسٹنٹ کمشنر بہرائچ میں اور رائے رادھا رامان بہادر ڈپٹی کلکٹر بدایوں میں متعین ہوئے +

مسٹر جے ایل جانسٹن قائم مقام ڈسٹرکٹ و سیشن جج باندہ سبکدوش ہوکر عہدہ جائنٹ مجسٹریٹی پر بجنور میں واپس آئے +

مسٹر سی ڈبلیو گرانٹ قائم مقام جائنٹ مجسٹریٹ للت پور سے سبکدوش ہوکر مثل سابق ضلع جھانسی میں متعین ہوئے +

منشی شمس الدین خان منصف جو پور نگینہ ضلع مرادآباد کو اور مسٹر عبدالحلیم منصف سید پور ضلع غازیپور سبکدوش ہوکر آنولہ و فریدپور ضلع بریلی کو تبدیل ہوئے +

مسٹر ڈبلیو ای ایم کیمبل قائم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر اٹاوہ سبکدوش ہوکر عہدہ جائنٹ مجسٹریٹی پر واپس گورکھپور آئے +

شیخ مولا بخش سب آرڈینیٹ جج علیگڈھ سے سہارنپور کو تبدیل ہوئے +

اسلامی دنیا

مصر کے مشہور محب وطن مصطفےٰ کامل پاشا مرحوم کے اخبار اللوا نے جو ہر سال پانچ لائق ہونہار نوجوانوں کو فن اخبار نویسی میں اعلےٰ مہارت پیدا کرنے کے لئے یورپ بھیجنے کا کار آمد سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ نوجوان حاصل تعلیم کے بعد اپنی زندگی قوم و ملک کی خدمت کے لئے وقف کرینگے ۔ اس سلسلہ میں پہلا نوجوان سید علی نامی اللوا کے اڈیٹوریل سٹاف سے منتخب کیا گیا ہے جسے پیرس میں اس غرض کے لئے ۲۰ پونڈ ماہوار وظیفہ ملے گا ✦

شاہ سیام کو جو واپس پر مصر کے راستے گئے ہیں۔ وہاں کے مشہور مقامات و بناد وغیرہ کی خوب سیر کرائی گئی۔ ✦

مصر کے حادثہ دنشادی کے قیدیوں کی تخفیف سزا کے بارہ میں بہت سے ممبران پارلیمنٹ نے سر ایڈورڈ گرے کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی تھی۔ مگر انہوں نے اس بارہ میں کسی قسم کی مزید کارروائی کرنے سے انکار کیا ✦

ہمعصر پایونیر کا خاص پیام تار لنڈن ۱۸ نومبر مظہر ہے کہ ناصر القلاوس نے مقام سوما کے قریب مولانا حفیظ کی سپاہ سے جنگ کی جو شکست کھا کر بھاگ گیا اور بہت سا مال و اسباب اور اسلحہ وغیرہ بھی وہیں چھوڑ گیا ✦

گذشتہ سے پیوستہ جمعہ کو لاہور کی شاہی مسجد میں بعد نماز جمعہ اسمتھ نامی ایک ۳۳ سالہ نوجوان انگریز نے جو کچھ عرصہ سے نواب فیض اللہ خاں صاحب آف پیرو ارک ۔ ال ۔ کے پاس بطور پرائیویٹ سیکرٹری ملازم ہے بطیب خاطر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام سعدالدین حیدر رکھا گیا ۔ اس کے علاوہ نواب صاحب موصوف جاگیر کا ایک ہندو منتظم اور چھ سات بیکانیری ہندو بھی اسی روز مشرف باسلام ہوئے ✦

گذشتہ ہفتہ کے روز شہزادہ ہمایوں جاہ مرزا محمد اصغر بہادر خلف سابق شاہ اودھ چوری خیانت مجرمانہ اور جعلسازی کے الزام پر مسٹر جائینٹ مجسٹریٹ علی پور کی عدالت میں پیش کئے گئے ✦

ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار پایہ تخت روس سے لکھتا ہے کہ روسی جرمنی کوٹھیوں کے پیام تار کے مطابق شیراز میں دو کانیں لٹ رہی ہیں جسکا فوری تدارک درکار ہے ورنہ کام بالکل بند ہو جانیکا اندیشہ ہے ✦

بمبئی میں آجکل حاجیوں کی نہایت کثرت ہے۔ سرائیں اور مسافر خانے ان سے بھرے پڑے ہیں اور جہاز انہیں لاد کر جدہ کو روانہ ہو رہے ہیں ✦

وکٹوریہ گرلز ہائی سکول لاہور کے لئے ایک بڑا فنڈ یا ایک بہم پہونچانے کو میونسپل کمیٹی لاہور نے ۲۵ ہزار روپیہ منظور کیا ہے ✦

میجر پالنسن متعلقہ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ انگلستان سے رخصت سے واپسی پر صوبہ سرحدی میں عارضی طور پر ایڈیشنل ریونیو کمشنر مقرر ہونگے ✦

مسٹر ڈابی اکونٹنٹ جنرل مدراس کے ریٹائر ہونے پر ان کی جگہ مسٹر گیٹاک حال اکونٹنٹ جنرل لاہور مقرر ہوئے اور مسٹر ہانکیل قایم مقام اکونٹنٹ جنرل بمبئی مسٹر الیف سی ہیریسن سے سبکدوش ہوکر اکونٹنٹ جنرل لاہور مقرر ہوئے ✦

ایسٹ انڈین ریلوے کی سٹرائیک کی نسبت تازہ خبر ہے کہ اسنول مغل سرائے کانپور الہ آباد غازی آباد اور کا تکا تمام بڑے بڑے سٹیشنوں پر انگریزی اور دیسی ڈرائیوروں نے ایکا کرکے کام چھوڑ دیا ہے۔ خصوصاً مغل سرائے اور اسنول کی طرف مسافروں کو سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ ڈرائیوروں سے گڈز کر سٹیشن سٹاف بھی سٹرائیک سے متاثر ہونے لگا ہے اور اندیشہ ہے کہ شاید یہ سٹرائیک دوسری لائنوں تک بھی پھیل جائے۔ کلکتہ اور بمبئی کی ڈاک ایک دو روز تک اسنول اور الہ آباد وغیرہ میں رکی رہی اور پنجاب میں تقسیم نہ ہوئی۔ اب بنگال ناگپور ریلوے اور اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کی راہ سے بھیجی جا رہی ہے ۔ لوکو سٹاف اپنے مطالبوں پر نہایت سختی سے قائم ہے ادھر حکام ریلوے مصر ہیں کہ جب تک وہ کام پر نہ آئیں گے۔ شکایات کی طرف توجہ نہ کی جائے گی ۔ سٹرائیکروں کے مصر رہنے سے پایا جاتا ہے کہ حکام ریلوے کو آخرکار ان کے مطالبے منظور کرنے پڑینگے ✦

ممالک غیر

پایہ تخت روس کا پیام تار مظہر ہے کہ بالٹک کے جائے جہاز سازی میں آگ لگ گئی ۔ دو زیر تعمیر جہاز بالکل تباہ ہو گئے اور دو کو سخت نقصان پہنچا ✦

قیصر جرمنی اور انکی بیگم صاحبہ۔ شاہ و ملکہ ہسپانیہ اور ملکہ ناروے و ملکہ پرتگال نے گذشتہ اتوار کے روز حضور ملک معظم و ملکہ معظمہ کے ہمراہ ایوان ونڈسر میں طعام لنچ تناول فرمایا ✦

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مالیہ کی نازک حالت ابھی رفع نہیں ہوئی آئے دن کئی کمپنیوں بنکوں اور ٹرسٹوں کے دیوالے نکل رہے ہیں ✦

میکاڈو شہنشاہ جاپان کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔ اگرچہ اسکا شاہی خاندان سے تعلق نہ سمجھا جاتا تھا لیکن غیر سرکاری طور پر اسکا ماتم کیا جائے گا ✦

جرمنی کے بجٹ بابت سال آئندہ میں بحری اخراجات کے لئے ۴۰ لاکھ پونڈ کی زائد رقم منظور کی گئی ہے جو تین جنگی جہازوں ایک بڑے اور دو چھوٹے کروزروں اور ایک دریائی جہاز کی تعمیر پر صرف کی جائے گی ✦

قیصر جرمنی ۱۸ نومبر کو دو ہفتہ کے آرام کے لئے ہائی کلیف متصل بورن ماؤتھ کو روانہ ہوئے اور قیصرہ بعزم جرمنی ہالینڈ کو روانہ ہوئیں جہاں ملکہ ولہلمینہ سے ملاقات کرینگی ✦ قیصر نے ایوان ونڈسر کے ملازمین کو دو ہزار پونڈ بطور بخشش مرحمت فرمائے ✦

پایہ تخت جاپان کا پیام تار مظہر ہے کہ چینی سپاہیوں کی ایک جاپانی پلٹن نے جزیرہ فارموسا میں بغاوت کرکے ۲۶ جاپانی پولیس کے سپاہیوں اور سویلین ملازموں کو ہلاک کر ڈالا اور انکے علاوہ کئی عورتوں اور بچوں کو بھی تہ تیغ کیا ✦

چین کے مقام شینشن میں انگریزی ڈاک خانہ کے بند ہو جانے کی خبر قبل ازیں لکھی جا چکی ہے لیکن تازہ اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال وہاں کی ایجنسی کو قایم رکھنے کی تجویز قرار پا گئی ہے اور حسب سابق وہاں کے خطوط پر ایک آنہ فی اونس یا حصہ اونس کے حساب سے محصول لگیگا ✦

سر ہنری کیمبل بنرمین وزیر اعظم انگلستان ڈاکٹری مشورہ کے مطابق چند ہفتے بالکل آرام کرینگے ✦

گذشتہ دو سال کے عرصہ میں قلمرو روس کے اندر ہنگاموں اور فسادات کے برپا رہنے کی وجہ سے ۲۱۴۴ شخص ہلاک اور ۴۰۷۰ زخمی ہوئے۔ جن لوگوں کو پھانسی اور گولی سے ہلاک کرنے کی سزا ہوئی ان کی تعداد ۳۲۸۱ تھی جن میں ۳ ہزار سپاہی ۱۱۲ ناظر اور قید خانوں کے سوپروائیزر ۴ وزیر اور ۳۸ حکام صوبجات و اضلاع اور باقی عام اشخاص تھے ✦

کچھ جاپانی جو برٹش کولمبیا سے علاقہ واشنگٹن میں گھس آئے تھے گرفتار کرکے اسی علاقہ میں واپس کر دیئے گئے۔ سرحد پر چالیس میل تک پولیس کا پہرہ رہتا ہے ✦

مسٹر چرچل نے مشرقی افریقہ کے مقام انٹیب میں ہندی الیان تجارت میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہندوستانیوں نے مشرقی افریقہ کی ترقی میں نہایت ممتاز حصہ لیا ہے ✦

لندن کا اخبار ڈیلی ٹیلیگراف بڑے دن کی تقریب پر غدر کی یادگار میں غدر کے بہادروں کو ایک شاندار دعوت دینے کی تجویز کر رہا ہے۔ لارڈ رابرٹس اور لارڈ کرزن نے اسمیں نمایاں حصہ لینے کا وعدہ کیا ہے ✦

رفیع بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل امرتسر

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

نمبر ۶۹ | مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء ۲۰ شوال ۱۳۲۵ھ یوم چارشنبہ | جلد ۱۳

قیمت محصولڈاک

ششماہی	سالانہ	پیشگی
۷ شلنگ	۱۲ شلنگ	ممالک غیر سے
للعہ	للعہ	امرا و رؤسا سے
صہ	للعہ	عام خریداروں سے
للعہ	سے	طلبا و کم استطاعت اصحاب سے

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنے کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے

فہرست مضامین نمبر ہٰذا

دلچسپ

ایڈیٹوریل

مسلمانوں کی حق تلفیاں (قابل توجہ صاحب فنانشل سکرٹری) عظیم الشان ریکو نشر انکلیب۔ شاہی کمیشن

مقدمہ بانڈی کا خبط۔ ٹیسیون اور مسلمانوں کی طرفداری

مراسلات

بنارس میں ملیریا۔ قحط۔ دہلی۔ اعلان۔

سرسید میموریل فنڈ۔ مرزا صاحب قادیانی کو ہمارے نجومی

منقولات

مسٹر گوکھلے کی تقریر سے متعلق حضور نظام کی تقریر۔ دونوں تصویروں کا ملاحظہ ہو۔ دکٹوریہ میموریل کو ایک قیمتی عطیہ

ہندوستان کی خبریں

اسلامی دنیا — ممالک غیر

اشتہارات

وکیل امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ
نمبر ۶۹

مسلمانوں کی حق تلفیاں

(قابلِ توجہ صاحب وزیر ہند)

باوجود سرکار انگلشیہ کی اعلیٰ درجہ کی انصاف پسندی کے۔ اور باوجود اس امر کے بار بار اعلان کئے جانے کے کہ گورنمنٹ عالی وقار کا یہ ہرگز منشا نہیں کہ ایک قوم کی بیجا حمایت میں کسی دوسری قوم کی حق تلفی روا رکھی جائے۔ ہم نہایت افسوس اور حسرت بھری نگاہ سے یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ مسلمانان ہند جیسی وفادار قوم کی حق تلفیاں برابر ہوتے جاتی ہیں اور ایک سلسلۂ زبردست سایہ قوم قدم قدم پر کستے چل رہی ہے اور اسکی تمام تمناؤں اور جائز خواہشات کو خاک میں ملا رہی ہے۔ ان حق تلفیوں کا الزام ہم نہ گورنمنٹ پر لگاتے ہیں نہ مسلمانوں پر۔ بلکہ انہیں قوم بدنصیب کی بدنصیبی پر محمول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے۔ مسلمانوں کی آواز جب گورنمنٹ تک پہنچتی ہی نہیں۔ اور اُن کے دردِ دل سے جب وہ پوری طرح آگاہ ہی نہیں ہونے پاتی۔ تو اُسکی سرد مہری کی شکایت کرنا ہمارے لئے نظریاً عبث ہے مگر ساتھ ہی اسکے جب ہم مسلمانوں کی کمزوری پر نظر ڈالتے ہیں اور اُن کی مخالفت پر ایک اُن سے زیادہ زبردست اور ستعد جانے والی جماعت کو ہر وقت آمادہ پاتے ہیں تو اُن کی اصلی آواز گورنمنٹ تک نہ پہنچنے پر ہم انہیں بھی کوئی الزام نہیں دے سکتے۔ یہ ایک جداگانہ مسئلہ ہے کہ وہ اس درجہ بدنصیب کیوں بن گئے اور انہوں نے اپنے آپکو اسقدر کمزور کیوں ہو جانے دیا کہ اُن کی آواز بھی حکام وقت کے کان تک نہیں پہنچتی۔ اُن کی کمزوری انقلاب سلطنت کا لازمی نتیجہ تھی۔ حکمران قوم کا محکوم بن جانا کوئی خفیف سا انقلاب نہیں جس کا لحاظ اس قوم کی معیار انہیں پر رائے قائم کرنے میں نہ رکھا جائے جس قوم نے دنیا میں کتنے ہی حکومت شروع کر دی ہو۔ اور اب سے ایک صدی قبل تک نہایت دبدبہ اور شان و شوکت کی حکومت کی ہو اسکا یکایک محکوم بنکر اپنے جدید حاکموں کے جدید علوم و فنون اور جدید تمدن و معاشرت میں ترقی کر لینا اتنا آسان ہرگز نہ تھا جتنا کہ ایک دوسری قوم کا ان علوم جدیدہ میں ترقی کر لینا جسکو کہ محکومی کی عادت بہت پہلے سے پڑ چکی تھی۔ اور جسے نئی حکمرانوں کی طبیعت کے مطابق اپنے آپ کو بنا لینے کی پکی مشق حاصل تھی۔ مسلمانوں میں حکمرانی کی بو آبائی تھی۔ انہیں ہمیشہ اپنے ہی علوم و فنون پر ترقی کرنے کا موقع ملا۔ وہ جہاں گئے ملنے وہاں کے علوم و فنون کو ساتھ لیتے گئے۔ جہاں پہنچے وہاں اپنی طرز معاشرت کو لوگوں میں رائج کیا جس ملک میں قدم رکھا وہاں اُستاد بننے کا شرف حاصل کیا۔ سلطنت کا اُن کے ہاتھ سے جاتا رہنا ہی انہیں ایک بکتے کے عالم میں رکھنے کے لئے کافی تھا مگر اسپر اضافہ یہ ہوا کہ انہیں ایک اجنبی قوم کی شاگردی کا پہلی ہی مرتبہ اتفاق ہوا۔ اور انہیں وہ علوم سیکھنا پڑے جو اُن کی طبیعت کے خلاف تھے۔ اور جسے ایک عرصہ تک وہ مذہبی غلط فہمی کے باعث خلاف شرع سمجھتے رہے۔ انہیں ایک ایسے تمدن کی طرف رجوع کرنا پڑا جسے ابتدا میں انہیں نہایت نفرت سے دیکھا تھا۔ مغربی علوم میں اُنکی فضیلت ابھی نئے دور میں اُن کے کام نہ آئی۔ اور جب آنکھ کھلکر اُنہوں نے اپنی پستی کو دیکھا اور اپنے میں سے بعض روشن خیالوں کی مدد سے اپنی مذہبی غلط فہمیوں کو دور کیا تو انہیں اپنی طبیعت کو علوم جدیدہ سے مانوس کرنیکا خیال پیدا ہوا۔ مسلمان بیچارے بمعیت تمام اس جدید عہد میں ہیں۔ مگر ہندو اس اثنا میں علوم مغربی کی تحصیل میں بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ ہندوؤں کو اپنا قدیم تمدن چھوڑے ہوئے عرصہ گذر چکا تھا۔ مسلمانوں کی محکومی میں رہکر محکوم بننے میں وہ مشتاق ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی طرز معاشرت کو خیرباد کہکر مسلمانوں کی طرز معاشرت اسطرح اختیار کر لی تھی جسطرح کوئی پُرانا پیراہن اُتار کر نیا پیراہن پہن لیتا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی زبان سیکھنے میں کبھی کسی قسم کی مذہبی غلط فہمی کو مخل نہ ہونے دیا۔ مسلمانوں کی محکومی سے نکلکر جب وہ انگریزوں کی محکومی میں آئے تو انہوں نے اپنی حالت میں کوئی فرق محسوس نہ کیا محکومی میں جیسے وہ مسلمانوں کے عہد میں تھے ویسے ہی انگریزوں کے بھی عہد میں ہیں جسطرح مسلمانوں کی زبان سیکھنے میں اُنہوں نے مستعدی کا اظہار کیا تھا۔ اور وہ باتیں لینے میں پیدا کر لی تھیں جنکی اُس عہد میں قدر تھی۔ اسی طرح انگریزوں کی زبان سیکھنے اور اُن کی اُن باتوں کے اخذ کرنے میں بھی وہ مستعدی دکھلا رہے ہیں جو انگریزوں کی نگاہ میں محبوب ہیں۔ انہیں نہ کسی نئے کام کے لئے اپنی طبیعت کو مانوس کرنا پڑا نہ کسی ایسے مرحلہ کے طے کرنے کی انہیں ضرورت پڑی۔ جو پہلے کبھی ہنوز طے نہ کیا ہو لیس آج کے دن مسلمانوں اور ہندوؤں میں مغربی تعلیم کے اعتبار سے جو تفاوت نظر آتا ہے وہ لازمی نتیجہ ہے۔ ان واقعات کا جن کے بدلنے کی نہ گورنمنٹ کو قدرت تھی نہ مسلمانوں کو یہی وجہ ہے جو ہمیں اس نتیجہ پر آنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ کمزوری کے باعث جو اُنکی حق تلفیاں آج کل ہو رہی ہیں اُنکا الزام نہ مسلمانوں پر عائد ہو سکتا ہے نہ گورنمنٹ پر۔ مگر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ایک ایسی کمزوری کا علم حاصل ہونے کے بعد جو موجودہ گورنمنٹ کے تسلط سے قبل اس ملک پر حکمران تھی۔ اور جو اب اپنی وفاداری میں کوئی نظیر نہیں رکھتی۔ گورنمنٹ کا اُس قوم کو حق تلفیوں سے محفوظ رکھنے کا کوئی خاص اہتمام نہ کرنا ایک ایسی غلطی ہوگی جسکے حاکم و محکوم دونوں کے لئے مساوی طور پر مضر ہونے کا اندیشہ ہے۔

علاوہ اُس تفاوت کے جو ہندو مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی حالت میں نظر آتا ہے ہندوؤں کی کثرتِ آبادی نے اور شاید نہیں اورنگزیب کے مفروضہ مظالم کا زمانہ حال کے مسلمانوں سے بدلہ لینے کے خیال نے مسلمانوں کی حالت کو اور بھی زیادہ گورنمنٹ کی توجہ کا محتاج بنا دیا ہے۔

ہندوؤں کے اس بدلہ لینے کے خیال نے مسلمانوں کے لئے طرح طرح کی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ اور قابل افسوس یہ امر ہے کہ مسلمانوں کے پاس کوئی معقول ذریعہ نہیں جس سے وہ اپنی شکایات گورنمنٹ تک پہنچائیں۔ ان کے اخبارات بہت تھوڑے ہیں۔ اور جو ہیں وہ بوجہ اپنی قلت تعداد کے اپنی آواز کو گورنمنٹ تک پوری قوت کے ساتھ پہنچا نہیں سکتے۔ اُن کے قائم مقام اب تک کونسلوں میں برائے نام رہے ہیں۔ ان کے دوست اور اُن کے حامی ولایت میں بہت ہی کم ہیں۔ اُن کی طرف سے کسی معاملہ میں پارلیمنٹ میں کوئی سوال تک کرنے والا نہیں۔ سرکاری محکموں میں اُن کی قلت ہے برعکس اسکے ہندوؤں کے اخبار ملک میں نہایت تیزی کے ساتھ پھیل رہے ہیں۔ اور وہ سب کے سب ہم آواز ہو کر اسقدر شور مچاتے ہیں کہ دوسرے کی آواز تک نہیں سننے دیتے۔ وہ جو کچھ لکھتے ہیں محض ہندوؤں کی حمایت میں لکھتے ہیں۔ اور اپنی آواز کو ہندوؤں کی نہیں بلکہ سارے ملک کی آواز بتا کے گورنمنٹ کو اور انگلستان کی پبلک کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہندو اخبارات کی کثرت تعداد اور تواتر کے ساتھ اُن کا اپنے راگ کو الاپے جانا۔ انگلستان کے باشندوں کو اکثر مغالطہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور انگلستان والے اُن کی آواز کو ملک کی آواز سمجھکر اُن کی حمایت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور اُن سے کچھ ہو کہ میں آکر جن وجوہ سے مسلمانوں کی مزید کمزوری کا باعث ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کے متعلق

بکوئی ادنےٰ سپاہی واقعہ ہندوستان میں پیش آتا ہے تو پارلیمنٹ میں فوراً اُس واقعہ کی نسبت ایک سوالات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اگر کسی شہید دولت اور شریر جو کریسے کو توجہ اسکے کسی خلاف قانون حرکت کے عدالت سے بیدکی سزا کا حکم ہوتا ہے تو پارلیمنٹ میں صاحب وزیر ہند کو سوالات سے پیچھا چھوڑانا مشکل ہوجاتا ہے۔ اگر کسی ایڈیٹر کو مفسدہ پردازی کے جرم میں عدالت سے سزا دیجاتی ہے۔ تو پارلیمنٹ میں سفارش ہوتی ہے کہ گورنمنٹ اسکا قصور معاف کردے اگر کسی پولیٹکل مجرم کو جلاوطنی کا حکم ہوتا ہے تو اسکے متعلق سوالات کا ایک لمبا تانتا بندھ جاتا ہے جو باوجود دندان شکن جوابوں کے ختم ہونے کے ٹوٹنے ہی میں نہیں آتا۔ مسلمانوں کے بڑے بڑے معاملات ہیں جو مذکورہ بالا واقعات سے بدرجہا اہم اور ضروری ہیں۔ مگر کوئی خدا کا بندہ پارلیمنٹ میں ایسا نہیں جو کبھی مسلمانوں کو محض طفل تسلی دینے ہی کی غرض سے چند سوالات اُن کے معاملات کے متعلق کردیا کرے۔ ہندو ممبران کونسل ہیں کہ وائسرنگل کونسل میں کھلے کھلے الفاظ میں ہندوؤں کو بیقصور قرار دیکے کہ بےچینی ملک کا سارا الزام گورنمنٹ ہی کے سر تھوپتے ہیں اور گورنمنٹ کو علانیہ دھمکی دیتے ہیں کہ اگر بنگال کے ہندوؤں کی خاطر تقسیم بنگال کو فوراً موقوف نہ کیا گیا تو دس برس کے اندر اندر گورنمنٹ کو ایسی مشکل کا سامنا ہوگا۔ جس کا مقابلہ اس سے نہ ہوسکیگا اور بنگال کا بچہ بچہ اسکا دشمن جانی ہوجائیگا۔ ہندو ممبران کونسل خفیف خفیف سی اشتر گربہ کے معاملات کو کونسل میں پیش کرکے ان پر قومی اور مذہبی رنگ چڑھانے میں دریغ نہیں کرتے۔ لیکن یہ سوال نہ کبھی پارلیمنٹ میں ہوتا ہے نہ وائسرنگل کونسل میں۔ کہ باوجود اسکے کہ مسلمان انگریزی تعلیم میں بنسبت پہلے کے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ اُن کی تعداد سرکاری ملازمت میں کیوں کم ہوتی جاتی ہے۔ ایک زمانہ میں مسلمان ججان ہائیکورٹ کی تعداد تین تک پہنچ گئی تھی مگر اب کیوں صرف ایک ہی رہگئی ہے۔ برٹش حکومت میں جہاں ہرشخص کو اپنے مذہبی فرائض کی انجام دہی کی پوری آزادی ہے۔ کیوں بعض مقامات میں اب تک مسلمان ہنود کے ساتھ اذان نہیں دینے پاتے۔ کرنل ییٹ سابق ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان نے حکم نافذ فرمایا تھا کہ جب تک بلوچستان کے تمام سرکاری محکموں میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ فیصدی نہ ہوجائے۔ کوئی غیر مسلم ملازم نہ رکھا جائے۔ اس حکم پر عمل ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہوتا تو کیوں۔ یہ اور اس قسم کے صدہا معاملات ایسے ہیں جنکے متعلق گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ مگر جن ذریعوں سے ہمارے ہندو احباب گورنمنٹ کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرتے ہیں اُن میں سے ایک ذریعہ بھی ہمارے پاس کی نہیں۔ نہ ہمارے پاس اس کثرت سے اخبارات ہیں۔ جو ہماری قومی آواز کو شور مچاکر ملکی آواز ہونے کا دھوکا دیں۔ اور چیخ پکار سے انگلستان کی ایک جماعت کو اپنا ہمدرد بنالیں نہ انگلستان میں ہمارے ایسے معاونوں کی معقول تعداد ہے جو ہمارے معاملات پر نظر رکھا کریں اور حسب موقع پارلیمنٹ کو ان پر متوجہ کرتے رہیں۔ گورنمنٹ ہند تک بھی ہماری آواز مخالفین کے شور کی وجہ سے حسب ہمدگی سے جا پہنچنے نہیں پہنچتی۔ انگریزی حکومت میں پہلی ہی مرتبہ مسلمانان ہند نے اپنی جائز شکایات اپنی عادل گورنمنٹ کو گوش گذار کرنے اور اپنے حقوق کی طلبی کی غرض سے یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو ایک آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن حضور وائسرائے کی خدمت میں بھیجا اور جس مشفقانہ طور پر اس ڈیپوٹیشن کا استقبال کیا گیا اُس سے سارے ہندوستان کے مسلمانوں کو اس امر کا پختہ یقین ہوگیا کہ ہماری مہربان گورنمنٹ ہماری دادرسی کے لئے ہر طرح آمادہ ہے۔ اس خیال کی تصدیق انہیں جدید پولیٹیکل اصلاحوں کو دیکھکر اور بھی زیادہ ہوگئی۔ مگر اصلاحات پر جو شور وشغب ہندو اخبارات نے مچانا شروع کیا ہے اُسے دیکھکر انہیں اسکا بھی یقین ہوگیا ہے کہ ہندو قوم اپنی عادت کے مطابق اپنے تمام وسایل اس معاملہ میں بھی مسلمانوں کی مخالفت اور اپنی ذاتی خود غرضیوں کی حمایت میں استعمال کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ مگر مسٹر مارلے جیسے بیدار مغز وزیر ہند اور لارڈ منٹو جیسے نیک دل و منصف مزاج وائسرائے سے ہمیں پوری امید ہے کہ وہ ہمارے مخالفین کے دام میں آکر ہماری اس زیادہ حق تلفیاں نہ ہونے دینگے۔ اور ہماری آواز کو ہماری کمی خاموشی اور ہمارے اخباروں کی قلت تعداد اور ہمارے معاملات کے متعلق کونسل یا پارلیمنٹ میں سوالات کرنے والوں کے نہ ہونے سے کمزور نہ سمجھینگے۔ بلکہ ہمارے دلایل کی معقولیت کو دیکھکر ہمارے دعووں کو پرکھینگے۔ اور ہمارے درد دل کا اندازہ کرنے کے لئے چیخ پکار کے دھوکا دینے والی معیار سے قطع نظر کرکے ہمارے صحیح حالات دریافت کرنیکی کوشش فرمائینگے۔ ہم تہ دل سے وزیر ہند کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ایک قابل مسلمان کو اپنی کونسل کا ممبر مقرر کرکے اپنے مشیروں میں ایک ایسے شخص کا اضافہ کیا ہے جس سے مسلمانوں کے حالات دریافت کرنے میں انہیں بڑی مدد ملیگی اور جسکی رائے امید ہے کہ تعلیمیافتہ مسلمانوں کی رائے کا آئینہ ہوگی۔ مگر اس لائق مسلمان ممبر کے وجود کو انڈیا کونسل میں کارآمد بنانا صاحب وزیر ہند ہی کی ذات پر بہت کچھ موقوف ہوگا۔ صاحب وزیر ہند اگر مسلمانوں کی اہمیت کا ہر وقت خیال رکھینگے اور کسی دوسری قوم کی بیجا حمایت کے خیال سے اُن کی حق تلفیوں کو روا نہ رکھینگے تو امید ہے کہ مسلمانان ہند کا مستقبل اُنکی ماضی قریب سے بہتر ہوگا۔

عظیم الشان ریلوی اسٹرایک

ایسٹ انڈیا ریلوے کی عظیم الشان اسٹرائیک کے حالات آج کل ملک کے معززانہ اخباروں میں تفصیل کے ساتھ درج ہورہے ہیں۔ اور اُن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا نظارہ ہندوستان میں پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایسٹ انڈیا ریلوے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ٹرینوں کی نقل وحرکت موقوف ہے جس سے کاروباری دنیا کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ ڈاک کی آمد ورفت میں سخت ہرج واقع ہورہا ہے۔ مسافر جابجا اسٹیشنوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ اور اُن کے منزل مقصود تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ہوسکتی۔ آسنسول اس اسٹرائیک کا مرکز ہے۔ جہاں ٹرینوں کا اور مسافروں کا ہجوم ہے۔ جسٹس امام صاحب بیرسٹر ایٹ لا، اور خان بہادر سید محمد صاحب انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن بنگال کے اسمائے گرامی بھی اُن مصیبت زدہ مسافروں کی فہرست میں دیکھنے میں آئے ہیں جو اسٹرائیک کے ہونے سے آسنسول سے آگے نہ جاسکے۔ یا بوبن چندر پال بھی پریسیڈنسی جیل کلکتہ سے بکسر جیل جاتے ہوئے آسنسول میں رک گئے۔ دوسری لائنوں سے بھی ملازموں کا انتظام نہ ہوسکا۔ ایک سفیر لائن کا ڈرائیور تو ہوڑے سے کانپور ایک ٹرین لیجاتا ہوا گولی سے مار دیا گیا۔ دوسرا اجنبی ڈرائیور اسی طرح کہیں اور ایسٹ انڈیا لائن کی ٹرین کو چلاتا ہوا پایا گیا تو اسے بھی اسٹرائیک والوں نے پکڑ کر تالاب میں ڈبو دیا اور وہ ہلاک ہونے سے بال بال بچ گیا۔ غرضکہ نہایت مستعدی اور نہایت منضبط طور پر ایسٹ انڈیا ریلوے کے جملہ ڈرائیور سائرس اور گارڈ اسٹرائیک پر جمے ہوئے ہیں جسمیں کہیں کہیں سے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹروں۔ اور تار والوں کی شمولیت کی بھی اطلاع آئی ہے۔ اور جو تدبیریں ریلوے افسران کی طرف سے اسکی فرو کرنے کی کیجاتی ہیں۔ وہ اسقدر کوتاہ اندیشانہ ہیں کہ بجائے اسکے کہ اسٹرائیک والوں کو نرم کریں۔ انہیں موجودہ اسٹرائیک میں زیادہ راسخ بنانیکا باعث ہوتی ہیں۔ یہ بھی اندیشہ ہے کہ انکی دیکھا دیکھی دوسری لاین والے بھی کام چھوڑ دینگے۔ چنانچہ بنگال ناگپور ریلوے پر بعض جگہ کام بند ہونے کی خبر اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ اور گریٹ انڈین پننسولر ریلوے کے لوگوں سے بھی خوف ہے کہ کہیں یہی حرکت وہ بھی نہ کر بیٹھیں۔ علاوہ کاروباری دنیا کے لئے یہ اسٹرائیک نقصان رساں ہونے کے اسنے ہندوستان کی دارالسلطنت کو صوبجات ملحقہ سے منقطع کرکے اپنی اہمیت کو بہت بڑھا لیا ہے۔ چنانچہ یہ افواہ بھی مشہور ہوچکی ہے کہ گورنمنٹ نے ایسٹ انڈین ریلوے کو نوٹس دیا ہے کہ اگر ۴۸ گھنٹے کے اندر اسٹرائیک کا خاتمہ نہ ہوگیا۔ تو لاین گورنمنٹ اپنے اہتمام میں لیلیگی۔

برخلاف گذشتہ اسٹرائک کے جسی ناکامی ہوئی تھی موجودہ اسٹرائک کو کامیابی ہوتی نظر آتی ہے یورپین یوریشین اور دیسیوں کی متفقہ اسٹرائک ہے جسکی کئی خصوصیات قابل ذکر ہیں سے بڑی خصوصیت اسکی یہ ہے کہ اسکی بنیاد محض مشترکہ شکایات پر رکھی گئی ہے اور اسکو پولیٹکل رنگ آمیزی سے بالکل پاک رکھا گیا ہے۔ اسٹرائک کرنے والوں نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ وہ ہرگز کسی ایسے الفنسٹ گورنمنٹ کی اسپیشل سکیم ہو تو اس کے ملانے کے لئے ہم تیار رجحان حاضر ہیں کیونکہ ان سے ہمیں کوئی شکایات نہیں۔ اس پولیٹکل بے تعلقی نے ان کی شکایات کو وزن دار بنا دیا ہے اور ہر شخص کے دل میں ان کی طرف سے ایک ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ لوگ رائے دیتے ہیں کہ شکایات بہت کچھ معقول ہیں اور افسران ریلوے نے غلطی کی جو ملازموں کی معروضات پر توجہ نہ کی۔ تاہم ہمیں بھی تحریک کر کے اگر کسی مستقل رائے کا قایم کرنا ابھی قبل از وقت ہے لیکن یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اسٹرائک والوں کی بعض شکایات بے بنیاد نہیں۔ اور ہندوستان کی ریلوے لائینوں کا انتظام اصلاح طلب ہے اس اسٹرائک سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو ادنٰے ادنٰے سی بات پر پولیٹکل رنگ چڑھا کر معقول پسند لوگوں کو اپنے خلاف کر دیا کرتے ہیں۔ ملکی صنایع کی حفاظت و حمایت ایسی چیز نہ تھی جسکو پولیٹکل جامہ کی ضرورت ہوتی مگر بعض کوتاہ اندیشوں نے اسکو بھی پولیٹکل رنگ میں لا کر اپنی مشکلات میں اضافہ کر لیا ہے۔ جب تک اس پولیٹکل خبط کا کوئی علاج نہ کیا جائیگا اور ملک کو اپنی کوششوں کا مختلف ضروریات ہائے مناسب انداز کے ساتھ تقسیم کرنا نہ سکھلایا جائیگا اور جب تک ہمارے دل میں وہ صلاحیت پیدا نہ ہوگی جو ہمیں اغراض مختلفہ کو خلط ملط کرنے سے باز رکھے۔ اسوقت تک ہماری کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی۔ اور بہبودی ملک کے متعلق ہماری کوئی تمنا پوری ہوتی نظر نہیں آتی ؞

شاہی کمیشن

تعلیم انتخابات کے مسئلہ پر غور کرنیکی غرض سے جو شاہی کمیشن مقرر ہوا ہے اسنے ۲۲ نومبر کی شام کو اپنی کارروائی مدراس میں شروع کر دی۔ مسٹر اسلنگٹن پریسیڈنٹ کمیشن نے اپنی افتتاحی تقریر میں پبلک کو ایک ایسے امر کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی جس کی جانب لوگوں کا اس سے قبل بہت کم خیال رجوع ہوتا تھا انہوں نے فرمایا کہ میں اخبارات کے ذریعہ پبلک کو یہ ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک شاہی کمیشن ہے جسے ملک معظم نے خود ہی مقرر فرمایا ہے اور جو اپنی تحقیقات کے نتیجہ کو سیدھا ملک معظم ہی کے حضور میں پیش کریگا۔ کسی خاص پارٹی یا خاص شخص یا خاص پالیسی کی حمایت اسکا مقصد نہیں شہنشاہ کے خاص طور پر مقرر کردہ کمیشن سے بہت بعید ہے کہ وہ اس قسم کی جانبداری کو کام میں لائے۔ بلکہ برعکس اسکے شاہی فرمان نہایت سختی کے ساتھ اس امر کی تاکید کرتا ہے کہ یہ کمیشن نہایت بے لاگ طور پر تحقیقات کرے۔ اور ملک معظم کی حضور میں ان خرابیوں اور ان نقائص کو صداقت کے ساتھ پیش کرے جو ناجدار برطانیہ کے ان مقبوضات کے انتظامی نظم ونسق میں دریافت ہوں تحقیقات گورنمنٹ اعلیٰ اور گورنمنٹ ہائے صوبجات کے تعلقات نیز گورنمنٹ ہائے صوبجات و افسران ماتحت کے اختیارات کے متعلق ہوگی۔ مگر یہ مسئلہ بہت وسیع ہے کہ دوران تحقیقات میں گورنمنٹ کے انتظامی نظام پر کافی وقتی ٹریننگ کی امید ہے۔ اور شاہی کمیشن سے توقع ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کی ہدایات کو پیش نظر رکھکر اس مشکل اور پیچیدہ تحقیقات کو کمال احتیاط اور منصفانہ مزاجی کے ساتھ انجام تک پہنچائیگا۔ اور ہندوستان کی طرز حکومت میں ضروری اور مناسب اصلاحوں کے عمل میں لانے کی سفارش کر کے تاج برطانیہ کے اس بیش بہا جوہر کی قیمت افزائی کا باعث ہوگا۔ مسٹر اسلنگٹن نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ظاہر ہے کہ وہ زنجیر جو ہندوستان کے پیچیدہ اور وسیع انتظامی کل اور پرزوں کو ایک سلسلہ میں باندھے ہوئے ہے کہیں کہیں سے بگڑی ہوئی ہے۔ جس سے اس کل کی چال میں فرق پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اس کمیشن کا فرض ہے کہ اس نقص کو معلوم کرے اور اس زنجیر کی مرمت کرے اور جہاں ضرورت ہو اسے زیادہ مضبوط بنا دے۔ کہیں کہیں سے یہ زنجیر بہت گراں ہو گئی ہے۔ اور اس وجہ سے کام نہیں دیتی۔ شاہی کمیشن اسکو کام کے قابل بنا کر شہنشاہ ہند کے وعدہ کے مطابق باشندگان ہند کی آسائش و خوشحالی کی زیادتی کا باعث ہوگا۔ کمیشن نے تحقیقات کا کام مدراس سے شروع کرنا پسند کیا ہے۔ احاطہ مدراس کو ہندوستان کے دیگر انگریزی مقبوضات پر قدامت کے اعتبار سے جو فوقیت حاصل ہے وہ اس امر کی مقتضی ہے کہ اس احاطہ کے انتظامی امور کی بابت کامل ترین تحقیقات کی جائیں۔ مدراس گورنمنٹ کو تحقیقات کے لئے تیار ہونے کی مہلت بہت کم ملی ہے۔ مگر کمیشن نے مہلت کی اس کمی کو ملحوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ امید ہے کہ دیگر صوبجات میں کمیشن کے لئے کافی مصالحہ تیار کر لیا جائیگا۔ اور مہلت کی کمی کا عذر پیش نہ کیا جائیگا۔

مقدمہ بازی کا خبط

ہندوستان کی تباہی کے جہاں اور بہت اسباب جمع ہو گئے ہیں وہاں مقدمہ بازی کا خبط بھی ملک کی بربادی میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتا۔ انگریزی مقبوضات میں ہندوستان جیسا کچھ اس خبط میں مبتلا ہوا ہے ویسا دوسرا ملک نہیں۔ انگلستان کی جوڈیشل کمیٹی کے روبرو برٹش نوآبادیوں سے سال میں اگر ۶ اپیلیں دایر ہوتی ہیں۔ تو اکیلے ہندوستان سے ۱۵۰ اپیلیں دایر ہوا کرتی ہیں۔ ہندوستان کی وسعت بھی مقدمات کی زیادتی کا ایک حد تک باعث ہو سکتی ہے لیکن قطع نظر اسکے مقدمہ بازی کا خبط بھی اس زیادتی کا کچھ کم باعث نہیں۔ یہ حیرت انگیز نسبت تو صرف بہت ہی بڑے مقدمات سے تعلق رکھتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے مقدمات جس کثرت سے اس ملک میں دایر کئے جاتے ہیں کہیں اور دایر نہیں ہوتے۔ رشتہ داروں کی مخالفت اور آپس کی دشمنی فاقہ مست کاشتکاروں اور مقروض زمینداروں کو عدالت میں کھینچ لایا کرتی ہے۔ اور مقدمات کی پریشانیاں اور دربدریاں لوگوں کو دیوانہ بنا دیا کرتی ہیں مگر یہ خبط کم ہونے میں نہیں آتا۔ خاندانوں کے خاندان اس مرض میں مبتلا ہو کر برباد ہو گئے ہیں۔ کھاتے پیتے گھرانوں کی آمدنیاں وکلا اور منیوں کی نذر کر دی گئی ہیں۔ موروثی جائدادیں اس بارہ میں جھونک کر لوگوں کو فروخت کر دینی پڑی ہیں۔ اور بسا اوقات نتیجہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ انجام دونوں فریق کے حق میں مضر نکلا ہے۔ اور دونوں فریق ہلاکت و تباہی کے کنارے لگے ہیں تعلیم کی اشاعت سے امید ہے کہ اس خرابی کا انسداد ہو جاوے لیکن سخت ضرورت آجکل ایک ایسی جماعت

ٹریبیون اور مسلمانوں کی دل آزاری

ہم نہایت افسوس سے دیکھ رہے ہیں کہ گذشتہ چند برس کے زمانہ میں مسلمانوں کی سلامت روی اور معقول پسندی نے ہمارے بعض ہندو معاصرین کو آتش حسد سے جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اور انہوں نے اب ہر بات میں مسلمانوں کی بیجا مخالفت اور دل آزاری کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ مسلمانوں کا جب کبھی ذکر آتا ہے۔ تو ایسے جلے کٹے فقرے استعمال کرتے ہیں جن سے ان کے دلی بغض اور تعصب کا اظہار ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ تعجب ہمیں ٹریبیون کی روش پر ہوتا ہے جس کا ایڈیٹر اپنے آپ کو ایک ایسے مذہب کا پیرو بیان کرتا ہے جس کی تعلیم یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی سامنے کر دیا جائے۔ تعجب ہے کہ ایک دیسی عیسائی کی ایڈیٹری میں ٹریبیون میں مسلمانوں کی نسبت ایسے کلمات شائع کئے جائیں جو علاوہ صداقت سے دور ہونے کے مسلمانوں کے دل کو دکھانے والے ہوتے ہیں۔ ہمیں بارہا ٹریبیون کو شاکی پایا ہے کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ ہندوستانیوں کے دل دکھانے والے فقرے استعمال کیا کرتا ہے۔ لیکن ٹریبیون کی اس شکایت کا پبلک پر کیا اثر ہو گا جب وہ خود بھی اسی جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور مسلمانوں کی دل آزاری کر کے اپنے بعض ہندو خریداروں کو خوش کرتا ہے۔ انڈیا کونسل میں ہندو ممبر کے ساتھ ایک لائق مسلمان کے بھی ممبر بنائے جانے پر جو کچھ ہم اس اخبار پر گذرا ہے وہ اس کے ان ریمارکس سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے نواب عماد الملک کے تقرر کی بابت شائع کئے ہیں۔ پہلی مرتبہ اس نے نواب صاحب کی نسبت جو کچھ کہا تھا اس پر ہم اس سے پہلے کافی بحث کر چکے ہیں۔ لیکن معاصر نے اس پر بس نہیں کیا۔ کسی کو دو بارہ اس کا موقعہ دیا ہے کہ اسے مسلمانوں کے ساتھ بغض قلبی ہے۔ وہ مسٹر گپتا اور نواب بلگرامی کے مقابلہ کے لئے اس گفتگو کو معیار ٹھہرا لیا ہے جو ان کے اور نامہ نگار ان اخبار کے مابین جدا جدا موقعوں پر ہوئی۔ وہ لکھتا ہے کہ نواب صاحب یکایک اس خوش قسمتی کے حاصل ہونے پر اس قدر خوش ہوئے کہ اپنی روانگی لنڈن سے قبل بمبئی میں ایڈووکیٹ آف انڈیا کے نامہ نگار سے باتیں کرتے ہوئے انہوں نے اپنی زبان کو بے لگام کر دیا اور وہ باتیں کہہ گئے جن پر انہیں آئندہ پچھتانا پڑے گا۔ ٹریبیون کو نواب صاحب کی ذاتی وجاہت اور حیثیت اور ان کے مزاج کا ذرا بھی علم ہوتا تو وہ اس غلط بیانی اور افترا پردازی کا ہرگز مرتکب ہوتا۔ کہ نواب صاحب انڈیا کونسل کے ممبر بننے سے اتنے خوش ہوئے کہ آپے سے باہر ہو گئے۔ نامہ نگار سے گفتگو کرنے میں ان کا اپنی زبان کو بے لگام کر دینا ایک ایسا بہتان ہے جس پر ایک اخبار کو شرم آنی چاہئے۔ ہمیں نہیں بتایا گیا کہ وہ کون کونسی باتیں ہیں جن میں بے لگامی کا اثر پایا جاتا ہے اور وہ کونسے خیالات ہیں جن کے اظہار پر انہیں بعد میں شرمندہ ہونا پڑے گا۔ انہوں نے تو جو کچھ کہا نہایت صفائی سنجیدگی اور متانت سے کہا۔ اور یہ وہ خوبیاں ہیں جو ایک اعلیٰ اسٹیٹسمین میں ہونی لازم ہیں۔ جو باتیں ٹریبیون کو نہایت ناگوار گذریں اور جن کا ذکر وہ کئی مرتبہ کر چکا ہے یہ ہیں کہ نواب صاحب نے فرمایا کہ میں فرقہ وار قائم مقامی کا معاون ہوں۔ اور مجوزہ پولیٹیکل اصلاحات میں مسلمانوں کے لئے جو حقوق رکھے گئے ہیں کافی نہیں ہیں۔ مگر ہم اپنے معاصر کو یقین دلاتے ہیں کہ ان باتوں کے اظہار پر نواب صاحب کو کبھی پشیمانی نہ اٹھانی پڑیگی۔ فرقہ وار قائم مقامی کا اصول تو اب گورنمنٹ بھی تسلیم کر چکی ہے اور اس اصول کی پابندی کے بغیر ہندوستان پر منصفانہ طریقے سے حکومت ہو ہی نہیں سکتی۔ اور مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کے متعلق جو کچھ نواب صاحب نے فرمایا وہی سارے ہندوستان کے مسلمان بھی کہہ رہے ہیں۔ مسلمان گورنمنٹ کے مشکور ہیں کہ اس نے من حیث القوم ان کے حقوق کو تسلیم کیا۔ مگر جس قدر تعداد ان کے لئے کونسلوں میں معین کی گئی ہے۔ وہ ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے کافی نہیں سمجھی جاتی۔ نواب صاحب مسلمانوں کے قائم مقام ہو کر ولایت گئے ہیں۔ اور وہ اپنے کسی فعل سے مسلمانوں کی حق تلفی میں معاون نہ ہونگے۔ ایسی معقول اور منصفانہ رائے پر ٹریبیون کا مضحکہ اڑانا چھچھورا پن نہیں تو کیا ہے۔ ٹریبیون مسٹر گپتا کی تعریف کرتا ہے کہ انہوں نے کلکتہ میں اخبار امپائر کے نامہ نگار کے سوالوں کے جواب میں اپنے مافی الضمیر پر روشنی نہ پڑنے دی اور ہر بات کا جواب ایسا گول مول دیا کہ ان کے اصلی خیالات کا پتہ نہ لگنے پائے۔ ٹریبیون اس قسم کے جوابوں کو عاقلانہ اور متین قرار دیتا ہے۔ کیا اعلےٰ درجہ کی عقلمندی اسی میں ہے کہ کسی بات کا صاف جواب نہ دیا جائے اور جو بات پوچھی جائے اس کا مہمل جواب ملے۔ کیا انڈیا کونسل میں بھی مسٹر گپتا ایسی ہی عقلمندی سے کام لینگے؟ کیا ان کے اس قسم کے مہمل و بے معنی جوابوں سے جن کا ٹریبیون مداح ہے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یا تو ان باتوں کا مسٹر گپتا کے پاس کوئی جواب ہی نہیں جن کی بابت ان سے سوالات ہوئے تھے۔ یا ان کے جوابات ایسے ہیں جنہیں وہ پبلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ جو شخص اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے خوف کھاتا ہے۔ وہ اس سے کیونکر فوقیت حاصل کر سکتا ہے جسے اپنی نیک نیتی کا زعم ہو۔ اپنی معلومات پر بھروسہ ہو۔ اپنی صداقت پر اعتماد ہو۔ اپنے خیالات کے پاکیزہ ہونے کا یقین ہو علاوہ ان کے بیباکی کے ساتھ اظہار کر دینے میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ ہو۔ افسوس ہے کہ متعصب ٹریبیون کی تحریروں کا پایہ آجکل بہت ہی زیادہ گر گیا ہے کاش ہمارے ابنائے وطن اس پستی سے ٹریبیون کو اٹھانے کی کوشش کرتے اور اپنی و نیز اپنے ملک کی حالت پر رحم کھاتے۔ جب سربرآوردہ ہندو اخباروں کی تحریریں بلا وجہ مسلمانوں کا دل دکھانے والی ہوتی ہیں۔ تو ہندو مسلمانوں کے اتفاق کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔

مقامی شہادت صداقت ظاہر کرتی ہے

کلکتہ کے ایک ڈاکٹر طبیب اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں اور ان بیسیوں بیانات میں جو سلسلہ وار ان کالموں میں شائع ہوتے ہیں اپنی شہادت کا اضافہ کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی شہادت کی بہ نسبت جو کہ ہزار ہا میل کے فاصلہ پر ہیں۔ اس قسم کی رائے جیسی کہ ذیل میں درج ہے زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ کلکتہ کے لوگوں کو کلکتہ کی شہادت زیادہ مفید اور قابل یقین ہوگی اور ڈاکٹر ایس سی سین ایل ایم ایس جن کا دواخانہ ۲۴ ریپن روڈ پر واقع ہے اور جنہوں نے سرکاری اور دیگر کے ہسپتالوں اور شفاخانوں میں بوجہ ملازمت اچھا تجربہ حاصل کیا ہے اور جو فی الحال کلکتہ کی ٹرام وے کمپنی کے طبیب ہیں) کی شہادت سب سے زیادہ جچی اور کسی کی ہوگی۔ وہ کہتے ہیں میں نے ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گرمعلوم اور پیشاب کے امراض پر لوگوں کو استعمال کرائی ہیں۔ اور مجھے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بہت مفید ہیں کیونکہ ایسے مرضوں میں ان کے استعمال سے جلد تسکین ہوتی ہے۔ پشت میں درد ہونا اسکی نشانی ہے کہ گردے کمزور اور خراب ہو گئے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام لیا جائے تو وہ درد سر۔ تکان مزاج کا چڑچڑا پن اور گٹھیوں کی بیماری وغیرہ کا باعث ہوتے ہیں۔ اگر لاپروائی کی گئی۔ تو استسقا (جلندر) وجع المفاصل (گنٹھیا) اور پیشاب کے امراض اور اسی قسم کی مہلک بیماریاں نمودار ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ ڈون کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈونس بیک ایک کڈنی پلس) گردوں اور مثانہ کی بیماریوں کے لئے مجرب دوا ہیں اور انہیں ہر ذی شعور بغیر کسی قسم کی آئندہ خرابی کے خوف کے استعمال کر سکتا ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ڈون کی ادویہ پوسٹ آفس...

مراسلات

بنارس میں جلسۂ وعظ

بتاریخ ۱۸ نومبر بنارس میں جناب حاجی قادر بخش کی مسجد میں جو کہ بنارس کے محلہ ... میں ایک منتخب اور برگزیدہ بزرگ دن ایک شاندار وعظ کا جلسہ ہوا۔ جناب مولانا قادر بخش صاحب سہرامی اور جناب مولانا ابوالخیر صاحب غازیپوری نے جنکے نامہائے گرامی سے سارا ہندوستان واقف ہے۔ نہایت پُرتاثیر وعظ کہا اور اپنے وعظ میں گورنمنٹ عالیہ کی مہربانیوں کا اس دلچسپ طریقہ سے اظہار کیا کہ سامعین مرحبا مرحبا پکارنے لگے اس موقعہ پر ان حضرات نے گورنمنٹ کے اس رزولیوشن کا جو ایسی حالت میں صادر ہوا ہے اور جسکے رو سے مسلمانوں کو اپنے لئے کونسلوں میں جداگانہ ممبروں کے نامزد کرنے کا اختیار دیا گیا ہے خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت کو اپنا فرض تصور کریں اور ہمیشہ اسکے جان و مال کی دعا کریں بعد اختتام وعظ مسلمانوں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھایا اور دیر تک اسی حالت میں محو رہے بعد اسکے جلسہ برخاست ہوا (عبدالکریم)

دہلی

بتاریخ ۱۲ نومبر ۱۹۰۸ء کو ۵ بجے شام انجمن بہبود مسلمانان کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ تمام اراکین و ممبر و دیگر حضرات شریک جلسہ تھے۔ خاکسار سیکرٹری نے وہ خط جو عالیجناب فخر قوم میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا سرپرست انجمن بہبود مسلمانان دہلی کا انجمن کو موصول ہوا تھا پڑھکر حاضرین جلسہ کو سنایا بعد ازاں دو مختلف رزولیوشن حسب ذیل پاس ہوئے۔

(اول) یہ جلسہ عالیجناب فخر قوم شیخ عبدالقادر صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا و سرپرست انجمن ہذا سے درخواست کرتا ہے کہ جناب ممدوح بہ حیثیت ڈیلیگیٹ انجمن بہبود مسلمانان و قائم مقام دہلی پنجاب پروونشیل مسلم لیگ میں جسکا جلسہ اس ماہ کی آخر تاریخ کو لاہور میں منعقد ہونے والا ہے۔ شریک ہوں۔

مولوی سعدالدین حیدر صاحب وکیل کی تحریک اور نواب سید اعجاز حسین خانصاحب رئیس دہلی کی تائید سے یہ رزولیوشن پاس ہوا۔

(دوم) یہ جلسہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم علیگڈھ کی خدمت میں نہایت مودبانہ التماس کرتا ہے کہ صاحبان مذکور علیگڈھ کالج کا سیکرٹری ماسوائے عالیجناب نواب وقارالملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب انتصار نواز جنگ کے کسی دوسرے کو منتخب نہ فرماویں۔ اسلئے کہ جناب ممدوح سے زیادہ لائق تر اور مستحق کوئی دوسرا شخص تمام ہند میں نظر نہیں آتا۔

شیخ عبدالعزیز صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ کی تحریک و مولوی سعدالدین حیدر صاحب وکیل کی تائید سے پاس ہوا اسکے بعد تمام حاضرین جلسہ تجویز ہوئی کہ یہ کارروائی برائے طبع قومی اخبارات میں ارسال کی جاوے۔

افواہ ہے کہ خان بہادر نواب غلام محمد خانصاحب بی۔اے آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی بھی مسلم لیگ کے جلسہ میں بطور قائم مقام انجمن موید الاسلام دہلی شریک ہونگے۔

خاکسار سید محمد سلطان صاحب سکرٹری انجمن

اعلان

تعلیم نسوان کے حامیوں کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنی حمایت کو شروع ہی سے عملی لباس پہنانے کا خیال رکھا ہے مگر اسوقت انکی تعداد بہت قلیل ہے لیکن جتنے بھی ہیں وہ نہایت خلوص اور دلسوزی سے تعلیم و ترقی نسوان کے خواہشمند ہیں۔

سید خورشید علی صاحب خاتون کے نامہ نگار بھی ان چھوٹے سے گروہ کے ممبر ہیں جنکے دل میں تعلیم نسوان کی سچی ہمدردی ہے۔

سید خورشید علی صاحب حیدرآباد میں معزز عہدہ پر ممتاز ہیں حال میں انہوں نے کئی ماہ کی رخصت لی ہے اور اس اپنے قیمتی وقت کو بجائے اپنی سیر و تفریح میں ہر طرح سے صرف کرنیکے حق ہیں اور سکول زنانہ نارمل اسکول کے لئے چندہ فراہم کرنے میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مدراس کے صوبہ میں دورہ کرینگے اور امید ہے کہ انکی ذات سے نارمل سکول کو ایک معتدبہ فائدہ پہونچیگا۔ اور انکے دورہ کی وجہ سے اہل عام کے دلوں میں تعلیم نسوان کیطرف سے توجہ اور دلچسپی پیدا ہوگی اور ہمارے دوسرے ہمدردان تعلیم نسوان کے لئے ان کا دورہ ایک مثال ہوگی اور ہمدردان تعلیم نسوان اپنے عزیز وقت یا محنت اور مشقت سے کمائے ہوئے مال کا ایک حصہ تعلیم نسوان کے لئے صرف کرنا اپنا فرض سمجھے۔ ہم بڑی خوشی سے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ سید خورشید علی صاحب ... روانہ دورہ مدراس میں نارمل اسکول کی طرف سے ہمارے قائم مقام مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور جو ہمدردان قوم ان کی مدد کرینگے وہ ہماری اور قوم کی ممنونیت کے مستحق ہونگے۔ فقط والسلام

خاکسار عبداللہ آنریری سیکرٹری صیغہ تعلیم نسوان سیکشن

سید میموریل فنڈ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار وکیل۔ تسلیم۔ نیازمند کو جو روپیہ سر سید میموریل فنڈ میں وصول ہوئی ہے انکی تفصیل ذیل میں درج کرتا ہوں امید ہے کہ جناب اس فہرست کو شائع فرماکر کمترین کو ممنون فرماوینگے۔

(۱) جناب حاجی محمد صالح ابوصدیق صاحب	۱۰ روپے
(۲) جناب شیخ فیض اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر انجمن اسلام	۲ ”
(۳) جناب ایم ایچ بیگ صاحب	۲ ”
(۴) آنریبل ابراہیم رحمت اللہ سی آئی ای	۲۵ ”
(۵) جناب ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب	[illegible] ”
(۶) جناب روشن صاحب کنٹراکٹر	۳ ”
(۷) جناب نور محمد حاجی دادا صاحب	[illegible] ”
(۸) جناب امیرالدین طیب جی صاحب	۱۰ ”
(۹) جناب حاجی عبدالرحمن صاحب پٹیل رنگون والے	[illegible] ”
(۱۰) جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب انسپکٹر	[illegible] ”
(۱۱) جناب میر احمد علی صاحب جمعدار	[illegible] ”
(۱۲) جناب حاجی ابراہیم صاحب جینکر	۱۰ ”
(۱۳) جناب منشی عبدالقادر صاحب کہکٹے (بار دیگر)	[illegible] ”
(۱۴) جناب محمد ابراہیم صاحب ٹنکیا	۲ ”
(۱۵) متفرق رقمیں	۱۷ ”
میزان	[illegible] ”

جناب مرزا صاحب قادیانی کو پانچسو (۵۰۰) روپے انعام

جناب مرزا صاحب! آپ کچھ دنوں کے مجھ پر کشیدہ ہیں یہاں تک کہ آپ نے میرے لئے موت جیسی مصیبت کا اشتہار بھی دیا تھا اگرچہ وہ مصیبت خدا کے قہر سے آپ ہی پر نازل ہوئی کہ آپ کا لخت جگر عزیز بیٹا مرگیا جس سے آپ کی زندگی نہایت تلخ ہوگئی رخچنانچہ ۱۰ نومبر کے اشتہار میں آپ خود بھی اسکے معترف ہیں) اسلئے میں آپ کی اس کشیدگی کی تلافی کرنا چاہتا ہوں. اسکی صورت یہ ہوکر چونکہ آپ کا شن صرف اسغرض سے جاری ہے کہ جس طرح ہو سکے سلفات حاصل ہوں. اسلئے میں چاہتا ہوں کہ میں جو کچھ رقم آپکی نذر کردوں. بس آپ غور سے سنیے!

آپ اپنی کتاب ازالہ اوہام طبع اول کے صفحہ ۶۹۳ پر لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کی آنیکا وقت دنیا کی عمر سے چھٹا ہزار ہے. پھر آپکے اسی ازالہ کے صفحہ ۲۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عمر کا چھٹا ہزار سنہ ۱۲۴۸ھ کو پورا ہوچکا. اس سے بعد یعنی ۱۲۴۸ھ سے ساتواں ہزار شروع ہوا ہے. جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ساتویں ہزار میں آئے ہیں. چنانچہ رسالہ دافع البلا میں خود آپکو بھی اسکا اعتراف ہے. بس آپکے اپنے ہی قول سے ثابت ہوا کہ آپ مسیح موعود نہیں ہیں.

دوم آپ ازالہ صفحہ ۶۷۵ پر لکھتے ہیں. کہ مسیح موعود کے لئے سنہ ۱۲۷۴ھ مقرر تھی. مگر آپ حسب تحریر ازالہ صفحہ ۱۸۶ سنہ ۱۳۰۰ھ کے خاتمہ پر تشریف لائے ہیں نتیجہ کہ آپ مسیح موعود نہیں

سوم آپ ازالہ صفحہ ۶۹۲ پر لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے آنے کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے چودہ سو سال بعد ہے. مگر صفحہ ۱۸۶ پر آپ اپنی تشریف آوری سنہ ۱۳۰۰ ہجری کے خاتمہ پر بتلاتے ہیں مختصر یہ کہ آپکے اقوال میں جو ایک ہی کتاب کے اندر ہیں. تناقض اختلاف ہے کہ ایک متفکر آدمی کو حیران کرکے اسکے منہ سے نکلوا دیتا ہے. کہ

نہیں وہ قول کا پکا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

اگر آپ ان مختلف حوالجات میں تطبیق دیں تو میں آپ کو مبلغ پانچسو روپے انعام دونگا نہیں تو آپکے راسخ الاعتقاد مریدوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن مجید کے عام اصول کو غور سے پڑھیں لو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا جس کا مطلب یہ ہے کہ جس کلام میں تناقض ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے.

مزید تفصیل اس بحث کی جسے دیکھنی ہو وہ رسالہ مرقع قادیانی امرتسر بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۰ء ملاحظہ کرے جسکی سالانہ قیمت ایک روپیہ ۱عمر ہے.

مراقم آپ کا بہی خواہ ابو الوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل امرتسر)

منقولات

مسٹر گوکھلے کی تقریر سے متعلق

آنریبل مسٹر گوکھلے نے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے گذشتہ جلسہ میں

مسودۂ قانون مفسدانہ مجالس کی انسداد کی بحث مباحثہ کے وقت جو تقریر کی اسمیں آپنے صاف صاف بیان کردیا کہ تقسیم کے معاملہ میں جبتک بنگال میں ناراضگی رہیگی. اُسوقت تک نہ صرف بنگال میں بلکہ دوسرے صوبوں میں بھی اصلی امن نہیں ہوگا. اس تقریر کا یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ بجائے اسکے کہ امن کے قیام کیلئے کوئی جدید قانون پاس کرے وہ تقسیم بنگال کو منسوخ کردے. تقسیم بنگال پر بنگالیوں نے جو شور و شر مچایا ہے اسکا آنریبل موصوف نے اعتراف کیا ہے. وہ خود کہتے ہیں کہ "ہر روز حالت ابتر ہوتی جاتی ہے. بشر دنسیٹن کے سامنے بلوہ سے نقصان اٹھانے والوں کا شہادت دینے کیلئے حاضر نہونا ایک نمایاں مثال اس امر کی ہے کہ بنگال میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہو رہی ہے. گورنمنٹ اس تبدیلی کا مقابلہ تشدد کی پالیسی سے کرنا چاہتی ہے" اسی کے ساتھ آپنے پیشینگوئی کی ہے. کہ وہ اسطرح زور کے ساتھ دبائے نہیں جائینگے. اسی سلسلہ میں بنگالیوں کی جسمانی ہمت کی نقص کی جو عام طور پر ان میں بیان کیا جاتا ہے ان الفاظ میں تردید کی ہے "بنگالیوں کا ایک سخت قومی نقص جو اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں جسمانی ہمت نہیں ہے لیکن وہ اس نقص کو دور کر رہے ہیں بنگال کے نوجوان تن من دھن سے اس کو تاہی کے دور کرنے میں مصروف ہیں کہ اگر بعض اینگلو انڈین اخبارات کی کہانیوں پر اعتبار کیا جائے تو بجائے اسکے کہ ان کو بزدل کہا جائے وہ زور آزمائی میں اعتدال سے بڑھ چلے ہیں"

آنریبل ممبر کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بنگال اور دیگر صوبوں میں بدامنی کا سبب تقسیم بنگال کا مسئلہ ہے. جب تک تقسیم بنگال منسوخ نہوگی. پورے طور پر امن نہوگا بلکہ ان کی یہ رائے ہے کہ دس سال کے بعد صوبہ مذکور میں ہزاروں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ رہیگا جو انگریزوں کے لئے مہربانی کا خیال دل میں رکھیگا" ناظرین غور کریں کہ اسکا کیا مطلب ہے اور ممبر صاحب موصوف نے اس تقریر میں گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں کے کیسے کان کھڑے کر دیئے ہیں اور کیا ان کی تقریر سے ایک سمجھدار شخص بنگالیوں کی نسبت یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ ان کو برٹش گورنمنٹ کے افسروں کے ساتھ وہی برتاؤ ہیں. جو ایک وفادار رعایا کے ہونا چاہئیں. یہ مانا کہ تقسیم بنگال ان کے مزاج کے خلاف واقع ہوئی. لیکن یہ نہیں بتلایا جاتا کہ بنگالیوں کو کونسا جسمانی یا مالی نقصان اس تقسیم سے پہنچا ہے. سوائے اسکے کہ وہ مسلمان جو گوشہ گمنامی میں چھپے ہوئے بیٹھے اس تقسیم کی بدولت اب اپنے حقوق حاصل کرسکینگے. اسکی بابت آنریبل ممبر نے اسطرح دفع دخل کیا ہے.

"بنگال کی مسلمان آبادی کو بعض تعلیمی اور دیگر مراعات حاصل کرنے کی تقسیم کی وجہ سے امید ہے کوئی ہندوستان کا اصلی بہی خواہ خواہش نہیں کرسکتا کہ یہ فوائد مسلمانوں کو حاصل نہوں کیونکہ جس قدر اہل اسلام ترقی کرینگے اُتنا ہی تمام ملک کے حق میں بہتر ہے" لیکن آنریبل ممبر باوجود اس مہربانی آمیز رائے کے جو انہوں نے اہل اسلام کے لئے دی ہے تقسیم بنگال کی منسوخی کی حمایت کرتے ہیں. اور فرماتے ہیں کہ کسی دوسری تدبیر سے مسلمانوں کے فوائد کی تدبیر کردی جائے لیکن وہ خود اس قسم کی تدبیر بتلانے سے قاصر ہیں جبکا یہ مطلب کہ تقسیم بنگال تو فوراً ہی منسوخ و مسترد کردیجائے. پھر مسلمانوں کی نسبت دیدہ خواہد شد. خیر! ہمیں اسکی ان سے کچھ شکایت نہیں ہے کیونکہ آج سے کم و بیش پانچسو برس پہلے لسان الغیب حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ فرما گئے ہیں

مازیاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

(دور القرنین بدایونی)

اسلام اور سوشیل نظام

مصر کے بہت بڑے مسلمان عالم اور اسلامی مورخ محمد رفیق بک عظم زادہ کے رسالہ مطالب الحیوۃ الاجتماعیۃ والاسلام کا اردو ترجمہ جس میں مصنف ممدوح نے بہت خوبی کے ساتھ تمدن یورپ اور تمدن اسلام کا مقابلہ کرکے اسلامی تمدن کی فضیلت ثابت کی ہے. اس سالک مرعرب شام ترکی میں دھوم مچ گئی ہے قیمت ۸ر المشتہر منیجر

حضور نظام کی تقریر دلپذیر

ہز ایکسلینسی لارڈ منٹو بہادر کو جلسۂ ضیافت دکن میں جناب حضور نظام خلد اللہ ملکہم ۱۱ نومبر کی شب کو جو سٹیٹ ڈنر بمحلہ مبارک عنایت کیا گیا اس میں آپکے معزز مہمان کا جام صحت تجویز فرماتے ہوئے حضور نظام نے انگریزی میں ایک زبردست تقریر فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

یور ایکسلینسیز لیڈیز اینڈ جنٹلمین!

حیدرآباد اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہے کہ اسکو میری مسند نشینی کی تاریخ سے علی التسلسل وائسرائے کی جنہوں نے ہندوستان پر حکومت کی مہمانداری کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے آپ سلطنت کے فرمانروا اور ملکہ معظمہ کے ممتاز و معزز نائب کے باہمی تعارف اور ارتباط سے جو فوائد کثیر حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا صحیح اندازہ کرنا خارج از امکان ہے۔ اس سے جو باہمی ہمدردی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے وہ ان دوستانہ تعلقات کے جو بفضل خدا سرکارین میں قائم ہیں۔ خلوص کو نہ صرف اور بڑھا دیتا ہے۔ بلکہ اس خلوص میں ایک ہی وقعت و عظمت کا رنگ پیدا کر دیتا ہے جسکو میری ریاست کی فلاح و صلاح کے لئے ضروری سمجھنے میں میری رعایا حق بجانب ہے۔ لہذا مجھے یور ایکسلینسیز کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ آپنے اس قدر مہربانی سے میری دعوت قبول کی۔ اور میرے دار الخلافت میں آپکا خیر مقدم کرنے کی مسرت عظیم حاصل کرنے کا مجھے اور میری رعایا کو اپنے موقع دیا میں یور لارڈشپ کو اس امر کا یقین دلا سکتا ہوں کہ میرے خاندان کو برٹش تاج سے جو اتحاد و یکجہتی ہے اسکا اثر میری رعایا میں بخوبی نمایاں ہے کیونکہ جو محبت مجھے ان سے ہے۔ اسکے عوض وہ مجھے بہت قدر سے دیکھتے ہیں کہ میری غرض کو اپنی غرض اور میرے خیالات کو اپنے خیالات تصور کرتے ہیں وہ میرے مطیع و منقاد ہیں۔ اور میری طرح تخت برطانیہ کے خیر خواہ ہیں میرے ملک کے اس سرے سے اس سرے تک میری رعایا میں ایک متنفس بھی آپ ایسا نہیں پائینگے جس کے خیالات سرکار انگریزی کی نسبت اطمینان بخش ہونے کے سوا اور کچھ ہوں میں یہ باور کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ ہندوستان میں کوئی ذی ہوش ایسا نہ ہوگا جس کو ملکہ معظمہ یا ان کی گورنمنٹ سے دلی ارادت نہ ہو۔ ہر ہندوستانی جس کو قدرت نے ذرا بھی عقل اور سمجھ دی ہے بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ ملکہ معظمہ اور ان کے بزرگوں کے دور میں ملکہ معظمہ آں جہانی سے زیادہ اپنی ہندی رعایا کا کوئی غمخوار نہ تھا) زیر حمایت اس کے ملک کو جو امن و فراغ حالی حاصل ہے وہ اس حمایت کے واپس لینے کے ساتھ یا اس میں ضعف پیدا ہونے ہی جاتی رہیگی۔ لہذا میری بھی وہی رائے ہے جو آپ کے مشہور و معروف پیشرو کی تھی یعنے ہندوستان کے بعض حصص میں جو برائے نام بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔ وہ صرف بالائی ہے اور بےچینی جو کچھ موجود ہے وہ خاص کر ان ناگوار پبلک بحثوں سے پیدا ہوئی جو اس مسئلہ پر پیدا ہوئی تھیں کہ ہندوستان کی جدید ضرورتوں کے لحاظ سے کس قسم کی گورنمنٹ زیادہ تر مناسب ہوگی؟ اگر آپ اجازت دیں۔ تو اس ریاست کی فرمانروائی کے اپنے ۴۲ سالہ تجربہ سے میں یہ کہونگا کہ گورنمنٹ کی وضع و قطع بہت کم اہمیت رکھتی ہے۔ بلکہ زیادہ تر اہم تو وہ سپرٹ ہے جو اس گورنمنٹ کے نظام میں ملحوظ رکھا جاتا ہے جو چیز نہایت ضروری ہے وہ ہمدردی ہے جیسا شہزادہ ویلز نے بھی شاہی فراست و دانائی سے جو خاندان شاہی کا خاصہ ہے۔ حال ہی میں اس فقرہ کو ورد کیا تھا۔ صرف یہ کافی نہیں ہے کہ حکمرانوں کو اپنی رعایا کی ہمدردی کا خیال رہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ محکوم کو بھی اپنے حکمران کی ہمدردی کا یقین ہو جائے۔ رعایا کے ساتھ ہمدردی کرنا گورنمنٹ آف انڈیا کی خصوصیات میں داخل ہے۔ انتظام ملک میں رعایا کو اور زیادہ دخل کرنے کی نسبت۔ یور ایکسلینسی کی گورنمنٹ جو کارروائی کر رہی ہے اس سے رؤسا اور رعایا پر یہ ثابت ہو جائیگا۔ کہ سرکار ان کی ہمدرد ہے۔ اس اصلاحی سکیم کے فروعات کی نسبت جو یور ایکسلینسی کی گورنمنٹ نے پبلک کے غور و نکتہ چینی کے لئے حال ہی میں پیش کی ہے رائے کا مختلف ہونا ممکن ہے لیکن ان اغراض کی نسبت جو اس سکیم کے ہو کر بعض کوئی غلط فہمی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے عالیجاہ شہنشاہ کی مشہور و معروف رحمدلی اور یور ایکسلینسی کی وہ گہری ہمدردی جو آپ کو انگلستان ہندوستانیوں کی خواہشات سے ہے اس سکیم کی باعث ہوئی ہیں اس مہربانی اور ہمدردی کے لئے رؤسا اور رعایا جس قدر بھی ممنون احسان ہوں کم ہے۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین!! ہز ایکسلینسی ارل آف منٹو کا جام صحت تجویز کرنے میں مجھے بہت مسرت ہوتی ہے۔ اور میں اسکے ساتھ ہز ایکسلینسی کونٹس آف منٹو کا نام بھی شریک کرتا ہوں (مصفقہ)

دونوں تصویروں کا ملاحظہ ہو

حیدرآباد دکن گو حیا اسلامی ریاست ہے مگر اسکا وزیر اعظم ہندو ہے۔ اور ریاست کے تین تعلقدار بھی غیر مسلم ہیں۔ اور حال میں وہاں کے ہائی کورٹ میں جج کی جگہ بھی ایک ہندو کو دی گئی ہے مگر بھی تمام اہل دکن اور اہل ہنود کی قلم یا زبان سے کبھی ریاست کے حق میں ایک کلمہ غیر نہیں نکلا۔ انصاف انسان تو درکنار مسلمانوں پر ہمیشہ تعصب کا الزام رکھتے ہیں۔ اور ریاست کشمیر کی حالت تو مجھ کو قابل رحم ہے جہاں ۹۵ فیصدی مسلمان آباد ہیں۔ ان کے حقوق ریاست کی بے توجہی سے پامال ہو رہے ہیں اور قریباً تمام اعلیٰ عہدے اور اکثر ادنیٰ اسامیوں پر ہندوؤں کا تسلط ہے مگر اس صریح بے انصافی پر کبھی کسی ہندو کی طرف سے کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ اس امر کی بیسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں اسی طرح دیگر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کے ساتھ کیسا برا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں اسلامی ریاستوں میں اہل ہنود کے حقوق کی کس طرح نگہداشت کی جاتی ہے لیکن اس مضمون پر کچھ کہنا صدا بصحرا" کا مصداق ہے۔ اور اس سے کچھ فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کی قسمت تو یہ ہے۔ ان میں نہایت زور سے چلانے کی طاقت ہے۔ اور اس شور و غوغا میں بیکس پر دستوں کی آواز بھی ماند پڑ جاتی ہے بقول مشہور کہ ۶ صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں؟ (آئندہ دیا)

وکٹوریہ میموریل کو ایک قیمتی عطیہ

جناب نواب سردار علی خان صاحب مالک واٹسن ہوٹل رئیس بمبئی نے جو گذشتہ چند سال سے قومی فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں اور مختلف کار آمد سکیموں کی گرانقدر امداد فرما چکے ہیں حال میں وکٹوریہ میموریل کلکتہ کو خاص شاہ جارج چہارم کے سنہری فرنیچر کا جو ۲۴ کرسیوں۔ ۳ کوچوں۔ ۱۱ سٹولوں اور ۲ چائے کی چھوٹی میزوں پر مشتمل ہے قیمتی عطیہ مرحمت فرمایا ہے۔ جو علاوہ بیش قرار لاگت اور اعلیٰ درجہ کی صناعی کے غیر معمولی تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ اور وکٹوریہ میموریل میں ایک ایسے سامان کا اضافہ کرتا ہے جس سے تواریخ انگلستان و ہندوستان کی بعض شاندار یادگاریں وابستہ ہیں۔ کیونکہ یہ فرنیچر بزمانہ ولیعہدی شاہ جارج چہارم کے استعمال میں آنے کے علاوہ مدت تک ریزیڈنسی حیدرآباد کی زینت رہا ہے۔ اور کئی زمانے دیکھ چکا ہے۔ نواب سردار علی خان صاحب یورپ میں اسکی بڑی قیمت اٹھا سکتے تھے۔ مگر آپ کی پبلک سپرٹ قابل تحسین ہے کہ مالی منفعت کا خیال نظر انداز کر کے آپنے وکٹوریہ میموریل کو اس سے مستفید فرمایا۔ (تاریخ ہند)

اسلامی دنیا

فہرست چندہ حجاز ریلوے

	روپیہ	آنہ	پائی
میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۱۳ء =	۲۰۲۵۰	۷	۳
چوہدری نظام الدین خانصاحب موضع جودھ پور ڈاکخانہ پنجور ریاست پٹیالہ۔	۵	۰	۰
معرفت حافظ فضل کریم صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ اسپنسری گرٹ ضلع شاہ پور۔ بہ تفصیل ذیل (میاں احمد صاحب ۔ علی محمد صاحب) عـه / ا ر	۱	۱	۰
میزان کل =	۲۰۲۵۶	۸	۳

جس سے [illegible] (۲۴) ۱۸۷۲۴ روپے ۱۱ر ۷ پائی) بذریعہ بنک شائد بلاد السلام ہو چکے ہیں

نواب کی حیدر آباد سے قبل مغفور والی دکن مہاراجہ کشن پرشاد مدار المہام ریاست حیدر آباد کا انتظام آرام و آسائش کی عمدگی کے لئے خاص طور پر بذریعہ چٹھی شکریہ ادا کیا +

مدرسہ نصرۃ الاسلام سرینگر میں نواب محسن الملک کا انتقال پر ۲۱ اکتوبر کو فاتحہ خوانی کی مجلس منعقد ہوئی مولانا میر واعظ صاحب نے بروز جمعۃ الوداع بیس ہزار آدمیوں کے مجمع میں مرحوم کی روح پر فتوح کو ثواب پہونچانے کے لئے فاتحہ پڑھی اور مغفرت کی دعا کی +

انجمن اسلامیہ شاہ آباد ضلع ہردوئی نے بھی یکم نومبر کو بعد نماز جمعہ بھرے جلسہ میں مرحوم کے حق میں دعائے مغفرت کی +

افغانستان میں تجویز ہے کہ جس روز پارلیمنٹ قائم ہوئی تھی اس تاریخ کو ہر سال ملک میں عید منائی جایا کرے +

جلالتمآب سلطان المعظم نے ابو مسعود امیر نجد کو اول درجہ کا مجیدی تمغہ مرحمت فرمایا ہے علاوہ ایک گرانقدر خطاب بھی دیا۔ امید ہے کہ نجد کے شور و شر کا عنقریب خاتمہ ہو جائے گا +

رومانیہ کی مصنوعی جنگ کے ملاحظہ کیلئے سلطان المعظم نے اپنے باڈی گارڈ میں سے دو ترکی افسر روانہ کئے تاکہ فن حرب کے متعلق اس میں کوئی مفید بات نظر آئے تو اسکی صیغہ جنگ میں رپورٹ کریں۔

ایرانی پارلیمنٹ کے جدید فیصلہ کے بموجب آئندہ مساجد میں صرف وہی عالم خطبہ پڑھ سکینگے اور منبر پر کھڑے ہوکر تقریر کر سکیں گے جو مبادی علوم جدیدہ اور علوم و فنون سے نہ صرف واقف ہوں بلکہ اُن مضامین کے متعلق اُنہوں نے علماء کے سامنے خاص امتحان بھی پاس کیا ہو۔ تاکہ اُنکے خطبوں سے عوام کو فائدہ ہو اور صرف نالیشی امور پر ہی وقت نہ ضائع ہو +

پارلیمنٹ موصوف تعلیم کی اشاعت اور تمام ملک میں جدید قسم کے مدارس کھولنے کی بھی سرگرمی سے تیاری کر رہی ہے اس غرض کے لئے مصارف خزانہ شاہی کے علاوہ عام چندہ سے روپیہ جمع کیا جائیگا۔ اور تمباکو اور افیون پر ٹیکس لگا کر اسکی آمدنی تعلیم پر خرچ ہوگی + یہ بھی تجویز ہے کہ ابتدائی تعلیم مفت اور لازمی ہو اور سات سے بارہ برس کی عمر کے بچے جبراً مدرسہ میں داخل کرلئے جائیں +

عثمانی فوج ششم سے ایک ہزار جوان حجاز ریلوے پر کام کرنے کے لئے اور روانہ کئے گئے +

ولیعہد صنوا نے اپنے خرچ سے صنوا میں ایک مدرسہ قائم کیا جسمیں جدید طریقہ پر تعلیم دی جائے گی اور اسکے لئے قازان اور قسطنطنیہ سے اُستاد منگوائے جائیں گے + اُنکے مصاحبوں نے بھی اسی طرز کے چار مدرسے جدید اصول پر قائم کئے ہیں اور اس طریقہ تعلیم کی کامیابی ثابت ہونے پر امید ہے کہ ملک میں اس قسم کے اور سکول بھی قائم ہونگے +

کلکتہ سے ریفارم نامی ایک پندرہ روزہ اسلامی اخبار جاری ہونیوالا ہے۔ اس کا خاص مقصد مذہبی اصلاح ہوگا +

نواب سردار علیخان صاحب مالک واٹسن ہوٹل واقع بمبئی نے وکٹوریہ میموریل کلکتہ کو خاص شاہ جارج پنجم کے سنہری فرنیچر کا جو ۴۲ کرسیوں تین کوچوں گیارہ اسٹولوں اور چار پائے کی چھوٹی میز پر مشتمل ہے قیمتی عطیہ مرحمت فرمایا +

بقول اخبار وقت (ترکستان) شہر سلانیک کے ایک معزز اور نہایت متمول ترک سوداگر محمد قبانی آفندی نے نہایت عالی ہمتی سے ارادہ کیا ہے کہ ۲۰ ہزار روبل کے صرف سے چار ہونہار مگر غریب لڑکوں اور لڑکیوں کو اعلےٰ تعلیم جدیدہ سے فیضیاب کرا کر اُن سے قومی تعلیم کی اشاعت میں امداد لی جائے۔ اسکے علاوہ موصوف نے آئندہ بھی قومی امور میں حتی الوسع دلچسپی لینے اور قابل قدر امداد دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے +

نواب صاحب جنجیرہ عنقریب ولایت جانے کا ارادہ رکھتے ہیں +

علیگڈھ کالج کی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن نے چھ ہزار روپیہ جمع کر کے اس رقم سے محسن الملک میموریل بورڈنگ ہاؤس کے پانچ کمرے تیار کرنے کی تجویز کی ہے + ایسوسی ایشن موصوف کے سیکرٹری آئندہ سال کے لئے مولوی حبیب اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈھ مقرر ہوئے ہیں۔ کیونکہ صاحبزادہ آفتاب احمد خان نے ایسوسی ایشن سے ایک سال کی رخصت حاصل کی ہے +

شروع ۱۹۱۴ء سے جونپور سے ایک اخبار "محسن الملک" نامی نواب محسن الملک مرحوم کی یادگار میں نکلنے والا ہے

بنارس کی تمام مسجدوں میں نواب محسن الملک مرحوم کے لئے جمعۃ الوداع کو دعائے مغفرت کیگئی اور بمبئی میں مسلمانوں نے پندرہ قرآن مجید پڑھ کر اُن کی روح کو ثواب پہنچایا +

مشیر الدولہ حسن خان جو سلطنت ایران کی طرف سے پایہ تخت روس میں سفیر تھے اور ماسکو کی یونیورسٹی سے فلسفہ و قانون کی ڈگری حاصل کر چکے تھے۔ وزیر عدالت ایران مقرر ہوئے +

اخبار "وقت" رقم طراز ہے کہ ایران کے بڑے بڑے سرداروں اور شاہ کجکلاہ کے عزیزوں نے چالیس لاکھ روبل کی رقم باہمی چندہ سے اس غرض کے لئے جمع کی ہے کہ اس سے قومی فوج کے لئے ہتھیار خرید کئے جائیں۔ بیس لاکھ روبل کا چندہ اور جمع کیا جائیگا۔ (روبل = عـه) +

یکم نومبر کو قاہرہ (مصر) کے گرینڈ کانٹیننٹل ہوٹل میں روس کے اسلامی اخبار "ترجمان" کے ایڈیٹر اسمٰعیل غصپرنسکی نے مصری مسلمانوں کے سامنے ایک فصیح و بلیغ لیکچر اس مضمون پر دیا کہ مسلمانوں کو اپنی تمدنی حالت درست کرنے اور اپنے عام تنزل کے اسباب کی تحقیقات کرنیکے لئے ایک عالمگیر کانفرنس قائم کرنی چاہیئے جسمیں تمام بلاد اسلامیہ کے قائم مقام شامل ہوں اور اُن ضروری معاملات پر غور اور بحث کریں +

بابوئنکی میں بابعالی کے حکم سے پولیس کی تعلیم و تربیت کا ایک مدرسہ حال میں جاری کیا گیا ہے +

ٹرانسوال کے ہندوستانیوں کی حالت پر غور کرنیکے لئے انجمن اسلام بمبئی کا ایک جلسہ عنقریب منعقد ہونیوالا ہے

ریاست میسور سے اعلیٰ قسم کے میسوری شہتیر ہر سال حجاز بھیجنے کا انتظام ہوگیا ہے گذشتہ سال جو شہتیر بھیجے گئے تھے اُن سے معقول رقم وصول ہوئی +

تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ مشہد اور طہران کے درمیانی دیہات پر ایرانی ترکمانوں نے سخت ڈاکہ مارا۔ اور اس علاقہ میں سخت بدامنی کی حالت نمودار ہے +

قسطنطنیہ کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ قونیہ واقع ایشیائے کوچک کی دلدلوں کو خشک کرنے کے

استفسار

مجھکو بخاری شریف کی مبسوط عربی شرح کی ضرورت ہو جو شارح حنفی المذہب ہوں لکھائی چھپائی کاغذ اچھا ہو۔ مسائل حنفی جن بعض احادیث سے استدلال کیا گیا ہے انکے قوی اور دیگر احادیث کے ضعف کے وجوہات بوضاحت بتلائے گئے ہوں۔ ائمہ کا اختلاف اور اُنکے دلائل پھر قول راجح بیان کیا ہو۔ غرض کہ شرح حدیث فتاوے حنفیہ کا کام دے سکے۔ اگر کوئی صاحب ناظرین اخبار سے واقف ہوں تو براہ کرم بذریعہ اخبار ہذا مطلع فرما کر کمترین کو ممنون فرماکر خود مثاب ہوں۔ قیمت اور پتہ صاف واضح ہو فقط خریدار نمبر ۳۷۶۶ از گلبرگہ شریف +

ہندوستان کی خبریں

سرکاری خبریں:- مری صاحب کمشنر (جو رخصت پر ہیں) ۱۰ دسمبر میں ہندوستان میں واپس آنے پر کمشنر ملتان ہونے کی بجائے جیسا کہ پیشتر ظاہر کیا گیا تھا امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے ایڈیشنل ممبر مقرر ہونگے +

فنشن صاحب کمشنر راولپنڈی اسی عہدے پر ملتان کو تبدیل ہونگے اور مینا... صاحب کمشنر حال فنشن صاحب کے سبکدوش ہونے پر ایڈ... صاحب ڈپٹی کمشنر ملتان کو سبکدوش کرینگے جو انڈر سیکرٹری مال گورنمنٹ ہونگے +

مسٹر کمیں صاحب ڈپٹی کمشنر کرنال جنکو فنشن صاحب کے سبکدوش ہونے پر بطور ڈسٹرکٹ جج ہوشیارپور جانا تھا۔ ڈپٹی کمشنر کرنال رہیں گے +

ملازمین ایسٹ انڈین ریلوے کی سٹرائیک کی وجہ سے ہز آنر لفٹننٹ گورنر بنگال کو اپنا دورہ ملتوی کرنا پڑا +

۱۰ ماہ حال کو کلکتہ میں ایک انگریز ملازم کارخانہ نے اثنائے شکار میں اتفاق سے ایک بنگالی عورت کو گولی سے ہلاک کر دیا پولیس نے ماخوذ کر کے اسکا چالان کر دیا جہاں سے ضمانت پر رہا ہوا +

۲۰ نومبر کی شب کو رنگون میں حضور وائسرائے کو بمقام گورنمنٹ ہاؤس ڈنر پارٹی دی گئی۔ بعد ازاں صبح کو ہز اکسلنسی نے بندرگاہ کا ملاحظہ فرمایا اور سہ پہر کو ان کے اعزاز میں بمقام گورنمنٹ ہاؤس گارڈن پارٹی دی گئی + ۲۲ نومبر کو بندرگاہ کے جدید اضافہ کا افتتاح کیا اور منتظمین کے ایڈریس کا جواب دیا۔ جنہوں نے اس موقعہ پر حضور لیڈی منٹو بالقابہا کی خدمت میں موتیوں کی ایک اعلیٰ جوڑی نذر کی + سہ پہر کو گھوڑ دوڑ کا ملاحظہ فرمایا۔ رات کو تمام شہر میں چراغاں کی گئی۔

سر جارج کلارک گورنر بمبئی کی خاتون محترمہ اور دختر نیک اختر گذشتہ جمعہ کے روز ولائتی ڈاک کے جہاز سے بمبئی بخیر پہنچیں +

کراچی کے چونگی خانہ میں کونین کے ایک پارسل میں جو ولائت سے آیا تھا آٹھ سو اونس کوکین پوشیدہ رکھی ہوئی پائی گئی۔ یا بندہ نے ایک فرضی نام سے یہ اشیاء ولائت سے منگوائی تھیں۔ تاحال اسکا پتہ نہیں لگا

بمبئی کے کشلی بازار میں ۱۴ نومبر کی شب کو ایک چکن معذی کی دوکان پر آگ لگنے سے پندرہ دوکانیں جل گئیں۔ قریباً ۳ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔ پاس ہی ایک اسلحہ اور گولی بارود فروخت کرنے کی دوکان تھی۔ غنیمت ہوئی کہ وہاں تک پہنچنے سے پہلے آگ بجھائی گئی ورنہ اس سے اور بھی عظیم نقصان ہوتا۔

کمیشن تقسیم اختیارات کا اجلاس ۲۲ نومبر کو بمقام مدراس شروع ہوا۔ آنریبل مسٹر براڈلے چیف سیکرٹری گورنمنٹ مدراس کی پہلی شہادت ہوئی + مسٹر ہابہاؤس پریزیڈنٹ کمیشن نے عوام کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے کہا کہ یہ کمیشن حضور ملک معظم کے حکم سے قائم ہوا اور انہی کی خدمت میں اپنی رپورٹ پیش کرے گا اور حتی الامکان غیر طرفداری سے تحقیقات کریگا گواہوں کو بلا کسی قسم کے خیال کے شہادت دینی چاہیئے +

مسٹر جسٹس سیل جج ہائیکورٹ کلکتہ کے یکم اکتوبر سے ریٹائر ہونے کا اعلان ہوگیا +

صاحب کنسرویٹر جنگلات پنجاب آئندہ جنوری میں بمقام لاہور اپنے محکمہ کے افسروں کی ایک کانفرنس منعقد کرینگے +

انسداد طاعون کی ہدایات کا ایک پرچہ عنقریب اضلاع پنجاب میں تقسیم کیا جائے گا +

صاحب فنانشل کمشنر و دیگر کمشنران قسمت ہائے پنجاب کے اختیارات دربارہ معافی بالتواء زر مال گذاری میں مزید توسیع کی گئی ہے +

ہز آنر سر ڈینزل ایبٹسن ۱۴ دسمبر کو بمقام گورنمنٹ ہاؤس لاہور پنجاب کمیشن کے ممبروں کو ڈنر دینگے +

صاحب کمشنر قسمت دہلی کے لئے ساڑھے سات ہزار روپیہ کا موٹر کار خریدنے کی منظوری دی گئی + یہ کار دورہ کے موقعہ پر حضور وائسرائے یا لفٹننٹ گورنر صوبہ پنجاب کے استعمال میں بھی آئیگا

ہفتہ مختتمہ ۱۶ نومبر کے اندر ۴۳۰۸ طاعونی اموات حسب تفصیل ذیل ہوئیں:-

احاطہ بمبئی ۲۲۵۴ - ریاست میسور ۴۹۸ - پنجاب ۲۹۰ - ممالک متوسط ۱۹۱ - وسط ہند ۲۸۶ راجپوتانہ ۱۷۵ - مدراس ۸۱ - بنگال ۷۵ - صوبجات متحدہ ۴۰ - ۸ برہما ۱۴ - کشمیر ۳ صوبہ سرحدی پنجاب - +

ممالک متوسط قرضہ تقاوی کے لئے دس لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے۔

مس سابک آنریری سیکرٹری ٹمپرنس ایسوسی ایشن جو ہندوستان کا دورہ کر رہی ہیں گذشتہ ہفتہ میں انکا لاہور میں قیام تھا +

پنڈ دادن خاں میں ایک سود خوار ساہوکار کو زیادہ ستانی کی وجہ سے اسکی ایک اسامی نے ہلاک کر ڈالا۔

لاہور میں ایک مٹھی رسان کو جعلسازی سے جو روپیہ وصول کر لینے کی پاداش میں تین سال قید سخت کی سزا ہوئی +

مہاراجہ میسور معہ متعلقین و مختصر جماعت مصاحبین کے آئندہ موسم بہار میں ولائت جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس غرض کے لئے ایک سالم جہاز کرایہ پر لینے کا انتظام ہو رہا ہے +

انگلستان کے چیدہ اخبار نویسوں کی ایک جماعت جو سال گذشتہ میں بعض وجوہ سے ہندوستان آتے آتے رہ گئی تھی معلوم ہوا ہے کہ اس سال بھی ان کی آمد ملتوی ہو گئی ہے آئیندہ کی بابت بھی کوئی پختہ خبر نہیں ہے +

مس لوسی لیٹر جسے گورنمنٹ میسور نے اپنے مدارس میں کنڈرگارٹن کی طرز تعلیم کو رواج دینے کیلئے حال میں ولائت سے منگوایا تھا اور جو اپنے فن میں مہارت تامہ رکھتی تھی افسوس کہ اسکا مرض ہیضہ سے ناگہاں انتقال ہو گیا +

گورنمنٹ ممالک متوسط نے تین نوجوانوں کو سرکاری وظائف پر معدنیات کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ولائت روانہ کیا ہے اور ایک اور کو شب پور کے انجنیرنگ کالج میں کان کنی کی تعلیم کے لئے بھیجا جاتا ہے +

قلت باران کی وجہ سے سنا ہے کہ پنجاب کے دریا بہت خشک ہو گئے ہیں دریائے راوی پایاب ہو گیا ہے اور چناب کا بھی قریباً یہی حال ہے۔ اکثر گذرگاہوں میں چھکڑے اور گاڑیاں چلتی ہیں دریاؤں کے خشک ہونے سے اندیشہ ہے کہ نہروں کا پانی بھی بہت کم ہو جائے گا +

ایسٹ انڈین ریلوے کے ملازمین کی سٹرائیک کی وجہ سے شملہ اور کالکا کے درمیان بھی گاڑیوں کی آمد و رفت بالکل بند ہو گئی۔ ڈاک پہنچانے کے لئے تانگہ کا انتظام کرنا پڑا +

گذشتہ بدھ کی شب کو سرحدی ڈاکو جنکا تعلق ذکا خیل اور کبر خیل آفریدیوں سے بیان کیا جاتا ہے موضع سربند پر (جو قلعہ باڑہ کے قرب میں واقعہ ہے) ڈاکہ مارنے جا رہے تھے کہ سرحدی فوجی پولیس سے انکی مڈبھیڑ ہو گئی اور گولی سے دو کو ہلاک اور دو کو زخمی کر کے ناکام واپس لوٹ گئے +

آخر ماہ نومبر تک محاصل افیون سے تخمینہ کی نسبت ۷۴ لاکھ روپیہ زیادہ وصول ہونیکی امید ہے +

آنریبل خواجہ سلیم اللہ نواب ڈھاکہ۔ آنریبل مسٹر ایس اسمے اور آنریبل مسٹر ڈبلیو ڈبلیو ڈیوڈ ہر سہ صاحبان کے ایڈیشنل ممبر وائسریگل کونسل ہونیکا گزٹ میں اعلان ہو گیا +

ہفتہ گذشتہ کے اندر صوبجات متحدہ کے اضلاع الہ آباد بھرائچ۔ مرزاپور و باندا میں امدادی کام کھولے گئے اور قریباً تین ہزار مزدور کام پر لگے +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۲۱ نومبر ۱۹۱۰ء)

میجر ایس اے بی ہالٹن ڈپٹی کمشنر کی جگہ جن کا تبادلہ ہوا مسٹر سی ایچ اٹکنسن ڈسٹرکٹ جج فیروزپور ڈپٹی کمشنر فیروزپور مقرر ہوئے +

مسٹر ایچ جی برنیشر کے لاہور میں خاص خدمت پر مامور ہونے پر ان کی جگہ مسٹر ہارکر اسسٹنٹ کمشنر قائمقام ڈسٹرکٹ جج لاہور مقرر ہوئے +

کیپٹن بی او روڈ سٹرکٹ جج عارضی طور پر ایڈیشنل ڈویژنل و سیشن جج انبالہ مقرر ہوئے +

آنریبل مسٹر جے میکڈونلڈ سی ایس آئی مسٹر ایم ڈبلیو فینشن کی جگہ کمشنر راولپنڈی ڈویژن مقرر ہوئے +

مسٹر اے سیمپل اسسٹنٹ کمشنر لاہور بندوبست کا کام سیکھنے کیلئے ضلع حصار میں متعین ہوئے +

مسٹر اے بی کیمبل قائم مقام سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے ایک سال کی رخصت حاصل کی +

میجر جی ایف ڈبلیو انڈرسن آئی ایم ایس سپرنٹنڈنٹ پاگلخانہ لاہور کی خدمات عارضی طور پر گورنمنٹ ہند صیغہ ہوم کے سپرد ہوئیں +

مسٹر ڈی ڈونلڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس سرکار سے سبکدوش ہو کر لائلپور سے گورداسپور کو تبدیل ہوئے اور مسٹر ڈی فٹز جیرالڈ گورداسپور سے سبکدوش ہو کر راولپنڈی کو تبدیل ہوئے +

مسٹر وی اے شہوٹ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس شملہ سے لاہور کو تبدیل ہوئے +

رخصت سے واپسی پر مسٹر الیف اے بی میکنزی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع لائلپور میں متعین ہوئے اور مسٹر ای سی ویب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ان سے سبکدوش ہو کر سیالکوٹ کو تبدیل ہوئے +

پنڈت جنا دسنگھ ڈپٹی کلکٹر سوم گریڈ لوئر چناب کینال کے اپر گوگیرہ ڈویژن سے لوئر جہلم کینال کے اول ڈویژن کو تبدیل ہوئے اور حافظ خدا ابراہیم صاحب ڈپٹی کلکٹر سوم گریڈ آخرالذکر ڈویژن سے اول الذکر ڈویژن میں آئے +

میجر ڈبلیو آر مورٹن (رائل انجنیرز) اگزیکٹو انجنیر درجہ اول متعلقہ شعبہ آبپاشی پنجاب کو دو سال کی رعایتی رخصت معہ فرلو عطا ہوئی +

مسٹر ایل الیف رابرٹسن اگزیکٹو انجنیر انچارج راولپنڈی پراونشل ڈویژن کو گیارہ ماہ کی رعایتی رخصت معہ فرلو عطا ہوئی +

ممالک غیر

ایڈمیرل لارڈ چارلس بیرسفورڈ نے ایک شاندار تقریر میں بیان کیا کہ اگر کبھی کوئی طاقت ہم سے برسر جنگ ہوئی تو وہ ہمیں عملی طور پر کافی سے زیادہ طیار پاوے گی نیلسن کی مثال دیکر اس امر پر زور دیا کہ فتح جہازوں سے نہیں بلکہ قابل آدمیوں سے حاصل ہوتی ہے +

جدید آئین کے مطابق نو آبادی دریائے اورینج (جنوبی افریقہ) میں پہلی پارلیمنٹ منتخب ہوئی جس میں چھ اور پانچ برٹش ممبر نامزد ہوئے +

مالی حالت کے نازک ہو جانے کی وجہ سے امریکہ میں تجارت کی کساد بازاری ہو رہی ہے اور یہودی مارک الوطن اپنے اپنے وطن کو واپس آ رہے ہیں +

مزنائیڈو جو ایک عامی سیاح انگلستان میں بسر کر چکا ہے۔ حال میں انہوں نے بمقام لیڈز ایک جلسہ کو بالکل منتشر کر دیا اور بیگناہ مظلوم عورتوں پر مقدمات دائر کرنیکے لئے کئی پولیس کو رٹوں پر حملے کئے +

قاہرہ کا پیام تار مظہر ہے کہ کیپٹن رابرٹس متعلقہ افواج مصر نے پولو کھیلتے ہوئے جان دی +

افسر محکمہ شمار اعداد فرانس نے مشتہر کیا ہے کہ پیدائش کی گذشتہ دہ سالہ اوسط ۸۳۹۸۴۴ کے مقابلہ میں ۱۹۰۹ء کے اندر صرف ۸۰۶۸۴۷ پیدائشیں درج رجسٹر ہوئیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرانس کی آبادی ہر سال رو بہ تنزل ہے +

الیسٹ انڈین ریلوے کے سٹرائیک کے متعلق اخبار ٹائیمز سٹرائیک کرنے والوں کو حق بجانب خیال کرتے ہوئے منتظمین ریلوے پر غفلت اور لاپروائی کا الزام لگاتا ہے اور اس امر پر افسوس ظاہر کرتا ہے کہ ریلوے کمیشن جسکا حال میں تقرر ہوا ہے ہندوستان کی بجائے لنڈن میں بیٹھ کر ہی اپنی تحقیقات کرے گا + اخبار ڈیلی ٹیلیگراف گورنمنٹ کو مشورہ دیتا ہے کہ ریلوے ہڑتالوں کا آئیندہ قرار واقعی انتظام ہونا چاہیئے۔ ورنہ اس سے کسی وقت سخت خطرہ کا اندیشہ ہے +

بقول نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف متعینہ پایہ تخت روس ہندوستان اور روس کے سلسلہ ریلوے کو ملانے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے گورنمنٹ روس عنقریب ایک کمیٹی مقرر کرنیوالی ہے +

مرض النوم کے متعلق جو دوسری بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہونیوالی تھی وہ اس وجہ سے ملتوی ہو گئی کہ اس وقت تک مشہور جرمن ڈاکٹر کوخ کی تحقیقات اس میں پیش نہ ہو سکتی تھیں +

بقول اخبار ڈیلی میل خلیج فارس بحیرہ قلزم اور مغربی افریقہ کی تجارت اسلحہ کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ اوائل ۱۹۱۱ء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز کر رہی ہے +

گورنمنٹ روس کی طرف سے روسی اسیران جنگ کے اخراجات کیلئے حال میں ۴۸ لاکھ ۹۰ ہزار ۱۳۴ پونڈ کی ہنڈوی جاپانی سفیر کے حوالے کی گئی +

یکم فروری ۱۹۱۰ء سے ویلیو پے ایبل اشیاء کے ساتھ ڈاکخانہ میں جو فارم پر کر کے دینا پڑتا ہے وہ نہایت مختصر اور سہل کر دیا جائے گا +

شنبہ گذشتہ کو مسٹر سٹرلنگ اسسٹنٹ ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ کو مقدمہ قتل میں چیف کورٹ پنجاب سے چھ ماہ قید سخت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ جرمانہ اگر وصول ہوا تو مقتول کے پسماندگوں کو دلایا جائے گا بصورت عدم ادائیگی چھ ہفتہ مزید قید بھگتنی پڑے گی +

رپورٹ فصل و موسم پنجاب مورخہ ۲۲ نومبر حسب ذیل ہے :۔ بارش ندارد۔ اضلاع راولپنڈی میانوالی و ملتان کے سوا باقی سب مقامات میں گیہوں فی روپیہ دس یا دس سیر سے کم فروخت ہو رہے ہیں۔ ان ہر سہ اضلاع میں نرخ دس اور بارہ سیر کے درمیان ہے۔ دیگر اجناس کا نرخ بھی نسبتاً گراں ہے۔ دہلی اور جھنگ میں سخت گرانی ہو رہی ہے کپاس کی چنائی اور فصل خریف کی کٹائی جاری ہے۔ سیراب شدہ اراضی میں فصل ربیع کی تخم ریزی ہو رہی ہے اور راولپنڈی میں بارش کی امید پر تخم ریزی شروع کی گئی ہے۔ شاہ پور میں پوست کی کاشت ہو رہی ہے جالندھر و سیالکوٹ میں نیشکر پیلا جا رہا ہے۔ لائلپور کے بعض حصص میں قلت آبپاشی کی وجہ سے فصل خشک ہو رہی ہے۔ فصل خریف کی پیداوار عام طور پر اوسط سے کم ہے + لاہور اور جھنگ میں چوہوں سے اور سیالکوٹ میں ٹڈوں سے فصل کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ جالندھر اور سیالکوٹ میں مویشی کی حالت خراب ہے۔ دہلی۔ لاہور، سیالکوٹ، شاہ پور و ملتان میں چارہ کمیاب ہے + دہلی انبالہ اور لائلپور کے بعض حصص میں آبپاشی کی قلت ہے +

حضور وائسرائے اوائل ماہ اپریل میں گوالیار تشریف لیجائیں گے جہاں انکے استقبال کی ابھی سے تیاریاں ہونے لگی ہیں +

ریاست میسور میں چالیس ہزار روپیہ کے سرمایہ سے ایک دیا سلائی کا کارخانہ قائم کرنیکی تجویز ہے +

دہلی میں تعمیر شاہی کا کام سرعت سے ہو رہا ہے۔ شہر میں مفرادی بخار کی بہت شکایت ہے +

الیسٹ انڈین ریلوے کی ہڑتال کے متعلق کلکتہ سے ایک ڈیپوٹیشن ہڑتالیوں سے مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے آسنسول آیا تھا جو بظاہر کلکتہ کی تجارتی فرموں کا قائم مقام تھا لیکن سنا ہے کہ ریلوے حکام کی طرف سے پورے اختیارات لیکر آیا تھا۔ پہلے خبر آئی کہ ہڑتال بند ہو گئی ہے اور سب بالائی کام پر آ گئے ہیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ گفتگوئے مصالحت کا کوئی خوشگوار نتیجہ نہیں نکلا اور گاڑیوں کی آمد و رفت بدستور بند ہے۔ حکام ڈاکخانہ نے بھی ہڑتال کے ختم ہو جانے کی اطلاع دی تھی مگر تا حال عملی طور پر اس کی تصدیق نہیں ہوئی بلکہ اسکے خلاف سنا ہے کہ بنگال نارتھ ویسٹرن جی آئی پی بنگال ناگپور اور اودھ و روہیلکھنڈ ریلوے کے ملازم بھی سٹرائیک پر آمادہ پائے جاتے ہیں +

اشتہار

ماؤں سے خطاب

ایک شکر گذار ماں ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کی تعریف میں رطب اللسان ہے

اُن تمام عورتوں کی خاطر جن کی صحت بگڑی ہوئی ہے۔ اور خصوصاً بیمار ماؤں کے فایدہ کی غرض سے میں اُس احسان کا ذکر کرتی ہوں جو ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں نے مجھہ پر کیا ہے۔

یہ بیان مسز اے ایبرامس ساکنہ ۲۹ بیل سٹریٹ لینڈ انگلینڈ کا ہے اُنہوں نے ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کے اعجاز نما اثر کی جو شہادت دی ہے وہ نہایت قابل غور ہے اسکی وجہ ظاہر ہے۔



Terribly weak and wretched. Dr. Williams' Pink Pills gave her new strength.

یہ گولیاں نہ صرف تازہ صالح خون پیدا کرتی ہیں۔ بلکہ خون کو صاف کر کے کمزور تھکی ماندی عورتوں کے لئے عصا کا کام دیتی ہیں۔ ان کے استعمال سے طاقت بڑھتی بھوک تیز ہوتی اور ہاضمہ درست ہوتا ہے اور دیگر اعضا کے افعال کو بھی تحریک ہوتی ہے قلت الدم۔ عام کمزوری درد شقیقہ۔ ہضم کے عوارض اور ان شکایات کے لیے جو عورتوں سے مخصوص ہیں ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں نہایت نایاب ہیں۔ مسز ایبرامس کا بیان ہے کہ آخری بچہ جننے کے بعد میں بہت بیمار اور خستہ حال ہو گئی۔ قلت خون سے یہ حالت ہو گئی کہ

میری صورت بھیانک معلوم ہونے لگی

چہرہ مسخ ہو گیا۔ آنکھیں اندر کو دب گئیں۔ اور خود اپنی شکل سے بھی نفرت آنے لگی۔ کیونکہ دودھ کی ایک پیالی پینے سے بھی چھاتی میں شدت کا درد ہونے لگتا تھا۔

شب میں سینہ میں شدت کا درد رہتا۔ اور سانس لینے کے وقت دل چلنے لگتا۔ چلتے۔ سیڑھیوں پر چڑھتے وقت سانس پھول جاتی۔ رات کو نیند یا آرام حرام ہو گیا۔ کیونکہ اگر کسی وقت ذرا اونگھہ آجاتی تو کابوس میرے لئے وبال جان ہوتا۔ چہرہ کا رنگ بالکل سفید ہو گیا۔ اور ہونٹھہ نیلے پڑ گئے اور اعصاب ایسے درہم برہم ہو گئے کہ

ذرا سے شور سے بھی میں بلبلا اٹھتی

ذرا ذرا سی فضول اور لایعنی باتوں سے طبیعت بگڑ جاتی ہو جاتی۔ اور ہر وقت یہی خیال رہتا کہ اب میرا انجام قریب ہے۔ گھر کے کاروبار سے مجھے کنارہ کشی کرنی پڑی۔ کیونکہ ضعف کی وجہہ سے مجھہ سے کوئی چھوٹا سا کام بھی نہ ہو سکتا۔ عام ادویہ سے مجھے کچھہ فایدہ نہوا میری حالت بدتر ہو رہی تھی جبکہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں نے مجھے بچا لیا ان خون افزا گولیوں نے نہ صرف مجھے بچا لیا بلکہ میری حالت بالکل بدل دی ان سے مجھے وہ طاقت حاصل ہوئی جس کی مجھے بالکل امید نہ تھی عورتوں کی مختص شکایات کے لئے میں ماؤں سے ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کی زبردست سفارش کرتی ہوں۔

ان گولیوں کی چند شیشیاں استعمال کرنیکے بعد میرے بدن میں صالح خون کی بہت کثرت ہو گئی غذا ہضم ہونے لگی درد کافور ہو گئے اور نیند عود کر آئی۔ میری صحت سے لوگوں کو تعجب ہوا مجھے ملنے آنے لگے میں نے انکا استعمال جاری رکھا۔ یہاں تک کہ بالکل صحتیاب ہو گئی یہ گولیاں نہایت عجیب و غریب اور نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ آج میری صحت بالکل درست ہے اور میں ایمانداری سے کہہ سکتی ہوں کہ یہ سب ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کی برکت سے ہے۔

لڑکیاں جوان اور بوڑھی عورتیں ہر جگہہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کا گیت گاتی ہیں ہزار ہا مریض عورتیں ان گولیوں کی خون افزا اور مقوی اعصاب صفات کی معترف ہیں بدہضمی گٹھیا دہشت جلدی عوارض عصبی امراض درد شقیقہ رعشہ فالج اور زنانہ امراض میں بے نظیر ثابت ہوئی ہیں تمام ہندوستان کی بڑی بڑی شہروں میں انگریزی دوا فروشوں کی دکان سے فی قیمت ۔/۲ روپیہ دستیاب ہوتی ہیں ڈاکٹر ولیمز کی

Chamberlain's Colic, Cholera and Diarrhoea Remedy

چیمبرلین کی قولنج ہیضہ اور پیچش کی دوائی



درد معدہ۔ پیچش۔ بدہضمی۔ ہیضہ۔ قولنج۔ اور تمام معدہ اور انتڑیوں کی بیماریوں کا علاج ہے

اس عجیب و غریب دوائی نے دنیا بھر کی ایک دوسری دوائی سے زیادہ انسانی جانیں بچائی ہیں۔ اور درد و تکلیف کو آرام دیا ہے یاد رکھو کہ ایک ہی خوراک سے معدہ کی درد بند ہو جاتی ہے۔ اور سخت پیچش کے علاج کے لئے بھی تین خوراکوں سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ صرف جڑی بوٹیوں سے بنائی جاتی ہے۔ اور ہر جگہہ بکتی ہے ہاتھہ تک نہیں لگایا جاتا۔ چھوٹی بوتل کی قیمت ایک روپیہ۔ بڑی بوتل کی قیمت دو روپے۔

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

یہ اخبار ہفتہ میں دوبار یکشنبہ و چہارشنبہ کو روزبازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

قیمت معہ محصول ڈاک — پیشگی

سالک بیرون سے

امرا و روساء سے

عام خریداروں سے

طلبا کرم استطاعت صاحب — للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہوگا نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا جملہ خط و کتابت بنام مینیجر کے نام ہونی چاہئے

مضامین بست احباب

نمبر ۷ | امرتسر مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء مطابق ۲۴ شوال ۱۳۲۵ھ الیوم شنبہ | جلد ۱۳

نادر و نایاب کتابیں

تفسیر کبیر جلد اول کا اردو ترجمہ جو لوگ مذہب اسلام کے سچے اصولوں کو خلاف عقل خیال کرتے ہیں یا جنکو پاک اصولوں میں شک و شبہات پیدا ہوتے ہیں انکو چاہیئے کہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم الشان تفسیر کا مطالعہ کریں اس تفسیر میں قرآن کریم کی جملہ آیات کی تفسیر اصول فلسفہ اور سائنس سے کی گئی ہے جن آیات یا مسائل پر مخالفین اسلام نے اعتراض کئے ہیں یا جسقدر شکوک کسی آیت پر وارد ہو سکتے ہیں ان کے جوابات نہایت زبردست عقلی دلائل سے سوال و جواب کے پیرایہ میں دئے گئے ہیں بعض مشکل اور دقیق مضامین جیسے وحدت ذات توحید الوجود ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثبوت ملائکہ و شیاطین و جملہ معجزات کی تشریح مع ثبوت ناسخ و منسوخ کی کیفیت حشر و نشر کا عقلی ثبوت بہشت و دوزخ کا ثبوت اور اُن کی ضرورت زمین و آسمان کے عجائبات کا انکشاف وغیرہ کو بالکل اصول فلسفہ اور سائنس کے مطابق حل کیا گیا ہے بعض مفسروں کے جھوٹے قصے اور بے سرو پا روایتوں کی قلعی کھولی گئی ہے فلسفی ان دلائل کا لوہا مان گئے ہیں جو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایجاد کیا ہے اسکا نمونہ ملنا مشکل ہے اس تفسیر کے ہوتے کسی دوسری تفسیر کی ضرورت نہیں۔ حجم کتاب ۳۶۰ صفحہ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ قیمت فی جلد ——— للعہ

وید کی حقیقت قیمت ۱ر ✤ تردید شرائط الہام ویانندی قیمت ۱ر

بدور السافرہ کا اردو ترجمہ ۔ یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے امام ممدوح نے قرآن کریم کی اُن آیات کو جن میں حشر و نشر حیات و ممات پلصراط حوض کوثر شفاعت میزان۔ نشر اعمال بہشت دوزخ کا بیان ہے۔ اس میں جمع کرکے حدیث نبوی کے ساتھ ان کی تفسیر کردی ہے۔ اس کتاب کے ۵ باب ہیں اور ہر ایک کا افتتاح قرآن کریم کی آیت سے کیا گیا ہے۔ الغرض میں یہ کتاب جامع ہے تقطیع کلاں صفحہ ۳۸۰ ۔ قیمت ——— ۹ر ✤

کتاب الروح کا اردو ترجمہ ۔ یہ کتاب ایک مصری فلاسفر کی نہایت دلچسپ قابل دید تصنیف ہے۔ اسمیں روح انسانی کے متعلق اسقدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جو ہزارہا روپیہ کے صرف سے بھی حاصل ہونا محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور محققین اسلام کے بحث و مباحثے اور مصنف کا زبردست محاکمہ دیکھنے کے لائق ہے اسکے ملاحظہ سے آپکو اپنی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ زندگی کا بخوبی علم ہو جاوے گا۔ واقعی اس قسم کی کوئی جامع کتاب اردو زبان میں آج تک طبع نہیں ہوئی۔ اس میں بہت سے ایسے مضامین بھی آگئے ہیں جنکو آپکے کانوں نے بھی نہ سنا ہوگا صفحات ۲۴۸ ۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) ✤

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ ۔ یہ کتاب امام المتقین شیخ عبدالوہاب شعرانی کی عدیم النظیر تصنیف ہے اس میں اولیاء اللہ کے مقامات و علامات کا مفصل بیان ہے اسمیں بالتفصیل دکھایا گیا ہے کہ طالب کس طرح انوار الٰہی کا مشاہدہ اور اپنے قلب کا تذکیہ کر سکتا ہے چونکہ اس پر آشوب زمانہ میں مرشد کامل کا ملنا عنقا صفت ہو گیا ہے لہٰذا طالب حق کے لئے اس سے عمدہ اور سچا کوئی رہنما نہیں ملسکتا۔ قیمت ۱۰ر

(المشتہر منیجر کتب خانہ وکیل امرتسر)

وکیل
امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ

کلکتہ کی غیر موزونیت بلحاظ دار السلطنت ہونیکے

موسم گرما کے آغاز پر گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر کا ہر سال کلکتہ سے شملہ جانا کلکتہ کے اخباروں کو نہایت ناگوار گذرتا ہے چنانچہ اب سے چند سال قبل ان اخبارات میں اس نقل و حرکت کے موقع پر ایک شور برپا ہو جایا کرتا تھا کہ گورنمنٹ ہندوستان کا ایک بڑا حصہ ایک ایسے دور دراز مقام پر بسر کیا کرتی ہے جہاں سے وہ ملک کی نگرانی پوری طرح نہیں کر سکتی تعجب ہے کہ باوجود اس نکتہ کو سمجھنے کے کہ گورنمنٹ کا صدر مقام ایک ایسی جگہہ ہونا چاہئے جو ملک کے مرکز میں واقع ہو اور جہاں سے ملک کے مختلف حصوں کی مساوی طور پر نگرانی ہو سکے ان اخبارات مذکور کو اسکا کبھی خیال تک نہیں گذرا کہ کلکتہ خود ہندوستان کے بعض حصوں سے اس قدر دور واقع ہوا ہے کہ بیشتر صوبجات ہند وہ بہ نسبت شملہ کے بھی زیادہ بعید ہے اور بوجہ ایک گوشہ بعیدہ میں واقع ہونے کے اس ملک کا مناسب اور موزوں دار السلطنت نہیں ہو سکتا۔ بابا ہند تو درکنار خود صوبہ بنگال میں بھی وہ مرکزی حیثیت حاصل نہیں جو ایک صوبہ کے صدر مقام کے لئے ضروری ہے۔ پانیر نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں اس مسئلہ پر مدلل و مفصل بحث کرنے کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ کلکتہ ہندوستان جیسے ملک کے لئے ایک بالکل غیر موزوں دار السلطنت ہے۔

الہ آباد کا یہ روزانہ انگلو انڈین اخبار کلکتہ کے دار السلطنت بنائے جانے کو محض چند اتفاقیہ واقعات کا نتیجہ بتانے میں حق بجانب ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں بار بار ایسے ضروری معاملات پیش آتے ہیں۔ جو گورنر جنرل کو مہینہ مہینہ بھر تک کے لئے اپنے صدر مقام سے غیر حاضر رہنے پر مجبور کرتے ہیں اور ان ضروری معاملات کا پیش آنا ہمیشہ سے کلکتہ کو ایک تکلیف دہ صدر مقام بنائے ہوئے ہے۔ اگر دخانی انجن کی ایجاد پچاس برس بعد ہوئی ہوتی تو بقول پانیر واقعات نے مجبور کر دیا ہوتا کہ ہندوستان کا پایۂ تخت کلکتہ سے ہٹا کر کسی مرکزی مقام پر لے آیا جاوے۔ پانیر کی رائے میں شملہ بہ نسبت کلکتہ کے زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ وہ ان مقامات سے زیادہ قریب ہے جن پر گورنمنٹ کو زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس اخبار کا خیال ہے کہ اگر شملہ کو گورنمنٹ ہند نے انتخاب نہ کیا ہوتا۔ اور پھر بعد اس کے اس مقام تک سلسلۂ ریل نہ قایم ہوا ہوتا۔ تو ضروری امر تھا کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو اپنا کلکتہ کا قیام ایک قطعاً ترک کر دینا پڑتا۔ مگر باوجود اس امر کے کہ ریلوے کی توسیع نے کلکتہ کو اس نقصان سے اب تک محفوظ رکھا ہے۔ ریلوے ہی کی بدولت اس شہر کے بے محل واقع ہونے پر حال میں تازہ روشنی پڑی ہے۔ صرف ایک ریلوے لاین کے چند صد ملازمان کے بددل ہو جانے اور یکبیک کام چھوڑ دینے سے جو تجارتی اور دیگر نقصانات ملک کو پہنچے ہیں وہ تو خیر قابل افسوس ہیں ہی۔ مگر اس ہڑتال کے باعث ملک کے ایک بڑے حصہ سے گورنمنٹ آف انڈیا کے تعلقات کا ایک حد تک منقطع ہو جانا کلکتہ کے بے محل واقع ہونے پر تازہ روشنی ڈالتا ہے۔ پانیر لکھتا ہے کہ کلکتہ کی نازک حالت کا بہتر اندازہ ہوتا۔ اگر یہ ہڑتال ایک ایک مہینہ بعد ظہور پذیر ہوتی۔ کیونکہ اسوقت حضور وائسرائے اور ان کے ہمراہی دورہ سے کلکتہ واپس آ جاتے اور پبلک کو پوری طرح اندازہ ہو جاتا کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا صدر مقام ایک ایسی جگہہ بنا دینے سے جسے قدرت نے اس قابل ہی نہیں بنایا کتنی خرابی کا باعث ہو سکتا ہے۔

پانیر نے موجودہ دار السلطنت کے موزوں نہ ہونیکی ایک اور نہایت معقول وجہ بتائی ہے جو آج کل جبکہ مجوزہ پولیٹکل اصلاحوں پر غور کیا جا رہا ہے خصوصیت کے ساتھ توجہ کی مستحق ہے وہ کہتا ہے کہ لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ سے یعنی جب سے کہ لیجسلیٹو کونسل میں غیر سرکاری ممبروں کی تقرری ہوئی ہے اور قایم مقاموں کی ایک مختصر سی جماعت کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ کلکتہ کا ملک کے مرکز سے علیحدہ ہونا۔ ایک اور طریقے سے بھی محسوس ہو رہا ہے بوجہ اسکے کہ کلکتہ ہندوستان کے ہر حصہ سے دور ہے۔ یہانتک کہ بنگال کے قریب ترین صوبہ کے مرکزی شہر سے بھی خاصا دور ہے۔ اس رسم کی پابندی کرنی پڑتی ہے کہ لیجسلیٹو کونسل کے ایڈیشنل ممبروں کا قیام سارے سیشن بھر کلکتہ ہی میں رہے۔ اس قیام کی میعاد عموماً وسط یا اخیر دسمبر سے اخیر مارچ تک رہتی ہے اور اس تمام میں ممبروں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی سرکاری کام میں مشغول رکھیں لیکن مختلف صوبوں میں پراونشل کونسلوں کے قایم ہو جانے سے مقامی قوانین اب زیادہ تر مقامی کونسلوں ہی میں وضع ہو جایا کرتے ہیں۔ اور امپیریل کونسل کے ایڈیشنل ممبروں کے لئے ان کا منصبی کام بہت کم رہ جاتا ہے ایسے اتفاقات بھی ہمیشہ پیش نہیں آتے کہ کسی مسودۂ قانون پر رپورٹ مرتب کرنے کے لئے ان ممبروں میں سے بعض کو سلیکٹ کمیٹی میں شامل کر دیا جاوے۔ سرکاری ایڈیشنل ممبروں کے کام میں لگائے رکھنے کے لئے ملحقہ سکریٹریٹ میں کوئی کام نکال لیا جاتا ہے۔ مگر وہ اس کام سے کم ضروری ہوتا ہے۔ جو وہ ممبران اپنے اپنے صوبوں میں رہکر کرتے۔ غرضکہ صرف اجلاس کونسل میں شریک ہو کر کسی مسودہ قانون کی موافقت یا مخالفت میں رائے دے آنا بڑا کام نہیں جس کے لئے سرکاری و غیر سرکاری ایڈیشنل ممبروں کا تقریباً تین مہینہ تک کلکتہ میں مسلسل قیام ضروری ہو۔ علاوہ اس قیام کے غیر ضروری ہونے کے یہ ہمیشہ ممبروں کی زیرباری کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اول تو موسم سرما میں عمدہ مکانات کلکتہ میں بہت مشکل سے ملتے ہیں۔ اور جب ملتے ہیں تو کرایہ ان کا بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔ مزید برآں کلکتہ کی آب و ہوا بھی گراں ہے یہ تمام مشکلات اکثر لوگوں کو کونسل کی ممبری کے قبول کرنے سے باز رکھتی ہیں۔ اور بعض اوقات انہی کی وجہ سے گورنمنٹ کو لایق مشیروں کے مشورہ سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ فی الحال ایڈیشنل ممبران کونسل کی تعداد اس قدر زیادہ نہیں لیکن مجوزہ اسکیم کے مطابق جب ان کا شمار پچاس ساٹھ تک پہنچیگا تو معاملہ کے اس رخ پر کامل غور کرنیکی ضرورت ہوگی۔ اسوقت نہ اس قدر ممبروں کو کام میں لگائے رکھنے کا کافی مصالحہ مل سکیگا اور نہ کلکتہ میں مسلسل تین ماہ کی تقریباً بیکار رہائش پر ایک کام کرنے والے شخص کو ممبری قبول کرنے پر آمادہ کر سکیگی۔

ان مشکلات کا دفعیہ اس صورت میں ممکن ہے جب ممبروں کو یہ موقع ملے کہ وہ اجلاس کونسل میں شریک ہونے کی غرض سے ہر دفعہ کلکتہ چلے جایا کریں اور اجلاس سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں میں آ جایا کریں۔ مگر کلکتہ کا بُعد اس صورت کو ناممکن بناتا ہے اگر کونسل کے اجلاس بجائے کسی حقیقی مرکز مثلاً دہلی آگرہ یا کانپور میں ہوا کرتے تو ایسا ممکن ہوتا۔ بہرحال یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر مجوزہ پولیٹکل اصلاحوں کے سلسلہ میں غور کرنا لازمی ہوگا۔ سر دست اس سے صرف کلکتہ کے بے موقع اور بے محل واقع ہونے کا نتیجہ نکالا جاتا ہے۔

علاوہ جغرافیائی اعتبار سے کلکتہ کے موقع وقع ہونے کے ایک اور زبردست خیال ہے جو پایونیر اس شہر کی غیر موزونیت کی تائید میں پیش کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ کلکتہ ایک ایسے صوبہ کا شہر ہے جو ان لوگوں کا مسکن ہے جو قومیت زبان اور کیریکٹر کے اعتبار سے ہندوستان کی دیگر باشندوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اگر لارڈ ولیم بنٹنک کی پون سو برس قبل کی تحریک کے مطابق صوبہ بنگال کو بالکل علیحدہ رکھا جاتا۔ تو ایک لوکل گورنمنٹ کی نگرانی میں بھی وہاں کے باشندے ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بہتر ترقی کرتے جیسی کہ اب۔ اور ساتھ ہی اسکے پولیٹیکل خیالات کے اعتبار سے ان کی جو کچھ حالت ہوتی۔ وہ انہی تک محدود رہتی۔ اب گورنمنٹ آف انڈیا کے بنگال میں صدر مقام ہونے نے بنگالیوں کو ایک مصنوعی پولیٹیکل اہمیت دیدی ہے اگر گورنمنٹ آف انڈیا کا پایہ تخت صوبہ بنگال میں نہوتا تو بنگالی ایجی ٹیٹروں کی آواز سارے ہندوستان کی آواز ہرگز نہ سمجھی جاتی۔ اور بنگال کی شورش کے مقتضے پیش کر ممالک غیر کے باشندوں کو یہ مغالطہ کبھی نہ ہوتا کہ یہ مقتضے ہندوستان کی شورش کے متعلق ہیں۔ ممالک غیر کو جانے دیجئے خود ہندوستان کے صوبجات بعیدہ کے باشندوں کو بنگالیوں کی پولیٹیکل اہمیت کا صحیح اندازہ کرنے میں مغالطہ ہو جایا کرتا ہے۔ اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ امپیریل گورنمنٹ کا کلکتہ سے موجودہ تعلق بہت بڑی حد تک بنگالی ایجی ٹیٹروں کے خیالات کی اشاعت میں ممد ہوا ہے مگر اب اسکا علاج کوئی نہیں۔ یہ سچ ہے کہ ہندوستان کا دارالسلطنت کسی اور مقام میں تبدیل کر دیا جائے۔ کیونکہ شاندار سرکاری عمارات اور دیگر طریقوں سے کلکتہ کو رونق دینے اور دیگر شہرت کے اعتبار سے اسے پایہ تخت ہند کے قابل بنانے میں بڑی بڑی رقمیں صرف ہو چکی ہیں۔ اور ایک عرصہ کلکتے سے گورنمنٹ ہند کا صدر مقام رہنے کی عزت حاصل ہو چکی ہے۔ مگر پایونیر رقمطراز ہے کہ اب پایہ تخت کی تعمیر کا مقابلہ صرف زر کثیر کے زمانہ گذشتہ میں جس قدر گراں ثابت ہوئی ہے۔ زمانہ آئندہ میں باعتبار نتائج کے اس سے بھی زیادہ گراں ثابت ہوگی۔

ہندو ڈیپوٹیشن

شنبہ گذشتہ کو بتاریخ ۲۳ نومبر سربرآوردہ ہندو صاحبان کا ایک ڈیپوٹیشن بخدمت سر ڈینزل ایبٹسن کی خدمت میں بہ آمد کی سلامتی کے ساتھ انگلستان سے واپسی پر اظہار تہنیت کی غرض سے حاضر ہوا۔ اسمائے ممبران ڈیپوٹیشن حسب ذیل ہیں

(۱) آنریبل مسٹر جسٹس چٹرجی (۲) رائے بہادر لالہ لال چند (۳) دیوان نریندر ناتھ صاحب (۴) رائے بہادر لالہ ہری چند ملتان (۵) مسٹر ہرکشن لال (۶) رائے صاحب لالہ کنہیا لال (۷) رائے صاحب لالہ موہن لال (۸) مسٹر شادی لال بیرسٹر ایٹ لاء (۹) لالہ رام سرن داس (۱۰) لالہ رادھا کشن راولپنڈی (۱۱) بھگت ایشور داس (۱۲) رائے صاحب لالہ نرائن داس (۱۳) رائے مول راج (۱۴) سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ (۱۵) سردار گورچرن سنگھ (۱۶) سردار سندر سنگھ (۱۷) لالہ بھگوان داس گوجرانوالہ (۱۸) لالہ پرشوتم داس جہلم (۱۹) رائے زادہ بھگت رام جالندھر (۲۰) لالہ شیو پرشاد دہلی (۲۱) لالہ گوپال داس بھنڈاری امرتسر (۲۲) رائے جوکہانند ضلع ڈیرہ غازیخان (۲۳) لالہ ہرلال پوری شاہپور (۲۴) لالہ رام ناتھ فیروزپور - اور (۲۵) سردار دھرم سنگھ۔ عہدہ داران سرکاری کی شمولیت یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی تھی کہ اس وفد کا مقصد پولیٹیکل نہیں ہو سکتا مگر ٹربیون نے اسکا اعتراف کیا کہ ڈیپوٹیشن کے سر ڈینزل کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ہی یہ خواہش ہی ظاہر کردی کہ اس موقع پر نمایندہ ہندوؤں کے وہ شکوک دور کردیں جو انہیں گذشتہ واقعات کی وجہ سے گورنمنٹ کا اپنے ساتھ بدلا ہوا برتاؤ ہونے کے متعلق پیدا ہو گئے ہیں۔ غیر پولیٹیکل ڈیپوٹیشن سے ہراہنکی ایک پولیٹیکل معاملہ پر گفتگو ہونے کی خواہش کا اظہار قابل غور ہے۔ ڈیپوٹیشن کی طرف سے

مسٹر چٹرجی نے تقریر فرمائی۔ اور نہایت خوشی کی سلامتی کے ساتھ انگلستان سے واپس آنے پر مبارکباد دیکر بیان کیا کہ حضور عالی کے تعلقات پنجاب سے دیرینہ ہیں۔ اور حضور انہیں صوبہ کے لوگوں سے اور ان کے حالات و خیالات اور انکی ضروریات سے پوری طرح خود ہی واقف ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ حضور کے عہد میں صوبہ کے ہر حصہ میں امن و آسودگی رہیگی۔ اور مختلف جماعتوں اور مذاہب کے لوگ خوشی و خورمی اور خوشحالی سے رہینگے۔

سر ایبٹسن نے جواب میں بعد شکریہ کے فرمایا کہ آپ لوگوں کو یہاں دیکھکر میری خوشی کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ انگلستان سے واپس آکر میں پبلک میں چند باتیں بیان کرنی چاہتا تھا جس کا موقع مجھے آج ملا ہے۔ مگر پہلے میں ایک خفیف سے معاملہ کے متعلق غلط فہمی دور کرنی چاہتا ہوں۔ میں نے حال میں لاہور کے اخبارات میں یہ بیان ہوتے دیکھا ہے کہ مجھے اپنے ہندوستانی ملاقاتیوں کے سامنے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ان حقوق سے موازنہ کرنیکی عادت ہے جو انہیں گورنمنٹ کی مہربانی کا مستحق بناتے ہیں۔ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ہندو اور مسلمانوں کا ذکر ایک ساتھ مقابلہ کی غرض سے کبھی نہیں کیا۔ اور میں نے کبھی ایک قوم کے حقوق کے متعلق دوسری قوم کے افراد کے سامنے بحث نہیں کی۔" اسکے بعد آپنے ان شکوک کا ذکر کیا جو گورنمنٹ کے بدلے ہوئے برتاؤ کے متعلق ہندوؤں کے دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ڈیپوٹیشن کو یقین دلایا کہ اس میں بھی لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ چند ہنود کے افعال کا اثر ساری قوم پر نہیں پڑ سکتا۔ دیگر حکام کے یکطرفہ برتاؤ کی جو ہنود کی جانب سے شکایت ہو رہی ہے اسکی طرف اشارہ کرکے آپ نے فرمایا کہ افواہیں واقعہ کی شکل کو بہت بدل دیا کرتی ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس معاملہ میں بھی افواہوں نے واقعات کی شکل پر بہت کچھ رنگ آمیزی کی ہے۔ بہرحال انہوں نے فرمایا۔ . . . .

. . . .

کہ اس بارہ میں وہ اپنے خیالات اپنے ماتحتوں کو مطلع کرنے کا انتظام کر چکے ہیں۔ ٹربیون نے اس ڈیپوٹیشن کا ذکر کرتے ہوئے پہلے تو عام ڈیپوٹیشنوں کے متعلق یہ شکایت کی کہ وہ قائم مقامی کی حیثیت لئے ہوئے نہیں ہوتے۔ وہ ان خیالات کا اظہار نہیں کرتے جو ان کے موکلوں کے دل میں ہوتے ہیں پھر وہ لکھتا ہے کہ ان ڈیپوٹیشنوں کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی جو یہ تماشہ پیش نظر کرتے ہیں کہ دو فریق آپس میں ایک دوسرے کی آنکھ میں خاک ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور دونوں اپنی اپنی جگہ اپنی کامیابی کا یقین کرنے لگے ہیں۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ دونوں میں سے ایک بھی کامیاب نہیں ہوا۔ اسکے بعد وہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن ان الزاموں سے بری ہوتے ہیں۔ ہندو ڈیپوٹیشن بھی ایسے ہیں جن پر یہ الزام عاید ہوتے ہیں مگر موجودہ ڈیپوٹیشن ان سے مستثنے ہے۔ ٹربیون نے موجودہ ڈیپوٹیشن کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی لکھدیا کہ وہ سر ایبٹسن کے پاس نہ رعایتیں طلب کرنے گیا نہ کسی قسم کی شکایات پیش کرنے گیا۔ نہ اپنی وفاداری کے لمبے چوڑے دعوے کرنے گیا۔ ان تمام ریمارکس سے ناظرین خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ان فقروں کے استعمال کرنے سے ٹربیون کا کیا منشا ہے؟

ایک سودیشی تحقیقات

اخبار بین پبلک سے یہ بات پوشیدہ نہوگی کہ گذشتہ شورش کلکتہ کی جو تحقیقات گورنمنٹ کی جانب سے کی گئی تھی اس سے بنگال کے ہندوؤں نے بے اطمینانی ظاہر کرکے اپنے طور پر بذریعہ ایک غیر سرکاری کمیشن کے علیحدہ تحقیقات کی۔ کمیشن کے ممبر بابو نریندر ناتھ سین ایڈیٹر انڈین مرر۔ رائے بہادر سری ناتھ پال اور آنریبل بابا رادھا چرن پال تھے جن کی رپورٹ ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوئی ہے ٹربیون اس غیر سرکاری

کمیشن کی باضابطہ منصفانہ کارروائی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ تحقیقات اکل سود لیشنی تہی. پائونیر لکہتا ہے کہ بنگالی کمیشن کی رپورٹ خاص ہے. مگر جب سرکاری باضابطہ کارروائیوں کے پہلو بہ پہلو غیر سرکاری مستعدی کا اظہار بہی اسی انداز سے ہونا شروع ہو گیا ہے تو کیوں نہ ہم سر ہیں اور بہی زیادہ ترقی کی امید رکہی جاوے وہ تحریر کرتا ہے کہ ایک ایسی سوسائٹی میں جہاں ہر شخص میں گفتگو کرنے کا مادہ ہے اور تقریبا ہر شخص پالیٹیشن بہی ہے. ایک غیر سرکاری لجیس لیٹو کونسل کو بہی یقینا کامیابی ہوگی. اسکے بعد ایک غیر سرکاری گزٹ بہی شایع کیا جا سکتا ہے جس میں تقرر و تبدیلیوں کے احکام دیکہکر اسکا اندازہ ہوسکیگا کہ کون کون سے سرکاری ملازم پبلک میں کس درجہ ہر دلعزیز ہیں بیچیدہ شہروں پر بہی خوف رہیگا. اور وہ خیال رکہینگے کہ کسی وکیل سے بدمزاجی سے پیش نہ آویں ورنہ ان کا تبادلہ کسی بری جگہہ کر دیا جائیگا گو تبادلہ کا حکم تعمیل کی غرض سے نہ ہو. غیر سرکاری ریزولیوشن بہی بڑی دلچسپی اور نہایت اہمیت کے ساتھ دیکہے جائینگے. بنگال کا ایک غیر سرکاری گورنر تو موجود ہی ہے اسکی تخت نشینی کی رسم ہوے صرف اٹھارہ ہی مہینے کے قریب ہوئے ہونگے بلا میعاد جوڈیشل سکریٹریوں کا تقرر بہی کچہہ مشکل نہ ہوگا اور وہ اپنے فرائض کو اسی سنجیدگی کے ساتھ انجام دے سکینگے جو سنجیدگی کہ بعض چہوٹی ریاستوں کے لٹریری ممبروں اور خانگی سکریٹریوں میں پائی جاتی ہے. آج کل جو لوگ بنگالی پولیٹیکل لٹریچر کے ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہونے سے پریشان ہو گئے ہیں اور جن میں بنگالیوں کے مداح بہی شامل ہونگے وہ غیر سرکاری گزٹ سے محظوظ ہوں گے. جب ہم سر ہیں وہ پڑہا کریں گے کہ مسٹر سریندرا ناتھہ بنرجی لفٹننٹ گورنر کی رائے سے اتفاق نہیں کرتے یا کمشنر کی جوابدہی کے متعلق مسٹر سریندرا ناتھہ بنرجی اس رائے کا اظہار کرتے ہیں. پائونیر کے ان ریمارکس سے ناظرین کے ذہن نشین بخوبی ہو گیا ہوگا کہ غیر سرکاری کمیونک کی رپورٹ درصل کیا وقعت رکہتی ہے.

اسلامیہ کالج لاہور کا نیا قضیہ

اسلامیہ کالج لاہور کے متعلق ہمارے جو اصلی خیالات ہیں ان سے ناظرین بخوبی آگاہ ہیں. اور ان کے اعادہ کی ہمیں اس موقع پر کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی. لیکن یوروپین پرنسپل کے تقرر کے مسئلہ پر جو چہیڑ چہاڑ آج کل پنجاب کے اخباروں میں ہو رہی ہے. اسے دیکہکر اس اسلامی انسٹیٹیوشن کی اندرونی کیفیت کا جو حال کہلتا ہے اسکو معلوم کرنے سے بلالحاظ اس امر کے کہ کالج کے وجود کی نسبت ہمارا خیال کیا ہے. ہمارا دل دکہتا ہے اور ہمیں یہ دیکہکر تاسف ہوتا ہے کہ ایک اعلیٰ سی انسٹیٹیوشن کے چلانے کی بہی اہلیت ہم میں اب تک پیدا نہیں ہوئی. ان اصولی باتوں میں بہی ہم اب تک سرکشی کے ساتھ اختلاف کئے جاتے ہیں جنکا فیصلہ ایک مدت قبل ہو چکنا چاہئیے تہا. ایک ایسی تعلیم گاہ کی نسبت جہاں بی اے تک انگریزی تعلیم پہنچائی ہو اب تک ایک زبردست جماعت کا یہ خیال ہونا کہ کسی پرنسپل ہو گا

نسبت یوروپین پرنسپل کے بجز ایک افسوسناک نظارہ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے ہم اس وقت خاص اسلامیہ کالج کی اندرونی حالت سے بحث نہیں کرتے. ہم اس فریق غالب کی نسبت بہی کچہہ کہنا نہیں چاہتے جسے آج کل کالج پر اقتدار حاصل ہے. اور یہاں امر کی بابت بہی اپنی رائے دینا فضول سمجہتے ہیں کہ اگر کوئی لائق یوروپین پرنسپل مقرر کر دیا گیا تو وہ کالج کی موجودہ حالت میں اور کالج کے زمانہ حال کے منتظمین کی ہمنی میں عرصہ تک پرنسپلی کر بہی سکیگا یا نہیں. مگر ہم قدر ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے انکی تعلیم و تربیت کا لائق یوروپین پرنسپل کی نگرانی میں ہونا نہایت ضروری ہے. جو لوگ اس کلیہ کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں وہ آثار زمانہ سے بے خبر ہیں. تعلیمی تجربہ سے بے بہرہ ہیں. اور مسلمانوں کے صریح دشمن ہیں. بہرحال یہ ایک اصولی مسئلہ ہے جس پر اختلاف رائے کا ہونا گو افسوسناک ہے. مگر اسلامیہ کالج کی موجودہ جماعت منتظمین کو دیکہکر تعجب انگیز مطلق نہیں لیکن جس طریقے سے اس اختلاف کو ظاہر کیا گیا ہے اور جو بے ضابطگیاں، ر لومبر کی اسلامیہ کالج کمیٹی میں عمل میں آئی ہیں انہیں دیکہکر تعجب ضرور ہوتا ہے. ہم وثوق کے ساتہہ پیشینگوئی نہیں کر سکتے کہ جو بحث آجکل یوروپین پرنسپل کے مسئلہ پر چھڑی ہوئی ہے اسکا انجام کیا ہوگا؟. مگر کسی قدر وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس سے منتظمین کالج کی نیت کا ایک مرتبہ اور اندازہ ہو سکیگا. اور پبلک کو یہ دیکہنے کا موقع ملجائیگا کہ قومی اغراض کو ذاتی اغراض پر تصدق کرنے والے کون کون ہیں اور ذاتی اغراض کو قومی اغراض پر قربان کرنے والی پاک روحیں کون کونسی ہیں.

ریلوی اسٹرائیک

ایسٹ انڈین ریلوے کی اسٹرائیک کا ابہی تک خاتمہ نہیں ہوا دو تین روز سے تار برقیاں کسی قدر متضاد سی آرہی ہیں جن پر اعتماد نہیں ہو سکتا. کبہی معلوم ہوتا ہے کہ اسٹرائیک خاتمہ پر ہے تو کبہی یہ اطلاع آتی ہے کہ اسٹرائیک کنندے اپنی ضد پر جمے ہوئے ہیں. گورنمنٹ نے تصفیہ کے لئے ایک بورڈ بہی مقرر کر دیا ہے. مگر ان کا اس سے اطمینان نہیں ہوا اور وہ کہتے ہیں کہ جب تک ان کا لیڈر کو اینگلیٹن جو برخاست کر دیا گیا ہے بحال نہ ہوگا وہ کام پر نہ آئینگے. بیان کیا جاتا ہے کہ ریلوے والوں نے اسٹرائیک کنندوں کو دہوکا دینے کی غرض سے جہوٹے تار ادہر ادہر بہیجے ہیں کہ اسٹرائیک کا خاتمہ ہو گیا ہے. تاکہ جو گارڈ اور ڈرائیورز اسٹرائیک کے مرکزوں سے دور ہیں وہ یہ سمجہہ کر کام پر واپس آجائیں. مگر دوسری جانب یہ بہی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض گارڈوں وغیرہ نے عارضی طور پر اس مصلحت سے کام کرنا شروع کر دیا ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہہ تک پیغام رسانی کر سکیں اور اسٹرائیک پر جو لوگ ہیں انہیں مستحکم رہنے کی ہدایت کریں. یہ جو بعض ٹرینیں چلنے لگی ہیں انمیں سے کچہہ تو انہی واپس آئے ہوئے گارڈوں وغیرہ کی بدولت لیکن اکثر محکمہ ریل کے لوکو انسپکٹروں کی ڈرائیوری میں اور اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹروں کی گارڈی میں...

محکمۂ تار میں بد دلی

آج کل اسٹرائیکوں کا بازار گرم ہے۔ ابھی انڈین ریلوے کی اسٹرائیک کا ابھی خاتمہ نہیں ہونے پایا کہ محکمۂ تار میں اسٹرائیک کے آثار نمودار ہو چلے ہیں۔

گو یہ اسٹرائیک کسی قدر مختلف قسم کی معلوم ہوتی ہے۔ مگر سال بھر کے ہوا کہ ایک ٹیلیگراف کمیشن نے ہمارے ملک کا دورہ کیا تھا۔ اور محکمے کے کاروبار کا ملاحظہ فرمایا تھا۔ سگنلروں کو بھی امید تھی کہ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائینگی۔ اور کام سنبھالنے کے لئے ملازموں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ مگر اس کمیشن کا ابتک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور نہ یہ معلوم ہونے پایا کہ اس نے رپورٹ میں کیا لکھا ہے۔ اس سے سگنلروں میں بہت مایوسی پیدا ہوئی اور انہوں نے ڈائریکٹر جنرل کو درخواست دی کہ کمیشن کی رپورٹ سے انہیں مطلع کیا جاوے اور انکی درخواست سابق کا جواب ملے جس میں مندرجہ ذیل امور طلب کئے گئے تھے (۱) تنخواہ میں اضافہ (۲) ملازموں کی تعداد میں اضافہ اور کھانا کھانے کو وقت پر چھٹی (۳) راتوں کو تھوڑی نیند۔ اس عرضی کا ابتک کوئی معقول جواب نہیں آیا۔ جبیر بمبئی کلکتہ کراچی۔ مدراس۔ رنگون گورنمنٹی۔ الہ آباد اور دیگر بڑے بڑے دفاتر کے سگنلروں میں ایک جوش سا پھیلا ہوا ہے اور انہوں نے بذریعہ تار کے آپس میں مشورہ کرکے فیصلہ کرلیا ہے کہ آئندہ کے لیے ان کا دستور العمل کیا ہوگا۔ ان کا ارادہ بالکل کام بند کر دینے کا نہیں ہے کیونکہ از روئے معاہدہ اپنے آپ کو اس شرط کا پابند سمجھتے ہیں کہ ملازمت ترک کرنے سے قبل تین مہینے کا نوٹس دینا چاہیئے۔ انہوں نے صرف یہ صلاح کی ہے کہ سب مل کر کام تھوڑا کیا کریں اور ایک گھنٹہ میں سیندہ تار برقیوں سے زیادہ نہ روانہ کیا کریں۔ کام کی یہ رفتار موجودہ رفتار کا ایک تہائی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ موجودہ تنخواہ کے لحاظ سے ایک تہائی کام کافی ہے۔ انہیں یقین ہے کہ کام اس محکمہ میں اس کثرت سے ہے کہ جب وہ ادھورا پڑا رہے گا اور اسکا انبار جمع ہو جائیگا تو صاحب ڈائریکٹر جنرل کو خود ہی یقین ہو جائیگا کہ کام واقعی زیادہ ہے اور زیادہ ملازموں کے تقرر کا بندوبست کرنے پر وہ مجبور ہوں گے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ محکمہ کے افسر معاملات کو بگڑنے نہ دیں گے بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو قابل اطمینان انتظام کرکے پبلک کی پریشانی کو دور کریں گے۔ اگر اس محکمہ میں کسی قسم کی بدانتظامی ہوئی اور اس سے پیغامات برقی کی آمد و رفت میں خلل واقع ہوا۔ تو علاوہ کاروباری دنیا کو سخت نقصان پہنچنے کے انتظامی معاملات میں بھی سخت ہرج واقع ہوگا اور حاکم و محکوم دونوں اس دقت کو یکساں طور پر محسوس کرینگے۔

امرتسر میں قمار بازی

کے عنوان سے ہمارا لوکل ہمعصر "اہل حدیث" گورنمنٹ کو اس شہر کی روز افزوں قمار بازی کی طرف متوجہ کرتا ہوا مقامی حکام کی اس معاملہ میں بے توجہی کی شکایت کرتا ہے۔ لوکل معاملات پر خاموش رہنے کی قدیم پالیسی کا پابند ہوکر ہم اپنے کالموں میں اس لوکل شکایت کا ذکر نہ کرتے۔ اگر ۲۲ نومبر ۱۹۱۰ء کے "اہلحدیث" میں مندرجہ ذیل چونکا دینے والا فقرہ ہماری نظر سے نہ گذرتا کہ:-

"ہم نے جو اس مطلب کے دوران (قمار بازی کی زیادتی) کی تہ کو تلاش کیا تو بعض پولیسمینوں اور بعض قمار بازوں سے یہ معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر نے اسکو جرم قرار نہیں دیا۔ اسلئے عام اجازت ہو گئی"۔ اگر پولیسمینوں اور قمار بازوں کا یہ خیال درست ہو تو یہ شکایت محض ایک لوکل شکایت کی حدود سے تجاوز کرکے ایک سنگین پہلو اختیار کرتی ہے اور ہم کو اپنے ہمعصر کے ہم آواز ہوکر حکام بالادست کی توجہ کو اس معاملہ کی طرف منعطف کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال کام کرتا ہے۔ کوئی نہ کوئی غلط فہمی ایسی ضرور واقع ہوئی ہے جو قمار بازی کے جرایم کی زیادتی کا باعث قرار دی جانے کی مستحق ہے یا تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو کسی قسم کی غلط فہمی واقع ہوئی ہے۔ یا کسی نہ کسی باعث پولیسمینوں اور قمار بازوں کو یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے کہ صاحب ضلع اس جرم کو جرم نہیں سمجھتے۔ بہرحال اسکی اشد ضرورت ہے کہ جو غلط فہمی واقع ہوئی ہو۔ وہ دور کی جائے اور اس جرم کے انسداد کا معقول انتظام کیا جائے۔

طلباء اور ایجی ٹیشن

ہندوستان کے تازہ واقعات نے بعض لوگوں کو اس امر کے غور کرنے پر آمادہ کیا ہوگا کہ طلباء کیوں اس کثرت سے ایجی ٹیشن میں شامل ہو جایا کرتے ہیں۔ اس سوال کا جواب آنریبل مسٹر کریڈک چیف کمشنر ممالک متوسط نے اپنی اس تقریر میں دیا جو حال میں انہوں نے برار میں فرمائی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ برار میں ہی ایک ہندو ایڈیٹر پر باغیانہ مضامین لکھنے کے الزام پر مقدمہ چل چکا ہے اور اسکا پریس بھی ضبط ہو چکا ہے صاحب چیف کمشنر نے جو ملاجاکر ایک جاگیردار کو سند عطا کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی اسمیں گذشتہ شورش کا بھی ذکر کیا۔ اور ان مفسدہ پردازوں کی مغویانہ کوششوں کو بیان کیا جو وفادار طبقوں کی مفادات کو صدمہ پہنچانے کی غرض سے کی گئی تھیں۔ دوران تقریر میں آپ نے فرمایا کہ مفسدوں کے دلایل چونکہ کمزور ہوتے ہیں۔ اور پختہ سمجھ والوں کے دل پر اثر نہیں کرتے۔ اسلئے وہ خام سمجھ طلباء اور ناتجربہ کار لڑکوں کو اپنے حلقے میں لاکر ان سے اپنی تعداد بڑھاتے ہیں یہی وجہ ہے جو طلباء بکثرت ایجی ٹیشن میں شریک ہوتے ہیں۔

سخت حیرت

"دنیا" کا ایک ہمعصر ڈوڈلیہ سے ۱۴ ستمبر کی اشاعت میں اعلان کرتا ہے کہ "ڈاک کی تھیلی جس میں معمولی خطوط تھے اور جو ۲۲ اگست کو "لونگ سٹون" سے روانہ ہوئی تھی۔ افسوس ہے کہ رستہ میں ایک مقام پر اُسے شیروں نے پھاڑ ڈالا"۔

سخت حیرت ہے۔ کیا شیر بھوکے ہوکے اس حالت کو بھی پہنچ سکتے ہیں؟ کہ ڈاک کی تھیلی پھاڑ ڈالیں۔ اور کاروبار کی چٹھیوں کو۔ نیاز ناموں اور خطوط شوق کو (جو عشاق انگلیاں تراش کے لکھیں) یا اخباروں اور رسالوں کو کھالیں؟ اگر ایسا ہے تو جو کمپنی ڈاک رسانی کی ذمہ دار ہے اسکو چاہیئے کہ ان بھوکے شیروں کی خوراک کا کچھ انتظام کرے۔ ورنہ گورنمنٹ توجہ کرے اور محکمۂ ڈاک میں سے **چند آدمی** ان کی نذر کرے ایسا نہ ہو کہ اب کے یہ رجسٹری شدہ خطوط یا زیورات اور اور قیمتی اشیا کے پارسلوں میں چنگل ماریں۔

بےنظیر حبیبی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل نہایت ہی صحیح و خوشخط عمدہ کاغذ نفیس چھاپہ جسکی صحت آٹھ مولویوں قاریوں سے کرائی گئی ہے جسکی ہر ایک حمائل کے خیر میں نعت میں منشی محمد عبد الغنی صاحب خلف الصدق منشی ممتاز علی صاحب مہاجر کی مشہور خوشنویس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے ترجمہ مولوی شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ہے متن کی عبارت خوشرنگ حنائی گئی ہے جلد نہایت عمدہ ہے قیمت مجلد ۱۲ غیر مجلد ۱۰ ۔ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

شاہنشاہ محی الدین عالمگیر اورنگزیب کا خط

(بنام اہل ہندوستان) :-

از مقام جنت الفردوس - مورخہ ۵ شوال ۱۳۳۵ ہجری مقدس -

پیارے ہموطنو! میرا خط طول ہے مگر اسکا ایک ایک حرف غور سے پڑھو اور اس پر عمل کرو تو تمہارے لئے اکسیر اعظم کا نسخہ ہے۔ میں نے تم لوگوں کو ہموطن کے خطاب سے مخاطب کیا ہے۔ گو میرا خاندان ابتدا میں وسط ایشیا سے آیا۔ مگر سات پشت سے ہندوستان میں رہنے۔ تم لوگوں میں زندگی بسر کرنے تمہاری ہی دہرتی میں مدفون ہونے اور اپنے لیا نعل کو تمہارے ہی ملک اور ملک کی آب و ہوا کے رحم پر چھوڑنے سے مجھے یہ استحقاق حاصل ہوگیا ہوا ہے کہ تمکو ہموطن کہوں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ تم لوگ بھی مجھے ہموطن نہ سمجھو۔ میں تم ہی میں پیدا ہوا۔ تم ہی میں پرورش پائی۔ تم ہی میں بڑا ہوا۔ تم ہی میں بڑا ہوا اور تم ہی میں مرا۔ میری خوراک وہی تھی جو تمہاری ہے۔ میری پوشاک وہی تھی جو تم پہنتے ہو۔ اگر تم نیلو تھے تو میں نیلو تھا اور اگر تم کالے تھے تو میں کالا تھا۔ غرضیکہ اگر تم ہندوستانی تھے تو میں بھی ہندوستانی تہا۔ میں نے بحیثیت شاہنشاہ ہند جو کچھ تم لوگوں سے جو میری رعایا تھے وصول کیا۔ خواہ اسکا نام مالیہ زمین رکھو خواہ ٹیکس خواہ جزیہ۔ وہ سب تم لوگوں پر اور تمہارے ہی ملک پر صرف کیا۔ نہ اس میں سے ایک کوڑی اپنے سابقہ آبائی وطن کو بھیجی اور نہ سوائے دو بار پہ کفن کے کوئی چیز قبر میں اپنے ساتھ لایا۔ تم مانو یا نہ مانو مگر میرے بزرگوں کو اور مجھکو تم سے اور تمہارے وطن سے محبت تھی اور باوجودیکہ تمہارے بزرگوں میں سے بعض نے میری زندگی میں مجھ سے بغاوت کی اور مجھکو دق اور تنگ رکھا اور میری موت کے بعد بھی آج تک بھی کہ دو صدیوں سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے تم میں سے بہت سے لوگ مجھ پر تبرے بھیج رہے ہو۔ تمہارے اکثر بزرگوں کی خدمتیں وفاداریاں اور جان نثاریاں مجھے اب تک یاد ہیں۔ مجھے تم لوگوں سے اب بھی محبت ہے ؎

انہیں ہوئے جفا کاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے ✦ وفا کی ہم کو بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

یہ رسم قدیم ہے کہ اقبال کے دنوں صاحب اقبال شخص کا ہر ایک ثنا خوان اور خوشامد کرنیوالا ہوتا ہے اور زوال کے دنوں اپنے دست پرورد اور نمکخوار بھی ملامتوں کی بوچھاڑ شروع کردیتے ہیں میں اس رسم قدیم سے کسی طرح مستثنےٰ یا بری نہیں ہوسکتا تہا۔ مجھپر تم لوگوں میں سے بہت نے تعصب خودغرضی اور طرح طرح کے ظلم و جبر کے الزام لگائے اور اب تک میرا پیچھا نہیں چھوٹتا۔ مگر اسکا مجھے مطلق رنج نہیں۔ سعدی شیرازی نے سچ کہا ہے ؎

نہ بینی کہ پیش خداوند جاہ ! ستائش کنان دست بر بر نہند
اگر اقبال و جاہش در آرد ز پا ! ہمہ عالمش پائے بر سر نہند

میرا کانشنس یا میرا ضمیر۔ مجھے مطلق شرمندہ نہیں کرتا۔ میں تم لوگوں کی طرح انسان تہا۔ فرشتہ نہ تھا اور میں مانتا ہوں کہ مجھ سے غلطیاں سرزد ہوئی ہونگی لیکن اگر سزا و جزا کا انحصار نیت پر ہے تو خدا کے حضور میں اس سلوک کیلئے ہرگز شرمسار نہیں جو میں نے بحیثیت شاہنشاہ ہند اپنی زندگی میں تم لوگوں سے کیا۔ مجھے ان تبرہ بازیوں کا مطلق رنج نہیں جو میرے مرنے کے زمانہ دو صدی بعد تم لوگ مجھپر کر رہے ہو۔ اور نہ مجھے ان لوگوں کی تحسین و آفرین سے خوشی ہوتی ہے جو آجکل میری تعریف کر رہے ہیں میں نے اپنی زندگی میں اپنے ایمان اور کانشنس کے مطابق اپنے فرائض ادا کئے جس کی کمی و بیشی پر سزا و جزا دنیا صرف خدا کے اختیار میں ہے ؎

برا تھا یا بھلا میں جانوں اور میرا خدا جانے
قیامت کو بھی رہنے دوگے کوئی فیصلہ باقی

مگر مجھے **شرم آتی ہے** - جب میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں نے میرے نام اور میرے متعلق اور میرے افسانوں کو باہمی نزاع و فساد کا ذریعہ اور ملک میں بدامنی پھیلانے کا باعث بنا رکھا ہے کوئی میری شکایت کرتا ہے اور کوئی حمایت اور اس طرح سے باہم گلوگیر ہوتے اور فساد مچاتے ہیں میں جیساکہ پہلے کہہ چکا ہوں نہ شکایت سے رنجیدہ ہوتا ہوں نہ حمایت سے خوش ہیں مدت سے مر چکا ہوں زمین میں شاید میری ہڈیاں بھی باقی نہیں رہیں۔ نہ شکایت کی تلافی کرسکتا ہوں نہ حمایت کیلئے انعام دے سکتا ہوں۔ نہ عرصہ زائد دو سو سال سے میں نے تم لوگوں کے مذہبی ملکی اور رسمی معاملات میں دخل دیا ہے نہ دے سکتا ہوں پھر خواہ مخواہ میری مدح کو کیوں کوسا جاتا ہے ؎

لیک حرم ہم ہیں نہ ناقوس کلیسا ! پھر شیخ و برہمن میں ہے کیوں علعلہ تہا

میری تصویر جو تم لوگوں تک پہنچی ہے جو ان ہاتھوں کی کھنچی ہوئی ہے جو یا تو بوجہ میری محبت کے اندھے ہوکر اصل حالات سے جان بوجھ کر ناواقف بن گئے یا بوجہ خیال مخالفت میری حسنات اور خوبیوں سے عمداً آنکھیں بند کر بیٹھے یا جنہوں نے حسب اقتضائے ضروریات وقت جسکو تمہارے زمانہ میں پالیسی کہتے ہیں تاریخوں کی کتابوں میں میری اصلی تصویر پر مخالف رنگت چڑھائی۔ تم لوگوں میں اسوقت کوئی ایسا شخص موجود نہیں جس نے مجھے اپنی آنکھ سے دیکھا یا میرے عہد کی برائی یا بھلائی کا بذات خاص تجربہ کیا ہو۔ تم لوگوں میں سے جس نے جو تصویر دیکھی اسی کو نقل مطابق اصل سمجھ لیا۔ اسلئے میں تم میں سے کسی کو قابل الزام نہیں ٹھہراتا بلکہ بوجہ اسی دلی محبت کے جو ہندوستان اور اہل ہندوستان کے ساتھ مجھے ہے اور ان خدمات کے پاس سے جو تمہارے اکثر بزرگوں نے میری حیات میں میری کیں دعائے خیر کرتا ہوں ؎

اگر من نماندم تو ! مانی بہ فضل ! بر شاہ آفاق گسترہ عدل

میرا مذہب اسلام تھا اسی مذہب میں جینا اور اسی میں مرنا میں اپنے لئے موجب فلاح دارین سمجھتا تھا مگر اسی کے ساتھ میرا شاہی مسلک یا شرب جسکو دوسرے الفاظ میں مذہب ہی کہا جاسکتا ہے ہندوستانی تھا یعنی وطن کی مختلف اقوام کو مساوی سمجھنا اور انکے ساتھ بلاتعصب سلوک کرنا اس شاہی مذہب کے لحاظ سے مسلمان باغی اور ہندو منحرف میرے لئے یکساں قابل سزا اور ہندو وفادار اور مسلمان نمک حلال یکساں قابل انعام تھے۔ دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا ہوا ہے۔ نہ ہے۔ اور نہ ہوگا جو اس اصول سے انحراف کرے شاہی مذہب کے لحاظ سے میرا عقیدہ یہ تہا ؎

دلا غور کرکے جو ہم دیکھتے ہیں ! تو دیر و حرم میں صنم دیکھتے ہیں

مسلمان جو مجھے شاہنشاہ اسلام پناہ اور حامی اسلام کہتے ہیں انکو میں شکریہ کے ساتھ یہ جتلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ مجھے اسلام پناہ اور حامی اسلام صرف اس لحاظ سے کہتے ہیں جس لحاظ سے تمہارا موجودہ شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ڈیفنڈر آف دی فیتھ (حامی مذہب) کہلاتا ہے تو اسمیں کوئی ہرج نہیں لیکن اگر ان الفاظ سے انکا مطلب یہ ہے کہ میں غیر مذاہب کا دشمن اور انکے مقابلہ میں مسلمانوں کی حمایت کرنیوالا تھا تو میرے افعال اور اقوال اور شاہی مذہب کے عقاید کے خلاف یہ باتیں بیان کیتو ہیں۔ اگر وہ کاشی (بنارس) اور متھرا میں جو ہندوؤں کے مقدس شہر ہیں جائیں تو مندروں اور بت خانوں کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے جب بے شمار اوقاف اور جاگیریں ہیں وہ مسلمان بادشاہوں کی عطیات پائیں گے اور انمیں سے بہت سی سندات اور فرامین پر خود میرے دستخط دیکھیں گے۔ پنجاب کے مشہور و معروف مندر جوالا مکھی واقع ضلع کانگڑہ کی خود پرداخت کے لئے دائمی جاگیر کی سند تانبے کے پتھرے پر جو وہاں کے پجاریوں کے پاس ہے اسپر میرا ہی طغرا اور میرا ہی منشور ثبت ہے۔ اسی طرح ہندوستان کابل و کشمیر کے مندر اور معابد کے لئے میں نے ہی جاگیریں بخشی ہوئی ہیں۔ بنگال میں میرے ہی ہاتھوں کی قائم کی ہوئی ہندو ریاستیں اب تک موجود ہیں۔ راجہ جے سنگھ سوائی میرا ہی سپہ سالار تہا۔ راجہ جسونت سنگھ میرا ہی وزیر اعظم تھا تم لوگ عالمگیر نامہ پڑھو تو اس سے معلوم ہوگا کہ میری رعایا میں سے سینکڑوں ہندو ہفت ہزاری اور پنجہزاری مناصب پر ممتاز تھے

اگر تم لوگ رقعات عالمگیری میں میرا خط دیکھو جو میں نے اپنے شہزادہ صوبہ دار بنگال کو لکھا تھا تو اسمیں یہ عبارت درج پاؤگے۔

فرزند عالی جاہ۔ امروز فرزند نوبت رائے پیش شد۔ پدرش حقے داشت
بازدق نہ بود۔ بدستوری گری بنگال منسوب کردیم باسپ و شمشیر مرصع عنایت نمودیم۔

میرے عہد کا مستوفی انگریزی عہد کے ایک صوبہ کے اکونٹنٹ جنرل کے برابر کا عہدہ دار تھا۔ میں نے اپنے ایک ہندو جان نثار کے بیٹے کو وہ عہدہ دیا جو آج کل تم لوگوں کو مشکل سے نصیب ہو سکتا ہے اگر میں نے اپنی سلطنت کی وسعت کے لئے کسی ہندو ریاست کو فتح کیا تو مسلمان بادشاہوں کو بھی نہ چھوڑا۔ اگر میں ہندو پنڈتوں پر ناراض ہوا تو آپ عالمگیر نامہ میں لکھا دیکھیں گے کہ میں نے خود اپنے قاضی کو جبکہ اسنے اپنی قابلیت سے زیادہ عہدہ کی درخواست کی تھی سختی سے جھڑک دیا تھا پس جو لوگ مجھے محبت کی راہ سے بت شکن۔ دشمن کفار و حامی اسلام کہتے ہیں وہ بہت کچھ غلطی پر ہیں۔ اور ان کا بیان تاریخ اور کھلے کھلے واقعات کے خلاف ہے۔ انکی اس تعریف سے میں ہرگز خوش نہیں ہوتا بلکہ میری روح کو صدمہ پہنچتا ہے اور انہیں کوئی ثواب نہیں ملتا۔ میں پکا مسلمان تھا اور مسلمانوں کے مقدس مذہب میں نہ جبراً مسلمان کرنیکا حکم ہے۔ تعصب اور بے انصافی کا۔ اور نہ غیر مذاہب کے بتخانے گرانے کا۔ صلیب پرست عیسائی ہمارے پیغمبر صلعم کی مسجد میں مہمان رہے اور عزت کے ساتھ رکھے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے غیر مذاہب کے عبادت گاہوں کو وظائف دئے اور انکی حفاظت کی۔ پس میں مسلمان ہو کر اپنے مذہب کے خلاف کسطرح چل سکتا تھا۔ ؎

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

ہندو اور بالخصوص عوام جو اصل واقعات سے بیخبر ہیں مجھے مسلمان بلیچھ۔ ظالم۔ جابر اور دوسرے بڑے بڑے خطابوں اور ناموں سے یاد کرتے ہیں اور عجیب طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں مگر میں نسبت تم لوگوں کے جو مجھ سے دو سو برس بعد پیدا ہوئے اپنے حالات کا اور اپنی نیتوں کا زیادہ واقف ہوں اور مجھے دلی اطمینان ہے کہ جو قصے اور افسانے میری نسبت تمہیں پہنچے ہیں وہ تقریباً سب کے سب سچ سے بہت دور ہیں۔

میں نے کسی ہندو کو جبراً مسلمان نہیں کیا۔ اگر میں ہندوؤں کو جبراً مسلمان کرنا چاہتا تو سپین کے عیسائی بادشاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازیبلا کی طرح تمام ہندوؤں کو مسلمان کر دیتا یا قتل عام کرتا۔ یا سمندر میں غرق کر دیتا یا کم از کم تمہارے ہتھیار لے کر تمہیں بے دست و پا کر دیتا۔ شائد فرڈیننڈ اور ازیبلا کی تاریخ تم نے نہ دیکھی ہو۔ اس بادشاہ نے مسلمان خلفاء سپین کی اولاد اور تمام مسلمان رعایا متوطن سپین کو جبراً عیسائی کیا۔ جنہوں نے عیسائی ہونے سے انکار کیا قتل کئے گئے یا سمندر میں ڈبوئے گئے اور بعض قسمت والوں کو انکا مال و اسباب ضبط کر کے جلا وطن کیا گیا۔ اب سپین میں جہاں اہل اسلام کی سلطنت سات سو برس تک رہی تھی ایک مسلمان بھی نظر نہیں آتا۔ مگر میرا روحانی مذہب اسلام تھا نہ یہ مذہب اور نہ میرا شاہی سلک رپالیسی) ایسے ناپاک فعل کی مجھے کبھی اجازت دیتے تھے میں ہندو رعایا کو قوت بازو اور اپنا دایاں ہاتھ سمجھتا رہا۔ اور حق بات یہ ہے کہ بعض مسلمانوں کی نسبت میں ہندوؤں پر زیادہ اعتبار کرتا رہا۔ اگر میں مذہبی تعصب کی بیماری میں مبتلا ہوتا تو میرا ہی میر منشی نعمت خان عالی میرے ہاتھ سے سلامت نہ رہتا۔ میں سنی مذہب تھا اور وہ شیعہ۔ اور اسنے اپنی کتاب وقائع گولکنڈہ میں میری سخت توہین کی ہے کیونکہ گولکنڈہ کی جنگ میں میرا حریف اسکا ہم مذہب تھا میں نے اپنی آنکھوں اس کتاب میں اپنی توہین دیکھکر صبر اور تحمل سے کام لیا اور نعمت خان عالی کو قتل کرنا یا دوسری قسم کی اذیت دینا تو درکنار اسے اپنے پاس اسکے عہدہ پر بحال رکھا۔ کیا مذہبی تعصب اسی کا نام ہے۔

ممکن ہے کہ میرے کسی مسلمان گورنر یا کارندے نے کسی ہندو پر جبر کیا ہو یا کسی کو بادل ناخواستہ مسلمان ہونے پر مجبور کیا ہو یا کسی مسلمان کے ساتھ کوئی خاص رعایت کی ہو۔ ہندوستان میں میری سلطنت بہ نسبت آج کل کی برٹش انڈیا کے زیادہ وسیع تھی۔ میرے وقت میں نہ تار تھا نہ ریل تھی اور نہ محکمہ ڈاک کا ایسا اعلیٰ اور عمدہ انتظام تھا جیسا کہ اس ملک میں اب ہے نہ پریس تھا نہ اخبارات لیکن اس زمانہ میں جبکہ تار بھی ہے ریل بھی ہے ڈاک بھی ہے اخبارات بھی حشرات الارض کی طرح روز افزوں ترقی پر ہیں۔ غرضکہ حاکم وقت کو اطلاع اور خبر پہونچنے کے ہر طرح کے آسان ذرائع موجود ہیں شاہنشاہ حال کو یہ اعتراف بھی ہے کہ وہ ہندو۔ مسلمان عیسائی موسائی رعایا کو ایک نظر سے دیکھتا ہے۔ اور وہ فی الحقیقت نہائیت عادل اور منصف مزاج اور رحم دل ہے اور مجھ سے زیادہ تعلیم یافتہ بھی ہے جب ایسی روشنی کے زمانہ میں اور ایسے با خبر اور منصف مزاج بادشاہ کے عہد میں مشنری لیڈیوں کی شکائیتیں ہوتی رہتی ہیں کہ وہ لڑکیوں اور عورتوں کو برخلاف مرضی ان کے مدتار کے عیسائی بناتی ہیں اور باوجود تمام کوشش کے جو ہمارا شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم رعایا کی حفاظت کے لئے کرتا ہے۔ بیچاری دیہاں عالی جیسی ضعیف البنیان لڑکیاں مور جیسے شہوت پرست لوگوں کا شکار ہو کر اپنی عصمت برباد اور عزت خراب کر لیتی ہیں اور حکمران قوم کے گورنر اور افسر اپنے ہم قوموں سے اکثر رعائیت بھی کرتے ہیں جسکے لئے میرا معزز بھائی اور جانشین شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہرگز ملزم نہیں قرار دیا جا سکتا تو معلوم نہیں کہ مجھ پر طرح طرح کے الزام کیوں تھوپے جاتے ہیں۔ حالانکہ میرے بعد اب زمانہ نے دو سو برس آگے ترقی کر لی ہے اور میرا زمانہ آج کل کے زمانہ کے مقابلہ میں تاریکی کا زمانہ کہلاتا ہے میں نے جہاں تک میرا علم و یقین اور بیان شہادت دیتے ہیں کسی کو بے قصور نہیں ستایا ؎

چوں سایہ اس جہاں میں پھرا میں تمام عمر شرمندہ پا نہیں میرا برگ گیاہ کا۔

سکھ لوگ میری شکائیت کرتے ہیں کہ میں نے انکے گرو صاحب سے اور انکے بزرگوں سے نہائیت ناقابل برداشت سلوک کیا۔ اس میں شک نہیں کہ کسی قوم یا جماعت کے مقدس بزرگ کے ساتھ بدسلوکی کرنا اس قوم یا جماعت کی اشد ناراضگی کا موجب ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر تم لوگ تواریخ کی غور سے ورق گردانی کرو۔ سوچو اور سمجھو تو اس بدسلوکی کے ذمہ دار پنجاب کے کوہستان کانگڑہ کے ہندو راجے مہاراجے اور خود گورو صاحب کے بھائی اور انکے اپنے رشتہ دار تھے ان لوگوں نے میرے اور گورو صاحب کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کیں اور ہوا جو کچھ کہ ہوا۔ مگر بدقسمتی سے گورو صاحب نے بھی ان غلط فہمیوں کے دور کرنے پر کوئی توجہ نہ کی۔

دیکھو اس زمانے میں تمہاری موجودہ گورنمنٹ کو تم سے بدظنی ہوئی اور اس نے اپنی شاہنشاہی۔ جباری اور قہاری کی جھلک دکھلائی۔ تو تم نے اسی وقت لائلٹی لائلٹی وفاداری وفاداری اور جان نثاری جاں نثاری کے نعروں سے زمین و آسمان کو ایک کر دیا اگر ایسی آوازیں اسوقت میرے کانوں میں پہنچ جاتیں تو ممکن نہ تھا کہ تمہارے بزرگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہاں اس زمانہ و اس زمانہ میں فرق یہ تھا کہ اسوقت تم کو ہتیاروں کی تسیخی تھی اور اسوقت تم بے ہتیار تھے۔

تم خوب سمجھ سکتے ہو جب میرے پاس ہندو راجوں اور رئیسوں بلکہ خود گورو صاحب کے رشتہ داروں کی طرف سے یہ رپورٹیں پہونچیں کہ میرے برخلاف میری سلطنت میں ایک خود مختار سلطنت قائم کئے جانیکی تجویز ہے تو قدرتی طور پر مجھے کس قدر تشویش اور فکر ہونی چاہیئے تھی۔ اسکا نتیجہ کیا اور اسکے انسداد کا انتظام کیا ہونا چاہیئے تھا۔ شائد تم نہ سمجھ سکو۔ مگر وہ لوگ خوب سمجھتے ہیں جو سلطنتوں کے بادشاہ ہوں۔ ؎

رموز مصلحت ملک خسرواں دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

شاہی پالیسی یا رموز مصلحت ملک تم لوگوں کو معلوم ہے کہ حفظ امن اور ملکی قتل و خونریزی اور فساد سے ملک اور سلطنت کو بچانے کی خاطر میں نے خود اپنے بھائیوں اور بیٹوں سے کیا سلوک کیا۔ جب میرا اپنے اعزہ اور اقارب کے ساتھ یہ سلوک تھا تو اغیار باغی ہو کر مجھ سے کیا توقع رکھ سکتے تھے۔ تم لوگ جانتے ہو اور اگر جھوٹی خوشامد نہیں کرتے تو مانتے ہو کہ انگریزی گورنمنٹ کا انتظام۔ عدل۔ انصاف اور تم تمام سلطنتوں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

ایسی تہذیب اور روشنی کے زمانہ میں اس روشن ضمیر اور مہذب گورنمنٹ نے میرے پوتے اور جائز وارث سلطنت بہادر شاہ آخری تاجدار دہلی کے ساتھ صرف شبہ اور شک پر کیا سلوک کیا اور اس ناخدا ترس اور خونخوار ہاڈسن نے بہادر شاہ کے صغیر السن بچوں کو اس حالت میں کہ ان معصوم شہزادوں نے اپنے آپ کو اسکے رحم کے حوالہ کر دیا تھا کس بے رحمی کے ساتھ نشانہ بندوق بنایا۔ اب سنو اور کان دھر کر سنو کہ سکھوں کے گرو صاحب کی روحانی سلطنت گو پاتال سے عرش عظیم تک وسعت رکھتی ہو مجھے اس سے کوئی تعلق نہ تھا اور نہ میں اُنکا مزاحم تھا مگر وہ دُنیاوی بادشاہت کے لحاظ سے پنجاب اور ہندوستان کی دُنیاوی سلطنت کے بادشاہ سے زیادہ مستحق نہ تھے پس جب انگریزوں نے شاہی پالیسی یا رموز مصلحت ملک کے تقاضا سے بادشاہ اور اُنکی اولاد کے ساتھ وہ سلوک کیا جو تم کو معلوم ہو چکا ہے اور میں اونکو اس کے لئے ملزم نہیں سمجھتا تو تم لوگ مجھ کو اپنی سلطنت میں ایک جدید سلطنت کے آثار کو دور کرنے کے لئے کس طرح ملزم گردان سکتے ہو جسکی نسبت مجھ کو خود ہندوؤں کی طرف سے رپورٹیں پہنچ رہی تھیں۔

تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اُسوقت کوئی سلطنت قائم نہ ہوئی تھی۔ لیکن ایک جماعت اور مضبوط جماعت تو قائم ہو چکی تھی۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی نے کوکوں کے گرو رام سنگھ کو رنگون میں کیوں جلا وطن کر کے بھیج دیا حالانکہ اُسنے گورنمنٹ انگریزی کے خلاف نہ کوئی سلطنت قائم کی تھی اور نہ مقابلہ کیا تھا۔ مگر اُس کی جماعت پنجاب میں روز افزوں ترقی کر رہی تھی اور اس جماعت نے لدھیانہ میں کچھ فساد بھی کیا تھا جب گورنمنٹ انگریزی جیسی قوی اور انصاف پرست سلطنت ایسی حالت میں کہ رعایا بے ہتھیار ہے ایک مشکوک جماعت کے لیڈر کو اپنے ملک میں امن قائم رکھنے کے خیال سے جلا وطن کرنا مناسب سمجھتی ہے تو مجھے اس مسلح جماعت کے لیڈر سے کیوں خوف نہ تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بیٹا مہاراجہ دلیپ سنگھ الحاق پنجاب کے بعد صغر سنی میں انگلستان بھیجا گیا تھا وہاں اُس سے ہر ایک طرح کا نیک سلوک ہوتا تھا۔ چنانچہ جب بڑا ہوا میں اُسنے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں اپنے وطن کو دیکھنا اور وہاں کی خاک میں خاک ہونا پسند کرتا ہوں تو ملکہ معظمہ نے بڑی فیاضی اور فراخدلی کے ساتھ اُسے پنجاب آنے کی اجازت دی۔ وہ بیچارہ اپنا تمام ساز و سامان اور لڑکے بیچکر اور وطن کی محبت میں بڑا مالی نقصان برداشت کر کے عدن تک پہنچا تو اُسی کے پنجابی بھائیوں میں سے دو ایک نے خواہ بطمع دنیاوی اور خواہ بنظر خیر خواہی گورنمنٹ انگریزی کو خطرہ دلایا اور شاید کچھ اصلی یا مصنوعی چٹھیاں بھی پیش کر دیں جس سے اُس کو بیرنگ واپس جانا پڑا اور وہ اُسی حسرت و یاس میں مر گیا کیا کوئی منصف مزاج شخص دلیپ سنگھ کی اس دلشکنی کا گورنمنٹ انگریزیہ کو ذمہ دار قرار دے سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ اسکے لئے خود دلیپ سنگھ کے ہمقوم جواب دہ ہیں پس ایسی حالتیں کہ سکھوں کی ایک قومی جماعت بن رہی ہو اور اسکے خلاف انہیں میں سے چند شخص مجھے رپورٹیں کریں میں کس طرح بیکار اور خاموش بیٹھ سکتا تھا اور مجھ پر کس طرح الزام عاید ہو سکتا ہے

لالہ ساغر گیرو نرگس مست و بنام فسق ؛ داوری دارم بسے یارب کرا داور کنم

سیواجی مرہٹہ کو آج یہ عزت دی جا رہی ہے کہ وہ اپنے ہم قوموں کو مسلمانوں کے پنجۂ ظلم سے چھڑانے اور گئو اور برہمن کی رکھشا کرنے کے لئے جان بکف اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھے اس بات کا ہرگز رشک نہیں کہ اُسے قومی ہمدرد اور گئو و برہمن کے محافظ کا خطاب دیا جائے۔ جب انسان پتھر کو خدا ماننے لگتا ہے تو ایک انسان کو ہمدردی اور حفاظت کا پتلا کہنا کونسی بڑی بات ہے۔ لیکن سیواجی کا باپ شاہ جی خود سیواجی اور اسکا بیٹا سمبھاجی سب کے سب میرے دست پرورد جاگیردار اور نمکخوار تھے اُسکے بیٹے کو پنجہزاری کا منصب میں نے عطا کیا تھا سیواجی نے میرے ہی عہد میں راجہ کا خطاب لیا۔ مگر میرے ہی برخلاف ہتھیار اوٹھائے پس اگر میں اُسے باغی کہوں تو میرا ایمان اور میرا ضمیر مجھے نادم نہیں کرتے۔ اگر وہ قومی اور ملکی ہمدرد ہوتا تو میرے مقبوضہ سورت اور بارسلور کے بے گناہ ہندو اور مسلمان باشندوں کو نہ لوٹتا۔ اگر وہ ایسا ہی دھرماتما تھا جیسا کہ اب تم اُسے بنانے لگے تو کس کے بے گناہ اور بے خطا حاجیوں کو جو سورت کے بندر سے حج کو جاتے تھے نہ قتل کرتا اور ان کا مال و اسباب ضبط نہ کر لیتا یہ سب باتیں تاریخ ہند میں لکھی ہیں اور مدرسوں میں تمہارا بچہ بچہ پڑھتا ہے جانتے خود ہے کہ نو خیز تازہ دولت لڑکا میرا تھا یا خود بنا ہوا ہے۔ اہل وطن کو میرے ظلم و جبر سے رہائی دلانے اور گئو اور برہمن کی رکھشا کرنیکا مدعی بنتا ہے اور اس محب الوطن گئو اور برہمن کے رکھشا کرنیوالے کی سرکوبی ایک بلیچھ مسلمان کی طرفداری میں ایک پشتینی امیر ابن امیر راجہ راجگان مہاراجہ جے سنگھ سوائی میرے سپہ سالار (کمانڈر انچیف) اور اسکی ہندو راجپوت فوج کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ سیواجی کے حالات اور نیت سے بہ نسبت تمہارے کہ اُس واقعہ سے تین سو برس بعد خوش گپ اڑا رہے ہو۔ مہاراجہ جے سنگھ کو جو اسکا معاصر اور ہم مذہب تھا زیادہ واقف ہونا چاہئیے جب وہ اُسے محب الوطن اور گئو اور برہمن کا محافظ نہ سمجھا تو تمہارے دعوے کی اصلیت معلوم سیواجی کا اصل منشا حکومت دولت اور شہرت حاصل کرنیکا تھا۔ اس منشا میں کامیاب ہونے اور اس حرص کے پورا کرنیکے لئے حامیتیوں کی ضرورت تھی پس اُسنے یہ بہانہ بنا لیا کہ میں بلیچھوں سے ہندوستان کو پاک اور صاف اور گئو اور برہمن کی رکھشا کرتا ہوں۔ عوام کالانعام اُسکے پیچھے لگ گئے اور آمادہ بغاوت ہو گئے۔

ہر زمانہ اور ہر سلطنت میں انقلاب پسند لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں اور وہ اپنے مقاصد کی تائید کے لئے کوئی نہ کوئی عذر تراش لیتے ہیں۔ انگریزی حکومت میں بھی جو امن کی حکومت کہلاتی ہے آجکل بعض لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں حکومت ملک میں پورا حصہ نہیں ملتا۔ ہمارے ملک کی دولت اور جنس غیر ملکوں کو کھچی جاتی ہے اور بدیسی چیزوں کے رواج سے ملک کی صنعت و حرفت غارت ہو گئی ہے اور انتہا پسند لوگ تو یہاں تک روتے ہیں کہ انگریز جابر ہیں ظالم ہیں یہ ہیں وہ ہیں کہیں سودیشی کا پرچار ہو رہا ہے کہیں بائی کاٹ کا شور مچ رہا ہے اور کہیں یہ سازش ہو رہی ہے کہ انگریزوں کو مار کر نکال دو ایسے لوگوں کے چال چلن اور شور و غل کا نتیجہ جو کچھ ہوا تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو میری سلطنت کے عہد میں تمکو یہ شکایت نہ تھی کہ تمکو انتظام ملک میں پورا حصہ نہیں ملتا کیونکہ وزیر اعظم کمانڈر انچیف اکونٹنٹ جنرل کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے تم کو برابر ملتے تھے نہ تم یہ گلہ کر سکتے تھے کہ میں تمہاری دولت اور جنس اپنے ملک کو بھیجتا ہوں کیونکہ میں تمہارا ہی ہموطن تھا۔ بدیسی اشیا کی آمد ہی نہ تھی کہ تمہیں سودیشی کا جنون پیدا ہوتا۔ مگر اُسوقت انقلاب پسندوں کی طبیعتیں بھی نچلی بیٹھنے والی نہ تھیں اسلئے انہوں نے مذہب کو آڑ بنا لیا اور اہل جنوب کی طرح اہل شمال بھی باغی ہونے لگے۔

اگر سیواجی فی الحقیقت محب الوطن تھا تو مجھے دکھلا دو یا بتلا دو کہ اُسکی بہادری سے تمہیں کونسی خود مختار سلطنت مل گئی ہے اور میری غلامی سے چھوٹ کر تم کسقدر آزاد ہو گئے۔ اگر وہ گئو اور برہمن کی رکھشا کرنیوالا تھا تو مجھے معلوم کرا دو کہ اُس دھرم مورت اور برہم مورت نے کتنے برہمنوں کو وظائف اور کتنے مندروں کو جاگیرات دی ہیں اور اُسکے وقت کتنے گئو شالے قایم ہیں بالعکس اسکے میں افسوس کے ساتھ دیکھتا ہوں کہ جو وظائف عطیات اور جاگیرات مندر و معابد کیلئے میں نے دی ہوئی تھیں نہیں بھی قطع و برید ہو چکی ہے بات یہ ہے کہ حب الوطنی ملکی آزادی حکومت خود اختیاری وغیرہ وغیرہ کی ہر شخص کو قدرتی طور پر خواہش ہوتی ہے لیکن اسکا حل کرنا مشکل اور سنبھالنا مشکل تر ہے۔

نہ ہر کہ طرف کلاہ کج نہاد و تند نشست ؛ کلاہ داری و آئین سروری داند

میرے خاندان کی سلطنت کا زوال۔ میری نسبت تم لوگوں میں سے اکثر ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ میرے خاندان کی سلطنت کے زوال کے اسباب میری غلط پالیسی سے پیدا ہوئے ہیں مان لیتا ہوں کہ میں انسان تھا مجھ سے غلطیاں ہوئی ہونگی مگر یہ تو بتلاؤ کہ مہاراجہ رامچندرجی اور مہاراجہ یدھشٹر جیسے مقدس اور متبرک حکمرانوں اور مہاراجہ بکرماجیت جیسے ہر دلعزیز راجاؤں کے خاندانوں کی سلطنت کیوں زوال پذیر ہوئی۔ محب الوطن اور گئو برہمن کی رکھشا کرنیوالا سیواجی کہاں گیا۔

بکھوں کے مقدس گنبد صاحب کیوں اپنا چارج غیر قوم کو دیگئے۔ اگر ایسے متبرک اور مقدس زندگیوں کی اولاد مفتوح اور محکوم ہے تو میں کس طرح مستثنے رہ سکتا تھا۔ ہیپانیسے ہمو طلوا اور میری پیاری رعایا کے بچو! دنیا چند روزہ ہے۔ نہ اس میں کوئی غیلو رعلی ہمیشہ رہا ہے نہ کوئی دیوتا اور رشی۔ دنیا سلطنت اقبال اور دولت بھی آنی جانی ہیں۔ آج ایک کے قبضہ میں ہے تو کل دوسرے کے

بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد است	بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر باد است
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد	کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است
غم جہان مخور و پند من مبر از یاد	کہ این لطیفہ نغزم ز رہروی یاد است
رضا بدادہ بدہ واز جبیں گرہ بکشا	کہ بر من و تو در اختیار نکشادہ است
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود	ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

میری آخری نصیحت۔ میں بُرا تھا یا بھلا ظالم تھا یا رحیم تم میں چند روزہ گزرانہ کی قدیم رسم کے مطابق اپنے گروشوں اور ساربوں پیشروؤں کی طرح تھیں۔ تمہاری زمین تمام ملک جا ملاک اور تمہارے تعلقات چھوڑنے پر مجبور ہوا اور اپنی بھلائیاں یا برائیاں اپنے ساتھ لے گیا۔ مگر تم لوگوں نے میری روح کو اتنا کوسا اور ستایا کہ آخرش مجھے اس طول طویل صحیفہ کے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تمہاری تعریفیں سے میرا کچھ بن نہیں جاتا اور تمہارے کوسنے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا۔ البتہ تمہارا اپنا نقصان ہو رہا ہے تمہاری اپنی شرافت کو بٹہ لگتا ہے اور تمہارے موجودہ بادشاہ کو اسی وجہ سے تمہاری نسبت بدظنی و شکوک پیدا ہوتے ہیں کہ تم اپنے پہلے حکمران کی خوبیوں کو بھول کر اسکے عیبوں کا جو در اصل عیب بھی نہیں بکھان کرتے ہو۔ تمہارا موجودہ بادشاہ خوب جانتا ہے کہ جب تم اُس سے پہلوں کی جھوٹی سچی برائیاں کرتے ہو تو اُس کی کیوں نہ کرو گے ؎

ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد — بے گمان عیب تو پیش دگراں خواہد برد

تمہیں ایک اچھی اور بہت اچھی گورنمنٹ مل گئی ہے۔ میرے عیب و ثواب کو مجھ پر اور میرے خدا پر چھوڑ دو اس کی سزا یا جزا مجھے میرا مالک دیگا۔ تم آرام اور اتفاق سے باہم زندگی بسر کرو۔ مذہب کو حصول اغراض دنیوی کا ذریعہ مت بناؤ۔ بادشاہ وقت کی فرمانبرداری کرو اور اس کے ساتھ ایسے تعلقات پیدا کرو کہ وہ تمہیں اپنی قوم اور اپنی برادری سمجھنے لگے۔ پھر تم جو چاہو گے لوگے۔ دیکھو بہ نسبت میرے عہد کے تم نے اب تعلیم میں تہذیب میں اور قابلیت میں بہت ترقی کی ہے۔ مگر افسوس کہ تم ان نعمتوں سے فائدہ حاصل کرنیکے بجائے نقصان اُٹھا رہے ہو اور تمہاری نااتفاقیاں تمہیں اور ذلیل کر رہی ہیں مجھے تم سے ابتک محبت ہے اور میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔ انگریزی عہد تمہارے لئے ایک نعمت ہے جس میں آہستہ آہستہ اور خاموشی کے ساتھ ترقی کرنیکا موقعہ مل رہا ہے۔ اسکو غنیمت سمجھو۔

میں دیکھتا ہوں کہ تم نے تعلیم میں تہذیب میں اور یورپین قوموں کی تقلید میں بہت کچھ ترقی کی ہے مجھے خوشی ہوتی ہے کہ تم میں سے بہت دیانتدار اور راستباز بھی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ تم میں حب الوطنی کا مادہ پیدا نہیں ہوا۔ اگر تم حب الوطن ہوتے تو تم میں ہندو اور مسلمان کا سوال کبھی پیدا نہ ہوتا۔ اپنے اپنے مذہب پر پکے رہو اور جیسا کہ تمہارا مذہب بتلاتا ہے خدا کی عبادت کرو مگر مذہب کو اپنی دلی تمسک یا زبان سے زیادہ مسجد یا مندر تک محدود رکھو۔ مسجد یا مندر سے باہر نکل کر اور ملک پر اگر ملک کی باتیں کرو اور ملک کی بہتری کی تدابیر سوچو۔ جو وقت تمہارا ایک دوسرے پر حملہ کرنے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے پر صرف ہوتا ہے اسکو سودیشی تحریک کی تائید اور ملکی ترقی کے دوسرے ذرائع پر غور کرنے میں خرچ کرو۔

سودیشی تحریک نہایت عمدہ اور مفید ملک تجویز ہے۔ مگر قبل اسکے کہ تم سودیشی اشیا کے بنانے اور استعمال کرنے کا شوق رکھو تم کو ایک پیسہ بھی کم قیمت دینے کو تیار نہ ہو تو اُسوقت تک بدیسی اسباب کے بائیکاٹ کا نام مت لو ورنہ تم اپنا گلا آپ کاٹو گے۔ مثال کے طور پر میں لالہ ملاقی رام سیر شہر کے کارخانہ دیا سلائی کا حوالہ پیش کرتا ہوں کہ اُس بیچارہ نے حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں بہت سا وقت اور روپیہ اس کارخانہ پر لگایا۔ بڑے بڑے امیروں اور راجوں مہاراجوں نے امداد کا وعدہ کیا مگر تم لوگوں میں اتفاق تھا اور نہ ایک دوسرے پر اعتبار۔ سب لوگوں نے ملاقی رام کو بھلا دیا اور وہ بیچارہ آخرش بڑا نقصان اُٹھا کر اپنا کارخانہ کے بند کرنے پر مجبور ہوا۔ جب تمہاری قومی قابلیت باہمی اعتبار و اتفاق کا یہ حال ہے تو کون یقین کر سکتا ہے کہ تم سودیشی کے سچے اور دلی حامی ہو۔

جلسوں کے پلیٹ فارم پر پُر زور تقریریں کرنا اور ڈھول کے پول کی طرح یوں ہی بے فائدہ شور مچانا ملک کو اور برباد کرتا ہے۔ ہائے مجھے افسوس میری پیاری رعایا کہ تم کو سمجھ نہیں اور جو تم میں دانا ہیں جیسا کہ اخبارات والے اپنے آپ کو کہتے ہیں وہ سب سے زیادہ نادان ہیں۔ اصلاح کا جو امر خودغرضی پر مبنی ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ خودغرضیاں چھوڑ دو اور دونوں قومیں ہندوستان کی گاڑی کے دو پہیے بن جاؤ ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو مے گویم — تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

تمہارا مرحوم شاہنشاہ محی الدین اورنگ زیب (از زمیندار)

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء

منشی اند سروپ تحصیلدار ضلع باندہ عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر ہمیرپور + منشی بابو لعل تحصیلدار ضلع بدایوں اسی ضلع میں عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر۔ منشی علی محمد شاہ تحصیلدار ضلع اناؤ عارضی طور پر ایڈیشنل ڈپٹی کلکٹر ضلع ہردوئی اور بابو بندا بن تحصیلدار ضلع شاہجہانپور اسی ضلع میں عارضی ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے +

معفصلہ ذیل افسر جنکی خدمات گورنمنٹ ہند نے گورنمنٹ صوبجات متحدہ کے سپرد کیں اضلاع ذیل میں مقرر ہوئے:۔ کیپٹن ایچ جے کاٹن الہ آباد میں۔ کیپٹن ایچ بی چین فیض آباد میں کیپٹن جی اے ایڈی میرٹھ میں۔ کیپٹن آر سی بی بیٹ بنارس میں۔ کیپٹن جی کے چینر لکھنؤ میں کیپٹن ایچ ایل سی ٹرنر بریلی میں۔ کیپٹن ایچ ٹی ملٹن کانپور میں۔ کیپٹن سی ای جی رابنسن آگرہ میں۔ لفٹننٹ ڈبلیو ایچ ہولتھ و لفٹننٹ سی اے یامر بالترتیب فیض آباد و الہ آباد میں +

۱۱ نومبر ۱۹۰۶ء سے میر احمد حسین تحصیلدار ضلع جونپور اسی ضلع میں عارضی طور پر ڈپٹی کلکٹر اور پنڈت النبر ناتھ تحصیلدار ضلع کھیڑی اسی ضلع میں عارضی طور پر ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے +

کیپٹن ایف اے ایچ کلارک۔ کیپٹن جے ای ہاگسن کی جگہ اپنی فوجی خدمات کے علاوہ رانی کھیت کا سول میڈیکل چارج بھی لینگے +

مسٹر این سی سٹیفٹ قائم مقام ڈپٹی کمشنر فیض آباد سبکدوش ہو کر اسی ضلع میں اپنے سابق عہدہ اسسٹنٹ کمشنری پر واپس آئے +

پنڈت نرنجن ناتھ آغا ز ائد ڈپٹی کلکٹر بجنور اپنے اصلی عہدہ تحصیلداری پر واپس آئے +

مسٹر ایس وی۔ ایل۔ ڈی۔ ایم گورڈن اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس عارضی طور پر گورنمنٹ ریلوے پولیس لکھنؤ سے اسی ضلع کی ڈسٹرکٹ پولیس میں متعین ہوئے +

مسٹر جی جی سیم قائمقام جائنٹ مجسٹریٹ عارضی طور پر سہارنپور سے مظفر نگر کو تبدیل ہوئے +

مسٹر والر کینٹونمنٹ مجسٹریٹ لکھنؤ چھاؤنی لکھنؤ میں جج عدالت مطالبہ خفیفہ مقرر ہوئے +

ہز آنر لفٹننٹ گورنر نے مسٹر محمد رفیق ایڈیشنل سشن جج لکھنؤ کو بعطائے اختیارات ڈسٹرکٹ جج ایڈیشنل جج لکھنؤ مقرر کیا +

مسٹر ایس اے ایس بنٹنگ اسسٹنٹ انجنیر درجہ سوم دھاسن کینال ڈویژن سے تبدیل ہوئے اور ۹ اکتوبر سے رد ہیلکھنڈ کینال ڈویژن کا چارج لیا +

ہندوستان کی خبریں

قانون توت مبق کی ترمیم کا مسودہ گورنمنٹ ہند کے زیر غور ہے +

گورنمنٹ صوبجات متحدہ کے سرکاری گزٹ میں اعلان ہوا ہے کہ ان سرکاری ملازموں کو جنکی تنخواہ دس روپیہ ماہوار یا اس سے کم ہے یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء سے ایک روپیہ ماہوار بطور الاؤنس دیا جائے گا +

ڈاکخانہ کی شرح محصول میں جو تخفیف کا اعلان حال میں کیا گیا تھا اسکی وجہ سے بعض بڑے بڑے ڈاکخانوں میں کام قریباً ڈیوڑھا اور دوگنا ہوگیا ہے۔ نیز کام شغل لفافوں وغیرہ کے کمیشن کی ہوتونی اور اخراجات رہائش کی افزونی کے باعث ملازمین ڈاکخانہ کی حالت سدھارنے کی جو تجویز تھی اسکے متعلق سال گذشتہ میں ۲۱ ہیڈ پوسٹماسٹروں ۵۳۳ سب پوسٹماسٹروں اور ۵۰۷ برانچ پوسٹماسٹروں کو ترقی دی گئی تھی اور اس کے علاوہ ۲۱۷ کلارک اور سارٹر ۲۹۶۱ چٹھی رسان ۹۲۸ ہرکارے اور ۱۲۷۹ دیگر ادنےٰ ملازمین بھی ترقی سے فیضیاب ہوئے ہیں +

پونا اور کرکی کے چھ پٹھان جنہوں نے گذشتہ ماہ اگست میں پونا کے متصل ایک گاؤں کے باشندوں کو رات کے وقت لوٹ لیا تھا انہیں عدالت سیشن پونا سے دس دس سال قید سخت اور فی نفر کو پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی +

سر ہنری ہیکو ہن ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان معہ سٹاف یکم دسمبر سے ریاست لس بیلہ و گوادر کے طویل دورہ پر روانہ ہونگے اور اسکے اختتام پر غالباً سمندر کی راہ سے براہ کراچی واپس کوئٹہ پہونچینگے +

بنگال ناگپور ریلوے کے گارڈوں نے بھی گذشتہ اتوار کو ہڑتال کردی مگر حکام ریلوے کے اطمینان دلانے پر کہ انکی شکایات پر جلدی توجہ کیجائے گی ۲۴ گھنٹے کے بعد سب کام پر واپس آگئے +

ایوان تجارت بنگال کی درخواست پر گورنمنٹ ہند نے منظور کیا ہے کہ وہ ایسٹ انڈین ریلوے کی ہڑتال کے متعلق ایک ثالثی بورڈ اس شرط پر قائم کرنیکو تیار ہے کہ پہلے ہڑتالی سب ہی کام پر واپس آجائیں اور فریقین بورڈ مجوزہ کے فیصلہ کا پابند ہونا منظور کریں +

راولپنڈی کے قریب لفٹنٹ بلین پر حملہ کرنیکے جرم میں جن دو آدمیوں کو نہایت سنگین سزائے قید کا حکم ہوا تھا چیف کورٹ پنجاب میں انکا اپیل نامنظور ہوا بلکہ انہیں سے ایک پر اپیل دیگر سزا کے لئے مقدمہ چلانے کی تجویز ہے +

دریائے سندھ کے جدید پل بمقام خوشحال گڑھ کا شروع ماہ دسمبر سے افتتاح کیا جائے گا۔ نیز اسی تاریخ سے خوشحال گڑھ کوہاٹ ریلوے کی چوڑی پٹڑی کی لائن مال اور مسافروں کی آمد و رفت کے لئے کھولی جائے گی +

شنبہ گذشتہ کو بہت سر برآوردہ ہندو اصحاب کا ایک ڈیپوٹیشن ہز آنر سر ڈی منرل ایٹسن کی خدمت میں ان کی ولایت سے بخیریت واپسی اور علالت سے صحتیاب ہونے پر مبارکباد دینے کی غرض سے لاہور میں حاضر ہوا۔ ہز آنر نے انکا شکریہ ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ اس موقع پر میں اخبارات کے اس بیان کی تردید کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے ہندوستانی ملاقاتیوں سے ہندو اور مسلمانوں کے تناسب حقوق کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں نیز یہ خیال بھی جو گورنمنٹ کیطرف منسوب کیا جاتا ہے بالکل غلط ہے کہ وہ گذشتہ شورشوں کی وجہ سے تعلیم یافتہ اہل ہنود کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے +

لالہ لاجپت رائے کی رہائی پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنیکی غرض سے الہ آباد میں بصدارت پنڈت مدن موہن مالوی ۲۳ر نومبر کو اہل ہنود کا ایک پبلک جلسہ ہوا +

سائنس کالج کا سکیم صاحب وزیر ہند کے زیر غور ہے اور یقین ہے کہ ماہ آئندہ تک اس بارے میں مناسب احکام صادر ہونگے +

مس سلیک مشہور حامی ترک مسکرات نے گذشتہ جمعہ کے روز فورمن کرسچن کالج لاہور میں ترک مسکرات پر ایک نہایت پُراثر لیکچر دیا +

اعلیٰ تعلیم پر خرچ بڑھ جانے کی وجہ سے ریاست میسور میں دو کالج بند کر دینے کی تجویز ہے +

مسٹر نیومن جعلسازیت کے اخبارات مانچسٹر گارڈین شفیلڈ کرانیکل اور گلاسگو ہیرالڈ کی طرف سے معاملات ہند کی تحقیقات کرنے آئے ہیں۔ جنوبی ہند کا دورہ کر رہے ہیں +

مسٹر بریش گمسنٹ ڈائرکٹر ریلوے ولائت سے روانہ ہند ہوئے +

ہائیکورٹ الہ آباد کے لئے ایک اور جج کی منظوری آگئی ہے +

ہز ہائینس مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ کو موسمی بخار کی شکایت تھی مگر اب آرام ہے۔ ان کی صحت کے متعلق تشویشناک افواہیں بے بنیاد ہیں +

ناگپور کے انتہا پسند کانگریسیوں نے ناگپور میں کانگریس کا اجلاس منعقد کرنے کے لئے جو درخواست کی تھی مگر نامنظور ہوئی +

گذشتہ اتوار کو ریٹیل پیٹرز ایسوسی ایشن لاہور کا ایک عام جلسہ مجوزہ اوکٹرائی ٹیکس کے خلاف اظہار ناپسندیدگی کی غرض سے منعقد ہوا +

چاٹگام میں ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبہ شرقی بنگال کے لئے جو کوٹھی تیار ہو رہی ہے وہ عجیب وضع کی ہے اسکا طول ننانوے ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ ہے اور طول اور باورچی خانہ بھی اسکے اندر ہے باہر سے جہاز معلوم ہوتا ہے +

کلکتہ ہائیکورٹ میں راجہ سر سریندر موہن ٹیگور کے خلاف بنک بنگال نے ایک لاکھ بیس ہزار کی ڈگری کی درخواست دی تھی مدعا علیہ کے حاضر عدالت نہ ہونے کی وجہ سے عدالت نے ڈگری معہ خرچہ و سود مدعی کے حق میں صادر کی +

پنجاب یونیورسٹی کا جلسہ کانوکیشن بغرض عطائے ڈگریات ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۸ء کو یونیورسٹی ہال لاہور میں منعقد ہوگا +

احمد آباد میں ۲۶ر نومبر سے ایک صناعتی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے +

اجیت سنگھ نے لاہور کے روزانہ انگریزی ہمعصر میں اعلان کیا ہے کہ اخبارات میں جو تحریریں یا تقریریں میری طرف منسوب کیجاتی ہیں وہ اسوقت تک قابل اعتبار نہیں جب تک کہ میرے دستخط سے شائع نہ ہوں +

آنریبل مسٹر فنلے ممبر کونسل صیغہ تجارت و حرفت چار روز تک بمقام کوئٹہ قیام کرنیکے بعد کراچی کو روانہ ہوئے +

کمیٹی نو آبادیہائے انہار پنجاب کے پروگرام میں خفیف سی تبدیلی ہوئی ہے۔ اسکے ممبر ۳ر نومبر کو موضع سیالوالہ کا ملاحظہ کرینگے اور موضع للیاں میں ۸ر دسمبر کو قیام ہوگا۔ ۱۰ر دسمبر کو سرگودہ میں پہنچکر وہاں صرف ایک روز یعنے ۱۱ر دسمبر کو قیام کرینگے +

سورت کی کانگریس کمیٹی نے ڈاکٹر راش بہاری گھوش کو باتفاق رائے کانگریس کا پریذیڈنٹ منتخب کیا ہے۔ بعضوں نے لالہ لاجپت رائے کو پریذیڈنٹ بنانے کی تجویز بڑے زور شور سے پیش کی تھی مگر نامنظور ہوئی +

محکمہ تار کے ملازمین بھی اپنی شکایات پر غور نہ ہونے کی وجہ سے ہڑتال کرنے کی تجویز پر غور کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس کلکتہ کے ملازمین نے اپنی شکایات حکام بالا کی خدمت میں پیش کی تھیں اور ان کا تسلی بخش جواب موصول نہ ہونے پر انہوں نے اب پھر یاددہانی کی ہے۔ اور مناسب سمجھا کہ ہندوستان کے دیگر بڑے بڑے مقامات کے سگنیلروں سے بھی متفق ہوکر کام کرنیکی نسبت مشورہ کر لیا ہے۔ انہیں امید ہے کہ صاحب ڈائرکٹر جنرل محکمہ تار ہماری شکایات کے مناسب رفع کرنے کی کوشش سے دریغ نہ فرمائینگے ورنہ اندیشہ ہے کہ اسکے نتائج ڈاک کی ہڑتال سے بدرجہا زیادہ مضر ثابت ہوں +

۲۳ و ۲۴ نومبر کو طاعون سے لاہور میں ہیضہ کے ۸ مہلک کیس ہوئے +

ایسٹ انڈین ریلوے کے ڈرائیوروں اور گارڈ بدستور سٹرائیک پر ہیں انمیں سے بعض کو منتظمین ریلوے نے کام پر آنے کے لئے پھسلا لیا ہے اور بعض دیگر لائینوں کے مستعار لئے ہوئے گارڈوں وغیرہ کی مدد سے کلکتہ کی طرف سے ریلوں کی آمد و رفت کسیقدر پھر شروع ہو گئی ہے جس سے سُنا ہے کہ بعض ہڑتالی مل شکستہ ہو رہے ہیں مگر انکے سرغنے اور کثیر حصہ بدستور ہڑتال پر قائم ہے اور گورنمنٹ ہند نے جو ثالثی بورڈ قائم کرنے کی آمادگی کا اعلان کیا ہے اسے بھی خیال میں نہ لانے پر تلے ہوئے ہیں جب تک کہ انکے دونوں سرغنوں کو بحال نہ کیا جائے جنکی موقوفی کا منتظمین ریلوے نے قطعی اعلان کر دیا ہے۔ یہ بھی سُنا ہے کہ وہ ولایت کی طرز پر ہندوستان میں بھی ملازمین ریلوے کے حقوق کی نگہداشت کے لئے ایک یونین قائم کرنیوالے ہیں +

حضور وائسرائے معہ پارٹی ۲۴ر نومبر کی صبح کو رنگون سے مقام لاشیو کو روانہ ہوئے جہاں ۲۶ر نومبر کی شام کو پہونچے۔ راستہ میں بمقام سیمپاس نمار کا ملاحظہ فرمایا جسمیں سے دریا بہتا ہے اور شب کو مقام نوانگ پینگ میں قیام فرمایا +

کلکتہ اور بمبئی کی ٹکسالوں میں ماہ ستمبر کے اخیر تک ۱ کروڑ ۸۹ لاکھ ۹ ہزار ۱۰ روپیے مضروب ہوئے +

۲۴۔ ماہ حال کو سہارنپور شاہدرہ ریلوے پر ایک بالسٹ ٹرین کو حادثہ پیش آیا جس سے دو قلی ہلاک اور تین زخمی ہوئے +

سنتو ہے کہ امپیریل لیجسلیٹو کونسل کا جو اجلاس کلکتہ میں ۳ر جنوری کو منعقد ہوگا اسمیں بل ضابطہ دیوانی ایک منتخب کمیٹی کے حوالہ کیا جائے گا +

یورپ کی مشہور رقاصہ میڈم البانی ستہ جو حال میں ہندوستان پہونچی ہے ۱۸ نومبر کی شب کو بمقام سکندر آباد اس تھیٹر میں جو بیتق الدولہ کے نام سے مشہور ہے اپنے ہنر کا تماشہ دکھلایا۔ تھیٹر تماش بینوں سے بالکل بھرا ہوا تھا اور وہ میڈم البانی کے رقص و سرود سے نہایت محظوظ ہوئے۔ صاحب ریزیڈنٹ ریاست حیدر آباد مسٹر بیلی معہ مسنر و مس بیلی نیز سر جیمس مع لیڈی بھی موجود تھے +

پنجاب ٹریڈرز ایسوسی ایشن نے شملہ اور لاہور میں محصول چونگی کے خلاف جو بیحد شور برپا کر رکھا ہے اُسے ہندوستان کے قریباً تمام ایوانہائے تجارت نے پسند کر کے انکے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے +

لنکا میں بھی پاسچر انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کے متعلق تحریک ہو رہی ہے +

مہاراجہ میسور کی شادی خانہ آبادی ۱۹ر نومبر کو عمل میں آئی۔ اب تک آپ مجرد تھے +

ڈاکٹر جیکسن صاحب پرنسپل سندھ کالج نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا کیونکہ کالج بورڈ نے انکی ایک کارروائی کو جو بی اے کے ایک طالبعلم کو سرٹیفکیٹ دینے کے متعلق تھی منسوخ کر دیا تھا +

ولایت کا اخبار ڈیلی ٹیلیگراف لکھتا ہے کہ مسٹر کیئر ہارڈی نے اثنائے سیاحت بنگال میں جو حیرت انگیز خیالات ظاہر کئے تھے انکا گورنمنٹ ہند نے خاص طور پر نوٹس لیا اور مسٹر مارلی کی تجویز تھی کہ مسٹر ہارڈی کو جلاوطن کیا جائے تاکہ ہندوستانیوں کو انگریزی معدلت گستری کا پورا پورا علم ہو جائے۔ مگر صاحب وزیر اعظم اور انکے رفقا نے ایسی کارروائی کرنے کی جرأت نہ کی جس سے مسٹر ہارڈی اس آفت سے محفوظ رہے +

ہمعصر اخبار عام لاہور اس خبر کا ذمہ وار ہے کہ گجرات (پنجاب) کے موضع کھیوی میں ایک پٹواری نور احمد کا ۱۲ سالہ لڑکا ٹیکہ طاعون کے بعد مر گیا +

چند روز ہوئے وزیر آباد لائلپور ریلوے لائن پر تصادم کا ایک حادثہ ہوا۔ مسافر بچ گئے لیکن انھیں سخت تکلیف اٹھانی پڑی +

[illegible] +

جمعہ گذشتہ کو شملہ کے آلات زلزلہ شناسی سے معلوم ہوا کہ رات کے ڈیڑھ بجے تین ہزار میل کے فاصلہ پر کہیں زلزلہ آیا ہے +

ہفتہ گذشتہ میں مشرقی پنجاب کے بعض شہروں میں سنہ ۱۹۰۸ء کے مسکوک شدہ برنجی پیسے جو معمولی پیسوں سے کسیقدر چمکدار ہیں بہت گراں قیمت پر فروخت ہوئے۔ کیونکہ کسی عیار نے مشہور کر دیا تھا کہ مسکوک کرنے کے وقت انمیں سونا شامل ہو گیا ہے اور اسلئے خزانہ میں زائد قیمت پر واپس لئے جاتے ہیں۔ لدھیانہ و جالندھر میں تو یہ پیسے ایک آنہ دو آنہ بلکہ چھ چھ آنہ فی پیسہ پر فروخت ہوئے۔ عیار لوگ انہیں دھوکہ سے پھر عوام کے ہاتھ ہی گراں قیمت پر فروخت کر دیتے تھے۔ چنانچہ کئی ایک اس جرم میں ماخوذ ہوئے ہیں +

امریکہ میں صرافہ کی نازک حالت کے متعلق بینکوں ٹرسٹوں اور کمپنیوں کی جو تحقیقات ہو رہی ہے اُسمیں کئی اعلےٰ اہلکاران متعلقہ ماخوذ ہوئے ہیں اور اکثر نے گرفتاری کے خوف سے خودکشی کر لی ہے جن کی تعداد اب تک بیس تک پہونچ چکی ہے +

گورنمنٹ روس نے وکرز میکسم مشہور جہاز سازی کی کمپنی کو بیس بیس ہزار ٹن کے دو جنگی جہازوں کے نقشے تیار کرنے کے لئے کہا ہے جن کی رفتار ۲۷ میل فی گھنٹہ ہوگی کمپنی کو ان نقشوں کی تیاری کا معاوضہ چار لاکھ پونڈ دیا جائے گا۔ اور جہاز روس میں تعمیر ہونگے۔

اخبارات روس اس عظیم معاوضہ کی رقم پر اظہار ناراضی کر رہے ہیں +

اسلامی دنیا

مراکو کے قبیلہ بنی نسوان کے تکلیف دینے کی وجہ سے ایک پوسٹ فرانسیسی تعمیر ہی تھی ان کی گوشمالی کیلئے ... روانہ کی گئی

لیب خانہ کئی گھنٹوں تک انبر متواتر آتشباری کرتا رہا۔ فریقین کا کسیقدر نقصان ہوا +

رائیٹر کا پیام تار مورخہ ۲۳ نومبر مستونس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقام کامران میں جہاز ان بیت الله کے درمیان مسیحیہ چھوٹ پڑا ہے انبر پویڈنٹ سے ایک طاعونی وار دات کی خبر موصول ہوئی ہے +

ہز میجسٹی امیر کابل ۸ نومبر کو مقام غزنی میں رونق افروز تھے۔ امید نہیں کہ وہ اس ماہ کے اختتام تک کابل پہونچ سکیں۔ بعد کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ ہز میجسٹی معہ برٹش ایجنٹ ۲۳ نومبر بروز شنبہ کو وہاں پہنچنے والے تھے۔ یہ بھی سنا ہے کہ نفیر سید افتخار الدین کابل سے معلوم ہفتہ ماہ دسمبر میں روانہ ہو کر ایام کرسمس کے قریب لاہور پہنچیں گے۔ افواہ ہے کہ کرنل سردار محمد اسمٰعیل خاں کی جگہ عنقریب دوسرا افغان افسر بطور سفیر مقرر ہو گا۔ نیز الله ہے اور کرنل صاحب کو کابل میں ایک ممتاز عہدہ پر مامور کیا جائے گا +

بہاولپور میں آجکل محسن الملک میموریل فنڈ اور سر سید میموریل فنڈ نیز آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے لئے زور شور سے چندہ ہو رہا ہے +

ہمعصر محمڈن مدراس اس افواہ پر بطور یا بنی بے طمانی ظاہر کرتا ہے کہ حضور عالیجناب ہز ہائینس نظام حیدرآباد نے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کی ممبری کے لئے درخواست کی ہے +

زبدۃ الحکما حکیم غلام نبی صاحب لاہور کو ہز ہائی نس نواب صاحب والی ریاست فیروزپور نے علاج کے لئے طلب کیا +

خان دیر اور انکے بھائی میاں گل کے اختلافات اور تنازعات آخر انجام بہ مصالحت ہوتے نظر آتے ہیں۔ میاں گل نے فی الحال مخالفانہ روش کو ترک کر دیا ہے اور فریقین کے قائم مقاموں کا ایک جرگہ مصالحت کے مسئلہ پر غور و بحث کر رہا ہے +

ایک مستند روسی نامہ نگار کی زبانی بہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ صوبہ بخارا کے مقام قراتاغ میں گذشتہ اکتوبر میں جو زلزلہ آیا تھا اس سے دس ہزار آدمی ہلاک ہوئے ہیں +

بمبئی میں حاجیوں کے لئے جدید وسیع مسافر خانے تعمیر کرنے کے متعلق سربرآوردہ اہل اسلام بمبئی نے گورنمنٹ بمبئی کی خدمت میں جو عرضداشت پیش کی تھی اس پر ہمدردانہ غور و خوض ہو رہا ہے اور امید ہے کہ اس غرض کے لئے عنقریب مختلف مقامات پر دو قطعات اراضی دیے جائینگے +

ریاست حیدرآباد امسال چار سو پچاس آدمیوں کو اپنے خرچ سے حسب دستور حج کیلئے بھیجنے والی ہے +

ولایت سے مسرت ناک خبر آئی ہے کہ پروفیسر محمد اقبال ایم اے نے جو بغرض تعلیم ولایت گئے ہوئے ہیں قانونی امتحان پاس کرنے کے علاوہ اپنی خداداد قابلیت علم فلسفہ کی وجہ سے پی ایچ ڈی (ڈاکٹر آف فلاسفی) کی گرانقدر ڈگری بھی حاصل کی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال اس کامیابی پر دلی مبارکباد کے مستحق ہیں +

جائے مسرت ہے کہ جناب شیخ فخر الدین احمد خان ایم اے کو گورنمنٹ ہند نے اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل پنجاب مقرر فرمایا ہے اور وہ عنقریب دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب میں اپنے عہدہ پر تشریف لانیوالے ہیں +

۲۴ نومبر کو جنرل لارودڈا اور قبیلہ بنی نسوان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ پیدل فوج کی حفاظت کی غرض سے سپاہیوں کو حملہ کرنیکے سوا چارہ نہ رہا جس سے فرانسیسی فوج کا بہت سا نقصان ہوا۔ ان کی تیز بار توپوں نے قبائل کو پسپا کر دیا جس سے انکے (بقول رائیٹر) ۱۲۰۰ آدمی کام آئے

جنرل ڈرو ڈکا پیام تار مظہر ہے کہ جنرل البغدادی سپہ سالار افواج سلطانی اور مولائے رشید لفٹنٹ مولائے حفیظ کے مابین رباط کے متصل خوب لڑائی ہوئی جس میں البغدادی کی فوج بری طرح گھبرا گئیں اور سخت پسپا ہوا۔ فریقین کا عظیم نقصان ہوا۔ سلطان نے مقام رباط سے جو فوج اندرون ملک کیطرف روانہ کی ہے۔ اسے بھی سخت مزاحمت پیش آ رہی ہے

آپ کے منزلہ وہ چار سوبیں نے ایک فرانسیسی دستہ پر حملہ کر کے انھیں پسپا کیا۔ ایک فرانسیسی زخمی ہوئے۔ ساحل کی اکثر فرانسیسی چوکیوں سے کمک کیلئے درخواست کی ہے اس حالت میں بلا ایک بیان کیا جاتا ہے کہ تمام قبائل جو اب تک فرانسیسیوں کے حامی تھے قبیلہ بنی ... سے جا ملے ہیں

ممالک غیر

لنکا شائر کے کارخانجات پارچہ بافی کے مزدور جو ہڑتال کرنیوالے تھے گمرنی الحال بہ پریذیڈنٹ محکمہ تجارت کی سعی سے دو ہفتہ تک ہڑتال کا التوا رہ گیا۔ اس عرصہ میں باہم مصالحت کی کوشش کیجائے گی +

جرمنی کے اخبارات ناطق ہیں کہ حضور پرنس و پرنسس آف ویلز نے سال آئندہ میں جرمنی تشریف لے جانا منظور فرمالیا ہے +

پریزیڈنٹ روزویلٹ نے اپنے وزرا کو ہدایت کی ہے کہ اپنے ماتحتوں کو میرے دوبارہ نامزد کرنے کی کوشش میں حصہ لینے سے منع کریں +

پرتگال میں ملکی شورش برپا ہے۔ لزبن میں ۱۳۵ گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں اور ۱۳۰ بم کے گولے مکانوں سے برآمد ہوئے ہیں۔ سنا ہے کہ انقلاب پسندوں کے ساتھ سازش رکھنے کی وجہ سے ولیعہد کو ایک مقام پر نظر بند کیا گیا ہے +

شاہ و ملکہ ناروے ۲۳ نومبر کو لنڈن پہونچکر ایوان سنڈرنگھم کو روانہ ہوئے +

قیصر جرمنی انگلستان میں کسیقدر مزید عرصہ تک قیام کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں +

جرمن پارلیمنٹ میں اس مضمون کا بل پیش ہوا ہے کہ تمام افراد رعایا کو باہم میل جول کرنے اور پبلک جلسے منعقد کرنیکا حق حاصل ہے مگر مجالس پر پولیس کی عام نگرانی رہے گی +

سالوئیشن آرمی (مکتی فوج) کے منتظمین قحط زدہ ہندوستانیوں کے پاس فروخت کرنیکے لئے پچہتر ہزار روپیہ کا غلہ خریدنے کی تجویز کر رہے ہیں +

ایڈنبرا میں مسٹر جان ارلی کے سوتیلے بیٹے مسٹر ... پر مسٹر ارلی کے جعلی دستخط بنا کر کثیر رقم وصول کرنیکا جو مقدمہ دائر تھا اس میں اسے عدالت سے دس سال قید کی سزا ہوئی +

ہسپانیہ میں ایک اکسپرس دریا کے پل پر پٹری سے اتر جانے کی وجہ سے دریا میں گر پڑی بیس مسافر ہلاک اور ساٹھ زخمی ہوئے +

۲۶ نومبر کو انگلستان کے شمالی اضلاع میں سخت برفانی طوفان آیا۔ علاقہ ایسٹ کینٹ میں زور کا بگولہ آیا جس سے باغات اور مکانات کو سخت نقصان پہنچا +

سر ہنری کیمبل بنرمین بحالی صحت کی غرض سے مقام بیارٹز کو تشریف لے گئے +

قیصر جرمن کی صحت کی نسبت تشویش ناک خبریں اڑی تھیں مگر برلن میں سرکاری طور پر ان کی تردید کی گئی۔ جناب ممدوح اب پیشتر کی نسبت تندرست ہیں +

اٹلی کے پوپ صاحب آرچ بشپ آگرہ سے ملاقات کے وقت ان سے امید ظاہر کی کہ ہندوستان میں باضابطہ باہمی کا جلدی بندوبست کیا جائے گا +

رائیٹر کا ایجنٹ مغربی افریقہ کے مقام لاگوس سے تار دیتا ہے کہ کیپٹن ... متعلقہ نائجیریا ہز ملری ... دیسی سپاہیوں کو لیکر ڈسٹرکٹ کمشنر کی اسکارٹ میں جا رہا تھا کہ دیسیوں نے ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا کئی زخمی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس حادثہ کا وقوع جبر ... بنانے کے متعلق ظہور

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	ہانگ کانگ	پتسلہ
امرا و رؤسا سے	للعہ	بیلے
عام خریداروں سے	بیلے	عہ
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	لے	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ مفت نہ بھیجا جائے گا
شعبہ خط و کتابت میں منیجر کے نام ہونی چاہیے

فہرست مضامین اخبار

عمدۃ الملک
دی پارٹیل مسلم لیگ پنجاب
ضرورت ہیں ...
کامیابی ... گرانی غلہ
...
بکار ... الملک بہادر
...
... خان صاحب ...
ہندوستان کی خبریں
اسلامی دنیا
عالم خبر
اشتہارات

نمبر ۱۰۱ امرتسر مطبوعہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء ۲۷ شوال ۱۳۲۵ھ یوم چہارشنبہ جلد ۱۲

وکیل امرتسر

جلد ۱۳

امرتسر بروز ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ

دی پراونشل مسلم لیگ پنجاب

ناظرین اس مسرت انگیز خبر کو سنکر یقیناً خوش ہونگے کہ مندرجہ بالا نام سے آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک شاخ جسکے لئے عرصے سے کوشش ہو رہی تھی اب باقاعدہ طور پر پنجاب میں قایم ہو گئی ہے اور اس طرح اس عظیم الشان پولٹیکل اسکیم نے عملی میدان میں ایک قدم آگے کو بڑھا دیا ہے۔ جو سربرآوردگان قوم نے مسلمانان ہند کی بہبودی کے خیال سے سال ڈیڑھ سال قبل قایم کی تھی ہم نومبر اور یکم دسمبر دو مبارک تاریخیں ہیں جنمیں پنجاب کے مختلف مقامات کے قایم مقام لاہور میں اکر اس پراونشل لیگ کے وجود میں آنے کا باعث ہوئے۔ ان تاریخوں میں میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا کی کوٹھی پر زیر صدارت میاں محمد شاہ دین صاحب بیرسٹرایٹ لا جو منعقد ہوئے وہ بلحاظ مقامی حیثیت رکھنے کے ایک اہمیت خاص رکھتے ہیں۔ کارکنان لیگ نے پنجاب کی مختلف اسلامی انجمنوں اور مختلف اضلاع کے مسلمانوں سے درخواست کی تھی کہ اس موقع کے لئے وہ اپنے اپنے قایم مقام منتخب کریں۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس درخواست کے منظور کرنے میں قابل تعریف مستعدی اور شوق کا اظہار کیا۔ جس کا یہ حوصلہ افزا نتیجہ دیکھنے میں آیا کہ جلسے مذکور میں جو بزرگان قوم نظر آتے تھے وہ مختلف اضلاع کے مسلمانوں اور مختلف اسلامی انجمنوں کے ڈیلیگیٹ ہونے کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور ان کی بلاسے منے جو کاروائی عمل میں آئی وہ مسلمانان صوبہ کی طرف سے منظور ہونے کا استحقاق رکھتی ہے پراونشل لیگ کا پہلا جلسہ ۳۰ نومبر کو ۱۰ بجے دن کے قریب شروع ہوا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ صدر انجمن اتفاق رائے سے میاں شاہ دین صاحب مقرر کئے گئے۔ اور کارروائی جلسہ چلانے کے لئے صرف اسی جلسہ کے لئے سیکرٹری میاں محمد شفیع صاحب منتخب کئے گئے۔ انتخاب عہدہ داران عارضی کے بعد سیکرٹری نے ابتدائی کمیٹی کی ایک رپورٹ پڑھکر سنائی جس میں ان واقعات کا ذکر تھا۔ جو اس لیگ کے وجود میں آنے کے باعث ہوئے اور وہ تدابیر بیان کی گئی تھیں جو کمیٹی مذکور نے لیگ کو موجودہ شکل میں لانے کی غرض کر اختیار کیں۔ مسلمانوں کا تعلیمی ترقی کو پولٹیکل جد و جہد پر مقدم سمجھنا۔ اس سے قبل بوجہ تعلیمی کمزوری کے سرسید کی ہدایت کے مطابق اُن کا پولٹیکل امور سے اجتناب۔ مگر اقتضائے وقت سے متاثر ہو کر سرسید کا محمڈن اینگلو اورینٹل ڈیفنس ایسوسی ایشن آف اپر انڈیا کو وجود میں لانا۔ بانی ایسوسی ایشن کے انتقال کے بعد اس جماعت کا ٹوٹ جانا اور اس کے ٹوٹنے کے اسباب۔ ہندوستان کے پالیٹکس میں موجودہ تغیرات اور سال گذشتہ میں ایک آل انڈیا محمڈن ڈیپوٹیشن کا حضور وائسرائے کی خدمت میں بمقام شملہ بھیجا جانا اسکے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ایک مستقل پولٹیکل آرگنائزیشن کی ضرورت۔ دسمبر گذشتہ میں بمقام ڈھاکہ آل انڈیا مسلم لیگ کا قایم کیا جانا اور اسکی شاخوں کو ہر صوبہ میں پھیلانے کی تجویز اور اس تجویز کے مطابق پنجاب میں بھی ایک شاخ قایم کرنے کی ضرورت۔ غرضکہ وہ تمام واقعات جو پراونشل مسلم لیگ پنجاب کے وجود میں آنے کا باعث ہوئے۔ میاں محمد شفیع صاحب نے اپنی رپورٹ میں وضاحت کے ساتھ بیان کئے۔ اور بہت سے خطوط و پیغامات ہمدردی کا ذکر کرکے جو انہیں موصول ہوئے تھے ان ڈیلیگیٹوں کے اسمائے گرامی پڑھکر حاضرین کو سنائے جو مختلف مقامات سے منتخب ہو کر شریک جلسہ ہوئے۔

میاں محمد شفیع کی رپورٹ کے بعد میاں شاہ دین صاحب صدر مجلس نے ایک نہایت با موقع اور فاضلانہ تقریر فرمائی جسے ہم کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ہدیہ ناظرین کرینگے۔ اس تقریر میں صاحب صدر انجمن نے نہایت دلکش انداز سے مشرق و مغرب کے حالات میں جو تغیرات واقع ہوئے ہیں ان کی طرف سامعین کی توجہ دلاکر مسلمانوں کو معقولیت کے ساتھ پولٹیکل لائف میں قدم رکھنے کی ضرورت پر متوجہ کیا۔ اور ایک دلچسپ پیرایہ میں مسلمانوں کے گذشتہ پولٹیکل طرز عمل پر تبصرہ کرکے ان کے موجودہ پولٹیکل حالات کو وقت کا تقاضا قرار دیا۔ اور پراونشل مسلم لیگ پنجاب کا قیام اور اسکا آل انڈیا مسلم لیگ کے ساتھ الحاق ضروری بیان فرمایا۔

صدر انجمن کی افتتاحی تقریر ختم ہونے کے بعد شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹرایٹ لا (دہلی) نے ایک برجستہ تقریر میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ضرورت۔ اور اسکے ساتھ ہمدردی اور پنجاب میں پراونشل لیگ کے طور پر اسکی ایک شاخ کے وجود میں لانے کے متعلق ایک مفید ریزولیوشن پیش کیا دوران تقریر میں شیخ صاحب موصوف نے مسلمانان پنجاب کو زندہ دلان پنجاب کا خطاب یاد دلایا جو انہیں سرسید سے عطا ہوا تھا اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ جس طرح انہوں نے علی گڑھ کی اٹھتی ہوئی تعلیمی تحریک کی تائید میں دیگر صوبجات کے مقابلہ میں خدمات کا شرف حاصل کیا ہے اسی طرح وہ اس مرکز سے نکلی ہوئی پولٹیکل تحریک کی تائید میں بھی خدمات کا امتیاز حاصل کرکے اپنے آپکو زندہ دلان پنجاب کے خطاب کا مستحق ثابت کریں۔ اس ریزولیوشن کی تائید شیخ محمد عمر صاحب بیرسٹرایٹ لا (دہلی) نے نہایت لطف سے فرمائی۔ اور ان کے بعد حاضرین میں سے متعدد صاحب کھڑے ہوئے جنہوں نے اسکی تائید میں اپنی آواز ملنے کر کے اس تجویز کے مقبول عام ہونیکا ثبوت دیا اس ریزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد لیگ کا نام تجویز کیا گیا جو بالاتفاق "دی پراونشل مسلم لیگ پنجاب" قرار پایا۔ پھر اسکے مقاصد پر بحث کی گئی۔ اگرچہ بعض صاحبان کے نزدیک جن میں میاں محمد شاہ دین بھی شامل ہیں۔ لیگ کے نام سے اس جماعت کو پکارنا پسندیدگی کے قابل نہیں۔ لیکن چونکہ سارے ہندوستان کی مرکزی جماعت کا نام فی الحال آل انڈیا مسلم لیگ رکھا گیا ہے۔ اسلئے اسکے تتبع میں اسکی پنجابی شاخ کا نام بھی مجبوراً پراونشل مسلم لیگ ہی رکھنا پڑا مگر یہ قرارداد کرلی گئی ہے کہ اس مرکزی جماعت کا نام بمقام کراچی آئندہ سالانہ جلسے کے موقع پر اگر تبدیل کر دیا گیا۔ تو اسی مطابقت سے اس پراونشل جماعت کا نام بھی تبدیل کرلیا جاویگا۔ مقاصد اس جماعت کے وہی رکھے گئے ہیں جو مرکزی جماعت کے مقاصد ہیں۔ مقاصد پر جب وقت بحث ہو رہی تھی۔ میاں شاہ دین صاحب کو بوجہ ان کی دختر نیک اختر کی علالت کے کرسی صدارت چھوڑ کر اپنے گھر جانا پڑا۔ اور ان کی غیر حاضری میں شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر (دہلی) کو میر مجلس مقرر کیا گیا۔ جن الفاظ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں چونکہ ابھی تک زیر بحث ہیں۔ اور آخری صورت کراچی کے جلسہ میں اختیار کرینگے۔ اسلئے پنجاب پراونشل لیگ نے انہی الفاظ میں ان مقاصد کو ظاہر کیا ہے اور یہ ارادہ ظاہر کر دیا ہے کہ مرکزی جماعت کے الفاظ مقاصد کے بعد کے تغیرات کے مطابق اگر ضرورت دیکھی جائیگی تو اپنے الفاظ مقاصد

انجمن میں بھی ضروری تبدیل کرلی جائیگی۔ غرضکہ پنجاب کی یہ جماعت فوراً دفعتاً ہندوستان کی مرکزی جماعت کی ایک شاخ بنکر اپنے آپ کو اس عظیم الشان سلسلہ میں شامل کرتی ہے جو مسلمانان ہند کو اپنے حلقہ میں لانے کی غرض سے قایم کیا گیا ہے۔

نام اور اغراض و مقاصد کے تصفیہ کے بعد مسودہ قواعد پر نظر ثانی کرنے کی غرض سے ایک سب کمیٹی قایم کیگئی جس کی نسبت یہ قرار پایا کہ وہ اسی دن سہ پہر کو اپنے کام سے فارغ ہوجاوے تاکہ قواعد دوسرے دن یعنی یکم دسمبر کے اجلاس میں پاس ہوجاویں۔ اسقدر کاروائی ختم ہونے کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔

حسب قرارداد سب کمیٹی مذکور نے دو بجے دن کو اپنا کام شروع کرکے شام کے چھ بجے کے قریب اسے ختم کیا۔ شام کے وقت جملہ ممبران لیگ کو میاں محمد شفیع صاحب کی جانب سے ایک پرتکلف دعوت دی گئی۔

دوسرے روز یعنی یکم دسمبر کو ۲ بجے دوپہر کے بعد لیگ کا جلسہ مثل جلسہ ... میاں شاہدین صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جلسہ گذشتہ کی روداد پڑھی جانے کے بعد صاحب سکریٹری نے قواعد لیگ پیش کیے۔ ان قواعد کے متعلق سب کمیٹی میں کافی بحث ہوچکی تھی۔ لیکن لیگ کے جلسہ میں بھی ان پر نہایت سرگرمی کے ساتھ بحث ہوئی۔ جو جوش اور مستعدی ان قواعد پر بحث کرنے میں دکھلائی گئی ہے۔ اوس سے نصف جوش اور مستعدی کا اظہار اگر ان قواعد کی پابندی اور لیگ کے متعلق عملی کام کرنے میں کیا گیا تو آیندہ کامیابی کی بہت کچھ توقع ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ یہ جوش صرف لفاظی ہی تک محدود رہا اور بعد میں اسکا ظہور عملی شکل میں نہ ہوا تو نہایت درجہ قابل افسوس ہوگا۔ قواعد پاس کرنے میں کمال غور و خوض سے کام لینا بلاشبہ دانشمندی پر مبنی ہے۔ اور گو ہماری دعا ہے کہ یہ مستعدی لفظی بحث سے متجاوز ہو کر عملی لباس میں بھی جلوہ گر ہو لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ جس جوش و خروش سے ممبران لیگ مجوزہ قواعد پر بحث ہوتے دیکھا ہے وہ ایک حد تک ضرور اطمینان کا باعث ہے ایک جماعت کی کامیابی بہت کچھ قواعد و ضوابط کی عمدگی اور ان کے قابل عمل ہونے پر منحصر ہے۔ اور انپر جسقدر غور کیا جانے بہتر ہے۔ باوجود اسکے کہ لیگ کے قواعد پر ایک دن سب کمیٹی میں اور دوسرے دن لیگ کے مجمع عام میں دل کھولکر بحث ہوئی۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ اب بھی بعض قواعد اصلاح طلب ہیں مگر ایسا ہونا لابدی ہے تجربہ ہمارے قواعد میں ضروری اصلاح خود تجویز کردیگا۔ جب بڑی بڑی پرانی جماعتوں بلکہ زبردست گورنمنٹوں کے قواعد اصلاح طلب ہوتے ہیں۔ تو ایک نو خیز جماعت کے ابتدائی قواعد کا اصلاح طلب ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر کام کرنے والے نیک نیت ہیں۔ اور مخلصانہ مستعدی سے وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں تو ہمیں ہر طرح کی اصلاح - اور ہر طرح کی کامیابی کی امید رکھنی چاہیے۔

قواعد و ضوابط کے اہم کام کے بعد مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں کے متعلق گورنمنٹ کی خدمت میں لیگ کی جانب سے ایک عرضداشت بھیجنے کا کام ایک سب کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔

اسکے بعد ایک نہایت ضروری ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ ایک سب کمیٹی بنائی جاوے جو مختلف محکموں میں مسلمان ملازموں کی تعداد کا پتہ چلائے۔ اسی کے سلسلہ میں دوسری تجویز یہ منظور کی گئی کہ لیگ ایک رجسٹر ایسے تعلیم یافتہ امیدواران ملازمت کا رکھے جو ملازمت کے قابل ہوں۔ اور اس رجسٹر کی نقلیں وقتاً فوقتاً مختلف محکموں اور پنجاب چیمبرس آف کامرس کے دفتر میں بھیجی جاویں۔ بعض حکام کو ہمارے حالات سے ایسی بیخبری ہوتی ہے کہ جب اُن سے شکایت کی جاتی ہے کہ مسلمانوں کو ملازمت میں کچھ احصہ نہیں ملتا۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ تعلیم یافتہ مسلمان میسر ہی نہیں آتے جو انہیں ملازم رکھا جاوے۔ اسکا علاج امید ہے کہ مجوزہ رجسٹر امیدواران سے ہو جائے گا۔ مسلمان پبلک کا یہ فرض ہے کہ وہ لیگ کو رجسٹر مذکور کے مرتب کرنے اور مکمل رکھنے میں پوری مدد دے۔

عہدہ داران لیگ اور ممبران انتظامی کمیٹی کے انتخاب کے بعد کارروائی جلسہ ختم ہوئی۔ انتخاب عہدہ داران کا نتیجہ حسب ذیل نکلا:۔

پریسیڈنٹ: میاں شاہدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔

جنرل سکریٹری: میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا

جائنٹ سکریٹریاں

(۱) شیخ عبد العزیز صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر آبزرور
(۲) منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار

فنانشل سکریٹری: شیخ گلاب دین صاحب پلیڈر

اسسٹنٹ سکریٹری: مرزا جلال الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا

خزانچی کا کام اورینٹ بنک آف انڈیا انجام دے گا۔

پنجاب مبارکباد کا مستحق ہے کہ اسے مسلمانان ہند کی جدید پولیٹیکل تحریک میں حصہ لینے میں قدامت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ خدا کرے کہ دیگر صوبجات کے مسلمان بھی اسی مستعدی سے اپنے اپنے صوبجات میں لیگیں قایم کرنے میں کامیاب ہوں۔ آمین!!!

ہماری مہمان دو روزہ رخصت ہوئی

ہندوستان میں تخمیناً دو ماہ گشت کرنے کے بعد مسٹر

کیر ہارڈی آخر کار ۱۴ ار نومبر کو جمعرات کے دن جہاز میں (کیا سود لینی جہاز تھا؟) کولمبو کو روانہ
ہو گئے۔ چلتے وقت آنجناب نے ایک عام صنف میں گویا نشانی بھی کی۔ اور کچھ اٹھتے ہوئے لفظوں میں
کونسل کی اصلاح پر نکتہ چینی فرمائی جس کا ماحصل یہ ہے کہ اگر جہان مدبر حقیقت حال سے آگاہ
کئے جاتے۔ اور انگلستان میں یا انڈیا آفس ان کو کم سے کم کہہ کے چلی اور واقعی در کچھ لوں سے
امید جہانک لینے دیتے۔ تو وہ شاید ہندوستان کی کونسل میں ایسی بھدی اور بیکار اصلاح نہ ہونے دیتے
یونہو اصنی سترطیبہ اور ہاتھی تمنائی کا استعمال بڑے طرح سے لوگوں کی تحریر و تقریر کی جان
ہوتا ہے لیکن ہمارے معزز مہمان نے اس سے خاص فائدہ اٹھایا ہے یعنے ہمارے ملک کے
بے صبرے پولیٹیشنوں کو صبر و قناعت کا سبق دیا ہے۔
ہم نے مانا کہ مسٹر کیر ہارڈی کا علم بڑا۔ عقل بڑی۔ دولت بڑی۔ اون کا اقبال اور مرتبہ بڑا۔ مگر
وہ اور ان کے دوست ہمیں معاف کریں، ان کی دار میں بڑی نہیں۔ اور اگر ہے تو ہندوستان آیا
بڑی نہیں ہوئی بلکہ انگلستان میں ہوئی ہے۔ صرف دو مہینے ہندوستان میں گھومنے پھر کر
یہ کونسل کی اصلاح پر صحیح رائے دینا ایسا ہے جیسے کوئی شخص چند روز معماروں کے ساتھ رہکر
تاج محل میں تعمیری عیب نکالے۔ اگر کچھ کہنے کے لئے ان کے موہنہ میں زبان ہے تو اردوں
کے ہاتھ میں لکھنے کے لئے قلم ہے۔ اس بات کا فیصلہ دنیا اور زمانہ کرے گا کہ وسیع تجربوں کی ا…
اصلی نسبوت کی بنا پر یہ کہتے ہیں۔ یا یہ لکھتے ہیں؟ کونسل کے جدید حصہ میں یعنے "مجلس شوریٰ"
میں گو یہاں کنہن سنگھ اور چودہری الہی جان کے سوا اور کوئی نہ ہوگا۔ لیکن ہندوستان کی
سوشیل حالت کی اصلی تصویر یہی ہیں۔ یہ ریڑھ کی ہڈی کی شاخیں ہیں۔ یہ ہماری سیج گاڑی کے
پہیے اور پیتیوں کی پشتیبان ہیں۔ یہ اپنا کام کریں اور اپنا کام کر سکیں تو گاڑی چلے

ٹرانسوال میں کشمکش

جنرل سمٹس کے نام سے ہندی ناظرین ناواقف نہیں۔ آپ گورنمنٹ ٹرانسوال کے سکریٹری ہیں۔ آپنے ابھی احکام نافذ کئے

ہیں کہ اگر یکم دسمبر کو کوئی ایشیائی ۱۶ برس سے زیادہ عمر کا بلا سرٹیفکیٹ رجسٹری ٹرانسوال
مملکت میں ملا تو اسکو قید کیا جائے گا۔ اس سے ایشیائیوں میں صدر صد سراسیمگی پھیلی ہوئی
ہے۔ خصوصاً ہندوستانیوں اور چینیوں نے باہم متفق ہوکر ارادہ کرلیا ہے کہ سکوت اور
استقلال سے اس حکم کا مقابلہ کرینگے۔ چنانچہ رجسٹری کے دفاتر کی سڑکیں بند ہیں۔ کاروبار
برا اس پڑی ہے۔ بازاروں میں خرمردگی چھائی ہے۔ ادہر گورنمنٹ تل رہی ہے کہ
چاہے کچھ ہو۔ ناممکن ممکن ہو۔ مگر حکم کی تعمیل ضرور ہوگی۔ سکریٹری صاحب ایک موقع پر
تقریر میں بھی ڈرایا ہے۔ اور متنبہ کیا ہے۔ جب تک سارٹیفکیٹ رجسٹری حاصل نکیا جائیگا
تب تک تجارت کا لائیسنس بھی جو معمولی طور پر دیا جاتا ہے نہ دیا جائیگا۔ اور حال یہ ہے کہ
صرف ضلع جانسبرگ میں اسوقت پانچسو دوکانیں ایشیائی سوداگروں کے ہاتھ میں ہیں۔ جو
زندگی کی بیشتر ضرورتوں کے کفیل ہیں اور جس سے کچھ نہیں تو ہندرہ ہزار کالے آدمیوں
کی آبرو وابستہ ہیں۔ ہم کو کہ برٹش گورنمنٹ کے ظل حمایت میں آزادانہ زندگی بسر کرنے کی عادت
ہے۔ گورنمنٹ ٹرانسوال کا یہ انداز دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ یہ کون شائستگی اور تہذیب کر
کہ ایک ہی دفعہ میں ہزار ہا افراد کو جلاوطن کر سکتے ہیں۔ اور جو باقی رہیں ان کو احتیاج بند باندہ
اس سے سکریٹری کی بیدار مغزی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ برعکس معلوم ہوتا ہے کہ مغربی تعلیم و

تہذیب نے دل و دماغ کو تنگ کرنے کی بجائے اور تاریک کر دیا ہے۔ خود غرضی ایسی چیز ہے کہ
مطلق حیوانات کو بھی ہر حال میں پیش نظر رہتی ہے۔ مگر جنرل سمٹس میں عامیانہ صفت سے
بھی محروم ہیں۔
لندن میں مسلمانوں نے اسکے خلاف جلسہ کیا۔ غالباً اور ملکوں میں بھی اسکا اتباع ہوگا
دیکھئے! اس آگ کی آنچ کہاں کہاں پہنچے؟
واقعیت یہ ہے کہ ایشیا والوں خصوصاً ہندوستانیوں یا چینیوں کو ٹرانسوال میں چین
نصیب ہونا دشوار ہے۔ وہ یہاں ہمیشہ رہتے رہیں گے۔ جو قدر زندہ عاق ہو جاتے ہیں
ان کا کہیں نباہ نہیں ہوتا۔ ایک ذات سے گرے ہوئے۔ ایک دیس سے نکلے ہوئے کی
کہیں دوسری جگہ مشکل ہے۔ شاخ بریدہ سدا جھولے کی نذر ہونے دیکھی ہے اور
ہماری شجر کی شاخوں میں تو بجائے خود قوت نامیہ ہی نہیں رہی۔ یہ اصلی شجر میں بھی کمہلائی
ہوئی دیتی ہیں۔ ہماری کچلی بن سے جو نے کٹتی ہے۔ وہ سدا روتی ہے اور یہی کہتی ہے؟

از نیستاں تامرا ببریدہ اند
واز نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

آریہ سماج کی کامیابی

ہم کو اس خبر کے سننے سے مسرت ہوئی ہے کہ آریہ سماج کا گذشتہ سالانہ جلسہ لاہور میں نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ وہ بھی

چندہ کے اعتبار سے اس سال کی کامیابی گذشتہ کامیابیوں سے بڑھی ہوئی تھی جس کا بہت بڑا
باعث یوں کہنا چاہیئے کہ لالہ لاجپت رائے صاحب ہوئے۔ جو ام خصوصیت کے ساتھ
قابل تعریف اور دیگر اقوام کے لئے قابل تقلید ہے وہ یہ کہ کچھ مدت سے آریہ سماج میں جو دو فریق ہو گئے
تھے وہ گذشتہ سالگرہ کے موقعہ پر سنا جاتا ہے کہ متفق ہوکر پھر ایک ہو گئے ہیں۔ اور اپنے باہمی نزاع کو
انہوں نے فراموش کر دیا ہے۔ الفاق اور اتحاد کی یہ مثال اہل ملک کے لئے نہایت مفید ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ
ہماری مسلمان قوم بھی اپنے ہمسایوں سے سبق حاصل کر کے اپنے تفرقوں کو مٹا دیگی۔ اور باہمی تو تو میں میں سے
کرنے سے باز رہکر آیندہ کے لئے قومی کاموں میں اتفاق سے کام لیگی۔

گرانی غلہ

اگرچہ قحط گرانی غلہ کا بہت بڑا باعث ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ غلہ فروش بھی اپنی مالی منفعت کو پیش نظر رکھکر اس گرانی میں بہت کچھ اضافہ کر دیتے ہیں۔ ہم گورنمنٹ کا اس ضروری مسئلہ کی طرف توجہ

کرنا چاہتے ہیں اور اس کی ہدایت کرتے ہیں۔ کہ ملک کو غلہ فروشوں کی زیادتی سے محفوظ رکھنے کا
کوئی معقول انتظام کرے۔ ہمعصر البشیر رقمطراز ہے کہ ہندوستان میں اسوقت بھی اسقدر غلہ
ہر مقام پر کھیتوں میں بھرا پڑا ہے کہ جو قحط سالی کے ایام میں کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے
کہ غلہ فروش حسب دلخواہ غلہ کا نرخ بڑھا رہے ہیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام کو غلہ
منتقل کرتے رہتے ہیں۔ مہاراجہ گوالیار نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو غلہ ریاست سے باہر جاتا ہے
اس پر دو آنے فی من محصول لیا جاتا ہے۔ اس سے امید ہوتی ہے کہ ریاست گوالیار میں غلہ کی
گرانی زیادہ نہ بڑھنے پائیگی۔ انگریزی علاقہ میں شاید اس قسم کا ٹیکس لگانا آزادی تجارت کے
خلاف سمجھا جائے۔ لیکن بقول ہمعصر مذکور کے یہ تو ممکن ہے کہ گورنمنٹ ہر جگہ غلہ کی
دکانیں کھلوا دے جنمیں بازار کے نرخ سے غلہ ایک سیر زیادہ فروخت ہوا کرے۔ اور ایک ہی قیمت
ایک روپیہ سے زیادہ کا غلہ کسی کے ہاتھ فروخت نہ کیا جائے۔ اسطرح امید ہے کہ غلہ فروش نرخ ارزاں
کرنے پر مجبور ہونگے۔ البشیر کی تجویز ہے کہ یہ خرچ مقامی میونسپل کمیٹیوں کے سر ڈالا جائے

منقولات

ہماری "اسپرانٹو"

یورپ میں آجکل ایک نئی زبان کا ثبت ہو رہا ہے جسے "اسپرانٹو" کہتے ہیں۔ شاید دنیا میں یہ پہلی مصنوعی زبان ہے۔ جو کامیاب ہوتی نظر آتی ہے گو، بالوں کی جڑ کو دیکھیں تو سب زبانیں کم و بیش مصنوعی ہیں۔ ان کی ابتدائی حالت میں چند انسانوں نے ضرور یہ قرار دیا ہوگا کہ زبان و لب کی فلاں حرکات سے فلاں معنے لئے جائیں۔ مگر یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ کونسی زبان کس زمانے میں اس حالت ابتدائی میں تھی۔ بلکہ عام طور پر ہر قوم کی زبان اس قوم کی زندگی کے ساتھ وابستہ معلوم ہوتی ہے جب سے اس قوم کی زندگی شروع ہوتی ہے اسی وقت سے اسکی زبان اسکے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ حالات کے تغیر کے ساتھ تغیر پاتی ہے، ترقی کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے اور اہل بصیرت کے لئے اس قوم کی زندہ تاریخ ہوتی ہے۔ مگر ایسا کم سننے میں آیا ہے کہ کوئی ایک شخص ایک زبان ایجاد کرے یا چند آدمی مل کر ایک زبان گھڑ لیں اور اسکے قواعد منضبط کریں اور اس کے بعد اس کی اشاعت کی کوشش کریں۔ اور یہ بنائی ہوئی زبان مقبول ہو جائے اختلاف السنہ سے جو مشکلات سیر و سیاحت اور تجارت کے رستے میں پیش آتی ہیں۔ اُن کے بچنے کے لئے ایک مشترکہ زبان ایجاد کرنے کی کوشش کئی مرتبہ یورپ میں ہو چکی ہے۔ گو ناکام رہی یہ آخری کوشش جو "اسپرانٹو" کے نام سے مشہور ہے۔ ایک روسی عالم کی محنت کا نتیجہ ہے۔ علامہ موصوف نے روسی اور فرانسیسی۔ انگریزی جرمن اور اطالین زبانوں کی آمیزش سے یہ زبان پیدا کی ہے اور اسکے صرف و نحو کو بالکل باقاعدہ اور آسان بنا دیا ہے۔ کوئی استثنائی قواعد اسمیں داخل نہیں کئے جن سے طالب زبان کو دقت ہو۔ اور اسکا "اسپرانٹو" نام رکھا ہے۔ یہ اطالین زبان کا لفظ ہے اور اسکے معنے ہیں "امید"۔ چونکہ اسکے بانی اور اسکے معاونوں کے نزدیک اس سے یہ امید بندھتی ہے کہ یہ یورپ کی مشترکہ زبان ہونے میں کامیاب ہوگی۔ اسلئے اسکا یہ نام رکھا گیا۔ اس کے ساتھ ایک رعایت اس نام میں اور رکھی ہے اور وہ یہ کہ اس زبان میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ سب اسمار حرف واو پر ختم ہوں۔ اور اسی لئے اس نام سے زبان کی ماہیت پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے۔

جب یہ زبان پہلے پہل ایجاد ہوئی تو اکثر لوگ اس کی ہنسی اڑاتے تھے اور کہتے تھے کبھی اس طرح بھی زبانیں بنتی ہیں اور پھیلی ہیں۔ قدرتی طور پر بنتی اور قدرتی اسباب سے بڑھتی ہیں۔ مگر آفرین ہے اس کے بانی اور اسکے ہمراہیوں کی ہمت اور تدبیر پر۔ انہوں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے اور اب یورپ کے ہر بڑے شہر میں "اسپرانٹو" والوں کی ایک کثیر تعداد پیدا ہوگئی ہے۔ اور برلن، پیرس اور لنڈن کی بڑی بڑی دوکانوں پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہاں "اسپرانٹو" بولی جاتی ہے۔ اس کے بانیوں کا یہ منشا نہیں کہ یہ موجودہ زبانوں کی جگہ چھین لے۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہر قوم اپنے گھر میں اپنی زبان اور اپنے علم ادب کو ہی ترجیح دیگی۔ اور اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنی زبان چھوڑ کر اس مشترکہ زبان کو اختیار کرے گی۔ بے سود ہے۔ مگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ مشترکہ زبان ان سب مختلف زبانوں والی قوموں میں ایک مفید واسطہ بن جائے۔ اور خصوصاً تجارتی کاروبار میں سہولت کا باعث ہو۔ تاکہ "اسپرانٹو" جاننے والا یورپ کے ہر حصے میں اپنا کام نکال لے۔ علم لسان کے چند علماء کے علاوہ پہلے جس طبقے نے اس زبان کی طرف توجہ کی وہ تجارت پیشہ لوگ تھے۔ کیونکہ انہیں اسکے اختیار کرنے اور اسکی اشاعت کرنے میں صریح فائدہ نظر آیا۔ اس کے بعد ان کی مثال کے اثر اور انکی شبانہ روز سعی کی بدولت اور لوگ بھی ماننے لگے کہ اس زبان کو پھیلانا چاہیے۔ اب ان لوگوں کو یہاں تک کامیابی ہوگئی ہے کہ لنڈن اور پیرس کے اکثر مدارس میں یہ زبان داخل درس ہوگئی ہے۔ اور ان لڑکوں کو جو تجارتی کاروبار میں پڑنا چاہتے ہیں۔ تاکید ہے کہ وہ یہ زبان ضرور سیکھیں۔ علاوہ ازیں اس کے حامی ہر برس ایک عظیم الشان کانفرنس یورپ کے کسی نہ کسی مشہور مقام میں کرتے ہیں اور وہاں ہر ملک کے رہنے والے جمع ہوتے ہیں۔ اُس جلسے کی کارروائی سب اسی زبان میں ہوتی ہے اور اراکین ایک دوسرے سے "اسپرانٹو" میں باتیں کرتے ہیں۔ میں جب شمالی فرانس میں بولون میں مقیم تھا۔ تو مجھے ان کا سالانہ مجمع دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس برس کیمبرج میں "اسپرانٹو" والوں کا جلسہ سالانہ ہوا ہے اور کیمبرج جیسے علمی مرکز کی طرف سے اس جلسے کی اجازت اور تائید گویا اس زبان کے لئے انگلستان کی طرف سے فرمان منظوری اور اس کی کامیابی کے لئے ایک نیک فال ہے اب اگر اسکے حامی اسی گرمی سے کام کرتے رہے جو آج تک اُن کا شعار رہی ہے تو وہ ضرور کامیاب ہونگے اور اسے آخر یورپ کی زبان عمومی بنا کر چھوڑیں گے۔

"اسپرانٹو" والوں نے کئی وسائل اس زبان کے مقبول بنانے کے لئے استعمال کئے ہیں۔ جابجا "اسپرانٹو" کی انجمنیں قائم کی ہیں۔ اُن انجمنوں کے جلسے وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔ اور انہیں "اسپرانٹو" کی مشق ہوتی ہے۔ اور اسکے ذریعے مختلف اللسان لوگ آپس میں تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ سارے یورپ کی زبانوں کی مشہور اور مقبول ترین کتابوں کا اس زبان میں ترجمہ ہونا شروع ہوگیا ہے کیونکہ یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ لطیف سے لطیف خیالات بھی اس میں ادا ہو سکتے ہیں۔ ایک ہردلعزیز گیتوں کا ترجمہ بھی اسپرانٹو میں کیا گیا ہے اور موسیقی کے بعض استادان فن اپنی دلکش آواز سے ان گیتوں کی دلچسپی بڑھاتے ہیں۔ کئی رسالے "اسپرانٹو" میں نکلنے لگے ہیں۔ اور "اسپرانٹو" کے ہواخواہ بعض اخبارات میں اپنے تجارتی اشتہارات اس زبان میں چھپواتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کی نگاہیں اس کے الفاظ سے آشنا ہو جائیں اور بیگانگی دور ہو جائے۔ "اسپرانٹو" کے معاونوں کی سرگرمی کا یہ حال ہے کہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ جہاں کسی نئے شخص سے ملاقات ہوئی۔ پہلا سوال یہ کرتے ہیں۔ آپ "اسپرانٹو" جانتے ہیں۔ اگر اس نے اسپرانٹو کا نام سنا ہے تو اسکے متعلق باتیں شروع ہوجاتی ہیں اور اگر نہیں سنا تو مختصر سا حال اسکے آغاز اور اسکی ترقی کا سنا کر اسے اس کی طرف توجہ کرنے کا شوق دلاتے ہیں۔ "اسپرانٹو" پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے گئے ہیں وہ ان لوگوں کے پاس اکثر موجود رہتے ہیں۔ اور نئے شائقین میں بانٹے جاتے ہیں۔

یہ ہے ایک مختصر سا خاکہ اُن کوششوں کا جو یورپ کی مختلف اللسان قوموں میں رابطۂ اتحاد اور سہولت تجارت پیدا کرنے کے لئے ہو رہی ہیں۔ اور باوجودے کہ ایک نئی زبان کا عدم سے وجود میں لانا ایک کٹھن کام ہے "اسپرانٹو" کے حامی کمر ہمت باندھے ہوئے مصروف سعی ہیں اور کامیابی کے امیدوار۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس نئی زبان کا نام ہی "زبان امید" رکھا ہے۔ اس خاکِ پاک ہند میں بھی جو ہمارا وطن ہے ایک زبان امید موجود ہے۔ جو یورپ کی "اسپرانٹو" سے بہت سی باتوں میں ملتی اور بعض اعتبارات سے فضیلت رکھتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اس سے غافل ہیں۔ اور اُن امکانات سے بے خبر ہیں جو اُس کی ترقی میں پنہاں ہیں ✦

ہماری "اسپرانٹو" وہی پیاری زبان ہے جسے کوئی اردو۔ کوئی ہندی اور کوئی ہندوستانی زبان کہتا ہے۔ ہم نام کے پابند نہیں۔ ہمیں کام سے کام ہے۔ جو نام کسی کو بھلا معلوم ہو۔ اسی نام سے اُسے یاد کرے۔ مگر اس کوشش میں رہے کہ چار دانگ عالم میں ہندوستان کی اس "خداداد اسپرانٹو" کا چرچا ہو جائے۔ اردو کو میں "خداداد اسپرانٹو" اسلئے کہتا ہوں کہ اپنی یورپین بہن کی طرح یہ ایک تاند انسانی ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ صدیوں میں ان قدرتی اسباب کے جمع ہونے سے پیدا ہوئی ہے جن سے دنیا بھر کی زبانیں پیدا ہوئی اور بڑھی ہیں۔ اور یہی سب سے بڑی فضیلت ہے جو "ہماری اسپرانٹو" کو یورپ کی اسپرانٹو پر حاصل ہے۔ اسی لئے اردو کے پھیلانے کا کام بہ نسبت

"اسپرانٹو" کے زیادہ آسان ہے کیونکہ ابھی کل کی بات ہے کہ اسپرانٹو بولنے والوں کا وجود ہی نہ تھا۔ اور ہندوستانی بولنے والے ہمارے ملک میں صدیوں سے چلے آتے ہیں۔ یورپ میں اسپرانٹو کا نقطہ اسکی خاتی کامیابی کی توقع کے سبب امید نام رکھا گیا ہے۔ مگر ہندوستان میں ہندوستانی زبان کی کامیابی ملک کی کامیابی ہے اور ملک کی بہتری اور اہل ملک کے اتحاد کی امید کا صرف یہی ایک پہلو ہے۔ کہ کم از کم سب ہم زبان تو ہوں۔ اختلافات مذہبی تو کسی کے مٹائے مٹنے والے نہیں۔ مگر ایک ملک میں ایک حکومت کے زیر سایہ رہتے ہوئے اور نقل و حرکت کے ذرایع کی کثرت کے باوجود ملکی زبان کا ایک نہ ہو سکنا اور اسکی اشاعت میں کوتاہیاں نہایت قابل افسوس ہیں۔

کئی زبانوں کا مجموعہ مرکب ہونے میں اردو کو اسپرانٹو کے ساتھ پوری مشابہت ہے اور بڑی خوبی یہ ہے کہ ابھی اور الفاظ کی آمیزش کی گنجایش ہے۔ سو جب ہے ہندوستان کے مختلف زبانوں کی موجودہ بنا جو اپنی اپنی جگہ قایم رہنے کے قابل اور قایم رہنے والی ہیں۔ ایک دوسرے سے بہت کچھ ملتی جلتی ہیں۔ اور خصوصاً ہندوستانی کے الفاظ ان میں بہت شامل ہیں۔ جو انگریزی الفاظ اب ہندوستان کی زبانوں میں مل کر جزو زبان بن گئے ہیں ان سے یہ مشترک حصہ ان سب زبانوں کا اور بھی بڑا ہو گیا ہے۔ ایسی صورت میں اردو کا عام رواج پا جانا سب کی آسانی کا باعث ہے اور بغیر بہت غیر معمولی ترقی کے ممکن ہے اگر لوگ اس طرف مایل ہوں۔ یورپ جس کے لئے ایک زبان پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے دس بارہ مختلف دول کا مجموعہ ہے۔ جہاں ہر حکومت میں زبان جدا۔ طرز حکومت جدا اور قانون جدا ہے۔ ایک حکومت کے باشندوں کی اغراض اکثر اوقات دوسری حکومت کے باشندوں کی اغراض کے خلاف ہیں اور ایک سلطنت اور دوسری سلطنت میں رقابت موجود ہے مگر ان لوگوں کی وسعت خیال اور روشن دماغی دیکھئے کہ ایسے بڑے اختلافات کو بھی مٹانے یا ڈھانکے دبانے کے لئے ایک نیا رشتہ یگانگت پیدا کرنے کی فکر میں ہیں اور ہماری کوتاہ اندیشی کو دیکھئے کہ ایک ملک ایک حکومت اور مشترک ضروریات اور اغراض کے باوجود یکرہم زبانی سے غافل ہیں حالانکہ ہمارے راستے میں وہ مشکلات بھی نہیں جو انکے راستے میں ہیں۔ کیسا عمدہ موقعہ ہے جو ہم کھو رہے ہیں۔

اے دل بکوئے دوست گذارے نہ کردۂ — فرصت ز دست دادہ و کارے نہ کردۂ
میداں فراخ دیدہ و گوئے نہ بردۂ — شاہیں بدست و عزم شکارے نہ کردۂ

میرے خیال میں اب وہ وقت نہیں رہا کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہیں کہ ہماری زبان میں اگر قوت نمو ہے تو خود بخود بڑھے گی۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری زبان میں ترقی کی طاقت موجود ہے اور وہ ہماری کوشش کے بغیر یا بے دلی کی کوشش سے بھی کچھ نہ کچھ بڑھ رہی ہے اس کا ذخیرہ ادب بھی روز افزوں ہے۔ اسکے بولنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی رہتی ہے اور ملک کے دور دراز گوشوں میں بلکہ دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی اسکی آواز پہنچنے لگی ہے لیکن یہ جو کچھ ہو رہا ہے کافی نہیں ہے۔ اس ترقی کی رفتار بہت زیادہ تیز ہو سکتی ہے۔ اگر ہم اسکی خاطر کچھ تکلیف گوارا کرنے لگیں۔

ہمیں اپنے سب بڑے بڑے شہروں میں اپنی زبان اردو کی انجمنیں قایم کرنی چاہئیں جنمیں اسکے شائقین اسکے دلدادہ اسکے ہوا خواہ بلا قید ملت و مذہب جمع ہوں اور اپنی اپنی محنت کے نتایج سے دوسروں کو مستفید کریں۔ اسکے علمی اور ادبی ذخیروں کو بڑھائیں۔ ہمعصروں سے داد پائیں اور آیندہ نسلوں کو ممنون منت کریں۔ وقتاً فوقتاً کوئی کانفرنس یا بڑا جلسہ بھی ہونا چاہئے جس میں ملک کے ہر گوشہ سے اس زبان کے مصنف۔ مؤلف۔ مترجم۔ اخبار نویس سب جمع ہوں۔ یہ پہلا کام ہوگا جس میں نامور اہل قلم بلالحاظ مذہب ایک مشترک مقصد کے لئے جمع ہونگے۔

ان صوبجات ہند میں جہاں اردو مادری زبان نہیں ایک اور طریق عمل بہت مفید ہو سکتا ہے میں نے انگلستان میں دیکھا کہ فرانسیسی زبان کے طالب علم فرانسیسی میں مہارت پیدا کرنے کے لئے اور فرانس میں انگریزی پڑھنے والے انگریزی کے لئے یہ طریقہ استعمال کرتے ہیں کہ کئی آدمی یکجا جمع ہو کر مشہور کتابوں کے انتخاب پڑھتے ہیں اور لوگ سننے آتے ہیں۔ اس سے تلفظ بسہولت درست کرنے کی عادت ہوتی ہے اور روزمرہ درست ہو جاتا ہے۔ فرانس میں تو میں نے فرانسیسی لوگوں کو اپنی زبان کی مشق کے لئے اسی طریق سے فایدہ اٹھاتے دیکھا ہے۔ جن صوبجات ہند میں اردو کا رواج نسبتاً کم ہے۔ مثلاً بنگال۔ مدراس اور بمبئی۔ وہاں اس قسم کی اردو انجمنوں کی ضرورت ہے۔ ایسی ہی مجالس اسپرانٹو کے حامیوں نے یورپ میں قایم کی ہیں۔ ان انجمنوں میں کچھ لوگ ایسے ہوں جو بے تکلف اردو بول سکتے ہیں اور وہ اپنے گرد جمع کریں ایسے لوگوں کو جو اردو کے فوائد تمدنی تجارتی اور سیاسی کو مد نظر رکھ کر اسے سیکھنا چاہتے ہیں۔ جلسے کی کارروائی اردو میں ہو۔ ضابطہ کی کارروائی کے علاوہ میل ملاپ اور بات چیت کے موقعے پیدا کئے جائیں۔ تاکہ سب ارکین کو تکلم کی مشق ہو اور جلسے کی دلچسپی بڑھانے کے لئے اردو نظم و نثر کی مقبول کتابوں کے انتخابات وہاں پڑھے جائیں اور اردو کے مشہور گیت بھی کبھی کبھی گائے جائیں۔ پڑھنا بھی ایک خاص فن ہے ہمارے ملک میں بھی مروج رہا ہے اور اب ایک دوسرے رنگ میں یورپ میں مروج ہے۔ اچھا پڑھنے والا عمدہ کلام میں ایک نئی روح پھونک دیتا ہے اور وہی انتخاب جو کتاب میں چھپا ہوا صرف چند اہل نظر کو گرویدہ کرتا۔ ہوشیار پڑھنے والے کی زبان اور فن کی تاثیر سے خاص و عام کو قایل کر لیتا ہے ایسی مشاق پڑھنے والے آج کل ہمارے ہاں بہت کم ہیں۔ ان کی تعداد کو بڑھانا اور انکی حوصلہ افزائی کرنا بھی ایک مفید ذریعہ ترقی زبان کا ہے۔ اور اگر ہم ان سب ذرایع سے جو اس ہر دلعزیز زبان کی اشاعت کے ہمارے پاس موجود ہیں۔ کام لیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری "اسپرانٹو" ایک نصف صدی میں ہندوستان بھر کی زبان عمومی نہ بن جائے۔ اگر اسپرانٹو کے چند مددگار چند سال میں کئی سو سے کئی ہزار اور کئی ہزار سے کئی لاکھ بن سکتے ہیں۔ تو کیا ہماری "اسپرانٹو" کے کئی کروڑ بولنے والے اور کئی کروڑ آدمی اپنے ساتھ نہیں ملا سکتے۔ ہمت کریں تو منزل بہت دور نہیں اور ہمت بڑھیں تو اس سے دشوار تر منزل کوئی ہو نہیں سکتی +

عبد القادر

(از مخزن)

صوبجات متحدہ میں زراعت

"سول ملٹری گزٹ" لکھتا ہے صوبجات متحدہ کے دیسی اخبارات پالیٹکس کے علاوہ اور معاملات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں مسٹر ...لینڈ ڈائرکٹر زراعت صوبجات حسب ذیل لکھتے ہیں۔

(اردو) اگریکلچرل جنرل کی اشاعت بدستور ہے مگر ایسی ترقی نہیں ہوئی ہے جو چند سال قبل ہوئی تھی۔ صیغہ زراعت نے ایک ہندی زراعتی اخبار کی جو بنارس سے نکلنے لگا تھا۔ جانبداری کی۔ مگر چند شماروں کے بعد وہ بند ہو گیا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس صوبہ میں کوئی اخبار ایسا نہیں ہے جو خاص معاملات زراعتی کی طرف توجہ دیتا ہو۔" آگے جا کر کہتے ہیں "چند واقعات کو یکجا جمع کر کے غور کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ زراعتی معاملات میں دلچسپی بڑھ جاتی ہے + پرائیویٹ فارموں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ اور خط و کتابت میں ترقی ہو گئی ہے۔ زراعتی معاملات میں ذاتی رائے لی جاتی ہے۔ اور جب صلاح دی جاتی ہے تو اس پر فوراً عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ جاٹوں کی درخواست لیکچروں کے واسطے آئی ہے اور بنارس میں ایک زراعتی فارم قایم کرنے کی درخواست پر بہت سے آدمیوں نے دستخط کر کے بھیجے تھے۔ ان میں سے کوئی بات بھی اہم نہیں ہے لیکن جب ان سب باتوں پر غور کیا جائے۔ تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ لوگوں کے درمیان زراعتی معاملات کی نسبت ایک تحریک پیدا ہو گئی ہے اور غالباً اسکا تعلق اس مذہبی ترقی کی تحریک سے ہے جسکی طرف پبلک مایل ہو گئی ہے + دوسری جانب یہ ہے کہ صیغہ زراعت زراعتی معاملات میں پہلے سے زیادہ دلچسپی ظاہر کرتا ہے ماہ اگست میں ایک ڈیپوٹیشن اسسٹنٹ ڈائرکٹر زراعت کے پاس آیا۔ اور درخواست کی کہ وہاں کے کھیتوں میں طغیانی سے پانی چڑھ آیا ہے اگر وہ نکالا نہ جائے تو فصل

یادگار نواب محسن الملک بہادر

آجکل مسلمانوں کے سامنے ایک اہم مسئلہ نواب محسن الملک بہادر کی یادگار قائم کرنیکا ہے۔ جو کمیٹی علیگڈھ میں قائم ہوئی ہے اسکی تجویز ہے کہ تین لاکھ روپیہ کا سرمایہ جمع کیا جاوے اور نواب محسن الملک بہادر کی قومی خدمات کی شکرگذاری کی یادگار میں محمڈن کالج میں ایک بورڈنگ ہوس بنایا جاوے اور اس بورڈنگ ہوس کی آمدنی سے کالج میں چند پروفیسروں کا اضافہ کیا جاوے۔ کمیٹی نے جو تجویز یادگار قائم کرنیکی کی ہے اوسمیں دو فائدے مدنظر رکھے ہیں۔ ایک تو کالج میں طلبار کی کثرت اور جگہ کی قلت ہے۔ لہذا بورڈنگ ہوس کی ضرورت ہے۔ دوسری یہ کہ ہر ایک کلاس میں طالبعلموں کی تعداد اسقدر زیادہ ہوگئی ہے کہ ہر ایک کلاس کے تین تین سکشن قائم کرنیکی ضرورت ہے کیونکہ جس کلاس میں سو ڈیڑھ سو طالب علم ہوں اوس کلاس کو ایک پروفیسر اچھی طرح تعلیم نہیں دے سکتا۔ کالج کی ضروریات کے لحاظ سے کمیٹی نے جو تجویز کی ہے وہ ہر طرح مناسب ہے اور کوئی شخص اس سے اختلاف نہیں کر سکتا لیکن ان تمام ضرورتوں کو ملحوظ رکھکر البشیر میں ایک صاحب نے تجویز کی ہے کہ نواب محسن الملک کی یادگار میں ایک جداگانہ کالج قائم ہو جسکا نام مہدی کالج رکھا جاوے۔ دس لاکھ روپیہ کا سرمایہ جمع کیا جاوے۔ جو نکی یہ رائے ہے کہ نواب محسن الملک بہادر کی قومی خدمات اسقدر اعلیٰ ہیں کہ اون کی یادگار میں صرف ایک بورڈنگ ہوس کا بنا دینا قوم کو اپنی ناشکری کا ثبوت دینا ہے مجوز کی رائے میں جداگانہ کالج بنانے سے یہ نفع ہوگا کہ جسطرح کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹی میں متعدد کالج ایک ہی مقام پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ہیں اور ہر ایک کالج کا اسٹاف علیحدہ بورڈنگ ہوس علیحدہ ہے غرضکہ بالکل ایک دوسرے سے جدا ہیں اسیطرح علیگڈھ میں ہونا چاہیئے۔ مجوز کے نزدیک محمڈن یونیورسٹی اوسوقت قائم ہو سکتی ہے جبکہ مثل آکسفورڈ اور کیمبرج کے متعدد کالج علیگڈھ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر قائم ہوں ہر ایک کالج کا ڈائننگ ہال جداگانہ ہو مسجد جدا ہو یونین کلب جدا ہو کرکٹ فیلڈ جدا ہو۔ مجوز کی رائے ہے کہ کالج میں چونکہ طلبار کی کثرت ہو گئی ہے۔ لہذا اونکے اخلاق کی دیکھ بھال اور نگرانی زیادہ آسانی کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ اگر مہدی کالج علیحدہ کر دیا جاویگا اور دونوں کالجوں میں طالبعلم تقسیم کر دئے جاوینگے تو اسیطرح تعلیم میں اور تربیت میں آسانی ہوگی۔ مولوی مفیل احمد صاحب نے اس تجویز کی تائید کی ہے۔ لیکن آج دوسرے کالموں میں ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب کا ایک مضمون اسکے متعلق شائع کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس تجویز سے اختلاف کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا مضمون عالمانہ ہے اور انہوں نے یورپ کی یونیورسٹیوں سے بحث کی ہے اونکی رائے ہے کہ اگر جداگانہ کالج قائم کیا جاویگا تو باہم منتظمین میں رقابت پیدا ہوگی اور طرح طرح کی پیچیدگیاں واقع ہونگی۔ اون کی رائے میں محمڈن یونیورسٹی کے لئے اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ علیگڈھ میں متعدد کالج قائم ہوں بلکہ اون کے نزدیک جسطرح یورپ میں بہت سی اور یونیورسٹیاں ایسی ہیں۔ جہاں صرف ایک ہی کالج ہے۔ اسی طرح محمڈن یونیورسٹی کے لئے صرف ایک ہی کالج کافی ہے۔ ہمنے فریقین کے دلائل کا خلاصہ لکھدیا ہے اور اسکے بعد ضرورت اس امر کی معلوم ہوتی ہے کہ جو کچھہ ہماری ناچیز رائے اس اہم مسئلہ کی نسبت ہے ہم اسکو بھی ظاہر کر دیں۔ گو ایسے اہم تعلیمی مسئلہ کی نسبت ہماری رائے بمقابلہ دوسرے عالم اور فاضل صاحب کے زیادہ باوقعت نہ ہو تاہم قوم کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے یہ ہمارا فرض ہے کہ جو کچھہ ہماری ذاتی رائے ہو اسے ظاہر کر دیں اسکے بعد فیصلہ جو کچھہ بھی ہو اوسکو گرمجوشی کے ساتھ قبول کریں۔

نواب محسن الملک بہادر کی یادگار میں صرف ایک بورڈنگ ہوس کا قائم کرنا درحقیقت زیادہ نمایاں یادگار نہیں ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کالج میں ماریسن کورٹ اور میکڈانل بورڈنگ ہوس موجود ہیں اسی طرح ایک محسن الملک بورڈنگ ہوس بھی ہوگا۔ اگر صرف بورڈنگ ہوس بنایا گیا تو کیا فرق ہوگا مسلمانوں کے دشمن سر انٹونی میکڈانل اور نواب محسن الملک کی یادگار میں آخر میکڈانل بورڈنگ ہوس کا کرایہ بھی کالج کے اخراجات میں صرف ہوتا ہے اور محسن الملک بورڈنگ ہوس کا روپیہ بھی کالج کے اخراجات میں صرف ہوگا۔ دونوں میں کوئی خاص امتیازی حالت کا پیدا کرنا لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ امتیازی حالت اوسی وقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جبکہ نواب محسن الملک کی یادگار میں مہدی کالج قائم کیا جاوے۔ ہم اسقدر بلند پروازی سے کام لینا پسند نہیں کرتے کہ مہدی کالج کو دو چار فرلانگ ہٹاکر بنایا جاوے یا اسکے ٹرسٹی علیحدہ مقرر کئے جاویں اور اسکا پرنسپل علیحدہ ہو بلکہ ہم مہدی کالج کو اسی طرح موجودہ چار دیواری کے اندر بنانا چاہتے ہیں جسطرح حضور شاہزادہ ولیعہد بہادر کی تشریف آوری کی یادگار میں پرنس آف ویلز سائنس اسکول بنائے ہیں۔ جبکہ ہمارے پاس طلبار کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اور خدا کی ذات سے امید ہے کہ اس تعداد میں اور ترقی ہوگی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ ایک ایک کلاس کے متعدد سکشن ہوں اور جب بہت سے سکشن ہونگے تو انکے پڑھانے کو پروفیسروں کی تعداد میں اور کمروں کی تعداد میں اضافہ کرنیکی ضرورت ہوگی۔ ایسی حالت میں جبکہ ہمارے پاس نہ لکچر روم کافی ہیں اور نہ پروفیسر تو کیا حرج ہے اگر ہم ایسی کمی کو پورا کرنے کے لئے جو عمارت بنادیں اسکا نام مہدی کالج رکھدیں اور پروفیسروں کی تعداد میں جو اضافہ ہو وہ پروفیسر اس جدید عمارت میں بیٹھکر تعلیم دیں خصوصیت جو کچھہ ہو وہ صرف اسقدر کہ جسطرح سائنس کے تعلیم پانے والے پرنس آف ویلز سائنس اسکول میں تعلیم پاویں اسی طرح عربی فارسی اور سنسکرت کے تعلیم پانے والے مہدی کالج میں تعلیم پاویں۔ اسوقت ہمارے کالج میں سب سے بڑا جو ہال ہے وہ اسٹریچی ہال ہے لیکن پچھلے دو سال میں تجربہ ہو چکا ہے کہ اسٹریچی ہال نہ جلسوں کے لئے کافی ہے اور نہ کسی بڑے ڈنر کے لئے اور نہ یونیورسٹی کے امتحانات کے لئے۔ لہذا ابھی سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ کالج میں کوئی جدید ہال طیار کرایا جاوے جو اسٹریچی ہال سے دوگنا ہو وہ ہال مہدی کالج کا سنٹرل ہو جسکا نام لاٹوش ہال رکھا جاوے کیونکہ سر جیمس ڈگس لاٹوش کے احسانات کالج پر کسیطرح اسٹریچی ہال سے کم نہیں ہیں موجودہ عمارت کا نام ہمارے نزدیک سرسید کالج رکھنا چاہیئے تاریخ فلاسفی اور پولیٹیکل اکانومی کی تعلیم سرسید کالج میں ہو اور عربی فارسی و سنسکرت کی تعلیم مہدی کالج میں۔ اسوقت اورنٹیل لائبریری نہایت بری حالت میں ہے جسکی الماریاں اسٹریچی ہال میں رکھی ہوئی ہیں اورنٹیل لائبریری کے لئے مہدی کالج میں عمارت بنائی جاوے۔ انگریزی کتابیں لٹن لائبریری میں ہوں اور علوم مشرقی کی کتابیں مہدی کالج کی لائبریری میں مہدی کالج کی عمارت موجودہ کالج کے بالمقابل اس جگہ بنائی جاوے جہاں کچی بارک کا کچھہ حصہ اور آدم جی پیر بہائی ہوس بنا ہوا ہے۔ آدم جی پیر بہائی ہوس کسی دوسری جگہ بنا دیا جاوے جسکے منتقل کرنے میں زیادہ صرفہ ہوگا کیونکہ اسکی چنائی ہے۔ اینٹھ گرو اور کڑیوں کی چوٹیاں بری جگہ کام آدینگی۔ صرف مزدوری اور چونہ کا نقصان ہے۔ اگر اسٹریچی لین میں مہدی کالج بنجاویگا تو کالج کی عمارت میں ایک عجیب شان اور خوبصورتی پیدا ہو جاویگی لیکن اس امر کی ضرورت ہوگی کہ ممتاز بورڈنگ ہوس کو اس جدید عمارت میں شامل کر دیا جاوے۔ اور اس بورڈنگ ہوس میں بجائے اسکے کہ اسکول کے طلبار رہیں یہ مناسب ہوگا کہ عربی اور فارسی پڑھنے والے طالب علم رہیں۔

اگر عمارت اس سلسلہ سے بنائی گئی تو جب کوئی نامور وزیٹر کالج میں آویگا تو بدستور صدر دروازہ سے ہوتا ہوا لارنس گیٹ سے ہوکر لاٹوش ہال میں چلا جاویگا اور اسطرح وہ کالج پر ایک نظر ڈال جاویگا۔ اور کالج کی موجودہ عمارت کی عظمت اور بزرگی قائم رہیگی اس انتظام سے نہ جداگانہ ٹرسٹیوں کے مقرر کرنے کی ضرورت ہے اور نہ جداگانہ منتظمین اور عہدہ داروں کی۔ کالج کے موجودہ ٹرسٹی مہدی کالج کے بھی ٹرسٹی اسی طرح رہینگے جس طرح ایم۔ اے۔ او کالجیئیٹ اسکول کے یا پرنس آف ویلز سائنس اسکول کے ٹرسٹی ہیں نہ کوئی دو فرق پیدا ہونگے جن میں باہمی مخالفت اور جھگڑے پیدا ہونے کا خوف ہو۔ بلکہ ہمارے نزدیک

تو دونوں کالجوں کے لئے صرف ایک پرنسپل کافی ہے بشرطیکہ اوسکو نام وائس پرنسپل رکھا جاوے جو مہدی کالج میں بجا ہادی اور وہ ماتحت پرنسپل کا اسی طرح ہو جیسے سینیر پروفیسر ماتحت ہے چونکہ ہمارے نزدیک سرسید کالج اور مہدی کالج میں کوئی فرق نہونا چاہیئے جسطرح آج پرنس آف ویلز سائنس اسکول اور ایم اے او کالج میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کالجوں کا مجموعی نام محمڈن ایم اے او کالج علیگڈھ ہو جو کچھ نام جداگانہ ہوں وہ صرف اندرونی انتظام اور شناخت کے لئے۔ اگر یہ انتظام کیا گیا تو ہمارے پاس گویا اسوقت تین کالج ہو جاوینگے۔ ایک سرسید کالج دوسرا مہدی کالج تیسرا پرنس آف ویلز سائنس اسکول یا کالج اور جب قانون پڑھنے والے طلبا کی تعداد کافی ہو جاویگی تو ہم بجائے لا کلاس کے ایک لا کالج قایم کرینگے اور اسکے لیکچر دینے کو جداگانہ عمارت بنادیں گے اسکی جدا لائبریری بنادینگے اور اسکے طالبعلموں کے رہنے کے لئے جداگانہ بورڈنگ ہوس بنادیں گے وہ زمانہ بھی جلد آویگا جبکہ ہم علم الٰہیات کی تعلیم کے لئے ایک جداگانہ کالج علیگڈھ میں بنادینگے اور رفتہ رفتہ اسطرح تمام ہندوستان سے بلکہ دنیا کے مسلمانوں کی تعلیم کیلئے علیگڈھ ایک عظیم الشان مرکز بنجاویگا۔ ہمنے جو نقشہ مہدی کالج کا کھینچا ہے اسپر اگر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے تو یہ کہ طالبعلموں کے رہنے کے لئے آج بورڈنگ ہوس کی ضرورت ہے اور پروفیسروں کا جو اضافہ ہوگا اوس کے لئے آمدنی کی۔ لیکن مہدی کالج کے ساتھ کوئی جداگانہ بورڈنگ ہوس بنانا ہمنے تجویز نہیں کیا لیکن اسکول کی جو عمارت بننے والی ہے اوسی کے پاس اسکول کے طالبعلموں کا بورڈنگ ہوس بننے کی ضرورت ہے لہذا وہاں جو بورڈنگ ہوس بنایا جاوے اوسکا نام محسن الملک بورڈنگ ہوس ہو یا سائنس اسکول کی عمارت جہاں بنے اوسکے متعلق جو بورڈنگ بنے اوسکا نام محسن الملک بورڈنگ ہوس رکھا جاوے اور اسکی آمدنی مہدی کالج کے پروفیسروں کی تنخواہوں میں دیجاوے۔ اگر ہم ایسے خوش قسمت ہوں کہ ہماری تجویز قابل لحاظ سمجھی جاوے تو اسطرح دونوں فریق کی رائے پر گویا عمل ہوگا کمیٹی نے ۲ لاکھ روپیہ بورڈنگ ہوس کے بنانے اور چند جدید پروفیسروں کے تقرر کے لئے تجویز کیا ہے ہماری تجویز کے موافق لیکچر روم وغیرہ عمارت کے لئے روپیہ کی اور ضرورت ہوگی اور ہم خیال کرتے ہیں کہ اگر کفایت کے ساتھ عمارت بنائی جاوے گی تو دو لاکھ روپیہ اس عمارت کے لئے کافی ہوگا۔ اسطرح ۵ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی اور نواب محسن الملک کی شان کے لائق یادگار قایم ہو جاوے گی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا پانچ لاکھ روپیہ کا فراہم ہو جانا ممکن بھی ہے یا نہیں۔ اسکا جواب دینا درحقیقت آسان کام نہیں ہے بلکہ سب سے زیادہ مشکل اور اہم یہی مسئلہ ہے تاہم اگر کمیٹی یادگار اس تجویز کو منظور کرے تو یہ ممکن ہے کہ پہلے وہ بورڈنگ ہوس بنادے اور اگر روپیہ مطلوبہ جمع ہو جاوے تو لیکچر روم کی تعمیر کا کام شروع کرے اسطرح قوم کے جوش کے جانچنے کا کافی موقعہ ملجاوے گا۔

ہمکو امید ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب ہماری اس جدید تجویز پر کچھ نہ کچھ پھر ایک دفعہ لکھنے کی تکلیف گوارا کرینگے کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ جو اسکیم ہمنے پیش کی ہے اُس سے محمڈن یونیورسٹی کی مجوزہ اسکیم میں خواہ اکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے نمونہ پر بنائی جاوے یا برلن یونیورسٹی کے کچھ ہرج واقعہ نہیں ہو سکتا۔

(البشیر)

بے نظیر حبیبی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل نہایت ہی صحیح و خوشخط عمدہ کاغذ نفیس چھپا ہے جسکی صحت آٹھ مولویوں حافظوں اور کاریوں سے کرائی گئی ہے جنکی مواہیر حمائل کے اخیر میں ثبت ہیں۔ منشی محمد عبد الغنی صاحب خلف الصدق منشی ممتاز علی صاحب مہاجری مشہور خوشنویس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے ترجمہ مولوی شاہ عبد القادر صاحب دہلوی کا ہے۔ متن کی عبارت خوشرنگ حنائی ہے جلد نہایت عمدہ ہے قیمت مجلد صہ۱ر۔ غیر مجلد ۱ہر۔ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر۔

مراسلات

اٹاوہ کا ریک معاملہ

اور آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب بالقابہ

نمبر (۲)

مضمون نمبر ا میں عرض کر چکا ہوں کہ بظاہر آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب بالقابہ کو آنریبل بنگالی اخبارات کے ملاحظہ کا موقع نہیں ملتا ورنہ جناب موصوف اٹاوہ کے معاملے میں اسلامی پریس کو بالکل مجبور تصور فرماتے۔

میں ابتک اسی خیال پر قایم ہوں کیونکہ اگر آنریبل ممدوح نے اٹاوہ کیس کے متعلق ساہی بنگالی اور کانگریسی پریس کی متفقہ آواز کو سنا ہوتا تو وہ اور اُن کے برادر عزیز حاجی محمد موسیٰ خان صاحب کبھی ناصحانہ شان سے پیسہ اخبار میں جلوہ گر نہ ہوتے اور مضمون نگاری کی ضرورت سمجھی بھی جاتی تو آریہ پریس کے رویہ کو نظر انداز نہ کرتے۔

ایک طرف تو یہ ایما ندا سا اور مدعی اصلاح حد بیفارم پریس تمام مسلمانوں پر بلا کسی استثنا رکیم الزام لگا کر افسوس ظاہر کر رہا ہے کہ ابھی تک بعض مسلمان سازشی گرسی حکومت پر جلوہ آرا ہیں اور دوسری جانب یہ نغمہ سرائی کرتا ہے کہ سازش میں پیلا وجہ خانساماں لوگ بھی شامل تھے جن کی قسمت کم داموں پر مرغیاں یوروپین حکام تک پہنچا کر مسلمانوں کے بخوف غدر بھاگنے کا یقین دلایا گیا !! کیا درحقیقت کرسی نشین اور تعلیم یافتہ مسلمان ایسے کم عقل ہیں کہ سازش جیسے اہم معاملے میں اُن جاہل و اجہل لوگوں کو شریک کریں جن سے رازداری کی توقع کبھی نہیں ہو سکتی ۔ ؟ ایسے بے سر و پا قصے کو معمولی سمجھ کے اشخاص بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہونگے مگر آریہ پریس اوسکی تقلید میں امرت بازار پتریکا وغیرہ کو ان باریکیوں سے کیا غرض۔

اُنکا مطلب تو یہی ہے کہ ہر درجہ اور ہر رتبہ کے مسلمان سازش میں شریک ثابت کئے جائیں اور اُن کی طرف سے ہندوؤں میں نفرت و حقارت کے خیالات پیدا ہوں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ مخالفین کے ایسے لغو الزامات کو اگر آنریبل ممدوح نے سرسری نظر سے دیکھ لیا ہوتا تو اُن کا خون بھی فرط غیرت و حمیت سے دوسرے مسلمانوں کی طرح جوش کھاتا اور وہ ہم جیسے تنگ نظر معترضوں اور کم اندیش و کوتاہ بین حاسدوں کو کبھی مستحق رعایت تصور نہ فرماتے۔

مسلمانوں کو خلیل اور اُس جیسے فتنہ پردازوں سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں اور نہ یہ ہندوؤں یا اور ہمعصر قوموں سے بگاڑنے کو پسند کرتے ہیں۔ نہ بے وجہ اُنکی دلآزاری پسند کرتے ہیں لیکن اگر کسی گروہ کا دل محض خیالی باتوں پر دُکھ جاوے تو اسکا کیا علاج۔ یا بعض ہندو ہندوؤں کو خواہ مخواہ اُبھار کر مسلمانوں کے مقابلہ پر لائیں تو اسکا کیا چارہ۔

"ہندو اخبارات کا دل دُکھا ہوا" ہونے کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ وہ خلیع العذار ہو کر جو چاہیں کہیں جسقدر ہو سکے گالیاں دیں۔ پیٹ بھر کر کوسیں اور حق و ناحق کے تمام امتیازات کو مٹا دیں اور راستی و صداقت۔ دیانت و شرافت کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیں۔

آنریبل ممدوح جیسے ذمہ دار بزرگ کو اس معاملہ پر قلم اُٹھانے سے پیشتر اسکے ہر پہلو کو خوب سوچ لینا اور انجام و نتیجہ پر غور فرما لینا لازم تھا کیونکہ جناب موصوف کوئی غیر معروف و معمولی مضمون نگار

وہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ ہندوں اور ان پر کچھ خیال نہ کیا جائے۔

ٹرسٹی کالج اور رئیس ہونے کے علاوہ وہ ملک و قوم میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی علم دوستی اسپیک واقعات سے دلچسپی اور قومی معاملات نے ہندوستانی شہرت پا چکی ہے اور وہ ایک لیڈر کی شان حاصل کر چکے ہیں پس کسی معاملہ میں ان کا کچھ کہنا محض ذاتی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ اس سے مخالفین و موافقین فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ اٹاوہ کے معاملہ پر انکے اشارہ سے کانگریسی و آریہ پریس نے کمال فائدہ اٹھایا۔ "مہاتما" پرکاش نے اس کی آڑ پکڑ کر اہنسا اور مسلمانوں پر لعنت کا جھنڈا بنایا اور بکاری نے۔

پیغمبر پنج انگشت یکساں نہ کرد" کا عنوان قائم کر کے انھیں پرانے الزامات کو دہرایا گویا اسکے نزدیک: "سازشوں میں عموماً تمام ہی مسلمانوں کو شامل" تصور کرنا ایسا امر ہے جسپر ہندو پریس کو کوئی الزام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ :۔

"جہاں کہ ایک طرف اٹاوہ میں اس قسم کی سازش کا راز افشا ہوا۔ انہیں ایام میں راولپنڈی و لاہور میں جو تجربہ میں آیا وہ ہر طرح سے اس شک کو مضبوط کرنے والا تھا کہ ملک میں ایک ایسی لہر چل رہی ہے جس کا منشا جہاں تہاں ممکن ہو اہل ہنود کو پھنسانے اور بدنام کرنے کا ہے۔"

اس عبارت کے بعد بھی کیا اس [illegible] شک باقی رہ جاتا ہے کہ ابھی تک تمام مسلمان کمینہ سازش کے مرتکب [illegible] ہندوؤں کے بانی [illegible] دوں کو بدنام کرنے والے نہیں سمجھے جاتے۔

ممکن ہے کہ یہ لہر جس کا ذکر بار بار کرتے ہوئے بکاری وغیرہ آریہ پرچوں کا گلا بیٹھ گیا ہے علیگڑھ آگرہ۔ لکھنؤ۔ بنارس۔ دہلی۔ لاہور۔ امرتسر۔ راولپنڈی۔ ڈھاکہ۔ باریسال۔ باقرگنج میمن سنگھ کلکتہ وغیرہ میں چل رہی ہو۔ مگر ہم لوگ جن کو مرکزی مقامات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ایسی [illegible] سازش میں شرکت سے منکر ہیں اس لئے پرکاش کے ہم زبان ہو کر ان لوگوں پر سو مرتبہ لعنت کرتے [illegible] ناکردہ گناہ ہندوؤں کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ [illegible] دوستوں اور اپنے [illegible] دل دیہاتی و تعصباتی مسلمانوں کی بے گناہی پر یقین رکھتے ہوئے ان مردود و مقہور و ملعون افترا پردازوں پر ہزار بار بلکہ بے حد و بے شمار تبرا بھیجتے ہیں جو بلا ثبوت بے سبب ہمیں سازش کرنے والا سمجھتے ہیں۔ یا سازشیوں کا طرفدار بتلاتے ہیں۔ پرکاش کی اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو تو ہم ان دونوں گروہوں کے دوستوں۔ عزیزوں۔ ہمدردوں۔ مددگاروں۔ حمائتیوں پر لعنت کہنے کو تیار ہیں ہم [illegible] جاننے کہ ہم اس سے زیادہ کیا کہہ سکتے ہیں یا ہمیں کیا کرنا چاہیئے اگر ہمارے نامہربان دوست اسکے بعد بھی عام مسلمانوں کو برا بھلا کہنے سے ہی تو وہ جانیں۔

ایک جملہ معترضہ تھا ہم پھر اصل مسئلہ کو دیکھتے ہیں کہ علیگڑھ سے اٹاوہ کچھ دور نہ تھا۔ [illegible] حاجی صاحب کچھ لکھنے سے پیشتر دو چار یوم کے لئے اٹاوہ تشریف لے جا کر [illegible] بچشم خود ملاحظہ فرما لیتے اگر ان کی تحقیقات میں مسلمان اس قابل بھی ثابت ہو جاتے کہ [illegible] ڈیفنس کر سکیں تو آنریبل ممدوح کو یہ سمجھ لینے کا اختیار تھا کہ ایسے لوگ حملہ بھی کر سکتے مگر [illegible] معتبر اصحاب کے بیان کے مطابق جب غریب مسلمانان اٹاوہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتے کہ دشمن کی دست برد سے اپنی ٹوپی سنبھال سکیں تو انکا دوسروں کی پگڑی پر ہاتھ ڈالنا کیونکر ممکن ہے۔ وکیل میں ایک معتبر نامہ نگار محمد حسین صاحب آزاد کی مراسلت حال ہی میں شائع ہوئی ہے جس سے میری گذارش کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور مجھے خود بھی ایک مرتبہ اٹاوہ جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ جس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانان اٹاوہ پر ایسا کمینہ الزام محض بہتان ہے۔ جو کچھ کیا خلیل نے کسی قومی خیال سے نہیں بلکہ محض ذاتی عداوت سے کیا ہے۔

ان حالات کے دیکھتے ہوئے مجھے آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب جیسے روشن خیال و معاملہ فہم و زیرک بزرگ کی شتاب کاری پر بار بار افسوس آتا ہے کہ انہوں نے ایسے معاملہ میں جسے خود بھی ٹریک قرار دیتے ہیں کیوں ہاتھ ڈالا۔

اگر میری گذارش چھوٹا منہ بڑی بات نہ سمجھی جائے تو میں کہوں گا کہ آنریبل ممدوح نے مضمون گری و مضمون نگاری کا وقت بھی نہایت غلط انتخاب کیا ہے کاش یہ مضمون مسٹر سعد صاحب قائمقام کلکٹر کے تبادلے سے پہلے لکھا جاتا تو مخالفین کالج کو اس الزام کے لگانے کی کہ علیگڑھ والے ہوا کا رخ پہچان کر رائے دینے کے عادی ہیں جرأت نہ ہوتی۔

جن لوگوں کے خیال میں حجاز ریلوے میں دلچسپی نہ لینا۔ ترکوں سے ہر موقع پر اظہار ہمدردی نہ کرنا محض گورنمنٹ کی خوشامد سے ہو۔ وہ ایسی ناصحانہ تحریر کا خواہ وہ کیسے ہی خلوص دل سے لکھی جائے مسٹر سعد صاحب کے تبادلے کے بعد تحریر ہونا کب علیگڑھ والوں کی زمانہ سازی پر محمول نہ کرینگے۔

آنریبل ممدوح ان حالات سے چونکہ آگاہ ہیں اسلئے میں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں دیکھتا در حقیقت ان لوگوں کے لئے جو کالج کے ہوا خواہ و متوسل ہیں سخت مشکل ہے ایک جانب تو قوم کا معتدبہ حصہ بوجہ ناواقفیت ان کو حکام پرست دنیا دار خیال کرتا ہے اور دوسری جانب کانگرسی۔ بنگالی۔ آریہ پریس ان کو بوجہ مسلمان ہونے کے۔ خوشامدی۔ غدار۔ دشمن ملک قرار دیتا ہے اور بوجہ تعلق کالج یہ اور بھی اپنے مہربانوں کی نظر میں کھٹکتے ہیں۔ ان مدعیان تہذیب کے خیال میں اگر کالج اور اسکے بہی خواہ نہ ہوتے تو عام مسلمان بسہولت اس پگڈنڈی پر ڈالے جا سکتے تھے جو برادران وطن ان کے لئے تجویز کر دیتے۔!!!

یہ صلح دوست اور امن پسند فریق آج کل آنریبل ممدوح کی شان میں نثر کے قصیدے لکھ لکھ کر اظہار شکور ی کر رہا ہے مگر ہم ان الفاظ کی وقعت سے بخوبی واقف ہیں۔ اسلئے کسی قسم کی مسرت حاصل نہیں کر سکتے۔

جن صاحبوں نے "شہید ملک مولوی" (لیاقت حسین) اور "فدائے قوم ڈاکٹر" (عبد الغفور خان) کی مدح کے گیت گائے ہوں۔ انکا آنریبل ممدوح جیسے متقدر و معزز مسلمان کی تعریف کرنا جس نیت اور جس غرض سے ہو سکتا ہے اسکے اظہار کی ضرورت نہیں۔

کوئی سمجھدار مسلمان ایسی تعریف سے خوش نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہمارا تو خیال ہے کہ آنریبل ممدوح بھی "شہید ملک مولوی" اور "فدائے قوم ڈاکٹر" کے زمرہ میں خود کو شامل پا کر مسرور نہ ہوئے ہونگے۔

یہ کون نہیں جانتا کہ محمڈن ڈیپوٹیشن کے شملہ جانیکا خیال اول آنریبل ممدوح کو پیدا ہوا تھا اب کہ وہ تخم بعون اللہ تعالےٰ پودے کی صورت حاصل کر چکا ہے۔ اس کی آبیاری و حفاظت کی ضرورت تھی اس کے علاوہ بہت سے اہم قومی مسائل مثل "مسلم لیگ" انتخاب سکرٹری کالج وغیرہ خاص توجہ کے محتاج تھے ان میں ہمہ تن محو ہو جانے کے بدلے آنریبل حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب جیسا فرزانہ لیڈر اٹاوہ کے "بلیک معاملہ" کو چھیڑ کر ایسی زمین کا بے جا تردد کر رہا ہے جس میں تخم۔ محنت۔ روپیہ برباد جانے کے سوا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

ہم اسکو قومی بدقسمتی اور سوء اتفاق کے سوا اور کسی لفظ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ بقول

ادھر ہے منزل مقصد کا جادہ ہمارا راہبر جاتا کہاں ہے
غلط رستہ خضر بھی چل رہا ہے نحوست کا اثر جاتا کہاں ہے

راقم خاکسار سید حسین

ہندوستان کی خبریں

اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے انگریز اور دیسی

ڈرائیوروں نے بھی حکام ریلوے کی خدمت میں قلت تنخواہ و دیگر شکایات کے متعلق عرضداشت ارسال کی تھی۔ بنگال ناگپور ریلوے کے حکام کی طرح انہوں نے بھی بہت جلد ان کی درخواست پر مناسب غور کرنیکا وعدہ کیا اور اس طرح ان دونوں لائینوں پر ہڑتال ہو جانیکا اندیشہ رفع ہوا +

کولار کی معدن طلا سے اوایل ماہ نومبر میں ۲۲ ۵ ۰ ۱۰۵ روپیہ کا سونا ولایت بھیجنے کے لئے روانہ بمبئی کیا گیا +

دہلی کے ریفارمیٹری سکول میں ایک لڑکے نے اپنے ساتھی کو کسی خصومت کیوجہ سے کلہاڑی سے ہلاک کر ڈالا +

۲۷ر نومبر کو حضور وایسرائے نے بمقام لاشیو ایک دربار منعقد فرمایا جسمیں شمالی ریاستہائے شان کے بعض رؤسا موجود تھے اور جنمیں سے اکثر حضور ممدوح کی خدمت میں پیش کئے گئے +

جمعرات کے روز لاشیو سے انڈلے پہونچے اور میونسپلٹی کے ایڈریس کا جواب دیا۔ دوسرے روز دربار منعقد ہوا جسمیں جنوبی ریاستہائے شان کے والیان ریاست اور دیگر امراان کی خدمت میں پیش کیے گئے اور ان میں سے کئی ایک کو خطابات مرحمت ہوئے اسکے بعد حضور ممدوح نے سبکو مخاطب کر کے ایک ایڈریس دیا +

کلکتہ پورٹ ٹرسٹ کے چارسو قلیوں نے ۲ر نومبر کو ایکبارگی کام بند کر دیا۔ حکام نے جلدی ہی انکی جگہ نئے آدمی بھرتی کر لئے۔ حضور وایسرائے امسال کی طرح آیندہ موسم بہار میں بھی تشریف لیجاتے ہوئے ایک ماہ ڈیرہ دون میں قیام فرمائیں گے +

گذشتہ ہفتہ میں ہوڑہ کی ریلوے پولیس نے پانچ من ناجائز افیون کا پارسل گرفتار کیا جو شیلر سے فیروزپور چھاونی کو بذریعہ ریل بھیجا گیا تھا اور اتفاق عجیب سے ہوڑہ چلا گیا تھا۔ آج تک اس کثیر مقدار میں ناجائز افیون گرفتار نہ ہوئی تھی +

حضور لیڈی منٹو معہ دختر نیک اختر فروری آیندہ کے اخیر میں روانہ ولایت ہونگی اور اوایل ماہ مئی میں واپس ہندوستان آکر وائسریگل پارٹی میں بمقام ڈیرہ دون شامل ہو جائیں گی +

تخمینہ کیا گیا ہے کہ امداد قحط پر اپریل ۱۹۰۶ء سے پیشتر ایک کروڑ ۲۱ لاکھ اور مالی سال آئندہ میں ۲ کروڑ ۱۵ لاکھ روپیہ صرف ہوگا اور اس کل عرصہ میں ۲½ کروڑ روپیہ بطور تقاوی کاشتکاروں کو دینا پڑے گا + اسی عرصہ میں زر مالگذاری کے التوا یا معافی کے لئے ۲ کروڑ ۴۰ لاکھ روپیہ کا اندازہ کیا ہے +

کلکتہ ٹرامویز کمپنی کے ڈرایئور اور دیگر ملازم اپنی شکایات کی عدم سماعت کیوجہ سے سخت برہم ہو رہے ہیں اور اگر ان کی عرضداشت پر جلد توجہ نہ ہوئی تو سٹرائک کرنیکی دھمکی دے رہے ہیں +

کومیلا کے مقدمہ قتل میں جن دو آدمیوں کو پھانسی اور حبس دوام عبور دریائے شور کی سزا ہوئی تھی انھیں ہائیکورٹ کلکتہ نے اپیل پر صاف بری کر دیا کیونکہ انکے خلاف شہادت ناکافی تھی +

۱۳ر نومبر کو سری نگر میں طاعون کی ایک واردات ہوئی +

۳ ماہ کا عرصہ ہوا راجپورہ بھٹنڈا لائن کے سٹیشن برنالہ کے قریب ایک بیس سالہ نوجوان بنگالی عورت کو کسی شقی القلب نے چلتی گاڑی میں سے قتل کر کے اسکے تین مہینے کے بچے سمیت نیچے پھینکدیا۔ تعجب ہے کہ تاحال نہ کوئی اس عورت کا والی وارث پیدا ہوا ہے نہ قاتل کا پتہ لگا ہے بچہ تاحال زندہ ہے +

دہلی میں آجکل سرقہ کی وارداتوں کی کثرت ہے اہل شہر سخت شاکی ہیں +

ہز ہائینس گائیکوار بڑودہ اپنی ریاست کی تعلیمی ترقی کا بہت خیال ہے بڑے بڑے شہروں میں مستقل کتب خانے قایم ہونے کے علاوہ قریباً ایک سو سرکولیٹنگ لائبریریاں کھل چکی ہیں۔ تمام شہروں اور قصبوں کے علاوہ بڑے بڑے گاؤں میں بھی مستقل یا سرکولیٹنگ لائبریریاں قایم کرنیکا حکم صادر ہو چکا ہے۔ ان لائبریریوں میں مفید کتب کے علاوہ ہر قسم کے اخبار بھی منگوائے جائینگے +

محکمہ ڈاک ہند کو سال گذشتہ میں ۴½ ۳۲ لاکھ روپیہ کی خالص آمدنی ہوئی +

بمبئی میں ایک جدید کمپنی ڈہائی لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے کھلنے والی ہے اسکا مقصد ایک کارخانہ کا اجرا ہے جسکا کام کپاس بیلنا۔ روئی کے گٹھے باندھنا۔ آٹا پیسنا۔ برف اور سوڈا واٹر تیار کرنا ہوگا حصے سو سو روپیہ کے ہونگے اور منافع کا تخمینہ چالیس فیصدی کیا گیا ہے +

بنگال میں ایک قومی انجمن اس غرض سے قایم ہونیوالی ہے کہ حکام و رعایا کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنایا جاوے اور ملک سے موجودہ شورش اور بے چینی دور کرنے کی کوشش کیجائے۔ بنگال کے نامور نواب اور زمیندار اس انجمن میں شریک ہونگے +

ریاست ٹراونکور میں ۷۲ فیصدی لڑکے اور ۱۴ فیصدی لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں +

مسٹر جے ایچ برنارڈ کمشنر بردوان کا بدھ کے روز بمقام چنسورہ ہیضہ سے انتقال ہو گیا۔ مسز برنارڈ اور انکی ہمشیر مسز وھائیٹ کا اس سے دو روز قبل اسی مرض سے انتقال ہوا تھا +

ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ گذشتہ بدھ کو ہندو گرلز سکول لکھنؤ کے جلسہ تقسیم انعام میں تشریف لے گئے اور تعلیم نسواں پر ایک دلچسپ تقریر کے اثنا میں اس مفید تحریک کے حامیوں کی نسبت کچھ حوصلہ افزائی کی +

چند روز ہوئے بمبئی میں یزد کے ایک اور کروڑ پتی پارسی سوداگر پارسی کی قتل کی خبر موصول ہوئی اس کی عمر ۳۲ سال تھی اور نام بہرام گستاسپ مروان تھا۔ بمبئی میں اس خبر کے پہنچنے سے بہت بے چینی پھیل گئی ہے اور وہاں کے پارسیوں کا خیال ہے کہ اب یزد میں پارسیوں کے جان و مال کی حفاظت معرض خطر میں پڑ گئی ہے +

قدیم جیلخانہ ملتگمری لاہور میں تغیر و تبدل کر کے اسمیں محکمہ ٹیکا چیچک منتقل کیا جائیگا +

مہاراجہ دربھنگہ کے ہاں ولیعہد کے تولد ہونے پر دارالریاست میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں +

صوبہ شرقی بنگال کی رپورٹ فصل و موسم بابت ہفتہ گذشتہ سے پایا جاتا ہے کہ اگرچہ فصل ربیع کے لئے بارش کی ہنوز ضرورت ہے لیکن صوبہ کے کسی حصہ میں سخت قحط سالی کا اندیشہ نہیں +

کلکتہ کے میسرز جیسپ اینڈ کمپنی کے انجنیرنگ ورکشاپ میں جمعرات کے روز سخت دھماکہ ہونے سے تین دیسی کاریگر ہلاک اور چھ زخمی ہوئے +۔ بائلر کے ٹکڑے پھٹ کر دو سو گز کے فاصلہ پر جا گرے +

کمیشن تقسیم اختیارات کا مدراس میں اجلاس ہو رہا ہے۔ یورپین اور ہندوستانی اصحاب کی شہادتیں ہو رہی ہیں +

لیاقت حسین کو احکام مجسٹریٹ کی خلاف ورزی کی پاداش میں جو چھ ماہ قید کی سزا ہوئی تھی اس کا اپیل ہائیکورٹ کلکتہ میں ۲۷ر نومبر کو پیش ہوا۔ ۳ر دسمبر کو اس کی پھر پیشی ہونے والی تھی +

حیدرآباد سندھ کے قلعہ سے پچھلے دنوں جو رائیفل چوری گئے تھے وہ اتفاقیہ ایک درخت کے نیچے دبے ہوئے مقام باندھی کے قریب پائے گئے۔ چور کا تاحال پتہ نہیں چلا جس نائیک کے پہرے سے یہ چوری گئے تھے اسے بذریعہ کورٹ مارشل ۱۳ ہفتہ کی سزائے قید ہوئی +

جمعرات کی شب اور جمعہ کے روز نواح لاہور و امرتسر میں ابر چھایا آسمان رہا چند بوندیں بھی پڑیں مگر پھر مطلع بدستور صاف ہو گیا۔ چند روز سے سردی کی شدت ہونے لگی ہے +

ہفتہ مختتمہ ۲۳ر ماہ نومبر کے اندر گذشتہ ہفتہ کی ۳۰۰۲ کے مقابلہ میں چار ہزار طاعونی اموات حسب ذیل ہوئیں :-

احاطہ بمبئی ۲۴۸۰۔ پنجاب ۳۲۸۔ صوبجات متحدہ ۳۴۲۔ مدراس ۱۰۱۔ بنگال ۷۲۔ ممالک متوسط ۱۱۴۔ برہما ۲۔ ریاست میسور ۱۰۴۔ حیدرآباد ۲۱۰۔ وسط ہند ۱۱۲ + باقی متفرق +

کمیٹی نو آبادیہائے اضلاع پنجاب کا نیا پروگرام تبدیل شدہ حسب ذیل ہے :-
سیال والے سے لائلپور میں یکم دسمبر کو پہنچکر وہاں ۴ دسمبر تک قیام - لوان ۴ دسمبر - چنیوٹ ۵ و ۶ - للیان ۷ و ۸ - موضع ۹ - سرگودہ ۱۰ و ۱۱ - چک ۱۲ و ۱۳ - ماں گوجرانوالہ ۱۳ - منگووالی ۱۴ و ۱۵ - شاہدکوٹ (بذریعہ ریل) ۱۶ و ۱۷ - ٹوبہ ٹیک سنگھ ۱۸ تا ۲۰ - ۲۱ - لاہور -
بتقریب ایام کرسمس ۲۲ دسمبر ۱۹۰۷ء +
اضلاع گوڑگانوہ و رہتک کے لئے ایک مین ڈویژن قائم کیا گیا ہے۔ ہر دو اضلاع کے امدادی کام اسی کے زیر اہتمام رہینگے +
ایک معصر کا نامہ نگار دہولیہ (خاندیس) سے لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کے کوہ پارس ناتھ پر مینی بنگلے تعمیر کرنیکا حکم دینے کی وجہ سے دہولیہ کے جینیوں نے ایک پبلک جلسہ منعقد کر کے ولایتی مال و اسباب کو بائیکاٹ کرنیکا ریزولیوشن پاس کیا ہے +
صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت صوبجات متحدہ نے کپاس کے ٹھینٹوں سے دانے الگ کرنیکے لئے ایک مختصر سا آلہ ایجاد کیا ہے جو ایسا سادہ ہے کہ اسے بچے اور عورتیں بھی آسانی سے استعمال کر سکتی ہیں۔ اسکی قیمت ۱۲ روپے ہے اور عنقریب فروخت کے لئے دستیاب ہو سکیگا + اس سے ایک دن میں دو من غلہ صاف کر سکتا ہے +
ہز ہائینس مہاراجہ میسور دو شنبہ گذشتہ کو ہز ایکسلنسی وائسرائے سے ملاقات کرنیکے لئے مدراس تشریف لیگئے + آپ ۸ دسمبر کو کلکتہ پہنچنے والے تھے اور وہاں چھ ہفتہ تک قیام فرمائینگے +
نیشنل کانگریس کا اجلاس بمقام سورت ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کو منعقد ہوگا جسکی خوب زور شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ سُننے میں آیا ہے کہ کانگریس کی انتہا پسند پارٹی اس اجلاس کو ناکام بنانے اور اسکے متعلق ہر طرح کے غلط خیالات پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اسی غرض کے لئے اسکا ارادہ سورت سے عنقریب ایک گجراتی اخبار نکالنے کا ہے +
صوبہ شرقی بنگال میں ہندو عورتوں کے اغوا کی شورش ابھی تک جاری ہے۔ کئی مقدمات عدالت میں دائر ہیں +
بجیت پور (شرقی بنگال) میں راسک بابو ایک بنگالی نے معہ تین دیگر لڑکوں کے اپنے چچا حلوائی کی دوکان سے ولایتی کھانڈ کے چار سیر بتاشے سودیشی کے سودا کی نظر کر دئیے تھے مقدمہ دائر ہونے پر عدالت سے راسک بابو کو ۳ ماہ قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ اور تینوں لڑکوں کو ایک سے دو ماہ تک قید سخت معہ ۵ تا ۷ روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی + جرمانہ میں سے ۳۰ روپیہ دوکاندار کو بطور ہرجانہ دلائے جائینگے +
موضع سرنبہ متصل پشاور پر سرحد پار کے ڈاکوؤں نے پچھلے دنوں جو حملہ کیا تھا معلوم ہوا ہے کہ اسکی غرض محض انتقام لینا تھی +
اندازہ کیا گیا ہے کہ پنجاب میں قحط کا اثر ۳۰ لاکھ آبادی پر ہوگا اور صوبجات متحدہ میں ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ پر -
ہمعصر سٹیٹسمین مظہر ہے کہ ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے کے سٹاف میں ناراضی کے آثار نمودار ہیں + رنگون سے اطلاع پہنچی ہے کہ وہاں کے ملازمین محکمہ تار کی عرضداشت کے جواب میں حضور وائسرائے نے سکرٹری صیغہ تجارت و حرفت گورنمنٹ ہند کو ان کی شکایات پر بہت جلد توجہ کرنے کی ہدایت فرمائی ہے +
بنگال ناگپور ریلوے کے گارڈوں کی شکایات رفع کر دی گئیں اور اب وہ باطمینان کلی اپنا کام کر رہے ہیں +
کپاس کی مختلف اقسام کا تجربہ کرنیکے لئے لائلپور کے زراعتی فارم کا رقبہ ۳۰ ایکڑ سے بڑھا کر ۵۰ ایکڑ کر دیا جائیگا +

حضور ملکہ معظمہ کی سالگرہ کی تقریب پر ۲ دسمبر کو ہندوستان کے تمام فوجی مقامات میں سلامی کی توپیں سر کرنے کا حکم تھا +
خانپور سے چاچڑاں (ریاست بہاولپور) تک ریلوے کی ایک شاخ بنانے کی تجویز ہے +
گورنمنٹ ہند نے مسٹر ایچ جے بررٹن کے قائم مقام اکونٹنٹ جنرل برما اور مسٹر جے الیف گراہم کے ڈپٹی اکونٹنٹ جنرل مدراس مقرر ہونیکا اعلان کیا ہے +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب - ۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء

مسٹر ایم جی بی لی اسسٹنٹ کمشنر سیالکوٹ بندوبست کا کام سیکھنے کے لئے ضلع دہلی میں متعین کئے گئے +
مسٹر ڈبلیو ڈی ایم میلان قائمقام ڈسٹرکٹ جج شملہ میجر ایم ڈبلیو ڈگلس سی آئی ای کی جگہ جو رخصت پر جاتے ہیں اپنی خدمات کے علاوہ قائمقام ڈپٹی کمشنر شملہ مقرر ہوئے +
کپتان اے جے اوبرین سی آئی ای قائمقام ڈپٹی کمشنر میانوالی اسی عہدہ پر ڈیرہ غازیخان کو تبدیل ہوئے اور مسٹر ایم ایل ڈارلنگ کو جو وہاں سے تبدیل ہوئے سبکدوش کیا +
راولپنڈی میں خاص خدمت کے انجام پر مسٹر اے ای مارٹینو ڈویژنل جج دہلی ڈویژن کو واپس گئے اور مسٹر ٹی پی ایلس کو سبکدوش کیا
کپتان اے ایچ جے گرسے سوپر نیومرری اسسٹنٹ کمشنر انبالہ بندوبست کا کام سیکھنے کیلئے ضلع روہتک میں متعین ہوئے +
رخصت سے واپسی پر مسٹر سی ایم کنگ ڈپٹی کمشنر میانوالی میں متعین ہوئے اور کپتان اے جے اوبرین سی آئی ای کو جو وہاں سے تبدیل ہوئے سبکدوش کیا +
میجر اے ای بارٹن ڈپٹی کمشنر فیروزپور سے روہتک کو تبدیل ہوئے اور کپتان جے سی کولڈسٹریم کو جو وہاں سے تبدیل ہوئے سبکدوش کیا +
مسٹر سی ڈبلیو جیکب اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ و مسٹر پی جے رسٹ اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور و مسٹر جے سی ایچ میکنیر اسسٹنٹ کمشنر انبالہ بندوبست کا کام سیکھنے کی غرض سے ضلع کرنال میں متعین ہوئے +
مسٹر ایم ڈبلیو فنٹن قائم مقام کمشنر راولپنڈی سے ملتان ڈویژن کو تبدیل ہوئے اور مسٹر ایچ جے مینارڈ کو سبکدوش کیا جو مسٹر ڈی جے بوائڈ کی جگہ جو وہاں سے تبدیل ہوئے ڈپٹی کمشنر ملتان مقرر ہوئے +
مسٹر جے اے فرگوسن اسسٹنٹ کمشنر ڈلہوزی ضلع گورداسپور سے سرسہ ضلع حصار کو تبدیل ہوئے +
میجر ایم ڈبلیو ڈگلس سی آئی ای ڈپٹی کمشنر شملہ کو ۳ ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی +
کپتان ایم ایس ایرانی آئی ایم ایس اسسٹنٹ پلیگ میڈیکل آفیسر گوجرانوالہ اسی عہدہ پر جالندھر کو تبدیل ہوئے +
کپتان ڈبلیو ایل ٹریفورڈ آئی ایم ایس ,, ,, ,, لاہور کی خدمات سپرد گورنمنٹ ہند کے سپرد کی گئیں +
لفٹننٹ کرنل سی جے بمبر آئی ایم ایس کمشنر حفظان صحت پنجاب کو ۳ ماہ کی رخصت عطا ہوئی اور ان کی جگہ میجر ای ولکنسن آئی ایم ایس ڈپٹی سینیٹری کمشنر پنجاب قائمقام سینیٹری کمشنر پنجاب مقرر ہوئے +
مسٹر سی ڈی گی اسسٹنٹ انجنیئر درجہ دوم لوئر چناب کینال کی لائلپور ڈویژن سے لوئر باری دوآب کی اوّل ڈویژن کو تبدیل ہوئے +
لالہ اچھرو رام بی اے - ای جے اے سی ضلع جالندھر میں متعین ہوئے جہاں انہوں نے ۱۵ نومبر کو خان سعداللہ خان ای اے سی سے جو اسی ضلع میں متعین رہے اپنی خدمات کا چارج لیا + لالہ رام ناتھ ای جے اے سی ۱۵ نومبر سے لدھیانہ میں متعین ہوئے + سردار سلطان اسد جان ای اے سی گورداسپور سے لاہور کو تبدیل ہوئے۔ جہاں انہوں نے ۱۸ نومبر کو اپنی خدمات کا چارج لیا + لالہ شمبھو دیال ای اے سی نے ۹ نومبر کو انبالہ میں اپنی خدمات کا چارج لیا۔ لالہ بنارسی داس ایم اے وہاں سے سبکدوش ہو کر گوڑگانوہ گئے جہاں منشی صاحبداد خان ای اے سی سے جو وہاں سے تبدیل ہوئے ۱۸ نومبر کو اپنی خدمات کا چارج لیا +

اسلامی دنیا

ہز ہائینس سر رسول خان کے سی ایس آئی فرمانروا والئی ریاست جوناگڈھ کے حسب ایما اور سرپرستی جنہوں یادگار میں سر رسول خان ملٹری کے نام سے دس لاکھ کے سرمایہ سے ایک عظیم الشان کارخانہ پارچہ بافی کا جاری ہوا ہے جس سے بوجوہ چند در چند معقول منافع کی امید ہے۔ نصف کے قریب ہزار ہزار روپیہ کے حصے قابل فروخت باقی ہیں +

محسن الملک میموریل فنڈ کا ایک ڈپوٹیشن بغرض فراہمی چندہ عنقریب لاہور آنیوالا ہے +

ہز ہائینس نظام حیدرآباد خلد اللہ ملکہ کے فرزند ارجمند کی ولادت کی خوشی میں علیگڈھ کالج میں ۵ دسمبر کو ایک تہنیت کا جلسہ منعقد ہوگا اور گارڈن پارٹی دیجائیگی

اصفہان کے ایک ہزار پارچہ بافوں نے اس امر کا حلف اٹھایا ہے کہ وہ کبھی کسی غیر مسلم سوداگر سے ایسی چیز نہ خریدینگے جو مسلمان سوداگروں سے مل سکتی ہو اور مسلمانوں کو ہر قسم کا مال وہاں خود تیار کرنے کی ترغیب دینگے نیز اوروں کو بھی اس تحریک پر عمل پیرا ہونیکے لئے آمادہ کرینگے +

بقول اخبار "کاسپی" باکو (روس) ایران میں عنقریب ایک عام جلسہ ہوگا جسمیں ایران کی آئندہ سیاسی پالیسی کا اعلان کیا جائیگا۔ اور یہ پالیسی ملک کے اندرونی و بیرونی معاملات کے متعلق ہوگی +

آنریبل نواب ممتاز الدولہ سر محمد فیاض علی خان کے سی آئی ای نے علیگڈھ کالج میں ایک بورڈنگ ہوس کی تعمیر کے لئے ۲۳ ہزار روپیہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ آپکے نام نامی پر ممتاز بورڈنگ ہوس تیار ہوا ہے جسپر ۶۵ ہزار روپیہ لاگت آئی ہے۔ اس خبر کے سننے سے نہائت خوشی ہوئی ہے کہ آنریبل موصوف نے نہائت عالی حوصلگی و سیرچشمی اور حقیقی فیاض دلی سے اس کل رقم لاگت کا عطا کرنا منظور فرمالیا ہے۔

لالہ بہاری لال صاحب برادر عمزاد رائے بہادر لالہ گنگا مل رئیس امرتسر نے چندروز ہوئے لاہور کی شاہی مسجد میں اسلام قبول کیا +

خواجہ غلام الثقلین بی اے ایل ایل بی عنقریب ہندوستان کا وسیع دورہ کرنیوالے ہیں جس میں وہ اہل اسلام کی مالی تمدنی اور اخلاقی حالت پر لیکچر دینگے اور انکی اصلاح حالت کی تدابیر بتائینگے۔ نیز مسلمانوں کی مالی حالت درست کرنیکے لئے ایک قومی بنک کے قیام کے متعلق سمجھدار اصحاب کی آراء دریافت کرینگے +

ایک ہندوستانی مسلمان مسٹر محمد اشرف الحق نے ولائت میں میڈیسن اور سرجری کا امتحان پاس کیا ہے اور ایڈنبرا یونیورسٹی سے ایم بی وسی ایچ۔ بی کی ڈگری حاصل کی ہے +

سلطان زنجبار پیرس سے مونٹ کارلو کو روانہ ہوئے +

سہ شنبہ گذشتہ کو موری قبائل کے دو ہزار جوانوں نے سرحد الجیریا پر حملہ کیا اور واپسی میں بعض مقامات کے باغات کو تباہ کیا اور اسی روز انکے چھ ہزار جوانوں نے مقام باب العصا کی فرانسیسی چوکی پر بھی حملہ کیا جسکے سوا آدمیوں میں سے ایک لفٹنٹ سمیت بارہ آدمی ہلاک ہوئے۔ حملہ آوروں کو پسپا ہونا پڑا + مفسدوں کی سرکوبی کے لئے زبردست فرانسیسی جمعیت بھیجی جانی تجویز ہوئی ہے۔

لنکا کے مسلمان نوجوانوں کی ایک کرکٹ ٹیم عنقریب بمبئی میں آکر وہاں کی مشہور ٹیموں سے میچ کھیلنے والی ہے +

صوبہ دیاربکر کے مسلمانوں نے جلالتمآب سلطان المعظم کی خدمت میں ایک عرضداشت اس مضمون کی ارسال کی ہے کہ کردوں کے حملوں اور زیادتیوں کے ذمہ وار ابراہیم پاشا ہیں انھیں واپس بلالیا جائے (خاص تار۔ ایمپائر کلکتہ)

جرمن فوج میں جنگی تعلیم اور مشق حاصل کرنیکی غرض سے دولت عثمانیہ نے ۱۴ فوجی افسر بھیجے ہیں

لارڈ کرومر نے اپنے پچیس سالہ تجربہ انتظام مصر کے بعد مصر کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جو عنقریب چھپکر شائع ہوگی +

بقول المؤید ایرانی پارلیمنٹ نے شاہ کج کلاہ کے ذاتی مصارف کے لئے ساڑھے تین ملین فرانک (قریباً ۱۲ لاکھ روپیہ) کی رقم بطور وظیفہ مقرر کی ہے +

ممالک غیر

پایۂ تخت روس کے اخبارات لکھتے ہیں کہ ماسکو کشک ریلوے کے انجنیروں کی ایک جماعت ماسکو سے روانہ ہوئی ہے جو پہلے کشک سے ہرات تک اور بعدہٗ ہندوستان تک لائین کی پیمائش کریگی +

پایۂ تخت روس کا پیام تار مظہر ہے کہ جدید مجلس ڈوما نے باتفاق رائے زار کی خدمت میں وفادارانہ ایڈریس پیش کرنے کی تجویز پاس کی +

ہز ہائینس جگجیت سنگھ جی نے ۲۷ نومبر کو انڈیا آفس میں مسٹر مارلی سے سرکاری طور پر ملاقات کی +

انگلستان کے مقام وائیٹ ہیون میں ایک کوئلہ کی کان پھٹ جانے سے پانچ شخص ہلاک اور گیارہ زخمی ہوئے +

ولائت میں سر ہنری کالویل بائیسکل پر سوار زور سے جا رہے تھے کہ سر اے جے ایس رولنسن کے موٹر کار سے جو پوری رفتار سے چل رہا تھا ٹکرا کر جان بحق ہوئے +

ہمعصر پائونیر کا خاص ولائیتی تار مظہر ہے کہ مسٹر ہالڈین وزیر صیغہ جنگ فوجی اخراجات میں ۲۰ لاکھ پونڈ کی مزید تخفیف کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ انہیں امید ہے کہ وہ ہندوستان کو گورہ سپاہ کے لئے مزید گرانقدر رقم دینے پر مائل کرسکیں گے۔ انڈیا آفس میں اس معاملے پر غور ہو رہا ہے مگر ہندوستانی قائمقام اس ایزادی کی مخالفت کررہے ہیں +

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں گذشتہ سال کے اندر ریل کے حوادث سے پانچہزار آدمی ہلاک اور ۷۶۲۸۶ زخمی ہوئے +

پیرس کے پیامات تار مظہر ہیں کہ بحری بجٹ کے ہمراہ فرانس کی بحری فوج کی جو رپورٹ محکمہ متعلقہ نے پیش کی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ تمام فوج نہائت قابل افسوس شوریدہ سری کی حالت میں ہے اور تمام اہلکار باہم نفاق دشمنی اور حسد رکھتے ہیں۔ رپورٹ مظہر ہے کہ بحری فوج تیسرے درجہ تک پہونچ چکی ہے اور چوتھے درجہ میں قدم رکھنے کو طیار ہے +

ناتال میں زولوؤں کے فتنہ برپا کرنیکا اندیشہ ہے۔ گورنمنٹ حتی الامکان اس کے انسداد کی تیاری کررہی ہے +

بقول اخبار لینسٹ (لنڈن) انڈیا آفس نے پروفیسر ہافکن کو لکھا تھا کہ حادثہ ملکووال کے متعلق بہت سے نامی سائنٹسٹ آپ کی رائے سے متفق ہیں اور اگر آپ کو منظور ہو تو خاطر خواہ خبر الیٹ پر ہندوستان کی سابقہ ملازمت آپکو مل سکتی ہے۔ مسٹر ہافکن نے اسے شکریہ کے ساتھ قبول کرلیا اور عنقریب روانہ ہند ہونیوالے ہیں +

اخبار ایمپائر کا خاص ولائیتی پیام تار مظہر ہے کہ انگریزی سفیر متعینہ طنجہ نے سر ہیری میکلین کی رہائی کے متعلق رسولی کی پیش کردہ شرائط کو قبول کرلیا ہے۔ جن کی رو سے گورنمنٹ برطانیہ کو ۲۰ ہزار پونڈ زرتاوان ادا کرنے کے علاوہ رسولی اور اسکے اہل و عیال کی حفاظت کا ذمہ وار ہونا پڑے گا اور رسولی کے دوست اور ہمراہی جو قید میں ہیں رہا کئے جائیں گے +

پچھلے ہفتہ ہندوستان کی گورہ فوج میں سے دو سپاہی فرار ہوگئے انہیں سے ایک چھاؤنی چھاؤنی کا تھا اور دوسرا دیولالی علاقہ بمبئی کا +

[illegible] پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

فہرست مضامین اخبار

نادر و نایاب کتب

(ایڈیٹوریل)

مسٹر لوری ایڈیسن جیمینی سپنڈبر، پنجابی مادر وطن کی ڈی کے متعلق ایک غلط فہمی ٭ مسٹر مدلیس الیبٹ کی رائے شورش بنگال پر ٭ جناب ملا کا تغییر کا دورہ ٭ دیگر را حافظ نباشد ٭ فرمیون کا الزام درست نہیں ٭ آئینہ کا ماریک ٭

(مراسلات)

انتظام متعلقہ کانفرنس کراچی ٭ پریسیڈنٹ شیڈول آل انڈیا مسلم لیگ پنجاب کا افتتاحی ایڈریس ٭

(منقولات)

دہلی ہائیکورٹ کا ریکارڈ ٭ ایک بنگالی لیڈر کا کیرکٹر ٭ متعدد ملکی خبریں ٭

قیمت معہ محصول ڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
والیان ملک و امیروں سے	۲ پاؤنڈ	۱ پاؤنڈ
امراء و روساء سے	۲۰ روپیہ	۱۲ روپیہ
عام خریداروں سے	۸ روپیہ	۵ روپیہ
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	۵ روپیہ	۳ روپیہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا ٭
نمونہ کا پرچہ بدون ٹکٹ کے روانہ نہ ہوگا ٭
جملہ خط و کتابت بنام سپرنٹنڈنٹ مطبع ہونی چاہیے

نمبر ۲۷ امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۰۷ء یکم ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ جلد ۱۲

وکیل امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۷ دسمبر ۱۹۰۷ء بیوم شنبہ
نمبر ۷۲

سر ہاروی اڈمسن بے چینی ہند پر

بے چینی ہند کے متعلق مختلف طبقہ کے خیالات اس سے قبل شایع ہو چکے ہیں اور وہ کسی نہ کسی پہلو سے دلچسپی کے ساتھ دیکھے گئے ہیں لیکن جو اہمیت کہ بلند مرتبہ اور ذمہ دار عہدہ داران سرکاری کی رائے کو دیجا سکتی ہے وہ کسی دوسرے طبقہ کو حاصل نہیں کیونکہ ان عہدہ داروں کے خیالات کا اظہار علاوہ یہ ظاہر کرنے کے کہ حکمران طبقہ کے خیالات اس بے چینی کے متعلق کیا ہیں اسپر بھی روشنی ڈالتے ہیں کہ گورنمنٹ کی پالیسی اس مسئلہ کے متعلق اب کیا ہے۔ سر ہاروی اڈمسن بھی ان بلند مرتبہ عہدہ داران سرکار میں سے ہیں جنکی اس مسئلہ پر رائے خصوصیت کے ساتھ قابل وقعت ہے۔ انہیں اپنی رائے کے اظہار کا موقع سینٹ اینڈریوز ڈنر پر ملا جو کلکتہ ٹاؤن ہال میں ۳۰ نومبر کو منعقد ہوا اور جس میں انہیں صدر محفل ہونے کی حیثیت حاصل تھی۔

اپنی ڈنر کی بعد والی تقریر میں سر ہاروی نے بے چینی ہند کے مسئلہ پر نہایت تفصیل سے گفتگو فرمائی اور اس امر پر زور دیا کہ یہ خیال غلط ہے کہ بے چینی ملک محض باغیانہ تحریک کے مترادف ہے یا اسکا باعث ابتدا تقسیم بنگال کے برخلاف ایک خیالی شکایت کا پیدا ہو جانا ہو سکتا ہے۔ ان کا خیال مثل گورنمنٹ کے دیگر سربرآوردہ عہدہ داران کے یہ ہے کہ جو انقلاب سالہا سال سے غیر محسوس طریقے پر ایک پولیٹکل انقلاب ملک میں پیدا ہو رہا ہے جسے انگریزی تعلیم کا لازمی نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ تعلیم یافتہ جماعتیں اپنی آنکھیں اب کھول رہی ہیں۔ اور کاروبار سلطنت میں زیادہ حصہ لینے کی امنگیں ان کے دل میں پیدا ہو چلی ہیں۔ اس قدرتی امنگ کو دبانا ایک احمقانہ اور لاحاصل حرکت ہوگی جسکے سفیہانہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ لہذا اعلیٰ درجہ کی مدبری اسی میں ہے کہ اس تحریک کی رفتار کو قدرتی انداز سے بڑھنے دیا جائے تاکہ وہ ایک خطرناک صورت نہ اختیار کرلے۔ چنانچہ اسکا لحاظ کیا جاتا ہے۔ تعلیم یافتہ جماعتوں کی خواہشات سے گورنمنٹ کو پوری ہمدردی ہے۔ ملک میں بے چینی ظاہر ہونے سے بہت پہلے لارڈ منٹو اپنی کونسل کے چند ممبروں کی ایک کمیٹی اس غرض سے قایم کر چکے تھے کہ باشندگان ہند کو امور سلطنت میں زیادہ حصہ دینے کی تدابیر پر وہ غور کرے۔

یہ بیان کرنے کے بعد سر ہاروی اڈمسن نے فرمایا کہ گورنمنٹ کی سکیم آٹھ مہینے سے یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ سے زیر غور ہے مگر اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ چکی کی رفتار بہت ہی سست ہوتی ہے۔ صرف ایک ہی دو مہینے گذرے ہیں کہ دیسیوں کو حکومت میں زیادہ حصہ دینے کی اسکیم ملک کے سامنے پیش ہوئی ہے اور وہ بھی آخری صورت میں نہیں۔ سر ہاروی نے بیان فرمایا کہ مجوزہ اصلاحوں کو معتدل پالیٹیشنوں نے عام طور پر پسند کیا ہے۔ لیکن ان دیسی اخباروں نے انہیں پسند نہیں کیا۔ جنہیں بدقسمتی سے مضرت رساں نکتہ چینی کی عادت ہے۔ بوجہ وقت کی تنگی کے سر ہاروی نے ان اعتراضات کا اس موقع پر ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن ایک اعتراض کی بابت جسپر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے

خیالات ظاہر فرمائے۔ نہایت شد و مد سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مجوزہ اسکیم کا مقصد یہی ہے کہ تعلیم یافتہ اور قانوندان اشخاص کونسلوں میں داخل نہونے پاویں۔ مگر یہ گورنمنٹ کا ہرگز منشا نہیں دنیا میں کوئی آزاد ملک ایسا نہیں جہاں قانوندان فرقہ کو معاملات سلطنت کے متعلق اپنی آواز بلند کرنے کا موقع نہ دیا گیا ہو۔ اور گورنمنٹ کی یہ مطلق خواہش نہیں کہ ہندوستان میں اس فرقہ کو یہ موقع نہ دیا جائے۔ مگر وکلاء کو مناسب انداز کے ساتھ کونسلوں میں قایم مقامی کا حق دینا اور بات ہے۔ اور صرف انہیں کو اس حق کا عطا کیا جانا ایک بالکل جداگانہ امر ہے جسے کوئی منصف مزاج پسند نہیں کرسکتا۔ نئی تجاویز کے متعلق تعلیم یافتہ اور قانوندان فرقوں کو مثل سابق نہایت زبردست قایم مقامی کے حقوق دیئے گئے ہیں مگر ساتھ ہی اسکے گورنمنٹ نے اسے بھی اپنا فرض سمجھا ہے کہ دیگر فرقوں کو بھی مناسب انداز کے ساتھ یہ حقوق دیئے جائیں۔

اسکے بعد سر ہاروی نے اُن دونوں طریقوں کا ذکر کیا جنکے ذریعہ باغیانہ خیالات کی اشاعت کی جاتی ہے۔ اور ملک میں بے چینی پھیلائی جاتی ہے۔ ایک ذریعہ مجمع عام میں تقریر کرنا اور دوسرا ذریعہ متبذل درجہ کے اخبار ہیں۔ جنکی معرفت غدارانہ طبیعت کے شوریدہ پشت اپنے مفویانہ خیالات کی اشاعت کیا کرتے ہیں۔ سر ہاروی نے فرمایا کہ بے چینی ملک کی موجوں کے ساتھ ہمیشہ کچھ جھاگ سطح پر آجاتا ہے۔ جو ان مفسدہ پردازوں سے مرکب ہوتا ہے جو علانیہ ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے راستہ میں مشکلات پیدا کی جائیں۔ اور گورنمنٹ کا کام نہ چلنے دیا جاوے ان ارادوں کی تکمیل کے ذرایع ان لوگوں کے وہی ہوتے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ ان دو ذرایع میں سے ایک کا تو خاطر خواہ انتظام قانون انسداد مجالس باغیانہ کے پاس ہونے سے ہوگیا ہے۔ دوسرے کے انتظام کے لئے سر ہاروی امید کرتے ہیں کہ اب کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہ پڑیگی۔ کیونکہ اول تو گذشتہ چند ایام میں کثرت سے اخبارات پر مقدمات کا دایر ہونا ایسے گمراہ اخبار والوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کافی ہوگا۔ دوسرے ملک میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے اور یقین ہے کہ ملک کا سکون غیر معتدل اخباروں کو اعتدال سے نہ بڑھنے دیگا۔

اخباروں کا ذکر کرتے ہوئے سر ہاروی اڈمسن نے اُس پالیسی کا بھی ذکر کیا جو پریس کے متعلق کسی سخت قانون کے پاس کرتے وقت گورنمنٹ کو ملحوظ رکھنی پڑتی ہے۔ سر ہاروی نے فرمایا کہ گورنمنٹ آف انڈیا کوئی خودمختار گورنمنٹ نہیں ہے۔ کہ وہ جو چاہے کر گذرے۔ اسکو ہندوستان کے متعلق سخت قانون پاس کرتے وقت دو شرائط مدنظر رکھنی پڑتی ہیں۔ اول تو یہ کہ انگلستان کی پبلک اور پریس اُس معاملہ کے متعلق کیا کہے؟ اور ولایت کی پبلک اُس سخت قانون کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے تو نہیں دیکھیگی۔ دوم یہ کہ جب کسی خرابی کے انسداد کے لئے کسی جدید قانون کی ضرورت پیش کی جائے تو یہ ثابت کرنا لازمی ہے کہ موجودہ قوانین اُس خرابی کا علاج کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ ان دونوں شرائط پر غور کرتے ہوئے سر دست اخبارات کے لئے اب زیادہ سخت قوانین کے پاس کرنے کی نہ ضرورت معلوم ہوتی ہے اور نہ اسکا امکان نظر آتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اخباروں کی نگرانی کا انتظام کسیقدر سخت کردیا جائے۔ معلوم نہیں کہ موخر الذکر شرط پر قانون انسداد مجالس باغیانہ پاس کرتے وقت کافی غور کرلیا گیا تھا یا نہیں؟

پنجابی جلاوطنوں کی رہائی کے متعلق ایک غلط فہمی

بعض معاصرین تعجب ظاہر کرتے ہیں کہ گذشتہ دسمبر میں لیجسلیٹو کونسل میں آنریبل مسٹر گوکھلے نے جب یہ سوال پیش کیا تھا کہ مقدمہ بلوہ راولپنڈی کے فیصلہ کو دیکھنے کے بعد کیا گورنمنٹ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے معاملہ پر نظر ثانی کریگی تو اسکا جواب نفی میں ملا۔ لیکن اس کے ایک ہی ہفتہ بعد دونوں جلاوطنوں کو رہا کر دیا گیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا کا اس معاملہ پر نظر ثانی کرنے سے انکار کرنا اور پھر تقریباً ایک ہی ہفتہ بعد لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی معافی کا ہو جانا بادی النظر میں تو بے شبہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس میں تعجب کی کوئی بھی بات معلوم نہیں ہوتی۔ اور گورنمنٹ کی ایک فعل دوسرے فعل سے متضاد کسی طرح نظر نہیں آتا۔ مسٹر گوکھلے نے راولپنڈی کے معاملہ کی طرف اشارہ کرکے گورنمنٹ سے لالہ لاجپت رائے کے معاملہ پر غور کرنے کی بابت جو سوال کیا تھا اس سے ان کا منشا یہ تھا کہ شیخ وکلائے راولپنڈی کے لالہ صاحب بھی بے قصور ہیں۔ اور اپنی بے قصوری کی وجہ سے رہا کئے جانے کے مستحق ہیں۔ چونکہ وکلائے راولپنڈی کی بے قصوری اب اظہر من الشمس ہو گئی ہے۔ لالہ صاحب کی بے قصوری کو بھی تسلیم کیا جائے۔ اور انہیں جلاوطنی سے واپس بلایا جائے۔ مگر گورنمنٹ نے اسے تسلیم نہ کیا۔ لالہ صاحب کے بے قصور ہونے کو نہ مانا۔ اور مسٹر گوکھلے کے سوال کا جواب نفی میں دیا۔ ایک ہفتہ بعد جب لالہ صاحب اور اجیت سنگھ کی رہائی کا حکم ہوا تو نہ اس وجہ سے کہ وہ دونوں بے قصور سمجھ لئے گئے بلکہ اس وجہ سے کہ پنجاب کی حالت میں خوشگوار تغیر دیکھنے میں آیا۔ اور ان دونوں کی جلاوطنی کی کوئی ضرورت نہ رہی۔ صاحب وزیر ہند نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ بلا ضرورت یہ دونوں ایک دن بھی جلاوطنی میں نہ رکھے جاوینگے۔ کونسل کے جس اجلاس میں مسٹر گوکھلے کے سوال کا جواب نفی میں ملا۔ اسی میں اس امر کا بھی اعلان کیا گیا تھا کہ پنجاب میں اب سکون ہو گیا ہے۔ اور سر ڈینزل ابٹسن کے مشورہ کے مطابق قانون انسداد مجالس باغیانہ کے نفاذ سے اس صوبہ کو مستثنےٰ رکھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کو منڈلے میں محبوس رکھے جانے کی بھی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور صاحب وزیر ہند کے وعدہ کے مطابق وہ رہا کر دیئے گئے۔ ان واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انکی رہائی پنجاب کی حالت بدلنے کی وجہ سے وقوع میں آئی۔ نہ کہ ان کی بیگناہی کی وجہ سے۔ چنانچہ اسکا مزید ثبوت اس فہمیدہ کرنے سے بھی ملتا ہے جو دونوں قیدیوں کو منڈلے سے روانہ کرتے وقت دیگئی تھی۔ ان سے کہا گیا تھا کہ اگر انہوں نے پھر کسی شورش میں حصہ لیا تو وہ پھر قید کر لئے جائینگے۔ اس قسم کی تاکید ان لوگوں سے نہیں کی جاتی جو بیگناہ سمجھ لیئے گئے ہوں۔ اسکی بھی ابھی تک تصدیق نہیں ہوئی کہ ملک معظم کی سالگرہ کی خوشی میں یہ لوگ رہا کیئے گئے۔ نہ ان کی رہائی کے حکم میں اسکا کوئی ذکر ہے اور نہ ابھی تک کوئی سرکاری اطلاع شائع ہوئی ہے۔ ان تمام واقعات کو دیکھکر ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مسٹر گوکھلے کو گورنمنٹ سے جو جواب ملا ہے اسکے یہ معنے ہیں کہ گورنمنٹ لالہ لاجپت رائے کو بیقصور سمجھنے کے لئے آمادہ نہیں۔ اور اس جواب کے ایک ہفتہ بعد لالہ صاحب کی رہائی کے یہ معنے ہیں کہ گورنمنٹ کے نزدیک پنجاب کی حالت اب قابل اطمینان ہو گئی ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ پہلا امر دوسرے امر سے متضاد کیونکر متصور ہو سکتا ہے؟

خطیبوں کی اصلاح

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ رقمطراز ہے کہ ایران کی پارلیمینٹ نے علماء کے مشورہ سے ایک سرکلر حال میں جاری کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ قدیم طرز کے مقفیٰ اور مسجع اور لاطائل خطبوں کا پڑھنا موقوف کیا جائے۔ اور خطیبوں کا آئندہ امتحان لیا جاوے کہ وہ علوم جدیدہ اور مسلمانوں کی موجودہ ضروریات اور ملک کی قومی حالت سے خبردار ہیں یا نہیں۔ نیز ان کو تاکید کی جائے کہ وہ اپنے خطبوں میں ایسے مضامین بیان کریں جو مسلمانوں کے موجودہ حالات کے تقاضا کے مطابق ہوں۔ اور ان کے لئے مفید اور عبرت انگیز ہوں اور ان کی عبارت موثر اور دل میں بیٹھنے والی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ خطیبوں کی اصلاح سے ملک میں بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہم کو اپنے ملک میں خود یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اکثر خطیب مقفیٰ اور مسجع خطبوں کی گردیدہ ہیں۔ عید ولصلوٰۃ کے ایسے اچھے موقعوں کو یونہی بیکار کھو دیتے ہیں۔ اور ان امور کی طرف توجہ نہیں کرتے جن کا قوم کے ذہن نشین ہونا قوم کی دینی فلاح اور دنیوی بہبودی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہمارے علماء بھی اگر اس طرف توجہ کریں اور اس ملک کے خطیبوں کی اصلاح میں کوشش کریں یا ایک جماعت عمدہ خطیبوں کی پیدا کر دیں۔ تو بڑی دینی خدمت کرینگے۔

سر چارلس ایلیٹ کی رائے شورش بنگال پر

سر چارلس ایلیٹ وہ ممبر ہیں جنکو خود صوبہ بنگال کی لفٹیننٹ گورنری کرنے کا موقع مل چکا ہے اسلئے ان کی رائے شورش ہند کے مسئلہ پر یقیناً اس قابل ہے کہ غور سے دیکھی جائے۔ رسالہ ایشیاٹک ریویو کی نومبر کی اشاعت میں آپ کا ایک مضمون نکلا ہے جس میں انہوں نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ [illegible] کیوں بسقدر جلد دب گئی اور بنگال میں برعکس اسکے کیوں اب تک شورش کا [illegible] وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ پنجاب میں سازش خارجی تھی۔ چند مقامی شکایات سے فائدہ اٹھا کر بیرونی شورش پسندوں نے لوگوں کو بھڑکا دیا تھا۔ مالیہ کی افزادی اور محکمہ انہار کی بدانتظامی سے مفسدوں کو فساد پھیلانے کا موقعہ مل گیا تھا لیکن جس وقت یہ موقعے ان سے لے لیئے گئے اور جو نتائج سختی کی شکل میں نمودار ہوئے تھے انہیں تبدیل کر دیا گیا۔ اسیوقت شورش کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا اور شورش کو کسی قدر بڑھنے دیا جاتا۔ تو نہایت مضرت رساں نتائج برآمد ہوتے۔ دوسری وجہ پنجاب کے شورش تھوڑے ہی عرصہ میں دور ہو جانے کی یہ ہے کہ اس صوبہ میں چیف کورٹ اور انتظامی عہدہ داروں میں آپس میں اتفاق رہا۔ اور اعلیٰ جوڈیشل عدالت نے ملک کی حفاظت کرنے میں عہدہ داران انتظامی کا پورا ساتھ دیا۔ اور جن مفسدوں کو سزا دیا جانا ضروری سمجھا گیا ہے انہیں سزا دی گئی ہے اس کا سارے مفسدوں پر رعب پڑ گیا اور وہ بہت جلد راہ راست پر آگئے۔ مگر برعکس پنجاب کے بنگال میں شورش خارجی نہ تھی۔ بلکہ وہیں پیدا ہوئی۔ وہیں والوں نے پیدا کی اور وہیں بڑھتی رہی۔ وہاں کے ہائی کورٹ یا ہائی کورٹ کے کم از کم ایک جج نے بجائے گورنمنٹ کا ساتھ دینے کے مفسدوں کی ہمت افزائی کی۔ تعطیل گذشتہ سے قبل کریمنل بنچ پر جو دو جج تھے انمیں سے ایک بنگالی تھا جو دیوانی کے قانون میں شہرت رکھتا ہے۔ لیکن فوجداری کے کام میں اسے تجربہ نہیں۔ اور دوسرا ایک تازہ وارد انگریز افسر تھا جسے اسکا اقرار ہے کہ وہ اپنے بنگالی ساتھی کے کہنے پر چلتا ہے۔ بدقسمتی سے ان دونوں ججوں کی کارروائیوں نے شورش پسندوں کے حوصلے بڑھا دیئے۔ ایک مقدمہ میں انہوں نے بہار کے چند قاتلوں کو قانونی غلط فہمی کے باعث چھوڑ دیا۔ ایک اور مقدمہ بغاوت میں ایک لفظ کے وہ معنے لیئے گئے جو الہ آباد ہائیکورٹ کے ایک فیصلہ کے خلاف تھے۔ اور ملزم کی ضمانت جو عدالت ماتحت میں طلب کی گئی تھی معاف کر دی گئی۔ اور یہی

چند مقدمات میں اُن ملزموں کو رہا کر دیا گیا جنہیں مجسٹریٹ نے سزا کا دیا جانا تجویز کیا تھا۔ مدرسے کے جن لڑکوں نے پولیس والوں اور انگریزی مال فروخت کرنے والوں پر حملے کئے تھے انہیں محض لڑکے سمجھکر چھوڑ دیا گیا۔ علاوہ ازیں کلکتہ یونیورسٹی نے بھی شورش کے دبانے میں کوئی مدد نہ کی۔ ظاہر ہے کہ یونیورسٹی کے نوجوانوں نے شورش کے قایم رکھنے بلکہ اسکے پھیلانے میں جتنا حصہ لیا ہے کسی دوسرے فرقہ نے نہیں لیا۔ مسٹر فیلڈ فلر نے اسکے انسداد کے لئے مناسب احکام جاری کئے۔ لیکن لوکل گورنمنٹ نے ان پر صاد نہ کیا الا کہ وہ احکام واپس لئے جاویں۔ چنانچہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سر فلر کو مستعفی ہونا پڑا۔ اور گو اسوقت گورنمنٹ اس معاملہ کی اہمیت کا اندازہ نہ کر سکی لیکن بعد میں اسے بہت پچھتانا پڑا۔ کلکتہ یونیورسٹی ایک بنگالی وائس چانسلر کے زیر اثر ہے۔ اس یونیورسٹی سے اب تک کوئی خاطر خواہ انتظام شورش کی انسداد کا نہیں کیا گیا۔ بنگال ہی میں انسداد شورش کی زیادہ ضرورت تھی کیونکہ یہ صوبہ شورش کا گھر ہے اور جن کے نام نہاد حامی کا باعث صرف دیسیوں کو کاروبار سلطنت میں زیادہ حصہ نہ ملنا بیان کیا جاتا ہے لیکن بنگال میں تقسیم صوبہ پر مصنوعی ناخوشی پھیلایا جاتا ہے۔ سوراج کا تخیل بنگال ہی میں قائم ہوا ہے اور اس سے مراد ہے بجائے غیر ملکی حکومت کے اپنی حکومت قائم کرنا۔ انگریزی اخبار کی مخالفت اس صوبہ میں بطرح ہوئی تعجب ہے کہ اس صوبہ کا ہائی کورٹ ایسا رخ اختیار کرتا ہے جس سے امن کے قائم کرنے میں گورنمنٹ کو مدد نہیں ملتی۔ اور یہاں کی یونیورسٹی ایسے نوجوانوں کی اصلاح کا کوئی انتظام نہیں کرتی۔

سر چارلس الیٹ نے قانون انسداد مجالس باغیانہ پر اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا اور اخبار نویسی بے لگامی روکنے کی بابت زور دیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ گو انگریزوں کی طبیعت اخبار کی آزادی روکنے سے خوش نہیں ہوتی مگر موجودہ صورت میں کسی قدر بندش کی ضرورت سمجھی گئی ہے۔ ان کے علم کے مطابق مندرجہ ذیل تجویز مسٹر مینرل ایبٹسن کے مشورہ سے گورنمنٹ کے زیر بحث ہے

بلا لائسنس حاصل کئے ہوئے کسی کو اخبار نکالنے کی اجازت نہ ملیگی لایسنس کے حصول کے لئے ضروری ہوگا کہ اُس ایڈیٹر کا نام ظاہر کر دیا جائے جو جملہ مضامین کا ذمہ دار بنے مقامی حکام اُس ایڈیٹر کی نسبت پہلے رائے قایم کرینگے اور معلوم کرینگے کہ آیا اسکا چال چلن ایسا ہے جو وہ اتنی بڑی ذمہ داری کو اٹھا سکے۔ مالکان اخبار کے نام بھی درج رجسٹر ہونگے اور انہیں ایک معقول رقم بطور ضمانت کے داخل کرنی ہوگی اس ثبوت کے لئے کہ وہ کاروباری لوگ ہیں اور اتنی حیثیت رکھتے ہیں کہ ایک معزز اخبار کو چلا سکیں۔ ایڈیٹر پابند ہوگا کہ ہر اشاعت کی ایک کاپی ضلع کے مجسٹریٹ اور ایک کاپی سکریٹری گورنمنٹ کے پاس بھیجتا رہے۔ اگر گورنمنٹ اس اخبار کے کسی مضمون کو باغیانہ سمجھے تو اُسے ضمانت داخل شدہ اور مطبع کے ضبط کر لینے کا حق حاصل ہوگا۔ مگر گورنمنٹ کے اس فیصلہ کی اپیل ہائی کورٹ میں ہو سکیگی۔

سر چارلس کا خیال ہے کہ بنگالی اخبارات کے رویہ نے ان قیود کو ضروری کر دیا ہے مقدمات سے بچنے کے لئے اس صوبہ میں لوگوں نے بلا کسی خاص ایڈیٹر کے اخبار چلانا شروع کر دیا مضمون نگاروں کی ایک جماعت مل کر باہم مشورہ کر لیتی ہے کہ کیا کیا لکھنا چاہیے۔ اور اس مشورہ کے مطابق گمنام مضامین آ جاتے ہیں اور اخباروں میں درج ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ذمہ دار مضمون نگار کا پتہ نہیں ملتا۔ اور پرنٹر پکڑا جاتا ہے حالانکہ پرنٹر وہ شخص ہے جسے گورنمنٹ سزا دینا نہیں چاہتی۔ ہم بھی یہی خیال بارہا ظاہر کر چکے ہیں کہ ہمارے ہی ابنائے وطن کی کوتاہ اندیشیاں ہمیں تازہ مشکلات میں پھنساتی ہیں اور ہمارے لئے سخت قوانین وضع کئے جانے کا باعث ہوتی ہیں۔۔

خواجہ غلام الثقلین کا دورہ

اخبار پایونیر میں یہ خبر دیکھ کر ہمیں مسرت ہوئی کہ رسالہ عصر جدید کے لائق ایڈیٹر اور علیگڈھ کالج کے قابل فخر گریجویٹ خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے ایل ایل بی جنہیں سوشیل ریفارمر کی حیثیت سے خاص شہرت حاصل ہو چکی ہے ہندوستان کے مختلف مقامات میں ایک دورہ کرنے والے ہیں۔ اُن کا یہ دورہ مسلمانوں کی تمدنی اور سوشل ترقی سے متعلق ہوگا۔ تقریر کرنے میں خواجہ صاحب ایک ملکہ خاص رکھتے ہیں اور ان کا قصد ہے کہ جہاں جائیں وہاں مسلمانوں کو جمع کر کے لکچر دیں۔ اور ایسی تجاویز ان کے سامنے پیش کریں جن پر کاربند ہو کے قومی فلاح کی امید کی جا سکے۔ مسلمانوں کے روز افزوں افلاس کے کم کرنے کے لئے انہوں نے ایک تجویز سوچی ہے جس کے متعلق وہ اپنے اس سفر میں علمائے کرام سے بھی کچھ مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس دورہ میں علاوہ اُن بیشمار ترقیوں کی جانب مسلمانوں کو متوجہ کرنے کے جو برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ ممکن ہیں۔ اور علاوہ مسلمانوں میں وفاداری کے خیالات پھیلانے کے لوگوں کے یہ ذہن نشین کرنے کی بھی کوشش کریں کہ اس عجیب خطرہ میں جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ قوم کی مدد کن طریقوں سے کرنی مناسب ہوگی۔ ایک ایسے تعلیم یافتہ شخص کا وعظ و نصیحت کرنے کو نکلنا جسے مشرقی و مغربی علوم پر عبور ہو جس کی تحریر و تقریر میں قوت ہو جس کے دل میں قوم کا درد ہو۔ اور جو اپنی دھن کا پکا ہو۔ ایک مبارک فال ہے جس پر ہم قوم کو مبارکباد دے سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے مفید کاموں کی طرف تعلیم یافتہ نوجوانوں کی اب تک بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ مگر خواجہ صاحب کی اس مبارک مثال سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا جو چل پھر کر قوم کو راہ راست پر لانے کی خدمت اپنے ذمہ لے سکتے ہیں تو یہی کہا جائیگا کہ ایسوں کی تعلیم سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں۔ خواجہ صاحب اپنے اس دورہ سے مسلمانوں کے لئے اور بھی مفید کام کر سکتے ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ان جیسے دل و دماغ کا آدمی اس موقع کو حتے الوسع قوم کے لئے مفید بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیگا۔

دروغگو را حافظہ نباشد

یکم دسمبر کے پرچہ میں ٹریبیون پھر یہی لکھتا ہے کہ نواب عماد الملک مولوی سید حسین بلگرامی کو لوگوں کی قائم مقامی کی حیثیت حاصل نہیں ہم اسکی تردید میں جو اس سے قبل لکھ چکے ہیں اُسکے اعادہ کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ ٹریبیون کو اسی کی وہ تحریر یاد دلانا چاہتے ہیں جو اُس کے ۲۷ نومبر گذشتہ کے اخبار میں شایع ہو چکی ہے۔ اُس اخبار میں وہ مسلمانان ہند کی شکایت کرتا ہے کہ انہوں نے اپنے اُن مسلمان بھائیوں کو جو ٹرانسوال میں آباد ہیں جدید قوانین کی جبر و تعدی سے چھڑانے کے لئے کوئی تدبیر نہیں نکالی۔ اس مضمون پر لکھتے ہوئے وہ حسب ذیل الفاظ استعمال کرتا ہے۔ "گذشتہ مہینے میں ہمارے مسلمان بھائیوں نے کثرت سے ایسے جلسے تمام ملک میں کئے ہیں جنہیں ہزاروں آدمیوں نے جمع ہو کر حکام کی تعریفیں گیت گائے ہیں۔ اسی مہربانی کے صلہ میں جو مجوزہ کونسل ریفارم اسکیم کے سلسلہ میں اُن کے ساتھ کی گئی ہے۔ ہز آنر نواب سید حسین بلگرامی کے انڈیا کونسل میں ممبر مقرر کئے جانے کے صلہ میں" ٹریبیون کا منشا اس فقرہ کے لکھنے سے یہ تھا کہ جو مسلمان گورنمنٹ کی ان باتوں کی وجہ سے تعریف کرنے کے لئے جابجا جلسے کرتے ہیں انہوں نے اپنے وطنی ہم مذہبوں کو ٹرانسوال کی جدید مصیبت سے چھڑانے کی نیت سے ایک بھی جلسہ نہیں کیا۔ اس الزام کو علیحدہ کر کے اگر دیکھا جائے

تو معلوم ہوگا کہ ٹریبیون کو خود بھی اس سے اعتراف ہے کہ نواب سید حسین بلگرامی کا تقرر اس عہدہ جلیلہ پر جسکے وہ قایم مقام ہیں۔ اس عہد لعزیزی سے دیکھا گیا ہے کہ ملک کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک جلسے ہنیت اور جلسے شکر گذاری کا تانتا سا بندھ گیا ہے جنمیں ہزاروں مسلمان جمع ہوکر اپنے لائق قایم مقام کے منتخب کیئے جانے پر اپنی عادل گورنمنٹ کی شکر گذاری کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ٹریبیون جیسا اخبار بکم دسمبر کو نواب صاحب کی قایم مقامی پر اعتراض کرتے ہوئے اپنی ہی ہم نمبر کی تحریر کو بھول کر " دروغگو را حافظہ نباشد " کا ثبوت دیتا ہے۔

ٹریبیون کا الزام درست نہیں

ٹریبیون کا یہ الزام بھی درست نہیں کہ مسلمان اپنا آپ نہیں

ہمسایوں کی مدد کیلئے آواز بلند نہیں کرتے۔ ایسے افسوس کی بات ہے کہ لاہور کا یہ روزانہ ہمعصر اخبار اسلامی اخباروں سے یوں دانستہ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور ایسے معقول ... کہ ان اخباروں میں اس مضمون پر کئی کالم سیاہ ہو چکے ہیں کیا ٹریبیون اسوقت تک ہمارے ٹرانسوال کے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا قایل ہوگا جب تک ہم ان کے لئے بیہودہ ایجی ٹیشن مچانا شروع نکردیں۔ ہم نے کبھی کسی معاملہ کے لئے اس روش کا اختیار کرنا پسند نہیں کیا جو ہمارے ہمعصر کی نگاہ میں خاص وقعت رکھتی ہے۔ ہم تو صرف سیدھے صاف الفاظ میں گورنمنٹ کے آگے اپنی معروضات خاموشی کے ساتھ پیش کر دیا کرتے ہیں۔ اور شور مچانا اچھا نہیں سمجھتے۔ توسیع کونسلوں کے متعلق جو کچھہ ہمیں کہنا تھا ہم گورنمنٹ سے جا کر سیدھے کہہ کے اور اپنے ان کے مدرسہ کے چھوکروں کو ورغلاتے یا فوج کے سپاہیوں کو بہکانے کی ہمیں کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔ اسی طرح ٹرانسوال کی ہندوستانی آبادی کے ساتھ جو برتاؤ ہو رہا ہے۔ اسکی شکایت بھی ہمارے اخبارات گورنمنٹ کی حضور میں صفائی اور صداقت کے ساتھ پیش کیا کرتے ہیں چونکہ ٹرانسوال کے متعلق یہ شکایات ہندو اور مسلمانوں کی جانب سے مشترک ہیں۔ اور صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہیں۔ اسلئے مسلمانوں نے بہ حیثیت ایک قوم ہونے کے ان شکایات کے گورنمنٹ تک پہنچانے کا کوئی علیحدہ اور خاص انتظام نہیں کیا اور نہ اسکی کوئی ضرورت سمجھی خاص اہتمام کی ضرورت انہی معاملات میں ہوتی ہے جو صرف مسلمانوں ہی کی قوم سے اور جن کے متعلق ہمیں اپنی ہمسایہ قوم سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہو ٭ ٭

آئینہ کا تاریک رُخ

ایم اے او کالج علی گڈھ اپنی وضع کی سب سے پہلی درسگاہ اور اگر قوم کی یہی رفتار ترقی ہے تو ہم سنا ید سب سے اخیر درسگاہ ہے جس پر ہم ناز کرسکتے ہیں۔ ہم اسکو کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹی دیکھنا چاہتے ہیں بہنیں بلکہ ہم اسکو ایڈنبرا کی بلندی پر پہنچنے کے آرزومند ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ خود اس مقدس کارخانہ میں بھی وہ استعداد اور وہ قوت نامیہ ہے کہ بڑھے اور بڑہکر ایڈنبرا یونیورسٹی بنجانے وسید جانے کیسے ہی سبز باغ دکھلائے کیسے ہی نخلستان اور گل و گلستان پیش کرے لیکن پچھلے تیس برس کا تجربہ ہم کو بتلاتا ہے کہ کارخانہ میں پتلے بنتے ہیں۔ مگر ان میں جان نہیں پڑتی۔ ذرا وہ فہرست اٹھا کر دیکھیئے جس میں کالج کے مایہ ناز طلباء کے نام ترتیب وار درج ہیں قاعدے کے پھولوں کا گلدستہ معلوم ہوتی ہے خوشنما لنظر فریب مگر ٹو بایوں کا نشان نہیں۔ نہ وہ خاصیتیں ہیں جو قدرت نے نباتات کو تخبشی ہیں۔ آخر اسکی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کبھی کالج کے مسلموں کو یہ خیال آتا ہے کہ اس تیس برس کے عرصہ میں یہاں سے کوئی پختہ دماغ کیوں نہیں نکلا۔ اس سے تو وہ دلی کا پرانا عربی مدرسہ ہی اچھا تھا جہاں سے سید جیسا شخص نکلا جس نے وہ انقلاب پیدا کیا کہ لوگ نپولین کو بھول گئے۔ نپولین نے پولیٹکل انقلاب پیدا کیا تھا اور انہوں نے سوشل انقلاب پیدا کیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ بنیاد میں ضرور کچھہ نقص ہے یہاں کے تعلیم یافتہ خود بے انتہا گردش کرتے ہیں مگر نوم اور سوسایٹی میں۔ ملک میں کیوں انقلاب پیدا نہیں کرسکتے۔ کیا یہ وجہ ہے کہ ڈالنوا ڈول ہیں یہ لوگ مشرقی تہذیب پر ہیں اور پوری مغربی جمع ہے۔ لیکن اور قوموں میں تو اس مرکب خمیر کے معمولی اور زیادہ اچھے لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسوقت موجود ہیں۔ یہ وجہ تو معلوم نہیں ہوتی۔ تو کیا وجہ ہے کہ کالج میں مولا دینیات نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اور کسی دینی تعلیم گاہ نے جو کالج کے معاصر ہیں ہم پلہ ہو اس زمانہ میں کوئی پختہ دماغ شخص پیدا نہیں کیا۔ پھر بھی ایک محقق کا خیال اس موقع پر آ کر کچھہ دیر کے لئے الجھ جاتا ہے۔ لیکن شاید بڑا سبب یہ ہو کہ کالج کی بنیاد میں تصوف کا جزو نہیں جو دنیا کی بہت بڑی اکسیر رنگ اور قوت محرکہ مانا گیا ہے اور جس میں بے انتہا برقی مادہ ہے گو حاملان تصوف کی غلط کاریوں سے آجکل تصوف کی شان بے تُکے خیالات کا ایک گنبد ہے۔ مگر فی الاصل بڑی شان ہے۔ اس مختصر نوٹ میں اس پر کچھہ لکھنا مناسب نہیں اور لکھنے کی بات بھی نہیں۔ اس کو چہ میں تو کیفیات ہیں۔ ایک اور وجہ سمجھہ میں آتی ہے یعنے یونیورسٹی کی غلامی۔ یہ بھی پختہ دماغ شخص پیدا ہونے کی راہ میں یونیورسٹی کے نصاب میں پالٹیکس زیادہ ہے اور اسکی بنیاد بالکل پولیٹکل مصلحتوں پر ہے لیکن یہ ہر تجربہ دامن کھینچتا ہے۔ اور قوموں میں اسی یونیورسٹی اور اسی نصاب نے پختہ دماغ شخص پیدا کئے ہیں۔ اور بلند نمونے موجود ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ ان نمونوں پر ولایت کی تعلیم کا اثر ہے تو کیا کالج کے بعض طلباء اس سے محروم ہیں اگر معاصرین غور و خوض کریں تو یہ اچھا سوال ہے۔ تا بد

مراسلات

انتظام متعلقہ کانفرنس کراچی

جناب من! یہ تو آپ کے ناظرین کو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس سال محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کراچی میں ۲۶ ۲۷ اور ۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء کو منعقد ہوگی۔ سندھ ایک دور دراز ملک ہے اور کراچی تک سفر کرنا بعض کو دشوار نظر آتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک گوشہ سے یہ بھی اس قسم کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ مسافت کے خیال سے بعض صاحبان تشریف نہ لا سکیں۔ علاوہ ازیں اتنے دور کے سفر کے بعد اگر راحت نہ ملی تو بھی تکلیف ہوتی ہے مگر میں آپ کے ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ مسافت میل ٹرین پر کچھ بھی نہ معلوم ہوگی اور یہاں کی رہائش و خوراک کا انتظام اس طرح سے کیا گیا ہے کہ مہمانوں کو ہر طرح کی آسایش ملے۔ اسلئے اگر میں یہاں کے انتظام کا حال آپکے اخبار کے ذریعہ سے ہدیہ ناظرین کروں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ ریلوے سٹیشن پر رضاکار (والنٹیر) جو ایک خاص نشان سے مشخص ہو سکینگے) استقبال کے لیے اسٹیشن پر حاضر ہونگے۔ گاڑیوں وغیرہ کا سب انتظام کر کے کیمپ تک بآرام تمام پہنچا دینگے۔ کیمپ کے دروازہ پر محکمہ استفسار ہوگا جہاں کیمپ کے متعلق تمام معلومات مل سکینگی۔ سندھ کے ڈیلیگیٹ صاحبان کے لئے علیحدہ کیمپ ہوگا۔ باہر کے حضرات کے لئے علیحدہ اہل سندھ کے لئے مدرسۃ الاسلام کراچی کی عالیشان عمارت میں رہایش و خوراک وغیرہ کا انتظام کیا گیا ہے دیگر صوبجات کے اصحاب کے قیام کے لئے ہماری محترم و مکرم سیٹھ جیون جی صاحب نے اپنا وسیع باغ عنایت فرمایا ہے جس میں پہلے مرحوم سردار محمد ہاشم صاحب سابق والی قلات رہا کرتے تھے۔ یہ باغ نہایت گنجان ہے اور اسمیں متعدد کلاس نئے اور مکانات ہیں۔ علاوہ ان مکانات کے ما بجا ڈیرے اور خیمے لگا دیئے گئے ہیں۔ رہایش کے لئے جہاں تک ممکن ہوگا یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر صوبہ کے لئے ایک کیمپ علیحدہ ہو۔ کانفرنس کے جلسوں کے لئے پنڈال بھی اسی احاطہ میں ہوگا۔ اور علاوہ اسکے نمایش صنعت دستکاری مستورات و نمایش تعلیمی لوئی تساب وغیرہ کے لئے اسی باغ میں انتظام کیا گیا ہے۔ اگر ممکن ہوا تو شفاخانہ و ڈاکخانہ بھی کیمپ کے لئے علیحدہ ہوگا۔

کھانے کا انتظام یہ ہے کہ صبح کو دس بجے تک کھانا کھلا دیا جاویگا کیونکہ کانفرنس کی کارروائی ۱۱ بجے سے شروع ہو جاویگی۔ صبح الصباح چاء وغیرہ کا ناشتہ ہوگا۔ پھر رات کو بھی جلد کھانا ملیگا۔ اور اس امر کی کوشش ہو رہی ہے کہ کھانا ہندوستانی مذاق کا ہو۔ کیونکہ سندھی کھانا ذرا مختلف ہوتا ہے یہ عرض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ تمام مہمان جو دیگر صوبجات سے آئینگے معالی جناب ہز ہائنس سر فیض محمد خان تجاسی آئی ای بالقابہ کے مہمان ہونگے اور جتنے دن قیام کرینگے خوراک و رہایش مفت ملیگی۔

بعض صاحبان نے یہاں کی آب و ہوا اور ریل کے رستہ کے متعلق استفسار فرمائے ہیں جہاں تک مجھسے ممکن ہوا ہے میں نے جواب دیئے ہیں۔ مگر عام پبلک کی اطلاع کے لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس امر کا اظہار کر دوں کہ سردی یہاں بہت کم ہے مقیاس الحرارت جو کچھ کہ پچھلے چند سالوں کے حساب سے معلوم ہوا ہے عموماً اخیر دسمبر میں ۶۵ یا ۷۰ درجہ پر ہوتا ہے۔ اور عموماً موسم نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔ ریلوے کے رستے کے لئے اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ کراچی نہایت مشہور مقام ہے اور ہندوستان کا بڑا بندرگاہ ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے یہاں آتی ہے۔ پونا بمبئی کی طرف کے اصحاب جہاز کے ذریعہ سے بھی آسکتے ہیں اور ہر ریلوے کا ٹکٹ جو کسی بڑے اسٹیشن پر مل سکیگا۔ ماں کا راستہ دیا ہوگا۔ اگر ریلوے کا ٹکٹ نہ مل سکے تو اسٹیشن کے بابو صاحبان سے پتہ مل سکتا ہے۔ چونکہ میرے پاس چند خطوط اس قسم کے استفسار کے آئے ہیں اسلئے مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت ہوئی۔ علاوہ ازیں سب ریلوے لائنوں نے ڈیلیگیٹوں کے کرایہ میں رعایت کی ہے۔ بعض نے نصف کرایہ اول و دوم درجہ کا کر دیا ہے۔ اور ٹکٹ رعایتی بعض کو ۱۹ دسمبر سے اور بعض کے ۲۰ دسمبر سے دیا جاویگا مگر نارتھ ویسٹرن ریلوے نے مہربانی کر کے تیسرے درجہ کا کرایہ بھی نصف کر دیا ہے جو خاص ہمارے لئے رعایت کی ہے لیکن یہ صرف ان صاحبان کو ملیگا جو ہم سے ٹکٹ منگالینگے درخواستیں فوراً آنی چاہئیں۔

آخر میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جن صاحبوں کے پاس میں نے دعوت نامے بھیجے ہیں۔ وہ براہ کرم اپنے چیدہ ممبروں کی فہرست عنایت فرماویں جہاں تک مجھسے ممکن ہوا ہے میں نے معزز بزرگان قوم کی خدمتیں چھپے ہوئے دعوت نامے روانہ کئے ہیں۔ مگر سب ڈیلیگیٹ صاحبان کے نام دعوت نامے بھیجنا چونکہ ایک امر محال بلکہ ناممکنات تھا اسلئے میں ملتمس ہوں کہ جملہ بزرگان قوم و حضرات میرے اس عریضہ کو دعوت نامہ تصور کریں بقول ع صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

کمرر آنکہ پریسیڈنٹ نواب صاحب بہادر ڈھاکہ بوجہ چند در چند نہ ہو سکینگے۔ بلکہ جناب شمس العلما مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب حالی ہونگے۔ راقم ع م خ دہلوی ممبر ... کراچی۔

بڑی جنتری سنہ ۱۹۰۹ء

بحمد اللہ کہ نامی پریس کی جنتری جو باوجود مختصر اوراق ہونے کے ملک کی تمام جنتریوں سے بڑی اور ہندوستان کی انسائیکلوپیڈیا تسلیم ہو چکی ہے۔ اسکا چھبیسواں اڈیشن چھپ کر شایع ہو گیا۔ یاد ہوگا کہ سنہ ۱۹۰۵ء کے دیباچہ بڑی جنتری اور کرم فرزوردیں کا مضمون دکھکر ملک کی طرف سے ایک اپیل حضور گورنمنٹ نظام دکن میں کیا گیا تھا کہ سنہ فصلی الہی ترمیم ہونا چاہیے۔ تاکہ فصلوں کی مطابقت ہر جو تھے سال جو ایک روز کا فرق پڑ جایا کرتا ہے دفع ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ اسپر توجہ ہوئی اور حسب خواہش سنہ فصلی ترمیم ہو گیا چنانچہ اسکے شکریہ میں امسال کی جنتری کا دیباچہ اس گزٹ کی نقل سے شروع کیا گیا ہے جس میں گورنمنٹ نظام نے سنہ فصلی کی ترمیم شایع کی ہے اسکے آخر میں یزدجرد بادشاہ فارس سے لے کر حضور نظام دکن تک جن جن لوگوں نے سنہ فصلی میں ترقیات اور اصلاحیں کی ہیں۔ سب کی تصویریں ایک صفحہ پر نہایت موزونیت سے درج کی گئی ہیں اسکے بعد ایک مضمون ایران جدید ہے جسمیں ایران کے نئے پارلیمنٹ کا دستور العمل لکھکر شاہ مظفر الدین اور محمد علیشاہ والیان ایران کے نہایت صحیح مرقعے چھاپے گئے ہیں۔ جو قابل دید ہیں۔ سنہ ۱۹۰۸ء کی سالانہ مصائب اور نقشہ اے تعطیلات کے بعد تاریخ ترک کا ایک دیوان نمبر دیا گیا ہے جو سلطان حال اور زمانہ موجودہ تک کے واقعات پر امسال ختم کر دیا گیا ایک مضمون ورزش جسمانی مفید زندگانی درج ہے۔ اسمیں تسکا یا بمبئی کے متعلق طرح طرح کی ورزشیں نقشوں درج ہیں جنکی مشق سے انسان نہایت تھوڑے وقت اور تھوڑی محنت میں تندرستی حاصل کر سکتا ہے جسب معمول حجاز ریلوے کے حالات مع نقشہ درج ہیں جس سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ ابتک ریل کہاں تک بن چکی ہے اور کہاں تک بن رہی ہے اور کب تک مدینہ منورہ پہنچنے والی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی مضامین مفید ہر خاص و عام درج ہیں جنکی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ قیمت مع محصولڈاک ۸ بوقت فرمایش بڑی جنتری درجہ اول لکھنا چاہیے

المشتہر محمد رحمت اللہ رعد مالک نامی پریس کانپور

پریسیڈنٹ پراونشل مسلم لیگ پنجاب کا افتتاحی ایڈریس

ذیل میں ہم حسب وعدہ آنریبل خان بہادر میاں محمد شاہ دین صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا کا وہ ایڈریس شائع کرتے ہیں جو انہوں نے بحیثیت پراونشل مسلم لیگ پنجاب کے پریسیڈنٹ ہونے کے ۳۰ نومبر کو لیگ مذکور کے افتتاح فرماتے وقت دیا تھا۔

"حضرات! ہم آج یہاں اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی جو گذشتہ سال میں بمقام ڈھاکہ منعقد ہوئی تھی ایک شاخ صوبہ پنجاب میں کھولی جائے جن خاص حالات کی وجہ سے مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ ان کے اعادہ کی اس موقع پر ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ بالخصوص اسلئے کہ آپ سب صاحبان ان حالات سے کم و بیش واقف ہیں۔ مگر اس قدر عرض کرنا شاید نا موزوں نہ ہوگا کہ گذشتہ ۳۰ سال کے عرصہ میں ہندوستان کی مختلف اقوام اور دور دراز حصوں میں جو ذہنی اور خیالاتی ترقی ہوئی ہے اسکا ایک لازمی نتیجہ ہوا ہے کہ ملک کے ہر گوشہ میں ایک عجیب حیرت انگیز حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ اور ان آثار میں جو مغربی تعلیم کے اثرات کا نتیجہ ہوتے ہیں اور جن میں ان سیاسی خیالات کا احساس پیدا ہو گیا ہے جو یورپ اور امریکہ کی ترقی یافتہ قوموں کے ملکی کارناموں کی بنیاد ہیں۔ اپنے حقوق کی شناخت اور ان کی حفاظت کی خواہش بے شمار دلوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان بھی اس تحریک کے اثر سے خالی نہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ امر بلا شبہ قابل افسوس اور تعجب انگیز ہوتا اگر ہم اس نئی روشنی اور نئی ترقی کے عمدہ اور بیش قیمت خیالات اور اثرات سے علیحدہ اور غیر مانوس رہتے۔ اہل ہند کے ذہنی قویٰ پر مغربی علوم و فنون کا اثر ایسا گہرا پڑا ہے کہ ان کی خیالی اور معاشرتی زندگی میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا ہے اور ان متحرک خیالات کی وجہ سے جو مغربی طرز تعلیم سے وابستہ ہیں قوت شوق اور تیز رفتار ترقیوں کے رگ و ریشے میں خون کی طرح سرایت کر گیا ہے۔ اس زمانہ کو گذرے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے جبکہ مغرب اور مشرق میں ان سیاسی خیالات اور تمدنی آمیزش کے اعتبار سے جن کو قوموں اور ملکوں کی ترقی اور تنزل میں بہت بڑا دخل ہے۔ زمین آسمان کا فرق تھا۔ اور وہ فرق خواہ بوجہ دیرینہ تاریخی حالات اور روایات اور خواہ بسبب طبعی اور قومی اور اخلاقی اختلافات کے ایسا مستقل اور اصولی تھا کہ اسکا رفع ہونا قریباً محال معلوم ہوتا تھا۔ مگر انقلاب زمانہ اور اسکی رفتار میں وہ جادو ہے کہ جو نا ممکن کو ممکن اور محال کو آسان ثابت کر دکھاتا ہے۔ خدا کی شان دیکھو کہ جزیرہ نمائے عرب کے خشک اور گرم ریگستان سے ایک ایسی طلسم آمیز ہوا اٹھی کہ وہ بیابان اور بحر و بر کے نا متناہی مسافتوں کو طے کرتی ہوئی مغرب اقصیٰ تک پہنچی اور اپنی خوشگوار اور پر جوش کن جھونکوں سے ملکوں اور قوموں کو بہشتی ہوئی ایک سفید اور شفاف ابر رحمت کی طرح مہذب دنیا کے بڑے حصہ پر چھا گئی۔ خوابیدہ مغرب کو بیدار مشرق نے میٹھی نیند سے جگا یا اور دونوں نے کچھ عرصہ کیلئے ترقی کے چمن میں باہم مل کر گلگشت کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد زمانہ نے پھر کروٹ بدلی۔ اور اب جو دیکھا تو آفتاب ترقی کا دوسرا رخ پیش نظر تھا۔ خفتہ نصیب ممالک یکایک جاگ اٹھے۔ اور بیدار قومیں عیش کے خمار میں چور ہو کر سو گئیں۔ ع

کچھ ایسے سوئے ہیں سونیوالے کہ حشر تک جاگنا قسم ہے

کچھ زمانہ اور گذر گیا۔ اور اب پھر دور شروع ہوا ہے۔ مغرب دبے پاؤں مشرق کی خوابگاہ میں آیا ہے۔ اور شب گذشتہ کی بلاخیز اور ہوشربا غنودگی سے اپنے پرانے دوست کو بلا بلا کر بیدار کر رہا ہے۔ شاید اب یہ قانون قدرت کا عمل ایسے مرحلے کو پہنچ گیا ہو کہ مشرق نے کروٹ بدلی ہے آنکھیں مل کر بیدار ہونے کو تیار ہے اور اس مسئلہ میں یہاں تک کہ اٹھ کر بیٹھ گیا ہے۔ یہ حالت ایک نہایت نازک حالت ہے۔ اور اہل ہند کو جو مشرقی قوموں میں چند وجوہات سے ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اس حالت کو نہایت مصلحت بینی عاقبت اندیشی اور عالی حوصلگی سے نبانا ضروری ہے۔

آؤ! ہم ایک لحظہ کے لئے غور کریں کہ ہندوستان میں اس خاص حالت کے ساتھ ہم مسلمانوں کا کیا اور کیسا تعلق ہے اور ہمارا طریق عمل اسکی نسبت کیا ہونا چاہیئے۔

اس امر کے متعلق سب سے پہلا سوال جو ہم کو مدنظر رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ جو پولیٹیکل تعلق انگریزی قوم کا اہل ہندوستان کے ساتھ ہے اسکا قائم رہنا اور مستحکم ہونا ہماری بہبودی اور ہر دو اقوام کی آئندہ بہتری کے لئے لازمی ہے۔ اور جو عمارت قومی اور ملکی ترقی کی ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لئے بنا رہے ہیں اور بنانا چاہتے ہیں اسکا بنیادی پتھر یہی خیال ہے۔

دوسرا اصول جس پر ہم مسلمانوں کا عمل مبنی ہونا چاہیئے۔ یہ ہے کہ مغربی تعلیم و خیالات اور جدید اصول ترقی کا ہم کو پورا فائدہ اٹھانا ہے۔ کیونکہ یہ امر نا ممکن ہے کہ آج کل کے زمانہ میں جدید علوم و فنون اور ترقی کے نئے پہلوؤں کا جو سیلاب زور و شور سے چڑھا ہوا ہے۔ اسکے تلاطم سے خوف کھا کر اپنی ناؤ کو ہم پرانی قدیم خیالات کے کنارہ اور پایاب پانی میں لیجائیں۔ اور وہاں آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔ ہمیں اپنی قومی کشتی عین منجدھار میں کھینی پڑیگی۔ اور ہمیں ان مشقتوں اور دقتوں اور خطروں کے لئے مردانہ وار تیار رہنا چاہیئے جو ایک تجربہ کار جوصلہ مند، باہمت اور دلیر ملاح کو طوفان کے زور اور بجلی کی کڑک میں ایک ناپیدا کنار سمندر میں پیش آتے ہیں۔ زمانہ جدید میں باہم مقابلہ سے اپنی مدد آپ کرکے ترقی کرنا شخصی اور قومی فلاح کے لئے اکسیر کا اثر رکھتا ہے۔ اور یہ یاد رکھو کہ جس قوم کا طریق عمل اس اصل کے مطابق نہ ہوگا وہ ایک دن تنزل میں گر کر رہیگی۔ ہماری خوش قسمتی ہے ہماری ہمسایہ قوم ہنود جو پہلے سے اس ملک کے علمی اور عملی خزانوں کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس اصول پر پورا عمل کر رہی ہے اور مہذب دنیا کو دکھا رہی ہے کہ گو گذشتہ ادوار اور سلسلہ نے مشرق کی کمر توڑ دی ہے تاہم ہندوستان کی آبادی اور قوم اپنے ملک کی بوسیدہ ہڈیوں میں جدید علمی ترقی کی نئی روح پھونکنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

ہم مسلمانوں کو اس روشن مثال کی تقلید کرنا لازمی ہے تاکہ ہم بھی اپنی گم شدہ تہذیب پھر بحال کر سکیں۔ اور ساتھ ہی جدید اصول ترقی کا رنگ چڑھا کر موجودہ طاقتور قوموں کے ہمقدم ہو کر چل سکیں۔ اور تمدن و شائستگی کی دشوار منزلیں طے کریں۔

مغربی تعلیم کے متعلق جو جدید تہذیب کے حصول کے لئے ایک لازمی ذریعہ قرار دی جا چکی ہے ہم مسلمان تجربہ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ مگر موجودہ طرز حکومت کے نتائج سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ہم محض تعلیمی ترقی پر اپنی قومی فلاح کا مدار نہ رکھیں بلکہ ضروریات زمانہ کے مطابق اپنے پولیٹیکل حقوق کا احساس حاصل کرکے ان کی کافی نگہداشت کریں۔ یہ امر بھی ہے کہ گذشتہ ملکی حالات اور چند قومی اور مذہبی اختلافات کی وجہ سے جو ہر حصہ دنیا میں کم و بیش پائے جاتے ہیں ملک ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے بعض قومی اغراض ان اغراض سے متحد نہیں ہیں جو دیگر اقوام ہند کے پیش نظر ہیں۔ اور اسلئے ان اغراض کی تکمیل کیلئے ہمارا طریق عمل کسی حد تک بہت عرصہ کے لئے جدا گانہ رہیگا۔ علاوہ ازیں حکمران قوم کے مفتوح قوموں کے ساتھ جو باہمی ملکی اور اخلاقی تعلقات ہوتے ہیں۔ اور ہونے چاہئیں ان کی کیفیت اور وسعت کے متعلق ہم مسلمانوں کے خیالات بعض دیگر ترقی یافتہ جماعتوں کے خیالات سے مختلف ہیں اور اگر موجودہ حالات ملک میں کوئی بہت بڑی تبدیلی واقع نہ ہوئی تو غالباً ایک عرصہ تک مختلف رہیں گے لہٰذا یہ امر لازمی ہے کہ ہم مسلمان اپنی خاص قومی ضروریات کا احساس کسی حد تک ایک علیحدہ بنیاد پر اور ایک مخصوص پیمانہ پر کریں۔ اور ان کے ادا کرنے کے وسیلے ایسے اختیار کریں جو ان وسیلوں سے نسبتاً علیحدہ ہوں۔ جو دوسری ہمسایہ قوموں نے اپنے حالات اور خیالات کے مطابق اختیار کر رکھے ہیں۔ ہم کو ازروئے تجربہ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ہندی اخلاقی اور معاشرتی

ترقی کے لحاظ سے ہندوستان کے باشندے ابھی تک اس امر کے قابل ہیں کہ ان کو اس قسم کے پولیٹیکل حقوق اور اختیارات دئے جائیں جو اعلیٰ درجہ کی مہذب اور خود مختار قوموں کو یورپ میں حاصل ہیں کیونکہ جو محدود اختیارات اور حقوق ان کو دئے جا چکے ہیں ان کے استعمال کرنے میں بدقسمتی سے ہمارے تعلیم یافتہ ہموطنوں کی بعض جماعتوں نے اعتدال خوش اسلوبی اور دور اندیشی سے کام نہیں لیا اسلئے یہ ضروری ہے کہ ہماری پولیٹیکل خواہشات ہماری قومی اور تعلیمی استعداد کی حد تک محدود رہیں اور ان کی تکمیل کے ذرائع اختیار کرنے میں ملکی اور انتظامی دقتوں کا خیال ہر وقت ہمارے مد نظر رہے۔

ہم ان جملہ امور کو جن کا ذکر ہو چکا ہے پیش نظر رکھ کر آل انڈیا مسلم لیگ گذشتہ سال میں قائم کی گئی تھی۔ اور انہیں اصولوں کے مطابق اپنی قومی اغراض کے حاصل کرنے کے لئے اس لیگ کی ایک شاخ صوبہ پنجاب میں بھی کامل طور پر قائم کی گئی ہے۔

چونکہ لاہور اس صوبہ کا نہ صرف دار الحکومت بلکہ علمی اور تمدنی مرکز ہے اسلئے ایسی شاخ قائم کرنے کے لئے اور کوئی شہر لاہور سے زیادہ موزوں نہیں ہو سکتا اس شہر میں اس سے پہلے بعض ایسی اسلامی انجمنیں موجود ہیں جو کم و بیش کامیابی کے ساتھ بعض خاص خاص اغراض کی تکمیل کر رہی ہیں۔ اور آئندہ کرتی رہینگی۔ ان سب میں انجمن اسلامیہ ایک ایسی انجمن ہے جس نے اپنے وقت میں چند پولیٹیکل معاملات کے متعلق جن کا اثر پنجاب کے مسلمانوں پر پڑتا تھا۔ خاص معین حدود کے اندر نہایت عمدہ اور قابل تعریف کام کیا ہے۔ مگر جدید ملکی حالات اور ہماری بعض نو زاد پولیٹیکل ضروریات کے لحاظ سے انجمن اسلامیہ کا کانسٹیٹیوشن کافی وسیع نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے اور ہو جبکہ یہ بھی کہ اسکے ممبران کے معزز گروہ میں ایک معقول تعداد عہدہ داران سرکاری کی شامل ہے ہم اسکو آل انڈیا لیگ کی شاخ نہیں بنا سکتے نئی ضروریات اور اغراض کی تکمیل نئے ذرائع سے ہونی لازمی ہے اور اسلئے ضروری ہم کو اس شاخ کے علیحدہ قائم کرنے کا خیال دامنگیر ہوا ہے

اس نئی سوسائٹی کے مقاصد حسب ذیل ہیں

(۱) مسلمانان پنجاب کے پولیٹیکل حقوق کی حفاظت کرنا اور انہیں ترقی دینا اور مسلمانوں میں محبت قوم و وطن کی روح پھیلانا

(۲) مسلمانان ہندوستان کی ترقی اور بہبودی آل انڈیا مسلم لیگ اور دیگر شاخوں سے ملکر کام کرنا۔

(۳) مسلمانوں کے درمیان برٹش گورنمنٹ کی نسبت سچی وفاداری کا خیال قائم رکھنا اور بڑھانا۔ ملک معظم کی رعایائے ہندوستان کے متعلقہ قوانین و احکام کی نسبت مسلمانوں کے خیالات کا اظہار کرنا

(۴) مسلمانان ہندوستان کے تمام مختلف فرقوں اور نیز مسلمانوں اور اس ملک کی غیر مسلم اقوام کے مابین رشتہ اتحاد و موّدت قائم رکھنا اور بڑھانا۔

اس موقعہ پر ان مقاصد پر تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں صرف اس قدر عرض کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان اغراض کی تکمیل میں اس نئی انجمن نے حسن عقیدت اور نیک نہادی کے ساتھ کوشش کرنا اپنا فرض سمجھا اور کسی حد تک عملاً اس کوشش میں کامیاب ہوئی تو قوم سمجھیگی کہ اسکے قائم کرنے میں ہمیں اپنا عزیز وقت اور روپیہ ضائع نہیں کرنا پڑا۔ اور اگر اسکی آئندہ کارروائی سے کوئی عملی نتیجہ مترتب نہ ہوا تو سمجھا جائیگا کہ ہم نے بھی بعض دیگر مجلسوں کی طرح اپنے تئیں قابل مضحکہ ثابت کر دکھایا ہے خدا ہم کو کار نیک کی توفیق دے

منقولات

دہلی انبالہ کالکا ریلوے

ایسٹ انڈین ریلوے کی سٹرائیک جس سے باشندگان شمالی ہند اور بنگال کو سخت تکلیف پہنچی ہے اور تجارت کا سخت نقصان اور ہرج ہوا ہے اسکا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اس امر کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہے کہ دہلی انبالہ کالکا لائن کو ایسٹ انڈین ریلوے سے جس قدر جلدی لے لیا جائے اتنا ہی پبلک کے حق میں مفید ہے۔ موجودہ حالت میں ادھر سے انبالہ تک اور وہاں سے براہ سہارنپور و غازی آباد دہلی تک۔ نیز کالکا سے شملہ تک کا ٹکڑا نارتھ ویسٹرن ریلوے کی اہتمام میں ہے آخر الذکر ٹکڑے پر اگرچہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی گاڑیاں چلتی ہیں مگر چونکہ یہ انبالہ اور کالکا کے درمیانی حصہ پر آمد و رفت کرنے کی مجاز نہیں اس لئے ایسٹ انڈین ریلوے پر سٹرائیک ہو جانے کی حالت میں شملہ کامل طور پر میدانی علاقے سے منقطع ہو جاتا ہے۔ دہلی انبالہ کالکا ریلوے کمپنی کے ٹھیکہ کی میعاد ۱۹۲۶ء میں ختم ہوگی اور گمان غالب ہے کہ اسوقت گورنمنٹ اسے ضرور خرید لیگی۔ لیکن اگر گورنمنٹ اس وقت ایسٹ انڈین ریلوے کو عدم پابندی معاہدہ کی بنا پر ٹھیکہ کے ختم کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ تو کم از کم اتنا تو ہو سکتا ہے کہ اسے اس امر پر مجبور کرے کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کو انبالہ اور کالکا کے درمیانی ٹکڑہ پر اپنی گاڑیاں چلانے کی اجازت دے۔ اگر یہی سٹرائیک ایک ماہ قبل واقع ہوتی تو اس سے نہایت خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے تھے کیونکہ گورنمنٹ ہند کی شملہ کو روانگی کو روک دینے کے علاوہ اس سے قانون مجالس باغیانہ کے پاس کرنے میں دیر ہو جاتی بوجہ اس کے کہ اکثر مخالف سٹرائیک کی وجہ سے وقت پر شملہ نہ پہنچ سکتے۔ یہ تجویز جو بدیں پیش کی گئی ہے نہایت معقول وجوہ پر مبنی معلوم ہوتی ہے کہ ایسٹ انڈین ریلوے دہلی پر ختم ہو جائے جو اسکا قدرتی انجام معلوم ہوتا ہے اور دہلی انبالہ کالکا لائن کا اہتمام نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سپرد کیا جائے جو اسکی زیادہ اہل معلوم ہوتی ہے اور اسکے عوض انبالہ سہارنپور غازی آباد کا ٹکڑا اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے حوالے کر دیا جائے۔ ایسی حالت میں اگر اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کو مغل سرائے سے براہ گیا و بنگال ناگپور ریلوے کلکتہ تک اپنی گاڑیاں چلانے کی اجازت دی جائے تو صاف ظاہر ہے کہ کلکتہ کا تعلق شمالی ہند سے کبھی ایسا منقطع نہیں ہو سکتا جیسا کہ حال کی سٹرائیک سے ہوا ہے۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ)

ایک بنگالی لیڈر کا کیرکٹر

بعض بنگالی پالیٹیشنوں کے رویہ میں یکایک تبدیلی واقع ہوتے دیکھنا عبرت سے خالی نہیں۔ اگلے روز کی بات ہے کہ مسٹر بپن چندرپال کو ایک فوجداری مقدمہ میں شہادت دینے کی غرض سے بلایا گیا تھا مگر انہوں نے ایک بدیسی عدالت میں شہادت دینے کو اپنی کسر شان سمجھا جسکی پاداش میں انہیں دانستہ معدلت گستری میں مخل ہونے کے لئے "عدالت" سے چھ ماہ قید کی سزا ہوئی۔ مگر بہت ہی جلد تمام شیخی کرکری ہو گئی۔ پریزیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے ان سے جو غرور اور تکبر ظاہر ہوا تھا وہ ہائیکورٹ میں حلیمانہ انداز سے بدل گیا۔ وہی بہادر محب وطن جسنے پولیس کورٹ میں قانون ملک کی ایسی تذلیل و توہین کی تھی اسے اپنی کوتاہ اندیشی کی سزا سے بچنے کے لئے اسی قانون کی حفاظت میں جگہ لینی پڑی۔ قوم کے لیڈر اس دل و گردہ کے نہیں ہوا کرتے (پیسہ اخبار)

ہندوستان کی خبریں

ممالک متوسط کے اضلاع بے پور ناگپور ہوشنگ آباد وغیرہ میں گذشتہ ہفتہ کا اندر خفیف بارش ہوئی جس سے فصل کو کسیقدر فائدہ پہونچا +

۲۶ر نومبر کو مقام شین پوش کے قریب ریلوے ملازمین کی ایک جماعت نوشہرہ ریلوے کی توسیع کے متعلق پیمائش وغیرہ کا کام کر رہی تھی کہ کوہ خیل آفریدیوں کے بعض آدمیوں نے ان پر بندوق کا فیر کیا - ادھر سے جنبر پائنیرز کی گارڈ نے بھی انکے ہمراہی تھی فیر کئے - اس کشمکش میں گاہک کے دو سپاہی نشانہ بندوق ہوئے - کوہ خیل آفریدی اپنے علاقہ میں ریل بننے کے مخالف ہیں اور اس طرح اپنی ناراضی کا اظہار کر رہے ہیں -

۲۹ر نومبر کی شب کو مارٹینیر کالج لکھنؤ میں غدر کی پچاسویں سالگرہ کی یادگار میں جلسہ بصدر قص و سرود منعقد ہوا + جلسہ میں تمام لکھنؤ کے معززین سپاہی بھی موجود تھے +

یورپ اور امریکہ کے طویل دورہ کے بعد مسز اینی بیسنٹ ہندوستان واپس آ گئیں + ۳۰ر نومبر کو کولمبو سے روانہ ہو کر یکم دسمبر کو مدراس پہنچیں +

ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ دورہ کرتے ہوئے ۳۰ر نومبر کو مدراس آگرہ پہنچے +

کلکتہ میں ایک یورپین ہیری پرائس نامی جسنے کچھ عرصہ ہوا انشورنس کا ایک سکول کھول رکھا تھا اس الزام میں ماخوذ ہو کر سیشن سپرد ہوا کہ جعلی دستخطوں سے تیرہ ہزار روپیہ کی مالیت کے دو پرامیسری نوٹوں کا روپیہ وصول کرنا چاہتا تھا +

پورٹ ٹرسٹ کلکتہ کے چارسو قلیوں نے جو ہڑتال کر رکھی تھی اسکا خاتمہ ہو گیا +

طلباء کی گذشتہ شورش اور بدامنی کی وجہ سے ناگپور کا نیل ہائی سکول اور مارس کالج ہر دو بند کر دیئے گئے تھے اور منیجنگ کمیٹی نے فیصلہ کر دیا تھا کہ جبتک طلبا معافی نہ مانگیں گے انھیں دوبارہ داخل نہ کیا جائیگا + اسپر طلبا نے معافی مانگ لی اور دونوں درسگاہیں کھل گئیں +

پاسچر انسٹی ٹیوٹ کسولی کو جو لوگ دیوانہ جانوروں کے کاٹنے کا علاج کرانے کے لئے جاتا چاہیں انکے لئے سرکاری قواعد مشتہر ہوئے ہیں - ادنی کو تو ہر قسم کی سہولت میسر ہے - غربا کو بتصدیق افسران سرکاری ریل کی آمد و رفت کا ٹکٹ مفت ملتا ہے - اور مقامی میونسپلیوں سے اخراجات سفر و قیام بھی مل سکتے ہیں - متوسط درجے کے لوگوں کو اپنا انتظام کرنا پڑتا ہے اور انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے مزدوری سائیس مہیا کی جاتی ہے - کسولی کالکا سے نو دس میل کے فاصلہ پر ہے - علاج میں تین چار ہفتے صرف ہوتے ہیں اور کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی -

۳۰ر نومبر کو حضور والا امیر نے مانڈلے کے بازار ملاحظہ فرمائے اور ریشمی کپڑے و دیگر برہمی ساخت کی اشیاء خریدکیں اور تیسل شام گورنمنٹ ہاؤس میں گارڈن پارٹی ہوئی - دوسرے روز صبح کو ارکان نامی بدھ مندر کا ملاحظہ فرمایا اور شام کو گرجا میں شامل ہوئے - ۲ر دسمبر کی صبح کو کوہ مانڈلے پر سات سو بدھ مندروں کی سیر کی اور بعد دوپہر معہ پارٹی مقام مینگیانہ کو روانہ ہوئے +

مٹیا برج ضلع ملی پور بنگال میں پولیس نے ایک بنگالی کو ناجائز گانجہ فروخت کرتے ہوئے گرفتار کیا تھا مگر تھانہ لیجاتے ہوئے ملزم کے ساتھیوں نے ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے پولیس پر حملہ کرکے اسے چھڑا لیا - آخر پولیس نے ملزم کو دوبارہ گرفتار کرکے داخل حوالات کیا اور بلوائیوں کو گرفتار کرنے کی کوشش

۳۰ر نومبر کو سرینگر کے قریب موضع سنادر میں آتشزدگی سے عیسائی مشن کے چھ گھر جل کر تباہ ہو گئے +

صاحب وزیر ہند نے ہندوستان کے لئے جو جدید سنگتراش مسٹر لیونارڈ جیننگز مقرر کیا ہے وہ پچھلے ہفتہ یہاں پہنچ گیا ہے اور کلکتہ میں اپنا کام شروع کریگا +

۲۸ر نومبر کی شب کو بمقام دمدم آتشزدگی سے جوٹ کی کثیر مقدار کا نقصان ہوا +

پنجاب یونیورسٹی کی آرٹس فیکلٹی نے سفارش کی ہے کہ ایم اے کا کورس مستقل طور پر دو سال کی بجائے ایک سال کر دیا جائے - نیز امتحانات بی اے و انٹرمیڈیٹ میں انگریزی سے دیسی زبان کے ترجمہ کا ایک پرچہ دیا جائے +

میلہ جالندھر کے مقدمہ بلوہ میں ۲۳ نومبر مالیشیر والوں کو سو روپیہ سے ہزار روپیہ جرمانہ تک کی جو سزا ہوئی تھی وہ ہائیکورٹ کلکتہ نے اپیل پر بحال رکھی -

محکمہ تار کے ملازموں کی تحریک جو کلکتہ اور رنگون سے شروع ہوئی تھی روز بروز دیگر بڑے بڑے مقامات میں پھیل رہی ہے اور سب مل کر تجویز کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ کی خدمت میں انکی معروضات کا جلد جواب دینے کے لئے ایک عرضداشت ارسال کی جائے + لاہور سیالکوٹ آباد و دیگر بڑے بڑے مقامات میں ان کے تائیدی جلسے ہوئے اور ہو رہے ہیں +

آسنسول کی طرح آسام بنگال ریلوے کے سٹیشن چدپور پر بھی چند یورپین اور یوریشین گارڈوں نے ملکر سٹرائیک کر دیا مگر اسے نباہ نہ سکے - حکام ریلوے نے بروقت ملازمین کی جائز شکایات کو رفع کر دیا اور سٹرائیک کرنیوالوں میں سے بعض کو برطرف اور بعض پر مقدمہ دائر کیا +

دہلی میں جنرل نکلسن کے مجسمہ کو جو کشمیری دروازہ کے باہر باغ میں نصب ہے کسی شریر نے توڑ کر خراب کر دیا +

آخر ہفتہ میں کلکتہ کانپور مظفرنگر سہارنپور و دیگر مقامات سے بھی خبریں موصول ہوئی ہیں کہ وہاں پر بھی پیسوں میں طلائی آمیزش کی افواہ پر لوگوں نے سرکاری خزانہ کا ذخیرہ قریباً خالی کر دیا - کلکتہ میں تو حقیقت حال معلوم ہونے پر حکام کو سرکاری خزانہ کا پھاٹک بند کرنا پڑا اور اس امر کا اعلان کیا گیا کہ پیسوں میں طلائی آمیزش کی افواہ محض گپ ہے + دہلی میں یہ پیسے بارہ بارہ آنہ کو بھی بکنے لگے +

لارڈ کچنر ریاست پونچھ میں سیر و شکار سے فارغ ہو کر براہ جہلم ریاستہائے پھلکیاں کے دورہ کو تشریف لے گئے +

بعض لوگ اکسچینج کا روپیہ ولائیت کو بذریعہ پوسٹل آرڈر بھیجنے لگ گئے تھے اسلئے گورنمنٹ ہند نے حکم دیا ہے کہ آئندہ کوئی شخص ایک دن میں بیس پونڈ کے پوسٹل آرڈر سے زیادہ معاوضہ ولائیت کرنے کا مجاز نہیں ہے +

آسعد مبارکپور ضلع گوجرات کے ایک قصبہ میں ٹیکہ طاعون کے بعد ایک قوم لوہار مسلمان کے وفات پانے کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ غلط ہے کہ ٹیکہ لگانے کی وجہ سے یہ موت واقع ہوئی - اسکی اصل وجہ یہ تھی کہ اسکے دل میں ایک چھوٹا سا جس کی وجہ سے ہلاکت واقع ہوئی + اس حادثہ کی باقاعدہ تحقیقات کیگئی اور اصل باعث معلوم ہونے کے بعد پھر ٹیکہ لگانے کا کام شروع کیا گیا +

علاقہ رنگون سے آٹھ دس قیدی جو سرکاری اسامی چرا کر پولیس کی حراست سے بھاگ گئے تھے اور جنھیں چند ہفتے ہوئے عدالت سے سنگین سزائیں ہوئی تھیں ان میں سے تین کو سرقہ کے الزام میں عدالت رنگون سے سات سات سال حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی جو سابقہ سزا کے اختتام پر شروع ہوگی +

انڈسٹریل کانفرنس کا تیسرا سالانہ اجلاس امسال بھی حسب معمول نیشنل کانگریس کے بعد ۳۰ر دسمبر کو بمقام سورت منعقد ہوگا - دیوان بہادر انبالال سنکرلال رئیس احمد آباد سابق چیف جسٹس بڑودہ اسکے پریزیڈنٹ منتخب ہوئے ہیں + انہی ایام میں آل انڈیا ٹمپرنس کانفرنس کا اجلاس بھی بمقام سورت بصدارت بابو نرنداناتھ سین ایڈیٹر انڈین مرر کلکتہ منعقد ہوگا +

ہائیکورٹ کلکتہ کے جسٹس رام پینی و جسٹس سید شرف الدین نے لیاقت حسین کا مقدمہ خلاف ورزی احکام مجسٹریٹ میں اس بنا پر رد کر دیا کہ مجسٹریٹ کو اپنے احکام کی خلاف ورزی کے مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہ تھا - سنا ہے کہ سرکاری وکیل مقدمہ کی دوبارہ تحقیقات کی تجویز کر رہا ہے +

کمیشن تقسیم اختیارات گذشتہ ایام میں بمقام مدراس اپنے اجلاس کرتی رہی اور ہر روز لوگوں کی اور

دیسی اخبار کی شہادتیں ہوتی رہیں۔ وہاں کا کام ختم کر کے اُس کے ممبر ۳ دسمبر کو روانہ راجہ مندری ہوئے + مدراس کے ایکسٹریمسٹوں نے اپنے بیادران ناگپور کو لکھا ہے کہ آپ ناگپور میں کانگریس کا اجلاس کریں ہم آپکا ساتھ دینگے اور کثرت سے شامل ہونگے۔ یہ بھی افواہ ہے کہ ناگپور کے ایکسٹریمسٹ سورت میں کانگریس کو بدنام کرنے اور بدمزگی پیدا کر کے اجلاس کا کام بند کرنے کی غرض سے گئے تھے۔ اُن کی سورت کے ایکسٹریمسٹوں نے خوب تبرا کیا اور رسوا کر کے وہاں سے نکال دیا +

جذامیوں کی امداد کا سکیم گورنمنٹ پنجاب کے زیر غور ہے +

صاحب چیف کمشنر صوبہ سرحدی پنجاب نے بنوں میں چھ آنریری مجسٹریٹ نامزد فرمائے ہیں جن میں سے ۳ ہندو اور ۳ مسلمان +

ٹیلیگرام پایونیر رقمطراز ہے کہ یہ خبر جو ولایت سے بذریعہ تار موصول ہوئی ہے کہ مسٹر مارلی نے بعض چیدہ اضلاع میں جوڈیشل اور ایگزیکٹو اختیارات کی علیحدگی کے آغاز کی منظوری دیدی ہے بالکل درست ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صاحب وزیر ہند نے اس اصول کو منظور فرما لیا ہے لیکن گورنمنٹ ہند نے جو اسکا مسودہ تیار کیا ہے اس پر پہلے لوکل گورنمنٹوں کی آراء طلب کیجائینگی اور بعد میں ولایت بھیجا جائیگا +

۳ دسمبر کو بمقام آگرہ ایک کپڑے کی دکان میں آتشزدگی سے ایک لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا +

سرکاری سلوپ سینیمرا وائیسٹ کیپر اور ٹیٹن اسپیڈ وکشتیاں بمبئی میں فروخت کی گئیں۔ ایک ایرانی تاجر نے انہیں ۶۲۵۰۰ روپیہ کو خریدا اور ساحل کے ساتھ ساتھ مسافروں کی آمد ورفت کے کام آئینگی +

ڈسٹرکٹ بورڈ کی اصلاحی تجاویز کے متعلق گورنمنٹ مدراس نے جو کارروائی کی ہے اسپر دیسی اخبارات نکتہ چینی کر رہے ہیں اور مختلف شہروں میں اسکی مخالفت کے جلسے ہو رہے ہیں +

کمیشن تقسیم اختیارات کے دورہ کا پروگرام حسب ذیل مشتہر ہوا ہے:—

کلکتہ ۷ دسمبر: رنگون ۱۰ تا ۱۴: کلکتہ ۲۴ دسمبر تا ۴ جنوری ۱۹۰۸ء۔ ڈھاکہ قیام چار روز کرینگی ۲ روز۔ واپسی کلکتہ ۱۵ جنوری: روانگی ۶ فروری: ناگپور ۴ روز یا کچھ زیادہ: الہ آباد و لکھنؤ تین روز۔ ۱۶ فروری سے ۳ مارچ کا پروگرام ہنوز مقرر نہیں ہوا: لاہور ۴ مارچ: قیام چار یا پانچ روز: ملتان ۱۱ مارچ: حیدر آباد ۱۴ تا ۱۷: کوہاٹ ۱۹: سکھر ۲۲: کوئٹہ ۲۴ و ۲۵: کراچی ۳۰ مارچ تا ۲ اپریل: بمبئی ۴ تا ۱۰: مہابلیشور ۱۱ تا ۱۶: بمبئی سے روانگی ولایت ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء +

تُوتی کورن میں ہیضہ پھوٹ پڑنے کی وجہ سے ان مسافروں پر جو وہاں سے کولمبو کو جائینگے پانچ روز کا قرنطینہ قائم کیا گیا ہے +

مسٹر کالینز قائم مقام ڈائرکٹر جنرل سررشتہ تعلیم کلکتہ گئے ہیں اور فروری کے آخر تک وہیں قیام کرینگے۔ اسکے بعد ملازمت سے ریٹائر ہو جائینگے +

ڈاکٹر رذرفورڈ ممبر پارلیمنٹ جو ایک کانگریس کے حامی ہیں اور سورت کا جلسہ دیکھنے کی غرض سے گذشتہ ہفتہ ولایت سے تشریف لائے ہیں۔ دہلی ہوتے ہوئے کل لاہور پہنچے . . . . . . وہاں آپکا تین روز تک قیام رہیگا اور مسٹر ہرکشن لال اُن کے میزبان ہونگے +

لالہ لاجپت رائے کو ان کی رہائی پر مبارکباد دینے کے لئے جمعہ کے روز بریڈلا ہال لاہور میں ایک سلسلہ جلسہ بسرپرستی پنڈت رام بھج دت منعقد ہونیوالا تھا +

جموں کی خبر ہے کہ سال گذشتہ میں ہزہائی نس مہاراجہ کشمیر کے کیمپ سے جو عظیم چوری ہوئی تھی اور جسکے لئے ڈیڑھ ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا تھا اُسکا پتہ مل گیا اور خانصاحب شیخ امام الدین سپرنٹنڈنٹ پولیس جموں کی کوشش اور جانفشانی سے تمام مال مسروقہ برآمد ہو گیا۔ چور صوبجات متحدہ کے ضلع مظفر نگر کے سادھوؤں کے بھیس میں آئے تھے اور بھیک مانگنے کے اثنا میں ایک رات تمام مال اڑا کر رفوچکر ہو گئے۔

امراوتی میں صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے وارنٹ سے ایک ہندو سنیاسی جو سودیشی کا پرچار کرتا تھا ۳۰ نومبر کو گرفتار کیا گیا

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ

(۳۰ - نومبر ۱۹۰۷ء)

سید حماد حسین دوم ایڈیشنل منصف میرٹھ کو ۱۷ نومبر سے ۳ ماہ کی رعایتی رخصت ملی۔

مسٹر ایچ ڈی ایل رارس قائمقام ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس حلقہ سوم کو سبکدوشی کی تاریخ سے ۲ ماہ کی رعایتی رخصت ملی +

مسٹر اے سی ہوم قائمقام جائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد کو ۱۴ نومبر سے ایک سال کی مجتمع رخصت ملی +

لالہ اچل بہاری سبارڈینیٹ جج شاہجہانپور کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر ۲۶ ستمبر سے ۶ ماہ کی رخصت ملی +

مسٹر اے مجفورڈ مجسٹریٹ و کلکٹر بلندشہر کو تاریخ سبکدوشی سے ایک سال کی مجتمع رخصت ملی +

مسٹر ایس جی ڈی سی آئیلینڈ قائم جائنٹ مجسٹریٹ للت پور ضلع جہانسی کو ۹ اکتوبر سے ۱۴ ماہ کی مجتمع رخصت ملی +

منشی ضیاء الحسن وکیل مراد آباد سید حماد حسین کی جگہ قائم مقام دوم ایڈیشنل منصف میرٹھ مقرر ہوئے +

مسٹر ایف سی ایم ٹرنک ٹینک آئی سی ایس و مسٹر ڈبلیو بیسری آئی سی ایس ضلع متھرا میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے +

مسٹر ایچ جی سمتھ آئی سی ایس ضلع کانپور میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے

بابو گوری شنکر تیواری وکیل آگرہ بابو کرشن دو گوپال بنرجی کی جگہ جنہیں رخصت عطا ہوئی قائمقام منصف تلہر ضلع شاہجہانپور مقرر ہوئے +

منشی محمد نبیع اللہ خاں تحصیلدار ضلع سیتاپور اسی ضلع میں عارضی طور پر ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے +

مولوی مبارک حسین منصف بلندشہر ضلع علیگڈھ قائم مقام سبارڈینیٹ جج شاہجہانپور مقرر ہوئے +

منشی کاشی پرشاد وکیل علیگڈھ قائمقام منصف چندوسی ضلع مراد آباد مقرر ہوئے +

مسٹر سی ڈبلیو گوین آئی سی ایس ضلع بنارس میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے +

مسٹر ڈی ڈمار آئی سی ایس جنکی خدمات گورنمنٹ ہند نے گورنمنٹ صوبجات متحدہ کے سپرد کیں ضلع بستی میں جائنٹ مجسٹریٹ درجہ دوم مقرر ہوئے +

منشی چھنن لال تحصیلدار ایٹہ مظفر نگر میں اور شیخ محمد حبیب تحصیلدار جلالی اسی ضلع میں پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے +

میجر ڈبلیو ایچ ای ووڈ رائیٹ آئی ایم ایس سول سرجن علیگڈھ اپنی خدمات کے علاوہ کیپٹن ایچ جے والسن آئی ایم ایس کی جگہ عارضی طور پر بلندشہر کے انچارج مقرر ہوئے +

منشی جوالا پرشاد سابق ڈسٹرکٹ جج خاص خدمت کے اختتام پر کنور مہاراج سنگھ بہادر کی جگہ قائمقام جج عدالت مطالبہ خفیفہ لکھنؤ مقرر ہوئے +

رخصت سے واپسی پر مسٹر سی اے ممفورڈ جونپور میں۔ میجر ڈبلیو بیگ آئی ایم ایس سول سرجن بدایوں میں۔ میجر ای جے مارگن آئی ایم ایس سول سرجن اٹاوہ میں اور مسٹر ٹی ڈبلیو ارس مجسٹریٹ و کلکٹر بلندشہر میں مقرر ہوئے +

منشی اودھ بہاری لال ڈپٹی کلکٹر خاص خدمت کے اختتام پر کانپور میں مقرر ہوئے +

لفٹننٹ کرنل ایل جے پساتی آئی ایم ایس سول سرجن تاریخ سبکدوشی سے مسوری سے مراد آباد کو اور لفٹننٹ کرنل جے ایم کیٹل آئی ایم ایس سول سرجن مراد آباد سے جونپور تبدیل ہوئے +

بابو کنور سین منصف چندوسی ضلع مراد آباد سے بلندشہر ضلع علی گڈھ کو تبدیل ہوئے +

مسٹر جے جے ڈیوڈک ایم اے پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد و مسٹر اے ڈبلیو کالی ایم اے وائس پرنسپل سنٹرل ہندو کالج بنارس فیلو الہ آباد یونیورسٹی منتخب ہوئے

اسلامی خبریں

پیرس میں معاملات الجیریا پر تشویش ظاہر کی جا رہی ہے۔ ۳۰ر نومبر کی خبر ہے کہ خاص الجیریا کے دو قبیلے سرحدی قبایل کے ساتھ مل گئے ہیں اور انہوں نے ایک متعلقہ ضلع کو گھیر رکھا ہے۔ شنبہ کے روز ایک لڑائی ہوئی جس میں قبایل کے اسی آدمی ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ فرانسیسی فوج کا کچھ نقصان نہ ہوا +

مراکو سے بھی قبایل کے ساتھ مزید جنگ کی خبریں آ رہی ہیں۔ مقام سدیا سہ کے قریب فرانسیسی فوج نے سخت آتشباری سے مراکو کے ساڑھے تین ہزار سواروں کو پسپا کیا +

ٹائمز کا نامہ نگار طہران سے تار دیتا ہے کہ شاہ ایران نے پارلیمنٹ کو ایک مراسلہ بھیجا اور اس میں اسکی انگریزی اختیارات میں بیجا مداخلت پر اظہار ناراضگی کی۔ اسکے جواب میں پارلیمنٹ نے بیجا مداخلت کے الزام کو تسلیم نہ کیا بلکہ الٹا شاہ معظم پر یہ کہ ملکی معاملات میں بیجا تصرف کرنے کا الزام لگایا +

جائے مسرت ہے کہ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی مسٹر ایٹ لاء نے لندن کی جگہ جو بغرض تبدیل آب و ہوا تین ماہ کی رخصت پر سفر تشریف لے گئے لندن یونیورسٹی کے قائم مقام پروفیسر عربی مقرر ہوئے ہیں +

خان بہادر نواب ملک خدا بخش خان ٹوانہ نے اپنے فرزند ارجمند کی شادی کی تقریب پر انجمن حمایت اسلام لاہور کے یتیم خانہ کو پانچ سو روپیہ مرحمت فرمایا +

انجمن حمایت اسلام لاہور کا آئندہ سالانہ جلسہ ۲۸ و ۲۹ ر فروری و یکم مارچ ۱۹۰۹ء کو منعقد ہوگا +

افسوس کہ ملکی حاجیوں میں بمقام سوپ مہیضہ پھوٹ پڑا۔ ۲ دسمبر تک ۵۸ کیس اور ۳۷ اموات ہوئیں +

ڈاکٹر احمد جو یا اسسٹنٹ سرجن لاہور جنکی خدمات گورنمنٹ ہند نے دولت خدا داد افغانستان کو عاریتاً دی ہیں اور جنہیں ہز مجسٹی امیر افغانستان نے حبیبیہ میڈیکل کالج کا پرنسپل مقرر فرمایا ہے گذشتہ دوشنبہ کو لاہور سے روانہ کابل ہوئے +

ممالک غیر

ٹرانسوال میں ایشیائی تارک الوطنوں کا جدید قانون نفاذ پذیر ہو گیا۔ اب تک صرف پانچسو آدمیوں نے اپنا نام باقاعدہ رجسٹر کرایا ہے اور سات ہزار کے قریب اس سے تا حال منکر ہیں۔ سنا ہے کہ گورنمنٹ اس کی پابندی کرانے پر تلی بیٹھی ہے۔ جوہانسبرگ کا تازہ پیام تار مظہر ہے کہ تین ہزار ایشیائیوں کے جلسہ میں باتفاق رائے تجویز پاس ہوئی کہ جیلخانہ جانا منظور کریں مگر قانون کی پابندی نہ کریں +

امریکہ میں مرفہ کی حالت اب روز بروز ترقی پذیر ہو رہی ہے +

مسٹر ٹافٹ کے مقابلہ میں مسٹر ورنر کے نے اپنے آپ کو عہدہ پریذیڈنسی ریاستہائے متحدہ امریکہ کا امیدوار ظاہر کیا ہے +

روس میں بیان کیا گیا ہے کہ مجوزہ ہندی روسی ریلوے کے متعلق ایک روسی کارخانہ کو سات ہزار ٹن آہنی ریلیں مہیا کرنیکا آرڈر ملا ہے +

جدید روسی ڈوما میں مسٹر سٹولی پن وزیر اعظم نے بیان کیا کہ شخصی حکومت کے جو اختیارات زار روس کو حاصل ہیں وہ نہائیت خیر و برکت کا باعث ہیں اور انہی کے ذریعہ سے ملک کی حالت درست ہوگی +

قیصر جرمنی نے مقام ہائی کلف میں جہاں وہ آج کل بغرض تبدیل آب و ہوا تشریف فرما ہیں ۱۷۰ بچوں کو سکول کے ہال میں ٹی پارٹی دی اور خود ان کے ہمراہ کیک بسکٹ وغیرہ کھائے اور چائے نوش فرمائی +

زولولینڈ کے باغی سردار ڈینی زولو کی گرفتاری کے لئے جس کے ہمراہ پانچسو مسلح آدمی ہیں نٹال سے دو ہزار سپاہی روانہ کئے جا رہے ہیں +

ریاست کانگو کے بلجیم کے ساتھ ملحق ہونے کے معاہدہ پر فریقین کے دستخط ہو گئے +

فرانسیسی فوجی ہوائی جہاز لاپاٹری کی مقام وردم کے قریب کھلے میدان میں مرمت ہو رہی تھی کہ ہوا کا طوفان اسے اڑا لے گیا اور مقام ویلز اور بیلفاسٹ میں اڑتا ہوا دکھائی دیا +

امریکہ میں چار جدید عظیم ترین جنگی جہاز تعمیر کرنے کی تجویز ہے جن پر نہائیت بھاری توپیں نصب کی جائیں گی +

صرافہ کی گذشتہ نازک حالت کی وجہ سے چونکہ امریکہ میں محنت کا میدان تنگ ہو گیا ہے اس لئے اکثر مزدوری پیشہ لوگ معہ اہل و عیال وہاں سے یورپ کو واپس آ رہے ہیں چنانچہ گذشتہ ہفتہ کے اندر ۶۹ ہزار مزدور وہاں سے اپنے وطن کو واپس آئے +

۴ر دسمبر کو لندن میں مزید ۱۰ لاکھ ڈالر کا مزید سونا ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لئے روانہ کیا +

پروفیسر مالکم نے رائل سوسائٹی آف میڈیسن کے سامنے ایک مضمون پڑھا جسکا لب لباب یہ تھا کہ ادویہ عفونت اشیاء سے مکانات وغیرہ کو پاک صاف کرنا طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے مفید نہیں ہے۔ موش کشی اس غرض کے لئے مفید ہے مگر ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے بے سود ہے۔ اس مرض کا بہترین علاج صرف ٹیکا ہے جو تجربہ سے ازبس مفید ثابت ہوا ہے۔ متعدد ڈاکٹروں نے بھی اس رائے کی تائید کی +

واشنگٹن کا پیام تار مظہر ہے کہ وائیکونٹ اوکی نے جاپانی قلیوں کی درآمد کے متعلق پریذیڈنٹ روزویلٹ اور مسٹر روٹ سے گفتگو کی اور انہیں یقین دلایا کہ اُن کی درآمد کو محدود کرنے کے قانون نافذ کرنا کانگریس کے لئے بے سود ہوگا +

لندن کی خبر ہے کہ شہنشاہ میکاڈو نے وائیکونٹ اوکی کو اس غرض کے لئے جاپان طلب کیا ہے کہ مسئلہ درآمد کے متعلق بذات خاص رپورٹ پیش کرے +

پولینڈ میں جرمن اثر و نفوذ کی مجوزہ ترقی و توسیع کے متعلق مقام لیمبرگ کے باشندوں نے بغرض اظہار ناراضگی ایمپرر ولیم کا بت جلا کر خاک کر دیا۔ پرنس بیولو وزیر اعظم جرمنی کی نسبت ہتک آمیز خیالات ظاہر کئے گئے اور جرمن قونصل کو دھمکی دی گئی +

روس کے مقام ولاڈیو اسٹک میں پچھلے دنوں جو بحری غدر ہوا تھا اس کے ۱۲ مجرموں کو سزائے پھانسی اور ۷۰ کو اس سے کم درجہ کی سزاؤں کا حکم ہوا ہے +

جزیرہ آسٹریلیا کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے تمام قدرو کے ساحل پر بے تار پیام رسانی کا سلسلہ قائم کرنے کے لئے ٹھیکہ کی درخواستیں طلب کی ہیں تاکہ گذرنے والے جہازوں کے ساتھ نامہ و پیام کیا جا سکے +

مسٹر ٹافٹ نے ۴ر دسمبر کو پایہ تخت روس میں پہنچ کر دوسرے روز شاہی محل میں زار روس کی ملاقات کا شرف حاصل کیا +

کینیڈا کے ضلع یوکون میں ایک نہائیت زرخیز طلائی کان دریافت ہوئی ہے +

فرانس کے ایک مشہور کیمسٹ نے متواتر تجربے سے معلوم کیا ہے کہ اگر ریڈیم کی روشنی میں شیشہ یا وہ پتھر جس سے شیشہ بنتا ہے ایک ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک رکھا جائے تو وہ جواہرات و دیگر قیمتی پتھروں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مختلف قسم کے شیشہ کے پتھروں پر اسکا تجربہ کر کے اُن سے زمرد یاقوت ہیرا لعل و نیلم وغیرہ تیار کئے گئے۔ جوہریوں نے بھی انہیں جانچ کرنے کے بعد جواہرات بتایا۔ اس سے یقین پڑتا ہے کہ جواہرات کی قیمت غالباً ارزان ہو جائیگی +

شکاگو کے ایک نامی گرامی ڈاکٹر نے دعوےٰ کیا ہے کہ جو زن و مرد شادی کا عازم ہوں اگر وہ چند ماہ سے دو سال تک شادی سے پہلے میری نگرانی میں بسر کریں اور میری ہدایتوں پر عمل کریں تو ان کی اولاد پیدا ہوتے ہی ماں باپ کی زبان میں نہائیت صفائی سے گفتگو کرنے لگے گی اور اسی طرح انکے دیگر قوا بھی

سارے گھر کا عیش منغص تھا

ماں: کمزور خستہ حال درد سر جو ارض جگر

بیٹی: قلیل الدم ۔ مالیوس خاطر ۔ سستی سوء ہضمی

دونوں کو ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کے استعمال سے کلی صحت ہو گئی

ماں، بیوی یا بیٹی کے بیمار پڑ جانے سے گھر کے امن و عافیت میں خلل واقع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مگر تحقیق کیا جائے تو عورتوں کی تمام بیماریوں کی بنیاد کمی خون اور اعصابی شکایات کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں نہایت سود مند ثابت ہوتی ہیں۔ وہ خراب خون کو صاف کر کے کثرت سے صالح خون پیدا کرتی ہیں اور اعصاب کو طاقت بخش کر عورتوں کو ہمیشہ طاقتور اور تندرست رکھتی ہیں۔ ذیل میں دو ماں بیٹیوں کی شفایابی کی داستان درج ہے جو ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کی برکت سے شفایاب ہوئیں۔ وہ مسز جینس اور مس ایل جینس ساکن ۷ جان سٹریٹ نیو کاسل آن ٹائن انگلینڈ ہیں۔



Terribly weak and hysterical. Dr. Williams' Pink Pills gave her new strength.

ماں کا بیان:

مسز جینس کا بیان ہے کہ تین سال کا عرصہ ہوا میری طبیعت بگڑ گئی اعصاب بہت کمزور ہو گئے اور پشت اور پہلوؤں کے شدید درد نے مجھے بے حال کر دیا۔ کمرہ میں چلنے کے وقت اکثر گر پڑتی۔ بصارت میں فرق آ گیا۔ اور زبان کثافت آلودہ رہتی۔ جگر کا فعل درہم برہم ہو گیا اور غذا بالکل بے مزہ معلوم ہونے لگی۔ رات کو آرام کرنے لگتی تو اختلاج قلب وبال جان ہوتا۔ اور دن کو سارا وقت تھکی ماندی اور سست پڑی رہتی۔ میں نے بہت غلطی کی کہ عام ادویہ کا استعمال کرتی رہی۔ اور یہ نہ سمجھی کہ صرف صالح خون کی کثرت ہی اسکا علاج ہے۔ ایک دوست جس نے ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ اٹھایا تھا مجھے ان کے استعمال کی تاکید کی۔ چنانچہ چند شیشیوں کے استعمال کے بعد میری حالت میں عظیم تغیر پیدا ہوا۔ بدن میں صالح خون کی کثرت ہو گئی۔ ٹوٹی شکل کی جگہ بشاشت نمودار ہوئی۔ غذا اور نیند سے حسب سابق بہرہ ور ہونے لگی اور چھ شیشیاں استعمال کر چکنے کے بعد بالکل صحیح اور تندرست ہو گئی۔"

بیٹی کا حال:

میری بیٹی لیزی کو عین عنفوان شباب میں قلت خون کا مرض دامنگیر ہوا۔ اُسکے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور جلی سی بشاشت اور چہل پہل دور ہو کر کاہلی اور سستی نے اُسکی جگہ لے لی۔ اسطرح بہت حیران و پریشان ہونے کے بعد آخر میں نے اُسے بھی ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیاں دیں۔ تین ہفتہ کے اندر اُسکی حالت میں نمایاں تغیر ظاہر ہوا۔ اسے سوء ہضمی کا بھی عارضہ تھا۔ لیکن دونوں مرضوں کی شکایت بالکل جاتی رہی۔ کیونکہ ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں کے استعمال سے اُسکے بدن میں کثرت سے صالح خون پیدا ہو گیا۔"

ڈاکٹر ولیمز کی گلابی گولیوں نے تازہ صالح خون پیدا کرنے کی وجہ سے تپ (جو اکثر گرم ممالک کی لو و دھوپ سے پیدا ہو جاتا ہے)، عام کمزوری، سر درد، پشت کا درد، سوء ہضمی، دہشت، گٹھیا، درد نگیں، دوشقیقہ، فالج، اندمانہ امراض کے بے انتہا مریضوں کو شفا بخشی ہے۔ یہ گولیاں تمام ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں انگریزی دوا فروشوں کے ہاں سے قیمت دو روپے فی شیشی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ ڈاکٹر ولیمز کی میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ دامودر اینڈ سنز ۹ کالبادیوی روڈ بمبئی و کیننگ سٹریٹ کلکتہ ہیں۔

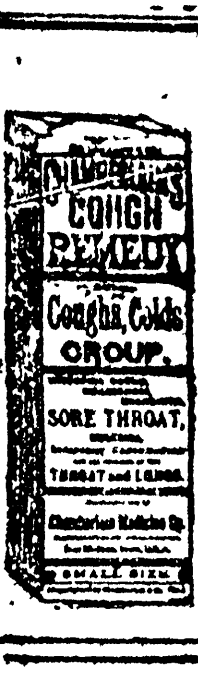
اشتہار نیلامی گھوراٹ (۱)

ٹھیکہ گھوراٹ ہائے بفاصلہ ۲۵ ہزار شاخ شمالی متعلقہ نہر لوئر جہلم ڈویژن دوم از تاریخ یکم جنوری ۱۹۱۱ء لغایت ۳۱ مارچ ۱۹۱۲ء بمقام سرگودہا واقعہ ۲۰ ماہ دسمبر ۱۹۱۰ء گیارہ بجے دن کے بنگلہ پر نیلام ہوگا۔ چکی تعدادی پانچ ہیں۔ جو ٹربائن سے کام کرتی ہیں۔ شرائط ٹھیکہ بروز نیلامی سنائی جاویں گی۔ ہم اس امر کے پابند نہیں ہونگے کہ سب سے زیادہ بولی یا کوئی بولی منظور کریں۔ اسکی منظوری صاحب سپرنٹنڈنگ انجینئر لوئر جہلم سرکل کے اختیار میں ہوگی۔ موقع گھوراٹ سٹیشن بھیدی کے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔

المشتہر سی۔ ایچ۔ اے۔ بمول صاحب بہادر ایگزیکٹو انجینئر۔ دوم ڈویژن نہر لوئر جہلم (۱۰ سطر)

چیمبرلین کی کھانسی کی دوا

Chamberlain's Cough Remedy



کھانسی اور نزلہ زکام۔ کھر کھری۔ گلا پڑ جانا۔ کالی کھانسی اور زکام۔ اور تمام حلق اور سینہ کی بیماریوں کو اچھا کرتی ہے۔ کھانسی سے بے پروائی نہ کرو۔ کیونکہ یہ نہایت خطرناک ہے۔ اور اس سے نمونیہ ذات الریہ۔ خون تھوکنا اور سل پیدا ہو سکتے ہیں۔ چیمبرلین کی کھانسی کی دوائی کے استعمال سے غلیظ تھوک دور ہو جاتی ہے۔ دردناک تنفس کو تندرست کر دیتی ہے۔ خوفناک آواز والی کھانسی نہیں رہتی۔ ماؤف پھیپھڑوں کو آرام دیتی ہے۔ اور کھانسی کو دور کر دیگی۔ تاکہ آرام کی نیند سو سکو۔ چیمبرلین کی کھانسی کی دوائی میں افیون کی ملاوٹ نہیں۔ صرف جڑی بوٹیوں سے بنتی ہے۔ ٹھیکہ نہیں لگایا جاتا۔ ہر جگہ بکتی ہے۔

چھوٹی بوتل کی قیمت ۱۲ عہ — بڑی بوتل کی قیمت دو روپے

دہلی دروازہ امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

امرتسر

نمبر ۴۷ | مطبوعہ ۱۱ دسمبر ۱۹۰۷ء ۵ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ روز چہارشنبہ | جلد ۱۲

قیمت معہ محصول ڈاک

شرح	پیشگی	بعد
مع لک بیرونی		
امراء و روسا سے		
عام خریداروں سے		
طلباء کم تنخواہ اصحاب سے		

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔ نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائے گا۔ ہر خط و کتابت منیجر کے نام ہونی چاہئیے۔

فہرست مضامین اخبار

(منفید عام کتب کا اشتہار)
اڈیٹوریل: ہندوستان کی تعلیمی ترقی
پراونشل مسلم لیگ پنجاب۔ محسن میموریل فنڈ کمیٹی
گورنمنٹ پنجاب۔ کمیشن ۔۔۔ اطلاع
۔۔۔ پنجاب کے سالانہ ۔۔۔
مزم سے بچا جوب۔
۔۔۔ سر سید میموریل فنڈ
اسلام کو اطلاع۔ ایک مبارک شادی۔
ہندوستان کی مالی ۔۔۔
ریل کا سفید جھوٹ۔
اسلامی دنیا
مراسلہ خبر
ہندوستان کی خبریں۔
اشتہارات

وکیل امرتسر
نمبر ۷۳ جلد ۱۳
مطبوعہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ

ہندوستان کی تعلیمی پستی

کسی ملک کی حالت کا صحیح اندازہ کرنے میں جیسی اہم الاعداد سے مدد ملتی ہے کسی دوسرے ذریعہ سے تقریر دلی ملتی ہے۔ اسی جوڑی تحریروں سے خیال ہے آج ہم علم الاعداد ہی کی رو سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ تعلیمی اعتبار سے ہندوستان کیسا پست ہو رہا ہے۔ ہم جن اعداد سے اس آرٹیکل میں بحث کرینگے۔ وہ برٹش انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انہیں سرکاری رپورٹوں سے اخذ ہونیکا شرف حاصل ہے۔ ان اعداد سے واقفیت حاصل کرنے کے قبل اس امر کا ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ جس ملک کے متعلق یہ معلومات ہے وہ ملک کس قدر وسیع ہے۔ اور اسکی آبادی کس قدر کثیر ہے کل ہندوستان کا رقبہ (۱۷۶۶۵۹۷) میل مربع ہے۔ مگر دیسی ریاستوں کو اس سے خارج کر کے صرف برٹش انڈیا کا رقبہ (۱۰۸۷۲۰۴) میل مربع ہے۔ کل ہندوستان کی آبادی (۲۹۴۳۶۰۳۵۶) ہے مگر صرف برٹش انڈیا کی مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء میں (۲۳۱۸۹۸۰۷) تھی۔ اس ملک کی وسعت اور کثرت آبادی کو ملحوظ رکھکر مندرجہ ذیل اعداد پر غور کرنے سے ملکی ترقی کی بنیاد یعنی علمی ترقی کی اصلیت کا انکشاف ہوگا

سنہ ۱۹۰۴-۱۹۰۵ء میں سارے برٹش انڈیا میں آرٹس کالج کل (۱۵۱) تھے جن میں سے (۱۲) کالج مستورات کے لئے مخصوص تھے انمیں تعلیم پانے والے لڑکے (۱۹۵۶۶) اور لڑکیاں صرف ۱۸۶ درج رجسٹر تھیں وسعت ملک کا لحاظ کر کے کالج کی تعداد اور طلبا کا شمار دونوں نہایت مایوسی بخش ہیں۔ یہ اس تعلیم کی کیفیت ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ ضرورت سے زیادہ ملک میں پھیل گئی ہے اسے کم کرنا چاہئیے اور اسکی بجائے دیگر اقسام کی زیادہ ضروری اور زیادہ مفید تعلیم کی طرف متوجہ ہونا چاہئیے زیادہ مفید تعلیم کا بھی حال سن لیجئے۔ کل ملک میں پروفیشنل کالج جنمیں مفید فنون کی تعلیم دیجاتی ہے مردانہ (۴۵) ہیں۔ اور زنانہ صرف (۲) جن میں تعلیم پانے والے لڑکے (۶۲۵۷) اور لڑکیاں (۹۴) ہیں ملک کی اعلیٰ تعلیم کی یہ کیفیت ہے اور اس پر تیرہ بطور حکومت میں مغربی ممالک کی بہتری ڈھونڈتے ہیں۔

سکینڈری تعلیم کی کیفیت بھی کچھ کم قابل افسوس نہیں۔ سارے برٹش انڈیا میں سکینڈری تعلیم کے مدارس لڑکوں کے لئے (۵۲۹۹) اور لڑکیوں کے لئے (۵۱۸) ہیں جن میں تعلیم پانے والے لڑکوں کا شمار (۵۴۷۳۴) ہے

ابتدائی تعلیم کے مدارس کل (۱۰۶۴۶۱) ہیں جن میں طلبا کی تعداد (۳۶۳۰۱۳۵) ہے۔

میزان ہر قسم کے سرکاری اور پرائیویٹ تعلیم گاہوں کی (۱۵۶۷۳۶) تھی۔ اور کل طلبا کی تعداد (۵۰۳۶۲۴) ہے۔

رفتار ترقی بھی ایسی حوصلہ بخش نہیں جس سے اس تعلیمی پستی کی تلافی ہوسکے۔ اقبل کے دس برسوں میں آرٹس کالجوں کی تعداد میں صرف (۲۹) کا اضافہ ہوا ہے۔ اور طلبا کی تعداد میں صرف (۴۷۲۹) کا میڈیکل کالجوں کی تعداد میں ایک کا بھی اضافہ نہیں ہوا۔ گو طلبا کی تعداد (۹۹۷) سے بڑھ کر (۱۵۵۶) تک پہنچ گئی ہے۔ انجنیئرنگ کالجوں کی تعداد بھی جوں کی توں رہی۔ اور طلبا کی تعداد میں بھی صرف (۴۹) ہی کا اضافہ ہوا۔ البتہ زراعتی کالج بجائے ایک کے تین ہوگئے۔ اور انمیں طلبا (۴۴) سے (۱۵۲) تک بڑھ گئے۔ مگر اس خیال سے کہ ہندوستان خصوصیت کے ساتھ ایک زراعتی ملک ہے۔ اور اسکی خوشحالی و خستہ حالی کا انحصار محض زراعت پر ہے کیا نہایت کالجوں کا ایک سے تین تک پہنچ جانا ہندوستان کے لئے ذرا بھی فخر کا باعث ہوسکتا ہے؟ کثرت سے مفید فنون ایسے ہیں کہ ان کے سکھلانے کے لئے ابھی تک ایک بھی کالج اس سرزمین ہند میں قائم نہیں ہوا۔ سنہ ۱۹۰۴-۱۹۰۵ء سے قبل کے دس برسوں میں سارے برٹش انڈیا کے سکینڈری مدارس کی تعداد میں صرف ۶۰۰ یا اس سے کسی قدر زاید کا اضافہ ہوا ہے جو اس ملک اور اس مدت کے لئے کسیطرح قابل اطمینان نہیں کہا جاسکتا۔ اس اثناء میں ان مدارس کے طلبا کی تعداد میں بھی صرف (۱۴۶۲۸۸) ہی کا اضافہ ہونے پایا ہے۔ اس زمانہ میں سکول آف آرٹس کی تعداد البتہ (۶) سے (۷) ہوگئی۔ مگر طلبا کی تعداد (۱۴۶۶) سے گھٹ کر (۱۴۶۰) ہی رہ گئی۔ انجنیئرنگ سروے ہنگ صنعتی ٹیکنیکل تجارتی اور زراعتی اسکولوں کی تعداد ان دس برسوں میں بھی (۱۳۳) رہی۔ گو طلبا کی تعداد (۴۹۵۴) سے (۲۰۹...) ہوگئی۔ اس خیال سے کہ موخر الذکر اسکولوں کی تعلیم زیادہ مفید سمجھی جاتی ہے اور اس قسم کی تعلیم حاصل کرتے ہی لوگوں کو کوئی نہ کوئی روزگار ملجایا کرتا ہے۔ اسے ادامیلے کی طرح انہیں جو تیاں چٹخانی نہیں پڑتیں جو اضافہ طلبا کی تعداد میں نظر آتا ہے ہیچ ہے۔

مختلف صوبوں کا مقابلہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا سنہ ۱۹۰۴-۱۹۰۵ء میں آرٹس میں پنجاب میں (۱۴۴) گریجوایٹس پاس ہوئے۔ بنگال میں (۵۱۹) صوبجات متحدہ میں (۲۰۳) مدراس میں (۵۲۵) اور بمبئی میں (۳۰۳)۔ قانون میں پنجاب میں (۱۰) گریجوایٹس پاس ہوئے۔ بنگال میں (۲۹۱) صوبجات متحدہ میں (۴۴) مدراس میں (۳۰۲) اور بمبئی میں (۱۲۲)۔ اندر گریجوایٹس کے زمرہ میں آرٹس میں پنجاب میں (۲۶۶)۔ بنگال میں (۱۰۱۳) صوبجات متحدہ میں (۳۶۴) مدراس میں (۲۰۱۸) اور بمبئی میں (۱۱۲۲) کی تعداد تھی۔ قانون میں پنجاب میں (۷۶)۔ مدراس میں (۱۴۵) اور بمبئی میں (۱۷۱)۔ ڈاکٹری میں پنجاب میں (۹)۔ بنگال میں (۱۶۰) اور بمبئی میں (۲۵۴)۔ انجنیئرنگ میں پنجاب میں ایک بھی نہیں۔ بنگال میں (۹) مدراس میں (۶)۔ اور بمبئی میں (۱۲۲) اندر گریجوایٹس درج رجسٹر تھے ان اعداد مختلف صوبوں کی تعلیمی نسبت کا پتہ چلتا ہے اور پنجاب کے تعلیمی حالت سب سے زیادہ پست ہونے پر روشنی پڑتی ہے۔ تعلیمی اخراجات پر نظر ڈالی جاتی ہے جب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس صوبہ کی تعلیم پر دیگر صوبجات سے کم صرف کیا جاتا ہے۔ کل ملک کے تعلیمی اخراجات کا حساب سنہ ۱۹۰۴-۱۹۰۵ء میں (۳۲۰۹۰۰۶) پونڈ لگایا گیا تھا۔

مندرجہ بالا اعداد سے روشن ہوگیا ہوگا کہ ہندوستان میں تعلیمی کام ابھی کس قدر باقی ہے تعلیم بلاشبہ تمام دینی و دنیوی ترقی کی بنیاد ہے۔ اگر تعلیم کافی نہیں اور جو ہے اس میں نقص ہے تو ہر قسم کی ترقی کی امید رکھنی حماقت میں داخل ہے۔ جب ملک کی جہالت کی یہ کیفیت ہے تو اس گروہ کی کارروائیاں کیونکر مستحسن ہوسکتی ہیں جو پولیٹیکل خبط میں مبتلا ہوکر اس ملک کے لئے وہ چیز طلب کرتا ہے۔ جو بہتر سے تعلیم یافتہ ممالک بھی پوری طرح ہضم نہیں کرسکتے۔ ان اعداد میں ہمنے کسی خاص قوم یا خاص فرقہ کی تخصیص نہیں کی۔ بلکہ ملک کی مجموعی حالت بتائی ہے۔ اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ بھی جو اہل ملک ہندو ہوں خواہ مسلمان اُن کا فرض اولاً یہ ہونا چاہئیے کہ ملک کی علمی

پراونشل مسلم لیگ پنجاب

پراونشل مسلم لیگ پنجاب کے جنرل سکرٹیری اور آل انڈیا مسلم لیگ کے سکرٹیری کے درمیان حسب ذیل پیغام رسانیاں ہوئی ہیں۔ جو ناظرین کی آگاہی کے لیے درج اخبار کی جاتی ہیں۔

(۱) پیغام برقی مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء منجانب میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لاء جنرل سکرٹری پراونشل مسلم لیگ پنجاب - بخدمت جناب نواب وقارالملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب سکرٹیری آل انڈیا مسلم لیگ۔

"پراونشل مسلم لیگ پنجاب کل قایم ہو گیا ہے جناب کو مبارکباد ہو"

(۲) پیغام برقی مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۰۷ء منجانب نواب وقارالملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب سکرٹیری آل انڈیا مسلم لیگ بخدمت میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لاء سکرٹیری پراونشل مسلم لیگ پنجاب

"پنجاب مسلم لیگ کے قایم کرنے کی آپ کو بہت بہت مبارکباد ہو"

مندرجہ بالا پیغام رسانیوں سے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ پراونشل مسلم لیگ کا الحاق آل انڈیا مرکزی لیگ سے باضابطہ طور پر ہو گیا ہے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے سکرٹیری نے اس شاخ کے بانی اور شاخ مذکور کے جنرل سکرٹیری کو مبارکباد بھیج کر پراونشل مسلم لیگ پنجاب کو باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا ہے گو اس مسرت کا اظہار کرتے ہوئے جو ہمیں پراونشل مسلم لیگ پنجاب کے قایم ہونے سے ہوئی ہم کو نہایت افسوس کے ساتھ چند کوتاہ اندیشوں کی اس افسوسناک حرکات کا ذکر کرنا پڑتا ہے جو ایک بدنصیب قوم کے بدنصیب ممبر ہیں۔ جو قومی ترقی کے راستہ میں تفرقہ اندازی کے روڑے اٹکانے کی شکل میں ظہور پذیر ہوا کرتی ہے۔ ناظرین کو شاید یہ علم ہوگا کہ لاہور کے معدودے چند مسلمانوں نے تقریباً ڈیڑھ سال سے اپنی ایک مسلم لیگ نام نہاد لیگ قایم کر رکھی ہے جس کا وجود زیادہ تر کاغذی ہی رہا ہے۔ بوجہ اسکے کہ اس نام نہاد لیگ کے پالیٹکس مسلمانوں کے عام پالیٹکس سے مختلف ہیں اسکو مقبولیت حاصل نہ ہوئی۔ اب جبکہ آل انڈیا مسلم لیگ کی ایک شاخ پنجاب میں قایم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جسکے پالیٹکس مسلمانوں کے پالیٹکس اور جسکے مقاصد آل انڈیا مسلم لیگ کے قایم کردہ مقاصد کے مطابق ہوں۔ سربرآوردگان قوم نے مختلف اسلامی انجمنوں اور مختلف اضلاع کے مسلمانوں سے خط وکتابت کر کے پراونشل مسلم لیگ پنجاب کے نام سے ایک ریپریزنٹیٹو جلسہ ۳۰ نومبر اور یکم دسمبر کو لاہور میں منعقد کیا جسکی مفصل کارروائی سے ہم ناظرین کو اس سے قبل مطلع کر چکے ہیں۔ بدخواہان قوم کی پہلے روز کی کامیابی پر بعض حضرات رقابت کے جوش میں ایسے آئے کہ انہوں نے دوسرے روز رات اشتہار چھپوا کر شہر میں تقسیم کرا کر دوسرے روز محمدن ہال میں ایک جلسہ منعقد کر دیا اور اس میں اپنے دل کے خوب بخار نکالے۔ یہ جلسہ بھی پراونشل مسلم لیگ پنجاب (شاخ آل انڈیا مسلم لیگ) کے نام سے منعقد کیا گیا تھا۔ گو یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ آیا اس پرانی خوابیدہ نام نہاد لیگ کا نام بدل کر نیا نام رکھ لیا گیا ہے جو سال ڈیڑھ سال سے اپنے وجود میں آنے سے میٹھی نیند سو رہی ہے یا اس نام کی کوئی نئی لیگ وجود میں لائی گئی ہے۔ اس نام نہاد لیگ کے پریسیڈنٹ شیخ عمر بخش صاحب پلیڈر ہیں۔ اور سیکرٹیری مسٹر فضل حسین بیرسٹرایٹ لاء۔ مگر یہ دونوں صاحب محمدن ہال والے جلسہ میں شریک نہیں ہوئے۔ ماول الذکر تو پنجاب کی اس ریپریزنٹیٹو لیگ میں شریک تھے جو میاں محمد شفیع صاحب کی کوٹھی پر ہوئی تھی اور موخرالذکر بوجہ اپنی والدہ کی علالت کے سیالکوٹ تشریف رکھتے تھے گو اشتہار میں انہی کا نام لکھا گیا تھا۔ شیخ عمر بخش صاحب کو یہ علم نہیں جیسا کہ انہوں نے کئی حضرات کے روبرو اعتراف کیا ہے کہ انکی لیگ کے نام میں یہ یکبیک تبدیلی کیونکر واقع ہو گئی۔ بہرحال اسکی اصلیت کچھ بھی ہو۔ مگر اسکا آل انڈیا مسلم لیگ کی شاخ بیان کیا جانا اتنا بڑا کذب ہے جو ناقابل عفو قومی گناہ کی حد تک پہنچتا ہے۔

اسکی تکذیب نواب وقارالملک سکرٹیری آل انڈیا مسلم لیگ کا وہ خط کرتا ہے جو انہوں نے ۵ دسمبر ۱۹۰۷ء کو میاں محمد شفیع صاحب سکرٹیری پراونشل مسلم لیگ پنجاب کے نام تحریر کیا ہے۔ اور جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(نقل خط)

امروہہ ... ۵ دسمبر ۱۹۰۷ء

جناب مخدومی و مکرمی میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لاء سکرٹیری پنجاب مسلم پراونشل لیگ سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دوم ماہ حال کا گرامی صحیفہ آج وارد ہوا۔ ممنون فرمایا۔ اور بے انتہا خوشی ہوئی کہ آپ بزرگوں کی کوشش سے پنجاب پراونشل مسلم لیگ قایم ہو گئی۔ تاربرقی پر اسکی مبارکباد آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں۔ اور اب پھر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپکے زور سے جو بنیاد پنجاب میں قایم ہوئی ہے یہ تمام دوسرے صوبوں میں بھی پراونشل لیگوں کو قایم کرنے کے لئے عمدہ نظیر ہوگی۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ کو مضبوط کر دیگی۔

مجھکو مطلق یاد نہیں ہے کہ میں نے بحیثیت سکرٹیری آل انڈیا مسلم لیگ یا اپنی پرائیویٹ حیثیت میں بھی پنجاب کی کسی لیگ کو آل انڈیا مسلم لیگ کی شاخ کے طور پر کچھ لکھا پڑھا ہو اور اسکو اس حیثیت میں تسلیم کیا ہو۔ یہ ضرور ہے کہ جس وقت مجھکو معلوم ہوا تھا کہ پنجاب میں دو فریق ایک ہی کوشش ایک ہی غرض سے کر رہے ہیں تو میں نے بعض خط لکھے تھے تاکہ حتی الامکان ایسا نہ ہو۔ مگر بعد میں جب معلوم ہوا کہ آپ کی اس کوشش کے سوا اسکا نتیجہ باضابطہ مسلم لیگ کا قیام ہوا ہے۔ دوسری کوشش ہماری مقاصد کے خلاف ہے تو اسکے بعد میں نے کسی اور صاحب کو کوئی خط نہیں لکھا۔ اور مجھکو تو بہت غور یاد کرنے کے بعد بھی یاد نہیں آتا کہ اس موقع پر بھی کوئی خط ایسا بھیجا ہو جس سے کوئی یہ مطلب اخذ کر سکے کہ ان کی مجلس بطور مسلم لیگ کے تسلیم کی گئی ہے .... والسلام

دستخط خاکسار مشتاق حسین

مندرجہ بالا خط سے بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ حقیقی پراونشل لیگ کی سربرآوردگان قوم کی نگاہوں میں کیا وقعت ہے۔ اور جو لوگوں کا ساتھیل اس لیگ کے مونہہ چڑانے کی غرض سے بعض حضرات نے کھڑا کر لیا ہے اسکی کیا اصلیت ہے۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ محض ذاتیات کی وجہ سے ہماری قوم کے بعض افراد نہ صرف اپنی ہی قابلیت کو بیجا طور پر استعمال کرتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی قومی خدمت سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا یہ قابل ترحم بات نہیں کہ پنجاب کے مختلف حصوں سے ڈیلیگیٹ لاہور میں آکر ایک جگہ جمع ہوتے اور متانت و سنجیدگی کے ساتھ ایک بہت بڑی قومی ضرورت کی طرف متوجہ ہوتے تو اسی شہر کے دوسرے حصہ میں اسی قوم کے معدودے چند اشخاص جمع ہو کر چند ایسی طفلانہ حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جنہیں کوئی سلیم الطبع شخص پسند کر خوش نہیں ہو سکتا۔ جاہ طلبی کا مرض ہماری قوم میں عالمگیر ہوتا جاتا ہے اور بسا اوقات یہ مرض ہماری ترقی کی رفتار کو سست کر دیتا ہے ہم اس جاہ طلبی کو تو گوارا کر سکتے ہیں۔ جو خدمت گذاری کی محرک ہو۔ مگر وہ جاہ طلبی کسی طرح قابل برداشت نہیں جو بنا بنایا مخدوم بننے پر کسی کو آمادہ کرے۔ اگر کسی کو بڑا بننے کا شوق ہے اور قوم کی خدمت کر کے بڑا بننا چاہتا ہے تو وہ ہمارے سر آنکھوں پر۔ ہم اسے اپنا بڑا تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر کسی کو یہ شوق ہے کہ وہ بلا خدمت گذاری کی کڑی منزلیں طے کئے بڑا بن جائے اور دوسروں کو قومی خدمت پر اس خوف سے آمادہ نہ ہونے دیگا کہ دوسرے کہیں اس سے بڑھ نہ جائیں تو اس شخص کے وجود کو ہم قوم کے لئے سراسر خطرناک سمجھتے ہیں۔ اور اسکو اپنی قوم کا ممبر بناتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے۔

محسن میموریل فنڈ کمیٹی لنڈن

ناظرین اس خبر کو پڑھکر خوش ہونگے کہ محسن الملک مرحوم کی یادگار کے لئے فراہمی چندہ کی غرض سے انگلستان میں ایک کمیٹی قایم ہو گئی ہے جس کے پریذیڈنٹ سر الیگزینڈر سٹیورٹ ہیں۔ اور ممبران ہز ایکسیلنسی ڈگلس لاٹوش سابق لفٹیننٹ گورنر صوبجات متحدہ سید امیر علی اور سید حسین بلگرامی ہیں۔ تعلیمی معاملات میں جس دلچسپی اور شوق سے انگریز صاحبان ہماری مدد کرتے ہیں وہ فی الواقعی قابل شکر گذاری ہے یہ بات بہت خوشی کا مقام ہے کہ جو سربرآوردہ کان قوم ولایت تشریف لیجاتے ہیں وہ اپنی پسماندہ قوم کو فراموش نہیں کرتے۔ اور کسی نہ کسی طریقہ سے قومی خدمتگذاری کے ذریعہ کی بجاآوری میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ بھی کچھ کم اطمینان کی بات نہیں کہ شریف اور ہمدرد انگریزوں کی ایک جماعت ان کی امداد کے لئے ہر وقت آمادہ رہتی ہے اور نیک مشورہ اور ذاتی سفارشات سے ان کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوا کرتی ہے۔

قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

ہم کو اطلاع پہنچی ہے کہ لالہ لیسی ہردیال صاحب افسر مال اور لالہ دمودر داس صاحب ڈسٹرکٹ جج اور لالہ کانشی رام لال صاحب تحصیلدار مدت دراز سے انبالہ ہی میں تعینات ہیں۔ گو سردست ہم ان سرکاری عہدہ داروں کی نسبت خاص طور پر کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ مگر ہم اعلیٰ گورنمنٹ کی خدمت میں یہ گذارش کرنی چاہتے ہیں کہ باختیار سرکاری ملازموں کو ایک ہی جگہ عرصہ دراز تک رہنے دینا مناسب نہیں کہ اس قسم کے تعلقات پیدا ہو جانے کا امکان ہو جو رعایا کے کسی خاص فرقہ کی بے اطمینانی کا باعث ہوں۔ یا جن کے باعث سرکاری کاروبار کے انصرام میں کسی قسم کا نقص واقع ہو کسی حد تک قابل اعتراض ضرور ہے عرصہ دراز تک کسی ایسی عہدہ دار کے ایک ہی مقام پر رہنے سے اس نتیجہ کا برآمد ہونا ممکنات سے خارج نہیں کہ وہ اس جگہ اپنے یا اپنے کسی قریبی رشتہ دار کے نام سے جائداد مول لیلے یا مکان بنوالے یا وہاں کے باشندوں سے اس قسم کے تعلقات پیدا کرلے جنکا پیدا ہو جانا دیرینہ قیام کا لازمی نتیجہ ہو۔ اور گو معمولی طور پر ان سے کسی قسم کا ہرج متصور نہ ہو لیکن ایک خود دلیل ہے سر ہا اگر چہ کچھ عرصہ کے لئے ان تعلقات کا نہ پیدا ہونا ہی انسب ہو ہم متذکرہ بالا عہدہ داروں پر کسی قسم کا الزام عاید نہیں کرتے۔ بلکہ ایک اصول پیش کرتے ہیں۔ اور اس اصول کے مطابق ان تینوں حضرات کا ایک طویل عرصہ تک انبالہ میں تعینات رہنا قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ تحقیقات کرے گی کہ یہ تینوں عہدہ دار انبالہ میں کب سے ہیں۔ اور اگر وہ اس زمانہ کو کافی سے زیادہ سمجھیگی تو انہیں وہاں سے کہیں اور تبدیل کر دیگی۔

اعلان

جیسا کہ پبلک کو معلوم ہے جناب نواب بہادر ڈھاکہ بالفعل امسال آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر انجمن منتخب ہوئے تھے۔ اور نواب صاحب موصوف نے اس عہدہ کو قبول کر لیا تھا مگر بوجہ پیش آنے بعض اہم اور غیر متوقع ناگزیر خانگی ضروریات کے نواب بہادر نے صدر انجمنی سے انکار کر دیا ہے۔ لہذا سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ اسنے حسب مشورہ لوکل کمیٹی کانفرنس کراچی کے سیکرٹری شمس العلماء جناب مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی کو آئندہ اجلاس کانفرنس کا صدر انجمن منتخب کیا ہے۔ اور جناب موصوف نے مہربانی فرماکر اس عہدہ کو قبول کر لیا ہے لہذا عام اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بجائے نواب بہادر ڈھاکہ کے آئندہ کانفرنس کراچی کی صدر انجمن

ایک سرکاری اطلاع

ایک سرکاری اطلاع بہ مضمون شایع ہوئی ہے اور ہمارے پاس بھیجی گئی ہے کہ ۱۴ نومبر کو جلالپور جٹاں ضلع گجرات (پنجاب) میں کئی اشخاص کو طاعونی ٹیکہ لگایا گیا تھا۔ ٹیکہ کا لگانے والا ایک میڈیکل افسر گجرات تہا۔ ۱۵ نومبر کو ان میں سے ایک لڑکا مسمی محمد شفیع بیمار پڑ گیا۔ مرض کی تشخیص کیا گیا تو ٹیٹنس نکلا۔ ۱۸ تاریخ کو اسے شفاخانہ میں داخل کر لیا گیا۔ دو دن ڈاکٹر وہاں نے اسکا علاج کیا۔ مگر وہ جانبر نہو سکا اور ۱۸ تاریخ کو اسنے داعی اجل کو لبیک کہدیا۔ ٹیکہ کلانے کے وقت اوزاروں کے صاف کرنے کے متعلق جس قدر احتیاطیں ہیں سب برتی گئی تہیں۔ مزید برآں ٹیکہ لگے ہوئے مقام پر کسی قسم کی سوزش کا نہونا اور ٹیکہ لگنے و علامات مرض ظاہر ہونے کے درمیان قلیل ہی عرصہ کا گذرنا اس خیال کی تردید کے لئے زبردست ثبوت ہیں کہ ٹیکہ اس مرض کا باعث نہیں ہوا۔ چنانچہ اور بھی اشخاص کو اسی شیشی پر ٹیکہ لگایا گیا تھا لیکن وہ سب کے سب اب تک اچھے خاصے ہیں۔ لڑکے کے مرض کا باعث لنبا وہ چوٹ ہے جو اسے کرکٹ کھیلتے وقت چند روز قبل لگ گئی تھی۔ اگرچہ اسکی موت کا باعث طاعونی ٹیکہ ہرگز نہیں تاہم واقعات پر نظر کر کے گورنمنٹ نے اسکی ماں کی درخواست کو منظور کر کے غمزدہ ماں پر ترس کہایا ہے۔ اور اسے کچھ رقم عطا فرمائی ہے۔ حضور لفٹیننٹ گورنر نے ذاتی طور پر بھی اسکی ماں سے اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے ٹیکہ کا کام گجرات کے ضلع میں عارضی طور پر بند ہو گیا تہا۔ مگر اب پھر جاری ہے۔

انجمن مترجمین

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ راقم الحروف ہے کہ علیگڈھ میں انجمن مترجمین کے نام سے ایک جماعت تھوڑے سے عرصہ سے قایم ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ مفید علمی کتابیں انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی جائیں۔ علیگڈھ جیسے تعلیمی مرکز میں ایسی جماعت کا وجود نہایت لازمی تھا موجب مسرت ہے کہ ایک ضروری کام کے انجام دینے کے لئے علمی مذاق رکھنے والے حضرات کی ایک جماعت کھڑی ہو گئی ہے۔ مگر یہ مسرت حقیقی مسرت اسوقت کہی جائیگی جب انجمن مترجمین دنیا کو عملی طور پر مفید کام کر کے اپنی خدمتگذاری کا ثبوت دے۔ اردو زبان کی سرپرستی اور یورپ کے علمی ذخیروں کو اس زبان میں لانے کی غرض سے کئی انجمنیں قایم ہو ہو کر گمنامی کی غار میں جا پڑی ہیں۔ اور ان سے افسوس ہے کہ کوئی ایسا کام سرزد نہونے پایا جو زمانہ میں کچھ عرصہ تک اپنے مفید اثر کو قایم رکھتا۔ اسکی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہماری قوم میں نئے نئے اور مفید مفید کام شروع کرنے کا تو شوق پیدا ہو چلا ہے مگر ان کی سرانجام دہی میں جو عملی مشکلات لازمی طور پر پیدا ہوتی ہیں ان کے عبور کرنے کی ہمت اور استعداد ابھی تک قوم میں پیدا نہیں ہوئی۔ مگر انجمن مترجمین کے ممبران کی فہرست پر نگاہ ڈالتے ہوئے ہمیں یہ توقع ہوتی ہے کہ یہ انجمن ضرور کچھ عملی کام کر کے دکھائیگی۔ اور اپنے مفید ہونیکا ثبوت عملی پیرایہ میں دیگی۔ ہر ایک گریجویٹ اس انجمن کا ممبر آٹھ آنے ماہوار چندہ دیکر ہو سکتا ہے۔ اب تک فہرست ممبران میں حسب ذیل اسمار گرامی شامل ہوئے ہیں۔

(۱) مولوی حمید الدین صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ پروفیسر عربی۔ (۲) مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم ایڈیٹر علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ۔ (۳) مظہر علیم صاحب بی۔ اے۔ (۴) حبیب الرحمن صاحب بی۔ اے (۵) احتشام الدین صاحب بی۔ اے (۶) محمد نعیم صاحب بی۔ اے۔ (۷) عبدالرحمن صاحب بجنوری بی۔ اے۔ (۸) مولوی محمد اسلم صاحب (۹) مرزا احمد سعید صاحب ایم۔ اے۔ (۱۰) محمود الحسن صاحب بی۔ اے۔ (۱۱) مولوی سید عبد الباقی صاحب سپرنٹنڈنٹ کالج (۱۲) احتشام الدین صاحب بی۔ اے۔ ہمیں توقع ہے کہ پہلے دو حضرات اس انجمن کے ایڈیٹران تقرر پائے ہیں جبکہ ذرین یہ ہوگا کہ وہ ترجموں کی جانچ

درست کریں اور زبان میں اصلاح کیا کریں۔ ان دونوں حضرات کا ایک فرض یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ وہ ایک ڈکشنری تیار کریں جس میں انگریزی زبان کی علمی اصطلاحات کی تشریح اردو زبان میں ہو۔ اور اُن کے مقابل اردو زبان میں علمی اصطلاحات تجویز کریں۔ اس سے مقصود یہ ہوگا کہ جو علمی الفاظ اردو زبان میں معین اور مخصوص معنوں میں قرار دیئے جائیں۔ اُن کے استعمال کو تمام مترجم اپنے ترجموں میں رواج دیکر انہیں مقبول عام بنانے کی کوشش کریں۔ اور اس طرح اردو زبان کی توسیع کا باعث ہوں۔ اس ڈکشنری کا تیار کرنا نہایت دشوار کام ہے جو معمولی دو اشخاص کے کاندھے پر ڈالدینا ناتجربہ کاری پر دلالت کرتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس سے بڑی تعلیم یافتہ جماعت اس کام کی طرف متوجہ ہو۔ اور انڈسٹریل انجمن مسٹر محمد حسین کو اس مشکل کام کی انجام دہی میں مدد دے۔ اس کام کے لئے ایسے حضرات کی ضرورت ہے جنہیں فارسی عربی میں بھی دستگاہ حاصل ہو جو انگریزی میں ایک اعلیٰ قابلیت کے گریجویٹ کو حاصل ہوا کرتی ہے غوث خوش قسمتی سے مولوی حمیدالدین صاحب بی اے ۔۔۔ صاف ہوں ۔۔۔ کہ وہ ۔۔۔ بلکہ زمانہ اٹھا سکینگے ۔۔۔ قوم کے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کا یہ ضروری کام ہے ۔۔۔ کتابت لوہ کی ذمہ داریں ۔۔۔ معلوم ہوتا کہ انہوں حضرات نے ترجمہ کا کام شروع بھی کردیا ہے مگر اسکی ضرورت ہے کہ جو صاحب کسی کتاب کا ترجمہ کرنا شروع کریں وہ اسکا اعلان کسی اخبار کے ذریعہ ضرور کردیا کریں۔ تاکہ ایک ہی کتاب کا دو دو تین تین ترجمے نہ ہوں۔ انجمن مذکور نے یہ بھی قصد کیا ہے کہ جس قدر علمی کتابیں ۔۔۔ اردو میں ترجمہ ہو چکی ہیں ان کو فراہم کرکے ان سے ایک کتب خانہ مرتب کیا جائے ۔۔۔ کے یہ انجمن نیک نیت مرحوم سائنٹیفک سوسائٹی کو از سر نو زندہ کرنا چاہتی ہے۔ اور اسکی خواہش ہے کہ ہر گریجویٹ جو علوم و فنون کی کنجی (یعنے انگریزی زبان) اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے یورپ کے علمی خزانوں کا دروازہ قوم پر کھولے اور کم سے کم ایک علمی مفید کتاب کا ترجمہ اردو میں کرکے قوم کی نذر کرے اور اردو زبان کے لٹریچر کے دایرہ کو وسیع کرنے میں مدد دے۔ ہم اس انجمن کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔

صوبۂ پنجاب کے سالانہ تعلیمی نتائج

پنجاب یونیورسٹی کے کانووکیشن کا جلسہ امسال کو ہوا۔ جس میں حسب ذیل گریجویٹس کو ڈگریاں عطا کی گئیں

بیچلر آف اورینٹل لرننگ	۳
ایم اے	۱۸
بی اے	۹۸
بیچلر آف ٹیچنگ	۱۰
بیچلر آف سائنس	۳
بیچلر ان میڈیسن (ڈاکٹری)	۲
بیچلر آف لاز (قانون)	۱۵
میزان	۱۴۹

ایم اے پاس کرنیوالوں کی تقسیم حسب ذیل ہے:۔

میتھیمیٹکس میں ۲۔ انگریزی میں ۱۰۔ کیمسٹری میں ۳۔ فزکس میں ۲۔

فلاسفی میں ۱۔

مندرجہ بالا اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ سفید فنون کی طرف کس قدر کم توجہ کی جاتی ہے۔ مختلف اقوام کی تعلیمی کیفیت کا اندازہ حسب ذیل اعداد سے بخوبی ہو سکتا ہے:۔

	مسلمان	سکھ	ہندو	دیسی عیسائی
ایم اے	۷	۲	۷	۰
بی اے	۲۱	۸	۶۷	۳
بیچلر آف ٹیچنگ	۰	۱	۸	۱
بیچلر آف سائنس	۰	۱	۲	۰
بیچلر آف میڈیسن	۰	-	۲	۰
بیچلر آف لاز	۱	۰	۱۴	۰
خطابات اختتام تعلیم	۱۴	۰	۲۶	۰
تمغہ و وظائف جو طالبعلم مشرقیہ میں	۱۰	۰	۲۹	۰

اپنی ہمسایہ قوم کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعلیمی پستی کا اس سے بڑھکر اور کیا افسوسناک نظارہ ہو سکتا ہے کہ السنہ مشرقیہ میں بھی ہندو زیادہ تمغہ جات۔ وظائف اور انعام حاصل کر رہے ہیں مسلمان ہندوؤں سے پیچھے ہیں حالانکہ مشرقی علوم سے مسلمانوں کو قدیمی مناسبت چلی آتی ہے۔ معلوم ایم اے میں کیونکر اس سال مسلمانوں کا نمبر ہندوؤں کے نمبر کے مساوی ہو گیا لیکن سکھوں اور عیسائیوں کی تعداد کو شامل کر دیا جائے تو ایم اے میں بھی مسلمانوں کا نمبر گر جاتا ہے۔ سائنس اور ڈاکٹری میں ایک بھی مسلمان نے ڈگری نہیں لی ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اعداد مسلمانوں کی پستی کو مسلمانوں پر منکشف کرکے انہیں زیادہ مستعدی سے اپنے آپکو بیدار کرنے پر آمادہ کرینگے اور انہیں مسلمانوں کا صحیح اندازہ قائم کرنے میں مدد دینگے کہ ترقی کے میدان میں جس قوم کا انہیں مقابلہ کرنا ہے وہ اُن سے کس قدر آگے بڑھی ہوئی ہے۔

پین اسلامزم کا بیجا خوف

یورپ کی بعض ایسی خوف کھانے والی طبیعتیں پین اسلامزم کے نام سے بلا وجہ لرزتی ہیں۔ اور اس لفظ کے معنی کی طرح طرح تشکیک کرکے اپنی طبیعت کو بلا سبب پریشان کرتی ہیں لفظ پین اسلامزم سے اُنکے تصور کے سامنے ایک ایسا ہیبتناک بیش ہو جاتا ہے جو تعلقات بین الاقوام کے مسایل پر غور کرتے وقت اُنکے خیالات کو بےطرح ستایا کرتا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ پین اسلامزم ایک گہری سازش ہے جو روئے زمین کے مسلمانوں نے مل کر غیر اسلامی دنیا کے زیر کرنے کی غرض سے اختیار کی ہے روس۔ ٹرکی۔ مصر۔ مراکو۔ ایران۔ عرب۔ ہندوستان۔ چین۔ افغانستان۔ غرضکہ دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جہاں کے مسلمان انکے خیال میں اس ہیبتناک سازش میں شریک نہ ہوں۔ یورپ کے ۔۔۔ اس بیجا خوف سے ۔۔۔ جو تدابیر مناسب سمجھیں وہ کیں اور کر رہی ہیں مگر مغربی ممالک ہیں باوجود علم و تہذیب کی روشنی کے ایسی موہومات شریفانہ سی پیدا ہو جایا کرتے ہیں جو فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرنے کی غرض سے یورپ کی ساکن طبیعتوں کو ناحق خوف دلا دلا کر متحرک کر دیا کرتے ہیں اور انہیں ایک فرضی دیو کی ذہنی تصویر سے ہیبت زدہ بنا کر انکی حرکات کو مضحکہ انگیز بنا لیا کرتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ مراکو کے تازہ واقعات بالکل مقامی حیثیت رکھتے ہیں۔ مصری نیشنلسٹوں کی تحریک کسی طرح آیرلینڈ کے نیشنلسٹوں کی تحریک سے مختلف نہیں۔ ایران کو ممالک غیر کے مسلمانوں سے کوئی سروکار نہیں۔ روسی مسلمان اپنی ہی ترقی سے فارغ نہیں ہوئے۔ ٹرکی کے قوانین وہاں کے مسلمانوں کو اپنے ملک کے اندرونی معاملات میں بھی حصہ نہیں لینے دیتے۔ مسلمانان عرب کی حالت اس زمانہ میں خود قابل رحم ہو رہی ہے۔ چین کے حالات اب تک تاریکی میں ہیں۔ اور اس ملک کے مسلمانوں کے تعلقات اسی ملک کی چار دیواری کے اندر محدود ہیں ہندوستان کے مسلمان ایک گہری نیند سے چونک کر ابھی انگڑائیوں سے بھی فارغ نہیں ہوئے اصلاحات کو اپنی اندرونی اصلاح ہی سے فارغ ہونے کے لئے ایک زمانہ چاہیئے ایسی حالتیں کیونکر ممکن ہے کہ اسلامی دنیا کے باشندے ایک ایسی زبردست اور گہری سازش میں شریک ہوں جس کا مقصد زمانہ حال کی زبردست ترین سلطنتوں کا تہ و بالا کر دینا ہو جو ہم باوجود کہ سمنوں میں سے ایک جدید اشاعت کر

[illegible]

وَن رُوپی فنڈ

(۱) بحوالہ رسید بہی نمبر ۶۰ عالی جناب ڈاکٹر ایچ سنگھ صاحب اسسٹنٹ سرجن کوہ مری ... [illegible]

(۲) رسید بہی نمبر ۴۳ بابو عبدالرحمن صاحب ہیڈ کلارک دفتر اسسٹنٹ جہالاوان فوزنہ ... [illegible]

(۳) رسید بہی نمبر ۳۱ جس کی خانہ پری جناب مولوی امام الدین صاحب آنریری ایجنٹ نے تفصیل ذیل کی

(۱) جناب سید حیدر صاحب گجرات پنجاب .... [illegible]

(۲) جناب چوہدری قاسم خان صاحب ساکن موہرہ تحصیل کھاریاں . [illegible]

(۳) جناب منشی عمر دین صاحب کمپونڈر .... [illegible]

(۴) جناب منشی فضل حسین صاحب جلیسہ سول کورٹ گجرات . . [illegible]

میزان ..... - ..... [illegible]

(۴) رسید بہی نمبر ۹۳ جسکی خانہ پری منشی علی بخش صاحب ایجنٹ میاں چراغ دین ٹھیکیدار گاڑی راولپنڈی نے بتفصیل ذیل کی :-

(۱) جناب چراغ دین صاحب میراں کدل .... [illegible]

(۲) جناب علی بخش صاحب بذات خود .... [illegible]

(۳) جناب محمد صدیق صاحب میراں کدل سری نگر .... [illegible]

(۴) جناب ستار جو صاحب سوداگر مد .... [illegible]

(۵) جناب اللہ دتا و مہر داد خان صاحب " .... [illegible]

(۶) جناب محمد شاہ و نتھو خان صاحب " .... [illegible]

(۷) جناب باز خان صاحب " .... [illegible]

(۸) جناب سلطان علی و جیا خان صاحب " .... [illegible]

(۹) جناب حسن علی خان صاحب " .... [illegible]

(۱۰) جناب محمد دین صاحب " .... [illegible]

(۱۱) جناب میراں بخش صاحب " .... [illegible]

(۱۲) جناب غلام رسول صاحب مستری " .... [illegible]

(۱۳) جناب فرمان علی خان صاحب " .... [illegible]

(۱۴) جناب چھوٹو خان صاحب " .... [illegible]

(۱۵) جناب صمد جو صاحب " .... [illegible]

(۱۶) جناب عبدالغفور صاحب " .... [illegible]

(۱۷) جناب دتو صاحب " .... [illegible]

(۱۸) جناب بابو عبدالرحمن صاحب " .... [illegible]

میزان [illegible]

(۵) (ایم اے او کالج علی گڑھ)

(۱) عالی جناب چوہدری فضل علی صاحب رئیس و ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ گجرات پنجاب از جیب خاص بابت رسید بہی نمبر ۲۴ ... [illegible]

(۲) جناب منشی محمد جلال الدین صاحب پٹواری تپہ سانتھل تحصیل و ضلع گجرات پنجاب - از جیب خاص بابت رسید بہی نمبر ۲۳ .... [illegible]

میزان [illegible]

سید میموریل فنڈ

(۱) جناب ڈاکٹر اللہ دتا خان صاحب پنشنر اسسٹنٹ سرجن گجرات [illegible] (وصول [illegible]) - ادا [illegible]
(از طرف مسلمانان گجرات پنجاب)

(۲) جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب بی - اے (علیگ) نائب تحصیلدار گوجرانوالہ ... [illegible]
(بتقریب شادی خود)

(۳) جناب مولوی امام الدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر پنشنر ساکن موضع موکل تحصیل و ضلع گجرات بتقریب شادی فرزند خود .... [illegible]

(۴) معرفت جناب چوہدری فتح علی صاحب رئیس و ذیلدار و پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی ساکن جلالپور جٹاں ضلع گجرات بتقریب شادی چوہدری فیض احمد فرزند خود .... [illegible]

(۵) جناب منشی فضل الٰہی صاحب ٹھیکیدار ترقی ضلع جہلم .... [illegible]

میزان ..... [illegible]

میزان ون روپی فنڈ [illegible] میزان سید میموریل فنڈ وصول [illegible]

کل میزان ہر دو فنڈ [illegible]

راقم خاکسار (مولوی) امام الدین دستیق اللہ از گجرات پنجاب

عام اہل اسلام کو اطلاع

بروز نامہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۰ء میں اس افسوسناک خبر کے متعلق ایک مضمون کسی درد مند مسلمان کی قلم سے نکل کر شایع ہوا ہے جسکی اطلاع ہم کو دس پندرہ یوم پیشتر مولوی محمد ابراہیم صاحب لاہوری کے خط سے ہو چکی ہے. اور اطلاع ہوتے ہی ہم نے اسکی تدبیر شروع کر دی ہے. (وہ خبر مسلمان راجپوتوں کے گروہ کثیر کا آریہ ہو جانا ہے) خصوصاً مضمون نگار اور عموماً تمام اہل اسلام کی اطلاع دہی کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ انجمن ہدایت الاسلام دہلی جسنے ہدایت خلق اللہ جیسے اہم فرض کا انصرام اپنے ذمہ لے رکھا ہے جس وقت اسکے دفتر میں یہ وحشت ناک خبر موصول ہوئی فوراً دفتر سے ایک واعظ ضلع اٹاوہ کو تحقیق حال کے لئے روانہ کیا گیا اور اسکے چار روز بعد دوسرا واعظ ضلع علی گڈھ و مین پوری کو روانہ کیا گیا. اور ان کو فہمایش کی گئی کہ ان ضلعوں میں پہنچکر اس خبر کے متعلق پوری تحقیق کریں اور مفصل حالات سے دفتر کو اطلاع دیں اور ان مسلمانوں کو جو بوجہ اپنی لاعلمی اور اسلام سے ناآشنائی کے دوسروں کے فریب میں آگئے ہیں. یا آنے کے قریب ہیں). جہالت کی اندھیری سے اسلامی روشنی میں لانے کی فکر کریں. اور اپنے بیانات و مواعظ سے ان کے خیالات کی اصلاح کریں اگرچہ ریلوے کمپنی کے اندرونی نقصوں سے ڈاک میں التویٰ پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہم کو ابتک پورے حالات معلوم نہیں ہوئے کہ ہدیۂ ناظرین کئے جائیں. مگر ہم تمام اہل اسلام کو یقین اور اطمینان دلاتے ہیں. کہ ہمارے واعظ ضرور اس طوفان کے روکنے کی کوشش میں مصروف ہونگے اور انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے. اگر ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی حلاوت پہنچی ہوئی ہے خواہ کسی قدر ضعیف کیوں نہو. ہم ان کو اپنا بھائی بنا لینگے - ہاں اگر تقدیر الٰہی یوں ہی ہے اور وہ حلاوت ایمانی سے بالکل بے بہرہ ہیں تو مجبوری ہے. تمام اہل اسلام اس نتیجہ کے منتظر رہیں جو انجمن ہدایت الاسلام معاملہ صاف ہو جانے کے بعد شایع کریگی. اور دعا کریں کہ خداوند نعم ہمارے نادان بھائیوں کو

ایک مبارک شادی

جلالپور جٹاں ضلع گجرات پنجاب کے رئیس و ذیلدار و ممبر میونسپل کمیٹی چودہری فتح علی خان صاحب کے فرزند ارجمند چودہری فیض احمد صاحب کی برات کے ساتھ راقم کو بھی ... گوندل پوتاں متصل سنہتر یال ضلع سیالکوٹ پہنچنے کا اتفاق ہوا۔ اس شادی کی تقریب پر جو کچھ ترک رسومات مثلاً ناچ ساز و سامان اور غیر ضروری مراسم کئے گئے اور ان سے جو نتائج اخذ کئے گئے اس کی بابت ان کے اظہار کا موقع نہیں ہے۔ بس اس حال آنکو اپنے سینہ میں بند رکھتے ہیں۔ اور اسلئے موقعہ پر بیان کرینگے۔ اور جس قدر مبارک اور قابل قدر کارروائی ہوئی۔ اسکو مختصر طور پر ناظرین کے خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ یکم دسمبر ۱۹۱۰ء بوقت ۔۔ بجے رات کے جبکہ محفل تیار و سرگرم تھی۔ ادھر بیاہ والوں کے علاوہ ضلع گجرات۔ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے کئی ایک ذی عزت اور دیگر معززین موجود تھے اور طائفہ اپنی تان لگانے کو تیار تھے۔ اس وقت کہ اپنے کام کو تیار تھا چودہری سلطان احمد صاحب سابق میونسپل ممبر ... دیہہ کے طرف سے ہوئے اور فرمایا کہ جناب منشی سراج الدین احمد صاحب مالک اخبار زمیندار جو زمیندار قوم کے سچے درد مند و حامی ہیں ان کی اصلاح حال کے لئے کچھ بیان کرینگے۔ طائفہ تو چلا گیا اور حاضرین منشی صاحب کی تقریر سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے۔

منشی سراج الدین احمد صاحب کی مختصر تقریر جیسی کہ مجلس کے مناسب تھی ویسی ہی درد انگیز اور نتیجہ خیز تھی جس کا لب لباب یہ تھا کہ زمینداروں کی اصلاح حال کے لئے کالج کھولا جائے۔ اور یا کم از کم شادی کی تقریب پر کچھ رقم اس کے لئے دی جائے۔ اور یہ لڑکی والوں نے وعدہ فرمایا کہ اس کام کے لئے چندہ دیا جائے گا۔ چنانچہ اس پر فوراً ایک اچھی رقم کی فہرست تیار ہو گئی۔ منشی صاحب کی جیب بھی بھر گئی ہو گی۔ اور اس کے بعد رقص و سرود قریباً ایک گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ ارکان مجلس روپیہ سے اسکی داد دیتے رہے جب یہ طائفہ آرام لینے کے لئے بیٹھا اور دوسرا طائفہ کی باری آئی جو پہلے سے بھی بڑھ کر تھا تو منشی صاحب موصوف پھر بسر و قد کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سراج الدین نے جو پردہ کھولا تھا پہلے طائفہ کے سرود سے آپ صاحبان منظم تھے ایسا ایک موقعہ ہے مولوی صاحب کو بھی تقریر کرنے کا موقعہ دیا جاوے کہ وہ بھی تھوڑا سا ... اور اصلاح کے بابت کچھ کہتے ہیں۔ اس وقت بہت شور و غل تھا مگر مولوی امام الدین نے جب قرآن مجید کی ایک دو آیات پڑھیں تو بالکل عالم خاموشی ہو گیا۔ اور مولوی صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں تعلیم کی ضرورت اور برکات ظاہر کیں اور آخر پر سر سید و نواب محسن الملک رحمۃ اللہ علیہما اور علیگڈھ کالج کی خدمات یاد دلائیں اور اس مبارک یادگار کے جواب میں جناب چودہری فتح علی صاحب کی طرف سے مبلغ ... و جناب چودہری سلطان احمد صاحب ممبر کی طرف سے مبلغ ... دیگر برادری کی طرف سے مبلغ ... کالج فنڈ میں امداد دیئے گئے۔

ہم تہ دل سے احباب مندرجہ حاشیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے محفل مذکور میں چندہ روپیہ جمع کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ خاص اپنی جیبوں سے بھی دیا اور اوروں سے بھی وصول کیا اور سب سے پہلے یہ بھی فرمایا کہ ہم بدستور سابق آئندہ بھی ایسی تقریبوں میں قوم و کالج کی ضروریات کو مد نظر رکھینگے۔ ان احباب کی اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) چودہری محمد خان صاحب رئیس ذیلدار اخبالہ تحصیل گجرات (۲) چودہری پیر محمد صاحب رئیس ذیلدار جلالپور جٹاں تحصیل گجرات۔ (۳) چودہری نور اللہ صاحب رئیس و ذیلدار ... (۴) چودہری حیات محمد صاحب رئیس و ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ وزیرآباد
(۵) منشی سراج الدین احمد صاحب مالک اخبار زمیندار کرم آباد ضلع گوجرانوالہ

راقم ۔۔۔ یکے از براتیاں۔

*

ہندوستان کی مالی ترقی

زمانہ سابق میں ہندوستان زراعتی، صنعتی، تجارتی اور علمی ترقیوں کے اعتبار سے اقران و امثال میں ممتاز اور بیحد دولتمند تھا مقام افسوس ہے کہ اب نہایت مفلس اور جاہل ہو گیا ہے۔ اور بموجب تحقیقات سر ولیم ولسن ہنٹر صاحب جو ایک اعلیٰ انگریز عہدہ دار اور نامی مورخ تھے۔ یہاں کے آٹھ کروڑ نفوس قریباً نیم فاقہ کشی میں زندگی بسر کرنے میں مجبور ہیں۔ وسط ہند سندھ اور دکن میں آبادی کا ایک معقول حصہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جن کو دن رات میں مشکل سے ایک وقت کھانا میسر آتا ہے۔ اور قحط کے زمانہ میں تو وہ بیچارے درختوں کے ابلے ہوئے پتے اور جنگلی جڑیں کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ ہندوستان کی اس مفلسی و بدحالی کے بہت سے اسباب ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس ملک کے قدیم کارخانہ جات صنعت و حرفت بالکل معدوم ہو گئے ہیں اور یہاں کے لوگ باشندے دیگر ذرائع معاش کے نہ ملنے کی وجہ سے صرف زراعت پر گذران کرنے لگے ہیں۔ اراضی کی پیداوار زمانہ سابق کی نسبت سال بسال اس قدر سے کم ہوتی جاتی ہے کہ ابھی زیر کاشت کو آرام نہیں ملتا۔ اور پھر (بھی) ہاتھ بھی لگتی دیگر ممالک عالم مثلاً انگلینڈ جرمنی۔ اٹلی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ وغیرہ میں جو زراعتی ملک بھی نہیں ہیں۔ جدید آلات کشاورزی۔ اور عمدہ کھادوں کے باعث فن زراعت خاطر خواہ ترقی کر رہا ہے اور پیداوار اراضی بہت بڑھ رہی ہے۔ مگر ہندوستان میں وہی طریق زراعت جو ہزاروں برس سے یہاں رائج ہے چلا آتا ہے۔ کیونکہ زمیندار لوگ اول تو بوجہ بے علمی زراعت کی سائنٹیفک تحقیقاتوں اور آلات کشاورزی کی ایجادوں سے واقف ہی نہیں۔ دوسرے افلاس کے سبب سے ان نئے آلات و مصالحہ جات وغیرہ کو خرید نہیں سکتے۔ نہ اعلیٰ درجہ کی کھادیں استعمال کر سکتے ہیں اسلئے ہمیشہ فلاکت زدہ و بدحال رہتے ہیں۔ اور ضروریات زندگی جو ہم پہنچانے اور ملک سے ترسیل و جدید بتلا نسل سابق کمزور ہوتی جاتی ہے۔ اس تمام تہلکہ کی کمزوری و ناتوانی سے خود بلیگ اور دیگر امراض ہندوستان کے مستقل مہمان بن گئے ہیں اور انکی ہولناک بشرد سے ہر سال ہندوستان میں قریباً ۔۔ لاکھ انسانی جانیں موت کا شکار ہوتی ہیں۔ بھلا جس قوم کی جانیں سال بسال متواتر ضائع ہوں اور کروڑوں روپیہ ہر سال غیر ممالک کو چلا جائے تو ہندوستان کی تباہی میں کیا شبہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک ارب روپیہ سے زیادہ ہر سال ہندوستان

. . . .

. . . . غیر ممالک کو صرف ان ملکوں کی تیار شدہ اشیاء کی قیمت میں دیا جاتا ہے حالانکہ ان اشیاء میں سے اکثر کی خام اشیاء مثلاً روئی، ریشم، چمڑا، اون، تخم وغیرہ اسی ملک میں بکثرت پیدا ہوتی ہیں اور یہیں سے غیر ملکوں میں جاتی ہیں۔ کس قدر محل حسرت و افسوس ہے کہ اپنی معمولی ضروریات مثلاً کپڑے جوتے کا تسمہ، قلم، چاقو، سوئی، تاگا۔ وغیرہ وغیرہ کے لئے بھی ہم کو غیر اقوام اور ممالک کا دست نگر بننا پڑتا ہے۔ اور ہماری ہی خام اشیاء سے بردہ آئی کاریگری صرف کرکے انہیں اس ملک میں واپس بھیجتے ہیں گویا ہماری ہی جوتی ہمارے سر پر مارتے ہیں اور اسکا بدلہ بھی وصول کرتے ہیں افسوس!

بھلا جو قوم کہ حکومت کے علاوہ ہر ایک ضرورت انسانی میں غیروں کے محتاج ہوں کس طرح ایک مہذب اور آسودہ قوم بن سکتے ہیں۔ بس اس موجودہ ابتری کا ایک علاج یہی ہے کہ ہم آئندہ کے لئے اس امر کا مصمم ارادہ کرلیں کہ ہم ہر چیز صرف ہندوستان کی بنی ہوئی استعمال کرینگے بعض احباب اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کی چیزیں بدصورت اور مہنگی اور غیر ممالک کی اشیاء خوبصورت و ارزاں ہیں۔ پس لوگوں کا بدیشی مال کی طرف مایل ہونا قدرتی بات ہے۔ مگر درحقیقت یہ انکی غلطی و ناعاقبت اندیشی ہے کیونکہ ہندوستان کی اشیاء زیادہ

مضبوط ... تی ہیں غیر ممالک کی اشیاء جلد ضائع ہو جاتی ہیں بسبب در حقیقت دیسی اشیاء قیمت کے مقابلہ میں سستی پڑتی ہیں ہمارے ظروف وغیرہ برسوں کے استعمال کے بعد بھی کم از کم نصف قیمت پر بک سکتے ہیں غیر ممالک کے چینی اور شیشے کے برتن ٹوٹ کر ایک کوڑی کے بھی نہیں رہتے علاوہ ازیں ضرورت آج ملکی مال ہے. اسلئے جب ہندوستان کے تمام باشندے صرف اسی ملک کی بنی ہوئی اشیاء استعمال کرینگے تو یہاں کی نہایت ترقی ہوگی اور غیر ممالک کے سامان سے بہت سستا مل سکیگا لہذا میں اس ملک کے خیر خواہوں کی خدمت میں نہایت ادب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ملک اور آئندہ آنے والی نسلوں کی بہتری کی خاطر اس امر کا مصمم ارادہ کریں کہ ہم صرف اس ملک کی بنی ہوئی چیزیں ہی استعمال کریں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ خدا بھی ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ راقم نہال چند گرگ کارخانہ ... لاہور۔ (۲۹ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء)

ندوۃ العلماء کا فیض ہوشیارپور میں

ایک عرصہ کہ یہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ہند کے علمائے کرام زمانہ کی رفتار سے واقف ہو کر عام مسلمانوں کو مذہب اسلام کے وہ سیدھے سادے اور سچے اصول بتائیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اعلیٰ درجہ کی دنیاوی ترقی حاصل کرنے کے ساتھ ہی ایک باخدا شخص بھی ہو سکتا ہے. مولوی صاحبان کی سوکھی وعظوں سے ... دنیا کے لوگ تنگ آ گئے ہوئے تھے. اور چونکہ بوجہ دائمی تکرار ... کانوں کو ایسی معلوم ہونے کی بجائے ... ہونے لگی تھیں. قوم کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی تھی. مگر خداوند عزوجل کا صد ہزار شکر ہے کہ آخر ہمارا طبقہ علماء جاگا اور اب ان میں ایک ایسی حرکت پائی جاتی ہے. جو اگرچہ اسوقت تو دھیمی ہے مگر تھوڑے ہی عرصہ میں قوم میں ایک اضافہ ... پیدا کر دینے والی ہے. مجلس ندوۃ العلماء کی بنا اس حرکت کی ابتدا ہے. اور جب جبکہ قوم اس مجلس کی ضرورت کو سمجھی اور اس کی قدر کرنے لگی ہے تو اس مجلس کے ارکان بھی اپنے فرائض ... سرگرم دکھائی دیتے ہیں. بلا تشکیک ہوشیارپور کے نونہالوں میں جو قومی تنزل کا احساس موجود ہے وہ سرسید علیہ الرحمۃ اور ان کے دوستوں کا طفیل ہے اور علماء کے طبقہ میں جو کچھ بیداری پائی جاتی ہے وہ ندوۃ العلماء کے کارکنوں کا فیض ہے۔ اس مجلس کے ارکان ملک کے مختلف حصص میں دورہ کر کے اور خلق خدا کے سامنے اسلام کے نورانی چہرے کو مضبوط سے مضبوط دلائل کے زرق برق لباس سے ملبوس کر کے دکھلاتے ہیں کہ دشمن بھی اس پیاری صورت پر قربان ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں. اور دوستوں کے دل تو حق ایمان سے لبریز ہو جاتے ہیں کہ ایک دفعہ تو ہر فرد مسلمان سلف کی مثال بننے کی خواہش ... خوشی سے اپیل ... ہے. ہمارے ہوشیارپور (دوآبہ) کے مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل بھی اسی مقدس مجلس کے ارکان میں سے ہیں. اگرچہ عموماً آپ ندوۃ العلماء کے ہی کاموں میں لگے رہتے ہیں. اور اکثر وطن سے باہر رہتے ہیں مگر چند سالوں سے بوجہ پیری رمضان کا مہینہ ہوشیارپور میں ہی بسر کرنے لگے ہیں چنانچہ گذشتہ رمضان میں بھی آپ ... اہل شہر میں سے جو لوگ علم دین کے قدردان تھے انہوں نے صاحب موصوف کے اس قلیل قیام کو غنیمت جان کر بہت کچھ فیض حاصل کیا. اور جب مولانا صاحب شہر کی مسجد میں اعتکاف بیٹھے تو لوگ بر وقت ان کے پاس آ آ کر مسائل دین پوچھتے رہتے تھے. اور مولانا بھی طیب خاطر انہیں مشکل سے مشکل مسائل آسان آسان دلیلوں سے سمجھا دیتے تھے ان دنوں میں بھی بوجہ تعطیلات ہوشیارپور میں موجود تھا اسلئے مجھے بھی ان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے اور ان کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملتا رہا. میں نے اس موقع کو غنیمت جان کر جناب مولانا صاحب سے "فیصل التفرقہ" پڑھانے کی درخواست کی جس کو انہوں نے نہایت کشادہ پیشانی سے منظور فرمایا۔

اگرچہ اس قلیل عرصہ میں مولانا نے جو جو احسانات اہل وطن پر کیے ان کا بیان تو بہت طویل ہے. اسلئے میں ناظرین کو یہاں ان کے صرف اس بڑے کام کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جسکی پیروی کرنے سے مسلمانوں کی ہلاکت بہت جلد خوش قسمتی سے تبدیل ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے مسلمانان ہوشیارپور کو متفق و متحد کرنے کے لئے یہ کوشش کی کہ سب مسلمان شہر سے باہر جمع ہو کر عید کی نماز پڑھیں حالانکہ بدقسمتی سے یہاں عرصہ سے یہ رسم چلی آتی تھی کہ بہت تھوڑے سے لوگ شہر سے باہر جانا پسند کرتے تھے. اور رؤسا کا تو یہ حال تھا کہ انمیں سے شاذ و نادر ہی کوئی عیدگاہ جانے کی تکلیف اٹھاتا تھا سب لوگ نماز عید اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں ہی پڑھ لیا کرتے- اور اسطرح اس عظیم الشان اسلامی تہوار کی رونق بہت ہی کم ہوتی تھی. اسطرح میں سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ جو اصلی غرض اہل اسلام کے متحد و متفق رکھنے کی اس تہوار کے اجرا سے ملحوظ تھی وہ بالکل ہی فوت ہو جاتی تھی. اسلئے مولانا صاحب نے یہ تحریک کرنی شروع کی کہ تمام شہر کے مسلمان اکٹھے ہو کر عیدگاہ میں یکجا نماز پڑھا کریں. تاکہ سنت نبوی کی بھی پیروی ہو اور باتفاق میں بھی ترقی ہو آخر جب لوگ اس عمدہ تحریک کے فوائد بمصداق "ہم خرما و ہم ثواب" سے آگاہ ہوئے تو کامیابی کی جھلک نظر آنے لگی چنانچہ رؤسا نے شہر سے باہر عید کی نماز کا ادا کرنا قبول کیا. عوام کو اور زیادہ تحریص دلانے کے لئے ایک سرگرم ممبر انجمن اسلامیہ ہوشیارپور نے اس مضمون کے اشتہارات چسپاں کروا دیے کہ عید کے روز سب مسلمان لوگ شہر کے باہر عیدگاہ میں نماز پڑھنے کے لئے جمع ہوں کیونکہ علیحدہ علیحدہ مساجد میں نماز ادا کرنا جبکہ بارش یا کوئی اور مجبوری نہ ہو. سنت محمدی (صلعم) کے خلاف ہے. اور زیادہ ثواب اسی میں ہے کہ سب شہر سے باہر جمع ہو کر یکجا نماز ادا کریں. اس کاغذی گھڑیال سے کہیں زیادہ زبانوں کے گھنٹے منادی کر رہے تھے آخر اس تمام جد و جہد کا نتیجہ حسب مراد نکلا اور بروز عید امسال عیدگاہ میں سال ہائے ماسبق سے کہیں زیادہ ہجوم تھا. رؤسا اور معزز عہدہ داران سرکاری بھی ایک بڑی تعداد میں موجود تھے. مولانا ممدوح نے عید کی نماز پڑھائی اور اسکے بعد اپنی ایک فصیح و بلیغ تقریر میں اسلام کے بعض حقائق پر اس خوبی سے روشنی ڈالی کہ اسکا عکس سامعین کے دلوں پر پڑنے لگا اور وہ ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے.

اسی ضمن میں آپ نے دلائل بینہ سے وضو کے فوائد بتلائے. پھر مخالفین اسلام کے اس اعتراض کے جواب میں کہ "اسلام نے ہر تندرست اور مقیم مسلمان پر روزے فرض کیے ہیں مگر قطبین پر چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات رہتی ہے. وہاں کے لوگ اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتے اسلئے یہ حکم تمام دنیا کے لوگوں پر حاوی نہیں ہوتا. اور جو حکم تمام دنیا پر حاوی نہیں. وہ خدائی حکم نہیں کہلایا جا سکتا. اسلئے مذہب اسلام بھی سچا خدائی مذہب نہیں" یہ فرمایا کہ جب تک لوگ رمضان کا ہلال نہ دیکھ لیں تب تک ان پر روزے فرض نہیں ہوتے. جب قطبین میں چھ مہینے تک دن رہتا ہے. تو وہاں چاند بھی دکھائی نہیں دے سکتا. اور جب چاند نہ دیکھا گیا تو ان پر روزے بھی فرض نہیں ہو سکتے. آپ نے اپنے اس بیان کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے مدلل طور پر ثابت کیا اور متلاشی حق کے لئے کوئی اعتراض کی گنجائش نہ رکھی. آپ نے ایک صحیح حدیث بھی ایسی روایت کی کہ جسکے الفاظ صاف یہ کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ رمضان کا مہینہ پائیں وہی روزہ رکھیں. جب قطبین میں رمضان کا مہینہ ہی نہیں آتا. تو وہاں کے باشندوں پر روزے بھی فرض نہ ہوئے. اختتام تقریر پر ندوۃ العلماء کی ہدایت کے موافق آپ نے قیصر ہند و شاہ انگلستان ایڈورڈ ہفتم کی پر امن حکومت کی تعریف کی- اور مسلمانوں کو وفاداری پر قائم رہنے کی ہدایت کی. پھر حضور شاہنشاہ کی حکومت کی پائیداری کے لئے دعا کی گئی- بعد ازاں خادم الحرمین الشریفین حضرت خلیفۃ المسلمین (خلد اللہ ملکہ) کی درازی عمر کے لئے دعا ہوئی. اور سب سے آخر میں مولانا نے نواب محسن الملک مرحوم کے قومی کام مختصر سے الفاظ میں بیان کیے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی. سب نے آمین کہی- چونکہ لوگ اس تقریر کو سنتے ہوئے کئی ہفتے گذر چکے

پہلے میں اس کا مفصل ریویو نہیں کر سکا مگر یہ اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ تمام تقریر عام فہم فلسفیانہ دلائل پر مبنی تھی اور پرانی طرز کے پھیکے وعظ کی بجائے پُرمغز و دلچسپ تھی سب سے زیادہ امتیاز جو اس تقریر کو حاصل تھا وہ یہ تھا کہ یہ رفتار زمانہ کے موافق اور قومی ضروریات کے مطابق تھی۔ غرضکہ مولانا صاحب نے اپنی اس تقریر سے جو خطبہ میں کی گئی تھی بتا دیا کہ جمعوں اور عیدین میں خطبوں کا پڑھنا کیوں ضروری رکھا گیا ہے اور یہ کہ ہم کو اپنی آنکھوں پر تقلید کی پٹی باندھ کر بالکل ہی اندھا نہ ہو جانا چاہئیے بلکہ اسلام کے احکام کو وسیع نگاہ سے دیکھنا اور ان کے سب پہلوؤں پر یکدفعہ نظر ڈالنی چاہئیے۔ اس لئے ضرور تھا کہ علماء کے لئے اس بات کا احساس دستی کر دہ اس خطبہ کی اصلی غایت کو سمجھیں اور موجودہ خطبوں کی اصلاح کر کے ان کے ذریعہ قوم کو زمانے کے حالات سے خبردار کریں اور مسلمانوں کی سستی کو دور کر کے انہیں ترقی کی ترغیب دیں۔ جن کے ذریعہ اسلام کے مقابل سرکشی کی موافق روز بدلائیں سے راستی ڈالیں اور ان کے دلوں پر اسلامی احکام غور یا اسی طرح نقش کر دیں اور تمام مذاہب عالم کا مقابلہ کر کے اس مذہب حقہ کی برتری ثابت کریں۔

مولانا صاحب کی اس تقریر کا اثر صرف عوام ہی پر نہیں ہوا بلکہ علماء کا طبقہ بھی اس سے بہت متاثر ہوا۔ دیکھئے وہ ہوشیار پور کے مولوی صاحبان جنہوں نے آج تک کبھی بھی مل کر بیٹھ کر خلق خدا کو اپنے وعظ سے مستفیض کرنے کی جرات نہ کی تھی انہوں نے عملدرآمد کیا یعنی درد... عظیم الشان ... وعظ شہر کی مسجدوں میں منعقد ... ان میں مولوی ... مل تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب مولوی رمضان علی صاحب نے بہت بڑا حصہ لیا۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ یہ جلسہ ہوشیارپور میں ... غیر معمولی تبدیلی ... صرف مولانا صاحب ہی کی بدولت ہوئی اور مولانا صاحب میں یہ آزاد خیالی اور قومی ضرورتوں کا احساس ندوۃ العلماء ہی سے پیدا ہوا ہے ورنہ ہوشیارپور میں اور بھی تو کئی مولوی صاحبان موجود ہیں جنہیں صرف اپنے ہی حلوے مانڈے کا فکر ہے۔ قوم خواہ کیسی ہی تنزل ہو جائے ان کی بلا سے۔ مسلمانوں کی اقوام عالم سے کیسی ہی دوری ہو ان کو کیا پرواہ ہے۔ اے کاش کہ قوم علماء کی اس مقدس انجمن (ندوۃ العلماء) کی قدر کرے۔ اور یہ مجلس جلد ہی ہولی تبدیلی نظر آئے۔ ... اگر قوم نے اس مجلس کی کافی امداد کی تو یہی وہ مجلس ہو گی جو قوم کی غرق ہوتی ہوئی کشتی کو تیرنے والے ملاح پیدا کر سکی اور یہی وہ مجلس ہو گی جو اسلام کے منور چہرہ کو دلائل عقلیہ کے قیمتی لباس میں اس خوبصورتی سے پیش کرے گی کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں متلاشی حق اصحاب اس پاک اور مقدس معشوق کے رخسار سے فریفتہ ہو جائیں گے۔ اے آلہ العالمین اسلام کو وہ چشم بینا عطا کر تاکہ ہم ان بزرگوں کے کاموں کو جو صرف ہماری قوم کی خاطر اپنا آرام تلخ کئے ہوئے ہیں اور دن رات قومی بہبود کی فکر میں رہتے ہیں ان کی اصلی حقیقت میں دیکھیں ان کی قدر کریں اور شکریہ اور عملی امداد سے ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ آمین ثم آمین!!!

راقم اسرار احمد ہوشیارپوری از مدرسۃ العلوم مسلمانان علی گڈھ۔

آریوں کا سفید جھوٹ

آجکل اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ ضلع اٹاوہ کے چند راجپوت خاندان جو دو سو برس سے مسلمان ہو گئے تھے پھر بمقام آگرہ شدھ کر لیے گئے۔ وہ معدودے چند مسلمان جو آریہ حضرات کی چالاکیوں اور غلط بیانی میں خبار رسالت کی تمادی آگاہ ہیں ان کے علاوہ باقی سب اہل اسلام اس خبر کو بلا ... تحقیق ... اظہار افسوس کر رہے ہیں اگر حقیقت پر سے پردہ اُٹھا دیا جائے اور صحیح حالات بتلائے جائیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ خبر بھی آریہ غلط بیانی کے نگ سے رنگی ہوئی ہے جن لوگوں کو گذشتہ سال سے اخبار

راجپوت گزٹ لاہور یا اخبار مسافر آگرہ کو دیکھتے رہنے کا اتفاق ہوا ہے انہیں خوب معلوم ہے کہ مذکورہ بالا راجپوتوں کے شدھ کرنے کی تجویز ایک عرصہ سے زیر بحث تھی۔ راجپوت گزٹ کے ان مسلسل آرٹیکلوں سے جو راجپوتوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے لکھے گئے ہیں کہ وہ اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ ملانے پر رضامند ہوں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو اس وقت شدھ کیے گئے ہیں مذہباً مسلمان نہ تھے بلکہ شاہان اسلام کے زمانہ میں ان لوگوں نے اپنی جبلی اخلاقی کمزوری کے باعث طمع زر سے یا کسی اور مصلحت سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے گوشت کھانے کی ... تھی اور اسکے لئے انہوں نے سوائے اسکے کہ گوشت کھانا شروع کر دیا کوئی بات ہندو مذہب کے برخلاف نہ کی۔ اگرچہ اس زمانہ میں تو اکثر ہندو لوگ علانیہ گوشت کھاتے ہیں مگر قدیم زمانہ میں ان لوگوں کو اس نعمت عظمیٰ سے سخت نفرت تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر راجپوتوں نے ان گوشت خور راجپوتوں کو ذات سے باہر کر دیا اور انہیں مسلمان کہنے لگے ظاہر ہے کہ صرف گوشت کھانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا جب تک کہ خدا کی وحدانیت اور حضور صلعم کی رسالت قیامت اور ملائکہ وغیرہ پر ایمان نہ لائے کوئی شخص یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میں مسلمان ہوں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان راجپوتوں کو صرف گوشت خوری کی وجہ سے مسلمان تسلیم کیا جائے۔

پیارے مسلمانو! خبردار ہو کہ یہ آریہ لوگوں کی محض فتنہ پردازی ہے جو آپ کو اسلام کی کمزوری دکھانے کے لئے ایسی غلط خبریں مشہور کرتے ہیں۔ ورنہ خیال رہے کہ وہ شخص جو ایک دفعہ اسلام کے سیدھے سادے موافق فطرت اصولوں کو سمجھ چکا ہے کبھی آریہ نہیں ہو سکتا۔ آریہ لوگ سے مخرب اخلاق اور تناسخ سے لایعنی اور قوانین قدرت کے برخلاف اصولوں پر ایمان لانے کے لئے تیار ہو جائے۔

گذشتہ سال جب الیڈیٹر ... راجپوتوں کے مسلمان کرنے کی تجویز کے متعلق اخبار مسافر آگرہ نے ایک نوٹ بعنوان "عظیم الشان شدھی، اور آریہ توجہ کریں" شائع کیا تھا تو ہم نے اسکے جواب میں اخبار ضیاء الاسلام امرتسر نمبر ۲ جلد ۲ میں ایک طویل مضمون شائع کیا تھا جس میں ہم نے راجپوت گزٹ کے مختلف مضامین کے حوالجات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ راجپوت جن کے شدھ کرنے کی تجویز ہے مذہباً مسلمان نہیں بلکہ صرف ہندو لوگ انہیں طنزاً مسلمان کہتے ہیں۔ اور کہ یہ آریہ مت کی اخلاقی تعلیم کا اثر ہے۔ آریہ جہاں ان کو مسلمان قرار دینا اور علانیہ جھوٹ بولتے ہوئے بھی نہیں شرماتے۔ ہمارے اس مضمون کے جواب میں اخبار مسافر آگرہ نے بیہودہ مضامین کا طول طویل مضمون "شدھی عظیم الشان اور مسلمان پریشان" (یا انہی کے مترادف اور الفاظ تھے) کے عنوان سے شائع کیا تو ہم نے اسکے جواب میں ہم نے پھر اخبار ضیاء الاسلام میں ایک مضمون "عظیم الشان شدھی اور مسافر کا ادعا غلطی پر" جاری رکھا جن لوگوں نے مذکورہ بالا آرٹیکلوں کو پڑھا ہے وہ بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ آیا آریہ حضرات نے اس خبر کے مشہور کرنے میں صداقت سے کام لیا ہے یا شرمناک غلط بیانی سے ہم اپنے بیان کی تائید میں اس سے بڑھکر اور زیادہ واضح ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ جن راجپوتوں کے شدھ ہونے کی خبر مشہور ہے ان کی عادات و رسومات بالکل ہندوانہ تھیں ان میں کوئی بات ایسی پائی جاتی تھی جو انہیں عام ہندوؤں سے علیحدہ کر کے مسلمانوں میں شامل کرتی ہو حتیٰ کہ ان کے نام بھی اسلامی نام نہ تھے۔ بلکہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اہل ہنود کے اکثر ہوتے ہیں اگر وہ آریہ صاحبان جو یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ مذکورہ بالا راجپوت صاحبان پہلے اسلام مذہب رکھتے تھے ان راجپوتوں کی کم از کم ایک ہی اسلامی عادت۔ رسم یا رواج پیش کر دیں جس سے ان کے مسلمان ہونے کا شبہ ہو سکے تو ہم ... کہ واقعی یا ... جیسے کچھ حیا کا پاس رکھتے ہیں اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ یہ صریح عام ہندوؤں کو دھوکا دینے اور ... چی

اسلامی دنیا

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے

	پائی	آنہ	روپیہ
میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء	۶۳	۸	۲۰۲۵۶
معرفت منشی محمود علی صاحب ہیڈ ول ایولیس ... ساکن ... ریاست بہ تفصیل ذیل :- جناب نواب یوسف حسین خانصاحب ... جناب ... عطا جناب ... یا ارحم الراحمین بطفیل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما تو اب ایک بندہ گنہگار کی طرف سے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کے اجلاس عالی میں پیش ہو۔ ... جس سے ... بذریعہ منی آرڈر دفتر اخبار وکیل میں وصول ہوئے اور فیس منی آرڈر باقی امانت اللہ ... پاس رہا		۲	۱۴
جناب سید محمد آصف صاحب ... ساکن ... جناب مولوی سید محمد اشرف صاحب ... مرحوم			۱۰
میزان	۹	۴	۲۰۲۶۶

ملہوجب ... سے ... روانہ دار ... ہیں۔

عثمانی سفارت ... لندن ... نے ... درخواست دے ... متعلقہ کو ... میں واپس آ پہنچی

علاقہ لتماب - سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ علاقہ بن غازی متصل طرابلس الغرب میں ایک عالیشان شاہی سپتال قائم کیا جائے

جزیرہ کریٹ طرابلس میں سالانہ کہ ... تعلیمات داکٹر دیگر اعلیٰ انتظامی عہدوں پر مسلمان مقرر ہیں اور مقام ... میں کمشنر پولیس بھی مسلمان ہے لیکن پھر بھی مسلمان وہاں سے برابر ہجرت کر رہے ہیں بہ سنہ ۱۸۹۵ء میں انکی تعداد ۸۸ ہزار تھی مگر اب ان کا شمار صرف ۴۴ ہزار کے قریب رہ گیا ہے

اسکندریہ (مصر) میں انجمن ترقی اخلاق کے نام سے ایک کمیٹی اس غرض سے قائم ہوئی ہے کہ نوجوانوں کو بیہودہ مشاغل سے باز رکھا جائے اور انہیں مفید کاموں میں وقت صرف کرنے پر مائل کیا جائے

بقول اخبار ... پایہ تخت روس میں ایک عالیشان مسجد تعمیر کرنے کی غرض سے جو کمیٹی قائم ہوئی تھی ... زمین خرید لی ہے اور امیر بخارا کی ... سے نیابت العمیل ہے اور جنکو پسند کردہ ... کے مطابق ... تیار کی ہے۔ ... مسجد کا رقبہ ... مسجد کا اخراج کا تخمینہ ۵ لاکھ روبل کیا گیا ہے ... نے ... آسام ... نال کو ... کے اہل اسلام ... ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مقامی مدرسہ کے لئے آپ اپنی کوشش سے جس قدر روپیہ جمع کر سکینگے اسقدر گورنمنٹ بھی عطا کریگی۔ اور مجوزہ بورڈنگ کی عمارت کے لئے بھی آدھی رقم گورنمنٹ فراہم سے امداد دیگی۔

ہز ہائینس امیر افغانستان ... ۲۵ نومبر کو بخیر و عافیت واپس کابل تشریف لائے۔

ممالک غیر

پایہ تخت روس کا تار ظاہر ہے کہ ۵ دسمبر کو زار روس نے مسٹر ... کو شرف ملاقات بخشا۔ اور مسٹر اسود لسکی نے مسٹر ... کو سرکاری دعوت دی۔

زولوؤں کی بغاوت کی ترقی کر جانے کی وجہ سے نیٹال میں مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا ہے دلسیوں کے مشتبہ رویہ کی وجہ سے حالت نازک ہو رہی ہے باغیوں کی طاقت ۳ ہزار بتلائی جاتی ہے۔ کیپ کالونی نے ایک رجمنٹ اور ایک توپخانہ سے مدد کر دینے کی آمادگی ظاہر کی ہے اور چارد ... طرف سے اسی قسم کی آمادگی ظاہر کی جا رہی ہے

ریڈیکل اخبارات گورنمنٹ نیٹال کو خواہ مخواہ جنگ چھیڑنے کے لئے سخت الزام دے رہے ہیں افواج کی نقل و حرکت کی خبریں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔

لنکا شائر کے سوت کاتنے کے کارخانوں کو سال رواں میں اسقدر منافع ہوا کہ آج تک کبھی نہ ہوا تھا۔ ۹۶ کارخانوں کو کل ۱۴۵۷۸۷ پونڈ منافع ہوا۔ جو اصل سرمایہ پر بحساب ۲۴ فیصدی پہلتا ہے

جدید قانون ... کی عدم تعمیل کی پاداش میں ٹرانسوال کے مسلمان ہندوستانی ماخوذ کئے گئے ... پر باقاعدہ مقدمہ قائم کیا جائیگا۔ ... ہے کہ ان سب کو فی الحال رہا کر دیا گیا۔

منوگا ... ورجینیا (ریاستہائے متحدہ امریکہ) میں ایک کوئلہ کی کان کے شعبہ ... یا ... مزدور ہلاک ہو گئے۔

زولوؤں ... معاہدہ میں روس بھی شامل ہو گیا ہے جس سے ... ۱۹۱۹ء تک ... کے بعد ... کی ضرورت ہوگی۔

۴ دسمبر کی خبر ہے کہ گورنمنٹ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے ۲ لاکھ اونس مزید چاندی خرید دی۔

ٹرانسوال ... گورنمنٹ کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی تھی کہ جدید ایشیاٹک ... کے مطابق نام درج کرانا ... لئے موجب ذلت ہے مگر گورنمنٹ نے انکی کچھ پرواہ نہ کی اور انکو ملازمت سے برطرف کر دیا وہ بیچارے ناداری کی وجہ سے ہندوستان واپس نہیں آ سکتے۔ ادھر انہوں نے لارڈ ... سے امداد طلب کی ہے

گذشتہ بدھ کے روز ایک شخص نے جنرل گورنمنٹ کو ... جنرل ... کو ریوالور کا گولہ پھینکا مگر وہ بال بال بچ گئے البتہ گاڑیاں مجروح اور گھوڑے ہلاک ہو گئے۔ ... خود مجروح ہو کر قریب المرگ ہو گئی۔

میجر رس کیبل کمانڈنٹ خیبر کو بریوٹ لفٹیننٹ کرنل کے عہدہ پر ترقی دی گئی۔

شاہ سویڈن کی علالت کی وجہ سے اعلان ہوا ہے کہ ولیعہد ان کی جگہ کام کرینگے۔

شاہ و ملکہ ہسپانیہ ۴ دسمبر کو انگلستان سے واپس روانہ دار السلطنت ہوئے۔

انگلستان کے سوت کاتنے والوں کا تنازعہ بغیر خونی طے پا گیا اور سٹرائیک تک نوبت نہ پہنچی

ہندوستان کی خبریں

گورنمنٹ بنگال سوڈیشن نے مسٹر اینڈرولیوں کو کلکتہ میں انپاد لیس فولفضل مقرر کیا ہے۔

بمبئی میں ایک لاکھ روپیہ کے صرف سے ایک جدید تھیٹر بالکل یورپین طرز کا قائم ہوا اور بانی والا تھئی تھیٹر کے نام سے نامزد ہوا ہے۔

مسٹر جے لال منصف مکوری ضلع ساگر نے جی آئی پی ریلوے سے ہرجانہ بعوض ہرجانہ کی دعویٰ نالش کی ہے کہ جب اپنی بیمار بیوی کو ہمراہ لئے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی وقت مقررہ سے منٹ پہلے روانہ ہو چکی تھی۔

ایسٹ انڈین ریلوے کے ایجنٹ مسٹر ڈرنگ نے اُن ٹرالیوں کے متعلق جو کام پر آگئے تھے ایام ہڑتال کی وضع تنخواہ اور ضبطی رخصت سابقہ وغیرہ کے مد دیگر حکم سنا دیا ہے۔ امید ہے کہ ساصاحب ہیر نا ریفی ہوا گئی ہے اور باز سر نوشرائط ہو جانے کا امکان ہے ٹرالی معزول شدہ گارڈ اکثر کلکتہ کے بے مطلب سمجھتے ہیں اور بیرا ہیں سے ہم بہی کرنے لگے ہیں موجودہ صورت میں انہیں سماعتی مدد دینے کے فیصلہ سے بھی اطمینان کی جو ضرورت ہے کا اضافہ اس بار نیب نہ ماسٹ مدافی کرنے کے لئے بہر ملے گا۔

تازہ خبر ہے کہ مسٹر ڈرنگ نے سخت سرکاروں کو منسوخ کر دیا اور امید ہے کہ اس سے ٹرالی کی بے چینی رفع ہو جائیگی۔

ہفتہ مختتمہ ۲ دسمبر کے اندر ضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں: - حصار ۱۹ - روہتک ۱۵ - گڑگانوہ ۲۶ - دہلی ۵ - کرنال ۲۹ - انبالہ ۱۵ - لدھیانہ ۱۱ - فیروزپور ۱۱ - منٹگمری ۱ - لاہور ۱ - شاہپور ۸ - جہلم ۳ - راولپنڈی ۲۲ - اٹک ۴ - جھنگ ۳ - ڈیرہ غازیخاں ۳ - ریاست پٹیالہ ۱ - مالیر کوٹلہ ۴ - جیند ۲۲ - میزان ۳۰۴ - میزان ہفتہ ماسبق ۲۱۴ - سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی میزان ۱۱۵۵

گورنمنٹ اس امر پر غور کر رہی ہے کہ ایسے لوگوں پر جنکے مکان عدالتوں سے قرقی دیوانی کے چھوٹے مقدمات دائر نہ ہونے پائیں۔

سرگودھا میں افزائش نسل کی غرض سے سانڈھ پالنے کی تجویز زیر غور ہے۔

لاہور میں ۔ اکتوبر کو عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے لئے جو امتحان منعقد ہوا تھا اوس میں مفصلہ ذیل مسلمان منصف وامیدواران منصفی کامیاب ہوئے۔ منشی ذکا اللہ الدین بی اے۔ منشی غلام حسن۔ شیخ عطا الٰہی۔ منشی فضل الرحمن۔

انجمن ترقی صنعت وحرفت بنگال نے قرار دیا ہے کہ سو سو روپے کے دو پچیس پچیس پانچ اور پچیس پچیس کے دس وظیفے ہونہار نوجوانوں کو دئیے جائیں۔ تاکہ وہ ممالک خارجہ میں جاکر صنعت وحرفت کی تعلیم حاصل کریں نیز قرار پایا کہ پچاس دیگر طلبا کو اسی غرض کے لئے سفرخرچ دیا جائے۔

چھاؤنی نوشہرہ میں چند روز ہوئے ایک پٹھان چور نے رات کے وقت چوری کرتے ہوئے ایک سپاہی کو ہلاک کر ڈالا۔ مقتول کے ہمراہیوں نے اسکا بھی گولی سے کام تمام کر دیا۔

یکم اپریل سے ۲۸ نومبر تک ہندوستان کی ریلوں کو سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔

حضور وائسرائے کے دورہ برہما کا باقی پروگرام مختصر کر دیا گیا ہے حضور ممدوح ۱۸ دسمبر کو رنگون سے روانہ کلکتہ ہونے والے تھے۔ (تازہ اطلاعات سے اس خبر کی تردید ہوتی ہے)۔

گورنمنٹ صوبجات متحدہ کی استفسار کے جواب میں گورنمنٹ ہند نے لکھا ہے کہ سوائی ہندوستانی ملکہ اپنی ملک سے بیٹنے والا کوئی مادہ استعمال نہ کیا جانے کھلونوں کی ذیل میں شمار ہوتی ہیں اور کسی اسلحہ میں شمار نہیں ہو سکتیں۔

مجوزہ میڈیکل کالج لکھنؤ کی عمارت پر ۷۵ لاکھ نہیں بلکہ ۴۳ - ۵۰ ہزار روپے کے قریب خرچ ہوگا

گذشتہ جمعرات کو صاحب ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند نے نوجوان والی ریاست دہار کو پورے اختیارات عطا کئے۔

گجرات میں جس مسلمان پر ایک نرس لیڈی پر ڈنڈے سے حملہ کرنے کا مقدمہ دائر ہوا تھا۔ عدالت نے اسے مختل الحواس سمجھ کر چھوڑ دیا۔

لارڈ کچنر ۴ دسمبر کو ریاست فریدکوٹ تشریف لیگئے۔ ریاست کی طرف سے انکے اعزاز میں اسٹیٹ ڈنر دیا گیا فوجی پریڈ ہوئی رات کو آتشبازی چھوڑی گئی

کانگرس کے اجلاس کا کثیر رکھنے کے لئے جن لوگوں نے چندہ دیا تھا وہ اب باصرار واپس مانگتے ہیں مگر کمیٹی پیشتر بدستور پس و پیش کر رہی ہے

ہزہائینس رنجیت سنگھ جام نوانگر سنا ہے کہ کچھ عرصہ تک ولایت میں ٹھہرینگے اور کرکٹ کے میچوں میں شریک ہونگے

گذشتہ ہفتہ میں کمیٹی تحقیقات ضروریات کا اجلاس بمبئی میں ہوتا رہا۔ اکثر معززین کی شہادتیں ہوئیں

چند روز ہوئے موضع شین پوسٹ کے کو داخل آفریدیوں نے لڑی مسلمان کی ایک سرحدی پارٹی پر حملہ کیا تھا۔ اسپر خیبر رائفل کے نوجوان جب موضع مذکور میں پہنچے تو گاؤں بالکل خالی پایا۔ اسیا کہ انہوں نے ہر سمت جا کر انداد ان کی خدمت میں ایک جرگہ انگریزوں کے خلاف امداد طلب کرنے کی غرض سے روانہ کیا ہے

مسٹر نیوینسن جو ولایت کے ڈیلی کرانیکل کے خاص نامہ نگار کی حیثیت سے بغرض تفتیش حالات موجودہ ہندوستان آئے ہیں بمبئی سے مدراس ہوتے ہوئے پہلے ہفتہ کلکتہ میں وارد ہوئے اور ۱۰ دسمبر کو جناب بنگالی کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ جہاں بابو سریندر ناتھ بنرجی۔ آنریبل مسٹر بھوپندر ناتھ بوس کے علاوہ چند مولویوں اور سودیشی لیڈروں سے انکی ملاقات ہوئی۔ تمام گفتگو بند کمرہ کے دروازے بند کر کے کی گئی مگر اتنا معلوم ہوا ہے کہ کم نہوتے ہندو اور مسلمان (؟) لیڈروں نے جرح کے سوال کرکے ان کا خوب قافیہ تنگ کیا۔ سب حاضرین مسٹر نیوینسن کی عقلمندی اور ہوشیاری سے دنگ رہ گئے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۸ نومبر میں ۶۴۷۴ طاعونی اموات حسب تفصیل ذیل ہوئیں: - احاطہ بمبئی ۲۵۹۹ - صوبجات متحدہ ۲۲۴۵ - پنجاب ۳۹۱ - مدراس ۱۱۴ - بنگال ۱۰۵ - برہما ۴۳ - مالک متوسط ۱۰۷ - ریاست حیدرآباد ۴۴ - راجپوتانہ ۱۲۶ - وسط ہند ۱۷ - باقی متفرق

سر شہری سکیومن ربانس بیلے کے دورہ سے فارغ ہوکر ساحل مکران کے مقام سون میانی میں جہاز پر سوار ہوا گئے اور مسقط تشریف لے جائینگے جہاں سے ممکن ہے کہ آپ بوشہر کو بھی تشریف لیجائیں۔

گذشتہ بدھ کی دوپہر کو ۲ بجے سے چند منٹ قبل جو زلزلہ امرتسر اور لاہور کے نواح میں محسوس ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا اصل وقوع ریاست چمبہ کے کسی مقام میں ہوا ہے۔ دیرمالہ اور کانگڑہ کی خبر دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زلزلہ کا جھٹکا بہت زور سے محسوس ہوا۔ ایک مکانات بالکل گر گئے اور اس گھبراہٹ میں بعض کو چوٹیں بھی آئیں۔ کانگڑہ میں گذشتہ خوفناک زلزلہ کے بعد چند مکانات جو خاص اس غرض کو ملحوظ رکھکر تعمیر کئے گئے تھے کہ زلزلہ کا خاص اثر نہ ہونے پائے اور مقابلہ کر سکیں ان میں سے ایک کی حکمت شکست ہو گیا۔ سلسلہ کوہ کی بلندیاں ہیبت لئے دہلانے ہوئے دکھائی دیتے۔ اور چند سات مختلف مقامات دہواں اُٹھتا معلوم ہوا۔

مجوزہ بمبئی سندھ ریلوے لائن کی پیمائش کا کام نہایت مستعدی اور سرعت سے انجام پا رہا ہے۔

تبت سے ملحقہ سرحد درہ شپکی کے قریب ایک زرخیز طلائی کان کے دریافت ہونے کی جو خبر شائع ہوئی تھی اصلی سرکاری اطلاع یہ دی گئی ہے۔ حفظان صحت کی ترقی اور اصلاح کے بارہ میں گورنمنٹ ہند نے لوکل بورڈوں کے نام ایک طویل چٹھی شائع کی ہے۔

گذشتہ ہفتہ کو شام کے دریا آتھہ بجے ملاقہ سیمن سنگھہ میں زلزلہ محسوس ہوا ۔

مسودہ انگریزی و دیسی تالیف کے متعلق جو سال آئندہ میں بمقام لندن منعقد ہونے والی ہے گورنمنٹ ہند نے اب یہ اعلان شایع کیا ہے ۔ جو لوگ اس نمایش میں اشیا بھیجنا چاہیں اور انڈین لشین ... امداد کے خواستگار ہوں ۔ انہیں چاہئیے کہ ان مطبوعہ فارموں پر براہ راست درخواست کریں جو ... سے مل سکتے ہیں

فصل موسم کی حالت ... تازہ ترین اطلاع ملی ۔ وزیر ہند کو ارسال کی ہے ... بہت خراب ہوا ... اچھی اور ... بمبئی میں ضعیف بارش ہو گئی ہے مگر فصل بیج بونے کے سبب ... صورت ... ہوئی ہے ... بڑھ رہا ہے کاموں پر لگے ہوئے ہیں ... بہت کم آثار ... ہے ... بدستور گراں ہے

حضور رئیس آف ... ۲ دسمبر کو ... بمقام مشکیار (برما) پہنچے ۔ جہاں حضور انور کے لئے شکار کی بڑی تیاریاں دیکھی گئیں ... کہا جاتا ہے کہ شکار نہایت اور کامیابی ہوئی

کمیشن تقسیم اختیارات ... ملتوی ... اپنا کام ختم کرکے ... کلکتہ کو روانہ ہوئے

ناگپور کے سکنیلروں نے ... رنگون ... سکنیلروں کی کارروائی سے اتفاق ظاہر کیا ہے ۔ رنگون والوں کی ... بہت ... خاطر خواہ ... کی وجہ سے تعلقہ تار میں کمی ہو رہی ہے

کلکتہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر ... ہشت ... سے ۵ اکتوبر ... ڈکیتی واقع ہوئی جہاں ۲ دسمبر کو رات کے ۳ بجے ایک ڈاکوؤں کا گروہ آن پہنچا اور اسٹیشن ماسٹر سے ... کی چابیاں مانگیں ... اسٹیشن ماسٹر نے انکار ... ان کے حملے کرکے ... روپیہ نقد نکال لے گئے ... اسٹیشن کے دیگر ملازم ... ماسٹر کی حمایت کو آئے ۔ مگر ان سے کچھ ہو سکا اسٹیشن ماسٹر اور دو ... سخت زخمی ہوئے

ہفتہ مختتمہ ۲۳ نومبر کے ... آمدنی ریل ہائے ... ریلوے کی آمدنی درج ہونے سے رہ گئی ... اطلاع ہم تک نہ پہنچ سکی ۔ کاروبار کے بند ہونے سے اندیشہ ہے کہ اس کمپنی کو بہت نقصان برداشت کرنا پڑا ہوگا ۔

رپورٹ فصل موسم پنجاب مورخہ ۷ دسمبر حسب ذیل ہے : اضلاع امرتسر سیالکوٹ راولپنڈی و ملتان کے بعض حصوں میں خفیف بارش ہوئی ۔ بعض اضلاع میں ہفتہ گذشتہ کی نسبت نرخ غلہ منور و ... تمام اضلاع میں گیہوں روپیہ کے دس یا قریباً دس سیر میانوالی و ملتان میں دس اور بارہ سیر کے درمیان فروخت ہو رہے ہیں ۔ دیگر اجناس کا بھی یہی حال ہے ۔ فصل خریف کی کٹائی ... کپاس کی ... اور ... کی ... جاری ہے ۔ سیراب اراضی میں فصل ربیع کی تخم ریزی شروع ہے ۔ جالندھر میں کپاس اور ... کو تیلہ سے لاہور میں کپاس کو اور گوجرانوالہ میں دھان کو ... اور سیالکوٹ میں ... فصل کو ٹڈی سے نقصان پہنچ رہا ہے جالندھر اور سیالکوٹ میں کثرت ... اور قلت چارہ کی وجہ سے مویشی کی حالت خراب ہو رہی ہے ۔ دیگر مقامات میں حال اطمینان ... اضلاع دہلی سیالکوٹ ۔ گوجرانوالہ ۔ شاہپور ۔ جھنگ ۔ ملتان ... گوڑگانوہ و لاہور میں چارہ کمیاب ہے امرتسر میں ... چارہ کمیاب مگر بھوسہ وغیرہ کافی ہے ۔ انبالہ اور دہلی میں نہروں کے خشک ہو جانے کی وجہ سے پانی کی ... ہے

بقول ... پریزیڈنسی جنرل ہسپتال کلکتہ کے ... نے ... قواعد ... ایک نوٹس دیدیا ہے

سرانڈر دفرین ... کو ... ریل گاڑی ... کے پاس ... ٹرین کے انجن کے ... ایک ... کا ... کا ٹکرا ... گیا اور آہنی ... اور سائبان بھی اکھڑ گئے اور اگرچہ تمام ٹرین کو ... دھکا ... محسوس ہوئی مگر غنیمت ہے کہ کسی جان کا نقصان نہوا خیال ہے کہ کوئی ڈائنامائٹ کا کارتوس پٹری پر ... ٹرین کے نیچے آگیا تھا جس سے یہ دھماکا واقع ہوا مگر حیرت ہے کہ ایسا کارتوس وہاں کس طرح پہنچ گیا

ریلوے بورڈ تمام ریلوں کو ... حکم صادر ہوا ہے کہ انگلستان کی طرز پر اپنے ... ملازمین ... مصالحتی بورڈ قایم کریں تاکہ حکام ریلوے اور ملازمین کے باہمی صورت معاملات کبھی نازک نہونے پائے ۔

ردی پول اور دونوں ... کی طرح لکل کی اکنیاں بھی جعلی بننے لگ گئی ہیں پبلک کو ہوشیار رہنا چاہیئے ۔

سر فیروز شاہ مہتہ نے سورت کانگریس فنڈ میں دو ہزار روپیہ چندہ دیا ۔

مسٹر ... رخصت سے واپس آکر قایم مقام چیف انجینیر ... ریلوے مقرر ہوئے

معلوم ہوا ہے کہ ہفتہ ... راولپنڈی کے چیف کورٹ پنجاب سے فیصل ہونے کے ... اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر راولپنڈی اور ... ملازمت ...

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب ۶ دسمبر ۱۹۰۷ء

رخصت سے واپس ... اسسٹنٹ کمشنر ... کا کام سیکھنے کی غرض سے ضلع کرنال میں متعین کئے گئے

لالہ ... ایم اے ... اسسٹنٹ کمشنر ضلع لاہور امرتسر کو ... صاحب ... اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع گوڑگانوہ سے انبالہ کو تبدیل ہوئے ۔

قایم مقام ڈپٹی کمشنر ... کی خدمات سے سبکدوش ہوکر کپتان جے سی کولڈ ... کپتان ... سی کولس کی جگہہ پولیٹیکل اسسٹنٹ صاحب ڈپٹی کمشنر ... سرحدی فوجی پولیس ... مقرر ہوئے ۔

خان محمد عطاء اللہ خان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ضلع سیالکوٹ ... تبدیل ہوئے

قایم مقام ڈپٹی کمشنر ملتان کی خدمات سے سبکدوش ہوکر مسٹر ... اسسٹنٹ کمشنر ... سکریٹری گورنمنٹ ... مقرر ہوئے اور مسٹر ... اسسٹنٹ کمشنر درجہ سوم سبکدوش ہوکر پنجاب سول سکریٹریٹ میں خاص خدمت پر مامور ہوئے

آنریبل مسٹر ... گورڈن واکر سی ایس آئی فنانشل کمشنر پنجاب ۲ نومبر ۱۹۰۷ء سے کمیٹی ... انہار پنجاب کے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ۔

مسٹر ... ایل گورڈن واکر ۔ مسٹر جے ... پارسنز و مسٹر ڈبلیو آر ... آئی سی ایس کی خدمات پنجاب سے متعلق کی گئیں ۔ اور بالترتیب اضلاع دہلی فیروزپور و ... بطور اسسٹنٹ کمشنران درجہ سوم متعین ہوئے

مسٹر ایچ ... اسسٹنٹ کمشنر رخصت سے واپس ... کی جگہہ جو تبدیل ہو گئے ۔ قایم مقام ڈپٹی کمشنر جھنگ مقرر ہوئے

مسٹر ڈبلیو ایم ... ڈپٹی کمشنر رخصت سے واپس ... سکریٹری گورنمنٹ پنجاب مقرر ہوئے ۔

لفٹننٹ ڈی سی ... آئی ایم ایس اپنی فوجی خدمات کے علاوہ قایم مقام سول سرجن کانگڑہ مقرر ہوئے

مسٹر ایچ ... اور لالہ ... رام ... اسسٹنٹ انجنیر درجہ سوم سے اسسٹنٹ انجنیر درجہ دوم ... ہوئے

لالہ ... اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر ریاست پٹیالہ کو اپنی خدمت کے علاوہ سیٹلمنٹ کمشنر پٹیالہ کی خدمت سپرد ہوئی

شیخ ... اللہ بی اے ایل ایل بی ... دفتر فارسی پنجاب سول سکریٹریٹ ۲۸ نومبر سے ... بر ... میں ای اے سی درجہ ہفتم عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے

شیخ سراج الدین بی ۔ اے منصف ۲۰ نومبر سے ... متعین ہوئے ... ای اے سی درجہ ہفتم عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے

ملک ... خان بی اے ۔ ای اے سی ... اسسٹنٹ ... لینڈ ریکارڈز پنجاب ...

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا ۔

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار یہ پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

حسبنا اللہ و نعم الوکیل

قیمت محصول ڈاک

فہرست مضامین اخبار

نادر کتب ۔ ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پنجاب کی تعلیمی رپورٹ پر ریویو
مسلمان انسپکٹران مدارس کی ضرورت ۔ شبابی رعب آنے
ایجوکیشنل کانفرنس ۔ مسٹر سید میر صاحب کی ایک تحریر ۔
کانفرنس کے لئے کرایہ ریل پر تخفیف ۔ افغانستان
سے طلباء کو تمغے ۔ کانفرنس ۔ ہاشم صاحب کی تحریک
و نمائش انتظام مستورات
درد ۔ علامہ شبلی نعمانی ۔ ترکی ٹوپی ۔ ہمدرد
اسپیچ مسلم ایسوسی ایشن ۔ شبیر علی الفنسٹن کالج
اکاؤنٹس کے متعلق ضرورت ۔ علی گڑھ کالج
کوئٹہ ۔ علامہ حالی کی نظم
اسلامی دنیا ۔ ہندوستان کی خبریں ۔
ممالک غیر ۔ گورنمنٹ گزٹ ۔ متفرقات
اشتہارات ۔

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امراء و روساء سے	للعہ	سعہ
عام خریداروں سے	سعہ	صہ
طلباء و کم استطاعت اصحاب سے	سہ	للعہ

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔
خط و کتابت سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے

نمبر ۴۷ امرتسر ۱۴ دسمبر ۱۹۰۷ء ۸ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ جلد ۱۳

کتب نادر و نایاب

فضائل النبی صلعم :- یہ نادر و نایاب کتاب اپنے پاکیزہ مضمون کے لحاظ سے وسیلہ روز جزا ہے جس میں سرور کائنات فخر موجودات عالمیان باعث ایجاد کون و مکان سید المرسلین خاتم النبیین حضرت صلعم کے فضائل بے انتہا درج ہیں۔ آنحضرت کی سیدائش منزول وحی معجزات معراج ہجرت۔ وفات کے حالات نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں نہایت عمدہ کتاب ہے ۔ ہر ایک اہل زبان مسلمان کے گھر میں اسکا ہونا ضروری ہے قیمت فی جلد ۱۲ر

فیض عام ملقب بشفاء الاسقام : اس کتاب میں علامہ مصنف نے قوانین علاج امراض ایسے عجیب طرز سے لکھے ہیں کہ آج تک کسی نے نہیں لکھے علاوہ اسکے اس کتاب میں یہ خوبی ہے کہ جو نسخے درج ہوئے ہیں مصنف کے اپنے تجربہ شدہ ہیں۔ کوئی نسخہ سنا سنایا نہیں لکھا۔ اگر کوئی شاذ و نادر نسخہ لکھا گیا ہے تو وہاں لکھ دیا ہے کہ یہ نسخہ ہم نے خود نہیں آزمایا اور نسخے ایسے ایسے مجرب ہیں کہ جن کو طبیب لوگ قیمتی نوٹوں کی طرح اپنی نوٹ بکوں میں مخفی رکھا کرتے تھے اور سوائے اپنی اولاد کے کسی کو بتانا گوارا نہ کرتے تھے حضرت مصنف نے دنیا پر ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے کہ تمام ان مخفی مجربات کو کھول کر بیان میں رکھدیا ہے۔ یہ کتاب پہلے فارسی زبان میں تھی مطبع نے بصرف زر کثیر اسکا ترجمہ سہل زبان اردو میں کردیا ہے قیمت ۱۲ر

اسرار الحاذقین :- یہ کتاب بھی علم طب میں اپنی قسم کی ایک ہی ہے۔ جو جو نسخے اس میں حاذقین قدیم و حال کے اعلیٰ درجہ کے ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کا استعمال مرض کے زائل کرنے میں اکثر بہتر طور پایا گیا ہے۔ انہی کو مصنف نے درج کتاب کیا ہے۔ یہ بھی پہلے فارسی میں تھی اب اسکا ترجمہ اردو میں چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۱۲ر

فلاح دارین :- امام المحدثین علامہ راغب اصفہانی کی کتاب تفصیل النشاتین فی تحصیل السعادتین کا سلیس اردو ترجمہ :- امام راغب چوتھی صدی ہجری میں گذرے ہیں جو اسلام کے عین عروج و کمال کا زمانہ تھا۔ اور یہ ان مشہور علماء میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذہب کو عقل و فطرت کے مطابق ثابت کرنے میں موزوں طریقے پر زور قلم دکھایا ہے کتاب کا موضوع تہذیب اخلاق اور تزکیہ نفس ہے۔ فاضل مصنف نے ہر بات کی دلیل قرآن کریم کی آیتوں سے دی ہے اور نہایت مدلل پیرایہ میں ثابت کردیا ہے کہ انسان کی خلقت کا ماحصل یہ ہے کہ وہ انسان کامل بنے اور دنیا میں خدا کا خلیفہ کہلانے کا مستحق ہو۔ کتاب ہر لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہے اور ہر مسلمان پر اس کا مطالعہ واجب ہے۔ قیمت صرف ۱۲ر

مرآۃ الاسلام :- یعنی رونمائے کیفیت بہار و خزان اسلام مولوی عبد اللہ صاحب اسمٰعیل نے فارسی نظم میں ایسا لکھا ہے کہ گویا کاغذ پر رکھدیا ہے کہ یہ کمال کے مولانا حالی نے جو مد و جزر اسلام کا ایک ضمیمہ مسدس لکھا ہے مگر یہ گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت مرآۃ الاسلام اسلام کے گذشتہ زمانہ کی روز افزوں ترقیوں کا آئینہ حیرت ہے۔ اور موجودہ خزاں دیدہ بہار کا مرقع عبرت تاریخ کی تاریخ اور لطف حسرت مجسم خیالات کا البم قیمت ۴ر

المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

وکیل
امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ
نمبر ۴۷

پنجاب کی تعلیمی رپورٹ پر گورنمنٹ کا ریویو

گذشتہ نمبر میں ہندوستان کی تعلیمی حیثیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ہم کو افسوس کے ساتھ دکھانا پڑا تھا کہ پنجاب کی تعلیمی حالت کس قدر قابل توجہ ہے۔ سررشتہ تعلیم کی گذشتہ دس سال کی کارروائی دیکھ کر ہمیں اس نتیجہ پر آنا پڑا تھا کہ ہندوستان کی رفتار ترقی کس قدر سست ہے۔ گو یہ حالت یاس کے قابل ہے۔ مگر مایوسی بخش کسی طرح نہیں حقیقت حال کے لحاظ سے ہمارا مقصد یہ ہرگز نہ تھا کہ لوگوں کے دل بجھ جائیں۔ بلکہ ہماری خواہش یہ تھی کہ لوگ اپنی رفتار ترقی کو تیز کر دیں ہم امید کرتے ہیں کہ یہ معلوم کرنا پبلک کی ہمت افزائی کا باعث ہوگا کہ گو پنجاب تعلیمی اعتبار سے ہندوستان کے دیگر صوبہ جات سے پیچھے ہے اور ہندوستان میں ترقی تعلیم کی رفتار بہت سست ہے تاہم صوبہ پنجاب کی تعلیمی ترقی کی رفتار خاصی اطمینان بخش ہے۔

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹۰۷-۱۹۰۶ء میں گذشتہ ۵ سال کی کارگذاری سررشتہ درج کی گئی ہے اور گورنمنٹ پنجاب اس رپورٹ پر ریویو کرتے ہوئے رائے دیتی ہے کہ محکمہ تعلیم نے پانچ سال کے زمانہ میں نہایت معقول کارگذاری کا ثبوت دیا ہے۔ تعلیمی اخراجات میں ۲۰ لاکھ کا اضافہ کیا گیا ہے مدرسوں کی تعداد میں ایک ہزار کا اضافہ ہوا ہے اور طلباء کی تعداد میں پچاس ہزار کا۔ ابتدائی تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی گئی ہے۔ جو نتیجہ ہے گورنمنٹ کے اس تین لاکھ روپیہ سالانہ کے عطیہ کا۔ جو ۱۹۰۵ء سے سررشتہ تعلیم کو ابتدائی تعلیم کی غرض سے ملنا شروع ہوا ہے۔ اس عطیہ کی بدولت پنجاب میں ابتدائی تعلیم کے مدارس لڑکوں کے لئے نو سو اور لڑکیوں کے لئے دو سو وجود میں آ چکے ہیں جنکے باعث تعلیم پانے والوں میں ۴۰ ہزار لڑکوں اور ۷ ہزار سو لڑکیوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ کسی زمانہ میں اپر پرائمری سرٹیفکیٹ سرکاری ملازمت کے لئے کافی سمجھے جاتے تھے مگر اب گورنمنٹ نے ان سرٹیفکیٹوں کو منسوخ کر دیا ہے جس کے باعث خیال ہے کہ اپر پرائمری کی جماعتوں میں طلباء کی تعداد میں کمی ہو گئی ہے مگر گورنمنٹ اپنے ریویو میں ریمارک کرتی ہے کہ پرائمری مدارس میں عام طلباء کی تعداد میں اضافہ ہونا کافی طور پر اطمینان بخش ہے۔ زمینداروں کے لڑکے بھی اب بہ نسبت پہلے کے زیادہ شوق سے اور زیادہ تعداد میں مدرسوں میں جانے لگے ہیں زمینداری سکولوں کے غیر مفید ثابت ہونے پر انکی جگہ جو دیہاتی مدارس قایم کئے گئے ہیں ان کی کامیابی یا ناکامی کے متعلق ابھی تک کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی مگر پنجاب گورنمنٹ کو امید ہے کہ ان مدارس میں صرف اسی قدر تعلیم کا دیا جانا جو زمینداروں کی ضروریات تک ہی محدود ہو انکی کامیابی کے لئے کافی ہوگا ہم کو یاد ہے کہ جب ان دیہاتی مدارس کے قائم کئے جانے کا مسئلہ پہلی مرتبہ چھڑا تھا

تو قسمت پبلک نے اس امر کو اپسند کیا تھا کہ زمینداروں صرف اسی تعلیم کے پابند کر دیئے جائیں جو ان میں کسی ملازمت کی قابلیت پیدا نہ کر سکے۔ سررشتہ تعلیم کی جانب سے یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ زمینداروں کو تعلیم محض اپنی حالت سنبھالنے کی غرض سے حاصل کرنی چاہئیے نہ کہ حصول ملازمت کی غرض سے پبلک کا خیال یہ تھا کہ جب تک زمینداروں ہی میں سے ایک معقول تعداد گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں عموماً اور محکمہ مال و آبپاشی و جنگلات وغیرہ میں خصوصاً داخل نہ ہوگی۔ وہ مصیبتیں نہ دور ہونگی جو زمینداروں کو ان محکموں سے پہنچا کرتی ہیں۔

سر ڈینزل ایبٹسن کے زیر تجویز آج کل یہ مسئلہ ہے کہ پرائمری تعلیم کو محکمہ تعلیم کی ماتحتی کر کسی قدر آزاد کر کے زیادہ تر مقامی جماعتوں خصوصاً ڈسٹرکٹ بورڈز کی ماتحتی میں لے آیا جائے۔ تاکہ مقامی جماعتیں ابتدائی تعلیم کی اشاعت کو بھی اپنا فرض سمجھکر اس میں زیادہ سرگرمی سے کوشاں رہیں۔ پرائمری سکولوں پر محکمہ تعلیم کا بہت زیادہ تسلط مقامی جماعتوں کو ان سکولوں کی نگرانی سے مستغنی کر دیا کرتا ہے۔ اور اس طرح وہ رفتہ رفتہ ابتدائی تعلیم میں دلچسپی لینے سے بے فکر ہو جاتی ہیں۔

تعلیم نسواں نے گذشتہ پانچ سال میں جو ترقی کی ہے وہ ان مشکلات پر نظر کر کے جو اس مسئلہ کے متعلق اس ملک میں پیش آیا کرتی ہیں۔ نہایت اطمینان بخش ہے علاوہ ان پرائمری سکولوں کے جو لڑکیوں کی تعلیم کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ پانچ نئے سکینڈری سکول بھی کھولے گئے ہیں۔ جو کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ مگر استانیوں کے نہ ملنے کی جو عام شکایت دیگر صوبجات میں سننے میں آتی ہے۔ وہی پنجاب کے سررشتہ تعلیم کو بھی پریشان کر رہی ہے اور گورنمنٹ اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ استانیوں کے تیار کرنے کے لئے خاص کوششیں کی جائیں۔

سکینڈری تعلیم کے متعلق گذشتہ پانچ سال کے عرصہ میں جو قابل نوٹس امور وقوع پذیر ہوئے ہیں صرف دو ہیں۔ اول ہر ضلع کے مڈل ورنیکلر سکول کا انتظام براہ راست محکمہ کی نگرانی کے ماتحت کر دینا۔ دوم انگلو ورنیکلر مڈل سکول کے امتحان کو منسوخ کر دینا۔ اول الذکر کارروائی کے معقول ہونے پر کسی کو انکار نہیں لیکن موخر الذکر کارروائی کے مفید ہونے میں اختلاف رائے ہے۔ رپورٹ نہایت ابتدائی یہ طے ہے کہ جن مدارس میں انگریزی تعلیم کا معقول انتظام نہیں انہیں انگریزی کی تعلیم کو خارج کر کے مختلف مضامین اگر دیسی ہی زبان میں پڑھائے جائیں تو زیادہ مفید ہوگا۔ رپورٹ مذکور میں شکایت کی گئی ہے کہ سکینڈری تعلیم کے مدارس معقول عمارات میں نہیں مگر نئی تعمیر کی مد میں بایدہ روپیہ خرچ کرنے کے لئے زیادہ نہیں۔

لودہیانہ کے زنانہ میڈیکل سکول کی مقبولیت اور لاہور کے میو سکول آف آرٹس کی ترقی کو سر ڈینزل ایبٹسن نہایت مسرت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ اور صوبہ کے مختلف چھوٹے چھوٹے صنعتی و ٹیکنیکل سکولوں کی ترقی کو دیکھکر بہت خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ہم نہایت ادب سے حضور ممدوح کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ اس صیغہ میں ملک کی ضروریات کو ملحوظ رکھکر زیادہ توجہ اور زیادہ روپیہ صرف کرنے کی ضرورت ہے صنعتی تعلیم ایک ایسی ضروری اور مفید چیز ہے کہ اس سے نہ صرف باشندگان ملک کی حالت کو فایدہ پہنچنے کی توقع کی جاسکتی ہے بلکہ بعض پولیٹیکل پیچیدگیوں کے جو آج کل پیدا ہو گئی ہیں سلجھنے کی بھی بہت کچھ امید ہو سکتی ہے۔ مسرت کا مقام ہے کہ صاحب ڈائرکٹر نے مسلمانوں کی گذشتہ پانچ سال کی تعلیمی ترقی کو نہایت حوصلہ افزا فرمایا ہے اور گورنمنٹ نے اس امر پر خوشنودی مزاج کا اظہار کیا ہے کہ اس قوم میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے متعلق جو گورنمنٹ کی خواہشیں تھیں وہ اب پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیڈروں میں تعلیمی ضروریات کا احساس پیدا ہو گیا ہے گورنمنٹ امید ظاہر کرتی ہے کہ مسلمانوں کی یہ موجودہ کوششیں جاری رہینگی۔ ہماری بھی دعا ہے کہ تعلیمی اعتبار سے ہمارا مستقبل ہماری شاندار ماضی کے مطابق ہو۔

مسلمان انسپکٹران مدارس کی ضرورت

ہمارے پاس حال ہی میں انجمن خادم الاسلام کلکتہ کے اس جلسہ کی روئیداد پہنچی ہے جس میں ایک مضمون کا رزولیوشن پاس کیا گیا تھا کہ ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم بنگال کی خدمت میں درخواست پیش کی جائے کہ مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کی نگہداشت کی غرض سے ہر صوبہ میں ایک مسلمان انسپکٹر آف اسکولز مقرر کیا جائے۔ اس رزولیوشن کی اہمیت سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔ گورنمنٹ کو خود مسلمانوں کی تعلیم کا از حد خیال ہے۔ گورنمنٹ چاہتی ہے کہ مسلمان تعلیم میں ترقی کریں۔ مگر باوجود رعایا پروری کے سامان مہیا کر دینے کے وہ اب تک مسلمانوں کے لئے مدد تعلیمی سامان بہم پہنچانے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ جن کی مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ اور جن کا پیدا نہ کر سکنا ایک بڑی حد تک گورنمنٹ کے نظام تعلیم پر منحصر معلوم ہوتا ہے۔ حالات موجودہ کو نظر غور سے دیکھا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا پڑیگا کہ مسلمانوں کے لئے جو کچھ گورنمنٹ نے اب تک کیا ہے اس سے زیادہ بلحاظ حالات موجودہ گورنمنٹ کے امکان میں نہیں۔ اس امکان کے ہونے کا اظہار تک نہیں کیا جا سکتا کہ محکمہ تعلیم کے موجودہ عناصر کیسا جا رہا ہوگا۔ پونکہ یہ ناممکن ہے کیونکہ لئے تعلق ہے۔ مگر اس موقعہ پر ہمیں صرف مولانا تبدیلی کی ضرورت ہے کہ محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کی قلت اور ان لوگوں کی کثرت جنہیں مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی نہیں ہے اس خیال سے مسلمانوں کی ضروریات سے گورنمنٹ کو متنبہ نہیں ہونے دیتی جس طرح تمام انصاف ضرورت کے نہ ہونے کی وجہ سے دیگر محکموں میں ان احکام کی پوری پوری تعمیل نہیں ہونے پاتی جو گورنمنٹ صادر کرتی ہے، ملازمت یا دیگر معاملات میں مسلمانوں کی حق تلفی اور بے اعتباری کی جاتی ہے اسی طرح محکمہ تعلیم میں ایسے عہدہ داران کی کمی ہے۔ جس سے گورنمنٹ کی یہ خواہشات پوری نہیں ہونے پاتیں کہ مسلمان تعلیم میں ترقی کریں۔ تا وقتیکہ مسلمانوں کی خاص ضروریات کی نگہداشت کے لئے خاص اہتمام نہ کیا جائے۔ گورنمنٹ کی خواہشات کا پورا ہونا غیر ممکن ہے۔ مسئلہ کے اسی عملی پہلو پر غور کر کے انجمن خادم الاسلام نے درخواست کی ہے کہ ایک مسلمان عہدہ دار سررشتہ تعلیم میں مقرر کیا جائے جو صوبہ بنگال کے مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کا خیال رکھتا رہے۔ اور گورنمنٹ کو بر وقت اپنے مشوروں سے مدد دیا کرے۔ اس قسم کے عہدہ دار کا تقرر ہماری دانست میں ہر صوبہ کے لئے ضروری ہے۔ اور ان صوبجات میں جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے مثلاً سندھ مشرقی بنگال اور پنجاب اس قسم کا تقرر نہایت لازمی اور فوراً ہونا چاہئے۔ خاص فرقوں کی تعلیم کے لئے خاص اہتمام کی اس سے پہلے بھی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ یوروپینز کی تعلیمی نگرانی اور سرداروں و والیان ریاست کے لڑکوں کی تعلیمی نگرانی کے لئے جدا جدا عہدہ دار کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ مسلمانوں کی بھی ایک علیحدہ قوم ہے جنکی تعلیمی ضروریات اُن کی ہمسایہ قوموں کی ضروریات سے مختلف ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ان کے لئے بھی خاص اور جداگانہ اہتمام نہ کیا جائے۔ مسلمان انسپکٹر آف اسکولز کے ہر صوبہ میں مقرر کئے جانے کے متعلق اس سے قبل بھی سربرآوردگان قوم گورنمنٹ کو متوجہ کر چکے ہیں۔ ۱۸۸۲ء کے تعلیمی کمیشن کے روبرو اس تجویز کی تائید میں سر سید مرحوم۔ سید محمود مرحوم۔ محسن الملک مرحوم۔ نواب عماد الملک۔ نواب بہادر عبد اللطیف وغیرہ وغیرہ معززین قوم شہادتیں دے چکے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس موقع پر جبکہ تعلیمی مسئلہ پر نظر ثانی ہو رہی ہے اور عہدہ داران سررشتہ تعلیم میں ایک معقول اضافہ ہونے کو ہے۔ مسلمانوں کی اس دیرینہ درخواست پر گورنمنٹ بنگالہ لطف فرما کر اسے قبولیت کا شرف عطا کریگی

بغداد سے حلب آٹھ روز میں

بغداد سے حلب تک قافلہ کے ساتھ معمولی طور پر لوگ ۲۶ روز میں پہنچا کرتے تھے مگر ایک تین مہینے سے کسی باہمت تجار کی طرف سے گھوڑے گاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے جسکی بدولت مسافر یہ چھبیس دن کا سفر آٹھ ہی روز میں طے کر لیا کرتے ہیں۔ علاوہ وقت میں نہایت معقول کفایت نکل آنے کے ان گھوڑے گاڑیوں کی بدولت مسافروں کو آسائش بھی اس سفر میں بلحاظ سابق بدرجہا ملنے لگی ہے۔ اور ان کا خرچ بھی نسبتہً کم ہو گیا ہے۔ درجہ اول کی سواری کے لئے ... اور درجہ دوم کی سواری کیلئے دو پونڈ عثمانی مقرر کئے گئے ہیں۔ ہمارا نامہ نگار بغداد سے ... ۱۹۱۰ء ... کہ ریل کی شرکت بھی انشاء اللہ عنقریب مکمل ہو جائیگی جس سے زایرین حجاز کو ... دہ آسانی ہو جائیگی۔ گھوڑے گاڑی کے موجودہ انتظام سے بھی حجاج کے لئے کچھ کم آسانیاں پیدا نہیں کیں بمبئی سے بصرہ۔ بغداد۔ حلب و شام ہوتا ہوا انسان اب بھی ۲۱ یا ۲۲ دن میں مدینۂ منورہ پہنچ سکتا ہے بمبئی سے بصرہ تک اسٹیمر پر سات روز کا راستہ ہے بصرہ سے بغداد تک ... دن صرف ہوتے ہیں۔ بغداد سے حلب تک گھوڑے گاڑی کی سواری پر پہنچنے کے لئے آٹھ روز کافی ہیں۔ حلب سے ریل ہے۔ اور دو دن میں شام تک ایک اور شام سے مدینہ منورہ تک دو یا تین روز سے زیادہ صرف نہ ہوں گے۔ اسطرح یہ سارا سفر ۲۱ یا ۲۲ دن میں بخوبی طے ہو سکتا ہے۔

آئندہ کانفرنس

اخباروں کی تحریروں سے ہمیں اس بات کی اطلاع ہوئی ہے کہ ممڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے آئندہ اجلاس کے منعقد کرانے میں نہایت زور و شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں اور ہمیں قوی امید ہوتی ہے کہ جہاں تک مقامی انتظام کا تعلق ہے۔ آئندہ کانفرنس نہایت شاندار ہوگی۔ مگر کانفرنس کی حقیقی عظمت کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ کثرت سے تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمان ہندوستان کے ہر حصہ سے اس میں شریک ہوں اور انکی شرکت بلحاظ نہ کچھ شمالی حصہ ہند۔ کراچی بذات خود ایک دلکش مقام ہے جسے سمندر کا کنارہ ہونے کی ایک دلفریبی عطا کی ہے۔ علاوہ ازیں سندھ کو اپنے صوبہ کا صدر مقام ہے جسے مسلمانوں کے ساتھ وہ خصوصیت حاصل ہے جو ہندوستان کے کسی دوسرے صوبہ کو نہیں مسلمان فاتحین نے قدم سب سے پہلے سرزمین ہند پر سندھ ہی میں رکھے تھے اور سب سے زیادہ عرصہ تک مسلمانوں کی حکومت اسی ریگستانی ملک میں رہی۔ آبادی کے اعتبار سے اسے اب تک ایک مسلمان صوبہ کہہ سکتے ہیں بلکہ سرکاری کاغذات میں بھی کئی موقعوں پر "اسلامی صوبہ" کے نام سے پکارا گیا ہے وہاں کی ریگستانی زمین، کھجوروں کے درخت اونٹوں کی قطاریں اس ملک کو عرب کی مشابہت دیتی ہیں۔ اور دریائے انڈس دریائے نیل کی قائم مقامی کر کے ملک سندھ کو ہندوستان کا مصر بناتا ہے۔ تاریخ اور جغرافیہ کے اعتبار سے سندھ کو مسلمانوں کے ساتھ جو خصوصیت حاصل ہے وہ مسلمانان ہند کو دور دراز مقامات سے آئندہ کانفرنس کے موقع پر کراچی کھینچ لانے کے لئے کافی ہے۔ مگر مزید براں آئندہ کانفرنس کو بوجوہ چند در چند جو اہمیت ہوگی اور بعدہٗ کانفرنس آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسے اور ان میں مجوزہ پولیٹیکل اصلاحوں پر بحث بھی دلچسپیاں ہیں جو دل میں قومی درد رکھنے والوں کو بے کھینچے نہیں رہ سکتیں۔ کراچی میں تخفیف ... ہز ہائینس میر فیض محمد خاں والی ریاست خیرپور سندھ کی شاہانہ مہمان نوازیاں اور بھی زیادہ کشش کا باعث ہونی چاہئیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس موقع پر مسلمانان ہند کثرت سے شریک کانفرنس ہو کر اپنی قومی ہمدردی کا ثبوت دینگے (دینز لینے ایڈورشم علی محمد خاں دہلوی بیرسٹر ایٹ لا۔ اسسٹنٹ سیکرٹری آل انڈیا ... کانفرنس کمیٹی

[illegible]

مسٹر سید امیر علی کی ایک نئی تحریر

مسٹر سید امیر علی سابق جج ہائیکورٹ کلکتہ نے حال ہی

ولایت کے مشہور رسالہ نائینٹینتھ سینچوری میں بنگالی ہندو اور بنگال کی اقوام کی خصوصیات کے متعلق ایک بیش بہا مضمون شائع کرایا ہے جو اگرچہ ایک اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کے بعض اس قسم کے خیالات کا اظہار بھی کرتا ہے جن سے ہر شخص متفق نہیں ہو سکتا ۔ انہوں نے گورنمنٹ کی مجوزہ پولیٹکل اصلاحات کی بعض تجاویز سے اختلاف ظاہر کیا ہے اور گورنمنٹ کی اس رائے کو تسلیم نہیں کیا کہ تعلیم یافتہ لوگ عوام کی قائم مقامی کی حیثیت نہیں رکھتے ۔ اسی خیال کی تائید میں مسٹر امیر علی نے مختلف فرقوں کا دوہرا فرق ظاہر کیا ہے ۔ پہلے وہ یوروپین افسروں کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بوجہ رعایا کی زبان سے پوری واقفیت نہ رکھنے اور نیز کام کی زیادتی کے باعث وہ عوام الناس کے حالات سے پورے باخبر نہیں ہو سکتے اور نہیں اُن سے بہت کم سروکار پڑتا ہے ۔ اسکے بعد دیسی افسروں کا ذکر فرماتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اگر رعایا سے زیادہ متکبر و متکبر ہوتے ہیں تو ان کے افسروں سے کم انہیں ملنا پڑتا ہے ۔ اور اگر وہ رعایا سے مطلق نہیں ملتے تو انہیں متکبر و مغرور کا خطاب ملتا ہے ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے آپ کو بہت بچا ہوا رکھنا پڑتا ہے ۔ اور وہ ایک ایسی حالت میں ہوتے ہیں جو انہیں رعایا کے حال سے پورے طور پر باخبر نہیں ہونے دیتی ۔ ہم اس خیال کی تائید نہیں کر سکتے کہ دیسی حکام اپنے ہموطنوں سے اسقدر علیٰحدہ رہتے ہیں کہ نہ وہ اُن کے حالات ہی سے آگاہی پیدا نہیں کر سکتے ۔ یہ ایک بالکل علیٰحدہ امر ہے کہ ملازمت کے تعلقات انہیں اپنی معلومات سے ملک کو فائدہ نہ پہنچانے دیں مگر اس نقص کی طرف گورنمنٹ کو متوجہ ہونے کی ضرورت ہے تاکہ گورنمنٹ دیسی افسروں کو اپنی معلومات سے ملک اور حکومت کو پورا فائدہ پہنچانے کا موقع دے ۔ بڑے مرتبہ کے زمینداروں اور عمائد کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر امیر علی ارقام فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت آنے سے لوگوں کی حالت میں جلد جلد تغیرات واقع ہونے شروع ہو گئے ہیں ۔ واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ جو خاندان خوشحال و با اثر و خطاب یافتہ تھے وہ تین نسلوں کے بعد مفلس و نادار ہو گئے ۔ ان واقعات سے انکار نہیں ہو سکتا اور اس کا بھی ساتھ ہی اسکے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انقلاب سلطنت کے بہت سے ارزل اور ادنیٰ طبقہ کے لوگ دولتمند ہو کر معززین کی جماعت میں اپنا شمار کرنے لگے ہیں ۔ مگر ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے ہرگز آمادہ نہیں کہ قدیم اور شریف خاندان اب تک محفوظ ہیں اُن کا بھی اثر لوگوں پر بہت جاتا رہتا ہے ۔

مسٹر امیر علی اسطرح ہر فرقہ کو عوام الناس سے بیگانہ قرار دے کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ تعلیم یافتہ لوگوں کی قوم پر بہت وقعت ہے ۔ دیسی ملک کی اکثریت دیہات ہیں اور اُنہی کو ملازمت سرکاری میں زیادہ دخل رہتا ہے ۔ معاملات سرکاری ہر کسی فرقہ کے زیادہ دخیل ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فرقہ عوام میں بھی ہر دلعزیز ہو ۔ راقم مضمون اپنے خیال کی تائید میں تحریر فرماتے ہیں کہ لوگوں کے نزدیک ایک پنڈت یا مولوی کی زیادہ عزت ہوتی ہے بہ نسبت ایک بیرسٹر یا ڈاکٹر کے ۔ مگر یہی بڑا مغالطہ ہے جو فاضل مضمون نگار کے غلط نتیجہ پر آنے کا باعث ہوا ہے ۔ پنڈت یا مولوی کی عظمت کا باعث اُن کا تعلیم یافتہ ہونا نہیں ۔ بلکہ اُن کا مذہبی تقدس ہے ۔ ہندوستان میں اب تک مذہب کا عنصر بہ نسبت یورپ کے بہت زیادہ غالب ہے یہاں والوں کی نگاہ میں جو مذہب کی عظمت ہے وہ کسی دوسری چیز کی نہیں ۔ یہی وجہ ہے جو مذہبی پیشواوں کی اُن لوگوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ عظمت ہوتی ہے ۔ اور یہ عظمت اُن پیشواوں کے مذہبی تقدس کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ علمی تبحر کی وجہ سے ۔ لفظ تعلیم یافتہ سے تو اس ملک میں اکثر انگریزی پڑھے ہوئے مراد لئے جاتے ہیں اور اُنکی جو کچھ عظمت عوام الناس کی نگاہ میں ہوتی ہے وہ نئی روشنی کے شیدائیوں کے لئے کچھ بہت دلخوش کن نہیں ۔ عوام انگریزی تعلیم سے ابتک کچھ ایسے غیر مانوس ہیں کہ انگریزی پڑھے ہوؤں پر وہ ایک قسم کی اجنبیت محسوس کرنے لگتے ہیں ۔ اور اُن سے اُن کے دل اچھی طرح سے نہیں ملنے پاتے ۔ ایسی صورت میں کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ عوام کی نگاہ میں تعلیم یافتہ فرقہ کی بہت وقعت ہے ۔ اور یہی فرقہ اُنکی قائم مقامی کی قابلیت رکھتا ہے اور اُن پر پوری طرح حاوی ہے ۔ ہمیں تو یہ امر بھی دیکھکر بہت مایوسی ہوتی ہے کہ بہت کم تعلیم یافتہ لوگ ایسے ہیں جنہیں علم سے مستفید ہو کر اپنے ملک اور اپنی قوم کی بھلائی کا خیال پیدا ہوا ہو ۔ ورنہ اکثر تعلیم یافتہ نوجوان ایسے دیکھنے میں آئے ہیں جو قومی درد کو اپنے پہلو میں نہیں پیدا ہونے دیتے ۔ اور جو حب الوطنی کے خیال کو ایک سودائے خام سمجھکر اُسکا مضحکہ اڑایا کرتے ہیں ۔ اور جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد محض اپنی تن پروری ہی کو قرار دے لیا ہے ۔

کانفرنس کے لئے کرایہ ریل میں تخفیف

اور یہ اسلئے کہ کانفرنس کا انعقاد بڑے دن کی تعطیلوں میں

ہوا کرتا ہے کانفرنس کے ڈیلیگیٹوں اور وزیٹروں کے لئے کرایہ ریل میں کسی خاص تخفیف کے طلب کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ۔ دسمبر کے معمولی کنسیشن سے کانفرنس کے مہمان بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ مگر کنسیشن صرف درجہ اول دوم اور انٹرمیڈیٹ ہی کے مسافروں کے لئے ہے ۔ درجہ سوم کے مسافر اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے ۔ شکرگذاری کا مقام ہے کہ لوکل کانفرنس کمیٹی کی درخواست پر نارتھ ویسٹرن ریلوے نے تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے بھی یہ رعایت منظور کر لی ہے کہ ایک طرف کا کرایہ لے کر اسٹیشن واپسی کا بھی ٹکٹ دیدیا جائے ۔ چونکہ مسلمانوں میں اکثر ایسی جماعت بھی ہے جو کانفرنس کی شرکت کا از حد شوق رکھتی ہے مگر بوجہ سفر کے مصارف برداشت نہ کر سکنے کے اپنے ارادہ کی تکمیل سے باز رہنے پر مجبور ہوتی ہے ۔ امید کی جاتی ہے کہ اُسکا بڑا حصہ وہ اس مرتبہ اس خاص رعایت سے فائدہ اٹھائیگا ۔ مگر اس رعایت سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکینگے جو کراچی سے پچاس میل یا اس سے زائد فاصلہ سے سفر کریں اور جنکے پاس سکریٹری کانفرنس کا مصدقہ سرٹیفکیٹ ہو ۔ درجہ سوم کے رعایتی ٹکٹ کی میعاد پندرہ روزہ ہے جو صاحب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں وہ ڈیلیگیٹ ہوں خواہ وزیٹر علی محمد خان صاحب دہلوی جنرل سکریٹری پراونشل کانفرنس کمیٹی کراچی سے سرٹیفکیٹ طلب کریں ۔ اس خاص رعایت کے عطا کرنے پر ہم نارتھ ویسٹرن ریلوے کے احسانمند ہیں اور لوکل کمیٹی کانفرنس کے مشکور ہیں کہ اُسنے درخواست بھیج کر ایک ایسی ضروری رعایت کو طلب کر لیا جو ایک حد تک کانفرنس کی رونق اور سود مندی بڑھانے کا باعث ہوگی ۔

انگلستان جانیوالے طلباء کو مژدہ

ہندوستان سے جو طلباء تحصیل علم کی غرض سے انگلستان جانے کا قصد رکھتے ہیں وہ اس خبر کو سنکر مسرور ہونگے کہ اس ملک سے ہمدردی رکھنے والے چند انگریزوں نے ہندوستانی طلباء کی امداد کی غرض سے لندن میں انڈین اسٹوڈنٹس ایڈ ایسوسی ایشن کے نام سے ایک جماعت قائم کی ہے

جسکے مقاصد حسب ذیل کہے گئے ہیں۔

(۱) ہندوستان سے جو طلبا پہلی مرتبہ انگلستان جاویں اُن کا وہاں استقبال کیا جاوے اُنکی رہائش کے لئے معقول انتظام کیا جاوے ضروری معلومات اُنہیں بہم پہنچائی جاوے ہر قسم کی دوستانہ امداد اُنہیں دیجائے اور سوسائٹی میں اُن کا تعارف کرایا جائے۔

(۲) جس تعلیم یا جس فن کے حاصل کرنے کی غرض سے وہ انگلستان گئے ہوں اُس بارہ میں نیک مشورہ دیا جائے۔

(۳) جن طلبا کے والدین اس جماعت سے درخواست کریں اُن کے چال چلن اور دیگر امور کی نگرانی کی جائے اور اُن پر دوستانہ نگرانی رکھی جائے۔ یہ ایسوسی ایشن مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کی غرض سے ایک فہرست اپنے پاس رکھیگی جن میں ہندوستانی طلبا کا قیام مناسب ہو۔ اور ان مکانوں میں اور اُن کے ہمراہ رہنا پسند کریں۔ جن حضرات نے گذشتہ سالوں میں ان کی رہائش کا انتظام ایسے مکانوں میں کرنے کی کوشش کی جائیگی جہاں بہتری اور تربیت کی جاتی ہے۔ اس جماعت کی ان لیڈی ممبروں نے جو انگلستان میں سکونت رکھتی ہیں ایک کمیٹی قایم کی ہے اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ہندوستانی طلبا کو اپنے ہاں مدعو کرکے انہیں انگریزی خانہ داری کو دیکھنے کا موقع دیں۔

(۴) جن طلبا کو صنعتی تعلیم حاصل کرنے کا یا کسی خاص فن کے حاصل کرنے کا شوق ہو اُن کے لئے یہ انتظام کیا جائیگا کہ ایسے کارخانوں کی ایک فہرست رکھی جائے جہاں تعلیم مفت حاصل کی جا سکتی ہے اور اُن اُستادوں کی بھی ایک فہرست رکھی جائے جن سے ہندوستانی طلبا فائدہ اُٹھا سکیں۔ بغرضیکہ طلبا کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کی غرض سے جو ضروری اور ممکن تدابیر ہونگی اُن پر عمل کیا جائیگا۔ فنڈ میں گنجایش ہونے پر ایک عمارت تعمیر کرائی جائیگی جو ہاسٹل کے طور پر استعمال میں آئیگی اور جس میں طلبا کی ایک محدود تعداد سکونت رکھ سکیگی۔ اس ایسوسی ایشن نے اگر استقلال کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھا اور اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی تو یقیناً اس جماعت کا وجود اُن ہندوستانی طلبا کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگا جو تعلیم کے شوق میں پہلے پہل انگلستان جا کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ امر نہایت اطمینان بخش ہے کہ ایسوسی ایشن پالیٹکس سے اپنا کسی قسم کا تعلق نہ رکھیگی اور کسی خاص مذہب سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ بلکہ محض ایک غیر پولیٹیکل اور غیر مذہبی جماعت ہوگی جس کا مقصد صرف یہی ہوگا کہ نوجوان اور بے خیال ہندوستانی طلبا کو حتی الوسع مدد دے۔ اس مقصد کے لئے اگر کسی اور انجمن کا بھی اس ملک میں وجود ہوگا تو اسکے ساتھ ایسوسی ایشن مذکور کا برتاؤ دوستانہ رہیگا اور اسکی پالیسی یہ ہوگی کہ ہمیشہ مل کر کام کرے نہ کہ اُس سے مخالفت یا رقابت پیدا کرے۔

کانفرنس میں قوم بلوچ کی شرکت

قوم بلوچ کو آیندہ اجلاس کانفرنس میں شرکت پر آمادہ کرنے کی ضرورت کے متعلق جو متعدد مضامین ان کالموں میں شایع ہو چکے ہیں وہ شکر کا مقام ہے کہ کسی حد تک بار آور ثابت ہوئے۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے بھی اسکی ضرورت کو تسلیم فرما کر یعقوب علی خان صاحب ایجنٹ کانفرنس متعینہ کوئٹہ (بلوچستان) کو اس امر کی طرف متوجہ کیا اور انہیں تاکید فرمائی کہ وہ سرداران بلوچ کو کراچی کانفرنس کی شرکت پر آمادہ کریں۔ لیکن چونکہ یہ کام کسی تنہا شخص کے کرنے کا نہیں اسلئے امید کی جاتی ہے کہ کوئٹہ کے روشن خیال حضرات یعقوب علیخان صاحب کو اس کام میں مدد دینگے۔ انہیں آفتاب احمد خان کی طرف سے یہ ہدایت ہوئی کہ وہ کوئٹہ اور بلوچستان میں مقاصد کانفرنس کی اشاعت میں خانصاحب شیر علی صاحبزادہ خان بہادر برکت علی خان مرحوم کے مشورہ پر چلیں۔ مگر باعث مشکوری ہوگا اگر دیگر معززین بھی کانفرنس ایجنٹ متعینہ کوئٹہ کو اس قومی کام میں امداد دیں۔ بہرصورت یعقوب علی خان صاحب و دیگر حضرات کی کوشش کا نتیجہ دیکھیں آیندہ کانفرنس میں کیا نظر آتا ہے۔

ابو مسلم خراسانی

مشہور مصری رسالہ الہلال کے فاضل اڈیٹر جرجی زیدان نے عرصہ سے تاریخ اسلام کو ناول کے پیرایہ میں لکھنے کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے اس سلسلہ میں دس ناول اب تک شایع ہو چکے ہیں اور یہ ہر سال شروع ہوتا ہے جو بااقساط ماہواری رسالہ الہلال کے ساتھ نکلا کرتا ہے فاضل موصوف عیسائی مذہب رکھتے ہیں مگر ان کے تاریخی ناول دیکھکر یہ علم نہیں ہوتا کہ ناول نویس کسی مذہب کا پیرو ہے۔ اسلامی ممالک میں ان کے ناول خاص قبولیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور حسن سلاست روی اور مورخانہ انداز کو ملحوظ رکھنے سے اب تک ایسے ناول کی مسلم الثبوت مورخین اسلام داد دیتے ہیں "ابو مسلم خراسانی" بھی اسی سلسلہ کا ایک ناول ہے جس میں اس جادوگر ناول نویس نے قرون وسطےٰ کی تدبیر ملکداری سلطنت بنو امیہ کی بربادی اور حکومت بنی عباسیہ کے قیام کا حال ایک دلکش انداز میں بیان کیا ہے ابو مسلم خراسانی اس ناول کا ہیرو ہے جس کی بے نظیر قابلیت اور انتہا درجہ کی حکمت عملی نے ایک صدی تک زور و شور سے حکومت کرنے والے خاندان کا تختہ الٹ کر ایک نئے خاندان کو حکمران بنا دیا مگر افسوس کہ جو اپنے ہی خداوندوں کی تلوار سے قتل ہوا۔ غرضکہ اس ناول میں زمانہ کے وہ واقعات ہمیں بیان کئے گئے ہیں جو تاریخ کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں انکو ناول میں جو ایک افسانہ کے داخل کرنے کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ بہت ہی کم ہے ناظرین کو خوشی ہوگی کہ اس ناول کا ترجمہ مولوی محمد حلیم صاحب انصاری رودولوی نے عربی سے اُردو میں نہایت خوبی کے ساتھ کیا ہے اور اس اردو ترجمہ کو شیخ محمد اکرام صاحب منیجر دکن اڈیٹر نے اپنے زیر اہتمام نہایت عمدہ شایع کرایا ہے اس کا دلفریب سرورق اور سلیقہ سے چھپی ہوئی کتاب دیکھکر معلوم ہوتا ہے اور باوجود اس کے چار سو صفحہ کی کتاب ہونے کے قیمت اسکی صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے تاریخ اسلام کے واقفیت پیدا کرنے والوں کے لیے یہ کتاب مفید ہوگی۔

نمایش اشیاء صنعت نسوان

جن معزز بیگمات و خواتین نے گذشتہ سالوں میں نمایش اشیاء صنعت نسوان میں جو کہ چند سالوں سے آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ اپنی دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اسکی قدر افزائی میں حصہ لیا ہے اُنکی خدمت میں خصوصاً و دیگر بیگمات و خواتین کی خدمت میں عموماً عرض ہے کہ امسال حسب مذکورہ بالا کانفرنس و نمایش کراچی میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر کو منعقد ہونگی- لہٰذا التماس ہے کہ وہ نہ صرف اپنی شرکت سے کانفرنس اور نمایش کی رونق بڑھائیں بلکہ جو ہاتھ کے دستکاری اُنکے یا اُنکی کسی سہیلی کے پاس اُنکی بنائی ہوئی ہوں اُنہیں نمایش میں رکھنے کے لئے ڈاک ریلی یا جناب شیخ عبد اللہ صاحب جنرل سکریٹری فیمیل سکشن علی گڈھ کے نام روانہ فرما کر باعث مشکوری بندہ ہوں۔ مستورات کے قیام و خوراک کا بندوبست مسٹر ای-ایم- کے دلوی جنرل سکریٹری کانفرنس نے مہربانی فرما کر مردانہ کیمپ سے علیحدہ ایک نہایت پُرفضا جگہ کر دیا ہے اور ہر قسم کے پردہ و آسایش کا بندوبست کیا ہے جو بیگمات تشریف لائیں مہربانی فرما کر تشریف آوری کی وقت اور تاریخ سے مطلع فرماویں۔ ای ایم- الیاس لوکل سکریٹری نمایش اشیاء۔

مراسلات

ون روپی فنڈ

(۱) مسٹر عبداللطیف رشید کارخانہ مستری محمد اسمٰعیل صاحب بیپاری گوجرات پنجاب .... دیں
(۲) خان صاحب محمد شرف خان رئیس و نمبردار موضع ہیلاں ضلع گوجرات پنجاب .... سے
(۳) شیخ عطا اللہ صاحب پلیڈر گجرات پنجاب .... عسہ
(۴) مولوی امام الدین صاحب مہتمم مدرس گوجرات پنجاب .... للعہ
(۵) جناب شیخ ... صاحب ... تحصیلدار ... ضلع ... . سے
(۶) جناب شیخ عبدالقادر صاحب ... ضلع گوجرانوالہ .... سے

میزان کل .... لسے

راقم خاکسار امام الدین دلتیق اللہ گجرات پنجاب (۱۰ دسمبر ۱۹۱۰ء)

کوئی ترکی ٹوپی نہ پہنے

مکرمی اسلام علیکم ... ولایت اور ... دیگر مکاتب ... اگر ایسی ممانعت خصوصیت ... یا شاید اب بھی ہے تو یہ کہ ان کو نہایت بھی ... تھا اور شاید اب بھی ہو ... اور غالباً اسی وجہ سے اُن میں اتنی روشن ضمیری پیدا ہو چلی تھی کہ ترکی ٹوپی لگانا شروع کیا تھا۔ مگر معلوم نہیں کہ ہمارے مولانا شبلی صاحب کو یہ جدید حکم دینا کیوں پسند فرمایا کہ کوئی طالب علم ترکی ٹوپی لگا کر مدرسہ میں نہ آئے۔ ورنہ درس سے نکال دیا جائیگا۔

ہم نے ایک طالب علم کو دیکھا کہ وہ ایک نیلی کیپ جیب میں لئے ہوئے تھا کہ مدرسہ میں داخل ہو تو اسکو سر پر رکھ لے۔ یا اس سے صاف ظاہر نہیں کہ صرف اسلامی ٹوپی کی مخالفت ہے۔ ... والی کیپ کی نہیں۔ معلوم نہیں کہ مولانا صاحب موصوف نے کہیں ... کی تو مخالفت نہیں کر دی۔ معلوم ہو تو اسکی بھی اطلاع دیدیں۔ راقم ... نیاز مند کرم حسین ڈاکٹر امین آباد لکھنؤ۔

ایک ضروری تجویز

غالباً یہ تو سب اہل اسلام کو معلوم ہے کہ نواب محسن الملک مرحوم کی یادگار قایم کرنے کے متعلق متعدد تجاویز اخباروں میں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ سب سے پہلے مرحوم کی یادگار میں ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کی تجویز ہوئی جسکو دیکھکر میرا دل کانپ گیا اور آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ اور بے اختیار منہ سے نکل گیا۔

نہیں گرچہ کچھ قوم میں حال باقی ✽ ابھی اور ہونا ہے پامال باقی
یہاں پہ ترقی کی غایت یہی ہے ✽ سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا اس زمانہ کی عادت یہی ہے ✽ طلسم جہاں کی حقیقت یہی ہے
بہت یاں ہوئے خشک چشمے ابل کر ✽ بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

مگر خدا وند کریم کا شکر ہے کہ قوم نے متفق ہو کر یا داز بلند کی کہ وہ اس بے غیرتی کو برداشت نہیں کر سکتی اور سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ایک لاکھ کی رقم ایسے محسن کی یادگار کے لئے بالکل ہیچ ہے۔ پبلک کی اس عام صدا نے ٹرسٹیان کالج کے حوصلے بڑھا دئیے اور یہ قرار پایا کہ تین لاکھ روپیہ فراہم کر کے ایک بورڈنگ ہاؤس کالج میں قایم کر دیا جاوے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مقصد بے شک مرحوم کی یادگار بنانا اور صرف اسی پر اکتفا کرنا بیشک اُن کے نام کو بٹہ لگاتا ہے اور اپنی قومی پستی کو ظاہر کرتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب قوم میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو نواب محسن الملک مرحوم کی قومی خدمات اور احسانات کا پاس رکھتے ہوئے دل سے اس بات کی خواہاں ہیں کہ دس لاکھ روپیہ جمع کر کے ایک مہدی کالج علی گڑھ میں بنا دیا جاوے بیشک یہ ایک ایسی تجویز ہے کہ جس پر عمل کرنا ہر ایک انسان کا جو دل میں اسلامی حمیت رکھتا ہے۔ فرض ہے یہ بھی سچ ہے کہ مرتبان کالج جب بمقابلہ دیگر اقوام کے اپنی قوم کے خیالات کو دیکھتے ہیں۔ تو انہیں ایک قسم کی مایوسی ہوتی ہے اگر قوم اپنی حمیت سے ایسا کر دے تو کیا ٹرسٹیان کالج کو منظور نہیں ہوگا کہ وہ مہدی کالج کی بنیاد ڈالدیں۔ کیوں نہیں۔ مگر اُن کے لئے قوم کی یہ کوشش مایۂ ناز ہوگی اور وہ فخر کرینگے لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب قوم اپنے طور پر چندہ جمع کر کے دس لاکھ کی رقم دکھا دے۔ اس وقت کے لئے میری رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے خصوصاً لاہور کے کالجوں کے جملہ مسلمان طالب علم ایک کمیٹی کی بنیاد ڈالیں جو پرزور کوشش کرے کہ اپنے احباب اور علاقہ جات اور رشتہ داروں سے وصولی چندہ میں کوشش کریں مجھے امید ہے کہ اگر یہ کمیٹی ظہور میں آگئی اور خدا کرے ایسا ہی ہو۔ تو ایک معقول رقم چندہ کی جمع ہو جائیگی اور اس سے قوم کو حوصلہ ہو جائیگا کہ دس لاکھ روپیہ جمع کرنا اور مہدی کالج کی بنیاد ڈالنا کوئی ناممکن کام ہے۔ صرف غیرت کو جوش میں لانے کی دیر ہے۔ کہ یہ سب کام آسان ہو جائینگے اور قوم کا بیڑا پار ہو جائیگا۔ خدا کرے میرے ہمعصر کالجوں کے طالب علم میری اس ناچیز رائے پر غور کریں گے۔ اور فوراً ہی ایک کمیٹی کی بنیاد ڈالدیں گے اور ایک معقول رقم جمع کر کے دکھا دیں گے کہ ہم میں قومی حمیت موجود ہے۔ اور ہم اپنے محسن کے احسانات کا احساس کر کے اس کے نام پر جان تک قربان کر دینے کو تیار ہیں آمین۔ راقم ... خادم محمد علی ... لکل سٹوڈنٹ لاہور۔

وِرد تقدیر

متعدد لوگ کامل یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے یہ بات زمانہ حال میں بھی بہت سے عالمان رہے ہیں اور نہیں ماننے کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا کیونکہ اس جہان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ جن کے ہنوز ... حالات سے انسان کو ابھی تک کچھ بھی واقفیت نہیں ہے۔ ہم تقدیر کے قایل ہوں یا نہ ہوں۔ تاہم جب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں آدمی اور ان میں بھی ہزاروں عقلمند لوگ۔ تقدیر اور خاصکر خود کی تقدیریں ہستی کے منتظر ہیں تب تو ہماری توجہ ضرور اسطرف کھنچتی ہے مذکورہ بالا عبارت ڈون کے فالنامہ کے دیباچہ کی ہے جسکی ایک نقل شایع کرنے والوں نے ہمارے پاس بھیجی ہے یہ ایک نادر اور تعجب خیز فالنامہ ہے اور تقدیر کے حالات اسطرح صحیح صحیح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی نہایت مستند اور مشہور فالنامہ بیان کرے کیونکہ اسمیں جو جو جوابات دیئے گئے ہیں اُن کو پرانی کتابوں میں سے جمع کیا گیا ہے ابتدائی صفحہ پر ایک نہایت خوبصورت عورت کی تصویر دیگئی ہے اور اگر غور کیا جائے تو صرف یہ تصویر ہی کیلئے اس کتاب کی قیمت کے لحاظ سے بہت ارزاں ہے کیونکہ اردو کی کتابوں میں جو تصاویر نظر آتی ہیں اُن سے بدرجہا عمدہ ہے۔ اور فن مصوری کا اعلےٰ نمونہ ہے۔ ہم کو یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ ڈون کا فالنامہ لوگوں میں زیادہ مرغوب ہو۔ اسلئے ہمارے جو ناظرین اپنا نام بہت صاف صاف اردو یا انگریزی میں لکھکر ڈون پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰ بمبئی کے پاس بھیجینگے اور اس اخبار کا جسمیں یہ تحریر شایع ہوئی ہے حوالہ دیں گے تو اُن کے نام یہ کتاب مفت بلا کسی قسم کے خرچ کے بھیجی جائیگی۔ اس کتاب کو فوراً منگوا لیجئے۔ کیونکہ آپ ضرور اسکے مطالعہ سے خوش ہونگے۔ براہ عنایت اس اخبار کا نام ضرور لکھئے۔ ورنہ کتاب مفت نہ بھیجی جائیگی۔

کیمبرج میں مسلم ایسوسی ایشن

شعر

اللہ الحمد بر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

کیمبرج ایسے مقام میں جو کہ آجکل کی تعلیم کا بڑا مرکز ہے اور جہاں دنیا کے ہر حصہ سے مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے لوگ تحصیل تعلیم کی غرض سے جمع ہوتے ہیں اس امر کی سخت ضرورت تھی کہ مسلمانوں کی ایک انجمن قائم ہو جس میں ترکی - ایران - مصر - ہندوستان و دیگر ممالک کے مسلمان باہم ملیں جلیں ان میں ربط و ارتباط کو ترقی ہو ان میں عام اسلامی ہمدردی اور اخوت کا رشتہ مضبوط ہو اور وہ اس بات کی کوشش کریں کہ ان کے ہر قول و فعل سے دوسری اقوام پر اچھا اثر پڑے۔

یہ خیال ایک عرصہ تک بہت سے محبان قوم کے دلوں میں چٹکیاں لیتا رہا لیکن بوجہ قلت اشخاص کے کبھی وجود میں نہیں آیا۔

امسال طلباء کی تعداد معمول سے بہت زیادہ تھی لہٰذا ناظر الدین حسن صاحب بی۔ اے (علیگ) نے ایک میٹنگ کا انتظام کیا اور اپنی نہایت پرجوش تقریر میں اس بات کی تحریک کی کہ کیمبرج میں ایک اسلامی انجمن قائم کی جائے۔ چنانچہ سب لوگوں نے اسپر اتفاق ظاہر کیا اور کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن قائم کی گئی جس میں حسب ذیل اشخاص منتخب ہوئے

افسران ایسوسی ایشن

(پریسیڈنٹ) خالد خلیل آفندی صاحب پروفیسر زبان ترکی (مصنف کراس اینڈ کریسنٹ)

(وائس پریسیڈنٹ) شیخ حسن صاحب ایرانی پروفیسر زبان فارسی

(سیکرٹری) سید بشیر الدین احمد صاحب بی۔ اے (دہلوی)

(ممبران کمیٹی) (۱) عبد العزیز صاحب بی۔ اے (کینٹ) اسکالر سینٹ پیٹرز کالج

(۲) محمد وسیم صاحب بی۔ اے (کینٹ)

(۳) حامد العلی علی صاحب بی۔ اے (مصری)

(۴) خواجہ عبد المجید صاحب (علیگ)

بروز چہارشنبہ بتاریخ ۷ دسمبر ۱۹۱۰ء کل ممبران ایسوسی ایشن سینٹ پیٹرز کالج میں راقم الحروف کے کمروں میں جمع ہوئے اور حامد العلی علی صاحب نے عید کی نماز پڑھائی۔ بعد نماز ایک میٹنگ ہوئی جس میں یہ طے پایا کہ ٹرپولی کا سوال جو ہندوستانیوں اور خاصکر مسلمانوں پر سخت گراں گذرا ہے اس پر ایسوسی ایشن سخت خلاف ہے اور ان بیچاروں کی مصیبت پر ہمدردی ظاہر کرتی ہے۔ عید کی رات بھی خالی از لطف نہ تھی سب دوست احباب کیمبرج کے ایک مشہور ہوٹل میں جمع ہوئے کھانے کے کمرہ میں تصویر کھنچی - اور اسکے بعد ڈنر ہوا۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے ہندوستان کے مسلمان بھائی اس ایسوسی ایشن کی خبر سنکر نہایت خوش ہونگے - کیونکہ یہ ایک ایسا بیج ہے جو کہ آج کیمبرج کی سرزمین میں بویا جا رہا ہے - اور جس سے عنقریب ایک بڑے شجر کے پیدا ہونے کی امید ہے جو نہ صرف دریائے کیم کے کنارے لہرائیگا - بلکہ اسکی سرسبز شاخیں دنیا کے ہر حصہ میں پھیلینگی۔ ان سے اور درخت پیدا ہونگے جنکے سایہ میں قومیت کا فروغ ہوگا اور جن کے پھلوں میں اسلامی ہمدردی کی بو پائی جائیگی۔

راقم خاکسار سیف الدین کچلو سینٹ پیٹرز کالج کیمبرج

پیشوران طریقت کے کارنامے

جناب ایڈیٹر صاحب السلیم! آپکے روبرو ایک سچا حال کا مرقع کھینچکر اُس کو غریب ہمدرد مسلمانوں کے حق میں فائدہ بخش یا نقصان رسان ہونیکا آپ کو ثالث گردانتا ہوں۔

ایک بزرگ و فقیر اللہ صورت جو کہ اپنا اسم گرامی و پتہ شاہ عبد الحق صاحب سجادہ نشین خانقاہ عبد الرحیم شاہ صاحب شاہجہانپور و حال ممبر و مرسلہ جناب ملا عبد القیوم صاحب مدظلہ سکرٹری حجاز ریلوے و سابق کمشنر حیدرآباد فرماتے ہیں۔ اس قصبہ میں دو روز تک برائے فراہمی چندہ و جلسہ برائے حجاز ریلوے قیام پذیر رہے وعظ میں فرمایا جو چندہ دلوے گا رسید دیجاویگی۔ اور بر دست بلغ روپیہ ہو جانے کی فوراً صاحب موصوف کے نام بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیا جاویگا جسکی رسید جو کسی باشندہ بمبئی کے حسب تحریر منی آرڈر ملجاویگی۔

انیفعلہ اول ہی روز جو کہ ظہر کے وقت فرمایا تھا دس روپے جمع ہوگئے جو بسبب ڈاک ملی جانے کے منی آرڈر نہو سکے - دوسرے روز مسلمانان بستی سرگرم فراہمی چندہ تھے اور شاہ صاحب خود ہی ڈاکخانہ تشریف لیجانے لگے ایک صاحب کی نظر فارم پر پڑی جس کا حسب ذیل پتہ تھا۔

”مولوی خادم علی خان مدرس خانقاہ شاہ عبد الرحیم صاحب وسلہٹ شاہجہانپور محلہ خیل“ چونکہ اکثر دغا بازوں نے سچوں کی وقعت کھو دی ہے اور اکثر دھوکا ہی کھایا ہے - بدیں وجہ شاہ صاحب سے دریافت کیا گیا کہ مدرس صاحب کون ہیں اور منی آرڈر فارم لیکر دیکھا گیا۔ اس کے کوپن پر تحریر ہے کہ والدۂ احسان اللہ کو مبلغان دیدینا - شاہ صاحب سے دریافت کیا گیا کہ والدۂ احسان اللہ سے اس چندہ کو کیا واسطہ ہے؟ کچھ بلا مقصد تعلیل۔ کیا سماۃ ہے؟ شاہ صاحب کوئی معقول جواب نہ دے سکے اور فوراً تیزی سے منی آرڈر فارم چاک فرما دیا جسکا کوپن منسلک نیازنامہ لہٰذا ہے۔ اور رسید آئی ہوئی کہ روپیہ کراہیہ معقول تعداد کرکے کیونکہ چندہ جمع ہو رہا ہے روانہ بنام سفیر متعینہ بمبئی یا بذریعہ جناب وکیل بمد چندہ حجاز ریلوے کیا جاوے - اب

(۱) آیا شاہ صاحب موصوف درحقیقت ملا صاحب کی جانب سے وصول چندہ حجاز ریلوے فرماتے ہیں۔؟ اور

(۲) اکثر اشتہار و معمولی نقشہ جات ریلوے وغیرہ ملا کی مجلس کے ہیں لیکن کوئی باضابطہ رسید بھی یا سرٹیفکیٹ نسبت وصولیابی چندہ کیطرف نہیں ہے۔؟

(۳) مولوی خادم علی خان و والدۂ احسان اللہ کو اس چندہ سے کیا تعلق ہے؟

(۴) وہ آسان طریقہ معلوم ہونا چاہیے جس سے ہر مسلمان آسانی سے چندۂ حجاز ریلوے بھیجکر کار خیر میں داخل ہو سکتا ہو۔ و نیز لوگوں کو ان ذریعوں سے بھی آگاہ کرنا چاہیے کہ قوم کا روپیہ پیسہ مفت برباد نہو۔ والسلام - راقم ہی خواہ قوم احمد سعید لقلم خود از قصبہ گوتنی ضلع پرتابگڈھ

حجاز ریلوے فنڈ کے لئے چندہ اخبار وطن یا وکیل کی معرفت بھیجا جا سکتا ہے مسٹر کش کونسل متعینہ بمبئی یا براہ راست پریسیڈنٹ حجاز ریلوے فنڈ قسطنطنیہ کے نام بھی منی آرڈر جا سکتا ہے (وکیل)

[illegible]

اشتہار نیلامی گھوڑ گھاٹ (۲)

ٹھیکہ گھوڑ گھاٹ لے لے بفاصلہ ۲۵ ہزار شاخ شمالی متعلقہ نہر لوئر جہلم ڈویژن دوم از تاریخ یکم جنوری ۱۹۱۱ء لغایت ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء بمقام سرگودھا واقعہ ۲۰ ماہ دسمبر ۱۹۱۰ء گیارہ بجے دن کے بمقام بنگلہ پر نیلام ہوگا جنکی تعداد میں پانچ ہیں۔ جو ٹریفک سے کام کرتی ہیں - مفرالط ٹھیکہ بر وقت نیلامی سنائی جائینگی۔ ہم اس امر کے پابند نہیں ہونگے کہ سب سے زیادہ بولی یا کوئی بولی منظور کریں۔ اسکی منظوری صاحب سپرنٹنڈنگ انجینیر لوئر جہلم سرکل کے اختیار میں ہوگی۔ موقعہ گھوڑ گھاٹ سٹیشن ہمدد ملک سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔

المشتہر سی۔ ایچ۔ اے۔ مور (صاحب بہادر) اگزیکٹو انجینیر دوم ڈویژن نہر لوئر جہلم

اکانومی کیلئے حساب دانی کی ضرورت

(قابل توجہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس)

جناب فلاح البال عمران سے کمیونٹی کے لئے اعلی تعلیمی اصلاح کی تجاویز کا غور اس طرف سوچی گیا ہے

ہمارا کوئی تعلیم کی جانب توجہ کیا جاتی ہے۔ بجائے اسکے کہ عام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے بہی کچھ ضروری چاہیئے۔ ... خاص جس قدر زیادہ مہذب اور زیادہ منفعت ہو گا اسی قدر عام لوگوں پر زیادہ موثر ہوگا۔ ... ہندوستانی اور زیادہ نادار ہونے کی خاص کر ... ہوگی اور ہو لیا ہے۔ ... ایجوکیشنل کانفرنس ... تقسیم باہمت دو حصوں میں تقسیم ہونا چاہیئے خاص اور عام اور ان دونوں کی اصلاح جدا جدا ... ہونی چاہیئے تا کہ ہم بھی اہم ... کر سکیں ... اور قوم کی قوم کو شائستہ کہلانے کے قابل بنائیں

(۱) جہاں ہماری قوم ... کی طرف ... وہاں یہ انتظامی اور ... اور تجربہ ... دیکھا جاتا ہے کہ اس کی ... ضرورت ہے ... وجہ ہماری ناحساب دانی ہے ... مسلمان ... ہونے میں اور اس کو اگر کوئی ... روپیہ کی صرف ... تو کیا وہ لینے میں تامل کرتے کا ہم کبھی نہیں ہم کیونکہ وہ ... زیادہ گنتی ہی نہیں جانتا۔ اسلئے یہ نقصان گنتی۔ شمار کی تعلیم ... جو عموماً مسلمانوں میں عام اور لازمی طور پر ہونی چاہیئے جن میں گنتی۔ پہاڑے ... پونے وغیرہ سب کہلاتے جاتے ہیں جیسا کہ قدم اور لازمی طور پر عام ہندو ... ہیں یا دھوں کے ذہن نشین میں ... ہیں۔ اور ... جاری ہوکر اس ... مگر نہایت مفید تعلیم کا ڈھنگ ڈالنا چاہئے جس سے عام کی ... تنزل حالات کا رخ ترقی کی طرف بدل جانے کی بہت کچھ توقع ہو سکتی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ... خاص و عام کا درست ... ہوگا

چلتی گاڑی میں روڑا

کوئی قوم دنیا میں ترقی یافتہ کہلانے کی مستحق نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے افراد میں آپس کے اتفاق اور حسن اخلاق کا دائرہ اسقدر وسیع نہ ہو جائے کہ اسکا اثر ... قوم کو

بھی پہنچے۔ جس صورت میں ہم مسلمان اخلاق کے برتاؤ میں آپس ہی میں خست کرتے ہیں۔ ترقی یافتہ قوم کہلانے جانے کے کب مستحق ہو سکتے ہیں؟ ؎

ترا کہ سینہ ... شود آں مقام
کہ با دوستانت خلافست و جنگ

(۲) کسی قوم کا آپس میں اتفاق سے رہنا۔ اور باہمی خوش اخلاقی کا برتاؤ کرنا اسکی ترقی کی سیڑھی کا پہلا زینہ ہے۔ اسلئے پہلے ہمیں اپنے پہلے قدم کو درست کرنا چاہیئے تا کہ ہمارا دوسرا قدم بھی درست پڑے

(۳) اگر ہم بھی ہمارے دل میں ترقی یافتہ قوم کہلانے جانے کی تمنا ہے تو ہمیں نہایت جد و جہد سے ... سفر کے لئے الزام کو اپنے اوپر سے جلد دور کرنا چاہیئے۔

(۴) قوم ایک گاڑی ہے ... خاص و عام یا امیر و غریب اسکے دو پہئے ہیں تو جب تک دونوں پہئے درست نہ ہوں گے گاڑی کس طرح چلیگی۔

(۵) ہم گاڑی کو کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں مگر پہیوں کی ناموافقت سے وہ تو پہلی ہی دور چلکر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ ایک پہیہ بہت تیز ہے اور دوسرا بہت دھیما۔ ان کے مرکز آپس میں نہیں ملتے اسلئے گاڑی کو چلانے کی ہماری کوشش رائیگاں جاتی ہے پہلے ہمیں اپنی گاڑی کے پہیوں کو ہموار برابر درست کرنے چاہئیں۔

(۶) گاڑی کو ایک پہیہ پر چلانا دشوار ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا امیر غریب کے بغیر اور غریب امیر کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ الگ الگ رہکر خواہ وہ کتنی ہی کوشش کریں۔

(۷) عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے امیروں کو غریبوں پر شفقت نہیں۔ نہ غریبوں کو امیروں سے انس۔ اور اس قطع تعلق کی ساری وجہ اسلام کے عام اصول کی مخالفت ہے یعنی غیبت کرنا یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا حالانکہ اسلام میں اسکی ایسی سخت مذمت ہے کہ غیبت کرنے کو بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(۸) یہ عیب گوئی خواہ سچی ہی کیوں نہ ہو جب تک کہ معیوب کے بالمواجہہ نہ ہوگی قیامت تک بھی باہمی اتفاق نہیں ہونے کا۔

(۹) کیونکہ جب ہم کسی کی بدگوئی اسکی غیر حاضری میں کرتے ہیں تو عموماً اس سے ہماری غرض اس شخص کے سدھارنے کی نہیں ہوتی ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو اس سے بدگمان کرنے کی۔ اسلئے ہمیں اپنے اعلی اسلامی اصول کے مطابق کسی شخص پر اسکا عیب ظاہر کرنے میں تامل تو نہیں ہونا چاہئے مگر

احسن طریقے سے نیک نیتی کے ساتھ ہمکو سدھارنے کی غرض سے ایسے طریقے سے جو ہمکو ناگوار نہ گذرے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص ہمارا عیب ہمارے سامنے بیان کرے تو خواہ وہ عیب فی الحقیقت ہم میں نہ بھی ہو جس قدر کہ بیان کیا جاتا ہے۔ تو بھی ہمیں اس شخص سے کشیدہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسپر غور کرنا چاہیے اور اسکا جواب نرمی سے دینا چاہیے۔ اور اگر وہ عیب فی الواقع ہم میں ہو۔ تو اس شخص کا ہمیں ممنون ہونا چاہیے۔

(۱۱) یہ بیل گاڑی کے پہیوں کے محور درست کرنے کی ترکیب۔ ذرا اسپر عمل کر کے دیکھئے ہماری بیل گاڑی کس طرح موٹر کار کی طرح چلنے لگتی ہے

(۱۲) قاعدہ ہے کہ جہاں دو شخصوں کو ایک دوسرے سے فائدہ ہوتا ہے عموماً اتفاق بھی وہیں ہوا کرتا ہے۔ مگر جہاں ایک کو دوسرے سے نقصان نہیں پہنچتا وہاں بھی تو اتفاق ہو جاتا ہے۔ تو اگر ہماری حالت ابھی اس درجہ کو نہیں پہنچی ہے کہ ایک دوسرے کو باہم ایک دوسرے سے فائدہ پہنچے تو کم سے کم اتنا تو ضرور ہونا چاہیے کہ ایک کو دوسرے سے نقصان بھی نہ پہنچے۔ کیونکہ نقصان ہماری گاڑی کا روڑا ہے پہلے اسکو راستہ سے ہٹائیے۔ پھر دیکھئے! انشاء اللہ۔ ایک کو دوسرے سے خواہ مخواہ فائدہ پہنچنے لگیگا۔ راقم محمد امیر ہوشیار پوری

کوائف حیدر آباد دکن

پابندی وقت حاضری:- (۱) سرکار نے حکم دیا ہے کہ تمام عہدہ داروں کی حاضری اور برخواست کا وقت ایک رجسٹر میں لکھا کریں تاکہ بوقت تنقیح اسکا معاینہ ہو سکے۔ مگر افسوس ہے کہ اکثر عہدہ دار اپنی حاضری کا صحیح وقت درج نہیں کرتے۔ اور اس طرح اپنے ماتحتوں کے سامنے ایک بُری مثال قائم کرتے ہیں بعض عہدہ دار تو دفتر میں باقاعدہ آنا بھی خلاف شان تصور کرتے ہیں۔

اتلاف ٹکٹ ڈاک (۲) سرکار نے حکم دیا ہے کہ آیندہ سے ٹکٹ جو سرکار عالی جو کسی محکمہ میں وصول ہوں اور کام میں نہ لائے جائیں۔ اگر وہ اہل مقدمات کو واپس دینے کے لایق ہوں تو واپس کر دیے جائیں۔ اور اگر واپس کرنے کے لایق نہوں تو وہ اسسٹنٹ جنرل صاحب اسٹامپ کے دفتر پر پہنچائے جائیں۔ وہ بپابندی ضابطہ ان کو تلف کر دیں گے۔

سررشتہ ڈاکخانہ (۳) سنہ ۱۹۰۶ء میں گورنمنٹ نظام نے ۱۴ جدید ڈاکخانے قائم کر اور خطوط رسانوں کی تعداد میں ۲۶ کا اضافہ کیا۔ اب کل خطوط رسانوں کی تعداد ۴۴۵ ہے۔ اس سال ڈاکخانوں کی آمدنی سے سرکار کو ایک لاکھ ۸۵ ہزار ۷ سو ۵ روپے وصول ہوئے جو بمقابلہ سال ماسبق کے ۶۰۲۶ زیادہ ہے لیکن خرچ کی مقدار تین لاکھ ۲۶ ہزار ۵ سو ۴۳ روپیہ رہی ہے لیکن اگر اس رقم کو بھی جو سرکاری اشتہارات کے محصول کی بابت سرکار سے وصول طلب خیال کی جاتی ہے شریک آمدنی کیا جائے تو اس صورت میں سرکار کو سررشتہ سے بعد وضع اخراجات ۲۸۰۸۳۶ روپے کا منافع ہوا۔ اس سال ماسبق سال کی نسبت پیڈ خطوط ۵۲۷۶۸۰ - اور سرکاری خطوط ۱۰۱۹۴۸ - زیادہ بھیجے گئے اور سرکاری اور خانگی پارسلوں کی تعداد میں علی الترتیب ۱۷۹۲۵ - اور ۴۵۱۹ کا اضافہ ہوا۔

احترام آیات قرآن:- (۴) اعلیٰ حضرت نے حکم فرمایا ہے کہ تمام ایسے کاغذات جن پر آیات قرآن شریف وغیرہ لکھی ہوں ردی میں نہ فروخت کی جائیں۔ نہ کوڑہ میں پھینکی جائیں۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہوا پایا جائے۔ تو پولیس اسکو گرفتار کر سکتی ہے۔

دین الٰہی:- (۵) بتاریخ یکم دسمبر ۱۹۰۷ء ڈاکٹر عزیز الدین صاحب کے بصدارت [illegible] مولوی سید حسین صاحب بلگرامی "اکبر کے دین الٰہی" پر ایک لیکچر دیا۔ حاضرین میں ہندو و مسلمان دونوں کی ایک کثیر جماعت شریک تھی لیکچرار نے بڑی خوبی سے دین الٰہی کے اصول اور اکبر کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا۔ پریسیڈنٹ صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ اگرچہ دین الٰہی کے اصول عمدہ تھے لیکن وہ قابل عمل نہ تھے۔ اکثر سبب

وہ مذہب عام طور پر مقبول نہوا نیز یہ کہ اسلام کے ہوتے کسی جدید مذہب کے جاری کرنے کی ضرورت نہ تھی مذہب اسلام ایسا سچا اور موافق فطرت ہے کہ اگر صدق دل سے اسکا سچا نمونہ دکھایا جاوے۔ تو ہر عقلمند شخص اسکو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیگا۔

رہزنی:- (۶) حیدرآباد میں اگرچہ تہذیب و انتظام کی بدولت بہت کچھ امن ہو گیا ہے لیکن آج تک قرب و جوار کے وہ مقامات جو ذرا بھی شاہراہ عام سے بچے ہوئے ہیں رہزنوں کی مسکن سے خالی نہیں سکندرآباد اور حیدرآباد کی درمیانی جو سڑک تالاب کے کنارہ کے نیچے جاتی ہے تو سیر رات کے وقت اب بھی کوئی شخص بغیر رہزنوں کا شکار ہوئے نہیں جا سکتا۔ دو چار روز کا ذکر ہے کہ ایک غریب معہ اپنے متعلقین کے رات کے دس بجے جھٹکہ میں سوار ہو کر شہر کو جا رہا تھا کہ بردہ کے کارخانہ کے قریب تین چار بدمعاش لٹھ لیکر جھٹکہ پر آپڑے۔ جھٹکہ والا تو ڈر کے مارے گاڑی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بدمعاشوں نے ایک لٹھ اس غریب مسافر کے مارا۔ دوسرے شخص نے اسکی بیوی کے ایک لٹھ رسید کیا جس سے وہ بیہوش ہو گئی اسکے پاس دس بارہ روپے تھے وہ چھین کر بھاگ گئے غریب پولیس کی ناکہ پر دوڑا گیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ یا ہمارے اہالیان پولیس پتہ نہ چلا یا۔ ہمیں امید ہے کہ کوتوال صاحب بہادر اس بدنظمی کی طرف جلدی توجہ کرینگے۔

کار آموزی:- (۷) اعلیٰ حضرت نے حکم فرمایا ہے کہ تمام معتمدین ایک ایک ہفتہ باری باری سے ولیعہد بہادر کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو ریاست کے کاروبار سے واقف کریں۔ یہ حکم نہایت دانشمندی اور عاقبت اندیشی پر دال ہے۔ امید ہے کہ اس سے ریاست کو بہت فایدہ پہنچیگا۔ اور ولیعہد بہادر انتظام ریاست سے بہت اچھی طرح واقفیت حاصل کرینگے۔

دایرۃ المعارف:- (۸) ملا عبد القیوم صاحب کے انتقال کے بعد مطبع دایرۃ المعارف کی حالت بسبب بدانتظامی اور عدم نگرانی خراب ہوتی جاتی تھی لیکن خوشی کی بات ہے کہ اب یہ کام نواب مولوی بشیر الدین احمد خان صاحب کے سپرد کیا گیا ہے مولوی صاحب کی انتظامی قابلیت اور معاملہ فہمی مسلمہ ہے۔ امید ہے کہ اب عمدہ کتابوں کے انتخاب اور ان کی طبع کے سرانجام اور اشاعت میں نمایاں ترقی ہوگی اور کتابوں کی فروخت نہونے کی وجہ سے جو مالی نقصان دایرۃ المعارف کو اٹھانا پڑتا تھا اسکی بھی تلافی ہو جائیگی راقم نامہ نگار

حکمتِ عملی پر مولانا حالی کی رائے

یہ مفید اور نہایت قابل قدر کتاب میرے عزیز اور لائق دوست محمد سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی نے علم اخلاق پر لکھ کر حال ہی میں شایع کی ہے۔ اگرچہ گذشتہ تیس برس کے زمانہ میں بہت سے رسالے اور کتابیں اس فن پر لکھی یا شایع کی گئی ہیں لیکن جہاں تک مجھکو معلوم ہے ان میں سے ایک بھی ہماری ضرورت رفع کرنے والی نہ تھی۔ ہم کو اسبات کی ضرورت تھی کہ اس فن میں جو کتاب لکھی جائے اسکی زبان فصیح اور بیان نہایت صاف ہو جو مطالب علمیہ اس میں بیان کئے جائیں وہ علم اخلاق کے مقررہ اصطلاحات کے دایرہ سے خارج نہوں اور کتاب فلسفہ قدیم و جدید دونوں کے ضروری مسایل پر مشتمل ہو اور اخلاق و معاشرت کے متعلق جو مسایل آجکل ملک میں دایر اور سایر ہیں۔ ان کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے یہ چاروں خصوصیتیں اس کتاب میں بوجہ احسن پائی جاتی ہیں۔ لایق مصنف نے زبان اور بیان کی صفائی اصطلاحات علمی کی تلاش اور فلسفہ قدیم و جدید کے مطالعہ اور ان سے مہمات مسایل کے انتخاب کرنے میں کوئی دقیقہ کوشش و محنت کا فروگذاشت نہیں کیا۔ مجھے امید ہے کہ یہ عمدہ تصنیف ملک میں عام قبولیت کا درجہ حاصل کریگی۔ حجم ۲۴۵ صفحے۔ قیمت [illegible] سوداگروں۔ طالب علموں۔ غریب طالبین سے [illegible]

ملنے کا پتہ سجاد مرزا بیگ۔ بازار عیسیٰ میاں حیدرآباد دکن

اسلامی دنیا

خبر حبشی امیر کابل کے بدخشان کا دورہ . . . کر کے جلد کابل واپس آ جانے کی وجہ یہ تھی . . . شروع ہو جاتی ہیں

وجہ سے کہ . . . اور آپ کے بھائیوں کے . . . ہو گیا ہے ۔ مرزا غلام علی خان . . . بھی اُن کے ہمراہ کابل تشریف لے . . . نہیں ملا ہے ۔ . . . اختیارات حاصل نہ تھے ✦

المؤید . . . سے انگریزی معاہدے ایران کے اخبارات نہ . . . بہت ہیں اور . . . ملک کا دشمن اور تباہ . . . کہ غیر اقوام انگریزی . . . ملک تباہ . . . کا اندیشہ ہے ✦

حمایل . . . کونسل کا . . . کے ہمراہ . . . کی اسال . . . گرامی . . . ہو گی . . . فرمایا ہے ✦

صاحب جنرل سیکرٹری . . . لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ مدرسہ مذکور کا . . . سالانہ جلسہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۰۶ء کو . . . لاہور منعقد ہوگا ✦

شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی ندوۃ العلماء کی اغراض کی اشاعت اور فراہمی چندہ کی غرض سے . . . کا ایک . . . بمبئی تشریف لے گئے ہیں اور . . . بیرسٹر ایٹ لا کے پاس مقیم ہیں ✦

یونا میں آجکل دو نوجوان یورپین نو مسلم مقیم ہیں جن میں سے ایک نے چار سال ہوئے اسلام قبول کیا تھا اور دوسرا حال میں اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوا ہے ۔ ایک تیسرا یورپین . . . قریب . . . اسلام قبول کرنیکو ہے ۔ سُنا ہے کہ وہاں کے بعض ہمدرد قوم اور اولوالعزم مسلمان ان تینوں کو علیگڈھ کالج میں تعلیم کی غرض سے بھیجنے والے ہیں ✦

مشہور انگریز انشا پرداز مسٹر آرتھر کانن ڈائیل جو بغرض سیاحت قسطنطنیہ گئے تھے جلالتمآب سلطان المعظم نے انھیں دوم درجہ کا مجیدی تمغہ اور اُن کی لیڈی کو دوم درجہ کا تمغہ شفقت مرحمت فرمایا اور اُن کی میزبانی کا بھی سلطنت کی طرف سے انتظام کیا گیا ✦

بقول اخبار . . . ایک خالد نامی ایک مصری رئیس نے حجاز ریلوے فنڈ میں ایک سو پونڈ . . . عطا کیا ✦

ترکی اخبار سے معلوم ہوا کہ ایک شوکت اور برق سطوت نامی ہر دو ترکی تارپیڈو کشتیاں جو . . . فرمائیش . . . کے ایک کارخانہ میں تیس . . . پونڈ کے صرف سے طیار ہوئی ہیں مقام . . . میں پہونچ گئیں اور عنقریب آستانہ علیہ کی طرف روانہ ہونگی ✦

معلوم ہوا ہے کہ . . . نظام . . . حیدرآباد . . . مسٹر حیدری کو فنانشل سکرٹری ریاست حیدرآباد مقرر کرنیکے لئے گورنمنٹ ہند سے منظوری کی درخواست کی ہے ✦

گذشتہ چند ماہ کے عرصہ میں سیستان و مشرقی ایران کی تجارت ہند میں براہ نوشکی بہت ترقی ہوئی ✦

ہمعصر . . . انڈین ڈیلی ٹیلیگراف لکھنؤ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ہائیکورٹ الہ آباد . . . حال میں . . . منظور ہوا ہے وہ مسلمان ہوگا ✦

جائے مسرت ہے کہ امسال جن طلبا کو ایم اے میں تعلیم پانے کی غرض سے الہ آباد یونیورسٹی نے . . . عطا کئے اُن میں سے تین مسلمان ہیں جن میں سے ایک کوئینز کالج بنارس کا طالب علم ہے اور باقی دو علیگڈھ کالج کے ✦

بخبۃ طور پر معلوم ہوا ہے کہ عہدہ سیکرٹری ایم اے او کالج علیگڈھ کی امیدواری کے متعلق ٹرسٹیوں کی کثیر جماعت نے نواب وقار الملک کے حق میں رائے دی ہے ۔ اور یقین ہے کہ . . . دسمبر کے اجلاس ٹرسٹیان میں نواب صاحب موصوف باتفاق رائے سیکرٹری منتخب ہونگے ✦

. . . میں زمانہ حال کی ضرورت کے مطابق علوم جدیدہ کی تعلیم کی غرض سے حال میں ایک جدید اسلامی مدرسہ قائم ہوا ہے ✦

افسوس کہ خان بہادر عبدالرزاق قرطاس نامی عرب تاجر اسپان حبش آمدہ . . . بمبئی نے انتقال کیا ✦

ممالک غیر

اوسکر شاہ سویڈن کا جو کچھ عرصہ سے علیل تھے . . . دسمبر کو انتقال ہو گیا ۔ سویڈن اور ناروے میں . . . ماتم کیا گیا ✦

ڈربن میں . . . طور پر اس امر کا اعلان کیا گیا کہ زولولینڈ میں امن قائم ہو گیا ہے لیکن . . . بدستور جاری ہیں ۔ . . . کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کیا گیا تھا اور تازہ خبر ہے کہ اُس نے خود اطاعت قبول کر لی ✦

پریزیڈنٹ روزویلٹ نے اب کی مرتبہ پریزیڈنٹی کی امیدواری سے قطعی انکار کر دیا ہے ✦

رائیٹر پایۂ تخت جاپان سے تار دیتا ہے کہ تارک الوطن جاپانیوں کے امریکہ جانیکا مسئلہ قریب طے پا گیا ہے اور گورنمنٹ جاپان نے منظور کر لیا ہے کہ امریکہ اور کینیڈا جانیوالے جاپانیوں کے چال چلن کا خاص طور پر خیال رکھا جائیگا ✦

. . . نومبر کے اندر انگلستان کی تجارت درآمد میں ۱۲ لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ اور برآمد میں ۲۰ لاکھ . . . ہزار پونڈ کی بیشی ہوئی ✦

قیصر جرمن تبدیل آب و ہوا سے استفادہ کر کے . . . ۹ دسمبر کو واپس لنڈن پہونچے ✦

ہفتہ گذشتہ کے روز نیویارک سے گیارہ ہزار اجنبیوں کی ایک اور کھیپ یورپ کو روانہ ہوئی ✦

پورٹ آرتھر کو دشمن کے حوالہ کرنیکے لئے جنرل سٹوسل اور اسکے ۳ ہمراہی جنرلوں کی تحقیقات بذریعہ کورٹ مارشل ۱۰ دسمبر کو پایۂ تخت روس میں شروع ہوئی ✦

پی اینڈ او جہازران کمپنی کے اجلاس میں سر طامس سدرلینڈ نے کہا کہ جاپان کی جہازی کمپنیوں نے ممالک مشرق کی تقریباً تمام تجارت پی اینڈ او کمپنی سے چھین لی ہے اور اسی پر اکتفا نہیں گورنمنٹ جاپان اس امر پر زور دے رہی ہے کہ جہازوں کی آمد و رفت کے سلسلہ کو بمبئی تک وسعت دیجائے ✦

ہمعصر سٹیٹسمین کا خاص ولایتی پیامہ تار مظہر ہے کہ لارڈ کرزن کو ایک جلیل القدر سیاسی عہدہ پیش کیا گیا تھا جسے انہوں نے منظور کر لیا ہے ۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے پارلیمنٹ کی کئی امیدواریاں منظور نہ کیں ✦

یہ بھی خبر ہے کہ لارڈ موصوف ایسٹ انڈین ایسوسی ایشن کے وائس پریزیڈنٹ مقرر ہوئے اور ڈاکٹر جان پالن اس کے سیکرٹری منتخب ہوئے ✦

کانگریس کی ایکسٹریمسٹ پارٹی ہنوز اپنی رنجش دل سے باز نہیں آتی ۔ . . . دسمبر کو پونا میں ڈیلیگیٹ منتخب کرنے کی غرض سے جو جلسہ ہوا اسمیں یہ تجویز پیش کی گئی کہ ڈاکٹر راش بہاری گھوش سے درخواست کیجائے کہ وہ اپنی بجائے لالہ لاجپت رائے کو امسال سورت کانگریس کا پریزیڈنٹ بننے دیں ۔ اس کے مجوز مشہور مرہٹہ فاضل مسٹر . . . تھے جو اخبار کال کے ایڈیٹر بھی ہیں ✦

۱۱ ر دسمبر کی شام کو کلکتہ میں خفیف بارش ہوئی ✦

ہندوستان کی خبریں

کانگریس کے اجلاس کی ہمراہ بنارسے کے حال

سورت میں آل انڈیا سودیشی کانفرنس کا دوسرا اجلاس (بھی) منعقد ہوگا +

۶ر دسمبر کی شب کو مانڈوے امبئی میں آتشزدگی سے ۲ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا +

پھاپھا مئو مائے بریلی کا سپر کی پیمائش کا کام جاری ہوا ہے۔ خیال ہے کہ اس لائن کی تعمیر امدادی کاموں میں شامل کیجائے گی اور پیمائش کے بعد جلدی شروع ہو گی +

ڈیرہ دون میں جمعرات کے روز زلزلہ کا خفیف جھٹکا محسوس ہوا اور چھ سیکنڈ تک رہا +

رنگون میں امسال رقبہ زیر کاشت پنجاب ۱۷۲۱۸۳ ایکڑ ہے جو سال گذشتہ کی نسبت بقدر ۳۸ ایکڑ کم ہے +

کلکتہ ہائیکورٹ نے ایک جیب کترے کو چار سال قید سخت اور ۳۰ ضرب بید کی سزا دی +

امپیریل ٹارسٹ سکول ڈیرہ دون سے داخلہ کا امتحان موقوف کرکے اسکی بجائے امتحانات یونیورسٹی کو داخلہ کا معیار مقرر کیا ہے +

لالہ لاجپت رائے کو ان کی رہائی اور معاودت وطن پر مبارکباد دینے کے لئے جو ایک جلسہ بتاریخ ۸ر دسمبر بریڈلا ہال لاہور میں منعقد ہوا۔ اسکی کاروائی صرف ڈیڑھ منٹ تک رہی لالہ ہرکشن لال صاحب سعدی لیڈر نے جو پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ایک تحریری ریزولیوشن مبارکباد کا پیش کیا اور ظاہر کرکے کہ تمام حاضرین کو اس سے اتفاق ہوگا جلسہ کے اختتام کا اعلان کردیا سب لوگ اس غیر معمولی عجلت سے حیران رہ گئے!

نیشنل کانگریس میں شامل ہونے کے لئے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ڈیلیگیٹوں کا انتخاب ہورہا ہے +

کمیشن تقسیم اختیارات کے ممبر ۷ر دسمبر کو بنگال ناگپور ریلوے لائن پر کلکتہ کو جا رہے تھے کہ راستہ میں انکا سپیشل پولیشیوں کے ایک ریوڑ سے جو سڑک کو عبور کررہا تھا ٹکراگیا اور چار جانوروں کا بالکل قیمہ ہوگیا +

مسٹر جیمیز ولسن سی ایس آئی فنانشل کمشنر پنجاب لیجسلیٹو کونسل پنجاب کے ممبر مقرر ہوئے +

ہفتہ مختتمہ ۲۴ر نومبر کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں۔ حصار ۲۵۔ رہتک ۸۔ گوڑگانوہ ۳۱۔ دہلی ۴۔ کرنال ۱۰۴۔ انبالہ ۱۔ ہوشیارپور ۲۲۔ لدھیانہ ۷۔ فیروزپور ۳۶۔ منٹگمری ۱۔ لاہور ۲۔ جہلم ۸۔ راولپنڈی ۲۷۔ اٹک ۱۔ لائلپور ۸۔ ریاست پٹیالہ ۴۴۔ مالیرکوٹلہ ۸۔ میزان ۲۸۹۔ میزان ہفتہ ماسبق ۲۴۴۔ سال گذشتہ کے اسی عرصہ کی ۱۵۵۰ +

گذشتہ جمعرات کو پشاور کے متصل سرحدی آفریدیوں کی ایک جماعت نے ایک گاؤں پر چھاپہ مارکر ایک بنیئے کو ہلاک کرڈالا اور اسکا نقد و نقد لیکر بھاگ گئے۔ ان کی گرفتاری کی غرض سے سرحدی فوجی پولیس کے کچھ سپاہی ادھر سے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور قلعہ بارہ کے کچھ فوجی نوجوان انکا راستہ قطع کرنیکے لئے ادھر سے چل پڑے۔ راستہ میں غلط فہمی کی وجہ سے دونوں نے ایک دوسرے کی گولی بارود سے خبر لی جس سے ایک نائیک سخت زخمی ہوا۔ ڈاکو صاف بچکر نکل گئے +

سورت کی صنعتی کانفرنس کے ساتھ ۲۴ر دسمبر کو نوبافی کی دستی کھڈیوں کی خاص نمائش ہوگی۔ اسکے علاوہ امسال اور کسی قسم کی نمائش جیسا کہ سالہائے ماسبق میں دستور رہا ہے منعقد ہوگی +

السٹ انڈین ریلوے کے ملازمین نے مجوزہ مصالحتی بورڈ میں آنریبل مسٹر اپیکا کے ممبر مقرر ہونے پر اعتراض اور اظہار ناراضی کیا ہے۔ کیونکہ بقول ان کے اگرچہ آنریبل موصوف بحیثیت قائم مقام ایوان تجارت مقرر ہوئے ہیں۔ مگر وہ ایسٹ انڈین ریلوے کنسلٹنگ بورڈ کے ایک ممبر بھی ہیں جس سے انکا تقرر ایک بالکل غیر طرفدارانہ حیثیت نہیں رکھتا +

شملہ میونسپل کمیٹی کے ممبر آئندہ انتخاب کے طریقہ سے نہیں بلکہ نامزدگی سے مقرر ہوا کرینگے +

بنگال اور شمالی ہند میں قحط سالی کی سختی کو کم کرنیکی غرض سے برہما میں چالیس پینتالیس لاکھ من چاول خریدے گئے ہیں اور عنقریب اور بھی خریدے جائینگے +

لارڈ کچنر ۲ر دسمبر کو فرید کوٹ پہنچے اور سپاہ کا معائنہ کیا۔ شام کو انکے اعزاز میں ریاست کی طرف سے ایک پرتکلف دعوت دی گئی اور آتشبازی چھوڑی گئی +

افسوس کہ لارڈ سدرلینڈ کے اثنا رد قیام کپورتھلہ میں مسٹر درگا پرشاد اکونٹنٹ جنرل و پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی کا گاڑی سے گر پڑنے کی وجہ سے انتقال ہوگیا +

مسٹر گنگا سنہ ڈپٹی چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ وہاں کے پولیس کورٹ سے تبدیل کئے گئے۔ ایوان تجارت کلکتہ نے گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ ان کی جگہ کسی سویلین کی بجائے ایک قابل بیرسٹر مقرر کیا جائے +

معائنہ طاعون کی غرض سے جو چوکی راولپنڈی کوہ مری کی سڑک پر قائم تھی وہ ۱۵ر نومبر سے بند کردی گئی +

ڈاکٹر رتھرفورڈ کے علاوہ آجکل ایک اور ممبر پارلیمنٹ ہندوستان میں وارد ہیں۔ ان کا نام نامی سر ہنری کاٹن ہے جو مہینہ گذشتہ میں کئی روز تک اپنے صاحبزادہ مسٹر کاٹن رجسٹرار چیفکورٹ کے ہاں بمقام لاہور فروکش رہے۔ آپ اواخر اکتوبر میں بغرض سیاحت یہاں تشریف لائے تھے اور کئی مقامات کی سیر کر چکے ہیں +

ضلع آگرہ کے بعض دیہات میں غریب اور مفلس اشخاص کو گورنمنٹ کی طرف سے مفت امداد دینے کی تجویز ہو رہی ہے +

۹ر دسمبر کو صبح کے تین بجے بمقام کراچی تین پٹھانوں نے ایک فوجی سنتری پر جو میگزین پر پہرہ دے رہا تھا حملہ کرکے اسکی رائفل اور سنگین چھین لی اور بھاگ گئے۔ پولیس تفتیش میں مصروف ہے +

اسی روز بمبئی میں ایک دلیشی خانہ کی چھت گرنے سے ایک سو بچاس بھینسیں نیچے دب گئیں جن میں تو بالکل مرگئیں اور باقی کو سخت چوٹیں آئیں +

حضور وائسرائے نے بمقام سیلکیانہ میں ۷ر دسمبر کو پولو کا میچ نیز دیسی باشندگان کا ناچ دیکھا۔ دوسرے روز وہاں سے کشتی میں بیٹھ کر بھاموں کو روانہ ہوئے جہاں ۹ر دسمبر کو بعد دوپہر پہنچے۔ دوسرے روز جنگلی مرغوں کا شکار کھیلا۔ اور اہل شہر کے ایڈریس کا جواب دیا +

مسٹر جیمیس ہیوم سنر ڈسٹرکٹ و سیشن جج جنوبی مالابار مدراس ہائیکورٹ میں ججی کی خالی اسامی پر مامور کئے گئے +

سرحد کی خبر ہے کہ سترھویں پلٹن جو بنوں میں مقیم ہے اسکے چار آفریدی سوار اپنی رائفلوں سمیت بھاگ گئے ہیں +

یکم اپریل سے آخر اکتوبر ۱۹۰۶ء تک ۱۵ کروڑ کی چاندی اور ۴ کروڑ کا سونا باہر سے ہندوستان میں آیا اسمیں سے گورنمنٹ نے ۱۲ کروڑ کی چاندی مضروب کرنیکی غرض سے خریدی اور اس عرصہ میں کل ۱۴ کروڑ روپیہ ٹکسالوں میں مسکوک ہوا +

مسٹر جے ایم میکفرسن نے رخصت سے واپسی پر اپنے عہدہ سکرٹری لیجسلیٹو ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ہند کا چارج لیا +

گذشتہ شنبہ کو ڈاؤن پنجاب میل لاہور سے ۱۹ میل جنوب کیطرف ایک سٹیشن کے قریب پٹڑی سے اتر گئی۔ صرف پچھلی پانچ گاڑیاں پٹڑی سے اتریں۔ مگر کسی مسافر کو نقصان نہ پہنچا۔ ٹرین کا اگلا حصہ روانہ کردیا گیا اور پچھلی گاڑیوں کے مسافر بھی اسمیں بٹھا دئے گئے +

برہما میں ماہ نومبر کے اندر مرض طاعون کے ۲۲۵ کیس اور ۲۰۲ اموات ہوئیں +

سینٹ جانز کالج رنگون کے طلبہ کا سٹرائک ختم ہوگیا اور سب غیر حاضر طلبا واپس آگئے۔ جس یوروپین ماسٹر کی شکایت تھی وہ مستعفی ہوکر ولایت چلا گیا ہے +

مہاراجہ کوچ بہار کا سال آئندہ میں ولایت تشریف لیجانے کا ارادہ ہے +

ایسٹ انڈین ریلوے کے معزول شدہ گارڈ مسٹر ایجکلن کو بنگال کول کمپنی نے بطیب خاطر اپنے ہاں ملازم رکھ لیا کیونکہ وہ کوئلہ کی کان کنی کے کام سے بخوبی ماہر ہے +

آنریبل راجہ پرتاب بہادر سنگھ سی آئی ای راجہ قلعہ پرتاب گڑھ نے ۲۹ و ۳۰ نومبر کو اپنے ملازموں سمیت سرکاری ڈاکٹر سے طاعونی ٹیکہ لگوایا - ان کے ہمراہ ... آدمیوں کو بھی ٹیکہ لگایا گیا۔

باگیشور ضلع الموڑہ میں زراعتی اور حرفتی نمائش ۱۳ جنوری ۱۹۰۹ء سے شروع ہو کر ... تک رہیگی +

صاحب ڈائرکٹر جنرل ... ... تمہاری شکایات پر غور ہو رہا ہے۔ اور صاحب ڈائرکٹر ٹریفک جو عنقریب ... آنیوالے ہیں ان پر غور کرینگے +

جسٹس بابو ... نے بمقام لاہور شنبہ گذشتہ کی شام کو جلسہ ایٹ ہوم میں متعدد ہندوستانی و ... معززین و اصحاب کو مدعو کیا +

دہلی کی انجمن ترقی تعلیم ... ایسے وظائف سے دو طلبہ کو علوم مفیدہ کی تعلیم کیلئے ولایت بھیجنے کی تجویز کر رہی ہے +

ڈاکٹر ... ممبر پارلیمنٹ لاہور کے سہ روزہ قیام کے بعد پیر کی شام کو وہاں سے روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اسلامیہ کالج کا بھی معاینہ کیا +

برہما میں ... کی کئی زمینیں ... کا ٹھیکہ ولایتی کمپنیوں کو دیا گیا ہے +

سیتاپور میں ایک یوریشین نے جو سابق میں ... کلکتہ کا ملازم تھا کمپنی کے مقامی یوریشین ایجنٹ کو گولی سے مار ڈالا +

موجودہ خشکسالی کی وجہ سے کئی دیگر مقامات کی فوجی مینوورز اور دستہ ... بالکل ملتوی ہو گئے ہیں +

ڈاکٹر سوین ہیڈن کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ماہ اکتوبر کے اخیر میں مغربی تبت سے گرتوک میں وارد ہوئے تھے +

ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبہ مشرقی بنگال و آسام ۱۷ دسمبر کو چاٹگام سے روانہ ہو کر ۱۹ دسمبر کو کلکتہ پہونچیں گے +

امداد قحط کے مصارف کی کثرت کے باعث غالباً امسال آئندہ میں نئی ریلوے لائنوں کی تعمیر پر تخمینہ کی نسبت کم روپیہ خرچ کیا جائیگا +

مسٹر ... قائم مقام ڈائرکٹر جنرل محکمہ تعلیم ہند ۱۶ دسمبر کو کلکتہ سے روانہ ہو کر علیگڑھ تشریف لیجاوینگے۔ اسکے بعد ۱۹ سے ۲۴ تک لاہور اور ... ۲ جنوری تک کراچی کا دورہ کر کے حیدرآباد سندھ اور اجمیر کے راستے کلکتہ کو واپس جائینگے +

یہ افواہ محض بے بنیاد ہے کہ گورنمنٹ ہند کلکتہ کی بجائے کسی اور وسطی مقام کو دار السلطنت مقرر کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

پٹنہ ڈویژن کو دو کمشنریوں میں تقسیم کرنیکی تجویز ہنوز گورنمنٹ کے زیر غور ہے +

۳۰ نومبر کو مختلف بینکوں اور سرکاری خزانوں میں گورنمنٹ ہند کا ۱۴ کروڑ ۵۰ لاکھ ۹۴ ہزار روپیہ جمع تھا +

وٹرنری کانفرنس کا اجلاس کلکتہ میں ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ فروری ۱۹۰۹ء کو منعقد ہوگا +

مفت ابتدائی تعلیم کی سکیم کے متعلق لوکل گورنمنٹوں کی آراء گورنمنٹ ہند کو ارسال کی جا رہی ہیں +

ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے کے سٹیشن ... پر پچھلے دنوں جو عظیم چوری کی واردات ہوئی تھی اسکے متعلق ایک بنگالی بابو گرفتار ہوا ہے جو اپنے آپ کو اخبار سندھیا کا سابق سب ایڈیٹر بتلاتا ہے۔ باقی چوروں کی تلاش ہو رہی ہے +

کلکتہ کے ڈاکٹر ... پرنسپل میڈیکل کالج کی گاڑی پر پچھلے دنوں شریروں نے کئی دفعہ سنگ پتھر اور کنکر پھینکے۔ آخر گذشتہ ... کی شام کو ایک لڑکا گرفتار ہوا۔ باقیوں کی گرفتاری کی کوشش ہو رہی ہے۔

تجھلی پٹم مدراس کے باشندوں نے ۳ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے ایک قومی کالج کھولنا تجویز کیا ہے +

انگریزی اخبارات نے دہلی میں جنرل نکلسن کے بت خراب ہونے کی جو خبر شائع کی تھی وہ غلط ثابت ہوئی +

گورنمنٹ ہند کے محکمہ صنعت و تجارت نے ہندوستان میں کاغذ سازی کی تحقیقات پر اپنی توجہ مائل کی ہے۔ اڈنبرا (سکاٹلینڈ) میں جو مینا بازار ہندوستانی طلبا کی امداد کے لئے کھلنے والا تھا اسکا افتتاح مسٹر اسکوئتھ وزیر خزانہ نے ۸ دسمبر کو کیا +

اخبار ٹریبیون لاہور کے ایڈیٹر و پرنٹر پر جالندھر کے کیپٹن ... آئی ایم ایس نے جو مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا دائر کر رکھا تھا اسکا ۱۲ دسمبر کو فیصلہ ہو گیا۔ عدالت سے مسٹر ... ایڈیٹر کو ۵۰۰ روپیہ اور ... پرنٹر کو پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی +

مسٹر دادا بھائی نوروجی جو بوجہ علالت پچھلے دنوں ولایت سے وارد بمبئی ہوئے تھے سنا ہے کہ اب بالکل تندرست ہیں +

ممالک متوسط اور برار کی زرعی پیمائش کے لئے گورنمنٹ نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے +

اہل لاہور کا ایک قائم مقام ڈیپوٹیشن مجوزہ ... ٹیکس کے متعلق عرض معروض کرنیکے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کی خدمت میں گذشتہ جمعرات کے روز حاضر ہوا +

... میں ... کا ایک کارخانہ قائم کرنیکی تجویز ہو رہی ہے +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ
(۱۷ - دسمبر ۱۹۰۸ء)

رخصت:- مسٹر ایچ ڈیمس قائم مقام سپرنٹنڈنٹ پولیس مراد آباد کو ۹ اکتوبر سے ۴ ماہ کی مجتمع رخصت عطا ہوئی +

مسٹر ... اکٹنگ مجسٹریٹ و کلکٹر مراد آباد کی رخصت فرلو میں ۲ روز کی توسیع ہوئی +

تقرر:- مسٹر جے ایف سیل آئی سی ایس و مسٹر ... آئی سی ایس جو ۳۰ نومبر کو وارد ... ہوئے اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع آگرہ مقرر ہوئے + مسٹر ڈبلیو آر ... مجسٹریٹ و کلکٹر رخصت سے واپسی پر قائم مقام کمشنر گورکھپور مقرر ہوئے +

ترشتاناتھ سنگھ اسسٹنٹ سرجن صدر ہسپتال ... میں بعوض ڈبلیو بی ... کی جگہ اسی ضلع کے سول سرجن مقرر ہوئے +

کپتان ایچ جے والٹن آئی ایم ایس سول سرجن رڑکی میں خاص خدمت کے اختتام پر بلندشہر میں متعین ہوئے +

مسٹر ایچ سی اے کونی بیر کمشنر رخصت سے واپسی پر میرٹھ میں ہی متعین ہوئے +

مسٹر پی ڈبلیو دال اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر رخصت سے واپسی پر میرٹھ میں متعین ہوئے +

منشی ہرگوبند بجپل وکیل الہ آباد قائم مقام منصف تلہر ضلع شاہجہانپور مقرر ہوئے +

مسٹر کے رستم جی ڈسٹرکٹ و سیشن جج رخصت سے واپسی پر الہ آباد میں متعین ہوئے +

مفصلہ ذیل ڈپٹی سپرنٹنڈنٹان پولیس جو پولیس ٹریننگ سکول مراد آباد میں تعلیم پا رہے ہیں ان اضلاع میں جو انکے نام کے محاذی درج ہیں متعین ہوئے:- چوہدری لچھمن سنگھ اٹاوہ + ٹھاکر کرن سنگھ بدایوں + منشی سید محمد خاں۔ شاہجہانپور + منشی مان سنگھ۔ بہرائچ + سید محمد تقی۔ سیتاپور۔ مولوی محمد ...

مسٹر ایچ ڈی ایل راس قائم مقام ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس (...) انچارج حلقہ سوم سبکدوش ہو کر اپنے سابقہ عہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس درجہ دوم پر واپس آئے +

مسٹر جی باد قائم مقام کمشنر گورکھپور سبکدوش ہو کر پھر منصب مجسٹریٹ و کلکٹر پر بحال ہوئے اور سیتاپور میں بطور ڈپٹی کمشنر تعینات کئے گئے +

مسٹر عبد اللہ یوسف علی قائم مقام ڈپٹی کمشنر سلطانپور سبکدوش ہو کر مثل سابق اسی ضلع میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ...

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ اور چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

الوکیل حسبنا اللہ و نعم

نمبر ۵۷ | امرتسر ۱۸ دسمبر ۱۹۰۷ء | ۲ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | چارشنبہ | جلد ۱۳

قیمت مع محصولڈاک

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک غیر سے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امرا و رؤسا سے	[illegible]	[illegible]
عام خریداروں سے	[illegible]	[illegible]
طلبا و کم تنخواہ اصحاب سے	[illegible]	[illegible]

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام مینیجر مطبع ہونی چاہیئے

فہرست مضامین

نادر و نایاب کتب

(لیڈ ٹوریل) کمیشن تقسیم اختیارات۔ قصر ہند سوا راج۔۔ قدیم عربی تحریرات کا مجموعہ۔ ایک جدید فوجی اسکول کی تجویز۔۔ لارڈ کرزن کی تقریر۔ کمیٹی محافظ آثار عرب۔۔ علی گڈھ کالج کے سیکرٹری کا تقریر۔ گورنمنٹ کی ہمدردی محتاج ادویہ وطن ۔۔ مشفقانہ نصیحت گرانی غلہ و اسراف افلاس۔ ایک سرسری نظر ہندو اور مسلم کے تعلقات۔۔

اسلامی دنیا۔ ممالک غیر

ہندوستان کی خبریں

اشتہارات

وکیل امرتسر

نمبر ۵ جلد ۱۳

مطبوعہ ۱۸ دسمبر ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ

کمیشن تقسیم اختیارات

کمیشن تقسیم اختیارات کے تقرر کی خبر سب سے پہلے جب ہندوستان میں آئی تھی تو ذہبی ... اس وقت ہم نے جو گورنمنٹ سے ہمیشہ بدظن رہتا ہے اور اسکے ہر فعل پر نکتہ چینی کرنے کا عادی ہو رہا ہے اس خبر کو نہایت حقارت کے ساتھ سنا تھا اور کھلے الفاظ میں اسکا اظہار کر دیا تھا کہ اس کمیشن سے ملک کی بہتری کی لمبی چوڑی توقعات رکھنی عبث ہے. مگر اس کمیشن نے جس انداز سے کام شروع کیا ہے اُسے دیکھنے کے بعد بھی اس خیال پر جمے رہنا کہ شاہی کمیشن کی کارروائی کا نتیجہ ملک کے لئے مفید ہوگا ایک ایسی غلطی ہوگی جس کا مرتکب ہونا کمال درجہ کی کوتاہ عقلی اور تنگ نظری پر دلالت کریگا. رائل کمیشن نے اپنا کام مدراس میں شروع کرتے وقت اپنے پریسیڈنٹ مسٹر ہابہوس کی زبانی اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ یہ ایک شاہی کمیشن ہے جسے بادشاہ سلامت نے براہ راست اپنے حکومت ہندوستان کے انتظامی کل و پرزوں کی جانچ پڑتال کی غرض سے متعین کیا ہے اور ایسے کمیشن سے بہت بعید ہے کہ وہ کسی خاص پارٹی یا خاص فرقہ یا خاص گروہ کی طرفداری کرے. یہ اعلان بعض اینگلو انڈین اخبارات کو ناگوار بھی گذرا تھا. مگر یہ درحقیقت ایسا ضروری تھا کہ اسکے بغیر کمیشن کی کارروائی کو وہ وقعت نہیں ہو سکتی تھی جس کی ایک شاہی کمیشن مستحق ہے. اس اعلان کا دیا جانا اور پھر اسکے بعد سرکاری اور غیر سرکاری شہادتوں کا اس معقولیت کے ساتھ پیش ہونا جس معقولیت کے ساتھ وہ اب تک مدراس میں پیش ہوئی ہیں کمیشن مذکور کی بہت کچھ ہر دلعزیزی کا باعث ہوا ہے. مدراس کے متعلق اب تک جو اعتراض پیش کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں لوگوں کو مہلت بہت کم دی گئی ہے جس کے باعث وہ شہادت دینے کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہو سکے. مگر یہ الزام کمیشن کے سر نہیں تھوپا جا سکتا. مدراس وہ حصہ ملک ہے جہاں تحقیقات کا کام سب سے پہلے شروع کیا گیا. اگر کسی اور حصہ ملک میں یہ کام پہلے شروع کیا جاتا تو وہاں کے متعلق بھی یہی اعتراض پیش ہو جاتا جو مدراس کے متعلق پیش کیا جاتا ہے. اب امید کی جاتی ہے کہ دیگر صوبجات کمیشن کے لئے کافی طور پر تیار ہو جائینگے. کمیشن کے پروگرام کی ایک نقل ہمارے پاس اشاعت کی غرض سے آئی ہے گو پروگرام کی تاریخیں بعد میں رد و بدل ہونا ممکن ہے. تاہم موجودہ قرارداد کے مطابق کمیشن کے مقامات و تاریخیں اب سے بعد حسب ذیل ہوں گی :

مقامات	تاریخیں
کلکتہ	۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء سے ۵ جنوری ۱۹۰۸ء تک
ڈھاکہ	۶ جنوری ۱۹۰۸ء سے ۱۱ جنوری ۱۹۰۸ء تک
گوہاٹی	۱۳ " سے ۱۷ " "
کلکتہ	۱۹ " " سے ۲ فروری " "
	۲۰ سے ۲۶ جنوری کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا
[illegible]	۳ فروری سے ۸ فروری تک
بانکی پور	۹ " " سے ۱۱ " "
الہ آباد	۱۲ " " ۱۵ " " "
لکھنؤ	۱۶ " " " ۲۰ " " "
	۲۱ فروری سے ۳ مارچ کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا
لاہور	۴ مارچ ۱۹۰۸ء سے ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء تک
لائل پور	۱۱ " " و ۱۲ " "
پشاور	۱۳ " " سے ۱۶ " "
کوہاٹ	۱۸ " " سے ۲۰ " "
سکھر	۲۲ " " و ۲۳ " "
کوئٹہ	۲۴ " سے ۲۸ " "
کراچی	۳۰ " " سے ۳ اپریل تک
بمبئی	۴ اپریل سے ۱۰ " "
مہابلیشور	۱۱ " " سے ۱۶ " "
بمبئی سے روانگی لندن	۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء

علاوہ اس پروگرام کے جو ہدایات ہمارے پاس شائع کرنے کی غرض سے آئی ہیں اس مضمون کی ہیں کہ جو شخص کمیشن کے روبرو شہادت دینا چاہتا ہو وہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنی شہادت کا مضمون قلمبند کر کے کمیشن کے پاس حسب ذیل پتہ پر بھیجدے.

"مسٹر ہسٹن صاحب سیکرٹری رائل کمیشن کیمپ تقسیم اختیارات"

یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کو شہادت دینے کی اجازت مل جائے. کمیشن کے اجلاس ظاہر طور پر ہوں گے. اور کارروائی عموماً ساڑھے دس بجے صبح سے شروع ہوا کریگی. غیر سرکاری شاہدوں کو سفرخرچ بھی ملیگا لیکن وہ اس سے زیادہ نہ ہوگا جو عدالت دیوانی کے گواہوں کو طلب کرنے پر ملا کرتا ہے.

ہم چاہتے ہیں کہ جن معاملات پر کمیشن تحقیقات کر رہی ہے اور جو امور کہ اسکے نزدیک دریافت طلب ہیں. اور جن کے متعلق وہ شہادتیں طلب کر رہی ہے. اُن پر دیگر صوبجات کے لوگ ابھی سے غور کرنا شروع کر دیں اور اس تحقیقات کو غیر معمولی نہ سمجھیں. اس خیال سے ہم ناظرین کو مختصراً اُن امور سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں جن کے متعلق شاہی کمیشن نے سوالات شائع کئے ہیں وہ امور حسب ذیل ہیں :-

(۱) وہ معاملات جو گورنمنٹ آف انڈیا اور پراونشل گورنمنٹوں کے تعلقات سے علاقہ رکھتے ہیں۔

(۲) وہ معاملات جو پراونشل گورنمنٹوں اور ان کے ماتحتوں کے تعلقات سے علاقہ رکھتے ہیں :

اس تقسیم کو کسی قدر وضاحت کے ساتھ ناظرین کے ذہن نشین کرنے کی غرض سے ہم ذیل میں چند سوالات

درج کرتے ہیں جو مندرجہ بالا دو سرخیوں کے تحت رائل کمیشن کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں۔

سرخی اول کی تحت میں یعنے اُن معاملات کے متعلق جو گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ ہائے صوبجات کے تعلقات سے علاقہ رکھتے ہیں سوالات ذیل پیش کئے گئے ہیں:۔

(۱) پراونشل گورنمنٹ کو مالی استبدادات میں کس حد تک وسعت دینی چاہیئے

(۲) کیا امپیریل اور پراونشل مالی انتظام میں علیحدگی اس سے زیادہ مکمل ہونی چاہیئے جو آج کل دیکھنے میں آتی ہے۔ اگر ہو تو کس طرح ؟

(۳) لوکل گورنمنٹوں کو قرضہ لینے کا اختیار دیا جاوے یا نہیں؟ اگر دیا جاوے تو کیونکر ؟

(۴) پراونشل گورنمنٹوں کو مندرجہ ذیل امور میں کن مزید مالی اختیارات کا دینا ممکن یا مناسب ہے

(الف) جدید اسامیوں کا قیام اور تنخواہوں میں اضافہ وغیرہ

(ب) اُن پابندیوں کے متعلق جو سول سروس ریگولیشن کوڈ یا سول اکاونٹس کوڈ نے عاید کی ہیں!

(۵) امور مندرجہ بالا دفعات (الف) و (ب) کے متعلق امپیریل گورنمنٹ کے افسران اعلیٰ کو کون سے مزید اختیارات ملنے چاہئیں۔

(۶) کس حد تک اور کس طریقے سے لوکل گورنمنٹوں کو مزید انتظامی اختیارات دئے جاویں تاکہ وہ مقامی خصوصیات کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ آف انڈیا کی متعینہ پالیسی پر عملدرآمد کریں ؟

(۷) فروعات کے متعلق لوکل گورنمنٹوں کی قانونی بندشیں کس قدر ڈھیلی کی جاویں؟

(۸) کیا گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمہ جات کا میلان حد سے زیادہ سختی یا ہمرنگی پیدا کرنے کا ہے؟ اگر ہے تو کیونکر معلوم کی جاوے ؟

(۹) کیا امپیریل سکرٹریٹ کا میلان یہ ہے کہ ہر معاملہ کو محض دفتری نظر سے دیکھے کیا گورنمنٹ ہند بہت ہی زیادہ غیر شخصی ہے۔ اور کیا آمدنی کا اُسے ضرورت سے زیادہ خیال رہتا ہے؟

(۱۰) جن محکموں کا انتظام لوکل گورنمنٹیں کرتی ہیں۔ اُن کے جو ڈایرکٹر یا انسپکٹر جنرل گورنمنٹ ہند کی ماتحتی میں رہتے ہیں اُنکے اصلی کام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ؟

(۱۱) گذشتہ چند سالوں میں جو انتظامی اصلاحیں عمل میں لائی گئی ہیں اُن میں پراونشل گورنمنٹوں کا حصہ کس قدر ہے۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کا کس قدر ہے کیا یہ مناسب ہوگا کہ پراونشل گورنمنٹوں کو اختیار دیا جاوے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں اپنے طور پر انتظامی ترقیاں عمل میں لا ویں ؟

(۱۲) انتظامی معاملات میں گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں اپیل کرنے کا حق کس حد تک لے لیا جاوے۔ کیا یہ مناسب ہوگا کہ اپیل اُس وقت تک قابل سماعت نہ سمجھی جاوے جب تک کہ اُس افسر کا جس کے حکم کے برخلاف اپیل کی گئی ہو اس مضمون کا سرٹیفکیٹ نہ شامل ہو کہ اپیل کے کافی وجوہات موجود ہیں ؟

(۱۳) جن معاملات کا تعلق سرکاری عہدہ داروں کی ذات سے ہو اُن کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا میں اپیل داخل کرنے کا استحقاق کس حد تک کم کیا جائے ؟

(۱۴) کیا نقشجات مرتب کرنے اور معلومات بہم پہنچانے کا کام لوکل گورنمنٹوں کے اوپر بہت بڑھ گیا ہے۔ اگر بڑھ گیا ہے تو صاحب وزیر ہند کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے یہ درست ہے یا نہیں؟

دوسری سرخی کے تحت میں جو سوالات درج کئے گئے ہیں اُنہیں سے چند سوالات حسب ذیل ہیں

(۱۵) صیغہ مال کے متعلق مزید اختیارات بورڈ آف ریونیو یا فنانشل کمشنر کمشنران ڈویژن کلکٹر ڈپٹی کلکٹر اور سب ڈویژنل یا تعلقہ افسروں کو کس حد تک اور کس کس بارہ میں ملنے چاہئیں ؟

(۱۶) انتظامی معاملات میں مندرجہ بالا افسران کو کس حد تک مزید اختیارات ملنے چاہئیں ؟

(۱۷) کورٹ آف وارڈس کے متعلق توسیع اختیارات کہاں تک ہونی چاہیئے ؟

(۱۸) کیا یہ ممکن اور مناسب ہے کہ کمشنروں اور کلکٹروں کو اپنے علاقوں اور ضلعوں میں اخراجات کے متعلق زیادہ وسیع اختیارات دئے جاویں۔ اگر دئے جاویں۔ تو کس حد تک اور کیونکر ؟

(۱۹) جو مالی اختیارات اب لوکل گورنمنٹوں کو ہیں۔ وہ کیا کمشنروں اور محکموں کے افسران اعلیٰ کو دیدے جاویں ؟

(۲۰) لوکل گورنمنٹ کے پاس جو اپیلیں پیش ہوتی ہیں۔ اُن کے داخل کرنے کا استحقاق کس حد تک کیا جائے۔

(۲۱) کیا کمشنروں کا علاوہ محکمہ مال کے دیگر محکمہ جات پر بھی کافی اثر ہوتا ہے اور اُن کی ایسے کو پوری وقعت دی جاتی ہے ؟

(۲۲) کیا انتظامی افسروں کو لوگوں سے ذاتی طور پر ملنے جلنے کا کافی موقع ملتا ہے۔ اگر نہیں ملتا تو کون کونسی رکاوٹیں ہیں اور انہیں کیونکر دور کیا جا سکتا ہے۔ کیا وہ افسر دیسی زبانوں سے کافی واقفیت رکھتے ہیں؟

(۲۳) کیا عہدہ داروں کے بڑھانے کی ضرورت ہے یا ضلعوں وغیرہ کے رقبہ کو کم کرنا چاہیئے؟

(۲۴) کمشنروں اور کلکٹروں کو اگر زیادہ اختیار دیدیئے گئے تو کیا اُن کے انتخاب میں زیادہ ہوشیاری سے کام لینا پڑیگا اور اُن کی قدامت ملازمت کا خیال کم کر دینا ہوگا ؟

(۲۵) کیا افسروں کی تبدیلیاں بلا سبب جلدی جلدی ہوتی ہیں اور کیا اُن میں کمی ہو سکتی ہے؟

(۲۶) پریسیڈنسی میونسپلٹیوں پورٹ یا امپروومنٹ ٹرسٹ ڈسٹرکٹ میونسپلٹیوں ڈسٹرکٹ بورڈوں اور لوکل بورڈوں وغیرہ کے اختیارات میں کیا اضافہ ہونا چاہیئے ؟

(۲۷) کیا ضلعوں میں امدادی مشیری یا انتظامی کونسلوں کا قیام مفید ہوگا اگر ہوگا تو وہ کیونکر قایم ہو سکتی ہیں۔ اور کن معاملات میں انہیں ذمہ دار بنایا جا سکتا ہے ؟

(۲۸) ڈسٹرکٹ بورڈوں کو کیا چھوٹی چھوٹی میونسپلٹیوں پر نگرانی کی اجازت دیدی جاوے ؟

(۲۹) مال۔ پولیس۔ صفائی۔ تعلیم اور خفیف فوجداری۔ اور دیوانی کے مقدمات کے متعلق کیا گاؤں والوں کو مزید اختیارات دیدیئے جاویں ؟

تقسیم اختیارات کے متعلق کسی کے ذہن میں کوئی اور بات آئی ہو تو اُسے بھی لکھا جا سکتا ہے۔ مندرجہ بالا سوالات میں سے بعض تو ایسے ہیں جو سرکاری عہدہ داروں ہی سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں سے اُنکے جواب کی بھی توقع ہو سکتی ہے گو اثر اُن کا پبلک پر پڑے گا۔ مگر بعض سوالات ایسے بھی ہیں اور وہ زیادہ تر دوسری سرخی کے تحت میں ہیں۔ جنکا جواب وہ لوگ بھی دے سکتے ہیں جو سرکاری ملازم نہیں ہم امید کرتے ہیں کہ پبلک معاملات سے دلچسپی رکھنے والے و نیز گورنمنٹ پنشنر جنہیں سرکاری محکمہ جات کا تجربہ ہے ان سوالات پر غور کرینگے اور اپنے خیالات سے شاہی کمیشن کو آگاہ کرنے میں کوتاہی نہ کرینگے ؎

قصور میں ہندو سوراج

چند ہفتے قبل ہم نے ایک ایڈیٹوریل نوٹ میں گورنمنٹ عالی وقار کو حصہ ضلع قصور کی طرف توجہ دلائی تھی جہاں آج کل ہندو افسران ہی کا جمگھٹ لگا ہوا ہے۔ اور جہاں غریب مسلمان اُن کے سختہ مشق بنے ہوئے ہیں ہم اس نوٹ میں اُن ہندو عہدہ داران کے نام گنوانا چاہتے ہیں جو قصور سب ڈویژن میں تعینات ہیں۔ اُن کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) رائے ملوک چند افسر حصہ ضلع

(۲) لالہ چہرورام نائب ڈپٹی اسسٹنٹ کمشنر
(۳) باوا جیال سنگھ تحصیلدار
(۴) لالہ منوہر لال منصف
(۵) لالہ رام داس نائب تحصیلدار
(۶) سردار لہنا سنگھ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس
(۷) لالہ ...رام ... منشی سرشتہ
(۸) لالہ ... چیف ... ضلع
(۹) لالہ ... لال ... صدر قصور
(۱۰) لالہ ... ... قصور
(۱۱) لالہ ... ... قصور
(۱۲) ... ... منصف ...
(۱۳) ... ...

مندرجہ بالا فہرست پر ناظرین ... کہ سب ڈویژن قصور کے ... عہدوں پر ہندو افسر ... کی کیفیت ہندو مسلمانوں کے موجودہ تعلقات سے جو لوگ پورا علم رکھتے ہیں وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ سب ڈویژن مذکور میں مسلمانوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ عملہ اسسٹنٹی و نائب اکسٹرا اسسٹنٹی میں صرف ایک ہی مسلمان اہلکار باقی ہے تفصیل میں مسلمان اہلکار صرف ... ہیں اور منصفی میں صفر (۰) جہاں ہر صیغہ میں ہندو افسر ہوں اور ہندو ہی کا زور ہو وہاں اول تو مسلمان اہلکار کا نظر آنا ہی بعض اتفاقات سے ہے۔ اور اگر کہیں وہ نظر آتے بھی ہیں۔ تو وہاں وہ ہندو اثر سے ایسے دبے ہوئے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے کچلے جانے کے خوف سے ہندو روش ہی اختیار کر لینی پڑتی ہے۔ اول تو قصور کے حصہ ضلع میں ایک سویلین کی تعیناتی لازمی ہونی چاہیئے تھی۔ دوم اگر ایک غیر سویلین کو تعینات کیا گیا تھا تو وہ تعیناتی محض عارضی ہونی۔ موجودہ مہر حصہ ضلع ۱۹۰۴ء سے قصور میں تعینات ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت کسی سویلین کے دستیاب نہ ہو سکنے پر ان کا تقرر لوکل گورنمنٹ نے عارضی طور پر منظور فرمایا تھا۔ چونکہ ان کے تقرر کے بعد بتدریج ہر صیغہ میں ہندو افسروں کا تسلط بڑھتا گیا۔ ایک ایسے زمانہ میں جبکہ ہندو و مسلمانوں کی کشیدگی پہلے سے زیادہ ہو چکی انہیں ایک ایسے سب ڈویژن کے چارج میں عرصہ تک رکھنا چاہیئے تھا۔ جہاں کی آبادی میں مسلمان ایک ممتاز حصہ لئے ہوئے ہیں۔

بعض ہندو افسران متعینہ قصور کے کچھ کارنامے بھی ہم تک پہنچے ہیں جن کے اخبار میں درج کرنے سے ہم اس وقت احتراز کرتے ہیں مگر ان کارناموں کے متعلق ہم اپنی تحقیقات کو بدستور جاری رکھتے ہیں اگر ہماری موجودہ تحریر کا خاطر خواہ اثر نہ ہوا تو ہم مجبوراً قصور کے ہندو دفاتر کی بعض ان بےقاعدگیوں کو بیان کرینگے جنکی اطلاع ہم تک پہنچ چکی ہے اور جنکے متعلق ہم مزید تحقیقات کر رہے ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ قصور کی حالت پر ذرا زیادہ غور و خوض سے کام لیگی اور اس سب ڈویژن کو موجودہ ہندو سوراج سے جلد آزاد کرا دیگی۔

قدیم عربی تحریروں کا مجموعہ

الندوہ رقمطراز ہے کہ یورپ کے علماء عرب کی علمی تحقیق میں خوب شغف رکھتے ہیں وہ اس سے ظاہر ہے کہ دو یورپین علامہ خواتین نے اپنی ساری زندگی اس امر کے لئے وقف کر دی ہے۔ یہ دونوں فلسفہ اور سائنس میں بھی ڈاکٹر کے خطاب سے ممتاز ہیں۔ اور ان میں ایک کا نام اگنس اسمتھ لوئس ہے اور دوسری کا مارگریٹ ڈنلاپ گبسن۔ اب تک "شرقی تحقیقات" کے عنوان سے یہ بارہ کتابیں شایع کر چکی ہیں جنمیں آخری کتاب قدیم عربی تحریروں کا مجموعہ ہے اس مجموعہ میں نہایت پرانی عربی کتابوں و دستاویزوں اور فرامین کے فوٹو لئے ہیں۔ اور روزمرہ عربی خط میں وہ عبارتیں بھی لکھدی ہیں اور پھر انگریزی میں ترجمہ بھی شایع کر دیا ہے۔ ان میں ایک دستاویز کی تاریخ تحریر ۳۰ ذی قعدہ ۸۷ھ ہے۔

ابو قرہ اسقف جو ان کی ایک مذہبی کتاب کا نمونہ دیا ہے جو ۲۶۴ھ کی لکھی ہوئی ہے۔ وکیل بارہا افسوس ظاہر کر چکا ہے کہ اس ملک میں ایک کثیر جماعت ان مترجمین کی ہے جو ناکارہ اور غیر مفید بلکہ اکثر اوقات مخرب اخلاق و مضر کتابوں اور ناولوں کے ترجمے اپنی زبان میں کر کے ملک کا مذاق بگاڑ رہے ہیں ہمیں چاہیئے کہ غیر قوموں کی مستعدی اور ان کی بجا استعمال لیاقت سے سبق حاصل کریں اور اگر ہم سے اپنے قدیم علوم و فنون کی وہ خدمت نہیں ہو سکتی جو وہ ایک غیر قوم ہو کر ہمارے قدیم علوم و فنون کی کر رہے ہیں۔ تو کم از کم ہم ان کی تصنیف و تالیف کو اپنی زبان میں ترجمہ کر کے اپنے ملکی لٹریچر کو بیش بہا علمی ذخایر سے مالامال کر دیں۔ "شرقی تحقیقات" کے عنوان سے جو بارہ کتابیں ان دو علمدوست اور باہمت لیڈیوں نے شایع کی ہیں۔ اس قابل ہیں کہ قابلیت کے ساتھ ان کا ترجمہ اردو زبان میں کیا جائے۔

ایک جدید فوجی سکول کی تجویز

ہز ایکسیلنسی لارڈ کچنر کے کپورتھلہ جانے کے موقع پر مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے انہیں ریاست کی طرف سے دعوت دینے کے بعد ان کا جام صحت نوش کرنے کی تحریک کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی اسمیں اپنی فوج کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ جنگی خوبی کا انحصار صرف سپاہ کی کثرت اور ساز و سامان کی عمدگی پر نہیں ہوتا۔ بلکہ فوجی افسروں کی تعلیم اور فوجی تربیت پر بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ اس تمہیدی فقرہ کے بعد مہاراجہ صاحب نے تجویز پیش کی کہ امپیریل سروس ٹروپس کے آئندہ افسروں کے تیار کرنے کی غرض سے ایک فوجی سکول قایم کیا جائے جس میں ہر ریاست سے تعداد متعینہ میں والیان ریاست کے وہ رشتہ دار اور شریف و معزز خاندانوں کے وہ لڑکے جنہیں جنگی کام سے طبعی مناسبت ہو۔ فوجی تربیت حاصل کرنے کے لئے داخل ہوا کریں۔ تعلیم و تربیت انہیں اس قسم کی دی جائے جو ان میں دیسی افواج کو تربیت دینے کی استعداد پیدا کر دے

لارڈ کرزن کی تازہ تقریر

لارڈ کرزن جب سے ہندوستان کی وائسرائلٹی کا چارج دے کر انگلستان گئے ہیں کسی قدر گمنامی میں رہنے لگے ہیں کچھ تو انہیں لیڈی کرزن کی علالت اور پھر دایمی جدائی نے پریشان و مغموم رکھا اور کچھ ان معاملات نے جو قبل از وقت ان کی ہندوستان سے علیحدگی کا باعث ہوئے انہیں پبلک لائف سے عارضی کنارہ کشی اختیار کرنے پر آمادہ کر دیا۔ گو تھوڑے عرصہ سے ان کا نام پھر کسی نہ کسی سلسلہ میں اخبارات میں آ جاتا ہے اور بعض حلقوں میں ان کا تھوڑا بہت چرچا بھی ہو جایا کرتا ہے۔ کبھی کالج کی ممبری کے سلسلہ میں ان کا نام آ جاتا ہے۔ کبھی مسٹر مارلے کی تقریر کے کسی حصہ کا جواب وہ اپنی کسی تقریر میں دیتے ہیں تو ان کا چرچا اخبارات میں ہو جاتا ہے۔ کبھی وسط ایشیا کے معاملات میں ان سے دوسروں کی کوتاہ اندیشیاں نہیں دیکھی جاتیں تو کسی نہ کسی موقعہ سے بے پردہ اپنے خیالات کا اظہار کر بیٹھتے ہیں۔ انکی وقیع رائے دیر تک پولیٹیکل حلقوں میں گونجتی رہتی ہے۔ اب ایک خبر مشہور ہوئی ہے کہ انہیں کوئی اعلیٰ درجہ کی ڈپلومیٹک جگہ ملنے والی ہے اور اس خبر نے ان کے نام کی گزشتہ آب و تاب کو ایک مرتبہ پھر چمکانا شروع کر دیا ہے۔ حال میں رائٹر نے ان کی ایک تقریر کا خلاصہ بھیجا ہے جو انہوں نے برمنگھم میں فرمائی۔ اس میں بعض الوالعزمانہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ سلطنت تباہ ہو جائیگی اگر جنگی تعلیم ہر شخص کے لئے لازمی نہ کر دی گئی۔ ہندوستان کے متعلق انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ بہ نسبت نوآبادیوں کے ہندوستان کے معاملات سلجھانا زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ مثل نوآبادیوں کے ہندوستان میں سلف گورنمنٹ قایم نہیں ہو سکتی۔ اور اگر قایم کر دی گئی تو ہندوستان کی تباہی اس کا لازمی نتیجہ ہوگی۔ اور ہم پر الزام عاید ہوگا کہ ہم نے اس امانت کی محافظت نہیں کی۔ ہمارے ہاتھ سے نکلتے ہی ہندوستان میں طوائف الملوکی پھیل جائیگی اور سلطنت تباہ ہو جائیگی۔ ہندوستان کے آیندہ انتظام کے متعلق لارڈ کرزن نے بیان کیا کہ اس کی شکل خواہ کیسی ہی ہو جاوے تاج کی ماتحتی کی اس سے کہیں زیادہ ضرورت ہوتی جائیگی۔ ایک اور بات لارڈ کرزن نے یہ بیان کی کہ امپیریل اور غیر امپیریل فرقوں کے خیالات میں یہ فرق ہے کہ موخر الذکر کی ساری کوشش یہ ہوتی ہے کہ سلطنت کے مرکز کو مضبوط کیا جائے۔ مگر اول الذکر کا خیال ہے کہ ہندوستان کینیڈا اور نٹیال میں سلطنت کے سرحدی مقامات کی حفاظت ایسی اہم اور ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ سلطنت کے درمیانی مرکز لنڈن یا لورپول کی۔ آگے چل کر لارڈ کرزن نے اپنے ذہن کے سامنے آیندہ کا ایک ایسا نقشہ بھی کھینچ لیا جس میں یہ نظر آتا تھا کہ لنڈن کہیں کا بھی مرکز نہیں ہے۔ اور نوآبادیاں یا تو جاتی رہی ہیں یا کسی مداخلت کے باعث اجنبی ہو گئی ہیں۔ رائٹر نے تقریر کا کچھ ایسا پریشان سا اختصار کیا ہے کہ تا وقتیکہ پوری تقریر نظر سے نہ گذر جائے کسی قسم کی رائے خیالات مندرجہ بالا پر نہیں دی جا سکتی۔

کمیٹی حفظ آثار عرب

تاریخ کے ماہروں اور آثار قدیمہ کے متلاشیوں سے یہ پوشیدہ نہیں کہ ممالک ایشیا و افریقہ و نیز بعض حصص یورپ میں مسلمانوں نے اپنی گذشتہ عظمت کی یادگاریں عمارات کی صورت میں بھی چھوڑی ہیں جن کے نشانات اب تک پائے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت انہیں اس قابل نہیں بناتی کہ وہ ان نشانات کا پتہ دریافت کریں۔ اور ان کے حالات شایع کریں۔ لیکن سلطنت مصر نے اس امر کی جانب توجہ کر کے حفظ آثار عرب کے نام سے ایک کمیٹی قایم کی ہے جس کے ممبر مجلس علم الآثار کے مشہور ماہر علیٰ ہیئت ترکیب مقرر ہوئے ہیں اس کمیٹی کی سالانہ رپورٹیں ظاہر ہیں کہ عالمانہ تحقیقات کا دلچسپ مجموعہ ہونگی۔ گذشتہ رپورٹ مصر کی اسلامی عمارات کی بابت ہے جس میں جملہ عمارات مندرجہ رپورٹ کی تصاویر درج ہیں۔ اور اب میں ان عمارات کے تاریخی حالات کے علاوہ ان کی خصوصیات بلحاظ فن تعمیر پر بھی کافی بحث کر کے اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ مسلمانوں نے اس فن میں کہاں تک دستگاہ حاصل کی تھی؟

علیگڈھ کالج کے سیکرٹری کا تقرر

ملک میں یہ خبر نہایت اطمینان اور مسرت کے ساتھ سنی جائیگی کہ ۵ دسمبر والے جلسہ ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم علی گڈھ میں نواب وقار الملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب بالاتفاق رائے کالج کے آنریری سکرٹری منتخب کیے گئے۔ جملہ ٹرسٹیان کالج پبلک اور پریس کی متفقہ آواز سے نواب صاحب کا منتخب ہونا ایک ایسا قومی اعزاز ہے جس پر ہم نواب صاحب موصوف کو جس قدر مبارکباد دیں بجا ہے۔ انتخاب کے روز سوا نواب صاحب کے اور کوئی امیدوار میدان میں نہ تھا۔ کالج کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اسے ایسا سکرٹری مل گیا جسے ساری قوم نے متفق ہو کر سیکرٹری شپ کی اہم ذمہ داری کے قابل سمجھا اور جسے بلا کسی اندرونی مخالفت کے اس اہم ذمہ داری کے عہدہ پر ممتاز کر دیا۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا نواب صاحب کو اس بوجھ کے اٹھانے کی ہمت دے۔ اور ان سے ہماری اور ساری قوم کی توقعات پوری کرے۔

گورنر بمبئی کی ہمدردی حجاج کے ساتھ

حجاج مکہ کو جو تکلیف بمبئی میں مقامات اقامت کے کافی نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے اس کا ذکر ہم بارہا ان کالموں میں کر چکے ہیں۔ اور دیگر اسلامی اخبارات نے بھی گورنمنٹ اور متمول مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے۔ ہم سر جارج کلارک گورنر بمبئی کے ممنون ہیں کہ انہوں نے حال میں حاجیوں کے ساتھ ہمدردی کا ایک ایسا ثبوت دیا ہے جس سے قوی امید ہوتی ہے کہ ان بندگان خدا کی مصائب کے دور کرنے کا انتظام عنقریب کچھ نہ کچھ ہو جائیگا۔ گورنر صاحب ایک روز اچانک حاجیوں کے کیمپ میں تشریف لے گئے۔ اور جگہ کی قلت کے باعث انہیں جن مصائب کا سامنا رہتا ہے۔ انہیں وہ اپنی آنکھ سے ملاحظہ کر آئے۔ ۲۰ ہزار حاجی اس سال بمبئی سے مکہ معظمہ کو روانہ ہو چکے ہیں۔ مگر ہزارہا حاجی اب تک بمبئی میں ایسے پڑے ہوئے ہیں جنہیں جہاز کا انتظار ہے۔ اور جو رہائش کی معقول جگہ نہ ہونے کی وجہ سے بیچارے از حد مصیبت میں مبتلا ہیں۔ حجاج کے لئے مسافر خانوں کی تعمیر کی غرض سے ہمنے سنا ہے کہ روپیہ کا انتظام ہو گیا ہے یا لوگ رقم مطلوبہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اب تک کوئی ایسی زمین دستیاب نہیں ہوئی جہاں مسافر خانے بنوائے جائیں۔ اب جبکہ سر جارج کلارک اپنی آنکھوں سے حجاج کے مصائب دیکھ آئے ہیں۔ اور اسطرح یک بیک ان کے کیمپ میں دریافت حال کی غرض سے جا کر ان کے ساتھ اپنی ہمدردی کا بین ثبوت دے چکے ہیں ہمیں امید ہے کہ وہ ان مصائب کے دور کرنے کی غرض سے بہت جلد کوئی ممکن العمل تدبیر نکالیں گے اور مناسب موقعہ پر وسیع مسافر خانے بنوا کر حجاج کے گروہ پر ایک بہت بڑا احسان فرمائیں گے۔

مژدہ برکات

ون روپی فنڈ

گذشتہ کے اشتہار میں ہم نے مع مضمون فنڈ کی ایک مکمل شدہ رسید بک درج کرتے ہیں جو جناب بزرگ و بانی تحریک میر ولایت حسین صاحب بی۔ اے بالقابہ ایم اے او کالج کی کوششوں سے تکمیل کو پہنچی ہے

ہم نے پورے دو دفعہ خاص کالج میں رہ کر ... اور وکالت کالج کا ساتھ کر ... کر دیکھا ہے مگر کسی نے ہمارا شکریہ ادا نہیں کیا تم نے کوئی رسید بھی نہ لی۔ مگر میر صاحب موصوف نے علاوہ اپنے بے نیاز بے حد عنایت کرنے کے ایک رسید بک کے مکمل کرنے کا بھی وعدہ فرمایا جس کو خاتمہ تک درجہ تک پہنچایا ہے۔ ہم میر صاحب قبلہ کی ہمدردی اسلامی اور بالخصوص اس امداد کے جو انہوں نے ہمارے کام میں دی۔ تہ دل سے شکرگذار ہیں۔ اور خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ذات پاک اُن کو دینی اور دنیوی کاموں میں برکات نصیب کرے آمین ثم آمین۔ راقم امام الدین۔

رسید بھی نمبر ۹ ۔ مکمل جناب شیخ فیض بخش صاحب مہتمم کارخانہ جات ریاست کوٹہ معرفت عالیجناب میر ولایت حسین صاحب بی۔ اے۔ ایم آر اے ایس ۔ ایم اے او کالج علی گڑھ

ہم جناب میر صاحب بالقابہ کے تہ دل سے شکر گذار ہیں جنکو اس مقدس قومی کالج کی امداد کرنا ہمیشہ پسند خاطر ہے۔ اور اپنے اخلاق اور خوبیوں کا ایک نمونہ دکھلا کر ہماری شکریہ لیتے ہیں

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب حافظ عبد الکریم و عبد الرحیم صاحبان کانپور	عہ
(۲)	” مجیر مظہر علی صاحب ریاست کوٹہ راجپوتانہ	للعہ
(۳)	” کنہیا کول جی صاحب گرداور و جاگیردار کوٹہ راجپوتانہ	عہ
(۴)	” پنڈت رام چند صاحب سررشتہ دار کارخانہ کوٹہ راجپوتانہ	عہ
(۵)	” (نام پڑھا نہیں گیا)	عہ
(۶)	” چودھری مستری محکمہ کارخانجات کوٹہ	عہ
(۷)	” (نامعلوم الاسم صاحب)	عہ
(۸)	” گنیش کول کارکن محکمہ کارخانہ کوٹہ	عہ
(۹)	” کستور چند جی صاحب	عہ
(۱۰)	” کنہیا کول جی صاحب	عہ
(۱۱)	” بھومر کول جی صاحب شرف گاڑی خانہ	عہ
(۱۲)	” ڈاکٹر محمد بخش صاحب شفاخانہ شہر	عہ
(۱۳)	” ڈاکٹر محمد خان صاحب وٹیرنری اسسٹنٹ گونڈہ راجپوتانہ	عہ
(۱۴)	” اسمٰعیل خان صاحب رسالدار ریاست کوٹہ	عہ
(۱۵)	” چودھری مادہو ملازم کالو	عہ
(۱۶)	” دھنی لال بھنڈاری طویلہ شہر کوٹہ	عہ
(۱۷)	” کندلال شرف فیلخانہ	عہ
(۱۸)	” خادم حافظ محمد ابراہیم محلہ کارخانہ جات ریاست کوٹہ	عہ
(۱۹)	” شیخ فیض بخش صاحب ناظم کارخانہ جات	عہ
	میزان	للعہ

رسید بھی نمبر ۲۴ و نمبر ۲۳ ۔ سو صفحے والی جس کی خانہ پُری جناب بابو عبد الغنی صاحب اوورسیر نے کی

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب میاں دین محمد صاحب ٹھیکیدار	عہ
(۲)	” عبد الغنی صاحب امیدوار محکمہ نہر	عہ
(۳)	” نظام الدین صاحب ملازم صاحب اسسٹنٹ انجینیر	عہ
(۴)	” میاں جیوا صاحب خانساماں صاحب اسسٹنٹ انجینیر	عہ
(۵)	” حافظ شیخ عبد الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ انجینیر نہر	صہ
(۶)	” بابو محمد ابراہیم صاحب سب اوورسیر نہر	عہ
(۷)	” بابو ویلن چند صاحب	عہ
(۸)	” چھوٹے لال صاحب ملازم محکمہ نہر	عہ
(۹)	” فیض محمد خان صاحب جنسال نویس	عہ
(۱۰)	” علی محمد خان صاحب ٹھیکیدار	عہ
(۱۱)	” یاسین خان صاحب	عہ
(۱۲)	” نو خان صاحب نمبردار کشتو پیڑہ تحصیل سرسہ ضلع حصار	عہ
(۱۳)	” محمد حسین خان صاحب جنسال نویس	عہ
(۱۴)	” منشی جیتی پرشاد صاحب	عہ
(۱۵)	” بابو عبد الغنی صاحب سب اوورسیر بذات خود	للعہ
(۱۶)	” شیخ دین محمد صاحب سب اوورسیر نہر سوات	عہ
(۱۷)	معرفت جناب بابو عبد الغنی صاحب سب اوورسیر بابت رسید بھی نمبر ۲۴ سو ورقہ والی	صہ
	میزان	للعہ

تفصیل رسید بھی نمبر ۶۶ ۔ شیخ عبد القادر صاحب سوداگر ویش نذیر آباد

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب شیخ عبد القادر صاحب	عہ
(۲)	” ماسٹر محمد جان صاحب	عہ
(۳)	” ماسٹر سید احمد صاحب ماسٹر مشن سکول	صہ
(۴)	” منشی محمد دین صاحب مدرس مشن سکول	عہ
(۵)	” چودھری علی محمد صاحب طالبعلم	عہ
(۶)	” شیخ محمد حسین صاحب مدرس مشن سکول	عہ
(۷)	” مولوی رحمت اللہ صاحب طالبعلم	عہ
(۸)	” حبیب اللہ صاحب	عہ
(۹)	” شیخ عبد اللہ صاحب	عہ
(۱۰)	” اللہ دتا صاحب	عہ
(۱۱)	” مولوی محمد دین صاحب مدرس مشن سکول	عہ
	میزان	للعہ

منجملہ رسید بھی نمبر ۷ ۔ جناب بابو غلام حیدر صاحب سگنلر محکمہ نہر جھنگ ضلع لائل پور

نمبر شمار	نام چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب چودھری الٰہ داد خان صاحب ہیڈ کانسٹبل	صہ
(۲)	” رائے ہدایت خان صاحب نمبردار	عہ
(۳)	” الٰہی بخش صاحب	عہ
(۴)	” صفت علی خان صاحب ذیلدار	عہ
(۵)	” حکیم محمد حسین صاحب	عہ

مشفقانہ نصیحت

مولوی عبد الحق عرف پنڈت لیکھ رام نو مسلم کی نصیحت
اپنے نو مسلموں کو

جو انہوں نے عرصہ تین سال سے رہتی کیش اور دیگر سفروں میں نئے مرید کئے تھے :۔ جب سخت مرض نے پنڈت صاحب کے سفروں کو بند کیا اور نہایت ہی کمزوری نے گھیر لیا تو نو مسلموں کو آزادگی دے کر روانہ کیا عجیب قسم کی نصیحت فرمائی کہ سننے والوں کے دل ٹوٹے جاتے تھے :۔ اول آپ نے فرمایا اے بھائیو! تم میری تین سال کی کمائی ہوئی دولت ہو۔ تمہاری جدائی میں ہرگز منظور نہ کرتا ہوں۔ مگر مرض اور کمزوری نے مجھ کو مجبور کر دیا ہے۔ تمہاری جدائی کیونکر گوارا ہو۔ تم لوگوں میں سے بعض وہ بھائی ہو کہ جنہوں نے عمر بھر کام اور محنت نہیں کی۔ اور اللہ کے ساتھ ساتھ ہو لئے جو میں پایا۔ اب میرے ساتھ کھیتے اور روٹی کما کر خوب خوشی کے ساتھ گذران کرتے رہے۔ اور ہر تنگی میں لوگوں کے طعنے سنتے اور ان ملاؤں سے جو پیشوا پیروں کی امت ہیں اپنا لقب ... وغیرہ رکھوانے میں دریغ نہ کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں دینی تعلیم حاصل کر لی۔ یہ تمہاری سچی تلاش ربانی کا ثبوت ہے۔ اور عبد القدیر کو جو پہلا ازوسا شہر کا پیل ہے جس کا نام پہلے رام چرن تھا خوبی تمام صبروں کا تجربہ ہو گیا ہے کہ اسلام اور آرام دونوں ایک جگہ اکٹھے نہیں۔ عبد القدیر کو معلوم ہے کہ خورجہ کا ذلوٹ برہمن کا لڑکا جب آ کے مسلمان ہوا تو ہم لوگوں کے ہمراہ دو چار روز ہی تکلیف اٹھا سکا۔ جب ہم جہانگیر سرسینگھ ضلع مظفر نگر کے گاؤں سے سکندر آباد کی طرف روانہ ہوئے کیونکر اللہ صاحب نے ہم کو بلایا۔ سکندر آباد میں آکر برہمن کا لڑکا منکہ شدیوں کی آدھ سیر مٹھائی کھا کر چھ سکندر آباد کے گورو کل میں شامل ہو گیا۔ سو اچھا ہوا کیونکہ دین اور پیٹ دونوں کو رکھنا محال ہے۔ پھر ہم لوگ غازی آباد سے ہو کر ہاپڑ پہنچے۔ اللہ صاحب نے کیسی بڑی مہربانی سے ہم کو اور تم کو رزق پہنچایا۔ بابو دولت رام نے یوشاشر آریہ صاحب نے کتنی بڑی مدد ہم لوگوں کی کی۔ جو کہ بیان سے باہر ہے ایک ماہ تک ہماری اور تمہاری بابو صاحب موصوف نے مہمانداری کی یہ سب اللہ صاحب ہی کی طرف سے تھا۔ یہ میں عبد القدیر کو یاد دلاتا ہوں کہ اللہ صاحب جس کے ہم اب بندے بنے ہیں وہی ہم کو پالتا ہے۔ اے بھائیو! کوئی کسی آدمی پر بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ جب میں نے کسی انسان پر بھروسہ کر کے کام کیا اسی کام میں ناکامیاب رہا۔ ایک دفعہ جب ہم کو قاعدہ اور سیپاروں کی ضرورت تھی تو ہمارا تیورا میں غرض سے گیا کہ فلاں فلاں ہمیں اسلام کے مددگار ہیں قاعدوں اور سیپاروں کی مدد مل جائیگی۔ ایک بچہ طالب العلم نو مرید کم عمر میں اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک صاحب کی کوٹھی پر اسلام علیکم و علیکم السلام کے بڑے زور شور ہوئے۔ بعد کسی لڑکے کو پڑھ کر کے لئے کہا گیا۔ اول تو لڑکے کی مادری زبان نہ تھی۔ دوسرے بچہ پنجابی تھا۔ چوتھے عربی۔ الف پڑھنے میں عین الف وغیرہ کی تمیز نہیں کر سکا جیسے ٹھیٹھ لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے بیچارے نو مسلم بچے کو ٹھٹھے میں اڑانا شروع کیا۔ یہ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ میں محض انسان کے بھروسہ پر چلا تھا۔ خبردار بھائیو! ایک نمک کی کنکر اور سینے کا ڈورا۔ یہ دو چیزیں ہیں اللہ صاحب کی سنت ملنگئے۔ اور مشقت محنت مزدوری کر کے اپنا پالن کیجیو۔ اور خبردار خبردار! موجودہ مسلمانوں کا لباس ہرگز اختیار نہ کرنا۔ پرانے مسلمان جو گذر گئے ان کے حال سنو۔ پڑھو۔ اور قرآن نبی ہی کی سنت پر چلو۔ اور پیشوا پیروں کے جھگڑوں میں ہرگز نہ پڑو۔ دیکھتے ہو پیروں فقیروں نے گذرے محرم میں ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ تھانہ تک نوبت پہنچی۔ ان سے ہرگز کوئی امید نہ رکھنا۔ دیکھو تم کو میرے ساتھ رہ کر خوب تجربہ ہو گیا ہے۔ ان مفسدوں کی رفاقت ضرور بالضرور اختیار کرنا۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرنا۔ دیکھو عبد الصمد ثانی کا حال۔ نوجوان تعلیم یافتہ لڑکا جگدیش پرشاد کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ بگڑ گیا۔ اسلام سے وہی بیٹھا پھر گیا جس کو اسلامی تجربہ نہیں جب تک آدمی توحید کا اور قرآن کے حکموں اور نبی صاحب کے بتلائے ہوئے طریقہ کو کھو نہیں کرتا تب تک اسلامی تجربہ حاصل نہ ہو گا۔ بہت سے لوگ دوسرے نبوت کا کر کے لوگوں کو اپنی جماعت میں ملاتے ہیں جیسے مرزا قادیانی۔ ایسوں سے بچو۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ ان ایک لنگ فاسد اور رسالہ نبی کی ماننے والے چاہئیں اسی جنگل میں ایک بڑی بھاری جلیوں کی ہو جاویگی۔ قرآن شریف اور حدیث کے خلاف کبھی نہ چلنا۔ مجھے کہنا تو بہت تھا۔ مگر خیر! قیامت کو میں تم کو پیش خدا کھڑا کروں گا۔ اور کہوں گا کہ یہ میری دولت ہے۔ برائے نام مسلمانوں کے لئے نمونہ بنجاؤ تا کہ وہ تم کو دیکھ کر اسلام کی طرف پھریں۔ اور پیشوا پیروں کی دوکانداری سے نجات پاویں۔

راقم محمد صابر ساکن مظفر پور ضلع سہارنپور۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۶ء

گرانی قحط اور افلاس
ایک سرسری نظر

ہندوستان میں گرانی قحط اور افلاس کا مسئلہ ایک معرکۃ الآرا مضمون ہے جس جیسے ناچیز آدمی کا تو کیا ذکر ہے بڑے بڑے عالیمرتبت۔ ذی وجاہت اور بلند مرتبہ وسیع النظر اصحاب طبع آزمائیاں کر چکے ہیں۔ صرف کسی خاص قوم کے حامی یا ملک کے بہی خواہ ہونے کی حیثیت سے بلکہ میں اس لحاظ سے کہ انہیں سے بعض کل بنی نوع انسان کی ہمدردی کا دم بھرنے والے ہوں گے۔ میرے خیالات ان جلیل القدر بزرگوں کی آرا کے بالمقابل تو کچھ وقعت واہمیت نہیں رکھتے۔ لیکن میں چونکہ اس مسئلہ کے بعض پہلوؤں پر بعض واقعات و تجربات کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اسلئے گو میرے اس آرٹیکل پر کبھی پالیٹیکل رنگ نہ ہو۔ کہ عنوان مضمون کا مقتضا ہے اور گو اس میں مدبرانہ لیڈر دارئی وسعت نظر اور تحریر و حسن بیان کی چاشنی وغیرہ نہ ہو۔ پھر بھی یہ ممکن ہے کہ بہت سی کام کی باتیں قلم سے نکل جائیں اور کوئی مفید نتیجہ پیدا کر سکیں۔ کیونکہ سچے دل سے نکلی ہوئی بات کسی نہ کسی درد مند دل میں تو اثر کر ہی جاتی ہے

امر زیر بحث پر اظہار رائے کرنے والے معزز بالا حضرات میں سے کسی کا تو یہ خیال ہے کہ ہندوستان نہ صرف بھوکا کنگال ہے۔ بلکہ روز بروز زیادہ تر افلاس وفقہ حال ہوتا جاتا ہے۔ برخلاف ازیں ایک گروہ اسطرف گیا ہے۔ کہ ملک ہند میں کوئی افلاس یا قابل رحم حالت موجود نہیں۔ بلکہ کئی طرح سے آثار خوشحالی و ثروت ہویدا ہیں۔ میری رائے میں یہ دونوں باتیں نہ ہرا سر صحیح ہیں نہ بالکل غلط۔ میں یہاں اس سے بحث نہیں کرنا چاہتا کہ فریقین غرض آلود ہیں۔ اور ان کا بیان غلط فہمی یا مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ بابرعکس ازیں دونوں رائیں بہر حال نیک نیتی۔ حق پسندی اور راست گوئی سے قایم کی گئی ہیں۔ بالکیہ ان امور کی تحقیق و تفتیش میں ان حضرات کے لئے چھوڑتا ہوں جو سیاسی و تاریخ نگاری کے مرد میدان ہیں میں تو صرف اصلاح تمدن و اخلاق کے نقطہ نظر سے بعض ضروری واقعات و خیالات متعلقہ کا اظہار چاہتا ہوں۔ اور اسی لئے میری تمام تحریر کا اثر یا نتیجہ اس اندیشناک بلکہ بربادی خیز اصول سے کلی مغایرت رکھنے والا ہونا چاہئے۔ جس کے رو سے کسی ملک کے باشندے یا قوم اور بات بات میں گورنمنٹ کو طعن و ملامت کرنا اور الزام دینا یا ہر معاملہ کی عقدہ کشائی میں اسی کی محتاجی اور اسی کی سمع خراشی کرنا ضروری سمجھتے ہوں " قوم " " قوم " کی صدا میں کچھ کم چوتھائی صدی سے تو میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ اور کوئی بارہ تیرہ سال سے اخبار و رسائل کے ساتھ تعلق ناظر اور تاریخ نگاری وغیرہ کا شغل بھی رہا ہے مگر اس عرصہ معقول کی ساری دماغی کاوشوں اور خیالی الجھنوں میں ملکی و قومی تمدن کے لئے تو کوئی صدا لگی کوئی لیکچر یا سپیچ اور نصیحت و وعظ اس سے زیادہ لمبا نہیں کہ اصلاح اور ترقی کے ذریعے اسباب

محرک نہ ہو جب تک اسکا نشوونما اندرونی جوش۔ ذاتی سعی و خواہش سے نہیں تبدیلی اور عزم و استقلال سے ہونا چاہئے

ہم نے مانا کہ ہندوستان پر آج کل کئی سال سے قحط سالی و گرانی کی جو مصیبت لاحق ہے وہ ہندوستان کی طرف نازل ہو رہی ہے جسکے لئے گورنمنٹ اور رعایا ایک حد تک کام کر رہے ہیں اور بہتر ہے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اسکا اصلی باعث گورنمنٹ کے سبب وہ ہے جو ... سیاسی طرز ... خواہ فلسفہ ... اگرچہ کتنی ہی کرید اور تحقیق و تفتیش کیجے علمیہ بحثیں متعلق اسباب ... کا سلسلہ آخر میں ... کیونکہ نہاں التصرفات پر ہی جا کے ٹھہرتا ہے یا ان مذاہب کو چلنے خود ... ہے اور لامذہب بھی صحیح معنوں میں اسکا مطلق انکار نہیں کر سکتے۔ ہندوؤں میں تو ... مصائب قحط وغیرہ کو قہر الٰہی کا ہی نمونہ مان لیا جاتا ہے جو اصل میں ہندوؤں کی اپنی شامت اعمال سے ظہور کرتا ہے آفات ارضی و سماوی کی یہ فلاسفی اگرچہ بعض ... بہت کم لوگوں کو بھی معلوم ہو گی۔ لیکن پہلے ... تمام معقولی ثبوتوں کا لب لباب ہی بہت سے مذہب اسی کا مدار ہو سکتا ہے نہ کہ اسکے خلاف۔ اسی لئے قحط و گرانی کا جو علاج میں تجویز کروں گا وہ مذہبی نقطہ سے تو خالی نہیں مگر دنیوی سیاسیات و سیاست سے بھی بالکل بے تعلق نہ ہوگا

اس وقت ملک و قوم کی صورت حال کو جو ہم دیکھتے ہیں تو وہ بہت ہی قابل رحم۔ افسوسناک بلکہ ملال انگیز ہے کہ اسکی تفصیل سے کوئی درد مند دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایک طرف تو ہزاروں لاکھوں افراد قلت و ملت نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ اور دوسری طرف اسی ملک کے ... اکثر دولتمند ارباب ثروت ملک ایسے کہ اپنے مفلوک الحال ابنائے وطن یا ابنائے ملت پر ترس کھائیں۔ رنگ رلیاں ... شرفانہ و بیفکرانہ رنگ رلیوں میں گم ہیں یا ہوتا ... تمام ... کی ذرا غفلت سے مطمئن ہونے کی حالت میں نہ ... دیں تو دیں ورنہ اس ... میں لوگ بھی ... نزدیک روا نہیں ہو سکتیں۔ وہی تھیٹر کے تماشے ہیں۔ وہی ... باریاں۔ وہی ہیوا ... کی گستاخیاں وہی ... بیاہ شادیاں۔ آن بان اور ... کا جھوٹا اور بے ہودہ لغو تماشا کن رسوم میں دولت کا لٹنا۔ اور بڑے کٹے غیر مستحقوں کی مدارات میں فضول خرچیوں بے اعتدالیوں کی ... ہاں یہ ایک غلطی ہی۔ ان بربادی عیش ... اور غفلت شعاریوں کا الزام صرف اہل دول ہی پر عاید نہیں ہوتا۔ بلکہ بُرا ہو نا عاقبت اندیشی اور غیر مشروع نام و نمود کی خواہش کا کہ متوسط الحال اور غریب غربا بھی جہاں تک ... تا ہو چلتا ہے ان حرکات سے حصہ لئے بدون نہیں رہ سکتے۔ اگر اپنے پلے ہو تو قرض دام لے کر بھی آج تو تھوڑی دیر کا لطف یا دل لگی یا دو گھڑی کی واہ واہ کسی طرح ہو ہی جائے کل کو خواہ اسکا خمیازہ سخت تباہی فضیحت اور بربادی کی شکل میں ہی بھگتنا پڑے۔ ناظرین! میرے یہ خیالات محض مضمون نگاری کی ترنگ یا سن گھڑت قیاسات نہیں بلکہ اپنی آنکھوں دیکھے ان واقعات کا تجربہ ہیں جنکی نظیریں شہر دہلی کی طرح اکثر دیگر مقامات میں بھی آپکو بہتیری مل سکیں گی۔

اب فرمائیے کہاں بدنصیبوں اور تباہ کاریوں کا تعلق گورنمنٹ اور حکام وقت سے ہے یا افراد ملک کی اپنی ذات سے اور آیا انکے روکنے کے لئے حکومت کو کوسنے یا اسکے حق میں گالیاں دینے کی ضرورت ہے یا کہ اپنی اصلاح اور اپنے اطوار و طرز تمدن میں مناسب تبدیلی کرنے کی۔ ؟ اور اسی لئے میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ نئی پالیٹکس والے عالی دماغ مدبر بھی صرف خارجی اسباب اور مصائب کے دکھڑے رو کر اس درد کا علاج ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ خواہ ملک میں انقلابی تحریک کتنی ہی پیدا کر سکیں اور وہ کیسی ہی ہیوستہ یا کسی حد تک کامیاب ہی کیوں نہ نکلے۔

پس میرے ذہن میں مصیبت قحط وغیرہ کا علاج نری پولیٹیکل جدوجہد اور سرکار کو خلاف واویلا تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس سے قطع نظر کرنے میں دینی رنگ میں فقط توبہ استغفار خالی دعائیں عبادت و ریاضت اور کثرت ورد و وظائف یا جھاڑ منتر بھی تجویز نہیں کرتا۔ بلکہ خدائے حکیم و قدیر کے اس اٹل ضابطہ کو ملحوظ رکھکر کہ "وہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک لوگ خود ہی اپنے اندر تبدیلی نہ کریں" ایک ایسا علاج بتلاتا ہوں جو اگرچہ آج نیا نہیں ہو رہا لیکن اسپر کاربند ہونے میں اہل دنیا اور خصوصاً ہمارے ابنائے ملک و ملت کی بے اعتنائی و غفلت ضرور روز اول کے مصداق ہے۔ اور جس سے نہ حکام بدظن ہو سکتے ہیں نہ معاصر اقوام خائف۔ نہ یہیں گورنمنٹ کی ناراضی کا خدشہ۔ نہ آسمانی گورنمنٹ کے عتاب کا اندیشہ۔ نہ وہ اپنے مذہب کے خلاف نہ کسی ... کے حق میں مضر۔ نہ اس پر کچھ خرچ آتا ہے نہ اسکی خاطر کچھ ایسی تکالیف و مشکلات برداشت کرنی پڑتی ہیں جو سخت ناگوار اور طاقت سے باہر ہوں۔ غرضکہ بقول مشہور کہ "ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے" بغیر کسی قسم کی وقت و زحمت کے قحط گرانی۔ اور افلاس وغیرہ اکثر خرابیوں کا اصلی علاج ... ہو جاتا ہے۔ اس قبل اسکے کہ میں وہ علاج بتلاؤں ناظرین کے استہزا اور طعن و ملامت سے بچنے کے لئے یہ جتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ دین اور دنیا کی تمام اعلیٰ ہدایات اور قیمتی سے قیمتی تدابیر عمل کرنے یا کر دکھانے والوں کے لئے ہوتی ہیں، خالی منصوبوں اور خیالی پلاؤں سے جی خوش کرنے والوں کے واسطے نہیں۔

اس علاج کا لب لباب تو یہ ڈیڑھ قول ہے کہ لوگ اپنے خالق و مالک حقیقی سے صلح کر لیں۔ اور اسکی تفسیر تمام مذاہب اور اخلاق کے اصول و ہدایات ہیں جنکی تشریح و تفصیل کو دفتر کے دفتر چاہئیں۔ لیکن میں ضرورت وقت کے مناسب حال چند مختصر باتوں پر اکتفا کرتا ہوں

(ا) سب اپنے اپنے مذہب و عقائد کے مطابق دینداری۔ نیکوکاری اور خوش اطواری اختیار کر لیں۔ اس اصول محکم کی خلاف ورزی کرنے والے برادری سے خارج کر دیے جائیں تاکہ خدا کے باغی اور باغیوں کے حامی نہ ٹھہریں اور اسکے قہر و غضب کو بھڑکانے کا موجب نہ ہوں۔

(ب) اپنے وقت اور پیسہ کی کماحقہ قدر کریں جبکہ وہ اپنے ہاتھ اختیار میں ہو نہ کہ ہاتھ سے جاتا رہنے کے بعد۔

(ج) قوم کے نکھٹوؤں مفت خوروں تن آسانوں۔ بیدینوں اور بدچلنوں کے ساتھ سلوک کرنا قطعاً چھوڑ دیں۔ خواہ وہ غیر ہوں یا اپنے۔ کیونکہ ان کو دینا اور کھلانا اپنی کمائی برباد کرنا ہے اور ان کے حق میں کانٹے بونا۔

(د) جسے دنیا کی ناک۔ لاج اور رسم و رواج کہتے ہیں۔ اگر وہ اصول دین کے موافق اور مقتضائے دانشمندی و مآل اندیشی کے مطابق نہیں تو اسکے جکڑ بندوں کو یکلخت توڑ پھینکو کیونکہ بہت سی تباہیاں اور رسوائیاں اسی کی بدولت ہوتی ہیں۔ اور نہ اس سے عقبیٰ میں کچھ بھلا ہو سکتا ہے نہ دنیا میں کوئی مستقل فائدہ ہو سکتا ہے۔

(ہ) دکھ اور سکھ۔ عسر و یسر کا بڑا انحصار احساس پر ہے۔ بہت سی زحمتوں اور مصیبتوں کا بوجھ صرف جفاکشی اور صبر و شکر کی عادت ڈالنے سے ہلکا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ اسوقت ہونا چاہیئے جبکہ کفایت شعاری کو بالائے طاق رکھکر یعنی بیجا خرچ کر کے بھی رفع تکلیف اور مکان میں جو بنیتی و ناداری ہیں تو صبر و شکر اور جفاکشی ایک امر مجبوری ہو گا۔ اور "عصمت بی بی از بے چادری" کے مصداق۔

(و) وقت اور روپیہ خرچ کرتے ہوئے ضروریات کو فضولیات یا تکلفات پر مقدم رکھنا آرٹ آف لائیف یعنی زندگی بسر کرنے کے فن کا اہم ترین اصول ہے جس نے اسپر کاربند رہنا اختیار کر لیا وہ کشمکش حیات میں سو فیصدی کامیاب ہوگا۔ اس زمانہ قحط و مصیبت میں بھی بڑی بھاری ضرورت اسی اصول کو مد نظر رکھنے کی ہے۔ غلہ کی گرانی بلا شبہہ ناگوار حد تک پہنچ گئی ہے لیکن اگر فضولیات کو ترک کر کے اس کمی کو پورا کریں اور کچھ جفاکشی صبر و شکر والے اصول مد نظر

تو یہ دن غریبوں کے بھی خاصی طرح نکل سکتے ہیں۔ ذی مقدرت لوگوں کا تو ذکر ہی کیا؟ ان کے جہاں شتو آشتہ تھے وہاں سو کے سوائے ملکہ ڈیوڑھے۔ دو گنے سہی
(سرمہ) خوشحالوں اور فراخیالوں کو چاہئیے کہ ابنائے جنس کی دستگیری و اعانت میں اسی عاقلانہ اصول کو ملحوظ رکھیں جس پر اکثر حکام وقت کاربند ہوتے ہیں۔ یعنے محتاج اپاہجوں اور واقعی مستحقوں کی تو بلا کسی معاوضہ کے ہی پرورش کرتے رہنا اور دوسروں کو امدادی کام پر لگا کر بسر اوقات میں سہارا دینا۔
فی الحال یہی سارے باتیں کافی سمجھتا ہوں۔ اگر یہی خواہان ملک و ملت انہی سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ تو موجودہ حالت زار بہت کچھ سنور سکتی ہے۔ قومی اتفاق کے رنگ میں ان بیانانہ علیحدہ آمد کی کوشش کی جائے تو وہ آدبا سے ہے لیکن اگر یہ ہو سکے۔ اور لوگ فرداً فرداً ہی انکی اہمیت پر غور کر کے اپنے اپنے افعال و حال میں حتی الامکان تبدیلی شروع کر دیں تو بھی آفات و مصایب سے قابل برداشت اثر میں معتدبہ کمی پڑ سکتی ہے اگر درخانہ کس است حرفے بس است۔ راقم ناک ساحمد حسین فرید آبادی منیجر ریلیف ایجنسی کمرہ نمبر ۵ دہلی ۔

ہندو اور مسلم کے تعلقات

منقول از عصر جدید

بابو ایشور سرن صاحب وکیل الہ آباد نے ایک کھلی چٹھی مسلمانان ہند کے نام ایک انگریزی رسالہ میں شایع کی تھی جس کا ترجمہ "ہندوستانی" مورخہ ۳۰ اکتوبر میں چھپا ہے مضمون مذکور پر معزز معاصر عصر جدید کے لایق ایڈیٹر نے ذیل کے ریمارک کئے ہیں:-

"میں صاف طور پر اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہندوستان کی دونوں قوموں میں اتفاق بہ غرض کا منتہائی خیال ہونا چاہئیے اور یہ اتفاق ہو کر رہیگا۔ مگر ابھی عرصہ دراز تک پولیٹکل مواملات میں اتفاق مشکل ہے۔ کیونکہ وہ شیر اور بکری کی شراکت سمجھی جاویگی۔
میں اسبات کو بھی مانتا ہوں اسوقت دینی مسایل کے باقی امور میں ہندو اور مسلمان آسانی سے پولیٹیکل معاملات میں متفق ہو سکتے ہیں۔
یہ امر بھی صحیح ہے کہ ہندوستان کی پولیٹیکل حالت نہ قابل فخر ہے۔ نہ قابل اطمینان ہے بلکہ اس شکست کو دور کرنیکی کوشش ضروری ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ان سب امور کو مان لینے کے بعد بھی یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آیا مسلمانوں کی نگاہ سے اسوقت یہ کوشش ان کے لئے مفید ہوگی یا نہیں؟
یہ کہنا کہ جو چیز کل کلکے لئے مفید ہو وہ جزو کے لئے بھی مفید ہے ایک حد تک صحیح ہے لیکن اسوقت تک ہے جب کل اور جزو دونوں ایک ہو جاویں اور جو خون معدہ سے پیدا ہو وہ سب رگوں میں برابر پہنچے۔
اسوقت تعلقات کی حالت ایسی خراب ہے کہ کم از کم مسلمانوں کو ان کے ظاہر دار لوگ زبانی کچھ ہی کہیں۔ عموماً ہندو ۱۰۰ پر اطمینان نہیں۔ اور نہ ہندوؤں کو مسلمانوں پر۔ گو پھر بھی چونکہ مسلمان دولت۔ علم۔ تعداد۔ اتفاق میں کم ہیں۔ اسلئے ان سے بڑی قوم کو خطرہ نہیں ہو سکتا مسلمانوں کی ایسی اطمینانی حالت نہیں ہے
اگر سب لوگ اس مضمون کے لایق مصنف کی مانند ہوں یا وہ سب جو کچھ کہتے ہیں ایسا ہی کرتے ہوں تو ہندوستان کے پولیٹکل عقدے خود بخود کھلتے چلے جائیں مگر ایسا نہیں ہے۔
تقسیم بنگالہ کا معاملہ دیکھئے جس کی بابت لکھنؤ میں اتم اور سٹر گوکھلے نے کچھ دیر تک بحث ہوئی تھی۔ اس میں سوائے اسکے کہ کلکتہ کی عظمت اور زیادہ سے زیادہ پچاس ساٹھ ہزار ہندو دولاکھ آدمیوں کا مالی نقصان تھا۔ ہمارے بنگالی بھائیوں نے کس قدر غل کیا ہے۔ اور یہاں بات کا خیال نہیں کیا کہ اس تقسیم سے نئے مشرقی بنگال کے صوبے میں ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کا مالی تعلیمی۔ پولیٹیکل سوشیل فایدہ مقصود ہے۔ جب خود غرضی اس انتہائی درجہ کو پہنچ جاتی ہے کہ اپنی ذات کے فایدہ پر دوسروں کے بیشمار فایدوں کو قربان کر دیا جائے۔ اور وہ فوائد بھی ایسے جو ناجایز طور پر یا کم از کم ناساوی طور پر اتفاقی حاصل کر لئے گئے ہیں۔ اور جذبات وہ بھی سرکاری ملازمت اور پولیٹیکل وزن سے تعلق رکھتے ہیں اور محض اپنی تعلیم اور زبان وری کے بل پر ملک کو پریشان کر دیا جاوے تو آئندہ کو کیا امید اس قوم سے ہو سکتی ہے۔ جبکہ قوت اسکے ہاتھ میں ہوگی اسی طور پر اور دوکانداری کے مسئلہ کو لے لیجئے۔ اسی طور پر آریہ سماجی سخت تحریک کو لے لیجئے اسی طور پر مرہٹوں کے سرغنہ مسٹر تلک وغیرہ کے خیالات کو دیکھئے!
ان حالات کو دیکھکر کسی مسلمان کا تامل اندیشہ۔ اور خوف کہ آئندہ کیا ہوگا؟ اپنے ہموطن حکام کے برتاؤ سے یہ خیال کہ جب زیادہ آزادی ہوگی تو آیا یہ نسل یورپین کے کوئی ہمارے ساتھ انصاف کریگے دل الالیگا کیا بیجا ہے
اسکے ساتھ ہی اب مسلمانوں سے یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر مسلمان اور بہار کا ہم کو یقین ہو جاوے۔ اور ہم پالیسی پر عمل ہونے لگے تو دوسرا فریق رنہ کہ اسکے ایک ممبر ایک قدم ہٹنے تو آپ دو قدم ہٹیے اور آپ اپنی طرف سے کسی قسم کا حملہ نہ کیجئے۔ نہ اشتعال اپنے ہموطنوں کو دیجئے۔ بلکہ صرف اپنی حمایت کی پالیسی پر کاربند رہئے۔ اور ہمیں کوئی شک نہیں کہ مسلم لیگ نے یہی پالیسی اختیار کی ہے رہے سوشیل معاملات۔ باہم میل جول۔ اور درستی۔ اسکو جس قدر ترقی دیجاوے بہتر ہے
اسکے ساتھ جس پالیسی کو مسٹر ایشور سرن نے الزام دیا ہے کہ مسلمان صرف تعلیمی اور سوشل ترقی میں مصروف رہیں۔ میں اس پالیسی کو میں نہ صرف مسلمانوں کا بلکہ کل ہندوستان کے لئے رحمت سمجھتا ہوں۔
میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کو اپنی تعلیم اول تختہ اور عام کرنی چاہئیے ساتھ ہی اسکے ان کو اپنی ملی حالت مضبوط کرنی لازم ہے نفسانی خود غرضی اور بیکاری کو کھل دینا چاہئیے۔ تجارت صنعت محنت اور کاروبار کی طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ اگر کم از کم اپنی تعداد کے لحاظ سے وہ ملک کی زندگی اور دولت اور کاروبار میں شریک ہو جاویں اور ان کی تعلیم تعداد ہی کے لحاظ سے ہو۔ تب وہ اس قابل ہو جاوینگے کہ اپنے ہموطنوں کے ساتھ ملکر کام کریں۔
ساتھ ہی اسکے مسلمانوں کو باہمی تعلقات میں بھی اور غیر ملکی تعلقات میں اصول عدل و انصاف و صداقت پر کاربند ہونا از بس ضروری ہے۔ اور یہ بغیر مذہب پر پختہ یقین کرنے کے ہو سکتا نہیں۔
میں اس مختصر نوٹ میں کسی خاص پالیسی کا اعلان کرنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر اس بات کو بیان کرنا شاید بیجا نہ ہے کہ ہندو اور مسلمان تعلیم یافتہ ہر دو ایک حد تک اس دنیا کو جالساری کی شطرنج سمجھتے ہیں جس میں ذاتی عزت اور آرام کو حاصل کرنا اصل مقصد ہے۔ اور ہنود کے اندر میں کوئی زبردست تحریک نہیں دیکھتا کہ نئی پود کو خاصکر خدا ترس اور مذہبی بنایا جاوے۔ جو تحریک آریہ سماجی ہے وہ روحانیت کے بالکل برخلاف ہے اور برہم سماج کی آواز کمزور ہے کوشش ضعیف اور نتیجہ بہت کم ہے اور وہ لوگ بھی شریمتی چیدریال کسی پولیٹکل غل شور میں شریک ہو گئے ہیں۔
پولیٹکل ترقی بغیر اندرونی ترقی کے بے سود ہے۔ یہی آواز ہے جو ایجوکیشنل کانفرنس میں شیعہ کانفرنس میں مسلم لیگ میں عصر جدید میں بارہا بلند کی گئی ہے مگر ہمیں ایسی صدا آرکی دیکی طرف تعلیم یافتہ بزرگ کمتر متوجہ ہوتے ہیں۔ اور نا تعلیم یافتہ تک ہماری آواز نہیں پہنچتی۔
کیا یہ نامناسب ہے کہ ہندوؤں میں اس قسم کی تحریک شروع ہو۔ وہ شروع ہو نہ غیر ملکی سیتم لانے پبلیڈیوں کی طرف سے بلکہ خود ہنود کے اندر سے۔
الغرض مسلمانوں کا ہندوؤں کو ابھی عرصہ تک اپنی تمدنی۔ مالی۔ علمی۔ مذہبی۔ روحانی۔ عقلی ترقی کی ضرورت ہے۔ کیا یہ بلا سفر محفوظ ہو سکتی ہے اسکے لئے کوشش صرف جینی گورنمنٹ کا فرض ہے....

اسلامی دنیا

اہل اسلام چینوٹ (ایک جلسہ کرکے نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے سیکرٹری انڈیا کونسل ممبر ہونے پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا +

معلوم ہوتا ہے کہ ہز ہائینس امیر کابل اپنے قلمرو کی سرحدی چوکیوں کو مستحکم کرنے کے لئے وہاں نامزد فوج متعین کروانے ہیں تاکہ انگریزی سرحدی علاقہ کے باشندے افغانی قلمرو میں نہ گھسنے پائیں +

مارننگ پوسٹ لنڈن کا اسکا... نامہ نگار لکھتا ہے کہ جلالتمآب سلطان المعظم نے فرمایا کہ آئندہ سال ... حجاز ریلوے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک اور مکہ معظمہ سے عرفات تک ریلوے لائن کی تکمیل کردیجائے +

خوشی کی بات ہے کہ ملتان میں بھی پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی شاخ قایم ہوگئی ہے جسکا نام ملتان مسلم لیگ رکھا گیا ہے اور سید مہر حسن صاحب رئیس ملتان پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ ملتان کے آنریری سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں +

ہمیں یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ سرجارج کلارک گورنر بمبئی حیدرآباد سندھ کے ... اطلاع پایا ہے کہ سندھ کے ... حاصل کیلئے ... جس سے امید پڑتی ہے کہ ان قابل رحم حالت پر رحم کیا گیا اور انکی تکالیف رفع کرنیکے لئے عنقریب کوئی معقول انتظام کیا جائیگا +

دولت عثمانیہ نے اجنبیوں کو قسطنطنیہ کی مسجدوں میں جانیکی مستقل طور پر ممانعت کردی ہے۔ البتہ ایسے افسران اہلکار جو سیاسی حلقوں سے متعلق رکھتے ہیں یا محکمہ خارجہ کے ڈیلیگیٹ ہوں اس سے مستثنٰی رہینگے +

گورنمنٹ پنجاب نے ۷۵ ہزار روپیہ کے صرف سے لاہور کی شاہی مسجد کو مرمت کرنیکی آمادگی ظاہر کی ہے اور انجمن اسلامیہ پنجاب سے دریافت کیا ہے کہ کس ترتیب سے مرمت شروع کی جائے گورنمنٹ کی اس عنایت کے سب اہل اسلام مشکور رہیں +

ہز ہائی نس نواب صاحب لوہارو کی خواہش پیدا ... کا انتظام کورٹ آف وارڈس کے متعلق کردیا گیا ہے +

شمس العلماء مولوی سید ضیاء الدین ایل ایل ڈی دہلوی بغرض حج بیت اللہ شریف روانہ حجاز ہوئے +

ہائیٹر قسطنطنیہ سے تار دیتا ہے کہ سرحد پر ایرانی افواج کے اجتماع کی وجہ سے فوجی حلقوں میں غیر معمولی سرگرمی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ متنازعہ فیہ مقامات پر مزید سپاہ بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسلحہ و گولی بارود روانہ کئے گئے ہیں + جنرل ... کو بغداد کی طرف روانہ ہونیکا حکم ملا ہے +

خلیج فارس کے جزیرہ البوموسیٰ میں انگریزی سرکاری جہاز لیپ ونگ نے ہمبرگ جرمنی کے ایک مشہور کارخانہ اسلحہ سازی کی دوکان کا پتہ لگایا ہے جن کے پاس ناجائز اسلحہ کا ذخیرہ موجود تھا۔ ارکان کی گرفتاری پر ہمبرگ کے اخبارات بیں عجیب ہو رہے ہیں +

شیخ عبداللہ کوئیلیم ایل ایل ڈی شیخ الاسلام انگلستان کی بابت مشہور ہوا تھا کہ وہ امسال حج بیت اللہ شریف کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس سے فراغت پاکر ہندوستان بھی آئینگے۔ مگر تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے حج کا ارادہ آئندہ سال پر ملتوی کردیا ہے +

مسٹر عبدالعزیز بی اے (کینٹب) جو آجکل انگلستان میں ہیں۔ ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر اسلامیہ کالج لاہور کا عہدہ پرنسپلی منظور کر لیا ہے اور بذریعہ تار اس منظوری کی انجمن کو اطلاع دیدی ہے اس تنخواہ میں ۳۵ روپیہ سالانہ کا اضافہ ہوگا اور سات سو روپیہ تک پہنچیگی۔ ملازمت کے لئے دس سال قیام کی شرط لازمی قرار دی گئی ہے +

جائے مسرت ہے کہ منشی برکت علی ایم اے و ذکاء الدین خان ایم اے کو کمیٹی ممتحان نے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کے امتحان مقابلہ میں جو کیم اکتوبر ۱۹۰۸ء کو ہوا تھا کامیاب امیدوار قرار دیا ہے +

فہرست زر چندہ حجاز ریلوے

	نمبر زر چندہ		
	پائی	آنہ	روپیہ
میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۰۸ء	۳	۶	۲۰۸۶۹
مولوی رحیم بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر ڈویژن لائلپور	۰	۰	۱۰۰
حاجی غلام احمد صاحب نائب مدرس عربی سنائی ہوشیارپور بابت قیمت کھال عقیقہ فرزند خود	۰	۰	۲
میزان کل	۳	۶	۲۰۹۷۱

جنمیں سے ... بذریعہ عثمانیہ بنک روانہ دار السعادت ہو چکے ہیں +

ممالک غیر

قیصر جرمنی ۱۱ دسمبر کو انگلستان سے روانہ ہوکر ۱۳ دسمبر کو ہالینڈ پہنچے قیصر نے سفیر جرمنی کی معرفت ظاہر کیا کہ میں انگلستان کی سیاحت سے نہایت محظوظ ہوا ہوں اور امید ہے کہ اس سے جرمنی اور انگلستان کے تعلقات پیشتر کی نسبت زیادہ مستحکم ہوگئے۔

نیوزیلینڈ میں ڈینی زولو کی گرفتاری سے امن وامان قایم ہوگیا ہے لیکن اندیشہ فساد سے علاوہ کمی نیکی تجویز ہے +

سال آئندہ کے بجٹ کی کمی کو پورا کرنیکے لئے گورنمنٹ روس ۱۹½ کروڑ روبل قرض لینے کی تجویز کر رہی ہے

ویلنگٹن پایہ تخت نیوزیلینڈ میں پارلیمنٹ کا ایوان آتشزدگی سے بالکل تباہ ہوگیا صرف کتب خانہ کی کتابیں اور دفتر وزارت کے کاغذات بمشکل بچ سکے +

لارڈ لینسڈاؤن نے ایک تقریر کے اثناء میں فرمایا کہ حیدیا انگریزی روسی معاہدہ بہرحال قابل اطمینان ہے اگرچہ نسبت ایران کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ خسارہ میں رہی ہے

پریذیڈنٹ روزویلٹ نے پریذیڈنسی کے لئے تیسری بار امیدوار بننے سے حسب ضابطہ انکار کردیا ہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اسکے بعد گورنر ہیوز کیاس عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہونیکا عمدہ موقعہ ہے +

کیناک کا مشہور کارخانہ بارود سازی جو بارسلنی کے قریب واقعہ ہے دو دھماکوں سے بالکل تباہ ہوگیا۔ ۳ کس ہلاک اور کئی مجروح ہوئے +

صوفیہ کے پیغامات تار مظہر ہیں کہ مقدونیہ کے ایک جتھے نے ۱۱ دسمبر کی شب کو تین مشہور انقلاب پسند لیڈروں یعنی ہورس۔ سارآفاف اور جرونیاف کو گولی سے مار ڈالا۔ امید ہے کہ گورنمنٹ مقدونوی کمیٹیوں کے سرغناؤں کو گرفتار کریگی +

شدت باران سے انگلستان کے وسطی اور جنوبی اضلاع میں سیلاب آئے۔ اور ہزارہا ایکڑ زمین کے زیرآب ہوجانیکی وجہ سے زراعت کو بہت نقصان پہنچا۔ رود بار انگلستان میں بھی شدید طوفان باد وباران سے کئی جہاز الٹ گئے اور مال وجان کا نقصان ہوا +

جزیرہ نما ہند چینی میں فتنہ وفساد برپا ہونیکے اندیشہ سے فرانس کے بندرگاہ طولون میں اس مضمون کا سرکاری حکم پہنچا ہے کہ بحر الکاہل میں مصروف کار ہونیکے لئے جسقدر جہاز اور سپاہیوں کی جمعیت بہم پہنچ سکتی ہے اس سے جلد اطلاع دیجائے +

آسٹریلیا کی حفاظت کیلئے وہاں کی گورنمنٹ آئندہ ۱۸ سال کی عمر کے نوجوانوں پر فوجی تعلیم حاصل کرنا لازم کرنیوالی ہے۔ اس ترکیب سے آٹھ سال کے عرصہ میں دو لاکھ سے زائد نوجوانوں کی قومی گارد طیار ہوجائے گی +

ٹائمز مدراس کانفرنس پر ... کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اعتدال پسند فریق اخلاقی جرأت کی کمی کیوجہ سے خود قابل الزام ہے کیونکہ وہ انتہا پسند فریق کو اشاعت بغاوت کا موقعہ دیکر کانگریس کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ ٹائمز کا خیال ہے کہ معتدل فریق اگر اخلاقی جرأت سے کام لے اور دوسرے فریق کی بے ... سے کانگریس کے وجود کو معرض خطر میں نہ پڑنے دے تو کانگریس سے کئی عمدہ نتائج مترتب ہو سکتے ہیں موجودہ [illegible]

ہندوستان کی خبریں

مسٹر المیک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس آگرہ کو اتنائے شکار میں ایک چیتے نے سخت مجروح کیا اب صاحب موصوف ہسپتال میں زیر علاج ہیں +

سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے ۱۱ر دسمبر کو پارسیوں کے جدید جنرل ہسپتال کا بمبئی میں بنیادی پتھر رکھا۔ اسکی تعمیر کے لئے ابتک ۱۵ لاکھ روپیہ چندہ وصول ہو چکا ہے +

کمیشن علیحدگی اختیارات کے ممبر کلکتہ ہوکر ۱۱ر دسمبر کو رنگون پہونچے اور شہادتیں قلمبند کرنیکا کام شروع کیا ؎ خبر ہے کہ مسٹر ڈی ایچ کنگسفورڈ سی ایس جیف پریزیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ عنقریب ڈسٹرکٹ جج مظفرپور مقرر ہونگے +

سرحدی صوبہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کے حسابات میں غبن پایا گیا ہے کہ یہ تحقیقات مقدمات چلائے جائینگے ؎

کالستھ کانفرنس صوبجات متحدہ کا اجلاس امسال میگیشہ میں ۲۵-۲۶-۲۷ر دسمبر کو ہوگا ؎

حضور وائسرائے کی کوٹھیوں کی نگرانی کے لئے صاحب وزیر ہند نے ایک سپرنٹنڈنٹ کا تقرر منظور فرمایا ہے جسے چھ سو روپیہ سے ایک ہزار تک تنخواہ ملیگی اور کلکتہ۔ بارکپور۔ ڈیرہ دون شملہ کے وائسریگل جوں کی نگرانی رکھیگا +

بارکپور کے جس انگریز نے ایک دیسی عورت کو گولی سے زخمی کیا تہا اور جو چند روز بعد ہسپتال میں جاکر مرگئی تھی۔ عدالت نے اُسے مجرم گردان کر سیشن سپرد کر دیا ہے +

سر جارج سیڈنہم کلارک جدید گورنر بمبئی اپنے پیش روؤں کے خلاف دستور اسکے قریباً نصف ماہ اپریل تک بمبئی میں ہی تشریف فرما رہینگے +

کچھ عرصہ ہوئے یہ خیال ظاہر کیا گیا تہا کہ بمبئی کا پولیٹن کی خوشحالی اور توفیر آمد کی وجہ سے وہاں غلّا اور بعض دیگر اشیاء پر محصول ودآمد کی موقوفی کی تجویز ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ خوشگوار امید آخر غلط ثابت ہوئی ؎

جدید وضع کے مربع لفافوں کی عظیم مقدار حال میں ولایت سے ہندوستان پہنچ گئی ہے۔ اور امید ہے کہ عنقریب ہر ایک ڈاکخانہ سے دستیاب ہونگے۔ یہ لفافے ۱۲ ارکے ببس کے حساب سے ملینگے جبکہ پہلے ساخت کے تجارتی استعمال کے ۱۱ ارکے بیس ملتے ہیں +

گذشتہ ہفتہ کو اندر بمبئی میں صرف آٹھ طاعونی اموات ہوئیں۔ گیارہ سال ہوئے جبسے وہاں مرض نمودار ہوا کبھی اسقدر کمی نہوئی تھی +

چند روز ہوئے بمبئی کلکتہ میل ٹرین پر ستارہ اور بھوساول کے درمیان چوکرات کیوقت ایک سرکاری افسر کا ایک ہزار روپیہ کا مال و اسباب چرا لے گئے۔ اُسی خانہ میں ایک ہندوستانی سافر بھی تہا اسکا بھی کچھ نقصان ہوا اگر غنیمت ہے کہ دوسرے روز پکڑے گئے ؎

مدراس کے تار بابوؤں نے بھی ۱۱ر دسمبر کو ایک جلسہ منعقد کرکے دگرگون جو یگر مشاہات کی ہم پیشہ لوگوں سے اتفاق رائے کے ریزولیوشن پاس کئے اور تجویز کی کہ اگر ہماری متفقہ عرضداشت کا جواب خاطرخواہ نملے تو اس معاملہ کو پارلیمنٹ تک پہونچایا جائے +

گذشتہ فسادات کلکتہ کے موقع پر ایک یوروپین سارجنٹ پولیس کا ہاتھ کاٹ ڈالنے کے لئے چھ بنگالیوں پر جو مقدمہ دایر عدالت کیا گیا تہا اسمیں ۱۱ مجرم کو سات سال قید سخت اور پانچ کو ایک سال کے مچلکہ اور پانسو روپیہ کی دو دو ضمانتیں مہیا کرنیکی سزا ہوئی +

ہز میجسٹی شاہ سویڈن کی وفات کی وجہ سے ۱۰ر دسمبر سے ۳۰ر دسمبر یعنی ۳ ہفتہ تک ہندوستان میں سرکاری ماتم رہیگا +

گورنمنٹ ہند نے ایسٹ انڈین ریلوے کی گذشتہ ہڑتال کے تنازعہ کا فیصلہ کرنیکے لئے ایک مصالحتی بورڈ قائم کرکے اس کے ممبروں کا اعلان کردیا ہے ؛ ایوان تجارت بنگال کا پریزیڈنٹ جسپر ملازمین ریلوے کو اعتراض تہا۔ انتخاب نہیں کیا گیا۔ گذشتہ جمعہ سے بورڈ کا کلکتہ میں اجلاس ہورہا ہے ؎ مسٹر انگلکن معزول شدہ گارڈ بھی ممبر منتخب کیا گیا تہا۔ مگر اوس نے ممبری قبول کرنے سے انکار کردیا ہے +

حضور وائسرائے ہند نے فصل و موسم ہند کی بابتہ جو تار برقی پیغام ۹ر دسمبر کو صاحب وزیر ہند کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس سے پایا جاتا ہے اگرچہ جنوبی و وسطی ہند میں کافی اور شمالی ہند میں خفیف بارش ہوگئی ہے مگر حالت ویسی ہی نازک ہے۔ اور شمالی ہند میں خصوصاً بارش کی سخت ضرورت ہے ؎ چارہ کمیاب ہورہا ہے۔ قریباً سات ہزار آدمی امدادی کاموں پر آزمائشاً لگائے گئے ہیں۔ نرخ اجناس بدستور گراں ہے ؛

ہفتہ مختتمہ ۷ر دسمبر کے اندر کل ہندوستان میں بمقابلہ ۴۷۶۴ ہفتہ گذشتہ کے صرف ۳۴۴۰ طاعونی اموات ہوئیں تفصیل ذیل میں درج ہے :۔ احاطہ بمبئی ۱۹۸۶۔ پنجاب ۲۹۱ صوبجات متحدہ ۲۱۱۔ بنگال ۱۱۳۔ برہما ۷۵۔ ممالک متوسط ۱۲۵۔ وسط ہند ۳۱۔ ریاست میسور ۴۷۴۔ صوبہ سرحدی پنجاب ۴ ؎

آنریبل مسٹر جی ایچ بھدلیڈ ۲۰ر دسمبر سے شریف کلکتہ مقرر ہوئے ؎

گذشتہ ہفتہ میں بنگال کے اکثر اضلاع سے خاطرخواہ بارش ہونے کی خبر آئی ؎

باریسال کے اخبار ہتیابیشی کے مقدمہ بغاوت میں ایڈیٹر کو ایک سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور پرنٹر کو چار ماہ قید سخت علاوہ جرمانہ کی سزا ہوئی +

مقدمہ بلوہ لاہور کے متعلق ہفتہ گذشتہ اور کشن سنگھ کی جو تحقیقات ہورہی تھی اسمیں آخرالذکر کو دو سال قید سخت کی سزا ہوئی اور اول الذکر رہا ہوگیا +

مدراس کے قریب موضع ویلو پورم میں ہندوؤں نے دیسی عیسائیوں کے ایک جلوس پر پتھر پھینکے۔ فساد بڑھنے پر پولیس نے گولیوں کا فیر کیا جس سے ۳ آدمی ہلاک اور تین سخت زخمی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حکام نے جلوس مذکور کو ایسے مقامات سے گذرنے کی اجازت دی تھی جو اہل ہنود سے مخصوص تھے اور جہاں آجتک کبھی کسی غیرمذہبی جلوس کو گذرنے کی اجازت نہ تھی +

۲۱ر دسمبر کو یونیورسٹی ہال لاہور میں ایک ڈسٹرکٹ دربار منعقد ہوگا جسمیں تمام افسران اور سرکاری اہلکاران متعلقہ نیز آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر شامل ہونگے +

سینٹ پنجاب یونیورسٹی کے اجلاس منعقدہ ۱۴ر دسمبر میں سید محمد علی جعفری قائمقام پرنسپل اسلامیہ کالج و لالہ روچی رام ساہنی پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور فیلو پنجاب یونیورسٹی منتخب ہوئے اور آنریبل سر ڈینزل ابٹسن کے سی آئی کو ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری عطا ہوئی

ناگپور میں ہیضہ کے کئی کیس ہوچکے ہیں۔ ٹیکہ لگانے کی کوشش ہورہی ہے +

حضور وائسرائے مع پارٹی بھامو سے ۱۳ر دسمبر کو بمقام منگس پہونچے اور وہاں کے عظیم گھنٹے اور بعد مندر کا ملاحظہ فرمایا۔ دوسرے روز کشتیوں کی دوڑ کا ملاحظہ فرماکر وہاں سے مقام پاکن کو روانہ ہوئے ؎

گورنمنٹ بمبئی نے شہر بمبئی کی توسیع اور اصلاح کے متعلق شہر کی مختلف ایسوسی ایشنوں اور انتظامی مجلسوں وغیرہ کے نام ایک گشتی چٹھی شایع کی ہے +

شدت باران اور سیلاب کیوجہ سے مشرقی ساحل کی ریلوے لائن شکست ہوگئی۔ ۱۳ر دسمبر کو مدراس میں کلکتہ کی ڈاک موصول نہ ہوئی +

سرینگر کے کارخانہ ریشم سازی میں ۱۲ر دسمبر کی شام کو دفعتاً آتشزدگی ہوئی جس سے ریاست کا دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا +

ہندوستان اور برہما کے مابین بحری تار کا سلسلہ قایم کرنیکی جو تجویز تھی گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ اسکی بجائے موجودہ خشکی کے سلسلوں کو مستحکم و محفوظ کیا جائے +

اشیاء کے ڈاکخانہ میں پوسٹ کرنیکی بابت فرستندگان جو سرٹیفکیٹ بادائے محصول ڈاکخانہ سے حاصل کرسکتے ہیں اسمیں آئندہ ان بعض اشیاء کی تعداد بھی درج کرنی پڑیگی ؎ اسکا نفاذ یکم جنوری ۱۹۰۸ء سے ہوگا +

کلائیو میموریل فنڈ میں ہندوستان سے ۵۰۴۵ روپے جمع ہو چکے ہیں +

ہفتہ وار رپورٹ فصل و موسم پنجاب مورخہ ۱۳ ردسمبر حسب ذیل ہے :۔ بارش ندارد۔ نرخ اجناس بعض اضلاع میں ہنوز وہ گرانی ہے۔ ملتان اور میانوالی کے سوا باقی تمام اضلاع میں گیہوں کا نرخ دس سیر فی روپیہ سے کم ہے۔ اسی طرح دیگر اجناس بھی گراں ہیں۔ کپاس کی چنائی اور نیشکر کی پیلائی جاری ہے :۔ سیلاب اراضی میں فصل ربیع کی کاشت جاری ہے۔ لاہور اور امرتسر میں توریہ کی کٹائی شروع ہے :۔ انبالہ سیالکوٹ گوجرانوالہ شاہپور میں چوہے فصل کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ انبالہ میں دیمک بھی فصل کو خراب کر رہی ہے :۔ جالندھر لاہور اور سیالکوٹ میں کثرت محنت اور قلت چارہ کی وجہ سے مویشیوں کا برا حال ہو رہا ہے :۔ دہلی سیالکوٹ گوجرانوالہ شاہپور جھنگ ملتان گوڑگانوہ اور لاہور میں چارہ کی قلت ہے :۔ ضلع سیالکوٹ میں نیشکر بطور چارہ استعمال میں آرہا ہے :۔ دہلی اور انبالہ میں پانی کی قلت ہے :۔

صوبجات متحدہ کے رقبہ زیر کاشت میں حالانکہ گذشتہ سال کی نسبت امسال بہت ہی کم فرق تھا مگر خرابی موسم کی وجہ سے پیداوار میں ۹۵ فیصدی کی کمی ہوئی یعنی گذشتہ سال کی پیداوار ۶ لاکھ ۴۳ ہزار گٹھے تھی جبکہ امسال صرف ۲ لاکھ ۱۶ ہزار گٹھے ہے +

لیاقت حسین نے منجملہ دیگر مقدمات سڈیشن کے جو انکے خلاف دائر ہیں باقرگنج والے مقدمہ کو کسی اور عدالت میں منتقل کرنیکی جو درخواست دی تھی وہ ۱۱ ردسمبر کو ہائیکورٹ کلکتہ سے نامنظور ہوئی

گذشتہ ہفتہ میں لاٹ صاحب بنگال کے سپیشل کو اڑا دینے کی جو کوشش ہوئی تھی اس کے مجرموں کی گرفتاری کے لئے محکمہ پولیس کے علاوہ ریلوے نے بھی معقول انعام مشتہر کیا ہے منتظمین ریلوے کی طرف سے اسکی خاص طور پر تحقیقات بھی ہو رہی ہے +

گورنمنٹ ہند کے مختلف صیغہ جات کے سیکرٹریوں کو حکم ہوا ہے کہ جب کمیشن تحقیق تقسیم اختیارات کا اجلاس ماہ جنوری میں بمقام کلکتہ منعقد ہو تو وہ بھی اسکے سامنے اپنی شہادت دیں +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب

(۱۳ ردسمبر ۱۹۰۶ء)

ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے دیوان گیان ناتھ بی اے کو آنریری ای اے سی مقرر فرمایا۔ اور وہ یکم اکتوبر سے ضلع دہلی کے محکمہ بندوبست سے متعلق کر دئے گئے ہیں +

مسٹر ایم ایل ڈیرجنگ ۲۸ ر نومبر سے عارضی طور پر ایڈیشنل ڈویژنل و سشن جج شاہپور مقرر ہوئے

مسٹر ایچ کیلورٹ اسسٹنٹ کمشنر ۵ ر نومبر سے تحصیل ضلع کرنال میں متعین ہوئے اور مسٹر ایف ایل برین اسسٹنٹ کمشنر سبکدوش ہو کر وہاں سے تبدیل ہوئے +

لالہ دمودر داس بی اے اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر دہلی سے انبالہ کو تبدیل ہوئے اور ۲۴ ر نومبر کو اپنے عہدہ کا چارج لیا +

رائے بہادر مولراج ایم اے ڈسٹرکٹ جج نے ۲ ردسمبر کو جہلم میں اپنے عہدہ کا چارج لیا اور بھائی جرت سنگھ ای اے سی سبکدوش ہو کر وہاں سے تبدیل ہوئے +

لالہ گوبند رام ای اے سی گورداسپور ۲ ردسمبر سے دفتر صاحب فنانشل کمشنر پنجاب میں حاضر خدمت پر مامور ہوئے +

فقیر سید جلال الدین منصف عارضی بالاستقلال ای اے سی درجہ ہفتم مقرر ہو کر ۵ ردسمبر سے لاہور میں ایک خالی اسامی پر متعین ہوئے

مسٹر اے لطیفی اسسٹنٹ کمشنر ضلع رہتک کو تبدیل ہوئے اور ۷ ردسمبر سے اپنے عہدے کا چارج لیا

منشی نصیر الدین ای اے سی ہوشیارپور کو ۲۸ ر نومبر سے ۳ ماہ کی رعایتی رخصت ملی +

رائے بہادر مولراج ایم اے اکسٹرا جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول کے عارضی بالاستقلال ڈسٹرکٹ جج مقرر ہونے پر مفصلہ ذیل تقرر عمل میں آئے :۔

مسٹر بی ایچ برڈ ڈسٹرکٹ جج عارضی بالاستقلال اپنے سابق عہدہ اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول پر واپس گئے :۔ مسٹر ڈبلیو ڈی ایم میلان عارضی بالاستقلال اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول مقرر ہوئے :۔ مسٹر ایل فرنچ اپنے سابق عہدہ اسسٹنٹ کمشنر درجہ دوم پر واپس گئے۔ مسٹر ای اے جوسف اور مسٹر پی ایل بارکر عارضی بالاستقلال اسسٹنٹ کمشنر درجہ دوئم مقرر ہوئے :۔ مسٹر ایل گبن مسٹر سی اے ایچ ٹاؤن سینڈ اور مسٹر ایف ڈبلیو کناوے اپنے سابق عہدہ ہائے اسسٹنٹ کمشنر درجہ سوم پر واپس آئے مسٹر ایل ایچ ایل جونس ڈپٹی کمشنر درجہ سوم مقرر ہوئے :۔ پنڈت ہری کشن کول ایم اے کلکٹر بندوبست درجہ اول ڈپٹی کمشنر درجہ سوم عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے :۔ مسٹر جیسے اور لالہ چن چند لعل ایم اے کلکٹر بندوبست درجہ اول عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے :۔ مسٹر ایچ ای اے ولیفیلڈ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول ڈپٹی کمشنر درجہ سوم عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے :۔

مسٹر جے ولسن سی ایس آئی کو عہدہ فنانشل کمشنر پر عارضی بالاستقلال ترقی ملی :۔

مسٹر ایچ اے کیسن ڈپٹی کمشنر عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے :۔

کیپٹن اے سی ایلیٹ ڈپٹی کمشنر درجہ اول عارضی بالاستقلال مقرر ہوئے :۔

بقیہ اسلامی

انجمن معین الاسلام بھیمڑی (اسلام آباد) ضلع تھانہ (بمبئی) کا سالانہ جلسہ ۱۲ ر ماہ شوال ۱۳۲۴ ہجری کو بصدارت مولوی محمد سعید صاحب فقیہ و رئیس اعظم منعقد ہوا بمبئی سے اکثر بزرگ و نامور واعظ و مولوی صاحبان تشریف لائے اور حاضرین جلسہ انکے وعظ و نصیحت اور تقریروں سے بہت محظوظ ہوئے +

نہایت مسرت کا مقام ہے کہ جیسی پہلے امید ظاہر کی گئی تھی اجلاس ٹرسٹیان علیگڈھ کالج منعقدہ ۱۵ ر دسمبر میں نواب محسن الملک مرحوم کی جگہ نواب وقار الملک مولوی محمد مشتاق حسین صاحب باتفاق رائے آنریری سکرٹری علیگڈھ کالج قرار پائے +

رفاہ عام پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار و سپرنٹنڈنٹ مطبع کی اہتمام سے طبع ہو کر شائع ہوا

یہ اخبار ہفتہ میں دو بار شنبہ و چہار شنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

قیمت معہ محصولڈاک

سالانہ	ششماہی	
[illegible]	[illegible]	والیان ملک سے
[illegible]	[illegible]	امراء و عہدہ داروں سے
[illegible]	[illegible]	عام خریداروں سے
[illegible]	[illegible]	طلباء و کم استطاعت صاحبان سے

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
ہر خط و کتابت بنام مینیجر مطبع ہونی چاہئے

فہرست مضامین

نادر و نایاب کتب
... صفحات
... مقدمہ ...
ایک ... اہتمام
فتح ... القرآن ...
...
... ریاست ...
... انجمن حمایت اسلام ...
... کالج کی حالت۔
اسلامی دنیا ٭ ممالک غیر
ہندوستان کی خبریں ٭ اشتہارات

نمبر ۷۶ امرتسر ۲۱ دسمبر ۱۹۰۷ء ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ جلد ۱۲

نادر و نایاب کتب

زینت البنات: مصنفہ جناب الف ایم صاحبہ عظیم آبادی اہلیہ بابو محمد تمیز الدین خان صاحب عظیم آبادی ٹیلیگراف انسپکٹر کالکا شملہ ریلوے۔ یہ ایک تو تصنیف مفید اور دلچسپ کتاب ہے جس کی از حد ضرورت ہے۔ ہر گھر میں اسکا ہونا ضروری ہے اسکی قابل مصنفہ نے اسمیں دو معزز اور جلیل القدر لیڈیوں کے ساتھ اپنے مناظرۂ مذہبی کی پوری پوری روئداد بیان فرمائی ہے۔ نہایت گفتگو میں نیز ... دلائل اور واقعات کی بنا پر تفصیل اسکو کیتن ... اسلامی تعلیم اور اسلامی معتقدات صحیحہ جیسے اہم مسایل کو بہت خوش اسلوبی اور متانت و وضاحت سے آئینہ وار صاف کر دکھایا ہے۔ غرضیکہ کتاب ہر شریف گھر کی بہو بیٹیوں کے لئے زیور ہے مصنفہ صاحبہ نے دو سو جلد بلا اجازت مجاز ریویو کی غرض سے دفتر اخبار وکیل میں بھیجی ہیں جسمیں سے کچھ جلدیں فروخت ہو چکی ہیں کچھ باقی موجود ہیں قیمت صرف ۸ / ہے

مناقب عارفین: مقامات مولانا روم صاحب المعروف بہ مناقب عارفین مصنفہ شمس الدین افلاکی کا حافظ احمد علی خان صاحب نے سلیس اُردو میں ترجمہ کر کے اسے اپنے مطبع احمدی واقع ریاست رامپور میں چھپوایا ہے۔ اسکی قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲ / رکھی ہے۔ اسمیں مولانا مرحوم کے دادا بزرگوار سے لیکر مولانا صاحب کی اولاد تک کے حالات شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ اور سلسلۂ بیعت بھی بیان کر دیا ہے یہ کتاب دفتر اخبار وکیل امرتسر سے بھی مل سکتی ہے۔

اسلام کے عقاید: دل میں جگہ دینے اور آنکھوں میں سرمہ بنانے کے لائق۔ قیمت ۱ /

دفتر برکات: غزلیات و قصائد اور دیگر اقسام نظم رسالتمآب صلعم کی نعت میں قابل مطالعہ اور شیدایان رسول صلعم کے واسطے نسخۂ شفا ہے۔ قیمت صرف ۱۰ /

منازل السایرہ: قصّہ کے پیرایہ میں عورتوں کی بد اخلاقیاں دور کرنے اور ان کو ارکان دین کا پابند بنانے کے لئے بہت قدر کے لائق کتاب ہے اسمیں انسان کی زندگی کو سفر سے تعبیر کر کے اسکی منزلوں کا شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ اپنی آپ نظیر ہے۔ قابل دید قیمت ۸ /

ارتباط مرد و زن: علم طب اور علم اخلاق کا نادر مجموعہ۔ عورت مرد کے لئے نیک صلاح اور رہنما۔ ان کے امراض کے لئے معجون شفا۔ امراض زنانہ اور مردانہ کے آسان نسخے اسمیں درج ہیں قیمت ۸ /

تریاق بواسیر: خونی اور بادی بواسیر کی علامتیں اسکے علاج۔ نہایت مجرب نسخے قیمت ۶ /

فواید نحویہ: تحفۂ عثمانیہ۔ علم نحو کے مسایل اُردو زبان میں بڑی تحقیق اور جامعیت سے لکھے ہیں ۱۲ /

تحقیق اناجیل ہر دو حصہ۔ انگریزی، فرنچ، اور جرمن عیسائی کتابوں سے بہت تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے اناجیل کی باہمی تفاوت اور تحریف کا ثبوت خود عیسائیوں کی کتابوں سے بڑی کوشش اور عرقریزی سے معقول جوابات ان اعتراضوں کے بھی دیئے ہیں جو عیسوی پادریوں کی طرف سے اسلام اور اسکی کتاب اور نبی صلعم پر وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔ قیمت حصہ اول ۸ / حصہ دوم ۸ / ہر دو حصہ ۱۲ /

قطرات اشک: نہیں ملکہ بے بہا موتی۔ عزمی صاحب کے موثر مضامین کا مجموعہ منگا کر دیکھئے۔ قیمت ۴ /

المشتہر مینیجر اخبار وکیل امرتسر

وکیل
امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۶ء یوم شنبہ
نمبر ۷۶

اُردو زبان پر انگریزوں کی احسانات

کچھ عرصہ سے ہمارے برادران اہل ہنود کی طرف سے اردو پر جو حملے ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی اس چہیتی زبان کی مخالفت میں جیسی کچھ کاروائیاں عمل میں آ رہی ہیں اُن سے پبلک نا واقف نہیں اور اس مخالفت کے باوجود اس ہونہار زبان کا برابر ترقی کئے جانا بھی ارباب بصیرت کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں مگر شاید بہت کم اصحاب کو اسکا مفصل علم ہوگا کہ زمانہ گذشتہ میں انگریزوں نے اس زبان کی کیونکر دستگیری کی اور اسپر کیا کیا احسانات کئے مولوی عبد الحق صاحب بی۔ اے پرنسپل مدرسہ آصفیہ حیدر آباد دکن نے گلشن ہند کے مقدمہ میں جسپر گذشتہ اشاعت میں ہم ریویو کر چکے ہیں۔ ان احسانات کا مفصل ذکر کیا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ اس قوم نے جو سات سمندر پار سے آئی تھی اردو زبان کی کس تپاک سے سرپرستی قبول کی۔ ناظرین کی دلچسپی کیلئے ہم ذیل میں ہم اُن احسانات کا کسیقدر ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

اس زبان کی اہمیت اور ہندوستان کی دیگر زبانوں پر اسکی برتری کا اندازہ کرنے کیلئے اسامر سے آگاہ ہونا کافی ہے کہ انگریزوں نے جب اپنا قدم اس ملک میں رکھا تو ہندوستان سے واقفیت پیدا کرنے اور یہاں کی مہذب اور اعلےٰ سوسائٹی میں شامل ہونے کی غرض سے انہیں اردو سے واقفیت پیدا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہوں نے اس زبان کی سرپرستی کو اپنا فرض سمجھا چنانچہ **ڈاکٹر جان گلگرسٹ** نے انیسویں صدی کے شروع میں بمقام فورٹ ولیم کلکتہ ایک مدرسہ قائم کیا جس کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ جو انگریز یہاں ملازمت اختیار کرتے ہیں اُن کی تعلیم کیلئے اردو کی مناسب اور مفید کتابیں تالیف کرائی جائیں۔ یہ درحقیقت بہت بڑا احسان تھا جو ڈاکٹر جان گلگرسٹ نے اردو زبان پر کیا یہ بھی غالباً انہی کا احسان ہے جو بجائے فارسی کے اردو دفتر کی زبان قرار پائی۔ بقول مولوی عبد الحق صاحب یہ عجیب واقعہ ہے۔ اور یاد رکھنے کی بات ہے کہ فارسی جو مسلمان فاتحوں کی چہیتی زبان تھی۔ ایک ہندو راجہ ٹوڈرمل کی کوشش سے دفاتر میں داخل ہوئی اسیطرح اردو نے ایک انگریز کی وساطت سے دربار سرکار میں رسائی پائی۔ ڈاکٹر جان گلگرسٹ نے اپنے زمانہ میں قابل قابل لوگ بہم پہنچائے تھے۔ اور اُن سے مختلف کتابیں لکھوانی شروع کرائی تھیں۔ اردو نثر کا لکھنا اسی زمانہ سے شروع ہوا۔

جان گلگرسٹ صاحب کی کوشش سے جن جن مصنفوں نے میدان تصنیف میں قدم رکھا اُن میں سب سے اول سید محمد حیدر بخش حیدری قابل ذکر ہیں جنکی تصنیفات میں سے طوطا کہانی۔ آرایش محفل (قصہ حاتم) گل مغفرت۔ گلزار دانش اور تاریخ نادری ہیں۔ دوسرے صاحب بہادر علی حسینی ہیں جنکی تصنیفات میں سے نثر بے نظیر اور اخلاق ہندی ہیں تیسرے صاحب میر امن دہلوی ہیں جنکی باغ و بہار (چہار درویش) مشہور ہے۔ اسی سلسلہ میں میر شیر علی افسوس بھی قابل ذکر ہیں جنکو گلگرسٹ صاحب نے لکھنؤ کے ریذیڈنٹ مسٹر اسکاٹ کی معرفت دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر لکھنؤ سے بیرا زاد راہ دیکر بلوایا تھا۔ وہ آرایش محفل جس میں ہندوستان کے مختلف شہروں کے حالات درج ہیں انہی کی تصنیفات میں سے ہے۔ گلگرسٹ صاحب کی سرپرستی میں بعض ہندو صاحبان نے بھی ترجمہ و تالیف کا کام کیکے اردو لٹریچر کی خدمت کی۔ نہال چند صاحب جنہوں نے گل بکاولی کو اردو نثر میں کیا اور گجراتی کے ایک برہمن سری لالو جی لال صاحب اس زمرہ میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

علاوہ قابل اردو نگاروں کی ایک جماعت مہیا کرنے کے گلگرسٹ صاحب نے خود بھی ۱۸۰۰ء میں اردو کی ایک لغت لکھی زبان کے بعض قواعد مرتب کئے۔ اور مختلف طریقوں سے اردو زبان کی خدمت کی۔ ڈاکٹر گلگرسٹ سے قبل بھی ایک شخص نامی فرگسن نے اُردو کی ایک لغت لکھی تھی جو لنڈن میں ۱۷۷۳ء میں طبع ہوئی گر جو کہ وہ بالکل ناکافی تھی۔ جنرل ولیم کرک پاٹرک نے تین حصوں میں ایک ڈکشنری لکھنے کا ارادہ کیا جس کا ایک ہی حصہ طبع ہونے پایا۔ اس حصہ میں انہوں نے وہ الفاظ لئے جو عربی فارسی سے اردو میں آگئے ہیں باقی دو حصوں کے طبع کرنے کیلئے انہیں ناگری ٹائپ کا انتظار تھا وہ جلد تیار نہ ہوسکا اور کتاب ناقص رہگئی حصہ مطبوعہ لنڈن میں ۱۷۸۵ء میں طبع ہوا۔ لنڈن سے واپس آنے پر انہوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر گلگرسٹ بھی اسی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ تو چاہا کہ دونوں ملکر اسے انجام دیں۔ مگر انہیں وقت نہ مل سکا چنانچہ ڈاکٹر صاحب تنہا اس کام میں لگے رہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک حصہ انگریزی ہندوستانی لغت کا تیار کرکے ۱۷۸۶ء میں چھاپ دیا۔ مگر دوسری جلد ہندوستانی انگریزی لغت ختم نہ کرسکے منجملہ اُن دقتوں کے جو اس کام میں حائل ہوگئی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ کافی خریدار بہم نہ پہنچے۔ صرف ۔۔ صاحبوں نے خریداری منظور کی حالانکہ خرچ کا اندازہ کم از کم ۔۔ کیا گیا تھا ڈاکٹر صاحب کو یہ کام نہایت حسرت سے چھوڑنا پڑا۔

اسکے بعد میجر ڈیوڈ ٹامسن رچرڈسن سپرنٹنڈنٹ دکانڈنٹ ملٹری اکیڈیمی نے اردو لغت لکھنی شروع کی مگر افسوس کہ وہ بھی طبع ہوتے ہوتے رہگئی۔ اسکے بعد ۱۸۰۸ء میں ڈاکٹر ٹیلر نے ایک ہندوستانی انگریزی لغت طبع کرائی وہ بھی کتاب تھی جسے ڈاکٹر ہنٹر نے فورٹ ولیم کالج کے دیسی ادیبوں کی امداد سے نظر ثانی کرکے چھپوایا۔ گلیڈون نے ایک لغت فارسی اور ہندوستانی زبان کی دو جلدوں میں لکھی جو کلکتہ میں ۱۸۰۹ء میں چھپی مسٹر جان شیکسپیر نے ایک اردو لغت ۱۸۱۷ء میں طبع کرائی یہ کتاب زیادہ تر ٹیلر کی لغت سے ماخوذ ہے۔ فارسی کی لغت ۱۸۴۷ء میں لنڈن میں چھپی بابائے فرانسیسی گارسین دتاسی نے بھی ایک لغت لکھی جو پیرس میں ۱۸۵۵ء میں طبع ہوئی۔ براؤن کی لغت ۱۸۶۴ء میں لنڈن میں چھپی۔ پلیٹ نے بھی ایک لغت لکھی ہے جو طبع ہوچکی ہے۔ اس زمانہ میں ڈاکٹر فیلن نے بھی اردو کی کئی لغات لکھیں۔

نواب محبت خان محبت خلف ارشد نواب حافظ الملک حافظ رحمت خان نے مسٹر جانسن کی فرمائش سے قصہ ستی پنوں اردو میں نظم کیا۔ اور نام اسکا اسرار محبت رکھا۔ میر قمر الدین نے مسٹر جانسن کی رفاقت میں گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز سے ملک الشعراء کا خطاب حاصل کیا۔

ڈاکٹر فیلن کے ہمعصروں میں کرنل ہالرائیڈ بھی تھے جو اس زمانہ میں ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب تھے انہوں نے بھی اردو زبان کی ترقی میں بیش بہا مدد دی۔ سلسلہ تعلیم کیلئے عمدہ عمدہ کتابیں لکھوائیں انگریزی سے بھی بعض چیزیں ترجمہ کرائیں اور اسمیں مفید اور نیک مشورہ دیا۔ کتابت اور چھپائی میں بھی خاص اہتمام کیا۔ اور اسمیں کار آمد اصلاحیں کیں۔ ایک بڑا کام یہ کیا کہ لاہور میں ایک انجمن قائم کی جس میں نیچرل مضامین پر عمدہ عمدہ نظمیں لکھوائیں۔ شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی اور شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد کی بعض نظمیں انہی کی تحریک سے لکھی گئیں اور وہیں پڑھی گئیں۔ مولوی عبد الحق صاحب بجا فرماتے ہیں کہ ”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو نثر کی طرح اردو نیچرل شاعری کی بنا بھی ایک حد تک انگریزوں ہی کے ہاتھوں رکھی گئی“۔ پنجاب کے سلسلہ میں مسٹر بل کا انجمن ترقی اردو کی صدارت قبول فرمانا شکر گذاری کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور قابل قدر کام جو انگریزوں کے ہاتھوں ہوا ہے یہ ہے کہ سب سے اول اردو کتابیں انہیں نے چھپوائیں۔ وہ فورٹ ولیم کالج ہی کا پریس تھا جس میں اول اول اردو کتابیں ٹائپ میں طبع ہوئیں۔

مولوی عبدالحق صاحب نے گلشن ہند کا مقدمہ لکھتے ہوئے مندرجہ بالا واقعات بہ تفصیل ذکر کر کے اردو زبان کی ایک ایسی خدمت کی ہے جو انہیں شکریہ کی مستحق بناتی ہے۔ ان واقعات کے اظہار کے بعد انہوں نے جو ریمارکس اس زبان کے متعلق کئے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ انہیں کے الفاظ میں ہدیۂ ناظرین کئے جائیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وہ انگریز حاکم جس نے اس ملک پر یہ سمجھ کر جو اردو کا نہ مذہب اور وطن۔ لو فرستے اسے دفاتر سے نکال کر ذلیل کیا جانا تھا سخت غلطی پر تھا۔ اگر وہ اس زبان کی تاریخ سے واقف ہوتا اور یہ جانتا کہ اسکے عجیب التنظیم بزرگوں نے اسکے حاصل کرنے اور اسے وسعت دینے میں کیسی کیسی مشقتیں جھیلی ہیں۔ اور اس عجیب و غریب سلطنت کی بنیاد کے ساتھ ہی اس عجیب و غریب زبان کی بنیاد بھی مستحکم کی ہے تو ضرور اپنی حرکت پر نادم ہوتا۔ یہ زبان کسی خاص فرقہ یا کسی خاص ملت کی نہیں ہے اس پر ہندوستان کی تین بڑی قوموں نے برابر حق رکھی ہے۔ ہندو اسکی ماں ہیں مسلمان اسکے باپ ہیں اور انگریز اسکے دایہ ہیں۔ جو لوگ اسے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں وہ گویا اس اتفاق کو مٹانا چاہتے ہیں جو تینوں کے اتحاد کی بنا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں جب تک ہندو اور مسلمان اور انگریز دنیا میں قائم ہیں کم از کم اسوقت تک یہ زبان ضرور قائم رہیگی۔"

مسٹر نولسن ہندوستان میں

ولایت کے ایک بڑے اور تجربہ کار اخبار نویس مسٹر ایچ ڈبلیو نولسن جنکا ذکر ہم اس سے قبل کر چکے ہیں۔ اخبارات مینچسٹر گارڈین۔ ڈیلی کرانیکل۔ اور گلاسگو ہیرلڈ کے نامہ نگار ہو کر ہندوستان کی شورش کے اسباب دریافت کرنیکی غرض سے اس ملک میں رونق افروز ہیں۔ اور آج کل بنگال میں دورہ کر رہے ہیں۔ یہ صاحب آکسفورڈ یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں اور نامہ نگاری کی حیثیت سے مختلف ممالک میں سفر کر چکے ہیں۔ ۱۸۹۷ء کی جنگ روم و یونان میں یہ اخبار ڈیلی کرانیکل کے نامہ نگار بنکر گئے تھے۔ اس سنہ میں یہ کریٹ کا بھی دورہ کر چکے ہیں۔ ۱۸۹۸ء میں یہ اسپین گئے اور گذشتہ جنگ ٹرانسوال میں انہیں جنوبی افریقہ سے بھی واقفیت حاصل کرنے کا موقع مل گیا وسط افریقہ میں بھی یہ ۱۹۰۴-۰۵ء میں جا چکے ہیں۔ ایک سال بعد ان کو روس میں جانے اور وہاں کی شورش دیکھنے کا بھی موقع ملا۔ بطور ایک جملہ معترضہ کے یہاں ہم اس امر کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ مہذب ممالک میں ایک اخبار نویس کا پایہ اسوقت تک بلند نہیں مانا جاتا جب تک وہ ممالک مختلفہ میں اخباری نامہ نگاری کی حیثیت سے خوب طرح خاک نہ چھان لے۔ اور زندگی کے ہر شعبہ سے کما حقہ آگاہی حاصل نہ کر لے۔ ہمارے ملک کی اخبار نویسی کا پایہ اتنا گرا ہوا ہے کہ یہاں کے اخبار نویسوں کو اسکا خیال تک نہیں آتا کہ چل پھر کر اپنی معلومات اور اپنا تجربہ وسیع کریں۔ اور جو وقعت انہوں نے کتابوں سے حاصل کی ہے۔ اس پر عینی مشاہدہ سے اضافہ کر کے اپنے آپ کو ملک کا سچا اتالیق بنائیں۔ اگر اخبار نویسی کے اس لوازم کے لئے اگر کسی کی طرف کسی کا خیال بھی ہو تو ملک کی بے قدری سے ان میں اس قدر استطاعت ہی نہیں ہوتی باقی کہ وہ مختلف ممالک میں سفر کر کے مثل یورپین اخبار نویسوں کے اپنے میں اخبار نویسی کی اعلیٰ قابلیت پیدا کریں۔ انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ روس۔ امریکہ اور افریقہ تو درکنار۔ ہمارے ملک کے شاید سب نہیں تو ۹۹ اخبار نویس ایسے ضرور ہونگے جنہوں نے سارے ہندوستان کو بھی اخبار نویسی کی نگاہ سے چل پھر کر نہ دیکھا ہوگا۔ اگر ملک میں ایک ایسی سرمایہ والی جماعت کی ضرورت ہے جو تھوڑے سے عرصہ میں ایک گروہ لایق اخبار نویسوں کا ملک کی خدمت کے لئے پیدا کر دے اور انہیں اس فن میں کافی تربیت دیکر باوقات مختلفہ انہیں ہندوستان کے مختلف حصص افغانستان۔ ایران چین۔ جاپان مصر ٹرکی۔ یورپ اور امریکہ وغیرہ میں دورہ کرنے اور انہیں اپنی استعداد و معلومات بڑھانیکا موقع دے۔

مسٹر نولسن علاوہ ایک جہاندیدہ اور تجربہ کار شخص ہونے کے صاحب تصنیف بھی ہیں اور انکی متعدد کتابیں انگریزی لٹریچر میں خاصی شہرت رکھتی ہیں۔ پولیٹیکل خیالات کے اعتبار سے یہ لبرل ہیں۔ اور ہندوستان کی بے چینی کے حالات دریافت کرنے اپنے شوق سے یہاں آئے ہیں۔ مگر باوجود انکی اعلیٰ درجہ کی قابلیت اور وسیع معلومات کے ان کے سفر ہندوستان کے جو حالات اب تک ہمیں معلوم ہوئے ہیں ان سے اندیشہ ہوتا ہے کہ ان کے یہاں پہنچنے سے قبل ان کی بابت جو خیال ہمیں پیدا ہوا تھا۔ وہ ٹھیک نکلتا دکھائی دیتا ہے۔ ولایت سے آتے ہی انہوں نے سیدھا بنگال کا رخ کیا۔ اور اس خطہ میں انہیں معاملات کا ایک ہی پہلو دکھایا جا رہا ہے۔ ہندوستان کی بے چینی سے اسکے حالات خصوصاً حالات موجودہ کچھ ایسے انوکھے واقع ہوئے ہیں کہ ان کی نظیر نہ زمانہ حال میں کہیں اور ملتی ہے۔ نہ اس قسم کے معاملات یورپین اقوام کو کسی گذشتہ زمانہ میں سابقہ پڑا ہے۔ تاریخ یورپ میں ایسا کوئی حصہ نہیں جو ہندوستان کے زمانہ حال کے حکمرانوں کی ذرا بھی رہنمائی کر سکے۔ یہاں کی مختلف الاقوام آبادی کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے ہر طبقہ۔ ہر مذہب و ہر ملت کے لوگوں سے ملنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر انگلستان سے جو حضرات دریافت حالات کی غرض سے اس ملک میں تشریف لاتے ہیں انہیں کچھ ایسے اتفاقات پیش آتے ہیں کہ وہ صرف ایک ہی فرقہ کے ہاتھ میں پڑ جاتے ہیں۔ اور یہاں جو کچھ دیکھتے ہیں وہ اسی فرقہ کی آنکھ سے۔ اور جو کچھ سنتے ہیں وہ اسی فرقہ کے کان سے سنتے ہیں۔ پایہ تخت ہند کے بنگال میں واقع ہونے سے اس صوبہ کو کچھ ایسی مصنوعی اہمیت حاصل ہوگئی ہے کہ جو ممبر پارلیمنٹ یا اخبار نویس ولایت سے آکر بمبئی میں اترتا ہے۔ وہ سارے ہندوستان کو طے کر کے پہلے کلکتہ پہنچتا ہے اور پھر کسی اور جانب رخ کرتا ہے۔ بدقسمتی سے بنگال میں مسلمان تعلیمی اعتبار سے نسبتاً بہت پیچھے ہیں۔ اور ان سے توقع نہیں کی جا سکتی ہے کہ وہ ایک شور مچانے والی قوم کے مقابلہ میں اپنی آواز اس سیاح کو سنا سکیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو خیالات سب سے پہلے اس ملک کی نسبت سیاح کے دل میں قائم ہو جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب یکطرفہ ہوتے ہیں۔ اور یہ کہنا واقعہ کے خلاف نہ ہوگا کہ عموماً وہ وہی خیالات ہوتے ہیں۔ جو مسلمانوں سے بہر کیف و الا یا کم از کم ہمدردی نہ رکھنے والا فرقہ اسکے ذہن نشین کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ سیاح بنگال سے نکلکر صوبجات متحدہ اور پنجاب میں آتا ہے۔ جہاں مسلمان کسی قدر بہتر حالت میں ہیں اور سربرآوردہ مسلمانوں سے ملاقات کرتا ہے تو اسے چند ایسے خیالات سے بھی آشنائی ہوتی ہے جو اس میں پرانے خیالات راسخ ہو جانے کی وجہ سے اسے اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو بنگال کے بگڑے ہوئے یورپین سیاح صوبجات متحدہ اور پنجاب میں آکر کسی قدر راہ راست پر آ جاتے ہیں مگر پوری طرح نہیں سدھرنے پاتے۔ مسٹر کیر ہارڈی کے سفر ہند کے واقعات اسکا تازہ ثبوت ہیں۔ انگریزی سیاح پہلے بنگال کے بجائے پنجاب اور صوبجات متحدہ کا عزم کیا کریں تو انہیں یقیناً ان مقامات میں وہ دھوکا دینے والا سامان کم نظر آیا کرے گا جو بنگال میں نظر آتا ہے۔ یہاں انہیں فریقین کی سماعت کا بہتر موقع ملیگا۔ اور وہ اس ملک کی خصوصیات اور مختلف اقوام کے

تعلقات کا صحیح علم حاصل کر سکینگے مثل کیمرا رڈی صاحب کے سٹیٹ نوٹس ہی صرف بنگال ہی کی سیر کر کر یہ خیال ظاہر کرنے لگے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات دوستانہ تھا۔ وہ پنجاب سے کیا جانیں کہ بنگالیوں سے یہ بھی نہیں سمجھ سکیں کہ وہ اپنے میں سے بعض کو مسلمانوں کے سے کیٹر سے پہنا کر ان کے ذریعہ تو دا سد اور جنبی کگریزوں پر مسلمانوں کے متعلق غلط اثر پیدا کر دیا۔ مسٹر نوسن کے وسیع تجربہ سے ہم یہ کسی قدر امید ہوتی ہے کہ جب وہ بنگال سے نکلکر صوبجات متحدہ اور پنجاب میں آوینگے تو ہندو مسلمانوں کے متعلق اپنے بنگال میں قائم کئے ہوئے خیالات کی ایک حد تک اصلاح کر لینگے۔ مگر غلط اثر ڈالنے والوں کی کوششیں ایسے لوگوں کو اپنے زیر اثر لے آتے ہیں ہمیشہ ایسی ثابت ہوئی ہو اکرتی ہیں کہ جس اصلاح کی توقع کی جاسکتی ہے۔ وہ بہت ہی تعسف اور بے فائدہ ہو گی۔ انگلستان کے وہ نیک دل انگریز جو ہندوستانیوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ یا اپنی سلطنت کے استحکام کے خیال سے اس ملک کے حالات دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آئندہ سے پہلے پنجاب وصوبجات متحدہ میں آکر یہاں کی ملکی خصوصیات سے واقفیت پیدا کر لیا کریں اور بعد میں بنگال و دیگر صوبجات میں گشت لگائیں تو ان کے واقفیت لئے و نیز ہندوستان کی بہبودی کے لئے زیادہ مفید ہوگا۔

مقدمہ گورودوارہ اوڈھروال کا فیصلہ

جن مسٹر ہیمس اور ہندو لوگوں نے بیکس مظلوم مسلمانوں پر اوڈھروال کے گورودوارہ کو جلا دینے کی تہمت لگائی تھی انہیں بہت شرمندہ ہونا چاہئے کہ عدالت نے ۱۸ دسمبر کو جملہ ملزمان مقدمہ صاف بری کر دیئے۔ اس مقدمہ کے واقعات کئی اعتبار سے دلچسپی لئے ہوئے ہیں۔ اسلئے ہم انہیں سراج الاخبار جہلم کے ایک معتبر نامہ نگار کے حوالہ سے ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

گورودوارہ مذکور کے جلنے کے بعد جو پہلی اطلاع پولیس کو دی گئی اس میں کسی ملزم کا نام پیش نہیں کیا گیا۔ مگر بعد میں کچھ ایسا مشورہ ہو گیا کہ گاؤں کے نمبردار اور سفید پوش معززین کو ملزم ٹھہرایا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ پولیس کی تحقیقات مقدمہ کا کوئی معقول ثبوت نہ نکلا مگر برادران یوسف کے شور وشغب اور معاملہ کے گورنمنٹ آف انڈیا تک پہنچنے کے باعث صاحب ڈپٹی کمشنر نے مناسب سمجھا کہ معاملہ کی خود دلیل تحقیقات کی جاوے۔ مقدمہ جناب بہائی خزبت سنگھ صاحب ڈسٹرکٹ جج کے سپرد ہوا۔ ابتداً انہوں نے ملزمان میں سے بعض کو حوالات میں دیا۔ اور بعض کے نام وارنٹ بلا ضمانت جاری کئے۔ مسلمان اس کارروائی کو دیکھکر خائف ہوئے اور انہیں اندیشہ ہوا کہ جج صاحب کے ہاتھ سے شاید انہیں نقصان پہنچ جاوے۔ چنانچہ انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کے اجلاس میں درخواست دی کہ مقدمہ کسی یوروپین جج یا خود صاحب ضلع کی عدالت میں منتقل کیا جاوے۔ صاحب بہادر نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ اور اسی عدالت سے ڈسٹرکٹ جج میں بھیج کر ہدایت کر دی کہ ملازمان سے مچلکہ لے کر انہیں حوالات سے آزاد کر دیا جاوے۔ جج صاحب نے درخواست دیکھکر خود ہی مثل صاحب ضلع کے پاس بھیجدی اور تحریر کیا کہ مقدمہ کی سماعت خود صاحب موصوف ہی کریں۔ صاحب موصوف نے موقع ملاحظہ کرنے کے لئے تاریخ ۱۷ نومبر مقرر فرمائی۔ اور باشندگان اوڈھروال میں مصالحت پیدا کرنے کی غرض سے فریقین کو اس پر رضامند کر لیا کہ گورودوارہ کی مرمت کے لئے مسلمان اپنے پاس سے چار سو روپیہ چندہ جمع کر دیں۔ اور ہندو دو سو روپیہ۔ مگر دوسرے ہی دن ہندوؤں میں واویلا مچنا شروع ہوا کہ ہم ان ملیچھوں (مسلمانوں) کا روپیہ ایک مقدس مکان کی تعمیر میں ہرگز نہ لگائینگے۔ اس واویلا کو سنکر مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہونا قدرتی تھا کہ جب ہم نجس سمجھے جاتے ہیں تو نجس سمجھے والوں کی معبدگاہ کی تعمیر کے لئے اپنے پاس سے کیوں روپیہ دیں؟ مسلمانوں نے اپنی طبعی راست بیانی سے کام لے کر اس مضمون کی اطلاع بھی صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں روانہ کر دی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو ہندوؤں کا اقرار سے پھر جانا تو معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن مسلمانوں کا چندہ دینے سے انکار کرنا معلوم ہو گیا۔ اور اسکا اثر مسلمانوں کی جانب سے ان پر اچھا نہ پڑا۔ صاحب بہادر مسلمانوں پر سخت ناراض ہوئے اور درخواست کنندوں کو حکم دیا کہ دو دو سو روپیہ کی ضمانت اور دو دو سو کے مچلکے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری داخل کریں ورنہ حوالات میں دیدیئے جائیں۔ اور ہر ضمانتیں اور مچلکے لئے گئے۔ آخر مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ پہلے روز کی کارروائی کے بعد ملزموں سے چار چار سو کی ضمانت حفظ امن لی گئی۔ دشمنوں کو خوب ہنسنے کا موقع ملا۔ اور مسلمان بیچارے ناگردہ گناہ عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ صاحب ضلع کی خفگی نے حق پسندوں کو پریشانی میں ڈال دیا تھا۔ مگر یہ پریشانی دیر تک نہ رہی۔ جب مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا تو معلوم ہو گیا کہ باوجود اتفاقی برہمی کے صاحب ڈپٹی کمشنر نے انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ملزمان کے برخلاف کافی ثبوت نہ پاکر انہیں بالکل رہا کر دیا۔ اور ضمانتیں منسوخ کر دیں۔ اس اعلیٰ درجہ کی انصاف پسندی کا ثبوت دیکر صاحب ممدوح نے برٹش راج کی انصاف پسندی کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ اور بیقصوروں پر تہمت لگانے والوں کو دنیا کی نگاہ میں ذلیل کر دیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو اس واقعہ پر مذہبی تعصب کا رنگ چڑھا رہے تھے؟

ایک غلط اتہام

مسلمان گورنمنٹ کے ذہن نشین یہ امر پوری طرح سے کر دینا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ کھلم کھلا عداوت ہے۔ اور ان کی کارروائیاں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں ہم ہمیشہ اس امر کی وضاحت کر دینا چاہتے ہیں کہ ہندو اور مسلمان ہندوستان کی دو بالکل جدا قومیں ہیں جنکی قومیت میں اختلاف ہے جن کے مذہب میں اختلاف ہے۔ جن کے پولیٹیکل تخیل میں اختلاف ہے۔ اور جنکی دنیوی اغراض میں اختلاف ہے۔ ہم کو بعض مرتبہ اپنے ہندو معاصرین کا مشکور ہونا پڑتا ہے کہ وہ بھی اپنی مخالفانہ اور ضرر پہنچانے والی تحریروں سے ہمارے دعوے کو ثابت کر دیا کرتے ہیں۔ اور اس سے ظاہر کر دیتے ہیں کہ ہندوؤں کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے کتنا بغض بھرا ہوا ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے کتنے بڑے دشمن ہیں۔ اس قسم کی تحریروں کی ایک تازہ نظیر ۱۲ دسمبر کے انڈین ڈیلی میل میں موجود ہے۔ جس میں اس اخبار نے پنجاب یونیورسٹی کے اس فیصلہ کو پسند کرتے ہوئے کہ طلبا پولیٹیکل تحریکوں میں حصہ نہ لیں بیان کیا ہے کہ علی گڈھ کالج ایک پولیٹیکل انسٹیٹیوشن ہے اور وہاں کے طلبا بھی اگر پالیٹکس سے علیحدہ رہیں تو بہتر ہو۔ یہ ایک بہتان عظیم ہے کہ علی گڈھ کے طلبا پولیٹیکل تحریکوں میں حصہ لیتے ہیں۔ وہاں تو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ تعلیمی ترقی کو اپنی تمام دیگر ترقیوں کی بنیاد بناؤ۔ اور جب تک پولیٹیکل امور میں حصہ لینے کے اہل نہ ہو جاؤ ہرگز حصہ نہ لو۔ ہم انڈین ڈیلی میل کے مشکور ہوں گے۔ اگر وہ ایک ہی موقع بتلا سکے جب جب مدرسۃ العلوم کے طالب علموں نے کسی پولیٹیکل تحریک میں حصہ لیا ہو۔ یہ واضح رہے کہ یونیورسٹی نے پولیٹیکل تحریکوں میں حصہ لینے سے منع کیا ہے۔ علمی طور پر پولیٹیکل اصول سیکھنے۔ پولیٹیکل علوم کو تحصیل کرنے اور گورنمنٹ کی وفاداری کا سبق پڑھنے سے منع نہیں کیا۔ پالیٹکس سے واقفیت پیدا کرنا اور چیز ہے۔ اور پولیٹیکل تحریکوں میں حصہ لینا ایک بالکل جداگانہ چیز۔ اول الذکر طالب علموں کے لئے ضروری ہے۔ اور موخر الذکر ان کے لئے سخت مضرت رساں ہے

تعلیمی کانفرنس کلکتہ

ہر ایک خیر خواہ ملک خواہ وہ کسی مذہب اور فرقہ سے تعلق رکھتا ہوا سے دیکھکر یقیناً مسرور ہوگا کہ مسلمانوں میں تعلیمی بیداری کے آثار ہر جگہ نمایاں ہو رہے ہیں ۔ بنگال کے مسلمانوں کی پستی کو ہمنا یہ قوم کی ترقی کے زیادہ نمایاں کرکے جو افسوسناک نظارہ پیش کر رکھا ہے اُسے دیکھکر افسردہ ہو رہے دلوں کے لئے بھی اب الحمد للہ تعالی امید کی ایک جھلک پیدا ہو چلی ہے کلکتہ کے سربرآوردہ اور روشن خیال مسلمانوں نے تعلیمی ضروریات کو محسوس کرکے ایک مقامی کانفرنس منعقد کی جس میں مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق عموماً اور مدرسہ کلکتہ کے ترقی دینے کے متعلق خصوصاً غور کیا گیا ۔ اس کانفرنس نے بنگال کونسل چیمبر میں ۶ دسمبر کو زیر صدارت آنریبل مسٹر ایسا ل ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم بنگال اپنا اجلاس شروع کیا معرکۃ الآراء مسئلہ جس پر زیادہ غور کیا گیا یہ تھا ۔ کہ مدرسۃ العالیہ کے جن طلبہ نے آخری امتحان پاس کر لیا ہو ۔ اُن کا خاص مضامین میں ایک امتحان لیا جایا کرے تاکہ پاس شدہ طلبا کو خاص علمی اعزاز و خطابات عطا کئے جائیں ۔ صاحب پریذیڈنٹ کی تجویز سے اس امر کی نسبت یہ قرار پایا کہ نو ممبران کی ایک سب کمیٹی قایم کی جائے ۔ جو (۱) موزونہ امتحان کے متعلق مسٹر کھر صاحب کی تجویز اور لوگوں کی آراء پر ایک رپورٹ پیش کرے اور (۲) اس معاملہ پر غور کرے کہ مدرسہ کے موجودہ نصاب تعلیم میں کونسی ترمیم کی ضرورت ہے اور آیا یہ مناسب ہوگا کہ بی ۔ اے کلاس کے برابر انگریزی لازمی یا اختیاری طور پر مدرسہ میں داخل کر دیجائے ۔ سب کمیٹی کی سفارشات پر رائے دیجا سکیگی کہ وہ کس حد تک قابل منظوری ہیں ۔

بہت سے ریویو

فتح الیزدان

فتح الیزدان ایک ۶۶ صفحے کا رسالہ ہے ۔ جسے منشی حسین بخش صاحب اہلیوئس نے پنڈت ست رام کے اس رسالہ کے جواب میں لکھا ہے جس کا نام تو مذہب ہے مگر جس میں وجود باری تعالے سے انکار کیا گیا ہے اور جملہ اہل مذاہب کو گمراہ جاہل کوتاہ عقل انسانیت کے درجے سے گرا ہوا ۔ اور باطل پرست وغیرہ وغیرہ خطابوں سے یاد کیا ہے ۔ رسالہ فتح الیزدان میں پنڈت صاحب کے جملہ اعتراضات کا معقول و مدلل جواب دیکر ہستی باری تعالی کا عقلی دلائل سے سلیس اُردو عبارت میں جواب دیا گیا ہے اس رسالہ کی قیمت ۶ ر ہے اور ملنے کا پتہ منشی حسین بخش صاحب اہلیوئس مقیم ٹبالہ ضلع گورداسپور اور دفتر اخبار وکیل امرتسر ہے ۔

جشن زجان

یہ مولوی ڈاکٹر محمد عبد الحکیم صاحب ایم بی اسسٹنٹ سرجن کی بہترین تصنیف ہے جس میں انہوں نے حروف تہجی کے حساب سے تمام ضروری امراض وادویہ کا بیان درج کیا ہے ۔ ان امراض وادویات کا نام کسی کو انگریزی میں آتا ہو خواہ اُردو یا فارسی میں ، بآسانی رسالہ مذکور میں تلاش کیا جاسکتا ہے تتمہ میں بچوں اور مستورات کے امراض کا بیان علیحدہ درج کیا گیا ہے اور چند ایسی مفید ہدایات بھی اضافہ کر دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا کے بہت سے دکھ درد کم ہو سکتے ہیں یہ

۲۴۴ صفحوں کا رسالہ ہے اور قیمت اسکی بلا محصول ڈاک صرف ۱۲ر رکھی گئی ہے مصنف سے مل سکیگا ۔

القرآن العظیم

یہ ایک فاضلانہ لیکچر ہے ۔ جو مولوی فاضل مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لاہور کی آریہ کانفرنس منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۹ء کے لئے لکھکر بطور خود شایع کیا ۔ اسکی قیمت مولانا نے صرف ادھ آنہ رکھی ہے ۔ اور ملنے مطبع اہلحدیث امرتسر سے طلب کیا جاسکتا ہے ۔ لیکچر اس قابل ہے کہ اسکی ہزاروں کاپیاں خریدی جائیں ۔ اور لوگوں میں مفت تقسیم کی جائیں ۔

روپیہ کا بیجا صرف

یہ کسی کتاب کا نام نہیں بلکہ عنوان ہے ان ریمارکس کا جو ایک کتاب کے متعلق ہم یہاں درج کرنا چاہتے ہیں ۔ صوبجات متحدہ کے کسی ضلع میں صاحب کلکٹر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جسکی خوشی میں صاحب بہادر انگریزی اور ہندوستانیوں کو ایک ہوم دھام کی گارڈن پارٹی دی اور رعایا نے اس مبارک موقع پر بہت ہی خوشی کا اظہار کیا جو ایک مہربان اور منصف مزاج حاکم کی رعایا کیلئے لازمی تھا ۔ مگر اس سچی خوشی کے اظہار کا صاحب کلکٹر کے ایک ماتحت نے یہ طریقہ نکالا کہ گارڈن پارٹی کے حالات اور اس موقع پر جو نظمیں وغیرہ پڑھی گئی تھیں ۔ اور اُن حالات کی جو بلا اطلاع اردو و انگریزی اخبارات میں شایع ہوئی تھیں اُن سبھوں کو ایک کتاب کی شکل میں شایع کیا ہے اور وہ کتاب ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجدی ۔ کتاب کا کاغذ چکنا اور نہایت قیمتی ہے جلد نہایت نفیس سنہری ہے اور اسے مفت یا لاگوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے ہمارے نزدیک کتاب پر جو صرف کیا گیا ہے وہ محض بیجا صرف ہے جس سے کسی کو فایدہ نہیں ۔ کیا خوب ہوتا اگر اس خوشی کی یادگار میں کلکٹر صاحب کے نام سے جو روپیہ جو ایک بیکار کتاب کی چھپائی اور جلد سازی پر صرف ہوا ہے کسی نیک کام مثلاً کسی طالب علم کے وظیفہ پر صرف کیا جاتا جس سے کسی کا بھلا ہوتا ۔ اور وہ صاحب افسر ضلع کو دعا دیتا ۔ افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ کسی ذاتی مطلب کے لئے محض خوشامد میں روپیہ خرچ کرنے کو قومی کاموں پر روپیہ خرچ کرنے سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں

ترقی تعلیم ریاست بڑودہ میں

ریاست بڑودہ کی تعلیمی رپورٹ سے جو حال میں شایع ہوئی ہے پایا جاتا ہے کہ ریاست نے تعلیم میں نہایت قابل اطمینان ترقی کی ہے ۔ ہز ہائینس مہاراجہ گائیکواڑ نے جو ایک نہایت روشن ضمیر اور علم دوست والئی ریاست ہیں ۔ ان تمام تجاویز کو جو ریاست کے محکمہ تعلیم نے ان کی خدمت میں پیش کی تھیں تمامتر منظور فرمالیا بڑودہ کالج میں آرٹس ۔ سائنس اور قانون کی ڈگریوں کے لئے طلباء تیار کئے جاتے ہیں اور یونیورسٹی کے نتایج سے اسکی قابل اطمینان کارگذاری ظاہر ہوتی ہے ریاست میں ۳ ۔ ہائی سکول ۱۴ ۔ اینگلو ورنیکلر سکول اور ۵ ۔ امدادی سکول ہیں ۔ اور ان کے علاوہ ۱۵ ایسے سکول ہیں جہاں مڈل کے درجہ تک تعلیم دیجاتی ہے خزانہ ریاست کے علاوہ ہز ہائینس اپنے ذاتی مصارف سے سات سو روپے ماہوار کے تعلیمی وظائف طلباء کو مرحمت فرماتے ہیں ۔ اور ۲۴۰۰ روپے کی وہ رقم اسکے علاوہ ہے جو انہوں نے پونا کی دکن ایسوسی ایشن کو مرہٹی طلبہ کی تعلیم پر خرچ کرنے کی غرض سے عطا کی تھی سال گذشتہ میں ریاست کی طرف سے ۱۴ ہونہار طلباء مختلف علوم و فنون مفیدہ کی تحصیل کی غرض سے انگلستان جاپان اور امریکہ کو روانہ کئے گئے ۔ خاص ریاست کے اندر ایک ہزار کی آبادی کے ہر قصبہ اور گاؤں میں ورنیکلر سکول قایم ہو گئے ہیں اور دیگر مقامات میں دیہاتی بورڈوں کے زیر اہتمام قایم ہو رہے ہیں ریاست کی طرف سے ہر گاؤں میں ایک ایک سکول کھولنے کا حکم ہوا ہے جہاں

مراسلات

ولن روبی فنڈ

رسید ہی نمبر ۸ ۸ جس کو جناب مرزا صفت اللہ خاں صاحب ضلعدار

لموانہ سکیشن جوبلسے نے مکمل کیا

نمبر شمار	اسمار چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب منشی امام الدین صاحب ٹھواری ٹکٹ نمبر ۳۶۶ ڈویژنل سیکشن گجہ	عار
(۲)	جناب فتح علی شاہ صاحب ٹھواری ٹکٹ نمبر ۳۴۱	صہ
(۳)	جناب منشی بہاول خان صاحب ٹھواری ٹکٹ نمبر ۳۲۸	للعہ
(۴)	جناب حافظ صفت اللہ خاں صاحب ایسٹ نقلعدار خزانچہ	للعہ
	میزان	صہ
	قبض ہنی آمدہ	۲ ر

راقم خاکسار امام الدین گجرات پنجاب

گوشت بھی ہندو کا

حضرت سرور دو عالم صلعم تو کہتے ہیں غیرت ایمان کی ہے ... مگر ان کی امت کی غیرت ..... کہاں گم ہو گئی ہے

کہ جو قوم ان کو حد درجہ کمین اور ذلیل سمجھتی ہے - یہ اس سے احتیاط نہیں کرتے اور خلا ملا رہتے ہیں

ہندو اگر کسی مسلمان کو پانی پلاتا ہے تو نہایت کراہت کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو سمیٹ کے الگ سے ڈالدیتا ہے اور وہ بھی اس برتن سے جس سے چمار اور بھنگی کو پلاتا ہے. گو مسلمان کیسا ہی صاف ستھرا ہو. اور اگر کوئی میلا کچیلا ہندو پانی مانگے تو بلا تکلف خاص برتن میں پانی پی سکتا ہے تو پس لعنت ہے مسلمانوں کی غیرت پر کہ جانوروں کی طرح اور چماروں کی مانند مشرکین کا پانی پیتے ہیں

اسکے علاوہ ہندوؤں کے ہاں گائے کا پیشاب پاک ہے. اور پاک کرنیوالا یعنے ہر ناپاک چیز کو پاک کر دیتا ہے اسلئے ہندو اکثر اپنے پانی اور کھانے کو گائے کے پیشاب سے پاک کیا کرتے ہیں. اس صورت میں نہ کسی حلوائی کی مٹھائی درست ہوتی ہے نہ کسی ہندو کا پانی. افسوس ہے ان لوگوں پر جو طاہر مطہر رسول العرب والعجم حضرت صلعم کی میلاد پاک میں ہندو حلوائیوں سے مٹھائی لے کر تبرک کرتے ہیں یا خواجگان چشت و بزرگان دین کی نیازیں مشرکین کی مٹھائی پر دلاتے ہیں مردود ہوتی ہیں وہ نیازیں جن کی مٹھائی گائے کے پیشاب سے تیار کی گئی ہو۔

یہ غضب تو روز مرہ آنکھوں سے دیکھتے ہی تھے، دوسری بات اس سے بڑھکر سنئے کہ شاہجہانپور میں گوشت بھی ہندو فروخت کرتے ہیں اور مسلمان خوشی خوشی نوش جان فرماتے ہیں بعض غیرت دار مسلمانوں نے اسکے خلاف میر جاؤ ٹھایا تھا مگر چند نئے مولویوں نے بات کو دبا دیا کیونکہ جدید مولوی صاحبان ہندو کے ہاتھ کا گوشت برا نہیں سمجھتے ہیں.

ناظرین! مولوی کے نام سے دھوکہ نہ کھائیں. اس علاقہ میں ہر وکیل اور ہر انگریزی تعلیم یافتہ کارندہ کچہری مولوی کہلاتا ہے بہت سے ان نام کے مولویوں کا ایسے جن کو ارکان اسلام کی کچھ زیادہ خبر نہیں ہوتی اور جو فقط متین کے مولوی کہلاتے ہیں ورنہ نماز کے مسایل بھی اچھی طرح نہیں جانتے ۔

ایسی حالتوں کو مشاہدہ کر کے تمام علمائے کرام کا فرض ہے کہ ایک فتوے تیار کریں اور ہندوستان کے نامی گرامی مفتیوں سے تصدیق کرا کے عام طور پر شایع کریں. یہ سنکر خوشی ہوئی کہ امرتسر میں یہ تحریک شروع ہوئی ہے لیکن یہ موقعہ ہے کہ مقلد غیر مقلد صوفی وہابی شیعہ سنی قادیانی اور مسلمانوں کے تمام فرقے اس اصولی معاملہ میں بہت جلدی اتفاق کر لیں. اور کتاب اللہ کو سامنے رکھکر عہد کریں کہ کبھی مشرکین کے ہاتھ سے کھانا پانی نہ لینگے۔

آپس میں ہندوؤں کی نا اتفاقی کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ خود انصاف کر سکتے ہیں کہ ان کا اپنے شریف بھائیوں کے ساتھ کیسا گندہ برتاؤ ہوتا ہے. راقم عبداللہ بن مسلم

غم نامہ

جناب ایڈیٹر صاحب! یہ غم نامہ حسن مسلمان صاحب کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جن کا مضمون "درخت ضروری" کے عنوان سے وکیل و پیسہ اخبار میں شائع ہوا ہے جس میں ضلع آگرہ کے چند ادھ کچرے سجادہ نشینوں کی بے پروائی سے پیشوایان و مشایخ کو توجہ و غیرت دلائی گئی ہے سلمان صاحب کی حقانیت کا دل پر ایسی چوٹ لگی کہ بے اختیار یہ غم نامہ مسلمانوں کی آگاہی کے لئے قلمبند کیا گیا. اس سے غرض یہ ہے کہ مشایخ و علما کی بیکاری ظاہر کر کے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو جناب دین و اشاعت اسلام کیلئے آمادہ کیا جائے. ہندوؤں میں بھی جو گیانے طریق کے سادھو اور فقیر ہیں بیکار محض نہیں. کام کرنے والے اور ہندو قومیت کو مذہبی انداز سے جاننے والے عموماً وہ بی اے ایم اے ہیں جنہوں نے رنگین کپڑے پہن لئے ہیں. اور اپنے دھرم کو فقیری لباس میں ملک و ملت پر قربان کر دیا ہے. پس ہماری خواہش ہے کہ اس نامہ کے ذریعہ کر اپنے نوجوان جدید تعلیم والوں کو دینی قربانی کے لئے بلائیں. بوڑھے بابوں اور بوڑھی ماؤں کو کہیں کہ اپنی اولاد کو دین کے نام پر فدا کر دیں جسکے چار بچے ہوں وہ ایک تو مذہب پر نثار کرے

تم سچ کہتے ہو کہ اسلام کی اشاعت زیادہ تر صوفیائے کرام کے ذریعے سے ہوئی ہندوستان میں سب سے زیادہ اسلامی فیض پھیلانے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہیں جن کی روحانیت و حقانیت کا جھنڈا سب سے پہلے ہندوستان میں آیا. مگر آج ان کی اولاد کو دیکھئے کہ اپنے جد بزرگوار کے فرائض سے کوسوں دور ہے بلکہ برعکس اعمال ظاہر کر رہی ہے.

اولاد دو قسم کی ہوتی ہے جسمانی و روحانی. جسمانی اولاد کا یہ عالم ہے کہ سجادہ نشین صاحب کو شاید یہ بھی خبر نہ ہوگی کہ ہمارے دادا وضو کیونکر کرتے تھے؟ استعمال خاص کا تو کیا ذکر؟ بیچارے رات دن تین گاؤں کی آمدنی جاہی سے خرچ کر ڈالنے کی فکر میں مصروف رہتے ہیں. اگر ان کو کم سے کم صرف فقرا و مشایخ کی حالت درست کرنی آتی تو بہت مفید کام کر سکتے تھے. اب ہے متولی صاحب اور خدام. وہ سب سے زیادہ نوکر علاقہ ہیں. متولی صاحب کی خانگی چند اور خدام کی ذاتی خواہشیں اس حد تک ناگوار ہو گئی ہیں کہ ایک ہندو منیجر مقرر کیا گیا ہے سابق منیجر سید نثار احمد البتہ کچھ کام کرنے والا آدمی نظر آتا تھا مگر بیچارہ چند ناگفتہ بہ تغیرات سے خانہ بدر ہو گیا.

یہ وہ خانقاہ ہے جو کعبہ ہند کہی جاتی ہے اور جو لاکھوں مسلمانوں اور ہندوؤں کا مرکز ہے مگر جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - یہ تو جسمانی اولاد کا حال ہوا. روحانی اولاد کو لیجئے! حضرت خواجہ کے جانشین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی ہوئے ان کی درگاہ پر جائیے اور خدام کی حالت ملاحظہ فرمائیے کون کہہ سکتا ہے کہ یہ اس بزرگ کے خادم ہیں جو صبر و توکل پر اعلے درجہ رکھتے تھے ممکن نہیں کہ کوئی زائر صحیح و سالم زیارت کر سکے. خواجہ قطب صاحب کے جانشین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ہیں. جنکا مزار پاکپٹن میں ہے. خانقاہ میں لنگر جاگیر سب کچھ ہے مگر اسلئے نہیں کہ مسلمانوں یا فقراء کی دینی یا دنیاوی ضرورتوں میں کام آئے

بلکہ غالباً اسلئے وقف کی گئی ہے کہ سجادہ نشین صاحب بہت سے گھوڑے پالیں۔ چند دتیں دیدیں۔ غریب جانوروں کا روز مرہ شکار کریں۔ حضرت بابا صاحب تو جنگل کی گھاس پر گذارہ کرتے تھے اولاد جنگل کے پیارے پیارے جانوروں کو فنا کر کے دل بہلاتی ہے۔

بابا صاحب کے تین خلیفہ بڑے مشہور ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی حضرت قطب جمال الدین ہانسوی۔ حضرت علاؤ الدین احمد صابر کلیری۔

اول بزرگ کی درگاہ پر جائیے اب وہی عالم تبرک فروشی نظر آئے گا۔ میاں حسن نظامی نے کچھ پڑھ لکھ لیا ہے تو وہ سارن علی گڈھ پارٹی میں مستغرق ہیں جو کام اُن کے کرنے کا تھا اس سے کوسوں دور۔

دوسری درگاہ ہانسی میں ہے۔ سجادہ نشین عبد الحکیم صاحب ہیں جنکہ ہندوؤں کی عنایت نو نکلے اب بیچارے خود حیران پریشان ہیں مسلمانوں کی کیا خاک خدمت کرینگے۔

تیسرے صابر صاحب ہیں۔ ان کے جو نشین زیبا جہاں ہے نرالی طبیعت رکھتے ہیں اپنے ماتحت مشائخ پر اگر اثر ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ آستانہ زندگذار بنا ہوا دلیں۔

اپنے عظیم الشان فرض کی تکمیل میں مجبور ہیں کہ اسلامی خدمت کی فرصت نہیں ملتی۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا۔ کے نظامیہ سلسلہ کو آخر تک دیکھ جائیے اسوقت اتنی گدیاں صرف پنجاب میں ہیں جو بہت مشہور ہیں۔ مہاران علاقہ بہاولپور تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخاں جاچڑاں علاقہ بہاولپور گولڑہ ضلع راولپنڈی سیال ضلع شاہپور

تونسہ کا یہ عالم ہے کہ جو ابتیجے میں صرف اسی بات پر لڑائی ہے کہ مصلےٰ پر کون بیٹھے اور بار بار پیشیوں میں کچہریاں گرمائی جاتی ہیں اور حضور خدو ندو لسالکین مولانا شاہ .... ڈپٹی کمشنر صاحب اور کمشنر صاحب اور لفٹیننٹ گورنر صاحب کی داد طلبی کی جاتی ہے۔ اگر ان آستانوں سے کچھ فیض ملا تو عجب نہیں کہ مسلمانوں کو بھی کچھ مل جائے۔ جاچڑاں ایک ہلکا پیتا گیر ہے اور محمد بخش صاحب سجادہ نشین ہیں۔ یاد الٰہی میں ہمیشہ مستغرق رہتے ہیں۔ سنا ہے سولہ آدمی کہانیاں کہنے پر نوکر ہیں۔ اسپر بھی کمبخت رات کاٹے نہیں کٹتی۔ بیماری مسوسات کا قوال زادہ مستین خزانہ کا مالک ہے اگر اسکو موج آگئی تو شاید مسلمانوں کا بھلا ہو جائے۔

مہاران کے صاحبزادہ محمد یوسف البتہ بہت نیک ہیں۔

گولڑہ والے پیر مہر علی شاہ بھی بہت لائق بہت مفید اور بہت ہی کار آمد ہیں گو ایک محدود دائرہ میں چلتے ہیں تاہم کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔ رہ گئے سیال والے میاں محمد دین صاحب سو وہ بیچارے عجب جاہ آدمی ہیں یہ ہیں قابل تعظیم۔ کاش! اپنے سینکڑوں عالم مریدوں کو خدمت اسلام کیلئے مقرر کریں۔ یہ تو ہزاروں گدیاں مگر دو چار دکن کی اور پورب کی خانقاہوں کا بھی حال سن لیجئے۔ مرادآباد میں صابریہ سلسلہ کے صوفی بڑے عظیم شخص ہیں کہتے ہیں لاکھوں روپیہ جمع ہے اور ہوتا جاتا ہے۔ مگر نہ دین کے لئے نہ دنیا کے لئے بلکہ اپنا جی خوش کرنے کے لئے

بریلی میں نظامیہ سلسلہ کے پیر شفیع میاں صاحب ہیں جو حقیقت میں علوم ظاہر و باطن میں لاثانی ہیں۔ مگر نام کا اثر کبھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو سیر و شکار میں اوقات بسری ہوتی ہے۔

سلون میں بھی نظامیہ خاندان کی مشہور خانقاہ ہے اور دستور زمانہ کے موافق مقدمہ بازی کی بلا میں سب گرفتار ہیں۔

اورنگ آباد دکن میں نظامیوں کی ایک مشہور خانقاہ ہے ہزاروں روپیہ کی جاگیر ہے مگر خانقاہ میں خاک اڑتی ہے مسجد میں کتے لوٹتے ہیں اور غلیظ کرتے ہیں خاص درگاہ کے پردوں کو دیکھئے تو نفرت آئیگی مگر پیرزادہ صاحب کی رنڈی کی قبر پر نہایت پرتکلف ساز سامان ہیں۔ اور وہ محض اسلئے کہ رنڈی نے شاہ صاحب کی بڑی دلداری کی تھی۔ درگاہ و مسجد

کیا فائدہ اُن کو پہنچا جو اُنکی خدمت کرسکتے۔ صرف اتنا احسان ہے کہ اسکے طفیل چند ہزار روپے سالانہ مل جاتے ہیں۔

انہی حضرت کا ذکر ہے کہ آپکا پنجاب میں تشریف لیگئے۔ رنڈیاں ہمراہ تھیں۔ مریدین کو حکم ہوا کہ ان کی ڈولیاں خود کندھوں پر اُٹھاؤ۔ بیچارے عقیدت کے مارے مرید حکم بجالائے اور پیر جی نے رنڈیوں کو اپنی عظمت کا اثر دکھایا۔

جب ہمارے پیروں کو یہ عیش نصیب ہیں تو ان کو کیا پروا ہے کہ مسلمانوں کی ڈوبتی ناؤ کا اندیشہ کریں۔ ایسے غریب آفت کے ستائے ہوئے مسلمانو! صبر کرو۔ خدا کے قہر کی بجلی ان بدنام کنندہ ہستیوں کو عنقریب فنا کرنے والی ہے۔ اور ان کے بدلے رحمت الٰہی کا ظہور ہونے والا ہے۔

خدائے برحق کو حاضر و ناظر سمجھکر اور حضور سرورِ کائنات کی روح کو صاحب ادراک مان کر محض سچے دل سے یہ لکھا گیا ہے۔ اگر ناحق کے حامی حق کا مقابلہ کرینگے تو سوائے خدا کے اُن لوگوں کو کوئی جواب نہ دیگا۔ اسلئے بجائے اس دردسری کے مناسب یہ ہو کہ یہ مشائخ اپنے حالات کی اصلاح کریں۔ اور دیکھیں کہ ان کے بزرگوں نے جو دولت سینکڑوں برس کی محنت سے اسلام کے خزانہ میں جمع کی تھی۔ کس طرح اسکو لوٹ رہے ہیں ۔

زنہار ہے اے کشتی امت کے نگہباں!
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے۔

راقم عبد اللہ من سلم ؛

انجمن حمایت اسلام میسور میں ماتمی جلسہ

تقریر جناب ابو الحسنات سید محی الدین صاحب قادری جو انہوں نے انجمن حمایت اسلام میسور میں کی

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے وقت دیکھا تو نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

صاحبو! آج ہم سب حضرت شمس العلماء حاجی مولوی رکن الدین سید محمد صاحب قادری قدس سرہ کی بیوقت موت کا افسوس ظاہر کرنے کے لئے جمع ہیں اور اس ماتمی جلسہ میں ماتم کرنے کے لئے میں آپکے روبرو کھڑا ہوں۔ یوں تو سب مرتے ہیں اور سارے انسان مرنے ہی کو پیدا ہوئے ہیں مگر جب ایسے بزرگوار مرتے ہیں جو قوم کی روح رواں ہوتے ہیں تو افراد قوم بے اجل مر جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لازمی ہے مرنا
ایسا وہ موے کہ مر گئے ہم

سب جانتے ہیں کہ مسلمان میدان علم میں سب سے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور خاصکر علوم عربی کو بالکل نا واقف ہوتے چلے ہیں۔ شمالی ہند کے مسلمانوں نے ندوۃ العلماء اور تعلیمی کانفرنس قایم کی اور علم عربی کے قالب مُردہ میں نئی روح پھونکنے کے لئے تجویزیں نکالیں اور ہر روز جان توڑ کوشش کرنے کے باوجود کامیابی کو رو رہے ہیں۔ مگر صاحبزادہ قطب ویلور قدس سرہٗ جنکا یہ ماتمی جلسہ ہے ایجوکیشنل کانفرنس کے ان مقصدوں کے پہلے ہی اپنے نور باطن کی روشنی سے علم عربی کی تعلیم کی ضرورت دریافت ہو گئے۔ اور اپنے مریدان با صدق و صفا کی تائید و مدد سے مدرسۃ العلوم عربی جس میں دار الاقامہ بھی ہے قایم کیا جس میں ضرورت زمانہ کے لحاظ سے اصول جدیدہ تعلیم ہوتی ہے ہندوستان سے بڑے بڑے علماء کو جن کے شمالی ہند میں ہزاروں شاگرد ہیں طلب کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری جیسے عالم و فاضل کو مدرسہ کا پرنسپل یعنی شیخ عربی بنایا اور

اور یکصد طالب العلموں کی بے مزد سرمایہ کا اہتمام فرمایا۔ کوئی تیس پینتیس ہزار روپے کی لاگت سے عمارت مدرسہ تعمیر کی۔ دارالاقامہ جس میں دو سو طالب العلم بود و باش کر سکیں بنایا۔ عالیشان مسجد تعمیر کروائی عورتوں کی تعلیم کی ضرورت محسوس کی۔ اور مدرسۂ نسوان قائم کیا جس کے لئے ایک عمارت بھی بنوائی اور عورتوں کی تعلیم یا سلیقہ پرونا اور سینا وغیرہ کی تعلیم بھی اصول جدید پر مبنی رکھی۔ اور عورتوں کے نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد بھی بنا دی۔ ایک یتیم خانہ اور ایک بیت العفون قائم کرنے کی فکر میں تھے مگر افسوس کہ اجل نے دم لینے کی فرصت نہ دی۔ اور ایسے روشن دماغ قوم کے خیر خواہ کو جس نے اپنی عمر کو قوم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا دنیا سے اٹھا لیا۔

سے اے فلک افسوس خشکی میں بھی ٭ فاطمہ کا گہر ڈوبتا ہی رہا !

حضرت مرحوم قدس سرہ تمام علوم باطنی و ظاہری ہونے کے علاوہ بڑے خلیق۔ کریم النفس مہمان نواز اور مسافر پرور تھے سو پچاس مسافر ہر روز آپ کے مطبخ سے روٹی پاتے تھے اور جو مسافروں کو کھلاتے تھے خود بھی وہی نوش فرماتے تھے آرام طلب نفس پرور نہیں تھے صبح و شام قوم کی ترقی و خیرخواہی کی ہی ادھیڑ بن میں رہا کرتے تھے اور جب مریدان صادق الاعتقاد سے قوم کی بیکسی کے دکھڑے ہی رویا کرتے تھے۔ نالے تھے تو شب سے عرش معلیٰ کو ہلا دیتے تھے اور در بارگاہ خدا ابتہالات دعا کرتے تھے کہ الٰہی! تو ہی اپنے محبوب برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے جہاز کا جو گرداب بلا میں مبتلا ہے ناخدا ہے اس جہاز کو گرداب سے بچا ناخدا کوئی لائق نظر نہیں آتا۔ اور حضرت خاتم النبیین سے بھی [illegible] آہ و زاری کے ساتھ استمداد کرتے اور نہایت عاجزی سے گڑگڑاتے۔ سے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے ٭ امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے ٭ پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ ٭ خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
جس دین سے تھی بزم جہاں سر بچراغاں ٭ آج اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
وہ دین جو تھا تک دو عالم کا نگہبان
آج اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

آپ نے اپنی ساری املاک درگاہ و مسجد پر وقف کر دی۔ قوم کو اولاد پر فوقیت دی اور اولاد کے لئے کوئی ملک نہیں چھوڑی آپ حضرت خاتم النبیین کی آل تھے۔ اپنے جد اعلیٰ کے نقش قدم پر چلے۔ حضرت خاتم النبیین دم واپسیں میں بھی امتی امتی کہتے تھے۔ اور اپنی اولاد کے لئے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔ حضرت مرحوم قدس سرہ نے بھی اپنے نانا کی امت پر اپنا مال و اسباب نثار کر دیا اور اپنی اولاد کے لئے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا۔ سے

پدرم روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

حضرت صاحبزادہ مرحوم قدس سرہ نے جام شہادت نوش فرمانے سے پہلے اپنے خلف اکبر کو بلایا اور فرمایا کہ بابا امید ہے تمہیں محض اس وجہ سے خلافت دی اور اپنا جانشین بنایا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس کا حضرت کو دم واپسیں میں بھی خیال تھا اور [illegible] تابرابر رہو اپنے ہر طرح کی صحت جسمانی آرام کو نانا کی امت پر نثار کرو اور مسلمانوں کی خدمت [illegible] ہو سے

بدا عبادت بجز خدمت خلق نیست
بتسبیح و سجادہ و دلق نیست

اور یہ بھی [illegible] جو اپنے ان دوستوں کی مدد کرے جن کے ساتھ میرا حشر ہوگا مدرسہ [illegible] ساجد تعمیر کیا ہے [illegible] متولی رہا ان الاوائل کے

قیام و دوام کے لئے جان توڑ کوشش کرنا۔ اور اس امر خاص میں میرے وہ ستوں اور میرے دوستوں کی اولاد سے مدد مانگ لینا اور اخیر میں یہ ہدایت کی کہ دیکھو میں نے اپنی املاک درگاہ و مسجد پر وقف کر دی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ آپ نے بہت دنوں پہلے وقف کر دی ہے تم اسکو ترکہ نہ بنانا اور اپنے آپس میں بانٹ نہ لینا۔ اور یاد رکھنا کہ جب تک مسافروں کو روٹی نہ کھلاؤ خود نہ کھانا۔ اور جو مسافروں کو کھلاؤ خود بھی وہی کھانا۔ سے

مہمان دار و ضعیف پرور باش
با ہمہ خلق خلق گستر باش

موت العلماء ظلمۃ

افسوس ہے کہ ایسا حکیم النفس قوم کے فدائی بزرگ دنیا سے اٹھ گئے۔ اور ایسی تاریکی کہ سارے ہمارے ملک پر چھا گئی۔ ہم خود ہی رو رہے ہیں۔ اور حضرت مرحوم کے سوگوار خاندان حضرت کے جانشین خلف اکبر حضرت مولوی محی الدین سید شاہ عبد اللطیف صاحب قادری سجادہ نشین قطب ویلور سے مراسم تعزیت ادا کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ آپ اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلیں گے۔ اور ان کے ارشاد و ہدایت پر عمل کریں گے۔ حضرت قطب ویلور کے وصال کے بعد لوگ گمان کرتے تھے کہ اب حضرت صاحبزادہ قطب ویلور اپنے والد ماجد کے روشن کئے ہوئے چراغوں کو باد مخالف کے صدموں سے بچا نہ سکیں گے۔ مگر حضرت صاحبزادہ مرحوم قدس سرہ نے اپنے بزرگوں کے روشن کئے ہوئے چراغوں کی حفاظت کرنے کے علاوہ خود بھی بہت سے چراغ جلائے اور شمس العلماء ہیں جن کی توصیف کرنے کو وقت نہیں اور دل نہیں۔ سے

دل نہیں ورنہ دکھاتا تم کو داغوں کی بہار
ان چراغوں کا کروں کیا کار فرما جل گیا

اب ہمیں یقین ہے کہ حضرت سجادہ صاحب اپنے والد ماجد کے کاموں کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کے علاوہ خود بھی ضرورت زمانہ کے لحاظ سے ایسے کام کریں گے جس سے ملک و قوم کو فائدہ ہو۔ اور ہم یہ کہیں۔ سے

نکوئی گر رود زیں در نکوتر شود پیدا
چو گیرد قطرہ راہ عدم گوہر شود پیدا

علیگڈھ کالج کی حالت

اس عنوان سے ایک مضمون [illegible] اخبار مورخہ ۷ر دسمبر ۱۹۰۵ء میں شایع ہوا ہے۔ تھوڑے انتظام میں بھی یہ ناممکن ہے کہ ہر ایک شخص ہر ایک دوسرے شخص کو خوش رکھ سکے منتظمین کو قاعدوں کی پابندی جو کہ اکثر خود انہیں کے بنائے ہوئے ہیں کرنی پڑتی ہے اور اس سے بعض کو نفع اور بعض کو نقصان پہنچتا ہے میں ان ذاتی نقصانوں کو جنکو قومی پیرایہ میں ظاہر کیا گیا ہے چھوڑ کر چند واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں۔

کالج کے تمام پروفیسر اور پرنسپل اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ کبھی بارک کے کمروں میں طالب العلم حیثیت سے دو ہی لڑکے آسائش سے رہ سکتے ہیں۔ اور واقعی یہ کمرے دو طالب العلموں کے ہی لئے بنائے گئے ہیں۔ مگر امسال غیر معمولی واقعات پیش آئے جن کے لئے پہلے سے کالج تیار نہیں تھا امسال طاعون کی وجہ سے الف اے اور بی اے کا امتحان ہٹ گیا تھا۔ الف اے کا نتیجہ جولائی میں اور بی اے کا نتیجہ اکتوبر میں شایع ہوا۔ نومبر تک معلوم نہیں ہو سکا کہ فیل شدہ اور پاس شدہ طالب علموں میں سے کتنے طلبا پھر کالج میں داخل ہونگے فرسٹ ایر کلاس یعنی کالج کے پہلے سال میں بھی طلبا ہر سال سے دو چند شامل ہوئے

جو لوگ کالج کھلتے ہی آئے وہ کالج اور بورڈنگ میں بلا داخل ہونے شروع ہوئے جن کے اندر بورڈنگ ہاؤس کے تمام کمرے پُر ہو گئے۔

نواب محسن الملک بہادر مرحوم کے اعلان سے اکثر طلبار کو غلط فہمی ہوگئی اور وہ سمجھے کہ کالج جیسا ... ۱۶ نومبر کو کھلیگا۔ چنانچہ ۱۶ نومبر کے بعد بہت سے طالبعلم آئے انہیں سے کچھ تو ایسے تھے جو اسی کالج سے پاس ہوئے تھے اور ان کو کالج میں شامل ہونے کا حق تھا کچھ ایسے تھے جن کو کالج نے وظیفہ دیا تھا اور وہ اس امید پر کالج میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ کچھ طلبار ایسے تھے جو آسام، کوئٹہ اور میسور سے آئے تھے جن کو اسانی کے ساتھ واپس نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اسکے علاوہ ایک اور دقت ناکامیاب طالبعلموں کے لئے یہ تھی کہ وہ کسی اور کالج میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اور کالجوں میں ان کی حاضریوں کا پورا ہونا مشکل تھا۔ کالج سے واپس کر دینے کے معنی یہ تھے کہ ان کا ایک سال ضائع کیا جاوے۔ ان تمام دقتوں کو دیکھکر ٹرسٹیوں نے ایک ریزولیوشن پاس کیا کہ جو طلبار کالج میں کھلنے پر اب داخل نہیں ہوئے ان کو داخل کر لیا جاوے اور ان کے لئے جگہ اس طرح نکالی جاوے۔ اول جبکہ بارک کے کل کمروں میں بجائے دو کے تین طالبعلم رکھے جاویں ... [illegible] تین طالبعلم رکھے جاویں ٹرسٹیوں کو یہ دونوں تدبیریں تھیں انہوں نے بنگلہ کرایہ لینے کی کوشش کی۔ مگر علیگڈھ میں مکانوں کی سخت قلت ہے کہ نواب وقار الملک بہادر کے رہنے کے لئے بھی کسی انتظام نہیں ہوا۔ ٹرسٹیوں کے اس تجویز سے کالج کے اسٹاف کے تمام ممبروں نے بالاتفاق یہ شکایت کیا کہ کسی بارک میں تیسرا آدمی اسوقت تک رکھا جاوے جبکہ وہ رضامند ہوں۔ اسپران طلبار جو باہر سے آئے تھے اور جگہ کی کمی کی وجہ سے واپس جانے والے تھے اپنے دوستوں کو رضامند کیا کہ اپنے کمرہ میں رہنے کی اجازت دیں۔ ہر ایک کمرہ میں تیسرا شخص اسوقت رکھا گیا۔ جبکہ انہوں نے تحریری رضامندی دیدی۔ اس قاعدے کے بموجب کچھ بارک کے کمروں میں تہائی سے کچھ زیادہ کمروں میں تین تین آدمی ہو گئے۔ تمام ممبران اسٹاف نے متفقہ اس امر پر زور دیا کہ تین طلبار کا ایک کمرہ میں رہنا ... ہے پھر کالج نے جعفر حسین صاحب کا مکان جو کہ زیر تعمیر ہے کرایہ پر لیا اور یہ تجویز ہوئی کہ جس جلد کمرے تیار ہو جاویں گے تیسرا شخص کسی بارک کے کمروں سے نکال کر اس میں بھیجا جاویگا۔

اس پوری کوشش کے بعد بھی سو طلبار سے زیادہ کالج سے اس وجہ سے کہ جگہ نہ تھی واپس کر دئے گئے ہیں۔ اسوقت کالج کلاسوں میں ۵۰۰ طالبعلم ہیں جن میں سے ۴۲۵ بورڈر ہیں جس قدر اسوقت صرف کالج کلاسوں میں بورڈر ہیں دس برس پیشتر اتنے تمام اسکول اور کالج میں طالبعلم نہیں تھے۔

جو اہم مسئلہ اسوقت پیش ہے۔ اور جس کو ٹرسٹیوں کو قوم کے مشورہ سے حل کرنا ہو وہ یہ ہے کہ اگلے سال کیا ہوگا۔ ان ۵۰۰ طلبار میں سے جو کہ اسوقت موجود ہیں امتحان کا نتیجہ نکلنے پر ... ایسے پاس ہونگے وہ طالب علم جو قانون یا ایم اے میں نہیں پڑھیں گے چلے جائینگے اور کچھ ایف اے میں فیل ہوکر پڑھنا چھوڑ دینگے۔ ان حالتوں میں ... طالبعلموں سے زیادہ کالج نہیں چھوڑیں گے۔ فرض کیجئے کہ یہ سب بورڈر ہوتے۔ تاہم اگلے سال موجودہ بورڈر طلبا میں ۳۸۰ ضرور رہیں گے۔ اگر طالبعلموں کو اسائش سے رکھا جائے جیسا کہ خود طلبا چاہتے ہیں کہ ہونا چاہئے تو کل بورڈنگ ہاؤس میں ۳۲۵ طالبعلموں کے رہنے کی جگہ ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اگلے سال کالج میں فرسٹ ایر کلاس بالکل نہیں کھولی جاوے اور موجودہ طلبار میں سے بھی ... طلبار کو لاٹری ڈال کر نکالدیا جاوے۔

اسوقت ظاہرا دو ہی صورتیں نظر آتی ہیں یا تو ابھی سے اعلان کر دیا جاوے کہ اگلے سال کوئی طالبعلم خواہ وہ ہمارے اسکول سے ہی کیوں نہ پاس کرے۔ کالج میں بھرتی نہیں کیا جائیگا یا کوشش کیجاوے کہ کالج میں ایک اور بورڈنگ ہاؤس بڑھایا جاوے۔

بورڈنگ ہاؤس اور طلبار کی زیادتی سے ایک اور دقت ہے جسپر کافی توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ یہ ہے کہ کالج کا موجودہ اسٹاف اسی وقت کافی ہو سکتا ہے۔ جبکہ کلاس کو مختلف سیکشنوں میں تقسیم کیا جاوے۔ سکنڈ ایر کلاس میں ۱۸۰ طالبعلم ہیں کیونکر ممکن ہے کہ تمام طالبعلموں کو ساتھ پڑھایا جاوے۔ ۶۰ سے زیادہ کی کلاس کو پڑھانا استاد کے لئے بہت مشکل ہے۔ پس طلبار کی تعداد کے ساتھ اسٹاف کی زیادتی بھی ضروری چیز ہے۔ ورنہ وہ شہرت جو علیگڈھ کالج کو اسوقت بتدریج حاصل رہیگی بہت ... اسٹاف پر اسقدر زیادہ کام ہے کہ کسی کے لئے کوئی علمی کام کرنا تو یقینی ناممکن ہے۔ کالج کے پڑھانے کے لئے تیاری کرنا بھی مشکل ہوجاتا ہے۔

میرے نزدیک کالج کی موجودہ حالت کے مسئلہ پر کسی قسم کی بحث نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک ... صورتوں میں [illegible] اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ اول آسائش اور کام نہ کرنے کی حالت اختیار کرکے یہ کہ ہمارے کالج میں لڑکوں کی تعداد کم کر دو۔ یا تو اراراکے لڑکے لے لیکر [illegible] درجہ میں نہیں پاس کیا ہو دوسری حالت یہ کہ بجائے [illegible] کے کام کرنے کی حالت اختیار کرے۔ اور محسن الملک میموریل فنڈ میں روپیہ جمع کرنے کے لئے مستعد ہو جاوے جس کا مقصد یہی ہے کہ طلبار کے رہنے کے لئے بورڈنگ بنائے جائیں اور ان کی آمدنی سے اسٹاف بڑھایا جاوے۔

... اخبار کے مضمون میں جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کھانا ڈائننگ ہال میں پیٹ بھر کر نہیں ملتا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص ڈائننگ ہال میں کھانا کھائے اسکے لئے روٹی کی کوئی گنتی نہیں ہوتی۔ ہر ایک طالبعلم روٹی اور دال جس قدر مقدار میں چاہے لے سکتا ہے البتہ گوشت کی مقدار معین ہے۔ مگر یہ کہنا کہ صورت میں روٹی کی تعداد بھی معین ہوتی ہے۔ جن صاحبوں کا معینہ روٹیوں میں پیٹ نہیں بھرتا۔ وہ آسانی سے ... تکلیف کرا ... مدارک کر سکتے ہیں ... [illegible] کہ کالج طالبعلموں کا پیٹ کاٹ کر نفع بنا رہا ہے واقعات اسکے برعکس ہیں۔ لڑکوں سے علاوہ تنخواہ ملازمین کے صرف کھانے کے لئے آٹھ روپیہ لئے جاتے ہیں۔ اور اس متوسط کی حالت میں خرچ دس روپیہ فی لڑکا پڑتا ہے۔ اسلئے صورت یہ اختیار کی گئی کہ ایک روپیہ فیس کا بڑھا دیا جاوے۔ اور چاولوں کی مقدار کم کر دیجاوے اسکو خود طلبا نے پسند کیا۔ کیونکہ دوسری حالت یہ تھی کہ فیس میں دو روپیہ کا اضافہ ہوتا۔

اخیر میں ٹرسٹیوں پر جو الزام لگایا گیا ہے کہ وہ طلبار کا ٹرینا نہیں چاہتے ٹرسٹیان اور ممبران اسٹاف اپنی قوم کے نوجوانوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کو ہندوستان میں عزت کے ساتھ رہنے کے لئے کس قسم کے نوجوان پیدا کرنے چاہئیں۔ لڑکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ ان کی تربیت کس اصول پر ہونی چاہیے ان کے فیصلے فی الحقیقت ان کی کے لئے مفید ہونگے۔ ایک مرتبہ کالج کے فائر ریٹ میں مکان میں آگ لگی تمام لڑکے دوڑ کر گئے ... میں نے خود دو دیدہ لڑکوں کو باتیں کرتے سنا کہ ان جھنڈوں کے پھینکنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اگر اسکول جلتا تو تعطیل ملتی۔ کالج میں بہی طالبعلم ایسے ہیں جو ناسمجھی کی وجہ سے پڑھنے سے ... قومی کام کے پہلانے سے باز رہنا چاہتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو فی الحقیقت قومی کام کے لئے بہت موزوں ہیں اور اسکا ... کہ ان کے لئے خود تربیت کی ... دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو سب سے آگے پیش کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ناموزوں ہوتے ہیں۔ کالج کے لئے اور خود طلبا کی تربیت کے لئے نہایت ضرورت ہے کہ جیسا ہوں کہ کالج کے ... [illegible]

ہندوستان کی خبریں

امسال ہومیوپیتھک سوسائٹی کا سالانہ اجلاس بمقام بنارس ایام کرسمس کے بعد منعقد ہوگا +

عدالت صاحب سشن جج الہ آباد سے ایک برہمن کو ایک لڑکے کے نقرئی کڑے اتارنے اور اسے دھوکا دے کر کنویں میں پھینک دینے کے جرم میں دس سال قید سخت کی سزا ہوئی +

ناگپور میں ایک نیا وبائی مرض نمودار ہوا ہے اور ابتک کئی بنگالی اسکا شکار ہو چکے ہیں۔ پہلے ٹانگیں سوج جاتی ہیں پھر ابتداء میں ہلکا بخار شروع ہوکر آخر میں سخت شدت تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ساتھ ہی زکام اور کھانسی بھی شروع ہو جاتی ہے سانس تنگی سے تنفس لگتی ہے اور آخر میں دل کی حرکت بند ہوکر مریض راہی عدم ہوتا ہے۔ یہی سننے میں آیا ہے کہ جو لوگ وہاں سے بھاگ گئے ہیں وہ اس موذی مرض کی دستبرد سے محفوظ رہے ہیں +

وکٹوریہ میموریل ہال کلکتہ کی بنیادوں کا حال میں معائنہ کرنیسے معلوم ہوا کہ وہ پہلے کی نسبت ۵ انچ دھنس گئی ہیں +

اطلاع ملی ہے ناگپور تک مزید اخراجات کی ریلوے تیار کرنیکے لئے آئندہ بجٹ میں گنجائش نکالی جائے گی +

گذشتہ سٹرائیک کے باوجود ایسٹ انڈین ریلوے کو سہ ماہی گذشتہ کے اسی عرصہ کی نسبت ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ آمدنی ہوئی +

آنریبل بابو سندر لال بہادر کی میعاد عہدہ کے قریب الاختتام ہونے کی وجہ سے آنریبل مسٹر جسٹس ایکمین جج ہائیکورٹ الہ آباد الہ آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے +

گورنمنٹ کو امسال ابتدائی تخمینہ کی نسبت ۴۰ لاکھ روپیہ سے زیادہ آمدنی ہوئی +

صوبجات متحدہ کے نو اضلاع میں جو امدادی کام آزمائشی طور پر کھولے گئے ہیں انمیں کام کرنیوالوں کی تعداد ۸۰۰۶ تک پہنچ گئی ہے۔ نرخ اجناس قحط کے نرخ سے بڑھا ہوا ہے۔ مگر تا حال عام مصیبت کی علامات نمودار نہیں ہوئیں۔ . . . .

ربیع کی تخم ریزی جاری ہے اور قبضہ زیر کاشت میں ابتدائی تخمینہ کی نسبت میں کمی کی امید ہے + بارش کی سخت ضرورت ہے +

۱۱/ دسمبر کی شب کو بمقام کوئٹہ تین فوجی گوروں نے ریلوے ٹریفک انسپکٹر کا صندوق توڑتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ عدالت دیوانی میں اُن کی عنقریب تحقیقات ہوگی +

سُنا ہے کہ مسٹر رائیکن وکیل چیف کورٹ پنجاب کو جیفکورٹ دکن میں جج کا عہدہ پیش کیا گیا ہے۔

کلکتہ میں بھی کانگریس کے ہر دو فریق میں کانگریس کے معاملات پر نزاع بڑھ رہی ہے انتہائی خیالات کے بنگالی اخبارات بابو سریندر ناتھ بنرجی کو سخت سست کہتے ہیں +

حال کی بارش سے بنگال کی فصل ربیع کو بہت فائدہ پہنچا۔ نیز پچھلے دنوں وہاں جو گرمی کی لہر محسوس ہو رہی تھی وہ رفع ہوکر اچھا خاصہ جاڑا شروع ہوگیا ہے +

ڈاکٹر رودرفورڈ لبرل ممبر پارلیمنٹ آگرہ ہوتے ہوئے ۱۴/ دسمبر کو کلکتہ پہنچے۔ اخبار امپائر کے نامہ نگار سے اُنہوں نے بیان کیا کہ "میں سیاسی امور پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ بعض دیہات میں افلاس کی جو حالت میں نے دیکھی اس سے میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ گورنمنٹ کو ہندوستانیوں کی ابتدائی تعلیم کیطرف زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیئے" +

بابو کیشب چندر سین مشہور برہمو مصلح کے بیٹے نے چند ہفتے ہوئے انتقال کیا تھا۔ ۱۴/ دسمبر کو انکی والدہ بھی جو اپنی قوم میں نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں بمقام کلکتہ ۸۸۔ برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئیں۔ وفات کے وقت انکی اولاد میں سے ۷۰۔ آدمی اُنکے پاس موجود تھے +

اخبار جھنگ سیال کے ایڈیٹر بابو کانا دیال کو بمبئی کے اخبار دیپارتی کے بعض باغیانہ مضامین اپنا پرچہ میں شائع کرنیکی وجہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر جھنگ نے ۱۱/ دسمبر کو اپنی عدالت میں طلب فرما کر تنبیہ کی کہ اگر تم آئیندہ ایسے قابل اعتراض مضامین کی اشاعت سے باز نہ آئے اور اپنے اخبار کے درشت لہجہ کی اصلاح نہ کی تو گورنمنٹ کو مجبوراً سختی کرنی پڑیگی +

خشکسالی کی وجہ سے امسال بنگال کی فصل چاول کو بھی بہت نقصان پہونچا اور پیداوار میں بہت کمی ہوئی +

۱۴/ دسمبر کو کلکتہ کے کالج سکوئر میں انتہا پسند بنگالیوں کا ایک جلسہ ہوا جسمیں دو تین ہزار آدمی شریک تھے باتفاق رائے یہ تجویز پاس ہوئی کہ ملک کی موجودہ پولٹیکل حالت کے لحاظ سے ڈاکٹر راش بہاری گھوش سے درخواست کیجائے کہ وہ امسال کے اجلاس کانگریس کی پریزیڈنسی سے دست بردار ہوکر لالہ لاجپت رائے کو پریزیڈنٹ بننے کا موقعہ دیں +

جزیرہ ٹرینیڈاڈ سے جو ہندوستانی تارکان وطن ۹/ ماہ حال کو کلکتہ پہنچے وہ وہاں سے نقد روپیہ وغیرہ کی صورت میں کل ۲ لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب اپنے ہمراہ لائے ہیں +

ہز ایکسیلنسی جنرل ہیز ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس شملہ کے بعد کلکتہ سے بغرض دورہ مدراس کو تشریف لے گئے۔

گذشتہ ہفتہ کی بارش چھوٹا ناگپور۔ اوڑیسہ۔ شرقی بنگال۔ بردوان وغیرہ میں زراعت کیلئے نہایت سودمند ثابت ہوئی ہے +

راولپنڈی کے مقدمہ عصمت دری میں ملزمین مسٹر سوشاد فضل دین جعدار کے چیفکورٹ سے رہا ہونے پر افواہ اڑی تھی کہ مظلومہ مسماۃ دیوان والی نے اُن کی رہائی کی خبر پاکر خودکشی کرلی ہے مگر یہ خبر محض بے بنیاد ہے +

مسٹر ڈبلیو ایس ٹامسن مشہور ماہر تعلیم کارخانجات آئندہ سال کیلئے شریف بمبئی مقرر ہوئے +

کوئمبٹور مدراس میں ۱۴/ دسمبر کو مسٹر آئی سی ہائی ملنسل نے جدید سودیشی کاٹن مل کا بنیادی پتھر رکھا +

ناگپور کے کانگریسیوں نے بھی جلسہ کرکے اپنے رفقائے مدرگون کی مدد والی مبارکباد فتح شکایات کی تکمیل بابو موتی لال گھوش ایڈیٹر امرت بازار پتریکا جو بغرض تبدیل آب ہوا باہر گئے ہوئے تھے واپس کلکتہ پہنچ گئے ہیں مگر ہنوز ان کی صحت بالکل بحال نہیں ہوئی +

سراج گنج سے خبر آئی ہے کہ مسٹر کیہار ڈی کی طرح مسٹر نیوٹن کے ہمراہ بھی خفیہ پولیس کے جاسوس رہتے ہیں

ہمعصر اخبار عام لاہور کا نامہ نگار کلکتہ سے لکھتا ہے کہ اخبار بنگالی کی درشت تحریروں کی وجہ سے انتہا پسند فریق کے ممبر بابو سریندر ناتھ بنرجی کی جان کے دشمن ہو رہے ہیں +

حضور گورنر بمبئی کی ملاقات سے فراغت پاکر ہز ہائینس مہاراجہ بڑودہ اپنی ریاست کو واپس تشریف لیگئے +

حضور وائسرائے ۵/ دسمبر کو بعد سہ پہر بمقام پاٹن پہونچے اور وہاں کے بعض مندروں کا ملاحظہ فرماکر بہت محظوظ ہوئے۔ دوسرے روز پالنکن پہونچے اور وہاں کی جھیل پر بطخ کا خوب شکار کھیلا۔ ۷/ دسمبر کو وہاں سے روانہ ہوکر متکاہ ہوکر گھلا میں پہونچے۔ جہاں ۸/ دسمبر کو تیل کے کھیتوں کا ملاحظہ فرمایا +

۱۴/ دسمبر کی شب کو دفتر پورٹ ٹرسٹ کراچی میں آگ لگ گئی۔ ایک ریکارڈ رکھنے کا کمرہ بالکل جل کر تباہ ہوگیا +

ہفتہ مختتمہ ۲/ دسمبر کے اندر اضلاع پنجاب میں حسب ذیل طاعونی اموات ہوئیں :- رہتک ۲۲۔ گوڑگانوہ ۱۴۔ دہلی ۲۸۔ کرنال ۵۴۔ انبالہ ۹۔ ہوشیارپور ۱۸۔ لودھیانہ ۹۔ فیروزپور ۳۔ منٹگمری ۲۔ لاہور ۱۱۔ گورداسپور ۱۔ سیالکوٹ ۱۳۔ جہلم ۳۲۔ راولپنڈی ۲۰۔ جھنگ ۱۔ لائلپور ۹۔ ریاست پٹیالہ ۱۔ جیند ۲۔ میزان ۲۸۷ میزان ہفتہ سابق ۱۰۸۔ سال گذشتہ کے اسی ہفتہ کی میزان ۱۹۲۱ +

بنگال ناگپور ریلوے کے سٹیشن گارڈن ریچ (کلکتہ) کے متصل ۲۴ جہاز جو طوفان کے وقت دریا میں ہوگئی تھی گرنیسے اُسکو باہر نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مگر تا حال کامیابی نہیں ہوئی +

بمبئی یونیورسٹی کا امتحان ایم ڈی میں امسال حسب سابق امیدوار شامل ہوئے ہیں سب کے سب ناکام رہے +

کمیٹی نوآبادیات اخبار پنجاب ماہ آیندہ میں نوآبادیوں کا دورہ کرکے آبادکاروں کی شکایات سنے گی۔ رپورٹ کے ماہ فروری تک مکمل ہونیکی امید ہے +

سرلوئی ڈین کلکتہ واپس آگئے۔ چینی سفیر کے ساتھ تجارت تبت کے متعلق عہد و پیمان کر نہیں سکے اور مقدمہ جو ہندیا اخبار ڑھیون میں ایڈیٹر ور پرنٹر کو جو سزا دی گئی تھی اُسکا عنقریب اپیل ہونیوالا ہے +

۱۶ر دسمبر کی صبح کو بمبئی میں ڈاکخانہ داوری کی عمارت کے عقب میں آگ لگ گئی جس سے کئی بانس کے چھپر جنمیں غریب مزدوری پیشہ لوگ رہتے تھے جلکر تباہ ہوگئے اور قریباً ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو بیخانماں ہونا پڑا۔ پانچ آدمی سخت جھلس گئے اور ایک لاش ملبہ میں سے برآمد ہوئی جو جلکر کباب ہوگئی تھی +

ناگپور میں جیلے دنوں جو آدمی سنیاسیوں کے بھیس میں بجرم سڈیشن گرفتار ہوا تھا اُسے عدالت سے ۳ سال قید سخت کی سزا ہوئی +

ہمعصر ڑبیون کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ امراؤتی کے اخبار کرتوتہ پر بجرم سڈیشن مقدمہ قائم ہونیکی افواہ ہے +

جیکب آباد (سندھ) کا میلہ اسیال ۳ جنوری اور اسکے بعد کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ حسب دستور انعامات تقسیم کئے جائینگے +

دو ماہ کی بندش کے بعد بیڈن پاول کلکتہ میں ۱۵ر دسمبر کی شب کو بنیڈن سوسائٹی کے جلسہ میں پولیس پر پتھر پھینکے گئے جسکے متعلق انڈین ڈیلی نیوز نے ایک اعتراض کی نسبت تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے +

یہ کی خبر ہے کہ شہر کے شمالی حصہ میں دو دوماہ تک کسی قسم کا مذہبی جلسہ منعقد کرنے کی ممانعت ہوگئی ہے۔ مہاراجہ بہادر صاحب دربھنگہ ریل منتظمین کی تسلی اور اس سے قدرتی مجبوری کی وجہ سے عنقریب پوری جگہ کو جاتا کے لئے تشریف لے جانیوالے ہیں +

ایک اور ممبر پارلیمنٹ مسٹر مکیٹو بھی ولایت سے بغرض سیاحت ہندوستان میں وارد ہوئے اور آجکل مدراس کا دورہ کر رہے ہیں +

گورنمنٹ مدراس نے ایک رزولیوشن شایع کرکے اپنے احاطہ کے سکولوں اور کالجوں کے طلبا اور مدرسین کو پولیٹکل ایجیٹیشن میں شرکت کرنے سے منع کیا ہے +

لاہور میں ہاؤس ٹیکس لگانے کی تجویز پر غور کرنے کے لئے جو سب کمیٹی مقرر ہوئی تھی اُس نے اس تجویز کے خلاف فیصلہ کیا ہے +

بقول اخبار سٹیٹسمین آنریبل مسٹر جسٹس پی سی چٹرجی جج چیفکورٹ پنجاب آیندہ اپریل سے پنشن یاب ہو جائینگے +

یکم اپریل سے آخر نومبر ۱۹۰۶ء تک گورنمنٹ کو بحری چونگی کے محاصل سے ۳ کروڑ ۹۲ لاکھ روپیہ وصول ہوا حالانکہ سال گزشتہ میں صرف ۲ کروڑ ۵۳ لاکھ روپیہ وصول ہوا تھا۔ اس زیادتی کی ایک بڑی مد ولایتی پارچہ تھا جس سے بمقابلہ ۴۰ لاکھ سال گذشتہ کے اس عرصہ میں ایک کروڑ روپیہ سے زاید آمدنی ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سودیشی تحریک کے باوجود ولایتی کپڑے کی مانگ ہندوستان میں روز بروز زیادہ ترقی کر رہی ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں محاصل پارچہ سے کل ۴۲ لاکھ روپیہ آمدنی ہوئی تھی +

گرانی اور قحط سالی کی وجہ سے گورنمنٹ نیپال نے اپنی ریاست سے غلہ کی نکاسی کی ممانعت کردی ہے +

۱۶ر دسمبر کی صبح کو بمبئی میں چند اشخاص قریباً ۲۰ من ناقص اور خراب گوشت لے جاتے ہوئے گرفتار کئے گئے +

کمیشن تحقیق تقسیم اختیارات برہما میں اجلاس کر رہا ہے +

کولار کی معادن طلا سے اواخر نومبر میں ۲۹۵۸۰۰۱۵ روپیہ کا سونا ولایت بھیجنے کے لئے روانہ بمبئی کیا گیا +

بمبئی اور پونا میں ولایت کی ایک کمپنی پبلک کی سہولت کے لئے موٹر گاڑیوں کا باقاعدہ سلسلہ قائم کرنے والی ہے +

انتخاب گورنمنٹ گزٹ صوبجات متحدہ

(۱۴۔ دسمبر ۱۹۰۶ء)

مسٹر ایچ آر دار زنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بدایوں کو ۴ دسمبر سے ۱۰ ماہ کی فرلو رخصت عطا ہوئی +

شاہ ظہیر عالم ڈپٹی کلکٹر سلطانپور کو ایک ماہ کی رعایتی رخصت عطا ہوئی +

مسٹر ڈبلیو ایچ مورلینڈ سی آئی ای ڈائرکٹر محکمہ زراعت و زمین و زراعت صوبجات متحدہ ۲۰ر جنوری ۱۹۰۷ء سے ۲ ماہ ۵ روز کی رعایتی رخصت عطا ہوئی +

مسٹر پی بیسن آئی سی ایس ضلع الہ آباد میں اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوئے +

مسٹر اے جی شیرف آئی سی ایس اسسٹنٹ مجسٹریٹ و کلکٹر مقرر ہوکر ضلع اعظمگڈھ میں متعین ہوئے +

منشی دوار کا پرشاد نرولا تحصیلدار ضلع اٹاوہ اسی ضلع میں عارضی طور پر ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے +

مسٹر این ایپل سمتھ، مسٹر ای بی بیچلر، مسٹر سی آر پیٹرز، مسٹر اے جی کرافنڈ اور مسٹر ٹی آر گمنس ضلع مراد آباد میں پروبیشنری اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر ہوئے +

کپتان ایل رسالڈر آئی ایم ایس جنکی خدمات عارضی طور پر گورنمنٹ ہند نے اس گورنمنٹ کے سپرد کیں قائم مقام سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل لکھنؤ مقرر ہوئے +

مہاراجہ ۱۱ر نومبر سے مسٹر این ٹی بارکر کینٹونمنٹ مجسٹریٹ لکھنؤ سے اس عہدہ کا چارج لیلیں۔ مسٹر ای ایچ مولوی مجسٹریٹ و کلکٹر گورکھپور مسٹر ڈبلیو ایچ مورلینڈ سی آئی ای کی جگہ قائم مقام ڈائرکٹر محکمہ زمین و زراعت صوبجات متحدہ مقرر ہوئے اور مسٹر ڈبلیو ای ایم کیمل جائینٹ مجسٹریٹ گورکھپور اُنکی جگہ قائم مقام مجسٹریٹ و کلکٹر گورکھپور ہوئے +

مسٹر اے سیبا نیڈ نیر کو رخصت عطا ہوئی اور اُنکی جگہ کنور پرمانند رائے بہادر قائم مقام جج عدالت مطالبہ خفیفہ لکھنؤ قائم مقام ڈسٹرکٹ و سشن جج ہردوئی مقرر ہوئے +

منشی انعام محمد خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس رخصت سے واپسی پر الہ آباد میں متعین ہوئے +

مسٹر ڈبلیو جے برلن رخصت سے واپسی پر ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس حلقہ دویم مقرر ہوئے +

مسٹر الف ڈبلیو گیلوے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس رخصت سے واپسی پر مراد آباد میں متعین ہوئے +

منشی عبدالستار ڈپٹی کلکٹر رخصت سے واپسی پر پرتاب گڈھ میں متعین ہوئے +

مسٹر سی ڈبلیو ہوپ سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ دون مجسٹریٹ و کلکٹر درجہ اول مقرر ہوئے اور مسٹر جی آر ڈی پیپر ڈپٹی کمشنر بعہدہ دوم اُنکی جگہ سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ دون مقرر ہوئے +

مولوی سید محمد باقر منصف گونڈہ سے اترولا ضلع گونڈہ کو تبدیل ہوئے +

پنڈت شام بہاری مصر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اٹاوہ سے فرخ آباد کو تبدیل ہوئے +

افغانستان کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ امیر صاحب امسال جلال آباد کی بجائے ہرات میں موسم سرما بسر کرینگے۔ یہ بھی افواہ ہے کہ آپ اثنائے قیام قندھار میں مجوزہ سیاحت یورپ کا سامان کرینگے اور وہیں سے براہ کوئیٹہ و کراچی روانہ انگلستان ہونگے ان کی عدم موجودگی میں کاروبار سلطنت کے انصرام کیلئے ایک کونسل نو اعیان کابل میں قایم کی جائے گی +

مستند خبروں کی بنا پر معلوم ہوا ہے کہ انگریزی روسی معاہدہ کی نسبت ہز ہائینس امیر افغانستان کی منظوری حاصل کرنے میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئیگی اور امید ہے کہ امیر صاحب عنقریب اس سے گورنمنٹ ہند کو مطلع کرینگے +

مراکو کی خبر دیتے پایا جاتا ہے کہ مولائے حفیظ سلطان عبدالعزیز سے شکست کھا کر بھاگ گیا اور اب اسکی طاقت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ مشہور جنگجو قبائل سلطان عبدالعزیز کو بادشاہ تسلیم کرکے اسکی جمعیت میں مل گئے ہیں + ہمعصر ہالینڈ گزٹ نے ہالینڈ کا یون ریلوے کے مد مشد

اسلامی دنیا

۱۵ رشعبان سے جلالتماب سلطان اعظم کے حکم سے حرم نبوی صلعم میں بمقام مدینہ منورہ برقی روشنی کا انتظام ہو گیا ہے اور مسجد نبوی برقی لیمپوں سے بقعۂ نور بن گئی ہے۔ تمام شہر کو بھی عنقریب برقی روشنی سے منور کرنے کا انتظام ہو رہا ہے +

افسوس کہ حکیم سید محمد حسین صاحب سر رشتہ دار محکمہ اپیل صوبت جنگ بہادر سابق فرسٹ طلبائے سرکار عالی کا ۱۲ رذیقعدہ ۱۳۲۸ ہجری کو بمقام حیدرآباد دکن انتقال ہو گیا +

اوڈھروال ضلع جہلم کے گوردوارہ کی آتشزدگی کے متعلق جن مسلمان ملزموں پر عدالت … ڈپٹی کمشنر جہلم میں مقدمہ دائر تھا معلوم مسرت ہے کہ وہ سب بعد تحقیقات بے قصور ثابت ہو کر آزاد ہو گئے +

ایک مرتد مسمی واعظ جو سرحد کو عبور کر کے اشاعت مذہب کی غرض سے قندھار جا رہا تھا لوگوں نے پکڑ کر امیر صاحب کے پاس بھیج دیا جنہوں نے فوراً اسے کابل روانہ کر دیا ہے۔ وہاں عالی حضرت خود اس کی تحقیقات کریں گے۔ سنا ہے کہ … گورنمنٹ اس کی رہائی کے لئے کوشش کر رہی ہے +

افسوس مولوی نجم الدین صاحب دہلوی پنشنر ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع میرٹھ نے ۲۲ر نومبر ۱۹۱۰ء کو ۷۰ سال کی عمر میں بمقام میرٹھ انتقال کیا +

اخبار تہذیب … مطلع ہے کہ کارڈف کی مجلس بلدیہ میں سال گذشتہ … مسلمانوں کے … منتخب ہوئے تھے … امسال صرف دو منتخب ہوئے لیکن یہ امر قابل اطمینان ہے کہ سال گذشتہ کے ممبروں کی نسبت یہ قائم مقام مسلمانوں کی حالت اور ضروریات سے واقف ہونے کے علاوہ ان سے زیادہ صائب الرائے اور صحیح الطبع ہیں اور امید ہے کہ اسلامی مطالبات پیش کرنے میں کامل اخلاقی جرأت سے کام لیں گے +

مقام … کے مسلمانوں کو حاجی زین العابدین نے تعمیر مدرسہ کی غرض سے … ہزار روبل چندہ میں دیا اور حاجی بابا … نے … ہزار روبل کے صرف سے وہاں ایک … شفاخانہ کی تعمیر شروع کی +

۱۵ر دسمبر کا ولایتی تار (بحوالہ پیغام تار آمدہ از طہران) مظہر ہے کہ پچھلے دنوں طہران میں چند … [illegible] … کی تلاش میں انہیں صرف قیدی کئے گئے مگر مقتولین کے متعلق … انجمنوں نے … اس امر پر زور دیا کہ ان سپاہیوں کو قید کی بجائے سخت سزا دی جائے۔ … نے استعفیٰ طلب کیا کہ ۱۴ر دسمبر کو تمام پارلیمنٹ نے استعفا داخل کر دیا۔ اہل شہر کا ایک بڑا مجمع جن میں سے اکثر مسلح تھے ایوان پارلیمنٹ کے قریب جمع ہوا اور تمام بازار بند ہو گئے۔ وحشت اور سراسیمگی یہاں تک پھیلی کہ شاہی محل اور گیریزن کی کمانوں میں کارتوس تقسیم کئے گئے تاکہ عند الضرورت بالکل تیار رہیں۔ شاہ معظم نے مزید مشورہ کے لئے نظام السلطنت اور ناصر الملک کو طلب کیا اور پارلیمنٹ کو اطلاع دی گئی کہ سابق وزیر اعظم معزز سپہدار و اعلیٰ کو شاہ معظم کے حکم سے گرفتار کر لیا گیا ہے +

ممبران پارلیمنٹ نے شاہ سے اس کا جواب طلب کیا اور کہا کہ جب تک اس کا جواب نہ ملے گا ہم ایوان پارلیمنٹ سے نہ ہلیں گے +

یقین کیا جاتا ہے کہ شاہ ایران انقلاب پسندوں کے مشورہ پر عمل کر رہے ہیں + ملک میں اس حالت سے نہایت اضطراب پھیل گیا ہے۔

بعد کی خبر ہے کہ شاہ نے وزیر اعظم مستعفی کو جلاوطن کر کے یورپ جانے کی اجازت دے دی اور پارلیمنٹ کے ساتھ نامہ و پیام کر رہے ہیں۔ دیگر ماخوذین ابھی زیر حراست ہیں +

اخبار ٹائمز ان واقعات پر رائے زنی کرتے ہوئے ترکوں کے خلاف اپنی جبلی قساوت اور … کا اظہار کرتا اور ایرانیوں کو مشورہ دیتا ہے کہ ان کو تنازعات کا جوانمردی سے جلد خاتمہ کر دیں ورنہ ترکوں کو سرحدی علاقہ کے غصب کرنے کا اور بھی موقعہ ملے گا۔ نیز روس کے متعلق وہ …

مداخلت کرنے کا بزور مشورہ دیا ہے +

۱۷ر دسمبر کا تار ہے کہ وزیر اعظم کی رہائی انگریزی سفیر کی وساطت سے عمل میں آئی ہے +

رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ … کے … صورت اختیار کر جانے کی وجہ سے برطانیہ اور روس ملکر موجودہ بے چینی کو رفع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں +

تبریز کا تار ہے کہ پارلیمنٹ کے ایک ریزولیوشن کے بموجب اہل طہران نے دول خارجہ کے نام ایک یادداشت ارسال کی ہے جس میں لکھا ہے کہ سابق مصاحبوں کے کہنے پر عمل پیرا ہو کر شاہ ایران دیدہ و دانستہ آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ آخر میں اقوام عالم سے درخواست کی ہے کہ ہمارے حقوق کو پامال ہونے سے بچائیں اور ان کی نگہداشت کیلئے ہماری امداد کریں +

انجمن وکیل قوم پنجابیاں، دہلی کا ایک جلسہ بتاریخ ۶ر دسمبر دہلی میں منعقد ہوا جس میں حافظ محمد صدیق صاحب کی تحریک پر باتفاق رائے اس مضمون کا ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ یہ انجمن مسلم لیگ سے دلی ہمدردی کرتی ہے اور ہمیشہ اس کی بہی خواہ رہے گی +

سردار نصر اللہ خان کو امسال حج کو جانے کی خبر تھی مگر تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا ہے +

الجیریا کی سرحد پر فرانسیسی فوج … مراکو سرحد پر سرگرم معرکہ آرائی ہیں +

رائٹر مطلع کرتی ہے کہ ۱۶ر دسمبر کو مکہ معظمہ میں ہیضہ کی ایک مہلک واردات ہوئی متوفی ایک حبشی … تھا۔ اعلان ہوا ہے کہ … طاعون کے نمودار ہونے کی وجہ سے جدہ کو وبا آلود بندرگاہ قرار دیا گیا ہے +

ممالک غیر

ڈینی زولو سرغنہ باغیان زولولینڈ کے دس باغی سردار بھی گرفتار کئے گئے۔ ڈینی زولو کو ڈربن روانہ کیا گیا +

نیویارک کے اخبارات اس مضمون کی وحشت افزا خبریں شائع کر رہے ہیں کہ بحرالکاہل کے بیڑہ پر جس قدر جاپانی نوکر تھے وہ سب اس وجہ سے موقوف کر دیئے گئے کہ ہمیشہ یادداشتیں لکھتے رہا کرتے تھے + انہیں سے ایک توپ چلانے کے جدید طریقہ پر یادداشت قلمبند کرتے ہوئے پکڑا گیا +

پایۂ تخت روس میں جن سوشلسٹوں کی بابت عدالت میں تحقیقات ہو رہی تھی انہیں سے تین کو جو مجلس ڈوما کے سابق ممبر تھے مدت العمر کیلئے سائبیریا کو جلاوطن کیا گیا اور بائیس کو اس کے علاوہ مختلف سزائے قید کا بھی حکم ملا +

حضور ڈیوک و ڈچس آف کناٹ ۳ر جنوری کو … سے روانہ مالٹا ہوں گے +

روس اور سائبیریا کے تمام جیل خانے قیدیوں سے پر ہیں اور مثل سابق جزیرہ سخالین میں ان کو جلاوطن کرنے کی تجویز ہو رہی ہے +

رائٹر پایۂ تخت جاپان سے تار دیتا ہے کہ شاہزادہ … جاپان … کوریا سے واپس ٹوکیو پہنچے۔ انقلابی تحریک کے خیال سے گورنمنٹ جاپان کوریہ میں جاپانی افواج بڑھانے کی تجویز پر غور کر رہی ہے +

حضور ملک معظم نے ۱۲ر دسمبر کو ایوان بکنگھم میں جام رنجیت سنگھ جی کو ملاقات کی عزت بخشی اور نہایت تپاک اور خلوص دل سے پیش آئے +

ریاست الا آباد امریکہ کے مقام برمنگھم میں ایک کوئلہ کی کان پھٹنے سے ۷۰ آدمی ہلاک ہوئے …

انگلستان کے مشہور سائنسدان لارڈ کیلون کی حالت نہایت نازک ہے طاقت … سلب ہو رہی ہے +

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے بیڑہ بحر ظلمات کے ۱۶ جنگی جہاز جن کا عرصہ سے چرچا ہو رہا تھا آخر ۱۲ر دسمبر کو بحر الکاہل کی جانب روانہ ہو گئے۔ دیگر متعلقہ جہاز ملا کر کل بیڑہ میں ۲۰ جہاز ہیں۔ روانگی کے وقت پریذیڈنٹ روزویلٹ نے … ایڈمیرل ایونس سے رخصت کے وقت جو تقریر کی اس سے …

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا +

اطلاع: نئے سال کی تقریب پر یکم جنوری ۱۹۰۸ء کا پرچہ شایع نہ ہو سکیگا۔ (مینیجر)

یہ اخبار ہفتہ میں دوبار شنبہ و چہار شنبہ کو روزہ بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

THE VAKIL

وکیل

الوکیل — حسبنا اللہ و نعم الوکیل

فہرست مضامین اخبار

(۱) فہرست نادر و نایاب کتب
(۲) تیلیغراف طرکی تازہ خبریں یونان۔ مجوزہ عالمگیر اسلامی کانفرنس۔ طلاق مہذب ممالک میں۔ کلکتہ میں جلسہ عام کی ممانعت۔ ریلوے کمیشن کی تحقیقات۔ تبدیلیٔ ڈاک۔ محکمۂ ڈاک در مقدس ایک مشورہ۔ مروجہ اعلیٰ تعلیم پر نکتہ چینی۔ شاہی مسجد لاہور کی مرمت۔ ایلغارم
(۳) ورق دعائیہ۔ کھلی چٹھی۔ قابل توجہ اراکین آل انڈیا مسلم لیگ۔ کراچی۔ مبارک باشند۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی خدمت میں ایک ضروری گذارش۔ آل انڈیا مسلم لیگ اور بمبئی پریزیڈینسی
(۴) مڈغاسکر کے مسلمان۔ جزیرہ مارشینس میں مسلمان۔ بہشت میں مسلمان نوابوں کی یادگاریں۔
(۵) اسلامی دنیا۔ (۶) ہندوستان کی خبریں (۷) ممالک غیر (۸) اشتہارات

قیمت معہ محصول ڈاک

ششماہی	سالانہ	پیشگی
۷ شلنگ	۱۴ شلنگ	ممالک غیر سے
سے/	۵ عـ/	امراء و رؤسا سے
صہ/	سے/	عام خریداروں سے
للعہ/	لے/	طلباء و کم استطاعت اصحاب سے

بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا
نمونہ کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا
جملہ خط و کتابت بنام مینیجر مطبع کے نام ہونی چاہیے

نمبر ۷۷ | امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ یوم شنبہ | جلد ۱۳

نادر و نایاب کتب

فتح اندلس: ایک عجیب تاریخی ناول جس میں اسلامی فتوحات۔ اسپین کے منظر میں بدین کی پرہیزگاری۔ سپہ سالاران اسلام کے تدین کا نقشہ۔ مسلمان حاکموں کی معدلت گستری۔ عیسائی زمانہ داروں کی بدخلاقی۔ یہودیوں کی خلوص اور انتقام گیری کے ہو بہو نقشے کھینچے گئے ہیں۔ قیمت ۸عہ/

تمدن اسلام (حصہ اول دوم): اسلامی سلطنت کی ہو ہو ترقی کے ساتھ اسکے انتظام ملکی و مالی اور فوجی کی تاریخ۔ اور مسلمانوں اور اسلامی حکومت کا تمول مادر شان و شوکت کے تفصیلی حالات جو صدہا تاریخی کتابوں میں بکھرے پڑے تھے۔ بڑی خوبی کے ساتھ یکجا جمع کر دیئے ہیں۔ مناسب موقع تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ قیمت فی حصہ عہ/۔ ہر دو حصہ ملے/

ارمانوسہ: ایک نہایت دلچسپ درد انگیز اور عبرتناک تاریخی عربی ناول کا ترجمہ جس میں حسن و عشق کے فرضی افسانے نہیں بلکہ سچے واقعات اور اسلامی عظمت و جبروت کے عدیم المثال کارنامے ہر خوبی سے بیان کئے گئے ہیں جنکا اندازہ بغیر پڑھے یقیناً غیر ممکن ہے۔ قیمت ۱۲/

الایمان: اس کتاب میں نہایت فلسفیانہ طریق سے بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کا ایمان لمزروئے قرآن کریم کیا ہے۔ اسمیں کیا کیا داخل ہے۔ اور کیا کیا خارج ہے۔ شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی صاحب اس کتاب کی نسبت فرماتے ہیں۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ رسالہ الایمان غایت دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ نہایت معتدل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں بہ حیثیت سے مفید اور سودمند ہے۔ اس رسالہ نے اردو زبان میں ایک مفید اضافہ کیا ہے۔ قیمت ۶/

بشارۃ فاطمہ: ایک عدیم النظیر و عجیب مذہبی ناول ہے جس میں ایک عیسائی لیڈی کی مشرف باسلام ہونیکی تفصیلی کیفیت اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ ایکدفعہ شروع کر دیجئے پھر ختم کئے بدوں کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو ہرگز جی نہ چاہیگا۔ اسمیں اسلام کی صداقت کے بڑے بڑے زبردست اور لاجواب کر دینے والے ثبوت عقلی دلایل اور خود عیسائیوں کی مقدس کتب سے دیئے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا ذرا مبالغہ نہیں کہ بشارۃ فاطمہ کی تصنیف اسلام کی ایک قابل داد خدمت ہے۔ جسکی محبان اسلام کو ایک خاص قدر کرنی چاہیئے۔ قیمت ۸/

الاسلام دین الفطرۃ: آکسفورڈ یونیورسٹی واقع انگلستان کے عربی پروفیسر اور مصر کے نامور علامہ شیخ محمد عبدالعزیز شاویش کے اس مضمون کا ترجمہ جو انہوں نے دین اسلام کی حقانیت اور اسکے فطرتی مذہب ہونے کے ثبوت میں مقام الجزائر کی مشرقی علوم کی کانفرنس میں علماء یورپ کے سامنے پڑھا تھا۔ اسمیں عقلی دلیلوں اور اصول تمدن و تہذیب کے لحاظ سے اسلام کے عقاید۔ توحید باریتعالےٰ نبوت کی غرض اور اسکا ثبوت۔ اسلام کے معمولی احکام کی عقلی خوبیاں اور دین اسلام کا تمام دنیا کے لئے مفید اور مؤید تمدن ہونا بہت پرزور دلایل سے ثابت کیا گیا ہے اور ہر بات پر آیات قرآنی سے استشہاد کیا ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۶/

تربیت اولاد: اس کتاب میں تربیت اولاد کے سبجیکٹ پر نہایت حکیمانہ بحث کی گئی ہے اور بچوں کی جسمانی و اخلاقی اور روحانی غور و پرداخت کی ایسی مفصل اور کارآمد ترکیبیں بتائی گئی ہیں کہ غالباً اور کسی کتاب میں نہیں اور نہ ہونگی۔ عبارت سلیس اور عام فہم کہ خاص و عام اچھی طرح سمجھ سکیں اور پورا فائدہ...

وکیل
امرتسر
جلد ۱۳
مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۷ء یوم شنبہ
نمبر ۱۰۷

یاران شاطر کی تازہ نیش زنیاں

پایونیر نے ایک جدید اشاعت میں ایک ایڈیٹوریل آرٹیکل لکھا ہے کہ معاملات ہند میں آجکل جو غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں اُن کا بڑا حصہ غلط فہمیاں ہیں لیکن اُسنے اس امر کی طرف مطلق اشارہ نہیں کیا کہ ان غلط فہمیوں کا باعث بہت بڑی حد تک بعض اخبارات ہوا کرتے ہیں جو کسی خود غرضی کی وجہ سے واقعات کو غلط بیان کیا کرتے ہیں۔ اور معاملات پر مصنوعی رنگ چڑھا کر پبلک کو دہوکا دینیکی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں ہزاروں نظیریں یاد ہیں جنہیں ہم اپنے دعوے کی دلیل میں پیش کر سکتے ہیں۔ مگر ہماری عادت نہیں کہ ہم حقیر اور ادنیٰ درجہ کے اخباروں کی تحریروں پر نوٹس لیں ہم صرف مخالفین کے اُنہی اخباروں کی مضامین کی اصلیت پبلک پر ظاہر کر دیا کرتے ہیں جو اپنے دیگر ہمعصروں کے مقابلہ میں ممتاز اور مقتدر سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے باطن کی کیفیت سے کم درجہ کے اخباروں کی باطن کی کیفیت کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس آرٹیکل میں ہم اپنی تائید کے لئے ٹریبیون کی چند تازہ نیش زنیاں بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اور دکھانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے معاملات میں اُسکی تحریروں کی کیا وقعت ہونی چاہیئے؟

یہ امر محفوظ خاطر رکھنے کے قابل ہے کہ اسلامی اخبار غیر قوموں کی دل آزاری میں کبھی پیش قدمی نہیں کرتے۔ اُن پر کبھی پہلے حملہ نہیں کرتے۔ اور بلا سبب اُن کے برخلاف کبھی قلم نہیں اُٹھاتے محض اپنے بچاؤ کے لئے اور اپنے اوپر سے غلط اتہامات دُور کرنے کی غرض سے اور بیجا حملوں کو روکنے یا اُن کے نقصان رساں اثر کو دُور کرنے کے لئے اسلامی اخباروں کو مجبور ہو کر قلم اُٹھانا پڑتا ہے۔ اُنکی کارروائی ہمیشہ مدافعانہ ہوتی ہے اگر اپنے بچاؤ میں وہ اپنے حریفوں کا پوست کندہ حال ظاہر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں تو اُن پر کوئی الزام عاید نہیں ہو سکتا ہے۔ برعکس اس کے ٹریبیون اور اسکے ہم قبیلہ اخبار ذرا بھی موقع پاتے ہیں تو مسلمانوں کے دل دُکھانے والے مضامین لکھ ڈالتے ہیں۔ ہم "نقصان پہنچانیوالے مضامین" کے بجائے عمداً "دل دکھانے والے مضامین" استعمال کرتے ہیں کیونکہ اُن کے مضامین ایسے کھلم کھلا طور پر متعصبانہ ہوتے ہیں کہ ضرر رسانی کی قوت اُنمیں سے مفقود ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں نے ایک درست طریقے سے اپنی پولیٹکل لائف کو شروع کیا تو ٹریبیون نے بغیر اسکے کہ اس امر میں اسکو اُن سے کسی قسم کی شکایت کا موقع ہوا ہو۔ اُن کی شان میں پھبتیاں لینے والی تحریریں شایع کرنی شروع کر دیں۔ وہ کہتا ہے کہ کانگریس کے وجود میں آنے پر سرسید احمد خان پالیٹکس سے ڈر گئے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کو کانگریس میں شامل ہونے سے روکا۔ اور اب جبکہ کانگریس کی کوششوں سے کچھ اصلاحیں عمل میں آنے لگی ہیں۔ تو مسلمان بھی اُن سے فایدہ اُٹھانے آ گئے۔ ساتھ ہی اسکے یہ بھی لکھتا ہے کہ سرسید کے بہترین مداح بھی سرسید کی پولیٹکل علیحدگی کو قایم رکھنا مضر سمجھنے لگے ہیں اور لیگوں کا قایم کرنا شروع کر دیا ہے۔ جمہوران ڈپوٹیشن کا ذکر کرتے ہوئے ٹریبیون نے اس پر بھی دو چار آنسو بہا دیئے کہ کانگریس کے پریسیڈنٹ سر ہنری کاٹن سے وایسرائے نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک اخبار کا یہ لکھنا کہ سرسید پالیٹکس سے ڈر گئے صریح کذب ہے جسکی تردید خود سرسید کی تصانیف بالخصوص اُن کی لایف کرتی ہے جس نے اُن کا رسالہ اسباب بغاوت پڑھا ہوگا اسکے دل میں کبھی اسکا وہم و گمان تک نہیں آ سکتا کہ وہ پالیٹکس سے ڈرنے والے شخص ہیں بلکہ ہم تو یہاں تک دعوے کرنے کو تیار ہیں کہ مجوزان کانگریس کو کانگریس کا خیال سرسید کا ہی رسالہ دیکھکر پیدا ہوا۔ سرسید ہی وہ پہلے انڈین ہیں جنہوں نے اسپر زور دیا کہ حکام کو رعایا کے خیالات معلوم کرنے کے لئے بہتر وسایل ڈھونڈھنا چاہئیں۔ اور دیسیوں کو کونسل کا ممبر بنانا چاہیئے اُنہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ رعایا کوئی حقوق ہی نہیں رکھتی۔ اور اگر رکھتی ہے تو اُن کے سرکار سے مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں اُن کا کہنا تو یہ تھا کہ پہلے اپنے میں حقوق طلب کرنے کی قابلیت پیدا کرو۔ پھر معقولیت کے ساتھ حقوق طلب کرو۔ جب تک مسلمان اس قابلیت کو پیدا نہ کریں اُن کے لئے پالیٹکس کے میدان میں کودنا ایسا ہی ہے جیسا ایسے شخص کا دریا میں کودنا جسے تیرنا نہیں آتا اپنی قوم کو اس تباہی سے بچانے کے لئے اُس سچے محسن نے اپنی ساری کوشش تعلیم پر صرف کر دی اور نیشنل کانگریس کو غلط راستہ پر دیکھکر مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنے کی ہدایت کی۔ اب جبکہ مسلمانوں میں علم نے بہ نسبت پہلے کے ترقی کر لی ہے تو سرسید ہی کی تعلیم کے مطابق اُن کا پالیٹکس کو شروع کر دینا ایک بالکل ضروری فعل تھا جسے اُنہوں نے نہایت خوبی اور سلامت روی کے ساتھ کیا۔ پس اس سے ہرگز نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ سرسید پالیٹکس کے بالکل ہی خلاف تھے اور اُن کی ہدایت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سے پرہیز کرنے کی تھی گویا اب مسلمانوں نے سرسید کی غلطی معلوم کر لی ہے اور پالیٹکس میں کود پڑے ہیں۔ ایک اخبار نویس کے لئے اس نتیجہ پر آنا نہایت افسوسناک امر ہے۔

ٹریبیون اسی سلسلہ میں اُس تفریق کا بھی مرثیہ لے کر ذکر کرتا ہے جو لاہور میں لیگوں کے قایم ہونے سے مسلمانوں میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اول تو ایک غیر مذہب اور غیر قوم کے اخبار کیلئے سخت ناشایستہ حرکت ہے کہ وہ کسی قوم کے اندرونی معاملات و تفرقوں کو یوں مزے لے لے کر بیان کرے۔ جبکہ اسکا کوئی نیک و بد اثر اُس غیر قوم پر نہ پڑتا ہو۔ دوم اگر اس قسم کے واقعات کا ذکر کیا بھی جائے تو مناسب ہے کہ صحت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے ٹریبیون نے ان واقعات کے اظہار میں غلط بیانی سے کام لیا ہے جو قابل شرم ہے۔ اور صرف واقعات بیان کرنے کے علاوہ کوئی نتیجہ نہیں نکالا جو ہندوؤں یا مسلمانوں کے لئے مفید ہو جس سے مترشح ہوتا ہے کہ اُسنے صرف اپنے اور اپنے ہمخیال ناظرین کے دل خوش کرنے کے لئے غیر قوم کی غیبت کی ہے چونکہ لاہور کی لیگوں کے متعلق ہم ایک گذشتہ اشاعت میں مفصل مضمون تحریر کر چکے ہیں اُن باتوں کے یہاں اعادہ کی اب کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

ہمارے خیال کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی پولیٹکل بیداری اور لاہور کی دو لیگوں کا ذکر کرتے ہوئے ٹریبیون ضمناً انجمن حمایت اسلام لاہور کی فرقہ بندیوں کا بھی ذکر کر دیتا ہے۔ یہ چٹکیاں لینا نہیں ہے تو کیا ہے؟ مگر ساتھ ہی اسکے یہ اپنے سخت دلی تعصب کا بھی اظہار ہے۔ یہ اونشل مسلم لیگ پنجاب کی بے وقعتی کرنے کی غرض سے وہ روزانہ ہندو اخبار لاہور کی موجودہ انجمنوں کو گنوانا شروع کرتا ہے جن کا وجود پہلے سے قایم ہے مگر ان میں بھی اُسے کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے وہ انجمن اسلامیہ کا ذکر کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ اُس انجمن کے ممبر بعض سرکاری ملازم بھی ہیں۔ اسلئے وہ آل انڈیا پولیٹکل لیگ کی شاخ نہیں بن سکتی۔ پھر مولوی محرم علی چشتی کی سنٹرل ایسوسی ایشن کا نام لیتا ہے۔ مگر اُسکی اصلیت سے لوگ ایسے آگاہ ہیں کہ ہمارے مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ تیسرا نام وہ

انڈین مسلم لیگ کا لیتا ہے جس کے پریسیڈنٹ اور سیکریٹری کانگریس کے ڈیلیگیٹ ہوا کرتے ہیں لہذا جو زیادہ تر ایک ہی جماعت ہے۔ تعجب ہے کہ ٹربیون ظاہری الفاظ میں مسلمانوں کی پولیٹیکل بیداری پر مسرت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اسی سانس میں مسلمانان پنجاب کے قایم مقاموں کی بنائی ہوئی لیگ کے مقابلہ میں دیگر انجمنوں کو پیش کر کے اسکی اہمیت میں فرق لانے کی کوشش کرتا ہے یہ ہے اس اخبار کی کیفیت۔ جسے ہم مشرب پرچوں میں ممتاز ہونے کا شرف حاصل ہے اور جو پنجاب کے ہندوؤں کا سب سے عمدہ اور سب سے وقیع اخبار مانا جاتا ہے جب اس وقیع اخبار کی یہ کیفیت ہے تو دوسرے اخباروں کی حالت کا خود ہی اندازہ ہو سکتا ہے۔

یہ خیال بھی محض غلط ہے کہ جو اصلاحیں عمل میں آ چکی ہیں۔ یا آنے کو ہیں۔ وہ کانگریس کی بدولت ہیں اور مسلمان مفت میں دوسروں کی محنت سے فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ یہ اصلاحیں لازمی نتیجہ ہیں رعایا میں علم و شایستگی کی روشنی پھیلنے کا۔ نہ کہ ایک خاص ہوا پر شور مچانے کا اگر مسلمان علم میں ترقی کرینگے تو ان کے ان اصلاحوں سے استفادہ حاصل کرنے کو کوئی نہیں روک سکیگا۔ چونکہ مسلمان بہ نسبت ہنود کے مغربی علوم میں اب نہایت مستعدی سے بڑھ رہے ہیں کاروبار سلطنت میں انہیں یقیناً زیادہ حصہ ملیگا۔ مگر یہ کانگریس کا نتیجہ نہ ہوگا۔ بلکہ انکی ذاتی لیاقت کا صلہ ہوگا۔

مجوزہ عالمگیر اسلامی کانفرنس

اس عنوان سے معاصر مصری اخبار رقمطراز ہے کہ فاضل اجل [illegible] کی مالک و مدیر روزانہ اخبار

"ترجمان" کریمیا کی تجویز دربارہ انعقاد "عالمگیر اسلامی کانفرنس" مملکت مصر میں بڑی گرمجوشی سے قبول کی گئی ہے۔ اور فاضل موصوف کی اقامت قاہرہ کے دوران میں لایق و با اثر اصحاب کی ایک کمیٹی بدیں غرض قایم ہو گئی ہے کہ تجویز مذکور کو عملی صورت بخشنے کے لئے ضروری فنڈ جمع اور ابتدائی انتظام مکمل کرے۔ چند ممتاز اراکین کی ایک سب کمیٹی بھی اس غرض سے قایم ہوئی ہے کہ مجوزہ کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی توسیع میں کوشش کرے اور اسکے آیندہ جلسوں کو شاندار و کامیاب بنانے کے وسایل عمل میں لائے۔ اسمیں شک نہیں کہ ایک عالمگیر اسلامی کانفرنس کا سالانہ انعقاد مختلف ممالک کے مسلمانوں کے لئے ازبس ضروری اور مفید ہوگا مگر "وکیل" کے نزدیک بہتر ہوگا اگر بجائے مصر کے اسکا انعقاد ایام حج میں مکہ معظمہ میں ہوا کرے۔ مکہ معظمہ کو اس کانفرنس کا کام بہت ہلکا ہو جائیگا۔ انہیں مختلف ممالک کے مسلمانوں کو اکٹھا جمع کرنے کے لئے مطلق دقت نہ اٹھانی پڑیگی۔ دوسرا قابل التفات امر یہ ہے کہ مصر یا کسی اور جگہ کانفرنس کی گئی اور لوگ آسانی سے اسکے لئے جمع بھی ہو گئے تو شریک ہونے والے کانفرنس صرف وہی لوگ ہونگے جو صاحب استطاعت اور فارغ البال ہونے کے علاوہ محرکان کانفرنس کے ہمخیال ہوں اور ایسے لوگوں کی جماعت ہر حالت میں محدود ہوگی۔ برعکس اسکے مکہ معظمہ میں کانفرنس کی گئی تو لاکھوں بندگان خدا بغیر کسی خاص قسم کی زحمت اٹھائے ہوئے اس سے مستفیض ہو سکینگے ہر طبقہ کے مسلمان اور ہر فرقہ اسلام کے پیرو عالم بہت اشد ہوتے ہیں۔ اور تھوڑا سا سرمایہ جمع ہو جانے پر بھی سفر حج پر چل کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں بلا کسی خاص تکلیف کے اٹھائے ہوئے ہر ملک اور ہر طبقہ اور ہر گروہ کے مسلمان کانفرنس میں شریک ہو سکینگے اور اس کانفرنس کو واقعی عالمگیری حیثیت دیں گے۔ اسکے علاوہ حج چونکہ ہر مسلمان صاحب استطاعت پر فرض ہے اور حتی الوسع ہر ایک مسلمان اپنی زندگی میں ایک مرتبہ مکہ معظمہ کی زیارت کا شوق رکھتا ہے۔ اس مقدس مقام میں کانفرنس کا منعقد ہونا اس امر کی کافی ضمانت ہوگی کہ ہر ملک کا ہر ایک مسلمان جس پر حج فرض ہے اپنی زندگی میں اس کانفرنس میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور شریک ہو سکیگا۔ کبھی بیت اللہ کا شوق زیارت مفلسوں کو بھی تکلیف اٹھا کر حج کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اس طرح ان لوگوں کی شرکت کی بھی کانفرنس کو امید ہو سکتی ہے جو مفلس ہیں۔ مگر بوجہ روشن خیال ہونے کے کانفرنس کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان علماء کے علاوہ یہ امر خود بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ علمائے کبار حج کا ایک منشا یہ بھی بتلاتے ہیں کہ اس سے مختلف ممالک کے مسلمانوں کو آپس میں میل جول پیدا کرنے کا اور ایک دوسرے کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کا موقع ملے۔ جب حج کے فرض ہونے کا ایک یہ اسرار بھی بتایا جاتا ہے تو کیوں نہ اس منشا کو باحسن وجوہ پورا کیا جائے۔ حج تو خود ایک عالمگیر اسلامی کانفرنس ہے۔ زمانہ حال کی مناسبت سے قومی اغراض کے پورا کرنے کے لئے اسے صرف منضبط بنا دینا یا اس مجمع میں سے ایک منتخب جماعت چھانٹ لینے کی ضرورت ہے جسے ایک منضبط کانفرنس کی حیثیت دیدی جائے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے حکومت کی کسی قدر امداد کی ضرورت پڑیگی گو جو تجویز مذہبی سینکشن (اجازت) لئے ہوئے ہے۔ اسلئے حکومت کا رضامند ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں۔ بہرحال یہ امر مجوزان "عالمگیر اسلامی کانفرنس" کے غور کرنے کے قابل ہے۔

طلاق مہذب ممالک میں

ایک زمانہ تھا کہ یورپین اقوام کی نگاہوں میں اسلام سے بڑھکر بھیانک مذہب کوئی نہ تھا۔ اسلام کی ہر بات انہیں وحشیانہ اور ظالمانہ نظر آتی تھی مگر اس مذہب کے متعلق یورپ کی جہالت کم ہونے سے اسلام کی اصلی صورت کی ایک خفیف سی جھلک دنیا والوں کو نظر آنے لگی ہے۔ اور انہوں نے اسلام کو اتنا برا سمجھنا چھوڑ دیا جتنا کہ پہلے سمجھتے تھے بعض یورپین اسلام کے شیدائی بن کر کھلے کھلے الفاظ میں اس دین برحق کی حمایت کرنے لگے ہیں۔ مگر اکثر یورپین بوجہ اسلام سے ناواقف رہنے کے پوری طرح اسکے قائل نہیں ہوئے۔ گو اسکے بعض مسایل میں اپنے پہلے اختلاف کو دور کرتے جاتے ہیں منجملہ ان اسلامی مسایل کے جو انہیں پہلے بھیانک نظر آتے تھے مگر اب رحمت نظر آنے لگے ہیں۔ طلاق کا بھی مسئلہ ہے پہلے وہ لوگ طلاق کو ایک وحشیانہ رسم سمجھتے تھے مگر اب خود عدالتوں میں جا کر طلاق کی درخواستیں پیش کرنے لگے ہیں۔ اور پادریوں کا طلاق کو جایز قرار نہ دینا ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کا نام آج کل تہذیب رکھ لیا گیا ہے۔ اسکے اعتبار سے امریکہ اس زمانہ میں یورپ سے بھی دس قدم آگے ہے۔ امریکہ کی ایک مشہور مسز [illegible] رسل نے اس ملک کے اخبار میں طلاق کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر کے اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ مہذب ممالک نے اس مسئلہ کے متعلق کیسا پلٹا کھایا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ مسئلہ طلاق کے متعلق میری رائے یقین کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ میرا پختہ یقین ہے کہ طلاق دنیا کی سب سے بڑی نعمتوں میں سے ہے موجودہ زمانہ کی ممتاز ترین ترقیات میں اس کا شمار ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات میں بدمزگی پیدا ہو جانے کے بعد انہیں مل کر رہنے پر مجبور کرنا میں بہت بڑی اخلاقی پستی سمجھتی ہوں میرے خیال میں عورت کے حق میں اس سے بڑھکر کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ جس شخص سے متنفر ہو جائے اسکے ساتھ باندھ دی جائے۔ ہماری موجودہ سوشیل اور خانگی لائف نے طلاق کو ایک ضروری مسئلہ بنا دیا ہے اعتراض کیا جاتا ہے کہ طلاق کا اثر اولاد پر برا پڑتا ہے مگر میرا یقین ہے کہ اولاد بھی اس سے فایدہ اٹھاتی ہے۔ بال بچوں کی پرورش صلح و امن کے پر امن سایہ میں ہونی چاہیئے ایسے گھروں میں ان کی پرورش کا ہونا مضر ہے جہاں ان کے والدین کی باہمی الفت نفرت میں مبدل ہو گئی ہو۔ اور رات دن لڑائی جھگڑے ہوا کرتے ہوں کسی کی دل شکنی کا خیال مجھے اس رائے کے اظہار سے باز نہیں رکھ سکتا۔ کہ معاہدہ زوجیت کو دوامی کر دینا [illegible]

کوئی نہ درست نہیں۔ تا وقتیکہ زوجیت کا تعلق قائم نہ ہو جائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے کے مزاج اور چال چلن سے اصلی آگاہی حاصل کریں جس معاہدہ کی بنا ذولفتین کی نا واقفیت پر ہو اسکی پابندی لازمی نہیں۔ اگر میاں بیوی باہم خوش نہ رہ سکیں تو انہیں جدا ہو جانے کی اجازت ہونی چاہئیے۔ شادیاں ایسے حالات میں بھی کی جاتی ہیں جو خوشی کے منافی ہوتی ہیں۔ علاوہ بریں بسا اوقات شادیاں ایسی ہوتی ہیں جن کا انجام تلخ و ناگوار ثابت ہوتا ہے"

ممکن ہے مسٹر سمپسن کے یہ خیالات پارسیوں کے حلقوں میں مقبول نہ ہوں۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک عام مسلمان ان پر ضرور خوش ہو گا جس طرح طلاق کے معاملہ میں یورپ نے اسلام کی تقلید کی ہے۔ اسی طرح دیگر اسلامی معاملات کے متعلق بھی ان کو بہت کچھ اصلاح ہو گئی ہے۔ افسوس اس امر کا ہے کہ اسلام کی خوبیاں اور برکتیں یورپ و امریکہ کو دکھانے کا کوئی معقول انتظام نہیں ورنہ اسلام کو ان ممالک میں جس قدر کامیابی ہو سکتی ہے اتنی کسی دوسرے مذہب کو نہیں۔

کلکتہ میں مجالس عام کی ممانعت

جن لوگوں نے گورنمنٹ کے ان احکام کو ناپسند کیا ہے جو طلباء کو پولیٹیکل تحریکوں میں حصہ لینے سے باز رکھنے سے متعلق ہیں۔ انہیں اپنی رائے پر اس واقعہ کو پیش نظر رکھ کر نظر ثانی کرنی پڑیگی کہ پولیٹیکل تحریکوں میں کلکتہ کے طلباء کی شرکت کا یہ اثر ہوا ہے کہ وہاں دو مہینے کے لئے ہر عام جلسوں کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ جس شہر کی تہذیب کا یہ حال ہو کہ پولیٹیکل تقریریں سنتے ہی سامعین پولیس والوں پر پتھر برسانے لگیں اور منافات کے خلاف ایسی حرکات کریں جن سے ان کی تعلیم بلکہ ان کی انسانیت پر حرف آئے۔ وہاں کیونکر پبلک جلسے منعقد کرنیکی آزادی لوگوں کو دیجا سکتی ہے۔ ہم اسے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ مجالس عام منعقد کرنے کی آزادی کا لے لیا جانا پبلک کو نہایت شاق گذرا کرتا ہے۔ مگر جب اس پبلک میں ایسے افراد کی معتدبہ تعداد ہو جو اس آزادی کے اہل نہ ہوں۔ تو ضروری بندش کا نہ کرنا اسی پبلک کی بہبودی کے لئے مضر ہو سکتا ہے اس حق کا ضبط ہونا گو ناگوار ہے۔ ہاں اسکا افسوس ضرور ہو گا۔ گمراہوں کے ساتھ بعض نیک افراد بھی نقصان اٹھاتے ہیں مگر اسکا علاج یہی ہے کہ درست راہ پر چلنے والے گمراہوں کو راہ راست بتلا دیں کسی شہر کے چند میلے کچیلے مکان رکھنے والوں کی غلطی سے کسی قسم کا وبائی مرض پھیل جاتا ہے تو اسکے مہلک اثر سے وہ بھی محفوظ نہیں رہتے جو مصفا مکانوں میں رہتے ہیں اور ہر وقت صفائی اور ستھرائی کا خیال رکھتے ہیں۔ گذشتہ پولیٹیکل شورش میں ہم اس پنجاب میں دیکھ چکے ہیں۔ کہ غیروں کے مقدور پر جو مجالس عام کرنیکی ممانعت ہو گئی تھی اس سے مسلمان بھی مستثنے نہ کئے گئے تھے۔ حالانکہ مسلمانوں کی بیگناہی ظاہر ہو چکی ہے۔

ریلوی کمیشن کی تحقیقات بذریعہ ڈاک

ریلوے ہمارے ملک کی انتظامی حالت کی تفتیش کی غرض سے صاحب وزیر ہند کے حکم سے ایک ریلوے کمیشن کی تعیناتی کی خبر اس سے قبل دیجا چکی ہے ابتدا میں اس کمیشن کے ہندوستان میں آکر تحقیقات کرنے کی خبر تھی۔ مگر بعد میں یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ وہ انگلستان ہی میں بیٹھے بیٹھے ہندوستانی ریلوے سسٹم کی تحقیقات کریگی۔ یہ خبر جب اس ملک میں مشتہر ہوئی تو عام طور پر کمیشن کی کارروائی کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا گیا۔ مگر بذریعہ ڈاک استصواب رائے کی کارروائی کے شروع ہونے سے اس مایوسی میں کسی قدر اضافہ ہو چلا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے پبلک جماعتوں سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنی رائے انتظام ریل کے متعلق قلمبند کر کے ارسال کریں۔ تاکہ بذریعہ ڈاک وہ کمیشن کے پاس ولایت بھیجی جائے۔ ایک طرف تو یہ شکایت ہو رہی ہے اور صاحب وزیر ہند کو ہمیں بلا تفاق ترکیب کہ سرکاری عہدہ داروں کا غیر سرکاری جماعتوں سے الگ تھلگ رہنا۔ اور ان میں تیر رفتار مہاراجوں اعزازیوں کا بہت کچھ باعث ہے جو آجکل انتظام ملک میں نظر آ رہی ہیں۔ اور دوسری طرف خود صاحب وزیر ہند کی آنکھ کے نیچے ایک ریلوے کمیشن ہندوستانی ریلوے انتظام کی تحقیقات سات سمندر پار کر رہی ہے اور پبلک کے خیالات سے بذریعہ ڈاک آگاہ ہونیکی خواہش رکھتی ہے کاش ریلوے کمیشن کے ممبر اس ملک میں آتے اور نامعلوم طور پر کچھ وقت ہماری ریل میں سفر کر کے خود دیکھتے کہ تیسرے اور ڈیوڑھے درجے کے مسافروں کی کیا درگت بنتی ہے؟ یا آجکل یعنی دسمبر کے کنسیشن کے زمانہ میں دوسرے درجہ کے مسافروں کا بھی کیا حال ہوتا ہے؟ ہندوستان کی ریلوں کے متعلق کئی امور ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں سننے سے نہیں۔

محکمہ ڈاک سے متعلق ایک مشورہ

ناظرین کو یہ خبر کسی قدر تعجب سے ہو گی کہ مسٹر اسٹوارٹ ولسن ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات اطلاع دیتے ہیں۔ کہ سال گذشتہ میں وہ خطوط و پیکٹ وغیرہ جو مکتوب الیہ تک نہ پہنچ سکے اور کاتب کو پاس بھی واپس نہ ہو سکے (۲۰۴۹۶۰۲) یعنی فیصدی ۲۶ - اشیائے ڈاک ایسی تھیں جو ڈیڈ لیٹر آفس میں داخل کی گئیں۔ ان میں سے کثرت سے تعداد ایسی نہیں جنکا منزل مقصود پہنچنا غیر ممکن تھا کیونکہ ان پر کسی کا پتہ ہی نہ لکھا تھا۔ یہ سن کر حیرت ہو گی کہ ہر سال ہزار ہا خطوط ڈیڈ لیٹر آفس میں ایسے موصول ہوتے ہیں جن پر پتہ ندارد ہوتا ہے۔ اہل بنگال کی خود فراموشی کا یہ حال ہے کہ ہر روز ۹۰ - ایسے خطوط ڈیڈ لیٹر آفس میں وصول کئے جاتے ہیں۔ بمبئی کا نمبر دوسرا کہا جاتا ہے لیکن وہاں بھی اس قسم کے خطوط کی تعداد روزمرہ (۴۳) کے قریب ہوتی ہے خطوں پر پتہ نہ لکھنا اور ڈاک میں بھیجنا ایک ایسی حرکت ہے جس پر اسکے مرتکب بھی دریافت ہونے کے بعد ہنستے ہوں گے۔ مگر علاوہ مضحکہ انگیز حرکت ہونے کے یہ مضرت رساں حرکت بھی ثابت ہوئی ہے کیونکہ سال گذشتہ میں ڈیڈ لیٹر آفس کے موصول شدہ خطوط میں چیک۔ ہنڈیاں۔ کرنسی نوٹ۔ پلس آف آکسچینج بکہ جات و دیگر قیمتی اشیاء قریب پانچ لاکھ روپیہ کی مالیت کی برآمد ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی صرف پانچ ہی بڑے بڑے ڈیڈ لیٹر آفسوں پر کیسے افسوس کی بات ہے کہ سال بھر میں اتنی بڑی رقم اپنے مستحقین کے ہاتھ سے محض ذرا سی غفلت سے نکل گئی۔ یہ اعداد خود فراموش اور لاپرواہ طبائع کے لئے امید ہے کہ تازیانہ کا کام دیں گے مگر ساتھ ہی اسکے ہم محکمہ ڈاک کو بھی یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے خطوط کے بھیجنے والوں کا یا مکتوب الیہ کا پتہ لگانے کے لئے کوئی خاص اہتمام کرنا چاہئیے ولایت میں بعض ایسے اکسپرٹس اور ماہر فن اس کام پر متعین کئے جاتے ہیں جو خطوط کے مضامین اور ڈاکخانہ کی مہروں وغیرہ سے پتہ لگا لیا کرتے ہیں۔ کہ کونسا خط کس کے پاس سے آیا ہے اور کس کے پاس جانا چاہئیے۔ اگر ہندوستان میں بھی اس قسم کا کوئی انتظام کیا جائے تو بہت سے لوگ اس نقصان سے بچ جائینگے۔ جو اب انہیں اٹھانا پڑتا ہے۔

مروجہ اعلیٰ تعلیم پر نکتہ چینی

راٹر کی تار برقی منظر ہے کہ ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن لنڈن کے ایک جلسہ میں مسٹر ولسنکر سپرنٹنڈنٹ اسکولہائے بمبئی نے ایک مضمون پڑھا جس میں اس اعلیٰ تعلیم پر نکتہ چینی کی گئی جو آج کل ہندوستان میں مروج ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس تعلیم سے ہندوستان میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو رہی ہے جس کی معلومات نہایت محدود ہوتی ہے۔ اور اس محدود معلومات کو بھی اس تعلیم یافتہ نوجوانوں کو فائدہ اٹھانے کی استعداد نہیں ہونے پاتی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس جماعت کے دل میں انگریزی حکومت کے برخلاف تعصب پختہ ہو جاتا ہے۔ ان نقائص کے دور کرنے کی تدبیر انہوں نے یہ بتائی کہ ہندوستان والوں کے ذہن نشین یہ کرنا چاہیئے کہ حقیقی اعلیٰ تعلیم کے کیا معنی ہیں۔ اور دیسی اور دیسی استادوں میں زیادہ تبدیل جول ہونا چاہیئے۔ یونیورسٹی کی تعلیم کو ۔۔ نئے انداز پر لانا چاہیئے۔ استادوں کی تعداد میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنے شاگردوں سے زیادہ میل ملاپ رکھہ سکیں اور یونیورسٹی آکیم کی توسیع ہونی چاہیئے۔ مارسن صاحب بھی اس جلسہ میں موجود تھے اور انہوں نے بھی اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا کہ استاد و شاگرد کے درمیان موانست کی از حد ضرورت ہے۔ سر لیپل گریفن نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ بہتر ہو کہ ہندوستانیوں کو اپنے ہی طور پر اپنی ذہنی ترقی کی تدابیر عمل میں لانے کا موقع دیا جائے اور انگریزی زبان بطور ایک ذریعہ کے اس ملک کے ... لازمی مضمون کے سر لیپل گریفن کی تجویز بحیثیت قابل ... درست ... دیسی زبانیں ابھی تک اس قابل نہیں ہوئیں کہ ان کے ذریعہ مغربی علوم و فنون اس خوبی سے حاصل کئے جا سکیں جس خوبی سے مغربی زبانوں کے ذریعہ وہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ کسی آئندہ زمانہ میں ہماری ملکی زبانیں ان علوم کے خزانوں سے مالا مال ہو جائینگی تو لاشبہہ غیر زبانوں کی بہ نسبت وہ ہماری آئندہ نسلوں کی ترقی کا بہتر ذریعہ ثابت ہونگی۔ مگر سردست یہ غیر ممکن ہے۔

شاہی مسجد لاہور کی مرمت

مسلمان خصوصاً اور قدیمی عمارات پسند پبلک عموماً اس خبر کو نہایت شکرگذاری کے ساتھ سنینگے کہ گورنمنٹ نے چھپن ہزار (۵۶۰۰۰) روپیہ لاہور کی شاہی مسجد کی مرمت کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ گورنمنٹ کی یہ فیاضانہ عنایت ہر ایک باشندہ ملک کے لئے شکرگذاری کا باعث ہونی چاہیئے۔ کیونکہ آثار قدیمہ کی حفاظت اور تاریخی یادگاروں کی محافظت فی الحقیقت ایک احسان ہے جس سے ہندو و مسلمانوں کو یکساں متاثر ہونا چاہیئے۔ مگر ٹریبیون اس خبر کو لکھتے ہوئے صرف یہی لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کی نوازش **مسلمانوں** کو بہت ممنون کریگی۔ گویا ہندوؤں کو اس عطیہ پر نہ کسی قسم کی خوشی ہوئی۔ نہ وہ اپنا کسی قسم کی شکرگذاری کا اظہار کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ آگے چل کر ٹریبیون کی تحریر سے یہاں تک بھی پایا جاتا ہے کہ جب تک ... کانگڑہ کا پرانا مندر جو اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ میں تباہ ہو چکا ہے گورنمنٹ کے روپے سے بنایا نہ جائیگا ہندو ممنون نہ ہونگے اخبار یہ بھی ڈینگ ماری گئی ہے کہ ہندوؤں کا مذہبی جوش کبھی مندر کو شکستہ حالت میں نہ رہنے دیگا۔ بلکہ روپیہ کا بہت جلد انتظام کر لیا جائیگا۔ گویا انہیں گورنمنٹ کی امداد کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر خود بخود گورنمنٹ کچھ روپیہ دیدے تو وہ ممنون ہو لینگے۔ مسلمانوں کے ساتھ رقابت کا یہ جوش اور ہندو و مسلمانوں کی ایک ہی نیشنلٹی کا دعوے ایسی متضاد چیزیں ہیں جنہیں ٹریبیون جیسے اخبار ہی ایک جگہہ جمع کرنے کی ناکام کوششیں کیا کرتے ہیں۔ اور اپنے دعوے کی کمزوری کو دنیا پر عیاں کرتے ہیں۔

ریفارم

آج مراسلات کے کالموں میں ریفارم پبلشنگ سوسائٹی کلکتہ کی طرف سے ایک کھلی چٹھی بنام جملہ بزرگان قوم درج کی جاتی ہے جس میں ایک مجوزہ انگریزی رسالہ "ریفارم" کے آئندہ جنوری سے اجراء کی اطلاع دیکر قوم کے ہمدردوں اور بہی خواہان قوم سے التجا کی گئی ہے کہ وہ اس کی معاونت فرمائیں۔ اور اس کے خریداروں اور سرپرستوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرنے کی اجازت دیں۔ اس رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے ذریعے لوگوں کی اخلاقی حالت درست کی جائے۔ مقصد نہایت متبرک ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے انگریزی زبان میں ایک کیا متعدد رسالوں کی ضرورت ہے ہماری خواہش ہے کہ اس رسالہ کے نکالنے والوں کو خاطرخواہ کامیابی ہو۔ اور ان کے رسالہ کو عوام میں مقبولیت حاصل ہو۔

مراسلات

ون روپی فنڈ

رسیدی نمبر ۳۲/۹ جبکہ روپیہ جناب مولوی نیاز علی صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقہ راولپنڈی نے اپنی جیب خاص سے عطا فرمایا۔ عہ

مکمل رسیدی نمبر ۳۳ - آمدہ از پسرور ضلع سیالکوٹ (۱۹ ر دسمبر ۱۹۰۶ء):

نمبر شمار	اسماء احباب چندہ دہندگان	رقم چندہ
(۱)	جناب بابو غلام حمید صاحب سب پوسٹماسٹر قلعہ سوبہا سنگہ ضلع سیالکوٹ ...	عہ
(۲)	" مستری اللہ دتا صاحب ٹھیکیدار " "	عہ
(۳)	" شیخ مہرالدین صاحب دوکاندار " "	عہ
(۴)	" مستری نظام الدین صاحب " "	عہ
(۵)	" شیخ غلام محمد صاحب رئیس " "	عہ
(۶)	" سید ناظر حسین شاہ صاحب " "	عہ
(۷)	" منشی غلام رسول صاحب محکمہ ڈاک " "	عہ
(۸)	" ہیڈ پیل سیکرٹری صاحب ناروال ضلع سیالکوٹ	عہ
(۹)	" مولوی علم الدین صاحب سب پوسٹ رجسٹرار "	عہ
(۱۰)	" مولوی محمد جمیل صاحب ماسٹر مشن سکول "	عہ
(۱۱)	" مولوی محمد منیر صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول فتح گڈھ "	عہ
(۱۲)	" چودہری سربلند خان صاحب ذیلدار "	عہ
(۱۳)	" مولوی چراغ الدین صاحب مدرس مڈل سکول "	عہ
(۱۴)	" چودہری رحیم بخش صاحب عرائض نویس تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ	عہ
(۱۵)	" بابو فضل احمد صاحب سب پوسٹماسٹر "	عہ
(۱۶)	" چودہری عبد اللہ صاحب عرائض نویس	عہ
(۱۷)	" بابو عنایت اللہ صاحب کلارک ڈاکخانہ .... "	عہ
(۱۸)	" سردار لوہا سنگہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی تحصیل رعیہ "	عہ
(۱۹)	" مرزا رحمت علی صاحب مختار عدالت .... "	عہ
(۲۰)	" میر عبد العزیز صاحب محرر رجسٹری .... "	عہ
(۲۱)	" منشی شمس الدین صاحب عرضی نویس .. .. " "	عہ

(۲۲) جناب سید حاکم شاہ صاحب نائب شرف منصف صاحب رعیہ عہ (۲۳) جناب منشی میراں علی صاحب محرر تھانہ رعیہ عہ - (۲۴) میاں ... ٹھیکیدار قلعہ سوبہا سنگہ عہ (۲۵) جناب معلوم الاسم صاحب عہ میزان للعہ

جناب منشی ... خان صاحب فائر معرفت جناب منشی نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات عہ - کل میزان عہ

کھلی چٹھی

جناب من! ہم لوگوں کو بڑی مسرت ہے کہ ہم مبارک موقع پر آپ جیسے بزرگ قوم سے خلق کے فرض ادا کرنے کے بہانے ہوئے صراط مستقیم کی نسبت مسلم اور غیر مسلم کی اصلاح کے متعلق ہمکلام ہونے کی عزت حاصل ہوتی ہے۔

کل تعلیمیافتہ اور روشنخیال مسلمان افسوس کے ساتھ مسلمین اور غیر مسلمین کی موجودہ قابل رحم و افسوس اخلاقی حالت کو تسلیم کرتے اور خالص اسلام کے اعتبار سے مسلم اور غیر مسلم کی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ مگر چونکہ خالص اسلام کی اشاعت کے ذریعہ سے بنی آدم کی بہبودی کی تحریک کے لئے ابھی بہت گنجائش ہے۔ چنانچہ اغراض مذکورہ بالا کی اشاعت کے لئے ایک عام اور آزاد ذریعہ قایم کرنے کے خیال سے ہم لوگ جنوری آیندہ سے ایک ہفتہ وار رسالہ جسکا ریفارمر (اصلاح) نامی انگریزی زبان میں جاری کرنا چاہتے ہیں جسکا خاکہ حسب ذیل ہے۔

(۱) مراسلات (۲) ہمارے مبلغین اور لیڈر (۳) روحانیت و دینیات (۴) اڈیٹوریل (۵) ہمارے ہونہار نوجوان اور مہذب خواتین (۶) ہماری طرز معاشرت (۷) ہماری درسگاہیں (۸) اقتباسات (۹) ہمارے مطالعہ کی چیز (۱۰) تصاویر ✤

امید کہ اسکے خریداروں اور سرپرستوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرنے کی اجازت دے کر آپ ہم لوگوں کی عزت افزائی فرمائینگے۔ اور ایسے کام میں ضرور مدد کرینگے جو ہر طرح آپ کی اعانت کا مستحق ہے۔

آپکے خادم ارکین انجمن اشاعت اصلاح۔
۱۶ نارتھ سیالدہ روڈ کلکتہ

قابل توجہ لیڈران آل انڈیا مسلم لیگ کراچی

عام مسلمانوں اور بالخصوص ملازمت پیشہ مسلمانوں کو اس مسلم لیگ کے انعقاد سے جو خوشی ہوئی ہے وہ حیطہ تحریر سے باہر ہے۔ علاوہ اس لیگ کے ظہور میں آنے سے صوبہ پنجاب کے روشن خیال اصحاب نے بھی جو ایک مسلم لیگ پنجاب قایم کی ہے وہ بھی کچھ کم قابل فخر نہیں۔ لیکن اس وقت مندرجہ عنوان لیگوں کے لیڈروں کی حضور میں ایک ضروری اور نہایت وزندار مسئلہ کے پیش کرنے کی ضرورت ہے جسکو تمام ملازمت پیشہ مسلمان ایک ضروری ہی نہیں بلکہ نہایت کار آمد مسئلہ خیال کر رہے ہیں اور اکثر مسلمانان پنجاب اور بالخصوص ملازمت پیشہ اصحاب دریافت کیا کرتے ہیں کہ کیا یہ پولیٹیکل کمیٹیاں کسی ایسے کام میں بھی دلچسپی لے سکتی ہیں کہ جس سے ان کے برادران اسلام کی ناجائز حق تلفیوں کی تلافی ہوسکے؟ لہٰذا۔ امورات بالا کو مدنظر رکھکر ہم اس شاندار جلسہ کراچی کے موقع پر چند ایک سوالات لیڈران آل انڈیا مسلم لیگ کے حضور میں نہایت ادب سے پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں امید کہ ہمدردان اسلام اور لیڈران مسلم لیگ ان ضروری اور کارآمد سوالات پر کافی طور پر توجہ مبذول فرمائینگے۔

(سوال اول) کیا لیڈران آل انڈیا مسلم لیگ مسلمان ملازمان سرکار کی ناجائز حق تلفیوں کے متعلق جو ان کے ہندو برادران وطن کے ناواجب جوش یا مذہبی تعصب سے ظہور میں آئی ہوں۔ کچھ نوٹس لے سکتے ہیں؟

(سوال دوم) اگر کسی دفتر سرکاری میں مسلمانوں پر بلا وجہ جرمانے اور برخاستگیاں ہوں۔ اور ان کا ثبوت بھی ملازمان سرکار پورے طور پر دے سکیں تو کیا ممبران لیگ ان صحیح واقعات کو گورنمنٹ کی حضور میں پیش کر سکینگے؟

(سوال سوم) کیا مسلم لیگ کے اہم منتم کے معاملات میں کہ جو متعلق ملازمت ہوں اور جو واقعات کہ ہے صحیح بھی ہوں۔ گورنمنٹ عالیہ بھی کچھ نوٹس لیگی؟

امید ہے کہ ہمارے اس ضروری مسئلہ کے متعلق کہ جو ہزارہا مسلمانوں کے رزق کا نہایت نازک مسئلہ ہے۔ اور جسپر لیڈران آل انڈیا مسلم لیگ اور لیڈران پنجاب مسلم لیگ کو خاص طور پر توجہ مبذول فرمانی ضروریات زمانہ سے ہے ایک خاص طرق پر دلچسپی لی جائیگی۔ اور اس دفعہ کو آل انڈیا مسلم لیگ کراچی کے اجلاس میں پیش کرکے اسکے متعلق کوئی ضروری ریزولیوشن پاس کرکے کوئی خاص کام اسکے متعلق مقرر کیا جائے گا۔ اور ہمیں امید ہے کہ کارکنان مسلم لیگ کراچی ہماری ان چند نہایت ضروری گذارشوں پر کہ جو واقعات کے لحاظ سے بالکل قابل امداد ہیں پورے طور پر توجہ فرمائینگی۔ راقم ایک امداد طلب مسلمان ✤

مبارک باشد

جس امر کے لئے ایک زمانہ نواب محسن الملک صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی ہی میں کوشش کرتا تھا۔ اور جس تجویز پر پیاسی سال کے ماہ اگست و ستمبر میں وکیل جہار نے نہایت استقلال سے بحث کی تھی اور جس اہم مسئلہ کی بابت نواب صاحب مرحوم کی وفات کے وقت سے اہل ہند میں بالعموم اور مسلمانوں میں بالخصوص چہ میگوئیاں شروع ہوگئی تہیں۔ اور جس طلب کے لئے ہندوستان کی تمام اسلامی مجالس اور انجمنوں نے نہایت سرگرمی سے ریزولیوشن پاس کرکے ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم کی خدمت میں بھیجے تھے اور جس مقصد کے پورا ہونے کی غرض سے ہند کے تمام اسلامی پرچوں نے دھوم مچا رکھی تھی۔ اور جس خواہش اور امید کے بر آنے کے لئے ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر فرد بشر دست بدعا تھا اور جس نتیجے اور قسمت کے فیصلے کے ہم منتظر و متفکر تھے۔ خدا کا شکر ہے اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسکا ظہور ریسول بتاریخ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء بوقت دوپہر ہوا۔

میں طلبائے علیگڈہ کالج کی طرف سے تمام ہی خواہان اسلام کو علی العموم اور خیر خواہان مدرسۃ العلوم کو علی الخصوص مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے نہایت قابلیت اور جوش اسلامی کو کام فرما کر اس کالج کی موجودہ حالت دیکھکر ایک ایسے شخص کے انتخاب کے لئے کوشش فرمائی جو کہ درحقیقت میں ہی اعلیٰ سکریٹری شپ کے قابل اور اس عہدہ کا حق ہے اور آخرکار وہ کوشش پھل لائی۔ میں طلبائے کالج کی طرف سے تمام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے حق میں نیک سعی کی۔ اور ایک ایسے شخص کو لیڈر بنایا جو کہ کالج کو ایک اعلیٰ پیمانہ پر پہنچا دیگا۔ ۱۶ دسمبر کا روز طلبائے مدرسۃ العلوم کو ہمیشہ یادگار رہیگا کیونکہ اس روز انہیں صرف نئے سکریٹری کی بابت مطلع کیا گیا ہے۔ بلکہ اس روز ایک شاندار جلسہ ہوا۔ جس میں سید حسین صاحب بلگرامی نے ایک ریزولیوشن پیش کیا جس کی تائید میں نواب وقار الملک صاحب نے ایک پُرجوش تقریر فرمائی۔ جملہ ناظرین جہار کو جلسہ کی تقریب وغیرہ کا حال حسب ذیل ریزولیوشن کی عبارت سے معلوم ہوجائیگا۔ ”ٹرسٹیز اسٹاف و طلباء مدرسۃ العلوم حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو دوسرا فرزند سعید تولد ہونے پر مبارکباد دیتے ہیں“

اسی تقریب پر شام کے چار بجے ایک گارڈن پارٹی دیگئی۔ کرکٹ گراؤنڈ میں مختلف رنگوں کی جھنڈیاں لہرا رہی تہیں۔ گراؤنڈ کے چاروں طرف دروازے بنائے گئے تھے جن پر سرخ کپڑا منڈھا ہوا تھا۔ اور اس خطہ کی شان دور سے ایک عجیب پُرلطف منظر پیش کرتی تھی۔ میزوں پر انواع و اقسام کی مٹھائیاں اور طرح طرح کے میوہ جات عجب انداز سے چنے گئے تھے۔ اور کہانے کے وقت کالج کے طلباء کو دیکھکر اسلامی جوش دل میں موجزن تھا۔ انگریزوں کے لئے علیحدہ انتظام تھا۔ اور اسٹاف کے لئے اور۔ آخیر میں فوٹو لیا گیا۔ اور تمام طلباء عالی جناب حضور نظام حیدر آباد کی اور ان کے فرزند ارجمند کی درازی عمر کے لئے دعائیں مانگتے ہوئے خوش و خرم جیبوں اور رومالوں میں وہ مٹھائی اور میوے جو کھانے سے بچ گئے تھے لئے ہوئے۔ اپنے اپنے بورڈنگ کو واپس چلے گئے۔ شمس العلماء مولانا حالی صاحب یہاں ہی مقیم ہیں۔ ان کی طبیعت ذرا خراب سی رہتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ نہایت ہی

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے منتظمین میں ایک ضروری گذارش

ہماری اس کانفرنس کا جلسہ کسی نہ کسی جگہ ہر سال ہوتا ہے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مسلمان دور دور سے آن کر اس میں شریک ہوتے اور اسکے کاروبار سے دلچسپی لیتے ہمدردی ظاہر کرتے۔ اور اسکی حوصلہ افزائی و اعانت میں سرگرمی دکھاتے ہیں۔ بلا مبالغہ ہزاروں روپیہ اسکے طفیل ریلوے کمپنیوں کی نذر بھی ہوتا ہے۔ اور دیگر ضروریات میں بھی اٹھتا ہے۔ بس نہیں کہہ سکتے کہ یہ تمام مصارف اور ان کے علاوہ لوگوں کا زحمت سفر وغیرہ برداشت کرنا بالکل فضول اور بے نتیجہ ہے کچھ شک نہیں کہ اس جلسہ کی جو ہر سال کسی نہ کسی مقام پر مسلمانوں کی قومی حرکت و عظمت کا ایک شاندار نمونہ یار و اغیار کے پیش نظر ہو جاتا ہے۔ آج تک بھی کلام نہیں کہ وہاں کئی اہم معاملات قومی پر صحیح اور استوار خیالات ہوتے اور کچھ نہ کچھ کارآمد نتایج سود و بہبود ملت کے متعلق مرتب ہوتے رہتے ہیں یہ بھی مانا کہ [illegible] بدولت مسلمانوں کے قومی لٹریچر میں [illegible] کچھ نہ کچھ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب کچھ سہی لیکن [illegible] ہر ایک ذمہ دار بزرگان ملت سے یہ پوچھتا ہوں کہ اس کانفرنس کے تمام [illegible] کچھ ہوتے ہیں [illegible] پہلوؤں کا جو اتفاقاً سال متعلقہ میں بہرحال ذیل ہونا چاہیے اسکی عملی طور پر کیا [illegible] والا کوئی [illegible] اسی بنا پر ایک تعلیمی مجلس ہے جسکا اہم ترین مقصد مسلمانوں میں تعلیم کا جاری کرنا ہے [illegible] ہونا چاہیے [illegible] مانا ہوا کرنا لازمی و حامیان کانفرنس نے اس مقصد اعلی کو زبانی تحقیقوں اور عملی کارروائیوں میں بالکل [illegible] انداز نہیں [illegible] کچھ بیش غور و فکر اسکے متعلق بھی ہوتا ہی رہتا ہے۔ مگر یہ کہنے میں ایک منصف حال کو کچھ تامل نہیں [illegible] اگرچہ روپیہ اور [illegible] زیادہ تر بہی وقت دیگر مشاغل پر صرف ہوتا رہا اتنا بھی اب تک کانفرنس [illegible] اس قیام کے لئے وقف نہیں کیا گیا اپنے مقصد کی [illegible] اہمیت تو یہ چاہتی ہے کہ [illegible] ان کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ نصب العین نفس تعلیم کی ترقی و اشاعت ہو۔ اسکو تعاون [illegible] دیگر [illegible] زیادہ پر کی جاتی مگر اس سے انکار نہیں کہ کانفرنس کا ہر ایک شعبہ اپنی اپنی جگہ پر مفید [illegible] ہی ہے۔ تعلیم نسواں [illegible] نمایش ترقی اردو وغیرہ وغیرہ کے سودمند ہونے میں کیا [illegible] سکتا ہے لیکن ان سب ضروری [illegible] کا خیال آخر قوم میں کس طرح پیدا ہوا مسلمان مرد ولی میں [illegible] تعلیم پھیلنے اور قومی [illegible] احساس ہونے سے یا اور کسی طرح؟ پھر کیا وجہ ہے مردوں کی تعلیم کے کافی اہتمام و [illegible] کی توجہ کئے بغیر دیگر امور اور فرعی اغراض کی طرف مائل ہو نے دیگی۔ بلکہ زور دار [illegible] بل کر دیگی۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا اور اسکا ثبوت بھی دے سکتا ہے کہ تعلیم نسواں [illegible] ترقی اردو وغیرہ مقاصد کے ضمن میں گذشتہ چند سال کے اندر جو کچھ کیا گیا [illegible] بھی روپیہ اور وقت صرف نہیں ہوا؟ اور کیا کوئی سمجھدار واقف کار ابھی اس بات کا [illegible] قومی تعلیم و ترقی کے اصولی اور بنیادی اسباب مہیا ہو جانے پر جنکی میں ابھی توضیح کروں گا ان جزوی و فروعی باتوں کا اہتمام و انصرام نہیں ہو سکتا؟ ہرگز نہیں اصولی سامان ترقی سے میری مراد وہ عظیم الشان مقصد ہے جو روز اول ہی سے محمڈن کالج اور محمڈن کانفرنس کی اغراض قیام میں مدنظر اور سب باتوں سے مقدم تھا یعنی ایک

محمڈن یونیورسٹی

کا بنانا جسکے قیام کے لئے دس لاکھ روپے کی ضرورت شروع شروع میں بیان کی جاتی تھی کیا [illegible] چند سال کی معقول مدت میں یہ سرمایہ مطلوبہ بسہولت فراہم نہ ہو سکتا تھا؟ اگر اور سب باتوں کو پیچھے رکھکر سب سے پہلے اسکی فکر کی جاتی۔ کیا اب تک کے تمام اجلاسوں پہ

مسلمانوں کا اتنا بلکہ اس سے کہیں زیادہ روپیہ خرچ نہو گیا ہوگا۔ اور کیا پانچ چھہ کروڑ مسلمان کئی برس کی لگاتار سعی و توجہ سے اتنی رقم بھی اپنی ترقی و بہبودی کے اہم ترین مدعا کیواسطے جمع نہ کر سکتے تھے؟ کیوں نہیں؟ مگر مصیبت یہ ہے کہ ہمارے سارے کام بے اصول اور غیر مسلسل ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بے ٹھکانے یا پریشان طریق پر ہاتھ پاؤں مارنے سے اصلاح و ترقی ملت کے حق میں کوئی معتدبہ و مہتم بالشان نتایج مترتب نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح ایک اور قابل توجہ فروگذاشت میں اسوقت بڑے ادب سے۔ مگر زور کے ساتھ بزرگان قوم کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ مسلمانوں میں تعلیم کی جو حالت یا رفتار اشاعت فی الحال دیکھی جاتی ہے جب تک اسکو برابر باقاعدہ اور زور کے ساتھ آگے بڑھانے یا بہتر کرنے کی قابل اطمینان و سرگرم کوششیں نہوں۔ نیز ان کوششوں کے صریح و عملی نتایج بیش از بیش موجود و مشہود نہ ہوتے رہیں یعنے نت نئی ابتدائی قومی درسگاہوں کا قیام ظہور میں نہ آئے اور مسلمانوں کی تعلیمی مردم شماری کی رپورٹیں ہر سال پہلے سے کہیں زیادہ تسلی بخش و حوصلہ افزا شمار و اعداد پیش نہ کرتی رہیں اسوقت تک آخر کس بنا پر سمجھا جائے کہ مسلمان اس کانفرنس کے طفیل بہی میدان تعلیم میں کچھ آگے قدم بڑھا رہے ہیں [illegible] اس سے کہ قوم کیا ملک بلکہ دنیا بھر میں یوں بھی فی زمانہ بمقتضائے وقت تعلیم و ترقی کا چرچا بالعموم روز افزوں ہی دیکھا سنا جاتا ہے۔ کانفرنس سے متعلق تعلیمی مردم شماری کا صیغہ ایک ایسا مفید و ضروری صیغہ ہے کہ اسکی اہمیت اور فواید سے کسی سمجھدار شخص کو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن نہیں کہہ سکتے کہ ہر سال کے اجلاس میں اور نیز دوران سال پر اسکو مفید بنانے اور اس سے فایدہ اٹھانے کی کما حقہ کوشش ہوتی رہی ہے۔

میری یہ تحریر نری بکواس اور ہذیان معلوم ہوگی۔ اگر قوم کی موجودہ حالت کو صحیح و تجارت کی اسکو ترتیب [illegible] ملحوظ نہ رکھا گیا۔ وہ حالت کیا ہے؟ یہی کہ ہزارہا چھوٹے بڑے مسلمان اب بھی ویسے ہی جاہل۔ دین و ملت اور ان کی مصالح سے ناآشنا۔ محض اور خلاف شرع تباہ کن رسوم میں مبتلا ہیں۔ جیسے کالج اور کانفرنس کے اجرا و قیام سے پہلے تھے۔ اور افسوس کہ [illegible] خود ان کی یا کم از کم ان کی اولاد و احفاد کی اصلاح حال اور تعلیم و ترقی کا بھی کوئی انتظام معقول ہوتا ہے نہ اسکی قرار واقعی فکر ہوتی نظر آتی ہے۔ اگر کالج اور کانفرنس محض قوم کے خوشحال و فارغ البال افراد کی ملکیت نہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں کی افسوسناک بلکہ عبرت انگیز و ندامت خیز حالت پر کسی صاحب قوم کو ترس نہیں آتا۔ اور عملی طور پر کالج و کانفرنس کی مساعی جمیلہ کا فیضان بالعموم انہی حضرات تک پہنچتا دکھائی دیتا ہے جو تعلیم و تہذیب سے کم و بیش بہرہ مند یا باخبر ہو چکے ہیں۔ محمڈن کالج جیسے عظیم الشان انسٹیٹیوشن اور محمڈن کانفرنس جیسی جلیل القدر آرگنیزیشن کا فرض تو یہ ہونا چاہیئے کہ قوم کے جو افراد پہلے ہی ایک حد تک ہوشیار و بیدار اور ضروریات قومی سے بہت خبردار ہو چکے ہیں اور کچھ نہ کچھ آپ ہی اپنا سوچنا کر سکتے ہیں۔ بلکہ کرنے لگے ہیں۔ انکی جانب صرف بقدر ضرورت متوجہ ہوں اور توجہات عالیہ کا زیادہ تر حصہ ان ابنائے ملت کی اصلاح حال کیلئے وقف فرمائیں جنکی حالت ان سے کہیں زیادہ محتاج توجہ ہے۔ اور ہمارے ان عملی کوششوں کے تسلی بخش و بارآور ہونے کی میری رائے میں بہترین ترکیب یہ ہوگی کہ تنخواہدار کارکن ہر اہم خدمت کیلئے مقرر کئے جائیں۔ تاکہ ضروری کاموں کا برابر باقاعدہ انجام پانے کا اطمینان ہو جائے اور اشاعت تعلیم و تہذیب و اصلاح رسوم نتیجہ۔ تعلیمی مردم شماری وغیرہ وغیرہ مختلف ضروری شعبوں کی باقاعدہ رپورٹیں ماہ بماہ مستقل طور پر پبلک میں پیش کی جاتی رہیں۔ تاکہ علاوہ سند کارگذاری کے افراد قوم کو ان نیک اغراض سے ہمدردی اور ترغیب اعانت بھی پیدا ہوتی رہے:

راقم خاکسار احمد حسین فرید آبادی رفیق انجمن۔ کرہ بنگش دہلی

آل انڈیا مسلم لیگ اور بمبئی پریسیڈنسی

اس بات کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ غدر کے بعد ایک مدت اہل اسلام نے اپنی سلطنت کے لٹنے کے غم میں اپنی ترقی اور بہبودی کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور آنکھ کھلی تو کب؟ جبکہ ہمسایہ قوم نے ترقی کے نہایت [illegible] پہنچ کر اپنے آپ کو گورنمنٹ انگریزی کی نظروں میں ممتاز بنا لیا۔ خدا غریق رحمت کرے سر سید احمد خان کو کہ انہوں نے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ اور بیدار کرکے اس کوشش میں سرگرم ہو گئے کہ کچھ نہیں تو کسی طرح ہمسایہ قوم کے ساتھ مل کر اُن کے پہلو بہ پہلو یہ بھی چلیں ہو لیں۔ مگر افسوس کہ ہمسایہ قوم کی بعض بے عہدیوں نے سر سید مرحوم کو ایسا خستہ کر دیا کہ انہوں نے دوبارہ اُن کے ساتھ مل کر کام کرنے کے خیال کو بھی بالکل پھینک دیا۔ اور ارادہ کر لیا کہ ان سے علیحدہ کوئی تجویز ایسی کی جائے کہ جس کے ذریعہ سے مسلمانان بنگال متفقہ آواز گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچائی جا سکے۔ مگر مسلمانوں کی تعلیمی کمزوری نے اس بیہودہ حوصلہ کو پست کرکے بالآخر اس خیال کو نیست و نابود کر دیا۔ ایک مدت کے بعد مسلمانوں کو خیال آیا کہ الحمد للہ اب مسلمانوں کی تعلیمی کمزوری کا وہ زمانہ نہیں رہا۔ کہ جس کے سبب سے سید احمد خان مرحوم نے پولیٹیکل تحریک سے اجتناب کی قوم کو ہدایت کی تھی۔ اور چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ اخبارات کے کالم [illegible] کے مضامین سے بھرے ہوئے نظر آتے تھے کہ بعض پرجوش نوجوانوں نے ان مباحث کے نتائج ظہور پذیر ہونے سے قبل سودا ماتحت جوش کی طرح اہل [illegible] کانگریس میں شرکت بھی کر لی۔ آخر اتفاق وقت اور عدم وجود [illegible] نے مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ سر سید مرحوم کے مردہ خیال کو [illegible] مقصد دوبارہ جلوہ گر کرکے اپنی مجتمع قوت کو باہمی مخالف خیالات کے انتشار کی پامالی سے بچائیں۔ خدا سلامت رکھے نواب وقار الملک بہادر کو کہ آپ نے اس میدان میں قدم رکھ کر اس خیال کو آل انڈیا مسلم لیگ کی صورت میں ظاہر کرکے قوم پر ایسا زبردست احسان کیا ہے کہ جب تک یہ کسی طرح ادا ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس قومی پولیٹیکل جد وجہد نے سال ہی ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اہل اسلام کے مردہ قالب میں جان ڈال دی اور آل انڈیا مسلم لیگ کی کامیابیوں نے تمام قوم میں ولولہ ڈال دیا اور ہندوستان کے چاروں طرف مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ زندہ دلان پنجاب نے اس موقع کو مغتنمات سے شمار کیا اور مسلم لیگ کی شاخ بنام نہاد "دی پراونشل مسلم لیگ پنجاب" قائم کرکے اپنی زندہ دلی کا بدیہی ثبوت دیا۔

گذشتہ سوموار [illegible] کو پنجاب کے مختلف شہروں کے روشن خیال تعلیم یافتہ حضرات (جو بطور ڈیلیگیٹ مدعو کئے گئے تھے) کی موجودگی میں جلسے ہوئے۔ اتفاق آرا سے میاں شاہدین صاحب صدر بنائے گئے اور میاں محمد شفیع صاحب سیکرٹری جنہوں نے عارضی عہدہ داروں کے انتخاب کے بعد ایک مختصر رپورٹ سنائی جس میں بقول معزز ایڈیٹر وکیل اُن واقعات کا ذکر تھا جو اس لیگ کے وجود میں آنے کا باعث ہوئے۔ اور وہ تدابیر بیان کی گئی تھیں جو کمیٹی نے لیگ کو موجودہ شکل میں لانے کی غرض سے اختیار کیں میاں محمد شفیع کی رپورٹ کے بعد میاں شاہدین صاحب صدر جلسہ نے ایک شاندار اور موثر تقریر فرمائی جس میں ایشیا دور دور کے ملک کے بعد جو تغیرات واقع ہوئے ہیں اُن کا ایک دلچسپ پیرایہ میں اظہار کرکے قوم کو پولیٹیکل معاملات میں حصہ لینے کی ہدایت کی۔ اور اُن کے بعد شیخ عبدالقادر ایڈیٹر مخزن نے دی پراونشل مسلم لیگ کو ایک شاخ کی صورت میں آل انڈیا مسلم لیگ سے ملحق کرنے کا رزولیوشن پیش کیا جو مدلل تقریر کی تائید کے بعد پاس ہو گیا۔

ہم آل انڈیا مسلم لیگ کی کامیابیوں اور اس مبارک الحاق پر مبارکباد دے کر اپنے صوبہ کے تعلیم یافتہ معزز لیڈران قوم سے عموماً۔ اور مولوی رفیع الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا، قاضی کبیر الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سے خصوصاً (جن کی آپ لوگوں کی عملی کوششوں اور ذاتی پامردیوں کے صدقے بہت سے ایسے کام مسلمانوں کے نکلے ہیں۔ جن کا پیدا ہونا اگر محال نہ تھا تو غیر ممکن ضرور تھا) استدعا کرتے ہیں کہ زندہ دلان پنجاب کی لائق تقلید الحاق پر نظر کرکے احاطہ بمبئی میں بھی آل انڈیا مسلم لیگ کی شاخ قائم کریں۔ اور اس پرانے دقیانوسی خیال پر عمل پیرا ہو کر (مسلمانوں کو اب پولیٹیکل جد وجہد کے فوائد سے محروم رکھتے ہوئے) اس کے نقصانات کے متلاطم دریا کے زبردست بھنور میں ڈوبنے نہ دیں۔ امید ہے کہ ہماری اس مختصر تحریر پر غور فرما کر شاخ مذکور کے قیام کی ضرور کوشش کی جائیگی اور ہمیں شکریہ کا موقع دیکر صوبہ کے مسلمانوں کو ممنون فرمایا جائے گا۔ اور بہت خوشی کی بات ہوگی اگر کراچی کے سالانہ جلسہ کے قبل اسکی تجویز کرکے اخبارات کے ذریعہ الحاق شاخ کا اعلان کر دیا جائے۔

راقم محمد شریف عزیز ایڈیٹر مفید روزگار بمبئی

منقولات

مڈغاسکر کے مسلمان

مڈغاسکر ایک بہت بڑا جزیرہ براعظم افریقہ کے مشرق میں ہے۔ آج کل اس جزیرہ پر فرانسیسیوں کی حکومت ہے۔

رسالہ "عالم اسلامی" لکھتا ہے کہ مڈغاسکر میں بہت سے مسلمان موجود ہیں جن میں سے بعض عرب ہیں اور بعض ہندوستانی کئی سو مسلمان ماجونگا میں آباد ہیں۔ (۲۴۱) مسلمان تاماتاف میں اور (۱۲۳) انتاناناریو میں اور بہت سے مسلمان جزیرہ کے ساحلی مقامات فورٹ ڈاؤفن۔ مالیفا۔ تانونا۔ اور نوسی بی وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ اکثر مسلمان سوداگری کرتے ہیں۔ اُن کی ایک مسجد بھی ہے۔ ہر سال وہ اپنے مذہبی اور دنیوی معاملات کو طے کرنے کے لئے اپنا ایک پیشوا انتخاب کرتے ہیں۔ آجکل ان کا قومی سردار ایک [illegible] نامی ہے۔ وہ زمانہ حال کی ترقی کی باتوں پر مائل ہیں۔ اور اپنے بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ تاماتاف کے مدرسہ میں ۱۹۰ طلباء داخل ہیں جن میں سے ۲۰ طلباء مسلمان ہیں ماجونگا کے فرانسیسی مدرسہ میں بھی ایک گروہ مسلمان طلباء کا موجود ہے جن کو فرانسیسی مدرس تعلیم دیتے ہیں۔ نوسی بی کے مدرسہ میں بھی ایک کلاس مسلمان طلباء کے لئے کھلنے والی ہے۔ تاناناریو میں جنرل گالیانی نے جو انجمن مشرقی تحقیقات کی چند سال سے قائم کی ہے اُسنے عربی زبان کی قلمی کتابیں اور قرآن مجید کے خوشخط قلمی نسخے جو انتیمورو۔ انتیزاکا۔ انتانوزی (جو مشرقی ساحل پر واقع ہیں) فارنگا کانا۔ اور فوہیانز وغیرہ مقامات میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

جزیرہ ماریشس کے مسلمان

یہ جزیرہ مڈغاسکر سے ۷۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ "عالم اسلامی" لکھتا ہے کہ اس جزیرہ کے اکثر باشندے ہندوستانی مسلمان ہیں۔ ۱۸۳۸ء سے مسلمانوں نے اس جزیرہ میں آباد ہونا شروع کیا۔ یہ مسلمان کاشتکاری میں مشغول ہیں۔ اور ان میں سے اکثر نیشکر کی کاشت کرتے ہیں۔ جو اس جزیرہ کی اہم پیداوار ہے۔ ان مسلمانوں سے بہت دنوں کے بعد سورت کے مسلمان اور میمن قوم کے لوگ یہاں پہنچے اور انہوں نے تجارت شروع کی۔ اب اس جزیرہ کے ہر قصبہ میں یہ لوگ پھیلے ہوئے ہیں۔ اور تجارت کے کام میں مشغول ہیں۔ شکر کی سوداگری بھی انہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ شکر ہندوستان کو بھیجتے ہیں۔ اور اس کے عوض میں دہلی سے غلہ اور کپڑا منگاتے ہیں۔ کپڑے کا سب سے بڑا

تجارتی کارخانہ ایک مسلمان کا ہے جس کا نام سید فاید ہے۔ اور سب سے بڑا زمیندار بھی ایک مسلمان ہی ہے جس کا نام سید غلام حسین ہے بمبوٹ کے مسلمانوں اور میمنوں کے تین کارخانے شکر سازی کے بھی ہیں۔ مگر نیشکر کی کاشت کا کام وہ بالکل نہیں جانتے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری سے معلوم ہوا تھا کہ اس جزیرہ میں ۴۴ ہزار مسلمان آباد ہیں انتظامی تقسیم کے لحاظ سے اس جزیرہ کے تین حصے ہیں۔ ہر حصے میں تین چار مسجدیں مسلمانوں کی موجود ہیں پورٹ لوئیس میں جو اس جزیرہ کا دارالحکومت ہے مسلمانوں نے ایک عالی شان مسجد بنائی ہے اور اسکے لئے وقف کی آمدنی بھی بہت زیادہ ہے اس مسجد کا امام مکہ یا مدینہ کا کوئی عالم شخص ہوتا ہے۔ اس جزیرہ میں مسلمانوں نے کئی انجمنیں بھی قایم کی ہیں منجملہ اُن کے ایک انجمن نہایت شاندار ہے جس کا پریسیڈنٹ شکر علی ہے اس عہدہ پر ہر سال نیا شخص اتفاق رائے سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اس جزیرہ کے باشندے کریول زبان میں بات چیت کرتے ہیں جو فرانسیسی زبان کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ مگر انگریزی زبان یہاں کی سرکاری زبان ہے فرانسیسی زبان میں سال بھر سے ایک اخبار بھی مسلمانوں نے نکالنا شروع کیا ہے جس کا نام "اسلام" ہے اس میں مسلمانوں کے قومی۔ مذہبی۔ تعلیمی اور ملکی معاملات پر بحث کی جاتی ہے ؛

فرانس میں مسلمانوں کی یادگاریں

مصر کے فرانسیسی اخبار لیتدار یجپسیر کو ایک فرانسیسی نامہ نگار لکھتا ہے کہ فرانس کے وسط میں بہت سے کاشتکار ہیں جو اپنے رنگ اور خال و خط اور اخلاق و عادات کے لحاظ سے فرانسیسیوں سے ممتاز ہیں۔ اور یہ سب عربوں کی نسل سے ہیں ملک کی آب و ہوا نے زبان کے سوا اُنکی کسی چیز کو تبدیل نہیں کیا ہے۔ دلّہ کا لفظ اور بعض دیگر عربی الفاظ اب تک ان کی زبانوں پر جاری ہیں۔ فرانس کا نامور مورخ موسیو میو لکھتا ہے کہ اگر تم کسی کاشتکار کو دیکھو کہ اسکا بدن لاغر ہے چہرہ کی رنگت سانولی ہے۔ نظر تیز ہے اور اُس میں دلیری معمول سے زیادہ ہے تو یقین کرو کہ وہ عرب کی نسل سے ہے موسیو فون تمیسے کہتا ہے۔ کہ فرانس کے بعض کاشتکاروں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ اب تک باپ اور بیٹے کے عربی نام استعمال کرتے ہیں تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ اُن فاتح عربوں کی نسل سے ہیں جنہوں نے فرانس پر حملہ کیا تھا : اور اُن کے پاس شجرہ نسب اب تک موجود ہیں۔ روسب اور بوبی کے فرانسیسی باشندوں میں آج تک عربوں کے کارناموں کا چرچا ہے اُنکے نزدیک وہ تمام قلعے اور منہدم شدہ عمارتیں جن پر تین سو برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے عرب قدیم کی یادگاریں ہیں۔ فرانس کے مغرب اور وسط میں مثل دروازوں اور زلوں اور ریانی کے نمونے اب تک عربوں کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ اور اُن کے ناموں میں بھی عربی ناموں کی جھلک موجود ہے۔

عربوں نے ساتویں صدی عیسوی میں گرکاسون میں قدم رکھا۔ الی جور۔ ربیع جیبو خان اور فلانی کو تاخت و تاراج کیا۔ اور اپنی فوجیں دریائے لوار اور دریائے گارون کی وادیوں تک پھیلا دیں۔ اُس وقت ڈیوک ڈ انٹوں عربوں کے ساتھ معرکہ آرائی میں مشغول تھا مگر چارلس مارٹل کی مخالفت سے مایل ہوا اور اُسنے عربوں سے دوستی کر لی اور مسلمان سپہ سالار عثمان بن علی سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی۔ اس واقعہ کے بعد عثمان نے ارادہ کیا کہ وہ اندلس سے الگ ایک نئی سلطنت قایم کرے۔ اور خود مختار بن بیٹھے۔ اس خیال کے اظہار سے مسلمانوں میں باہم نفاق پیدا ہوگیا۔ انجام یہ ہوا کہ مسلمانوں کی قوم نے فرانسیسیوں کی قوم سے پوائیٹیرز کے میدان میں شکست پائی۔ اس شکست کے بعد جو عرب فرانس میں باقی رہے اُن کے ساتھ فرانسیسی باشندوں نے کوئی ظالمانہ سلوک نہیں کیا۔ بلکہ وہ اُن کے دوست بن گئے اور اُن کے ساتھ گھل مل گئے کیونکہ ان عربوں میں نہایت شریفانہ جذبات تھے فرانسیسیوں نے عربوں کی ہمسایگی کو کس قدر پسند کیا اسکا ثبوت اس امر سے ہوتا ہے۔ کہ فرانس کے بہت سے کاشتکار جو لکھنا پڑھنا بھی نہیں جانتے اور نہ تاریخ سے آگاہ ہیں عربوں کی شجاعت اور فیاضی کے قصے اور اُن کے نمایاں کارنامے نہایت لطف اور دلچسپی سے بیان کرتے ہیں۔ کرنیلیا کے فرانسیسی باشندے آج تک اپنے تئیں فرانسیسیوں سے الگ تھلگ جانتے ہیں۔ اور دیگر فرانسیسی باشندوں کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کرتے اُن کی زبان بھی فرانسیسی زبان سے جدا ہے کیونکہ اس میں عربی کے الفاظ کثرت سے شامل ہیں اور عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔ باہر نکلنے نہیں دیتے۔

سنہ ۸۹۰ء میں عربوں نے دوسری دفعہ فرانس پر حملہ کیا اور اُن کی کشتیاں سان تیروبیر کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہوئیں۔ اور انہوں نے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور ڈھائی سو برس تک اُن کا قبضہ رہا۔ اس زمانہ میں افریقہ کے مسلمانوں کے ساتھ اُن کی تجارت جاری تھی۔ تاریخ ان مسلمانوں کی فضیلتوں اور خوبیوں کو سنہری الفاظ میں نمایاں کرتی ہے۔ اور بتاتی ہے کہ انہوں نے فرانس میں آبپاشی کا طریقہ جاری کیا۔ مختلف قسم کے غلّوں کی زراعت فرانسیسیوں کو سکھائی کرہ الپس پر مویشیوں کے چرنے کے لئے گھاس کی کاشت کی۔ عربوں کے گھوڑوں کی نسل فرانس میں پھیلائی۔ چٹائیوں کے بننے کا فن اُن لوگوں میں جاری کیا۔ چنانچہ کورتیز میں ان عرب کاریگروں کی نسل آج تک موجود ہے۔ کشتیوں کے بنانے کا فن بھی فرانسیسیوں نے انہیں سے سیکھا۔ غرضکہ ان عربوں نے اپنی بہت سی خوبیوں اور اپنے بہت سے کمالات سے فرانس کے باشندوں کو متمتع کیا جن کی داستان طویل ہے ؛ (علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

ممالک غیر

نو آبادی اسیتج کی پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اور ممبروں نے باضابطہ حلف اٹھایا۔

۲۷ر دسمبر کو برلن پایۂ تخت جرمنی سے کوپن ہیگن کو بے تار برقی کا ایک پیغام روانہ کیا گیا۔

لارڈ کلیوین مشہور سائنس داں کا ۱۸ر دسمبر کو انتقال ہو گیا اور ۲۲ر دسمبر کو ویسٹ منسٹر ایبے میں دفن ہوئے۔

جوہانس برگ کے ایک تار کی واقعہ ہوتا ہے کہ ۱۹۰۶ء کی رپورٹ کے بموجب ٹرانسوال کی کانوں سے سال زیر رپورٹ میں ۸۰۹، ۱۱۱، ۳۰ پونڈ کے نقد جواہرات برآمد ہوئے جن میں سے ۴۹۰، ۲۷۴، ۲۶ پونڈ کا سونا تھا اور ۱۱۸۵، ۲۲، ۲۵۴ پونڈ کے جواہرات۔

اٹلی کے مقام پالرمو میں ایک ہوٹل کے زیر زمین حصے میں آتشگیر مادہ کے دھماکے سے عمارت بیٹھ گئی ۶۰ آدمی ہلاک اور سو سے زیادہ زخمی ہوئے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مقام پٹسبرگ میں ۲۰ر دسمبر کو ایک کوئلہ کی کان کے پھٹنے سے ۶۰ آدمی ہلاک اور دو سو سے زائد سخت مجروح ہوئے۔

پورٹ سعید کے بندرگاہ میں کوئلہ لادنے اور اتارنے والے مزدوروں نے اسٹرائک کر دیا جس سے جہازوں کی آمد و رفت میں ہرج واقعہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

انگلستان کا نگر دفتر جنگ اپنی افواج میں جاپانی سنگین رائج کرنے کی تجویز کر رہا ہے جو انگریزی سنگین سے تین انچ زیادہ لمبی ہے اور اسلحہ میں لمبے ہونے کو عجیب دکھائی دیتی ہے۔

افسوس کہ سر جان سٹریچی سابق لفٹننٹ گورنر صوبجات متحدہ کا ۲۰ر دسمبر کو ولایت میں انتقال ہو گیا۔

لنکا شائر کے کارخانہ جات پارچہ بافی کے اہل مزدور بعض شکایات کی وجہ سے ہڑتال کر رہے ہیں۔ ۸ر فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو ڈیڑھ لاکھ مزدور ایکا کر کے کام چھوڑ بیٹھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ولایت کے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف نے ۲۳ر دسمبر کو غدر سنہ ۱۸۵۷ء کے بہادروں کو ایک عالیشان دعوت دی جس میں لارڈ رابرٹس بھی شریک تھے۔ حضور ملک معظم نے اظہار خوشنودی کا ایک پیغام بھیجا۔ لارڈ کچنر اور لارڈ منٹو نے بھی بذریعہ تار پیغامات بھیجے۔

اسلامی دنیا

امیر صاحب کے حسن سلوک کا شہرہ سنکر سردار ایوب خان نے بھی درخواست کی ہے کہ مجھے واپس کابل آنے اور بقیہ عمر وہاں بسر کرنے کی اجازت دیجائے۔

انجمن اسلامیہ بمبئی کی منتظمہ کمیٹی نے ۲۶ر دسمبر کو ایک جلسہ میں بالاتفاق رائے مسٹر محمد علی کو اس غرض سے ولایت بھیجنے کے لئے منتخب کیا کہ وہاں جا کر حکام اور پبلک کے سامنے گورنمنٹ ٹرانسوال کے اس جدید قانون کے خلاف ایجی ٹیشن کی تحریک کریں جو ایشیائی تارکان وطن کے خلاف حال میں پاس کیا گیا ہے۔

میاں عبد العزیز ایم اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و پرسنل اسسٹنٹ صاحب ریونیو کمشنر صوبہ سرحدی پنجاب اپنے عہدہ پر مستقل ہوئے۔

خان صاحب منشی عبد الکریم خان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہزارہ سے بنوں کو تبدیل ہوئے۔ ملک تخت خان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وہاں سے ہزارہ میں تبدیل ہوئے۔

مسٹر حمیدی حسن کی میعاد ملازمت حیدرآباد ماہ اپریل آئندہ میں ختم ہونے والی ہے سنا ہے کہ کچھ عرصہ تک اور اسی عہدہ پر رہینگے۔

ذکی خیل آفریدی خیبر رائفلز کے سپاہیوں پر اکثر گولیاں چلاتے رہتے ہیں۔ اور بہت بیباک ہو گئے ہیں ان کا خیال ہے کہ سرکار انگریزی ہمارے خلاف کسی قسم کی تعزیری کارروائی نہیں کر سکتی۔

سلطان زنجبار جو پچھلے دنوں جلالتماب سلطان المعظم کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کرنے قسطنطنیہ تشریف لے گئے تھے جلالتماب نے مرصع عثمانی نشان مرحمت فرمایا۔ اور آپکے ہوم سکریٹری طلعت علی آفندی کو درجہ چہارم کا مجیدی تمغہ عطا کیا۔

دولت علیہ نے ہز ہائنس امیر ساسی اصلان کو محمد علی بک عابد سفیر ولایات متحدہ کے ہمراہ وانگٹن میں قونصل مقرر فرمایا۔ جدید سفیر نے اپنے تقرر کا حکمنامہ پریزیڈنٹ متحدہ دولت کی خدمت میں باضابطہ پیش کیا۔

۱۳ر دسمبر کو بروز جمعہ لالہ دیوان چند ولد لالہ دامو در داس صاحب کھتری آریہ ساکن وزیرآباد نے مولوی محمد ابراہیم وکیل اسلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا۔ یہ ایک ہونہار گریجوایٹ اور اعلیٰ آریہ گھرانے کے ممبر ہونے کے علاوہ ایک بار وزگار نوجوان ہیں۔ اور انکی بارہ پندرہ ہزار روپے کی جدی جائداد کو لات مار کر مسلمان ہوئے ہیں۔

سر ایلڈن گورسٹ برٹش ایجنٹ متعینہ مصر جو حال میں چار صوبجات کے دورے سے واپس آئے ہیں اس امر سے بہت مطمئن ہوئے ہیں کہ مصری باشندے ابتدائی تعلیم اور میونسپل اصلاحات سے متعلق بہت گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔

جدید آئین کی رو سے اہل ایران کو اپنے ملک میں صنعتی اور تجارتی کمپنیاں قائم کرنے کی اجازت ملگئی ہے۔ اور شاہی خاندان کے معزز ممبروں نے قومی بینک کے لئے ۹۶ لاکھ روپے کی عظیم رقم بطور امانت دی ہے۔

مدینہ منورہ کے ریلوے سٹیشن (حجاز ریلوے) کے متصل سلطان المعظم نے ایک عظیم جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے پچھلے دنوں ۳۰ ہزار آدمیوں کے سامنے اسکی بنیاد رکھی گئی۔

بخارا کاشغر اور چین کے کئی سو اشخاص جو بعزم حج و زیارت حرم نبوی صلعم قسطنطنیہ آئے تھے اُن میں سے بعض کی تہیدستی اور ناداری کی خبر پا کر سلطان المعظم نے جیب خاص سے انکی امداد فرمائی اور بیروت تک بلا کرایہ جہاز پر سوار کرائے گئے۔

مہمندیوں کے جس گروہ نے ریلوے سروے پارٹی پر آگ برسائی تھی انہوں نے درہ خیبر کے اس پار کے چند دیہات پر بھی گولیاں چلائیں مگر کچھ نقصان نہوا۔

تیراہ کے شیعہ اور سنیوں کی خانہ جنگیاں جو ملا سید اکبر کی سعی و کوشش سے رفع دفع ہو گئی تھیں سنا ہے کہ اب پھر از سر نو تازہ ہو گئی ہیں۔ اور حال میں ہر دو فریق کے مابین کسی قدر لڑائی ہوئی ہے۔

سرحدی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ امیر صاحب کا پیش خیمہ کابل سے جلال آباد کو روانہ ہو گیا ہے اور امیر ممدوح خود اس ماہ کے اخیر میں کابل سے روانہ ہونگے۔ اس سے زمستان کے قندھار تشریف لیجانے کے ارادہ کی تردید ہوتی ہے۔

افغان بانگ مولوی ایک کثیر جماعت جنمیں اکثر سردار ایوب خان کے متعلقین میں لبسر کر رہی تھی سردار عبد المجید خان سابق سب انسپکٹر پولیس پشاور سے کابل کو روانہ ہوئی۔

کابل سے اس امر کی اطلاع پہنچی ہے کہ افغانی ترکستان کے دورہ سے واپس آکر امیر صاحب نے اپنی مجلس شوریٰ از سر نو ترتیب دی ہے اور بعض اہلکار جنہیں زمستی اور سردار نصر اللہ خان سے اکثر اختلاف رائے رہتا تھا اُن کی بجائے زیادہ موزوں اشخاص کو مجلس میں جگہ دی ہے۔ سنا ہے کہ امیر صاحب نے اس امر کا بھی اعلان کیا ہے کہ حسب دستور قدیم آئندہ پھر روزانہ دربار منعقد ہوا کرے گا جس میں ہر شخص کو کارروائی دیکھنے کی اجازت ہوگی۔

کہتے ہیں کہ قبیلہ مومند کے ایک جرگہ نے حال ہی میں امیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آزاد سرحدی علاقہ میں سے انگریزوں کو شلمان ریلوے کی تعمیر سے روکا جائے مگر امیر صاحب نے جواب دیا کہ موجودہ علاقہ میں ریلوے تعمیر کرنے کا گورنمنٹ برطانیہ کو ہر طرح سے اختیار ہے۔ اور وہ قبائل ہے کسی قسم کی دست اندازی نہ کریں گے۔

۲۶ر دسمبر کے جلسے کے بعد علی گڈھ سے جو تہنیتی تار حضور نظام حیدرآباد کی خدمت میں بغرض اظہار خوشنودی تولد دو شہزادگان کے ارسال کیا گیا تھا اسکے جواب میں ہز ہائینس نے شکریہ کا تار بھیجتے ہوئے نواب وقار الملک کے انتخاب سکریٹری شپ پر اظہار مسرت و اطمینان فرمایا۔

نہایت مسرت کا مقام ہے کہ نواب وقار الملک آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ کے بذریعہ تار درخواست کرنے پر سر آدمجی پیر بہائی مشہور تاجر بمبئی نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کا جو ۲۹ر و ۳۰ر دسمبر کو بمقام کراچی منعقد ہوگا پریزیڈنٹ بننا منظور کر لیا ہے۔

باب العالی نے یمن کے باغیوں کی طرف جس خاص حجازی وفد کے بھیجنے کی خبر پچھلے دنوں مشہور ہوئی تھی اور جس میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بڑے بڑے نامی علما شامل تھے۔ افسوس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی وہاں سے ناکام واپس آیا ہے۔ اور باغیوں نے صلح صفائی کی ایک بات نہیں مانی۔ کہتے ہیں کہ اب بزور بازو انہیں سیدھا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا۔

مغربی افریقیا رپورٹ ہے فیروز پور میں بھی پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی شاخ قائم کی گئی ہے۔

مراکو اور الجیریا کی سرحد پر بدستور لڑائی جاری ہے۔

رائٹر قسطنطنیہ کے تار کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ باب العالی نے شاہ مراکو سے مطالبہ کیا تھا کہ ملک حجاز کے کام جو جنیوا میں ہیں اُن کے صادر کردہ احکام صرف اُس صورت میں قابل عمل ہوں گے کہ وہ دولت علیہ کی بالادستی منظور کریں اور اُسی سے تنخواہ پائیں۔ لیکن سینٹ اور دول خارجہ نے اسے نامنظور کیا۔

۲۴ر دسمبر کو ... بم مظفر ہے کہ مکہ معظمہ میں ... دس آدمی ہیضہ اور پانچ ہلاک ہوئے۔

افسوس کہ ... میں انا ترکی سفیر متعینہ ... نے ... کو ... کا ۱۴ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو لنڈن میں ... سال ہوگیا۔

گزشتہ ہفتہ میں ایران کے متعلق جو پیغامات تار رائٹر ایجنسی کی معرفت وصول ہوئے اُن سے معلوم ہوا کہ انقلاب پسندوں کے منافی تھا اور اکبر آباد شمر اور ... نے مل کر ایوان شاہی کے متصلہ پولیس پر قبضہ کر لیا تھا اور شاہ پرستوں کا ... سید ... قومی ترقی کے حامیوں نے بغرض مدافعت پارلیمنٹ کے گرد ایک میل تک قلعہ بندی بھی کر لی تھی مگر اس امر کا اعلان ہونے سے کہ دستور قائم رکھا جائے گا اور بصورت دیگر شاہ اور پارلیمنٹ کے درمیان کا سلسلہ ... کر دیا جائے گا۔ نیز علما ... انجمنوں نے میدان اور پارلیمنٹ کے سامنے سے ... کو ... ہٹ گئے اور معتمد ... گھروں کو واپس چلے گئے۔ نظام السلطنت نے شاہ معظم کے ... سے جدید کیبنٹ قائم کی۔

اہل ایران نے دول یورپ سے جو اپیل کیا تھا اُس کا روسی سفیر نے یہ جواب دیا ہے کہ روس ایران کے اندرونی معاملات میں دست اندازی نہیں کرنا چاہتا اور صرف اپنی رعایا اور سرحد کی حفاظت کرنے پر اکتفا کرے گا۔

بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ شاہ معظم نے روس اور انگریزی سفیر کو ... کا یقین دلایا کہ میں اپنی حکومت کے برخلاف نہیں ہوں اور ... پارلیمنٹ کے ساتھ مل کر کام کرنے کی حتی الامکان کوشش کروں گا۔ نیز پارلیمنٹ کو ... ایک نسخہ قرآن شریف کا مع اپنے دستخطی اور مہر شدہ رقعہ کے بھیجا ... کہ ... میں آئین کو ملحوظ رکھوں گا اور بدامنی کے بانیوں کو سزا دوں گا۔ نیز ایوان پارلیمنٹ کی حفاظت کے لئے ایک مستقل گارد مقرر کی جائیگی۔ پھر تمام بازار کھل گئے اور معمولی کاروبار جاری ہوگیا۔ تازہ ترین اطلاعات سے حالت پھر کسیقدر قابل اطمینان پائی جاتی ہے۔

ایک مستند اعلیٰ انگریزی افسر نے رائٹر سے تنہائی کی ملاقات میں بیان کیا کہ ایران موجودہ الجھنوں سے صرف اسی طرح نجات پا سکتا ہے کہ انگلستان اور روس بلا خیال اغراض ذاتی ایران کی از سر نو اصلاح اور ترقی میں کوشش اور امداد کریں جس وقت ایرانی ان دونوں کی بے لوث نیتی کے قائل ہوگئے۔ اسی وقت ملک کی حالت حقیقی ترقی کرنے لگیگی۔ دیگر اسلامی ممالک کے حالات کے لحاظ سے یورپین سلطنتوں کے حق میں اسی قسم کی پالیسی مفید ہو سکتی ہے۔ روس و انگلستان کے خلاف ایران میں کسی قسم کی تحریک کا جاری ہونا۔ ہندوستان۔ افغانستان اور وسط ایشیا میں ان کے خلاف بہت برا اثر پیدا کریگا۔

جلالتمآب سلطان المعظم نے مسٹر پاشا چیف انجینیر حجاز ریلوے لائن کو حسن خدمات کے صلہ میں ماہوار تنخواہ کے علاوہ پچاس پونڈ ماہوار کا دائمی وظیفہ عطا کرنے کا حکم صادر فرمایا یعنی یہ وظیفہ اُن کے بعد بھی اُن کے وارثوں کو ملتا رہیگا۔

... **دسمبر** کو میڈیکل کالج لاہور میں تقسیم انعامات کا جلسہ منعقد ہوا۔ ... سر ڈینزل ایبٹسن ... تھے۔

... دسمبر ۱۹۰۷ء کو مسمّٰی گیان چند ولد تارا چند کھتری ساکن ڈسکہ ضلع سیالکوٹ عمر ۲۶ سال مولوی محمد ... صاحب امام جامع مسجد شیخ خیر الدین مرحوم امرتسر کے ہاتھ پر برضا و رغبت خود ... ہوگیا۔ اسلامی نام عبد اللہ رکھا گیا۔

ہندوستان کی خبریں

صوبہ مشرقی بنگال کے ضلع میمن سنگھ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز گورنمنٹ ہند نے ترک کر دی۔

... دلور جب ... کی لاش ڈیرہ دون کی ڈاک گاڑی میں بمقام الہ آباد پائی گئی تھی اُس کا قاتل جو لوئی بھورتی ذات کا بندہ ہے بمقام بریلی پکڑا گیا۔ اس بدمعاش نے پندرہ روپیہ کے پانے کے لالچ سے اُس لڑکے کا سر دھڑ سے جدا کر دیا۔

ایسٹ انڈین ریلوے کے ... سے ... میل کے فاصلہ پر ... ر دسمبر کی شام کو ... اور ... ایک گاڑی سے تصادم ہوگیا۔ جس سے دو گاڑیاں پاش پاش ہوگئیں اور چھ مسافر ہلاک اور ۲۰ مجروح ہوئے۔

اخبار ... پنجاب ... کے مقدمہ ... کے متعلق مہر صوفی اخبار ... جو مقدمہ مسٹر ... سیشن جج لاہور کی عدالت میں کچھ عرصہ سے دائر تھا اس میں بتاریخ ۱۸ر دسمبر ملزم کو رہا کر دیا گیا۔

آگرہ میں گیہوں روپیہ کے ... سیر اور چنے ... سیر تک بکتے ہیں۔

سندھ کی مصری کپاس ۱۴ر دسمبر کو بمقام میر پور خاص بذریعہ نیلام فروخت کی گئی۔ کل مقدار ۴ ہزار من کے قریب تھی جسکی قیمت گیارہ سے ساڑھے تیرہ روپیہ فی من وصول ہوئی۔ آئندہ نیلام ۵ر جنوری ۱۹۰۸ء کو ہوگا۔

صوبہ جات متحدہ میں قحط کے امدادی کاموں کے متعلق بہا بہا ... ریلوے بریلی۔ بالا منو۔ ... اور ... پور پر ... مجوزہ لائنوں پر عنقریب کام شروع ہونے والا ہے۔

ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر ۱۲ر دسمبر کو لاہور میں تشریف لاتے اور جلسہ کانووکیشن پنجاب یونیورسٹی میں شریک ہوئے۔

کانسی پور کلکتہ میں ایک جوٹ کمپنی کے گودام میں آگ لگی۔ چار لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

مقام ... علاقہ ... میں اور چھ ماہ کے لئے تعزیری پولیس کا قیام منظور کیا گیا۔

ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبہ مشرقی بنگال ۱۴ر جنوری کو بمقام ... میں زراعتی و صنعتی نمائش کا افتتاح کرینگے۔

مدراس میں ماہ فروری میں دستی کرگھوں کی نمائش ہوگی۔ لوکل گورنمنٹ نے انعامات کے لئے ... روپیہ منظور کیا ہے۔

حضور ویسرائے بہادر برما کی سیاحت سے فراغت پاکر ۱۹ر دسمبر کی شام کو روانہ ہوتے ہوئے دوسرے روز رنگون سے روانہ کلکتہ ہوئے جہاں ۲۲ر دسمبر کو معہ ہمراہیان رونق افروز ہوئے۔

سال آئندہ میں جو چار دیسی افسر ملک معظم کی اردلی کے لئے انگلینڈ جانے تجویز ہوئے ہیں وہ بلوچی اور افغان رجمنٹوں میں سے منتخب کئے جائینگے۔

لالہ بھگوان داس صوفی کی جگہ پر لالہ بہادر سنگھ بخش گارڈین مہاراجہ صاحب پٹیالہ ریاست کی ریجنسی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔

مسٹر ایس ایم رابنسن گورنمنٹ ایڈووکیٹ پنجاب جو آج کل ولایت میں رخصت پر گئے ہوئے ہیں وسط ماہ جنوری ۱۹۰۸ء سے چیف کورٹ پنجاب میں سات ماہ کے لئے قایم مقام جج مقرر ہوئے۔

آبپاشی انڈین ریلوے کے ملازموں کی شکایات پر غور کرنے کی غرض سے جو مصالحتی بورڈ قایم ہوا تھا اس نے تین روز کی کارروائی کے بعد دنیا کا مرجع کیا اور تمام موجودہ ممبروں نے بالاتفاق ریلوے تمام امور کی رپورٹ کر دیا ہے کہ ملازموں کی شکایات پر غور کرنے کے لئے شنبہ سوم ماہ آئندہ بورڈ کا اجلاس ہو گا۔

عشرہ مختتمہ ۳۰ نومبر سے اندر کل ۱۳۲۳ طاعونی اموات ہوئیں جو ہفتہ ماسبق سے ۲۹۷ کم ہیں بتفصیل ذیل ہیں درج ہے۔ احاطہ بمبئی ۱۴۰۱۔ پنجاب ۳۶۶۔ صوبجات متحدہ ۳۳۲۔ بنگال ۲۰۳۔ احاطہ مدراس ۱۱۰۔ برہما ۶۱۔ ریاست میسور ۳۵۔ حیدر آباد ۹۵۔ وسط ہند ۲۶۔ صوبہ سرحدی پنجاب (ضلع پشاور) ۲۰۔

حالت فصل کے متعلق حضور والیسرائے نے ۱۲ دسمبر کو جو تار برقی اطلاع صاحب وزیر ہند کی خدمت میں ارسال کی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ برہما میں آمدہ بارش نے جس کی فصل کو خاطرخواہ فائدہ پہنچایا اسکے علاوہ مدراس حیدرآباد اور وسط ہند کے بعض حصوں میں اچھی اور کافی بارش ہوئی۔ صوبہ مشرقی بنگال و آسام میں خفیف بارش ہوئی شمالی ہند میں بارش کی سخت ضرورت ہے۔ صوبجات متحدہ میں ۹ ہزار کے قریب فی دمرد قحط کے آزمائشی کاموں پر لگا ہوا ہے۔ اور دو اضلاع میں قحط کی موجودگی کا اعلان کیا گیا ہے۔ وسط ہند اور بمبئی کے اکثر اضلاع میں امدادی کام شروع کئے گئے نرخ بدستور گراں ہے۔

لاہور ڈسٹرکٹ بورڈ نے ضلع لاہور کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز کے متعلق اپنی رائے دی۔

گورنمنٹ نے شمالی ہند کی ریلوے لائنوں کو خاص طور پر تاکید کی ہے کہ ولایتی کے ہر قسم کے دانہ کے لئے بہت ہی کم شرح محصول عاید کریں تاکہ اسکے عدم محصول کی وجہ سے رعیت کو ہر قسم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اس سے ریلوے کو جس قدر خسارہ ہوگا وہ گورنمنٹ اپنے ذمہ لیگی اور تخفیف شدہ شرح پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔

لندن کمیشن تقسیم اختیارات کلکتہ میں ۲۰ دسمبر سے ۴ جنوری تک شہادت قلمبند کریگی۔

اس خبر کی تردید کی گئی ہے کہ مسٹر جسٹس چٹرجی جج چیف کورٹ پنجاب آئندہ اپریل سے ریٹائر ہونے والے ہیں۔

صاحب چیف کمشنر ممالک متوسط برار نے مسٹر کھپارڈے وائس چیئرمین ممبر امراوتی میونسپلٹی کو اس افزائی عہدہ سے برطرف کر دیا۔

پچاس پچاس روپے کے دو انعام ان دو ہاتھیوں کی ہلاکت کے لئے مقرر ہوئے ہیں جو کھاسی و جینتیا واقعہ آسام کے چند دیہات کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

مسٹر جارج کلارک گورنر بمبئی نے ۱۹ دسمبر کو بمبئی پریزیڈنسی کے دیسی ایڈیٹران اخبارات کو جنکا مقام ان کی اشاعت کے متعلق بمبئی میں مدعو کیا پچاس حاضر ہوئے پہلے انہیں وہ کارخانہ دکھایا گیا جہاں طاعونی ٹیکہ کا سیرم تیار ہوتا ہے۔ ہز ایکسیلنسی نے ایک مختصر تقریر میں ٹیکہ کے فوائد کا ذکر کیا اور خواہش ظاہر کی کہ تمام ایڈیٹران اخبارات اسکے متعلق عوام کی جہالت اور ذہنیت کو دور کریں اور اس نیک کام میں گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائیں۔

کلکتہ سے خبر آئی ہے کہ ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے کے تمام دیسی انجن ڈرائیوروں اور فائرمینوں نے ہڑتال کر دی جس سے مال گاڑیوں کی آمد و رفت بالکل موقوف ہے۔

ایام کرسمس کی تقریب پر ۲۴ سے ۲۶ دسمبر تک نیز ۳۱ دسمبر کو تمام بنک سرکاری حکم سے بند رہیں گے۔

رپورٹ فصل و موسم پنجاب مورخہ ۱۲ دسمبر حسب ذیل ہے۔ بارش ندارد ملتان کے سوا باقی تمام مقامات میں گیہوں غلہ کے نرخ گراں فروخت ہو رہے ہیں۔ اور یہ گرانی روز بروز ترقی کر رہی ہے کپاس کی چنائی اور نیشکر کی پیلائی جاری ہے۔ سیالکوٹ میں ابھی دھان کٹ رہے ہیں سیراب اراضی کی بابت فصل ربیع کی حالت کسی قدر اچھی ہے۔ بارانی کی حالت خراب ہے۔ فصل خریف کی پیداوار غیر سیراب اراضی کی بہت کم ہوئی۔ سیراب شدہ کی کسی قدر اچھی رہی۔ انبالہ۔ لاہور۔ گوجرانوالہ شاہپور میں چوہوں سے۔ انبالہ اور فیروزپور میں دیمک سے اور فیروزپور میں جانوروں سے فصلوں کو نقصان پہنچا۔ لاہور جالندھر اور سیالکوٹ میں کثرت سے اور قلت چارہ نیز جاڑے کی وجہ سے مویشی کی حالت خراب ہو رہی ہے۔ اکثر اضلاع میں چارہ کمیاب ہے۔ اور بعض میں بالکل دستیاب نہیں ہوتا۔ لائلپور۔ انبالہ اور دہلی میں پانی کی شکایت ہے۔

ولایت کے اخبار نویس کو ہندوستان میں آنے کی اجازت ہو گئی ہے۔

ہزآنر لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے مسٹر ینگ ہسبنڈ کمشنر لاہور ڈویژن کو لیجسلیٹو کونسل پنجاب کا ممبر نامزد کیا۔

لیاقت حسین کے مقدمہ سڈیشن بارہ سال میں آئندہ تاریخ سماعت ۴ جنوری مقرر ہوئی سیشن جج نے ضمانت منظور کرنے سے انکار کیا۔

کمیشن تقسیم اختیارات کے ممبر رنگون و مانڈلے میں شہادت قلمبند کرنے کا کام ختم کر کے ۱۴ دسمبر کو کلکتہ پہنچے۔

صوبجات متحدہ کی تازہ رپورٹ فصل و موسم سے پایا جاتا ہے کہ سب جگہ غلہ محطہ کے نرخ سے گراں فروخت ہو رہا ہے اور یہ گرانی روز بروز ترقی پر ہے۔ غنیمت ہے کہ پنجاب سے غلہ برابر چلا آرہا ہے اور سب جگہ کافی دستیاب ہوتا ہے۔ کئی اضلاع میں امدادی کام کھولے گئے ہیں۔ اور بعض مقامات میں مفت امداد بھی ہے۔ امداد پانے والوں کی تعداد ۱۴ ہزار ۲ سو ۴۰ تک پہنچ چکی ہے۔

۹ دسمبر کو شہر ہ جہاں ونی کے کشتیوں کے پل پر سو کے قریب آدمی کشتیوں کے بیٹھ جانے کے سبب دریا میں غرق ہو گئے۔ چند ایک کی لاشیں نیم مردہ حالت میں دریا سے باہر نکالی گئیں۔

مدراس گورنمنٹ نے ایک مدد بذریعہ ان لوگوں کو حرمت کرنے کی غرض سے رائج کیا ہے جو کالرا کے حادثات میں مصیبت زدگان کی جان بچانے کی کوشش کریں گے۔

۲۰ دسمبر کو کلکتہ میں بصدارت بابو سریندرناتھ بنرجی مسٹر نوین نامہ نگار مانچسٹر گارڈین نے تین چار ہزار بنگالیوں کے سامنے ایک لیکچر دیا جس میں سڈیشن کی موجودگی سے انکار کرتے ہوئے اہل ملک کو نصیحت کی کہ گورنمنٹ پر زیادہ وار و مدار نہ رکھیں اور اپنی اصلاح و ترقی کے لئے خود کوشش کریں۔ اخیر میں شکایت کی کہ گورنمنٹ نے میرے پیچھے دو جاسوس چھوڑ رکھے ہیں۔ میرے خطوط کھول کر دیکھے جاتے ہیں اور اخبارات و تار روک رکھے جاتے ہیں۔ جو گورنمنٹ کی شان کے بالکل خلاف ہے۔

گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے ہولکر کالج اندور کا بی اے اور سائنس کے درجہ تک الہ آباد یونیورسٹی سے ملحق کرنا منظور کر لیا ہے۔

سر لانسلاٹ ہیر لفٹیننٹ گورنر صوبہ مشرقی بنگال و آسام ۱۲ دسمبر کی شام کو کلکتہ تشریف لے گئے۔ سنا ہے کہ شاہی کمیشن تقسیم اختیارات کے اجلاس کلکتہ میں غالباً بہت کم لوگ بطور گواہ شہادت دینگے۔

۲۰ دسمبر کو اہل رنگون نے مسٹر ہٹ کے اعزاز میں ایک پبلک جلسہ منعقد کر کے ان کی خدمت میں ایک خیر مقدم کا ایڈریس پڑھا اور امید ظاہر کی کہ وہ اہل برہما کے قایم مقام کے طور پر ان کے حقوق کی نگہداشت کا خیال رکھیں گے۔

اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے گارڈوں نے اپنے حکام بالادست کو ایک عرضداشت اس مضمون کی دی ہے کہ ایسٹ انڈین اور جی آئی پی ریلوے کے گارڈوں کی طرح کام اور تنخواہ کے متعلق ہماری شکایات ہیں۔ انہیں رفع کیا جائے۔